ریاض الصّالحین مترجم

تالیف: امام محی الدین ابی زکریا یحیی بن شرف نووی

مترجم: مولانا شمس الدین صاحب

مکتبۃ العلم
۱۸-اردو بازار • لاہور • پاکستان
7231788 - 7211788

عالم عرب میں مقبول ترین مجموعۂ احادیث

ریاض الصّالحین مترجم

اوّل

تالیف : امام محی الدین ابی زکریا یحیی بن شرف نووی

مترجم : مولانا شمس الدین مدظلہ العالی
صدر مدارس دار العلوم المدینہ چنیوٹ

نظر ثانی : حافظ محبوب احمد خان صاحب

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور۔ پاکستان

فون: 7211788-7231788

پہلی بار کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

نام کتاب .... ریاض الصالحین مترجم (اوّل)

تصنیف .... ابوزکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی

ترجمہ .... مولانا شمس الدین مدظلہ العالی

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... افضل شریف

ملنے کے پتے

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 7221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸ - اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 7211788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت طباعت تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست

کتاب الادب

کتاب آداب الطعام

کتاب اللباس

کتاب آداب النوم

کتاب السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

دین متین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے' قرآن مجید اور اس کی حقیقی تشریح یعنی سنت سید الانبیاء' خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی رکھنے کا سامان کر دیا اس لئے اسباب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو سامان کیا اس کو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ: ''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں'' کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء شریعت کی وضاحت وتشریح کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور یہ ذمہ داری امت مسلمہ کے علماء پر ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر آج تک ہر دور کے علماء نے شریعت مطہرہ کی وضاحت اور حفاظت کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی عظیم المرتبت محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہیں' جنہوں نے حفاظت واشاعت حدیث کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ کتاب ''ریاض الصالحین'' بھی آپ کا ہی بلند پایہ علمی شاہکار ہے جس سے لاتعداد انسانوں نے علم حاصل کیا۔ بندہ کے ذہن میں کافی عرصہ سے اس کے ترجمہ کو شائع کرنے کی خواہش جاگزیں تھی۔

اللہ ربّ العالمین نے اپنے بندہ ضعیف کی دلی خواہش کی تکمیل کے لئے غیب سے سامان کیا اور شہر چنیوٹ کے بزرگ عالم حضرت مولانا شمس الدین مدظلہ سے ایک محسن کے ذریعہ رسائی ہوئی۔ حضرت محترم نے کمال شفقت سے میری درخواست کو پذیرائی بخشی اور پھر شبانہ روز کی محنت شاقہ سے اس علمی ورثہ کو عربی سے اردو میں منتقل کیا اور بفضل الٰہی کتاب معنوی اعتبار سے ایک لاجواب شاہکار بن گئی۔

کتاب کے ترجمہ کے بعد جب نظر ثانی کا مرحلہ آیا تو اس کے لئے محترم جناب حافظ محبوب احمد خاں (ایم۔ اے عربی واسلامیات) نے اس کتاب میں رنگ بھرا اور حتی المقدور کوشش کی کہ اس کتاب کے ترجمہ میں کوئی سقم نہ رہے۔ اس کے علاوہ چیدہ چیدہ مقامات پر حواشی کے سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سابق استاد جناب سعید صدیق صاحب نے بڑی مدد بہم پہنچائی۔ اللہ عزوجل ان کے خلوص کو قبول فرمائے۔ ہماری ہر انسانی سعی کے باوجود غلطی محسوس کریں' تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

امید ہے کہ قارئین محترم اس کتاب کو پہلے کی طرح پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے آئندہ اس سلسلہ میں مستند اور اہم کتب کے تراجم وتشریح کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی بھی کریں گے تاکہ اس علمی ورثہ کو اردو کے قالب میں ڈھال کر مفید سے مفید تر بنایا جا سکے۔

اس موقع پر اللہ کے حضور شکر ادا کرتے ہوئے ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس علمی خزانے کو آپ تک منتقل کرنے میں میری کسی طرح بھی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی میں اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے صاحب فہم وبصیرت قارئین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی دعاؤں میں میرے والد (جو اس کارِ خیر میں میرے لئے رہنما بھی ہیں اور ہمت افزائی کا باعث بھی اور بالخصوص میری والدہ مرحومہ جن کے سایہ عاطفت اور دینی و دنیاوی تربیت نے آج اس مقام پر کھڑا کیا ہے) اور میرے لئے، میرے اساتذہ اور رفقاء ادارہ کے لئے خاتمہ بالخیر اور نیکی میں استقامت کی دعا فرمائیں۔

والسلام!

خالد مقبول

تعارف مترجم

اس علمی ذخیرہ کو اردو میں منتقل کرنے میں حضرت مولانا شمس الدین مدظلہ العالی کی شفقت ہی میرے لیے سب سے بڑا سبب بنی۔

مولانا شمس الدین مدظلہ کا تعلق اس علمی خانوادے سے ہے' جس کے ایک چشم و چراغ امت مسلمہ کے محسن' سفیر ختم نبوت' مناظر اسلام' حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مرحوم ہیں۔ جو مولانا شمس الدین صاحب چنیوٹی کے پھوپھی زاد ہیں اور وادیٔ علم میں ان دونوں بزرگوں نے بیک وقت قدم رکھا۔

مترجم کتاب مولانا شمس الدین مدظلہ العالی نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم المدینہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالوارثؒ سے حاصل کی اور پھر دورۂ حدیث آسمانِ علم کے درخشندہ ستاروں استاذ الکل فی الکل' جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث مولانا رسول خانؒ ایسے نابغۂ عصر بزرگوں کی زیرنگرانی مکمل کیا۔

علوم قرآنی اور تفسیر کے لیے آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر اساتذہ سے کسب فیض کیا جن میں علومِ قرآنی کے اسرار و رموز سے آگاہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں قدس سرہ' حافظ الحدیث واستاذ التفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد حسین نیلوی مدظلہ جیسے اکابر ہیں۔

تدریسی زندگی کے لیے اپنے استاذ مرحوم کے ادارہ دارالعلوم المدینہ' چنیوٹ کے لئے آپ کے لئے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی جہاں سے سینکڑوں علماء آپ کی شاگردی کے اعزاز سے سرفراز ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ اس علم و عرفان کے چشمۂ صافی کو مزید برکات سے نوازے' آمین۔

ادارہ مکتبۃ العلم لاہور کی درخواست پر آپ نے کمال شفقت و مہربانی کرتے ہوئے امام نوویؒ کی علمی وراثت ''ریاض الصالحین'' کو اردو کے جدید سلیس اور آسان قالب میں منتقل کیا اور اس کے علاوہ بھی مولانا نے ادارہ کی خاطر بے شمار تراجم کئے جن میں نزھۃ المتقین' دلیل الفالحین' سیرت النبی' اور اس کے علاوہ دیگر کتب اور تفسیر قرآن پر بھی کام جاری ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ادارہ کے کارکنان آپ کی علمی و روحانی ترقی کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حضرت مولانا شمس الدین مدظلہ العالی آئندہ بھی ہماری علمی سرپرستی فرمائیں گے۔

کارکنانِ ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف کتاب کا نام ونسب:

امام نوویؒ کا مکمل نام اس طرح ہے: ابوزکریا محی الدین یحیٰی بن شرف النووی بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام۔ اپنی جائے پیدائش نوآی کی طرف نسبت کی وجہ سے النووی کہلاتے ہیں اور یہ بستی دمشق کے قریب حوران نامی مقام کے متصل ہے۔ امام نوویؒ کے آباؤ اجداد حزام سے سکونت ختم کر کے یہاں آکر رہائش پذیر ہوئے۔

ولادت:

امام نوویؒ کی ولادت اسی علاقے نووی میں ۶۳۱ھ میں ہوئی۔ ان کے والد محترم نے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام اپنی خاص توجہ سے کیا اور امام نوویؒ کے والد محترم خود بھی ایک نیک بزرگ تھے۔ اور انہوں نے اپنے پسر میں خداداد ذہانت وقابلیت کے جوہر نمایاں ہوتے اس کی اوائل عمر ہی میں پرکھ لیے تھے۔

ابتدائی تعلیم:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رب ذوالجلال والاکرام نے تین چیزوں یکجا کر کے ودیعت کی تھیں ان میں: (۱) علم اور اس پر صحیح عمل، (۲) کامل زہد، (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ایک اعلیٰ اخلاق کا نمونہ تھے۔ امام صاحبؒ کے متعلق شیخ یاسین یوسف مراکشی کہتے ہیں کہ میں نے امام نوویؒ کی پہلی مرتبہ اس وقت دیکھا جب وہ دس سال کی عمر کے ہوں گے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے بچے اپنے ساتھ کھلانے پر بضد تھے اور وہ ان سے درگزر کر کے کتراتے تھے لیکن بچے مسلسل اصرار کر کے تنگ کر رہے تھے اور یہ بچہ (امام نوویؒ) رو رہے تھے اور اس حالت میں بھی وقفہ وقفہ سے تلاوت قرآن کو ورد زبان بنائے ہوئے تھے۔ ان کی قرآن سے یہ محبت دیکھ کر میں ششدر رہ گیا اور ان کے استاد محترم کے پاس جا کر کہا کہ اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے۔ انہوں نے کہا کیا تو نجومی قسم کی کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا: ہرگز نہیں یہ الفاظ تو شاید اللہ نے ہی مجھ سے آپ کے سامنے کہلوائے ہیں۔ استاد محترم نے ان کے والد سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اس بچے (امام نوویؒ) کو دین ہی کے لیے وقف کر دیا۔ بلوغت سے پہلے ہی قرآن

مجید ناظرہ ختم کیا اور آگے پڑھنے کی لگن اس عرصے میں بڑھتی رہی۔

راہ علم کی تکالیف و آلائم:

اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ میری عمر جب انیس برس کی تھی تو میرے والد مجھے دمشق لے آئے اور آنے کا مقصد صرف اور صرف تحصیل علم ہی تھا اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو! ☆ کتاب خواں ہے' مگر صاحب کتاب نہیں

شاید امام نووی ؒ بھی اپنی اس اوائل عمری ہی میں اسی بات کا سراغ پا گئے تھے کہ علم کے بغیر زندگی لایعنی و بے معنی ہے۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ میں مدرسہ رواحیہ میں رہنے لگا دو سال ایسے گزارے کہ تھکن سے چور ہونے کے باوجود اک پل بھی آرام نہ کیا۔ مدرسہ کی روکھی سوکھی روٹی پر بخوشی گزارا کرتا اور تنبیہ جیسی کتب میں نے تقریباً ساڑھے چار ماہ میں یاد کر لی اور میں نے مہذب کی عبارات کا چوتھائی حصہ یاد کر لیا پھر میں شیخ اسحٰق مغربی کے پاس رہ کر شرح و تصحیح کتب (نظر ثانی) کا کام کرنے لگا اور ان کے پاس دلجمعی سے کام کیا۔

خود ہی فرماتے ہیں ہ اللہ نے میرے اوقات کار میں اتنی برکت دی تھی اور میں نے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے بہتر سے بہتر طریقے پر استعمال کیا۔ آپ کے شاگرد فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے مجھے بتایا کہ میں بارہ سبق پڑھتا تھا۔ دو سبق وسیط کے' ایک سبق مہذب کا' ایک سبق جمع الصحیحین کا اور ایک سبق صحیح مسلم کا اور ایک سبق علم نحو میں ابن جنی کی لمع کا اور ایک سبق ابن سکیت کی اصلاح منطق کا اور ایک سبق صرف کا اور ایک سبق اصول فقہ کا کبھی ابو اسحٰق کی لمع اور کبھی فخر الدین رازی کی منتخب کا اور ایک سبق اسماء الرجال کا اور ایک سبق اصول دین کا اور میں ان تمام کتب کے متعلقات (یعنی مشکلات کی شرح اور عبارت کی توضیح اور ضبط لغت کے بارہ میں نوٹ یا حواشی) لکھتا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے علم طب سیکھنے کا بھی شوق پیدا ہوا لیکن بعد میں اپنی طبیعت کا میلان دین ہی کی طرف دیکھ کر کچھ عرصہ اس شعبے میں سر کھپانے کے بعد واپس اپنی اصل کی طرف آ گیا۔

شیوخ و اساتذہ:

ابو ابراہیم اسحٰق بن احمد مغربی' ابو محمد عبدالرحمٰن بن نوح المقدسی' ابو حفص عمر بن اسعد الرابعی الدربلی ابوالحسن سلار بن حسن الدربلی' ابو اسحٰق ابراہیم بن عیسیٰ المرادی' ابوالبقا خالد بن یوسف النابلسی' ضیاء بن تمام الحنفی' ابو العباد احمد بن سالم المصری' ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مالک الجیلانی' ابو الفتح عمر بن نبدر' ابو اسحٰق ابراہیم بن علی الواسطی' ابو العباس احمد بن سالم المصری' ابو عبداللہ محمد ب عبداللہ بن مالک الجیلانی' ابو الفتح عمر بن نبدر' ابو اسحٰق ابراہیم بن علی الواسطی' ابو العباس احمد بن عبدالدائم المقدسی' ابو محمد اسمٰعیل بن ابی الیسر التنوخی' ابو محمد عبدالرحمٰن بن سالم الانباری' ابو عبدالرحمٰن بن محمد بن قدامہ القدسی' ابو محمد عبدالعزیز بن محمد الانصاری اسکے علاوہ بھی ان کا ذوق و شوق دیکھتے ہوئے امید واثق ہے کہ مشائخ کی تعداد بے شمار ہوگی لیکن تاریخ اس تفصیل سے خاموش ہے۔

شاگرد و تلامذہ:

عطاء الدین عطار' ابوالعباس' احمد بن ابراہیم بن مصعب' ابوالعباس احمد بن محمد الجعفری' ابوالعباس احمد بن فرج الاشبیلی' الرشید اسمٰعیل بن المعلم الحنفی' ابوعبداللہ بن محمد بن ابی الفتح حنبلی' ابوالعباس احمد الضریر الواسطی' جمال الدین سلیمان بن عمر الدرعی' ابو الفرج عبدالرحمٰن بن محمد القدسی' البدر محمد بن ابراہیم بنجماعت' الشمس محمد بن ابی بکر بن النقیب' الشہاب محمد بن عبدالخالق الانصاری الشرف ہب ہاللہ بن عبدالرحیم الباری' ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن نمری۔ اس کے علاوہ شاگردانِ رشید کی اتنی تعداد ہے کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔

علمی خدمات:

جیسا کہ امام صاحب اپنی آپ بیتی میں خود لکھ چکے ہیں کہ مجھے اساتذہ سے اسباق لیتے وقت ان پر اپنی رائے حواشی کی صورت میں لکھنے کی عادت تھی اس ہی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کم ہی ایسے طالب علم ہوگے جو علم کے شائق ہو اور ایسے تو شاذ ہی ہوں گے کہ جو زمانہ طالب علمی ہی میں تحقیق وجستجو کے میدان میں اتر پڑیں اسی پیمانے پر پرکھ لیجئے کہ ان کی تصانیف کس پایہ کی ہوں گی۔ ان کتب میں سے صحیح مسلم کی شرح' تہذیب الاسماء واللغات' کتاب الاذکار اور ریاض الصالحین جیسی نہایت اہم کتب شامل ہیں ان سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حالات وقرآئن یہ بتلاتے ہیں کہ امام صاحب کے علمی شوق کی وجہ سے انہوں نے دیگر تصانیف بھی لکھی ہوں گی اگرچہ جو نام ہم نے درج کیے ان کے علاوہ بھی کچھ کے نام معلوم ہیں مگر مرورِ زمانہ اور اشاعت کی آج جیسی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے جہاں دیگر علماء کرام کی کئی ناپید ہوگئیں وہیں امام صاحب کی کچھ کتب کے متعلق بھی یہ شبہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

موت العالِم موت العالَم:

امام صاحبؒ اپنی آمد کے بعد ۲۸ سال دمشق میں گزارنے کے بعد اپنے راہِ ہدایت سے فیض یاب کرسکیں اور ان کی صحیح راہنمائی کریں۔ کچھ عرصہ بعد ہی مختصر سی بیماری کے بعد ۶۷۶ھ میں انتقال ہوا۔ جنازہ میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے کہ بقول شخصے: اس سے پہلے اتنے اشخاص کی کسی جنازے کے موقع پر اکٹھے ہونے کی نظیر کم ہی ملتی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبة الكتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ، الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ، مُكَوِّرِ اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ تَذْكِرَةً لِّاُولِي الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ ، وَتَبْصِرَةً لِذَوِي الْاَلْبَابِ وَالْاِعْتِبَارِ ، الَّذِيْ اَيْقَظَ مِنْ خَلْقِهٖ مَنِ اصْطَفَاهُ فَزَهَّدَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدَّارِ ، وَشَغَلَهُمْ بِمُرَاقَبَتِهٖ وَاِدَامَةِ الْاَفْكَارِ ، وَمُلَازَمَةِ الْاِتِّعَاظِ وَالْاِدِّكَارِ ، وَوَفَّقَهُمْ لِلدَّاْبِ فِيْ طَاعَتِهٖ ، وَالتَّاَهُّبِ لِدَارِ الْقَرَارِ ، وَالْحَذَرِ مِمَّا يُسْخِطُهٗ وَيُوْجِبُ دَارَ الْبَوَارِ ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلٰى ذٰلِكَ مَعَ تَغَايُرِ الْاَحْوَالِ وَالْاَطْوَارِ۔

اَحْمَدُهٗ اَبْلَغَ حَمْدٍ وَاَزْكَاهُ ، وَاَشْمَلَهٗ وَاَنْمَاهُ۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْبَرُّ الْكَرِيْمُ ، الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَحَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ ، الْهَادِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ، وَالدَّاعِيْ اِلٰى دِيْنٍ قَوِيْمٍ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ ، وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ ، وَآلِ كُلٍّ ، وَسَائِرِ الصَّالِحِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا

تمام تعریفوں کا حق دار وہ اکیلا' زبردست' غالب و بخشش کرنے والا ہی ہے جو رات کو دن میں اس لئے داخل کرنے والا ہے تاکہ اہل قلب ونظر اور عقل و دانش کے لئے یادداشت اور عبرت و نصیحت کا باعث ہو۔ اسی ذات ہی نے اپنے بندوں میں سے بعض کے دلوں کو بیدار کر کے چن لیا اور ان کو اس دُنیا سے بے رغبتی عنایت فرما کر ہمیشہ ذکر وفکر اور غور و تدبر کی نگہبانی میں مشغول ومصروف کر دیا' اور ان کو ہمیشہ اپنی اطاعت گزاری اور دارِ آخرت کی تیاری کی توفیق بخشی اور ساتھ ساتھ اپنی ناراضگی اور جہنم کے اسباب سے محتاط رہنے کی ہمت دی اور حالات کی تبدیلی کے باوجود ان کو اس پر ثابت قدم رہنے کی قوت وطاقت عنایت فرمائی۔

میں اس کی پاکیزہ تر اور بلیغ ترین حمد کرتا ہوں۔ ایسی حمد جو تمام صفاتِ کمال کو شامل اور خوب نفع بخش ہو۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو احسان کرنے والا سخی' نرمی کرنے والا' مہربان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کے خلیل و حبیب ہیں جو سیدھے راستے کے راہنما اور مضبوط دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپ پر اور تمام انبیاء (علیہم السلام اور ان کی آل) اور تمام نیک بندوں پر ہوں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنَ﴾[الذاريات:٥٦،٥٧] وَهٰذَا تَصْرِيْحٌ بِاَنَّهُمْ خُلِقُوْا لِلْعِبَادَةِ ، فَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاِعْتِنَاءُ بِمَا خُلِقُوْا لَهٗ وَالْاِعْرَاضُ عَنْ حُظُوْظِ الدُّنْيَا بِالزَّهَادَةِ ، فَاِنَّهَا دَارُ نَفَادٍ لَا مَحَلُّ اِخْلَادٍ ، وَمَرْكَبُ عُبُوْرٍ لَا مَنْزِلُ حُبُوْرٍ ، وَمَشْرَعُ انْفِصَامٍ لَا مَوْطِنُ دَوَامٍ فَلِهٰذَا كَانَ الْاَيْقَاظُ مِنْ اَهْلِهَا هُمُ الْعُبَّادَ ، وَاَعْقَلُ النَّاسِ فِيْهَا هُمُ الزُّهَّادَ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتٰهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [يونس:٢٤] ، وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ۔ وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْقَائِلُ :

وَالْاِنْسَ ......﴾ (الذاريات) ''میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے کچھ رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں''۔ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ انس و جن کی تخلیق عبادت کے لئے ہے۔ پس ان کو اپنے مقصد تخلیق کی طرف توجہ دینی لازم ہے اور دنیا کی لذات و تعیّشات سے زہد وتقویٰ کے ذریعہ اعراض کریں۔ کیونکہ دُنیا فناء کا گھاٹ ہے۔ قیام کی جگہ نہیں اور یہ گزرنے کی سواری ہے۔ سرور وخوشی کی منزل نہیں اور انقطاع کا مقام ہے' دوامی کارگاہ نہیں۔

فلہٰذا اس کے بندوں میں عبادت گزار ہی فی الحقیقت بیدار ہیں۔ زہد وتقوی والے ہی سب سے بڑے عقلاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ......﴾ (یونس) ''بے شک دنیا کی زندگی کی مثال آسمان سے اترنے والے پانی جیسی ہے۔ پس اس کے ساتھ سبزہ رلا ملا نکلا۔ جس کو آدمی اور جانور کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین سبزے سے خوبصورت اور مزّین ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ اس پیداوار پر قابو پالیں گے۔ تو اچانک رات یا دن ہمارا عذاب والاحکم پہنچا تو ہم نے اسے کاٹ کر اس طرح کر دیا گویا کل وہاں کچھ ہی نہ تھا۔ غور وفکر کرنے والوں کے لئے ہم نے نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں''۔ اس سلسلہ کی آیات بہت ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطَنَا
طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتَنَا

① بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے سمجھدار بندے ہیں جنہوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور دنیا کی فتنہ سامانیوں سے ڈر گئے۔

نَظَرُوْا فِيْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا
اَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا

② انہوں نے دنیا میں غور کیا جب یقین سے یہ جان لیا کہ یہ کسی زندہ کے لئے وطن نہیں ہے۔

جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَّاتَّخَذُوْا
صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنَا

③ تو انہوں نے اس کو گہرا سمندر قرار دے کر نیک اعمال کو اس کے لئے کشتیاں بنالیا۔

فَاِذَا كَانَ حَالُهَا مَا وَصَفْتُهٗ ، وَحَالُنَا وَمَا

جب دنیا کی حالت یہی ہے جو میں نے بیان کی اور ہمارا مقصود جس

خُلِقْنَا لَهُ مَا قَدَّمْتُهُ ، فَحَقٌّ عَلَى الْمُكَلَّفِ اَنْ يَذْهَبَ بِنَفْسِهِ مَذْهَبَ الْاَخْيَارِ ، وَيَسْلُكَ مَسْلَكَ اُولِي النُّهٰى وَالْاَبْصَارِ ، وَيَتَاَهَّبَ لِمَا اَشَرْتُ اِلَيْهِ ، وَيَهْتَمَّ بِمَا نَبَّهْتُ عَلَيْهِ ، وَاَصْوَبُ طَرِيْقٍ لَهُ فِي ذٰلِكَ ، وَاَرْشَدُ مَا يَسْلُكُهُ مِنَ الْمَسَالِكِ : اَلتَّاَدُّبُ بِمَا صَحَّ عَنْ نَبِيِّنَا سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ، وَاَكْرَمِ السَّابِقِيْنَ وَاللَّاحِقِيْنَ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة:٢] وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : ((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ)) وَاَنَّهُ قَالَ : ((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ)) وَاَنَّهُ قَالَ : ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) وَاَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : ((فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ))

کے لئے ہم بنائے گئے وہ ہے جو میں نے پہلے ذکر کیا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ ......﴾ (الذاریات) تو ہر مکلّف کی ذمہ داری ہے کہ نیک لوگوں کے راستہ کو اختیار کرے اور اہل عقل و بصیرت کی راہ پر گامزن ہو اور جس طرف میں نے اشارہ کیا اس کی تیاری کرے اور جس کے متعلق میں نے خبردار کیا اس کا اہتمام کرے اور اس کے لئے سب سے زیادہ صحیح راستہ اور راہوں میں رشد و ہدایت کی راہ ان احادیث سے راہنمائی حاصل کرنا ہے جو سید الاولین والاخرین سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں۔ ہمارے پیغمبر تمام سابقین اگلے پچھلے لوگوں سے زیادہ مکرّم و معزز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدہ) ''نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ ((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ ......)) ''اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے'' اور یہ بھی فرمایا کہ ((مَنْ دَلَّ ......)) ''جو کسی کی بھلائی کی طرف راہنمائی کرے اس کو کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے اور یہ فرمایا: ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى ......)) ''جس نے ہدایت کی طرف راہنمائی کی اس کو ان سب کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور یہ چیز ان کے اجر میں سے کچھ کم نہ کرے گی'' اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ((فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ ......)) ''قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت دے دے وہ سرخ اونٹوں سے بہت بہتر ہے''۔

فَرَاَيْتُ اَنْ اَجْمَعَ مُخْتَصَرًا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ ، مُشْتَمِلًا عَلٰى مَا يَكُوْنُ طَرِيْقًا لِصَاحِبِهِ اِلَى الْاٰخِرَةِ ، وَمُحَصِّلًا لِاٰدَابِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ ، جَامِعًا لِلتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ آدَابِ السَّالِكِيْنَ : مِنْ اَحَادِيْثِ الزُّهْدِ ، وَرِيَاضَاتِ النُّفُوْسِ ، وَتَهْذِيْبِ الْاَخْلَاقِ ،

پس ان روایات کی بناء پر میں نے خیال کیا کہ احادیث صحیحہ کا ایک مختصر مجموعہ میں مرتب کروں۔ جو ایسی باتوں پر مشتمل ہو جو پڑھنے والے کے لئے آخرت کا راستہ بتائے اور ظاہری اور باطنی آداب کے حصول کا ذریعہ ثابت ہو اور اس میں ترغیب و ترہیب اور آدابِ سالکین کی تمام اقسام پائی جائیں۔ یعنی زہد اور ریاضتِ نفس کی روایات اور تہذیبِ اَخلاق اور طہارتِ قلوب اور اس کے معالجات

وَطَهَارَاتِ الْقُلُوْبِ وَعِلَاجِهَا ' وَصِيَانَةِ الْجَوَارِحِ وَاِزَالَةِ اِعْوِجَاجِهَا' وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَقَاصِدِ الْعَارِفِيْنَ۔

اور انسانی اعضاء کی حفاظت اور ان کے ٹیڑھے پن کا ازالہ وغیرہ جو کہ مقاصد عارفین میں سے ہے۔

وَاَلْتَزِمُ فِيْهِ اَنْ لَّا اَذْكُرَ اِلَّا حَدِيْثًا صَحِيْحًا مِّنَ الْوَاضِحَاتِ ' مُضَافًا اِلَى الْكُتُبِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَاتِ ' وَاُصَدِّرَ الْاَبْوَابَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَزِيْزِ بِاٰيَاتٍ كَرِيْمَاتٍ ' وَاُوَشِّحَ مَا يَحْتَاجُ اِلَى ضَبْطٍ اَوْ شَرْحِ مَعْنًى خَفِيٍّ بِنَفَائِسَ مِنَ التَّنْبِيْهَاتِ۔ وَاِذَا قُلْتُ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثٍ :مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' فَمَعْنَاهُ :رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

(۱) میں نے اس میں اِلتزام کیا کہ صرف ایسی صحیح اور واضح روایات ذکر کروں گا جو مشہور کتب احادیث کی طرف منسوب ہوں گی اور ابواب کی ابتداء قرآن مجید کی آیات سے کروں گا۔ جو لفظ لفظی ضبط یا معنی کی وضاحت کا محتاج ہو گا۔ نفیس تنبیہات سے ان کی تشریح کروں گا۔

(۲) جب میں کسی حدیث کے آخر میں ''متفق علیہ'' کا لفظ لکھوں گا تو اس سے مراد بخاری و مسلم ہوں گے۔

وَاَرْجُوْا اِنْ تَمَّ هٰذَا الْكِتَابُ اَنْ يَكُوْنَ سَائِقًا لِلْمُعْتَنِيْ بِهٖ اِلَى الْخَيْرَاتِ ' حَاجِزًا لَهٗ عَنْ اَنْوَاعِ الْقَبَائِحِ وَالْمُهْلِكَاتِ۔ وَاَنَا سَائِلٌ اَخًا اِنْتَفَعَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ اَنْ يَدْعُوَ لِيْ ' وَلِوَالِدَيَّ ' وَمَشَايِخِيْ ' وَسَائِرِ اَحْبَابِنَا ' وَالْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ' وَعَلَى اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اِعْتِمَادِيْ ' وَاِلَيْهِ تَفْوِيْضِيْ وَاسْتِنَادِيْ ' وَحَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔

مجھے اُمید ہے کہ اگر یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو توجہ کرنے والے کے لئے نیکیوں کی طرف راہنمائی ہوگی اور مختلف برائیوں اور تباہ کن گناہوں سے رکاوٹ کا فائدہ دے گی۔ میں اس بھائی سے درخواست کرتا ہوں جو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل کرے کہ میرے لئے اور میرے والدین' میرے شیوخ اور ہمارے تمام احباب خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے لئے عموماً دعا گو رہے۔ اللہ کریم کی ذات پر میرا اعتماد ہے اور میں نے اپنے تمام کاموں کو اسی کے سپرد کیا اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ وہ میرے لئے کافی ہے اور بہت خوب کارساز ہے۔ بُرائی سے حفاظت اور نیکی پر قوّت و طاقت اس کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی جو بڑا زبردست اور حکمتوں والا ہے۔

باب الاخلاص

۱: بَابُ الْإِخْلَاصِ وَإِحْضَارِ النِّيَّةِ فِيْ جَمِيعِ الْأَعْمَالِ

بَاب ۱: تمام ظاہری و باطنی اعمال اور اقوال و احوال میں حسن نیت اور اخلاص کو پیش نظر رکھنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة:٥]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ان کو اسی بات کا حکم دیا گیا کہ وہ اخلاص کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور یہی مضبوط دین ہے''۔ (البینہ)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ [الحج:٧٣]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ کو ہرگز ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے''۔ (الحج)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ إِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ أَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [آل عمران: ٩٢]

ارشادِ خداوندی ہے: ''فرما دیجئے اگر تم اپنے سینوں میں چھپاؤ (کوئی بات) یا ظاہر کرو۔ اللہ اس کو جانتے ہیں''۔ (آل عمران)

١: وَعَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بِنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ ابْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى : فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهِ. رَوَاهُ إِمَامَا الْمُحَدِّثِيْنَ :أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْحُسَيْنٍ مُسْلِمُ بْنُ حَجَّاجِ بْنِ

١: حضرت امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر ایک کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہو گی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے شمار ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا کے حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کے لئے ہو گی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لئے شمار ہو گی۔ متفق علیہ روایت ہے اس کو امام المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں اور امام ابو حسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ یہ دونوں کتابیں قرآن مجید کے بعد کتب احادیث میں سب سے زیادہ صحیح کتابیں ہیں۔

مُسْلِمِ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُوْرِيُّ فِيْ كِتَابَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا اَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ.

۲ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ. قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

۲ : حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر حملہ آور ہوگا جب وہ بیداء (ہموار زمین) میں پہنچے گا تو اس لشکر کے اوّل سے آخری آدمی تک تمام کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ان کے اوّل و آخر کو دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں ان کے عام لوگ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے اوّل و آخر کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اپنی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے۔ بالفاظِ بخاری (متفق علیہ)

۳ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ، وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ: لَا هِجْرَةَ مِنْ مَّكَّةَ لِاَنَّهَا صَارَتْ دَارَ اِسْلَامٍ۔

۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تم کو جہاد کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً نکل جاؤ۔ (متفق علیہ) (مراد یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت لازم نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ پھر جب تمہیں جہاد کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو)۔

٤ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ : اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اِلَّا شَرِكُوْكُمْ فِي الْاَجْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.

۴ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں آنحضرت ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جتنا تم نے سفر کیا اور وادیاں طے کیں وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہیں۔ ان کو بیماری نے آنے سے روک دیا''۔ ایک روایت میں شَرِكُوْكُمْ فِي الْاَجْرِ کے لفظ بھی ہیں۔ (مسلم) بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت اس طرح ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے لوٹ رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی یا وادی میں سفر کریں وہ ہمارے ساتھ اجر میں شریک ہیں۔ ان کو عذر نے ہمارے ساتھ آنے سے روک دیا۔

٥ : وَعَنْ اَبِيْ يَزِيْدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ

۵ : حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہم سے روایت

الْاَخْنَسِ ، وَهُوَ وَ اَبُوْهُ وَجَدُّهُ صَحَابِيُّوْنَ، قَالَ : كَانَ اَبِیْ يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا۔ فَقَالَ :وَاللّٰهِ مَا اِيَّاكَ اَرَدْتُّ ، فَخَاصَمْتُهُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ ، وَلَكَ مَا اَخَذْتَ يَا مَعْنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٦ : وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَالِكِ بْنِ اُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ ابْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ الْقُرَشِیِّ الزُّهْرِیِّ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ ۔ قَالَ :"جَآءَ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰی وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ؟ قَالَ : لَا قُلْتُ : فَالشَّطْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَا قُلْتُ؟ فَالثُّلُثُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ۔ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ ، وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِكَ قَالَ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ؟ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ، وَلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی

ہے کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کی نیت سے الگ نکال کر ایک آدمی کو مسجد میں دیئے۔ میں مسجد میں آیا اور اس آدمی سے وہ دینار لے لئے اور والد کے پاس لے آیا۔ اس پر انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنا جھگڑا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اے یزید! تیرے لئے تیری نیت کا ثواب ہے اور اے معن تو نے جو دینار لئے وہ تیرے ہیں۔ (صحیح بخاری)

۶: حضرت ابواسحٰق بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو (دنیا میں اکٹھی) جنت کی خوشخبری دی گئی۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ میرے پاس حجۃ الوداع والے سال عیادت کیلئے تشریف لائے کیونکہ میں شدید درد میں مبتلا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرا درد کس قدر شدید ہے اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے۔ کیا میں مال کا دوتہائی صدقہ کر دوں؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا آدھا مال یارسول اللہ؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا تیسرا حصہ یارسول اللہ؟ ارشاد فرمایا: تیسرا اور تیسرا حصہ بہت یا بڑا ہے اگر تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ تم ان کو تنگ دست ومحتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے خرچ کرو گے اس پر اجر پاؤ گے حتیٰ کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں چھوڑے جاؤ گے (اگر ایسا ہوا تو اس میں تمہارے لئے بہتری ہے) جو عمل بھی ان کے بعد تم اللہ کی رضا مندی کیلئے کرو گے۔ اس سے تمہارے درجہ اور مرتبہ میں اضافہ ہوگا اور شاید تمہیں پیچھے رہنے کا موقعہ ملے۔ یہاں تک کہ اس سے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو فائدہ اور دوسروں (کافروں) کو نقصان پہنچے (پھر دعا فرمائی) اے اللہ

يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِىْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ" يَرْثِىْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میرے صحابہ کیلئے ان کی ہجرت کو پورا فرما اوران کو نامراد واپس نہ فرما۔ لیکن قابل رحم سعد بن خولہ ہے کہ جن کیلئے رحمت و ہمدردی کی دعا اللہ کے رسولؐ فرمار ہے ہیں۔ کیونکہ ان کی وفات مکہ میں ہوگئی تھی (وہ ہجرت نہ کرسکے)۔ (متفق علیہ)

۷ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ صَخْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ ، وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ [رَوَاهُ مُسْلِمٌ]

۷: حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور شکلوں کونہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں (اور اعمال) کو دیکھتے ہیں۔

(صحیح مسلم)

۸ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً ، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَ يُقَاتِلُ رِيَاءً اَىُّ ذٰلِكَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸: حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہادری کی خاطر لڑے اور غیرت کی خاطر لڑے اور ریاکاری کے لئے لڑے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اس لئے لڑائی کی تاکہ اللہ کی بات بلند ہوجائے وہ صرف اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

(متفق علیہ)

۹ : وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِى النَّارِ۔ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ : اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹ : حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے کا سامنا کرتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ آتا ہے۔ مگر مقتول کا کیا معاملہ ہے؟ ارشاد فرمایا وہ بھی اپنے مسلمان ساتھی کو قتل کرنے کا حریص تھا۔ (متفق علیہ)

۱۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِىْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِىْ سُوْقِهٖ وَبَيْتِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ

۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آدمی کی جماعت والی نماز، بازار یا گھر میں پڑھی جانے والی نماز سے بیس اور کچھ اوپر درجہ رکھتی ہے اور یہ اس لئے کہ جب کوئی اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر نماز ہی کے ارادہ سے مسجد میں

اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلَاةَ ، لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ ، فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِيَ تَحْبِسُهُ ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَقَوْلُهُ ﷺ : "يَنْهَزُهُ هُوَ۔ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّايِ: اَيْ يُخْرِجُهُ وَيُنْهِضُهُ۔

آتا ہے اور اس کو نماز ہی ادھر اٹھا کر لاتی ہے تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے بدلہ میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک اس کو نماز روکے رکھتی ہے وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور نمازی جب تک اپنی نماز والی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں اور اس طرح کہتے ہیں: اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اے اللہ اس کو بخش دے اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما (یہ دعائیں جاری رکھتے ہیں) جب تک کہ کسی کو ایذاء نہ پہنچائے۔ جب تک بے وضو نہ ہو۔

(متفق علیہ)

یہ مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں۔

لفظ يَنْهَزُهُ اَيْ يُخْرِجُهُ : نکالے۔ اُٹھالے۔

۱۱ : وَعَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ : فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ، وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱: حضرت ابوالعباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں اور پھر ان کی وضاحت فرمائی کہ جو آدمی کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرنہیں پاتا اللہ تعالیٰ اس کی ایک کامل نیکی لکھ دیتے ہیں اور اگر ارادہ کر کے اس کو کر گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیاں اس کی لکھ دیتے ہیں اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی ایک کامل نیکی لکھ لیتے ہیں اور اگر ارادہ کر کے اس کو کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک برائی لکھ دیتے ہیں۔

(متفق علیہ)

۱۲ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :

۱۲: حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم سے پہلی

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِنْطَلَقَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى آوٰهُمُ الْمَبِيْتُ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ ـ فَقَالُوْا : اِنَّهٗ لَا يُنْجِيْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّآ اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ ـ قَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ : اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّلَا مَالًا فَنَاٰى بِيْ طَلَبُ الشَّجَرِ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُّهُمَا نَائِمَيْنِ ، فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْ مَالًا ، فَلَبِثْتُ ، وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ ـ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ ـ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ ـ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهُ ـ قَالَ الْاٰخَرُ : اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ : كُنْتُ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَاَرَدْتُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَآءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ ، حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَيْنَ رِجْلَيْهَا

اُمتوں کے تین آدمی سفر کر رہے تھے۔ رات گزارنے کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے۔ پہاڑ سے ایک پتھر نے لڑھک کر غار کے منہ کو بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اس پتھر سے ایک ہی صورت میں نجات مل سکتی ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہ پلاتا تھا۔ ایک دن لکڑی کی تلاش میں میں بہت دور نکل گیا جب شام کو واپس لوٹا تو وہ دونوں سو چکے تھے۔ میں نے ان کے لئے دودھ نکالا اور ان کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے ان کو سویا ہوا پایا۔ میں نے ان کو جگانا ناپسند سمجھا اور ان سے پہلے اہل وعیال و خدام کو دودھ دینا بھی پسند نہ کیا۔ میں پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے جاگنے کے انتظار میں طلوعِ فجر تک ٹھہرا رہا۔ حالانکہ بچے میرے قدموں میں بھوک سے بلبلاتے تھے۔ اسی حالت میں فجر طلوع ہوگئی۔ وہ دونوں بیدار ہوئے اور اپنا شام کے حصہ والا دودھ نوش کیا۔ اے اللہ اگر یہ کام میں نے تیری رضا مندی کی خاطر کیا تو تُو اس چٹان والی مصیبت سے نجات عنایت فرما۔ چنانچہ چٹان تھوڑی سی اپنی جگہ سے سرک گئی۔ مگر ابھی غار سے نکلنا ممکن نہ تھا۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ میری ایک چچازاد بہن تھی۔ وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب تھی جتنی کسی بھی مرد کو کوئی عورت ہو سکتی ہے۔ میں نے اس سے اپنی نفسانی خواہش پورا کرنے کا اظہار کیا مگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ قحط سالی کا ایک سال پیش آیا جس میں وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اپنے نفس پر مجھے قابو دے گی۔ اس نے آمادگی ظاہر کی اور قابو دیا۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں جب اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا تو اللہ سے ڈر! اور اس مُہر کو ناحق و ناجائز طور پر مت

قَالَتْ : اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتِمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُهَا : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ ، فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا ۔ وَقَالَ الثَّالِثُ : اَللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ وَذَهَبَ ، فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ فَجَآءَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَدِّ اِلَيَّ اَجْرِيْ فَقُلْتُ : كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ ۔ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ ! فَقُلْتُ : لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ ، فَاَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توڑ۔ چنانچہ میں اس فعل سے باز آ گیا حالانکہ مجھے اس سے بہت محبت بھی تھی اور میں نے وہ سونا اس کو ہبہ کر دیا۔ یا اللہ اگر میں نے یہ کام تیری خالص رضا جوئی کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عنایت فرما جس میں ہم مبتلا ہیں۔ چنانچہ چٹان کچھ اور سرک گئی۔ مگر ابھی تک اس سے نکلنا ممکن نہ تھا۔ تیسرے نے کہا: یا اللہ میں نے کچھ مزدور اُجرت پر لگائے اور ان تمام کو مزدوری دے دی۔ مگر ایک آدمی ان میں سے اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کاروبار میں لگا دی۔ یہاں تک کہ بہت زیادہ مال اس سے جمع ہو گیا۔ ایک عرصہ کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھے عنایت کر دو۔ میں نے کہا تم اپنے سامنے جتنے اونٹ، گائیں، بکریاں، غلام دیکھ رہے ہو یہ تمام کی تمام تیری مزدوری ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے میرا مذاق مت اڑا۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ سارا مال لے گیا اور اس میں سے ذرّہ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ تیری رضامندی کے لئے کیا تو تُو اس مصیبت سے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہمیں نجات عطا فرما۔ پھر کیا تھا وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ باہر نکل آئے۔ (متفق علیہ)

۲ : بَابُ التَّوْبَةِ

بَاب ۲: توبہ کا بیان

قَالَ الْعُلَمَآءُ : اَلتَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ آدَمِيٍّ فَلَهَا ثَلٰثَةُ شُرُوْطٍ : اَحَدُهَا اَنْ يُّقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَالثَّانِيْ اَنْ يَّنْدَمَ عَلٰى فِعْلِهَا ، وَالثَّالِثُ اَنْ يَّعْزِمَ اَنْ لَّا يَعُوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا ، فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الثَّلٰثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهٗ ، وَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِاٰدَمِيٍّ فَشُرُوْطُهَا اَرْبَعَةٌ هٰذِهِ الثَّلٰثَةُ وَاَنْ يَّبْرَاَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا ،

علماء نے فرمایا ہر گناہ سے توبہ فرض ہے۔ پھر اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ کسی بندہ کا حق اس سے متعلق نہیں تو اس سے توبہ کی تین شرائط ہیں: (۱) گناہ کو ترک کرنا' (۲) گناہ پر شرمسار ہونا' (۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔ اگر ان میں سے ایک شرط معدوم ہو گی تو پھر توبہ صحیح نہ ہو گی اور گناہ کا تعلق کسی بندہ کے حق سے ہے۔ تو پھر اس کی چار شرائط ہیں۔ تین مذکورہ بالا اور چوتھی یہ ہے کہ حق والے کے حق سے بری الذمہ ہو۔ اگر وہ حق مال وغیرہ کی قسم سے ہے تو اس کو واپس کرے۔ اگر وہ بندہ کا حق تہمت وغیرہ کی قسم سے ہے تو اس کو اپنے

فَإِنْ كَانَتْ مَالاً اَوْ نَحْوَهُ رَدَّهُ اِلَيْهِ ، وَاِنْ كَانَ حَدَّ قَذْفٍ وَّنَحْوَهُ مَكَّنَهُ مِنْهُ اَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ ، وَاِنْ كَانَ غِيبَةً اسْتَحَلَّهُ مِنْهَا۔ وَيَجِبُ اَنْ يَّتُوْبَ مِنْ جَمِيعِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ وَبَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِيْ ۔ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ ، وَالسُّنَّةِ، وَاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّوْبَةِ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:١٣] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ﴾ [هود : ٣] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ [التحريم :٨]

اوپر اختیار دے یا اس سے معافی مانگے اور اگر غیبت وغیرہ ہو تو پھر بھی اس سے معافی مانگے۔ تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر اس نے بعض گناہوں سے توبہ کی تو اہل حق کے نزدیک اس گناہ سے اس کی توبہ تو درست شمار کرلی جائے گی اور باقی گناہ اس کے ذمہ رہیں گے۔ توبہ کے لزوم پر کتاب وسنت اور اجماعِ اُمت کے بہت سے دلائل ہیں۔ چند ارشاداتِ الٰہی پیش کر رہے ہیں: فرمانِ خداوندی ہے: ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔ فرمانِ خداوندی ہے: ''اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو''۔ فرمانِ خداوندی ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو''۔

١٣: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے ایک ایک دن میں ستر ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

١٤ : وَعَنِ الْاَغَرِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤: حضرت اغر بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں تم توبہ و استغفار کرو۔ میں دن میں سو سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں''۔ (صحیح مسلم)

١٥ : وَعَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهُ فِيْ اَرْضٍ فَلَاةٍ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

١٥: حضرت انس بن مالک انصاریؓ خادمِ رسولؐ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے کہیں اس سے بھی بڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔ جتنا وہ آدمی جس نے بیابان میں اپنے اونٹ کو گم گشتہ ہونے کے بعد پالیا'' (متفق علیہ) صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جبکہ وہ

وَفِیْ رِوَایَةِ الْمُسْلِمِ : "اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَیْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَیِسَ مِنْهَا فَاَتٰی شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ ، اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ".

اس کی بارگاہ میں توبہ کرے کہیں اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنا وہ آدمی کہ جس نے کسی صحرا میں اپنی سواری کو گم کر دیا۔ وہ سواری اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جبکہ اس کا کھانا اور پینا اس پر لدا ہوا تھا۔ وہ شخص اس کی تلاش میں مایوس ہو کر ایک درخت کے سایہ کے نیچے آ کر لیٹ گیا۔ اسی دوران وہ سواری اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور وہ اس کی نکیل کو تھام کر انتہائی خوشی میں یوں کہہ اٹھتا ہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ کہ: "اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا ربّ"۔ گویا خوشی کے جوش میں وہ غلطی کر گیا۔

۱۶ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶: حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تا کہ دن میں گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرے اور دن کو اپنا دست قدرت پھیلاتے ہیں تا کہ رات کو گناہ کرنے والا دن کو توبہ کرے۔ (یہ معافی کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا) یہاں تک کہ (قرب قیامت) مغرب سے سورج طلوع ہو"۔ (صحیح مسلم)

۱۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی سورج کے مغرب سے نکلنے سے پہلے پہلے توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : "قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۸: حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک عالم نزع اس پر طاری نہ ہو"۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۹ : وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ : اَتَیْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهٗ عَنِ

۱۹: زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں موزوں پر مسح کرنے کے متعلق مسئلہ پوچھنے کیلئے حضرت صفوان بن عسالؓ کی خدمت میں آیا تو آپؓ نے

الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَآءَ بِكَ يَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ: ابْتِغَآءَ الْعِلْمِ فَقَالَ: اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ: اِنَّهٗ قَدْ حَكَّ فِيْ صَدْرِيْ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَآئِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتُ امْرَأً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهٗ يَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفْرًا. اَوْ مُسَافِرِيْنَ اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَآئِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهٗ يَذْكُرُ فِي الْهَوٰى شَيْئًا؟ قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهٗ جَهْوَرِيٍّ: يَا مُحَمَّدُ، فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ هَاؤُمْ فَقُلْتُ لَهٗ: وَيْحَكَ اَغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا! فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَغْضُضُ. قَالَ الْاَعْرَابِيُّ: اَلْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَابًا مِّنَ الْمَغْرِبِ مَسِيْرَةُ عَرْضِهٖ اَوْ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ عَرْضِهٖ اَرْبَعِيْنَ اَوْ سَبْعِيْنَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ اَحَدُ الرُّوَاةِ: قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَفْتُوْحًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

فرمایا: اے زر! کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا حصولِ علم کیلئے۔ تو فرمایا: فرشتے طالب علم کی اس طلب پر خوش ہو کر اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پیشاب' پاخانہ کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ میرے دل میں کھٹکتا ہے۔ آپ چونکہ صحابی رسولؐ ہیں۔ لہٰذا میں یہ مسئلہ دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ کیا آپ نے اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کو کچھ فرماتے سنا؟ فرمایا: جی ہاں۔ آنحضرتؐ ہمیں حکم فرماتے کہ جب ہم سفر میں ہوتے یا مسافر ہوتے کہ تین دن رات تک اپنے موزوں کو نہ اُتاریں۔ البتہ جنابت کی حالت میں اتار دیں۔ لیکن پیشاب' پاخانہ نیند کی حالت میں نہ اُتاریں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے محبت کے متعلق حضورؐ کو کچھ فرماتے سنا۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہماری موجودگی میں ایک بدو (دیہاتی آدمی) آیا اور بلند آواز سے یا محمد کہہ کر آواز دی۔ آپؐ نے بھی بلند آواز سے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا ادھر آؤ۔ میں نے اس دیہاتی کو کہا افسوس ہے تم پر۔ تم اپنی آواز کو پست کرو کیونکہ تم نبی اکرم ﷺ کے پاس ہو اور اس طرح آواز بلند کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں تو آواز پست نہ کروں گا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا حضرت! اگر کوئی شخص کسی گروہ سے محبت کرتا ہو مگر ابھی ان کے ساتھ نہ ملا ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ آپؐ گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک دروازہ کا ذکر فرمایا جو مغرب کی جانب واقع ہے۔ اس دروازے کی چوڑائی میں ایک سوار چالیس یا ستر سال چلتا رہے۔ حضرت سفیان جو اس روایت کے رواۃ میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ شام کی طرف ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے پیدا فرما کر توبہ کیلئے کھول دیا ہے اور وہ اس وقت تک کھلا رہے گا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (ترمذی حدیث حسن صحیح)

۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَاهِبٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ : اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ : لَا، فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ، ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ: اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ :نَعَمْ ، وَمَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ : جَآءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی ، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ : اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ ، فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِیْ صُوْرَةِ اٰدَمِیٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ اَیْ حَكَمًا فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰی اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰی اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحِ فَكَانَ اِلَی الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحِ فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ وَاِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَقَالَ : قِيْسُوْا

۲۰: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے۔ پھر علاقہ کے کسی بڑے عالم کے متعلق دریافت کیا۔ اس کو ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اسکے پاس پہنچا اور کہا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا اسکی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ اس نے اسے قتل کر کے سو کی تعداد مکمل کر دی۔ پھر علاقہ کے بڑے عالم کا پتہ دریافت کیا۔ اس کو ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ اس نے اس سے عرض کیا کہ اس نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ کیا اسکی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اللہ اور اسکے بندے کی توبہ کے درمیان کون رکاوٹ ڈال سکتا ہے؟ تم فلاں علاقہ میں جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ تم بھی انکے ساتھ عبادت میں شامل ہو جاؤ اور اپنے علاقے کی طرف واپس مت جاؤ کیونکہ وہ برا علاقہ ہے چنانچہ وہ چل دیا۔ ابھی وہ آدھے راستے میں پہنچا تھا کہ اسے موت آ گئی۔ اسکے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ دل سے تائب ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے ایک بھی بھلائی کا کام نہیں کیا۔ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں انکے پاس آیا۔ انہوں نے اسے اپنے مابین فیصل مقرر کر لیا۔ اس نے کہا زمین کے دونوں حصوں کی پیمائش کرو۔ دونوں میں سے جس حصہ کے زیادہ قریب ہوگا وہی اس کا حکم ہوگا۔ جب انہوں نے پیمائش کی تو اسے اس زمین کے زیادہ قریب پایا جس طرف کا ارادہ کئے ہوئے تھا چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اسے لے لیا" (متفق علیہ) صحیح کی روایت میں یہ بھی ہے: "وہ نیک بستی کی طرف ایک بالشت زیادہ قریب نکلا تو اللہ نے اسے ان نیکوں کے ساتھ کر دیا" اور بخاری کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ "اللہ نے اس زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور دوسری کو فرمایا تو قریب ہو جا اور فرمایا انکے درمیان پیمائش کرو چنانچہ اسکو (صالحین) کی زمین کے ایک بالشت

مَا بَيْنَهُمَا ـ فَوَجَدُوْهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ وَفِىْ رِوَايَةٍ: "فَنَاٰى بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا"۔

٢١ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِىَ قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔ قَالَ كَعْبٌ : لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّىْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِىْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ ، اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ ـ وَلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ ، وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِىْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِى النَّاسِ مِنْهَا، وَكَانَ مِنْ خَبَرِىْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَنِّىْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّىْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِىْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ ، وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِىْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ

قریب پایا۔ اس بنا پر اسے بخش دیا گیا'' اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''وہ اس زمین کی طرف اپنے سینہ کے ساتھ تھوڑا سا دور ہوا''۔

٢١: جناب عبداللہ جو اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے راہبر تھے وہ اپنے والد کعب کا واقعہ جو غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کے سلسلہ میں پیش آیا خود ان کی اپنی زبان سے بیان کرتے ہیں۔ کعب کہتے ہیں کہ میں کسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا۔ سوائے غزوۂ تبوک کے۔ البتہ غزوۂ بدر میں میں پیچھے رہا۔ مگر اس غزوہ میں کسی بھی پیچھے رہ جانے والے پر عتاب نازل نہیں ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قریش کے قافلہ کا قصد کر کے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر کسی قول وقرار کے ان کو ان کے دشمنوں کے ساتھ جمع کر دیا۔ بیعت عقبہ ثانیہ کی رات جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام پر عہد و پیمان باندھا تو میں اس میں موجود و حاضر تھا اور مجھے تو بدر کی حاضری سے بڑھ کر وہ حاضری محبوب ہے اگرچہ لوگوں میں تذکرہ و شہرت غزوۂ بدر کی زیادہ ہے۔ میرا واقعہ کچھ اس طرح ہے جبکہ میں غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا۔ میں پہلے کبھی اتنا تنومند اور خوشحال نہ تھا جتنا کہ اس غزوہ کے وقت تھا، جس میں کہ پیچھے رہ گیا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے دو سواریاں بھی میرے ہاں اکٹھی نہ ہوئی تھیں جبکہ اس غزوہ میں میرے پاس دو سواریاں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ جس غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے سلسلہ میں توریہ فرماتے۔ مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ فرمایا تو وہ سخت گرمی کا زمانہ تھا اور سفر بھی دور دراز اور بیابانوں کا درپیش تھا اور بہت زیادہ تعداد والے دشمن کا سامنا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے سامنے وضاحت سے بیان فرما دیا تاکہ وہ اچھی طرح

فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيْرًا، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ " يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَانَ" قَالَ كَعْبٌ فَقَلَّ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى بِهٖ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيٌ مِّنَ اللّٰهِ، وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْا لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهٗ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا وَّاَقُوْلُ۔ فِيْ نَفْسِيْ۔ اَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِذَا اَرَدْتُّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَّالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ فَيَالَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِيْ فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً

اس غزوہ کے سلسلہ میں تیاری کر لیں۔ اسی طرح آپ نے اس جانب کی بھی وضاحت فرمادی جس کا ارادہ آپؐ رکھتے تھے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثیر تعداد میں تھے اور ان کے ناموں کو محفوظ کرنے والے اوراق اور کتب بھی نہ تھیں۔ مراد رجسٹر ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص لڑائی سے غائب رہنے کا ارادہ بھی کرتا تو وہ یہ گمان کرتا کہ اس کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہے گا۔ جب تک کہ اس کے متعلق اللہ کی طرف سے کوئی وحی نہ اترے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ اس موسم میں فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور سائے پسند آنے لگے تھے اور میرا میلانِ طبعی ان کی طرف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ تیاری کی۔ میں صبح سویرے تیاری کے لئے آتا مگر بغیر کچھ تیاری کئے واپس لوٹ جاتا اور اپنے دل میں یوں کہتا کہ میں جب چاہوں گا ایسا کر لوں گا۔ کیونکہ مجھے اس پر پورا قابو حاصل ہے۔ سو یہ تاخیر مجھ پر کچھ اسی قدر طاری رہی اور لوگ جہاد کی تیاری میں مسلسل مصروف رہے۔ یہاں تک کہ ایک صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان غزوہ پر روانہ ہوگئے اور میں نے اپنا سامان اب تک بالکل تیار نہ کیا۔ پھر میں صبح سویرے آتا اور بغیر تیاری واپس لوٹ جاتا۔ یہ تاخیر مجھ پر طاری رہی اور مسلمانوں نے جلدی کی اور جہاد کا معاملہ آگے بڑھ گیا۔ میں نے کوچ کا ارادہ بھی کیا تاکہ ان کو جا ملوں۔ کاش کہ میں ایسا کر لیتا۔ مگر میں ایسا نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو یہ دیکھ کر غمگین ہوتا کہ میرے سامنے جو نمونہ آتا وہ یا تو نفاق سے تہمت یافتہ ہوتا یا پھر وہ شخص جس کو اللہ کی طرف سے بوجہ ضعف و کمزوری کے معذور قرار دیا جا چکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر میرا تذکرہ فرمایا جبکہ آپ ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ کہ کعب بن مالک نے کیا

اِلَّا رَجُلًا مَّغْمُوْصًا فِي النِّفَاقِ اَوْ رَجُلًا مِّمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ: فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكٍ: مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِيْ عِطْفَيْهِ ـ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِئْسَ مَا قُلْتَ! وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُّبِيْضًا يَزُوْلُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ فَاِذَا هُوَ اَبُوْ خَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوْكَ حَضَرَنِيْ بَثِّيْ فَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ: بِمَ اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا وَّاَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِّنْ اَهْلِيْ، فَلَمَّا قِيْلَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّيْ لَمْ اَنْجُ مِنْهُ بِشَيْءٍ اَبَدًا فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا

کیا؟ بنی سلمہ قبیلہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کی دونوں چادروں اور اپنے دونوں کندھوں کی طرف نگاہ ڈالنے نے روک دیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بہت بری بات کہی۔ قسم بخدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس میں بھلائی ہی دیکھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اسی دوران ایک سفید پوش آدمی ریگستان میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوخیثمہ ہو؟ تو وہ واقعی ابوخیثمہ انصاری تھے۔ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے ایک صاع کھجور صدقہ کی تو منافقین نے ان پر طعنہ زنی کی تھی۔ کعب کہتے ہیں کہ جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں تو مجھ پر غم چھا گیا اور جھوٹے بہانے ذہن میں لانے لگا اور کہنے لگا کہ کس طرح کل آپ ﷺ کی ناراضی سے نکلوں۔ اس سلسلہ میں اپنے اقارب میں سے صاحب الرائے افراد سے (مشورہ میں) مدد طلب کی۔ جب یہ اطلاع ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچنے والے ہیں تو میرے دماغ سے تمام جھوٹے بہانے والا خیال نکل گیا۔ میں نے جان لیا کہ میں ان میں سے کسی چیز سے میں نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ میں نے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپؐ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ پھر لوگوں کی ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہو چکے تو پیچھے رہ جانے والے قسمیں اٹھا کر معذرتیں پیش کرنے لگے۔ ان کی تعداد اسی سے زیادہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرما کر ان سے بیعت لے لی اور ان کے لئے استغفار بھی فرما دیا اور ان کے باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ میں نے حاضر ہو کر جب سلام عرض کیا تو آپؐ نے ناراضگی بھرا تبسم فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا

فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ ، وَكَانُوْا بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَلَهُمْ وَ وَكَلَ سَرَآئِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبُ ثُمَّ قَالَ : تَعَالٰى ، فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَفَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ قَالَ قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنِّيْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ، لَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهَ يُسْخِطُكَ عَلَيَّ وَاِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا فِيْهِ عُقْبَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ ، وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ ۔ وَسَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ :وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا لَقَدْ عَجِزْتَ فِيْ اَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِمَا اعْتَذَرَ بِهِ الْمُخَلَّفُوْنَ ، فَقَدْ كَانَ كَافِيْكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَكَ قَالَ :فَوَ اللّٰهِ مَا

آ گے آ جاؤ! میں آ گے بڑھتے بڑھتے آپ ؐ کے سامنے جا بیٹھا۔ آپ ؐ نے فرمایا تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ کیا تم نے اپنی سواری نہ خرید لی تھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! اگر میں کسی دنیا دار کے سامنے ہوتا تو کوئی عذر پیش کر کے اس کی ناراضگی سے نکل سکتا تھا۔ مجھے بات کرنے کا اچھی طرح سلیقہ ہے۔ لیکن واللہ مجھے اس بات کا یقینی طور پر علم ہے کہ اگر میں نے کوئی جھوٹی بات کہی جس سے آپ ؐ مجھ پر راضی ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ ؐ کو مجھ پر ناراض کر دیں گے اور اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی بات کہی اگر چہ وقتی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ناراض ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس پر بہتر انعام کی توقع ہے۔ واللہ! مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ بخدا! میں اتنا صحت مند اور خوش حال پہلے کبھی نہیں رہا جتنا اس وقت تھا جبکہ میں آپ ﷺ سے پیچھے رہ گیا۔ کعب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے یقیناً سچ کہا ہے۔ جاؤ! یہاں تک کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے۔ خاندان بنی سلمہ کے کچھ لوگ مجھے پیچھے آ کر ملے اور کہنے لگے ہمیں تو آج تک تمہارا کوئی گناہ معلوم نہیں مگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی ایسا عذر پیش کرنے سے قاصر رہے۔ جو پیچھے رہ جانے والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ تیرے اس گناہ کی معافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار فرما دینا کافی تھا۔ واللہ وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس جا کر اپنی بات کی تکذیب کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ مگر پھر میں نے ان کو کہا کہ کیا ایسا معاملہ میرے علاوہ اور بھی کسی کے ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ تمہارے جیسا معاملہ دو اور آدمیوں کو بھی پیش آیا اور انہوں نے بھی وہی کہا جو تم نے کہا اور ان دونوں کو وہی کہا گیا جو تمہیں کہا گیا۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون

زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُّ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ :هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا :نَعَمْ لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ وَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ قَالَ : قُلْتُ : مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا : مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَامِرِيُّ ، وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ ، قَالَ : فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ قَالَ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ۔ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ : فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ ، اَوْ قَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا ۔ حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً۔ فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ ، وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ وَّاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ ، فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّيْ ، حَتّٰى اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ

ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ مرارہ بن الربیع العامری اور ہلال بن امیۃ الواقفی ہیں۔ کعب کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے سامنے ایسے دو نیک انسانوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان میں میرے لئے نمونہ تھا چنانچہ ان کا تذکرہ سن کر میں اپنی بات پر پختہ ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تین افراد کے ساتھ گفتگو کرنے سے لوگوں کو منع فرما دیا۔ لوگ ہم سے بدل گئے یا گریز کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں تو یہ یہ جگہ بھی ناواقف اور اَوپری بن گئی۔ گویا یہ وہ جگہ نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔ اسی حالت میں پچاس راتیں گزر گئیں۔ میرے ساتھی تو تھک ہار کر گھروں میں بیٹھ رہے اور شب و روز گریہ وزاری میں گزرتا۔ مگر میں ان تمام میں جوان اور مضبوط تھا۔ میں باہر نکلتا ' نمازوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا اور بازاروں میں چکر لگاتا۔ مگر میرے ساتھ کوئی کلام تک نہ کرتا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ؐ کو سلام عرض کرتا جبکہ نماز کے بعد آپ ﷺ اپنی مجلس میں رونق افروز ہوتے میں اپنے دل میں کہتا کہ دیکھوں کہ آیا آپ ؐ کے لب مبارک میرے سلام کے جواب میں حرکت میں آئے یا نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظریں چرا کر دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نگاہ فرماتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے توجہ ہٹا لیتے۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ بے رغبتی بہت طویل ہو گئی۔ میں ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر گیا میں نے ان کو سلام کیا۔ قسم بخدا! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے ان کو کہا اے ابوقتادہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو میرے متعلق جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ وہ خاموش

مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِىْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّىْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَا اللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ. فَقُلْتُ لَهٗ : يَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ. فَقَالَ :اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَایَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ ، فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِىْ فِىْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِىٌّ مِّنْ نَبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ :مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ اِلَيَّ حَتّٰى جَآءَ نِىْ فَدَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ ، وَكُنْتُ كَاتِبًا ، فَقَرَاْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ :اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا : وَهٰذِهٖ اَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا ، حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْىُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَاْتِيْنِىْ فَقَالَ :اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ ، فَقُلْتُ : اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ فَقَالَ : لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِىْ : اِلْحَقِىْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِىْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ

رہے۔ میں نے ان کو دوبارہ قسم دے کر پوچھا وہ پھر بھی جواب میں خاموش رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ ان کو قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول اس کو بہتر جانتے ہیں۔ اس پر میری آنکھیں بہہ پڑیں۔ میں انہی قدموں پر دیوار پھاند کر واپس لوٹ آیا۔ اسی دوران جبکہ میں مدینہ کے بازار میں پھر رہا تھا۔ شام کے علاقہ کا ایک نبطی شخص جو مدینہ میں اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے کعب بن مالک کے متعلق کون بتلائے گا؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط میرے حوالہ کیا۔ میں چونکہ لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ میں نے جب اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ اما بعد! ہمیں اطلاع ملی کہ تمہارے آقا نے تم پر زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے مقام میں نہیں رکھا اور نہ ہی ضائع ہونے کے لئے بنایا۔ تم ہمارے پاس آ جاؤ۔ ہم تیرے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ میں نے جب اس کو پڑھا تو کہا یہ ایک اور آزمائش ہے۔ میں نے اس کو لے کر تنور کا قصد کیا اور اس کو آگ کے حوالہ کر دیا۔ اسی حالت پر چالیس دن گزر گئے اور وحی کا سلسلہ میرے بارے میں بند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا تمہیں حکم ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرو۔ میں نے پوچھا کیا میں اس کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا اس سے علیحدگی اختیار کرو اور اس کے قریب مت جاؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ اپنے خاندان والوں کے ہاں چلی جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ فرما دے۔ ہلال بن امیہ کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ انتہائی درجہ بوڑھے ہیں اور ان کا کوئی خادم بھی نہیں کیا آپؐ کو ناپسند ہے اگر میں ان کی خدمت کروں؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ لیکن وہ تمہارے قریب ہرگز نہ جائیں۔ اس نے

اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَجَآءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهٗ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَآئِعٌ لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ؟ قَالَ : لَا وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ: اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ مِنْ حَرَكَةٍ اِلٰى شَيْءٍ وَّ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا۔ وَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ : لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَاَتِكَ فَقَدْ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ؟ فَقُلْتُ : لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا ذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ ، فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمَلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا ، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَّا قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ۔ فَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا ، فَذَهَبَ قِبَلَ

عرض کیا حضرت ان میں تو کسی چیز کی طرف حرکت کرنے کی سکت بھی نہیں۔ وہ تو اللہ کی قسم! اس وقت سے جب سے یہ معاملہ پیش آیا۔ زاروقطار رورہے ہیں اوراب تک یہی حال ہے۔ میرے بعض قریبی رشتہ داروں نے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے متعلق اجازت طلب کرتے تو مل جاتی جس طرح ہلال بن امیہ کو خدمت کی اجازت مل گئی۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب نہ کروں گا۔ کیا معلوم آپ ﷺ مجھے کیا جواب مرحمت فرمائیں جب میں اجازت مانگوں۔ میں تو جواں سال آدمی ہوں۔ اسی طرح مزید دس راتیں گزر گئیں۔ ہمارے ساتھ گفتگو کی ممانعت سے لے کر اب تک پچاس راتوں کا عرصہ گزر چکا تھا۔ میں نے فجر کی نماز پچاسویں صبح کو اپنے مکان کی چھت پر ادا کی۔ میں اس حال میں بیٹھا ہوا تھا جس کا تذکرہ باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں: ﴿فَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ میری جان بھی مجھ پر تنگ ہوگئی اور زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی۔ میں نے کوہ سلع پر چڑھ کر کسی آواز دینے والے کو بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے کعب بن مالک خوشخبری ہو۔ میں فوراً سجدہ ریز ہوگیا۔ میں نے اسی وقت جان لیا کہ اللہ کی طرف سے کشادگی آ گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا۔ لوگ ہمیں مبارک باد دینے لگے۔ میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے گئے اور میری طرف ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہوکر آیا اور بنو اسلم قبیلہ کا ایک شخص میرے پاس دوڑ کر آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کی آواز گھوڑے پر سوار ہوکر آنے والے سے جلد پہنچ گئی۔ جب وہ شخص میرے پاس آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی تو میں نے اپنے کپڑے اُتار کر اس کو خوشخبری کے انعام میں پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم! اس دن مَیں اُس جوڑے کے علاوہ کسی اور جوڑے کا مالک نہ تھا۔

صَاحِبِيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ قِبَلِيْ وَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ ، فَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَ نِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اَتَاَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِيْ : لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهٗ فَكَانَ كَعْبٌ لَّا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ ۔ قَالَ كَعْبٌ : فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ : اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ فَقُلْتُ : اَمِنْ عِنْدِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ

میں نے کسی دوسرے آدمی سے عاریتاً دو کپڑے پہننے کیلئے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا لوگ جوق در جوق مجھے مل رہے تھے اور میری توبہ پر مبارک باد پیش کر رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ تمہیں مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ چلتے چلتے میں مسجد میں داخل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور قدم بڑھا کر مجھے مبارک پیش کی اور مصافحہ کیا۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے علاوہ نہ اٹھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھنے والے تھے۔ کعب کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے ٹمٹما رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اس مبارک ترین دن کی خوشخبری ہو جو ان تمام ایام میں سب سے بہتر ہے۔ جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ خوشخبری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے۔ روئے انور اس وقت اس طرح چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے اور ہم آپ کی خوشی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے پہچان لیتے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ کا حصہ یہ بھی ہے کہ میں اپنے سارے مال کو اللہ اور اس کے رسول کی خدمت میں بطور صدقہ پیش کر دوں اور اس سے الگ ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے پاس کچھ مال رکھ لینا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ پھر دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ. فَقُلْتُ: اِنِّیْ اَمْسِكُ سَهْمِیَ الَّذِیْ بِخَيْبَرَ وَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا اَنْجَانِیْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ، فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُّ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِلٰى يَوْمِیْ هٰذَا وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّحْفَظَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا بَقِیَ قَالَ :فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ حَتّٰى بَلَغَ :اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ حَتّٰى بَلَغَ :اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ :وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِیَ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صِدْقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَنْ لَّا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْیَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ

نے مجھے سچ کی بدولت نجات دی اور بیشک میری توبہ کا یہ بھی حصہ ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔ اللہ کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت سے مجھے معلوم نہیں کہ کسی مسلمان کو اتنے اعلیٰ انعام سے نوازا گیا ہو۔ جتنا بڑا انعام مجھے سچ بولنے کے عوض میں ملا اور اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جان بوجھ کر ایک جھوٹ بھی نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ بقیہ زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے محفوظ فرمائیں گے۔ کعب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ﴾ ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور ان مہاجرین وانصار پر رجوع فرمایا جنہوں نے تنگی کے وقت میں آپ کی پیروی واتباع کی''۔ یہ آیت انہوں نے ﴿اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ تک تلاوت فرمائی اور ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ ...... كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ تک تلاوت فرمائی اور ان تینوں پر رجوع فرمایا جن کے معاملہ کو ملتوی کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان پر زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہوگئی۔ اور خود ان کے اپنے نفس بھی ان پر تنگ ہو گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے سوائے اس اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رجوع فرمایا تا کہ وہ توبہ کریں یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو۔ کعب کہتے ہیں کہ جب سے اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت سے نوازا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سب سے بڑا انعام میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا جھوٹ نہیں بولا۔ ورنہ جھوٹ بولنے والوں کی طرح میں بھی ہلاک ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جب وحی نازل فرمائی تو سب سے زیادہ سخت بات جو کسی کو کہی جاتی

اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ بِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ الَّذِىْ ذَكَرَ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَاِرْجَاؤُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَفِىْ رِوَايَةٍ: وَكَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِى الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ۔

ہے وہ ان کو فرمائی ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ الایہ کہ عنقریب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے تعرض نہ کرو۔ آپ ان سے اعراض فرمائیں کیونکہ وہ پلید ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ان فاسقوں سے راضی نہ ہوں گے۔ کعب کہتے ہیں ہم تینوں کا معاملہ پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا۔ ان لوگوں سے جنہوں نے قسمیں اٹھائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کو قبول فرمالیا اور ان سے بیعت لے لی اور ان کے لئے استغفار بھی فرمادیا۔ مگر ہمارے معاملے کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فیصلہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ الایۃ اس آیت میں ﴿خُلِّفُوْا﴾ کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔ اس سے ہمارا غزوہ سے پیچھے رہنا مراد نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے معاملہ کو ملتوی کرنا اور پیچھے چھوڑنا مراد ہے۔ ان لوگوں سے جنہوں نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت کر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی معذرت کو قبول فرمالیا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کو روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن سفر کے لئے نکلنا عموماً پسند فرماتے اور ایک روایت کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ آپ سفر سے عموماً چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔

۲۲ : وَعَنْ اَبِىْ نُجَيْدٍ "بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِ الْجِيْمِ" عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ الْخُزَاعِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتْ

۲۲: حضرت ابونجید عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں۔ اس کو مجھ پر

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ : اَحْسِنْ اِلَيْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِيْ فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ : تُصَلِّيْ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ : لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قائم فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اس کے وارث کو بلایا اور اس کو فرمایا کہ اسے اپنے ہاں اچھے طریقے سے رکھو! جب بچہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم فرمایا کہ اس کے کپڑوں کو اس کے جسم پر باندھ دو اور اس کو رجم کر دو۔ چنانچہ وہ رجم کر دی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا۔ اس نے زنا کیا ہے؟ کیا پھر بھی آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو اُن کی بخشش کے لئے کفایت کر جائے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ اللہ کی خاطر اس نے اپنی جان قربان کر دی۔

۲۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ ، وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳ : حضرت عبد اللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی اور توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ (متفق علیہ)

۲٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : يَضْحَكُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ فَيُسْتَشْهَدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنسیں گے (یہ ہنسا جیسا اس کی ذات کے لائق ہے) کہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور جنت میں جاتے ہیں۔ ایک اللہ کی راہ میں لڑتا ہے اور قتل کیا جاتا ہے پھر قاتل پر اللہ رجوع فرماتے ہیں وہ مسلمان ہو کر شہید ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

۳ : بَابُ الصَّبْرِ

بَاب ۴ : صبر کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا﴾ [آل عمران: ۲۰۰] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو! صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور ضرور بضرور ہم تم کو آزمائیں گے کچھ

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة:١٥٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى:٤٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة:١٥٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ﴾ وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالصَّبْرِ وَبَيَانِ فَضْلِهٖ كَثِيْرَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ۔

خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے رہے ہیں‘‘۔(البقرہ)
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلاحساب دیا جائے گا‘‘۔(الزمر)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اور البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا۔ بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے‘‘۔(الشوریٰ)
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’تم صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں‘‘۔(البقرہ)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اور ضرور بضرور ہم تم کو آزمائیں گے۔ حتیٰ کہ ہم ظاہر کر دیں تم میں سے مجاہدین کو اور صبر کرنے والوں کو‘‘۔(محمد) آیات صبر کے حکم اور فضیلت میں بہت کثرت سے معروف ہیں۔

٢٥ : وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ ۔ اَوْ تَمْلَاُ ۔ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ ، وَالصَّبْرُ ضِيَآءٌ ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْعَلَيْكَ - كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۵: حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاکیزگی اور طہارت ایمان کا حصہ ہے اور الحمد للہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتے ہیں۔ تَمْلَاٰنِ کا لفظ فرمایا یا تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے لفظ فرمائے (آسمان و زمین کے مابین خلا کو بھر دیتے ہیں) نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں حجت ہے یا تمہارے خلاف۔ ہر شخص صبح سویرے اپنے نفس کو بیچنے والا ہے اور پھر اس کو آزاد کرنے والا یا ہلاک کرنے والا ہے۔(رواہ مسلم)

٢٦ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ سِنَانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ، ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ ، حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَيْ

۲۶: حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار کے بعض لوگوں نے آپؐ سے کچھ سوال کیا۔ آپؐ نے ان کو دے دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ آپؐ نے پھر ان کو دے دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا اور ہر چیز جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی وہ خرچ ہو گئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا

بِیَدِہٖ : "مَا یَکُنْ مِّنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ، وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ ، وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ ، وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ۔ وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

''میرے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس کو میں تم سے ہرگز جمع کر کے نہیں رکھتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے بچا لیتے ہیں اور جو بے نیازی طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز کر دیتے ہیں جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطا کرتے ہیں اور صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر عطیہ کسی کو نہیں دیا گیا''۔ (متفق علیہ)

۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ یَحْیٰی صُھَیْبِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لَہٗ خَیْرٌ۔ وَّلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ۔ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ ، وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۲۷ : ابویحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ مؤمن کا سارا معاملہ ہی عجیب ہے کہ اس کے تمام کام اس کے لئے خیر ہیں۔ مؤمن کے سوا اور کسی کو یہ چیز حاصل نہیں۔ اگر اس کو خوشحالی میسر آتی ہے تو شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اس کو تنگ دستی آ جائے تو صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے''۔ (مسلم)

۲۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ جَعَلَ یَتَغَشَّاہُ الْکَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا : وَاکَرْبَ اَبَتَاہُ فَقَالَ : لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ : یَا اَبَتَاہُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ ، یَا اَبَتَاہُ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاہُ یَا اَبَتَاہُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا : اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ؟ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوگئی اور بے چینی نے ڈھانپ لیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اُف ابا جان کی بے چینی! آپؐ نے فرمایا: آج کے دن کے بعد تمہارے باپ پر بے چینی نہ ہوگی۔ جب آپؐ نے وفات پائی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آہ! میرے ابا جان جنہوں نے اپنے ربّ کے بلاوے کو قبول کر لیا۔ اے میرے ابا! جنت الفردوس جن کا ٹھکانہ ہے۔ اے میرے ابا! جن کی موت کی اطلاع ہم جبریل کو دیتے ہیں۔ جب آپؐ دفن کر دیئے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمہارے دِلوں نے یہ بات گوارا کر لی کہ تم رسول اللہؐ کے جسم مبارک پر مٹی ڈالو۔ (بخاری)

۲۹ : وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحِبِّہٖ وَابْنِ حِبِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْھَدْنَا ۔ فَاَرْسَلَ

۲۹ : حضرت ابوزید اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما' یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور آپؐ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے ہیں' روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک بیٹی نے آپؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ان کا بیٹا قریب المرگ ہے۔ آپؐ تشریف لائیں۔ آپؐ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں

يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ :اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ؟ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا' فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَرِجَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ فَاَقْعَدَهُ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ : هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ :فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَمَعْنٰى "تَقَعْقَعُ" تَتَحَرَّكُ وَتَضْطَرِبُ۔

کہ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ ...... اللہ کے لئے ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور ہر چیز کی ایک مقدار مقرر ہے' تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو! بیٹی نے پھر پیغام بھیجا۔ وہ آپؐ کو قسم دے کر کہہ رہی تھیں کہ آپؐ ضرور تشریف لائیں۔ آپؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین کچھ اور آدمی بھی تھے۔ بچے کو آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس کو اپنی گود میں بٹھایا اور بچہ اس وقت اضطراب و بے چینی میں تھا۔ چنانچہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد بن عبادہؓ نے عرض کی یارسول اللہ یہ آنسو کیسے؟ آپؐ نے فرمایا یہ رحمت (کے آنسو ہیں) اس رحمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دیا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اپنے بندوں کے دلوں میں سے جس میں چاہا رکھ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں رحم کرنے والوں پر رحمت فرماتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تَقَعْقَعُ : مضطرب اور بے چین ہونا اور ایک معنی میں حرکت کرنا کے بھی ہیں۔

۳۰ : وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ اِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَيَّ غُلَامًا اُعَلِّمُهُ السِّحْرَ : فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ وَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهٖ اِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَاَعْجَبَهُ وَكَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ ۔ فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ : اِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ

۳۰ : حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ کو کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے پاس ایک لڑکا بھیجو جس کو میں جادو سکھا دوں۔ اس نے ایک لڑکا بھیج دیا۔ جس کو وہ جادو سکھانے لگا۔ اس لڑکے کے راستہ پر ایک راہب رہتا تھا۔ یہ لڑکا اس کے پاس بیٹھا اور اس کی گفتگو سنی تو اس کو اس کی گفتگو پسند آئی۔ وہ لڑکا جب بھی ساحر کے پاس جاتا تو وہ اس راہب کے پاس بیٹھتا۔ جب وہ ساحر کے پاس جاتا وہ اس لڑکے کو مارتا اس لڑکے نے راہب کو شکایت کی تو راہب نے کہا۔ جب ساحر کا ڈر ہو تو کہنا میرے گھر والوں نے روک لیا اور جب گھر

فَقُلْ : حَبَسَنِي اَهْلِيْ وَاِذَا خَشِيْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ :حَبَسَنِيَ السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ اَتٰى عَلٰى دَآبَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ : اَلْيَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ؟ فَاَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ ' اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّآبَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ فَاَتَى الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهُ ۔ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ اَيْ بُنَيَّ اَنْتَ الْيَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّيْ قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرٰى وَاِنَّكَ سَتُبْتَلٰى فَاِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ: وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَآءِ فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَاَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰهُنَا لَكَ اَجْمَعُ اِنْ اَنْتَ شَفَيْتَنِيْ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ اٰمَنْتَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ ' فَاٰمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ : رَبِّيْ قَالَ اَوَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ : رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ. فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ فَجِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : اَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ فَقَالَ : اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا اِنَّمَا

والوں کا ڈر ہو تو کہنا مجھے ساحر نے روک لیا۔ معاملہ اسی طرح چلتا رہا تا آنکہ اس لڑکے کا گزر ایک دن ایک بڑے جانور پر ہوا جس نے لوگوں کا راستہ روکا ہوا تھا۔ لڑکے نے (دل میں) کہا آج میں معلوم کروں گا کہ ساحر افضل ہے یا راہب؟ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور اس طرح کہا: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّآبَّةَ: ''اے اللہ اگر آپ کو جادوگر سے راہب کا معاملہ زیادہ پسند ہے تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے'' تا کہ لوگ گزر سکیں۔ چنانچہ اس نے پتھر مارا اور اس کو ہلاک کر دیا اور لوگ گزر گئے۔ پھر وہ راہب کے پاس آیا اور اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ راہب نے اسے کہا اے بیٹے آج تو مجھ سے افضل ہے۔ تیرا معاملہ جہاں تک پہنچ گیا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں عنقریب آزمائش میں ڈالا جائے گا اگر تمہیں آزمائش میں ڈالا جائے تو میری اطلاع نہ دینا اور یہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو (بحکم خدا) درست کرتا اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا۔ بادشاہ کا ایک ہم مجلس اندھا ہو چکا تھا۔ وہ اس لڑکے کے پاس بہت سے عطیات لے کر آیا اور کہنے لگا۔ اگر تو نے مجھے شفا بخش دی تو یہ تمام عطیات تمہارے ہیں۔ لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔ شفاء اللہ دیتے ہیں۔ اگر تم اللہ پر ایمان لاؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تمہیں شفا دے گا۔ چنانچہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا۔ اللہ نے اس کو شفا دے دی۔ وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح بیٹھ گیا۔ جس طرح پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا تمہاری بینائی تمہیں کس نے واپس کی؟ اس نے کہا میرے ربّ نے۔ بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے جواب دیا میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کو سزا دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس لڑکے کا پتہ بتلا دیا۔ لڑکے کو لایا گیا بادشاہ نے کہا اے بیٹے تیرا جادو یہاں تک پہنچ گیا کہ تو مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو درست کرتا ہے اور فلاں

يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى۔ فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِيْءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيْلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ، ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ، ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَاِنْ رَّجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاطْرَحُوْهُ ۔ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ :اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا وَجَآءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اذْهَبُوْا بِهٖ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ وَّتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاقْذِفُوْهُ۔ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَقَالَ :اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَانْكَفَاَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا وَجَآءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ لِلْمَلِكِ :اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اٰمُرُكَ بِهٖ ۔ قَالَ :مَا هُوَ؟ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ وَّتَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ

فلاں کام کرتا ہے۔ اس نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔ بے شک میرا اللہ شفا دیتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو سزا دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کا پتہ بتا دیا۔ پھر راہب کو لایا گیا اور اس کو کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا۔ مگر اس نے انکار کیا۔ بادشاہ نے آرا منگوا کر اس کے سر کو آرے سے دو حصوں میں کاٹ دیا۔ پھر بادشاہ کے ہم مجلس (وزیر) کو لایا گیا۔ اس کو کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا۔ اس نے انکار کر دیا پس آرا اس کے سر پر رکھ کر اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کے دونوں ٹکڑے اِدھر اُدھر گر پڑے۔ پھر لڑکے کو لایا گیا۔ اس کو بھی کہا گیا کہ تو دین سے پھر جا۔ اس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے سپرد کر کے حکم دیا کہ اس کو پہاڑ پر چڑھاؤ۔ جب تم پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہنچ جاؤ پھر اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ اس کو نیچے پھینک دو۔ وہ لوگ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ اس لڑکے نے دعا کی: ''اے اللہ جس طرح آپ چاہیں ان کے مقابلہ میں مجھے کافی ہو جائیں''۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہوا جس سے وہ تمام لوگ گر پڑے اور لڑکا صحیح سلامت چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا اللہ میری طرف سے ان کیلئے کافی ہو گیا۔ اس نے پھر اس کو اپنی ایک خصوصی جماعت کے سپرد کیا اور ان کو ہدایت کی کہ اس کو کشتی میں سوار کرو اور سمندر کے درمیان میں لے جا کر پوچھو! اگر یہ دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ سمندر میں پھینک دو۔ چنانچہ وہ اس کو لے گئے۔ اس لڑکے نے دعا کی: ''اے اللہ جس طرح آپ چاہیں ان کے مقابلہ میں میرے لئے کافی ہو جائیں''۔ چنانچہ کشتی اُلٹ گئی اور وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ لڑکا پھر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس واپس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ ان تمام کیلئے میری طرف سے کافی ہو گیا۔ پھر اس نے

خُذْ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِيْ ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔ ثُمَّ ارْمِنِيْ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ ' فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ وَّصَلَبَهٗ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ اَخَذَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ صُدْغِهٖ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ : آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَاُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهٗ : اَرَاَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ ' قَدْ اٰمَنَ النَّاسُ ۔ فَاَمَرَ بِالْاُخْدُوْدِ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَاُضْرِمَ فِيْهَا النِّيْرَانُ وَقَالَ : مَنْ لَّمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا اَوْ قِيْلَ لَهُ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَآءَ تِ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِيْهَا ' فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ : يَا اُمَّهْ اِصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ"رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"ذِرْوَةُ الْجَبَلِ" : اَعْلَاهُ وَهِيَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا۔ وَ "الْقُرْقُوْرُ": بِضَمِّ الْقَافَيْنِ نَوْعٌ مِّنَ السُّفُنِ۔ وَ "الصَّعِيْدُ" : هُنَا : الْاَرْضُ الْبَارِزَةُ وَ "الْاُخْدُوْدُ" الشُّقُوْقُ فِي الْاَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيْرِ وَ "اُضْرِمَ" اُوْقِدَ وَ "انْكَفَاَتْ" اَيْ: اِنْقَلَبَتْ وَتَقَاعَسَتْ" :تَوَقَّفَتْ وَجَبُنَتْ۔

بادشاہ کو مخاطب ہو کر کہا تو مجھے ہرگز قتل نہیں کر سکتا' جب تک کہ وہ طریقہ نہ اختیار کرے جو میں کہتا ہوں' بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تو تمام لوگوں کو وسیع میدان میں جمع کر۔ پھر مجھے سولی دینے کیلئے ایک کھجور کے تنے پر چڑھاؤ اور ایک تیر میرے تھیلے میں سے لے کر اس کو کمان میں رکھ کر اس طرح کہو: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ''میں اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا ربّ ہے تیر مارتا ہوں''۔ پھر مجھے تیر مارو جب تم اس طرح کرو گے تو مجھے قتل کر سکو گے پس بادشاہ نے لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کیا اور تیر لے کر تیر کو کمان میں رکھا۔ پھر کہا: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ اور تیر اس کی طرف پھینک دیا۔ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جالگا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھا اور مر گیا۔ لوگ اس پر پکار اُٹھے ہم اس لڑکے کے ربّ پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو بادشاہ کے پاس لایا گیا اور بادشاہ کو بتلایا گیا کہ تُو جس چیز سے خطرہ محسوس کرتا تھا وہ خطرہ تجھ پر منڈلانے لگا۔ لوگ تو ایمان لے آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ گلیوں کے کناروں پر خندقیں کھودی جائیں۔ وہ کھودی گئیں اور ان خندقوں میں آگ بھڑکا دی گئی۔ بادشاہ نے حکم دے دیا کہ جو اپنے دین سے نہ پھرے اس کو آگ میں جھونک دیا جائے یا اس کو کہا جائے کہ تُو اس آگ میں گھس جا۔ پھر انہوں نے اسی طرح کیا۔ حتیٰ کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا۔ وہ آگ میں گرنے سے کچھ ہچکچائی۔ لڑکے نے اس کو آواز دی اے اماں! تو صبر کر تو حق پر ہے۔ (مسلم)

ذِرْوَةُ الْجَبَلِ :پہاڑ کی بلندی۔
الْقُرْقُوْرُ :ایک قسم کی کشتی۔
اَلصَّعِيْدُ : کھلی جگہ' چٹیل۔
اَلْاُخْدُوْدُ : کھائی' نالہ۔
اُضْرِمَ :بھڑکائی گئی۔

تقاعست : توقف کیا' بزدلی دکھائی۔

٣١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی امْرَاَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: "اتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ" فَقَالَتْ : اِلَیْکَ عَنِّیْ ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ ، وَلَمْ تَعْرِفْہُ فَقِیْلَ لَھَا : اِنَّہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہُ بَوَّابِیْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْکَ فَقَالَ : اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ :تَبْکِیْ عَلٰی صَبِیٍّ لَھَا۔

۳۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تُو اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا مجھ سے ہٹ جاؤ! تمہیں میرے والی مصیبت نہیں پہنچی اور نہ تم اس کو جانتے ہو۔ اس عورت نے آپ ﷺ کو نہ پہچانا۔ جب اس کو بتلایا گیا کہ وہ آنحضرت ﷺ تھے تو وہ آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوئی اور وہاں کسی دربان کو نہ دیکھا تو کہنے لگی میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ صبر (جو قابل اَجر ہے) وہی ہے جو تکلیف کے آغاز میں کیا جائے۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: وہ اپنے بچے کی قبر پر رو رہی تھی۔

٣٢: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی : "مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَضَیْتُ صَفِیَّہُ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہُ اِلَّا الْجَنَّۃَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس مؤمن بندے کے لئے جس کی دنیا میں سب سے زیادہ محبوب چیز میں لے لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کرے اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔ (بخاری)

٣٣ : وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ ، فَاَخْبَرَھَا اَنَّہُ کَانَ عَذَابًا یَبْعَثُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ فَجَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ، فَلَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَّقَعُ فِی الطَّاعُوْنِ فَیَمْکُثُ فِیْ بَلَدِہٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا یَّعْلَمُ اَنَّہُ لَا یُصِیْبُہُ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہُ اِلَّا کَانَ لَہُ مِثْلَ اَجْرِ الشَّھِیْدِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا اس کو مسلط کرتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان والوں کے لئے رحمت بنا دیا جو مؤمن طاعون میں مبتلا ہوا اور وہ اپنے شہر میں صبر و ثواب سے ٹھہرا رہے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اس کو وہی پہنچے گا جو اس کے نصیب میں لکھا جا چکا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری)

٣٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ

۳۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ جب میں اپنے بندے کو

وَجَلَّ قَالَ: اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِیْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ ، يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں مبتلا کر دوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے بدلہ میں جنت عنایت فرمائیں گے۔ مراد دو محبوب چیزوں سے اس کی دو آنکھیں ہیں۔ (بخاری)

۳۵ : وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ قَالَ :قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلاَّ اُرِيْكَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ : بَلٰی قَالَ : هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَآءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : اِنِّی اُصْرَعُ وَاِنِّی اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰی لِی قَالَ :اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ يُعَافِيَكِ" فَقَالَتْ : اَصْبِرُ. فَقَالَتْ : اِنِّی اَتَكَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰهَ اَلاَّ اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۵ : حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ میں نے عرض کی جی ہاں؟ انہوں نے فرمایا یہ کالی کلوٹی عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضرت! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میرا جسم برہنہ ہو جاتا ہے۔ آپؐ دعا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اس تکلیف پر صبر کر تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو میں اللہ سے دُعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تمہیں اس سے عافیت عنایت فرمائیں۔ اس نے عرض کی میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے عرض کیا میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔ آپؐ دعا فرمائیں کہ برہنہ نہ ہوں۔ آپؐ نے دعا فرما دی۔ (متفق علیہ)

۳۶ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِیْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۶ : حضرت ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرتے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ جس کو اُن کی قوم نے مار کر لہولہان کر دیا اور وہ اپنے چہرے سے خون کو صاف کر کے یوں فرما رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ : ''اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتے''۔ (بخاری و مسلم)

۳۷ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حَزَنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ، حَتّٰی الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ "الْوَصَبُ" :الْمَرَضُ۔

۳۷ : حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، غم، رنج، دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ وہ کانٹا بھی جو اس کو چبھتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی غلطیاں معاف فرماتے ہیں۔ (متفق علیہ)

اَلْوَصَبُ :بیماری

۳۸ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۳۸ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" قُلْتُ : ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ اَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهٖ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ "الْوَعْكُ" : مَغْثُ الْحُمّٰى، وَقِيْلَ : الْحُمّٰى۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو سخت بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ ﷺ کو اجر بھی دو ملتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ یہ اسی طرح ہے جس مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس کا گناہ مٹاتے ہیں اور اس کے گناہ اس سے اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت اپنے پتے گراتا ہے۔ (متفق علیہ)

اَلْوَعْکُ : بخار کی تکلیف یا بخار

٣٩ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

وَضَبَطُوْا "يُصِبْ" : بِفَتْحِ الصَّادِ وَكَسْرِهَا۔

۳۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو تکلیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

لفظ دونوں طرح ہے: يُصِبْ

٤٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اگر اسے کرنا ہی ہو تو یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ: اے اللہ مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میں میرے لئے خیر ہے اور مجھے موت دے جب موت میں میرے لئے بہتری ہو۔ (متفق علیہ)

٤١ : وَعَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ فِىْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوْ لَنَا ؟ فَقَالَ قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهٗ

۴۱ : حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی جبکہ آپ ﷺ بیت اللہ کے سایہ میں ایک چادر کا تکیہ بنا کے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا! آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے۔ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ ﷺ نے

فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَعَظْمِهٖ مَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ ، وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً۔

ارشاد فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو زمین میں گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لے کر اُس کے سر پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت اور ہڈیوں کے اُوپر والے حصے کو چھیدا جاتا مگر یہ تمام تکالیف اس کو دین سے نہ روک سکتیں۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور غالب فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک اکیلا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا اور نہ بھیڑئے کا ڈر ہوگا اپنی بکریوں پر۔ لیکن اے میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) تم جلدی سے کام لیتے ہو۔ ایک روایت میں مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً الخ ' کہ آپؐ چادر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکین کی طرف سے (ان دنوں) تکالیف پہنچ رہی تھیں۔ (بخاری)

٤٢ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ :فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِّائَةً مِّنَ الْإِبِلِ ، وَأَعْطٰى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَأَعْطٰي نَاسًا مِّنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ۔ فَقَالَ رَجُلٌ : وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا أُرِيْدَ فِيْهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهٗ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ۔ ثُمَّ قَالَ :فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ؟ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔ فَقُلْتُ :لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَقَوْلُهٗ "كَالصِّرْفِ"، هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ :وَهُوَ صِبْغٌ أَحْمَرُ۔

۴۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حنین کا دن تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنائم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ اقرع بن حابس کو سو اونٹ عنایت فرمائے۔ عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی عنایت فرمائے اور عرب کے بعض دیگر سرداروں کو بھی اسی طرح دیتے اور ان کو تقسیم غنائم میں ترجیح دی۔ ایک آدمی نے کہا قسم بخدا! یہ ایسی تقسیم ہے جس میں عدل نہیں کیا گیا اور نہ اللہ کی رضامندی پیش نظر رکھی گئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کے رسول کو ضرور اس کی خبر دوں گا۔ چنانچہ میں نے حاضر خدمت ہو کر اس شخص کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نقل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک یہ سن کر متغیر ہوگیا۔ گویا کہ وہ سرخ رنگ کی طرح ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے تو اور کون عدل کرے گا۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکالیف پہنچائی گئیں اور انہوں نے صبر کیا۔ میں نے (دل میں کہا) کہ یقیناً میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک آئندہ کوئی بات نہ پہنچاؤں گا۔ (متفق علیہ)

كَالصِّرْفِ :سرخ

٤٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا ، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ : اِنَّ عِظَمَ الْجَزَآءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَآءِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دنیا میں ہی گناہ کی سزا جلد دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو گناہ کے باوجود سزا کو روک لیتے ہیں تاکہ پوری سزا قیامت کے دن دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑا بدلہ بڑی آزمائش کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتے ہیں تو ان کو ابتلاء میں ڈال دیتے ہیں جو اس ابتلاء پر راضی ہوا اس کے لئے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لئے ناراضگی ہے۔ (ترمذی)

٤٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ ابْنُ لِاَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْتَكِيْ ، فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ:مَا فَعَلَ ابْنِيْ؟ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ اُمُّ الصَّبِيِّ:هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ لَهُ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ : وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ۔ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ : احْمِلْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَبَعَثَ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ۔ فَقَالَ : اَمَعَهٗ شَيْءٌ؟ قَالَ : نَعَمْ تَمَرَاتٌ ، فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهٗ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ:قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ :

۴۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کام کاج کے لئے گئے تو بچہ فوت ہوگیا۔ جب واپس آئے تو پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ بچے کی ماں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ پہلے سے زیادہ آرام میں ہے۔ بیوی نے ان کے ساتھ رات کا کھانا کھایا۔ انہوں نے نوش کیا۔ پھر بیوی سے ہمبستری کی۔ جب فارغ ہوئے تو بیوی نے کہا بچہ کو دفن کر آؤ۔ جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس بات کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے رات کو ہمبستری کی؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا۔ اے اللہ ان دونوں کو برکت عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا عنایت فرمایا۔ مجھے ابوطلحہ نے کہا اس کو اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں۔ آپؐ نے استفسار فرمایا کیا کوئی چیز اس کے ساتھ ہے؟ اس نے کہا ہاں! چند کھجوریں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو لیا اور اپنے منہ مبارک میں ان کو چبا کر ان کو نکالا اور بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا (متفق علیہ) بخاری کی روایت میں ہے: ابن عیینہ

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَاَيْتُ تِسْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْآنَ . يَعْنِي مِنْ اَوْلَادِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَوْلُوْدِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : مَاتَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا : لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهٗ ، فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ عَشَآءً فَاَكَلَ وَشَرِبَ ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ اَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصْنَعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا ، فَلَمَّا اَنْ رَاَتْ اَنَّهٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا اَبَا طَلْحَةَ ، اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ اَهْلَ بَيْتٍ ، فَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ ، اَلَهُمْ اَنْ يَمْنَعُوْهُمْ؟ قَالَ : لَا ، فَقَالَتْ : فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ، قَالَ : فَغَضِبَ ثُمَّ قَالَ : تَرَكْتِنِيْ حَتّٰى اِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ اَخْبَرْتِنِيْ فَابْنِيْ ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا قَالَ : فَحَمَلَتْ ، قَالَ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهٗ ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَى الْمَدِيْنَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوْقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا اَبُوْ طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ : اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ اَنَّهٗ يُعْجِبُنِيْ اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ ، وَاَدْخُلَ مَعَهٗ اِذَا دَخَلَ ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰى! تَقُوْلُ اُمُّ سُلَيْمٍ : يَا اَبَا طَلْحَةَ ، مَا اَجِدُ الَّذِيْ كُنْتُ اَجِدُ،

نے کہا ایک انصاری نے کہا اس نے اس عبد اللہ کے نو (۹) بیٹے دیکھے۔ تمام کے تمام قرآن مجید کے قاری تھے یعنی عبد اللہ کے بیٹے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ اُم سلیم کے بطن سے پیدا ہونے والا ابوطلحہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا تو اُم سلیم نے کہا ابوطلحہ کو بیٹے کے متعلق کوئی بات نہ کرنا۔ جب تک میں کوئی بات نہ کروں۔ ابوطلحہ آئے اُم سلیم نے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھایا پیا پھر پہلے سے زیادہ بن سنور کر ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے ان سے ہمبستری کی۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ خوب سیر ہو گئے اور ہمبستری کر لی تو اُم سلیم کہنے لگیں۔ اے ابوطلحہ تم بتلاؤ! اگر کچھ لوگ کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً دے دیں۔ پھر وہ اپنی عاریت کی چیز طلب کریں تو کیا ان گھر والوں کو اس عاریت کے روکنے کا حق ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو اس پر اُم سلیم نے کہا۔ اپنے بیٹے کے متعلق ثواب کی امید کر۔ وہ اس پر ناراض ہوئے اور پھر کہا تو نے مجھے چھوڑے رکھا۔ جب میں آلودہ ہو گیا تو اب میرے بیٹے کے متعلق تو اطلاع دیتی ہے۔ اس پر وہ چل دیئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور آپؐ کو اس صورت حال کی اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی : بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا : اللہ تمہاری رات میں برکت عنایت فرمائیں وہ حاملہ ہو گئیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک سفر میں تھے اور یہ (ام سلیم) بھی اس سفر میں آپؐ کے ساتھ تھیں۔ آنحضرتؐ جب مدینہ تشریف لائے تو رات کو تشریف نہ لاتے۔ جب قافلہ مدینہ کے قریب ہوا تو اُم سلیم کو دردِ ولادت شروع ہو گیا۔ اس لئے ابوطلحہ وہیں رک گئے اور آنحضرتؐ نے اپنا سفر جاری رکھا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ابوطلحہ آئے اور اس طرح دعا کی : اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ ...... اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے نکلنا پسند ہے جب آپؐ مدینہ سے نکلیں اور داخل ہونا پسند ہے جب آپ مدینہ میں داخل ہوں۔ اے اللہ آپ دیکھ رہے

اَنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا۔ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ : يَا اَنَسُ لَا يُرْضِعُهُ اَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ اَحْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ"۔ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔

ہیں کہ میں تو رک گیا۔ اُم سلیم کہتی ہیں اے ابوطلحہ مجھے وہ درد اب نہیں جو پہلے محسوس ہو رہا تھا۔ آپ روانہ ہو جائیں۔ ہم وہاں سے چل پڑے۔ جب مدینہ منورہ پہنچ گئے تو ان کو دوبارہ دردِ زہ شروع ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ اُم سلیم کہنے لگیں اے انس! اس کو کوئی اس وقت تک دودھ نہ پلائے۔ جب تک کہ تم اس کو حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش نہ کرو۔ جب صبح ہوئی تو میں اس کو اُٹھا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا اور مکمل روایت آگے بیان کی۔

٤٥ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مضبوط وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ مضبوط وہ ہے جو اپنے آپ پر غصہ کے وقت کنٹرول کرے۔ (متفق علیہ)

وَ "الصُّرْعَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّآءِ ، وَاَصْلُهٗ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ يَصْرَعُ النَّاسَ كَثِيْرًا۔

الصُّرْعَةُ :حاء پر پیش اور راء پر زبر۔ عربوں میں بول چال میں اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو بہت پچھاڑے۔

٤٦ : وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ ، وَاَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ ، وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهٗ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ، لَوْ قَالَ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ۔ فَقَالُوْا لَهٗ : اِنَّ النَّبِيَّ قَالَ : تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶ : حضرت سلیمان بن صُرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو آدمی گالم گلوچ کر رہے تھے۔ ایک کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسی بات جانتا ہوں اگر یہ اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ اگر یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ لوگوں نے اسے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر۔

(متفق علیہ)

٤٧ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُنْفِذَهٗ ، دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى

۴۷ : حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غصہ کو پی لیا۔ باوجودیکہ وہ اس کو نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کے سامنے بلائیں گے اور اسے فرمائیں گے کہ وہ

يُخَيِّرُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَا شَآءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

حورعین میں سے جس کو چاہے چن لے۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

٤٨ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَوْصِنِيْ۔ قَالَ : لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ : لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ اس نے دوبارہ یہی گزارش کی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: لَا تَغْضَبْ۔ (بخاری)

٤٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن مرد وعورت کی جان' اولاد اور مال پر آزمائش آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

٥٠ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ وَمُشَاوَرَتِهٖ – كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا – فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ ابْنِ اَخِيْ :لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ، فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ :هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ، وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ! فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ۔ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ، وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا

۵۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس مہمان بنے۔ یہ حُر ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرب حاصل تھا۔ قراء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم مجلس اور مشورہ والے تھے۔ خواہ نوجوان تھے یا بوڑھے۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ تمہارا اس امیر کے ہاں مرتبہ ہے۔ میرے لئے ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرو۔ چنانچہ حر نے اجازت مانگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ جب عیینہ آپ کے پاس آئے تو کہنے لگے۔ اے ابن خطاب قسم بخدا! تو نہ ہمیں زیادہ عطیات دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا یہاں تک کہ اس کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ حر نے کہا اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ ''آپ عفو ودرگزر سے کام لیں اور بھلائی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض فرمائیں'' اور یہ جاہلوں میں سے ہے جب یہ

عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا ' وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

آیت حُر نے تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ذرا بھی آگے نہ بڑھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر رک جانے والے تھے۔ (بخاری)

۵۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِیْ اَثَرَةٌ وَاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا! قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَامُرُنَا؟ قَالَ : تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَيْكُمْ ' وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَالْاَثَرَةُ : الْاِنْفِرَادُ بِالشَّیْءِ عَمَّنْ لَهٗ فِيْهِ حَقٌّ۔

۵۱ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ترجیح ہوگی اور ایسے معاملات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب سمجھو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس حالت میں آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم وہ حق ادا کرو جو تم پر لازم ہے اور اللہ سے وہ مانگو جو تمہارا اپنا حق ہے۔ (متفق علیہ)

اَلْاَثَرَةُ : کسی ایسی چیز سے کسی کو خاص کرنا جس میں اس کا حق ہو۔

۵۲ : وَعَنْ اَبِیْ يَحْيٰى اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ فَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِیْ عَلَى الْحَوْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' وَ "اُسَيْدٌ" :بِضَمِّ الْهَمْزَةِ۔ وَحُضَيْرٌ : بِحَآءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُوْمَةٍ وَضَادٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۵۲ : حضرت ابویحییٰ اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عامل کیوں نہیں بناتے جس طرح فلاں کو بنایا؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں میرے بعد ترجیح کا سامنا کرنا پڑے گا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ مجھے تم حوض پر ملو۔ (متفق علیہ)

اُسَيْدٌ :حُضَيْرٌ کا وزن یہ ہے۔

۵۳ : وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيْهِمْ فَقَالَ :يَا اَيُّهَا النَّاسُ ' لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ ' وَاَسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ ' فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا' وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ'

۵۳ : حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ دشمن کے ساتھ ایک لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار کیا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! دشمن کے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور جب دشمن سے سامنا ہو جائے تو جمے رہو اور یقین کرلو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ پھر یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكُتُبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ

ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اَهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

اَهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِ اے اللہ کتاب کے اتارنے والے' بادلوں کے دوڑانے والے اور اعداء اسلام کے مختلف گروہوں کو شکست دینے والے ان کافروں کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری امداد فرما۔ (متفق علیہ) وباللہ التوفیق

٤ : بَابُ الصِّدْقِ

بَابٌ : سچائی کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ [التوبة:١١٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ﴾ [الاحزاب:٣٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ [محمد:٢١]۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں۔ (الاحزاب) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر وہ اللہ سے سچ بولتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ (محمد)

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ - فَالْاَوَّلُ:

احادیث ملاحظہ ہوں:

٥٤ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا ، وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت لے جانے والی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے اور بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

اَلثَّانِيْ :

٥٥ : عَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِيْنَةٌ ، وَالْكَذِبَ رِيْبَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ. قَوْلُهُ : "يَرِيْبُكَ" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ

۵۵ : حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں یاد ہیں : "دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِيْنَةٌ ، وَالْكَذِبَ رِيْبَةٌ" جو بات شک میں مبتلا کرے اس کو چھوڑ اور اس کو اختیار کر جو شک میں نہ ڈالے۔ سچائی اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے۔ (ترمذی)

وَضَمِّهَا : وَمَعْنَاهُ اُتْرُكْ مَا لَا تَشُكُّ فِيْ حِلِهٖ وَاَعْدِلْ اِلٰى مَا تَشُكُّ فِيْهِ۔

يُرِيْبُكَ : جس کے حلال ہونے میں شک ہو اس کو چھوڑ دو اور اس کی طرف جھک جاؤ جس میں شک نہ ہو۔

اَلثَّالِثُ :

٥٦ : عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الطَّوِيْلِ فِيْ قِصَّةِ هِرَقْلَ ' قَالَ هِرَقْلُ : فَمَاذَا يَاْمُرُكُمْ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ قُلْتُ : يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ' وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ۔ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالْعَفَافِ ' وَالصِّلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶ : حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ اپنے اس طویل بیان میں جو ہرقل کے قصہ میں مذکور ہے کہتے ہیں کہ ہرقل نے کہا وہ پیغمبر تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے جواب دیا وہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ وہ ہمیں نماز کا حکم دیتے ہیں اور سچ بولنے اور پاک دامنی اور صلہ رحمی اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

اَلرَّابِعُ :

٥٧ : عَنْ اَبِيْ ثَابِتٍ وَقِيْلَ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَقِيْلَ اَبِي الْوَلِيْدِ ' سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَهُوَ بَدْرِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ ' وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۷ : حضرت ابو ثابت اور بعض نے کہا ابوسعید اور بعض نے کہا ابوالولید سہل بن حنیف بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ شہادت مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مراتب میں پہنچا دیں گے۔ خواہ اس کی موت اپنے بستر پر ہو۔ (مسلم)

اَلْخَامِسُ :

٥٨ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ' فَقَالَ لِقَوْمِهٖ : لَا يَتْبَعَنِّيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا ' وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا ' وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ اَوْلَادَهَا۔ فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ

۵۸ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا : اللہ کے ایک پیغمبر جہاد کیلئے نکلے۔ انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا میرے ساتھ ایسا کوئی آدمی نہ نکلے جس نے نئی نئی شادی کی ہو اور وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی تک ہمبستری نہ کی ہو اور نہ ہی وہ جس نے مکان بنایا ہو مگر ابھی تک اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور نہ ہی وہ آدمی جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔ چنانچہ وہ پیغمبر جہاد پر روانہ ہو گئے اور اس شہر میں عصر کی نماز کے وقت یا عصر کے قریب اس شہر میں پہنچے۔ پس انہوں

ذٰلِكَ ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ : اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا ، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَآءَتْ – يَعْنِي النَّارَ – لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا ، فَقَالَ : اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ : فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ۔ فَلْيُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ ، فَقَالَ : فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ۔ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِثْلَ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ ، فَوَضَعَهَا فَجَآءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا۔ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ، ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْخَلِفَاتُ" بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ : جَمْعُ خَلِفَةٍ وَهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ۔

نے سورج کو خطاب کر کے فرمایا: اے سورج تو بھی اللہ کی طرف سے مامور ہے اور میں اللہ کی طرف سے مامور ہوں۔ اے اللہ! سورج کو ہمارے لئے روک دے۔ چنانچہ سورج کو روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ شہر فتح کر دیا پھر انہوں نے غنائم کو جمع فرمایا۔ آسمان سے آگ ان کو جلانے کیلئے آئی مگر آگ نے اس کو نہ کھایا اور نہ جلایا۔ انہوں نے فرمایا تمہارے اندر مال غنیمت میں خیانت پائی جاتی ہے۔ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ ایک آدمی کا ہاتھ ان میں سے آپ کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے قبیلہ میں خیانت ہے۔ تمہارا قبیلہ میری بیعت کرلے۔ چنانچہ دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چمٹ گئے۔ آپ نے فرمایا خیانت تم میں ہے۔ پھر وہ ایک سونے کا سر لائے جو گائے کے سر کے برابر تھا۔ جب اس کو مال غنیمت میں رکھا۔ پس اسی وقت آگ اتری اور اس مال کو کھا گئی (پھر آنحضرتؐ نے فرمایا) ہماری شریعت سے پہلے غنائم کا مال کسی کیلئے استعمال کرنا جائز نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے غنائم کو حلال کر دیا۔ جب ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا۔ (متفق علیہ)

اَلْخَلِفَاتُ مَعَ خَلِفَةٌ :حاملہ اونٹنی

النادی :

۵۹ : عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا ، فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا ، وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۹ : حضرت ابو خالد حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فروخت کنندہ اور خریدار کو اختیار ہے جب تک وہ اس مجلس سے جدا نہ ہوں۔ اگر دونوں نے حقیقت کو نہ چھپایا اور سچ بولا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائے گی اور اگر حقیقت کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

۵ : بَابُ الْمُرَاقَبَةِ

بَابٌ مراقبہ کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ﴾ [الشعراء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ ذات جو تمہیں دیکھتی ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ کرنے والوں میں آتے جاتے ہو۔ (الشعراء)

:٢١٨-٢١٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ [الحديد :١٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ﴾ [آل عمران :٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:١٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ [غافر :١٩]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ :فَالْاَوَّلُ

٦٠ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ ، اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ قَالَ: صَدَقْتَ۔ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ : فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ؟ قَالَ :اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ ، وَمَلَآئِكَتِهٖ ، وَكُتُبِهٖ ، وَرُسُلِهٖ ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔ قَالَ :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ (اپنی قدرت وعلم سے) تمہارے ساتھ ہیں جہاں بھی تم ہو۔ (الحدید)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پر آسمان وزمین کی کوئی چیز مخفی اور چھپی ہوئی نہیں ہے۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک آپ کا ربّ گھات میں ہے۔ (الفجر)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں اور جو سینوں میں مخفی باتیں ہیں ان کو بھی جانتے ہیں۔ (غافر)

آیات اس سلسلہ میں معروف ہیں۔

احادیث ملاحظہ ہوں:

۶۰: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی جو انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا تھا آیا۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا اور ہم میں سے اس کو کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح بیٹھا کہ اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا لئے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی رانوں پر دراز کرلیں اور کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام سے متعلق بتلاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بشرطِ استطاعت بیت اللہ شریف کا حج کرے۔ اس نے یہ سن کر کہا تم نے سچ کہا۔ ہم نے تعجب کیا کہ خود ہی سوال کر رہا ہے اور خود ہی تصدیق کر رہا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے ایمان کے متعلق بتلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اچھی، بری تقدیر پر ایمان لائے۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو! گویا کہ تم

صَدَقْتَ۔ قَالَ : فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ؟ قَالَ :اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ : قَالَ : فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ۔ قَالَ :مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ۔ قَالَ :فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِهَا۔ قَالَ : اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا ، وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءِ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْيَانِ۔ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ :يَا عُمَرُ ، اَتَدْرِیْ مَنِ السَّآئِلِ؟ قُلْتُ :اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ :فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَمَعْنٰى : "تَلِدُ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا" : اَیْ سَيِّدَتَهَا ؛ وَمَعْنَاهُ اَنْ تَكْثُرَ السَّرَارِیْ حَتّٰى تَلِدَ الْاَمَةُ السَّرِيَّةُ بِنْتًا لِسَيِّدِهَا ، وَبِنْتُ السَّيِّدِ فِیْ مَعْنَى السَّيِّدُ وَقِيْلَ غَيْرَ ذٰلِكَ ۔ وَ" الْعَالَةُ" : الْفُقَرَآءُ۔ وَقَوْلُهٗ "مَلِيًّا" اَیْ زَمَانًا طَوِيْلًا ، وَكَانَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا۔

اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر چہ تم اس کو واقعہ میں دیکھ نہیں رہے ہو۔ وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے قیامت کے متعلق خبر دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ اس نے کہا تم مجھے اس کی کچھ علامات کے متعلق بتلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں' ننگے جسم' تنگ دست' بکریوں کے چرواہے بڑی بڑی عمارات بنائیں گے۔ پھر وہ چلا گیا میں کچھ دن ٹھہرا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: اے عمر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔ (مسلم)

تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا ۔ رَبَّتَهَا کا معنی مالکہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لونڈیاں بہت ہو جائیں گی۔ یہاں تک کہ لونڈی اپنے آقا کی بیٹی کو جنم دے گی اور آقا کی بیٹی آقا کے معنی میں ہے تو حاصل یہ ہوا کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ بعض نے اور معانی بھی کئے ہیں۔ اَلْعَالَةُ :فقر و محتاج۔ مَلِيًّا :طویل عرصہ اور یہ تین دن تھا۔ حدیث میں بھی اس سے مراد تین دن تھے۔

اَلثَّانِیْ :

٦١ :عَنْ اَبِیْ ذَرٍ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ وَاَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا: وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٦١ : حضرت ابوذر جندب بن جنادہ اور عبدالرحمان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی تم ہو اور غلطی کے بعد نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی اس غلطی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی)

اَلثَّالِثُ :

٦٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: "كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ :يَا غُلَامُ اِنِّيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ :اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ، وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ :اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ ، تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ ، وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ ، وَمَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ : وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ ، وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ ، وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا"۔

٦٢ : حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے لڑکے۔ میں تم کو چند باتیں سکھاتا ہوں : (۱) اللہ (کے حکم کی) حفاظت کرو۔ وہ تیری حفاظت کرے گا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے (حق کی) نگہبانی کر اس کو تو اپنے سامنے پائے گا۔ (۳) جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے کر۔ (۴) جب تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ۔ (۵) اور یقین کر کہ اگر سارے لوگ کسی چیز سے تجھے نفع پہنچانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو وہ تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہو۔ (۶) اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے تمام جمع ہو جائیں تو تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا۔ قلم اُٹھائے جا چکے۔ صحائف خشک ہو چکے۔ (ترمذی)

ترمذی کے علاوہ روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ کی حفاظت کر اسے تو اپنے سامنے پائے گا۔ اللہ کو خوشحالی میں پہچان وہ سختی میں تمہیں پہچانے گا اور یقین کر کہ جو تم سے چوک جائے (تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے) وہ تمہیں ملنے والا نہیں اور جو تم کو حاصل ہونے والا ہے۔ وہ تمہیں ملے بغیر رہ نہیں سکتا اور یقین کر مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے اور بلاشبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

الرابع :

٦٣ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

وَقَالَ :الْمُوْبِقَاتُ :الْمُهْلِكَاتُ۔

٦٣ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! آج کل تم بعض کاموں کو بال سے بھی زیادہ باریک اور حقیر اپنی نگاہوں میں قرار دیتے ہو۔ مگر ان کاموں کو ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہلاکت انگیز کاموں میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

اَلْمُوْبِقَاتُ : مہلکات۔

الخامس :

٦٤ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

٦٤ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَغَارُ ، وَغَیْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت کرتے ہیں اور اللہ کو غیرت دلانا یہ ہے کہ آدمی اس کام کا ارتکاب کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو۔ (متفق علیہ)

"وَالْغَیْرَةُ" بِفَتْحِ الْغَیْنِ : وَاَصْلُهَا الْاَنَفَةُ۔

اَلْغَیْرَةُ : غین کے زبر کے ساتھ ہے جبکہ معناً اصل میں خودداری کو کہتے ہیں۔

السادس :

۶۵ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : اِنَّ ثَلَاثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ. فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ : لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا فَقَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ الْاِبِلُ - اَوْ قَالَ الْبَقَرُ - شَکَّ الرَّاوِیْ، فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ: بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا۔ فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ : شَعْرٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَذِرَنِی النَّاسُ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا۔قَالَ : فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا : فَاَتَی الْاَعْمٰی فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ : اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ بَصَرِیْ فَاُبْصِرَ النَّاسَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهٗ۔ قَالَ : فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ :

۶۵ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی کوڑھی، گنجا، اندھا کو اللہ تعالیٰ نے آزمانے کا ارادہ فرمایا۔ پس ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور مجھ سے وہ تکلیف دور ہو جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اس سے وہ تکلیف جاتی رہی۔ جس کی وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ اس کو خوبصورت رنگ دے دیا گیا۔ پھر فرشتے نے کہا تمہیں کونسا مال تمام مالوں میں زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے) چنانچہ اس کو دس ماہ کی گابھن اونٹنی دے دی گئی۔ پھر فرشتے نے دعا دی بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عنایت فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اچھے بال اور یہ کہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ جس کی بنا پر لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ جس سے اسکا گنجا پن صحیح ہو گیا اور اس کو خوبصورت بال مل گئے۔ پھر فرشتے نے کہا تمہیں کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا گائے۔ اس کو ایک حاملہ گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کو دعا دی: بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مال میں برکت دے۔ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور

الْغَنَمُ فَاُعْطِيَ شَاةً وَّالِدًا ، فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ. ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ : رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ ، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِيْ سَفَرِيْ؟ فَقَالَ : اَلْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ. فَقَالَ : كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ، اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ : اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هٰذَا. فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ. وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ؟ فَقَالَ :قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلٰى بَصَرِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ. فَوَ اللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَقَالَ : اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ" مُتَّفَقٌ

اس سے پوچھا تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ مجھے واپس کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔ پھر فرشتے نے کہا تمہیں اموال میں سے کونسا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا بکریاں۔ اس کو ایک بچہ جننے والی بکری دیدی گئی۔ بس ان دو کے جانور بھی پھلے پھولے اور اس کی بکری نے بھی بچے دیئے۔ پس ایک کے لئے اگر اونٹوں کی وادی تھی تو دوسرے کی گائیں وادی کو بھر دیتی تھیں اور تیسرے کی بکریاں بھی وادی کو پُر کرنے والی تھیں۔ پھر معاملہ یہ ہوا کہ وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس اسی شکل صورت میں گیا (کوڑھی کی شکل بنا کر) اور کہا میں ایک مسکین اور غریب آدمی ہوں میرے سفر کے تمام ذرائع مسدود ہو چکے۔ اب میرے لئے آج کے دن گھر پہنچنے کا اللہ تعالیٰ کے سوا اور پھر تیرے سوا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے میں تم سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں۔ جس نے تجھے اچھا رنگ اور خوبصورت کھال اور مال عنایت فرمائے۔ میں تم سے ایک اونٹ مانگتا ہوں جس کے ذریعہ میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا۔ میرے ذمہ بہت سے حقوق ہیں۔ فرشتے نے اسے کہا گویا میں تجھے پہچانتا ہوں۔ کیا تو وہی نہیں جس کے جسم پر سفید برص کے داغ تھے لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو فقیر و محتاج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال سے نوازا۔ اس نے کہا یہ مال تو میں نے باپ دادا سے ورثہ میں پایا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو تھا' پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی کی شکل وصورت میں گیا اور اس نے وہی کہا جو کوڑھی کو کہا تھا اور اس نے اسی طرح جواب دیا جس طرح اس نے جواب دیا تھا۔ اس پر فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اسی طرح کر دے جس طرح پہلے تھا پھر اندھے کے پاس نابینا بن کر گیا اور کہا میں ایک مسکین اور مسافر ہوں اور سفر کے تمام ذرائع مسدود ہو گئے۔

عَلَيْهِ۔

"وَالنَّاقَةُ الْعُشَرَآءِ" بِضَمِّ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الشِّيْنِ وَبِالْمَدِّ :هِيَ الْحَامِلُ : قَوْلُهُ "اَنْتَجَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "فَنَتَجَ" مَعْنَاهُ : تَوَلّٰى نِتَاجَهَا وَالنَّاتِجُ لِلنَّاقَةِ كَالْقَابِلَةِ لِلْمَرْاَةِ – وَقَوْلُهُ "وَلَّدَ هٰذَا" هُوَ بِتَشْدِيْدِ اللَّامِ : اَيْ تَوَلّٰى وِلَادَتَهَا وَهُوَ بِمَعْنٰى اَنْتَجَ فِي النَّاقَةِ – فَالْمُوَلِّدُ ، وَالنَّاتِجُ ، وَالْقَابِلَةُ بِمَعْنًى لٰكِنْ هٰذَا لِلْحَيْوَانِ وَذٰلِكَ لِغَيْرِهٖ۔ قَوْلُهُ "اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ هُوَ – بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ :اَيِ الْاَسْبَابُ – وَقَوْلُهُ : لَا اَجْهَدُكَ" مَعْنَاهُ : لَا اَشُقَّ عَلَيْكَ فِيْ رَدِّ شَيْءٍ تَاْخُذُهٗ اَوْ تَطْلُبُهٗ مِنْ مَّالِيْ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : "لَا اَحْمَدُكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمِيْمِ وَمَعْنَاهُ :لَا اَحْمَدُكَ بِتَرْكِ شَيْءٍ تَحْتَاجُ اِلَيْهِ كَمَا قَالُوْا :لَيْسَ عَلٰى طُوْلِ الْحَيَاةِ نَدَمٌ : اَيْ عَلٰى فَوَاتِ طُوْلِهَا۔

اب منزل تک پہنچنا اللہ کی مدد اور پھر تیرے سہارے کے سوا ممکن نہیں۔ میں تم سے اس اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تیری نگاہ واپس کی۔ مجھے ایک بکری عنایت کر دو تا کہ میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکوں۔ اس نے کہا میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے بینا کر دیا میرے اس مال میں سے جو چاہتے ہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ قسم بخدا اس میں سے آج تو جو اللہ کے لئے لے لے گا میں انکار نہ کروں گا۔ فرشتے نے کہا اپنے مال کو تم اپنے پاس ہی رکھو۔ بلاشبہ تمہاری آزمائش کی گئی جس میں اللہ تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہو گیا (متفق علیہ)

اَلنَّاقَةُ الْعُشَرَاءُ :حاملہ اونٹنی۔ اَنْتَجَ ونَتَجَ :اس کے بچوں کا مالک بنا۔ اَلنَّاتِجُ :اونٹنی کے بچے جنوانے والا جیسا قابلہ کا لفظ دایہ عورت کے لئے ہے۔ وَلَّدَ هٰذَا : بکری کے بچوں کا مالک ہوا۔ یہ لفظ انتج کے ہم معنی ہے اونٹنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے نَاتِجٌ، مُوَلِّدُ قَابِلَةُ تینوں ہم معنی ہے۔ صرف انسان کے لئے قابلہ آتا ہے اور بقیہ حیوانات کے لئے آتے ہیں۔ اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ کا معنی اسباب کا منقطع ہونا۔ لَا اَجْهَدُكَ :میں کسی چیز کی واپسی کی تکلیف نہ دوں گا۔ لَا اَحْمَدُكَ : میں تیری تعریف نہ کروں گا کسی ایسی چیز کے ترک پر جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اہل عرب کا محاورہ ہے کہ زندگی کی درازی پر ملامت نہیں یعنی عمر کی لمبائی نہ ہونے پر ندامت نہیں۔

السابع :

٦٦ : عَنْ اَبِيْ يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْاَمَانِيَّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ

٦٦ : حضرت ابویعلی شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو مطیع رکھے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے تیاری کرے اور بے وقوف وہ ہے جس نے خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی آرزوئیں اور تمنائیں

حَسَنٌ۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهَا مِنَ الْعُلَمَاءِ : مَعْنٰى دَانَ نَفْسَهٗ حَاسَبَهَا۔

کیں''۔ (ترمذی)

دَانَ نَفْسَهٗ : نفس کا محاسبہ کیا۔

اَلثَّامِنُ

٦٧ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ۔

٦٧ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے اسلام کی خوبی اس کا بے فائدہ کاموں کو ترک کر دینا ہے''۔ (ترمذی)

اَلتَّاسِعُ

٦٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا يُسْاَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ ضَرَبَ امْرَاَتَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ۔

٦٨ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو مارا''۔ (ابوداؤد)

٦: بَابٌ فِي التَّقْوٰى

باب ۶: تقویٰ کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ [آل عمران:١٠٢] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن:١٦] وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ مُبَيِّنَةٌ لِلْمُرَادِ مِنَ الْاُوْلٰى۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ [الاحزاب:٧٠] وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّقْوٰى كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق:١-٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ [الانفال:٢٩]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس قدر تم میں استطاعت ہو''۔ یہ آیت پہلی آیت کا مطلب واضح کر رہی ہے۔ (التغابن) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی اور درست بات کہو''۔ (الاحزاب) تقویٰ کے حکم سے متعلقہ آیات بہت اور معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا''۔ (الطلاق) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک خاص امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ تم سے زائل کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے''۔ (الانفال)

آیات اس سلسلہ کی بہت ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث درج ذیل ہیں:

٦٩ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ : "اَتْقَاهُمْ" فَقَالُوْا :لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ : فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ" قَالُوْا :لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ "فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِيْ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ "فَقُهُوْا" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَحُكِيَ كَسْرُهَا : اَيْ عَلِمُوْا اَحْكَامَ الشَّرْعِ۔

٦٩ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جو ان میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا ہم اس کے متعلق آپؐ سے سوال نہیں کرتے۔ تو آپؐ نے فرمایا: ''پھر یوسف اللہ کے نبی' باپ نبی' دادا نبی' پردادا نبی' خلیل اللہ ہیں''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ نے عرض کیا ہم اس کے متعلق بھی سوال نہیں کر رہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر عرب کے خاندانوں کے متعلق دریافت کر رہے ہو۔ ارشاد فرمایا: ''ان میں جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ' بوجھ پیدا کرلیں''۔ (متفق علیہ)

فَقُهُوْا: شریعت کے احکام جان لیں۔

اَلثَّانِيْ :

٧٠ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا" فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ' فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ ، فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ اِسْرَاءِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٧٠ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بے شک دنیا میٹھی' سرسبز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں نائب بنانے والا ہے۔ پس وہ دیکھے گا کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔ پس تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں کے بارے میں تھی۔ (مسلم)

اَلثَّالِثُ :

٧١ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : " اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٧١ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى : ''اے اللہ میں آپؐ سے ہدایت' پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

اَلرَّابِعُ :

٧٢ : عَنْ اَبِيْ طَرِيْفٍ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ

٧٢ : حضرت ابوطریف عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : " مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ رَاَى اَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْهَا فَلْيَاْتِ التَّقْوٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو آدمی کسی بات پر قسم کھا لے پھر اس سے زیادہ تقویٰ والی بات دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ تقویٰ والی بات کو اختیار کرے''۔ (مسلم)

اَلْخَامِسُ :

٧٣ : عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَخْطُبُ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ :"اتَّقُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِیْعُوْا اُمَرَآءَ كُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ " رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ اٰخِرِ كِتَابِ الصَّلٰوةِ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

۷۳: حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو، پانچوں نمازیں ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حکام کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ کے آخر سے) اور کہا حدیث حسن ہے۔

٧ : بَابٌ فِی الْیَقِیْنِ وَالتَّوَكُّلِ

بَابٌ: یقین وتوکل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ، وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ، وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا﴾ [الاحزاب :٢٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا : حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ﴾ [آل عمران:١٧٣-١٧٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ﴾ [الفرقان:٥٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [آل عمران:١٦٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جب مؤمنوں نے کفار کے گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس بات نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں اضافہ کیا''۔ (الاحزاب) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا بے شک لوگ تمہارے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ پس ان سے ڈرو تو ان کا ایمان بڑھ گیا اور کہنے لگے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ کہ ہمیں تو اللہ کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔ پس وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے اور ان کو ذرہ بھر تکلیف نہ پہنچی اور انہوں نے اللہ کی رضامندی کی اتباع کی اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تم بھروسہ کرو اس زندہ ذات پر جس پر موت نہیں''۔ (الفرقان) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جب تم عزم کر لو تو پھر اللہ پر بھروسہ کرو''۔ (آل عمران) توکل کے سلسلہ میں آیات بہت

[آل عمران:١٥٩] وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّوَكُّلِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ- وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [الطلاق:٣] اَىْ كَافِيْهِ- وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ [الانفال:٣] وَالْاٰيَاتُ فِيْ فَضْلِ التَّوَكُّلِ كَثِيْرَةٌ مَعْرُوْفَةٌ-

معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اللہ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے“۔ (الطلاق) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : ”کہ بے شک مؤمن وہی ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ آیات ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں“۔ (الانفال)

توکل کی فضیلت پر آیات بہت معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث یہ ہیں:

٧٤ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ اِذَا رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ لِيْ : هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِيْ :انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ الْاٰخَرِ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِيْ :هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ " ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِيْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ :فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ - وَذَكَرُوْا اَشْيَآءَ - فَخَرَجَ

۷۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں۔ میں نے ایک پیغمبر کو دیکھا کہ ان کے ساتھ چھوٹی جماعت ہے اور ایک اور نبی ہیں کہ ان کے ساتھ ایک اور دو آدمی ہیں اور ایک نبی ہیں کہ جن کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اچانک میرے سامنے ایک بہت بڑا گروہ ظاہر ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ وہ میری امت ہے۔ مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے۔ لیکن تم افق کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک بہت بڑا گروہ نظر آیا۔ پھر مجھے کہا گیا دوسرے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا گروہ ہے۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہ تیری امت ہے۔ ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو جنت میں بلا حساب و عذاب داخل ہوں گے۔ پھر آپ اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ لوگ ان کے متعلق گفتگو کرنے لگے جو جنت میں بلا حساب و عذاب داخل ہوں گے۔ بعض نے کہا شاید وہ لوگ ہیں جو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ بعض نے کہا شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور شرک نہیں کیا۔ اسی طرح کی کئی چیزوں کا لوگوں نے تذکرہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو

عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : مَا الَّذِیْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ : هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ فَقَالَ : ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ : "اَنْتَ مِنْهُمْ" ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ : "سَبَقَكَ اللّٰهُ بِهَا عُكَّاشَةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الرُّهَيْطُ" بِضَمِّ الرَّآءِ تَصْغِيْرُ رَهْطٍ وَهُمْ دُوْنَ عَشَرَةِ اَنْفُسٍ۔ "وَالْاُفُقُ" النَّاحِيَةُ وَ الْجَانِبُ "وَعُكَّاشَةُ" بِضَمِّ الْعَيْنِ وَتَشْدِيْدِ الْكَافِ وَبِتَخْفِيْفِهَا وَالتَّشْدِيْدِ اَفْصَحُ۔

فرمایا تم کس بحث میں مصروف ہو؟ انہوں نے اطلاع دی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہ خود کرتے ہوں اور نہ کسی سے کرواتے ہیں اور نہ ہی شگون لیتے ہیں بلکہ اپنے رب پر کامل بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی عرض کی کہ میرے لئے بھی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ اس میں تم سے سبقت کر گئے۔ (متفق علیہ)

الرُّهَيْطُ : یہ رھط کی تصغیر ہے۔ دس سے کم پر بولا جاتا ہے۔
الْاُفُقُ: طرف و جانب۔
عُكَّاشَه : تشدید کے ساتھ زیادہ صحیح ہے۔

اَلثَّانِیْ :

٧٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ ، وَبِكَ خَاصَمْتُ: اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا تَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِیُّ۔

٧٥ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ آنحضرتؐ دعا میں فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ ...... "اے اللہ میں آپ کا فرمانبردار بنا اور آپ پر ایمان لایا اور آپ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور آپ ہی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی مدد سے میں جھگڑتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے راستہ سے بھٹکائے۔ تو ایسا زندہ رہنے والا ہے جس پر موت نہیں اور جنّ و انس سب مر جائیں گے"۔ (متفق علیہ) یہ روایت بخاری میں مختصر ہے۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

اَلثَّالِثُ :

٧٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا قَالَ : حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا

٧٦ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس

اِبْرَاهِيْمُ ﷺ حِيْنَ اُلْقِىَ فِى النَّارِ ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا : حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ - وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ اٰخِرَ قَوْلِ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ حِيْنَ اُلْقِىَ فِى النَّارِ : حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

وقت کہا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا اور حضرت محمد ﷺ نے اس وقت کہے جب لوگوں نے یہ کہا : اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ کہ مشرکین تمہارے لئے اکٹھے ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے ڈر جاؤ تو مسلمانوں کا ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے کہا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (بخاری) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو ان کی آخری بات یہ تھی: حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہ میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔

اَلرَّابِعُ :

۷۷ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ : "يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قِيْلَ مَعْنَاهُ مُتَوَكِّلُوْنَ ، وَقِيْلَ قُلُوْبُهُمْ رَقِيْقَةٌ۔

۷۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کچھ لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں جیسے ہوں گے۔ (مسلم) اس کا ایک معنی متوکل کیا ہے اور دوسرا معنی نرم دل کیا ہے۔

اَلْخَامِسُ :

۷۸ : عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِىِّ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُمْ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِىْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِىٌّ فَقَالَ : اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَىَّ سَيْفِىْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِىْ يَدِهٖ صَلْتًا قَالَ : مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّىْ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِىْ رِوَايَةٍ : قَالَ جَابِرٌ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

۷۸ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو یہ بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے۔ راستہ میں کانٹے دار درختوں کی ایک وادی میں نیند نے ان کو آ لیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ یہاں اتر پڑے۔ درختوں کے سایہ کی تلاش میں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی متفرق ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے سو گئے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمیں آوازیں دے رہے تھے اور ایک بدو آپ کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا: اس نے میری تلوار مجھ پر سونت لی اس حال میں کہ میں سو رہا تھا۔ جب میں بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ کون تجھے مجھ سے بچائے گا میں نے تین مرتبہ کہا اللہ اللہ اللہ۔ آپ نے اس سے

بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ: تَخَافُنِيْ؟ قَالَ: لَا فَقَالَ: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ: اللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ فَقَالَ: كُنْ خَيْرَ آخِذٍ فَقَالَ: تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنِّيْ أُعَاهِدُكَ أَنْ لَّا أُقَاتِلَكَ وَلَا أَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَأَتٰى أَصْحَابَهٗ فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ قَوْلُهٗ: "قَفَلَ" أَيْ رَجَعَ - "وَالْعِضَاهُ" الشَّجَرُ الَّذِيْ لَهٗ شَوْكٌ - "وَالسَّمُرَةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّ الْمِيْمِ: اَلشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلْحِ وَهِيَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِضَاهِ "وَاخْتَرَطَ السَّيْفَ": أَيْ سَلَّهٗ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ: "صَلْتًا" أَيْ مَسْلُوْلًا، وَهُوَ بِفَتْحِ الصَّادِ وَضَمِّهَا۔

بدلہ نہ لیا اور وہ بیٹھ گیا۔ (متفق علیہ) ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ جب ہم ایک گھنے سایہ دار درخت کے پاس آئے تو اس درخت کو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا۔ پس مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور آنحضرت ﷺ کی درخت سے لٹکی ہوئی تلوار اس نے لے لی اور سونت کر کہنے لگا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے کہا اللہ۔ امام ابوبکر اسماعیلی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ ۔ قَالَ اللّٰهُ۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار پکڑ کر فرمایا۔ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا تم بہتر تلوار پکڑنے والے بن جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ میں آپ ﷺ سے لڑوں گا اور نہ میں ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تمہارے پاس ایسے شخص کے ہاں سے آیا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔

قَفَلَ: لوٹا۔ اَلْعِضَاۃ: کانٹے دار درخت۔ اَلسَّمُرَۃُ: کیکر کا درخت۔ یہ عضاۃ سے بڑا ہوتا ہے۔ اِخْتَرَطَ السَّيْفَ: تلوار ہاتھ میں سونت لی۔ صَلْتًا: سونتی ہوئی۔

السادس:

۷۹: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۷۹: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسے توکل کا حق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس طرح رزق عنایت فرماتے جیسا کہ پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح سویرے خالی پیٹ نکلتے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں"۔ (ترمذی)

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ – مَعْنَاهُ تَذْهَبُ اَوَّلَ النَّهَارِ خِمَاصًا :اَیْ ضَامِرَةَ الْبُطُوْنِ مِنَ الْجُوْعِ وَتَرْجِعُ اٰخِرَ النَّهَارِ بِطَانًا : اَیْ مُمْتَلِئَةَ الْبُطُوْنِ۔

حدیث حسن ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شروع دن میں بھوک کی شدت کے باعث ان کے پیٹ سکڑے ہوتے ہیں اور دن کے آخر میں پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

اَلسَّابِعُ :

۸۰ : عَنْ اَبِیْ عِمَارَةَ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَقُلِ :اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحَيْنِ عَنِ الْبَرَآءِ :قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ :اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَ كَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ .وَذَكَرَ نَحْوَهُ ثُمَّ قَالَ : وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ :

۸۰ : حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ''اے فلاں! جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَيْكَ ...... اے اللہ میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا اور میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کیا اور اپنا معاملہ آپ کے سپرد کیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنایا۔ رغبت کر کے یا ڈر کر تجھ سے۔ تیری پکڑ سے کوئی پناہ گاہ نہیں اور نہ نجات کی کوئی جگہ ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا''۔ (پھر آپؐ نے فرمایا) اگر تیری موت اس رات میں آ گئی تو تیری موت فطرت اسلام پر آئی اور اگر صبح کی تو تُو نے خیر و بھلائی کو پالیا۔ (متفق علیہ) حضرت براء کی صحیحین والی روایت میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں: ''آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے براء تم جب اپنے بستر پر جاؤ۔ تو نماز والا وضو کرو پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور اس طرح کہو آگے اوپر والے الفاظ نقل کئے۔ پھر آخر میں فرمایا کہ ان کلمات کو سب سے آخر میں کہو''۔

اَلثَّامِنُ :

۸۱ :عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ ابْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ اللُّقُرَشِیِّ وَالتَّيْمِیِّ – وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَاُمُّهٗ صَحَابَةٌ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ

۸۱ : حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن لوی بن غالب قرشی التیمی رضی اللہ عنہ۔ جو خود اور ان کے والد اور والدہ سب صحابی ہیں رضی اللہ عنہم۔ سے روایت ہے کہ میں نے مشرکین کے قدم دیکھے جبکہ ہم غار میں تھے۔ وہ ہمارے سروں کے اوپر کھڑے تھے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر

: نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلٰى رُءُوْسِنَا فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا – فَقَالَ :مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی نچلی جانب دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے کہ اللہ جن کا تیسرا ہے''۔

(متفق علیہ)

التاسع :

٨٢ :عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ سَلَمَةَ وَاسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ اَبِيْ اُمَيَّةَ حُذَيْفَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ :قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ – قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ۔

۸۲: حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا جن کا نام ہند بنت ابی امیہ حذیفہ مخزومیہ ہے روایت کرتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ اپنے گھر سے تشریف لے جاتے تو نکلتے وقت یوں دعا کرتے : بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ...... ''میں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اس بات سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں راستہ سے بھٹک جاؤں یا ہٹایا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا جہالت کا ارتکاب کروں یا مجھ سے جہالت والا سلوک کیا جائے''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

العاشر :

٨٣ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ – يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، يُقَالُ لَهٗ :هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ ، وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، زَادَ اَبُوْدَاوُدَ :فَيَقُوْلُ – يَعْنِي الشَّيْطَانَ – لِشَيْطَانٍ آخَرَ :كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ؟

۸۳: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لے: بِسْمِ اللّٰهِ ...... ''میں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور معصیت سے پھرنا اور نیکی پر قوت اللہ کی ہی مدد سے مل سکتی ہے''۔ تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے تو نے ہدایت پائی اور کفایت کر دیا گیا اور بچا لیا گیا اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی) ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ایک شیطان دوسرے شیطان کو کہتا ہے تیرا اس آدمی پر کس طرح قابو چلے گا جس کو ہدایت دی گئی اور وہ کفایت کر دیا گیا اور محفوظ کر دیا گیا۔

٨٤ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ

۸۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی

اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ اَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

"يَحْتَرِفُ"، يُكْتَسِبُ وَيَتَسَبَّبُ۔

۸ :بَابٌ فِي الْاِسْتِقَامَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ﴾ [هود :۱۱۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾ [حم السجدة ۳۰۔۳۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الاحقاف:۱۳-۱۴]

۸۵ : وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو وَقِيْلَ اَبِيْ عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ قُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لِّيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا غَيْرَكَ– قَالَ :"قُلْ :اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۶ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا ،

اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے آپؐ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دوسرا کمائی کرتا۔ اس کمانے والے نے اپنے بھائی کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ شاید تمہیں اسی کی وجہ سے رزق ملتا ہے۔(ترمذی)

يَحْتَرِفُ : کمانا اور اسباب اختیار کرنا۔

باب ۸ :استقامت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ''تم استقامت اختیار کرو جیسا تمہیں حکم ہوا''۔(ھود) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر استقامت اختیار کی۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں یہ کہ نہ تم ڈرو اور نہ غم کرو اور تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ تمہارے لئے ہے جو تمہارے نفس چاہیں گے اور تمہیں ملے گا جو تم مانگو۔ یہ بخشنے والی اور رحم کرنے والی ذات کی طرف سے مہمانی ہے''۔(حم السجدۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جنتی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ ان کے اعمال کا بدلا ہے''۔ (الاحقاف)

۸۵ :حضرت ابوعمرو اور بعض نے کہا ابوعمرہ سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتلائیں کہ اور کسی سے آپ کے علاوہ میں سوال نہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر استقامت اختیار کرو''۔(مسلم)

۸۶ :حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور سیدھے رہو اور یقین

وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَنْ يَّنْجُوَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ بِعَمَلِهٖ قَالُوْا : وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ

"وَالْمُقَارَبَةُ" الْقَصْدُ الَّذِیْ لَا غُلُوَّ فِيْهِ وَلَا تَقْصِيْرَ - "وَالسَّدَادُ" الْاِسْتِقَامَةُ وَالْاِصَابَةُ۔ "وَيَتَغَمَّدُنِیْ" يَلْبِسُنِیْ وَيَسْتُرُنِیْ - قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنَى الْاِسْتِقَامَةِ لُزُوْمُ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالُوْا : وَهِیَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ وَهِیَ نِظَامُ الْاُمُوْرِ' وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

کرلو کہ تم میں سے کوئی شخص صرف اپنے عمل سے نجات نہیں پا سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ کیا آپ بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں بھی نہیں! مگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت و فضل سے ڈھانپ لیں گے۔ (مسلم)

اَلْمُقَارَبَةُ : میانہ روی جس میں کسی طرف کمی و اضافہ نہ ہو یعنی راہ اعتدال۔ السَّدَادُ :استقامت و درستگی۔

يَتَغَمَّدُنِی :مجھے ڈھانپ لیں گے۔

استقامت کا مطلب علماء کی رائے میں یہ ہے اللہ کی اطاعت کو لازم پکڑنا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم میں سے ہے اور معاملات میں انتظام کی جڑ ہے۔ (وباللہ التوفیق)

۹ :بَابٌ فِی التَّفَكُّرِ فِیْ عَظِيْمِ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفَنَاءِ الدُّنْيَا وَاَهْوَالِ الْاٰخِرَةِ وَسَائِرِ اُمُوْرِهِمَا وَتَقْصِيْرِ النَّفْسِ وَتَهْذِيْبِهَا وَحَمْلِهَا عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ

بَاب ۹ : اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور وفکر کرنا' دنیا کی فنا' آخرت کی ہولناکیاں اور ان کے دیگر معاملات اور نفس کی کوتاہیاں اور اس کی تہذیب اور استقامت پر اس کو آمادہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا﴾ [سبا:٤٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ﴾ [آل عمران : ١٩٠-١٩١]

وَقَالَ تَعَالٰى :﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک میں تمہیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر غور وفکر کرو''۔ (سبا)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے' بیٹھے اور کروٹ کے بل لیٹے ہوئے اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (پھر بے اختیار بول اٹھتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تو نے ان کو بے کار نہیں بنایا تو پاک ہے''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کئے گئے اور آسمان کو کہ کس طرح بلند کئے گئے اور پہاڑوں کو کہ کس

خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ [الغاشية:١٧-٢١] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا﴾ [محمد:١٠] الْآيَةَ :وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ – وَمِنَ الْأَحَادِيْثِ الْحَدِيْثُ السَّابِقُ – اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ"۔

طرح گاڑ دیئے گئے اور زمین کو کس طرح بچھا دی گئی۔ آپ نصیحت فرمائیں آپ نصیحت کرنے والے ہیں''۔ (الغاشیہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھیں''۔ (محمد) الایہ۔

آیات اس سلسلہ میں بہت ہیں۔

باقی احادیث تو گزشتہ باب والی روایت "اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ" اس کے مناسب ہے۔

١٠ :بَابٌ فِي الْمُبَادَرَةِ إِلَى الْخَيْرَاتِ وَحَثِّ مَنْ تَوَجَّهَ لِخَيْرٍ عَلَى الْإِقْبَالِ عَلَيْهِ بِالْجِدِّ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ!

باب ۱۰: نیکیوں میں جلدی کرنا اور جو آدمی کسی خیر کی طرف متوجہ ہو اس کو چاہیے کہ بلا تردد خیر کی طرف کوشش سے متوجہ رہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ [البقرة:١٤٨] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَسَارِعُوْا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [آل عمران:١٣٣]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بھلائی کے کاموں میں سبقت کرو''۔ (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو جس کی چوڑائی آسمان و زمین ہے۔ وہ متقین کے لئے تیار کی گئی ہے''۔ (آل عمران)

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَالْأَوَّلُ:

احادیث ملاحظہ ہوں:

٨٧ : عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَسَتَكُوْنُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا ، وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا ، يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٧ : حضرت ابو ہریرہ تعالیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک اعمال میں جلدی کرو۔ عنقریب فتنے آنے والے ہیں جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے۔ صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر۔ دنیا کے معمولی سامان کے بدلے اپنا ایمان بیچ ڈالے گا''۔ (مسلم)

اَلثَّانِيْ :

٨٨ : عَنْ أَبِيْ سِرْوَعَةَ "بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا" عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ

٨٨ : حضرت ابو سروعہ عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز ادا کی۔ آپؐ نے نماز سے

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهٖ ' فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ : "ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَّحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ "كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ"

"اَلتِّبْرُ" قِطَعُ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔

سلام پھیرا۔ پھر جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنوں کو عبور کرتے ہوئے کسی زوجہ محترمہ کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کی اس تیزی سے لوگ گھبرا گئے۔ پھر آپؐ نکل کر باہر تشریف لائے۔ پس آپؐ نے اندازہ فرمایا کہ لوگ آپ ﷺ کی اس تیزی پر حیران ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے یاد آیا کہ میرے پاس چاندی یا سونے کا ٹکڑا ہے۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ یہ ٹکڑا میرے پاس رُکا رہے۔ اب میں اسکی تقسیم کا حکم دے کر آیا ہوں''۔ (بخاری) دوسری روایت کے الفاظ کہ میں گھر میں صدقہ کی چاندی' سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔ میں نے رات کو اس کا گھر میں رکھا رہنا ناپسند کیا۔

اَلتِّبْرُ : سونے' چاندی کا ٹکڑا۔

اَلثَّالِثُ :

٨٩ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ : اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ اَنَا؟ قَالَ "فِي الْجَنَّةِ" فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٩ : حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن ایک شخص نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ اگر میں کافروں کے ہاتھ سے مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں''۔ اس نے اپنی ہاتھ والی کھجوریں پھینک دیں پھر لڑ کر شہید ہو گیا۔ (متفق علیہ)

اَلرَّابِعُ :

٩٠ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ" كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ "اَلْحُلْقُوْمُ" مَجْرَى النَّفَسِ – وَ "الْمَرِيْءُ" مَجْرَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ۔

٩٠ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو صدقہ ایسے وقت میں تم کرو جب کہ تم تندرست ہو اور مال کی حرص دل میں ہو اور فقر کا خطرہ ہو اور مال داری کی آس لگائے ہوئے ہو۔ صدقہ کرنے میں اتنی تاخیر نہ کرو یہاں تک کہ روح حلق تک پہنچ جائے تو اس وقت کہنے لگو فلاں کو اتنا۔ فلاں کو اتنا حالانکہ وہ مال تو فلاں (وارثوں) کا ہو چکا''۔ (متفق علیہ)

اَلْحُلْقُوْمُ :سانس کی نالی۔ اَلْمَرِیْءُ :کھانے اور پانی کی نالی۔

اَلْخَامِسُ :

۹۱ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ : مَنْ يَّاْخُذُ مِنِّيْ هٰذَا؟ فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ : اَنَا اَنَا قَالَ : فَمَنْ يَّاْخُذُهٗ بِحَقِّهٖ؟ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ اَبُوْدُجَانَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَا اٰخُذُهٗ بِحَقِّهٖ فَاَخَذَهٗ فَفَلَقَ بِهٖ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اسْمُ اَبِيْ دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرْشَةَ قَوْلُهٗ "اَحْجَمَ الْقَوْمُ" اَيْ تَوَقَّفُوْا – وَ "فَلَقَ بِهٖ" اَيْ شَقَّ "هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ" اَيْ رُءُوْسَهُمْ۔

۹۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہؐ نے ایک تلوار پکڑ کر فرمایا: ''یہ تلوار کون لے گا؟'' ہر ایک نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور کہا: 'میں' 'میں'۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا؟'' یہ سن کر لوگ رک گئے۔ تو حضرت ابو دجانہؓ نے عرض کی میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس تلوار کو لیا اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ ڈالیں۔ (مسلم) ابو دجانہ کا نام سماک بن خرشہ ہے۔

اَحْجَمَ الْقَوْمُ : رکنا۔

فَلَقَ بِهٖ : پھاڑ ڈالا۔

هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ : مشرکین کے سر۔

اَلسَّادِسُ :

۹۲ : عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ – فَقَالَ : اصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِيْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَّبِيِّكُمْ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۲ : حضرت زبیر بن عدی کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کی طرف سے جو تکلیف پہنچی تھی' ان سے اُس کی شکایت کی تو اس پر انہوں نے فرمایا: ''صبر کرو کیونکہ جو زمانہ ابھی آ رہا ہے۔ وہ پہلے سے بدتر ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو''۔ یہ بات میں نے تمہارے پیغمبر ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

اَلسَّابِعُ :

۹۳ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِيًا اَوْ غِنًى مُّطْغِيًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُّفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۳ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو: (۱) کیا تم کو ایسے فقر کا انتظار ہے جو بھلا دینے والا ہو (۲) ایسی مالداری کے منتظر ہو جو سرکشی میں مبتلا کرنے والی ہے (۳) ایسے مرض کے منتظر ہو جو بگاڑ دینے والا ہے (۴) ایسے بڑھاپے کا انتظار ہے جو عقل کو زائل کر دینے والا ہے (۵) یا ایسی موت کا انتظار ہے جو تیار کھڑی ہے (۶) یا دجال کا انتظار ہے جو کہ غائب شر ہے (۷) یا قیامت کا انتظار ہے وہ تو بہت بڑی مصیبت اور بہت ہی کڑوی ہے''۔ (ترمذی)

الثامن :

٩٤ :عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ - قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رِجَآءَ اَنْ اُدْعٰى لَهَا : فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَقَالَ : امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ" فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ ، فَصَرَخَ ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلٰى مَا ذَا اُقَاتِلُ النَّاسَ ؟ قَالَ : قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ : "فَتَسَاوَرْتُ" هُوَ بِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ اَىْ وَثَبْتُ مُتَطَلِّعًا۔

۹۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: ''میں یہ جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور یہ قلعہ اللہ اس کے ہاتھوں فتح فرمائیں گے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے امارت کی کبھی تمنا نہ کی' مگر اس دن۔ میں اُٹھ اُٹھ کر جھانکتا اس اُمید پر کہ مجھے آواز دی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ جھنڈا ان کو عنایت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جھنڈا لے کر سامنے چلتے جاؤ اور کسی طرف توجہ مت کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تیرے ہاتھ پر اس کو فتح کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے عرض کیا کہ میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان سے لڑو یہاں تک کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیں جب وہ ایسا کر گزریں تو انہوں نے اپنے خونوں کو تم سے محفوظ کر دیا اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر اس کے حق کے ساتھ پھر ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے''۔ (مسلم)

فَتَسَاوَرْتُ :اٹھ اٹھ کر جھانکنا۔

١١ :بَابٌ فِى الْمُجَاهَدَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [عنكبوت :٦٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [النحل:٩٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ [المزمل:٨] :اَىِ انْقَطِعْ اِلَيْهِ۔ وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾

باب : مجاہدہ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ضرور ان کی اپنے راستوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نیکوں کاروں کے ساتھ ہے''۔ (عنکبوت) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے''۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اپنے رب کا نام یاد کر اور اس کی طرف یکسو ہو جا یعنی ہر طرف سے تعلق توڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو''۔ (المزمل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو آدمی ذرہ بھر بھی

[الزلزال:۷] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿فَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا﴾ [المزمل:۲۰] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:۲۷۳] وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

۹۵ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ ، وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا ، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا ، وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَيْتُهٗ ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِيْذَنَّهٗ ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"اٰذَنْتُهٗ" اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّیْ مُحَارِبٌ لَّهٗ۔
"اسْتَعَاذَنِیْ" رُوِیَ بِالنُّوْنِ بِالْبَاءِ۔

الثَّانِیْ :

۹۶ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَاِذَا اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ

نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا''۔ (الزلزال) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو کچھ بھلائی تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو۔ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں تم پالو گے وہ بہت بہتر اور اجر میں بہت بڑھ کر ہے''۔ (المزمل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور مال میں جو بھی تم خرچ کرو پس اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے''۔ (البقرۃ) آیات اس باب میں بہت کثرت سے ہیں۔

احادیث یہ ہیں:

۹۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ فرماتے ہیں جو میرے لئے کسی سے دشمنی کرے میں اس سے اعلانِ جنگ کر دیتا ہوں اور بندے پر جو چیزیں میں نے فرض کی ہیں۔ ان سے بڑھ کر کوئی چیز بھی بندے کو میرے قریب کرنے والی نہیں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ کچھ مانگتا ہے تو میں دیتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں''۔ (بخاری)

اٰذَنْتُهٗ :میں اس کو خبردار کرتا ہوں کہ میں اس کا مقابل ہوں۔
اسْتَعَاذَنِیْ: یہ اسْتَعَاذَ بِیْ بھی مروی ہے۔

۹۶: حضرت انسؓ آنحضرتؐ سے آپؐ کا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو آپؐ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا

هَرْوَلَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں''۔(بخاری)

الثالث :

۹۷ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ :الصِّحَّةُ ، وَالْفَرَاغُ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۷ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کے متعلق خسارے میں مبتلا ہیں : (۱) صحت' (۲) فراغت''۔(بخاری)

الرابع :

۹۸ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهُ :لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ : اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَنَحْوُهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ رِّوَايَةِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ۔

۹۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اس طرح کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔(بخاری)

اسی طرح کی روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں بھی مروی ہے۔

الخامس :

۹۹ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ '' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو جگاتے اور خوب کوشش فرماتے اور کمر کس لیتے۔(متفق علیہ)

''وَالْمُرَادُ'' :اَلْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ- ''وَالْمِئْزَرُ'' اَلْاِزَارُ وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النِّسَآءِ- وَقِيْلَ : اَلْمُرَادُ تَشْمِيْرُهُ لِلْعِبَادَةِ يُقَالُ :شَدَدْتُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مِئْزَرِيْ : اَيْ تَشَمَّرْتُ وَتَفَرَّغْتُ لَهُ۔

مراد رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے۔ اَلْمِيْزَرُ :چادر۔ یہ عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے سے کنایہ ہے۔ مقصد اس سے عبادت کی پوری تیاری ہے۔ جیسا کہ محاورہ عرب ہے : شَدَدْتُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مِيْزَرِيْ :میں نے اس کام کے لئے پوری تیاری کر لی اور فارغ کر لیا۔

السادس :

١٠٠ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ كُلٍّ خَیْرٌ احْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ – وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا ، وَلٰكِنْ قُلْ :قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاقتور مؤمن زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے کمزور مؤمن سے۔ مگر ہر ایک میں بہتری اور خیر ہے اور تم اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں فائدہ دے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ مت کہو کہ میں ایسا کر لیتا اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا البتہ یہ کہو اللہ کی تقدیر یہی تھی اور جو اس نے چاہا وہ کیا۔ کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے''۔ (مسلم)

اَلسَّابِعُ :

١٠١ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "حُفَّتْ" بَدَلَ "حُجِبَتْ"، وَهُوَ بِمَعْنَاهُ :اَیْ بَیْنَهُ وَبَیْنَهَا هٰذَا الْحِجَابُ فَاِذَا فَعَلَهُ دَخَلَهَا

۱۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا اور جنت کو ناپسندیدہ ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت ہے۔ حُفَّتْ: مگر دونوں کا معنی ایک ہے یعنی آدمی اور اس کے درمیان یہ حجاب اور رکاوٹ ہے جب وہ اس کو کر لیتا ہے تو وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اَلثَّامِنُ :

١٠٢ :عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ حُذَیْفَةَ ابْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ یَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضٰی فَقُلْتُ یُصَلِّیْ بِهَا فِیْ رَكْعَةٍ فَمَضٰی ، فَقُلْتُ یَرْكَعُ بِهَا فِیْ رَكْعَةٍ فَمَضٰی فَقُلْتُ یَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا یَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰیَةٍ فِیْهَا تَسْبِیْحٌ سَبَّحَ وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ : "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ " فَكَانَ

۱۰۲: حضرت ابو عبداللہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپؐ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی میں نے دل میں کہا کہ آپؐ سو آیات پر رکوع فرمائیں گے۔ مگر آپؐ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے سوچا کہ اس سورت سے ایک رکعت ادا فرمائیں گے لیکن آپ نے سورۂ نساء شروع کی اور اس کو مکمل پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی اور اس کو مکمل پڑھا۔ آپؐ کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر تھی۔ جب آپؐ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح باری تعالیٰ ہوتی تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب استعاذہ اور پناہ والی آیت پر گزر ہوتا تو اللہ سے پناہ طلب کرتے۔

رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ ثُمَّ قَالَ: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" فَكَانَ سُجُوْدُهٗ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پھر آپؐ نے رکوع کیا تو اس میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھی۔ آپؐ کا رکوع قیام کے برابر تھا پھر آپؐ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہا اور اتنا ہی طویل قومہ فرمایا جتنا کہ رکوع۔ پھر سجدہ کیا اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا۔ آپؐ کا سجدہ قریباً قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

التاسع:

۱۰۳: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ، قِيْلَ: وَمَا بِهٖ؟ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۳: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپؐ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے برے کام کا ارادہ کرلیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس چیز کا ارادہ فرمایا تھا؟ جواب دیا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور نماز چھوڑ دوں۔ (متفق علیہ)

العاشر:

۱۰۴: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ، وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ اَهْلُهٗ" وَمَالُهٗ" وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں: (۱) اس کے گھر والے۔ (۲) اس کا مال۔ (۳) اس کا عمل۔ پس دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس آ جاتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

الحادی عشر:

۱۰۵: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت تمہارے لئے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح جہنم بھی اتنی ہی قریب ہے"۔ (بخاری)

الثانی عشر:

۱۰۶: عَنْ اَبِيْ فِرَاسٍ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "كُنْتُ اَبِيْتُ

۱۰۶: حضرت ابوفراس ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے خدام اور اصحابِ صفہ میں سے تھے، روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رات گزارتا اور اُن کے لئے لوٹا اور

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ : "سَلْنِيْ" فَقُلْتُ : اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ : اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ : هُوَ ذَاكَ قَالَ : فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

ضرورت کی چیزیں مہیا کرتا۔ (ایک رات آپؐ نے فرمایا) مجھ سے مانگ لو۔ میں نے عرض کیا میں جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کچھ اور؟'' میں نے کہا فقط یہی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''تم میری اس سلسلہ میں کثرت سجود سے معاونت کرو''۔ (مسلم)

اَلثَّالِثُ عَشَرَ :

۱۰۷ : عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ؛ فَاِنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۰۷: حضرت ابوعبداللہ' بعض نے کہا ابوعبدالرحمٰن ثوبان مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا: ''اے ثوبان تم کثرت سے سجدے کیا کرو اس لئے کہ جو سجدہ بھی اللہ کے لئے کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہارا ایک درجہ بلند کردے گا اور ایک گناہ اس کی وجہ سے مٹادے گا''۔ (مسلم)

اَلرَّابِعُ عَشَرَ :

۱۰۸ : عَنْ اَبِيْ صَفْوَانَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"بُسْرٌ" بِضَمِّ الْبَاءِ وَبِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ۔

۱۰۸: حضرت ابوصفوان عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو''۔ (ترمذی) اور انہوں نے کہا حدیث حسن ہے۔

بُسْرٌ :یہ لفظ بؔا کے ضمہ سے ہے۔

اَلْخَامِسُ عَشَرَ :

۱۰۹ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ :يا رَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِيْ

۱۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضرؓ غزوۂ بدر میں موجود نہ تھے۔ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں اس غزوہ سے جو آپؐ نے مشرکین کے خلاف کیا غیر حاضر رہا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے قتال کا موقعہ عنایت فرمایا تو وہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا تو مسلمان (دوسرے مرحلہ میں) منتشر ہو گئے۔ تو اللہ کی بارگاہ میں اس طرح عرض پیرا ہوئے : اَللّٰهُمَّ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ

اَصْحَابَهٗ - وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰٓؤُلَآءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ :يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ - قَالَ سَعْدٌ :فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ اَنَسٌ :فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ- قَالَ اَنَسٌ : كُنَّا نَرٰى اَوْنَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ :﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ اِلٰى اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ : "لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ " رُوِيَ بِضَمِّ الْيَآءِ وَكَسْرِ الرَّآءِ : اَيْ لَيُظْهِرَنَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ لِلنَّاسِ، وَرُوِيَ بِفَتْحِهِمَا وَمَعْنَاهُ ظَاهِرٌ" وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

هٰٓؤُلَآءِ ۔اے اللہ ساتھیوں نے جو کچھ کیا میں تیری بارگاہ میں اس سے معذرت خواہ ہوں۔اوران مشرکین نے جو کچھ کیا اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذؓ سے ہوا۔تو ان سے کہنے لگے اے سعد بن معاذ میں تو جنت کا طالب ہوں۔ربّ کعبہ کی قسم! میں اس کی خوشبو اُحد سے اس طرف پا رہا ہوں۔سعد کہتے ہیں جو انہوں نے کیا میں وہ نہ کر سکا۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تلوار' نیزے اور تیروں کے زخم پائے۔ہم نے ان کو اس حال میں مقتول پایا کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ان کو اس حالت میں کسی نے نہ پہچانا۔فقط ان کی بہن نے انگلی کے پوروں سے پہچانا۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دوسرے ایمان والوں کے بارے میں نازل ہوئی :﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ ایمان والوں میں کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے وہ عہد سچا کر دیا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے باندھ رکھا تھا۔(متفق علیہ)

لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ:اللہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر فرما دے گا۔

لَيَرَيَنَّ ضرور اللہ دیکھ لے گا۔

السادس عشر:

۱۱۰ : عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ عَلٰى ظُهُوْرِنَا فَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا : مُرَآءٍ وَجَآءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا! فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾

۱۱۰ : حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی تو اس وقت ہم اپنی کمروں پر بوجھ اُٹھاتے تھے۔چنانچہ ایک شخص آیا اور بہت کچھ مال خرچ کیا۔منافقین نے کہا یہ دکھلاوا کرنے والا ہے۔ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے ایک صاع کھجور صدقہ کی تو منافقین کہنے لگے۔اللہ تعالیٰ اس صاع کھجور سے بے نیاز ہے۔چنانچہ یہ آیت اتری:﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ وہ لوگ جو خوشی سے صدقہ کرنے والے مؤمنین کو طعنہ

اَلْاٰيَةَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَنُحَامِلُ" بِضَمِّ النُّوْنِ وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ یَحْمِلُ اَحَدُنَا عَلٰی ظَهْرِهٖ بِالْاُجْرَةِ وَیَتَصَدَّقُ بِهَا۔

زنی کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی عیب لگاتے ہیں جو اپنی مزدوری کے سوا اور کوئی چیز نہیں پاتے۔ (متفق علیہ)

نُحَامِلُ: پشت پر بوجھ اُٹھا کر صدقہ کرنے کے لئے مزدوری کرنا۔

اَلتَّاسِعُ عَشَرَ:

١١١: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِیْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِیْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِیْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِیْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ، يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ فِیْ ذٰلِكَ فِیْ مُلْكِیْ شَيْئًا، يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِیْ شَيْئًا، يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ

١١١: حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اس ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو اور اے میرے بندو! تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو۔ مگر وہ جس کو میں ہدایت دوں۔ پس مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ جس کو میں کھلاؤں۔ پس مجھ سے کھانا طلب کرو میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ کہ جس کو میں پہناؤں۔ پس مجھ سے لباس مانگو میں تم کو لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں۔ پس مجھ سے گناہوں کی معافی مانگو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تم ہرگز میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے ہو کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ۔ اور تم میرے نفع کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے ہو کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انس وجن تمام اس طرح ہو جائیں جس طرح سب سے زیادہ تقویٰ والے شخص کا دل ہوتا ہے تو اس سے میری مملکت میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور جن و انس فاجر ترین دل والے انسان کی طرح بن جائیں تو اس سے میری مملکت میں ذرّہ بھر بھی فرق نہیں پڑے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّلین و آخرین اور جنّ و

وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ ' يَا عِبَادِیْ اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ ' قَالَ سَعِيْدٌ كَانَ اَبُوْ اِدْرِيْسَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَيْنَا عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ : لَيْسَ لِاَهْلِ الشَّامِ حَدِيْثٌ اَشْرَفَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

انس تمام کے تمام ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں پھر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عنایت کر دوں۔ اس سے میری ملکیت میں اتنی بھی کمی نہ ہوگی۔ جتنی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر کے رکھتا ہوں۔ پھر اس پر پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو آدمی کوئی بھلائی پائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور جو آدمی اس کے علاوہ کو پائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ سعید کہتے ہیں جب ابوادریس اس حدیث کو بیان فرماتے تو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ (مسلم) امام احمد نے فرمایا اہل شام کے لئے ان کی روایات میں اس سے زیادہ اعلیٰ و اشرف کوئی روایت نہیں۔

۱۲ : بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْاِزْدِيَادِ مِنَ الْخَيْرِ فِیْ اَوَاخِرِ الْعُمُرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ [فاطر:۳۷] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمُحَقِّقُوْنَ مَعْنَاهُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّيُؤَيِّدُهُ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ سَنَذْكُرُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقِيْلَ : مَعْنَاهُ ثَمَانِیَ عَشْرَةَ سَنَةً وَّقِيْلَ : اَرْبَعِيْنَ سِنَةً قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِیُّ وَمَسْرُوْقٌ وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا – وَنَقَلُوْا اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوْا اِذَا بَلَغَ اَحَدُهُمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ – وَقِيْلَ : هُوَ الْبُلُوْغُ – وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْجُمْهُوْرُ : هُوَ النَّبِیُّ ﷺ وَقِيْلَ : الشَّيْبُ قَالَهٗ عِكْرِمَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بَابٌ: آخری عمر میں زیادہ نیکیاں کرنے کی ترغیب

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا''۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر محققین فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال کی عمر نہیں دی۔ اس معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ اور بعض نے کہا اس کا معنی اسّی سال اور بعض نے کہا چالیس سال ہے یہ حسن' کلبی' مسروق' ایک ابن عباسؓ کا بھی قول ہے۔ نقل کیا گیا کہ جب مدینہ والوں میں سے کسی کی عمر چالیس سال کی ہو جاتی تو وہ اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کر لیتا۔ بعض نے کہا بلوغت کی عمر مراد ہے۔ جَاءَكُمُ النَّذِيْرُ: ابن عباس اور جمہور کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔ عکرمہ اور ابن عیینہ کے نزدیک بڑھاپا مراد ہے۔ واللہ اعلم

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

۱۱۲ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ : "اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی امْرِیءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰی بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ مَعْنَاهُ : لَمْ يَتْرُكْ لَهٗ عُذْرًا اِذْ اَمْهَلَهٗ هٰذِهِ الْمُدَّةَ يُقَالُ : اَعْذَرَ الرَّجُلُ اِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِی الْعُذْرِ۔

احادیث ذیل میں ہیں:

۱۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا جس کی عمر ساٹھ سال کو پہنچ گئی''۔ (بخاری)

علماء رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کو اتنی مہلت دے دی تو اس کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا۔ عرب کہتے ہیں اَعْذَرَ الرَّجُلُ: جب وہ انتہائی عذر کو پیش کر دے۔

الثَّانِیْ :

۱۱۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْخِلُنِیْ مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ : لِمَ يَدْخُلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَآءٌ مِثْلُهٗ فَقَالَ عُمَرُ : اِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ فَدَعَانِیْ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَدْخَلَنِیْ مَعَهُمْ فَمَا رَاَيْتُ اَنَّهٗ دَعَانِیْ يَوْمَئِذٍ اِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ؟﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرُهٗ اِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا – فَقَالَ لِیْ : اَكَذٰلِكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ : لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ : قُلْتُ : هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ لَهٗ قَالَ : ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ : رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۱۳: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق ؓ مجھے بدری بزرگوں کے ساتھ بٹھاتے۔ بعض اپنے دل میں یہ بات محسوس فرماتے ہوئے کہہ دیتے کہ یہ نوجوان ہمارے ساتھ مجلس میں کیونکر بیٹھتا ہے؟ حالانکہ ہمارے بھی اس جیسے بیٹے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ ابن عباس کے مرتبے اور حیثیت کو تم جانتے بھی ہو۔ چنانچہ ایک دن مجھے بلایا اور ان شیوخ بدریین کے ساتھ بٹھایا اور میرے خیال یہ تھا کہ مجھے اس دن صرف اس لئے بلایا تا کہ ان پر میرا مرتبہ ظاہر کریں۔ حضرت عمرؓ نے اہل مجلس سے فرمایا تم ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ بعض نے کہا اس میں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے استغفار کریں جبکہ مدد فتح ہمیں حاصل ہو جائے۔ بعض بالکل خاموش رہے۔ پھر مجھے فرمایا کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو اے ابن عباس! میں نے کہا نہیں۔ فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس سے مراد آنحضرتؐ کی وفات ہے۔ اللہ نے آپ کو بتلایا کہ جب فتح و نصرت حاصل ہو جائے تو یہ تمہاری وفات کی علامت ہے۔ پس آپ اپنے ربّ کی تسبیح اس کی خوبیوں کے ساتھ کریں اور اس سے استغفار کریں۔ بیشک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس کے بارے میں وہی جانتا ہوں جو تم کہتے ہو۔ (بخاری)

الثَّالِثُ :

۱۱۴ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ :﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْهَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ :سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ – مَعْنٰى :يَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ اَيْ يَعْمَلُ مَا اُمِرَ بِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ – قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا؟ قَالَ : جُعِلَتْ لِيْ عَلَامَةٌ فِيْ اُمَّتِيْ اِذَا رَاَيْتُهَا قُلْتُهَا :﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ– وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ قَالَتْ: قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ؟ فَقَالَ : اَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ سَاَرٰى عَلَامَةً فِيْ اُمَّتِيْ فَاِذَا رَاَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ

۱۱۴:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ اترنے کے بعد جو نماز بھی ادا فرمائی۔ اس میں یہ کلمات ضرور فرمائے: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (متفق علیہ) بخاری ومسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع وسجود میں اکثر پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ : اس طرح قرآن پر عمل کرتے یَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ کا معنی یہ ہے کہ اس آیت میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کی عملی تصویر پیش فرماتے یعنی ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾۔ مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ وفات سے قبل ان کلمات کو آپؐ کثرت سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کلمات ہیں جن کو اکثر پڑھتے ہوئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا۔ میری اُمت میں ایک علامت مقرر کی گئی کہ جب میں اس کو دیکھوتو یہ کلمات پڑھوں۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾۔ مسلم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے پڑھتے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات بہت پڑھتے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ربّ نے مجھے بتلایا۔ جب یہ علامت میں اپنی امت میں دیکھوں تو ان کلمات کو کثرت سے پڑھوں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ میں نے اس علامت کو دیکھ لیا ہے۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾۔ یعنی فتح مکہ اور ﴿رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا : ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ' فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

اَفْوَاجًا﴾ ۔ لوگوں کا فوج درفوج اسلام میں داخلہ۔ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ کے مطابق کثرت سے تسبیح وتحمید و استغفار کرتا ہوں۔

الرابع :

١١٥ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰى تُوُفِّيَ اَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وفات سے پہلے مسلسل وحی نازل فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت وحی کا نزول آپ ﷺ پر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا۔ (متفق علیہ)

الخامس :

١١٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر بندے کو قیامت کے دن اسی پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت آئی''۔ (مسلم)

١٣ : بَابٌ فِيْ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ!

باب: بھلائی کے راستے بے شمار ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:٢١٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [البقرة:١٩٧] وَقَالَ تَعَالٰى : : ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ [الزلزال:٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾[الجاثية:١٥] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو تم بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں''۔ (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو بھی تم بھلائی کا کام کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں''۔ (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو شخص ایک ذرّہ کے برابر بھلائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا''۔ (الزلزال)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جس نے کوئی نیک عمل کیا پس وہ اس کے اپنے نفس کیلئے ہے''۔ (الجاثیہ) آیات اس سلسلہ میں بہت ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّهِيَ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ فَنَذْكُرُ طَرَفًا مِنْهَا الْاَوَّلُ :

احادیث بھی بہت زیادہ ہیں۔ چند یہاں مذکور ہیں:

١١٧ : عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ

۱۱۷: حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ - قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفُسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا وَاَکْثَرُھَا ثَمَنًا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَجَ - قُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قَالَ تَکُفُّ شَرَّکَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ مِّنْکَ عَلٰی نَفْسِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"الصَّانِعُ" بِالصَّادِ الْمُھْمَلَۃِ ھٰذَا ھُوَ الْمَشْھُوْرُ وَرُوِیَ "ضَائِعًا" بِالْمُعْجَمَۃِ : اَیْ ذَا ضَیَاعٍ مِّنْ فَقْرٍ اَوْ عِیَالٍ وَنَحْوِ ذٰلِکَ "وَالْاَخْرَقُ" الَّذِیْ لَا یُتْقِنُ مَایُحَاوِلُ فِعْلَہٗ.

ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد''۔ میں نے عرض کیا کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ''جو مالک کے ہاں سب سے اعلیٰ ہو اور سب سے زیادہ قیمتی ہو''۔ میں نے عرض کیا اگر میں نہ کرسکوں؟ ارشاد فرمایا: ''تم کسی نیک کرنے والے کا ہاتھ بٹاؤ یا بدسلیقہ کا کام کردو''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ پھر کیا حکم ہے اگر میں ان میں سے بعض کاموں سے عاجز رہوں؟ ارشاد فرمایا: ''پھر تو لوگوں کو اپنے شر سے بچا کر رکھو کیونکہ یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

و الصَّانِعُ ایک روایت میں ضَائِعًا بھی ہے یعنی فقر یا عیال کی وجہ سے ضائع ہونے والا۔

اَلْاَخْرَقُ : بدسلیقہ جو کام کو جس کا قصد کرتا ہو صحیح طور پر انجام نہ دے سکے۔

اَلثَّانِیْ :

۱۱۸ :عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَیْضًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ ، وَکُلُّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ ، وَّکُلُّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَّنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَیُجْزِیٔ مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

"السُّلَامٰی" بِضَمِّ السِّیْنِ الْمُھْمَلَۃِ وَتَخْفِیْفِ اللَّامِ وَفَتْحِ الْمِیْمِ :الْمِفْصَلُ۔

۱۱۸ : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک پر اُس کے ہر جوڑ کے بدلے ایک صدقہ لازم ہے۔ پس ہر تسبیح صدقہ ہے۔ ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ امر بالمعروف صدقہ ہے اور چاشت کے وقت کی دو رکعتیں ان تمام کی جگہ کام آنے والی ہیں''۔ (مسلم)

السُّلَامٰی : جوڑ

اَلثَّالِثُ :

۱۱۹ :عَنْہُ قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"عُرِضَتْ

۱۱۹: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِيْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت کے اچھے اور برے عمل مجھ پر پیش کیے گئے تو ان کے اچھے اعمال میں تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹا دینا بھی پایا گیا اوران کے برے اعمال میں رینٹھ کو پایا جو مسجد میں کیا جائے اوراس کو دفن نہ کیا گیا ہو''۔

(مسلم)

اَلرَّابِعُ:

١٢٠ :عَنْهُ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ :اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَّا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ :اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ " قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ؟ قَالَ :"اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الدُّثُوْر" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ : الْاَمْوَالُ وَاحِدُهَا دَثْرٌ۔

۱۲۰: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مالدار لوگ تو زیادہ اَجر لے گئے۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد اموال میں سے صدقہ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ جن سے تم صدقہ کرو۔ (پھر فرمایا) بیشک ہر تسبیح صدقہ ہے' ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے' اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت بھی صدقہ ہے''۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم میں سے ایک آدمی اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی اجر ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تم یہ بتلاؤ اگر وہ اپنی شہوت کو حرام مقام پر پوری کرتا تو کیا اس کا گناہ ہوتا؟ پس اسی طرح جب اس نے اس کو حلال طریقہ سے پورا کیا تو اس کو اجر ملے گا''۔ (مسلم)

اَلدُّثُوْرُ : اس کا واحد دَثْرٌ: مال وخزانہ

اَلْخَامِسُ:

١٢١ : عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۱: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھو خواہ تم اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ہی ملو''۔ (مسلم)

اَلسَّادِسُ:

١٢٢ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ : تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِىْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ ، وَتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِىْ اٰدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِمِائَةِ مِفْصَلٍ ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُّنْكَرٍ عَدَدَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةٍ فَاِنَّهٗ يَمْشِىْ يَوْمَئِذٍ وَّقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ۔

۱۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ہر دن میں لازم ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ دو آدمیوں میں انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے' کسی دوسرے آدمی کو بٹھانا بھی صدقہ ہے یا اس کے سامان کو اٹھا کر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے' اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے' ہر قدم جو مسجد کی طرف جائے وہ بھی صدقہ ہے' راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ) مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کو روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ہر انسان کی پیدائش تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں پر ہوئی ہے جس نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہا یا راستہ سے کسی پتھر کو ہٹایا یا کوئی کانٹا یا ہڈی لوگوں کے راستہ سے دُور کی یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کیا تین سو ساٹھ (۳۶۰) مرتبہ تو وہ اس حالت میں شام کرنے والا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو آگ سے دور کر دیا''۔

اَلسَّابِعُ :

١٢٣ : عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِى الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلنُّزُلُ" اَلْقُوْتُ وَالرِّزْقُ وَمَا يُهَيَّاُ لِلضَّيْفِ۔

۱۲۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی مسجد کی طرف صبح یا شام کو گیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر صبح وشام کو مہمانی تیار کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

اَلنُّزُلُ: خوراک' رزق اور جو کچھ مہمان کے لئے تیار کیا جائے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اَلثَّامِنُ :

١٢٤ : عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا

۱۲۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو!'' ہرگز تم اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھنا (اس کا ہدیہ

وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ : الْفِرْسِنُ مِنَ الْبَعِيْرِ كَالْحَافِرِ مِنَ الدَّآبَّةِ قَالَ وَرُبَّمَا اسْتُعِيْرُ فِي الشَّاةِ۔

قبول کرنا) خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو''۔

اَلْفِرْسِنُ : اصل میں اونٹ کے کھر کے لئے خاص ہے جیسے کہ حافر جانور کے لئے البتہ بکری کے لئے بعض اوقات استعارۃً استعمال ہوتا ہے۔

اَلتَّاسِعُ :

۱۲۵ :عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ ، شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْبِضْعُ" مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلٰى تِسْعَةٍ بِكَسْرِ الْبَآءِ وَقَدْ تُفْتَحُ– "وَالشُّعْبَةُ" :الْقِطْعَةُ۔

۱۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے ساٹھ یا اس سے کچھ اوپر یا ستر اور اس سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے افضل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا اٹھانا ہے اور حیاء ایمان کا شعبہ ہے''۔ (متفق علیہ)

اَلْبِضْعُ :تین سے نو تک عدد پر بولا جاتا ہے۔

اَلشُّعْبَةُ: ٹکڑا' حصہ۔

اَلْعَاشِرُ :

۱۲۶ :عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَّلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهٗ مَآءً ا ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَآئِمِ اَجْرًا؟ فَقَالَ :فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ : فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا : بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْهُ بَغِيٌّ مِّنْ

۱۲۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا۔ اس کو سخت پیاس لگی اس نے ایک کنواں پایا۔ چنانچہ اس نے اتر کر اس میں سے پانی پیا۔ پھر باہر نکلا تو ایک کتا ہانپ رہا تھا اور پیاس سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔ اس آدمی نے کہا یہ کتا پیاس کی اسی شدت کو پہنچ چکا ہے جس کو میں پہنچا تھا۔ چنانچہ وہ کنویں میں اُترا اور اپنے موزے کو پانی سے بھرا پھر اپنے مُنہ میں پکڑ کر اُوپر چڑھ آیا اور کتے کو پلایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا۔ کیا حیوانات کے سلسلہ میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔ (متفق علیہ) بخاری کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر فرما کر اس کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا اور مسلم و بخاری کی روایت میں ہے کہ اسی دوران ایک کتا کنویں کے گرد گھوم رہا تھا کہ اس کو بنی اسرائیل کی

بَغَايَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهٗ بِهٖ فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ۔

"الْمُوْقُ" : "الْخُفُّ" : "وَيُطِيْفُ" يَدُوْرُ حَوْلَ "رَكِيَّةٍ" وَهِيَ الْبِئْرُ۔

ایک بدکارہ عورت نے دیکھا۔ پس اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس سے کتے کے لئے پانی کھینچا اور اس کو پلایا۔ پس اسی عمل کی برکت سے اس کی بخشش کر دی گئی۔

اَلْمُوْقُ : موزہ۔ يُطِيْفُ: گھومنا۔ رَكِيَّةٍ: کنواں۔

اَلْحَادِیْ عَشَرَ:

۱۲۷ : عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِی الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ : وَفِیْ رِوَايَةٍ – مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ : وَ اللّٰهِ لَا نَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا : بَيْنَهُمَا رَجُلٌ يَمْشِیْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ.

۱۲۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا جس نے راستہ سے ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا''۔ (مسلم) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ایک آدمی کا گزر درخت کی ایسی ٹہنی کے پاس سے ہوا جو راہ گزر پر واقع تھی۔ اس نے دل میں کہا میں اس ٹہنی کو ضرور بضرور دور کروں گا تا کہ یہ مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچائے۔ پس اس کو جنت میں داخل کر دیا گیا۔ بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ایک آدمی راستہ پر جا رہا تھا۔ اس نے راستہ پر ایک کانٹے دار ٹہنی پائی۔ پس اس کو ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر فرما کر اس کو بخش دیا۔

اَلثَّانِیْ عَشَرَ:

۱۲۸ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آیا اور کان لگا کر خاموشی سے خطبہ سنا۔ اس کے اس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں بلکہ تین دن زائد کے بھی بخشے جاتے ہیں جس نے کنکریوں کو چھوا اُس نے لغو حرکت کی''۔ (مسلم)

اَلثَّالِثَ عَشَرَ:

۱۲۹ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ ، اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ ، فَاِذَا

۱۲۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب مؤمن بندہ وضو کرتا ہے پس اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ جو اس نے اپنی آنکھوں سے کئے

غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ ' اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجُ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ' فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَّشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تھے۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے پانی کے استعمال کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے اپنے ہاتھوں کو استعمال کر کے کئے۔ پس جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے پاؤں سے چل کر کئے۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے''۔ (مسلم)

اَلرَّابِعُ عَشَرَ:

۱۳۰ : عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ ' وَرَمَضَانُ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیان کے تمام گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے''۔ (مسلم)

اَلْخَامِسُ عَشَرَ:

۱۳۱ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ : وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسے اعمال نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتے اور درجات کو بلند کرتے ہیں؟'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ ارشاد فرمایا: ''ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا' مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر آنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہ سرحد پر پہرہ دینے کی طرح ہے''۔ (مسلم)

اَلسَّادِسُ عَشَرَ:

۱۳۲ : عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْبَرْدَانِ" : الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ.

۱۳۲ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے جنت میں جائے گا''۔ (متفق علیہ)

اَلْبَرْدَانِ : صبح وعصر کی نماز

اَلسَّابِعُ عَشَرَ:

۱۳۳ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۱۳۳ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لئے اسی طرح کے عمل لکھ دیئے جاتے ہیں جو وہ اقامت یا صحت کی حالت میں کرتا تھا''۔ (بخاری)

الثَّامِنُ عَشَرَ :

١٣٤ : عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ رِّوَايَةِ حُذَيْفَةَ۔

۱۳۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بھلائی صدقہ ہے''۔ (بخاری) مسلم نے اس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

التَّاسِعُ عَشَرَ :

١٣٥ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةً ، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةً ، وَلَا يَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَآبَّةٌ وَّلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : لَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَآبَّةٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً" وَرَوَيَاهُ جَمِيْعًا مِّنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

قَوْلُهٗ "يَرْزَؤُهٗ" اَيْ يَنْقُصُهٗ۔

۱۳۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے۔ اس میں سے جتنا کھا لیا جاتا ہے وہ اس لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے جو اس میں سے چرا لیا جاتا ہے وہ اس کیلئے صدقہ ہے اور جو کوئی اس کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اس کیلئے صدقہ ہے''۔ (مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے اور اس سے کوئی حیوان یا انسان یا پرندہ کھاتا ہے تو قیامت تک کیلئے وہ صدقہ بن جاتا ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ مسلمان جو کوئی درخت لگاتا ہے اور کوئی کھیتی کاشت کرتا ہے۔ پس اس سے کوئی انسان اور جانور اور کوئی دوسری چیز اس کو استعمال کر لیتی ہے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے۔ یہ تمام کی تمام روایات حضرت انسؓ سے ہی مروی ہیں۔

يَرْزَؤُهٗ : کم کرنا۔

الْعِشْرُوْنَ :

١٣٦ : عَنْهُ قَالَ : اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ : اِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ فَقَالُوْا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ : "بَنِيْ سَلِمَةَ

۱۳۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ

دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِنَّ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا بِمَعْنَاهُ مِنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- وَبَنُوْ سَلِمَةَ بِكَسْرِ اللَّامِ قَبِيْلَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَآثَارُهُمْ خُطَاهُمْ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ تم اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ''ہر قدم پر درجہ ہے''۔

بخاری نے اسی سے ہم معنی روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

بَنُو سَلِمَةَ: انصار کا مشہور قبیلہ ہے۔

آثَارُهُمْ: قدم۔

الحادی والعشرون :

۱۳۷: عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "كَانَ رَجُلٌ لَا اَعْلَمُ رَجُلًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ فَقِيْلَ لَهُ اَوْ فَقُلْتُ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ؟ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُّكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ"

"الرَّمْضَاءُ": اَلْاَرْضُ الَّتِيْ اَصَابَهَا الْحَرُّ الشَّدِيْدُ۔

۱۳۷: حضرت ابوالمنذر اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی تھا' میں نہیں جانتا کہ کسی اور کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو جتنا اس کا تھا' مگر اس سے کوئی نماز (جماعت) سے نہ چھوٹتی تھی۔ ان سے کہا گیا یا میں نے خود ان کو کہا تم اندھیرے اور گرمی کی تمازت میں سفر کے لئے گدھا خرید لو تاکہ اس پر سوار ہو کر آسکو۔ اس پر اس نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا مکان مسجد کے ایک جانب ہوتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور واپس لوٹنا جبکہ میں واپس گھر لوٹ کر آؤں (ثواب میں) لکھا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ تمام جمع کر دیا ہے'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جس کے ثواب کی تو نے نیت کی ہے''۔

الرَّمْضَاءُ: سخت گرم زمین۔

الثانی والعشرون :

۱۳۸: عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا رَجَاءَ

۱۳۸: حضرت ابومحمد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''چالیس اچھی عادات میں سب سے اوّل عادت دودھ والی بکری کسی کو دینا ہے۔ کوئی عمل کرنے والا ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت اگر ثواب کے وعدہ کو

ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الْمَنِيْحَةُ" : اَنْ يُّعْطِيَهُ اِيَّاهَا لِيَاْكُلَ لَبَنَهَا ثُمَّ يَرُدَّهَا اِلَيْهِ۔

سمجھ کر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دے گا''۔ (بخاری)

اَلْمَنِيْحَةُ: دودھ دینے والا جانور کسی کو دودھ کے استعمال کے لئے دے دینا۔

اَلثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ :

۱۳۹ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ"۔

۱۳۹: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اے لوگو! آگ سے بچو خواہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو''۔ (متفق علیہ) بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جس سے اس کا رب کلام نہ فرمائے گا جبکہ اس کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پس اس وقت انسان اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو پہلے سے بدتر دیکھے گا۔ سوائے اپنے عمل کے کچھ نہ دیکھے گا اور اپنے آگے دیکھے گا تو اپنے چہرے کے سامنے آگ پائے گا۔ پس آگ سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ جو یہ نہ پائے تو وہ اچھی بات کہہ دے''۔

اَلرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ :

۱٤٠ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَ "الْاَكْلَةُ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ : وَهِيَ الْغَدْوَةُ اَوِ الْعَشْوَةُ۔

۱۴۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اللہ کا اس پر شکر ادا کرتا ہے یا پانی کا گھونٹ پی کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ (مسلم)

اَلْاَكْلَةُ : صبح یا شام کا کھانا۔

اَلْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ :

۱٤١ : عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

۱۴۱: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''ہر مسلمان پر ایک صدقہ لازم ہے''۔ کسی نے عرض

صَدَقَةٌ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ : "يَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ : "يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ " قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ : "يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِالْخَيْرِ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کیا حضرت! اگر صدقہ میسر نہ ہو؟ آپ ؐ نے جواباً فرمایا: ''اپنے ہاتھ سے اس کا کوئی کام کر کے اس کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے''۔ عرض کیا گیا اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: ''ضرورت مند مظلوم کی مدد کرے''۔ عرض کیا گیا حضرت! اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: ''بھلائی یا خیر کا حکم دے''۔ عرض کیا گیا اگر ایسا بھی نہ کر سکتا ہو؟ ارشاد فرمایا: ''برائی سے باز رہے بس یہی صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

١٤ :بَابٌ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الطَّاعَةِ

بَابٌ: اطاعت میں میانہ روی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى﴾ [طه:١'٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرة:١٨٥]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''طٰهٰ۔ ہم نے تم پر قرآن کو اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑو''۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتے''۔

١٤٢ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ قَالَ :مَنْ هٰذِهٖ؟ قَالَتْ :هٰذِهٖ فُلَانَةٌ تُذْكَرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ :"مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَ اللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا" وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ؐ ان کے ہاں تشریف لائے اور ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ ؐ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا: ''بس ٹھہرو! تم وہ چیز لازم پکڑو جس کی تمہیں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نہیں اُکتاتے بلکہ تم اُکتا جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ اطاعت زیادہ محبوب ہے جس کو کرنے والا اس پر مداومت اختیار کرے''۔

"وَمَهْ" كَلِمَةُ نَهْيٍ وَّزَجْرٍ - وَمَعْنٰى "لَا يَمَلُّ اللّٰهُ " لَا يَقْطَعُ ثَوَابَهُ عَنْكُمْ وَجَزَآءَ اَعْمَالِكُمْ وَيُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِّ حَتّٰى تَمَلُّوْا فَتَتْرُكُوْا فَيَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مَا تُطِيْقُوْنَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُوْمَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَفَضْلُهُ عَلَيْكُمْ۔

مَهْ :یہ ڈانٹ و توبیخ کے الفاظ ہیں۔ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ :اس کا ثواب تم سے منقطع نہیں فرماتے اور نہ ہی تمہارے اعمال کی جزاء منقطع کرتے ہیں بلکہ تم سے مالی معاملہ جیسا معاملہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اُکتا کر چھوڑ نہ دو۔ پس مناسب یہ ہے کہ تم وہ اختیار کرو جس کی تم دوامًا طاقت رکھتے ہو تاکہ اس کا ثواب اور فضیلت بھی دوامًا تمہارے لئے ہو۔

١٤٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ

۱۴۳: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات

ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا وَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ - قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ اَبَدًا - وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ: "اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رضوان اللہ علیہن کے گھر پر آئے اور ان سے آنحضرت ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب ان کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے اس کو بہت قلیل سمجھا اور کہنے لگے ہم کہاں اور اللہ کے رسول ﷺ کہاں۔ آپؐ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور درمیان میں افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا اور کبھی صحبت نہ کروں گا۔ آنحضرتؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کہا؟ ''خبردار اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اس کا ڈر رکھنے والا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں اور نماز پڑھتا اور سوتا ہوں اور عورتوں سے ہمبستری کرتا ہوں۔ پس جس نے میری سنّت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں''۔ (متفق علیہ)

١٤٤: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ: اَلْمُتَعَمِّقُوْنَ الْمُشَدِّدُوْنَ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيْدِ۔

۱۴۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین میں بے جا تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ: تعمق اور بے جا تشدد والے۔

١٤٥: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ: اَلْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا قَوْلُهٗ "الدِّيْنُ"

۱۴۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین آسان ہے اور جو کوئی بے جا تشدد دین میں اختیار کرتا ہے دین اس پر غالب آ جاتا ہے پس تم میانہ درست راستہ پر رہو۔ میانہ روی اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ اور صبح و شام اور رات کو کچھ حصہ کی عبادت سے مدد حاصل کرو''۔ (بخاری) بخاری کی دوسری روایت میں ہے: ''سیدھے راستہ پر چلو! اعتدال برتو۔ صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت کے لئے چلو

هُوَ مَرْفُوْعٌ عَلٰى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ– وَرُوِىَ مَنْصُوْبًا وَرُوِىَ :"لَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ" وَقَوْلُهٗ ﷺ :"اِلَّا غَلَبَهٗ" الدِّيْنُ وَعَجَزَ ذٰلِكَ الْمُشَادُّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّيْنِ لِكَثْرَةِ طُرُقِهٖ وَ"الْغَدْوَةُ" : سَيْرُ اَوَّلِ النَّهَارِ وَ "الرَّوْحَةُ" اٰخِرِ النَّهَارِ – "وَالدُّلْجَةُ" اٰخِرِ الَّيْلِ – وَهٰذَا اسْتِعَارَةٌ وَّتَمْثِيْلٌ وَمَعْنَاهُ : اسْتَعِيْنُوْا عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْاَعْمَالِ فِىْ وَقْتِ نَشَاطِكُمْ وَفَرَاغِ قُلُوْبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّوْنَ الْعِبَادَةَ وَلَا تَسَامُوْنَ وَتَبْلُغُوْنَ مَقْصُوْدَكُمْ ، كَمَا اَنَّ الْمُسَافِرَ الْحَاذِقَ يَسِيْرُ فِىْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ وَيَسْتَرِيْحُ هُوَ وَ دَآبَّتُهٗ فِىْ غَيْرِهَا فَيَصِلُ الْمَقْصُوْدَ بِغَيْرِ تَعَبٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

تم اصل مقصود تک پہنچ جاؤ گے''۔ اَلدِّیْنُ :یہ نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور منصوب بھی آیا ہے۔ لَنْ یُشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ الدِّیْنُ : یعنی دین اس پر غالب آ جائے گا اور وہ متشدد دین کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے گا کیونکہ دین کے اعمال تو بے شمار ہیں۔ اَلْغَدْوَۃُ :صبح کا چلنا۔اَلرَّوْحَۃُ :شام کا چلنا۔اَلدُّلْجَۃُ :رات کا آخری حصہ۔ یہ استعارہ اور تمثیل ہے اس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اعمال کے ذریعہ اس وقت مدد حاصل کرو جبکہ طبیعت میں نشاط اور دلوں کو فراغت میسر ہو۔ اس طرح تمہیں عبادت میں لذت حاصل ہوگی اور تم نہ اُکتاؤ گے اور اپنے مقصد کو پالو گے۔ جس طرح کہ سمجھ دار مسافر ان اوقات میں چلتا ہے اور اس کا جانور دوسرے اوقات میں آرام کرتا ہے اور بلا مشقت مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱٤٦ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :دَخَلَ النَّبِىُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَاِذَا حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ :مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟ قَالُوْا :هٰذَا حَبْلٌ لِّزَيْنَبَ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهٖ– فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ :"حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دوستونوں کے درمیان ایک رسّی بندھی ہوئی پائی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ رسّی کیسی ہے؟ انہوں نے بتلایا یہ زینب کی رسّی ہے۔ جب تھک جاتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہے (سہارا لیتی ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھول ڈالو ہر کوئی طبیعت کے نشاط کی حالت میں نماز پڑھے جب سستی پیدا ہو تو سو جائے''۔ (متفق علیہ)

۱٤٧ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّهٗ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۷ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے اُونگھ آ جائے اس کو چاہئے کہ وہ سو جائے۔ یہاں تک کہ نیند اس سے دُور ہو جائے کیونکہ جب وہ ایسی حالت میں نماز پڑھے گا کہ وہ اُونگھ رہا ہوگا تو اس کو خبر نہ رہے گی کہ آیا وہ استغفار کر رہا ہے یا اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہے''۔ (مسلم)

۱٤۸ :وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :كُنْتُ اُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلَاتُهٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُهٗ قَصْدًا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ : "قَصْدًا" : اَیْ بَیْنَ الطُّوْلِ وَالْقِصَرِ۔

۱۴۸: حضرت ابوعبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ ﷺ کا خطبہ بھی درمیانہ۔ (مسلم)

قَصْداً :درمیانہ نہ لمبانہ مختصر۔

۱٤۹ :وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اٰخَی النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ :مَا شَاْنُكِ؟ قَالَتْ :اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَآءَ اَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ لَهٗ :كُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ :مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ فَقَالَ لَهٗ :نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ لَهٗ نَمْ فَلَمَّا كَانَ اٰخِرُ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ :قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا جَمِیْعًا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ :اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا ' وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا ' وَلِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا ' فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ ' فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "صَدَقَ سَلْمَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۴۹: حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے سلمان و ابودرداء کو بھائی بنایا تھا۔ حضرت سلمان نے ایک دن حضرت ابودرداء سے ملاقات کی اور یہ دیکھا کہ ام درداء میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس ہیں۔ سلمانؓ سے کہا تمہیں کیا ہوگیا؟ تو ام درداء نے کہا کہ تمہارا بھائی تو دنیا سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ ابودرداء آئے تو ام درداء نے ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب ان کو کہا گیا کہ کھانا کھاؤ تو ابودرداء نے کہا میں تو روزہ سے ہوں۔ سلمان نے کہا میں اس وقت تک نہیں کھا سکتا جب تک تم نہ کھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھالیا۔ جب رات ہوئی تو ابودرداء قیام کے لئے تیار ہوئے۔ سلمان نے ان کو کہا تم سو جاؤ وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو سلمان نے کہا تم سو جاؤ۔ جب رات کا پچھلا حصہ ہوا تو سلمان نے کہا اب اٹھ جاؤ اور نماز ادا کرو۔ پھر دونوں نے نماز ادا کی۔ پس سلمان نے ان کو کہا بے شک تمہارے ربّ کا تم پر حق ہے اور تمہاری ذات کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے۔ ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔ پھر وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا''۔ (بخاری)

۱٥۰ :وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَقُوْلُ : وَ اللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ ' وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَا عِشْتُ

۱۵۰: حضرت ابومحمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو میرے متعلق بتلایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں دن کو روزہ رکھوں گا اور جب تک زندہ رہوں گا رات کو قیام کروں گا۔ رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا: ''تم نے یہ باتیں

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَنْتَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ : قَدْ قُلْتُهُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ ، وَنَمْ وَقُمْ ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ – قُلْتُ : فَاِنِّىْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ : فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ : فَاِنِّىْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ : فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ ﷺ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ وَفِىْ رِوَايَةٍ : "هُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ : فَاِنِّىْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامَ الَّتِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَهْلِىْ وَمَالِىْ" وَفِىْ رِوَايَةٍ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ : صُمْ وَاَفْطِرْ ، وَنَمْ وَقُمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ فِىْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا فَاِذَنْ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ" فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَىَّ قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ : صُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ" قُلْتُ :

کہی ہیں؟'' میں نے آپؐ سے عرض کیا میرے ماں' باپ آپؐ پر قربان ہوں یقیناً یہ باتیں میں نے کہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم ان کی طاقت نہ رکھ سکو گے۔ اس لئے تم کبھی روزہ رکھو اور کبھی چھوڑو۔ اسی طرح سو جاؤ اور کچھ قیام کرو اور مہینے میں تین دن روزے رکھو اس لئے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے پس یہ روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہو جائیں گے''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن افطار کیا کرو''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ سب سے زیادہ معتدل روزے ہیں''۔ اور ایک روایت میں ہے ''یہ افضل ترین روزے ہیں''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے زیادہ کوئی افضل نہیں''۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ کاش میں نے ہر ماہ میں تین دن کے روزے قبول کر لئے ہوتے جو آپؐ نے فرمائے تھے۔ تو یہ مجھے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا مجھے یہ نہیں بتلایا گیا کہ ''تم دن کو روزہ رکھتے اور رات کو نوافل پڑھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا: ''اس طرح مت کرو۔ روزہ رکھ اور افطار کر۔ سو اور قیام کر کیونکہ تیرے جسم کا تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے۔ تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھو۔ پس تمہیں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا۔ چنانچہ یہ ہمیشہ کے روزے ہوں گئے''۔ میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو اور اس پر اضافہ مت کرو''۔ میں نے عرض کیا وہ داؤد علیہ السلام کے

وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوٗدَ؟ قَالَ : "نِصْفُ الدهر" فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ" فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلَّا الْخَيْرَ قَالَ : فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ ، فَاِنَّهٗ كَانَ اَعْبَدَ النَّاسِ ، وَاقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ :يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ : فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ عِشْرِيْنَ" قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ :فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ " قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ :فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمْرٌ قَالَ : فَصِرْتُ اِلَى الَّذِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَفِيْ رِوَايَةٍ "وَاِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" وَفِيْ رِوَايَةٍ :"لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ" ثَلَاثًا - وَفِيْ رِوَايَةٍ "اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صِيَامُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةُ دَاوٗدَ : كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا ، وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ

روزے کیا ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: ''آدھی زندگی''۔ حضرت عبد اللہ بڑھاپے میں کہا کرتے تھے کاش میں حضور ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیتا اور ایک روایت میں ہے کہ'' مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور ہر رات کو ایک قرآن پڑھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا جی ہاں۔ یارسول اللہ! میں نے اس سے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تو اللہ کے پیغمبر داوٗد علیہ السلام کے روزے رکھ۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہر ماہ میں ایک قرآن پڑھ''۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبرؐ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا: ''بیس دن میں ایک قرآن پڑھو''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ہر دس دن میں ایک قرآن پڑھو''۔ میں نے گزارش کی یا نبی اللہ ﷺ میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ہر سات دن میں ایک قرآن پڑھو اور اس پر اضافہ مت کرو''۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں میں نے سختی کی مجھ پر سختی کر دی گئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں کیا معلوم کہ شاید تیری عمر طویل ہو''۔ چنانچہ اب میں اس عمر کو پہنچ گیا جو آپؐ نے فرمائی تھی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ کاش میں نے آنحضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا اور ایک روایت میں ہے: ''تمہاری اولاد کا تم پر حق ہے''۔ اور ایک روایت میں ہے کہ'' اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا''۔ یہ تین مرتبہ فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب داوٗد علیہ السلام کے روزے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمام نمازوں میں محبوب ترین نماز داوٗد علیہ السلام کی ہے۔ وہ آدھی رات سوتے اور رات کا تیسرا حصہ قیام فرماتے اور چھٹا حصہ آرام فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور جب دشمن سے سامنا ہوتا تو نہ بھاگتے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے والد نے میرا نکاح ایک خاندانی عورت سے کر دیا اور میرے والد اپنی بہو کا

قَالَ : اَنْكَحَنِیْ اَبِیْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّكَانَ يَتَعَاهَدُ كِنَّتَهٗ "اَیِ امْرَاَةَ وَلَدِهٖ" فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ لَهٗ : نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَّجُلٍ لَمْ يَطَاْلَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ اَتَيْنَاهُ. فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ : "اَلْقِنِیْ بِهٖ" فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ: "كَيْفَ تَصُوْمُ؟" قُلْتُ : كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: "وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟ قُلْتُ : كُلَّ لَيْلَةٍ وَذَكَرَ نَحْوَ مَا سَبَقَ. وَكَانَ يَقْرَاُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبْعَ الَّذِیْ يَقْرَؤُهٗ يَعْرِضُهٗ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَّاَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ عَلَيْهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلُّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتُ صَحِيْحَةٌ مُعْظَمُهَا فِی الصَّحِيْحَيْنِ وَقَلِيْلٌ مِّنْهَا فِیْ اَحَدِهِمَا.

بہت خیال کرتے تھے اور اس سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھتے رہتے تھے تو وہ ان کو کہتی وہ آدمیوں میں اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے ہمارا بستر نہیں روندا اور ہمارے پردے والی چیز کو نہیں ٹٹولا جب سے ہم اس کے ہاں آئے ہیں۔ جب اس بات کا تذکرہ بہت مرتبہ ہو چکا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں اس کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس کو مجھ سے ملواؤ''۔ چنانچہ اس کے بعد میں آپؐ کو ملا تو آپؐ نے فرمایا: ''تم کیسے روزہ رکھتے ہو؟''۔ میں نے عرض کیا ہر روز۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم قرآن مجید کیسے ختم کرتے ہو؟''۔ میں نے عرض کیا ہر رات اور اسی طرح ذکر کیا جیسے پہلے گزرا۔ حضرت عبداللہ اپنے بعض گھر والوں کو قرآن کا وہ حصہ دن میں سناتے جو رات کو تلاوت کرتے تاکہ رات کو پڑھنا آسان ہو جائے اور جب قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز روزہ چھوڑ دیتے اور ان کو شمار کر لیتے اور پھر اتنے روزے بعد میں رکھ لیتے کیونکہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی چیز ان میں سے رہ جائے (جس پر وہ پہلے سے عمل کرتے چلے آرہے ہیں) جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے۔

یہ تمام روایات صحیحین کی ہیں ان میں کم حصہ کسی دوسری روایت سے لیا گیا ہے۔

١٥١ : وَعَنْ اَبِیْ رِبْعِیٍّ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاُسَيِّدِیِّ الْكَاتِبِ اَحَدِ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَقِيَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ : نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ : نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَاَنَّا رَاْیَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ

١٥١ : حضرت ابوربعی حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ' جو رسول اللہ ﷺ کے ایک کاتب ہیں' روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا حنظلہ تم کیسے ہو؟ میں نے کہا حنظلہ منافق ہو گیا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں کہ گویا ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر نکل آتے ہیں اور بیوی'

وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَوَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا ' فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ :فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَمَا ذَاكَ؟" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْىَ الْعَيْنِ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اَنْ لَّوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِىْ وَفِى الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِىْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهٗ "رِبْعِيٌّ" بِكَسْرِ الرَّآءِ "وَالْاُسَيِّدِىُّ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُشَدَّدَةٌ مَكْسُوْرَةٌ وَقَوْلُهٗ : "عَافَسْنَا" هُوَ بِالْعَيْنِ وَالسِّيْنِ الْمُهْمَلَتَيْنِ : اَىْ عَالَجْنَا وَلَا عَبْنَا ـ "وَالضَّيْعَاتُ" الْمَعَايِشُ.

بچوں اور دنیا کے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں تو ان میں سے بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم اس جیسی باتیں تو ہمیں بھی پیش آتی ہیں۔ چنانچہ میں اور ابوبکر چل دیئے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ پھر میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنظلہ منافق ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کیا بات ہے؟''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو گویا ان کو ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے نکل کر جاتے ہیں اور ہم بیوی بچوں اور دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو کر بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم ہمیشہ اسی حالت پر رہو جس میں تم میرے پاس ہوتے اور ذکر میں (ہر وقت) مشغول رہو تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کریں۔ لیکن اے حنظلہ وقت وقت کی بات ہے'' اور یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

رِبْعِيٌّ :اَلْاُسَيِّدِىُّ :

عَافَسْنَا : کام کاج اور کھیل میں مصروف ہونا۔

اَلضَّيْعَاتُ : گزر اوقات کے اسباب۔

۱۵۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوا اَبُوْ اِسْرَآئِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ فِى الشَّمْسِ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ

۱۵۲: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اچانک آپ ﷺ کی نگاہ ایک کھڑے آدمی پر پڑی۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بتلایا کہ یہ ابواسرائیل ہے۔ جس نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ لے گا اور نہ گفتگو کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آنحضرت ﷺ

وَلْيَسْتَظِلَّ. وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

نے فرمایا: ''اس کو کہہ دو کہ وہ بات کرے اور سایہ میں ہو جائے اور بیٹھ جائے اور روزہ کو مکمل کرے''۔ (بخاری)

۱۵: بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْأَعْمَالِ

بَاب: اعمال کی حفاظت ونگہبانی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [الحديد:١٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَأْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد:٢٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا﴾ [النحل:٩٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [الحجر:٩٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ اللہ کی یاد کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے جو حق کی باتیں اتاری ہیں ان کے لئے ان کے دل جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتابیں دی گئیں اور ان پر زمانہ طویل گزرا تو ان کے دل سخت ہو گئے''۔ (الحدید) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ان کو انجیل دی اور ان کے لوگوں کے دلوں میں کہ جنہوں نے ان کی اتباع کی شفقت و رحمت ڈال دی اور رہبانیت جس کو انہوں نے خود گھڑ لیا تھا۔ ہم نے ان پر لازم نہ کی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو حاصل کرنے کے لئے پھر انہوں نے اس کا اس طرح خیال نہیں رکھا جس طرح خیال رکھنے کا حق تھا''۔ (الحدید) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس عورت کی طرح مت بنو جس نے نہایت محنت سے کاتے ہوئے سوت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا''۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تُو اپنے ربّ کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے''۔ (الحجر)

١٥٣: وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ عَائِشَةَ "وَكَانَ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ" وَقَدْ سَبَقَ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

۱۵۳: اس سلسلہ کی احادیث میں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔ كَانَ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَيْهِ مَادَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ جو گزشتہ باب میں گزری۔

١٥٤: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۴: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو شخص اپنے رات کے وظیفے سے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے اور وہ اسے فجر سے لے کر ظہر کی نماز کے وقت کے درمیان میں پڑھ لے تو اس کے لئے لکھ لیا جاتا ہے کہ گویا اس نے رات ہی میں پڑھا''۔ (مسلم)

۱۵۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ تو فلاں کی طرح مت ہو وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا''۔ (متفق علیہ)

۱۵۶ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَّجَعٍ أَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب درد وغیرہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعات ادا فرما لیتے تھے۔ (مسلم)

۱۶ بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَآدَابِهَا

باب: سنت اور اس کے آداب کی حفاظت ونگہبانی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر:۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ [النجم:۳،۴] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران:۳۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ [الاحزاب:۲۱] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء:۶۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [النساء:۵۹] قَالَ الْعُلَمَاءُ : مَعْنَاهُ إِلَى

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ تم کو جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ''۔ (الحشر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو وحی ہے جو ان کی طرف اتار دی جاتی ہے''۔ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپؐ فرما دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہوں کو بخش دیں گے۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں عمدہ نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تیرے ربّ کی قسم ہے وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ کو اپنا حکم وفیصل نہ مان لیں پھر تمہارے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور پورے طور پر اسے تسلیم کر لیں''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز کے متعلق تمہارا باہمی جھگڑا ہو جائے تو تم اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو''۔ علماء نے فرمایا اس کا معنی کتاب وسنّت کی طرف لوٹانا ہے۔ اللہ

الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء:٨٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [الشورٰى:٥٢،٥٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور:٦٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ [الاحزاب:٣٤] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ.

تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک آپؐ ان کی راہنمائی صراطِ مستقیم کی طرف کرتے ہیں یعنی اللہ کا راستہ''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کو کوئی آزمائش آئے یا ان کو کوئی دردناک عذاب پہنچے''۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تم یاد کرو جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت کی باتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں''۔

آیات اس باب میں بہت ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث درج کی جاتی ہیں۔

١٥٧ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ ، اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى اَنْبِيَآئِهِمْ۔ فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٥٧ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو باتیں میں تمہیں بیان کرنے سے چھوڑ دوں۔ ان میں تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرتِ سوال نے ہلاک کیا اور اپنے پیغمبروں سے وہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔ اس لئے جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق انجام دو''۔ (متفق علیہ)

اَلثَّانِيْ :

١٥٨ : عَنْ اَبِيْ نَجِيْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا – قَالَ : "اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ ، وَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ

١٥٨ : حضرت ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت مؤثر وعظ فرمایا جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو گویا الوداعی وعظ ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیت فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور بات کو سننے اور ماننے کا حکم دیتا ہوں۔ خواہ تم پر کسی حبشی غلام کو امیر مقرر کیا جائے اور ثانی یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات

الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ' وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

"النَّوَاجِذُ" بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ الْاَنْيَابُ وَقِيْلَ الْاَضْرَاسُ۔

دیکھے گا پس تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس سنت کو کچلیوں (سامنے کے دو دانت) سے مضبوط پکڑو اور دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچو۔ اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

النَّوَاجِذُ : کچلیاں یا ڈاڑھیں۔

الثالث :

١٥٩ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی" قِيْلَ :وَمَنْ يَّاْبٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت سب کی سب جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا''۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کس نے انکار کیا؟ ارشاد فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا''۔ (بخاری)

الرابع :

١٦٠ :عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ وَّقِيْلَ اَبِیْ اِيَاسٍ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ : "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ : لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰: حضرت ابو مسلم اور بعض نے کہا ابوایاس سلمہ بن عمرو بن الاکوعؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپؐ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا: ''خدا کرے تجھے طاقت نہ رہے''۔ اس کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا۔ پس اس کا ہاتھ منہ کی طرف پھر کبھی نہ اُٹھا۔ (مسلم)

الخامس :

١٦١ :عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰی كَاَنَّمَا يُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰی

۱۶۱: حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم اپنی صفوں کو ضرور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے مابین مخالفت پیدا فرما دے گا''۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے گویا اس سے تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔

إِذَا رَاٰی اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُكَبِّرَ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ"۔

پھر ایک دن آپؐ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ اللہ اکبر کہنے ہی والے تھے کہ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے نکلا ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! تم اپنی صفیں درست کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا''۔

السّادس:

۱۶۲ :عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاْنِهِمْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۶۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رات کو ایک مکان مکینوں سمیت مدینہ میں جل گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق بتلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے' جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو''۔ (متفق علیہ)

السّابع:

۱۶۳ :عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ : قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ ' وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا ' وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰى اِنَّمَا هِیَ قِيْعَانٌ لَّا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً۔ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۳: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس بارش جیسی ہے جو زمین کو پہنچے۔ پس اس زمین کا کچھ حصہ تو زرخیز تھا جس نے پانی کو اپنے اندر جذب کیا اور گھاس اور بہت سا سبزہ اُگایا اور کچھ حصہ اس کا بنجر تھا۔ جس نے پانی روک لیا پھر اس پانی سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے اس سے پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصہ کو پہنچی جو چٹیل میدان تھا جس نے نہ پانی روکا اور نہ گھاس اُگائی۔ پس یہ مثال اس کی ہے جس نے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی اور اس علم سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا۔ پس اس نے علم خود بھی حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور (دوسری) مثال اس شخص کی ہے جس نے اس کی طرف اپنا سر بھی نہیں اٹھایا اور نہ ہی اس نے اس ہدایت کو قبول کیا جو میں لے کر آیا ہوں''۔ (متفق علیہ)

"فَقُهَ" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَقِيْلَ بِكَسْرِهَا :اَیْ صَارَ فَقِيْهًا۔

فَقُهَ :فقیہ بنا۔

الثّامن:

١٦٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا ، فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تُفْلِتُوْنَ مِنْ يَدِیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْجَنَادِبُ" نَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشِ ، هٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ يَقَعُ فِی النَّارِ۔ "وَالْحُجَزُ" جَمْعُ حُجْزَةٍ وَهِيَ مَعْقِدُ الْاِزَارِ وَالسَّرَاوِيْلِ۔

۱۶۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے دور ہٹا رہا ہے۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں۔ لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جا رہے ہو''۔ (مسلم)

اَلْجَنَادِبُ : ٹڈی اور پروانے کی طرح کا کیڑا ہے یہ وہ معروف کیڑا ہے جو آگ میں گرتا ہے۔

اَلْحُجَزُ جمع حُجْزَةٌ : چادر وشلوار یا تہہ بند باندھنے کی جگہ۔

اَلتَّاسِعُ :

١٦٥ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ ، وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ : "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَيِّهَا الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَّلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ۔ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ فِیْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ طَعَامَهٗ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى فَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ"۔

۱۶۵ : حضرت جابرؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اُنگلیاں اور پیالہ چاٹ لینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کونسے کھانے میں برکت ہے''۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے پکڑ لے اور اُس پر جو مٹی وغیرہ لگی ہے اس کو صاف کر کے اس کو کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور اپنے ہاتھ کو تولئے کے ساتھ نہ پونچھے۔ جب تک کہ وہ اپنی انگلیاں چاٹ نہ لے۔ اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ ''شیطان تمہاری اشیاء کے ہر موقعہ پر حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت میں بھی۔ پس جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس پر لگ جانے والی تکلیف دہ چیز کو دور کر کے اس کو کھا لے اور شیطان کے لئے اس کو نہ چھوڑے''۔

اَلْعَاشِرُ :

١٦٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۶۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہم میں وعظ و نصیحت کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو!

وَسَلَّمَ بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَّحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا : كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' اَلَا وَاِنَّهٗ سَيُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ : يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ : كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ : "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ" اِلٰى قَوْلِهٖ : "الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" فَيُقَالُ لِيْ : "اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"غُرْلًا" : اَيْ غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ۔

تم اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں' ننگے بدن' غیر مختون جمع کیے جاؤ گے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔ ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم یقیناً پورا کرنے والے ہیں۔ اچھی طرح سنو! بلاشبہ سب سے پہلے قیامت کے دن جسے لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ خبردار سنو! میری اُمت کے بعض لوگوں کو لایا جائے گا انہیں بائیں طرف پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے ربّ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ چنانچہ آپ کو کہا جائے گا۔ اے پیغمبر تجھے نہیں معلوم! انہوں نے تیرے بعد کیا کیا چیزیں ایجاد کیں۔ پس میں وہ کہوں گا جو عبد صالح (عیسیٰ بن مریم) نے کہا ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ الآیہ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان کے اندر موجود رہا۔ آپ نے یہ آیت ﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ تک تلاوت فرمائی۔ پھر مجھے کہا جائے گا یہ اپنی ایڑیوں پر دین سے پھر گئے۔ جب سے تم ان سے جدا ہوئے۔ (متفق علیہ)

غُرْلًا : غیر مختون۔

اَلْحَادِيْ عَشَرَ :

۱۶۷ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ : اِنَّهٗ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَاُ الْعَدُوَّ وَاِنَّهٗ يَفْقَاُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ قَرِيْبًا لِّابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ : اِنَّهَا لَا تَصِيْدُ صَيْدًا" ثُمَّ عَادَ فَقَالَ : اُحَدِّثُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا۔

۱۶۷ : حضرت ابوسعید عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری مارنے سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ نہ تو شکار کو مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے البتہ یہ آنکھ پھوڑتی اور دانت کو توڑتی ہے''۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن مغفل کے کسی قریبی رشتہ دار نے کنکری ماری تو حضرت عبداللہ نے اس کو منع فرمایا اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کنکری مارنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ نہ تو شکار کرتی ہے۔ اس نے پھر اس حرکت کا اعادہ کیا۔ عبداللہ نے فرمایا میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تو دوبارہ کنکری مار رہا ہے میں تم سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ (کیونکہ تمہاری یہ حرکت قصداً مخالفت معلوم ہوتی ہے)۔

۱۶۸ : وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ : رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ ، يَعْنِي الْاَسْوَدَ ، وَيَقُوْلُ ، اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْ لَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸: حضرت عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (متفق علیہ)

۱۷: بَابٌ فِي الْوُجُوْبِ الْاِنْقِيَادِ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى ذٰلِكَ وَاُمِرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نُهِيَ عَنْ مُّنْكَرٍ!

باب ۱۷: اللہ کے حکم کی اطاعت ضروری ہے اور جس کو اللہ کے حکم کی طرف بلایا جائے یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کہا جائے وہ کیا کہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء:٦٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:٥١] وَفِيْهِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ اَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهٗ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ فِيْهِ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تمہارے رب کی قسم ہے وہ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے باہمی جھگڑوں میں فیصل نہ مان لیں اور پھر تمہارے فیصلہ پر اپنے دلوں میں ذرّہ بھر تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو مکمل طور پر تسلیم کر لیں''۔ (النساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مؤمنو! بات یہ ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم نے سنا اور مانا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ (النور)

اس باب سے متعلقہ روایات میں وہ حدیث ابو ہریرہ ہے جو پہلے گزری اور دیگر روایات میں سے یہ ہے۔

۱۶۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ اَلْاٰيَةَ اشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوْا

۱۶۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لِلّٰهِ مَا ......﴾: ''اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو وہ جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کریں گے''۔ تو یہ آیت صحابہ کرام رضوان اللہ پر گراں گزری۔ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں

عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوا : اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ : الصَّلٰوةُ وَالْجِهَادُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا؟ بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ وَذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اِثْرِهَا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا" قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ قَالَ :نَعَمْ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کچھ ایسے اعمال کا ذمہ دار بنایا گیا ہے جن کی ہم طاقت رکھتے ہیں مثلاً نماز' جہاد' روزہ' صدقہ وغیرہ اور آپؐ پر یہ آیت اتری ہے اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ تم اسی طرح کہو جس طرح تم سے پہلے اہل کتاب نے سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بلکہ تم یوں کہو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ...... جب اس دعا کو صحابہ نے پڑھا اور ان کی زبانوں پر یہ رواں ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ ......﴾ ''ایمان لائے رسول اس پر جو ان پر ان کے ربّ کی طرف سے اُتارا گیا اور مؤمن بھی ایمان لائے۔ سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان (ایمان کے لحاظ سے) تفریق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے ربّ ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ جب انہوں نے ایسا کرلیا تو اللہ نے آیت کے اس حصہ کو منسوخ فرمادیا اور اس کی جگہ نازل فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ ......﴾ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جو اچھے کام کرے گا اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو برے کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ اے ہمارے ربّ! ہماری بھول اور غلطیوں پر ہماری گرفت نہ فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا۔ بہت اچھا۔ اے ہمارے ربّ! ہم پر اس طرح بوجھ نہ ڈال جس طرح تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔ اللہ نے فرمایا ہاں اور ہمیں معاف فرمادے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں۔

(مسلم)

۱۸ :بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِدْعِ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ!

بَاب ۱۸: بدعات اور نئے نئے کاموں کے ایجاد کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ [یونس:۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ [الانعام:۳۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ [الانعام:۱۵۴] اَيِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ [الانعام:۱۵۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران:۳۱] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فَنَقْتَصِرُ عَلٰى طَرَفٍ مِّنْهَا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نہیں ہے حق کے بعد مگر گمراہی''۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے کسی چیز کے لکھ کر رکھنے میں کوئی فروگزاشت نہیں کی''۔ (الانعام) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تم کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف و جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یعنی کتاب و سنت کی طرف لوٹاؤ''۔ (الانعام) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بے شک یہ میرا راستہ سیدھا ہے پس اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے''۔ (الانعام) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے میرے پیغمبر ﷺ آپ فرما دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لیں گے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا''۔ (آل عمران)

اس سلسلہ کی روایات' احادیث بھی بہت ہیں مگر چند یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱۷۰ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔

۱۷۰ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے''۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت میں ہے: ''کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے''۔

۱۷۱ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ : "صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ" وَيَقُوْلُ : "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى

۱۷۱ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپؐ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا۔ یہاں تک کہ محسوس ہوتا کہ آپؐ کسی دشمن کے لشکر سے ڈرانے والے ہیں۔ آپؐ ارشاد فرماتے اے لوگو! وہ لشکر تم پر صبح یا شام کو حملہ آور ہونے والا ہے۔ اور فرماتے میں اور قیامت ایسے بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں اور آپؐ اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ایک دوسرے سے ملاتے اور فرماتے اما بعد! بیشک بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین طریقہ محمدؐ کا طریقہ ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" يَقُوْلُ :"اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور سب سے بدترین کام (دین میں) نئے نئے کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور آپؐ فرماتے ہیں میں ہر مؤمن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں جو شخص مال چھوڑ کر جائے وہ تو اس کے ورثاء کے لئے ہے اور جو آدمی قرض چھوڑ جائے یا کمزور اہل وعیال چھوڑ جائے وہ میرے سپرداری اور میری ذمہ داری میں ہے''۔ (مسلم)

١٧٢ : وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِيْثُهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ۔

۱۷۲: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ میں گزر چکی ہے۔

١٩ : بَابٌ فِيْمَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَوْ سَيِّئَةً

باب: جس نے کوئی اچھا یا برا طریقہ جاری کیا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ [الفرقان:٧٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾ [الانبياء:٧٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہمیں متقین کا راہنما بنا''۔ (الفرقان) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور ہم نے ان کو مقتدا بنایا وہ ہمارے حکم کے ساتھ لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں''۔ (الانبیاء)

١٧٣ : وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو وَجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ ، عَامَّتُهُمْ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِّنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ : ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ : ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ وَالْاٰيَةُ الْاُخْرٰى الَّتِيْ فِيْ اٰخِرِ

۱۷۳: حضرت ابوعمرو جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہم دن کے شروع میں آنحضرتؐ کے پاس تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جو ننگے بدن تھے اون کی دھاری دار چادریں یا کمبل ڈالے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کی اکثریت قبیلہ مضر سے بلکہ تمام کے تمام قبیلہ مصر سے تھے۔ جب رسول اللہؐ نے ان کی فاقہ کشی کو دیکھا تو آپؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ پس آپؐ گھر میں تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے۔ پھر آپؐ نے بلال کو اذان کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی اور آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ الآیہ اور یہ آیت ﴿رَقِيْبًا﴾ تک پڑھی۔ اور دوسری آیت جو حشر کے

الْحَشْرِ : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ" حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَجَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"مَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِن غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "مُجْتَابِى النِّمَارِ" هُوَ بِالْجِيْمِ وَبَعْدَ الْاَلِفِ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالنِّمَارُ جَمْعُ نَمِرَةٍ وَّهِىَ كِسَآءٌ مِّنْ صُوْفٍ مُخَطَّطٌ وَمَعْنٰى "مُجْتَابِيْهَا" لَا بِسِيْهَا قَدْ خَرَقُوْهَا فِىْ رُؤُوْسِهِمْ "وَالْجَوْبُ" اَلْقَطْعُ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ اَىْ نَحَتُوْهُ وَقَطَعُوْهُ- وَقَوْلُهٗ "تَمَعَّرَ" هُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ :اَىْ تَغَيَّرَ - وَقَوْلُهٗ :"رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّهَا : اَىْ صُبْرَتَيْنِ- وَقَوْلُهٗ :"كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ" هُوَ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَفَتْحِ الْهَآءِ وَالْبَآءِ وَالْمُوَحَّدَةِ قَالَهٗ

آخر میں ہے۔ تلاوت فرمائی ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ ......﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو ہر شخص کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس نے کل کے لئے کیا کچھ آگے بھیجا ہے''۔ ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ درہم' دینار' کپڑے اور گندم کا صاع' کھجور کا صاع صدقہ کرے۔ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ صدقہ کرو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ انصار میں سے ایک شخص تھیلی لایا جو اتنی بوجھل تھی کہ اس کے ہاتھ اٹھانے سے عاجز ہو رہے تھے بلکہ عاجز ہو ہی گئے۔ پھر لوگ مسلسل لاتے رہے یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر کپڑے اور خوراک کے دیکھے۔ میں نے آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا کہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ گویا اس پر سونے کی چھال پھیر دی گئی ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے اس کا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ بغیر اس بات کے کہ ان کے اجروں میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس پر اس کے اپنے گناہوں کا بوجھ اور ان تمام لوگوں کے گناہوں کا بوجھ ہوگا جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں کے بوجھ میں کچھ کمی کی جائے''۔ (مسلم)

مُجْتَابِى النِّمَارِ: یہ نمر کی جمع ہے دھاری دار چادر۔

مُجْتَابِيْهَا: پہننے والے۔ انہوں نے دو چادریں پھاڑ کر سروں پر ڈال رکھی تھیں۔

اَلْجَوْبُ : کاٹنا۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ یعنی ان کو تراشا اور کاٹا۔

تَمَعَّرَ: تبدیل ہوا۔

رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ :دو ڈھیر۔

كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ: یہ بقول قاضی عیاض ہے۔

امام حمیدی نے مُدْهَنَةٌ لکھا ہے مگر پہلا زیادہ صحیح ہے۔

الْقَاضِيْ عِيَاضٌ وَغَيْرُهُ وَصَحَّفَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: "مُدْهُنَةٌ" بِدَالٍ مُّهْمِلَةٍ وَّضَمِّ الْهَآءِ وَبِالنُّوْنِ وَكَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِيُّ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ :الصَّفَآءُ وَالْاِسْتِنَارَةُ۔

دونوں صورتوں میں مراد اس سے چہرہ کی صفائی اور چمک ہے۔

۱۷۴ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ مِنْ نَّفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو جان بھی ظلماً قتل کی جاتی ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون ناحق کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کا یہ طریقہ رائج کیا''۔ (متفق علیہ)

۲۰ :بَابٌ فِى الدَّلَالَةِ عَلٰى خَيْرٍ وَّالدُّعَآءِ اِلٰى هُدًى اَوْ ضَلَالَةٍ!

بَاب ۲۰: خیر کی طرف راہنمائی اور ہدایت وگمراہی کی طرف بلانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ﴾ [الحج:٦٧، القصص:٨٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل:١٢٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة:٢] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ﴾ [آل عمران:١٠٤]۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کی طرف بلاؤ''۔ (الحج، القصص)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلاؤ''۔ (النمل)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''چاہئے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی ہو''۔ (آل عمران)

۱۷۵ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۷۵ : حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ ہیں، سے روایت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی بھلائی کے کام کی طرف راہنمائی کی تو اس کو اس بھلائی کے کرنے والے کے برابر اجر ملے گا''۔ (مسلم)

۱۷۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ

۱۷۶ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور

مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ، وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس سے ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اور جو کسی کو کسی گمراہی کی طرف بلائے گا اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا اتنا ہی وبال ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ کرنے کا وبال ہوگا اور وبال ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہ کرے گا''۔ (مسلم)

۱۷۷ : وَعَنْ اَبِى الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ : "لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا – فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْا اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ : اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِى طَالِبٍ؟" فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ يَشْتَكِىْ عَيْنَيْهِ قَالَ : فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ" فَاُتِىَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرِئَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ – فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ : "اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷ : حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: ''میں یہ جھنڈا کل ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے پس لوگوں نے رات اس بحث میں گزاری کہ وہ کون ہوگا جس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ جب صبح کے وقت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لوگ حاضر ہوئے۔ تو ان میں سے ہر ایک امیدوار تھا کہ اس کو جھنڈا ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں خراب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی طرف پیغام بھیجو''۔ جب ان کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ ان کی آنکھیں اس طرح درست ہوگئیں گویا کہ ان کو تکلیف ہی نہ تھی۔ پس آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آرام سے چلتے جاؤ! یہاں تک کہ ان کے میدان میں جا اترو۔ پھر ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور ان کو اللہ تعالیٰ کا وہ حق بتلاؤ جو ان کے ذمہ ہے۔ قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہت زیادہ بہتر ہے''۔ (متفق علیہ)

قَوْلُهٗ : "يَدُوْكُوْنَ" اَىْ يَخُوْضُوْنَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ – قَوْلُهٗ "رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّآءِ بِفَتْحِهَا لُغَتَانِ وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ۔

يَدُوْكُوْنَ : بحث اور بات چیت کرنا۔

عَلٰى رِسْلِكَ : اپنے انداز سے۔

۱۷۸ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًى مِّنْ اَسْلَمَ قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ؟ قَالَ :"اِئْتِ فُلَانًا قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ : اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ فَقَالَ :يَا فُلَانَةُ اَعْطِيْهِ الَّذِيْ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا ' فَوَ اللّٰهِ لَا تَحْبِسِيْنَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَنَا فِيْهِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بنو اسلم کے ایک نو جوان نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس وہ سامان نہیں جس سے میں جہاد کی تیاری کروں۔ آپؐ نے فرمایا: ''فلاں شخص کے پاس جاؤ۔ اس نے جہاد کی تیاری کی تھی مگر وہ بیمار ہو گیا''۔ چنانچہ وہ نوجوان گیا اور اُس سے جا کر کہا رسول اللہؐ تجھے سلام کہتے اور فرماتے ہیں کہ تم مجھے وہ سامان دے دو جس سے تم نے جہاد کی تیاری کی تھی۔ اس شخص نے کہا: اے فلانہ! اس کو وہ سامان دے دو جس سے میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکنا۔ قسم بخدا! تو اس میں سے کوئی نہیں روکے گی کہ پھر تمہارے لئے برکت ہو (جو روکے گی وہ بے برکتی کا باعث ہوگا)۔ (مسلم)

۳۱ بَابٌ فِي التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

بَابٌ : نیکی وتقویٰ میں تعاون

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة:٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [العصر] قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَلَامًا مَعْنَاهُ :اِنَّ النَّاسَ اَوْ اَكْثَرَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ عَنْ تَدَبُّرِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قسم ہے زمانے کی۔ یقیناً انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی''۔ (العصر) امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام لوگ یا لوگوں کی اکثریت غور و فکر کرنے سے غافل ہے۔

۱۷۹ :وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے خدا کے راستہ میں جہاد کرنے والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا۔ بلا شبہ اس نے خود جہاد کیا اور جو جہاد کرنے والے کا اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ اس کا جانشین بنا۔ یقیناً اس نے جہاد کیا''۔ (متفق علیہ)

۱۸۰ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰى بَنِيْ لَحْيَانَ

۱۸۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کی شاخ بنو لحیان کی

مِنْ هُذَيْلٍ فَقَالَ : "لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ گھر کے دو آدمیوں میں سے ایک ضرور جائے اور ثواب دونوں کے درمیان ہوگا''۔(مسلم)

۱۸۱ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمِ؟" قَالُوْا : الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا : مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ : "رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ : اَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ : "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلہ کو ملے آپ نے پوچھا۔''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:''میں اللہ کا رسول ہوں''۔ اس پر ایک عورت نے اپنے بچے کو اٹھا کر پوچھا کیا اس پر حج ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا''۔(مسلم)

۱۸۲ :وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنَفِّذُ مَا اُمِرَ بِهٖ فَيُعْطِيْهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ : "الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ" وَضَبَطُوْا : "الْمُتَصَدِّقِيْنَ" بِفَتْحِ الْقَافِ مَعَ كَسْرِ النُّوْنِ عَلَى التَّثْنِيَةِ وَعَكْسِهٖ عَلَى الْجَمْعِ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ۔

۱۸۲ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :''مسلمان امانت دار خزانچی وہ ہے جو کہ اپنے اوپر اس حکم کو نافذ کرے جو اس کو دیا گیا اور پوری خوش دلی سے مال کو پورا پورا اسی کو ادا کر دے جس کو ادا کرنے کا حکم ہوا تو وہ بھی دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہو گا۔ ایک روایت میں ہے جو اس کو دیتا ہے جس کو حکم دیا گیا''۔(متفق علیہ)

اَلْمُتَصَدِّقِيْنِ :جمع اور تثنیہ دونوں طرح صحیح ہے۔

۲۲ :بَابٌ فِي النَّصِيْحَةِ

بَابٌ: خیرخواہی کرنا

قَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:۱۰] وَقَالَ تَعَالٰى : اِخْبَارًا عَنْ نُوْحٍ ﷺ ﴿وَاَنْصَحُ لَكُمْ﴾ [الأعراف:۶۲] وَعَنْ هُوْدٍ ﷺ ﴿وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ﴾ [الأعراف:۶۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بلاشبہ مسلمان بھائی بھائی ہیں''۔ (الحجرات)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق خبر دیتے ہوئے ''اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں'' (الاعراف) اور ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اور ''میں تمہارے لئے امانت دار خیر خواہ ہوں''۔(الاعراف)

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث:

۱۸۳ :عَنْ اَبِيْ رُقَيَّةَ تَمِيْمِ بْنِ اَوْسٍ الدَّارِيِّ

۱۸۳: حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" قُلْنَا : لِمَنْ؟ قَالَ : "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دین خیر خواہی ہے''۔ہم نے عرض کیا کس کے لئے؟ فرمایا: ''اللہ کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمان پیشواؤں کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے''۔(مسلم)

اَلثَّانِيْ :

۱۸۴ : عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۴ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی برتنے پر بیعت کی''۔(متفق علیہ)

اَلثَّالِثُ :

۱۸۵ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے کرتا ہے''۔(متفق علیہ)

۲۳ : بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ!

باب ۲۳ : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [آل عمران:١٠٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [آل عمران:١١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الاعراف:١٩٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والا اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا ہو اور یہی لوگ کامیاب ہیں''۔(آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم سب سے بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی ہدایت کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے پیغمبر ﷺ درگزر سے کام لو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔(الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق کار و مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [التوبة:٧١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ [المائدة:٧٨، ٧٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ [الكهف:٢٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ [الحجر:٩٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾

[الأعراف:١٦٥]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

ہو''۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے ان کافروں پر حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی یہ اس سبب سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھنے والے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو ان برائیوں سے نہ روکتے تھے جن کا وہ خود ارتکاب کرتے تھے البتہ بہت برا تھا جو وہ کرتے تھے''۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے۔ پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرلے''۔ (الکہف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کو کھول کر بیان کر''۔ (الحجر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے روکتے تھے اور ظالموں کی سخت عذاب کے ساتھ گرفت کی۔ اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے''۔ (الاعراف)

اس سلسلہ کی آیات بہت معلوم و معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ:

١٨٦: عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو تم میں سے کسی برائی کو ہوتا دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔ (مسلم)

اَلثَّانِيْ:

١٨٧: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا

۱۸۷: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جو نبی بھی بھیجا۔ اس کی امت میں اس کے کچھ حواری اور ساتھی ہوتے رہے جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے رہے۔ پھر ان کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوئے

لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ لَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جو ایسی باتیں کہتے جو خود نہ کرتے تھے اور ایسے کام کرتے تھے جس کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا پس جو شخص ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے گا وہ مؤمن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ مؤمن ہے اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے"۔ (مسلم)

الثالث :

۱۸۸ : عَنْ اَبِى الْوَلِيْدِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ : فِى الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ بُرْهَانٌ ، وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمَنْشَطُ وَالْمَكْرَهُ" بِفَتْحِ مِيْمَيْهِمَا اَىْ فِى السَّهْلِ وَالصَّعْبِ وَالْاَثَرَةُ الْاِخْتِصَاصُ بِالْمُشْتَرَكِ وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهَا۔ "بَوَاحًا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبَعْدَهَا وَاوٌ ثُمَّ حَآءٌ مُهْمَلَةٌ : اَىْ ظَاهِرًا لَّا يَحْتَمِلُ تَاْوِيْلًا۔

۱۸۸: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم تنگی اور آسانی اور ناگواری اور خوشی (ہر حال میں) سنیں اور اطاعت کریں اور اس بات پر بیعت کی کہ خواہ ہم کو دوسروں پر ترجیح دی جائے اور اس بات پر کہ ہم اقتدار کے سلسلہ میں مسلمان حکمرانوں سے جھگڑا نہ کریں گے مگر اس صورت میں کہ جب ان سے صریح کفر دیکھیں جس کی تمہارے پاس اللہ کی بارگاہ میں واضح دلیل ہو اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں بھی ہوں حق بات کہیں اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں"۔ (متفق علیہ)

اَلْمَنْشَطُ وَالْمَكْرَهُ : نرمی اور سختی۔
اَلْاِثَرَةُ : مشترک چیز میں کسی کو خاص کرنا۔
بَوَاحًا : ظاہر جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

الرابع :

۱۸۹ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَثَلُ الْقَائِمِ فِىْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهِمَا كَمَثَلِ قَوْمِ نِ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَكَانَ الَّذِيْنَ فِىْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ

۱۸۹: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اس آدمی کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم رہنے والا ہے اور اس کی جو ان حدود میں مبتلا ہونے والا ہے۔ ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے متعلق قرعہ اندازی کی۔ پس کچھ ان میں سے اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے۔ نچلی منزل والوں کو جب پانی کی طلب ہوتی ہے تو وہ اوپر آتے جاتے اور اوپر

مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِیْبِنَا خَرْقًا وَّلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ تَرَکُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَیْدِیْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِیْعًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"اَلْقَائِمُ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی" مَعْنَاهُ الْمُنْكِرُ لَهَا الْقَائِمُ فِیْ دَفْعِهَا وَاِزَالَتِهَا وَالْمُرَادُ بِالْحُدُوْدِ: مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ "وَاسْتَهَمُوْا": اقْتَرَعُوْا۔

منزل میں بیٹھنے والوں پر گزرتے ہیں (تو ان کو ناگوار گزرتا ہے) چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا کہ اگر ہم نچلے حصہ میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ پس اگر اوپر والے ان کو اس ارادے کی حالت میں چھوڑ دیں (عمل کرنے دیں) تو تمام ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے تو وہ بھی بچ جائیں گے اور دوسرے مسافر بھی بچ جائیں گے''۔ (بخاری)

اَلْقَائِمُ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ : منع کی ہوئی چیزوں کا انکار کرنے والا اور ان کے ازالہ کی کوشش کرنے والا۔ اَلْحُدُوْدِ :اللہ کی منع کردہ اشیاء۔ اِسْتَهَمُوْا :قرعہ اندازی کرنا۔

اَلْخَامِسُ :

۱۹۰ : عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلَمَةَ هِنْدِ بِنْتِ اَبِیْ اُمَیَّةَ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :اَنَّهٗ یُسْتَعْمَلُ عَلَیْكُمْ اُمَرَآءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَضِیَ وَتَابَعَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْكُمُ الصَّلٰوةَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

مَعْنَاهُ :مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَلَمْ یَسْتَطِعْ اِنْكَارًا بِیَدٍ وَّلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الْاِثْمِ وَاَدّٰی وَظِیْفَتَهٗ، وَمَنْ اَنْكَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهٖ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِیَةِ وَمَنْ رَّضِیَ بِفِعْلِهِمْ وَتَابَعَهُمْ فَهُوَ الْعَاصِیْ۔

۱۹۰ : حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تم پر عنقریب ایسے حکمران بنائے جائیں گے جن کے کچھ کاموں کو تم پسند کرو گے اور کچھ کو ناپسند۔ پس جس نے (ان کے برے کاموں کو) برا سمجھا وہ بری الذمہ ہو گیا۔ جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا۔ لیکن وہ جو ان پر راضی ہو گیا اور ان کی اتباع کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ایسے حکمرانوں سے قتال نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ جب تک وہ تمہارے اندر نماز کو قائم کریں''۔ (مسلم)

اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے دل سے برا سمجھا اور وہ ہاتھ اور زبان سے انکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ گناہ سے بری الذمہ ہے اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور جس نے حسب طاقت اس کا انکار کیا وہ اس گناہ سے بچ گیا اور جو ان کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی اتباع کی وہ نافرمان ہے۔

السّادِس :

۱۹۱ : عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ الْحَكَمِ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

۱۹۱ : حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن ان کے ہاں گھبرائے ہوئے تشریف

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ :لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهٖ" وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِىْ تَلِيْهَا فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصّٰلِحُوْنَ : قَالَ : "نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

لائے۔آپ ﷺ کی زبان پر یہ کلمات تھے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ہلاکت ہے عربوں کے لئے اس شر سے جو قریب آ گیا۔آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور شہادت والی انگلی سے حلقہ بنا کر دکھایا۔میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جبکہ برائی عام ہو جائے''۔(متفق علیہ)

السّابِعُ :

۱۹۲ :عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِى الطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ" قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْىُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۹۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :''کہ تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو!'' صحابہ رضوان اللہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے لئے ان مجالس میں بیٹھے بغیر چارہ نہیں۔ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر تم نے وہاں بیٹھنا ہی ہے تو تم راستے کو اس کا حق دو''۔صحابہ رضوان اللہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''نگاہوں کا پست رکھنا (تکلیف دہ چیز راستہ سے ہٹانا) دوسروں کو تکلیف دینے سے ہاتھ کو روکنا' سلام کا جواب دینا' نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا''۔(متفق علیہ)

الثّامِنُ :

۱۹۳ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِىْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِىْ يَدِهٖ" فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ – قَالَ :لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۳ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ ایک سونے کی انگوٹھی ایک آدمی کے ہاتھ میں دیکھی۔آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا :''تم میں سے ایک شخص آگ کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے''۔اس آدمی کو آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کہا گیا کہ تم اپنی انگوٹھی لے لو اور اسے فائدہ اٹھا لو۔اس نے کہا خدا کی قسم! میں اس کو کبھی نہ لوں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا۔(مسلم)

التّاسِعُ :

١٩٤ : عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَقَالَ : اَىْ بُنَىَّ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِنَّ شَرَّ الرِّعَآءِ الْحُطَمَةُ فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ فَقَالَ لَهٗ : اجْلِسْ فَاِنَّمَا اَنْتَ مِنْ نُّخَالَةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ : وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ اِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِىْ غَيْرِهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

۱۹۴: حضرت ابوسعید حسن بصری روایت کرتے ہیں حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبید اللہ بن زیادہ کے پاس گئے اور فرمایا اے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ حکمران سب سے بدتر ہے جو اپنی رعایا پر سختی کرے تو اپنے کو ان میں سے ہونے سے بچا۔ اس نے کہا آپ بیٹھ جائیں۔ آپ تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوسہ میں سے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا ان میں بھی چھان اور بھوسہ تھا۔ بلاشبہ بھوسہ تو ان کے بعد والوں اور ان کے غیروں میں ہے۔ (مسلم)

العاشر:

١٩٥ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ـ

۱۹۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو! ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب اتار دے پھر اس حالت میں اس سے دعائیں کرو اور وہ قبول نہ کی جائیں''۔ (ترمذی)

الحادي عشر:

١٩٦ : عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ـ

۱۹۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے''۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے

الثاني عشر:

١٩٧ : عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ الْبُجَلِيِّ الْاَحْمَسِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِىَّ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهٗ فِى الْغَرْزِ : اَىُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ : "كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ

۱۹۷: حضرت ابوعبد اللہ طارق بن شہاب بجلی احمسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قدم مبارک رکاب میں رکھے ہوئے تھے کہ کونسا جہاد افضل ہے؟ آپ صلی اللہ

جَابِرٍ" رَوَاهُ النِّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

"اَلْغَرْزُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ زَايٍ وَهُوَ رِكَابُ كُوْرِ الْجَمَلِ إِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ اَوْ خَشَبٍ وَقِيْلَ لَا يَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَّخَشَبٍ۔

علیہ وسلم نے فرمایا: ''حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہنا''۔ (نسائی)

اَلْغَرْزُ: چمڑے یا لکڑی کی رکاب۔
بعض کے نزدیک کوئی بھی رکاب مراد ہے۔

اَلثَّالِثُ عَشَرَ:

۱۹۸ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَنَّهٗ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ : يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ عَلٰى حَالِهٖ فَلَا يَمْنَعُهٗ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَشَرِيْبَهٗ وَقَعِيْدَهٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ" ثُمَّ قَالَ ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَاسِقُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ : كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطِرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَّلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ – هٰذَا لَفْظُ

۱۹۸ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں خرابی اس طرح شروع ہوئی کہ ان میں ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا اے شخص تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے۔ اس لئے کہ وہ تیرے لئے جائز اور حلال نہیں۔ پھر جب اگلے روز اس کو ملتا جبکہ وہ اسی حال پر ہوتا تو اس کا یہ حال اس کو ہم مجلس بننے اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ بننے سے نہ روکتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو برابر کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ﴾ ''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی لعنت کی گئی۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے نکلنے والے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے نہ روکتے تھے جس برائی کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔ یقیناً بہت برا تھا وہ فعل جو وہ کرتے تھے۔ تو ان میں اکثر لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ بہت برا ہے جو ان کے نفسوں نے آگے بھیجا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فَاسِقُوْنَ تک تلاوت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں قسم بخدا! تم لوگوں کو ضرور نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ اور ظالم کا ہاتھ پکڑو اور ان کو زبردستی حق کی طرف موڑو اور ان کو حق پر مجبور کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر لگا دیں گے۔ اور تم پر لعنت کریں گے جیسا ان پر کی گئی''۔ (ابوداوٗد' ترمذی) ترمذی کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ صلی

اَبِیْ دَاوٗدَ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِیِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ فِی الْمَعَاصِیْ نَهَتْهُمْ عُلَمَآؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِیْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَّلَعَنَهُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَی ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ : لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ حَتّٰی تَاْطِرُوْهُمْ عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا"

قَوْلُهٗ : "تَاْطِرُوْهُمْ" اَیْ تَعْطِفُوْهُمْ "وَلَتَقْصُرُنَّهٗ" اَیْ لَتَحْبِسُنَّهٗ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا پس وہ نہ رکے۔ پھر ان کے علماء نافرمانوں کی مجالس میں بیٹھے اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا اور ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نجات نہیں پا سکتے یہاں تک کہ تم ان کو حق کی طرف موڑو''۔

تَاْطِرُوْهُمْ عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا : موڑو' قائل کرو۔
لَتَقْصُرُنَّهٗ: ان کو ضرور روکو۔

اَلرَّابِعُ عَشَرَ:

۱۹۹ :عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰی يَدَيْهِ اَوْ شَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ"، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ ، وَالنَّسَائِیُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۱۹۹: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! بے شک تم اس آیت کو پڑھتے ہو : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔ تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پر ہو''۔ اور بیشک میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں پھر اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب عام بھیج دیں''۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی) صحیح اسناد کے ساتھ۔

۲٤ :بَابُ تَغْلِيْظِ عُقُوْبَةِ مَنْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰی عَنْ مُّنْكَرٍ وَّ خَالَفَ قَوْلُهٗ فِعْلَهٗ!

بَاب: جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے مگر اس کا فعل' قول کے خلاف ہو اس کی سزا سخت ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ [البقرة:٤٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ؟﴾ [الصف:٢] وَقَالَ تَعَالٰى :اِخْبَارًا عَنْ شُعَيْبٍ ﷺ ﴿وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ﴾ [هود:٨٨]۔

٢٠٠ : وَعَنْ اَبِيْ زَيْدٍ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا الْحِمَارُ فِي الرَّحَا فَيَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا فُلَانُ مَالَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ :بَلٰى كُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ :"تَنْدَلِقُ" هُوَ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَمَعْنَاهُ تَخْرُجُ – وَ"الْاَقْتَابُ" الْاَمْعَاءُ وَاحِدُهَا قِتْبٌ۔

٣٦ :بَابُ الْاَمْرِ بِاَدَاءِ الْاَمَانَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ [النساء:٥٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ [الاحزاب:٧٢]

٢٠١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا نہیں سمجھتے''۔ (البقرۃ)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم خود نہ کرو''۔ (الصف) اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کا قول فرمایا کہ ''میں نہیں چاہتا کہ میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں میں خود وہ کر کے تمہاری اس میں مخالفت کروں''۔ (ھود)

۲۰۰ : حضرت ابوزید اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی میں گھومتا ہے۔ پس اس کے گرد جہنمی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے۔ اے فلاں! کیا ہوا ہے کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا۔ وہ کہے گا۔ ہاں یقیناً۔ لیکن میں لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

تَنْدَلِقُ :نکلنا۔
اَقْتَابُ جمع قِتْبٌ :انتڑیاں۔

باب۳۶ : امانت کی ادائیگی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو''۔ (النساء)
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہم نے امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھایا بے شک وہ بڑا نادان اور بے باک ہے''۔ (الاحزاب)

۲۰۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ".

۲۰۲: وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ: يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلٰى رِجْلِهِ "فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا، حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّمَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ: لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِيْنُهُ، وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَ فُلَانًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے''۔ (متفق علیہ)

۲۰۲: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک کو دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری۔ پھر قرآن مجید نازل ہوا۔ پس لوگوں نے امانت کو قرآن مجید اور سنّت سے پہچان لیا''۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق بیان فرمایا: ''کہ آدمی سوئے گا اور امانت اس کے دل سے قبض کرلی جائے گی پھر اس کا اثر ایک معمولی نشان کی طرح باقی رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی پس اس کا اثر آبلے کی طرح باقی رہ جائے گا۔ جیسے تم ایک انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو اس پر آبلہ نمودار ہو جائے۔ پس تم اسے اُبھرا ہوا تو دیکھتے ہو مگر اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکری لی اور اسے پاؤں پر لڑھکایا۔ پس لوگ اس طرح ہو جائیں گے کہ آپس میں خرید وفروخت کرتے ہوں گے مگر ان میں کوئی امانت ادا کرنے کے قریب بھی نہ بھٹکے گا۔ یہاں تک کہا جائے گا کہ فلاں لوگوں میں ایک امانت دار آدمی ہے۔ یہاں تک آدمی کو کہا جائے گا کہ یہ کتنا مضبوط، ہوشیار اور عقلمند ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا کہ میں پرواہ نہ کرتا تھا کہ مجھ سے کس نے خرید وفروخت کی بشرطیکہ وہ مسلمان ہوتا۔ اس لئے کہ اس کا دین مجھ پر میری چیز کو ضرور واپس کردے گا اور اگر

قَوْلُهٗ : "جَذْرٌ" بِفَتْحِ الْجِیْمِ وَاِسْکَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ اَصْلُ الشَّیْءِ وَ "الْوَکْتُ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ : الْاَثَرُ الْیَسِیْرُ وَالْمَجْلُ" بِفَتْحِ الْمِیْمِ وَاِسْکَانِ الْجِیْمِ وَهُوَ تَنَفُّطٌ فِی الْیَدِ وَنَحْوِهَا مِنْ اَثَرِ عَمَلٍ وَّغَیْرِهٖ - قَوْلُهٗ مُنْتَبِرًا مُرْتَفِعًا - قَوْلُهٗ "سَاعِیْهِ" الْوَالِیْ عَلَیْهِ۔

وہ یہودی یا عیسائی ہوتا تو اس کا کارندہ مجھ پر میری چیز کو ضرور واپس کردے گا مگر آج کل تو میں صرف فلاں فلاں سے ہی خرید وفروخت کا معاملہ کرتا ہوں۔ (متفق علیہ)

جَذْرٌ : چیز کی اصل۔ اَلْوَکْتُ: معمولی اثر اور نشان

اَلْمَجْلُ: کام کاج کے نتیجہ میں ہاتھ پر پڑنے والا اثر۔

مُنْتَبِرًا: اونچا' بلند۔

سَاعِیْهِ :نگران' کارندہ۔

۲۰۳ : وَعَنْ حُذَیْفَةَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "یَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی النَّاسَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُوْنَ : یَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ : وَهَلْ اَخْرَجَکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِیْئَةُ اَبِیْکُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰی اِبْنِیْ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ :لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا کُنْتُ خَلِیْلًا مِّنْ وَّرَآءَ وَرَآءَ اعْمِدُوْا اِلٰی مُوْسٰی الَّذِیْ کَلَّمَهُ اللّٰهُ تَکْلِیْمًا- فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُ : لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی کَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْمُ فَیُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَیَقُوْمَانِ جَنْبَتَیِ الصِّرَاطِ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَیَمُرُّ اَوَّلُکُمْ کَالْبَرْقِ قُلْتُ : بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَیُّ شَیْءٍ کَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ یَمُرُّ وَیَرْجِعُ فِیْ طَرْفَةِ عَیْنٍ ثُمَّ کَمَرِّ

۲۰۳: حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا پس مؤمن کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر جنت ان کے قریب کردی جائے گی پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔ ابا جان! ہمارے لئے جنت کھلوا دیجئے۔ وہ فرمائیں گے۔ (کیا تمہیں معلوم نہیں) کہ تمہیں تمہارے باپ کی غلطی نے ہی جنت سے نکلوایا تھا۔ اس لئے میں اس کا اہل نہیں۔ تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ پس وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی کہیں گے میں اس کا اہل نہیں۔ میں یقیناً اللہ کا خلیل تھا لیکن یہ منصب اس سے بہت بلند تر ہے۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ پس وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے آپ بھی معذرت کردیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کا کلمہ اور اسکی روح ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پھر وہ لوگ حضرت محمدؐ کے پاس آئیں گے۔ پس آپؐ کھڑے ہوں گے (اور سفارش کریں گے) اور آپؐ کو اجازت سفارش دے دی جائے گی۔ پھر امانت اور صلہ رحمی دونوں کو چھوڑا جائے گا۔ پس وہ پل صراط کے دائیں' بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔ پس لوگ گزرنا شروع ہوں گے۔ پہلا تمہارا گروہ بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں بجلی کی طرح گزرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَاَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِىْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ : رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ لَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا وَّفِىْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّأْمُوْرَةٌ بِاَخْذِ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ ، فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ ، وَمُكَرْدَسٌ فِى النَّارِ" وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "وَرَآءَ وَرَآءَ" هُوَ بِالْفَتْحِ فِيْهِمَا وَقِيْلَ بِالضَّمِّ بِلَا تَنْوِيْنٍ وَمَعْنَاهُ لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ وَهِىَ كَلِمَةٌ تُذْكَرُ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ – وَقَدْ بَسَطْتُّ مَعْنَاهَا فِىْ شَرْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بجلی پلک جھپکنے میں گزر کر لوٹ آتی ہے (مراد بہت تیزی سے) پھر دوسرا گروہ ہوا کی مانند۔ پھر پرندے کی مانند۔ مضبوط آدمیوں کو پل صراط پر ان کے اعمال تیز دوڑا کر لے جائیں گے اور تمہارے پیغمبرؐ پل صراط پر کھڑے دعا فرما رہے ہوں گے۔ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ اے میرے ربّ بچا بچا۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال انکو تیز چلانے سے عاجز آ جائیں گے۔ یہاں تک کہ آدمی آئے گا جو چلنے کی طاقت ہی نہیں رکھے گا مگر صرف گھسٹ کر چلے گا اور پل صراط کے دونوں کناروں پر کانٹے لٹکے ہوں گے جو اس بات پر مامور ہوں گے کہ جن کے متعلق ان کو پکڑنے کا حکم ملا انکو پکڑ لیں۔ پھر کچھ لوگ زخمی ہوں گے مگر نجات پا جائیں گے اور بعض کو الٹا کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ جہنم کی گہرائی ستر خریف ہے۔ (مسلم)

وَرَاءَ باوَرَاءَ: دونوں طرح ہے۔ کہ میں اس بلند مرتبہ کے لائق نہیں، بتواضع۔ شرح مسلم میں ان کی تفصیل لکھ دی گئی ہے۔

۲۰۴ : وَعَنْ اَبِىْ خُبَيْبٍ "بِضَمِّ الْخَآءِ وَالْمُعْجَمَةِ" عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِىْ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ : يَا بُنَىَّ اِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَّاِنِّىْ لَا اُرَانِىْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْمًا وَاِنَّ مِنْ اَكْبَرِ هَمِّىْ لَدَيْنِىْ اَفَتَرٰى دَيْنَنَا يُبْقِىْ مِنْ مَّالِنَا شَيْئًا؟ ثُمَّ قَالَ : يَا بُنَىَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَيْنِىْ ، وَاَوْصٰى بِالثُّلُثِ وَثُلُثُهٗ لِبَنِيْهِ ، يَعْنِىْ لِبَنِىْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ثُلُثُ الثُّلُثِ ۔ قَالَ فَاِنْ فَضَلَ مِنْ مَّالِنَا بَعْدَ قَضَآءِ الدَّيْنِ شَىْءٌ فَثُلُثُهٗ لِبَنِيْكَ قَالَ هِشَامٌ وَّكَانَ وَلَدُ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ رَاٰى بَعْضَ بَنِى الزُّبَيْرِ خُبَيْبٍ وَّعَبَّادٍ وَّلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ

۲۰۴ : حضرت ابو خبیب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب زبیر جنگ جمل کے دن کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا چنانچہ میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر فرمایا بیٹا! آج جو لوگ قتل ہوں گے ظالم ہوں گے یا مظلوم۔ میرا اپنے متعلق گمان یہ ہے کہ میں مظلومانہ قتل کیا جاؤں گا۔ میرا سب سے بڑا غم وفکر میرا قرضہ ہے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ ہمارا قرضہ ہمارے کچھ مال کو چھوڑے گا؟ پھر ارشاد فرمایا: پیارے بیٹے! ہمارے مال کو فروخت کر کے میرے قرض کو ادا کر دینا۔ اور ثلث مال کے متعلق وصیت فرمائی اور تہائی کے تہائی مال کی وصیت عبداللہ بن زبیر کے بیٹوں (یعنی پوتوں) کے لئے فرمائی۔ پھر فرمایا اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے مال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا تیسرا حصہ بھی تیرے بیٹوں کے لئے ہے۔ ہشام راوی حدیث کہتے ہیں کہ عبداللہ کے بیٹے خبیب اور عباد نے حضرت زبیرؓ کے بعض بیٹوں کو دیکھا تھا اور حضرت زبیر کے اس وقت نو بیٹے اور نو

وَتِسْعُ بَنَاتٍ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَجَعَلَ يُوْصِيْنِيْ بِدَيْنِهٖ وَيَقُوْلُ : يَا بُنَيَّ اِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِمَوْلَايَ ۔ قَالَ : فَوَ اللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا اَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ : يَا اَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ؟ قَالَ : اَللّٰهُ قَالَ : مَا وَقَعْتُ فِيْ كُرْبَةٍ مِّنْ دَيْنِهٖ اِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهٗ فَيَقْضِيْهِ قَالَ : فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِلَّا اَرْضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ وَ دَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوْفَةِ وَ دَارًا بِمِصْرَ ۔ قَالَ: وَاِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَاْتِيْهِ فَيَسْتَوْدِعُهٗ اِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ : لَا وَلٰكِنْ هُوَ سَلَفٌ اِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ اِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ غَزْوٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَسَبْتُ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهٗ اَلْفَيْ اَلْفٍ وَّمِائَتَيْ اَلْفٍ! فَلَقِيَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ : يَا ابْنَ اَخِيْ كَمْ عَلٰى اَخِيْ مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمْتُهٗ وَقُلْتُ : مِائَةُ اَلْفٍ . فَقَالَ حَكِيْمٌ : وَاللّٰهِ مَا اَرٰى اَمْوَالَكُمْ تَسَعُ هٰذِهٖ ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : اَرَاَيْتَكَ اِنْ كَانَتْ اَلْفَيْ اَلْفٍ وَّمِائَتَيْ اَلْفٍ؟ قَالَ : مَا اَرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هٰذَا فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِيْ قَالَ :

بیٹیاں تھیں۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہ مجھے اپنے قرض کے متعلق وصیت فرماتے رہے۔ اس دوران میں فرمانے لگے اے بیٹے! اگر تو قرض کے بعض حصہ کی ادائیگی سے عاجز آ جائے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ بخدا! مجھے سمجھ نہ آیا کہ مولیٰ سے کیا مراد ہے؟ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا ابا جان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا اللہ۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی مجھے ان کے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں کوئی مشکل درپیش ہوئی تو میں کہتا اے زبیر کے مولیٰ ان کا قرضہ ان کے ذمہ سے ادا فرما پس وہ ادا فرما دیتا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد قتل ہو گئے انہوں نے کوئی درہم و دینار نقد نہ چھوڑا۔ صرف الغابہ کی زمینیں۔ مدینہ میں گیارہ مکانات' بصرہ میں دو مکان' ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ ان پر قرضہ کی صورت یہ تھی کہ کوئی آدمی آپ کے پاس اپنے مال امانت کے طور پر لاتا اور آپ کے سپرد کر دیتا آپ کہتے یہ امانت نہیں بلکہ قرض ہے۔ اس لئے کہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا ڈر ہے (امانت کا ضامن نہیں بلکہ قرض کا ضمان ہے) اور آپ کسی بھی عہدے پر مقرر نہ ہوئے اور نہ آپ نے ٹیکس یا اور کسی وصولی کی ذمہ داری قبول کی۔ صرف آنحضرتؐ اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے (یہ مکانات مالِ غنیمت کا ثمرہ تھے) حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ذمہ قرضہ کی رقم کو شمار کیا تو بائیس لاکھ تھی۔ پھر عبد اللہ کو حکیم بن حزامؓ ملے۔ اور فرمایا اے بھتیجے! میرے بھائی کے ذمہ کتنا قرضہ ہے؟ میں نے قرضے کو چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حضرت حکیم نے کہا میرے خیال میں تو تمہارا مال (وراثت) اس قرض کی گنجائش نہیں رکھتا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت! اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا خیال ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا میرے خیال میں اتنے بڑے قرضے کو ادا کرنے کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ پس اگر تم اس میں سے کسی قدر عاجز

وَكَانَ الزُّبَيْرُ قَدِ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَّسِتِّمِائَةِ اَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ شَيْءٌ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَّكَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ اَرْبَعُ مِائَةِ اَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: اِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ اَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاقْطَعُوْا لِيْ قِطْعَةً، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَكَ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا. فَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنْهَا فَقَضٰى عَنْهُ دَيْنَهٗ وَاَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ. فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ بِمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ فَقَالَ الْمُنْذِرُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ، وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ: سَهْمٌ وَّنِصْفُ سَهْمٍ قَالَ: قَدْ اَخَذْتُهٗ بِخَمْسِيْنَ مِائَةِ اَلْفٍ قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَصِيْبَهٗ مِنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِتِّ مِائَةِ اَلْفٍ. فَلَمَّا فَرَغَ

ہو جاؤ تو مجھ سے معاونت طلب کرنا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے الغابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی۔ عبداللہ نے اس کو ١٦ لاکھ میں فروخت کیا پھر انہوں نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ جس کا میرے والد زبیرؓ کے ذمہ قرضہ ہو تو وہ مجھے الغابہ کی زمین پر ملے اور اپنا قرض وصول کر لے۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر آئے ان کا حضرت زبیرؓ کے ذمہ چار لاکھ قرضہ تھا۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا اگر تم چاہو تو میں یہ قرضہ تمہارے لئے معاف کر دیتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا نہیں۔ انہوں نے پھر کہا اگر تم چاہو تو میں اس کو تاخیر سے ادا کئے جانے والے قرضوں میں شمار کر لوں۔ اگر تم بہت مہلت چاہتے ہو۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا نہیں۔ پھر عبداللہ بن جعفر نے کہا تو مجھے زمین کا ایک ٹکڑا دے دو۔ اس پر عبداللہ بن زبیر نے کہا یہاں سے لے کر یہاں تک زمین تمہارا حصہ ہو گیا۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے بقیہ زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے اس سے حضرت زبیرؓ کا قرضہ پورا پورا ادا کر دیا۔ پھر اس بقیہ میں ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت معاویہؓ کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ نے عبداللہ سے پوچھا الغابہ کی کتنی قیمت لگی؟ تو انہوں نے جواب دیا ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ انہوں نے پوچھا کتنے حصے باقی ہیں۔ عبداللہ نے کہا ساڑھے چار حصے۔ اس پر منذر بن زبیرؓ نے کہا ایک حصہ میں ایک لاکھ کا لیتا ہوں۔ اور عمرو بن عثمانؓ نے کہا ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید کیا۔ ابن زمعہؓ نے کہا ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید لیا۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے کہا اب کتنا باقی ہے؟ عبداللہ نے جواب دیا ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا میں نے ڈیڑھ لاکھ میں وہ خرید لیا۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ چھ لاکھ میں فروخت کیا۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے قرضہ کی ادائیگی سے

ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَآءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا. قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى اُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ اَرْبَعَ سِنِيْنَ اَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَلْنَقْضِهِ فَجَعَلَ يُنَادِيْ فِي الْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضٰى اَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ وَدَفَعَ الثُّلُثَ وَكَانَ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَاَصَابَ كُلَّ امْرَاَةٍ اَلْفُ اَلْفٍ وَّمِائَتَا اَلْفٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

فارغ ہو گئے تو حضرت زبیرؓ کے دوسرے بیٹوں نے کہا ہماری میراث ہم میں تقسیم کر دو۔ عبداللہؓ نے کہا میں اس وقت تک تقسیم نہ کروں گا جب تک کہ چار سال موسم حج میں اعلان نہ کرلوں کہ اگر کسی کا زبیرؓ کے ذمہ قرضہ ہو تو وہ آ کر لے جائے۔ عبداللہؓ چار سال تک حج کے موقعہ پر اعلان کرتے رہے۔ پھر چار سال بعد انہوں نے ان کے درمیان میراث تقسیم کر دی اور ثلث وصیت کے مطابق اوصیاء کو دے دیا۔ زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر ایک بیوی کو بارہ بارہ لاکھ حصہ میں آیا پس حضرت زبیرؓ کا کل ترکہ ۵ کروڑ دو لاکھ درہم تھا۔ (بخاری)

٢٦: بَابُ تَحْرِيْمِ الظُّلْمِ وَالْاَمْرِ بِرَدِّ الْمَظَالِمِ

باب ۲۶: ظلم کی حرمت اور مظالم کے لوٹانے کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ [غافر:١٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾ [الحج:٧١]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کہ ظالموں کے لئے کوئی دوست ہوگا نہ سفارشی جس کی بات مانی جائے''۔ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا''۔ (الحج)

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمُتَقَدِّمُ فِيْ اٰخِرِ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ۔

پھر احادیث میں سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو باب مجاہدہ کے آخر میں پہلے گزری۔

٢٠٥: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ظلم سے بچو! اس لئے کہ ظالم قیامت کے دن اندھیرے میں ہوں گے اور بخل سے باز رہو اس لئے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ ان کو ایک دوسرے کا خون بہانے اور حرام کو حلال قرار دینے پر آمادہ کیا''۔ (مسلم)

٢٠٦: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَآءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَآءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''تم سے ضرور حقوق والوں کے حقوق ادا کروائے جائیں گے یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو بدلہ دلوایا جائے گا''۔ (مسلم)

٢٠٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ حَتّٰى حَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالِ فَاَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهٖ ، وَقَالَ :"مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَهٗ اُمَّتَهٗ : اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ ، وَاِنَّهٗ اِنْ يَّخْرُجْ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ شَاْنِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهٗ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ" قَالُوْا :نَعَمْ قَالَ :"اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" ثَلَاثًا وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ اُنْظُرُوْا :لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ.

۲۰۷: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اس دوران حضور ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر مسیح دجال کا طویل تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ نوح علیہ السلام نے اس سے اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کے بعد والے انبیاء علیہم السلام نے بھی اور اگر وہ تم میں نکل آئے تو تم پر اس کا حال مخفی اور پوشیدہ نہ رہے گا۔ (بلکہ آسانی سے تم پہچان لوگے) بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور وہ دجال بلاشبہ دائیں کانی آنکھ والا ہے۔ اس کی وہ آنکھ گویا ابھرا ہوا انگور ہے۔ پھر فرمایا خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال حرام کر دیئے ہیں جس طرح تمہارے اس مہینے میں یہ دن حرمت والا ہے۔ خبردار! کیا میں نے تم تک پیغام پہنچا دیا؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ تو بھی گواہ ہو جا''۔ یہ تین مرتبہ فرمایا پھر فرمایا تمہارے لئے ہلاکت وافسوس ہے! دیکھنا میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

٢٠٨ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایک بالشت کے برابر زمین ظلماً قبضہ میں لی اللہ تعالیٰ اس کو سات زمینوں کا طوق گلے میں پہنائے گا''۔ (متفق علیہ)

٢٠٩ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [هود:١٠٢]

۲۰۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے ہیں۔ پھر جب اچانک اس کو پکڑتے ہیں تو اس کو بالکل نہیں چھوڑتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ ......﴾ ''اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ شہروں کو پکڑتے ہیں جبکہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہیں۔ یقیناً اس کی پکڑ بڑی دردناک ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۱۰ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّكَ تَاْتِي قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ لَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۱۰ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (یمن) بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''تم جن لوگوں کے پاس جا رہے ہو وہ اہل کتاب ہیں سب سے اوّل ان کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دو۔ اگر وہ اس کو مان لیں تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم ہو گی۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں۔ تو (وصولی کے وقت) ان کے عمدہ اموال کو لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ اس لئے کہ اس کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں (یعنی رد نہیں کی جاتی)''۔ (متفق علیہ)

۲۱۱ : وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ : هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ اِلَيَّ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ فَيَقُوْلُ : هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ اِلَيَّ اَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ اُمِّهِ حَتّٰى تَاْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ اِنْ كَانَ صَادِقًا وَاللّٰهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهُ رُغَآءٌ اَوْ

۲۱۱ : حضرت ابوحمید عبدالرحمٰن بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص جس کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا ازد قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا' زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر فرمایا۔ جب وہ (وصولی کر کے) واپس آیا تو کہنے لگا۔ یہ تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرتؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: ''امابعد! میں تم میں سے کسی آدمی کو کسی کام پر مقرر کرتا ہوں۔ وہ کام جن کا نگران اللہ نے مجھے بنایا ہے۔ پس وہ واپس آ کر کہتا ہے یہ تمہارے لئے اور یہ مجھے لوگوں کی طرف سے ہدیہ دیا گیا ہے۔ پس وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا تاکہ اس کا ہدیہ آئے۔ اگر وہ سچا ہے۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو شخص کوئی چیز اس کے حق کے بغیر لے گا۔ وہ اللہ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس مال کو اٹھائے ہوئے ہو گا۔ پس میں تم میں سے کسی آدمی کو نہ دیکھوں کہ وہ اللہ سے ملاقات کے وقت اپنی گردن پر اونٹ اٹھائے ہوئے ہو اور وہ اونٹ بلبلا رہا ہو یا گائے اور وہ ڈکار رہی ہو یا بکری اور وہ ممیا رہی

بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ" ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ بَيَاضُ اِبِطَيْهِ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہو۔ پھر آپؐ نے دست اقدس اتنے بلند اٹھائے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے بات پہنچادی''۔ (متفق علیہ)

۲۱۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ :مِنْ عِرْضِهِ اَوْ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ :اِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی مسلمان پر اپنے دوسرے بھائی کا کوئی حق ہو خواہ وہ عزت وآبرو سے متعلق ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو وہ آج ہی اس سے معاف کروالے اس دن سے پہلے کہ جس میں کسی کے پاس (ازالہ حق کے لئے) نہ کوئی دینار و درہم ہوں گے۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو وہ اس ظلم کی بقدر لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو حق والے کی برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی''۔ (بخاری)

۲۱۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۱۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے''۔ (متفق علیہ)

۲۱٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"هُوَ فِي النَّارِ" فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۱۴: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامان کی نگرانی پر ایک آدمی مقرر تھا۔ اس کو کرکرہ کہتے تھے۔ وہ فوت ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے۔ پس اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم غور کرنے لگے (کہ وہ آگ میں کیوں گیا) پس انہوں نے اس کے پاس ایک دھاری دار چادر پائی جس کو اس نے مالِ غنیمت میں سے چرا لیا تھا''۔ (بخاری)

۲۱٥ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ نُفَيْعِ ابْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَةُ اثْنَا

۲۱۵: حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارثؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک زمانہ اپنی اسی حالت پر گھوم کر آ گیا جس میں اللہ نے زمین وآسمان کی پیدائش کے بعد پیدا فرمایا۔ سال بارہ ماہ کا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل۔ ذوالقعدہ،

عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ : ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ : ذُوا لْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ اَىُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ : "اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟" قُلْنَا : بَلٰى- قَالَ : "فَاَىُّ بَلَدٍ هٰذَا؟" قُلْنَا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ. قَالَ : "اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟" قُلْنَا - بَلٰى قَالَ: "فَاَىُّ يَوْمٍ هٰذَا؟" قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ- فَقَالَ :"اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟" قُلْنَا :بَلٰى - قَالَ :"فَاِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِىْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلِّغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ " ثُمَّ قَالَ:"اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" قُلْنَا : نَعَمْ قَالَ :اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

ذوالحجہ' محرم اور (چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ کونسا مہینہ ہے؟۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپؐ اس کا اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں؟ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ خاص شہر (مکہ) نہیں؟''۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے پھر دریافت فرمایا: ''یہ کونسا دن ہے؟'' ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔ پس آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے خون' تمہارے مال' تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں ہے۔ عنقریب تم نے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے۔ پس وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس کرے گا۔ خبردار! تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔ اچھی طرح سن لو! جو یہاں موجود ہے وہ غائب کو (پیغام) پہنچا دے شاید کہ وہ شخص جس کو بات پہنچائی جائے وہ ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جنہوں نے مجھ سے یہ بات سنی ہے۔ پھر فرمایا: ''اچھی طرح سنو! کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا ہے۔ پھر فرمایا: ''خبردار! بتلاؤ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟۔ ہم نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہ''۔ (متفق علیہ)

۲۱۶ : وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ اِيَاسِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۲۱۶: حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : "وَاِنْ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مسلمان کا حق اپنی (جھوٹی قسم) سے غصب کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ کو لازم کر دیتے ہیں اور جنت کو حرام کر دیتے ہیں''۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ معمولی حق ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خواہ پیلو کی ایک شاخ ہو''۔ (رواہ مسلم)

۲۱۷ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مِنَ الْاَنْصَارِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ : "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْبَلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ قَالَ : "وَمَالَكَ؟" قَالَ : سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ : "وَاَنَا اَقُوْلُ الْاٰنَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَجِئْ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۷: حضرت عدی بن عمیرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ''جس کو ہم تم میں سے کسی کام پر عامل مقرر کریں وہ اس میں ہم سے ایک دھاگہ چھپائے یا اس سے بھی کم تر تو یہ خیانت شمار ہوگی جس کو وہ قیامت کے دن لائے گا''۔ اسی وقت انصار میں سے ایک سیاہ آدمی کھڑا ہوا۔ گویا اب بھی یہ منظر میرے سامنے ہے اور عرض کیا میری طرف سے اپنا عمل واپس قبول فرما لیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟''۔ اس نے کہا میں نے سنا آپؐ اس اس طرح فرما رہے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''میں تو اب بھی کہتا ہوں جس کو ہم کسی کام پر نگران بنائیں وہ اس کا تھوڑا اور زیادہ سب ادا کر دے جو اس کو دیا جائے وہ اس کو قبول کرے اور جس سے روک دیا جائے اس سے باز رہے''۔ (رواہ مسلم)

۲۱۸ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا : فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَّفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا : فُلَانٌ شَهِيْدٌ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۱۸: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر والا دن ہوا تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کچھ احباب آئے اور انہوں نے کہا کہ فلاں شخص شہید ہے اور فلاں شہید ہے۔ یہاں تک کہ ان کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا تو کہا فلاں (بھی) شہید ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے اس ایک چادر کی وجہ سے جو اس نے مالِ غنیمت میں سے چرائی تھی۔

۲۱۹ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ ابْنِ رِبْعِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۲۱۹: حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کھڑے ہو کر (وعظ میں) تذکرہ فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ تمام اعمال میں افضل ہیں۔

وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّىْ خَطَايَاىَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ؟" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّىْ خَطَايَاىَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِىْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ارشاد فرمائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں کیا میری ساری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدمی اور ثواب کی نیت کرتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھنے والا' نہ فرار ہونے والا ہو کر قتل ہو (تو تیری تمام خطائیں معاف ہو جائیں گی)''۔ پھر فرمایا: ''تم نے کیسے سوال کیا؟'' اس نے کہا اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں کیا میری ساری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں جبکہ تو میدان میں ثابت قدم' ثواب کا امیدوار بن کر' دشمن پر حملہ آور ہونے والا نہ پیچھے مڑ کر بھاگنے والا ہو (تو تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے) مگر قرضہ معاف نہ ہو گا۔ مجھے جبرئیل نے یہی بات کہی ہے''۔ (رواہ مسلم)

۲۲۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِىْ مَنْ يَّاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِىْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِى النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۲۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ نقدی ہو اور نہ سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز' روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا مگر وہ اس حال میں ہوگا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی' کسی پر بہتان لگایا ہوگا' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ پس ان (حقوق والوں) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ پس اگر نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس سے پہلے کہ ان کے حقوق پورے ہوں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا''۔ (مسلم)

۲۲۱ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَىَّ وَلَعَلَّ

۲۲۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک میں ایک انسان ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے بعض اپنی دلیل

بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ لَهٗ بِنَحْوِ مَا اَسْمَعُ ' فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْحَنَ" اَیْ اَعْلَمَ۔

پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو۔ پس میں جو کچھ سنوں اس کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس شخص کیلئے میں اس کے بھائی کے حصہ کا فیصلہ کر دوں تو بے شک میں اس کیلئے جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں'' (بخاری ومسلم)

اَلْحَنُ :زیادہ علم وسمجھ والا۔

۲۲۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۲۲۲ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن ہمیشہ اپنے دین کے متعلق کشادگی میں رہتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام خون کو نہیں بہاتا''۔(بخاری)

۲۲۳ : وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ وَهِيَ امْرَاَةُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۲۲۳ : حضرت خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں' کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لئے قیامت کے دن آگ ہے''۔(بخاری)

۲۷ :بَابُ تَعْظِيْمِ حُرُمَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَبَيَانِ حُقُوْقِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَتِهِمْ

بَابٌ : مسلمانوں کے حرمات کی تعظیم اوران کے حقوق اوران پر شفقت ورحمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [الحج:۳۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج:۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر:۸۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ [المائدة:۳۲]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے۔ پس وہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہت بہتر ہے''۔ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تو جھکا دے اپنے بازو کو ایمان والوں کے لئے''۔ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان کے عوض یا بغیر ملک میں کوئی فساد برپا کرنے کے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا''۔ (المائدہ)

۲۲٤ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ

۲۲۴ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کیلئے عمارت کی مانند ہے

كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے اور آپؐ نے ایک دست اقدس کی انگلیاں دوسرے دست اقدس میں ڈالیں'' (بخاری ومسلم)

۲۲۵ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ مَّسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ اَوْ لِيَقْبِضْ عَلٰى نِصَالِهَا بِكَفِّهٖ اَنْ يُّصِيْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۵ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو ہماری مساجد میں سے کسی مسجد سے یا بازاروں میں سے کسی بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہو تو وہ اس کی نوک کو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے یا تھام لے تا کہ کسی مسلمان کو اس کی نوک نہ لگ جائے''۔(بخاری ومسلم)

۲۲۶ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَآدِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَآئِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۶ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:''مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور ایک دسرے پر رحمت کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی برتنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب اس کا ایک عضو درد کرتا ہے تو اس کا سارا جسم بیداری اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔(بخاری ومسلم)

۲۲۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَبَّلَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ :اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے۔اقرع نے کہا میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:''جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''۔(بخاری ومسلم)

۲۲۸ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا :اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَقَالَ نَعَمْ قَالُوْا : لٰكِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَوَ اَمْلِكُ اِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِكُمُ الرَّحْمَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔کیا تم اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔انہوں نے کہا لیکن اللہ کی قسم ہم تو بوسہ نہیں دیتے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شفقت ورحمت کا جذبہ نکال دے تو اس میں میرا کیا اختیار؟''۔(بخاری ومسلم)

۲۲۹ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ لَّا يَرْحَمِ

۲۲۹ : حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی

النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢٣٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا يَشَآءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِیْ رِوَايَةٍ : "وَذَا الْحَاجَةِ".

٢٣١ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢٣٢ : وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : نَهَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا : اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنَاهُ يَجْعَلُ فِیَّ قُوَّةَ مَنْ اَكَلَ وَشَرِبَ.

٢٣٣ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ ابْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَاَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

٢٣٤ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى

اس پر رحم نہیں فرماتا''۔(بخاری و مسلم)

۲۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے۔ اس لئے کہ ان نمازیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب خود اپنی نماز پڑھے تو جتنی چاہے نماز لمبی کرے'' اور ایک روایت میں ذَا الْحَاجَةِ کے الفاظ ہیں یعنی ضرورت مند۔(بخاری و مسلم)

۲۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) ایسا عمل چھوڑ دیتے جبکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو پسند ہوتا۔ اس خدشے سے کہ لوگ بھی اس کو پابندی سے کرنے لگیں اور پھر وہ ان پر فرض کر دیا جائے''۔(بخاری و مسلم)

۲۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو وصال (کے روزے) سے مشقت فرماتے ہوئے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا: ''میں تم جیسا نہیں بیشک میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے''۔(بخاری و مسلم)

مراد ہے مجھ میں کھانے پینے والے جیسی قوت پیدا فرما دیتے ہیں۔

۲۳۳: حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نماز کے لئے کھڑا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ نماز کیلئے لمبا قیام کروں پس میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اس کی ماں کے لئے گرانی پیدا کروں''۔(بخاری)

۲۳۴: حضرت جندب بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے (تم خیال کرو کہ) اللہ تعالیٰ تم سے ہرگز اپنے عہد کے متعلق کسی چیز کا مطالبہ ہرگز نہ کرے۔ اس لئے کہ جس سے بھی وہ مطالبہ کرے گا

وَجْهِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کو پکڑ کر پھر چہرے کے بل جہنم میں ڈال دے گا''۔ (مسلم)

۲۳۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ مَنْ كَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ ' وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ' وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳۵ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ : ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو کسی اور کے سپرد کرتا ہے (کہ وہ اس پر ظلم کرے) جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف ہو اللہ اس کی ضرورت کو پورا فرماتے ہیں۔ جو کوئی کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے اللہ اس کی وجہ سے قیامت کی پریشانیوں میں سے کسی بڑی پریشانی کو دور فرما دیں گے جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

۲۳۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُوْنُهٗ وَلَا يَكْذِبُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهٗ وَمَالُهٗ وَدَمُهٗ ۔ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا ' بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۳۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کی خیانت کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس کو رسوا کرتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کی عزت' اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تقویٰ یہاں (دل میں) ہے۔ کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے''۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

۲۳۷ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ ' وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ۔ التَّقْوٰى هٰهُنَا" وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۳۷ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد مت کرو۔ خرید و فروخت میں ایک دوسرے پر بولی دھوکہ کیلئے مت بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے بغض اور بے رخی و اعراض مت کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا مت کرو اور اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر قرار دیتا ہے اور نہ رسوا کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے یہ لفظ فرماتے ہوئے آپؐ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرماتے اور تین مرتبہ آپؐ نے یہ فرمایا: آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔ ہر مسلمان کی دوسرے مسلمان پر عزت' مال اور خون حرام ہے''۔ (مسلم)

"اَلنَّجَشُ" اَنْ یَّزِیْدَ فِیْ ثَمَنِ سِلْعَةٍ یُنَادٰی عَلَیْهَا فِی السُّوْقِ نَحْوِهٖ وَلَا رَغْبَةً لَهٗ فِیْ شِرَآئِهَا بَلْ یَقْصِدُ اَنْ یَّغُرَّ غَیْرَهٗ وَهٰذَا حَرَامٌ۔ "وَالتَّدَابُرُ" اَنْ یُّعْرِضَ عَنِ الْاِنْسَانِ وَیَهْجُرَهٗ وَیَجْعَلَهٗ کَالشَّیْءِ الَّذِیْ وَرَآءِ الظَّهْرِ وَالدُّبُرِ۔

اَلنَّجَشُ : بڑھا کر بولی لگانا جبکہ خریداری مقصود نہ ہو صرف دوسرے کو دھوکہ دینا۔ تنگ کرنا مقصود ہو اور یہ حرام ہے۔

اَلتَّدَابُرُ : اعراض و بے رخی کرنا جیسے کسی چیز کو پس پشت ڈالتے ہیں۔

(یعنی کسی انسان سے ایسی بے رخی کی جائے کہ اسے چھوڑ ہی دے لیکن یہ کسی ذاتی وجہ سے ہو دینی وجہ سے نہ ہو: مترجم)۔

۲۳۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۳۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۲۳۹ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" فَقَالَ رَجُلٌ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُهٗ؟ قَالَ : تَحْجُزُهٗ اَوْ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۳۹: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں اس کی مدد کروں جبکہ وہ مظلوم ہو لیکن آپؐ فرمائیے اگر وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کس طرح کروں؟ ارشاد فرمایا: ''تم اس کو ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے (کیونکہ اس سے عذابِ الٰہی کی گرفت سے بچ جائے گا)''۔ (بخاری و مسلم)

۲۴۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ : رَدُّ السَّلَامِ ، وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَآئِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ، وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ : حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ : اِذَا لَقِیْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ ، وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ ، وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ ، وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ ، وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ"۔

۲۴۰: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے پیچھے چلنا (۴) دعوت کا قبول کرنا۔ (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا''۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں مذکور ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب ملاقات ہو تو سلام کہو اور جب وہ تمہیں بلائے تو دعوت قبول کرو جب وہ تم سے خیر خواہی کی بات طلب کرے تو نصیحت کرو اور جب اس کو چھینک آئے پس وہ اللہ کی حمد کرے تو تم اس کا جواب (یرحمک اللہ سے) دو اور جب بیمار ہو تو مزاج پرسی کرو اور جب فوت ہو جائے تو اس کے پیچھے چل (دفن و جنازہ ادا کر)''۔

٢٤١ : وَعَنْ اَبِىْ عُمَارَةَ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِىْ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمَ اَوْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِىْ رِوَايَةٍ: وَّاِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِى السَّبْعِ الْاَوَّلِ:

"الْمَيَاثِرُ" بِيَآءٍ مُثَنَّاةٍ قَبْلَ الْاَلِفِ وَثَآءٍ مُثَلَّثَةٍ بَعْدَهَا وَهِىَ جَمْعُ مِيْثَرَةٍ وَّهِىَ شَىْءٌ يُتَّخَذُ مِنْ حَرِيْرٍ وَّيُحْشٰى قُطْنًا اَوْ غَيْرَهٗ وَيُجْعَلُ فِى السَّرْجِ وَكُوْرِ الْبَعِيْرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّاكِبُ "وَالْقَسِّيُّ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ وَهِىَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيْرٍ وَّكَتَّانٍ مُخْتَلَطَيْنِ" وَاِنْشَادُ الضَّالَّةِ" تَعْرِيْفُهَا-

۲۴۱ : حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا ۔ ہمیں حکم فرمایا:''مریض کی تیمارداری کا' جنازوں کے پیچھے چلنے کا اور چھینک کا جواب دینے کا' قسم اٹھانے والے کی قسم کے پورا کرنے کا' مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا'' اور ہمیں منع فرمایا:''سونے کی انگوٹھیاں پہننے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے اور سرخ ریشمی گدوں کے استعمال سے اور قسی کے کپڑے پہننے سے' اور حریر' استبرق اور دیباج کے استعمال سے اور ایک روایت میں پہلی سات باتوں میں گم شدہ چیز کی مشہوری کرنے کا حکم فرمایا (تاکہ مالک مل جائے)''۔

اَلْمَیَاثِرُ یہ مِیْثَرَۃٍ کی جمع ہے۔

یہ ایسی چیز جس کو ریشم سے بنا کر پھر روئی وغیرہ سے بھر دیتے ہیں اس کو گھوڑے کی زین' اور اونٹ کے کجاوے میں رکھا جاتا ہے۔ اس پر سوار بیٹھتا ہے۔

اَلْقَسِّیُّ : ایسے کپڑے جو سوت و ریشم ملا کر بنائے جاتے ہیں۔

اِنْشَادُ الضَّالَّۃِ: گم شدہ چیز کا اعلان کرنا۔ (ہر ممکن طریقے سے کہ مالک کا پتہ چل جائے)

٢٨ :بَابُ سَتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّهْىِ عَنْ اِشَاعَتِهَا لِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

بَابٌ: مسلمانوں کی پردہ پوشی کا حکم اور بلاضرورت ان کے عیوب کی اشاعت کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ [النور:١٩]-

ارشاد باری تعالیٰ ہے:'' بلاشبہ جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی ایمان والوں میں پھیل جائے اور ان کے لئے دردناک عذاب دنیا اور آخرت میں ہے''۔ (النور)

٢٤٢ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَسْتُرُ

۲۴۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جو بندہ کسی دوسرے بندے کی دنیا

عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

میں ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔ (مسلم)

۲۴۳ : وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"كُلُّ اُمَّتِىْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ، وَاِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ : يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۴۳ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے ہر شخص کو معافی مل جائے گی مگر وہ لوگ جو کھلم کھلا گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور کھلے طور پر گناہ کی قسم یہ بھی ہے کہ آدمی رات کو کوئی (برا) کام کرے پھر صبح کو باوجود اس کے کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا۔ وہ لوگوں کو کہے۔ اے فلاں میں نے گزشتہ رات یہ حرکت کی حالانکہ اس کی رات اس طرح گزری کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی پردہ پوشی کر دی اور اس نے صبح کو اس پردے کو چاک کر دیا''۔ (بخاری و مسلم)

۲۴۴ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّانِيَةَ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلتَّثْرِيْبُ" اَلتَّوْبِيْخُ.

۲۴۴ : حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لونڈی زنا کرے اور اس کا یہ زنا ظاہر ہو جائے تو آقا اس پر حد جاری کرے (کروالے) اور اس کو ملامت نہ کرے۔ پھر اگر دوسری مرتبہ زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو حد لگائے اور اسے ملامت نہ کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ زنا کرے تو آقا اس کو فروخت کر دے خواہ وہ بالوں کی ایک رسّی کے بدلے میں ہو (یعنی معمولی قیمت پر)'' (بخاری و مسلم)

اَلتَّثْرِيْبُ : ڈانٹ و ملامت کرنا۔

۲۴۵ : وَعَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا قَالَ: اضْرِبُوْهُ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ :اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۴۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب نوشی کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی پٹائی کرو''۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے' بعض اپنے جوتے اور بعض اپنے کپڑے سے مار رہے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو کسی نے کہا اَخْزَاكَ اللّٰهُ کہ اللہ تجھے رسوا و ذلیل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح مت کہو اور اس کے خلاف شیطان کی معاونت مت کرو''۔ (بخاری)

۲۹ :بَابٌ فِيْ قَضَاءِ حَوَآئِجِ الْمُسْلِمِيْنَ

بَابٌ : مسلمانوں کی ضروریات کی کفالت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تم بھلائی کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

تُفْلِحُوْنَ﴾[الحج:٧٧]

(الحج)

٢٤٦ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ – وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۴۶ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسکو بے سہارا چھوڑتا ہے جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں مصروف ہوتا ہے۔ اللہ اس کی ضرورت کو پورا فرماتے ہیں اور جس نے کسی مسلمان کی کسی ایک تکلیف کو دور کیا۔ اللہ اس کی قیامت میں پیش آنے والی پریشانیوں میں سے کسی ایک بڑی پریشانی کو دور فرمائیں گے اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

٢٤٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَّسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ– وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۴۷ : حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے کسی بھی مؤمن سے دنیا کی تکالیف میں سے کسی تکلیف کو دور کیا۔ اللہ قیامت کے دن کی تکالیف میں سے ایک بڑی تکلیف کو دور فرمائیں گے۔ جس نے کسی تنگ دست پر (قرضے میں) آسانی کی۔ اللہ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائیں گے اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائیں گے۔ اللہ بندے کی مدد فرماتے رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو شخص اس راستہ پر چلتا ہے جس میں وہ علم کی کوئی بات تلاش کرے۔ اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور ایک دوسرے کو پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر اللہ کی سکینت اترتی ہے اور رحمتِ حق ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا تذکرہ ان میں فرماتے ہیں جو اسکے قرب میں ہیں (فرشتے) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اسکا نسب اس کو تیز نہیں (آگے نہیں) کروا سکتا''۔ (مسلم)

٣٠ : بَابُ الشَّفَاعَةِ

باب : شفاعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کے لئے اس

يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا﴾ [النساء:٨٥]

میں حصہ ہوگا''۔ (النساء)

٢٤٨ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلٰى جُلَسَآئِهٖ فَقَالَ : اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِى اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ :مَا شَآءَ"

۲۴۸: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپؐ کے پاس کوئی ضرورت مند اپنی ضرورت لے کر آتا تو آپؐ اپنے شرکاءِ مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے۔ (اس کیلئے) سفارش کرو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ جو پسند فرماتا ہے وہ اپنے نبیؐ کی زبان پر فیصلہ فرما دیتا ہے''۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ماشاء اللہ کے الفاظ ہیں یعنی جو چاہتا ہے۔

٢٤٩ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِىْ قِصَّةِ بَرِيْرَةَ وَزَوْجِهَا قَالَ : قَالَ لَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهٖ؟" قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِىْ؟ قَالَ : "اِنَّمَا اَشْفَعُ" قَالَتْ : لَا حَاجَةَ لِىْ فِيْهِ' رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

۲۴۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ بریرہ اور ان کے خاوند کے واقعہ کے سلسلہ میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا: ''اگر تو اپنے خاوند کی طرف لوٹ جائے (تو مناسب ہے) اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپؐ مجھے حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (نہیں) بلکہ میں سفارش کرتا ہوں۔ اس نے کہا تو مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے''۔ (بخاری)

۳۱ :بَابُ الْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

بَاب :لوگوں کے درمیان اصلاح

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿لَا خَيْرَ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ [النساء:١١٤] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء:١٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ [الانفال:١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات:١٠]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان (منافقین) کے اکثر مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں مگر جو ان میں سے حکم دے کچھ صدقے کا یا کسی نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح و درستگی کا''۔ (النساء) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور صلح بہت بہتر ہے''۔ (النساء) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنے درمیان صلح کرو''۔ (الانفال)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بے شک مسلمان بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو''۔ (الحجرات)

٢٥٠ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ ، تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ ، وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِىْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ

۲۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کے (جسم کے) ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ تیرا دو آدمیوں میں عدل سے صلح کرانا یہ بھی صدقہ ہے۔ تیرا کسی آدمی کے اس سواری پر

صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ ، وَتُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنٰى "تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا" : تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ۔

۲۵۱ : وَعَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ زِيَادَةٌ قَالَتْ : وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُهُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ : تَعْنِي الْحَرْبَ وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا۔

۲۵۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا ، إِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ : "أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "يَسْتَوْضِعُهُ" يَسْأَلُهُ أَنْ يَضَعَ عَنْهُ بَعْضَ دَيْنِهِ ۔ وَ"يَسْتَرْفِقُهُ" يَسْأَلُ الرِّفْقَ ۔ وَالْمُتَأَلِّي : "اَلْحَالِفُ"

۲۵۳ : وَعَنِ ابْنِ الْعَبَّاسِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ

سوار ہونے میں معاونت کرنا یا اس کو سامان اٹھا کر سواری پر رکھوانا صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو تم نماز کے لئے اٹھاؤ وہ صدقہ ہے۔ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا صدقہ ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا : انصاف سے ان میں صلح کرانا۔

۲۵۱: حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے : ''جھوٹا وہ شخص نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کہتا ہے''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں میں سے کسی بات میں رخصت دیتے نہیں دیکھا جن میں لوگ اجازت سمجھتے ہیں۔ سوائے تین باتوں کے' لڑائی کے متعلق لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور مرد کی اپنی بیوی سے اور عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو میں۔

۲۵۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں سنیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے قرضہ میں کمی اور کچھ نرمی برتنے کا مطالبہ کر رہا تھا اور دوسرا اس کو کہہ رہا تھا اللہ کی قسم میں ایسا نہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہاں ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر قسمیں کھا رہا تھا کہ وہ نیکی نہ کرے گا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ اس کو اختیار ہے دونوں میں سے جو بات پسند کرے۔ (بخاری ومسلم)

يَسْتَوْضِعُهُ : اس سے مطالبہ کر رہا تھا کہ اس کا کچھ قرضہ کم کر دے۔ وَيَسْتَرْفِقُهُ : اس سے نرمی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اَلْمُتَأَلِّي : قسم اٹھانے والا۔

۲۵۳: حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت

السَّاعِدِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهٗ اَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَرٌّ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ اُنَاسٍ مَّعَهٗ فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ بِلَالٌ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حُبِسَ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ وَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْقِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : "اَيُّهَا النَّاسُ مَالَكُمْ؟ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ اَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيْقِ؟ اِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ حِيْنَ يَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ اِلَّا الْتَفَتَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ عمرو بن عوف کے خاندان میں کچھ جھگڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان صلح کے لئے کچھ آدمیوں کے ساتھ ان کے ہاں تشریف کے لئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ رکنا پڑا اور نماز کا وقت قریب ہو گیا۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں رُک گئے اور نماز کا وقت ہو چکا۔ کیا آپؐ لوگوں کو نماز کی امامت کرائیں گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اگر تم چاہتے ہو۔ حضرت بلالؓ نے نماز کی اقامت کہی اور ابوبکرؓ آگے بڑھے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو دوسرے ہاتھوں کی پشت پر مارنا شروع کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں بالکل کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ جب تصفیق کی آواز زیادہ ہو گئی تو ابوبکرؓ متوجہ ہوئے (دیکھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (کہ تم اپنی جگہ رک جاؤ) پس ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد کی اور الٹے پاؤں پیچھے کو ہٹے یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا؟ جب نماز میں تم کو کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو تصفیق شروع کر دیتے ہو۔ حالانکہ تصفیق کا حکم عورتوں کیلئے ہے جس کو تم میں سے نماز میں کوئی بات پیش آئے وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے۔ اس لئے کہ اس کو جو بھی سنے گا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا جا رہا ہے تو وہ متوجہ ہو جائے گا''۔ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس بات نے روکا جبکہ تمہیں میں نے

بِالنَّاسِ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ؟" فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "حُبِسَ" :اَمْسَكُوْهُ لِيُضَيِّفُوْهُ۔

٣٢: بَابٌ فَضْلِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْفُقَرَآءِ وَالْخَامِلِيْنَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾

[الكهف:٢٨]

٢٥٤ : وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْعُتُلُّ" : اَلْغَلِيْظُ الْجَافِيْ۔ "وَالْجَوَّاظُ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ وَبِالظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْجَمُوْعُ الْمَنُوْعُ وَقِيْلَ :اَلضَّخْمُ الْمُخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهٖ وَقِيْلَ :اَلْقَصِيْرُ الْبَطِيْنُ۔

٢٥٥ : وَعَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ : "مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا؟" فَقَالَ : رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اَنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ'

اشارہ بھی کر دیا؟ تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (بخاری ومسلم)

حُبِسَ :لوگوں نے آپ ﷺ کو مہمانی کے لئے روک لیا۔

باب: فقراء، گمنام اور کمزور مسلمانوں کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے : '' آپ اپنے کو روک کر دیکھیں ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضا جوئی چاہنے والے ہیں اور مت ہٹائیں اپنی نگاہ ان سے''۔ (الکہف)

۲۵۴: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کیا میں تمہیں جنت والوں کی اطلاع نہ دوں؟ پھر فرمایا ہر کمزور' کمزور قرار دیا جانے والا' اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں۔ کیا میں تم کو آگ والوں کی خبر نہ دوں؟ ہر سرکش' درشت مزاج' متکبر۔ (بخاری ومسلم)

العُتُلُّ: تندمزاج' سرکش۔

الْجَوَّاظُ: جمع کر کے روک کر رکھنے والا۔

بعض نے کہا موٹا اترانے والا اور بعض نے کہا کوتاہ قد بڑے پیٹ والا۔

۲۵۵: حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے فرمایا: ''اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے کہا یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر یہ کہیں پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر یہ سفارش کرلے تو اس کی سفارش قبول کی

ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا؟" فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ : "حَرِيٌّ" هُوَ بِفَتْحِ الْحَآءِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَتَشْدِيْدِ الْيَآءِ : اَيْ حَقِيْقٌ - وَقَوْلُهٗ "شَفَعَ" بِفَتْحِ الْفَآءِ۔

جائے۔ بس رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص کا گزر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا: "اس آدمی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کم مال والے مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ فقیر بہت بہتر ہے اس جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے"۔ (بخاری و مسلم)

حَرِيٌّ: لائق ہے۔

شَفَعَ: وہ سفارش کرے۔

۲۵۶ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فِيَّ ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ ، فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۵۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا۔ جہنم نے کہا میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ ہوں گے اور جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور مساکین ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو میری رحمت ہے تیرے ساتھ میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور تو اے آگ میرا عذاب ہے۔ تیرے ساتھ میں جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میرا ذمہ ہے۔ (مسلم)

۲۵۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّهٗ لَيَاْتِي الرَّجُلُ السَّمِيْنُ الْعَظِيْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن بڑا موٹا آدمی آئے گا اور اللہ کے ہاں مچھر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہو گا"۔ (بخاری و مسلم)

۲۵۸ : وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَآءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا اَوْ فَقَدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا : مَاتَ - قَالَ : اَفَلَا كُنْتُمْ

۲۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک نوجوان (راوی کو شک ہے) مسجد میں جھاڑو دیتا تھا (ایک روز) آپ ؐ نے اس کو گم پایا تو اس کے متعلق پوچھا۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا وہ فوت ہو گیا۔ آپ ؐ نے فرمایا: "تم نے اس کے

اٰذَنْتُمُوْنِیْ بِهٖ" فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهٗ فَقَالَ: "دُلُّوْنِیْ عَلٰى قَبْرِهٖ" فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ: "تَقُمُّ" هُوَ بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: اَیْ تَكْنُسُ: "وَالْقُمَامَةُ" الْكُنَاسَةُ: "وَاٰذَنْتُمُوْنِیْ" بِمَدِّ الْهَمْزَةِ اَیْ اَعْلَمْتُمُوْنِیْ۔

متعلق مجھے اطلاع کیوں نہ دی''۔ گویا لوگوں نے اس کی وفات کے معاملہ کو معمولی خیال کیا۔ ارشاد فرمایا: ''تم مجھے اس کی قبر بتلاؤ''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی قبر بتلائی تو آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ یہ قبریں اہل قبور کیلئے تاریکی اور اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک اللہ ان قبور کو میرے نماز پڑھنے کی وجہ سے ان پر منور فرما دیتے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تَقُمُّ: جھاڑو دینا۔ الْقُمَامَةُ: کوڑا کرکٹ۔ وَاٰذَنْتُمُوْنِیْ: تم نے مجھے اطلاع دی۔

۲۵۹: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت سے پراگندہ' غبار آلود' دروازوں سے دھکیل دیئے جانے والے اگر وہ اللہ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں''۔ (مسلم)

۲۶۰: وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْجَدُّ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ: اَلْحَظُّ وَالْغِنٰى وَقَوْلُهٗ "مَحْبُوْسُوْنَ" اَیْ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدُ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔

۲۶۰: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر (معراج کی رات) کھڑا ہوا تو دیکھا اس میں عام طور پر داخل ہونے والے مساکین ہیں اور مالدار لوگ روکے ہوئے ہیں۔ البتہ آگ والوں کو آگ کی طرف جانے کا حکم دے دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں عام طور پر داخل ہونے والی عورتیں ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

اَلْجَدُّ: نصیب' مال۔

مَحْبُوْسُوْنَ: روک دیا گیا یعنی ان کو ابھی جنت میں داخلہ کی اجازت نہیں ملی۔

۲۶۱: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمْ يَتَكَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخَذَ

۲۶۱: حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین بچوں نے (بنی اسرائیل میں سے) گہوارے میں کلام کیا: (۱) عیسیٰ بن مریم' صاحب جریج' جریج ایک عبادت گزار آدمی تھا۔ اس نے ایک عبادت خانہ بنایا۔ وہ اس میں عبادت کر رہا تھا کہ اس کی والدہ

صومعة فكان فيها فاتته امه وهو يصلي فقالت : يا جريج فقال : يا رب امي وصلاتي فاقبل على صلاته ' فانصرفت فلما كان من الغد اتته وهو يصلي فقالت : يا جريج فقال : اي رب امي وصلاتي فاقبل على صلاته ' فلما كان من الغد اتته وهو يصلي فقالت : يا جريج فقال : اي رب امي وصلاتي فاقبل على صلاته فقالت : اللهم لا تمته حتى ينظر الى وجوه المومسات فتذاكر بنو اسرآئيل جريجا وعبادته وكانت امراة بغي يتمثل بحسنها فقالت : ان شئتم لافتننه فتعرضت له فلم يلتفت اليها فاتت راعيا كان ياوي الى صومعته فامكنته من نفسها فوقع عليها فحملت فلما ولدت قالت : هو من جريج فاتوه فاستنزلوه وهدموا صومعته وجعلوا يضربونه فقال ما شانكم؟ قالوا زنيت بهذه البغي فولدت منك - قال اين الصبي؟ فجآءوا به فقال : دعوني حتى اصلي فصلى فلما انصرف اتى الصبي فطعن في بطنه وقال : يا غلام من ابوك؟ قال : فلان الراعي فاقبلوا على جريج يقبلونه ويتمسحون به وقالوا : نبني لك صومعتك من ذهب قال : لا اعيدوها من طين كما كانت ففعلوا وبينا صبي يرضع من امه فمر رجل راكب على دابة فارهة

آئی اور کہا اے جریج! اس نے (دل) میں کہا اے میرے رب میری نماز اور میری والدہ (مجھے بلاتی ہے) پس وہ نماز کی طرف متوجہ رہا اور والدہ لوٹ گئی۔ اگلے روز وہ آئی جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے آواز دی اے جریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اور میری نماز۔ پس وہ نماز کی طرف متوجہ رہا۔ پس جب اگلا دن آیا تو وہ پھر آئی جبکہ یہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے آواز دی اے جریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اور میری نماز۔ پس وہ نماز کی طرف متوجہ رہا۔ پس ماں نے کہا: اے اللہ اس کو موت نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کے چہروں کو نہ دیکھے۔ بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا تذکرہ ہوا ایک فاحشہ عورت تھی کہ حسن میں جس کی مثال دی جاتی تھی اس نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس کو فتنہ میں ڈالتی ہوں۔ وہ عورت جریج پر اپنے آپ کو پیش کرنے لگی مگر جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ چنانچہ وہ عورت ایک چرواہے کے پاس آئی جو اسکے عبادت خانہ میں آتا جاتا تھا اور اس کو اپنے اوپر قدرت دی۔ اُس نے اِس سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو وہ کہنے لگی یہ جریج کا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کو عبادت خانہ سے اتار کر گرا دیا اور مارنے لگے۔ جریج نے کہا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا تو نے زنا کیا ہے اس فاحشہ عورت سے اور اس سے تیرا بچہ پیدا ہوا۔ جریج نے کہا بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچے کو لائے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑو تاکہ میں نماز پڑھوں۔ پھر اس نے نماز پڑھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی سے چوکہ لگایا اور پوچھا اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا فلاں چرواہا۔ پھر تمام لوگ جریج کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بوسہ دیتے اور چھوتے تھے اور کہنے لگے ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بناتے ہیں۔ اس نے کہا جس طرح پہلے مٹی سے تھا اسی طرح بنا دو۔ انہوں نے اسی طرح بنا کر دیا اور اسی دوران ایک بچہ

وَّشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ اُمُّهٗ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ابْنِیْ مِثْلَ هٰذَا فَتَرَكَ الثَّدْیَ وَاَقْبَلَ اِلَیْهِ فَنَظَرَ اِلَیْهِ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ثَدْیِهٖ فَجَعَلَ یَرْضَعُ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَحْكِیْ ارْتِضَاعَهٗ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِیْ فِیْهِ فَجَعَلَ یَمُصُّهَا ثُمَّ قَالَ : وَمَرُّوْا بِجَارِیَةٍ وَّهُمْ یَضْرِبُوْنَهَا وَیَقُوْلُوْنَ زَنَیْتِ سَرَقْتِ وَهِیَ تَقُوْلُ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ فَقَالَتْ اُمُّهٗ : اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرِّضَاعَ وَنَظَرَ اِلَیْهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا فَهُنَا لِكَ تَرَاجَعَا الْحَدِیْثَ فَقَالَتْ مَرَّ رَجُلٌ حَسَنَ الْهَیْئَةِ فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَهٗ فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْاَمَةِ وَهُمْ یَضْرِبُوْنَهَا وَیَقُوْلُوْنَ زَنَیْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَهَا فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا قَالَ : اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ جَبَّارٌ فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ وَاِنَّ هٰذِهٖ یَقُوْلُوْنَ زَنَیْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"وَالْمُوْمِسَاتُ" بِضَمِّ الْمِیْمِ الْاُوْلٰی وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَكَسْرِ الْمِیْمِ الثَّانِیَةِ وَبِالسِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهُنَّ الزَّوَانِیْ وَالْمُوْمِسَةُ الزَّانِیَةُ – وَقَوْلُهٗ دَآبَّةٌ فَارِهَةٌ بِالْفَاءِ – اَیْ حَاذِقَةٌ نَفِیْسَةٌ "وَالشَّارَةُ" بِالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَتَخْفِیْفِ الرَّآءِ وَهِیَ الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِیْ

ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک آدمی ایک عمدہ' شاندار' خوبصورت گھوڑے پر سوار گزرا۔ ماں نے کہا: اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے۔ لڑکے نے پستان چھوڑ دیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر وہ پستان کی طرف متوجہ ہو کر دودھ پینے لگا۔ راوی کہتے ہیں کہ گویا یہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے کہ رسول اللہؐ اس بچے کے دودھ پینے کو اپنی انگشت شہادت منہ میں ڈال کر بیان فرما رہے تھے اور انگلی کو چوس رہے تھے۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ ان کے پاس سے لوگ ایک لونڈی کو لے کر گزرے جس کو وہ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے تو نے زنا اور چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی: مجھے اللہ کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔ اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے دودھ چھوڑ دیا اور لونڈی کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ مجھے اس جیسا بنا۔ پس اس وقت ماں بیٹا اس بات میں تکرار کرنے لگے۔ ماں نے کہا اچھی حالت والا آدمی گزرا تو میں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے مگر تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا اور لوگ اس لونڈی کو مارتے ہوئے لے کر گزرے اور کہہ رہے تھے تو نے زنا اور چوری کی ہے۔ میں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا تو تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے۔ لڑکے نے جواب دیا وہ ظالم آدمی تھا۔ اس لئے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا اور لوگ اس لونڈی کو کہہ رہے تھے تو نے زنا کیا اور چوری کی حالانکہ اس نے نہ زنا کیا اور نہ چوری۔ اس لئے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْمُوْمِسَاتُ : طوائفیں اس کا واحد اَلْمُوْمِسَةُ : زانیہ۔

دَآبَّةٌ فَارِهَةٌ : چالاک' عمدہ (گھوڑا)

اَلشَّارَةُ : لباس و ہیئت میں ظاہری خوبصورتی۔

تَرَاجَعَا الْحَدِیْثَ : ماں بیٹے نے باہم گفتگو کی۔

الْهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ – وَمَعْنٰى تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ" اَیْ حَدَّثَتِ الصَّبِیَّ وَحَدَّثَهَا ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

٣٣: بَابُ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ وَالْبَنَاتِ وَسَآئِرِ الضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُنْكَسِرِيْنَ وَالْاِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالتَّوَاضُعِ مَعَهُمْ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لَهُمْ!

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر:٨٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ [الكهف:٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾[الضحى:٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ [الماعون:١-٣]

٢٦٢ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِؤُوْنَ عَلَيْنَا وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

بَابٌ: یتیم اور بیٹیوں اور سب کمزوروں اور مساکین ودرماندہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور ان پر احسان وشفقت کرنا اور ان کے ساتھ تواضع اور عاجزی کا سلوک کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ اپنے بازو کو مسلمانوں کے لئے جھکائیں''۔(الحجر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ روک رکھیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اسی کی ذات کے طالب ہیں اور دنیا کی زندگی کی رونق کے سبب اپنی نگاہوں کو ان سے آگے مت بڑھائیں''۔(الکہف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر یتیم پر سختی نہ کر اور سائل کو مت ڈانٹ''۔(الضحیٰ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا آپ نے غور فرمایا اس شخص کی حالت پر جو دین کو جھٹلاتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی کسی کو ترغیب نہیں دیتا''۔(الماعون)

٢٦٢: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ چھ آدمی تھے۔ ان میں سے دو کے نام میں بھول گیا باقی چار میں ایک میں تھا۔ مشرکین مکہ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ آپؐ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تاکہ یہ (اپنے کو ہمارے برابر سمجھ کر ہم پر) جرأت مندنہ ہو جائیں۔ ان میں مَیں اور ابنِ مسعود اور ہذیل کا ایک آدمی اور بلال اور دو آدمی جن کے نام مجھے یاد نہیں ہم تھے۔ آنحضرتؐ کے قلب اطہر میں جو اللہ نے چاہا آیا۔ پس آپؐ کے خیال میں یہ بات آئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ

تَعَالٰى ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ......﴾ کہ ''آپؐ ان کو اپنے پاس سے مت ہٹائیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں''۔ (مسلم)

۲۶۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُبَيْرَةَ عَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِّيِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِیْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا ۔ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا الشَّيْخِ قُرَيْشٍ وَّسَيِّدِهِمْ؟ فَاَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ : "يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ ، اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوْا : لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۶۳ : حضرت ابوہبیرہ عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان کا گزر سلمان، صہیب اور بلال رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس ہوا تو انہوں نے کہا کیا اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن میں اپنی جگہ نہیں لی (قتل نہیں کیا) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کیا تم قریش کے شیخ اور سردار کو یہ بات کہتے ہو؟ پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر اس کی اطلاع دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر کہیں تم نے ان کو ناراض تو نہیں کر دیا۔ اگر تو نے ان کو ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا''۔ پس ابوبکر ان کے پاس آئے اور کہا اے میرے بھائیو! کیا تم مجھ سے ناراض ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ آپ کو بخشے اے ہمارے بھائی! (مسلم)

قَوْلُهٗ "مَاْخَذَهَا" اَیْ لَمْ تَسْتَوْفِ حَقَّهَا مِنْهُ۔ وَقَوْلُهٗ "يَااَخِیْ" رُوِیَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الْخَاءِ وَتَخْفِيْفِ الْيَاءِ وَرُوِیَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ الْخَاءِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ۔

مَاْخَذَهَا : اپنے حق سے اس کو پورا نہیں کیا یا اس سے اپنا حق وصول نہیں کیا۔

يَا اَخِیْ: دوسری روایت میں یا اُخی ہے۔

۲٦٤ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا" وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ" : اَلْقَائِمُ بِاُمُوْرِهٖ۔

۲۶۴ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی میں اشارہ فرمایا (مراد انتہائی قُرب ہے)۔ (بخاری)

كَافِلُ الْيَتِيْمِ : یتیم کا نگران۔

۲٦٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ

۲۶۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ اس کا قریبی

لِغَيْرِهٖ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَاَشَارَ الرَّاوِيْ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَوْلُهٗ ﷺ "اَلْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ" مَعْنَاهُ : قَرِيْبُهٗ اَوِ الْاَجْنَبِيُّ مِنْهُ فَالْقَرِيْبُ مِثْلُ اَنْ تَكْفُلَهٗ اُمُّهٗ اَوْ جَدُّهٗ اَوْ اَخُوْهُ اَوْ غَيْرُهُمْ مِنْ قَرَابَتِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۲۶۶ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَتَعَفَّفُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ :"لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ"۔

۲۶۷ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" وَاَحْسَبُهٗ قَالَ : "وَكَالْقَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ الَّذِيْ لَا يُفْطِرُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۶۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَّاْتِيْهَا وَيُدْعٰى اِلَيْهَا مَنْ يَّاْبَاهَا" وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مِنْ قَوْلِهٖ : بِئْسَ

ہو یا غیر۔ میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ راویٔ حدیث مالک بن انس نے سبابہ اور وسطیٰ انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا۔ (مسلم)

آپ ﷺ کا ارشاد اَلْيَتِيْمُ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ یتیم خواہ اس کا قریبی رشتہ دار ہو یا اجنبی۔ قریبی سے مراد اس کی ماں یا دادا یا بھائی یا ان کے علاوہ اور کوئی قریبی رشتہ دار ان کی کفالت کرے۔ (مسلم)

۲۶۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسکین وہ نہیں ہے کہ جس کو کھجور یا دو کھجوریں' اسی طرح لقمہ یا دو لقمے دے کر لوٹا دیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا رہے''۔ (بخاری ومسلم) اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے ہاں چکر لگائے اور لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجوریں اس کو واپس لوٹا دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہ پائے جو لوگوں سے اس کو بے نیاز کر دے اور اس کی (مسکینی کو کسی طرح معلوم بھی نہ کیا جا سکے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور وہ خود لوگوں کے پاس کھڑے بھی نہ ہو کہ ان سے سوال کرے''۔

۲۶۷ : یہی حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ بیواؤں اور مساکین کی خدمت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ راوی کے خیال میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس رات کے عبادت گزار کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزے رکھتا ہو۔ (بخاری ومسلم)

۲۶۸ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''کھانوں میں بدترین کھانا اس ولیمے کا ہے جس میں آنے والوں کو روکا جائے اور انکار کرنے والوں کو بلایا جائے (یعنی غرباء کو روکا اور امراء کو بلایا جائے) اور جس نے دعوت کو قبول نہ کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ (مسلم) صحیحین کی ایک روایت جو

الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى اِلَيْهَا الْاَغْنِيَآءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَآءُ"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ بدترین کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے''۔

۲٦۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ" وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

"جَارِيَتَيْنِ" اَيْ بِنْتَيْنِ۔

۲٦۹ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں ۔ وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے ۔ آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا''۔ (مسلم)

جَارِيَتَيْنِ : دو بیٹیاں۔

۲۷۰ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْاَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ : "مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۷۰ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اس حال میں آئی کہ اسکے ساتھ دو بیٹیاں تھیں وہ عورت سوال کر رہی تھی ۔ اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا۔ میں نے وہ کھجور اس کو دے دی اس نے وہ اُن میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا ۔ پھر اُٹھی اور چل دی۔ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ بات بتلائی ۔ فرمایا: ''جس کو ان بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ آزمایا جائے اور وہ ان پر احسان کرے تو وہ بیٹیاں اس کیلئے دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائیں گی''۔ (بخاری ومسلم)

۲۷۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْضًا قَالَتْ جَآءَتْنِيْ مِسْكِيْنَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا تَمْرَةً وَّرَفَعَتْ اِلٰى فِيْهَا تَمْرَةً لِّتَاْكُلَهَا فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُرِيْدُ اَنْ تَاْكُلَهَا بَيْنَهُمَا فَاَعْجَبَنِيْ شَاْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذِيْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۲۷۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ ایک غریب عورت آئی جو بچیوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں ۔ اس نے ہر ایک کو ایک ایک دے دی اور تیسری کھجور کھانے کے لئے منہ کی طرف اٹھائی تو اس کی بیٹیوں نے وہ بھی مانگ لی ۔ اس نے اس کھجور کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کو دے دیا۔ مجھے اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ میں نے اُس کے اس فعل کا تذکرہ آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اس کے لئے جنت کو واجب کر دیا یا اس وجہ سے اُس کو آگ سے آزاد کر دیا''۔ (مسلم)

۲۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ ابْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

۲۷۲ : حضرت ابوشریح خویلد بن عمر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ میں لوگوں کو دو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَةِ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

وَمَعْنٰی "اُحَرِّجُ" : اُلْحِقُ الْحَرَجَ وَهُوَ الْاِثْمُ بِمَنْ ضَیَّعَ حَقَّهُمَا وَاُحَذِّرُ مِنْ ذٰلِكَ تَحْذِیْرًا بَلِیْغًا وَّاَزْجُرُ عَنْهُ زَجْرًا اَكِیْدًا۔

کمزوریوں کے حق کے سلسلہ میں بہت ڈراتا ہوں یعنی یتیم اور عورت''۔حدیث حسن ہے۔

نسائی نے عمدہ سند سے ذکر کیا۔

اُحَرِّجُ : میں خوب ڈراتا اور بہت ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں اور گناہ گار سمجھتا ہوں اور انتہائی سختی کے ساتھ ڈراتا ہوں جو ان دونوں کے حقوق کو ضائع کرے۔

۲۷۳ : وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ هٰكَذَا مُرْسَلًا فَاِنَّ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ تَابِعِیٌّ، وَرَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ الْبُرْقَانِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ مُتَّصِلًا عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

۲۷۳: حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ان کو اپنے سوا دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تمہاری امداد نہیں کی جاتی اور تمہیں رزق نہیں دیا جاتا مگر کمزور لوگوں کی وجہ سے''۔بخاری نے مرسلاً بیان کیا۔مصعب تابعی ہیں۔

حافظ ابوبکر برقانی نے اپنی صحیح میں متصلاً سند مصعب عن ابیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روایت کیا۔

۲۷٤ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ عُوَیْمِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "اَبْغُوْنِیْ فِی الضُّعَفَآءِ فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَآئِكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

۲۷۴: حضرت ابودرداء عویمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے:''مجھے تم کمزوروں میں تلاش کرو تمہیں نصرت اور رزق ضعفاء کی وجہ سے دیا جاتا ہے''۔(ابوداؤد)

سند جید سے نقل کرتے ہیں۔

۳٤: بَابُ الْوَصِیَّةِ بِالنِّسَآءِ

بَاب ۷ :عورتوں کے متعلق نصیحت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء:۱۹] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾[النساء:۲۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور ان عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے گزران کرو''۔(النساء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ عورتوں کے درمیان برابری کرسکو اگرچہ تم کتنا چاہو مگر تم (ایک بیوی کی طرف اتنے) مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو لٹکتا ہوا چھوڑ دو اور اگر درستی اختیار کرو اور تقویٰ پیش نظر رکھو پس اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔(النساء)

٢٧٥ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِى الضِّلَعِ اَعْلَاهُ ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الصَّحِيْحَيْنِ الْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عَوَجٌ" وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عَوَجٌ وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا"

قَوْلُهٗ "عَوَجٌ" هُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْوَاوِ۔

۲۷۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عورتوں سے بھلا سلوک کرو پس عورت پسلی سے پیدا کی گئی اور ان میں سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر اس کو بالکل چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی رہے گی۔ پس اس سے بھلائی والا سلوک کرو (بخاری و مسلم) صحیحین کی روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح (ٹیڑھی) ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے گا تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ٹیڑھ کے ساتھ ہی اس سے فائدہ اٹھاؤ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی۔ یہ ہرگز ایک طریقہ پر سیدھی نہ ہوگی۔ اگر تو اس سے فائدہ چاہتا ہے تو ٹیڑھ کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر تو اس کو سیدھا کرنے کے پیچھے پڑے گا تو اس کو توڑ بیٹھے گا اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔ عَوَجٌ: ٹیڑھ۔

٢٧٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِىْ عَقَرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا" انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَّنِيْعٌ فِىْ رَهْطِهٖ ، ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَآءَ فَوَعَظَ فِيْهِنَّ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ" ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِىْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ : "لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْعَارِمُ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالرَّآءِ هُوَ الشِّرِّيْرُ الْمُفْسِدُ– وَقَوْلُهٗ "انْبَعَثَ اَىْ قَامَ بِسُرْعَةٍ"

۲۷۶ : حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خطبہ کے دوران سنا کہ آپ نے اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا ذکر کیا جس نے اس کی کونچیں کاٹیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا﴾ کہ جب ان میں سے سب سے بڑا بدبخت اٹھا جو کہ ایک زبردست فسادی خاندان میں پرشوکت آدمی تھا۔ پھر آپ نے عورتوں کا تذکرہ فرمایا اور عورتوں کو نصائح فرمائیں۔ پس فرمایا تم میں بعض لوگ عورتوں کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں۔ شاید کہ وہ دن کے پچھلے حصہ میں اس سے ہمبستری کرے۔ پھر آپ نے لوگوں کو گوز مار کر ہنسنے سے روکا اور فرمایا وہ اس حرکت پر کیوں ہنستا ہے جو اس نے خود کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

الْعَارِمُ: فسادی، شرارتی۔

انْبَعَثَ: جلدی اٹھا۔

٢٧٧ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۲۷۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ" اَوْ قَالَ غَيْرَهٗ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَوْلُهٗ : "يَفْرَكُ" هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَاِمْكَانِ الْفَآءِ وَفَتْحِ الرَّآءِ مَعْنَاهُ : يُبْغِضُ يُقَالُ فَرِكَتِ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا وَفَرِكَهَا زَوْجُهَا بِكَسْرِ الرَّآءِ يَفْرَكُهَا بِفَتْحِهَا :اَيْ اَبْغَضَهَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

٢٧٨ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ :"اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ، اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآءِكُمْ حَقًّا وَّلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا : فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَّنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ : اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ"، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

قَوْلُهٗ ﷺ "عَوَانٍ" اَيْ اَسِيْرَاتٌ جَمْعُ عَانِيَةٍ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ الْاَسِيْرَةُ وَالْعَانِيْ : الْاَسِيْرُ – شَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَرْاَةَ فِيْ دُخُوْلِهَا تَحْتَ حُكْمِ الزَّوْجِ بِالْاَسِيْرِ

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی مؤمن کسی مؤمنہ سے بغض نہ رکھے اگر اس کی ایک بات ناپسند ہے تو دوسری پسند ہوگی۔ اٰخر کا لفظ فرمایا یا غَیرَہٗ کا (مسلم)

یَفرَکُ : بغض رکھتا ہے جیسا کہتے ہیں فَرِکَتِ الْمَرْاَۃُ زَوْجَھَا وَفَرِکَھَا زَوْجُھَا یعنی اس سے بغض رکھا۔

کہا جاتا ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے بغض رکھا اور خاوند نے عورت سے بغض رکھا۔ واللہ اعلم

۲۷۸: حضرت عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورؐ کو سنا کہ آپ خطبہ حجۃ الوداع میں فرما رہے تھے۔ پہلے آپؐ نے حمد وثنا کی اور پھر وعظ ونصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: خبردار! عورتوں سے بھلا سلوک کرو۔ وہ تمہارے ہاں قیدی ہیں۔ تم ان کے بارے میں کچھ اختیار نہیں رکھتے ہو (سوائے حق زوجیت کے) البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو سخت سلوک کی مستحق ہیں) پس اگر اس کا ارتکاب کرلیں تو انہیں بستروں سے الگ کردو اور ان کو مارو (مگر صرف اس وقت جب باقی تدابیر بے کار جا چکی ہوں) مگر مار دردناک نہ ہو۔ پس اگر وہ تمہاری فرمانبرداری اختیار کرلیں تو خواہ مخواہ ان پر اعتراض کا راستہ مت تلاش کرو۔ اچھی طرح سن لو! بے شک تمہارا ان پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارا بستر (گھر) ان لوگوں کو روندنے نہ دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ان لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے دیں جن سے تم نفرت کرتے ہو۔ خبردار! ان کا حق تم پر یہ ہے کہ کپڑوں اور کھانے کے بارے میں ان پر احسان کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَوَانٍ : قیدی جمع عَانِیَۃ: قیدی عورت۔

اَلْعَانِیْ : قیدی مرد۔ حضور اکرم ﷺ نے عورت کو خاوند کی

"وَالضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ" هُوَ الشَّاقُ الشَّدِيْدُ وَقَوْلُهُ "فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا" اَىْ لَا تَطْلُبُوْا طَرِيْقًا تَحْتَجُّوْنَ بِهٖ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذُوْنَهُنَّ بِهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ماتحتی میں قیدی سے تشبیہ دی ہے۔

الضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ : دکھ آمیز، سخت۔

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا : تم ان پر خواہ مخواہ اعتراض کا راستہ مت تلاش کرو۔ تاکہ اس سے ان کو تکلیف پہنچا سکو۔ واللہ اعلم

۲۷۹ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ : "اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِى الْبَيْتِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

وَقَالَ مَعْنٰى "لَا تُقَبِّحْ" : لَا تَقُلْ قَبَّحَكِ اللّٰهُ۔

۲۷۹ : حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کسی بیوی کا مرد پر کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ اور جب تم لباس پہنو تو اس کو پہناؤ اور اسکے چہرے پر مت مارو اور نہ اسے برا کہو اور نہ ہی اس سے علیحدگی اختیار کرو مگر گھر میں (ابوداؤد)

یہ حدیث حسن ہے۔

لَا تُقَبِّحْ : اس کو مت کہو اللہ تمہارا ستیاناس کرے یا تمہارا بیڑہ غرق کرے یا تجھے بدصورت بنادے۔

۲۸۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۸۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمنو میں کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اعلیٰ ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو عورتوں سے بہتر برتاؤ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۸۱ : وَعَنْ اِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ ذُبَابٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَضْرِبُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ فَجَآءَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَآءُ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِىْ ضَرْبِهِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : وَلَقَدْ اَطَافَ بِاٰلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نِسَآءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِيَارِكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ

۲۸۱ : حضرت ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کی باندیوں کو مت مارو! پس عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو کہا عورتیں اپنے خاوندوں پر جرأت مند ہوگئیں۔ اس پر مردوں کو مارنے کی اجازت دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے پاس کثرت سے عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آنے لگیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بہت عورتیں شکایت لے کر آنے لگیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صحیح۔

قَوْلُهُ: "ذِئِرْنَ" هُوَ بِذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَكْسُوْرَةٍ ثُمَّ رَآءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ: اَىْ اجْتَرَانَ قَوْلُهُ "اَطَافَ" اَىْ اَحَاطَ۔

وہ لوگ تم میں سے اچھے نہیں۔ (ابوداؤد)
اسناد صحیح کے ساتھ۔

ذِئِرْنَ: جرأت مند ہونا۔
اَطَافَ: گھیرلیا' کثرت سے چکر لگایا۔

۲۸۲: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۲: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا نفع اٹھانے کی چیز ہے اور اس میں سب سے بہتر نفع اٹھانے کی چیز نیک عورت ہے''۔ (مسلم)

۳۵ بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ

بَاب: خاوند کا بیوی پر حق

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ [النسآء: ۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''مرد حاکم ہیں عورتوں پر بوجہ اس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر عنایت فرمائی اور اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے۔ پس نیک عورتیں فرمانبرداری کرنے والیاں اور (خاوند) کی غیر موجودگی میں اپنی (عصمت کی) حفاظت کرنے والی ہیں اور اس حفاظت کے سبب جو اللہ نے فرمائی۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ السَّابِقِ بِالْبَابِ قَبْلَهُ۔

احادیث میں سے عمرو بن الاحوص کی روایت سابقہ باب والی بھی گزر چکی ہے مزید روایات یہ ہیں۔

۲۸۳: وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَاْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا "اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوا امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى

۲۸۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی دعوت دے اور وہ نہ آئے پس مرد اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزار دے تو اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو (بخاری ومسلم) بخاری ومسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں' جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑے ہوئے رات گزارے تو اس پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے پس وہ انکار کر دے تو آسمانوں والی ذات (اللہ عزوجل) اس پر ناراض رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کو راضی

عَنْهَا"۔

کر لے۔

٢٨٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ- وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

۲۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ (نفلی) روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے اور نہ ہی کسی کو گھر میں اس کی اجازت کے بغیر آنے کی اجازت دے (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

٢٨٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۸۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک تم میں سے نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے امیر اپنی رعایا کا نگران ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی''۔ (بخاری و مسلم)

٢٨٦ : وَعَنْ اَبِیْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ۔

وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ – حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۸۶ : حضرت ابو علی طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اس کو آ جانا چاہئے خواہ وہ تنور ہی پر کیوں نہ ہو''۔ (ترمذی۔ نسائی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

٢٨٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کر لے''۔ (ترمذی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٨٨ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَیُّمَا امْرَاَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۸۸ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو عورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہو گی''۔ (ترمذی)

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۲۸۹ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"لَا تُؤْذِي امْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ! فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۸۹ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ''کوئی عورت جب اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو اس کی جنت میں ہونے والی اس کی بیوی حورعین کہتی ہے اس کو تو تکلیف مت دے۔ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔ پس وہ تیرے ہاں چند روز رہنے والا ہے۔ عنقریب وہ تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا''۔ (ترمذی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۲۹۰ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً هِيَ اَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۰ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مردوں کے لئے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ زیادہ نقصان دہ نہیں چھوڑا''۔ (بخاری و مسلم)

۳۶ : بَابُ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ

باب : اہل و عیال پر خرچ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة:۲۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتَاهَا﴾ [الطلاق:۷] وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ [سباء:۲۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور والد پر ان کا خرچہ اور کپڑے ہیں دستور کے مطابق''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''چاہئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگ دست ہو پس وہ اس میں سے خرچ کرے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کو دے رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جتنا اس کو دیا ہے اس سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بھی تم خرچ کرو کسی چیز میں سے وہ اس کو نائب (عوض) بنانے والے ہیں''۔ (سبا)

۲۹۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَّدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَّدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۹۱ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو کسی گردن چھڑانے کے لئے خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو کسی مسکین پر صدقہ کرے اور ایک وہ دینار ہے جس کو تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے ان میں سب سے زیادہ اجر والا وہ ہے جو تو اپنے اہل پر خرچ کرے گا''۔ (مسلم)

۲۹۲ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ وَیُقَالُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی عِیَالِهٖ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی دَآبَّتِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۹۲ : حضرت ابوعبداللہ اور کہا جاتا ہے ابوعبدالرحمٰن ثوبان بن بجدد' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام' روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''سب سے افضل دینار جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جس کو وہ اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے۔ پھر وہ دینار ہے جس کو وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے''۔ (مسلم)

۲۹۳ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِّیْ فِیْ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَجْرٌ اِنْ اُنْفِقُ عَلَیْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِکَتِهِمْ هٰکَذَا وَلَا هٰکَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ؟ فَقَالَ : "نَعَمْ لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۹۳ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ابوسلمہ سے میری جو اولاد ہے ان پر خرچ کرنے میں مجھے اجر ملے گا میں ان کو اس طرح تو نہیں چھوڑ سکتی کہ وہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھریں۔ بلاشبہ وہ میرے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں تیرے لئے ان پر خرچ کرنے میں اجر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۴ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِهِ الطَّوِیْلِ الَّذِیْ قَدَّمْنَاهُ فِیْ اَوَّلِ الْکِتَابِ فِیْ بَابِ النِّیَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیِ امْرَاَتِكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۹۴ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس طویل روایت جس کو ہم شروع کتاب میں باب النیہ میں ذکر کرآئے ہیں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہوگی اس پر اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو''۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۵ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةً یَحْتَسِبُهَا فَهِیَ لَهٗ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۹۵ : حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل پر کچھ خرچ کرتا ہے اس میں ثواب کا امیدوار ہو پس وہ اس کے لئے صدقہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَیْرُهٗ وَرَوَاهُ

۲۹۶ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے گناہ کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ (ان کا حق) ضائع کرے جن کا وہ ذمہ دار ہے۔ ابوداؤد وغیرہ' مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں معناً اس طرح روایت

مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ بِمَعْنَاهُ قَالَ : "كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهٗ"

کیا''۔ کَفٰی بِالْمَرْءِ ......: آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہاتھ کو اس سے روک لے جن کی خوراک کا ذمہ دار ہے۔

۲۹۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَا مِنْ يَّوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز صبح کو جب بندے اٹھتے ہیں تو دو فرشتے (آسمان) سے اترتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے اے اللہ مال خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا یہ کہتا ہے اے اللہ بخیل کے مال کو تلف فرما''۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ غِنًى وَّمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۹۸ : حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہت بہتر ہے اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کے تم ذمہ دار ہو۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کے بعد ہو جو آدمی (حرام سے) پاک دامنی طلب کرے اللہ اس کو پاک دامن بنا دیتے ہیں جو آدمی غناء طلب کرے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتے ہیں''۔ (بخاری)

۳۷ : بَابُ الْاِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ وَمِنَ الْجَيِّدِ

باب : پسندیدہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران:۹۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾

[البقرة:۲۶۷]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم کمال نیکی کو اس وقت نہیں پا سکتے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو اس چیز کو جس کو تم بہت چاہتے ہو''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں جو تم نے کمائی ہیں اور جن کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے خرچ کرو اور اس میں سے خبیث چیز کا قصد بھی نہ کرو کہ تم اس کو خرچ کرو''۔ (البقرہ)

۲۹۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ

۲۹۹ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار میں کھجوروں کے باغات کے لحاظ سے مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کے اموال میں بیرحاء سب سے زیادہ ان کو پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل بالمقابل تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا عمدہ پانی نوش

مَآءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ جَآءَ اَبُوْطَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ عَلَيْكَ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِىْ اِلَيَّ بَيْرُحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّىْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِى الْاَقْرَبِيْنَ" فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَّمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِىْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِىْ عَمِّهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ ﷺ : مَالٌ "رَابِحٌ" رُوِىَ فِى الصَّحِيْحِ "رَابِحٌ" وَ "رَايِحٌ" بِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبِالْيَآءِ الْمُثَنَّاةِ : اَىْ رَايِحٌ عَلَيْكَ نَفْعُهٗ ، وَ "بَيْرُحَآءُ" حَدِيْقَةُ نَخْلٍ، وَرُوِىَ بِكَسْرِ الْبَآءِ وَفَتْحِهَا۔

فرماتے۔ انس کہتے ہیں جب یہ آیت اتری ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کہ تم ہرگز کمال نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو اس چیز کو جس کو تم پسند کرتے ہو'۔ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ آیت اتاری ہے اور بلاشبہ میرے مالوں میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے بیرحاء ہے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے اجر اور ذخیرہ ہونے کے امیدوار ہوں۔ یا رسول اللہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کردہ سمجھ کے مطابق اس کو جہاں مناسب خیال کریں اس کو خرچ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب' خوب یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بڑا فائدہ مند مال ہے۔ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میری رائے میں اس کو تم اپنے اقربین میں تقسیم کر دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

رابحٌ کا لفظ رَایِحٌ بھی روایت میں آیا ہے یعنی اس کا نفع تمہاری طرف لوٹنے والا ہے۔

بَیْرُحَاءَ :اس کا معنی کھجور کا باغ ہے۔

۳۸ : بَابُ وُجُوْبِ اَمْرِهٖ اَهْلَهٗ وَاَوْلَادَهُ الْمُمَيِّزِيْنَ وَسَآئِرَ مَنْ فِىْ رَعِيَّتِهٖ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُخَالَفَةِ وَتَاْدِيْبِهِمْ وَمَنْعِهِمْ مِّنِ ارْتِكَابِ مَنْهِىٍّ عَنْهُ

بَاب ۳۸ : اپنے گھر والوں اور باعقل اولاد اور اپنے تمام ماتحتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت سے روکنا واجب ہے اور ممنوعہ کاموں کے ارتکاب کی حالت میں ان کی تادیب کرنا اور مخالفت سے ان کو منع کرنا ضروری ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ [طه:١٣٢] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ [تحريم:٦]

٣٠٠ : وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ : "إِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ"

وَقَوْلُهُ : "كِخْ كِخْ" يُقَالُ بِاِسْكَانِ الْخَاءِ وَيُقَالُ بِكَسْرِهَا مَعَ التَّنْوِيْنِ وَهِيَ كَلِمَةُ زَجْرٍ لِلصَّبِيِّ عَنِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَكَانَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَبِيًّا.

٣٠١ : وَعَنْ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ رَبِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهِ تَعَالَى وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"وَتَطِيْشُ" :تَدُوْرُ فِيْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ.

٣٠٢ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ،

جمے رہو“۔ (طٰہٰ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ!“ (تحریم)

۳۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کھجور صدقہ کی کھجوروں میں سے لے لی اور اس کو اپنے منہ میں ڈال لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے پھینک دو کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے“۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ”ہمارے لئے صدقہ کا مال حلال نہیں ہے“۔

امام نووی فرماتے ہیں کِخْ کِخْ یہ کاف کے فتحہ و کسرہ کے ساتھ ڈانٹ کا کلمہ ہے جو بچے کو ناپسندیدہ باتوں سے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔

۳۰۱: حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے ربیب) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں میں چھوٹا بچہ تھا۔ میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف چکر لگاتا (کیونکہ میں کھانے کے آداب سے واقف نہ تھا) اس پر آپؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ کا اوّلاً نام لو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اس ارشاد کے بعد ہمیشہ میرا کھانے کا یہی طریقہ بن گیا۔ (بخاری و مسلم)

تَطِيْشُ: پیالے کی اطراف میں گھومنا۔

۳۰۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ ہر ایک تم میں سے حاکم ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام نگران ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور عورت اپنے

وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ :فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ اس سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اسکی ذمہ داری کی باز پرس ہوگی۔ پس ہر ایک تم میں سے ذمہ دار اور نگران ہے اور اپنی ذمہ داری کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔

۳۰۳ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْآ اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَآءُ عَشْرٍ وَّفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۳۰۳ : حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد و دادا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور نماز کی وجہ سے ان کو مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستروں کو الگ الگ کر دو۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد) نے عمدہ اسناد سے روایت کیا۔

۳۰۴ : وَعَنْ اَبِيْ ثُرَيَّةَ سَبْرَةَ ابْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَلَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ : "مُرُو الصَّبِيَّ بِالصَّلٰوةِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ"۔

۳۰۴ : حضرت ابوثریہ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھا دو اور (اگر کوتاہی کریں تو) دس سال کی عمر میں ان کو مارو۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کے الفاظ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلٰوةِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ ہیں۔

۳۹ : بَابُ حَقِّ الْجَارِ وَالْوَصِيَّةِ بِهٖ

بَابٌ : پڑوسی کا حق اور اس کے ساتھ حسن سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾

[النساء:۳٦]

رب ذوالجلال والاکرام کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان (کا سلوک) کرو اور قربت والوں' یتیموں' مساکین' قرابت والے پڑوسیوں' اجنبی پڑوسیوں' اجنبی ساتھی' مسافروں اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں یعنی غلام وغیرہ کے ساتھ احسان کرو''۔ (النساء)

۳۰۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ

۳۰۵ : حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق مسلسل تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان

سَيُوَرِّثُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کیا کہ اس کو وراثت میں بھی شریک بنادیں گے۔(بخاری ومسلم)

۳۰۶ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَ هَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ :اِنَّ خَلِيْلِیْ ﷺ اَوْصَانِیْ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَ هَا ثُمَّ انْظُرْ اَهْلَ بَيْتٍ مِّنْ جِيْرَانِكَ فَاَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ"۔

۳۰۶ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا اے ابوذر جب تم سالن پکاؤ تو زیادہ پانی ڈال لیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔(مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو! پھر اپنے پڑوسیوں میں سے کسی گھر والے کو دیکھو اور ان کو اس میں سے بھلائی کا حصہ (سالن) پہنچاؤ۔

۳۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ" قِيْلَ :مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :"الَّذِیْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"لَا :يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَآئِقَهٗ"۔

"الْبَوَآئِقُ" :الْغَوَآئِلُ وَالشُّرُوْرُ۔

۳۰۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں۔ اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں۔عرض کیا گیا کون اے اللہ کے رسول ﷺ؟ ارشادفرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔(مسلم و بخاری) اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:''وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں''۔

بَوَائِقُ :شرارتیں اور خباثتیں۔

۳۰۸ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی پڑوسن دوسری پڑوسن کے لئے (ہدیہ کو) حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو۔(بخاری ومسلم)

۳۰۹ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :قَالَ :"لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا لِیْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ رُوِیَ خُشُبُهٗ "بِالْاِضَافَةِ وَالْجَمْعِ" وَرُوِیَ "خَشَبَةً" بِالتَّنْوِيْنِ عَلَى الْاِفْرَادِ – وَقَوْلُهٗ مَا لِیْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ' يَعْنِیْ عَنْ

۳۰۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی پڑوسی دوسرے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مخاطبین کو فرمانے لگے میں تم کو اس بات سے اعراض کرنے والا پاتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس (بات) کو تمہارے کندھوں کے درمیان ضرور پھینک کررہوں گا (یعنی ضرور بیان کروں گا)۔

خُشُبُهٗ اور خَشَبَةً دونوں طرح ہے۔ پہلا جمع دوسرا مفرد ہے۔

هٰذِهِ السُّنَّةَ۔

مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ یعنی تم اس سنت کو چھوڑنے والے ہو۔

۳۱۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۰: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ دے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری ومسلم)

۳۱۱ : وَعَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ۔

۳۱۱: حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے پڑوسی پر احسان کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے مہمان کا اکرام واحترام کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔ مسلم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے اس کے بعض الفاظ روایت کئے ہیں۔

۳۱۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ؟ قَالَ : اَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے میں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے''۔ (بخاری)

۳۱۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۳۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو پڑوسیوں کے لئے سب سے بہتر ہو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۴۰ : بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الْاَرْحَامِ

بَاب : والدین سے احسان اور رشتے داروں سے حسن سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور

وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ [النساء:١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ [الرعد:٢١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ [العنكبوت:٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ [الاسراء:٢٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ [لقمان:١٤]

قرابت والوں اور یتامیٰ و مساکین اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو کا ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں (غلام ولونڈیاں) ان سے بہتر سلوک کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اس اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داریوں کے بارے میں (توڑنے سے) ڈرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جس کے ملانے کا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کی نصیحت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تیرے رب نے حکم دیا کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں ہی تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف مت کہو اور نہ ڈانٹو اور ان دونوں سے ادب کی بات کرو اور ان کے سامنے عاجزی کے بازو کو جھکاؤ مہربانی سے اور ان کیلئے (ہماری بارگاہ میں اس طرح دعا کرو) اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما' جس طرح بچپن میں انہوں نے میری تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی اس کی ماں نے اس کو تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اس کو پیٹ میں اٹھایا اور اسکا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا۔ شکر کر میرا اور اپنے والدین کا''۔

٣١٤ : وَعَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِىَّ ﷺ: اَىُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ: "اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ: ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۴: حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے کہا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (بخاری و مسلم)

٣١٥ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَجْزِىْ وَلَدٌ وَالِدًا

۳۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی اولاد اپنے والد کے احسان کا

اِلَّا اَنْ يَّجِدَهُ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بدلہ نہیں دے سکتی مگر اس طرح کہ وہ اپنے والد کو غلام پا کر اسکو خرید کر آزاد کر دے"۔ (رواہ مسلم)

٣١٦ : وَعَنْهُ اَيْضًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو صلہ رحمی کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو اچھی طرح بات کہنی چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

٣١٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ :هٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ ، قَالَ : نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ بَلٰى ، قَالَ :"فَذٰلِكِ لَكِ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ :﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ : فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ"۔

۳۱۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا جب ان کی تخلیق سے فارغ ہو چکا تو رحم کھڑا ہوا اور کہا یہ وہ مقام ہے جس میں قطع رحمی سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہاں اے رحم کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اس سے تعلق جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرے۔ رحم نے جواب دیا کیوں نہیں۔ اللہ نے فرمایا یہ تیرے لئے (خاص ہے) پھر رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: تم اگر چاہو تو یہ آیت (اس بات کی تائید میں) پڑھ لو فَهَلْ عَسَيْتُمْ ...... پس عنقریب جب تمہیں اقتدار مل جائے تو تم زمین پر فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور ان کو بہرا اور اندھا کر دیا۔ (محمد) (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: فَقَالَ اللّٰهُ ...... کہ جو تجھ سے ملائے میں اس سے ملاؤں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا۔

٣١٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ؟ قَالَ "اُمُّكَ" قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ "اُمُّكَ" قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :"اَبُوْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ

۳۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا کون حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ پھر پوچھا پھر کون؟ تو ارشاد فرمایا تیری ماں۔ اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ (بخاری و مسلم)

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ – قَالَ : "اُمُّكَ" ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ "وَالصَّحَابَةُ" بِمَعْنٰى : الصُّحْبَةِ – وَقَوْلُهُ "ثُمَّ اَبَاكَ" هٰكَذَا هُوَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ :اَیْ ثُمَّ بِرَّ اَبَاكَ وَفِیْ رِوَايَةٍ :"ثُمَّ اَبُوْكَ" وَهٰذَا وَاضِحٌ۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں : مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ" یارسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اچھے سلوک کا کون حقدار ہے؟ ارشادفرمایاتمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھرتمہاری ماں پھرتمہاراباپ پھرتمہاراقریبی۔ الصُّحْبَةُ کا لفظ صحبت کا ہم معنی ہے۔ اَبَاكَ کا لفظ نصب سے آیا ہے۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یعنی بِرَّ اَبَاكَ اور دوسری روایت میں ثُمَّ اَبُوْكَ اور یہ زیادہ واضح ہے۔

۳۱۹ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ :اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۱۹ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو پھر خاک آلود ہو پھر خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا خواہ دونوں کو یا ان میں سے ایک کواور جنت میں داخل نہ ہوا (خدمت کر کے)۔(مسلم)

۳۲۰ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ – فَقَالَ :"لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"وَتُسِفُّهُمْ" بِضَمِّ التَّاءِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ "الْمَلُّ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَتَشْدِيْدِ اللَّامِ وَهُوَ الرَّمَادُ الْحَارُّ :اَیْ كَاَنَّمَا تُطْعِمُهُمُ الرَّمَادَ وَالْحَارَّ ، وَهُوَ تَشْبِيْهٌ لِّمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ اٰكِلَ الرَّمَادِ الْحَارِّ مِنَ الْاَلَمِ وَلَا شَیْءَ عَلٰى هٰذَا الْمُحْسِنِ اِلَيْهِمْ لٰكِنْ يَّنَالُهُمْ اِثْمٌ عَظِيْمٌ بِتَقْصِيْرِهِمْ فِیْ حَقِّهٖ وَاِدْخَالِهِمُ الْاَذٰى

۳۲۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں او وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں اور میں ان پر احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسی طرح ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو ان کے منہ میں گویا گرم راکھ ڈالتا ہے اور تیرے ساتھ ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا۔ جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔(رواہ مسلم)

تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ : گرم راکھ کھلانا۔ گویا تو ان کو گرم راکھ کھلاتا ہے۔ اس میں اس گناہ کو جو ان کو ملے گا گرم راکھ کھانے والے کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس سے تشبیہ دی گئی۔ اس محسن پر کچھ بھی گناہ نہ ہوگا لیکن ان کو بڑا گناہ ملے گا کیونکہ وہ اس کے حق میں کوتاہی برتنے والے ہیں اوراس کواذیت پہنچاتے ہیں۔ واللہ

عَلَيْهِ" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اعلم

۳۲۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَلَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنٰى : "يُنْسَاَلَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ" اَيْ يُؤَخَّرَ لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ وَعُمُرِهٖ۔

۳۲۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اس کو صلہ رحمی کرنی چاہئے''۔ (بخاری ومسلم)

يُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ : اس کی مدت مقررہ اور عمر میں تاخیر ہو۔

۳۲۲ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَخْلٍ وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران:۹۲] وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَقَسَّمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ بَنِيْ عَمِّهٖ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ بَيَانُ اَلْفَاظِهٖ فِيْ : بَابِ الْاِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ۔

۳۲۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں کھجوروں کے باغات کے لحاظ سے سب سے زیادہ مالدار تھے۔ ان کو اپنے اموال میں سب سے زیادہ بیرحاء پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں داخل ہوتے اور اس کا عمدہ پانی نوش فرماتے۔ جب یہ آیت اتری: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت اتاری ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ : اور بلاشبہ میرے مالوں میں سب سے زیادہ پسند مال بیرحاء ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کے اجر اور ذخیرہ ہونے کی امید کرتا ہوں۔ پس آپؐ اس کو جہاں چاہیں اپنی مرضی کے موافق خرچ فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب' بہت خوب یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے اور میں نے سن پایا جو تم نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے یارسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ اس کو اپنے اقارب اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

یہ روایت باب الانفاق میں گزری ہے۔

۳۲۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

۳۲۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلَی نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اُبَایِعُكَ عَلَی الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ : هَلْ لَّكَ مِنْ وَّالِدَیْكَ اَحَدٌ حَیٌّ؟ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ : فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی؟" قَالَ : نَعَمْ قَالَ : "فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا : جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِی الْجِهَادِ قَالَ : "اَحَیٌّ وَالِدَاكَ؟" قَالَ : نَعَمْ، قَالَ "فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ"۔

ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں آپؐ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس پر اجر کا خواہش مند ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تو واقعتہً اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ بخاری و مسلم کی متفقہ روایت میں یہ الفاظ ہیں: جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِی الْجِهَادِ قَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ نَعَمْ تو اس پر آپؐ نے فرمایا ان کی خدمت میں خوب کوشش کرو۔

۳۲۴ : وَعَنْهُ – عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِیْ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِیْ اِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"وَقَطَعَتْ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالطَّاءِ "وَرَحِمُهٗ" مَرْفُوْعٌ۔

۳۲۴: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو احسان کے بدلے میں احسان کرے بلکہ صلہ رحمی والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

رَحِمَہ مرفوع ہے۔

۳۲۵ : وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ : "مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۲۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم عرش سے لٹکی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ جو مجھے ملائے اللہ تعالیٰ اس کو ملائے اور جو مجھے کاٹے اللہ تعالیٰ اسے کاٹے''۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۶ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِیْدَةً وَّلَمْ تَسْتَاْذِنِ النَّبِیَّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ یَوْمُهَا الَّذِیْ یَدُوْرُ عَلَیْهَا فِیْهِ قَالَتْ اَشَعَرْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ اَعْتَقْتُ وَلِیْدَتِیْ؟ قَالَ : "اَوَ فَعَلْتِ؟" قَالَتْ نَعَمْ قَالَ : "اَمَا اِنَّكِ لَوْ

۳۲۶: حضرت ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لی جب وہ دن آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ہاں قیام تھا تو انہوں نے کہا کیا آپؐ نے محسوس کیا کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ایسا کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے ارشاد فرمایا اگر تم وہ اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تمہیں زیادہ اجر ملتا''۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۷ : وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِکَةٌ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّیْ قَالَ : نَعَمْ صِلِیْ اُمَّكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَقَوْلُهَا : "رَاغِبَةٌ" اَیْ طَامِعَةٌ فِیْمَا عِنْدِیْ تَسْاَلُنِیْ شَیْئًا قِیْلَ کَانَتْ اُمَّهَا مِنَ النَّسَبِ وَقِیْلَ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالصَّحِیْحُ الْاَوَّلُ۔

۳۲۷: حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری والدہ میرے پاس آئیں جبکہ وہ مشرکہ تھیں اور یہ آنحضرت ﷺ سے زمانہ معاہدہ کی بات ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا کہ میری والدہ میرے ہاں آئیں ہیں وہ چاہتی ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کروں کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلی رحمی کرو (اگرچہ وہ مشرک ہو) (بخاری و مسلم)

رَاغِبَةٌ: مجھ سے کسی چیز کی خواہاں ہیں۔ یہ ماں نسب سے تھیں یا رضاعت سے؟ زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ نسبی ماں تھی۔

۳۲۸ : وَعَنْ زَیْنَبَ الثَّقَفِیَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ" قَالَتْ : فَرَجَعْتُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ لَهٗ : اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِیْفُ ذَاتِ الْیَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْاَلْهُ فَاِنْ کَانَ ذٰلِكَ یُجْزِیْ عَنِّیْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰی غَیْرِکُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : بَلِ ائْتِیْهِ اَنْتِ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَاجَتِیْ حَاجَتُهَا وَکَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُلْقِیَتْ عَلَیْهِ الْمَهَابَةُ فَخَرَجَ عَلَیْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهٗ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَیْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ : اَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰی اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰی اَیْتَامٍ فِیْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ

۳۲۸: حضرت زینب بنت ثقفیہ رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کرو خواہ اپنے زیورات ہی سے ہو۔ حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ کر آئی اور ان سے کہا تم تھوڑے مال والے آدمی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ اگر وہ تم پر خرچ کر دوں تو کیا مجھے کفایت کر جائے گا یا دوسروں پر خرچ کروں۔ مجھے عبد اللہ نے کہا تم خود جا کر دریافت کرو (یہ زیادہ مناسب ہے) پس میں حاضر خدمت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری عورت بھی رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر میرے والی حاجت لے کر کھڑی تھی اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعب دیا گیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جا کر عرض کرو کہ دو عورتیں آپؐ سے مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں۔ کہ کیا ان کو صدقہ اپنے خاوندوں اور زیر پرورش یتیموں پر کرنا

نَحْنُ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : فَسَأَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ هُمَا؟" قَالَ : امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ زَيْنَبُ – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَیُّ الزَّيَانِبِ هِیَ؟" قَالَ امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

درست ہے اور آپؐ کو ہمارے ناموں کی اطلاع مت دو حضرت بلال رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ دو عورتیں کون ہیں؟ تو بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ایک انصاری عورت اور دوسری زینب۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: کونسی زینب؟ کہا عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو (بتلاؤ کہ) انہیں دوگنا اجر ملے گا ایک قرابت کا اجر اور دوسرا صدقہ کا اجر۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۹ : وَعَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ صَخْرِ ابْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِیْ قِصَّةِ هِرَقْلَ اِنَّ هِرَقْلَ قَالَ لِاَبِیْ سُفْيَانَ – فَمَا ذَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ؟ يَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ : يَقُوْلُ : اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ اٰبَاؤُكُمْ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۹ : حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی طویل حدیث جو قصہ ہرقل (شاہ روم) سے متعلق ہے' میں روایت کرتے ہیں کہ ہرقل نے مجھے کہا وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا وہ کہتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ان باتوں کو چھوڑ دو جو تمہارے آباؤ واجداد کہتے ہیں اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ نماز ادا کرو اور صدقہ کرو اور پاک دامنی اختیار کرو اور صلہ رحمی سے پیش آؤ''۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۰ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا يُّذْكَرُ فِيْهَا الْقِيْرَاطُ" وَفِیْ رِوَايَةٍ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِیَ اَرْضٌ يُّسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَيْرًا : فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا" وَفِیْ رِوَايَةٍ : "فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا "اَوْ قَالَ " ذِمَّةً وَّصِهْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۳۰ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم عنقریب ایسی سرزمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا تذکرہ ہوتا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِیَ اَرْضٌ ......'' تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے اس سرزمین میں قیراط کا لفظ بولا جاتا ہے وہاں کے لوگوں سے بھلائی کا سلوک کرنا کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ ذمہ اور رشتہ ہے اور دوسری روایت میں: ''فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا ......'' (مسلم) کہ جب تم اس کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ ذمہ اور رشتہ ہے یا فرمایا ذمہ اور سسرالی تعلق ہے۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ : الرَّحِمُ الَّتِیْ لَهُمْ كَوْنُ هَاجَرَ اُمِّ اِسْمَاعِيْلَ ﷺ مِنْهُمْ – "وَالصِّهْرُ" كَوْنُ مَارِيَةَ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

علماء نے فرمایا رحم سے مراد ہاجرہ ام اسماعیل علیہ السلام کا ان میں سے ہونا ہے اور صہر کا مطلب ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ

مِنْهُمْ۔

کا ان میں سے ہونا ہے۔

۳۳۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ وَقَالَ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ، یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ، یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ، یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۳۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ ''کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ'' اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت دی۔ وہ عام وخاص سارے جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد شمس اور اے بنی کعب بن لوی اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی مرہ بن کعب اپنے کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی عبد مناف اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی ہاشم! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی عبد المطلب اپنے کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ اپنے آپ کو تو آگ سے بچا۔ میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ سوائے اس کے کہ تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے۔ میں اس کا ضرور پاس کروں گا (یعنی دنیاوی اعتبار سے اور اسے دنیاوی معاملات کی حد تک ضرور ملحوظ خاطر رکھوں گا)۔

بِبِلَالِهَا قَوْلُهُ ﷺ هُوَ بِفَتْحِ الْبَاءِ الثَّانِیَةِ وَکَسْرِهَا "وَالْبِلَالُ" الْمَاءُ - وَمَعْنَی الْحَدِیْثِ: سَاَصِلُهَا شَبَّهَ قَطِیْعَتَهَا بِالْحَرَارَةِ تُطْفَاُ بِالْمَاءِ وَهٰذِهٖ تُبَرَّدُ بِالصِّلَةِ۔

بِبِلَالِهَا : اَلْبِلَالُ پانی۔ معنی اس روایات کا یہ ہے کہ میں صلہ رحمی کروں گا (مسلم)

قطع رحمی کو حرارت سے تشبیہ دی جس کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ رحم کو ٹھنڈک صلہ رحمی سے ہوتی ہے۔

۳۳۲ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَیْرَ سِرٍّ یَقُوْلُ :"اِنَّ اٰلَ بَنِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا بِاَوْلِیَائِیْ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنْ لَّهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ — وَاللَّفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

۳۳۲ : حضرت ابوعبد اللہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے طور پر فرماتے سنا۔ خفیہ نہیں کہ آل نبی فلاں میرے دوست نہیں میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک مؤمن ہیں البتہ ان کی رشتہ داری ہے جس کا لحاظ رکھوں گا۔ (بخاری ومسلم)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

۳۳۳ : وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : یَا

۳۳۳ : حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ – فَقَالَ النَّبِیّ : "تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا اور نماز کو قائم کر اور زکوٰۃ ادا کرتا رہ اور صلہ رحمی کیا کر (بخاری ومسلم)

۳۳۴ : وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : قَالَ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ ، فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ تَمْرًا فَالْمَآءِ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ" وَقَالَ : "الصَّدَقَةُ عَلَی الْمِسْكِیْنِ صَدَقَةٌ ، وَعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۳۳۴ : حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو اسے کھجور سے افطار کرنا چاہئے کیونکہ وہ برکت والی چیز ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی کے ساتھ اس لئے کہ وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اور فرمایا مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ دو صدقے ہیں۔ ایک صدقہ اور دوسرے صلہ رحمی۔ ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۳۳۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ تَحْتِیْ امْرَاَةٌ وَّكُنْتُ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ یَكْرَهُهَا فَقَالَ لِیْ : طَلِّقْهَا فَاَبَیْتُ فَاَتٰی عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "طَلِّقْهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۳۳۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے مجھے محبت تھی مگر عمر اس کو پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے فرمایا اس کو طلاق دے دو میں نے انکار کر دیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کو طلاق دے دو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۶ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ امْرَاَةً وَّاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِهَا؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۳۳۶ : حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے حکم دیتی ہے کہ میں اس کو طلاق دے دوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے پس اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کو ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۷ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ

۳۳۷ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ- وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ : مِنْهَا حَدِيْثُ اَصْحَابِ الْغَارِ ' وَحَدِيْثُ جُرَيْجٍ وَّقَدْ سَبَقَا ' وَاَحَادِيْثُ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ حَذَفْتُهَا اخْتِصَارًا وَمِنْ اَهَمِّهَا حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الطَّوِيْلُ الْمُشْتَمِلُ عَلٰى جُمَلٍ كَثِيْرَةٍ مِّنْ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ وَاٰدَابِهٖ وَسَاَذْكُرُهٗ بِتَمَامِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ بَابِ الرَّجَآءِ قَالَ فِيْهِ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ يَعْنِيْ فِيْ اَوَّلِ النُّبُوَّةِ فَقُلْتُ لَهٗ :مَا اَنْتَ؟ قَالَ :"نَبِيٌّ" فَقُلْتُ : "وَمَا نَبِيٌّ؟" قَالَ : اَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى : فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ :"اَرْسَلَنِيْ" بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكَ بِهٖ شَيْءٌ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس باب کے متعلق صحیح میں بہت سی احادیث مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث اصحاب غار والی اور حدیث جریج ہر دو گزر چکی ہیں۔ ان احادیث مشہورہ کو میں نے خود حذف کر دیا ہے۔ ان میں سے زیادہ اہم روایت حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی ہے۔ طویل روایت ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے بہت سے قواعد پر مشتمل ہے اس کو مکمل باب الرجاء میں ذکر کیا جائے گا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ میں یعنی ابتداء نبوت میں حاضر ہوا۔ میں نے سوال کیا آپ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے صلہ رحمی اور بتوں کو توڑ پھینکنے کے لئے بھیجا ہے اور اس بات کے ساتھ بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور تمام حدیث بیان فرمائی۔ واللہ اعلم

٤١: بَابُ تَحْرِيْمِ الْعُقُوْقِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ

باب: قطع رحمی اور نافرمانی کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ"﴾ [محمد:۲۲'۲۳] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''پس یقیناً قریب ہے کہ تمہیں اقتدار مل جائے تو زمین میں فساد کرنے لگو اور قطع رحمی کرو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اور ان کو بہرہ اور انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا''۔ (محمد)

ارشاد جل مجدہ ہے: ''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پختہ وعدوں کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو کاٹتے ہیں ان لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے''۔ (الرعد)

الدَّارِ﴾ [الرعد:۲۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾

[الاسراء:۲۳]

اللہ جل مجدہ نے فرمایا اور تیرے رب نے حکم دیا کہ تم اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر تمہارے سامنے ان میں سے کسی ایک کا بڑھاپا آ جائے یا دونوں کا بڑھاپا تو ان کو اُف تک مت کہو اور ان کو ڈانٹو مت اور اچھی بات ان کو کہو اور عاجزی کے بازو کو ان کے لئے جھکا دو اور اس طرح (ہماری بارگاہ میں) کہو اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری تربیت و پرورش کی''۔ (الاسراء)

۳۳۸ : وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا : قُلْنَا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ : "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ ، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۸ : حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ نہ بتلا دوں؟'' آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہؐ۔ ارشاد فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا' (۲) والدین کی نافرمانی' آپؐ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اچھی طرح سن لو جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر آپؐ اس کو مسلسل دہراتے رہے (تاکیداً) یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں (بخاری و مسلم)

۳۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" اَلَّتِیْ يَحْلِفُهَا كَاذِبًا عَامِدًا سُمِّيَتْ غَمُوْسًا لِاَنَّهَا تَغْمِسُ الْحَالِفَ فِی الْاِثْمِ۔

۳۳۹ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا (۴) اور جھوٹی قسم اٹھانا۔ (بخاری و مسلم)

اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ : جان بوجھ کر کھائی جانے والی جھوٹی قسم کیونکہ وہ قسم اٹھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے۔

۳۴۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ

۳۴۰ : حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بڑے گناہوں میں سے آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا کیا آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں! یہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دے اور وہ جواباً اِس

"يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ! قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔

کے باپ کو۔ اسی طرح یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کی ماں کو۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے تو صحابہ نے عرض کیا آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرتا ہے؟ فرمایا دوسرے کے باپ کو گالی دے اور وہ اس کے باپ کو اور یہ اُس کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کی ماں کو۔

۳۴۱ : وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ" قَالَ سُفْيَانُ فِيْ رِوَايَتِهٖ يَعْنِيْ قَاطِعَ رَحِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۴۱ : ابومحمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا"۔ سفیان راوی نے اپنی روایت میں لفظ قاطع رحم ذکر کئے (معنی میں فرق نہیں)۔ (بخاری و مسلم)

۳۴۲ : وَعَنْ اَبِيْ عِيْسٰى الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۴۲ : حضرت ابوعیسیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا اور ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنے اور بلاضرورت سوال اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کو حرام قرار دیا اور فضول بحث مباحثہ کو اور کثرتِ سوال کو اور مال کو بے جا ضائع کرنے کو تمہارے لئے ناپسند فرمایا۔

قَوْلُهٗ "مَنْعًا" مَعْنَاهُ: مَنْعُ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ "وَهَاتِ" طَلَبُ مَا لَيْسَ لَهٗ "وَوَاْدُ الْبَنَاتِ" مَعْنَاهُ وَدَفْنُهُنَّ فِي الْحَيٰوةِ۔ "وَقِيْلَ وَقَالَ" مَعْنَاهُ: الْحَدِيْثُ بِكُلِّ مَا يَسْمَعُهٗ فَيَقُوْلُ قِيْلَ كَذَا وَقَالَ فُلَانٌ كَذَا مِمَّا لَا يَعْلَمُ صِحَّتَهٗ وَلَا يَظُنُّهَا وَكَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ "وَاِضَاعَةُ الْمَالِ" تَبْذِيْرُهٗ وَصَرْفُهٗ فِيْ غَيْرِ الْوُجُوْهِ الْمَاْذُوْنِ فِيْهَا مِنْ مَّقَاصِدِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَتَرْكُ حِفْظِهٖ مَعَ اِمْكَانِ الْحِفْظِ۔ "وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ" اَلْاِلْحَاحُ فِيْمَا لَا

مَنْعًا: جس کا خرچ کرنا ضروری ہے اس کو روکنا۔ وَهَاتِ: اس چیز کو مانگنا جو اس کے لئے مناسب نہ ہو اور اس کی نہ ہو۔ وَاْدُ الْبَنَاتِ: زندہ درگور کرنا ہے۔ قِيْلَ وَقَالَ: جو سنے اس کو بیان کرنے لگے اور یوں کہے یوں کہا گیا اور فلاں نے یوں کہا حالانکہ اس کو اس کے صحیح' غلط کا علم نہ ہو اور نہ اس کا گمان غالب ہو اور آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ہر سنی سنائی کہہ ڈالے۔ اِضَاعَةُ الْمَالِ: مال کا ضائع کرنا' فضول خرچ کرنا اور اس کا ان مقامات پر خرچ کرنا جو نامناسب ہوں اور آخرت و دنیا کے معاملات سے ان کا تعلق نہ ہو اور حفاظت کی حتی الامکان قدرت کے باوجود حفاظت نہ کرنا و کثرت سے وسوال کرنا۔ مراد یہ ہے جس چیز کی

حَاجَةَ اِلَيْهِ- وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ سَبَقَتْ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ كَحَدِيْثِ : وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكِ" وَحَدِيْثٌ :"مَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ"۔

ضرورت نہ ہو اس میں بہت اصرار کرنا اور اس باب میں اور روایات بھی ہیں جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔ مثلاً حدیث وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكِ اور حدیث مَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ ' ۳۱۷' ۳۲۵۔

٤٢ : بَابُ بِرِّ اَصْدِقَاءِ الْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاَقَارِبِ وَالزَّوْجَةِ وَسَائِرِ مَنْ يُنْدَبُ اِكْرَامُهُ

بَاب ۴۲: ماں' باپ کے دوستوں اور رشتہ داروں اور بیوی اور تمام وہ لوگ جن کا اکرام مستحب ہے

٣٤٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۴۳ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے تعلق جوڑے''۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاْسِهِ قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ فَقُلْنَا لَهُ :اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ وُدَّ اَبِيْهِ".رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی عبداللہ کو مکہ کے راستہ میں ملا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا اور اس کو اپنے گدھے پر سوار کیا جس پر خود سوار تھے اور اس کو وہ عمامہ عنایت کیا جو ان کے سر پر بندھا ہوا تھا۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ یہ دیہاتی لوگ تو معمولی چیز پر بھی راضی ہو جاتے ہیں۔ (اور آپ نے اس کو اپنا عمامہ عنایت فرما دیا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس کا باپ میرے والد کا دوست تھا اور بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے بیشک سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے بھلائی کا سلوک کرے۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ :

عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَّتَرَوَّحُ عَلَيْهِ اِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ وَعِمَامَةٌ يَّشُدُّ بِهَا رَاْسَهُ فَبَيْنَا هُوَ يَوْمًا عَلٰى ذٰلِكَ الْحِمَارِ اِذْ مَرَّ بِهِ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ :اَلَسْتَ ابْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ؟

اور ایک روایت میں ہے جو انہی ابن دینار کے واسطہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عبداللہ مکہ جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا جس پر سواری کر کے وہ آرام حاصل کرتے جب اونٹ پر سواری سے اکتا جاتے اور ایک پگڑی جس کو وہ سر پر باندھ لیتے۔ اس دوران کہ وہ ایک دن گدھے پر سوار جا رہے تھے کہ ان کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا۔ آپ نے اسے فرمایا کیا

قَالَ : بَلٰى فَاَعْطَاهُ الْحِمَارَ فَقَالَ ارْكَبْ هٰذَا وَاَعْطَاهُ الْعِمَامَةَ وَقَالَ : اشْدُدْ بِهَا رَاْسَكَ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ : غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اَعْطَيْتَ هٰذَا الْاَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ وَعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَاْسَكَ؟ فَقَالَ : اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ وَاِنَّ اَبَاهُ كَانَ صَدِيْقًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ" رَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ كُلَّهَا مُسْلِمٌ۔

تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے وہ گدھا اس کو دے دیا اور فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اور اس کو عمامہ عنایت فرمایا اور فرمایا اس کو اپنے سر پر باندھ لے۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ آپؓ نے اس دیہاتی کو گدھا دے دیا حالانکہ آپؓ اس کی سواری سے راحت حاصل کرتے تھے اور پگڑی دے دی جس کو اپنے سر پر باندھتے تھے۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ بے شک عظیم نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے ان کے چلے جانے کے بعد اور اس کا والد عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ یہ تمام روایات مسلم نے روایت کی ہیں۔

۳۴۴ : وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ "بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ" مَالِكِ بْنِ رَبِيْعَةَ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ فَقَالَ : "نَعَمِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا ، وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۴۴ : ابوسعید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی آ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی نیکی ایسی رہ گئی جو میں اپنے والدین کی موت کے بعد ان کے سلسلہ میں کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان دونوں کے لئے دعا اور استغفار اور ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور ان رشتوں کی صلہ رحمی جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام۔

(ابوداؤد)

۳۴۵ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَآئِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَانَ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ : فَيَقُوْلُ : "اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ" مُتَّفَقٌ

۳۴۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی غیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہ تھا (وجہ غیرت یہ تھی) کہ آپ ﷺ ان کا اکثر تذکرہ فرماتے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کے اعضاء الگ الگ کرتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ارسال فرماتے۔ بسا اوقات میں آپؐ سے کہہ دیتی کہ گویا دنیا میں اور کوئی عورت سوائے خدیجہ کے نہیں ہے۔ اس پر آپؐ فرماتے وہ بیشک اور تھی (یعنی ایسی خوبیوں والی) اور میری اولاد بھی

عَلَيْهِ ۔ وَفِي رِوَايَةٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسْعَهُنَّ – وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ يَقُولُ: "أَرْسِلُوا بِهَا إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ" وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ"۔

اسی سے ہوئی (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپؐ بکری ذبح کرتے تو ان کو اتنا گوشت بھیجتے جو ان کو کافی ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر آپ بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس کو خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیج دو اور ایک روایت میں ہے ہالہ بنت خویلد یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے رسول اللہ ﷺ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے ایسا محسوس کیا کہ خدیجہ اجازت مانگ رہی ہیں۔ پس اس سے آپؐ کو بہت خوشی ہوئی اور فرمایا یا اللہ یہ ہالہ بنت خویلد ہے۔

قَوْلُهَا "فَارْتَاحَ" هُوَ بِالْحَاءِ وَفِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ لِلْحُمَيْدِيِّ: "فَارْتَاعَ بِالْعَيْنِ وَمَعْنَاهُ: اهْتَمَّ بِهِ۔

امام حمیدی کی کتاب اَلْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ میں فَارْتَاحَ کی بجائے فَارْتَاعَ ہے۔ اس کا معنی غمگین ہونا ہے (خدیجہ کی یاد آنے کی وجہ سے)۔

٣٤٦ : وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِي فَقُلْتُ لَهُ: لَا تَفْعَلْ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا آلَيْتُ عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا أَصْحَبَ أَحَدًا مِّنْهُمْ إِلَّا خَدَمْتُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۴۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا (میری کم عمری کے باوجود) وہ میری خدمت کرتے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ انہوں نے فرمایا میں نے انصار کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی طرح کرتے تھے تو میں نے بھی قسم کھالی ہے کہ جس کسی انصاری کے بھی میں ساتھ جاؤں گا میں اس کی خدمت کروں گا (بخاری و مسلم)

٤٣: بَابُ إِكْرَامِ أَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا اکرام اور ان کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ [الاحزاب:۳۳] قَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج:۳۲]

ربّ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اے اہل بیت اور تم کو پاک کر دے''۔ (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج)

٣٤٧ : وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا

۳۴۷: یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمرو بن

وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ : لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ سَمِعْتَ حَدِيْثَهٗ وَغَزَوْتَ مَعَهٗ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهٗ ، لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :يَا ابْنَ اَخِىْ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّىْ وَقَدُمَ عَهْدِىْ وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِىْ كُنْتُ اَعِىْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ ثُمَّ قَالَ :قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَآءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ : اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِىَ رَسُوْلُ رَبِّىْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ" فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ "وَاَهْلُ بَيْتِىْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِىْ اَهْلِ بَيْتِىْ فَقَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ اَلَيْسَ نِسَآؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ؟ قَالَ نِسَآؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ قَالَ وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ : هُمْ اٰلُ عَلِىٍّ وَّاٰلُ عَقِيْلٍ وَّاٰلُ جَعْفَرٍ وَّاٰلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰٓؤُلَآءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ : اَلَا وَاِنِّىْ تَارِكٌ فِيْكُمْ

مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھ گئے تو ان کو حصین نے کہا اے یزید آپ نے بہت سی بھلائیاں پائی ہیں۔آپ نے حضورؐ کی زیارت کی آپؐ کی باتیں سنیں' آپؐ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی اور آپؐ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔غرضیکہ اے زید آپ میں بہت سی بھلائیاں پائیں۔آپ ہمیں کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے رسول اللہؐ سے سنی ہو۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہوگئی اور زمانہ بھی میرا کافی گزر گیا میں رسول اللہؐ کی بعض باتیں بھول گیا جو مجھے یاد تھیں۔پس جو باتیں میں بیان کروں ان کو قبول کرلو اور جو نہ بیان کروں اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔پھر فرمایا ایک دن رسول اللہؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان ''خم'' نامی چشمہ پر خطبہ دینے کے لئے ہم میں کھڑے ہوئے۔پس آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور وعظ ونصیحت اور تذکیر فرمائی اور پھر فرمایا امابعد! خبردار اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کی بات مان لوں۔میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ان میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو۔پس آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کیلئے اُبھارا اور اس کی طرف ترغیب دلائی۔پھر فرمایا اور (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں تم کو اپنے اہل بیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔حصین نے کہا کیا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت نہیں؟ تو زید نے فرمایا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن اہل بیت سے یہاں مراد وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا۔حصین نے پوچھا وہ کون ہیں؟ زید نے کہا وہ اولادِ علی' اولادِ عقیل' اولادِ جعفر' اولادِ عباس ہیں۔کیا یہ تمام وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟ تو زید نے کہا ہاں (مسلم) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَلَا وَاِنِّىْ ...... کہ میں تم میں دو بھاری

ثَقَلَيْنِ : اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ ، مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ۔

چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک ان میں کتاب اللہ ہے: هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ...... وہ اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔

۳۴۸ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ اَنَّهٗ قَالَ : ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۴۸ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ انہی پر موقوف ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے سلسلہ میں خیال رکھو۔ (بخاری)

مَعْنٰى "ارْقُبُوْهُ" رَاعُوْهُ وَاحْتَرِمُوْهُ وَاَكْرِمُوْهُ ، وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ارْقُبُوْهُ کا معنی ان کی رعایت کرو اور ان کا اکرام و احترام کرو۔ واللہ اعلم

٤٤: بَابُ تَوْقِيْرِ الْعُلَمَآءِ وَالْكِبَارِ وَاَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِيْمِهِمْ عَلٰى غَيْرِهِمْ ، وَرَفْعِ مَجَالِسِهِمْ ، وَاِظْهَارِ مرتبتهم

بَابٌ : علماء، بڑوں اور فضیلت والے لوگوں کی عزت کرنا اور ان کو دوسروں سے مقدم کرنا اور ان کو اُونچے مقام پر بٹھانا اور ان کے مرتبے کا پاس کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ؟ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [الزمر:۹]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فرما دیں اے پیغمبر (ﷺ) کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے؟ بے شک نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں''۔ (الزمر)

۳۴۹ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِيِّ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ ، فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً ، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ ، وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ : "فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا" بَدَلَ "سِنًّا" اَيْ اِسْلَامًا – وَفِيْ رِوَايَةٍ "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ

۳۴۹ : حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کی امامت وہ کرائے جو کتاب اللہ کو سب سے زیادہ پڑھنے والا ہو اگر قراءت میں برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو سنت سے زیادہ واقفیت رکھنے والا ہو۔ پس اگر وہ علم سنت میں برابر ہوں تو وہ جو ان میں سے پہلے ہجرت کرنے والا ہو پس اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو پھر عمر میں جو بڑا ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے غلبہ والی جگہ میں امامت نہ کروائے اور نہ اس کے گھر میں اس کی مخصوص نشست گاہ پر بیٹھے سوائے اس کی اجازت کے۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں سناً کی بجائے سلمًا یا اسلامًا کے الفاظ ہیں کہ جو اسلام میں ان میں سبقت کرنے والا ہو۔ اور ایک

وَاَقْدَمُهُمْ قِرَآءَةً فَاِنْ كَانَتْ قِرَآءَتُهُمْ سَوَآءً فَيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِى الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا " وَالْمُرَادُ" بِسُلْطَانِهِ مَحَلُّ وِلَايَتِهِ اَوِ الْمَوْضِعُ الَّذِىْ يَخْتَصُّ بِهِ "وَتَكْرِمَتُهُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَهِىَ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ مِنْ فِرَاشٍ وَّسَرِيْرٍ وَّنَحْوِهِمَا.

روایت میں ہے کہ قوم کی امامت ان میں سے بڑا قاری کروائے جو قراءت میں سب سے زیادہ ماہر ہو اگر ان کی قراءت برابر ہو تو پھر ان میں جو پہلے ہجرت کرنے والا ہو اور اگر ہجرت میں برابر ہوں تو ان میں سے جو عمر میں بڑا ہو۔

بِسُلْطَانِہٖ سے مراد اس کے اثر و حکومت کی جگہ یا وہ جگہ جو اس کے ساتھ خاص ہے۔

تَكْرِمَتُهُ: مخصوص نشست گاہ یا بستر۔

٣٥٠ : وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِى الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ : "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِيَنِىْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ ﷺ "لِيَلِنِىْ" هُوَ بِتَخْفِيْفِ النُّوْنِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَآءٌ: وَرُوِىَ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ مَعَ يَآءٍ قَبْلَهَا. "وَالنُّهٰى" : الْعُقُوْلُ وَاُولُوا الْاَحْلَامِ" هُمُ الْبٰلِغُوْنَ، وَقِيْلَ اَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ.

٣٥٠: حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کندھوں کو چھوتے نماز میں (کھڑے ہونے کے وقت) اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی اور میرے قریب تم میں سے عقل و سمجھ والے کھڑے ہوں۔ پھر وہ جو ان سے قریب ہوں (عقل و عمر کے لحاظ سے)۔ (مسلم)

لَيَلِيَنِّىْ لِيَلِنِىْ بھی مروی ہے۔

النُّهٰى جمع نُهْيَةٌ عقلیں۔

اُولُو الْاَحْلَامِ : بالغ یا حلم و فضیلت والے۔

٣٥١ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لِيَلِنِىْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ثَلَاثًا وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٣٥١: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چاہئے کہ تم میں سے میرے قریب عقل و سمجھ والے لوگ کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہوں (سمجھ میں) آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی اور پھر فرمایا بازاروں کے شور و غل سے بچو۔ (مسلم)

٣٥٢ : وَعَنْ اَبِىْ يَحْيٰى وَقِيْلَ اَبِىْ مُحَمَّدٍ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ "بِفَتْحِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ" الْاَنْصَارِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِىَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ

٣٥٢: حضرت ابو یحییٰ بعض نے کہا ابو محمد سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کی طرف گئے اور یہ صلح کے ایام تھے۔ پس وہ دونوں جدا ہوئے۔ جب محیصہ واپس عبداللہ بن سہل کے پاس لوٹے تو عبداللہ کو خون میں لت پت مقتول پایا۔ پاس ہی اس

فَتَفَرَّقَا فَاَتٰی مُحَیِّصَۃُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَھْلٍ وَّمُحَیِّصَۃُ وَھُوَ یَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِہٖ قَتِیْلًا فَدَفَنَہٗ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَھْلٍ وَّمُحَیِّصَۃُ وَحُوَیِّصَۃُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذَھَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ : "کَبِّرْ کَبِّرْ" وَھُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَکَتَ فَتَکَلَّمَا فَقَالَ : "اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَکُمْ؟" وَذَکَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَقَوْلُہٗ ﷺ : "کَبِّرْ کَبِّرْ" مَعْنَاہُ : یَتَکَلَّمُ الْاَکْبَرُ۔

کو دفن کیا پھر مدینہ آئے۔ پھر عبد الرحمٰن بن سہل اور محیصہ اور حویصہ مسعود کے دونوں بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عبدالرحمٰن نے گفتگو شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بڑا آدمی بات کرے اور عبد الرحمٰن تو سب میں چھوٹے تھے اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ پس محیصہ اور حویصہ مسعود کے دونوں بیٹوں نے گفتگو کی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم قسم اٹھاتے اور اپنے مقتول کے قاتل سے حق طلب کرتے ہو۔ مکمل روایت ذکر کی۔

کَبِّرْ کَبِّرْ: تم میں سے بڑا اسے کلام کرے۔

۳۵۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ یَعْنِیْ فِی الْقَبْرِ ثُمَّ یَقُوْلُ : "اَیُّھُمَا اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ؟ فَاِذَا اُشِیْرَ لَہٗ اِلٰی اَحَدِھِمَا قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ، رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۵۳ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ احد کے مقتولین میں دو دو کو ایک قبر میں جمع فرماتے تھے۔ پھر فرماتے ان میں سے کون قرآن کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے والا تھا؟ پس ان میں سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اس کو قبر میں پہلے رکھتے (یعنی لحد میں قبلہ کی جانب مقدم فرماتے)۔ (بخاری)

۳۵۴ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّکُ بِسِوَاکٍ فَجَآءَنِیْ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاکَ الْاَصْغَرَ فَقِیْلَ لِیْ : کَبِّرْ فَدَفَعْتُہٗ اِلَی الْاَکْبَرِ مِنْھُمَا"

رَوَاہُ مُسْلِمٌ مُسْنَدًا وَّالْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا۔

۳۵۴ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں پھر میرے پاس دو آدمی آئے۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دیں، تو میں نے بڑے کو دے دی۔

(مسلم نے مسنداً اور بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے)

۳۵۵ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَالْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ

۳۵۵ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ کی عزت و احترام بجا لانے میں سے یہ بھی ہے کہ (۱) سفید داڑھی والے مسلمان (۲) قرآن کا حافظ جو اس میں غلو کرنے والا نہ ہو اور نہ ہی اس سے جفا اور زیادتی کرنے والا ہو اور (۳) انصاف والے بادشاہ

اَبُوْدَاوٗدَ۔

کا اکرام کرنا۔ (ابوداؤد)

٣٥٦ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ : حَقَّ كَبِيْرِنَا"۔

۳۵۶ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب اور دادا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کے مرتبہ کو نہ پہچانا''۔ (ابوداؤد ترمذی حدیث صحیح)

ابوداؤد کی روایت میں حَقَّ کَبِیْرِنَا کے الفاظ ہیں کہ بڑوں کا حق نہ پہچانا۔

٣٥٧ : وَعَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّ بِهَا سَآئِلٌ فَاَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَّمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَاَقْعَدَتْهُ فَاَكَلَ فَقِيْلَ لَهَا فِيْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ لٰكِنْ مَيْمُوْنٌ : لَمْ يُدْرِكْ عَآئِشَةَ وَقَدْ ذَكَرَهٗ مُسْلِمٌ فِيْ اَوَّلِ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا فَقَالَ : وَذُكِرَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُّنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ، وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ كِتَابِهٖ ، مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ" وَقَالَ :هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۵۷ : حضرت میمون بن ابی شبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا انہوں نے اس کو روٹی کا ٹکڑا عنایت فرمایا۔ پھر ایک آدمی گزرا جس نے اچھے کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کی حالت بھی اچھی تھی۔ آپ نے اس کو بٹھایا پس اس نے کھانا کھایا۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو ان کے مرتبوں پر اتارو (یعنی مراتب کا لحاظ رکھو) (ابوداؤد) میمون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا۔ امام مسلم نے اس روایت کو معلق ذکر کیا ہے اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ تم لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ اس روایت کو حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں ذکر کیا' اور کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

٣٥٨ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ : يَا

۳۵۸ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے پاس ٹھہرے اور حر ان لوگوں میں سے تھے جن کو عمر رضی اللہ عنہ قریب کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجلس مشاورت کے ارکان قراء تھے خواہ ادھیڑ عمر ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے برادر زادے تمہیں اس امیر کے ہاں خاص مقام حاصل ہے۔ مجھے ان سے

ابْنَ اَخِیْ لَکَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِیْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَیْهِ فَاسْتَاْذَنَ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِیَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ: فَوَ اللّٰهِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْکُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰی هَمَّ اَنْ یُّوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ﴾ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔ وَ اللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِیْنَ تَلَاهَا عَلَیْهِ وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ملنے کی اجازت لے دو۔ انہوں نے اس کے لئے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو کہنے لگے اے ابن خطاب' اللہ کی قسم تم ہمیں بڑے عطیات نہیں دیتے اور نہ ہی ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر یہ سن کر غضب ناک ہو گئے یہاں تک کہ ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ اس پر حر نے ان کو کہا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: خُذِ الْعَفْوَ تم درگزر کو لازم پکڑو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو اور بے شک یہ جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! حضرت عمر کے سامنے جب انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تو انہوں نے اس آیت سے تجاوز نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ٹھہر جانے والے تھے۔ (اس پر مضبوطی سے رُک کر عمل پیرا ہونے والے)۔ (بخاری)

٣٥٩ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ کُنْتُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا فَکُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۵۹: حضرت ابو سعید سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوعمر لڑکا تھا اور میں آپ کی باتیں یاد کر لیتا تھا مگر ان کو بیان کرنے سے یہ بات روکتی کہ وہاں مجھ سے زیادہ عمر والے لوگ موجود ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

٣٦٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ یُّکْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ". رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۳۶۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے لوگ مقرر کر لیتا ہے جو بڑھاپے میں اس کی عزت کریں۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

٤٥ : بَابُ زِیَارَةِ اَهْلِ الْخَیْرِ وَمُجَالَسَتِهِمْ وَصُحْبَتِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَطَلَبِ زِیَارَتِهِمْ وَالدُّعَاءِ مِنْهُمْ وَزِیَارَةِ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَةِ

باب ۴۵: نیک لوگوں کی ملاقات اور ان کے پاس بیٹھنا اور ان سے ملنا اور ان سے دعا کرانا اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کرنا

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتَاهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا...... اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی...... قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا؟﴾ [الکهف:۶۰-۶۶] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ [الکهف:۲۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان کو کہ میں سفر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دوسمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچ جاؤں یا پھر میں عرصہ دراز تک چلتا رہوں گا سے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿قَالَ لَهٗ مُوْسٰی ......﴾ ان کو موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر چل سکتا ہوں کہ آپ مجھے ہدایت کی وہ باتیں سکھائیں جو آپ کو سکھائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مضبوطی سے جما کر رکھیں جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اسی کی ذات کے طالب ہیں''۔

۳۶۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَیَا اِلَیْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا: مَا یُبْكِیْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَتْ :اِنِّیْ لَا اَبْكِیْ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی خَیْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ اَبْكِیْ اَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَیَّجَتْهُمَا عَلَی الْبُكَآءِ فَجَعَلَا یَبْكِیَانِ مَعَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۶۱ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا آؤ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے چلیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ پس جب دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ دونوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس لئے نہیں روتی کہ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ بلکہ میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ پس ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا پس وہ دونوں اس کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

۳۶۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخَالَهٗ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ قَالَ :اَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ :اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ قَالَ :هَلْ لَّكَ عَلَیْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَیْهِ؟ قَالَ :لَا :غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ

۳۶۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی دوسرے بھائی کی زیارت کے لئے دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ جو اس کا انتظار کر رہا تھا جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے بتایا اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کے پاس جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس کی وجہ

فِي اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ: فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

يُقَالُ "اَرْصَدَهُ" لِكَذَا اِذَا وَكَّلَهُ بِحِفْظِهٖ "وَالْمَدْرَجَةُ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَالرَّآءِ الطَّرِيْقُ - وَمَعْنٰى "تَرُبُّهَا" تَقُوْمُ بِهَا وَتَسْعٰى فِيْ صَلَاحِهَا"۔

سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو اس نے جواب دیا نہیں۔ صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ جس طرح تو اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

اَرْصَدَهُ: حفاظت کے لئے مقرر کرنا۔ الْمَدْرَجَه: راستہ۔ تَربُّهَا: تو اس کی درستی اور بقاء کی کوشش کرتا ہے۔

۳۶۳ : وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهٗ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ بِاَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ غَرِيْبٌ۔

۳۶۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا صرف اللہ کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا بلند آواز سے کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوشگوار ہو تجھے جنت میں مقام ملے۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے بعض میں غریب کا لفظ ہے)

۳۶٤ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَجَلِيْسُ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَّنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا مُّنْتِنَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"يُحْذِيْكَ" يُعْطِيْكَ۔

۳۶۴: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال اس طرح ہے جیسے کستوری والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا۔ کستوری والا یا تو تجھے عطیہ دے دے گا یا تو خود اس سے خرید لے گا یا پھر تو اس سے پاکیزہ خوشبو پا لے گا اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا تو اس سے بدبودار ہوا پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

يُحْذِيْكَ: وہ تجھے دے گا۔

۳٦٥ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ اَنَّ النَّاسَ يَقْصِدُوْنَ فِي الْعَادَةِ مِنَ

۳۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عورت سے چار وجوہ کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے: (۱) مال کی وجہ سے۔ (۲) خاندانی حسب ونسب کی وجہ سے۔ (۳) حسن و جمال کی وجہ سے۔ (۴) اس کے دین کی بناء پر۔ پس تو دین دار عورت کو حاصل کر تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں''۔ (بخاری و

الْمَرْاَةِ هٰذِهِ الْخِصَالِ الْاَرْبَعَ فَاحْرِصْ اَنْتَ عَلٰى ذَاتِ الدِّيْنِ وَاظْفَرْ بِهَا وَاحْرِصْ عَلٰى صُحْبَتِهَا۔

٣٦٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِجِبْرِيْلَ : "مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟" فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ﴾

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٦٧ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ لَّا بَاْسَ بِهٖ۔

٣٦٨ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "الرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٣٦٩ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ : "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"۔

٣٧٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟" قَالَ :

مسلم) اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ عام طور پر نکاح میں یہ چار چیزیں پیش نظر رکھتے ہیں تمہیں دیندار عورت سے نکاح کرنا چاہئے اور اسی کی کوشش ہو اور اس کی رفاقت اختیار کرنے کی تمنا ہو۔

۳۶۶ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے کہا تمہارے ہماری ملاقات کے لئے اس سے زیادہ بار آنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ تو یہ آیت اتری : ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ......﴾ ہم تو تمہارے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں۔ اسی کے لئے ہے جو ہمارے پیچھے اور سامنے ہے اور اس کے درمیان ہے۔ (بخاری)

۳۶۷ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کو ہی اپنا ساتھی بناؤ اور تمہارا کھانا پرہیزگار ہی کھائے۔ (ابوداؤد' ترمذی ایسی سند کے ساتھ جس میں حرج نہیں)

۳۶۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' سند صحیح کے ساتھ)

ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

۳۶۹ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی (بخاری و مسلم) ایک روایت میں آنحضرتؐ سے پوچھا گیا آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ اس کی ان سے ملاقات نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے۔

۳۷۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے

حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ : "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا :مَا اَعْدَدْتُ لَهُمَا مِنْ كَثِيْرِ صَوْمٍ وَّلَا صَلٰوةٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

رسول سے محبت۔ آپ نے فرمایا تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور مسلم و بخاری کی اور روایت میں ہے کہ دیہاتی نے جواب میں کہا کہ نہ تو میں نے قیامت کیلئے نفلی روزے تیار کئے ہیں اور نہ نفلی نمازیں اور نہ زیادہ صدقہ لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔

۳۷۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۷۱ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر وہ ان کے ساتھ (مرتبہ واعمال سے) نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہے۔ (بخاری ومسلم)

۳۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَى الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهٗ "الْاَرْوَاحُ" الخ مِنْ رِوَايَةِ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

۳۷۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح مختلف کانیں ہیں۔ ان میں سے زمانہ جاہلیت کے بہتر لوگ اسلام میں بھی بہتر ہیں جبکہ وہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں اور ارواح مختلف اقسام کے لشکر ہیں پس ان میں سے جس کی ایک دوسرے سے جان پہچان ہوگئی وہ آپس میں مانوس اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف رہیں وہ ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ (مسلم)

بخاری نے اَلْاَرْوَاحُ کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

۳۷۳ : وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ عَمْرٍو وَيُقَالُ ابْنُ جَابِرٍ وَّهُوَ "بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ" قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَاَلَهُمْ :اَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ : اَنْتَ

۳۷۳ : حضرت اسید بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس جب بھی یمن والوں میں سے غازیانِ اسلام آتے تو وہ ان سے پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں حتیٰ کہ ایک وفد میں اویس آ گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم اویس بن عامر ہو؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا مراد کے گھرانے اور قرن قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ کیا تمہارے جسم پر برص کے داغ تھے وہ صحیح ہو گئے

اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَقَالَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ : لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ" فَاسْتَغْفِرْلِيْ فَاسْتَغْفَرَلَهٗ ۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ : اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ : الْكُوْفَةَ قَالَ - اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَآءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ - فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَاَلَهٗ عَنْ اُوَيْسٍ فَقَالَ : تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ" فَاَتٰى اُوَيْسًا فَقَالَ : اسْتَغْفِرْلِيْ : قَالَ : اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ ؟ قَالَ نَعَمْ ، فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ہیں ۔ سوائے ایک درہم کے برابر حصہ کے؟ جواب دیا ہاں ۔ پوچھا کیا تمہاری والدہ ہیں؟ کہا جی ہاں ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ تمہارے پاس مراد کے قرن قبیلہ کا اویس بن عامر اہل یمن کے غازیوں کے ساتھ آئے گا جو جہاد میں لشکر اسلام کی مدد کرتے ہیں ۔ ان کے جسم پر برص کے نشان ہوں گے جو درہم کے برابر کے حصہ کے علاوہ صحیح ہو گئے ہوں گے ۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوگا ۔ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھا لے تو یقیناً اللہ اس کی قسم کو پورا فرمادیں گے ۔ پس تم اے عمر! اگر ان سے مغفرت کی دعا کروا سکو تو ضرور کروانا ۔ اس لئے تم میرے لئے بخشش کی دعا کردو چنانچہ انہوں نے عمرؓ کے لئے بخشش کی دعا فرمائی ۔ اس کے بعد حضرت عمر نے پوچھا اب کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا کوفہ ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں کوفہ کے گورنر کے نام تمہارے لئے خط نہ لکھ دوں؟ جواب دیا میں ان لوگوں میں رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں جو غریب و مسکین ہوں جنہیں نہ کوئی جانتا ہے اور نہ ان کی پروا کی جاتی ہے ۔ جب آئندہ سال آیا تو یمن کے لوگوں میں سے ایک معزز شخص حج پر آیا اور اس کی ملاقات حضرت عمر سے ہوئی تو آپ نے اس سے اویس کی بابت دریافت کیا تو اس نے بتلایا کہ میں ان کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کی زندگی نہایت سادہ ہے اور دنیا کا سامان بہت کم رکھتے ہیں ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ تمہارے پاس مراد قبیلہ کی شاخ قرن کا اویس بن عامر یمن کے رہنے والے امدادی فوجی گروہ کے ساتھ آئے گا ۔ اس کو برص کی تکلیف ہوگی جو درست ہو چکی ہوگی سوائے ایک درہم کی مقدار کے ۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والا ہوگا ۔ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پوری فرمادیں گے ۔ پس اگر تم ان سے مغفرت کی دعا کروا سکو تو ضرور کروانا ۔ پس یہ شخص حج سے فراغت کے بعد حضرت اویس کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ میری بخشش کی دعا فرمائیں ۔ اویس نے جواب دیا ایک نیک سفر

وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ : هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنَ الْقَرْنِيِّيْنَ؟ فَجَآءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ : "اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ"

قَوْلُهٗ "غَبْرَآءِ النَّاسِ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الْبَآءِ وَالْمَدِّ وَهُمْ فُقَرَآؤُهُمْ وَصَعَالِيْكُهُمْ وَمَنْ لَّا يُعْرَفُ عَيْنُهٗ مِنْ اَخْلَاطِهِمْ "وَالْاَمْدَادُ" جَمْعُ مَدَدٍ وَّهُمُ الْاَعْوَانُ وَالنَّاصِرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُمِدُّوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْجِهَادِ۔

۳۷۴ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ : لَا تَنْسَانَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَآئِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَآئِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

سے تو تم نئے نئے آئے ہو۔ تم میرے لئے بخشش کی دعا کرو۔ نیز انہوں نے پوچھا کیا تم عمر کو ملے؟ اس نے کہا ہاں۔ پس اویس نے اس کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ تب لوگوں نے انکے مقام کو جان لیا اور وہ اپنے راستہ پر چلے گئے (مسلم) مسلم کی دوسری روایت اسیر بن جابرؓ سے ہے کہ کوفہ سے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ ان میں ایک ایسا آدمی تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کیا یہاں قبیلہ قرن والوں میں سے بھی کوئی ہے۔ پس یہ شخص آیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا۔ اسے اویس کہا جاتا ہو گا۔ وہ یمن میں صرف اپنی والدہ کو چھوڑ کر آئے گا۔ اس کو برص کی بیماری تھی پس اس نے اللہ سے دعا کی اللہ نے اس کی وہ بیماری دور کر دی۔ اب برص کا داغ ایک درہم یا دینار کے برابر رہ گیا ہے۔ پس تم میں سے جو ملے اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کراؤ۔ مسلم کی ایک روایت میں جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تابعین میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے اویس کہا جاتا ہے اس کی والدہ زندہ ہے اور اس کے جسم میں برص کے داغ ہیں تم اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں۔ غَبْرَاءِ النَّاسِ : غریب و مفلس، غیر معروف لوگ۔ اَلْاَمْدَادُ : جہاد میں مدد دینے والے۔

۳۷۴ : حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے عمرے پر جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت عنایت فرما دی اور فرمایا اے میرے پیارے بھائی ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد میرے لئے اتنا بڑا اعزاز ہے کہ مجھے اس کے مقابلہ میں ساری دنیا بھی اچھی نہیں لگتی اور ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا اے میرے پیارے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک رکھنا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد و ترمذی، ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۷۵ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ

۳۷۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

قباء تشریف لے جاتے کبھی سواری پر اور کبھی پیدل اور وہاں پہنچ کر آپ دو رکعت نفل ادا فرماتے ۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ قباء تشریف لے جاتے کبھی سواری پر کبھی پیدل اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایسا کرتے ۔

٤٦ : باب فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَاِعْلَامِ الرَّجُلِ مَنْ يُّحِبُّهٗ وَمَا ذَا يَقُوْلُ لَهٗ اِذَا اَعْلَمَهٗ

باب ۴۶ : اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی فضیلت اور اس کی ترغیب اور جس سے محبت ہو اس کو بتلانا اور آگاہی کے کلمات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ [الفتح:۲۹] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ [الحشر:۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں...... آخر سورہ تک''۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کے گھر میں اقامت اختیار کی اور ایمان میں پختہ رہے اور وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں''۔

۳۷۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ : اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۷۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تین عادات ایسی ہیں جن میں وہ پائی جائیں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی لذت و مٹھاس محسوس کرے گا: (۱) اللہ اور اس کا رسول اسے ان کے ماسوا سب سے زیادہ محبوب ہو۔ (۲) کسی آدمی سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھے (۳) اور کفر میں لوٹ جانے کو اس طرح برا سمجھے جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا جبکہ اللہ نے اس کو کفر سے بچالیا ہو۔ (بخاری ومسلم)

۳۷۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "سَبْعَةٌ يُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ :اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ،

۳۷۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن اللہ سایہ دے گا جبکہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) منصف حکمران (۲) اللہ کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہو (۴) اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور اسی پر وہ جمع ہوتے اور جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جس کو حسین وجمیل عورت

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ ' وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ' وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دعوتِ گناہ دے مگر وہ اس کے جواب میں کہے میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں (٦) وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ چھپا کر کیا حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا دیا (٧) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں۔ (بخاری و مسلم)

٣٧٨ : وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ :اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٧٨ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے میری عظمت و جلالت کیلئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس دن کہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

٣٧٩ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٧٩ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم اس وقت تک جنت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور تم مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اس کو اختیار کرو گے تو باہم محبت کرنے لگ جاؤ گے وہ یہ ہے کہ تم آپس میں السلام علیکم کو پھیلاؤ۔ (مسلم)

٣٨٠ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهٗ فِیْ قَرْيَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا" وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰی قَوْلِهٖ :"اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَقَدْ سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهٗ۔

٣٨٠ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی کی طرف اپنے کسی بھائی کی ملاقات کے لئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں انتظار کے لئے فرشتہ بٹھا دیا اور باقی روایت بیان کی کہ بے شک اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جس طرح تو اللہ کی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم) (باب سابق میں روایت گزری)

٣٨١ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاَنْصَارِ : "لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ' مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٨١ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ انصار سے محبت مؤمن ہی کرے گا اور ان سے بغض منافق ہی رکھے گا جو ان سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

٣٨٢ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۸۲ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ میری عظمت وجلالت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کے لئے نور کے ممبر ہیں ان پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٨٣ : وَعَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهُ فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَيْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ رَّاْيِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ : هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُّهُ قَدْ سَبَقَنِيْ بِالتَّهْجِيْرِ وَوَجَدْتُّهُ يُصَلِّيْ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلٰوتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ـ فَقَالَ : آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ فَقَالَ : آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ فَاَخَذَنِيْ بِحَبْوَةِ رِدَآئِيْ فَجَبَذَنِيْ اِلَيْهِ فَقَالَ: اَبْشِرْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِاِسْنَادِهِ الصَّحِيْحِ۔

قَوْلُهٗ "هَجَّرْتُ" اَيْ بَكَّرْتُ وَهُوَ بِتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ قَوْلُهٗ : "اَللّٰهِ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ الْاَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَمْدُوْدَةٍ لِلْاِسْتِفْهَامِ وَالثَّانِيْ بِلَا مَدٍّ۔

۳۸۳ : ابوادریس خولانی ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں دِمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان آدمی جس کے دانت خوب چمک دار ہیں اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہیں جب وہ آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کے متعلق اُس سے سوال کرتے اور اپنی رائے سے رجوع کر کے اُس کی رائے کو قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس نوجوان کی بابت پوچھا تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل ؓ ہیں۔ جب اگلا روز ہوا تو میں صبح سویرے مسجد میں آ گیا مگر میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔ میں نے ان کو نماز پڑھتے پایا پھر میں ان کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں ان کے سامنے آیا اور میں نے سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا۔ اللہ کی قسم میں آپ سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا واقعی ایسا ہے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ انہوں نے پھر فرمایا کیا واقعی ایسا ہے؟ میں نے کہا واقعی اللہ کی قسم۔ پس انہوں نے مجھے میری چادر کی گوٹ سے پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور فرمایا مبارک ہو بے شک میں نے رسول اللہ ؐ کو فرماتے سنا کہ اللہ فرماتا ہے میری محبت ان کیلئے واجب ہو گئی ہے جو میرے لئے آپس میں محبت کرتے 'ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے' آپس میں ملاقات کرتے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ امام مالک نے اس کو صحیح سند کے ساتھ موطا میں روایت کیا ہے۔

هَجَّرْتُ : میں صبح سویرے آیا۔ آللّٰهِ فَقُلْتُ اَللّٰهِ : پہلا اور ہمزہ ممدودہ استفہام کے لئے ہے اور دوسرا بغیر مد کے ہے۔

٣٨٤ : وَعَنْ اَبِىْ كُرَيْمَةَ الْمِقْدَادِ ابْنِ مَعْدِىْ كَرِبَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهٗ يُحِبُّهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۸۴: ابوکریمہ مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے بتلا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔(ابوداؤد)

ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

٣٨٥ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ :يَا مُعَاذُ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاُحِبُّكَ ثُمَّ اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِىُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۳۸۵: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر اے معاذ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا ہرگز نہ چھوڑو: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" اے اللہ مجھے اپنے ذکر و شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی توفیق عنایت فرما''۔ (ابوداؤد' نسائی)

صحیح سند کے ساتھ۔

٣٨٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ لَاُحِبُّ هٰذَا فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟" قَالَ: لَا :قَالَ :اَعْلِمْهُ فَلَحِقَهٗ فَقَالَ: اِنِّىْ اُحِبُّكَ فِى اللّٰهِ فَقَالَ اَحَبَّكَ اللّٰهُ الَّذِىْ اَحْبَبْتَنِىْ لَهٗ"۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۳۸۶: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرتؐ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور آدمی کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا یا رسول اللہ میں یقیناً اس گزرنے والے شخص سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کیا تم نے اس کو بتلایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بتلا۔ چنانچہ وہ شخص اس کے پاس گیا اور اس سے کہا میں تجھ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ اس نے جواباً کہا وہ اللہ تم سے محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

٤٧ : بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْعَبْدِ وَالْحُبُّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهَا وَالسَّعْىِ فِىْ تَحْصِيْلِهَا

بَاب ۴۷: بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اور ان علامات کو حاصل کرنے کی ترغیب و کوشش

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [آل عمران:٣١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے اے پیغمبر اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم میں

مِنكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ [المائدة: ٥٤]

سے جو اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ لائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مومنو پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والے جاننے والے ہیں''۔ (المائدہ)

٣٨٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ اَعْطَيْتُهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

مَعْنٰى "اٰذَنْتُهٗ" : اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّيْ مُحَارِبٌ لَّهٗ۔ وَقَوْلُهٗ "اسْتَعَاذَنِيْ" رُوِيَ بِالْبَاءِ وَرُوِيَ بِالنُّوْنِ۔

۳۸۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بے شک اللہ نے فرمایا جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرے گا یقیناً میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے اور میرے بندے کا فرائض کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اسکی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)

اٰذَنْتُهٗ: میں اسے بتلا دیتا ہوں کہ میری اس سے جنگ ہے۔

اسْتَعَاذَ بِیْ یا نِیْ دونوں طرح۔

٣٨٨ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالَى الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ : اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۸۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب اللہ بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل کو بتلاتا ہے کہ اللہ کو فلاں بندے سے محبت ہے۔ پس تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبرئیل بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرئیل آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمانوں والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کے لئے زمین میں بھی قبولیت ڈال دیتا ہے (بخاری ومسلم) مسلم کی

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ : "اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ : اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ : اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ فَیُبْغِضُهٗ جِبْرِیْلُ ، ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ : اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِی الْاَرْضِ۔

روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر اس سے فرماتا ہے کہ اس سے محبت کر کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ پس جبرئیل اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل آسمان میں منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بے شک اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کیلئے زمین میں قبولیت ڈال دی جاتی ہے اور جب اللہ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتے ہیں میں فلاں بندے سے دشمنی کرتا ہوں تو بھی اس سے دشمنی کر پس جبرئیل بھی اس سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں نداء کرتے ہیں کہ اللہ فلاں سے دشمنی کرتا ہے تم بھی اس سے دشمنی کرو پھر اس کیلئے زمین میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔

۳۸۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ فَکَانَ یَقْرَاُ لِاَصْحَابِهٖ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَیَخْتِمُ "بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "سَلُوْهُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَّصْنَعُ ذٰلِكَ؟ فَسَاَلُوْهُ ، فَقَالَ : لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُحِبُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۸۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور اپنی قراءت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پر ختم کرتا۔ جب یہ لشکر لوٹ کر آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بتلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ انہوں نے پوچھا تو اس نے بتلایا کہ اس میں رحمان کی صفت ہے۔ اس لئے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۴۸ : بَابُ التَّحْذِیْرِ مِنْ اِیْذَاءِ الضُّعَفَآءِ الصَّالِحِیْنَ وَالضَّعَفَةِ وَالْمَسَاکِیْنِ

بَابٌ : صلحاء ضعفاء اور مساکین کو ایذا سے باز رہنا چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸] وَقَالَ تَعَالٰی :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں بلا ان کے قصور کے انہوں نے بہت بڑا بہتان باندھا اور کھلا ہوا گناہ کیا''۔ (الاحزاب)

﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾[الضحى: ۹، ۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس پھر تو یتیم کو مت ڈانٹ اور سائل کو مت جھڑک''۔ (الضحیٰ)

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ ، مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فِى الْبَابِ قَبْلَ هٰذَا: "مَنْ عَادٰى لِىْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" وَمِنْهَا حَدِيْثُ سَعْدِ ابْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِىْ بَابِ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ وَقَوْلُهٗ ﷺ: "يَا اَبَا بَكْرٍ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ".

اس باب میں احادیث بہت ہیں ان میں سے وہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جو سابقہ باب میں گزری ہے "مَنْ عَادٰى لِىْ وَلِيًّا ...... الخ اور ان میں سے حدیث سعد بن ابی وقاص ہے جو مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ میں گزری۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: "يَا اَبَا بَكْرٍ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ"۔ اے ابوبکر اگر تم نے انہیں (حضرت بلال وغیرہم) کو ناراض کر دیا تو رب کو ناراض کر دیا''۔

۳۹۰ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلَّى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِىْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَىْءٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَىْءٍ يُّدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۰ : حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور ضمانت میں ہے پس اللہ تعالیٰ ہرگز تم سے اپنی ضمانت کے بارے میں کچھ بھی باز پرس نہ کریں گے۔ اس لئے کہ وہ جس سے اپنی ذمہ داری کے بارے میں کوئی چیز طلب کرے گا اور اس کو پالے گا تو اس کو منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔ (مسلم)

٤٩ : بَابُ اِجْرَآءِ اَحْكَامِ النَّاسِ عَلَى الظَّاهِرِ وَسَرَائِرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

بَاب ۴۹ : احکام کو لوگوں کے ظاہر کے مطابق جاری کریں گے باطن اللہ کے سپرد ہوں گے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [التوبة: ۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو''۔ (التوبۃ)

۳۹۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۹۱ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پس جب وہ یہ سب کر لیں تو ان کے خون اور مال مجھ سے محفوظ ہو گئے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب (باطن) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

٣٩٢ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ ابْنِ اَشْيَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۲: حضرت ابوعبداللہ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا اس کا مال اور خون حرام ہو گیا اور اس کا حساب (باطن) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔ (مسلم)

٣٩٣ : وَعَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَیَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ : اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَ اَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ "لَا تَقْتُلْهُ" فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَطَعَ اِحْدٰى يَدَیَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟ فَقَالَ : لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنٰى "اِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ" : اَیْ مَعْصُوْمُ الدَّمِ مَحْكُوْمٌ بِاِسْلَامِهٖ وَمَعْنٰى "اِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ" اَیْ مُبَاحُ الدَّمِ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِهٖ لَا اَنَّهٗ بِمَنْزِلَتِهٖ فِی الْكُفْرِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۳۹۳: حضرت ابومعبد مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کیا حکم ہے اگر کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو جائے اور ہم آپس میں لڑائی کریں؟ پس وہ وار سے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ ڈالے پھر مجھ سے درخت کی پناہ میں ہو جائے اور کہے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ اس کے کہنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مت قتل کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا اور پھر یہ کہا کاٹنے کے بعد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت قتل کر۔ اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے مرتبے میں ہو جائے گا اس سے پہلے کہ تو اس کو قتل کرے اور تو اس کے مرتبہ میں ہو جائے گا اس سے پہلے کہ وہ کلمہ اپنی زبان سے نکالتا۔ (بخاری ومسلم)

اَنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ: یعنی اس کا خون محفوظ اور اس پر مسلمان کا حکم لگے گا۔ اَنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ: ورثاء کے لئے تیرا خون قصاص میں بہانا مباح ہو گیا یعنی وہ قصاص میں تیرا خون بہا سکتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ تو کفر میں اس کے مرتبے میں پہنچ گیا۔

٣٩٤ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِیُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِیْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ فَلَمَّا

۳۹۴: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہینہ قبیلہ کی شاخ حرقہ کی طرف بھیجا۔ صبح صبح ہم ان کے پانی کے چشموں پر حملہ آور ہو گئے۔ میری اور ایک انصاری کی مڈبھیڑ ان میں سے ایک آدمی سے ہو گئی۔ جب ہم نے اس کو قابو کر لیا تو اس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ انصاری نے اپنا ہاتھ روک لیا مگر میں نے اس کو اپنا نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ

قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِيْ: "يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟" قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا فَقَالَ: "اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟" قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ قَالَ: "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا؟" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ۔

"اَلْحُرَقَةُ" بِضَمِّ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّآءِ: بَطْنٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ الْقَبِيْلَةِ الْمَعْرُوْفَةِ۔ وَقَوْلُهٗ "مُتَعَوِّذًا": اَيْ مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَهَا۔

واپس لوٹے تو یہ بات آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اُسامہ کیا تو نے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد کہ اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے یہ صرف جان بچانے کے لئے کیا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اس کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد قتل کر دیا۔ آپ اس کلمہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا (تا کہ نیا مسلمان ہونے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے) (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے یہ بات ہتھیار کے خوف سے کہی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ تمہیں علم ہو گیا کہ اس نے یہ کلمہ دل سے کہا یا نہیں؟ آپؐ اس بات کو لوٹاتے رہے یہاں تک کہ مجھے تمنا ہوئی کہ میں اس دن اسلام لاتا۔

اَلْحُرَقَةُ: جہینہ کی شاخ۔

مُتَعَوِّذًا: قتل سے بچنے کے لئے' اعتقاد سے نہیں۔

۳۹۵: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَآءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ وَاَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهٗ فَجَآءَ الْبَشِيْرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهٗ وَاَخْبَرَهٗ حَتّٰى اَخْبَرَهٗ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ

۳۹۵: حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکین کی طرف روانہ فرمایا۔ ان کا آپس میں مقابلہ ہوا۔ مشرکوں میں سے ایک آدمی جب کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو موقع پا کر اس کو قتل کر دیتا۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک شخص اس کی غفلت کو تاڑنے لگا اور ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے جب انہوں نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ خوشخبری دینے والا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس سے حالات پوچھے اس نے بتلائے یہاں تک کہ اس نے اس آدمی کا واقعہ بھی بیان کیا کہ اس نے کس طرح کیا۔ آپؐ نے

فَسَأَلَهُ فَقَالَ: "لِمَ قَتَلْتَهُ؟" فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا وَاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَقَتَلْتَهُ؟" قَالَ: نَعَمْ قَالَ: "فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَآءَ تْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْلِيْ قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَآءَ تْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ: "كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَآءَ تْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کو بلایا اور ان سے پوچھا تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف دی اور اس نے فلاں فلاں کے نام لے کر بتایا کہ ان کو قتل کیا اور میں نے اس پر حملہ کیا۔ جب اس نے تلوار کو دیکھا تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو اس وقت کیا کرے گا جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آئے گا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو قیامت کے دن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ کیا کرے گا؟ آپ یہی فقرہ دہراتے جاتے اور اس پر کوئی فقرہ زائد نہ فرماتے کہ جب یہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قیامت کے دن آئے گا تو تم کیا کرو گے۔ (مسلم)

٣٩٦: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: اِنَّ نَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا خَيْرًا اَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيْرَتِهٖ شَيْءٌ اَللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهٖ شَيْءٌ اَللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهٖ وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِيْرَتَهٗ حَسَنَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۹۶: حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں کچھ لوگوں کا مواخذہ تو وحی کے ذریعہ ہو جاتا تھا لیکن اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور باطن کے حالات پر مواخذہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے ہم اب تمہارا مواخذہ صرف تمہارے ان عملوں پر کریں گے جو ہمارے سامنے آئینگے پس جو ہمارے سامنے بھلائی ظاہر کرے گا ہم اس کو امن دیں گے اور اس کو اپنے قریب کریں گے۔ ہمیں اس کے اندرونی حالات سے کوئی سروکار نہ ہوگا ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اور جو ہمارے سامنے برائی ظاہر کرے گا ہم اسے امن نہ دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ اس کا باطن اچھا تھا۔ (بخاری)

٥٠: بَابُ الْخَوْفِ

بَاب: خشیتِ الٰہی کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنَ﴾ [البقرة: ٤٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ [البروج: ١٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور مجھ ہی سے ڈرو''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔'' (البروج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ کسی بستی کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی

ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ وَّمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ، يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾ [هود:۱۰۲-۱۰٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران:۲۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ، لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ [عبس:۳٤-۳۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ، يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ [الحج:۱-۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴾ [الرحمن:٤٦] اَلْاٰيَاتِ

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ، قَالُوْا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾

[الطور:۲۵-۲۸]

ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے اس شخص کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرا۔ یہ وہ دن ہے جس دن میں لوگ جمع ہوں گے اور یہ دن حاضری کا ہے۔ ہم اسے صرف مؤخر کر رہے ہیں ایک شمار کی ہوئی مدت کے لئے۔ اس دن کوئی نفس کلام نہیں کر سکے گا مگر اس کی اجازت سے۔ پس ان میں کچھ لوگ بدبخت ہوں گے اور بعض خوش نصیب۔ پس پھر وہ لوگ جو بدبخت ہوئے وہ آگ میں ہوں گے۔ ان کے لئے اس آگ میں چیخنا اور چلانا ہوگا''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور ماں سے اور باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اولاد سے۔ ہر شخص کے لئے ان میں سے اس دن ایک ایسی حالت ہوگی جو اس کو دوسروں سے بے نیاز کر دے گی''۔ (عبس) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو! بے شک قیامت کے زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ جس دن تم دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا اور تم دیکھو گے کہ لوگ نشے میں ہیں حالانکہ وہ مستی میں نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے''۔ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرا (اس کے لئے) دو باغ ہیں''۔ (الرحمٰن) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے وہ کہیں گے بے شک ہم اپنے گھروں میں ڈرتے تھے پس اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ بے شک ہم اس سے پہلے اسی کو پکارتے تھے۔ بے شک وہی احسان کرنے والا مہربان ہے''۔ (الطور)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا مَعْلُوْمٰتٌ وَالْغَرَضُ الْاِشَارَةُ اِلٰى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ،

اس سلسلہ میں آیات تو بہت ہیں اور معروف ہیں اور مقصد بعض کی طرف اشارہ کرنا ہے جو حاصل ہو گیا۔ باقی احادیث بھی بہت ہیں

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا فَنَذْكُرُ مِنْهَا طَرَفًا وَّبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

ہم ان میں سے چندکو ذکر کر رہے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

۳۹۷ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ وَالْمَصْدُوْقُ" اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُّطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحُ وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ بِكَتْبِ رِزْقِهِ وَاَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ- فَوَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهُ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا ، وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۹۷ : حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہؐ نے بیان فرمایا اور آپؐ سچے رسول ہیں۔ بے شک تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں نطفے کی صورت میں چالیس دن تک رہتا ہے پھر وہ اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دن گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر فرشتہ بھیجا جاتا ہے پس اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور فرشتے کو چار باتوں کا حکم ملتا ہے۔ اس کا رزق' اس کا وقت مقررہ اور اس کا عمل اور وہ بد بخت ہے یا خوش نصیب ہے لکھ دو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا لکھا ہوا اس پر غالب آتا ہے اور وہ اہل جہنم جیسے کام کرنے لگتا ہے۔ پس وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اور بے شک تم میں سے ایک شخص جہنمیوں والے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پس اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے پس وہ اہل جنت جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۳۹۸ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۸ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس دن جہنم کو لایا جائے گا اس حالت میں کہ اس کی ستّر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کے ساتھ ستّر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

۳۹۹ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ ، جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا

۳۹۹ :حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے پاؤں کے تلووں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولے گا اور وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی شخص نہیں۔ حالانکہ وہ

وَّاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

٤٠٠ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۰۰: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض لوگ وہ ہوں گے جن کو آگ ٹخنوں تک بعض کو ان کے گھٹنوں تک اور بعض کو انکی کمر تک اور بعض کو ان کی ہنسلی تک پکڑے گی۔ (مسلم)

"اَلْحُجْزَةُ" مَعْقِدُ الْاِزَارِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ وَ"التَّرْقُوَةُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ : هِيَ الْعَظْمُ الَّذِيْ عِنْدَ ثُغْرَةِ النَّحْرِ وَلِلْاِنْسَانِ تَرْقُوَتَانِ فِيْ جَانِبَيِ النَّحْرِ۔

اَلْحُجْزَةُ: ازار بند کی جگہ۔
اَلتَّرْقُوَةُ: ہنسلی کی ہڈی جو مقام نحر کے دونوں طرف ہوتی ہے۔

٤٠١ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک ان میں سے اپنے پسینے میں نصف کان تک ڈوبا ہوا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

"وَالرَّشْحُ" اَلْعَرَقُ۔

اَلرَّشْحُ: پسینہ۔

٤٠٢ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ - "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ "بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ : عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ

۴۰۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں ایسا خطبہ دیا کہ اس جیسا خطبہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ ارشاد فرمایا: اگر تم وہ باتیں جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کے رونے کی آوازیں تھیں (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی بات پہنچی تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی۔ میں نے آج کے دن کی طرح کا بھلائی و برائی کا دن نہیں دیکھا۔ اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ اس دن سے زیادہ سخت دن اصحابِ رسول

غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ"۔

"اَلْخَنِيْنُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ : هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ آیا۔ انہوں نے اپنے سروں کو ڈھانپ لیا اور ان کی رونے کی آواز آ رہی تھی۔

اَلْخَنِيْنُ: ناک سے آواز نکال کر رونا۔

۴۰۳ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ" قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِيْ عَنِ الْمِقْدَادِ : فَوَ اللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ اَمَسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ يُكْحَلُ بِهِ الْعَيْنُ" فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ : فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حِقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا" وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۰۳ : حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سورج کو مخلوق سے اتنا قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ایک میل کی مقدار ہو گا۔ سلیم بن عامر جو حضرت مقداد سے روایت کرنے والے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ میل سے زمین کی پیائش والا میل مراد ہے یا وہ سلائی جس سے آنکھوں کو سرمہ لگایا جاتا ہے۔ پس لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے۔ ان میں سے بعض وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک بعض کے گھٹنوں تک۔ بعض کے کولہوں تک اور بعض کو پسینے کی لگام ڈالی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

۴۰۴ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَّيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت کے دن پسینے میں ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک جائے گا اور پسینہ ان کو لگام ڈالے گا۔ یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَمَعْنٰى "يَذْهَبَ فِي الْاَرْضِ" يَنْزِلُ وَيَغُوْصُ۔

يَذْهَبُ فِي الْاَرْضِ: زمین میں اترے گا اور سرایت کر جائے گا گہرائی تک۔

۴۰۵ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ : "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" قُلْنَا "اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ" قَالَ : هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا

۴۰۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ آپؐ نے دھاکہ سنا۔ پس آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جس کو آگ میں پھینکا گیا ستر سال پہلے اور وہ لڑھکتا ہوا آگ میں جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ اس

فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کی گہرائی میں پہنچا تو تم نے اس کے گرنے کی آواز سنی۔ (مسلم)

٤٠٦ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ : فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۶ : حضرت علی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو بھی کوئی ہے عنقریب اس کا رب اس سے پوچھے گا جبکہ درمیان میں کوئی ترجمان بھی نہ ہو گا۔ بندہ اپنے دائیں دیکھے گا تو اسے اپنے بھیجے ہوئے اعمال کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں دیکھے گا تو اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل ہی دیکھے گا اور اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کے سوا سامنے کچھ نہ دیکھے گا پس تم آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہی ہو''۔ (بخاری ومسلم)

٤٠٧ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى ۔ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۰۷ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ آسمان چر چر کرتا ہے اور اس کو چر چر کرنے کا حق بھی ہے کیونکہ آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو۔ بخدا! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور تم بستروں پر اپنی عورتوں کے ساتھ لطف اندوز نہ ہوتے اور تم جنگلوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے نکل جاتے۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

"وَاَطَّتْ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَتَشْدِيْدِ الطَّآءِ "وَتَئِطُّ" بِفَتْحِ التَّآءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ مَّكْسُوْرَةٌ - وَالْاَطِيْطُ صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ وَشِبْهِهِمَا وَمَعْنَاهُ اَنَّ كَثْرَةَ مَنْ فِي السَّمَآءِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ الْعَابِدِيْنَ قَدْ اَثْقَلَتْهَا حَتّٰى اَطَّتْ وَ "الصُّعُدَاتُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: الطُّرُقَاتُ وَمَعْنٰى "تَجْاَرُوْنَ تَسْتَغِيْثُوْنَ"۔

اَطَّتْ : اَطِيْطُ کجاوے کی آواز کو کہا جاتا ہے یہ فرشتوں کی کثرت سے تشبیہ دی کہ اتنے زیادہ ہیں کہ آسمان بوجھل ہو کر چر چر کی آواز کرتا ہے۔

الصُّعُدَاتُ : راستے۔

تَجْاَرُوْنَ : پناہ طلب کرتے ہو فریاد کرتے ہو۔

٤٠٨ : وَعَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ "بِرَآءٍ ثُمَّ زَايٍ"

۴۰۸ : حضرت ابو برزہ فضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

فَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ فِيْهِ، وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ ، وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کے قدم قیامت کے دن اپنی جگہ سے نہ ہٹنے پائیں گے جب تک اس سے کچھ پوچھ نہ لیا جائے کہ اس نے اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا؟ اس کے علم کے متعلق کہ اس نے کن چیزوں میں صرف کیا؟ اور مال کے متعلق کہ کہاں سے اس نے کمایا اور کن مواقع میں خرچ کیا؟ اور اس کے جسم کے متعلق کہ کن چیزوں میں اسے کھپایا۔(ترمذی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٤٠٩ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ ثُمَّ قَالَ : "اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ :"فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ :عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے قرآن مجید کی آیت: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی تلاوت فرمائی پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر بندے اور عورت کے خلاف ان کاموں کی گواہی دے گی جو اس کی پشت پر انہوں نے کئے اور کہے گی تو نے فلاں فلاں کام فلاں فلاں دن میں کیا۔ پھر یہی اس کی خبریں ہیں (ترمذی) نے کہا حدیث حسن ہے۔

٤١٠ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْاُذُنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ" فَكَاَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۱۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کس طرح نعمتوں سے مزا لے سکتا ہوں جبکہ صور والا فرشتہ صور کو منہ میں لئے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اجازت پر کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم ملتا ہے تاکہ وہ صور پھونکے۔ پس یہ بات کہو: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ کہ اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔(ترمذی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

"اَلْقَرْنُ" هُوَ الصُّوْرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ كَذَا فَسَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

اَلْقَرْنُ : اس سے مراد صور ہے جس کو اس آیت میں ذکر فرمایا: ﴿نُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اسی طرح تفسیر فرمائی۔

٤١١ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۴۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ خَافَ اَدْلَجَ ، وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ – اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"وَاَدْلَجَ" بِاِسْكَانِ الدَّالِ وَمَعْنَاهُ : سَارَ مِنْ اَوَّلِ الَّيْلِ – وَالْمُرَادُ التَّشْمِيْرُ فِی الطَّاعَةِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ڈرا وہ منہ اندھیرے نکل گیا جو منہ اندھیرے نکلا وہ منزل پر پہنچ گیا۔خبر دار! بے شک اللہ تعالیٰ کا سامان قیمتی ہے۔اچھی طرح سنو! اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے (ترمذی) ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

اَدْلَجَ : رات کے شروع حصہ میں چلنا مراد اس سے اطاعت میں جلدی ہے۔

٤١٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ؟ قَالَ : "يَا عَآئِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُّهِمَّهُمْ ذٰلِكَ" وَفِیْ رِوَايَةٍ : "اَلْاَمْرُ اَهَمُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"غُرْلًا" بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ۔

۲۱۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے: ''لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں بے ختنہ' ننگے جسم اٹھائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مرد' عورتیں سب ننگے ہوں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ ارشاد فرمایا اے عائشہ! قیامت کا معاملہ اس سے بہت زیادہ سخت ہے کہ کوئی اس بات کا ارادہ بھی کرے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ معاملہ اس سے بہت بڑھ کر ہوگا کہ کوئی ایک دوسرے کو دیکھنے کی جرأت بھی کرے۔

غُرْلًا : غیر مختون۔

٥١ : بَابُ الرَّجَآءِ

باب : (اُمیدو) رجاء کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [الزمر:٥٣] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَهَلْ نُجَازِیْ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ [سباء:١٧] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَيْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی﴾ [طه : ٤٨] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ﴾ [الاعراف:١٥٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے پیغمبر! فرما دیں اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمانے والے ہیں۔ بے شک وہی بخشش کرنے والے مہربان ہیں''۔ (الزمر)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نہیں سزا دیتے مگر ناشکرے کو ہی''۔ (سباء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک ہماری طرف وحی کی گئی کہ عذاب اس پر ہے جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا''۔ (طٰہٰ)
رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: ''اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے''۔ (الاعراف)

٤١٣ : وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ".

۴۱۳ : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ وحدہ لاشریک ہے اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ جو اس نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی طرف بھیجی ہوئی روح ہیں اور بے شک جنت تو حق ہے اور آگ برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے خواہ جس عمل پر بھی ہو''۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کردی ہے۔

٤١٤ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ ۔ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا ، وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَّمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَّا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۱۴ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ایک نیکی لے کر آیا اس کے لئے دس گنا اجر ہے یا اس سے بھی بہت زیادہ دوں گا اور جو برائی لے کر آیا تو برائی کا بدلہ اس کی مثل سے ہوگا یا اس کو بخش دوں گا اور جو مجھ سے ایک بالشت کے برابر قریب ہوگا میں اُس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا۔ میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوں گا جو میرے پاس چل کر آئے گا۔ میں اُس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا اور جو میرے پاس زمین بھر برائی لائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو میں اس سے اسی قدر بخشش سے ملوں گا۔ (مسلم)

مَعْنَى الْحَدِيْثِ : "مَنْ تَقَرَّبَ" اِلَيَّ بِطَاعَتِيْ "تَقَرَّبْتُ" اِلَيْهِ بِرَحْمَتِيْ وَاِنْ زَادَ زِدْتُّ "فَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ" وَاَسْرَعَ فِيْ طَاعَتِيْ "اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً" اَيْ صَبَبْتُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةَ وَسَبَقْتُهٗ بِهَا وَلَمْ اُحْوِجْهُ اِلَى الْمَشْيِ الْكَثِيْرِ فِي الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَقْصُوْدِ "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ وَيُقَالُ بِكَسْرِهَا

مَنْ تَقَرَّبَ: یعنی جو میری اطاعت کے ذریعے سے میرے قریب ہو۔ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ: تو میں اپنی رحمت کے ساتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری اطاعت میں سرگرمی سے حصہ لیتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں یعنی میں اس پر رحمت کا دریا بہا دیتا اور رحمت کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کرتا ہوں اور اسے مقصود حاصل کرنے کے لئے زیادہ چلنے کی تکلیف نہیں دیتا۔ قُرَابُ: یہ ضمہ

وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ وَمَعْنَاهُ مَا يُقَارِبُ مِلْأَهَا" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

کے ساتھ زیادہ صحیح ہے۔ اس کا معنی جو قریب قریب زمین کو بھر دے۔ واللہ اعلم

٤١٥ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ : "مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۱۵ : حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ دو واجب کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حال مین مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ وہ جنت میں جائے گا اور جس کو اس حالت میں موت آئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا"۔ (مسلم)

٤١٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ : "يَا مُعَاذُ" قَالَ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ : "يَا مُعَاذُ" قَالَ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ- قَالَ : "يَا مُعَاذُ" قَالَ : لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ : "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا" فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "تَاَثُّمًا" : اَیْ خَوْفًا مِّنَ الْاِثْمِ فِیْ کَتْمِ هٰذَا الْعِلْمِ۔

۴۱۶ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ معاذ آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ اے معاذ! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! تین مرتبہ آپؐ نے آواز دی اور معاذ نے لبیک وسعدیک کہا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا جو بندہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ بشرطیکہ یہ گواہی دل کی سچائی سے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ بات میں لوگوں کو نہ بتلاؤں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپؐ نے فرمایا تب وہ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔ چنانچہ حضرت معاذ نے اپنی موت کے وقت گناہ سے بچنے کے لئے اس فرمان نبوی کو بیان فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

"تَاَثُّمًا" : کتمانِ علم پر گناہ کا خوف۔

٤١٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَكَّ الرَّاوِیْ وَلَا یَضُرُّ الشَّكُّ فِیْ عَیْنِ الصَّحَابِیِّ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ

۴۱۷ : حضرت ابوہریرہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ راوی نے شک کا اظہار کیا ہے اور صحابی کی تعیین میں شک مضر نہیں ہے کیونکہ صحابہ سب عدول ہیں۔ روایت یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک پیش آیا تو لوگوں کو بھوک پہنچی۔ انہوں نے عرض کیا

النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "افْعَلُوْا" فَجَآءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَرَكَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "نَعَمْ" فَدَعَا بِنِطْعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ : خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ" فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ وَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں۔ ہم گوشت کھائیں اور چربی بھی حاصل کر لیں؟ آپؐ نے فرمایا ایسا کرلو! اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادھر آ گئے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ لیکن آپؐ ان کو حکم دیں اپنا بچا ہوا زادِراہ لائیں پھر ان کے لئے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ صحیح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کا دسترخوان منگوایا اور بچھا دیا۔ پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے زادِراہ کو منگوایا۔ کوئی آدمی مکئی کی ایک روٹی لا رہا تھا اور دوسرا ایک مٹھی کھجوریں اور تیسرا روٹی کا ٹکڑا۔ یہاں تک کہ دسترخوان پر کچھ زادِراہ جمع ہو گیا۔ پھر آپؐ نے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس کو اپنے اپنے برتنوں میں ڈال لو۔ انہوں نے اپنے اپنے برتنوں میں ڈالا۔ حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ چھوڑا جس کو بھر نہ لیا پھر انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سارے سیر ہو گئے پھر بھی کچھ بچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور کوئی بندہ ان دونوں باتوں کے ساتھ نہیں ملے گا کہ اس حال میں کہ ان میں شک کرنے والا ہو' پھر اسے جنت سے روک لیا جائے۔ یعنی وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ (روایت مسلم)

٤١٨ :وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ : كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ وَّكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَآءَتِ الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ اِنِّيْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ الْوَادِيَ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَوْمِيْ يَسِيْلُ اِذَا جَآءَتِ

۴۱۸: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' یہ ان صحابہ میں سے ہیں' جو بدر میں شریک تھے' عتبان کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھاتا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان ایک وادی تھی۔ جب بارشیں آتیں تو ان کی مسجد کی طرف جانا میرے لئے مشکل ہو جایا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری نگاہ بھی کچھ کمزور ہے۔ میرے اور قوم کے درمیان وادی میں بارشوں کے وقت سیلاب آ جاتا ہے جس سے

الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُ فَوَدِدْتُّ اَنَّكَ تَاْتِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سَاَفْعَلُ"، فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ وَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ: اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهٗ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهٗ فَسَمِعَ اَهْلُ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا اَرَاهُ! فَقَالَ رَجُلٌ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى" فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اَمَّا نَحْنُ فَوَ اللّٰهِ مَا نَرٰى وُدَّهٗ وَلَا حَدِيْثَهٗ اِلَّا اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَعِتْبَانُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ التَّآءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَبَعْدَهَا بَآءٌ مُوَحَّدَةٌ۔ "وَالْخَزِيْرَةُ" بِالْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَالزَّايِ: هِيَ دَقِيْقٌ يُطْبَخُ بِشَحْمٍ – وَقَوْلُهٗ "ثَابَ رِجَالٌ" بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ: اَيْ جَآءُوْا

میرا وادی پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر میں تشریف لاکر ایک جگہ نماز پڑھ دیں۔ جس کو میں نماز کی جگہ بنا لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میں ایسا کروں گا چنانچہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ سمیت تشریف لائے اس کے بعد کہ دن خوب روشن ہو چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ میں نے اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے سے پہلے ہی فرمایا۔ تم اپنے گھر میں میرا نماز پڑھنا کہاں پسند کرتے ہو؟ میں نے وہ جگہ بتلائی۔ جس میں میں چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرلیا۔ میں نے آپؐ کو خزیرہ کے لئے (ایک خاص کھانا) روک لیا جو آپ کے لئے بنایا گیا۔ آس پاس کے گھر والوں نے سن لیا کہ آپ میرے گھر میں ہیں۔ پس لوگ آنا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ کافی لوگ ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا۔ مالک کو کیا ہوا کہ وہ نظر نہیں آ رہا۔ دوسرے نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا ایسا مت کہو کہ تم نہیں دیکھتے ہو کہ اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی ہی کو چاہنے والا ہے۔ اس آدمی نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ باقی ہم بخدا اس کی محبت اور بات چیت منافقین ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے آگ اس شخص پر حرام کر دی ہے جس نے صرف اللہ کی رضامندی کے لئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عِتْبَانُ کا لفظ عین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

اَلْخَزِيْرَةُ: آٹے اور چربی سے بنایا جانے والا کھانا۔

وَاجْتَمَعُوْا۔

ثَابَ رِجَالٌ: آئے اور اکٹھے ہو گئے۔

٤١٩ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْيِ تَسْعٰى اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ ؟ قُلْنَا : لَا وَاللّٰهِ۔ فَقَالَ : "اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۱۹ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ ایک قیدی عورت دوڑتی پھرتی تھی۔ جب وہ ایک بچے کو قیدیوں میں پاتی تو اس کو پکڑتی' سینے سے چمٹاتی اور اس کو دودھ پلاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ نہیں اللہ کی قسم! تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بہت بڑھ کر مہربان ہیں جتنی یہ اپنے بچے پر مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)

٤٢٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابٍ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ : اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ ' وَفِيْ رِوَايَةٍ "غَلَبَتْ غَضَبِيْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ " سَبَقَتْ غَضَبِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۲۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس کو ایسی کتاب میں لکھ دیا جو اس کے ہاں عرش پر ہے (اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ) اور دوسری روایت میں (غَلَبَتْ غَضَبِيْ) اور تیسری روایت میں سَبَقَتْ غَضَبِيْ۔ یعنی میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یا سبقت کرنے والی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٤٢١ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔

۴۲۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے' ننانوے اپنے ہاں محفوظ کر لئے اور ایک حصہ زمین پر اتارا۔ اسی ایک حصے ہی کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کھاتی ہے یہاں تک کہ جانور بھی اپنا کھر اپنے بچے سے اس ڈر سے ہٹا لیتا ہے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کو جنات' انسانوں' چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان اتارا۔ اسی کے سبب ہی وہ آپس میں نرمی کرتے اور رحم کھاتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے پر مہربانی کرتا ہے اور ننانوے رحمتوں کو مؤخر کیا جن سے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ اَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ"

٤٢٢ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْ عَنْ رَّبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ : "اَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ : اَيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى : اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ : اَيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى : "فَلْيَفْعَلْ مَا شَآءَ" اَيْ مَا دَامَ يَفْعَلُ هٰكَذَا يُذْنِبُ وَيَتُوْبُ اَغْفِرُ لَهٗ فَاِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا۔

مسلم کی وہ روایت جو سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کے سبب مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لئے ہیں اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں وزمین کو پیدا فرمایا۔ سو رحمتیں پیدا فرمائیں ہر ایک رحمت اتنی بڑی ہے کہ آسمان وزمین کے خلا کو بھر دے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین میں رکھ دی۔ اسی رحمت ہی کی وجہ سے والدہ اپنے بیٹے پر اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے پر رحم کھاتے ہیں جب قیامت کا دن آئے گا تو رب ذوالجلال والاکرام اپنی رحمتوں کو ملا کر اس رحمت کو مکمل فرما دیں گے۔

۴۲۲ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرمؐ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس بندے نے کوئی گناہ کیا ہو پھر کہا : (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ) کہ اے اللہ تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔ پس اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے ایک گناہ کیا وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ایسا ہے جو گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی سکتا ہے۔ پھر اس نے دوبارہ گناہ کیا اور پھر کہا اے رب: (اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ) اے میرے رب میرے گناہ کو معاف فرما۔ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے ایک گناہ کیا پھر جانا کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ پھر بندے نے تیسری بار گناہ کیا اور گناہ کر کے ہی کہا اے رب: (اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ) اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور اس نے جانا کہ میرا رب ہے جو گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پس وہ جو چاہے کرے۔ (بخاری ومسلم) (هَلْ يَفْعَلُ مَا شَاءَ) یعنی جب تک وہ گناہ کرتا اور اس سے توبہ کرتا رہے گا میں اس کو بخشتا جاؤں گا۔ بے شک توبہ ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

٤٢٣ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَجَآءَ بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۳ : حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو مٹا کر ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو گناہ کر کے اللہ سے معافی مانگیں گے اور ان کو اللہ معاف فرما دے گا۔ (مسلم)

٤٢٤ :وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَوْ لَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۴ : حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ ایسی مخلوق کو پیدا فرماتے جو گناہ کر کے استغفار کرتے پھر (اللہ عزوجل) ان کو بخشتے۔ (مسلم)

٤٢٥ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَتَيْتُ حَآئِطًا لِّلْاَنْصَارِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اذْهَبْ فَمَنْ لَقِيْتَ وَرَآءَ هٰذَا الْحَآئِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جماعت میں بیٹھے تھے جن میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جیسے لوگ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپسی میں دیر کر دی۔ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔ پس ہم گھبرا کر اٹھے تو سب سے پہلے گھبرانے والا میں ہی تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلا یہاں تک کہ انصار کے ایک باغ میں پہنچا۔ لمبی روایت ذکر کی گئی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ جاؤ جس کو بھی اس دیوار کے باہر پاؤ بشرطیکہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دل کے یقین کے ساتھ دیتا ہو اس کو جنت کی خوشخبری ہے''۔ (مسلم)

٤٢٦ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ : ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ﴾ [ابراهيم:٣٦] الاية وَقَوْلُ عِيْسٰى : ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

۴۲۶ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ﴾ اور حضرت عیسیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة) پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر یوں

فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [المائده:۱۱۸] فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ" وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: "يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ؟ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ: اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِىْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عرض کی: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ۔ اے اللہ میری امت میری امت اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اللہ نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس جاؤ اور تیرا رب اچھی طرح جانتا ہے اور ان سے پوچھو! کیوں روتے ہو؟ پس جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلایا جو آپ نے کہا تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ہم تم کو تمہاری امت کے سلسلے میں راضی کر دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہیں کریں گے۔ (رواہ مسلم)

۴۲۷: وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِىِّ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: "فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: "لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۲۷: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے والا ہو وہ اس کو عذاب نہ دے میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ سنا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مت خوشخبری دو۔ پس وہ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے یعنی عمل چھوڑ دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

۴۲۸: وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِى الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراهيم:۲۷]

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۲۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پس اللہ کے اس ارشاد ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراہیم) کا یہی مطلب ہے "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا میں مضبوط بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں اور آخرت میں بھی"۔ (مسلم، بخاری)

٤٢٩ : وَعَنْهُ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِّنَ الدُّنْيَا وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدَّخِرُلَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ وَيُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُّعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا. وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُفَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ يُّجْزٰى بِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۹ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کافر دنیا میں کوئی اچھا عمل کر لیتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو دنیا میں ایک لقمہ دے دیا جاتا ہے باقی رہا مؤمن پس اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے نیکیوں کو جمع کر دیتے ہیں اور دنیا میں اس کی اطاعت پر اس کو رزق بھی دیتا ہے اور ایک روایت میں الفاظ بھی آتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر اس کی کسی نیکی کے معاملے میں ظلم نہیں کرتا۔ بس اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی دیں گے۔ مگر کافر دنیا میں جو عمل اللہ کی خاطر اچھے کر لیتا ہے تو اس کے بدلے اسے کھانا دیا جاتا ہے جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ دیا جائے گا۔

٤٣٠ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْغَمْرُ" اَلْكَثِيْرُ۔

۴۳۰ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازوں کی مثال لبالب بھری ہوئی نہر کی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو جس سے وہ دن میں پانچ بار غسل کرتا ہو۔ (مسلم)

اَلْغَمْرُ: کا معنی بہت زیادہ۔

٤٣١ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۱ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ کو ایسے چالیس آدمی ادا کریں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ میت کے متعلق ان کی سفارش کو قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

٤٣٢ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِّنْ اَرْبَعِيْنَ فَقَالَ "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟" قُلْنَا : نَعَمْ قَالَ : "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟" قُلْنَا : نَعَمْ- قَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ

۴۳۲ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمہ میں قریباً چالیس افراد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر ارشاد فرمایا کیا تم خوش ہو گے کہ تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں۔ پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے

تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ,وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّمَا اَنْتُمْ فِىْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِىْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِىْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے اور وہ اس طرح کہ جنت میں صرف مؤمن جائیں گے اور مشرکین کی تعداد کے مقابلہ میں تم ایسے ہو جیسے کالے بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ بیل کے چمڑے پر سیاہ بال۔ (بخاری و مسلم)

۴۳۳ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" وَفِىْ رِوَايَةٍ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ يَجِىْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالَ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۳ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک ایک یہودی یا نصرانی عنایت فرما کر فرمائے گا یہ تیرا آگ سے بچنے کا فدیہ ہے اور ایک اور روایت انہوں نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی۔ اس میں فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا کچھ مسلمان ایسے بھی آئیں گے جن کے گناہ پہاڑوں کی طرح ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو وہ گناہ بھی بخش دیں گے۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ : دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" مَعْنَاهُ مَا جَآءَ فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ " لِكُلِّ اَحَدٍ مَّنْزِلٌ فِى الْجَنَّةِ وَمَنْزِلٌ فِى النَّارِ فَالْمُؤْمِنُ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِى النَّارِ لِاَنَّهٗ مُسْتَحِقٌّ لِذٰلِكَ بِكُفْرِهٖ "وَمَعْنٰى" فِكَاكُكَ "اِنَّكَ كُنْتَ مُعَرَّضًا لِّدُخُوْلِ النَّارِ وَهٰذَا فِكَاكُكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَمْلَؤُهَا فَاِذَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ صَارُوْا فِىْ مَعْنَى الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا اور پھر فرمائیں گے: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ اس کا معنی وہ ہے جو حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ ہر ایک کا جنت میں ایک ٹھکانہ ہے اور ایک ٹھکانہ آگ میں ہے پس مؤمن جب جنت میں داخل ہو جائے گا تو کافر جہنم میں اس کا جانشین ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے اس کا حق دار ہوگا اور فِكَاكُكَ کا معنی یہ ہے تیرا فدیہ یعنی تو جہنم میں داخل کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا اور یہ تیرا فدیہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے لئے ایک تعداد مقرر کی ہے جن سے وہ اس آگ کو بھرے گا۔ پس جب کافر اپنے کفر اور گناہ کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں گے تو وہ ایسے ہوں گے گویا وہ مسلمانوں کے لئے جہنم سے رہائی کا ذریعہ بن گئے۔ واللہ اعلم

۴۳۴ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۳۴ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز مؤمن اپنے رب کے قریب کر

يَقُوْلُ: "يُدْنَى الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ فَيَقُوْلُ: اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَعْرِفُ قَالَ: فَاِنِّىْ قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِى الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى صَحِيْفَةَ حَسَنَاتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"كَنَفُهٗ" سَتْرُهٗ وَرَحْمَتُهٗ۔

دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں لے لے گا۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا اور فرمائے گا کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے؟ کیا تجھے فلاں گناہ کا علم ہے؟ مؤمن کہے گا ہاں۔ اے رب! جانتا ہوں۔ تو اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں بھی تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی میں تیرے ان گناہوں کو معاف کرتا ہوں پھر اسے اس کی نیکیوں کا دفتر دے دیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

كَنَفُهٗ: اس کی رحمت اور پردہ پوشی۔

۴۳۵: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: اَلِيَ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۵: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتلایا جس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ...... ﴾ ''اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں''۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم میرے لئے ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ میری امت تمام کے لئے ہے۔ (بخاری ومسلم)

۴۳۶: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ. قَالَ هَلْ حَضَرْتَ، مَعَنَا الصَّلٰوةَ؟ قَالَ: نَعَمْ: قَالَ: "قَدْ غُفِرَلَكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَقَوْلُهٗ "اَصَبْتُ حَدًّا" مَعْنَاهُ مَعْصِيَةً تُوْجِبُ التَّعْزِيْرَ وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْحَدَّ الشَّرْعِيَّ الْحَقِيْقِيَّ كَحَدِّ الزِّنَا وَالْخَمْرِ وَغَيْرِهِمَا فَاِنَّ

۴۳۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایسا جرم ہو گیا جس سے میں سزا کا مستحق ہو گیا ہوں۔ آپؐ وہ سزا مجھ پر نافذ فرمائیں ادھر نماز کا وقت ہو گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے پھر کہا یارسول اللہ ﷺ مجھ سے قابل سزا جرم کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ آپؐ میرے متعلق اللہ کی کتاب کا حکم قائم فرمائیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تیرا گناہ معاف کر دیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

اَصَبْتُ حَدًّا کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس پر حد لازم ہے۔ اس سے مراد حقیقی حد شرعی نہیں ہے جیسے زنا اور شراب

هٰذِهِ الْحُدُوْدَ لَا تَسْقُطُ بِالصَّلٰوةِ وَلَا يَجُوْزُ لِلْإِمَامِ تَرْكُهَا۔

نوشی وغیرہ یہ حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں اور نہ ہی حاکم کو ان کا ترک کرنا جائز ہے۔

٤٣٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ "اَلْاَكْلَةُ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الْاَكْلِ كَالْغَدْوَةِ وَالْعَشْوَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۴۳۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی اس ادا پر خوش ہوتے ہیں کہ وہ کھانا کھائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے یا پانی نوش کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ (مسلم)

اَلْاَكْلَةُ : ایک مرتبہ کھانا جیسا کہ عَشْوَہ وغَدْوَہ : صبح یا شام کا کھانا۔ (واللہ اعلم)

٤٣٨ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۸ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ دراز فرماتا ہے تاکہ دن کو برائی کا ارتکاب کرنے والا توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ دراز فرماتا ہے تاکہ رات کو برائی کا ارتکاب کرنے والا توبہ کر لے۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (مسلم)

٤٣٩ : وَعَنْ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَمْرِو ابْنِ عَبَسَةَ "بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْبَاءِ" السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ وَاَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَّاَنَّهُمْ لَيْسُوْا عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ اَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلٰى رَاحِلَتِيْ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ : مَا اَنْتَ؟ قَالَ : "اَنَا نَبِيٌّ"، قُلْتُ : وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ : "اَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ" قُلْتُ : بِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ "اَرْسَلَنِيْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَيْءٌ" قُلْتُ فَمَنْ مَعَكَ

۴۳۹ : حضرت ابونجیح عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں اور وہ کسی دین پر نہیں ہیں اور بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی کی بابت سنا کہ وہ مکے میں کچھ باتیں کرتا ہے۔ چنانچہ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس شخص کے پاس مکہ آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر اپنا تبلیغی کام کر رہے ہیں اور آپؐ پر آپؐ کی قوم دلیر ہے۔ پس میں نے خفیہ طریقے سے آپ سے ملنے کی تدبیر کی۔ حتیٰ کہ میں مکہ میں آپؐ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپؐ سے کہا آپؐ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا نبی کون ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں نے کہا آپؐ کو اللہ نے کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اس نے صلہ رحمی کرنے' بتوں کو توڑنے' اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیا ہے۔ میں نے عرض کیا

عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ: "حُرٌّ وَعَبْدٌ" وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ: اِنِّيْ مُتَّبِعُكَ قَالَ: "اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا اَلَا تَرٰى حَالِيْ وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِيْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِيْ قَالَ: فَذَهَبْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَكُنْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّرُ الْاَخْبَارَ وَاَسْاَلُ النَّاسَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى قَدِمَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ لَهٗ فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ اِلَيْهِ سِرَاعٌ وَّقَدْ اَرَادَ قَوْمُهٗ قَتْلَهٗ فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنِيْ قَالَ: "نَعَمْ اَنْتَ الَّذِيْ لَقِيْتَنِيْ بِمَكَّةَ" قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهٗ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحٍ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ

پھر آپؐ کے ساتھ اس میں کون کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام اور آپؐ کے ساتھ اس دن ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے کہا میں آپؐ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا۔ تو ان دنوں اس کی طاقت نہیں رکھتا؟ کیا تو میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہا اپنے وطن کی طرف لوٹ جا پس جب تم میری بابت سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس چلے آنا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل و عیال میں آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے گئے اور میں اپنے اہل و عیال میں ہی تھا پس میں نے حالات معلوم کرنے شروع کیے۔ میں کچھ لوگوں سے دریافت کرتا جب آپؐ مدینہ تشریف لائے۔ یہاں تک کہ ہمارے کچھ لوگ مدینہ آئے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے جو مدینہ آیا ہے؟ انہوں نے کہا لوگ اس کی طرف تیزی سے آ رہے ہیں اور اس کی قوم نے تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ چنانچہ میں مدینہ میں آ کر حاضر خدمت ہوا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔ پس میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مجھے وہ باتیں بتلائیں جو اللہ نے آپؐ کو سکھلائی ہیں اور میں ان سے ناواقف ہوں۔ مجھے نماز کی بابت بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا تم صبح کی نماز پڑھو' پھر سورج کے ایک نیزے کی مقدار بلند ہونے تک نماز سے رکے رہو۔ اس لئے کہ جب تک سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں پھر تم نماز پڑھو' اس لئے کہ نماز میں فرشتے گواہ ہوتے اور لکھنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے۔ پھر نماز سے رک جاؤ اس لئے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پھر جب سایہ بڑھنے لگے تو نماز پڑھو۔ اس لئے کہ نماز میں فرشتے گواہ اور حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں

شَيْطَانٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ" قَالَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِيْ عَنْهُ؟ فَقَالَ: "مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وُضُوْءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ، ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ"، فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فِيْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ يُّعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَاقْتَرَبَ اَجَلِيْ وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ، مَا حَدَّثْتُ اَبَدًا بِهٖ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ،

تک کہ تم عصر کی نماز پڑھو۔ پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ وضو کے متعلق مجھے بتلائیں۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص وضو کا پانی اپنے قریب کرے تو وہ مضمضہ کرے (کلی کرے) اور ناک میں پانی ڈالے پھر ناک صاف کرے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنا منہ دھوتا ہے جیسے اسے اللہ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کی غلطیاں اس کی داڑھی کے کناروں کے ساتھ گر جاتی ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی خطائیں اس کی انگلیوں سے پانی کے ساتھ نکل جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی غلطیاں اس کے بالوں کے کنارے سے نکل جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ اس کی انگلیوں سے نکل جاتے ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بزرگی اس طرح بیان کی۔ جس طرح وہ اس کا حق رکھتا ہے، اپنے دل کو اللہ کے لئے فارغ کر دیا تو گناہوں سے اس طرح صاف ہو کر نکلتا ہے جیسے وہ اس وقت تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔ اس روایت کو عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوامامہ رسول ﷺ کے صحابی سے بیان کیا ہے۔ ان سے ابوامامہ نے فرمایا اے عمرو۔ دیکھو تم کیا بیان کر رہے ہو؟ ایک ہی جگہ پر ایک آدمی کو یہ مقام دے دیا جائے گا؟ حضرت عمرو نے کہا اے ابوامامہ میری عمر بڑی ہو گئی۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور میری موت قریب آ گئی۔ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں۔ اگر میں نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا مگر ایک دو تین نہیں بلکہ سات مرتبہ تو میں اس کو کبھی بھی بیان نہ کرتا۔ لیکن میں نے تو اس کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

قَوْلُهٗ "جُرَءَ آءُ عَلَيْهِ قَوْمُهٗ" هُوَ بِجِيْمٍ مَّضْمُوْمَةٍ وَّبِالْمَدِّ عَلٰى وَزْنِ عُلَمَاءَ : اَیْ جَاسِرُوْنَ مُسْتَطِيْلُوْنَ غَيْرُ هَائِبِيْنَ ، هٰذِهِ الرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ ، وَرَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وَغَيْرُهٗ حِرَاءٌ بِكَسْرِ الْهَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَقَالَ مَعْنَاهُ : غِضَابٌ ذَوُوْ غَمٍّ وَّهَمٍّ قَدْ عِيْلَ صَبْرُهُمْ بِهٖ حَتّٰى اَثَّرَ فِیْ اَجْسَامِهِمْ مِنْ قَوْلِهِمْ: حَرٰی جِسْمُهٗ يَحْرٰی اِذَا نَقَصَ مِنْ اَلَمٍ اَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهٖ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ بِالْجِيْمِ قَوْلُهٗ ﷺ "بَيْنَ قَرْنَیْ شَيْطَانٍ" اَیْ نَاحِيَتَیْ رَاْسِهٖ وَالْمُرَادُ التَّمْثِيْلُ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ حِيْنَئِذٍ يَتَحَرَّكُ الشَّيْطَانُ وَشِيْعَتُهٗ وَيَتَسَلَّطُوْنَ – وَقَوْلُهٗ يُقَرِّبُ وَضُوْءَ هٗ مَعْنَاهُ يُحْضِرُ الْمَاءَ الَّذِیْ يَتَوَضَّاُ بِهٖ – وَقَوْلُهٗ "اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا" هُوَ بِالْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ اَیْ سَقَطَتْ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ "جَرَتْ" بِالْجِيْمِ وَالصَّحِيْحُ بِالْخَآءِ وَهُوَ رِوَايَةُ الْجُمْهُوْرِ وَقَوْلُهٗ فَيَنْتَثِرُ اَیْ يَسْتَخْرِجُ مَا فِیْ اَنْفِهٖ مِنْ اَذًی – وَالنَّثْرَةُ: طَرَفُ الْاَنْفِ۔

سنا ہے۔(مسلم)

جُرَءَ آءُ عَلَيْهِ قَوْمُهٗ: یعنی وہ آپ ﷺ پر بڑی جسارت کرنے والے ہیں اور اس میں قطعاً ڈرنے والے نہیں۔ یہ مشہور روایت ہے اور حمیدی نے اس کو حِرآء نقل کیا ہے۔جس کا معنی غضب ناک، غم اور فکر والے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو جائے اور وہ غم ان کے جسم میں اثر کر جائے۔ جیسے کہتے ہیں حَرٰی يَحْرٰی جب جسم غم و رنج وغیرہ سے کمزور ہو جائے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ لفظ جیم کے ساتھ ہے۔

بَيْنَ قَرْنَیْ شَيْطَانٍ : شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان یعنی اس کے سر کے دونوں کناروں کے درمیان اور مطلب اس کا یہ ہے کہ شیطان اور اس کا ٹولہ اس وقت حرکت میں ہوتا ہے اور تسلط و غلبہ کرتا ہے۔

يُقَرِّبُ وَضُوْءَ هٗ: اس کا معنی اس پانی کو قریب لائے جس سے وضو کرنا ہو۔

اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا : غلطیاں گر جاتی ہیں۔ بعض نے جَرَت روایت کیا ہے اور صحیح لفظ خاء کے ساتھ ہے اور جمہور کی روایت یہی ہے۔

فَيَنْتَثِرُ: ناک صاف کرے۔

نَثْرَةٌ : ناک کی ایک جانب کو کہتے ہیں۔

٤٤٠ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةَ اُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ حَیٌّ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَهٗ بِهَلَاكِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ

۴۴۰: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب اللہ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے پیغمبر کی روح پہلے قبض فرمالیتا ہے اور اس کو ان کا استقبالی اور میر سامان بنا دیا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے عذاب دیتا ہے جبکہ اس کا نبی زندہ ہوتا ہے پس اس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے حالانکہ پیغمبر ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے اللہ ان کی ہلاکت کے ذریعے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کے

- رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٥٢ : بَابُ فَضْلِ الرَّجَاءِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِخْبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ : ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِىْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوْا﴾

[غافر: ٤٤-٤٥]

٤٤١ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ وَاَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِىْ وَاللّٰهِ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهُ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَىَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَىَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَىَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ، وَاِذَا اَقْبَلَ اِلَىَّ يَمْشِىْ اَقْبَلْتُ اِلَيْهِ اُهَرْوِلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ وَّتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِى الْبَابِ قَبْلَهُ - وَرُوِىَ فِى الصَّحِيْحَيْنِ : "وَاَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِىْ" بِالنُّوْنِ وَفِىْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ "حَيْثُ" بِالثَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ۔

٤٤٢ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ يَقُوْلُ : "لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٤٤٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِىْ وَرَجَوْتَنِىْ

حکم کی نافرمانی کی تھی۔ (مسلم)

باب : ربّ تعالیٰ سے اچھی توقع رکھنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان برائیوں سے بچالیا جن کی انہوں نے تدبیریں کیں''۔ (غافر)

۴۴۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے۔ اللہ کی قسم یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنی گم شدہ چیز کو پالیتا ہے اور جو میرے ایک بالشت قریب ہوتا ہے۔ تو میں اس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں (بخاری و مسلم) یہ مسلم کی ایک روایت ہے اس کی شرح حدیث ۴۱۲ میں گزری ہے۔ صحیحین کی روایت میں ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور ایک روایت میں حَیْثُ کا لفظ ہے۔ یہ دونوں صحیح ہیں۔

۴۴۲ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات سے تین روز قبل یہ ارشاد سنا۔ تم میں سے کسی کو ہرگز موت نہ آئے مگر کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔ (مسلم)

۴۴۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے

غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ، يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ :وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"عَنَانُ السَّمَآءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيْلَ هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا اَیْ ظَهَرَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ۔ وَقِيْلَ :هُوَ السَّحَابُ – وَ "قُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ وَقِيْلَ بِكَسْرِهَا وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ وَهُوَ : مَا يُقَارِبُ مِلْاَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اچھی امید رکھے گا۔ میں تجھے بخشتا رہوں گا خواہ تیرے عمل کیسے ہی ہوں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔اے آدم کے بیٹے !اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا تو میں تجھے بخش دوں گا۔اے آدم کے بیٹے !اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہوں کے ساتھ آئے تو پھر تو مجھے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو۔تو میں تیرے پاس زمین بھر کر بخشش لاؤں گا۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

عَنَانُ السَّمَآءِ: بعض نے کہا اس کا مطلب جو تیرے لئے ظاہر ہو جب تو سر اٹھا کر دیکھے بعض نے کہا مراد بادل ہے۔

قُرَابُ الْاَرْضِ یا قِرَابُ الْاَرْضِ:

جو قریباً زمین کو بھر دے۔

واللہ اعلم۔

٥٣ :بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ

بَاب :ربّ تعالیٰ سے خوف واُمید (دونوں چیزیں) رکھنے کا بیان

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُخْتَارَ لِلْعَبْدِ فِیْ حَالِ صِحَّتِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ خَائِفًا رَاجِيًا وَيَكُوْنَ خَوْفُهٗ وَرَجَاؤُهٗ سَوَآءً وَّفِیْ حَالِ الْمَرَضِ يُمَحَّضُ الرَّجَاءُ – وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُّصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مُتَضَاهِرَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ۔

بندے کے لئے حالت صحت میں بہتر یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور اس کی رحمت کی امید ہو اور اس کا خوف اور امید برابر ہو اور بیماری کی حالت میں امید کو غالب رکھے۔ شریعت کے اصول اور کتاب وسنت کے نصوص اور دیگر دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [اعراف:٩٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [يوسف:٨٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ [آل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارہ پانے والے لوگ''۔ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں''۔ (یوسف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''اس دن بعض چہرے روشن ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے''۔ (آل عمران) اللہ

عمران:۱۰۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [الاعراف:۱۶۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ﴾ [الانفطار:۱۳-۱۴] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَّاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ [القارية:۶-۹] وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَآءُ فِيْ اٰيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ اَوْ اٰيَاتٍ اَوْ اٰيَةٍ۔

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آپؐ کا رب جلد بدلہ لینے والا ہے اور وہ بخشش کرنے والا مہربان ہے''۔ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نیک لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے اور بے شک گناہگار لوگ جہنم میں ہوں گے''۔ (الانفطار) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس پھر وہ شخص جس کے وزن بھاری ہوئے پس وہ من مانی زندگی میں ہوگا اور پھر وہ شخص جس کے وزن ہلکے ہوئے پس اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔ (القاریہ)

آیات اس سلسلہ میں بہت ہیں پس دو یا زیادہ متصل آیات میں خوف اور امید دونوں جمع ہو جاتے ہیں یا کسی ایک آیت یا کئی آیات میں جمع ہیں۔

۴۴۴ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ : "لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۴۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مومن جان لیتا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا ہے تو اس کی جنت کی کوئی طمع نہ کرتا اور اگر کافر جان لیتا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں رحمت ہے تو اس کی جنت سے کوئی مایوس نہ ہوتا''۔ (مسلم)

۴۴۵ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا النَّاسُ اَوِ الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا : اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهٗ صَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۴۵ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت تیار کر کے رکھ دی جاتی ہے اور لوگ یا آدمی اس کو کندھوں پر اٹھاتے ہیں پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے مجھے آگے بڑھاؤ مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بدکار کی میت ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے۔ ہائے افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

۴۴۶ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۴۶ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت تمہارے ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور آگ بھی اسی طرح قریب ہے''۔ (بخاری)

٥٤: بَابُ فَضْلِ الْبُكَآءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشَوْقًا اِلَيْهِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾ [الاسراء:١٠٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ﴾[النساء:٥٩،٦٠]

٤٤٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ :"اقْرَاْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ : "اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ" فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى جِئْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ : ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ : "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٤٤٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ : "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" قَالَ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وُجُوْهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَسَبَقَ بَيَانُهٗ فِيْ بَابِ الْخَوْفِ۔

٤٤٩ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب: اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رونا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں اور ان کے خشوع میں (قرآن) اضافہ کرتا ہے''۔ (الاسراء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات (قرآن) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں''۔ (النساء)

۴۴۷ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں! حالانکہ آپؐ پر قرآن اترا۔ آپؐ نے فرمایا میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔ میں نے آپؐ کے سامنے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا ......﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپؐ کو ان سب پر گواہ لائیں گے'' تو آپؐ نے فرمایا اب اتنا کافی ہے! میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری ومسلم)

۴۴۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا...... میں نے کبھی اس جیسا نہیں سنا...... پھر ارشاد فرمایا: اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں۔ تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ حضرت انس کہتے ہیں اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ (بخاری ومسلم)

روایت ۴۰۰، باب الخوف میں بیان ہوچکی۔

۴۴۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ آدمی آگ میں داخل نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا۔ یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے والا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں

وَدُخَانُ جَهَنَّمَ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

جمع نہیں ہو سکتے (ترمذی)۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٤٥٠ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ : اِمَامٌ عَادِلٌ : وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ ' وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ' وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ' وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن سایہ دیں گے جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) عادل حاکم' (۲) عبادت گزار نوجوان' (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو' (۴) وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر باہمی محبت کرتے ہیں ان کا جدا اور جمع ہونا اسی بنیاد پر ہوتا ہے' (۵) وہ آدمی جس کو کسی حسین اور صاحب مرتبہ عورت نے گناہ کی طرف بلایا مگر اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' (۶) وہ آدمی جس نے صدقہ چھپ کر کیا کہ اسکے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہوا جو اسکے دائیں ہاتھ نے کیا' (۷) وہ آدمی جس نے علیحدگی میں اللہ کو یاد کیا بس اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ (بخاری و مسلم)

٤٥١ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۴۵۱ : حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے اور آپؐ کے سینے سے رونے کی وجہ سے چولھے پر رکھی ہوئی ہنڈیا جیسی آواز نکل رہی تھی۔ یہ حدیث صحیح ہے (ابوداؤد) ترمذی نے فضائل میں سند صحیح سے روایت کیا۔

٤٥٢ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ؟ قَالَ : "نَعَمْ" فَبَكٰى اُبَيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِيْ۔

۴۵۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے عرض کیا: کیا میرا نام لیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ حضرت اُبی (فرط محبت سے) رو پڑے۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ''اُبی رونے لگے'' ہے۔

٤٥٣ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا

۴۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فرمایا: ہمارے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے چلو!

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنِّيْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ **فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا- رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ۔**

جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ جب دونوں حضرات وہاں پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ دونوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے وہ بہت بہتر ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا میں اس لئے نہیں روتی۔ میں بھی بخوبی جانتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ زیادہ بہتر ہے لیکن میں اس لئے روتی ہوں کہ وحی آسمانوں سے آنی بند ہوگئی۔ **اس بات نے اُن کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا چنانچہ وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم) یہ روایت زیارت اہل خیر میں گزری۔**

۴۵۴: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهٗ قِيْلَ لَهٗ فِي الصَّلٰوةِ - قَالَ: "مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ غَلَبَهُ الْبُكَآءُ فَقَالَ: "مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ" وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا درد (مرض الموت) زیادہ شدید ہوگیا۔ آپؐ کو نماز کے متعلق عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا بے شک ابوبکر نرم دل آدمی ہیں۔ جب وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: انہی کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ایک روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب ابوبکر آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگ ان کی قراءت نہ سن پائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

۴۵۵: وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَآئِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ اِنْ غُطِّيَ بِهَا رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا -

۴۵۵: ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس افطاری کے وقت کھانا لایا گیا۔ اس لئے کہ آپ روزہ سے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لئے صرف ایک چادر میسر آئی۔ کہ اگر اس سے ان کے سر کو ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا۔ اس کے بعد دنیا کو ہمارے لئے وسیع کر دیا گیا جو تم دیکھ رہے ہو یا یہ فرمایا کہ ہمیں دنیا اتنی عطا کر دی گئی جو

قَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ظاہر ہے۔ ہم تو ڈر رہے ہیں کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی جلدی نہ دے دیا گیا ہو؟ پھر رونے لگے۔ یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔ (بخاری)

٤٥٦ : وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ صُدَىِّ ابْنِ عَجْلَانِ الْبَاهِلِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ شَىْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ – وَاَمَّا الْاَثَرَانِ : فَاَثَرٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَثَرٌ فِىْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَآئِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۵۶ : حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب و پسندیدہ نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلے اور دوسرا وہ خون کا قطرہ جو جہاد کرتے ہوئے نکلے اور رہے دو نشان تو ایک نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتے ہوئے پڑ جائے اور دوسرا نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے پڑ جائے۔

ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

وَفِى الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا حَدِيْثُ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ– وَقَدْ سَبَقَ فِىْ بَابِ النَّهْىِ عَنِ الْبِدَعِ۔

اس باب میں روایات بہت ہیں ان میں سے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں وعظ فرمایا جس سے دل نرم پڑ گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔

بَابُ النَّهْىِ عَنِ الْبِدَعِ میں روایت گزری۔

٥٥ : بَابُ فَضْلِ الزُّهْدِ فِى الدُّنْيَا وَالْحَثِّ عَلَى التَّقَلُّلِ مِنْهَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

بَابٌ : دنیا میں بے رغبتی اور اس کو کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتٰهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [يُونس:٢٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی جیسی ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا پس اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا نکلا جس کو لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین پوری پر رونق ہو چکی اور مزین ہو گئی اور زمین کے مالکوں نے یہ گمان کیا۔ بے شک وہ اس پر قابو پالیں گے تو اس حال میں ہمارا حکم دن یا رات میں آ پہنچا۔ پس اس کو کٹا ہوا بنا دیا۔ گویا یہاں کل کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم اسی طرح آیات کھول کر بیان کرتے ہیں سوچ و بچار کرنے والوں کیلئے"۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "آپ ان کے سامنے

مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾ [الكهف:٤٥-٤٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [الحديد:٢٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ [آل عمران:١٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ [فاطر:٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ﴾ [التكاثر:١-٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

[العنكبوت:٦٤].

بیان فرما دیں دنیا کی زندگی کی مثال جس طرح وہ پانی جس کو ہم نے آسمان سے اتارا۔ پس ملا جلا نکلا اس سے زمین کا سبزہ پھر وہ چورچورا ہو گیا جس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک عمل تیرے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔'' (کہف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جان لو بے شک دنیا کی زندگی کھیل تماشا اور زینت اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ ہے۔ جس طرح کہ بادل جس کی کھیتی کسان کو بہت اچھی لگتی ہے پھر وہ خوب زور میں آتی ہے پھر اسے تم زرد دیکھتے ہو پھر کچھ عرصہ کے بعد ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور رضامندی اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے''۔ (الحدید) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے لئے پسندیدہ چیزیں جیسے عورتیں اور سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانے اور نشان دار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتوں کی محبت خوبصورت بنا دی گئیں مگر یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی کے ہاں بہتر ٹھکانہ ہے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے پس ہرگز تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی اللہ کے متعلق تمہیں دھوکے میں ڈالے''۔ (فاطر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم کو مال کی کثرت کے مقابلے میں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ یقیناً عنقریب تم جان لو گے پھر یقیناً عنقریب تم جان لو گے یقیناً کاش کہ تم جان لیتے یقین سے جاننا''۔ (تکاثر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشا ہے بے شک آخرت کا گھر وہی حقیقی گھر ہے کاش کہ وہ جان لیتے''۔

(عنکبوت)

وَالْاٰيٰتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ.

آیات اس باب میں بہت اور مشہور ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَنُنَبِّهُ بِطَرَفٍ مِّنْهَا عَلٰى مَا سِوَاهُ.

باقی احادیث تو شمار سے بھی باہر ہیں۔ ہم ان میں سے چند کے بارے میں آپ کو مطلع کرتے ہیں۔

٤٥٧ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَا فَوْا صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ : اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ؟ فَقَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : "اَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۵۷ : حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین بھیجا تاکہ وہاں سے وہ جزیہ وصول کر لائیں۔ وہ بحرین سے مال لائے چنانچہ انصار نے ابوعبیدہ کی آمد کا سنا تو فجر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھ کر ان کی طرف رخ موڑا۔ پس وہ آپؐ کے سامنے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ابوعبیدہ کے متعلق بحرین سے کچھ لانے کا سنا ہوگا۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا خوش ہو جاؤ اور خوشی والی چیزوں کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر سے خطرہ نہیں لیکن مجھے اندیشہ یہ ہے کہ دنیا تم لوگوں پر فراخ کر دی جائے۔ جیسے ان لوگوں پر فراخ کی گئی جو تم سے پہلے ہوئے پس تم اس میں کہیں اسی طرح نہ رغبت کرنے لگ جاؤ جس طرح انہوں نے رغبت کی۔ پس یہ تم کو کہیں اسی طرح ہلاک نہ کر دے جس طرح ان کو ہلاکت میں ڈالا۔ (بخاری و مسلم)

٤٥٨ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ : "اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۵۸ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ پس آپؐ نے فرمایا بے شک وہ چیز جس کا تمہارے بارے میں اپنے بعد ڈر ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی رونق اور زینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٤٥٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ

۴۵۹ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے ارشاد فرمایا بے شک دنیا میٹھی سرسبز ہے بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنائے گا۔ پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو پس تم دنیا سے بچنا اور عورتوں سے بچنا۔ (بخاری و مسلم)

٤٦٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۰ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ زندگی تو فقط آخرت ہی کی زندگی ہے''۔ (بخاری، مسلم)

٤٦١ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ : اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ : يَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۱ : حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں۔ گھر والے، مال اور عمل۔ بس دو لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہتی ہے اس کے گھر والے اور اس کا مال لوٹ آتا ہے اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٤٦٢ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ : يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ : لَا وَاللّٰهِ لَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ : يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۶۲ : حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن آگ والوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال شخص کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ایک ڈبکی دی جائے گی۔ پھر پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کوئی بھلائی دیکھی؟ کیا کبھی نعمتوں پر تیرا گزر ہوا؟ پس وہ کہے گا نہیں اللہ کی قسم اے میرے رب اور دنیا میں سب سے زیادہ تنگ دست جو اہل جنت میں سے ہوگا اس کو لایا جائے گا اور جنت میں اس کو ایک مرتبہ رنگا جائے گا۔ پھر اس کو کہا جائے گا اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کوئی تنگی کبھی دیکھی؟ کیا تیرے پاس کبھی تنگی کا گزر بھی ہوا؟ پس وہ کہے گا۔ نہیں اللہ کی قسم مجھ پر کبھی تنگی کا گزر بھی نہیں ہوا اور میں نے کبھی تنگی کا منہ بھی نہیں دیکھا''۔ (مسلم)

٤٦٣ : وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۶۳ : حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں رکھے پھر وہ دیکھے کہ وہ کیا اپنے ساتھ لائی ہے''۔ (مسلم)

٤٦٤ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ

۴۶۴ : حضرت جابرؓ سے مروی ہے رسول اللہؐ کا گزر بازار سے ہوا۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوْقِ وَالنَّاسُ كَنَفَيْهِ فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَاَخَذَ بِاُذُنِهٖ ثُمَّ قَالَ: "اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟" فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَّمَا نَصْنَعُ بِهٖ؟ ثُمَّ قَالَ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا اَنَّهُ اَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ، فَقَالَ "فَوَ اللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "كَنَفَيْهِ" اَيْ عَنْ جَانِبَيْهِ وَ"الْاَسَكُّ" الصَّغِيْرُ الْاُذُنِ۔

اس حال میں کہ آپؐ کے دونوں طرف لوگ تھے۔ پس آپؐ کا گزر چھوٹے کانوں والے ایک بکری کے مُردار بچے کے پاس سے ہوا۔ آپؐ نے اس کو کان سے پکڑا اور پھر فرمایا۔ تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ ایک درہم کے بدلے اس کو لے؟ تو انہوں نے عرض کیا ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ بغیر کسی چیز کے بدلے یہ ہمیں مل جائے۔ ہم اس کو لے کر کیا کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ یہ تمہاری ملکیت ہوتا؟ تو انہوں نے عرض کی۔ اللہ کی قسم اگر یہ زندہ ہوتا تو یہ عیب دار تھا۔ اسلئے کہ اس کے کان چھوٹے ہیں' پس کس طرح (اس کو لینا ہم پسند کر سکتے) اب جبکہ وہ مردار ہے۔ فرمایا: اللہ کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ تمہارے۔

كَنَفَيْهِ: دونوں طرف۔ اَلْاَسَكُّ: چھوٹے کانوں والا۔

٤٦٥: وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرَّةٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ اُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا" عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَعَنْ خَلْفِهٖ، ثُمَّ سَارَ فَقَالَ: اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ "وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ" ثُمَّ قَالَ لِيْ: "مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاَرَدْتُ اَنْ

۴۶۵: حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرمؐ کے ساتھ حرہ مدینہ میں چل رہا تھا۔ ہمارے سامنے کوہِ اُحد آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ۔ فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی باقی ہو مگر وہ چیز جس کو میں کسی قرض کی ادائیگی کیلئے روکوں مگر یہ کہ لوگوں میں اس طرح تقسیم کر دوں' اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے کی طرف آپؐ نے اشارہ فرمایا۔ پھر آپؐ چل دیئے اور فرمایا بے شک زیادہ مال والے قیامت کے دن اجر کے لحاظ سے بہت کم ہونگے مگر جس نے کہ مال کو اِس اِس طرح اپنے بائیں اور پیچھے اشارہ فرمایا' خرچ کیا اور وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ پھر فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہرو یہاں تک میں نہ آ جاؤں۔ پھر رات کے اندھیرے میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پس میں نے ایک آواز بلند ہوتے سنی۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں کوئی آپؐ کے درپے تو نہیں ہو گیا لہٰذا میں نے آپؐ کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ پھر مجھے آپؐ کا ارشاد یاد آیا: (لَا تَبْرَحْ

اٰتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ :لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ فَلَمْ اَبْرَحْ حَتّٰى اَتَانِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْهُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ : "وَهَلْ سَمِعْتَهٗ؟" قُلْتُ : نَعَمْ قَالَ : "ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ' قُلْتُ : وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

حَتّٰى اٰتِيَكَ) پس میں اپنی جگہ سے نہ ہٹا یہاں تک کہ آپؐ تشریف لائے۔ میں نے کہا مجھے ایک ایسی آواز سنائی دی جس سے میں ڈر گیا۔ پھر میں نے ساری بات آپؐ سے ذکر کی۔ فرمایا کیا تو نے اس کو سنا؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا وہ جبرائیل تھے جو میرے پاس آئے اور کہا جو آپؐ کی امت میں اس حال میں فوت ہو جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر چہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ فرمایا اگر چہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔ (بخاری و مسلم) بالفاظ بخاری۔

٤٦٦ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَوْ كَانَ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ اَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَىَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہو مجھے یہ بات پسند آتی ہے مجھ پر تین دن رات اس حال میں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں سے میرے پاس باقی ہو مگر اتنی چیز جس کو میں قرضے کے لئے روک رکھوں۔ (بخاری و مسلم)

٤٦٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ - وَّفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : "اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ"۔

۴۶۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کے معاملے میں تم ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے کمتر ہوں اُن کو مت دیکھو جو تم سے اوپر ہوں۔ یہ بات زیادہ مناسب ہے اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ قرار دو (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو مال اور خلقت میں تم سے اچھا ہے تو چاہئے کہ اس کو بھی دیکھ لو جو اس سے کمتر ہے۔

٤٦٨ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۶۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہو دینار و درہم اور چادر اور شال کا بندہ اگر اس کو کچھ دیا جائے تو راضی ہو اور نہ ملے تو ناراض ہو۔ (بخاری)

٤٦٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ

۴۶۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے اہل صفہ میں سے ستر آدمی ایسے دیکھے جن میں سے کسی ایک کے

رِدَآءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَّإِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

پاس بھی اوڑھنے کی چادر نہ تھی یا تو تہبند اور یا چادر جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھتے ان میں سے بعض کی چادریں نصف پنڈلی تک پہنچتی اور بعض کی ٹخنوں تک۔ پس وہ اس کے دونوں کناروں کو اپنے ہاتھ سے جمع کر کے رکھتے۔ اس ڈر سے کہ ان کا ستر والا حصہ ظاہر نہ ہو۔ (بخاری)

٤٧٠ : وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۷۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے''۔ (مسلم)

٤٧١ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ : "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : "إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۷۱ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں یوں رہو جیسے مسافر یا راہ گیر'' حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت میں سے اپنی بیماری کے لئے اور زندگی میں سے موت کے لئے کچھ حاصل کر لو۔ (بخاری)

قَالُوْا فِي شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَعْنَاهُ : لَا تَرْكَنْ إِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا وَّلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُوْلِ الْبَقَآءِ فِيْهَا وَلَا بِالْإِعْتِنَآءِ بِهَا وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا إِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيْبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الذَّهَابَ إِلٰى أَهْلِهِ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

علماء نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ دنیا کی طرف مت جھکو اور نہ اس کو وطن بناؤ اور نہ اپنے دل کو لمبی دیر رہنے کے لئے اس میں لگاؤ اور نہ اس کی طرف زیادہ توجہ دو اور اس سے اتنا ہی تعلق رکھو جتنا مسافر غیر وطن سے رکھتا ہے اور اس کے اندر مشغول نہ ہو جس طرح وہ مسافر مشغول نہیں ہوتا جو کہ اپنے گھر واپس لوٹنا چاہتا ہے وباللہ التوفیق۔

٤٧٢ : وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ ، فَقَالَ : " ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ

۴۷۲ : حضرت ابو العباس سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا عمل بتایئے جب میں اس کو کرلوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کریں گے اور جو کچھ

فِيهَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ بِاَسَانِيدَ حَسَنَةٍ۔

لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو لوگ تم سے محبت کریں گے''۔ یہ حدیث حسن ہے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ نے اچھی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

٤٧٣ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : ذَكَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا اَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِى مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الدَّقَلُ" بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ : رَدِىءُ التَّمْرِ۔

۴۷۳: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لوگوں کو دنیا ملی تھی اس کا تذکرہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دن گزارتے ہوئے دیکھا۔ بھوک سے آپؐ لپٹ رہے ہوتے اور ردّی کھجور بھی نہیں ملتی تھی جس سے آپؐ اپنے پیٹ کو بھر لیتے۔ (مسلم)

الدَّقَلُ: گھٹیا کھجور۔

٤٧٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا فِىْ بَيْتِىْ مِنْ شَىْءٍ يَاْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِىْ رَفٍّ لِّىْ فَاَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَىَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِىَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهَا "شَطْرُ شَعِيْرٍ" اَىْ شَىْءٌ مِّنْ شَعِيْرٍ كَذَا فَسَّرَهُ التِّرْمِذِىُّ۔

۴۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے اس حالت میں وفات پائی کہ میرے گھر میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھائے' سوائے ان تھوڑے سے جو کے جو طاق میں رکھے ہوئے تھے۔ پس میں ایک مدت دراز تک اسی میں سے لے کر کھاتی رہی پس میں نے ان کو ناپا تو وہ ختم ہو گئے۔ (بخاری و مسلم)

شَطْرُ شَعِيْرٍ: تھوڑے سے جَو۔

ترمذی نے اس کی اسی طرح تفسیر کی۔

٤٧٥ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِىْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ الَّتِىْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۴۷۵: حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہما امّ المؤمنین جویریہ بنت حارث کے بھائی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑا نہ دینار' نہ کوئی غلام لونڈی اور نہ کوئی اور چیز البتہ وہ سفید خچر چھوڑا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اور وہ زمین جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافروں کے لئے صدقہ کر دیا تھا۔ (بخاری)

٤٧٦ : وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۷۶: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے

عَنْهُ قَالَ :هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُّغَطِّيَ رَاْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پس ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا۔ پس ہم میں سے کچھ وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے کوئی حصہ نہیں پایا۔ انہی میں مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو اُحد کے دن شہید ہوئے اور ایک دھاری دار چادر چھوڑی جب ہم ان سے ان کے سر کو ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ پس ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے سر کو ڈھانپ کر ان کے پاؤں پر کچھ اذخر گھاس ڈال دو۔ اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے پھل پک چکے اور وہ ان کو چن رہے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

"اَلنَّمِرَةُ" : كِسَاءٌ مُّلَوَّنٌ مِّنْ صُوْفٍ وَقَوْلُهٗ "اَيْنَعَتْ اَيْ نَضِجَتْ وَاَدْرَكَتْ وَقَوْلُهٗ "يَهْدِبُهَا هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَكَسْرِهَا لُغَتَانِ اَيْ يَقْطِفُهَا وَيَجْتَنِيْهَا وَهٰذِهِ اسْتِعَارَةٌ لِّمَا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ مِّنَ الدُّنْيَا وَتَمَكَّنُوْا فِيْهَا۔

اَلنَّمِرَةُ :اون کی دھاری دار چادر۔

اَيْنَعَتْ: پک گئے اور پالئے۔

يَهْدِبُهَا: اس کا پھل چن رہا ہے یہ استعارہ ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر دنیا کو فتح کر دیا اور انہوں نے اس پر قدرت پالی۔

٤٧٧ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۷۷ : حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر دنیا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا''۔ (ترمذی)

اور انہوں نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

٤٧٨ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَّلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۷۸ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا۔ خبردار بے شک دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہے ماسوا اللہ کے ذکر کے اور جو چیز اس سے موافقت رکھنے والی ہے عالم اور متعلم کے۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

٤٧٩ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۷۹ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: جائیدادیں مت بناؤ اس کے نتیجے میں تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۴۸۰ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَّنَا فَقَالَ :"مَا هٰذَا؟" فَقُلْنَا :قَدْ وَهِيَ فَنَحْنُ نُصْلِحُهٗ فَقَالَ :"مَا اَرَى الْاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۰ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہمارے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ ہم اپنے ایک جھونپڑے کو درست کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا یہ کمزور ہو گیا ہم اس کو درست کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تو موت کے معاملے کو اس سے بھی زیادہ جلدی دیکھ رہا ہوں''۔ (ابوداؤد' ترمذی) نے بخاری اور مسلم کی سند سے روایت کیا۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۸۱ :وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۱ : حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر ایک امت کے لئے آزمائش ہے اور میری امت کے لئے آزمائش مال ہے۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۸۲ :وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو وَيُقَالُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ اَبُوْ لَيْلٰى عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَّسْكُنُهٗ ، وَثَوْبٌ يُّوَارِيْ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ ، وَالْمَآءُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ – قَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ اَبَا دَاوٗدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَالِمِ الْبَلْخِيَّ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ يَقُوْلُ : الْجِلْفُ : الْخُبْزُ لَيْسَ مَعَهٗ اِدَامٌ – وَقَالَ غَيْرُهٗ : هُوَ غَلِيْظُ الْخُبْزِ– وَقَالَ الْحَرَوِيُّ : الْمُرَادُ بِهٖ هُنَا وِعَآءُ

۴۸۲ : حضرت ابوعمرو' بعض نے کہا ابوعبداللہ اور بعض نے کہا ابولیلیٰ' عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے لئے سوائے ان چیزوں کے کسی اور چیزوں کا حق نہیں۔ ایک گھر جس میں وہ رہ سکے۔ ایک کپڑا جس میں وہ اپنے ستر کو ڈھانپ سکے اور روٹی کا ٹکڑا اور پانی (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ میں نے ابوداؤد سلیمان بن خلعی کو فرماتے سنا کہ وہ کہتے ہیں نضر بن شمیل کو فرماتے سنا۔

جِلْفُ : روٹی کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔ بعض نے کہا موٹی روٹی کو کہتے ہیں۔

علامہ حروی نے فرمایا مراد یہاں روٹی والا برتن ہے۔ جیسے تھیلا

الْخُبْزِ : كَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور جمیل وغیرہ واللہ اعلم۔

٤٨٣ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالْخَاءِ الْمُشَدَّدَةِ الْمُعْجَمَتَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ : ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ قَالَ : "يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ : مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۸۳ : حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے پھر کہتے ہیں کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اے آدم کے بیٹے تیرا مال نہیں ہے مگر جو تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے اس کو آگے چلا دیا۔ (مسلم)

٤٨٤ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ : "اُنْظُرْ مَا ذَا تَقُوْلُ؟" قَالَ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ : "اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِيْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا ، فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُّحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۸۴ : حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم بے شک میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا غور کر لے جو کچھ تو کہتا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں آپؐ سے یقیناً محبت کرتا ہوں۔ تین مرتبہ یہ کہا۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر کا ٹاٹ تیار کر لے کیونکہ فقر اس آدمی کی طرف جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے بھی زیادہ تیزی سے جاتا ہے جتنا سیلاب اپنے بہاؤ کی طرف جاتا ہے۔

(ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

"التِّجْفَافُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ وَبِالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ شَيْءٌ يُلْبَسُهُ الْفَرَسُ لِيُتَّقٰى بِهِ الْاَذٰى وَقَدْ يَلْبَسُهُ الْاِنْسَانُ۔

التِّجْفَافُ : وہ چیز ہے جس کو گھوڑے کو اس لئے پہناتے ہیں تاکہ تکلیف سے اس کو بچایا جا سکے اور کبھی بوقت ضرورت اس کو انسان بھی پہن لیتا ہے۔

٤٨٥ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِي الْغَنَمِ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۸۵ : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا زیادہ نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور جاہ کی حرص آدمی کے دین کو پہنچاتی ہے۔ ترمذی اور اس نے

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٤٨٦ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ قُلْنَا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَآءً فَقَالَ :مَالِيْ وَالدُّنْيَا ؟ مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے‘ جب بیدار ہوئے تو اس کا نشان آپؐ کے پہلو پر پڑ گیا ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپؐ کے لئے نرم گدا تیار کروا دیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے دنیا سے کیا تعلق میں تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جس نے ایک درخت کا سایہ حاصل کیا پھر چلتا بنا پھر اس کو چھوڑ دیا۔ ترمذی اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٤٨٧ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ" : رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”فقراء مالداروں سے جنت میں پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے“۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٤٨٨ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا مِّنْ رِّوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ۔

۴۸۸: حضرت ابن عباس‘ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں جھانکا تو پس میں نے وہاں کی اکثریت نادار لوگوں کو پایا اور میں نے آگ (جہنم) میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ (بخاری و مسلم)

ابن عباس کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

بخاری نے اس کو عمران بن حصین سے بھی روایت کیا ہے۔

٤٨٩ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۸۹: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنتؐ کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ پس وہاں داخل ہونے والے زیادہ لوگ مساکین ہیں اور مالدار (حساب کے لئے) ابھی روک لئے جائیں گے۔ البتہ آگ والے ان کے بارے میں آگ (یعنی جہنم) کی طرف جانے کا حکم دے دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

"وَالْجَدُّ" اَلْحَظُّ وَالْغِنٰى ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ

اَلْجَدُّ : مال و دولت یہ حدیث فَضْلِ الضَّعَفَةِ کے باب میں

هٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْ بَابِ فَضْلِ الضَّعَفَةِ۔

۴۹۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ - اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶ : بَابُ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَالْاِقْتِصَادُ عَلَى الْقَلِيْلِ مِنَ الْمَاْكُوْلِ وَالْمَشْرُوْبِ وَالْمَلْبُوْسِ وَغَيْرِهَا مِنْ حُظُوْظِ النَّفْسِ وَتَرْكَ الشَّهَوَاتِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾ [مريم:۵۹-۶۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ [القصص:۷۹-۸۰] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ [التكاثر:۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا﴾ [الاسراء:۱۸]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔

گزری۔

۴۹۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے سچی بات جس کو کسی شاعر نے کہا وہ لبید کی بات ہے۔ (اس کے کہا) خبردار ہر چیز اللہ کے سوا مٹ جانے والی ہے۔ (بخاری ومسلم)

باب ۵۶ : بھوک، سختی، کھانے پینے اور لباس میں تھوڑے پر اکتفا اور اسی طرح دیگر مرغوبِ نفس اشیاء چھوڑنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس ان کے بعد نالائق لوگ آئے جنہوں نے وقت کو ضائع کیا اور خواہشات کی اتباع کی۔ عنقریب وہ گمراہی کا انجام پائیں گے مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل صالح کئے پس وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کے حق میں ذرّہ برابر کمی نہ کی جائے گی''۔ (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''قارون اپنی قوم کے سامنے زینت کے ساتھ آیا ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے کاش ہمیں وہ کچھ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا بے شک وہ تو بڑے نصیب والا ہے اور ان لوگوں نے کہا جو (اللہ کا) علم رکھتے تھے تم پر افسوس ہے اللہ کا بدلہ بہت بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لایا اور اس نے عمل صالحہ کئے''۔ (القصص) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر تم سے ضرور بالضرور ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ (تکاثر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جلدی آنے والی دنیا کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو جلدی اس دنیا میں دیتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اور پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جس میں پھر وہ داخل ہو گا۔ مذمت کیا ہوا دھتکارا ہوا''۔ (الاسراء)

اس سلسلہ میں آیتیں بہت مشہور ہیں۔

٤٩١ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ : مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ۔

۴۹۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے جَو کی روٹی دو دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ ہے محمد ﷺ کے گھر والوں نے جب سے وہ مدینہ آئے تین دن متواتر گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔

٤٩٢ : وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ : وَاللّٰهِ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنْ كُنَّا نَنْظُرُ اِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ : ثَلَاثَةَ اَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا اُوْقِدَ فِيْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَارٌ قُلْتُ : يَا خَالَةُ فَمَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتِ : الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ جِيْرَانٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يُرْسِلُوْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَلْبَانِهَا فَيَسْقِيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۲: حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اے میرے بھانجے ہم چاند کی طرف دیکھتے پھر ایک اور چاند پھر ایک اور چاند یعنی دو مہینے میں تین دن چاند گزر جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا اے خالہ پھر آپ کا گزارا کس چیز سے ہوتا؟ آپ نے فرمایا دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری پڑوسی جن کے دودھ والے جانور تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ بھیج دیتے پس آپؐ ہمیں بھی پلا دیتے۔ (بخاری و مسلم)

٤٩٣ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَّصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ وَقَالَ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"مَصْلِيَّةٌ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ : اَيْ مَشْوِيَّةٌ۔

۴۹۳: حضرت ابو سعید مقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا گزر ان لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی انہوں نے ان کو کھانے کی دعوت دی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپؐ نے جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ (بخاری)

مَصْلِيَّةٌ : بھنی ہوئی۔

٤٩٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ يَاْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ ، وَمَا اَكَلَ خُبْزًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ — وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ : وَلَا

۴۹۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میز پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدے کی روٹی کھائی یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔ (بخاری) اور ایک

رَاى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ۔

روایت میں ہے کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی دونوں آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی۔

٤٩٥ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الدَّقَلُ" :تَمْرٌ رَدِيْءٌ۔

۴۹۵ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے تمہارے پیغمبر ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپؐ کو ادنیٰ کھجوراتنی تعداد میں میسر نہ تھی کہ جس سے اپنا پیٹ بھریں۔ (مسلم)

الدَّقَلُ : ادنیٰ قسم کی کھجور۔

٤٩٦ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا رَاَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ فَقِيْلَ لَهٗ : هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنَاخِلُ؟ قَالَ مَا رَاَى رَسُوْلُ اللّٰهِ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ، فَقِيْلَ لَهٗ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ : كُنَّا نَطْحَنُهٗ وَنَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهٗ "النَّقِيُّ" هُوَ "بِفَتْحِ النُّوْنِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ" وَهُوَ الْخُبْزُ الْحُوَّارٰى وَهُوَ الدَّرْمَكُ – قَوْلُهٗ "ثَرَّيْنَاهُ" هُوَ بِثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ ثُمَّ رَاءٍ مُشَدَّدَةٍ ثُمَّ يَاءٍ مُثَنَّاةٍ مِّنْ تَحْتُ ثُمَّ نُوْنٍ" اَىْ بَلَّلْنَاهُ وَعَجَنَّاهُ۔

۴۹۶ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت سے وفات تک چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے لے کر وفات تک چھلنی کو دیکھا تک نہیں۔ ان سے پوچھا گیا پھر آپ بغیر چھنے ہوئے جو کی روٹی کیسے کھاتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم اس کو پیس کر پھونک مارتے پس اس میں سے جو اُڑنا ہوتا اُڑ جاتا اور جو باقی رہتا ہم اس کو گوندھ لیتے۔ (بخاری)

النَّقِيُّ : میدے کی روٹی۔

ثَرَّيْنَاهُ : ہم اس کو تر کر کے گوندھ لیتے یعنی ہم اس کو بھگو لیتے اور نرم کر کے آٹا گوندھتے۔

٤٩٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ "قَالَا الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ وَاَنَا

۴۹۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات کو گھر سے باہر نکلے پس اچانک ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آپؐ کی ملاقات ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں اس وقت تمہارے گھروں میں کس چیز نے نکالا؟ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھوک نے۔ آپؐ نے فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَخْرَجَنِیْ الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا قُوْمَا" فَقَامَا مَعَہٗ فَاَتٰی رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِیْ بَیْتِہٖ ' فَلَمَّا رَاَتْہُ الْمَرْاَۃُ قَالَتْ :مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَتْ : ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَآءَ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَنَظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَصَاحِبَیْہِ ثُمَّ قَالَ :اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا اَحَدٌ الْیَوْمَ اَکْرَمَ اَضْیَافًا مِّنِّیْ" فَانْطَلَقَ فَجَآءَ هُمْ بِعِذْقٍ فِیْہِ بُسْرٌ وَّ تَمْرٌ وَّ رُطَبٌ فَقَالَ : کُلُوْا وَاَخَذَ الْمُدْيَۃَ ' فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا مِنَ الشَّاۃِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا – فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَۃِ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُيُوْتِکُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰی اَصَابَکُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهَا "يَسْتَعْذِبُ" : اَیْ يَطْلُبُ الْمَآءَ الْعَذْبَ وَهُوَ الطَّيِّبُ وَالْعِذْقُ بِکَسْرِ الْعَيْنِ وَاِسْکَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَۃِ وَهُوَ الْکِبَاسَۃُ وَهِیَ الْغُصْنُ۔ "وَالْمُدْيَۃُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَکَسْرِهَا : هِیَ السِّکِّيْنُ "وَالْحَلُوْبُ" ذَاتُ اللَّبَنِ – وَالسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ سُؤَالُ تَعْدِيْدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ وَّتَعْذِيْبٍ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ – وَهٰذَا الْاَنْصَارِیُّ الَّذِیْ اَتَوْہُ هُوَ اَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ

میں بھی۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے نکالا جس نے تم دونوں کو نکالا۔ پس اٹھو! وہ دونوں آپؐ کے ساتھ چل دیئے۔ پس آپؐ ایک انصاری کے ہاں تشریف لائے وہ اس وقت اپنے گھر میں نہیں تھا۔ جب ان کی بیوی نے آپؐ کو دیکھا تو مَرْحَبًا اور اَهْلًا وَسَهْلًا کہا آپؐ نے اس کو فرمایا کہ فلاں کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے کے لئے گئے ہیں اسی دوران وہ انصاری آ گیا چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا پھر کہا الحمد للہ آج مجھ سے زیادہ مہمانوں کے لحاظ سے عزت والا کوئی نہیں پھر وہ گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لایا جس میں گوری خشک اور تر کھجوریں تھیں اور کہا کھائیے۔ پھر چھری لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ پس اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی۔ پس انہوں نے بکری کا گوشت اور اس خوشے میں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ جب شکم سیر ہو گئے اور سیراب ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم سے ضرور ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بھوک نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا پھر تم گھروں میں نہیں لوٹے یہاں تک کہ تمہیں اللہ نے یہ نعمتیں پہنچا دیں۔ (بخاری)

يَسْتَعْذِبُ : خوشگوار پانی لینے گئے۔

اَلْعَذْبُ : میٹھا پانی۔

اَلْعِذْقُ : شاخ۔

اَلْمُدْيَۃُ : چھری۔

اَلْحَلُوْبُ : دودھ والا جانور۔

اَلسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمُ : اس سوال سے مراد نعمتوں کا شمار کروانا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ اور سزا دینے کے لئے سوال مراد نہیں۔ یہ انصاری

التَّيِّهَانِ ' كَذَا جَاءَ مُبَيَّنًا فِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ۔

٤٩٨ : وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْبَصْرَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصُرْمٍ وَّوَلَّتْ حَذَّاءَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ ' يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا ' وَاِنَّكُمْ مُنْتَقِلُوْنَ مِنْهَا اِلٰى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا فَانْتَقِلُوْا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ فَاِنَّهٗ قَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ اَفَعَجِبْتُمْ؟ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا وَّلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا وَّعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "اٰذَنَتْ" هُوَ بِمَدِّ الْاَلِفِ : اَيْ اَعْلَمَتْ – وَقَوْلُهٗ "بِصُرْمٍ" هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ :

ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ ترمذی کی روایت میں واضح طور پر آیا ہے۔

۴۹۸ : حضرت خالد بن عمیر عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں عتبہ بن غزوان جو بصرہ کے گورنر تھے انہوں نے خطبہ دیا۔ پس اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اما بعد ! دنیا نے اپنے ختم ہونے پر اعلان کر دیا اور تیزی سے منہ پھیر کر چلی اور اس میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے تلچھٹ کے جیسے برتن کی تلچھٹ ہوتی ہے جس کو برتن والا سمیٹتا ہے اور بے شک تم اس سے منتقل ہو کر ایک ایسے گھر میں جاؤ گے جس کو زوال نہیں پس تم اپنے پاس موجود چیزوں میں سے سب سے بہتر چیز کے ساتھ منتقل ہو۔ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک پتھر جہنم کے کنارے سے ڈالا جائے گا وہ اس میں ستر سال تک گرتا رہے گا پھر بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم وہ جہنم بھر دی جائے گی کیا تمہیں تعجب ہے؟ تحقیق ہمارے سامنے بیان کیا گیا کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور اس پر یقیناً ایک دن ایسا آئے گا وہ انسانوں کی بھیڑ سے بھری ہوئی ہوگی۔ تحقیق میں نے اپنے آپ کو ساتوں میں ساتواں آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پایا۔ ہمارے پاس ایسا وقت بھی نہیں تھا کہ کھانے کی کوئی چیز درخت کے پتوں کے سوا نہ تھی۔ یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں پس اسی دوران مجھے ایک چادر مل گئی تو میں نے اسے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان دو حصوں میں کر لیا آدھے کو میں نے چادر کے طور پر باندھ لیا اور نصف کو حضرت سعد نے چادر بنا لیا۔ لیکن آج ہم میں سے ہر شخص اس طرح ہو گیا کہ وہ کسی نہ کسی چیز کا حاکم ہے۔ میں اللہ جل جلالہ کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے ہاں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں اور اللہ جل جلالہ کے ہاں چھوٹا۔ (مسلم)

اَیْ بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا - قَوْلُهُ : "وَوَلَّتْ حَذَّآءَ هُوَ بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ مَّفْتُوْحَةٍ ثُمَّ ذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُّشَدَّدَةٍ ثُمَّ اَلِفٍ مَّمْدُوْدَةٍ :اَیْ سَرِیْعَةً ' وَالصُّبَابَةُ بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ - الْبَقِيَّةُ الْيَسِيْرَةُ وَقَوْلُهُ "يَتَصَابُّهَا" هُوَ بِتَشْدِيْدِ الْبَآءِ قَبْلَ الْهَاءِ :اَیْ يَجْمَعُهَا۔ "وَالْكَظِيْظُ" :الْكَثِيْرُ الْمُمْتَلِیُٔ - وَقَوْلُهُ "قَرِحَتْ" هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّآءِ :اَیْ صَارَتْ فِيْهَا قُرُوْحٌ۔

آذَنَتْ : اعلان کر دیا۔
بِصُرْمٍ : انقطاع وفناء۔
وَوَلَّتْ حَذَّآءَ : تیزی سے جانے والی۔
الصُّبَابَةُ : معمولی بچا ہوا' تلچھٹ۔
يَتَصَابُّهَا : وہ اس کو جمع کرتا ہے۔
الْكَظِيْظُ : بہت پُر' بھرا ہوا۔
قَرِحَتْ : زخمی ہونا یعنی اس میں زخم ہو گئے۔

۴۹۹ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَخْرَجَتْ لَنَا عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَآءً وَّاِزَارًا غَلِيْظًا قَالَتْ : قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ هٰذَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک اوڑھنے اور ایک باندھنے والی موٹی چادر نکال کر دکھائی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ان دو چادروں میں وفات پائی۔ (بخاری ومسلم)

۵۰۰ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ حَتّٰی اِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خَلْطٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْحُبْلَةُ" بِضَمِّ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ : وَهِیَ وَالسَّمُرُ نَوْعَانِ مَعْرُوْفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ۔

۵۰۰ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلا تیر پھینکا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کوئی کھانا سوائے کیکر کے درخت کے پتوں کے نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک اس طرح قضائے حاجت کرتا جس طرح بکری کرتی ہے۔ اس میں خشکی کی وجہ سے ملاوٹ نہ ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

اَلْحُبْلَةُ: کیکر اور یہ دونوں جنگل کے مشہور درخت ہیں۔

۵۰۱ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا" : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ :قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ وَالْغَرِيْبِ مَعْنٰی "قُوْتًا" : اَیْ مَا يَسُدُّ الرَّمَقَ۔

۵۰۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو اتنی روزی عنایت فرما جو جسم و جان کے رشتے کو باقی رکھ سکے۔ (بخاری ومسلم)

قُوْت : اتنی خوراک جس سے جان اور جسم کا رشتہ باقی رہے۔

۵۰۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِیْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ - وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِیْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِیْ وَعَرَفَ مَا فِیْ وَجْهِیْ وَمَا فِیْ نَفْسِیْ ثُمَّ قَالَ : "اَبَاهِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : "اَلْحَقْ" وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ ، فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلْتُ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ : "مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ" قَالُوْا : اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ - اَوْ فُلَانَةٌ - قَالَ : "اَبَاهِرٍّ" قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ" قَالَ وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُوْنَ عَلٰى اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَلَا عَلٰى اَحَدٍ ، وَكَانَ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَّاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيْهَا ، فَسَآءَنِیْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ : وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِیْ اَهْلِ الصُّفَّةِ! كُنْتُ اَحَقَّ اَنْ اُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا فَاِذَا جَآءُوْا وَاَمَرَنِیْ فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِيْهِمْ وَمَا عَسٰى اَنْ يَّبْلُغَنِیْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِّنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ ، فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا وَاسْتَاْذَنُوْا

۵۰۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مجھے قسم ہے اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں اپنا جگر زمین پر بھوک کی وجہ سے ٹیک دیتا تھا اور بعض وقت میں بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا۔ میں ایک دن اس راستہ پر بیٹھا جس سے لوگ مسجد نبوی سے نکل رہے تھے۔ پس ابوبکر کا گزر ہوا تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت اس لئے پوچھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں وہ گزر گئے انہوں نے ایسا نہ کیا پھر عمر گزرے میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے ان سے بھی اس لئے پوچھا کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں مگر وہ بھی گزر گئے انہوں نے ایسا نہ کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ آپؐ نے دیکھ کر تبسم فرمایا اور جو کچھ میرے دل اور چہرے پر تھا اس کو پہچان گئے۔ پھر فرمایا ابوہریرہ ہو! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا آؤ اور آپؐ چل پڑے۔ میں آپؐ کے پیچھے ہولیا۔ آپؐ گھر میں داخل ہوئے۔ پس میں نے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی۔ سو میں داخل ہوا۔ آپؐ نے ایک پیالے میں دودھ پایا۔ پس آپؐ نے فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے کہا آپؐ کے لئے فلاں مرد یا عورت نے ہدیۃً بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حضور حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ یہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کا کوئی گھر نہیں تھا' نہ مال اور نہ کسی کا سہارا' کچھ بھی نہ لیتے اور جب آپؐ کے پاس ہدیہ آتا تو آپؐ ان کی طرف بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے تناول فرماتے اور ان کو اس میں شریک کر لیتے۔ چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری۔ میں نے دل میں کہا یہ دودھ اہل صفہ کا کیا کرے گا۔ میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ میں اس میں سے ایک مرتبہ اتنا پی لوں جس سے مجھے طاقت حاصل ہو جائے جب وہ آجائیں گے اور آپؐ مجھے حکم

فَاذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ - قَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "خُذْ فَاَعْطِهِمْ" قَالَ فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْقَدَحَ فَاُعْطِيْهِ الْاٰخَرَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَاُعْطِيْهِ الْاٰخَرَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِىَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ اِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ "اَبَاهِرٍّ" قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : "بَقِيْتُ اَنَا وَاَنْتَ" قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ" فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ : "اشْرَبْ" فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ : "اشْرَبْ" حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا" قَالَ : "فَاَرِنِىْ" فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ-

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

دیں گے پس میں ان کو دوں گا۔ تو امید نہیں کہ اس دودھ میں سے مجھے کچھ پہنچے مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے کوئی چارۂ کار بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ آ گئے اور اجازت طلب کی۔ آپؐ نے ان کو اجازت دے دی وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ پیالہ لو اور ان کو دیتے جاؤ۔ چنانچہ میں نے پیالہ لیا اور ایک ایک کر کے میں آدمی کو دینے لگا بس وہ پیتا یہاں تک کہ وہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا بس میں دوسرے کو دے دیتا بس وہ بھی پی کر سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا۔ بس اگلے کو دیتا بس وہ بھی پیتا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو جاتا۔ پھر یہ پیالہ مجھے واپس کر دیتا۔ یہاں تک کہ میں حضورؐ تک پہنچ گیا بس سارے کے سارے لوگ سیراب ہو چکے ہیں۔ بس آپؐ نے پیالہ لے کر اپنے دست اقدس پر رکھا۔ پھر میری طرف تبسم سے دیکھتے ہوئے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں۔ پھر فرمایا اب میں اور تو باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھو اور پیو' بس میں بیٹھ گیا اور میں نے پیا۔ آپؐ نے فرمایا اور پیو بس میں نے پیا۔ آپؐ اشْرَبْ اشْرَبْ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا اب تو پیٹ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔ آپؐ نے فرمایا بس مجھے دکھاؤ۔ میں نے آپؐ کو پیالہ پیش کیا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور بسم اللہ پڑھی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔ (بخاری)

۵۰۳ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ وَاِنِّىْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا مَغْشِيًّا عَلَيَّ ، فَيَجِیْءُ الْجَائِىْ فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى عُنُقِىْ

۵۰۳ : حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میری یہ حالت بھی ہوئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ تو آنے والے آتے اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتے اور یہ خیال کرتے کہ

وَيَرٰى اَنِّیْ مَجْنُوْنٌ وَّمَا بِیْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِیْ اِلَّا الْجُوْعُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

میں دیوانہ ہوں حالانکہ مجھے کچھ دیوانگی وغیرہ نہ تھی فقط بھوک ہوتی تھی۔ (بخاری)

٥٠٤ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِیٍّ فِیْ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۰۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرّہ تیس صاع جَو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری ومسلم)

٥٠٥ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَهَنَ النَّبِیُّ ﷺ دِرْعَهٗ بِشَعِيْرٍ وَّمَشَيْتُ اِلَى النَّبِیِّ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ : "مَا اَصْبَحَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَّلَا اَمْسٰى" وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"اَلْاِهَالَةُ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ : الشَّحْمُ الذَّائِبُ "وَالسَّنِخَةُ" بِالنُّوْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، وَهِیَ الْمُتَغَيِّرَةُ۔

۵۰۵ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زرّہ جَو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور چربی جس میں تغیر آ گیا وہ لے کر گیا۔ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام تو ایک صاع خوراک بھی نہیں اور بے شک آپؐ کے نو گھر تھے۔ (بخاری)

اِهَالَةٌ : پگھلی ہوئی چربی۔

السَّنِخَةُ : تغیر والی۔

٥٠٦ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَآءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَّاِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهٗ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۵۰۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ستر اہل صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جن پر اوڑھنے والی چادر یا تہبند تھا یا اوپر لپیٹنے والی چادر۔ جس کو وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے جن میں سے بعض کی چادریں آدھی پنڈلی تک اور بعض کی ٹخنوں تک۔ پس وہ اس کے دونوں اطراف کو اپنے ہاتھ سے اکٹھا کر کے رکھتے اس خطرے سے کہ کہیں ستر نہ ظاہر ہو جائے۔ (بخاری)

٥٠٧ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهٗ لِيْفٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۰۷ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا۔ (بخاری)

٥٠٨ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ

۵۰۸ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک انصاری آدمی آیا پس

مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا اَخَا الْاَنْصَارِ كَيْفَ اَخِيْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ يَّعُوْدُهٗ مِنْكُمْ؟ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِيْ فِيْ تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُهٗ مِنْ حَوْلِهٖ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهٗ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس نے آپؐ کو سلام کیا۔ پھر وہ واپس چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انصاری بھائی۔ میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا ٹھیک ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ان کی عیادت کے لئے جائے گا۔ آپؐ اٹھے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم دس سے کچھ زائد تھے۔ ہمارے پاس نہ جوتے، نہ موزے تھے اور نہ ٹوپیاں اور قمیصیں تھیں۔ ہم پتھریلی زمین میں چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے گھر والے ان کے پاس سے ہٹ گئے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ اور جو ان کے ساتھ تھے وہ ان کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ (مسلم)

۵۰۹: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا اَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۰۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمران کہنے لگے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرتؐ نے یہ دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی طلب کرنے کے بغیر ہی گواہی دیں گے اور خیانت کریں گے اور امانت دار نہ ہوں گے اور نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے۔ ان میں موٹاپا غالب ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۵۱۰: وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۱۰: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے آدم کے بیٹے اگر تو زائد مال کو خرچ کرے گا تو وہ تیرے لئے بہت بہتر ہوگا اور اگر تو روک کر رکھے گا تو وہ تیرے لئے بہت برا ہوگا اور گزارے کے مال پر تمہیں ملامت نہ کی جائے گی۔ تم مال خرچ کرنے کی ابتداء ان سے کرو جن کے خرچ کی ذمہ داری تم پر ہے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۱۱: وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْاَنْصَارِيِّ الْخَطْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ

۵۱۱: حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی قوم میں اس حال میں صبح کرے کہ وہ امن سے ہو اور تندرست ہو اور اس کے پاس

سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَا فِيْرِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

" سِرْبِهٖ " بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ اَىْ نَفْسِهٖ ' وَقِيْلَ قَوْمِهٖ۔

اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کے لئے تمام دنیا تمام ساز و سامان کے ساتھ جمع کر دی گئی ہے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

سِرْبِهٖ :اپنی ذات یا قوم۔

٥١٢ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۱۲ : حضرت عبد اللہ بن عمر عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام لایا وہ کامیاب ہو گیا اور اس کا رزق بقدرِ کفایت ملتا رہا اور اللہ نے اس کو جو دیا اس پر قناعت فرمائی۔ (مسلم)

٥١٣ : وَعَنْ اَبِىْ مُحَمَّدٍ فَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : طُوْبٰى لِمَنْ هُدِىَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا وَّقَنِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۱۳ : حضرت ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس آدمی کو خوش خبری ہو جس کو اسلام کی طرف ہدایت ملی اور اس کا گزر اوقات مناسب ہے اور وہ قناعت کرنے والا ہے۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٥١٤ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَّاَهْلُهٗ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً ، وَّكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۱۴ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن متواتر بھوکے گزار دیتے تھے اور آپؐ کے گھر والوں کو بھی شام کا کھانا میسر نہ ہوتا تھا اور آپؐ کی اکثر روٹی جَو کی روٹی ہوتی تھی۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٥١٥ :وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ - وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ : هٰٓؤُلَآءِ مَجَانِيْنُ فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ : "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ

۵۱۵ : حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بعض لوگ قیام میں بھوک کی وجہ سے گر پڑتے اور وہ اصحابِ صفہ میں سے ہوتے۔ یہاں تک کہ بعض دیہاتی یہ کہتے تھے کہ یہ پاگل ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر ان کی طرف منہ پھیرتے تو فرماتے اگر تم جان لو جو اللہ کے ہاں تمہارے لئے بدلہ ہے تم پسند کرتے کہ تم اس سے بھی زیادہ فاقے اور حاجت میں مبتلا

تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

"اَلْخَصَاصَةُ" اَلْفَاقَةُ وَالْجُوْعُ الشَّدِيْدُ۔

ہوتے۔(ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْخَصَاصَةُ: فاقہ اور بھوک۔

۵۱۶ : وَعَنْ اَبِيْ كَرِيْمَةَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مَلَاَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَهٗ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِّشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"اُكُلَاتٌ": اَيْ لُقَمٌ۔

۵۱۶ : حضرت ابو کریمہ مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے زیادہ بُرا نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لئے اتنے ہی لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا کر دیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو تیسرا حصہ کھانے کے لئے، تیسرا پینے کے لئے اور تیسرا سانس کے لئے (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

اُكُلَاتٌ : چند لقمے۔

۵۱۷ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ" اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ، يَعْنِي التَّقَحُّلَ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

"اَلْبَذَاذَةُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ وَهِيَ رَثَاثَةُ الْهَيْئَةِ وَتَرْكُ فَاخِرِ اللِّبَاسِ وَاَمَّا "التَّقَحُّلُ" فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ : قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْمُتَقَحِّلُ هُوَ الرَّجُلُ الْيَابِسُ الْجِلْدِ مِنْ خُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَتَرْكِ التَّرَفُّهِ۔

۵۱۷ : حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے، بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے یعنی تکلفات کو چھوڑنا۔(ابوداؤد)

اَلْبَذَاذَةُ : پراگندہ حال اور قیمتی لباس کا چھوڑنا۔

اَلتَّقَحُّلُ : اس آدمی کو کہتے ہیں کہ تنگ دستی اور خوش عیشی کو چھوڑنے کی وجہ سے جس کا چمڑا سوکھا ہوا ہو اور کم کھانے کی وجہ سے چہرہ جھریوں والا ہو جائے۔

۵۱۸ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَتَلَقّٰى عِيْرًا لِّقُرَيْشٍ وَّزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ

۵۱۸ : حضرت ابوعبد اللہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستے میں بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا۔ ہم قریش کے قافلے کا تعاقب کریں۔ ہمیں ایک تھیلہ کھجوروں کا دیا۔ اس کے علاوہ اور

لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ – فَكَانَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً – فَقِيْلَ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَآءِ فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَآءِ فَنَاْكُلُهُ قَالَ : وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِيَ دَآبَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ : مَيْتَةٌ ، ثُمَّ قَالَ : لَا ، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا ، فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَّنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهٖ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْطَعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ ، وَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهٖ وَاَخَذَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهٖ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَّعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهٖ وَشَآئِقَ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ : هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟" فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَاَكَلَهُ –

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

"الْجِرَابُ" : وِعَاءٌ مِّنْ جِلْدٍ مَّعْرُوْفٌ ، وَهُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ

کوئی چیز آپ ؐ کو مہیا نہ ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے رہے ان سے کہا گیا پھر تم کیسے گزارہ کرتے رہے؟ انہوں نے کہا ہم اس کو چوس لیتے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پی لیتے تھے۔ پس وہ ہمارے پورے دن سے رات تک کافی ہو جاتا اور ہم لاٹھیوں سے درخت کے پتے جھاڑتے۔ پھر ان کو پانی سے تر کر کے اس کو کھا لیتے تھے۔ ہم چلتے چلتے ساحل سمندر تک پہنچے۔ تو ہمارے سامنے رات کے ایک بڑے ٹیلے کی طرح ایک چیز ظاہر ہوئی جب ہم اس کے پاس آئے تو وہ جانور تھا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا یہ مردار ہے پھر کہا نہیں بلکہ ہم تو اللہ کے رسول کے قاصد ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں اور تم مجبوری تک پہنچ چکے ہوں پس تم اس کو کھاؤ۔ پس ہم نے ایک مہینہ اس کے گوشت پر گزارا کیا ہماری تعداد تین سو تھی۔ ہم گوشت کھا کر موٹے ہو گئے اور ہم اس کی آنکھ کے خول سے چربی کے ڈول نکالتے تھے اور بیل کے برابر اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لیا اور اس کی آنکھ کے ایک گڑھے میں بٹھایا اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو پکڑ کر اس کو کھڑا کیا پھر ہم نے اپنے پاس موجود سب سے بڑے اونٹ پر کجاوہ باندھا تو وہ اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔ ہم نے زادِ راہ کے طور پر اس کے گوشت کے ٹکڑے لئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تذکرہ کیا آپ ؐ نے فرمایا وہ رزق تھا جس کو اللہ نے تمہارے لئے نکالا۔ کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے ہے وہ ہمیں بھی کھلاؤ۔ پس ہم نے ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جس کو آپ ؐ نے تناول فرمایا۔ (مسلم)

اَلْجِرَابُ : چمڑے کا تھیلا۔

نَمُصُّهَا: ہم چوس لیتے۔

قَوْلُهُ "نَمَصُّهَا" بِفَتْحِ الْمِيمِ "وَالْخَبَطُ" وَرَقُ شَجَرٍ مَّعْرُوْفٍ تَأْكُلُهُ الْإِبِلُ۔ "وَالْكَثِيْبُ" : التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ وَ "الْوَقْبُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ وَهُوَ نُقْرَةُ الْعَيْنِ۔ "وَالْقِلَالُ" الْجِرَارُ "الْفِدَرُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الدَّالِ : الْقِطَعُ۔ "رَحَلَ الْبَعِيْرَ" بِتَخْفِيْفِ الْحَاءِ : اَيْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ "الْوَشَائِقُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ : اللَّحْمُ الَّذِيْ قُطِعَ لِيُقَدَّدَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

الْخَبَطُ: مشہور درخت کے پتے جسے اونٹ کھاتا ہے۔
الْكَثِيْبُ : ریت کا ٹیلہ۔
الْوَقْبُ : آنکھ کا خول یا گڑھا۔
الْقِلَالُ : گھڑا۔
الْفِدَرُ: ٹکڑا۔
رَحَلَ الْبَعِيْرَ: اونٹ پر کجاوہ ڈالنا۔
الْوَشَائِقُ : سکھانے کے لئے گوشت کے جو ٹکڑے کئے جائیں انہیں کہا جاتا ہے۔
واللہ اعلم

۵۱۹ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : "كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الرُّسْغِ " رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"الرُّصْغُ" بِالصَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّيْنِ اَيْضًا: هُوَ الْمُفْصَلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ۔

۵۱۹ : حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کی آستین (بازو کے) پانچے تک تھیں۔(ابوداؤد' ترمذی)
امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔
الرُّصْغُ: سین اور صاد دونوں کے ساتھ۔ ہتھیلی اور کلائی کا درمیان والا جوڑ۔

۵۲۰ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَآءُ وْا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ ۔ فَقَالَ : "اَنَا نَازِلٌ" ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ اَوْ اَهْيَمَ ' فَقُلْتُ ' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ ' فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مَّا فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَّعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتْ

۵۲۰ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق کے دن خندق کھود رہے تھے۔ایک سخت چٹان سامنے آ گئی۔صحابہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یہ چٹان خندق میں ہمارے لئے رکاوٹ بن گئی ہے۔آپؐ نے فرمایا میں خود اترتا ہوں۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے تو اس حال میں کہ آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہمارے تین دن ایسے گزرے تھے کہ ہم نے کوئی چکھنے والی چیز نہ چکھی تھی ۔ آنحضرت ﷺ نے کدال لے کر چٹان پر ماری جس سے وہ ریت کے ٹیلے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے آپؐ گھر جانے کی اجازت دیں۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو کہا میں نے آنحضرت ﷺ کی ایسی حالت دیکھی ہے جس پر صبر نہیں کیا جا سکتا۔ کہا تیرے پاس کوئی چیز ہے اس نے کہا

الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيْ قَدْ كَادَتْ تَنْضَجُ فَقُلْتُ طُعَيِّمٌ لِيْ فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ ، قَالَ : "كَمْ هُوَ؟" فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ "كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ" فَقَالَ "قُوْمُوْا" فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ ، وَيْحَكِ قَدْ جَآءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَمَنْ مَّعَهُمْ قَالَتْ : هَلْ سَاَلَكَ؟ قُلْتُ : نَعَمْ قَالَ : "اُدْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا" فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ مِنْهُ فَقَالَ : "كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا فَانْكَفَاْتُ اِلٰى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ : هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ اِلٰى فَرَاغِيْ وَقَطَّعْتُهَا فِيْ مَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ ضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ مَّعَهٗ ،

میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس میں جَو کو پیسا۔ یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آٹا تیار تھا اور ہنڈیا چولہے پر پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کیا تھوڑا سا کھانا میرے پاس ہے۔ پس آپ رسول اللہ ﷺ اٹھیں اور ساتھ ایک دو آدمی اور لے لیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ کتنا ہے۔ میں نے ذکر کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا بہت ہے اور عمدہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیوی کو جا کر کہو کہ ہنڈیا کو نیچے نہ اتارے اور روٹی کو تنور سے نہ نکالے جب تک میں نہ آ جاؤں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اٹھو چنانچہ مہاجرین و انصار کھڑے ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا خدا تیرا بھلا کرے۔ حضور بمع مہاجرین و انصار کے اور جو ان کے ساتھ ہیں تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم سے حضور نے پوچھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا داخل ہو جاؤ اور تنگی مت کرو۔ پھر آنحضرت ﷺ روٹی کو توڑ کر اس پر گوشت رکھتے اور ہنڈیا اور تنور کو ڈھانپ دیتے جب اس سے روٹی اور سالن لے لیتے اور صحابہ کی طرف بھیج دیتے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور اس میں سے کچھ بچ گیا۔ پھر فرمایا تو بھی اس میں سے کھا لے ہدیہ بھی بھیج دے لوگ بھوکے ہیں۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے حضور ﷺ کو بھوک کی حالت میں پایا۔ پس میں اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور اسکو کہا کہ کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے وہ میرے پاس ایک تھیلا نکال کر لائی جس میں جَو تھے ہمارے پاس بکری کا ایک پالتو بچہ تھا۔ پس میں نے اس کو ذبح کیا اور بیوی نے جَو پیس لئے میرے فارغ ہونے تک وہ بھی فارغ ہو گئی۔ میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا چلتے ہوئے میری بیوی نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ اور

فَجِئْتُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ، فَصَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ: اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ" فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ" فَجِئْتُ وَجَآءَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰى جِئْتُ امْرَاَتِيْ فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ! فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ، فَاَخْرَجَتْ عَجِيْنًا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ: "اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا" وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ۔

قَوْلُهُ "عَرَضَتْ كُدْيَةٌ" بِضَمِّ الْكَافِ وَاِسْكَانِ الدَّالِ وَبِالْيَآءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتُ: وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ صُلْبَةٌ مِّنَ الْاَرْضِ لَا يَعْمَلُ فِيْهَا الْفَاسُ "وَالْكَثِيْبُ" اَصْلُهُ تَلُّ الرَّمْلِ وَالْمُرَادُ هُنَا صَارَتْ تُرَابًا نَاعِمًا وَهُوَ مَعْنٰى "اَهْيَلَ" "وَالْاَثَافِيُّ": الْاَحْجَارُ الَّتِيْ يَكُوْنُ عَلَيْهَا الْقِدْرُ۔ "وَتَضَاغَطُوْا": تَزَاحَمُوْا۔ "وَالْمَجَاعَةُ": الْجُوْعُ وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ۔ "وَالْخَمَصُ" بِفَتْحِ الْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمِيْمِ: الْجُوْعُ۔ "وَانْكَفَاْتُ" انْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ.

ان کے ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کے کان میں بات کی۔ میں نے کہا کہ رسول اللہؐ ہم نے ایک بکری کا چھوٹا سا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جَو پیسے ہیں۔ پس آپؐ اور کچھ آدمی آپؐ کے ساتھ آ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے۔ پس تم سب آؤ۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا تم اپنی ہانڈی چولہے سے ہرگز نہ اتارنا اور آٹے سے روٹیاں نہ بنانا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ چنانچہ میں گھر آیا اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے پہلے تشریف لائے یہاں تک کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس نے کہا یہ تو نے کیا کیا! میں نے کہا میں نے تو وہ کہا جو تم نے کہا۔ اس نے آٹا نکالا اور آنحضرت ﷺ نے اس میں لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپؐ ہماری ہنڈیا کی طرف تشریف لائے اس میں بھی لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا کی۔ پھر میری بیوی کو فرمایا تو ایک اور روٹی پکانے والی کو بلا لے تاکہ وہ تیرے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہنڈیا میں سے سالن پیالے میں ڈالتی جاؤ اور ہنڈیا کو چولہے سے مت اتارو۔ صحابہ کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مجھے اللہ کی قسم ہے ان سب نے کھایا یہاں تک کہ کھانا چھوڑ کر واپس چلے گئے اور ہماری ہنڈیا اسی طرح بھری ہوئی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا اس طرح تھا اور آٹے سے اس طرح روٹیاں بنائی جا رہی تھیں جس طرح وہ پہلے تھا۔

عَرَضَتْ كُدْيَةٌ: زمین کا سخت ٹکڑا جس میں کدال اثر نہ کرے۔

اَلْكَثِيْبُ: اصل معنی ریت کا ٹیلہ یہاں مراد نرم مٹی اور اَهْيَلَ بھی یہی معنی ہے۔

اَلْاَثَافِيُّ: وہ پتھر جن پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے۔

تَضَاغَطُوْا: کا معنی بھیڑ کرنا۔

اَلْمَجَاعَةُ: بھوک۔

"وَالْبُهَيْمَةُ" بِضَمِّ الْبَاءِ تَصْغِيرُ بُهْمَةٍ وَّهِيَ : الْعَنَاقُ. بِفَتْحِ الْعَيْنِ "وَالدَّاجِنُ هِيَ الَّتِيْ اَلِفَتِ الْبَيْتَ" "وَالسُّوْرُ" : الطَّعَامُ الَّذِيْ يُدْعَى النَّاسُ اِلَيْهِ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَحَيَّهَلًا" : اَيْ تَعَالَوْا وَقَوْلُهَا "بِكَ وَبِكَ" اَيْ خَاصَمَتْهُ وَسَبَّتْهُ لِاَنَّهَا اعْتَقَدَتْ اَنَّ الَّذِيْ عِنْدَهَا لَا يَكْفِيْهِمْ فَاسْتَحْيَتْ وَخَفِيَ عَلَيْهَا مَا اَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى بِهٖ نَبِيَّهٗ ﷺ مِنْ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْاٰيَةِ الْبَاهِرَةِ. "بَسَقَ" : اَيْ بَصَقَ. وَيُقَالُ اَيْضًا : بَزَقَ ثَلَاثُ لُغَاتٍ "وَعَمَدَ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ :اَيْ قَصَدَ. "وَاقْدَحِيْ" اَيْ اغْرِفِيْ وَالْمِقْدَحَةُ الْمِغْرَفَةُ – "وَتَغِطُّ" اَيْ لِغَلَيَانِهَا صَوْتٌ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

الْخَمَصُ : بھوک۔
انْكَفَأْتُ: میں لوٹا۔
الْبُهَيْمَةُ : یہ بُهْمَةٍ کی تصغیر ہے جس کا معنی بکری کا بچہ۔
الدَّاجِنُ : پالتو۔
السُّوْرُ: دعوت کا کھانا یہ فارسی کا لفظ ہے۔
حَيَّهَلًا : آؤ۔ بِكَ وَبِكَ : اس نے اس سے جھگڑا کیا اور سخت سست کہا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جو اس کے پاس کھانا ہے وہ ان کو کافی نہ ہوگا اس لئے ان کو حیا آئی۔ مگر ان پر وہ چیز مخفی تھی جس معجزے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو عزت عنایت فرمائی۔ بَسَقَ: سین اور صاد دونوں کے ساتھ اور بَزَقَ تینوں کا معنی تھکارنا۔ عَمَدَ : اس نے ارادہ کیا۔ وَاقْدَحِيْ : چمچے سے ڈالو۔ الْمِقْدَحَةُ : چمچہ۔ تَغِطُّ: ہانڈی کے اُبلنے کی آواز۔
واللہ اعلم

۵۲۱ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ : قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ :نَعَمْ ، فَقَالَ : "اَلِطَعَامٍ" فَقُلْتُ : نَعَمْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ

۵۲۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا میں نے حضور ﷺ کی آواز میں کچھ کمزوری محسوس کی۔ میرا خیال ہے کہ بھوک کی وجہ سے تھی کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا ایک دوپٹہ لے کر ایک کنارے میں روٹی لپیٹی پھر اس کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا کر دوپٹے کا کچھ حصہ میرے اوپر ڈال دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ لے کر گیا تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا پس مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو پس وہ سب چل دیئے اور میں ان کے آگے آگے چلتا رہا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ کے پاس پہنچا اور

اَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : يَا اُمَّ سُلَيْمٍ : قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ – فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ" فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ :ثُمَّ قَالَ : "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ، ثُمَّ قَالَ : "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشَرَةٌ وَّيَخْرُجُ عَشَرَةٌ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَكَلُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكُوْا سُؤْرًا – وَفِيْ رِوَايَةٍ : ثُمَّ اَفْضَلُوْا مَا بَلَّغُوْا جِيْرَانَهُمْ – وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَوَجَدْتُهٗ جَالِسًا مَعَ اَصْحَابِهٖ وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهٗ بِعِصَابَةٍ فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ : لِمَ عَصَبَ رَسُوْلُ

اس کو اس کی اطلاع دی۔ ابوطلحہ نے کہا اے ابوسلیم حضور لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو ہم ان سب کو کھلائیں۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ ابوطلحہ چلے یہاں تک کہ حضور ﷺ سے جا ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں دونوں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسلیم جو تمہارے پاس ہے وہ میرے پاس لے آؤ' وہ وہی روٹیاں لے کر آئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اُم سلیم نے اس پر گھی کی کپی نچوڑ دی اور اس کا سالن بنا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں وہ کہا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ یعنی دعائے برکت فرمائی پھر فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کی اجازت دو۔ پس ابوطلحہ نے ان کو اجازت دی۔ پس انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے پھر نکل گئے۔ پھر فرمایا دس اور کو اجازت دو۔ یہاں تک کہ تمام نے کھالیا اور سیر ہو گئے۔ لوگوں کی تعداد ستّر یا اسّی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دس دس داخل ہوتے اور نکلتے رہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایسا نہ رہا جو داخل نہ ہوا ہو اور اس نے کھایا اور سیر نہ ہوا ہو۔ پھر اس کھانے کو جمع کیا گیا تو وہ اسی طرح تھا جیسا کہ کھانے سے پہلے تھا اور ایک روایت میں ہے کہ دس دس نے کھایا یہاں تک کہ ایسا اسّی آدمیوں نے کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے بعد میں تناول فرمایا اور گھر والوں نے کھایا اور بچا ہوا کھانا چھوڑا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر انہوں نے اتنا کھانا بچایا کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں کو پہنچایا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپؐ کو اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا۔ آپؐ نے اپنے پیٹ کو ایک پٹی سے باندھ رکھا تھا۔ میں نے آپؐ کے بعض اصحاب سے کہا کہ آپؐ نے اپنے پیٹ پر کیونکر پٹی باندھی ہے؟

اللّٰہِ ﷺ بَطْنَهٗ؟ فَقَالُوْا :مِنَ الْجُوْعِ ، فَذَهَبْتُ اِلٰى اَبِیْ طَلْحَةَ وَهُوَ زَوْجُ اُمِّ سُلَیْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَقُلْتُ یَا اَبَتَاهُ قَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَصَبَ بَطْنَهٗ بِعِصَابَةٍ فَسَاَلْتُ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَقَالُوْا مِنَ الْجُوْعِ فَدَخَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى اُمِّیْ فَقَالَ :هَلْ مِنْ شَیْءٍ؟ قَالَتْ :نَعَمْ عِنْدِیْ كِسَرٌ مِّنْ خُبْزٍ وَّتَمَرَاتٌ ، فَاِنْ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ اَشْبَعْنَاهُ ، وَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ مَعَهٗ قَلَّ عَنْهُمْ۔ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ۔

انہوں نے کہا بھوک کی وجہ سے۔ میں ابوطلحہ کے پاس گیا یہ اُم سلیم بنت ملحان کے خاوند ہیں۔ پس میں نے کہا ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پٹی سے اپنے پیٹ کو باندھنے والے ہیں۔ پس میں نے آپؐ کے بعض صحابہ سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتلایا کہ بھوک کی وجہ سے پٹی باندھ رکھی ہے۔ پس ابوطلحہ میری والدہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا کوئی چیز موجود ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور کچھ کھجوریں ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اکیلے تشریف لے آئیں تو ہم آپؐ کو سیر کر سکتے ہیں اور اگر آپؐ کے ساتھ دوسرے آ جائیں تو ان سے کم رہ جائے گا اور باقی حدیث کا ذکر کیا۔

۵۷ :بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِی الْمَعِیْشَةِ وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السُّؤَالِ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ

باب : قناعت ومیانہ روی کا حکم اور بلاضرورت سوال کی مذمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [هود:٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ [البقرة:٢٧٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان:٦٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ﴾

[الذاریٰت:٥٦، ٥٧]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''زمین پر چلنے والا جو بھی جانور ہے اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے ہیں زمین میں سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کو جاہل لوگ مالدار سمجھتے ہیں سوال نہ کرنے کی وجہ سے تو ان کو ان کے چہروں کے نشانات سے پہچانے گا وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کریں گے''۔ (بقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کے درمیان ہے ان کا گزران''۔ (فرقان) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ کھلائیں''۔ (ذاریات)

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُهَا فِیْ

اس موضوع پر احادیث اکثر سابقہ بابوں میں گزریں جو پہلے

الْبَابَيْنِ السَّابِقَيْنِ، وَمِمَّا لَمْ يَتَقَدَّمْ۔

۵۲۲ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : "لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْعَرَضُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالرَّآءِ هُوَ الْمَالُ۔

۵۲۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۲۴ : وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ، ثُمَّ قَالَ: "يَا حَكِيْمُ : اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا : فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْا حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَآءَ فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَهُ – فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اُشْهِدُكُمْ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّیْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِیْ قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهُ فِیْ هٰذَا الْفَیْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّیَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نہیں آئیں وہ درج ہیں۔

۵۲۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مالداری کثرت سامان سے نہیں لیکن مالداری نفس کے غنا سے ہے''۔(بخاری ومسلم)

اَلْعَرَضُ : مال۔

۵۲۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام قبول کیا وہ کامیاب ہوا اور مناسب رزق دیا گیا اور اللہ نے جو کچھ اس کو دیا اس پر قناعت فرمائی۔(مسلم)

۵۲۴ : حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر سوال کیا۔ پھر آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر آپؐ سے میں نے سوال کیا آپؐ نے پھر مجھے عنایت فرمایا۔ پھر فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز میٹھا اور شیریں ہے جس نے اس کو دل کی سخاوت کے ساتھ لیا۔ اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی گئی اور جس نے اس کو نفس کی چاہت کے لئے دیا۔ اس میں برکت نہ دی گئی اور اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا میں آپؐ کے بعد کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا یہاں تک کہ میں رخصت ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حکیم کو ان کا عطیہ دینے کے لئے بلاتے مگر وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔ پھر اسی طرح عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو عطیے کے لئے بلایا۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مسلمانو! میں تم کو حکیم کے بارے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کے سامنے ان کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو ان کو اس مال فئے میں اللہ

"يَرْزَاُ" بِرَآءٍ ثُمَّ زَايٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ اَیْ لَمْ يَاْخُذْ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا ، وَاَصْلُ الرَّزْءِ : النُّقْصَانُ :اَیْ لَمْ يُنْقِصْ اَحَدًا شَيْئًا بِالْاَخْذِ مِنْهُ۔ "وَاِشْرَافُ النَّفْسِ" تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّيْءِ "وَسَخَاوَةُ النَّفْسِ" هِيَ عَدَمُ الْاِشْرَافِ اِلَى الشَّيْءِ وَالطَّمَعِ فِيْهِ وَالْمُبَالَاةِ بِهٖ وَالشَّرَهِ۔

نے دیا ہے وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی وفات تک کسی سے کچھ نہ لیا۔ (بخاری و مسلم)

لَمْ يَرْزَاُ: وہ نہیں لیتے ہیں رُزَاً کا اصل معنی نقصان اور کمی ہے۔ یعنی لے کر کسی کی کوئی چیز کم نہیں کرتے۔

اِشْرَافُ النَّفْسِ :نفس کا کسی چیز کو جھانکنا اور اس کا طمع کرنا اور سخاوت نفس نہ کسی چیز کی طرف جھانکنا اور نہ کسی چیز کا طمع کرنا۔

٥٢٥ : وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهٗ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمِیْ وَسَقَطَتْ اَظْفَارِیْ فَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ عَلٰى اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ قَالَ اَبُوْبُرْدَةَ فَحَدَّثَ اَبُوْمُوْسٰى بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ثُمَّ كَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهٗ ، قَالَ كَاَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَكُوْنَ شَيْئًا مِّنْ عَمَلِهٖ اَفْشَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۲۵ : حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے ہمارے قدم زخمی ہو گئے۔ میرا پاؤں بھی زخمی ہوا اور میرے ناخن گر گئے۔ ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹتے تھے۔ اس لئے اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا۔ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بیان کی پھر ناپسند کیا اور کہا میں اس کو ذکر کرنا نہ چاہتا تھا۔ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں گویا انہوں نے اپنے کسی بھی نیک عمل کو ظاہر ہونے کو ناپسند کیا۔ (بخاری و مسلم)

٥٢٦ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ بِفَتْحِ التَّآءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَاِسْكَانِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ سَبْيٍ فَقَسَّمَهٗ فَاَعْطٰى رِجَالًا وَّتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهٗ اَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوْا ، فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اَمَّا بَعْدُ فَوَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰكِنِّیْ اِنَّمَا اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِّمَا اَرٰى فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ

۵۲۶ : حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال اور قیدی لائے گئے جن کو آپؐ نے تقسیم کر دیا۔ آپؐ نے کچھ آدمیوں کو دیا اور کچھ آدمیوں کو چھوڑ دیا۔ پھر آپؐ کو یہ اطلاع ملی کہ جن کو آپؐ نے چھوڑ دیا ہے انہوں نے ناراضگی ظاہر کی ہے۔ پس آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد! اللہ کی قسم میں ایک آدمی کو دیتا ہوں اور دوسرے آدمی کو چھوڑتا ہوں اور وہ جس کو میں چھوڑتا ہوں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ لیکن میں کچھ لوگوں کو دیتا ہوں کیونکہ میں ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی پاتا ہوں اور

وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ! مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" فَوَ اللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ"

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

"اَلْهَلَعُ" هُوَ اَشَدُّ الْجَزَعِ ، وَقِيْلَ الضَّجَرُ۔

دوسرے لوگوں کو میں اس غنا اور بھلائی کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اور ان لوگوں میں عمرو بن تغلب بھی ہے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ ملتے۔ (بخاری)

اَلْهَلَعُ: انتہائی گھبراہٹ' بعض نے کہا' اکتاہٹ۔ اور بعض نے اس کے معنی تکلیف کے بھی کئے ہیں۔

۵۲۷ : وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ اَخْصَرُ۔

۵۲۷ : حضرت حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے اور ان لوگوں سے خرچ کی ابتدا کرو جن کی کفالت تمہارے ذمہ ہے اور سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو ضروریات پوری کرنے کے بعد دیا جائے اور جو آدمی سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو سوال سے بچاتے ہیں اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ اُسے بے نیاز کر دیتے ہیں (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں مسلم کے لفظ اس سے مختصر ہیں۔

۵۲۸ : وَعَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ صَخْرِ ابْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْاَلَةِ ، فَوَ اللّٰهِ لَا يَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجَ لَهٗ مَسْاَلَتُهٗ مِنِّیْ شَيْئًا وَاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَيُبَارَكَ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتُهٗ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۲۸ : حضرت ابوعبد الرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیچھے پڑ کر سوال مت کرو اللہ کی قسم جو شخص تم میں سے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا اور اس کا وہ سوال مجھ سے کوئی چیز نکلوائے گا جبکہ میں اس کو ناپسند کرنے والا ہوں گا تو یہ نہیں ہوسکتا کہ جو کچھ اس کو میں نے دیا ہے اس میں برکت دی جائے۔ (مسلم)

۵۲۹ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ: "اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ" وَكُنَّا حَدِيْثِیْ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: "اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ

۵۲۹ : حضرت ابوعبد الرحمٰن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو یا آٹھ یا سات افراد تھے اور ہم نے ابھی نئی نئی بیعت کی تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا ہم نے قریب ہی بیعت کی ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے عرض کیا ہم تھوڑا عرصہ قبل آپؐ سے بیعت کر چکے

اللّٰهِ " فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا : قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ : "اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّالصَّلَوَاتُ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ " وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيْفَةً "وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا" فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ اَحَدًا يُّنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہیں۔آپؐ نے پھر فرمایا کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے ہو؟ عوف کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھ بیعت کے لئے پھیلا دیئے اور کہا ہم تو آپؐ سے بیعت کر چکے ہیں۔ پس اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپؐ نے فرمایا تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازیں ادا کرو گے اور آپؐ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ تم لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو گے۔ میں نے اس جماعت میں سے بعض افراد کو دیکھا کہ اگر کسی کا کوڑا بھی گر جاتا تو اسکے اٹھانے کیلئے بھی کسی سے سوال نہ کرتے۔(مسلم)

٥٣٠ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "لَا تَزَالُ الْمَسْاَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْمُزْعَةُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الزَّايِ وَبِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْقِطْعَةُ۔

۵۳۰ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو آدمی سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے گا تو اس کے چہرہ پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔(بخاری ومسلم)

الْمُزْعَةُ : ٹکڑا۔

٥٣١ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ : "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى- وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ ، وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّآئِلَةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۳۱ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ بات فرمائی۔آپؐ نے صدقے کا ذکر کیا اور سوال سے بچنے کا اور فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے۔(بخاری ومسلم)

٥٣٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۳۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لوگوں سے سوال اپنا مال بڑھانے کے لئے کیا پس وہ انگارے کا سوال کرتا ہے۔ پس وہ تھوڑے طلب کرے یا زیادہ۔(مسلم)

٥٣٣ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِلَّا اَنْ

۵۳۳ : حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سوال کرنا خراش ہے جس سے آدمی اپنے چہرے کو چھیلتا ہے مگر یہ کہ آدمی بادشاہ سے سوال

يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

"الْكَدُّ" :وَالْخَدْشُ وَنَحْوُهٗ۔

کرے یا کسی ایسے معاملے میں سوال کرے جس کے بغیر چارہ نہیں۔(ترمذی)

اوراس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

الْكَدُّ :خراش

٥٣٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ ، وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"يُوْشِكُ" بِكَسْرِ الشِّيْنِ :اَىْ يُسْرِعُ۔

۵۳۴ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' جس کو فاقہ پہنچے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرے اس کا فاقہ ختم نہ ہوگا۔جس نے اس کو اللہ کے سامنے رکھا تو اللہ عنقریب اس کو جلد یا بدیر رزق عنایت فرمائیں گے۔(ابوداؤد' ترمذی)

اوراس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

يُوْشِكُ : جلدی کرتا ہے۔

٥٣٥ :وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَّا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَّاَتَكَفَّلَ لَهٗ بِالْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ :اَنَا ، فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا " رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۵۳۵ :حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں اس پر میں نے عرض کیا کہ میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔(ابوداؤد)

٥٣٦ :وَعَنْ اَبِيْ بِشْرٍ قَبِيْصَةَ ابْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُ فِيْهَا فَقَالَ :"اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَامُرُ لَكَ بِهَا" ثُمَّ قَالَ :"يَا قُبَيْصَةُ اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلٰثَةٍ رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهٗ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ ، وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْلَ ثَلَاثَةٌ

۵۳۶ :حضرت ابوبشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک ضمانت اٹھائی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مَیں اس کے سوال کے لئے آیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ٹھہرو یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقہ آجائے اس میں سے تمہارے لئے حکم کر دوں گا۔ پھر فرمایا اے قبیصہ! سوال صرف تین آدمیوں کے لئے حلال ہے ایک وہ آدمی جس نے کوئی ضمانت اٹھائی۔ پس اس کے لئے سوال اس وقت تک حلال ہے جب تک کہ ضرورت کو پالے پھر وہ رک جائے۔دوم وہ آدمی جس کو کوئی حادثہ پہنچا جس سے اس کا مال جاتا رہا۔ اس کے لئے سوال درست ہے یہاں تک کہ اتنی مقدار پالے جس سے زندگی گزار سکے یا اس کی

مِّنْ ذَوِى الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ : سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ ، فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْاَلَةِ يَا قُبَيْصَةُ سُحْتٌ يَّاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْحَمَالَةُ" بِفَتْحِ الْحَآءِ : اَنْ يَّقَعَ قِتَالٌ وَنَحْوُهُ بَيْنَ فَرِيْقَيْنِ فَيُصْلِحُ اِنْسَانٌ بَيْنَهُمْ عَلٰى مَالٍ فَيَتَحَمَّلُهُ وَيَلْتَزِمُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ – "وَالْجَآئِحَةُ" : اَلْاٰفَةُ تُصِيْبُ مَالَ الْاِنْسَانِ "وَالْقِوَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا : هُوَ مَا يَقُوْمُ بِهٖ اَمْرُ الْاِنْسَانِ مِنْ مَّالٍ وَّنَحْوِهٖ – "وَالسِّدَادُ" بِكَسْرِ السِّيْنِ : مَا يَسُدُّ حَاجَةَ الْمُعْوِزِ وَيَكْفِيْهِ۔ "وَالْفَاقَةُ" : الْفَقْرُ ۔ "وَالْحِجٰى" : الْعَقْلُ۔

ضرورت کو پورا کر دے اور تیسرے نمبر پر وہ آدمی جس کو فاقہ پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین عقلمند لوگ کہہ دیں کہ فلاں فاقے کا شکار ہو گیا۔ اس کو اس وقت تک سوال جائز ہے یہاں تک کہ گزرے اوقات پا لے یا حاجت کو پورا کر دے۔ اے قبیصہ اس کے علاوہ وہ سوال آگ ہے جس کو وہ سوال کرنے والا کھاتا ہے۔

اَلْحَمَالَةُ: دو فریقوں کے درمیان صلح کے لئے ضمانت۔

اَلْجَائِحَةُ: وہ مصیبت جو انسان کے مال کو پہنچے۔

الْقِوَامُ: جس سے آدمی کا معاملہ (کاروبار وغیرہ) قائم رہے۔ جیسے مال وغیرہ۔

السِّدَادُ: جس سے تنگ دست کی ضرورت پوری ہو جائے اور اسے کافی ہو جائے۔

الْفَاقَةُ :فقر۔

الْحِجٰى : عقل۔

۵۳۷ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِىْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۵۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس چکر لگائے اور اس کو ایک دو لقمہ واپس کر دیں یا لوٹا دیں اور ایک دو کھجوریں اس کو لوٹا دیں لیکن مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جو اس کو بے نیاز کر دے اور نہ اس کی ظاہری حالت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس پر کوئی صدقہ کرے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۵۸ :بَابُ جَوَازِ الْاَخْذِ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ اِلَيْهِ

بَابٌ : بغیر سوال اور جھانک کے لینے کا جواز

۵۳۸ :عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِى

۵۳۸: حضرت سالم اپنے والد عبداللہ اور وہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے جو کچھ دیتے تو میں عرض کرتا اس کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔

الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ :اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّیْ- فَقَالَ :"خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ فَاِنْ شِئْتَ كُلْهُ وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَّلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"مُشْرِفٌ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ اَیْ مُتَطَلِّعٌ اِلَيْهِ۔

اس پر آپؐ فرماتے کہ لے لو! جب تمہارے پاس اس مال میں سے کوئی چیز آئے اور تمہیں اس کی طمع نہ ہو اور نہ تم سوال کرنے والے ہو تو اس کو لے لو اور اس کو اپنے مال میں شامل کرلو۔ چاہو تو اس کو کھالو اور چاہو تو اس کو صدقہ کردو اور جو مال اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت لگاؤ۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ میرے والد عبد اللہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرتے اور جو چیز دی جاتی اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

مُشْرِفٌ : جھانک رکھنے والا۔

۵۹ :بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْاَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِه وَالتَّعَفُّفِ بِهٖ عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْاِعْطَاءِ

بَاب: کما کر کھانے کی ترغیب اور سوال اور تعریض سے بچنے کی تاکید

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ [الجمعة:۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے رزق کو تلاش کرو''۔ (الجمعہ)

۵۳۹ :وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَاْتِیَ الْجَبَلَ فَيَاْتِیْ بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۳۹ : حضرت ابوعبد اللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی رسیوں کو لے کر پہاڑ پر جائے پھر وہاں سے اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر اس کو بیچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے چہرے کو ذلت سے بچائے گا۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ اس کو دے دیں یا انکار کر دیں۔ (بخاری)

۵٤٠ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْئَالَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی آدمی لکڑیاں کاٹ کر اپنی پشت پر ایک گٹھا لائے وہ اس کے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اس کو دے دیں یا انکار کردیں۔ (بخاری و مسلم)

۵٤١ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"كَانَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ

۵۴۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے

الْبُخَارِیُّ۔

تھے۔(بخاری)

٥٤٢ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كَانَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَجَّارًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۴۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

(مسلم)

٥٤٣ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ ﷺ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۴۳ : حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں کھایا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

(بخاری)

٦٠ : بَابُ الْكَرَمِ وَالْجُوْدِ وَالْاِنْفَاقِ فِيْ وُجُوْهِ الْخَيْرِ ثقة بالله تعالى

باب ۶۰ : اللہ پر اعتماد کر کے بھلائی کے مقامات پر خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ [سبا:٣٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾[البقرة:٢٧٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

[البقرة:٢٧٣]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو کچھ بھی تم خرچ کرو وہ اس کو اس کا نائب بنا دے گا''۔ (سبا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو تم مال میں سے خرچ کرو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے اور تم نہیں خرچ کرو گے مگر اللہ کی رضا جوئی کے لئے۔ اور جو تم خرچ کرو مال میں سے وہ تم کو لوٹا دیا جائے گا اور تمہارے حق میں کمی نہیں کی جائے گی۔ (البقرۃ) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جو تم خرچ کرو مال میں سے اللہ اس کو جاننے والے ہیں''۔ (البقرۃ)

٥٤٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَمَعْنَاهُ : يَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يُغْبَطَ اَحَدٌ اِلَّا عَلٰى اِحْدٰى هَاتَيْنِ الْخَصْلَتَيْنِ۔

۵۴۴ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نہیں مگر ان دو آدمیوں میں : (۱) وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر اس کو اس کے حق کے راستے میں خرچ کرنے کی ہمت بھی دی ہو۔ (۲) وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ دی ہو جس سے وہ فیصلے کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو (بخاری و مسلم) اس کا معنی یہ ہے کہ ان خصلتوں کے علاوہ اور کسی پر رشک کرنا درست نہیں۔

٥٤٥ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

۵۴۵ : حضرت ابن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

"اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟" قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ - قَالَ "فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

فرمایا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہو؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہؐ ہم میں سے کوئی بھی ایسا آدمی نہیں مگر اس کو اپنا مال زیادہ پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا اور پھر اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا۔ (بخاری)

٥٤٦ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۶ : حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو''۔ (بخاری ومسلم)

٥٤٧ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۷ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اور آپؐ نے نہ کہا ہو۔ (بخاری ومسلم)

٥٤٨ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ يَوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: "اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ : "اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس دن بندے صبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عنایت فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کو ہلاکت دے۔ (بخاری ومسلم)

٥٤٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ يُنْفَقْ عَلَيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم کے بیٹے خرچ کر تم پر خرچ کیا جائے گا''۔ (بخاری ومسلم)

٥٥٠ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ : "تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۵۰ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''تو کھانا کھلا اور واقف و ناواقف کو سلام کہہ''۔

(بخاری ومسلم)

٥٥١ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ

۵۵۱ : حضرت عبداللہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا چالیس خصلتیں ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ دودھ والی بکری کا عطیہ

عَامِلٍ يَّعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا رَجَآءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ۔

دینا ہے جو شخص بھی ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت کو اس نیت سے اپنائے گا کہ اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس میں کئے ہوئے وعدہ کی تصدیق ہو تو اللہ اسکی وجہ سے اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (بخاری) یہ روایت کثرہ طرق الخیر میں بیان ہو چکی ہے۔

٥٥٢ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيِّ ابْنِ عَجْلَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ، وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۲ : حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اے آدم کے بیٹے اگر تو ضرورت سے زائد کو خرچ کرے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک کر رکھے گا تو یہ تیرے حق میں برا ہے اور گزارے کے موافق روزی پر تو قابل ملامت نہیں اور ان سے شروع کرو جن کی ذمہ داری تم پر ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ (مسلم)

٥٥٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءَ مَنْ لَّا يَخْشَى الْفَقْرَ" وَاِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يَلْبَثُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے نام پر سوال نہیں کیا گیا مگر کہ آپؐ نے اس کو دے دیا اور آپؐ کی خدمت میں ایک آدمی آیا آپؐ نے اس کو دو پہاڑیوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں سب عنایت فرما دیں۔ پس وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا۔ اے میری قوم! اسلام قبول کر لو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرح عطیہ دیتے ہیں جو فقر کا خطرہ ہی نہ رکھتا ہو۔ بے شک آدمی دنیا کی غرض سے اسلام لاتا مگر تھوڑے عرصہ بعد اس کا اسلام اس کو دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔ (مسلم)

٥٥٤ : وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانُوْا اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ؟ قَالَ : "اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ فَاُعْطِيَهُمْ اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۴ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے علاوہ لوگ ان سے زیادہ اس مال کے حق دار تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا کہ وہ مجھ سے سخت انداز سے سوال کریں اور پھر میں ان کو دوں یا مجھے بخیل قرار دیں حالانکہ میں بخیل نہیں ہوں۔ (مسلم)

٥٥٥ : وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۵۵۵ : حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود

اَنَّهٗ قَالَ : بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخُطِفَتْ رِدَاءُهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : "اَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ فَلَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ ، هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"مَقْفَلَهٗ" : اَيْ فِيْ حَالِ رُجُوْعِهٖ۔ "وَالسَّمُرَةُ" :شَجَرَةٌ ۔ "وَالْعِضَاهُ" :شَجَرٌ لَّهٗ شَوْكٌ۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین سے واپسی پر چلے آ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی آپؐ سے چمٹ کر سوال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ایک کیکر کے درخت تک مجبور کر دیا۔ پس آپؐ کی چادر اس درخت سے اچٹ گئی۔ آپؐ رک گئے اور فرمایا میری چادر تو مجھے دے دو اگر میرے پاس ان خار دار درختوں کے برابر چوپائے ہوتے تو میں یقیناً ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے بخیل اور جھوٹا نہ پاتے اور نہ ہی بزدل۔ (بخاری)

مَقْفَلَهٗ :لوٹنے کے وقت۔

السَّمُرَةُ :ایک درخت ہے۔

الْعِضَاهُ : کانٹے دار درخت۔

۵۵۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی صدقہ کسی مال کو نہیں گھٹاتا اور مال ہی سے اللہ بندے کی عزت کو بڑھاتے ہیں اور جو کوئی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔ (مسلم)

۵۵۷ : وَعَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ عَمْرِو ابْنِ سَعْدِ الْاَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ : مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا ، وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ، وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ : اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ : عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ ،

۵۵۷ : حضرت ابو کبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور ایک بات میں تمہیں بتاتا ہوں اس کو یاد کر لو۔ کسی بندے کا مال صدقے سے کم نہیں ہوتا اور جس مظلومیت پر بندہ صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں اور جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتے ہیں یا اسی طرح کی بات فرمائی اور میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کر لو۔ دنیا کے اعتبار سے لوگ چار قسم پر ہیں: (۱) وہ بندہ جس کو اللہ نے مال اور علم دیا وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اللہ کا حق اس میں پہچانتا ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ مرتبے والا ہے۔ (۲) وہ بندہ جس کو اللہ نے

وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِىْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهٗ فَاَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَّعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِىْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَّا يَتَّقِىْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا الْحَدِيْثِ بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ ، وَعَبْدٌ لَّمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِىْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهٗ فَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

علم دیا لیکن مال نہیں دیا وہ سچی نیت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں جیسے عمل کرتا تو اس کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور دونوں کا بدلہ برابر ہے۔ (۳) وہ بندہ جس کو اللہ نے مال دیا اور علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں بغیر علم کے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اپنے ربّ سے اس میں نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں اللہ کا حق پہچانتا ہے یہ بدترین مرتبے والا ہے یا وہ بندہ جس کو اللہ نے مال اور علم نہیں دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں عمل کرتا پس اس کو اس کی نیت پر بدلہ ملے گا اور دونوں (پہلے اور تیسرے) کا گناہ برابر ہے۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۵۵۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَا بَقِىَ مِنْهَا؟" قَالَتْ : مَا بَقِىَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا ۔ قَالَ : "بَقِىَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ – وَمَعْنَاهُ : تَصَدَّقُوْا بِهَا اِلَّا كَتِفَهَا فَقَالَ بَقِيَتْ لَنَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا كَتِفَهَا۔

۵۵۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا کتنا حصہ باقی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دستی باقی ہے۔ آپؐ نے فرمایا دستی کے علاوہ باقی سب باقی۔ (ترمذی) اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ دستی کے علاوہ باقی سب صدقہ کر دیا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ہمارے لئے آخرت میں دستی کے علاوہ باقی رہ گیا۔

۵۵۹ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تُوْكِىْ فَيُوْكِىَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ، وَفِىْ رِوَايَةٍ "اَنْفِقِىْ اَوِ انْفَحِىْ اَوِ انْضَحِىْ وَلَا تُحْصِىْ فَيُحْصِىَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ، وَلَا تُوْعِىْ فَيُوْعِىَ اللّٰهُ عَلَيْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَانْفَحِىْ" بِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ ، وَهُوَ بِمَعْنٰى: "اَنْفِقِىْ" وَكَذٰلِكَ "انْضَحِىْ"۔

۵۵۹ : اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا تو بندھن باندھ کر نہ رکھ ورنہ تم پر بھی بندھن باندھا جائے گا اور ایک روایت میں ہے تو خرچ کر اور تو گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دیں گے اور جمع نہ کر پس اللہ بھی تمہارے لئے روک لیں گے۔

(بخاری و مسلم)

وَانْفَحِىْ ، اَنْفِقِىْ ، اَنْضَحِىْ : تو خرچ کر

٥٦٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِّنْ ثُدِیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا - فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا یُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ اَوْ وَفَرَتْ عَلٰی جِلْدِهٖ حَتّٰی تُخْفِیَ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ - وَاَمَّا الْبَخِیْلُ فَلَا یُرِیْدُ اَنْ یُّنْفِقَ شَیْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ یُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"وَالْجُنَّةُ" : الدِّرْعُ ، وَمَعْنَاهُ الْمُنْفِقُ كُلَّمَا اَنْفَقَ سَبَغَتْ وَطَالَتْ حَتّٰی تَجُرَّ وَرَآءَهٗ وَتُخْفِیَ رِجْلَیْهِ وَاَثَرَ مَشْیِهٖ وَخُطُوَاتِهٖ۔

۵۶۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر سینے سے لے کر ہنسلی تک دو لوہے کی زرہیں ہیں۔ پس ان میں سے جو خرچ کرنے والا ہے وہ جب خرچ کرتا ہے تو زرہ اس کے جسم پر پوری آ جاتی ہے یا اس کے چمڑے پر اتنی بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اسکے پوروں کو چھپا لیتی ہے اور وہ اسکے قدموں کے نشانات کو مٹا دیتی ہے باقی رہا بخیل وہ اس میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کرنا چاہتا تو زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے وہ اس کو وسیع کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ وسیع نہیں ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

الْجُنَّةُ : زرہ۔ اس کا معنی یہ ہے جب خرچ کرنے والا خرچ کرتا ہے تو زرہ پوری اور لمبی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو پیچھے کھینچتی ہے اور اس کے دونوں پاؤں کے نشانات کو چھپا دیتی ہے۔

٥٦١ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَیِّبٍ ، وَلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّیِّبَ ، فَاِنَّ اللّٰهَ یَقْبَلُهَا بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یُرَبِّیْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰی تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"الْفَلُوُّ" بِفَتْحِ الْفَآءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الْوَاوِ وَیُقَالُ اَیْضًا بِكَسْرِ الْفَآءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِیْفِ الْوَاوِ : وَهُوَ الْمُهْرُ۔

۵۶۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی پاکیزہ کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ تو پاکیزہ ہی کو قبول کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کر کے پھر اس کے مالک کے لئے اس کی تربیت کرتے ہیں۔ جس طرح کہ تم میں سے کوئی شخص بچھیرے کو پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

الْفَلُوُّ : بچھیرا۔

٥٦٢ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَیْنَا رَجُلٌ یَّمْشِیْ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِیْ سَحَابَةٍ : اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ

۵۶۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی صحرا میں جا رہا تھا اس نے ایک بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغیچے کو تو سیراب کر۔ وہ بادل علیحدہ ہوا اور ایک پتھریلی زمین میں اپنا پانی برسایا۔ پھر ایک نالے نے ان نالوں میں سے اس سارے پانی کو جمع کیا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے

ذٰلِكَ الْمَآءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهٖ یُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ : یَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ فُلَانٌ لِلاِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ :یَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ تَسْاَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ؟ فَقَالَ :اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَآءُهٗ یَقُوْلُ : اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لاِسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا؟ فَقَالَ :اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَّاَرُدُّ فِیْهَا ثُلُثَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْحَرَّةُ" اَلْاَرْضُ الْمُلَبَّسَةُ حِجَارَةً سَوْدَآءَ۔ "وَالشَّرْجَةُ" بِفَتْحِ الشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الرَّآءِ وَبِالْجِیْمِ : هِیَ مَسِیْلُ الْمَآءِ۔

چل دیا پس اچانک اس نے ایک آدمی کو اپنے باغ میں کھڑے دیکھا جو پانی کو اپنے کدال سے اپنے باغ میں لگا رہا تھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہاں فلاں۔ نام وہی تھا جو اس نے بادل سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا میں نے بادل میں ایک آواز سنی جس بادل کا یہ پانی ہے کہ تو فلاں شخص کے باغ کو سیراب کردے جو تیرا ہی نام ہے۔ تُو بتلا اس میں کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا اب جب تُو نے یہ کہا۔ تو میں بتاتا ہوں کہ میں جو کچھ اس کی آمدنی ہے اس کو دیکھتا ہوں اور اس کے تیسرے حصے کو صدقہ کر دیتا ہوں اور میں اور میرے گھر والے تیسرا حصہ کھاتے ہیں اور تیسرا حصہ باغ میں دوبارہ لگا دیتا ہوں۔

اَلْحُرَّةُ: سیاہ پتھروں والی زمین۔

الشَّرْجَةُ: پانی کا نام۔

٦١ : بَاب النَّهیِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدّٰی﴾ [اللّیل: ١١] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [التغابن: ١٦]

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَتَقَدَّمَتْ جُمْلَةٌ مِّنْهَا فِی الْبَابِ السَّابِقِ۔

بَاب : بخل کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر جس نے بخل کیا اور بے پرواہی اختیار کی اور بھلی بات کو جھٹلا دیا ہم اس کے لئے تنگی کا سامان مہیا کریں گے اور اس کا مال اس کو کام نہ دے گا جب وہ ہلاک ہوگا''۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس وہ وہی کامیاب ہے''۔ (التغابن)

احادیث تمام سابقہ باب میں گزری۔

٥٦٣ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَكُوْا

۵۶۳ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور بخل سے بچو۔ بخل نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا اور ان کو خون بہانے اور حرام کو حلال قرار دینے پر آمادہ

دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کیا''۔(مسلم)

٦٢ : بَابُ الْإِيْثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

باب ۶۲ : ایثار و ہمدردی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر:٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ [الانسان:٨] اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود بھوک ہو''۔(الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں'' (الانسان)......آیات کے آخر تک۔

٥٦٤ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ : وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَآءٌ ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ ، حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَآءٌ – فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ : اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ :اَكْرِمِیْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ :هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ؟ قَالَتْ : لَا ، اِلَّا قُوْتَ صِبْيَانِیْ– قَالَ :فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَیْءٍ وَاِذَا اَرَادُوا الْعَشَآءَ فَنَوِّمِيْهِمْ وَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَطْفِئِ السِّرَاجَ وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں بھوک سے نڈھال ہوں۔ پس آپؐ نے اپنی بعض ازواجِ مطہرات کے ہاں پیغام بھیجا' انہوں نے جواب دیا۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپؐ نے دوسری بیوی کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا۔ یہاں تک کہ تمام نے اسی طرح کا جواب دیا کہ جس ذات نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اس مہمان کی آج مہمانی کون کرے گا؟ ایک انصاری نے کہا میں یارسول اللہ! پس وہ اس کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی کو کہا رسول اللہؐ کے مہمان کا اکرام کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی بیوی کو کہا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں سوائے میرے بچوں کی خوراک کے۔ اس نے کہا ان کو کسی چیز سے بہلا ؤ جب وہ رات کا کھانا مانگیں پھر ان کو سلا دو۔ جب ہمارا مہمان داخل ہو تو دیا گل کر دینا اور ظاہر یہ کرنا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ بیٹھ گئے۔ مہمانوں نے کھانا کھالیا اور ان دونوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور وہ نبی اکرمؐ کے پاس حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے مہمان کے ساتھ اس سلوک پر بہت خوش ہوئے۔(بخاری و مسلم)

٥٦٥ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "طَعَامُ

۵۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ

الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہے''۔

۵۶۶ :وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَّعَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ ، وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِي فَضْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۶۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اپنی نگاہ دائیں بائیں گھمانے لگا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس بچا ہوا توشہ ہو پس وہ اس کو زاد راہ دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو پھر آپؐ نے مال کی مختلف اقسام کا جتنا تذکرہ فرمانا تھا کر دیا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ زائد چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ (مسلم)

۵۶۷ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَّنْسُوْجَةٍ فَقَالَتْ : نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ فَقَالَ فُلَانٌ : اكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ : مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَعَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا يَرُدُّ

۵۶۷: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی چادر لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے تاکہ میں یہ آپؐ کو پہناؤں۔ آنحضرتؐ نے اس کو ضرورت کی چیز سمجھ کر قبول فرما لیا۔ پھر آپؐ اس چادر کو ازار کے طور پر باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک شخص نے کہا یہ چادر کس قدر خوبصورت ہے یہ آپؐ مجھے پہنا دیں۔ آپؐ نے فرمایا بہت اچھا! پھر آپ مجلس میں بیٹھ گئے اور پھر واپس تشریف لے گئے اور اس چادر کو اتار کر لپیٹا اور اس آدمی کی طرف بھیج دیا۔ اس شخص کو لوگوں نے کہا تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو اپنی ضرورت کے طور پر پہن رکھا تھا۔ پھر تو نے یہ جانتے ہوئے کہ آپؐ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے آپ سے

سَآئِلًا! فَقَالَ: اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ لِاَلْبَسَهَا، اِنَّمَا سَاَلْتُهٗ لِتَکُوْنَ کَفَنِیْ – قَالَ سَهْلٌ: فَکَانَتْ کَفَنَهٗ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

مانگ لیا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے یہ اپنے پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ میں نے اس لئے مانگی ہے تاکہ یہ میرا کفن بنے۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ پھر یہ چادر ان کے کفن ہی کے کام آئی۔ (بخاری)

۵۶۸: وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِهِمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَمَعُوْا مَا کَانَ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَیْنَهُمْ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَهُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۶۸: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اشعری لوگوں کا جب جہاد میں زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے ان کو ایک کپڑے میں جمع کر دیتے ہیں پھر ایک برتن کے ساتھ ان کو آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (بخاری ومسلم)

"اَرْمَلُوْا" فَرَغَ زَادُهُمْ اَوْ قَارَبَ الْفَرَاغَ۔

اَرْمَلُوْا: زادراہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔

۶۳: بَابُ التَّنَافُسِ فِیْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْاِسْتِکْثَارِ مِمَّا یُتَبَرَّكُ بِهٖ

باب: آخرت کے معاملات میں باہمی مقابلہ اور متبرک چیزوں کو زیادہ طلب کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ [المطففین:۲۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور اس کے بارے میں چاہئے کہ رغبت کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کریں" (مطففین)

۵۶۹: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ یَّسَارِهِ الْاَشْیَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ هٰٓؤُلَآءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۶۹: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مشروب لایا گیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا۔ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا اور بائیں طرف بزرگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ان کو دے دوں۔ لڑکے نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! یارسول اللہ! آپ کی طرف سے ملنے والے حصے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔ (بخاری ومسلم)

"تَلَّهٗ" بِالتَّآءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ: اَیْ وَضَعَهٗ وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

تَلَّهٗ: رکھ دیا۔ دے دیا۔

یہ بااعتماد لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

۵۷۰: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۵۷۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَيْنَا اَيُّوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ عَزَّوَجَلَّ: يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ: بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اکرم ﷺ نے فرمایا جب ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ حضرت ایوب ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے ان کے ربّ نے ان کو آواز دی اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا ان چیزوں سے جو تو دیکھ رہا ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں آپ کی عزت کی قسم لیکن آپ کی برکت سے تو بے نیازی نہیں ہوسکتی۔ (بخاری)

٦٤: بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ وَهُوَ مَنْ اَخَذَ الْمَالَ مِنْ وَّجْهِهٖ وَصَرَفَهٗ فِيْ وُجُوْهِهِ الْمَأْمُوْرِ بِهَا

باب: شکرگزار غنی کی فضیلت اور وُہ وہ ہے جو مال کو جائز طریقے سے لے اور مناسب مقامات پر خرچ کرے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى﴾ [الليل:٥،٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ [الليل:١٧-٢١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ [البقرة:٢٧١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [آل عمران:٩٢] وَالْاٰيَاتُ فِيْ فَضْلِ الْاِنْفَاقِ فِي الطَّاعَاتِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر جس شخص نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور بھلی بات کی تصدیق دی ہم اس کو آسانی کی طرف سہولت دے دیں گے''۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب وہ جہنم سے بچا لیا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے جو کہ اپنا مال پاکیزگی کیلئے دیتا ہے اور کسی کا اس کے اوپر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہے صرف اپنے بزرگ ربّ کی رضامندی کو چاہنے کیلئے وہ خرچ کرتا ہے اور عنقریب یقیناً وہ راضی ہو جائے گا''۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم صدقات کو ظاہر کر کے دو تو یہ بہت خوب ہے اور اگر تم ان کو چھپاؤ اور فقراء کو دے دو تو وہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے وہ تم سے تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور اللہ تمہارے عملوں کی خبر رکھتے ہیں''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز تم کمال نیکی کو نہیں پاؤ گے یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو اور جو چیز بھی تم خرچ کرو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے''۔ (آل عمران)

نیکی کے راستے میں خرچ کرنے کے متعلق آیات کریمہ بہت معروف ہیں۔

٥٧١: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا حَسَدَ اِلَّا

۵۷۱: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کے بارے میں رشک کرنا جائز ہے: ایک وہ

فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ قَرِيْبًا۔

آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اس کو حق کے راستے میں خرچ کرنے پر لگا دیا اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے حکمت وسمجھ عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا اور دوسروں کو اسکی تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اسکی تشریح قریب گزر چکی ہے۔

۵۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْاٰنَاءُ" السَّاعَاتُ۔

۵۷۲ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو۔ پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے یعنی تلاوت اور اس پر عمل کرتا ہے دوسرے نمبر پر وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اس کو دن رات کے اوقات میں خرچ کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

الْاٰنَاءُ: اوقات۔

۵۷۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ ، فَقَالَ : "وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً" فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا : سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

۵۷۳ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء و مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے۔ مال والے لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں۔ وہ صدقہ کرتے ہیں ہم صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم غلام آزاد نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھا دوں جس سے تم اپنے لئے آگے جانے والوں کو پالو اور اپنے بعد والوں سے آگے سبقت کر جاؤ اور تم سے کوئی بھی زیادہ فضیلت والا نہ ہو مگر وہ شخص جو کرے جس طرح تم نے کیا۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا کرو۔ پھر فقراء مہاجرین رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ ہمارے مال والے بھائیوں نے سن لیا جو ہم نے کیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ

مَنْ يَّشَاءُ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ۔

"الدُّثُوْرُ" اَلْاَمْوَالُ الْكَثِيْرَةُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔(بخاری و مسلم)

الدُّثُوْر: کثیر مال۔

٦٥ : ذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْاَمَلِ

بَابٌ: موت کی یاد اور تمناؤں میں کمی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [آل عمران:١٨٥] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ [لقمان:٣٤] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [الاعراف:٣٤] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [المنافقون:٩-١١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ، فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ، فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ، وَمَنْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے بے شک تمہیں قیامت کے دن پورا پورا اجر دیا جائے گا پس جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے"۔(آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "کسی نفس کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا اور نہ ہی یہ کسی نفس کو معلوم ہے کہ کس زمین میں اس کی موت آئے گی"۔ (لقمان) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جب ان کا وقت مقررہ آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی اس سے نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں"۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا پس وہی نقصان اٹھانے والا ہے اور تم خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا۔ اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کو موت آئے اور یوں کہنے لگے کہ اے میرے ربّ تو نے مجھے کیوں نہ مہلت دی۔ قریب وقت کے لئے کہ میں صدقہ کر لیتا اور نیکوں میں سے بن جاتا۔ ہرگز اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیں گے کسی نفس کو بھی جب کہ اس کا وقت مقرر آ جائے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے"۔ (المنافقون) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے ربّ تو مجھے واپس کر دے تاکہ میں نیک اعمال کروں اس زندگی میں جس کو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز ایسا نہیں بے شک وہ ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے برزخ ہے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک۔ پس جب صور میں پھونک ماردی جائے

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ؟﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ؟ قَالُوْا : لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ قٰلَ : اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ، اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ [المومنون ۹۹:۱۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾

[الحدید:۱۶]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

گی تو اس دن ان میں کوئی رشتہ دار نہیں رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کر سکیں گے۔ پس وہ شخص جس کے میزان بھاری ہوئے پس وہی کامیاب ہونے والا ہے اور وہ شخص جس کے میزان ہلکے ہوئے پس وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس ڈالے گی اور وہ اس میں بدشکل ہو جائیں گے۔ کیا میری آیات تم پر نہ پڑھی جاتی تھیں کہ تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿کَمْ......﴾ کہ تم کتنا عرصہ زمین میں ٹھہرے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں۔ اللہ فرمائیں گے تم واقعتاً تھوڑا ٹھہرے ہو کاش کہ تم اس کو جان لیتے۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے''۔ (المؤمنون) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کہ کیا ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کیلئے جھک پڑیں اور جو کچھ حق اللہ نے نازل فرمایا ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ بن جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی۔ پس ان پر زمانہ طویل ہو گیا پھر ان کے دل سخت ہو گئے اور بہت سارے ان میں سے فاسق ہیں۔ (الحدید)

آیات اس سلسلے کی بہت اور معروف ہیں۔

٥٧٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ : ''كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ'' وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۷۴ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو ناواقف یا مسافر ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب تم صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت میں سے بیماری کے لئے اور اپنی زندگی ہی سے موت کے لئے حصہ لے لو یعنی تیاری کر لو۔ (بخاری)

٥٧٥ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَیْءٌ یُّوْصِیْ فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ "یَبِیْتُ ثَلَاثَ لَیَالٍ" قَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَا مَرَّتْ عَلَیَّ لَیْلَةٌ مُّنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِیْ وَصِیَّتِیْ۔

٥٧٥ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان شخص کے لئے کہ جس کے پاس کوئی وصیت کی چیز ہو یہ جائز نہیں کہ دو راتیں بھی وہ گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم) بالفاظ بخاری۔ مسلم کی روایت میں ہے تین راتیں ایسی گزارے۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میری وصیت میرے پاس موجود نہ ہو۔

٥٧٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَطَّ النَّبِیُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ : "هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ ، فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٥٧٦ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی لکیریں کھینچیں۔ پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کا مقررہ وقت ہے پس وہ اسی دوران میں ہوتا ہے کہ سب سے قریب خط اس کے درمیان آ جاتا ہے۔ (بخاری)

٥٧٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسْطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰی هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسَطِ فَقَالَ : هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِیْطًا بِهٖ — اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ ، فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ —
وَهٰذِهٖ صُوْرَتُهٗ۔

٥٧٧ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل کا خط کھینچا اور اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو اس مربع کے درمیان سے نکلنے والا تھا اور چھوٹے چھوٹے خط کھینچے جو اس وسط کے درمیان تھے پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کا وقت مقررہ۔ اور یہ اس کا گھیرا ڈالا ہوا ہے اور یہ باہر نکلنے والی اس کی امید ہے اور یہ چھوٹے خط یہ حوادثات ہیں۔ اگر ایک حادثہ اس سے خطا کرتا ہے دوسرا آ کر دبوچ لیتا ہے اور اگر اس سے نکلتا ہے تو تیسرا آ کر دبوچ لیتا ہے۔

(بخاری)

اس کی صورت یہ ہوگی۔

٥٧٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِیًا ، اَوْ غِنًی مُّطْغِیًا ، اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُّفَنِّدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَآئِبٍ یُّنْتَظَرُ ، اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ رَوَاهُ

٥٧٨ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو کیا تم بھلا دینے والے فقر کا انتظار کر رہے ہو یا سرکشی میں ڈالنے والی مالداری کا یا بگاڑ دینے والی بیماری کا یا سٹھیا دینے بڑھاپے کا یا تیار موت کا یا دجال کا۔ پس وہ تو بدترین غائب چیز ہے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے یا قیامت کا۔ قیامت تو بہت بڑی مصیبت یا تلخ ہے۔ (ترمذی)

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

حدیث حسن ہے۔

۵۷۹ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ" يَعْنِي الْمَوْتَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۷۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لذتوں کو لوٹانے والی یعنی موت کا کثرت سے انتظار کرو۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۵۸۰ : وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ : "يَاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ ' جَآءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ' جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ' جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ : "مَا شِئْتَ؟" قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ : فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ ' فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ : فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ ' فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ: اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا؟ قَالَ: "اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۸۰ : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا تو آپؐ عبادت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ لرزہ طاری کر دینے والی اور اس کے پیچھے آنے والا آ گیا۔ موت اپنی ساری ہولنا کیوں سمیت آ گئی موت جو کچھ اس میں ہے وہ سب کے ساتھ آ گئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپؐ پر اکثر درود پڑھتا ہوں میں کتنا وقت درود کے لئے مقرر کروں؟ آپؐ نے فرمایا جتنا تو چاہتا ہے میں نے عرض کیا چوتھائی۔ پھر فرمایا جتنا تو چاہتا ہے اگر تو نے اضافہ کیا تو وہ تیرے لئے بہت بہتر ہے۔ میں نے کہا آدھا فرمایا جتنا تو چاہتا ہے اگر تو نے اس سے زیادہ اضافہ کیا تو وہ تیرے لئے بہت بہتر ہے میں نے کہا دو تہائی۔ فرمایا جتنا تو چاہتا ہے پس اگر تو نے بڑھا دیا تو تیرے لئے بہت بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنا سارا وقت آپؐ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تیرے غموں کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا جائے گا (ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن ہے۔

٦٦ : بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُوْلُهُ الزَّائِرُ؟

باب : مردوں کے لئے قبروں کی زیارت مستحب ہے اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟

۵۸۱ :عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّزُوْرَ الْقُبُوْرَ فَلْيَزُرْ فَاِنَّهَا

۵۸۱ : حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا۔ پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو (مسلم) ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے وہ زیارت کرے۔ پس بے

تُذَكِّرُنَا الْاٰخِرَةَ"۔

شک وہ آخرت کو یاد دلانے والی ہے۔

٥٨٢ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت ﷺ کی جب میرے ہاں باری ہوتی تو آپ رات کے آخری حصہ میں بقیع کی طرف نکل جاتے اور فرماتے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" : اے مسلمان! گھر والو تمہیں سلام ہو تمہارے پاس آ گیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا۔ کل جس کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور بے شک اللہ نے چاہا تو ہم تمہیں ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔ (مسلم)

٥٨٣ :وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلُهُمْ : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ' نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۳ : حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ لوگوں کو سکھاتے جب وہ قبروں کی طرف جاتے وہ اس طرح کہا کرتے : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ...... ' اے مسلمان اور مومن گھر والو تم پر سلام ہو بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ہم تمہیں ملنے والے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

٥٨٤ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ ' يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ' اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۸۴ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی کچھ قبروں کے پاس سے گزرے آپ نے ان کی طرف چہرے کا رخ فرما کر کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ ' يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ' اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" سلام ہو اے قبروں والے تم پر اللہ ہمیں اور تمہیں بخش دے تم ہمارے آگے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

٦٧ : بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّى الْمَوْتِ بِسَبَبِ ضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ وَلَا بَاْسَ بِهٖ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِى الدِّيْنِ

بَاب ۶۷ : کسی جسمانی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا مکروہ ہے مگر دین میں فتنہ کے خوف سے کوئی حرج نہیں

٥٨٥ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمْ

۵۸۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی موت کی تمنا نہ کرے۔

الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا يَتَمَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهٗ ، اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ ، وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا"۔

اگر وہ نیک ہے تو شاید اس کی نیکیاں بڑھ جائیں اور اگر گناہگار ہے تو شاید وہ توبہ کرلے۔ (بخاری ومسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں مسلم کی روایت میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ہے اس میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی موت کی تمنا نہ کرے اور آنے سے پہلے اس کے لئے دعا بھی نہ کرے کیونکہ جب وہ مرجائے گا تو اس کا عمل منقطع ہو جائے گا اور مؤمن کے لئے اس کی عمر بھلائی کا ذریعہ ہے۔

۵۸۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ : "اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۶ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا کسی دنیاوی دکھ کی وجہ سے نہ کرے۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو جائے تو یوں کہے "اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ......" اے اللہ جب تک زندگی میں میرے لئے بہتری ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہے تو مجھے موت دے دے۔ (بخاری ومسلم)

۵۸۷ : وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ : اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا ، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَالًا لَّا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْ لَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَّهٗ فَقَالَ : "اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُّنْفِقُهٗ اِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَّجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ۔

۵۸۷ : حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن الارت کی بیمار پرسی کے لئے ان کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے سات داغ لگوائے تھے حضرت خباب نے فرمایا کہ ہمارے وہ ساتھی جو گزر گئے اور چلے گئے دنیا نے ان کے اجر کو کم نہیں کیا اور ہم نے اتنی دولت پالی جس کے لئے ہم کوئی جگہ نہیں پاتے سوائے مٹی کے۔ اگر پیغمبر ﷺ نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ پھر کچھ وقت کے بعد ہم دوسری مرتبہ حاضر ہوئے جب وہ اپنی دیوار تعمیر کر رہے تھے پس انہوں نے فرمایا کہ بے شک مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے جس کو وہ خرچ کرے مگر اس چیز میں جس کو وہ اس مٹی میں لگائے۔ (بخاری ومسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

٦٨ : بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

باب ۶۸ : پرہیز گاری اختیار کرنا اور شبہات کا چھوڑنا

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ [النور:١٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:١٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس کو ہلکا سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ کے ہاں بہت بھاری چیز تھی''۔ (النور) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپ کا ربّ البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)

٥٨٨ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ' فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ ' وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ ' كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ ' اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ' اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ ' اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ : وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ : اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَرَوَيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَلْفَاظٍ مُّتَقَارِبَةٍ۔

٥٨٨ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا بے شک حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے جو آدمی شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا۔ جس طرح کہ وہ چرواہا جو چراگاہ کے اردگرد جانور چراتا ہے قریب ہے کہ اس کا جانور اُس میں چرے۔ اچھی طرح سن لو؟ بے شک ہر بادشاہ کے لئے ایک چراگاہ ہے؟ بے شک اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ بے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔ (بخاری ومسلم)

دونوں نے اس کو قریب قریب الفاظ سے روایت کیا۔

٥٨٩ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ : "لَوْ لَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٥٨٩ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں ایک کھجور پائی۔ پھر فرمایا کہ اگر مجھے اس کے صدقہ میں سے ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کو ضرور کھا لیتا۔ (بخاری ومسلم)

٥٩٠ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٥٩٠ : حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل نیکی اچھے اخلاق ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس کے بارے میں مطلع ہوں۔ (مسلم)

"حَاكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ ' اَيْ تَرَدَّدَ فِيْهِ۔

حَاكَ : کھٹکے۔

۵۹۱ : وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ؟" قُلْتُ : نَعَمْ – فَقَالَ : "اسْتَفْتِ قَلْبَكَ اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ وَاَفْتَوْكَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ فِيْ مُسْنَدَيْهِمَا۔

۵۹۱ : حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دل سے پوچھ لو۔ نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو اور نفس مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور سینے میں اس کے متعلق تردد ہو۔ خواہ اس کے متعلق مجھے لوگ فتویٰ دیں اور فتویٰ دیں۔ حدیث حسن ہے۔ (مسند احمد' مسند دارمی)

۵۹۲ : وَعَنْ اَبِيْ سِرْوَعَةَ "بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا" عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ : اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا ، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ : مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَرَكِبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ؟" فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ "اِهَابٌ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ۔ "وَعَزِيْزٌ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَبِزَايٍ مُكَرَّرَةٍ۔

۵۹۲ : حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ اور اس لڑکی کو جس سے اس نے شادی کی ہے دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے اس کو کہا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا اور نہ تو نے مجھے قبل ازیں اس کی خبر دی۔ پس وہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نکاح کیسے رہ سکتا ہے جبکہ اس کے بارے میں کہا جا چکا۔ پس عقبہ نے اس سے جدائی اختیار کی اور اس لڑکی نے کسی اور مرد سے شادی کر لی۔ (بخاری)

اِهَابٌ ۔عزیز

۵۹۳ : وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، مَعْنَاهُ : اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيْهِ وَخُذْ مَا لَا تَشُكُّ فِيْهِ۔

۵۹۳ : حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے : "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ" تم اس چیز کو چھوڑ دو جو شک میں ڈال دے اور اس کو اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشکوک کو چھوڑ دو اور اس کو اختیار کرو جو غیر مشکوک ہو۔

۵۹۴ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :

۵۹۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر

كَانَ لِاَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ یُّخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ یَّاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَآءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ ' فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ : كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِلْاِنْسَانِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُهٗ فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ لِذٰلِكَ هٰذَا الَّذِیْ اَكَلْتَ مِنْهُ ؛ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ یَدَهٗ فَقَآءَ كُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کمائی کر کے لاتا اور آپ اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا۔ آپ نے اس میں کچھ کھایا۔ غلام نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے یہ کیا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک نجومیوں والی پیشین گوئی کی تھی اور میں کہانت کو اچھی طرح نہ جانتا تھا صرف میں نے اسے دھوکہ دیا پس آج وہ مجھے ملا اور اس نے مجھے یہ دیا یہ وہی ہے جس سے آپ نے کھایا ہے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں داخل کر کے پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر دیا۔ (بخاری)

"اَلْخَرَاجُ" شَیْءٌ یَّجْعَلُهُ السَّیِّدُ عَلٰی عَبْدِهٖ یُؤَدِّیْهِ كُلَّ یَوْمٍ وَّبَاقِیْ كَسْبِهٖ یَكُوْنُ لِلْعَبْدِ۔

اَلْخَرَاجُ: وہ رقم جو آقا اپنے غلام ماذون پر یومیہ مقرر کرتا ہے اور باقی غلام کا ہوتا ہے۔

۵۹۵ : وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَّفَرَضَ لِابْنِهٖ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَّخَمْسَ مِائَةٍ ' فَقِیْلَ لَهٗ : هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ؟ فَقَالَ :اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبُوْهُ یَقُوْلُ: لَیْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ ' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۹۵ : حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین اوّلین کا وظیفہ چار ہزار درہم مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے کے لئے تین ہزار پانچ سو مقرر فرمایا۔ ان کو کہا گیا کہ وہ مہاجرین میں سے ہے تو آپ ان کا حصہ کیوں کم کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس کے باپ نے اس کو ہجرت کروائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ان کی طرح نہیں جنہوں نے بذات خود ہجرت کی۔ (بخاری)

۵۹۶ : وَعَنْ عَطِیَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :"لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا مِّمَّا بِهٖ بَاْسٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۵۹۶ : حضرت عطیہ بن عروہ سعدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ پرہیز گاروں کے مرتبہ کو تبھی پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو۔ اس خطرے سے کہ وہ ان میں مبتلا ہو جن میں حرج ہو۔ (ترمذی)

یہ روایت حسن ہے۔

۶۹ : بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ اَوِ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِیْ

بَاب ۶۹ : لوگوں اور زمانے کے بگاڑ دین میں فتنہ اور حرام میں مبتلا ہونے کے خوف کے

الدِّيْنِ وَوُقُوعٍ فِيْ حَرَامٍ وَّشُبُهَاتٍ وَنَحْوِهَا

وقت علیحدگی اختیار کرنا بہتر ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الذاريات: ٥٠]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو بے شک میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں''۔ (الذاریات)

٥٩٧ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۹۷: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگار مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ رہنے والے بندے کو پسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

اَلْمُرَادُ "بِالْغَنِيِّ" غَنِيُّ النَّفْسِ ، كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ۔

اَلْغَنِيّ سے یہاں مراد دل کے غنا والا ہے جیسے پچھلی صحیح حدیث میں گزرا ہے۔

٥٩٨ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ثُمَّ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهٗ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۹۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا شخص افضل ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ جہاد کرنے والا ہے۔ عرض کی پھر کون؟ فرمایا وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ رہ کر اپنے ربّ کی عبادت کر رہا ہو اور ایک روایت میں ہے وہ اللہ سے ڈرتا اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہو''۔ (بخاری ومسلم)

٥٩٩ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَتَبَّعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۹۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے جائے گا۔ (بخاری)

وَ "شَعَفُ الْجِبَالِ" : اَعْلَاهَا۔

شَعَفُ الْجِبَالِ: پہاڑوں کی چوٹیاں۔

٦٠٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" فَقَالَ اَصْحَابُهٗ : وَاَنْتَ؟ قَالَ : نَعَمْ ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۰۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا آپؐ نے بھی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا جی ہاں! میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

۶۰۱ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ : "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهٗ ، اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"يَطِيْرُ" : اَيْ يُسْرِعُ "وَمَتْنُهٗ" : ظَهْرُهٗ۔ "وَالْهَيْعَةُ" الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ۔ "وَالْفَزْعَةُ" : نَحْوُهٗ۔ "وَمَظَانُّ الشَّيْءِ" الْمَوَاضِعُ الَّتِيْ يُظَنُّ وُجُوْدُهٗ فِيْهَا۔ "وَالْغُنَيْمَةُ" بِضَمِّ الْغَيْنِ۔ تَصْغِيْرُ الْغَنَمِ۔ "وَالشَّعَفَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ وَالْعَيْنِ : وَهِيَ اَعْلَى الْجَبَلِ۔

۶۰۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو اور اس کی پشت پر ہوا میں اڑتا ہو۔ جب بھی کوئی خوفناک آواز یا گھبراہٹ سنتا ہے تو اس پر اڑ کر قتل ہو جانے کے لئے وہاں پہنچ جاتا ہے یا موت کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو اپنی بکریوں میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہ کر نماز ادا کرتا اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور موت تک اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اور لوگوں میں سے وہ خیر یا بہتر حالت پر ہے۔ (مسلم)

يَطِيْرُ : وہ تیزی کرتا ہے۔ بَطْنَهٗ : اس کی پشت۔

اَلْهَيْعَةُ : لڑائی کے لئے پکار۔

اَلْفَزْعَةُ : اس کا بھی وہی مطلب ہے۔

مَظَانُّ الشَّيْءِ : جہاں کسی چیز کے ملنے کا گمان ہو۔

اَلْغُنَيْمَةُ : یہ غنم کی تصغیر ہے تھوڑی بکریاں۔

شَعَفَةُ : پہاڑ کی چوٹی۔

۷۰: بَابُ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُوْرِ جُمَعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَ مَشَاهِدِ الْخَيْرِ ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ ، وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ وَحُضُوْرِ جَنَائِزِهِمْ وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ ، وَاِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَّصَالِحِهِمْ ، لِمَنْ قَدَرَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَمَعَ نَفْسَهٗ عَنِ الْاِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى

باب ۷۰: لوگوں کے ساتھ میل جول ، جمعہ اور جماعتوں میں شرکت ، ذکر اور بھلائی کے مقامات پر حاضری ، بیماروں کی عیادت ، جنازوں میں حاضر ہونا ، محتاج کی خبر گیری ، ناواقف کی راہنمائی اور دیگر بھلے کاموں میں شرکت کرنا جو آدمی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتا ہے اور ایذاء سے اپنے نفس کو روک سکتا اور دوسروں کی ایذاء پر صبر کر سکتا ہے ان سب کی فضیلت

اِعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ

امام نووی فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میل جول اس طریقے

الَّذِیْ ذَکَرْتُهٗ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَآئِرُ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ وَکَذٰلِكَ الْخُلَفَآءُ الرَّاشِدُوْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَخْیَارِهِمْ ' وَهُوَ مَذْهَبُ اَکْثَرِ التَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَکْثَرُ الْفُقَهَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

سے جس کا میں نے ذکر کیا نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ سارے انبیاء علیہم الصلوات والسلام اور اسی طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے بعد علماء مسلمین اور ان کے نیک لوگ سب کے ہاں پسندیدہ ہے اور اکثر تابعین کا یہی مسلک ہے اور اس کو امام شافعی' احمد اور اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ [المائدة:۲] وَالْاٰیَاتُ فِیْ مَعْنٰی مَا ذَکَرْتُهٗ کَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔

اس سلسلہ کی آیات بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔

۷۱ : بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

بَابٌ ۷۱: تواضع اور مؤمنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾[الشعراء:۸۸] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ﴾ [المائدة:٥٤] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ﴾ [الحجرات:۱۳] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی﴾ [النجم:۳۲] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تو اپنے بازو کو جھکا دے ان مؤمنوں کے لئے جو تیرے پیروکار ہیں''۔ (الشعراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اللہ عنقریب ایسی قوم کو لائیں گے جن سے وہ محبت کریں گے' وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ مؤمنوں کے ساتھ نرمی کرنے والے اور کافروں پر غالب اور زبردست ہوں گے''۔ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے ہاں وہ ہیں جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہیں''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس اپنے آپ کو پاک مت قرار دو وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بڑے تقویٰ والا ہے''۔ (النجم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

قَالُوْا : مَا اَغْنٰی عَنْکُمْ جَمْعُکُمْ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ ' اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ؟ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴾

[الاعراف:۴۸'۴۹]

''اعراف والے آواز دیں گے ان آدمیوں کو جن کو وہ ان کے نشانات سے پہچانتے ہوں گے کہیں گے تمہاری پارٹی نے تم کو کوئی فائدہ نہ دیا اور ان چیزوں سے جن پر تم تکبر کرتے تھے۔ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں اٹھاتے تھے۔ ان کو اللہ رحمت عنایت نہیں فرمائیں گے تم داخل ہو جاؤ جنت میں نہ تم پر کوئی خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے''۔ (اعراف)

٦٠٢ : وَعَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ''اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۲ : حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع (عاجزی وانکساری) اختیار کرو۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے پر فخر نہ کرے نہ دوسرے پر زیادتی کرے۔ (مسلم)

٦٠٣ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ ' وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ' وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور جتنا بندہ درگزر کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتے ہیں اور جس نے اللہ کے لئے تواضع کی اللہ نے اس کو بلند کر دیا۔ (مسلم)

٦٠٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَفْعَلُهٗ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۰۴ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا جن کو انہوں نے سلام کیا اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٦٠٥ : وَعَنْهُ قَالَ : اِنْ کَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَآءِ الْمَدِیْنَةِ لَتَاْخُذُ بِیَدِ النَّبِیِّ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَیْثُ شَآءَتْ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۰۵ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی آپؐ کو لے جاتی۔ (بخاری)

٦٠٦ : وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ : سُئِلَتْ عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِهٖ؟ قَالَتْ : کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ ' فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۰۶ : حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ وہ کہنے لگیں کہ آپؐ گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

٦٠٧ : وَعَنْ اَبِیْ رِفَاعَةَ تَمِیْمِ بْنِ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : انْتَهَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُوَ یَخْطُبُ فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِیْبٌ جَآءَ یَسْئَلُ عَنْ دِیْنِهٖ لَا یَدْرِیْ مَا دِیْنُهٗ؟ فَاَقْبَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهٗ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیَّ ، فَاُتِیَ بِكُرْسِیٍّ فَقَعَدَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ یُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰی خُطْبَتَهٗ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٠٧ : حضرت ابو رفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ایک مسافر آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اسے دین کا پتانہیں۔ رسول اللہؐ میری طرف خطبہ چھوڑ کر متوجہ ہوئے یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ کے لئے ایک کرسی لائی گئی جس پر آپؐ تشریف فرما ہوئے اور مجھے وہ سکھلانے لگے جو اللہ نے آپؐ کو سکھلایا۔ پھر اپنے خطبے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے آخری حصے کو مکمل فرمایا۔ (مسلم)

٦٠٨ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ : وَ قَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْیُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰی وَلْیَاْكُلْهَا وَلَا یَدَعْهَا لِلشَّیْطَانِ" وَاَمَرَ اَنْ تُسْلَتَ الْقَصْعَةُ قَالَ : فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٠٨ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس سے وہ مٹی کو دور کر کے اس کو کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم پیالے کو چاٹ لیا کریں۔ ارشاد فرمایا تم نہیں جانتے ہو؟ کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

٦٠٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ ، قَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٦٠٩ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور آپؐ بھی؟ آپؐ نے فرمایا جی ہاں۔ میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چراتا تھا۔ (بخاری)

٦١٠ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ ، وَلَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٦١٠ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے یا بازو کھانے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں اور اگر میرے پاس پائے یا بازو ہدیۃً بھیجے گئے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ (بخاری)

٦١١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَضْبَآءُ لَا تُسْبَقُ

٦١١ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عضباء نامی اونٹنی تھی جس سے کوئی اونٹ سبقت نہیں کر

اَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ ، فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰی قَعُوْدٍ لَّهٗ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَی الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰی عَرَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : "حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

سکتا تھا ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے نکل گیا یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرانی کو پہچان لیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ جو بھی چیز دنیا میں بلند ہے اس کو نیچا کر دے۔ (بخاری)

۷۳: بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَالْاِعْجَابِ

بَاب ۷۳: تکبر اور خود پسندی کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:۸۳] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ [الاسراء:۳۷] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ [لقمان:۱۸] وَمَعْنٰی : "تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ" : اَيْ تُمِيْلُهٗ وَتُعْرِضُ بِهٖ عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَيْهِمْ۔ "وَالْمَرَحُ" التَّبَخْتُرُ۔ وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ [القصص:۷۶-۸۱] الْاٰيَاتِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہم مقرر کریں گے جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد اور اچھا انجام متقین کا ہے''۔ (القصص) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کہ زمین میں تو اکڑ کر مت چل'' (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تو اپنے رخسار کو لوگوں کے لئے مت پھلا اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ (لقمان)

تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ : کا معنی ہے تکبر کی وجہ سے لوگوں سے چہرہ پھیرنا۔

اَلْمَرَحُ : اکڑنا' اترانا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔ پس اس نے ان پر سرکشی کی ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت کو بوجھل کر دیتی تھیں۔ جب اس کو اس کی قوم نے کہا مت اتراؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے کو پسند نہیں کرتے'' .... ''پس ہم نے اس کو گھر سمیت دھنسا دیا''۔ (القصص)

۶۱۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ" فَقَالَ

۶۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبر ہو''۔ ایک شخص نے پوچھا بے شک

رَجُلٌ: "اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنَةً؟" قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"بَطَرُ الْحَقِّ": دَفْعُهٗ وَرَدُّهٗ عَلٰى قَائِلِهٖ۔

"وَغَمْطُ النَّاسِ" بِمَعْنٰى احْتِقَارُهُمْ۔

آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور اس کے جوتے خوبصورت ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ جمال والے ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔ کِبْرُ حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے''۔ (مسلم)

بَطَرُ الْحَقِّ: حق کو رد کرنا۔

غَمْطُ النَّاسِ: لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

٦١٣: وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ: مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ" قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۳: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا: خدا کرے کہ تو طاقت نہ رکھے۔ اس کو تکبر نے اس بات سے روکا تھا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ اپنا دایاں ہاتھ منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

٦١٤: وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ فِيْ بَابِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

۶۱۴: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کیا میں تم کو آگ والوں کے بارے میں نہ بتلا دوں؟ ہر سرکش، بخیل، متکبر جہنمی ہے۔ (بخاری و مسلم) اس کی تشریح ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ روایت نمبر ۲۵۲ میں گزر چکی۔

٦١٥: وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ: فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ - فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا: اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۵: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ و جنت نے آپس میں جھگڑا کیا۔ آگ نے کہا میرے اندر سرکش اور متکبر لوگ ہیں۔ جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور مساکین ہوں گے۔ پھر اللہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو رحمت ہے تیرے ساتھ جس کو میں چاہوں گا رحم کروں گا اور آگ سے کہا کہ اے آگ تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ساتھ جس کو میں چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔ (مسلم)

٦١٦: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۶۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قیامت کے دن اس شخص کونہیں دیکھے گا جس نے تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو کھینچا۔ (بخاری ومسلم)

٦١٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَآئِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْعَآئِلُ" : الْفَقِيْرُ۔

۶۱۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ انہیں پاک فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں رحمت سے دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی' (۲) جھوٹا بادشاہ' (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

الْعَآئِلُ : فقیر

٦١٨ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "الْعِزُّ اِزَارِىْ ، وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِىْ – فَمَنْ نَازَعَنِىْ فِىْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں عزت میرا پہناوا ہے اور کبریائی میری چادر ہے۔ پس جو ان میں سے کسی ایک چیز کی مجھ سے کھینچا تانی کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔ (مسلم)

٦١٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ فِىْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهٗ نَفْسُهٗ مُرَجِّلٌ رَاْسَهٗ يَخْتَالُ فِىْ مِشْيَتِهٖ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِى الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"مُرَجِّلٌ رَاْسَهٗ" اَىْ مُمَشِّطُهٗ ۔ "يَتَجَلْجَلُ" بِالْجِيْمَيْنِ : اَىْ يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ۔

۶۱۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنے ایک جوڑے میں چل رہا تھا اور اس کو اپنا آپ اچھا معلوم ہو رہا تھا اس کے سر پر کنگھی کی ہوئی تھی اپنی چال میں وہ اترا رہا تھا۔ اسی وقت اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ پس وہ زمین میں قیامت تک دھنستا رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

مُرَجِّلٌ رَاْسَهٗ : بالوں پر کنگھی کی ہوئی۔

يَتَجَلْجَلُ : اُترتا جائے گا۔

٦٢٠ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِى الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ – وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ" اَىْ يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ۔

۶۲۰ : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سرکشوں میں لکھا جاتا ہے پس اس کو وہی سزا ملے گی جو ان کو ملی۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ : برائی اور تکبر کرتا ہے۔

٧٣ : بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

بَاب : اعلیٰ اخلاق

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ [ن:٤] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالْكَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ [آل عمران:١٣٤] الْاٰیَه۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اعلیٰ اخلاق پر ہیں''۔ (نون)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں''۔ (آل عمران)

٦٢١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۲۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ (بخاری ومسلم)

٦٢٢ : وَعَنْهُ قَالَ : مَا مَسِسْتُ دِیْبَاجًا وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : وَلَا شَمِمْتُ رَائِحَةً قَطُّ اَطْیَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ قَطُّ ، اُفٍّ ، وَلَا قَالَ لِشَیْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَیْءٍ لَّمْ اَفْعَلْهُ: اَلَا فَعَلْتَ كَذَا؟" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۲۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے میں نے کسی بڑے موٹے ریشم کو اور نہ باریک ریشم کو چھوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور میں نے کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ مجھے آپؐ نے کبھی بھی اُف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کام کے متعلق جو میں نے کیا یہ فرمایا کہ یہ تم نے کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا' جو میں نے نہیں کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہ کیا؟

٦٢٣ : وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَهْدَیْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَّحْشِیًّا فَرَدَّهُ عَلَیَّ ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِیْ وَجْهِیْ قَالَ : "اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَیْكَ اِلَّا لِاَنَّا حُرُمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۲۳: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگلی گدھا ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ آپؐ نے مجھے واپس کر دیا اور جب میرے چہرے پر اثرات دیکھے تو فرمایا ہم نے تیرا یہ ہدیہ اس لئے واپس کیا کہ ہم احرام باندھنے والے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٦٢٤ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ : "اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۲۴: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگ اس سے مطلع ہوں۔ (مسلم)

٦٢٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

۶۲۵ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا – وَّكَانَ يَقُوْلُ :"اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٢٦ :وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ : "مَا مِنْ شَىْءٍ اَثْقَلُ فِىْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِىَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

"الْبَذِىُّ" هُوَ الَّذِىْ يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِىْءِ الْكَلَامِ۔

٦٢٧ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ ، قَالَ : "تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ :"الْفَمُ وَالْفَرْجُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٦٢٨ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٦٢٩ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت : سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ :اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

٦٣٠ : وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ بتکلف فحش کہنے والے تھے اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۶۲۶ : حضرت ابودرداءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کے میزان میں قیامت کے دن حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی بھاری چیز نہ ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بدکلامی اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

الْبَذِىُّ : بے ہودہ اور ردی باتیں کرنے والا۔ ایسا شخص جو ہر وقت بے حیائی پر کمر بستہ رہے۔

۶۲۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ لوگوں کو جنت میں لے جانے والے اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق۔ پھر آپؐ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیزیں لوگوں کو زیادہ آگ میں لے جانے والی ہیں؟ فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۲۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمنوں میں حسن اخلاق والے کامل مؤمن نہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے بارے میں سب سے بہتر ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۲۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا بے شک مؤمن اپنے حسن اخلاق سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار کا درجہ پا لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

۶۳۰ : حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا ، وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا' وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ' اَبُوْدَاوٗدَ۔

"اَلزَّعِيْمُ" : اَلضَّامِنُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے' جس نے حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دیا' جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور اس شخص کے لئے بھی جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا خواہ مزاح کے طور پر ہی ہو اور اس شخص کے لئے بھی جنت کے بلند ترین مقام میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنالیا۔ (ابوداوٗد) حدیث صحیح ہے۔

الزَّعِیْمُ : ضامن

۶۳۱ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ' وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدِكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ : "الْمُتَكَبِّرُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"وَالثَّرْثَارُ" هُوَ كَثِيْرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا۔ "وَالْمُتَشَدِّقُ" الْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهٖ وَيَتَكَلَّمُ بِمِلْءِ فِيْهِ تَفَاصُحًا وَّتَعْظِيْمًا بِكَلَامِهٖ۔ "وَالْمُتَفَيْهِقُ" اَصْلُهٗ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْاِمْتِلَاءُ ، وَهُوَ الَّذِيْ يَمْلَأُ فَمَهٗ بِالْكَلَامِ وَيَتَوَسَّعُ فِيْهِ وَيُغْرِبُ بِهٖ تَكَبُّرًا وَّارْتِفَاعًا وَّاِظْهَارًا لِلْفَضِيْلَةِ عَلٰى غَيْرِهٖ۔ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ : هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَكَفُّ الْاَذٰى۔

۶۳۱ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ پیارا اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب مجلس کے لحاظ سے وہ شخص ہوگا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہوگا اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو بہت زیادہ باتیں کرنے والے' بناوٹ کرنے والے اور تکبر سے منہ کھول کر باتیں کرنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتونی اور بناوٹ والے لوگ تو ہم سمجھ گئے مُتَفَیْهِقُوْنَ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ متکبر ہیں۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

وَالثَّرْثَارُ : بہت تکلف سے بات کرنے والے۔

اَلْمُتَشَدِّقُ : اعلیٰ گفتگو کا حامل ظاہر کرنے والا جو اپنے کلام کو منہ بھر کر اور لوگوں پر اپنے کلام کی بڑائی ظاہر کرنے والا ہو۔ اَلْمُتَفَیْهِقُ اس کی اصل الفهق ہے اور وہ منہ بھرنے کو کہتے ہیں' یعنی جو منہ بھر کر کلام کرتا ہے اور منہ کو وسیع کرتا ہے اور دوسروں پر بڑائی اور بلندی ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے تکبر سے باتیں کرتا ہے (ترمذی) نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے حسن خلق کی تفسیر خندہ پیشانی' سخاوت سے کام لینا اور ایذاء نہ پہنچانا سے کی ہے۔

٧٤ : بَابُ الْحِلْمِ وَالْاَنَاةِ وَالرِّفْقِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران:١٣٤] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الاعراف:١٩٩] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ. وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ [فصلت:٣٤-٣٥] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى:٤٣]

٦٣٢ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ : "اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ": الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٣٣ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِى الْاَمْرِ كُلِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٣٤ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ ، وَيُعْطِىْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِىْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِىْ عَلٰى مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٣٥ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِىْ شَىْءٍ اِلَّا زَانَهٗ ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَىْ

باب : حوصلہ نرمی اور سوچ سمجھ کر کام کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''عفوو درگزر کو لازم پکڑ و اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔ (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نیکی اور برائی برابر نہیں۔ برائی کو اچھے طریقے سے ٹالو ہو سکتا ہے کہ وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گویا کہ وہ گہرا دوست ہے اور یہ توفیق انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں انہی کے حصے میں آتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں''۔ (فصلت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوریٰ)

۶۳۲ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا بے شک تم میں دو اچھی عادتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا: ایک حلم اور دوسرا سوچ سمجھ کر کام کرنا۔ (مسلم)

۶۳۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرم ہیں اور سارے معاملات میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۶۳۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نرمی کرنے والے اور نرمی کو پسند کرنے والے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ دیتے ہیں جو سختی پر نہیں دیتے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر دیتے ہیں۔ (مسلم)

۶۳۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو مزین کر دیتی اور جس

ءٍ اِلَّا شَانَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم)

٦٣٦ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَالَ اَعْرَابِىٌّ فِى الْمَسْجِدِ فَقَامَ النَّاسُ اِلَيْهِ لِيَقَعُوْا فِيْهِ ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ : "دَعُوْهُ وَاَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنَ الْمَآءِ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ ، فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۶۳۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اٹھے تا کہ اسے سزا دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ بے شک تم تو آسانی والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ (بخاری)

"اَلسَّجْلُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ : وَهِىَ الدَّلْوُ الْمُمْتَلِئَةُ مَآءً ، وَكَذٰلِكَ الذَّنُوْبُ۔

لسَّجْلُ : پانی سے بھرا ہوا ڈول
الذَّنُوْبُ کا بھی یہی معنی ہے۔

٦٣٧ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ : "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۳۷ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسانی کرو، تنگی نہ کرو، خوشخبری سناؤ اور نفرت مت دلاؤ۔ (بخاری ومسلم)

٦٣٨ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "مَنْ يُّحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۸ : حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : جو آدمی نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (مسلم)

٦٣٩ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِىِّ ﷺ : اَوْصِنِىْ - قَالَ : "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ : "لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۶۳۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ اس نے سوال کئی مرتبہ دہرایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو۔ (بخاری)

٦٤٠ : وَعَنْ اَبِىْ يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ ، فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ ، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۰ : حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے انداز سے کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ پس جب تم دشمن کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لو اور اپنے ذبیحہ کو خوب راحت پہنچاؤ۔ (مسلم)

٦٤١ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت : مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے جو زیادہ آسان ہوا اُس کو اختیار فرمایا بشرطیکہ گناہ نہ ہو اور اگر وہ گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے دور ہوتے ۔ رسول اللہؐ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت کو توڑا جائے تو آپؐ اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے ۔ (بخاری و مسلم)

٦٤٢ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۶۴۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو میں ایسے آدمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو آگ پر حرام ہیں یا جن پر آگ حرام ہے۔ ہر وہ شخص جو قریب والا' آسانی کرنے والا' نرمی برتنے والا' نرم خو۔ اس پر آگ حرام ہے (ترمذی) کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۷۵ : بَابُ الْعَفْوِ وَاِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

بَاب ۷۵ : عفو اور جہلا سے درگزر کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾[الاعراف:۱۹۹] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾[الحجر] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾[النور:۲۲] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[آل عمران:۱۳٤] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى:٤٣] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عفو کو لازم پکڑو' بھلائی کا حکم دو اور جہلاء سے اعراض کرو''۔ (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان سے اچھا درگزر کر''۔ (الحجر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں معاف کرے''۔ (النور)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرمانے والے ہیں''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے صبر کیا اور بخش دیا بے شک یہ عظیمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوریٰ)

آیات اس سلسلہ میں بہت اور معروف ہیں۔

٦٤٣ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ : "لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ

۶۴۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپؐ پر یوم اُحد سے زیادہ سخت دن آیا؟ آپؐ نے فرمایا تمہاری قوم کی طرف سے تکالیف اٹھائیں اور

قَوْمِكِ ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقْبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَا لَيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلَى مَا اَرَدْتُّ ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلَى وَجْهِيْ ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ ، فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ ، وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ ، وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبِّيْ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ ، فَمَا شِئْتَ ، اِنْ شِئْتَ اَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْاَخْشَبَانِ" اَلْجَبَلَانِ الْمُحِيْطَانِ بِمَكَّةَ- وَالْاَخْشَبُ :هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيْظُ۔

ان میں سب سے زیادہ عقبہ والے دن پیش آئی جب میں نے اپنے آپؐ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ اس نے میری دعوت کو جس طرح میں چاہتا تھا اس طرح قبول نہ کیا میں چل دیا اس حال میں کہ میں بہت غمگین تھا۔ مجھے اس غم سے افاقہ نہ ہوگا مگر اس وقت کہ جب میں قرن ثعالب کے مقام پر پہنچا پس میں نے جونہی سر اٹھایا تو ایک بادل کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات کو سن لیا اور جو انہوں نے جواب دیا وہ بھی اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم ان کو جو چاہو ان کے متعلق حکم دو پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات سن لی جو انہوں نے آپؐ کو کہی اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور میرے رب نے مجھے آپؐ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپؐ مجھے اپنے معاملے میں حکم دیں۔ بس آپؐ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپؐ چاہتے ہیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس دیتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا لیکن مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ وحدہ کی عبادت کرتے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں گے۔ (بخاری)

اَلْاَخْشَبَانِ : مکہ کے اردگرد والے دونوں پہاڑ۔

اَلْاَخْشَبُ :سخت اور بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں۔

٦٤٤ : وَعَنْهَا قَالَتْ :مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے کسی خادم و عورت کو کبھی نہیں مارا مگر آپؐ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے اور کبھی ایسا نہیں کہ آپؐ کو کسی کی طرف سے تکلیف پہنچی ہو اور آپؐ نے اس کا بدلہ اس تکلیف پہنچانے والے سے لیا ہو۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی چیز کی بے عزتی کی جاتی تو یقیناً آپؐ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔ (مسلم)

٦٤٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ ، فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَآئِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً ، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۵ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ کے اوپر موٹے کناروں والی نجرانی چادر تھی۔ پس آپؐ کو ایک اعرابی ملا اور اس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے کندھے کو دیکھا تو اس پر چادر کے موٹے کناروں کا نشان زیادہ کھینچنے کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میرے لئے اس مال کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا دیئے پھر اس کے لئے عطیہ کا حکم فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

٦٤٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۶ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک پیغمبر کا ذکر فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو خون آلود کر دیا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے پس وہ نہیں جانتے۔ (بخاری ومسلم)

٦٤٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی مضبوط نہیں جو پچھاڑ دے۔ بے شک مضبوط وہ ہے جو اپنے نفس پر کنٹرول غصے کی حالت میں کر لے۔ (بخاری)

٧٦ : بَابُ اِحْتِمَالِ الْاَذٰى

بَابٌ ۷۶ : تکالیف اٹھانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران:١٣٤] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى:٢٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکیوں کو پسند فرماتے ہیں''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا بیشک یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوری)

وَفِي الْبَابِ : الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِيْ

اسی باب سے متعلق احادیث ماقبل باب حلة الارحام میں گزر

الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

٦٤٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِیْ ، وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَیَّ ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ! فَقَالَ : "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَّا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِیْ بَابِ صِلَةِ الْاَرْحَامِ۔

٧٧ : بَابُ الْغَضَبِ اِذَا انْتُهِكَتْ حُرُمَاتُ الشَّرْعِ وَالْاِنْتِصَارِ لِدِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [الحج:٣٠] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد:٧] وَفِی الْبَابِ حَدِيْثُ عَآئِشَةَ السَّابِقُ فِیْ بَابِ الْعَفْوِ۔

٦٤٩ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ : اِنْ لَّا تَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا! فَمَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ ، فَقَالَ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ : اِنَّ مِنْكُمْ مُّنَفِّرِيْنَ ، فَاَيُّكُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْيُوْجِزْ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

چکی ہیں۔

٦٤٨ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! میرے کچھ قرابت دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں۔ میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے حوصلہ مندی سے پیش آتا ہوں وہ مجھ سے جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو پھر گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈالتا ہے اور جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لئے ایک مددگار رہے گا۔ (مسلم) اس کی شرح باب صلہ الارحام میں گزر چکی روایت ٣١٨۔

بَابٌ : دین کی بے حرمتی پر غصہ اور دین کی مدد وحمایت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی معظم چیزوں کا احترام کرتا ہے۔ پس وہ اس کیلئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے''۔ (محمد)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دیں گے''۔ اس باب سے متعلق حدیث باب عفو میں بروایت ٦٤٤ عائشہ رضی اللہ عنہا گزری۔

٦٤٩ : حضرت ابومسعود عقبہ بن عمر بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی کے لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز مین پیچھے رہ جاتا ہوں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی وعظ میں اس قدر غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا جتنا اس وعظ میں اس دن دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! بعض لوگ تم میں سے نفرت دلانے والے ہیں پس جو شخص تم میں سے لوگوں کی امامت کرائے وہ مختصر کرلے۔ اس لئے کہ اس کے پیچھے بوڑھے بچے اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٦٥٠ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَتَكَهٗ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ "يَا عَآئِشَةُ: اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"السَّهْوَةُ" كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ۔ "وَالْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ :سِتْرٌ رَقِيْقٌ "وَهَتَكَهٗ" اَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهِ۔

۶۵۰ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سفر سے تشریف لائے اور میں نے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک پردہ ڈال رکھا تھا۔ جس میں تصاویر تھیں جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو ان کو بگاڑ دیا اور آپؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے ہاں زیادہ عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

السَّهْوَةُ : چبوترہ، ڈیوڑھی۔

الْقِرَامُ : باریک پردہ۔

هَتَكَهٗ: اس میں جو تصویر تھی اس کو بگاڑ دیا۔

٦٥١ : وَعَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا :مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا : مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ! وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کے معاملے نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے گا؟ پھر کہنے لگے اس کی جرأت تو اسامہ بن زید جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہیں وہی کر سکتے ہیں۔ پس اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ سے گفتگو کی تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتے ہو؟ پھر آپؐ اٹھے اور خطبہ دیا جس میں فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ (بخاری)

٦٥٢ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِيْ وَجْهِهٖ ، فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ "اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ

۶۵۲ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ والی (دیوار) میں تھوک دیکھا۔ ناراضگی کے آثار آپؐ کے چہرہ پر نمایاں ہوئے پس آپؐ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک نماز

رَبَّهٗ، وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ، فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ ، وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ" ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ : "اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَالْاَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ هُوَ فِيْمَا اِذَا كَانَ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ ، فَاَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ اِلَّا فِيْ ثَوْبِهٖ۔

میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی ہرگز قبلہ کی جانب نہ تھوکے۔ البتہ اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے میں حرج نہیں۔ پھر آپؐ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا اور اس میں تھوکا اور اس کے بعض حصے کو دوسرے سے ملا کر فرمایا یا پھر اس طرح کر لے (بخاری و مسلم) امام نووی فرماتے ہیں کہ اپنے بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوکنے کا حکم مسجد کے علاوہ دوسرے مقامات پر ہے۔ جب مسجد میں ہو تو کپڑے میں ہی تھوکے۔

۷۸ : بَابُ اَمْرِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ بِالرِّفْقِ بِرَعَايَاهُمْ وَنَصِيْحَتِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِّهِمْ وَالتَّشْدِيْدِ عَلَيْهِمْ وَاِهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَآئِجِهِمْ

بَابٌ : حکام کو رعایا پر شفقت و نرمی کرنی چاہئے، ان کی خیرخواہی مدنظر ہو، ان پر سختی، ان کے حقوق سے غفلت اور ان کے ساتھ فریب کاری نہ کرنی چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعراء:۲۱۵] وَ قَالَ تَعَالٰى :﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ [النحل:۹۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے بازو کو اپنے پیروکار مسلمانوں کے لئے جھکا دو''۔ (الشعراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور رشتے دار کو دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی اور منکرات اور سرکشی سے روکتے ہیں وہ تمہیں نصیحت کرتے ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو''۔ (النحل)

۶۵۳ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ : اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا،

۶۵۳ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے، مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں، عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں، خادم اپنے

وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آ قا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں اور ہر ایک تم میں سے ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

٦٥٤ : وَعَنْ اَبِيْ يَعْلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِّرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ لَمْ يَجِدْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَّلِيْ اُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ"۔

۶۵۴ : حضرت ابویعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنی رعایا کا نگران بنا دے اور وہ اپنی رعایا کو دھوکہ دینے کی حالت میں ہی مر جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے اس نے ان کی خیر خواہی پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو امیر مسلمانوں کے معاملے کا ذمہ دار ہو اور پھر ان کے لئے محنت نہ کرے اور خیر خواہی نہ برتے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

٦٥٥ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: "اَللّٰهُمَّ مَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ ، وَمَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۵۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میرے اس گھر میں فرما رہے تھے۔ اے اللہ جو شخص بھی میری امت کا کسی معاملے کا ذمہ دار بنے اور وہ امت کو مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے معاملات میں سے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے پھر ان میں سے کسی معاملے میں نرمی کرے تو تُو بھی اس پر نرمی فرما۔ (مسلم)

٦٥٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ، وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ بَعْدِيْ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ" قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ : "اَوْفُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ ، ثُمَّ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا

۶۵۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کیا کرتے تھے۔ جب کوئی پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر اس کا جانشین بنتا اور شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ اس بارے میں ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا تم سب سے پہلے کی بیعت کو پورا کرو اور پھر ان کا حق ان کو دو اور اپنے حقوق کا سوال اللہ سے کرو۔ اللہ تعالیٰ ان سے خود اس رعایا کے بارے میں پوچھ

اسْتَرْعَاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

لیں گے جن کا ان کو والی بنایا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٦٥٧ : وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ : اَیْ بُنَیَّ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۷ : حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس داخل ہوئے اور اس کو فرمایا اے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک بدترین حاکم وہ ہیں جو رعایا پر ظلم کرنے والے ہوں تو اپنے آپ کو ان میں سے بچا۔ (بخاری و مسلم)

٦٥٨ : وَعَنْ اَبِیْ مَرْيَمَ الْاَزْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ :اِحْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهٖ وَخَلَّتِهٖ وَفَقْرِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَآئِجِ النَّاسِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۶۵۸ : حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی کا ذمہ دار بنا دے اور پھر وہ ان کی ضروریات اور حاجات اور فقر کے درمیان رکاوٹ ڈالے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی حاجات وضروریات اور محتاجی کے درمیان رکاوٹ ڈال دے گا۔ پس اسی وقت حضرت امیر معاویہ نے ایک آدمی کو لوگوں کی حاجات کے لئے مقرر کر دیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٧٩ : بَابُ الْوَالِي الْعَادِلِ

بَاب ۷۹ : عادل حکمران

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ [النحل:٩٠] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الحجرات:٩]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا حکم فرماتے ہیں''۔ (النحل)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں''۔ (الحجرات)

٦٥٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ :اِمَامٌ عَادِلٌ ، وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ

۶۵۹ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں اس دن جگہ دے دیں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) امام عادل (۲) اللہ کی عبادت میں پرورش پانے والا نوجوان (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے (۴) وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے' جمع ہوتے اور اسی خاطر جدا ہوتے ہیں۔ (۵) وہ آدمی جس کو مرتبے اور خوبصورتی والی عورت گناہ کی طرف دعوت دے اور وہ یہ کہہ دے کہ

فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ ' وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ ' وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ آدمی جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اُس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں جو اس نے دائیں ہاتھ سے دیا (۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اُس سے اِس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (بخاری ومسلم)

۶۶۰ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ : اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِھِمْ وَاَھْلِیْھِمْ وَمَاوَلُّوْا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ لوگ جو اپنے فیصلے میں اور گھر کے معاملے میں اور جن کے وہ ذمہ دار ہیں انصاف برتتے ہیں۔ (مسلم)

۶۶۱ :وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "خِیَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُحِبُّوْنَھُمْ وَیُحِبُّوْنَکُمْ ' وَتُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْکُمْ ' وَشِرَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُبْغِضُوْنَھُمْ وَیُبْغِضُوْنَکُمْ ' وَتَلْعَنُوْنَھُمْ وَیَلْعَنُوْنَکُمْ؟ قَالَ :قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَانُنَا بِذُھُمْ؟ قَالَ :"لَا" مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ ' 'لَا' مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

"تُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ" :تَدْعُوْنَ لَھُمْ۔

۶۶۱ : حضرت عوف بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ تمہارے سربراہوں میں وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور جو تم سے محبت کرنے والے ہوں۔ تم ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرنے والے ہوں اور وہ تمہارے لئے رحمت کی دعائیں کرنے والے ہیں۔ بدترین حکمران وہی ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنتیں کرتے اور وہ تم پر لعنتیں کرتے ہوں۔ عوف کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان کی بیعت نہ توڑ دیں؟ فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز کو تم میں قائم کرتے رہیں۔ نہیں جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں۔ (مسلم)

تُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ: تم ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔

۶۶۲ :وَعَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :"اَھْلُ الْجَنَّۃِ ثَلَاثَۃٌ : ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ ' وَرَجُلٌ رَحِیْمٌ ' رَقِیْقُ الْقَلْبِ لِکُلِّ ذِیْ قُرْبٰی وَ مُسْلِمٍ ' وَعَفِیْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِیَالٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۲ : حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تین طرح کے آدمی جنتی ہیں: (۱) انصاف والا حکمران جن کو بھلائی کی توفیق ملی ہو۔ (۲) وہ مہربان آدمی جس کا دل ہر رشتہ دار اور مسلمان کے لئے نرم ہو۔ (۳) وہ پاک دامن جو عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے بچنے والا ہو۔ (مسلم)

۸۰ : بَابُ وُجُوْبِ طَاعَۃِ وُلَاۃِ الْاَمْرِ

بَابٌ : جائز کاموں میں حکام کی اطاعت کا

فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيْمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ

لازم ہونا اور گناہ میں ان کی اطاعت کا حرام ہونا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ۵۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حکمران ہوں ان کی''۔ (النساء)

٦٦٣: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۶۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مرد پر سننا اور اطاعت کرنا ان سب باتوں میں ضروری ہے جو اس کو پسند ہو یا ناپسند ہو مگر یہ کہ گناہ کا حکم دیا جائے پس جب گناہ کا حکم دیا جائے گا پھر سننا اور ماننا لازم نہیں۔ (بخاری و مسلم)

٦٦٤: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا: "فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۶۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی بیعت ہر بات سننے اور ماننے پر کرتے تو حضور ﷺ فرماتے جن میں تمہاری طاقت ہو۔ (بخاری و مسلم)

٦٦٥: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ يَمُوْتُ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"۔

"الْمِيْتَةُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ۔

۶۶۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے جو آدمی اس حال میں فوت ہوا جو جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا ہے وہ جاہلیت کی موت مرا۔

الْمِيْتَةُ: میم کی زیر کے ساتھ۔

٦٦٦: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۶۶: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حکام کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو خواہ تم پر کوئی حاکم حبشی غلام بنایا جائے جس کا سر کشمش کے برابر ہو۔ (بخاری)

٦٦٧: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۶۶۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر سننا اور اطاعت کرنا تمہاری تنگی اور خوشحالی میں بھی' خوشی اور ناپسندیدگی میں بھی اور تم پر دوسروں کو ترجیح کی صورت میں بھی تم پر (ہر حال میں) ضروری ہے۔ (مسلم)

٦٦٨ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَوَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا ، فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَآءَهٗ وَمِنَّا مَنْ يَّنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرِهٖ اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ- فَاجْتَمَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَّدُلَّ اُمَّتَهٗ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ ، وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا وَسَيُصِيْبُ اٰخِرَهَا بَلَآءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا ، وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ : هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ ، ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ : هٰذِهٖ هٰذِهٖ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ ، فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦٨ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر قیام کیا ہم میں سے کچھ اپنے خیمے درست کر رہے تھے اور کچھ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور بعض مویشیوں میں مصروف تھے تو اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی کہ نماز تیار ہے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے جو بھی پیغمبر ہوا اس پر لازم تھا کہ وہ اپنی امت کو ان سب بھلائی کے کاموں کو بتلاتے جن کو وہ جانتا تھا اور جن برائی کے کاموں کو ان کے متعلق وہ جانتا تھا ان سے ان کو ڈرائے۔ بے شک یہ ہماری امت' اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں ہے اور اس امت کے آخری حصے کو آزمائش پہنچے گی اور ایسے حالات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب سمجھتے ہو اور ایسے فتنے آئیں گے کہ ایک دوسرے کو ہلکا کر دے گا اور فتنہ آئے گا جس پر مؤمن کہے گا کہ اس میں میری ہلاکت ہے پھر وہ چھٹ جائے گا پھر دوسرا فتنہ آئے گا پس مؤمن کہے گا یہی ہلاکت ہے۔ پس جس آدمی کو پسند ہو کہ وہ آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کی موت ایسی حالت میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ ایسا طرز عمل برتنے والا ہو جس کے بارے میں پسند کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ برتا جائے اور جو آدمی کسی حاکم کی بیعت کرلے تو وہ اس کو پورا کرے اور اپنے دل کے پھل اس کو دے اور اس حاکم کی جس حد تک ہوسکتا ہے اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا آکر اس کو تابع بنانے کے لئے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دے۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ "يَنْتَضِلُ" : اَيْ يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ۔ "وَالْجَشَرُ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ

وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالرَّآءِ : وَهِيَ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَرْعٰى وَتَبِيْتُ مَكَانَهَا۔ وَقَوْلُهٗ "يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا :"اَیْ يُصَيِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَقِيْقًا : اَیْ خَفِيْفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَهٗ ، فَالثَّانِیْ يُرَقِّقُ الْاَوَّلَ – وَقِيْلَ مَعْنَاهُ – يُشَوِّقُ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ بَتَحْسِيْنِهَا وَتَسْوِيْلِهَا ، وَقِيْلَ يُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔

يَنْتَضِلُ: تیراندازی میں مقابلہ۔

اَلْجَشَرُ: جانوروں کو چرانا اوران کے لئے راستہ کی جگہ بنانا۔

يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا : بعد والا فتنہ پہلے فتنے کو ہلکا اور چھوٹا بنا دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی ایک فتنہ دوسرے کا شوق دلائے گا اوراس کے لئے دل میں تزئین پیدا کرے گا اور بعض نے کہا کہ ہر فتنہ ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہوگا (یا یہ کہ پے در پے فتنے آتے جائیں گے)

٦٦٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُنَيْدَةَ وَآئِلِ ابْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا اُمَرَآءُ يَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَّا حَقَّنَا فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ سَاَلَهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦٩ : حضرت ابوہنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ آپؐ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں اگر ہم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو اپنا حق ہم سے مانگیں مگر ہمارا حق ادا نہ کریں؟ آپؐ نے اس سوال سے اعراض فرمایا۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ بیشک ان کے ذمہ اس کا بوجھ ان کو اٹھوایا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم اٹھوائے گئے ہو۔ (مسلم)

٦٧٠ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِیْ اَثَرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا! "قَالُوْا" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَاْمُرُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَيْكُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٧٠ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میرے بعد عنقریب اپنوں کو ترجیح ہو گی اور ایسے کام پیش آئیں گے جن کو تم اوپرا خیال کرو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں سے جو اس حالت کو پائے آپؐ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو تم پر ان کا حق بنے تم اس کو ادا کرو اور تمہارا حق جو ان کے ذمہ ہو اس کا سوال بارگاہِ الٰہی سے کرو۔ (بخاری و مسلم)

٦٧١ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ ، وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ

٦٧١ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو امیر کی اطاعت کرے گا پس اس نے گویا میری

اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اطاعت کی اور جو امیر کی نافرمانی کرے گا پس گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

٦٧٢ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٧٢ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے حاکم کی کوئی بات ناپسند کرے پس وہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص بالشت کے برابر حاکم کی اطاعت سے نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (بخاری و مسلم)

٦٧٣ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "مَنْ اَهَانَ السُّلْطَانَ اَهَانَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِيْ اَبْوَابٍ۔

٦٧٣ : حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ جس نے بادشاہ کی توہین کی اللہ تعالیٰ اس کی توہین فرمائیں گے۔ (ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے۔

اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جن میں سے بعض مختلف ابواب میں گزریں۔

٨١ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْاِمَارَةِ وَاخْتِيَارِ تَرْكِ الْوِلَايَاتِ اِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ اَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ اِلَيْهِ

بَاب ٨١ : عہدے کا سوال ممنوع ہے جب عہدہ اسکے لئے متعین نہ ہو تو عہدہ چھوڑ دینا چاہئے اسی طرح ضرورت کے وقت بھی عہدہ چھوڑ دینا چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:٨٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ آخرت والا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے اور اچھا انجام تقویٰ والوں کا ہے''۔ (القصص)

٦٧٤ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ : لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا ، وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا ، وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٧٤ : حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ عہدے کا سوال مت کرو اور اگر تمہیں بلا سوال مل جائے تو اس پر تیری مدد کی جائے گی (اللہ کی طرف سے) اور اگر سوال سے ملا تو تمہیں عہدے کے حوالہ کر دیا جائے گا جب تم کسی بات کی قسم اٹھاؤ پھر تم کسی اور کام میں اس سے زیادہ بہتری پاؤ تو وہ کرو جو بہت بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ (بخاری و مسلم)

٦٧٥ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

٦٧٥ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّىْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَاِنِّىْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِىْ ، لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور میں تمہارے لئے وہ بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں ہرگز دو آدمیوں پر بھی حاکم مت بننا اور یتیم کے مال کا متولی نہ بننا۔ (مسلم)

٦٧٦ :وَعَنْهُ قَالَ :قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِىْ؟ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِىْ ثُمَّ قَالَ : "يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ ، وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ ، وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْىٌ وَّنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِىْ عَلَيْهِ فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

٦٧٦ : حضرت ابوذرؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کیوں نہیں فرماتے؟ آپؐ نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر مار کر فرمایا اے ابوذر! وہ عہدہ امانت ہے اور قیامت کے دن وہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث بنے گا۔ البتہ وہ شخص جس نے اس کو اس کی ذمہ داری کے ساتھ لیا اور اس کے بارے میں جو ذمہ داری تھی اس کو پورا کیا۔ (مسلم)

٦٧٧ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

٦٧٧ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک عنقریب تم حکومت اور امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہو گی۔ (بخاری)

٨٢ : حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِىْ وَغَيْرِهِمَا مِنْ وُّلَاةِ الْاُمُوْرِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيْرٍ صَالِحٍ وَّتَحْذِيْرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوْءِ وَالْقَبُوْلِ مِنْهُمْ

بَاب : بادشاہ اور قضاۃ کو نیک وزیر مقرر کرنا چاہئے اور برے ہم مجلسوں سے بچنا چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ [الزخرف:٦٧]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے تقویٰ والے لوگوں کے''۔ (الزخرف:٦٧)

٦٧٨ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِىٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ" رَوَاهُ

٦٧٨ : حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھیجا اور ان کے بعد جس کو ان کا جانشین بنایا اس کے دو راز دار ساتھی ہوتے تھے۔ ایک راز دار اس کو نیکی کا حکم دیتا اور اس پر اس کو آمادہ کرتا اور دوسرا رازدار اس کو برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ

الْبُخَارِيُّ.

بچائے۔(بخاری)

٦٧٩ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِيْرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ صِدْقٍ اِنْ نَّسِيَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ سُوْءٍ اِنْ نَّسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

۶۷۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو راست باز وزیر عنایت فرماتے ہیں کہ اگر وہ بھول جاتا ہے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اس کو نیک کام یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے اور جب کسی حاکم سے دوسری بات کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے برا وزیر مقرر فرما دیتے ہیں۔ اگر وہ بھول جائے تو اس کو یاد نہیں دلاتا اور اگر اس کو یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد نہیں کرتا۔ ابوداؤد نے شرط مسلم پر عمدہ سند سے بیان کیا۔

٨٣ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوْلِيَةِ الْاِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ سَاَلَهَا اَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَضَ بِهَا

بَاب: کسی ایسے آدمی کو حکومت و قضاء کا عہدہ دینا ممنوع ہے جو اس کے حصول کے لئے حرص رکھتا ہو یا تعریض کرے

٦٨٠ : عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَمِّيْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، فَقَالَ: اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّيْ هٰذَا الْعَمَلَ اَحَدًا سَاَلَهٗ اَوْ اَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۸۰: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو چچا زاد بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جن علاقوں پر آپؐ کو والی بنایا ہے ان میں سے کسی پر ہمیں بھی حاکم بنا دیں۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا ہم اس کام کا والی کسی ایسے کو نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے یا کسی ایسے کو جو اس کی حرص کرے۔ (بخاری ومسلم)

کتاب الادب

٨٤ : بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهٖ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهٖ

بَاب: حیاء اور اس کی فضیلت اور اسے اپنانے کی ترغیب

٦٨١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ

۶۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو! اس لئے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

۶۸۲ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْحَيَآءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "اَلْحَيَآءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ" اَوْ قَالَ : "اَلْحَيَآءُ كُلُّهٗ خَيْرٌ"۔

۶۸۲ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حیاء خیر ہی لاتی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہے یا فرمایا حیاء تمام کی تمام بھلائی ہے۔

۶۸۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ : "اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کے ستر یا ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور سب سے کم راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے''۔ (بخاری ومسلم)

"اَلْبِضْعُ" بِكَسْرِ الْبَآءِ وَيَجُوْزُ فَتْحُهَا وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ۔ "وَالشُّعْبَةُ" : الْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ۔ "وَالْاِمَاطَةُ" : الْاِزَالَةُ۔ "وَالْاَذٰى" : مَا يُؤْذِيْ كَحَجَرٍ وَّشَوْكٍ وَّطِيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ۔

اَلْبِضْعُ: تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔
اَلشُّعْبَةُ: ٹکڑا، عادت۔
اَلْاِمَاطَةُ: ازالہ۔
اَلْاَذٰى: جو تکلیف دے مثلاً کانٹا، پتھر، مٹی، راکھ، گندگی اور اسی طرح کی چیزیں۔

۶۸۴ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَشَدَّ حَيَآءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا ، فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۴ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنواری پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیاء دار تھے۔ اس لئے کہ جب کوئی ایسی چیز آپؐ دیکھتے جو ناپسند ہوتی تو ہم اس کے آثار آپؐ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے۔ (بخاری ومسلم)

قَالَ الْعُلَمَآءُ : حَقِيْقَةُ الْحَيَآءِ خُلُقٌ يَّبْعَثُ عَلٰى تَرْكِ الْقَبِيْحِ وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِيْ حَقِّ ذِي الْحَقِّ وَرَوَيْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ الْحَيَآءُ رُؤْيَةُ الْاٰلَآءِ "اَيِ النِّعَمِ" وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ

علماء نے فرمایا کہ حیاء ایک ایسی خصلت کو کہتے ہیں جو آدمی کو بری چیز کے ترک پر آمادہ کرے اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی سے رکاوٹ بنے۔ ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ سے ہم نے نقل کیا کہ حیاء اس حالت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اوپر انعامات دیکھنے اور پھر ان میں اپنی کوتاہیوں پر نظر کرنے سے دل میں پیدا ہوتی

تُسَمّٰی حَیَآءً" وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ہے۔ واللہ اعلم

۸۵ : بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

بَابٌ : بھید کی حفاظت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم وعدہ کو پورا کرو بے شک وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا''۔ (الاسراء)

۶۸۵ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اِنَّ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلَی الْمَرْاَۃِ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۸۵ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں بدتر وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ملاپ کرے اور وہ اس سے ملاپ کرے پھر وہ مرد اس راز کو پھیلا دے''۔ (یعنی دوستوں میں مزے سے بیان کرے)۔ (مسلم)

۶۸۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ بِنْتُہٗ حَفْصَۃُ قَالَ لَقِیْتُ عُثْمَانُ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَعَرَضْتُ عَلَیْہِ حَفْصَۃَ فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَۃَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ: قَدْ بَدَالِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ ھٰذَا فَلَقِیْتُ اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ : اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَۃَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا فَکُنْتُ عَلَیْہِ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَھَا النَّبِیُّ ﷺ : فَاَنْکَحْتُھَا اِیَّاہُ۔ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّکَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَۃَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْکَ شَیْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْکَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ذَکَرَھَا فَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ

۶۸۶ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر کی صاحبزادی حفصہ بیوہ ہوگئیں تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا۔ پس میں نے ان کے سامنے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا معاملہ پیش کیا۔ میں نے کہا اگر تم پسند کرو تو حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح میں تم سے کر دیتا ہوں۔ عثمان نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور کروں گا۔ پس میں چند راتیں رکا رہا پھر وہ مجھے ملے اور کہا کہ میرے سامنے یہی بات آئی ہے کہ میں ان دنوں میں شادی نہ کروں۔ پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا پس میں نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں؟ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا پس میں عثمان رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت ان پر زیادہ رنجیدہ ہوا۔ پس میں کچھ راتیں ٹھہرا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا میں نے آپؐ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگا شاید تم مجھ پر ناراض ہوتے ہو گے جبکہ تم نے نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ مجھ پر پیش کیا تو میں نے تمہیں کوئی جواب نہ دیا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا مجھے اس میں جواب دینے سے اور کسی چیز نے نہیں روکا مگر

سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَقَبِلْتُهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"تَأَيَّمَتْ" اَیْ صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ وَّكَانَ زَوْجُهَا تُوُفِّيَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "وَجَدْتَ" : غَضِبْتَ۔

صرف اس بات نے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تھا اور میں حضور ﷺ کے راز کو افشاء کرنے والا نہ تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیتے تو میں اس کو قبول کر لیتا۔ (بخاری)

تَأَيَّمَتْ : بیوہ ہونا۔ وَجَدْتَ : تم ناراض ہوئے۔

٦٨٧ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِيْ مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِيْدًا ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ - فَقُلْتُ لَهَا : خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ نِسَآئِهٖ بِالسِّرَارِ ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَاَنَّهٗ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ" وَاِنِّيْ لَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنَّهٗ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ" فَبَكَيْتُ بُكَائِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّ فِي الثَّانِيَةِ فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ اَمَا

٦٨٧ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی ازواج آپؐ کے پاس تھیں جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے ذرہ بھر مختلف نہ تھی۔ جب ان کو آپؐ نے دیکھا تو خوش آمدید کہی اور فرمایا مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ۔ پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا۔ پھر ان سے رازدارانہ باتیں کہیں پس وہ بہت روئیں۔ جب آپؐ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو دوسری مرتبہ ان سے رازداری کی بات فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ پھر میں نے ان کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں رازوں کے لئے اپنی بیویوں کے درمیان خاص کیا۔ پھر تم رو دیں۔ پس جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ تم سے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے راز ظاہر کرنے والی نہیں ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہیں اپنے حق کے حوالے سے قسم دیتی ہوں تم مجھے ضرور وہ بات بتلاؤ جو رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کہی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب میں بتلاتی ہوں۔ پھر پہلی مرتبہ جب حضورؐ نے مجھے رازداری کی بات فرمائی کہ مجھے یہ خبر دی کہ جبرائیل میرے ساتھ قرآن پاک ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ دَور کرتے تھے اور انہوں نے اب دو مرتبہ کیا ہے اور میں نہیں خیال کرتا یہ کہ وقت مقررہ قریب آ گیا پس تو تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا۔ شان یہ ہے کہ میں تیرے لئے بہت اچھا پیش رو ہوں۔ پس میں رو پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ پھر جب آپؐ نے

تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟ فَضَحِكْتُ ضِحْكِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۶۸۸ : وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِيْ فِيْ حَاجَتِهٖ فَاَبْطَاْتُ عَلٰى اُمِّيْ فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ : بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَةٍ ' قَالَتْ مَا حَاجَتُهٗ؟ قُلْتُ :اِنَّهَا سِرٌّ – قَالَتْ : لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَدًا۔ قَالَ اَنَسٌ :وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهٖ اَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ بِهٖ يَا ثَابِتُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ مُخْتَصَرًا۔

۸۶ : بَابُ الْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَاِنْجَازِ الْوَعْدِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ﴾ [النحل:۹۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدة:۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الصف:۲–۳]

۶۸۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اٰيَةُ الْمُنَافِقِ" ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ' وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ' وَاِذَا

میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھے دوسری مرتبہ راز درانہ بات فرمائی اور فرمایا اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں کہ تو مؤمنوں کی عورتوں کی سردار بنے یا اس امت کی عورتوں کی سردار بنے۔ پس میں ہنس پڑی جیسا تم نے میرا ہنسنا دیکھا۔ (بخاری ومسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

۶۸۸ : حضرت ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا پس آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور پھر مجھے اپنے کسی کام بھیج دیا جس سے مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر لگی۔ جب میں والدہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روک دیا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام بھیجا۔ وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ راز ہے۔ میری والدہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے راز کی خبر ہرگز کسی کو نہ دینا۔ حضرت انس نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں وہ راز کسی کو بیان کرتا تو اے ثابت میں تمہیں بیان کرتا۔ (مسلم) بخاری نے اس کا کچھ حصہ مختصراً بیان کیا ہے۔

باب : وعدہ وفا کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم وعدے کو پورا کرو جب تم وعدہ کرو''۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے وعدوں کو پورا کرو''۔ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے ہاں یہ ناراضگی کے لحاظ سے بہت بڑی بات ہے تم وہ بات کہو جو تم خود نہ کرو''۔ (الصّف)

۶۸۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔

اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. زَادَ فِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ".

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں خواہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خیال کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

٦٩٠ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : "اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا : اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۹۰ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار باتیں جس میں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اس کو ترک نہ کرے : (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ (بخاری ومسلم)

٦٩١ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" فَلَمْ يَجِيْءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰى : مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا. فَاَتَيْتُهٗ وَقُلْتُ لَهٗ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا، فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ فَقَالَ لِيْ خُذْ مِثْلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۹۱ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا۔ بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ حضور ﷺ وفات پا گئے۔ جب بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دے کر اعلان فرمایا جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وعدہ یا قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے پس میں ان کی خدمت میں آیا اور میں نے ان سے کہا بے شک نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس طرح اور اس طرح فرمایا۔ پھر انہوں نے مجھے دونوں ہاتھ بھر کر مال دیا جس کو میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے پھر مجھے فرمایا کہ اس سے دوگنا اور لے لو۔ (بخاری ومسلم)

٨٧ : بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ

بَاب ۸۷ : جس کارِ خیر کی عادت ہو اس کی پابندی کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ [الرعد: ١١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ [النحل: ٩٢] "وَالْاَنْكَاثُ"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ نعمتوں والے معاملے کو تبدیل نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو تبدیل کر دیں جو ان کے دلوں میں ہے''۔ (الرعد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے سوت کو

جَمْعُ نِكْثٍ وَّهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ" وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [الحديد:١٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾

[الحديد:٢٧]

مضبوط کر لینے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا''۔ اَلْاَنْكَاثُ : جمع نِكْثٍ ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا دھاگہ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور نہ وہ ان لوگوں کی طرح ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پس ان پر مدت دراز ہو گئی جس سے ان کے دل سخت ہو گئے''۔(الحدید) اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: ''انہوں نے حقِ رعایت نہ کی جیسا رعایت کرنے کا حق تھا''۔(الحدید)

٦٩٢ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۲ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ رات کو قیام کرتا تھا پس اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔(بخاری ومسلم)

٨٨ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ طِيْبِ الْكَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

بَاب : ملاقات کے وقت خوش کلامی اور خندہ پیشانی پسندیدہ ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر:٨٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران:١٥٩]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم اپنے بازوؤں کو مؤمنوں کے لئے جھکا دو''۔(الحجر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر آپ تندمزاج، سخت دل ہوتے تو آپ کے گرد سے (لوگ) منتشر ہو جاتے''۔(آل عمران)

٦٩٣ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۳ : حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہی ہو۔ پس جو شخص یہ بھی نہ پائے تو وہ اچھی بات کے ذریعے سے بچے۔(بخاری ومسلم)

٦٩٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهٖ۔

۶۹۴ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اچھی بات صدقہ ہے (بخاری ومسلم) اس طویل حدیث کا ایک حصہ روایت نمبر ۱۲۲ میں پہلے گزر چکا۔

٦٩٥ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ ان تلقى اخاك بوجه

۶۹۵ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھلائی میں سے چھوٹی چیز کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ خواہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات

طليق" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٩ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَاِيْضَاحِهِ لِلْمُخَاطَبِ وَتَكْرِيْرِهِ لِيُفْهَمَ اِذَا لَمْ يَفْهَمْ اِلَّا بِذٰلِكَ

٦٩٦ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ ، وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٦٩٧ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

٩٠ : بَابُ اِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِيْ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَ اسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِيْ مَجْلِسِهِ

٦٩٨ : عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ : "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ : "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩١ : بَابُ الْوَعْظِ وَالْاِقْتِصَادُ فِيْهِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾

[النحل ١٢٥]

٦٩٩ : وَعَنْ اَبِيْ وَآئِلٍ شَقِيْقِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُذَكِّرُنَا فِيْ

ہو۔ (مسلم)

باب: مخاطب کے لئے بات کی وضاحت اور تکرار تا کہ وہ بات سمجھ جائے' مستحب ہے

۶۹۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو آپ اس کو تین دفعہ دوہراتے تا کہ اچھی طرح سمجھ آ جائے۔ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو تین مرتبہ سلام فرماتے۔ (بخاری)

۶۹۷ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو جدا جدا ہوتی تھی جس کو ہر سننے والا سمجھ لیتا۔ (ابوداؤد)

باب: ہم مجلس کی بات پر توجہ دینا جب تک کہ وہ حرام نہ ہو اور حاضرین مجلس کو عالم وواعظ کا خاموش کرانا

۶۹۸ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ۔ پھر فرمایا کہ میرے بعد تم کفر کی طرف مت لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (بخاری ومسلم)

باب: وعظ ونصیحت میں میانہ روی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے رب کے راستے کی طرف بلاتے رہو دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ''۔

(النحل)

۶۹۹ : حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو نصیحتیں فرمایا کرتے تھے ان

كُلِّ خَمِيْسٍ مَرَّةً - فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز نصیحتیں فرمایا کریں تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ خبردار مجھے اس بات سے یہ چیز مانع ہے کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں ڈالوں۔ میں وعظ و نصیحت میں تمہارا اسی طرح خیال کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتاہٹ کے ڈر سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

"يَتَخَوَّلُنَا": يَتَعَهَّدُنَا۔

يَتَخَوَّلُنَا: ہمارا خیال رکھتے۔

۷۰۰ : وَعَنْ اَبِى الْيَقْظَانِ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ - فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوْا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۰۰ : حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبے کو مختصر کرنا اس کی سمجھ داری کی علامت ہے۔ پس تم نماز کو لمبا کرو اور خطبہ مختصر دو۔ (مسلم)

"مَئِنَّةٌ" بِمِيْمٍ مَّفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَّكْسُوْرَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ مُّشَدَّدَةٍ: اَىْ عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰى فِقْهِهٖ۔

مَئِنَّةٌ: علامت۔ ایسی علامت جو اس کی سمجھ داری پر دال ہو۔

۷۰۱ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "بَيْنَا اَنَا اُصَلِّىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِى الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَىَّ؟ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِىْ لٰكِنِّىْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِىْ هُوَ وَاُمِّىْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِىْ وَلَا ضَرَبَنِىْ وَلَا شَتَمَنِىْ قَالَ: "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ

۷۰۱ : حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جب نمازیوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی پس میں نے یرحمک اللہ کہا۔ پھر نمازیوں نے مجھے گھور کر دیکھا اس پر میں نے کہا تمہاری مائیں تم کو گم پائیں۔ تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟ پس وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنے لگے۔ پس جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہتر معلم نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپؐ کے بعد۔ اللہ کی قسم نہ مجھے ڈانٹا اور نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا بے شک یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی کلام میں سے کوئی چیز

فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْآنِ" أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّأْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ : "فَلَا تَأْتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ :"ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهُ فِي صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الثُّكْلُ" بِضَمِّ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ : الْمُصِيبَةُ وَالْفَجِيعَةُ - "مَا كَهَرَنِيْ" أَيْ مَا نَهَرَنِيْ۔

مناسب نہیں۔ بے شک وہ تسبیح وتقدیس اور قراءت قرآن کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت والا زمانہ قریب ہے اور اللہ نے مجھے اسلام دیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس مت جاؤ۔ میں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگ فال لیتے ہیں۔ وہ ایسی چیز ہے جس کو وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں پس ہرگز وہ شگون ان کو ان کے کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

الثُّكْلُ: ناگہانی مصیبت۔

مَا كَهَرَنِيْ: مجھے ڈانٹا نہیں۔

۷۰۲ :وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ ، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِي بَابِ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَذَكَرْنَا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ قَالَ :إِنَّهُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۰۲: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا عمدہ وعظ فرمایا کہ جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں اور حدیث کو انہوں نے ذکر کیا جو مکمل بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ نمبر ۱۵۷ میں گزری۔ ہم نے ذکر کیا کہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۹۲ : بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ

بَابٌ : وقار وسکینہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ [الفرقان:٦٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان کو جاہلوں سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ ان کو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ (الفرقان)

۷۰۳ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی قہقہہ مار کر ہنستے نہیں دیکھا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کا کوا نظر آئے۔ بے شک آپ تبسم فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

"اللَّهَوَاتُ" جَمْعُ لَهَاةٍ ، وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِيْ هِيَ فِيْ أَقْصٰى سَقْفِ الْفَمِ۔

اللَّهَوَاتُ :جمع لَهَاةٍ حلق کا کوا۔ گوشت کا وہ ٹکڑا جو انتہائی حلق میں ہوتا ہے۔

۹۳ : بَابُ النَّدْبِ اِلٰی اِتْیَانِ الصَّلٰوۃِ وَ نَحْوِھِما مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّکِیْنَةِ وَالْوَقَارِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ﴾ [الحج:۳۲]

۷۰۴ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةُ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ : زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَةٍ لَّہٗ : فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَھُوَ فِیْ صَلٰوۃٍ"۔

۷۰۵ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ یَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِیُّ وَرَآءَہٗ زَجْرًا شَدِیْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِّلْاِبِلِ، فَاَشَارَ بِسَوْطِہٖ اِلَیْھِمْ وَقَالَ: "اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَیْسَ بِالْاِیْضَاعِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَرَوٰی مُسْلِمٌ بَعْضَہٗ۔

"اَلْبِرُّ" : اَلطَّاعَةُ۔ "وَالْاِیْضَاعُ" بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَھَا یَآءٌ وَّھَمْزَۃٌ مَکْسُوْرَۃٌ وَھُوَ : اَلْاِسْرَاعُ۔

۹۴ : بَابُ اِکْرَامِ الضَّیْفِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ فَقَرَّبَہٗٓ اِلَیْھِمْ قَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ؟﴾ [الذاریات:۲۴] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَجَآءَہٗ قَوْمُہٗ

باب : نماز وعلم اور دیگر عبادات کی طرف وقار وسکون سے آنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ادب واحترام کے مقامات کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج)

۷۰۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم اس کی طرف دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ تم چلتے ہوئے آؤ اور تم پر سکون واطمینان لازم ہے پس جتنی نماز تم پالو اس کو پڑھ لو اور جو تم سے رہ جائے پس اسے پورا کرلو۔ (بخاری ومسلم)

مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کا قصد کر لیتا ہے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے۔

۷۰۵ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کی اپنے پیچھے آواز سنی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اے لوگو! سکون اختیار کرو نیکی تیزی میں نہیں۔ (بخاری)

مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

اَلْبِرُّ : نیکی۔

اَلْاِیْضَاعُ : تیزی

باب : مہمان کا اکرام کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کیا ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی بات تمہارے پاس آئی؟ جب وہ ان کے پاس داخل ہوئے۔ پس انہوں نے سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں سلام کہا۔ فرمایا اوپرے لوگ ہیں پھر وہ اپنے گھر کی طرف چلے گئے اور ایک موٹا بچھڑا لائے اور ان کے قریب کیا فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟''

يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ : يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ؟﴾

[هود:٧٨]

٧٠٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٠٧ : وَعَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ ابْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ" قَالُوْا : وَمَا جَائِزَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "يَوْمُهٗ وَلَيْلَتُهٗ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ : اَنْ يُّقِيْمَ عِنْدَ اَخِيْهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهٗ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُؤْثِمُهٗ؟ قَالَ : "يُقِيْمُ عِنْدَهٗ وَلَا شَيْءَ لَهٗ يَقْرِيْهِ بِهٖ"۔

٩٥: بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِيْرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ [الزمر:١٧'١٦]

(الذاریات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اور ان کی قوم ان کے پاس تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی اور اس سے پہلے وہ برے کام کرتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں پس اللہ سے تم ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں؟‘‘ (ھود)

۷۰۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے بس اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اس کو صلہ رحمی کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۰۷: حضرت ابوشریح خویلد ابن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو پس چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اس کا جائزہ اس کو دے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جائزہ کیا ہے؟ فرمایا ایک دن اور رات اور تین دن اس کی مہمانی جو اس کے بعد ہے وہ صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ہاں اتنا ٹھہر کر اسے گنہگار کرے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے اس کو گنہگار کرے؟ فرمایا اس کے پاس ٹھہرے اور کوئی چیز بھی اس کے پاس نہ رہے کہ اس کے ساتھ اس کی مہمانی کر سکے۔

باب: بھلائی پر مبارک باد و خوشخبری مستحب ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’پس تم میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو سن کر اس میں سب سے بہتر کی پیروی کرے‘‘۔ (الزمر)

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ﴾ [التوبة:۲۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ [فصلت:۳۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ [الصافات:۱۰۱] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى﴾ [هود:۶۹] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ [هود:۷۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ﴾ [آل عمران:۳۹]

الْاٰيَةَ وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان کا رب اپنی طرف سے رحمت، رضامندی اور ایسے باغات کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں''۔ (توبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔ (فصلت) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس ہم نے ان کو حلم والے لڑکے کی خوشخبری دی''۔ (الصافات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہارے قاصد ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لائے''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان کی بیوی کھڑی تھی پس وہ ہنس پڑی۔ پس ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس اس کو فرشتوں نے آواز دی جبکہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تمہیں یحییٰ کی خوشخبری دیتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مریم بے شک اللہ تمہیں اپنے ایک کلمے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام مسیح ہے۔'' (آل عمران) اس باب میں آیتیں بہت اور معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مِنْهَا:

اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ بھی بہت اور مشہور ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

۷۰۸ : عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَيُقَالُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَّيُقَالُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْقَصَبُ" هُنَا : اللُّؤْلُؤُ الْمُجَوَّفُ۔
"وَالصَّخَبُ" : الصِّيَاحُ وَاللَّغَطُ۔
"وَالنَّصَبُ" : التَّعَبُ۔

۷۰۸ : حضرت ابوابراہیم اور بعض نے کہا ابومحمد اور بعض نے کہا ابومعاویہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں خالی موتیوں والے گھر کی خوشخبری دی کہ جس میں نہ شور ہوگا اور نہ تکان۔ (بخاری و مسلم)

الْقَصَبُ : سوراخ دار موتی۔
الصَّخَبُ : شور و غوغا۔
النَّصَبُ : تھکاوٹ۔

۷۰۹ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ:

۷۰۹ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر سے وضو کر کے نکلے اور یہ کہا کہ ضرور بضرور میں

لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاَ كُوْنَنَّ مَعَهٗ يَوْمِيْ
هٰذَا ، فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
فَقَالُوْا : وَجَّهَ هٰهُنَا ، قَالَ فَخَرَجْتُ عَلٰی اَثَرِهٖ
اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰی دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ
عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰی قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
حَاجَتَهٗ وَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ
عَلٰی بِئْرِ اَرِيْسٍ وَّتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ
سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ
انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ :
لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ فَجَآءَ
اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ :
مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ : عَلٰی رِسْلِكَ
، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا
اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ: اُدْخُلْ
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ ، فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ
حَتّٰی جَلَسَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَهٗ فِی
الْقُفِّ وَدَلّٰی رِجْلَيْهِ فِی الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ، ثُمَّ
رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ
وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ : اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيْدُ
اَخَاهُ۔ خَيْرًا يَّاْتِ بِهٖ ، فَاِذَا اِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ
الْبَابَ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِكَ
، ثُمَّ جِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
وَقُلْتُ : هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاْذِنُ؟ فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهٗ

آج رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور آج کا سارا دن میں آپؐ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا یہاں سے آپؐ تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے پیچھے آپؐ کے بارے میں پوچھتا ہوا نکلا یہاں تک کہ آپؐ بیئر اریس کے اندر داخل ہوئے۔ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا پھر میں اٹھ کر آپؐ کی طرف گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپؐ بئر اریس پر بیٹھے ہیں اور اس کی منڈیر کو درمیان میں کر لیا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑے کو ہٹا کر کنویں میں لٹکایا ہوا ہے۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا پھر میں واپس لوٹا اور دروازے کے پاس آ بیٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ آج ضرور رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا۔ اسی دوران ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہیں؟ انہوں نے کہا ابوبکر۔ میں نے کہا ٹھہر جائیے۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور کہا یا رسول اللہ۔ یہ ابوبکر آنے کی اجازت مانگتے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ ان کو اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ میں نے واپس لوٹ کر ابوبکر کو کہا اور داخل ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ تمہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس ابوبکر داخل ہوئے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور کنویں کے اندر اسی طرح پاؤں کو لٹکایا۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ننگا کر دیا۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑا تھا کہ وہ مجھے آ ملے گا۔ پس میں نے دل میں کہا کہ اگر فلاں کے ساتھ مراد میرا اپنا بھائی تھا بھلائی کا ارادہ اللہ نے کیا ہو گا تو اس کو لے آئے گا اسی لمحے ایک انسان دروازے کو حرکت دینے لگا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ پس اس نے کہا عمر بن خطاب۔ میں نے کہا ٹھہر جائیے۔ پھر میں حضور ﷺ کی

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ : اُدْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ :اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِيْ اَخَاهُ يَاْتِ بِهٖ ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ" فَجِئْتُ فَقُلْتُ : اُدْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِّنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ :"وَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ الْبَابِ۔ وَفِيْهَا اَنَّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشَّرَهٗ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ :اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

قَوْلُهٗ "وَجَّهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ: اَيْ تَوَجَّهَ ، وَقَوْلُهٗ "بِئْرِ اَرِيْسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَبَعْدَهَا يَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ سَاكِنَةٌ ثُمَّ سِيْنٌ مُّهْمَلَةٌ وَّهُوَ مَصْرُوْفٌ وَّمِنْهُمْ مَّنْ مَّنَعَ صَرْفَهٗ۔ "وَالْقُفُّ" بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَآءِ :وَهُوَ الْمَبْنِيُّ حَوْلَ الْبِئْرِ قَوْلُهٗ: "عَلٰى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّآءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَقِيْلَ بِفَتْحِهَا اَيْ ارْفُقْ۔

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہ عمر اجازت مانگ رہے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ پس میں عمر کے پاس آیا اور کہا حضور ﷺ اجازت دیتے ہیں اور تم کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس منڈیر پر بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کو کنویں میں لٹکا لیا پھر میں لوٹ کر بیٹھ گیا اور دل میں میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ یعنی میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہوگا تو اس کو لے آئے گا تو اسی لحہ ایک انسان نے آ کر دروازے کو حرکت دی۔ پس میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا عثمان ابن عفان۔ میں نے کہا ٹھہر جائیے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی۔ پس آپؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ ایک آزمائش کے ساتھ جو ان کو پہنچے گی۔ پس میں آیا اور میں نے کہا تم داخل ہو جاؤ اور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس ابتلاء کے ساتھ جو تمہیں پیش آئے گا۔ پس وہ داخل ہوئے اور منڈیر کو پُر پایا۔ پھر وہ ان کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے۔ سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے کی۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مجھے دروازے کی دربانی کا حکم دیا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عثمان کو جب خوشخبری دی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور پھر کہا کہ اللہ ہی اس قابل ہے کہ اس سے مدد طلب کی جائے۔

وَجَّهَ : متوجہ ہوئے۔

بِئْرِ اَرِيْسٍ : یہ اریس کا لفظ بعض منصرف اور بعض غیر منصرف پڑھتے ہیں یہ مدینہ منورہ کے ایک کنواں کا نام ہے۔

اَلْقُفُّ: کنویں کے اردگرد کی دیوار۔ عَلٰى رِسْلِكَ: ذرا رکو۔

۷۱۰ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ لِبَنِیْ النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا؟ فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ الصَّغِيْرُ ، فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "اَبُوْهُرَيْرَةَ؟" فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: "مَا شَانُكَ؟" قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَآءِ النَّاسِ مِنْ وَّرَآئِیْ۔ فَقَالَ: "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ" وَاَعْطَانِیْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ: "اِذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الرَّبِيْعُ" النَّهْرُ الصَّغِيْرُ وَهُوَ الْجَدْوَلُ۔ بِفَتْحِ الْجِيْمِ" كَمَا فَسَّرَهٗ فِی الْحَدِيْثِ۔ وَقَوْلُهٗ "اِحْتَفَزْتُ" رُوِیَ بِالرَّآءِ وَبِالزَّایِ وَمَعْنَاهُ بِالزَّایِ تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰى

۷۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے اردگرد بیٹھے تھے اور اس جماعت میں ہمارے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اٹھ گئے اور پھر آپؐ نے بہت دیر فرمائی۔ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں کہیں آپؐ کو قتل نہ کر دیا گیا ہو اور ہم گھبرا گئے۔ پھر ہم اٹھے اور میں پہلا گھبرانے والا تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلا یہاں تک کہ میں بنی نجار کے ایک چاردیواری کے پاس آیا۔ میں اس کے اردگرد گھوما تاکہ اس کا کوئی دروازہ مل جائے لیکن میں نے نہ پایا۔ پھر اچانک میری نظر ایک نالی پر پڑی۔ جو احاطے کے درمیان میں بیرونی کنویں سے جاتی تھی۔ ربیع چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔ میں نے سکڑ کر یعنی سمٹ سمٹا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ابو ہریرہ؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا آپؐ ہمارے درمیان تھے پھر آپؐ اُٹھ کر چلے آئے پھر آپؐ نے واپسی میں بہت دیر کر دی۔ پس ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپؐ کو قتل نہ کر دیا ہو۔ پس ہم گھبرائے اور ان گھبرانے والوں میں میں سب سے پہلا تھا۔ پس میں اس احاطے کے پاس آیا اور میں اس طرح سمٹا جس طرح لومڑی سمٹتی ہے اور یہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! پھر آپؐ نے مجھے نعلین مبارک عنایت فرمائے اور فرمایا کہ ان کو لے جاؤ اور جو تمہیں اس دیوار کے پیچھے سے اس حال میں ملے کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہو۔ اس کو جنت کی خوشخبری دے دو اور حدیث کو طوالت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (رواہ مسلم)

الرَّبِيْعُ : چھوٹی نہر یا نالی جیسا حدیث میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

اَمْكَنَنِى الدُّخُوْلُ۔

اِحْتَفَزْتُ: میں سکڑا یہاں تک کہ داخلہ ممکن ہو گیا۔

۷۱۱ : وَعَنِ ابْنِ شُمَاسَةَ قَالَ : حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِىْ سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكٰى طَوِيْلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ اِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهٗ يَقُوْلُ : يَا اَبَتَاهُ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اِنِّىْ قَدْ كُنْتُ عَلٰى اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ : لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّىْ وَلَا اَحَبَّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ – فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِىْ قَلْبِىْ اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فَقُلْتُ : ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلِاُبَايِعَكَ ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ فَقَبَضْتُ يَدِىْ فَقَالَ : "مَالَكَ يَا عَمْرُو؟" قُلْتُ : اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ : تَشْتَرِطُ مَاذَا؟ "قُلْتُ :اَنْ يَّغْفِرَلِىْ ، قَالَ :"اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا اَجَلَّ فِىْ عَيْنِىْ مِنْهُ ، وَمَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنِىْ مِنْهُ اِجْلَالًا لَّهٗ – وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّىْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنِىْ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، ثُمَّ وَلِيْنَا اَشْيَاءَ مَا

۷۱۱: حضرت ابن شماسہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے وقت میں حاضر ہوئے جب وہ قریب المرگ تھے۔ پس وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف کر لیا۔ اس پر ان کا بیٹا کہنے لگا اے ابا جان! کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے اس اس طرح کی خوشخبری نہیں دی؟ کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ یہ خوشخبری نہیں دی؟ اس پر وہ متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ بیشک سب سے افضل چیز جس کو ہم شمار کرتے ہیں وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ کی گواہی ہے۔ مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں: (۱) میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی بغض رکھنے والا نہ تھا۔ اور مجھے سب سے زیادہ محبوب یہ بات تھی کہ میں آپ پر قابو پا کر آپؐ کو قتل کر ڈالوں۔ اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو میں جہنم میں جاتا۔ (۲) پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں ڈال دیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپؐ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپؐ کی بیعت کروں۔ پس آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اے عمرو تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو کیا شرط لگانا چاہتا ہے۔ میں نے کہا یہ کہ مجھے بخش دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپؐ سے بڑھ کر عظمت والا میری نگاہ میں اور کوئی تھا اور آپؐ کے رعب کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپؐ کے حلیہ مبارک بیان کرنے کو کہا جائے تو میں اس کی ہمت نہیں رکھتا کیونکہ میں نے آپؐ کو نظر بھر

اَدْرِیْ مَا حَالِیْ فِیْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِیْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ، ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کر کبھی دیکھا ہی نہیں اگر اس حالت میں میری موت آ جاتی تو مجھے اُمید تھی کہ میں جنت میں جاتا پھر ہم بعض چیزوں پر نگران بنائے گئے مجھے معلوم نہیں کہ میرا حال ان میں کیا ہوگا۔ پس جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ ہو اور نہ ہی آگ ہو۔ پھر جب تم دفن کر چکو اور مجھ پر تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالنا۔ پھر میری قبر پر اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور دیکھ لوں کہ اپنے رب کے بھیجے ہوئے قاصدوں کو میں کیا دیتا ہوں۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ "شُنُّوْا" رُوِیَ بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْمُهْمَلَةِ : اَیْ صُبُّوْهُ قَلِيْلًا قَلِيْلًا ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔

شُنُّوْا: تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالو۔

۹۶: بَابُ وَدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهٖ عِنْدَ فِرَاقِهٖ لِسَفَرٍ وَّغَيْرِهٖ وَالدُّعَآءِ لَهٗ وَطَلَبِ الدُّعَآءِ مِنْهُ

باب: دوست کو الوداع کرنا اور سفر کیلئے جدائی کے وقت اس کیلئے دعا کرنا اور اس سے دعا کروانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ : يٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ، اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ؟ قَالُوْا : نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾

[البقرة: ۱۳۲، ۱۳۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وصیت کی اس بات کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام نے بھی۔ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین کو چن لیا پس ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام ہی کی حالت میں۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام کو موت آ پہنچی اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپ اور آپکے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل و اسحق (علیہم السلام) کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے اور ہم اسی ہی کے تابعدار ہیں''۔

۷۱۲: وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِیْ سَبَقَ فِیْ بَابِ اِكْرَامِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا خَطِيْبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ : "اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا

۷۱۲: احادیث میں سے ایک روایت وہ ہے جو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مند سے باب اکرام اهل بیت رسول اللہ ﷺ کے باب میں گزری۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا اما بعد! خبردار! اے لوگو بے شک میں ایک

النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا : كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ" فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ- ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَيْتِيْ" اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ۔

انسان ہوں ۔قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کا پیغام قبول کرلوں ۔ میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ان میں پہلی کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت ونور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامو!اور آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کے لئے اُبھارا اور رغبت دلائی ۔ پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں ان کے سلسلہ میں اللہ یاد دلاتا ہوں (کہ ان پر کوئی زیادتی نہ کرے)۔(مسلم) یہ روایت طوالت کے ساتھ گزری ۔

۷۱۳ : وَعَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْمًا رَفِيْقًا ، فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ اَهْلِنَا ، فَاَخْبَرْنَاهُ ، فَقَالَ :"ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا ، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - زَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ "وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ"۔

۷۱۳: حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم ایک جیسی عمر والے نوجوان تھے۔ پس ہم نے آپؐ کے ہاں بیس راتیں گزاریں۔آپؐ بڑے مہربان اورنرم دل تھے۔ پس آپؐ نے خیال کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے مشتاق ہو گئے ہیں۔اس لئے آپؐ نے ہم سے پیچھے چھوڑے ہوئے اہل وعیال کے متعلق دریافت فرمایا۔ پس ہم نے آپؐ کو اطلاع دی۔آپؐ نے فرمایا تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں میں قیام کرو اور ان کوتعلیم دو اور انہیں اچھی باتوں کا حکم دو اور فلاں فلاں نماز وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ جب نماز کا وقت آئے تو ایک تم میں سے اذان دے اور تم میں سے بڑا نماز پڑھائے۔(بخاری ومسلم) بخاری نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔

قَوْلُهٗ :"رَحِيْمًا رَفِيْقًا" رُوِيَ بِفَاءٍ وَّقَافٍ ، وَّرُوِيَ بِقَافَيْنِ۔

رَفِيْقًا کا لفظ (فاء کے ساتھ) اور رَقِيْقًا کا لفظ (دو قافوں کے ساتھ) بھی منقول ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

۷۱۴ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ وَقَالَ :"لَا تَنْسَنَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَآئِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَّا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا – وَ

۷۱۴: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عمرہ کی اجازت طلب کی۔ پس آپؐ نے مجھے اجازت دے کر فرمایا کہ اے ہمارے چھوٹے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ یہ آپؐ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا جس پر مجھے اتنی خوشی ہے اگر اس کے

فِیْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اَشْرِكْنَا يَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اے میرے چھوٹے بھائی' ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۱۵ :وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا :اُدْنُ مِنِّیْ حَتّٰی اُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ : اَسْتَوْدِعُ اللّٰهُ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۱۵: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اس آدمی سے جو سفر کا ارادہ کرتا' فرماتے۔ میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں الوداع کہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع فرمایا کرتے تھے۔ پھر فرماتے میں تیرے دین' تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهُ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۱٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَدِّعَ الْجَيْشَ يَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ ، وَاَمَانَتَكُمْ ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۱٦: حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو الوداع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کو فرماتے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ ''میں تمہارے دین' تمہاری امانت اور تمہارے عمل کا انجام اللہ کے حوالے کرتا ہوں''۔ حدیث صحیح ہے۔

۷۱۷ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِیْ ، فَقَالَ : "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی" قَالَ :زِدْنِیْ' قَالَ :"وَغَفَرَ ذَنْبَكَ" قَالَ :زِدْنِیْ ، قَالَ :"وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۱۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ یارسول اللہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ مجھے زادِراہ دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ دے۔ اُس نے عرض کیا میرے لئے کچھ اضافہ فرما دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے گناہ کو بخشے۔ اس نے کہا اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے لئے خیر کو آسان فرما دے جہاں بھی تو ہو۔ (ترمذی) کہا حدیث حسن ہے۔

۹۷ :بَابُ الْاِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

باب: استخارہ اور مشورہ

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ [آل عمران:۱۵۹] وَقَالَ تَعَالٰی :﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ان سے معاملات میں مشورہ کریں''۔ (آل عمران) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان کے معاملات اپنے

بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى:٣٨] اَیْ يَتَشَاوَرُوْنَ بَيْنَهُمْ فِيْهِ۔

درمیان مشورے سے ہے''۔ (الشوریٰ) یعنی وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔

۷۱۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ :يَقُوْلُ : ''اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ، ثُمَّ لِيَقُلْ! اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ ، وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِ الْعَظِيْمِ ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ :اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ'' اَوْ قَالَ : عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ - وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ'' اَوْ قَالَ : ''عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ ، وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ'' قَالَ :وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۷۱۸ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز فرض کے علاوہ ادا کرے۔ پھر کہے اے اللہ میں آپ سے بھلائی کا طالب ہوں۔ آپ کے علم کے سبب اور آپ سے قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی قدرت کے ذریعے اور آپ سے آپ کا بڑا فضل مانگتا ہوں۔ اس لئے کہ آپ قدرت رکھتے ہیں میں قدرت نہیں رکھتا اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا اور آپ پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام زیادہ بہتر ہے میرے لئے دین اور دنیا کا اعتبار سے اور میرے معاملے کے انجام کے اعتبار سے یا یوں کہا میرے معاملے کے جلدی کے اعتبار سے یا اس کے مقررہ وقت کے اعتبار سے اس کو میرے لئے مقدر فرما اور آسان فرما۔ پھر اس میں برکت فرما میرے لئے اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لئے دین اور دنیا کے اعتبار سے برا ہے اور معاملے کے انجام کے اعتبار سے یا فرمایا یا میرے کام کی جلدی اور مقررہ وقت کے لحاظ سے۔ پس اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی کو مقدر فرما جہاں ہوں۔ پھر مجھے اس پر راضی کر لے پھر فرمایا کہ اپنی حاجت کا نام لے۔ (بخاری)

۹۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيْدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ وَّالرُّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

بَاب: عید، عیادتِ مریض، حج، غزوہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانا اور دُوسرے سے لوٹنا تا کہ عبادت کے مواقع زیادہ ہوں

۷۱۹ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهٗ "خَالَفَ الطَّرِيْقِ" :وَيَعْنِىْ ذَهَبَ فِى الطَّرِيْقِ ' وَرَجَعَ فِىْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ۔

۷۱۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا (تو عید گاہ تشریف لے جاتے وقت) راستہ بدلتے۔ (بخاری)

خَالَفَ الطَّرِيْقَ : ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے لوٹتے۔

۷۲۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۰: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق شجرہ سے نکلتے اور طریق معرس سے داخل ہوتے اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو ثنیہ علیا کی طرف سے داخل ہو کر ثنیہ سفلیٰ کی طرف سے نکلتے۔ (بخاری و مسلم)

۹۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ الْيَمِيْنِ فِىْ كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيْمِ

بَابٌ : ہر معزز کام میں دائیں ہاتھ کو مقدم رکھنا

كَالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيْلِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ ' وَالسِّوَاكِ وَالْاِكْتِحَالِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ ' وَقَصِّ الشَّارِبِ ' وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الرَّاْسِ وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمُصَافَحَةِ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ ' وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ الْاَسْوَدِ ' وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ وَالْاَخْذِ ' وَالْاِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِىْ مَعْنَاهُ - وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَارِ فِىْ ضِدِّ ذٰلِكَ : كَالْاِمْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ وَدُخُوْلِ الْخَلَاءِ وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ وَالْاِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَاَشْبَاهُ ذٰلِكَ۔

مثلاً وضوء، غسل، تیمّم، کپڑا، جوتا، موزہ، شلوار پہننے اور مسجد میں داخل ہونے، مسواک کرنے، ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے، سر منڈوانے اور اس طرح نماز میں سلام پھیرنے، کھانے اور پینے میں، مصافحہ کرنے، حجر اسود کو بوسہ دینے، بیت الخلاء سے نکلنے، کسی سے کوئی چیز لینے اور کسی کو کوئی چیز دینے وغیرہ جو اس طرح کے کام ہیں ان میں دائیں طرف کو مقدم کرے اور ان کے برعکس کاموں میں بائیں کو مقدم رکھے مثلاً تھوکنے، ناک صاف کرنے، بیت الخلاء میں داخل ہونے، مسجد سے نکلنے، موزہ اور جوتا اُتارنے، شلوار اور کپڑا اُتارنے اور استنجا اور اسی طرح کی گندگی والے افعال کرنے میں بائیں کو مقدم کرنا مستحب ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ : هَآؤُمُ اقْرَءُ وْا كِتَابِيَهْ﴾ [الحاقة : ١٩] الْأٰيَاتُ – وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ، وَأَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ﴾ [الواقعه:٨-٩]

رب ذوالجلال والاکرام نے ارشادفرمایا: ''پھروہ جودائیں ہاتھ میں کتاب دیا جائے گا (سبحان اللہ) پس وہ کہے گا کہ آ ؤ اور میرا نام عمل پڑھو''۔(الحاقہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: دائیں ہاتھ والے کیا خوب ہیں دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کیا برے ہیں بائیں ہاتھ والے''۔(الواقعہ)

٧٢١ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ ، وَتَرَجُّلِهٖ ، وَتَنَعُّلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۱ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں جانب اپنے کاموں میں پسند تھی۔ (جیسے) وضو کرنے میں' کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں۔(بخاری ومسلم)

٧٢٢ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۲۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کہا دایاں ہاتھ وضواور کھانے کے لئے اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء کے لئے اور جوبھی اسی طرح کے گندگی والے کام ہیں۔(ابوداؤد' حدیث صحیح ہے)

٧٢٣ : وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : "ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۳ : حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل کے سلسلے میں ہمیں فرمایا کہ اس کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا اوراعضاء وضو سے کرنا۔(بخاری ومسلم)

٧٢٤ : وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ ، لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ ، وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۴ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے پہل کرے اور جب وہ اُتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے تاکہ دایاں پاؤں جوتا پہننے کے وقت پہلا ہو اور جوتا اُتارتے وقت آخری ہو۔(بخاری ومسلم)

٧٢٥ : وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهٗ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ۔

۷۲۵ : حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں کو کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لئے استعمال فرماتے اور بائیں کو ان کے علاوہ کاموں کے لئے استعمال فرماتے۔(ابوداؤد' ترمذی)

۷۲۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِاَيَامِنِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۲۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کپڑا پہنو اور وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے ابتداء کرو۔
(ابوداؤد' ترمذی صحیح اسناد کے ساتھ)
حدیث صحیح ہے۔

۷۲۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ' ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَّنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ : "خُذْ" وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ' ثُمَّ الْاَيْسَرِ ' ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَ فِیْ رِوَايَةٍ : "لَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ ' وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ ' نَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ' ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ : "اِحْلِقْ" فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ : "اِقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ"۔

۷۲۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب منٰی میں تشریف لائے اور پھر جمرہ کے پاس آ کر اس کو کنکریاں ماریں۔ پھر منٰی میں اپنے مقام پر واپس تشریف لائے اور قربانی کی پھر سر مونڈنے والے کو کہا لو اور اپنی دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب پھر وہ بال آپؐ لوگوں کو دینے لگے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب آپؐ نے جمرہ کی رمی کر لی تو اپنی قربانی ذبح کر دی اور بال منڈوانے لگے تو مونڈنے والے کو سر کی دائیں جانب اس کی طرف کی پس اس نے مونڈ دیا۔ پھر ابوطلحہ انصاری کو بلایا اور وہ بال ان کو دے دیئے۔ پھر بائیں جانب اس کی طرف کی اور کہا کہ مونڈو۔ پس اس نے مونڈا وہ بھی آپؐ نے ابوطلحہ کو دے دیئے اور فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

کتاب آداب الطعام

۱۰۰ : بَابُ التَّسْمِيَةِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَالْحَمْدِ فِیْ آخِرِهٖ

باب ۱۰۰ : کھانے کے آغاز میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا

۷۲۸ : عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۸ : حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رب ذوالجلال والاکرام کا نام لو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

۷۲۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ

۷۲۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھانے لگے چاہیئے کہ اللہ

فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَّذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ :بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۳۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لِاَصْحَابِهٖ : لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَآءَ ، وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ ، وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى ، عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ :اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَآءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۱ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهٗ ، وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَآءَ تْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ ، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا ، ثُمَّ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ ، فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ ، وَاِنَّهٗ جَآءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا ، فَجَآءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا " ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تعالیٰ کو یاد کرے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع میں بھول جائے تو وہ اس طرح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ کہ میں اللہ کے نام پر اس کی ابتداء اور انتہا کرتا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۳۰ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو داخل ہونے اور کھانا کھانے کے وقت بھی یاد کر لیتا ہے تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ نہ تمہارے لئے رات کا قیام ہے نہ ہی رات کا کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا قیام مل گیا جب کھانا کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا تو وہ کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام اور کھانا دونوں پا لئے۔ (مسلم)

۷۳۱ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں حاضر ہوتے تو کھانے میں ہم اُس وقت تک ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جب تک رسول اللہ ﷺ ابتداء نہ فرماتے اور ہاتھ نہ رکھتے۔ ہم ایک مرتبہ آپؐ کے ساتھ ایک کھانے میں شامل ہوئے۔ ایک لڑکی اِس تیزی سے آئی گویا اُس کو دھکیلا جا رہا ہے۔ وہ کھانے کے اندر اپنا ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی اس تیزی سے آیا گویا اُس کو دھکیلا جا رہا ہے آپؐ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ وہ اس لڑکی کو لایا تا کہ اس کھانے کو اپنے لئے حلال کرے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ اس دیہاتی کو لایا تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک شیطان کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں آیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

۷۳۲ : وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهٗ ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَآءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِيُّ۔

۷۳۲ : حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کا نام اس وقت تک نہ لیا یہاں تک کہ اس کا کھانے کا صرف ایک لقمہ رہ گیا تو اس نے جب وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ اس پر نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا۔ شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا جو کچھ پیٹ میں تھا وہ سب کچھ اس نے قے کر دیا۔ (ابوداؤد' نسائی)

۷۳۳ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَكَلَهٗ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَمَا اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۳۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے ایک دیہاتی آیا اور سارے کھانے کے دو لقمے کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اگر وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تو وہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہو جاتا (ترمذی) کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۳٤ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۳۴ : حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپؐ یہ دعا فرماتے : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا ...... تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اس حال میں کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے نہ اس سے کفایت کی گئی ہے اور نہ ہی یہ آخری کھانا ہے اور اے ہمارے رب اس سے بے نیازی بھی نہیں ہو سکتی۔ (بخاری)

۷۳٥ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۳۵ : حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے کھانا کھا کر یہ کہا : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَّلَا قُوَّةَ (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھلایا اور مجھے میری طاقت وقوت کے بغیر رزق عنایت فرمایا) اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (ابوداؤد) ترمذی۔ حدیث حسن ہے۔

۱۰۱ : بَابُ لَا يَعِيْبُ الطَّعَامَ

بَاب ۱۰۱ : کھانے کے عیب نہ نکالے

وَاسْتِحْبَابِ مَدْحِهِ

بلکہ تعریف کرے

۷۳۶ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ : اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۳۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہوتو چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

۷۳۷ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ ، فَدَعَا بِهٖ ، فَجَعَلَ يَاْكُلُ وَ يَقُوْلُ : "نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ ، نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۷ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے کہا کہ سوا سرکہ کے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تو آپؐ نے سرکہ ہی طلب فرمایا آپؐ اس کو کھاتے جاتے اور فرماتے جاتے: "نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ" سرکہ تو بہت اچھا کھانا ہے۔ (مسلم)

۱۰۲ :بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ

بَاب : روزہ دار کے سامنے کھانا آئے اور وہ روزہ افطار نہ کرے تو کیا کہے؟

۷۳۸ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ! فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ ، وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس کو قبول کرے۔ اگر وہ روزہ دار ہے تو پھر وہ دعا کرے اور اگر وہ روزہ سے نہ ہوتو وہ افطار کرے۔ (مسلم)

قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنٰى "فَلْيُصَلِّ" فَلْيَدْعُ – وَمَعْنٰى "فَلْيُطْعَمْ" فَلْيَاْكُلْ۔

علماء نے فرمایا کہ فَلْيُصَلِّ کا معنی دعا کرنا اور فَلْيُطْعَمْ کا معنی ہے: چاہئے کہ کھالے۔

۱۰۳ :بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ مَنْ دُعِیَ اِلٰى طَعَامٍ فَتَبِعَهٗ غَيْرُهٗ

بَاب : جب مدعو کے ساتھ اور آدمی (بن بلائے) چلا جائے تو وہ کیا کہے؟

۷۳۹ : عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ لَهٗ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ – فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ :"اِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا :فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ ، وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ" قَالَ :بَلْ اٰذَنُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۳۹ : حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس میں چار آدمی آپؐ کے علاوہ تھے۔ پھر ایک آدمی ان کے پیچھے ہولیا۔ جب دروازے پر پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ آدمی ہمارے ساتھ چلا آیا اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دو اور اگر چاہو تو وہ لوٹ جائے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

١٠٤: بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَوَعْظِهِ وَتَأْدِيْبِهِ مَنْ يُسِيْئُ اَكْلَهُ

باب: اپنے سامنے سے کھانا اور نامناسب انداز سے کھانے والے کو تادیب و نصیحت

٧٤٠ : عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا قَالَ : كُنْتُ غُلَامًا فِىْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِىْ تَطِيْشُ فِى الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۷۴۰: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی پرورش میں بچہ تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا۔ مجھے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے اللہ کا نام لو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهُ : "تَطِيْشُ" بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ مَعْنَاهُ : تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ اِلٰى نَوَاحِى الصَّحْفَةِ۔

تَطِيْشُ :پیالے کی اطراف میں حرکت کرنا یعنی برتن کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک گھومنا۔

٧٤١ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ : "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ : لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۴۱: حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہؐ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تم اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ! اس نے جواباً کہا میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے کہا پھر خدا کرے طاقت نہ رکھے! اس کو تکبر نے آپؐ کا حکم ماننے سے روکا چنانچہ پھر وہ اپنے ہاتھ کو منہ کی طرف کبھی نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

١٠٥ :بَابُ النَّهْىِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا اِذَا اَكَلَ جَمَاعَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ رُفْقَتِهِ

باب: اجتماعی کھانے میں دوسروں کی رضامندی کے بغیر دو کھجوروں وغیرہ کو ملا کر کھانا منع ہے

٧٤٢ :عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ :اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ ، فَرُزِقْنَا تَمْرًا ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَنَحْنُ نَاْكُلُ فَيَقُوْلُ : لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ "اِلَّا اَنْ يَّسْتَاذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۷۴۲: حضرت جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانہ میں قحط سالی کا شکار ہو گئے۔ پھر ہمیں چند کھجوریں ملیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزر رہے تھے اور کھجوریں کھا رہے تھے۔ پس آپؐ فرمانے لگے دو دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ۔ نبی اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا پھر فرمایا اگر آدمی اپنے ساتھی کو اسکی اجازت دے دے تو پھر درست ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۶ : بَابُ مَا يَقُوْلُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ يَّأكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

۷۴۳ : عَنْ وَحْشِيّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَأكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ : "فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ" قَالُوْا : نَعَمْ – قَالَ : "فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

بَاب : جو کھا کر سیر نہ ہوتا ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

۷۴۳ : حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم کھا کر سیر نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کھانا مل کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ اللہ تعالیٰ برکت عنایت فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

۱۰۷ : بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ مِنْ وَسَطِهَا

فِيْهِ قَوْلُهُ ﷺ : "وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

بَاب : پیالے کی ایک طرف سے کھانا اور درمیان سے کھانے کی ممانعت

اس باب میں ایک تو آنحضرت ﷺ کا ارشاد : كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ بخاری و مسلم کی روایت ۷۴۰ گزری ہے۔

۷۴۴ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ ، فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۴۴ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت کھانے کے درمیان میں اُترتی ہے پس تم اس کے دونوں کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے مت کھاؤ۔ (ابوداؤد، ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۴۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّآءُ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ ، فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ ، يَعْنِيْ وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا ، فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا ، فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ

۷۴۵ : حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جس کا نام الغراء تھا۔ اس کو چار آدمی اٹھا سکتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوتا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم چاشت کی نماز پڑھ لیتے تو وہ پیالہ لایا جاتا۔ اس میں ثرید بنایا گیا ہوتا تھا۔ پس لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے جب کبھی لوگ زیادہ ہو جاتے تو آپؐ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ ایک دن ایک دیہاتی نے کہا یہ بیٹھنا کیسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ

جَعَلَنِیْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَّلَمْ يَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا عَنِيْدًا" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

"ذِرْوَتُهَا" اَعْلَاهَا :بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا۔

نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے۔ مجھے جبار و سرکش نہیں بنایا۔ پھر فرمایا تم اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کی چوٹی کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیں گے۔ (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔

ذِرْوَتُهَا :اس کی چوٹی۔

۱۰۸ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

بَاب: ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے

۷۴۶ :عَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

قَالَ الْخَطَّابِیُّ : "الْمُتَّكِئُ هٰهُنَا : هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰی وِطَاءٍ تَحْتَهٗ قَالَ : وَاَرَادَ اَنَّهٗ لَا يَقْعُدُ عَلَی الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُّرِيْدُ الْاِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ ' بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَا مُسْتَوْطِنًا ' وَيَاْكُلُ بُلْغَةً هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِیِّ وَاَشَارَ غَيْرُهٗ اِلٰی اَنَّ الْمُتَّكِئَ: هُوَ الْمَائِلُ عَلٰی جَنْبِهٖ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۷۴۶ : حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری)

امام خطابیؒ نے فرمایا اَلْمُتَّكِئُ سے مراد وہ شخص ہے جو نیچے بچھائے ہوئے گدے پر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ یا گدا لگا کر نہ بیٹھتے جس طرح زیادہ کھانے والے بیٹھتے ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکڑ کر بیٹھتے۔ گدے پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھے اور بقدر ضرورت کھاتے۔ یہ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

دیگر علماء نے فرمایا: اَلْمُتَّكِئَ کا معنی پہلو کی طرف جھکنا ہے۔ واللہ اعلم

۷۴۷ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ "الْمُقْعِیْ" : هُوَ الَّذِیْ يُلْصِقُ اَلْيَتَيْهِ بِالْاَرْضِ وَيَنْصِبُ سَاقَيْهِ۔

۷۴۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں زانو کھڑے ہو کر کھجوریں تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم) اَلْمُقْعِیْ : سرین کو زمین کے ساتھ ملا کر دونوں زانوں کو کھڑا رکھنا۔

۱۰۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ ' وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقَصْعَةِ وَاَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِیْ تَسْقُطُ مِنْهُ وَاَكْلِهَا وَجَوَازِ مَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ

بَاب: تین انگلیوں سے کھانا اور انگلیاں چاٹنا مستحب ہے اور چاٹنے سے پہلے پونچھنا مکروہ ہے گرے ہوئے لقمے کو صاف کر کے کھانا اور

بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

۷۴۸ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ اَصَابِعَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۴۹ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ ' وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ' وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۲ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ ' حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ' فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ لِلشَّيْطَانِ ' فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ ' فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

انگلیاں چاٹنے کے بعد کلائی وقدم پر ملنا

۷۴۸ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے وہ اپنی انگلیاں اس وقت تک نہ پونچھے یہاں تک کہ ان کو چاٹ لے۔ (بخاری ومسلم)

۷۴۹ : حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرما رہے تھے جب آپؐ فارغ ہوئے تو ان انگلیوں کو چاٹ لیا۔ (مسلم)

۷۵۰ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

۷۵۱ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا لے اور اس کے ساتھ جو تکلیف دہ چیز لگ گئی اُسے دور کر کے اِسے کھا لے اور اسے شیطان کیلئے پڑا نہ رہنے دے اور اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے۔ اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

۷۵۲ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کام کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے موقعہ پر بھی حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے پس وہ اس کو اٹھا کر اس کے ساتھ لگنے والے غبار وغیرہ کو دور کرے پھر اس کو کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو پس وہ اپنی انگلیاں چاٹ لے۔ اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

۷۵۳ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ : "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ" وَاَمَرَنَا اَنْ نَّسْلُتَ الْقَصْعَةَ وَقَالَ : "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو وہ اس کو اٹھا لے اور اس سے لگنے والی ایذا کو دور کر لے اور کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے پڑا نہ رہنے دے اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم برتن کو چاٹ لیا کریں اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

۷۵۴ : وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ سَاَلَ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ، فَقَالَ : لَا ، قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِیِّ ﷺ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا ، فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَّنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَاَقْدَامُنَا ثُمَّ نُصَلِّیْ وَلَا نَتَوَضَّاُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۵۴ : حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس جیسے کھانے بہت کم پاتے تھے جب ہم پاتے تو ہمارے پاس رومال نہ تھے بس ہتھیلیاں، کلائیاں اور اپنے قدم (ان سے ہم ہاتھ پونچھ لیتے) پھر ہم نماز ادا کرتے اور وضو نہ کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۱۰ :بَابُ تَكْثِيْرِ الْاَيْدِیْ عَلَى الطَّعَامِ

بَاب : کھانے پر ہاتھوں کا اضافہ

۷۵۵ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِیْ الثَّلَاثَةِ ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِیْ الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۵۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۵۶ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِی الْاِثْنَيْنِ ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِی الْاَرْبَعَةَ ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِی الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۶ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہے۔ (مسلم)

۱۱۱ :بَابُ اَدَبِ الشُّرْبِ

بَاب : پینے کے آداب، برتن سے باہر تین مرتبہ

وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْاِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْاِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اِدَارَةِ الْاِنَاءِ عَلَى الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِئِ

سانس لینا مستحب ہے اور برتن میں سانس لینا مکروہ ہے اور برتن دائیں سے شروع کر کے دائیں ہی طرف بڑھاتے جانا

۷۵۷ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – يَعْنِيْ يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْاِنَاءِ۔

۷۵۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی برتن سے باہر سانس لیتے۔

۷۵۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ ، وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۵۸ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح پانی مت پیو بلکہ دو اور تین سانس سے پیو اور جب تم پینے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لو اور جب برتن بڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۷۵۹ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، يَعْنِيْ يُتَنَفَّسَ فِيْ نَفْسِ الْاِنَاءِ۔

۷۵۹: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

یعنی پیتے وقت اسی برتن میں سانس لینا۔

۷۶۰ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَشَرِبَ ، ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ :"اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "شِيْبَ" :اَيْ خُلِطَ۔

۷۶۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپؐ کے دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پس آپؐ نے پیا پھر دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا دایاں اور پھر دایاں۔ (بخاری ومسلم)

شِیْبَ : ملایا گیا۔

۷۶۱ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ

۷۶۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشروب لایا گیا جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف شیوخ و معمر لوگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو فرمایا

أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ : لَا وَاللّٰهِ ، لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا، فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "تَلَّهٗ" اَيْ وَضَعَهٗ ، هٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں ان کو دے دوں۔ پس اس لڑکے نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں آپؐ کی طرف سے ملنے والے حصے پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (بخاری ومسلم) تَلَّهٗ : رکھ دیا۔

یہ لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

۱۱۲ :بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانُ اَنَّهٗ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ لَا كَرَاهَةُ تَحْرِيْمٍ

بَاب : مشک وغیرہ کو منہ لگا کر پینا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں

۷۶۲ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِيْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا وَيُشْرَبَ مِنْهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۶۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے منہ کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۷۶۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ اَوِ الْقِرْبَةِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۶۳ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے چھوٹی مشک یا بڑی مشک کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۷۶۴ : وَعَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ - وَاِنَّمَا قَطَعْتُهَا لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَتَتَبَرَّكَ بِهٖ وَتَصُوْنَهٗ عَنِ الْاِبْتِذَالِ - وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلٰى بَيَانِ الْجَوَازِ وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۷۶۴ : ام ثابت کبشہ بن ثابت ہمشیرہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکی ہوئی مشک سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ پھر میں اٹھی اور مشک کے اس منہ کو کاٹ لیا (تبرک کے طور پر)...... (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ام ثابت نے اس کو اس لئے کاٹا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے لگنے والی جگہ محفوظ رہے اور اس سے برکت حاصل کریں اور ہر وقت استعمال سے اس کو محفوظ کر لیں۔ یہ حدیث بین جواز کو ثابت کرتی ہے۔

اور پہلی دونوں حدیثیں افضلیت اور کمال کو بیان کرتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

۱۱۳ :بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

٧٦٥ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ : اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ : "اَهْرِقْهَا" قَالَ اِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ : "فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٧٦٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱٤ :بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَبَيَانِ اَنَّ الْاَكْمَلَ وَالْاَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا

فِيْهِ حَدِيْثُ كَبْشَةَ السَّابِقُ

٧٦٧ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٦٨ : وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحْبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا وَّقَالَ : اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٧٦٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَاْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِيْ وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

بَاب : پانی میں پھونک مارنا مکروہ ہے

۷۶۵ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! اگر میں برتن میں کوئی تنکا دیکھوں تو؟ اس پر آپؐ نے فرمایا اس کو انڈیل دو۔ اس نے عرض کیا میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا تو آپؐ نے فرمایا پھر پیالے کو اپنے منہ سے (ایک دو سانس کے بعد ہٹالو)......(ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۶۶ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

بَاب : کھڑے ہوکر پینا جائز ہے مگر بیٹھ کر پینا افضل ہے

اس میں ایک روایت نمبر ۷۶۴ کبشہ والی گزری۔

۷۶۷ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم پلایا تو آپؐ نے کھڑے ہونے کی حالت میں پیا۔ (بخاری و مسلم)

۷۶۸ : حضرت نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب رحبہ پر پانی کے پاس آئے اور کھڑے ہوکر پانی پیا پھر فرمایا: بعض لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو ناپسند کرتے ہیں بے شک میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا جیسے تم نے دیکھا۔ (بخاری)

۷۶۹ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے اور کھڑے کھڑے پانی پی لیتے۔ (ترمذی)

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۷۰ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَّقَاعِدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷۰ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے دیکھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۷۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا – قَالَ قَتَادَةُ : فَقُلْنَا لِاَنَسٍ :فَالْاَكْلُ ؟ قَالَ : ذٰلِكَ اَشَرُّ – اَوْ اَخْبَثُ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ ' عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً۔

۷۷۱ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کھڑے ہوکر پانی پیئے۔قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے پوچھا پھر کھانے کا کیا حکم؟ تو انہوں نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ برا اور بدتر عمل ہے۔ (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے پر ڈانٹ پلائی۔

۷۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۷۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے کھڑے ہوکر ہرگز پانی نہ پئے جو بھول جائے وہ قے کرڈالے۔ (مسلم)

۱۱۵ :بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرَهُمْ شُرْبًا

بَابٌ : پلانے والا سب سے آخر میں پئے

۷۷۳ : عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ" يَعْنِيْ شُرْبًا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷۳ : حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قوم کا ساقی پینے میں سب سے آخر میں پیتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۶ :بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيْعِ الْاَوَانِي الطَّاهِرِ غَيْرَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكَرْعِ – وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهٖ – بِغَيْرِ اِنَاءٍ وَّلَا يَدٍ وَّتَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

بَابٌ : تمام پاک برتنوں سے سوائے سونا چاندی کے پینا جائز ہے اور نہر وغیرہ سے بغیر برتن کے منہ لگا کر پینے کا جواز اور چاندی اور سونے کے

فِي الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَآئِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

٧٧٤ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهٖ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ ، فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ – قَالُوْا : كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ : ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِمُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ ، فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ، فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ –قَالَ اَنَسٌ : فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ۔

٧٧٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَاَخْرَجْنَا لَهٗ مَاءً فِيْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"اَلصُّفْرُ" بِضَمِّ الصَّادِ ، وَيَجُوْزُ كَسْرُهَا ، وَهُوَ النُّحَاسُ "وَالتَّوْرُ" كَالْقَدَحِ ، وَهُوَ بِالتَّاءِ وَالْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ۔

٧٧٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

برتن کھانے پینے اور طہارت میں استعمال کرنا بھی حرام ہے

۷۷۴ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نماز کا وقت ہو گیا قریب گھر والے تو اپنے گھروں میں چلے گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے ۔ پس رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں ہتھیلی بھی نہیں پھیل سکتی تھی مگر سب لوگوں نے وضو کیا ۔ لوگوں نے پوچھا تمہاری تعداد کتنی تھی؟ حضرت انس کہتے ہیں کہ اسّی (۸۰) یا اس سے زیادہ یہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے ۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور دوسری تعلیم بخاری و مسلم کی روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا ۔ آپؐ کے پاس ایک ایسا پیالہ لایا گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپؐ نے اس میں اپنی انگلیاں مبارک رکھ دیں ۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے پس میں نے وضو کرنے والوں کو شمار کیا تو وہ ستر اور اسّی کے درمیان تھے ۔

۷۷۵ : حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے تانبے کے ایک پیالے میں پانی پیش کیا تو آپؐ نے اس سے وضو فرمایا ۔ (بخاری)

اَلصُّفْرُ : تانبا ۔

اَلتَّوْرُ : پیالے جیسا برتن

۷۷۶ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ ایک اور ساتھی بھی تھا ۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے پاس رات کا باسی پانی مشکیزے میں ہو تو وہ ہمیں دو ۔ ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے ۔ (بخاری)

"الشَّنُّ" : اَلْقِرْبَةُ۔

الشَّنُّ : مشک

٧٧٧ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ : "هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا ، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٧٧ : حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے اور باریک ریشم، سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پینے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔ (بخاری ومسلم)

٧٧٨ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : اِنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ۔

٧٧٨ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا اور پیتا ہے۔

اور مسلم کی دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ جس نے سونے اور چاندی کے برتن سے پیا۔ پس بے شک وہ اپنے پیٹ میں جہنم سے آگ بھر رہا ہے۔

کتاب اللباس

١١٧ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ وَجَوَازُ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَصْفَرِ وَالْاَسْوَدِ وَجَوَازِهٖ مِنْ قُطْنٍ وَّكَتَّانٍ وَّشَعْرٍ وَّصُوْفٍ وَّغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيْرَ

بَاب ١١٧ : سفید کپڑا مستحب ہے البتہ سرخ، سبز، زرد، سیاہ رنگ کے کپڑے جو کپاس، السی، بالوں اور اون وغیرہ کے ہوں جائز ہیں سوائے ریشم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ [الاعراف:٢٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ﴾ [النحل:٨١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے ستر کو چھپاتا اور زینت کا باعث ہے۔ اور تقویٰ کا لباس بہت زیادہ بہتر ہے"۔ (اعراف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور اس نے تمہارے لئے کچھ قمیص ایسے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں کچھ قمیص ایسے بنائے جو تمہیں لڑائی سے بچاتے ہیں۔

٧٧٩ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ

٧٧٩ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اس میں اپنے مُردوں کو دفن کر دیا کرو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۷۸۰ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ ، وَالْحَاكِمُ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۷۸۰ : حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو۔ اس لئے کہ وہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔ (نسائی' حاکم)

یہ حدیث صحیح ہے۔

۷۸۱ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا ، وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۱ : حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔ میں نے آپؐ کو سرخ رنگ کے جوڑے میں دیکھا میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کسی کو کبھی نہ دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۲ : وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ لَّهٗ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهٖ فَمِنْ نَّاضِحٍ وَّنَائِلٍ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ سَاقَيْهِ ، فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ ، فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا ، يَقُوْلُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا : حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، ثُمَّ رُكِزَتْ لَهٗ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا يُمْنَعُ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْعَنَزَةُ" بِفَتْحِ النُّوْنِ نَحْوَ الْعُكَّازَةِ۔

۷۸۲ : حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ کے مقام ابطح میں سرخ چمڑے کے ایک خیمے میں دیکھا۔ حضرت بلال آپؐ کے وضو کا پانی لے کر باہر نکلے۔ پس کچھ لوگ تو وہ تھے جن کو چھینٹے مل سکے اور بعض کو پانی مل گیا۔ پس نبی اکرمؐ نکلے جبکہ آپؐ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا گویا اب بھی مجھے حضورؐ کی پنڈلیوں کی سفیدی نظر آ رہی ہے۔ پھر آپؐ نے وضو کیا اور حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ میں حضرت بلال کے اِدھر اُدھر منہ کرنے کو خوب جانچ رہا تھا کہ وہ دائیں اور بائیں جانب کہہ رہے تھے : حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ پھر آپؐ کے لئے ایک چھوٹا نیزہ گاڑ دیا گیا پس آپؐ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ (آپؐ کے سامنے سے کتا اور گدھا گزرتا رہا جنہیں روکا نہ گیا۔ (بخاری و مسلم)

الْعَنَزَةُ: چھوٹا نیزہ۔

۷۸۳ : وَعَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ رِفَاعَةَ التَّمِيْمِيِّ رَضِيَ

۷۸۳ : حضرت ابورمثہ رفاعہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپؐ کے جسم مبارک پر دو سبز کپڑے تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی) صحیح سند کے ساتھ۔

۷۸۴ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۴ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم)

۷۸۵ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ۔

۷۸۵ : حضرت ابوسعید عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ گویا میں اب بھی سامنے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ نے سیاہ پگڑی پہن رکھی ہے اور اس کے دونوں کناروں کو اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپؐ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا۔

۷۸۶ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ ، لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۶ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحول مقام کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں نہ قمیص تھی نہ پگڑی۔ (بخاری و مسلم)

"اَلسَّحُوْلِيَّةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَآءِ وَالْمُهْمَلَتَيْنِ: ثِيَابٌ تُنْسَبُ اِلٰى سَحُوْلٍ: قَرْيَةٌ بِالْيَمَنِ– "وَالْكُرْسُفُ" : الْقُطْنُ۔

اَلسَّحُوْلِيَّةُ : یمن کی ایک بستی کا نام ہے اس کی طرف منسوب کپڑے کو کہتے ہیں۔

اَلْكُرْسُفُ : رُوئی۔

۷۸۷ : وَعَنْهَا قَالَتْ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۷ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے جبکہ آپؐ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی کجاووں کی تصویر والی چادر تھی۔ (مسلم)

"اَلْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ : وَهُوَ كِسَآءٌ۔ "وَالْمُرَحَّلُ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ هُوَ الَّذِيْ فِيْهِ صُوْرَةُ رِحَالِ الْاِبِلِ ، وَهِيَ الْاَكْوَارُ۔

اَلْمِرْطُ : چادر۔

اَلْمُرَحَّلُ : کجاوے کی تصویر والی چادر۔ یعنی اس کے اوپر اونٹ کے کجاوے (بیٹھنے کی جگہ) سفید لہریں بنی ہوئی تھیں۔

۷۸۸ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۷۸۸ : حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ مَسِيْرِهٖ ، فَقَالَ لِيْ : "اَمَعَكَ مَآءٌ"؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى اَخْرَجَهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ، ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ : "دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ هٰذِهِ الْقَضِيَّةَ كَانَتْ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔

میں رات کے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس آپؐ نے مجھے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؐ اپنی اونٹنی یا سواری سے اتر کر چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی سیاہی میں چھپ گئے۔ پھر تشریف لائے پس میں نے برتن سے آپؐ پر پانی انڈیلا۔ جس سے آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا اس وقت آپؐ نے اون کا ایک جبہ پہنا ہوا تھا۔ آپؐ کے بازو اس میں سے نہ نکل سکے۔ پھر آپؐ نے جبہ کی نچلی جانب سے نکال کر اپنے دونوں بازوؤں کو دھویا اور سر کا مسح فرمایا پھر میں جھکا تا کہ آپؐ کے موزے اتاروں تو آپؐ نے فرمایا ان کو اسی طرح رہنے دو۔ اس لئے کہ میں نے پاکیزگی کی حالت میں ان میں پاؤں کو داخل کیا اور آپؐ نے ان دونوں پر مسح فرمایا۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ معاملہ غزوۂ تبوک میں پیش آیا۔

۱۱۸: بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْقَمِيْصِ

بَاب: قمیص کا پہننا مستحب ہے

۷۸۹ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۸۹ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کپڑوں میں محبوب کپڑا قمیص تھی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۱۱۹: بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْاِزَارِ وَطَرْفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ اِسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَآءِ وَكَرَاهَتِهٖ مِنْ غَيْرِ خُيَلَآءَ!

بَاب: قمیص' آستین' چادر اور پگڑی کے کنارے کی لمبائی اور تکبر کے طور پر ان میں سے کسی بھی چیز کو لٹکانا حرام اور بغیر تکبر کے مکروہ

۷۹۰ : عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الرُّسْغِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ،

۷۹۰ : حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کے آستین گٹوں تک تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

حدیث حسن ہے۔

۷۹۱ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ، وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ۔

۷۹۱ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا زمین میں گھسیٹا اللہ قیامت کے دن اس پر نظر نہ فرمائیں گے۔ اس پر ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میرا تہبند لٹک جاتا ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا بہت خیال کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوبکر بے شک تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

۷۹۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۹۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جس نے اپنا تہبند تکبر کی وجہ سے لٹکایا۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۳ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۹۳ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا۔ (بخاری)

۷۹۴ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ – قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا ، مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ : "اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ : "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ"

۷۹۴ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام فرمائیں گے اور نہ ہی اُن کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو پاک فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ اس بات کو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ ابوذر نے کہا یہ رسوا ہوئے اور نقصان میں پڑے۔ یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: چادر ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان جتلانے والا، جھوٹی قسم سے سامان بیچنے والا (مسلم) مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے اپنا تہبند لٹکانے والا۔

۷۹۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ

۷۹۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسبال (زیادہ کپڑا لٹکانا) تہبند، قمیص اور پگڑی میں ہے اور جس نے بھی کوئی چیز تکبر کے طور پر گھسیٹی

يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالنَّسَآئِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٧٩٦ : وَعَنْ اَبِىْ جُرَىٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "رَاَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْيِهٖ۔ لَا يَقُوْلُ شَيْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ ' قُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ قُلْتُ : عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' مَرَّتَيْنِ۔قَالَ : "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ' عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى۔ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ" قَالَ قُلْتُ : اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِىْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ' وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَيْكَ" قَالَ : قُلْتُ : اعْهَدْ اِلَىَّ قَالَ : "لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا" قَالَ : فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا ' وَّلَا عَبْدًا ' وَلَا بَعِيْرًا ' وَلَا شَاةً " وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا' وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ' اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ ' وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ ' فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ ' وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ ' فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ ' وَاِنِ امْرُءٌ شَتَمَكَ اَوْ عَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں فرمائیں گے۔ (ابوداؤد' نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

۷۹۶: حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ ایک آدمی کی رائے کی طرف لوٹتے ہیں اور جو کچھ بھی کہتا ہے وہ اس کو قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے کہا علیک السلام یارسول اللہ ﷺ دو مرتبہ میں نے کہا۔ آپؐ نے فرمایا علیک السلام مت کہو علیک السلام تو مُردوں کا سلام ہے یوں کہو۔ السلام علیکم۔ کہتے ہیں میں نے کہا کیا آپؐ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اس اللہ کا رسول ہوں جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اس کو پکارتے ہو وہ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں اور جب تم کو کوئی قحط سالی پہنچتی ہے تو پھر تم اس کو پکارتے ہو تو وہ تمہاری فصلوں کو اُگا دیتا ہے اور جب تم کسی بیابان یا جنگل میں ہوتے ہو اور تمہاری اونٹنی گم ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہیں واپس کر دیتا ہے۔ میں نے کہا مجھ سے کوئی وعدہ لے لیں یا مجھے کوئی نصیحت فرما دیں۔ فرمایا ہرگز کسی کو گالی مت دو۔ جابر کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ کسی آزاد اور غلام کو گالی دی بلکہ کسی اونٹ اور بکری کو بھی برا بھلا نہیں کہا اور فرمایا کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر مت سمجھو خواہ وہ نیکی اپنے بھائی کے ساتھ تیرے کھلا چہرہ گفتگو کرنا ہو۔ بلاشبہ یہ بھی نیکی ہے اور فرمایا اپنی تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو پھر ٹخنوں تک اور چادر لٹکانے سے اپنے آپ کو بچاؤ چونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتے اور فرمایا اگر کوئی شخص تم کو گالی دے ایسی بات سے عار دلائے جو تیرے بارے میں جانتا ہو تو تُو اس کو مت عار دلا ایسی بات سے جو تُو اس کے بارے میں جانتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۷۹۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ : لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ :"اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ :"اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۷۹۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جاؤ اور وضو کرو وہ گیا اور وضو کیا۔ پھر آیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا جاؤ اور وضو کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم دیتے ہیں؟ پھر آپؐ خاموش ہو جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تہبند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لگانے والے کی نماز کوقبول نہیں فرماتا۔ (ابوداؤد) صحیح علی شرط مسلم۔

۷۹۸ : وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِیِّ قَالَ : اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ . وَكَانَ جَلِيْسًا لِّاَبِی الدَّرْدَآءِ ـ قَالَ : كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ ، وَكَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ ، اِنَّمَا هُوَ صَلٰوةٌ فَاِذَا فَرَغَ فَاِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَّ تَكْبِيْرٌ حَتّٰی يَاْتِیَ اَهْلَهٗ ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ اَبِی الدَّرْدَآءِ فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ ، فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِی الْمَجْلِسِ الَّذِیْ يَجْلِسُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ لِرَجُلٍ اِلٰی جَنْبِهٖ : لَوْ رَاَيْتَنَا حِيْنَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ وَّطَعَنَ فَقَالَ : خُذْهَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِیُّ ، كَيْفَ تَرٰی فِیْ قَوْلِهٖ ؟ فَقَالَ : مَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ بَطَلَ اَجْرُهٗ – فَسَمِعَ بِذٰلِكَ اٰخَرُ فَقَالَ : مَا اَرٰی بِذٰلِكَ بَاْسًا فَتَنَازَعَا

۷۹۸ : حضرت قیس ابن بشر تغلبی کہتے ہیں مجھے میرے والد جوحضرت ابودرداء کے ہم نشین تھے انہوں نے بتلایا کہ دِمشق میں ایک آدمی حضرات صحابہ میں سے تھا جس کوسہل بن حنظلیہ کہا جاتا تھا وہ الگ تھلگ رہنے والا آدمی تھا وہ عام لوگوں کے ساتھ کم ہی بیٹھتا تھا۔ وہ تو نماز کی طرف ہی متوجہ رہتا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو جاتے تو پھر تسبیح اورتکبیریں۔ گھر آنے تک مصروف رہتے۔ ایک دن ان کا گزر ہمارے پاس سے اس وقت ہوا جبکہ ہم ابودرداء کے پاس بیٹھے تھے تو ان حضرت کوحضرت ابودرداء نے کہا ایک ایسی بات فرمائیں جو ہمیں نفع دے اور آپ کونقصان نہ دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا پس وہ لشکر واپس آیا تو ان میں ایک ایسا آدمی آیا جو اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کو کہا اگر تو ہمیں اس وقت دیکھتا جب ہم اور دشمن ایک دوسرے کے مقابل ہوئے (تو کیا خوب تھا) پھر فلاں آدمی نے جملہ کہا اور نیزہ اٹھایا اور کہا یہ مجھ سے لڑائی کا مزہ چکھو لو میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ تم بتلاؤ اس کہنے والے کی اس بات کا کیا حکم ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اس کا اجر باطل ہوگیا۔ اس بات کو دوسرے نے سن کر کہا پھر میں اس میں

حَتّٰی سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَا بَاْسَ اَنْ یُّؤْجَرَ وَیُحْمَدَ" فَرَاَیْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ سُرَّ بِذٰلِكَ وَجَعَلَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَیْهِ وَیَقُوْلُ :آاَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ فَیَقُوْلُ نَعَمْ ـ فَمَا زَالَ یُعِیْدُ عَلَیْهِ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ لَیَبْرُكَنَّ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ، قَالَ : فَمَرَّ بِنَا یَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ :قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُنْفِقُ عَلَی الْخَیْلِ كَالْبَاسِطِ یَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ لَا یَقْبِضُهَا" ثُمَّ مَرَّ بِنَا یَوْمًا اٰخَرَ ، فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَیْمٌ الْاُسَیْدِیُّ! لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ!" فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَیْمًا فَعَجَّلَ :فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰی اُذُنَیْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ ، وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ ، ثُمَّ مَرَّ بِنَا یَوْمًا اٰخَرَ ، فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰی اِخْوَانِكُمْ :فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ وَاَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰی تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِی النَّاسِ :فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ،

کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ پس دونوں نے آپس میں تنازعہ کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا سبحان اللہ کوئی حرج نہیں کہ اسے اجر بھی دیا جائے اور اس پر تعریف بھی کی جائے۔ میں نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اس سے بڑے خوش ہوئے اور اس کی طرف سر اٹھا کر فرمانے لگے تم نے یہ بات واقعتاً رسول اللہ ﷺ سے سنی وہ کہنے لگے جی ہاں۔ حضرت ابو درداء اس بات کو لوٹاتے رہے یہاں تک کہ میں کہنے لگا ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ قیس کہتے ہیں کہ ایک دن پھر ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں ایک بات بتلایئے کہ وہ ہمیں فائدہ دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ کہنے لگے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جہاد کے گھوڑوں پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا صدقہ کے لئے ہاتھ کھولنے والا جو اس کو کبھی بند نہ کرے۔ پھر ایک اور دن ہمارے پاس سے ان کا گزر ہوا تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک بات فرمایئے جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ تو اس پر ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کے بال لمبے اور تہبند لٹکا ہوا نہ ہوتا۔ پس یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے ایک چھری لے کر اپنے بالوں کو اپنے کانوں تک کاٹ ڈالا اور چادر کو نصف پنڈلی تک اونچا کر لیا۔ پھر اسی طرح ایک دن کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ ایک بات جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے فرمائیں تو اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جانے والے ہو۔ پس اپنے کجاووں کو درست کر لو اور اپنے لباسوں کو صحیح کر لو۔ تا کہ تم اس طرح ہو جاؤ جیسے وہ آدمی جو چہرے پر تل رکھتا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بری ہیئت کو اور بتکلف بدصورتی کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ابوداؤد) اچھی سند کے ساتھ البتہ قیس بن بشر کے

اِلَّا قَيْسَ بْنَ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ تَوْثِيْقِهٖ وَتَضْعِيْفِهٖ وَقَدْ رَوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ۔

بارے میں ثقہ اور ضعیف ہونے اختلاف ہے امام مسلم نے ان سے روایت لی ہے۔

۷۹۹ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِزْرَةُ الْمُسْلِمِ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ ، وَلَا حَرَجَ اَوْ لَا جُنَاحَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ ، مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ ، وَمَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا لَّمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۹۹ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا تہبند نصف پنڈلی تک اور کوئی حرج اور گناہ نہیں اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو پس جوٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور جس آدمی نے اپنی چادر کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

۸۰۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ اِزَارِيْ اسْتِرْخَآءٌ ، فَقَالَ : "يَا عَبْدَ اللّٰهِ ، ارْفَعْ اِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ : "زِدْ" فَزِدْتُّ ، فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ ۔ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ: اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۰۰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا جبکہ میرا تہبند لٹکا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ اپنے تہبند کو اونچا کرو۔ میں نے اونچا کیا فرمایا کچھ اور اونچا کرو تو میں نے کچھ اور اونچا کر دیا اس کے بعد میں نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا بعض لوگوں نے پوچھا تہبند کہاں تک ہونا چاہئے؟ تو عبداللہ نے کہا نصف پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

۸۰۱ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ : فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ : "يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ : اِذًا تَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ۔ قَالَ : "فَيُرْخِيْنَهٗ ذِرَاعًا لَّا يَزِدْنَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۰۱ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس نے اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے لٹکایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا۔ عورتیں اپنے دامنوں کے بارے میں کیا کریں؟ فرمایا کہ ایک بالشت ڈھیلا کریں۔ ام سلمہ نے عرض کیا کہ پھر تو ان کے قدم ننگے ہو جائیں گے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ وہ ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زائد نہ کریں۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۰ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

بَاب : تواضع کے طور پر اعلیٰ لباس چھوڑ دینا مستحب ہے

قَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْكِتَابِ

باب فضل الجوع من الی اخرہ۔ اس باب کے متعلق کچھ باتیں گزر چکی ہیں۔

۸۰۲ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَآءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۰۲ : حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے لئے ایسا لباس چھوڑا جس پر اسے قدرت حاصل ہے تو اللہ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جس جوڑے کو وہ چاہے پہن لے۔ ترمذی نے اس کو روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۱ :بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى مَا يُزْرِيْ بِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَّلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِيٍّ

بَابٌ :لباس میں میانہ روی اختیار کرنا بہتر ہے مگر ایسا لباس جو بغیر کسی شرعی ضرورت کے نہ پہنے جو اس کو عیب دار کرے

۸۰۳ : عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۰۳ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر دیکھا جائے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۲ :بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهٖ لِلنِّسَآءِ

بَابٌ :مردوں کو ریشمی لباس اور ریشم کے گدے اور بیٹھنا اور تکیہ لگانا حرام ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے

۸۰٤ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ ، فَاِنَّ مَنْ لَبِسَهٗ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۰۴ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشم مت پہنو۔ اس لئے کہ جس شخص نے اس کو دنیا میں پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۰۵ : وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ"

۸۰۵ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ بے شک ریشم وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہ ہو (یعنی آخرت میں)......(بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے جس کا کوئی حصہ آخرت میں۔

قَوْلُهٗ "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ" : اَیْ لَا نَصِیْبَ لَهٗ۔

نہ ہو۔

مَنْ لَا خَلَاقَ لَہٗ: یعنی جس کا کوئی حصہ نہ ہو۔

٨٠٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٠٦ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٠٧ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

٨٠٧ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو پکڑ کر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

ابوداؤد نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

٨٠٨ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَاُحِلَّ لِاُنَاثِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٨٠٨ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم اور سونے کا پہننا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٠٩ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٨٠٩ : حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا۔ موٹے اور باریک ریشم کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

١٣٣ : بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

باب : خارش والے کو ریشم پہننا جائز ہے

٨١٠ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨١٠ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری ومسلم)

١٣٤ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ

باب : چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور

جُلُوْدِ النُّمُوْرِ

۸۱۱ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

اس پر سوار ہونے کی ممانعت

۸۱۱ : حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چیتے کی کھال اور ریشم پر مت بیٹھو۔ حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد نے حسن کہا۔

۸۱۲ : وَعَنْ اَبِی الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ ، وَالنَّسَائِیُّ بِاَسَانِيْدَ صِحَاحٍ - وَفِیْ رِوَايَةٍ التِّرْمِذِیِّ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ۔

۸۱۲ : حضرت ابوملیح اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالوں سے (استعمال سے) منع فرمایا۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ درندوں کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

۱۲۵ : بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا لَبِسَ جَدِيْدًا

۸۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ ، عِمَامَةً ، اَوْ قَمِيْصًا ، اَوْ رِدَآءً ، يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ ، اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

بَاب : جب نیا کپڑے پہنے تو کیا دعا پڑھے؟

۸۱۳ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے مثلاً پگڑی، قمیص، چادر اور پھر یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ......" اے اللہ آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں آپ نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں آپ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور جس مقصد کے لئے یہ بنایا گیا اس کے شر سے بھی۔ (ابوداؤد، ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۲۶ : بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَآءِ بِالْيَمِيْنِ فِی اللِّبَاسِ

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهٗ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ۔

بَاب : پہننے میں دائیں جانب مستحب ہے

اس باب کا مقصود و ماحصل گزر چکا وہاں صحیح احادیث ذکر کر دی گئی ہیں۔

کتاب آداب النوم

۱۲۷ : بَابُ آدَابُ النَّوْمِ

بَاب : سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس،

وَالْاِضْطِجَاعِ وَالْقُعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

ہم مجلس اور خواب کے آداب

٨١٤ : عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فِيْ كِتَابِ الْاَدَبِ مِنْ صَحِيْحِهٖ۔

٨١٤ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر سونے کے لئے تشریف لاتے تو دائیں جانب لیٹ کر یوں دعا کرتے : "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ ...... اے اللہ میں نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے چہرے کو آپ کی طرف متوجہ کیا اور اپنے معاملے کو آپ کے حوالے کیا اور رغبت و خوف کے ساتھ میں نے اپنی پشت کو آپ کی پناہ میں دیا۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کوئی چھوٹنے کا مقام نہیں مگر تیری ہی طرف سے میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر جو تو نے بھیجا۔ بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ کتاب الادب میں بیان کیا۔

٨١٥ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ" وَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَفِيْهِ :"وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨١٥ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو اور پھر اپنی دائیں جانب یوں کہو اوپر والی دعا ذکر کی اور اس میں یہ بھی فرمایا ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

٨١٦ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨١٦ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں ادا فرماتے پھر جب صبح طلوع ہو جاتی دو ہلکی رکعتیں ادا فرماتے پھر اپنے دائیں پہلو پر اس وقت تک لیٹے رہتے یہاں تک کہ مؤذن آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز کی) اطلاع دیتا۔ (بخاری و مسلم)

٨١٧ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ :

٨١٧ : حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے جب حضورؐ اپنے بستر پر رات کے وقت لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنی رخسار کے نیچے رکھ کر یوں دعا پڑھتے : اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ ...... اے اللہ آپ کے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں اور جب آپ بیدار ہوتے تو یوں فرماتے : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ...... تمام

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ"، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی ہی کی طرف اٹھنا ہے۔ (بخاری)

۸۱۸ : وَعَنْ يَعِيْشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ اَبِیْ : "بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی بَطْنِیْ اِذَا رَجُلٌ يُّحَرِّكُنِیْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ : "اِنَّ هٰذِهٖ ضَجْعَةٌ يُّبْغِضُهَا اللّٰهُ" قَالَ : فَنَظَرْتُ ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۱۸ : حضرت یعیش بن طخفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کہنے لگے اسی دوران میں کہ مَیں مسجد کے اندر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی آدمی مجھے پاؤں سے حرکت دینے لگا۔ پھر فرمایا کہ یہ لیٹنا اللہ کو ناپسند ہے جونہی میری نگاہ پڑی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

۸۱۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۸۱۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی جگہ بیٹھا اور وہاں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وبال ہوگا اور جو آدمی کسی نیند کی جگہ لیٹا اور اس جگہ میں اللہ کو یاد نہ کیا تو اس پر بھی اللہ کا وبال ہے۔ (ابوداؤد)

حسن سند کے ساتھ۔

"اَلتِّرَةُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ، وَهِیَ : النَّقْصُ، وَقِيْلَ : التَّبِعَةُ۔

اَلتِّرَۃُ : کمی یا وبال یا کوتاہی اور حسرت کے معنی بھی ہیں۔

۱۳۸ : بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا لَمْ يَخَفْ اِنْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

بَاب : چت لیٹنا اور ٹانگ پر رکھنا ٹانگ بشرطیکہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اور چوکڑی مار کر اور اکڑوں بیٹھ کر ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا جائز ہے

۸۲۰ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَيْهِ عَلَی الْاُخْرٰی مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۲۰ : حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے اس حالت میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھی تھی۔ (بخاری ومسلم)

۸۲۱ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ تَرَبَّعَ

۸۲۱ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرمالیتے تو سورج کے

فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

اچھی طرح طلوع ہونے تک اپنی جگہ پر چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے۔(ابوداؤد)

صحیح سند سے۔

۸۲۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ هٰكَذَا ، وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَاءَ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۲۲ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں احتباء کی حالت میں دیکھا اور پھر عبداللہ نے احتباء کی کیفیت ذکر کی اور قرفصاء بھی اسی حالت کا نام ہے۔(بخاری)

۸۲۳ : وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۸۲۳ : حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرفصاء کی حالت میں بیٹھے دیکھا۔ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹھنے کی حالت انکساری والی دیکھی تو میں خوف سے کانپ اٹھی۔

(ابوداؤد' ترمذی)

۸۲۴ : وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا ، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ: "اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۲۴ : حضرت شرید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا جبکہ میں اس طرح بیٹھا تھا کہ میں نے بایاں ہاتھ پشت کے پیچھے رکھا ہوا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کی طرح کا بیٹھنا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوا۔(ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

۱۲۹ :بَابُ آدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ

بَابٌ : مجلس اور ہم مجلس کے آداب

۸۲۵ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا" ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ لَمْ يَجْلِسْ فِيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۲۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص دوسرے کو ہرگز اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود پھر وہاں بیٹھ جائے۔ لیکن تم مجلس میں وسعت و فراخی کرو۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس سے جب کوئی شخص اُٹھ جاتا تو آپ اس کی جگہ نہ بیٹھتے۔

(بخاری ومسلم)

۸۲۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۸۲۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مجلس سے اٹھ جائے پھر وہ واپس لوٹ آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

۸۲۷ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِیَّ ﷺ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِیْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۲۷ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ہم میں ہر ایک وہیں بیٹھ جاتا جہاں مجلس ختم ہوتی۔ (ابوداؤد' ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۸۲۸ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَّيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّیْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۲۸ : حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس حد تک ہوسکتا ہے خوب پاکیزگی حاصل کر لے اور اپنے گھر میں میسر تیل اور خوشبو استعمال کرے۔ پھر گھر سے نکل کر جائے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے۔ پھر جو میسر ہو نماز ادا کرے اور جب امام کلام کرے تو وہ خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

۸۲۹ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ :"لَا يَجْلِسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا"

۸۲۹ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کے لئے درست نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی مرضی کے بغیر جدائی ڈالے۔ (ترمذی' ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آدمی کو دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے۔

۸۳۰ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ، وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسْطَ حَلْقَةٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ : مَلْعُوْنٌ عَلٰی

۸۳۰ : حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو حلقہ کے درمیان بیٹھے۔ (ابوداؤد' بسند حسن) اور ترمذی نے ابومجلز کی روایت سے نقل کیا کہ ایک شخص کسی حلقہ کے درمیان میں بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا حلقے کے درمیان میں بیٹھنے والا حضرت محمد

لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ - اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے مطابق ملعون ہے یا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت فرمائی ہے جو حلقہ کے درمیان میں بیٹھے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۳۱ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

۸۳۱ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بہترین مجالس وہ ہیں جو فراخ ہوں۔ (رواہ ابوداؤد) صحیح سند سے شرط بخاری پر روایت کیا ہے۔

۸۳۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ، اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۸۳۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں بہت سی فضول باتیں اس سے ہوئیں پھر اس نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھ لیا تو اس مجلس کے تمام گناہ اس کے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۳۳ : وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِاٰخِرَةٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ " فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَّا كُنْتَ تَقُوْلُهٗ فِيْمَا مَضٰى؟ قَالَ :"ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِّمَا يَكُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ،

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِی الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ : صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ.

۸۳۳ : حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں اس طرح فرماتے : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ میں آپ سے مغفرت طلب کرتا اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ایسی بات فرمائی جو آپؐ نے پہلے نہیں فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا یہ مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہے۔ (ابوداؤد)

حاکم نے اس کو مستدرک میں بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر کے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

۸۳۴ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبُ الدُّنْيَا: اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا ، وَاَبْصَارِنَا ، وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا ، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا ، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا ، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۳۴ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ کسی مجلس سے اٹھتے تو دعائیہ کلمات ضرور پڑھتے : اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ ...... اے اللہ ہمارے لئے اپنی خشیت کا وہ حصہ عنایت فرما جو ہمارے درمیان اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے اور وہ اطاعت عنایت فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچائے اور یقین میں سے وہ عنایت فرما جس سے مصائب دنیا آسان ہو جائیں۔ اے اللہ ہمیں ہمارے کانوں سے اور آنکھوں سے اور اپنی قوتوں سے فائدہ پہنچا جب تک ہماری زندگی ہے اور ان کو ہمارا وارث بنا اور جس نے ہم پر ظلم کیا تو اس سے بدلہ لے اور ہمارے ساتھ عداوت رکھنے والوں اور ہمارے ساتھ دشمنی کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہمارے دین میں کوئی مصیبت نہ ڈال اور نہ ہی دنیا کو ہمارا بڑا مقصد اور ہمارے علم کا مقصد نہ بنا اور ہم پر ان لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرنے والے ہوں۔ (ترمذی) حدیث حسن۔

۸۳۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ قَوْمٍ يَّقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَّا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۳۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ تعالیٰ کی یاد کے اٹھ جاتے ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے وہ کسی مردار کے اوپر سے اٹھ کر آئے ہیں اور یہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

۸۳۶ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۳۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے اور نہ پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں وہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کو عذاب دیں گے اور اگر چاہیں گے تو ان کو بخش دیں گے۔ (ترمذی) حدیث حسن۔

۸۳۷ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ

۸۳۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ ، مَّنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ - وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا، وَشَرَحْنَا "التِّرَةَ" فِيْهِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ندامت کا باعث ہوگی۔ (ابوداوٗد)

ابھی قریب روایت گزری جس میں اَلتِّرَةَ کی تشریح کر دی گئی یعنی حسرت وندامت۔

۱۳. بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

بَابٌ : خواب اور اس کے متعلقات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ [الروم:۲۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی علامات میں تمہارا دن رات کا ہونا ہے''۔ (الروم)

۸۳۸ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ" قَالُوْا: "وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۳۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا نیک خواب۔ (بخاری)

۸۳۹ : وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا : اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا۔

۸۳۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب زمانہ قریب (قیامت) ہو جائے گا تو مؤمن کا خواب کم وبیش ہی جھوٹا ہوگا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے تم میں ان کا خواب زیادہ سچا ہے جو بات میں سب سے سچا ہے۔

۸۴۰ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ اَوْ كَاَنَّمَا رَاٰنِيْ فِي الْيَقْظَةِ - لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۴۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے۔ شیطان میری مثالی صورت نہیں بنا سکتا۔ (بخاری ومسلم)

۸۴۱ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا

۸۴۱ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس چاہیے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کو بیان کرے اور ایک روایت میں

وَلْيُحَدِّثْ بِهَا - وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ - وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَلَيْسَ هُوَ فِيْ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاِنَّمَا هُوَ عِنْدَه مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَ اَبِيْ قَتَادَةَ۔

ہے کہ اس کو بالکل بیان نہ کرے مگر اس کو جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جب ایسا خواب دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے پس وہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ پھر وہ خواب اس کے لئے نقصان دہ نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

مسلم میں یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ کی روایت سے آتی ہے۔

۸۴۲ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ - مِنَ اللّٰهِ ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا ، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلنَّفْثُ" نَفْخٌ لَطِيْفٌ لَا رِيْقَ مَعَهٗ۔

۸۴۲ : حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نیک خواب اور ایک روایت میں ''اچھے خواب'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور خیالاتِ پریشان شیطان کی طرف سے ہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ پس وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گا۔ (بخاری ومسلم)

اَلنَّفْثُ : ایسی لطیف پھونک جس میں تھوک نہ ہو۔

۸۴۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا ، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۳ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسند خواب دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور شیطان سے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر ہے اس سے پھر جائے۔ (مسلم)

۸۴۴ : وَعَنْ اَبِي الْاَسْقَعِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ ، اَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ ، اَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۴۴ : حضرت ابواسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا افتراء یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ اور کسی کی طرف نسبت کرے یا اپنی آنکھ کو وہ کچھ دیکھنے کی طرف منسوب کرے جو اس نے واقعہ میں نہ دیکھا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ بات کہے جو آپؐ نے نہ فرمائی ہو۔ (بخاری)

كتاب السلام

١٣١ :بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْاَمْرِ بِاَفْشَائِهٖ

بَابٌ :سلام کی فضیلت اور اس کے پھیلانے کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا﴾ [النور:٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ [النور:٦١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ [النساء:٨٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا : سَلٰمًا ، قَالَ : سَلٰمٌ﴾ [الذاريات:٢٤-٢٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ ان سے تم اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔ (النور) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے نفسوں کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ''۔ (النور) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب تمہیں تحفہ سلام دیا جائے تو تم اس کو سلام دو اس سے بہتر یا اسی کو لوٹا دو''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی جبکہ وہ ان کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا تو ابراہیم نے بھی سلام کہا (جواباً)''۔

٨٤٥ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٤٥ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اسلام کی کونسی بات سب سے اچھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم کھانا کھلاؤ (بھوکے کو) اور دوسروں کو سلام کرو خواہ ان کو تم پہچانتے ہو یا نہ (بخاری ومسلم)

٨٤٦ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ ؑ قَالَ : اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ ، نَفَرٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٍ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ — فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَقَالُوْا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْهُ : وَرَحْمَةُ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٤٦ :حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرمایا کہ جاؤ اور فرشتوں کی ان بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو۔ پھر غور سے سنو! جو وہ تمہیں جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا اس پر فرشتوں نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تو فرشتوں نے رَحْمَةُ اللّٰهِ کے لفظ کو زیادہ کیا۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٧ :وَعَنْ اَبِيْ عُمَارَةَ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ

٨٤٧ : حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا: (۱) مریض کی عیادت' (۲) جنازوں کے ساتھ جانا۔ (۳) چھینک کا جواب دینا' (۴) کمزور کی مدد کرنا' (۵) مظلوم کی اعانت' (۶) سلام کو کھل کر کہنا' (۷) قسم والے کی قسم کا پورا کرنا۔ (بخاری ومسلم)

۸۴۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان والے نہیں جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اس کو اختیار کرو تو باہمی محبت پیدا ہو جائے۔ (اور وہ اہم بات یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔ (مسلم)

۸۴۹ : وَعَنْ اَبِیْ يُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۴۹ : حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو۔ اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۵۰ : وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْا مَعَهٗ اِلَی السُّوْقِ قَالَ: فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَی السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰی سَقَّاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَی السُّوْقِ، فَقُلْتُ لَهٗ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَی الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ

۸۵۰ : حضرت طفیل بن ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتا پھر سویرے ہی ان کے ساتھ بازار کی طرف نکلتا۔ جب ہم بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر جس کسی کباڑیے اور تاجر یا مسکین یا کسی اور کے پاس سے ہوتا تو وہ سب کو سلام کرتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بازار جانے کے لئے کہا۔ میں نے ان سے کہا آپ بازار کیا کریں گے؟ آپ نہ تو سودا فروخت کرنے والے کے پاس ٹھہرتے ہیں اور نہ ہی کسی سامان کے متعلق پوچھتے ہیں اور نہ اس کا بھاؤ کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی مجالس میں بیٹھتے ہیں۔ میں تو پھر یہی

بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ وَاَقُوْلُ :اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ ، فَقَالَ :يَا اَبَا بَطْنٍ – وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ – اِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ' رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

عرض کرتا ہوں کہ آپ یہیں تشریف فرما ہوں کہ ہم آپس میں گفتگو کریں۔اس پر انہوں نے مجھے فرمایا اے ابو بطن (طفیل کا پیٹ کچھ بڑا تھا) ہم تو صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں تا کہ ہم جان پہچان والوں اور انجانے لوگوں کو سلام کریں۔(موطا مالک) صحیح سند سے۔

۱۳۲ :بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ

بَابٌ :سلام کی کیفیت

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَقُوْلَ الْمُبْتَدِئُ بِالسَّلَامِ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ – فَيَاْتِيْ بِضَمِيْرِ الْجَمْعِ وَاِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا ، وَ يَقُوْلُ الْمُجِيْبُ :وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، فَيَاْتِيْ بِوَاوِ الْعَطْفِ فِيْ قَوْلِهٖ :"وَعَلَيْكُمْ"۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلام کی ابتداء کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ جمع کے الفاظ استعمال کرے اگر چہ جس کو سلام کیا جا رہا ہے وہ اکیلا ہو اور جواب دینے والا بھی وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ جمع کے الفاظ اور واوٴ عاطفہ کے ساتھ کہے۔ جیسے : ''وَعَلَيْكُمْ''

۸۵۱ :عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"عَشْرٌ"، ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ :"عِشْرُوْنَ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ ، فَقَالَ : "ثَلَاثُوْنَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵۱ :حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔پس اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا۔تو آپؐ نے فرمایا دس نیکیاں۔پھر دوسرا آیا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا۔اس کو آپؐ نے جواب دیا پس وہ بیٹھ گیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس نیکیاں پھر تیسرا آیا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب مرحمت فرمایا پس وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس نیکیاں۔(ابوداوٴد' ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے۔

۸۵۲ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ" قَالَتْ قُلْتُ :وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهٰكَذَا

۸۵۲ :حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تمہیں سلام کہتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا۔(بخاری ومسلم)

وَقَعَ فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ الصَّحِيْحَيْنِ: "وَبَرَكَاتُهُ"، وَفِيْ بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا – وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ۔

بخاری و مسلم کی بعض روایات میں وَبَرَكَاتُهُ کا اضافہ سے وارد ہے۔
اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے۔

۸۵۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا اِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيْرًا۔

۸۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے جب کسی قوم کے پاس آ کر سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کہتے (بخاری) یہ مجمع کی کثرت کی صورت میں حکم ہے۔

۸۵٤ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ قَالَ : كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ مِنَ اللَّبَنِ فَيَجِيْءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ فَجَآءَ النَّبِيُّ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۵۴ : حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں ذکر کیا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے لئے آپؐ کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ پس آپؐ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اسی طرح سلام کیا جس طرح سلام فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

۸۵۵ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ– رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ– وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْاِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ اَبُوْدَاوٗدَ :فَسَلَّمَ عَلَيْنَا۔

۸۵۵ : حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ پس آپؐ نے سلام کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔
اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے لفظ سلام اور اشارے دونوں کو جمع فرمایا اور اس کی تائید ابوداؤد کی روایت کے الفاظ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا دلالت کرتے ہیں۔
یہ روایت کسی صحیح نسخہ میں نہیں ملی۔ ۱۳۵۷ھ کا نسخہ مصری جس کا مقابلہ ۷۸۴ سے کیا ہے اس میں بھی موجود نہیں۔

۸۵٦ : وَعَنْ اَبِيْ جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ : اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ :"لَا

۸۵۶ : حضرت ابو جری ہجیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں نے کہا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَقَدْ سَبَقَ لَفْظُهُ بِطُوْلِهِ۔

فرمایا: عَلَيْكَ السَّلَامُ مت کہو کیونکہ یہ تو مُردوں کا سلام ہے۔(ابوداؤد‘ ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

پہلے گزرچکی۔

۱۳۳ :بَابُ آدَابِ السَّلَامِ

بَابٌ :آداب سلام

۸۵۷ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ :"وَالصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ"۔

۸۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل‘ بیٹھنے والے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ (بخاری ومسلم) اور بخاری کی روایت میں ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے'' کے بھی الفاظ ہیں۔

۸۵۸ :وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَيِّ ابْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ؟ قَالَ : "اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ تَعَالٰى" قَالَ التِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵۸: حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو سلام میں ابتداء کرے (ابوداؤد بسند جید) ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جب دو آدمی ملیں تو کونسا سلام میں ابتداء کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۴ : بَابُ اسْتِحْبَابِ اِعَادَةِ السَّلَامِ عَلٰى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلٰى قُرْبٍ بِاَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ، ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ ، اَوْحَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

بَابٌ : سلام کا اعادہ کرنا اس پر جس کو ابھی مل کر اندر گیا پھر باہر آیا یا ان کے درمیان درخت حائل ہوا وغیرہ

۸۵۹ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الْمُسِيْءِ صَلَاتَهُ اَنَّهُ جَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ

۸۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس میں انہوں نے الْمُسِيْءِ صَلَاتَهُ کا تذکرہ کیا کہ وہ آیا پھر نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا پس آپ صلی

السَّلَامُ فَقَالَ : "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ"، فَرَجَعَ فَصَلّٰى ، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھو۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر لوٹا اور نماز پڑھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا یہاں تک کہ یہ تین مرتبہ کیا۔ (بخاری ومسلم)

۸۶۰ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔

۸۶۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کہے پھر اگر ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے یا دیوار آ جائے یا پتھر۔ پھر اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد)

۱۳۵ : بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ

بَاب : گھر میں داخلے کے وقت سلام مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ [النور:٦١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس جب تم گھروں میں داخل ہو پس اپنے نفسوں کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ مبارک تحفہ ہے''۔ (النور)

۸۶۱ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا بُنَيَّ ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۶۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے ! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کرو۔ یہ تیرے لئے برکت کا باعث ہوگا اور تیرے گھر والوں کے لئے بھی برکت کا باعث ہوگا۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۶ : بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بَاب : بچوں کو سلام

۸۶۲ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۶۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا پس انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۷ : بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلٰى زَوْجَتِهٖ وَالْمَرْاَةِ مِنْ مَّحَارِمِهٖ وَعَلٰى اَجْنَبِيَّةٍ وَّاَجْنَبِيَّاتٍ لَّا يَخَافُ الْفِتْنَةَ

بَاب : بیوی اور محرم عورت کو سلام کرنا اور اجنبیہ کے متعلق فتنہ کا خطرہ نہ ہو

بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

تو سلام کرنا

٨٦٣ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ فِينَا امْرَاَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ : كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي الْقِدْرِ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ وَانْصَرَفْنَا نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ اِلَيْنَا' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ'

قَوْلُهُ "تُكَرْكِرُ": اَيْ تَطْحَنُ۔

٨٦٣ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان میں ایک عورت تھی اور ایک روایت میں ایک بڑھیا تھی۔ وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے کچھ دانے پیس کر (اس میں ڈالتی) پس جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتے۔ ہم اس کو سلام کرتے پس وہ یہ کھانا ہمیں پیش کرتی۔ (بخاری)

تُكَرْكِرُ : پیستی۔

٨٦٤ : وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ ءِ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ - وَذَكَرَتِ الْحَدِيْثَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٦٤ : حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح کے دن آئی جبکہ آپؐ غسل فرما رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ پس میں نے سلام کیا اور روایت ذکر کی۔ (رواہ مسلم)

٨٦٥ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ - وَهٰذَا لَفْظُ اَبِي دَاوُدَ ' وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ۔

٨٦٥ : حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم عورتوں کے پاس سے گزر ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد) ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے ایک دن گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

١٣٨ : بَابُ تَحْرِيْمِ ابْتِدَآئِنَا الْكَافِرَ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰى اَهْلِ مَجْلِسٍ فِيْهِمْ مُّسْلِمُوْنَ وَكُفَّارٌ

باب : کافر کو سلام میں ابتداء حرام ہے اس کو جواب دینے کا طریقہ اور مشترک مجلس کو سلام

٨٦٦ : عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُوْدَ وَلَا

٨٦٦ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو

النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ ، فَإِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِي طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ إِلٰى اَضْيَقِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جب تم ان کے راستے میں ملو تو اسے راستہ کے تنگ حصہ کی طرف مجبور کردو۔ (مسلم)

٨٦٧ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا : وَعَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٦٧ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں اہل کتاب سلام کریں پس کہو وَعَلَيْكُمْ ۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٨ : وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ - عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٦٨ : حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی مجلس سے ہوا جس میں مسلمان اور مشرکین یہود ملے جلے تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔ (بخاری ومسلم)

١٣٩ : بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَاءَهٗ اَوْ جَلِيْسَهٗ

باب : مجلس سے اٹھتے اور احباب سے جدائی کے وقت سلام

٨٦٩ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "إِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ ، فَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ ، فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٨٦٩ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے پس وہ سلام کرے۔ جب وہ ارادہ کرے مجلس سے اٹھنے کا تو سلام کرے۔ پس پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فوقیت والا نہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن۔

١٤٠ : بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَآدَابِهٖ

باب : اجازت اور اس کے آداب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا﴾ [النور:٢٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ [النور:٥٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ تم ان سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔ (النور)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بچے تم میں سے بلوغت کو پہنچ جائیں تو چاہئے کہ وہ اجازت مانگ کر آئیں جس طرح ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے تھے''۔

٨٧٠ : عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "الْاِسْتِئْذَانُ

٨٧٠ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت حاصل کرنا تین

ثَلَاثٌ، فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مرتبہ ہے۔ پس اگر تمہیں اجازت مل جائے (تو ٹھیک) ورنہ واپس لوٹ جاؤ''۔ (بخاری و مسلم)

۸۷۱ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۱ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اجازت طلبی تو (غیر محرم پر) نگاہ نہ پڑنے کے لئے مقرر کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

۸۷۲ : وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ : اَاَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَادِمِهٖ : اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَّهٗ قُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَاَدْخُلُ؟ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَاَدْخُلُ؟ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۷۲ : حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بنی عامر کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپؐ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا اَاَلِجُ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو فرمایا باہر نکل کر اس کو اجازت کا طریقہ سکھاؤ اور اس کو یوں کہو کہ وہ کہے: السلام علیکم اَاَدْخُلُ؟ آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو کو سن لیا۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ اَاَدْخُلُ؟ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی پس وہ داخل ہوا۔ ابوداؤد سند صحیح کے ساتھ۔

۸۷۳ : وَعَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "ارْجِعْ فَقُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۷۳ : حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے داخل ہوتے ہوئے سلام نہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واپس جاؤ! اور کہو السلام علیکم کیا میں اندر داخل ہوسکتا ہوں؟ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۴۱ : بَابُ بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ اِذَا قِيْلَ لِلْمُسْتَاْذِنِ مَنْ اَنْتَ اَنْ يَّقُوْلَ : فُلَانٌ فَيُسَمِّيْ نَفْسَهٗ بِمَا يُعْرَفُ بِهٖ مِنِ اسْمٍ اَوْ كُنْيَةٍ وَّكَرَاهَةِ قَوْلِهٖ "اَنَا" وَنَحْوِهَا!

بَاب : اجازت لینے والے سے جب پوچھا جائے تو اس کو اپنا نام یا کنیت بتانی چاہیے

۸۷۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الْمَشْهُوْرِ فِي الْاِسْرَآءِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثُمَّ صَعِدَ بِيْ جِبْرِيْلُ اِلَى

۸۷۴ : حضرت انس رضی اللہ عنہ اسراء کے سلسلے میں اپنی مشہور حدیث میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے جب جبرائیل آسمانی دنیا کی طرف لے کر چڑھے۔ دروازہ

السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ ، فَقِيْلَ : مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ " " ثُمَّ صَعِدَ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ ، قِيْلَ : مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ" وَالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَآئِرِهِنَّ وَيُقَالُ فِيْ بَابِ كُلِّ سَمَآءٍ : مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ : جِبْرِيْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کھولنے کے لئے کہا گیا۔ ان سے کہا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل۔ پھر کہا گیا تمہارے ساتھ کون؟ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے۔ دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا۔ ان سے کہا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل۔ پھر کہا گیا تمہارے ساتھ کون؟ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر تیسرے، چوتھے اور تمام آسمانوں پر لے کر چڑھے اور ہر آسمان کے دروازے پر کہا گیا یہ کون ہے؟ جبرائیل جواب دیتے جبرائیل۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۵ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْتُ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِيْ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ وَحْدَهٗ ، فَجَعَلْتُ اَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ ، فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِيْ فَقَالَ : "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ اَبُوْذَرٍّ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۵ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات باہر نکلا۔ اچانک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے چلتے ہوئے دیکھا پس میں چاند کے سائے میں چلنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہو کر مجھے دیکھ لیا اور فرمایا۔ یہ کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! (بخاری ومسلم)

۸۷۶ : وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ فَقَالَ : "مَنْ هٰذِهٖ؟" فَقُلْتُ : اَنَا اُمُّ هَانِئٍ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۶ : حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرما رہے تھے اور فاطمہ پردہ کئے ہوئے تھیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی ہوں۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۷ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ : "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ : اَنَا ، فَقَالَ : "اَنَا اَنَا؟" كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۷ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں نے دروازہ کھٹکھٹایا جس پر آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں۔ آپؐ نے فرمایا: اَنَا اَنَا گویا آپؐ نے اَنَا کے لفظ کو ناپسند فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۱۴۲ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيْتِهٖ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيْتِ

باب : چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا اور

وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

٨٧٨ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ - وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

چھینک وجمائی کے آداب

٨٧٨ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اس پر اللہ کی حمد کرے تو ہر اس مسلمان پر جو اس کو سنے یہ حق بن جاتا ہے کہ وہ اس کے لئے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے جہاں تک ہو سکے وہ اس کو روکے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

٨٧٩ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

٨٧٩ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے اور اس کا مسلمان بھائی یا ساتھی یرحمک اللہ کہے۔ پس جب وہ یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے یعنی اللہ ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست فرمائے۔ (بخاری)

٨٨٠ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٨٠ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے پھر وہ اس پر اللہ کی حمد کرے تو تم اس کے لئے خیر کی دعا کرو۔ اگر اس نے اللہ کی حمد نہیں کی تو مت اس کا جواب دو۔ (مسلم)

٨٨١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِىِّ ﷺ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ، فَقَالَ الَّذِىْ لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّهٗ وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِىْ؟ فَقَالَ: "هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَاِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٨١ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو ان میں سے ایک کو آپؐ نے چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ پس جس کو چھینک کا جواب نہ دیا اس نے کہا کہ فلاں کو چھینک آئی تو آپؐ نے اس کا جواب دیا اور مجھے چھینک آئی مگر آپؐ نے اس کا جواب نہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهٗ اَوْ ثَوْبَهٗ عَلٰى فِيْهِ وَخَفَضَ - اَوْ غَضَّ - بِهَا

٨٨٢ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چھینک آتی تو آپؐ اپنے ہاتھ کا کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیتے اور اس کے ذریعہ اپنی آواز ہلکا یا پست کرتے۔ راوی کو شک ہے کہ

صَوْتَهُ شَكَّ الرَّاوِيْ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

کونسا لفظ حضرت انس نے استعمال کیا۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۸۳ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُوْنَ اَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَيَقُوْلُ: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۸۸۳ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تکلف سے چھینکتے اور اس بات کے امیدوار ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فرمائیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ فرماتے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۸٤ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلٰى فِيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۸۴ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے ہاتھ سے منہ کو بند کر لے اس لئے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

۱٤۳ : باب اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيْلِ وَلَدِهٖ شَفَقَةً وَمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَكَرَاهِيَةِ الْاِنْحِنَاءِ

بَاب : ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے پیش آنا' نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینا' بچے کو چومنا اور سفر سے آنے والے سے معانقہ' جھک کر ملنے کی کراہت

۸۸۵ : عَنْ اَبِي الْخَطَّابِ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ: اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۸۵ : ابوخطاب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا مصافحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

(بخاری)

۸۸٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ جَاءَكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ، وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۸۸۶ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یمن کے لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور یہ پہلے لوگ ہیں جو تمہارے پاس مصافحہ لائے ہیں۔ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

۸۸۷ :وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنَ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّفْتَرِقَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۸۷: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو مسلمان باہمی ملاقات میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

۸۸۸ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِىْ لَهٗ؟ قَالَ :"لَا" قَالَ :اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ؟ قَالَ : "لَا" قَالَ : فَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ؟ قَالَ : "نَعَمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی آدمی جب اپنے بھائی یا دوست کو ملے تو کیا وہ اس کے لئے جھکے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کیا وہ اس کو لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے۔ فرمایا ہاں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۸۸۹ :وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ :اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ : فَقَبَّلَا يَدَهٗ وَرِجْلَهٗ وَقَالَا : نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۸۸۹: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا کہ مجھے اس نبی (ﷺ) کے پاس لے چلو! پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے نو ''واضح آیات'' نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ پس حدیث کو فَقَبَّلَا يَدَهٗ تک بیان کیا کہ ''ان دونوں نے آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور پاؤں کو بوسہ دیا اور دونوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نبی ہو۔ (ترمذی) اور دوسروں نے سند صحیح سے روایت کیا۔

۸۹۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِصَّةٌ قَالَ فِيْهَا ، فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۹۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصہ منقول ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوئے اور ہم نے آپؐ کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

۸۹۱ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ"۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۹۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ پس انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی اکرم ﷺ جلدی سے اس کی طرف اٹھے اس حال میں کہ اپنے کپڑے کو کھینچ رہے تھے اور ان کو گلے لگا لیا اور ان کا بوسہ لیا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۸۹۲ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۸۹۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے فرمایا کہ تم ہرگز کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو خواہ تم اپنے بھائی کو کھلے چہرے سے ملو۔ (یعنی اس نیکی سے اس وجہ سے اعراض نہ کرنا کہ یہ معمولی نیکی ہے بلکہ یہ بہت بڑی نیکی بن سکتی ہے)۔ (مسلم)

۸۹۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنِ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ : اِنَّ لِیْ عَشْرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما (نواسۂ رسولؐ) کو بوسہ دیا۔ اس پر اقرع بن حابس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں کسی کا آج تک بوسہ نہیں لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

ریاض الصالحین مترجم

تالیف: امام محی الدین ابی زکریا یحی بن شرف نووی

مترجم: مولانا شمس الدین صاحب

مکتبۃ العلم
۱۸- اردو بازار۔ لاہور۔ پاکستان
7231788 - 7211788

عالم عرب میں مقبول ترین مجموعۂ احادیث

ریاض الصالحین مترجم

دوم

تالیف: إمام محی الدین ابی زکریا یحیی بن شرف نووی

مترجم: مولانا شمس الدین مدظلہ العالی
صدر مدارس دارالعلوم المدینہ چنیوٹ

نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان صاحب

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور۔ پاکستان

فون: 7211788-7231788

پہلی بار کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

نام کتاب .... ریاض الصالحین مترجم (دوم)

تصنیف .... ابوزکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی

ترجمہ .... مولانا شمس الدین مدظلہ العالی

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... افضل شریف

ملنے کے پتے

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 7221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸- اردو بازار ٥ لاہور ٥ پاکستان ☎ 7211788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست

کتاب عیادۃ المریض

کتاب آداب السفر

کتاب الفضائل

کتاب الاعتکاف

کتاب الحج

کتاب الجهاد

کتاب العلم

کتاب حمد اللہ تعالیٰ وشکرہ

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الاذکار

کتاب الدعوات

کتاب الامور المنهی عنها

کتاب المنثورات والملح

کتاب الاستغفار

تعارفِ راویان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب عيادة المريض

١١٤ : بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَتَشْيِيْعِ الْمَيِّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهِ وَالْمُكْثِ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ

باب: مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا' اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنا اور اس کے دفن میں شرکت اور دفن کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر رکنا

٨٩٤ : عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے' جنازے کے ساتھ جانے' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے' قسم کو پورا کرنے' مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا' (۲) مریض کی عیادت کرنا' (۳) جنازوں کے پیچھے جانے' (۴) دعوت کا قبول کرنا اور (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔

٨٩٦ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : يَابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ! قَالَ : يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ : اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَهٗ

۸۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار رہا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا' جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے

لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ؟ يَاابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ! قَالَ :يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ : اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ؟ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ! قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کے پاس پاتا۔اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا' وہ کہے گا۔اے میرے رب میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو یقیناً اسے میرے ہاں پالیتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔وہ کہے گا۔اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تُو تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً اس کو میرے ہاں پالیتا۔(مسلم)

۸۹۷ :وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "عُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَاَطْعِمُوا الْجَآئِعَ ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ "الْعَانِيْ" :الْاَسِيْرُ۔

۸۹۷: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مریض کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ''۔ (بخاری)

اَلْعَانِيْ :قیدی۔

۸۹۸ :وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ :"جَنَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۸: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے۔وہ واپس لوٹنے تک جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔آپ سے پوچھا گیا کہ بخُرْفَةُ الْجَنَّةِ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا:اس کے تازہ پھل چننا!۔(مسلم)

۸۹۹ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ ، وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ ، وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۹۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت اس کی عیادت کرتا تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں چنے ہوئے پھل ہوں گے۔(ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن ہے۔

"اَلْخَرِيْفُ" : اَلثَّمَرُ الْمَخْرُوْفُ : اَيِ

اَلْخَرِيْفُ :چنے ہوئے پھل۔

الْمُجْتَنٰى۔

۹۰۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ : "اَسْلِمْ" فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ؟ فَقَالَ: اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا' وہ بیمار ہوگیا۔ نبی اکرمؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ''تو مسلمان ہو جا'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھا۔ اس نے کہہ دیا تو ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے :'' تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا''۔ (بخاری)

۱۴۵ : بَابُ مَا يُدْعٰى بِهٖ لِلْمَرِيْضِ

بَابٌ : مریض کے لئے دُعا کی جائے

۹۰۱ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اشْتَكَى الْاِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِاِصْبَعِهٖ هٰكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّاوِيْ سَبَّابَتَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ : "بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا" بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ، يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا، بِاِذْنِ رَبِّنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ سے جب کوئی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کو پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی اکرمؐ اپنی انگلی مبارک سے اس طرح کرتے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنی شہادت والی انگلی کو زمین پر رکھا۔ پھر اٹھایا (یعنی عمل کر کے دکھایا) حضور ﷺ فرماتے :"بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا" اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے لعاب سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا کا ذریعہ بنے گی''۔ (بخاری' مسلم)

۹۰۲ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ اَهْلِهٖ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ :"اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور یوں فرماتے : "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ" اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تو اس کی تکلیف کو دور فرما یا اور تو اس کو شفا عنایت فرما۔ تو شفا دینے والا ہے تیری ہی شفا اصل شفا ہے۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری' مسلم)

۹۰۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ : "اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلٰى، قَالَ :اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اشْفِ اَنْتَ

۹۰۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابت رحمۃ اللہ سے کہا کیا میں تم کو رسولؐ کا بتایا ہوا دَم نہ کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت انسؓ نے اس طرح پڑھا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ :اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے' دکھ کو دور کرنے والا ہے تو شفا

الشَّافِيْ ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ ، شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

دینے والا ہے۔ شفا عنایت فرما۔ تیرے سوا اور کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری)

٩٠٤ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩٠٤: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے تو اس طرح فرمایا: اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ (مسلم)

٩٠٥ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا يَّجِدُهُ فِيْ جَسَدِهٖ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَاْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا – وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ ، مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩٠٥: حضرت ابو عبداللہ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے جسم میں پائی جانے والی درد کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جسم کے درد والے مقام پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ ...... پڑھو۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور پناہ میں آتا ہوں۔ اس برائی سے جو میں پاتا اور جس کا خطرہ رکھتا ہوں۔ (مسلم)

٩٠٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَحْضُرْ اَجَلُهٗ فَقَالَ عِنْدَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، اَنْ يَّشْفِيَكَ : اِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، وَقَالَ الْحَاكِمُ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ۔

٩٠٦: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایسے مریض کی تیمارداری کرے۔ جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے : "اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ......" میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمتوں والا اور عظمت والے عرش کا مالک ہے کہ وہ تم کو شفا دے۔ ان کلمات کے کہنے سے اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُس کو شفا دیں گے۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور انہوں نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر ہے۔

٩٠٧ : وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى عَرَبِيٍّ يَعُوْدُهٗ ، وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَنْ يَّعُوْدُهٗ قَالَ : لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٩٠٧: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ جب بھی کسی مریض کی تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے: "کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے"۔ (بخاری)

٩٠٨ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : "يَا

٩٠٨: حضرت أبي سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام' نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا "اے محمدؐ! کیا

مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُّؤْذِيْكَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا میں تمہیں دم کرتا ہوں اور اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

٩٠٩: وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: "مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ – وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، قَالَ يَقُوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِيْكَ لِیْ – وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْحَمْدُ وَلِیَ الْمُلْكُ – وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ – وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٩٠٩: حضرت ابوسعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے متعلق گواہی دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو اس کا رب اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی شریک نہیں اور جب وہ یوں کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریفیں ہیں تو اللہ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لئے بادشاہی ہے اور میرے ہی لئے تمام تعریفیں۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گناہوں سے ہٹانے اور نیکی کرنے کی طاقت اسی کی مدد سے ہے تو اللہ فرماتے ہیں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے ہٹانا اور نیکی کرنے کی طاقت دینا میرے ہی قبضہ میں ہے۔ آپ فرماتے جس نے بھی بیماری میں یہ کلمات کہہ لئے اور پھر وہ اسی بیماری میں مرگیا تو اس کو جہنم کی آگ نہ کھائے گی۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

١٤٦: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ عَنْ حَالِهٖ

بَاب: مریض کے گھر والوں سے مریض کے متعلق پوچھنا مستحب ہے

٩١٠: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا اَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا– رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٩١٠: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس بیماری کے دوران باہر نکلے جس میں آپ نے وفات پائی۔ ان سے لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن' رسول اللہ نے کیسی صبح کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ نے اللہ کے فضل سے تندرستی میں صبح کی۔ (بخاری)

۱۴۷ :بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ اَيِسَ مِنْ حَيَاتِهٖ!

بَابٌ: زندگی سے مایوسی کیا دُعا پڑھے؟

۹۱۱ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَىَّ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاَلْحِقْنِىْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ میری طرف سے سہارا لگائے ہوئے تھے : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ (بخاری' مسلم)

۹۱۲ : وَعَنْهَا قَالَتْ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهٗ قَدَحٌ فِيْهِ مَآءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهٗ فِى الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِالْمَآءِ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ۔

۹۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ جس میں پانی تھا۔ اس میں اپنا ہاتھ داخل فرما کر اس پانی کو چہرے پر ملتے اور فرماتے: ''اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔'' (ترمذی)

۱۴۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ وَمَنْ يَّخْدِمُهٗ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهٖ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا يَشُقُّ مِنْ اَمْرِهٖ وَكَذَا الْوَصِيَّةُ بِمَنْ قَرُبَ سَبَبُ مَوْتِهٖ بِحَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

بَابٌ: بیمار کے گھر والوں اور خدام کو مریض کے اس احسان اور تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم

۹۱۳ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَىَّ ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ : "اَحْسِنْ اِلَيْهَا ، فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِىْ بِهَا" فَفَعَلَ ، فَاَمَرَ بِهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۳: حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئی کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں پس وہ مجھ پر قائم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے اس کے ولی کو بلا کر کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب وضع حمل ہو جائے تو میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرمؐ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے کپڑوں کو اس پر مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کی سنگساری کا حکم دیا۔ پس اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپؐ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

۱۴۹ :بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيْضِ : اَنَا وَجِعٌ ، اَوْ شَدِيْدُ الْوَجَعِ اَوْ مَوْعُوْكٌ اَوْ "وَارَاْسَاهُ" وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَبَيَانِ اَنَّهٗ لَا كَرَاهَةَ فِيْ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى التَّسَخُّطِ وَاِظْهَارِ الْجَزَعِ

٩١٤ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ فَقُلْتُ :اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا - فَقَالَ : اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩١٥ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ ، فَقُلْتُ :بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى ، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ ، وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَتِيْ ، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩١٦ :وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ :قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا :وَارَاْسَاهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ" وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

باب: مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے کہ میں تکلیف میں ہوں' سخت درد یا بخار ہے' ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو

۹۱۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے۔ جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (بخاری' مسلم)

۹۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ آپ میرے پاس سخت درد کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا درد اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ پھر حدیث بیان کی۔ (بخاری' مسلم)

۹۱۶: قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ''ہائے! میرے سر کا درد۔'' اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں۔ ''ہائے! میرے سر کا درد۔'' اور حدیث ذکر کی ہے۔ (بخاری)

۱۵۰ :بَابُ تَلْقِيْنِ الْمُحْتَضَرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

٩١٧ :عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ :صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ۔

باب: فوت ہونے والے کو لا الٰہ کی تلقین کرنا

۹۱۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد وحاکم)

یہ صحیح سند کی حامل ہے۔

٩١٨ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۸: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والے کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

١٥١ : بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ

باب: مرنے والے کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟

٩١٩ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ" فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهِ فَقَالَ : لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِيِّيْنَ ، وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهِ فِی الْغَابِرِيْنَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَافْسَحْ لَهُ فِیْ قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۹: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی انکھوں کو بند کر دیا۔ پھر فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔'' پس ان کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ زور سے رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نفسوں کے بارے میں خیر کی دعا کرو۔ بے شک فرشتے جو کچھ تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر فرمایا ''اے اللہ! ابی سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسماندگان میں اس کے پیچھے خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کی قبر کو وسیع فرما اور ان کی قبر میں روشنی فرما۔ (مسلم)

١٥٢ : بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ مَّاتَ لَهُ مَيِّتٌ

باب: میّت کے پاس کیا کہا جائے اور میّت کے گھر والا کیا کہے؟

٩٢٠ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ : "قُوْلِیْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَهُ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً" فَقُلْتُ، فَاَعْقَبَنِیَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّیْ مِنْهُ : مُحَمَّدًا ﷺ —

۹۲۰: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار یا میّت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں دعا کیا کروں: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہ اے اللہ مجھے بھی بخش اور اس کو بھی بخش اور مجھے اس سے بہتر بدل عنایت فرما۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل محمد ﷺ عنایت فرما دیئے۔ (مسلم) مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے

رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا: "اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ" عَلَى الشَّكِّ، وَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ. "الْمَيِّتَ" بِلَاشَكٍّ۔

جب تم مریض یا میّت کے پاس جاؤ۔ شک کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا اور ابوداؤد نے شک کے الفاظ کے بغیر روایت کی ہے۔ ''اَلْمَيِّت'': بلاشک۔

۹۲۱: وَعَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ: اَللّٰهُمَّ اَؤْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا: اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۲۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں کہے: اِنَّا لِلّٰهِ...... کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس سے بہتر بدل میری مصیبت میں مجھے عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس سے بہتر بدل عنایت فرماتے ہیں۔ اُم سلمہ کہتی ہیں جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے اسی طرح کہا۔ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عنایت فرما دیئے۔ (مسلم)

۹۲۲: وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ– فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: ابْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَابْنُوا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۲۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے بیٹے کو قبض کیا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! پھر اللہ فرماتے ہیں۔ تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے ایک گھر بنا دو جنت میں اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۹۲۳: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۲۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندے کے لئے میرے ہاں ہی بدلہ ہے جس کی میں دنیا کی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز لے لوں۔ پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کرلے کہ میں اس کو جنت دوں۔ (بخاری)

۹۲۴: وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۹۲۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

قَالَ : اَرْسَلَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهُ اَنَّ صَبِيًّا لَّهَا - اَوِ ابْنًا - فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ : اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى ، فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَالْتَحْتَسِبْ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک نے پیغام بھیج کر بلوایا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا فوت کی حالت میں ہے۔ آپ ﷺ نے پیغام لانے والے کو فرمایا: تم اس کے پاس واپس جاؤ اور ان کو یوں کہو: '' اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى ...... الاسمه کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا اسی کے ہاں ایک وقت مقررہ ہے' پھر اس کو یہ بھی کہہ دو کہ وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور پوری روایت ذکر کی۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۳ :بَابُ جَوَازِ الْبُكَآءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِيَاحَةٍ

بَاب: میت پر رونے کا جواز مگر اس میں نوحہ و بین نہ ہو

اَمَّا النِّيَاحَةُ حَرَامٌ وَسَيَاتِيْ فِيْهَا بَابٌ فِيْ كِتَابِ النَّهْيِ ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى - وَاَمَّا الْبُكَآءُ فَجَآءَ تْ اَحَادِيْثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَاَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهِ ، وَهِيَ مُتَاَوَّلَةٌ اَوْ مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى مَنْ اَوْصٰى بِهٖ ، وَالنَّهْيُ اِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَآءِ الَّذِيْ فِيْهِ نَدْبٌ اَوْ نِيَاحَةٌ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى جَوَازِ الْبُكَآءِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِيَاحَةٍ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا :

امام نووی فرماتے ہیں کہ نوحہ حرام ہے۔ کتاب النہی میں باب آئے گا ان شاء اللہ۔ رونے کی ممانعت میں احادیث وارد ہیں اور میّت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسی روایت کی تاویل کی گئی ہے اور ان کو میّت کی پسندیدگی پر محمول کیا۔ واقعتہً ممانعت اس رونے کے متعلق ہے جس میں بین یا نوحہ ہو اور رونے کا جواز ان دونوں باتوں سے خالی ہونے کی صورت میں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۹۲۵ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا - فَقَالَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ ، وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا اَوْ يَرْحَمُ" وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۵ : حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کی عیادت کی۔ جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے' پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے رونے کو دیکھا۔ تو وہ بھی رو دیئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح سنو۔ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتے لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتے یا رحم کرتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری' مسلم)

۹۲۶ :وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۹۲۶ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ رسول

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُفِعَ إِلَيْهِ ابْنُ ابْنَتِهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا نواسہ لایا گیا جو موت کے قریب تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۹۲۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى ابْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرٰى، فَقَالَ: "إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يُرْضِيْ رَبَّنَا، وَإِنَّا لِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوٰى بَعْضَهُ مُسْلِمٌ - وَالْأَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

۹۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیمؓ کے پاس تشریف لائے۔ جب کہ وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا' اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مرتبہ رو پڑے اور فرمایا'' بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے جس سے دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ بے شک تیری جدائی پر اے ابراہیمؓ! ہم غم زدہ ہیں۔ (بخاری) اور مسلم نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث صحیح ہیں جو مشہور ہیں۔

۱۵۴: بَابُ الْكَفِّ عَنْ مِمَّا يَرٰى مِنَ الْمَيِّتِ مِنْ مَّكْرُوْهٍ

بَاب: میّت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر زبان کو اس کے بیان سے روکنا

۹۲۸: عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ أَسْلَمَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَهُ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۹۲۸: حضرت ابو رافع اسلم جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی میّت کو غسل دیا پھر اس کے کسی عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس مرتبہ معاف فرمائیں گے۔ حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا مسلم کی شرط پر یہ صحیح ہے۔

۱۵۵: بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيْعِهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةِ

بَاب: میّت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا' اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ

اِتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَائِزَ
وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْيِيعِ

جانے کی کراہت
جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر گیا ہے۔

۹۲۹ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ" قِيْلَ : وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ : "مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جنازے پر اس کی نماز پڑھے جانے تک حاضر رہا۔ اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو دفن تک موجود رہا اُس کے لئے دو قیراط''۔ آپ سے عرض کیا گیا قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔'' (بخاری، مسلم)

۹۳۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے جائے گا اور نماز پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد کے برابر ہے' اور جس نے نماز پڑھی اور دفن سے پہلے لوٹ آیا۔ تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹا۔ (بخاری)

۹۳۱ : وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ" : وَلَمْ يُشَدَّدْ فِی النَّهْیِ كَمَا يُشَدَّدُ فِی الْمُحَرَّمَاتِ۔

۹۳۱: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن ہم پر اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔ (بخاری، مسلم) مراد اس سے یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شدت سے نہیں کی گئی جس طرح کہ محرمات سے روکنے میں کی جاتی ہے۔

۱۵۶ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيْرِ الْمُصَلِّيْنَ عَلٰى جَنَازَةٍ وَجَعْلِ صُفُوْفِهِمْ ثَلَاثَةً فَاَكْثَرَ

باب : جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان کی صفوں کا تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی

۹۳۲ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ مَّيِّتٍ يُّصَلِّیْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان میت کا مسلمانوں کی اتنی تعداد جو سو تک پہنچ جائے۔ وہ نماز ادا کریں اور اس کے لئے سفارش کریں۔ تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم)

۹۳۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

۹۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ پر چالیس آدمی ایسے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

٩٣٤ : وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ : كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّاَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ اَجْزَآءٍ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۳۴: حضرت مرثد بن عبداللہ الیزنی کہتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میّت پر نماز ادا کرنے لگتے۔ پھر لوگوں کو تھوڑی تعداد میں پاتے تو ان کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے جنازہ میں تین صفیں بن جائیں تو اس نے خود پر جنت کو واجب کر لیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١٥٧ : بَابُ مَا يُقْرَاُ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ

باب: نمازِ جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

يُكَبِّرُ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ : يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْاُوْلٰى ، ثُمَّ يَقْرَاُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُّتَمِّمَهٗ بِقَوْلِهٖ : كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ – اِلٰى قَوْلِهٖ – حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ – وَلَا يَقُوْلُ مَا يَفْعَلُهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعَوَامِّ مِنْ قِرَآءَتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الْاٰيَةَ – فَاِنَّهٗ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهٗ اِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ وَيَدْعُوْا لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَنَذْكُرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُوْا – وَمِنْ اَحْسَنِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ وَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ يُطَوِّلُ الدُّعَآءَ فِيْ

جنازہ میں چار تکبیرات کہے۔ پہلی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے پھر فاتحہ الکتاب پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اس طرح پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ افضل یہ ہے کہ مکمل حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ تک پڑھے اور اس طرح نہ کہے جس طرح عوام کی اکثریت کرتی یعنی ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ نہ پڑھے۔ اگر اس نے اس آیت پر اکتفاء کیا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ پھر تیسری تکبیر کہے اور میت کے لئے دعا کرے اور مسلمانوں کے لئے جس کے سلسلہ کی احادیث ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ دعا کرے۔ بہتر دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تُفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ اور بہتر بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعا کرے۔ جیسا کہ حدیث ابن ابی اوفی جو باب میں آ رہی ہے' ان شاء اللہ ہم اس کو ذکر کریں گے۔ عام لوگوں کی طرح نہ کرے۔ تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں جو منقول ہیں۔ ان میں سے بعض ہم ذکر کر رہے ہیں۔ (دعا تیسری تکبیر کے بعد ہے نہ

الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهُ اَكْثَرُ النَّاسِ : لِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی الَّذِیْ سَنَذْكُرُهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی – وَاَمَّا الْاَدْعِيَةُ الْمَاْثُوْرَةُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الثَّالِثَةِ فَمِنْهَا :

کہ چوتھی کے بعد جیسا کہ احادیث آ رہی ہیں)۔

٩٣٥ : عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ حَتّٰی تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩٣٥ : حضرت ابو عبدالرحمٰن بن عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ مجھے آپ کی وہ دعا یاد ہے کہ آپ اسی طرح فرما رہے تھے : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ ...... وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ " کہ "اے اللہ! اس کو بخش دے' اس پر رحم فرما' اس کو عذاب سے امن دے' معاف فرما' اس کی اچھی مہمانی فرما' اس کے داخلے کی جگہ وسیع فرما اور اس کو پانی' برف اور اولوں سے صاف کر دے۔ اس کو غلطیوں سے پاک فرما جس طرح سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے عنایت فرما اور بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرمایا اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذابِ قبر سے پناہ میں رکھ اور آگ کے عذاب سے بچا۔" میں نے یہ تمنا کی کہ میں ہی وہ میت ہوتا۔ (مسلم)

٩٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ قَتَادَةَ وَاَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِیِّ عَنْ اَبِيْهِ – وَاَبُوْهُ صَحَابِیٌّ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَالْاَشْهَلِیِّ ، وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ قَتَادَةَ – قَالَ الْحَاكِمُ : حَدِيْثُ

٩٣٦ : حضرت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ اور ابو ابراہیم الاشہلی نے اپنے والد سے بیان کیا اور ان کے والد صحابی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی اور یوں دعا کی : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔ "اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ کو بخش دے' چھوٹے اور بڑے مرد و عورت' موجود اور غائب سب کو بخش دے' اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھ اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ اس کو ایمان پر فوت فرما' اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈال۔ ترمذی نے ابو ہریرہ اور الاشہلی کی روایت

اَبِیْ هُرَیْرَةَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ ' قَالَ التِّرْمِذِیُّ :قَالَ الْبُخَارِیُّ :اَصَحُّ رِوَایَاتِ هٰذَا الْحَدِیْثِ رِوَایَةُ الْاَشْهَلِیِّ- قَالَ الْبُخَارِیُّ : وَاَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

سے اور ابوداؤد نے ابوہریرہ اور ابوقتادہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ حاکم نے کہا کہ ابو ہریرہ والی روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کی صحیح روایت الاشہلی والی ہے اور کہا کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث عوف بن مالک کی ہے۔

۹۳۷ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :"اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۹۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کرو۔'' (ابوداؤد)

۹۳۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَازَةِ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا ' وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا ' وَاَنْتَ هَدَیْتَهَا لِلْاِسْلَامِ ' وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا' وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِیَتِهَا ' وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَآءَ لَهُ فَاغْفِرْلَهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۹۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنازہ کی نماز میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا...... فَاغْفِرْلَهُ ''اے اللہ تو سب کا رب ہے تو نے اس کو پیدا فرمایا' تو نے اسے اسلام میں ہدایت دی' تو نے ہی اس کی روح قبض کی' تو ہی اس کی پوشیدہ اور ظاہر حالت کو جانتا ہے' ہم اس کے سفارشی بن کے آئے ہیں۔ پس تو اس کو بخش دے۔ (ابوداؤد)

۹۳۹ :وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ :"اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ ' وَعَذَابَ النَّارِ ' وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَمْدِ ' اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۹۳۹: حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ......الرَّحِیْمُ "اے اللہ! فلاں ابن فلاں تیری ذمہ داری میں ہے اور تیرے پڑوس کی پناہ میں ہے۔ پس اس کی قبر کو آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچا لے۔ آپ وعدے کو پورا کرنے والے اور تعریفوں والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور رحم فرما۔ بے شک آپ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (ابوداؤد)

۹۴۰ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهُ اَرْبَعَ تَكْبِیْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَیْنَ التَّكْبِیْرَتَیْنِ یَسْتَغْفِرُلَهَا وَیَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ :كَانَ

۹۴۰: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں' چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر رُکی کہ جتنا دو تکبیروں کے درمیان رکتے ہیں اور بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے' پھر نماز کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ هٰكَذَا ' وَفِىْ رِوَايَةٍ : "كَبَّرَ اَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهٗ :مَا هٰذَا؟ فَقَالَ :اِنِّىْ لَا اَزِيْدُكُمْ عَلٰى مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْنَعُ ' اَوْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ :حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر کے لئے رکے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی دائیں اور بائیں سلام کیا۔ پھر جب واپس لوٹے' ہم نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے اس میں اضافہ نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا' یا اس طرح کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۵۸ :بَابُ الْاِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

باب : جنازہ کو جلد لے جانا

۹۴۱ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ :"اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ ' وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَيْهِ".

۹۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنازہ میں جلدی کرو' اس لئے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو ایک نیکی ہے جس کی طرف تم اس کو بڑھا رہے ہو اور اگر وہ اس کے علاوہ ہے تو ایک برائی ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار لو گے۔ (بخاری ومسلم)

۹۴۲ :وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَقُوْلُ :"اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِىْ ' وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا : يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ ' وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۹۴۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جب چارپائی رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیں' اگر وہ میت نیک ہے تو یوں کہتی ہے: مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بری ہے تو کہتی ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

۱۵۹ :بَابُ تَعْجِيْلِ قَضَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ اِلٰى تَجْهِيْزِهٖ اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ "فَجْاءَةً" فَيُتْرَكَ حَتّٰى يُتَيَقَّنَ مَوْتُهٗ

باب : میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن دفن میں عجلت کرنا' مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے

٩٤٣ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰی يُقْضٰی عَنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی جان اس کے قرضے کے سبب لٹکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔'' ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔

٩٤٤ : وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرِضَ، فَاَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ: اِنِّیْ لَا اُرٰی طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيْهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِیْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۹۴۴: حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھے ان کی اطلاع دینا اور ان کو جلد دفن کا کہا۔ اس لئے کہ کسی مسلمان میّت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔ (ابوداؤد)

١٦٠ : بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

بَاب: قبر کے پاس نصیحت

٩٤٥ : عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِیْ جَنَازَةٍ فِیْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ وَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ – ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰی كِتَابِنَا؟ فَقَالَ: "اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۴۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع الغرقد کے قبرستان میں ایک جنازے کے ساتھ شریک تھے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے دوزخ یا جنت کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پھر بھروسہ نہ کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو وہی عمل میسر ہو گا جس کے لئے وہ پیدا ہوا اور پوری حدیث بیان کی۔ (بخاری و مسلم)

١٦١ : بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهٖ وَالْقُعُوْدِ عِنْدَ قَبْرِهٖ سَاعَةً لِّلدُّعَآءِ لَهٗ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

بَاب: دفن کے بعد میّت کے لئے دُعا کرنا اور اس کی قبر کے پاس دُعا واستغفار وقراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا

٩٤٦ : عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو – وَقِيْلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقِيْلَ اَبُوْ لَيْلٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا فَرِغَ مِنْ دَفْنِ

۹۴۶: حضرت ابو عمروؓ بعض نے کہا ابو عبداللہؓ بعض نے کہا ابو لیلیٰ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میّت کو دفن سے

الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ وَقَالَ : "اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

فارغ ہو جاتے' قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو پس اس سے سوال ہوگا۔'' (ابوداؤد)

۹۴۷ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَاَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَیُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَاَعْلَمَ مَا ذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ –

۹۴۷: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مجھے دفن کر چکو' تو میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اللہ کے قاصدوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ قَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ :وَیُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقْرَاَ عِنْدَهٗ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ' وَاِنْ خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ کَانَ حَسَنًا۔

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گذری۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ یا سارا قرآن پڑھے تو مناسب ہے۔

۱۶۲ :بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ وَالدُّعَآءِ لَهٗ

بَاب: میّت کی طرف سے صدقہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ : رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾ [الحشر: ۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ جولوگ جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں: اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہل کی''۔ (حشر)

۹۴۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ :اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ' فَهَلْ لَنَا مِنْ اَجْرٍ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ : "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ ''بے شک میری والدہ اچانک وفات پا گئی میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ فرمایا ''ہاں''۔ (بخاری ومسلم)

۹۴۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ :صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ ' اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ ' اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''جب کوئی انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ' (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو (۳) نیک لڑکا (اولاد) جو اس کے لئے دعا کرتا ہو''۔ (مسلم)

۱۶۳ :بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَی الْمَیِّتِ

بَاب: لوگوں کا میّت کی تعریف کرنا

٩٥٠ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "وَجَبَتْ" ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "وَجَبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ : "هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ، وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ، اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩٥٠: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا گذر ایک جنازے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی'' پھر دوسرے جنازے کے پاس سے ان کا گذر ہوا۔ انہوں نے (لوگوں نے) اس کی بری تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی'' عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت اور جس کی تم نے بری تعریف کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

٩٥١ : وَعَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ : قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ، قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ : فَقُلْتُ : وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ : قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا : وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ : "وَثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا : وَاثْنَانِ؟ قَالَ : "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ – رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٩٥١: ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی۔ ابوالاسود کہتے ہیں میں نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا اور تین؟ تو فرمایا تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو؟ تو فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ کیا۔ (بخاری)

١٦٤ : بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهُ اَوْلَادٌ صِغَارٌ

بَابٌ: اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

٩٥٢ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اِيَّاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩٥٢: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (بخاری، مسلم)

٩٥٣ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَتَحِلَّةُ الْقَسَمِ" قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى :"وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" وَالْوُرُوْدُ :هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَى الصِّرَاطِ ، وَهُوَ جِسْرٌ مَّنْصُوْبٌ عَلٰى ظَهْرِ جَهَنَّمَ عَافَانَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

۹۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ (بخاری، مسلم)

تَحِلَّةُ الْقَسَمِ : مراد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾۔

وُرُوْدُ : پل صراط سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ یہ پل جہنم پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عافیت میں رکھے۔

٩٥٤ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ ، قَالَ : اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا" فَاجْتَمَعْنَ ، فَاَتَاهُنَّ النَّبِيُّ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُنَّ مِنَ امْرَاَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاثْنَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۴: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی باتیں لے گئے۔ پس آپ اپنی ذات کا ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیں۔ جس میں آپ ہمیں تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی۔ آپؐ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو وہ علم سکھایا، جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اس کے لئے آگ کے درمیان پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ دو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور دو بھی۔ (بخاری و مسلم)

١٦٥ :بَابُ الْبُكَآءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقُبُوْرِ الظَّالِمِيْنَ مَصَارِعِهِمْ وَاِظْهَارِ الْاِفْتِقَارِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذٰلِكَ

بَاب: ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار

٩٥٥ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهِ - يَعْنِيْ لَمَّا وَصَلُوْا الْحِجْرَ : دِيَارَ ثَمُوْدَ - "لَا تَدْخُلُوا

۹۵۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا: جب کہ وہ حجر کے مقام پر پہنچے۔ "یہ قوم ثمود کا علاقہ ہے۔" تم ان معذب

عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَّا اَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: "لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ" ثُمَّ قَنَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اَجَازَ الْوَادِيَ.

قوموں کے علاقوں میں داخل نہ ہو۔ مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اگر تم رونے والے نہ ہو تو ان پر مت داخل ہو۔ کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مقامِ حجر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ پھر آپؐ نے سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کی رفتار کو تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔

كتاب آداب السفر

١٦٦: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَاسْتِحْبَابِهٖ اَوَّلَ النَّهَارِ

بَاب: جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا

٩٥٦: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ، لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ.

۹۵۶: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر پسند فرمانے لگے۔ (بخاری' مسلم)

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ بہت کم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں سفر فرماتے۔

٩٥٧: وَعَنْ صَخْرِ ابْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا" وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْجَيْشًا بَعَثَهُمْ مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ - وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهٗ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهٗ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۹۵۷: حضرت صخر بن وداعۃ الغامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے میں برکت عنایت فرما۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے لشکر یا بڑے لشکر کو بھیجتے تو ان کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے۔ یہ حضرت صخر تاجر تھے۔ یہ بھی اپنے مال تجارت کو دن کے پہلے حصے میں بیچتے۔ (اس کی برکت سے) مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

١٦٧: بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ

بَاب: رفقاءِ سفر کا تلاش کرنا

وَ تَأْمِيْرِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُّطِيْعُوْنَهٗ

اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب

۹۵۸ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۵۸: حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کا نقصان اتنا جان لیتے جتنا میں جانتا ہوں کبھی کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔ (بخاری)

۹۵۹ :وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۵۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکیلا سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار، دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔

ترمذی نے کہا یہ روایت حسن ہے۔

۹۶۰ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا خَرَجَ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۶۰: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تین آدمی سفر پر جائیں تو ایک کو وہ امیر بنالیں۔" حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد نے احسن سند سے روایت کی ہے۔

۹۶۱ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ، وَلَنْ يُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۶۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین چھوٹا لشکر چار سو کا ہے، بہترین بڑا لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا لشکر محض تعداد کی کمی سے ہرگز مغلوب نہ ہوگا۔" (ابوداؤد)

ترمذی نے کہا حدیث احسن ہے۔

۱۶۸ :بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السُّرٰى وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلَحَتِهَا

بَاب: سفر میں چلنے، ستانے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام وراحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور

جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھالینے کا جواز

وَجَوَازِ الْاِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَّةِ اِذَا كَانَتْ تُطِيْقُ وَاَمْرِ مِنْ قَصَّرَ فِيْ حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا

اور اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے

٩٦٢ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ ، وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا ، وَاِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَآبِّ وَمَاْوَى الْهَوَآمِّ بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰى "اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اَيِ ارْفُقُوْا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْعٰى فِيْ حَالِ سَيْرِهَا۔ وَقَوْلُهُ ، "نِقْيَهَا" هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبِالْيَآءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ وَهُوَ: الْمُخُّ ، مَعْنَاهُ اَسْرِعُوْا بِهَا حَتّٰى تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ اَنْ يَذْهَبَ مُخُّهَا مِنْ ضَنْكِ السَّيْرِ۔

"وَالتَّعْرِيْسُ" النُّزُوْلُ فِي اللَّيْلِ۔

۹۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم خوشحالی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین میں چلنے کا موقع دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو اس پر تیزی سے سفر کرو اور اس کا گودہ ختم ہونے سے پہلے منزل تک پہنچنے میں جلدی کرو اور جب تم رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر ٹھہرو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے ہیں اور رات کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانہ ہے۔ (مسلم)

اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا :چلنے میں اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تاکہ سفر کے دوران چر سکے۔

نِقْيَهَا :مغز اور گودہ یہ نون کے ساتھ اور ق کے سکون اور اس کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

مفہوم ان کا یہ ہے کہ ان کو تیز لے جاؤ تاکہ تم منزل تک ان کا گودہ ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ جو کہ راستے میں تنگی کی وجہ سے ختم ہوتا ہے۔

تَعْرِيْسُ :رات کو پڑاؤ ڈالنے اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔

٩٦٣ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ : اِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهٗ لِئَلَّا يَسْتَغْرِقَ فِي النَّوْمِ فَتَفُوْتَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا اَوْ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا۔

۹۶۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ رات کو ٹھہرتے وہی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا کہ بازو کو کھڑا کرنا یعنی صراز کرنا اس لئے تھا تاکہ دین میں استغراق نہ ہو۔ جس سے صبح کی نماز اپنے وقت یا اصل وقت سے رہ جائے۔

٩٦٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

۹۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ ، فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"الدُّلْجَةُ" السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ۔

علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم رات کو سفر کرو' اس لئے کہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے''۔ (ابوداؤد)

صحیح سند سے۔

الدُّلْجَةُ: رات کو سفر کرنا۔

٩٦٥ : وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِّنَ الشَّيْطَانِ؟" فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

٩٦٥: حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مقام پر اترتے ہیں تو وہ گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا یہ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھرنا شیطان کی شرارت ہے۔''

اس کے بعد جس مقام پر بھی اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

٩٦٦ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو – وَقِيْلَ سَهْلِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا صَالِحَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٩٦٦: حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الحنظلیہ کے نام سے مشہور تھے اور وہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پشت پیٹھ سے لگی ہوئی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان پر سواری کرو' اس حال میں کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ۔ اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔ ابو داؤد صحیح سند کے ساتھ۔

٩٦٧ : وَعَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ وَاَسَرَّ اِلَيَّ حَدِيْثًا لَّا اُحَدِّثُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ ، وَكَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهٖ هَدَفٌ اَوْ حَآئِشُ نَخْلٍ – يَعْنِيْ حَآئِطَ نَخْلٍ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا مُخْتَصَرًا ، وَزَادَ فِيْهِ الْبَرْقَانِيُّ بِاِسْنَادِ مُسْلِمٍ هٰذَا بَعْدَ قَوْلِهٖ : حَآئِشُ نَخْلٍ –

٩٦٧: حضرت ابوجعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی۔ جو میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کرتا' رسول اللہ ﷺ کو اپنی قضائے حاجت کے لئے کسی بلند چیز یا کھجور کے جھنڈ سے پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مسلم نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ اس طرح روایت کیا ہے علامہ برقانی نے مسلم کی روایت میں حَآئِشُ نَخْلٍ کے لفظ فَدَخَلَ حدیث کے آخر تک یہ الفاظ نقل کئے۔ پھر آپ انصاری کے باغ میں داخل

فَدَخَلَ حَائِطًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَإِذَا فِيْهِ جَمَلٌ ، فَلَمَّا رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ، فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ - اَیْ سَنَامَهُ - وَذِفْرَاهُ فَسَكَنَ ، فَقَالَ : "مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟" فَجَاءَ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ : هٰذَا لِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ : "اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِیْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِيَّاهَا؟ فَاِنَّهُ يَشْكُوْا اِلَیَّ اَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ كَرِوَايَةِ الْبُرْقَانِیْ۔

قَوْلُهُ "ذِفْرَاهُ" هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الْفَاءِ ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ - قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : الذِّفْرٰی : الْمَوْضِعُ الَّذِیْ يَعْرَقُ مِنَ الْبَعِيْرِ خَلْفَ الْاُذُنِ - وَقَوْلُهُ "تُدْئِبُهُ" اَیْ تُتْعِبُهُ۔

ہو گئے۔ جس میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو گڑگڑایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کوہان اور کان کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے'' اسی وقت ایک انصاری نوجوان آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکاتا ہے۔ ابوداؤد نے برقانی جیسی روایت کی ہے۔

" ذِفْرَاهُ ": یہ لفظ ذال کے کسرہ اور فا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ مفرد مؤنث ہے۔

اہل لغت نے کہا کہ یہ اونٹ کے کان کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں پر اس کو پسینہ آتا ہے۔

تُدْئِبُهُ :تھکا دینا۔

٩٦٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَّا نُسَبِّحُ حَتّٰی نَحُلَّ الرِّحَالَ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

وَقَوْلُهُ "لَا نُسَبِّحُ" :اَیْ لَا نُصَلِّی النَّافِلَةَ ، وَمَعْنَاهُ اَنَّا مَعَ حِرْصِنَا عَلَی الصَّلٰوةِ- لَا نُقَدِّمُهَا عَلٰی حَطِّ الرِّحَالِ وَاِرَاحَةِ الدَّوَآبِّ۔

۹۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب کسی مقام پر تو ہم اس وقت تک نفلی نماز نہ پڑھتے جب تک اونٹوں کے پالان نہ اتار لیتے۔ ابوداؤد نے اپنی سند اور شرطِ مسلم کے ساتھ بیان کیا۔

لَا نُسَبِّحُ :ہم نفلی نماز ادا نہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کا اتنا شوق رکھنے کے باوجود ہم اس کو کجاووں اور جانوروں کو آرام پہنچانے پر مقدم نہ کرتے۔

١٦٩ :بَابُ اِعَانَةِ الرَّفِيْقِ

بَاب: رفیق سفر کی معاونت

فِی الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيْثِ : "وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِيْهِ" وَحَدِيْثِ : "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" وَّاَشْبَاهِهِمَا :

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں مثلاً وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ (الحدیث) اور حدیث ''ہر نیکی صدقہ ہے''۔

اور اسی طرح دیگر روایات۔

٩٦٩ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ

۹۶۹: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ إِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَّشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهُ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهُ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِي فَضْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ایک سفر میں تھے جبکہ ایک سوار آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کے پاس بچا ہوا سفرخرچ ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سفرخرچ نہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی بھی بچی ہوئی چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

۹۷۰: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اَرَادَ اَنْ يَّغْزُوَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، اِنَّ مِنْ اِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَّلَا عَشِيْرَةٌ فَلْيَضُمَّ اَحَدُكُمْ اِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةَ، فَمَا لِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَّحْمِلُهُ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ يَعْنِي اَحَدِهِمْ قَالَ: فَضَمَمْتُ اِلَيَّ اثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً مَالِي اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ اَحَدِهِمْ مِّنْ جَمَلِي - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۹۷۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''اے مہاجرین و انصار کی جماعت تمہارے بھائیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جن کے پاس نہ مال ہے نہ خاندان ہیں تم میں سے کوئی ایک ایک، دو دو یا تین تین اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی۔ وہ بھی اس پر باری سے سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا۔ میرے اونٹ پر میری باری بھی اسی طرح تھی جیسے ان میں سے کسی ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

۹۷۱: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْ لَهُ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۷۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے اور کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے بٹھاتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۰: بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلسَّفَرِ!

باب ۱۷۰: سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ - لِتَسْتَوُوْا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو یاد کرو۔ جب تم ان پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا ان کو ہم ان

مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ [الزخرف:۱۲-۱۳]

کو تابع بنانے والے نہ تھے اور ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

۹۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ : "سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ' وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ـ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى' وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى - اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ' وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ" وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ : "اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۷۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اونٹ پر سفر کے لئے سیدھا بیٹھ جاتے ۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے' پھر کہتے : ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا...... لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے تابع کر دیا' ہم ان کو تابع کرنے والے نہ تھے' بے شک ہم نے اپنے ربّ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ' ہم آپ سے اس سفر کی بھلائی اور تقویٰ مانگتے ہیں اور وہ عمل جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ہمارے سفروں کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو اس سفر کا ساتھی ہے اور اہل کا تو ہی خلیفہ ہے۔ اے اللہ سفر کی مشقت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' منظر کی پریشانی سے' مال میں بڑی تبدیلی سے' اہل اور اولاد میں بُری تبدیلی سے۔ جب واپس لوٹتے تو انہیں کلمات کو دہراتے اور کچھ اضافہ فرماتے۔ ''ہم سفر سے لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے ربّ کی عبادت اور تعریف کرنے والے ہیں''۔ (مسلم)

مَعْنٰى "مُقْرِنِيْنَ" مُطِيْقِيْنَ - "وَالْوَعْثَآءُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمَدِّ وَهِىَ : الشِّدَّةُ۔ وَالْكَآبَةُ بِالْمَدِّ' وَهِىَ :تَغَيُّرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَّنَحْوِهٖ۔ "وَالْمُنْقَلَبُ" :الْمَرْجِعُ۔

مُقْرِنِيْنَ :طاقت رکھنے والے اور وَالْوَعْثَآءِ واؤ پر زبر' عین پر سکون اور اس کے بعد ثا اور الف ہ ہے یہ سختی کو کہتے ہیں اور الْكَآبَةُ مد کے ساتھ۔ غم کی وجہ سے نفس میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔

مُنْقَلَبُ :لوٹنا۔

۹۷۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ ' وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ' وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ ' وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ' وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْاَهْلِ وَالْمَالِ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ - هٰكَذَا هُوَ فِىْ

۹۷۳: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی' ناپسندیدہ واپسی' کمال کے بعد زوال' مظلوم کی بددعا' اہل وعیال اور مال میں بُرے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

صحیح مسلم میں اسی طرح ہے۔ الْحُوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ ترمذی اور نسائی میں اسی طرح ہے۔

صَحِيْحِ مُسْلِمٍ : "اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ" بِالنُّوْنِ ، وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ : وَيُرْوٰى "الْكَوْرُ" بِالرَّآءِ وَكِلَاهُمَا لَهٗ وَجْهٌ – قَالَ الْعُلَمَآءُ : وَمَعْنَاهُ بِالنُّوْنِ وَالرَّآءِ جَمِيْعًا : الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْتِقَامَةِ اَوِ الزِّيَادَةِ اِلَى النَّقْصِ: قَالُوْا : وَرِوَايَةُ الرَّآءِ مَاْخُوْذَةٌ مِنْ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ ، هُوَ لَفُّهَا وَجَمْعُهَا ، وَرِوَايَةُ النُّوْنِ مِنَ الْكَوْنِ ، مَصْدَرُ كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا : اِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ۔

ترمذی نے کہا یہ الْكَوْرُ کے ساتھ بھی ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔

علماء نے فرمایا دونوں کا معنی استقامت یا اضافے سے کمی کی طرف ہے۔

علماء نے فرمایا کہ راوالا لفظ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ سے لیا گیا جس کا معنی لپیٹنا اور جمع کرنا ہے۔

نون والی روایت میں وہ الْكَوْنِ کا مصدر ہے جس کا معنی پانا اور قرار پکڑنا ہے۔

٩٧٤ : وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ : شَهِدْتُّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِدَآبَّةٍ لِيَرْكَبَهَا ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِي الرِّكَابِ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ، ثُمَّ قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ : اَللّٰهُ اَكْبَرُ – ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ : "اِنَّ رَبَّكَ سُبْحَانَهٗ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ : اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ ، يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ : حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَهٰذَا لَفْظُ

۹۷۴: حضرت علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔ آپ نے رقاب میں پاؤں رکھ کر کہا۔ بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ۔ پھر کہا ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾۔ ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار بنانے والے نہ تھے بے شک ہم پروردگار کی طرف جانے والے ہیں''- پھر الحمد للہ تین مرتبہ کہا۔ پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ...... اِلَّا اَنْتَ۔ اے اللہ تو پاک ہے میں نے اپنے پر ظلم کیا۔ پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں۔ پھر آپ ہنسے۔ آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ کیوں ہنسے؟ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپؐ ہنسے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کیوں ہنسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تمہارا رب اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔ جب وہ یوں کہتا ہے کہ ''اے اللہ میرے گناہ مجھے بخش دے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے گناہوں کو میرے سوا اور کوئی نہیں بخشے گا۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور کہا یہ حدیث

اَبِىْ دَاوُدَ۔

حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کہا۔ یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

۱۷۱ :بَابُ تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا وَشِبْهَهَا وَتَسْبِيْحِهٖ اِذَا هَبَطَ الْاَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَنَحْوِهٖ

باب: مسافر کو بلندی پر چڑھتے' تکبیر اور گھاٹیوں وغیرہ سے اُترتے ہوئے تسبیح کرنا اور تکبیر و تسبیح میں آواز کو بلند کرنے کی ممانعت

۹۷۵ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ، وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا – رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۷۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ پڑھتے۔ (بخاری)

۹۷۶ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوْشُهٗ اِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوْا ، فَاِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا – رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۹۷۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۹۷۷ :وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ كُلَّمَا اَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ : "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :اِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوْشِ اَوِ السَّرَايَا اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ –

۹۷۷: حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس لوٹتے' جب بھی کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......وَحْدَهٗ تک پڑھتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' سجدہ کرنے والے اور اپنے ربّ کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دی۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں۔ جب لشکر کے چھوٹے دستوں یا حج یا عمرے سے لوٹتے۔

قَوْلُهٗ :"اَوْفٰى" :اَيِ ارْتَفَعَ وَقَوْلُهٗ "فَدْفَدٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْفَاءَيْنِ بَيْنَهُمَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ وَاٰخِرُهٗ دَالٌ اُخْرٰى وَهُوَ : الْغَلِيْظُ الْمُرْتَفِعُ

اَوْفٰى :بلند ہونا۔ فَدْفَدٍ دونوں فا پر زبر اور دال ساکن ہے۔

مِنَ الْاَرْضِ۔

۹۷۸ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :یا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِیْ ، قَالَ : "عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ ، وَالتَّكْبِیْرِ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ ، وَهَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۹۷۹ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ ، فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :یَا اَیُّهَا النَّاسُ : اَرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ، اِنَّهُ مَعَكُمْ اِنَّهُ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اَرْبَعُوْا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ : اَیِ ارْفَقُوْا بِاَنْفُسِكُمْ۔

۱۷۲ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِی السَّفَرِ

۹۸۰ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ :دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ - وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ :"عَلٰی وَلَدِهٖ"۔

۱۷۳ :بَابُ مَا یَدْعُوْ اِذَا خَافَ

اونچی زمین اس کا معنی ہے۔

۹۷۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہو۔ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ لازم پکڑو اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہو۔'' جب آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ ''اے اللہ اس کے لئے فاصلے کو سمیٹ دے اور سفر آسان کر دے۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۹۷۹: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنے آپ کو آسانی دو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بات کو سننے والا اور قریب ہے۔'' (بخاری و مسلم)

اَرْبَعُوْا :با کے زبر کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی اپنے آپ کو آرام پہنچانا۔

بَابٌ: سفر میں دُعا کا استحباب

۹۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک نہیں:

(۱) مظلوم کی دعا

(۲) مسافر کی دعا

(۳) والد کی دعا بیٹے کے خلاف۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں عَلٰی وَلَدِهٖ کے الفاظ ہیں۔

بَابٌ: جب لوگوں سے خطرہ ہو

نَاسًا اَوْ غَيْرَهُمْ

تو کیا دُعا کرے۔

٩٨١ : عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالنَّسَآئِىُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٩٨١: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے خطرہ ہوتا تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ ...... شُرُوْرِهِمْ" تک اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد' نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

١٧٤ : بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً

بَابٌ: جب کسی مقام پر اُترے تو کیا کہے؟

٩٨٢ : عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ : اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ : لَمْ يَضُرَّهُ شَىْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩٨٢: خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو کسی مقام پر اترا۔ پھر یہ دعا پڑھ لی: "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" کہ میں اللہ کے کامل کلمات سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔'' تو اس کو اس مقام پر کوئی چیز کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم)

٩٨٣ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ : "يَا اَرْضُ! رَبِّىْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ ، وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

٩٨٣: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر ہوتے اور رات آ جاتی تو یوں دعا فرماتے: "يَا اَرْضُ ...... مَا وَلَدَ :'' کہ اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے' تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں' میں شیر اور سانپ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور سانپ اور بچھو اور علاقے کے رہنے والے اور والد اور اس کی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

"وَالْاَسْوَدُ" : اَلشَّخْصُ – قَالَ الْخَطَّابِىُّ: "وَسَاكِنُ الْبَلَدِ" : هُمُ الْجِنُّ الَّذِيْنَ هُمْ سُكَّانُ الْاَرْضِ – قَالَ : وَالْبَلَدُ مِنَ الْاَرْضِ مَا كَانَ مَاْوَى الْحَيَوَانِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ بِنَاءٌ وَّمَنَازِلُ : قَالَ: وَيَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ" اِبْلِيْسُ: "وَمَا وَلَدَ" الشَّيَاطِيْنُ۔

اَلْاَسْوَدُ : سے مراد شخص ہے۔

خطابی نے کہا سَاكِنُ الْبَلَدِ سے مراد وہ جن ہیں جو زمین پر رہتے ہیں اور بَلَدُ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوان ہوں خواہ وہاں تعمیر اور مکانات نہ ہوں اور ممکن ہے وَالِدِ سے مراد ابلیس اور وَلَدَ سے مراد شیاطین ہوں۔

١٧٥ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيْلِ

بَابٌ: مسافر کو اپنی ضرورت پوری

الْمُسَافِرِ الرُّجُوْعِ اِلٰی اَهْلِهٖ اِذَا قَضٰی حَاجَتَهٗ

کر کے جلدی لوٹنا مستحب ہے

٩٨٤ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ : یَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ ، وَشَرَابَهٗ ، وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَهْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"نَهْمَتَهٗ "نَهْمَتَهٗ" مَقْصُوْدَهٗ۔

۹۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے' سفر کرنے والے کو وہ کھانے پینے اور نیند سے روکتا ہے۔'' جب تم میں کوئی اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے' چاہئے کہ وہ اپنے گھر جلدی لوٹے۔ (بخاری' مسلم)

"نَهْمَتَهٗ" : مقصد۔

١٧٦ : بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُوْمِ عَلٰی اَهْلِهٖ نَهَارًا وَّكَرَاهَتِهٖ فِی اللَّیْلِ لِغَیْرِ حَاجَتِهٖ

بَاب: اپنے گھر میں سفر سے دن میں واپس لوٹنا چاہئے رات کو بلاضرورت گھر آنے کی کراہت:

٩٨٥ : عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَیْبَةَ فَلَا یَطْرُقَنَّ اَهْلَهٗ لَیْلًا" وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ یَّطْرُقَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ لَیْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۸۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو گھر سے غائب ہوئے عرصہ گزر جائے تو وہ اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔'' ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ رات کو آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (بخاری' مسلم)

٩٨٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَیْلًا ، وَكَانَ یَاْتِیْهِمْ غُدْوَةً اَوْ عَشِیَّةً ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"الطُّرُوْقُ" : الْمَجِیْءُ فِی اللَّیْلِ۔

۹۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں رات کو نہیں آتے تھے بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت تشریف لاتے۔ (بخاری و مسلم)

الطُّرُوْقُ : رات کو آنا۔

١٧٧ : بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ وَاِذَا رَاٰی بَلْدَتَهٗ

بَاب: جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟

فِیْهِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِیْ بَابِ تَكْبِیْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَایَا۔

اس میں ایک تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو باب تَكْبِیْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَایَا میں گزری۔

٩٨٧ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا كُنَّا

۹۸۷: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضورؐ کی معیت میں سفر سے لوٹے جب ہم مدینہ کے نواح میں پہنچے تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی:

بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ : "اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حٰمِدُوْنَ" فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

''ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے اور توبہ کرانے والے ہیں' عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں'' آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

۱۸۷ :بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَآءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِیْ فِیْ جَوَارِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

باب: سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا اور اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

۹۸۸ :عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۹ :بَابُ تَحْرِيْمِ سَفَرِ الْمَرْاَةِ وَحْدَهَا

باب: عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت

۹۸۹ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لئے حلال نہیں۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے کرے۔ (بخاری و مسلم)

۹۹۰ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ : "لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَاِنِّیْ اكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ : "انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے' مگر یہ کہ اس کا محرم ہو۔'' ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میری عورت حج کو جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟ فرمایا: ''تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر''۔ (بخاری و مسلم)

كتاب الفضائل

۱۸۰ :بَابُ فَضْلِ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ

باب: قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

۹۹۱ :عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا

۹۹۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے

لِاَصْحَابِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

گا''۔ (مسلم)

۹۹۲ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يُؤْتٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۲: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قیامت کے دن قرآن اور وہ قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے ان کو لایا جائے گا۔ سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی''۔

(مسلم)

۹۹۳ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۹۳: حضرت عثمان عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا''۔ (بخاری)

۹۹۴ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ ، وَالَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھنے کا ماہر ہے۔ وہ بزرگ نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے۔ اس کو دوگنا اجر ملے گا۔ (بخاری ومسلم)

۹۹۵ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ : رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَاُ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید پڑھنے والے مؤمن کی مثال ترنجن جیسی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور ذائقہ عمدہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے کہ ان کی خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ میٹھا ہے اور منافق کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہے' نیاز بو (خوشبودار پودا) جیسی ہے کہ خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے کہ نہ اس کی خوشبو ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔

(بخاری ومسلم)

۹۹۶ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا

۹۹۶: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ

الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سے بہت سے لوگوں کو سربلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا''۔ (مسلم)

۹۹۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ ' وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْاٰنَآءِ" :السَّاعَاتُ۔

۹۹۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رشک دو آدمیوں پر جائز ہے۔ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ رات کو اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو۔ جسے وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہو''۔ (بخاری و مسلم)

''اَلْاٰنَآءِ'': گھڑیاں' اوقات۔

۹۹۸ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَجُلٌ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ ' فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا ' وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ مِنْهَا - فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ :تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الشَّطَنُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّآءِ الْمُهْمَلَةِ :الْحَبْلُ۔

۹۹۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور ان کے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس سے قریب تر ہونے لگا تو اس کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے اتری''۔ (بخاری و مسلم)

الشَّطَنُ: شین کا فتحہ اور ط نقطہ کے بغیر' رسّی۔

۹۹۹ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ ' وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ : الٓمّٓ حَرْفٌ ' وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ ' وَمِيْمٌ حَرْفٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۹۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتاب اللہ کا ایک حروف تلاوت کیا۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ﴿الم﴾ ایک حرف لیکن الف ایک حرف' لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے''۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۰۰ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ' وَ قَالَ : حَدِيْثٌ

۱۰۰۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے''۔ (ترمذی)

حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۰۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ : اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۸۱ :بَابُ الْاَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ تَعْرِيْضِهٖ لِلنِّسْيَانِ

۱۰۰۲ :عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۳ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْاِسْتِمَاعِ لَهَا

۱۰۰۴ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "اَذِنَ اللّٰهُ" : اَيِ اسْتَمَعَ وَهُوَ

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :''قرآن والے کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ اس آخری آیت پر ہے جس کو تو پڑھے گا''۔(ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَاب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

۱۰۰۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:''اس قرآن کی حفاظت کرو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے وہ نکل جانے میں اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسّی میں بندھا ہو (اور کھل جائے)''۔(بخاری ومسلم)

۱۰۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قرآن والے کی مثال رسّی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر اس نے اس کی نگہبانی کی تو اس کو روک لیا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہ چلا گیا''۔

(بخاری ومسلم)

بَاب: قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست اور توجہ سے سننا

۱۰۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے :''اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کی طرف کان نہیں لگاتا جس طرح اس خوش آواز پیغمبر کی طرف کان لگاتا ہے' جو قرآن کو باوازِ بلند پڑھتا ہو''۔(بخاری ومسلم)

اِشَارَةٌ اِلَى الرِّضَآءِ وَالْقُبُوْلِ۔

اَذِنَ اللّٰهُ : کان لگانا' اشارہ قبولیت ورضا مندی کی طرف ہے۔

۱۰۰۵ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ : "لَوْ رَاَيْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَآءَتِكَ الْبَارِحَةَ"۔

۱۰۰۵: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں داؤد علیہ السلام کے سُروں میں سے ایک سُر ملی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے گزشتہ رات اپنی قراءت سنتے ہوئے دیکھ لیتے۔ (تو بہت خوش ہوتے)۔

۱۰۰۶ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ فِی الْعِشَآءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۶: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ پس میں نے آپؐ سے زیادہ اچھی آواز والا کبھی نہیں سنا۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِيْرِ ابْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

مَعْنٰی "يَتَغَنّٰی" يُحَسِّنُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ۔

۱۰۰۷: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔

يَتَغَنّٰی: قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا۔

۱۰۰۸ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اِقْرَاْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ" فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ : "اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِیْ" فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰيَةِ : "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا" قَالَ : "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی اکرمؐ نے فرمایا ''مجھے تم قرآن پڑھ کر سناؤ۔'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپؐ کو پڑھ کر سناؤ حالانکہ آپؐ پر قرآن اترا؟ فرمایا ''میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔'' چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔ ﴿فَكَيْفَ ...... شَهِيْدًا﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپؐ کو گواہ بنائیں گے۔'' آپؐ نے فرمایا ''اب تم بس کرو۔'' جب میں نے آپ کی طرف نگاہ دوڑائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۳ : بَابُ فِی الْحَثِّ عَلٰی سُوَرٍ وَّاٰيَاتٍ مَّخْصُوْصَةٍ

بَابٌ: خاص آیات وسورہ پر آمادہ کرنا

١٠٠٩ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ :لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْآنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَاَخَذَ بِیَدِیْ ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ : یا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْآنِ؟ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٠٠٩: حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیا میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی عظیم الشان سورۃ نہ سکھا دوں؟‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نکلنے لگے۔ میں نے کہا ’’یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو قرآن کی ان عظیم الشان سورتوں کو نہ سکھا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ہے یہ سات دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا‘‘۔ (بخاری)

١٠١٠ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ قِرَآءَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ " وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ : "اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ فِیْ لَیْلَةٍ" فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ وَ قَالُوْا : اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٠١٠: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ’’بے شک یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے‘‘۔ ایک اور حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ’’کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ قرآن کا تیسرا حصہ ایک رات کو پڑھے۔‘‘ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: ’’ہم میں کون یا رسول اللہ ﷺ اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے‘‘۔ (بخاری)

١٠١١ : وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَاُ : "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلُ یَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٠١١: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا۔ جب صبح ہوئی اس نے آ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ آدمی اس کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’مجھے اس ذات کی قسم ہے، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔‘‘ (بخاری)

١٠١٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ: "اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠١٢: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ’’یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔‘‘ (مسلم)

١٠١٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" قَالَ :"اِنَّ حُبَّهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ– وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا۔

۱۰۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا:''بے شک اس کی محبت جنت میں لے جائے گی۔''(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔

١٠١٤ :وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۴: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''کیا تم نے ان آیات میں غور نہیں کیا جو اس رات اُتریں کہ ان جیسی پہلے معلوم نہیں؟''کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی''۔اور''کہو پناہ مانگتا ہوں میں آسمانوں کے رب کی''۔(مسلم)

١٠١٥ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ ، فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۱۵: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی آنکھ سے پناہ مانگتے۔ یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اتریں جب یہ دونوں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔(ترمذی)

یہ حدیث احسن ہے۔

١٠١٦ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مِنَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةٌ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ" وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ :"تَشْفَعُ"۔

۱۰۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قرآن میں تیس آیات والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک آدمی کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ﴾ (یعنی سورۃ الملک) ہے۔(ابو داؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد کی روایت میں تَشْفَعُ ہے یعنی سفارش کرے گی۔

١٠١٧ :وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "قَالَ مَنْ قَرَاَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۷: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھی تو یہ اس کے لئے رات بھر کفایت کریں گی''۔(بخاری ومسلم)

قِيلَ: كَفَتَاهُ الْمَكْرُوهَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَقِيلَ كَفَتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ۔

بعض نے اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کیلئے کافی ہو جائیں گی۔بعض نے کہا تہجد کیلئے کافی ہو جائیں گی۔

۱۰۱۸ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِىْ تُقْرَاءُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے''۔(مسلم)

۱۰۱۹ : وَعَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِىْ اَىُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟ قُلْتُ : اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ، فَضَرَبَ فِىْ صَدْرِىْ وَقَالَ : "لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے کہا ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (یعنی آیت الکرسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔''(مسلم)

۱۰۲۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ : لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ : اِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَعَلَىَّ عِيَالٌ، وَبِىْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ - فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ - فَقَالَ : "اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ" فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَصَدْتُهُ - فَجَآءَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَعْنِىْ فَاِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ - فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ

۱۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوۃ یعنی صدقہ فطر کا نگران بنایا۔میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کھانے کے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں' مجھے سخت ضرورت تھی' میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں صبح کی تو آپ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کا عذر کیا لہٰذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ''اس نے تم سے جھوٹ بولا'' وہ عنقریب واپس آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا تھا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ میں نے کہا میں تمہیں ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو' میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ پھر دوبارہ نہیں آؤں گا' مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو جانے دیا۔ میں صبح

لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَقَالَ : فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَةَ - فَجَآءَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُّهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّكَ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ! فَقَالَ : دَعْنِيْ فَاِنِّيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا ، قُلْتُ : مَا هُنَّ؟ قَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَقَالَ: مَا هِيَ؟ " فَقُلْتُ : قَالَ لِيْ : اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ : "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" وَقَالَ لِيْ : لَا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ، وَلَنْ يَّقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَمَا اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ : لَا - قَالَ : "ذَاكَ شَيْطَانٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی۔ جس پر مجھے رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا'' اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور عنقریب لوٹے گا۔'' پس میں نے اس کا تیسری مرتبہ انتظار کیا تو وہ آ کر دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا ضرور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے تُو کہتا ہے کہ واپس نہیں لوٹے گا؟ پھر لوٹتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو' میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تمہیں فائدہ دیں گے۔ میں نے کہا' وہ کیا؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو۔ بے شک تم پر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہو گا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: ''تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھے فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا' اس نے یہ بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو۔ پھر مجھے کہا کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب ہرگز نہیں آئے گا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اچھی طرح سنو بے شک اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے'' اے ابو ہریرہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون رہا؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

۱۰۲۱ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ

۱۰۲۱: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ الکہف کی دس پہلی آیات یاد کر لیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

الدَّجَّالِ" وَفِي رِوَايَةٍ : "مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ایک روایت میں ہے سورۃ الکہف کی آخری آیات۔ دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

١٠٢٢ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِّنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ : هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْيَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ : هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ : اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ : فَاتِحَةُ الْكِتَابِ ، وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ، لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"النَّقِيْضُ" : الصَّوْتُ۔

١٠٢٢: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا۔ ''یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس سے ایک فرشتہ اترا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے' جو آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا چنانچہ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے: ۱) سورۃ الفاتحہ' ۲) اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دی جائے گی۔

النَّقِيْضُ :آواز

١٨٤ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَآءَةِ

باب: قراءت کے لئے جمع ہونے کا استحباب

١٠٢٣ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ ، اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٢٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو لوگ اللہ کے گھر میں سے کسی گھروں میں قرآن کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں اس کی تکرار (اعادہ) کرتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتے ہیں۔ (مسلم)

١٨٥ :بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

باب: وضو کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ...... اِلٰى قَوْلِهٖ ...... مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ ، وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو' تو اپنے چہرے کو دھوؤ...... آیت کے آخر تک...... اللہ نہیں چاہتے کہ تمہیں تنگی میں ڈالے' لیکن اللہ چاہتے ہیں کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے تا کہ تم شکرگزار ہو

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ [المائدة :٦]

جاؤ''۔(المائدہ)

١٠٢٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اُمَّتِیْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا''میری اُمت قیامت کے دن وضو کے نشانات کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں سے بلائی جائے گی جو آدمی تم میں سے اپنی روشنی کو طویل کرسکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔(بخاری و مسلم)

١٠٢٥ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ خَلِيْلِیْ ﷺ يَقُوْلُ : "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا''مومن کا زیور (جنت میں) وہاں تک ہوگا' جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔''(مسلم)

١٠٢٦ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی''۔

(مسلم)

١٠٢٧ :وَعَنْهُ قَالَ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۲۷: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ پھر کہا جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنے کا ثواب ظاہر ہے۔(مسلم)

١٠٢٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ" اَوِ الْمُؤْمِنُ۔ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ

۱۰۲۸: حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:''جب مسلم یا مومن بندہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ' جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا' پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کا ہر گناہ' جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے' پانی یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ' جس کی طرف چل کر گیا' پانی کے ساتھ یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے

مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۹ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَی الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ، وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا" قَالُوْا : اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِیْنَ لَمْ یَاْتُوْا بَعْدُ" قَالُوْا: کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ یَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ : "اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَیْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَیْنَ ظَهْرَیْ خَیْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا یَعْرِفُ خَیْلَهٗ؟" قَالُوْا : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : فَاِنَّهُمْ یَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۰ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا، وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ : "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ ، وَکَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ، فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ ، فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۱ :وَعَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ فِیْ بَابِ الصَّبْرِ – وَفِی الْبَابِ حَدِیْثُ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِیْ اٰخِرِ بَابِ الرَّجَآءِ ، وَهُوَ حَدِیْثٌ عَظِیْمٌ ، مُشْتَمِلٌ

یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

۱۰۲۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں پہنچ کر فرمایا: ''سلام ہو تم پر اے مؤمن گھر والو' بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں' میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: ''تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپؐ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپؐ کی امت میں ابھی تک نہیں آئے۔ فرمایا ''تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے سیاہ گھوڑوں میں پانچ کلیان گھوڑے ہوں' کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''وہ وضو کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ میدانِ محشر میں آئیں گے اور میں ان کا حوض پر استقبالی ہوں گا۔'' (مسلم)

۱۰۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں ایسی بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ غلطیاں مٹاتے ہیں اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کو مکمل کرنا ناپسندیدگی (وقت اور موسم کی رکاوٹ) کے باوجود' مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔'' (مسلم)

۱۰۳۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' طہارت (یعنی پاکیزگی) ایمان کا حصہ ہے۔'' (مسلم)

یہ روایت تفصیل سے باب الصبر میں گزری اور اس باب الرجا کے آخر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اور وہ بڑی عظیم روایت ہے جو بہت سے کاموں پر مشتمل

عَلٰی جُمَلٍ مِّنَ الْخَیْرَاتِ۔

۱۰۳۲ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ – اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ – ثُمَّ قَالَ : اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ – وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃُ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَآءَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ – وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ"۔

ہے۔

۱۰۳۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں جو آدمی وضو کرے، مکمل وضو کرے، پھر کہے : اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ...... آخر تک۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے وہ داخل ہو۔'' (مسلم)

ترمذی میں یہ الفاظ زائد ذکر کیے: ''اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے''۔

۱۸۶ : بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ

باب: اذان کی فضیلت

۱۰۳۳ : عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا عَلَیْہِ ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّھْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْہِ ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلْاِسْتِھَامُ" : اَلْاِقْتِرَاعُ۔ "وَالتَّھْجِیْرُ" : اَلتَّبْکِیْرُ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔

۱۰۳۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں اس فضیلت کو جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے تو پھر وہ کوئی چارہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں۔ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اوّل وقت میں فضیلت ہے تو ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر لوگ جان لیں جو عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ہے تو ضرور ان دونوں میں آئیں خواہ ان کو گھٹنوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْاِسْتِھَامُ : قرعہ اندازی۔

اَلتَّھْجِیْرُ: نماز کی طرف جلدی آنا۔

۱۰۳۴ : وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۴: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اذان دینے والوں (یعنی مؤذن) کی قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنیں ہوں گی''۔ (مسلم)

۱۰۳۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَۃَ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ

۱۰۳۵: حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا: ''میں تمہیں

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ : "اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِیْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ- فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ" وَلَا اِنْسٌ ، وَلَا شَيْءٌ ، اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ : سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

دیکھتا ہوں تم بکریاں اور جنگل پسند کرتے ہولہٰذا جب تم اپنی بکریوں میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کرلو مؤذن کی آواز کی حد تک۔ جو بھی جن' انسان یا کوئی اور چیز اس کو سنے گی تو قیامت کے دن اُس کی گواہی دیں گے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

(بخاری)

١٠٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ ، فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِیَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ : اذْكُرْ كَذَا - وَذْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"التَّثْوِيْبُ" الْاِقَامَةُ۔

١٠٣٦: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اوراس کی ہوا خارج ہوتی ہے تا کہ وہ اذان نہ سنے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس لوٹتا ہے یہاں تک کہ تکبیر پوری ہوتی ہے تو پھر واپس لوٹتا ہے تا کہ آدمی اور اُس کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ وہ یوں کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو' فلاں چیز کو یاد کرو جو اس سے پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھیں؟ (بخاری ومسلم)

''التّثوِیبُ'': اقامت۔

١٠٣٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهُ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُوا عَلَیَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٣٧: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم مؤذن کو سنو (اذان دیتے ہوئے) تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو' اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلے کا سوال کرو' یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (مسلم)

١٠٣٨ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۳۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

١٠٣٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ ، وَالْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۰۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اذان سن کر یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ ......''۔ ''اے اللہ! جو اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کا رب ہے' تو محمد (ﷺ) کو مقام وسیلہ اور فضیلت عنایت فرما اور ان کو مقامِ محمود پر مقرر فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔'' اس کو میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی۔ (بخاری)

١٠٤٠ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ : "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ، غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۰: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مؤذن سے اذان سن کر یہ کلمات کہے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ......''۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں' میں اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔'' اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مسلم)

١٠٤١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلدُّعَآءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۴۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا ردّ نہیں کی جاتی۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

١٨٧ : بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ

بَاب: نمازوں کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنكبوت:٤٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' (العنکبوت)

١٠٤٢ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَرَاَيْتُمْ لَوْ

۱۰۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے

اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟" قَالُوْا : لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ: "فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دروازے پر نہر ہو' جس سے وہ پانچ مرتبہ دن میں غسل کرتا ہو' کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی حال پانچ نمازوں کا ہے' اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۴۳ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ جَارٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی مثال اس جاری گہری نہر کی طرح ہے' جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔'' (مسلم)

"الْغَمْرُ"بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ :الْكَثِيْرُ۔

اَلْغَمْرُ: غین کی زبر کے ساتھ' اس کا معنی زیادہ اور گہری ہے۔

۱۰۴۴ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" فَقَالَ الرَّجُلُ : اِلَىَّ هٰذَا؟ قَالَ : "لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ ...... ﴾ آخر تک۔ "اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ اوقات میں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرنے والی ہیں۔'' اس آدمی نے کہا: کیا فقط یہ میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کے لئے۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۴۵ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ ، كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَآئِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک' یہ درمیان کے لئے کفارہ ہے۔ جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔'' (مسلم)

۱۰۴۶ :وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا، وَخُشُوْعَهَا ، وَرُكُوْعَهَا ، اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ

۱۰۴۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آ جائے پھر وہ اچھے طریقہ (اعضاء کو عمدہ طریقے سے مکمل دھونا) سے وضو کرے اور خشوع (دلی آمادگی) کے ساتھ رکوع کرے تو وہ نماز اس کے لئے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی جب

تُوْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر زمانہ میں رہتا ہے۔ (مسلم)

۱۸۸ :بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ!

بَابٌ: نمازِ صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت

۱۰۴۷ :عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْبُرْدَانِ" :الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

۱۰۴۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

اَلْبُرْدَانَ : صبح اور عصر کی نماز۔

۱۰۴۸ :وَعَنْ اَبِیْ زُهَيْرٍ عُمَارَةَ ابْنِ رُوَيْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا" يَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۸: حضرت ابو زہیر عمارہ ابن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہرگز ایسا شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔'' (مسلم)

۱۰۴۹ :وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَا يَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۴۹: حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے' پس دیکھ لے اے ابنِ آدم کہ اللہ تجھ سے ہرگز اپنے ذمہ میں جو چیز ہے اس کے بارے میں باز پرس نہ کرے''۔ (مسلم)

۱۰۵۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ ' وَيَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ' ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ – وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ – كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ" وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر تم میں وہ رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں جن سے اللہ پوچھتے ہیں' حالانکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں' کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۵۱ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى

۱۰۵۱: حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ :"فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ"

فرمایا: ''بے شک تم عنقریب اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی دِقت اور مشقت نہیں۔ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو تم ضرور (ادا) کرو۔'' (بخاری و مسلم) ایک روایت ہے کہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرف آپ ﷺ نے دیکھا۔

١٠٥٢ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵۲: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔ (بخاری)

١٨٩ : بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

بَاب ۱۸۹: مساجد کی طرف جانے کی فضیلت

١٠٥٣ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو صبح سویرے یا شام کو مسجد میں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ جب بھی صبح یا شام کو وہ جائے۔'' (بخاری و مسلم)

١٠٥٤ : وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَضٰى اِلٰى بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِّنْ فَرَآئِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطُوَاتُهٗ اِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَّالْاُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں گیا تا کہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو پورا کرے' اس کے قدموں میں سے ہر قدم گناہوں کو مٹاتا اور دوسرا قدم درجے کو بلند کرتا ہے۔'' (مسلم)

١٠٥٥ : وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ ، وَكَانَتْ لَهٗ تُخْطِئُهٗ صَلٰوةٌ فَقِيْلَ لَهٗ : لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لِتَرْكَبَهٗ فِي الظَّلْمَآءِ وَفِي الرَّمْضَآءِ قَالَ : مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُّكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"قَدْ

۱۰۵۵: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا مجھے معلوم نہیں کہ کسی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو' جتنا اُس کا' مگر اس کی ایک نماز بھی نہیں رہتی تھی۔ اس کو کہا گیا کہ اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر سوار ہو کر اندھیرے اور سخت گرمی میں آ سکے (تو بہت مناسب ہے)۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو' میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور میرا اپنے گھر کی طرف لوٹنا لکھا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما

جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

دیا ہے۔" (مسلم)

١٠٥٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ : "بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ : " بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ، آثَارُكُمْ" فَقَالُوْا : مَا يَسُرُّنَا اِنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ۔

۱۰۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے گرد زمین کے کچھ ٹکڑے خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے چاہا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔" انہوں نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ، ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اے بنوسلمہ! تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔" انہوں نے عرض کیا، پھر ہمیں پسند نہیں کہ ہم منتقل ہوں۔ (مسلم)

بخاری نے اسی مفہوم کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

١٠٥٧ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَيْهَا مَمْشًى فَاَبْعَدُهُمْ - وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِيْ يُصَلِّيْهَا ثُمَّ يَنَامُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۵۷: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک نماز کے اجر میں وہ آدمی سب سے بڑھ کر ہے، جو نماز کے لئے دور سے چل کر آتا ہے، پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دُور سے چل کر آتا ہے اور وہ آدمی جو نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے وہ اس سے اجر میں بہت بڑھ کر ہے جو نماز پڑھے، پھر سو جائے۔ (بخاری ومسلم)

١٠٥٨ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "بَشِّرُوا الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۵۸: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل روشنی کی خوشخبری دے دو۔" (ابوداوٗد، ترمذی)

١٠٥٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا ، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ : "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ

۱۰۵۹: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں مٹا دیں اور درجات بلند کر دیں گے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ؟۔ آپؐ نے فرمایا: "مشقتوں کے باوجود وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے۔ پس یہی رباط ہے۔ (مسلم) اِسْبَاغُ وُضُو:

بَعْدَ الصَّلٰوةِ ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

دھونے والے اعضا کو مکمل دھونا' مسح پورا کرنا' وضو کے تمام آداب اور معاملات کا خیال کرنا۔ عَلٰی کا لفظ یہاں مع کے معنی میں ہے۔

١٠٦٠ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ" قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" الْاٰيَةَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١٠٦٠: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو' اس کے ایمان کی گواہی دو۔'' کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''بے شک مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

١٩٠ : بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

باب : انتظار نماز کی فضیلت

١٠٦١ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَّنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٦١: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو گھر والوں کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

١٠٦٢ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَّا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ ، تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٠٦٢: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس وقت تک اس آدمی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے اور جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو وہ یوں کہتے ہیں: ''اے اللہ اس کو بخش دے' اے اللہ اس پر رحم فرما''۔ (بخاری)

١٠٦٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ : "صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُّنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٠٦٣: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کی پھر ہماری طرف نماز کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا: ''لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو۔'' (بخاری)

١٩١ : بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باب : باجماعت نماز کی فضیلت

١٠٦٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ

١٠٦٤: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت سے نماز' الگ نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے''۔

دَرَجَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(بخاری ومسلم)

١٠٦٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ، فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ – وَلَا يَزَالُ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

١٠٦٥: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت سے نماز اس کے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جب آدمی نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف گیا۔ اس کو نماز کے سوا کسی چیز نے نہیں نکالا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کرتے اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہے اور جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے کہتے رہتے ہیں: ''اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما' اے اللہ اس پر مہربانی فرما''۔ اور اس وقت تک وہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔'' (بخاری ومسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

١٠٦٦ : وَعَنْهُ قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَيْسَ لِیْ قَائِدٌ يَّقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ، فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرَخِّصَ لَهٗ فَيُصَلِّیَ فِیْ بَيْتِهٖ، فَرَخَّصَ لَهٗ، فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ: "هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: "فَاَجِبْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٦٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لائے۔ اس نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ اس کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپؐ نے اس کو بلا کر فرمایا: ''کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس کو قبول کر۔ (مسلم)

١٠٦٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ – وَقِيْلَ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ؟ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَسْمَعُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ فَحَيَّهَلًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ – بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

١٠٦٧: حضرت عبداللہ بعض نے کہا عمرو بن قیس' جو کہ ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں' سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ (یعنی آؤ نماز کی طرف) اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (یعنی آؤ فلاح کی طرف) سنتا ہے پس تو مسجد کی طرف آ۔''

(ابوداؤد) سند حسن کے ساتھ۔

وَمَعْنٰى "حَيَّهَلًا" تَعَالَ۔

حَیَّھَلًا: تو آ۔

١٠٦٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَبِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٦٨: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ لکڑیاں لانے والے کوحکم دوں جو اکٹھی کی جائیں۔ پھرنماز کا حکم دوں جس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کوحکم دوں کہ وہ لوگوں کوامامت کروائے اور میں ان آدمیوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں نہیں آتے) پس میں ان سمیت ان کے گھروں کوآگ لگادوں۔'' (بخاری ومسلم)

١٠٦٩ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَيْتِهٖ ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِی الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ : "اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى ، وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ۔

١٠٦٩: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اللہ سے فرمانبرداری کی حالت میں ملےتو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی نگہبانی کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے اور بے شک وہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگرتم اسی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنےلگو جس طرح پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہےتو تم نے اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگرتم اپنے پیغمبرؐ کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا' سوائے اس منافق کے جس کا نفاق مشہور ہو۔ تحقیق آدمی کو لایا جاتا جبکہ دو آدمی اس کو سہارا دیئے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔'' (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اوران ہدایت کے طریقوں میں ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

١٠٧٠ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْيَةٍ وَّلَا بَدْوٍ وَّلَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ – فَعَلَيْكُمْ

١٠٧٠: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی اگر رہتے ہوں اوران میں جماعت نہ قائم کی جاتی ہوتو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم کرو' پس بے

بِالْجَمَاعَةِ ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

شک بھیڑیا دور والی بکری (جو اپنے گلہ سے علیحدہ ہو کر بھٹکی جائے) کو کھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

١٩٢ :بَابُ الْحَثِّ عَلٰى حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِى الصُّبْحِ وَالْعِشَآءِ

بَاب: صبح وعشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

١٠٧١ :عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِىْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِىْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فِىْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ ، وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ وَالْفَجْرَ فِىْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ" قَالَ التِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١٠٧١: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی' اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی''۔ (مسلم)

ترمذی کی روایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا' تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔'' (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٠٧٢ :وَعَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِى الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ۔

١٠٧٢: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو عشاء اور صبح کی نماز کا علم ہو جاتا کہ اس میں کیا ثواب ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لئے اگر گھٹنوں کے بل آنا پڑتا تو بھی آتے۔'' (بخاری ومسلم) مفصل روایت ١٠٣٣ میں گزری۔

١٠٧٣ : وَعَنْ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَيْسَ صَلٰوةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٧٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''عشاء اور فجر سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر بھاری نہیں' اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ گھٹنوں کے بل''۔ (بخاری ومسلم)

١٩٣ :بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَالنَّهْيِ الْأَكِيْدِ وَالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ فِىْ

بَاب: فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم اور ان کے چھوڑنے میں

تَرْكِهِنَّ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [البقرة:٢٣٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [التوبة:٥]

١٠٧٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ :"اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ :ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ :"بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٧٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ :شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٧٦ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٧٧ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : "اِنَّكَ تَاْتِىْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ،

سخت وعید وتاکید

اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشادفرمایا:''تم نمازوں کی حفاظت کرو' خاص طور پر درمیانی نماز میں۔'' (البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:''اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔'' (التوبہ)

۱۰۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا۔کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:''وقت پر نماز۔'' میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا:''والدین کے ساتھ اچھا سلوک'' میں نے کہا پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا:''اللہ کی راہ میں جہاد۔'' (بخاری ومسلم)

۱۰۷۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۴) رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۷۶: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیں' نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ فرمالئے۔مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔'' (بخاری ومسلم)

۱۰۷۷: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا:''جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں پس ان کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دینا' اگر وہ اس کو تسلیم

فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاۗءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ ، فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کرلیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کرلیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کرلیں تو ان کے عمدہ مال (بطور زکوٰۃ) لینے سے خود کو روکے رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

۱۰۷۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔'' (مسلم)

۱۰۷۹ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ؟ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۷۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا پس اس نے کفر کیا۔'' (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۸۰ : وَعَنْ شَقِيْقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰى جَلَالَتِهٖ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ – رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْاِيْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۰۸۰: حضرت شقیق بن عبداللہ رحمتہ اللہ' جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک) نماز کے۔'' (ترمذی)

کتاب الایمان میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

۱۰۸۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ، فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَاِنِ انْتُقِصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ : اُنْظُرُوْا

۱۰۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلا عمل جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے' اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوئی تو رب ذوالجلال والاکرام فرمائیں گے: ''دیکھو میرے بندے کے (کچھ) نوافل (بھی) ہیں

هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتُقِصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ؟ ثُمَّ تَکُوْنُ سَآئِرُ اَعْمَالِهٖ عَلٰی هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

پس فرضوں کی کمی کو نوافل سے بھر دیا جائے گا؟'' پھر اس کے سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۱۹۳: بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَّلِ وَتَسْوِیَتِهَا وَالتَّرَاصِ فِیْهَا:

بَاب: صف اوّل کی فضیلت' پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی برابری اور مل کر کھڑے ہونا

۱۰۸۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟" فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ: یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَّلَ وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر (نماز سے) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے ہو جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟'' ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ فرمایا: ''وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (مسلم)

۱۰۸۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۸۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول کا کیا ثواب ہے' پھر وہ نہ پائیں مگر اسی صورت میں کہ وہ قرعہ اندازی کریں ضرور وہ قرعہ اندازی کریں۔'' (بخاری و مسلم)

۱۰۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا- وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا، وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صف میں سے سب سے بہتر صف پہلی اور سب سے بری صف آخری ہے۔ عورتوں کی صفوں میں سب سے آخری سب سے بہتر ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔ (مسلم)

۱۰۸۵: وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: "تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ، وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۵: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صفوں میں پیچھے ہٹنا دیکھا' تو فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو اور جو بعد والے ہیں وہ تمہارے اقتداء کریں اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے ہٹا دے گا۔'' (مسلم)

۱۰۸۶: وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۰۸۶: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھو کر فرماتے: ''برابر ہو جاؤ' آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل و سمجھ والے ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر وہ جو اُن سے قریب ہیں۔'' (مسلم)

١٠٨٧: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ"۔

١٠٨٧: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو درست کرو' بے شک صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل میں سے ہے۔'' (بخاری و مسلم) بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

١٠٨٨: وَعَنْهُ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: "اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهٖ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ"۔

١٠٨٨: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ جماعت کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' (بخاری) بخاری کے الفاظ کے ساتھ مسلم نے اسی معنی کی روایت کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔''

١٠٨٩: وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ - ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللّٰهِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

١٠٨٩: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔'' (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہؐ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپؐ اس کے ساتھ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ جب تکبیر کہی جانے والی تھی کہ ایک آدمی کو صف میں سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا: ''اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان برا اختلاف ڈال دیں گے۔''

۱۰۹۰ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلٰى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَ يَقُوْلُ : "لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ" وَكَانَ يَقُوْلُ : "إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۹۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے (درمیان) ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھو کر ارشاد فرماتے: ''آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف (ٹیڑھے) ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''اللہ اور اس کے فرشتے بھی پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں''۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

۱۰۹۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : أَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِأَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِّلشَّيْطَانِ ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۰۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کروں اور کندھوں میں برابری کرو اور صفوں کے خلاء کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے بارے میں نرم ہو جاؤ (ان سے تعاون کرو) اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے کسی صف کو قطع (توڑا) تو اللہ تعالیٰ اس کو کاٹیں گے۔'' ابوداؤد صحیح سند سے۔

۱۰۹۲ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ ، وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا ، وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ : فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۰۹۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو چونا گچ کرو اور قریب قریب کھڑے ہو کر گردنوں میں برابری کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔'' (ابوداؤد) شرط مسلم پر حدیث صحیح ہے۔

"الْحَذَفُ" بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُّعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَتَيْنِ ثُمَّ فَآءٌ وَّهِيَ : غَنَمٌ سُوْدٌ صِغَارٌ تَكُوْنُ بِالْيَمَنِ۔

اَلْحَذَفُ: حائے مہملہ اور ذال معجمہ دونوں زبر کے ساتھ پھر فا۔ چھوٹی سیاہ بکری کو کہتے ہیں جو (عموماً) یمن میں پائی جاتی ہے۔

۱۰۹۳ : وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ، ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۹۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی صف کو پورا کرو پھر وہ جو اس کے قریب ہو جو بھی کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہئے۔'' (ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔

۱۰۹۴ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

۱۰۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيْهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِىْ تَوْثِيْقِهٖ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں میں رحمت بھیجتے ہیں۔'' (ابوداؤد) سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر۔ ان میں سے ایک راوی ایسا ہے جس کے پختہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

۱۰۹۵ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ :يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ : "رَبِّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ - اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۵: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے، ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں طرف ہوں اور آپ ﷺ ہماری طرف اپنے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوں۔ میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا: ''اے میرے رب! تو اپنے عذاب سے مجھے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔'' (مسلم)

۱۰۹۶ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَسِّطُوا الْاِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو بند کرو۔'' (ابوداؤد)

۱۹۵ : بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَآئِضِ وَبَيَانِ اَقَلِّهَا وَاَكْمَلِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا!

باب: فرائض سمیت سنن راتبہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں سے تھوڑی اور کامل اور جو ان کے درمیان ہو اس کا بیان

۱۰۹۷ : عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَمْلَةَ بِنْتِ اَبِىْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّىْ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِىْ كُلِّ يَوْمٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيْضَةِ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ، اَوْ اِلَّا بُنِىَ لَهٗ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۷: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں یا جنت میں اس کے لئے ایک محل بن جاتا ہے۔'' (مسلم)

۱۰۹۸ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ

۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ المبارک کے بعد اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے

بَعْدَ الْعِشَاءِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بعد پڑھیں۔'' (بخاری ومسلم)

۱۰۹۹ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ، وَبَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۹۹: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ یہ فرمایا: '' اُس کے لئے جو چاہے۔'' (بخاری ومسلم)

اَلْمُرَادُ بِالْاَذَانَيْنِ :اَلْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ۔

دواذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

۱۹۶ :بَابُ تَاكِيْدِ رَكْعَتَیْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

بَاب: فجر کی دوسنتوں کی تاکید

۱۱۰۰ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

۱۱۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ '' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے نہیں چھوڑتے تھے۔'' (بخاری)

۱۱۰۱ :وَعَنْهَا قَالَتْ :لَمْ يَكُنِ النَّبِیُّ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰی رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کسی چیز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے۔ جتنا فجر کی دو رکعتوں کا۔ (بخاری ومسلم)

۱۱۰۲ :وَعَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا"۔

۱۱۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی راویت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعتیں' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہیں اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے تمام دنیا سے وہ دو رکعتیں زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم)

۱۱۰۳ :وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بِلَالِ ابْنِ رَبَاحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنَهٗ بِصَلٰوةِ الْغَدَاةِ ، فَشَغَلَتْ عَآئِشَةُ بِلَالًا بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰی اَصْبَحَ جِدًّا ، فَقَامَ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَتَابَعَ اَذَانَهٗ ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلّٰی بِالنَّاسِ ، فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَآئِشَةَ شَغَلَتْهُ بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰی اَصْبَحَ جِدًّا ، وَاَنَّهٗ

۱۱۰۳: حضرت ابو عبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلال رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے کام میں مشغول کیا جو ان سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ خوب صبح ہوگئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی' مگر رسول اللہ ﷺ نہ نکلے' جب آپ نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کر دیا جو اس سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ

اَبْطَاَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ ' فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنِّيْ كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ" فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ : "لَوْ اَصْبَحْتُ اَكْثَرَ مِمَّا اَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا' وَاَحْسَنْتُهُمَا ' وَاَجْمَلْتُهُمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

زیادہ سفیدی ہوگئی اور آپؐ نے بھی نکلنے میں دیر کر دی۔ پس آپؐ نے فرمایا: ''میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو زیادہ صبح کر دی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور بھی زیادہ اگر میں صبح کر دیتا جتنی میں نے کی تو میں ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھتا اور اچھے طریقے سے پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔'' (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

۱۹۷ : بَابُ تَخْفِيْفِ رَكْعَتَي الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَاُ فِيْهِمَا وَبَيَانِ وَقْتِهِمَا

بَاب ۱۹۷ : فجر کی سنتوں کی تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا بیان

۱۱۰۴ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتّٰى اَقُوْلَ هَلْ قَرَاَ فِيْهِمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا - وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ۔

۱۱۰۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میں اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔'' (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ ﷺ اطلاع سنتے' تو ان دونوں (رکعتوں) کو اتنا مختصر کرتے کہ میں کہتی کیا ان دونوں میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں؟ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپؐ اذان سنتے اور دونوں کو مختصر فرماتے۔ ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی۔

۱۱۰۵ : وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

۱۱۰۵: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں ادا فرماتے۔'' (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو جاتی تو کوئی نماز نہ پڑھتے' سوائے دو خفیف (ہلکی) رکعتوں کے۔''

۱۱۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ ' وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ ' وَكَاَنَّ الْاَذَانَ

۱۱۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور دو رکعتیں صبح کی نماز (فجر) سے پہلے پڑھتے' گویا کہ تکبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بِاُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْاُوْلٰى مِنْهُمَا : "قُوْلُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا" اَلْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ مِنْهُمَا "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَفِي الْاٰخِرَةِ الَّتِيْ فِيْ آلِ عِمْرَانَ" تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ : قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ : قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۹۷ : بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَآءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

۱۱۱۰ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۱۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَى

کانوں میں ہے۔'' (بخاری و مسلم)

۱۱۰۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھتے: ﴿قُوْلُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ (البقرہ) اور دوسری رکعت میں ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران) پڑھتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت ۶۴ ﴿ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ پڑھتے۔

(مسلم)

۱۱۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں: ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی''۔

(مسلم)

۱۱۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ توجہ سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

باب ۱۹۷: فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ

۱۱۱۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں ادا فرما لیتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔'' (بخاری)

۱۱۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء سے فراغت کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں

الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ' فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هٰكَذَا حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهَا : "يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ" هٰكَذَا هُوَ فِيْ مُسْلِمٍ وَّمَعْنَاهُ :بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

ادا فرماتے اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک کو ساتھ ملا کر وتر بناتے۔ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور فجر واضح ہو جاتی اور مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خفیف (مختصر) رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر دائیں پہلو پر مؤذن کے اقامت کی اطلاع تک لیٹ جاتے۔'' (مسلم)

"يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ": مسلم کے الفاظ میں معنی اس کا یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا۔

۱۱۱۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے وہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔'' (ابوداؤد)

اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۹۹ :بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ!

بَاب ۱۹۹ :ظہر کی سنتیں

۱۱۱۳ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔'' (بخاری و مسلم)

۱۱۱٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۱۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت نہ چھوڑتے تھے''۔ (بخاری)

۱۱۱٥ :وَعَنْهَا قَالَتْ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ' ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ' ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ- وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ' ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ' وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ - وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ

۱۱۱۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے' پھر نکل کر اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی تین رکعت پڑھاتے' پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر داخل ہو کر میرے گھر میں دو رکعت ادا

رَكْعَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فرماتے۔(مسلم)

١١١٦ : وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١١١٦: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعتوں کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام فرما دیں گے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١١١٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ: "اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١١١٧: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور فرماتے: ''یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا اس میں کوئی نیک عمل اوپر چڑھے۔'' (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١١١٨ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١١١٨: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ سکتے تو ظہر کے بعد ان کو پڑھ لیتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

٢٠٠ : بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی سنتیں

١١١٩ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١١١٩: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور جو ان کے پیروکار مؤمن اور مسلمان ہیں ان پر سلام کے ساتھ فاصلہ (علیحدگی) فرماتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١١٢٠ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١١٢٠: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١١٢١ : وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۲۱: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

٢٠١ :بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

باب ۲۰۱: مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں

تَقَدَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ عَآئِشَةَ ، وَهُمَا صَحِيْحَانِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔

ان ابواب میں حدیث ابن عمر اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہم گزری وہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔

١١٢٢ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : "لِمَنْ شَآءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲۲: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''تم مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھو اور پھر تیسری مرتبہ فرمایا جو آدمی چاہے (ان نفلوں کو ادا کرے)۔'' (بخاری)

١١٢٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :لَقَدْ رَاَيْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جلدی (دو سنتوں کو ادا کرنے کے لئے) کرتے ہیں۔ (بخاری)

١١٢٤ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقِيْلَ :اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهَا؟ قَالَ : كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا؟ کیا رسول اللہ نے بھی ان کو ادا فرمایا؟ فرمایا حضور ﷺ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ ہی ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

١١٢٥ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جلدی کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے یہاں تک کہ ناواقف آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعتیں (قبل از نماز) پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

۲۰۲ :بَابُ سُنَّةِ الْعِشَآءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا!

فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ ، وَحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ، بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ۔

بَاب: عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں

اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں عشاء کے بعد ادا کیں' حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔'' (بخاری و مسلم) جیسا پہلے گزرا تھا۔

۲۰۳ :بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

۱۱۲۶ : فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۷ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۲۸ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّىْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ فِىْ بَيْتِهٖ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بَاب: جمعہ کی سنتیں

۱۱۲۶: اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں جمعہ کے بعد ادا فرمائیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔''

(مسلم)

۱۱۲۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹتے۔ پھر دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔

(مسلم)

۲۰۴ :بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِى الْبَيْتِ سَوَآءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا وَالْاَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَّوْضِعِ الْفَرِيْضَةِ اَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ!

۱۱۲۹ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "صَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ، فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِىْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بَاب: سنن راتبہ اور غیر راتبہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب اور نوافل کے لئے فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ کرنا

۱۱۲۹: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو' بے شک افضل ترین نماز آدمی کی نمازوں میں سے وہ ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے' سوائے فرض نماز کے۔'' (بخاری' مسلم)

١١٣٠ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نفلی) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔'' (بخاری و مسلم)

١١٣١ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ" فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کر لے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نفلی) کا کچھ حصہ رکھ لے' بے شک اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز سے خیر و برکت عنایت فرمانے والے ہیں۔'' (مسلم)

١١٣٢ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهٗ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهٗ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ : نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ : لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ : إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۲: حضرت عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا جو ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا: ''ہاں۔ میں نے ان کے ساتھ مقصورہ (حجرہ) میں جمعہ کی نماز ادا کی' جب امام نے سلام پھیرا' میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیج کر فرمایا' جو تم نے کیا دوبارہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو' اس کے ساتھ اور کوئی نماز مت ملاؤ یہاں تک کہ تم کلام کر و یا اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم کسی نماز کو نہ ملائیں۔ جب تک کہ ہم کلام نہ کر لیں یا وہاں سے نکل نہ جائیں۔ (مسلم)

٢٠٥ : بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلَاةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ أَنَّهٗ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهٖ!

بَاب: نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنتِ مؤکدہ ہے اور وقت کا بیان

١١٣٣ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ ، وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ، فَأَوْتِرُوْا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۳۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر قطعی نہیں' جس طرح کہ فرض نماز' لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکرر فرمایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے' پس اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١١٣٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ اَوْسَطِهٖ وَمِنْ اٰخِرِهٖ – وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر کی نماز پڑھی' شروع رات' درمیانی رات اور آخری رات (رات کا پچھلا حصہ) اور آپ کی وتر نماز سحر تک پہنچی۔ (بخاری ومسلم)

١١٣٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کو تم اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔'' (بخاری ومسلم)

١١٣٦ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۳۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔'' (مسلم)

١١٣٧ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهٗ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ اَيْقَظَهَا فَاَوْتَرَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ فَاِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَالَ : قُوْمِيْ فَاَوْتِرِيْ يَا عَآئِشَةُ۔

۱۱۳۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز پڑھتے میں آپؐ کے سامنے لیٹی ہوتی' جب وتر باقی رہ جاتے تو مجھے جگا دیتے' پس میں وتر پڑھ لیتی۔'' مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپؐ فرماتے: اے عائشہ! اُٹھ اور وتر پڑھ۔''

١١٣٨ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۳۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر میں جلدی کرنا۔'' (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١١٣٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ ' وَذٰلِكَ اَفْضَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہ سکے گا' اسے رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لینا چاہئے اور جس کو طمع ہو کہ رات کے پچھلے حصے میں جاگے' پس اس کو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے چاہئے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔'' (مسلم)

٢٠٦ : بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحٰى وَبَيَانِ اَقَلِّهَا وَاَكْثَرِهَا وَاَوْسَطِهَا وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا!

بَابٌ : نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل وکثیر اور اوسط کی وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب

١١٤٠ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْاِيْتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ اِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَّا يَثِقُ بِالْاِسْتِيْقَاظِ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنْ وَثِقَ فَاٰخِرُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ۔

۱۱۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے' چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔'' (بخاری ومسلم)

اور سونے سے پہلے اس کے لئے مستحب ہے جس کو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے کے بارے میں اعتماد نہ ہو' اگر اعتماد ہو تو رات کے پچھلے حصے میں زیادہ افضل ہے۔

١١٤١ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: "يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ ، وَتُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۱: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں ہر آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے' پس ہر تسبیح صدقہ ہے' ہر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ صدقہ ہے' ہر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صدقہ ہے' ہر بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے' ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں جس کو آدمی ادا کرے۔''

(مسلم)

١١٤٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی الضُّحٰى اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں ادا فرماتے اور جتنا چاہتے اضافہ فرماتے۔'' (مسلم)

١١٤٣ : وَعَنْ اُمِّ هَانِیءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ صَلّٰى ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا مُخْتَصَرُ لَفْظِ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ۔

۱۱۴۳: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں فتح والے سال حاضر ہوئی۔ اس وقت آپؐ غسل فرما رہے تھے' جب آپؐ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی اور یہی چاشت کی نماز ہے۔'' (بخاری ومسلم) مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے مختصر لفظ یہ ہیں۔

٢٠٧ : بَابُ تَجُوْزُ صَلٰوةُ الضُّحٰى مِنَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ اِلٰى زَوَالِهَا

بَابٌ: چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے

وَالْاَفْضَلُ اَنْ تُصَلّٰى عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحٰى

اور خوب دوپہر ہونے کے وقت ہے

۱۱۴۴ :عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ :اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ!اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۴: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ''ان لوگوں کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔'' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔'' (مسلم)

"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ التَّآءِ وَالْمِيْمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ يَعْنِيْ شِدَّةَ الْحَرِّ۔ "وَالْفِصَالُ" جَمْعُ فَصِيْلٍ وَهُوَ الصَّغِيْرُ مِنَ الْاِبِلِ۔

تَرْمَضُ :میم پر زبر ہے' سخت گرمی کو کہتے ہیں۔
اَلْفِصَالُ: فصیل کی جمع ہے' اونٹ کا بچہ

۲۰۸ :بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلَاةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَآءٌ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ اَوْ صَلٰوةِ فَرِيْضَةٍ اَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ اَوْ غَيْرِهَا!

بَابٌ: تحیۃ المسجد' دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بغیر بیٹھنا مکروہ قرار دیا گیا
خواہ
اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں
یا
فرائض وسنن ادا کیے ہوں

۱۱۴۵ :عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۵: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو' تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔'' (بخاری ومسلم)

۱۱۴۶ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ : "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ لو۔'' (بخاری ومسلم)

۲۰۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ

بَابٌ :وضو کے بعد

بَعْدَ الْوُضُوْءِ

۱۱۴۷ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ : "يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بَاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

"الدَّفُّ" بِالْفَآءِ : صَوْتُ نَعْلٍ وَحَرَكَتُهٗ عَلَى الْاَرْضِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

دو رکعتوں کا استحباب

۱۱۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ''اے بلال !تم مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا؟ اس لئے کہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے کوئی ایسا عمل' جو میرے ہاں زیادہ امید والا ہو' نہیں کیا کہ میں نے دن یا رات کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کی نماز ادا کی' جتنی نماز میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

الدَّف: جوتے کی آواز اور زمین پر اس کی حرکت اور اللہ خوب جانتا ہے۔

۲۱۰ :بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ وُجُوْبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبْكِيْرِ اِلَيْهَا وَالدُّعَآءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فِيْهِ وَبَيَانِ سَاعَةِ الْاِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اِكْثَارِ ذِكْرِ اللّٰهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة: ۱۰]

بَاب: جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب اور اس کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا اور پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیتِ دُعا کی گھڑی اور نماز جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (الجمعہ)

۱۱۴۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ : فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ ، وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ

۱۱۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے' اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے' اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس میں سے

مُسْلِمٌ۔

نکالے گئے۔'' (مسلم)

١١٤٩ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ ، غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۹: حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جس نے عمدہ وضو کیا' پھر جمعہ کے لئے آیا' پس غور سے (خطبہ) سنا اور خاموش رہا تو اس کے جو گناہ پچھلے جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان ہوئے' وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن زائد کے بھی اور جس نے کنکریوں کو چھوا (خطبہ کے وقت) پس اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم)

١١٥٠ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: '' پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان گناہوں کو جو ان کے درمیان پیش آتے ہیں۔ ان کو بخشنے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔'' (مسلم)

١١٥١ : وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ : "لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَلٰى وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا: '' کچھ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں' وہ اپنے جمعہ چھوڑنے میں باز آجائیں' ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مُہر کر دیں گے پھر وہ ضرور غافلوں میں شمار ہوں گے۔'' (مسلم)

١١٥٢ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو چاہئے کہ وہ غسل کرے۔'' (بخاری ومسلم)

١١٥٣ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔''

(بخاری ومسلم)

اَلْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ : اَلْبَالِغُ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوْبِ : وُجُوْبُ اخْتِيَارٍ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بِالْمُحْتَلِمِ سے مراد بالغ ہے اور بِالْوُجُوْبِ سے مراد اختیار ہے' جیسے کوئی آدمی اپنے دوست کو کہے' تیرا حق مجھ پر لازم ہے۔

١١٥٤ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۱۵۴: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جس نے جمعہ کے دن وضو کیا'

فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اچھا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا' تو غسل بہت فضیلت والا ہے''۔(ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۱۵۵ : وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ ، اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ، ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ ، اِلَّاغُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۵۵: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہوسکتا ہے' پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اپنے تیل کو لگا تا ہے اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو کے درمیان جدائی نہیں کرتا' پھر جو فرض نماز ہے وہ ادا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

(بخاری)

۱۱۵٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً ، فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر جمعہ کی طرف گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری گھڑی میں گیا پس گویا اس نے ایک گائے قربان کی ۔جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک دنبہ سینگوں والا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی بطور تقرب دی اور جو پانچویں گھڑی میں تو گویا اس نے انڈا بطور قرب کے دیا۔ جب امام خطبہ کے لئے (حجرے سے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں) حاضر ہو کر خطبہ کی طرف کان لگاتے ہیں ۔(بخاری ومسلم)

قَوْلُهُ "غُسْلَ الْجَنَابَةِ" اَيْ غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ۔

غُسْلَ الْجَنَابَةِ: ایسا غسل کیا جو غسل جنابت کی طرح عمدہ اور صفائی والا ہو۔

۱۱۵۷ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ : "فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَّهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ" وَاَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا ، مُتَّفَقٌ

۱۱۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا:'' اس میں ایک گھڑی ایسی ہے' جو مسلمان بندہ اسی گھڑی کو پالے اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت فرما دیتے

عَلَيْهِ۔

ہیں اور آپ نے اس کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۱۱۵۸ : وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ :هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۸: حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے جمعہ کی گھڑی کے متعلق کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا؟ میں نے جواباً کہا جی ہاں۔ میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے مکمل ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم)

۱۱۵۹ :وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَاَكْثِرُوْا عَلَىَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ ، فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۵۹: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے صحیح سند سے بیان کیا۔

۲۱۱ :بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ اَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

بَاب: ظاہری نعمت کے ملنے یا ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدۂ شکر کا استحباب

۱۱۶۰ :عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيْلًا ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا – فَعَلَهُ ثَلَاثًا – وَقَالَ : "اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُكْرًا۔ ثُمَّ

۱۱۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکلے۔ پس جب ہم مقام عزوراء کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اترے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر دعا کی۔ پھر سجدے میں پڑ گئے۔ پس کافی دیر سجدہ کیا۔ پھر قیام کیا اور اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا' پھر سجدہ ریز ہوئے۔ یہ تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور میری امت کا تیسرا حصہ مجھے دے دیا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے امت کے تیسرے حصے کے متعلق میری شفاعت

رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ الثُّلُثَ الْاٰخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

قبول فرمائی۔ پس میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے مجھے میری امت کا بقیہ ثلث بھی دے دیا پس میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا (ابوداؤد)

۲۱۲ :بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ!

بَابٌ: قیام اللیل کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ، عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [الاسراء:۷۹] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة:۱۶] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ [الذاريات:۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور رات کو تہجد ادا کرو یہ زائد ہے آپؐ کے لئے۔ امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔'' (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔'' (السجدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔''

۱۱۶۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهٗ :لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ : اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ نَحْوَهٗ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔ (بخاری ومسلم) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

۱۱۶۲ :وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا فَقَالَ : "اَلَا تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"طَرَقَهٗ" :اَتَاهُ لَيْلًا۔

۱۱۶۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے اور فاطمہ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟ (بخاری ومسلم)

طَرَقَه :رات کو آنا۔

۱۱۶۳ :وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ :فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۳: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ بہت خوب آدمی ہیں' کاش کہ وہ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوتا''۔ سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

١١٦٤ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ ! كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ بن وہ رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

١١٦٥ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ! قَالَ :"ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنَيْهِ – اَوْ قَالَ اُذُنِهِ –

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو رات سے صبح تک سوتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ ایسا آدمی ہے کہ شیطان نے جس کے کانوں میں یا کان میں پیشاب کردیا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

١١٦٦ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ – يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ :عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"قَافِيَةُ الرَّاْسِ" :اٰخِرُهٗ۔

۱۱۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گرہ پر یہ دم پڑھتا ہے عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ اگر اس نے بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرلیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کرلیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور وہ خوش باش پاکیزہ نفس کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ اس کی صبح بدحالی اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

"قَافِيَةُ الرَّاْسِ" : سر کا پچھلا حصہ یعنی گدی۔

١١٦٧ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۶۷: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! السلام علیکم کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

١١٦٨ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ ، وَاَفْضَلُ

۱۱۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز

الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رات کی ہے۔(مسلم)

١١٦٩ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى ، فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۹: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعتیں ہیں جب تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنا لو۔(بخاری ومسلم)

١١٧٠ :وَعَنْهُ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى ، وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۰: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے ادا فرماتے' اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے۔(بخاری ومسلم)

١١٧١ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ ، وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا ، وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ – رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۱: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ کسی مہینے میں روزہ نہ رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ ہی نہ رکھیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ گمان ہوتا کہ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور تم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں مگر دیکھ لیتے اور اگر تم نہ چاہتے ہو کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔(بخاری)

١١٧٢ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :كَانَ يُصَلِّىْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً – تَعْنِىْ فِي اللَّيْلِ– يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِىْ لِلصَّلٰوةِ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ ادا فرماتے جتنی دیر میں تم سے کوئی ایک پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھائیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ جاتے' یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا ہی آتا۔(بخاری)

١١٧٣ :وَعَنْهَا قَالَتْ :مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ – فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ – عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً :يُصَلِّىْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّىْ اَرْبَعًا

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ رکعت سے اضافہ نہ فرماتے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن و طوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے' ان کے بھی

فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ: "يَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حسن وطوالت کا مت پوچھو' پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں' لیکن میرا دل نہیں سوتا۔'' (بخاری ومسلم)

۱۱۷۴ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ -

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور پچھلے حصے میں اٹھ کر نماز ادا فرماتے۔ (بخاری ومسلم)

۱۱۷۵ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَآئِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ ' قِيْلَ : مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ : هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؐ نے مسلسل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ آپ سے پوچھا گیا کس چیز کا ارادہ کیا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو قیام کی حالت میں چھوڑ دوں۔ (بخاری ومسلم)

۱۱۷۶ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ ' فَقُلْتُ : يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ' ثُمَّ مَضٰى ' فَقُلْتُ : يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ ' فَمَضٰى ' فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا ' ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا ' ثُمَّ افْتَتَحَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَرَاَهَا يَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ ' وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ ' وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ' ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ' فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ ' ثُمَّ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ' ثُمَّ قَامَ طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ ' ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى فَكَانَ سُجُوْدُهٗ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهٖ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس آپؐ نے سورۃ بقرہ شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا کہ سورۃ بقرہ کو ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپؐ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا اس کے اختتام پر رکوع کریں گے' پھر آپؐ نے (سورۃ) نساء شروع فرمائی پس اس کو پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی اور اس کو پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی آیت سے گزرتے تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت کو پڑھتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پر گزر ہوتا تو تعوذ کرتے۔ پھر رکوع کیا اور اس میں یوں پڑھنے لگے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ آپؐ کا رکوع قیام کے برابر تھا۔ پھر سَمِعَ اللّٰهُ ...... کہا پھر ایک طویل قومہ فرمایا جو رکوع کے قریب تھا۔ پھر سجدہ کیا اور یہ پڑھا : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب قریب تھا۔ (مسلم)

۱۱۷۷ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۱۱۷۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ :"طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

الْمُرَادُ بِالْقُنُوْتِ :الْقِيَامُ۔

علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''کون سی نماز افضل ہے؟'' فرمایا: طویل قیام والی۔ (مسلم)

قنوت سے مراد قیام ہے۔

۱۱۷۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَی اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ ' وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَی اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ : كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۷۸: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نماز (نفلی نمازوں میں) داؤد علیہ السلام کی ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے (بھی) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہی ہیں۔ وہ نصف رات سوتے اور ثلث قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے۔ (اور روزوں میں ان کا معمول یہ تھا کہ) ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۷۹ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ فِی اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جو مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرما دیتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہے۔ (مسلم)

۱۱۸۰ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو تو اس کو نماز کا افتتاح دو خفیف (مختصر) رکعتوں سے کرنا چاہئے۔ (مسلم)

۱۱۸۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۱۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو اپنی نماز کو دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے شروع فرماتے۔ (مسلم)

۱۱۸۲ :وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰی مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز کسی درد یا عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)

١١٨٣ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۳: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کسی چیز سے رہ جائے۔ پھر وہ نمازِ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔ (مسلم)

١١٨٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَآءَ ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اگر اُس نے انکار کیا تو اِس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اِس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔'' (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١١٨٥ : وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَيْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا - اَوْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۸۵: حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور پھر وہ دونوں نمازیں پڑھیں یا اکٹھی دو رکعتیں وہ پڑھیں' تو ان کو ذَاکِرِیْنَ اور ذَاکِرَاتِ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١١٨٦ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو بھی نماز میں اونگھ آ جائے' اسے چاہیے کہ وہ سو جائے' یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے اور جب تم میں سے ایک اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو شاید وہ استغفار کر رہا ہو مگر اس کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔'' (بخاری ومسلم)

١١٨٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ فَا
سْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى لِسَانِهٖ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ فَلْيَضْطَجِعْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک رات کو بیدار ہو جائے۔ پھر اس کی زبان پر مشکل ہو گیا اور اس نے نہ جانا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے' اس کو چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔

(مسلم)

۲۱۳: بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيْحُ

بَاب: قیامِ رمضان کا استحباب اور وہ تراویح ہے

۱۱۸۸ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے اگلے (پچھلے) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۸۹: وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَهُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی رغبت دلاتے تھے' بغیر اس کے کہ ان کو لازم طور پر حکم دیں۔ چنانچہ فرماتے جس نے رمضان میں قیام کیا' پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

۲۱۴: بَابُ فَضْلِ قِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَبَیَانِ اَرْجٰی لَیَالِیْهَا!

بَاب: لیلۃ القدر کی فضیلت اور اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی رات ہونا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر:۱] اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ۔ وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ [الدخان:۳] الْاٰیَاتِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔'' (القدر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔'' (الدخان)

۱۱۹۰: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یقین اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

۱۱۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَرٰی رُؤْیَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّیْهَا

۱۱۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں لیلۃ القدر آخر سات راتوں میں دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم سب کا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گیا جو تم

فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میں سے اس کو تلاش کرے تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہیے۔'' (بخاری ومسلم)

١١٩٢ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ :"تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔'' (بخاری ومسلم)

١١٩٣ :وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :"تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔'' (بخاری)

١١٩٤ :وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهُ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو تمام رات جاگتے اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے' خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری ومسلم)

١١٩٥ :وَعَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ رَمَضَانَ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ ، وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ کرتے اور اس کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے جو اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔'' (مسلم)

١١٩٦ :وَعَنْهَا قَالَتْ :قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ : "قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں اگر مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ ارشاد فرمایا: ''تم یوں کہو اے اللہ تو معاف کرنے والا' معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما۔'' (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

٢١٥ :بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

باب : مسواک اور فطرت کے خصائل

١١٩٧ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى

۱۱۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میری امت ...... یا لوگوں پر......

اُمَّتِیْ – اَوْ عَلَی النَّاسِ – لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (بخاری و مسلم)

۱۱۹۸ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الشَّوْصُ" : الدَّلْكُ۔

۱۱۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے' تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (بخاری و مسلم)

"الشَّوْصُ": ملنا۔

۱۱۹۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ اَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رات میں جب چاہتا اٹھا دیتا۔ آپ مسواک کرتے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔'' (مسلم)

۱۲۰۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں مسواک کے سلسلے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔'' (بخاری)

۱۲۰۱ : وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ :قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا :بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ : بِالسِّوَاكِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۰۱: شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلا کون سا کام کرتے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''مسواک کرتے۔'' (بخاری)

۱۲۰۲ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۲۰۲: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس حال میں کہ مسواک کا کنارہ آپ ﷺ کی زبان پر تھا۔

(بخاری و مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

۱۲۰۳ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۱۲۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔'' (نسائی)

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عمدہ سند کے ساتھ نقل کیا۔

۱۲۰۴ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۱۲۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ - اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فطرت کے اعمال پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ (۲) زیر ناف بال صاف کرنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مونچھوں کے بال کٹوانا''۔ (بخاری ومسلم)

"اَلْاِسْتِحْدَادُ : حَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِيْ حَوْلَ الْفَرْجِ.

"اَلْاِسْتِحْدَادُ :زیر ناف بال صاف کرنا اور یہ وہ بال ہیں جو شرم گاہ کے اردگرد ہوتے ہیں۔

۱۲۰۵ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ : قَصُّ الشَّارِبِ ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ ، وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ ، وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ" قَالَ الرَّاوِيْ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ قَالَ وَكِيْعٌ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ - اِنْتِقَاصُ الْمَآءِ: يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۰۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا کاٹنا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف بال مونڈھنا (۹) استنجا کرنا راوی نے کہا میں دسویں بھول گیا ہوں۔ شاید کہ وہ کلی ہو۔

وکیع جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں اِنْتِقَاصُ الْمَآءِ کا معنی استنجا کرنا ہے۔ (مسلم)

"اَلْبَرَاجِمُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيْمِ- وَهِيَ :عُقَدُ الْاَصَابِعِ "اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَقُصُّ مِنْهَا شَيْئًا.

اَلْبَرَاجِمُ: با کی زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ :اس میں سے کچھ بھی نہیں کاٹتے تھے۔

۱۲۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ''۔ (بخاری ومسلم)

۲۱۶ :بَابُ تَاْكِيْدِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

باب: زکوۃ کے فرض ہونے کی تاکید اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرة:٤٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔'' (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور نہیں ان کو حکم دیا گیا' مگر اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں' اس کے لئے پکار کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر اور نماز کو قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔

وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة:٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ [التوبة:١٠٣]

یہی مضبوط دین ہے۔'' (البینہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لو' اور ان کو پاک کرو اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرو۔'' (التوبۃ)

١٢٠٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

١٢٠٨ : وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ " قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ" قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ؟ قَالَ : "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ : "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۸: حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد میں سے آیا جس کے بال پراگندہ تھے۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے مگر ہم نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا۔ پس وہ آپؐ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے مہینے کے روزے''۔ پھر اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا' اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ کرے۔ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔ اللہ کی قسم میں اس سے نہ اضافہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے سچ کہا تو وہ کامیاب ہوگیا۔'' (بخاری ومسلم)

١٢٠٩ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : "ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا

۱۲۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''تم ان کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دو۔ اگر وہ

اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تیری بات مان لیں تو پھر ان کو اس کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے غرباء کو لوٹا دی جائے گی۔'' (بخاری و مسلم)

۱۲۱۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں' یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں' زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔'' (بخاری و مسلم)

۱۲۱۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ، فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ- وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهٖ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَوَ اللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِّلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ،

۱۲۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی' مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا' جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بیشک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کو باندھنے والی رسّی' جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے' وہ بھی روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔'' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو قتال کے لئے کھول دیا ہے' پس میں نے جان لیا کہ وہی حق

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہے۔" (بخاری ومسلم)

۱۲۱۲ : وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ قَالَ : "تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا ، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۱۲: حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "مجھے ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے"۔ آپؐ نے فرمایا: "تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر' نماز کو قائم کر' زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔" (بخاری ومسلم)

۱۲۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ ، وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ" قَالَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا – فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیں کہ جسے میں جب کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور تو نماز کو قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا" مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔" جب وہ مڑ کر چل دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو پسند کرے کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے"۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۱٤ : وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : بَایَعْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ ، وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۱۴: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز کے قائم کرنے' زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر کی۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۱۵ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ صُفِّحَتْ لَہٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکْوٰی بِھَا جَنْبُہٗ ، وَجَبِیْنُہٗ وَظَھْرُہٗ کُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِیْدَتْ لَہٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی

۱۲۱۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جو سونے چاندی کا مالک ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کا دن سونے اور چاندی کے آگ کے تختے بنا کر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُس کے ساتھ اس کے پہلو' پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ لوٹا کر جہنم میں گرم کیا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے پھر وہ جنت یا جہنم کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اونٹوں کے بارے میں

الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ؟ قَالَ : "وَلَا صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا ، وَتَعَضُّهُ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ : "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ : "اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ : هِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ ، وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ - فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَآءً وَّفَخْرًا وَّنِوَآءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ

فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر باری کے دن ان کا دودھ دوھ کر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو چٹیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور وہ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور منہ سے اس کو کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا حصہ گزر جائے گا تو پچھلوں کو اس پر لوٹایا جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر وہ اپنا جنت یا جہنم کی طرف کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گائے اور بکریوں کے بارے میں؟ فرمایا: ''جو بکریوں اور گایوں کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک چٹیل میدان میں اس کو منہ کے بل گرا دیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور ان میں کوئی بھی نہ مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی (بلکہ سب سینگوں والی ہوں گی) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو آخر تک اس کو لوٹایا (یعنی بار بار) جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر وہ جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔'' عرض کیا گیا یا رسول اللہ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیں؟ فرمایا'' گھوڑے تین قسم کے ہیں (۱) جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ (۲) جو آدمی کیلئے پردہ ہیں (۳) جو آدمی کیلئے اجر ہیں۔ ان میں سے بوجھ وہ ہیں جن کو اس نے دکھاوے اور فخر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کیلئے باندھا ہے۔ (۲) وہ گھوڑے اس کیلئے پردہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا۔ پھر اللہ کا حق اُن کے متعلق نہ بھلایا وہ سواری کے طور پر اس کیلئے پردہ ہیں (۳) اور وہ گھوڑے اجر ہیں جو اس نے مسلمانوں کیلئے کسی

اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدُ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَّكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا اَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ آثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: "مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھے ہیں۔ وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہے تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کیلئے ان کے گوبر اور پیشاب کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رسّی نہیں تڑاتے کہ جس سے کسی ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر وہ چڑھیں تو اس کے بدلے میں بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کا مالک جس نہر کے پاس سے لے کر ان کو گزرتا ہے اور وہ ان کا پانی پیتے ہیں۔ خواہ مالک ان کو نہ پلانا چاہے تو اللہ اس کے بدلے میں بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھے کے بارے؟ فرمایا: ''گدھے کے متعلق کوئی حکم مجھ پر نہیں اتارا گیا مگر یہ کہ یہ خاص آیت جو جامع ہے کہ جو آدمی کوئی ذرّہ بھر نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (بخاری و مسلم)

۲۱۷ :بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ

باب۲۱۷: رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ، وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ، وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا ، اَوْ عَلٰى سَفَرٍ ، فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرة:۱۸۳] الْاٰيَةَ.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الی قوله تعالی مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور معجزات پس جو شخص تم میں سے رمضان پالے۔ پس چاہئے کہ وہ اس کا روزہ رکھے اور جو بیماری یا سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے''۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ الَّذِيْ قَبْلَهٗ.

احادیث کچھ سابقہ باب میں گزر چکی ہوں۔

۱۲۱۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا

۱۲۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل شانہ فرماتے ہیں آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس وہ میرے لئے ہے اور

اَجْزِیْ بِهٖ – وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ : اِنِّیْ صَآئِمٌ – وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ – لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ – وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ : "یَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ، وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ ، اَلصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ – قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : "اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ: یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ – لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فِیْهِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ"

۱۲۱۷ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ : یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ ، وَمِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ

میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے کہہ دے۔ بے شک میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے کہ محمد (ﷺ) کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے: ایک روزہ افطار کے وقت اور جب اپنے رب سے ملے گا تو خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں اس کی دوسری روایت ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار اپنا کھانا' پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مگر روزہ پس یہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں میسر ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ البتہ اس میں منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

۱۲۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ پس جو نماز والوں میں سے ہوگا اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان دروازوں میں سے کسی سے پکارا جائے' اس کو تو کچھ نقصان نہیں۔ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ

الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟فَقَالَ : نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے۔'' (بخاری ومسلم)

۱۲۱۸ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّآئِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۸: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے' جس کو ریان کہا جاتا ہے'اس سے روزہ دار قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ان کے سوااس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہوچکیں گے تواس کو بند کر دیا جائے گا اوران کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۱۹ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۲۰ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کا روزہ پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۲۱ :وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان آتا ہے' تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اورجہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اورشیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۲۲ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ:"صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ ، فَاِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ – وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: "فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا۔

۱۲۲۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر تم پر مخفی ہو تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو۔ (بخاری ومسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اورمسلم کی روایت میں ہے۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو تیس دن کے روزے رکھو۔

۲۱۸ :بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ شَهْرِ

بَابٌ: رمضان المبارک میں سخاوت اور

رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ

نیک اعمال کی کثرت اور آخری عشرہ میں مزید اضافہ

۱۲۲۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَلْقَاهُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے اور جب جبرئیل آپؐ کو آ کر ملتے تو اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام کی آپؐ سے ملاقات ہوتی اور وہ آپؐ سے قرآن کا دور کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے ملتے تو تیز ہوا سے بھی زیادہ آپؐ بھلائی کی سخاوت کرنے والے ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۲٤ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کے داخل ہوتے ہی رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری ومسلم)

۲۱۹ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ اِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ اَوْ وَافَقَ عَادَةً لَّهُ بِاَنْ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَوَافَقَهُ

باب : نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے کی عادت نہ رکھنے والے کو روزے کی ممانعت

۱۲۲٥ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر ایسا آدمی ہو کہ وہ پہلے ان دنوں کا روزہ رکھتا رکھا ہو تو وہ اپنے اس دن کا روزہ رکھ لے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۲٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ ، صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَفَاِنْ حَالَتْ دُوْنَهُ

۱۲۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان سے قبل روزے نہ رکھو۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر بادل حائل ہو جائیں

غَيَايَةٌ فَاكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ '

"الْغَيَايَةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ : السَّحَابَةُ۔

تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

الْغَيَايَةُ :غین مفتوح ہے۔ بادل

١٢٢٧ :وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

۱۲۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

١٢٢٨ :وَعَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۲۸: حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

٢٢٠ :بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ!

باب: چاند دیکھنے کی دُعا

١٢٢٩ :وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ ' وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ' هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۲۹: حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یوں دعا فرماتے: "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ ' وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ ......" اے اللہ اس کو طلوع فرما ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ' میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

٢٢١ :بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَاْخِيْرِهٖ مَا لَمْ يَخْشَ طُلُوْعَ الْفَجْرِ

باب: سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو

١٢٣٠ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سحری کھایا کرو پس بے شک سحور میں برکت ہے''۔ (بخاری ومسلم)

١٢٣١ :وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى

۱۲۳۱: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہو

الصَّلٰوةِ قِيْلَ : كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ : خَمْسُوْنَ اٰيَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا پچاس آیات (کی تلاوت) کی مقدار۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۳۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ ، بِلَالٌ ، وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ" قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا اَنْ يَّنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو موذن تھے۔ ایک بلال اور دوسرا اُم مکتوم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان دیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ بس اتنا کہ ایک اُترتا اور دوسرا چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۳۳ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۳۳: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

۲۲۲ :بَابُ فَضْلِ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ اِفْطَارِهٖ

بَاب: جلد افطار کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعا اور اشیاءِ افطار

۱۲۳۴ :عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۳۵ : وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ : دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ : رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُوْ عَنِ الْخَيْرِ : اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ ، وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ : مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ قَالَ : عَبْدُ اللّٰهِ – يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ :هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۳۵: حضرت ابوعطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور دونوں ہی بھلائی میں کمی کرنے والے نہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار دیر سے کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کون مغرب میں جلدی کرتا ہے؟ مسروق نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ "لَا يَأْلُوْ" :اَيْ لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ۔

لَا يَأْلُوْا: بھلائی میں کمی نہیں کرتا۔

۱۲۳۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۲۳۷ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۳۷: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات ادھر سے آ جائے اور دن اُدھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزہ دار نے روزہ افطار کرلیا''۔(بخاری ومسلم)

۱۲۳۸ : وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ :"یَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا ' فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَیْتَ؟ قَالَ :"انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ :اِنَّ عَلَیْكَ نَهَارًا ' قَالَ "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ :"اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ" وَاَشَارَ بِیَدِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قَوْلُهٗ "اَجْدَحْ" بِجِیْمٍ ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَاءٍ مُهْمَلَتَیْنِ :اَیْ اَخْلِطِ السَّوِیْقَ بِالْمَآءِ۔

۱۲۳۸: حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور آپؐ روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپؐ نے لوگوں میں سے کسی سے فرمایا' اے فلاں! اُترو اور ستو ہمارے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہو جائے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اُترو اور ستو تیار کرو۔'' اس نے کہا ابھی تو دن ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اترو اور ستو تیار کرو''۔ چنانچہ وہ اُترے اور آپؐ کے لئے ستو تیار کئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے اور فرمایا: ''رات کو اِدھر سے آتا ہوا دیکھو تو پس یقیناً روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔(بخاری ومسلم)

اَجْدَحْ :ستو رتیار کرو۔

۱۲۳۹ : وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ ' فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۲۳۹: حضرت سلمان بن عامر ضبی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے پس بے شک پانی بہت پاکیزہ ہے۔(ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

١٢٤٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَّآءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۴۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تر کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں۔ اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چند گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

٢٢٣ : بَابُ اَمْرِ الصَّآئِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهٖ وَجَوَارِحِهٖ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

بَاب: روزہ دار کو اپنے اعضاء اور زبان گالی گلوچ اور خلافِ شرع باتوں سے روکے رکھنا

١٢٤١ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ ، فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ : اِنِّيْ صَآئِمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے اس طرح کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں''۔ (بخاری و مسلم)

١٢٤٢ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جھوٹی بات نہ چھوڑی اور اس پر عمل کرنا بھی ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے''۔ (بخاری)

٢٢٤ : بَابٌ فِيْ مَسَآئِلَ مِنَ الصَّوْمِ

بَاب: روزے کے مسائل

١٢٤٣ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بھول کر کھا پی لے۔ پس اس کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے۔ بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

١٢٤٤ : وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ : "اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ

۱۲۴۴: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کو مکمل طور پر کرو اور انگلیوں

الْاَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَآئِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو"۔ (ابوداوٗد ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۴۵: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ وَیَصُوْمُ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (کبھی) اس حالت میں فجر کا وقت آ جاتا کہ بیوی کے ساتھ ہمبستری کی وجہ سے جنابت کی حالت میں ہوتے۔ پھر بعد میں غسل فرماتے کہ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۴۶: وَعَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَیْرِ حُلُمٍ ثُمَّ یَصُوْمُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۶: حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ خواب کے بغیر جنابت سے ہوتے۔ پھر روزہ رکھ لیتے۔ (اور بعد میں غسل فرماتے)...... (بخاری و مسلم)

۲۲۵: بَابُ بَیَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

باب: محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت

۱۲۴۷: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

۱۲۴۸: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ ﷺ یَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهٗ كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ: كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِیْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے کہ شعبان میں رکھتے۔ آپ تمام شعبان روزے رکھتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ تھوڑے دنوں کے سوا پورا شعبان روزے رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۴۹: وَعَنْ مُجِیْبَةَ الْبَاهِلِیَّةِ عَنْ اَبِیْهَا اَوْ عَمِّهَا اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ — وَقَدْ تَغَیَّرَتْ حَالُهٗ وَهَیْئَتُهٗ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: "وَمَنْ اَنْتَ؟" قَالَ: اَنَا الْبَاهِلِیُّ الَّذِیْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ — قَالَ: "فَمَا غَیَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ

۱۲۴۹: حضرت مجیبہ باہلیہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر واپس چلے آئے۔ پھر ایک سال گزرنے کے بعد آپ کی خدمت میں آئے تو ان کی حالت بدلی ہوئی تھی پس کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ آپ نے فرمایا: "تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں وہی باہلی ہوں جو آپ کی خدمت میں گزشتہ سال آیا۔

الْهَيْئَةِ" قَالَ : مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَيْلٍ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ : "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ' وَيَوْمًا مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: "زِدْنِيْ فَاِنَّ بِيْ قُوَّةً" قَالَ : "صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ : زِدْنِيْ قَالَ : "صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" قَالَ : زِدْنِيْ - قَالَ : "صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ' صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ' صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ" وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا -

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

"شَهْرُ الصَّبْرِ" :رَمَضَانُ۔

۲۲۶ :بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ

۱۲۵۰ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ" يَعْنِيْ اَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۲۷ :بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَآءَ وَتَاسُوْعَآءَ

۱۲۵۱ :عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ : "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپؐ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدل دیا۔ تیری بہت اچھی صحت تھی۔ اس نے کہا میں جب سے آپؐ سے جدا ہوا میں نے کھانا نہیں کھایا مگر رات ہی کو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تو نے اپنے آپؐ کو تکلیف دی۔ پھر فرمایا: ''تو صبر کے مہینے کے روزے رکھ اور ہر مہینے میں سے ایک۔ اس نے کہا اس میں کچھ اضافہ فرمائیں کیونکہ مجھ میں ہمت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حرمت والے مہینوں میں بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینوں کے بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینے کے بعض دنوں میں روزے رکھو اور پھر چھوڑ دو اور اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

"شَهْرُ الصَّبْرِ" :رمضان المبارک۔

بَاب: ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت

۱۲۵۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی ایسے دن نہیں کہ عمل صالح جن میں اتنا اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہو جتنا ان دنوں میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ اور نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ آپؐ نے فرمایا' ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی مگر وہ نمازی جو اپنی جان اور مال لے کر نکلے۔ پھر اس میں کوئی چیز واپس نہیں لایا۔ (یعنی شہید ہوا یہ یقیناً سب سے افضل ہے)

بَاب: یوم عرفہ' عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت

۱۲۵۱: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: '' وہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے''۔ (مسلم)

۱۲۵۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۱۲۵۳ :وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءِ فَقَالَ: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہے''۔ (مسلم)

۱۲۵۴ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔'' (مسلم)

۲۲۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

باب: شوال کے چھ روزوں کا استحباب

۱۲۵۵ :عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۵: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔ (مسلم)

۲۲۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ

باب: سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب

۱۲۵۶ :عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ: "ذٰلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُّ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۶: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن نبوت ملی اور اس دن وحی اتری۔ (مسلم)

۱۲۵۷ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَآئِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ

۱۲۵۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

صَوْمٍ۔

مسلم نے روایت کیا مگر روزے کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۵۸ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَرّٰى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے روزے کو بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۲۳۰ :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

بَاب: ہر مہینے میں تین دن کے روزے کا استحباب

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِيْ اَيَّامِ الْبِيْضِ وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ- وَقِيْلَ الثَّانِيْ عَشَرَ وَالثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ:

افضل یہ ہے کہ ایامِ بیض کے تین روزے (اور وہ تیرہ' چودہ اور پندرہ ہے) رکھے جائیں۔

بعض نے کہا بارہ' تیرہ اور چودہ مگر صحیح اور مشہور پہلا قول ہے۔

۱۲۵۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِثَلَاثٍ :صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى ، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (۱) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا' (۲) چاشت کی دو رکعتیں' (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۶۰ :وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِيْ حَبِيْبِيْ ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ : بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَصَلٰوةِ الضُّحٰى، وَبِاَنْ لَّا اَنَامَ حَتّٰى اُوْتِرَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۶۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا:

(۱) ہر مہینے میں تین دن کے روزے' (۲) چاشت کی نماز' (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (مسلم)

۱۲۶۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا ایسا ہے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۶۲ : وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔

۱۲۶۲: حضرت معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر میں نے

فَقُلْتُ :مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ؟ قَالَتْ :لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ يَصُوْمُ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کہا آپ کون سے مہینے کے روزے رکھتے ؟ جواب میں فرمایا۔ کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون سے مہینے کے آپؐ روزے رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

۱۲۶۳ :وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۶۳: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو ہر ماہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو تیرہ' چودہ' پندرہ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۲۶٤ :وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا بِصِيَامِ اَيَّامِ الْبِيْضِ : ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۶۴: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایامِ بیض کے روزوں کا حکم فرماتے اور وہ تیرہ' چودہ' پندرہ ہیں۔

(ابوداوُد)

۱۲٦٥ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ ' رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۲۶۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر وحضر میں نہ چھوڑتے تھے۔ (نسائی)

صحیح سند۔

۲۳۱ :بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا وَّفَضْلِ الصَّآئِمِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ عِنْدَهٗ وَدُعَآءِ الْاٰكِلِ لِلْمَاْكُوْلِ عِنْدَهٗ

بَابٌ: جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا' اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے

۱۲٦٦ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:"مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّآئِمِ شَيْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۶۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا' اس کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کچھ بھی کم ہو۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲٦٧ : وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ اِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ :"كُلِيْ" فَقَالَتْ :اِنِّيْ صَآئِمَةٌ

۱۲۶۷: حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم بھی کھاؤ۔'' میں نے کہا میں

، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلَآئِکَةُ اِذَا اُکِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یَفْرُغُوْا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ– وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ دار کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔(ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۲۶۸ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَآءَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَآءَ بِخُبْزٍ وَّزَیْتٍ فَاَکَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ ، وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَآئِکَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۲۶۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے آپؐ کی خدمت میں زیتون اور روٹی پیش کی۔ پس آپؐ نے اس میں سے کھایا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: ''تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں''۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

کتاب الاعتکاف

۱۲۶۹ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: کَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۶۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے۔(بخاری و مسلم)

۱۲۷۰ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی اعتکاف کیا۔(بخاری و مسلم)

۱۲۷۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَیَّامٍ ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرماتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔(بخاری)

کتاب الحج

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ﴾

[آل عمران:۹۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس کے گھر کا حج ہے' جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہیں''۔(آل عمران)

۱۲۷۲ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ

۱۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ ، وَحَجِّ الْبَیْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں' (۲) نماز قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۵) رمضان کے روزے رکھنا''۔ (متفق علیہ)

۱۲۷۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ : "اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا -- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ ، فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَآئِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ، وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔ پس تم حج کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں نعم کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم طاقت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا: ''جو بات میں چھوڑ دوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (سوال نہ کرو) بلا شبہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حتی الامکان انجام دو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔'' (مسلم)

۱۲۷۴ : وَعَنْهُ قَالَ : سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِیْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" قِیْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اَلْمَبْرُوْرُ" هُوَ الَّذِیْ لَا یَرْتَکِبُ صَاحِبُهٗ فِیْهِ مَعْصِیَةً۔

۱۲۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔'' پھر کہا گیا۔ اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد۔'' سوال کیا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: ''مقبول حج۔'' (بخاری و مسلم)

"اَلْمَبْرُوْرُ" : وہ حج جس میں حج کرنے والا کسی معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔

۱۲۷۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۷۵: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں: ''جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش گوئی اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس طرح لوٹا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے اسکو جنم دیا۔'' (بخاری و مسلم)

۱۲۷۶ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا ،

۱۲۷۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان والے

وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو سوائے جنت کے اور کوئی چیز نہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۷۷ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ : "لٰكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ :حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۷۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو افضل ترین خیال کرتی ہیں۔ کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افضل جہاد حج مبرور ہے''۔ (بخاری)

۱۲۷۸ : وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْ يَّوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے بندوں کو آگ سے آزاد فرماتے ہیں۔ جتنے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتا ہے''۔ (مسلم)

۱۲۷۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - اَوْ حَجَّةً مَّعِيَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۰ : وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ : "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرائض میں سے فریضۂ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر سوار ہونے کے قابل نہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں''۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۱ : وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ ، وَلَا الْعُمْرَةَ ، وَلَا الظَّعْنَ قَالَ : "حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۸۱: حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ ہی سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۸۲ : وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۲: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری)

۱۲۸۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۱۲۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ رَکْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ :"مَنِ الْقَوْمِ؟" قَالُوا : الْمُسْلِمُوْنَ قَالُوْا :مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ "رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَرَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ: اَلِھٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ : "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اکرم ﷺ مقام روحاء میں ایک قافلے کو ملے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپؐ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس وقت ایک عورت نے ان میں سے ایک بچے کو بلند کر کے پوچھا کیا اس کا حج ہے۔؟ فرمایا جی ہاں اور اجر تمہیں ملے گا۔ (مسلم)

۱۲۸۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ وَّکَانَتْ زَامِلَتَهٗ – رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۸۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور یہی آپؐ کی سواری تھی۔ (بخاری)

۱۲۸۵ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : کَانَتْ عُکَاظُ ، وَمَجِنَّةُ ، وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَتَاَثَّمُوْا اَنْ یَّتَجِرُوْا فِی الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ' مجنہ' ذوالمجاز یہ جاہلیت کے زمانہ میں بازار لگتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کے ایام میں تجارت کو گناہ خیال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فِیْ......﴾ کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو یعنی مواسم حج۔ (بخاری)

کتاب الجهاد

۲۴۳ :بَاب فَضْلِ الْجِهَاد

باب: جہاد کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّةً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَآفَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ﴾ [التوبة:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ کُرْهٌ لَّکُمْ ، وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ، وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ، وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة:۲۱۶] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ [التوبة:۱۱۱] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین کر لو بے شک اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم پر لڑائی فرض ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے' اس طرح کہ اس کے بدلے میں ان

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ ، وَالْقُرْآنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [التوبة:١١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ، وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ، وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:٩٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ؟ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ، وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الصف:١٠-١٣]

کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ سچا کیا گیا ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں۔ کون ہے جو اپنے وعدے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پورا کرنے والا ہو۔ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ مؤمن جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہنے والے ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ دونوں برابر نہیں۔ ان کو بیٹھے رہنے والوں پر درجہ حاصل ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بڑے اجر کے لحاظ سے فضیلت دی اور اپنی طرف سے درجات' بخشش' رحمت بھی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ (النساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہو؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا۔ جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور ہمیشہ کی جنتوں میں پاکیزہ مکانات' یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری چیز جس کو تم پسند کرتے ہو' وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قریبی فتح ہے اور ایمان والوں کو آپؐ خوشخبری دے دیں۔ (الصف)

وَالْاٰيَاتُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ.

آیات اس سلسلے میں بہت معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فِىْ فَضْلِ الْجِهَادِ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَمِنْ ذٰلِكَ.

جہاد کی فضیلت میں احادیث بھی شمار سے باہر ہیں۔

١٢٨٦ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَىُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِيْلَ :ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ :

۱۲۸۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟

"اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قِيْلَ :ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ پوچھا گیا' پھر کیا؟ فرمایا: ''حج مبرور''۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ :"اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ :ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ :"بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ : ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ :"اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔'' میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (بخاری و مسلم)

۱۲۸۸ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (بخاری و مسلم)

۱۲۸۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح سویرے تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا یا شام کے وقت تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔'' (بخاری و مسلم)

۱۲۹۰ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : مُؤْمِنٌ يُّجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۹۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: ''وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے والا ہو''۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۹۱ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا' وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ

۱۲۹۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور شام کو تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں چلنا یا صبح کے وقت تھوڑی دیر چلنا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اُس سب سے بہتر ہے''۔

عَلَيْهِ۔

(بخاری ومسلم)

۱۲۹۲ : وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهِ ، وَاِنْ مَّاتَ فِيْهِ اُجْرِيَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۹۲: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایک دن رات اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور ان کے قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کو اسی راستہ میں موت آ گئی تو اس کے عمل کو جاری کر دیا جائے گا جو وہ کرتا تھا اور اس کا (جنت کا) رزق جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنہ (قبر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔'' (مسلم)

۱۲۹۳ : وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يُنَمّٰى لَهُ عَمَلُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَيُؤَمَّنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

۱۲۹۳: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر میت کے عمل کو مہر لگا کر بند کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والا۔ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اس کو محفوظ کر دیا جائے گا''۔ (ابوداؤد' ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۹۴ : وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

۱۲۹۴: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہ میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۹۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِيْ وَاِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ فَهُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، اَوْ اَرْجِعَهُ اِلٰى مَنْزِلِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ ، اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ : لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ ، وَرِيْحُهُ رِيْحُ مِسْكٍ – وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَا اَنْ يَّشُقَّ عَلَى

۱۲۹۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لے لیتا ہے جو فقط اس کی راہ میں جہاد کے نکلا اور رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق ہی۔ وہ میری ضمان میں ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے اس مکان پر واپس لوٹاؤں جہاں سے وہ نکلا اس اجر یا غنیمت کے ساتھ جو اس نے پایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم اٹھایا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا۔ جس حالت میں زخم ہوا۔ اس کا ظاہری رنگ تو خون جیسا ہوگا' مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی ایک سریہ سے بھی کبھی پیچھے نہ

الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَدًا وَلٰكِنْ لَّا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَّيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ - وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ۔

رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میں ان کے لئے سواری کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں' پس قتل کیا جاؤں' پھر جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ مسلم' بخاری سے کچھ حصہ روایت کیا۔

"اَلْكَلْمُ" اَلْجُرْحُ۔

اَلْكَلْمُ :زخم۔

۱۲۹۶ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:"مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهٗ يَدْمِيْ :اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہوگا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۹۷ :وَعَنْ مُّعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ' وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ : لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۹۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دوبارہ دوھنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوا یا اس کو خراش آئی تو وہ قیامت کے دن زیادہ گہری ہو کر آئے گی۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۲۹۸ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّآءٍ عَذْبَةٌ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ' فَذَكَرَ ذٰلِكَ 'لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا' اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ' وَيُدْخِلَكُمْ

۱۲۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک کا گزر ایک گھاٹی کے پاس سے ہوا جہاں میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ ان کو پسند آیا تو کہنے لگے اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر یہاں قیام کرلوں تو مناسب ہے مگر جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک ایسا نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تم ایسا مت کرو۔ تمہارا اللہ کی راہ میں اقامت اختیار کرنا' تمہارے اپنے گھر میں ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے اور تمہیں جنت میں داخل

الْجَنَّةَ؟ اغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

"وَالْفُوَاقُ" :مَا بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ.

فرما دے؟ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوھا جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

الْفُوَاقُ :دومرتبہ دوہنے کے درمیان وقفہ

۱۲۹۹ :وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ : "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ" فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ : "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ" ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ الْقَانِتِ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ :مِنْ صَلٰوةٍ ، وَلَا صِيَامٍ ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : اَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ : "لَا اَجِدُهُ" ثُمَّ قَالَ : هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ ، وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ؟" فَقَالَ : وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ؟

۱۲۹۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ جہاد کے برابر کون سی چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ انہوں نے سوال کو دو تین مرتبہ لوٹایا تو آپؐ نے ہر مرتبہ فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار' شب خیز' اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے کی ہے جو نماز' روزے سے تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس گھر لوٹے''۔ (بخاری ومسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا:'' کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تُو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟۔

۱۳۰۰ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ اَوْ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذَا الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذَا الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۰۰: حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بہتر زندگی والا وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو۔ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ آمیز آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے اور موت یا قتل کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو کچھ بکریاں لے کر یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جائے۔ اقامت اختیار کرتا ہے' نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' اپنے رب کی عبادت میں موت آنے تک مصروف ومشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف خیر و بھلائی کا ہی تعلق ہے۔ (مسلم)

۱۳۰۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۳۰۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد میں سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے''۔ (بخاری)

۱۳۰۲ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ رَضِىَ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْسَعِيْدٍ فَقَالَ : اَعِدْهَا عَلَىَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : "وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِى الْجَنَّةِ ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" قَالَ : وَمَا هِىَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔ اس پر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا اعادہ فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ فرما دیا۔ پھر فرمایا: ''دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہے۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد' اللہ کی راہ میں جہاد''۔ (مسلم)

۱۳۰۳ : وَعَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ : يَا اَبَا مُوْسٰى اَاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ : نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اِقْرَاُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ" ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ فَاَلْقَاهُ ، ثُمَّ مَشٰى بِسَيْفِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۳ : حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں'' اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا' جس کی ظاہری حالت پراگندہ تھی' اس نے کہا اے ابوموسیٰ کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چل دیا اور دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خود شہید ہوگیا۔ (مسلم)

۱۳۰۴ : وَعَنْ اَبِىْ عَبْسٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جُبَيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ

۱۳۰۴ : حضرت ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی راہ میں ایک بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور اس کو جہنم کی آگ چھو

النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۰۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ :عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۰۷ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۰۸ :وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۰۹ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًى مِنْ اَسْلَمَ قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ : "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ فَقَالَ :اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ : اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ :يَا فُلَانَةُ

لے''۔(بخاری)

۱۳۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہوسکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ایک بندے پر دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں''۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۰۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری''۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۰۷: حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے سامان دیا گویا اس نے خود غزوہ کیا اور جو آدمی کسی غازی کے اہل وعیال پر بھلائی کے ساتھ نگران رہا اس نے بھی یقیناً جہاد کیا''۔(بخاری ومسلم)

۱۳۰۸: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقات میں سب سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیمہ دینا اور اللہ کی راہ میں کوئی خادم عنایت کرنا ہے یا پھر جوان اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا ہے''۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۰۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سامانِ جہاد نہیں۔فرمایا تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کا سامان تیار کیا پھر بیمار ہوگیا۔چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ سامان مجھے دے دو جو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے فلانی اس کو وہ

اَعْطِيْهِ الَّذِىْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ ' وَلَا تَحْبِسِىْ مِنْهُ شَيْئًا فَوَ اللّٰهِ لَا تَحْبِسِيْنَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكِ فِيْهِ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سارا سامان دے دو جو میں نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا اور اس میں سے کچھ بھی روک نہ رکھنا۔ اللہ کی قسم تو اس میں سے کوئی چیز بھی روک کر نہ رکھنا پس تمہیں اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔ (مسلم)

۱۳۱۰ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اِلٰى بَنِىْ لَحْيَانَ فَقَالَ ، "لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ " ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِىْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَيْرٍ كَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ"۔

۱۳۱۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اجر دونوں میں مشترک ہو گا۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک نکلے۔ پھر بیٹھنے والے کو کہا جو تم میں سے نکلنے والے کے اہل وعیال کی بھلائی سے نگرانی کرے گا تو اس کو نکلنے والے کے اجر کے برابر آدھا ملے گا۔

۱۳۱۱ :وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَى النَّبِىَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟ فَقَالَ :"اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاُجِرَ كَثِيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِىِّ۔

۱۳۱۱: حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی جنگی ہتھیاروں سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتال کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''اسلام لاؤ پھر لڑو''۔ پس وہ اسلام لے آیا اور پھر اس نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور اجر بہت زیادہ پالیا''۔ (بخاری ومسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

۱۳۱۲ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ : "مَا اَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ' لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ" وَفِىْ رِوَايَةٍ "لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو۔ اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے اس لئے کہ وہ شہادت کی بزرگی دیکھے گا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۱۳ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلشَّهِيْدِ كُلَّ شَىْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شہید کو ہر چیز معاف فرما دیں گے مگر قرضہ (معاف نہیں فرمائیں گے)''۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ : "اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ"۔

۱۳۱۴ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِیْهِمْ فَذَکَرَ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ قُلْتَ؟ قَالَ : اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ ، مُحْتَسِبٌ ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ ، اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۵ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : اَیْنَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ : "فِی الْجَنَّةِ" فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَآءَ الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا یُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ" فَدَنَا الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ یَقُوْلُ عُمَیْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

مسلم کی ایک روایت میں ہے' اللہ کی راہ میں شہادت قرضے کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔

۱۳۱۴: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کا تذکرہ فرمایا کہ یہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ کیا حکم ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اس حالت میں کہ تو جم کر لڑنے والا' ثواب کی امید رکھنے والا' آگے بڑھنے والا نہ کہ پیچھے ہٹنے والا ہو۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تو نے کیا سوال کیا؟ اس نے عرض کیا: کیا حکم ہے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جی ہاں جب کہ تو صبر کرنے والا' ثواب کا امیدوار' اقدام (خالص نیت سے لڑنا) کرنے والا ہو' نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا مگر قرضہ (معاف نہیں ہوگا) پس جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بتلایا۔ (مسلم)

۱۳۱۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں'' چنانچہ اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

۱۳۱۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین آئے۔ (بعد میں) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص کسی چیز میں کوئی قدم نہ اٹھائے جب تک کہ میں نہ کروں یا کہوں۔'' چنانچہ مشرکین قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن ہمام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انہوں نے کہا خوب خوب! اس پر آپ

وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ : بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ : "فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا" فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَیَاةٌ طَوِیْلَةٌ فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰی قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْقَرَنُ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّآءِ : هُوَ جَعْبَةُ النُّشَّابِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں اس خوب خوب کی بات پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' بے شک تو جنت والوں میں سے ہے پھر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالی اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں زندہ رہوں تو ان کھجوروں کے کھانے تک بے شک یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے! پس انہوں نے اپنے پاس جو کھجوریں تھی' انہیں پھینک دیا پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

اَلْقَرَنُ : تیر رکھنے کا فیصلہ۔

۱۳۱۷ :وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا یُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ ' فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فِیْهِمْ خَالِیْ حَرَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ' وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّیْلِ : یَتَعَلَّمُوْنَ وَکَانُوْا بِالنَّهَارِ یَجِیْئُوْنَ بِالْمَآءِ فَیَضَعُوْنَهٗ فِی الْمَسْجِدِ' وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِیْعُوْنَهٗ وَیَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ ' فَبَعَثَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ یَبْلُغُوا الْمَکَانَ فَقَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَهٗ فَقَالَ حَرَامٌ :فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا لَفْظُ

۱۳۱۷: حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ آپؐ نے ان کی طرف ستر انصاری بھیجے جن کا لقب قراء تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ دن کو قرآن مجید پڑھتے' رات کو اس کا ورد کرتے اور سیکھتے سکھاتے' دن کے وقت میں پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں کاٹ کر ان کو فروخت کر کے اس کے بدلے میں اہل صفہ کے لئے اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہؐ نے ان کو بھیج دیا پھر لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو اصل مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ (انہوں نے قتل سے پہلے) دعا کی اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک آدمی حضرت انس کے ماموں حرام پر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور ان کو اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے آر پار ہو گیا اس پر حضرت حرام نے کہا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' بے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا اے اللہ ! ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں وہ ہم پر راضی ہو گیا اور ہم اس پر راضی ہو گئے۔ (بخاری

مُسْلِمٍ۔

١٣١٨ : وَعَنْهُ قَالَ : غَابَ عَمِّي اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ ، لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهُ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ : يَا سَعْدُ ابْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ : فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ : فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِهِ قَالَ اَنَسٌ : كُنَّا نَرٰى -اَوْ نَظُنُّ - اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهِ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ اِلٰى اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ۔

و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

١٣١٨: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس پہلی لڑائی سے جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی غائب رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں جو انہوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیری بارگاہ میں بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا یعنی مشرکین نے۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہوگیا تو کہنے لگے اے سعد بن معاذ! ربّ نضر کی قسم جنت یہ ہے۔ بے شک میں اس کی خوشبو اُحد سے ادھر پا رہا ہوں۔ پس سعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے کچھ زائد تلوار کے وار یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کیا پس ان کو سوائے ان کی ہمشیرہ کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے بھی انگلیوں کے پوروں سے ان کی پہچان کی۔ انس کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان یہ تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان ہی جیسے لوگوں کے بارے میں اُتری: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ ...... مُؤْمِنُوْنَ﴾ سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو پورا دیا جو اللہ تعالیٰ سے کیا۔ (بخاری و مسلم) باب مجاہدہ میں یہ روایت گزری۔

١٣١٩ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا : اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ" - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهُوَ بَعْضٌ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْهِ

١٣١٩: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا ہے۔ (بخاری)

اَنْوَاعٌ مِّنَ الْعِلْمِ سَیَاْتِیْ فِیْ بَابِ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

یہ طویل روایت کا حصہ ہے جس میں علم کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ "بَابِ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ" میں ان شاء اللہ آئے گا۔

۱۳۲۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اُمَّ الرُّبَیِّعِ بِنْتَ الْبَرَآءِ وَھِیَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ ، اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَةَ ، وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ ، فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ اجْتَھَدْتُّ عَلَیْہِ فِی الْبُکَآءِ؟ فَقَالَ : "یَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَکِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۲۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم ربیع بنت براء، یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں، خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے نہیں بتلاتے۔ یہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں اس پر خوب روؤں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے حارثہ کی والدہ! بے شک جنت میں بہت سے باغات ہیں اور یقیناً تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ چکا''۔ (بخاری)

۱۳۲۱ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: جِیْءَ بِاَبِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَدْ مُثِّلَ بِہٖ ، فَوُضِعَ بَیْنَ یَدَیْہِ ، فَذَھَبْتُ اَکْشِفُ عَنْ وَجْھِہٖ فَنَھَانِیْ قَوْمٌ – فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "مَا زَالَتِ الْمَلَآئِکَةُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۲۱: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد (عبداللہ) کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا، اس حال میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا، ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو بعض لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فرشتے عبداللہ کو اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۲۲ : وَعَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ سَاَلَ اللّٰہَ تَعَالَی الشَّھَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۲: حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے۔ خواہ وہ بستر پر فوت ہو''۔ (مسلم)

۱۳۲۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "مَنْ طَلَبَ الشَّھَادَةَ صَادِقًا اُعْطِیَھَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سچائی سے شہادت طلب کی وہ اس کو دے دی جاتی ہے خواہ وہ شہادت نہ پائے''۔ (مسلم)

۱۳۲۴ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "مَا یَجِدُ الشَّھِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ

۱۳۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہید قتل سے اتنی (معمولی) تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے''۔ (ترمذی)

حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

یہ حدیث حسن ہے۔

١٣٢٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ : "اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ ، فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا ، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" ثُمَّ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۵ : حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی معرکہ میں جو دشمن کے ساتھ پیش آیا' سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرمایا۔ پھر خطبہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین سے جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ تو کتاب کا اتارنے والا' بادلوں کا چلانے والا' گروہوں کو شکست دینے والا ہے۔ دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما''۔ (بخاری و مسلم)

١٣٢٦ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ : الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِيْنَ يَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۲۶ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دُعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں کی جاتیں: (۱) اذان کے وقت کی دعا۔ (۲) لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ آپس میں رن پڑ (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی ہو) چکا ہو''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١٣٢٧ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا غَزَا قَالَ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ ، بِكَ اَحُوْلُ ، وَبِكَ اَصُوْلُ ، وَبِكَ اُقَاتِلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۲۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے: ''اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے' تیری مدد سے میں پھرتا اور تیری معاونت سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دشمن سے لڑتا ہوں''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

١٣٢٨ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۲۸ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ ہم آپ کو ان کا مدمقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١٣٢٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا وَالْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۹ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۳۰ : وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ : اَلْاَجْرُ وَالْمُغْنَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۰: حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں میں باندھ دی گئیں ہیں یعنی اجر (ثواب) اور (مال) غنیمت''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۳۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اِيْمَانًا بِاللّٰهِ ، وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ ، وَرِيَّهٗ ، وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۳۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پس اس کا سیراب ہونا اور اس کی گھاس اور گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس کے میزان عمل میں ہوگی''۔ (بخاری)

۱۳۳۲ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ: هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لئے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی (یعنی سواری کے لئے تیار)''۔ (مسلم)

۱۳۳۳ : وَعَنْ اَبِيْ حَمَّادٍ وَيُقَالُ اَبُوْ سُعَادَ وَيُقَالُ اَبُوْ اُسَيْدٍ وَيُقَالُ اَبُوْعَامِرٍ وَيُقَالُ اَبُوْ عَمْرٍو وَيُقَالُ اَبُو الْاَسْوَدِ وَيُقَالُ اَبُوْعَبْسٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ : "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۳: حضرت ابی حماد بعض نے کہا ابوسعاد یا کہا جاتا ہے ابواسد اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابو عامر اور کہا جاتا ہے ابوعمرو اور کہا جاتا ہے ابوالاسود اور کہا جاتا ہے ابوعبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے سنا: ''تم ان دشمنوں کے لئے تیاری کرو جس حد تک طاقت ہے خبردار! سن لو طاقت تیر اندازی ہے' سن لو طاقت تیری اندازی ہے' سن لو طاقت تیر اندازی ہے''۔

(مسلم)

۱۳۳۴ : وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرَضُوْنَ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۴: عقبہ بن عامر جہنیؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا: ''عنقریب تم پر زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ پس تم میں کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کوتاہی کا شکار نہ ہو''۔ (مسلم)

۱۳۳۵ : وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ فَقَدْ

۱۳۳۵: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تیر اندازی سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم

عَصٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی''۔ (مسلم)

۱۳۳۶ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرِ الْجَنَّةَ : صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِیْ بِهٖ، وَمُنْبِلَهٗ- وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا - وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْیَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ - كَفَرَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۳۶: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ اس کا بنانے والا جو اس کے بنانے میں بھلائی کی نیت کرنے والا ہو۔ تیر چلانے والے اور اس کو تیر نکال کر دینے والا۔ تم تیر اندازی کرو' گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے جس نے تیر اندازی کو سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔ اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا اُس نے نعمت کی ناشکری کی''۔ (ابوداؤد)

۱۳۳۷ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ : "ارْمُوْا بَنِیْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۳۷: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے اسمٰعیل کی اولاد! تم تیر اندازی کرو۔ بے شک تمہارا باپ تیر انداز تھا۔'' (بخاری)

۱۳۳۸ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عَدْلُ مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۳۸: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۳۹ : وَعَنْ اَبِیْ يَحْيٰی خُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۳۹ : حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا لکھا جاتا ہے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۳۴۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۰: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں''۔

(بخاری و مسلم)

١٣٤١ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۴۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق ڈال دیتے ہیں''۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

١٣٤٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُوَ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اس حالت میں مرا کہ اس نے (کبھی) غزوہ نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی بات آئی اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی''۔ (مسلم)

١٣٤٣ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ : "اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ : حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : اِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِي الْاَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ۔

۱۳۴۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا: ''بے شک مدینہ میں کچھ آدمی ایسے (رہ گئے) ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا یا کسی وادی کو عبور کیا مگر وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں شریک) ہیں ان کو بیماری نے روک دیا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کو ایک عذر نے روک لیا ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں''۔ بخاری نے حضرت انسؓ اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

١٣٤٤ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً ، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ غَضَبًا ، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تا کہ اس کا مقام معلوم ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ بہادری اور غیرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غصہ کی خاطر لڑتا ہے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس لئے لڑائی کہ تا کہ اللہ کی بات ہی بلند ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔

١٣٤٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ غَازِيَةٍ ، اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمَ وَتَسْلَمَ

۱۳۴۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لڑنے والا گروہ یا دستہ جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آ جائے تو

اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَىْ اُجُوْرِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ لَهُمْ اُجُوْرُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پا لیا اور جو لڑنے والا گروہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے"۔ (مسلم)

١٣٤٦ : وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِىْ فِى السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِى الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

۱۳۴۶: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔ (ابوداؤد)
سند جید کے ساتھ۔

١٣٤٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِىِّ ﷺ : قَالَ "قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

"اَلْقَفْلَةُ" : اَلرُّجُوْعُ – وَالْمُرَادُ : الرُّجُوْعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ – وَمَعْنَاهُ اَنَّهٗ يُثَابُ فِىْ رُجُوْعِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْغَزْوِ۔

۱۳۴۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی طرح ہے"۔ (ابوداؤد)
سند جید کے ساتھ۔

اَلْقَفْلَةُ : لوٹنا مراد فراغت کے بعد واپس لوٹنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فراغت کے بعد واپس لوٹنے میں بھی برابر ثواب ملتا ہے۔

١٣٤٨ : وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِىُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْتُهٗ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِىُّ قَالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ۔

۱۳۴۸: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو لوگ ان کو ملے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر آپؐ سے ملاقات کی۔ ابوداؤد نے ان الفاظ کو صحیح سند سے روایت کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے ہم بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

١٣٤٩ : وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ لَّمْ يَغْزُ، اَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِىْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۴۹: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جہاد نہ کیا یا کسی غازی کو سامان نہ تیار کر کے دیا یا بھلائی کے ساتھ کسی غازی کے اہل کی نگہبانی نہ کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی مصیبت ڈالیں گے"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١٣٥٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ : "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ

۱۳۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو"۔

صَحِيْحٌ۔

١٣٥١ : وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو - وَيُقَالُ اَبُوْحَكِيْمٍ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١٣٥٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمْ فَاصْبِرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٣٥٣ :وَعَنْهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: "اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٢٣٥:بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الشُّهَدَآءِ فِيْ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَيُغَسَّلُوْنَ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِيْلِ فِيْ حَرْبِ الْكُفَّارِ

١٣٥٤ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ ، وَالْغَرِيْقُ ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ ، وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٣٥٥ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا تَعُدُّوْنَ الشُّهَدَآءَ فِيْكُمْ؟ " قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ- قَالَ ؟ "اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ"؟ قَالُوْا :فَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ :"مَنْ قُتِلَ

ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۵۱: حضرت ابوعمرو بعض نے کہا ابوحکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لڑائیوں میں) حاضر رہا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے اوّل حصہ میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے۔ ہواؤں کے چلنے تک اور مدد کے اترنے تک تاخیر فرماتے۔(ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو مگر جب ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو صبر (ثابت قدمی) کرو''(بخاری ومسلم)

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''لڑائی (جنگ) ایک چال ہے''۔(بخاری ومسلم)

بَابٌ: آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اوران پرنماز جنازہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہید پانچ ہیں' (۱) طاعون سے مرنے والا' (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' (۳) ڈوب کر مرنے والا' (۴) نیچے دب کر مرنے والا' (۵) اللہ کی راہ میں شہادت پانے والا''۔(بخاری ومسلم)

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے میں کن لوگوں کو شہید کہتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ شہید کون ہے؟ فرمایا:

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

''جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے شہید ہے' جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے' جو طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے' جو ڈوب جائے وہ بھی شہید ہے''۔ (مسلم)

۱۳۵۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۵۶ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔'' (بخاری و مسلم)

۱۳۵۷ : وَعَنْ اَبِی الْاَعْوَرِ سَعِیْدِ ابْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ ، اَحَدِ الْعَشَرَۃِ الْمَشْھُوْدِ لَھُمْ بِالْجَنَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۵۷ : حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرۂ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی) میں سے ہیں' روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے خون کو بچانے کے لئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر قتل ہو وہ بھی شہید ہے''۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۵۸ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ یُرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ؟ قَالَ :"فَلَا تُعْطِہٖ مَالَکَ" قَالَ : اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ؟ قَالَ:"قَاتِلْہُ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ؟ قَالَ: "فَاَنْتَ شَھِیْدٌ" قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُہٗ؟ قَالَ:"ھُوَ فِی النَّارِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حکم ہے اس بات کا کہ اگر کوئی آدمی میرا مال لینے کے ارادے سے آئے؟ فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو۔ عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے لڑو۔ اس نے پھر سوال کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ جواب میں فرمایا: تو شہید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا: ''وہ جہنمی ہے''۔ (مسلم)

۲۳۶ :باب فَضْلِ الْعِتْقِ

باب: آزادی کی فضیلت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ ، وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَۃُ؟ فَکُّ رَقَبَۃٍ﴾

[البلد:۱۱'۱۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس نہ وہ داخل ہوا گھاٹی میں اور تمہیں کیا معلوم وہ گھاٹی کیا ہے وہ گردن کا آزاد کرنا ہے''۔ (البلد)

۱۳۵۹ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

۱۳۵۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے

قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایک مسلمان کی گردن آزاد کی اللہ اس کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرما دیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے میں''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۶۰: وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قَالَ قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا، وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۰: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد''۔ میں نے عرض کیا کون سی گردن افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو گردن کہ مالکوں کے ہاں نفیس اور قیمت میں زیادہ ہو''۔ (بخاری ومسلم)

۲۳۷: باب فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَى الْمَمْلُوْكِ

باب: غلاموں سے حسن سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، وَّبِذِی الْقُرْبٰى، وَالْيَتٰمٰى، وَالْمَسٰكِيْنِ، وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى، وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:۳۶]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ' والدین کے ساتھ احسان کرو' قرابت والوں' یتیموں' مساکین' قرابت والے پڑوسی' اجنبی پڑوسی' پاس بیٹھنے والے' مسافر کے ساتھ اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں' اچھا سلوک کرو''۔ (النساء)

۱۳۶۱: وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: رَاَيْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهٖ مِثْلُهَا، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ اَنَّهٗ سَابَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَيَّرَهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ امْرُءٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ" هُمْ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ

۱۳۶۱: حضرت معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ابوذرؓ کو دیکھا کہ ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی تھا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کی نسبت سے عار دلائی۔ اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ پر جاہلیت کا اثر ہے۔ وہ تمہارے بھائی اور خدمت گزار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا۔ پس جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے''۔ مزید یہ بھی فرمایا: ''تم ان کو ایسی تکلیف نہ دو کہ جس کی ان میں طاقت نہ ہو اگر تم ان کو ایسا کام سپرد کر دو تو پھر ان کی مدد

عَلَيْهِ۔

کرو''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۶۲ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُکْلَةً اَوْ اُکْلَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِیَ عِلَاجَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کر لائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو چاہئے کہ اس کو ایک یا دو لقمے ضرور دے کیونکہ اس نے اس کے (پکانے) کی تکلیف برداشت کی''۔ (بخاری)

"الْاُکْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَهِیَ اللُّقْمَةُ۔

اَلْاُکْلَةُ: ہمزہ کی پیش کے ساتھ' لقمہ کو کہتے ہیں۔

۲۳۸ :باب فَضْلِ الْمَمْلُوْكِ الَّذِیْ يُؤَدِّی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ!

باب: اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے

۱۳۶۳ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ ، وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ ، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام جب اپنے آقا سے اخلاص برتتا ہے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے۔ تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳٦٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ" وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّیْ ، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس غلام کے لئے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو دو اجر ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ' حج اور اپنی والدہ سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳٦٥ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلْمَمْلُوْكُ الَّذِیْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ ، وَيُؤَدِّیْ اِلٰی سَيِّدِهِ الَّذِیْ عَلَيْهِ :مِنَ الْحَقِّ ، وَالنَّصِيْحَةِ، وَالطَّاعَةِ ، لَهٗ اَجْرَانِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۶۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور اطاعت سے پیش آتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں''۔ (بخاری)

۱۳٦٦ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ : رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ

۱۳۶۶: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین ایسے آدمی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: (۱) اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور حضرت

إِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (بھی) ایمان لایا (۲) وہ مملوک غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے (۳) وہ آدمی کہ جس کی لونڈی ہو وہ اس کو عمدہ ادب سکھائے اور اچھی اور اعلیٰ ترین تعلیم دلائے پھر آزاد کر کے اُس کے ساتھ شادی کرے اُس کے لئے دو اجر ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

۲۳۹ : بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ الْاِخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

بَاب: جنگ وجدال اور فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان

۱۳۶۷ : عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۶۷: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شدید فتنے کے وقت عبادت کرنا اس طرح ہے جیسے میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنا"۔ (مسلم)

۲۴۰ : بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْاَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِيْ وَاِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيْفِ وَفَضْلِ اِنْظَارِ الْمُوْسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ!

بَاب: خرید وفروخت، لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:۲۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ﴾ [هود:۸۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ؟ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم جو بھی بھلائی کرو۔ پس بے شک اللہ اس کو جاننے والے ہیں"۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے میری قوم ماپ تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو"۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ماپ تول میں کمی کرنے والے ہیں وہ جو کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ کر دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو وہ کمی کرنے والے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ ان کو اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن میں جس

الْعَالَمِيْنَ﴾ [المطففين: ٦'١]

دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔ (المطففین)

١٣٦٨ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهُ' فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا" ثُمَّ قَالَ: "اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ" قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ : "اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر تقاضا کرنے لگا اور آپؐ سے درشت رویہ اختیار کیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔'' پھر فرمایا: ''اس کو اتنی عمر کا اونٹ دے دو جتنا اس کا تھا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اس کے جانور کی عمر سے بہتر والا پاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو وہی دے دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو''۔ (بخاری و مسلم)

١٣٦٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ "رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى' وَاِذَا اقْتَضٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۳۶۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو فروخت' خرید اور رقم کے تقاضے کے وقت درگزر (مہلت) کرنے والا ہو''۔ (بخاری)

١٣٧٠ : وَعَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۰: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو یہ پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دکھوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا مقروض کو معاف کرے''۔ (مسلم)

١٣٧١ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ يُّدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا ' فَلَقِىَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے غلام کو ہدایت کرتا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا''۔ (بخاری و مسلم)

١٣٧٢ : وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْبُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَيْرِ شَىْءٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا ' وَكَانَ يَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ يَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ – قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

۱۳۷۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا۔ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی بھلائی نہ پائی گئی سوائے اس بات کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور صاحب خیر (بھلائی میں تعاون کرنے والا) تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

: "نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہم اس سے (بھلائی میں) تجاوز کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو"۔ (مسلم)

۱۳۷۳ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اُتِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لَهٗ : مَا ذَا عَمِلْتَ فِى الدُّنْيَا؟ قَالَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا : قَالَ : يَا رَبِّ اٰتَيْتَنِىْ مَالَكَ فَكُنْتُ : اُبَايِعُ النَّاسَ ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِى الْجَوَازُ ، فَكُنْتُ اَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ – فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : " اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِىْ" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ، وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِىُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۳: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ جس کو اللہ نے مال عنایت فرمایا تھا اسے فرمایا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اس پر حضرت حذیفہ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ کہ وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ پھر جواب دے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال دیا تھا جس کی میں نے لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ چنانچہ میں خوشحال پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا اللہ فرمائیں گے میں اس بات کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اللہ فرشتوں کو فرمائیں گے تم میرے اس بندے سے درگزر کرو اس پر حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاریؓ نے کہا اسی طرح ہم نے بھی رسول اللہؐ کے منہ سے یہ بات سنی"۔ (مسلم)

۱۳۷٤ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا ، اَوْ وَضَعَ لَهٗ ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عنایت فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا"۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۷٥ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اشْتَرٰى مِنْهُ بَعِيْرًا فَوَزَنَ لَهٗ فَاَرْجَحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو ان کو وزن کر کے دیا تو جھکتی ہوئی تول سے دیا (یعنی مقررہ رقم سے زیادہ دیا)۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۷٦ : وَعَنْ اَبِىْ صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِىُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ ، فَجَآءَ نَا النَّبِىُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيْلَ وَعِنْدِىْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ ، لِلْوَزَّانِ : "زِنْ وَاَرْجِحْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۷۶: حضرت ابی صفوان سوید ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی مقامِ ہجر سے کچھ کپڑا بیچنے کے لئے لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے کو فرمایا: "تول اور جھکتا ہوا تول"۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

كتاب العلم

۲٤٠ :بَابُ فَضْلُ الْعِلْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ [طه:١١٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[الزمر:٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾ [المجادلة:١١]

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ﴾ [فاطر:٢٨]

١٣٧٧ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٣٧٨ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ وَهُوَ اَنْ يَّتَمَنّٰى مِثْلَهٗ۔

١٣٧٩ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ. مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ ، وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا

باب: علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور کہہ دیجئے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔'' (طٰہٰ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں''۔ (الزمر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے بلند کرتے ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجات کے لحاظ سے''۔ (المجادلہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرنے والے ہیں''۔ (فاطر)

۱۳۷۷: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۷۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا پھر حق کے راستے میں اس کو خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ عنایت فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے''۔ (بخاری و مسلم) حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس کی مثل تمنا ہے۔

۱۳۷۹: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دیا اس کی مثال اس بادل جیسی ہے جو ایک زمین پر برسا پھر اس زمین کا ایک حصہ عمدہ ہے جس نے پانی کو قبول کر لیا اور گھاس اُگائی اور بہت زیادہ جڑی بوٹیاں اور اس میں سے ایک حصہ زمین کا سخت تھا جس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ دیا پس انہوں نے خود بھی پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو دیا اور ایک حصہ زمین کا وہ ہے جو چٹیل

وَاَصَابَ طَآئِفَةً مِنْهَا اُخْرٰى اِنَّمَا هِىَ قِيْعَانٌ : لَا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَا فَقُهَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِىَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِىْ اُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میدان تھا نہ وہ پانی کو روکتا اور نہ گھاس اُگا تا پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو اللہ نے دے کر مجھے بھیجا ہے اس سے اللہ نے اس کو نفع دیا پس اس نے خود اس دین کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی حالت کہ جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اس کو قبول نہ کیا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۸۰ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لِعَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : "فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۰: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۸۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: بَلِّغُوْا عَنِّىْ وَلَوْ اٰيَةً ، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِىْ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا حَرَجَ ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ۔

۱۳۸۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے باتیں بیان کرو کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے''۔ (بخاری)

۱۳۸۲ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی ایسے راستے پر چلا جس سے علم طلب کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں''۔ (مسلم)

۱۳۸۳ : وَعَنْهُ اَيْضًا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ ان کو ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا''۔ (مسلم)

۱۳۸۴ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدم کا بیٹا مرجاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جارہا ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا گو ہو''۔ (مسلم)

١٣٨٥ : وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا ، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَمَا وَالَاهُ ، وَعَالِمًا ، اَوْ مُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

قَوْلُهٗ "وَمَا وَالَاهُ" اَيْ طَاعَةُ اللّٰهِ۔

۱۳۸۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دنیا ملعون ہے اور اس میں سب کچھ ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی کے اور عالم یا علم حاصل کرنے والے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

مَاوَالَاهُ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

١٣٨٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹے''۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

١٣٨٧ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ : "لَنْ يَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِّنْ خَيْرٍ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١٣٨٨ :وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۸: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ کے مقابلے میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل سماء اور اہل ارض یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں (اپنے پانی) میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

١٣٨٩ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ ، وَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ ، وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَآءِ ، وَفَضْلُ

۱۳۸۹: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جو شخص کسی راستہ پر علم طلب کرنے کیلئے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل پر خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بے شک عالم کے لئے تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد (ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرنے والا) پر اس

الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ، وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ ، وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

طرح ہے جس طرح چاند (اپنی روشنی و نور کے باعث) کو دیگر ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کسی درہم و دینار کو وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم ہی کو ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے اس (ورثہ) میں سے عظیم حصہ حاصل کرلیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۱۳۹۰ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی بات سن کر پھر اس کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے سنا۔ بسا اوقات وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۹۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے چھپا لی قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دے دی جائے گی''۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۳۹۲ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا - رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کوئی علم سیکھا (یعنی) جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے (لیکن) اُس نے اِس علم کو دُنیا کی غرض سے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا''۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

۱۳۹۳ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا ، فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: ''بے شک اللہ علم کو سینوں سے اسی طرح قبض نہ کریں گے کہ اس کو ان کے سینوں سے کھینچ لیں لیکن علم کو علماء کی وفات سے قبض کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔ (بخاری و مسلم)

کتاب حمد الله تعالیٰ و شکرہ

۲۴۲: بَابُ فَضْلِ الْحَمْدِ وَالشُّكْرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ [البقرة:۱۵۲] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم:۷] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [يونس:۱۰]

باب: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکرادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم شکر یہ ادا کرو تو ضرور بضرور تمہیں نعمتیں زیادہ دوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں''۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔''

۱۳۹۴: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ – فَقَالَ جِبْرِيْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس معراج کی رات دو پیالے (ایک) شراب اور (ایک) دودھ کے لائے گئے پس آپؐ نے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر دودھ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپؐ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی۔ اگر آپؐ شراب والا (پیالہ) لے لیتے تو آپؐ کی امت گمراہ ہو جاتی''۔ (مسلم)

۱۳۹۵: وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ۔

۱۳۹۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کو اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

۱۳۹۶: وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَآئِكَتِهٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ – فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۶: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر اللہ فرماتے ہیں تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور انا للہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو''۔ (ترمذی)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۹۷: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۱۳۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ يَاْكُلُ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا ، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اس کی حمد کرتا ہے اور پی کر اس پر بھی حمد کرتا ہے''۔ (مسلم)

کتاب الصلوۃ

۲۴۳ :بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ پر درود شریف

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [الاحزاب:۵۶]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر رحمت و سلام بھیجا کرو۔'' (الاحزاب)

۱۳۹۸ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۸: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔ (مسلم)

۱۳۹۹ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۴۰۰ :وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ ، فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ ، قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُ : بَلِيْتَ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۰: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سب سے زیادہ فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو۔ پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپؐ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو حرام کر دیا''۔ (ابوداؤد)

۱۴۰۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ

۱۴۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے

ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ہاں میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

١٤٠٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے جہاں تم ہو"۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

١٤٠٣ :وَعَنْه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۳: انہی راوی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١٤٠٤ :وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۰۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "وہ آدمی بخیل ہے کہ جس کے ہاں میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ (ترمذی)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٤٠٥ :وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوْا فِيْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهَ تَعَالٰى ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ - اَوْ لِغَيْرِهٖ -: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۰۵: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد کی نہ اس نے حضور پر درود بھیجا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس آدمی نے جلدی کی ہے پھر اسی کو یا دوسرے کو بلا کر فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے"۔ (ابوداؤد' ترمذی)
دونوں نے کہا حدیث صحیح ہے۔

١٤٠٦ :وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ : قُوْلُوْا :اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

۱۴۰۶: حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ (گھر سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم کس طرح آپؐ پر سلام بھیجیں مگر آپؐ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: "تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: اے اللہ محمدؐ اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس

عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

طرح آپؐ نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک آپ توصیفوں والے بزرگی والے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

١٤٠٧ : وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ : اَمَرَنَا اللّٰهُ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ' وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ' وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ"۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۰۷: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے آپؐ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس کس طرح ہم آپؐ پر درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپؐ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ' وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ...... حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: ''اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح آپ نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریفوں والے بزرگی والے ہیں اور سلام اسی طرح ہوگا جس طرح تم جان چکے ہو''۔ (مسلم)

١٤٠٨ : وَعَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ : "قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۸: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح آپؐ پر درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: ''اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

کتاب الاذکار

٢٤٤ : بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ!

باب ۲۴۴: ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز

[العنكبوت:٤٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة:١٥٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ [الاعراف:٢٠٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ .... اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى .... وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الاحزاب:٣٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ [الاحزاب:٤] الْاٰيَةَ۔

وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

١٤٠٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤١٠ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَاَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤١١ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

ہے۔'' (العنکبوت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو۔ زبان سے زور سے بول کر نہیں اور غافلوں سے مت بنو۔'' (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو تم بہت زیادہ یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔ (الجمعۃ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک مسلمان مرد اور عورتیں' اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔'' (الاحزاب)

اس سلسلہ میں آیات بہت اور معلوم ہیں۔

۱۴۰۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں وہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ہیں۔'' اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور اللہ پاک ہے عظمتوں والا''۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کلمات کہوں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... ''اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑے ہیں تو یہ کلمات کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے''۔ (مسلم)

۱۴۱۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ ...... ''اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے

قَدِيْرٌ، فِىْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَّكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِىَ، وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ، وَقَالَ: مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، فِىْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۲ : وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۳ : وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۴ : وَعَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ - اَوْ تَمْلَاُ - مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۵ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ اَعْرَابِىٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِىْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ - قَالَ: "قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ

اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں''۔ یہ کلمات دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس کو دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا' سو نیکیاں لکھی جائیں' سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ اس کے لئے شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ افضل کام نہ لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا جس نے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ایک دن میں سو مرتبہ کہا اس کی غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں''۔ (بخاری ومسلم)

۱۴۱۲: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ کلمات: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ دس مرتبہ پڑھا اس کا یہ عمل اس آدمی کے عمل کی طرح ہے جس نے اولاد اسماعیل میں سے چار گردنیں آزاد کیں''۔

(بخاری ومسلم)

۱۴۱۳: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین کلام: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے''۔ (مسلم)

۱۴۱۴: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت ایمان کا حصہ ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ دونوں اس خلاء کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے''۔ (مسلم)

۱۴۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا کلام سکھلائیں جو میں کہا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہا کرو: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" قَالَ : فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّیْ فَمَالِیْ؟ قَالَ : قُلِ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ، وَارْحَمْنِیْ ، وَاهْدِنِیْ ، وَارْزُقْنِیْ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" اس نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہے پس میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ، وَاهْدِنِیْ ...... آخر تک اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما"۔ (مسلم)

۱۴۱۶ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا ، وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِیِّ ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ ، كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۶: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ ...... کہ "اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے"۔ امام اوزاعی جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں ان سے پوچھا گیا کہ استغفار کا طریقہ کیا تھا ؟ انہوں نے بتلایا کہ آپؐ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الگ فرماتے"۔ (مسلم)

۱۴۱۷ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ : اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِیَ ، لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۷: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات فرماتے "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لئے اور تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اس کو کوئی روکنے والا نہیں جو آپ دیتے ہیں اور جو آپ روک لیتے ہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری فائدہ نہیں دے سکتی"۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ، حِيْنَ يُسَلِّمُ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ – لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ :

۱۴۱۸: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے : لَا اِلٰهَ ...... "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھرنا اور طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمتیں اسی ہی کے لئے ہیں اور فضل بھی اسی کے لئے ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پکار کو اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

گرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔'' ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہر نماز کے بعد فرماتے''۔ (مسلم)

١٤١٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا : ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ : يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ: يَحُجُّوْنَ ، وَيَعْتَمِرُوْنَ ، وَيُجَاهِدُوْنَ ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ : "اَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ ، وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا :بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : "تُسَبِّحُوْنَ ، وَتَحْمَدُوْنَ ، وَتُكَبِّرُوْنَ ، خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ". قَالَ اَبُوْصَالِحٍ الرَّاوِيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ قَالَ : يَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"۔

۱۴۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: مالوں والے بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کو مالوں کی زائد فضیلت حاصل ہے وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد اور صدقات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں ایسی چیز تم کو نہ سکھلا دوں جس سے تم پہلوں کو پالو گے اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے اور تم سے کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ جس نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے عمل کیا؟'' انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس (۳۳'۳۳) مرتبہ کہا کرو۔ ابو صالح 'جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں' کہتے ہیں کہ جب ان کے ذکر کیفیت دریافت کی گئی تو ابو صالح نے کہا: سُبْحَانَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ ہر کلمہ تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس پر فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر گئے اور کہا کہ ہمارے مال والے بھائیوں نے بھی وہ سنا جو ہم نے کیا پس انہوں نے بھی اسی طرح کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔

"اَلدُّثُوْرُ" جَمْعُ دَثْرٍ "بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ" هُوَ :اَلْمَالُ الْكَثِيْرُ۔

دُثُوْرٌ: جمع دثر کی ہے دال کی زبر کے ساتھ زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

١٤٢٠ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَكَبَّرَ

۱۴۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا اور پھر سو کے عدد کو پورا

اللّٰهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کرنے کے لئے ایک مرتبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ......الی آخرہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں''۔ (مسلم)

١٤٢١: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ - اَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۱: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرضِ نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے''۔ (مسلم)

١٤٢٢: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۲۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ...... ''اے اللہ بزدلی اور بخل سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں رذیل عمر (جس میں انسان اپنی ضروریات کے لئے دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (بخاری)

١٤٢٣: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ" فَقَالَ: اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ اللہ کی قسم بے شک مجھے تم سے محبت ہے پھر فرمایا اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو ہرگز نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ: اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما''۔

(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١٤٢٤: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ، يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

۱۴۲۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو اسے ان چار کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ' وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ...... اے اللہ جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب اور موت اور زندگی کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

١٤٢٥ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ' وَمَا اَسْرَفْتُ ' وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ : اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ' وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان اس طرح فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ...... آخر تک۔ اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے (گناہ) آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تم مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ آپ (بھلائی کی توفیق دے کر) آگے بڑھانے والے اور (محروم کر کے) پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ (مسلم)

١٤٢٦ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ...... آخر تک۔ اے اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اور تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے''۔ (بخاری و مسلم)

١٤٢٧ : وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ :فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ اپنے رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے: "سُبُّوْحٌ ....." بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے۔ فرشتوں اور روح کا رب ہے''۔ (مسلم)

١٤٢٨ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس تم رکوع میں اللہ کی عظمت کے کلمات کہا کرو اور رہا سجدہ تو اس میں دُعا کی خوب کوشش کرو۔ پس زیادہ امید ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں''۔ (مسلم)

١٤٢٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ' فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس لئے تم سجدہ میں بہت دعا کیا کرو''۔ (مسلم)

١٤٣٠ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ

۱۴۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

فِیْ سُجُوْدِهٖ :"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ : دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ...... اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے علانیہ ہوں یا پوشیدہ"۔ (مسلم)

۱۴۳۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : افْتَقَدْتُ النَّبِیَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ : "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" وَفِیْ رِوَايَةٍ ، فَوَقَعَتْ يَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا تو پایا کہ آپؐ رکوع یا سجدہ میں فرمارہے ہیں: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ میرا ہاتھ ٹٹولتے ہوئے آپ کے قدموں کے تلووں کو لگا۔ اس حال میں کہ آپؐ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپؐ سجدہ میں تھے اور زبان پر یہ دعا تھی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ...... آخر تک "اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری ذات کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار اس طرح نہیں کرسکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے"۔ (مسلم)

۱۴۳۲ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهٗ سَآئِلٌ مِنْ جُلَسَآئِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ : "يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ ، اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قَالَ الْحُمَيْدِیُّ : كَذَا هُوَ فِیْ كِتَابِ مُسْلِمٍ :"اَوْ يُحَطُّ قَالَ الْبَرْقَانِیُّ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ ، وَاَبُوْعَوَانَةَ ، وَيَحْيَی الْقَطَّانُ ، عَنْ مُوْسٰی الَّذِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهٖ فَقَالُوْا : "وَيُحَطُّ" بِغَيْرِ اَلِفٍ۔

۱۴۳۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟" اس پر پاس بیٹھنے والوں سے میں سے ایک نے کہا ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار غلطیاں مٹائی جاتی ہیں"۔ (مسلم)

امام حمیدی کہتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اَوْ يُحَطُّ کا لفظ ہے۔ علامہ برقانی نے کہا کہ شعبہ اور ابوعوانہ اور یحییٰ قطان نے اس موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے۔ اَوْ کی بجائے وَيُحَطُّ کا لفظ بغیر الف نقل کیا ہے۔

۱۴۳۳ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يُصْبِحُ عَلٰی كُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ ، فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ

۱۴۳۳: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا ایک صدقہ لازم ہے پس تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے

صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی المنکر صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہے''۔

(مسلم)

۱۴۳۴ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ : مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ : نَعَمْ – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضَا نَفْسِهٖ ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ : اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔

۱۴۳۴: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ان کے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور وہ (جویریہ) اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد لوٹے اور وہ اسی جگہ بیٹھنے والی تھیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسی حال میں ہے جس میں میں تجھ سے جدا ہوا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہارے (پاس سے جانے کے) بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر اس کا وزن کیا جائے تو جو تم نے آج کے دن کلمات کہے ہیں تو ان سے وزن میں بڑھ جائیں۔ (کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضَا نَفْسِهٖ ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" ''اللہ کی تسبیح وحمد کرتے ہیں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کی ذات کی رضا مندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر''۔

مسلم کی ایک روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ کے الفاظ ہیں اور ترمذی روایت میں ہے کہ ''کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو تم پڑھتی رہو؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ تین مرتبہ پڑھو۔

۱۴۳۵ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَثَلُ الَّذِيْ

۱۴۳۵: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد

يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: "مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِیْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِیْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

کرتا ہے اور اس کی جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ بخاری، مسلم کی روایت میں ہے۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

١٤٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ، وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِیْ: فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهُ فِیْ نَفْسِیْ ، وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهُ فِیْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اپنے بندے کے گمان پر ہوں جس طرح کا گمان وہ میرے بارے میں رکھے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں''۔ (بخاری و مسلم)

١٤٣٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ " قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رُوِیَ : "الْمُفَرِّدُوْنَ " بِتَشْدِيْدِ الرَّآءِ وَتَخْفِيْفِهَا وَالْمَشْهُوْرُ الَّذِیْ قَالَهُ الْجُمْهُوْرُ التَّشْدِيْدُ۔

۱۴۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''مُفَرِّدُوْنَ سبقت لے گئے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُفَرِّدُوْنَ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں''۔ (مسلم)

اَلْمُفَرِّدُوْنَ: راء کے شد سے جمہور نے نقل کیا۔ الْمُفَرِدُوْنَ بھی منقول ہے۔

١٤٣٨ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۳۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

١٤٣٩ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ :"لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ " رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۳۹: حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام تو مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے۔ آپؐ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیں جو کہ میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تیری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہئے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١٤٤٠ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ

۱۴۴۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

ﷺ قَالَ :"مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہا جنت میں اس کے لئے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔'' (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۴۴۱ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ لَيْلَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ اَقْرِئْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ ، وَاَخْبِرْ هُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ ، عَذْبَةُ الْمَآءِ ، وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا :سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اسراء (معراج) کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۴۴۲ :وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ ، وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ ، وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوْا : بَلٰى ، قَالَ :"ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ :اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

۱۴۴۲: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتلا دوں اور وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو۔ نیز اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر۔'' (ترمذی) حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

۱۴۴۳ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى امْرَاَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - اَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ: "اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا - اَوْ اَفْضَلُ " فَقَالَ :" سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَالِقٌ ، وَاللّٰهُ

۱۴۴۳: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس داخل ہوئے جس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جو تمہارے لئے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا: " سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا ...... ۔'' اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں بنائی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس نے زمین میں پیدا کی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس گنتی کے مطابق

اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

جو اس کے درمیان مخلوق ہے اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے مطابق جو وہ پیدا کرنے والے ہیں۔'' اور اللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی ساتھ ملا کر اسی طرح پڑھیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱٤٤٤ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ :بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۴۴: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:'' کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں مطلع نہ کر دوں''۔ میں نے کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ فرمایا:'' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' برائی سے پھرنے کی ہمت نہیں اور نیکی پر آنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے''۔ (بخاری ومسلم)

٢٤٥ :بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا وَمُحْدِثًا وَّجُنُبًا وَّحَآئِضًا اِلَّا الْقُرْاٰنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَآئِضٍ

باب: اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہونے' بیٹھنے' لیٹنے' بلاوضو' جنابت کی حالت میں اور حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوتِ قرآن مجید جنبی اور حائضہ کے لئے جائز نہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ [آل عمران: ١٩٠]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:'' بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے' بیٹھے اور پہلو پر لیٹے یاد کرتے ہیں''۔ (آل عمران)

١٤٤٥ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔ (مسلم)

١٤٤٦ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ قَالَ :بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا ، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَّمْ يَضُرَّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۴۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی گھر والی سے صحبت کرنے لگے تو اس طرح دعا کرے بِسْمِ اللّٰهِ ...... ''اللہ کے نام سے'اے اللہ ہم کو شیطان سے اور شیطان کو ہم سے دور رکھ اور جو اولاد ہمیں عنایت کریں'' پس اگر اس حمل میں کوئی اولاد مقدر ہوئی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔ (بخاری ومسلم)

٢٤٦ :بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ عِنْدَ نَوْمِهٖ

باب: نیند کے وقت اور اس سے بیداری

وَاسْتِقَاظِهٖ

۱۴۴۷ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ ، وَاَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ". وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ :"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

کی وقت کیا کہے؟

۱۴۴۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ، نوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر آرام فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ''تیرے نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں'' اور جب آپؐ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے جمع ہونا ہے''۔ (بخاری)

۲۴۷ :بَابُ فَضْلِ حَلْقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبَ عَلٰى مُلَازِمَتِهَا وَالنَّهْىِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ!

باب۲۴۷: ذکر کے حلقوں کولازم کرنے اور ان سے بلاوجہ جدائی اختیار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾ [كهف:۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھ جو اپنے ربّ کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضامندی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں''۔ (کہف)

۱۴۴۸ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا : هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا ، فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ اَعْلَمُ - : مَا يَقُوْلُ عِبَادِىْ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ : يُسَبِّحُوْنَكَ ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ : فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِىْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ - فَيَقُوْلُ : كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِىْ؟ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا ، وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا فَيَقُوْلُ:فَمَا ذَا يَسْاَلُوْنَ؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ

۱۴۴۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں پر گھوم پھر کر ذکر والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو اللہ کی یاد میں پالیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ ادھر آؤ۔ یہاں تمہاری حاجت ہے۔ پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جاتے ہیں) تو ان کا ربّ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور بڑائی بیان کر رہے تھے اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم! نہیں دیکھا۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت، بزرگی اور تسبیح کریں۔ پس اللہ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم

قَالَ :يَقُوْلُ :وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ : لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا – قَالَ :يَقُوْلُ : فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ' وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ' وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً – قَالَ :.فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ ' قَالَ : فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْهَا – فَيَقُوْلُ : كَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ :لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ' وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً – قَالَ :فَيَقُوْلُ :فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ – قَالَ : يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ :فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ' اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ :هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِكَةً سَيَّارَةً فُضَلَآءَ يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ' فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ ' وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ – وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ فِي الْاَرْضِ: يُسَبِّحُوْنَكَ ' وَيُكَبِّرُوْنَكَ ' وَيُهَلِّلُوْنَكَ ' وَيَحْمَدُوْنَكَ ' وَيَسْئَلُوْنَكَ– قَالَ : وَمَا ذَا يَسْئَلُوْنِيْ؟ قَالُوْا : يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ – قَالَ: وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا :لَا اَيْ رَبِّ: قَالَ :فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا

اے ربّ نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں' تو جنت کی حرص بہت بڑھ جائے اور اس کی طلب اور تیز تر ہو جائے اور رغبت میں پہلے کی نسبت بہت اضافہ ہو جائے۔ اللہ پوچھتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ آگ کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں اور خوف کھائیں۔ اللہ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ان میں سے نہ تھا' وہ اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں رہ سکتا''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے' میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے جو حفاظتی فرشتوں کے علاوہ ہیں' زمین میں گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی ذکر کی مجلس پا لیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے' یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان و زمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے خوب واقف ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں تیری تسبیح و بڑائی' وحدانیت' عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ پوچھتے ہیں کیا

:وَيَسْتَجِيرُوْنَكَ قَالَ : وَمِمَّ يَسْتَجِيرُوْنِي؟ قَالُوْا :مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ – قَالَ :وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا : لَا' قَالَ : فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا : وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ؟ فَيَقُوْلُ : قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ' وَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا' وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا– قَالَ :يَقُوْلُوْنَ : رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ – فَيَقُوْلُ : وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ".

انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کرر ہے تھے وہ عطا کیا اور جس چیز سے پناہ طلب کرر ہے تھے میں نے اس سے پناہ دے دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں تیرا فلاں خطا کار بندہ بھی تھا جو وہاں سے صرف گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ (چند لمحے) بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

١٤٤٩ : وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۴۹: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان کو فرشتے آ کر گھیر لیتے' رحمت الٰہی ان پر سایہ فگن ہو جاتی اور سکینت ان پر اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں ہیں''۔ (مسلم)

١٤٥٠ : وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ – فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ :فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ– فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا ' وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ' وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا – فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ :اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ ' وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ ' وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۵۰: حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے دو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ گئے اور ایک چلا گیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ درس میں جگہ پائی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا شخص وہ وہاں سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں افراد کے متعلق بتلاؤں! ''ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پناہ لی تو اس کو پناہ مل گئی اور دوسرے نے حیا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور تیسرے نے اعراض (منہ پھیرا) کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا''۔ (بخاری و مسلم)

١٤٥١ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۴۵۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور کہا تم

عَلٰی حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَا اَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ ، قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا :مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ، قَالَ :اَمَا اِنِّی لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ، وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِی مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِّنِّی :اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : "مَا اَجْلَسَكُمْ؟" قَالُوْا : جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ ، عَلٰی مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ ، وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا - قَالَ :"آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ - قَالَ :"اَمَا اِنِّی لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ، وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِی جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِی اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِی بِكُمُ الْمَلَآئِكَةَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا قسم دے کر کہتے ہو کہ تمہیں اس چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ہمیں تو اسی چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح سنو! میں نے تم سے قسم کسی بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی۔ رسول اللہ ﷺ سے قریب کا تعلق ہونے کے باوجود کوئی شخص ایسا بھی نہ ملے گا جو مجھ سے کم روایات بیان کرنے والا ہو۔ (بیان حدیث میں شدید احتیاط کا ذکر کیا) بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: ''تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔'' آپؐ نے فرمایا: ''کیا اللہ کی قسم دے کر تم کہتے ہو کہ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''سنو! میں نے تم سے قسم اس بناء پر نہیں لی کہ تم پر بے اعتمادی ہے لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں''۔ (مسلم)

۲۴۸ :بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَآءِ

بَابٌ: صبح اور شام کو اللہ کا ذکر کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ [الاعراف:۲۰۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے ربّ کو اپنے دل میں یاد کرو، گڑگڑاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے (اعتدال کے ساتھ) صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو''۔ (الاعراف)

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ "الْاٰصَالُ" جَمْعُ اَصِيْلٍ وَّهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ۔

اہل لغت نے فرمایا اصال یہ اَصِیل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔''

وَ قَالَ تَعَالٰی :﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ [طٰه:۱۳۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے ربّ کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے''۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ [غافر:۵۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''صبح و شام اپنے ربّ کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بیان کرو''۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : الْعَشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا۔

اہل لغت نے فرمایا عَشِیٌّ زوال شمس اور غروب کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ [النور:٣٦] الْاٰيَةُ۔ وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾ [ص:١٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''(وہ نور) ایسے گھروں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم دیا اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح وشام تسبیح کرتے ہیں ایسے مرد جن کو کوئی تجارت اور بیع (خرید وفروخت) اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ساتھ کرتے تھے''۔

١٤٥٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١۴٥٢: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہہ لیا۔ قیامت کے دن اس سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس کلمہ کو اتنی مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا ہو''۔ (مسلم)

١٤٥٣ : وَعَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ : اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١۴٥٣: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا رات مجھے بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی۔ فرمایا: ''اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچا سکتا' اَعُوْذُ ... اللہ تعالیٰ کی کامل صفات کی برکت کے ساتھ میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

١٤٥٤ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ : "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا ، وَبِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ : "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١۴٥۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ...... ''اے اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح وشام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور اٹھ کر تیری بارگاہ میں پہنچنا ہے۔'' اور جب شام ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ...... ''اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

١٤٥٥ : وَعَنْهُ اَنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ

١۴٥٥: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ – قَالَ : "قُلِ : اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ : قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

مجھے ایسے کلمات سکھلا دیں جو میں صبح شام کہہ لیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ...... ''اے اللہ تو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ آپ ہر چیز کے ربّ اور ان کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام اور بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھو۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

١٤٥٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَمْسٰى قَالَ : "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" قَالَ الرَّاوِيْ : اُرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شام کرتے تو اس طرح دعا فرماتے: اَمْسَیْنَا ...... ''کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سواء کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ لفظ بھی فرمائے بادشاہی اسی ہی کے لئے ہے۔ اور تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے ربّ میں آپ سے اس رات کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور بعد والی رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس رات اور بعد والی رات میں پائے جانے والے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے ربّ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے اور آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح کرتے تو پھر یہ کلمات کہتے۔ ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی''۔ (مسلم)

١٤٥٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ "بِضَمِّ الْخَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِقْرَاْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۷: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ تم قُلْ ھُوَ اللّٰہُ (یعنی سورۂ اخلاص) اور معوذتین یعنی (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ ہر چیز کے لئے تمہیں کافی ہیں۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

١٤٥٨ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۸: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ یہ کلمات ہر صبح و شام کہہ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ''اس اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان و زمین میں نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والے اور جاننے والے ہیں''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٤٩ : بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ عِنْدَ النَّوْمِ

بَاب: نیند کے وقت کیا کہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: '' بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے' بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی تخلیق میں سوچ و بچار کرنے والے ہیں''۔ (آل عمران)

١٤٥٩ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۵۹: حضرت حذیفہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْیَاءَ وَاَمُوْتُ اے اللہ تیرے نام سے میں زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں''۔ (بخاری)

١٤٦٠ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : "اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا اَوْ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا – فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ"۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ التَّسْبِيْحُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ التَّكْبِيْرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ' تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو اور دوسری روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے اور ایک روایت میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے۔

(بخاری و مسلم)

١٤٦١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَوٰى

۱۴۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بستر پر آرام کرنے لگے تو

اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ : بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ: اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اپنے چادر کی طرف سے بستر کو جھاڑے۔ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کون رہا ہے۔ پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ...... "اے میرے رب' تیرے نام سے میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیری مدد سے اس کو اٹھاتا ہوں اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسکی ان چیزوں سے حفاظت کرنا جن سے تو اپنے نیک بندوں کی (حفاظت) فرماتا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

۱۴۶۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا : قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ : يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذات پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ (بخاری ومسلم) دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر استراحت فرمانے لگتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرما کر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل لیتے اور ابتداء سر اور چہرے سے فرماتے اور اسی طرح جسم کے سامنے والے حصہ پر ملتے اور یہ تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری ومسلم)

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلنَّفْثُ نَفْخٌ لَطِيْفٌ بِلَا رِيْقٍ۔

اہل لغت فرماتے ہیں : اَلنَّفْثُ : بغیر تھوک کے جو پھونک ہو۔

۱۴۶۳ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى

۱۴۶۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز والا وضو کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ...... "کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے میں نے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ آپ کی رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ نجات کا مقام ہے مگر تیری طرف۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا"۔ اگر اسی رات تیری موت آ جائے تو

الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فطرتِ اسلام پر تیری موت آئی۔ ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری ومسلم)

١٤٦٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ بستر پر استراحت کا ارادہ فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... "تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ان کو ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔" (مسلم)

١٤٦٥ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، وَفِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

۱۴۶۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ ...... "اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچا لے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔" ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ ابو داؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کو روایت کیا اور اس میں اضافہ ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ فرماتے تھے۔

کتاب الدعوات

۲۵۰ :بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

بَاب: دُعا کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر:٦٠] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [الاعراف:٥٥] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ [البقرة:١٨٦] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ [النمل:٦٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے ربّ نے حکم دیا کہ مجھے پکارا کرو! میں جواب دوں گا"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم اپنے ربّ کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے"۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں پس بے شک میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا ہوں جب وہ مجھے پکارے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کون ہے وہ جو مجبور کی فریاد رسی کرے جب وہ اس کو پکارے اور تکلیف کا ازالہ کرے" (یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں)

١٤٦٦ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلدُّعَآءُ هُوَ

۱۴۶۶: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا عبادت ہی

الْعِبَادَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ہے۔" (ابوداؤد' ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

١٤٦٧ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۶۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع (ہمہ گیر) دعائیں پسند فرماتے اور ان کے علاوہ چھوڑ دیتے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند سے۔

١٤٦٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ : اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ :وَكَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَا بِدُعَآءٍ دَعَا بِهَا فِيْهِ۔

۱۴۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: "اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا"۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تو یہ دعا کرتے اور جب کوئی خصوصی دعا فرماتے تو اس کو ساتھ شامل کر لیتے۔

١٤٦٩ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى ، وَالتُّقٰى ، وَالْعَفَافَ ، وَالْغِنٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ......"اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور تقویٰ کا اور پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

١٤٧٠ :وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ طَارِقٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّيْ؟ فَقَالَ :"قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ فَاِنَّ هٰؤُلَآءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ"

۱۴۷۰: حضرت طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی نیا مسلمان ہوتا تو آپؐ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو دعا کے لئے یہ کلمات سکھاتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ "اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ ہدایت دے اور عافیت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر"۔ (مسلم) حضرت طارق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ربّ سے کس طرح سوال کروں؟ آپؐ نے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...... دعا تلقین فرمائی اور پھر فرمایا: "یہ دعا تیری دنیا و آخرت دونوں کو جمع کرنے والی ہے۔"

:وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ

۱۴۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ...... ''اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے''۔ (مسلم)

١٤٧٢ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ ، وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سُفْیَانُ :اَشُكُّ اَنِّیْ زِدْتُ وَاحِدَۃً مِّنْھَا۔

١٤٧٢: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم پناہ مانگو محنت کی (ناقابل برداشت) مشقت سے، بدبختی کے آلینے سے، برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔'' (بخاری و مسلم) ایک روایت میں یہ ہے کہ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ میں نے ایک کا اضافہ کر دیا۔

١٤٧٣ :وَعَنْہُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ ، وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ ، وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَیْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١٤٧٣: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اے اللہ میرے اس دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اس دنیا کی درستی فرما جس پر میرا گزران ہے، میری اس آخرت کو درست فرما جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے، زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا سبب بنا''۔ (مسلم)

١٤٧٤ : وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ : "قُلْ : اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ" وَفِیْ رِوَایَۃٍ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْھُدٰی ، وَالسَّدَادَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١٤٧٤: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے فرمایا تم اس طرح کہو: اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ...... ''اے اللہ مجھے ہدایت دے اور درست و سیدھا رکھ۔'' اور ایک روایت میں یہ ہے: ''اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور درستی کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

١٤٧٥ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ ، وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ" وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١٤٧٥: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عاجزی، سستی، بزدلی، بڑھاپا اور بخل سے اور اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ ایک روایت میں قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے زبردستی کرنے سے'' کے الفاظ ہیں۔ (مسلم)

١٤٧٦ :وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ :عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْا بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ ، قَالَ :قُلْ :اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

١٤٧٦: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھلائیں جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِيْ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَفِيْ بَيْتِيْ" وَرُوِيَ : "ظُلْمًا كَثِيْرًا" وَرُوِيَ "كَبِيْرًا" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيُقَالُ : كَثِيْرًا كَبِيْرًا۔

ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً...... ''اے اللہ بے شک میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی خاص بخشش سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشنے والا' رحم کرنے والا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے فِيْ بَيْتِيْ (اپنے گھر میں) کے الفاظ میں كَثِيْرٌ کی جگہ كَبِيْرٌ کے الفاظ ہیں پس مناسب ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے كَثِيْرًا كَبِيْرًا پڑھیں۔

۱۴۷۷ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ ، وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ ، وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۷۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...... ''اے اللہ مجھے بخش دے اور میری غلطی اور جہالت اور معاملات میں میرا تجاوز اور وہ بھی بخش دے جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اے اللہ! میرا ارادۃً کیا ہوا اور مذاق کے طور پر کیا ہوا اور غلطی سے کیا گیا اور ارادۃً کیا گیا سب بخش دے اور یہ تمام میری ہی طرف سے ہوئے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور علانیہ کئے یا خفیہ کئے اور وہ بھی جو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ آگے بڑھانے والے اور پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۷۸ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے ''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں اور اس کے شر سے جو میں نے عمل نہیں کیا''۔ (مسلم)

۱۴۷۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوتی تھی: ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے زوال اور عافیت کے پھر جانے اور ناراضگی کے اچانک اترنے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔'' (مسلم)

۱۴۸۰ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۴۸۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِىْ تَقْوَاهَا ، وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا : اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یوں فرماتے: ''اے اللہ! میں عاجزی سستی، بخل، شدید بڑھاپا اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبولیت والی نہ ہو''۔ (مسلم)

١٤٨١ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ ، وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا، آپ پر توکل کیا، آپ کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہی میں نے فیصلہ میں رجوع کیا۔ پس تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور جو ظاہر کئے اور جو مخفی کئے۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ بعض راویوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد نقل کیے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

١٤٨٢ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِىْ دَاوُدَ۔

۱۴۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ" ''اے اللہ میں آگ کی آزمائش اور آگ کے عذاب، غناء کے شر اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

١٤٨٣ : وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْاَعْمَالِ ، وَالْاَهْوَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ

۱۴۸۳: حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْاَعْمَالِ ، وَالْاَهْوَآءِ" ''اے اللہ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (ترمذی)

حَسَنٌ۔

یہ حدیث حسن ہے۔

١٤٨٤ : وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً قَالَ : "قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۴: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک دعا سکھلا دیں۔ آپؐ نے فرمایا اس طرح کہا کرو: ''اے اللہ میں اپنے کان کے شر' آنکھ کے شر' اپنی زبان کے شر' اپنے دل کے شر' منی (مادۂ حیات) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

١٤٨٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ ، وَالْجُنُوْنِ ، وَالْجُذَامِ ، وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں برص' جنون' کوڑھ اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

١٤٨٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۸۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بہت بدترین ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین رازداری ہے''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

١٤٨٧ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَهُ فَقَالَ : اِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ : اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْ : "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے بدل کتابت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس آپؐ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے اگر چہ تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض ہوگا اللہ اس کو ادا فرما دیں گے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں: ''اے اللہ حلال کو میرے لئے کفایت فرما دے اور حرام سے حفاظت فرما اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

١٤٨٨ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَ اَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوْ بِهِمَا : "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

۱۴۸۸: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصینؓ کو دو کلمات بتلائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ...... ''اے اللہ میری ہدایت کا میرے دل میں الہام فرما اور میرے نفس کی شرارت سے

قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۹ : وَعَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ : "سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ" فَمَکَثْتُ اَیَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لِیْ : "یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۴۹۰ : وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ : قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا : یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا کَانَ اَکْثَرُ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ : کَانَ اَکْثَرُ دُعَآئِهٖ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۱ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "کَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ ، وَاَهْلِیْ ، وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ – رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلِظُّوْا بِیَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ، وَرَوَاهُ النَّسَائِیُّ مِنْ رِّوَایَةِ رَبِیْعَةَ ابْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِیِّ قَالَ الْحَاکِمُ : حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ :

"اَلِظُّوْا" بِکَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الظَّآءِ

مجھے پناہ میں رکھ۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۴۸۹: حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز سکھلا دیں جس سے میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اللہ سے عافیت مانگو'' میں کچھ دن گزرنے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: اے عباسؓ اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۹۰: حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین جب حضور آپؐ کے پاس ہوتے تو آپؐ کی اکثر دعا کیا ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا آپؐ کی اکثر دعا یہ تھی: ''اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے پر مضبوط رکھ۔'' (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۹۱: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی: ''اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کو جو آپ سے محبت کرتا ہو اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے آپ تک پہنچا دے اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان' اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۴۹۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کے کلمات کا خوب اہتمام کرو''۔ (ترمذی)

نسائی نے اس روایت کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ : اِلْزَمُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَاَكْثِرُوْا مِنْهَا۔

١٤٩٣ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَآءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَآءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، فَقَالَ : "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١٤٩٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

٢٥٧ : بَابُ فَضْلِ الدُّعَآءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ!

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ [الحشر: ١٠] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ١٩] وَ قَالَ تَعَالٰى : اِخْبَارًا عَنْ

اَلِظُّوْا: اس دعا کو لازم پکڑو اور بہت زیادہ کیا کرو۔

۱۴۹۳: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں بہت سی ہمیں ذرا بھی یاد نہ رہی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتلا دوں جو ان تمام کو جمع کرنے والی ہو؟ تم اس طرح کہو: ''اے اللہ میں آپ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی آپ ہی مددگار ہیں۔ آپ ہی مددگار ہیں اور آپ ہی کفایت کرنے والے ہیں۔ گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت بھی آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۴۹۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: ''اے اللہ میں آپ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والی ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتا ہوں جو تیری بخشش کا تقاضا کرنے والے ہیں ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اور ہر نیکی کی کثرت چاہتا ہوں اور جنت کی کامیابی اور آگ سے نجات کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔'' حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرطِ مسلم پر ہے۔

باب: پس پشت دعا کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔ (الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے ذنب (گناہ) سے استغفار کریں اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استغفار کریں''۔ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم

اِبْرَاهِيْمَ ﷺ : ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ ، وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾

[ابراهيم:٤١]

علیہ السلام (کی دعا) کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: ''اے ربّ ہمارے مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور مؤمنوں کو جس دن حساب قائم ہو''۔ (ابراہیم)

١٤٩٥ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْا لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلاَّ قَالَ الْمَلَكُ : وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۵: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی اس کے مثل ملے''۔ (مسلم)

١٤٩٦ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ : عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ : اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ" ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۹۶: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے تمہیں اس کے مثل ملے''۔ (مسلم)

٢٥٢ : بَابُ فِيْ مَسَآئِلِ مِنَ الدُّعَآءِ

باب: دعا کے متعلق چند مسائل

١٤٩٧ : عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ : جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۹۷: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (یعنی اللہ تجھ کو بہتر بدلہ دے) دے تو اس نے اس کی خوب تعریف کر دی''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

١٤٩٨ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَآءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جانوں کے لئے بد دعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے بد دعا کرو اور نہ اپنے اموال کے لئے بد دعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری موافقت اس گھڑی سے ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگی جائے وہ دے دی جاتی ہے پھر یہ بد دعا تمہارے حق میں قبول کر لی جائے''۔ (مسلم)

١٤٩٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ" رَوَاهُ

۱۴۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اپنے ربّ سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم اس میں بہت زیادہ دعا کیا

مُسْلِمٌ۔

کرو''۔(مسلم)

۱۵۰۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ :يَقُوْلُ :قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ ' اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ ' مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ" قِيْلَ : "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ :"يَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ ' وَقَدْ دَعَوْتُ ' فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِبْ لِیْ ' فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ"

۱۵۰۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی میں نہ پڑے کہ اس طرح کہنے لگے میں نے اپنے ربّ سے دعا کی لیکن اس نے میری دعا قبول نہ کی''۔(بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جلدی میں نہ پڑے'' عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! جلدی میں پڑنے کا کیا مطلب ہے۔آپؐ نے فرمایا:''میں نے دعا کی لیکن مجھے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ میری دعا قبول ہو پھر وہ بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے''۔

۱۵۰۱ :وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ : "جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۰۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''رات کے پچھلے حصے اور فرض نمازوں کے بعد کی''۔(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۵۰۲ : وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا ' اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ ' اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ :رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ :اِذًا نُكْثِرُ قَالَ :"اَللّٰهُ اَكْثَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ - وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ :"اَوْ يَدَّخِرَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا۔

۱۵۰۲: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''زمین پر جو مسلمان بھی اللہ پاک سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں یا اسی طرح کی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے''۔لوگوں میں سے ایک نے کہا پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ زیادہ دیں گے''۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

حاکم نے ابوسعید سے اس کو روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا اس کے لئے اسی طرح کا اجر ذخیرہ فرما لیتے ہیں۔

۱۵۰۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ:" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۱۵۰۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والے اور حلم والے ہیں

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۵۳ :بَابُ كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَآءِ وَفَضْلِهِمْ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [يونس:٦٢، ٦٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَهُزِّىْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ﴾ [مريم : ٢٦،٢٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [آل عمران :٣٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ [الكهف :١٦]

١٥٠٤ :وَعَنْ اَبِىْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً : "مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ

۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کے رب ہیں ان کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان کے رب اور زمین کے رب اور معزز عرش کے رب ہیں''۔(بخاری ومسلم)

باب: اولیاء اللہ کی کرامات اور ان کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء ان پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔(یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے مریم تو کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے پس تو کھا اور پی''۔(مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''جب بھی زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کھانے کی چیزیں پاتے زکریا علیہ السلام نے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا وہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں''۔(آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں علیحدگی اختیار کرلو پھر نماز میں پناہ لو۔تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے معاملے میں آسانی مہیا فرما دے گا۔اور تم دیکھو گے کہ سورج طلوع ہوتے وقت نماز کے داہنی سے مڑ کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف ان سے کترا کر نکل جاتا ہے''۔(الکہف)

۱۵۰۴: حضرت ابو محمد عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ فقیر لوگ تھے۔نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو سات لے جائے یا جس طرح فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کو لائے اور نبی اکرم ﷺ دس

طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ " اَوْ كَمَا قَالَ ، وَاَنَّ اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ ، وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَآءَ ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ – قَالَتِ امْرَاَتُهٗ : مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ ، قَالَ : اَوَ مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ : اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ وَقَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ قَالَ : فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ! فَقَالَ : يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ ، وَقَالَ : كُلُوْا لَا هَنِيْئًا وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا ، قَالَ : وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ : يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا؟ قَالَتْ : لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ : اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ، يَعْنِيْ يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ – وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ اُنَاسٌ ، اللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ – وَفِيْ رِوَايَةٍ فَحَلَفَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَطْعَمُهٗ ، فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ لَا تَطْعَمُهٗ ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ اَوِ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمَهٗ اَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمَهٗ – فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هٰذِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا

کو گھر لے گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھایا پھر رُکے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اتنی دیر بعد گھر لوٹے کہ رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا جتنا اللہ نے چاہا۔ ان کی بیوی نے کہا تمہیں اپنے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے آپؐ کے آنے تک انکار کیا حالانکہ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا! اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا او نادان! مجھے برا بھلا کہا اور بددعا دی اور مہمانوں کو کہا تم کھاؤ۔ تمہارے لئے خوشگوار نہ ہو اور اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہیں چکھوں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی لیتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ابھر آتا جتنا کہ پہلے تھا اور کھانا اس سے بہت زیادہ ہو گیا جتنا اس سے پہلے تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو اپنی بیوی کو فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک البتہ وہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں کچھ کھانا حضرت ابو بکر رضی اللہ نے کھایا اور فرمایا میری قسم شیطان (کے ورغلانے) سے تھی پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے وہ صبح تک آپؐ کے پاس رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت پوری ہو گئی ہم نے بارہ آدمی مختلف اطراف میں بھیجے ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ کچھ آدمی تھے ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے پس ان سب نے وہ کھانا کھایا!

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی بیوی نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم اٹھائی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ابو بکر ان کے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوایا اور خود کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پس جونہی وہ لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے لقمہ اس سے بڑھ کر اُبھر آتا تھا

فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ : يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ : مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ اَكْثَرَ مِنْهَا قَبْلَ اَنْ نَّاْكُلَ! فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا – وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ : دُوْنَكَ اَضْيَافَكَ فَاِنِّيْ مُنْطَلِقٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ اَنْ اَجِيْءَ ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهٗ فَقَالَ : اطْعَمُوْا ، فَقَالُوْا : اَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ اطْعَمُوْا ، قَالُوْا مَا نَحْنُ بِاٰكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا ، قَالَ : اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَاِنَّهٗ اِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يَجِدُ عَلَيَّ ، فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ : مَا صَنَعْتُمْ؟ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ، ثُمَّ قَالَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ، فَقَالَ غُنْثَرُ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ اِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَا جِئْتَ! فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ اَضْيَافَكَ ، فَقَالُوْا : صَدَقَ ، اَتَانَا بِهٖ – فَقَالَ : اِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ – فَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ : وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهٗ حَتّٰى تَطْعَمَهٗ فَقَالَ : وَيْلَكُمْ! مَالَكُمْ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَ بِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ فَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "غُنْثَرُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ ثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ وَهُوَ : الْغَبِيُّ الْجَاهِلُ وَقَوْلُهٗ فَجَدَّعَ :اَيْ شَتَمَهٗ ، وَالْجَدْعُ الْقَطْعُ –

پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ تو انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک' بے شک وہ کھانا اب ہمارے کھانے سے پہلے جتنا تھا یقیناً اس سے بہت زیادہ ہے پھر انہوں نے کھایا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو کہا تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے تم ان کی مہمانی سے فارغ ہو جاؤ۔ پس عبدالرحمٰن ان کے پاس جو کھانا میسر تھا وہ لائے اور کہا تم کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا ہمارے گھر کا مالک کہاں ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا تم کھانا کھالو انہوں نے جواب دیا جب تک ہمارے گھر کا مالک نہیں آئے گا ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبدالرحمٰن نے کہا ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول کر لو اگر وہ اس حال میں آ گئے کہ تم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ہمیں ضرور ان کی طرف سے ڈانٹ پڑے گی مگر انہوں نے انکار کیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ میرے والد مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لئے جب وہ آئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: تم لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا انہوں نے پھر آواز دی اے عبدالرحمٰن! میں پھر خاموش رہا تو انہوں نے فرمایا: او نادان! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو فوراً آ جا۔ پس میں نکلا اور میں نے کہا آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں مہمان نے کہا اس نے سچ کہا۔ یہ ہمارے پاس کھانا لایا تو ابوبکر صدیق نے کہا تم نے میرا انتظار کیا اللہ کی قسم میں آج کی رات یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے کہا اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ فرمایا: ''تم پر افسوس ہے تم ہماری مہمانی کیوں قبول نہیں کرتے ہو؟ تو کھانا لا۔ عبدالرحمٰن کھانا لائے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ کھانے پر رکھا اور کہا: بسم اللہ! پہلی بات یعنی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا پھر آپ نے کھانا کھایا اور انہوں نے بھی''۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهٗ "يَجِدُ عَلَيَّ" هُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ : اَیْ يَغْضَبُ۔

۱۵۰۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ ، فَاِنْ يَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ رِوَايَةِ عَآئِشَةَ وَفِیْ رِوَايَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ :"مُحَدَّثُوْنَ" اَیْ مُلْهَمُوْنَ۔

۱۵۰۶ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا ، يَعْنِی ابْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰی عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰی ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّیْ – فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ ، فَقَالَ :يَا اَبَا اِسْحَاقَ ، اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّیْ فَقَالَ : اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّیْ صَلٰوتَیِ الْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِی الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِی الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ : ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ وَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا– اَوْ رِجَالًا اِلَی الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ ، وَيُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا ، حَتّٰی دَخَلَ مَسْجِدًا لِّبَنِیْ عَبَسَ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ ، يُقَالُ لَهٗ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ ، يُكْنٰی اَبَا سَعْدَةَ ، فَقَالَ :اَمَّا اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِی الْقَضِيَّةِ ، قَالَ سَعْدٌ :اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا ، قَامَ رِيَآءً ،

غُنْثَرَ: غبی اور نادان ۔ فَجَدَّعَ : ان کو برا بھلا کہا جَدْعٌ کا اصل معنی کاٹنا ہے يَجِدُ عَلَيَّ: ناراض ہونا۔

۱۵۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔'' (بخاری)

مسلم نے حضرت عائشہ سے یہ روایت کی ہے اور دونوں روایتوں میں ابن وہب کے بقول مُحَدَّثُوْنَ کا معنی مُلْهَمُوْنَ یعنی الہام کئے ہوئے ہے۔ (بخاری)

۱۵۰۶: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کی تو آپ نے ان کو معزول کر کے عمار کو ان کی جگہ پر گورنر بنا دیا پس انہوں نے شکایت میں یہاں تک بیان کیا یہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج کے کہا اے ابو اسحاق! ان کا خیال یہ ہے کہ تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھاتے! اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں اللہ کی قسم ان کو حضور ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو اسحاق تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا اور آپ نے (تحقیقات کیلئے) ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا تا کہ وہ کوفہ والوں سے دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مسجدوں میں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے ان کی اچھی تعریف کی یہاں تک کہ وہ وفد مسجد بنو عبس میں آیا تو ایک آدمی نے ان میں سے کھڑے ہو کر کہا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابو سعدہ تھی کہ جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو گزارش ہے کہ سعد لشکر جہاد کے ساتھ نہیں جاتے اور نہ (مال غنیمت) کی تقسیم میں برابری کرتے ہیں اور نہ ہی فیصلوں میں عدل کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا سنو اللہ کی قسم میں ضرور تین دعائیں کروں گا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے

وَسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهٗ ، وَاَطِلْ فَقْرَهٗ وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ – وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ : شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ ، اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرِ الرَّاوِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ :فَاَنَا رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ ، وَاِنَّهٗ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ریا کاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو طویل فرما اور اس کے فقر کو لمبا کر دے اور فتنوں کو اس کو نشانہ بنا۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا فتنوں میں مبتلا ایک بہت بوڑھا شخص ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔ جابر بن سمرہ سے راوی عبدالملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھا اس کی ابرو بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر پڑی ہیں اور وہ راستوں پر لڑکیوں کے سامنے آتا اور ان کو اشارے کرتا''۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۰۷ :وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ ، وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا ، فَقَالَ سَعِيْدٌ :اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ" فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ :لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا ، فَقَالَ سَعِيْدٌ :اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا ، وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ :اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ ، وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِيْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا۔

۱۵۰۷: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین زبردستی لے لی ہے۔ پس سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ سے (ارشاد) سننے کے بعد میں نے اس کی زمین دبا لی ہے؟ حضرت مروان نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جس نے ظلم کے ساتھ کسی کی ایک بالشت زمین لے لی تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اس پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے بعد آپؐ سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو ہلاک کر۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے وہ اندھی ہوگئی اور وہ اپنی اسی زمین میں چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے ہے وہ اس کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو خود نابینا اور دیواریں ٹٹولتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور اس کا گزر ایک کنویں کے پاس سے ہوا' جو اس کے گھر میں واقع تھا' جس کے متعلق اس نے جھگڑا کیا تھا وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ اس کی قبر بن گیا۔

۱۵۰۸ :وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۵۰۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب

عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ: مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ ' وَاِنِّیْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْكَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ ' وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَیْرًا ' فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ ' وَدَفَنْتُ مَعَهٗ اٰخَرَ فِیْ قَبْرِهٖ ' ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَنْ اَتْرُكَهٗ مَعَ اٰخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَیَوْمِ وَضَعْتُهٗ غَیْرَ اُذُنِهٖ فَجَعَلْتُهٗ فِیْ قَبْرٍ عَلٰی حِدَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

اُحد کا موقعہ آیا۔ تو اس رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اصحاب نبی ﷺ میں جو لوگ مقتول ہوں گے ان میں سب سے پہلا میں ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ ایسا کوئی شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا جو مجھے تجھ سے زیادہ معزز ہو اور بے شک میرے ذمہ قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ ہم نے صبح کی تو وہ سب سے پہلے مقتول تھے اور میں نے ان کے ساتھ دوسرے کو ان کی قبر میں دفن کیا۔ پھر مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح میں نے یوم اُحد کو انہیں دفن کیا تھا۔ سوائے ان کے کان کے۔ پس میں نے ان کو علیحدہ قبر میں دفن کیا۔'' (بخاری)

۱۵۰۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا ' فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَهْلَهٗ ' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ طُرُقٍ وَّفِیْ بَعْضِهَا اَنَّ الرَّجُلَیْنِ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ ' وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

۱۵۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے دو آدمی اندھیری رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے تو ان کے ساتھ دو چراغ جیسی چیز سامنے جا رہی تھی جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔ بخاری نے کئی اسناد سے بیان کیا۔ بعض میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔

۱۵۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَیْنًا سَرِیَّةً وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَاصِمَ ابْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْهُ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی اِذَا كَانُوْا بِالْهَدَاةِ بَیْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَیٍّ مِّنْ هُزَیْلٍ یُقَالُ لَهُمْ بَنُوْا لِحْیَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِیْبٍ مِّنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ - فَلَمَّا اَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهٗ لَجَاءُوْا اِلٰی مَوْضِعٍ ' فَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا انْزِلُوْا

۱۵۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کا دستہ بطور جاسوس بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ مقام ہداۃ میں پہنچے 'جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے' تو ہزیل کے قبیلہ بنولحیان کو ان کی اطلاع ہوگئی پس وہ سو تیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل پڑے اور ان کے نشان ہائے قدم کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پناہ لی۔ تیر اندازوں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق

فَاَعْطُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَنْ لَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَدًا : فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ : اَيُّهَا الْقَوْمُ اَمَّا اَنَا فَلَا اَنْزِلُ عَلٰى ذِمَّةِ كَافِرٍ : اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا ، وَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ ، وَرَجُلٌ اٰخَرُ – فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ : قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ : هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِيْ بِهٰؤُلَاءِ اُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرُّوْهُ وَعَالَجُوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ ، وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ ، حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خُبَيْبًا ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اَجْمَعُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَّهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ : اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ يَوْمًا يَاْكُلُ قِطْفًا مِّنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ؛ وَكَانَتْ تَقُوْلُ : اِنَّهٗ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ : دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ، فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنْ تَحْسَبُوْا

کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں کافر کی ذمہ داری میں اترنے کو تیار نہیں۔ اے اللہ! ہماری اس حالت کی اطلاع اپنے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بنولحیان نے ان پر تیر برسائے اور عاصم کو قتل کر دیا۔ تین اور شخص ان کے عہد و میثاق پر نیچے اتر آئے۔ ان میں خبیب اور زید بن دثنہ ایک دوسرا آدمی تھا۔ جب بنولحیان نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کے تانت کھول کر انہی سے ان کو باندھ لیا تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ پہلی غداری ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میرے لئے یہ (مرنے والے) نمونہ ہیں۔ پس انہوں نے اس کو کھینچا اور مروڑا مگر اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس پر انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر چل دیئے یہاں تک کہ ان کو واقعہ بدر کے بعد اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ چنانچہ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خریدا۔ حضرت خبیب نے حارث کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس حضرت خبیب ان کے قیدی بن کر رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قتل کا انہوں نے فیصلہ کیا۔ (دوران قید) ایک دن خبیب نے حارث کی کسی بیٹی سے ایک اُسترہ زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے منگوایا۔ اس نے عاریۃً دے دیا۔ اس کا بچہ لڑکھڑاتا ہوا حضرت خبیب کے پاس پہنچ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی۔ پس اس نے بچے کو ان کی گود میں بیٹھے پایا اس حالت میں کہ اُسترہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ لڑکی سخت گھبرائی۔ اس بات کو حضرت خبیب نے جان کر کہا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا کرنے والا نہیں! وہ عورت کہتی ہیں میں نے حضرت خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کو ایک دن انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا حالانکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نام تک نہ تھا! وہ عورت کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو دیا تھا۔ جب (کفار مکہ نے انہیں) حرم سے حل (حدود حرم سے باہر) میں نکالا تا کہ ان کو قتل کر دیں تو حضرت خبیب نے ان کو کہا مجھے مہلت دو تا کہ میں دو

اَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَزِدْتُّ: اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بِدَدًا، وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا - وَقَالَ:

فَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا

عَلٰى اَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ

يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا لِلصَّلٰوةَ، وَاَخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اُصِيْبُوْا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلٰى عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ قُتِلَ اَنْ يُّؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ، فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا اَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهٗ "الْهَدَاةَ" مَوْضِعٌ، وَالظُّلَّةُ: السَّحَابُ - وَالدَّبْرُ: النَّحْلُ - وَقَوْلُهٗ: "اقْتُلْهُمْ بِدَدًا" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا فَمَنْ كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعُ بِدَّةٍ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَهِيَ النَّصِيْبُ وَمَعْنَاهُ: اقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ نَصِيْبٌ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ مَعْنَاهُ: مُتَفَرِّقِيْنَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِّنَ التَّبْدِيْدِ - وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ سَبَقَتْ فِيْ مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتٰبِ مِنْهَا حَدِيْثُ الْغُلَامِ الَّذِيْ كَانَ يَاْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيْثُ جُرَيْجٍ، وَحَدِيْثُ اَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِيْنَ اُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ الَّذِيْ سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُوْلُ:

رکعت نماز پڑھ لوں۔ پس انہوں نے چھوڑ دیا پس اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور (مخاطب ہو کر کفار کو کہا) اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے (قتل کی) گھبراہٹ ہے تو میں نماز کو لمبا کرتا۔ (پھر دعا کی) اے اللہ ان کی تعداد گن لے اور ان کو منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ اور (یہ شعر) پڑھے:

''مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا کس پہلو پر میرا یہ قتل ہو کر گرنا ہے اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو جسم کے ان کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے''۔

حضرت خبیب وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے لئے جس کو جکڑ کر باندھ کر قتل کیا جا رہا ہو۔ یہ نماز کا طریقہ جاری کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی اطلاع اسی روز ہی دی جس دن وہ قتل ہوئے۔ قریش کے کچھ لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تا کہ یہ لوگ ان کے جسم کا کوئی معروف حصہ لائیں۔ (مثلاً سر وغیرہ) حضرت عاصم نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو (بدر میں) قتل کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیج دیا۔ ان مکھیوں نے ان کے جسم کی قریش کے قاصدوں سے حفاظت کی۔ پس وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔'' (بخاری)

الْھَدَاۃ: جگہ کا نام ہے۔

الظُّلَّۃ: بادل۔

الدَّبْر: شہد کی مکھی۔

اقْتُلْھُمْ بِدَدًا: یہ بِدَّۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی حصہ۔ اب مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو تقسیم کر کے مار کہ ہر ایک کا حصہ ہو۔ بعض نے بَدَّۃٌ کی جمع بنایا جس کا معنی منتشر کر کے مارنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہلاک ہو۔

اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جو اپنے مقام پر ابواب میں گزر چکی ہیں۔

ان میں وہ حدیث ہے جن میں ایک لڑکے کا تذکرہ ہے جو

اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ ، وَالدَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

راہب کے اور ساحر کے پاس آتا جاتا تھا اور حدیث غار جو بند ہو گئی اور حدیث کہ آدمی نے بادل سے آواز سنی وغیرہ دلائل اس سلسلہ میں بے شمار و معروف ہیں دیگر واقعات اور۔

۱۵۱۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِشَيْءٍ قَطُّ : اِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۱۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں اس طرح کہتے سنا کہ میرا خیال اس کے متعلق یہ ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسا کہ اپنا خیال ظاہر فرماتے۔ (بخاری)

کتاب الامور المنهی عنها

۲۵۴ : بَابُ تَحْرِيْمِ الْغِيْبَةِ وَالْاَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

بَابٌ : غیبت کی حرمت اور زبان پر پابندی لگانے کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ [الحجرات:۱۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔'' (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے باز پرس ہوگی''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ جو لفظ بھی زبان سے بولتا ہے تو اس کے پاس نگران تیار ہے''۔ (ق)

اِعْلَمْ اَنَّهُ يَنْبَغِيْ لِكُلِّ مُكَلَّفٍ اَنْ يَّحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيْعِ الْكَلَامِ اِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيْهِ الْمَصْلَحَةُ وَمَتٰى اسْتَوٰى الْكَلَامُ وَتَرْكُهُ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالسُّنَّةُ الْاِمْسَاكُ عَنْهُ ، لِاَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُّ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ اِلٰى حَرَامٍ اَوْ مَكْرُوْهٍ وَذٰلِكَ كَثِيْرٌ فِي الْعَادَةِ ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اچھی طرح جان لو کہ ذمہ دار انسان کو اپنی زبان کی حفاظت ہر قسم کے کلام سے کرنی چاہئے سوائے اس کلام کے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب کلام اور ترک کلام برابر ہو تو سنت یہ ہے کہ کلام سے زبان کو روکے کیونکہ کبھی مباح کلام حرام و مکروہ گفتگو تک پہنچا دیتی ہے۔ عادتاً یہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور سلامتی کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

۱۵۱۲ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا

۱۵۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو بھلی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموشی اختیار کرنی

صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ اِلَّا اِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِيْ ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهٗ وَمَتٰى شَكَّ فِيْ ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمُ۔

چاہئے۔'' (بخاری ومسلم) یہ روایت اس سلسلے میں واضح ہے کہ آدمی گفتگو خیر کے سوا نہ کرے اور خیر وہ ہے جس کی بھلائی ظاہر ہو۔ جب اس کی درستگی میں شبہ ہو تو بالکل زبان پر نہ لائے۔

١٥١٣ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۳: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (بخاری ومسلم)

١٥١٤ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو مجھے ضمانت دے اس کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (بخاری ومسلم)

١٥١٥ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا اِلَى النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنٰى :"يَتَبَيَّنُ" يُفَكِّرُ اَنَّهَا خَيْرٌ اَمْ لَا۔

۱۵۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بے شک بندہ بعض اوقات کوئی بات کرتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا مگر اس سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کے برابر آگ کی طرف پھسل جاتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

''يَتَبَيَّنُ'': سوچنا کہ آیا خیر ہے یا شر۔

١٥١٦ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۱۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ زبان سے نکلتا ہے مگر اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں ہوتی اور اللہ اس سے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ مگر اس کے ساتھ وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔'' (بخاری)

١٥١٧ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ

۱۵۱۷: حضرت ابو عبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کلمات میں سے ایک کلمہ کہتا ہے۔ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس بلند مقام پر پہنچے گا جتنا وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ملاقات کے تک اپنی رضامندیاں لکھ دیتا ہے۔ بے شک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک بات کہتا ہے اس کو گمان بھی

اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

نہیں ہوتا کہ یہ اس مقام تک پہنچے گا جہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنی ملاقات کے دن تک اس کے متعلق ناراضگی لکھ لیتے ہیں۔ (موطا مالک ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۵۱۸ : وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدِّثْنِي بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ : "قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ : "هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۱۸: حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتلائیں جس کو مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: ''تم کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرو''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کو میرے متعلق سب سے زیادہ خطرہ کس چیز کا ہے؟ پس آپؐ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا: ''اس کا''۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۵۱۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ! وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۵۱۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اس لئے کہ کثرتِ کلام (بے پر کی ہانکنا) دل کی سختی کا باعث ہے بے شک لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے دور سخت دل والا ہے''۔ (ترمذی)

۱۵۲۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ کر لے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کے شر سے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۵۲۱ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: "اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۱: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی زبان کو قابو میں رکھ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہو یعنی زائد وقت گھر میں گزارو اور اپنی خطا پر رو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۵۲۲ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ

۱۵۲۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضاء

اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَآءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ: اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

مَعْنٰى "تُكَفِّرُ اللِّسَانَ": اَىْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ۔

اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں تُو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہم تیرے ساتھ منسلک ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست وسیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے''۔ (ترمذی)

تُكَفِّرُ اللِّسَانِ: عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

۱۵۲۳: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِى الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِىْ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ، وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ، وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ" ثُمَّ تَلَا: "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ، وَعَمُوْدِهٖ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟" قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ: "كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُوَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَآئِدُ اَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِىْ بَابٍ قَبْلَ هٰذَا۔

۱۵۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو نے بہت بڑی بات پوچھی۔ یہ بات اُس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرمادے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا' نماز کو قائم کر' زکوۃ ادا کر' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر تجھے وہاں پہنچنے کی طاقت ہو۔ پھر فرمایا کیا بھلائی کے دروازے نہ بتلا دوں؟ (پھر خود ہی) فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے اور صدقہ غلطی کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے۔ آدمی کا آدھی رات کو نماز ادا کرنا'' پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''ان کے پہلو خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں''۔ یہاں تک کہ ﴿يَعْلَمُوْنَ﴾ تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس معاملے کی جڑ اور اس کے ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ؟ فرمایا سارے معاملے کی جڑ اسلام' اس کا ستون نماز اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تم کو ان سب کا مدار نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ''اس کو اپنے اوپر روک کر رکھ''۔ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم سے اس چیز کا مواخذہ ہوگا جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ تو فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتیاں ہی جہنم میں اوندھا ڈالیں گی''۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے اسکی شرح اس سے ماقبل باب میں گزری۔

١٥٢٤ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، قَالَ : "ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ"، قِيْلَ : اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِىْ اَخِىْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ : "اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۲۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا تذکرہ اس بات سے کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو پھر؟ فرمایا: ''اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں پائی نہیں جاتی تو تُو نے اس پر بہتان باندھا''۔ (مسلم)

١٥٢٥ :وَعَنْ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِىْ خُطْبَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ : "اِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا ، فِىْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۲۵: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر یوم نحر کے دن خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ ''بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے سنو! کیا میں نے بات پہنچا دی''۔ (بخاری و مسلم)

١٥٢٦ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِىِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا – قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : تَعْنِىْ قَصِيْرَةً فَقَالَ: "لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهٗ اِنْسَانًا فَقَالَ :"مَا اُحِبُّ اَنِّىْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَّاَنَّ لِىْ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَمَعْنٰى :"مَزَجَتْهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهٗ اَوْ رِيْحُهٗ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ اَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الْغِيْبَةِ– قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى﴾۔

۱۵۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ کے لئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا مراد ان کا چھوٹا قد تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''تو نے ایک بات ایسی کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے''۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے تو ایک انسان کا ذکر بطور حکایت کے کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کا تزکرہ بطور حکایت کروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا (کچھ) ملے''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

مَزَجَتْهُ : اس کا ذائقہ بدل ڈالے یا اس کی بو کو اپنی قباحت و گندگی سے بدبو بنا دے۔ یہ روایت غیبت کیلئے بلیغ ترین ڈانٹ ہے' اللہ نے سچ فرمایا: ''(ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا' وہ جو کچھ بولتا ہے' وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے''۔

١٥٢٧ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَمَّا عُرِجَ بِىْ مَرَرْتُ

۱۵۲۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا

بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ : مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ : هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ ، وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ! -رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

گزرا ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں''۔ (ابوداؤد)

۱۵۲۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، عزت اور مال حرام ہے''۔ (مسلم)

۲۵۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ سَمَاعِ الْغِيْبَةِ وَاَمْرِ مَنْ سَمِعَ غِيْبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا وَالْاِنْكَارِ عَلٰى قَائِلِهَا فَاِنْ عَجَزَ اَوْ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ اِنْ اَمْكَنَهُ

باب: غیبت کا سننا حرام ہے اور آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید وانکار کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾ [القصص :۵۵] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المومنون:۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهِ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانعام:۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں''۔ (القصص)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں''۔ (المومنون) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً کان، آنکھ اور دل ان تمام کے متعلق جواب دہی ہوگی''۔ (الاسراء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات کے متعلق طعن و تشنیع کر رہے ہیں ان سے اس وقت تک الگ رہو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے (اے مخاطب) شیطان بھلا دے تو پھر یاد آجانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو''۔ (الانعام)

۱۵۲۹ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ

۱۵۲۹: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چہرے سے آگ رد (دور) فرما

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

دیں گے''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۵۳۰ : وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الْمَشْهُوْرِ الَّذِيْ تَقَدَّمَ فِيْ بَابِ الرَّجَآءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فَقَالَ :"اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَلَا رَسُوْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ ' وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَعِتْبَانُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَحُكِيَ ضَمُّهَا وَبَعْدَهَا تَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ فَوْقُ ثُمَّ بَآءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالدُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْخَآءِ وَضَمِّ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ۔

۱۵۳۰: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی مشہور روایت میں جو گزشتہ باب الرجاء میں گزر چکی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''مالک بن دُخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے کوئی محبت نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا مت کہو۔ کیا تم نہیں دیکھا کہ اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خالص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے خالص اس کی خاطر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والے پر آگ کو حرام قرار دیا''۔(بخاری و مسلم)

عِتْبَانُ: مشہور اور عتبان عین کے ضمہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے۔

اَلدُّخْشُمُ: دال اور شین کے ضمہ کے ساتھ آتا ہے۔

۱۵۳۱ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِيْ قِصَّةِ تَوْبَتِهٖ وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ التَّوْبَةِ – قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ :"مَا فَعَلَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ :رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظْرُ فِيْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ' بِئْسَ مَا قُلْتَ :وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا ' فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"عِطْفَاهُ" جَانِبَاهُ ' وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلٰى اِعْجَابِهٖ بِنَفْسِهٖ۔

۱۵۳۱: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی طویل روایت میں اپنی توبہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ باب توبہ میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپؐ نے فرمایا کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی مسلمہ کے ایک شخص نے کہا اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں پر نگاہ ڈالنے نے روک دیا (تکبر و خود پسندی مراد ہے) اس کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا :تو نے بہت بری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان میں بھلائی ہی پائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عِطْفَاهُ: اطراف یہ خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

۲۵۶ :بَابُ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيْبَةِ

بَابٌ: جو غیبت مباح ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْغِيْبَةَ تُبَاحُ لِغَرَضٍ صَحِيْحٍ

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کسی بھی ایسے صحیح غرض شرعی کی

شَرْعِيٍّ لَّا يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ اِلَّا بِهَا وَهُوَ بِسِتَّةِ اَسْبَابٍ : اَلْاَوَّلُ التَّظَلُّمُ فَيَجُوْزُ لِلْمَظْلُوْمِ اَنْ يَّتَظَلَّمَ اِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِيْ وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهٗ وِلَايَةٌ اَوْ قُدْرَةٌ عَلٰى اِنْصَافِهٖ مِنْ ظَالِمِهٖ فَيَقُوْلُ ظَلَمَنِيْ فُلَانٌ بِكَذَا، الثَّانِيْ الْاِسْتِعَانَةُ عَلٰى تَغْيِيْرِ الْمُنْكَرِ وَرَدِّ الْعَاصِيْ اِلَى الصَّوَابِ فَيَقُوْلُ لِمَنْ يَّرْجُوْا قُدْرَتَهٗ عَلٰى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ : فُلَانٌ يَّعْمَلُ كَذَا فَازْجُرْهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَيَكُوْنُ مَقْصُوْدُهُ التَّوَصُّلَ اِلٰى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ يَقْصِدْ ذٰلِكَ كَانَ حَرَامًا ، اَلثَّالِثُ الْاِسْتِفْتَاءُ فَيَقُوْلُ لِلْمُفْتِيْ ظَلَمَنِيْ اَبِيْ ، اَوْ اَخِيْ اَوْ زَوْجِيْ ، اَوْ فُلَانٌ بِكَذَا فَهَلْ لَّهٗ ذٰلِكَ ، وَمَا طَرِيْقِيْ فِي الْخَلَاصِ مِنْهُ وَتَحْصِيْلِ حَقِّيْ وَدَفْعِ الظُّلْمِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ ، فَهٰذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ وَلٰكِنَّ الْاَحْوَطَ وَالْاَفْضَلَ اَنْ يَّقُوْلَ : مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْ زَوْجٍ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ كَذَا، فَاِنَّهٗ يَحْصُلُ بِهِ الْغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَّمَعَ ذٰلِكَ فَالتَّعْيِيْنُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهٗ فِيْ حَدِيْثِ هِنْدٍ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، اَلرَّابِعُ تَحْذِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيْحَتُهُمْ ، وَذٰلِكَ مِنْ وُّجُوْهٍ : مِنْهَا جَرْحُ الْمَجْرُوْحِيْنَ مِنَ الرُّوَاةِ وَالشُّهُوْدِ وَذٰلِكَ جَائِزٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ ، وَمِنْهَا الْمُشَاوَرَةُ فِيْ مُصَاهَرَةِ اِنْسَانٍ اَوْ مُشَارَكَتِهٖ ، اَوْ اِيْدَاعِهٖ ، اَوْ مُعَامَلَتِهٖ ، اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ، اَوْ مُجَاوَرَتِهٖ - وَيَجِبُ عَلَى الْمُشَاوَرِ اَنْ لَّا يُخْفِيَ حَالَهٗ ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِيَ الَّتِيْ فِيْهِ بِنِيَّةِ النَّصِيْحَةِ

بناء پر غیبت جائز ہے جس تک اس کے بغیر نہ پہنچا جا سکے اور اس کے چھ اسباب ہیں: (۱) ظلم، مظلوم کو جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے پاس ظلم کی شکایت و حکایت کرے یا اس کے سامنے یا حاکم مجاز کے سامنے ذکر کرے جو ظالم سے بدلہ لے سکتا ہو۔ اس طرح بیان کرے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔ (۲) برائی کو روکنے میں مدد کرنے کے لئے اور گناہ گار کو درست راہ پر لانے کی غرض سے ہو پس اس طرح کہے اس کو جو منکر ہو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کر رہا ہے اس کو ڈانٹو اور اسی طرح کے الفاظ سے اس کا اصل مقصود یہ ہو کہ برائی کا ازالہ ہو جائے اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو پھر بھی شکایت حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ فتویٰ طلب کرے اور مفتی کو اس طرح کہے کہ میرے والد یا بھائی یا میرے خاوند یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اس کو اس ظلم کا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میرے اس سے چھوٹنے اور اپنے حق کو پانے اور ظلم کو دور کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اور اسی طرح کے الفاظ کہے یہ ضرورتاً جائز ہے لیکن زیادہ احتیاط اور فضیلت اس میں ہے کہ مفتی کو اس طرح سوال کرے کہ ایسے مرد یا شخص یا خاوند کا کیا حکم ہے جس کا معاملہ اس طرح ہو؟ اس طرح بغیر متعین کرنے کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر پھر تعین کرنا بھی جائز ہے جس طرح کہ ہم عنقریب حدیثِ ہند ذکر کریں گے۔ (۴) چوتھا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو نصیحت کرنے کے لئے اور اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔ دوسرے کسی انسان کو داماد بنانے کے لئے مشورہ کرنا یا کسی کو اس کو شریک کار بنانے کے لئے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے یا اس سے کوئی معاملہ کرنے کے لئے یا اس کے علاوہ اور کوئی اس کے پڑوس وغیرہ اختیار کرنے کے لئے ہو۔ اس صورت میں مشورہ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی حالت کو بالکل نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت کے ساتھ اس کی تمام برائیاں ذکر کر دے۔ تیسرا یہ کہ جب

وَمِنْهَا اِذَا رَاَى مُتَفَقِّهًا يَتَرَدَّدُ اِلٰى مُبْتَدِعٍ ، اَوْ فَاسِقٍ يَّأْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمَ ، وَخَافَ اَنْ يَّتَضَرَّرَ الْمُتَفَقِّهُ بِذٰلِكَ ، فَعَلَيْهِ نَصِيْحَتُهٗ بِبَيَانِ حَالِهٖ ، بِشَرْطِ اَنْ يَّقْصِدَ النَّصِيْحَةَ وَهٰذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيْهِ وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمَ بِذٰلِكَ الْحَسَدُ ، وَيُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ ذٰلِكَ، وَيُخَيِّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ نَصِيْحَةٌ فَلْيَتَفَطَّنْ لِذٰلِكَ وَمِنْهَا اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وِلَايَةٌ لَّا يَقُوْمُ بِهَا عَلٰى وَجْهِهَا :اِمَّا بِاَنْ لَّا يَكُوْنَ صَالِحًا لَّهَا ، وَاِمَّا بِاَنْ يَّكُوْنَ فَاسِقًا ، اَوْ مُغَفَّلًا ، وَنَحْوَ ذٰلِكَ - فَيَجِبُ ذِكْرُ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّهٗ عَلَيْهِ وِلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيْلَهٗ وَيُوَلِّيَ مَنْ يَّصْلُحُ ، اَوْ يَعْلَمَ ذٰلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهٗ بِمُقْتَضٰى حَالِهٖ وَلَا يَغْتَرَّ بِهٖ ، وَاَنْ يَّسْعٰى بِهٖ اَنْ يَّحُثَّهٗ عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ اَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهٖ ، اَلْخَامِسُ اَنْ يَّكُوْنَ مُجَاهِرًا بِفِسْقِهٖ اَوْ بِدْعَتِهٖ ، كَالْمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ ، وَمُصَادَرَةِ النَّاسِ ، وَاَخْذِ الْمَكْسِ ، وَجِبَايَةِ الْاَمْوَالِ ظُلْمًا ، وَتَوَلِّي الْاُمُوْرِ الْبَاطِلَةِ - فَيَجُوْزُ ذِكْرُهٗ بِمَا يُجَاهِرُ بِهٖ ، وَيَحْرُمُ ذِكْرُهٗ بِغَيْرِهٖ مِنَ الْعُيُوْبِ ، اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لِجَوَازِهٖ سَبَبٌ اٰخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ ، السَّادِسُ التَّعْرِيْفُ اِذَا كَانَ الْاِنْسَانُ مَعْرُوْفًا بِلَقَبٍ ، كَالْاَعْمَشِ ، وَالْاَعْرَجِ ، وَالْاَصَمِّ ، وَالْاَعْمٰى ، وَالْاَحْوَلِ ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيْفُهُمْ بِذٰلِكَ ، وَيَحْرُمُ اِطْلَاقُهٗ عَلٰى جِهَةِ التَّنْقِيْصِ ، وَلَوْ اَمْكَنَ تَعْرِيْفُهٗ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ اَوْلٰى فَهٰذِهٖ سِتَّةُ اَسْبَابٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَآءُ وَاَكْثَرُهَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ ، وَدَلَآئِلُهَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ

کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتا دیکھے اور خطرہ ہو کہ یہ طالب علم اس سے نقصان اٹھائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بیان کر کے طالب عالم کو نصیحت کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ نصیحت مقصود ہو اور اس کے اندر بہت ساری غلطیاں کی جاتی ہیں کبھی تو ان غلطیوں کا باعث متکلم کا حسد ہوتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے (حالانکہ یہ حسد کی کارروائی ہے) اس میں خوب بیدار مغزی کی ضرورت ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ اس کو عہدہ ملا ہوا لیکن وہ اس کے حقوق کو صحیح انجام نہ دیتا ہو خواہ اس لئے کہ اس میں حکومت کی صلاحیت ہو یا نہیں یا اس لئے کہ وہ فاسق یا کم عقل ہے یا اسی طرح کی اور صورت ہو تو اس صورت میں اس کا تذکرہ ایسے آدمی کے سامنے کرنا ضروری ہے جو اس سے بڑے عہدے پر ہو تا کہ وہ اس کو تبدیل کر دے اور کسی ایسے آدمی کو جو مناسب ہو حاکم بنائے یا اس کو یہ بات بتلا دے تا کہ وہ اس نچلے حاکم کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرے اور اس کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور وہ یہ کوشش کرے یا تو وہ اس کو سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے آمادہ کرے یا اسے بدل ڈالے۔(۵) کہ کوئی آدمی کھلے طور پر فسق و بدعت اختیار کرنے والا ہو مثلاً اعلانیہ شراب نوشی کرتا ہے اور لوگوں کا مال لیتا ہے اور ان سے بھتہ وصول کرتا ہے یا ظلماً ٹیکس لیتا ہے اور غلط کاموں کی سرپرستی کرتا ہے تو اس کا تذکرہ کھلم کھلا ضروری ہے مگر اس کے دوسرے عیوب (مخفی) کا ذکر کرنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے جواز کی کوئی دوسری وجہ ثابت ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا۔(۶) مشہور نام سے پکارنا جب کوئی آدمی کسی لقب سے مشہور ہو مثلاً اعمش، اعراج، اصم، اعمیٰ احوال وغیرہ تو مشہور نام سے ہی اس کا تذکرہ جائز ہے مگر تنقیص کے طور پر اس کا اطلاق حرام ہے۔

یہی چھ اسباب ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ان میں اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور ان کے دلائل صحیح احادیث میں مذکورہ ہیں اور جن میں

مَشْهُوْرَةٌ فَمِنْ ذٰلِكَ:

۱۵۳۲ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ :"ائْذَنُوْا لَهٗ ، بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِيْ جَوَازِ غِيْبَةِ اَهْلِ الْفَسَادِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ۔

۱۵۳۳ : وَعَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ : قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ : هٰذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ۔

۱۵۳٤ : وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : اِنَّ اَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ ، وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ" وَهُوَ تَفْسِيْرٌ لِرِوَايَةِ: لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهٖ " وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : كَثِيْرُ الْاَسْفَارِ۔

۱۵۳۵ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ : لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ ، فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ ، فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَا فَعَلَ : فَقَالُوْا :

سے چند احادیث یہ ہیں:

۱۵۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا:'' اس کو اجازت دے دو یہ خاندان کا ایک بہت برا آدمی ہے''۔ (بخاری و مسلم) بخاری نے اس روایت کا اصل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کو جائز ہونے کی دلیل بنایا۔

۱۵۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' میرے خیال میں تو فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے''۔ (بخاری)

اس حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے۔

۱۵۳۴: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ابوالجہم اور معاویہ دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' معاویہ تو مفلس ہے اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں رکھتا (یعنی مار پیٹ اور تشدد کرنے والا ہے)''۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے درحقیقت لَا یَضَعُ کی تفسیر ہے بعض نے کہا اس کا معنی بہت زیادہ سفر کرنا ہے۔

۱۵۳۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اس میں لوگوں کو سختی پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی آپؐ نے عبداللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اس نے آپؐ کی قسم اٹھا کر کہا اس نے یہ نہیں کہا پس لوگ کہنے لگے۔ زید نے جھوٹ

كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْهُ شِدَّةٌ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقِيْ: "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ" ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَلَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بولا میرے دل میں ان کی بات سے بہت رنج پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ میں اتار دی پھر نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تا کہ آپؐ ان کے لئے استغفار کر دیں تو انہوں نے اپنے سروں کو استغفار سے بے رغبتی کرتے ہوئے پھیر دیا۔ (بخاری ومسلم)

۱۵۳۶ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدٌ امْرَاَةُ اَبِيْ سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ :اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ قَالَ : "خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۳۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے اور میری اولاد کے لئے کفایت کرے مگر وہ جو میں اس کے بغیر بتلائے لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''دستور کے موافق جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہو جائے وہ لے لو''۔ (بخاری ومسلم)

۲۵۷ :بَابُ تَحْرِيْمِ النَّمِيْمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلٰى جِهَةِ الْاِفْسَادِ

بَاب: چغلی کی حرمت

چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ [ن:۱۱] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والے اور چغل خور'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی انسان لفظ بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہے۔''

۱۵۳۷ :وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۳۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۵۳۸ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ :"اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ! بَلٰى اِنَّهُ كَبِيْرٌ : اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ ،

۱۵۳۸: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جا رہا کیوں نہیں بلکہ وہ بڑی بات ہی ہے پھر ایک ان دونوں میں سے چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے وقت اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یا ستر کا لحاظ نہیں رکھتا تھا''۔ (بخاری ومسلم)

قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنٰى : "وَيُعَذَّبَانِ فِيْ

یہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ علماء نے فرمایا "وَيُعَذَّبَانِ فِيْ

كَبِيْرٍ" :اَیْ كَبِيْرٍ فِیْ زَعْمِهِمَا - وَقِيْلَ :كَبِيْرٍ تَرْكُهُ عَلَيْهِمَا۔

كَبِيْرٍ" یعنی ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا۔ بعض نے کہا ان کا چھوڑنا ان پر بھاری نہیں تھا۔

۱۵۳۹ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِیَ النَّمِيْمَةُ :الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْعَضْهُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَآءِ عَلٰى وَزْنِ الْوَجْهِ ' وَرُوِیَ الْعِضَةُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلٰى وَزْنِ الْعِدَةِ" وَهِیَ الْكَذِبُ وَالْبُهْتَانُ ' وَعَلَى الرِّوَايَةِ الْاُوْلٰى : الْعَضْهُ مَصْدَرٌ يُقَالُ : عَضَهَهٗ عَضْهًا : اَیْ رَمَاهُ بِالْعَضْهِ۔

۱۵۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں کہ عَضْهُ یاعِضَهُ کیا ہے؟ فرمایا وہ چغلی ہے لوگوں کے درمیان کسی کی بات کرنا''۔ (مسلم)

اَلْعَضْهُ: عین مہملہ کے فتح اور ضاد معجمہ کے سکون اور ہاء کے ساتھ۔ الوجہ) کے وزن پر اور یہ لفظ عین کے کسرہ اور ضاد معجمہ کی فتح کے ساتھ بھی مروی ہے۔

"عِدَّةٍ" کے وزن پر جھوٹ بہتان کے معنی میں مستعمل ہے اور پہلی روایت کے لحاظ سے الْعِضَةُ مصدر ہے کہا جاتا ہے۔ عَضَهَهٗ عَضْهًا یعنی اس کو متہم کیا۔

۲۵۸ :بَابُ النَّهْیِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيْثِ وَكَلَامِ النَّاسِ اِلٰى وُلَاةِ الْاُمُوْرِ اِذَا لَمْ تَدْعُ اِلَيْهِ حَاجَةٌ كَخَوْفِ مَفْسَدَةٍ وَّنَحْوِهَا

بَاب: لوگوں کی باتوں کو بلاضرورت بلافساد انگیزی وغیرہ کے حکام تک پہنچانے سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر''۔ (المائدہ)

وَفِی الْبَابِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

گزشتہ باب والی احادیث بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

۱۵۴۰ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يُبَلِّغْنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۱۵۴۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم میں نکل کر آؤں اور اس حالت میں کہ میرا سینہ ہر ایک کے متعلق صاف ہو''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

۲۵۹ :بَابُ ذَمِّ ذِی الْوَجْهَيْنِ!

بَاب: منافق کی مذمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے (اپنی

يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ، وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا﴾ [النساء:۱۰۸] الْاٰيَتَيْنِ۔

قدرت کے ساتھ) جب کہ وہ ناپسند بات پر رات گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں ان کا احاطہ کرنے والے ہیں''۔

۱۵۴۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خِيَارَ النَّاسِ فِیْ هٰذَا الشَّانِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لَهٗ ، وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰؤُلَاۗءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاۗءِ بِوَجْهٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۴۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' تم لوگوں کو معدن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ ان میں جو جاہلیت میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کرلیں اور اس معاملہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر اُن کو پاؤ گے جو ان عہدوں کو ناپسند کرنے والے ہیں اور لوگوں میں بدترین وہ ہے جو ان کے پاس ایک چہرے سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ''۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۴۲ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۴۲: محمد بن زید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے میرے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کو اس کے الٹ کہتے ہیں جو ہم باتیں کرتے ہیں اس وقت جب کے ان کے ہاں سے نکلتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق شمار ہوتی تھی''۔ (بخاری)

۲۶۰ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِذْبِ

باب : جھوٹ کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾ [الاسراء:۳٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:'' اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں''۔ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:'' جو لفظ بھی انسان بولتا ہے مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے''۔ (ق)

۱۵۴۳ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ اِلَى الْجَنَّةِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِیْ اِلَى الْفُجُوْرِ ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِیْ اِلَى النَّارِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۴۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' یقیناً سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ گناہ کی طرف لے جانے والا اور گناہ آگ تک پہنچانے والا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے''۔

(بخاری و مسلم)

١٥٤٤ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا : اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ' وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ' وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ' وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهٗ مَعَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهٖ فِيْ بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ۔

۱۵۴۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوتو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو بدعہدی کرے' جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے''۔ (بخاری و مسلم) یہ روایت وضاحت کے ساتھ بَابُ الْوَفَا بِالْعَهْدِ میں گزری۔

١٥٤٥ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَّمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ ' وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ' وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"تَحَلَّمَ" : اَيْ قَالَ اِنَّهٗ حَلَمَ فِيْ نَوْمِهٖ وَرَاٰى كَذَا وَكَذَا وَهُوَ كَاذِبٌ- "وَالْاٰنُكُ" بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّوْنِ وَتَخْفِيْفِ الْكَافِ : وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمُذَابُ۔

۱۵۴۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو قیامت کے دن دو جَو کے دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا جس نے کسی ایسی قوم کی بات کی طرف کان لگایا جو اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو اس کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہیں سکے گا''۔ (بخاری)

تَحَلَّمَ: یوں کہنا میں نے نیند میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

وَالْاٰنُكُ: پگھلا ہوا سیسہ۔

١٥٤٦ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُّرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ' وَمَعْنَاهُ يَقُوْلُ : رَاَيْتُ فِيْمَا لَمْ يَرَهٗ۔

۱۵۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے دیکھی نہ ہو''۔ (بخاری) معنی اس کا یہ ہے کہ یوں کہے میں نے دیکھا حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

١٥٤٧ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ : "هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رُّؤْيَا؟" فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ ' وَاِنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ : "اِنَّهٗ اَتَانِي اللَّيْلَةَ

۱۵۴۷: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے رہتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس وہ اپنا خواب آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتا جس کو مشیت ایزدی شامل حال ہوتی کہ وہ بیان کرے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ

اتِيَانِ ، وَاِنَّهُمَا قَالَا لِي : انْطَلِقْ ، وَاِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ، وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاسَهٗ ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا ، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى!» قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا :سُبْحَانَ اللّٰهِ ! مَا هٰذَا؟ قَالَا لِي : اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ، وَاِذَا هُوَ يَاْتِيْ اَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ وَمَنْخِرَهٗ اِلٰى قَفَاهُ ، وَعَيْنَهٗ اِلٰى قَفَاهُ ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ ، فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى" قَالَ : قُلْتُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِي اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ ، فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ قَالَ : "فَاِذَا فِيْهِ لَغَطٌ ، وَاَصْوَاتٌ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ ، وَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا – قُلْتُ :مَا هٰؤُلَاءِ ؟ قَالَا لِي :اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَحْمَرَ مِثْلَ الدَّمِ ، وَاِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ ، وَاِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهٗ حِجَارَةً كَثِيْرَةً ، وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا

وسلم نے فرمایا: ''کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص پر ہوا اور دوسرا آدمی اس پر پتھر لے کر کھڑا تھا اچانک وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور اس کے سر کو کچل دیتا پتھر وہاں سے دور لڑھک جاتا وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لاتا ابھی وہ واپس لوٹتا نہیں تھا کہ اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا پھر وہ لوٹ کر اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا چلو چلو۔ ہم چل دیئے۔ ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو چت لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کا زنبور لئے کھڑا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کے ایک طرف کے کلے کو گدی تک چیر دیتا اور اس کی ناک کو بھی گدی تک اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک (چیرتا) پھر دوسرے پہلو کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کرتا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا ابھی وہ اس پہلو سے فارغ نہیں ہوتا کہ پہلے وہ درست ہو جاتا پھر دوبارہ اس کے ساتھ وہی عمل اختیار کرتا جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چل دیئے چنانچہ ہمارا گزر تنور جیسی چیز کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بہت شور و شغب کی آوازیں تھیں۔ پس ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں جونہی نیچے آگ کی لپٹ ان کو پہنچتی تو اس وقت وہ شور مچاتے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں)۔ ہم چلتے رہے تو ہمارا گزر ایک نہر کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ خون کی طرح سرخ نہر اور اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کئے ہوئے تھے جب وہ تیرنے والا تیر کر اس آدمی کی

يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا، قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِي: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ أَوْ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَآءٍ رَجُلًا مَرْاٰى فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا، قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا؟ قَالَا لِي: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ مَا رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ وَمَا هٰؤُلَآءِ؟ قَالَا لِي: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا إِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ دَوْحَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَا لِي: اِرْقَ فِيْهَا، فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ! وَشَطْرٌ مِّنْهُمْ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَآءٍ! قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِي ذٰلِكَ النَّهْرِ، وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُّعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ، فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ، ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ" قَالَ: قَالَا لِي: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَا لِي: هٰذَاكَ

طرف آتا جس کے پاس پتھر جمع تھے تو اپنا منہ اس کے سامنے کھولتا چنانچہ وہ اس کے سامنے پتھر لقمے کے طور پر ڈالتا پھر یہ جا کر تیرنے لگتا کچھ دیر بعد پھر لوٹ کر آتا جب بھی لوٹتا تو یہ اپنے منہ کو کھولتا تو وہ اس کو پتھر کا لقمہ کھلاتا میں نے ان دونوں کو کہا یہ کون ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے)۔ ہم چل دیئے ہمارا گزر ایک کریہہ المنظر آدمی کے پاس سے ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا جتنا کسی انتہاء درجہ کے قبیح آدمی کو تم نے دیکھا اس سب سے زیادہ قبیح کے پاس سے ہوا اس کے پاس آگ تھی جس کو وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ دونوں نے مجھ کو کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے) ہم چل دیئے۔ پھر ہمارا گزر ایک گھنے باغ سے ہوا جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے اور باغ کے درمیان میں ایک طویل قد آدمی تھا کہ اس کی طوالت کے باعث میں اس سر دیکھنے سے بھی قاصر تھا اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے ایسے بچے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے)۔ ہم چلتے رہے۔ ہمارا گزر ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے ہوا کہ جس سے بڑا اور خوبصورت درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا تو انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھیے ہم اس پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شہر ہے جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی جب ہم اس کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا پس ہم اس میں داخل ہوئے تو (وہاں) ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کا کچھ حصہ بہت خوبصورت تھا کہ اس طرح کا خوبصورت جسم کبھی دیکھا نہیں گیا اور جسم کا ایک حصہ بہت ہی بدصورت تھا کہ اس طرح کا بدصورت جسم کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے اس کو کہا تم اس نہر میں کود جاؤ۔ سامنے پانی کی نہر (باغ کے) عرض میں چل رہی تھی۔ اس کا پانی گویا خالص سفید دودھ تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی بدصورتی

مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا ، فَذَرَانِيْ فَاَدْخُلَهٗ – قَالَا : اَمَّا الْاٰنَ فَلَا وَاَنْتَ دَاخِلُهٗ – قُلْتُ لَهُمَا :فَاِنِّيْ رَاَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا؟ فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَاَيْتُ؟ قَالَا لِيْ :اَمَا اِنَّا سَنُخْبِرُكَ : اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَاْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَاْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهٗ ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ اِلٰى قَفَاهُ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْا مِنْ بَيْتِهٖ فَيَكْذِبُ الْكِذْبَةَ تَبْلُغُ الْاٰفَاقَ وَاَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَاِنَّهٗ اٰكِلُ الرِّبَا ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَاِنَّهٗ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ ، وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْ حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَرْقَانِيِّ "وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ" وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ"رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ "رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ" ثُمَّ ذَكَرَهٗ وَقَالَ : "فَانْطَلَقْنَا

(ان سے زائل ہو) چکی تھی اور وہ نہایت حسین وجمیل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دونوں نے کہا یہ جنت عدن ہے۔ وہ تیرا مکان ہے (اس دوران) میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادلوں کی مانند ایک محل نظر آیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا اس وقت نہیں البتہ آپ اس میں داخل ہوں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا میں نے آج رات جو عجائبات ملاحظہ کیں یہ کیا ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ میں نے کیا دیکھا؟ دونوں نے مجھے کہا سنیں ہم آپ کو اطلاع کرتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپؐ اس حال میں آئے کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا وہ آدمی تھا جس نے قرآن کو حاصل کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز (ادا کئے بغیر) سورہا۔ پھر وہ آدمی کہ جس کے پاس آپؐ اس حالت میں آئے کہ اس کے جبڑوں کو گدی تک اور اس کے نتھنے کو گدی تک اور آنکھ کو گدی تک چیرا جارہا تھا وہ ایسا آدمی ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو برہنہ حالت میں تنور جیسی عمارت میں تھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ وہ نہر میں تیرتا ہے اور اس کو پتھر کے لقمے دیئے جارہے تھے وہ سود خور ہے پھر وہ کریہہ المنظر شخص جو آپؐ نے آگ کے پاس دیکھا' وہ اس آگ کو بھڑکا رہا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا وہ مالک ہے جو آگ کا نگران ہے اور وہ طویل القامت شخص جو باغ میں تھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور رہے وہ بچے جوان کے اردگرد تھے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوئے اور علامہ برقانی کی روایت میں ہے جو فطرت پر پیدا ہو۔ بعض مسلمانوں نے سوال کیا مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مشرکین کے بچے بھی (وہیں ہوں گے) پھر وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ بہت خوبصورت اور دوسرا نہایت بدصورت تھا وہ ایسے لوگ

اِلٰی نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارًا، فَاِذَا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا ، وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا ، وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ" وَفِيْهَا "حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ" وَلَمْ يَشُكَّ "فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ وَّبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ ، فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِىْ فِى النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِىْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِىْ فِىْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ" وَفِيْهَا "فَصَعِدَا بِىَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِىْ دَارًا لَّمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا ، فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ" وَفِيْهَا : "الَّذِىْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" وَفِيْهَا : "الَّذِىْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ فَيُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ، وَالدَّارُ الْاُوْلَى الَّتِىْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ ، وَاَنَا جِبْرِيْلُ ، وَهٰذَا مِيْكَآءِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا فَوْقِىْ مِثْلُ السَّحَابَةِ ، قَالَا : ذَاكَ مَنْزِلُكَ ، قُلْتُ دَعَانِىْ اَدْخُلْ مَنْزِلِىْ ، قَالَا : اِنَّهٗ بَقِىَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهٗ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

قَوْلُهٗ "يَثْلَغُ رَاْسَهٗ" هُوَ بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ اَىْ يَشْدَخُهٗ وَيَشُقُّهٗ –

تھے جنہوں نے نیک اعمال اور برے اعمال ملا دیئے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بخاری ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور وہ مجھے نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے پھر آگے اسی طرح ذکر کیا پس ہم چلتے ہوئے ایک تنور جیسے سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا وسیع تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی جب آگ بلند ہوتی تو وہ (لوگ جو اس کے اندر تھے) بھی اوپر کو اٹھتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب شعلوں کی بھڑک کم ہو جاتی تو اس میں لوٹ جاتے اس میں عورتیں اور مرد برہنہ تھے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا گزر خون کی ایک نہر کے پاس سے ہوا اور روایت میں شک وشبہ کے الفاظ کی گنجائش نہیں' نہر کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی کھڑا تھا پس وہ آدمی جو نہر کے درمیان میں (کھڑا) جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو وہیں لوٹا دیتا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دونوں نے مجھے درخت پر چڑھایا اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور جوان مرد تھے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو تم نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں وہ کذاب ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے وہ باتیں اس کی قبول کر لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں تک پہنچ جاتی ہیں قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جاتا رہے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو آپؐ نے دیکھا اس کا سر کچلا جا رہا ہے وہ وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات کو اس سے سو رہا اور دن میں اس پر عمل نہ کیا قیامت تک اس کے ساتھ ایسا کیا جاتا رہے گا وہ پہلا گھر جس میں آپؐ داخل ہوئے عام مؤمنوں کا ہے اور یہ گھر شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے تم اپنا سر اٹھاؤ دونوں نے کہا وہ تمہارا مکان ہے میں نے

قَوْلُهٗ "يَتَدَهْدَهُ" : اَیْ يَتَدَحْرَجُ – "وَالْكُلُوْبُ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ – قَوْلُهٗ "فَيُشَرْشِرُ" : اَیْ يَقْطَعُ : قَوْلُهٗ – "ضَوْضَوْا" وَهُوَ بِضَادَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ : اَیْ صَاحُوْا قَوْلُهٗ "فَيَفْغَرُ" هُوَ بِالْفَآءِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ يَفْتَحُ – قَوْلُهٗ "الْمَرْآةِ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ : اَیِ الْمَنْظَرِ ۔ قَوْلُهٗ : "يَحُشُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَضَمِّ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ يُوْقِدُهَا "قَوْلُهٗ" رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ" هُوَ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ التَّآءِ وَتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ : اَیْ وَافِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيْلَتِهٖ – قَوْلُهٗ "دَوْحَةٌ" هِیَ بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَبِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ : وَهِیَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ – قَوْلُهٗ "الْمَحْضُ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ اللَّبَنُ قَوْلُهٗ "فَسَمَا بَصَرِیْ" اَیْ ارْتَفَعَ : "وَصُعُدًا" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ : اَیْ مُرْتَفِعًا ۔ "وَالرَّبَابَةُ" بِفَتْحِ الرَّآءِ وَبِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً :وَهِیَ السَّحَابَةُ۔

کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مقام میں داخل ہو جاؤں دونوں نے کہا تیری عمر باقی ہے جس کو آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپؐ پورا کریں گے تو آپؐ اپنے مکان میں تشریف لائیں گے''۔ (بخاری)

یَثْلَغُ رَاْسَهٗ: ثاء مثلثہ غین معجمہ کے ساتھ' اس کو چیر رہا تھا۔

یَتَدَهْدَهُ: لڑھکنا۔

کُلُوْبُ: کاف کے فتح اور لام مشددہ کے پیش کے ساتھ مشہور چیز ہے جس کو آنکڑا یا جمہور کہتے ہیں۔

فَیُشَرْشِرُ: کاٹا جاتا ہے' اس کے ٹکڑے کر رہا ہے۔

ضَوْضَوْا: دونوں ضاد معجمہ کے ساتھ مراد' شور مچایا۔

فَیَفْغَرُ: فاء اور غین معجمہ کے ساتھ' اس کا منہ کھولتا ہے۔

اَلْمَرْآةُ: میم کے فتح کے ساتھ منظر یا نظارہ۔

یَحُشُّهَا: یاء کے فتح اور حاء مہملہ کے ضمہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ مراد وہ آگ جلا رہا ہے۔ بھڑکا رہا ہے۔ رَوْضَةٌ مُّعْتَمَّةٌ: کا میم کے پیش عین کے سکون تاء کے فتح اور میم کی شد کے ساتھ جس کی انگوری طویل اور وافر ہو۔ کافی نباتات والا۔ دَوْحَةٌ: دال کے فتح واؤ کے سکون اور حاء مہملہ کے ساتھ بہت بڑے درخت کو کہتے ہیں۔ اَلْمَحْضُ: میم کے فتح اور حاء مہملہ کے سکون اور ضاد معجمہ کے ساتھ دودھ کو کہتے ہیں۔ فَسَمَا بَصَرِیْ: میری نظر بلند ہوئی یا میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صُعُدًا: صاد اور عین کے ضمہ کے ساتھ بلند کے معنی میں ہے' بلندی والا یا بلند ہونے والے۔ رَبَابَةٌ: راء کے فتح اور باء موحدہ مکررہ کے ساتھ' بادل

۲۶۱ :بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْكِذْبِ

اِعْلَمْ اَنَّ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ اَصْلُهٗ مُحَرَّمًا، فَيَجُوْزُ فِیْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ بِشُرُوْطٍ قَدْ اَوْضَحْتُهَا فِیْ كِتَابِ : "الْاَذْكَارِ" وَمُخْتَصَرُ ذٰلِكَ : اَنَّ الْكَلَامَ وَسِيْلَةٌ اِلَی الْمَقَاصِدِ ، فَكُلُّ مَقْصُوْدٍ مَّحْمُوْدٍ يُمْكِنُ تَحْصِيْلُهٗ بِغَيْرِ

باب: کذب کی قسم جو جائز ہے

اچھی طرح جان لو کہ اگرچہ جھوٹ اصل کے لحاظ سے حرام ہے۔ مگر بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔ جن کو وضاحت کے ساتھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کر دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کلام حصولِ مقاصد کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصد جو اچھا ہو اور اسے بغیر جھوٹ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کے لئے جھوٹ کا

الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فِيهِ ، وَإِنْ لَّمْ يُمْكِنْ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالْكَذِبِ جَازَ الْكَذِبُ ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذٰلِكَ الْمَقْصُوْدِ مُبَاحًا كَانَ الْكَذِبُ مُبَاحًا، وَإِنْ كَانَ وَاجِبًا كَانَ الْكَذِبُ وَاجِبًا : فَإِذَا اخْتَفٰى مُسْلِمٌ مِّنْ ظَالِمٍ يُرِيْدُ قَتْلَهُ اَوْ اَخْذَ مَالِهِ وَاَخْفٰى مَالَهُ وَسُئِلَ اِنْسَانٌ عَنْهُ وَجَبَ الْكَذِبُ بِاَخْفَائِهِ - وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيْعَةٌ وَاَرَادَ ظَالِمٌ اَخْذَهَا وَجَبَ الْكَذِبُ بِاَخْفَائِهَا - وَالْاَحْوَطُ فِيْ هٰذَا كُلِّهِ اَنْ يُّوَرِّيَ- وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ اَنْ يَّقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُوْدًا صَحِيْحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فِيْ ظَاهِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَا يَفْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَاَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكَذِبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِيْ هٰذَا الْحَالِ - وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَآءُ بِجَوَازِ الْكَذِبِ فِيْ هٰذَا الْحَالِ بِحَدِيْثِ۔

١٥٤٨ :وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ :زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ : "قَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ تَعْنِي الْحَرْبَ ، وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا۔

٢٦٢ :اَلْحَثُّ عَلَى التَّثَبُّتِ فِيْمَا يَقُوْلُهُ وَيَحْكِيْهِ!

استعمال حرام ہے اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں: (١) اگر وہ مباح ہے تو جھوٹ بولنا مباح ہوگا۔ (٢) اگر وہ واجب ہے تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اس کو جان سے مارنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہو یا چھپانا چاہتا ہے۔ اب کسی شخص سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس کے معاملے کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور کوئی ظالم اس کو لینا چاہتا ہو تو اس امانت کو چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ توریہ اختیار کیا جائے توریہ کا مطلب یہ ہے کہ ذومعنی کلام کیا جائے۔ جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی کلام سے صحیح مقصد کی نیت کرے۔ تاکہ وہ اس کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹا نہ ہو۔ اگر ظاہراً اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جس کو مخاطب سمجھ رہا ہو' وہ جھوٹا ہو اور اگر توریہ کی بجائے وہ صاف جھوٹ بولے تب بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات میں جب جھوٹ بولنے کے جواز پر بحث ہوئی' علماء نے ام کلثومؓ کی روایت سے استدلال کیا:

١٥٤٨: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کرائے وہ خیر کو پہنچاتا ہے اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ ام کلثوم کہتی ہیں میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں اتنی رخصت دیتے ہوں جتنی تین چیزوں میں دیتے تھے:

(١) لڑائی۔ (٢) لوگوں میں صلح۔

(٣) آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے یا بیوی مرد سے۔

باب: قول و حکایت میں بات پر پختگی کی ترغیب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:١٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو''۔(الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک نگہبان تیار ہے۔''(ق)

١٥٤٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۴۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ وہ سنے وہ (آگے) بیان کر دے''۔(مسلم)

١٥٥٠ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِيْثٍ يَرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكٰذِبِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۰: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے''۔(مسلم)

١٥٥١ : وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَيْرَ الَّذِیْ يُعْطِيْنِیْ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمُتَشَبِّعُ" هُوَ الَّذِیْ يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانٍ ، وَمَعْنَاهُ هُنَا اَنْ يُّظْهِرَ اَنَّهٗ حَصَلَ لَهٗ فَضِيْلَةٌ وَّلَيْسَتْ حَاصِلَةً۔ "وَلَابِسُ ثَوْبَیْ زُوْرٍ" اَیْ ذِیْ زُوْرٍ، وَهُوَ الَّذِیْ يُزَوِّرُ عَلَی النَّاسِ : بِاَنْ يَتَزَيَّا بِزِیِّ اَهْلِ الزُّهْدِ وَالْعِلْمِ اَوِ الثَّرْوَةِ لِيَغْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ – وَقِيْلَ غَيْرَ ذٰلِكَ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۱۵۵۱: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے۔ کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے وہ کچھ ملتا ہے جو واقعتاً مجھے نہیں ملتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ موٹ سیرابی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے''۔(بخاری ومسلم)

اَلْمُتَشَبِّعُ: جو سیرابی ظاہر کرے حالانکہ سیر نہ ہو۔ یہاں اس کا معنٰی یہ ہے وہ ظاہر یہ کرے کہ اس کو فضیلت حاصل ہے حالانکہ اس کو حاصل نہیں۔ لَابِسُ ثَوْبَیْ زُوْرٍ: جھوٹ والے کپڑے پہننے والا وہ وہی شخص ہے جو لوگوں کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرے کہ وہ زاہدوں میں سے ہے یا اہل علم میں سے یا اہل مال میں سے ہے تاکہ لوگ اسکے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو جائیں حالانکہ اس میں ان میں سے کوئی خوبی بھی نہ ہو۔ بعض نے اسکا معنی اور بھی بیان کیا ہے۔

١٦٣ : بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ شَهَادَةِ الزُّوْرِ

باب: جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم جھوٹی بات سے بچو''۔(الحج)

[الحج: ٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [بنى اسرائيل: ٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق: ١٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ١٤]

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ [الفرقان]

١٥٥٢ : وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ؟" قُلْنَا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ : "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِأً" فَجَلَسَ فَقَالَ : "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ ! فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا : لَيْتَهٗ سَكَتَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٢٦٤ : بَابُ تَحْرِيْمِ لَعْنِ اِنْسَانٍ بِعَيْنِهٖ اَوْ دَآبَّةٍ

١٥٥٣ : وَعَنْ اَبِىْ زَيْدٍ بْنِ ثَابِتِ ابْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ – قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَىْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُهٗ ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٥٥٤ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْبَغِىْ لِصِدِّيْقٍ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں''۔ (بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''انسان جو بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے''۔ (ق) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہ جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے''۔ (الفرقان)

۱۵۵۲: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتلا دوں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتلائیے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر اس کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپؐ خاموش ہو جائیں''۔ (بخاری ومسلم)

بَاب: کسی معین شخص یا جانور کو لعنت کرنا حرام ہے

۱۵۵۳: حضرت ابوزید بن ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی وہ اسی طرح ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنی جان کو بغیر کسی چیز کے ساتھ قتل کر دیا اس کو اسی چیز کے ساتھ قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کسی آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں اور مؤمن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۵۵۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سچے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو''۔ (مسلم)

١٥٥٥ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۵: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ''۔

(مسلم)

١٥٥٦ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ – وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۵۶: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت اور غضب اور آگ کے ساتھ کسی پر لعنت مت کرو''۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

١٥٥٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۵۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طعنہ زنی کرنے والا اور لعنت کرنے والا اور فحش گو اور زبان دراز مومن نہیں''۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

١٥٥٨ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا ، فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِيْ لُعِنَ ، فَاِنْ كَانَ اَهْلًا لِذٰلِكَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَآئِلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۵۵۸: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس اس کے والے آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے والے بند کر لئے جاتے ہیں پھر دائیں اور بائیں جانب جاتی ہے جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق ہو ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے''۔ (ابوداؤد)

١٥٥٩ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ ، وَامْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ ، فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ : فَكَاَنِّيْ اَرَاهَا الْاٰنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت، جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی، نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تنگی محسوس کی تو اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مطعون ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا میں اس کو اب بھی لوگوں میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس اونٹنی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں''۔ (مسلم)

۱۵۶۰ : وَعَنْ اَبِى بَرْزَةَ نَضْلَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلٰى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ اِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ : حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "حَلْ" بِفَتْحِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ : وَهِيَ كَلِمَةٌ لِزَجْرِ الْاِبِلِ - وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا اِشْكَالَ فِيْهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ اَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوْبِهَا فِيْ غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ كُلُّ ذٰلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَآئِزٌ لَا مَنْعَ مِنْهُ ، اِلَّا مِنْ مُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَا لِاَنَّ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ كُلَّهَا كَانَتْ جَآئِزَةً فَمُنِعَ بَعْضٌ مِّنْهَا فَبَقِيَ الْبَاقِيْ عَلٰى مَا كَانَ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۱۵۶۰: حضرت ابوبرزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سواری تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا اچانک اس عورت نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا اور پہاڑ کی وجہ سے رستہ تنگ ہوگیا تو اس لڑکی نے کہا (حَلْ) بمعنی حل ۔ اے اللہ اس پر لعنت فرما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہو''۔ (مسلم)

حَلْ کا لفظ زبر کے ساتھ ہے ۔ یہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے بولا جاتا ہے ۔ امام نووی فرماتے ہیں جان لو کہ یہ حدیث معنیٰ میں اشکال رکھتی ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ مقصد ممانعت سے صرف یہی ہے کہ وہ اونٹنی ان کے پاس نہ رہے اس میں اس کے فروخت کرنے' ذبح کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے علاوہ سوار ہونے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ سب تصرفات اس کے لئے جائز ہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس پر سواری کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سارے تصرفات پہلے جائز تھے ان میں سے ایک کو روک دیا تو بقیہ تصرفات اپنے حکم پر رہے''۔ واللہ اعلم

۳۶۵ : بَابُ جَوَازِ لَعْنِ اَصْحَابِ الْمَعَاصِيْ غَيْرِ الْمُعَيَّنِيْنَ

باب: غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت کرنا جائز ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [هود:۱۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الاعراف:٤٤]

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَاَنَّهٗ قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ اٰكِلَ الرِّبَا" وَاَنَّهٗ لَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ وَاَنَّهٗ قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے''۔ (ھود)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو''۔ (الاعراف)

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو بال ملانے والی ہیں اور ان عورتوں پر جو بال ملوانے والی ہیں'' اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لعنت کرے سود خور پر'' اور اسی طرح آپ ؐ نے تصویر کھینچنے والوں پر لعنت فرمائی

الْاَرْضِ " اَیْ حُدُوْدَھَا : وَاَنَّہٗ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَةَ" وَاَنَّہٗ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَیْہِ" "وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ" وَاَنَّہٗ قَالَ : "مَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" وَاَنَّہٗ قَالَ : "اَللّٰھُمَّ الْعَنْ رِعْلًا ، وَذَکْوَانَ ، وَعُصَیَّةَ : عَصَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" وَھٰذِہٖ ثَلَاثُ قَبَآئِلَ مِنَ الْعَرَبِ وَاَنَّہٗ لَعَنَ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ ، وَجَمِیْعُ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظِ فِی الصَّحِیْحِ : بَعْضُھَا فِیْ صَحِیْحَی الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ ، وَبَعْضُھَا فِیْ اَحَدِھِمَا وَاِنَّمَا قَصَدْتُ الْاِخْتِصَارَ ، بِالْاِشَارَةِ اِلَیْھَا ، وَسَاَذْکُرُ مُعْظَمَھَا فِیْ اَبْوَابِھَا مِنْ ھٰذَا الْکِتَابِ ، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اور اسی طرح فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو ان پر جس نے زمین کی حدود میں ردّ و بدل کیا'' اور یہ بھی فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو چور پر جو ایک انڈہ چراتا ہے'' اور یہ فرمایا: ''اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا'' اور یہ فرمایا: ''جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی لعنت''۔ اور یہ فرمایا: ''اے اللہ! لعنت کر رعل، ذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ یہ تینوں عرب قبائل ہیں اور فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا'' اور یہ فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرنے والے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں''۔

یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں ہیں بعض بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور بعض دونوں میں سے ایک میں مَیں نے مختصراً اشارہ کر دیا۔ ان میں زیادہ تر احادیث اپنے اپنے بابوں میں ذکر کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

۲٦٦ : بَابُ تَحْرِیْمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَیْرِ حَقٍّ

بَاب: مسلمان کو ناحق گالی دینا حرام ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا﴾ [احزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا پس انہوں نے بہت بڑے بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا''۔ (الاحزاب)

١٥٦١ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ، وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۵٦۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو گالی دینا گناہ اور اس کا قتل (حلال سمجھ کر) کفر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

١٥٦٢ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ اَوِ الْکُفْرِ ، اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْہِ ، اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵٦۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ وہ خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ (دوسرا) لعنت کا حقدار نہ ہوا''۔ (بخاری)

١٥٦٣ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْمُتَسَابَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئْ مِنْهُمَا حَتّٰى يَعْتَدِىَ الْمَظْلُوْمُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کہا اس میں گناہ اس پر ہے جس نے ابتداء کی یہاں تک کہ مظلوم حد سے گزر جائے''۔ (مسلم)

١٥٦٤ : وَعَنْهُ قَالَ : اُتِىَ النَّبِىُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ : "اِضْرِبُوْهُ" قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ – فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : اَخْزَاكَ اللّٰهُ ، قَالَ : لَا تَقُوْلُوْا هٰذَا ، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۵۶۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو مارو''۔ ہم سے بعض ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے سے جب وہ پٹائی کے بعد واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس طرح کہہ کر تم شیطان کی اس کے خلاف مددمت کرو''۔ (بخاری)

١٥٦٥ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر اس صورت میں (بچے گا) کہ اس (غلام) میں وہ حرکت ہو''۔ (بخاری ومسلم)

٢٦٧ : بَابُ تَحْرِيْمِ سَبِّ الْاَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّمُصْلِحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

وَهِىَ التَّحْذِيْرُ مِنَ الْاِقْتِدَآءِ بِهٖ فِىْ بِدْعَتِهٖ ، وَفِسْقِهٖ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ فِيْهِ الْاٰيَةُ وَالْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِى الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

بَاب: بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا حرام ہے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بدعات وفسق میں لوگ اس کی اقتداء سے بچ جائیں۔

ماقبل آیات واحادیث اسی باب سے بھی متعلق ہیں۔

١٥٦٦ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۵۶۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مردوں کو گالیاں مت دو اس لئے کہ وہ اس عمل (کے نتیجہ) کو پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا''۔ (بخاری)

٢٦٨ : بَابُ النَّهْىِ عَنِ الْاِيْذَآءِ

بَاب: کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلا کسی قصور کے ایذاء پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔ (الاحزاب)

١٥٦٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

۱۵۶۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز کو چھوڑا''۔ (بخاری و مسلم)

١٥٦٨ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِىْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ سَبَقَ فِىْ بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ ـ

۱۵۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو پسند ہو کہ وہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو اپنے بارے میں پسند کرتا ہو کہ کیا جائے''۔ (مسلم)

٢٦٩ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

بَابٌ: باہمی بغض، قطع تعلق اور بے رخی کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة: ٥٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ٢٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مسلمان آپس میں بھائی ہیں''۔ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مؤمنوں پر نرمی برتنے والے اور کافروں پر سخت خو ہیں''۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور باہمی رحم دل ہیں''۔ (الفتح)

١٥٦٩ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : لَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَلَا تَقَاطَعُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

۱۵۶۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اے لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو، نہ باہمی حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، نہ باہمی تعلقات منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے''۔ (بخاری و مسلم)

١٥٧٠ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهٗ

۱۵۷۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے والا ہو مگر وہ آدمی

وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ : اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَّاثْنَيْنِ" وَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

(بخشش سے محروم رہتا ہے) کہ جس کے اور مسلمان بھائی کے درمیان بغض ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دو کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کرلیں ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کرلیں"۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعرات اور سوموار کو پیش کیے جاتے ہیں اور بقیہ سابقہ روایت کی طرح ہے۔

۲۷۰ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْحَسَدِ

باب: حسد کی ممانعت

وَهُوَ تَمَنِّيْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سَوَآءً كَانَتْ نِعْمَةَ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا۔

حسد کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا خواہ دینی نعمت ہو یا دنیوی یکساں حکم ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النساء:٥٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے۔ (النساء)

وَفِيْ حَدِيْثُ اَنَسٍ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اس میں حضرت انس والی سابقہ باب کی روایت بھی ہے۔

١٥٧١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْ قَالَ الْعُشْبُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

۱۵۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ پس حسد بلاشبہ نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا خشک گھاس کو"۔

(ابوداؤد)

۲۷۱ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ مَنْ يَّكْرَهُ اسْتِمَاعَهٗ

باب: جاسوسی (ٹوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے سے روکتا ہو کہ کوئی اس کی بات سنے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات:١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾

[الاحزاب:٥٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم جاسوسی مت کرو"۔ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلاقصور ایذاء دیتے ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا اور بہتان باندھا"۔

(الاحزاب)

١٥٧٢ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ، وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَافَسُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ،

۱۵۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی مت کرو اور جاسوسی مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو ایک دوسرے سے بغض مت کرو

وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمْ – اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهٗ ، وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ التَّقْوٰى هٰهُنَا، التَّقْوٰى هٰهُنَا" وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ ، وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ ، وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ ، وَلَا اَعْمَالِكُمْ ، وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ : لَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا تَقَاطَعُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا" وَفِيْ رِوَايَةٍ :"وَلَا تَهَاجَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ اَكْثَرَهَا۔

ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ جس طرح اس نے حکم دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو رسواء کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے' تقویٰ یہاں ہے اور آپؐ نے اس وقت اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا مسلمان پر خون' عزت اور مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے اور نہ تمہاری شکلوں کو بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آپس میں حسد مت کرو' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' نہ جاسوسی کرو' نہ عیبوں کی ٹوہ میں لگو اور دھوکہ دینے کے لئے بولی مت بڑھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے باہمی حسد نہ کرو' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' باہمی مقاطعہ مت کرو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ حسد کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے نہ ایک دوسرے کو چھوڑو اور نہ ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو۔ مسلم نے یہ تمام روایت بیان کی ہیں۔ بخاری نے اکثر کو روایت کیا۔

۱۵۷۳ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْسَدْتَهُمْ اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۵۷۳: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اگر تو لوگوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کو بگاڑ دے گا یا ان کے فساد کے قریب کر دے گا''۔ (ابوداؤد)

حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۱۵۷٤ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيْلَ لَهٗ : هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهٗ خَمْرًا فَقَالَ اِنَّا قَدْ نُهِيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ اِنْ يَّظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَّاْخُذْ بِهٖ، حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ

۱۵۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو ان کے پاس لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ فلاں ہے جس کی ڈاڑھی سے شراب سے ٹپک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہمیں لوگوں کے عیوب کی جاسوسی سے روکا گیا ہے لیکن جب ہمارے سامنے کوئی چیز کھل کر آئے گی تو ہم اس کو لیں گے۔ ابوداؤد نے ایسی سند سے

الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

بیان کیا جو شرط بخاری و مسلم پر ہے۔

۲۷۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ ظَنِّ السُّوْءِ بِالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

بَابٌ: بلاضرورت مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:۱۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو' بے شک بعض گمان گناہ ہیں''۔ (الحجرات)

۱۵۷۵ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۷۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ' بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۲۷۳ :بَابُ تَحْرِيْمِ اِحْتِقَارِ الْمُسْلِمِيْنَ

بَابٌ: مسلمانوں کی حقیر قرار دینے کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [الحجرات:۱۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [همزة:۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والوں! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور مت طعنہ دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو۔ گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے۔ جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔'' (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہر طعنہ مارنے والے' عیب جو کے لئے ہلاکت ہے''۔ (ھمزہ)

۱۵۷۶ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا بِطُوْلِهٖ۔

۱۵۷۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے''۔ (مسلم)

حدیث تفصیل سے پہلے گزر چکی۔

۱۵۷۷ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ : اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا ، وَنَعْلُهٗ

۱۵۷۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا خوبصورت ہو اور جوتا خوبصورت ہو تو اس کے

حَسَنَةً فَقَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ- اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ ، وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَمَعْنٰى "بَطَرُ الْحَقِّ" دَفْعُهٗ "وَغَمْطُهُمْ" : اِحْتِقَارُهُمْ – وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهٗ اَوْضَحَ مِنْ هٰذَا فِيْ بَابِ الْكِبْرِ۔

بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں''۔

(مسلم)

"بَطَرُ الْحَقِّ" حق کو نہ ماننا۔

"وَغَمْطُهُمْ" : لوگوں کو حقیر جاننا اور اس کی وضاحت اس سے بھی زیادہ باب الکبر میں گزر چکی ہے۔

١٥٧٨ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ – فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ ، وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

١٥٧٨: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل برباد کر دیئے''۔

(مسلم)

٢٧٤ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

بَابٌ: مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾

[النور:١٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مؤمن آپس میں بھائی ہیں''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں' ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

(النور)

١٥٧٩ : وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١٥٧٩: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کر' کہیں اللہ اس پر رحم کر کے تمہیں مبتلا نہ کر دے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِيْ بَابِ التَّجَسُّسِ : "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ" اَلْحَدِيْثُ۔

اس باب میں حدیث ابو ہریرہ کی جو بَابُ التَّجَسُّسِ میں گذری ہے کہ ''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون' مال اور عزت حرام ہے''۔

٢٧٥ : بَابُ تَحْرِيْمِ الطَّعْنِ فِيْ

بَابٌ: ظاہر شرع کے لحاظ سے جو

الْاَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِیْ ظَاهِرِ الشَّرْعِ

نسب ثابت ہیں ان میں طعن حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے بہتان اور کھلا عذاب اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۵۸۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَی الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا سبب ہیں' نسب میں طعن اور میت پر نوحہ''۔ (مسلم)

۲۷۶ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ وَالْخِدَاعِ

بَابٌ : کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے جو انہوں نے کمایا' تکلیف دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۵۸۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں' جس نے ہمیں دھوکا دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا - فَقَالَ : "مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟" قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ: "اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل فرمایا' پس آپؐ کی انگلیوں کو تری پہنچی تو فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا اس کو تو نے غلہ کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ (پھر فرمایا) جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

۱۵۸۲ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَنَاجَشُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۵۸۲ : حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو'' (بخاری و مسلم)

۱۵۸۳ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ النَّجَشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۳ :حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے دھوکے کی غرض سے قیمت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۸۴ :وَعَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

۱۵۸۴ :حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی

ﷺ اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ".

"اَلْخِلَابَةُ" بِخَاءٍ مُّعْجَمَةٍ مَّكْسُوْرَةٍ وَبَاءٍ مُّوَحَّدَةٍ وَّهِيَ الْخَدِيْعَةُ۔

نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جس سے تو خرید و فروخت کرے اس کو کہو دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْخِلَابَتُ: خاء معجمہ مکسورہ اور موحدہ کے ساتھ' دھوکہ۔

۱۵۸۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ، اَوْ مَمْلُوْكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

"خَبَّبَ بِخَاءٍ مُّعْجَمَةٍ ثُمَّ بَاءٍ مُّوَحَّدَةٍ مُّكَرَّرَةٍ: اَيْ اَفْسَدَهٗ وَخَدَعَهٗ۔

۱۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا۔ پس وہ ہم میں سے نہیں''۔

(ابوداؤد)

خَبَّبَ: اخاء معجمہ باموحدہ مکررہ کے ساتھ۔ یعنی اس کو دھوکہ دیا اور خراب کیا۔

۲۷۷: بَابُ تَحْرِيْمِ الْغَدْرِ

بَاب: دھوکے کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدہ:۱] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو تم معاہدوں کی پابندی کرو!''۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا''۔ (الاسراء)

۱۵۸۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ مُنَافِقًا' خَالِصًا' وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار باتیں جس میں ہو ں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی اچک ہے' یہاں تک اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو دھوکہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بکواس کرے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۸۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ، وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر دھوکہ باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ کہا جائے گا یہ فلاں کی بدعہدی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۸۸ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ

۱۵۸۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر دھوکہ باز کے لئے اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کی مقدار کے مطابق ہوگا۔ خبردار! کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہ ہوگی''۔ (مسلم)

۱۵۸۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی "ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ، وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۸۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی طرف سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ (۲) وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی۔ (۳) وہ آدمی جس نے کسی کو مزدور بنایا اس سے پورا کام لیا، مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

۲۷۸ : بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

بَاب: عطیہ وغیرہ پر احسان جتانا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرة:۲٦٤] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى﴾ [البقرة:۲٦۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذاء دے کر ضائع مت کرو''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں''۔ (البقرۃ)

۱۵۹۰ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ : فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ - قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ : خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ" يَعْنِی الْمُسْبِلَ اِزَارَهٗ وَثَوْبَهٗ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ"۔

۱۵۹۰: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے، نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آیت کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو ناکام و نامراد ہوئے یا رسول اللہ! مگر یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (۱) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۲) احسان کر کے احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''اپنی چادر اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا''۔

۲۷۹ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم:٣٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الشورى:٤٣]

١٥٩١ :وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَفْخَرُ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْبَغْيُ التَّعَدِّيْ وَالْاِسْتِطَالَةُ۔

١٥٩٢ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَالرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ "اَهْلَكُهُمْ" بِرَفْعِ الْكَافِ وَرُوِيَ بِنَصْبِهَا ، ذٰلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذٰلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهٖ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ ، فَهٰذَا هُوَ الْحَرَامُ وَاَمَّا مَنْ قَالَهٗ لِمَا يَرٰى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِيْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ ، وَقَالَهٗ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ ، وَعَلَى الدِّيْنِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ ، هٰكَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَآءُ وَفَصَّلُوْهُ۔ وَمِمَّنْ قَالَهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ : مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْخَطَّابِيُّ ، وَالْحُمَيْدِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَقَدْ اَوْضَحْتُهٗ فِيْ كِتَابِ :

باب: فخر وسرکشی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے متعلق پاک بازی کا دعویٰ مت کرو۔ وہ تقوے والے کو خوب جانتا ہے''۔ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک گناہ ہے ان لوگوں پر جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے''۔ (الشوریٰ)

۱۵۹۱: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر بالکل سرکشی نہ کرے''۔

(مسلم)

اہل لغت نے فرمایا:

اَلْبَغْی : ظلم وزیادتی اور دست درازی

۱۵۹۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوتا ہے''۔ (مسلم)

مشہور روایت اَهْلَكُهُمْ کاف کے ضمہ سے ہے۔ اور زبر بھی پڑھی گئی ہے۔ یہ ممانعت اس کے لئے ہے جو یہ کلمہ خود پسندی کی بناء پر کہتا ہو اور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہو اور اپنے آپ کو ان سے بالا سمجھتا ہو۔ یہ صورت حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دینی معاملات میں نقص دیکھ کر کہتا ہے اور بطور غم خواری کہتا ہے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

علماء رحہم اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے۔ جن ائمہ کرام نے اس تفسیر کو اختیار کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مالک بن انس، خطابی، حمیدی وغیرہم۔ میں نے اس کی وضاحت کتاب الاذکار میں

"الْاَذْكَارِ"۔

کی ہے۔

۲۸۰ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْهِجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُوْرِ اَوْ تَظَاهُرٍ بِفِسْقٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

بَاب : تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے لئے آپس میں قطع تعلق کی حرمت کا بیان' البتہ بدعت اور فسق وغیرہ کی صورت میں قطع تعلق کرنے کی اجازت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات:١٠]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مسلمان بھائی بھائی ہے۔ تم ان کے درمیان اصلاح کرو''۔ (الحجرات)

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:٢]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر''۔ (المائدہ)

١٥٩٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَقَاطَعُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۹۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہمی ایک دوسرے سے مقاطعہ نہ کرو' ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ' آپس میں بغض نہ رکھو' ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے''۔ (بخاری و مسلم)

١٥٩٤ :وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ : يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۹۴: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے کہ دونوں آپس میں ملیں اور ایک اس طرف منہ موڑ لے اور دوسرا اس طرف۔ ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے''۔ (بخاری و مسلم)

١٥٩٥ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ" فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ امْرِیءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، اِلَّا امْرَءًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيَقُوْلُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمل ہر سوموار اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے والا نہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ جس کے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان بغض ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں''۔ (مسلم)

١٥٩٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۱۵۹۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے میں اور قطع تعلقی میں (کامیاب رہے گا)''۔(مسلم)

"اَلتَّحْرِيْشُ" : اَلْاِنْسِدَادُ وَتَغْيِيْرُ قُلُوْبِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ۔

التَّحْرِيْش : فساد ڈالنا' دلوں کو بدلنا' آپس میں تعلقات منقطع کرنا۔

۱۵۹۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ۔

۱۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا''۔ (ابوداؤد) بخاری اور مسلم کی شرط کے ساتھ۔

۱۵۹۸ : وَعَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ اَبِيْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِيِّ وَيُقَالُ السَّلَمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۵۹۸: حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی ان کو سلمی بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع کیا۔ اس نے گویا اس کا خون بہا دیا''۔ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

۱۵۹۹ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ وَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ ، وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ – قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : اِذْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا فِيْ شَيْءٍ۔

۱۵۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مومن کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلق کو ترک کرے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرنی چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہیے۔ پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اگر ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

۲۸۱ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِي اثْنَيْنِ دُوْنَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اِلَّا لِحَاجَةٍ

باب : دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر سرگوشی کرنے سے روکنے کا بیان' ہاں ضرورت کے پیش

وَهُوَ اَنْ يَّتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهَا وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا اِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَّا يَفْهَمُهُ!

نظر اس طرح وہ دونوں گفتگو کریں کہ تیسرا آدمی ان کی بات سن نہ سکے اور یہی حکم ہے جب وہ دونوں ایسی زبان میں باتیں کریں جب تیسرا آدمی اس زبان کو سمجھ نہ سکے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ [المجادله:۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے''۔(المجادلہ)

۱۶۰۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ ' قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَاَرْبَعَةً؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ : كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِيْ فِي السُّوْقِ ' فَجَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اَحَدٌ غَيْرِيْ فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً فَقَالَ لِيْ وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِيْ دَعَا : اسْتَاْخِرَا شَيْئًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ-

۱۶۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری' مسلم و ابوداؤد) ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب چار ہوں؟ فرمایا پھر تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ امام مالک نے مؤطا میں عبداللہ بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے اس گھر کے پاس تھے' جو بازار میں ہے' اچانک ایک آدمی نے آ کر ان سے سرگوشی کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا میرے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور آدمی کو بلایا یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے۔ تو آپؓ نے مجھے اور اس تیسرے آدمی کو جس کو بلایا تھا فرمایا۔ ذرا پیچھے ہٹو' بے شک رسول اللہؐ سے میں نے سنا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرے۔

۱۶۰۱ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ' مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۱۶۰۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دو تیسرے کے بغیر سرگوشی کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے مل جل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ غمگین ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيْبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْاَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ اَوْ زَائِدٍ عَلٰى قَدْرِ الْاَدَبِ!

باب: غلام' جانور' عورت اور لڑکے کو کسی شرعی سبب کے بغیر یا ادب سے زائد تکلیف دینے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ احسان کرو اور قرابت

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ [النساء:٣٦]

داروں اور یتیموں مسکینوں' قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ احسان کرو بے شک اللہ پسند نہیں کرتے فخر والے متکبر کو''۔(النساء)

١٦٠٢ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِى هِرَّةٍ: حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِىَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا اِذْ هِىَ حَبَسَتْهَا' وَلَا هِىَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۰۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اس کو باندھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی اور اسی کی وجہ سے وہ آگ میں داخل ہوئی نہ اس نے خود کھلایا پلایا۔ کیونکہ وہ (بلی) بندھی ہوئی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لے۔(بخاری ومسلم)

"خَشَاشُ الْاَرْضِ" بِفَتْحِ الْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِىَ هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا۔

خَشَاشُ الْاَرْضِ : زخاء معجمہ کے فتح اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ' زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔

١٦٠٣ : وَعَنْهُ اَنَّهُ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا وَّهُمْ يَرْمُوْنَهُ ' وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِّنْ نَّبْلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ' اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک پرندے کو نشانے کی جگہ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کو تیر مار رہے تھے۔ پرندے والے کے لئے انہوں نے ہر خطا ہونے والا تیر دینا طے کرلیا تھا۔ جب انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کس یہ کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ کس نے یہ کیا ہے' بے شک رسول اللہؐ نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو کسی روح والی چیز کو نشانہ بناتا ہے۔(متفق علیہ)

"الْغَرَضُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّآءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّىْءُ الَّذِىْ يُرْمٰى اِلَيْهِ۔

اَلْغَرَضُ : نشانہ اور وہ چیز جس پر تیر چھوڑے جائیں۔

١٦٠٤ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو نشانے کے مقام پر باندھا جائے۔(بخاری' مسلم)

وَمَعْنَاهُ :تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ۔

مفہوم روایت کا یہ ہے کہ ان کو قتل کے لئے بند کر دیا جائے۔

١٦٠٥ : وَعَنْ اَبِىْ عَلِىٍّ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ

۱۶۰۵: حضرت ابوعلی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ سَابِعَ سَبْعَۃٍ مِّنْ بَنِیْ مُقَرِّنٍ مَالَنَا خَادِمٌ اِلَّا وَاحِدَۃٌ لَطَمَھَا اَصْغَرُنَا فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نُعْتِقَھَا ' رَوَاہُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَایَۃٍ "سَابِعَ اِخْوَۃٍ لِّیْ"۔

مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا۔ ہم میں سے ایک چھوٹے نے اس کو تھپڑ مارا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

۱۶۰۶ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِیْ : "اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ" فَلَمْ اَفْھَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ- فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اِذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا ھُوَ یَقُوْلُ :"اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰہَ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلٰی ھٰذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْکًا بَعْدَہٗ اَبَدًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ : فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ یَدِیْ مِنْ ھَیْبَتِہٖ- وَفِیْ رِوَایَۃٍ : فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ حُرٌّ لِوَجْہِ اللّٰہِ ' فَقَالَ : "اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْکَ النَّارُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ بِھٰذِہِ الرِّوَایَاتِ۔

۱۶۰۶: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابومسعود! جان لے میں غصے کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ جب آواز قریب ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے خبردار! اے ابومسعود اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں جتنی تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اگر تو ایسا نہ کرتا تو تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لیتی یا تمہیں ضرور آگ چھوتی۔

(ان روایات کو مسلم نے بیان کیا)

۱۶۰۷ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَہٗ حَدًّا لَمْ یَاْتِہٖ ' اَوْ لَطَمَہٗ ' فَاِنَّ کَفَّارَتَہٗ اَنْ یُّعْتِقَہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی غلام کو ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپڑ مارا پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

۱۶۰۸ : وَعَنْ ھِشَامِ بْنِ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰی اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْبَاطِ ' وَقَدْ اُقِیْمُوْا فِی الشَّمْسِ ' وَصُبَّ عَلٰی رُؤُسِھِمُ الزَّیْتُ! فَقَالَ :مَا ھٰذَا؟ قِیْلَ یُعَذَّبُوْنَ فِی الْخَرَاجِ ' وَفِیْ رِوَایَۃٍ: حُبِسُوْا فِی الْجِزْیَۃِ فَقَالَ ھِشَامٌ : اَشْھَدُ

۱۶۰۸: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر شام میں کچھ کاشت کاروں کے پاس سے ہوا۔ ان کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے سروں پر زیتون کا تیل ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا ان کو خراج نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے جزیہ کی وجہ سے ان کو قید کیا گیا۔ ہشام بن حکیم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول

لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا" فَدَخَلَ عَلَى الْاَمِيْرِ فَحَدَّثَهُ فَاَمَرَ بِهِمْ فَخُلُّوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْاَنْبَاطُ" الْفَلَّاحُوْنَ مِنَ الْعَجَمِ۔

۱۶۰۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُوْمَ الْوَجْهِ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَسِمُهُ اِلَّا اَقْصٰى شَيْءٍ مِّنَ الْوَجْهِ، وَاَمَرَ بِحِمَارِهٖ فَكُوِيَ فِي الْجَاعِرَتَيْهِ، فَهُوَ اَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْجَاعِرَتَانِ" نَاحِيَةُ الْوَرِكَيْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ۔

۱۶۱۰: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ: "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ۔

۲۸۳: بَابُ تَحْرِيْمِ التَّعْذِيْبِ بِالنَّارِ فِيْ كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى الْقَمْلَةِ وَنَحْوِهَا

۱۶۱۱: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْثٍ فَقَالَ: "اِنْ وَّجَدْتُّمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا "فَاحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: "اِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تَحْرِقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا، وَاِنَّ النَّارَ لَا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں پھر وہ امیر کے پاس گئے اور اس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے اس کے متعلق چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

اَلْاَنْبَاطُ: عجمی کسان۔

۱۶۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپؐ کو یہ بات ناپسند ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں اس کو نہیں داغوں گا مگر چہرے کے اعضاء میں سے جو سب سے دور ہے چنانچہ اس گدھے کے سرینوں کو داغنے کا حکم دیا گیا۔ پس آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرینوں کو داغا۔

اَلْجَاعِرَتَانِ: سرینوں کی طرف

۱۶۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغ لگائے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔ (مسلم)

مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا۔

بَاب: تمام حیوانات کو آگ کے ساتھ عذاب دینے کی حرمت کا بیان یہاں تک کہ چیونٹی بھی اس میں شامل ہے

۱۶۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا پس فرمایا کہ اگر تم فلاں کو پاؤ' دو قریشی آدمیوں کے نام لئے تو ان کو آگ میں جلا ڈالو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ کے سوا اور کوئی نہ دے پس اگر تم ان کو پالو تو

يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ وَّجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قتل کر دو۔

(بخاری)

۱۶۱۲ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَّعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَآءَتِ الْحُمَّرَةُ تُعَرِّشُ فَجَآءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : "مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا" وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ : "مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟" قُلْنَا : نَحْنُ قَالَ : "اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

قَوْلُهٗ "قَرْيَةُ نَمْلٍ" مَعْنَاهُ مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ۔

۱۶۱۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ پس ہم نے اس کے دونوں بچوں کو لے لیا۔ سرخ چڑیا آ کر منڈلانے لگی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔ آپ نے ایک چیونٹیوں کی بستی دیکھی جس کو جلا دیا گیا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا آگ سے عذاب دینا مناسب نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

قَرْيَةُ نَمْلٍ : چیونٹیوں سمیت چیونٹیوں کی جگہ۔

۲۸٤ : بَابُ تَحْرِيْمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقٍّ طَلَبَهٗ صَاحِبُهٗ

بَاب : مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں مال دار کا ٹال مٹول کرنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ [النساء:۵۸] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ﴾[البقرة:۲۸۳]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت واپس کر دے''۔

۱۶۱۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ، وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيْءٍ فَلْيَتْبَعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "اُتْبِعَ" : اُحِيْلَ۔

۱۶۱۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اس کو اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

اُتْبِعَ : سپرد کیا جانا۔

۲۸۵ : بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْاِنْسَانِ فِيْ هِبَةٍ لَّمْ يُسَلِّمْهَا اِلَى الْمَوْهُوْبِ لَهٗ وَفِيْ هِبَةٍ وَّهَبَهَا لِوَلَدِهٖ وَسَلَّمَهَا

بَاب : اس ہدیہ کو واپس لینے کی کراہت جس کو موہوب کی طرف سے سپرد نہیں کیا ہے نیز جو ہبہ اپنی اولاد کے لئے کیا ان کے سپرد کیا یا نہ کیا اس کو بھی واپس لینے کی حرمت اور جس

اَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَآئِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ مِنَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ اَوْ اَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ اَوْ كَفَّارَةٍ وَّنَحْوِهَا وَلَا بَأْسَ بِشِرَآئِهٖ مِنْ شَخْصٍ اٰخَرَ قَدِ انْتَقَلَ اِلَيْهِ

چیز کا صدقہ کیا ہے اس سے خریدنے کی کراہت نیز جو مال بصورتِ زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ میں نکالا ہے اس میں واپس لوٹنے کی کراہت لیکن اگر وہ مال کسی دوسرے انسان کی طرف منتقل ہو چکا ہے تو اس سے خریدنے کا جواز ہے

١٦١٤ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ : "مَثَلُ الَّذِيْ يَرْجِعُ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ فَيَاْكُلُهٗ"

وَفِيْ رِوَايَةٍ :"اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ"

۱۶۱۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے ہبہ کو لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو لوٹائے۔ (بخاری' مسلم)

ایک روایت میں ہے اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کو واپس کرے اس کتے جیسی ہے جو قے کرے پھر اس کی طرف لوٹ کر اس قے کو کھالے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ہبہ کو لوٹانے والا اپنی قے کو لوٹانے والے کی طرح ہے۔

١٦١٥ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَبِيْعُهٗ بِرُخْصٍ ' فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : "لَا تَشْتَرِ ' وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ ' فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ :"حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مَعْنَاهُ :تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلٰى بَعْضِ الْمُجَاهِدِيْنَ۔

۱۶۱۵: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس گھوڑے کو ضائع (کمزور) کر دیا پس میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور خیال یہ آیا کہ وہ اس کو سستا بیچ دے گا پس میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو مت خریدو اور اپنے صدقے کو مت واپس لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے میں دے دے اپنا صدقہ لوٹانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لوٹائے۔ (بخاری مسلم)

حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : کسی مجاہد پر صدقہ کیا۔

٢٨٦ :بَابُ تَاْكِيْدِ تَحْرِيْمِ مَالِ الْيَتِيْمِ

بَاب: یتیم کے مال کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾[النساء:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا

اَحْسَنُ﴾[الانعام:۱۵۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾[البقرة:۲۷۵]

ہو''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپؐ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپؐ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے۔ اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون اور اصلاح کرنے والا کون ہے''۔

۱۶۱۶ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ؟" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ :"الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''الْمُوْبِقَاتِ'' :الْمُهْلِكَاتُ۔

۱۶۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو (۳) اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ حرام کیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے فرار اختیار کرنا۔ (۷) پاک دامن بھولی بھالی مؤمنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

الْمُوْبِقَاتِ: ہلاک کردینے والی چیزیں

۲۸۷ :بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ الرِّبَا

بَاب :سود کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِی الصَّدَقَاتِ ......اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ...... يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا﴾ [البقرة:۲۷۵-۲۷۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی (پاگل کردیا) بنا دیا ہو۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بیع سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے اس سے پہلے کیا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے دوبارہ کیا وہی آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں''۔ ...... اللہ عزوجل کے اس قول تک ......''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی ہے اس کو چھوڑ دو''۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ فِی الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

احادیث اس سلسلے میں بہت ساری صحیح مشہور ہیں ان میں سے سابقہ باب میں حدیثِ ابو ہریرہ گزری۔

۱۶۱۷ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۶۱۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ: "وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهٗ"۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ میں یہ اضافہ فرمایا اور اس کی گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر (لعنت فرمائی)۔

۲۸۸ :بَابُ تَحْرِيْمِ الرِّيَآءِ

بَابٌ :ریاکاری کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾[البينة:٥] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ [البقرة:٢٦٤] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [النساء:١٤٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور نہیں ان کو حکم دیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہوکر''۔ (البینۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ایسے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کر و اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگوں کو دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں''۔ (النساء)

١٦١٨ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ – مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اُس کو اور اِن کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

١٦١٩ :وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ :فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ :قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ– قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ :جَرِيْءٌ! فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ، وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ، وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ، قَالَ : كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ!

۱۶۱۹: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''سب سے پہلا شخص جس کا قیامت کے دن پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جن کو وہ پہچان لے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا لیکن تو نے اس لیے لڑائی کی تا کہ تمہیں بہادر کہا جائے وہ کہا جا چکا پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور دوسرا وہ آدمی جس نے علم (دین) حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھا پس اس کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم کو سیکھا اور اس کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا اللہ فرمائیں

وَقَرَاتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: قَارِئٌ! فَقَدْ قِيْلَ: ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِ' وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا – قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفِقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ – قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: جَوَادٌ! فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"جَرِئٌ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَبِالْمَدِّ: اَىْ شُجَاعٌ حَاذِقٌ۔

گے تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے علم سیکھا تا کہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تا کہ تمہیں قاری کہا جائے وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ آگ میں ڈال دیا جائے۔ تیسرا وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت فرمائی اور اس کو کئی قسم کا مال دیا پس اس کو لایا جائے گا اللہ اپنی نعمتیں اس کو گنوائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا۔ پھر اللہ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ پسند کرتے تھے مگر میں نے اس میں آپ کی خاطر خرچ کیا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا یہ سب تو تُو نے اس لئے کیا تا کہ تمہیں سخی کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہوگا پس اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ (مسلم)

جَرِئٌ: بہت بڑا بہادر۔

۱۶۲۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لَهٗ: اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۶۲۰: حضرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں پھر ہم انہیں اس کے الٹ (یعنی سامنے ان کی تعریف کرتے اور بعد میں ان کی تضحیک کرتے ہیں) کہتے ہیں جو ہم اس وقت بات کرتے' جبکہ ہم ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو رسول اللہؐ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۶۲۱: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سُفْيَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ "مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ، وَمَنْ يُّرَآئِىْ يُرَائِى اللّٰهُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

"سَمَّعَ" بِتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ – وَمَعْنَاهُ اَظْهَرَ عَمَلَهٗ لِلنَّاسِ رِيَآءً "سَمَّعَ" اللّٰهُ بِهٖ: اَىْ فَضَحَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ – وَمَعْنٰى: "مَنْ رَاءٰى رَاءٰى اللّٰهُ بِهٖ" اَىْ مَنْ اَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ" رَاءٰى اللّٰهُ بِهٖ" اَىْ

۱۶۲۱: جندب بن عبداللہ بن سفیانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے پوشیدہ رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے بھی اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا۔

سَمَّعَ اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے ظاہر کیا۔

سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ: اللہ قیامت کے دن اس کو رسوا کریں گے۔

رَاءٰى اللّٰهُ بِهٖ: اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ راز مخلوق پر ظاہر فرما

اَظْهَرَ سَرِيْرَتَهٗ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ۔

دیں گے۔

١٦٢٢ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" يَعْنِىْ رِيْحَهَا' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ - وَالْاَحَادِيْثُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ۔

١٦٢٢: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایسا علم کہ جس سے اللہ کی رضامندی چاہی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا تاکہ اس سے کوئی دنیاوی غرض پالے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا''۔(ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

احادیث اس بات میں بہت اور معروف ہیں۔

٢٨٩ :بَابُ مَا يُتَوَهَّمُ اَنَّهٗ رِيَاءٌ وَّلَيْسَ هُوَ رِيَاءً!

بَاب: جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق ریاء کا خیال ہو جائے جو واقعہ میں ریاء نہ ہو

١٦٢٣ :عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِىْ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ :تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٦٢٣: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ اس بارے میں کیا حکم ہے کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ مؤمن کی جلدی ملنے والی خوشخبری ہے''۔(مسلم)

٢٩٠ :بَابُ تَحْرِيْمِ النَّظْرِ اِلَى الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ وَالْاَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ

بَاب: اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾[النور:٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾[الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ﴾[غافر:١٩] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾[الفجر:١٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے پیغمبر (ﷺ) آپؐ مؤمنوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں''۔(النور)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک کان' آنکھیں اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی''۔(الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جس کو سینے چھپاتے ہیں''۔(غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپؐ کا رب البتہ گھات میں ہے''۔(الفجر)

١٦٢٤ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

١٦٢٤: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ : الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا ، وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى ، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْ يُكَذِّبُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّرِوَايَةُ الْبُخَارِیِّ مُخْتَصَرَةٌ۔

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن آدم کے لئے جو زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اس کو ہر صورت میں پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' دونوں کانوں کا زنا سننا ہے' زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے' ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے' قدم کا زنا چل کر جانا ہے' دل کا زنا خواہش وتمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔ (بخاری اور مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

بخاری کی روایت مختصر ہے۔

١٦٢٥ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ : نَتَحَدَّثُ فِيْهَا – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ" قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "غَضُّ الْبَصَرِ ، وَكَفُّ الْاَذٰى ، وَرَدُّ السَّلَامِ ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٢٥: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''اے لوگو تم اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بیٹھنے کے سوا تمہارا چارۂ کار نہیں تو پھر راستے کو اس کا حق دو''۔ انہوں نے کہا راستے کا حق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نگاہ کا نیچا رکھنا' ایذاء سے اپنے ہاتھ کو باز رکھنا' سلام کا جواب دینا' بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا''۔ (بخاری ومسلم)

١٦٢٦ : وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ زَيْدِ ابْنِ سَهْلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا بِالْاَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ : مَالَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ" فَقُلْنَا : اِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَاْسٍ : قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ : "اِمَّا لَا فَاَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ ، وَرَدُّ السَّلَامِ ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٦٢٦: ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ڈیوڑھیوں میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''تم نے راستوں پر یہ کیسی بیٹھکیں بنا لی؟'' ہم نے عرض کیا ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور بات چیت کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ان مجالس کو ان کا حق دو''۔ صحابہ نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''نگاہ کا نیچا رکھنا' سلام کا جواب دینا اچھی گفتگو کرنا''۔ (مسلم)

"الصُّعُدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ : اَیِ

الطُّرُقَاتِ۔

الصُّعُدَاتِ: راستے۔

۱۶۲۷ : وَعَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَقَالَ: "اصْرِفْ بَصَرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۷: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے''۔ (مسلم)

۱۶۲۸ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُوْنَةُ ، فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "احْتَجِبَا مِنْهُ" فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى : لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۶۲۸: حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی آپؐ کے پاس ہی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم ملنے سے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھتی ہو''۔ (ابوداؤد' ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۶۲۹ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۹: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنی عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں ننگا لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے''۔ (مسلم)

۲۹۱ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْخَلْوَةِ بِالْاَجْنَبِيَّةِ

بَاب: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الاحزاب:۵۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو''۔ (احزاب:۶۵)

۱۶۳۰ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ : اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ : "الْحَمْوُ الْمَوْتُ" مُتَّفَقٌ

۱۶۳۰: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کے پاس آنے جانے سے اپنے آپ کو بچا''۔ اس پر ایک انصاری نے کہا: ''دیور کا کیا حکم ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیور تو موت

عَلَيْهِ۔

"اَلْحَمُوُ" قَرِيْبُ الزَّوْجِ كَاَخِيْهِ وَابْنِ اَخِيْهِ وَابْنِ عَمِّهٖ۔

ہے''۔ (بخاری ومسلم)

اَلْحَمُوُ: خاوند کا قریبی رشتہ دار۔بھتیجا' بھائی' چچا زاد بھائی۔

١٦٣١ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَخْلُوَنَّ اَحَدُكُمْ بِامْرَاَةٍ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۳۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی بغیر محرم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے''۔ (بخاری ومسلم)

١٦٣٢ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ مَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِىْ اَهْلِهٖ فَيَخُوْنُهٗ فِيْهِمْ اِلَّا وَقَفَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ مَا شَآءَ حَتّٰى يَرْضٰى" ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "مَا ظَنُّكُمْ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۲: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں میں رہنے والے لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ پیچھے رہنے والا کوئی آدمی جو کسی مجاہد کے گھر میں اس کا نائب بنے پھر اس میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گا لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا پھر ہماری توجہ پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

٢٩٢ :بَابُ تَحْرِيْمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَتَشَبُّهِ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ فِىْ لِبَاسٍ وَّحَرَكَةٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ!

بَاب: مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ لباس اور حرکات وسکنات میں مشابہت حرام ہے

١٦٣٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۶۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے مشابہ حرکات کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں جیسی حرکات کرتی ہیں ایک اور روایت میں کہ رسول اللہ نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو عورتوں کے ہم شکل بنتے ہیں اور ان عورتوں کو ملعون قرار دیا جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں''۔ (بخاری)

١٦٣٤ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ ، وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ ، رَوَاهُ

۱۶۳۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس آدمی پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کا سا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۳۵ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ ' وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ ' رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا' وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰى ''كَاسِيَاتٌ'' اَىْ مِنْ نِّعْمَةِ اللّٰهِ ''عَارِيَاتٌ'' مِنْ شُكْرِهَا وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهٗ اِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهٖ – وَقِيْلَ : تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيْقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا وَمَعْنٰى ''مَائِلَاتٌ'' قِيْلَ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهٗ– ''مُمِيْلَاتٌ'' اَىْ يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ الْمَذْمُوْمَ – وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْشِيْنَ مُتَبَخْتِرَاتٍ ' مُمِيْلَاتٌ لِاَكْتَافِهِنَّ – وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمِيْلَآءَ ' وَهِىَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا – ''وَمُمِيْلَاتٌ'' يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ ''رُءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ'' : ''اَىْ يُكَبِّرْ نَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ اَوْ عِصَابَةٍ اَوْ نَحْوِهَا۔

۱۶۳۵ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا دو قسمیں آگ والوں کی ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں ہونگی)۔ایک گروہ وہ ہے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔(۲) عورتوں کا وہ گروہ جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی' خود مائل ہونے والی۔ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کہانوں جیسے ہوں گے۔وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنے اتنے فاصلے پر پائی جائے گی۔(مسلم)

كَاسِيَاتٌ: اللہ کی نعمت کا لباس پہننے ہوئے۔اَلْعَارِيَاتٌ :نعمت کے شکر سے عاری۔بعض نے کہا اپنے جسم کے بعض حصے کو چھپائے اور بعض کو خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے کھولے۔بعض نے کہا وہ ایسا کپڑا پہنے جو ان کے جسم کی رنگت تک کو ظاہر کرے۔مَائِلَاتٌ :اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کو لازم نہ قرار دینے والی۔مُمِيْلَاتٌ : ایسی عورتیں جو اپنے مذموم فعل سے دوسروں کو واقف کراتی ہیں۔بعض نے کہا مَائِلَاتٌ ناز و انداز سے چلنے والی اور مُمِيْلَاتٌ اپنے کندھوں کو مٹکانے والی۔بعض نے کہا مُمِيْلَاتٌ: وہ ایسی کنگھی پٹی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور مُمِيْلَاتٌ: دوسروں کی کنگھی بھی اسی طرح کرنے والی۔اور رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ: اپنے سروں کو کوئی چیز لپیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

۲۹۳ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

بَاب : شیطان اور کفار کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے

۱۶۳۶ : عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''لَا تَاْكُلُوْا بِالشِّمَالِ' فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۶ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔(مسلم)

١٦٣٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۷: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے اور نہ پئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

١٦٣٨ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْمُرَادُ : خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ وَالرَّاْسِ الْاَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ اَوْ حُمْرَةٍ ، وَاَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهِىٌّ عَنْهُ ، كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِى الْبَابِ بَعْدَهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

۱۶۳۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' یہود ونصاریٰ سر کے بالوں (اور ڈاڑھی) کے بالوں کونہیں رنگتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو (داڑھی اور سر کے بالوں کو رنگو)''۔ (بخاری ومسلم)

مرد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کی سفیدی کو زردی یا سرخی سے رنگنا ہے۔ رہی سیاہی کی ممانعت تو وہ ہم عنقریب ان شاء اللہ اس کو بعد والے باب میں ذکر کریں گے۔

٢٩٥ : بَابُ نَهْىِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهَا بِسَوَادٍ

بَاب: مرد وعورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو رنگنے کی ممانعت

١٦٣٩ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اُتِىَ بِاَبِىْ قُحَافَةَ وَالِدِ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "غَيِّرُوْا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں) لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال شغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' سفیدی کو بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو''۔ (مسلم)

٢٩٦ : بَابُ النَّهْىِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّاْسِ دُوْنَ بَعْضٍ وَّاِبَاحَةِ حَلْقِهٖ كُلِّهٖ لِلرَّجُلِ دُوْنَ الْمَرْاَةِ

بَاب: سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان اور مردوں کے لئے تمام بال منڈانے کی اجازت البتہ عورت کے لئے اجازت نہیں

١٦٤٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ ، مُتَّفَقٌ

۱۶۴۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا (قزع کا معنی کچھ کو مونڈنا اور کچھ کو

عَلَيْهِ۔

چھوڑ دینا)۔(بخاری ومسلم)

١٦٤١ : وَعَنْهُ قَالَ: رَاى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: "احْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

١٦٤١: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے بعض بال مونڈ دیئے گئے اور بعض سر کے بال چھوڑ دیے گئے پس آپؐ نے ان کو اس سے ممانعت فرمائی اور فرمایا: ''اس کے سب بالوں کو مونڈ دو''۔(ابو داؤد) بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح۔

١٦٤٢ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ: "لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ: "ادْعُوْا لِيْ بَنِيْ اَخِيْ" فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّنَا اَفْرُخٌ فَقَالَ: "ادْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ" فَاَمَرَهٗ فَحَلَقَ رُؤُوْسَنَا' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

١٦٤٢: حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی پر آج کے دن کے بعد مت رونا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بھتیجوں کو بلاؤ پس ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چوزے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بال مونڈنے والے کو بلاؤ'' پھر اس کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے سروں کو مونڈ دیا۔(ابوداؤد) بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح۔

١٦٤٣ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا" رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

١٦٤٣: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال مونڈھے۔(نسائی)

٢٩٧ :بَابُ تَحْرِيْمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيْدُ الْاِسْنَانِ

باب: مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور دانتوں کا باریک کرانا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اِنَاثًا وَّاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ: لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا' وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾

[النساء:١١٧]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ کے سوا مؤنث چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اُس پر لعنت فرمائی اور اس نے کہا کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوں میں مبتلا کروں گا اور ان کو حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان (بطور نذر) چیریں گے اور ضرور انہیں میں حکم دوں گا وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے''۔(النساء:١١٧)

١٦٤٤ : وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ

١٦٤٤: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت۔نے

امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِیْ اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَاِنِّیْ زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِیْهِ؟ فَقَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ "الْوَاصِلَةَ ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"۔

قَوْلُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالرَّآءِ وَمَعْنَاهُ : انْتَشَرَ وَسَقَطَ - وَالْوَاصِلَةُ الَّتِیْ تَصِلُ شَعْرَهَا اَوْ شَعْرَ غَیْرِهَا بِشَعْرٍ اٰخَرَ - "وَالْمَوْصُوْلَةُ" : الَّتِیْ یُوْصَلُ شَعْرُهَا - "وَالْمُسْتَوْصِلَةُ" الَّتِیْ تَسْأَلُ مَنْ یَّفْعَلُ لَهَا ذٰلِكَ۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهٗ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں بوجہ حصبہ (جلد کی) بیماری کے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے کیا میں اس موقعہ پر اس کے بال جڑوا سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جڑانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں اَلْوَاصِلَۃُ اور اَلْمُسْتَوْصِلَۃُ کے الفاظ ہیں مگر مطلب ایک ہے۔

فَتَمَرَّقَ : گر گئے، بکھر گئے۔

اَلْوَاصِلَۃُ : بال جوڑنے والی اپنے بالوں کو یا دوسری عورت کے بالوں کو اور کے ساتھ۔

اَلْمَوْصُوْلَۃ : جس کے بال جوڑے جائیں۔

اَلْمُسْتَوْصِلَۃ : جو بال جوڑنے کا سوال اور مطالبہ کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت ہے۔ (بخاری و مسلم)

١٦٤٥ : وَعَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَی الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِیْ یَدِ حَرَسِیٍّ فَقَالَ یَا اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ اَیْنَ عُلَمَآؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَنْهٰی عَنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ - وَیَقُوْلُ : "اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْا اِسْرَآئِیْلَ حِیْنَ اتَّخَذَهَا نِسَآؤُهُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۱۶۴۵ : حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج والے سال منبر پر یہ بات سنی اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جو انہوں نے اپنے پہرے دار کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پس فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان (بے حیائی کے) کاموں کو پکڑ لیا۔ (بخاری و مسلم)

١٦٤٦ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۶۴۶ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی اور گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

١٦٤٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ،

۱۶۴۷ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گوندنی کرنے والی اور گوندوانے والی اور پلکوں کے بال کھلوانے

وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَةٌ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ : وَمَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمُتَفَلِّجَةُ" هِيَ : الَّتِيْ تَبْرُدُ مِنْ اَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيْلًا وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ – وَالنَّامِصَةُ : الَّتِيْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيْرَ حَسَنًا وَالْمُتَمِّصَةُ الَّتِيْ تَاْمُرُ مَنْ يَّفْعَلُ بِهَا ذٰلِكَ۔

والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو تبدیل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔ پس ایک عورت نے اس سلسلے میں آپ سے بحث کی تو آپ نے فرمایا میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسولؐ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ نے فرمایا: "اور جو تمہیں رسول دیں اس کو اختیار کرو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

مُتَفَلِّجَةُ: اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے دانتوں پر اس لئے ریتی لگواتی ہے تا کہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور ان میں حسن پیدا ہو جائے اور اسی کو "وشر" کہا جاتا ہے۔ نَامِصَةٌ :اس عورت کو کہتے ہیں جو اَبرو کے بالوں کو لیتی ہے اور ان کو باریک کرتی ہے تا کہ وہ ابرو حسین ہو جائے۔ مُتَنَمِّصَةُ :وہ عورت جو کسی کو یہ کام کرنے کے لئے کہے۔

۲۹۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللِّحْيَةِ وَالرَّاْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ نَتْفِ الْاَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهٖ عِنْدَ اَوَّلِ طُلُوْعِهٖ

بَاب: مرد کا ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا اکھاڑنا' بے ریش کا ڈاڑھی کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے

۱۶۴۸ :عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ – قَالَ التِّرْمِذِيُّ :هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۶۴۸: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بڑھاپے کے) سفید بالوں کو مت اکھیڑو کیونکہ قیامت کے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے"۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد ترمذی' نسائی) عمدہ سند کے ساتھ۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۶۴۹ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے (کوئی) ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو وہ (امر) مردود ہے"۔ (مسلم)

۲۹۹ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ

بَاب: دائیں ہاتھ سے استنجاء

بِالْيَمِيْنِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ!

اور
شرمگاہ کا بلا عذر چھونا مکروہ ہے

١٦٥٠ : عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِيْنِهِ ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِی الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ.

۱۶۵۰ : حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی شخص پیشاپ کرے تو اپنے آلہ تناسل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے''۔ (بخاری ومسلم)

اس باب میں بہت ساری صحیح احادیث ہیں۔

٣٠٠ : بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِی نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ خُفٍّ وَّاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَّكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا لِغَيْرِ عُذْرٍ

بَاب : ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر بلا عذر چلنا مکروہ ہے
اور جوتا اور موزہ بلا عذر
کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے

١٦٥١ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِی نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا وَفِیْ رِوَايَةٍ : "اَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلے یا دونوں جوتے پہن لے یا دونوں اتار دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یا دونوں پاؤں کو ننگا کر دے''۔ (بخاری ومسلم)

١٦٥٢ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِی الْاُخْرٰی حَتّٰی يُصْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۵۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط دوسرے جوتے کے ساتھ نہ چلے۔ جب تک کہ اس کو درست نہ کروائے''۔ (مسلم)

١٦٥٣ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱۶۵۳ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

٣٠١ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِی الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَآءٌ كَانَتْ فِیْ سِرَاجٍ اَوْ غَيْرِهِ

بَاب : آگ کو سونے کے وقت جلتا ہوا
چھوڑنے کی ممانعت
خواہ وہ دِیا ہو یا دوسری کوئی چیز

١٦٥٤ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں (آگ کو) جلتا ہوامت چھوڑو''۔ (مسلم' بخاری)

١٦٥٥ :وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ ' فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاْنِهِمْ قَالَ : "اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکان مدینہ منورہ میں گھر والوں سمیت جل گیا۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حالت بیان کی گئی تو فرمایا: ''بے شک یہ آگ تمہارے لئے تمہاری دشمن ہے پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو''۔ (بخاری ومسلم)

١٦٥٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "غَطُّوا الْاِنَاءَ ' اَوْكُوا السِّقَاءَ ' وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ اِنَاءً – فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْرِضَ عَلٰى اِنَائِهٖ عُوْدًا ' وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْفُوَيْسِقَةُ" الْفَارَةُ – "وَتُضْرِمُ" : تُحْرِقُ۔

۱۶۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برتنوں کو ڈھانپ دو' مشک کا منہ باندھ دیا کرو' دروازوں کو بند کر دیا کرو اور دِیا بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان مشکیزے کے بند کو نہیں کھولتا اور نہ ہی بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے۔ اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو پھر برتن کے اوپر لکڑی رکھ دیا کرو اور اللہ کا نام لو اس لئے کہ چوہیا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے''۔ (مسلم)

فُوَيْسِقَةُ : چوہیا۔
تُضْرِمُ : وہ جلاتا ہے۔

۳۰۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَّقَوْلٌ مَالَا مَصْلِحَةَ فِيْهِ بِمَشَقَّةٍ

بَاب: تکلف کی ممانعت' قول جو مشقت سے کیا جائے مگر اس میں مصلحت نہ ہو

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص:٨٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں ہوں''۔ (ص)

١٦٥٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۵۷: حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔ (بخاری)

١٦٥٨ : وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ :

۱۶۵۸: حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لوگوں

يَآيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُ اَعْلَمُ ، فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ :اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ ﷺ : "قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کوئی چیز مانگنا ہے تو اسے کہہ دینی چاہئے اور جو چیز وہ نہیں جانتا تو اس کے بارے میں یوں کہے اللہ اعلم یہ بھی علم میں سے ہے کہ کوئی آدمی جس چیز کے بارے میں نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: فرما دیجئے میں تم سے کوئی اس پر اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں متکلفین میں سے ہو۔ (بخاری)

۳۰۳ :بَابُ تَحْرِيْمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ وَحَلْقِهٖ وَالدُّعَآءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ

بَاب: میّت پر نوحہ کرنا' رخسار پیٹنا' گریبان پھاڑنا' بال نوچنا اور منڈوانا' ہلاکت وتباہی کا واویلا کرنا حرام ہے

١٦٥٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ :"مَا نِيْحَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۹: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (اگر زندگی میں اس کا اپنا عمل ایسا ہو)۔(بخاری ومسلم)

١٦٦٠ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلیت کا بول بولا کیا''۔(بخاری ومسلم)

١٦٦١ : وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ : وَجِعَ اَبُوْمُوْسٰى فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهٗ فِيْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاَقْبَلَتْ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا- فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ:اَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ بَرِيْءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِيْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ' وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلصَّالِقَةُ" اَلَّتِيْ تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ وَالنَّدْبِ "وَالْحَالِقَةُ" اَلَّتِيْ تَحْلِقُ رَاْسَهَا

۱۶۶۱: حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی اس حالت میں کہ ان کا سر گھر والوں میں سے ایک عورت کی گود میں تھا۔ وہ عورت آواز سے رونے لگی مگر آپ اسے غشی کے باعث نہ روک سکے۔ پس جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں ان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ کے رسول نے بیزاری کا اظہار کیا۔ بے شک رسول اللہؐ نے نوحہ کرنے والی' بال مونڈنے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ اَلصَّالِقَةُ : وہ عورت' جو نوحے اور بین کے لئے اپنی آواز بلند کرے۔ اَلْحَالِقَةُ : وہ عورت جو اپنے سر کے بال مصیبت کے وقت مونڈے یا

عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ "وَالشَّاقَّةُ" الَّتِي تَشُقُّ ثَوْبَهَا۔

مونڈ وائے۔الشَّاقَّةُ : وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

١٦٦٢ :وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۲: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس پر نوحہ کیا گیا قیامت کے دن اس کو نوحہ کے سبب عذاب ہوگا''۔

(بخاری ومسلم)

١٦٦٣ :وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِهَا" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ لَّا نَنُوْحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۳: حضرت اُم عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت یہ وعدہ کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گے۔

(بخاری ومسلم)

١٦٦٤ :وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ اُخْتُهٗ تَبْكِيْ وَتَقُوْلُ : وَاجَبَلَاهُ ، وَاكَذَا ، وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ :مَا قُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۶۴: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ان کی بہن روتے ہوئے کہنے لگی۔ ہائے میرے پہاڑ اور ہائے ایسے اور ایسے ان کی صفات بیان کرنے لگی۔ ان کو جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا جو تُو نے کہا تو اس کے بارے میں مجھ سے کہا جائے گا۔ کیا تو ایسا ہی ہے؟

(بخاری)

١٦٦٥ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَكْوٰى فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، وَسَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَشْيَةٍ فَقَالَ : "اَقَضٰى؟" قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا قَالَ : "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا" وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سمیت تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں داخل ہوئے تو ان کو بے ہوشی میں پایا تو آپ نے پوچھا کیا ان کی وفات ہوگئی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو لوگ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یا رحم کرتے ہیں اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا یعنی بین کرنے سے۔

١٦٦٦ : وَعَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۶۶: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش کی ذِرہ ہو گی۔ (مسلم)

١٦٦٧ : وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ اَبِىْ اُسَيْدٍ التَّابِعِيِّ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ : كَانَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى الْمَعْرُوْفِ الَّذِىْ اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا نَعْصِيَهُ فِيْهِ ، اَنْ لَّا نَخْمِشَ وَجْهًا وَّلَا نَدْعُوَ وَيْلًا ، وَّلَا نَشُقَّ جَيْبًا وَّاَنْ لَّا نَنْشُرَ شَعْرًا ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۶۶۷: حضرت اُسید بن ابی اسید رحمتہ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے بیان کرتے ہیں۔ ہم سے جو معاہدہ لیا گیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم آپؐ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور چہرے کو نہ نوچیں گی اور ہلاکت کی بددعا نہ کریں گی اور نہ گریبان کو پھاڑیں گی اور نہ ہی بالوں کو بکھیریں گی۔ (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ۔

١٦٦٨ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ : وَاجَبَلَاهُ ، وَاسَيِّدَاهُ ، اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا وُكِّلَ بِهٖ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهٖ اَهٰكَذَا كُنْتَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"اَللَّهْزُ" : اَلدَّفْعُ بِجَمْعِ الْيَدِ فِى الصَّدْرِ۔

۱۶۶۸: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہوئے کہتے ہیں ہائے میرے پہاڑ' ہائے میرے سردار یا اس طرح کے بڑے الفاظ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو اسی طرح تھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

اَللَّهْزُ : سینے پر ہاتھوں سے مکہ مارنا

١٦٦٩ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِثْنَتَانِ فِى النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : اَلطَّعْنُ فِى النَّسَبِ ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۶۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو باتیں لوگوں میں ایسی ہیں جو لوگوں میں کفر کا سبب ہیں:

(۱) نسب میں طعن۔ (۲) میت پر نوحہ۔ (مسلم)

٣٠٤ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْكُهَّانِ وَالْمُنَجِّمِيْنَ وَالْعُرَّافِ وَاَصْحَابِ الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصٰى

بَاب ۳۰۴: کاہنوں' نجومیوں' قیافہ شناسوں' رملیوں اور کنکریاں اور جو پھینک کر منتر کرنے والوں' پرندہ اُڑا کر بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس

وَبِالشَّعِيْرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ
جانے کی ممانعت

۱۶۷۰ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ – فَقَالَ :"لَيْسُوْا بِشَىْ ءٍ" فَقَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا اَحْيَانًا بِشَىْ ءٍ فَقَالُوْا حَقًّا- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِىْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ ' فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا آپؐ نے فرمایا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بتاتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سچی بات ہے جسے جن فرشتوں سے اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِىِّ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:"اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَنْزِلُ فِى الْعَنَانِ" وَهُوَ السَّحَابُ "فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِىَ فِى السَّمَآءِ فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ فَيُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ"

بخاری کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں فیصل شدہ بات کا تذکرہ کرتے ہیں شیطان چوری چھپے سن لیتا ہے اور سن کر کاہن کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ اپنی طرف سے دس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

قَوْلُهٗ "فَيَقُرُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَضَمِّ الْقَافِ وَالرَّآءِ :اَىْ يُلْقِيْهَا "وَالْعَنَانُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ۔

فَيَقُرُّهَا : ی یہ لفظ یاء کی زبر قاف اور راء کے پیش کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ اس کا القاء کرتا ہے' اس کو ڈالتا ہے۔
الْعَنَانُ : بادل۔

۱۶۷۱ : وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِىِّ ﷺ وَرَضِىَ عَنْهَا عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ :مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَىْ ءٍ فَصَدَّقَهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۷۱: حضرت صفیہ بنت ابی عبید ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ مطہرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عراف (غیبی خبروں کا چینل) اور اس سے کسی چیز کے بارے پوچھ کر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوگی۔ (مسلم)

۱۶۷۲ :وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلْعِيَافَةُ ' وَالطِّيَرَةُ ' وَالطَّرْقُ مِنَ

۱۶۷۲: قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''پرندوں کو اڑانا اور بد فالی پکڑنا اور رمل کرنا شیطانی کام ہیں''۔ (ابوداؤد)

الْجِبْتِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ الطَّرْقُ: هُوَ الزَّجْرُ: اَىْ زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ اَنْ يَتَيَمَّنَ اَوْ يَتَشَاءَمَ بِطَيَرَانِهٖ فَاِنْ طَارَ اِلَى جِهَةِ الْيَمِيْنِ تَيَمَّنَ وَاِنْ طَارَ اِلَى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَمَ۔ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصِّحَاحِ: الْجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

عمدہ سند کے ساتھ۔

طَرْقٌ: پرندے کو اڑانا ہے وہ دائیں جانب اڑیں تو اس سے نیک فال لی جائے اور اگر بائیں جانب اڑیں تو اس سے بدفالی پکڑی جائے۔

نیز ابوداوٗد نے بیان کیا کہ عَيَافَةٌ کا معنی لکیر کھینچنا ہے۔

جوہری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ اَلْجِبْتُ ایسا کلمہ ہے جس کا اطلاق 'بت' کاہن' اور جادوگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ کاہن اور جادوگر ہے۔

۱۶۷۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ وَمَا زَادَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تھوڑا سا علم نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور اس میں جتنی زیادتی کی اتنا ہی اس نے جادو کو بڑھایا"۔ (ابوداوٗد)

صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۷۴: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّىْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْاِسْلَامِ، وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ: "فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: "ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۷۴: حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہم میں بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے پاس مت جاؤ"۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ آدمی بدشگونی' فعال کیلئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں۔ پس یہ چیز ان کو کاموں سے نہ روکے"۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک پیغمبر خط کھینچتے تھے۔ جس کا خط ان کے موافق ہو تو وہ وہی خط ہے"۔ (مسلم)

۱۶۷۵: وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۵: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت' بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا۔

(بخاری مسلم)

۳۰۵: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

بَاب: شگون لینے کی ممانعت

فِيهِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

گزشتہ باب میں بیان کی گئی احادیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

۱۶۷۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ" قَالُوْا : وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ : "كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے۔ فعال البتہ مجھے پسند ہے''۔ صحابہ نے فرمایا: فعال کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اچھی بات''۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۷۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ - وَاِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ، وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی''۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۷۸ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ " رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۸: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے وایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۷۹ : وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَحْسَنُهَا الْفَالُ - وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۹: عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان میں سب سے بہتر تو فال یعنی اچھا خیال کرنا ہے اور بد فال کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ جب تم میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس طرح کہے اے اللہ! آپ ہی بھلائیاں لانے والے ہیں اور آپ ہی برائیاں دفع کرنے والے ہیں اور برائیوں سے پھرنا اور بھلائی کی قوت آپ ہی کی مدد سے ہوسکتی ہے''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۳۰۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ تَصْوِيْرِ الْحَيَوَانِ فِيْ بِسَاطٍ اَوْ حَجَرٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ دِيْنَارٍ اَوْ مَخَدَّةٍ اَوْ وِسَادَةٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيْمِ اتِّخَاذِ الصُّوْرَةِ فِيْ حَائِطٍ وَّسَقْفٍ وَّسِتْرٍ وَعِمَامَةٍ وَّثَوْبٍ وَّنَحْوِهَا وَالْاَمْرِ

باب: حیوان کی تصویر قالین، پتھر، کپڑے، درھم، بچھونا، دینار یا تکیے وغیرہ پر حرام ہے
اور
دیوار، چھت، پردے، پگڑی، کپڑے وغیرہ پر تصاویر بنانا حرام ہے
ان تمام تصاویر کو مٹانے کا

بِاتِّلَافِ الصُّوْرَةِ

حکم ہے

١٦٨٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْن هٰذِهِ الصُّوْرَةَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ: اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ یہ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان کو زندہ کرو''۔ (بخاری ومسلم)

١٦٨١ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ ، اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ! قَالَتْ : فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً اَوْ وِسَادَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ هُوَ : السِّتْرُ "وَالسَّهْوَةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ : الصُّفَّةُ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيْلَ هِيَ : الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَائِطِ۔

۱۶۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے میں نے ایک طاقچے (ڈیوڑھی) کو پردہ کے ساتھ، جس پر تصاویر تھیں، ڈھانپا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپؐ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ''اے عائشہ! لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت کرنے والے ہیں''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کو کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنا لئے۔ (متفق علیہ)

الْقِرَامُ: قاف کے کسرہ کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔

سَهْوَةَ: سین مہملہ کے فتحہ کے ساتھ، وہ الماری جو گھر کے سامنے ہوتی ہے اور بعض نے کہا وہ روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

١٦٨٢ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَالَا رُوْحَ فِيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تمام مصور آگ میں جائیں گے اور اس کی ہر تصویر جو اس نے بنائی اس کے بدلے میں ایک جان دی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم نے تصویر ضرور بنانی ہو تو درخت اور غیر ذی روح کی بناؤ۔

(بخاری ومسلم)

١٦٨٣ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ

۱۶۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اس کو قیامت کے دن اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی

بِنَافِخٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٨٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٨٥ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ! فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً ' اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٨٦ :وَعَنْ اَبِىْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٨٧ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ فَلَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ فَشَكَا اِلَيْهِ ' فَقَالَ :اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"رَاثَ" اَبْطَاَ ' وَهُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ۔

١٦٨٨ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهٖ قَالَتْ :وَكَانَ بِيَدِهٖ عَصًا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ :مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ" ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ - فَقَالَ :"مَتٰى دَخَلَ

اور وہ ڈال نہیں سکے گا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۶۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن مصوروں کو ہو گا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۶۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے پس ان کو چاہیے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جو (کا دانہ ہی) بنا کر دکھائیں''۔ (بخاری ومسلم)

۱۶۸۶: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو''۔ (بخاری ومسلم)

۱۶۸۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبرائیل نے آنے کا وعدہ کیا پس انہوں نے دیر کر دی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری۔ پس آپؐ باہر نکلے تو جبرائیل آپؐ کو ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکوہ کیا تو جبرائیل نے فرمایا: ''ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو''۔ (بخاری)

''رَاثَ'' :اس نے تاخیر کی۔ یہ لفظ ثائے مثلثہ کے ساتھ ہے۔

۱۶۸۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی ٹائم میں آنے کا وعدہ کیا کہ وہ اس وقت میں آئیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وقت آ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ فرماتے ہوئے پھینک دیا کہ نہ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ کتے کا بچہ آپؐ کی چارپائی کے نیچے تھا اس پر آپؐ نے فرمایا: ''یہ کتا کب داخل ہوا؟''

هٰذَا الْكَلْبُ؟ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ بِهٖ ، فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَآءَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَعَدْتَّنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَاْتِنِيْ" فَقَالَ: مَنَعَنِيَ الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اَنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ آپؐ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پس اس کو نکال دیا۔ تو اسی وقت جبرائیلؑ آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ نے مجھ سے وعدہ کیا اور میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے''۔ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا۔ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

۱۶۸۹ :وَعَنْ اَبِی التَّيَّاحِ حَيَّانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ :قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۸۹: حضرت ابی التیاح حیان بن حصین کہتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اسی کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو جس تصویر کو دیکھے اس کو مت چھوڑ۔ یہاں تک کہ اس کو مٹا دے اور کسی بلند قبر کو پائے تو اسے برابر کر دے۔ (مسلم)

۳۰۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ اِلَّا لِصَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ اَوْ زَرْعٍ

بَابٌ: کتا رکھنے کی حرمت مگر شکار، چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے

۱۶۹۰ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ :"قِيْرَاطٌ"۔

۱۶۹۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے کتا پالا سوائے شکار کے لئے یا چوپائیوں کی حفاظت کے لئے تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔

(بخاری و مسلم)

۱۶۹۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِيَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَّيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ ، وَّلَا مَاشِيَةٍ ، وَّلَا اَرْضٍ ، فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ قِيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ۔

۱۶۹۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کتے کو باندھا اس کے عمل میں سے ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ مگر شکاری یا مویشیوں کی حفاظت والا کتا''۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے لئے ہو اور نہ چوپائیوں اور زمین کی حفاظت کے لئے تو اس سے اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

۳۰۷ :بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيْقِ الْجَرَسِ

بَابٌ: سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی

فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَآبِّ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

باندھنا مکروہ ہے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے

١٦٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو''۔ (مسلم)

١٦٩٣ : وَعَنْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْجَرَسُ مِنْ مَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ" رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۶۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھنٹی شیطان کا باجا ہے''۔ (ابوداؤد) شرط مسلم پر صحیح سند کے ساتھ۔

٣٠٨ : بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعُذْرَةَ، فَإِنْ أَكَلَتْ عَلَفًا طَاهِرًا فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتِ الْكَرَاهَةُ

بَاب: گندگی کھانے والے اونٹ یا اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس اگر وہ پاک چارا کھانے لگے تو اس کا گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے

١٦٩٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي الْإِبِلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا - رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۶۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

٣٠٩ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وُجِدَ فِيهِ، وَالْأَمْرُ بِتَنْزِيهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْأَقْذَارِ

بَاب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اس کو دُور کرنے کا حکم جب وہ مسجد میں پایا جائے' گندگیوں سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم

١٦٩٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۹۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا منع ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تُرَابًا أَوْ رَمْلًا وَنَحْوَهُ فَيُوَارِيهَا تَحْتَ تُرَابِهِ۔ قَالَ أَبُو الْمَحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْبَحْرِ: وَقِيلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَّا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبَلَّطًا أَوْ مُجَصَّصًا فَدَلَكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهِ أَوْ بِغَيْرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَّالِ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذَرِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَوْبِهِ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ۔

اور مقصد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہے تو مٹی کے نیچے تھوک کو چھپا دیا جائے چنانچہ ابوالمحاسن رویانی نے اپنی کتاب البحر میں ایسے ہی ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تھوک کے دفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیا جائے لیکن جب مسجد پختہ چونا گچ ہو تو تھوک کے جھاڑو کے ساتھ وہیں مل دیا جائے جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ اسی طرح کرتے ہیں تو یہ دفن کرنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں زیادتی ہے اور مسجد کو مزید گندہ کرنا ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اس کو صاف کر ڈالے یا دھو ڈالے۔

١٦٩٦ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُزَاقًا أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں رینٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھی تو اس کو کھرچ دیا۔ (بخاری و مسلم)

١٦٩٧ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ" أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں اس پیشاب یا گندگی کے لائق نہیں۔ بے شک وہ اللہ کی یاد کے لئے ہیں اور قرآن کی قراءت کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(مسلم)

٣١٠ : بَابُ كَرَاهَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

باب : مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا' خرید و فروخت' اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات بھی مکروہ ہیں

١٦٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ

۱۶۹۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو آدمی کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنیں تو اس کو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز اللہ تجھے نہ لوٹائے یہ مسجد اس لئے نہیں بنی''۔

لِهٰذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

۱۶۹۹ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا : لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ :وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّنْشُدُ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّهَا عَلَيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۶۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی کوئی چیز مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے تو یوں کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ جب تم کسی کو دیکھو وہ گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہو اللہ تیری گمشدہ چیز کو واپس نہ کرے۔ (ترمذی)

۱۷۰۰ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ :مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا وَجَدْتَ ، اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۰: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا اور کہا کہ کون ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو نہ پائے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئیں جس کے لئے بنائی گئیں''۔ (مسلم)

۱۷۰۱ :وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ تُنْشَدَ فِيْهِ ضَالَّةٌ اَوْ يُنْشَدَ فِيْهِ شِعْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۰۱: حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید وفروخت سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس کے اندر (غیر شرعی) شعر پڑھے جائیں۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۷۰۲ :وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ : "اِذْهَبْ فَاْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ ، فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ :مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا؟ فَقَالَا :مِنْ اَهْلِ الطَّآئِفِ فَقَالَ :لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۰۲: حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا مجھے کسی شخص نے کنکری ماری۔ میں نے جب نگاہ اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر ان دونوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں اور اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو تم دونوں کو ضرور سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔

(بخاری)

۳۱۱ :بَابُ نَهْيِ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا اَوْ كُرَّاثًا اَوْ غَيْرَهٗ مِمَّا لَهٗ رَآئِحَةٌ كَرِيْهَةٌ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ

باب: لہسن پیاز، گندنا (لہسن نما ترکاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے

قَبْلَ زَوَالِ رَآئِحَتِهٖ اِلَّا لِضُرُوْرَةٍ

۱۷۰۳ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ- فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مَسَاجِدَنَا"۔

۱۷۰۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا ، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۵ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا ، اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ ، وَالثُّوْمَ ، وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْا اٰدَمَ"۔

۱۷۰۶ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ : ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ تَاْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ : الْبَصَلَ ، وَالثُّوْمَ ، لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ ، فَمَنْ اَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۱۲ : بَابُ كَرَاهَةِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ لِاَنَّهٗ يَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَفُوْتُ اسْتِمَاعُ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوْءِ!

مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر

۱۷۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ درخت یعنی لہسن کھائے تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے''۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں جمع کا لفظ مَسَاجِدَنَا ہے۔

۱۷۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے اس درخت (لہسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ وہ ہمارے قریب آئے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۰۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لہسن پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو پیاز، لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو اس چیز سے ایذاء پہنچتی ہے جس سے اولاد آدم کو ایذاء پہنچتی ہے۔

۱۷۰۶: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا تو اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی بے شک اے لوگو! تم دو ایسے درخت کھاتے ہو جن کو میں برا خیال کرتا ہوں ان میں سے ایک پیاز اور دوسرا لہسن۔ تحقیق! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب ان کی بدبو مسجد میں کسی آدمی سے آپؐ محسوس فرماتے تو آپؐ حکم دیتے کہ اس کو بقیع کی طرف نکلوا دیا جائے۔ پس جو ان دونوں کو کھائے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے۔ (مسلم)

باب: جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی اور خطبہ سننے سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا

۱۷۰۷ : عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ الْحِبْوَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۰۷: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو گھٹنوں کو سینے کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۳۱۳ :بَابُ نَهْیِ مَنْ دَخَلَ عَلَیْهِ عَشَرُ ذِی الْحَجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ عَنْ اَخْذِ شَیْءٍ مِّنْ شَعْرِهٖ اَوْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰی یُضَحِّیَ

بَاب: جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ آ جائے تو اسے اپنے بال و ناخن نہ کٹوانے چاہئیں

۱۷۰۸ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ یَذْبَحُهٗ فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِی الْحِجَّةِ فَلَا یَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَیْئًا حَتّٰی یُضَحِّیَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے ذبیحہ ہو تو وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کوئی چیز ہرگز نہ کاٹے۔ یہاں تک کہ وہ قربانی کرے''۔ (مسلم)

۳۱۴ :بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْحَلْفِ بِمَخْلُوْقٍ كَالنَّبِیِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالسَّمَآءِ وَالْاٰبَآءِ وَالْحَیَاةِ وَالرُّوْحِ وَالرَّاْسِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالْاَمَانَةِ وَهِیَ مِنْ اَشَدِّهَا نَهْیًا

بَاب: مخلوقات کی قسم جیسے پیغمبر' کعبہ' ملائکہ' آسمان' باپ' دادا' زندگی' روح' سر' بادشاہ' کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی یا قبر' امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت و قبر کی تو ممانعت سب سے بڑھ کر ہے

۱۷۰۹ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِیَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ فِی الصَّحِیْحِ : فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا یَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ ، اَوْ لِیَسْكُتْ"۔

۱۷۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنے باپوں کی قسم اٹھاؤ جس کو بھی قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ جو شخص قسم اٹھانا چاہتا ہو وہ نہ قسم اٹھائے مگر اللہ ہی کی یا خاموش رہے۔

١٧١٠ :وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ ، وَلَا بِاٰبَآئِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الطَّوَاغِیْ" جَمْعُ طَاغِیَةٍ ، وَهِیَ الْاَصْنَامُ- وَمِنْهُ الْحَدِیْثُ : "هٰذِهٖ طَاغِیَةُ دَوْسٍ :"اَیْ صَنَمُهُمْ وَمَعْبُوْدُهُمْ - وَرُوِیَ فِیْ غَیْرِ مُسْلِمٍ- "بِالطَّوَاغِیْتِ" جَمْعُ طَاغُوْتٍ ، وَهُوَ الشَّیْطَانُ وَالصَّنَمُ۔

١٧١٠: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بتوں کی قسمیں مت اٹھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی''۔(مسلم)

الطَّوَاغِیْ جمع طَاغِیَةٍ :بُت اور اسی کے بارے میں حدیث ہے۔هٰذِهٖ طَاغِیَةُ دَوْسٍ کہ یہ دوس کا بت اور معبود ہے۔

مسلم کے علاوہ روایت میں طواغیت کا لفظ ہے جس کا واحد طاغوت ہے اس کا معنی شیطان اور بت ہے۔

١٧١١ : وَعَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَیْسَ مِنَّا" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

١٧١١: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں''۔(ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

١٧١٢ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ :"اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ ، فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ، وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْاِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

١٧١٢: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے کہا۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر اسلام کی طرف ہرگز صحیح سالم نہیں لوٹے گا''۔(ابوداؤد)

١٧١٣ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا یَّقُوْلُ : لَا وَالْكَعْبَةِ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : لَا تَحْلِفْ بِغَیْرِ اللّٰهِ ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ قَوْلَهٗ "كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" عَلَی التَّغْلِیْظِ ، كَمَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"اَلرِّیَآءُ شِرْكٌ"۔

١٧١٣: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کعبہ کی قسم! آپ نے اسے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت اُٹھاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے کفر یا شرک کو تغلیظ (سخت تنبیہ) قرار دیا جیسا کہ دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک فرمایا۔

٣١٥ :بَابُ تَغْلِیْظِ الْیَمِیْنِ الْكَاذِبَةِ عَمَدًا

بَاب: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانے کی شدید ممانعت

۱۷۱۴ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" قَالَ : ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ : "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ، وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا" اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کسی کے مال پر ناحق قسم اٹھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے''۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا......﴾ ''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول خریدتے ہیں.....'' (آل عمران)۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۱۵ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اِيَاسِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ : وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۵: حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ساتھ مارا پس اللہ نے اس کے لئے آگ کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا''۔ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علی وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز بھی ہو؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو''۔ (مسلم)

۱۷۱۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الْكَبَائِرُ : الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۱۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی' کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا''۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ : "الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ" قَالَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ : وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ : "الَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ" يَعْنِيْ بِيَمِيْنٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ۔

اور ان ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا''۔ اس نے پوچھا پھر کیا؟ آپؐ نے جواب دیا: ''جھوٹی قسم''۔ اس نے سوال کیا: جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ قسم کہ جو کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے اٹھائے''۔ (مسلم) یعنی ایسی قسم جس میں وہ جھوٹا ہو۔

۳۱۶ : بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوْفَ عَلَيْهِ ثُمَّ

بَابٌ: جو آدمی کسی بات پر قسم اُٹھائے پھر دوسری صورت میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے

يُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ!

۱۷۱۷ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ فَرَاٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۹ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ ثُمَّ اَرٰی خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ وَاَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَاَنْ يَلَجَّ اَحَدُكُمْ فِیْ يَمِيْنِهٖ فِیْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ اَنْ يُعْطِیَ كَفَّارَتَهُ الَّتِیْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "يَلَجَّ" بِفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ : اَیْ يَتَمَادٰی فِيْهَا وَلَا يُكَفِّرَ – وَقَوْلُهٗ : "اٰثَمُ" هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ : اَیْ اَكْثَرُ اِثْمًا۔

۳۱۷ : بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِيْنِ وَاَنَّهٗ لَا كَفَّارَةَ فِيْهِ وَهُوَ مَا يَجْرِیْ عَلَی اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِيْنِ كَقَوْلِهٖ عَلَی الْعَادَةِ لَا وَاللّٰهِ ، وَبَلٰی

یہی مستحب ہے

۱۷۱۷: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر دوسری چیز کو اس سے زیادہ بہتر پاؤ تو اس کو کرلو جو کہ بہت بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۱۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے زیادہ بہتر پایا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو کہ زیادہ بہتر ہو''۔ (مسلم)

۱۷۱۹: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسی چیز پر قسم نہ اٹھاؤں گا کہ پھر میں اس سے بہتر پالوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر ہے''۔ (بخاری مسلم)

۱۷۲۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم پر اڑا رہے تو وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کردے جو اللہ نے اس پر فرض کیا''۔ (بخاری ومسلم)

يَلَجَّ : لام کے فتح اور جیم کی شد کے ساتھ یعنی وہ اس میں اصرار کرے اور اس کا کفارہ نہ دے۔

اٰثَمُ : گناہ میں زیادہ۔ یہ لفظ ثاء مثلثہ کے ساتھ ہے۔

بَاب: لغو قسمیں معاف ہیں
اور اس پر کوئی کفارہ نہیں
لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو
مثلاً

وَاللّٰهِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ﴾ [المائدة:٨٩]

۱۷۲۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ" فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللّٰهِ، وَ بَلٰى وَاللّٰهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۱۸: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا

۱۷۲۲: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۲۳: وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۱۹: بَابُ كَرَاهَةِ اَنْ يَّسْاَلَ الْاِنْسَانُ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعِ مَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَتَشَفَّعَ بِهٖ

لَا وَاللّٰهِ، بَلٰى وَاللّٰهِ وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ فرمائیں گے جو تم مضبوطی سے باندھ لو پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانے درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا' پس جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھا لو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو''۔ (المائدہ)

۱۷۲۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا'' ایک آدمی کے بارے میں اتری۔ جو بات بات پر لا واللہ بلی واللہ بھی کہتا تھا۔ (بخاری)

باب: خرید و فروخت میں قسمیں اُٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو

۱۷۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قسم سودے کے لئے تو (اگرچہ) فائدہ مند ہے لیکن کمائی کی برکت کو مٹانے والی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۲۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ پس سودہ تو زیادہ بکتا ہے لیکن اس سے برکت مٹ جاتی ہے''۔ (مسلم)

باب: اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کردیا جائے

١٧٢٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ"، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۷۲۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر جنت کے سوا اور کوئی چیز نہ طلب کی جائے''۔ (ابوداؤد)

١٧٢٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ ، وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ بِهٖ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنَّكُمْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ"، حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَيْنِ۔

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ دو اگر تم میں اس کا بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ یقین کر لو اس کا بدلہ تم نے ادا کر لیا''۔ (ابوداؤد اور نسائی)
صحیحین کی سندوں کے ساتھ۔

٣٣٠ : بَابُ تَحْرِيْمِ قَوْلِ شَاهَنْشَاهُ لِلسُّلْطَانِ لِاَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَلَا يُوْصَفُ بِذٰلِكَ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

بَاب: کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا

١٧٢٦ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكَ الْاَمْلَاكِ مِثْلُ شَاهَنْشَاهِ۔

۱۷۲۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ ذلیل ترین نام اللہ کے ہاں اس شخص کا ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ (یعنی شہنشاہ) رکھا جائے''۔ (بخاری و مسلم) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ شہنشاہ کی طرح ہے۔

٣٣١ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ وَّنَحْوِهٖ

بَاب: کسی فاسق و بدعتی کو سیّد وغیرہ کے معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے

١٧٢٧ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُّمْ رَبَّكُمْ

۱۷۲۷: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کو سید مت کہو اگر وہ شخص سردار ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا''۔ (ابوداؤد)

عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

صحیح سند کے ساتھ۔

۳۳۲ :بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمّٰى!

باب: بخار کو گالی دینے کی کراہت

۱۷۲۸ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّآئِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ :"مَالَكِ يَا اُمَّ السَّآئِبِ – اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِيْنَ؟" قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا ! فَقَالَ : "لَا تَسُبِّى الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِىْ اٰدَمَ كَمَا تُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۲۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مسیب کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا: ''اے ام سائب تمہیں کیا ہوا یا اے ام مسیب تمہیں کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا بخار ہے' اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تو بخار کو گالی مت دے اس لئے کہ یہ اولاد آدم کی غلطیاں اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے''۔ (مسلم)

" تُزَفْزِفِيْنَ " اَىْ تَتَحَرَّكِيْنَ حَرَكَةً سَرِيْعَةً' وَمَعْنَاهُ : تَرْتَعِدُ وَهُوَ بِضَمِّ التَّآءِ وَبِالزَّآيِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَآءِ الْمُكَرَّرَةِ ' وَرُوِىَ اَيْضًا بِالرَّآءِ وَالْمُكَرَّرَةِ وَالْقَافَيْنِ۔

تُزَفْزِفِيْنَ : تو تیزی کے ساتھ کانپ رہی ہے۔ یہ لفظ تاء کے پیش زائے مکرر اور فائے مکرر کے ساتھ ہے۔ اور رائے مکرر اور دو قاف کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

۳۳۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيْحِ وَبَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوْبِهَا

باب: ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

۱۷۲۹ : عَنْ اَبِى الْمُنْذِرِ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ ' فَاِذَا رَاَيْتُمْ مَّا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ ' وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۲۹: حضرت ابومنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''تم ہوا کو گالیاں مت دو جب تم وہ چیز دیکھو جس کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی آندھی وغیرہ) تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ ...... ''اے اللہ ہم آپ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے لئے اس کو حکم دیا گیا ہے اور اس ہوا کے شر سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ اس میں شر ہے۔ اس سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے اس کا حکم ہوا اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۷۳۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :الرِّيْحُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ' تَاْتِىْ بِالرَّحْمَةِ وَتَاْتِىْ بِالْعَذَابِ' فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا '

۱۷۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہوا اللہ کی رحمت ہے یہ رحمت لاتی اور عذاب کو دُور کرتی ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر مانگو اور اس کے شر سے پناہ

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

قَوْلُهٗ ﷺ : "مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" هُوَ بِفَتْحِ الرَّآءِ :اَیْ رَحْمَتِهٖ بِعِبَادِهٖ۔

مانگو"۔(ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" راء کے فتح کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت جو اس کے بندوں پر ہے۔

١٧٣١ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٣١: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب ہوا چلتی تو فرماتے: "اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا طالب ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجا گیا ہے"۔(مسلم)

٣٢٤ :بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيْكِ

باب: مرغے کو گالی دینے کی کراہت

١٧٣٢ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهٗ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

١٧٣٢: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مرغے کو گالی مت دو اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے"۔(ابوداؤد)

سند صحیح کے ساتھ۔

٣٢٥ :بَابُ النَّهْیِ عَنْ قَوْلِ الْاِنْسَانِ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

باب: یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی

١٧٣٣ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِیْ اَثَرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ - قَالَ : قَالَ :اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَكَافِرٌ ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ، وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ

١٧٣٣: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ اس رات بارش ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے چہرہ پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟" انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے میرے ساتھ ایمان کی حالت میں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے۔ جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی پس وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر ستاروں کی فلاں قسم سے بارش ہوئی ہے

بِالْكَوْكَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالسَّمَآءُ هُنَا :الْمَطَرُ۔

تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے''۔

اَلسَّمَآءُ :بارش۔

۳۳۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرُ

بَابٌ: کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے

۱۷۳٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا ، فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس کلمے کو ان دونوں میں سے ایک لے کر لوٹتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ کافر ہے وگرنہ کفر کا کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے''۔ (بخاری اور مسلم)

۱۷۳٥ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۵: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا عدو اللہ کہا اور وہ اس طرح نہیں تھا تو وہ کلمہ اس پر لوٹ آئے گا''۔ (بخاری اور مسلم)

"حَارَ" :رَجَعَ۔

حَارَ :معنی لوٹا۔

۳۳۷ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ بَذَاءِ اللِّسَانِ!

بَابٌ: فحش و بدکلامی کی ممانعت

۱۷۳٦ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن نہ طعنہ دینے والا' نہ لعنت کرنے والا' نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۷۳۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ ، وَمَا كَانَ الْحَيَآءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فحش گوئی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کرتی اور حیا جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۳۳۸ :بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيْرِ فِيْ

بَابٌ: گفتگو میں بناوٹ کرنا اور

الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيْهِ وَتَكَلُّفِ الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِّ اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْإِعْرَابِ فِيْ مُخَاطَبَةِ الْعَوَّامِ وَنَحْوِهِمْ

باچھیں کھولنا' قدرتِ کلام ظاہر کرنے کے لئے تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت

۱۷۳۸ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ : الْمُبَالِغُوْنَ فِي الْاُمُوْرِ۔

۱۷۳۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا: ''معاملات میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے'' یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

مُتَنَطِّعُوْنَ : معاملات میں مبالغہ کرنا۔

۱۷۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِىْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح متحرک کرتا ہے جس طرح گائیں اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے'' (یعنی تصنع اختیار کرتے ہیں)۔ (ابوداؤد) ترمذی حدیث حسن۔

۱۷۴۰ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ ، وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّىْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ، وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ ، وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِيْ بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ۔

۱۷۴۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والے وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرنے والے' تکلف سے باتیں کرنے والے اور منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔ اس کی تشریح کے باب حسن خلق میں گزر چکی ہے۔

۳۳۹ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهٖ خَبُثَتْ نَفْسِىْ

باب: میرا نفس خبیث ہوا کہنے کی کراہت

۱۷۴۱ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ

۱۷۴۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ لفظ نہ کہے:

نَفْسِیْ ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ: مَعْنٰی خَبُثَتْ غَثِيَتْ ، وَهُوَ مَعْنٰی "لَقِسَتْ" وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ۔

میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ یوں کہے میرا نفس غافل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علماء نے فرمایا کہ ''خبثت'' کا معنی یہ ہے کہ نفس کا سکون غارت ہو گیا ہے اور یہی معنی ''لقست'' کا ہے لیکن صرف خباثت کے لفظ کو ناپسندیدہ سمجھا ہے۔

٣٣٠ :بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

بَاب: انگور کو کرم کہنے کی کراہت

١٧٤٢ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ – وَفِیْ رِوَايَةٍ :فَاِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ" – وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ: "يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

١٧٤٢: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انگور کو کرم نہ کہو' کرم تو مسلمان ہے''۔ (بخاری و مسلم)

یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔

دونوں کی روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں الکرم : بے شک وہ تو مؤمن کا دل ہے۔

١٧٤٣ :وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا :الْعِنَبُ ، وَالْحَبَلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْحَبَلَةُ " بِفَتْحِ الْحَآءِ وَالْبَآءِ وَيُقَالُ اَيْضًا بِاِسْكَانِ الْبَآءِ۔

١٧٤٣: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کرم مت کہو بلکہ انگور کو العنب اور حبل کہہ کر پکارا کرو''۔ (مسلم)

اَلْحَبْلَه: انگور کی بیل۔

٣٣١ :بَابُ النَّهْیِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْاَةِ لِرَجُلٍ اِلَّآ اَنْ يُّحْتَاجَ اِلٰی ذٰلِكَ لِغَرْضٍ شَرْعِیٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهٖ

بَاب: کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف غرضِ شرعی کے علاوہ بیان کرنے کی ممانعت ہے غرضِ شرعی نکاح وغیرہ ہے

١٧٤٤ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٧٤٤: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت دوسری عورت کے متعلق اپنے خاوند کو اس کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

٣٣٢ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْاِنْسَانِ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

بَاب: انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تُو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے بلکہ کہے ضرور بخش دے

١٧٤٥ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ ، لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ" - وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : وَلٰكِنْ لِّيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَتَعَاظَمُهٗ شَیْءٌ اَعْطَاهُ۔

۱۷۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ سوال پختہ یقین کے ساتھ کرے اس لئے کہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ طلب کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا دے دینا کچھ بڑی چیز نہیں ہے۔

١٧٤٦ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ، وَلَا يَقُوْلَنَّ :اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پختہ یقین سے سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے دے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

٣٣٣ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ!

بَاب: جو اللہ اور فلاں چاہے کہنے کی کراہت

١٧٤٧ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۴۷: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فلاں چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

٣٣٥ :بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيْثِ بَعْدَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ

بَاب: عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ يَكُوْنُ مُبَاحًا فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ وَفِعْلُهٗ وَتَرْكُهٗ سَوَآءٌ ، فَاَمَّا الْحَدِيْثُ الْمُحَرَّمُ اَوِ الْمَكْرُوْهُ فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ اَشَدُّ تَحْرِيْمًا

مراد اس سے وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں درست ہو اور اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو۔ رہی ناجائز یا مکروہ بات تو وہ دوسرے وقت میں تو ناجائز ہے ہی اس وقت اس کی حرمت اور ناپسندیدگی مزید بڑھ جائے گی۔ رہی بھلائی کی باتیں جیسے

وَكَرَاهَةٌ - وَاَمَّا الْحَدِيْثُ فِي الْخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ، وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ، وَالْحَدِيْثِ مَعَ الضَّيْفِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيْهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكَذَا الْحَدِيْثُ لِعُذْرٍ وَّعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيْهِ وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهٗ۔

علمی مذاکرات، نیک لوگوں کی حکایتیں، اہل اخلاق کی باتیں، مہمان کے ساتھ گفتگو، ضرورت مند کے ساتھ بات چیت وغیرہ تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں ہے یا عارضے کی وجہ سے کوئی بات، اس میں بھی کوئی کراہت نہیں اور بہت ساری احادیث میں یہ باتیں ثابت ہیں۔

۱۷۴۸ : عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۴۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءَ فِیْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: "اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ؟ فَاِنَّ عَلٰى رَاْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ الْيَوْمَ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا تمہارے خیال میں یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: ''بے شک سو سال کے آخر میں ان میں سے کوئی بھی شخص نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۵۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمُ انْتَظَرُوا النَّبِیَّ ﷺ فَجَآءَ قَرِيْبًا مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى بِهِمْ يَعْنِی الْعِشَآءَ قَالَ: ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: "اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا، وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۷۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کا انتظار کیا۔ آپؐ رات کا آدھا حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: ''خبردار! بے شک کچھ لوگوں نے نماز پڑھی پھر وہ سو گئے اور تم اس وقت سے نماز ہی کے اندر ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو''۔ (بخاری)

۲۳۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ امْتِنَاعِ الْمَرْاَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا اِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا عُذْرٌ شَرْعِیٌّ

باب۲۳۶: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو عذر شرعی کے بغیر اس کے نہ جانے کی حرمت

۱۷۵۱ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا

۱۷۵۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر دے پس خاوند اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس

الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ حَتّٰى تَرْجِعَ۔

عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں''۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے خاوند کے بستر پر لوٹنے تک کے الفاظ ہیں۔

۳۳۷ :بَابُ تَحْرِيْمِ صَوْمِ الْمَرْاَةِ تَطَوُّعًا وَّزَوْجُهَا حَاضِرٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

بَابٌ:عورت کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہے

١٧٥٢ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ، وَلَا تَاْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی روزہ رکھے) نہ ہی اس کے لئے اجازت ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے''۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۸ :بَابُ تَحْرِيْمِ رَفْعِ الْمَامُوْمِ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ اَوِ السُّجُوْدِ قَبْلَ الْاِمَامِ

بَابٌ:امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت

١٧٥٣ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ ، اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے''۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۹ :بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلٰوةِ

بَابٌ:نماز میں کوکھ (پہلو) پر ہاتھ رکھنے کی حرمت

١٧٥٤ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۳٤٠ :بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُهٗ تَتُوْقُ اِلَيْهِ اَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الْاَخْبَثَيْنِ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

بَابٌ: کھانے کی دِل میں خواہش ہو تو کھانا آ جانے اور پیشاب و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت

١٧٥٥ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ ، وَّلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کھانے کی موجودگی میں نماز درست نہیں اور نہ اس وقت جب کہ پیشاب و پاخانے کی شدید حاجت ہو''۔ (مسلم)

۳٤۱ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

بَاب: نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنے کی ممانعت

۱۷۵٦ :عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ لِيْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ :لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ، اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۵٦: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جو اپنی نماز میں اپنی آنکھیں (نگاہیں) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کا لہجہ سخت کرلیا یہاں تک کہ فرمایا ''وہ اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی''۔ (بخاری)

۳٤۲ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ!

بَاب: نماز میں بلا عذر متوجہ ہونے کی کراہت

۱۷۵۷ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ : "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۷۵۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''جھپٹ ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے اُچک کرلے لیتا ہے''۔ (بخاری)

۱۷۵۸ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۵۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ کرنے سے بچاؤ۔ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ ہلاکت ہے۔ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۳٤۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَى الْقُبُوْرِ

بَاب: قبور کی طرف نماز کی ممانعت

۱۷۵۹ :عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ، وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۵۹: حضرت ابومرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

۳٤٤ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

بَاب: نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت

١٧٦٠ : عَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ الرَّاوِيْ : لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا ، اَوْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۰: حضرت ابوجہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) تک کھڑا ہونا زیادہ بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ راوی کہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (بخاری و مسلم)

٣٤٥ : بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوْعِ الْمَامُوْمِ فِيْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوْعِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلٰوةِ اَوْ غَيْرِهَا

بَاب: جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے تو مقتدی کے لئے ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں

١٧٦١ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز سوائے فرض کے جائز نہیں''۔ (مسلم)

٣٤٦ : بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيْصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ اَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلٰوةٍ

بَاب: جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت

١٧٦٢ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَخُصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ وَلَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جمعہ کی رات کو راتوں میں سے قیام کے لئے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں جمعہ کے دن کو روزوں کیلئے خاص کرو مگر یہ کہ جمعہ کا دن اِن دنوں میں آ جائے جس میں تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہے''۔ (مسلم)

١٧٦٣ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۳: حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا: ''ہرگز کوئی آدمی تم میں سے جمعہ کے دن (خاص کرکے) روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا ایک بعد کا اس کے ساتھ ملا لے''۔ (بخاری و مسلم)

١٧٦٤ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ : سَاَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ

۱۷۶۴: محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع

صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ :نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

١٧٦٥ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ قَالَ : "اَصُمْتِ اَمْسِ؟" قَالَتْ لَا قَالَ : "تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا؟" قَالَتْ :لَا - قَالَ :"فَاَفْطِرِيْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

١٧٦٥: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے جبکہ جمعہ کا دن تھا اور میں روزے سے تھی۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل آئندہ تم روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ ام المؤمنین نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: "روزہ افطار کرلو"۔ (بخاری)

٣٤٧ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ وَلَا يَاْكُلَ وَلَا يَشْرَبَ بَيْنَهُمَا

بَاب: روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ کھائے پیئے

١٧٦٦ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٧٦٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلسل) کے روزے سے ممانعت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

١٧٦٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوْا : اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ : "اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ ، اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

١٧٦٧: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "بے شک میں تم جیسا نہیں۔ بے شک مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے"۔ بخاری و مسلم۔ بخاری کے لفظ ہیں۔

٣٤٨ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْجُلُوْسِ عَلٰى قَبْرٍ

بَاب: قبر پر بیٹھنے کی حرمت

١٧٦٨ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٦٨: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کا اثر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے"۔ (مسلم)

٣٤٩ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

بَاب: قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی ممانعت

۱۷۶۹ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ، وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

۳۵۰ :بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ اِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهٖ

باب: غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے میں شدت حرمت

۱۷۷۰ :عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۰: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام بھاگ گیا اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہوگئی''۔ (مسلم)

۱۷۷۱ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :"اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ : "فَقَدْ كَفَرَ"۔

۱۷۷۱: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی'' ایک روایت میں ہے کہ ''اس نے گویا کفر کیا''۔

۳۵۱ :بَابُ تَحْرِيْمِ الشَّفَاعَةِ فِى الْحُدُوْدِ

باب: حدود میں سفارش کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [النور:٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا مرد اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہیے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو''۔ (النور)

۱۷۷۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِىْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا : مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا :وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَتَشْفَعُ فِىْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟ "ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ

۱۷۷۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بڑا اہم معلوم ہوا تو انہوں نے آپس میں کہا اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کون کلام کرے؟ دوسروں نے کہا کوئی بھی اس کی جرأت سوائے اسامہ بن زید کے نہیں کرے گا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں چنانچہ اسامہ نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: ''بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑے رتبے والا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اللہ کی قسم ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو میں

لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ " فَقَالَ: "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟" فَقَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا۔

اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا''۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے حضورؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پھر آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم اے اسامہ! اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟'' اسامہ نے کہا یا رسول اللہؐ میرے لئے استغفار فرمائیے۔ پھر اس عورت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

۳۵۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَآءِ وَنَحْوِهَا

بَاب: لوگوں کے راستے اور سائے اور پانی وغیرہ کے مقامات پر پاخانہ کرنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذاء پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کو اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۷۷۳: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ" قَالُوْا: "وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: "الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ایک راستے میں پاخانہ کرنا' دوسرا سایہ میں پاخانہ کرنا''۔ (مسلم)

۳۵۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهٖ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

بَاب: کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت

۱۷۷٤: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

۳۵٤: بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيْلِ الْوَالِدِ بَعْضَ اَوْلَادِهٖ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ

بَاب: والد کو اپنی اولاد کے سلسلہ میں ہبہ میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے کی کراہت

۱۷۷٥: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ

۱۷۷۵: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اس جیسا عطیہ دیا؟'' تو

هٰذَا؟" فَقَالَ : لَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "فَارْجِعْهُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟ "قَالَ : لَا - قَالَ : "اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِیْ اَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ اَبِیْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ - وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "یَا بَشِیْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰی هٰذَا؟" فَقَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : "اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ قَالَ : لَا ، قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ : لَا تُشْهِدْنِیْ عَلٰی جَوْرٍ " وَفِیْ رِوَایَةٍ : "اَشْهِدْ عَلٰی هٰذَا غَیْرِیْ!" ثُمَّ قَالَ : "اَیَسُرُّكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا اِلَیْكَ فِی الْبِرِّ سَوَآءً؟" قَالَ بَلٰی ، قَالَ : "فَلَا اِذًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

انہوں نے کہا نہیں ۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے واپس لے لو'' اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے ایسا سارے لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا نہیں ۔آپؐ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو''۔ میرے والد لوٹ آئے اور وہ عطیہ واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور لڑکے بھی ہیں؟'' انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا سب کو تو نے اس جیسا غلام دیا؟'' انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''پھر مجھے گواہ مت بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ میرے علاوہ اور کسی کو گواہ بناؤ''۔ پھر فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تیرے ساتھ احسان میں سب برابر ہوں؟'' انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا ''پھر ایسا مت کرو''۔ (بخاری ومسلم)

۲۵۵ :بَابُ تَحْرِیْمِ اِحْدَادِ الْمَرْاَةِ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشَرَةَ اَیَّامٍ

باب: کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ نہیں کر سکتی البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے

۱۷۷۶ : عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْهَا اَبُوْسُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْهِ صُفْرَةُ خَلُوْقٍ اَوْ غَیْرِهٖ ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِیَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْهَا ، ثُمَّ قَالَتْ :وَاللّٰهِ مَا لِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ ، غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ :لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" قَالَتْ زَیْنَبُ :ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰی زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا حِیْنَ تُوُفِّیَ

۱۷۷۶: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابو سفیان بن حرب کی وفات ہوئی تو انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر مل لی پھر کہا: ''اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن''۔ پھر میں زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کے بھائی نے وفات پائی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور پھر

اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ :اَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ ' غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ : "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: ''خبردار! اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ ایسی عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے''۔ (بخاری ومسلم)

۳۵۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيْ وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَالْخِطْبَةِ عَلٰى خِطْبَتِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ اَوْ يَرُدَّ

بَاب: شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا' قافلوں کو آگے جا کر ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اس کی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت

مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا ردّ کرے

۱۷۷۷ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ: ''کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے خواہ اس کا وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو''۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۷۸ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى الْاَسْوَاقِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تجارتی قافلے کے سامان کو آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو اتار کر بازاروں میں لایا جائے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۷۹ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ ' وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ" فَقَالَ لَهٗ طَاوٗسٌ :مَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ؟ قَالَ :"لَا يَكُوْنُ لَهٗ سِمْسَارًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تجارتی قافلے کو آگے جا کر مت ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے''۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا ''سودا نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا کہ ''وہ اس کا دلال نہ بنے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۸۰ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ ' وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ ' وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَاَ مَا فِيْ اِنَائِهَا

۱۷۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ''کوئی دیہاتی کسی شہری کے لئے سودا کرے' دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے سے' اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے سے' اور منگنی پر منگنی کا پیغام دینے سے' عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا سوال کرنے سے تاکہ جو اس کے برتن

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي وَاَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِيِّ، وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا وَاَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ، وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں ہے وہ اپنے برتن میں پلٹ لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے قافلے کو آگے جا کر ملنے' شہری کو دیہاتی کے لئے خریدنے' عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی شرط لگانے' آدمی کو اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے' دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے اور کئی دن کا دودھ جمع کر کے فروخت سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۸۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطِبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَاْذَنَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۷۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے دوسرے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے''۔ (بخاری ومسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

۱۷۸۲: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "الْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَبْتَاعَ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَذَرَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مومن کا بھائی ہے کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ حلال ہے کہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ چھوڑ دے''۔ (مسلم)

۲۵۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ فِيْ غَيْرِ وُجُوْهِهِ الَّتِيْ اَذِنَ الشَّرْعُ فِيْهَا

باب: شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی ممانعت

۱۷۸۳: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ۔

۱۷۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق تین باتوں کو پسند اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جن تین باتوں کو وہ تمہارے متعلق پسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تم اسی ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲) تم اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور (۳) اختلاف وتفرقہ نہ ڈالو اور وہ تین ناپسندیدہ باتیں یہ ہیں: (۱) بے سود بحث وتکرار (۲) کثرت سے سوال کرنا (۳) مال کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزری۔

۱۷۸۴: وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ

۱۷۸۴: حضرت وراد' جو مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے' روایت کرتے

شُعْبَةَ فِيْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ : اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ' وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ : وَاِضَاعَةِ الْمَالِ' وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ ' وَوَاْدِ الْبَنَاتِ ' وَمَنَعَ وَهَاتِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحُهٗ۔

ہیں کہ مجھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط میں لکھوایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے آخر میں فرمایا کرتے تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ......''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اس کی ہے تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اے اللہ جو آپ دیں اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روک دیں اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلے میں کام نہیں دے سکتا'' اور یہ بھی لکھا کہ'' رسول اللہ ﷺ قیل و قال' کثرتِ سوال' ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے''۔ (بخاری و مسلم) تشریح گزر چکی۔

۳۵۸ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِشَارَةِ اِلٰى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهٖ سَوَآءٌ كَانَ جَادًّا اَوْ مَازِحًا وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

باب: کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی ممانعت خواہ مزاحاً ہو یا قصداً

اور

ننگی تلوار لہرانے کی ممانعت

۱۷۸۵ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يُشِرْ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعَ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔"وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ' قَالَ : قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ :"مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَنْزِعَ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ" قَوْلُهٗ ﷺ :"يَنْزِعُ" ضُبِطَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ وَبِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهْمَلَةِ يَرْمِيْ ' وَبِالْمُعْجَمَةِ اَيْضًا

۱۷۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کوئی شخص دوسرے مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ اس کو معلوم نہیں کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے جس سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا:''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا بے شک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خواہ اس کا وہ ماں باپ سے حقیقی بھائی ہو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول يَنْزِعُ اور کو عین مہملہ زاء مکسورہ نیز يَنْزَغُ غین معجمہ اس کے فتحہ کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے' عین مہملہ کی شکل میں معنی یہ ہے کہ وہ پھینکتا ہے اور

يَرْمِيْ وَيُفْسِدُ وَاَصْلُ النَّزْعِ : الطَّعْنُ وَالْفَسَادُ۔

غین معجمہ کی شکل میں پھینکنے اور فساد کرنے کا معنی ہے جب کہ ''نَزْعَ'' کا اصل معنی نیزہ مارنا اور فساد کرنا ہے۔

۱۷۸۶ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۸۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تلوار سانتی ہوئی (ننگی) پکڑائی جائے۔(ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۳۵۹ : بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلَّا لِعُذْرٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوْبَةَ

بَاب: مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے نکلنے کی کراہت مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے

۱۷۸۷ : عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ ' فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِيْ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ' فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ :اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۷: حضرت ابی شعثاء کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی۔ مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ نے اس کو دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔(مسلم)

۳۶۰ : بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيْحَانِ لِغَيْرِ عُذْرٍ!

بَاب: بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد کرنے کی کراہت

۱۷۸۸ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهٗ، فَاِنَّهٗ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ' طَيِّبُ الرِّيْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو ریحان پیش کی جائے پس وہ اس کو واپس نہ کرے وہ ہلکی پھلکی چیز ہے' عمدہ خوشبو والی ہے''۔(مسلم)

۱۷۸۹ :وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہ فرماتے تھے۔(بخاری)

۳۶۱ : بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيْفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ اِعْجَابٍ وَّنَحْوِهٖ ' وَجَوَازِهٖ لِمَنْ

بَاب: مُنہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے جس کے خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو

اُمِنَ ذٰلِكَ فِيْ حَقِّهٖ!

۱۷۹۰ : عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِيْ عَلٰى رَجُلٍ وَّيُطْرِيْهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ : "اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْاِطْرَآءُ" اَلْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ۔

۱۷۹۱ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "وَيْحَكَ! قَطَعْتُ عُنُقَ صَاحِبِكَ" يَقُوْلُهٗ مِرَارًا "اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ : اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذٰلِكَ وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكّٰى عَلَى اللّٰهِ اَحَدٌ"۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۷۹۲ : وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ الْحَصْبَآءَ : فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ : مَا شَاْنُكَ؟ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ فِي النَّهْيِ ، وَجَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَطَرِيْقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ اَنْ يُّقَالَ : اِنْ كَانَ الْمَمْدُوْحُ عِنْدَهٗ كَمَالُ اِيْمَانٍ

اس کے حق میں جائز ہے

۱۷۹۰: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا'' یا ''تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی''۔ (بخاری ومسلم)

اَلْاِطْرَآءُ: تعریف میں مبالغہ۔

۱۷۹۱: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا گیا پس ایک آدمی نے اس کی اچھی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپؐ نے اس کو کئی مرتبہ فرمایا اگر تم نے ہر صورت میں تعریف کرنی ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا ہے اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو۔ اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاک بازی کا دعویٰ مت کرے۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۹۲: حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ' مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصداً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

یہ احادیث تو ممانعت کی ہیں اور بہت ساری صحیح احادیث اس کے جواز کی بھی ہیں علماء نے ان احادیث کو اس طرح جمع کیا کہ اگر ممدوح شخص ایمان و یقین میں کامل ہو اور ریاضت نفس اور پوری معرفت بھی اس کو حاصل ہے وہ تعریف سے فتنے میں مبتلا نہ ہو اور وہ

وَيَقِيْنٍ ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ وَلَا يَغْتَرُّ بِذٰلِكَ ، وَلَا تَلْعَبُ بِهٖ نَفْسُهٗ ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَّلَا مَكْرُوْهٍ ، وَّاِنْ خِيْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ كُرِهَ مَدْحُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ كَرَاهَةً شَدِيْدَةً ، وَعَلٰى هٰذَا التَّفْصِيْلِ تُنَزَّلُ الْاَحَادِيْثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِيْ ذٰلِكَ - وَمِمَّا جَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ قَوْلُهٗ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : "اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" : اَيْ مِنَ الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيْعِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهَا - وَفِي الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ : "لَسْتَ مِنْهُمْ" : اَيْ لَسْتَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ اُزُرَهُمْ خُيَلَآءَ وَقَالَ لِعُمَرَ : "مَا رَاٰكَ الشَّيْطٰنُ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ" وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْاِبَاحَةِ كَثِيْرَةٌ وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ اَطْرَافِهَا فِيْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ۔

٣٦٣ : بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنْ بَلَدٍ وَّقَعَ فِيْهَا الْوَبَآءُ فِرَارًا مِّنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُوْمِ عَلَيْهِ!

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ [النساء:٧٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة:١٩٥]

١٧٩٣ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهٗ اُمَرَآءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهٗ - فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ . فَقَالَ لِيْ عُمَرُ : اُدْعُ لِيَ

دھوکے میں پڑے اور نہ ہی اس کا نفس اس کے ساتھ کھیلے تو اس وقت تعریف منہ پر نہ حرام ہے نہ مکروہ اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں کسی کا خطرہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے اور اس تفصیل پر احادیث مختلف جمع ہو جائیں گی۔ جواز کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ''مجھے اُمید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو جنت کے سب دروازوں میں سے پکارا جائے گا''۔ اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ''تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکاتے ہیں''۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے''۔

اس باب میں اباحت کے جواز کی بہت ساری روایات جن میں سے کچھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کی ہیں۔

باب ۷: اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے (کی کراہت) جہاں وباء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے وباء ہو وہاں آنے کی کراہت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پا لے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعہ میں ہو''۔ (النساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو''۔ (البقرۃ)

۱۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب جب شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو لشکروں کے امراء' ابوعبیدہ اور ان کے اصحاب ملے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہاجرین اوّلین کو بلا لاؤ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے

الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا – فَقَالَ بَعْضُهُمْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَّلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ– وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ – فَقَالَ : ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ – ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ : ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ – ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَّشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِّنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوْا : نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ ، فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ : اِنِّيْ مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ ، فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ : اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ : لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ! وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ ، نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ ، اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَّالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟ قَالَ : فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ ، فَقَالَ : اِنَّ عِنْدِيْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا

مشورہ کیا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے پس انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ آپ اس کام سے رجوع کریں۔ دوسروں نے کہا آپ کے پاس بقیہ لوگ اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم نہیں خیال کرتے کہ آپ ان سے آگے بڑھ کر اس وباء میں جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر مجھے کہا کہ انصار کو بلاؤ پس میں نے ان کو بلایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اس طرح اختلاف کیا جیسا کہ انہوں نے کیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے بوڑھے لوگوں میں سے بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی۔ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف کیا بلکہ سب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں اور اس وباء کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ہم صبح واپسی کے لئے سوار ہوں گے تم بھی تیاری کر لو۔ اس پر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ یہ بات اے ابوعبیدہ تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف ناپسند کرتے تھے)۔ آپؓ نے فرمایا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں تم یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں کہ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قحط زدہ۔ کیا ایسا نہیں کہ اگر آپ اونٹوں کو سرسبز حصے میں چرائیں گے تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ قحط زدہ حصہ میں جائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے غائب تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن عوف ایک ایسی شخصیت معلوم ہوتے ہیں (یعنی شاید انہیں علم ہو) انہوں نے فرمایا میں نے رسول

تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ" فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْعُدْوَةُ :جَانِبُ الْوَادِىْ۔

١٧٩٤ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ :"اِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُوْنَ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ فِيْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٦٣ :بَابُ التَّغْلِيْظِ فِىْ تَحْرِيْمِ السِّحْرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة:٢: ١٠٢] الاية.

١٧٩٥ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ : الشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاَكْلُ الرِّبَا ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ ، وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٦٤ :بَابُ النَّهْىِ عَنِ الْمُسَافِرَةِ بِالْمُصْحَفِ اِلٰى بِلَادِ الْكُفَّارِ اِذَا خِيْفَ وُقُوْعُهٗ بِاَيْدِى الْعَدُوِّ

١٧٩٦ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم کسی زمین کے بارے میں وباء کا سن لو تو وہاں مت جاؤ اور اگر وباء ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہِ فرار اختیار نہ کرو۔ پس عمر فاروقؓ نے اللہ کی تعریف کی کہ (ان کی رائے حضور ﷺ کی رائے کے مشابہ نکلی) اور آپ وہیں سے لوٹ آئے۔ (بخاری ومسلم)

اَلْعُدْوَةُ : وادی کا کنارہ۔

۱۷۹۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی زمین میں وبا پھیلنے کا سنو تو اس میں مت داخل ہو اور جب ایسی زمین میں واقع ہو جائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو''۔ (بخاری ومسلم)

باب: جادو کی حرمت میں شدت (سختی) کا بیان

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''سلیمان علیہ السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے''۔ (البقرۃ)

۱۷۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی کی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ حق کے ساتھ جائز ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (بخاری ومسلم)

باب: قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر سفر کرنے کی ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ ہو

۱۷۹۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اکرمؐ نے منع فرمایا کہ قرآن ساتھ لے کر (اگر بے حرمتی کا خطرہ ہوتو) دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

۳۶۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَاِنَاءِ الْفِضَّةِ فِى الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

بَابْ: کھانے پینے اور دیگر استعمالات میں سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت

۱۷۹۷ :عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَّذِىْ يَشْرَبُ فِىْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِىْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"اِنَّ الَّذِىْ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِىْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ"۔

۱۷۹۷: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے۔

۱۷۹۸ :وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ ، وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِىْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ : "هُنَّ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا وَهِىَ لَكُمْ فِى الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے ریشم اور باریک ریشم، سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ (چیزیں) ان کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے جنت میں ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِىْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِىْ صَحَافِهَا"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم موٹے ریشم کو مت پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو اور نہ اس کے پیالوں میں کھاؤ۔

۱۷۹۹ :وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ : كُنْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ ، فَجِىْءَ بِفَالُوْذَجٍ عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَلَمْ يَاْكُلْهُ فَقِيْلَ لَهٗ حَوِّلْهُ ، فَحَوَّلَهٗ عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ خَلَنْجٍ وَّجِىْءَ بِهٖ فَاَكَلَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۷۹۹: حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا تو حضرت انسؓ نے اسے نہ کھایا۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کو بدل دیں۔ انہوں نے لکڑی کے پیالے میں تبدیل کیا اور ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کھا لیا۔ (بیہقی) صحیح سند کے ساتھ۔

"اَلْخَلَنْجُ": اَلْجَفْنَۃُ۔

اَلْخَلَنْجُ: پیالا۔

۳۶۶: بَابُ تَحْرِیْمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْبًا مُّزَعْفَرًا

باب: مرد کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی حرمت

۱۸۰۰: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَھَی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۸۰۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (بخاری اور مسلم)

۱۸۰۱: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: رَاَی النَّبِیُّ ﷺ عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعَصْفَرَیْنِ فَقَالَ: "اُمُّکَ اَمَرَتْکَ بِھٰذَا؟" قُلْتُ: اَغْسِلُھُمَا؟ قَالَ: "بَلْ اَحْرِقْھُمَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ، فَقَالَ: "اِنَّ ھٰذَا مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصفر (زرد رنگ) سے رنگے ہوئے دو کپڑے مجھے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا تیری والدہ نے ان کے پہننے کا حکم دیا؟ میں نے کہا، کیا میں ان کو دھو ڈالوں؟ فرمایا بلکہ جلا دو۔ ایک روایت میں ہے یہ کفار کے کپڑے ہیں۔ پس ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

۳۶۷: بَابُ النَّھْیِ عَنْ صَمْتِ یَوْمٍ اِلَی اللَّیْلِ

باب: دن سے رات تک خاموش رہنے کی ممانعت

۱۸۰۲: عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: "لَا یُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ یَوْمٍ اِلَی اللَّیْلِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۸۰۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور دن سے رات تک خاموش ہونے کی حیثیت نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

قَالَ الْخَطَّابِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ: کَانَ مِنْ نُسُکِ الْجَاھِلِیَّۃِ الصُّمَاتُ فَنُھُوْا فِی الْاِسْلَامِ عَنْ ذٰلِکَ وَاُمِرُوْا بِالذِّکْرِ وَالْحَدِیْثِ بِالْخَیْرِ۔

امام خطابی نے اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ دور جاہلیت (قبل از اسلام) میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی جبکہ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر یا اچھی بات کا حکم دیا گیا۔

۱۸۰۳: وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ: دَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی امْرَاَۃٍ مِّنْ اَحْمَسَ یُقَالُ لَھَا زَیْنَبُ، فَرَاٰھَا لَا تَتَکَلَّمُ فَقَالَ: مَا لَھَا لَا تَتَکَلَّمُ؟ فَقَالُوْا: حَجَّتْ مُصْمِتَۃً – فَقَالَ لَھَا: تَکَلَّمِیْ فَاِنَّ ھٰذَا لَا

۱۸۰۳: قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا تھا۔ اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہے کہ یہ بات نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا کہ اس نے خاموش رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: تُو بات کر یہ خاموشی اسلام میں

يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

جائز نہیں بلکہ جاہلیت کا وطیرہ ہے پس اس نے بات چیت شروع کر دی۔ (بخاری)

٣٦٨ :بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الْإِنْسَانِ إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرَ مَوَالِيهِ

بَاب: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی کی نسبت کرنے کی حرمت

١٨٠٤ :عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے دوسرے کے باپ کی طرف نسبت کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں پس جنت اس پر حرام ہے''۔

١٨٠٥ :وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو وہ کفر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٠٦ :وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكِ ابْنِ طَارِقٍ قَالَ : رَأَيْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : لَا وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : "الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ، وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمٰى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ

۱۸۰۶: حضرت یزید بن شریک بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا۔ اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں۔ سوائے کتاب اللہ کے اور وہ جو کہ اس صحیفے اور دستاویز میں ہیں پھر اس صحیفے کو پھیلا دیا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کے احکام تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیر سے ثور تک کا علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادت اور نفلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ مسلمان کا عہد ایک ہے۔ جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا۔ اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔ جس نے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی' یا اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی۔ اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ' لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ'

"ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ" : اَیْ عَهْدُهُمْ وَاَمَانَتُهُمْ- "وَاَخْفَرَهٗ" نَقَضَ عَهْدَهٗ – "وَالصَّرْفُ" : التَّوْبَةُ ' وَقِيْلَ الْحِيْلَةُ – "وَالْعَدْلُ" الْفِدَآءُ۔

لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کی فرض و نفل کو قبول نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ سے مراد عہد اور امانت ہے۔

اَخْفَرَ: اس نے وعدہ توڑا۔

صَرْفُ: توبہ۔

عِنْدَ الْبعض: حیلہ۔ عدل: فدیہ

۱۸۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ – وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ – وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ۔

۱۸۰۷: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس آدمی نے جانتے ہوئے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی اس نے کفر کیا۔ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا' جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا دشمن اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ دشنام اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

۳۶۹ :بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنَ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ

باب: جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور:٦٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران:٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ [البروج:١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [هود:١٠٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''چاہیے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے''۔ (النور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے''۔ (البروج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اسی طرح تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں۔ بے شک تیرے ربّ کی پکڑ سخت ہے' دردناک ہے''۔ (ھود)

۱۸۰۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۳۷۰ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مَنْهِيًّا عَنْهُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ [فصلت:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ [الاعراف:٢٠١] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، اُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ [آل عمران:١٣٥] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:٣١]

١٨٠٩ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْيَقُلْ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالٰی اُقَامِرْكَ ، فَلْيَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بَابٌ : جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے اس کو کیا کرے اور کہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر شیطان کی چوک اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو''۔ (فصلت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب ان میں سے کسی شخص کو شخص شیطان کا وسوسہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہوجاتے ہیں اور اسی وقت ہی وہ دیکھنے لگتے ہیں'' (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی ان سے ہوجاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخشے گا کون اور انہوں نے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے ربّ کے ہاں بخشش ہے اور ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم سب اللہ کی بارگاہ سے اٹھے تو توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ''۔ (النور)

۱۸۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے قسم اٹھائی اور یوں کہا۔ لات و عزیٰ کی قسم تو اس کو چاہئے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور جس نے قسم اٹھائی اپنے ساتھی کی خاطر اس کو چاہئے کہ یوں کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

كتاب المنثورات والملح

١٨١٠ :عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا ، فَقَالَ : "مَا شَاْنُكُمْ؟" قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۸۱۰: حضرت نواس بن سمعانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا تو کبھی اس کو حقیر اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ وہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں ہے کہ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے ہم میں اس کا اثر دیکھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا

ﷺ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ: اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ، وَاِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ، وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ: اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَّعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ؟ قَالَ: "اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ" قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: "لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ؟ قَالَ: كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا: اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا

یارسول اللہ! آپؐ نے صبح دجال کا ذکر کیا تو کبھی آپؐ نے اس کو بڑا حقیر اور کبھی اس کو اونچا دکھایا یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ توان کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں دجال کے غیر کا زیادہ خوف ہے اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہو گیا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں اس کا خروج ہوا تو پھر ہر شخص اپنے نفس کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر جانشین ہوگا۔ (یاد رکھو) وہ دجّال نوجوان اور گھنگھریالے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ اُبھرنے والی ہے۔ گویا اس کو عبدالعزیٰ بن قطعن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ جو آدمی اس کو پالے تو اس کو چاہیئے کہ وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیانی راستے پر ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں اور بائیں جانب فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپؐ نے فرمایا ۴۰ دن جن میں ایک دن سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن جمعہ کے برابر اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کے مشابہ ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہے کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا ہمیں کفایت کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں تمہیں اس دن کی مقدار کا اندازہ لگانا ہوگا''۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپؐ نے فرمایا: بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو چنانچہ اس کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوگا پس ان کو دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا۔ پس وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی اور ان کے چرنے والے جانور شام کو ان کی طرف واپس لوٹیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے اور ان کے تھن پہلے سے زائد بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے پہلو وسیع ہوں گے۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے۔ وہ

فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ ، اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ ، وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِيْ اِلٰى حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهٗ ، فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ ، وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ، فَيَمُرُّ اَوَآئِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَآءٌ ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ

جس وقت ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں مال ذرا بھر نہیں رہے گا۔ اس کا گزر ویرانے پر ہو گا تو وہ اس ویرانے کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے اس طرح اس کا پیچھا کریں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے۔ پھر وہ ایک کامل آدمی کو دعوت دے گا اور تلوار سے ضرب لگا کر اس کو دو ٹکڑے کر دے گا جیسے تیر انداز کا نشانہ پھر اس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف اس حالت میں متوجہ ہو گا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہو گا اور وہ ہنس رہا ہو گا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے۔ چنانچہ وہ دمشق کے مشرقی سفید کنارے کے پاس زرد رنگ کی چادریں پہنے اتریں گے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر ہوں گے۔ جب سر جھکائیں گے' تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرف قطرے گریں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر کو پہنچے گی' تو وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ پس وہ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ بابِ لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا پس آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بات بتلائیں گے۔ وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان سے لڑائی کی طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجیں گے اس حال میں کہ وہ بلندی سے پھسلنے والے ہوں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرۂ طبریہ پر گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر عیسیٰ اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک بیل کا سر ان کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے زیادہ بہتر ہو گا۔ اللہ کے پیغمبر ان کے ساتھی اللہ کی طرف رغبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا

اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِيْ ثَمَرَكِ ، وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ ، فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ ، وَّيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : اَيْ طَرِيْقًا بَيْنَهُمَا وَقَوْلُهٗ "عَاثَ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ ، وَالْعَيْثُ : اَشَدُّ الْفَسَادِ – "وَالذُّرٰى" : الْاَسْنِمَةُ "وَالْيَعَاسِيْبُ" : ذُكُوْرُ النَّحْلِ "وَجِزْلَتَيْنِ" : اَيْ قِطْعَتَيْنِ "وَالْغَرَضُ": الْهَدَفُ الَّذِيْ يُرْمٰى اِلَيْهِ بِالنُّشَّابِ اَيْ يَرْمِيْهِ رَمْيَةً كَرَمْيَةِ النُّشَّابِ اِلَى الْهَدَفِ – "وَالْمَهْرُوْدَةُ" بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِيَ : الثَّوْبُ

فرمائیں گے جس سے وہ تمام اس طرح موت کا شکار ہو جائیں گے جیسے ایک نفس مرتا ہے۔ پھر عیسیٰ اور انکے ساتھی زمین پر اتریں گے اور وہ زمین پر ایک بالشت جگہ نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جس سے کوئی گھر اور کوئی حصہ خالی نہیں رہے گا۔ وہ بارش زمین کو دھو کر چکنی چٹان کی طرح کر دے گی پھر زمین کو کہا جائیگا تو اپنے پھل اُگا اور برکت لوٹا۔ چنانچہ ایک جماعت انار کو کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے کام لے سکے گی اور دودھ میں برکت کر دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کیلئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کو کافی ہو جائیگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نچلے حصے کو متاثر کریگی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض کر لی جائیگی اور شریر ترین لوگ رہ جائینگے' وہ آپس میں اس طرح جماع کرینگے جیسے گدھے سرعام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ :شام وعراق کا درمیانی راستہ:

عَاثَ : سخت فساد۔

الذُّرٰى: کوہان۔

يَعَاسِيْبُ :شہد کی مکھی۔

جِزْلَتَيْنِ: دو ٹکڑے۔

الْغَرَضُ : وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو تیر کے نشانے کی طرح پھینکے گا۔

اَلْمَهْرُوْدَةُ: دال مہملہ اور معجمہ دونوں کے ساتھ رنگے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔

لَايَدَانِ: طاقت نہیں۔

الْمَصْبُوْغُ – قَوْلُهٗ "لَا يَدَانِ" : اَیْ لَا طَاقَةَ : "وَالنَّغَفُ" دُوْدٌ "وَفَرْسٰی" جَمْعُ فَرِيْسٍ ، وَهُوَ الْقَتِيْلُ "وَالزَّلَقَةُ" : بِفَتْحِ الزَّاءِ وَاللَّامِ وَالْقَافِ – وَرُوِیَ الزُّلْفَةُ بِضَمِّ الزَّاءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ وَهِیَ : الْمِرْاٰةُ "وَالْعِصَابَةُ" الْجَمَاعَةُ "وَالرِّسْلُ" بِكَسْرِ الرَّآءِ : اللَّبَنُ "وَاللِّقْحَةُ" اللَّبُوْنُ – "وَالْفِئَامُ" بِكَسْرِ الْفَآءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ الْجَمَاعَةُ – وَالْفَخِذُ" مِنَ النَّاسِ : دُوْنَ الْقَبِيْلَةِ۔

نَغَفُ: کیڑا۔
فَرْسٰی: مقتول۔
الزَّلَقَةُ: آئینہ جماعت۔
الْعِصَابَةُ: جماعت۔
اللَّبَنُ: دودھ۔
اللِّقْحَةُ: دودھ والی۔
فِئَامُ: جماعت۔
الْفَخِذُ: قبیلہ سے چھوٹی جماعت یعنی خاندان' کنبہ یا گھرانہ۔

۱۸۱۱ : وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ اِلٰی حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ حَدِّثْنِیْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الدَّجَّالِ قَالَ : اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ ، وَاِنَّ مَعَهٗ مَآءً وَّنَارًا ۔ فَاَمَّا الَّذِیْ يَرَاهُ النَّاسُ مَآءً فَنَارٌ تُحْرِقُ – وَاَمَّا الَّذِیْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَآءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ : طَيِّبٌ" – فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ : وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهٗ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۱۱: حضرت ربعی بن حراس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابومسعود انصاری کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں گئے۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا' تم مجھ سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجّال کے متعلق سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک دجّال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا پھر جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ خیال کرتے ہوں گے وہ عمدہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' میں نے بھی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۱۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِیْ اُمَّتِیْ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ ، لَا اَدْرِیْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰی عِيْسَی ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰی

۱۸۱۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''دجّال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک ٹھہرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو کے درمیان کوئی دشمنی کا نام ونشان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کوئی ایک شخص جس کے دل میں ذرّہ کی مقدار بھر ایمان ہوگا وہ بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر

عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَیْرٍ اَوْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰی لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِیْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَقْبِضَهٗ فَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ فِیْ خِفَّةِ الطَّیْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا یَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا ، وَّلَا یُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا ، فَیَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ فَیَقُوْلُ :اَلَا تَسْتَجِیْبُوْنَ؟ فَیَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَیَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ ، وَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَیْشُهُمْ ، ثُمَّ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَلَا یَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰی لِیْتًا وَّرَفَعَ لِیْتًا ، وَاَوَّلُ مَنْ یَّسْمَعُهٗ رَجُلٌ یَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَیَصْعَقُ وَیَصْعَقُ النَّاسُ حَوْلَهٗ، ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ اَوْ قَالَ یُنْزِلُ اللّٰهُ – مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ اَوِ الظِّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ، ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ، ثُمَّ یَقُوْلُ :یٰاَیُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ ، وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ثُمَّ یُقَالُ : اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَیُقَالُ :مِنْ كَمْ؟ فَیُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ، فَذٰلِكَ یَوْمٌ یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا، وَذٰلِكَ یَوْمٌ یُّكْشَفُ عَنْ سَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اللِّیْتُ" صَفْحَةُ الْعُنُقِ وَمَعْنَاهُ یَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهٖ وَیَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْاُخْرٰی۔

کوئی شخص پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوگا تو بھی وہ ہوا اس پر داخل ہوکر اُس کی روح قبض کرلے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور پیچھا کرنے میں درندوں جیسی خون خواری ہو گی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی خیال کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے مثالی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ لوگ کہیں گے تو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ پس وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ اس کے باوجود ان کے ہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔ پھر صور میں پھونک ماردی جائے گی جو بھی اس کی آواز سنے گا۔ اپنی گردن کبھی اس کی طرف جھکائے گا اور کبھی اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص جو اس آواز کو سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لیپ رہا ہوگا۔ وہ اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور دوسرے لوگ بھی۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا یا اُتارے گا جو پھوار جیسی ہو گی جس سے انسانی اجسام اُگیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت لوگ کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! اپنے ربّ کی طرف آؤ (فرشتوں کو کہا جائے گا) ان کو کھڑا کرو اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا ان میں سے جہنمیوں کا گروہ نکال لو۔ پس فرشتوں کی طرف سے عرض کیا جائے گا کتنوں میں کتنے؟ تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹)۔ پس یہی دن ہوگا۔ (جو غم کی وجہ سے) بچوں کو بوڑھا کردے گا اور یہی دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی (مسلم)

اللِّیْتُ: گردن کی طرف۔ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور دوسرا اٹھائے گا۔

۱۸۱۳ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَیْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَیَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةَ ، وَلَیْسَ نَقْبٌ مِّنْ

۱۸۱۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شہر ایسا نہیں کہ جس کو دجّال روندے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ ان کے ہر پہاڑی راستے پر

اَنْقَابِهِمَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَآفِّيْنَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٨١٤ :وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اِصْبِهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٨١٥ :وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ :"لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٨١٦ :وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرَ مِنَ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٨١٧ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَتَلَقَّاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ - فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اِلٰى اَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُوْلُ :اَعْمِدُ اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ- فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُوْلُ : مَا بِرَبِّنَا خَفَآءٌ! فَيَقُوْلُوْنَ : اقْتُلُوْهُ فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهُ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهِ اِلَى الدَّجَّالِ ، فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا الدَّجَّالَ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَيَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَبَّحُ فَيَقُوْلُ : خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ ، فَيُوْسَعُ

فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے پس وہ مدینہ میں ریتلی زمین پر اترے گا تو مدینہ تین زلزلوں سے لرز جائے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے''۔ (مسلم)

۱۸۱۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہودی جن پر سبز رنگ کے جبے ہوں گے وہ دجال کی اتباع کریں گے''۔ (مسلم)

۱۸۱۵: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوں گے''۔ (مسلم)

۱۸۱۶: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ خطرناک نہیں''۔ (مسلم)

۱۸۱۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دجال نکلے گا تو اس کی طرف ایک مؤمن جائے گا۔ پس اس کی دجال کے پہرے داروں سے ملاقات ہوگی وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہے گا میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جس نے خروج کیا ہے یعنی دجال۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے ربّ پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مؤمن کہے گا ہمارے ربّ کی ذات میں تو خفاء نہیں (بلکہ وہ قدرتوں سے ظاہر ہے) وہ آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کر دو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہارے ربّ نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کر رکھا؟ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے آئیں گے۔ جب مؤمن اسے دیکھے گا تو کہے گا یہی وہ دجال ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ دجال ان کے متعلق حکم دے گا۔ اس کو پیٹ کے بل لٹا دو۔ پھر کہے گا اس کو پکڑو اور اس کے سر پر زخم لگاؤ۔ پھر اس کی پیٹھ

ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا: فَيَقُولُ :اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ! فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ، ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِيْ؟ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً ، ثُمَّ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ ، فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا فَيَاْخُذُهُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ اَنَّهٗ قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ بِمَعْنَاهُ "اَلْمَسَالِحُ" اَلْخُفَرَآءُ وَالطَّلَائِعُ۔

اور پیٹ پر ضربات سے چپٹا کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے دجّال کہے گا کیا تُو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا تو مسیح کذاب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حکم دیا جائے گا اور اس کو آرے کے ساتھ دو ٹکڑوں میں چیر دیا جائے گا۔ پھر دجّال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ پھر اسے حکم دے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجّال اس سے پوچھے گا کیا تُو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ پس وہ جواب دے گا میری تیرے متعلق بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ مؤمن کہے گا۔ اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔ پس دجّال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا لہٰذا دجّال اس کے قتل کا کوئی راستہ نہیں پائے گا۔ تو دجّال اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں پھینک دے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے مگر حقیقت میں وہ جنت میں ڈالا گیا۔ پس رسول اللہؐ نے فرمایا یہ شخص ربّ العالمین کے ہاں شہادت میں اس زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑا ہوگا۔ (مسلم) بخاری نے بھی اسی کے ہم معنی بعض حصے کو روایت کیا ہے۔

اَلْمَسَالِحُ: پہریدار اور جاسوس۔

۱۸۱۸ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهٗ ، وَاِنَّهٗ قَالَ لِيْ :"مَا يَضُرُّكَ" قُلْتُ :اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ :اِنَّ مَعَهٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهْرَ مَآءٍ، قَالَ :"هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۱۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجّال کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا اور کسی نے نہیں پوچھا اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا' وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کو بچالینا ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۱۹ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ ، اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار بے شک وہ کانا ہے اور بلا شبہ تمہارا ربّ کانا نہیں اور اس کی آنکھوں کے درمیان ک' ف' ر لکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

١٨٢٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِیٌّ قَوْمَهٗ :اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ یَجِیْءُ مَعَهٗ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کو وہ بات دجال کے بارے میں نہ بتاؤں' جو کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں بتائی؟ بلاشبہ وہ کانا ہے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی چیز ہوگی پس جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٢١ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَیْنَ ظَهْرَانِیِ النَّاسِ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی كَاَنَّ عَیْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا لوگوں کے درمیان تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ خبردار مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے' اس کی آنکھ گویا اُبھرنے والا انگور ہے''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٢٢ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَهُوْدَ حَتّٰی یَخْتَبِیَ الْیَهُوْدِیُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَیَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ : یَا مُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ خَلْفِیْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْیَهُوْدِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے۔ یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر اور درخت مسلمان کو کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوائے غرقد نالی درخت کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٢٣ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُ :یَالَیْتَنِیْ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَیْسَ بِهِ الدِّیْنُ ، مَا بِهٖ اِلَّا الْبَلَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کا گذر قبر کے پاس سے ہوگا تو وہ آدمی اس قبر پر لوٹ پوٹ ہوکر کہے گا۔ کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ بات دین کی حفاظت کی غرض سے نہیں ہو گی بلکہ اس کا سبب دنیا کی مصیبت ہوگی''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٢٤ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ یُقْتَتَلُ عَلَیْهِ فَیُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ –

۱۸۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو اس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے جن

فَيَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ :لَعَلِّي اَنْ اَكُوْنَ اَنَا اَنْجُوْا " وَفِيْ رِوَايَةٍ : يُوْشِكُ اَنْ يَّحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا شاید کہ میں نجات پاؤں'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''قریب ہے کہ فرات سے سونے کا ایک بڑا خزانہ ظاہر ہو جو آدمی اس وقت موجود ہو اس میں سے ذرّہ بھر بھی نہ لے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۲۵ :وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ، وَاٰخِرُ مَنْ يُّحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُّزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا ، حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۵: حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں: ''لوگ مدینہ کو ہر قسم کی سہولت ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور وہاں عوافی کا مسکن بن جائے گا۔ عوافی سے مراد درندے اور پرندے ہیں۔ آخری وہ آدمی جن پر قیامت قائم ہوگی وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو مدینہ کی طرف رخ کئے اپنی بکریوں کو ہانک کر لا رہے ہوں گے کہ اسے وحشیوں کا مسکن پا کر واپس لوٹیں گے۔ وہ چلتے ہوئے ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے''۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۲۶ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"يَكُوْنُ خَلِيْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِكُمْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَحْثُوا الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۲۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک خلیفہ تمہاری طرف آخری زمانے میں ہوگا جو مال اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کے دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا''۔ (مسلم)

۱۸۲۷ :وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَاْخُذُهَا مِنْهُ ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۲۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر چکر لگاتا پھرے گا مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ چالیس چالیس عورتیں اس کی پناہ میں اس کے پیچھے ہوں گی اور اس کا سبب آدمیوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی''۔ (مسلم)

۱۸۲۸ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اشْتَرٰى رَجُلٌ مِّنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِيْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَشْتَرِيْتُ الذَّهَبَ ، وَقَالَ الَّذِيْ

۱۸۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی۔ زمین کے خریدار نے اس زمین میں سے ایک گھڑا پایا جس میں سونا (بھرا ہوا) تھا۔ پس اُس نے اِس شخص کو کہا جس سے زمین خریدی تھی تو اپنا سونا لے لے۔ بے شک میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے تجھے زمین سب

لَهُ الْاَرْضَ : اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا ، فَتَحَاكَمَا اِلٰى رَجُلٍ ، فَقَالَ الَّذِىْ تَحَاكَمَا اِلَيْهِ: اَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ اَحَدُهُمَا لِىْ غُلَامٌ ، وَقَالَ الْاٰخَرُ :لِىْ جَارِيَةٌ قَالَ :اَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقَا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَدَّقَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کچھ سمیت بیچی۔ دونوں نے ایک آدمی کو فیصل بنایا۔ اس شخص نے جس کو فیصل بنایا گیا ان سے کہا کہ تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کردو اور ان دونوں پر اس سونے کو خرچ کردو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کردیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۹ : وَعَنْهُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ : لِصَاحِبَتِهَا : اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى :اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ ، فَتَحَاكَمَا اِلٰى دَاوٗدَ ﷺ ، فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى ، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ ﷺ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِىْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى : لَا تَفْعَلْ ، رَحِمَكَ اللّٰهُ ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ ایک نے ان میں سے دوسری کو کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دوسری نے کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دونوں نے فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس بچے کا فیصلہ بڑی کے حق میں کردیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور اس کی انہیں اطلاع دی تو اس پر انہوں نے کہا۔ میرے پاس چاقو لے آؤ۔ میں اس کو دونوں کے درمیان دو ٹکڑے کردیتا ہوں۔ چھوٹی کہنے لگی' اللہ آپ کا بھلا کرے ایسا مت کریں وہ اسی کا بیٹا ہے۔ پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے اس کا فیصلہ کردیا''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۳۰ :وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِىُّ ﷺ :"يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ، وَيَبْقٰى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيْرِ ، اَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۸۳۰: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے۔ جن کی اللہ پاک کو کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی''۔

(بخاری)

۱۸۳۱ :وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِىِّ ﷺ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ :"مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ" اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ :وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ" رَوَاهُ

۱۸۳۱: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''سب مسلمانوں میں افضل'' یا اسی طرح کا کوئی لفظ آپؐ نے فرمایا۔ جبرائیل کہنے لگے اسی طرح وہ فرشتے بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے' وہ فرشتوں میں افضل

الْبُخَارِيُّ۔

شمار ہوتے ہیں''۔ (بخاری)

۱۸۳۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب اللہ کسی قوم پر (عام) عذاب اتارتے ہیں تو یہ ان سب کو پہنچتا ہے جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بعثت ان کے اعمال کے مطابق ہوگی''۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۳۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ جِذْعٌ يَقُوْمُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِيْ فِي الْخُطْبَةِ- فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ - وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ : "بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تنا تھا۔ جس کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ جب منبر بنا دیا گیا تو ہم نے اس ستون سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی جیسی آواز سنی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔ پس وہ پرسکون ہوگیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو کھجور کے اس تنے نے چیخ ماری' جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے بچی جیسی چیخ ماری' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ ملایا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو خاموش کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس لئے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا''۔ (بخاری)

۱۸۳٤ : وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا ، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا ، وَحَرَّمَ اَشْيَآءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَآءَ رَحْمَةً لَّكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ۔

۱۸۳۴: حضرت ابی ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں پس ان کو ہرگز ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس اس کی حرمت کومت توڑو اور کچھ چیزوں سے رحمت کے طور پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ بھول کر ان کو نہیں چھوڑا پس ان میں کریدمت کرو۔ (دارقطنی وغیرہ)

حدیث حسن ہے۔

۱۸۳۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ

۱۸۳۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی۔ ہم آپؐ کے ساتھ کھانے میں مکڑی استعمال کرتے رہے۔ (بخاری ومسلم)

١٨٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٣٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَآءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيْلِ ' وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ ' وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَّا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہی جن سے اللہ قیامت کے دن (رحمت سے) کلام نہ فرمائیں گے' نہ (شفقت سے) ان کی طرف دیکھیں گے' نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) وہ آدمی کہ ویرانہ میں اس کے پاس بچا ہوا پانی تھا مگر اس نے مسافر کو اس سے روک دیا۔ (۲) جس نے کسی آدمی کے ہاتھ عصر کے بعد سامان فروخت کیا اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس نے اسی قیمت پر لیا ہے۔ پس خریدار نے اس کو سچا جانا حالانکہ وہ اس کے برعکس تھا۔ (۳) جس نے کسی امیر کی بیعت دینوی مفاد کی خاطر کی۔ پھر اس امیر نے اگر دنیا دی تو وفا کی' وگرنہ بے وفائی کی۔ (بخاری ومسلم)

١٨٣٨ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ" قَالُوْا : يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ اَبَيْتُ ' قَالُوْا : اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ : اَبَيْتُ – قَالُوْا : اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا؟ قَالَ : اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَیْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ ' فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ ' ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا' اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن؟' کہا' مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے دوبارہ کہا' کیا چالیس سال۔ کہا مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا' کیا چالیس مہینے؟ جواب دیا' مجھے معلوم نہیں اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی سوائے دم کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔ پھر اللہ آسمان سے بارش اُتاریں گے۔ پس انسان اس طرح زمین سے اُگیں گے جس طرح سبزی''۔ (بخاری ومسلم)

١٨٣٩ : وَعَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ : مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ – فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : سَمِعَ مَا قَالَ

۱۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا' قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے اپنا بیان جاری رکھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا آپؐ نے سن تو لیا جو اعرابی نے کہا ہمگر اس کی بات کو

فَكَرِهَ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَّمْ يَسْمَعْ، حَتّٰى اِذَا قَضٰى حَدِيْثَهٗ قَالَ: "اَيْنَ السَّآئِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟" قَالَ: هَا اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ: "اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ: كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ: "اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ناپسند فرمایا اور بعض نے کہا بلکہ آپؐ نے سنا ہی نہیں۔ جب آپؐ اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا۔ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے پوچھا: اس کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جب معاملہ نااہل کے سپرد کیا جائے تو تُو قیامت کا انتظار کر''۔ (بخاری)

۱۸۴۰: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُصَلُّوْنَ لَكُمْ: فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَاِنْ اَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حاکم تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بھی اجر۔ اگر وہ غلطی کریں تو تمہارے لئے اجر اور اُن کے لئے بوجھ۔

۱۸۴۱: وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَاْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْاِسْلَامِ۔

۱۸۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ﴾ والی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ (بخاری)

۱۸۴۲: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ۔

مَعْنَاهُ: يُؤْسَرُوْنَ وَيُقَيَّدُوْنَ ثُمَّ يُسْلِمُوْنَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔

۱۸۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا' اس کا معنی اس کو قید کیا جانا ہے۔ پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

۱۸۴۳: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک علاقوں میں سب سے بہتر مقامات مسجدیں ہیں اور علاقوں کے سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں''۔ (مسلم)

۱۸۴۴: وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ: لَا تَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهَا، فَاِنَّهَا

۱۸۴۴: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو 'تُو سب سے پہلا بازار میں داخل ہونے والا نہ بن اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن کیونکہ بازار شیطان کے اڈے ہیں

مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا، وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَكُنْ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ ، وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهَا ، فِيْهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ"۔

اورانہی میں شیطان اپنے جھنڈے گاڑتا ہے۔(مسلم)

علامہ برقانی نے اپنی صحیح میں سلمان سے اس طرح روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تُو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن۔ بازار میں شیطان انڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے''۔

۱۸۴۵ : وَعَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ – قَالَ : وَلَكَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهُ: اسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ : نَعَمْ– وَلَكَ ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ : "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۵: حضرت عاصم احول نے عبداللہ بن سرجسؓ سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیری بھی۔ عاصم کہتے ہیں میں نے عبداللہ سے کہا کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کیا ہے؟ (کیا آپؐ نے کہا) اور تیرے لئے بھی اور پھر یہ آیت پڑھی اور استغفار کر' تُو اپنی لغزش پر اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے''۔(مسلم)

۱۸۴۶ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى :اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۴۶: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے' جب تو حیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر''۔(بخاری)

۱۸۴۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : " اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۴۷: حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا فیصلہ قیامت کے دن خونوں کے متعلق ہوگا۔(بخاری ومسلم)

۱۸۴۸ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خُلِقَتِ الْمَلَآئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ ، وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جنات آگ کے شعلے سے اور آدم اس سے جو تمہیں بیان کیا گیا'' (یعنی مٹی سے)۔(مسلم)

۱۸۴۹ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْاٰنَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ جُمْلَةِ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ۔

۱۸۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ مسلم نے بھی حدیث کے سلسلے میں یہ بیان فرمایا۔

۱۸۵۰ : وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

۱۸۵۰: حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

"مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ" فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قَالَ : "لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فرمایا: ''جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سارے ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جب مؤمن کو اللہ کی رحمت اور اس کی رضامندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

۱۸۵۱ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهُ اَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِاَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ ﷺ اَسْرَعَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ" فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْ قَالَ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۱: حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے تو میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے بات چیت کے بعد جب واپسی کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں دو انصاری آدمیوں کا گزر ہوا۔ پس جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو جلدی قدم اٹھائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: ''ٹھہر جاؤ' یہ صفیہ بنت حیی ہے''۔ دونوں نے کہا' سبحان اللہ' یا رسول اللہ (کیا ہم آپ کے متعلق بدگمانی کر سکتے ہیں) پس آپ نے فرمایا: ''شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۵۲ : وَعَنْ اَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ اَنَا وَاَبُوْسُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهٗ بَيْضَاءَ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ،

۱۸۵۲: حضرت ابی الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن حاضر ہوا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے (کفار کے حملے کے باعث منتشر ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف بڑھنے کے لئے اپنے خچر کو ایڑ ھ لگانے لگے۔

وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ، وَاَبُوْسُفْيَانَ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ" قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِیْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ، فَوَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِیْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ، عَلٰى اَوْلَادِهَا- فَقَالُوْا: يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ فَاقْتَتَلُوْهُمْ وَالْكُفَّارَ، وَالدَّعْوَةُ فِی الْاَنْصَارِ، يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِیْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ: "هٰذَا حِيْنَ حَمِیَ الْوَطِيْسُ" ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ: "انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا الْقِتَالُ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فِيْمَا اَرٰى، فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْوَطِيْسُ": اَلتَّنُّوْرُ - وَمَعْنَاهُ اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ - وَقَوْلُهٗ: "حَدَّهُمْ" هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ بَاْسَهُمْ۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ عباس (رضی اللہ عنہ) بلند آواز والے آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بلند آواز میں کہا: کہاں ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے؟ پس اللہ کی قسم میری آواز سن کران کا مڑنا اسی طرح تھا جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے: لیجئے ہم حاضر' لیجئے ہم حاضر۔ پھر انہوں نے اور کفار نے آپس میں لڑائی کی۔ اس دن انصار یہ کہہ رہے تھے۔ اے انصار کے گروہ' اے انصار کے گروہ' پھر بنو حارث بن خزرج پر یہ دعوت محدود ہوگئی۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار اپنی گردن کو بلند کر کے ان کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وقت لڑائی کے زور پکڑنے کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لی اور ان کفار کے چہرے پر پھینک دیں۔ اور فرمایا' رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے وہ کفار شکست کھا گئے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی تو اپنی اسی ہیئت پر ہے جو میں نے پہلی دیکھی۔ پس اللہ کی قسم کنکریاں پھینکے جانے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی قوت کی دھار کو کند ہوتے دیکھا اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ گیا''۔ (مسلم)

الْوَطِيْسُ: تنور۔ مقصد یہ ہے کہ لڑائی میں شدت پیدا ہوگئی تھی۔

حَدَّهُمْ: دھار سے مراد ان کی جنگی صلاحیت ہے۔

۱۸۵۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ - فَقَالَ تَعَالٰى: "يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

۱۸۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہیں وہ پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ نے مؤمنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ......﴾ ''اے ایمان والو! جو

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَّقَالَ تَعَالٰى مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہم نے تمہیں روزی دی ہے' اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا چوڑا سفر کرتا ہے' پراگندہ اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف یا ربّ' یا ربّ کہہ کر دراز کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام' پینا بھی حرام' اسے حرام کی غذا بھی ملی۔ اس کی دعا پھر کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

۱۸۵۴ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ، لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَآئِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْعَائِلُ": الْفَقِيْرُ۔

۱۸۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ کلام نہ فرمائیں گے' نہ ان کو پاک کریں گے' نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) زانی' (۲) جھوٹا بادشاہ' (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

اَلْعَائِلُ: فقیر۔

۱۸۵۵ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیحان' جیحان اور فرات اور نیل یہ چاروں جنت کے دریا ہیں''۔ (مسلم)

۱۸۵٦ : وَعَنْهُ قَالَ : اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ: "خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَآءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَآءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ اٰدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اللہ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن اور درخت سوموار کے دن اور ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور اس میں چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے وقت میں پیدا فرمایا''۔ (مسلم)

۱۸۵۷ : وَعَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ اِلَّا

۱۸۵۷: ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں (جنگ) موتہ کے دن نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف چھوٹی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

صَحِيفَةٌ يَمَانِيَةٌ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(بخاری)

۱۸۵۸ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ، وَاِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهُ اَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۸: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جب حاکم نے حکم کے لئے اجتہاد کیا اور وہ اجتہاد درست ہوگیا' تو اس کو دو اجر ملیں گے اور جب حاکم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کو ایک اجر ملے گا''۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۵۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھڑک ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو''۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۶۰ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيْبُ وَارِثًا كَانَ اَوْ غَيْرَ وَارِثٍ۔

۱۸۶۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہوگیا اور اس کے ذمے روزہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے''۔ (بخاری ومسلم)' پسندیدہ بات یہ ہے کہ جس کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ مراد ولی سے قریبی رشتہ دار ہے' خواہ وہ وارث ہو' یا نہ ہو۔

۱۸۶۱ : وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الطُّفَيْلِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِيْ بَيْعٍ اَوْ عَطَاءٍ اَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا : وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ اَوْ لَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا — قَالَتْ : اَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا : نَعَمْ — قَالَتْ : هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ : لَا وَاللّٰهِ لَا اُشَفِّعُ فِيْهِ اَبَدًا، وَلَا اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْاَسْوَدِ ابْنَ عَبْدِ يَغُوْثَ وَقَالَ

۱۸۶۱: عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبداللہ بن زبیر نے اس عطیے کے بارے میں جو حضرت عائشہ کو دیا گیا تھا (اور حضرت عائشہ نے اس کو تقسیم کر دیا تھا) تو عبداللہ بن زبیر نے کہ اللہ کی قسم عائشہ (میری خالہ) ضرور ان کاموں سے باز آ جائے ورنہ میں ان پر پابندی عائد کردوں گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا عبداللہ نے واقعی یہ بات کہی ہے؟ کہا جی ہاں۔ عائشہ نے فرمایا' اللہ کی قسم میں نے نذر مان لی ہے کہ میں عبداللہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب قطع تعلق کی مدت طویل ہو گئی تو ابن زبیر نے اس کے لئے سفارش کروائی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس معاملے میں نہ سفارش مانوں گی اور نہ ہی اپنی نذر توڑنے کا گناہ کروں گی۔ جب یہ بات عبداللہ بن زبیر پر سخت تکلیف دہ ہوئی تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود سے بات

لَهُمَا : اَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ لِمَّا اَدْخَلْتُمَانِىْ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِىْ فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، حَتّٰى اَسْتَأْذَنَا عَلٰى عَآئِشَةَ فَقَالَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَآئِشَةُ ادْخُلُوْا قَالُوْا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ :نَعَم ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ ، وَلَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِىْ، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ ، وَيَقُوْلَانِ :اِنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ– فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلٰى عَآئِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِىْ ، وَتَقُوْلُ : اِنِّىْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاَعْتَقَتْ فِىْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِىْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا ، رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

چیت کی ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ کی خدمت میں، لے چلو اس لئے کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع رحمی کی نذر مانیں۔ مسور اور عبدالرحمٰن، ابن زبیر کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح اجازت طلب کی۔ آپؓ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ کہا آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کیا ہم سب۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ کو یہ علم نہ ہوا کہ عبداللہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تو جب وہ سب داخل ہو گئے تو عبداللہ اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دینے اور رونے لگے اور پردے کے باہر مسور اور عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ان سے ضرور بات کر لیں۔ حضرت عائشہ نے یہ بات قبول کر لی۔ وہ دونوں کہنے لگے نبی ﷺ نے قطع تعلقی سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپؓ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے نصیحت اور وعظ کی بہت سی باتیں کی تو حضرت عائشہ بھی ان کو روتے ہوئے نصیحت کرنے لگیں اور فرمانے لگیں میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیر سے بات کر لی۔ اور نذر کے کفارے میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ بعد میں جب کبھی وہ اس نذر کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ ان کے آنسوان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

۱۸۶۲ :وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَآءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ:"اِنِّىْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ ، وَاِنِّىْ لَاَنْظُرُ

۱۸۶۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین اُحد کی طرف تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لئے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس کو اپنے

اِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا ، وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا" قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ، وَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَ اٰخِرَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الْمِنْبَرِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ ، وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ ، وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا" وَالْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ : الدُّعَآءُ لَهُمْ ، لَا الصَّلٰوةُ الْمَعْرُوْفَةُ۔

اس مقام پر دیکھ رہا ہوں۔ خبردار! مجھے تمہارے بارے میں شرک کا خطرہ نہیں لیکن خدشہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کرنے لگو‘‘۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خطرہ ہے کہ اس میں رغبت کرنے لگو‘ آپس میں اس کی وجہ سے لڑنے لگو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔ یہ آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر آپ کا کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا‘ اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی قسم تمہارے بارے میں یہ مجھے خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو۔ مقتولین اُحد پر صلوۃ کا معنی دعا ہے۔ نہ کہ معروف نماز جنازہ۔

۱۸۶۳ : وَعَنْ اَبِيْ زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ ، فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۶۳: حضرت ابو زید عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا‘ نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا۔ نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ پس جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا تھا‘ اسکی ہمیں اطلاع دی۔ ہم میں سب سے بڑے علم والے وہی ہیں جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

۱۸۶٤ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ ، وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۶۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کو اطاعت کرنی چاہئے اور جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے‘‘۔ (بخاری)

۱۸۶٥ : وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ

۱۸۶۵: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ وَقَالَ : "كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر پھونکے مارتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۶۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً ، وَمَنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُوْنَ الْاُوْلٰى ، وَاِنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِیْ رِوَايَةٍ :"مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَفِی الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ ، وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْوَزَغُ الْعِظَامُ مِنْ سَامِّ اَبْرَصَ۔

۱۸۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کو اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنی اتنی نیکیاں پہلی سے کم اور اگر اس کو تین ضربوں میں مارا تو اس کو اتنی اتنی نیکیاں۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم۔ (مسلم)

اہل لغت فرماتے ہیں کہ اَلْوَزَغُ: سام ابرص کی قسم کا بڑا جانور (کرلا) ہے۔

۱۸۶۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ! فَقَالَ :اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ غَنِیٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِیٍّ ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِیٍّ ، فَاُتِیَ فَقِيْلَ لَهٗ: اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ ،

۱۸۶۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا۔ آج میں ضرور صدقہ کروں گا پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کر رہے تھے آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس کو ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ پر صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ بدکار عورت پر صدقہ ہو گیا۔ میں آج رات پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اس کو ایک مالدار کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔ صدقہ چور کو پہنچ گیا' زانیہ کے ہاتھ میں آیا اور مالدار کو مل گیا۔ اس کو خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ تیرا صدقہ چور پر قبول ہو گیا۔ اس لئے کہ شاید وہ چوری

وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ اللّٰهُ اَنْ يَّعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ۔

۱۸۶۸ :وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ : "اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ؟ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاظِرُ ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ ، وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ ، فَيَقُوْلُ النَّاسُ : اَلَا تَرَوْنَ مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَا بَلَغَكُمْ ، اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ : يَاٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ ، وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ ، اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ فَقَالَ : اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَاِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ: نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ : اذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ – فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ : اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى الْاَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ ، اِلٰى تَرٰى اِلٰى مَا بَلَغَنَا؟ اَلَا تَشْفَعُ

سے باز آئے اور زانیہ پر قبول ہو گیا شاید کہ وہ زنا سے پاکبازی اختیار کرے اور غنی پر بھی قبول ہو گیا شاید کہ وہ عبرت حاصل کرے اور اپنے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ بخاری نے ان لفظوں سے بیان کیا اور مسلم نے اسی معنی کو روایت کی۔

۱۸۶۸: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کے لئے دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ گوشت آپؐ کو پسند تھا۔ پس آپؐ دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے اور فرمانے لگے میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہو گا؟ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے تا کہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور دعوت دینے والے کی بات سن سکیں اور سورج لوگوں کے قریب ہو گا۔ لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک ہو گی جس کی وہ طاقت اور برداشت نہ رکھیں گے۔ لوگ کہیں گے کیا تم اس تکلیف کو دیکھ رہے ہو جس میں تم مبتلا ہو کہ وہ کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا تم نہیں غور کرتے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے لئے تمہارے ربّ کے ہاں سفارش کرے۔ پس وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ تمہارے والد آدمؑ ہیں۔ وہ سب ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم تُو سب انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور فرشتوں کو اس نے حکم دیا۔ پس انہوں نے تمہیں سجدہ کیا اور تمہیں جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپؐ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش نہیں کریں گے۔ کیا آپؐ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے ہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ پس وہ فرمائیں گے' بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا سخت غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے ناراض ہوا اور نہ ہی بعد میں وہ اس طرح ناراض ہو گا۔ اس نے مجھے درخت سے روکا' پس مجھ سے نافرمانی ہو گئی۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم نوحؑ کے پاس

لَنَا اِلٰی رَبِّكَ؟ فَیَقُوْلُ : اِنَّ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰی قَوْمِیْ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ، اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ : اذْهَبُوْا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُوْنَ : یَا اِبْرَاهِیْمُ اَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِیْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ فَیَقُوْلُ لَهُمْ : اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔

وَاِنِّیْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ : اذْهَبُوْا اِلٰی مُوْسٰی ، فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ : یَا مُوْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَی النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ فَیَقُوْلُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَّمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ ، اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ : اذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی – فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ : یَا عِیْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی : اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَلَمْ یَذْكُرْ ذَنْبًا ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ ،

جاؤ۔ پس وہ سب لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوح! آپؑ زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے' جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا آپؑ ہمارے لئے اپنے ربّ کے ہاں سفارش نہیں کرتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن بے شک میرا ربّ اتنا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس نے مجھے دعوت دینے کے لئے کہا۔ میں نے وہ دعوت اپنی قوم کو دی۔ میری جان' میری جان' میری جان۔ تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور وہ ابراہیمؑ کے پاس جا کر کہیں گے۔ اے ابراہیمؑ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اہل زمین میں اس کا خلیل ہے۔ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کر دو۔ کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے' جس میں ہم مبتلا ہیں۔ وہ انہیں فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا غضبناک ہے کہ نہ وہ پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے تین باتیں ایسے کہی تھیں جو واقعہ کے خلاف تھیں۔ مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ پس وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور کلام کے ساتھ آپؑ کو خاص کیا۔ آپ ہمارے لئے اپنے ربّ کے پاس سفارش کریں۔ کیا آپؑ اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا ناراض ہے نہ اس سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ بے شک میں نے تو ایک جان کو مار دیا تھا جس کے قتل کا مجھ کو حکم نہ تھا۔ مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ! تو اللہ کا رسول اور کلمہ ہے۔ جس کو اس نے مریمؑ کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے آئی ہوئی روح ہے تو نے پنگوڑے میں کلام کیا۔ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کرو۔ کیا تم اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس

اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَفِىْ رِوَايَةٍ "فَيَاْتُوْنِىْ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَانْطَلِقُ فَاٰتِىْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّىْ ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَىَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِىْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِىْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِىْ يَا رَبِّ، اُمَّتِىْ يَا رَبِّ ، اُمَّتِىْ يَا رَبِّ – فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ – ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں آج ہم مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا ناراض ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ وہ کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مجھے تو اپنی پڑی ہے' مجھے تو اپنی پڑی ہے اور اپنی ۔تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔تم محمدؐ کے پاس جاؤ۔ پس وہ محمدؐ کے پاس آئیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے۔ پھر کہیں گے اے محمدؐ آپؐ اللہ کے رسول ہیں' انبیاء کے خاتم ہیں' اللہ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ آپؐ ہمارے لئے اپنے ربّ کی بارگاہ میں سفارش کریں۔ کیا آپؐ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں؟ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے ربّ کی بارگاہ میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ پھر اللہ مجھ پر اپنی ایسی تعریفیں اور عمدہ ثنائیں کھولے گا جو آج تک مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ پھر کہا جائے گا اے محمدؐ! سر اٹھاؤ اور سوال کرو۔ سوال پورا کیا جائے گا۔ سفارش کرو' سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے میرے ربّ میری امت' میری امت' اے میرے ربّ۔ پس کہا جائے گا اے محمدؐ اپنی امت میں سے بلاحساب والوں کو دائیں جانب والے دروازے سے جنت میں داخل کرلو اور میرے امتی' لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ اللہ کی قسم! دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان۔ یا فرمایا مکہ اور بصریٰ کے درمیان۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۶۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :جَآءَ اِبْرَاهِيْمُ ﷺ بِاُمِّ اِسْمَاعِيْلَ وَبِابْنِهَا اِسْمَاعِيْلَ وَهِىَ تُرْضِعُهٗ حَتّٰى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِىْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَّلَيْسَ بِهَا مَآءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَّسِقَآءً فِيْهِ مَآءٌ ، ثُمَّ قَفّٰى

۱۸۶۹ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے چل دیئے' جبکہ وہ دودھ پیتے بچے تھے' اور ان کو بیت اللہ کے نزدیک ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ کی جگہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ ان جگہوں میں کوئی متنفس موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں پانی کا نام ونشان تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتار کر ان کے پاس ایک کھجور کی تھیلی اور ایک مشک جس میں کچھ پانی

اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ : يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَّلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ مِرَارًا وَّجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا – قَالَتْ لَهٗ : آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ :نَعَمْ – قَالَتْ اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِيْمُ ﷺ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهٗ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : رَبِّ اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ" حَتّٰى بَلَغَ "يَشْكُرُوْنَ" وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمَاعِيْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى – اَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا ، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ، ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ – قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "فَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا" فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ : صَهْ –

تھا' ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر چل دیئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا اے ابراہیمؑ کہاں جا رہے ہو کیا ہمیں اس وادی میں چھوڑے جا رہے ہو جس میں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز؟ انہوں نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر ہاجرہ نے ان کو کہا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ تب ہاجرہ نے کہا پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ ثنیہ کے پاس پہنچے۔ جہاں وہ ان کو نہ دیکھتے تھے تو آپ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں کی۔'' اے میرے ربّ میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں ٹھہرایا جس میں کھیتی نہیں...... '' اسماعیلؑ کی والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود پانی پیتی رہیں یہاں تک کہ مشک کا پانی ختم ہو گیا۔ وہ خود بھی پیاس محسوس کر رہی تھیں اور یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ بیٹا بھی پیاس کی وجہ سے بلبلا رہا یا زمین میں لوٹ رہا ہے۔ وہ اس منظر کو ناپسند کرتے ہوئے چل دیں۔ انہوں نے اس جگہ سے سب سے زیادہ قریب صفا کے پہاڑ کو پایا پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن بے سود۔ وہ صفا سے اتری اور وادی تک پہنچیں۔ پھر اپنی قمیص کا کنارہ اٹھا کر ایک مصیبت زدہ شخص کی مانند دوڑ کر وادی کو عبور کیا پھر مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو گئیں اور دیکھا کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن کسی کو نہ پایا۔ یہ انہوں نے سات مرتبہ دہرایا۔ انہوں نے یہ سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' اس لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ مروہ پر چڑھ گئیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے کان لگایا تو دوبارہ وہ آواز سنی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو نے آواز تو سنا دی اگر تیرے پاس کوئی معاونت کا سلسلہ ہے (تو سامنے آ) پس اسی لمحہ فرشتہ زم زم

تُرِيْدُ نَفْسَهَا – ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ اَيْضًا فَقَالَتْ :قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ فَاَغِثْ ، فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ- اَوْ قَالَ بِجَنَاحِهٖ – حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا ، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَآءَ فِيْ سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ :بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ – اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ – لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا" قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتًا لِلّٰهِ يَبْنِيْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ اَهْلَهٗ ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمٍ اَوْ اَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ جُرْهُمٍ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَآءَ ، فَنَزَلُوْا فِيْ اَسْفَلِ مَكَّةَ ، فَرَاَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ ، فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا اَوْ جَرِيَّيْنِ فَاِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ فَاَقْبَلُوْا وَاُمُّ اِسْمَاعِيْلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا : اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ، وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا:نَعَمْ " قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ

کی جگہ کے پاس تھا۔ پس اس نے اپنی ایڑی یا پر سے کریدا۔ یہاں تک کہ پانی ظاہر ہوگیا ہاجرہ اس کے گرد حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگیں اور پانی کو چلو میں لے کر مشک میں ڈالنے لگیں وہ پانی جتنا چلو سے لیتی اتنا ہی پانی نیچے سے جوش مارتا اور ایک روایت میں ہے کہ جتنا وہ چلو میں لیتی اتنا وہ جوش مارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا پانی کے چلو نہ بھرتیں تو زمزم ایک بہتا ہو چشمہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ہاجرہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا۔ فرشتے نے اس کو کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو۔ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جس کی تعمیر یہ لڑکا اور اس کا والد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو ضائع نہیں کرتے۔ بیت اللہ کی جگہ زمین سے ٹیلے کی طرف بلند تھی۔ سیلاب آ کر اس کے دائیں اور بائیں جانب سے گزر جاتا یہاں تک کہ بنو جرہم کا ایک گروہ وہاں سے گزرا یا ان کا ایک گھرانہ کدا کے راستے ادھر سے ہوکر گزرا۔ وہ مکہ کی نچلی جانب اترے تو انہوں نے ایک پرندہ منڈلاتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر لگا رہا ہے۔ ہمیں تو زمانہ گزر گیا اس وادی میں کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک یا دو قاصدوں کو بھیجا۔ پس انہوں نے پانی پا کر لوٹ کر قافلے کو پانی کی اطلاع دی۔ وہ ادھر متوجہ ہوئے جبکہ اسماعیلؑ کی والدہ پانی کے پاس تھیں اور کہنے لگے کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے قریب اتریں۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کو تسلیم کرلیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی وہ مانوسیت پسند تھیں۔ وہ پانی کے پاس اتر پڑے اور انہوں نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا پس وہ بھی ان کے پاس آ کر مقیم ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر ہوگئے اور لڑکا جوان ہوگیا اور ان سے عربی سیکھ لی۔ آپ ان میں سب سے زیادہ نفیس اور جوانی میں عجیب دل پسند

اِسْمَاعِيْلَ ، وَهِيَ تُحِبُّ الْاُنْسَ ، فَنَزَلُوْا فَاَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ ، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِهَا اَهْلَ اَبْيَاتٍ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ ، فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَاَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ ، فَجَآءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمَاعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهٗ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمَاعِيْلَ ، فَسَاَلَ امْرَاَتَهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا – وَفِيْ رِوَايَةٍ : يَصِيْدُ لَنَا – ثُمَّ سَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ ، فَقَالَتْ : نَحْنُ بِشَرٍّ ، نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ ، وَّشَكَتْ اِلَيْهِ – قَالَ : فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ اَقْرِئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهٗ يُغَيِّرُ عَتَبَةَ بَابِهٖ – فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِيْلُ كَاَنَّهٗ اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ : هَلْ جَآءَ كُمْ مِّنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ جَآءَ نَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَاَلَنَا عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَاَلَنِيْ : كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِيْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ : فَهَلْ اَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُقْرِئَكَ ، الْحَقِيْ بِاَهْلِكِ – فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰى ، فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِيْمُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَاَتِهٖ فَسَاَلَ عَنْهُ – قَالَتْ : خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا – قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ ، وَسَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ – فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ وَاَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ ، فَقَالَ : مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ اللَّحْمُ – قَالَ : فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ : الْمَآءُ – قَالَ : اللّٰهُمَّ بَارِكْ

تھے جب بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ فوت ہو گئیں۔ پس ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کی شادی کے بعد تشریف لائے تا کہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھیں۔ اسماعیل کو نہ پا کر ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے ان کے گزر اوقات اور عام حالت پوچھی۔ اس نے کہا ہم بری حالت، تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کے پاس شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا خاوند آ جائے تو ان کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدلے۔ جب اسماعیل آئے تو انہوں نے کوئی چیز گویا محسوس کی۔ پھر انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ کہنے لگی جی ہاں۔ اس اس شکل کے ایک بزرگ آئے تھے اور انہوں نے تمہارے بارے میں پوچھا۔ پس میں نے ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا گزر اوقات کیسا ہے؟ پس میں نے ان کو بتلایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں۔ تو اسماعیلؑ نے کہا کیا انہوں نے کسی چیز کی تمہیں نصیحت کی؟ اس نے کہا جی ہاں مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور دروازے کی چوکھٹ بدلنے کے لئے تمہیں کہوں۔ اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے جدائی اختیار کروں۔ پس اس کو طلاق دے دی اور انہیں میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کیا۔ پس ابراہیمؑ جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اسماعیل کو نہ پایا۔ ان کی بیوی کے پاس تشریف لا کر ان کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش کرنے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کس حال میں ہو اور تمہاری زندگی اور گزران کیسا ہے؟ تو اس نے کہا ہم خیریت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی تو ابراہیمؑ نے سوال کیا' کیا چیز کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت! تمہارا مشروب کیا ہے؟ کہا پانی۔

لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيْهِ" قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُوْا عَلَيْهِمَا اَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ فَجَآءَ. فَقَالَ :اَيْنَ اِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ :ذَهَبَ يَصِيْدُ ، فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ : اَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرِبَ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ :طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ – قَالَ :اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ – قَالَ : فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ "بَرَكَةُ دَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ" قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهٖ – فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِيْلُ قَالَ : هَلْ اَتَاكُمْ مِّنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ اَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ ، فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ ، فَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَا بِخَيْرٍ – قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ ؟ قَالَتْ : نَعَمْ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَاْمُرُكَ اَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ – قَالَ :ذَاكِ اَبِيْ ، وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ اَنْ اُمْسِكَكِ ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمَاعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَهٗ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِّنْ زَمْزَمَ ، فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَا اِسْمَاعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ ، قَالَ : فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ : وَاُعِيْنُكَ – قَالَ : فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيْ بَيْتًا هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا

ابراہیمؑ نے دعا کی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس دن ان کے پاس ایک دانہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں مکہ کے علاوہ ان دونوں پر کوئی گزر نہیں کرسکتا اور نہ اس کو موافق آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ آئے تو انہوں نے فرمایا اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں رکھتے کہ کھائیں پئیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے تو اس نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور مشروب پانی ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت نازل فرما۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوالقاسمؐ نے فرمایا: ''یہ ابراہیمؑ کی دعا کی برکت ہے''۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: ''جب تمہارا خاوند آجائے تو ان کو میرا اسلام کہنا۔ اور ان کو کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہمارے پاس ایک خوبصورت شکل والے شیخ آئے تھے اور ان کی تعریف بیان کی چنانچہ انہوں نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو اس کی اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمارا گزران کیسا ہے۔ میں نے ان کو بتلایا کہ ہم خیریت سے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا انہوں تمہیں کسی چیز کی نصیحت فرمائی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ وہ تمہیں سلام کہتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ اسماعیلؑ نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور تو چوکھٹ ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں باقی رکھوں۔ پھر ابراہیمؑ ان سے جتنا اللہ نے چاہا رکے رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے۔ اس حال میں کہ اسماعیل زم زم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر بنا رہے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اُٹھ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور اسی طرح کیا جس طرح والد کا بیٹا احترام کرتا ہے اور انہوں نے اسی طرح شفقت کی جس طرح والد بیٹے کے ساتھ

حَوْلَهَا ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ اِسْمَاعِيْلُ يَاْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ : رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ : اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ بِاِسْمَاعِيْلَ وَاُمِّ اِسْمَاعِيْلَ مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهٖ :يَا اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ : اِلَى اللّٰهِ ، قَالَتْ : رَضِيْتُ بِاللّٰهِ فَرَجَعَتْ وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا – قَالَ– فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ وَسَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا ، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ ، فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا

شفقت کرتا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اے اسماعیل اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیلؑ نے جواب دیا۔ آپ وہ کر ڈالئے جو آپ کے ربّ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: اس میں کیا تم میری اعانت کرو گے۔ جواب دیا میں آپ کی اعانت کروں گا۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: پس اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے اردگرد کی زمین سے بلند تھا۔ پس اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا۔ اسماعیل پتھر لاتے اور ابراہیمؑ تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہوگئیں تو اسماعیلؑ یہ پتھر لائے اور اس کو رکھا اور اس پر کھڑے ہوئے کر عمارت بنانے لگے۔ اسماعیلؑ ان کو پتھر پکڑا دیتے تھے اور وہ دونوں یہ دعا کرتے تھے: ''اے ہمارے ربّ ہم سے یہ قبول کر بے شک تو ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور ام اسماعیل کو لے کر چلے اس حال میں کہ ان کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ ام اسماعیل اس مشکیزہ میں سے پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ میں پہنچے تو ان کو درخت کے نیچے اتار کر ابراہیمؑ اپنے وطن فلسطین واپس لوٹنے لگے تو ام اسماعیل نے ان کا پیچھا کیا جب مقام کداء میں پہنچے تو ام اسماعیل نے ان کو آواز دی۔ اے ابراہیم! کس کے پاس آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ تو ابراہیمؑ نے کہا اللہ کے۔ تو ام اسماعیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہوں۔ پس وہ لوٹ آئیں اور اس مشکیزہ سے خود پیتی رہیں اور بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہوگیا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں اگر کوئی انسان نظر آ جائے! حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ جا کر صفا پر چڑھ گئیں اور خوب اچھی طرح دیکھا کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر کسی انسان کو نہ پایا۔ جب وادی میں پہنچیں تو دوڑ کر مروہ پر آئیں اور کئی چکر انہوں نے اس طرح لگائے۔ پھر کہنے لگیں۔ میں بچے کو جا کر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ گئیں اور بچے کو دیکھا تو وہ اپنی

حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ ، فَقَالَتْ : اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ ، فَاِذَا جِبْرِيْلُ ﷺ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا ، وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدُهِشَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ– وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ وَكُلِّهَا۔"اَلدَّوْحَةُ" الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ – قَوْلُهٗ "قَفّٰى" اَىْ : وَلّٰى ۔ "وَالْجَرِيُّ" الرَّسُوْلُ – "وَاَلْفٰى" مَعْنَاهُ : وَجَدَ قَوْلُهٗ "يَنْشَغُ" : اَىْ يَشْهَقُ۔

اس حالت میں تھا گویا وہ موت کی تیاری میں ہے۔ پھران کے دل کو قرار نہ آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں شاید کسی کو دیکھ پاؤں۔ پھر وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب غور سے دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات چکر پورے کر لئے۔ پھر کہنے لگیں کہ میں جا کر دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ اچانک اس نے ایک آواز سنی تو اس سے کہا اگر تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے تو تعاون کرو! پس جبرائیلؑ نے اپنی ایڑی کی نوک زمین پر ماری جس سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل گھبرا گئیں اور پانی ہتھیلیوں سے مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ (بخاری) بخاری نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

اَلدَّوْحَةُ : بڑا درخت۔قَفّٰى : منہ پھیرا۔اَلْجَرِيُّ : قاصد۔ اَلْفٰى : پایا۔يَنْشَغُ : موت کے لمحات میں سانس لینا۔

۱۸۷۰ : وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ ، وَمَاؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۷۰ : حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کھمبی بھی من کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری ومسلم)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ [محمد:۱۹] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:۱۰۶] وَقَالَ تَعَالٰى ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر:۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ ...... اِلٰى قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ...... وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ [آل عمران:۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:۱۱۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الانفال:۳۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کی''۔ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سے استغفار کریں کہ بے شک اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تسبیح بیان کیجئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجئے بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کیلئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا انکے رب کے ہاں باغات ہیں'' ...... ''اور وہ سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں'' (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا''۔ (نساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ آپؐ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں''۔ (انفال)

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں''۔ (آل عمران) آیات اس سلسلے میں بہت اور معروف ہیں۔

۱۸۷۱ : وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ''اِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ ، وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۱: حضرت اعز مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے دل پر بھی بعض اوقات پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں''۔ (مسلم)

۱۸۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ''وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ رجوع کرتا ہوں''۔ (بخاری)

۱۸۷۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَغْفِرُلَهُمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا''۔ (مسلم)

۱۸۷۴ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ : ''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۸۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو مرتبہ استغفار شمار کرتے۔ ان الفاظ میں: ''اے میرے ربّ مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والا مہربان ہے''۔ (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۸۷۵ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ

۱۸۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ فرما دیتے ہیں اور ہر غم سے کشادگی

مَخْرَجاً وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا ، وَّرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

عنایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا"۔ (ابوداؤد)

۱۸۷۶ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ، غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ :حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۸۷۶ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات کہے :اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ ...... "میں اس اللہ سے معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۸۷۷ : وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُ بِكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ ، فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" مَنْ قَالَهَا فِي النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَبُوْءُ" بِبَاءٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ وَاوٍ وَّهَمْزَةٍ مَمْدُوْدَةٍ وَمَعْنَاهُ اُقِرُّ وَاَعْتَرِفُ۔

۱۸۷۷ : حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ اس طرح کہے :اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ...... "اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ میں آپ کی اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے عمل میں ہے اور میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں پس تُو مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو بخشنے والا نہیں"۔ جس نے یہ کلمات دن میں یقین کے ساتھ پڑھے اور وہ شام سے پہلے اسی دن فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت یہ یقین کر کے ان کو پڑھا پھر صبح سے پہلے اس کی موت آ گئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)

اَبُوْءُ : میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں

۱۸۷۸ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اَسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَقَالَ :"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهِ

۱۸۷۸ : حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے :اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ ...... "اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے' اے جلال و اکرام والے تو بڑی برکتوں والا

- كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : يَقُوْلُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے''۔اس حدیث کے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا استغفار کس طرح تھا۔انہوں نے کہا یوں فرماتے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (مسلم)

۱۸۷۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ مَوْتِهٖ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۷۹: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات بہت پڑھتے تھے : "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ"۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۸۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۸۸۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے آدم کے بیٹے جب تو مجھے پکارتا اور مجھ سے اُمید لگاتا ہے تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے خواہ تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرتا ہے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے اگر زمین بھر گناہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے مجھے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

"عَنَانَ السَّمَآءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيْلَ هُوَ السَّحَابُ، وَقِيْلَ هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، اَيْ ظَهَرَ- "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَرُوِيَ بِكَسْرِهَا وَضَمَّ اَشْهَدُ وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلْئَهَا۔

عَنَانَ السَّمَاءِ : نے عین کے فتح کے ساتھ بیان کیا گیا کہ اس سے مراد بادل ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کا معنی ہے جو چیز تیرے سامنے ظاہر ہو جائے۔

قُرَابُ الْاَرْضِ : جو زمین کے بھرنے کی مقدار ہو۔

۱۸۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ، وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ" قَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ : مَالَنَا اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ : "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِيْ لُبٍّ مِنْكُنَّ"، قَالَتْ : مَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ

۱۸۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتو! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو۔ میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی ہے''۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: 'تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو۔ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو تمہاری طرح ناقصِ عقل و دین ہو کر عقل والوں پر غالب آ جاتی ہو''۔ ایک

وَالدِّيْنِ؟ قَالَ : "شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ ، وَتَمْكُثُ الْاَيَّامَ لَا تُصَلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عورت نے کہا عقل و دین کے نقصان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "دو عورتوں کی گواہی کو ایک مراد کے برابر قرار دیا گیا اور کئی دن بغیر نماز کے رہتی ہو"۔ (مسلم)

کتاب الاستغفار

۲۸۷ :بَابُ بَيَانِ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ

باب: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے جنت میں تیار فرمائی ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ [الحجر:٤٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَّفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ، لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ [الزخرف:٦٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ، يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ، يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ، لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک تقویٰ والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے (حکم ہوگا) تم داخل ہو جاؤ۔ سلامتی کے ساتھ اس حال میں کہ تم امن سے رہو گے اور ہم ان کے دلوں میں سے ایک دوسرے کے متعلق کینہ کھینچ لیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کو ان جنتوں میں نہ تھکاوٹ پہنچے گی اور نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا"۔ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہیں خوشی کا سامان میسر ہوگا۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں ان کو وہ ملے گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں اور (ان کو کہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ رہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا۔ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس جنت میں کثرت سے میوے ہوں گے۔ جن کو تم کھاؤ گے"۔ (الزخرف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک متقی لوگ امن والے مقام' باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے' وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اس میں ہر قسم کے پھل امن و سکون سے منگوائیں گے۔ اس جنت میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے مگر وہ پہلی موت جو آ چکی اور ان کو (اللہ) جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔ یہ

[الدخان:۵۱] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ، تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهٗ مِسْكٌ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾

[المطففین:۲۲]

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

(سب) تیرے ربّ کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک نیک لوگ نعمتوں میں تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ انکے چہروں پر تم آرام وراحت کی تروتازگی محسوس کرو گے اور ان کو مُہر شدہ خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مُہر ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں کے بارے رغبت کرنی چاہئے اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک شاندار چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔ (المطففین)

آیات اس باب میں معروف ومشہور ہیں۔

۱۸۸۲: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "یَاْکُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِیْهَا، وَیَشْرَبُوْنَ، وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ، وَلَا یَبُوْلُوْنَ، وَلٰکِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَآءٌ کَرَشْحِ الْمِسْكِ - یُلْهَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ، وَالتَّکْبِیْرَ، کَمَا یُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۸۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل جنت جنت میں کھائیں گے، پئیں گے اور نہ ان کو قضائے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی، نہ ناک سے رینٹ نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کی حاجت محسوس کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں ہضم ہوگا جو مشک کے پسینے کی طرح ہوگا۔ ان کی تسبیح وتکبیر ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے کہ سانس ڈالا جاتا ہے''۔ (مسلم)

۱۸۸۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ - وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۸۳: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا ......﴾ کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیا کیا چھپا رکھا ہے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگا''۔

۱۸۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَوَّلُ زُمْرَةٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ عَلٰی اَشَدِّ کَوْکَبٍ دُرِّیٍّ فِی السَّمَآءِ اِضَاءَةً: لَا یَبُوْلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا یَتْفُلُوْنَ، وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ - اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ،

۱۸۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے جو چودھویں کی رات ہوتا ہے، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہو۔ نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں، نہ تھوکیں گے اور نہ ناک بہے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے

وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ – عُوْدُ الطِّيْبِ – اَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ ، عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِى السَّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کی ہوں گی اور ان کا پسینہ کستوری جیسا ہو گا۔ ان کی انگیٹھیاں عود جیسی خوشبودار لکڑی سے ہوں گی۔ انکی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب ایک ہی قد پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت کے ساٹھ (۶۰) ہاتھ بلند ہو گے"۔ (بخاری ومسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِىِّ وَ مُسْلِمٍ : اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمْ فِيْهَا الْمِسْكُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ – لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ ، وَلَا تَبَاغُضَ : قُلُوْبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا"

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ کستوری کا ہو گا اور ہر ایک کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز حسن کے سبب گوشت سے نظر آئے گا' ان میں اختلاف نہ ہو گا' نہ باہمی بغض ہو گا اور ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

قَوْلُهٗ "عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ" رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَآءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ۔

عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ : بعض محدثین نے اس لفظ کو خا کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ اور بعض نے ان دونوں کے پیش کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

۱۸۸۵ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : "سَاَلَ مُوْسٰى ﷺ رَبَّهٗ ' مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ : هُوَ رَجُلٌ يَجِيْءُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهٗ : ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ: اَىْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ ، وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهٗ : اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِّنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُوْلُ :رَضِيْتُ رَبِّ – فَيَقُوْلُ :لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَيَقُوْلُ فِى الْخَامِسَةِ : رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ : هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ – فَيَقُوْلُ :رَضِيْتُ رَبِّ ، قَالَ:رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُ

۱۸۸۵ : حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "موسیٰؑ نے ربّ سے سوال کیا کہ جنت میں کمتر درجہ کا جنتی کیسا ہو گا؟ اللہ نے فرمایا: "وہ آدمی جو اس وقت آئے گا کہ جنت والے جنت میں داخل کئے جا چکیں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کس طرح داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے مکانات میں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکے؟ پھر اس کو کہا جائے گا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے ایک بادشاہ جتنا ملک دے دیا جائے؟ اس پر وہ کہے گا میں راضی ہوں۔ اللہ فرمائیں گے۔ تجھے اتنا اور اس کے چار مثل اور دے دیا وہ پانچویں میں مرتبہ کہے گا۔ اے میرے ربّ میں راضی ہوں۔ پھر اللہ فرمائیں گے یہ اور اس سے دس گنا اور دیا (مزید) تمہیں وہ بھی دیا جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے اور تیری آنکھیں جس سے لذت اندوز ہوں۔ وہ کہے گا میرے ربّ میں راضی ہوں۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے ربّ جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ والا کیسا ہو گا۔

غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فرمایا: ''وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو اپنے بابرکت ہاتھ سے ثابت کیا اور اس پر مُہر لگا دی۔ پس کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا حتیٰ کہ اس کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا''۔ (مسلم)

۱۸۸۶ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا ، وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ :رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا - فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ :اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ :اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا- فَيَقُوْلُ : اَتَسْخَرُبِیْ ، اَوْ تَضْحَكُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ" قَالَ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَكَانَ يَقُوْلُ :"ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۶: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں اس آخری آدمی کو جو آگ سے سب سے آخر میں نکلے گا اچھی طرح جانتا ہوں یا جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو جانتا ہوں۔ وہ آدمی آگ سے گھٹنوں کے بل نکلے گا۔ پس اللہ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا۔ پھر اس کو خیال پیدا ہوگا کہ جنت تو بھر چکی وہ واپس لوٹ کر جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! جنت کو میں نے بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ اسے فرمائیں گے جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اور خیال کرے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا۔ اے ربّ! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ فرمائیں گے: تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، تجھے دنیا اور اس کے دس گنا برابر دے دیا یا بے شک تجھے دس گنا دنیا کے برابر دیا۔ پس وہ کہے گا کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہیں حالانکہ آپ مالک الملک ہیں؟۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو اس مقام پر اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پس آپؐ فرماتے تھے یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۸۷ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: "اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا فِی السَّمَآءِ سِتُّوْنَ مِيْلًا ، لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا" مسقٌ عَلَيْهِ۔ "الْمِيْلُ" سِتَّةُ الَافِ ذِرَاعٍ۔

۱۸۸۷: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک مؤمن کے لئے کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی طوالت ساٹھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر والے ہوں گے جن پر وہ چکر لگائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

اَلْمِيْلُ: چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

۱۸۸۸ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ

۱۸۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَّا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہوگا اگر عمدہ، پتلی کمر والے تیز گھوڑے کا سوار سو سال بھی چلے تو اس کے سایہ کو سو سال تک طے نہ کر سکے''۔ (بخاری و مسلم)

وَرَوَيَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ اَيْضًا مِّنْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا۔

ان دونوں نے اس روایت کو بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سوار سو سال اس کے سائے میں چلتا رہے گا پھر بھی اس کو ختم نہ کر سکے گا۔

۱۸۸۹ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَ وْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَآءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ: قَالَ : بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ"۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۸۸۹: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجہ والے بالا نشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق و مغرب کے اُفق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام کو ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دوسرے لوگ تو ان تک نہ پہنچ سکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ان لوگوں کو بھی ملیں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۹۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ اس تمام جہاں سے بہتر ہے جس پر سورج کی شعاعیں طلوع ہوتی یا غروب ہوتی ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۹۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : " اِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ ، فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا ، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں لوگ ہر جمعہ کو جایا کریں گے۔ پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ پھر وہ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں کو آئیں گے تو اس حالت میں کہ ان کا حسن و جمال بڑھ چکا ہوگا۔ ان کے گھر والے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ہمارے میں حسن و خوبی میں بڑھ گئے ہو''۔ (مسلم)

۱۸۹۲ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَ وْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَآءَ وْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۲: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جنتی ایک دوسرے کے مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو''۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۹۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيْهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ :"فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ، ثُمَّ قَرَاَ "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

۱۸۹۳: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں آپؐ نے جنت کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ گفتگو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ آیات پڑھی: ''جنت میں وہ لوگ جائیں گے جن کے پہلو ......کوئی جان نہیں جانتی جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کی گئی ہے'' تک پڑھی''۔ (بخاری)

۱۸۹٤ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِيْ مُنَادٍ :اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۴: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک نداء دینے والا ندا دے گا۔ بے شک تم نے ہمیشہ جینا ہی جینا ہے' تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے اور کبھی تم پر تنگی نہ آئے گی''۔ (مسلم)

۱۸۹٥ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ :هَلْ تَمَنَّيْتَ؟ فَيَقُوْلُ : نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهٗ :فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ادنیٰ جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا تمنا کرو۔ پس وہ تمنا کرے گا۔ پھر تمنا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے تو نے تمنا کر لی؟ وہ کہے گا جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس بے شک تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تو نے تمنا کی اور اتنا ہی اور بھی''۔ (مسلم)

۱۸۹٦ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ

۱۸۹۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ جنت والوں کو فرمائیں گے

عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ : فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ - فَيَقُوْلُ :هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : وَمَالَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ - فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اے جنتیو! پس وہ عرض کریں گے :لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ" اے ہمارے ربّ ہم حاضر ہیں تمام بھلائی آپ کے دست قدرت میں ہیں''۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں اے ہمارے رب! آپ نے ہمیں وہ کچھ دے دیا جو تیری مخلوق میں سے کسی کو نہیں ملا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ دے دوں؟ پس وہ کہیں گے کون سی چیز اس سے افضل ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی لازم کر دی۔ پس میں تم پر کبھی اس کے بعد ناراض نہ ہوں گا''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۹۷ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ :اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ وَعِيَانًا كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ ، لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۷: حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''ہم رسول اللہؐ کے پاس تھے کہ آپؐ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بے شک تم اپنے ربّ کو کھلی آنکھوں سے اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو۔ کہ اس کے دیکھنے میں تمہیں دقت و تکلیف (بھیڑ وغیرہ) کی نہیں''۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۹۸ : وَعَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ :اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا ، اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۸: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے''۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم کسی اور چیز کو چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نہیں بچا لیا؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات کو ہٹا دیں گے پس لوگوں کو اب تک کوئی چیز نہیں دی گئی جو اتنی محبوب ہو جتنا اپنے ربّ کو دیکھنا''۔ (مسلم)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ، وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ ان کا ربّ ان کی رہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف فرمائیں گے جو نعمتوں والی ہیں۔ ان کی پکار اس میں سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ہوگی اور ان کا تحفہ اس میں سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ، وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ ، كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ – وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ، وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اس کی طرف راہنمائی فرمائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ راہ پا سکیں اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے۔ اے اللہ محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول نبی اُمّی ہیں اور آل محمد اور ان کی ازواجِ مطہرات اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور برکتیں نازل فرما محمدؐ پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی آل اور ازواجِ مطہرات اور انکی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے برکت اتاری ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر جہانوں میں۔ بے شک آپ تعریفوں والے بزرگیوں والے ہیں۔

۳۷۳: باب تراجم الرواۃ من الرجال و النساء

الاسماء

ملاحظات: یہاں ان تراجم کا تذکرہ کیا گیا ہے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جن کا تذکرہ سند میں کیا ہے۔ البتہ متن حدیث کے دوران آنے والے رواۃ کے حالات شرح حدیث میں ذکر کر دیئے یا بعض کی طرف اشارہ کر دیا اگر ان کے حالات بھی مل جائیں تو فبہا ونعمت۔

(الف)

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ: زہرہ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے تقریب میں فرمایا کہ بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت وسماع ہر دو ثابت ہیں۔ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ: بن قیس بن عبید یہ خزرج قبیلہ کی شاخ بنونجار سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام سے قبل ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو کاتبین وحی میں شامل فرمایا۔ یہ بدر واحد تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ۱۶۴ روایات ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمنذر تھی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما: بن حارثہ یہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے اور ان کے والد سے بہت پیار تھا۔ اسی لئے ان کو محبوبِ رسول کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام ایمن برکت حبشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ آپ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے آپ کی پرورش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس لشکر کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب آپ کی بیماری میں شدت آ گئی تو آپ نے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی وفات کے بعد اس لشکر کو روانہ کیا گیا۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دفن کئے گئے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ان کی ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات ہیں۔

اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ: یہ بصرہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے صرف سات روایات مروی ہیں۔ ان کے بیٹے ابوالملیح نے فقط ان سے روایت نقل کی ہے۔

اسلم مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابورافع تھی یہ اُحد وخندق اور ان کے بعد والے تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی لونڈی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔ ان سے عبیداللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی مرویات کی تعداد ۶۸ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما: عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر یہ خاندان قریش کی فضیلت والی صحابیات میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن لگتی ہیں اور یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہ انتہائی فصیح و بلیغ، حاضر دماغ، صاحب عقل و فہم تھیں۔ یہ شعر کہتی تھیں۔ ان کے خاوند زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ پھر انہوں نے بقیہ ایام حیات اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزارے یہاں تک کہ وہ مقتول ہوئے۔ ان کے مقتول ہونے کے بعد ان کی نظر جاتی رہی۔ ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کا نام ذات النطاقین معروف ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے پٹکے کو پھاڑ کر اس کھانے والے تھیلے کا منہ باندھا جو سفر ہجرت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت میں دو نطاق ملنے کی خوشخبری دی۔ ذخیرۂ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد چھپن (۵۶) احادیث ہیں۔

اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا: بن سکن بن رافع بن امرئ القیس، یہ بنو اشھل سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ عورتوں کی خطیبہ تھیں۔ یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور بنفس نفیس انہوں نے نو کفار کو اپنے خیمے کی چوب سے ہلاک کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک سو اکیاسی (۱۸۱) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ: بن قیس نخعی ابوعمرو کوفی، یہ تابعی ہیں۔ ان کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے فرمایا عمدہ پختہ راوی ہیں ان کے ثقہ اور صاحب عظمت ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اسّی حج کئے۔ یہ ہر دو رات میں ایک قرآن مجید ختم کرتے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

اُسید بن ابی اُسید رحمۃ اللہ: یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد یزید جن کی کنیت ابو اسید ہے روایت نقل کی نیز عبداللہ بن ابی قتادہ سے بھی اور ان سے ابن جریج اور سلیمان بن بلال نے روایت لی ہے۔ ان کی وفات منصور عباسی کی خلافت کے اوائل میں ہوئی۔

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: بن سماک بن عتیک، ان کا تعلق اوس قبیلہ سے ہے۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ ان معروف صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ جاہلیت و اسلام میں شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ یہ عقلاء عرب میں سے ایک تھے، صاحب الرائے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر ستر صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ بارہ نقباء میں سے تھے۔ اُحد کے میدان میں ان کو سات زخم آئے۔ میدان میں آخر تک ثابت قدم رہے۔ مدینہ منور میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔

اُسید بن عمر رضی اللہ عنہ: ان کو ابن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر اُسد الغابہ میں رقم طراز ہیں کہ یہ ابن عمرو کندی سلولی ہیں اور بعض نے کہا در یکی ہیں اور بعض نے شیبانی بتایا۔ یہ صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔

اُم کلثوم عقبہ رضی اللہ عنہا: بن ابی معیط، یہ مکہ میں اسلام لائیں اس وقت تک عورتوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا۔ انہوں نے ۷ھ میں صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی

﴿اِذَا جَآءَ کُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ﴾ رسول اللہ ﷺ سے دس روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

اُمیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں قبیلہ بنوخزاعہ سے ان کا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بسم اللہ کے متعلق انہوں نے نقل کی ہے۔ وہ روایت بخاری و مسلم دنوں میں موجود ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: یہ انصار مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ خدمت کی ذمہ داری دس سال کی عمر تک سنبھالی اور دس سال تک خدمت میں رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابوحمزہ تجویز فرمائی۔ ان کی والدہ محترم مشہور صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے حضرت انس کے لئے دعا فرمائی ''اللھم اکثر مالہ و ولدہ و بارك لہ و ادخلہ الجنۃ'' اے اللہ اس کے مال واولاد میں اضافہ فرما اور اس کو برکت عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ کثیر المال صحابہ میں سے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی اولاد در اولاد کی تعداد ایک سوبیس سے زائد تھی۔ انہوں نے سوسال سے زائد عمر پائی۔ بصرہ میں ۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے۔

اَوس بن اوس رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں جنہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی۔ وہیں ان کی مسجد اور گھر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں جن کو ترمذی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایاس بن ثعلبہ ابوامامہ انصاری رضی اللہ عنہ: یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سلسلہ نسب ثعلبہ بن حارث بن خزرج ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے تین احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

ایاس بن عبداللہ رحمۃ اللہ: بن زیاب یہ دوس قبیلہ سے ہیں۔ یہ مکہ میں وارد ہو کر مقیم ہو گئے۔ ان سے عبداللہ یا عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فقط روایت لی ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ نے کو ان ثقات تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے کہا کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے۔

(الباء)

براء بن عازب (ابوعمارہ) رضی اللہ عنہ: بن حارث خزرجی یہ ان قائدین صحابہ میں سے ہیں جن کے ہاتھ پر عظیم فتوحات ہوئیں۔ چھوٹی عمر میں اسلام لائے اور پندرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں رے (فارس) کا حاکم مقرر فرمایا۔ انہوں نے ابہر پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور پھر قزوین پر قابض ہو گئے۔ پھر وہاں سے زنجان کی طرف کوچ کیا اور زور وقوت سے اس کو فتح کر لیا۔ ۷۱ھ میں مصعب بن زبیر کے زمانہ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایات ۳۰۵ ہیں۔

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن حارث اسلمی۔ یہ بدر سے قبل اسلام لائے مگر بدر میں شرکت نہ کی۔ بعض نے کہا یہ بدر کے بعد اسلام لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ۶۲ھ میں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ یہ خراسان میں فوت ہونے والے صحابہ میں آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے ۱۶۷ روایات بیان کی ہیں۔

بشیر بن قیس تغلبی رحمۃ اللہ: یہ اہل قنسرین میں سے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ کثیر الصدق ہیں۔ ابوداؤد نے

ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے فیض صحبت حاصل کرنے والوں میں سے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے قیس نے روایت کی ہے۔

بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابولبابہ اوسی ہے اور یہ اسی سے مشہور ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پندرہ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ: یہ حبشی تیمی ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ یہ مؤذن رسول ﷺ ہیں۔ یہ قدیم اسلام والہجرات ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بے شمار تکالیف اٹھانی پڑیں اور انہوں نے ان تکالیف پر صبر کیا۔ یہ بدر واحد غرضیکہ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کے لئے شام تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ ان کی وفات ۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۴۴ ہے۔

بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزینہ کے وفد میں ۵ھ میں حاضر ہوئے۔ فتح مکہ میں شریک تھے۔ یہ مزنیہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی' ۶۰ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے آٹھ (۸) احادیث روایت کی ہیں۔

(التاء)

تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ: بن خارجہ' ان کی کنیت ابورقیہ ہے۔ ان کی نسبت دار بن ہانی کی طرف کی جاتی ہے۔ جو قبیلہ لخم سے تھے۔ یہ ۹ھ میں اسلام لائے۔ یہ مدینہ میں رہائش پزیر تھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام میں منتقل ہوگئے اور بیت المقدس میں رہائش اختیار کی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا۔ فلسطین میں ۴۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری ومسلم میں ان کی ۱۸ روایات ہیں۔

تمیم بن اُسید رضی اللہ عنہ: بن عبدالعزیٰ' یہ بنوخزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو حرم کی حدود کی تجدید کا حکم فرمایا تو انہوں نے حدود کے ان پتھروں میں سے' جو اکھڑ چکے تھے' کو نئے سرے سے گاڑ کر درست کر دیا۔ یہ مکہ میں مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اٹھارہ (۱۸) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

(الثاء)

ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابومحمد بصری ہے۔ یہ زیادہ تر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مفضل اور بہت سارے تابعین سے روایت نقل کرتے ہیں۔ امام احمد اور نسائی اور عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۱۲۵۰ احادیث نقل کیں ہیں۔

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوزید ہے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں تھے۔ قریباً ۷۰ھ فتنہ ابن زبیر کے زمانہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ اور اصلی وطن مکہ اور یمن کے

درمیان مقام سرات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر یہ وفات تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہاں مکان بنایا اور ۵۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) احادیث نقل کی ہیں۔

(الجیم)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن جنادہ السوائی' یہ بنو زہرہ کے حلیف ہیں۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ کوفہ میں مقیم ہو گئے ۷۴ھ میں جب بشر کی عراق پر گورنری تھی تو ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۴۶ روایات لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ: خزرجی سلمی ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے اور اپنے والد کے ساتھ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے جبکہ ان کی عمر چھوٹی تھی۔ صحیح مسلم میں خود ان کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انیس غزوات میں حصہ لیا۔ میں بدر و احد میں موجود نہیں تھا کیونکہ میرے والد نے مجھے روک دیا۔ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو پھر میں کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نہیں رہا۔ یہ کثیر الروایات صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں ۷۴ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ: جہیمی' ان کی نسبت جہیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابوجری ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی روایات انہوں نے نقل کی ہیں' البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت موجود نہیں۔

جبلہ بن سحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ: تیمی کوفی' یہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے روایات لی ہیں۔ شعبہ اور ثوری رحمۃ اللہ نے ان کی روایات لی ہیں۔ قطان بن معین ابوحاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ: بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی' ان کی کنیت ابوعدی ہے یہ قریش کے علماء اور سرداروں میں سے تھے۔ یہ قریش اور عرب کے ماہر نسابوں میں سے تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں ہوئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) احادیث نقل کی ہیں۔

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ: بن جابر' یہ قبیلہ جبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے یہ چالیس روز پہلے ایمان لائے۔ یہ انتہائی خوبصورت تھے۔ یہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں اپنی قوم کے سردار تھے۔ عراق کی لڑائیوں میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۵۱ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن سفیان بن علقی' یہ عقلہ بجیلہ قبیلہ کی ایک شاخ ہے ان کو رسول اللہؐ کی کچھ صحبت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ کوفہ میں پہلے رہائش اختیار کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ بصرہ میں معصب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ: بن سفیان بن عبید' یہ قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں جو کنانہ بن خزیمہ کی اولاد تھے۔ ان کی کنیت ابوذر ہے۔ یہ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ خود ان کی روایت ہے کہ میں پانچواں مسلمان تھا۔ سچائی میں ان کی مثال

بیان کی جاتی ہے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام والا اسلام کیا۔ ان کی وفات ۳۲ھ میں مقام رمضر میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۲۸۱ روایات ان سے نقل ہو کر آئی ہیں۔

جرثوم بن ناشر خشنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوثعلبہ ہے۔ یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جرثوم ہے بعض نے کہا جرثومہ ہے اور بعض نے کہا جرثم یا جرہم ہے۔ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ بعض نے کہا امیر معاویہ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس احادیث نقل کی ہیں۔

جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: ابن ابی ضرار مصطلقیہ' یہ ام المؤمنین ہیں اور ان سے کچھ روایات امام بخاری نے نقل کی ہیں جن میں دو حدیثیں بخاری کی منفرد ہیں اور مسلم نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبداللہ بن سباق اور ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔ ان کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔

(الحاء)

حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ: انصار خزرجی سلمی' ان کی کنیت ابوقتادہ ہے۔ یہ فارس رسول اللہ ﷺ ان کی کنیت نام سے زیادہ معروف ہیں یہ احد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ ان کی نسبت قبیلہ اشعر کی طرف ہے جو یمن کا معروف قبیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعریین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ عام طور پر شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں طاعون کے ذریعہ شہید ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ سے ستائیس احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن عوف رضی اللہ عنہ لیثی: یہ اپنی کنیت ابوواقد کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کے اپنے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا عوف بن حارث ہے اور بعض نے کہا حارث بن مالک بتایا۔ غزوہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں بنوضمرہ' بنولیث اور بنوسعد بکر بن عبد مناۃ کا جھنڈا تھا۔ ۶۸ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۲۴ احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ: یہ عبیداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ان سے ابواسحاق بیعی نے روایت نقل کی اور ان سے عمران بن ابی انس نے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بیان کی ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما: حسیل بن جابر العبسی الیمان حضرت حسیل کا لقب ہے۔ یہ بہادر' فاتح والیوں میں سے تھے۔ منافقین کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہ نام بتائے تھے جو اور کسی کو نہ بتائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا۔ وہیں ان کی ۳۶ھ میں وفات ہوئی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۵ ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ: بن یسار بصری' یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ اہل بصرہ کے امام تھے۔ اپنے زمانے کے اساطین علم میں سے تھے۔ ان کو بیک وقت قدرت نے علم' فقاہت' فصاحت' بہادری' زہد جیسی عمدہ صفات کو جمع کر دیا تھا۔ مدینہ منورہ میں ان

کی ولادت ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں پروان چڑھے۔ پھر بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: الہاشمی القرشی' ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ پیدائش ان کی مدینہ منورہ میں ہوئی اور بیت نبوت میں پرورش پائی۔ یہ بڑے ذی عقل' حوصلہ مند' بھلائی کے خواہاں' انتہائی فصیح و بلیغ اور فی البدیہہ عمدہ گفتگو کرنے والے تھے۔ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے بیعت کی۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو باہمی خون ریزی سے بچانے کے لئے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت سے چند شرائط کے ساتھ دست برداری اختیار فرمائی۔ ۴۱ھ میں تمام مسلمانوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہوا۔ اسی لئے اس سال کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے ۱۱۳ احادیث روایت کی ہیں۔

حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ: یہ انصاری مدنی صحابی ہیں۔ ان سے ایک روایت منقول ہے۔ سعید انصار نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن کلبی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ یہ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ ان ہی سے طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے۔

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: یہ قبیلہ بنوعدی سے ہیں۔ ان کی کنیت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام زینب بنت فطعون ہے۔ یہ مہاجرہ عورتوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل یہ خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ۲ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ان کی وفات ۴۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ساٹھ (۶۰) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' یہ قریشی الاصل ہیں۔ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ بعثت سے قبل اور بعد آپؐ کے مخلص رفقاء میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چالیس (۴۰) احادیث ان کی روایت سے آئی ہیں۔ ان کی کنیت ابوخالد تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ: بن عوف الزہری المدنی' یہ جلیل القدر ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ اُم کلثوم بنت عقبہ اور اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور بھتیجے سعد اور زہری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ: ان کو الکاتب اور ابوربعی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے دادا صیف التمیمی ہیں۔ ان کو حنظلہ کاتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں شامل تھے۔ یہ اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۴۵ھ میں وفات پائی۔

حیان بن حصین رحمۃ اللہ: ان کا لقب ابوالتیاح ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ قبیلہ بنواسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان کے دونوں

بیٹے منصور، جریر اور شعبی رحمہم اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

(الخاء)

خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ تابعی ہیں' انہوں نے عقبہ بن غزوان سے روایت کی ہے اور ان سے حمید بن ہلال نے روایت لی ہے۔ ابنِ حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

خالد بن زید رضی اللہ عنہ: بن کلیب بن ثعلبہ انصاری' یہ بنی نجار سے ہیں۔ ابو ایوب ان کی کنیت ہے۔ اسی سے زیادہ معروف ہیں۔ یہ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ تمام غزوات میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ یہ صابر' متقی' غزوات و جہاد کو پسند کرنے والے تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ تک زندہ رہے اور یزید بن معاویہ کے ساتھ غزوہ قسطنطنیہ میں حصہ لیا۔ یہ ۵۲ھ کا زمانہ تھا اور وہیں وفات پا کر دفن ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو پچپن (۱۵۵) احادیث روایت کی ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: بن مغیرہ مخزومی قرشی' ان کا لقب سیف اللہ ہے۔ یہ عظیم الشان فاتح صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کو گھوڑ سوار دستے کا ذمہ دار بنایا۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو قتالِ مرتدین کے لئے منتخب فرمایا۔ پھر ان کو عراق بھیجا پھر شام معرکہ یرموک کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ یہ ہمیشہ کامیاب' فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ انہوں نے حمص میں وفات پائی اور بعض نے کہا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کے ذخائر میں ان سے اٹھارہ (۱۸) روایات مروی ہیں۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ: بن جندلہ بن سعد تمیمی ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مکہ میں سب سے قبل اظہارِ اسلام کیا تو مشرکین نے ان کو ضعیف سمجھ کر تکالیف دیں تاکہ یہ دین سے واپس لوٹ جائے۔ انہوں نے اس وقت تک ان مصائب پر صبر کیا تا آنکہ ہجرت کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے ۳۲ روایات نقل کی ہیں۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ: بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک یہ صحابی ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں رقہ کے مقام پر وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۰ روایات نقل کی ہیں۔ ان کی مرویات کو سنن اربعہ کے مصنفین سے نقل کیا ہے۔

خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کی کنیت ام محمد ہے۔ یہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو انہوں نے نعمان بن عجسلان انصاری زرقی رضی اللہ عنہ سے عقد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے ۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا: بن امیہ سلمیہ' یہ حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ ہیں۔ ان کو ام شریک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہؐ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) روایات نقل کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں انہوں نے ان سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو شریح ہے۔ نام میں اختلاف ہے بعض نے خویلد بن عمرو بعض نے عمرو بن

خویلد بعض نے کعب بن عمرو بعض نے ہانی بن عمرو کہا ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے بنی کعب خزاعہ کا ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ یہ عقل مندترین لوگوں میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(الراء)

رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ: انصاری زرقی' ان کا لقب ابوسعید ہے۔ نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے سعد بن عمارہ اور بعض نے عمارہ بن سعید بعض نے عامر بن مسعود کہا ہے۔ یہ اہل حجاز صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبداللہ بن مرہ اور مکحول نے روایت لی ہے۔

ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ: ان کی کنیت ابومریم کوفی ہے۔ یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عاجزی کرنے والے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ۱۰۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

ربیعہ بن کعب اور سلمی رضی اللہ عنہ: یہ اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوفراس ہے۔ یہی وہ صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رفاقتِ جنت کا سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''کثرت سجود سے میری معاونت کرو''۔ یہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ سفر و حضر میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی وفات مدینہ میں ۶۳ ھ میں ہوئی۔

ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوشعیب دمشقی القصیر الایادی ہے۔ یہ بڑے علماء میں سے تھے۔ انہوں نے واثلہ اور عبداللہ دیلمی اور جبیر بن نضیر سے روایت لی ہے اور عبداللہ بن عمر اور نعمان بن بشیر سے مرسل روایات نقل کی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں ۱۲۳ھ میں حادثۂ قتل سے اس دارِ فانی کو چھوڑا۔

رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ: یہ تیم بن عبد مناہ بن ادو یہ تیم الرباب کہلاتے ہیں۔ ان کی کنیت ابودمثہ ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں انہوں نے افریقہ میں وفات پائی۔ ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے ان کی روایت کو نقل کیا ہے۔

رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ: یہ انصار قبیلہ کے خاندان بنو زریق کی طرف منسوب ہیں۔ یہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر' احد' خندق' بیعت رضوان بلکہ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ چوبیس (۲۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا: قرشیہ امویہ' یہ سابقات فی الاسلام میں سے ہیں۔ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام حبشہ میں ہی بھیجا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح اور مہر ادا کیا۔ مہر چار سو درہم تھے۔ پھر ان کو تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف ۷ ھ میں روانہ کر دیا۔ ان کی وفات ۴۲ ھ میں ہوئی۔ ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

(الزاء)

زبیر بن عدی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوعدی ہے یہ رے (فارس) کے قاضی تھے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں

نے حضرت انس، معرور بن سوید، ابو وائل رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ ان سے اسماعیل بن خالد، ابو اسحاق سبیعی اور ثوری رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ان کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا۔ اسی طرح ابن معین اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کی وفات رے میں ۱۲۱ھ میں ہوئی۔

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: بن خویلد اسدی قرشی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بڑے بہادر اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ یہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی تلوار سونتی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ بدر، احد وغیرہ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ جنگ یرموک میں گھڑ سواروں کے دستہ کے نگران تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میدان میں ثابت قدمی کے لئے بیڑیاں پہن لیں تھیں۔ ان کو ابن جرموز نے جنگ جمل کے دن ۳۶ھ میں شہید کر دیا۔ احادیث کی کتابوں میں اڑتیس (۳۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت سنی۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

زیادہ بن علاقہ رحمۃ اللہ: ثعلبی ابو مالک کوفی، یہ تابعی ہیں۔ اپنے چچا قطبہ بن مالک اور جریر بجلی، اسامہ بن شریک سے انہوں نے روایت لی ہے اور ان سے اعمش، معر، شعبہ وغیرہم رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین، نسائی، نے ان کو ثقہ قرار دیا اور ابو حاتم نے صدوق کہا۔ ان کی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: جزرجی انصاری، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ستر (۷۰) روایات ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: بن ضحاک انصاری بخزرجی، ابو خارجہ ان کی کنیت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ میں پروان چڑھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کی عمر ۱۱ سال تھی۔ یہ دین کے عالم اور فقیہہ تھے۔ انہوں نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ یہ انصار مدینہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود حفاظِ قرآن میں سے ایک تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی خدمت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں انجام دی۔ ۴۵ھ میں وفات پائی کتب احادیث میں بانوے (۹۲) روایات ان سے مروی ہیں۔ خط کشیدہ عبارت فہم سے بعید ہے یہ ناسخ کی غلطی ہے۔ حالات کی تصحیح بین القوسین لکھ دی گئی ہے۔

زید بن سہل رضی اللہ عنہ: بن اسود بن حرام بن عمرو بخاری المدنی، یہ بدر اور دیگر تمام معرکوں میں شریک رہے۔ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حنین کے دن بیس کفار کو قتل کیا۔ اُحد کے دن بھی بڑی آزمائش سے گزرے۔ ان کا وہ ہاتھ شل ہو گیا جس کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے بطور ڈھال کے استعمال کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو طلحہ کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندگی گزاری۔ سوائے عیدین اور ایام تشریق کے کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غزوات میں مصروفیت کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے۔ کتب احادیث میں ان سے بانوے (۹۲) احادیث مروی ہیں۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ جہینہ قبیلے کا جھنڈا فتح مکہ کے دن ان کے پاس تھا۔ مدینہ منورہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے اکیاسی (۸۱) احادیث ان کی روایت سے وارد ہیں۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: بن رئاب اسدیہ یہ اسد خزیمہ سے تعلق رکھتی ہیں یہ زید بن حارثہ کی زوجہ محترمہ تھیں ان کا نام برہ تھا۔ زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے شادی کی اور ان کا نام زینب رکھا۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم ﷺ سے گیارہ (۱۱) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ام المؤمنین ہیں۔

زینب بنت ابی سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا: یہ صحابیہ ہیں۔ صحیح بخاری میں دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ہے۔ ان کے بیٹے ابوعبیدہ بن عبداللہ اور علی بن الحسین نے ان سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

زینب بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا: یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ان سے آٹھ (۸) احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک روایت پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور ایک روایت پر دونوں منفرد ہیں ان سے ابوعبیدہ جو ان کے بیٹے ہیں نے اور بسر بن سعید نے روایت لی ہے۔

(السین)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ: بن سعید بن ثمامہ کندی' امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ ازد میں سے تھے۔ ان کا شمار کنانہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ تمر کندی کے بھانجے ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ: یہ القرشی العدوی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمر ہے مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعین میں ان کا شمار ہے۔ یہ بڑے فقیہ' امام' زاہد' عابد ہیں ان کی اقتدائیت وجلالت اور زہد و عالی مرتبت پر سب کا اتفاق ہے۔ عبداللہ بن المبارک نے جن فقہاء کو شمار کیا یہ ان میں سے ایک ہیں۔ ۱۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوثریہ ہے۔ خندق اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انیس (۱۹) احادیث انہوں نے روایات کی ہیں۔ احادیث متعہ میں مسلم منفرد ہیں۔ ان کے ربیع نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں انہوں نے وفات پائی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: مالک بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الزہری ابواسحاق ان کی کنیت ہے۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو امیر بنائے گئے۔ یہ عراق اور مدائن کسریٰ کے فاتح ہیں۔ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جن کو فاروق اعظم نے اپنے بعد خلافت کے لئے چنا۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں۔ غزوات میں اکثر نبی اکرم ﷺ کی حفاظت پر ان کی ڈیوٹی ہوتی۔ یہ معرکہ بدر اور اسلامی غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان کو فارس الاسلام کہا جاتا ہے۔ یہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی "**اللهم سدد رميه و اجب دعوته**" اے اللہ ان کے نشانے کو درست فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما۔ نبی اکرم ﷺ سے ۲۷۰ روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ انہوں نے مقام عقیق میں اپنے محل میں وفات پائی۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت ۵۵ھ کا زمانہ تھا۔

سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوسعید الخدری معروف ہے۔ خدرہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ

ہے۔ان کونوعمری کی وجہ سے اُحد کے دن واپس کر دیا گیا۔غزوہ اُحد میں ان کے والد شہید ہو گئے۔اس کے بعد انہوں نے بارہ غزوات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیے۔ یہ عالم اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ان کی وفات ۶۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۱۱۷۰ احادیث مروی ہیں۔

سعید بن حارث رحمۃ اللہ: بن ابوسعید بن المعلی الانصاری' یہ مدینہ کے قاضی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔انہوں نے ابوہریرہ' ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت لی اور ان سے عمرو بن الحارث اور فلیح بن سلیمان نے روایت لی ہے۔یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق مشہور کا لفظ لکھا ہے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی' ابوالاعور کنیت ہے۔ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت کی اکٹھی خوشخبری دی گئی۔ یہ عمر بن الخطاب کے چچازاد بھائی ہیں۔حضرت عمر کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی ہوئی۔ فاطمہ بنت خطاب نے اپنے والد زید کے ساتھ اسلام قبول کیا اور فاطمہ کا اسلام عمر کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔سعید رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔بدر کے بعد تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔جنگ یرموک اور محاصرہ دمشق میں بھی شامل تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی ۴۸ (اڑتالیس) احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ: بن ابی یحییٰ تنوخی ان کی کنیت ابومحمد الدمشقی ہے۔یہ بڑے فقیہ ہیں۔ابنِ معین اور ابوحاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔حاکم نے کہا اہل شام میں ان کا وہی مقام ہے جو امام مالک کا اہل مدینہ میں ہے۔ان کی وفات بقول ابن سعد ۱۶۷ھ میں ہوئی۔

سعید مقبری رحمۃ اللہ: بن ابی سعید کیسان' ان کی کنیت ابوسعید ہے۔یہ ثقہ ہے اور مدینہ منورہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرسل روایت کی ہے۔ان سے حدیث کے ۶ ائمہ نے روایت لی ہے۔

سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: بن ابی ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی طائفی' یہ صحابی ہیں اور ان سے روایات بھی آئی ہیں۔حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے طائف کے عامل تھے۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ: بن اوس ظبی بصری' یہ صحابی ہیں اور ان سے کئی احادیث ہیں۔ بخاری نے ان کی ایک روایت منفرد ذکر کی ہے۔ان سے محمد ابن سیرین اور ام ہزیل نے روایت لی ہے۔پیغمبر ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔اصل میں یہ اصفہان کے مجوسی ہیں۔ بڑی لمبی عمر پائی۔ پہلے پہل غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔انہیں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔اس کے بعد کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔ یہ زاہد عالم فاضل صحابہ میں سے تھے۔عراق میں رہائش اختیار کی اور اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بناتے اور اسی پر گزارا کرتے۔مدائن میں انہوں نے ۳۶ھ میں وفات پائی جبکہ یہ مدائن کے گورنر تھے۔احادیث کی کتابوں میں ساٹھ (۶۰) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع بن سنان اسلمی ان کی نسبت دادا کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ بہادر تیرانداز احسان کرنے والے اور فضیلت والے تھے۔ سات غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ دوڑ میں گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔ مدینہ میں ۷۴ھ میں وفات پائی۔ حدیث کی کتابوں میں ستتر (۷۷) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلیم بن اسود رحمۃ اللہ: بن حنظلہ محاربی کوفی' ان کی کنیت ابوشعثاء انہوں نے حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن مسعود' حذیفہ' ابو ذر رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے اشعث ابراہیم نخعی نے روایت لی ہے۔ ابن معین اور عجلی اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ: بن جون بن ابی جون عبدالعزی بن منقذ سلولی جزاعی' ان کی کنیت ابومطرف ہے۔ یہ قائدین سردار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین وجمل میں شامل تھے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ پھر یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے خط وکتابت کی مگر ان سے پیچھے رہے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے خروج کیا اور التوابین نامی جماعت کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ ان توابین کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ان کو توابین اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین کو بلا کر خود ان کی مدد نہ کی مگر ان کے قتل کے بعد جب احساس ہوا تو بدلے کے لئے اٹھے اور سابقہ غلطی سے توبہ کر لی۔ چنانچہ سلیمان اور عبیداللہ بن زیاد کے درمیان کئی معرکے پیش آئے جن میں سلیمان عین الوردہ کے معرکے میں کام آئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ: فزاری' ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ چھوٹی عمر میں ان کے والد فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ ان کو مدینہ لے آئیں اور ایک انصاری نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی کفالت میں رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوئے۔ کہا گیا کہ ان کو اُحد میں شرکت کی اجازت دی گئی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ اور ابن سیرین اور فضلاء بصرہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے سو (۱۰۰) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ: عبداللہ بن ساعدہ' ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ بعض ابومحمد بتلاتی ہے۔ یہ مدنی ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۸ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے کئی باتیں انہوں نے یاد کیں احادیث کی کتابوں میں پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ: بن وہب انصاری' ان کی کنیت ابوسعد ہے۔ یہ سابقین صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں ثابت قدم رہنے والی جماعت میں سے تھے۔ تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرادی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ جمل کے بعد بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر یہ صفین میں ان کے ساتھ تھے۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی' ان کی کنیت ابوالعباس ہے۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ان کا نام حزن تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سہل رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ یہ طویل العمر صحابی ہیں۔ انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا زمانہ پایا۔ ۸۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔

سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ: یہ ابن الحنظلیہ کے نام سے معروف ہیں۔ بعض نے کہا کہ نام سہل بن ربیع بن عمرو انصاری المعروف بابن الحنظلیہ ہیں۔ یہ بیعت رضوان میں شامل صحابہ میں سے ہیں۔ بہت زیادہ ذکر اور نفلی نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں سے الگ رہتے۔ انہوں نے دمشق میں رہائش اختیار کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری اولاد کا ہونا تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔

سوید بن قیس رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوصفوان ہے۔ انہوں نے تین روایتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ سماک نے ان سے ایک روایت صحیحین میں روایت کی ہے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعلی مزنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔ ایک حدیث میں مسلم منفرد ہے۔ ان سے ان کے بیٹے معاویہ اور ہلال بن یساف و دوسروں نے روایت لی ہے۔

(الشین)

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ: بن ثابت خزرجی انصاری ان کی کنیت ابویعلیٰ ہے۔ یہ فاروق اعظم کے امراء اور والیوں میں سے تھے۔ حمص کے امیر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقعہ پر علیحدگی اختیار کر لی اور عبادت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بڑے فصیح' حوصلہ مند اور عقل مند تھے۔ بیت المقدس میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

شرید بن سوید رضی اللہ عنہ: ثقفی یہ بیعت الرضوان میں شامل افراد میں سے تھے۔ ان کی کئی احادیث جن میں سے دو کو مسلم نے منفرداً بیان کیا اور ان سے ان کے بیٹے عمرو اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے روایت لی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شریح بن حصائی رحمۃ اللہ: بن مذحجی ان کی کنیت ابوالمقدام یمنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح حضرت عمر اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی۔ ان سے ان کے بیٹے المقدام اور شعبی اور حکم بن عقبہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین نے ان کو ثقہ کہا اور ابوحاتم بجستانی نے کہا یہ ۷۸ھ میں قتل ہوئے۔

شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ یہ آل خضرمی کے مولا ہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور بیان کی اور حضرت ابوبکر' عمر و عثمان' و معاذ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ یہ ثقہ

ہیں ان کے متعلق پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔ان کی وفات ۶۴ھ میں ہوئی۔

شفیق بن عبداللہ رحمۃ اللہ: جلیل القدر تابعی ہیں۔آل خضرمی کے مولا ہیں۔حضرت انس سے روایت نقل کی ہیں اور ان سے یحییٰ قطان اور وکیع نے روایت لی ہے اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا۔علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ان کے باعظمت ہونے پر اتفاق ہے۔

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ: عبسی کوفی' یہ صحابی ہیں۔رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک روایت بیان کی ہے۔

شہر بن جوشب رحمۃ اللہ: یہ اسما بنت یزید بن سکن کے مولیٰ ہیں۔ان کی کنیت ابو سعید شامی ہے۔انہوں نے تمیم داری اور سلمان سے مرسل روایات بیان کی ہیں اور اپنے موالیٰ اسماء ابن عباس' ام سلمہ و جابر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے۔ابن معین اور احمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

(الصاد)

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ: لیثی حجازی' یہ صحابی ہیں ان کی وفات خلافت صدیقی میں ہوئی۔رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ روایت نقل کی ہیں۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: مرادی کوفی' یہ صحابی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی۔ان کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت لی ہے۔کتب احادیث میں ان سے ۲۱ روایات منقول ہیں۔

صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا: اسرائیلیہ' ام المؤمنین ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ان سے علی بن حسین رحمۃ اللہ اور اسحاق بن عبدالحارث سے روایت لی ہیں۔۳۵ھ میں خلافت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

صفیہ بنت ابی عبید رحمہما اللہ: یہ ابو عبید وہی ابن مسعود ثقفی ہیں۔یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ ہیں۔یہ ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں' ان سے بخاری نے باب الادب میں' مسلم' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔

صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ: بن مالک' یہ بنی نمر بن قاسط سے ہیں ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ان کو رومی اس لئے کہا جاتا ہے۔اس لئے کہ رومیوں نے ان کو بچپن میں گرفتار کر لیا۔پس ان میں پرورش پائی زبان میں لکنت تھی۔ان سے بنی کلب کے ایک آدمی نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آیا۔اس سے عبداللہ بن جدعان تیمی نے خرید کر آزاد کر دیا۔یہ مکہ میں مقیم ہو گئے' تجارت کرتے تھے جب اسلام ظاہر ہوا تو اسلام لے آئے۔واقدی کہتے ہیں کہ یہ اور عمار ایک ہی دن مسلمان ہوئے۔ان کا اسلام لانا تیس سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد تھا۔یہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے۔جن کو تکالیف پہنچائی گئیں۔(کیونکہ ان کی کوئی قبائلی حمایت نہ تھی) انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ان کی وفات ۳۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔احادیث کی کتابوں میں ۳۰۷ روایات ان سے مروی ہیں۔

صخر بن حرب رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف' یہ ابو سفیان کی کنیت سے معروف ہیں۔جاہلیت کے زمانہ میں

قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو دولت امویہ کے بانی ہیں۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد اس کی خاطر خوب مشقتیں برداشت کیں۔ غزوہ حنین اور طائف میں موجود تھے۔ ایک آنکھ طائف کے دن تیر لگنے سے جاتی رہی اور یرموک کی لڑائی میں دوسری آنکھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلی گئی۔ ان کی وفات ۳۱ھ میں مدینہ منورہ یا شام میں ہوئی۔

صخر بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت ازدقبیلہ کی شاخ غامد کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ حجازی ہیں طائف میں رہائش اختیار کی ان سے عمار بن حدید نے روایت نقل کی اور سنن اربعہ کے مصنفین نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو (۲) احادیث مروی ہیں۔

صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ: بن وہب الباہلی' ان کی کنیت ابوامامہ ہے۔ یہ صفین کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں تھے۔ شام میں سکونت اختیار کی حمص کی سرزمین میں ۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اڑھائی سو (۲۵۰) روایات نقل کی ہیں۔

(الطاء)

طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ: بن مسعود اشجعی کوفی' یہ سعد بن طارق اور ابو مالک کے والد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ: بن عبدشمس بن سلمہ البجلی' ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ غازیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو بچپن میں پایا۔ خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ غزوات میں شرکت کی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے دیگر صحابہ اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم سے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

طارق بن علی رضی اللہ عنہ: بن منذر بن قیس سحیمی' یہ صحابی ہیں اور قیس بن طلق کے والد ہیں۔ ان کی کنیت ابوعلی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے' جو یمامہ سے آنے والوں میں شامل تھے اور اسلام لے آئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ: بن قیس' ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے جس کی سند میں ناقدین نے اضطراب بتایا۔ وہ حدیث پیٹ کے بل سونے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے۔

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ: بن عثمان بن عمرو بن کعب تیمی' ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ یہ مکی و مدنی صحابی ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلحۃ الخیر کا لقب دیا۔ یہ اُحد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یوم جمل میں شہادت پائی ۳۶ھ تھا۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی اڑتیس (۳۸) احادیث مروی ہیں۔

طلحہ بن براء بن عمیرہ رضی اللہ عنہ: بن وبرہ بلوی انصاری' یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔ ان کی مرض وفات میں حضور ﷺ ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور ان کے دفن کے بعد ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللھم ال طلحۃ وانت

تضحك اليه و هو يضحك اليك " اے اللہ طلحہ تجھ سے ملے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش اور آپ اس سے خوش ہوں"۔

طفیل بن ابی بن کعب رحمۃ اللہ: یہ مدنی تابعی ہیں۔ان کی کنیت ابوالبطن تھی کیونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا۔انہوں نے اپنے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ابن سعد اور عجلی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔

(الظاء)

ظالم بن عمرو: یہ ابوالاسود الدیلی کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں بعض نے ان کا نام عمرو بن سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بصرہ کے قاضی رہے۔ بڑے جلیل القدر فاضل ثقہ تابعی ہیں۔ان کی وفات ۶۹ ھ میں ہوئی۔تمام نے ان سے روایت لی ہے۔ (یہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں) انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے دیکھے ہیں۔

(العين)

عائذ بن عمرو مدنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوہبیرہ ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول ﷺ حدیبیہ کے دن بیعت کی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں گھر بنایا۔عبیداللہ بن زیاد کی حکومت کے زمانہ میں وفات پائی۔ یہ بلند آواز والے صحابہ میں سے تھے۔

عائذ بن عبیداللہ بن عمر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوادریس خولانی ہے۔جلیل القدر فقیہ تابعی ہیں۔ یہ اہل دمشق کے واعظ اور قصہ گو تھے۔ یہ عبدالملک کی خلافت کا زمانہ تھا۔عبدالملک نے دمشق میں ان کو قضاء کا ذمہ دار بنایا۔علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ اہل شام کے علماء میں سے تھے۔ان کی وفات ۸۰ ھ میں ہوئی۔

عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین یہ عورتوں میں سب سے زیادہ علم والی اور فقیہ تھیں۔رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان سے شادی کی جبکہ ان کی عمر ۶ سال تھی اور شوال ۲ ھ میں حضور ﷺ کے گھر آ بسیں جبکہ ان کی عمر ۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندہ رہیں اور ۵۷ ھ میں وفات پائی۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن عامر غطفی نخعی کوفی' یہ عبدالرحمان بن عابس کے والد ہیں۔ یہ اکابر تابعین میں سے ہیں انہوں نے جاہلیت و اسلام کا زمانہ پایا۔

عاصم احول رحمۃ اللہ: یہ ابن سلیمان ہیں۔ان کی کنیت ابوعبدالرحمان ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ درمیانہ درجہ کے تابعی ہیں۔۱۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ان سے تمام نے حدیث لی ہے۔

عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابوعبیدہ سے زیادہ معروف ہیں۔الفہری قریشی ہیں۔قائدین امراء میں سے ہیں۔شام کے علاقہ کو انہوں نے فتح کیا۔عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔سابقین فی الاسلام میں ہیں۔تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔آپ ﷺ نے ان کو امین هذا الامة کا لقب عنایت فرمایا۔طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور

غور بیان میں ۱۸ھ میں تدفین ہوئی۔ کتب احادیث میں ان سے چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں۔

عامر بن اسامہ ہذلی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوالملیح ہے۔ بعض نے کہا کہ نام عمر بن اسامہ ہذلی ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اسامہ بن ہذلی سے روایات لی ہیں۔

عامر بن ابوموسیٰ رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو بردہ ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض حارث اور بعض نے عامر بتلایا۔ انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت علیؓ زبیر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبداللہ یوسف سعید اور بلال وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اکثر نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ۱۰۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: بن قیس انصاری خزرجی ان کی کنیت ابوالولید ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت عقبہ کی۔ یہ نقباء میں سے ایک تھے۔ یہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ یہ بڑے طاقتور بہادر بہت زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بے باک تھے۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں بیت المقدس میں ہوئی۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ: بن ہاشم بن عبد مناف ان کی کنیت ابوالفضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ جاہلیت و اسلام میں اکابر میں شامل تھے۔ خلفاء عباسین کے جد امجد ہیں۔ جاہلیت میں بیت اللہ میں سقایہ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کو برقرار رکھا۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی اور مشرکین کی اطلاعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھتے رہے۔ پھر فتح مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ حنین اور غزوہ فتح مکہ میں ہم رکابی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں ہوئی۔ ۱۳۵ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنے لقب ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ اشعر یمن کا ایک معروف قبیلہ ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جعفر اور ان کے اصحاب کے ساتھ اشعریین کے ایک وفد میں خیبر کے بعد مدینہ منورہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکرام و احترام فرماتے۔ آپ نے فرمایا: ((او تیت مزمار امن مزامیر)) داوٗد ''اے ابوموسیٰ تمہیں داوٗد کی سروں میں سے ایک سر دی گئی ہے''۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۶۰ روایات نقل کی ہیں۔ ۴۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب الہاشمی ان کی کنیت ابوالعباس ان کا لقب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی **اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التاویل** کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عنایت فرما اور بات کو ٹھکانے لگانے کا علم عنایت فرما''۔ عمر بن خطاب ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے اور ان کے کثیر علم اور بڑی عقل سے فائدہ اور مشورہ میں مدد لیتے۔ ان کی وفات ۷۱ھ طائف میں پیش آئی وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی یہ بعثت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا جبکہ ابھی بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور اپنے والد اور والدہ کے ساتھ ہجرت کی جبکہ ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ احد و بدر میں حضور ﷺ نے شفقت کے طور پر چھوٹی عمر کی وجہ سے واپس کر دیا اور پندرہ سال کی عمر سے قبل جہاد میں قبول نہ فرمایا۔ یہ غزوہ خندق میں پہلے پہل حاضر ہوئے۔ پھر کسی غزوہ میں پیچھے نہ رہے یہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی روایات بہت کثرت سے ہیں۔ ابو ہریرہ' ابن عمر' انس' ابن عباس' جابر' عباس' عائشہ رضی اللہ عنہم ان سے ۱۶۳۰ روایات مروی ہیں۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن کعب: بن مالک انصاری اسلمی۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ ان کو احمد عسکری نے ان لوگوں میں لکھا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ملے ہیں۔ یہ کعب کے مسجد کی طرف لے جانے والے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بیٹے عبدالرحمٰن اور عبیداللہ بھی تھے کیونکہ کعب رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہو گئی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: ہزلی' ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ سات میں سے چھٹے اسلام لانے والے تھے۔ یہ بڑے علماء صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں آپ کی معیت میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت قربت رکھتے تھے۔ خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی القضاۃ اور بیت المال کے افسر تھے اور خلافت عثمانی کے ابتدائی زمانہ میں بھی۔ پھر مدینہ واپس لوٹے اور وہیں ۳۲ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما: ابو اوفی کا نام علقمہ بن خالد اسلمی اور کنیت ابو ابراہیم ہے۔ عبداللہ اور اس کے والد دونوں صحابی ہیں۔ عبداللہ نے بیعت رضوان میں حضور ﷺ کی بیعت کی۔ خیبر اور اس کے بعد والی ساری لڑائیوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوفہ میں آئے اور وہیں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچانوے (۹۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما: ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب التیمی القریشی ہے۔ یہ خلفاء راشدین میں پہلے شخص ہیں اور پہلی ہستی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو بکر صدیق کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے اور سادات قریش کی حیثیت سے ہی پرورش پائی۔ قبائل عرب کے انساب حالات اور سیاست سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ نبوت کے زمانہ میں بڑی عظیم و جلیل خدمات سرانجام دیں۔ تمام لڑائیوں میں حاضر رہے اور بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں اور اپنے تمام مال اشارۂ نبوت پر صرف کر دیئے اور اپنی مدت خلافت جو کہ دو سال تین مہینے رہی۔ مرتدین سے سخت لڑائیاں لڑیں اور شام کے علاقے کو فتح کیا اور عراق کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا۔ مدینہ منورہ میں ۱۳ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیالیس (۱۴۲) روایات آپ سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ بعض کہتے ہیں ابو بسر ہے۔ یہ بنی مازن بن منصور سے ہیں یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ ۸۸ھ حمص میں وفات پائی۔ شام میں سب سے آخری صحابی وفات کے لحاظ سے یہی ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) روایات ان سے آئی ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سہمی قریشی: یہ اپنے باپ سے قبل اسلام لائے۔ یہ بہت زیادہ عبادت اور علم والے صحابہ میں سے تھے۔ یہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ کے ارشادات لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ تمام غزوات وحروب میں شامل ہوتے اور دو تلواروں سے لڑتے تھے۔ یرموک کے دن اپنے والد کا جھنڈا بلند کیا۔ صفین کی لڑائی میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تھوڑی مدت کے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا۔ ان کی وفات ۶۵ ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں سات صد (۷۰۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: یہ مزینہ قبیلہ سے تھے۔ یہ بیعت رضوان والے صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی پھر یہ ان دس میں سے ایک تھے۔ جن کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں دین کے احکام سکھانے بھیجا۔ یہ بصرہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں ۵۷ ھ میں وفات پائی۔ رسول ﷺ سے انہوں نے ۴۳ روایات بیان کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما: بن عوام قرشی اسدی' ان کی کنیت ابوخبیب ہے۔ اپنے زمانہ میں قریش کے شہسوار تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں یہ پیدا ہوئے۔ افریقہ کی فتح میں شامل تھے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ کی خلافت میں ہوئی۔ ۶۴ ھ میں ان سے بیعت خلافت لی گئی نو سال تک خلافت رہی۔ پھر ان کے اور حجاج بن یوسف کے درمیان کئی معرکے پیش آئے۔ جن میں بالآخر ۷۳ ھ میں عبداللہ مکہ میں شہید ہو گئے۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۳۳ روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ: بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی الاسدی' یہ اشراف قریش میں سے تھے۔ یہ پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ عبداللہ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران شہید ہو گئے۔ انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن قرشی عدوی ہے۔ یہ عمر بن خطاب کے مولیٰ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر اور انس اور ایک کثیر جماعت صحابہ سے حدیث سنی خود ان کے بیٹے عبدالرحمان اور یحیٰ انصاری اور سہیل اور ربیعہ رائی اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم نے سنا۔ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کی وفات ۱۲۷ ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ: بن عوف بن کعب عامری شعبی جرشی بصری ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۱۶ احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں بخاری سے منفرد ہیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: بن عاصم انصاری مدنی' یہ صحابی ہیں۔ احد میں اور اس کے بعد والے تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے انہوں نے مسیلمہ کذاب کو یمامہ کے دن قتل کیا۔ بعض نے کہا یہ اور وحشی اس کے قتل میں شریک ہیں۔ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: بن حارث اسرائیلی' ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ مدینہ منورہ میں آپؐ کی تشریف کے بعد اسلام لائے تو ان کا نام حصین تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ بیت المقدس کی فتح میں یہ فاروق اعظم کے ہم رکاب تھے اور جابیہ میں بھی شریک تھے۔ جب علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہوا تو انہوں نے علیحدگی اختیار کی۔ ۴۳ ھ میں

مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پچیس (۲۵) احادیث روایات کی ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب القرشی الہاشمی: ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہیں۔ یہ اپنے والد کے ساتھ حدیبیہ سے مدینہ میں آئے۔ یہ اور محمد بن ابی بکر اور یحییٰ بن علی ماں کی طرف سے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ: مزنی' ان کی نسبت مزینہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ان کی احادیث کو صحاح ستہ والوں نے تخریج کیا۔ سترہ (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں اور ان سے عثمان بن حکیم اور عاصم الاحول اور قتادہ نے روایت لی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ: مازنی انصاری' جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور محمد نے بیان کیا۔ یہ ثقہ ہیں۔ ان سے بخاری' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن مخزومی ہے۔ یہ اہل مکہ کے قاری ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ انہوں نے ابی بن کعب سے پڑھا ان سے مجاہد' عطاء نے روایت لی ان کی وفات قتال عبداللہ بن الزبیر کے دوران ہوئی۔ سات (۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہما: جہنی' یہ انصار کے حلیف ہیں۔ یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کو اہل مدینہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں معاذ اور عبداللہ نے روایت بیان کی ہے۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ: ابن الصمہ انصاری ان کی کنیت ابوالجہیم ہے۔ یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں بیان کیں جو کہ دونوں بخاری و مسلم میں ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوحمید ہے۔ اس سے یہ معروف ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے منذر بن سعد بتلایا۔ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے۔ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: بن عوف بن الحارث' ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ القرشی الزہری ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ ان چھ افراد میں سے ہیں جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو دائر فرمایا تھا۔ بدر' احد اور تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ احد کے دن ۲۱ زخم آئے۔ یہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت سال مال تھا۔ یہ بہت سخی تھے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں ۳۰ غلام آزاد کئے اور ایک دن وہ قافلہ جو ستر اونٹوں پر مشتمل تھا گندم' آٹا' غلہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ ایک ہزار گھوڑے' پچاس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راستہ میں صرف کیے جائیں۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ انہوں نے ۱۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابوہریرہ کے ساتھ معروف ہیں۔ یہ محبوب صحابی ہیں۔ خیبر والے سال اسلام قبول کیا اور اس میں شرکت کی۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت کو لازم کرلیا۔ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے یہ صحابہ کرام

میں بڑے حافظہ والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم اور حدیث کی طرف بہت راغب پایا اور اس کی اپنی زبان مبارک سے گواہی دی۔ ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۵۳۷۴ روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن حبیب بن عبدشمس القرشی کنیت ابوسعید ہے۔ قائدین امراء صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ غزوہ موتہ میں حاضر تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ سجستان اور کابل وغیرہ کے علاقے فتح کیے اور سجستان کے گورنر رہے۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ ۵۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۴ روایات منقول ہیں۔

عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدہ انصاری ان کی کنیت ابوعبس ہے۔ جلیل القدر صحابی ہیں بدر میں موجود تھے۔ پانچ روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری مسلم سے منفرد ہیں۔ ان سے عبابہ بن رفاع نے روایت لی ہے۔ ۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عبدالرحمٰن بن شماسہ رحمۃ اللہ: مہری ان کی کنیت ابوعمرو المصری ہے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے زید بن ثابت اور ابوذر سے روایت لی ہے۔ ان کو علامہ عجلی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔ ابن بکیر کہتے ہیں کہ سو سال کی عمر کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن زیاد: بن ابیہ یہ فاتح والی ہیں اور عرب کے بہادروں میں سے ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ ہی تھے جب کہ وہ عراق میں فوت ہوئے۔ انہوں نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۵۳ھ میں خراسان کا گورنر بنادیا۔ یہ خراسان میں دو سال تک رہے۔ پھر ۶۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنادیا۔ ان کو موصل کے علاقہ خازر میں ۶۷ھ میں ابن اشتر نے قتل کیا۔

عبیداللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ: انہوں نے پیغمبر ﷺ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے اور ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے روایت لی ہے۔

عتبان بن مالک بن عمر بن عجلان انصاری کزرجی سالمی رضی اللہ عنہ: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بدر میں شرکت کی۔ ابن اسیر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ باقی تمام نے ان کو بدری شمار کیا۔ بخاری و مسلم نے ان کی روایت لی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ یہ اپنی قوم کی دیتوں کے معاملے کے وفات تک ذمہ دار تھے۔

عتبہ بن غزوان بن جابر وہیب حارثی مازنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ بصرہ کے بانیوں میں سے ہیں۔ یہ سابقین بالاسلام میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر بدر میں شرکت کی۔ پھر قادسیہ میں شرکت کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا والی بنادیا۔ ۱۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: اموی قرشی خلفاء راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ ان بڑی شخصیتوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو ظہور کے بعد عزت ملی۔ یہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جلد اسلام لائے۔ جاہلیت میں شریف اور مالدار تھے۔ ان کا عظیم الشان عمل اپنے خاص مال سے جیش عسرہ کی تیاری ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں بہت سارے علاقے فتح ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کا باغیوں نے محاصرہ کیا اور قرآن پڑھنے کی حالت میں ۳۵ھ

میں ان کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔

عثمان بن ابی العاص ثقفی الطائفی رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی ہیں۔ وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔ پیغمبر ﷺ نے ان کو طائف کا عامل بنایا۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث نقل کی ہیں۔

عدی بن ابی حاتم طائی رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں ۹ھ شعبان میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا رہا۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ارتداد کے زمانہ میں اپنی قوم کے صدقات لے کر حاضر ہوئے۔ یہ اپنی قوم میں شریف سخی اور قابل احترام تھے اور دوسرے بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ یہ انہی سے ہی روایت ہے: مادخل علی وقت صلوٰۃ الا نا مشتاق علیھا۔ کہ مجھ پر جب بھی نماز کا وقت آتا ہے تو میں پہلے سے اس کا مشتاق ہوتا ہوں ان کا انتقال ۶۷ھ میں ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں چھیاسٹھ (۶۶) روایتیں ان سے مروی ہیں۔

عدی بن عمیرہ بن فروہ کندی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوزرارہ ہے۔ یہ کوفہ میں مقیم ہوگئے پھر وہاں سے حران میں منتقل ہوگئے۔ پھر ۴۰ھ میں کوفہ مین وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۰ روایتیں ان سے آئی ہیں۔

العرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابونجیم ہے۔ ان سے عبداللہ بن عمرو اور جبیر بن نفیل اور خالد بن معدان نے ان سے روایت لی ہیں۔ شام میں انہوں نے رہائش اختیار کی ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔

عروہ بن زبیر رحمتہ اللہ علیہ: بن عوام اسدی' ان کی کنیت ابوعبداللہ مدنی ہے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہیں اور تابعین علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے والد' والدہ سے روایت لی ہے اور اپنی خالہ عائشہ ام المومنین اور علی اور محمد بن مسلمہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ابن سعد نے کہا یہ ثقہ عالم ہیں۔ بہت زیادہ احادیث جاننے والے' فقیہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ہر رات قرآن کا چوتھا حصہ پڑھتے۔ ۹۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

عروہ بارقی رضی اللہ عنہ: بن ابی جہد اسدی' یہ صحابی کوفہ میں مقیم ہوگئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی رہے۔ یہ کوفہ کے اولین قاضی تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تیاری کے طور پر گھوڑے پالنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) روایات نقل کی ہیں۔

عروہ بن عامر رحمتہ اللہ: یہ مکی ہیں۔ ان کے صحابی ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ ان کی (طیرہ) شگون کے متعلق روایات ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقہ تابعین میں کیا ہے۔ تمام اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

عطاء بن ابی رباح رحمتہ اللہ: یہ ابو محمد قرشی ہیں۔ یہ قریش کے مولیٰ ہیں' مکی ہیں۔ بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ خود ان سے امام اوزاعی' ابن جریج' ابوحنیفہ اور لیث بن سعد نے روایت لی ہے۔ اصحاب ستہ نے ان سے حدیث نکالی ہے۔ ان کی عمر اسّی (۸۰) برس ہوئی۔ وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ: یہ شام میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے محمد اور ربیعہ بن یزید نے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تین روایات لی ہیں۔

عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خزرجی بدری: یہ عقبہ ثانیہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔ بدر میں رہائش اختیار کی اور بدر میں شرکت کی۔ اُحد اور اس کے بعد والے معرکوں میں شرکت کی۔ پھر کوفہ میں اقامت اختیار کر کے وہیں مکان بنایا۔ ۴۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو مسعود مشہور ہے۔ ان سے احادیث کی کتابوں میں ایک سو دو (۱۰۲) احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ: بن عامر قرشی نوفلی' ان کی کنیت ابو سروعہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے۔

عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ: بن عباس القضاعی یہ عظیم الشان صحابی ہیں۔ شریف امراء میں سے تھے۔ بڑے قاری فرائض کے ماہر اور شاعر تھے۔ غزوہ بحر کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی۔ براہِ راست فتح شام میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خوش خبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی لے کر گئے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی بن کر مصر منتقل ہو گئے۔ ۵۸ھ میں وہیں وفات پائی۔ پچپن (۵۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ: بن عامر کنانی مذجعی عنسی قحطانی' ان کی کنیت ابو الیقظان ہے۔ یہ صاحب رائے بہادر حکام میں سے تھے۔ یہ سابقین فی اسلام میں ہیں۔ انہوں نے اسلام کو اپنے والد یاسر اور والدہ سمیعہ کے ساتھ ظاہر کیا۔ پھر بدر' اُحد' خندق' بیعت رضوان میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ جمل اور صفین میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ صفین میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے باسٹھ (۶۲) روایتیں نقل کی ہیں۔

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ ثقفی: یہ بن خشم بن ثقیف سے ہیں۔ ان کے بیٹے ابو بکر و ابو اسحاق السبیعی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث روایت کی ہیں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: خزاعی کعبی' ان کی کنیت ابو نجید ہے۔ خیبر والے سال اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ میں تعلیم دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مستجاب الدعوات لوگوں میں سے تھے۔ فتنہ میں یکسو رہے۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو اسی (۱۸۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زاح بن عدی بن کعب بن غالب قرشی عدوی' ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ یہ خلیفہ ثانی ہیں' امیر المؤمنین ان کا لقب ہوا۔ ان کا اسلام لانا کفار پر بڑی کامیابی تھی۔ مسلمانوں کو بڑی تنگیوں سے کشادگی دی۔ یہ بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ انہوں نے سرِ عام ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۱۳ھ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کے مطابق ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات ہوئیں۔ ۲۳ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ ابو لؤلؤ مجوسی نے ان کو نیزہ مارا جب کہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن عبدالاسعد قرشی مخزومی' ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ ان کی والدہ ام سلمہ ام المؤمنین

ہیں۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے زیر پرورش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین و فارس کا حاکم بنایا۔۸۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں بارہ (۱۲) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ: بن جعفر بن کلاب الجشمی الکلابی۔ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ بقول ابو عمر یہ جشمی کلابی ہیں۔ میں ان کونہیں پہچانتا۔ ان کی نسبت کلاب جشم کی طرف نہیں اور نہ ہی کلاب کے بعد ثابت ہے۔ احوص بن جعفر بن کلاب نسب مشہور ہے۔ شاید کہ یہ جشم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ ان سے ان کے بیٹے سلیمان سے روایت لی ہے۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی دو روایات ملتی ہیں۔ یہ صحابی ہیں۔

عمرو بن شعیب رحمتہ اللہ علیہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص وائل سہمی: ان کی کنیت ابو ابراہیم مدنی ہے۔ یہ طائف میں مقیم ہوئے۔ یہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ طاؤس اور ربیع بنت معوذ سے روایت بھی لیتے ہیں۔ ان سے عمرو بن دینار اور قتادہ اور زہری اور ایوب وغیرہ نے روایت لی ہے۔ نسائی نے ان کو ثقہ کہا ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عبسی سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نجیح ہے۔ یہ صالح صحابی ہیں۔ چوتھے نمبر پر اسلام لائے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ خندق کے بعد آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر شام میں منتقل ہو گئے۔ حمص میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے اڑتیس (۳۸) روایات آپؐ سے نقل کی ہیں۔

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ: یہ بنی عامر بن توی کے معاہد ہیں۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ ان سے ایک روایت مروی ہے ان سے مسور بن مخرمہ نے روایت نقل کی ہے۔

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ: بن ابی ضرار خزاعی مصطلقی' یہ ام المؤمنین جویریۃ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ یہ بہت کم بات کرنے والے تھے۔ ۵۰ھ تک باقی رہے۔ بخاری نے ان کی حدیث نکالی اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ: نمری' ان کی نسبت نمر بن قاسط کی طرف ہے۔ العبدی بعض نے کہا گویا عبدالقیس کی طرف نسبت ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث انہوں نے روایت کی جن کو بخاری نے نکالا۔ ان کی صفات اس سے خود ظاہر ہوتی ہیں کہ زبان نبوت نے ان کی تعریف فرمائی۔ ان میں کامل ایمان' پختہ یقین' غناء نفس خیر کی خواہش کثرت سے پائی جاتی تھی جبکہ ان کے بارے میں کہا گیا واکل اقواما الی ما جعل اللہ فی قلوبھم من الغنی الخیر فیھم عمرو بن تغلب۔

عمرو بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کبشہ ہے۔ یہ شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس روایات نقل کی ہیں۔ جن کی علامہ مزی نے ''الاطراف'' میں ذکر کیا ہے۔ البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

عمرو بن حدیث رضی اللہ عنہ: عمرو بن عثمان بن عبیداللہ بن عمر بن مخزوم کوفی' ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۸ روایات نقل کی ہیں۔ دو احادیث میں مسلم منفرد ہیں۔ بخاری نے کہا ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابن ام مکتوم سے معروف ہیں۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا۔ نووی کہتے ہیں کہ ان کا

اصل نام عمرو ہے۔ یہ مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مختلف غزوات کے موقع پر تیرہ مرتبہ مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ قادسیہ میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ یہی وہ نابینا ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى﴾ ان سے تین روایات مروی ہیں۔

عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ: بن ابی جوار' یہ تابعی ہیں۔ صدوق ہیں۔ مسلم وابوداؤد نے ان کی روایت لی ہے۔

عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ: جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو اخطب ہے۔ تیرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ ان کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔ ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔ یہ آپ کی دعا کی برکت تھی۔ ''اللھم جملہ'' مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: بن وائل سہمی قرشی' یہ عبداللہ کے والد ہیں۔ صحابی اور مصر کے فاتح ہیں۔ صلح حدیبیہ کے دوران مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے غزوہ ذات السلاسل میں ان کو امیر بنایا۔ پھر عمان کا ان کو والی بنایا۔ پھر یہ ان امراء میں سے تھے جنہوں نے شام میں حصہ لیا۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے فتنہ میں یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۳۸ھ میں مصر کا والی بنایا۔ وہیں ۴۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ کتب احادیث میں ۳۹ روایات ان سے مروی ہیں۔

عمرو بن مرہ بن عبس جہنی رضی اللہ عنہ: ان کو اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض ازدی کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اکثر معرکوں میں آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ سے ایک روایت مروی ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب ہاشمی قرشی' کنیت ابوالحسن ہے۔ خلیفہ رابع ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد ہیں۔ بڑے بہادر' عظیم الشان خطیب' قضاء کے ماہر۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی اور اس کو دارالخلافت بنایا۔ ۴۰ھ تک دارالخلافہ رہا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے ان پر تلوار کا وار کیا جبکہ یہ صبح کی نماز کے لئے نکلے۔ وہ وار آپؓ کی پیشانی پر کاری ضرب سے لگا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔

علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن نضلہ ابوالبی' ان کی کنیت ابومغیرہ کوفی ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ بڑے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے علی وسلمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان سے حاکم اور ابواسحاق نے روایت کی ہے۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے ایک حدیث ہے۔

عوف بن مالک طفیل رحمۃ اللہ: بن سنجر زروی' یہ وسط درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضیع ہیں۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ: غطفانی' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ صحابی ہیں' فتح مکہ میں شرکت کی۔ یہ اپنی قوم کا

جھنڈا اٹھاتے تھے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سڑسٹھ (۶۷) احادیث روایت کی ہیں۔
عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابودرداء ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ تھوڑے سے بعد میں اسلام لائے جبکہ گھر والے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ یہ فقیہہ عامل اور عقل مند تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا عویمر میری امت کا حکیم ہے۔ احد کے بعد والے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ خلافت عثمانی میں دمشق کے قاضی رہے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ایک سو نواسی (۱۷۹) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔
عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ تمیمی مجاشعی: یہ بصرہ میں مقیم ہونے والے صحابی ہیں۔ یہ بصرہ والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ۳۰ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

(الفاء)

فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا: قرشی ہاشمیہ' یہ صحابیہ ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی روایت کو جماعت نے کیا ہے۔ بخاری و مسلم میں دو روایتیں ہیں۔ ان کے بیٹے جعد اور پوتے جعدہ اور عودہ نے روایت لی اور ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔
فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ: بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ فہری قرشی' یہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ یہ اول مہاجرات صحابیات میں سے ہیں۔ یہ وافر عقل اور کمال والی ہیں۔ ان سے چونتیس (۳۴) احادیث مروی ہیں۔ ان سے کبار تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔
فضالہ بن عبید انصاری: الاوسی' ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ اُحد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ دمشق کے والی بنے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ۵۳ھ میں وفات پائی۔

(القاف)

قاسم بن محمد رحمتہ اللہ: بن ابوبکر صدیق قرشی تیمی' حافظ ابن حجر نے فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ مدینہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔
قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن شداد عامری' یہ صحابی ہیں۔ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ ان سے چھ (۶) احادیث مروی ہیں۔ بصری میں رہائش اختیار کی اور مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔
قتادہ بن ملحسان رضی اللہ عنہ: قیسی' بصرہ میں مقیم ہوئے ان کے بیٹے عبدالملک نے ان سے روایت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں کی ہیں۔
قتادہ بن عامہ دوسی رحمتہ اللہ: کنیت ابوالخطاب ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ نابینا تھے۔ اسلام کے عظیم ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور ابن سیرین وغیرہ سے روایت لی ہے۔ ابن مسیب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قتادہ میں سے زیادہ حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا۔ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ تغلبی ' یہ صحابی ہیں۔کوفہ میں رہائش اختیار کی۔رسول اللہ ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ان سے ان کے بھتیجے زیادہ بن علاقہ نے فقط روایت لی ہے۔

قیس بن بشیر تغلبی رحمتہ اللہ: یہ شامی ہیں۔ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں کہ یہ مقبول ہیں۔یہ صغار تابعین کے ہم عصر تھے۔ ان سے ابوداؤد نے ان سے روایت لی ہے۔ابو حاتم نے کہا کہ یہ اس کی روایت لینے میں حرج محسوس نہیں کرتا۔

قیس بن حازم رحمتہ اللہ: بجلی' احمسی ہیں۔ان کی کنیت ابوعبداللہ کوفی ہے۔کبار تابعین میں سے ہیں۔انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؐ کی وفات ہو چکی تھی۔انہوں نے حضرت ابوبکر' عمر' عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ابن معین اور یعقوب بن شیبہ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ان کی وفات ۹۸ھ میں ہوئی۔

قیسلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا: عنبریہ' یہ صحابیہ ہیں۔مہاجرات سے ہیں۔ان کی بھی روایت ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ یہ حبیب بن ازہر کی بیوی تھیں۔اس کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں۔خاوند فوت ہو گیا تو ان کی بیٹیوں کو عمر بن ایوب بن ازہر نے چھین لیا۔یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔

(الکاف)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: بن کعب انصاری سلمی' بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے۔دیگر معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔مگر بدر و تبوک میں حاضر نہ تھے۔احد میں گیارہ زخم کھائے۔یہ پیغمبر ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے۔زبان و ہاتھ سے جہاد کرنے والے مجاہد تین ہیں۔حسان بن ثابت' کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ سے ایک سو اسّی (۱۸۰) روایات نقل کی ہیں۔بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔

کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ: شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ان سے جابر بن عبداللہ نے روایت کی بعض نے کہا ان سے ام درداء رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔ان سے ترمذی اور نسائی نے روایت لی ہے۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عدی بن عبید بن حارث قضاعی بسلوی' یہ قواقل کے حلیف ہیں۔ابومحمد مدنی ان کی کنیت ہے۔رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سینتالیس (۴۷) احادیث نقل کی ہیں۔ان کے بیٹے محمد' اسحاق' عبدالملک نے ان سے روایت لی ہے۔کوفہ میں رہائش اختیار کی۔۵۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا: یہ ام ثابت ہیں۔حسان بن ثابت کی بہن ہیں۔نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں سے یہ بھی ایک ہیں۔نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک روایت لی ہے۔ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے روایت لی ہے۔

کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ: یا ابن عبداللہ بن حنبل یمانی' یہ صفوان بن امیہ کے بھائی ہیں۔ان کے بھتیجے نے ان سے روایت لی ہے اور عمرو بن عبداللہ بن صفوان سے۔

کناز بن حصین رضی اللہ عنہ: ابومرثد ان کی کنیت ہے۔یہ ابن یربوع غنوی ہیں۔بنو عبدالمطلب کے حلیف ہیں۔یہ بدری ہیں اپنی کنیت سے معروف ہیں۔۱۲ھ میں وفات ہوئی۔دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ان سے مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے روایت لی ہے۔

(اللام)

لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ: بن صبرہ بن عبداللہ بن منتفق ابورزین عقیلی ان کی کنیت ہے۔ بنومنتفق کے وفد کے ساتھ آئے اور اسلام لائے۔ ان سے ان کے بیٹے عاصم اور بھتیجے وکیع بن عدس عمرو بن اوس وغیرہ سے روایت لی۔ ان کو لقیط بن صبرہ کہا جاتا ہے۔ یہ نسبت دادا کی طرف ہے۔

(المیم)

مالک بن ربیعہ ساعدی: ان کی کنیت ابواسید ہے۔ ان کا نام عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرجی ساعدی ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں اٹھائیس (۲۸) روایات ان سے منقول ہیں۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ: ان کو ابن حارث کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوسلیمان لیثی ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے تھے۔ یہ اپنی قوم کے نوجوانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان کو نماز کی تعلیم دی۔ ۹۴ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ پندرہ (۱۵) احادیث آپؐ سے روایت کی ہیں۔

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ: بن خالد بن مسلم کوفی کندی' یہ صحابی ہیں۔ مصر میں اقامت اختیار کی۔ حمص کے حاکم بنے۔ مروان بن حکم کے زمانہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

مالک بن عامر رحمتہ اللہ: ان کی کنیت ابوعطیہ ہے یا ابن ابی عامر وداعی ہمدانی' یہ تابعی ہیں۔ یہ عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابواسحاق' اعمش نے روایت نقل کی ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ ۷۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری ومسلم اور ابوداؤد و ترمذی نے ان سے روایت لی ہے۔

مجیبۃ باہلیہ رحمتہ اللہ: اس نے اپنے والد سے روایت کی یا اپنے چچا سے۔ اس کا نام مذکور نہیں۔ مجیبہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نام مذکر ہے یا مونث کا۔

محمد بن سیرین رحمتہ اللہ: انصاری ان کے مولیٰ ہیں' ان کی کنیت ابوبکر بصری ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے مولیٰ انس بن مالک' زید بن ثابت' عمران بن حصین' ابوہریرہ' عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ کبار تابعین سے ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد نے کہا یہ ثقہ' مامون ومحفوظ بلند وعالی' امام فقیہہ بہت علم والے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار فرماتے وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن زید رحمتہ اللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم: یہ تابعی' ثقہ' حافظ اور اوساط تابعین میں سے ہیں۔

محمد بن عباد رحمتہ اللہ: بن جعفر مخزومی مکی' یہ ثقہ ہیں اوساط تابعین ان سے صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات لی ہیں۔

مجرمہ عبدی رحمتہ اللہ: عبدالقیس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ بن ربیعہ بن نزار حالات والی کتب میں ان کا تزکرہ نہیں ان کے بارے میں وضاحت نہیں کہ صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔

مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بہت کم روایات بیان

کرنے والے ہیں۔ بخاری میں ان کی ایک روایت ہے۔ ان سے صرف قیس بن حازم نے روایت لی ہے۔

مرثد بن عبداللہ یزنی رحمتہ اللہ: ان کی کنیت ابوالخیر مصری ثقہ فقیہ ہیں۔ کبار تابعین سے ہیں وفات ۹۰ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

مسروق بن اجدع رحمتہ اللہ: بن مالک ہمدانی وداعی' ابوعائشہ کوفی ان کی کنیت ہے۔ ثقہ تابعی ہیں۔ یہ مخضرمی فقیہ عابد ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن حنبل بن الاحب قرشی فہری' ان کی والدہ وعد بنت جابر بن حنبل بن الاحب ہیں جو کہ کرز بن جابر کی بہن ہیں۔ بقول واقدی وفات نبوی کے وقت یہ بچے تھے۔ ان کے علاوہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اس کو محفوظ کیا۔ پہلے کوفہ اور پھر مصر میں اقامت اختیار کی۔ سات روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری کی بجائے مسلم منفرد ہے۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: زہری' ان کی کنیت ابوزرارہ لمدنی ہے۔ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد' حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت لی۔ ان سے ان کے بھتیجے اسماعیل بن محمد اور طلحہ بن مصرف اور ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور بہت روایات والے ہیں۔ وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ: جہنی' یہ صحابی ہیں مصر میں رہائش اختیار کی۔ ان سے ان کے بیٹے سہل نے روایت کی ہے۔ اس کا بہت بڑا نسخہ ہے۔ اس سے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایات لی ہیں۔ اسی طرح ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ اور دیگر ائمہ نے اپنی کتابوں میں روایات لی ہیں۔ انہوں نے ۳۰ روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی' کنیت ابوعبدالرحمٰن' امام مقدم ہیں حرام وحلال کے ماہر ہیں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلم امتی بالحلال و الحرام معاذ بن جبل'' یہ خوبصورت نوجوان تھے۔ حوصلہ' سخاوت' حیاء میں انصار کے افضل ترین نوجوانوں سے تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ عقبہ' بدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کا والی مقرر فرمایا۔ ۱۸ھ میں عین جوانی میں طاعون عمواس میں شہادت پائی۔ ان کی عمر ۳۴ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ستاون (۱۵۷) روایات مروی ہیں۔

معاذہ بن عدویہ رحمہما اللہ: بنت عبداللہ' یہ صلہ بن اشیم کی بیوی ہیں۔ یہ اہل بصرہ سے تھیں ان کی کنیت ام الصہباء تھی۔ اوساط تابعین سے تھیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس آمد ورفت تھی اور ان سے روایات بھی نقل کی ہیں۔ اصحاب ستہ نے ان کی روایات لی ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما: صخر بن حرب بن امیہ قرشی اموی' شام میں دولت امویہ کے بانی ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۸ھ مکہ کی فتح کے دن اسلام لائے۔ کتابت اور حساب کا علم سیکھا تو آپؐ نے اپنا کاتب وحی بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ اردن پھر دمشق کو جمع کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا علاقہ بھی سپرد کر دیا۔ ۴۱ھ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری اختیار کی۔ پھر خلافت ۱۹ سال تک ان کے پاس رہی۔

دمشق میں ۶۰ ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیس (۱۲۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت بنو سلیم کی طرف ہے۔ جو عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے تیرہ (۱۳) روایات مروی کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں۔ نووی کہتے ہیں ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایات لی ہیں۔

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ: بن معاویہ بن قشیر بن کعب القشیری بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ صحابی ہیں' جن سے کئی روایات مروی ہیں۔ بہز بن حکیم کے یہ دادا ہیں۔ ان سے ابن حکیم نے روایت لی۔ ابوداؤد نے کہا بہز بن حکیم بن معاویہ کی احادیث صحیح ہیں۔

معرور بن سوید رحمۃ اللہ: اسدی ابوامیہ کوفی' ان کی کنیت ہے۔ ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمرؓ' ابن مسعود اور صحابہ کی جماعت رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ان سے واصل احدب' اعمش نے روایت لی اور ابوحاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی۔

معن بن یزید بن اخنس سلمی رضی اللہ عنہم: ان کی کنیت ابویزید ہے۔ یہ خود اور ان کے والد اور دادا تمام صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مقام تھا' فتح دمشق میں موجود تھے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی پھر مصر میں داخل ہوئے۔ پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور واقعہ راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوئے۔ اس وقت ۵۴ ھ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بن عبداللہ مزنی: ابویعلی کنیت ہے۔ حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کندہ سے حاضر ہوئے جو شام میں ہے۔ ان کی وفات ۸۷ ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چونتیس (۳۴) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: بن ابی عامر ثقفی' ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ خندق کے زمانہ میں اسلام لائے۔ یمامہ' یرموک اور قادسیہ کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بڑے عقل مند' ذہین وفطین' ادیب' سمجھدار گہری سوچ والے تھے۔ ۵۰ ھ میں وفات پائی۔ ان سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث مروی ہیں۔

مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوکریمہ ہے۔ یہ کندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شام کے مقام کندہ سے آئے تھے (کندہ درحقیقت قبیلے کا نام ہے) ان کی وفات ۸۷ ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سو سینتالیس (۴۴۷) احادیث روایت کی ہیں۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ثعلبہ بہرانی کندی' ان کی کنیت ابومعبد ہے۔ یہ صحابی ہیں۔ یہ مقداد بن عمرو ہیں۔ نووی نے کہا یہ مقداد بن اسود ہیں کیونکہ وہ اسود بن عبدیغوث زہری کی گود میں زیر پرورش تھے۔ اس نے ان کو متبنی بنالیا۔ وہ سابقین فی الاسلام میں سے تھے انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تمام لڑائیوں میں نبی

اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ بیالیس (۴۲) احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

میمون بن ابی حارث رحمۃ اللہ: ربعی ان کی کنیت ابونصر کوفی ہے۔ حافظ ابن حجر سے تقریب میں ان کو صدوق کہا اور کہا یہ بہت ارسال کرنے والے تھے۔ طبقہ ثالثہ کے تابعی ہیں۔ ۸۳ھ میں واقعہ جماجم میں وفات پائی۔

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: بن حزن بن بجیر بن ہرام بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال عامریہ ہلالیہ یہ ام المومنین ہیں۔ ان سے ابن عباس، یزید بن الاصم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ زہری نے کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ پیش کیا۔ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) احادیث ان سے مروی ہیں۔

(النون)

نافع غدوی رحمۃ اللہ علیہ: ابوعبداللہ مدنی عظیم الشان تابعین سے ہیں۔ اپنے مولیٰ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابی لبابہ، ابوہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بھی بہت سے اصحاب سے روایت کی ہے۔ بخاری نے کہا ان کی سند سب سے زیادہ صحیح ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر ہے ان کے بیٹے ابوبکر اور عمر اور ایوب اور ابن جریج و مالک وغیرہم نے روایت لی ہے۔ وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ: بن مطعم، یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ شریف اور فتویٰ دینے والے ہیں۔ اصحاب کتب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔

نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ عامری: ہلالی یہ جلیل القدر تابعین سے ہیں۔ بعض نے کہا یہ صحابی ہیں انہوں نے حضرت ابوبکر، عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے اور ان سے شعبی اور ضحاک نے روایت لی ہے۔ عجلی نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں۔

نسیبہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام نسیبہ تصغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے فعلیہ کا وزن مانا ہے۔ یہ مدینہ کی رہنے والی ہیں پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (میتات) میت عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔ ام عمارہ اور ان کا نسب ایک ہے۔ ام عطیہ لقب معروف ہے۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوبرزہ ہے۔ یہ اپنی کنیت میں منفرد ہیں۔ صحابہ میں اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔ شروع میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شرکت کی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی ان کے بیٹے وہیں تھے۔ پھر غزوہ خراسان میں شمولیت اختیار کی۔ بعض نے کہا یہ بصرہ واپس لوٹ آئے۔ ۶۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) روایات رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی ہیں۔ ان کے والد اور والدہ بھی صحابہ ہیں۔ شام کے مقام نعمان میں رہائش اختیار کی۔ کوفہ کی امارت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کو حمص میں منتقل کر دیا۔ ۶۴ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو چودہ (۱۱۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ: بن عائذ مزنی، ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ بعض نے کہا ابوحکیم ہے۔ یہ معروف صحابی ہیں۔ ۲۱ھ میں نہاوند کے مقام پر شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔

نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ: یہ اہل طائف میں سے ہیں اور صحابیٔ رسول ہیں۔ ان کو ابوبکرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے طائف کے قلعہ سے ایک جوان اونٹ نبی اکرم ﷺ کی طرف لٹکایا۔ یہ یوم جمل وصفین میں الگ تھلگ رہے۔ ۵۲ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بتیس (۱۳۲) روایات ان سے منقول ہیں۔

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ: بن خالد بن عمرو عامری کسلابی' یہ صحابی ہیں۔ شامی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ نواس رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷) روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

(الہاء)

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد قرشی اسدی' یہ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں معروف تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسی بات پہنچتی جو حکیم کو ناپسند ہوتی تو وہ فرماتے جب تک میں اور حکیم باقی ہیں یہ کام نہ ہوگا۔ ۱۵ھ کے بعد وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں منفرد ہے۔

ہند بن امیہ رضی اللہ عنہا: قرشیہ مخزومیہ' ان کی کنیت ام سلمہ ہے۔ یہ امہات المومنین میں سے ہیں۔ ۴ھ میں ان سے شادی ہوئی۔ یہ عورتوں میں اخلاق وعقل کے اعتبار سے کامل تھیں۔ ۶۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کئی کتابوں میں تین سو اٹھتر (۳۷۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ: بن قیس بن عمرو نخعی کوفی' یہ عابد اور ثقہ عالم ہیں۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت لی ہے۔

(الواؤ)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوہنیدہ ہے یہ حضرمی ہیں۔ حضرموت کے سرداروں میں سے ہیں۔ ان کے والد وہاں کے بادشاہوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو مرحبا کہی اور اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھادی اور اپنے ساتھ بٹھایا اور دعا فرمائی: اللھم بارك فی وائل ولدہ ''اے اللہ وائل اور اس کی اولاد میں برکت عنایت فرما'' حضرموت کے سرداروں پر آپؐ نے ان کو نگران مقرر فرمایا اور ان کو قطعہ زمین عنایت فرمایا۔ یہ فتوحات میں حاضر ہوتے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۰ھ میں وہاں وفات پائی۔ اکہتر (۷۱) احادیث ان سے مروی ہیں۔

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ: بن مالک بن عبید اسدی' یہ صحابی ہیں۔ ۹ھ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے آنسو رکتے نہ تھے۔ رقہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں وفات پائی۔ گیارہ (۱۱) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابواسقع ہے۔ یہ کنانی لیثی ہیں۔ یہ اس وقت اسلام لائے جب آپؐ تبوک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ یہ آپؐ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شامل ہوئے۔ پھر فتح دمشق وحمص میں شامل تھے۔ یہ مدینہ کے اصحاب صفہ میں

شامل تھے۔ ۸۶ھ میں دمشق کے مقام پر وفات ہوئی۔ ان سے ایک سو چھپن (۱۵۶) احادیث مروی ہیں۔

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ: یہ حبشی ہیں' کنیت ابودسمہ ہے۔ بنی نوفل کے مولیٰ ہیں۔ یہ مکہ کے سیاہ فام لوگوں میں سے تھے۔ یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اہل طائف کے وفد کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قتل مسیلمہ کذاب میں بھی شریک تھے۔ یرموک میں موجود رہے۔ پھر حمص میں سکونت اختیار کی۔ ۲۵ھ میں وہاں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۴۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوجحیفہ ہے۔ یہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال کا نگران بنایا یہ علی رضی اللہ عنہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۷۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۴۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وارد کاتب مغیرہ رحمۃ اللہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ اور کاتب ہیں انہوں نے اپنے آقا حضرت مغیرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے قاسم بن مغیرہ اور رجاء بن حیوۃ سے روایت لی ہے۔ ان کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔

(الیاء)

یزید بن شریک بن طارق رحمۃ اللہ: تیمی کوفی ہیں۔ یہ ثقہ تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ یہ عبدالملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔ تمام نے ان سے روایات لی ہیں۔

یزید بن حیان رحمۃ اللہ: تیمی کوفی' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ چوتھے طبقہ کے تابعین سے ہیں۔ تابعین میں ان کا درجہ درمیانہ ہے۔ ان سے مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے روایت لی ہے۔

یعیش بن طخفہ رحمۃ اللہ علیہ: غفاری' ان کی نسبت بنوغفار کی طرف ہے۔ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ تابعی ہیں۔ اپنے والد طخفہ سے انہوں نے پیٹ کے بل سونے کی ممانعت والی روایت نقل کی ہے۔

کنیت کے لحاظ سے جو تراجم ذکر کیے گئے وہ مندرجہ بالا ناموں کے تحت درج ہو چکے ہیں۔

فیمن عرف بابن فلان

ابن شماسہ: ان کا نام عبدالرحمٰن بن شماسہ ہے۔ ترجمہ حرف ع میں دیکھیں۔

ابن الحنظلیہ: ان کا نام سہل بن عمرو ہے۔ ان کے حالات س میں دیکھیں۔

ابن عمر: ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

ابن مسعود: نام عبداللہ ہے' حالات حرف عین میں ملاحظہ ہوں۔

تراجم المخرجین

احمد بن حسین بن علی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوبکر بیہقی ہے۔ یہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یہ خرد وجرد میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور کے شہر بیہق کی ایک بستی ہے۔ سن ولادت ۴۵۸ھ ہے۔ پھر جشمانہ جوان کا شہر تھا وہاں منتقل ہوئے۔ ان کی تصانیف میں السنن الکبری اور دلائل النبوۃ اور الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

احمد بن محمد بن احمد بن طالب ابوبکر المعروف بالبرقانی: یہ وائلی عالم ہیں۔ یہ مسلک حنبلی کے عالم تھے۔ یہ مرو کے رہنے والے ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور طلب علم میں پرورش پائی۔ علم کے لئے بڑے سفر کئے۔ ۲۸ ماہ تک معتصم نے ان کو اپنے ساتھ رکھا کیونکہ یہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے حدیث میں مسند تصنیف کی جو تیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن احمد بن غالب ابوبکر المعروف بالبرقانی: یہ خوارزمی عالم حدیث ہیں۔ بغداد کو وطن بنایا اور وہاں ۴۲۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی بھی ایک مسند ہے۔ اس میں وہ احادیث بھی ہین جو بخاری ومسلم میں ہیں۔ نیز انہوں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور ایوب اور دیگر ائمہ احادیث کی روایات جمع کی ہیں۔ وفات تک تصنیف میں مشغول رہے۔

احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزاز ابوبکر: اہل بصرہ میں سے حافظ الحدیث ہیں۔ رملہ میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی دو مسندیں ہیں۔ ایک کا نام البرالزاکر اور دوسرے کا نام البحر الصغیر ہے۔

حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی ابوسلیمان الخطابی: یہ بڑے فقیہہ محدث ہیں۔ یہ اہل بست سے ہیں جو کابل کے علاقہ میں ہے۔ یہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ ان کی کتاب معاع السنن ہے جو سنن ابی داؤد کی شرح ہے۔ وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر ازدی بجستانی ابوداؤد: اپنے زمانہ کے امام المحدثین ہیں۔ یہ بجستان کے رہنے والے ہیں۔ وفات ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ ان کی کتاب ابوداؤد صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں ۴۸۰۰ احادیث ذکر کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر حمیدی اسدی' ابوبکر المعروف حمیدی: حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ یہ اہل مکہ میں سے ہیں۔ وہاں سے امام شافعی کے ساتھ مصر کی طرف سفر کیا اور وفات تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر مکہ میں واپس آئے اور فتویٰ دینے لگے۔ یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ بخاری نے ان سے پچھتر (۷۵) روایات لی ہیں۔ مسلم نے ان کا تذکرہ اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔ ۲۱۹ھ مکہ میں وفات ہوئی۔ ان کی مسند الحمیدی کے نام سے معروف ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام تمیمی دارمی: یہ سمرقندی ہیں اور ابومحمد کنیت ہے۔ یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ عاقل' فاضل مفسر اور فقیہہ ہیں۔ انہوں نے سمرقند میں علم حدیث وآثار کو نمایاں کیا۔ ان کی تصانیف میں السنن الدارمی ہے۔

علی بن عمر بن احمد بن مہدی' ابوالحسن دارقطنی شافعی: یہ اپنے وقت کے امام حدیث ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے قراءت پر تصنیف کی اور اس کے ابواب بنائے۔ بغداد کے محلّہ دارقطن میں ان کی پیدائش ہوئی۔ وفات ۳۸۵ھ میں پائی تصانیف میں سنن دارقطنی ہے۔

مالک بن انس بن مالک اصبحی حمید امام مالک: ابوعبداللہ کنیت' امام دارالہجرت ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ مالکیہ کی نسبت ان کی طرف ہے۔ ولادت ووفات مدینہ میں ہوئی۔ دین میں مضبوط اور امراء سے دور رہنے والے تھے۔ منصور نے ان سے سوال کیا کہ وہ ایک کتاب لکھ دیں جو لوگوں کو عمل پر آمادہ کرے۔ انہوں نے الموطا تصنیف فرمائی۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم مغیرہ بخاری: ابوعبداللہ کنیت ہے۔ یہ اسلام کے عالم ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث میں طول طویل اسفار کئے۔ خراساں' عراق' مصر' شام گئے۔ ایک ہزار مشائخ سے چھ لاکھ احادیث سنی اور ان سے صحیح بخاری کا انتخاب کیا اور جس روایت کو پختہ پایا۔ ان کی کتاب حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔ بخاری نے خرتنگ جو سمرقند کی بستی ہے' ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عیسیٰ بن سورہ اسلمی بوعی ترمذی: ابوعیسیٰ کنیت' حدیث میں جامع کتاب کے مصنف ہیں۔ علماء وحفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ ترمذ کے رہنے والے ہیں جو نہر جیحوں پر واقع ہے۔ بخاری کے شاگرد ہیں۔ حفظ میں ضرب المثل تھے۔ ترمذ میں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن یزید ربعی قزوینی ابوعبداللہ ابن ماجہ: علم حدیث کے ایک امام ہیں۔ اہل قزوین میں سے ہیں۔ انہوں نے بصرہ' بغداد' شام' مصر اور حجاز اور رَے کا سفر کیا تاکہ حدیث حاصل کریں۔ اپنی کتاب سنن ابن ماجہ تصنیف کی۔ یہ صحاح ستہ میں سے ہے۔

مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ابوحسین امام مسلم: ابوحسنین کنیت ہے یہ حافظ الحدیث ہیں۔ ائمہ محدثین سے ہیں۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور حجاز' مصر' شام' عراق کے سفر کئے۔ نیشاپور کے مضافات میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور کتاب صحیح مسلم ہے۔ اس میں بارہ ہزار احادیث کو جمع کیا۔ حدیث میں جن کتابوں پر دارومدار ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ امام نووی اور دیگر بہت سے علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں۔

یحییٰ بن بکیر بن عبدالرحمٰن تمیمی حنظلی ابوزکریا حاکم نیشاپوری: حدیث کے امام ہیں۔ پرہیزگار ثقہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے عظیم علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار' پختہ یقین والے تھے۔ وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

الحمد للہ اولاً و آخراً

تمت التراجم لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعیهم رحمهم اللہ علیهم

اللّٰهم احشرنا فی زمرتهم یوم القیامة لیلة الجمعه ۲۷ من شهر ذی الحجة ۱۴۲۱ھ آمین

دلیل الفالحین

شرح اردو

ریاض الصّالحین

جلد سوم

تالیف

محمد بن علّان الصدیقی الشافعی الأشعری المکی

المتوفی سنة ۱۰۵۷ھ

تحقیق

عصام الدّین الصّبابطی

مترجم

مولانا شمس الدّین صاحب

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸-اردو بازار لاہور، پاکستان

7231788

دلیل الفالحین

شرح اردو

ریاض الصالحین

جلد سوم

تالیف: محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی

مترجم: مولانا شمس الدین صاحب

تحقیق: عصام الدین الصبابطی

اس ترجمہ کی چند نمایاں خصوصیات

★ تمام احادیث کا آسان و عام فہم ترجمہ ★ احادیث کے حل طلب مسائل کی بہترین و دلکش تشریح

★ دور جدید کے مسائل کا بہترین حل ★ حل اللغات' نحو وغیرہ کے عنوانات سے آسان تشریح

★ ہر مسئلے پر فقہا کی آراء ★ آیات قرآنیہ مکمل حوالوں کے ساتھ ★ ہر حدیث کی مکمل و مدلل تخریج

★ "الفرائد" کے عنوان سے حدیث میں بیان کیے گئے ارشادات نبویہ ﷺ کا مختصر خلاصہ

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان

Ph:7211788-7231788

نام کتاب .... دلیل الفالحین شرح اردو ریاض الصالحین

تالیف: .... محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی

مترجم .... مولانا شمس الدین صاحب

تحقیق: .... عصام الدین الصبابطی

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... آر۔ آر۔ پرنٹرز

ملنے کے پتے

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور ☎ 7221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 7211788

فہرست

کتاب آداب السفر

۷۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ اَوِالْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّيْنِ وَوُقُوعٍ فِيْ حَرَامٍ وَّشُبُهَاتٍ وَنَحْوِهَا

باب: لوگوں اور زمانے کے بگاڑ' دین میں فتنہ اور حرام میں مبتلا ہونے کے خوف کے وقت علیحدگی اختیار کرنا بہتر ہے

العزلة : اعتزل سے اسم مصدر ہے۔ اس کا معنی پرہیز کرنا' بچنا ہے (الصحاح) عند فساد الزمان جب زمانے کے حالات بگڑ جائیں تو عزلت عبادت قرار دی گئی ہے۔ زمانے کے بگڑنے کا مطلب اس میں اصلاح کے بعد فساد کا پیدا ہونا اور ریا کاری جھوٹ کا دور دورہ ہے۔ اسی طرح امانت کے بعد خیانت کا آ جانا ہے۔ او عند الخوف من فتنة کیا کسی مشقت میں پڑنے کا خدشہ ہو۔ في الدين مثلاً کسی حرام پر اتفاق کر لیں یا منکرات سے پیدا ہو جائیں' منکرات پر اصرار کرنے لگیں' یہ اگرچہ زمانے کا بگاڑ نہ مگر بہت سے لوگ منکرات پر مجتمع ہو جائیں یعنی اجتماعی برائیاں پیدا ہو جائیں۔ وقوع في حرام و شبهات ونحوها یہ محنت پر معطوف ہے یہ عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے۔ دین میں شبہ کا واقع ہونا یا تو اس بناء پر ہوتا ہے کہ وہ چیز حقیقت میں حرام ہے اور اس میں واقع ہونا اس میں مبتلا ہونے کی طرح ہے جیسا گزرا من وقع في الشبهات وقع في الحرام عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فتنے وغیرہ کا خطرہ نہ ہو اس وقت میل جول عزلت سے افضل ہے۔ نووی کہتے ہیں جس کو غالب گمان ہو کہ وہ مخالفت میں مبتلا نہ ہوگا اسے میل جول افضل ہے اور اگر اس کے لئے یہ گراں ہو تو عزلت بہتر ہے۔ عنقریب تفصیل سے تذکرہ آئے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الذاريات: ٥٠]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو بے شک میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں''۔ (الذاریات)

ففروا الى الله اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے بھاگو۔ یہ اللہ پر ایمان اور اس کی اطاعت میں داخل ہونے کا امر ہے۔ یہاں امر کو فرار سے تعبیر فرما کر متنبہ کیا عذاب و عتاب لوگوں کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں گویا یہ لفظ بیک وقت تحذیر و استدعا دونوں کو شامل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اسی معنی پر خبردار کر رہا ہے۔ لا ملجاء ولا منجي منك الا اليك الحديث حسین بن فضل کہتے تھے جو غیر کی طرف بھاگا اس نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچایا۔ الى لكم منه نذير مبين اسلئے مجھے خبردار کرنا اور ڈرانا ضروری یا میں اپنا منذر رہونا معجزات سے واضح کرنے والا ہوں۔

۵۹۷ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

الْمُرَادُ "بِالْغَنِيِّ" غَنِيِّ النَّفْسِ ، كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ۔

۵۹۷: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگار مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ رہنے والے بندے کو پسند کرتا ہے"۔ (مسلم)

الْغَنِيِّ سے یہاں مراد دل کے غنا والا ہے جیسے پچھلی صحیح حدیث میں گزرا ہے۔

سعد بن ابی وقاص ابووقاص کا نام مالک ہے۔ سعد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے حالات پہلے گزرے۔ **ان اللّٰہ یحب العبد** یہاں محبت کی غایت مراد ہے کیونکہ محبت بمعنی میلان نفس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر درست نہیں اور وہ توفیق اطاعت ہے۔ (۲) یا بہترین فضل سے اس پر رجوع کرنا (۳) یا ملائکہ کے ہاں اس کی تعریف کرنا جب کہ صفت فعل ہو اور اگر صفت ذات مراد ہو تو پھر ارادہ مراد ہے۔ **العبد** یہ انسان کی سب سے بلند صفت ہے۔ اس سے مراد مکلّف ہے خواہ غلام ہو یا آزاد۔ **التقی** جو اوامر و نواہی کو بجالانے اور نواہی سے پرہیز کرنے والا ہو۔ **الغنی** وہ مالدار شرع میں جس کو پسند کیا گیا ہے۔ **الخفی** وہ آدمی جو سب سے منقطع ہو کر عبادت اور طاعت الٰہی میں مشغول ہو۔ ایسے امور انجام دینے والا ہو جو دین و دنیا کے لحاظ سے شرعاً مطلوب ہوں۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو اور اس کا مقام لوگوں سے مخفی ہو۔ اگر اس کو الحفی پڑھا جائے تو مراد صلہ رحمی کرنے والا ہو۔ رشتہ داروں سے نرمی برتنے والا اور دوسرے ضعفاء سے بھلا سلوک کرنے والا۔ زیادہ درست پہلا ہے۔ حاصل روایت۔ اس میں مخالطت سے علیحدگی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ خواہ مطلق مراد ہو یا خوف فتنہ کا موقعہ ہو۔ جیسا مصنف کا میلان ہے غنی سے غنی نفس مراد ہے حدیث میں بھی یہی مراد ہے اور غنی النفس کا معنی جو تکلف سے بچا ہوا ہو۔

تخریج : اخرجه مسلم ۲۹۶۵ واحمد ۱/۱٤٤١ وابو یعلی ۷۳۷ والبیهقی فی شعب الایمان ۱۰۳۷۰ وابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲٤

الفرائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں کی صفات ذکر کی گئی ہیں۔ (۲) تقویٰ غناء نفس اعلیٰ صفات ہیں۔ (۳) نفلی عبادات کو لوگوں سے چھپا کر کرے تاکہ ریاکاری سے محفوظ رہیں۔

۵۹۸ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَجُلٌ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" قَالَ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ رَبَّهٗ" وَفِیْ رِوَایَةٍ "یَتَّقِی اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۹۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا شخص افضل ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ جہاد کرنے والا ہے۔ عرض کی پھر کون؟ فرمایا وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ رہ کر اپنے رب کی عبادت کر رہا ہو اور ایک روایت میں ہے وہ اللہ سے ڈرتا اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہو"۔ (بخاری و مسلم)

قال رجل حافظ کہتے ہیں مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ جن لوگوں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ مراد لیا ہے وہ درست نہیں کیونکہ بخاری کتاب الرقاق میں جاء اعرابی ہے اور ابو ذر اعرابی نہیں۔ ای الناس افضل بخاری کی ایک روایت میں ای الناس خیر کے الفاظ ہیں۔ یا رسول اللہ یہ خطاب تلذذ کے لئے ہے بقول شاعر اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ..... ھو المسلك ما کررته یتضوع اس خطاب سے اس طرف اشارہ کر دیا کہ ایسی باتوں کا جواب تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اس کے زمین کے ذریعہ معلوم ہو سکتا ہے۔ قال یہاں فا اور ثم کے بغیر لائے تا کہ جملہ مستانفہ ہونا ظاہر ہو کیونکہ یہاں اصل مقصود سوال کا جواب لینا ہے۔

النحو: مومن یجاهد بنفسه وماله فی سبیل الله یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی الافضل مؤمنٌ فی سبیل اللہ کا مطلب کفار سے جہاد کرنا اور دین کا غلبہ ہے یعنی وہ جان سے جہاد کرے اور مال سے اعانت کرے۔ بعض اوقات اسے مطلق اطاعت مراد ہوتی ہے۔ قال ثم من اس کے بعد کون؟ ثم کو لائے تا کہ ماقبل سے کم درجہ ہونے پر نص بن جائے یعنی ثم بعدهٗ۔ رجل معتزل فی شعب من الشعاب مسلم میں رجل کی بجائے مومن کا لفظ ہے۔

یہ مبتداء ہے جس کی خبر محذوف ہے ماقبل کے برعکس۔ الشعب دو پہاڑوں میں کھلی جگہ اور پانی بہنے کا راستہ۔ ویعبد ربه مسلم کی روایت میں مقیم الصلاۃ ویؤتی الزکوٰۃ حتی یاتیه الیقین لیس من الناس الا فی خیر۔

یہ جملہ مستانفہ ہے۔ الگ تھلگ ہونے والے کو بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے لوگوں میں رہنے سے آدمی اس میں غفلت برتتا ہے۔ خلوت میں جلوت ہے۔

یہ دوسری خبر بھی بن سکتی ہے۔ یہ اس روایت کے خلاف نہیں "خیر کم من تعلم القرآن و علمهٗ" "خیر کم من طال عمره و حسن عملهٗ" اس جیسی دیگر روایات۔ کیونکہ خیریت کا یہ اختلاف اوقات واقوام واحوال کے لحاظ سے ہے۔ حدیث بالا میں صرف عزلت کی فضیلت ذکر کی گئی اور بس۔ بقول ابن حجرؒ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد کا زمانہ مراد ہے۔ بخاری کی روایت میں ثم مؤمن فی شعب من الشعاب کے الفاظ ہیں۔ یتقی وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ اس پر نگہبان اور محیط ہے۔ یدع الناس لوگوں کو چھوڑ دے۔ من شرہ ان سے منفرد الگ رہنے کی وجہ سے اس کی برائی ان تک نہیں پہنچتی۔ مصنف نے جو جملہ الگ روایت کی صورت میں ذکر کیا وہ اسی روایت کا حصہ ہے۔

تخریج: اخرجه احمد ٤/١٣٢٢ والبخاری ٢٧٨٦ ومسلم ١٨٨٨ واللفظ له والترمذی ٢٦٦٠ والنسائی ٣١٠٥ وابو داود ٢٤٨٥ وابن ماجه ٣٩٧٨ وابن حبان ٤٥٩٩ والبیهقی ١٥٩/٩۔

الفرائد: ① فتنوں کے زمانے میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنا تا کہ دین محفوظ رہے مستحسن ہے۔ ② نوافل کو چھپا کر ادا کرنا چاہیے۔

٥٩٩ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَتَبَّعُ بِهَا

شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

وَ "شَعَفُ الْجِبَالِ": اَعْلَاهَا۔

۵۹۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے جائے گا۔ (بخاری)

شَعَفُ الْجِبَالِ: پہاڑوں کی چوٹیاں۔

یوشك قریب ہے۔

اَلنَّحْوُ: ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال ابن مالک کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اور اس کا منصوب اور غنم نکرہ موصوفہ یہ یکون کا اسم ہے اور خیر مال المسلم یہ خبر ہے۔ المسلم جنس مسلم مراد ہے۔ الگ تھلگ رہنے کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے خبر کو مقدم کیا گیا اور اس لئے کہ کلام سے یہ مقصود ہے۔ غنم مقصود نہیں اسی لئے اس کو موخر لائے۔ ابن حجر کہتے ہیں اس کا عکس بھی درست ہے۔ غنم میں زیادہ مشہور رفع ہے۔ بعض نے دونوں اجزاء کو مرفوع قرار دے کر مبتدا و خبر بنایا ہے۔ یہ جملہ موضع نصب میں یکون کی خبر ہے اور اس کا اسم ضمیر شان ہے۔ کیونکہ یہ کلام تحذیر، تعظیم پر مشتمل ہے۔ خیر شان کو پہلے لانا اس کے معنی کی تاکید کے لئے ہے مگر یہ تکلف ہے (فتح الباری) شعف یہ شعفہ کی جمع ہے جیسے اکم و اکمۃ اور شعاف یعنی جمع ہے۔ مواقع القطر قطر بارش اور اس کے مواضع سے گھاس کے مقامات۔ و الغیث اور بادل کے مقامات کیونکہ جب کسی زمین پر بارش پڑتی ہے تو وہ سبزہ زار بن جاتی ہے۔

اَلنَّحْوُ: لغیر بدینہ من الفتن یہ یتبع کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے: ② مسلم مضاف الیہ سے حال ہے یہ جز کی طرح ہو گیا ③ جملہ مستانفہ ہے یہ زیادہ بہتر ہے۔

تخریج: خرجه البخاري ١٩ ومالك في موطئه ١٨١١ والنسائي ٥٠٥١ وابن ماجه ٣٩٨٠ وابو داود ٤٢٦٧۔

الفرائد: ① فتنہ کے وقت لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنے میں سلامتی ہے تاکہ دین محفوظ رہے۔ ② اگر لوگوں میں رہنے کی وجہ سے اس کا اور دوسرے لوگوں کا دین بچتا ہو تو پھر اسے علیحدگی اختیار نہ کرنی چاہئے۔

۶۰۰: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" فَقَالَ اَصْحَابُهٗ: وَاَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا آپ نے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا جی ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

نبیاً اس سے مراد مطلق ہو کہ جن کو نبوت ملی ہو اور شریعت کی وحی کی گئی خواہ اس کی تبلیغ کا حکم ہوا یا نہ۔ بعث کی تفسیر یہاں ایحاء سے کی گئی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد رسول ہوں۔ پھر یہ عام بول کر خاص مراد لے لیا کی جنس سے ہوگا اور اس کا قرینہ بعث کا لفظ موجود ہے۔ **الا رعی الغنم** بخاری سے اسم فاعل راعی ذکر کیا ہے۔ بکریاں چرانے کی وجہ یہ ہے تا کہ ان کو رعایا کے معاملات کی مشق ہو جائے بکریوں کے چرانے سے حلم و شفقت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان کے چرانے میں بڑے صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کا منتشر ہونا پھر جمع کرنا' بار بار ادھر اُدھر بھاگنا۔ ایک چراگاہ سے دوسری کی طرف لے جانا۔ ان کو درندے' چور وغیرہ سے محفوظ کرنا۔ اسی طرح اس کی طبیعت کا اختلاف باوجود ضعف و احتیاج کے بہت زیادہ متفرق ہونا۔ ان سب باتوں سے امت پر صبر اور لوگوں کی عقول و طبائع کے فرق کو باوجود ان سے الفت اختیار کی اس کے ٹوٹنے والے کو جوڑنا' کمزوروں سے نرم رویہ رکھا اور ان کی اچھے انداز سے نگرانی کی۔ اس طرح ان مشقتوں کا برداشت کرنا ان کے لئے بہت آسان ہو گیا۔ بنسبت اس کے کہ اگر پہلی مرتبہ ان کے کندھے پر یہ ذمہ داری ڈال دی جاتی۔ ان کو تدریجاً بکریاں چرانے سے یہ بات سکھائی۔ بکری کو اس لئے منتخب کیا کہ یہ دوسروں سے کمزور اور جلد مطیع ہونے والی ہے۔ شرارتوں میں بھی سب سے تیز تر ہے۔ **فقال اصحابه و انت** کیا آپ نے بھی بکریاں چرائیں ہیں۔ **فقال نعم کنت ارعاها علی قراریط لاهل مكه** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم تواضع سے ذکر فرمایا حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے تھے۔ اس میں جہاں اللہ تعالیٰ کے احسان کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ امت کو اس پر چلنے کے لئے آمادہ کیا۔ قیراط سے یہاں درہم یا دینار کا جزء مراد ہے۔ ابراہم جرمی کہتا ہے کہ قراریط مکہ کی چراگاہ کا نام ہے۔ چاندی کے قیراط مراد نہیں مگر یہ درست نہیں۔ مکہ میں اس نام کی کوئی جگہ معروف نہیں۔

تخریج: اخرجه البخاری ۲۲۶۲ وابن ماجه ۲۱۴۹ والبغوی فی المشکوٰۃ ۲۹۸۳۔

الفرائد: ① بکریاں چرانے سے انسان میں شفقت و علم اور تحمل و صبر' وسعت ظرفی پیدا ہوتی ہے اور اس سے لوگوں کی صفات و اقسام کے مختلف ہونے کے باوجود ان سے درست میل جول کا پتہ چلتا ہے اسی لئے انبیاء علیہم اسلام نے بکریاں چرائی ہیں۔
② بکریاں چرانے والے عمل کی تحقیر نہ کرنی چاہیے۔

۶۰۱ : وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ :"مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهٗ ' اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشُّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"يَطِيْرُ" : اَيْ يُسْرِعُ' "وَمَتْنُهٗ" : ظَهْرُهٗ۔ "وَالْهَيْعَةُ" الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ۔ "وَالْفَزْعَةُ" :

نَحْوُهُ۔ "وَمَظَانُّ الشَّيْءِ" الْمَوَاضِعُ الَّتِي يُظَنُّ وُجُوْدُهُ فِيهَا۔ "وَالْغُنَيْمَةُ" بِضَمِّ الْغَيْنِ۔ تَصْغِيرُ الْغَنَمِ۔ "وَالشَّعَفَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ وَالْعَيْنِ :وَهِيَ اَعْلَى الْجَبَلِ۔

۷۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو اور اس کی پشت پر ہوا میں اڑتا ہو۔ جب بھی کوئی خوفناک آواز یا گھبراہٹ سنتا ہے تو اس پر اڑ کر قتل ہو جانے کے لئے وہاں پہنچ جاتا ہے یا موت کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو اپنی بکریوں میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہ کر نماز ادا کرتا اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور موت تک اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اور لوگوں میں سے وہ خیر یا بہتر حالت پر ہے۔ (مسلم)

يَطِيْرُ : وہ تیزی کرتا ہے۔ بَطْنَهُ : اس کی پشت۔

الْهَيْعَةُ : لڑائی کے لئے پکار۔

الْفَزْعَةُ : اس کا بھی وہی مطلب ہے۔

مَظَانُّ الشَّيْءِ: جہاں کسی چیز کے ملنے کا گمان ہو۔

الْغُنَيْمَةُ :یہ غنم کی تصغیر ہے تھوڑی بکریاں۔

شَعَفَةُ :پہاڑ کی چوٹی۔

معاش گزراوقات کی چیز۔ الناس لهم ان کی زندگی بہتر احوال سے ہے۔

اَلنَّحْوُ : رجل ممسك عنان فرسه رجل کا مضاف محذوف ہو جانے کی وجہ سے یہ مرفوع ہو گیا۔ نحوفي سبيل الله یہ رجل سے حال ہے کیونکہ وصف سے یہ خاص ہو گیا۔ یہاں مراد کفار سے جہاد کرنا ہے۔ يطيو على متنه كلما یہ بغیر کا ظرف ہے۔ هيعه اور الفزعه ان کا ایک معنی ہے۔ طار على فرسه فرسیہ نر و مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ يبتغي القتل او الموت وہ کفار کے ہاتھوں شہادت کا طالب ہے یا طبعی موت جو راہِ خدا میں آئے۔ مظانه جن میں اس کے پائے جانے کا گمان ہے۔ وہ شہادت کے طلب میں ان مقامات پر جاتا ہے۔

مَسْئَلَة: اللہ تعالیٰ کی راہ میں آنے والی موت افضل ہے خواہ وہ دشمن کے ہاتھوں قتل نہ بھی ہو۔

اَلنَّحْوُ :يبتغي کا جملہ مستانفہ ہے جو اس لئے لایا گیا ہے تا کہ سواری کی غرض واضح ہو جائے۔ او ① یہ واؤ کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے۔ ② تنویع کے لئے بھی لے سکتے ہیں۔ رجل في غنيمة دنیا کی کثرت سے اعراض کو ظاہر کرنے کے لئے۔ غنيمة تصغیر کے ساتھ لایا گیا کہ دنیا بقدر ضرورت ہو۔ في رأس من هذه الشعف پہلا ظرف تو غنیمۃ کے لئے محل صفت میں واقع ہے اور دوسرا ظرف شعفہ کی صفت ہے۔ یعنی عوالی کے ان بلند پہاڑوں میں سے کسی کی چوٹی پر ٹھہرے۔ او بطن واد من هذه الاودية او یہاں تنویع کو ظاہر کر رہا ہے۔ وادی کی جمع قلت اودیہ ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان وسیع جگہ کو وادی کہتے ہیں جس میں پہاڑوں سے اترنے والا پانی بہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں والا جہاں گھاس پائے گا وہاں منتقل ہو جائے گا

خواہ دامن کوہ ہو یا پہاڑ کی چوٹی۔ یقیم الصلاۃ یہ رجل سے حال ہے۔ یا جملہ مستانفہ ہے جو اس وضاحت کے لئے لایا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ گزر اوقات بلند مرتبہ والا بن گیا اور اقامت صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے تمام ارکان و شرائط و آداب سے ادا کرنے والا ہو۔ یؤتی الزکاۃ فرض زکوۃ ادا کرنے والا ہے۔ ویعبد ربہ یعنی مختلف طاعات کے کام کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہے۔ حتی یاتیہ الیقین یہاں تک کہ اسے یقینی چیز موت آ لے۔ لیس من الناس فی مشتنی الا فی خیر اپنے امور و احوال کے اعتبار سے لوگوں میں سے کوئی اس سے بہتر نہیں کیونکہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ بھی رہتا ہے۔ یہ جملہ یقیم کے فاعل سے محل حال میں ہے پس حال متداخلہ بنے گا۔ ② رجل سے حال ہے یہ حال مترادفہ بنے گا (رواہ مسلم) یطیر یہ تیزی کے معنی میں ہے۔ متنہ زمین کا تخت اور بلند حصہ۔ ھیعۃ دشمن کے حملہ آور ہو جانے پر جو آواز دی جاتی ہے۔ مظان جمع مظنۃ جہاں ملنے کا امکان ہو۔

تخریج : اخرجہ مسلم ۱۸۸۹ وابن ماجہ ۳۹۷۷۔

الفوائد: ① مسلمان جو بلند ہمتی رکھتا ہو اسے باطل کے خلاف ہر وقت سر بکف رہنا چاہیے۔ ② جو شخص اپنے میں کمزوری محسوس کرے اور باطل کا سامنا نہ کر سکتا ہو اسے یکطرف رہنا چاہئے تاکہ جو کچھ دین رکھتا ہو اس کو بھی ضائع نہ کر بیٹھے۔ ③ دنیا کی کثرت کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے۔

۷۰: بَابُ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُوْرِ جُمَعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ وَحُضُوْرِ جَنَائِزِهِمْ وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَاِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَّصَالِحِهِمْ، لِمَنْ قَدَرَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَمَعَ نَفْسَهٗ عَنِ الْاِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى

باب: لوگوں کے ساتھ میل جول، جمعہ اور جماعتوں میں شرکت، ذکر اور بھلائی کے مقامات پر حاضری، بیماروں کی عیادت، جنازوں میں حاضر ہونا، محتاج کی خبر گیری، ناواقف کی راہنمائی اور دیگر بھلے کاموں میں شرکت کرنا جو آدمی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتا ہے اور ایذاء سے اپنے نفس کو روک سکتا اور دوسروں کی ایذاء پر

صبر کر سکتا ہے ان سب کی فضیلت

اَعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِىْ ذَكَرْتُهٗ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَائِرُ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ وَكَذٰلِكَ الْخُلَفَآءُ الرَّاشِدُوْنَ وَمَنْ بَعْدِهِمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَخْيَارِهِمْ ' وَهُوَ مَذْهَبُ اَكْثَرِ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میل جول اس طریقے سے جس کا میں نے ذکر کیا نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ سارے انبیاء علیہم الصلوات والسلام اور اسی طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے بعد علماء مسلمین اور ان کے نیک لوگ سب کے ہاں پسندیدہ ہے اور اکثر تابعین کا یہی مسلک ہے اور اس کو امام شافعی احمد اور اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

فضل الاختلاط بالناس جب گزشتہ باب میں مذکورہ چیزوں سے بچا ہوا ہو تو اس وقت میل جول بہتر ہے۔ **الناس** یہ اسم جنس ہے جس پر الف لام آیا ہے۔ اس سے عموم بھی مراد ہو سکتا ہے۔ مگر سیاق کے پیش نظر کلام میں شرط وحدت مقدر ہوگی۔ ② اس سے مراد خاص بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی وہ لوگ جن سے میل وجول مناسب ہو۔ **جمعهم** یہ جمعہ (جیم کے ضمہ یا فتحہ کے ساتھ) کی جمع ہے۔ **جماعاتهم** جمع جماعت یعنی فرض نمازیں۔ **وشاهد الخير** یعنی عیدین وغیرہ۔ **مجالس العلم** وعظ ونصیحت کی مجالس۔ **مجالس الذكر معهم** ظرف حضور سے متعلق ہے یعنی اس کا ان کے ساتھ حاضر ہونا تاکہ ان میں شامل ہو جائے اور ثواب میں شریک ہو کر کامیاب کی برکات پا لے۔ **عيادة مريضهم** اس کا استحباب آئندہ مذکور ہوگا۔ **وحضور جنائزهم** اگر بقدر کفایت حاصل ہو تو مستحب ہے اور اس کو بھی نماز جنازہ پڑھنے والے کے برابر یا کم وبیش ثواب ملے گا ہر دو کا احتمال ہے۔ **مواسات محتاجهم** خوشحال لوگوں پر یہ فرض ہے۔ **ارشاد جاهلهم** یہ بھی فرض کفایہ ہے۔ اس خیر خواہی کو بجالاتے ہوئے جو مسلمانوں کے ایک دوسرے پر لازم ہیں۔ **وغير ذلك من مصالحهم** اسی طرح دیگر مصالح مسلمین کے کام جن میں اس کو حاضری ممکن ہو۔ **لمن قدر على** لام کے متعلق تمام مصادر مذکورہ خواہاں ہیں کہ وہ ان کا معمول بنے اور بہتر یہ ہے اور بصریین کے مطابق آخر کو معمول بنائیں گے۔ گزشتہ عوامل کا معمول حذف کر دیا کیونکہ وہ زائد ہے اور اس مقام پر اس کا حذف حرف جائز ہے بلکہ واجب ہے اور پہلے کو معمول بناؤ تو اضمار لازم آتا ہے (ابن ہشام) اس سے معلوم ہوا کہ جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو علیحدگی افضل ہے اور بقول نووی اگر معاملہ اس پر مشکوک ہو جائے تو پھر بھی عزلت ہی اولیٰ ہے۔ تمہیں اچھی طرح علم ہونا چاہئے کہ لوگوں سے میل جول اس وقت درست ہے جب ان کی بھلائیوں میں شریک ہو اور ان کے شر سے بچا رہے۔ **هو المختار الذى كان عليه** یہ آپ کا پسندیدہ جبکہ لوگوں کے ساتھ جمع ہو کر اعمال کو قائم کر لے اور ان کے سامنے احوال کو کھول کر رکھے۔ **وسائر الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم** یہ عطف تغائر کے لئے ہو سکتا ہے یا جمع کے

لئے اور سائر کا خود معنی بھی تمام ہے۔ یہ عام کا عطف خاص پر کی جنس سے ہے۔ (ذکرالجوہری والجوار البقی فی شرح اداب الکتاب) تمام انبیا علیہم السلام پر سلام مستحب ہے عنقریب آئے گا۔ **و کذلك الخلفاء الراشدون** انبیاء علیہم السلام کی طرح خلفاء اربعہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ یہاں خلفاء سے وہی مراد ہیں جن کے متعلق فرمایا **الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم تصیر ملکا عضوضًا" و من بعدھم من الصحابہ**۔ خلفاء اربعہ کا تذکرہ افضل ہونے کی وجہ سے کیا اور اس وجہ سے کہ وہ علم وعمل میں کامل تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت اٹھائی۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اس میں ان کے برابر نہیں۔ صحابہ کا لفظ جمع صاحب اس کی جمع صحب واصحاب آتی ہے (المصباح) بقول سیبویہ صحباً اسم جمع ہے جمع نہیں اور صاحب سے بھی یہاں صحابی مراد ہے۔ اس مومن کو کہتے ہیں جس کو زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ملی ہو خواہ لحظہ بھر کے لئے ہو اور اس کی وفات ایمان پر ہوئی ہو۔ **والتابعین** جمع تابعی جس کی ملاقات صحابی سے ہوئی۔ اس کی معمولی ملاقات کافی ہے یا زیادہ۔ دوسرا قول راجح ہے۔ **اخیارھم** جمع خیر یہ یا کی تخفیف وتشدید کے ساتھ مستعمل ہے جیسا میت جب یہ مشدد ہوگا تو اس کی جمع رباعی ہونے کی وجہ سے اموات آئے گی۔ **ھو مذھب اکثر التابعین و من بعدھم** بعدھم سے تبع تابعین مراد ہیں کیونکہ ان تین قرون کی خیریت کی گواہی دی گئی ہے۔ اس کو دوبارہ اس سے لئے ذکر کیا یہ مذہب دلیل کے مطابق ہے اور پہلی مراد اس لئے لائے کہ یہ ان سب کو شامل ہے۔ اکثر سے اشارہ کیا کہ بعض تابعین الگ رہنے کو افضل کہتے تھے۔ مگر وہ اس کے خلاف عمل کرتے تھے کیونکہ وقتی حکم یہی تھا۔ امام شافعی واحمد واکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔ اکثر فقہاء سے ائمہ مذاہب اربعہ مراد ہیں۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ مصنف کا مختار ہے۔ ان کے علاوہ اشخاص کے مختلف ہونے پر حکم کو مختلف مانتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کے لئے دو میں سے ایک بات متعین ہے اور بعض ایک کو ترجیح دیتے ہیں اور کلام ان کے متعلق نہیں بلکہ جب دونوں برابر ہوں تو اوقات کے اختلاف سے مختلف ہو جائیں گے۔ چنانچہ بعض میل جول کو قطعی کہتے ہیں جبکہ ازالہ منکر کی اس کو طاقت حاصل ہو۔ پھر اس پر حال کے مطابق عینی یا کفائی وجوب ہوگا۔ بعض ترجیح دیتے ہیں ان کے متعلق جن کو غالب گمان ہو کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دیں گے تو ان کا اپنا نفس منکر سے بچا رہے گا۔ اور بعض برابر قرار دیتے ہیں جن کا خیال ہے کہ میں تو بچ جاؤں گا لیکن میری بات آگے تسلیم نہ کی جائے گی اور یہ بھی اس وقت ہے جب عام بگاڑ کا خطرہ نہ ہو۔ جب فتنہ برپا ہو تو اس وقت عزلت راجح ہے۔ کیونکہ اس میں عموماً محذورات کا ارتکاب پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی وہ عقوبت کے حقدار بن جاتے ہیں اور اس کی لپیٹ میں وہ بھی آ جاتے ہیں جو ان سے نہیں ہوتے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصہ**﴾ اور اس کی افضلیت کو حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ کی تائید حاصل ہے۔ **خیر الناس رجل جاھد بنفسہٖ ومالہٖ و رجل فی شعب عن الشعاب یعبد ربہ ویدع الناس من شرہٖ**"۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة:۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو"۔

وَالْاٰيَاتُ فِيْ مَعْنٰى مَا ذَكَرْتُهٗ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔

اس سلسلہ کی آیات بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔

وتعاونوا علی البر والتقوی اس میں نیکی پر تعاون کیلئے سب کو کہا گیا ہے۔ یعنی تم ماموراتِ مثلاً جمعہ اور جماعت کی ادائیگی اور اقامتِ شریعت اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو اور بری چیزوں سے گریز و پرہیز میں تعاون ضروری ہے اور اس سلسلہ میں اقامتِ حق میں معاونت کی آیات بہت ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر﴾ اسی طرح فرمایا: کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر اور ایک مقام پر فرمایا: ﴿ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفًا کانھم بنیان مرصوص﴾ ایک مقام پر فرمایا: ﴿اصبروا و صابروا و رابطوا﴾

۷۱: بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

بَاب ۷۱: تواضع اور مومنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک

رسالہ قشیریہ میں اس کی تعریف اس طرح ہے۔ حق کے سامنے مکمل جھک جانا اور حکم پر اعتراض کو ترک کر دینا۔ شیخ زکریا کہتے ہیں یہ خشوع سے زیادہ عام ہے کیونکہ اس کا استعمال اس چیز میں ہوتا ہے جو بندوں کی باہمی اور بندوں اور رب تعالیٰ کے درمیان ہے اور خشوع کا استعمال صرف دوسرے پہلو میں ہوتا ہے۔ اس طرح نہیں کہتے یخشع العبد لمثله بلکہ اس طرح کہتے ہیں تواضع لفلان (تحفۃ القاری)

ابن حجر تواضع یہ الضعۃ سے بنا ہے ذلت و عاجزی کو کہتے ہیں۔ تواضع سے مراد جس کی تعظیم کا ارادہ ہو اس کے سامنے اظہارِ عاجزی ہے۔ بعض نے کہا کسی بڑے کی فضیلت کو مان لینا۔

فضیلؒ کہتے ہیں حق کے سامنے جھکنا اور مطیع ہونا اور جس نے حق کہا ہو اس کی طرف متوجہ ہونا۔

ابن عطاؒ کہتے ہیں ہر حق کہنے والے سے حق کو قبول کر لینا۔

ابو یزید بسطامیؒ کہتے ہیں جب آدمی اس طرح ہو جائے کہ اپنے نفس کا کچھ مقام نہ خیال کرے اور نہ کوئی حالت بلکہ تمام مخلوق سے اپنے کو کم درجہ خیال کرے۔ مزید تشریح آئے گی۔

خفض الجناح نرمی کرنا اور رحم کھانا۔ اس کی اصل یہ ہے کہ جب پرندہ اپنے چوزوں کو اپنے ساتھ ملاتا ہے تو وہ اپنے پروں کو پھیلاتا ہے پھر پروں کو چوزوں پر بند کر لیتا ہے اور انسان کے لئے جناح سے مراد جانب و پہلو لیا جاتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعراء ۸۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"تو اپنے بازو کو جھکا دے ان مومنوں کے لئے جو تیرے پیروکار ہیں"۔ (الشعراء)

واخفض جناحك ابن عطیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ نرمی والے پہلو سے استعارہ ہے۔ یعنی ان کے لئے تو نرم رویہ

اختیار کرو۔ جناح پہلو کو کہتے ہیں اسی سے یہ بھی ہے "واضمم یدك الی جناحك" اس میں ان کی طرف میلان کا حکم فرمایا۔ الجنوح میلان (تفسیر ابن عطیہ) اس کے کنایہ اور استعارہ ہونے میں تضاد نہیں۔ صاحب النہر کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر نہایت شفقت تھی یہ آیت باب ضعفة المسلمین میں گزری ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ [المائدۃ ۵۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اللہ عنقریب ایسی قوم کو لائیں گے جن سے وہ محبت کریں گے وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ مومنوں کے ساتھ نرمی کرنے والے اور کافروں پر غالب اور زبردست ہوں گے"۔ (المائدہ)

یایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللّٰه من یرتد منکم عن دینه کئی قبائل عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام اور خلافت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں مرتد ہو گئے۔ فسوف یاتی اللّٰه بقوم عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی جگہ اور ان کے بدلے ایسی قوم لائیں گے۔ یہاں سوف کا لفظ وعدے کی تحقیق کے لئے لایا گیا ہے۔ یحبهم یعنی ان کی رہنمائی فرمائیں گے اور ان کو ثابت قدم فرمائیں گے۔ ویحبونه وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اس سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ (۲) اہل یمن یا اشعری لوگ ہیں۔ مستدرک نے نقل کیا جب یہ آیت اتری تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا وہ یہ لوگ ہیں۔ یہ سب سے صحیح قول ہے۔ زمانہ اسلام میں خوب کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی عام فتوحات ان کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوئی۔ (النہر) اذلة علی المؤمنین ان کے لئے عاجزی کرنے والے ان پر شفقت برتنے والے اور اپنے پہلو ان کے لئے نرم رکھنے والے ہیں۔

النحو: اذلہ جمع ذلیل ہے نہ ذلول کی جو کہ صعب کی ضد ہے کیونکہ اس کی جمع افعلة کے وزن پر نہیں آتی بلکہ ذلل آتی ہے اور علی کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اسی لئے اس کے ضمن میں ہم نے مہربانی کا معنی کیا ہے۔

اعزة علی الکافرین کافروں کے مقابلے میں سخت اور ان پر غلبہ پانے والے ہیں۔

صاحب النہر کہتے ہیں یہ صفت اس اسم کے ساتھ آتی ہے جس میں مبالغہ ہے کیونکہ اذلہ اور اعزہ ذلیل وعزیز کی جمع ہے اور یہ دونوں صیغہ ہائے مبالغہ ہیں اور اس سے پہلے صفت فعل کی صورت میں استعمال ہوتی ہے۔ یحبونہ کیونکہ اسم تو ثبوت کے لئے آتا ہے جب وہ صیغہ مبالغہ ہو تو تجدد نہ پایا جائے گا بلکہ کثرت کی طرح ہوگا اسی لئے صفت کو بصورت اسم لائے۔ جب پہلی صفت تجدد والی تھی کیونکہ وہ فعل طاعات اور اس پر مرتب ہونے والی اثابت کا نام ہے۔ اسی وجہ سے فعل کی صورت میں صفت لائی گئی جو تجدد کو چاہتا ہے۔ جب مومن سے متعلق صفت زیادہ تاکید والی اور موصوف کے لئے لازم ہونے والی تھی۔

اسی لئے کافر کی صفت سے مومن کی صفت کو مقدم کیا اور اس لئے بھی کہ مومن اعلیٰ ہے اور جب مومن اور اس کے رب کے مابین آنے والا وصف اس سے زیادہ موکد تھا جو مومنوں کے مابین ہوتا ہے تو یحبھم و یحبونہ کو مقدم کیا اور اذلۃ علی المومنین کو بعد میں لائے۔ اس سے اس قول کی تردید ہوگئی کہ جب وصف اسم وفعل کی صورت میں ہو تو فعل مقدم نہیں ہوتا سوائے ضرورتِ شعری کے۔ یہ اذلہ و اعزۃ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں یہ شاذ قول ہے۔ (النہر)

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ [الحجرات:۱۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے ہاں وہ ہیں جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہیں''۔ (الحجرات)

ذکر و انثی اس سے آدمؑ و حواؑ مراد ہیں اس میں بتلایا کہ تم نسب پر فخر کیوں کرتے ہو جبکہ سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔ شعوباً یہ شعب کی جمع ہے۔ قبائل کی جڑ اور پہلا طبقہ۔ جن سے قبائل شاخ در شاخ ہوں۔ قبائل یہ شعب سے کم ہے۔ مثلاً تمیم یہ مضر سے ہیں بعض نے کہا شعوب عجم کے لئے اور قبائل عرب کے لئے آیا ہے۔

لتعارفوا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو نہ کہ فخر کرو۔ حدیث میں فرمایا: لتعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم صلہ رحمی وقت کے گزرنے سے بھلا دی جاتی ہے۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم اس میں اس خصلت کا تذکرہ جس کی وجہ سے باہمی فضیلت ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم:۳۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''پس اپنے آپ کو پاک مت قرار دو وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بڑے تقویٰ والا ہے''۔ (النجم)

فلا تزکوا انفسکم ان کی زیادہ تعریف مت کرو اور پاکیزگی کی طرف ان کی نسبت مت کرو اور نہ نفس کے اعمال پر فخر کرو۔ ابن عطیہ کہتے ہیں اس کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ آدمی کو اپنا تزکیہ نہیں کرنا چاہئے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ ایک دوسرے کو پاک قرار دینے کی ممانعت ہو۔ اس صورت میں ممانعت اس کی ہوگی جو دنیا کی غرض سے ہو یا کسی کے تزکیہ میں قطعی بات کہنا مراد ہے۔ البتہ اگر مقتدا یا امام کسی کو اس لئے صفائی دے کہ لوگ اسکی اقتدا کریں یا اس سے کسی بھلائی کی تکمیل ہوتی ہو یہ بالکل جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ مثلاً ابوبکر کا تزکیہ فرمایا۔ ھو المسلم بمن اتقی بعض اوقات لوگ کسی کی نسبت تقویٰ کی طرف کرتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ اسی لئے حدیث میں وارد ہے: اذا کان احدکم

ما دحاً صاحبه لا محالة فلیقل احسب فلاناً واللّٰہ حسیبه ولا ازکی علی اللّٰہ احداً احسبه کذا و کذا ان یعلم ذلك" اعلم یہ اسم تفضیل ہے بعض اس کو عالمؒ کے معنی میں قرار دیا مگر جمہور کا قول یہ ہے یہ اپنے معنی میں ہے یعنی وہ تمام موجودین سے زیادہ جانتے ہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَنَادٰی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِیۡمَاهُمۡ قَالُوۡا : مَا اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ، اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ؟ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ﴾ [الاعراف:٤٨،٤٩]

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

''اعراف والے آواز دیں گے ان آدمیوں کو جن کو وہ ان کے نشانات سے پہچانتے ہوں گے کہیں گے تمہاری پارٹی نے تم کو کوئی فائدہ نہ دیا اور ان چیزوں سے جن پر تم تکبر کرتے تھے۔ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں اٹھاتے تھے۔ ان کو اللہ رحمت عنایت نہیں فرمائیں گے تم داخل ہو جاؤ جنت میں نہ تم پر کوئی خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے''۔ (اعراف)

اصحاب الاعراف اعراف جنت و دوزخ کے درمیان حائل دیوار کا نام ہے۔ **یعرفونهم بسیماهم** ہم سے مراد روٴساء کفار جیسے ابو جہل وغیرہ جن کا نام لے کر وہ کہیں گے۔ **قالوا ما اغنی عنکم** تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا اور یہ بھی جائز ہے کہ ما استفہامیہ ہو کس چیز نے تم کو فائدہ دیا؟ ابن عطیہ نے اسی کو زیادہ درست کہا۔ **جمعکم** تمہاری افراد کثرت اور مال جمع کرنے سے۔ **وما کنتم تستکبرون** تمہارے حق سے تکبر کرنے اور روگردانی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ پھر اہل اعراف ان کفار کو کہیں گے۔ **اهولاء الذین اقسمتم لاینالهم برحمة** ھولاء کا مشار الیہ وہ کمزور مسلمان ہیں جن کو کفار حقیر قرار دیتے اور ان کا دنیا میں تمسخر اڑاتے بلکہ قسمیں کھاتے کہ اگر کوئی آخرت ہوئی تو اس میں بھی جنت میں ہم جائیں گے یہ نہ جائیں گے۔ **رحمة** سے یہاں جنت کا داخلہ بطور مجاز مرسل مراد لیا ہے اور بقول دمامینی رحمت کی تفسیر مختلف مقامات پر مختلف کئی مقامات پر احسان اور ارادہ احسان سے اس کی تفسیر بالکل درست نہیں۔

ادخلوا الجنة لا خوف علیکم کسی ناپسند چیز کا خطرہ نہ ہوگا تمہیں اس سے محفوظ کر دیا گیا۔ **ولا انتم تحزنون** اس وجہ سے کہ کوئی محبوب ترین چیز فوت ہو، ضمیر تاکید کے لئے ہے اور ادخلوا کا مخاطب ضعفاء موٴمنین ہو یعنی ان کو یہ بات کہی جائیگی۔ یا اہل اعراف ہوں یعنی ان کو یہ کہا جائے گا یا پھر بطور عار اہل اعراف اہل نار کو کہیں گے اور اہل نار ان کو کہیں گے۔ اگر یہ لوگ جنت میں چلے گئے تو قسم بخدا تم جنت میں نہ جاؤ گے یہ بطور عار کہیں گے۔ اس وقت فرشتے کہیں گے۔ کیا ان اہل اعراف کے متعلق تم قسمیں اٹھاتے ہو کہ ان کو اللہ تعالیٰ رحمت سے نہ نوازیں گے؟ پھر ملائکہ اہل اعراف کو جنت میں داخلے کا حکم جاری کریں گے۔

۶۰۲: وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۲: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع (عاجزی وانکساری) اختیار کرو۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے پر فخر نہ کرے نہ دوسرے پر زیادتی کرے۔ (مسلم)۔

عیاض بن الحمار کا لفظی معنی گدھا ہے۔ حمار کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم یہ مجاشعی تمیمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعض نے اور سلسلہ نسب بتلایا ہے۔ حضرت عیاض بصرہ میں مکین ہوئے یہ اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس روایات نقل کی ہیں۔ مسلم میں دو نقل کی ہیں (تہذیب نووی)۔

اوحی الی اس سے وحی الہام مراد ہو یا وحی رسالت۔ ان تواضعوا تواضع اختیار کرو۔ حسن بصری کا قول گھر سے نکل کر جس مسلمان کو ملے اس کو اپنے سے افضل سمجھنا تواضع ہے۔ ابو یزید کا قول جب تک آدمی کے دماغ میں یہ رہے کہ مخلوق میں اس سے اور کمتر آدمی ہے اس وقت تک اس میں تکبر پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا تواضع انکسار و تذلل کا نام ہے اس کی ضد تکبر و بڑائی ہے۔ قرطبی کا قول تواضع انکسار و تذلل کا نام ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی ایسی ذات ہو جس کے سامنے وہ تواضع کرنے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی لئے جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے تواضع کا حکم فرمایا مثلاً رسول امام حاکم عالم والد وغیرہ۔ یہی وہ قابل تعریف تواضع ہے جس سے دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ بلند کرتے ہیں۔ تمام لوگوں کے لئے تواضع میں اصل یہ ہے کہ وہ محمود و مستحب ہے اور اس کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے جبکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور جو متواضع ہو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اسے بلند کرتے ہیں اور لوگوں میں اس کا اچھا تذکرہ کیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا درجہ اونچا ہوگا۔

البتہ دنیاداروں کے سامنے تواضع کرنا اور ظلم کرنے والوں کے سامنے تذلل اختیار کرنا یہ ایسی ذلت ہے جس میں عزت کا نشان نہیں اور یہ وہ ناکامی ہے جس سے رفعت میسر نہیں آسکتی بلکہ آخرت کی ذلت دامن ہوتی ہے اور ہر معاملہ وہ نقصان میں پڑتا ہے اور وارد ہے کہ جس نے غنی کے لئے تواضع اختیار کی اس نے اپنے دین کے دو حصے ضائع کر دیئے۔ حتیٰ عاجزی کی انتہاء یہ ہے کہ اپنے نفس کا بالکل دھیان نہ رہے۔ مطلب یہ ہے کہ تواضع کو اس طرح اختیار کرو کہ ایک دوسرے پر بالکل فخر نہ کرو۔ الفخو مصدر ہے اسم فخار اس سے اسم ہے سلام کی طرح ہے۔ یہ مکارم ومناقب کے متعلق حسب ونسب کے لحاظ سے فخر کرنا خواہ وہ مکارم اس میں پائے جائیں یا اس کے آباء میں۔ احد علی احد فخر سے ایک کو دوسرے پر بلند قرار دے۔ حالانکہ اصل کے لحاظ سے اس طرح نہیں کیونکہ تمام مخلوق ایک اصل سے ہے اور عارضی حالت کو دیکھ کر جو کہ زائل ہونے والی ہے کسی کو بڑا قرار دینا عقل کا تقاضا نہیں۔ ولا یبتغی احد علی احد یہ یفخو پر عطف ہے یعنی یہاں تک کہ وہ نہ ظلم کرے اور نہ حد سے بڑھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے انکساری اختیار کی اس نے اپنے اور ظلم وفساد اور اعتداء کے درمیان رکاوٹ

بنالی۔

تخریج: اخرجه مسلم ۲۷۶۵/۶۴۔

الفوائد: ① رسول، امام، حاکم، عالم، والد کے لئے تواضع واجب ہے۔ ② عام لوگوں سے تواضع مستحب اور اعلیٰ اخلاق سے ہے جب کہ رضاء الٰہی کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتے ہیں۔

۶۰۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور جتنا بندہ درگزر کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتے ہیں اور جس نے اللہ کے لئے تواضع کی اللہ نے اس کو بلند کر دیا۔ (مسلم)

ما نقصت صدقة من مال۔ صدقہ سے دنیا میں برکت ہوتی ہے اور اس کے مفاسد دور ہوتے ہیں یعنی جتنا مال بظاہر اکم ہوتا ہے صدقے کی برکت سے اتنا بڑھ کر اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں کئی گنا ملے گا اور ثواب بھی پائے گا۔ ما زاد الله عبدًا بعضوا الاعزاء جو کسی کی ذات کو نقصان پہنچائے خواہ اس کی ذات یا عزت یا مال وغیرہ میں ہو دنیا یا آخرت میں اس کی عزت بڑھے گی۔

وما تواضع الله الا رفعه الله اس میں دو قول ہیں ان تینوں چیزوں میں وہ دونوں صورتیں درست ثابت ہو سکتی ہیں (نووی) باب الکرم والجود میں تشریح دیکھیں۔

تخریج : اخرجه مسلم ۲۵۸۸، واحمد ۹۰۱۸/۳، والترمذی ۲۰۳۶، وابن حبان ۳۲۴۸، وابن خزیمة ۲۴۳۸، والبیهقی ۱۸۷/۴، والدارمی ۳۹۶/۱، والبغوی فی المیشکاة ۱۸۸۹۔

الفوائد: ① مسلمانوں میں الفت و محبت بڑھانے کے لئے اہل ایمان کے ساتھ تواضع اختیار کرنا لازم اخلاق کا حصہ ہے۔ ② تفاخر بالانساب سے بغض و کینہ پیدا ہوتا ہے۔ ③ صدقے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ برکت پڑتی ہے۔

۶۰۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَقَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَفْعَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۰۴ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا جن کو انہوں نے سلام کیا اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عن انس یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے۔ صبیان یہ صبیہ کی جمع قلت ہے یعنی ان کی ممتاز جماعت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ کان النبی صلی الله علیه وسلم یفعله ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپناتے ہوا اور کسر نفس کے

لئے بچوں کو سلام کیا کیونکہ بڑے لوگ طبعی طور پر بچوں کے خطاب سے اپنے کو برا خیال کرتے ہیں ان سے گھل مل جانا یہ تو دور کی بات ہے۔ ابن بطال کا قول۔ اس میں بچوں کو تہذیب سکھانا اور تکبر کی چادر کو چاک کرنا اور نرم گوشہ اختیار کرنا ہے۔ کان کا استعمال۔ محققین کے ہاں یہاں تاکید کا فائدہ نہیں دیتا۔ اسی روایت کو حمید نے اس طرح نقل کیا کہ **انا علام فی الغلمان فسلم علینا۔**

تخریج : اخرجه البخاری ٤٢٤٧ ومسلم ٢١٦٨ وابو داود ٥٢٠٢ و٥٢٠٣ والترمذی ٢٧٠٥ والنسائی فی عمل الیوم واللیلة ٣٣١ وابن ماجه ٣٧٠٠ والدارمی ٢٧٦/٢ وابن حبان ٤٥٩ والزار ٢٠٠٧ وابو نعیم فی الحلیة ٢٩١/٦۔

الفرائد: ① بقول ابن بطالؒ بچوں کو سلام کرنے میں بچوں کو آداب شرع کی تعلیم وتہذیب مقصود ہے۔ ② تکبر ترک کر کے سب لوگوں کو سلام کرنا چاہئے۔ ③ جناب رسول اکرم ﷺ کی کمال تواضع ذکر کی گئی ہے۔

۶۰۵ : وَعَنْهُ قَالَ :اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَآءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَآءَ تْ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۰۵ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی آپؐ کو لے جاتی۔ (بخاری)

ان کانت الامة یہ ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ امہ لونڈی۔ **من اماء المدینه** یعنی اہل مدینہ کے کسی رہنے والے کی لونڈی۔ **المدینه** اس سے دارالہجرت مراد ہے یہ اب علم بن گیا۔ قرآن نے اسی طرح استعمال فرمایا۔ **لتاخذ** یہ لام ظاہر کرتی ہے کہ ان مثقلہ ہے۔ **فتنطلق به حیث شاء ت** یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع کا بیان ہے اس کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں ① وہ لونڈی ہے بااثر انسانوں میں سے نہیں ② وہ آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی ہے تو آپ ﷺ اس کے ساتھ چلے جاتے ہیں یہ کمال انقیاد ہے۔ ③ وہ اپنے کام کی غرض سے قریب وبعید جگہ لے جاتی ہے۔ یہ کمال شفقت ہے۔

تخریج :اخرجه البخاری فی الادب ٦٠٧٢ تعلیقاً۔

الفرائد: ہر چھوٹے بڑے پر آپ ﷺ کی شفقت حقیقیہ ٹھیک رہی ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور وہ سب سے زیادہ سچے ہیں ﴿وما ارسلناك الا رحمة للعالمین﴾

۶۰۶ : وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ :سُئِلَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ : كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ ' فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۰۶ : حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا۔

کہ حضور ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ وہ کہنے لگیں کہ آپ ؐ گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

عن الاسود بن یزید ان کی کنیت ابوعمرو یا ابوعبدالرحمان ہے۔سلسلہ نسب یہ ہے۔یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہیل النخعی کوفی تابعی رحمۃ اللہ علیہ۔امام احمد کا قول۔یہ بھلے آدمی ہیں اور ثقہ ہیں ان کی ثقاہت پر اتفاق ہے۔ قول میمون بن حمزہ اسود نے پیدل اسی حج اور عمرے کئے دونوں کو جمع نہ کیا (تہذیب نووی) یصنع یہ فعل کی بنسبت خاص میں استعمال ہوتا ہے۔فی بیتہ یعنی اپنے مکان میں۔المھنۃ بعض نے اس کو کسرہ سے پڑھا اصمعی کہتے ہیں یہ فتحہ سے ہے اس کا معنی خدمت ہے۔صاحب نہایہ نے کہا اس کا کسرہ بھی درست ہے (النہایہ) شفاء کے حاشیہ میں کسرہ کو غلط کہا گیا ہے۔ابن اقبرس نے بھی دونوں لغت تسلیم کیے ہیں۔تعنی خدمة اهله یہ اسود کے الفاظ ہو سکتے ہیں اور کسی اور کے بھی بخاری کے نسخوں میں یہ عبارت نہیں مؤلف لائے ہیں۔الشفاء میں یہ الفاظ زائد ہیں کان فی بیته فی مهنة اهله یفلی ثوبه ویحلب شاته ویرقع ثوبه ویخصف نعله ویخدم نفسه ویعلف ناضحه ویقیم البیت ویعقل البعیر ویاکل مع الخادم ویعجن معها ویحمل بضاعته من السوق" یہ آپ ﷺ کا کمال تواضع ہے کہ سید القوم خادمھم۔اس روایت سے ظاہر مراد یہ ہے اگر اس سے اہم کام نہ ہوتا تو گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹانا آپ ﷺ عیب نہ سمجھتے۔اگر اہم ترین کام ہوتا وہ انجام دیتے۔ فاذا حضرت الصلوة خرج الی الصلوة تا کہ نماز کو اس کے اول وقت میں ادا فرمالیں کیونکہ افضل ترین عمل ہے۔

تخریج :اخرجه البخاری ٦٧٦۔

الفرائد: ① ترک تکبر اور تلبس تواضع کی تعلیم دی گئی ہے۔ ② گھر کے کام کاج میں مرد کے لئے کمال تواضع ہے یہ خیر خلق اللہ کا عمل ہے۔

۶۰۷ :وَعَنْ اَبِیْ رِفَاعَةَ تَمِیْمِ بْنِ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :انْتَهَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُوَ یَخْطُبُ فَقُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِیْبٌ جَآءَ یَسْاَلُ عَنْ دِیْنِهٖ لَا یَدْرِیْ مَا دِیْنُهٗ؟ فَاَقْبَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهٗ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیَّ ، فَاُتِیَ بِكُرْسِیٍّ فَقَعَدَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ یُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰی خُطْبَتَهٗ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۷: حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپؐ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ایک مسافر آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اسے دین کا پتا نہیں۔رسول اللہؐ میری طرف خطبہ چھوڑ کر متوجہ ہوئے یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ گئے۔آپؐ کے لئے ایک کرسی لائی گئی جس پر آپؐ تشریف فرما ہوئے اور مجھے وہ سکھلانے لگے جو اللہ نے آپؐ کو سکھلایا۔پھر اپنے خطبے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے آخری حصے کو مکمل فرمایا۔ (مسلم)

ابی رفاعہ ان کا نام تمیم ہے والد کا نام اسید۔ہمزہ کے فتحہ اور ضمہ سے پڑھا گیا ہے۔ (تبصیر المنتبہ لابن حجر) سلسلہ نسب اس

ہے۔ اسید بن عبد العزیٰ بن جعونہ بن عمرو بن القین بن ازاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ ابن اشعر کہتے ہیں یہ اسلام لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کے حدود کے لئے نصب کردہ پتھروں کی تجدید کا حکم فرمایا یہ مکہ میں مقیم ہو گئے (اسد الغابہ) انہوں نے ۱۸ روایات نقل کی ہیں جیسا ابن جوزی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے (از تخریج الخ) مسلم نے ان کی یہی روایت نقل کی ہے۔ بخاری میں کوئی روایت نہیں ہے۔ یخطب اس سے خطبہ جمعہ مراد ہے۔

التشریح: فقلت یا رسول اللہ رجل غریب جاء یسال عن دینہ یہ دونوں جملے فعلیے رجل کی صفت بھی بن سکتے ہیں جیسا اس آیت میں ھذا ذکر مبارک انزلناہ اور حال بھی بن سکتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کہاں سے دینی احکام اسے لازم ہیں۔ لا یدری ما دینہ یہ جملہ استفہامیہ ما قبل فعل سے متعلق ہے اس سے معلوم ہوا کہ سائل سے نرمی ہی بہتر ہے۔ فاقبل علی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرسی پیش کی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تا کہ دیگر حاضرین بھی بات کو سنیں اور زیارت کریں۔ وجعل یعلمنی کا علمہ اللہ یعنی مجھے اسلام میں داخل ہونے اور جو ایمان کے تقاضے تھے وہ سکھلانے لگے۔ ثم اتی خطبتہ فاتمہ یہ کمال شفقت ہے کہ منبر سے نیچے تشریف لا کر اس کو دین کے احکام سکھائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاملات میں سب سے اہم کو مقدم کرنا چاہئے اور ممکن ہے سائل عقائد معلوم کرنا چاہتا تھا۔ علماء کا اتفاق ہے کہ جو اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہو اسے فی الفور تعلیم دینی چاہئے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ عام تقریر ہو جمعہ کا خطبہ نہ ہو اسی لئے اسے قطع کر دیا۔ یا اس مسافر کی کلام کا تعلق بھی خطبہ سے ہو۔ پس خطبے کا حصہ ہونے کی وجہ سے جگہ بدلنے سے انقطاع نہ ہوا۔

تخریج: اخرجہ مسلم ۸۷۶ والنسائی ۵۳۹۲۔

الفوائد: سائل کو جلد جواب دینا چاہئے اور مسائل میں اہم سے اہم تر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۶۰۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ : وَقَالَ : "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ" وَاَمَرَ اَنْ تُسْلَتَ الْقَصْعَةُ قَالَ : فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۸ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس سے وہ مٹی کو دور کرے اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم پیالے کو چاٹ لیا کریں۔ ارشاد فرمایا تم نہیں جانتے ہو؟ کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

اذا اکل طعاما طعام سے یہاں وہ نرم چیز جو انگلیوں کو لگنے والی ہو۔ لعق اصابعہ الثلاثہ۔ تین انگلیوں سے مراد انگوٹھا، مسبحہ اور درمیانی مراد ہے۔ چاٹنے کی ابتدا وسطی سے ہوئی کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر ملوث ہونے والی ہے وہ لمبائی کی وجہ سے کھانے

میں پہلے اترتی ہے۔ پھر سبابہ پھر اس کے قریب والی جیسا طبرانی اوسط نے نقل کیا ہے رأيته صلى الله عليه وسلم يلعق اصابعه الثلاثة قبل ان يمسحها الوسطى ثم التي تليها ثم الابهام شاید اس خبر کے سامنے نہ ہونے کی وجہ سے ثلاث کی نسبت کر دی۔ اہم بات: انگلیاں چاٹنے کو ناپسند کرنے والوں کی تردید ہے۔ بقول خطابی ایسے لوگوں کے دل خوشحالی کی وجہ سے بگڑ چکے ہیں۔ ان حمقاء کو یہ نظر نہیں آتا کہ انگلیوں سے چمٹنے والا کھانا اسی کھانے کا جزء ہے جو انہوں نے کھایا ہے۔ اگر تمام کھانا برا نہیں تھا تو انگلیوں والا کس طرح برا بن گیا۔ بسا اوقات آدمی اپنے منہ میں انگلی داخل کر کے اس کو ملتا ہے مگر اس کو مرجع میں تم نے کی وجہ سے برا نہیں سمجھتا (خطابی) اور برا انگلیاں چاٹنا اس لئے قبیح نظر آیا کہ ان انگلیوں منہ میں اور کھانے میں لوٹانا ہے اور لعاب کے اثرات انگلیوں کے ساتھ لگے ہونے کا احتمال ہے۔ اگر اس وہم کی وجہ سے ناپسند کیا تو تارک سنت ہوگا اور اگر تحقیر کی وجہ سے ایسی کو قبیح خیال کیا تو ملت محمد سلام سے خارج ہو گیا۔ آپ ﷺ کے کسی فعل مبارک کا استخفاف تقریباً (از شرح الوسائل)

سقطت لقمة احدكم فليمط گرے ہوئے لقمے سے مٹی کا ازالہ کرے اگر وہ خشک چیز ہو یا مائع چیز ہو تو مٹی سے ہرگز ملی جانی ہے جدا کرنا ممکن نہیں۔ عنها الاذى جو گرنے سے اس کے ساتھ چمٹ گئی ہے۔ وليأكلها یہ نفس کی اس عادت کو توڑنے کے لئے کہ بڑی چیز کو اٹھا کر کھانے اپنے سے باعث عار خیال کرتا ہے۔ لا يدعها للشيطان اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ وامران تسلت القصعة پیالے کو چاٹ لے۔ قصعة جس پیالے میں دس آدمی کھانا کھا سکتے ہوں۔ صحفہ وہ پیالہ جس میں پانچ آدمیوں کا کھانا آئے۔ (المصباح المہذب) فانكم لا تدرون فى اى طعامكم البركة تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے گرے ہوئے لقمے یا پیالے اور انگلیوں سے چمٹے ہوئے کھانے میں۔ نووی کا قول: وہ کھانا جس میں برکت اترتی ہے وہ معلوم نہیں کہ اس کھانے میں تھی جو کھایا جا چکا یا جو گر گیا یا انگلیوں اور پیالے سے جو چمٹا ہوا ہے۔ پس حصول برکت کے لئے تمام کی حفاظت کرے۔ برکت اصل میں اضافہ اور خیر کا قائم ہونا اور اس سے نفع اٹھانے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ کھانا جس سے غذا میسر ہو اور انجام کے لحاظ سے ایذاء سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہمت حاصل ہو۔

تخریج: اخرجه احمد ١٥/٣٣٨٦٤ ومسلم ٢٠٣٤ وابو داؤد ٣٨٤٥ والترمذى ١٨٠٣ والنسائى فى الكبرى ٦٧٦٥/٤ وابن حبان ٥٢٤٩ وغيرهما۔

الفوائد: (١) گرنے والے لقمہ کو مٹی وغیرہ سے صاف کر کے کھا لینا مستحب ہے۔ (٢) تین انگلیوں سے کھانا مستحب ہے مگر جب کہ کوئی عذر ہو۔ (٣) انگلیوں اور پیالے کو چاٹ لینا مستحب ہے اور ان کا منہ کی طرح ۔۔۔ کرنا چاہئے۔

[illegible]: وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" قَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۶۰۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جس پیغمبر کو بھی بھیجا اس نے بکریاں چرائیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور آپؐ بھی؟ آپؐ نے فرمایا جی ہاں۔ میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چراتا تھا۔(بخاری)

بعث رسول و نبی بنانا۔ رعی الغنم تاکہ بکریوں کی نگرانی سے امت کی نگرانی کی مشق کرائی جائے جن کو دین حق کی دعوت پہنچانی ہے۔قال اصحابه وانت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہیں نبیا کی تنکیر سے یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ اسی عموم میں آپ ﷺ بھی شامل ہیں اگر کلام مجازی ہو تو عام بول کر خاص مراد لیا گیا۔قال نعم یعنی اس سلسلہ میں انہی سے ہوں۔ آگے اسکی وضاحت فرمائی کہ كنت ارعاها علی قراریط لاهل مكة ۔ کامل کے کمال میں معاملہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک کہ کوئی مروت کے خلاف یا ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو۔قراریط یہ مکہ کی کسی جگہ کا نام ہے یا دراہم و دینار کا ایک جزء۔ لاهل مكة۔ اس کو قراریط سے ظرف مستقر قرار دیں تو وہ جگہ کا نام بنے گا۔باب استحباب العزلة میں مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج : بخاری' ابن ماجہ' بغوی فی المشکاۃ ۲۹۸۳۔

۶۱۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ ' وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۱۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے یا بازو کھانے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں اور اگر میرے پاس پائے یا بازو ہدیۃً بھیجے گئے تو میں ضرور قبول کروں گا۔(بخاری)

کراع گھٹنے سے پنڈلی تک کا حصہ۔ ترمذی کی یہ روایت اس کی تائید کرتی ہے لو اهدی الی كراع لقبلت اور طبرانی کی روایت جوام حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے یا رسول اللہ یکرہ رد الظلف؟ قال ما اقبحه لو اهدی الی كراع لقبلت (طبرانی) کیا کھراوڑے کا واپس کرنا ناپسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت برا ہے اگر مجھے پنڈلی کی نلی ہدیہ کرے میں وہ بھی قبول کرلوں گا۔ او ذراع ابن حجرؒ کہتے ہیں ذراع اور کراع کو اس لئے لائے تاکہ تھوڑا اور زیادہ دونوں کو شامل ہو کیونکہ آپ ﷺ کو دستی کا گوشت محبوب تھا اور نلی اس کے بالمقابل بہت معمولی چیز ہے۔مثل مشہور ہے:اعط العبد كراعا يطلب ذراعاً۔ ولو اهدی الی ذراع ابن بطال کہتے ہیں اس میں قبول ہدیہ پر آمادہ کیا گیا خواہ وہ معمولی چیز ہو تاکہ ہدیہ دینے والے کی تحقیر نہ ہو۔ بلکہ تالیف ہو جائے۔دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنی چاہئے خواہ وہ معمولی چیز کیوں نہ ہو۔ اس میں تواضع کی تعلیم دی گئی اور باہمی الفت و محبت پیدا کرنے والے اعمال پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔

تخریج : بخاری فی الهبة والنکاح' نسائی فی الولیمہ' احمد ۳/۱۰۲۱۶' ابن حبان ۵۲۹۱' بیہقی ۱۶۹/۶' بغوی فی المشکاۃ ۱۸۲۷۔

الفرائد: ① دعوت وہدیہ قبول کر لینا چاہئے خواہ وہ معمولی چیز ہو۔ ② سچی محبت اور سرور ہی کھانے کی دعوت کا ذریعہ ہے۔

۶۱۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَضْبَآءُ لَا تُسْبَقُ اَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ ، فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَّهٗ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : "حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۱۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عضباء نامی اونٹنی تھی جس سے کوئی اونٹ سبقت نہیں کر سکتا تھا ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے نکل گیا یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرانی کو پہچان لیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ جو بھی چیز دنیا میں بلند ہے اس کو نیچا کر دے۔ (بخاری)

العضباء نووی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد اونٹنیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں: القصویٰ الجدعاء العضباء ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ عضباء آپ کی ناقہ کا نام ہے کسی جسمانی نقص کی وجہ سے یہ نام نہ تھا۔ مگر شیخ زکریا کہتے ہیں آپ ﷺ کی اونٹنی نہ عضباء اور نہ قصویٰ تھی یہ دونوں اس اونٹنی کے وصفی نام تھے (تحفۃ القاری وجوہری) قاضی عیاضؒ نے ناقہ سے متعلق روایات نقل کی ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی اونٹنی کے وصفی نام ہیں۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ اس کا نام ہے اور یہ بات ثابت شدہ ہے القصویٰ الگ اونٹنی ہے۔

حربی کا قول۔ العضب اور الجدع۔ ناک کے سوراخ اور القصوٗ المخضرمہ کان کا چرنا۔

ابن الاعرابی کا قول: القصویٰ جس کے کان کی ایک طرف کٹی ہو۔ اور الجدع کان کا کچھ حصہ کٹا ہو۔

اصمعی کا قول: القصویٰ کا اوپر والا معنی ہے۔ البتہ کان کے ہر کٹاؤ کو جدع کہتے ہیں اور جب کان کے چوتھائی حصہ سے بڑھ جائے تو یہ عضباء اور المخضرمہ جس کا کان جڑ سے کٹ گیا ہو اور العضباء جس کا نصف یا اس سے اوپر کان کٹا ہو۔

خلیل کہتے ہیں المخضرمہ کان کٹی ہوئی العضباء کان چری ہوئی۔ حربی کہتے ہیں حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ العضباء نام ہے اگر اس کا کان چرا تھا تو پھر نام بن گیا (الشفاء لقاضی)

ابراہیم تیمی تابعی کہتے ہیں العضباء قصویٰ الجدعاء یہ ایک ہی اونٹنی کے نام ہیں۔

ابن حجر کا قولؒ: اس میں اختلاف ہے کہ عضباء اور قصویٰ ایک اونٹنی ہے یا الگ۔ حربی کا قول یہ ہے کہ یہ ایک ہی اونٹنی کے نام ہیں (ابن سعد عن واقدی) دیگر علماء نے کہا کہ الجدعاء یہ سیاہی سفیدی ملے رنگ والی تھی۔ نزول وحی کا صرف یہ بوجھ برداشت کرتی اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ کی اونٹنیاں تھیں۔ **لا تسبق او لا تکاد تسبق** یہ حمید راوی کی طرف سے شک ہے۔ باقی روایات میں **لا تسبق** ہی ہے۔ **فجاء اعرابی** اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ **علی قعود له** وہ اونٹ جو سواری کے قابل ہو چکا ہو۔ جوہری کہتے ہیں جواں سال اونٹ کو کہتے ہیں سواری کے قابل ہونے تک یہی نام ہے۔ اس کی کم سے کم عمر دو سال ہوتی ہے جب۔ جب چھٹے سال تک پہنچ جائے تو جمل کہلاتا ہے۔ ازہری کہتے ہیں نر اونٹ کو قعود کہتے ہیں مادہ کو قلوص

کہتے ہیں۔ کسائی نے قلوص کے لئے قعود کا استعمال کیا ہے مگر اکثر یت نے تردید کی ہے۔ خلیل کہتے ہیں قعود وہ اونٹ جس پر چرواہا اپنا سامان رکھے اور سوار ہو۔ فسبقتها مسلمانوں پر یہ سبقت گراں گزری جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہروں پر نگاہ ڈالی اور آثار پریشانی دیکھے کہ عضباء سے دوڑ جیت لی گئی ہے۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غم و تعجب کو دور کرنے کے لئے فرمایا یہ دوڑ قضاء و قدر کے اس فیصلے کا حصہ ہے کہ جو دنیا میں اونچا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیچا کر دیتے ہیں خواہ کوئی ہو۔ حق علی اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قضاء میں یہ لازم کر لیا ہے کہ الا یرتفع شئی من الدنیا الا وضعه کہ دنیا کی مال و جاہ میں سے جو چیز اونچی ہو اس کو نیچا کر دے۔ اس میں دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ سے نفرت اور دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب دی گئی ہے کہ ایک وقت میں وہ اتنی بلند ہوتی ہے کہ اس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں اور دوسرے وقت میں نگاہ اس کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔

ابن بطال کہتے ہیں اس سے دنیا کی حقارت ظاہر ہوتی ہے۔ دنیا کے معاملات کا ناقص ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دنیا پر فخر و مباہات سے بچنا چاہیے۔ تکبر کی چادر کو اتار کر تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی جھلک ظاہر ہوتی ہے۔ آپ نے کس طرح ان کی دلجوئی کی اور دنیا کی جن چیزوں سے تقرب الی اللہ کا قصد کیا جاتا ہے۔ یہ ان میں سے نہیں۔ پس اس خبر کے تحت داخل نہیں۔ دنیا میں اتار چڑھاؤ رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم تواضع ثابت ہوتی ہے۔ اعرابی کی سبقت کو تسلیم فرمایا۔

تخریج: بخاری فی الجهاد، ابو داؤد فی الجهاد، احمد ۱۲۰۱۰/٤، نسائی ۳۵۹۰، ابن حبان ۷۰۳، البزار ۳٦۹٤، بیهقی ۱۰/۱٦، مسند شهاب ۱۰۰۹، ابو الشیخ ۱۵۳۔

الفوائد: بقول طبری تواضع دین و دنیا کے مصالح کو جامع ہے اگر لوگ اسکو اختیار کر لیں تو وہ فخر و مباہات کی مشقت سے چھوٹ جائیں۔

۷۲: بَابُ تَحْرِیْمِ الْکِبْرِ وَالْاِعْجَابِ

باب ۷۲: تکبر اور خود پسندی کی حرمت

الکبر دوسرے کو حقیر و ذلیل قرار دینا اور اللہ تعالیٰ کے متعلق تکبر اختیار کرنا کفر ہے۔ وہ اس طرح کہ نہ تو اس کی اطاعت کرے اور نہ اس کے حکم کو قبول کرے۔ پس جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑا یا معمولی قرار دے کر اس کی ممنوعات میں مبتلا ہوا وہ کافر ہے۔ البتہ اگر اس نے تحقیر شرع کے طور پر اس کو نہ چھوڑا ہو بلکہ غلبہ شہوت و غفلت سے چھوڑا ہوا تو چھوڑنے سے گناہ گار ہوگا کافر نہ ہوگا۔ علامہ مظہری کہتے ہیں اگر کسی نبی یا فرشتہ یا عالم کی تحقیر علم کی تحقیر کا عقیدہ رکھ کر کرے تو وہ کافر ہے۔

اعجاب اپنے آپ کو علم و صلاح میں عبوری کمال کی نگاہ سے دیکھنا۔ یا اسی طرح مال و جاہ میں اپنے کو کامل سمجھنا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:۸۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''یہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہم مقرر کریں گے جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد اور اچھا انجام متقین کا ہے''۔ (القصص)

تلك الدار اشارہ بعید سے آخرت کی عظمت کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ آخرت جس کا تذکرہ تو نے سنا یا جس کے حالات بیان ہوئے وہی تو آخرت والا گھر ہے۔

النَّحْو : نجعلها یہ تلک کی خبر ہے اور دار اس کی صفت ہے ② الدار خبر اور جملہ مستانفہ ③ دوسری خبر ہے۔

للذین یہ الدار سے حال ہے اور اس کا عامل تلک والا ہے۔ علواً ۔ تکبر یا بڑائی۔

فی الارض ماقبل کی صفت ہو تو ظرف مستقر ہے۔ ② اور متعلق ہو تو لغو ہے۔

ولا فساداً معاصی پر عمل کرنا ② مخلوق کو شرک کی طرف لے جانا۔ والعاقبة : اچھا انجام۔ للمتقین : جو گناہوں سے بچنے والے ہیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ [الاسراء:۳۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کہ زمین میں تو اکڑ کر مت چل'' (الاسراء)

النَّحْو : جمہور کے ہاں مرحاً یہ مصدر ہے اور حال بن رہا ہے ② یا مضاف محذوف ہے ای ذا مرح ③ مفعول لہ ہے۔ یہ اس آیت کی طرح ہو جائے گا ﴿ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطراً ورئاء الناس﴾ یہ مفعول مطلق ہے جو اس معنی میں ہوگا لا تمرح مرحا ابوالحسن نے حال کو مبالغہ کی وجہ سے ترجیح دی ہے۔ اس آیت کو الگ سے ذکر کرنے کی وجہ

مصنف نے ظاہر نہیں کی اگلی خود اس مفہوم پر مزید معنی کے ساتھ دلالت کر رہی ہے اور اس میں نہی کے بعد نہی آ رہی ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾

[لقمان:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تو اپنے رخسار کو لوگوں کے لئے مت پھلا اور زمین میں اکڑ کر نہ چل ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ (لقمان)

ولا تصعر جب لوگ تم سے بات کریں تو تکبر کرتے ہوئے چہرے کو مت پھیرو۔ لا یحب یعنی توفیق عنایت نہیں فرماتے۔ کل مختال فخور یعنی جو لوگوں پر فخر کرتے ہوئے تکبر کرے اور تواضع اختیار نہ کرے۔

النحو :ان اللّٰہ...... نہی کے بعد جملہ مستانفہ لایا گیا ہے۔

نووی کا ارشاد: ولا تصعر کا معنی لاتمیلہ ہے یہ ماقبل کا عطف بیان یا بدل ہے تعرض یعنی لوگوں سے تکبر کے طور پر اعراض مت کرو جبکہ لوگ تم سے مخاطب ہو۔ تکبرا یہ مفعول لہ ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اعراض تکبر کی وجہ سے ہو اور اگر مخاطبین کو ادب سکھانے کے لئے اور اس بناء پر ہو کہ وہ منکر میں مبتلا ہوں یا کسی معروف کو ترک کر رہے ہوں تو ایسا اعراض عین ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے موقعہ پر تین پیچھے رہنے والے صحابہ کرام سے اعراض فرمایا اور توبہ کرنا اعراض نے طوالت اختیار کی۔ حدیث میں وارد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور اللہ تعالیٰ کی خاطر غصہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے روکا۔ اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔ والمرح یہ مصدر ہے۔ التبختر یہ نفس کی خود پسندی اور لوگوں کو حقیر قرار دینے کی بناء پر ہے۔

وَمَعْنٰى :"تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ" :اَیْ تُمِيْلُهٗ وَتُعْرِضُ بِهٖ عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَيْهِمْ۔ "وَالْمَرَحُ" التَّبَخْتُرُ۔

تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ : کا معنی ہے تکبر کی وجہ سے لوگوں سے چہرہ: پھیرنا۔

اَلْمَرَحُ :اکڑنا' اترانا۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ [القصص:۷۶-۸۱] الْاٰيَاتِ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔ پس اس نے ان پر سرکشی کی ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت کو بوجھل کر دیتی تھیں۔ جب اس کو اس کی قوم نے کہا مت اتراؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے کو پسند نہیں کرتے''.................. ''پس ہم نے اس کو گھر

سمیت دھنسا دیا''۔ (القصص)

قارون مشہور قول یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا ابن عم تھا یہ ابن جریج وابراہیم نخعی کا قول ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں وہ ان کا چچا تھا۔ بعض نے ابن خالہ بتلایا ہے۔ بالاتفاق یہ بنی اسرائیل سے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور تورات یاد کی۔ پھر اس پر خود پسندی اور تکبر نے غلبہ پالیا۔

النحو: یہ لفظ غیر منصرف ہے۔

فبغی علیھم اس نے کئی قسم کی سرکشی اختیار کی ان میں سے ایک چیز موسیٰ علیہ السلام کا انکار اور ان کی توہین اور ان پر الزام بازی کرنا تھا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا اور بعض نے کہا یہ بنی اسرائیل ے بیگار کا کام لینے کے لئے فرعون کا افسر مجاز تھا۔ اس نے بنی اسرائیل پر سرکشی کر کے ظلم ڈھائے۔ بعض نے کہا بغاوت کی وجہ مال کی کثرت تھی۔ بعض نے کہا تکبر کی وجہ کثرۃ الشکا کر سرکشی کی۔ وا تیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ مفاتحہ جمع مفتح (چابی) بعض نے خزانے معنی کیا ہے۔ ابن عطیہ اور اکثر مفسرین کہتے ہیں انجیل میں منقول ہے کہ قارون کی چابیاں اونٹ کی جلد سے بنی ہوئی تھیں۔ ہر چابی نصف سیر اور کل چابیوں کا وزن ستر اونٹوں یا خچروں کو بوجھل کر دیتا تھا۔ ہر خزانے کی ایک چابی تھی۔ اس کے قریب اوروں نے بھی کہا مگر یہ ضعیف ہے۔ صاحب نظر ان کو بعید قرار دیتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس کا مفہوم اس طرف لوٹایا جائے کہ اس کے پاس اتنا مال تھا جو سہولت سے شمار اور گنا نہ جا سکتا تھا۔ مگر اس صورت میں یہ مفاتیح یا کے ساتھ ہونی چاہئے اور اسی کے مشابہ یہ بھی ہے کہ چابیاں لوہے سے ہوں۔ صاحب النہر کہتے ہیں اس نے یوسف علیہ السلام کا خزانہ پالیا تھا۔ بعض کہتے ہیں اس کے مال کو کنز اس لئے فرمایا گیا کیونکہ اس کی زکوٰۃ نہ دی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے اس کی سب سے پہلی دشمنی موسیٰ علیہ السلام سے تھی (کیونکہ آپ ﷺ زکوٰۃ کا حکم فرماتے تھے) تفسیر کواشی میں ہے کثرت مال کی وجہ یہ تھی کہ اسے علم کیمیا تھا۔

ما موصولہ اور اس کا صلہ ان کا جملہ ہے۔ ما اتینا ما مفعول دوم ہے۔

لتنوء بالعصبۃ بڑی جماعت۔ اولی القوۃ یہ عصبہ کی صفت ہے اور جملہ انّ کی خبر ہے۔ تنوء بوجھل کرنا۔ ابوحیان کا قول۔ تنوء کو باء نے متعدی بنا دیا جس سے معنی اس طرح بن گیا۔ یہ خزائن کثرت کی وجہ اور مختلف اقسام کی وجہ سے نگرانوں کو تھکا دیتے تھے (البحر المحیط) خلیل وسیبویہ رحمہما اللہ کا رجحان بھی یہی ہے' ابن عطیہ کہتے ہیں یہ باب القلب سے ہے۔ اس طرح کہا جائے گا جماعت بوجھل ہو جاتی بھاری چابیوں کی وجہ سے۔ اکثر مؤولین نے یہی تاویل پسند کی ہے۔ یہ طرز قلب کلام عرب میں مستعمل ہے۔ پھر سیبویہ کا قول نقل کر کے ابن عطیہ فرماتے ہیں تنوء کا اسناد مفاتیح کی طرف مجازی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اٹھانے سے اٹھ جاتی ہے۔ جب کہ اٹھانے والا اسے لے کر اٹھے۔ العصبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تین آدمیوں کو کہتے ہیں قتادہؒ نے دس سے چالیس تک اور مجاہدؒ نے پندرہ تعداد ذکر کی ہے جبکہ بعض نے ۲۱ اور چالیس بھی کہا ہے۔ بیضاوی وکشاف نے اس کو تنوء سے منصوب تسلیم کیا مگر نہر میں اس کو ضعیف ترین قول قرار دیا۔ ابن عطیہ نے ① بغی سے متعلق کیا مگر ابوحیان نے اس کو ضعیف قرار دیا ② یہ محذوف فعل کا ظرف ہوا۔ یبغی علیھم وقت قولھم لہ۔ یعنی اس نے ان پر سرکشی کی جب انہوں نے اسے کہا۔ صاحب نہر کہتے ہیں مناسب تقدیر عبارت یہ ہے واظھر التفاخر والفرح بما اوتی من الکنوز وقت قولھم لہ لا تفرح اس نے تفاخر و تکبر کا اظہار کیا اس وجہ سے کہ اس کے پاس خزائن تھے اور اظہار اس وقت میں تھا جب انہوں نے

اسے لاتفرح کہا۔ فرح سے مراد وہ خوشی جو سرکشی کو پہنچنے والی ہو۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس اس میں منہمک ہو کر بڑائی اور خودپسندی اختیار کر لے۔ دنیا کے سلسلہ میں یہ فرح اس لئے ممنوع ہے کہ اس کا نتیجہ دنیا پر راضی ہو کر اس کے زوال سے اعراض ہے اور اگر دنیا سے جانے کو جانتا ہوگا تو دنیا سے ہاتھ کھینچ کر رکھے گا۔ شاعر نے خوب کہا۔

اشد الغم عندی فی سرور ☆ تیقن عنه صاحبه انتقالا

میرے ہاں وہ خوشی غمناک بنانے والی ہے جس کا پانے والا اسے چھوڑنے والا ہے۔

ان اللّٰہ لا یحب الفرحین یہ نہی کی علت ہے کہ زخارف دنیا پر مرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ ابن عطیہ فرماتے ہیں: لا یحب یہاں فعل کی صفت ہے کیونکہ یہ امر بہرصورت واقع ہونے والا ہے۔ پس ارادہ کی طرف اس کا لوٹانا محال ہے اور وہ یہ ہے کہ ان پر اپنی برکات کو ظاہر نہیں فرماتے اور نہ ان پر رحمت کو عام کرتے ہیں۔ وابتغ فیما اتاك اللّٰہ اور اس مال میں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھا ہے آخرت ڈھونڈو۔ اس طور پر کہ اسے رضائے الٰہی میں صرف کرو۔ ولا تنس نصیبك من الدنیا یعنی دنیا میں سے وہ حصہ جو انجام کار تمہیں فائدہ دے اور وہ اعمال صالحہ ہی ہو سکتے ہیں۔ انسان دنیا میں جو عمر پاتا ہے اور اعمال صالحہ انجام دیتا ہے انسان کو عمر کا کوئی حصہ بے کار ضائع نہ کرنا چاہئے۔ بعض نے نصیب سے مراد بقدر کفایت روزی مراد لی ہے۔ واحسن اور دوسروں پر ان نعمتوں میں احسان کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں۔ کما حسن اللّٰہ الیك بعض نے کہا اس کا معنی شکر و طاعت سے احسان کرو' جیسا اس نے انعام سے تم پر احسان فرمایا۔ ولا تبغ الفساد فی الارض اور زمین میں ایسے کام مت کرو جو ظلم و بغاوت کا سبب بنیں۔ بعض نے کہا فساد سے مراد مطلقاً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے کیونکہ ہر عاصی مفسد ہے۔ ان اللّٰہ...... ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کو پسند نہیں فرماتے۔ قال انما اوتیته علی علم عندی جب اس کی قوم نے اسے نصیحت کی کوشش کی تو وہ چراغ پا ہو گیا اور خودپسندی میں کہنے لگا کہ جو مال و دولت میرے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ نے میری اہلیت کی وجہ سے دیا ہے' میری یہ عظمت دوسروں جیسی نہیں۔

یہ علم کیا ہے ① بعض نے کہا تورات اور اس کا یاد کرنا۔ علماء نے کہا یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ ② تجارت کے طرق معلوم تھے۔ مطلب یہ ہو کہ یہ مال میں نے اپنی عقل اور تدبیر سے کمایا ہے ③ بعض نے علم کیمیا مراد لیا۔ بعض نے کہا اس کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس میرے مال پر کوئی چیز لازم نہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے اس کی ترکیب یہ ہے عندی مبتداء محذوف کی خبر ہے ای ہذا عندی۔ جیسا کہتے ہیں فی معتقدی ورایی بہرطور قرآن مجید نے اس کے بڑا بننے کی غلطی کو واضح کیا۔ اولم یعلم اس کا مقدر پر عطف ہے ای عنده مثل ذلك العلم الذی ادعی ولم یعلم اس کے پاس ایسا علم تھا جس کا وہ مدعی بنا اور اس نے یہ نہ سمجھا کہ ان اللّٰہ قد اهلك...... اس سے بڑے طاقتور اس سے پہلے ہلاک کر دیئے گئے پس کثرت مال اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ مالدار رضائے الٰہی کا مستحق ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنے نفس کو مقامات ہلاکت سے بچائے گا۔ ولا یسال عن ذنوبهم المجرمون ① یعنی دریافت کے لئے ان سے سوال نہ کیا جائے گا کیونکہ وہ ان کی حالت سے مطلع ہے۔ ② بطور عتاب فرمایا کہ ان کو اچانک پکڑ لیا جائے گا۔ پس یہ آیت ان آیات کے مخالف نہیں جن میں ان کے سوال کا تذکرہ ہے کیونکہ وہ سوالات توبیخ اور تبکیت کے لئے ہیں۔ فخرج علی قومه ابن عطیہ کہتے ہیں زینت کے متعلق اکثر مفسرین نے جو بات کہی ہے وہ کوئی دلیل نہیں رکھتی۔ اسی سے میں نے بات مختصر کر دی۔

قال الذین...... جیسے مال کی رغبت میں عام لوگوں کی عادت ہوا کرتی ہے۔ یا لیت لنا...... ان لوگوں نے حسد سے بچتے ہوئے اس کے مثل مال کی تمنا کی۔ لذو حظ عظیم کہ وہ دنیا میں بڑے نصیب والا ہے۔ قال الذین اوتوا العلم یعنی علماء نے ان تمنا کرنے والوں کو کہا۔ ویلکم یہ بددعا کا کلمہ ہے جو بطور زجر استعمال ہوتا ہے۔ تمہارا ستیاناس ہو۔ ثواب اللّٰہ خیر اللہ تعالیٰ کا ثواب قارون کی اس دولت سے بدرجہا بہتر ہے۔ لمن امن...... لا یلقاھا۔ ھا ضمیر کلمہ یا ثواب بمعنی مثوبہ کی طرف راجع ہے یا پھر جنت یا ایمان وعمل صالح جبکہ ان سے سیرت وطریقہ مراد لیا جائے۔ مگر ابن عطیہ کہتے ہیں اس ضمیر کا مرجع مذکور نہیں یہ ان آیات کی طرح ہے ﴿حتی توارت بالحجاب﴾ اور ﴿کل من علیھا فان﴾ الا الصابرون جو شہوات سے رک کر طاعات پر جمے رہنے والے ہیں یہ تمام بھلائیوں کی جڑ ہے۔ فخسفنا بہ قارون کو گھر سمیت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے زمین میں دھنسا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا کہ اس کو پکڑلو اس سے پکڑ لیا۔ ان آیات میں بغاوت وتکبر کا بدترین انجام مذکور ہے۔ بقول شاعر والبغی مصرع مبتغیہ وخیم۔ سرکشی کی چراگاہ بدمزہ ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منھا۔

٦١٢: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ: "اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَّنَعْلُهُ حَسَنَةً؟" قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"بَطَرُ الْحَقِّ": دَفْعُهُ وَرَدُّهُ عَلٰى قَائِلِهِ۔ "وَغَمْطُ النَّاسِ" بِمَعْنٰى احْتِقَارُهُمْ۔

٦١٢: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبر ہو''۔ ایک شخص نے پوچھا بے شک آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور اس کے جوتے خوبصورت ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ جمال والے ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔ کِبْر حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے''۔ (مسلم)

بَطَرُ الْحَقِّ: حق کو رد کرنا۔

غَمْطُ النَّاسِ: لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

تشریح ۞ لا یدخل الجنة وہ کبھی جنت میں نہ جائے گا جس نے حرام چیز کو حلال قرار دیا۔ یہاں مراد ایمان لانے سے تکبر اختیار کرنا ہے۔ ۞ بعض نے ذو کا لفظ محذوف مانا ہے مطلب یہ ہوا جنت میں داخل ہونے کے وقت تکبر کا ایک ذرہ اس کے دل میں نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ونزعنا ما فی صدورھم من غل﴾ نووی کہتے ہیں یہ تاویل بھی خطابی سے مختلف نہیں۔ مگر اس طرح بات نہیں بنتی کیونکہ روایت میں کبر کی ممانعت وارد ہے۔ اس کا درست معنی قاضی عیاض رحمہ اللہ نے محققین سے نقل کیا ہے کہ وہ بغیر بدلہ لینے کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ بعض نے کہا اگر اس سے بدلہ چکایا جائے تو یہی اس کی

سزا ہے۔ بسا اوقات بغیر بدلے کے بھی داخل کر دیا جاتا ہے۔ تمام موحدین کا جنت میں داخل ہونا ضروری ہے۔ خواہ اوّلی داخلہ ہو یا تمام اصحاب کبائر جو بڑے گناہوں پر پختگی سے قائم تھے اور ان کی موت آ گئی جب ان کو رہائی ہے تو اس کو بھی رہائی مل جائے گی۔ پہلے ہی مرحلہ میں داخلہ نہ ہوگا۔ من فی قلبه مثقال ذرة من ایمان یعنی چھوٹی چیونٹی کی مقدار کے برابر یا اڑنے والے ذرات میں سے ایک ذرے کی مقدار۔ فقال رجل اس سے مالک بن مرارہ رھاوی مراد ہیں جیسا کہ حافظ عبدالغنی مصری نے ذکر کیا ہے اور یہ کہ کہنے والے مالک ہیں اس کو ابن عبدالبر اور قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن بشکوال نے ان کے نام کے متعلق جتنے اقوال ہیں ان کو جمع کیا ہے: ① ابن اعرابی کہتے ہیں نام شمعون اور کنیت ابو ریحانہ ہے۔ ② علی ابن المدینی نے ربیعہ بن عامر بتلایا ہے (طبقات ابن المدینی) ③ ابن السکن کہتے ہیں ان کا نام سواد بن عمرو ہے۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الخمول والتواضع میں معاذ بن جبل بتلایا ہے۔ ④ ابو عبید نے مرارہ رھاوی لکھا ہے (غریب الحدیث) ⑤ عمر نے اپنی جامع میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہا ہے۔ ⑥ ابن بشکوال نے خریم بن فاتک بتلایا (شرح نووی للمسلم) ان لوجل یحب ان یکون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال ان اللّٰه جمیل یحب الجمال یعنی یہ کبر میں شامل نہیں بشرطیکہ فخر ومباہات کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے طور پر ہو جیسا ارشاد الٰہی ہے: ﴿واما بنعمة ربك فحدث﴾

ان اللّٰه جمیل کا معنی یہ ہے ① اس کے تمام حکم جمال والے ہیں اور اس کے اچھے نام اور بلند اوصاف ہیں۔ ② جمیل بمعنی مجمل جیسے کریم بمعنی مکرم ہے یعنی جمال دینے والے۔ ③ قشیری کہتے ہیں اس کا معنی جلال والے ہیں۔ ④ خطابی کہتے ہیں اس کا معنی نور و رونق والے یعنی اس کے مالک ہیں۔ ⑤ تمہارے افعال کے سلسلہ میں جمال والے اور تمہاری طرف نظر کرنے میں جمال والے ہیں کہ معمولی اور ہلکے پھلکے کا ذمہ دار بناتے اور بہت سے مستغنی کر دیتے ہیں۔ کثرت سے ثواب عنایت فرماتے اور اس کی قدر فرماتے ہیں۔

یہ نام اگرچہ اس حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے مگر یہ خبر واحد ہے اور اسماء حسنیٰ میں بھی وارد ہوا مگر اس روایت کی سند میں کلام ہے اور علماء کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ اس کا اطلاق باری تعالیٰ پر درست ہے اگرچہ بعض علماء نے منع کیا ہے۔ چنانچہ امام الحرمین کہتے ہیں شرع میں اللہ تعالیٰ کے جو اسماء وصفات وارد ہوئے ہیں ان کا اطلاق اس کی ذات پر درست ہے اور جن اسماء سے ممانعت کی گئی ان کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور جن کے متعلق اجازت وممانعت میں سے کوئی چیز وارد نہیں ہے۔ ان کے متعلق حلت وحرمت کا قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ احکام شریعت موارد شرع سے ہی لئے جائیں گے۔ اگر ہم تحلیل وتحریم کا فیصلہ دیتے ہیں تو بلا شرعی اجازت کے ہم حکم ثابت کرنے والے بنیں گے۔ البتہ جواز اطلاق کے لئے شرط نہیں کہ شریعت میں اس کے متعلق قطعی فیصلہ وارد ہو۔ لیکن اس سے اقتضاء عمل ثابت ہو جائے گا اگرچہ وجوب علم کے لئے یہ کافی نہیں۔ پس شرعی قیاسات عمل کے مقتضی ہوں گے۔ البتہ قیاسات سے اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات میں استدلال ہرگز درست نہ ہوگا۔ علمی تحقیق کے لحاظ سے امام کا یہ کلام بڑا بلند پایہ ہے قاضی عیاضؒ نے بھی ان کی ہمنوائی کی ہے۔ مگر خبر واحد سے عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے پکارا اور اس سے اس کی تعریف کی جا سکتی ہے اور یہ اس ارشاد پر عمل کرنا ہے: ﴿وللّٰه الاسماء الحسنٰی فادعوه بها﴾

الکبر بطر الحق و غمط الناس بطر کا معنی اطاعت نہ کرنا۔ دھتکار دینا' باطل کرنا (نہایہ) دوسرے معنی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔﴿فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم﴾ معنی کو اس آیت میں ذکر کیا گیا جو منافقین کے متعلق وارد ہے:﴿واذا دعوا الی الله ورسوله لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون﴾ الحق میں الف لام استغراقی ہو تو کافر کا تکبر مراد ہوگا اور کافر تو مطلق جنت میں نہ جائے گا اور حق سے الف لام عہد خارجی ہو تو ایمانیات کے علاوہ احکام شرع مراد ہوں گے۔ تو پھر یہ کبر کافر و مؤمن دونوں میں پایا جاتا ہے یہ اگرچہ انفرادی طور پر ممنوع ہے مگر ایمان سے خارج کرنے والا نہیں۔ اس لئے اس کا معنی نو دی ردہ علی قائلہ کیا اور اسی معنی کو ترجیح دی ہے' گویا قائل میں بڑا چھوٹا' حقیر' عظمت والا سب شامل ہیں اور تردید کرنا بڑھائی سے صادر ہو یا حاکمانہ طور پر تو وہ تکبر میں شامل رہے گا۔ البتہ اگر اس معاملے کی حقیقت واضح نہ ہوئی تھی اور اس نے اسے نہیں مانا اور مسترد کر دیا مگر حق سے تکبر و ترفع کی بناء پر نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ حق اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوا تو یہ تکبر میں شامل نہ ہوگا۔ باب التواضع میں گزرا ہے کہ اسکی حقیقت حق کو قبول کرنا اور قائل کی طرف نظر کرنے کے بغیر اس پر یقین کرنا ہے اور یہ اسکا عکس اور ضد ہے۔ غمط یہ غمط یغمط (ض س) کسی کو حقیر قرار دینا۔

تخریج: مسلم کتاب الایمان' ابو دائود کتاب اللباس' ترمذی باب البر والصلة' نسائی ان تمام کی سند اعمش عن ابراہیم النخعی ہے (الاطراف للمزی) احمد ۲/۳۷۸۹' ابو داؤد ۴۰۹۱' ابن ماجہ ۴۱۷۳' طبرانی کبیر ۱۰/۹۲۔

الفرائد: اللہ تعالیٰ صفات کمالیہ والے ہیں نقائص عیوب سے متبراء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نظافت ثوب و بدن کے ساتھ ساتھ نظافت قلب بھی چاہتے ہیں۔ تکبر کی حقیقت لوگوں کو حقیر سمجھا اور حق کو مسترد کرنا ہے۔

٦١٣: وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ :"كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ :لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ:"لَا اسْتَطَعْتَ :مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ" قَالَ :فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۳: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: خدا کرے کہ تو طاقت نہ رکھے۔ اس کو تکبر نے اس بات سے روکا تھا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ اپنا دایاں ہاتھ منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

رجلاً باب المحافظة علی السنة میں اس آدمی کا نام اور حدیث کی تشریح گزر چکی ہے۔ اکل عند رسول الله صلی الله علیه وسلم بشماله ممکن ہے کہ ابتدائی طور پر اس کا یہ فعل جہالت کی وجہ سے ہو۔ پھر جب اسے معلوم ہو چکا تو آپ نے اسے فرمایا۔ کل بیمینك جیسا کہ کھانے کے آداب مسنونہ میں وارد ہے تو اس میں خودنمائی آئی اور حق کو قبول نہ کرتے ہوئے اس نے کہا حالانکہ واقعہ میں یہ عذر نہ تھا۔ فقال لا استطیع میں اس سے نہ کھاؤں گا۔ اس بیماری کی وجہ سے جو اس ہاتھ کو کام میں لانے سے رکاوٹ ہے۔ فقال لا استطعت پہلی مرتبہ اس کا انکار تکبر پر دلالت کرتا تھا اس لئے اس کو سزا مل گئی۔ وما منعه الا الکبر یہ جملہ مستانفہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کی علت ذکر کرنے کی بناء پر لایا گیا ہے حالانکہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم عفوودرگزر اور رحمت میں اپنی مثال آپ تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس کو میری بات پر عمل کرنے سے تکبر نے روکا ہے تو بددعا فرمائی۔

مسئلۃ: اس سے معلوم ہوا جو شریعت سے نکلنے کا قصد کرے تو اس کے حق میں بددعا جائز ہے۔ **فما رفعها الی فیه** وہ منہ تک اپنے اس ہاتھ کو نہ اٹھا سکا۔ دارمی کی تصریح کے مطابق **یمینه** کے الفاظ ہیں پہلے ہم ذکر کر آئے کہ یہ مومن تھا۔ قاضی عیاضؒ کا منافق قرار دینا درست نہیں۔

تخریج: مسلم باب الاطعمه، احمد ۱٦٤٩٩/٥، ابن حبان ٦٥١٢، طبرانی ٦٢٣٥، اصابه ١٥٣/١، دارمی ٩٧/٢، بیهقی ٢٧٧/٧، دلائل ٢٣٨/٦۔

الفرائد: شرع کے جو شخص مخالف ہو اس کے حق میں بددعا کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال امر بالمعروف اور عن المنکر اختیار کرنا چاہئے۔ کھانے کے آداب کی تعلیم مستحب ہے۔

٦١٤ : وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِيْ بَابِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

۶۱۴: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کیا میں تم کو آگ والوں کے بارے میں نہ بتلا دوں؟ ہر سرکش، بخیل، متکبر جہنمی ہے۔ (بخاری و مسلم) اس کی تشریح ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ روایت نمبر ۲۵۲ میں گزر چکی۔

تشریح ❁ **حارثه ابن وهب رضی الله عنه**۔ ان کا تعلق خزاعہ قبیلہ سے ہے۔ یہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے والدہ کی طرف سے بھائی ہیں۔ ان سے ابواسحاق سبیعی اور معبد بن خالد جہنی نے روایت نقل کی ہے۔ ان سے متکلم فیہ روایت نقل کی ہے (اسد الغابہ) **الا اخبرکم باهل النار**؟ یعنی جن کی اکثریت اہل نار سے ہوتی ہے۔ **کل عتل** درشت مزاج، خشک انداز والا۔ **جواظ** موٹا، روکنے والا، بعض نے متکبرانہ چال چلنے والا معنی کیا ہے۔ **مستکبر** باب استفعال اس باب کو ظاہر کرنے کے لئے کہ تکبر والی بیماری اس نے خود اپنے کو لگائی ہے وہ اس کا اہل نہیں۔ اسے عبودیت و عجز چاہئے۔ کبریائی تو کبریاء کے لائق ہے۔ اس کی تشریح باب ضعفۃ المسلمین میں گزر چکی ہے۔

تخریج: بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ۔

الفرائد: تکبر کو جہنم کا سبب قرار دیا گیا۔

٦١٥ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ، وَ قَالَتِ الْجَنَّةُ : فِيَّ ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ –

فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا : اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِي اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِي اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءَ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۱۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ و جنت نے آپس میں جھگڑا کیا۔ آگ نے کہا میرے اندر سرکش اور متکبر لوگ ہیں۔ جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور مساکین ہوں گے۔ پھر اللہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو رحمت ہے تیرے ساتھ جس کو میں چاہوں گا رحم کروں گا اور آگ سے کہا کہ اے آگ تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ساتھ جس کو میں چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ **احتجت الجنة و النار** یہ روایت اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں تمیز رکھی ہے جس سے وہ باہمی مقابلہ و مناظرہ کر سکتی ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ تمیز ان میں ہمیشہ باقی رہے۔

فی الجبارون جبار جو انسان اپنے لئے زبردستی ایسی بات کا دعویدار ہو جس کا وہ حقدار نہیں' یہ وصف بطور مذمت بولا جاتا ہے۔ جیسا فرمایا: ﴿**وخاب کل جبار عنید**﴾ اور غالب کو بھی جبار کہہ دیتے ہیں جیسا فرمایا ﴿**وما انت علیھم بجبار**﴾ (مفردات) ابن علان کہتا ہے کہ یہاں قرینے کے لحاظ سے پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔ **المتکبرون** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں **اوثرت بالمتکبرین و المتجبرین** ہے۔ دوسرے معنی کا احتمال ہے۔ اس وقت اس سے مراد جو آدمی دوسروں کو باطل پر لگانے میں زبردستی کرے پس اس صورت میں مذموم ہوگا۔ حق پر قائم رکھنے کے لئے قدرت والے کو جبر کرنا قابل تعریف ہے۔ باب تفعل کی تعبیر میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ بتکلف اپنے اندر وہ صفت ظاہر کرنا چاہتا ہے جو اس کے مناسب نہیں ہے۔ **قالت الجنة فی ضعفاء الناس** ضعفاء یہ ضعیف کی جمع ہے۔ جھکنے اور عاجزی کرنے والے۔ **مساکینھم** جمع مسکین یعنی حاجت مند جیسے فقیر و مسکین۔ قول شافعی رحمہ اللہ علیہ جب دونوں اکٹھے استعمال ہوں تو ان کا معنی مختلف ہوتا ہے اور جب دونوں میں سے ایک آئے تو وہ دونوں معنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ **فقضی اللّٰہ بینھما** ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمایا۔

النحو: **انك الجنة رحمتی** رحمتی یہ دوسری خبر ہے۔ ان کی خبر ہے۔ الجنۃ یہ نصب و رفع دونوں کے ساتھ ہے۔ خبر اول دوسری کے لئے بطور تمہید لائی گئی ہے۔ جیسا **جاء زید رجلاً راکباً** جاء بطور تمہید حال ہے اور اس کا قاعدہ یہ ہے ہر جامد کی صفت ایسی چیز سے لا سکتے ہیں جو ہیئت کو واضح کرے۔ **ارحم بك من اشاء** یہ جملہ مستانفہ جنت کو بنانے کی حکمت کے لئے لایا گیا ہے۔

ما قبل سے اسکا حال بنانا بھی درست ہے۔ **وانك النار عذابی اعذب بھا من اشاء** جنت کو مقدم کرنے کی وجہ ظاہر ہے کہ رحمت و فضل عذاب و عتاب پر سبقت کرنے والے ہیں۔ **ولکلیکما علی ملؤھا** تم دونوں کو بھرنا میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

فرق روایت: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی ابتداء میں **تحاجت النار و الجنه فقالت النار اوثرت بالمتکبرین و المتجبرین فقالت الجنه و مالی لا یدخلنی الا ضعفاء الناس وسقطھم وعجزھم فقال اللّٰہ للجنة' انت**

رحمتي ارحم بك من اشاء من عبادي وقال للنار انت النار اعذب بك من اشاء من عبادي ولكل واحدة منكما ملؤها فاما النار فلا تمتلي فيضع قدمه عليها فنقول قط قط' فهنالك تمتلي ويزوى بعضها الى بعض ایک اور روایت میں قال الله للجنة انما انت رحمتي ارحم بك من اشاء من عبادي وقال للنار انما انت عذابي اعذب بك من اشاء من عبادي ولكل واحدة منكما ملؤها الحديث۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ سند مسلم والی ہی ہے پھر مسلم کی عثمان بن ابی شیبہ والی روایت میں اس طرح ہے: احتجت الجنة والنار ابوسعید نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح روایت نقل کی ہے۔ ولكليكما علی ملؤها تک مذکور بقیہ حصہ نہیں۔ مصنف نے اس روایت کے متعلق قطعاً ذکر نہیں کیا کہ یہ کس کی روایت ہے۔ اس سے اشارہ کر دیا کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔ شاید دوسرے طرق سے ان کو یہ اطلاع ہوتی ہو۔ حافظ نے مسلم کی اس بات کی نشاندہی کی ہے واللہ اعلم۔

تخریج : مسلم' احمد ۱۱۷۴۰/۴۔

٦١٦: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۱۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو نہیں دیکھے گا جس نے تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو کھینچا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ○ لا ینظر رحمت کی نگاہ سے دیکھنا مراد ہے۔ الی من جر ازاره بطرًا۔ بطر نعمت کے حق کا اہتمام نہ کرنے اور اس کو دوسری جانب پھیرنے اور نعمت کے غلط استعمال سے پیش آنے والی دہشت کو کہا جاتا ہے۔ بطر کے قریب قریب طرب کا لفظ ہے۔ خوشی سے اکثر پیش آنے والی خفت کو کہتے ہیں اور کبھی غم میں پیش آنے والی خفت کو کہہ دیا جاتا ہے۔

(مفردات راغب)

اَلنَّحْوُ: بطرا کا لفظ حال یا علت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای ذا بطر یا بتاویل وصف بطرًا یا وصف میں مبالغہ کے لئے ظاہر پر رکھیں گے گویا وہ بعینہٖ بطرا ہے۔

فرق روایت: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں لا ینظر الله الی من جر ثوبه خیلاء الخیلہ 'البطر' الزہو' الکبر' التبختر یہ تمام ہم معنی الفاظ ہیں بڑھائی حرام ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر اسبال ثوب تکبر کی وجہ سے ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے ازار نصف سے ذرا نیچے مستحب ہے۔ عمامہ و قمیص کا بھی یہی حکم ہے بطور تکبر لٹکانا حرام ہے۔ اور حدیث بیہقی از ابوسعید میں یہ الفاظ ہیں: ازرة المؤمن الى انصاف ساقيه لا جناح عليه فيما بينه و بين الكعبين کعبین (ٹخنوں سے نیچے حرام ہے جب کہ تکبر کے طور پر ہو) وہ احادیث جن میں مطلق الفاظ آتے ہیں وہ خیلاء پر محمول ہیں کیونکہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری و مسلم کی روایت ہے مگر سیوطیؒ نے جامع الکبیر میں اس کی نسبت بیہقی کی طرف کی مگر مجھے بیہقی میں نہیں مل سکی۔ واللہ وعلمہ اتم۔

تخریج : اخرجه احمد ٤/٩٠١٤ والبخاری ٥٧٩١ ومسلم ٢٠٨٧ ومالك في موطئه ١٦٩٧۔

الفوائد: لباس اگر اظہار نعمت کے لئے ہوتو اُس کے مباح ہونے میں شک نہیں اگر تکبر' خودنمائی دوسروں کی تحقیر کے لئے ہوتو قابل مذمت ہے۔

۶۱۷ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَآئِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْعَآئِلُ" : اَلْفَقِيْرُ۔

۶۱۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ انہیں پاک فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں رحمت سے دیکھیں گے اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا: ① بوڑھا زانی' ② جھوٹا بادشاہ' ③ متکبر فقیر۔ (مسلم)

اَلْعَآئِلُ: فقیر۔

ثلاثة تین اقسام یا تین قسموں میں سے لوگ۔

اَلتَّخْرِیْج : وصف کی وجہ سے مبتداء بنایا۔ **لا یکلمھم اللہ یوم القیامة** یہ غضب سے کنایہ ہے یا وہ گفتگو نہ فرمائیں جو ان کو خوش کرے۔ نووی کہتے ہیں ان سے اہل خیر والی کلام جو رضامندی پر دلالت کرنے والی ہو وہ نہ فرمائیں گے بلکہ ناراضگی والی کلام ہوگی۔ **ولا یزکیھم** یعنی ان کے اعمال مقبول نہ ہوں گے جو کہ قابل تعریف ہوں یا ان کو گناہوں سے پاک نہ کریں گے۔ **ولا ینظر الیھم** یعنی رحمت کی نگاہ نہ فرمائیں گے۔ **ولھم عذاب الیم** یہاں الیم مولم یعنی دکھ آمیز عذاب ہوگا۔ واحدی کہتے ہیں الیم وہ عذاب ہے جس کی تکلیف دل کی گہرائیوں میں پہنچ جائے۔ عذاب: ہر وہ چیز جو انسان کو عاجز کر دے اور اس پر گراں ہو۔ یہ تمام معانی مولم اسم فاعل کی صورت میں ہوں گے۔ اسم مفعول کا معنی بھی ہوسکتا ہے۔ اس وقت عذاب کی شدت وسختی کی طرف اشارہ مقصود ہوگا کیونکہ جب دِل دُکھی ہوگا تو جس قالب میں دِل ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ خبر کو اس لئے مقدم کیا تا کہ اس میں پائی جانے والی سختی سے خبردار کیا جائے۔ **شیخ زان** جس کی عمر زیادہ ہو جائے۔ یہ پچاس سال اور اس سے اوپر عمر والے کو کہا جاتا ہے۔ بڈھا زانی۔ **ملك كذاب** جھوٹ بولنے والا بادشاہ۔ **عامل مستکبر** قاضی عیاض کہتے ہیں ان لوگوں کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اس معصیت کو اختیار کیا حالانکہ ان کو ضرورت نہ تھی بلکہ ضرورت کے اسباب نہایت کمزور ہو چکے تھے اگر چہ گناہ کرنے میں کوئی کسی وقت معذور شمار نہیں ہوتا۔ لیکن جب ضرورت بھی نہیں تھی اوراس کے دواعی بھی نہایت کمزور تھے تو ان کا گناہ کرنا عناد اور اللہ تعالیٰ کے حق کی توہین کرنے اوراس کی معصیت کے قصد سے تھا کسی اور حاجت کی وجہ سے نہ تھا۔ شیخ کی عقل تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ طویل تجربات سے اس کو خوب پہچان ہو جاتی ہے اور جماع اور عورتوں کی طرف شہوت کے اسباب کمزور پڑ جاتے ہیں اوراس میں حلال کے دواعی سے بھی جان چھڑانا اور اپنے باطن کو الگ کرنا چاہتا ہے چہ جائیکہ وہ حرام کا مرتکب ہو۔ حرام کے دواعی میں سے جوانی' حرارت غریزیہ کی کثرت' غلبہ شہوت' قلت معرفت وغیرہ ہیں کیونکہ اس وقت عقل صغرسنی کی وجہ سے کمزور ہوتی ہے۔ اسی طرح حاکم وقت کو اپنی رعایا میں سے کسی کا ڈر نہیں اسے مداہنت اختیار کرنے اور چاپلوسی کرنے کی ضرورت نہیں۔ انسان اس کے سامنے مداہنت و چاپلوسی کرتا

ہے۔جس سے کسی ایذاء کا خطرہ ہو یا عتاب کا ڈر ہو اور وہ چاپلوسی سے اس کے ہاں مرتبہ و منفعت کا خواہاں ہو۔اس اعتبار سے اس کو جھوٹ کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔اسی طرح وہ تنگ دست فقیر جس کے پاس مال نہ ہو۔فخر و غرور' تکبر کا سبب مال کے ذریعہ برابر والے لوگوں سے بلندی حاصل کرنا ہوتا ہے تاکہ ان پر غلبہ میسر ہو اور وہ اس کے محتاج ہوں۔ جب اس کے پاس اسباب تکبر نہیں تو وہ تکبر کس لئے کرتا اور دوسروں کو حقیر قرار دیتا ہے؟ پس اس کی یہ حرکت اور شیخ زانی اور جھوٹے حاکم کا فعل اللہ تعالیٰ کے حق کی تحقیر ہی بن سکتا ہے۔اس کی اور کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی۔العائل یہ العیلہ سے ہے فقر کو کہتے ہیں۔عائل کی جمع عالۃ جیسے کافر اور کفرۃ (المصباح)

تخریج: مسلم کتاب الایمان' نسائی فی الرحم' طبرانی فی الکبیر ۱۷/۱۸۴' والصغیر ۲/۲۱' احمد ۳/۹۶۰۰۔

الفرائد : ان تینوں کو خصوصاً ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عدم ضرورت اور ضعف دوامی کے باوجود انہوں نے یہ حرکت کی ہے گویا ان کا گناہ شناعت میں دوسروں سے بڑھکر ہے اگرچہ قصداً گناہ میں تو کوئی بھی معذور نہیں۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی توہین کی ہے اس لئے سخت سزا کے حقدار ہوئے (کذا قال عیاض)

٦١٨ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "اَلْعِزُّ اِزَارِیْ ' وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِیْ – فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں عزت میرا پہناوا ہے اور کبریائی میری چادر ہے۔پس جو ان میں سے کسی ایک چیز کی مجھ سے کھینچا تانی کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔(مسلم)

تشریح : العز ازاری والكبرياء ردائی مظہری کہتے ہیں الکبریاء۔انتہائی عظمت اور کسی کا مطیع ہونے سے بلند ہونا یا کسی وجہ کے لحاظ سے کسی چیز کی طرف جھکاؤ سے بالاتر ہونا اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے مناسب ہے۔ازار ورداء دونوں ایک دوسرے کے مشابہہ ہیں۔رداء آدمی کا وہ کپڑا جس کو سر' کندھے اور اس سے کچھ نیچے تک کے لئے استعمال کرتا ہے۔ازار آدمی کا وہ کپڑا جس کو جسم کے وسطی حصے سے نیچے قدم تک کے لئے استعمال کرتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ عزت و کبریائی یہ میری وہ مخصوص صفات ہیں جن میں میرا کوئی شریک نہیں جیسا آدمی کی چادر و ازار کے پہناوے میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔

فمن نازعنی عذبته عرب کہتے ہیں نازع جب کہ وہ کھینچے اور کسی چیز کو کچھ حصہ پکڑے اور وہ کچھ حصہ پکڑنے والا دوسرے سے کھینچے اور ہر ایک اس پر ملکیت کا دعویدار ہو۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ دو ایسے حق ہیں کہ میرے سوا کوئی بھی ان کا مستحق نہیں۔جس نے عزت و کبریائی کا دعویٰ کیا اس نے گویا مجھ سے مخاصمت کی اور مجھ سے مخاصمت کرنے والا کافر ہو گیا۔

فرق روایت: بزاز نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔علائی نے احادیث قدسیہ میں شمار کیا ہے۔مسلم نے جو الفاظ نقل کیے۔یہی تمام نے نقل کیے ہیں۔

تخریج : مسلم فی اللباس' ابو داؤد فی الزھد' ابن ماجہ فی السنن' بزاز ملخصاً' الاحادیث القدسیہ للعلائی۔

الفرائد : بڑھائی اور عظمت یہ صفات باری تعالیٰ ہیں ان کو اختیار کرنے والا عذاب الٰہی کا حقدار ہے۔یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی

صفات ہیں مخلوق کی صفت تو تواضع اور تذلل ہے (خطابی)

٦١٩ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِىْ فِىْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ يَخْتَالُ فِىْ مِشْيَتِهِ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِى الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
"مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ" اَىْ مُمَشِّطُهُ ۔ "يَتَجَلْجَلُ" بِالْجِيْمَيْنِ :اَىْ يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ۔

٦١٩: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنے ایک جوڑے میں چل رہا تھا اور اس کو اپنا آپ اچھا معلوم ہو رہا تھا اس کے سر پر کنگھی کی ہوئی تھی اپنی چال میں وہ اترا رہا تھا۔ اسی وقت اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ پس وہ زمین میں قیامت تک دھنستا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ : بالوں پر کنگھی کی ہوئی۔

يَتَجَلْجَلُ: اُترتا جائے گا۔

تشریح ۞ بینما رجل یہ ہیزن نامی شخص ہے جو ترکی النسل فارسی بدو ہے (دمامینی) جوہری کہتے ہیں یہ قارون ہے۔ صاحب خازن نے قارون ہی لکھا ہے۔ کہ وہ ہر روز قد انسانی کے برابر دھنستا ہے قیامت تک جہنم کی قعر میں نہ پہنچ سکے گا (الصحاح للجوہری)

یمشی فی حلة حلہ وہ کپڑا جس کا اوپر والا حصہ بھی ہو اور نیچے کی طرف الگ کپڑا ہو۔

اَلنَّحْو :**تعجبہ** یہ جملہ مستانفہ ہے جو دھنسنے کا سبب بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یا یمشی کی ضمیر سے حال ② دوسری خبر ہے۔

مرجل رأسہ بالوں کو کنگھی کی گئی تھی۔ **یختال** تکبر کرنا۔ **فی مشیتہ اذ خسف اللّٰہ بہ** اذ یہاں مفاجات کے لئے ہے۔ ابن حجر ہیثمی۔ ابوحیان کہتے ہیں یہ ظرف ہے۔ یہ مفعول بہ بھی نہیں بنتا اور نہ تعلیل کا حرف ہے۔ مفاجات ظرف کے لئے بھی نہیں آتا۔ (البحرالمحیط) **یتجلجل** یہ تدریجاً اس لئے کیا تا کہ عذاب دائمی ہو اور کبر کی وجہ سے اس کی اہانت و تذلیل ہو۔

فرق روایت: مسلم کے الفاظ یہ ہیں: **قد اعجبتہ جمتہ و برداہ** ایک اور روایت میں **بینما رجل یتبختر یمشی فی بردیہ قد اعجبتہ نفسہ** اور ایک روایت میں **بینما رجل یتبختر یمشی فی بردین** ایک روایت میں **ان رجلا ممن کان قبلکم یبختر فی حلتہ** مجھے یہ الفاظ **یختال فی مشیتہ** کے بخاری و مسلم میں نہیں ملے واللہ اعلم۔ **مرجل** یہ کنگھی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اسم مفعول ہو تو کنگھی کیا ہوا زیادہ مناسب یہی ہے۔ **یتجلجل** دھنسنا۔ یہ خاء کے ساتھ بھی آتا ہے۔ مگر قاضی نے اس کا بعید قرار دیا ہے۔ عرب کا مقولہ ہے **خلخلت العظم** جب ہڈی کے اوپر والا گوشت چھیل دیا جائے۔ بخاری و مسلم کے علاوہ دوسروں نے حا سے روایت نقل کی ہے۔

تخریج :اخرجہ احمد ٣/٩٠٧٥ والبخاری ٥٧٩٨ ومسلم ٢٠٨٨ و ٢٠٨٨/٥٠ وابن حبان ٥٦٨٤۔

الفرائد :خود پسند ممنوع ہے۔ جو تکبر سے باز نہ آئے گا عنقریب وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

٦٢٠ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ – وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ" اَىْ يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ۔

۶۲۰ : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سرکشوں میں لکھا جاتا ہے پس اس کو وہی سزا ملے گی جو ان کو ملی۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ: برائی اور تکبر کرتا ہے۔

تشریح ۞ یذهب بنفسہ بقول عاقولیٰ با متعدی کے معنی کے لئے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اونچا قرار دے لوگوں سے بلند مرتبہ سمجھے' با مصاحبت کے لئے بھی ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہے موافقت کرنا اور ساتھ لینا اس طرح جیسا دوست دوست کو تمام عزت ومکرمات کے کام میں ساتھ رکھے یہاں تک کہ وہ متکبر بن جائے۔ کتاب اللباس میں لکھا ہے ذهب بہ اپنے ساتھ بھگانا۔ ذهب بہ الخیلاء یہ مجازی معنی میں ہے یعنی تکبر اختیار کرنا۔ حتی یکتب فی الجبارین ان کے گروہ سے شمار ہونے لگا۔ فیصیبه ما اصابهم اصاب سے مراد عذاب ہے۔ ما موصولہ لا کر وعید کی شدت ظاہر کی گئی ہے۔ نووی نے یذهب بنفسہ کا ترجمہ تکبر کرنا کیا ہے۔

تخریج : ترمذی فی البر والصلة فی اسناده ضعف۔

الفرائد :غرور سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ تدریجاً انسان کو

۷۳ : بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

بَاب ۷۳: اعلیٰ اخلاق

الخلق حسن اخلاق نفس کا وہ ملکہ اور قوت جس سے سہولت کے ساتھ اچھے افعال کرنے کی قدرت ہو۔ اس کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ غریزی قوت ہے یا کسبی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [ن:٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اعلیٰ اخلاق پر ہیں''۔ (نون)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے تو انہوں نے جواب دیا قرآن کے احکام و آداب آپ ﷺ کے اخلاق سے ٹپکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ عظیم اخلاق قرآن کے آداب کا نام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اخلاق کی تعبیر دین وشریعت سے کی ہے اور لامحالہ دین وشریعت تمام اخلاق کی جڑ ہے اور اس کی تاکید کرنے والا ہے۔ ظاہراً آیت میں جس بات کی تعریف کی گئی ہے وہ شریفانہ عادات' طبیعت کی عمدگی' شاندار ملکہ اور عمدہ اطوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: بعثت لاتمم مکارم الاخلاق اسی بات کی طرف مُشیر ہے۔ جنیدؒ کہتے ہیں آپ ﷺ کے اخلاق کو عظیم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مقصود ذاتِ باری تعالیٰ تھی۔ آپ ﷺ مخلوق کے ساتھ سے رہن سہن رکھنے والے مگر دل سے مخلوق کو دور کرنے والے تھے۔ پس آپ ﷺ کا ظاہر تو لوگوں کے ساتھ تھا اور باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ حکماء کا مقولہ ہے: علیك بالخلق مع الخلق وبالصدق مع الحق وحسن الخلق خیر كله مخلوق سے برتاؤ اخلاق کے ساتھ کرو۔ باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچائی والا رکھو' حسن خلق سب کا سب خیر ہی ہے۔ دوسرا قول آپ ﷺ کے اخلاق کو عظیم اس لئے کہا کہ آپ نرمی وسختی اپنے اپنے موقعہ پر استعمال فرماتے۔ ایمان والوں کے ساتھ رافت ورحمت سے پیش آتے اور کفار سے سختی وانتقام اللہ تعالیٰ کی خاطر لیتے تھے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ [آل عمران: ۱۳۴] الْاٰيَة۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں''۔ (آل عمران)

الکاظم وہ شخص جو قدرت کے باوجود بدلہ نہ لے۔ العافین چھوڑ دینے والے۔ عن الناس یعنی وہ سزا جس کے وہ لوگ حقدار ہیں۔ واللّٰہ یحب اللہ تعالیٰ ثواب دیتے ہیں۔ المحسنین اس سے اشارہ کیا کہ یہ لوگ مقام احسان کو پانے والے ہیں۔

٦٢١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنُ النَّاسِ خُلُقًا"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ❁احسن الناس خلقا کیونکر نہ ہو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادبنی ربی فاحسن تادیبی میرے رب نے مجھے بہترین ادب سکھایا' بخاری ومسلم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجها واحسنهم خلقا الحدیث۔

تخریج: اخرجه احمد ۱۲۲۰۰/۴ والبخاری ۶۱۲۹ وفی الادب المفرد ۲۶۹ واخرجه مسلم ۲۱۴۴ والترمذی ۳۳۳ والنسائی فی عمل الیوم واللیلة ۳۳۴ وابن حبان ۲۳۰۸ والبیهقی ۵-۲۰۳ بالفاظ متقاربة وبعضهم یزید علی بعض۔

الفرائد: جس کے ہاں اولاد نہ ہوا سے بچے کی کنیت اختیار کرنا درست ہے۔جس مزاح میں گناہ نہ ہو وہ درست ہے۔بچوں کو چڑیا وغیرہ کے کھیلنا درست ہے۔آپ ﷺ کا کمال خلق ظاہر ہوتا ہے۔

۶۲۲ :وَعَنْهُ قَالَ :مَا مَسِسْتُ دِيبَاجًا وَّلَا حَرِيرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَلَا شَمِمْتُ رَائِحَةً قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ قَطُّ ' اُفٍّ ' وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ:لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَّمْ اَفْعَلْهُ:اَلَّا فَعَلْتَ كَذَا؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے میں نے کسی بڑے موٹے ریشم کو اور نہ باریک ریشم کو چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور میں نے کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ مجھے آپؐ نے کبھی بھی اُف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کام کے متعلق جو میں نے کیا یہ فرمایا کہ یہ تم نے کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا' جو میں نے نہیں کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہ کیا؟

تشریح ❁**ما مسست** بلا حائل کسی چیز تک پہنچنا (المصباح) **دیباجاً** تانا بانا ریشم کا ہو۔بعض نے اس کو معرب قرار دیا ہے۔اس کی یا زائد کہا اور فیعال وزن بتایا۔اس کی جمع دبابیج ہے۔بعض نے کہا اس کی اصل دبج مضاعف ہے۔ایک با کو حرف علت سے بدل دیا۔اسی وجہ سے اس کی جمع میں تردد ہے اور دبابج بتلائی جاتی ہے۔**ولا حریرا** ریشم کہتے ہیں یہاں علیٰ سبیل الترقی فرمایا کہ آپ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے بڑھ کر نرم تھی۔**الین من کف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم** یہ وصف اس کے مخالف نہیں جو دیگر روایات میں **شثن الکف و القدمین** فرمایا گیا ہے۔سیوطی شثن کہا اصمعی نے اس کا معنی سخت یعنی مضبوط اور موٹے' پھر اس پر یہ اعتراض وارد کیا بخاری میں تو منقول ہے **انہ لین الکف** تو انہوں نے حلفاً کہا کہ یہ مطلقاً شثن کے لفظ کا معنی ہے۔اس حدیث کی مراد نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے۔بغیر کمی کوتاہی کے موٹے پن کی طرف میلان تھا ان میں کھردرا پن نہ تھا۔یعنی آپ کے اعضاء مبارکہ پُر گوشت و مضبوط ضرور تھے مگر جلد مبارکہ میں کھردرا پن نہ تھا بلکہ نرمی تھی۔مردوں کے لئے یہ قابل تعریف چیز ہے (النہایہ) کیونکہ کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنے میں مددگار ہے۔عورتوں میں یہ قابل تعریف نہیں یا لین کا مفہوم یہ ہو کہ اصل خلقت کے لحاظ سے نرم تھے اور ان میں کام کاج کرنے اور سفر کی وجہ سے وقتی خشونت آ جاتی تھی۔پس دونوں روایتوں میں الگ الگ حالت کو بیان کر دیا۔**الکف** انگلیوں سمیت ہتھیلی کو کہتے ہیں۔کف کہنے کی وجہ یہ ہے یہ بدن سے ایذاء کو دور کرتی ہے۔یہ لفظ مونث ہے۔ابن انباریؒ جن لوگوں نے اس کو مذکر قرار دیا وہ قابل اعتبار نہیں۔**کف مخضب** یہ رنگین کلائی کو کہتے ہیں۔**ولا شممت** یہ (س،ن) دونوں بابوں سے آتا ہے سونگھنا۔**قط** زمانہ ماضی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔**اطیب من رائحۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم** کسی خارجی وجہ کے بغیر آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارکہ سے خوشبو کبھی جدا نہ ہوتی تھی۔**عشر سنین** مدینہ تشریف آوری کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے گھر میں خدمت کی ذمہ داری سنبھالی ہے جو کہ دس سال کا عرصہ ہے۔ اف یہ کلمہ اکتاہٹ اور ڈانٹ کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ ممنوعہ اعمال سے بالکل بچنے والے تھے۔ ورنہ کسی ممنوعہ امر پر کبھی خاموش نہ رہتے۔ یہ لفظ کئی لغات کے ساتھ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ گزشتہ اوراق میں ذکر کر آئے۔ **ولا قال لشی فعلته** شئی کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کوئی بھی چھوٹا بڑا کام۔ **لم فعلته**۔ لم سے سبب فعل کا سوال کیا جاتا ہے۔ الا یہ تعریض کے حروف سے ہے۔ **فعلت کذا** اس سے معلوم ہوا کہ ان کے افعال آپ کی نگاہ میں پسندیدہ تھے اور تقدیر کو اس قدر تسلیم فرمانے والے تھے کہ جو عالم شہادت میں ظہور پذیر نہیں ہوا۔ اس کے ظہور کا کوئی راستہ نہ تھا۔ پس سبب حال سے سوال بے فائدہ ہے۔ میل جول اگرچہ ایسی موقعہ پر سوال کو مقتضی ہے مگر یہ آپ کا حسن خلق تھا کہ اپنے خادم سے ایسے موقع پر بھی باز پرس نہ فرماتے تھے۔

تخریج: الروایة الاولی اخرجها البخاری ۳۵٦۱ ومسلم ۲۳۳۰ والروایة الثانیة اخرجها احمد ٤/۱۳٦۷٦ والبخاری ۲۷٦۸ ومسلم ۲۳۰۹ وابو داود ٤۷۷۳ والترمذی ۲۰۱ وابن حبان ۲۸۹۳ والدارمی ۳۱/۱ وعبدالرزاق ۱۷۹٤٦ والبخاری فی الادب المفرد ۲۷۷ وابن المبارک فی الزهد ٦۱٦ وغیرهم من ائمة الحدیث الشریف بالفاظ متقاربة۔

الفرائد: خدام سے آپ کے برتاؤ کی عمدہ تصویر ہے۔ خدام کو ڈانٹ اور ڈپٹ مذمت سے متنفر نہ کرنا چاہئے۔ امور شرعیہ میں مصالحت نہ ہے نہ کی جائے گی کیونکہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے ہے۔

٦۲۳: وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَهْدَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ: "اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا لِاَنَّا حُرُمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۳: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگلی گدھا ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ آپؐ نے مجھے واپس کر دیا اور جب میرے چہرے پر اثرات دیکھے تو فرمایا ہم نے تیرا یہ ہدیہ اس لئے واپس کیا کہ ہم احرام باندھنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ **صعب بن جثامہ** جثامہ کا اصل نام یزید بن قیس بن عبداللہ بن یعمر بن عوف بن عامر بن لیث یہ لیثی حجازی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی وفات خلافت صدیقی میں ہوئی (تہذیب نووی) انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سولہ روایات نقل کی ہیں۔ دو متفق علیہ ہیں ایک حدیث بخاری کی دو احادیث کو جمع کرنے والی ہے اس کے علاوہ باقی حصہ متفق علیہ ہے۔ (المستخرج الملیح)

اهدیت حافظ کہتے ہیں یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے آپ کی خدمت میں ہدایا پیش کئے (فتح الباری) **فردہ علی** آپ ﷺ نے محرم ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا کیونکہ احرام کی حالت میں شکار نہیں کیا جا سکتا۔ **فلما رای ما فی وجھی** جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ مسترد کئے جانے کا اثر میرے چہرے پر پایا۔ **قال انا لم نردہ علیك الا لانا حرم** رد یرد (ن) سے زیادہ فصیح ہے۔ حُرُم یعنی ہم احرام باندھنے والے ہیں۔

فرق روایت: بخاری کی ایک روایت میں فی وجھی کو فا کے بغیر نقل کیا ہے۔

تخریج: بخاری و مسلم فی الحج والھبة' ترمذی' نسائی' ابن ماجه فی الحج' ابو داود ' ابن حبان ١٣٦' عبدالرزاق ٨٣٢٢' الادب المفرد ٢٧٧' ابن المبارك فی الزهد ٦١٦' طبرانی کبیر ٧٤٣٦' بیهقی ١٩١/٥' احمد ١٦٦٨٧/٥۔

الفرائد: ہدیہ پیش کرنے والے کے ہدیہ کو قبول کرنے میں عذر ہو تو اسکی دلجوئی کردینی چاہئے۔ محرم کو شکار ممنوع ہے جو ہاتھ میں ہو اسے آزاد کردے۔

٦٢٤ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ :"اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ' وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۲۴: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگ اس سے مطلع ہوں۔ (مسلم)

تشریح ۞ نواس رضی الله عنه کے حالات باب الورع وترک الشبہات میں گزر چکے ملاحظہ فرمالیں۔ البر یعنی طاعت و نیکی الاثم یعنی معصیت کیونکہ گناہ اس کا سبب ہے۔ البر حسن الخلق نیکی کا بڑا حصہ حسن اخلاق ہے کیونکہ اچھے اخلاق والا اچھے اخلاق کی قدرت رکھتا ہے اور برے اعمال سے بچ سکتا ہے شریعت کا انداز یہی ہے۔ حاك فی نفسك تیرے نفس میں جس کے کرنے اور چھوڑنے میں تردد پایا جائے۔ نفس اس کو اس لئے ناپسند کرے کیونکہ شریعت میں اس کا واضح جواز نہیں ہے۔ و کرهت ان یطلع علیه الناس لوگ اطلاع پا کر اس کے کرنے پر عار دلائیں گے کیونکہ نفس طبعی طور پر تعریف کو پسند اور مذمت کو ناپسند کرتا ہے۔

تخریج: مسلم فی البر والصلة' ترمذی الادب المفرد ٢٩٥' ابن حبان ٣٩٧' دارمی ٢٧٨٩' احمد ١٧٦٥٠/٦' حاکم ٢١٧٢' بیهقی ١٩٢/١٠۔

الفرائد: شرح گذر چکی ہے باب ۶۸ میں۔

٦٢٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا – وَّكَانَ يَقُوْلُ :"اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو تھے اور نہ بتکلف فحش کہنے والے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں

سب سے اچھے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **العاص** ناقص کی یا برقرار رہتی ہے مگر اس میں تخفیفاً حذف کر دی گئی ہے۔**فاحشا ای ذا فحش** یعنی اپنے اقوال و افعال میں فحش اختیار کرنے والے نہ تھے۔ الفحش وہ قول و فعل جس میں شدید برائی ہو۔ **و لا متفحشا** جان بوجھ کر بھی اس کا ارتکاب کرنے والے نہ تھے۔ **ان من خیار کم** بخاری نے **من اخیر کم** نقل کیا۔ اصل میں خیر و شر کے دونوں الفاظ میں الف پائی جاتی ہے مگر استعمال سے حذف غالب ہے۔ **احسنکم اخلاقا**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق کے داعی تھے تو داعی کو خیار واخیار سے ہونا چاہئے۔ بعض نے تو کہا اگر چہ لفظ عام ہیں مگر مراد اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور عام رکھنا مناسب ہے کیونکہ اس سے اعلیٰ اخلاق کی طرف لوگوں کو ترغیب ملتی ہے۔

تخریج : بخاری باب الادب وصفه النبی صلی الله علیه وسلم، مسلم فی الفضائل، ترمذی فی البر، ابن حبان ٤٧٧، طیالسی ٢٢٤٦، ابن ابی شیبه ٨/٥١٤۔

الفرائد: فحش و تفحش دونوں ممنوع ہیں۔

٦٢٦ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

"اَلْبَذِیُّ" هُوَ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِیْءِ الْکَلَامِ۔

۶۲۶: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کے میزان میں قیامت کے دن حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی بھاری چیز نہ ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بدکلامی اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْبَذِیُّ : بے ہودہ اور ردی باتیں کرنے والا۔ ایسا شخص جو ہر وقت بے حیائی پر کمر بستہ رہے۔

تشریح ۞ **ابو الدرداء رضي الله عنه** ان کے حالات باب ملاطفۃ الیتیم میں گزرے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ **ما من شئی** ما نافیہ اور شئی نکرہ ما کا اسم ہے اور اثقل یہ خبر ہے۔

فی میزان العبد المؤمن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے معانی کو جسم دیا جائے گا جیسا اس روایت میں **یوتی بالموت فی صورة کبش الحدیث** اختلاف اقوال: ① اعمال کا وزن ہوگا۔ ② نفس عمل تولا جائے گا۔ (مگر جدید ایجادات نے اس استبعاد کو زائل کر دیا) مؤمن کی قید سے ① اشارہ کر دیا کہ کافر کے اعمال کا وزن نہ کیا جائے گا کیونکہ کفر کے مقابلہ میں اس کی کوئی نیکی قابل وزن نہیں رہی۔ ② کافر بد اخلاق ہے اس نے سب سے بڑی بد اخلاقی یہ کی کہ ہر چیز کے خالق کی عبادت ترک کر کے مخلوق کی عبادت اختیار کر لی۔ **یبغض** یہ ابغاض سے ہے۔ مجرد سے نہیں آتا بغضہ تفعیل سے ہے' مطلب یہ ہے کہ

عالم ملکوت میں اس کی بھلائی کے ساتھ اس کا تذکرہ نہیں ہوتا ② اس کو ثواب نہ دیں گے ③ توفیق نہ دیں گے۔ البذی بداخلاق' فحش کلامی کرنے والا (المصباح) جامع صغیر کے الفاظ یہ ہیں: ما من شئی اثقل فی المیزان من احسن الخلق۔

تخریج : ترمذی فی البر والصلة' رواه احمد ۱۰/۲۷۵۸۷' ابو داود عن ابی الدرداء اس میں یہ لفظ زائد ہیں۔ وان صاحب الخلق الحسن لیبلغ به درجة صاحب الصوم والصلاة' ابن حبان ۴۸۱۔

الفرائد : فحش گوئی اور ردی کلام سے بچنا چاہئے۔ حسن اخلاق قیامت کے دن میزان کو بھرنے والے ہوں گے۔

۶۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ ' قَالَ : "تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ' فَقَالَ : "الْفَمُ وَالْفَرْجُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۶۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ لوگوں کو جنت میں لے جانے والے اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیزیں لوگوں کو زیادہ آگ میں لے جانے والی ہیں؟ فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ اکثر ما یدخل الناس الجنة ما سے مراد اقوال' احوال' اعمال سب ہی ہیں۔ تقوی اللّٰہ وحسن الخلق ابن قیمؒ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بندے اور رب کے مابین باہمی روابط کو درست کرتا ہے اور حسن اخلاق اس کے اور مخلوق کے معاملات کو درست رکھتا ہے۔ ما یدخل الناس النار منہ' شرمگاہ کو اس لئے آگ کا سبب بتلایا کیونکہ منہ سے کفر' غیبت' چغلی' الزام بازی' حق کی تردید' باطل کی ابتداء' تائید وغیرہ جیسا کہ دوسری روایت میں اھل یکب الناس فی النار علی وجوههم او قال علی مفاخرهم الاحصائد السنتهم اور یہ ارشاد ان الرجل لیتکلم بالکلمة لا یلقی لها بالا تهوی به فی النار سبعین خریفا زبان کے نتیجہ میں جہنم میں پڑنا اور جہنم میں ستر خریف تک گرایا جانا معلوم ہوا اور شرمگاہ سے ہی زنا اور لواطت سرزد ہوتے ہیں۔

تخریج : ترمذی باب البر والصلة' احمد ۹۱۰۷' ابن ماجه ۴۲۴۶' حاکم ۳۲۴/۲' ابن حبان ۴۷۶۔

الفرائد : تقوی اللہ یہ اللہ تعالیٰ سے حسن معاملہ ہے اور حسن خلق یہ مخلوق سے حسن معاملہ ہے ان دو خصلتوں کو جمع کرنا سعادت ابدیہ کا باعث اور محرومی ابدی شقاوت ہے۔

۶۲۸ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ' وَخِیَارُكُمْ خِیَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۶۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمنوں میں حسن اخلاق

والے کامل مؤمن نہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے بارے میں سب سے بہتر ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ احسنهم خلقا پہلے ''البر حسن الخلق'' روایت گزری۔ جوں جوں بندے کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں اس کے ایمان میں کمال پیدا ہوتی ہے' اس سے ثابت ہوا کہ ایمان میں کمی و زیادتی ہوتی ہے (باعتبار صفات کے) و خیارکم اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ۔ خیارکم نساء هم جو اپنی بیویوں سے بہتر سلوک کرنے والے ہیں یعنی بشاشت' ہنس مکھ' سخاوت' عورت کو ایذاء نہ دینا' اس کی ایذا پر صبر جیسے عمدہ اخلاق کو اختیار کرنے والے ہیں۔

فرق روایت: جامع صغیر سے ''ان اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا و الطفهم باهله'' کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ باب الوصیۃ بالنساء میں تشریح کے ساتھ روایت گزری ملاحظہ فرمالیں۔

تخریج: ترمذی' مستدرك' احمد ٣/٧٤٠٦' ابو داود' ابن حبان ٤٧٩' ابن ابی شیبه ٨/٥١٥' الحاکم فی الافتتاح۔

الفرائد: بہترین ایمان والے وہ ہیں جو بہترین معاشرت والے ہیں۔

٦٢٩ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۶۲۹: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا بے شک مؤمن اپنے حسن اخلاق سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار کا درجہ پالیتا ہے۔ (ابوداؤد)

تشریح ۞ بحسن خلقه عاقولی کہتے ہیں: ① خوشباش رہنا' سخاوت کرنا' ایذاء سے باز رہنے کو حسن اخلاق کہا جاتا ہے۔ ② بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کی خوب پہچان کی وجہ سے نہ وہ کسی سے لڑے اور نہ اس سے کوئی جھگڑا کرے۔ ③ سہل کہتے ہیں حسن اخلاق کا سب سے کم ترین درجہ یہ ہے برداشت کر کے بدلہ نہ لے' ظالم پر رحم کرے اور اس کے لئے استغفار کرے اور اس پر شفقت کرے' مطلب یہ ہے تاکہ دائمی حسن اخلاق کی وجہ سے محامد سے مزین اور افعال مذمومہ سے بیزار ہو جائے۔ درجة الصائم القائم یعنی اعلیٰ درجات پالیتا ہے۔ رات میں سب سے اعلیٰ درجہ پانے والا شخص وہ ہے جو تہجد میں قیام کرنے والا ہے اور دن کے درجات میں سب سے اعلیٰ سخت لو اور گرمی میں روزہ رکھنے والا ہے۔

تخریج : ابو داود' ابن حبان ٤٨٠' (جامع صغیر) احمد ٢٤٦٤٩/٩' حاکم ١٩٩/١۔

الفرائد: اعلیٰ اخلاق والا صالح اور ہر دلا قائم امین زاہد کا درجہ پالیتا ہے۔

٦٣٠ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا ' وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا' وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ'' حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ' اَبُوْدَاوُدَ۔

"الزَّعِيْمُ": الضَّامِنُ۔

۶۳۰: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے، جس نے حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دیا، جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور اس شخص کے لئے بھی جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا خواہ مزاح کے طور پر ہی ہو اور اس شخص کے لئے بھی جنت کے بلند ترین مقام میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنا لیا۔ (ابوداؤد) حدیث صحیح ہے۔

الزَّعِيْمُ: ضامن

تشریح ❁ ابو امامہ ان کا نام صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ ہے۔ ربض الجنہ جنت کا وہ حصہ جو اس کے گردا گرد باڑ کی صورت میں ہے۔ اس میں جنت کے بیرونی حصہ کو مکانات سے تشبیہ دی ہے۔ جو شہر کے گردا گرد اور قلعوں کے نیچے ہوتے ہیں (النہایہ) المراء یہ مصدر ہے اس کا معنی مجادلہ ہے اس کا دوسرا معنی کہنے والے کی تحقیر کے لئے اس کی بات میں طعنہ زنی کرنا۔ کہتے ہیں ما ریتہ جب یہ صورت پیش آئے تو اس وقت اس کو امراء کہیں گے اور جدال تو جدال ہی خواہ یہ صورت نہ پیش آئے (المصباح) وان کان محقا اگرچہ جس بات میں طعنہ زنی کر رہا ہے وہ درست ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اپنے مخالف کی راہنمائی اور اس کے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کے بعد اس کا یہ طعنہ بات کی پڑتال کے لئے نہیں بلکہ صرف تذلیل کے لئے۔ پس امراء کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ سوائے اس بات کے کہ اپنا وقت ضائع کرنے کی وجہ سے عبث کا مرتکب ہوگا۔ فی وسط الجنۃ میں اس کے درمیان میں اس کے لئے مکان کا ضامن ہوں۔ یہ لفظ مین کے فتح و سکون دونوں طرح درست ہے۔ (المصباح)

تشریح ❁ لمن ترك الكذب کذب خلاف واقع کی اطلاع دینا۔ اس سے مراد کذب مذموم ہے۔ بعض اوقات دو آدمیوں کے درمیان صلح کے لئے خلاف واقعہ بات کہہ دی جاتی ہے یہ اس میں شامل نہیں۔ ایک کذب واجب ہے۔ بے گناہ کو کوئی جان سے مارنا چاہتا ہے۔ اس کی جان بچانے کے لئے اس کی اطلاع میں خلاف واقعہ کہہ دینا ضروری ہے۔ اس استثناء کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔ وان کان مازحا یعنی اس خلاف واقع بات سے وقار والی بات مقصود نہ ہو اور نہ وہ تعریض کی غرض رکھتا ہو۔ یہ کذب نہیں جیسا ابراہیم علیہ السلام نے توریہ فرمایا: انی سقیم یعنی عنقریب بیمار پڑنے والا ہوں اور یہ بات بھی جو سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمائی کہ یہ میری بہن ہے یعنی اسلامی اعتبار سے۔ اس پر بعض احادیث میں کذب کا لفظ مشاکلت کی صورت میں استعمال ہوا ہے۔

اعلی الجنۃ اس سے مراد جنت کے درمیان میں۔ اس میں جھوٹ بولنے والے اور اچھے اخلاق اختیار کرنے والے کو پہلے پر بڑائی حاصل ہے۔ حسن خلقہ باب تفعیل سے لا کر اشارہ کیا کہ اس کو اپنانے اور نفس کو اس کا عادی بنانے کے لئے کتنی مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ ابوداؤد کی سند و متن دونوں کی تصحیح کی طرف مصنف اشارہ کر رہے ہیں۔ الزعیم ضامن کو کہتے ہیں جیسا اس آیت: ﴿انا به زعيم﴾

تخریج: اسناده صحيح اخرجه ابو داود ۴۸۰۰ وفي الباب عن انس رضي الله عنه الترمذي ۱۹۹۴

وابن ماجه ۵۱۔

الفوائد: حق پر ہوتے ہوئے جھگڑے کو چھوڑنے والا اور مزاح میں بھی سچائی کو اپنانے والا اعلیٰ اخلاق والا ہے۔موت تک حسن اخلاق اختیار کرتے رہنا چاہیے۔

۶۳۱ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ، وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدِكُمْ مِنِّیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ :"الْمُتَكَبِّرُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"وَالثَّرْثَارُ" هُوَ كَثِيْرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا۔ "وَالْمُتَشَدِّقُ" الْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهٖ وَيَتَكَلَّمُ بِمِلْءِ فِيْهِ تَفَاصُحًا وَّتَعْظِيْمًا بِكَلَامِهٖ۔ "وَالْمُتَفَيْهِقُ" اَصْلُهُ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْاِمْتِلَاءُ ، وَهُوَ الَّذِیْ يَمْلَأُ فَمَهُ بِالْكَلَامِ وَيَتَوَسَّعُ فِيْهِ وَيُغْرِبُ بِهٖ تَكَبُّرًا وَّارْتِفَاعًا وَّاِظْهَارًا لِلْفَضِيْلَةِ عَلٰى غَيْرِهٖ۔ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ :هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَكَفُّ الْاَذٰى۔

۶۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ پیارا اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب مجلس کے لحاظ سے وہ شخص ہوگا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہوگا اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو بہت زیادہ باتیں کرنے والے بناوٹ کرنے والے اور تکبر سے منہ کھول کر باتیں کرنے والے ہیں۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتونی اور بناوٹ والے لوگ تو ہم سمجھ گئے مُتَفَيْهِقُوْنَ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ متکبر ہیں۔(ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

وَالثَّرْثَارُ: بہت تکلف سے بات کرنے والے۔

اَلْمُتَشَدِّقُ: اعلیٰ گفتگو کا حامل ظاہر کرنے والا جو اپنے کلام کو منہ بھر کر اور لوگوں پر اپنے کلام کی بڑائی ظاہر کرنے والا ہو۔ اَلْمُتَفَيْهِقُ اس کی اصل الفهق ہے اور وہ منہ بھرنے کو کہتے ہیں یعنی جو منہ بھر کر کلام کرتا ہے اور منہ کو وسیع کرتا ہے اور دوسروں پر بڑائی اور بلندی ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے تکبر سے باتیں کرتا ہے (ترمذی) نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے حسن خلق کی تفسیر خندہ پیشانی سخاوت سے کام لینا اور ایذاء نہ پہنچانا سے کی ہے۔

تشریح ۞ وان من احبکم الی تم میں میری سنت کے سب سے زیادہ متبع لوگ وہ ہیں۔ **معه اقربکم منی مجلسا یوم القیامة** یعنی جنت میں کیونکہ وہ راحت و آرام کی جگہ ہے۔میدان حشر میں لوگ بارگاہ رب العالمین میں کھڑے ہوں گے

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کی شفاعت کے لئے کھڑے ہوں گے تا کہ ان کو اس کرب سے چھٹکارا مل سکے یہی وہ مقام محمود ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن دیا جائے گا۔

اَللُّغَۃُ : یوم کے لفظ کے متعلق احب اور اقرب دونوں تنازع کر رہے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ تنازع کی قسم سے نہ ہو بلکہ اقرب کا معمول بنا لیا جائے۔ احسانکم اخلاقا یہاں اسم تفضیل کو جمع ذکر کیا گیا۔ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں مفرد لایا گیا ہے۔ معرفہ کی طرف اضافت میں دونوں صورتیں درست ہیں۔ اخلاق یہ خلق یا خلق کی جمع ہے۔ اس کی جمع خلائق بھی آتی ہے جیسا کہ حافظ نے (کتاب الانتقاض فی دفع الاعتراض) میں لکھا ہے۔

وان من ابغضکم الی و ابعدکم منی یہاں ظرف کو ماقبل کی دلالت سے حذف کیا۔ (۲) معصیت کی شناعت وفضاعت کو بڑھانے کے لئے ظرف کو حذف کیا تا کہ مجلس وموقف سے بعد میں عموم پیدا ہو جائے کیونکہ معمول کا حذف اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ عاقولی کہتے ہیں اس روایت سے ایک اصول معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے لحاظ سے ایمان والے محبوب ہیں مگر ان میں صفات خیر اور شعب ایمان کی کمی زیادتی کی وجہ سے درجات میں تفاضل پایا جاتا ہے۔ محبت میں زائد ہونے کی وجہ سے فضیلت والا پہچانا جائے گا۔ بسا اوقات لوگ رذائل میں مختلف ہوتے ہیں رذالت کی وجہ سے مبغوض تو سب ہیں مگر صفات قبیحہ کے لحاظ سے ابغض وبغیض کا فرق ہوگا۔ بلکہ بعض اوقات تو ایک آدمی ایک اعتبار سے محبوب اور دوسرے لحاظ سے مبغوض ہے۔ اب اس قاعدہ کے لحاظ سے تمام مومنین سے بحیثیت مؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے اور ان میں بہترین اخلاق والے سے زیادہ محبت ہے۔ اسی طرح نافرمانوں سے بحیثیت نافرمان بغض ونفرت ہے اور ان میں جو بڑا بداخلاق ہے اس سے اتنی نفرت شدید ہے۔ جیسا کہ معاملہ سے یہ بات ظاہر ہے بلکہ شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کیا: **ان ابغضکم الی وابعدکم منی مساوئکم اخلاقا الثرثارون** مشکوٰۃ میں اس روایت کو ابو ثعلبہ خشنی کی سند سے نقل کیا گیا ہے۔

الثرثارون منہ پھٹ۔ **الثرثارون والمتشدقون والمتفیهقون**۔ صحابہ نے عرض کیا پہلے دو لفظ سمجھ میں آ گئے مگر یہ **المتفیهم** کون ہیں آپؐ نے فرمایا متکبر لوگ مراد ہیں۔ الثرثار جو تکلف سے بہت باتیں بنانے والے ہیں۔ مگر عاقولی نے کہا حق سے نکلنے والی باتوں' ثرثرہ' کثرت کلام کو کہتے ہیں۔ المتشدق جو لوگوں پر اپنی فصاحت کا سکہ جمانے کے لئے منہ کھول کر بات کرے۔ ابن حاجب کہتے ہیں تفاعل تکلف کے لئے آتا ہے۔ یہاں بھی اس میں فصاحت نہیں مگر وہ بڑا ثابت کرنے کے لئے فصیح بن رہا ہے۔ عاقولی کہتے ہیں جو بلا احتیاط واحتراز بہت کلام کرنے والا ہو۔ انہوں نے کہا جو استہزاء کے طور پر اپنے منہ کو اِدھر اُدھر مروڑ کر بات کرے۔ **و المتفیهق** یہ فہق سے نکلا ہے اس کا معنی بھرنا ہے۔ عاقولی نے کہا پورے طور پر بھرنا۔ جو آدمی منہ بھر کر بات کرے اور فضول طوالت دے اور کلام میں غیر مانوس الفاظ لائے تا کہ دوسروں پر اس کی برتری ظاہر ہو۔ اس میں درحقیقت کبر پایا جاتا ہے۔ عبداللہ بن المبارکؒ نے حسن خلق کا معنی وہ خوشی جس کا چہرے پر اثر معلوم ہو۔ ہنس مکھ رہنا۔ بذل المعروف اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا' زبان سے خیر خواہی کی بات کہنا اور ہاتھ سے احسان کرنا۔ کف الاذی قول وفعل سے لوگوں کو دکھ نہ دینا۔ گویا سب کا حاصل یہ ہے کھلے چہرے کے ساتھ بھلی بات کہنا اور برے افعال واقوال سے رکنا اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کو حسن خلق کہا جاتا ہے۔ ایک جماعت نے کہا حسن خلق اس آیت میں جمع کر دیا گیا ﴿**خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين**﴾ بعض نے کہا اس ناپسند بات کو برداشت کرنا جس کی وجہ سے اسے

اپنا دنیوی حصہ چھوڑنا پڑے اور افراط وتفریط کے بغیر اسے ایذاء برداشت کرنی پڑے۔

ابن حجر کہتے ہیں فضائل کو اختیار کرنے اور رذائل کو چھوڑنے کا نام حسن اخلاق ہے۔

ابوالولید باجی کہتے ہیں پاس بیٹھنے والے یا میل جول رکھنے والے کے حق میں خوش طبعی حوصلہ تعلیم ومحبت کے سلسلہ میں چھوٹے بڑے پر شفقت وصبر ظاہر ہونے کو حسن اخلاق کہا جاتا ہے (ذکرہ السیوطی)

تخریج : اخرجه الترمذی ۲۰۲۵ واسناده حسن وفی الباب عن ابی ثعلبة الخشنی رضی الله عنه عند احمد ۶/۱۷۷۵۸ وابن ابی شیبة ۸/۵۱۵ وابن حبان ۴۸۲ وفی الباب ایضا عن ابی هریرة رضی الله عنه عند احمد ۲/۸۸۳۰ باسناد حسن وفی الباب ایضا عن ابن مسعود رضی الله عنه عند الطبرانی فی الکبیر ۱۰۴۲۳۔

الفرائد : تکلف سے کثرت کلام کی مذمت کی گئی ہے۔ اسی فصاحت وبلاغت کے اظہار کے لئے باچھیں کھول کر بات کرنے کو ناپسندیدہ حرکت قرار دیا گیا یہ تکبر کی علامت ہے۔

۷۴ : بَابُ الْحِلْمِ وَالْاَنَاةِ وَالرِّفْقِ

بَاب ۷۴ : حوصلہ، نرمی اور سوچ سمجھ کر کام کرنا

الحلم درگزر۔ یہ حا کے ضمہ سے پراگندہ خیالات اور کسرہ سے درگزر، چشم پوشی۔ جیسے کہتے ہیں حلمتہ میں نے اس کی نسبت حلم کی طرف کی۔ الاناۃ بروزن حصاۃ جلد بازی نہ کرنا۔ الرفق نرم روی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (آل عمران)

غصہ پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے والا عمل ان سے اسی بناء پر ظاہر ہوا کہ وہ حوصلہ والے تھے۔ واللہ یحب المحسنین اس میں احسان ودرگزر پر آمادہ کیا گیا ہے۔ پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الاعراف: ۱۹۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''عفو ودرگزر کو لازم پکڑو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔ (الاعراف)

خذ العفو یعنی لوگوں سے نرمی برتو اور ان کے اعذار کو قبول کرو۔ روایات میں وارد ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ جو زیادتی کرے اسے معاف کر دیں' جو محروم رکھے اسے عنایت کریں جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کریں''۔
وامر بالمعروف عرف سے ہر وہ چیز جس کو شریعت معروف کہے۔ **واعرض عن الجاهلين** بیوقوف کا حماقت سے سامنا مت کرو۔ باب توقیر العلماء والکبار میں تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

[فصلت:٣٤-٣٥]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''نیکی اور برائی برابر نہیں۔ برائی کو اچھے طریقے سے ٹالو ہو سکتا ہے کہ وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گویا کہ وہ گہرا دوست ہے اور یہ توفیق انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں انہی کے حصے میں آتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں''۔ (فصلت)

تشریح ۞ **لا السیئه** یہ لا تاکید نفی کے لئے لایا گیا ہے۔ **ادفع بالتی هی احسن** احسن سے مراد حسنہ ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا کہ میں کیا رویہ اختیار کروں تو جواب دیا گیا۔ بہت خوب سے جواب دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس آیت میں غصہ کے وقت صبر اور زیادتی کے وقت عفو کا حکم دیا گیا۔ بعض نے اس کا معنی یہ کیا کہ نیکیاں باہمی برابر نہیں بعض حسن ہیں تو دوسری احسن ہیں۔ اسی طرح برائیاں بھی۔ پس تم اس زیادتی کا دفاع اچھائی سے دو جو کہ اپنی مقابل سے خوب ہے مثلاً جو تمہارے ساتھ بد سلوک کرے فقط اس کو معاف کرنے پر اکتفاء نہ کرو بلکہ اس پر احسان کرو۔ **فاذا الذی**...... جب تم ایسا کر گزرو گے تو دشمن مشفق دوست بن جائے گا۔ **وما یلقاها الا الذین صبروا** یہ بات ان کو میسر آتی ہے جو مخالفت نفس پر صبر کرنے والے ہیں۔ **وما یلقاها الا ذو حظ عظیم** اسی کو یہ میسر ہوتا ہے جو کمالات نفس میں بڑا نصیب ور ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوریٰ:٤٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوریٰ)

صبر ایذاء پر صبر کیا۔ **وغفر** اور بخش دیا بدلہ نہ لیا۔ **ان ذلك** اس میں اس صابر کے صبر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جس کا پہلے تذکرہ ہوا۔ مطلق صبر کا بیان نہیں کہ جس کے لئے ضمیر کی ضرورت ہو۔ **لمن عزم الامور** عزیمت کے قابل تعریف اور قابل قدر کام۔

٦٣٢ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ :"اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ": اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا بے شک تم میں دو اچھی عادتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا: ایک حلم اور دوسرا سوچ سمجھ کر کام کرنا۔ (مسلم)

تشریح ۞ لاشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ ان کا اسم گرامی منذر بن عاذل (ابن عبدالبر اور اکثر کا قول) کلبی نے منذر بن حارث بن زیاد بن عصر بن عوف کہا ہے۔ بعض نے منذر بن عامر اور بعض نے منذر بن عبید نقل کیا ہے جبکہ دوسروں نے عائذ بن المنذر یا عبداللہ بن عوف بتلایا ہے (واللہ اعلم)

یحبهما اللّٰه ان دونوں عادات کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور کرنے والے کی تعریف کرتے اور اس کو ثواب دیں گے۔
الحلم نووی نے اس کا معنی عقل کیا ہے۔ نہایہ میں ہے۔ معاملات میں پختگی اور حوصلہ مندی اختیار کرنا جو کہ عقلاء کی شان ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عقل لازم معنی ہے۔ حقیقی معنی وہی ہے جو المصباح کے حوالے سے گزرا۔ **الاناۃ** پختگی اور جلد بازی کو چھوڑنا۔ یہاں یہی مقصود ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا سبب و باعث ہے۔ جب قبیلہ عبدالقیس کا یہ وفد آیا تو وفد کے تمام افراد جلدی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ اشج کجاوں کے پاس ٹھہر گئے ان تمام کو جمع کیا پھر اپنی اونٹنی کو باندھا اور بہترین کپڑے زیب تن کر کے پھر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قریب بٹھایا پھر ان کو مخاطب کر کے فرمایا تم مجھ سے اپنے نفوس اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرنے کو تیار ہو انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ اشج کہنے لگے یا رسول اللہ آپ آدمی کو اس کے سابقہ دین پر سب سے زیادہ گراں چیز پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتے ہیں اور قوم کے دیگر افراد کی طرف داعی بھیجتے ہیں۔ جس نے ہماری بات تسلیم کر لی وہ ہمارا جو انکار کرے ہم اس سے لڑائی کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں (الحدیث) قاضی عیاض کہتے ہیں اناۃ کسی چیز کے مصالح پر نظر کرنے کے لئے انتظار کرنا اور جلدی نہ مچانا۔ یہ چیز اشج رضی اللہ عنہ کے گہری نگاہ والا ہونے کی علامت ہے۔ یہ روایت ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے خلاف نہیں جس میں یہ مذکور ہے: **ان فيك خصلتين قال يا رسول الله اكان في ام حدثا؟ قال بل قديم قال قلت الحمدلله الذي جبلني على خلقين يحبهما الله** یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ عادات مجھ میں پہلے سے ہیں یا نئی پیدا ہوئی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ میں یہ دو عادتیں پہلے سے چلی آ رہی ہیں۔ تو میں نے عرض کیا الحمدللہ الذی اس اللہ کا شکر ہے جس نے میری فطرت میں ایسی دو خصلتیں رکھ دی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

تخریج :اخرجه الترمذی ٢٠١٢۔

الفوائد :جب آدمی کے غرور میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف درست ہے۔ حلم و اناۃ صبر و عقل اور معاملات میں پختگی کی علامت ہے۔

٦٣٣ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرم ہیں اور سارے معاملات میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ان اللّٰہ رفیق رفق۔قول وفعل میں نرم رویہ اختیار کرنا۔اس کی ضد عنف ہے۔صاحب نہایہ ① رفیق یہ فعیل کے وزن پر فاعل کے معنی میں ہے (النہایہ) ② عاقولی کہتے ہیں اس کا معنی اپنے بندوں پر نرمی کرنے والے ہیں۔ ③ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا معنی حلم ہے کہ وہ نافرمانوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے بلکہ سعادت والے کو توبہ کا موقعہ دیتے ہیں اور ضدی کے گناہ بڑھاتے ہیں (ابن رسلان) ④ قرطبی یہ معنی روایت کے سب سے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ سبب نزول حدیث یہی ہے۔البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کا اطلاق درست نہیں کیونکہ کسی بھی روایت میں اسماء حسنیٰ میں وارد نہیں ہے یہاں بعد والے حکم کی تمہید کے لئے بطور خبر استعمال کیا گیا ہے۔گویا اس طرح فرمایا **ان اللّٰہ یرفق بعبادہ فیعطیھم علی الرفق مالا یعطیھم علی سواہ** اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رفق پر وہ بدلہ عنایت فرماتے ہیں جو اس کے علاوہ پر نہیں ملتا۔عاقولی کہتے ہیں یہ بطور مشاکلت استعمال ہوا ہے اور جو اس طرح وارد ہو اس کو علی الاطلاق استعمال کرنا درست نہیں ہے۔**یحب** یہ رضامندی کے معنی میں ہے۔**الرفق علی الامر کلہ** کیونکہ معاملے کی درستگی میں اور میل جول کا دارومدار نرم رویے پر ہے۔

٦٣٤ :وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ ، وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نرمی کرنے والے اور نرمی کو پسند کرنے والے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ دیتے ہیں جو سختی پر نہیں دیتے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر دے دیتے ہیں۔ (مسلم)

تشریح ۞ **یحب الرفق** کیونکہ اس کے ذریعہ وہ عنایات فرماتے ہیں جو اس کی ضد سے ملنی ممکن نہیں۔**ویعطی علی الرفق** مثلاً دنیا میں اچھی تعریف اور آخرت میں اجر جزیل۔**العنف** شدت ومشقت' بلکہ جو رفق میں ہے عنف میں اس کا عکس ہے (النہایہ) بقول ابن رسلان عین کا ضمہ وفتحہ دونوں درست ہیں۔**وما لا یعطی** ...... یہ طویل جملہ رفق پر آمادہ کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ (الفاتح)

تخریج : مسلم' احمد ٢٤١١٤٥' بخاري' ترمذي' ابن ماجه' دارمي ٣٢٣/٢' ابن حبان ٦٤٤١' الادب المفرد ٣١١' بيهقي ٢٠٣/٩۔

الفرائد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال حلم' کمال اخلاق کو بتلایا گیا۔نرمی' صبر حوصلہ مندی' لوگوں سے نرم سلوک اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

٦٣٥ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ ' وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو مزین کردیتی اور جس چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کردیتی ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا نرمی کو لازم پکڑو اور فحش گوئی اور درشت روی سے اپنے کو بچاؤ۔ لا یکون فی مشیٔ اگر تکون کو تامہ مانیں تو فی شیٔ کے متعلق ہے اور اگر ناقصہ ہو تو یہ اس کی خبر ہے۔ الا زانہ یہ مستثنٰی مفرغ ہے۔ یعنی لا یکون الرفق مستقراً فی شئی موصوف بصفة من الاوصاف الا بصفة الزینة۔ یعنی نرمی سے زینت ملتی ہے۔ شیٔ کا لفظ ذوات واعراض دونوں کیلئے۔ لا ینزع یہ مبنی للمجہول ہے۔ من شیٔ ہر چھوٹی بڑی چیز مراد ہے۔ الا شانه کا مطلب یہ ہے درشتی عیب ہے۔

تخریج : اخرجه مسلم ٢٥٩٤ والبخاری فی الادب المفرد ٤٦٩۔

الفرائد : تمام کاموں میں نرمی ان کی تکمیل کا باعث ہے اور اسکے برعکس درشتی عیب ان نقص کا باعث بنے گی۔

٦٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَالَ اَعْرَابِیٌّ فِی الْمَسْجِدِ فَقَامَ النَّاسُ اِلَیْهِ لِیَقَعُوْا فِیْهِ ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "دَعُوْهُ وَاَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنَ الْمَآءِ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ ' فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"اَلسَّجْلُ" بِفَتْحِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْکَانِ الْجِیْمِ : وَهِیَ الدَّلْوُ الْمُمْتَلِئَةُ مَآءً ' وَکَذٰلِکَ الذَّنُوْبُ۔

۶۳۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اٹھے تاکہ اسے سزا دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ بے شک تم تو آسانی والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ (بخاری)

اَلسَّجْلُ : پانی سے بھرا ہوا ڈول

الذَّنُوْبُ کا بھی یہی معنی ہے۔

تشریح ۞ اعرابی اس کی جمع اعراب ہے۔ ابن دقیق العید کہتے ہیں یہاں جمع کو اسم منسوب بنایا کیونکہ یہ قبیلے کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ بعض نے کہا اگر واحد سے اسم منسوب بنائے تو عربی بن کر مختلط ہو جاتا۔ عربی اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پر بولا جاتا ہے۔ خواہ دیہات میں رہتا ہو یا شہر میں اور یہ پہلے معنی سے مختلف ہے' اس سے ثابت ہوا کہ اعراب عرب کی جمع ہے مگر مشہور اس کے خلاف ہے۔ جوہری عرب لوگوں کی ایک نسل کو کہتے ہیں اور اس سے اسم منسوب عربی ہے اور الاعراب دیہاتی

اس کا اسم منسوب اعرابی ہے۔ لفظ اس کا واحد موجود نہیں ہے اور یہ عرب کی جمع نہیں بلکہ عرب یہ اسم جنس ہے۔ عراقی میں مبہمات کی کسی قسم میں اعرابی کا نام نہیں پایا (التقریب) عبداللہ بن نافع کہتے ہیں یہ اعرابی اقرع بن حابس تمیمی ہے (غایۃ الاحکام) ابن الملقن کہتے ہیں مبہمات پر کلام کرنے والوں میں سے کسی نے اس کا نام نہیں لکھا۔ میں ابوموسیٰ مدینی کی کتاب معرفۃ الصحابہ میں اس کا نام معلوم کیا انہوں نے سلمان بن یسار سے نقل کیا کہ طلع ذوالخویصرہ الیمانی کہ ذوالخویصرہ یمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ یہ درشت مزاج آدمی تھا۔ اس کے متعلق ہے کہ اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ڈول ڈالنے کا حکم فرمایا۔ ابن رسلان کہتا ہے کہ اس سے قبل امام ذہبی نے بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو التجرید فی ترجمة ذی الخویصره الیمانی ابن حجر کہتے ہیں یہ ذوالخویصرہ تمیمی کے علاوہ آدمی ہے۔ اس تمیمی کا نام حرقوص بن زہیر ہے یہ خارجیوں کا لیڈر ہے (تخریج احادیث رافعی) اس سے معلوم ہو گیا ابن حجر ہیثمی کو شرح مشکوٰۃ میں لکھنے میں غلطی لگی ہے کہ انہوں نے ذوالخویصرہ تمیمی لکھ دیا ہے۔ فقام الیه الناس قاموا قاصلدین الیه یعنی لوگ اس کی طرف اٹھے۔ لیقعوا فیه سخت سست کہنے لگے۔ وقع فلان فی فلان برا بھلا کہنا (المصباح) بخاری میں لقفعوا بہ اور ایک روایت میں فتناولہ الناس کے الفاظ ہیں۔ جبکہ مسلم میں فصاح بہ الناس اور دوسری روایت میں قال اصحاب رسول اللہ مہ مہ کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کو کچھ کہنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعوہ اس کو رہنے دو۔ کیونکہ وہ تھوڑی دیر پہلے اسلام لایا تھا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جاہل کو تعلیم دیتے ہوئے نرمی و سہولت سے کام لینا چاہئے اور تنگی برتنی مناسب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو فرما چکے تھے انما بعثتم میسرین لم تبعثوا معسرین تمہیں تنگی والے نہیں بلکہ سہولت بنا کر بھیجا گیا۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ دیہاتی نے بات سمجھ لینے کے بعد کہا بابی و امی صلی الله علیه وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مجھے گالی دی اور نہ برا بھلا کہا بلکہ فرمایا ان هذا المسجد لا یبال فیه انما نبی لذکر اللّٰه و الصلاة فیه یہ مساجد اللہ کی یاد اور نماز کے لئے بنی ہیں ان میں پیشاب کرنا نامناسب نہیں۔ واریقوا علی بوله سجلا۔ خشک ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیشاب کی جگہ پر ایک ڈول پانی بہانے کا حکم فرمایا۔ من ماء سے ڈول کی مزید وضاحت مقصود ہے۔ او کا لفظ شک راوی ہے کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجل کا لفظ استعمال فرمایا یا دلو کا۔ حافظ عراقی کہتے ہیں ابوداؤد کی روایت اس کو واضح کر رہی ہے۔ وصبوا علیها سجلا من ماءٍ او قال ذنوبا من ماءٍ جب ان روایات میں او شک کے ساتھ ہو تو ذنوبا کا لفظ متعین ہو جائے گا کیونکہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ذنوبا اور دلوا کا لفظ وارد ہے۔ البتہ ابن ماجہ کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں بسجل من ماءٍ آیا ہے۔ اس حدیث سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں: ① آدمی کا پیشاب ناپاک ہے مسجد کا پیشاب سے صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔ ② نجس مقام پر پانی پڑنے سے وہ پاک ہو جائے۔ خواہ وہ زمین ابھی خشک نہ ہوئی ہو کیونکہ موقعہ بیان پر سکوت درست نہیں۔ ③ عین نجاست زائل ہو جائے تو محل پاک شمار ہوگا۔ فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین یہ ماقبل کی علت کی طرح ہے کہ تمہارا معاملہ اسی طرح کا ہے اس کو ڈانٹ ڈپٹ مت کرو یہ نیا نیا اسلام لایا ہے۔ اس کو احکام کی کچھ خبر نہیں۔ بلکہ وہ آسانی دینی چاہئے جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا۔ السجل ڈول کو کہتے ہیں جو پانی سے پُر ہو۔ دلو کو بعض نے مذکور

اور دوسروں نے مونث کہا اور سجل کا بھی یہی معاملہ ہے۔ الذنوب بعض نے مطلق ڈول اور بعض نے بڑا ڈول معنی کیا ہے۔ بعض نے کہا جب اس میں پانی ہو تو دلو کہلائے گا ورنہ نہیں۔

تخریج : اخرجه البخاری ۲۲۰۔

الفرائد : جاہل کی تعلیم میں درشتی سے احتراز کیا جائے۔ مسجد کو اقذار سے بچایا جائے۔ مفاسد کا جلد ازالہ کیا جائے۔ نجاست سے بچاؤ کرنا صحابہ کرام کی فطرت میں داخل ہو چکا تھا امر بالمعروف و نہی المنکر ان کا مزاج تھا۔

۶۳۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۳۷ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسانی کرو' تنگی نہ کرو' خوشخبری سناؤ اور نفرت مت دلاؤ۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یسروا ولا تعسروا العسر والیسر ایک دوسرے کی ضد ہیں دوسرے کو تاکید اً ذکر کیا گیا ورنہ ایک کے حکم سے ضد کی نفی خود سمجھی جاتی ہے۔ ② ایک پر اکتفاء کرنے سے یسر کا ایک مرتبہ اور عسر کو بعض اوقات میں پیش آنا معلوم ہوتا مگر جب ولا تعسروا کہہ دیا عسر کے تمام اوقات کی نفی کر دی کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ اور اس وجہ سے بھی کہ جب آیت ﴿ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به﴾ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا اور اس لئے بھی کہ حدیث میں وارد ہے بعثت بالحنیفیة السمحة السهلة میں نرم حنیفت لایا ہوں اور صحیح میں وارد ہے صل قائمًا فان لم تستطع فقاعداً لا یکلف اللّٰه نفسا الا وسعها۔ وبشروا ولا تنفروا خیر کی اطلاع کو بشارت کہتے ہیں اس کی ضد نذارت ہے۔ یہاں اس کا تقابل منافرت سے کیا کیونکہ نذارت کا مقصود منافرت ہوتی ہے۔ اس لئے مقصود کی صراحت کر دی تا کہ بچنا آسان ہو۔

تخریج : اخرجه البخاری ٦٩ ومسلم ١٧٣٢۔

الفرائد : امور تکلفیہ میں تدریج سے کام لیا جائے تا کہ تنفر کا باعث نہ بنے۔ ولاۃ الامور یہ حکام کو اہم کاموں میں نرمی و اتفاق سے کام لینا چاہئے۔ خلیفہ کو اپنے حکام کو ہمیشہ وصیت و نصیحت کرتے رہنا چاہئے خواہ وہ اہل فضیل و اہل اصلاح ہوں۔

۶۳۸ : وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ : "مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ کُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۸ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : جو آدمی نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (مسلم)

تشریح ۞ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ بجلی الاحمسی ہیں جن کے حالات پہلے درج کر دیئے گئے باب ثواب من

سن سنة حسنة۔ من یحرم الرفق نرمی کی توفیق میسر نہ ہو بلکہ اس میں شدت وسختی پائی جائے۔اس میں الف لام تعریف حقیقی کا ہے۔یحرم الخیر اس میں الف لام عہد ذہنی کا ہے یعنی وہ خیر جو نرمی سے وجود میں آئے۔یحرم میں حرمان سے مراد ماسبق تمام بھلائیوں سے محرومی مراد ہے۔جو سابقہ روایت میں مذکور ہے کیونکہ نرمی پر دونوں جہانوں کی بھلائی کا اتصال ہے اور درشتی اس کی ضد ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك﴾

تخریج : اخرجه احمد ۷/۱۹۳۷۲ ومسلم ۲۵۸۲ وابو داود ۴۸۰۹ واللفظ له واخرجه ابن ماجه ۳۶۸۷ والبخاری فی الادب المفرد ۴۶۳ وابن حبان ۵۴۸ وابن ابی شیبة ۸/۵۱۰ والطبرانی فی الکبیر ۲۴۴۹۔

الفوائد : کام کو بہتر انداز اور آسان ترین راہ سے اپنانا چاہیے۔معاملات میں درشتی اسباب خیر سے محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔

۶۳۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : اَوْصِنِيْ – قَالَ :"لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ :"لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۳۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔اس نے سوال کئی مرتبہ دہرایا۔آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو۔(بخاری)

تشریح ۞ ان رجلاً ① ابن بشکوال کہتے ہیں کہ یہ جاریہ بن قدامہ ہیں ابن ابی شیبہ (المؤتلف والمختلف لدارقطنی) میں بھی اسی طرح لکھا ہے ① اور فوائد ابوالفضل بن خیرون میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے ③ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فوائد بن صخر میں لکھا ہے کہ وہ مراد ہیں۔اس نے اپنی سند سے نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات فرمائیں جس کو میں پلے باندھ لوں۔آپؐ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ابن صخر کہتے ہیں یہ روایت بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً منقول ہے۔یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح روایات میں سے ہے۔اس کی سند مناسب ہے۔② انہی فوائد میں سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا گیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیں میرے بار بار سوال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا: **لا تغضب** (مصابیح دمامینی اربعین سخاوی) ⑤ بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے احنف بن قیس سے نقل کیا کہ میرے بھتیجے نے بیان کیا کہ یہ جاریہ بن قدامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔جاریہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات فرمادیں جو میں سمجھ کر محفوظ کرلوں۔آپؐ نے فرمایا: **لا تغضب** میرے بار بار سوال پر یہی جواب دیا۔پھر عروہ سے نقل کیا کہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جیسا مسند ابویعلیٰ میں ہے مگر بیہقی نے اس کو وہم قرار دیا اور روایت اول کو عروہ عن ابیہ سے درست قرار دیا۔جیسا ابن مندہ نے المعرفہ میں احمد وطبرانی سے اور ابن حبان' حاکم نے اپنی روایات میں نقل کیا ہے۔روایت کے طرق میں تردد کی وجہ سے بعض ائمہ نے جاریہ کی صحابیت سے انکار کیا ہے۔سخاوی لکھتے ہیں اس باب میں جابر' جاریہ' سفیان ثقفی' ابن عمر' ابن عمرو' ابی الدرداء' ابوسعید' ابوہریرہ اور عم جاریہ کے متعلق روایت وارد ہے۔باب الصبر میں روایت گزر چکی۔او صنی ازہری کہتے ہیں

وصیت کا معنی ملانا ہے۔ مطلب یہ ہے مجھے ایسی چیز تک پہنچا دیں جو دین و دنیا کے لحاظ سے مفید ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی میں کثرت غضب کے مرض کو پایا تو وہی علاج کیا۔ قال لا تغضب غضب دل کے خون کے جوش مارنے کو کہتے ہیں یا وہ عارضہ جو آدمی کو انتقام پر آمادہ کرے۔ یہ ایسا شیطانی وسوسہ ہے جو انسان کو حالت اعتدال سے نکال کر غلط گفتگو اور مذموم افعال پر آمادہ کرتا ہے جس سے وہ کینہ و بغض وغیرہ کا شکار بن جاتا ہے بلکہ کبھی تو کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ فردد مرارًا۔ اس آدمی نے اوصنی کا کلمہ بار بار دہرایا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس سے زیادہ بلیغ نصیحت چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یہی جواب دیا کیونکہ اس کے لئے یہی نفع بخش دوا تھی۔ غصے کا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ خیال کرے کہ اللہ کا غضب سب سے عظیم تر ہے اور اس کا فضل بہت بڑا ہے۔

تخریج : باب الصبر کے تحت گزر چکی۔

الفرائد :باب الصبر میں روایت گذری۔

٦٤٠ :وَعَنْ اَبِیْ يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ، فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۰: حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے انداز سے کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ پس جب تم دشمن کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لو اور اپنے ذبیحہ کو خوب راحت پہنچاؤ۔ (مسلم)

تشریح ابو یعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ان کے حالات باب الرقبہ میں گزرے۔ یہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ کتب وجوب و تقدیر کے معنی میں ہے۔ الاحسان کسی فعل کو پختگی سے کرنا یا فضل وانعام کرنا۔ کل شئی ① شئی جس چیز کا وجود ممکن ہو۔ اس صورت میں مستحیل پر نہیں بول سکتے۔ ② جس کا جان لینا یا اس کے متعلق خبر دینا درست ہو۔ اس کا اطلاق جو ہر و عرض، قدیم و حادث، ممکن و ممتنع سب پر درست ہے۔ دونوں اعتبار سے ذات باری تعالیٰ پر بولا جاتا ہے۔ اس روایت میں اس سے ممکن مراد ہے کیونکہ ایمان کے ہر شعبہ اور ہر رکن کے ساتھ اس کے مناسب حال احسان ملا ہوا ہے اور کل شئی کا لفظ عام ہے۔ القتلة حالت قتل۔ یعنی مقتول حد و قصاص کو اچھے انداز سے قتل کرو۔ الذبحہ حالت ذبح۔ شفرته چوڑے پھل والا چاقو۔ وليرح ذبيحته ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔ یعنی چھری جلد چلائے اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال نہ اتارے۔ حلقوم کی طرف سے ذبح کرے نہ کہ گدی کی طرف سے، شدت سے نہ گرائے اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف مت گھسیٹے، رخ قبلہ کی طرف کرے اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے۔

تخریج : اخرجه احمد ٦/١٧١١٦ ومسلم ١٩٥٥ وابو داود ٢٨١٥ والترمذی ١٤٠٩ والنسائی ٤٤١٧ وابن ماجه ٣١٧٠۔

الفرائد :حد میں مقتول ہونے والے اور ذبیحہ کو بھی تعذیب نہ دینی چاہیے۔ ہر چیز کا احسن انداز اختیار کرنا مناسب ہے۔

٦٤١ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت :مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۱: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے جو زیادہ آسان ہوا اُس کو اختیار فرمایا بشرطیکہ گناہ نہ ہوا اور اگر وہ گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے دور ہوتے۔ رسول اللہؐ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت کو توڑا جائے تو آپؐ اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ ما خیر یہ مجہول لایا گیا تا کہ عموم کا فائدہ دے مطلب جس کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتوں میں اختیار دیا۔ خواہ وہ دینی تھے یا دنیوی۔ اخذ بعض نسخوں میں اختار کا لفظ وارد ہے یہاں ''لینا'' معنی ہے۔ ایسر ھما امت کی سہولت کے لئے اور اس لئے دین اسلام کی بنیاد آسانی پر ہے۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان ھذا الدین یسر اللہ تعالیٰ جب آپ کو دو عقوبتوں میں اختیار دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے خفیف تر کو منتخب فرماتے۔ ② قتال کفار اور جزیہ میں جزیہ کو اختیار فرماتے اسی طرح عبادت اور مجاہدہ میں امت کے لئے خفیف تر کو اختیار فرماتے۔ ③ کفار و منافقین حرب و موادعت میں اختیار ملتا تو موادعت کو اختیار فرماتے۔ جیسا کہ جبرئیل امین اور پہاڑوں کے فرشتے نے کہا اگر آپ پسند کرتے ہیں تو میں اخشبین کو ان پر گرائے دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے درگزر کرتے ہوئے فرمایا میں امید پر ان کو چھوڑتا ہوں کہ ان کی نسل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے پیدا ہوں۔ یہ اختیار فرشتے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ ما لم یکن اثما جب تک آسان کام گناہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ میں اختیار نہ دیا جاتا تھا اور اگر دوسرے لوگ آسان سمجھ کر کسی گناہ کے کام کو اختیار کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے سب سے زیادہ ناپسند فرمانے والے تھے۔ نووی کہتے ہیں ناپسندیدہ فعل کو معصیت کی طرح منتخب نہ فرماتے اور اگر شرعی طور پر کسی فعل کا کرنا لازم ہوتا تو آپ واضح کر دیتے کہ اس کی ممانعت تحریم کے لئے نہیں بلکہ تنزیہ کے لئے ہے۔ لنفسہٖ فی شئی جس حق کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مال یا عزت سے تھا اس کی خاطر کسی سے بدلہ نہیں لیا کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے وہ معرفت الٰہی کی وجہ سے ذاتی بدلے کا دروازہ بند کر لیتا ہے کیونکہ معرفت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ غیر معروف فعل میں حاضر ہی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کیسے بدلہ لے گا۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر سپرد کر دیا ہو کس طرح اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے بدلہ نہ دیں گے؟ وہ عزت کے مقامات اور بزرگی کے خیموں میں مقیم ہیں۔ وہ سب سے ان کی حفاظت کرتا ہے سوائے ان کے جو اس کو یاد کرے اور ہر ایک سے ان کو الگ رکھتا ہے۔ سوائے اپنی محبت کے۔ انبیاء علیہم السلام تو اس کے انوار کی کانیں ہیں اور اس نے خود ان کی مدد کی ذمہ داری لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے عزتی کرنے والے سے بھی انتقام نہیں لیا اگر چہ وہ بڑا گناہ لے کر لوٹا۔ کیونکہ انسانی حق صاحب حق کے معاف کرنے سے معاف ہوتا ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کا حق

ہوتا۔ الا ان تنتھك حرمة اللّٰہ اگر محرمات کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حرمت کو گرایا جاتا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں اگر حرمت کو گرانے والا دین کی تذلیل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتا تو یہ انتہاک حرمت تھا۔ اس میں معافی نہ تھی اور ان مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرما دیتے جیسا غنائم خیبر کی تقسیم کے موقعہ پر کہا گیا هذه القسمة ما ارید بها وجه الله یہ بات دین میں طعن تھا مگر اس میں احتمال تھا کہ قائل نے حق سے پھرنے کا قصد نہ کیا ہو بلکہ یہ سمجھا کہ یہ ان دنیوی معاملات سے ہے جن میں خطاء جائز ہے۔ یا وہ مؤلفة القلوب سے تھا۔ بعض نے اس کو درست قرار دیا یا کہنے والے کی طبیعت و عادت اس طرح تھی جو سخت مزاجی کا حصہ ہے جیسا بدو نے آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کی یا وہ شخص جس نے چادر پکڑ کر کھینچی اور کہنے لگا تم مجھے نہ اپنے مال سے دو گے نہ اپنے باپ کے مال سے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عطیہ دینے کا حکم فرمایا۔ فینتقم للّٰہ یہ شرط مقدر کا جواب ہے اگر حرمت الٰہیہ کی بے عزتی کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرتکب سے اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔ جیسا اکابر مسلمین کی حالت چلی آ رہی ہے۔ البتہ موسیٰ علیہ السلام کا غصہ قوم کی اس قبیح حرکت کو دیکھ کر تھا اور ہارون علیہ السلام قوم کے نگران تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے انتقام لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور کھجور کے پتوں کی نوک کی طرح کپڑے سے بال نکل آتے۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث و آثار مروی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر حلیم' بہت زیادہ عفو و درگزر کرنے والے اور لوگوں کی باتیں برداشت کرنے والے تھے۔ حدیث میں آسانی و نرمی کو اختیار کرنے اور تکلیف و مشقت کو ترک کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی جانے والی رخصتوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ علماء کی اجتہادی رخصتیں اس وقت تک قابل عمل ہیں جب تک کہ اس کی خطا ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ ایسی رخصت قابل اعتبار نہیں جن سے تکلیف شرعی ختم ہو جائے۔ اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلم' صبر' قیام علی الحق اور دین میں پختگی والے تھے۔ یہی بہترین اخلاق کا تقاضا ہے۔ اگر حق ہی کو ترک کر دیں تو یہ کمزوری' بزدلی' ذلت شمار ہوتی ہے اور اگر اس نے انتقام لیا تو یہ صبر و حوصلہ تو کیا ذاتی انتقام کہلائے گا۔ پس دونوں مذموم جانبیں آپ سے منفی تھیں' اور بہترین کام درمیانے ہیں۔

تخریج : اخرجه مالك في موطئه ۱۶۷۱ واحمد ۹/۲٤۰۸۹ والبخاری ۳۵۶۰ ومسلم ۲۳۲۷ وابو داود ٤۷۸۵ والدارمی ۱٤۷/۲ وابن حبان ٤۸۸ والترمذی فی الشمائل ۳٤۱ والبیهقی ۱۹۲/۱۰۔

الفوائد : حرام و مکروہ میں مبتلا ہونے کے بغیر آسان و نرم بات کو اختیار کرنا چاہئے۔ حرام کا جو مرتکب ہو اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر بدلا لینا چاہئے۔ عفو' حوصلہ سے کام لے کر ایذاء کو برداشت کرنا چاہئے۔

۶٤۲ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۶۴۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو میں ایسے

آدمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو آگ پر حرام ہیں یا جن پر آگ حرام ہے۔ ہر وہ شخص جو قریب والا' آسانی کرنے والا' نرمی برتنے والا' نرم خو۔ اس پر آگ حرام ہے (ترمذی) کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **الا** یہ حرف تنبیہ ہے تا کہ مخاطب افکار کی وادیوں سے باہر نکل کر متوجہ ہو۔ **بمن یحرم علی النار** آگ پر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نار خلیل کی طرح ان کو ایذا پہنچانے سے جلانے کی قوت اس سے سلب کر لیں گے۔ اوشک راوی ہے کہ یہ لفظ فرمائے یا **لمن تحرم علیه النار** کے لفظ فرمائے کہ وہ آگ کا مستحق نہ رہے گا۔ پہلا جملہ زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اگر وہ داخل ہوا تو آگ اس کو نقصان نہ دے گی۔ دوسرے کا مطلب تو آگ میں اس کو داخل ہی نہ کیا جائے گا۔ بقول عاقولی دونوں باتیں برابر ہیں۔ جب عدم نقصان کو ثابت کر دیا یا داخلے کی نفی کر دی۔ یہاں عاقولی نے واؤ ذکر کیا کہ یہ دو مختلف گروہوں کا تذکرہ ہے کہ پہلے دو اوصاف فریق اول کے اور دوسرے دو دوسرے گروہ سے متعلق ہیں۔ او کی تائید جامع صغیر کی روایت سے ہوتی ہے۔ **الا اخبرکم بمن تحرم علیه النار غداً علی کل هین لین قریب سهل** 'بلیٰ' کا لفظ ان کے شوق کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ جلد جاننا چاہتے تھے۔ وہ خوش نصیب کون ہے۔ تو فرمایا: **تحرم علی کل قریب** جو حسن ملاطفت کے ساتھ لوگوں میں قریب تر ہو۔ **هین لین** یہ دونوں تشدید کے بغیر ہیں۔ یہ مدح کے لئے آتے ہیں اس سے مثقلین کی تردید مقصود ہوتی ہے (ابن الاعرابی) اگر تشدید سے پڑھیں تو یہ ہون سے ہوگا جس کا معنی سکون و وقار اور سہولت ہے۔ عین کلمہ واؤ ہے۔ شئی هین ولین اس چیز کو کہتے ہیں جو بہت آسان ہو۔ جس سے ان کی ضروریات بسہولت پوری ہوتی ہوں۔ نہایہ میں دونوں کو مترادف کہا گیا ہے۔ (النہایہ)

تخریج اخرجه احمد ۲/۳۹۳۸ والترمذی ۲۴۹۶ وفی اسناده عبد الله بن عمرو

الفوائد: لوگوں سے حسن معاشرت' خیر خواہی' کمزور پر رحم' غلطی کرنے والے کو معافی' خوش مزاجی سے پیش آنا چاہئے۔

۷۵ :بَابُ الْعَفْوِ وَالْإِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

بَابٌ: عفو اور جہلا سے درگزر

العفو گناہ و جرم کرنے والے کو معاف کرنا۔ **الاعراض** مواخذہ نہ کرنا۔ **الجاهلین** نادانوں سے جو قول و عمل صادر ہو اس پر مواخذہ نہ کرے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [الاعراف: ۱۹۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''عفو کو لازم پکڑو' بھلائی کا حکم دو اور جہلاء سے اعراض کرو''۔ (الاعراف)

خذ العفو یہ ظالم کو معاف کرنے کو شامل ہے۔ **وامر بالعرف** جو شرعی طور پر بھلا کام ہو اس کا حکم دیں۔ **واعرض عن**

الجاھلین جاہل سے اعراض کرنے میں غصہ بجھ جاتا ہے۔اس کی بھڑک مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:قالوا سکت وقد خوصمت قلت لھم...... ان الجواب لباب الشر مفتاح حاصل یہ ہے جھگڑے والے کو جواب دینا شر کی چابی ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ [الحجر:٩٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''ان سے اچھا درگزر کر''۔(الحجر)

ان سے حلیم و درگزر کرنے والا معاملہ کرو۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلْيَعْفُوْا وَالْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾[النور:٢٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور چاہئے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں معاف کرے''۔(النور)

یہ آیت شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں اتری۔کیونکہ واقعہ افک میں شرکت کی وجہ سے انہوں نے مسطح پر خرچ نہ کرنے کی قسم اٹھائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:ولیعفوا جوان سے ہوا اس سے درگزر کرو۔ولیصفحوا اور چشم پوشی کرو۔الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم؟ تمہارے لوگوں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی:

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[آل عمران:١٣٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اور وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرمانے والے ہیں''۔(آل عمران)

العافین اللہ تعالیٰ رضامندی کے لئے سزا کے مستحق لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔واللّٰہ یحب المحسنین اس میں اشارہ کر دیا کہ آیت میں مذکورہ الصدر صفات محسن و مخلص لوگوں کی ہیں اور ان کو اختیار کرنے والا مقام احسان پر فائز ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوری:٤٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے صبر کیا اور بخش دیا بے شک یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے''۔(الشوری)

صبر دکھ پر صبر کیا۔وغفر اور انتقام نہ لیا۔ان ذلک اس کا یہ صبر۔لمن عزم الامور عزیمت کے کاموں سے ہے۔اس سلسلہ کی آیات بہت ہیں۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ۔

آیات اس سلسلہ میں بہت اور معروف ہیں۔

٦٤٣ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَّوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ :"لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ ' وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقْبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَا لَيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ ' فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ ' فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ' فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ ' فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ :اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ ' وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَامُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ ' فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ :يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ ' وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ ' وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبِّيْ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ ' فَمَا شِئْتَ ' اِنْ شِئْتَ اَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْاَخْشَبَانِ" اَلْجَبَلَانِ الْمُحِيْطَانِ بِمَكَّةَ– وَالْاَخْشَبُ :هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيْظُ۔

۶۴۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپؐ پر یوم اُحد سے زیادہ سخت دن آیا؟ آپؐ نے فرمایا تمہاری قوم کی طرف سے تکالیف اٹھائیں اور ان میں سب سے زیادہ عقبہ والے دن پیش آئی جب میں نے اپنے آپؐ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ اس نے میری دعوت کو جس طرح میں چاہتا تھا اس طرح قبول نہ کیا میں چل دیا اس حال میں کہ میں بہت غمگین تھا۔ مجھے اس غم سے افاقہ نہ ہوگا مگر اس وقت کہ جب میں قرن ثعالب کے مقام پر پہنچا پس میں نے جونہی سر اٹھایا تو ایک بادل کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیلؑ تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات کو سن لیا اور جو انہوں نے جواب دیا وہ بھی اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم ان کو جو چاہو ان کے متعلق حکم دو پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر کہا اے محمد ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات سن لی جو انہوں نے آپؐ کو کہی اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور میرے رب نے مجھے آپؐ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپؐ مجھے اپنے معاملے میں حکم دیں۔ بس آپؐ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپؐ چاہتے ہیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس دیتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا لیکن مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ وحدہ کی عبادت کرتے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں گے۔ (بخاری)

اَلْاَخْشَبَانِ : مکہ کے اردگرد والے دونوں پہاڑ۔

اَلْاَخْشَبُ :سخت اور بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں۔

هل اتى کیا گزرا؟یوم سے یہاں مطلق وقت مراد ہے۔احد یہ مدینہ منورہ کا معرف پہاڑ ہے جہاں غزوۂ احد پیش آیا۔یہ ۳ھ کی بات ہے۔اس میں آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا' سامنے کے رباعی دانتوں سے ایک دانت ٹوٹ گیا ابو عامر راہب کے کھودے ہوئے گڑھے میں آپ ﷺ گر گئے ستر سے زائد مسلمان شہید ہو گئے۔**قومك** کفار قریش۔ **كان اشد ما لقيته منهم** یہ اس سے زیادہ سخت تھا۔

اِلْتَجَوُّ : یہ جملہ معترضہ ہے۔**یوم العقبة** :اس گھاٹی سے عقبہ طائف مراد ہے کیونکہ بعد میں طائف کا واقعہ مذکور ہے۔**اذا عرضت نفسي** ابن عبد یالیل سے میں نے اقامت دین کے لئے نصرت کرنے کو کہا۔یا لیل کا لام مکسور ہے یہ ابن عبد کلال کاف مضموم ہے اس کا اصل نام کنانہ تھا۔مغازی میں حافظ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والا خود عبد یالیل بن عمرو بن عمیر بن عوف تھا۔بعض نے کہا عبد یالیل کا نام مسعود تھا اور ابن عبد یالیل طائف بنو ثقیف کے سرداروں سے تھا۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازیہ میں ذکر کیا ۱۰ھ وفد طائف کے آنے والوں میں عبد یالیل شامل تھا۔ابن عبد البر نے صحابہ میں اس کا شمار کیا ہے مگر قاضی نے کہا کہ کنانہ کے علاوہ بقیہ وفد مسلمان ہو گیا یہ روم جا کر وہیں مر گیا واللہ اعلم)مغازی موسیٰ میں لکھا ہے کہ وفات ابوطالب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف گئے تا کہ وہ آپ کو پناہ میں لیں اور آپ ﷺ کی نبوت کا پیغام آزادی سے پہنچائیں۔آپ ﷺ طائف میں تین بڑے سرداروں کی طرف گئے جو کہ تینوں بھائی تھے۔عبد یالیل' حبیب' مسعود یہ تمام عمرو کے بیٹے تھے۔آپؐ نے اپنا آپ پیش کیا اور اپنی قوم کے طرز عمل کی شکایت کی مگر انہوں نے بدترین جواب دیا۔ابن اسحاق و ابن سعد نے بھی اسی طرح بیان کیا۔آپ ﷺ کا طائف جانا شوال ۱۰ نبوت میں پیش آیا جبکہ خواجہ ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔**فلم يجبني الى ما اردت** انہوں نے پیغام رسالت کے پہنچانے کے لئے پناہ کے سلسلہ میں میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔**انا مهموم** اس سے معلوم ہوا اعراض بشریہ ہم وغم انبیاء علیہم السلام کی عظمت کے منافی نہیں اور یہ غم تو پھر آخرت کے معاملے میں تھا۔امور دنیا میں کے فوت ہونے پر حد سے زائد غم ممنوع ہے۔**على وجهي** اپنے سامنے۔**فلم استفق** ان کے تائید نہ کرنے کے غم سے اس وقت تک افاقہ نہ ہوا یہاں تک کہ میں قرن ثعالب میں پہنچا۔نووی کہتے ہیں مجھے اس غم کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہوا کہ میں کدھر جا رہا ہوں یہاں تک کہ قرن ثعالب میں پہنچا۔**قرن ثعالب** یہ اہل نجد کا میقات ہے۔اس کو قرن منازل بھی کہتے ہیں۔مکہ مکرمہ سے ۲۴ گھنٹے کے فاصلہ پر واقع ہے۔قرن ہر وہ چھوٹا پہاڑ جس سے بڑا پہاڑ الگ ہونے والا ہو۔راءساکن ہے۔ابن سعدؒ نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں دس روز قیام فرمایا۔**فرفعت راسي** آپ ﷺ نے اوپر والی جانب کوئی چیز محسوس کر کے سر مبارک اٹھایا یا اچانک سر اٹھایا۔**واذا انا سبحابة قد اظلتني** بادل نے ڈھانپ لیا۔**اذا فيها** یہ اور پہلا اذا مفاجات کے لئے ہیں اس وقت جبرئیل علیہ السلام اپنی صورت میں نہ تھے کیونکہ وہ صرف دو مرتبہ پیش آیا۔**فسلم علي** اس نے مجھے سلام کیا جیسے آنے والا سلام کرتا ہے۔**ثم شايد** اس لئے لائے کہ جبرئیل خود یا دوسرا فرشتہ پہلے گفتگو میں مصروف تھے۔**قول قومك** جن طائف والوں کو آپ ﷺ نے دعوتِ ایمان دی تھی۔**ماردوا عليك** انہوں نے جو جواب دیا۔**ملك الجبال** اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کی پہاڑوں پر ڈیوٹی

ہے۔لتامرہ بما شئت فیهم ما یہاں الذی کے معنی میں ہے۔ممکن ہے مصدر یہ ہو یعنی جو آپ ﷺ کی چاہت ہو۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔لتامرنی بامرك مزا کا عموم ظاہر کرنے کے لئے اس طرح لائے۔فنادانی جبرئیل علیہ السلام کی گفتگو کے بعد مجھے آواز دی۔لتامرنی بامرك سنگ باری یا دونوں پہاڑوں کو ملانا۔فما شئت ما استفہامیہ محلاً مفعول بہ مقدم ہے۔بخاری نے فیما شئت نقل کیا ہے(فتح الباری)ان شئت اس کا مفعول حذف کر دیا کیونکہ اطبقت علیہم میں دلالت موجود ہے۔فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سوءادبی پر سزا سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔بل ارجو ان یخرج اللّٰہ من اصلابهم من یعبد اللّٰہ وحده لا یشرك به شیئاً۔بل یہاں عطف کے لئے ہے۔جیسا کہ کلام دلالت کر رہی ہے۔یعنی لا امرك بما فیه هلاکهم بل علماء کا قول اللہ اور رسول کے کلام میں لعل کا لفظ واقع ہونے والی بات کے لئے لایا جاتا ہے۔مگر بادشاہوں کی عادت کے مطابق یہ تعبیر کی گئی۔ بیضاوی کہتے ہیں عسیٰ ٗلعل ٗسوف وغیرہ الفاظ بادشاہوں کے کلام میں پختہ وعدوں کے لئے لائے جاتے ہیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشارہ تصریح کی طرح ہے۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ وعید ہر دو جاری ہونے والے ہیں۔اس روایت میں آپ ﷺ کی شفقت ٗ مصائب پر صبر پایا جاتا ہے۔جو کہ اس ارشادِ خداوندی کے موافق ہے ﴿فبما رحمة من اللّٰہ لنت لهم﴾ اور اس ارشاد کے ﴿وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمین﴾ الاخشبان بقول نووی یہ مکہ کے اردگرد کے پہاڑوں کے نام ہیں (النہایہ) مکہ کو گھیرنے والے پہاڑ ابوقبیس ٗجبل احمر یہ دونوں مکہ کے قریب ہیں اخشب کھردرا (النہایہ)

تخریج : اخرجه البخاری ۳۲۳۱ ومسلم ۱۷۹۵ وابن حبان ۶۵۶۱ وابو نعیم فی دلائل النبوة ۲۱۳ وابن خزیمة ی التو حید والبیهقی فی الاسماء والصفات۔

الفوائد :اس میں آپ ﷺ کے صبر ٗحلم کے تذکرہ ہے۔آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کی خاطر بڑے بڑے مصائب برداشت کرنے اوران کے ساتھ درگذر سے کام لینے کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و ما ارسلنٰك رحمة للعالمین۔

۶۴۴ :وَعَنْهَا قَالَتْ :مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ' وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۴:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے کسی خادم وعورت کو کبھی نہیں مارا مگر آپؐ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے اور کبھی ایسا نہیں کہ آپؐ کو کسی کی طرف سے تکلیف پہنچی ہو اور آپؐ نے اس کا بدلہ اس تکلیف پہنچانے والے سے لیا ہو۔ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی چیز کی بے عزتی کی جاتی تو یقیناً آپؐ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔(مسلم)

تشریح ✿ شیئاً قط حیوانات وغیرہ میں سے کسی چیز کو کسی زمانہ میں نہیں مارا۔ولا امراۃ ولا خادماً خاص کا عام پر عطف کیا گیا ہے۔ان کی صراحت کی وجہ یہ ہے کہ عموماً ان کی مار پٹائی کی عادت ہے جب ان کو نہیں مارا تو دوسروں کی خودنفی ہو گئی۔الا ان یجاهد فی سبیل اللّٰہ یہ عام سے استثناء ہے کہ بس اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مارا۔وما نیل منه شئی ان کی

جہالتوں کی وجہ سے جو دکھ تکلیف پہنچا جیسے احد کے زخم اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ آپ ﷺ عفو و درگزر سے کام لیتے اور احسان فرماتے اور اس غلطی کو معاف فرماتے اگر مطلق بخشش مانگتے تو وہ اس وقت قبول کی جاتی اور ان کی طرف سے عذر پیش فرماتے۔ الا ان ینتھك شیء ① یہ مستثنیٰ متصل ہوسکتا ہے۔ مگر یہ کہ جس میں محارم کی پاس داری نہ کی جاتی ہو۔ فینتقم لله تعالی اس وقت اللہ تعالیٰ کے حق کی حفاظت کے لئے انتقام لیتے اور ان سے بدلہ نہ لیتے جنہوں نے آپ ﷺ کی تقسیم پر طعن کی تا کہ یہ پروپیگنڈا نہ کیا جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ ② مستثنیٰ منقطع ہو۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔ الالکن کے معنی میں ہوگا کہ جب حرمات اللہ کی توہین کی جاتی تو توہین کرنے والا جو بھی ہوتا اس سے انتقام لیتے۔

تخریج : اخرجه احمد ۹/۲۴۰۸۹ ومسلم ۲۳۲۸ وابو داود ۴۷۸۶ والترمذی فی الشمائل ۳۴۲۔

الفوائد :۔ خادم، بیوی، کو مار پیٹ درست ہے مگر اس کا ترک افضل ہے۔ عفو و درگذر سے کام لینا زیادہ مناسب ہے۔

٦٤٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ ، فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَآئِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً ، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۵: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ کے اوپر موٹے کناروں والی نجرانی چادر تھی۔ پس آپ کو ایک اعرابی ملا اور اس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے کندھے کو دیکھا تو اس پر چادر کے موٹے کناروں کا نشان زیادہ کھینچنے کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میرے لئے اس مال کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا دیئے پھر اس کے لئے عطیہ کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

امشی مضارع لائے تا کہ واقعہ کا استحضار معلوم ہو جائے۔ برد نجرانی نجران اپنے بانی کی طرف منسوب ہے۔ نجران بن زید بن یشجب بن یعرب بن قحطان (المصباح) غلیظ الحاشیة موٹے کنارے والی۔ یہ اس لئے ذکر کیا تا کہ بعد والا اثر خوب منطبق ہو سکے۔ اعرابی اس کا نام معلوم نہیں۔ فجبذہ یہ جذب کی ایک لغت ہے یا قلوب ہے۔ جبذہ شدیدہ ایک روایت میں حتی اثرت حاشیة البرد فی صفحة عاتقه چادر کے کنارے کا اثر آپ ﷺ کے کندھے پر نظر آنے لگا۔ صفحہ کنارے کو کہتے ہیں۔ گردن اور کندھے کا درمیانی حصہ۔ من شدة جبذته یہ بے ادبی اور بدووں کی عادات سے ہے جیسا مشہور ہے من بداء جفا پھر اس نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔ یا محمد بدووں کے آواز دینے کا انداز یہی تھا۔ مر لی من مال الله الذی عندك بیہقی میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ فانك لا تحمل لی من مالك ولا من مال ابیك اس پر آپ ﷺ خاموش رہے پھر فرمایا المال مال الله و نا عبده۔ فالتفت الیه فضحك یہ کمال اخلاق اور کمال شان و عقل کی دلیل ہے۔

ثم امر له بعطاء عطاء مال فئی یا غنیمت وخراج' لا وراث کا مال کو بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔ یہاں کوئی سا مال مراد ہے۔ یہ بھی روایت میں وارد ہے کہ اس کو ایک اونٹ جو اور دوسرا کھجور کا لاد دیا (شفاء للقاضی) آپ ﷺ نے اس کی زیادتی ہی معاف نہیں فرمائی بلکہ ہنس مکھ سے عطیہ عنایت فرمایا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

بشاشة وجه المرء خير من القرى ☆ فكيف بمن يعطي القرى وهو يضحك

تخریج : اخرجه البخاری ۳۱۴۹ ومسلم ۱۰۵۷ وابن ماجه ۳۵۵۳۔

الفرائد :سیئہ کو حسن سے دور کرنا چاہئے۔ غلطی کرنے والے سے معافی کا معاملہ کیا جائے۔ تالیف اسلام کے لئے تکلیف اور تجاوز کو برداشت کرنا اعلیٰ اخلاق نبوت سے ہے۔

٦٤٦ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک پیغمبر کا ذکر فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو خون آلود کر دیا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے پس وہ نہیں جانتے۔ (بخاری و مسلم)

انظر گویا وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

النحو :یحکی نبیا من الانبیاء صلوات اللّٰه وسلامه علیهم یہ رسول اللہ سے جملہ حالیہ ہے۔ فادموہ زخموں سے خون بہنے لگا۔ وھو یمسح الدم عن وجھه یہ جملہ حالیہ ادموہ کی ضمیر سے حال متداخل ہے۔ ② نبیاء سے حال ہے۔ ویقول ان کو معاف کر دینے کے بعد اس غصہ دلانے والی حالت میں دعا کر رہے تھے۔ اللھم اغفرلی لقومی یعنی اس غلطی کو جو میرا خون بہا کر اور تکذیب کر کے کی ہے۔ فانھم لا یعلمون یہ سوال مغفرت کی گویا علت ہے۔ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں کی' وہ اس کے مرتبے کی بلندی سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ پہچانتے تو تکلیف نہ دیتے۔ اس میں معافی سے آگے بڑھ کر دعا مغفرت اور عدم علم کا عذر ان کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد ۳/۳۶۱۱ والبخاری ۳۴۷۷ ومسلم ۱۷۹۲ وابن ماجه ۴۰۲۵ وابو یعلی ۵۲۰۵ وابن حبان ٦٥٧٦۔

الفرائد :انبیاء علیہم اسلام کو عفو' صبر' شفقت اعلیٰ اخلاق کا وافر حصہ دیا جاتا ہے۔ لوگوں کی جنایت پر بھی وہ ہدایت وغفران کی دعائیں کرتے ہیں۔

٦٤٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ :"لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی مضبوط نہیں جو پچھاڑ دے۔ بے شک مضبوط وہ ہے جو اپنے نفس پر کنٹرول غصے کی حالت میں کرلے۔ (بخاری)

تشریح ۞ لیس الشدید جس کی قوت شرعی طور پر قابل تعریف ہو۔ بالصرعة : جو لوگوں کو پچھاڑ کر غالب آجاتا ہو۔ ص کے ضمہ اور راء فتحہ سے پچھاڑنا معنی ہوگا اور اگر راء پر سکون پڑھیں تو جو لوگوں سے پچھڑ جائے۔ الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب قابل تعریف مضبوط و پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت کنٹرول کرے۔ یعنی مغضوب کو دکھ نہ دے بلکہ غصہ پی جائے اور اس کو معاف کردے۔

تخریج : اخرجه احمد ٦/١٧٠٦٤ والبخاری ٩٠ ومسلم ٤٦٦ وابن ماجه ٩٨٤۔

الفرائد : باب ۳ الصبر ۴۷ ملاحظہ ہو۔

٧٦ : بَابُ اِحْتِمَالِ الْاَذٰی

باب ۷۶: تکالیف اٹھانا

یعنی اس باب میں ان لوگوں کی فضیلت ذکر کی جائے گی جو رضائے الٰہی کے لئے کسی تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَالْكَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ [آل عمران:١٣٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکیوں کو پسند فرماتے ہیں''۔ (آل عمران)

الکاظمین جو غصے کے مقصود یعنی انتقام سے اپنے کو روک لیں۔ والعافین یعنی اس غصہ پر مواخذہ نہ کریں۔ یحب ثواب عنایت فرمائیں گے۔ المحسنین اس سے اشارہ کر دیا کہ جس میں یہ صفات ہوں وہ محسن ہے وہی ثواب کا حقدار ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوری:٤٣]

وَفِی الْبَابِ :اَلْاَحَادِیْثُ السَّابِقَةُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا بیشک یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوری)

تشریح ۞ صبر ایذا پر صبر کیا۔ وغفو ایذا سے درگزر کی۔ ذلك لمن عزم الامور مشار الیہ مذکور سابق ہے۔ عزم الامور شرع میں جن کا عزم کیا جاتا ہے۔

اسی باب سے متعلق احادیث ماقبل باب صلۃ الارحام میں گزر چکی ہیں۔

۶۴۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ ، وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ : "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَّا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِیْ بَابِ صِلَةِ الْاَرْحَامِ۔

۶۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ میرے کچھ قرابت دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں۔ میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے حوصلہ مندی سے پیش آتا ہوں وہ مجھ سے جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو پھر گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈالتا ہے اور جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لئے ایک مددگار رہے گا۔ (مسلم) اس کی شرح باب صلہ الارحام میں گزر چکی روایت ۳۱۸۔

تشریح ۞ قرابۃً رشتہ دار۔ اصلهم ویقطعونی یہاں ایک نون پر اکتفاء ہے۔ جب محذوف نون وقایہ ہو۔ ② نون وقایہ موجود ہو اور فعل کا نون محذوف ہو اور تقابل حروف بھی کلام میں حسن پیدا کرتا ہے۔ جیسا اگلے جملے میں ہے: واحسن الیهم ویسیئون اتی واحلم عنهم ویجهلون علی ہر ایک فعل کے متعلقات کو حذف کیا تاکہ نفس کی تعیین میں ہر راستے پر چلے اور ہر اس چیز کی قسم بھی شامل ہو جس پر شئے کا لفظ بولا جاتا ہے۔

لئن كنت كما قلت لام قسم مقدر پر دلالت کر رہی ہے۔ اس موقعہ پر ڈرانے کے لئے لائے کہ اچھائی کا مقابلہ برائی سے ہرگز نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هل جزاء الاحسان الا الاحسان﴾ مطلب یہ ہوا اللہ کی قسم اگر تیری بات واقعی درست ہے اور تو ان کی برائی کے مقابلہ میں احسان کر رہا ہے۔ فكانما تسفهم الملّ تو تم نے ان کو ایسے مقام پر لا کھڑا کیا کہ وہ گرم راکھ پھانک رہے ہیں یہ ابن مالک کا قول ہے۔ جمہور نے لام کو زائدہ کہا ہے۔ جیسا اس شعر میں

لئن كنت ما حدثته اليوم صادقا ☆ اصم في نهار القيظ للشمس باديا

بعض نے اس لام کو لام ضرورت کہا اور یہ بھی ممکن ہے اگر قسم موخر ہے مگر جملے کو جزا شرط بھی کہا جا سکتا ہے جبکہ اس سے قبل مبتدا کو مقدر مانیں اے وانت واللّٰہ لئن كنت الخ اس صورت کے تمام جواز کے قائل ہیں۔ ابن مالک وجوب کے قائل ہیں جیسے زید واللّٰہ ان یقم اقم ولا یزال معك من اللّٰه تعالٰى ظهیر۔ ظہیر مددگار کو کہتے ہیں۔ من اللّٰہ یہ من تجرید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اس کے ساتھ ہوگی۔ ما دمت علی ذلك ایذا پر صبر کرنے کے لئے ابھارا کیونکہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہوتی ہے۔

تخریج : مسلم

الفرائد :باب ۴۰ برالوالدین وصلة الارحام میں ملاحظہ فرمائیں

۷۷ :بَابُ الغَضَب اذَا انتُهِكَتْ حُرُمَاتِ الشَّرعِ وَالْاِنْتِصَار لِدِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى

بَابُ ۷۷: دین کی بے حرمتی پر غصہ اور دین کی مدد و حمایت

حرمات جمع حرمہ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے اخذ کیا گیا: وحرم اشیاء فلا تنتکھوھا' الا وان حمی اللّٰہ محارمہ۔ الا انتصار لدین اللّٰہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والا جو بھی ہو اور جس خاص شان کے ساتھ ہو۔ جب کسی آدمی کو حرام کام کے مطالبے پر ایذا دی جائے تو اسے حسب طاقت مدافعت کرنی چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [الحج: ۳۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی معظم چیزوں کا احترام کرتا ہے۔ پس وہ اس کیلئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے''۔ (محمد)

من یعظم اس کی تعظیم کا تقاضا اس کے پردے کو نہ پھاڑنا اور اس کی توہین سے بچنا اور حرمت والی چیزوں سے بچنا تاکہ محذورات میں مبتلا نہ ہو۔ فھو خیر لہ عند ربہ کیونکہ اچھے عمل کرنے والے کے اجر کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ﴾

وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد: ۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دیں گے''۔

ان تنصروا اللّٰہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کے سلسلہ میں (اللہ تعالیٰ) یعنی اس کے دین کی مدد کرو گے۔ ینصرو کم تمہارے دشمن کے خلاف اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ جیسا فرمایا: ینصرن اللّٰہ من ینصرہ اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون﴾ ﴿ویثبت اقدامکم﴾ وہ جہاد و عبادت میں تمہارے قدم مضبوط کریں گے۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ عَآئِشَةَ السَّابِقِ فِيْ بَابِ الْعَفْوِ۔

اس باب سے متعلق حدیث باب عفو میں بروایت ۶۴۴ عائشہ رضی اللہ عنہا گزری۔

٦٤٩ :وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :اَنْ لَّا تَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ یَوْمَئِذٍ ' فَقَالَ :"یٰاَیُّهَا النَّاسَ :اِنَّ مِنْکُمْ مُّنَفِّرِیْنَ ' فَاَیُّکُمْ اَمَّ النَّاسِ فَلْیُوْجِزْ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْکَبِیْرَ وَالصَّغِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۹: حضرت ابومسعود عقبہ بن عمر بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی کے لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی وعظ میں اس قدر غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا جتنا اس وعظ میں اس دن دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے لوگو بعض لوگ تم میں سے نفرت دلانے والے ہیں پس جو شخص تم میں سے لوگوں کی امامت کرائے وہ مختصر کرلے۔ اس لئے کہ اس کے پیچھے بوڑھے' بچے اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **ابی مسعود عقبہ بن عمرو** ان کا سلسلہ نسب قبیلہ خزرج سے ملتا ہے۔ بدری یہ مقام بدر کی طرف نسبت ہے۔ یہ وہاں مقیم ہوگئے تھے۔ واقعہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ تھے۔ باب المجاہدہ میں حالات کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ **جاء رجل** بعض نے ان کا نام حزم بن ابی بن کعب بتلایا (ابوداؤد' تاریخ بخاری کبیر) حافظ کہتے ہیں یہ وہم ہے۔ مجھے ان کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ بعض نے حرام بن ملحان بتلایا خطیب نے اسی پر اکتفاء کیا۔ ابن اثیر نے اسی کی موافقت کی ہے۔ بعض حازم بعض نے سلیمان بن الحارث (بخاری تاریخ کبیر) روایت بزاز میں مسلم بن علی بعض نے ملیکہ کہا۔ قاری نے کہا وہ کعب بن ابی حزہ بن ابی العین ہے حالانکہ یہ وہم ہے (غایۃ الاحکام) جاء یہ متعدی ہے۔ جیسا اس آیت میں **فان جاء وك** کبھی حرف جر الی سے متعدی ہوتا ہے۔ **انی لا تاخر عن صلاة الصبح** بخاری میں صلاۃ الغداۃ اور واللہ کا لفظ زائد ہے۔ مطلب کہنے والا کا یہ تھا کہ طوالت قراءت کی وجہ سے میں جماعت میں حاضر نہیں ہوتا۔ **من اجل فلان** بقول ابن حجر یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں جیسا ابویعلیٰ کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے مگر ابن الملقن نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہا مگر حافظ نے اسے وہم قرار دیا۔ فلان کا لفظ سمجھدار' عقل' بالغ سے کنایہ ہے اگرچہ آدمی نے تو نام لے کر شکایت کی مگر راوی نے حسن ادب سے کنایۃً ذکر کردیا۔

اَلنَّحْوُ :**مما یطیل بنا** اعادہ عامل سے ماقبل کا بدل ہے۔ یعنی اس کے نماز میں طویل قراءت کرنے کی وجہ سے۔

فما رایت النبی صلی الله علیه وسلم فی موعظة قط اشد مما غضب یومئذ اشد یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ غصے کی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوتی ہدایت کے یہ خلاف تھی اگر ثابت ہوجائے ② جو طریق تعلیم تھا اس میں کوتاہی تھی ③ یہ بھی ممکن ہے شدت اہتمام کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے تاکہ پوری توجہ سے بات سنی جائے۔ ابن حجرؒ نے اس کو سب سے بہتر قرار دیا ہے۔ البتہ اشد کا لفظ پہلے دو میں سے کسی ایک احتمال کی تائید کرتا ہے۔ **مما غضب** کا ما مصدریہ ہے۔ آپ غصے میں بھی کوئی فیصلہ خلاف حق نہ فرماتے تھے کیونکہ آپ ﷺ معصوم تھے (برماوی) **فقال**

یایھا الناس...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کے دوران فرمایا اور اخفاء کے لئے عام انداز اختیار فرمایا ما بال رجال یشترطون بعض لوگ ایسی شرائط لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں۔ فایکم ام الناس بخاری میں فایکم ما صلی ہے' ما شرطیہ تاکید و تعمیم کے لئے ہے۔ فلیو جز یہ مسلم کے الفاظ ہیں بخاری نے فلیتجوز یعنی ارکان سنن کے اہتمام کے ساتھ مختصر کرے۔ او جز و جز و وجیز مختصر کرنے کو کہتے ہیں۔ فان من ورائه الکبیر و الصغیر اس کے مقتدیوں میں بوڑھے' بچے ہوتے ہیں (عمدہ الاحکام) و ذا الحاجة۔ ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں زیادہ طوالت ان کی حاجات میں مانع بن جائے گی اور اس کی توجہ و خشوع جاتا رہے گا۔

تخریج : بخاری' مسلم' احمد' نسائی' ابن ماجه' ابن الجارود' ابن حبان' طبرانی' اسماعیلی' ابو عوانه' برقانی' ابو نعیم البیهقی (عمدۃ الاحکام قلقشندی)

الفوائد : نماز میں اس کے مقاصد و سنن کا لحاظ کر کے تخفیف جائز ہے۔ جب کسی دینی سلسلہ میں دین کی خلاف ورزی ہو تو وعظ و نصیحت میں غصے والا انداز بھی درست ہے۔

٦٥٠ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت :قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ ' فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَتَكَهٗ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ "يَا عَآئِشَةُ: اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"السَّهْوَةُ" كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ۔ "وَالْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ : سِتْرٌ رَقِيْقٌ "وَهَتَكَهٗ" اَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهِ۔

۶۵۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے اور میں نے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک پردہ ڈال رکھا تھا۔ جس میں تصاویر تھیں جب آپ نے ان کو دیکھا تو ان کو بگاڑ دیا اور آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا اے عائشہ قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے ہاں زیادہ عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

السَّهْوَةُ : چبوترہ' ڈیوڑھی۔

الْقِرَامُ : باریک پردہ۔

هَتَكَهٗ : اس میں جو تصویر تھی اس کو بگاڑ دیا۔

من سفر حافظ سے بیہقی نے نقل کیا یہ غزوۂ تبوک ہے۔ ابوداؤد' نسائی کی روایت میں غزوۂ تبوک یا خیبر درج ہے۔ (فتح الباری)

النحو :قد ستوت سھوۃ لی بقرام۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جملہ حالیہ ہے۔ سھوۃ کوٹھڑی زمین کے اندر کمرہ جس کی چھت بلند ہو۔ برآمدہ جس کی اور اندرونی کمرے کی چھت برابر بنائی جائے۔ گھر کے اندرون کو مخدع اور درمیانی حصہ

کوسھوۃ کہتے ہیں۔القرام باریک پردہ۔نرم اون کا ہودج میں بچھایا جانے والا کپڑا۔
فیه تماثیل یہ جملہ قرام کی صفت ہے۔② ظرف صفت ہے اور تماثیل اس کا فاعل ہے۔جمع تمثال بنائی ہوئی تصویر یہ عام ہے' وہ جھانکنے والی بنائی جائے یا نقش کی ہوئی ہو۔چمڑے کی ہو یا کپڑے پر بنی ہو۔**هتكه** اس کو پھاڑ دیا۔بخاری کی روایت یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ پھاڑ ڈالوں تو میں نے اسے پھاڑ دیا۔**وتلون وجهه** غصے سے آپ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔**اشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة** یہ اشد کا ظرف ہے۔
الذين يضاهون بخلق الله یہ اشد کی خبر ہے ای **الذين يشبهون ما يصنعونه بما يصنعه الله** البتہ بعض لوگوں کو اشکال ہوا کہ ﴿**ادخلوا آل فرعون اشد العذاب**﴾ اس آیت میں آل فرعون کو سخت ترین عذاب والے قرار دیا گیا۔طبری نے یہ جواب دیا کہ اس سے وہ مصور مراد ہیں۔غیر اللہ کی پوجا بھی کرتے ہیں۔مگر دیگر علماء نے کہا یہ اصل میں **ان المصورين من اشد الناس عذابا** ہے۔علامہ ابوالولید بن رشد نے کہا اگر حدیث کافر کے حق میں ہو تو کوئی اشکال نہیں وہ آل فرعون کے مشترک ہو جائے گا۔اس سے ان کے کفر کی شدت ظاہر ہوتی ہے اور اگر یہ نافرمان کے حق میں ہے تو دوسرے نافرمانوں کے مقابلے میں سخت عذاب کا حقدار ہوگا۔قرطبی نے لکھا ہے جب اشد کی اضافت الناس کی طرف ہو تو اس سے بعض افراد مراد ہوتے ہیں اور یہ جن کے ذریعہ ڈرایا گیا ہوتا ہے ان کے ساتھ عذاب میں شریک ہوتے ہیں پس فرعون کا عذاب ان لوگوں میں سب سے سخت ہوگا جنہوں نے دعوئ الوہیت کیا اور جنہوں نے گمراہی میں اس کی پیروی کی' ان کو گمراہی کی پیروی کرنے والوں میں سب سے سخت عذاب ہوگا۔جس نے ذی روح کی تصویر عبادت کے لئے بنائی اس کا عذاب ان سے سخت تر ہوگا جنہوں نے عبادت کے لئے تصویر نہیں بنائی۔(المفہم للقرطبی)
حدیث کا ظاہر ابلیس اور قابیل کے متعلق بھی اشکال پیدا کر رہا ہے۔اس کا جواب یہ ہے اس حدیث کا حکم تو اولاد آدم کے لئے ہے۔ابلیس اس میں داخل نہیں باقی ابن آدم کے متعلق ثابت ہے کہ ظلم سے قتل ہونے والوں کا بوجھ ہوگا اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ اس کے ساتھ اسی طرح کے عذاب میں وہ بھی شامل ہو جس نے زنا کی ابتداء کی۔تمام زناۃ کا بوجھ اس پر ہوگا۔کیونکہ وہ اس کا بانی تھا اور شاید زناۃ کی کئی تعداد قاتلین سے بہت زیادہ ہو۔

تخریج : اخرجه البخاری ٥٩٥٤ ومسلم ٩٢/٢١٠٧ والنسائی ٥٣٧١۔

الفوائد : جو آدمی تصاویر عبادت کے لئے بناتا ہے وہ کافر ہے۔مجسمات تجارت کے لئے بنانا گناہ کبیرہ ہے۔منکر کو خود بدلنے کی طاقت ہو تو فوراً بدل دینا چاہئے۔

٦٥١ : وَعَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا : مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا : مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ

فِيهِمُ الضَّعِيفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کے معاملے نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے گا؟ پھر کہنے لگے اس کی جرأت تو اسامہ بن زید جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہیں وہی کر سکتے ہیں۔ پس اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپؐ سے گفتگو کی تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتے ہو؟ پھر آپؐ اٹھے اور خطبہ دیا جس میں فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ (بخاری)

تشریح ❁ **المراۃ المخزومیة** اخی۔ بقول عراقی یہ فاطمہ بنت اسد بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد (عبدالغنی فی المبہمات) بعض نے کہا یہ ام عمرو بنت سفیان بن عبدالاسد ہے (عبدالرزاق) **التی سرقت** یہ فتح مکہ کے ایام کی بات ہے۔ **من یکلم فیها رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم** یعنی کون سفارش کرے۔ امام تک بات پہنچ جانے کے بعد حدود میں سفارش منع ہے۔ بعض نے کہا امام تک پہنچانا مستحب ہے۔ البتہ اگر وہ مجرم موذی اور شرارتی ہو تو سفارش بالکل نہ کرے۔ **فقالوا من یجتری** کون بطور ناز کے جرأت کرے گا' **حب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم** یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ۔ **فکلمه** انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہما سے بات کی انہوں نے رضامندی ظاہر کر دی۔ **اتشفع فی حد** مجھ تک بات پہنچنے کے بعد تو حدود میں سفارش کرتا ہے۔ **فاختطب** دوسرے نسخہ میں خطب ہے۔ باب افتعال سے لا کر اشارہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں خوب مبالغہ کیا۔ **ثم قال** پھر وعظ' تخویف' تہدید کے بعد فرمایا۔ **من قبلکم** پہلے زمانے والی امتیں۔ **الشریف** مرتبے اور وجاہت والا۔ **ترکوه** اس کے مرتبے اور وجاہت کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیتے۔ جملہ شرطیہ کان کی خبر ہے۔ **الضعیف** وجاہت نہ ہونے اور گمنامی کی وجہ سے اس کو ضعیف کہہ دیا۔ **ایم اللّٰہ** یہ ایمن اللہ یا یمین اللہ سے ماخوذ ہے۔ بقول ابن ہاشم یہ یمن و برکت سے مشتق ہے۔ یہ یمین کی جمع نہیں اس میں بارہ لغات ہیں جن کو ابن مالک نے ان اشعار میں جمع کیا:

همزا ایم وایمن فافتح واکسرن ام قل ☆ او قل م او من بالتثلیث قد شکلا

وایمن اختم له واللّٰہ کلا اضعف ☆ الیه فی قسم تستوف ما نقلا

اور سیوطی نے جمع الجوامع میں بیس لغات ذکر کی ہیں۔ **سرقت** یہ علی سبیل الفرض بطور مبالغہ فرمایا۔ تقی سبکی نے اس کے بعد حاشاها من ذلک بطور ادب بڑھایا ہے۔ حالانکہ وہ اس امت کی تمام عورتوں میں زیادہ شرف والی ہیں۔

مسئلہ: مجرم کا نسب حد کو ساقط نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام تمام انسانوں کے لئے برابر ہیں۔

تخریج : اخرجه البخاری ۳۴۷۵ ومسلم ۱۶۸۸ وابوداود ۴۳۷۳ والترمذی ۱۴۳۰ والنسائی ۴۹۱۴ وابن ماجه ۲۵۴۷ وابن حبان ۴۴۰۲۔

الفوائد : حد کے معاملہ میں باہمی محبت کا لحاظ نہ ہوگا۔ کسی امر مقدر کی اطلاع دے دینی چاہئے جو کسی قطعی معاملے کے انقطاع کا باعث بنتا ہو۔ زجر و ڈانٹ میں مبالغہ کے لئے مثال بیان کرنا درست ہے۔

۱۵۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِيْ وَجْهِهٖ ، فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ : "اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ، فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ ، وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ" ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ : "اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَالْاَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ هُوَ فِيْمَا اِذَا كَانَ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ ، فَاَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ اِلَّا فِيْ ثَوْبِهٖ۔

۱۵۲ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ والی (دیوار) میں تھوک دیکھا۔ ناراضگی کے آثار آپؐ کے چہرہ پر نمایاں ہوئے پس آپؐ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی ہرگز قبلہ کی جانب نہ تھوکے۔ البتہ اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے میں حرج نہیں۔ پھر آپؐ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا اور اس میں تھوکا اور اس کے بعض حصے کو دوسرے سے ملا کر فرمایا یا پھر اس طرح کر لے (بخاری و مسلم) امام نووی فرماتے ہیں کہ اپنے بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوکنے کا حکم مسجد کے علاوہ دوسرے مقامات پر ہے۔ جب مسجد میں ہو تو کپڑے میں ہی تھوکے۔

تشریح ۞ رأی نخامة ن کا ضمہ ہے۔ ابن سیدہ نے محکم میں نخم الرجل سینے اور ناک سے کوئی چیز نکالی (المحکم) النخامہ رینٹھ (الصحاح والمجمل) ناک سے نکلنے والا مواد (مطرزی) نووی کہتے ہیں رینٹھ جیسی جو چیز انسان منہ یا ناک سے پھینکے۔ **فی القبلة** ۔ وہ دیوار جس کی طرف قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے رخ کیا جاتا ہے۔ **فشق** گراں گزرا۔ **فی جهه** اس سے مراد وہ غصہ ہے جو عظمت کی چیزوں کی بے ادبی کے وقت آپ ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہوتا۔ **فقام فحکه** اطلاع کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس سے کھرچ دیا۔ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی تری ابھی باقی تھی تو اس کو پونچھ دیا اور اگر وہ خشک ہو چکا تھا تو اس کو زائل کر دیا۔ **بیده** یعنی لکڑی وغیرہ سے۔ **احدکم** تم میں سے کوئی ایک۔ **یناجی ربه** مناجات سے لازم معنی مراد ہے۔ ارادۂ خیر کیونکہ اصل معنی سرگوشی کرنا ہے۔ قرآن مجید اور اذکار مناجات ہی ہے۔ **وان** یہ واؤ عطف کے لئے ہے بعض نسخوں میں اور ہے جو کہ شک راوی کے لئے ہے۔ **ربه بینه وبین القبلة۔** خطابی کہتے ہیں قبلہ کی طرف توجہ کرنا رب قبلہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اب تقدیر کلام یہ ہوگی ان **مقصوده بینه وبین قبلته** یعنی اس کا مقصود اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ بعض نے مضاف مقدر مانا ای **عظمة الله** یا **ثوابه الله** بعض نے کہا یہ بات قبلہ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمائی۔ **فلا یبزقن** یہ یبصقن بھی پڑھا جاتا ہے۔ **قبل** جانب اور طرف کو کہتے ہیں۔ قبلہ کی طرف نہ تھوکنے کا حکم تعظیم

قبلہ کے لئے ہے۔ شیخ زکریا کہتے ہیں یہ نہی حرمت کے لئے ہے۔ (تحفۃ القاری) **یسارہ او تحت قدمہ** ان دواطراف میں تھوکے۔ پھر آپؐ نے کپڑے کی ایک جانب لے کر اس میں تھوک کر اس کی دونوں جانب کو مل دیا جس سے تھوک کا وجود ختم ہو گیا۔ **او یفعل ھکذا** اس میں او کا کلمہ بیان نوع کے لئے ہے۔ یہ بہتر بات ہے۔ دوسری روایت میں **البصاق فی المسجد خطیئۃ و کفارتھا دفنھا الحدیث** نووی کہتے ہیں ابتدائی کفارہ تو توبہ یا فضل الٰہی ہے۔ اس کے گناہ کے دوام کا کفارہ اس کا دفن کرنا ہے۔

تخریج: اخرجہ احمد ۵/۱۲۸۰۹ والبخاری ۲۴۱ ومسلم ۵۵۱ وعبدالرزاق ۱۶۹۲ وابن حبان ۲۲۶۷ وابن ابی شیبۃ ۲/۳۶۴ والحمیدی ۱۲۱۹ والبیھقی ۱/۲۵۵۔

الفوائد: تھوک' رینٹھ وغیرہ تکلیف دہ اشیاء کو مسجد سے زائل کر دینا ضروری ہے۔ نمازی کو دائیں اور سامنے تھوکنا منع ہے خواہ مسجد ہو یا دوسری جگہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

۷۸: بَابُ اَمْرِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ بَالرِفْقِ بِرَعَايَاهُمْ وَنَصِيْحَتِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِّهِمْ وَالتَّشْدِيْدِ عَلَيْهِمْ وَاِهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَآئِجِهِمْ

بَابٌ: حکام کو رعایا پر شفقت و نرمی کرنی چاہیے' ان کی خیر خواہی مدنظر ہو' ان پر سختی' ان کے حقوق سے غفلت اور ان کے ساتھ فریب کاری نہ کرنی چاہیے

ولاۃ یہ قاض سے قضاۃ کی طرح والی کی جمع ہے۔ **بالرفق برعایاھم** جمع رعیۃ جیسے کخطیئۃ و خطایا رعایا ان کو کہا جاتا ہے جن کے معاملات کی اصلاح و نگرانی حکام کے ذمہ ہو۔ **ونصیحتھم** کا عطف رفق پر ہے۔ **والشفقۃ علیھم** امر پر معطوف ہے۔ **عن غشھم** ان کے لئے نقصان دہ چیزوں کو چھپائے۔ **والتشدید علیھم** احکام اور احوال میں **واھمال مصالحھم** ان کے مصالح کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائیں۔ **والغفلۃ** اس کا غش پر عطف ہے یعنی غفلت کی ممانعت ہے کیونکہ یہ چیز معاش و معاد کے لحاظ سے ان کو نقصان دیتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعراء: ۲۱۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے بازو کو اپنے پیروکار مسلمانوں کے لئے جھکا دو''۔ (الشعراء)

ظرف محل حال میں موصول کا بیان ہے۔ آیت تشریح پہلے گزری۔ یہاں رفق کے سلسلہ میں اس کو نقل کیا گیا ہے۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ۹۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور رشتے دار کو دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی اور منکرات اور سرکشی سے روکتے ہیں وہ تمہیں نصیحت کرتے ہیں تا کہ تم نصیحت پکڑو''۔ (النحل)

ان اللّٰہ یامر بالعدل اعتقادی و عملی اعتبار سے معاملات میں میانہ روی کا حکم دیتے ہیں۔ و الاحسان لوگوں سے احسان کا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے العدل سے توحید اور الاحسان سے اخلاص فی التوحید مراد لیا ہے۔ و ایتاء ذی القربی یعنی صلہ رحمی کرنا۔ الفحشاء سخت گناہ جیسے زنا و المنکر جس کو شرع نامناسب کہے۔ و البغی لوگوں پر زیادتی۔ یعظکم لعلکم تذکرون تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ کسی نے اس آیت کے متعلق خوب کہا اگر قرآن مجید میں صرف یہی آیت ہوتی تو پھر بھی قرآن پر تبیان لکل شی و ھدیً و رحمۃً کے تمام القابات فٹ تھے۔ شاید نووی نے و انزلنا علیك الکتاب کے بعد اسی بات پر خبردار کرنے کے لئے اتاری ہو۔ یعظکم کا جملہ مستانفہ یا یعظکم کی ضمیر سے حال ہے۔ ترجمۃ الباب کے تمام مضامین پر آیت مشتمل ہے۔

۶۵۳ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ : اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے، مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں، عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں، خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں اور ہر ایک تم میں سے ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ کلکم راع یہ تشبیہ بلیغ ہے۔ راعی کی مثال ہے (عاقولی) خبر کو کل کے لفظ کی وجہ سے مفرد لائے جب یہ معرفہ کی طرف مضاف ہو تو لفظ معنی کا اعتبار درست ہے۔ و کلکم مسئول عن رعیتہ آیا اس نے اس حق کو ادا کیا یا نہیں۔

الامام خلیفہ اور دیگر ذمہ دار حکام۔ راع ومسئول عن رعیتہ ① نحو خبر کا عطف خبر پر ہے مثلاً زید کاتب وشاعر ہے ② جملے کا عطف جملے پر وھو مسئول' والرجل راع یعنی اپنے اہل واولاد اور خدام پر۔ اسی طرح عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا جو گھر سے متعلق ہیں کہ آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا ضائع کردیا اور اس اہل سے متعلق سوال ہوگا۔ آیا اس نے اپنی ذمہ داری ان کے متعلق پوری کی یا نہیں؟ والخادم راع فی مال سیدہ ومسئول عن رعیتہ خادم اپنے آقا کے مال میں مسئول ہو کہ اس نے مال کی حفاظت کی یا اسے ضائع کردیا۔ یہ روایت باب حق الزوج علی امراتہ میں گزری ہے۔ ملاحظہ فرمالیں۔

تخریج: اخرجه احمد ۲/۴۴۹۵ والبخاری ۸۹۳ ومسلم ۱۸۲۹ وابو داود ۲۹۲۸ والترمذی ۱۷۰۵ وابن حبان ۴۴۸۹ والبیهقی ۲۹۱/۷۔

الفوائد: غلام کو اپنے آقا کے حال میں اس کی اجازت سے تصف درست ہے۔ ہر راعی کو اپنی رعایا سے عدل کا معاملہ کرنا چاہیے منصف لوگ قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے۔

٦٥٤ : وَعَنْ اَبِيْ يَعْلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِّرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ لَمْ يَجِدْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَّلِيْ اُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ"۔

۶۵۴: حضرت ابو یعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنی رعایا کا نگران بنادے اور وہ اپنی رعایا کو دھوکہ دینے کی حالت میں ہی مرجائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کردیا۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے اس نے ان کی خیر خواہی پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو امیر مسلمانوں کے معاملے کا ذمہ دار ہو اور پھر ان کے لئے محنت نہ کرے اور خیر خواہی نہ برتے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

تشریح ۞ ابی یعلٰی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بعض نے ان کی کنیت ابوعبداللہ اور بعض نے ابو یسار لکھی ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے یسار بن معبر بن حراف بعض نے حسان کہا بن لای بن کعب بن ثور بن عدنان المزنی البصری۔ یہ بیعت رضوان میں حاضر تھے۔ بصرہ میں اقامت اختیار کرلی۔ وہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات ہوئی۔ بعض نے کہا یزید کے زمانہ میں وفات ہوئی۔ انہوں نے ۳۴ روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ ایک حدیث متفق علیہ ہے اور ایک میں بخاری منفرد ہیں اور مسلم نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی کا قول یہ ہے صحابہ کرام میں معقل بن یسار کے علاوہ کسی کی کنیت ابو علی نہیں ہے مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ طلق بن علی کی کنیت بھی ابو علی تھی۔ ابو یحییٰ احمد الحاکم

نے بیان کیا کہ قیس بن عاصم کی کنیت ابوعلی تھی۔ یہ معقل وہی ہیں جن کی طرف بصرہ کی نہر معقل منسوب ہے اور بصرہ کی کھجور جو معقلی کہلاتی ہے وہ انہی کی طرف منسوب ہے۔ یسترعیه الله رعیة رعایا کی نگرانی اس کے سپرد کرتے ہیں۔ یہاں الرعیہ مرعیہ کے معنی میں ہے یعنی جس کی نگرانی کی جائے۔ یموت یوم یموت وهو غاش لرعیته یہ عبد کی صفت ہے اور خبر محذوف ہے۔ یوم یہ دوسرے یموت کا ظرف مقدم ہے۔ یہاں یوم سے مراد جانکنی کا وقت ہے اور ماقبل سے وہ مراد جب توبہ کی قبولیت کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ غرغرہ موت کی توبہ قابل قبول نہیں۔ هو غاش یہ پہلے یموت کی ضمیر سے حال ہے اور مقصود بالذکر وہی ہے مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی خیر خواہی کے لئے حاکم بنایا اس لئے نہیں کہ ان سے دھوکا کرنے اور اسی طرح اس کی موت آئے۔ غاش یہاں خائن کے معنی میں ہے۔ والا حرم الله علیه الجنة کامیاب نجات پانے والوں کے ساتھ اس کا داخلہ روک لیا جاتا ہے۔ اگر دھوکے کو جائز سمجھ کر کیا تو مطلقاً اس پر جنت حرام ہے۔ ایک روایت بخاری جو باب من استرعی رعیة فلم ینصح لهم نووی کہتے ہیں مجھے مسلم میں یہ روایت نہیں ملی۔ فلم یحطها حاط کا معنی حفاظت کرنا۔ بنصحه جلب منفعت اور دفع مضرت۔ لم یجد رائحة الجنة بعض نے شروع حدیث کے ما کو نافیہ قرار دے کر الا کو لم یجد سے پہلے محذوف مانا اور بعض نے ما کو زائد قرار دیا۔ ابن حجر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ لفظ ایک ہے مگر رواۃ نے اس میں تصرف کیا ہے (فتح الباری) یجد کا مفعول رائحۃ الجنہ ہے۔ یعنی وہ مطلقاً جنت کی ہوا سے محروم رہے گا یا ابتدائی طور پر محروم رہے گا۔ طبرانی نے یہ الفاظ زائد لکھے ہیں عرفها یوجد یوم القیامة من مسیرة سبعین عاما اور دوسری روایت طبرانی میں مسیرة خمس مائة اور الفردوس میں الف عام کے لفظ وارد ہیں۔ ان میں تطبیق کی صورت کہ مختلف اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہے۔ (ابن العربی) روایت مسلم میں مامن امیر یلی امور المسلمین اس ما کے عموم میں امیر المؤمنین سے لے کر عام ذمہ دار تک سب شامل ہیں۔ ثم لا یجهد لهم جهد (ف) انتہائی کوشش کرنا۔ ینصح لهم لا مقدر ہے جیسا روایت بخاری سے معلوم ہوتا ہے۔ الا لم یدخل معهم الجنة روایت کا معنی بھی تقدیر عبارت سے درست ہو سکتا ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری ۷۱۵۰ ومسلم ۱٤۲۔

الفرائد : والی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی رعایا کے مصالح میں نصیحت و خیر خواہی سے کام لے اور ایسے کام کرے جو ان کے دین و دنیا میں بھلائی والے ہوں۔ رعایا کے معاملے میں کوتاہی راعی کو جہنم کا ایندھن بنا دیتی ہے۔

٦٥٥ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: "اَللّٰهُمَّ مَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ ، وَمَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۵۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا : میرے اس گھر میں فرما رہے تھے۔ اے اللہ جو شخص بھی میری امت کا کسی معاملے کا ذمہ دار بنے اور وہ امت کو مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے معاملات میں سے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے پھر ان میں سے کسی معاملے میں نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی فرما۔ (مسلم)

بیتی هذا رہائش کی وجہ سے اپنی طرف نسبت کی ہے۔ ورنہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان ہے۔ چونکہ دیگر مکانات بھی تھے مزید وضاحت کے لئے یہ الفاظ فرمائے۔ یہی وہ مکان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صاحبین کا مدفن ہے۔

النحو: اللھم من ولی...... شیئاً۔ من بیانیہ اور شیئاً کے لئے محل حال میں ہے۔ شیئاً میں تنوین تنکیر نے چھوٹے سے بڑے کام کو شامل کر دیا۔ فشق علیھم اور قول وفعل میں ان پر سختی کرے تو فاشقق علیہ اس کو مشقتوں میں ڈال دے یعنی اس پر دشمن وغیرہ مسلط فرما دے یا اور عذاب کی اقسام ہیں وہ مسلط کرے تاکہ جزاء جنس فعل سے ہو۔ یہاں ضمیر کی بجائے وضاحت فرمائے حکام کی عام حالت قلت علم' کم فہمی ہوتی ہے کیونکہ امامت و سیاست کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے گہری باتوں کو نہیں سمجھتے۔ اتمام حجت کے لئے بات واضح فرما دی تاکہ کل مراد کے مخفی ہونے کا عذر نہ کر سکیں اور امیر کی جزاء اسی جنس سے ملے گی جس قسم کا نرمی' سختی والا رویہ وہ رعایا سے برتے گا اور امراء اپنی سعی و کوشش سے اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ امت سے مصائب کو ہٹائیں (واللہ اعلم) فرفق بھم قول و فعل میں نرم رویہ رکھے۔ فارفق بہ تو دنیا و آخرت میں اس سے نرم سلوک فرما اور آثار میں وارد ہے کما تدین تدان۔

تخریج: اخرجہ مسلم ۱۸۲۸۔

الفوائد: راعی کو مسلمانوں پر رحم کھانا چاہئے اور ان کو تکلیف مالا یطاق نہ دینی چاہئے۔ لوگوں کو مشقت میں ڈالنے والا والی آپ ﷺ کی بددعا کا مستحق ہے۔

٦٥٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ، وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَيَكُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ: "اَوْفُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، ثُمَّ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٥٦ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کیا کرتے تھے۔ جب کوئی پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر اس کا جانشین بنتا اور شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا تم سب سے پہلے کی بیعت کو پورا کرو اور پھر ان کا حق ان کو دو اور اپنے حقوق کا سوال اللہ سے کرو۔ اللہ تعالیٰ ان سے خود اس رعایا کے بارے میں پوچھ لیں گے جن کا ان کو والی بنایا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ✿ بنو اسرائیل اسر کا معنی عبد اور ایل کا معنی اللہ یعنی عبداللہ۔ یہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کا نام ہے۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ کلما ھلك بنی خلفه بنی آخر جب بنی اسرائیل میں فساد پیدا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان میں پیغمبر علیہ السلام کو بھیج دیتا جو تبدیل شدہ احکام تورات کو درست کرتا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رعایا کے لئے ایسے لوگ ضروری ہیں جو ان

کو درست راہ پر رکھیں اور ظالم سے مظلوم کو انصاف دلائیں۔ کلما کا جملہ یسوس کے فاعل سے حال ہے یعنی انبیاء علیہم السلام مسلسل اور ایک دوسرے کے بعد آتے۔ وانه لا نبي بعدي اس کا عطف تانت بنواسرائیل پر ہے۔ ہٗ ضمیر شان ان کا اسم ہے۔ دوسرے میں اثبات وتاکید کے لئے معطوف ومعطوف علیہ کو مختلف لائے۔ اصل مقصود لا نبي بعدي یعنی وہ جو کچھ کرتے تھے شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا۔ سیکون بعدي خلفاء بعدی کا لفظ صحیح نسخوں میں نہیں ملا فتح الباری سکون خلفاء نقل کیا۔ شاید کسی نسخے میں موجود ہو۔ فیکثرون اس لفظ سے ان کے فعل کی قباحت بیان کرنا مقصود ہے۔ قالوا فما تامرنا ما یہ مبتدا اور فعل کا مفعول ضمیر صریح ہوگی یا حرف جر کے ساتھ ہوگی یعنی بہ اور فا شرط مقدر کا جواب ہے یعنی اذ اکثر بعدك الخلفاء فما تامرنا نفعل؟

اوفوا ببيعة الاول پہلے کی اطاعت کو پورا کرو اور بغاوت والے سے قتال کرو کیونکہ اس کی امامت منعقد ہو چکی۔ ثم اعطوهم حقهم پھر ان کے ساتھ رہو اور ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ یہ اوفوا کے لئے بدل کی طرح ہے۔ واسالوا الله الذي لكم اگر وہ تمہارے حقوق پورے نہ کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں باز پرس کے لئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے متعلق سوال کریں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوا دنیا کے معاملات ہر دین پر مقدم ہیں۔ امیر کی اطاعت میں دین کی بلندی اور فتنہ وشر کی رکاوٹ ہے۔ آدمی کے ذاتی حق کے مطالبے کی تاخیر حق کو ساقط نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں تو حق پورا دلوا دینا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد ٢/٧٩٦٥ والبخاری ٣٤٥٥ ومسلم ١٨٤٢ وابن ماجه ٢٨٧١ وابن حبان ٣٥٥٥ والبيهقی ١٤٤/٨

الفوائد : بیعت اول کا لحاظ کرنا ضروری ہے جب تک وہ کھلے کفر کا ارتکاب نہ کرے ظالم حاکم کا بھی حق ادا کرے اور اسکے معاملے میں بارگاہ الٰہی میں گڑگڑائے (کذا قال القرطبی)

٦٥٧ : وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِيَادٍ فَقَالَ لَهٗ : اَىْ بُنَيَّ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٥٧ : حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس داخل ہوئے اور اس کو فرمایا اے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : بے شک بدترین حاکم وہ ہیں جو رعایا پر ظلم کرنے والے ہوں تو اپنے آپ کو ان میں سے بچا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ عائذ بن عمرو باب الامر بالمعروف میں ان کے حالات گزرے۔ عبید اللہ بن زیاد یہ اپنے والد کے بعد کوفہ و بصرہ کا گورنر تھا۔ ای قریب نداء کا حرف ہے۔ شر الرعاء الحطمة رعاء اور رعاۃ دونوں راع کی جمعیں ہیں۔ الحُطمه اس چرواہے کو کہتے ہیں جو اونٹوں کو گھاٹ پر لاتے' لے جاتے اور چراگاہ میں ان پر سختی کرے' حطم کا معنی توڑنا ہے۔ مراد ظالم ہے جو ان پر ذرا نرمی نہ کرے۔ فایاك ان تكون منهم یہ عائذ رضی اللہ عنہ نے بطور نصیحت ارشاد فرمایا۔

تخریج : مسلم فی المغازی' احمد' مزی و سیوطی نے بخاری کا نام ذکر نہیں کیا' مختصر جامع الاصول میں دبیع نے مسلم کی طرف نسبت کی ہے۔ پس متفق علیہ نہ ہوئی۔ نووی سے قلم زد ہو گئی۔

الفوائد : باب ۲۳ فی الامر بالمعروف میں گزر چکے۔

٦٥٨ : وَعَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ الْاَزْدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "مَنْ وَلَّاہُ اللّٰہُ شَیْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِہِمْ وَخَلَّتِہِمْ وَفَقْرِہِمْ : احْتَجَبَ اللّٰہُ دُوْنَ حَاجَتِہٖ وَخَلَّتِہٖ وَفَقْرِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَجَعَلَ مُعَاوِیَۃُ رَجُلًا عَلٰی حَوَآئِجِ النَّاسِ ' رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۶۵۸ : حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی کا ذمہ دار بنا دے اور پھر وہ ان کی ضروریات اور حاجات اور فقر کے درمیان رکاوٹ ڈالے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی حاجات وضروریات اور محتاجی کے درمیان رکاوٹ ڈال دے گا۔ پس اسی وقت حضرت امیر معاویہ نے ایک آدمی کو لوگوں کی حاجات کے لئے مقرر کر دیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

تشریح ۞ ابی مریم الازدی رضی اللّٰہ عنہ حافظ کہتے ہیں اکثر نے ازد کی طرف نسبت سے ازدی کہا ہے (تبصیر المنتبہ) ابن اثیر یہ کندی ہیں ان کو ازدی کہا جاتا ہے۔ یہ شامی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں بعض نے کہا یہ ابو مریم غسانی نہیں بعض نے کہا یہ ابو مریم غسانی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کو ابو مریم سلولی کے حالات میں ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا کہ میرے خیال میں یہی ابو مریم عمرو بن مرہ جہنی ہیں۔ علی بن حکم نسائی نے ابوالحسن جزری شامی سے نقل کیا کہ عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا پھر یہ واقعہ نقل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی مروی ہے: انہ قال لمعاویہ رضی اللّٰہ عنہ..... من ولاہ اللّٰہ شیئاً نکرہ سیاق نفی میں عموم کا فائدہ دے رہا ہے (کسی بھی چیز کا ذمہ دار بنائے) خلتھم خلہ حاجت و ضرورت (النہایہ) یہ عطف مرادف یا عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے۔ عاقولی کہتے ہیں حاجت' خلت' فقر میں فرق ہے۔ حاجت جس چیز کا اہتمام کیا جائے اگر چہ وہ حد ضرورت کو نہ پہنچے کہ اگر وہ حاصل نہ ہو تو معاملے میں خلل واقع ہو۔ خلت یہ خلل سے ماخوذ ہے جس کی وجہ سے معاملے میں خلل واقع ہو مگر حد اضطرار تک نہ پہنچے۔ فقر مکمل اضطرار کو کہا جاتا ہے۔ یہ فقار (ریڑھ کی ہڈی) گویا اس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالی ہے (عاقولی) حدیث میں تو مراد کے لحاظ سے ہے اور لفظ کی وضع کے لحاظ سے وہ ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا واللہ اعلم۔ عاقولی کہتے ہیں احتجاب سے مراد یہ ہے کہ ضرورت مند لوگوں کو اپنی ضروریات کے لئے اس تک پہنچنا مشکل ہو جائے۔ احتجب اللّٰہ دون حاجتہ یعنی اس کی نہ تو دعا قبول ہوتی ہے اور نہ امید پوری کی جاتی ہے۔ یوم القیامۃ احتجب دوم کا ظرف ہے۔ فجعل اس بات کو سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی مقرر کر دیا۔ حوائج الناس تا کہ ان پر معاملہ مشکل نہ ہو۔ ان تک لوگوں کی ضروریات پہنچ جائیں۔

تخریج : صحیح الاسناد اخرجه ابو داود ۲۹۴۸ والترمذی ۱۳۳۲ والحاکم ۴/۷۰۲۷ وفی الباب عن معاذ رضی اللہ عنه عند احمد وغیرہ۔

الفوائد :حکام کو اپنی رعایا کے معاملات کی خوب خبر گیری کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور رحمت سے دوری کا

۷۹ :بَابُ الْوَالِی الْعَادِلِ

بَابٌ ۷۹: عادل حکمران

والی والی کے لفظ سے اس لئے تعبیر کیا تا کہ ہر حاکم اس میں شامل ہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾[النحل:۹۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا حکم فرماتے ہیں''۔(النحل)

اس آیت کے متعلق پہلے باب میں گفتگو ہو چکی وہاں دیکھ لی جائے۔

واقسطوا یہ اقساط سے ہے جس کا معنی عدل ہے۔ان اللہ یحب المقسطین عدل والوں کو ثواب وتوفیق عنایت فرمانے والے ہیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰی :

﴿وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الحجرات:۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''تم انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں''۔(الحجرات)

سبعة یعنی سات قسم کے لوگ ہیں۔

۶۵۹ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :سَبْعَةٌ يُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ :اِمَامٌ عَادِلٌ ، وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۹ :حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں اس دن جگہ دے دیں

گے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا: ① امام عادل ② اللہ کی عبادت میں پرورش پانے والا نوجوان ③ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے ④ وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے، جمع ہوتے اور اسی خاطر جدا ہوتے ہیں۔ ⑤ وہ آدمی جس کو مرتبے اور خوبصورتی والی عورت گناہ کی طرف دعوت دے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں ⑥ وہ آدمی جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اُس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں جو اس نے دائیں ہاتھ سے دیا ⑦ وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اُس سے اِس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ مبتدا ہے۔ **یظلھم اللّٰہ** اس کی خبر ہے۔ یوم اس کا ظرف ہے۔ یوم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ امام عادل یہ رفع کے ساتھ مبتداء کی خبر ہے۔ ای **ھم** یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے اور من ہم؟ کا جواب۔ ت۔ امام کو عدل اور افضلیت کی وجہ سے پہلے لائے، دیگر تمام حکام کو بھی شامل ہے۔ جیسا عنوان باب سے معلوم ہوتا ہے۔ **شاب نشاء فی عبادۃ اللّٰہ تعالیٰ** اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص سے کرنے والا ہو۔ **رجل قلبہ معلق بالمساجد** مسجد کا آباد کرنے والا۔ ہدایت کی خاطر حاضر باش، اس کا دل مسجد سے اٹکا ہو کہ کب نماز، اعتکاف کے لئے جائے۔ اسی لئے ماقبل سے اس کو ملا دیا۔ **ورجلان تحابا فی اللّٰہ** فی علت بیان کرنے کے لئے لایا گیا۔ فقط اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ سامان نہ دیگر کوئی غرض مطلوب ہو۔ دوسری روایت میں ہے "**افضل الحب الحب فی اللّٰہ**"۔ **اجتمعا علیہ** یہ جملہ نکرہ کی صفت ہے۔ ② وصف سے تخصیص کی وجہ سے نکرہ سے حال ہے۔ ذات منصب صاحب منصب ہوا سے مال کا لالچ نہ ہو۔ جمال اس سے اشارہ کہ موافقت کے دواعی موجود ہوں مگر اس کے باوجود اس نے اپنے کو روک لیا۔ **انی اخاف اللّٰہ** سبب بول کر مسبب مراد ہے۔ اس کا خوف معصیت سے رکاوٹ بن گیا۔ **ورجل تصدق بصدقۃ** اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اس نے محتاج کو بلا معاوضہ دیا ہو۔ **فاخفاھا حتی لا تعلم** اس نے صدقہ اس قدر چھپا کر دیا کہ اگر اس کے پہلو میں انسان ہوتا اور وہ جاننا چاہتا تو نہ جان سکتا۔ **ورجل ذکر اللّٰہ خالیا** اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تذکرہ کیا خالیا کی قید اس سے بڑھائی کہ یہ ریا کاری سے بعید تر ہے ورنہ تو خوف خدا کا رونا خلوت و جلوت دونوں میں ایک ہی حکم رکھتا ہے۔ **ففاضت عیناہ** ۔ اللہ تعالیٰ کے جلال و ہیبت کی وجہ سے ② یا اس نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کیا اور اپنی کوتاہی بھی سامنے آئی تو حیاء کی وجہ سے اس کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔ باب فضل الحب فی اللہ میں اس کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج : اخرجه احمد ۲/۶۵۰۲ ومسلم ۱۸۲۷ والنسائی ۵۳۹۴ والحمیدی ۵۸۸ وابن حبان ٤٤٨٤ والحاکم ٤/٧٠٠٦ والبیهقی فی الکبری ۸۸/۸۷/۱۰ وفی الاسماء والصفات والآجری فی الشریعة۔

الفوائد :باب فضل الحب فی اللہ میں اس کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

۶۶۰ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ :اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَاوُلُّوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ لوگ جو اپنے فیصلے میں اور گھر کے معاملے میں اور جن کے وہ ذمہ دار ہیں انصاف برتتے ہیں۔ (مسلم)

عبداللّٰہ بن عمرو ان کے حالات پہلے گزر رے ملاحظہ فرمالیں باب ان المقسطین عند اللّٰہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے عدل والے۔

النَّحْوُ: یہ ان کی خبر بھی بن سکتی ہے۔ علی منا بر من نور ① خبر کے بعد دوسری خبر ہے ② وہ خبر ہے اور اس سے پہلا ظرف ضمیر مستقر سے حال ہے۔ من نور یہ منابر کی صفت ہے۔ من نور یہ منابر کی صفت بیان حقیقت کے لئے خاص کرنے والی ہے۔ یا حال متداخل ہے۔ عاقولی کہتے ہیں حقیقی معنی بھی درست ہے یہ منبر کی جمع ہے۔ بلندی کی وجہ سے اس کو منبر کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بلند منازل سے کنایہ ہو۔ اس سے اصل مراد ان کا اکرام ہے اسی لئے عند اللہ فرمایا جو کہ معارج قدس میں ان کی شان کی بلندی کو ظاہر کرتا ہے۔

النَّحْوُ: الذین یعدلون...... یہ مقسطین کی صفت ہے۔ ② محذوف کی خبر ہے۔ ای الممدوحون ③ امدح مقدر کا مفعول ہے۔ اور فی حکمهم یہ یعدلون کا صلہ اور فی اهلیهم یہ حکم کا صلہ ہے۔ یہ ظرف مستقر بھی بن سکتا ہے یعنی حال کون الحکم کائنافی اهلهم عاقولی کہتے ہیں یہ فضیلت اس انصاف کرنے والے کو ہوگی جس پر کوئی دنیوی جزوی یا کلی ذمہ داری خواہ اپنے اہل کے سلسلہ کی ہو یا دوسروں کے سلسلہ کی ہو۔ وہ اس پر ڈالی گئی۔ نسائی و احمد نے من نور کے بعد عن یمین الرحمان کا لفظ لکھا ہے۔

تخریج: اخرجه احمد ٩/٢٤٠٣٦ ومسلم ١٨٥٥ وابن حبان ٤٥٨٩ والبیهقی ١٥٨/٨۔

الفرائد: حاکم عادل کا بلند مرتبہ اور عدل کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔ نیک حاکم کا بہترین بدلہ مذکور ہے۔

٦٦١ : وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ ، وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ" قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَانُنَا بِذُهُمْ؟ قَالَ : "لَا" مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ ، 'لَا' مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ" : تَدْعُوْنَ لَهُمْ۔

۶۶۱: حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ تمہارے سربراہوں میں وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور جو تم سے محبت کرنے والے ہوں۔ تم ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرنے والے ہوں اور وہ تمہارے لئے رحمت کی دعائیں کرنے والے ہیں۔ بدترین حکمران وہی ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے

ہوں اور تم ان پر لعنتیں کرتے اور وہ تم پر لعنتیں کرتے ہوں۔ عوف کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان کی بیعت نہ توڑ دیں؟ فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز کو تم میں قائم کرتے رہیں۔ نہیں جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں۔ (مسلم)

تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ: تم ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔

تشریح ۞ عوف بن مالك رضی الله عنه یہ اشجعی ہیں (اطراف مزی) خیار ائمتکم خیار یہ خیر کی جمع ہے۔ جو شر کی ضد ہے جیسے سھم و سھام اسی سے خیار المال عمدہ مال کو کہا جاتا ہے۔ ائمہ جمع امام یہ افعلة انمة ہے۔ تحبونھم ان کی عمدہ سیرت اور نرمی کی وجہ سے تم ان کو پسند کرتے ہو۔ ویحبونکم محبت جانبین میں رابطہ کا کام دیتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ کے خاوند کو اس سے محبت اور بریرہ کو اس سے بغض دیکھ کر تعجب ہوا۔ تصلون علیھم ویصلون علیکم تم ان کے حق میں خیر کی دعا کرنے والے ہو۔ علی سے متعدی ہونے کی وجہ سے مہربانی وشفقت کے معنی کو شامل ہے۔ وہ تمہارے حق میں دعائیں کرتے ہیں کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام ادا کرتے اور مناہی سے باز رہتے ہو اور تمہاری موت کے بعد تم بھی ان کے لئے دعا گو ہو گے اور وہ تمہارے حق میں۔ عاقولی کہتے ہیں دعا کا معنی خوب ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب الفت وقرب اور انصاف ہو۔ ہر معنی دوسرے کو لازم ملزوم ہے اور ہر ایک کے لئے دوسرے معنی کا لزوم منع کے موقع پر ہے۔ شرار جمع شر کی ہے جو خیر کی ضد ہے۔ الذین تبغضونھم ان کی سختی اور نرمی نہ کرنے کی وجہ سے۔ وتلعنونھم اور تم ان کی بد عملیوں کی وجہ سے ان کے حق میں بددعا کرتے ہو گے۔ اس سے لازم نہیں کہ نام متعین کر کے لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ یہاں تو برے حکام کے متعلق لوگوں کی عادات کو بیان کیا جا رہا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ جائز ہے۔ ویلعنونکم تمہارے ان کے ساتھ سلوک کی وجہ سے وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ افلاتنابذ ھم کیا ان کی اطاعت چھوڑ کر ان کی مخالفت نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی مخالفت مت کرو۔ ما اقاموا الصلوۃ ما مصدر یہ ہے۔ جب تک وہ نماز کو قائم کرتے رہیں۔ اس میں نماز کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور اس کا ترک واضح کفر کی طرح ہے۔ کیونکہ دوسرے ارشاد میں فرمایا: لا الا ان تروا کفراً بواحًا باب الامر بالمعروف میں یہ روایت گزری یا رسول اللّٰہ الا نقاتلھم ؟ قال لا ما اقاموا فیکم الصلاۃ (مسلم) اس سے تنابذہم کی تفسیر اچھی طرح معلوم ہوگئی۔ نابذت کا ظاہر کرنا' کھولنا (المصباح)

الفوائد: معجزہ نبوت کا تذکرہ ہے۔ حکام کو اپنی رعایا پر شفقت سے کام لینا چاہئے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرنا ان کا فرض ہے۔

٦٦٢ : وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ : ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ، رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِىْ قُرْبٰى وَ مُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦٢: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

تین طرح کے آدمی جنتی ہیں: ① انصاف والا حکمران جن کو بھلائی کی توفیق ملی ہو۔ ② وہ مہربان آدمی جس کا دل ہر رشتہ دار اور مسلمان کے لئے نرم ہو۔ ③ وہ پاک دامن جو عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے بچنے والا ہو۔ (مسلم)

تشریح ۞ عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کے حالات باب فضل الاختلاط بالناس میں گزرے ملاحظہ فرمالیں۔ **ثلاثة** عدد مرادنہیں تین اقسام۔ **ذو سلطان** مسلمانوں کے معاملہ میں ذمہ دار بنایا جائے۔ **مقسط** انصاف کرنے والا۔ **موفق** اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے والا اور اس کے مناہی سے بچنے والا اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہے کہ **ساعة من الملك العادل تعدل عبادة سبعين سنة من غيره** عادل بادشاہ کی ایک گھڑی دوسروں کی ستر سال کی (نفلی عبادت) کے برابر ہے۔ **التوفیق** اسباب کومسببات کے مطابق بنانا۔ شرعی معنی بندے میں طاعت کی قدرت پیدا کر دینا بعض نے بالفعل کی قید پیدا کرنے میں بڑھائی ہے۔ **ورجل رحیم** مرحوم کی طرف روح کا میلان۔ **رقیق القلب** یہ رقت سے ہے جو درشتی اور سختی کے برعکس ہے۔ ان کی حالت پر مہربان ہو۔ **لکل ذی قربی و مسلم** پہلے میں تو داعیہ قرابت موجود ہے اور مانع مفقود ہے گویا دوسرا ہی کہا کہ وہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ سبب بول کر مسبب مراد لیا۔ **عفیف** اصل طبع کے لحاظ سے پاکدامن ہو۔ **متعفف** بتکلف پاکدامنی اختیار کرنے والا ہو۔ معلوم ہوا کہ اخلاق اپنانے سے بڑھتے اور قائم رہتے ہیں۔ **ذو عیال** کامل یقین اور مولا پر اعتماد کی وجہ سے کہ وہ ارزاق کا مالک ہے کسی اور سے سوال نہیں کرتا' اگرچہ کثرت عیال کی وجہ سے داعیہ موجود ہے۔ ذو کا لفظ صاحب سے زیادہ بلیغ ہے۔

تخریج: جزء من حديث طويل اخرجه مسلم ۲۸۶۵۔

الفوائد: صلہ رحمی اور مکارم اخلاق اور انصاف کا معاملہ رعایا سے برتنا' حکام کو فریضہ ہے۔ پاک دامنی اور سوال سے گریز اور صدی مال کی طلب ہونی چاہیے۔

۸۰: بَابُ وُجُوْبِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْامر فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيْمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ

بَابْ: جائز کاموں میں حکام کی اطاعت کا لازم ہونا اور گناہ میں ان کی اطاعت کا حرام ہونا

ولاة لا امر جمع کا مفہوم وجوب طاعت کی قید نہیں بلکہ مطلقاً والی مراد ہے۔ خواہ وہ امام ہو یا سلطان یا بادشاہ یا امیر یا عامل۔ **فی غیر معصیة** معصیت میں طاعت نہیں تاکہ مسلمانوں کی بات ایک ہو۔ مخالفت دین و دنیا کے احوال میں بگاڑ کا باعث ہے۔ **و تحریم طاعتهم** ان میں سے ہر ایک کی طاعت حرام ہے۔ **فی المعصیة** وجوب والی شق میں واجب داخل ہے اور

استحباب ومباح اور مکروہ بھی پس ولی الامر کی اطاعت اس میں درجہ بدرجہ داخل ہے اور اطاعت کی تحریم میں صغیرہ وکبیرہ پر اکتفاء ہوگا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

[النساء:٥٩]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حکمران ہوں ان کی''۔ (النساء)

اطیعوا اللّٰہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو طاعت رسول کی تشریف وعظمت کے لئے ذکر فرمایا ہے اور اس سے یہ اشارہ فرمایا کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

واولی الامر منکم لطیفہ: پہلے معطوف میں عامل کو دوبارہ لائے اور دوسرے میں نہیں لائے تاکہ اشارہ کر دیا جائے کہ طاعت رسول انتہائی ضروری ہے اس کے بغیر ایمان ہی نہ ہوگا جیسا دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم﴾ اطاعت اولی الامر اگرچہ واجب ضرور ہے مگر اس کو نہ ماننے سے ایمان میں خلل نہ آئے گا (کیونکہ اولی الامر میں وجوب بہت سی شرائط پر موقوف ہے۔ جن کا ہر ایک میں پایا جانا مشکل ہے)

٦٦٣ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٦٣: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مرد پر سننا اور اطاعت کرنا ان سب باتوں میں ضروری ہے جو اس کو پسند ہو یا ناپسند ہو مگر یہ کہ گناہ کا حکم دیا جائے پس جب گناہ کا حکم دیا جائے گا پھر سننا اور ماننا لازم نہیں۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ على المرء المسلم مسلمان پر واجب ہے۔ السمع و الطاعة والی کی بات کو ماننا اور قبول کرنا۔ فیما احب و کرہ خواہ اس کی مراد کے موافق ہو یا مخالف ہو۔

النحو : ما مصدر یہ ہے اور مصدر اسم مفعول کے معنی میں ہے۔ الا ان یؤمر بمعصیة جیسے حرام قتل۔ فان امر بمعصیة یہاں دفع التباس کے لئے ضمیر کی بجائے اسم ظاہر لائے۔ فعل بھی مجہول ہے تاکہ ہر ولی امر والدین سمیت کو شامل ہو۔ فلا سمع ولا طاعة یہ نفی خبر کے معنی میں ہے ای فلا تسمعوا ولا تطیعوا یہ زیادہ بلیغ ہے۔ گویا اس نے اس بات کو مان لیا اور جس کے چھوڑنے کا حکم دیا اس کی نفی کر دی۔ پس اس کے متعلق وہ خبر دے دی جو نفی کرنے والے کے متعلق دی جاتی ہے۔

تخریج : اخرجه البخاري ٧١٤٤ ومسلم ١٨٣٩ وابو داود ٢٦٢٦ والترمذي ١٧١٣ والنسائي في الكبرى ٥/٨٧٢٠ وابن ماجه ٢٨٦٤۔

الفرائد: امیر کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں کی حدود میں ہے۔ حکام کو اپنی رعایا کے ساتھ ہمیشہ نرم روی سے پیش آنا چاہیے۔

٦٦٤ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا : "فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٦٤ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہر بات سننے اور ماننے پر کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جن میں تمہاری طاقت ہو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: بایعنا باب مفاعلہ لائے کیونکہ انہوں نے اپنے نفوس واموال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اللہ تعالیٰ کے لئے فروخت کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت کے انعامات کے بدلے دینے کا وعدہ کر دیا گیا تھا۔ علی السمع والطاعۃ یعنی حکام کے لئے۔ فیما استطعتم بطور شفقت ورحمت فیما استطعنا کی تلقین فرماتے تاکہ وہ اعمال خارج ہو جائیں جو طاقت سے زائد ہیں۔ یہ اس ارشاد کی طرح ہے: "علیکم من الاعمال ما تطیقون" عاقولی کہتے ہیں مستثنیٰ منہ کے مکمل ہونے سے پہلے مستثنیٰ کے دل میں استثناء کا استحضار ہونا چاہئے۔ الجواب ان ہوں مبایعت کا اعادہ مقید کرنے کی غرض سے کیا۔

تخریج: بخاری فی الاحکام، مسلم فی المغازی، عن عبداللہ بن دینار، ترمذی فی السیر، نسائی فی السیر والبیعۃ (اطراف مزی)

الفرائد: امام عادل کی اطاعت ومبایعت سے نہ نکلنا چاہئے تاکہ جماعت کی شیرازہ بلندی میں فرق نہ پڑے۔

٦٦٥ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَإِنَّهٗ يَمُوْتُ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"۔
"الْمِيْتَةُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ۔

٦٦٥ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے جو آدمی اس حال میں فوت ہوا جو جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا ہے وہ جاہلیت کی موت مرا۔
الْمِيْتَةُ: میم کی زیر کے ساتھ۔

تشریح: خلع یداً من طاعۃ امام کی اطاعت سے خروج اختیار کیا اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت ترک کی۔ خلع

ید بول کر اس کا لازم معنی بیعت توڑنا مراد لیا۔ عاقولی کہتے ہیں خلع ید یہ وعدے کو توڑنے کے لئے آتا ہے کیونکہ معاہدہ کرنے والا عموماً معاہد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے۔ **لا حجة له** اس دن ترک طاعت کا اس کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا **فی عنقه بیعة** امیر کی اطاعت میں داخل ہو کر اس کی بات قبول کرنے کی بیعت۔

النحو : مات کے فاعل سے یہ جملہ محل حال میں ہے۔ **میتة جاهلیه** یہ میتة کی صفت ہے۔ یعنی اس کی موت اسی طرح گمراہی پر ہوگی جس طرح اہل جاہلیت کی' کیونکہ وہ کسی امیر کی اطاعت قبول نہ کرتے تھے۔ بلکہ کمزور طاقتور کے لئے لوٹ مار کی جگہ تھا۔

مسلم کی ایک روایت: **هو مفارق للجماعة** یا تو بیعت میں شامل ہی نہیں ہوا یا بیعت میں داخل ہونے کے بعد توڑ دیا۔ یہاں جماعت سے امیر اور جیش اسلام مراد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ نمازوں میں جدائی اختیار کرنا مراد ہو جیسے روافض وہ اپنی بدعات (بلکہ کفریہ عقائد) کی وجہ سے ائمہ حق کی طاعت داخلے کو اضطرار و تقیہ کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ **میتة جاهلیة** یعنی اس کی موت اہل جاہلیت کی طرح واقع ہوگی کہ زمانہ جاہلیت میں وہ کسی کی طاعت کو لازم قرار نہ دیتے تھے۔ **میتة**: موت کی ایک حالت اور قسم۔

تخریج : اخرجه البخاری ۷۲۰۲ و مسلم ۱۸۶۷ و الترمذی ۱۵۹۳ و النسائی ۴۱۹۸۔

الفرائد :

٦٦٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۶۶: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حکام کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو خواہ تم پر کوئی حاکم حبشی غلام بنایا جائے جس کا سر کشمش کے برابر ہو۔ (بخاری)۔

تشریح ۞ **اسمعوا** وہ بات جو تمہارے امراء فرمائیں۔ **واطیعوا** معصیت کے علاوہ ان کی اطاعت کرو۔ **وان استعمل علیکم** خواہ تمہارا امیر سریہ یا جیش یا عامل معمولی آدمی ہو۔ امامت عظمیٰ اول تو مراد نہیں اگر وہ مراد لی جائے تو یہ بات بطور مثال مبالغہ استعمال کی گئی ہے جیسا اس روایت میں **لو ان فاطمة بنت محمد سرقت** بطور فرض ہے وقوع مراد نہیں۔ ② وہ اگر زبردستی غالب آ جائے اور وہ امامت کو تمام شرائط نہ رکھتا۔

النحو : جملہ کا عطف مقدر پر ہے ② محل حال میں واقع ہے **کان راسه زبیبة**۔ یہ عبد مخصوص سے محل حال میں ہے ② وصف مفرد کے وصف بالجملہ ہے۔ چھوٹے سر حقارت میں مبالغہ زبیبہ فرمایا۔

تخریج : بخاری کتاب الصلاة و الاحکام' ابن ماجه فی الجهاد۔

الفرائد : حکم میں اطاعت کو بطور مبالغہ ایک مثال دیکر سمجھایا گیا اگرچہ ایسا حاکم شرعاً متصور نہیں (خطابی)

٦٦٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ

فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦٧: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر سننا اور اطاعت کرنا تمہاری تنگی اور خوشحالی میں بھی' خوشی اور ناپسندیدگی میں بھی اور تم پر دوسروں کو ترجیح کی صورت میں بھی تم پر (ہر حال میں) ضروری ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ **علیك** یہ اسم فعل بمعنی الزم ہے یعنی امیر کی بات تم پر سننا لازم ہے۔ **والطاعة** جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ **عسرك ویسرك** فقر و غنا دونوں حال میں **منشطك ومكرهك** بقول قرطبی یہ مصدر ہیں جس کو تم پسند کرتے ہو وہ تمہاری خوشی کے موافق ہے یا مخالف لیکن یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ معصیت نہ ہو ورنہ اطاعت نہیں' کیونکہ احادیث صریحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ **واثرة علیك** یہ ہمزہ کے ضمہ وفتحہ وکسرہ سے تین لغات ہیں۔ جس کا معنی دنیوی معاملات میں ترجیح دینا اور خاص کرنا۔

تخریج: اخرجه مسلم ١٨٣٦ والنسائی ٤١٦٦۔

الفوائد: کلمۃ المسلمین کی اجتماعیت کے لئے تمام احوال میں سمع وطاعت کا حکم دیا گیا۔ دینی حالت کے بگڑ جانے کے وقت طاعت میں اختلاف ہے۔

٦٦٨: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا ' فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَآءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَّنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرِهٖ اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ– فَاجْتَمَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَّدُلَّ اُمَّتَهٗ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهٗ لَهُمْ ' وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا وَسَيُصِيْبُ اٰخِرَهَا بَلَآءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا ' وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ' ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهٖ هٰذِهٖ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ' وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ ' فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "يَنْتَضِلُ": اَيْ يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ۔ "وَالْجَشَرُ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالرَّآءِ: وَهِيَ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَرْعٰى وَتَبِيْتُ مَكَانَهَا۔ وَقَوْلُهٗ "يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا": "اَيْ يُصَيِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَقِيْقًا: اَيْ خَفِيْفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَهٗ ' فَالثَّانِيْ يُرَقِّقُ الْاَوَّلَ – وَقِيْلَ مَعْنَاهُ – يُشَوِّقُ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ بَتَحْسِيْنِهَا وَتَسْوِيْلِهَا ' وَقِيْلَ يُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔

۶۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر قیام کیا ہم میں سے کچھ اپنے خیمے درست کر رہے تھے اور کچھ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور بعض مویشیوں میں مصروف تھے تو اچانک حضور ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ نماز تیار ہے۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے جو بھی پیغمبر ہوا اس پر لازم تھا کہ وہ اپنی امت کو ان سب بھلائی کے کاموں کو بتلاتے جن کو وہ جانتا تھا اور جن برائی کے کاموں کو ان کے متعلق وہ جانتا تھا ان سے ان کو ڈرائے۔ بے شک یہ ہماری امت' اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں ہے اور اس امت کے آخری حصے کو آزمائش پہنچے گی اور ایسے حالات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب سمجھتے ہو اور ایسے فتنے آئیں گے کہ ایک دوسرے کو ہلکا کر دے گا اور فتنہ آئے گا جس پر مؤمن کہے گا کہ اس میں میری ہلاکت ہے پھر وہ چھٹ جائے گا پھر دوسرا فتنہ آئے گا پس مؤمن کہے گا یہی ہلاکت ہے۔ پس جس آدمی کو پسند ہو کہ وہ آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کی موت ایسی حالت میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ ایسا طرز عمل برتنے والا ہو جس کے بارے میں پسند کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ برتا جائے اور جو آدمی کسی حاکم کی بیعت کر لے تو وہ اس کو پورا کرے اور اپنے دل کے پھل اس کو دے اور اس حاکم کی جس حد تک ہو سکتا ہے اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا آکر اس کو تابع بنانے کے لئے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دے۔ (مسلم)

یَنْتَضِلُ: تیر اندازی میں مقابلہ۔

اَلْجَشَرُ: جانوروں کو چرانا اور ان کے لئے راستہ کی جگہ بنانا۔

یُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا: بعد والا فتنہ پہلے فتنے کو ہلکا اور چھوٹا بنا دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی ایک فتنہ دوسرے کا شوق دلائے گا اور اس کے لئے دل میں تزئین پیدا کرے گا اور بعض نے کہا کہ ہر فتنہ ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہوگا (یا یہ کہ پے در پے فتنے آتے جائیں گے)

تشریح ۞ منزل اُترنے کا مقام (المصباح) خباء ہ اونٹ کے بالوں یا بکریوں کے بالوں یا بھیڑ کی اون سے بُنا ہوا خیمہ' اس کی جمع اخبیہ جیسے کساء واکسیۃ۔ اس کے دو یا تین ستون ہوتے ہیں۔ جس میں چار یا زیادہ ستون ہوں وہ بیت کہلاتا ہے (المصباح) ینتضل تیروں کی مشق کرنا۔ جشرۃ اونٹ' گھوڑے کا ریوڑ۔

النحو: الصلاۃ جامعۃ ① مبتداء خبر ہے ② اغراء یا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ نووی نے نصب کو ترجیح دی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں یہ خبر ہے جو امر کے معنی میں ہے ای اجتمعوا للصلاۃ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں مرفوع ہیں۔ اگر منصوب ہوں تو طلب کے معنی میں ہوں گے۔ قرطبی کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے نماز کا وقت تھا۔ انہوں نے آکر نماز ادا کی۔ راوی نے بیان سے چھوڑ دیا۔ ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ منادی نماز کی نداء دے اور وقت نماز ہوا اور نماز نہ ہو۔

انه لم یکن نبی قبلی لم یکن یہاں ناقص و تام دونوں ہو سکتا ہے۔ قبلی اسم کی صفت ہے اور خبر محذوف ہوگی۔ ای متحلیا بشی من الاحوال کسی پیغمبر پر کوئی سی حالت آتی۔ الا کان حقا علیہ اس پر لازم تھا کہ وہ اپنی امت کو اس کی اطلاع دے۔ خیر کی بات سکھائے اور خطرے سے خبردار کرے۔ کیونکہ اس کے بھیجنے کی حکمت یہی ہے کہ بندوں کو نفع بخش چیزیں

بتلائیں اور ان کی طرف لائیں‘ ضرر کو نصیحت سے دور کریں اور تبلیغ و بیان سے محنت کر کے ضرر کا ازالہ کریں۔
مستثنیٰ مفرغ ہے۔علیہ یہ خبر مقدم ہے اور اسم ان یدّل کا جملہ ہے۔
امتکم هذه امت محمد یہ علی صاحبہا السلام۔ **جعل عافیتها فی اولها** اس کا پہلا حصہ دین کے سلسلہ میں عافیت والا ہے۔قرطبی کہتے ہیں اس سے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم شہادت عثمان رضی اللہ عنہ تک کا زمانہ مراد ہے۔یہی زمانہ امت کی استقامت‘ عافیت دین کا کامل زمانہ تھا۔قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے فتنے پھوٹ پڑے اور اس وقت سے اب تک چلے آ رہے ہیں۔ **وامور تنکرونها** اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاص خطاب مقصود ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ ان میں سے بعض اس کو پائیں جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں نام لیا اور اسی طرح ہوا (المفہم للقرطبی) صدیقی کہتا ہے کہ پہلے زمانہ سے صحابہ و تابعین مراد ہو سکتے ہیں اور دوسرے زمانہ سے ان کے مابعد والا زمانہ اور اس کی دلیل یہ روایت ہے **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم** اور یہ روایت **علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی عضو علیها بالنواجذ** اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انوار رسالت کی شعاعیں اس وقت بدعت و ضلالت اور شکوک و فتن دینیہ کے اندھیروں کو ختم کرنے والی تھیں۔ **سیصیب آخرها بلاءٌ** سین تحقیق کے لئے ہے۔ بلاء و ابتلاء کا ایک معنی ہے اور بلیہ کا معنی بھی مشقت ہی ہے (المصباح) **تنکرونها** کیونکہ وہ افعال شریعت کے خلاف ہوں گے۔ **سیجیء** کا عطف ان کی خبر پر ہے۔ **وتجئی فتن** یہ جملہ ماقبل کی تاکید ہے۔(۲) معطوفہ ہے۔ **الفتنة** اس دین میں کسی بڑے فتنے کی خبر دی گئی ہے۔ **هذه مهلکتی** یہ اسم فاعل ہے۔ہلاکت کی نسبت اس کی طرف مجازی ہے۔ **ثم تنکشف و تجئی الفتنة** اس فتنے سے پہلے کے علاوہ فتنہ مراد ہے اور دو معرفہ والا قاعدہ اکثری ہے فافہم۔ **هذه هذه** یہ یہ فتنہ تو بہت بڑا فتنہ ہے۔اسم اشارہ معاملے کی بڑائی کے لئے لائے۔ **ان یخرج نفسه من النار** جو آدمی اس سے جنت کی طرف بڑھے اور عدم دخول نار کا سبب قرار دے کر موت کو ترجیح دے۔ **فلتاته منیته** وہ ایمان کی حالت میں مرنے والا ہے۔مات کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔مطلب یہ ہے کہ موت تک ایمان پر قائم رہے۔اس کی نظیر یہ آیت ہے:﴿**ولا تموتن الا وانتم مسلمون**﴾ **ولیأت الی الناس الذی یحب ان یوتی الیه** یؤتی مجہول ہے۔اتی لازم و متعدی دونوں طرح آتا ہے۔وہ وہی افعال لوگوں سے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔یہ جوامع الکلم سے ہے۔ بقول قرطبی یہ اس ارشاد کی طرح ہے: **لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه** الناس سے مراد ائمہ و حکام ہیں اس کو ان کی اطاعت کرنی چاہئے اور ان کی خیر خواہی کا طالب ہو۔ایسی خیر خواہی اس کو چاہئے اگر یہ امیر ہوتا (المفہم) سابقہ کلام سے تو یہ تخصیص درست ہے اگر عموم پر رکھیں تو تب بھی مفہوم درست ہے۔نووی کا یہی قول ہے۔ **صفقة یده** یہ بیعت کے لئے بمنزلہ بیان ہے جیسے کہتے ہیں **توضا فغسل وجهه** عرب بیع کے مکمل ہونے پر ہاتھ پر ہاتھ مارتے یہ تکمیل بیع کی علامت تھی (المصباح) قرطبی کہتے ہیں یہ اصل ہتھیلی کو ہتھیلی پر مارنا دو انگلیوں کو ہتھیلی پر مارنا۔ **ثمرة قلبه** قرطبی کہتے ہیں بیعت میں زبان کا اقرار کافی نہیں بلکہ ہاتھ میں ہاتھ دینا ضروری ہے مگر یہ صرف مردوں کا حکم ہے جیسا اس آیت میں ﴿**ید الله فوق ایدیهم**﴾ **ان استطاع** جن کاموں میں طاعت ہے ان میں اطاعت کرے۔جیسا کہ پہلے گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ’**فیما استطعت**“ **فان جاء آخر ینازعه** اگر اطاعت سے نکلا اور عہدے میں جھگڑا کیا۔ **فاضربوا عنق الاخر** اگر وہ باز نہ آئے تو اس طرح کرو اور لڑو۔اس کے قاتل پر ضمان نہیں کیونکہ وہ اپنی لڑائی میں ظالم اور حد سے بڑھنے والا

ہے۔نبال و نشاب دونوں کا معنی تیراندازی ہے۔ جشر چراگاہ میں رہنے والے جانور چراگاہ میں جانوروں کے ساتھ مقیم چرواہے۔رقیق ہلکا پھلکا ونرم' چلانا بعض نے کہا بہنا' چلانا۔ یہاں مومن کو اس تیرنے والے سے مشابہت دی جو ڈوب رہا ہو۔ ایک موج کو جھلک قرار دیتا ہے تو دوسری کو اس سے زیادہ۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ زائد ہیں' عبدالرحمان کہتے ہیں کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات میرے کانوں نے سنی اور دل نے محفوظ کی۔

تخریج : اخرجه مسلم ١٨٤٤ وابو داود ٤٢٤٨ والنسائی ٤٢٠٢ وابن ماجه ٣٩٥٦۔

الفوائد :انبیاء علیہم اسلام کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی امتوں کے سلسلہ میں ہر خیر خواہی کا لحاظ رکھیں۔اگر کوئی موت تک ایمان پر ثابت قدم رہے گا تو فتنے اسے نقصان نہ دیں گے۔

٦٦٩ :وَعَنْ اَبِیْ هُنَیْدَةَ وَآئِلِ ابْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَاَلَ سَلَمَةُ بْنُ یَزِیْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَیْنَا اُمَرَآءُ یَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَیَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عَنْهُ' ثُمَّ سَاَلَهُ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦٩: حضرت ابوہنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔اے اللہ کے نبی ﷺ آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں اگر ہم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو اپنا حق ہم سے مانگیں مگر ہمارا حق ادا نہ کریں؟ آپ نے اس سوال سے اعراض فرمایا۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ بیشک ان کے ذمہ اس کا بوجھ ان کو اٹھوایا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم اٹھوائے گئے ہو۔(مسلم)

تشریح ۞ وعن ابی هنیدة وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ ان کا سلسلہ نسب بن ربیعہ بن یعمر حضرمی ہے۔(ابن عبدالبر) ابن عساکر کہتے ہیں وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضمعج بن وائل بن ربیعہ بن وائل بن نعمان بن زید اور اقوال بھی ہیں۔ یہ حمیر کے بادشاہوں سے تھے۔ان کے ہاں بادشاہ کو قیل کہا جاتا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خود آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے متعلق فرمایا دور دراز علاقوں سے آل حمیر کے بادشاہوں میں بقیہ وائل بن حجر اللہ اور اس کے رسول کی طرف رغبت کرتے ہوئے آئے گا۔ جب یہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مرحبا کہا' اپنے قریب بٹھایا' اپنی چادر اس کیلئے پھیلائی اور اس پر بٹھایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ وائل بن حجر اور اس کی اولاد میں برکت عنایت فرما۔اس کو منبر پر بٹھایا اور اس کی تعریف فرمائی اور اس کے علاقوں پر اس کو عامل بنایا اور ان کو ایک زمین عنایت فرمائی اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ وہ زمین ان کو ماپ کر دے آؤ۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اے روایات نقل کی ہیں۔ چھ کو مسلم نے نقل کیا۔البتہ بخاری نے کوئی روایت نہیں لی۔ یہ کوفہ میں مقیم ہوئے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔ان کے پاس آئے تو انہوں نے اپنے ساتھ

چارپائی پر بٹھایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں موجود تھے اہل حضرموت کا جھنڈا ان کے پاس تھا (تہذیب نووی) سلمة بن یزید بن مشجعہ بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی (ابن عبدالبر) جعفی اور اصحاب سماک کو ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے سلمہ بن یزید بعض نے یزید بن سلمہ کہا ہے۔ ارایت مجھے اطلاع دو۔ **امراء یسالونا حقھم** وہ امراء اپنا حق اطاعت وقبولیت مانگیں۔ **ویمنعونا حقنا** ہمارے حقوق ومصالح کا اہتمام نہ کریں۔ **فما تامرنا** آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ **فاعرض منہ** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی وجہ سے یا انتظار وحی میں اس سے اعراض فرمایا۔ اس نے دوبارہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اسمعوا واطیعوا** ان کو ان کا حق دو اگرچہ وہ تمہیں تمہارا حق نہ دیں۔ **فانما علیھم ما حملوا** ان کے حق نہ ادا کرنے کے باوجود ان کا حق تم سے ساقط نہ ہوگا (جب تک نماز کو قائم کراتے رہیں) **وعلیکم ما حملتم** ان کی تفریط تمہارے لئے ان کے حق کی ادائیگی سے مانع نہیں۔

تخریج : اخرجه مسلم ۱۸٤٦ والترمذی ۲۱۹۹۔

الفرائد :۔ حکام اگر شریعت کے کسی حکم میں تبدیلی نہ کریں تو ان کوتاہیوں پر صبر سے کام لیا جائے گا ان کی بداعمالیوں کا بوجھ ان پر ہوگا اور تکالیف پر صبر کرنے والے کو اجر ملے گا۔ کوتاہی کے سبب ان کی اطاعت ساقط نہ ہوگی۔

٦٧٠ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِیْ اَثَرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا "قَالُوْا" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَاْمُرُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَيْكُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۷۰ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میرے بعد عنقریب اپنوں کو ترجیح ہوگی اور ایسے کام پیش آئیں گے جن کو تم اوپرا خیال کرو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں سے جو اس حالت کو پائے آپؐ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو تم پر ان کا حق بنے تم اس کو ادا کرو اور تمہارا حق جو ان کے ذمہ ہو اس کا سوال بارگاہِ الٰہی سے کرو۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **انھا ستکون**...... **ھا** کی ضمیر قصہ ہے۔ اثرہ فئی اور غنیمت کے سلسلہ میں دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ **وامور تنکرونھا** کیونکہ وہ امور شرعاً برے ہوں گے۔ یہ معجزہ نبوت ہے۔ جو اسی طرح پیش آیا۔ **کیف تامرنا** اس وقت ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ **تودون** اس کا پہلا مفعول حذف کر دیا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ تم ان کا لازم حق جو تم پر بنتا ہے وہ ادا کرو یعنی اطاعت اور قبولیت۔ **تسألون اللہ** تعالیٰ سے تم یہ دعا کرو کہ وہ ان کو تمہارا حق ادا کرنے کی توفیق دے دے۔ ② یہ ایسا حکم دے دے جو تمہارے ساتھ انصاف کرنے والا ہو اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر حکام زیادتی کریں تو اللہ کے بدلے پر اکتفاء کرنا چاہئے۔

تخریج : بخاری فی علامات النبوۃ' مسلم فی المغازی' ترمذی فی الفتن۔

الفرائد : معصیت کے علاوہ حکام کی اطاعت کا حکم ہے اس میں حکمت یہ ہے مسلمانوں میں انتشار نہ پھیلے۔

٦٧١ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو امیر کی اطاعت کرے گا پس اس نے گویا میری اطاعت کی اور جو امیر کی نافرمانی کرے گا پس گویا اس نے میری نافرمانی کی۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ من اطاعنی..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ گویا رسول اللہ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

من عصانی یعنی میری کہی ہوئی بات سے منہ موڑا اور میری منع کی ہوئی چیز کی مخالفت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جیسا کہ اس آیت میں فرمایا: ﴿ومن تولی فما ارسلنٰك﴾ یعنی جس نے اعراض کیا آپ کو اس کا نگہبان بنا کر نہیں مبعوث کیا آپ ﷺ کے ذمہ پہنچانا ہے۔ حساب ہم خود لے لیں گے۔

من یطع الامیر..... یعنی جس نے میرے مقرر کردہ حاکم کی بات مانی تو اس نے میری بات مانی جس نے امیر کی نافرمانی اس بات میں کی جو اللہ کی معصیت نہیں تو اس نے میری نافرمانی کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اطاعت کا حکم دیا اور کام اطاعت رسول کا ہے تو اس میں امیر کی اطاعت رسول کی اطاعت کی طرح ہے اور جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ ہونے کی حیثیت سے منع فرمایا تو اس کا کرنا رسول کی نافرمانی شمار ہوگا۔

تخریج : اخرجه احمد ٣/٨٥١٣ والبخاری ٧١٣٧ ومسلم ١٨٣٥ وابو داود ٢٦٢٤ والترمذی ١٧٦٢ والنسائی ٤٢٠٤ والطیالسی ٢٥٧٧ وابن حبان ٤٥٥٦ وابن ابی شیبة ٢١٢/١٢ وعبد الرزاق ٢٠٦٧٩ وابو عوانة ١٠٩/٢ والبیهقی ١٥٥/٨ وابن ماجه ٣۔

الفوائد : اس روایت میں اطاعت کی تاکید فرمائی گئی تاکہ امت مسلمہ انتشار و تشتت کا شکار نہ ہو۔

٦٧٢ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۷۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے حاکم کی کوئی بات ناپسند کرے پس وہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص بالشت کے برابر حاکم کی اطاعت سے نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ شیئاً..... خواہ وہ دنیاوی چیز تھی جیسے مالی معاملات میں دوسروں کو ترجیح دینا اور ظلم کرنا وغیرہ یا وہ دینی چیز تھی جیسے عادل ہونے کے ساتھ اس نے فسق اختیار کر لیا البتہ اگر فسق کفر تک پہنچ جائے جیسا کہ اس روایت میں ہے: **الا ان ترو کفرا بواحا۔**

اس کے علاوہ کسی ناپسند بات سے اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے اور نہ ہی بغاوت کرے بلکہ ما **فلیصبر** صبر کرے جب تک کہ اجتماعیت کو نقصان نہ ہو اور اس کے خلاف خروج درست نہ ہو جائے۔

فانه..... یہ صبر کی علت بیان کی گئی ہے ہٗ ضمیر شان ہے خرج من السلطان اس کی اطاعت سے نکلنا ہے۔ **شبرا** اس سے مراد معمولی مقدار ہے۔ **میتة جاهلية** یعنی ان کے ہاں جاہلیت کے زمانے میں کمزور آدمی بڑی لوٹ کا نشانہ تھا۔

تخریج: اخرجه البخاری ۷۰۵۳ و مسلم ۱۸۴۹۔

الفرائد: زبردستی قابض حکمران کی اطاعت واجب ہے اور اس کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد لازم ہے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لئے خروج طاعت سے طاعت بہتر ہے (ابن حجر)

۶۷۳: وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ: "مَنْ اَهَانَ السُّلْطَانَ اَهَانَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ - وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ فِی الصَّحِیْحِ وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِیْ اَبْوَابٍ۔

۶۷۳: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جس نے بادشاہ کی توہین کی اللہ تعالیٰ اس کی توہین فرمائیں گے۔ (ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے۔

اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جن میں سے بعض مختلف ابواب میں گزریں۔

تشریح ۞ عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کا نام نفیع بن حارث بن کلدہ ثقفی تھا۔ **اهان السلطان** اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی توہین کے طور پر بات نہ سننے والا اور اطاعت نہ کرنے والا ہو۔ اس کا الف لام استغراق کا ہے اس سے مسلمانوں کے معاملات بھر ذمہ دار مراد ہے۔ **اهانه الله**: یعنی دنیا میں اس کی کوشش کو بیکار کر کے اور آخرت میں ذلت اور عذاب دے کر اگر اللہ کی طرف سے معافی نہ دی جائے۔

تخریج: اخرجه احمد ۷/۲۰۵۴٤ والترمذی ۲۲۳۱ واللفظ له۔ واسناده حسن۔

۸۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاخْتِيَار تَرْكِ الْوِلَايَاتِ إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ أَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ إِلَيْهِ

باب: عہدے کا سوال ممنوع ہے جب عہدہ اسکے لئے متعین نہ ہو تو عہدہ چھوڑ دینا چاہئے اسی طرح ضرورت کے وقت بھی عہدہ چھوڑ دینا چاہئے

سؤال! یہ مصدر ہے مفعول کی طرف مضاف ہے۔ یعنی امام سے عہدہ مانگنا۔ اختیار الولایات اذا لم یتعین علیه! اختیار کا عطف سوال پر ہے۔ جب کوئی اور اس سے بڑھ کر حقدار نہ ہو تو سوال و چناؤ ضروری ہے۔ حاجة! اگر اسے کام سے نہ تو رزق کا حصول مقصود ہو اور نہ مناسب کمائی کا ذریعہ ہو تو اس وقت اسے طلب کرنا چاہئے اگر ضرورت کو زائل کرنے کے لئے یہ متعین نہ بھی ہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:۸۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ آخرت والا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے اور اچھا انجام تقویٰ والوں کا ہے''۔ (القصص)

تلك! عظمت کی وجہ سے اسم اشارہ بعید لایا گیا ہے۔ علوا! تکبر و بڑھائی۔ فسادا! معاصی کو اختیار کر کے۔ والعاقبة! اچھا انجام۔ للمتقین! جو معاصی سے بچنے والے ہیں۔

باب تحریم الکبر والا یجاب میں اس کی تفسیر گزری۔

٦٧٤ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ : لَا تَسْاَلِ الْإِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا ، وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا ، وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٧٤: حضرت ابوسعید عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالرحمن بن سمرہ عہدے کا سوال مت کرو اور اگر تمہیں بلا سوال مل جائے تو اس پر تیری مدد کی جائے گی (اللہ کی طرف سے) اور اگر سوال سے ملا تو تمہیں عہدے کے حوالہ کر دیا جائے گا جب تم کسی بات کی قسم اٹھاؤ پھر تم کسی اور کام میں اس سے زیادہ بہتری پاؤ تو وہ کرو جو بہت بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ عبدالرحمن بن سمرہ!! ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سمرہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف (ابن عبد البر

بخاری) مگر مصعب وزبیر نے ان کے نسب میں حبیب کے بعد ربیعہ کا ذکر کیا ہے۔ ابن عساکر نے پہلے کو درست قرار دیتے ہوئے کہا یہ قرشی عبشمی مکی پھر بصری ہیں۔ مکہ کی فتح کے روز اسلام لائے۔ ان کا پہلا نام عبدالکعبہ تھا بعض نے عبد کلال بتلایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان نام تجویز فرمایا۔ بصرہ میں سکونت اختیار کرلی۔ خلافت عثمانی میں خراسان کے غزوہ میں شرکت کی اور ۳۳ھ میں سجستان کو فتح کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۴ روایات نقل کی ہیں۔ جن میں ایک متفق علیہ اور ۲ میں مسلم منفرد ہیں۔ انہوں نے ۵۰ھ بصرہ میں وفات پائی بعض نے ۵۱ھ لکھا ہے۔ بعض نے وفات کی جگہ مرو لکھی ہے۔ یہ پہلے صحابی ہیں جن کی تدفین مرو میں ہوئی مگر پہلی بات درست ہے۔ یہ بڑے متواضع تھے۔ جب بارش اترتی تو ٹوپی پہن کر پھاڑ لے کر راستہ صاف کرتے۔ **لا تسئل الامارة!** معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عہدے کا سوال کیا تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی (۲) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے یہ اطلاع مل گئی کہ یہ اسی غرض سے آئے ہیں آپؐ نے یہ بات فرمائی۔ قرطبی کہتے ہیں ظاہراً ممانعت سے تحریم ہی معلوم ہوتی ہے اس کی دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: **((انا واللّٰہ لا نولی ھذا العمل احداً سالہ او حرص علیہ))** ! ترجمۃ الباب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ الامارۃ حکومت وسلطنت کو کہتے ہیں (المصباح) **فانك ان اعطیتھا!** یہ جملہ مستانفہ ممانعت کی علت کو بیان کرنے کے لئے لایا گیا کہ اگر تمہیں وہ عہدہ بغیر سوال کے مل جائے۔ **اعنت علیھا!** یعنی اللہ تعالیٰ اپنی توفیق اور تسدید سے تمہاری مدد فرمائیں گے بقول المہلب اعانت کی تفسیر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر میں ہے: **"من طلب القضاء واستعان علیہ بالشفعاء علیہ وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللّٰہ لہ ملکا یسددہ"** (ابن المنذر)! ابن حجر کہتے ہیں کہ ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے البتہ اس کی سند میں جمہور نے کلام کیا کہ عبدالعلیٰ قوی نہیں ہے اور ابن معین نرم ہیں مہلب کہتے ہیں اکراہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو جس عہدے کے لئے بلایا جائے تو خوف ہیبت کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھے تو ایسے آدمی کی اس عہدہ کو قبول کرنے کے بعد معاونت کی جائے گی اور اس میں اصل وہی ہے **من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ۔ ان اعطیتھا عن مسألۃٍ وکلت الیھا: وکل الیہ!** کا معنی ہلاک ہونا ہے اور وکل کا معنی حفاظت طلب کرنا اور سپرد کرنا ہے یعنی جس آدمی نے عہدے کو خود طلب کیا تو اس کی حرص کی وجہ سے اس کی مدد منقطع ہو جائے گی یہ بات ظاہر ہے چنانچہ ابن حجر لکھتے ہیں ہر ذمہ داری میں لازماً مشقت ہے جس آدمی کے ساتھ اللہ کی مدد نہ ہو تو وہ حیرت میں پڑا رہے گا اور دنیا اور آخرت کے گھاٹے میں مبتلا رہے گا عقل مند تو اس کو لینا ہی نہ چاہے گا بلکہ جب وہ بغیر سوال کے مخفی طور پر دے بھی دیا جائے تو اس کی اعانت کا سچا وعدہ ہے اور اس پر فضل ہونا کسی سے مخفی نہیں۔ **واذا حلفت علی یمینٍ!** یہاں علیٰ باء کے معنی میں ہے یا اس سے مراد محلوف ہے۔ **فرایت غیرھا خیراً منھا!** یعنی دوسرے کا بہتر نتیجہ معلوم ہوا۔ **فات الذی ھو خیر!** تو اسی بہتر کو اختیار کرو خواہ اس کے چھوڑنے پر تم قسم اٹھا چکے ہو اور قسم کا حانث ہونے کی وجہ سے کفارہ دے دو یہ الفاظ مسلم کے ہیں بخاری میں الفاظ اس طرح ہیں **"فکفر عن یمینك وائت الذی ھو خیر!"** شارحین نے لکھا ہے واؤ چونکہ ترتیب کے لئے نہیں آتی اس لئے کفارے کا پہلے تذکرہ درست ہے اگرچہ بعد میں بہتر ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے اس جملے کو ماقبل سے مستثنیٰ قرار دیا کیونکہ ممنوع عہدے میں کبھی ایسا موقع بھی آجاتا ہے کہ آدمی کو اس کے قبول نہ کرنے پر قسم اٹھانی پڑتی ہے اگرچہ میں مصلحت بھی ہوتی ہے۔

تخریج : بخاری فی الایمان والاحکام، مسلم فی الایمان والنذور، ابوداؤد فی الاخراج مختصراً۔ ترمذی فی النذور والایمان، نسائی فی اقضاء والسیر والایمان والنذور۔

الفوائد : کسی عہدے کا سوال کرنا مکروہ ہے ایسے آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوتی اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ہم حرص ومطالبے پر عہدہ نہیں دیتے۔

٦٧٥ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّیْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَاِنِّیْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ ، لَا تَاَمَّرَنَّ عَلٰى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۷۵: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور میں تمہارے لئے وہ بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں ہرگز دو آدمیوں پر بھی حاکم مت بننا اور یتیم کے مال کا متولی نہ بننا۔ (مسلم)

تشریح ۞ يا ابا ذر انی ضعيفا! ضعیف کا معنی یہاں حقوق کی رعایت کر کے معاملات کو نافذ کرنے سے عاجز ہونا ہے۔ انی احب لك لنفسی! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور شفقت فرمایا گیا میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ لا تتامرن علی اثنین! کہ دو آدمیوں پر بھی امیر مت بننا۔ ولا تولین! یہ ولی سے ہے جو قرب کے معنی میں ہے یعنی ہرگز قریب نہ آنا۔ مال يتيم! کسی یتیم کے مال کا خواہ قریبی یا دور کا رشتہ دار ہو خواہ مرد ہو یا عورت قریب آنے کی ممانعت متولی بننے کی ممانعت سے زیادہ بلیغ ہے۔

تخریج :اخرجه مسلم ١٨٢٦ وابو داود ٢٨٦٨ والنسائی ٣٦٦٩ وابن حبان ٥٥٦٤ والبیهقی ١٢٩/٣۔

الفوائد :① جو آدمی حکومت کے فرائض ادا نہ کر سکتا ہو اسے طلب ولایت نہ کرنی چاہئے۔ ② جو آدمی مصالح یتیم کا خیال نہیں رکھ سکتا اسے اس کا متولی نہیں بننا چاہئے۔

٦٧٦ : وَعَنْهُ قَالَ :قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ؟ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِیْ ثُمَّ قَالَ :"يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ ، وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ ، وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْیٌ وَّنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِیْ عَلَيْهِ فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۷۶: حضرت ابوذرؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کیوں نہیں فرماتے؟ آپؐ نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر مار کر فرمایا اے ابوذر! وہ عہدہ امانت ہے اور قیامت کے دن وہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث بنے گا۔ البتہ وہ شخص جس نے اس کو اس کی ذمہ داری کے ساتھ لیا اور اس کے بارے میں جو ذمہ داری تھی اس کو پورا کیا۔ (مسلم)

تشریح ۞ تستعملنی! یعنی آپؐ مجھے عامل کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ اس کا استعمال یہاں اتجر الطین کی طرح ہے۔ منکبی یہ مسجد کے وزن پر ہے کندھے کو کہتے ہیں اس کو منکب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس پر ٹیک لگائی جاتی ہے (المصباح) آپؐ

نے کندھے پر اس لئے ضرب لگائی تا کہ ان کو اپنی استعداد کا جو وہم ہو چلا ہے اس سے خبردار کریں۔ انك ضعيف! تم حکومت کے عہدے کی ذمہ داریاں اٹھانے سے کمزور ہو۔ قرطبی کہتے ہیں ان کے ضعف کی وجہ یہ تھی کہ ان پر زہد اور دنیا کی حقارت اور اس سے اعراض کا غلبہ تھا جو اس مزاج کا ہو وہ دنیا کی مصلحتیں اور ان کے اموال کی طرف توجہ نہیں دے سکتا حالانکہ ان کی رعایت سے دین کے مصالح اور امور منظم ہوتے ہیں ابوذر زہد میں اس حد تک پہنچ گئے کہ انہوں نے مطلقاً مال کے کرنے کو حرام قرار دیا اگرچہ اس کی زکوٰۃ ادا کر لی جائے جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو عہدے اور یتیم کے مال کا متولی بننے سے منع فرمایا۔ انها امانةٌ! یعنی دنیا میں یہ ایک امانت ہے جس نے اس امانت کے حق میں نہ تو کوتاہی کی اور نہ خیانت کی تو وہ بری ذمہ ہو گیا اور جس نے الٹ کیا۔ انها يوم القيامة خزي! اس کے لئے امانت کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے رسوائی کا باعث بنے گی اور اس کو شرمندگی ہوگی کہ کوتاہی کے باوجود اس نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا اس میں انصاف نہ کرنے والے اور غیر اہل حکام کو تنبیہ کی گئی ہے البتہ عدل والوں کو بہت بڑے اجر اور بڑی فضیلتوں سے نوازا جائے گا اس کا حشر انعام یافتہ لوگوں میں ہوگا اور عرش الٰہی کے نیچے ان کو سایہ ملے گا اسی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کے آخری حصے میں اشارہ فرمایا۔ الا من اخذها بحقها! یعنی جس نے عدل کیا انصاف پھیلایا ظلم سے بچا۔ عاقولی کہتے ہیں کہ یہ مستثناء منقطع ہے یعنی وہ ذلت و شرمندگی ہے لیکن جس نے اس کو اس کے حق کے ساتھ لیا اس کے لئے ذلت کا باعث نہ ہوگا۔ صدیقی کہتا ہے کہ یہ مستثناء متصل بھی بنتا ہے یعنی عہدہ ذلت ہے مگر جبکہ اس کا حق ادا کیا جائے۔ نووی کہتے ہیں عدل والے عہدے میں بلاشبہ فضیلت ہے لیکن اس میں خطرہ زیادہ ہے اسی لئے بہت سارے علماء سلف نے تکلیف برداشت کر لی مگر عہدہ منظور نہ کیا۔ عاقولی کہتے ہیں عہدے سے پرہیز کرنے کے سلسلے میں یہ حدیث بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ رکاوٹ کے ہوتے ہوئے وہ وصل میں پوری وفا نہیں کر سکتا۔

تخریج :اخرجه مسلم ۱۸۲۵

الفرائد :① جو حکومتی ذمہ داری پوری نہ کر سکتا ہے اس کے لئے وہ رسوائی و ذلت کا باعث ہوگی۔ ② جس نے اہلیت رکھتے ہوئے عدل نہ کیا وہ قیامت کے دن رسوا ہوگا۔ ③ جس نے حکومت کا عہدہ اہلیت سے قبول کیا پھر عدل کیا تو اس کے بڑے درجات ہیں۔

۶۷۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۷۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک عنقریب تم حکومت اور امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگی۔ (بخاری)

تشریح : الامارة! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ جس طرح خبر دی اسی طرح واقع ہوا یہاں تحرصون پر نؔ لا گیا ہے جو کہ قسم کا مفہوم دے رہا ہے اور مضارع کا صیغہ لایا گیا گویا اس سے اشارہ فرمایا جا رہا تھا کہ اس وقت دنیا سے تمہارا اعراض اور زہد بہت زیادہ ہے کہ اس سے منکر سا معاملہ کرتے ہو۔ على الامارة! اس سے بڑی امارت اور چھوٹا عہدہ ہر دو مراد ہیں۔ ستكون ندامةً يوم القيامةِ! یعنی جو اس عہدے کی اہلیت نہیں رکھتا اور اس کے حق کو پورا نہیں کرتا اس کے لئے

ندامت ہے اگر چہ یہ مطلق ہے مگر مراد اس سے مقید ہے اور اس کو حذف کرنے کی وجہ اس سے دور رکھنا اور نفرت دلانا ہے۔

تخریج :الحدیث بتمامه اخرجه البخاری ٧١٤٨ و کذا اخرجه احمد ٣/٩٧٩٨ والنسائی ٤٢٢٢ وابن حبان ٤٤٨٢ والبیهقی ١٢٩/٣۔

الفوائد : یہ معجزہ نبوت ہے جو اسی طرح پیش آیا جیسے فرمایا۔ جو امارت کی حرص کرے اور اس کا بوجھ برداشت نہ کرسکتا ہو۔ قیامت کے دن حسرت وندامت سے اٹھایا جائے گا۔

٨٢ :حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِنْ وُّلَاةِ الْاُمُوْرِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيْرٍ صَالِحٍ وَّتَحْذِيْرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوْءِ وَالْقَبُوْلِ مِنْهُمْ

بَاب: بادشاہ اور قضاۃ کو نیک وزیر مقرر کرنا چاہئے اور برے ہم مجلسوں سے بچنا چاہئے

الحث : آمادہ کرنا۔ **السلطان والقاضی** : بادشاہ اور حاکم اور لوگوں کے درمیان شرعی احکام کا فیصلہ کرنے والا۔ **غیرھما** : حکام سے متعلقہ لوگ۔ **وزیر صالح** : یہ وزر سے لیا گیا ہے جس کا معنی بوجھ ہے اس کی جمع وزراء ہے اس کو وزیر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہ کی تدابیر کا بوجھ اٹھاتا ہے اور عدل کو قائم کرنے میں اس کا معاون ہوتا ہے۔ **من قرناء السوء** : برے ساتھیوں سے اس کو بچنے کا حکم دیا کیونکہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے کیونکہ برے لوگوں کے اشارات کو قبول کرنا گویا فساد پر آمادہ کرنا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ [الزخرف:٦٧]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے تقویٰ والے لوگوں کے''۔ (الزخرف: ٦٧)

الاخلاء! جمع خلیل ہے جیسے نبی سے انبیاء۔ یومئذ! اس سے مراد معاد وفصل کا دن ہے۔

النحو : یہ جملہ الاخلاء کی خبر ہے۔ الا المتقین! ان کی محبت باقی رہے گی زائل نہ ہوگی۔

٦٧٨ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٦٧٨ : حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھیجا اور ان کے بعد جس کو ان کا جانشین بنایا اس کے دو راز دار ساتھی ہوتے تھے۔ ایک راز دار

اس کو نیکی کا حکم دیتا اور اس پر اس کو آمادہ کرتا اور دوسرا رازدار اس کو برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ (بخاری)

تشریح ❁ **ما بعث الله من نبی!** من یہاں عموم کی تاکید کے لئے آیا ہے۔ اسی من خلیفة کا من بھی کانت یہ وجدت کا معنی دیتا ہے۔ **بطانتان**...... **عطیه!** بطانہ سے مراد رازدار یہاں داعی مراد ہے۔ یہ مصدر ہے اور اسم کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ واحد اور مذکر اور ان کی فروعات پر بولا جاتا ہے (محبّ طبری) وہ رازدار اس کو عدل و انصاف کو قائم کرنے کے لئے شرعی طور پر مستحسن کاموں کا حکم دیتے ہیں۔ **وبطانة تامر بالشر علیه!** کچھ رازدار برائی پر آمادہ کرتے ہیں۔ **والمعصوم من عصم الله!** شیخ اکمل الدین فرماتے ہیں کہ معصوم سے آپ ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے۔ جیسا روایت وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت فرمائی جس سے جن ساتھی مسلمان ہوگیا اب آپ ﷺ کو شر کی طرف دعوت دینے والا کوئی نہ رہا۔ صدیقی کہتا ہے کہ اگر عصمت سے مراد گناہ میں مبتلا ہونا محال ہونا ہے تو آپ ﷺ کی ذات مراد ہے اور اگر اس سے مراد مطلق گناہ سے حفاظت ہو تو پھر ہر وہ شخص مراد ہوسکتا ہے جو محفوظ رہے۔ خواہ ابتداً وساوس سے روک دیا جائے خواہ وہ شیطان اپنے کفر پر باقی ہو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔ (۲) یا اس کے وسوسہ کا دل میں قائم نہ رہنا ہے۔ یہ بھی انہی کی طرح ہے جن سے مواخذہ نہیں جیسا اس ارشاد میں: **ان الله تجاوز لامتی ما حدثت به انفسها لم تتکلم او تعمل!** (۳) وسوسہ متقاضی عمل سے اپنے نفس کو پھیر لیا۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو اگلی سطور میں ہے وہ دوسری صورت کے قریب ہے۔ ابن التینؒ کہتے ہیں یہ دونوں صورتیں مراد ہوسکتی ہیں کہ قرین و وزیر مراد ہو۔ (۲) وزیر اچھا و برا بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ کرمانیؒ کہتے ہیں نفس امارہ مراد ہے اور دوسرا نفس لوامہ کو خیر پر آمادہ کرنے والا ہو کیونکہ ان دونوں میں قوت ملکیہ اور حیوانیہ دونوں پائی جاتی ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں تمام پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بعض مراد ہوں نہ کہ دوسرے۔

تخریج : اخرجه البخاری ٦٦١١ واحمد ٤/١١٣٤٢ والنسائی ٤٢١٣ وابن حبان ٦١٩٢ وابو یعلی ١٢٢٨ والبیهقی ١١١/١٠ واخرجه فی الادب المفرد ٢٥٦ ضمن حدیث طویل۔ واخرجه الترمذی ٢٣٦٩ وابن حبان ٦١٩١ بلفظ ما من نبی الا وله بطانتان بطانة تامره بالمعروف وتنهاه عن المنکر وبطانة لا تالوه خبالاً فمن وقی شرها فقد وقی ومعنی لا تالوه خبالاً ای لا تقصر فی افساد امره وهو اقتباس من قوله تعالی لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالاً والله تعالی اعلم۔

الفوائد : ① اس میں حکام کو آمادہ کیا گیا کہ وہ رعایا کی نگہبانی کریں۔ ② وہی بچ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے۔

٦٧٩ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ اِنْ نَّسِیَ ذَکَّرَهٗ وَاِنْ ذَکَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ اِنْ نَّسِیَ لَمْ یُذَکِّرْهُ وَاِنْ ذَکَرَ لَمْ یُعِنْهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

٦٧٩: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی حاکم کے ساتھ

بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو راست باز وزیر عنایت فرماتے ہیں کہ اگر وہ بھول جاتا ہے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اس کو نیک کام یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے اور جب کسی حاکم سے دوسری بات کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے برا وزیر مقرر فرما دیتے ہیں۔ اگر وہ بھول جائے تو اس کو یاد نہیں دلاتا اور اگر اس کو یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد نہیں کرتا۔ ابوداؤد نے شرط مسلم پر عمدہ سند سے بیان کیا۔

تشریح ۞ **اذا اراد اللّٰه**! کو ان الفاظ سے ذکر کیا من ولی منکم عملاً فاراد اللّٰہ بہ خیرا !(فتح الباری) خیراً! میں تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ پس خاص و عام کو شامل ہے۔ جس کو یہ میسر وہ دارین کی بھلائیاں پانے والا ہے۔ خیر کی تفسیر جنت سے کی گئی ہے۔ **وزیر صدق**! صدق کی طرف اضافت اس وجہ سے ہے کیونکہ وہ دوستی کی بنیاد ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ قول و فعل اور ظاہر و باطن سب میں سچائی اختیار کرنے والا ہو۔ طیبی کہتے ہیں یہ اصل میں وزیر صادق پھر صفت میں مبالغہ کے لئے اس کے نفس صدق اور مزید خصوصیت کے لئے وزیر صدق کہہ دیا۔ وزیر سے مراد بوجھ اٹھانے والا۔ **ان نسی ذکرہ**! اگر کسی ضرورت کی چیز کو بھول گیا یا حکم شرعی سے ہٹ گیا یا مظلوم کا معاملہ تھا یا رعایا کی مصلحت کی بات تھی۔ تو اس کو یاد دلائے۔ اگر اس نے مان لیا تو رائے اور قول و فعل سے اس کی اعانت کرے۔ اس کے لئے ماوردی کی احکام السلطانیہ اور طرطوشی کی سراج الملوک ملاحظہ کریں۔

اذا اراد بہ غیر ذلك! خیر کے علاوہ شر ہی ہے۔ اشارہ سے اس کی تعبیر کر کے شر سے بہت زیادہ بچنے کی تاکید کر دی۔ اس کی شناعت کی وجہ سے اس کا نام بھی نہیں لیا اور اشارہ بعید سے خیر کی طرف اشارہ کہ وہ بہت بڑی چیز ہے اس کو حاصل کرنا چاہئے۔ وزیر سوء سے برا ساتھی ہے اگر وہ کوئی ضروری چیز چھوڑ جائے گا تو وہ اسے یاد نہ دلائے گا کیونکہ وہ خود قلبی نور سے محروم ہے جو خیر و شر میں امتیاز کرتی ہے اور اگر یاد دلائے گا تو اس کے کرنے میں اس کی معاونت نہ کرے گا بلکہ اس سے ہٹانے کی کوشش کرے گا کیونکہ اس کی طبع میں شرارت اور فعل میں برائی ہے۔

ایک اہم تنبیہ: ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن صلاح کے ہاں جید و صحیح برابر ہیں۔ بلقینی کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جید کو صحیح سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ مگر ماہرین نے کہا کہ صحیح سے جید کی طرف اسی وقت اترتے ہیں جب اس میں کوئی کمی پائی جائے مثلاً حسن لذاتہ سے اوپر ہو مگر صحیح کے درجہ کو پہنچنے میں تردد ہو تو اس وقت جید یا قوی کا لفظ بول دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے نووی نے سند میں علیٰ شرط مسلم کہا ہے۔ یعنی اس کی سند کے رجال مسلم والے ہیں ورنہ صحیحین کی کوئی شرط نہیں نہ ان میں سے کسی ایک کی کوئی شرط ہے جو انہوں نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہو۔ (شرح تقریب لسیوطی)

تخریج : صحیح الاسناد اخرجه ابو داود ۲۹۳۲ والنسائی ٤٢١٥ مختصرًا۔

الفرائد : ① حکام کو ایسے نائب بنانے چاہئیں جو حسن سیرت و کردار سے مزین ہوں تا کہ ملک و رعایا میں خیر پھیلنے کا ذریعہ بنیں۔ ② برے وزراء بنانے سے سب کا بوجھ اسی پر ہوگا۔

۸۳ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوْلِيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ

سَاَلَهَا اَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَضَ بِهَا

بَابٌ: کسی ایسے آدمی کو حکومت وقضاء کا عہدہ دینا ممنوع ہے جو اس کے حصول کے لئے حرص رکھتا ہو یا تعریض کرے

الامارة! بندوں پر حاکم بننا۔ القضاء! مثلاً سپاہی تھا' سالار لشکر' کسی عمل کا عامل وغیرہ۔ لمن سألها! متولی بنادیا گیا اگرچہ اس پر حریص نہ تھا۔ او حرص علیها! اگرچہ ظاہر میں مانگا تو نہیں یعنی اسے اس سے بچنے کی راہ معلوم ہو۔ فعرّض! اس حرص کی وجہ سے تعریض کردی۔ یہ صورت تمناو مدح حکومت میں شمار ہے۔

٦٨٠ : عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيّ ﷺ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَمِّيْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، فَقَالَ: اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّيْ هٰذَا الْعَمَلَ اَحَدًا سَاَلَهٗ اَوْ اَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۰ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو چچا زاد بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جن علاقوں پر آپ کو والی بنایا ہے ان میں سے کسی پر ہمیں بھی حاکم بنادیں۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا ہم اس کام کا والی کسی ایسے کو نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے یا کسی ایسے کو جو اس کی حرص کرے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ و رجلان من بنی عمّی! اشعری لوگوں میں سے دو آدمی۔ ایک میری دائیں اور دوسرا میری بائیں جانب تھا۔ امرنا! ہمیں عامل بنادیں۔ مثل ذلك! اس نے بھی تقریباً پہلے والی بات کہی۔ فقال ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اوران جیسے لوگوں کو منع کرنے کے لئے فرمایا۔ انا واللّٰہ لا نولی هذا العمل احداً ساله او احداً حرص علیه! ہم ان عہدوں پر حرص کرنے والوں کو ذمہ دار نہیں بناتے کیونکہ اس کا سوال ظاہر کرتا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کی ہمت نہیں رکھتا۔ وہ صرف اپنے نفسانی نفع کا خواستگار ہے۔ اس سے وہ دنیا کی کثرت چاہتا ہے اور اس سے لوگوں کا معاملہ بگڑ جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی آخرت کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔

تخریج : اخرجه البخاری ۷۱٤۹ ومسلم ۱۷۳۳۔

الفرائد : غیر مستحق عہدے والا جو خوشحالی اور نعمتیں عہدے کی وجہ سے پاتا ہے اس سے بڑی تنگدستی اور ضرر کا شکار ہوگا خواہ دنیا میں معزول کر کے بے نام کردیا جائے گا یا آخرت میں پکڑا جائے گا جو کہ بڑی ذلت ہے (اعاذنا اللہ منہا)

كتاب الأدب

۸۴ :بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهِ

باب: حیاء اور اس کی فضیلت اور اسے اپنانے کی ترغیب

ادب! جو چیز قول و فعل میں قابل تعریف ہو۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں مکارم اخلاق کو اپنانے کا نام ادب ہے۔ بعض نے کہا قابل تحسین چیز کی اطلاع پانا بعض نے کہا بڑے کی تعظیم اور چھوٹے کے ساتھ نرمی کا نام ادب ہے۔ یہ مأدبۃ سے لیا گیا۔ وہ کھانے کی دعوت کو کہتے ہیں۔ اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کو اس کی طرف بلایا جاتا ہے۔ امام بخاری نے اس سلسلہ میں ایک اچھی تالیف فرمائی ہے۔ باب الحیاء! میں حیاء کی تعریف' فضیلت اور اس کو اختیار کرنے پر آمادہ کرنا بیان ہوگا۔

۶۸۱ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو! اس لئے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یعظ اخاہ فی الحیاء! وہ اپنے بھائی کو حیاء کی ملازمت پر ہونے والے نقصان کی نصیحت کر رہا تھا۔ اس کی وجہ کے متعلق بخاری نے باب الادب میں کہا کہ وہ اس کو کہہ رہا تھا تو اتنا زیادہ حیاء کرتا ہے یہ تجھے نقصان دے گا۔ ابن حجر کہتے ہیں مجھے اس انصاری کا نام معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہی ان کے بھائی کا۔ دعہ! حیاء سے اس کو منع مت کرو اور حیاء کرنے دو۔ یہ لفظ بخاری کی روایت میں ہے مسلم میں نہیں فان الحیاء من الایمان! حیاء تو ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ جیسا روایت ابو ہریرہؓ میں ہے: والحیاء شعبة من الایمان! نووی کہتے ہیں اگرچہ یہ طبعی چیز ہے مگر اکتساب و تخلق سے دوسرے اعمال کی طرح حاصل ہو جاتا ہے لیکن قانون شریعت کے مطابق اس کا استعمال اکتساب' نیت اور علم کا محتاج ہے۔ اس وجہ سے یہ ایمان کا شعبہ ہے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ اعمال خیر پر ابھارنے اور معصیت سے روکنے کا ذریعہ ہے۔

تخریج : اخرجه مالك فى موطئه ۱۶۷۹ واحمد ۵۵۵۴ :۲ والبخارى ۲۴ ومسلم ۳۶ وابو داود ۴۷۹۵ والترمذى ۲۶۱۵ وابن ماجه ۵۸ وابن حبان ۶۱۰ والحميدى ۶۲۵ والنسائى ۵۰۴۸ وابن منده فى الايمان ۱۷۴ وغيرهم من ائمة الحديث الشريف۔

الفرائد :حیاء ایک عمدہ عادت ہے جس کو اختیار کرنا چاہئے یہ کمال ایمان کی علامت ہے۔

٦٨٢ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلْحَيَآءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ" اَوْ قَالَ :"اَلْحَيَآءُ كُلُّهٗ خَيْرٌ"۔

۶۸۲: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حیاء خیر ہی لاتی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہے یا فرمایا حیاء تمام کی تمام بھلائی ہے۔

تشریح ۞ الحیاء! یہ طلب حیاء کے معنی میں ہے۔ لا یاتی الا بخیر! یہ ہمیشہ کی مخالفت اور معصیت کے قصد سے نور ایمان کی وجہ سے مانع ہے۔

واحدی کہتے ہیں استحیاء یہ حیاء سے ہے۔ استحیاء یعنی شرم کرنا قوت حیات کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ وہ عیب کے مواقع کو خوب جانتا ہے اور حیاء قوت حس اور اس کے لطف اور قوت حیات سے حاصل ہوتا ہے۔

فرق روایت: مسلم میں الحیاء خیر کله! اور الحیاء کله خیر! پہلی صورت میں وہ خیر کی تاکید اور دوسری صورت میں وہ حیاء کی تاکید ہے۔ نووی کہتے ہیں بعض لوگوں کو اشکال ہوا کہ کبھی حیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے رکنے کا باعث بنتا ہے اور بعض اوقات حقوق میں خلل کا سبب بن جاتا ہے۔ الجواب: ابن صلاح کہتے ہیں یہ حقیقی حیاء نہیں بلکہ یہ صورت حیاء ہے۔ اس کا عاجزی، بزدلی، ذلت ہے۔ بعض لوگ اسے حیاء کہتے ہیں جو کہ مجازی اطلاق ہے۔ حیاء کی حقیقت یہ ہے ایسا اخلاق ترک قبیح اور حق والے کے حق میں کوتاہی سے انسان کو روک دے۔

تخریج : اخرجه البخاری ٦١١٧ ومسلم ٣٧ وابو داود ٤٧٩٦۔

الفوائد : جو حیاء نہی عن المنکر سے مانع بنے وہ مذموم ہے یہ بزدلی اور غیر اللہ کا خوف ہے حیاء نہیں۔ حیاء وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان گناہ سے باز رہے۔

٦٨٣ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْبِضْعُ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَيَجُوْزُ فَتْحُهَا وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ۔ "وَالشُّعْبَةُ" : اَلْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ۔ "وَالْاِمَاطَةُ" : اَلْاِزَالَةُ۔ "وَالْاَذٰى" :مَا يُؤْذِيْ كَحَجَرٍ وَّشَوْكٍ وَّطِيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ۔

۶۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کے ستر یا ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور سب سے کم راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

اَلْبِضْعُ: تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔
اَلشُّعْبَۃُ: ٹکڑا' عادت۔
اَلْاِمَاطَۃُ: ازالہ۔
اَلْاَذٰی: جو تکلیف دے مثلاً کانٹا' پتھر' مٹی' راکھ' گندگی اور اسی طرح کی چیزیں۔

تشریح ۞ بضع وسبعون او بضع وستون شعبة! او یہ بقول بیہقی سہل راوی کا شک ہے۔ یہ شعبہ جات باب الدلالۃ کثرت طرق الخیرات میں گزرے ملاحظہ فرمالیں۔ فافضلها! فا تفصیلیہ ہے۔ افضل سے مراد اللہ کے ہاں ثواب میں بڑھ کر یا مرتبے میں بلند تر۔ قول لا الله الا الله! بقول قاضی عیاض اس سے شہادتین مراد ہیں۔ (۲) فقط یہی کلمہ بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مفاد میں بڑھ کر اور شرف و مرتبے والا ہے اور نبوت کے بنانے کی حکمت یہی کلمہ ہے۔ ادناها! مرتبے میں کم یا ثواب میں کم۔ اماطه الاذی! اماطہ۔ دور کرنے کو کہتے ہیں اذیٰ سے مراد جو چیز گزرنے والوں کو ایذا دے خواہ وہ پتھر ہو یا کانٹا یا ہڈی وغیرہ کیونکہ راستے سے ہٹا دینے میں گزرنے والوں کو ضرر سے بچالینا ہے۔ الحیاء شعبة من الایمان! ایمان کی ایک خصلت ہے۔ ایمان کی شرعی تعریف یہ زبان سے اقرار اور ان چیزوں کی دلی تصدیق جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ اس طرح کی روایات میں ایمان کا اطلاق اعمال پر کیا گیا ہے مطلب یہ ہے یہ کمال ایمان سے ہے کیونکہ طاعات سے ایمان یعنی تصدیق مکمل ہوتی ہے۔ پس ان طاعات کو لازم کرنا اور ان شعبہ ہائے ایمان کو ملانا یہ بھی من جملہ تصدیق سے ہے اور اس پر دلالت کرنے والے ہیں یہ اہل تصدیق کی عادات سے ہے۔ پس یہ ایمان شرعی' لغوی سے خارج نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا کہ ان تمام شعبوں کا دارومدار توحید پر ہے۔ کوئی شعبہ بغیر توحید کے درست نہیں ہوتا۔ ان میں سب سے کم درجہ جس سے مسلمانوں کو ضرر پہنچتا ہے۔ وہ راستہ میں پڑا ہوا کنکر و کانٹا ہے۔ اس کا ہٹانا یہ ایمان کا شعبہ ہے۔ ان دونوں اطراف کے درمیان غلبہ ظن سے گنتی ممکن ہے۔ اصل تو حکم کی مراد چھوٹی سے چھوٹی صعوبت ہے۔ ان کو جاننا لازم نہیں اور ان سے ناواقفیت قادح نہیں کیونکہ اصول ایمان تو تحقیق سے معلوم و معروف ہے اور فی الجملہ اس عدد پر ایمان لازم ہے (کلام قاضی عیاض بواسطہ النووی) بضعه! تین سے دس تک۔ خلیل نے سات کہا۔ بعض نے دو سے دس تک کو کہا۔ شعبه! ٹکڑا اور خصلت۔ طین! کیچڑ وغیرہ۔ رماد! راکھ۔ قذر! جو پاک کو پلید کردے۔ پیشاب' پاخانہ' پاک چیز کی میل ایذاء کا باعث بنتی ہے۔ نحو ذلك! ان میں منحصر نہیں۔ تمام ایذاء کن اشیاء کو شامل ہے۔

تخریج : بخاری' مسلم۔

الفوائد : حیاء اس وقت تک قابل تعریف ہے جب تک ضعف پیدا نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر حیاء دار تھے کہ ناپسندیدہ چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر تغیر آجاتا تھا۔

٦٨٤ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَشَدَّ حَیَآءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِیْ خِدْرِھَا ' فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَّکْرَھُہٗ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ : حَقِیْقَۃُ الْحَیَآءِ خُلُقٌ یَّبْعَثُ عَلٰی تَرْكِ الْقَبِیْحِ وَیَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِیْرِ فِیْ حَقِّ ذِی

الْحَقِّ وَرَوَيْنَا عَنِ اَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ الْحَيَآءُ رُؤْيَةُ الْاٰلَآءِ "اَيِ النِّعَمِ" وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَآءً" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۶۸۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیاء دار تھے۔ اس لئے کہ جب کوئی ایسی چیز آپؐ دیکھتے جو ناپسند ہوتی تو ہم اس کے آثار آپؐ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے۔ (بخاری و مسلم)

علماء نے فرمایا کہ حیاء ایک ایسی خصلت کو کہتے ہیں جو آدمی کو بری چیز کے ترک پر آمادہ کرے اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی سے رکاوٹ بنے۔ ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ سے ہم نے نقل کیا کہ حیاء اس حالت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اوپر انعامات دیکھنے اور پھر ان میں اپنی کوتاہیوں پر نظر کرنے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

تشریح ✿ حیاء! یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ **العذراء**! باکرہ لڑکی۔ **فی خدرھا**! جب کہ وہ اپنے خاوند سے خلوت کرتی جس کو وہ پہلے سے نہیں پہچانتی۔ الگ پردہ میں ہونا مراد نہیں کیونکہ وہاں تو کوئی موجود ہی نہیں جس سے حیاء کرے (اس جدید دور میں باپردہ کنواری اور کھلے منہ پھرنے والی کنوریوں کے حیاء میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اس حیاء کے مراد لینے میں بھی کوئی مانع نہیں) روایت کا فرق: بخاری کی روایت یہاں تک ہے۔ مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: **فاذا رای شیئا یکرھه عرفناه فی وجهه**! جب کوئی معمولی ناپسندیدگی کی چیز پیش آتی تو ہم وہ کراہت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے معلوم کر لیتے۔

حیاء کی حقیقت: وہ عادت قبیح افعال، اقوال، اخلاق کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور اس عادت والے کو حق والے کے حق میں کمی سے روک دے۔ بعث کی نسبت خلق کی طرف مجازی ہے۔ حاصل یہ ہے ایسا مسئلہ جو نفس کو ادائیگی حقوق اور قطع تعلقی کے چھوڑنے پر آمادہ کرے۔

ابوالقاسم جنیدؒ فرماتے ہیں (یہ ابن محمد قواریری کے نام سے بھی معروف ہیں فقہ شافعی کے بڑے ائمہ سے ہیں یہ نہاوند کے رہنے والے تھے ان کی پیدائش عراق کی ہے بغداد میں ۲۹۷ھ میں ہفتہ کے دن وفات پائی) اللہ تعالیٰ کے انعامات کو دیکھنا اور پھر اپنی کوتاہی پر نظر ڈال کر دل میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کو حیاء کہتے ہیں (نووی)

تخریج: اخرجه البخاری ۳۵٦۲ و مسلم ۲۳۲۰ و ابن ماجه ۴۱۸۰۔

۸۵: بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

باب: بھید کی حفاظت

السر! چھپے ہوئے معاملات۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء: ٣٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''تم وعدہ کو پورا کرو بے شک وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا''۔(الاسراء)

مسئولا: یعنی اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ باب حذف سے ہے۔(۲) اسناد مجازی ہے۔(۳) **مسئولاً هو هل وفی به ام لا؟**! پس اس صورت میں یہ اس آیت کی طرح ہے: ﴿**اذا المؤودة سئلت بای ذنب قتلت**﴾! اس کے کرنے والے کو دلانے کے لئے پوچھا جائے گا۔ اس بات میں ذکر کی وجہ یہ ہے کہ اس کے چھپانے کی عادت لفظاً یا حالاً پائی جاتی ہے۔

٦٨٥: وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلُ يُفْضِيْ اِلَى الْمَرْاَةِ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۸۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں بدتر وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ملاپ کرے اور وہ اس سے ملاپ کرے پھر وہ مرد اس راز کو پھیلا دے''۔(یعنی دوستوں میں مزے سے بیان کرے)۔(مسلم)

تشریح ۞ ان من اشر الناس! یہ جملہ منزلۃ سے حال ہے۔ اصل میں صفت تھی مقدم ہونے کی وجہ سے حال کا اعراب دیا۔ یوم القیامة! یہ اشریت کا ظرف ہے۔ الرجل یفضی! الف جنس کا ہے۔ افضاء یہ جماع سے کنایہ ہے۔ ینشر سرّھا! مقدمات اور تفاصیل جماع دوسروں کے سامنے ذکر کر دے۔

مسئلہ: حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔

تخریج: اخرجه مسلم ١٤٣٧ وابو داود ٤٨٧٠ وفی اسناده عمر بن حمزة العمری متکلم فیه۔

الفوائد: مرد و عورت کو اپنے باہمی قول و فعل کو ظاہر کرنا حرام ہے۔ البتہ جب عجز عن الطباع یا اعراض کا معاملہ پیش آئے تو فیصلہ کے لئے اظہار کیا جائے گا۔

٦٨٦: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ بِنْتُهٗ حَفْصَةُ قَالَ لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِىْ اَمْرِىْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِىْ فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِىْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ يَوْمِىْ هٰذَا فَلَقِيْتُ اَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَىَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّىْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ۔ فَلَقِيَنِىْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ:

لَعَلَّكَ عَلَىَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَىَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَىَّ اِلَّا اَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَقَبِلْتُهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"تَاَيَّمَتْ" اَىْ صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ وَّكَانَ زَوْجُهَا تُوُفِّيَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "وَجَدْتَّ": غَضِبْتُ۔

۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر کی صاحبزادی حفصہ بیوہ ہوگئیں تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا۔ پس میں نے ان کے سامنے حفصہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کا معاملہ پیش کیا۔ میں نے کہا اگر تم پسند کرو تو حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح میں تم سے کر دیتا ہوں۔ عثمان نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور کروں گا۔ پس میں چند راتیں رکا رہا پھر وہ مجھے ملے اور کہا کہ میرے سامنے یہی بات آئی ہے کہ میں ان دنوں میں شادی نہ کروں۔ پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا پس میں نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں؟ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا پس میں عثمان رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت ان پر زیادہ رنجیدہ ہوا۔ پس میں کچھ راتیں ٹھہرا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا میں نے آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگا شاید تم مجھ پر ناراض ہوتے ہو گے جبکہ تم نے نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ مجھ پر پیش کیا تو میں نے تمہیں کوئی جواب نہ دیا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا مجھے اس میں جواب دینے سے اور کسی چیز نے نہیں روکا مگر صرف اس بات نے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تھا اور میں حضور ﷺ کے راز کو افشاء کرنے والا نہ تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیتے تو میں اس کو قبول کر لیتا۔ (بخاری)

تَاَيَّمَتْ: بیوہ ہونا۔ وَجَدْتَّ: تم ناراض ہوئے۔

تشریح ۞ حين تايمت بنته حفصة! حین یہ قال کا ظرف مقدم ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ۔ ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ یہ احد میں زخمی ہوئے۔ دارقطنی کا قول یہ ہے کہ انہوں نے طلاق دے دی تھی۔ یہی ابن النحوی کا قول ہے۔ اس قول کے مطابق روایت کا مطلب یہ ہوگا۔ انہوں نے ہجرت کے تیس ماہ بعد شادی کی اور پہلے قول کے مطابق انہوں نے بدر کے دو سال بعد شادی کی۔ خنیس کا سلسلہ نسب یہ تھا۔ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی قرشی سہمی' یہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں یہ سابقین فی الاسلام سے تھے۔ انہوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی۔ لقيت عثمان بن عفان رضی الله عنه! میں عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ملا۔ فعرضت عليه حفصه! اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹی کے سلسلہ میں نیک لوگوں سے نکاح کی پیش کش کر دے۔ ان شئت انكحتك! ای بنت عمر قبولیت آمادہ کرتے ہوئے لائے۔ ای اقبل بنت عمر۔ سا نظر فی امری! میں اپنے معلوم میں غور کر لوں آیا ابھی شادی کروں یا موخر کروں۔ ملبثت لیالی! میں نے کئی راتیں انتظار کیا۔

اَللّغَاتْ: لیالی ظرف منصوب ہے۔ بدالی! مجھے یہ ظاہر ہوا۔ یومی هذا! یوم سے مطلق زمانہ مراد ہے۔ اس سے تجمل کا وہم دور کرنا مقصود ہے۔ فصمت! انہوں نے قصداً خاموشی اختیار کی یا کوئی داعیہ تھا۔

فلم یرجع! یہ متعدی ہے جیسا اس آیت میں ﴿فان رجعك الله﴾! یعنی مجھے واپسی جواب نہ دیا نہ قبول سے نہ اعراض نہ تعریض نہ تصریح سے۔ فکنت اوجد علیه! میں ان پر زیادہ ناراض تھا۔ منی علی عثمان! عثمان کی بنسبت کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب تو دے دیا خواہ نفی میں دیا۔ مگر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو بالکل چھوڑ دیا۔ فانکحتها ایاه! یہ جملہ ہے جو عہد کی خلاف ورزی کے باب میں اس روایت کو ذکر کرنے کا باعث ہے۔ اور ابن عساکر نے مسند عمر میں بھی اسی لئے ذکر کیا (شرح بخاری لابن نحوی) فلقینی ابوبکر فقال لعلك وجدت علی حین عرضت! تکمیل نکاح کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہنے لگے شاید تم مجھ پر اس وقت سے ناراض ہو جب تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ پر پیش کیا۔ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ لعل یہاں شفقت کے لئے ہے۔ وجد! ناراضگی کرنا۔ حین! یہ جملہ کی طرف مضاف اور خود ظرف ہے۔ نعم! کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں نے بھی بغیر چھپائے بات صاف کہہ دی۔ ذکرھا! اس کے ساتھ نکاح کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ میں نے اس راز کو ظاہر کرنا پسند نہ کیا کیونکہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور راز مجھے فرمائی تھی۔ ولو ترکھا! اگر آپ نکاح نہ فرماتے تو اس کو نکاح میں قبول کر لیتا۔

مَسْئَلَہ: جس عورت سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا ارادہ ہو کسی دوسرے کو اسے پیغام نکاح دینا حرام ہے اور جس سے اعراض کر لیں تو اس سے نکاح حرام نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشاء کرنا حرام ہے۔ اس جملے کو مسند حمیدی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ تایمت! بے خاوند ہونا۔ وجدت! وجد الضالۃ گمشدہ کو پالانا' وجد علیہ ناراض ہونا (المصباح)

تخریج: اخرجه البخاری ۵۱۲۲۔

الفرائد: ① جہاں سے خیر ہی کی توقع ہو وہاں نکاح کے لئے پیشکش میں گناہ نہیں۔ ② راز کی حفاظت اس کو ضروری ہے جس کو ذمہ دار بنایا جائے۔

٦٨٧ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِيْ مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ اَوْ عَنْ شِمَالِهِ ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِيْدًا ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ – فَقُلْتُ لَهَا : خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ نِسَآئِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَاَنَّهُ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ" وَاِنِّيْ

لَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنَّهٗ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ" فَبَكَيْتُ بُكَائِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّ فِي الثَّانِيَةِ فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟ فَضَحِكْتُ ضِحْكِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۶۸۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپؐ کے پاس تھیں جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ذرہ بھر مختلف نہ تھی۔ جب ان کو آپؐ نے دیکھا تو خوش آمدید کہی اور فرمایا مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ۔ پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر ان سے رازدارانہ باتیں کہیں پس وہ بہت روئیں۔ جب آپؐ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو دوسری مرتبہ ان سے رازداری کی بات فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ پھر میں نے ان کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں رازوں کے لئے اپنی بیویوں کے درمیان خاص کیا۔ پھر تم رودیں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز ظاہر کرنے والی نہیں ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہیں اپنے حق کے حوالے سے قسم دیتی ہوں تم مجھے ضرور وہ بات بتلاؤ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کہی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب میں بتلاتی ہوں۔ پھر پہلی مرتبہ جب حضورؐ نے مجھے رازداری کی بات فرمائی کہ مجھے یہ خبر دی کہ جبرائیل میرے ساتھ قرآن پاک ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ دَور کرتے تھے اور انہوں نے اب دو مرتبہ کیا ہے اور میں نہیں خیال کرتا یہ کہ وقت مقررہ قریب آ گیا پس تو تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا۔ شان یہ ہے کہ میں تیرے لئے بہت اچھا پیش رو ہوں۔ پس میں رو پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ پھر جب آپؐ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھے دوسری مرتبہ رازدرانہ بات فرمائی اور فرمایا اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں کہ تو مؤمنوں کی عورتوں کی سردار بنے یا اس امت کی عورتوں کی سردار بنے۔ پس میں ہنس پڑی جیسا تم نے میرا ہنسنا دیکھا۔ (بخاری و مسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

اَلنَّحْوُ: کن ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم! یہ فعل فاعل اکلونی البراغیث! کے قبیل سے ہے۔ فاقبلت فاطمة رضی اللّٰه عنها تمشی! تمشی یہ جملہ حالیہ ہے جو فاعل سے حال ہے۔ ما تخطئ ...... شیئاً! یہ حال متداخل ہے۔ (۲) اقبلت کے فاعل سے حال مترادف ہے۔ (۳) جملہ مستانفہ ہے اور چلنے کے انداز کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا۔ مشنه! ایک انداز کا چلنا۔ شیئاً! مفعول مطلق یا مفعول بہ ہے۔ رحب ...... مرحبا با بنتی! جلدی مرحبا کہا' مرحبا یہ رحبت بلک الدار! سے لیا گیا ہے۔ اس کا مطلب نزلت مکانا رحبا و اسعًا بھا! ہے۔ تم وسیع جگہ میں اترے ہو۔ ثم اجلسها ...... او شماله! راوی کو دائیں یا بائیں جانب کی تعیین میں شک ہے۔ ثم سارها! ثم ظاہر کررہا ہے کہ پہلے ملاطفت کی اور باتیں فرمائیں پھر سرگوشی فرمائی۔ جو اور کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ فبکت بکاء شدیداً! کیونکہ سرگوشی میں سب سے بڑی مصیبت کی اطلاع تھی۔

صبت علی مصائب لو انها ☆ صبت علی الایام صلان لیالیا

فلما رأی جزعها! جزع الرجل اس وقت کہتے ہیں جب آدمی کی پشت کمر پر پڑے بوجھ سے عاجز آ جائے اور صبر کی طاقت نہ رہے (المصباح) سارھا الثانیة! یہ کسر کے بعد جبر ہے۔ غم کے بعد دلجوئی فرمائی۔ فقلت لھا! آثار جزع کے متعلق سوال کیا۔ ثم انت تبکینی! تکرار اور تخصیص کا تقاضا ایسا تھا جس نے تمام مقتضیات بکاء سے ان کو مشغول کر دیا ورنہ اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوتا تو وہ ضرور اس سلسلہ میں ان کی معاونت کرتیں جیسے ام ایمن کے ہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کی۔ قام! سے مراد اس مجلس سے اٹھ جانا ہے۔ ما قال لك! ان تمام باتوں کا پوچھنا یا فقط سبب بکاء کا پوچھنا مقصود تھا۔ لا فشی! یہ لام جحد ہے اور افشاء اظہار کو کہتے ہیں۔

اَلتَّجۡوٰی: سرّہ! مفرد مضاف عموم کو ظاہر کرتا ہے یعنی کسی بھی راز کو۔

بمالی! با قسمیہ یا سببیہ۔ عزمتِ علیك من الحق! حق سے مراد یہ ہے۔ یہ امہات المؤمنین سے تھیں۔

عزمت علیك! یہ قسم سے استعارہ ہے۔ لما حدثنی! لام قسم کو ظاہر کرتی ہے اور ما مزید تاکید کے لئے ہے۔ اما الان! یہ محذوف کا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای سالتنی الان۔

حین سارنی! ظرف مقدر کا منصوب ہے۔ ای بکائی وقت سارنہ! ہر عرب ظرف کے سلسلہ میں بہت وسعت دیتے ہیں جو اور اسم کے متعلق نہیں۔ جبرئیل! یہ سریانی لفظ ہے۔ اس کا معنی عبداللہ ہے۔ عارضه الان مرتین! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا دور ہر سال ایک مرتبہ ہوتا۔ دو مرتبہ ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا۔ اری الاجل! میں گمان کرتا ہوں کہ عمر کا آخری زمانہ آن پہنچا۔ اری! یہاں اظن کے معنی میں ہے۔ فاتقی اللّٰه! جب یہ موقعہ آئے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور نوحہ گریبان پھاڑنا' بال نوچنا وغیرہ تقدیر پر عدم رضا والے اعمال نہ کرنا۔ و اصبری! اہتمام کے لئے صبر کو دوبارہ ذکر کیا کیونکہ اکتاہٹ کی وجہ سے طبع جزع کی طرف جھکتی ہے۔ فانه نعم السلف انا لك! یہ جملہ مستانفہ ہے جو ماقبل کے لئے بطور علت لایا گیا ہے یعنی یہ گھبراہٹ فراق کا نعم البدل ہے۔ بکائی! یہ رونا گناہ سے خالی تھا ورنہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور منع فرماتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رونے کو دیکھا۔ اما ترضین! اما مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے لائے کیونکہ موقعہ کی بڑائی کا تقاضا یہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا صدمہ بڑا تھا تو صبر والوں کو اس پر اعظم تر ثواب ملنا چاہئے تو ان کو افضل نساء هذه الامه! بنا دیا گیا۔ ایک اور روایت میں اسی طرح وارد ہے۔ فضحکت! یہ ہنسی تکبر سے خالی تھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کو تقدیر کا فیصلہ سمجھ کر مان لیا۔ آنسو جاری ہوئے مگر بے صبری کے الفاظ جاری نہ ہوئے جیسا وفات ابراہیم علیہ السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: العین تدمع و القلب یحزن و لا نقول الا ما یرضی ربنا و انا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون! اور جب بشارت ملی تو غرور پیدا نہ ہوا کیونکہ بشارت پر ان کو کامل یقین تھا۔ گویا یہ اسی طرح کی حالت تھی جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا: "انا اول من تنشق عنه الارض یوم القیامة و لا فخر"۔

تخریج : بخاری باب علامات النبوت' مسلم باب الفضائل' نسائی فی الوفات' ابن ماجه فی الجنائز۔

الفرائد: ① اس میں حضرت فاطمہؓ کی منقبت ظاہر ہوتی ہے ان کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور ان کا اکرام۔ ② حفاظت راز ضروری ہے۔ ③ موت کے بعد راز ظاہر کرنے میں حرج نہیں۔

۶۸۸ : وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : اَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا فَبَعَثَنِیْ فِیْ حَاجَتِہٖ فَاَبْطَاْتُ عَلٰی اُمِّیْ فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ :بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِحَاجَۃٍ ' قَالَتْ مَا حَاجَتُہٗ؟ قُلْتُ :اِنَّھَا سِرٌّ – قَالَتْ :لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَحَدًا۔ قَالَ اَنَسٌ :وَاللّٰہِ لَوْ حَدَّثْتُ بِہٖ اَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ بِہٖ یَا ثَابِتُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَہٗ مُخْتَصَرًا۔

۶۸۸ : حضرت ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا پس آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور پھر مجھے اپنے کسی کام بھیج دیا جس سے مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر لگی۔ جب میں والدہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روک دیا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام بھیجا۔ وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ راز ہے۔ میری والدہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے راز کی خبر ہرگز کسی کو نہ دینا۔ حضرت انس نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں وہ راز کسی کو بیان کرتا تو اے ثابت میں تمہیں بیان کرتا۔ (مسلم) بخاری نے اس کا کچھ حصہ مختصراً بیان کیا ہے۔

تشریح ۞ **وعن ثابت**! یہ ثابت بنانی تابعی ہیں کثیر الروایات ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حالات گزرے۔ اتی! آنے کے معنی میں ہے۔ **وانا العب مع الغلمان**! علیّ سے جملہ حالیہ ہے۔ غِلمان! جمع غلام۔ اس سے مراہق کے کھیلنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ **فسلم علینا**! یہ آپ ﷺ کا حسن اخلاق اور شفقت تھی۔ **فبعثنی**! مجھے بھیجا۔ (المصباح)

اَلنَّحْوُ : بعث فعل با کے ساتھ اور متعدی بنفسہ ہے اور فارابی نے اس کا معنی اھبہ و بعث بہ وجھہ! کیا ہے۔ **حاجة**! بڑا کام یا چھوٹا کام دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ **فابطات علی امی**! میں نے والدہ کے ہاں جانے میں دیر کی۔ **ما حبسك**؟! (ض) کس چیز نے تمہیں روکا۔ **حاجه**! کی جمع حاجات اور حوائج' اصمعی کہتے ہیں اس کی جمع حاجات چاہیے۔ ابو عبید نے حوائج بھی درست قرار دیا ہے۔ **ما حاجته**! ضرورت کی تعیین کا سوال کیا۔ **سرّ**! جو چیز چھپائی جائے دوسرے پر ظاہر نہ کی جائے۔ **لا تخبرن**! الفاظ کا اضافہ زیادہ معنی کو چاہتا ہے۔ نہی کی تاکید ہے کہ ہرگز ظاہر نہ کرنا۔ **احدا**! سیاق نفی میں نکرہ عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ **واللّٰہ لوحدثت بہ**! ثابت سے کمال شفقت کو ظاہر کرتے ہوئے راز کی حفاظت کو سمجھاتے ہوئے فرمایا۔ یہ انس کی وفا عہد اور کمال امانت ہے۔

تخریج : اخرجہ البخاری ۶۲۸۹ ومسلم ۲۴۸۲ واللفظ لہ۔

الفوائد : ① آپ کی تواضع کا عظیم نمونہ ہے کہ بچوں کو گزرتے سلام فرمایا۔ ② انس رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے راز کی حفاظت کرنا ظاہر ہوتا ہے۔

٨٦ :بَابُ الْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَاِنْجَازِ الْوَعْدِ

بَابٌ ۸٦ : وعدہ وفا کرنا

الوفا! جب کسی بات کا عہد کرے تو اس کو پورا کرے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:٣٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔(الاسراء)

اوفوا بالعهد! جو لوگوں سے معاہدے کرتے اور معاملات جو لوگوں سے باندھتے ہو۔(۲) جو اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیفی وعدہ لا الہ کے ذریعہ لیا ہے۔ ان العهد کان مسئولا! عہد کے متعلق باز پرس ہوگی۔(۲) عہد سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ﴾ [النحل:٩١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور تم وعدے کو پورا کرو جب تم وعدہ کرو''۔(النحل)

(۲) واوفوا بعهد الله! جن تکالیف شرعیہ کا تم سے وعدہ لیا۔(۲) جو تم نے اس سے اقرار کے ذریعہ لازم کیا یعنی توحید اور فرائض عبودیت ان کو پورا کرو۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدة:١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! تم اپنے وعدوں کو پورا کرو''۔(المائدہ)

(۳) یا یها الذین امنوا اوفوا بالعقود! یہاں عقود سے عہد مراد ہیں اور تمام قرآنی معاہدے اس عموم عقود میں شامل ہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾

[الصف:٢-٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے ہاں یہ ناراضگی کے لحاظ سے بہت بڑی بات ہے تم وہ بات کہو جو تم خود نہ کرو''۔(الصف)

(۴) یایھا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند اللّٰہ! مقت سخت ناراضگی کو کہتے ہیں۔ یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا فاعل جملہ ان تقولوا الخ! ہے۔ یہ اندازِ کلام خوب مبالغہ کو ظاہر کر رہا ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک جماعت نے کہا اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ افضل و محبوب ترین اعمال کیا ہیں تو ہم ان کو اپنائیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ محبوب ترین عمل جہاد ہے۔ جب وہ فرض کر دیا گیا تو بعض نے ناپسند کیا اور بعض یکسو ہو گئے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲) اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے جہاد کو مانگا۔ جب آزمائے گئے تو پیٹھ پھیر گئے۔ (۳) منافقین کے متعلق اتری جو مؤمنین کی نصرت کا وعدہ کرتے مگر ایفاء نہ کرتے۔ غرض شانِ نزول جو بھی ہو۔ آیت میں وعدہ خلافی کرنے والے کے لئے سخت وعید ہے۔

۶۸۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اٰيَةُ الْمُنَافِقِ" ثَلَاثٌ :اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ"۔

۶۸۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں خواہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خیال کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

تشریح : آیۃ! علامت و نشانی۔ المنافق! (۱) اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ وہ ایمان کی بات کرتے مگر عمل سے تکذیب کرتے۔ نصرت دین کا عہد کر کے اس کی خلاف ورزی کرتے امانت دین کی خیانت کرتے۔ (۲) اگر کسی مؤمن میں یہ صفات ہوں تو وہ اس کے حق میں نفاق والا جس کے ساتھ وہ یہ معاملات برتتا ہے۔ البتہ اسلام کا نفاق نہ ہوگا جو باطنی کفر کو کہا جاتا ہے۔ خطابی کہتے ہیں نفاق عملی مراد ہے نہ کہ اعتقادی۔ برماوی کہتے نفاق کی دو قسمیں ہیں (۱) نفاق شرعی جس کا معنی باطن میں کفر ظاہر میں ایمان (۲) عرفی نفاق اس کا اندرون اور اس کے ظاہر کے خلاف ہو اور وہی یہاں مراد ہے (اللامع الفصیح علی الجامع الصحیح)

ثلاث! جنس کا ارادہ کر کے اس کو آیت کی خبر بنایا گیا ہے یعنی ان میں سے ہر ایک نشانی ہے یا تینوں کا مجموعہ نشانی ہے۔

اذا حدث کذب! کذب خلاف واقع کو کہتے ہیں۔

النحو : جملہ خبر یہ کو دوسری خبر کے طور پر لائے یا ماقبل کا بدل جبکہ وہ بات کرے۔ واذا وعد اخلف! وعدہ خلافی تو کذب میں داخل ہے مگر جب یہ بالفعل ہو تو کذب میں داخل نہ تھی اس لئے الگ لائے۔ (۲) وعدہ خلافی کو الگ حقیقت قرار دیا جو تحدیث سے خارج تھی۔ جیسا شاعر نے کہا:

فان تفق الانام وانت منھم ☆ فان المسک بعض دم الغزال

یہ گویا خاص کا عطف عام پر ہو کی جنس سے ہے (برماوی) وعدے کو خلف کہنے کی وجہ اس کا پورا نہ ہونا پایا جانا ہے۔ واذا

اوتمن خان! یعنی جب اس کو امین بنایا جائے۔ خیانت! خلافِ شرع تصرف کو کہا جاتا ہے۔ وجہ تخصیص یہ ہے ان تینوں کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نفاق کی بنیاد باطن کا ظاہر کے خلاف ہونا اس پر یہ تینوں مشتمل ہیں۔ فرق روایت: ان صام وصلی !ان وصلیہ ہے۔ اگر چہ وہ جو اس کے پاس ہے۔ اس کو ثابت کرنے والا ہو کہ وہ مسلمان ہے مگر یہ منافقین کی خصلتیں ہیں۔

تخریج: اخرجه احمد ۳/۹۱۶۹ والبخاری ۳۳ ومسلم ۵۹ والترمذی ۲٦۳۱ والنسائی ۵۰۳٦ وابن حبان ۲۵۷ وابن منده فی الایمان ۵۲۷ والبیهقی ٦/۲۸۸۔

الفرائد: دین کا دارومدار تین چیزوں پر ہے: (۱) قول (۲) عمل (۳) نیت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قول کی خرابی کو کذب سے فعل کی خرابی کو خیانت سے اور نیت کے بگاڑ کو عہد کی خلاف ورزی سے تعبیر فرمایا۔ اگر کرنے کا پختہ عزم ہو مگر کسی عارضہ سے نہ پہنچ سکے تو یہ وعدہ کی خلاف ورزی وغیرہ میں نہیں آتی۔

٦۹۰: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: "اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ' وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ' وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ' وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ' وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦۹۰: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار باتیں جس میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اس کو ترک نہ کرے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح العاص! اگر چہ عاص سے ہو کسرہ پر اکتفاء سے یا کو حذف کر دیا۔ (۲) عیص سے تو اجوف ہے جیسا پہلے گزرا۔ اربع! یہ مبتداء اس کا مضاف الیہ محذوف ہے ای اربع خصال۔

النحو: خصله...... حتی یدعها! (۱) یہ مبتداء کی خبر ہے (۲) صفت ہے اور اذا اوتمن الخ! یہ خبر ہے (بربادی) دوسرا احتمال کمزور ہے۔ غدر! کسی انسان سے معاہدہ کر کے اس کی مخالفت کرنا۔ فجر! حق سے ہٹ کر باطل بات کہے۔ دیانت کا پردہ چاک کر دے۔ نووی کہتے ہیں پہلی اور اس روایت میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ ایک کبھی تو کئی چیزیں بن جاتی ہیں اور کبھی ایک ہی رہتی ہے۔ طیبی کہتے ہیں علامات کبھی ایک ایک کر کے گنی جاتی ہیں اور کبھی الگ الگ۔ زرکشی کہتے ہیں اس طرح کہنا چاہئے خاص عدد زائد و ناقص پر دلالت نہیں کرتا۔ صدیقی کہتا ہے مفہوم عدد حجت نہیں بعض نے حجت مانا ہے۔

تخریج: اخرجه احمد ۲/٦۷۸۲ والبخاری ۳٤ ومسلم ۵۸ والترمذی ۲٦۳۲ والنسائی ۵۰۳۵ وابن حبان ۲۵٤ وابن مندة فی الایمان ۵۲۲ وابو عوانة ۱/۲۰ والبیهقی ۹/۲۳۰۔

الفرائد: یہ خصال منافقین کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں یہ معنی نہیں کہ وہ منافق ہے۔ انہی خصائل کی مذمت کی تا کہ ان کو ترک کر دیا جائے۔

٦٩١ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" فَلَمْ يَجِيْءُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰى : مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا۔ فَاَتَيْتُهٗ وَقُلْتُ لَهٗ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا، فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ فَقَالَ لِيْ خُذْ مِثْلَيْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا۔ بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ حضور ﷺ وفات پا گئے۔ جب بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دے کر اعلان فرمایا جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وعدہ یا قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے پس میں ان کی خدمت میں آیا اور میں نے ان سے کہا بے شک نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس طرح اور اس طرح فرمایا۔ پھر انہوں نے مجھے دونوں ہاتھ بھر کر مال دیا جس کو میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے پھر مجھے فرمایا کہ اس سے دوگنا اور لے لو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **لو** !اگر تمنی کے لئے ہو تو جواب کی ضرورت نہیں اگر شرطیہ ہو قد جاء کا جملہ اس کے اور شرط کے درمیان فاصل ہوگا۔ **اعطیتك هكذا و هكذا و هكذا**! یہ تین دفعہ لینے کی کیفیت سے کنایہ ہے۔ بخاری کی روایت میں **فبسط یدیه ثلاث مرات**! کے لفظ وارد ہیں۔ **اعطیتك**! یہ لو کا جواب شرط ہے۔ باب فضل الزہد میں جابر کا آنا مذکور ہے مگر یہ آمد اس سے الگ ہے۔ وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کے موقعہ پر ہے واللہ اعلم۔ وہ وہی موقعہ ہے جب عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی کہ میں نے اپنا اور اپنے بھتیجوں کا فدیہ دیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان کو لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ممکن ہے کہ وہ بحرین سے آنے والا کوئی اور مال ہو اور البحرین یہ اسماء منقولہ سے ہے اس لئے اس کو اس کا اعراب دیا جائے گا (تثنیہ نہ بنایا جائے گا) **فلم یجئی مال البحرین**! بحرین کے عامل علاء بن حضرمی تھے اور یہ مال جزیہ تھا۔ **حتی قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم**! یہاں حذف ہے اس پر کلام دلالت کر رہی ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو گئے۔ **فلما جاء مال البحرین امر ابوبکر رضی اللہ فنادی**! جس کو حکم دیا تھا اس نے منادی کی۔ **من کان له عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عدۃ**! یہ وعد کے معنی میں ہے۔ او یہ نوع کو بیان کرنے کے لئے لائے۔ **فلیاتنا**! وہ مال حاصل کرنے کے لئے ہمارے ہاں آئے۔ **کذا و کذا**! یہ کنایہ کے لفظ ہیں۔ **فحثی لی حثیة**! یہ حثوۃ بھی آتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دینے میں جلدی کی اس کی چند وجوہ ہیں: (۱) ابوبکر رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کی دینداری کو جانتے تھے وہ مال کی خاطر غلط بیانی نہیں کر سکتے اس لئے فوراً دے دیا۔ (۲) ممکن ہے دلائل و شواہد قائم کئے ہوں کیونکہ عامۃ المسلمین کے مال میں تصرف درست نہیں خواہ مطالبہ کرنے والا کتنا نیک ہو۔ حافظ نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے۔ (۳) خود ان کو معلوم تھا۔ اپنے علم کی بنیاد پر حاکم دے سکتا ہے (فتح کتاب الشہادات) (۴) وہ وعدہ درحقیقت بیت المال کے مال پر تھے جس کی تقسیم رائے امام پر موقوف ہے۔

النحو : فاذا هی خمسمائة! ھی مبتدا خمس ما خبر ہے۔ اذا مفاجات کے لئے ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری ۲۲۹۶ و مسلم ۲۳۱۴۔

الفرائد : ① ابوبکر صدیقؓ نے جب خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو آپ کے وعدوں کی وفاء کو بھی لازم سمجھا اوران کو پورا کیا۔ ② ابوسفیانؓ نے بھی ہرقل کے سامنے نبوت کے خصائل میں وفا بالعہد کا ذکر کیا تو اس نے اس کو علامات نبوت سے قرار دیا۔

۸۷ :بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰی مَا اعْتَادَهٗ مِنَ الْخَیْرِ

بَابٌ: جس کارِ خیر کی عادت ہو اس کی پابندی کرنا

المحافظه! بہت حفاظت۔ اعتاده! عادت ہونا۔ محافظہ میں مفاعلہ مبالغہ کے لئے ہے۔ مغالبہ کے لئے نہیں ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ [الرعد:۱۱]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ نعمتوں والے معاملے کو تبدیل نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو تبدیل کر دیں جو ان کے دلوں میں ہے"۔ (الرعد)

تشریح ❁ ما بقوم! سے مراد نعمت یا نقمت ہے۔ ما بانفسهم! یعنی احوال جمیلہ یا قبیحہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔ **وعزتی وارتفاعی فوق عرشی ما من اهل قریة ولا اهل بیت کانوا علی ما کرهته من معصیتی ثم تحولوا عنها الی ما احببت لهم من طاعتی الا حولت بهم عما یکرهون من عذابی الی ما یحبون من رحمتی**"! مجھے اپنی عزت و بلندی کی قسم جو عرش پر ہے۔ جو بستی والا اور گھر والا میری نافرمانی پر تھا جو مجھے ناپسند ہے' پھرانہوں نے اپنے کو میری طاعت کی طرف بدل لیا تو میں اس عذاب کو جسے وہ ناپسند کرتے ہیں' اپنی پسندیدہ رحمت سے بدل دیتا ہوں اور یہ بھی ہے کہ جب غیر متعبد جس کو طاعت غیر اللہ کی عادت ہے۔ اس سے باز آ جاتا ہے تو اس کو کثرت سے ثواب دیتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا: **فان اللّٰه لا یمل حتی تملوا**! اللہ ثواب دیتے نہیں تھکتے تم کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ [النحل:۹۲]

"وَالْاَنْكَاثُ" جَمْعُ نِكْثٍ وَّهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے سوت کو مضبوط کر لینے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا"۔

الْاَنْکَاثُ :جمع نِکْثٍ ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا دھاگہ۔

تشریح ۞ انکاث جمع نکث! ٹوٹے ہوئے دھاگے کے ٹکڑے۔ ولا تکونوا! قسم اور عہد توڑنے میں تم اس کی طرح مت بنو۔ نقضت! بگاڑ دیا۔ غزلھا! مصدر بمعنی مفعول ہے یعنی دھاگہ۔ من بعد قوۃ انکاثا! انکاث جمع نکث ٹکڑا (المصباح) جیسے حمل واحمال۔ ٹوٹا ہوا دھاگہ۔ یہ مفعول مطلق ہے۔ یہ نقض عہد کی مثال ہے۔ منقول ہے کہ مکہ میں ایک پاگل عورت ایسا کرتی تھی۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾

[الحديد:١٦]

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور نہ وہ ان لوگوں کی طرح ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پس ان پر مدت دراز ہوگئی جس سے ان کے دل سخت ہو گئے''۔ (الحدید)

ولا تکونوا کالذین! یہ ان تخشع پر معطوف ہے۔ من قبل! سے یہود ونصاریٰ وغیرہ۔ الامد! ان کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان زمانہ طویل ہوگیا۔ فقست قلوبھم! وہ دنیا کی طرف جھک گئے اور اللہ تعالیٰ کے مواعظ سے منہ موڑ لیا۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد:٢٧]

اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا:

''انہوں نے حق رعایت نہ کی جیسا رعایت کرنے کا حق تھا''۔ (الحدید)

فما رعوھا حق رعایتھا! کہ ان کو اسی طرح ادا کرتے جیسا اپنے اوپر لازم کرلیا اور اس کو قربت بھی خیال کیا۔

باب المحافظۃ علی السنۃ! میں ان دونوں آیات کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

٦٩٢ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ :قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ رات کو قیام کرتا تھا پس اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ فلان! کے متعلق نام معلوم نہیں ہو سکا۔ محققین نے کہا جس کو مبہم رہنے دیا گیا اس کا نام تلاش نہ کرنا چاہئے۔ کوتاہی کرنے والوں کی پردہ پوشی چاہئے پھر نفرت دلانے کے لئے اچھے کام سے رکنے والے کی مثال دی۔ کان یقوم اللیل! وہ نماز تہجد پڑھا کرتا تھا۔ فترک قیام اللیل! اس بات کو آپ نے ناپسند فرمایا کیونکہ اس سے طاعت کے امور سے بے پرواہی

کی اگر وہ دل کی زندگی چاہتا تو ایسا نہ کرتا۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۱۵۲) و مسلم (۱۱۵۹/۱۸۵) والنسائی (۱۷۶۲) وابن ماجه (۱۳۳۱)

الفرائد : ① جس پہلے امام کی عادت ہو اس پر دوام اختیار کرنا چاہئے۔ ② اللہ تعالیٰ کو دین کا وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت ہو۔

۸۸ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ طِيْبِ الْكَلَامِ وَطلاقة الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

بَابٌ : ملاقات کے وقت خوش کلامی اور خندہ پیشانی پسندیدہ ہے

طیب الکلام! نرمی اختیار کرنا اور درشتی کو چھوڑنا۔ طلاقة الوجه! شرح صدر سے چہرے کا کھلنا اور تبسم کرنا۔ شاعر نے اس سلسلہ میں خوب کہا

بشاشة وجه المرء خير من القرى ☆ فكيف بمن يقرى القرى وهو يضحك

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر:۸۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور تم اپنے بازوؤں کو مؤمنوں کے لئے جھکا دو''۔ (الحجر)

واخفض جناحك! تواضع اختیار کرو اور پہلو کو نرم رکھو۔ للمؤمنین! کفار سے نہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واغلظ عليهم! ان پر سختی برتیں۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اگر آپ ﷺ تند مزاج' سخت دل ہوتے تو آپ کے گرد سے (لوگ) منتشر ہو جاتے''۔ (آل عمران)

ولو كنت فظا! بداخلاق۔ غليظ القلب! سخت دل۔ لا نفضوا من حولك! وہ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے۔

۶۹۳ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۳ : حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہی ہو۔ پس جو شخص یہ بھی نہ پائے تو وہ اچھی بات کے ذریعے سے بچے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ عدی بن حاتم رضی اللّٰہ عنہ! ان کے حالات گزرے ملاحظہ فرمائیں۔ اتقوا النار! تم ایسی چیز بناؤ جو تمہیں آگ سے بچائے۔ ولو بشق تمرۃ! وہ بچنا خواہ نصف کھجور سے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان اللّٰہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تلك حسنة یضاعفھا! اور فرمایا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ! اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت آئی ہے۔ جب کہ ان کے ہاں سائل آیا انہوں نے ایک انگور اس کو بطور صدقہ دیا۔ اس سائل نے اس کو حقیر قرار دیا تو انہوں نے فرمایا یہ کئی کے کئی مثاقیل کے برابر ہے۔ فمن لم یجد بكلمة طیبة! جو آگ سے بچنے والا صدقہ نہ پائے۔ خواہ معمولی ہو۔ تو وہ اچھی بات کہہ دے اس کی عمدگی اس صدقے کے قائم مقام ہو جائے گی۔

تخریج : اخرجه البخاری (٩٤) والترمذی (٢٧٢٣) والحاکم (٧٧١٦)

الفرائد : باب طرق الخیر میں گزر چکے۔

٦٩٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "وَالْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهُوَ بَعْضُ حَدِیْثٍ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهٖ۔

۶۹۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات صدقہ ہے (بخاری و مسلم)

اس طویل حدیث کا ایک حصہ روایت نمبر۱۲۲ میں پہلے گزر چکا۔

والكلمة الطیبة! جیسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، مخاطب سے نرم گفتگو کرنا۔ صدقة! یہ خبر ہے۔ صدقہ اگر چہ عموماً مال میں سمجھا جاتا ہے، لیکن وہ مال کے علاوہ میں بھی ہے جیسے نرم بات۔ یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ طویل روایت باب بیان طرق الخیر میں گزر چکی۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤٨٣٩)

٦٩٥ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَلَوْ ان تلقی اخاك بوجه طلیق" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۹۵: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھلائی میں سے چھوٹی چیز کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ خواہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہو۔ (مسلم)

تشریح ۞ المعروف! جو شرعاً اچھا قرار دیا جائے۔ ولو ان تلقی اخاك بوجه طلیق! اگر چہ ہو بھلا کام کھلے چہرے اور تبسم و بشاشت سے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات ہو کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہے۔ اس کا اس طرح ملنا محبت کی علامت ہے اور اسی طرح تیرا اس کی ملاقات پر خوش ہونا۔ آپس میں محبت و چاہت یہ مسلمانوں میں مطلوب ہے۔

تخریج : مسلم۔

٨٩ :بَابُ اِسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَاِيْضَاحه لِلْمُخَاطَبِ وَتَكْرِيْرِهٖ لِيُفْهَمَ اِذَا لَمْ يَفْهَمِ اِلَّا بِذٰلِكَ

باب: مخاطب کیلئے بات کی وضاحت اور تکرار تاکہ وہ بات سمجھ جائے، مستحب ہے

بیان الکلام! بات اس طرح ظاہر کرنا کہ مخاطب پر اس کا کوئی حرف مخفی نہ رہے۔ ایضاحه! مراد کو ظاہر کرنے والے لفظ کو استعمال کرنا اور مخاطب کے لئے نامانوس الفاظ سے گریز کرنا تاکہ سمجھنے میں سہولت رہے۔ وتکریرہ! اس کے ظاہری الفاظ کو دہراتا اگرچہ بار بار لوٹانے سے ہو۔ اصل مقصود پختگی ہے اگر موقعہ ہو تو تکرار مطلوب ہے اور یہ ایک مرتبہ یا زیادہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے تاکہ وہ سمجھ جائے جبکہ وہ اسی طرح سمجھنے والا ہو۔

٦٩٦ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۹۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو آپ اس کو تین دفعہ دوہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھ آ جائے۔ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو تین مرتبہ سلام فرماتے۔ (بخاری)

تشریح ✿ کلمه! لغوی معنی مراد ہے۔ اعادها ثلاثا! جبکہ اعادے کا موقعہ ہوتا خواہ مزید توجہ کے لئے یا مخاطبین کی کثرت کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے۔ حتی تفهم عنه! تاکہ سمجھ لیا جائے۔ حتی! یہاں تعلیلیہ ہے اگر غایت کے لئے ہوتا تو ثلاث سے مقید نہ ہوتا۔ سلم علیهم ثلاثا! تین مرتبہ سلام فرماتے اس کی وجہ (۱) مجمع کی کثرت کی وجہ سے ابتدا پھر درمیان پھر آخر میں سلام فرماتے۔ (۲) بعض کے نیند کی وجہ سے غفلت کے سبب۔ (۳) کسی اور مصروفیت کی وجہ سے (۴) اجازت کے وقت جیسا خطابی نے کہا۔ حدیث میں فرمایا: اذا استاذن احدکم ثلاثا فلم یوذن له فلیرجع! اگرچہ پہلے سلام سے اجازت مل جائے تو دوسرا اسلام سنت نہیں۔ بر ماوی نے کہا سب سے بہتر معنی یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی قوم کے پاس جاتے تو اجازت کے لئے سلام کرتے اور جب آپ ﷺ داخلے ہوتے تو داخلے کا سلام کرتے اور جب سلام کرتے تو الوداعی سلام کرتے تیسرا مسنون ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں سلام' کلام میں تکرار اس وقت ہوتا جبکہ سمجھ میں نہ آئے یا سلام سنا نہ جائے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ سلام زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ اور وضاحت بھی اسی طرح۔

تخریج : اخرجه البخاری (٩٤) والترمذی (٢٧٢٣) والحاكم (٤/٧٧١٦)

الفوائد : سمجھانے کے لئے کلام کو تین مرتبہ دہرانا مناسب ہے۔ آپ تین مرتبہ اجازت طلب فرماتے اگر اجازت نہ ملتی تو واپس لوٹ جاتے۔ (کذا قال ابن قیم)

٦٩٧ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ

كُلُّ مَنْ يَّسْمَعُهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۶۹۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو جدا جدا ہوتی تھی جس کو ہر سننے والا سمجھ لیتا۔ (ابوداؤد)

تشریح ❂ کلام! جو گفتگو آپ فرماتے۔ کلاما فصلا! واضح وظاہر (۲) حق وباطل میں فیصلہ اس آیت میں یہی معنی ہے۔ انه لقول فصل! فیصلہ کن۔ النہایہ اور پہلے قول کے لئے یہ جملہ مستانفہ مؤید ہے۔ یفهمه کل من یسمعه! سمجھنا ظاہر کرنے کے قریب تر ہے۔ مفرد کے ساتھ وصف کے بعد بھی یہ کلام کے لئے محل صفت میں ہے۔ (۲) محل حال میں ہو کیونکہ وہ وصف سے خاص ہو گیا ہے تو نکرہ اس کی صفت نہیں بن سکتا۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۲۱) و مسلم (٦٥) والنسائی (٤١٤٢) وابن ماجه (٣٩٤٢)

۹۰ :بَابُ اِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِىْ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَ اسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِىْ مَجْلِسِهٖ

بَاب: ہم مجلس کی بات پر توجہ دینا جب تک کہ وہ حرام نہ ہو اور حاضرین مجلس کو عالم وواعظ کا خاموش کرانا

اصغاء! سیر کا مائل ہونا' کان لگانا۔ لیس بحرام! جو مباح ومطلوب ہو۔ استنصات! خاموش کرانا۔ الوعظ! جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف یا ثواب کی ترغیب دلائی گئی ہو۔

٦٩٨ : عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ : "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ : "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۸: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ۔ پھر فرمایا کہ میرے بعد تم کفر کی طرف مت لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ❂ جرير بن عبدالله بجلی رضی الله عنه! ان کے حالات باب من سن سنة حسنة! میں گزرے ملاحظہ فرمائیں۔ حجة الوداع! (جس میں آپ ﷺ نے امت کو الوداع کہا) استنصت الناس! لوگوں کو خاموش کرادو۔ ثم قال! یہ فا کی جگہ لائے یا بڑا مجمع تھا خاموش کرنے میں وقت لگتا۔ لا ترجعوا بعدی کفارا! میرے بعد کافروں کی طرح نہ بن جانا (۲) انعامات آخرت کی ناشکری کرنے والے نہ بن جانا جو کہ شکر کی متقاضی ہیں (۳) کفر جو ایمان کی ضد ہے وہ نہ

اختیار کر لینا۔ یضوب! رفع اور جزم دونوں کے ساتھ آتا ہے جیسا سابقہ توجیہات سے ثابت ہوتا ہے۔ **بعضکم رقاب بعض** !اس سے مقصود ان اسباب کو اختیار کرنے کی ممانعت ہے جو قطع رحمی، قتال، حسد، بغض اور غیبت وغیرہ کو جنم دینے والے ہوں اور جن باتوں سے روکا گیا ہے ان میں ان کا پڑنا مقدر تھا آج امت اس میں مبتلا ہے **لا معقب لحکمہ**۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۲۱) و مسلم (٦٥) والنسائی (٤١٤٢) وابن ماجه (۳۹٤۲)

الفرائد : ① متعلمین کو لازم ہے کہ وہ علماء کے سامنے خاموش ہوں کیونکہ علماء ورثۃ الانبیاء ہیں۔ ② مسلمانوں کو باہمی ایک دوسرے کو قتل سے خاص طور پر منع فرمایا۔

۹۱ : بَابُ الْوَعْظِ وَالْاِقْتِصَادُ فِیْهِ

بَاب: وعظ و نصیحت میں میانہ روی

الوعظ! اطاعت کا حکم دینے اور اس کی نصیحت کرنے کو کہا جاتا ہے۔ **الاقتصاد فیه** !اس میں میانہ روی اختیار کرنا کہ نہ تو اکتاہٹ میں ڈالنے والی تفصیل ہو اور نہ سمجھنے میں دقت پیدا کرنے والا اختصار ہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل:۱۲۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے رب کے راستے کی طرف بلاتے رہو دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ''۔ (النحل)

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے جو کہ توحید اور اس کے اعمال ہیں۔

بالحکمة !یعنی قرآن۔ **والموعظة الحسنة** !(۱) نصائح قرآن (۲) بعض نے نرم بات جس میں سختی اور درشتی نہ ہو۔

۶۹۹ : وَعَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ شَقِیْقِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُذَكِّرُنَا فِیْ كُلِّ خَمِیْسٍ مَرَّةً - فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ یَوْمٍ فَقَالَ: اَمَا اِنَّهٗ یَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّیْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَیْنَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"یَتَخَوَّلُنَا" :یَتَعَهَّدُنَا۔

۶۹۹ : حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو نصیحتیں فرمایا کرتے تھے ان سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز نصیحتیں فرمایا کریں تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ خبردار مجھے اس بات سے یہ چیز مانع ہے کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں

ڈالوں۔ میں وعظ ونصیحت میں تمہارا اسی طرح خیال کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتاہٹ کے ڈر سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

یَتَخَوَّلُنَا: ہمارا خیال رکھتے۔

تشریح ۞ **شقیق بن سلمه** ! یہ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے ہیں کوفہ میں مقیم ہوئے یہ مخضرمین میں شمار ہوتے ہیں۔ بقول حافظؒ ان کی وفات ۶۴ھ میں ہوئی۔ یذکرنا ! ثواب وعذاب کا تذکرہ کر کے نصیحت فرماتے۔ رجل ! اس کا نام معلوم نہیں۔ ابو عبدالرحمان ! یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ وددت ! اس کا معنی واللہ میں پسند کرتا ہوں۔

اَلنَّحْوُ :: یہ قسم مقدر کا جواب ہے۔ انك تذكرنا كل يوم کیونکہ وعظ تذکیر کا نتیجہ اور پھل عمدہ ہے۔ اما انه يمنعنى ! ان املكم با تاویل مفرد یمنع کا فاعل ہے۔ ای يمنعنى كراهة املالكم ! کیونکہ نفوس پسندیدہ چیز کے تسلسل سے اکتا جاتے ہیں۔ اما حرف استفتاح ہے۔ انی اتخولكم بالموعظة ! اتخول۔ رعایت کرنا۔ موعظہ مصدر میمی وعظ کرنا۔ یعنی میں وعظ میں تمہاری اسی طرح رعایت کرتا ہوں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رعایت فرماتے تھے۔ مخافة السامه علينا ! مخافہ مفعول لہ بمعنی خوف۔ سامہ ! اکتاہٹ ومشقت میں پڑنا۔ علینا سامہ سے متعلق ہو۔ (۲) وصف یا حال محذوف یا شفقۃ محذوف سے متعلق ہو۔ یتخولنا ! رعایت کرنا۔ درستی کرنا ابن حجر نے دوسرے معنی کی تصدیق کی یہ واؤ کی تشدید وتخفیف دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ بعض نے خا کی بجائے حا نقل کی ہے۔ دیکھ بھال کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/٤٠٦٠) والبخارى (٦٨) و مسلم (٢٨٢١) والترمذى (٢٨٥٥) وابن حبان (٢٥٢٤)

الفرائد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن تعلیم کا تذکرہ ہے کہ ضجر واکتاہٹ سے بچاتے تا کہ نشاط سے حاصل کر کے شوق سے عمل پیرا ہوں۔ تدریجی تعلیم میں مشقت کم اور پختگی زیادہ ہوتی ہے اسی طرح اضمیت میں میانہ روی دلوں کو زیادہ اکتاہٹ سے محفوظ کرنے والے اور دلوں میں زیادہ اثر کرنے والی ہے۔

۷۰۰ : وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ ابْنِ یَاسِرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ – فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوْا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"مَئِنَّةٌ" بِمِیْمٍ مَّفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَّكْسُوْرَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ مُّشَدَّدَةٍ : اَیْ عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰی فِقْهِهٖ۔

۷۰۰ : حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبے کو مختصر کرنا اس کی سمجھداری کی علامت ہے۔ پس تم نماز کو لمبا کرو اور خطبہ مختصر دو۔ (مسلم)

مَئِنَّةٌ: علامت۔ ایسی علامت جو اس کی سمجھداری پر دال ہو۔

تشریح ابی الیقظان عمار بن یاسر! ابوالیقظان کنیت ہے۔ باپ بیٹا صحابی ہیں' سابق الاسلام مہاجر بدری ہیں۔ یہ بنومخزوم کے غلام تھے۔ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک جنگ تھے۔ ۳۷ھ میں شہادت پائی۔ ان کی روایات کی تعداد ۶۲ ہے۔ نو متفق علیہ اور تین میں بخاری اور دو میں مسلم منفرد ہیں۔ امام احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ائذنوا له مرحبا بالطیب المطیب! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: اهتدوا بهدی عمار! مسند احمد میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے: من عادی عماراً عاداه الله ومن بغض عماراً ابغضه الله! اس روایت کی سند منقطع ہے۔ ان کے حالات پہلے گزرے۔

طول صلاة الرجل! خطبہ کی نسبت طویل ہونی چاہئے' اذا صلی احدکم بالناس فلیخفف! (یہ جماعت کرانے والے سے متعلق ہے) پس دونوں میں تضاد نہیں۔ مئنة من فقهه! کیونکہ فقیہ کو معلوم ہے کہ نماز مقصود اور خطبہ تمہید ہے تو وہ اہم تر کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہے۔ نماز عبودیت کا اظہار ہے اس کی طوالت عبودیت میں مبالغہ ہے اور خطبے کا مقصود تذکیر و نصیحت ہے۔ تو تھوڑا مقصود کی طرف رہنمائی کرنے والا کلام طویل اکتاہٹ میں ڈالنے والے کلام سے بہتر ہے۔ فاطیلوا الخطبة! نماز کی بنسبت طویل کرو۔ یہ مراد نہیں کہ اس کو اتنا مختصر کرے کہ نہی میں مبتلا ہو۔

تخریج: مسلم' جامع صغیر میں اس روایت کے ساتھ ان من البیان لسحراً کا اضافہ ہے۔ احمد

الفرائد: وعظ قلیل مگر مقصد کو مفید وہ طویل و اکتاہٹ والے وعظ سے بہتر ہے۔ نماز میں وہ طوالت مراد ہے جو سنت کے موافق ہو۔

۷۰۱ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِيَ الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ : وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ؟ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَ اللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ قَالَ : "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْاٰنِ" اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ — قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ : "فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ : "ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"اَلثُّكْلُ" بِضَمِّ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ : اَلْمُصِيْبَةُ وَالْفَجِيْعَةُ — "مَا كَهَرَنِيْ" اَيْ مَا نَهَرَنِيْ ۔

۷۰۱ : حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جب نمازیوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی پس میں نے یرحمک اللہ کہا۔ پھر نمازیوں نے مجھے گھور کر دیکھا اس

پر میں نے کہا تمہاری مائیں تم کو گم پائیں۔ تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟ پس وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنے لگے۔ پس جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہتر معلم نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپؐ کے بعد۔ اللہ کی قسم نہ مجھے ڈانٹا اور نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا بے شک یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی کلام میں سے کوئی چیز مناسب نہیں۔ بے شک وہ تسبیح و تقدیس اور قراءت قرآن کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت والا زمانہ قریب ہے اور اللہ نے مجھے اسلام دیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس مت جاؤ۔ میں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگ فال لیتے ہیں۔ وہ ایسی چیز ہے جس کو وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں پس ہرگز وہ شگون ان کو ان کے کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

اَلثُّکْلُ: ناگہانی مصیبت۔

مَا کَھَرَنِیْ: مجھے ڈانٹا نہیں۔

تشریح ۞ السلمی! یہ عرب کے مشہور قبیلہ بنوسلیم کی طرف نسبت ہے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ صحابی ہیں انہوں نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کی' نووی نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۳ روایات نقل کی ہیں جن میں مسلم منفرد ہیں اور ابوداؤد' نسائی سے بھی نقل کی ہیں۔ بینا! یہ الف کے ساتھ آیا کیونکہ مابعد کی طرف اضافت نہیں ہو سکی۔ انا اصلی! یہ جملہ متانفہ ہے۔ من القوم! یہاں نمازی مراد ہیں۔ فقلت! ان کی حمد کے بعد جواب کے طور پر کہا۔ یرحمك الله! یہ لفظاً خبر ہے اور معنی کے لحاظ سے انشاء ہے۔ فرمانی القوم بابصارھم! انکار کے طور پر لوگوں نے گھور کر دیکھا کیونکہ اس میں آدمی کو خطاب ہے جو کہ نماز کو باطل کرنے والا ہے۔ یہ غصے سے گھورنا التفات ممنوعہ میں داخل نہیں۔ فقلت و اثکل! ثا پر ضمہ اور فتحہ دونوں آ سکتے ہیں۔ جیسے بُخل۔ امیاہ! قرطبی کہتے ہیں یہ ثکل کا مضاف الیہ ہے اور دونوں مندوب ہیں جیسے کہتے ہیں وا امیر المؤمنیناہ! یہ اصل میں امی ہے اس پر الف نداء صوت کے لئے بڑھا دیا پھر ھا سکتہ اس پر لگائی جو وقف میں ثابت اور وصل میں حذف کر دی جاتی ہے (زہر الربا سیوطی) یعنی ہائے اس کا میرے لئے گم ہونا میں تو ہلاک ہو گیا۔

اَلنَّحْوُ: ما شانکم تنظرون الی! یہ ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ بایدیھم علی افخاذھم! با زائدہ ہے۔ یہ فعل انکار میں یصمتوننی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ ایک مرتبہ سے زائد نہ تھا پس مبطل صلاۃ نہیں عمل کثیر سے نماز باطل ہوتی ہے۔ فلما رایتھم وننی! غصہ کے انداز سے میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں کیونکہ مجھے تو اپنی حرکت کا نتیجہ معلوم نہ تھا اور وہ اس کو شدت سے انکار کر رہے تھے۔ لکنی سکت! ان کی بات مانتے ہوئے میں خاموش ہو گیا کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے تھے اور میں اس کے مقتضیٰ سے ناواقف تھا۔ فلما صلی رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم! لما کا جواب قال اِن ھذہ الصلاۃ الخ! ہے۔ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ فبابی ھو و امی! میرے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ (۲) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ماں باپ قربان کرتا ہوں۔ فا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی تحسین کے

لئے لائے۔ ما رایت معلماً الخ! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناواقفی کے عذر کے باوجود صحابہ کرام نے ممانعت میں مبالغہ کیا۔ اس لئے آپ کی تعلیم کی خوبی بتلائی۔ فو اللّٰہ ما کھرنی! اس کا معنی ڈانٹنا ہے (زہرالربا لسیوطی) بعض نے کہا کَھَرَ! ترش روئی سے ملنے کو کہتے ہیں۔ ولا ضربنی ولا تشمنی! موقعہ مدح میں اطناب مناسب ہے اس لئے صراحت کی۔ الصلاۃ! اس سے مراد نماز فرض ونفل سب ہی ہے۔ ھذہ کا مشارالیہ ما فی الذھن! ہے۔ کلام الناس! کلام سے لغوی معنی مراد ہے۔ ہر وہ لفظ جو بولا جائے خواہ موضوع ہو یا مہمل۔ جب اس کو بول دیں اور اس کے اپنے کان سن لیں تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب دینا تخصیص کی وجہ سے کلام الناس سے مستثنیٰ رہے گا۔ واللہ اعلم۔ سیوطی کہتے ہیں نماز میں کلام کی حرمت اس امت کی خصوصیت ہے۔ ابن العربی کہتے ہیں شریعت بنی اسرائیل میں نماز میں کلام مباح تھا روزے میں اجازت نہ تھی ہماری شریعت میں اس کا عکس ہے۔ ابن بطالؒ جریج کے نماز میں والدہ کا جواب نہ دینے کو عیب قرار دیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی شرع میں کلام مباح تھا۔ انما ھی! یہ ضمیر بعض نسخوں میں مذکر ہے بعض میں مونث ہے۔ ظاہر لفظ یا مفہوم کا لحاظ کیا گیا۔ التسبیح! اس سے اللہ تعالیٰ کو پاک قرار دینا جو اس کے لائق نہیں اور جو اس کے کمال ذاتی پر دلالت کرتی ہیں وہ کہنا۔ کسی روایت میں منقول نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو نماز کے لوٹانے کا حکم فرمایا ہو کیونکہ ان کو معلوم نہیں تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے معمولی کلام واقع ہوا جو مبطل نہ تھا۔ زیادہ کلام نماز کو باطل کر دیتا ہے اگر ناواقفی کے عذر کی وجہ سے گناہ نہ ہوگا اور راوی کو شک ہے کہ یہ لفظ فرمائے التسبیح و التھلیل و الدعاء۔ بجاھلیۃ! کثرت جہالات کی وجہ سے اس کو زمانہ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ یہ عذر انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ قد جاء اللّٰہ بالاسلام! زمانہ جاہلیت میں قریب ہونے کی وجہ سے مسائل معلوم نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید سوالات پر ناراض نہ ہوں تاکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہو جائے۔ یاتون الکھان! یہ کاہن کی جمع ہے۔ جو دل کی بات جاننے کا دعویٰ رکھتا ہو اور مستقبل کی خبر دیتا ہو خواہ جنات کی وجہ سے یا خیالات کی وجہ سے اس کو گمان گزرے کہ وہ علم غیب رکھتا ہے۔ عراف! اس کی نگاہ گمشدہ، مارق کے پہچاننے سے قاصر ہوتی ہے۔ قال فلا تاتھم! ان کے پاس جانے سے اس لئے روکا کہ یہ شریعت کے احکام کو لوگوں پر مشتبہ کر دیتے ہیں۔ خطابی کہتے ہیں ہر کاہن وعراف کے پاس جانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ یتطیرون! طیرۃ شگون لینا۔

صرف یہ ایک مصدر ہے۔ جو فعلۃٌ! کے وزن پر آتا ہے خیرۃ۔! پرندہ چھوڑ کر سفر کی اچھائی برائی معلوم کرنا۔ قال ذلك شئ یجدونہ فی صدورھم! یہ شگون درحقیقت ان کے فاسد وہم کا نتیجہ ہے جس کو وہ اپنے افعال کی طرف لوٹاتے ہیں۔ فلا یصدھم! حالانکہ یہ چیز ان کے نفع ونقصان میں سے کسی چیز کے لئے رکاوٹ نہیں۔ یہ نفس میں شیطانی تزیین کی وجہ سے ہے۔ پھر یہ افعال سے اعتقاد میں جاگزین ہو جاتی ہے تاکہ غیر اللہ کو موثر مان لیا جائے۔ یہ بالاجماع کفر ہے۔

قول علماء ان کو شگون کے علماء سے منع کیا گویا اس کے سبب سے اس کی مراد سے وہ باز آجائیں گے کیونکہ وہ ان کی قدرت وکسب میں ہے اور یہ چیز ان کے دلوں میں ضرورۃً پائی جاتی تھی اس لئے ان پر عتاب نہیں فرمایا۔ بہت سی احادیث صحیحہ طیرہ اور تطیرہ (شگون اور شگون لینے) کی ممانعت میں وارد ہیں اس سے مراد ان کے مقتضیٰ پر عمل کرنا ہے۔ فقط دل میں پایا جانے والا وسوسہ مراد نہیں' اس حدیث میں خط کھینچنے کی بھی نفی ہے۔ منا رجال یخطون قال کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاك! اگر خط اس کے موافق ہوتا ہے تو کام ہو جاتا ہے۔ ورنہ نہیں اب اس کی موافقت مجہول ہونے کی وجہ

سے ممانعت ہی ثابت ہوگی۔ (واللہ اعلم)

تخریج : اخرجہ مسلم (۵۳۷) و ابو داود (۹۳۰)

الفوائد : چھینک کا جواب یہ کلام ناس کی قسم سے ہے اس لئے نماز میں منع ہے۔ جاہل کو نرمی سے سمجھانا چاہئے۔ کاہنوں کے ہاں جانا منع ہے یہ گمراہ لوگ ہیں۔

۷۰۲ : وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ ، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهٖ فِيْ بَابِ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَذَكَرْنَا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ قَالَ : اِنَّهٗ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۰۲ : حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا عمدہ وعظ فرمایا کہ جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں اور حدیث کو انہوں نے ذکر کیا جو مکمل بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ نمبر ۱۵۷ میں گزری۔ ہم نے ذکر کیا کہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح : عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ! ان کے حالات پہلے گزرے جہاں باب الامر بالمحافظة علی السنة ! میں اس روایت کی تشریح بھی گزری۔ موعظة ! عظیم الشان وعظ۔ وجلت ! ڈر جانا۔ القلوب ! انسانی سمجھ کا مقام ہیں۔ ذرفت منها العیون ! آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ بہترین وعظ وہ ہے۔ جامع بلیغ' نافع ہو۔

تخریج : باب فی الأمر بالمحافظة علی السنة وآدابها میں گزر چکی۔

۹۲ : بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ

باب : وقار وسکینہ

الوقار ! یہ وقر کا مصدر ہے جیسے جمل جمالا۔ حوصلہ وحلم کو کہتے ہیں باب وعد سے یہ عظمت کے معنی میں آتا ہے (المصباح) السکینہ ! رعب وحوصلہ یہ کاف کی تشدید کے ساتھ بھی آتا ہے۔ اس کا عطف وقار پر عطف عام علی الخاص کی جنس سے ہے۔ یہ اس کے عموم میں داخل ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾

[الفرقان : ۶۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان کو جاہلوں سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ ان کو سلام

کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ (الفرقان)

ھونا! ہون و ہین سکون ووقار جس میں جبر وتکبر نہ ہو اور بیماروں کی چال بھی نہ ہو۔ وہ مکروہ ہے۔

النَّحْوُ : عباد الرحمان مبتداء اس کی خبر الذین سے ہے یا یہ صفت ہے اور خبر اولئك يجزون! ہے۔ اذا خاطبهم الجاهلون! جب ان سے اس انداز سے بات کرتے ہیں جو ناپسندیدہ ہے۔ قالوا سلاماً! وہ ایسی درست بات کہتے ہیں جس میں گناہ سے بچتے ہیں۔ (۲) سلام تسلیم کے معنی میں ہے۔ ہم تمہاری بات مانتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی خیر و شر نہیں جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿واذا سمعوا اللغوا اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم سلام عليكم لا نتبغي الجاهلين﴾! اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ ان کو سلام کہتے ہیں یعنی سلام متارکت اور روایت حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

۷۰۳ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهٗ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَللَّهَوَاتُ" جَمْعُ لَهَاةٍ وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِيْ هِيَ فِيْ اَقْصٰى سَقْفِ الْفَمِ۔

۷۰۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی قہقہہ مار کر ہنستے نہیں دیکھا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کا کوا نظر آئے۔ بے شک آپ تبسم فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اَللَّهَوَاتُ جمع لَهَاةٍ حلق کا کوا۔ گوشت کا وہ ٹکڑا جو انتہائی حلق میں ہوتا ہے۔

تشریح ۞ مستجمعًا! ہنسی میں مبالغہ کرنے والے کہ اس میں کوئی درجہ بھی نہ چھوٹنے پائے۔ ضاحکاً! یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے اور اگر یہ مشتق ہو جیسے للہ درہ فارسًا! مطلب یہ ہوگا ما رأيته مستجمعا من جهة الضحك بحيث يضحك ضحكا تاماً مقبلا لكلتيه على الضحك! میں نے آپ کو نہیں ہنسی کے لحاظ سے مبالغہ کرنے والا کہ آپ اس طرح ہنسے ہوں کہ اپنے منہ کی دوطرفوں (باچھوں) کو ہنسی میں استعمال کرنے والے ہوں۔

اہل لغت کا قول : تبسم یہ ہنسی کے مبادی سے ہے اور ضحک چہرہ اس طرح کھلنا کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں۔ اگر اس میں آواز ہو جو دور سے سنی جائے تو وہ قہقہہ کہلائے گا۔ ورنہ ضحک اور اگر اس میں آواز نہ ہو تو تبسم کہلاتا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی طرز عمل کی بات ہے ورنہ تو کئی احادیث وارد ہیں جن میں آیا ہے: ضحك حتى بدت نواجذة! وہ کبھی کسی موقع کی بات ہے۔ اللهوات جمع لهاة! حلق کا کوا۔

تخریج : اخرجه البخاري (٤٨٢٨) و مسلم (١٦/٨٩٩) و ابو داود (٥٠٩٨)

الفرائد : اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبع مبارک میں کیا لطافت پیدا فرما رکھی تھی کہ اکثر ہنسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبسم کی صورت میں تھی ایسا نہ ہنستے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت اور داڑھیں ظاہر ہوں۔

۹۳ : بَابُ النَّدْبِ اِلٰى اِتْيَانِ الصَّلَاةِ وَ نَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ

بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوِقَارِ

بَابٌ ۷: نماز و علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار و سکون سے آنا

الندب! یہ (ن) باب سے ہے بلانے کے معنی میں آتا ہے۔ اتیان الصلاۃ! کا مطلب محل صلاۃ کی طرف آنا ہے۔ بالسکینہ و الوقار! اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نفس کو سکون میسر آتا ہے چنانچہ وہ خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت میں داخل ہوگا اور اس کے برعکس اگر وہ راستے میں دوڑا تو اس کی وجہ سے وہ مضطرب ہوگا۔ اور نماز میں کامل سکون سے محروم رہے گا یا سرے سے سکون سے محروم رہے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ۳۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ادب و احترام کے مقامات کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج)

فانھا! یعنی شعائر کی تعظیم۔ من تقوی القلوب! دلوں کے تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ (۲) یہ ان لوگوں کے اعمال سے ہے جو تقویٰ والے ہیں۔ آیت کے متعلق حرمات المسلمین میں گزری۔

۷۰٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ''اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ''۔

۷۰٤: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم اس کی طرف دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ تم چلتے ہوئے آؤ اور تم پر سکون و اطمینان لازم ہے پس جتنی نماز تم پالو اس کو پڑھ لو اور جو تم سے رہ جائے پس اسے پورا کر لو۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کا قصد کر لیتا ہے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے۔

تشریح ۞ اذا اقیمت الصلاۃ! اقامت کے کلمات کہے جا رہے ہوں وغیرہ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جب جماعت کے کھڑے ہونے کا خدشہ ہو۔ بعض نے یہاں نماز جمعہ مراد لی ہے۔ امام بخاری نے اس کو باب المشی الی الجمعۃ! میں ذکر کیا ہے۔ لیکن عموم مراد لینا زیادہ بہتر ہے الا یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر جمعہ کی نماز قیاس سے بخوبی سمجھ آ سکتی ہے۔ **فلا تاتوھا وانتم تسعون**! تو بہت یہ ہے کہ تم دوڑتے ہوئے اس کی طرف مت جاؤ۔ یہ اس آیت ﴿اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ﴾ کے خلاف نہیں کیونکہ جس سعی سے حدیث میں روکا جا رہا ہے وہ دوڑنے کے معنی میں ہے اور مناسب رفتار سے

جانے کا حکم ہے۔ بخاری کی روایت وارد ہے۔فامشوا الی الصلاۃ و لا تسرعوا (الحدیث)۔ تواصا وانتم تمشون! مستحب یہ ہے کہ تم ایسی چال سے چل کر آؤ جس میں وقار کے خلاف والی تیزی نہ ہو۔جیسا کہ جملہ حالیہ کی قید اس بات کو پختہ کر رہی ہے۔ وعلیکم بالسکینۃ والوقار! ان کو رفع سے پڑھیں تو مبتدا موخر ہے۔ (۲) قرطبی کہتے ہیں سکینۃ والوقار اغراء کی وجہ سے منصوب ہیں مگر یہ سیاق کے خلاف ہے۔البتہ ایک روایت میں بالسکینۃ وارد ہے۔ جو نصب کی تائید کرتا ہے۔ یہ وقار و سکون اس لئے طلب کیا گیا تا کہ قدم زیادہ ہو جائیں جو کثرت ثواب کا باعث ہیں پھر اس کا موقعہ اس وقت تک ہے جب تک جملہ میں تاخیر کی وجہ سے مقصر شمار نہ ہو۔اس طرح کہ اس کو جمعہ فوت کرنے والے کہا جائے۔ اگر ایسی صورت ہو تو پھر جلدی کرنا واجب ہے۔ اس کو وضاحت کے لئے عطف سے ذکر کیا قرطبی کا یہی قول ہے۔ یہ دونوں مترادف ہیں مگر بظاہر ان میں فرق ہے۔ سکینہ! حرکات میں تاخیر اور فضول سے گریز کو کہتے ہیں اور وقار ہیئت سے متعلق ہے مثلاً نگاہ کا نیچا کرنا' آواز ہلکی رکھنا' اِدھر اُدھر توجہ نہ کرنا۔

النَّحْو : اور تاسیس تاکید سے بہتر ہے اور عطف میں اصل تغایر ہے۔ بعض شارحین جامع صغیر نے کہا دونوں کو یہاں مرادف قرار دیں گے اور دونوں میں فرق اس وقت ہے جب دونوں باہمی جمع ہوں۔ جب الگ استعمال ہو تو ایک دوسرے سے مستغنی ہوگا جیسے فقیر و مسکین کے الفاظ۔ فما ادرکتم فصلوا! امام کے ساتھ جو نماز کا حصہ رہ جائے وہ بعد میں ادا کرلو۔ حافظ نے فا کو جواب مانتے ہوئے یہ جملہ مقدر مانا اذا فعلتم ما امرتم بہ من السکینۃ وترك الاسراع فما ادرکتم فصلوا! یہ کرمانی کے قول کے جملے سے بہتر ہے اذا بینت لکم ما ھو اولٰی بکم فما ادرکتم فصلوا۔ وما فاتکم فاتموا! جو اس کے ساتھ رہ جائے اسے اکیلے پورا کرلو۔ایک روایت میں فاقضوا! کے الفاظ ہیں ان میں منافات نہیں۔

دلیل شوافع: اتموا! سے شوافع نے استدلال کیا۔امام کے ساتھ نماز کا جو حصہ پالیا وہ پہلا حصہ ہے اور بقیہ بقیہ ہے کیونکہ اتمام پچھلے حصے کا ہوتا ہے۔(برماوی)

فاقضوا! والے الفاظ احناف کا مستدل ہیں قضاء ماسبق کی ہے۔

تخریج : بخاری و مسلم' وقار کا لفظ صراحۃً صرف بخاری میں آیا ہے۔ احمد

الفرائد: ① نماز میں دوڑ کر شامل ہونے کی ممانعت ہے۔ ② نماز کی طرف قصد کرنے والے کو نماز کے آداب کا پورے طریقے پر لحاظ کرنا چاہئے۔

٧٠٥ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيَّ وَرَآءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِّلْاِبِلِ' فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ: "اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ۔

"الْبِرُّ" :الطَّاعَةُ. "وَالْاِيْضَاعُ" بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَهَا يَآءٌ وَّهَمْزَةٌ مُكْسُوْرَةٌ وَهُوَ :الْاِسْرَاعُ۔

٧٠٥: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے

تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کی اپنے پیچھے آواز سنی ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اے لوگو! سکون اختیار کرو نیکی تیزی میں نہیں ۔ (بخاری)
مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔
الْبِرُّ : نیکی ۔
الْاِیْضَاعُ : تیزی

تشریح : دفع مع النبی ﷺ! اس طرح روانہ ہونا کہ وہ مصاحب شمار ہوں اور اس قافلے کی طرف نسبت کی جائے۔ یوم عرفة! حدیث جابرؓ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مغرب کے بعد کی مزدلفہ کی واپسی کا موقعہ تھا۔ زجرا شدیداً وضربا! آپ ﷺ نے ڈانٹ اور ضرب کی آواز سنی ۔ وصوتا لابل! اونٹوں کے بلبلانے کی آوازیں سنیں ۔ رغت الناقة! اونٹنی کا آواز نکالنا (المصباح) فاشار بسوطه الیهم! تیزی چھوڑو۔ علیکم بالسکینه! تم پر سکون لازم ہے۔ علیکم اسم فعل بمعنی خذوا با سے متعدی بنایا گیا۔ فان البر لیس بالایضاع! ایضاع' تیزی۔ بلکہ خشوع وخضوع اور اسکی بارگاہ میں عاجزی سے حاصل ہوتی ہے جس پر کوئی حالت مخفی نہیں ۔ تیزی بھی تزاحم' ایذاء کے وقت ممنوع ہے۔ ولا وضعوا خلالکم! کا معنی یہ ہے کہ منافقین تمہاری سواریوں میں اپنی سواریاں گھساتے ہیں تا کہ تمہارے درمیان دشمنی پیدا کریں۔
تخریج : اخرجه البخاری (۱٦٧١) و مسلم (۱۲۸۲) والنسائی (۳۰۱۹)

۹۴ : بَابُ اِكْرَامِ الضَّيْفِ

بَابٌ : مہمان کا اکرام کرنا

الضیف! یہ مصدر ہے۔ ضاف ضیفا (ض) جب کسی کے ہاں مہمان بنے اور مطابقت بھی درست ہے۔ عرب کہتے ہیں ضیف' ضیفة' واضیاف' وضیفان 'د اضفته و ضیفته جب تم اس کو اپنے ہاں اتارو اور تم اس کی مہمانی کرو۔ ضیافت اسم ہے۔ بقول ثعلب ضفته! جب کسی کے ہاں مہمان بنے اور اضفته! جب وہ تیرے ہاں مہمان بنے اور تضیفنی فضیفته! اس نے مجھ سے مہمانی طلب کی میں نے اس کی مہمانی کی (المصباح)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ فَقَرَّبَهٗ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾

[الذاریات : ٢٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
''کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات تمہارے پاس آئی ؟ جب وہ ان کے پاس داخل ہوئے ۔ پس انہوں نے سلام

کیا۔ابراہیمؑ نے جواب میں سلام کہا۔فرمایا اوپرے لوگ ہیں پھر وہ اپنے گھر کی طرف چلے گئے اور ایک موٹا بچھڑا لائے اور ان کے قریب کیا فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟'' (الذاریات)

ضیف ابراهیم المکرمین! ضیف کا لفظ مفرد ہے۔ وصف جمع ہے کیونکہ وہ مصدر ہے۔مکرمین اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز یا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں معزز۔اذا دخلوا علیه! یہ حدیث کا ظرف ہے یا اذکر محذوف کا۔فعل ماضی کا ظرف نہیں کیونکہ خبر آنے اور دخول کے زمانے میں فرق ہے۔سلاماً! ہم آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں۔قال سلام! آپ ﷺ نے کہا تم پر بھی سلام ہو۔سلام کو مرفوع پڑھیں تا کہ فحیوا باحسن منها! پر عمل ہو(تفصیل فی شرح الاذکار)قوم منکرون! تم لوگ انجان ہو۔فراغ الی اهله! آپ ﷺ خفیہ طور پر گھر گئے۔

مسئلہ: مہمان کا احترام یہ ہے کہ ضیافت کو مخفی رکھے۔فجاء بعجل سمین! ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے جیسا فرمایا: فجاء بعجل حنیذ۔ الا تاکلون! عبارت میں تلطف کے لئے عرض کے انداز سے ذکر کیا گیا۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّـاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴾ [هود:۷۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور ان کی قوم ان کے پاس تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی اور اس سے پہلے وہ برے کام کرتے تھے۔آپؑ نے فرمایا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں پس اللہ سے تم ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں؟'' (ھود)

تشریح ۞ جاءه قومه یهرعون الیه! لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم تیزی سے آئی تا کہ ان کے مہمانوں سے اپنا مطلب پورا کریں۔ومن قبل! اس وقت سے پہلے۔کانوا یعملون السیئات! قدیم زمانے سے ان کو لواطت کی عادت تھی۔هؤلاء بناتی! ان سے نکاح کر لو اور میرے مہمانوں کو چھوڑ دو۔وہ اس سے پہلے ان سے طلب کرتے تھے مگر آپ نہ مانتے تھے اس وقت مسلمہ اور کافر کا نکاح درست تھا۔(۲) یا بنات سے مراد وہ عورتیں جو ان کے گھروں میں تھیں کیونکہ امت کی عورتیں پیغمبر کی بیٹیاں ہیں۔هن اطهر لکم! وہ لواطت کی بجائے زیادہ پاکیزہ ہیں کیونکہ محل حدث ہیں۔ولا تخزون فی ضیفی! میرے مہمانوں کی شان کے سلسلہ میں مجھے رسوامت کرو۔مہمان کی توہین خود میزبان کی توہین ہے۔

مسئلہ: مہمان کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس سے ایذاء کا ازالہ کرنا چاہئے۔اگرچہ اس کی وجہ سے میزبان کو کچھ تکلیف اٹھانی پڑے۔الیس منکم رجل رشید! کیا تم میں کوئی سمجھدار نہیں جو میری بات کی حقیقت کو جانے۔

۷۰۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۰۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے بس اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اسکو صلہ رحمی کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یومن باللّٰہ! یعنی کامل ایمان والا۔ فلیکرم صیفہٗ! اکرام یہ ہے کہ بشاشت وجہ سے ملے۔ اس کی جلد مہمانی کرے۔ بذاتِ خود اس کی خدمت کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ "اکرم اضیافك فاعد لكل شاة مشوية"! ان کی طرف وحی کی گئی اکرام کرو۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیل بھون دیا پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کی اکرام کرو انہوں نے اونٹ بھون دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر وحی کی اکرام کرو تو آپ حیران ہوئے اور سمجھ لیا کہ مہمانوں کا اکرام طعام کی کثرت میں نہیں بلکہ خود خدمت میں ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی اب تم نے خدمت کی ہے (شرح مشارق لابن مالک) من کان یؤمن! اس کو دوبارہ لوٹایا تا کہ ظاہر ہو کہ ان کا جواب ہر سبب پر مستقل مرتب ہوتا ہے۔ (۲) اور یہ بھی احتمال ہے کہ مرتب علیہ تین امور کا مجموعہ ہے۔ پس مستقل لا کر یہ چیز دور کر دی۔ فلیصل رحمه! باب صلة الارحام! میں یہ بات گزری کہ صلہ رحمی مطلوب ہے اور اس کی بعض چیزیں تو واجب اور بعض مستحب ہیں۔ امر تو یہاں سب کو شامل ہے تو یہ حقیقت و مجاز کو جمع کرنا ہے جو ان کے جمع کو جائز مانتے ہیں یا عموم مجاز مراد ہو تو اس وقت مطلق طلب میں دونوں نوعین شامل ہیں۔ الیوم الآخر! اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔ اس کے اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس دن کے بعد اور دن نہیں اور اس کو تینوں بار ذکر اس لئے کیا گیا کیونکہ وہ مجازات کی گھڑی ہے۔ اس کا تذکرہ عمل خیر کی کثرت کا باعث بنے گا اور دوسرے اعمال سے روک کا سبب ہوگا۔ گویا ان خصائل کو ترک کرنے والا گویا آخرت پر اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں رکھتا۔ فلیقل خیرا! امر بالمعروف ہو یا نہی عن المنکر یا کوئی اچھی بات کہے۔

تخریج: اخرجه حق الجار والوصية به کے تحت گزر چکی۔

الفرائد: باب حق الجار ۳۱۴ میں گزری

۷۰۷: وَعَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ ابْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ" قَالُوْا: وَمَا جَائِزَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "يَوْمُهٗ وَلَيْلَتُهٗ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ: اَنْ يُّقِيْمَ عِنْدَ اَخِيْهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهٗ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُؤْثِمُهٗ؟ قَالَ: "يُقِيْمُ عِنْدَهٗ وَلَا شَىْءَ لَهٗ يَقْرِيْهِ بِهٖ"۔

۷۰۷: حضرت ابوشریح خویلد ابن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو پس چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اس کا

جائزہ اس کو دے۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جائزہ کیا ہے؟ فرمایا ایک دن اور رات اور تین دن اس کی مہمانی جو اس کے بعد ہے وہ صدقہ ہے۔(بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ہاں اتنا ٹھہر کر اسے گنہگار کرے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے اس کو گنہگار کرے؟ فرمایا اس کے پاس ٹھہرے اور کوئی چیز بھی اس کے پاس نہ رہے کہ اس کے ساتھ اس کی مہمانی کر سکے۔

تشریح ابی شریح خویلد! خویلد یہ خالد بن عمرو (الخزاعی) الکعبی العدوی حلیف ہونے کے لحاظ سے ہیں۔ بعض نے کہا ان کا نام عبدالرحمان بن عمرو بعض نے ہانی اور بعض نے کعب کہا ہے۔ فتح مکہ میں حاضر تھے۔ بنی کعب کا ایک جھنڈا ان کے ہاتھ تھا۔ ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ بیس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں بخاری و مسلم نے تین روایات نقل کی ہیں۔ دو متفق علیہ اور ایک میں بخاری منفرد ہیں ان سے نافع بن جبیر اور مقبری نے بھی روایت لی ہے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ھ میں وفات پائی۔ **فلیکرم ضیفه جائزته!** یہ بدل الاشتمال ہے جب منصوب ای **فلیکرم جائزة ضیفه۔ ما جائزته؟!** جائزہ سے مراد ایک دن رات کی مہمانی ہے۔ بخاری کے الفاظ رقاق اور ادب میں مختلف ہیں مگر مرفوع محذوف پر دلالت کرتا ہے۔ **والضیافة ثلاثة ایام!** اس کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا جائزہ اسی سے ہے اس سے زائد ہے۔ دمامینی جائزہ کو تین سے زائد مانتے ہیں۔ **وما کان وراء ذلك!** تین دن سے اضافہ وہ صدقہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ جائزتہ خود ثلاثہ میں شامل ہے۔ علماء نے فرمایا اصل مقصد یہ ہے کہ پہلے دن رات میں مہمان کے اکرام میں مبالغہ کرے۔ بقیہ دو دنوں میں معمول کے مطابق خدمت کرے۔ **حتی یؤثمه!** گناہ گار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مقیم ہو اور اس کے ہاں مہمانی کے لئے کچھ نہ ہو۔ اس کو قرضہ لینے کی ضرورت پڑے گی۔ وہ جھوٹ اور وعدے کی خلاف ورزی میں مبتلا ہو گا۔ جیسا حدیث میں آیا یا رسول اللہ **ما اکثر ما تستعیذ به من المغرم فقال ان الرجل اذا غرم وعد فاخلف وحدث فکذب۔!** جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو وعدے کی خلاف ورزی کرتا اور باتوں میں جھوٹ بولتا ہے۔

تخریج: بخاری فی الادب' ابو دائود فی الاطعمه' ترمذی فی البر' نسائی فی الرقاق' ابن ماجه فی الادب (اطراف مزی)

الفرائد: ایک دن رات مہمان کو خوب اکرام کرے تین سے زائد مہمانی صدقہ ہے۔ مہمان کو بھی تین دن رات سے زیادہ اقامت اختیار نہ کرنی چاہئے تاکہ میزبان تنگی میں مبتلا نہ ہو۔

۹۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِيْرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ

بَابٌ: بھلائی پر مبارکباد و خوشخبری مستحب ہے

التبشیر! ایسی خبر دینا جو مخبر کو خوش کر دے۔ تبشیر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس کو خوشخبری دی گئی ہے اس کے چہرے پر اس سے سرور و خوشی ظاہر ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ [الزمر:۱۶'۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''پس تم میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو سن کر اس میں سب سے بہتر کی پیروی کرے''۔ (الزمر)

فبشر عباد! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دیں جو میرے ساتھ نسبت عبودیت رکھتے ہیں۔ القول! سے قرآن مجید مراد ہیں۔ فیتبعون احسنة! اتباع احسن سے مراد مثلاً قرض خواہ کا تنگ دست کو چھوڑ دے' نصف مہر جس کے واپس کرنے میں اختیار ملا یہ تمام عورت کو دے دے۔ لطیفہ: مبشر بہ کو حذف کیا تا کہ عموم کا فائدہ ہو اور وہم اپنی تمام راہوں پر پیش قدمی کرے۔ فضل اللہ تو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ﴾ [التوبة:۲۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ان کا رب اپنی طرف سے رحمت' رضامندی اور ایسے باغات کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں''۔ (توبہ)

یبشرھم ربھم! لطافت تعبیر کے کیا کہنے۔ سابقہ عنایات والا رب ان کو خوشخبری دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو اپنی اس رحمت تک پہنچا دیا جو اس کے علم میں طے ہو چکی۔ برحمة منه! وہ رحمت اسی کی طرف سے ملنے والی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ عظیم کی طرف سے ملنے والی بھی عظیم ہوگی۔ ورضوان! اور یہ رضامندی ہار کے دو کناروں کو ملانے والی گرہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ''ورضوان من اللہ اکبر''! تو نماز کے ہاروں کے درمیان اس موتی کو رکھ دیا۔ جنات! اس کی تنوین رحمت کی طرح ہے۔ لھم فیھا نعیم مقیم! مقام صفت میں یہ جملہ اسمیہ لائے۔ دونوں ظروف میں سے ایک خبر مقدم ہے جو اہتمام کو ظاہر کر رہی ہے اور دوسرا ظرف محل حال میں ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ [فصلت:۳۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔ (فصلت)

وابشروا! قیامت کے دن خاص مؤمنین کو یہ خوشخبری دی جائے گی۔ کنتم توعدون! یعنی انبیاء علیہم السلام کی زبانی۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ [الصافات:۱۰۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''پس ہم نے ان کو حلم والے لڑکے کی خوشخبری دی''۔ (الصافات)

جمہور مفسرین حلیم سے اسماعیل علیہ السلام مراد لیتے ہیں' بعض نے اسحاق کہا ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی﴾ [ھود:٦٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''تمہارے قاصد ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لائے''۔(ھود)

رسلنا! اس سے ملائکہ اللہ مراد ہیں۔ بالبشری! اس سے بیٹے کی خوشخبری مراد ہے۔ اس وجہ سے اس کے لئے آیت اے میں ھا ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ یا قوم لوط کی ہلاکت کی بشارت۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ [ھود:٧١]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور ان کی بیوی کھڑی تھی پس وہ ہنس پڑی۔ پس ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی''۔(ہود)

امراته! ابراہیم کی زوجہ محترمہ سارہ سلام اللہ علیہا۔ قائمة! پردے کے پچھلی جانب یا مہمانوں کی خدمت کیلئے (جبکہ فرشتے ہونے کی اطلاع مل گئی) فضحکت! وہ اس معاملے کی خوشخبری سے ہنس دیں۔ (۲) تعجب سے ہنسیں اور کہنے لگیں ہم اپنے مہمانوں کی خود مہمان داری کرتے ہیں اور وہ کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ (۳) ابراہیم کے خوف زدہ ہونے پر متعجب ہو کر ہنسیں کہ اپنے خدم وحشم میں ہوتے ہوئے خوف چہ معنی دارد جبکہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل ہے۔ (۴) ضحکت حیض آنے کے معنی میں ہے' یہ حیض کے دس معنی میں سے ہے۔ (۱) طمس (۲) طمث (۳) اعصار (۴) اکبار (۵) ضحك (۶) دراس (۷) عراك (۸) حیض (۹) نفاس (۱۰) فراك۔

قال اللّٰه تعالٰی

﴿فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب﴾ (آل عمران:٣٩)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''پس اس کو فرشتوں نے آواز دی جبکہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تمہیں یحیٰی کی خوشخبری دیتے ہیں''۔(آل عمران)

فنادتهٗ۔ ہ! سے زکریا علیہ السلام مراد ہیں۔ هو قائم! یہ نادیٰ کے مفعول سے حال ہے اور ظرف یصلی کے فاعل سے حال ہے۔ محراب! نماز کے مقام کو محراب سے اس لئے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ وہ شیطان سے لڑائی کا مورچہ ہے۔ ان اللّٰه! قائلین کو مضمر مانیں تو ان اور بلا اضمار یہ اَنّ۔ یبشرك بیحیٰی! یہ صورت میں مضارع ہے' عجمی زبان کا منقول ہو کر آیا ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ﴾ [آل عمران:۳۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مریم بے شک اللہ تمہیں اپنے ایک کلمے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام مسیح ہے۔''
(آل عمران)

اذ کر! فعل کا یہ مفعول ہے۔ کلمہ! عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ ''کن'' سے بنائے گئے۔ کسی مذکر کا واسطہ نہ تھا۔ منہ! عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت وشان کی طرف اشارہ ہے۔

اَلْاٰيَةَ' وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اس باب میں آیتیں بہت اور معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مِنْهَا:

اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ بھی بہت اور مشہور ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

۷۰۸: عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَيُقَالُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَّيُقَالُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ' لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْقَصَبُ" هُنَا: اللُّؤْلُؤُ وَالْمُجَوَّفُ۔ "وَالصَّخَبُ": الصِّيَاحُ وَاللَّغَطُ۔ "وَالنَّصَبُ": التَّعَبُ۔

۷۰۸: حضرت ابوابراہیم اور بعض نے کہا ابومحمد اور بعض نے کہا ابومعاویہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں خالی موتیوں والے گھر کی خوشخبری دی کہ جس میں نہ شور ہوگا اور نہ تکان۔ (بخاری ومسلم)

اَلْقَصَبُ: سوراخ دار موتی۔

اَلصَّخَبُ: شوروغوغا۔

اَلنَّصَبُ: تھکاوٹ۔

تشریح ۞ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما! ان کی کنیت میں اختلاف ہے بعض نے ابوابراہیم' بعض نے ابو محمد اور بعض نے ابومعاویہ کہی ہے۔ نووی نے باب الصبر میں ابوابراہیم پر اکتفاء کیا ہے۔ ان کے حالات باب الصبر میں گزرے۔ باپ بیٹا صحابی ہیں۔ ببیت! عظیم الشان گھر' اس لئے کہ مسلم کی روایت میں قصر کا لفظ وارد ہے۔ من قصب! (۱) حال بن سکتا ہے (۲) نکرہ کی صفت بھی بن سکتا ہے۔ قصب! صاحب نہایہ کہتے ہیں جو موتی لمبائی لئے ہوئے اندر سے خالی ہو۔ طبرانی کی روایت کے مطابق وہ قصب جس پر موتی اور یاقوت پروئے گئے ہوں۔ لا صخب فیه و لا نصب! صخب شوروغل (س) نصب تھکاوٹ۔ جنت دارالتکلیف نہیں بلکہ دارالتشریف ہے۔

اَلنَّحْوُ :ولا نصب! میں لاحول ولاقوۃ کی طرح وجوہ خمسہ جاری ہوسکتی ہیں۔

تخریج : بخاری فی فضل خدیجہ، مسلم فی الفضائل، نسائی فی المناقب۔

الفرائد : حضرت خدیجہؓ کی تمام ازواج پر فضیلت اور رب العالمین کی طرف سے جنت کی بشارت جیسا بروایت بخاری ۳۸۲۰ میں موجود ہے۔ یہ آپ ﷺ کی وہ زوجہ محترمہ ہیں جن سے آپ ﷺ کی تمام اولاد سوائے ابراہیم سلام اللہ علیہ السلام کے سواء ہوئی۔

٧٠٩ :وَعَنْ اَبِيْ مُوسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاَ كُوْنَنَّ مَعَهٗ يَوْمِيْ هٰذَا ، فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا :وَجَّهَ هٰهُنَا ، قَالَ فَخَرَجْتُ عَلٰى اَثَرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهٗ وَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ : لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ :مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ:اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ :عَلٰى رِسْلِكَ ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ ، فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَهٗ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ :اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيْدُ اَخَاهُ۔ خَيْرًا يَّاْتِ بِهٖ ، فَاِذَا اِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ :مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ، ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ :هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاْذِنُ؟ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ :اَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ :اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِيْ اَخَاهُ يَاْتِ بِهٖ ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ :مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ:عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، فَقُلْتُ :عَلٰى رِسْلِكَ ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ" فَجِئْتُ فَقُلْتُ :ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ : "وَاَمَرَنِيْ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ الْبَابِ۔ وَفِيْهَا اَنَّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشَّرَهُ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ : اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

قَوْلُهُ "وَجَّهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ: اَیْ تَوَجَّهَ ' وَقَوْلُهُ "بِئْرِ اَرِيْسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَبَعْدَهَا يَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ سَاكِنَةٌ ثُمَّ سِيْنٌ مُهْمَلَةٌ وَهُوَ مَصْرُوْفٌ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرْفَهُ۔ "وَالْقُفُّ" بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَآءِ : وَهُوَ الْمَبْنِيُّ حَوْلَ الْبِئْرِ قَوْلُهُ: "عَلٰى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّآءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَقِيْلَ بِفَتْحِهَا اَیْ اُرْفُقْ۔

۷۰۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر سے وضو کر کے نکلے اور یہ کہا کہ ضرور بضرور میں آج رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور آج کا سارا دن میں آپؐ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا یہاں سے آپؐ تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے پیچھے آپؐ کے بارے میں پوچھتا ہوا نکلا یہاں تک کہ آپؐ بیئر اریس کے اندر داخل ہوئے۔ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا پھر میں اٹھ کر آپؐ کی طرف گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپؐ بئر اریس پر بیٹھے ہیں اور اس کی منڈیر کو درمیان میں کر لیا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑے کو ہٹا کر کنویں میں لٹکایا ہوا ہے۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا پھر میں واپس لوٹا اور دروازے کے پاس آ بیٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ آج ضرور رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا۔ اسی دوران ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہیں؟ انہوں نے کہا ابوبکر۔ میں نے کہا ٹھہر جائیے۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور کہا یارسول اللہ۔ یہ ابوبکر آنے کی اجازت مانگتے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ ان کو اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ میں نے واپس لوٹ کر ابوبکر کو کہا اور داخل ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ تمہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس ابوبکر داخل ہوئے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور کنویں کے اندر اسی طرح پاؤں کو لٹکایا۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ننگا کر دیا۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑا تھا کہ وہ مجھے آ ملے گا۔ پس میں نے دل میں کہا کہ اگر فلاں کے ساتھ مراد میرا اپنا بھائی تھا بھلائی کا ارادہ اللہ نے کیا ہوگا تو اس کو لے آئے گا اسی لمحے ایک انسان دروازے کو حرکت دینے لگا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ پس اس نے کہا عمر بن خطاب۔ میں نے کہا ٹھہر جائیے۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہ عمر اجازت مانگ رہے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ پس میں عمر کے پاس آیا اور کہا حضور ﷺ اجازت دیتے ہیں اور تم کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس منڈیر پر بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کو کنویں میں لٹکا لیا پھر میں لوٹ کر بیٹھ گیا اور دل میں میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ یعنی میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہو گا تو اس کو لے آئے گا تو اسی لمحہ ایک انسان نے آ کر دروازے کو حرکت دی۔ پس

میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا عثمان ابن عفان ۔ میں نے کہا ٹھہر جائیے ۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی ۔ پس آپؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دے دو ۔ ایک آزمائش کے ساتھ جو ان کو پہنچے گی ۔ پس میں آیا اور میں نے کہا تم داخل ہو جاؤ اور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی خوشخبری دیتے ہیں ۔ اس ابتلاء کے ساتھ جو تمہیں پیش آئے گا ۔ پس وہ داخل ہوئے اور منڈیر کو پُر پایا ۔ پھر وہ ان کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے ۔ سعید ابن میسب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے کی ۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے دروازے کی دربانی کا حکم دیا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عثمان کو جب خوشخبری دی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور پھر کہا کہ اللہ ہی اس قابل ہے کہ اس سے مدد طلب کی جائے ۔

وَجَّهَ : متوجہ ہوئے ۔

بِئْرِ اَرِیْسٍ : یہ اریس کا لفظ بعض منصرف اور بعض غیر منصرف پڑھتے ہیں یہ مدینہ منورہ کے ایک کنواں کا نام ہے ۔

اَلْقُفُّ : کنویں کے اردگرد کی دیوار ۔ عَلٰی رِسْلِكَ : ذرا رکو ۔

تشریح ۞ **ابو موسٰی اشعری رضی اللّٰہ عنہ!** ان کے حالات باب الاخلاص میں گزر رے ۔ ملاحظہ فرمائیں ۔ **انہ توضا فی بیتہ!** نماز کے لئے (۲) طہارت دائمہ کے لئے ۔ **لا کونن معہ یومی ھذا!** یعنی میں دن کا کچھ حصہ چھوڑ کر بعض پر اکتفاء نہ کروں گا ۔ **وجہ!** آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے ہیں ۔ **فخرجت علی اثرہ!** میں جلدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ۔

اَلنَّحْوُ : **اسال منہ!** خرج کے فاعل سے حال ہو تو مترادف بنے گا ۔ (۲) ظرف سے حال ہو تو متداخل بنے گا ۔ **دخل بئر اریس!** وہ احاطہ جس میں بئر اریس واقعہ تھا ۔ **حتی قضی رسول اللّٰہ حاجتہ!** حتیٰ یہاں الیٰ ان کے معنیٰ میں ہے ۔ حاجتہ سے مراد انسانی حاجت یعنی پیشاب پاخانہ ہے ۔ **فقمت الیہ!** میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا ۔

اَلنَّحْوُ : **فاذا ھو قد جلس علی بئر اریس!** اذا مفاجات کے لئے ہے ۔ ہو مبتدا جملہ اس کی خبر ہے ۔ **توسط وقیھا**: بلند زمین، کنوئیں کے گرد اگرد دیوار اس کی جمع قفاف ہے ۔ **و کشف عن ساقیہ!** اس کی تصغیر سویقہ آتی ہے پنڈلی ۔ (المصباح) **دلا ھما فی البئر!** پنڈلیاں کنوئیں میں لٹکا رکھی تھیں ۔ **فسلمت علیہ!** میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپؐ نے میرے سلام کا جواب دیا پھر میں واپس لوٹا ۔ **لا کونن بوابا للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الیوم!** بعض روایات بخاری میں **لم یامرنی بذلک!** اور بعض میں **یا ابا موسٰی املک علی الباب!** اور ترمذی کی روایت بھی اس کے قریب قریب ہے ۔ طبرانی کی بعض روایات میں بلال کا تذکرہ وہم ہے کیونکہ روایت کا مدار ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر ہے ۔ پس جن روایات میں بواب کی نفی ہے اس کا مقصد ہمیشہ کے دربان کی نفی ہے اور جہاں ثبوت ہے تو وہ کبھی کبھی کا معاملہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں حکم دیا تو وہ پیشاب واستنجاء کے وقت تک تھا ۔ بعد والے وقت میں انہوں نے خود اختیاری طور پر دربانی کا کام ذمہ کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا ۔ **فجاء ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ!** ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کسی کے اطلاع دینے سے جان لیا یا اتفاقی طور پر وہ معلوم کرتے کرتے ادھر نکل آئے ۔ **فقال ابو بکر!** اس سے ثابت ہوا کہ جب دربان اجازت

لینے والے کا نام پوچھے تو اسے ذاتی پہچان کے لئے نام بتلانا چاہئے۔ علی رسلك! تم اپنی جگہ رک جاؤ۔ ثم ذهبت! پس میں ٹھہر کر گیا۔ هذا ابوبکر یستاذن! (۱) جملہ متانفہ (۲) جملہ حالیہ (۳) دوسری خبر ہے۔ رسول الله صلی الله علیه وسلم یبشرك بالجنة! اس میں ادب کو اختیار کرنے کا بہترین بدلہ مذکور ہے۔ بخاری کی روایت میں فحمد الله! کے الفاظ منقول ہیں۔ فدخل ابوبکر! پس ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہو کر چلتے چلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب بیٹھ گئے کیونکہ وہ سب سے افضل جانب ہے۔ معه فی القف! (۱) معہ یہ جلس کی ضمیر سے محل حال میں ہے۔ اسی طرف فی القف (۲) ایک ظرف لغو بھی بن سکتا ہے۔ دلی رجلیه...... ساقیه! انہوں نے کنوئیں میں اسی طرح پاؤں لٹکائے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آرام دہ مجلس میں تشریف رہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو عین ممکن تھا کہ آپ ﷺ اس بیٹھک کو ترک فرما دیتے۔ ان کے اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ تشریف فرما رہے۔ ثم! شاید یہ اس لئے لائے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کافی دیر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چیت اور کیفیت کو ملاحظہ فرماتے رہے اور فا کے معنی میں بھی مجازاً لیا جا سکتا ہے۔ ترکت اخی! یہ ابوبرہم اور بردہ بعض نے محمد نام لیا ہے۔ ان میں مشہور ابو بردہ ہیں جن کا نام عامر ہے۔ بفلان! یہ کنایہ کا لفظ ہے جو بھائی کے لئے استعمال کیا۔ یأت به! تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خلوت کے وقت حاضر ہو شاید اس کو بھی جنت کی خوشخبری مل جائے جیسے پہلے آنے والے کو ملی۔ فاذا انسان یحرك الباب! تاکہ اجازت داخلہ حاصل کر لے۔ یہ اجازت کے لئے حسن ادب ہے۔ ابن التین نے کہا شاید یہ اجازت سے پہلے کی بات ہے۔ حافظ کہتے ہیں یہ اجازت حاصل کرنے والے نے اجازت کے وقت کیا۔ ابن التین کی بات درست نہیں کیونکہ بخاری کی دوسری روایت میں "فجاء رجل فاستاذن"! کے الفاظ ہیں یہ ویسے دھکیلنے والا نہ تھا کہ وہ بلا اجازت داخل ہو جائے۔ عمر بن الخطاب! اگر اجازت حاصل کرنے والے کے متعلق ابہام ہو تو نام بتلا کر اس کا ازالہ ضروری ہے۔ علی رسلك! تم اپنی جگہ اپنی حالت پر برقرار رہو۔ ثم جئت! تعبیر میں تفنن کے لئے لائے۔ هذا عمر! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں معلوم و معروف ہونے کی وجہ سے فقط نام پر اکتفاء ہے اور دوسرا ان کا ساتھی صدیق پہلے موجود ہے۔ بشره بالجنة! (۱) یہ بات سرور کی کیفیت کے جلد حصول کے لئے ہے ورنہ بشارت تو تاخیر سے بھی میسر ہو رہی تھی۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ ایک کی خبر مقبول ہے۔ (۳) یقین پر قدرت کے باوجود ظن پر عمل کرنا درست ہے۔ فجئت عمر! ضمیر کی بجائے نام کا تذکرہ استلذاذ محبت سے ہوا۔ اذن! یہ معروف ہے میں اجازت داخل دیتا ہوں۔ یبشرك! تعبیر کو تفنن کی خاطر بدل دیا اور صدیق رضی اللہ عنہ کے بلند مقام کی طرف اشارہ بھی کر دیا کیونکہ جملہ اسمیہ کی تعبیر دوام و استمرار اور مضارع تجدد و حدوث پر۔ واللہ اعلم۔ فی القف عن یساره! بائیں جانب بیٹھ گئے۔ دلی رجلیه! یہ تفنن فی التعبیر کے لئے ہے۔ پاؤں کا لٹکانا' پنڈلیاں لٹکانے کو لازم و ملزوم ہے۔ میں پھر لوٹ آیا اور اپنے بھائی کے بارے میں تمنا کر رہا تھا۔ ایک انسان نے دروازے کو اجازت کے لئے حرکت دی۔ وجئت النبی صلی الله علیه وسلم اخبرته! (۱) یہاں عاطف کو بدل دیا۔ پہلے دونوں مواقع میں ثم اور یہاں واؤ۔ (۲) وہاں فعل جئت صرف ذکر کیا جو کہ حضرت کے معنی میں ہے اور یہاں مفعول کے ساتھ لائے جو کہ اتیت کے معنی میں ہے (۳) پہلے دو مواقع میں واقعہ کی تفصیل ذکر کی اور تیسرے موقعہ پر اجمال سے کام لیا۔ یہ لطائف بلاغت اور تفنن تعبیر ہے۔ فقال ائذن له! بخاری کی روایت میں "فسکت هنیهة ثم قال ائذن له!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا ان کو داخلہ کی اجازت دے دو۔ مع بلوی! یہ بلیہ اور بلاء کی طرح مصدر ہے (المصباح)۔ فجلس وجاھھم! وجاھھم کو تجاھھم پڑھنا بھی درست ہے یعنی ان کے سامنے والی جگہ پر۔ بخاری میں ہے کہ وامرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بحفظ الباب! کے الفاظ ہیں۔ من الشق الآخر! منڈیر کے مقابل حصہ۔ بخاری کی روایت میں سعید بن المسیب کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ فاولتھا قبورھم! میں نے اس کی تعبیر نکالی کہ ان کی قبور اس طرح ہوں گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیداری کے معاملات کی بھی تعبیر ہوتی ہے اور اسی بات کا نام فراست ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ صاحبین کی قبور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی اور عثمان جنت البقیع میں اکیلے ہوں گے۔ بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ فاولت ذلك انتباذ قبرہ من قبورھم! میں نے تعبیر کی کہ ان کی قبر الگ ہوگی۔ ایک روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے الفاظ واللہ المستعان بھی منقول ہیں۔ بئر اریس! یہ قباء کے قریب واقع تھا۔ اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی سے گری تھی۔ بعض نے اس کو منصرف اور دوسروں نے غیر منصرف مانا ہے۔ علی رسلك! نہایہ میں راء کا فتحہ لکھ کر ارفق بنفسك! اپنے آپ کو سکون دو۔ معنی کیا ہے اور مطالع میں راء کا کسرہ ہے اس کا معنی آہستہ اور باوقار رہ۔

تخریج : بخاری فی الفضائل و الفتن' مسلم فی الفضائل' نسائی فی المناقب۔

الفرائد : ① صحابہ کرام آپ ﷺ کے احوال و آثار کا کس قدر شدید اہتمام کرنے والے تھے۔ ② ابوبکرؓ و عثمانؓ کی ہمت اور ابوموسیٰ اشعری کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ ③ معجزہ نبوت جس کا معاملہ زمانہ عثمانؓ میں پیش آیا کا تذکرہ ہے۔ ④ ان تینوں حضرات کے بعد نبوت پر قائم رہنے کا ثبوت ہے۔

٧١٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا؟ فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ الصَّغِیْرُ ' فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اَبُوْهُرَیْرَةَ؟" فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' قَالَ : "مَا شَاْنُكَ؟" قُلْتُ : كُنْتَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰٓؤُلَآءِ النَّاسِ مِنْ وَّرَآئِیْ۔ فَقَالَ : "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ" وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ : "اذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَیْنِ فَمَنْ لَّقِیْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" وَذَكَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الرَّبِیْعُ" النَّهْرُ الصَّغِیْرُ وَهُوَ الْجَدْوَلُ۔ بِفَتْحِ الْجِیْمِ" كَمَا فَسَّرَهٗ فِی الْحَدِیْثِ۔ وَقَوْلُهٗ

"احْتَفَزْتُ" رُوِیَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّایِ وَمَعْنَاهُ بِالزَّایِ تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰی اَمْکَنَنِی الدُّخُوْلُ۔

۱۰۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ارد گرد بیٹھے تھے اور اس جماعت میں ہمارے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اٹھ گئے اور پھر آپ نے بہت دیر فرمائی۔ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں کہیں آپ کو قتل نہ کر دیا گیا ہو اور ہم گھبرا گئے۔ پھر ہم اٹھے اور میں پہلا گھبرانے والا تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلا یہاں تک کہ میں بنی نجار کے ایک چار دیواری کے پاس آیا۔ میں اس کے ارد گرد گھوما تا کہ اس کا کوئی دروازہ مل جائے لیکن میں نے نہ پایا۔ پھر اچانک میری نظر ایک نالی پر پڑی۔ جو احاطے کے درمیان میں بیرونی کنویں سے جاتی تھی۔ ربیع چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔ میں نے سکڑ کر یعنی سمٹ سمٹا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہ؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا آپ ہمارے درمیان تھے پھر آپ اُٹھ کر چلے آئے پھر آپ نے واپسی میں بہت دیر کر دی۔ پس ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ کو قتل نہ کر دیا ہو۔ پس ہم گھبرائے اور ان گھبرانے والوں میں میں سب سے پہلا تھا۔ پس میں اس احاطے کے پاس آیا اور میں اس طرح سمٹا جس طرح لومڑی سمٹتی ہے اور یہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! پھر آپ نے مجھے نعلین مبارک عنایت فرمائے اور فرمایا کہ ان کو لے جاؤ اور جو تمہیں اس دیوار کے پیچھے سے اس حال میں ملے کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیتا ہو۔ اس کو جنت کی خوشخبری دے دو اور حدیث کو طوالت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (رواہ مسلم)

الرَّبِیْعُ: چھوٹی نہر یا نالی جیسا حدیث میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

اِحْتَفَزْتُ: میں سکڑا یہاں تک کہ داخلہ ممکن ہو گیا۔

تشریح ۞ باب الرجاء میں یہ روایت گزر چکی ہے۔ **قعودا!** یہ قاعد کی جمع ہے جس کا معنی بیٹھنا۔ **قعدنا حوله!** حول اور حوالیہ دونوں کا معنی "گرد" ہے۔ اس کا لام مکسور نہ ہوگا۔ **معنا!** یہ مصاحبت کے لئے ہے۔ اے بیٹھنے والو ہم من جملہ میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان دو کی تخصیص کی وجہ بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کی افضلیت وعظمت ہے۔ **فی نفر !معنا** اور فی نفر یہ محل حال میں ہیں متداخل مانیں یا مترادف۔ (۲) ظرف لغو بھی بن سکتے ہیں۔ نفر کا لفظ تین سے دس یا سات پر بولا جاتا ہے۔ **من بین اظھرنا!** نووی کہتے ہیں یہ بین **اظھرکم!** اور **ظھریکم!** اور **ظھرانیکم!** استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معنی ہمارے درمیان ہے۔ **فابطا علینا و خشینا ان یقتطع دوننا!** یعنی دشمن کی طرف سے پریشانی پہنچ جائے۔ یا قید یا کوئی اور صورت پیش آ گئی ہو۔ **من فزع!** قاضی کہتے ہیں فزع گھبراہٹ کو کہتے ہیں۔ کسی چیز کے لئے ڈرنا۔ (۲) اہتمام کرنا (۳) عنایت وتوجہ کرنا۔ یہاں تینوں ہی درست ہو سکتے ہیں۔ جیسا عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کے رک جانے کی وجہ سے ہمیں خطرہ ہوا کہ ہمارے بے خبری میں آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ میں پہلا گھبرانے والا تھا۔ **فخرجت ابتغی!** تلاش کرنے نکلا اور چلتے چلتے **حتی اتیت حائطا!** ایک احاطہ کے پاس پہنچا۔ اس کو حائط کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے کسی حصہ پر چھت نہیں ہوتی۔ **الانصار!** یہ اوس وخزرج کی اولاد کے لئے علم بن گیا۔ بنی نجار یہ اسی کا بدل ہے۔ **ھل اجدله**

بابا! دروازہ معلوم کرنے کے لئے اردگرد گھوما۔ فلم اجد! مگر جلدی میں دروازہ نہ ملا۔ فاذا ربیع! ربیع کی جمع اربعاء جیسے نبی و انبیاء چھوٹی پانی کی نالی۔ یدخل فی جوف حائط! نسبت مجازی اس کے ذریعہ سے پانی داخل ہوتا تھا۔ من بئر خارجة! بقول ابن صلاح یہ خارجہ بئر کی صفت ہے۔ ابوموسیٰ اصبہانی نے کہا اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) ایک مذکورہ بالا (۲) بئر پر تنوین اور خارجہ ضمیر حائط کی طرف مضاف ہو (۳) بئر کی اضافت خارجہ کی طرف ہو اور وہ اسم علم ہو۔ نووی نے پہلی کو ترجیح دی اور اکثر نے تیسری وجہ کو۔ وہ باغات کے نام کنوؤں سے رکھتے تھے جیسے بئر اریس' بئر بضاعہ' بئر حاء۔ حالانکہ یہ سب باغات ہیں۔ نوافق کہتے ہیں اس تمام سے یا بعض سے ہم موافقت نہیں کرتے۔ احتفار! سکڑنا۔ بعض نے زاء سے نقل کیا مگر وہ موقعہ سے زیادہ موافقت نہیں رکھتا۔ فقال ابوهريرة؟! کیا تم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہو؟ میں نے نعم سے جواب دیا۔ شان! یہ عظمت والے کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ظهرانينا! یہ تثنیہ کا صیغہ ہے۔ هؤلا الناس! جن کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ (۲) وہ اور دیگر جن کو واقعہ کی اطلاع ملی الف لام عہد یا جنس کا ہے۔ واعطاني نعليه! گزشتہ قال کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ فقال! یہ پہلے کی تکریر کے لئے آیا ہے کیونکہ قول و مقولے میں کافی فاصلہ ہو گیا جیسا قرآن مجید میں وارد ہے۔ ﴿فلما جاء هم ما عرفوا اكفروا به﴾! آیت میں بقول محمد بن یزید لما تکدیر بہ ہے۔ اس آیت میں بھی اسی طرح ہے: ﴿ايعدكم انكم اذا متم وكنتم ترابا وعظاماً انكم مخرجون﴾! انکم دوسرا اعادہ اول ہے۔ فمن لقيت! مرد و عورت سب کے لئے عام ہے۔ يشهد ان لا اله الا الله! یہ شہادتین سے کنایہ ہے اور حقیقتاً یشہد کے فاعل سے حال ہے۔ اصل قید سے منافقین نکل گئے۔

حاصل روایت یہ ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اسی پر بھروسہ کر کے ترک عمل کا خطرہ ظاہر کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موافقت فرمائی اور باب کے مقصد کے یہ خلاف نہیں اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہی دینا اس کے مطلوب ہونے کی علامت ہے اور کسی وجہ سے مبشر بہ کو چھوڑ دینا کسی امر کی وجہ سے ہے اس سے یہ فعل دوسروں کی طرف متعدی نہ ہو سکے گا۔

تخریج : اخرجه مسلم (۳۱)

الفرائد : ① صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کا کس قدر احساس تھا۔ ② سچے دل سے لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔ ③ علامت خبر کو پختہ کرتی ہے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نعل مبارک عنایت فرمایا۔

۷۱۱ : وَعَنِ ابْنِ شُمَاسَةَ قَالَ : حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكٰى طَوِيْلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ اِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهٗ يَقُوْلُ : يَا اَبَتَاهُ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ عَلٰى اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ : لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّيْ وَلَا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَلَوْ مِتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ — فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ

اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْأُ بَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ فَقَبَضْتُ يَدِيْ فَقَالَ: "مَالَكَ يَا عَمْرُو؟" قُلْتُ: اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ: تَشْتَرِطُ مَاذَا؟ "قُلْتُ: اَنْ يُّغْفِرَلِيْ، قَالَ: "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنِيْ مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاءَ عَيْنِيْ مِنْهُ اِجْلَالًا لَّهُ - وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهُ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنِيْ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وُلِّيْنَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِيْ مَا حَالِيْ فِيْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِّيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّيْ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "شُنُّوْا" رُوِيَ بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْمُهْمَلَةِ: اَيْ صُبُّوْهُ قَلِيْلًا قَلِيْلًا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ۔

۷۱۱: حضرت ابن شماسہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے وقت میں حاضر ہوئے جب وہ قریب المرگ تھے۔ پس وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا۔ اس پر ان کا بیٹا کہنے لگا اے ابا جان! کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے اس اس طرح کی خوشخبری نہیں دی؟ کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ یہ خوشخبری نہیں دی؟ اس پر وہ متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ بیشک سب سے افضل چیز جس کو ہم شمار کرتے ہیں وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی ہے۔ مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں: (۱) میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی بغض رکھنے والا نہ تھا۔ اور مجھے سب سے زیادہ محبوب یہ بات تھی کہ میں آپ پر قابو پا کر آپ کو قتل کر ڈالوں۔ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میں جہنم میں جاتا۔ (۲) پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں ڈال دیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ پس آپ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس پر آپ نے فرمایا اے عمرو تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو کیا شرط لگانا چاہتا ہے۔ میں نے کہا یہ کہ مجھے بخش دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپ سے بڑھ کر عظمت والا میری نگاہ میں اور کوئی تھا اور آپ کے رعب کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ کے حلیہ مبارک بیان کرنے کو کہا جائے تو میں اس کی ہمت نہیں رکھتا کیونکہ میں نے آپ کو نظر بھر کر کبھی دیکھا ہی نہیں اگر اس حالت میں میری موت آ جاتی تو مجھے اُمید تھی کہ میں جنت میں جاتا پھر ہم بعض چیزوں پر نگران بنائے گئے مجھے معلوم نہیں کہ میرا حال ان میں کیا ہوگا۔ پس جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ ہو اور نہ ہی آگ

ہو۔ پھر جب تم دفن کر چکو اور مجھ پر تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالنا۔ پھر میری قبر پر اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تا کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور دیکھ لوں کہ اپنے رب کے بھیجے ہوئے قاصدوں کو میں کیا دیتا ہوں۔ (مسلم)

شَنُّوْا: تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالو۔

تشریح ❁ ابی شمامه رضی الله عنه! ان کا نام عبدالرحمان بن شمامہ ہے۔ بعض نے کہا ان کا نام ابوعبداللہ المہری ہے۔ سیاق الموت! حضور موت کا وقت۔ یبکی طویلا! بہت دیر تک رونا۔

اَلنَّحْوُ: جملہ دوسری خبر ہے۔ (۲) ضمیر مستقر سے حال ہے۔ بکذا! خوشخبری سے کنایہ ہے۔ ما نعد! جس کو ذخیرہ بناتے یا معادہ کے لئے شمار کرتے۔ ثلاثة اطباق! جمع طبق احوال۔ طبق کا ظاہر لفظ مذکر ہونے کی وجہ سے ثلاثۃ مونث لائے۔ اگر معنی کا لحاظ کیا جائے تو مونث لانا زیادہ فصیح ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں حال حسنة۔ ولقد رایتنی! فاعل و مفعول متحد ہیں اور مفعول ثانی محذوف ہے۔ وما احدٌ اشد! یہ ما کی خبر اور بغضاً یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ استمکنت! قابو پانا' باب استفعال مبالغہ کے لئے لائے۔

اَلنَّحْوُ: فقتلته! یہ جملہ ما کی خبر پر معطوف ہے حرف نفی کا اعادہ بتلاتا ہے کہ نفی ہر ایک کی طرف متوجہ ہے۔ مجموعہ کی طرف نہیں۔ فلو مت! یہ میم کے ضمہ و کسرہ دونوں سے درست ہے (ن'س) دونوں بابوں سے ہے۔ علی تلك الحال لکنت من اهل النار! جو ابدالا باد جہنم میں رہیں گے۔ تلك! اسم اشارہ بعید اس کے انتہائی قبیح ہونے کی طرف اشارے کیلئے لائے اور اس لئے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر زیادہ سے زیادہ شکر یہ ادا کریں جس نے ان کو بدترین حالت اور سب سے بڑے عیب (کفر) سے بچایا۔ اس حالت پر دوسری حالت کو بطور عطف لائے۔ فلما جعل الله الاسلام فی قلبی! جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں محبوب بنا دیا۔ اتیت النبی صلی الله علیه وسلم! حدیبیہ کے بعد کی بات ہے۔

اَلنَّحْوُ: فلا بایعك! لام تعلیلیہ اور اس کے بعد والا فعل ان مضمرہ کی وجہ سے منصوب ہے اور کسرہ اور سکون بھی جائز ہے جبکہ لام امر تسلیم کریں۔ جیسا اس ارشاد نبوی میں "قوموا فلا صل لکم! اس بیعت سے دخول اسلام اور نصرت اسلام کی بیعت مراد ہے۔ فبسط یمینه فقبضت یدی! یدی کا دال مکسور یعنی اپنا دایاں ہاتھ کیونکہ اسی سے بیعت کی جاتی ہے۔ یدی پر اکتفاء تا کہ تکرار سے حفاظت ہو۔

مالك؟! یہ مبتداء و خبر ہے۔ بماذا؟! با زائدہ بھی ہو سکتی ہے (۲) ممکن ہے کہ یشترط سے یحتاط کا معنی متضمن ہونے کے لئے با لائے۔ ان یغفرلی! فاعل معلوم و متعین ہونے کی وجہ سے مجہول کے صیغہ سے لائے اور مطلوب کو عموم کے لئے حذف کیا۔ ما کان قبلها! جو اسلام ہجرت کے درمیان پیش آئیں۔ ما کان قبله! اس سے صغائر مراد ہیں اور وہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہوں۔ کبائر تو بہ سے معاف ہوتے ہیں اور مظالم اہل حق یا فضل الٰہی سے معاف ہوں گے۔ باب کے لئے روایت کا یہ حصہ شاید ہے۔ مقام کی دلالت سے یہاں کلام محذوف ہے۔ فا سلمت و بایعت۔ احب الی من رسول الله صلی الله علیه وسلم! کیونکہ ایمان اسی سے مکمل ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من اهله و نفسه والناس اجمعین"۔ ولا اجل فی عینی منه! یہ جلال سے ہے جو کہ عظمت و ہیبت

کے معنی میں ہے۔ان املاء عيني منه! منہ یہ املاء کے متعلق ہے۔اجلالاً له! یہ ماقبل کی علت ہے۔میرا چہرے انور کو آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکنا یہ جلال نبوت کی وجہ سے تھا۔ولو سئلت ان اصفه ما اطقت! اگر مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقی عادات کا سوال کیا جائے تو گہری نگاہ نہ ڈال سکنے کی وجہ سے میں ان کو بیان نہیں کر سکتا اور ان کو بیان کرنے کے لئے گہری نگاہ چاہئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تو رعب وجلال نبوت بھی ٹکٹکی باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے سے مانع تھا۔ علی تلك الحالة! اشارہ بعید لا کر اس حالت کی عظمت بیان کر رہے ہیں۔لو جوت ان اکون! اس سے معلوم ہوا کہ عارفین خواہ کتنی عبادت اور اعمال صالحہ کرلیں تب بھی خشیت ان کے قلب سے دور نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والذين يؤتون ما اتوا وقلوبهم وجلة﴾! اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان اعمال صالحہ کی طرف نہیں جھکتا اور یہ تو اسے قطعی یقین ہے کہ یہ اہل جنت کے اعمال سے ہے اور وہ اہل جنت سے مگر اس نے اپنے دل پر اعتماد کیا اور اپنے بدن اور عقل سے اپنے مولیٰ کی طرف اس امید سے متوجہ ہوا کہ وہ اس کو اپنے دوستوں کی لڑی میں پرو دیں گے۔ما ادری ما حالی فيها! یہ مزید تواضع کے لئے ہے ورنہ وہ علماء صحابہ میں سے ہیں صحابہ کرام تمام عادل ہیں۔نائحة! اوصاف شمار کرنے کے ساتھ اپنی آواز کو رونے میں بلند کرے مثلاً یا جبلاہ وغیرہ کہے وہ زبان نبوت سے ملعونہ ہے۔اس کا ساتھ جانا مناسب نہیں اور نوحہ بھی حرام ہے۔ولا نار! تا کہ نجات کے لئے اچھا شگون ہو۔میت کے ساتھ آگ کا لے جانا مکروہ ہے جیسا روایت میں وارد ہے۔بعض نے کہا اس کی کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ جاہلیت کے نشانات میں سے ہے۔ابن حبیب مالکی کہتے ہیں بطور تفاؤل مکروہ ہے۔اگر اس کے لئے اور کوئی داعیہ شدت بدبو یا تعفن کا پایا جائے اور اس کی تیزی اٹھانے والوں کو پراگندہ نہ کرے مگر وہ جو منہ سے بدبو آتی ہے اس میں کراہیت نہیں۔فسنوا علی التراب سنا! قبر پر مٹی ڈالی جائے مگر اس پر بیٹھا نہ جائے۔جزور! نر مادہ اونٹ اس کی جمع جزر ہے جیسے رسول سے رسل جمع الجمع الجزائر ہے۔حتی استانس لکم! حتیٰ کی کے معنی میں ہے۔اراجع به رسل ربی! یعنی قبر کی پوچھ گچھ۔روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ قبر اور سوال ملائکہ برحق ہے۔دفن کے بعد استغفار و دعا کے لئے تھوڑا سا رکنا مستحب ہے۔میت (روح میت) قبر کے گرد نتی ہے۔یہ مسلک شوافع ہے۔

تخريج : اخرجه احمد (٦/١٧٧٩٢) و مسلم (١٢١) و ابو عوانة (٧/١) والبيهقى (٩٨/٩)

الفوائد: ① قریب المرگ آدمی کو باری تعالیٰ کے متعلق خوب حسن ظن ہونا چاہئے۔② نوحہ تو حرام ہے آگ کا نہ لے جانا بطور نیک گمان کے ہے۔③ دفن کے بعد استغفار کے لئے قبر کے پاس ٹھہرنا چاہئے تاکہ سوال جواب میں سہولت ہو۔

۹۶: بَابُ وَدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهٖ عِنْدَ فِرَاقِهٖ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهٖ وَالدُّعَآءِ لَهٗ وَطَلَبَ الدُّعَآءِ مِنْهُ

بَاب: دوست کو الوداع کرنا اور سفر کیلئے جدائی کے وقت اس کیلئے دعا کرنا اور اس سے دعا کروانا

وداع! الوداع کہنا۔ الصاحب! مصدر ہے فاعل کی طرف مضاف ہے اور مفعول محذوف ہے۔ ۲ اس کا عکس بھی درست ہے ای موادعة الشخص الصاحب۔ و وصیته عند فراقه! جو نیکی و تقویٰ کی وہ وصیت کرے۔ لسفرہ! یہ فراقہ سے متعلق ہے۔ وغیرہ سے مراد ملاقات کا نہ ہونا یا موت کا آ جانا۔ والدعاء له وطلب الدعاء منه! دعا کا لام اور من سے مقید کرنے کا تعلق تمام متعاطفات سے ہوگا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ :يَا بَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ' اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ؟ قَالُوْا :نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾

[البقرة:۱۳۲، ۱۳۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور وصیت کی اس بات کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے بھی۔ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین کو چن لیا پس ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام ہی کی حالت میں۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جبکہ یعقوبؑ کو موت آ پہنچی اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپ اور آپکے باپ دادا ابراہیم' اسماعیل و اسحٰقؑ کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے اور ہم اسی ہی کے تابعدار ہیں''۔

ووصی بها! ھا سے حلت یا کلمہ اخلاص مراد ہے۔ ویعقوب! یعنی یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی ۲ اور اس کا عطف ابراہیم پر بھی ہو سکتا ہے اور مفعول محذوف ہو یعنی یعقوب نے اپنے اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔ سفاقسی کہتے ہیں یہ پہلے قول سے زیادہ ظاہر ہے۔ یا بنی! قول کو مضمر مانیں گے۔ ۳ وصی کا معمول بنائیں ۱ یہ قول کا مقولہ بنے اور یعقوب پر رفع پڑھیں اور ابراہیم پر عطف ہو۔ ۲ یعقوب کو مبتداء اور خبر محذوف یا بنی مقولہ بنے گا۔ یہ قرأت سبعہ کے مطابق ہے۔ قرأت شاذہ کے مطابق وصی کے مفعول پر عطف ہو اور یا بنی صرف ابراہیم کا قول بنے۔ الدین! سے مراد اسلام ہے۔ فلا تموتن! تم اسلام پر مداومت اختیار کرو اور موت کا سامنا بھی اسی حالت میں ہونا چاہئے۔ ام کنتم شهداء! یہ ام منقطعہ ہے جو کہ بل کے معنی میں ہے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی تم موجود نہ تھے۔ یہ یہود کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یعقوب نے مرتے دم یہودیت کی وصیت کی۔ اذ حضر یعقوب الموت! یہ اذ کاظرف شہداء کے متعلق ہے۔ اس مقام پر کلام تام ہو گیا۔ پھر اذ قال سے نیا کلام شروع ہوا گویا اس طرح کہا اذکر اذ قال ذلك الوقت! تا کہ یہود اس کا دعویٰ نہ کر سکیں۔ ۲ قالوا نعبد! کے متعلق ہے ۳ پہلے اذ سے بدل ہے (سفاقسی) ما تعبدون! معبود کی صفات کے متعلق سوال کیا گیا۔ الھاً واحداً! یہ الھًا! کا بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (سفاقسی) ۴ حال ہے جس سے مقصود وصف ہے۔ اسم ذات کے ساتھ تمہید کے طور پر لائے (زمخشری) اختصاص کی وجہ سے نصب مردود ہے کیونکہ منصوبات نکرہ ہوتے ہیں سفاقسی نے کہا اس سے اختصاص معنوی مراد ہے نہ کہ صناعی۔ آباء میں اسماعیل علیہ السلام کو تغلیباً شامل کیا ہے۔ چچا کو مجازاً اب کہتے ہیں۔ ونحن له مسلمون! ۱ یہ نعبد کے مفعول سے حال ہے ۲ نعبد پر معطوف ہے۔ زمخشری اس کو جائز کہتے ہیں سفاقسی اس کی تردید کرتے ہیں کیونکہ یہ متلازم کلام میں آتا ہے اور یہ دو مستقل کلام ہیں۔ زمخشری کی مراد اعتراض بیانی ہے نہ کہ نحوی۔

٧١٢ :وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِىْ سَبَقَ فِىْ بَابِ اِكْرَامِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا خَطِيْبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ : "اَمَّا بَعْدُ، اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّىْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا : كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ" فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ— ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَيْتِىْ" اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِىْ اَهْلِ بَيْتِىْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ۔

۷۱۲ : احادیث میں سے ایک روایت وہ ہے جو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مسند سے باب اکرام اھل بیت رسول اللہ ﷺ کے باب میں گزری۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا اما بعد! خبر دار! اے لوگو بے شک میں ایک انسان ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کا پیغام قبول کرلوں۔ میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں پہلی کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت ونور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامو! اور آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کے لئے اُبھارا اور رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں ان کے سلسلہ میں اللہ یاد دلاتا ہوں (کہ ان پر کوئی زیادتی نہ کرے)۔ (مسلم)

یہ روایت طوالت کے ساتھ گزری۔

تشریح ۞ قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم خطیباً! معلوم ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہئے۔ فحمد اللّٰہ واثنی علیه! اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ وعظ وذکر! ۱ یہ عطف عام علی الخاص کی قسم ہو ۲ عطف ردیف ہے۔ الا! انتباہ مخاطبین کے لایا گیا۔ اے لوگو! میری بات سننے کے لئے خبردار ہو جاؤ۔ وہ عظیم الشان بات ہے۔ انما انا بشر! اس

کا عطف ذلک پر ہے۔ یوشك! قریب آنا۔ رسول ربی! دنیا سے عالم بقاء کی طرف منتقل ہونے کا پیغام آ جائے اور دنیا و آخرت میں اختیار دیا جائے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ دنیا کو آپ ﷺ منتقل ہونے پر ترجیح نہیں دے سکتے (یہ اختیار تکریم وعظمت کے طور پر ہے) فاجیب ! ماقبل پر عطف کی صورت میں منصوب ہے۔ ② مبتداء مضمر کی خبر ہو۔ ثقلین ! ان کو عظمت کی وجہ سے ثقلین کہا۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انا سنلقی علیك قولا ثقیلاً﴾۔ واولهما کتاب اللّٰه! یعنی قرآن۔ فیه الهدی! اس میں اور ہدی للمتقین میں کوئی منافات نہیں کیونکہ جو حدیث میں ہے وہ باب تجرید سے ہے۔ جیسا اس آیت میں: ﴿لقد کان لکم فی رسول اللّٰه اسوة حسنة﴾! آپ ﷺ کی ذات گرامی خود اسوۂ حسنہ ہے لیکن مبالغہ کے لئے اسوہ کو لایا گیا۔ ② ہدی للمتقین بتاویل وصف ہے۔ ② مضاف مقدر ہے ③ مصدر مبالغہ لائے کیونکہ وہ ہدایت پر مشتمل ہے۔ گویا وہ بعینہ ہے۔ والنور ! یعنی جہالت وضلالت کے اندھیروں کیلئے روشنی ہے۔ فخذوا بکتاب اللّٰه ! ضمیر کی بجائے اظہار شرف مضاف الیہ کی وجہ سے ہے۔ واستمسکوا به! ① یہ ماقبل کے معنی میں ہو ② پہلے جملے سے لینا اور حاصل کرنا مراد ہو اور دوسرے جملے سے دوام اور عدم انفکاک مراد ہو۔ فحث علی کتاب اللّٰه! کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لینے پر آمادہ کیا۔ رغب فیه! اس کے ثواب اور انجام میں جو درجات ملیں گے ان کا ذکر فرمایا۔ واهل بیتی! یعنی ثقلین میں دوسرا میرے اہل بیت ہیں۔ اذکر کم اللّٰه فی اهل بیتی! یعنی ان سے محبت کرنا' ان کی مدد کرنا' ان کی محبت ومودت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا' صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ارقبوا محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم فی اهل بیته''! اس کی تشریح پہلے گزری۔

تخریج : باب فی اکرام اهل بیت رسول اللّٰه ﷺ میں گزر چکی۔

٧١٣ : وَعَنْ اَبِیْ سُلَیْمَانَ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِیْمًا رَفِیْقًا ، فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ اَهْلِنَا ، فَاَخْبَرْنَاهُ ، فَقَالَ : ''ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْكُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِیْ حِیْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِیْ حِیْنِ كَذَا ، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْیَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ – زَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ ''وَصَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ''۔

قَوْلُهٗ : ''رَحِیْمًا رَفِیْقًا'' رُوِیَ بِفَاءٍ وَّقَافٍ ، وَّرُوِیَ بِقَافَیْنِ۔

۷۱۳: حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم ایک جیسی عمر والے نوجوان تھے۔ پس ہم نے آپ کے ہاں بیس راتیں گزاریں۔ آپ بڑے مہربان اور نرم دل تھے۔ پس آپ نے خیال کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے مشتاق ہو گئے ہیں۔ اس لئے آپ نے ہم سے پیچھے چھوڑے ہوئے اہل وعیال کے متعلق دریافت فرمایا۔ پس ہم نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں میں قیام کرو اور ان کو تعلیم دو اور انہیں اچھی باتوں کا حکم دو اور فلاں فلاں نماز

وقت میں پڑھواور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ جب نماز کا وقت آئے تو ایک تم میں سے اذان دے اور تم میں سے بڑا نماز پڑھائے۔(بخاری و مسلم) بخاری نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔

رَفِیْقاً کا لفظ (فاء کے ساتھ) اور رَقِیْقًا کا لفظ (دو قافوں کے ساتھ) بھی منقول ہے۔دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

تشریح ۞ عن ابی سلیمان مالک بن الحویرث رضی اللّٰہ عنہ! بعض نے حارث اور شعبہ نے ابن حویرثہ بن اشیم! ابن اثیر کہتے ہیں ان کے نسب میں لیث تک اختلاف ہے۔اس سے آگے اختلاف نہیں۔لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ۔یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز سکھلائی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ روایات نقل کی ہیں۔دو متفق علیہ ہیں۔ایک میں بخاری منفرد ہے۔ان کی وفات ۹۴ھ میں بصرہ میں ہوئی۔اتینا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم! تاکہ احکام دین حاصل کریں۔نحن شببۃ! یہ شاب کی جمع جیسے کاتب وکتبہ۔متقاربون! یہ ماقبل کی صفت ہے۔۞ دوسری خبر ہے۔فاقمنا عندہ عشرین لیلۃ! ہم بیس روز تعلیم حاصل کرتے رہے۔وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رحیماً و رفیقاً! یہ اقمنا کے فاعل سے محل حال میں ہے ۞ اس کے مرتبہ میں ہے ۞ اضافت سے قبل اس کا معمول ہے۔اس کی مثل یہ آیت ہے: ﴿وکان اللّٰہ غفوراً رحیماً﴾! استمرار کے لئے ہے۔فظن انا قد اشتقنا! شوق مصدر ہے شاق شوقاً (نصر) مضاعف سے یہ متعدی بن جاتا ہے۔اسی سے معلوم ہوا کہ اھلنا! کا نصب نزع خافض کی وجہ سے ہے۔من اھلنا! یہ محل حال میں موصول کا بیان ہے۔فقال ارجعوا...... وعلموھم: ارجعوا! پر عطف ہے۔واو سے عطف لوٹنے کے بعد امتثال امر کے حصول کے لئے ہے۔۞ یا اس کے بعد وسروھم! گویا یہ ماذا نعلمھم! کا جواب ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو طاعات سکھاؤ۔امر تعلیم کو لازم کرنے والا ہے۔صلاۃ کذا! سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔من حین کذا! وقت نماز سے کنایہ ہے۔صلاۃ کذا! تفنن تعبیر کے لئے مختلف لائے۔فلیوذن! لام امر کا ساکن ہونا جائز ہے۔اصل مکسور ہوتا ہے۔ایک اذان دے کیونکہ اس سے اصل مقصد وقت کے آنے کی اطلاع ہے جو کہ ایک سے حاصل ہو جائے گی۔ولیومکم! برماوی کہتے ہیں میم کا فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔اکبرکم! بڑی عمر والا جب کہ دین کے احکام جاننے میں سب برابر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مدت قیام بھی ایک ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (۵/۱۵۶۰۱) والبخاری (۶۲۸) و مسلم (۶۷۴) و ابو داود (۵۸۹) والترمذی (۲۰۵) والنسائی (۶۳۳) وابن ماجه (۹۷۹)

الفرائد : ہجرت اور طلب علم کیلئے سفر بڑی فضیلت کا باعث ہے۔مسافر کے لئے اذان و جماعت دونوں مشروع ہیں۔ سفر کرنے والے کو نصیحت کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں اسکے دنیا و دین و آخرت کا نفع ہے۔

۷۱۴ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ وَقَالَ :"لَا تَنْسَنَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَّا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا – وَ فِيْ رِوَايَةٍ

قَالَ : "اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَآئِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ' وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۱۴: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت طلب کی۔ پس آپؐ نے مجھے اجازت دے کر فرمایا کہ اے ہمارے چھوٹے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ یہ آپؐ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا جس پر مجھے اتنی خوشی ہے اگر اس کے بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اے میرے چھوٹے بھائی، ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ استاذنت! میں نے عمرہ کی اجازت طلب کی۔ اس میں مزید پاس ادب ہے کہ ہر نیکی کا کام دریافت و اجازت سے کیا جا رہا ہے۔ لا تنسنا! اس میں ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور متبعین کی طرف ضمیر لوٹتی ہے۔ ② صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہو جو کہ سب سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ فقال كلمة! اس سے مراد لا تنسنا يا اخي من دعائك! یہ ارشاد مراد ہے۔ ما يسرني ان لي بها الدنيا! بابدلیت کے لئے (دنیا تحقیر کی وجہ سے) عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں اس طرح خسیس ہے کہ تمام دنیا بھی اس قول کے بدلے میں لینے کو تیار نہیں۔ اس سے عمر رضی اللہ عنہ کے مقام کی بلندی ظاہر ہوتی ہے اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے: اشركنا يا اخي في دعائك! اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اشرف تمام مسلمانوں کو اپنے حق میں دعا کیلئے کہہ سکتا ہے اور انبیاء علیہم السلام بھی دوسروں کی دعاؤں کے محتاج ہیں مختار کل نہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/٤٥٢٤) والترمذی (٣٤٤٢) والنسائی (٥٠٦) وابن ماجه (٢٨٢٦) وابن حبان (٢٦٩٣) و ابو داود (٢٦٠٠) والبيهقی (١٧٣/٩)

الفرائد : باب ۴۵۶۱ زیارۃ اہل الخیر میں گزری ۳۷۹

۷۱۵ : وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا : اُدْنُ مِنِّيْ حَتّٰى اُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ : اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۱۵: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اس آدمی سے جو سفر کا ارادہ کرتا' فرماتے۔ میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں الوداع کہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع فرمایا کرتے تھے۔ پھر فرماتے میں تیرے دین' تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ سالم بن عبدالله! یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے بعض نے ابو عبداللہ بتلائی ہے۔ یہ مدینہ

کے فقہاء سبعہ سے تھے۔ یہ عابد ثقہ اور پختہ کبار تابعین سے تھے۔ اذا اراد سفرا! یعنی اس کے لباس اور دیگر معاملات سے سفر کا ارادہ ظاہر ہوتا۔ ادن منی! تو میرے قریب آ۔ یو دعنا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بلند اور اونچے مرتبے کے باوجود الوداع کرتے۔ استود ع اللّٰہ دینك! میں تمہارے دین سمیت تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ دین کا تذکرہ اس لئے کیا کہ یہ اہم ترین ہے اور سفر کی صعوبتوں میں تساہل کا قوی امکان ہے اور مسافر کے لئے اسی وجہ سے عبادات میں رخصت دی گئی۔ و امانتك! جن تکالیف شرعیہ کے تم امین ہو۔ ② امانت سے حقوق انسانی مراد ہوں۔ و خواتیم عملك! یہ بطور اہتمام ذکر فرمایا کیونکہ اسی پر مدار ہے۔

مسئلہ: مسافر کو الوداع کہنا چاہئے۔

تخریج: اخرجه احمد

الفرائد: سفر میں مشیت و پیرشانی ہے تو اس میں استودع اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی گئی ہے۔ حفظ امانت اور اجتناب عن الخیانت کی دعا دی تا کہ دینی نقصان سے سالم لوٹ کر آئے

۷۱۶ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوَدِّعَ الْجَيْشَ يَقُوْلُ اسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ ، وَأَمَانَتَكُمْ ، وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۱۶: حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو الوداع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کو فرماتے: اسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ "میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے عمل کا انجام اللہ کے حوالے کرتا ہوں"۔

حدیث صحیح ہے۔

تشریح ۞ عبداللّٰہ بن یزید الخطمی الصحابی رضی اللّٰہ عنہ! ان کے حالات گزرے چکے ملاحظہ کر لیں۔ الجیش! جہاد کے لئے جانے والی جماعت۔ استود ع اللّٰہ دینکم و امانتکم! پہلے دونوں مصدر ہیں اس لئے مفرد لائے۔ جیسے کہتے اَمن و امانة! اصل میں یہ مفرد مذکر ہے اور آخری خواتیم کو جمع لائے تا کہ اسی طرف اشارہ ہو کہ موت کے اعمال صالحہ کی کثرت ہونی چاہئے تا کہ خاتمہ شاندار ہو واللہ اعلم۔

تخریج: اخرجه ابو داود (۲٦٠١) وابن السنی (٥٠٤)

الفرائد: امام کو چاہئے کہ وہ خود لشکروں کو روانہ کرے اور ان کے لئے دعا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر مشقت اور مجاہدین کے لئے خصوصی دعا کا ثبوت ملتا ہے۔

۷۱۷ :وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ

اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِي ، فَقَالَ : "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى" قَالَ : زِدْنِي ، قَالَ : "وَغَفَرَ ذَنْبَكَ" قَالَ : زِدْنِي ، قَالَ : "وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۱۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ یارسول اللہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ مجھے زادِ راہ دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ دے۔ اُس نے عرض کیا میرے لئے کچھ اضافہ فرما دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے گناہ کو بخشے۔ اس نے کہا اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے لئے خیر کو آسان فرما دے جہاں بھی تو ہو۔ (ترمذی) کہا حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ ارید سفراً فزودنی! اس کا عطف مقدر پر بھی ہوسکتا ہے۔ ای فائذن لی و زودنی! جیسا کہ گزشتہ باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اجازت تو پہلے حاصل کرلی پھر طلب دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے انداز سے معلوم کرلیا کہ وہ دعا چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زودك اللّٰہ التقویٰ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تزودوا فان خیر الزاد التقویٰ﴾! یہ وہ زادِ راہ جس سے ناشکری کی گھاٹی بھی طے ہو جاتی ہے اور یوم مشہود کی حاضری کا سرمایہ بھی میسر ہو جاتا ہے۔ قال زدنی! اس نے عرض کیا کچھ اضافہ فرمائیں تو فرمایا۔ غفر ذنبك! جو گناہ تجھ سے گزشتہ زمانہ میں ہو چکے۔ قال زدنی قال ویسرلك الخیر! اللہ تمہیں دنیوی اور دینی خیر سے نوازے۔ حیثما کنت! تو جس جگہ بھی ہو۔

تخریج : اخرجه الترمذی (٣٤٤٤) والحاكم (٢/٢٤٧٧) والبزار (٣٢٠١)

الفوائد : مسافر کے لئے مستحب ہے۔ جو سفر کرے اس صالحین سے دعا منگوانی چاہئے۔ یہ دعا دنیا میں زاد اور زجر آخرت میں زیادتی اجر کا باعث ہو

۹۷ :بَابُ الْاِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

باب: استخارہ اور مشورہ

استخارہ! دونوں میں زیادہ بہتر کو طلب کرنا اور اسی سے توفیق چاہنا۔ المشاورۃ! کسی کام کا ارادہ کرتے وقت دوسرے سے مشورہ طلب کرنا۔ دوسرے کی دلیل قرآن مجید میں ہونے کی وجہ سے ذکر کر دی اور پہلا بھی ضمناً اس میں شامل ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿وشاورھم فی الامر﴾! یعنی جس میں مشورہ مناسب ہو۔ یہ مشورہ صحابہ کرام کے قلوب میں تسلی کے لئے تھا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور ان سے معاملات میں مشورہ کریں"۔ (آل عمران)

الامر! سے وہی معاملات مراد ہیں جن میں مشورہ کیا جاسکتا تھا۔ وحی کے معاملات تو طے شدہ ہیں۔ ان میں مشورے کی چنداں

حاجت نہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَيْنَهُمْ﴾ [الشوری:۳۸]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان کے معاملات اپنے درمیان مشورے سے ہے''۔ (الشوریٰ)

شوریٰ اسم مصدر ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ معاملات میں باہمی مشورہ کرتے ہیں۔ مشورہ کو مقام مدح میں ذکر کر کے س کا پسندیدہ ہونا ظاہر فرمایا۔

اَیْ يَتَشَاوَرُوْنَ بَيْنَهُمْ فِيْهِ۔

یعنی وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔

۷۱۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ : يَقُوْلُ : "اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ، ثُمَّ لْيَقُلْ! اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ" اَوْ قَالَ : عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ – وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ" اَوْ قَالَ : "عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ ، وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ" قَالَ : وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۱۸ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز فرض کے علاوہ ادا کرے۔ پھر کہے اے اللہ میں آپ سے بھلائی کا طالب ہوں۔ آپ کے علم کے سبب اور آپ سے قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی قدرت کے ذریعے اور آپ سے آپ کا بڑا فضل مانگتا ہوں۔ اس لئے کہ آپ قدرت رکھتے ہیں میں قدرت نہیں رکھتا اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا اور آپ پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام زیادہ بہتر ہے میرے لئے دین اور دنیا کا اعتبار سے اور میرے معاملے کے انجام کے اعتبار سے یا یوں کہا میرے معاملے کے جلدی کے اعتبار سے یا اس کے مقررہ وقت کے اعتبار سے اس کو میرے لئے مقدر فرما اور آسان فرما۔ پھر اس میں برکت فرما میرے لئے اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لئے دین اور دنیا کے اعتبار سے برا ہے اور معاملے کے انجام کے اعتبار سے یا فرمایا یا میرے کام کی جلدی اور مقررہ وقت کے لحاظ سے۔ پس اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی کو مقدر فرما جہاں ہوں۔ پھر مجھے اس پر راضی کر

لے پھر فرمایا کہ اپنی حاجت کا نام لے۔ (بخاری)

تشریح ۞ **استخارۃ!** خیر کا طلب کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں نماز و دعا کا طریقہ بتلاتے۔ **فی الامور!** جن میں وہ اقدام کا ارادہ ظاہر کرتے وہ امور جو کہ مباح ہوتے۔ **کلھا !** یہ محل حال میں ہے ۞ **یعلمنا** کے مفعول کی صفت ہے۔ **کالسورۃ من القرآن!** اس کی تعلیم اسی اہتمام سے ہوتی جیسے سورت کی تعلیم دی جاتی۔ اس سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مجھے یہ بات پختہ طور پر یاد ہے۔ جیسا مشبہ بہ۔ **بالامر!** جس کام کا کرنا یا چھوڑنا جائز ہو۔ **فلیرکع رکعتین!** وہ دو رکعت پڑھے یہ سب سے کم مقدار ہے۔ **من غیر الفریضہ!** شوافع رحمہم اللہ کے ہاں سنن رواتب اور فرائض میں بھی نیت کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر احناف حدیث کے صریح الفاظ کی وجہ سے نوافل میں اس کی نیت کو درست قرار دیتے ہیں۔ فرائض میں نیت سے ثواب استخارہ حاصل ہونے کے متعلق خود علماء شوافع میں اختلاف ہے۔ **ثم لیقل!** یعنی جب نماز سے فارغ ہو تو قبلہ رو ہو کر حمد و صلاۃ کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرے۔ حمد و صلاۃ اور ہاتھ اٹھانا دعا کی سنن ہیں۔ **اللھم انی استخیرك بعلمك!** اے اللہ میں آپ ﷺ سے دونوں کاموں میں جو زیادہ بھلائی والا ہے۔ اس کے لئے میرے سینے کو کھول دے کیونکہ آپ امور کی کیفیت اور جزئیات کی حقیقت سے باخبر ہیں اور دونوں میں سے بہتر کی بہتری عالم الغیب ہی جانتا ہے اور وہ آپ ہی ہیں۔ باسیبہ یا قسم استعطافی کے لئے ہو سکتا ہے اور یہ دونوں احتمال **واستقدرك بقدرتك!** میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یعنی میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ دونوں معاملات میں سے زیادہ بہتر کو میرے مقدر میں کر دے۔ مگر فتح الدلہ میں دونوں با استعانت کے لئے قرار دیئے گئے ہیں جیسا اس آیت میں ﴿**بسم اللہ مجرٰھا**﴾ اگر یہ تکلف آیت اس سے مختلف ہے فتدبر۔ **فانك تقدر!** ہر ممکن پر قدرت رکھتے ہیں جس سے آپ کا ارادہ متعلق ہو۔ یہ جملہ ماقبل کی علت ہے۔ **ولا اقدر وتعلم ولا اعلم!** آپ تو ہر کل و جز کو جانتے اور مجھے بس اسی کا علم ہے جو آپ نے سکھایا ہے۔ **وانت علام الغیوب!** آپ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں مخلوق میں کسی کو کسی چیز کا پورا علم نہیں۔ سوائے اس کے کہ جس کی جزئیات کا علم آپ نے سکھلا دیا۔ علم کو مقدم کر کے عموم کی طرف اشارہ کیا اور دوسری بات یہ ہے کہ قدرت کو مقدم کیا کیونکہ وہ اس فعل کے زیادہ مناسب اور لائق ہے جو کہ دونوں امور میں سے خیر کے فعل پر ایک حد تک قدرت دینا ہے۔ وانت علام الغیوب کے جملہ کے لئے مؤخر کیا اور وانت القادر علی کل شئی کو ترک کر دیا اور قدرت دینے کے سوال کو اس پر مرتب فرمایا۔ **اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر!** جس کا میں نے قصد کیا۔ **خیر لی فی دینی و معاشی!** تاکہ اس سے میرے دین و دنیا میں نقص نہ ہو۔ **وعاقبۃ امری او عاجل امری و آجلہ!** دین اور معاش کو شامل کرنے کے لئے جملے کو طویل کیا۔ نووی کہتے ہیں کہ او شک راوی کے لئے ہے اس لئے دونوں باتوں کو جمع کرے تاکہ جو کلمہ وارد ہوا ہے اس کا ذکر ثابت ہو جائے۔ البتہ دو مرتبہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ **فاقدرہ لی!** قاضی عیاض کہتے ہیں دال کا ضمہ و کسرہ دونوں جائز ہیں۔ یعنی اس کا میرے حق میں فیصلہ فرما اور میرے لئے مہیا فرما۔ **ویسرہ لی !** عطف تفسیری ہے یا اخص کا عطف ہے۔ بعض اوقات مقدر کرنا کبھی مشقت سے ہوتا ہے۔ **ثم بارك لی فیہ!** جب یہ حاصل ہو جائے تو اس میں اضافہ فرما اور تمام قواطع سے اس کو محفوظ کر دے۔ **ثم!** اس لئے لائے اس کے حاصل ہونے میں کسی قدر تاخیر ہوتی ہے۔ **وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری او قال عاجل امری و آجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ!** مبالغہ اور تاکید کے لئے صراحت سے ذکر کیا کیونکہ جب وہ

چیز تم سے ہٹا دی جائے گی تو تو خود اس سے ہٹ گیا۔ ⑦ اور پیروی کے طور پر ہو کہ اصرفہ عنی کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس کی قدرت ہی نہ دے اصرفنی عنہ کا مطلب' میرے باطن کی مشغولیت اس سے ہٹا دے۔ ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں (ایضاح) یہاں ایک نقطہ یاد رکھو کہ خیر کے بعد تمام متعاطفات اپنے باب پر ہیں اور شر کے بعد جتنے متعاطفات ہیں وہ او کے معنی میں ہیں کیونکہ اصل مطلوب سہولت ہے۔ پس ضروری ہے تمام مذکورہ احوال دنیا اور دین کے لحاظ سے خیر ہوں اور جس کا پھیرنا مطلب ہے اس کے بعض احوال کا شر ہونا کافی ہے اور واؤ کو اپنے احوال پر رکھنے میں یہ وہم رہے گا کہ ان کا پھیرنا مطلوب نہیں مگر جب کہ اسکے تمام احوال شر ہوں حالانکہ یہ مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے مگر یہ بات خود قابل توجہ ہے فتدبر' (شرح اذکار میں ملاحظہ کریں) **واقدر لی الخیر**! یعنی میرے لئے وہ بھلائی مقدر کر دے جس میں تیری طرف سے ثواب اور اس کے کرنے والے کو تیری رضامندی حاصل ہو۔ **حیث کان**! اور اس کے کرنے کو میرے مقدر میں فرما دے جس مکان و زمان میں وہ حاصل ہو۔ **ویسرہ لی**! کو چھوڑنے میں حکمت یہ ہے کہ خیر عام ہے اور اس کے حصول میں عموماً مشقت وتعب یا ہمیشہ مشقت ہوتی ہے۔ بخلاف ان کے جو گزریں وہ خاص ہیں اور اکثر اس میں مشقت نہیں۔ **ثم رضنی به**! تا کہ میں آپ کے انعامات میں سے کسی چیز کو حقیر نہ قرار دوں اور نہ تیری مخلوق میں سے کسی سے حسد کروں تا کہ قابل تعریف لوگوں اور خوش ہونے والے لوگوں کی لڑی میں پرو دیا جاؤں' تیرے اس ارشاد کا مصداق بن جاؤں: ﴿رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ﴾! نسائی کی روایت میں **ثم ارضنی بقضائك**! کے الفاظ ہیں۔ **ویسمی حاجته**! اس کا فلیقل پر عطف ہے کیونکہ یہ امر کے معنی میں اس کے فاعل سے حال ہے۔ **ای فیلقل ذلك مسمیا حاجته**! اور کہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میرا فلاں کام اس وقت میں مثلاً۔

تخریج: بخاری ابواب صلاۃ اللیل والدعوات ' ابوداؤد فی الصلاۃ' ترمذی فی الصلاۃ' نسائی فی النکاح والنعوت فی الیوم واللیلۃ (اطراف)

الفرائد: جس بات پر استخارہ کے بعد اتفاق ہو جائے وہ کرے (کذا قال ابن عبدالسلام)

۹۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيْدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ وَّالرُّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

بَابٌ: عید' عیادتِ مریض' حج' غزوہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانا اور دُوسرے سے لوٹنا تا کہ عبادت کے مواقع زیادہ ہوں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کی طرف جاتے ہوئے ضب کے راستے سے گزرے اور واپسی میں مازمین کی راہ سے لوٹے۔ **ونحوھا**! سے جمعہ کی طرف اور جماعت کے لئے جانا۔ **من طریق آخر**! آخر یہ تاکید ہے ورنہ تو موصوف کا نکرہ آنا ماقبل سے مغایرت کے لئے کافی ہے۔ **لتکثیر مواضع العبادۃ**! یہ راستے کے مختلف ہونے کی علت ہے اور عید کے سلسلے میں راستہ تبدیل کرنے کے متعلق ایک قول یہ ہے۔

٧١٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ "خَالَفَ الطَّرِيقِ" : وَيَعْنِي ذَهَبَ فِي الطَّرِيقِ ' وَرَجَعَ فِي طَرِيقٍ اٰخَرَ۔

۷۱۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا (تو عید گاہ تشریف لے جاتے وقت) راستہ بدلتے۔(بخاری)

خَالَفَ الطَّرِيقَ : ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے لوٹتے۔

تشریح ۞ خالف الطریق! یعنی ایک راہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور دوسرے سے واپس تشریف لاتے۔ فتح الدلہ میں لکھا ہے کہ جانے کے وقت طویل راستہ اختیار کرے اس طرح کہ جماعت فوت نہ ہو۔ واپسی پر چھوٹا ہو کیونکہ کسی قربت کا قصد نہیں۔ رجوع کے متعلق اختلاف ہے۔ جانے کے لئے طویل تو کثرت ثواب کی خاطر ہے اور واپسی پر چھوٹا راستہ کیونکہ اس میں ثواب نہیں یا ثواب ہے مگر تھوڑا یا دونوں راستے گواہ بن جائیں یا دو راستوں کے لوگوں کو برکت حاصل ہو یا آپ کی برکت عام ہو یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کو پھیلایا جائے یا فقراء فریقین کو فائدہ ہو یا جانے کے وقت صدقہ کی چیز ختم ہو گئی۔ اقارب کی قبور کی زیارت ہو جائے یا منافقین جلیں یا منافقین سے محتاط ہو جائیں یا حالت میں تبدیلی کا گمان لیا کہ مغفرت و رضا ملی یا رحمت کی خشیت کی وجہ سے یہ رمل اور اضطباع کی وجہ سے مستحب بتلایا گیا۔

تخریج : اخرجه البخاری (٩٨٦)

الفرائد :راستہ بدلنے سے مقصود وتکثیر اجر ہے (رافعی)۔ ہر راستہ کل گواہی دے۔

٧٢٠ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق شجرہ سے نکلتے اور طریق معرس سے داخل ہوتے اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو ثنیہ علیا کی طرف سے داخل ہو کر ثنیہ سفلیٰ کی طرف سے نکلتے۔(بخاری و مسلم)

کان یخرج! یعنی مدینہ منورہ سے۔من طریق الشجرۃ! یعنی مسجد ذوالحلیفہ سے۔من طریق المعرس! مسجد معرس والا راستہ۔اذا داخل مکہ...... من الثنیۃ العلیا! وادی حجون ثانی سے۔یخرج من الثنیۃ السفلی! ثنیہ یہ دو پہاڑوں میں تنگ راستہ۔اس کا نام شبیکہ ہے۔داخلے کے لئے دو راستوں کے استعمال کی حکمتیں اوپر ذکر ہوئیں اور بلند مقام سے داخل ہونے کا مقصد بلند مقام والی جگہ کا قصد ہونے کی وجہ سے ہے اور نکلنا اس کے برعکس ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے

لئے اس طرح دعا فرمائی تھی۔ فاجعل افئدة من الناس تهوی اليهم! یعنی بلندیوں پر جھکیں۔ کذا قال ابن عباس ذکرہ السہیلی۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۵۷۵) و مسلم (۱۲۵۷) و ابو داود (۱۸٦۸)

الفرائد : جو شخص آ ثارِ نبوی کو متبرک تعام کے طور پر اختیار کرے وہ نصیبہ ور ہے۔ وہ آ ثارِ نبوت کو بہت زیادہ جاننے والے تھے۔

۹۹ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ الْيَمِيْنِ فِيْ كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيْمِ

بَابٌ : ہر معزز کام میں دائیں ہاتھ کو مقدم رکھنا

كَالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيْلِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ، وَالسِّوَاكِ وَالْاِكْتِحَالِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ ، وَقَصِّ الشَّارِبِ ، وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الرَّأْسِ وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمُصَافَحَةِ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ الْاَسْوَدِ ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ وَالْاَخْذِ ، وَالْاِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِيْ مَعْنَاهُ – وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَارِ فِيْ ضِدِّ ذٰلِكَ : كَالْاِمْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ وَدُخُوْلِ الْخَلَاءِ وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ وَالْاِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَاَشْبَاهُ ذٰلِكَ–

مثلاً وضوء‘ غسل‘ تیمم‘ کپڑا‘ جوتا‘ موزہ‘ شلوار پہننے اور مسجد میں داخل ہونے‘ مسواک کرنے‘ سرمہ لگانے‘ ناخن کاٹنے‘ مونچھیں کاٹنے‘ بغل کے بال اکھاڑنے‘ سر کے بال منڈوانے اور اس طرح نماز میں سلام پھیرنے‘ کھانے اور پینے میں‘ مصافحہ کرنا‘ استلام حجر اسود کو بوسہ دینے‘ بیت الخلاء سے نکلنے‘ کسی سے کوئی چیز لینے اور کسی کو کوئی چیز دینے وغیرہ جو اس طرح کے کام ہیں ان میں دائیں طرف کو مقدم کرے اور ان کے برعکس کاموں میں بائیں کو مقدم رکھے مثلاً تھوکنے‘ ناک صاف کرنے‘ بیت الخلاء میں داخل ہونے‘ مسجد سے نکلنے‘ موزہ اور جوتا اُتارنے‘ شلوار اور کپڑا اُتارنے اور استنجا کرنا اور اسی طرح کی گندگی والے افعال کرنے میں بائیں کو مقدم کرنا مستحب ہے۔

کالوضوء! وضو کرتے ہوئے دائیں ہاتھ‘ دائیں پاؤں کو مقدم کریں گے۔ پیشانی‘ رخسار‘ دونوں کان‘ دونوں ہاتھوں و پاؤں میں دایاں مقدم ہوگا۔ والغسل! دائیں جانب بلکہ اس میں اگلی جانب اور بائیں جانب کا پچھلا حصہ‘ البتہ غسل میت میں سامنے کی جانب پھر بائیں بھی اسی طرح۔ پھر اسے بائیں جانب پھیرے اور پچھلی جانب دھوئے پھر اسے دائیں جانب پھیرے اور بائیں جانب دھوئے اور زندہ کا غسل اس سے مختلف ہوا کیونکہ بیک وقت دونوں دائیں جانبوں کا دھونا میت کے لئے مشکل ہے اور زندہ کے لئے آسان ہے۔ والتیمم! اس کا حکم وضو جیسا ہے۔ ولبس الثوب! اس کی دائیں آستین اپنا ہاتھ بائیں سے پہلے داخل کرے۔ والنعل والخف والسراويل! آدمی دائیں ہاتھ‘ پاؤں کو بائیں سے پہلے داخل کرے۔

سراویل بعض نے اس کو جمع کہا جس کا واحد نہیں۔ بعض نے کہا یہ سراولۃ کی جمع ہے۔ و دخول المسجد! جوتے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور اس کو جوتے کے اوپر رکھے پھر دایاں نکالے اور مسجد میں اس کو پہلے رکھے پھر بایاں۔ والسواك! منہ کی دائیں جانب سے ابتداء کرے اور مسواک دائیں ہاتھ میں تھامے۔ والاکتحال! تین مرتبہ دائیں جانب پھر بائیں جانب تین بار (ابن حجر ہیثمی فی الاحداد) وتقلیم الاظفار وقص الشارب! شارب کو شارب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ پانی پیتے وقت یہ پانی میں جالگتی ہے۔ وحلق الراس! ظاہر سے حج کے علاوہ کو بھی شامل ہے۔ دائیں جانب سے ابتداء مسنون ہے۔ والسلام من الصلاۃ والاکل! دائیں ہاتھ سے کھائے بعض نے رائی البر کی وجہ سے اس کو واجب کہا ہے۔ واشرب! کسی بھی پینے والی چیز کو استعمال کرنا۔ دائیں ہاتھ میں پکڑ کر پیئے یا اس میں سے ایک گھونٹ لے۔ والمصافحة و الستلام الحجر الاسود! استلام سے بعض نے تو سلام مراد لیا ہے جبکہ دوسروں نے حجر اسود کو بوسہ دینا۔ والخروج من الخلاء! خلاء یا فضاء میں جہاں قضائے حاجت کرنا چاہتا ہو۔ خواہ خلا ہو یا فضاء میں ہو۔ والاخذ والعطاء! مستحب یہ ہے کہ لینا' دینا' دائیں ہاتھ سے ہو۔ اگرچہ اس میں کراہت واہانت نہیں ہے۔ في معناه! جو اسی طرح کی مکرم چیزیں ہیں۔ تقديم اليسرىٰ في ضد ذلك! کیونکہ وہ اہانت اور گندگی کے مقامات ہیں مثلاً ناک صاف کرنا' تھوکنا' بزق (ن) (المصباح) على اليسار! یہ محذوف سے متعلق حال ہے۔ ای کائنین من جهته! اگر اس کے بائیں طرف کوئی محترم مقام یا کوئی شخص ہو تو سامنے تھوکے۔ دخول الخلاء! قضائے حاجت کے لئے۔ والخروج من المسجد! بایاں پاؤں نکالے اور اس کو جوتے کی پشت پر رکھے پھر دایاں' پہلے اس کو پہنے پھر بایاں پہنے۔ خلع الخف ..... الثوب! کیونکہ عضو پر کپڑا رہنا کرامت ہے اور کرامت کا دایاں حقدار ہے اور بایاں اس سے کم درجہ ہے۔ والاستنجاء! خواہ پتھر سے ہو یا پانی سے۔ وفعل المستقذرات! جیسے بدن سے میل کا ازالہ بائیں سے ہو۔ اشباه ذلك! گھر میں داخلہ اس میں بعض نے دایاں بعض نے بایاں اول راجح ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ :هَآؤُمُ اقْرَءُ وْا کِتَابِیَهْ﴾ [الحاقة : ۱۹] الْاٰیَاتُ –

رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا:

''پھر وہ جو دائیں ہاتھ میں کتاب دیا جائے گا (سبحان اللہ) پس وہ کہے گا کہ آؤ اور میرا نامہ عمل پڑھو''۔ (الحاقہ)

فاما من اوتی کتابه بیمینه! من میں تمام مؤمن داخل ہیں۔ خواہ گناہ گار ہوں۔ مگر عاصی کے آگ سے نکلنے کے بعد ہوگا (ابن عطیہ) تمام مکرمات دائیں سے حاصل ہوں گی۔ فیقول هاؤ م اقرء وا کتابیه! ایک مرد کے لئے ھاء دو مردوں اور عورتوں کے لئے هاؤما! جمع مردوں کے لئے۔ هاؤم! جمع عورتوں هاؤن! اور ایک عورت کے لئے ھاء۔ اس کا معنی خذوا! یعنی لو۔ یہاں بعض نے ھاؤم کو اور دوسروں نے اقراءوا کو۔ بقیہ آیات کے موضوع کا باب سے تعلق نہیں بس کتاب کے یمین میں ملنے کی وجہ سے اس باب میں ذکر کر دی گئیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ' وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ﴾

[الواقعہ:۸-۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

دائیں ہاتھ والے کیا خوب ہیں دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کیا برے ہیں بائیں ہاتھ والے''۔(الواقعہ)

اصحاب میمنہ! وہ لوگ ہیں عرش کے دائیں جانب ہوں گے ② آدم علیہ السلام کی اولاد کو جب پشت سے نکالا تو وہ ان کے دائیں جانب تھے ③ جن کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا ④ بلند مراتب والے لوگ ⑤ اصحاب الیمین۔ما اصحاب المیمنہ! کتنے خوش نصیب ہیں اور کتنا عظیم الشان بدلہ پائیں گے۔ و اصحاب المشئمة! میمنہ کے معانی کے بالمقابل صفات جن میں پائی جائیں گی۔ما اصحاب المشأمه! وہ کس قدر بدنصیب اور کس قدر سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۷۲۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ: فِيْ طُهُوْرِهٖ ، وَتَرَجُّلِهٖ ، وَتَنَعُّلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۷۲۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :کو دائیں جانب اپنے کاموں میں پسند تھی۔(جیسے)وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں ۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یعجبه الیمین! دائیں ہاتھ کا استعمال پسند تھا۔فی شانه کله! قابل اہتمام موقعہ پر کل یہ شان کا بدل ہے۔ فی طهوره! یہ کل سے بدل البعض ہے۔طهور! پاکیزگی کے لئے پانی کا استعمال کرنا۔''طہور'' پانی جس سے طہارت حاصل کی جاتی ہے پس اس صورت میں مضاف مقدر ہے۔ یہاں دائیں کی فضیلت بیان کرنا مطلوب ہے۔ترجله! بالوں کو کنگھی کرتے ہوئے۔وتنعله! جوتے میں پاؤں داخل کرتے ہوئے جتنی چیزیں روایت میں تکریم کی قسم سے ہیں ان میں اور انہی جیسی چیزوں میں دائیں کو اختیار کرنا مستحب ہے اور ان کے برعکس دوسری چیزوں میں بائیں کا استعمال ہوگا۔

تخریج : اخرجه احمد (۹/۲۵۶۰۲) والبخاری (۱۶۸) و مسلم(۶۲۸) و ابو داود (۴۱۴۰) والترمذی (۶۰۸) وابن ماجه (۴۰۱) وابن حبان (۵۴۵۶)

الفوائد : روایات میں مذکورہ مقامات میں دائیں طرف سے ابتداء مستحب ہے۔ بیت الخلاء، خروج مسجد وغیرہ کے لئے بائیں کو مقدم کیا جائے اس سے دائیں کی بائیں پر تکریم مقصود ہے۔

۷۲۲ :وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۲۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کہا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کے لئے اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء کے لئے اور جو بھی اسی طرح کے گندگی والے کام ہیں۔(ابوداؤد حدیث صحیح ہے)

اَللُّغَاتُ :ید! کی تانیث مجازی ہے۔لطهوره! طا پر ضمہ ہے۔حذف مضاف کی صورت میں طا پر فتحہ آئے گا۔طعامه! کھانا

تناول کرنا۔ کانت یدہ الیسری لخلائہ! استنجاء پتھروں کو پکڑنے اور بول و براز کے ازالہ کے لئے استعمال فرماتے اور اسی طرح کے دوسرے ایذاء والے کام مثلاً تھوک' رینٹھ وغیرہ اور جوں وغیرہ کا دور کرنا۔

الفرائد : کھانے پینے میں اس کا استعمال اس کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔

٧٢٣ : وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِیْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : "ابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۳ : حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل کے سلسلے میں ہمیں فرمایا کہ اس کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا اور اعضاء وضو سے کرنا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ام عطیہ! ان کا نام نسیبة! ہے۔ بعض نے مکبرہ قرار دیا۔ ان کے والد کا نام کعب بعض نے حارث بتلایا۔ یہ مدینہ منورہ میں مقیم تھیں پھر بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ یہ میتات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غسل دیا کرتی تھی۔ ان کے ساتھ نسب میں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب الانصار یہ رضی اللہ عنہا بھی شریک ہیں۔ ام عمارہ کی کوئی روایت صحیحین میں نہیں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روایات نقل کی ہیں۔ جن میں سے ۹ بخاری و مسلم میں ہیں۔ سات متفق علیہ ہیں اور ایک میں بخاری اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔ سنن اربعہ نے ان سے روایات لی ہیں۔ محمد و حفصہ سیرین کی اولاد اور عبدالملک بن عمیر نے روایت لی ہے۔ بخاری کی ایک روایت سے وہم ہوتا تھا کہ نسیبہ ام عطیہ نہیں مگر بخاری نے اس کی وضاحت کر کے وہم کو دور کر دیا کہ وہی ہیں۔ ابنته زینب! بعض نے ام کلثوم کہا۔ ابدأن !ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر جو عورتیں غسل میں معاون تھیں ان کو خطاب فرمایا۔ یہ امر استحبابی ہے۔ بمیامنھا! جمع میمنہ اس سے معلوم ہوا کہ غسل میت کی ابتداء بھی دائیں جانب سے ہونی چاہئے جیسا کہ زندہ کے غسل کی ہوتی ہے۔ و مواضع الوضوء منھا! کیونکہ اعضاء وضو دوسرے اعضاء سے زیادہ شرف والے ہیں۔

تخریج : اخرجه البخاری (١٦٧) و مسلم (٩٣٩/٤٢) وابن حبان (٣٠٣٢) وابو داود (٤١٤٦)

الفرائد : میت کو غسل دیتے ہوئے دائیں کو ترجیح دی جائے گی۔ عورتوں کے نہ ہونے کی صورت مرد غسل دے سکتا ہے۔

٧٢٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ ، لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ ، وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۴ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے پہل کرے اور جب وہ اُتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے تا کہ دایاں پاؤں جوتا پہننے کے وقت پہلا ہو اور جوتا اتارتے وقت آخری ہو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اذا انتعل احدکم! جب تم میں سے کوئی جوتا پہننے کا ارادہ کرے۔ موزے کا بھی یہی حکم ہے۔ فلیبداء

بالیمین! دایاں پاؤں عظمت کی وجہ سے پہلے رکھتا ہے۔ واذا نزع! جب اتارنے لگے۔ فلیبداء بالشمال! کیونکہ جوتے کا پاؤں میں رہنا تقاضہ ادب ہے۔ پس دایاں بقاء کا مستحق ہے۔ لتکن الیمنی اولھما تنعل و آخرھما تنزع: اولھما! نصب کی صورت میں تنعل کا ظرف ہو کر تکون کی خبر ہے اور آخر تنزع کا ظرف ہے۔ یہاں خبر کا خبر اور ظرف کا ظرف عطف درست ہے۔ لتکن کا جملہ ماقبل کی تاکید ہے یا اجمال ہے۔

تخریج: اخرجه مالك (۱۷۰۱) واحمد (۳/۷۳۵۳) والبخاری (۵۸۵۶) و مسلم (۲۰۹۷) و ابو داود (۴۱۳۹) والترمذی (۱۷۷۹) وابن حبان (۵۴۵۵) والبیهقی (۲/۴۳۲)

الفرائد: دائیں طرف سے ابتداء تمام اعمال میں مشروع ہے اس کا درجہ استحباب کا ہے۔ دائیں کو پہننے میں مقدم اور اتارنے میں مؤخر کیا جائے کیونکہ وہ افضل ہے۔

۷۲۵ : وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهٗ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ۔

۷۲۵: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں کو کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لئے استعمال فرماتے اور بائیں کو ان کے علاوہ کاموں کے لئے استعمال فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)

تشریح حفصة رضی اللّٰه عنه! صحابیات میں چونکہ اس نام کی اور کوئی عورت نہیں اس لئے وضاحت کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے جو کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں حقیقی بہن بھائی ہیں۔ یہ مہاجرات سے تھیں، پہلے خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ یہ بدری صحابی تھے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ۳ھ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ان کو ایک طلاق دے دی پھر جبرائیل علیہ السلام کے کہنے پر رجوع فرمایا۔ انہوں نے کہا یہ قیام کرنے والی، روزہ رکھنے والی اور جنت میں آپ کی زوجہ ہے ۴۱ھ میں جب حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ان کی وفات ہوئی۔ (اسد الغابہ) یجعل یمینه لطعامه! یعنی اس سے آپ منہ تک کھانے اور پینے کی چیز پہنچاتے تھے۔ وثیابه! اپنا دایاں ہاتھ قمیص میں داخل فرماتے، اسی طرح شلوار میں دائیں ٹانگ داخل فرماتے پھر بائیں۔ ویجعل الیسری لما سوی ذلك! یعنی وہ کام جن میں تکریم نہ ہو۔ گزشتہ روایت کے قریب قریب مفہوم ہے۔

تخریج: ابوداؤد، ترمذی، احمد کے حوالہ سے جامع صغیر نے ذرا الفاظ کے اختلاف سے روایت نقل کی۔

الفرائد: دائیں ہاتھ کو گندگی کے مقامات میں استعمال نہ کیا جائے گا اس میں بائیں سے مدد لی جائے گی۔

۷۲۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ فَابْدَءُوْا بِاَيَامِنِكُمْ ، حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۲۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کپڑا پہنو اور وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے ابتداء کرو۔

(ابوداؤد' ترمذی صحیح اسناد کے ساتھ) حدیث صحیح ہے۔

تشریح ۞ اذا البستم! جب تم پہننے کا ارادہ کرو اور وضو کے اعمال کا ارادہ کرو۔ فابدءُ وا بایامنکم! یہ ایمن کی جمع ہے۔ جوایسر کے برعکس ہے۔ دائیں بازو کو قمیص میں داخل کیا جائے گا اور اسی طرح ہاتھ پاؤں دھوتے ہوئے دائیں کو مقدم کریں گے۔ تمام اعمال وضو مراد نہیں۔

تخریج: اخرجه احمد (٣/٨٦٦٠) و ابو داود (٤١٤١) وابن حبان (١٠٩٠) وابن خزيمة (١٧٦) وابن ماجه (٤٠٢)

الفرائد: اس میں دائیں سے ابتداء کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ دایاں افضل ہے۔

٧٢٧: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ' ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَّنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ : "خُذْ" وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ' ثُمَّ الْاَيْسَرِ ' ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَ فِيْ رِوَايَةٍ : "لَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ ' وَنَحَرَ نُسُكَهٗ وَحَلَقَ ' نَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ' ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ : "اِحْلِقْ" فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ : "اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ"۔

۷۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب منیٰ میں تشریف لائے اور پھر جمرہ کے پاس آکر اس کو کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنے مقام پر واپس تشریف لائے اور قربانی کی پھر سر مونڈنے والے کو کہا لو اور اپنی دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب پھر وہ بال آپؐ لوگوں کو دینے لگے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب آپؐ نے جمرہ کی رمی کر لی تو اپنی قربانی ذبح کر دی اور بال منڈوانے لگے تو مونڈنے والے کو سر کی دائیں جانب اس کی طرف کی پس اس نے مونڈ دیا۔ پھر ابوطلحہ انصاری کو بلایا اور وہ بال ان کو دے دیئے۔ پھر بائیں جانب اس کی طرف کی اور کہا کہ مونڈ و۔ پس اس نے مونڈا وہ بھی آپؐ نے ابوطلحہ کو دے دیئے اور فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

تشریح ۞ اتی منی! مقام صرف میں آئے۔ منیٰ کا ذکر کر دیا مقام کی تعیین کی ضرورت نہ تھی۔ فاتی الجمرة! یہ جمرہ عقبہ ہے۔ منیٰ پہنچنے کے فوراً بعد کی بات ہے۔ اتی منزله بمنی! یہ مسجد خیف اور مذبح معروف کے درمیان تھا۔ عرفہ کی جانب دائیں چڑھائی کی طرف۔ للحلاق! ان کا نام معمر بن عبداللہ عدوی تھا۔ بعض نے خراس بن امیہ کلبی بتلایا۔ خذ! سر کو مونڈنے کے لئے لو۔ واشار الی جانبه الایمن! اور سر کی دائیں جانب اشارہ کیا۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ بعض نے کہا مونڈنے والے کا دایاں اور وہ سر کا بایاں بنتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا قول یہی ہے۔ ثم الایسر ثم جعل یعطیه الناس! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کو دیا۔ یہاں نسبت مجازی ہے۔ اس میں بعض تقسیم کر دو تا کہ برکت والی چیز ان میں باقی رہے۔ اس حج

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اشارہ فرمایا کہ وقت اجل قریب پہنچ چکا ہے۔ جیسے فرمایا: "**لعلکم لا تلقونی بعد عامکم هذا**"! نیز تریسٹھ اونٹ ذبح کرنے پر اکتفاء فرمایا۔ میں نے بھی ایک بال کی زیارت کی ہے جو بعد میں چوری کی وجہ سے گم ہوگیا۔

روایت کا فرق: **نحر نسکه**!اس سے مراد وہ قربانیاں ہیں جو آپ ﷺ ساتھ لائے تھے۔ **و حلق**! نحر کے بعد حلق کرایا۔ **ابو طلحه انصاری**!ان کا نام زید بن سہل ہے۔ یہ ام سلیم کے خاوند ہیں۔ **و اعطاه اياه**! کیونکہ ان کو مزید خصوصیت میسر تھی اوران کے گھر والوں سب سے محبت تھی جو انصاری میں سے اور کسی کے ساتھ اس انداز کی نہ تھی اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تدفین کا حکم فرمایا حالانکہ ان کے خاوند عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ ان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ انہوں نے آپ کی لحد کھودی اور پکی اینٹوں سے لحد کو بند کیا۔ **ثم**!ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کرنے کے بعد۔ **فقال احلق**! بائیں جانب کے متعلق حلاق کو حکم دیا کہ وہ مونڈے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے تاکہ لوگوں میں تقسیم کردیں۔ مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان تقسیم کئے جانے والے بال دائیں جانب والے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بائیں جانب والے عنایت فرمائے۔ ممکن ہے کہ دنیا تقسیم کے لئے ہو۔ اصل اختلاف تو دائیں بائیں جانب کا ہے۔ پہلی روایت میں ہے کہ انہوں نے دائیں کی طرح بائیں جانب والے بھی تقسیم کردیئے اور دوسری روایت میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے دیئے واللہ اعلم۔

ایک توجیہ: اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی بات کو دیکھا جائے تو دونوں روایات میں کوئی اختلاف نہیں۔ حلاق کی دائیں جانب آپ ﷺ کی بائیں تھی وہ لوگوں میں تقسیم کروادیئے اور حلاق کی بائیں جانب آپ ﷺ کی دائیں جانب تھی وہ ابوطلحہ کو عنایت فرمادیئے (واللہ اعلم) مترجم۔

تخریج: اخرجه البخاری (۱۷۰) و مسلم (۱۳۰۵) و ابو داود (۱۹۸۱) والترمذی (۹۱۲)

الفرائد: حلق میں بھی دائیں طرف سے ابتداء کی جائے گی۔ آدمی کے بال پاک ہیں۔ مواسات کے لئے مساوات ضروری نہیں۔ آپ کے بال مبارک سے تبرک درست ہے۔

کتاب ادب الطعام

۱۰۰: بَابُ التَّسْمِيَةِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَالْحَمْدِ فِيْ آخِرِهٖ

بَابٌ: کھانے کے آغاز میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا

الطعام! سے یہاں وہ مراد ہے جو مشروبات سے نہ ہو۔ ورنہ طعام کا لغوی معنی جس کو نگلا جائے (المصباح)

باب التسمیہ فی اوّلہ

یعنی جب کھانا کھائے یا کوئی چیز پئے تو ابتداء میں تسمیہ اور انتہاء میں الحمد للہ کہے۔

۷۲۸: عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۸: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رب ذوالجلال والاکرام کا نام لو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ✿ **سم اللّٰه!** اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ اس میں سب سے پہلے افضل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ حافظ کہتے ہیں کسی روایت میں بسم اللہ کی صراحت نہیں۔ **و کل بیمینك!** یہ باب تکریم سے ہے وجوب کا اختلاف آئے گا۔ **و کل ممایلیك!** جبکہ کھانا ایک ہی قسم کا ہو۔ اگر کھانا کئی قسم کا ہو مختلف جوانب سے استعمال جائز ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۱۰/۲٦۱٤۸) وابو داود (۳۷٦۷) والترمذی (۱۸۰۸) والنسائی (٦/۱۰۱۱۲) وابن حبان (٥۲۱٤) والطیالسی (۱٥٦٦) والحاکم (٤/۷۰۸۷) والبیهقی (۷/۲۷٦)

الفرائد: کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ کا حکم دیا گیا ہے اگر درمیان میں کہے تو اس طرح کہے بسم اللہ اولہ واخرہ۔ آخری لقمہ کے وقت بھی یاد آ جائے تو بسم اللہ پڑھے۔

۷۲۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَّذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۲۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھانے لگے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع میں بھول جائے تو وہ اس طرح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ

اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ کہ میں اللہ کے نام پر اس کی ابتداء اور انتہا کرتا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ اذا اکل احدکم! جب تم میں سے کوئی کھانا شروع کرے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں کہے بسم اللّٰہ علی اوّلہ و آخرہٖ۔! بعض شارحین نے علیٰ کو زائد کہا ہے۔ فلیذکر اسم اللّٰہ تعالٰی! تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ ظاہر حدیث اس کو بھی شامل ہے کہ جب بھی کھانے کا ارادہ کرے یہ کہے جیسا اس ارشاد میں تنسون انفسکم! تم اپنے نفوس کو اس نیکی سے بھلاتے ہو جس کا دوسروں کو حکم کرتے ہو۔ فان نسی ! یہ نسیان ممکن ہے عمد کے مقابلہ میں ہو۔ جان بوجھ کر چھوڑنے والا دوران میں نہ کہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ بھی کہہ لے۔ نسائی کے مقید کرنے کا کوئی معنی نہیں کیونکہ یہ تو غالب صورت کا ذکر ہے۔ مؤمن کی شان یہ نہیں کہ وہ قصداً اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑے اور ترک کا احتمال بھی ہے جیسا اس ارشاد میں "وتنسون انفسکم"! تم اپنے نفوس کو اس نیکی سے دور رکھتے ہو۔ جس کا دوسروں کو حکم کرتے ہو۔ پس سب کو شامل ہوا۔ وان یذکر اسم اللّٰہ تعالٰی فی اوّلہ فلیقل بسم اللّٰہ اوّلہ و آخرہ! ابتداء میں مستحب ہے کہ اس طرح کہے۔ مراد یہ ہے کہ تمام اجزاء کو شامل ہو۔ اولہ و آخرہ یہ منصوب بنزع خافض ہیں۔ ابن رسلان نے فراغ کے بعد مراد لیا اور دیگر علماء نے دوران میں کہنے کو ترجیح دی ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۱٤٧٣٥/٥) و مسلم (٢٠١٨) و ابو داود (٣٧٦٥) وابن ماجه (٣٨٨٧)

الفرائد : کھانے کے درمیان میں یاد آئے تو بسم اللہ اولہ و آخرہ کہے۔

۷۳۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لِاَصْحَابِهٖ :لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَآءَ ' وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ ' وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى ' عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ :اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَآءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۰ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو داخل ہونے اور کھانا کھانے کے وقت بھی یاد کر لیتا ہے تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ نہ تمہارے لئے رات کا قیام ہے نہ ہی رات کا کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا قیام مل گیا جب کھانا کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا تو وہ کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام اور کھانا دونوں پالئے۔ (مسلم)

تشریح ۞ اذا دخل الرجل! آدمی افضل ہے باقی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ بیتہٗ! مکان۔ خواہ خیمہ ہو۔ مراد شام کے وقت داخلہ ہے۔ اس کی دلیل المبیت! اور العشاء! کے الفاظ ہیں کیونکہ پہلے اوقات کے لئے تو الغداء اور الفطور آتے ہیں۔ فذکر اللّٰہ تعالٰی ! یعنی بسم اللہ کہا۔ عند دخولہ اس سے مراد ارادہ دخول ہے۔ قال الشیطان! شیطان اپنے چیلوں کو اطلاع دیتے ہوئے کہتا ہے۔ لا مبیت لکم ولا عشاء! ممکن ہے کہ یہ شیطان کی طرف سے گھر والوں اور داخل ہونے

والے کے متعلق بددعا ہو۔ خدا کرے تمہیں نہ رات کا رہنا نصیب ہو اور نہ شام کا کھانا ملے' مگر کفار کی بددعا کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے ﴿وما دعاء الکافرین الا فی ضلال﴾۔ ادرکتم المبیت! اس کا اطلاق ظاہر کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دیا جائے تو شیطان کو رات گزارنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ خواہ داخلے کے وقت یا بعد میں بھی نہ کہے ورنہ تو بسم اللہ پر قیاس کرتے ہوئے ان کو کھانے میسر آنے کی کوئی صورت نہیں۔ عند طعامه! کھانے کے وقت بھی اس نے چھوڑ دیا۔ قال ادرکتم المبیت والعشاء! مبیت' رات گزارنے کی جگہ یا مصدر رامی ہو یعنی مکان۔

تخریج : مسلم فی الاطعمه' ابو داؤد' ترمذی' نسائی عن ابی جریج عن ابن الزبیر عن جابر۔

الفرائد : گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر مستحب ہے' اسی طرح کھانے کے وقت بھی کیونکہ اس سے برکت ہوتی ہے اور شیطان بھاگ جاتا ہے۔

۷۳۱ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهٗ ' وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَآءَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ ' فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا ' ثُمَّ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ ' فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ ' وَاِنَّهٗ جَآءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا ' فَجَآءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا " ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۱ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں حاضر ہوتے تو کھانے میں ہم اُس وقت تک ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جب تک رسول اللہ ﷺ ابتداء نہ فرماتے اور ہاتھ نہ رکھتے۔ ہم ایک مرتبہ آپؐ کے ساتھ ایک کھانے میں شامل ہوئے۔ ایک لڑکی اِس تیزی سے آئی گویا اُس کو دھکیلا جا رہا ہے۔ وہ کھانے کے اندر اپنا ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی اس تیزی سے آیا گویا اُس کو دھکیلا جا رہا ہے آپؐ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ وہ اس لڑکی کو لایا تا کہ اس کھانے کو اپنے لئے حلال کرے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ اس دیہاتی کو لایا تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک شیطان کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں آیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہ نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

تشریح : طعامًا! تھوڑے' زیادہ' معمولی' عمدہ سب کو شامل ہے۔ لم نضع ایدینا! ہم اس کو کھانا شروع نہ کرتے۔ حتی یبداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیضع یدہ! یہ ادب اور برکت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لا

تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ﴾! عموم روایت سب کو شامل ہے۔ وانا حضرنا! اس کا کنا پر عطف ہے۔ فجاء ت جاریۃ! جاریہ سے لونڈی مراد ہوسکتی ہے۔ خواہ نوعمر ہو یا بڑھیا۔ اور جوان سال آزاد عورت بھی ہوسکتی ہے۔ کانھا تدفع! تیزی سے آنے کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو پیچھے سے دھکیلا جارہا ہے۔ فذھبت! اس کا جاء ت پر عطف ہے۔ لتضع یدھا فی الطعام! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو شروع فرمانے سے پہلے۔ فاخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بیدھا! تا کہ اس کو کھانے سے دور رکھا جائے تا کہ اس کے ہاتھ کے ذریعہ شیطان کھانے تک نہ پہنچ سکے۔ ثم جاء اعرابی! جنگل کا رہنے والا۔ کانما یدفع فاخذہ بیدہ! یہ تفنن تعبیر کے لئے اس طرح لائے۔ شیطان پر الف لام جنس کا بھی ہوسکتا ہے۔ تمام شیاطین کو شامل ہے اور عہد کا ہو تو ابلیس مراد ہے وہ ان کا بڑا ہے۔ پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔ شیطان' شاط بمعنی احترق یا شطن جو بعد کے معنی میں ہے وہ خیر سے دور ہے۔ یستحل الطعام! تا کہ وہ کھانے کو اپنے لئے حلال کر لے اور اس پر قابو پا لے۔ ان لا یذکر اسم اللّٰہ تعالٰی علیہ! یہ اس کے اپنے لئے حلال کرنے کی علت ہے اور اس سے پہلے حرف جر محذوف ہے۔ وانہ جاء بھذہ الجاریۃ...... فاخذت بیدھا! اس کے ارادے سے باز کرتے ہوئے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ناخذت بیدہ: میں نے اس کے ہاتھ کو بھی اسی غرض سے پکڑا ہے۔ والذی نفسی بیدہ! ید سے قدرت مراد ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سننے والے کے سامنے تاکید کے لئے قسم مستحب ہے۔ ان یدہ! یعنی شیطان کا ہاتھ۔ مع یدیھما! تثنیہ کی ضمیر جاریہ اور اعرابی کی طرف راجح ہے۔ تثنیہ والی روایت زیادہ درست ہے۔ مفرد کی ضمیر والی روایت کی تاویل یہ ہے کہ پہلے کے ہاتھ کو بیان کر دیا' بعد والے ہاتھ کے پکڑنے کے یہ منافی نہیں' فتدبر۔ ثم ذکر اسم اللّٰہ تعالٰی واکل! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا تناول فرمایا۔ واؤ عطف اس بات کو شامل ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھی پھر کھانا کھایا نہ کہ اس کا عکس۔

تخریج: اخرجہ مسلم (۲۰۱۷) و ابو داود (۳۷٦٦)

الفرائد: قوم میں سے بڑے کو کھانے کی ابتداء کرنے چاہئے۔ شیطان اپنے لئے وہ کھانا حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ آپ ﷺ کے معجزے کا تذکرہ ہے۔ تمام کھانے والوں کو بسم اللہ پڑھنی چاہئے کسی ایک کی بسم اللہ کافی نہیں۔

۷۳۲ : وَعَنْ اُمَیَّۃَ بْنِ مَخْشِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ یَاْکُلُ فَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْ طَعَامِہٖ اِلَّا لُقْمَۃٌ فَلَمَّا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ قَالَ : بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّیْطَانُ یَاْکُلُ مَعَہٗ ، فَلَمَّا ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ اسْتَقَاءَ مَا فِیْ بَطْنِہٖ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِیُّ۔

۷۳۲: حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کا نام اس وقت تک نہ لیا یہاں تک کہ اس کا کھانے کا صرف ایک لقمہ رہ گیا تو اس نے جب وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا: بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ اس پر نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور

فرمایا۔شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا جو کچھ پیٹ میں تھا وہ سب کچھ اس نے قے کر دیا۔(ابوداؤد نسائی)

تخریج : اخرجه ابو داود (٣٧٦٨) والحاكم (٤/٧٠٨٩)

٧٣٣ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَكَلَهٗ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَمَا اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے ایک دیہاتی آیا اور سارے کھانے کے دو لقمے کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اگر وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تو وہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہو جاتا (ترمذی) کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ في ستة اصحابه! فی مع کے معنی میں ہے۔ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ فجاء اعرابی! جبکہ آپ ﷺ کھانا تناول فرما چکے تھے اور بقیہ حضرات ابھی کھا رہے تھے تو اعرابی نے بقیہ تمام کھانا دو لقموں میں چٹ کر دیا۔ انه! ضمیر اعرابی کی طرف لوٹتی ہے یا ضمیر شان ہے۔ لو سمی لکفاکم! تو اس سمیت یہ تمہیں کافی ہو جاتا کہ اس میں برکت ڈال دی جاتی لیکن اس کے بسم اللہ ترک کرنے کی وجہ سے برکت ختم ہو گئی یہاں تک کہ دو لقموں میں ختم ہو گیا۔

تخریج : اخرجه الترمذی (١٨٥٨) وابن ماجه (٣٢٦٤) وابن حبان (٥٢١٤)

الفرائد :۔کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ برکت کا باعث اور شیطان کو روکنے کا ذریعہ ہے۔ بسم اللہ زور سے پڑھے تاکہ دوسرے بھی خبردار ہو جائیں۔تمام مشروبات و ماکولات میں بسم اللہ کا یہی حکم ہے۔

٧٣٤ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَآئِدَتَهٗ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۳۴: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ کا دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپؐ یہ دعا فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا...... تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اس حال میں کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے نہ اس سے کفایت کی گئی ہے اور نہ ہی یہ آخری کھانا ہے اور اے ہمارے رب اس سے بے نیازی بھی نہیں ہو سکتی۔(بخاری)

تشریح ۞ الحمد لله حمداً كثيراً! یہ مفعول مطلق ہے۔ طیباً! ایسی جو ریاء سمعہ کی سے پاک ہو۔ مبارکاً فیه! یہ اسم مفعول ہے فیہ اس کا نائب فاعل ہے۔ برکت اضافے بڑھوتری کو کہتے ہیں۔ غیر مكفي! یاء مشدد سے ہے۔ آخر میں ہمزہ نہیں۔ ولا مستغني عنه! یہ بھی اسم مفعول ہے۔ ہ کی ضمیر کا مرجع طعام ہے (المطالع) حربی کہتے ہیں الفكي! وہ برتن جس کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے الٹ دیا جائے جیسا کہا غیر مستغنی عنہ یا نہ ہونے کی وجہ سے الٹ دیا جائے۔ خطابی کہتے

ہیں اس تمام دعا میں ضمیر کا مرجع باری تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اب غیر مکفی کا معنی یہ ہے کہ وہ کھانا کھلاتا ہے۔ اس کو کھانا کھلایا نہیں جاتا۔ گویا اس کو کفایۃ سے لیا گیا ہے۔ اس حدیث کی تفسیر میں اسی طرف دوسرے شارحین گئے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی مددگار اور پشتی بان سے بے نیاز ہے۔ ① ربنا! یہ اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے۔ ② مدح کی وجہ سے ③ منادی مضاف ہونے کی وجہ سے گویا اس طرح یاربنا اسمع حمدنا و دعاء نا! جنہوں نے مرفوع قرار دیا۔ انہوں نے الگ جملہ قرار دے کر خبر بنایا ای انت ربنا! اس کو بدلیت کی وجہ سے مجرور پڑھ سکتے ہیں ای للّٰہ ربنا۔! ابن اثیر نے نہایہ میں کہا یہ کلام حمد کی طرف بھی لوٹ سکتا ہے۔ ای حمداً کثیراً غیر مکفی ولا مستغنی عن ھذا الحمد! کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار تعریفیں ہوں جن کے بغیر چارہ وکفایت نہیں (النہایہ) نووی)

تخر! دوسری روایات میں دعا اس طرح بھی آئی ہے۔ الحمد للّٰہ الذی کفانا و آوانا غیر مکفی ولا مکفور۔

تخریج: اخرجه احمد (٨/٢٢٣٦٤) والبخاری (٥٤٥٨) و ابو داود (٣٨٤٩) والترمذی (٣٤٥٦)

الفرائد: بقول ابن بطالؒ کھانے کے بعد حمد پر تو اتفاق ہے مگر کوئی الفاظ متعین نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا'' لئن شکر لازیدلکم '' یہ رازق کا شکریہ ہے۔

٧٣٥ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ : الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٧٣٥: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے کھانا کھا کر یہ کہا : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَّلَا قُوَّةَ (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھلایا اور مجھے میری طاقت وقوت کے بغیر رزق عنایت فرمایا) اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (ابوداؤد) ترمذی۔ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ من اکل طعاما! عموم تو ظاہر ہے کہ طعام اس کو بھی شامل ہے جو بطور دوائی کے لیا جائے۔ اگرچہ اس سے حنث تو نہ ہوگا کیونکہ وہ عرفاً وہ کھانا شمار نہیں ہوتا۔ فقال الحمدللّٰہ! فا سے معلوم ہوتا ہے کہ فراغت کے بعد اس نے کہا۔ رزقنیه کا اطعمنی! پر عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے۔ غیر حول منی! یعنی بلا حیلہ۔ ولا قوۃ! اس سے طعام کے حصول کی راہ کی طرف اشارہ کیا۔ طاقتور اپنی قوت سے حاصل کرتا ہے اور کمزور اس کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے۔ اس سے اس طرف اشارہ کیا کہ اس کا حصول محض فضل سے ہے اس میں دوسرے کا کوئی دخل نہیں۔ غفر له! فعل مجہول ہے۔ ما تقدم من ذنبه! ظاہر سے تمام گناہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے مراد حقوق انسانی کے علاوہ صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ جامع صغیر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جس نے کپڑا پہن کر یہ کہا الحمدللّٰہ الذی کسانی ھذا ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوۃ غفر اللّٰہ له ما تقدم من ذنبه وما تاخر! (احمد)

تخریج: اخرجه الترمذی (٣٤٥٨) والحاکم (٤/٧٤٠٩) وابن ماجه (٣٢٨٥) واخرجه ابو داود (٤٠٢٣)

الفوائد: جس نے کھانے کے بعد اس انداز سے حمد کی اس کے گناہ صغیرہ بھی بخش دیئے گئے۔ زاد المعاد ۲/ ۴۳۵ میں ان حمد کے کلمات کو ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۱: بَابُ لَا يَعِيْبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابِ مَدْحِهِ

بَابٌ: کھانے کے عیب نہ نکالے بلکہ تعریف کرے

یا یعیب الطعام! یعنی مستحب یہ ہے کہ کھانے کے عیب نہ چنے۔ **استحباب مدحه**! اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے میں اگرچہ برائی تو نہیں کی مگر چاہئے کہ صانع حقیقی کے احسان یاد کرے تاکہ کھانا کھلانے والے کا دل نہ ٹوٹے اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہ بھی ہو جائے۔

۷۳۶: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ: اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہوتو چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **طعامًا قط**! کسی بھی زمانے میں' کیونکہ عیب جوئی رعونت اور خوشحالی سے ہوتی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ گوہ کے متعلق فرمایا: **انی اعافه**! کہ مجھے اس سے طبعی نفرت ہے۔ کھانے کی مذمت نہیں۔ **ان کرهه**! اگر طبعی طور پر ناپسند ہوتا تو بلا مذمت چھوڑ دیتے۔

تخریج: اخرجه البخاری (۳۵٦۳) و مسلم (۲۰٦٤) و ابو داود (۳۷٦۳) والترمذی (۲۰۳۱) وابن ماجه (۳۲۵۹) وابن حبان (٦٤۳٦)

الفوائد: اس میں آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ حسن ادب کا تذکرہ ہے۔ ہر وہ چیز جس کے کھانے کی اجازت ہے اس کے استعمال میں عیب نہیں۔

۷۳۷: وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ ' فَدَعَا بِهٖ ' فَجَعَلَ يَاْكُلُ وَيَقُوْلُ: "نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ ' نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے کہا کہ سوا سرکہ کے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تو آپ نے سرکہ ہی طلب فرمایا آپ اس کو کھاتے جاتے اور فرماتے جاتے: "نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ" سرکہ تو بہت اچھا کھانا ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ **الادم**! جمع ادام بروزن کتاب۔ جس کو بطور سالن استعمال کیا جائے خواہ وہ مائع ہو یا جامد (المصباح) اس کو

سالن کرنا بھی جائز ہے ادم! جیسے قفل واقفال آپ ﷺ کے سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کے گھر والوں نے روٹی بھیجی مگر سالن ساتھ نہ تھا۔ فقالوا ما عندنا الا الخل! یہ مستثنیٰ مفرغ ہے۔ ہمارے پاس کوئی سالن نہیں مگر صرف سرکہ ہے۔ فدعا به! آپ ﷺ نے اس کو منگوایا۔ فجعل یاکل ویقول نعم الادم الخل! روایت باب کے دوسرے حصہ کی دلیل ہے۔ نووی کہتے ہیں کھانے میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ لذیذ کھانوں سے نفس کو روکنا چاہئے۔ کذا قال القاضی۔ مطلب یہ ہے سرکہ وغیرہ کو بطور سالن استعمال کرو اور اسی طرح کی اشیاء جن کی مشقت کم ہے اور شہوات میں ایک دوسرے سے مقابلہ مت کرو۔ یہ خطابی کا قول ہے۔ مگر زیادہ درست بات یہ ہے کہ سرکہ کی تعریف ہے۔ البتہ میانہ روی تو دوسرے دلائل سے ثابت ہے (نووی) ابن رسلان کہتا ہے کہ یہ بہتر قول تو کیا ہوتا ظاہر بھی نہیں کیونکہ پہلے میں شہوت کی ملاوٹ ہے اور دوسرے میں نعمت کی تحقیر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے کی نہ مذمت فرماتے نہ تعریف مگر اس کو نظیر بنانا قابل توجہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدح نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو مدح میلان نفس سے پیدا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف ان کے دلوں کو رکھنے کے لئے فرمائی۔ واللہ اعلم۔

تخریج: اخرجه احمد (۵/۱۴۲۲۹) و مسلم (۲۰۵۲) وابو داود (۳۸۲۱) والترمذی (۱۸۳۹) وابن ماجه (۳۳۱۷)

الفوائد: کھانے میں معمولی چیز پر اکتفاء کرنا چاہیے زیادہ لذت والی چیزوں کے پیچھے نہ پڑے۔ ایسی چیزیں سرکہ وغیرہ آسانی سے میسر آتی ہیں۔ اس میں سرکہ کی تعریف کی گئی ہے۔

۱۰۲: بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ

بَابٌ: روزہ دار کے سامنے کھانا آئے اور وہ روزہ افطار نہ کرے تو کیا کہے؟

فرمان علماء فلیصل! کا معنی دعا کردے اور فلیطعم! کھانا کھالے۔

اذا لم یفطر! جب عذر سے افطار کیا تو واجب روزے کی قضا واجب ہے اگرچہ اس میں وسعت ہے۔ البتہ اس کا افطار کرنا حرام ہے اور افطار مستحب ہے تو افطار مستحب اگر مہمان کو گراں گزرے یا میزبان پر گراں ہو تو تب بھی مستحب ہے ورنہ جائز نہیں۔

۷۳۸: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "اِذَا دُعِىَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ! فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
قَالَ الْعُلَمَآءُ: مَعْنٰى "فَلْيُصَلِّ" فَلْيَدْعُ – وَمَعْنٰى "فَلْيَطْعَمْ" فَلْيَاْكُلْ۔

۷۳۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس کو قبول کرے۔ اگر وہ روزہ دار ہے تو پھر وہ دعا کرے اور اگر وہ روزہ سے نہ ہو تو وہ افطار کرے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا کہ فَلْيُصَلِّ کا معنی دعا کرنا اور فَلْيَطْعَمْ کا معنی ہے: چاہئے کہ کھالے۔

تشریح ﴿ فليجب! واجب ہے اگر دعوت ولیمہ کا پہلا دن ہو اور دیگر اعذار ساقطہ بھی نہ ہوں ورنہ ولیمہ نکاح کا تیسرا دن ہو۔ **فان كان صائما فليصل!** تو اہل منزل کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ **وان كان مفطرا فليطعم!** بظاہر تو امر وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔ نووی اسی کے قائل ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ کھانا واجب نہیں نہ ولیمہ نکاح میں نہ دیگر۔ بعض نے **فليصل!** کا معنی مکان میں نفلی نماز ادا کرنا ہے۔

تخریج: اخرجه مسلم (١٤٣١)

الفرائد: دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہئے جیسے خواہ روزے سے ہو۔ وہاں جائے خواہ روزہ افطار کرے یا نہ کرے اہل ولیمہ کے لئے دعا کرے یا نوافل پڑھے اس سے مقصود حاصل ہوا کہ اس کی حاضری سے ان کو فائدہ دعا مل گیا۔

۱۰۳: بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ

بَاب: جب مدعو کے ساتھ اور آدمی (بن بلائے) چلا جائے تو وہ کیا کہے؟

یہ بات ظاہر ہے کہ کھانا پر کوئی قید و پابندی نہیں اسی طرح جس کو مشورہ وغیرہ کے لئے بلایا گویا دوسرا اس کے ساتھ چلا آیا تو آئندہ والا راستہ اپنائے۔

۷۳۹: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ – فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: "اِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا: فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ، وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ" قَالَ: بَلْ اٰذَنُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۳۹: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس میں چار آدمی آپ کے علاوہ تھے۔ پھر ایک آدمی ان کے پیچھے ہولیا۔ جب دروازے پر پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ آدمی ہمارے ساتھ چلا آیا اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دو اور اگر چاہو تو وہ لوٹ جائے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ﴿ **ابی مسعود!** ان کا نام عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ مقام بدر کے ساکنین سے تھے۔ ورنہ بدر میں یہ موجود نہ تھے۔ **دعا رجل!** اس کا نام ابوشعیب تھا۔ **لطعام صنعه!** انہوں نے اپنے غلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ **خامس خمسة!** کہ پانچ کی تعداد پوری ہوتی تھی۔ **فلما بلغ!** وہ آدمی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مکان والا دروازے پر پہنچے۔ دوسرا معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... ان شئت رجع!** یہ بات اس روایت کے خلاف نہیں جس میں آیا ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا کیونکہ یہ روایت تو اس پر محمول ہے کہ آپ ﷺ کو گھر والے کی مقررہ تعداد اور اضافے پر رضامندی کا علم نہ تھا اور خیاط والی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی رضامندی معلوم تھی اس لئے انس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا۔ اذنت! یہ متکلم کا صیغہ ہے۔

تخریج : اخرجه مسلم (۱٤۳۱)

الفرائد : قصاب کی مزدوری جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ تبرک کے لئے آپ ﷺ کے چہرہ پر نگاہ دیر تک ڈالے رکھتے تھے بعض حیاء کی وجہ سے نہ ڈال سکتے تھے۔ طفیلی کے لئے صاحب دعوت کو اجازت دینے اور مسترد کرنے کا اختیار ہے۔ یہاں آپ ﷺ نے صاحب دعوت کی دلجوئی اور باقی کو یہ ادب سکھانے کے لئے کیا۔

۱۰۴: بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَوَعْظِهٖ وَتَاْدِيْبِهٖ مَنْ يُسِيْءُ اَكْلَهٗ

بَاب: اپنے سامنے سے کھانا اور نامناسب انداز سے کھانے والے کو تادیب و نصیحت

مما يليه او كله! یہ دونوں ضمائر کھانے کی طرف لوٹتی ہیں جو الاکل سے سمجھ آ رہا ہے۔

۷٤۰ : عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنْتُ غُلَامًا فِىْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِىْ تَطِيْشُ فِى الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهِ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

قَوْلُهٗ : "تَطِيْشُ" بِكَسْرِ الطَّآءِ وَبَعْدَهَا يَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ مَعْنَاهُ : تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ اِلٰى نَوَاحِي الصَّحْفَةِ۔

۷٤۰ : حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی پرورش میں بچہ تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا۔ مجھے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے اللہ کا نام لو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

تَطِيْشُ : پیالے کی اطراف میں حرکت کرنا یعنی برتن کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک گھومنا۔

تشریح ۞ غلاما! کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ سے جب نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی۔ فی حجر! نگرانی۔ یدی! ایک ہاتھ۔ سم اللّٰه تعالٰی! کھانے کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ وکل بیمینك وکل مما یلیك! اگر کھانا ایک قسم ہو تو پھر سامنے کھانا چاہئے ورنہ دوسرے ساتھی کے سامنے سے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ شاید یہ بائیں سے کھاتے ہوں یا کبھی ایک سے کبھی دوسرے سے۔ تطیش فی الصحفه! پیالے کی اطراف میں میرا ہاتھ گردش کرتا دراز ہوتا۔ روایت باب التسمیه علی الطعام! میں گزری۔

تخریج : بخاری و مسلم۔

٧٤١ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ : "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ : لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ : "لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۴۱: حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہؐ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تم اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ! اس نے جواباً کہا میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے کہا پھر خدا کرے طاقت نہ رکھے! اس کو تکبر نے آپؐ کا حکم ماننے سے روکا چنانچہ پھر وہ اپنے ہاتھ کو منہ کی طرف کبھی نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

تشریح ۞ فقال! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد الی الافضل فرمایا۔ کل بیمینك! امر استحباب کے لئے ہے۔ قال! اس آدمی نے خلاف واقع بات کہی۔ لا استطیع قال! حق کی اطاعت سے اس کو عناد و تکبر نے روکا۔ لا استطعت! تمہیں طاقت نہ رہے۔ ما منعه الا الكبر! یہ جملہ مستانفہ ہے۔ جس میں اس کے جواب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا مقتضیٰ مذکور ہے۔ چنانچہ فوراً دعا قبول ہوئی اور اس کا ہاتھ منہ کی طرف نہ اٹھا۔

تخریج ۞ مسلم فی الاشربہ۔

الفرائد : (جہاں بھی الفرائد تحریر نہیں وہ حدیث بعینہٖ قبل ازیں گزر چکی اس وجہ سے قاری کو تکرار کی کوفت سے بچانے کی خاطر کئی مقامات پر الفرائد تحریر نہیں کیے گئے)۔ (شمس الدین)

١٠٥ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا اِذَا اَكَلَ جَمَاعَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ رُفْقَتِهٖ

بَاب: اجتماعی کھانے میں دوسروں کی رضامندی کے بغیر دو کھجوروں وغیرہ کو ملا کر کھانا منع ہے

القران! دو کھجوروں کو ملا کر کھانا جبکہ ایک ایک کی عادت ہو۔ الا باذن رفقته! اگر شرکاء ملا کر کھانے میں رضامند ہوں تو کراہت کے باوجود جائز ہے کیونکہ ترجیح بلا مرجح ہے ورنہ حرام ہے۔

ابن بطال کہتے ہیں جمہور کے ہاں یہ نہی تادب کے طور پر ہے تحریم کے طور پر نہیں۔ جیسا اہل ظاہر نے کہا کیونکہ جو کھانا رضامندی سے سب کے کھانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ بخل اس میں مقصود نہیں ہوتا کیونکہ یہ تو ظاہر ہے لوگ کھانے میں مختلف ہیں۔ جب لوگ حد سے بڑھ کر ایک دوسرے پر ترجیح دینے لگیں تو نامناسب ہے۔ قابل تعریف نہیں مگر حرام نہیں (فتح الباری)

٧٤٢ :عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ :اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ ' فَرُزِقْنَا تَمْرًا ' وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَنَحْنُ نَاْكُلُ فَيَقُوْلُ :لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ' ثُمَّ يَقُوْلُ "اِلَّا اَنْ يَّسْتَاذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۷۴۲: حضرت جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانہ میں قحط سالی کا شکار ہو گئے۔ پھر ہمیں چند کھجوریں ملیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزر رہے تھے اور کھجوریں کھا رہے تھے۔ پس آپؑ فرمانے لگے دو دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ۔ نبی اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا پھر فرمایا اگر آدمی اپنے ساتھی کو اسکی اجازت دے دے تو پھر درست ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ جبله بن سحیم! یہ تابعین کے درمیانہ درجہ سے تعلق رکھتے ہیں کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ بعض اہل عراق کے ساتھ ہم مدینہ میں تھے ہمیں بھوک نے آ لیا یہاں سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ عام سنة! قحط سالی۔ ارض سنهاء اصابتها السنة وهي الجدب (المصباح)! خشک سالی طویل ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ لفظ طویل زمانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ ابن الزبیر! یعنی خلافت ابن زبیر رضی اللہ عنہما۔ فرزقنا تمراً! اس میں احتمال ہے کہ اس کے علاوہ خوراک ختم ہو چکی تھی۔ ⓶ اتفاقاً ان کے ہاں اتنی میسر تھی۔ لا تقارنوا! بخاری کی روایت لا تقرنوا! فعل میں مبالغہ کے لئے مفاعلہ لایا گیا۔ دو ملا کر کھانے والا کام بالکل نہ کرنا۔ نهى عن الاقران! اصل لفظ قران ہے۔ الا ان يستاذن الرجل اخاه! یہ مقولہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہو تو مدرج فی الحدیث ہے اور اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ضمیر راجع ہو تو مستثنیٰ مرفوع ہوگا۔ ابن حجر نے تفصیل سے بحث کی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غیر مرفوع نقل کرنے سے اس کا مرفوع نہ ہونا لازم نہیں۔

تخریج : بخاری و مسلم في الاطعمه' في بخاری في المظالم والشرکه' ابو دائود' ترمذی ' نسائی في الوليمه' ابن ماجه في الاطعمه' ترمذی۔

الفرائد: دو کو ملا کر کھانے کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس ساتھیوں کے حق کی غبن ہے۔ لقمہ بڑا ہے ہونے کی وجہ سے ان کو ادب سکھایا گیا۔

۱۰۶ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ يَّاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

بَاب: جو کھا کر سیر نہ ہوتا ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

٧٤٣ :عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ :"فَلَعَلَّكُمْ تَتَفَرَّقُوْنَ" قَالُوْا :نَعَمْ – قَالَ :"فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى

طَعَامِكُمْ ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

۷۴۴: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم کھا کر سیر نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کھانا مل کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ اللہ تعالیٰ برکت عنایت فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

وحشی بن حرب الحبشی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابوسمہ ہے۔ نووی کہتے ہیں یہ اہل مکہ کے سیاہ لوگوں سے ہیں۔ ان کو حبشی کہا جاتا ہے۔ یہ طعیمہ بن عدی کے مولیٰ تھے۔ بعض نے جبیر بن مطعم بن نوفل بن عبد مناف کے موالی میں لکھا ہے۔ انہی نے احد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور یہی ہیں جو مسیلمۃ الکذاب کے قاتلین میں سے ایک تھے۔ وہ کہا کرتے تھے میں نے زمانہ جاہلیت میں لوگوں میں بہترین آدمی کو قتل کیا اور اپنے اسلام لانے کے بعد لوگوں میں بدترین انسان کو مارا ہے۔ یہ صحابی ہیں۔ حمص میں اقامت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ ان سے بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ نے روایت نقل کی۔ ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ بعض نے آٹھ کہی ہیں۔ بخاری نے ایک روایت قتل حمزہ کے سلسلہ میں ان سے نقل کی ہیں۔ نووی کہتے ہیں انہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی مگر پہلا قول صحیح ہے۔

النَّحْوُ: انا ناکل ولا نشبع! دوسرے جملے کا عطف خبر والے جملے پر ہے اور دوسرے جملے کو حال والا اعراب بھی دے سکتے ہیں۔

فلعلکم! یہاں استفہام کے لئے ہے۔ جیسا اس آیت میں ﴿ وما یدریك لعله یزکی ﴾! یہ استفہام حقیقی نہیں بلکہ تنبیہ کے لئے ہے اور سیر نہ ہونے کی علت کی طرف اشارہ کرنا بھی مقصود ہے۔ تفترقون! تم متفرق کھاتے ہو گے۔ قال فاجتمعوا علی طعامکم! کیونکہ اجتماع میں برکت ہے۔ اسی وجہ سے جماعت مشروع کی گئی۔ واذکروا اسم اللّٰہ! برکت تب ہو گی جب مل کر کھاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا نام لو گے۔

تخریج: اخرجه احمد (٥/٦٠٧٨) و ابو داود (٣٧٦٤) وابن ماجه (٣٢٦٨) وابن حبان (٥٢٢٤)

الفرائد: اجتماعی طور پر بسم اللہ کہہ کر کھانے میں برکت پڑ جاتی ہے یہ مسلمانوں میں ربط و محبت کا ذریعہ۔ انفرادی طور پر کھانا مباح ہے مگر اس میں وہ برکت کہاں۔

۱۰۷: بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ مِنْ وَسَطِهَا فِيْهِ قَوْلُهُ ﷺ: "وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

بَابٌ: پیالے کی ایک طرف سے کھانا اور درمیان سے کھانے کی ممانعت اس باب

میں ایک تو آنحضرت ﷺ کا ارشاد کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ بخاری و مسلم کی روایت ۷۴۰ گزری ہے

وسط! اس چیز کو کہتے ہیں جو جہات سے اس چیز کو دوسروں سے الگ کر دے۔ کہتے ہیں صربت وسط راسه (المصباح)! یہ لفظ فاعل، مفعول، مبتداء سب کچھ بن سکتا ہے اگر درمیان والا حرف ساکن ہو تو درمیان کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں جلست وسط القوم! میں قوم کے درمیان بیٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عمر بن ابی سلمہ کی روایت میں ہے۔ مما یلیك! درمیان کو چھوڑ کر جو تمہارے ساتھ کے قریب ہو اس کو چھوڑ کر۔

٧٤٤ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ، فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۴۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت کھانے کے درمیان میں اُترتی ہے پس تم اس کے دونوں کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے مت کھاؤ۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **حافتيه ولا تاكلوا من وسطه۔ البركة!** یعنی وہ برکت جو اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں رکھی ہے۔ **تنزل وسط الطعام!** تھالی وغیرہ کے درمیان سے نہ کھائے جبکہ کھانا جما ہوا ہو مثلاً ثرید، چاول وغیرہ یا مائع ہو جیسے شوربہ۔ بقول غزالی روٹی کے درمیان سے نہ کھائے بلکہ گولائی سے کھائے۔ جب روٹی کم رہ جائے تو اس کو توڑے۔ **فكلوا من حافتيه!** اطراف و جوانب۔ **حافة!** ہر چیز کی جانب یہ اجواف ہے واؤ کو الف سے بدلا ہے۔ یہ تثنیہ مراد نہیں بلکہ تمام اطراف مراد ہیں۔ **ولا تاكلوا من وسطه!** یہ ممانعت تحریم کے لئے نہیں بلکہ تنزیہ کے لئے ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے ہے جبکہ اس کو پہلے اس بات کا علم ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (١/٢٤٣٩) وابو داود (٣٧٧٢) والترمذی (١٨٠٥) وابن ماجه (٣٢٧٧) وابن حبان (٥٢٤٥) الحاكم (٤/٧١١٨) والحميدی (٥٢٩) والبيهقی (٦٣٢)

الفوائد : کھانے کے درمیان سے کھانا ممنوع ہے۔ روٹی کو بھی درمیان سے نہ کھایا جائے ایک جانب سے۔ اگر روٹی کم مقدار میں ہو تو روٹی کے ٹکڑے کر لیے جائیں۔

٧٤٥ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّآءُ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ ، فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ ، يَعْنِيْ وَقَدْ ثُرِدُ

فِيهَا ، فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا ، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَّلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

"ذِرْوَتَهَا" اَعْلَاهَا :بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا۔

۷۴۵:حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جس کا نام الغراء تھا۔اس کو چار آدمی اٹھا سکتے تھے۔جب چاشت کا وقت ہوتا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم چاشت کی نماز پڑھ لیتے تو وہ پیالہ لایا جاتا۔اس میں ثرید بنایا گیا ہوتا تھا۔پس لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے جب کبھی لوگ زیادہ ہو جاتے تو آپؐ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ایک دن ایک دیہاتی نے کہا یہ بیٹھنا کیسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے۔مجھے جبار و سرکش نہیں بنایا۔پھر فرمایا تم اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کی چوٹی کو چھوڑ دو۔اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیں گے۔(ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔

ذِرْوَتُهَا :اس کی چوٹی۔

تشریح ۞ عبداللّٰہ بن بُسر المازنی رضی اللہ عنہ: یہ قبۂ تین کی طرف نماز پڑھنے والے لوگوں میں سے ہیں حالات گزرے۔باب المجاہدہ میں ملاحظہ فرمائیں۔قصعہ!اس کی جمع قصع جیسے بدرہ و بدر۔الغراء!یہ اغر کی مونث ہے۔غرہ سے نکلا ہے۔اس کا معنی پیشانی کی سفیدی و روشنی۔غرۃ کا معنی نفیس و مرغوب بھی آتا ہے۔اس نام کی وجہ اس کی رغبت و نفاست ہے یا اس میں سمانے والی چیز وافر ہے۔بقول منذری اس کو غرا سفیدی کی وجہ سے کہتے ہیں جو الیہ اور چربی کے سبب ہو یا اون کی وجہ سے جو سفیدی ہو یا دودھ کی وجہ سے جو سفیدی ہو۔یحملها اربعة رجال!ممکن ہے اس کے چار حلقے ہوں جن کے ذریعے اطراف سے اٹھایا جاتا ہو۔امام احمد نے انہی ابن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔للنبی ﷺ جفنة لها اربع حلق!اور ممکن ہے کہ اس کے لئے بھی حلقے ہوں اور جو احمد والی روایت میں جس جفنہ کا ذکر ہے وہ غراء سے الگ ہو۔فلما اضحوا!جب چاشت کا وقت آیا۔وسجدوا الضحی!جب چاشت کی نماز ادا کر چکتے۔انتی بتلك القصعة وقد ثرد فیھا!اس میں ثرید بنایا گیا ہوتا (ثرید گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگونا) جثا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم!آپ ﷺ اپنے قدموں کے بل بیٹھ جاتے۔مجلس کی تنگی کی وجہ سے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے۔نیز اس میں عاجزی کا اظہار ہے۔عبداً کریماً!ایسا بندہ جس کو نبوت کا شرف بخشا۔جباراً عنیدا!زبردست ظالم نہیں بنایا۔جبر، دوسرے کو اپنی بات پر مجبور کرنا۔عنید!وہ باغی جو حق کو مسترد کر دے اور جانتا بھی ہو کہ یہ حق ہے۔کلوا من حوالیھا!موالی یعنی جوانب۔جیسا ابن ماجہ میں وارد ہے۔دعوا ذروتھا!چوٹی چھوڑ دو۔ذال کا کسرہ و ضمہ دونوں درست ہیں (المصباح)

تخریج :اخرجه ابو داود (۳۷۷۳) وابن ماجه (۳۲۶۳) والبیهقی (۷/۲۸۳)

۱۰۸ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

بَابٌ: ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے

المتکی! کسی چیز سے ٹیک لگانا جس سے ایک طرف کو جھکاؤ ہو۔

٧٤٦ :عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ :"الْمُتَّكِئُ هٰهُنَا :هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى وِطَاءٍ تَحْتَهُ قَالَ :وَاَرَادَ اَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُّرِيْدُ الْاِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ ' بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَا مُسْتَوْطِنًا ' وَيَاْكُلُ بُلْغَةً هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ وَاَشَارَ غَيْرُهُ اِلٰى اَنَّ الْمُتَّكِئَ: هُوَ الْمَائِلُ عَلٰى جَنْبِهٖ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۷۴۶: حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری)

امام خطابیؒ نے فرمایا اَلْمُتَّكِئُ سے مراد وہ شخص ہے جو نیچے بچھائے ہوئے گدے پر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ یا گدا لگا کر نہ بیٹھتے جس طرح زیادہ کھانے والے بیٹھتے ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکڑ کر بیٹھتے۔ گدے پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھے اور بقدر ضرورت کھاتے۔ یہ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

دیگر علماء نے فرمایا: اَلْمُتَّكِئَ کا معنی پہلو کی طرف جھکنا ہے۔ واللہ اعلم

تشریح ۞ ابی جحیفہ! ان کا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے یہ سواء بن عامر بن صعصعہ کی طرف نسبت ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت یہ قریب البلوغ تھے۔ ان کو علی رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا نگران بنایا تھا۔ لا اکل متکئا! بقول خطابی یہاں متکی سے مراد ٹیک لگا کر بیٹھنا ہے۔ وطاء' والوسائد! کا فرق یہ ہے وطاء' قالین' دری وغیرہ وسائد تکیہ۔ یہ ٹیک لگا کر کھانا ان لوگوں کا طرز عمل ہے جو پہلے کھانے والے ہیں۔ مستو فزًا! جو غیر مطمئن ہو کر بیٹھے جیسے اٹھنے کے لئے تیار ہو۔ بلغه! جو کفایت کرے اور جس سے گزارا نہ ہو جائے دیگر علماء نے متکی کا معنی پہلو پر مائل ہونے والا کیا ہے اور اس کو متکبر لوگوں کا طرز عمل بنایا اور اس لئے بھی کہ اس سے کھانا پیٹ میں درست نہیں اترتا۔

تخریج : اخرجه احمد (٦/١٨٧٧٩) والبخاري (٥٣٩٨) وابو داود (٣٧٦٩) والترمذي (١٨٣٠) وابن ماجه (٣٢٦٢) والحميدي (٨٩١) والدارمي (٢/١٠٦) وابن حبان (٥٢٤٠) وابو يعلى (٨٨٨) والبيهقي (٧/٤٩)

الفرائد : ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے جس نے اس طرح کیا اس سے ہدایات نبوی کی مخالفت کی۔

٧٤٧ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا ' رَوَاهُ

مُسْلِمٌ۔"اَلْمُقْعِیُ": ھُوَ الَّذِیْ یُلْصِقُ اَلْیَتَیْہِ بِالْاَرْضِ وَیَنْصِبُ سَاقَیْہِ۔

۷۴۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں زانو کھڑے ہو کر کھجوریں تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم) اَلْمُقْعِیُ: سرین کو زمین کے ساتھ ملا کر دونوں زانوں کو کھڑا رکھنا۔

تشریح ۞ مقعیا یاکل تمرا! ترمذی نے شمائل میں وھو مقع من الجوع! کے لفظ بڑھائے ہیں۔ لا اقعاء۔ الیتین! کو زمین ملا کر اور گھٹنوں کو کھڑا کر کے بیٹھنا۔ (المصباح) جوہری نے کہا اس سے مراد احتباء ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی عادت شریفہ تھی۔ نماز میں یہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں تشبیہ بالکلاب لازم آتی ہے اور کھانے میں سکڑ کر کھانا بقدر ضرورت کھانے کو ظاہر کرنے کی صورت ہے اور غلاموں کی حالت کے قریب ہے جو کہ تواضع کی علامت ہے۔

تخریج: اخرجه مسلم (۲۰٤٤) و ابو داود (۳۷۷۱)

الفرائد: جو جلدی میں ہو اس کے کھانے کی کیفیت بتلائی گئی ہے۔ آپ ﷺ جس قدر کھاتے جس سے بھوک کا ازالہ ہو جائے تاکہ دینی امور انجام دے سکیں۔

۱۰۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَکْلِ بِثَلَاثَةِ اَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ، وَکَرَاھَةِ مَسْحِھَا قَبْلَ لَعْقِھَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقَصْعَةِ وَاَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِیْ تَسْقُطُ مِنْهُ وَاَکْلِھَا وَجَوَازِ مَسْحِھَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَیْرِھِمَا

باب: تین انگلیوں سے کھانا اور انگلیاں چاٹنا مستحب ہے اور چاٹنے سے پہلے پونچھنا مکروہ ہے گرے ہوئے لقمے کو صاف کر کے کھانا اور انگلیاں چاٹنے کے بعد کلائی و قدم پر ملنا

کھانے کی برکت کو پانے کے لئے کھانے کے آخر میں انگلیاں چاٹنی چاہئیں۔ کھانے کے دوران ان کا چاٹنا مناسب نہیں کیونکہ اس کے تھوک کا اثر انگلی پر ہوگا جو اس کھانے میں مل جائے گا جو دوسروں کے لئے ایذاء کا باعث ہوگا۔ وکراھیة مسحھا! ممکن ہے کہ بابرکت کھانا وہی ہو جو انگلیوں سے چمٹا ہے۔ لعق القصعة! انگلی کے ذریعہ پیالے میں جو کھانا چمٹ گیا ہو اس کو چاٹنا۔ یہ کسر نفسی اور تواضع کے قریب تر ہے۔ اخذ اللقمة! جب تک نجس نہ ہو اور ان کا صاف کرنا ناممکن نہ ہو اگر ناممکن ہو پاک کرنے کا طریقہ حیوان کو کھلانا۔ شیطان کے لئے اس کو نہ چھوڑے۔ اگر صفائی ممکن ہو تو ستھرا کر کے کھا لے۔ جواز مسحھا! چاٹنے کے بعد پونچھنے کا جواز خواہ دوسرے ہاتھ پر یا پاؤں پر تری مل لے یا کپڑے وغیرہ سے صاف کر لے۔

٧٤٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ اَصَابِعَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۴۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے وہ اپنی انگلیاں اس وقت تک نہ پونچھے یہاں تک کہ ان کو چاٹ لے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **اذا اکل احدکم!** جب کہ انگلیوں کے ساتھ کھانے کی رطوبت لگی ہو۔ **فلا یمسح!** تو مستحب یہ ہے کہ رومال وغیرہ سے ہاتھ کو نہ پونچھے۔ **حتی یلعقھا!** جب تک چاٹ نہ لے یہ حصولِ برکت میں حرص کی وجہ سے ہے۔ **او یلحقھا!** یا بیٹے' شاگرد' مرید کو چٹادے۔ جو اس کو ناپسند نہ کرتا ہو۔ بقول خطابی بعض لوگوں نے انگلیاں چاٹنے کو ناپسند کیا درحقیقت مالداری نے ان کی عقول کو خراب کر دیا۔ انگلیوں میں بقول ابن حجر سب سے درمیانی پھر قریب والی آخر میں انگوٹھا۔ اس کا راز یہ ہے کہ درمیانی انگلی سب سے پہلے کھانے میں ملوث ہوئی ہے۔ (فتح الباری)

تخریج : اخرجه البخاری (٥٤٥٦) و مسلم (٢٠٣١) وابن ماجه (٣٢٦٩) واحمد (١/١٩٢٤)

الفرائد : پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیا جائے۔ جو انگلیاں چاٹنے کو برا خیال کرتے ہیں ان کی عقل خراب ہے (خطابی) کھانے کے بعد ہاتھوں کو صاف کرنا مستحب ہے۔

٧٤٩ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۴۹: حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرما رہے تھے جب آپؐ فارغ ہوئے تو ان انگلیوں کو چاٹ لیا۔ (مسلم)

تشریح ۞ **یاکل بثلاث اصابع!** تین انگلیوں سے کھانا مستحب ہے۔ چوتھی اور پانچویں کو بلا ضرورت ساتھ نہ ملائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات چار انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور دو انگلیوں سے تناول نہ فرماتے بلکہ ایک مرسل روایت میں ہے: **ان الشیطان یاکل بھما!** اور ابن شہاب کی مرسل روایت **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اکل یخمس!** کا مطلب ہے کہ کبھی کبھی ضرورت ہوتی تو پانچویں انگلی کو شامل فرمائے۔ جیسے کسی نرم مائع چیز کا استعمال ہو' بعض اوقات کا عمل ہے عادت مبارکہ تین انگلیوں سے کھانے کی تھی۔ ایک انگلی جو متکبرین کا فعل ہے۔ اس میں آدمی کھانے کی لذت سے بھی محروم رہتا ہے اور دو انگلیوں سے کھانا شیطان کا فعل ہے اور طاق عدد کے خلاف جس کی رعایت میں برکت ہے اور پانچ سے کھانے کی رگ پر کھانے کا ہجوم ہوگا۔ بعض اوقات اچانک موت کا باعث بن جاتا ہے۔ **فاذا فرغ لعقھا!** جب کھانے سے فراغت پالیتے تو انگلیوں کو تنظیف میں مبالغہ کے لئے چاٹ لیتے۔

تخریج : مسلم فی الاطعمه' ابو داؤد' ترمذی فی الشمائل' نسائی فی الولیمه۔

الفرائد : آپ ﷺ کے معمول کا بیان ہے کہ تین انگلیوں کو کھانے کے لئے استعمال فرماتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر

انگلیاں چاٹنے کا تذکرہ ہے۔

۷۵۰ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ ' وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۰: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

امر بلعق الاصابع و الصحفة! آپ ﷺ نے یہاں حکم فرمایا گزشتہ روایات میں عمل کا تذکرہ تھا۔ چاٹنے سے پہلے پونچھنے کی ممانعت خود چاٹنے کا حکم ثابت کرتی ہے۔

النحو: قال انکم لا تدرون فی ای طعامکم البر کة! ان کی صورت میں جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ لام تعلیل کو مقدر ماننے میں جملہ تعلیلیہ ہے۔ طعام سے جزء طعام مراد ہے کہ کھاتے ہوئے یا برتن وانگلی کے ساتھ چپٹے میں سے کسی میں برکت ہے یا گرے ہوئے لقمہ میں اور اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کس غذا سے تم کو تقویت ملے گی اور طاعت کی توفیق حاصل ہوگی اور اس کی دوسری علت بھی بنانی درست ہے۔ کذا قال ابن حجرؒ والقاضیؒ کہ یہ اس لئے فرمایا تا کہ پیالے میں باقی ماندہ کھانے اور گرے ہوئے لقمے کے سلسلے میں مسلمان سستی نہ برتے۔ ابن دقیق فرماتے ہیں چاٹنے سے پہلے پونچھنا مزید تلویث کا باعث ہے اور فضول بھی ہے کیونکہ چاٹ لینا ہی اس سے مستغنی کرنے والا ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۵/۱۴۹۴۳) و مسلم (۲۰۳۳/) والترمذی (۱۸۰۲) وابن ماجه (۳۲۷۹) وابن حبان (۵۲۵۳) وابن ابی شیبة (۲۹۷/۸)

الفرائد: کھانے کی برکت مکمل طور پر اس وقت حاصل ہوگی جب انگلیاں چاٹ لی جائیں۔ برتن کا چاٹنا اور صاف کرنا بھی مسنون ہے۔

۷۵۱ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ' وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهُ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھالے اور اس کے ساتھ جو تکلیف دہ چیز لگ گئی اُسے دور کر کے اِسے کھالے اور اسے شیطان کیلئے پڑا نہ رہنے دے اور اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے۔ اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

وقعت لقمة! لقمہ جو ایک مرتبہ نگلا جائے۔ **فلیاخذھا فلیمط!** استحباب یہ ہے کہ اس سے لے لے اور اس سے مٹی وغیرہ کو

دور کر دے۔ ماطہٰ اماطہٗ (ابوعبیدہ) اصمعی اماطہ صرف آتا ہے ازالہ کرنا۔ ما کان بھا من اذی! من بیانیہ ازالہ ابہام کے لئے ہے۔ ایذاء سے غبار وغیرہ مراد ہے۔ ولیاکلھا! حصول برکت کی حرص کرتے ہوئے۔ شیطان کی مخالفت اور نفس میں تواضع پیدا کرنے کے لئے کھالے۔ ولا یدعھا للشیطان...... بالمندیل! مندیل یہ ندل سے نکلا ہے۔ منتقل کرنا یا ندل' میل کچیل کہتے ہیں تندلت بالمندیل۔ جوہری نے کہا تمندلت بھی درست ہے۔ حتی یلعق اصابعہ! یہ اغلب کا لحاظ کرتے ہوئے فرمایا کیونکہ آدمی عموماً خود ہی چاٹتا ہے۔

تخریج : مسلم فی الاطعمہ' ابن ماجہ فی الاطعمہ بغیر ذلر اللحق۔

الفرائد : گرنے والے لقمہ کو صاف کر کے کھالیا جائے۔ شیاطین بھی کھاتے پیتے ہیں۔ رومال سے ہاتھ صاف کیے جا سکتے ہیں مگر چاٹنے کے بعد مسنون ہے۔ تھوڑے کھانے کے سلسلے میں بھی سستی نہ کرنی چاہئے۔

۷۵۲ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَاْنِہٖ ' حَتّٰی یَحْضُرَہٗ عِنْدَ طَعَامِہٖ فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیَاْخُذْھَا فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی ثُمَّ لِیَاْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ ' فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ لِلشَّیْطَانِ ' فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَہٗ ' فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہِ الْبَرَکَۃُ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۲ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کام کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے موقعہ پر بھی حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے پس وہ اس کو اٹھا کر اس کے ساتھ لگنے والے غبار وغیرہ کو دور کرے پھر اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو پس وہ اپنی انگلیاں چاٹ لے۔ اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

الشیطان! الف جنس یا عہد کا ہے۔ کوئی شیطان یا خود ابلیس لعین۔ یحضر احد کم! اس سے خبردار کیا کہ تمام اوقات میں بچنے کے لئے پورے طور پر تیار رہنا چاہئے کسی بھی وقت اس کی ملمع سازی میں گرفتار نہ ہو۔ حتی یحضرہ عنہ طعامہ! تاکہ کھانے سے پہلے اسے ذکر الٰہی سے غافل کر کے اسے اپنے لئے حلال کرلے اور اس کے ہاتھ کو ہلا کر لقمہ گرا دے تاکہ وہ لقمہ اس کا بن جائے۔

النحو : فاذا سقطت لقمہ احدکم فلیاخذھا فلیمط! پہلا فا تفریع کے لئے دوسرا جواب شرط کے لئے تیسرا عطف کے لئے۔ ثم لیاکلھا! ثم اس لئے لائے کیونکہ کھانے اور گرنے میں فاصلہ ہے۔ ولا یدعھا للشیطان فاذا فرغ! یعنی جب کھانے سے فارغ ہو۔ فلیلعق اصابعہ! یکے بعد دیگر جیسا طبرانی کے حوالہ سے گزرا۔ فانہ لا یدری......! تاکہ حصولِ برکت میں کوئی اپنی طرف سے کمزوری نہ رہ جائے اور انسان اسی کا مکلف ہے۔

تخریج : اخرجہ مسلم (۲۰۳۳/۱۳۵)

الفرائد : شیطان سے احتیاط کرنے کا حکم ہے۔ شیطان انسانی اعمال میں شرکت کی کوشش کرتا ہے اس کی تزین سے دھوکا نہ کھاتے۔

۷۵۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَہُ الثَّلَاثُ وَقَالَ : "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیَاْخُذْھَا وَلْیُمِطْ عَنْھَا الْاَذٰی وَلْیَاْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ" وَاَمَرَنَا اَنْ نَّسْلُتَ الْقَصْعَۃَ وَقَالَ : "اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو وہ اس کو اٹھا لے اور اس سے لگنے والی ایذا کو دور کر لے اور کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے پڑا نہ رہنے دے اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم برتن کو چاٹ لیا کریں اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ **لعق اصابعه الثلاث!** جیسا کہ آپ ﷺ کا غالب معمول تین انگلیوں سے کھانے کا تھا جب کوئی پتلی (مائع) چیز استعمال فرماتے تو پانچوں انگلیوں کو استعمال فرماتے پس ان کو چاٹ لیتے۔ **فلیمط عنها الاذی!** تا کہ نفس اس کی طرف متوجہ ہو۔ **ولیاکلها و لا یدعها للشیطان و امرنا امرنا!** اس کا عطف کان اور اس کے معمول پر ہے۔ **ان نسلت!** پونچھنا۔ یہ سلت الدم سے لیا گیا ہے۔

النحو : **انکم لا تدرون!** یہ جملہ مستانفہ بیانیہ امر کی علت ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٢٨١٥) و مسلم (٢٠٣٤) والترمذی (١٨٠٣) وابو داود (٣٨٤٥) وابن حبان (٥٢٤٩) والدارمی (٢/٩٦) والنسائی (٤/٦٧٦٥)

الفرائد : برتن میں بقایا کھانے کو صاف کر لینا چاہئے۔ شیطان کی شراکت سے محتاط رہے۔

۷۵٤ : وَعَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْحَارِثِ اَنَّہٗ سَاَلَ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ : لَا، قَدْ کُنَّا زَمَنَ النَّبِیِّ ﷺ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِکَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِیْلًا، فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاہُ لَمْ یَکُنْ لَّنَا مَنَادِیْلُ اِلَّا اَکُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَاَقْدَامُنَا، ثُمَّ نُصَلِّیْ وَلَا نَتَوَضَّاُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۵۴ : حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس جیسے کھانے بہت کم پاتے تھے جب ہم پاتے تو ہمارے پاس رومال نہ تھے بس ہتھیلیاں، کلائیاں اور اپنے قدم (ان سے ہم ہاتھ پونچھ لیتے) پھر ہم نماز ادا کرتے اور وضو نہ کرتے تھے۔ (بخاری)

تشریح ۞ سعید بن الحارث رضی اللّٰہ عنہ! ان کے حالات پہلے مذکور ہو چکے۔ انہ سأل جابرا! اس سے پہلے قال مقدر ہے یعنی کہ اس آدمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آگ سے پکی چیز کھا لینے پر وضو ہے مثلاً روٹی وغیرہ۔ فقال لا! وضو نہیں۔ پھر اس کے لئے حوالہ دیا۔ لا نجد مثل ذلك! کیونکہ ہم حظوظ نفس سے اعراض کرنے والے اور حقوق نفس کو ادا کرنے والے تھے۔ نحن وجدناه! جا لیتے۔ لم یکن لنا منادیل الا اکفنا! تو ہم ہاتھ صاف کرنے کے لئے رومال نہ رکھتے تھے۔ بس ہتھیلیاں کلائیاں اور قدم پر کھانے کی تری مل لیتے تھے۔ کف یہ مؤنث ہے۔ بعض نا قابل لوگوں نے اس کو مذکر شمار کیا مگر درست نہیں۔ اس کی جمع قلت اکف! بروزن افلس اور جمع کثرت کفوف مثل فلوس آتی ہے۔ ہتھیلی انگلیوں سمیت ہو تو کف کہلاتی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ بدن سے ایذاء کے روکنے کا ذریعہ ہے۔ سواعد جمع ساعد کہنی اور ہتھیلی کے درمیان کا حصہ۔ اس کو ساعد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کام و محنت میں یہ ہتھیلی کی مددگار ہے۔ الاقدام جمع قدم یہ مونث مشہور ہے۔ بقیہ دو بھی مونث ہی ہیں (المصباح) ثم نصلی ولا نتوضاء! یہ مماست النار سے وضو والی روایات کی ناسخ ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٥٤٥٧)

الفرائد : اس سے معلوم ہوتا ہے دعوت دین کے پھیلانے میں مشغولیت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ شدید تنگ دستی میں مبتلا تھے۔

۱۱۰ : بَابُ تَكْثِيرِ الْاَيْدِيْ عَلَى الطَّعَامِ

بَابٌ: کھانے پر ہاتھوں کا اضافہ

احادیث باب سے اس چیز کا مطلوب ہونا معلوم ہوتا ہے۔

٧٥٥ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

٧٥٥ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ طعام الاثنین کافی الثلاثة...... ! ابن مہلب کہتے ہیں اس روایت کا مقصد مکارم اخلاق پر آمادگی اور کفایت پر قناعت ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ اتنی تعداد سے ہمدردی کی جائے زیادہ سے نہیں۔ یعنی مناسب یہ ہے کہ دو تیسرے اور تین چوتھے کو شامل کر لیں۔ طبرانی کی روایت میں اس کی علت بتلائی گئی ہے۔ "کلوا جمیعًا ولا تفرقوا' طعام الواحد یکفی الاثنین"! اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ کھانے میں کفایت کا ایک سبب اجتماعیت ہے اور جتنی اجتماعیت ہو گی برکت بڑھے گی۔ ابن منذر کہتے ہیں اکٹھا کھانا مستحب ہے ورنہ اکیلے کھاتے۔

تخریج : اخرجه مالك (١٧٢٦) والبخاری (٥٣٩٢) و مسلم (٢٠٥٨)

الفرائد : جب مواسات حاصل ہو جائے تو اس سے برکت میسر آ جاتی ہے۔ اپنے پاس جو چیز ہو اس کو حقیر جان کر پیش کرنے

میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے بعض اوقات قلیل کھانا ہی کافی ہو جاتا ہے کہ سدرمق کا کام دے جاتا ہے۔

٧٥٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةِ ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ کیلئے کافی ہے۔ (مسلم)

یکفی الاثنین و طعام الاثنین یکفی الاربعة طعام الاربعة یکفی الثمانیه! پہلی روایات کو سامنے رکھ کر یہ مفہوم ہے کہ امت کو مکارم اخلاق اور کفایت کو اپنانا چاہئے۔ طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس میں یہ اضافہ نقل کیا فاجتمعوا علیه ولا تفرقوا! (جامع صغیر) مل کر کھاؤ نہ کہ الگ الگ۔

تخریج : اخرجه احمد (٥/١٥١٠٦) و مسلم (٢٠٥٩) والترمذی (١٨٢٠) والدارمی (٢/١٠٠) وابن ماجه (٣٢٥٤) وابن حبان (٥٢٣٧) وابن ابی شیبة (٨/٣٢٢)

الفوائد : جماعت کے ساتھ کھانے میں برکت ہے مکارم اخلاق کا تقاضا یہی ہے۔

۱۱۱ : بَابُ اٰدَابِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْاِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْاِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اِدَارَةِ الْاِنَاءِ عَلَى الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِئِ

بَابٌ : پینے کے آداب' برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینا مستحب ہے اور برتن میں سانس لینا مکروہ ہے اور برتن دائیں سے شروع کر کے دائیں ہی طرف بڑھاتے جانا

الشرب! پینا' مائع چیز کو پیٹ میں انڈیلنا۔ التنفس ثلاثا! جمہور کے ہاں تین سانس مستحب ہے۔ اثرم کہتے ہیں سانسوں کی تعداد جواز پر دلالت کرتی ہے۔ امام مالک نے ایک سانس سے پینے کے جواز کو ثابت کیا بلکہ ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب سے جواز نقل کیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا برتن کے اندر سانس لینے کی ممانعت ہے اگر برتن میں سانس نہ لے تو پانی ایک سانس سے پینا بھی درست ہے۔ حدیث ابو قتادہ میں ایک سانس سے پانی پینا مرفوعاً ثابت ہے (حاکم) اس کا مطلب سابقہ تفصیل کے مطابق ہے۔ خارج الاناء! منہ سے جدا کر کے سانس لے۔ و کراهة التنفس فیه! تا کہ کہیں بلغم جیسی چیز نکل کر

مشروب کو گندا نہ کر دے۔ ② برتن میں بدبو نہ پھیل جائے۔ الایمن فالایمن بعد المبتدیء! بعد المبتدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد تیامن کو نہ دیکھا جائے گا اور یہ پہلے گزر ا کہ اہل فضل کو مقدم کرنا چاہئے پھر ایمن۔ واللہ اعلم۔

۷۵۷ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا ' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ – یَعْنِیْ یَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْاِنَاءِ۔

۷۵۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے۔

(بخاری ومسلم)

یعنی برتن سے باہر سانس لیتے۔

تشریح ۞ کان یتنفس فی الشراب ثلاث! یتنفس کا مطلب برتن سے باہر سانس لیتے۔ بخاری نے الشربہ میں اس کو اس طرح نقل کیا "کان انس یتنفس فی الاناء مرتین او ثلاثا"! اور انس رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ تین مرتبہ سانس لیتے۔ نسائی کہتے ہیں کہ قتادہ نے کہا اس حدیث میں خطاء ہے (اطراف مزی) یتنفس خارج الا ناء اس تعارض کو دور کرنے کی طرف اشارہ کررہے ہیں: ① جس روایت میں سانس لینے کی ممانعت ہے اس سے مراد برتن میں سانس لینا ہے۔ ② جن روایات میں سانس لینے کا تذکرہ ہے پانی پینے کی حالت وکیفیت ذکر کی گئی ہے پانی پینے کے دوران یک بارگی پانی منہ میں نہ انڈ یلے بلکہ تین مرحلوں میں منہ میں ڈالے بقول قرطبی کہ بعض نے اس کو نہی کے متعارض کہا تو پھر یہ فقط بیان جواز کے لئے ہوئی اور نہی تنزیہ کے لئے نہ کہ تحریم کے لئے۔ بعض نے کہا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کیونکہ آپ ﷺ کی کسی چیز میں بدبو نہ تھی۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٢١١٩٤) والبخاری (٥٦٣١) و مسلم (٢٠٢٨) والترمذی (١٨٩١) و ابو داود (٣٧٢٧) وابن ماجه (٣٤١٦) وابن حبان (٥٣٢٩) والبیهقی (٧/٢٨٤)

الفوائد :اس میں آپ کے پینے کی سنت ذکر کی گئی ہے کہ برتن سے باہر سانس لیتے تھے۔ یہ کمال ادب ہے۔

۷۵۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰی وَثُلَاثَ ' وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۷۵۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح پانی مت پیو بلکہ دو اور تین سانس سے پیو اور جب تم پینے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لو اور جب برتن بڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ واحداً! یہ شرباً مصدر محذوف کی صفت ہے اور ایک بار کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کوئی سانس بھی نہ لو۔

کشرب البعیر !اونٹ کی طرح کیونکہ وہ پینے کے دوران سانس نہیں لیتا۔ اشربوا مثنٰی !دو سانسوں میں پیو۔ وثلاث! تین سانسوں میں اس قسم کی روایات کا مطلب برتن سے منہ ہٹا کر سانس لینا ہے اور جہاں اس کی ممانعت ہے اس سے مراد برتن کے اندر سانس نکالنا۔ یہ ایک مرتبہ پینے کی ممانعت نہی تنزیہ ہے (فتح الباری)

النحو : ان انتم شربتم !ان شرطیہ ہے۔ ضمیر منفصل فعل شرط کا فاعل ہے۔

واحمد وان انتم رفعتم !اس جملہ شرطیہ کا بھی سابقہ جملے والا حال ہے یعنی اگر تم نے دو یا تین مرتبہ منہ ہٹایا تو الحمد للہ کہو۔

حرف شرط کو دوبارہ تفنن تعبیر کے لئے لائے۔

تخریج : ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ مصنف سے حسن کا لفظ سہواً لکھا گیا ہے (کذا قال الحافظ فی الفتح)

الفرائد :اونٹ کی طرح پینے کی ممانعت فرمائی۔ دو یا تین مراحل میں پیئے اور ہر مرتبہ بسم اللہ کے ساتھ ابتداء کرے

۷۵۹ :وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی اَنْ یُّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ' یَعْنِیْ یَتَنَفَّسَ فِیْ نَفْسِ الْاِنَاءِ۔

۷۵۹: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

یعنی پیتے وقت اسی برتن میں سانس لینا۔

تشریح ۞ نهی ان یتنفس فی الاناء !مہلب کہتے ہیں کہ پینے میں بھی سانس لینے کی ممانعت اس طرح ہے۔ جس طرح کھانے اور پینے کی چیز کو پھونک مارنا جبکہ اس میں تھوک کی چھینٹیں پڑنے کا احتمال ہو جاتا اور پینے والا اس کو ناپسند کرتا ہے اور عام لوگوں کی عادت ہے کہ ان چھینٹوں کو برا خیال کرتے ہیں۔ بقول حافظ اس میں کوئی فرق نہیں کہ آدمی اکیلا ہو یا کسی کے ساتھ ہو کیونکہ اس پر اطمینان نہیں کہ کوئی چیز بچ جائے یا خود برتن سے نفرت پیدا ہو جائے وغیرہ۔ ابن العربی کہتے ہیں کہ یہ بات مکارم اخلاق سے ہے۔ لیکن یہ بات حرام ہے کہ اپنے بھائی کو وہ چیز دے جس کو خود گندا قرار دیتا ہو۔ اگر اپنے طور پر ایسا کیا تو دوسرا شامل ہو تو اسے بتلا دے اگر وہ نہ بتلائے تو یہ دھوکا ہے اور وہ حرام ہے۔

قرطبی کہتے ہیں برتن میں سانس لینے کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ تھوک سے مشروب گندا نہ ہو یا پانی میں بدبو نہ پڑ جائے اور جب برتن سانس نہ لے تو ایک ہی مرحلہ میں تمام پانی پی سکتا ہے۔ بعض نے اس کو ممنوع قرار دیا کیونکہ یہ شیطان کا طریقہ ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۸/۲۲۷۱۰) و عبد الرزاق (۱۹۵۸٤) والبخاری (۱۵۳) و مسلم (۲٦۷) والترمذی (۱۸۸۹) والنسائی (٤۷) وابن حبان (۵۲۲۸) وابن ابی شیبة (۸) والبیهقی (۵)

الفرائد : یہ نظافت میں مبالغہ کرتے ہوئے ادب سکھایا گیا ہے یہ پینے والے کو تنبیہ کی قسم سے ہے۔ پانی میں پھونک مارنا ممنوع ہے۔

٧٦٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَآءٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَشَرِبَ ، ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ : "اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ "شِيْبَ" : اَيْ خُلِطَ۔

۷۶۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ کے دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پس آپ نے پیا پھر دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا دایاں اور پھر دایاں۔ (بخاری ومسلم)

شِيْبَ : ملایا گیا۔

تشریح ۞ اتی ! اتی مجہول ہے۔ قد شیب بماء ! ① وہ حلیب تھا اس کی حرارت کو برودت میں بدلنے کے لئے پانی ملایا۔ ② زیادہ کرنے کے لئے ملایا گیا۔ دوسری روایت میں واضح قصد ہے کہ حلیب میں پانی ملایا گیا تھا۔ و من یسارہ ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ ! یہ جملہ اولی سے حال ہے۔ ایک روایت ہے بائیں جانب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سامنے عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ فضلہ ! پینے کے بعد جو بچ گیا۔ قال الایمن فالایمن ! دوسری روایت میں وارد ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ان کو یہ خطرہ ہوا کہ آپ اس بدو کو دے دیں گے۔ اعط ابابکر ! دوسری روایت میں انہوں نے کہا ھذا ابو بکر ! خطابی کہتے ہیں عرب جاہلیت کے بادشاہوں میں دائیں جانب سے پلانے کا رواج تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ اعرابی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم کر دیا جائے گا۔ پس انہوں نے خبردار کیا کیونکہ ان کو یہ احتمال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کر دیں گے پھر یہ طریقہ قرار پائے گا کہ افضل کو ایمن پر مقدم کیا جائے گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے واضح فرمایا کہ دایاں پھر دایاں اصل طریقہ ہے اور وہی برقرار رہے گا۔ اگرچہ بائیں طرف افضل ہی کیوں نہ ہو۔ یہ مؤخر کرنا اس کے رتبے میں کمی کا باعث نہیں اور اس کی وجہ دائیں جانب کا بائیں جانب سے افضل ہونا ہے۔ ① ایمن کا مرفوع ہونا مبتدا کی بناء پر جائز ہے جبکہ اس کی خبر کو حذف مانیں ای الایمن احق فالایمن ! ② مبتداء محذوف کی خبر بنائیں ای المقدم الایمن ! ③ محذوف فعل کا فاعل بھی بن سکتا ہے ای یقدم الایمن ! اگر فعل محذوف قدموا مان لیں تو منصوب ہوگا ای قدموا الایمن او اعطوا الایمن۔

ابن حجر کہتے ہیں ایمن کو مکرر لانے سے لازم آتا ہے کہ سنت طریقہ دائیں اور پھر دائیں کو دینا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے پیا مگر عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینے والے تھے۔ دودھ میں پانی ملانا اپنے پینے کے لئے درست ہے مگر فروخت کے لئے ایسا کرنا دھوکا اور ملاوٹ ہے جو کہ حرام ہے۔

تخریج : اخرجه مالك في موطه (١٧٢٣) واحمد (٤/١٢١٢٢) والبخاري (٢٥٧١) و مسلم (٢٠٢٩) و ابو داود (٣٧٢٦) والترمذي (١٨٩٣) وابن ماجه (٣٤٢٥) وابن حبان (٥٣٣٣) والبيهقي (٧/٢٨٥)

الفرائد: جو مجلس میں پہلے وہ پہلے کسی بڑے سردار کے آنے سے اسے مجلس سے نہ رکھا جائے۔ حقدار کو اس کی چیز دینی چاہئے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا البتہ امام مجلس میں کسی کو جگہ سے اٹھنے کے لئے کہے تو اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ خدام کے گھر جا کر ان کے یوں کھانا کھایا جا سکتا ہے۔

٧٦١ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهِ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهِ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَآءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ :لَا وَاللّٰهِ ' لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا' فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "تَلَّهٗ" اَيْ وَضَعَهٗ ' هٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

۷۶۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشروب لایا گیا جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف شیوخ و معمر لوگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو فرمایا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں ان کو دے دوں۔ پس اس لڑکے نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں آپ کی طرف سے ملنے والے حصے پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (بخاری و مسلم) تَلَّهٗ: رکھ دیا۔

یہ لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

فشرب منه! اس سے کچھ نوش فرمایا۔ **اشیاخ!** زیادہ عمر والے۔ **ان اعطی هؤلاء!** ابن جوزی کہتے ہیں آپ ﷺ نے اعرابی سے تو اجازت طلب نہ فرمائی مگر لڑکے سے اجازت چاہی کیونکہ بدو شریعت سے ناواقف تھا۔ تالیف قلب کے لئے اجازت طلب فرمائی۔ لڑکا مسائل شریعت سے واقف تھا۔ نوویؒ کہتے ہیں لڑکے سے اجازت اس لئے طلب کی تاکہ حکم کی وضاحت ہو جائے۔ بائیں طرف لڑکے کے دیگر رشتہ دار تھے۔ دائیں طرف والا لڑکا آپ ﷺ کا چچازاد تھا تاکہ کسی کو ترجیح کا خیال نہ رہے۔ آپ ﷺ نے واضح کر دیا۔ دایاں پھر دایاں اور بعض سنن کی روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باری تو تیری ہے لیکن اگر تو پسند کرے تو خالد کو ترجیح دو۔ احمد کی روایت میں ہے کہ اگر تم اپنے چچا کو ترجیح دے تو تمہاری مرضی ہے۔ معمر کو عرب عم سے تعبیر کرتے ہیں۔ شاید ن کی عمر عباس رضی اللہ عنہما جتنی تھی۔ اگرچہ ایک قرابت کے لحاظ سے وہ ہمجولیوں سے تھے کہ وہ ابن خالہ بنتے تھے اور خالد کی قیادت و سیادت کے باوجود وہ اسلام میں تاخیر سے داخل ہوئے اسی وجہ سے ان کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اجازت طلب کی۔ بخلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں میں سے تھے۔ ان کی اسلام میں سبقت ان تمام افعال پر اطمینان کی متقاضی تھی جو آپ ﷺ کی طرف سے ہوں اور کسی بھی چیز سے کوئی متاثر نہ ہوتے کو چاہتی تھی۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اجازت دے دیتے تو آپ ﷺ ضرور ان کو دے دیتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مواقع پر ایثار سے کام لینا چاہئے۔ البتہ یہ بات مشکل ہے کیونکہ قرابت کی وجہ سے ترجیح

کا ناپسند و مکروہ ہونا مشہور ہے (فتح الباری) میں نے کتاب فضل زمزم میں اس کا جواب لکھا ہے۔ **فقال الغلام لا!** یعنی **لا اوثر به!** میں اپنے سے ان کو ترجیح نہیں دیتا۔ **بنصیبی منك احداً!** میں آپ ﷺ کی طرف سے ملنے والے عطیے پر کسی قریبی اور نہ کسی شیخ کو ترجیح دیتا ہوں کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کا جھوٹا ہے۔ **تله!** آپ ﷺ نے اس کو تھما دیا بقول خطابی اس کا اصل معنی تل یعنی ٹیلے پر رکھنا ہے۔ پھر عام رکھنے کے لئے استعمال ہونے لگا بعض نے اس کو تلتل بمعنی زور، سختی سے ماخوذ مانا ہے۔ جیسا فرمایا: **وتله للجبین!** ان کو گرا کر ان کو جبین کو زمین سے لگا دیا۔ مگر پہلی تفسیر بہتر ہے۔ بعض نے خطابی کی سختی والی قید کو توڑ دیا (فتح الباری) غلام سے ابن التین اور ابن حجر کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما مراد ہیں (فتح الباری) مگر ابن بطال نے بیان کیا کہ وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

تخریج : اخرجه احمد (١١٦٤٢/٤) والبخاری (٥٦٢٥) و مسلم (٢٠٢٣) و ابو داود (٣٧٢٠) والترمذی (١٨٩٠) و عبدالرزاق (١٩٥٩٩) وابن حبان (٥٣١٧) والبیهقی (٢٨٥/٧)

۱۱۲: بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانُ اَنَّهٗ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ لَا كَرَاهَةُ تَحْرِيْمٍ

بَاب: مشک وغیرہ کو مُنہ لگا کر پینا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں

٧٦٢ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِیْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا وَيُشْرَبَ مِنْهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۶۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے مُنہ کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **اختناث الاسقية!** یہ خناث سے لیا گیا ہے جس کا معنی کپڑے کی تہیں۔ یعنی کپڑا خوب لپیٹ دو۔ **الاسقيه!** جمع سقاء چمڑے کی چھوٹی یا بڑی مشک۔ بعض نے کہا بڑی کو قربہ اور چھوٹی کو سقاء کہتے ہیں۔ **تكسر!** دہرا کرنا۔ **اختناث** کا معنی مشک کے منہ کو دہرا کر کے تسمہ بندھے ہوئے مشک سے پانی پینا۔ یہ بقول خطابی زہری کا قول ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں وارد ہے کہ **شرب رجل من سقاء فانساب فی بطنه حیان فنهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم!** اسماعیلی نے بھی اسی طرح تخریج کی ہے۔ **الافواه!** جمع فم اس کی اصل و تصغیر فویہ و افواہ ہے میم زائد لگی ہے۔ میم آخر میں کبھی اضافت کی صورت میں بھی لاتے ہیں جیسا **یصبح ظمآن وفی البحر فمه**۔

تخریج : اخرجه البخاری (٢٤٦٣) و مسلم (١٦٠٩) واحمد (٣/٧٧٠٦) وابو داود (٣٦٣٤) والترمذی (١٣٥٣) وابن ماجه (٢٣٣٥) وابن حبان (٥١٥) والبیهقی (٦)

الفرائد : مشکیزہ کو منہ لگا کر پینے کی نہی تنزیہی یا تحریمی ہے اس میں مواقع کے لحاظ سے اختلاف ہے تاکہ مشکیزہ سے کوئی کیڑہ

مکوڑہ اندر نہ چلا جائے۔

٧٦٣ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِی السِّقَآءِ اَوِ الْقِرْبَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے چھوٹی مشک یا بڑی مشک کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ السقاء و القربہ! یہ لفظ میں سفیان راوی کو شک ہے۔ عبدالجبار کی روایت میں فی السقاء! کا لفظ ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں من فم القربہ! ہے۔ (فتح الباری)

تخریج: اخرجه احمد (١٠/٢٧٥١٨) والحميدی (٣٥٤) والترمذی (١٨٩٩) وابن ماجه (٣٤٢٣) والطبرانی (٨/٢٥)

الفرائد: یہ نہی کراہت کے لئے تا کہ ایذاء سے مؤمن محفوظ رہے۔

٧٦٤ : وَعَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَةٍ مُّعَلَّقَةٍ قَآئِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ – وَاِنَّمَا قَطَعْتُهَا لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَتَتَبَرَّكَ بِهٖ وَتَصُوْنَهٗ عَنِ الْاِبْتِذَالِ – وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلٰی بَيَانِ الْجَوَازِ وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۷۶۴: ام ثابت کبشہ بن ثابت ہمشیرہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکی ہوئی مشک سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ پھر میں اٹھی اور مشک کے اس منہ کو کاٹ لیا (تبرک کے طور پر)...... (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ام ثابت نے اس کو اس لئے کاٹا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے لگنے والی جگہ محفوظ رہے اور اس سے برکت حاصل کریں اور ہر وقت استعمال سے اس کو محفوظ کر لیں۔ یہ حدیث بین جواز کو ثابت کرتی ہے۔ اور پہلی دونوں حدیثیں افضلیت اور کمال کو بیان کرتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

تشریح ۞ ام ثابت کبشہ! بقول ابن اثیر ان کو کبیشہ بھی کہا جاتا ہے یہ برصاء کے لقب سے معروف ہیں۔ یہ ثابت انصاریہ کی بیٹی ہیں جو حسان بن ثابت کی ہمشیرہ تھیں۔ عنہا! اس لئے کہا تا کہ ثابت کے صحابی ہونے کا وہم ختم ہو جائے۔ ثابت ان کے باپ ہیں۔ ام ثابت سے ایک حدیث مروی ہے۔ جس کو ابن جوزی نے ذکر کیا ہے۔ یہ حسان کی بہن اور عبدالرحمان بن ابی عمرہ کی جدہ ہیں۔ شارح نے اس پر یقین کرتے ہوئے کہا کہ وہی کبیشہ انصاریہ ہیں جو کہ قبیلہ بنی مالک بن نجار سے تھیں۔ فشرب من فی قربة معلقة قائمًا! اس عبارت کو اس لئے لائے تا کہ بتلائیں کہ کھڑے ہونے اور منہ لگا کر

پینے کی ممانعت تحریمی نہیں بلکہ تنزیہ ہے یا وہاں بیٹھ کر پینا ممکن نہ تھا یعنی مجبوراً پیا۔ فقمت الی فیها فقطعته! میں مشک کے منہ کا قصد کر کے اٹھی اور اس کو کاٹ لیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک رکھنے کی جگہ کو محفوظ کر لوں تا کہ اس کو اور کسی کے صرف میں نہ لایا جائے اور اس کو بطور برکت بھی رکھ لوں۔

تخریج : اخرجه مالك (١٧١٨) واحمد (٤/١١٦٥٤) والترمذی (١٨٩٤) وابن حبان (٥٣٢٦) والحاكم (٤/٧٢٠٨) والدارمی (٢١٢١) وابن ابی شيبة (٨/٢٢٠)

الفوائد : ① مشک بلند ہو تو اس سے منہ لگا کر پینا جائز ہے۔ کھڑے ہو کر پینا سبیل وغیرہ سے جائز ہے۔ ② یہ پینا اباحت و جواز ثابت کرنے کے لئے ہے۔

١١٣ : بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

بَابٌ : پانی میں پھونک مارنا مکروہ ہے

تا کہ مشروب تھوک کی چھینٹوں سے گندا نہ ہو جائے۔

٧٦٥ : عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ : اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ : "اَهْرِقْهَا" قَالَ اِنِّیْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ : "فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ – وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٧٦٥ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں برتن میں کوئی تنکا دیکھوں تو؟ اس پر آپؐ نے فرمایا اس کو انڈیل دو۔ اس نے عرض کیا میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا تو آپؐ نے فرمایا پھر پیالے کو اپنے منہ سے (ایک دو سانس کے بعد ہٹا لو)...... (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

نهى عن النفخ فى الشراب! یہ نہی تنزیہی ہے۔ القذاة! آنکھ یا پانی میں پڑنے والی چیز کو کہتے ہیں۔

اَلنَّحْو : القذاة! مبتداء اراها خبر ہے۔ ② اری محذوف فعل کا مفعول ہے اور اراها اس کی تفسیر ہے۔ اهرقها! اس کو بہا دو۔ لا اروىٰ عن تنفس! شدت پیاس کی وجہ سے سانس لوں تو سیرابی نہیں ہوتی۔ فابن! پھر دور کر دو۔ القدح اذا عن فيك! اور پھر سانس لو تا کہ سانس سے کوئی چیز برتن میں نہ گر جائے اور اس کو گندا کر دے۔

تخریج : اخرجه الترمذی (١٨٩٥) و ابو داود (٣٧٢٨) واحمد (١/١٩٠٧) والحميدی (٥٢٥) والدارمی (٢١٣٤) وابن ابی شيبة (٨) وابن ماجه (٣٤٢٩) و ابو يعلى (٢٤٠٢) والبيهقی (٧/٢٨٤) فی شعب الايمان (٢٠٠٤)

الفرائد: ① پانی میں پھونک مارنا اور سانس لینا منع ہے۔ ② ایک سانس میں پانی پینا جائز ہے۔ ③ تنکے کو بہا دینا مناسب ہے۔

٧٦٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ – رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ – وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۶۶: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

ینتفس! معروف ومجہول پڑھا جا سکتا ہے۔ **فی الاناء او ینفخ فیه!** گندے ہونے کے خطرے سے۔

تخریج : اخرجه احمد (١/١٨٣٨) والبخاری (١٦٣٧) و مسلم (٢٠٢٧) والترمذی (١٨٨٩) والنسائی (٢٩٦٤) وابن ماجه (٣٤٢٢) وابن حبان (٣٨٣٨) وابو یعلی (٢٤٠٦) والبیهقی (٥/١٤٧)

الفرائد: ① برتن میں پھونک مارنے اور سانس لینے کی ممانعت ہے تاکہ اس سے ضرر حاصل نہ ہو۔ ② یہ اجتماعی صحت کے قوانین سے ہے کہ برتن میں پھونک مارنے والا ایذا کا شکار ہو جاتا ہے۔

۱۴: بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَبَيَانِ اَنَّ الْاَكْمَلَ وَالْاَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا

بَاب: کھڑے ہو کر پینا جائز ہے مگر بیٹھ کر پینا افضل ہے

فِيْهِ حَدِيْثُ كَبْشَةَ السَّابِقُ

اس میں ایک روایت نمبر ۷۶۴ کبشہ والی گزری۔

جواز الشرب! یعنی حرام نہیں کراہیت کا حامل ہے۔ افضل بیٹھ کر پینا جبکہ موقعہ ہو۔

٧٦٧ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۶۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم پلایا تو آپ نے کھڑے ہونے کی حالت میں پیا۔ (بخاری ومسلم)

زمزم! زمزم کا پانی ① زمزم نام ہے مضاف محذوف ہے۔ ② خود پانی کا نام زمزم ہے۔ **وھو قائم!** یہ جواز کو بیان کرنے کے لئے۔ ③ بیٹھنا مشکل تھا۔ وضاحت کے لئے (**در القلائد فیما یتعلق من الفوائد لصدیقی**)! کو ملاحظہ کریں۔

تخریج : اخرجه البخاری (٥٦١٩) واحمد (١/٥٨٣) والترمذی (٢١٠) وابو داود (٣٧١٨) وابن حبان

(۱۰۵۷) والبیھقی (۷۵/۱) والنسائی (۱۳۰)

الفرائد :ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔

۷٦٨ : وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحْبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا وَّقَالَ :اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷٦٨: حضرت نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب رحبہ پر پانی کے پاس آئے اور کھڑے ہو کر پانی پیا پھر فرمایا: بعض لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند کرتے ہیں بے شک میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا جیسے تم نے دیکھا۔ (بخاری)

نزال بن سبرہ! ہلالی کوفی رحمۃ اللہ کبار تابعین سے ہیں۔ بعض نے کہا یہ صحابی ہیں۔ بخاری میں نزال کی صرف یہی روایت ہے۔ الرحبہ! رحبہ المسجد سے لیا گیا وسعت کے معنی میں ہے۔ صحن' آنگن وغیرہ اس سے رحبۃ کوفہ مراد ہے۔ ابن حجر نے اس کو صحیح کہا ہے۔ فشرب قائمًا! اپنے چہرہ' سر اور دونوں پاؤں دھونے کے بعد۔ رایت! آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے۔ کما رایتمونی فعلت! سے بقول حافظ کھڑے ہو کر پینا مراد ہے اور علی رضی اللہ عنہ یہ قول اس کا ثبوت ہے۔ ان اشرب قائمًا فقد رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یشرب قائمًا۔ وان اشرب قاعداً فقد رایته یشرب قاعداً۔

تخریج : اخرجه البخاری (۵٦۱۹)

الفرائد :① عالم کا فرض ہے کہ جب لوگ کسی جائز سے گریز کر رہے ہوں وہ اس کی وضاحت کرے۔② جب کسی جائز کے حرام جاننے کا خطرہ ہو تو فوراً امام کو مطلع کرے تا کہ اس کو واضح کر دیا جائے۔

۷٦٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَاْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِيْ وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷٦٩: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے اور کھڑے کھڑے پانی پی لیتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

عھد! زمانہ۔

اَللُّغَات :نمشی! یہ ناکل کے فاعل سے حال ہے۔ یہ عدم حرمت پر محمول ہے۔ ممانعت والی روایات تنزیہ پر محمول کی جائیں گی۔ قیام! یہ قائم کی جمع ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فاذکروا اللّٰہ قیاماً وقعوداً﴾! شرب واکل اور ذکر میں یہ حالت شاذ حالت پر محمول ہے۔ اکثر کھانے پینے کا فعل بیٹھ کر ثابت ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/۵۸۷۹) والترمذی (۱۸۸۷) وابن ماجه (۲۳۰۱) وابن حبان (۵۳۲۲) وابن ابی

شیبة (۸) والدارمی (۲/۱۲۰)

الفرائد : ① اگر خاص ضرورت پیش آ جائے تو چلتے ہوئے کھانا اور کھڑے ہو کر کھانا درست ہے (یہ ضرورت قانون نہیں جیسا آج کل لوگ شادیوں میں قصداً بلا ضرورت کرتے ہیں)۔

۷۷۰ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَّقَاعِدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷۰: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے دیکھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

عمرو بن شعیب! یہ شعیب محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ **عن ابیہ عن جدہ**! کا مطلب اپنے والد کے جد یعنی عمرو بن العاص (مگر شعیب کے دادا مراد ہوں تو عبداللہ مراد ہیں وہ بھی صحابی ہیں فتدبر) **یشرب قائمًا**! جمہور کے ہاں یہ بیان جواز کے لئے ہے۔ ② بیٹھنے کا موقعہ نہ تھا۔ قاعداً! یہ اکثر و اکمل و افضل ہے۔

تخریج : اخرجه الترمذی (۱۸۹۰) وابن ماجه (۳۳۰۱)

الفرائد : ① کھڑے اور بیٹھے پینا جائز ہے۔ یہ فعل ثبوتِ جواز کے لئے ہے۔ اصل قاعدہ بیٹھ کر کھانا اور پینا ہے۔

۷۷۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا – قَالَ قَتَادَةُ :فَقُلْنَا لِاَنَسٍ :فَالْاَكْلُ ؟ قَالَ :ذٰلِكَ اَشَرُّ – اَوْ اَخْبَثُ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

۷۷۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی پئے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے پوچھا پھر کھانے کا کیا حکم؟ تو انہوں نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ برا اور بدتر عمل ہے۔ (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹ پلائی۔

تشریح ❀ **نهی ان یشرب قائمًا**! یہ فعل سے پہلے کی بات ہے تابعی قتادہؒ کہتے ہیں ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کھانے کا حکم کیا ہے تو انہوں نے فرمایا وہ بہت برا ہے۔ **اشر**! یہ لفظ اکثر خیر کی طرح بغیر الف استعمال ہوتا ہے مگر اہل عرب کے ہاں استعمال میں درست ہے بقول حافظ اس کو اشر کہنے کی وجہ اس کے وقت کا طویل ہونا ہے۔ (فتح الباری)

مسلم کی ایک روایت میں **زجر عن الشرب قائمًا**! کا لفظ ہے۔ ① نہی سے تنزیہ مراد لی جائے گی ② ممانعت عمومی حکم ہے۔ پینا نادر پر محمول ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٢٦٨٦) و مسلم (٢٠٢٤) والترمذی (١٨٨٦) وابو داود (٣٧١٧) وابن ماجه (٣٤٢٤) والدارمی (٢/١٢٠) وابن حبان (٥٣٢١) والبیهقی (٧/٢٨١)

الفرائد :① کھڑے ہوکر بلاضرورت کھانا پینا مکروہ ہے۔

۷۷۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِمًا' فَمَنْ نَسِیَ فَلْیَسْتَقِیْٔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے کھڑے ہوکر ہرگز پانی نہ پیے جو بھول جائے وہ قے کرڈالے۔(مسلم)

تشریح ۞ **لا یشربن احد منکم قائماً فمن نسی!** جس نے بھول کر پی لیا۔عراقی کہتے ہیں اس نسی کی قید کا فائدہ نہیں۔ جان بوجھ کر کھڑے ہوکر پینے والے کا بھی یہی حکم ہے (مگر ممانعت میں شدت کے اظہار کے لئے نسیان کی قید فائدہ سے خالی نہیں کہ جب نسیان میں قے کا حکم ہے تو جان بوجھ کر کرنے میں بدرجہ اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔مترجم) **فلیستقی!** وہ قے کردے۔

فوائد:① قید مومن کسی حکم کی خلاف ورزی جان بوجھ کر نہیں کرسکتا۔ابن حجر کہتے ہیں نسیان بمعنی ترک ہے پس عمل کو بھی شامل ہے نووی کا انداز بھی یہی ہے۔ابن رسلان کے ہاں بہتر یہ ہے کہ نہی تنزیہی مراد ہو اور کھڑے ہوکر پینا بیان جواز کے لئے ہو۔ جنہوں نے نسخ کا قول کیا ہے تو وہ اس وقت ہوتا ہے جب جمع ناممکن ہو یا تاریخ کا یقینی تعین ہو۔پس آپ کے لئے تو اس میں کراہیت بھی نہ ہوگی کیونکہ بعض افعال آپ بیان جواز کے لئے ایک دو مرتبہ کرتے اور ان میں افضل پر مواظبت کرتے اور استقاء کو استحباب پر محمول کریں گے کیونکہ امر کا کم درجہ استحباب ہے۔بقول عیاضؒ کھڑے ہوکر پینے والے کو قے کا حکم تمام اہل علم کے ہاں نہیں۔مگر ان کی یہ بات مناسب نہیں روایت صحیح ثابت ہے بقول حافظ' عیاضؒ نے قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے روایت کی تضعیف کی طرف اشارہ کیا ہے مگر یہ اس روایت کے سلسلے میں درست نہیں یہاں توقلنا **لانس فالاکل!** کے الفاظ تدلیس کی نفی کررہے ہیں ان کا براہ راست سماع ثابت ہے۔واللہ اعلم (فتح الباری)

تخریج : اخرجه مسلم (٢٠٢٦).

الفرائد :اس میں بیٹھ کر کھانے پینے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

۱۱۵ :بَابُ اسْتِحْبَابِ کَوْنِ سَاقِی الْقَوْمِ آخِرَهُمْ شُرْبًا

بَاب: پلانے والا سب سے آخر میں پیئے

ساقی القوم! پلائی جانے والی چیز کو حذف کرکے اشارہ کردیا کہ تمام مشروبات اس میں شامل ہیں۔

اَللُّغَاتُ: اخرھم شربا! کون سابق سے مل کر ابتداء آخرھم خبر' شربا تمیز۔

۷۷۳ : عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ" یَعْنِی شُرْبًا' رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۷۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قوم کا ساقی پینے میں سب سے آخر میں پیتا ہے۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ⊙ آخرھم شربا! اس روایت میں ابن ماجہ سے دوسری روایت کے ضمن میں اور ترمذی نے انہی الفاظ سے نقل کیا ہے۔ جامع صغیر میں بھی مذکور ہے۔ نووی کہتے ہیں دودھ' پانی وغیرہ کے پلانے میں ادب یہ ہے یا گوشت فروٹ' کھانا تقسیم کرنے والے آخر میں کھائیں۔ ابن رسلان کہتا ہے اس میں اشارہ ہے کہ متولی امور کو لوگوں کو مصلحت کا لحاظ کرنا چاہئے۔ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کا بھی یہی حکم ہے۔ ابتداء بزرگ سے کی جائے۔ پھر اس کے قریب اور پھر باقی لوگ۔

تخریج : اخرجه احمد (۸/۲۲٦٤٠) و مسلم (٦٨١) والترمذی (١٩٠١) و ابو داود (٣٧٢٥) والنسائی (٤/٦٨٦٧) وابن حبان (٥٣٣٨) وابن ماجه (٣٤٣٤) وابن ابی شیبة (٨/٢٣١)

الفرائد :① اسلام کے آداب میں سے ہے کہ میزبان اور ساقی آخر میں کھائے پئے اس لئے کہ وہ خادم کے قائم مقام ہے۔② مہمانوں کی خدمت درست انداز سے ہو سکے اور اس کو یقین ہو جائے کہ وہ واقع سیر ہو گئے ہیں۔

۱۱۲ :بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِیْعِ الْاَوَانِی الطَّاهِرَةِ غَیْرَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْکَرْعِ – وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَیْرِهٖ – بِغَیْرِ اِنَاءٍ وَّلَا یَدٍ وَّتَحْرِیْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِی الشُّرْبِ وَالْاَکْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَآئِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

بَابٌ: تمام پاک برتنوں سے سوائے سونا چاندی کے پینا جائز ہے اور نہر وغیرہ سے بغیر برتن کے منہ لگا کر پینے کا جواز اور چاندی اور سونے کے برتن کھانے پینے اور طہارت میں استعمال کرنا بھی حرام ہے

جمیع الاوانی الطاھرۃ! تمام نفیس برتنوں سے پانی وغیرہ پینا درست ہے۔ خواہ وہ یاقوت کی طرح قیمتی ہوں۔ تعیش کے لئے

ان کا استعمال ناپسند ہے۔ مثلاً یاقوت' الماس' لکڑی کے برتن۔ غير الذهب والفضه! ان کا استعمال حرام ہے۔ وجواز الکروع! نہر یا ندی' دریا یا کنوئیں سے منہ کے ذریعہ پانی پینا' سونے چاندی کے برتن بلاضرورت ان کا استعمال حرام ہے اس طرح ان کے ملمع برتن بھی نادرست ہیں' سونے چاندی کا شبکہ بھی ممنوع الاستعمال ہے۔

٧٧٤ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهٖ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ ' فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ – قَالُوْا :كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ :ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِمُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِاِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ ' فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّآءٍ ' فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ –قَالَ اَنَسٌ : فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ' فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ۔

۷۷۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نماز کا وقت ہوگیا قریب گھر والے تو اپنے گھروں میں چلے گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں ہتھیلی بھی نہیں پھیل سکتی تھی مگر سب لوگوں نے وضو کیا۔ لوگوں نے پوچھا تمہاری تعداد کتنی تھی؟ حضرت انس کہتے ہیں کہ اسّی (۸۰) یا اس سے زیادہ یہ بخاری ومسلم کی روایت میں ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور دوسری تعلیم بخاری ومسلم کی روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ آپؐ کے پاس ایک ایسا پیالہ لایا گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپؐ نے اس میں اپنی انگلیاں مبارک رکھ دیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے پس میں نے وضو کرنے والوں کو شمار کیا تو وہ ستر اور اسّی کے درمیان تھے۔

تشریح ۞ حضرت الصلاة! نماز کا وقت ہوگیا۔ بقی قوم! دور گھروں والے آپ ﷺ کے پاس رہ گئے۔ ② ہر وقت بیٹھنے والے رہ گئے۔ فاتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمخضب! اُتی مجہول ہے۔ مخضب! برتن جو پتھر کا بنا ہوا تھا۔ ان یبسط فیہ کفہ! انگلیوں کو جمع کر کے۔ ② بعض انگلیوں کو پھیلا کر۔ فتوضا القوم کلھم! اس پانی سے جو معجزانی طور پر آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے بہنے لگا۔ مجلس کے باقی لوگوں نے وضو کیا یا تمام لوگوں نے وضو کیا جیسا کہ کلھم! کا لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ انہوں نے گھروں سے واپس آ کر دوبارہ وضو نور علیٰ النور حاصل کرنے اور تبرک بالمعجزہ کے لئے کیا اور کے اس ارشاد کو سامنے رکھ کر انہ حدیث عهد بربه! کہ یہ تکوین الٰہی کا تازہ نمونہ ہے اور ممکن ہے انہوں نے تحیۃ الوضو پڑھ کر وضو کیا۔ اس صورت میں وضو مستحب ہے۔ شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک تجدید طہارت کی نیت سے وضو درست ہے ورنہ نہیں۔ احناف کے ہاں وضو پر وضو نور علیٰ نور ہے۔ قالوا! یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کا قول ہے کہ انہوں نے بات سن کر عرض کیا کہ آپ ﷺ کی اولاد کتنی تھی۔ تو انہوں نے کہا اسّی یا اس سے زائد۔

روایت کا فرق: مسلم میں اس طرح ہے۔ نووی نے خود نقل کیا۔ دعا! حکم فرمایا۔

اَلنَّحْوُ: فاتی! یہ صیغہ مجہول ہے۔ رحراح! جو برتن کھلا ہو مگر گہرا کم ہو۔ شنی! معلوم ہوتا ہے پانی بہت معمولی مقدار میں تھا۔ فوضع اصابعه فيه! پانی میں رکھیں تا کہ سرالٰہی مخفی رہے ورنہ قدرت الٰہی بغیر پانی کے بھی پانی پیدا کرسکتی ہے۔
ینبع! یہ جملہ محل حال میں واقع ہے۔ من بین اصابعه! یہ حال ہونے کی صورت میں ظرف مستقر ہے۔ فحزرت! اندازہ کرنا۔ ما بین السبعین! یہ پہلی روایت کے خلاف نہیں کیونکہ مخصوص گنتی مراد نہیں۔ ایک اندازہ ہے واللہ اعلم۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۶۹) و مسلم (۲۲۷۹) والترمذی (۳۶۳۱) والنسائی (۷٦)

الفرائد : ① بڑے پیالے یا ٹب سے وضو درست ہے۔ ② جس کے پاس زائد پانی ہو اس سے کسی کی ہمدردی کر دینی چاہئے۔ ③ قلیل پانی سے چلو بھرنے سے پانی مستعمل نہیں ہو جاتا۔ ④ برتن میں داہنا ہاتھ داخل کرنے سے پہلے اسے دھو لینا چاہئے۔

۷۷۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَاَخْرَجْنَا لَهُ مَآءً فِيْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الصُّفْرُ" بِضَمِّ الصَّادِ ، وَيَجُوْزُ كَسْرُهَا ، وَهُوَ النُّحَاسُ "وَالتَّوْرُ" كَالْقَدَحِ ، وَهُوَ بِالتَّآءِ وَالْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ۔

۷۷۵: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے تانبے کے ایک پیالے میں پانی پیش کیا تو آپؐ نے اس سے وضو فرمایا۔ (بخاری)

الصُّفْرُ: تانبا۔

التَّوْرُ: پیالے جیسا برتن۔

عبداللہ بن زید! ان کے حالات پہلے گزرے۔ تور من صفر فتوضاء! معلوم ہوتا ہے اس کے استعمال سے کوئی چیز مانع نہ تھی۔ صفر! یہ ص کے ضمہ وکسرہ سے آتا ہے اور تانبے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (المصباح) النور! پیالے جیسا برتن۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۹۷)

الفرائد : ① تانبے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے۔ ② ان برتنوں سے وضو بھی درست ہے۔

۷۷٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الشَّنُّ" : الْقِرْبَةُ۔

۷۷٦: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لائے

اور آپؐ کے ساتھ ایک اور ساتھی بھی تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس رات کا باسی پانی مشکیزے میں ہو تو وہ ہمیں دو۔ ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ (بخاری)

الشَّنُّ: مشک۔

تشریح رجل من الانصار! تحفۃ القاری میں ان کا نام ابوالہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہما لکھا ہے۔ **معه صاحب له**! تحفہ میں لکھا ہے ۔ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ **ماء فی شنة**! معلوم ہوتا ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا۔ رات کا پانی طلب کرنے کی حکمت اس کا ٹھنڈا اور ستھرا ہونا ہے۔ **الشین**! مشک۔ اس کا جواب **فاسقنا**! محذوف ہے۔ خود سمجھ آ رہا ہے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔ پرانی مشک' تو ہمیں پلاؤ۔ **والا کرعنا**! اگر وہ نہیں پایا جاتا۔ یہ ان شرطیہ اور لا ہے۔ الاّ نہیں ہے۔ جو استثناء کے لئے آتا ہے۔ کرع کا معنی منہ سے بغیر برتن پینا۔ یہ بیان جواز کے لئے اس کے متعلق نہی تنزیہ کے لئے ہے۔ **الشن**! کا معنی پرانی مشک سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں پانی زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (٦ ٥/١٤٠) والبخاری (٥٦١٣) و ابو داود (٣٧٢٤) وابن ماجه (٣٤٣٢) والدارمی (١٢٠/٢) وابن حبان (٥٣١٤) وابن ابی شیبة (٨) والبیهقی (٢٨٤/٧)

الفوائد: ① پینے کے لئے پانی کا طلب کرنا جائز ہے۔ ② منہ لگا کر بھی بڑے برتن سے پانی پیا جا سکتا ہے جبکہ برتن نہ ہو۔

٧٧٧ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ : "هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا ' وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۷۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے اور باریک ریشم' سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پینے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔ (بخاری و مسلم)

نهانا عن الحریر! بالغ مرد مراد ہیں۔ ان کے پہننے کی ممانعت ہے۔ تجارت کی ممانعت نہیں عورتوں کے لئے اجازت ہے۔ دیباج اس کی جمع دیابیج ہے۔ بعض نے اصل دباج۔ مضعف کو یا سے بدل دیا۔ اسی وجہ سے جمع دبابیج آتی ہے (المصباح) **والشرب فی اناء الذهب والفضة**! کھانے پینے کے علاوہ بقیہ استعمالات کا بھی یہی حکم سواء تداوی وغیرہ کے وہ مستثنیٰ ہے۔ پس سرمہ دانی اور خلال بنانا بھی درست نہ ہوگا۔ من! تینوں چیزوں کی طرف ضمیر راجع ہے۔ یہ ضمیر دس سے کم کے لئے بھی آتی ہے جیسا اس ارشاد میں ﴿اربعة حرم فلا تظلموا فيهن انفسكم﴾ **لهم**! اس سے مراد کفار ہیں۔ شوافع کے ہاں کفار بھی احکام فرعیہ کے مخاطب ہیں البتہ وہ نیکی نہ ہونے کی وجہ سے اس پر قائم نہیں تو گویا ان کے لئے مباح ہیں۔ دیگر علماء کے ہاں وہ مخاطب تو نہیں مگر بطور استدراج ان کو استعمال کی رخصت ہے واللہ اعلم۔ **ھی**! یہ مفرد کی ضمیر تفنن تعبیر کے لئے لائے۔ (جنس استعمال چیز کی طرف راجع ہے) **لكم فی الآخرة**! کافر ذلت والے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اس میں تقویٰ کا بہترین ثمرہ اور معصیت کا برا انجام بتلایا گیا۔

تخریج: اخرجه احمد (٩/٣٤٢٤) والدارمی (١٢١/٢) والبخاری (٥٤٢٦) و مسلم (٢٠٦٧) وابو داود

(۳۷۲۳) والترمذی (۱۸۷۸) وابن حبان (۵۳۳۹) وعبد الرزاق (۱۹۹۲۸)

الفرائد: ① موٹے اور باریک ریشم کا استعمال مردوں کے لئے ناجائز ہے۔ ② اسی طرح سونے چاندی کے برتن مردوں عورتوں ہر دو کے لئے ناجائز ہیں' یہ اہل کفر کی عادات میں سے ہے۔

۷۷۸ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ - وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ : اِنَّ الَّذِیْ یَاْكُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِیْ آنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ : "مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاۤءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ۔

۷۷۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا اور پیتا ہے۔

اور مسلم کی دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ جس نے سونے اور چاندی کے برتن سے پیا۔ پس بے شک وہ اپنے پیٹ میں جہنم سے آگ بھر رہا ہے۔

انیہ! برتن۔

اَلنَّحْو: یجر یجر فی بطنہ نار جھنم! نار یہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ یجرجر! ڈالنا۔ یہ اس ارشاد کی مثل ہے: "انما یاکلون فی بطونھم نارا"! باب کی آخری روایت ناراً فی جھنم! اس کی مؤید ہے۔ ② یہ فعل کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ فعل کو مذکر لائے یہ تانیث معنوی ہے۔

روایت کا فرق: یاکل و یشرب! ان واؤ اپنے معنی میں ہو یا اَو کے معنی میں ہو۔ کھانے وغیرہ کا تذکرہ صرف ابن مسہر کی روایت میں ہے۔ روایة لہ! سے مسلم کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت مراد ہے۔ حرمت میں دیگر اشیاء محرمات کا حکم انہی کی طرح ہے۔ اس سلسلہ میں ابن حجر ہیثمی نے زواجر میں روایات کا معاملہ ذکر کیا اور ان کو کبائر میں شمار کیا' باقی الضرورت تبیح المحظورات تو پیش نظر رہے گا۔ واللہ اعلم۔

تخریج: اخرجه مالك فی موطه (۱۷۱۷) واحمد (۲۶۶۳۰) والبخاری (۵۶۳٤) و مسلم (۲۰٦۵) والطیالسی (۱٦۰۱) والدارمی (۱۲۱/۲) وابن ماجه (٤۳۱۳) والطبرانی (۲۳) وابن حبان (۵۳٤۱) والبیهقی (۲۷/۱)

الفرائد: ① سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال سے خبردار کیا گیا ہے۔ ② ان کے استعمال سے آگ میں اس کا پیٹ آواز نکالے گا۔

۱۷ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ وَجَوَازُ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَصْفَرِ

وَالْاَسْوَدِ وَجَوَازِهٖ مِنْ قُطْنٍ وَّكَتَّانٍ وَّشَعْرٍ وَّصُوْفٍ وَّغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيْرَ

بَابٌ: سفید کپڑا مستحب ہے البتہ سرخ' سبز' زرد' سیاہ رنگ کے کپڑے جو کپاس' السی' بالوں اوراون وغیرہ کے ہوں جائز ہیں سوائے ریشم

اللباس! جس کو پہنا جائے۔لباس الكعبة والهودج! یعنی غلاف۔لباس یہ کتاب کی طرح جمع لبس! مثل کتب آ تا ہے۔ اس میں حلت وحرمت کی روایات آ ئیں گی۔الثواب الابيض! عید اور دیگر اجتماع کے مقامات میں سفید لباس اعلیٰ ہے۔ دیگر بھی پہن سکتے ہیں۔جواز سے مراد اباحت ہے کہ ان کو پہنا جا سکتا ہے ان تمام رنگوں کا کپڑا درست ہے۔مجن قطن! ہر ہر ایک جواز میں برابر ہے۔البتہ ریشم حرام ہے۔خالص ریشم یا جس میں ریشم کا غلبہ ہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾

[الاعراف:٢٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''اے اولادآ دم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے ستر کو چھپاتا اور زینت کا باعث ہے۔ اور تقویٰ کا لباس بہت زیادہ بہتر ہے''۔(اعراف)

انزلنا عليكم! یعنی تمہارے لئے پیدا فرمایا۔یواری! جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے۔سوءة! کو سوءہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا کھلنا برا لگتا ہے (جب تک کہ اس میں ضمیر اور انسانیت باقی ہو) وریشا! اور وہ اشیاء جو زینت کا باعث ہیں کیونکہ ان کی تخلیق کا حکم بندوں کے لئے امتیازی لباس کی طرح ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ﴾ [النحل:٨١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''اور اس نے تمہارے لئے کچھ قمیص ایسے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں کچھ قمیص ایسے بنائے جو تمہیں لڑائی سے بچاتے ہیں۔

سرابیل! قمیص۔تقيكم الحر! یعنی گرمی اور سردی ایک کو ذکر کرنے سے اس کا متضاد خود سمجھ میں آ گیا۔باسكم! تمہاری لڑائی سے حفاظت کرتے ہیں۔مراد نیزے' ضرب' کے لئے زرہیں خود وغیرہ۔

۷۷۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :''اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے

پہنا کرو وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اس میں اپنے مُردوں کو دفن کر دیا کرو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **لیابکم البیاض!** مبالغہ کے لئے بیض کی بجائے خود سفیدی کو استعمال کیا کہ گویا سفیدی اس کا لباس ہے۔ **یر لیابکم!** یہ لوگوں سے تکلیف کے ازالہ کے لئے جو سفید کپڑا نہیں پاتے اور یہ بھی اشارہ کر دیا کہ اس میں ستر عورت اور سر اجت ہے اور بہتری کی تفسیر اس طرح وارد ہے۔ **"فانها اطیب اظهر"!** کہ یہ خوب پاکیزہ اور زیادہ ظاہر کرنے والے ں۔ **وکفنوا فیها موتاکم!** یہ ماقبل امر کی علت ہے اور جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۱/۲۲۱۹) و عبدالرزاق (۶۲۰۰) وابو داود (۳۸۷۸) والترمذی (۹۹٤) وابن ماجه (۱٤۷۲) وابن حبان (٥٤۲۳) والبیهقی (۳/٤٥ ۲)

فوائد : ① سفید کپڑے دوسروں سے افضل ہیں۔ ② میت کو سفید کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے۔

۷۸۰ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِلْبَسُوْا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ النِّسَآئِيُّ ، وَالْحَاكِمُ وَقَالَ :حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۷۸۰ : حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو۔ اس لئے کہ وہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔ (نسائی' حاکم)

یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح ۞ **سمرہ بن جندب!** رضی اللہ عنہ کے حالات گزر چکے باب توقیر العلماء میں ملاحظہ کریں۔ **ابسوا البیاض!** یعنی سفیدی والے۔ ضمیر بیاض سے موصوف کپڑوں کی طرف لوٹائی۔ ابسوا کی دلالت پر اکتفاء کرتے ہوئے تخصیص صفت کی حاجت نہیں۔ **فانها اطهر!** کیونکہ صفائی کی وجہ سے میل کچیل کی قلیل مقدار بھی ان پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسا شاعر نے کہا **ان البیاض قلیل الحمل ملانس۔ والطیب!** رنگا رنگ کے کپڑوں میں جو تکبر و بڑائی ہوتی ہے یہ اس سے بچا ہوتا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۷/۲۰۲۲۱) والترمذی (۲۸۱۹) والنسائی (۱۸۹٥) وابن ماجه (۳٥٦۷) والحاکم (۱/۱۳۰۹)

الفوائد : ① سفید کپڑے پہننے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ② سفید کپڑے کفن کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔

۷۸۱ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا ، وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۱ : حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔ میں نے

آپ ﷺ کو سرخ رنگ کے جوڑے میں دیکھا میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کسی کو کبھی نہ دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

براء بن عازب! رضی اللہ عنہ ان کے حالات پہلے گزرے۔

تشریح ❁ مربوعًا! آپ ﷺ کا قد مبارک نہ بہت لانبا اور نہ بالکل چھوٹا بلکہ ان کے درمیان طوالت کے قریب تر تھا۔ وقد رایته! یہ جملہ حالیہ ہے۔ ② کان کے مدخول پر معطوف ہے۔ فی حلة! جس کپڑے کے اندرون و بیرون ایک ہی کپڑے کا ہو۔ نووی فرماتے ہیں اہل لغت کہتے ہیں حلہ چادر اور ازار کو کہا جاتا ہے۔ ابوعبیدہ کا یہی قول ہے۔ حمراء! کو واحد استعمال کی وجہ حلہ کے لفظ کا لحاظ ہے۔ ② یا ایک ہی کپڑے کی طرح ہے۔ کیونکہ بدن ڈھانپنے میں دونوں کی یکساں حاجت پڑتی ہے۔ ③ ایک جنس کی وجہ مفرد لائے۔ ابن حجر کہتے ہیں دھاری دار کپڑے کو کہا جاتا ہے۔ ہیثمی کہتے ہیں یہ روایت اپنے ظاہر پر ہے امام شافعی کے ہاں اسی لئے گہرا کپڑا پہننا بھی جائز ہے۔ احناف کے ہاں اس سے مراد سرخ دھاری دار ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات سے ہے۔ ما رایت! یہاں علمت کے معنی میں ہے۔ احسن منه! مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے محاسن میں تمام مخلوق سے منفرد تھے۔ تعبیر میں بالفرض کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مفہوم یہ ہے نہ تو مجھے معلوم ہے اور نہ کسی اور کو۔

تخریج : بخاری باب اللباس' مسلم فی فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم' ابو داؤد' ترمذی' نسائی۔

الفوائد: ① سرخ کپڑا زینت کے طور پر منع ہے البتہ گھروں اور مزدوری کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ ② بعض علماء مطلقاً جواز اور بعض مطلقاً ممانعت کے قائل ہیں' واللہ اعلم (الفتح)

۷۸۲ : وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّةٍ لَّهٗ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهٖ فَمِنْ نَّاضِحٍ وَّنَآئِلٍ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ سَاقَیْهِ ' فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ ' فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا ' یَقُوْلُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا : حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ' ثُمَّ رُكِزَتْ لَهٗ عَنَزَةٌ ' فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا یُمْنَعُ – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اَلْعَنَزَةُ" بِفَتْحِ النُّوْنِ نَحْوَ الْعُكَّازَةِ۔

۷۸۲ : حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ کے مقام ابطح میں سرخ چمڑے کے ایک خیمے میں دیکھا۔ حضرت بلال آپؐ کے وضو کا پانی لے کر باہر نکلے۔ پس کچھ لوگ تو وہ تھے جن کو چھینٹے مل سکے اور بعض کو پانی مل گیا۔ پس نبی اکرمؐ نکلے جبکہ آپؐ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا گویا اب بھی مجھے حضورؐ کی پنڈلیوں کی سفیدی نظر آ رہی ہے۔ پھر آپؐ نے وضو کیا اور حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ میں حضرت بلال کے اِدھر اُدھر منہ کرنے کو خوب جانچ رہا تھا کہ وہ دائیں اور بائیں جانب کہہ رہے تھے: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ پھر آپؐ کے لئے ایک چھوٹا نیزہ گاڑ دیا گیا پس آپؐ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ (آپؐ کے سامنے سے کتا اور

گدھا گزرتا رہا جنہیں روکا نہ گیا۔ (بخاری و مسلم)

اَلْعَنَزَۃُ: چھوٹا نیزہ۔

تشریح ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی۔ رایت! یہاں ابصرت کے معنی میں ہے۔ الابطح! یہ مقام محصب اور بطحاء کہلاتا ہے۔ فی قبہ! یعنی خیمہ۔ آدم! یہ ادیم کی جمع ہے۔ رنگی ہوئی کھال کو کہتے ہیں۔ فخرج بلال بوضوئه! وضوء وہ پانی جو وضو کے لئے تیار کیا جائے۔ فمن ناضح! تری حاصل کرنے والے۔ نائل! یہ نیل سے لیا گیا۔ پانے والے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ تک پہنچنے کے بعد اس کو زمین پر گرنے سے پہلے اُچک کر مل لیتے۔ کانی انظر......! یہ جملہ اپنے استحضار واقعہ کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ میں نے پورے یقین سے یہ چیز دیکھی ہے۔ فتوضاء! فاترتیب خبر کے لئے ہے ترتیب مخبر کے لئے نہیں کیونکہ وضو تو پہلے آپ ﷺ فرما چکے تھے۔ فجعلت اتبع فاہ اھھنا وھھنا! یعنی دائیں بائیں۔ یمین و شمال ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہیں۔ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح! اس مقام پر نماز کا خصوصاً ذکر کر کے بتلایا کہ بلند چوٹی اسلام کی یہی ہے۔ جس نے اس کو خوبی سے ادا کیا اس کے لئے بلند چوٹی جائز ہوگئی اور اس نے انتہائی درجے کو پالیا۔ یہ لف نشر مرتب ہے۔ حی علی الصلاۃ میں دائیں جانب اور حی علی الفلاح میں بائیں جانب منہ پھیرتے جبکہ سینہ قبلہ کی طرف رہے۔ ان میں خطاب کی وجہ سے دائیں بائیں چہرے کو پھیرا جاتا ہے۔ بقیہ کلمات میں تخاطب نہیں۔ ثم رکزت لہ عنزۃ فتقدم فصلی! ایک نیزہ آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دیا گیا۔ یہ سترہ دائیں یا بائیں آبرو کے برابر ہو نہ کہ سامنے تاکہ گزرنے والوں کو سہولت رہے اور گناہ نہ ہو۔ یمر بین یدیه! یعنی سترہ کے پچھلی جانب۔ لا یمنع! گزرنے والے کو اس وقت روکا جائے جب وہ سترے اور نمازی کے درمیان سے گزرے۔ غنزۃ! وہ لاٹھی جس کے پچھلی جانب کیل لگا ہو اس کی جمع عنز' عنزات ہے جیسے قصب و قصبات۔

تخریج: اخرجه احمد (٦/١٨٧٨٧) والبخاری (١٨٧) ومسلم (٥٠٣) وابو داود (٥٢٠) والترمذی (١٩٧) والنسائی (٣٩٥٣) وابن حبان (٢٣٩٤) وابن خزیمة (٣٨٧) والحاکم (١/٧٢٥) وعبدالرزاق (١٨٠٦)

الفرائد: آپ ﷺ کے فضل و طہور اور طعام و شراب' لباس سے تبرک درست ہے۔ ② پنڈلی ستر میں داخل نہیں۔ ③ سفر میں اذان دی جائے گی۔ ④ نمازی کے آگے سے گزر جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

۷۸۳ : وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ رِفَاعَةَ التَّمِیْمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۷۸۳: حضرت ابورمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ؐ کے جسم مبارک پر دو سبز کپڑے تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ابی رمثة رفاعة بن یثربی رضی اللہ عنه! یثرب مدینہ کا پرانا نام ہے۔ تیمی الرباب مراد ہے۔ اس سے

مقصود تیم قریش سے الگ ثابت کرنا ہے۔ رِباب! یہ راء کے کسرہ سے ہے راء کا فتحہ درست نہیں۔ یہ پانچ قبائل ہیں۔ ضبہ ثور' عکل' تیم' عدی' انہوں نے رُبّ۔ میں ہاتھ داخل کر کے باہمی معاہدہ کیا کہ وہ ایک ہاتھ بن جائیں۔ ابورمثہ بلوی ہیں بعض نے تیمی اور بعض نے تمیمی کہا۔ بعض نے دونوں لکھے ہیں۔ بعض نے نام رفاعہ بن یثربی بعض نے برعکس بتلایا ہے۔ ان کو عمارہ بن یثربی اور حبان بن وہیب اور بعض جندب بعض نے خشخاش کہا ہے۔ یہ صحابی ہیں افریقیہ میں وفات پائی (ابن سعد) ابو داؤد' ترمذی' نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔ ابوداؤد نے ثوبان اخضران اور ترمذی سے بردان اخضران نقل کیا ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں سبز لباس اہل جنت کا ہے۔ اس کے شرف کے لئے یہی کافی ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/۷۱۳۱) وابو داود (٤٢٠٦) والترمذی (۲۸۲۱) والنسائی (۱۵۷۱) وابن حبان (٥٩٩٥) وابن الجارود (۷۷۰) والدارمی (۱۹۹/۲) والطبرانی (۲۲) والبیھقی (۲۷/۸)

الفرائد : ① سبز رنگ سفید کے علاوہ دوسروں سے افضل ہے۔ ② یہ اہل جنت کا لباس ہے۔

٧٨٤ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم)

تشریح ۞ یوم فتح مکة! ترمذی نے اپنی روایت مفعول بہ مکہ کا صراحت ذکر کیا ہے۔ ظرف زمان کی دلالت سے یہاں حذف کر دیا گیا۔ علیه عمامة سوداء! یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں مغفر کا تذکرہ ہے کیونکہ پگڑی پر مغفر پہنا جا سکتا ہے۔ ② پہلے مغفر پہنا ہوا تھا پھر عمامہ پہن لیا۔ اس سے اشارہ کر دیا کہ اس دین سے تبدیلی ہرگز نہ ہوگی۔ جیسا سیاہ رنگ اس کے برعکس دیگر رنگ بدلتے ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (٥/١٤٩١٠) و مسلم (۱۳۵۸) و ابو داود (٤٠٧٦) والترمذی (۱٦۸٥) والنسائی (٥٣٦٠) وابن ماجه (۳۸۲۲) وابن حبان (۳۷۲۲) وابن ابی شیبة (٤٢٢/٨) والبیھقی (١٧٧/٥)

الفرائد : سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اگرچہ سفید افضل ہے (جبکہ سیاہ لباس کسی کا شعار ہو تو اس وقت اُس سے بچنا ضروری ہے)۔

٧٨٥ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ۔

۷۸۵: حضرت ابوسعید عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ گویا میں اب بھی سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ نے سیاہ پگڑی پہن رکھی ہے اور اس کے دونوں کناروں کو اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپؐ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا۔

تشریح ❁ ابوسعید عمرو بن حریث ان کے والد کا نام عمر بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ۔ یہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ انہوں نے ۱۸ روایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ (التلقیح لابن جوزی) مسلم نے صرف ان کی روایات لی ہیں اور کل دو روایتیں نقل کی ہیں۔ میں نے وضاحت سے ان کے حالات (رجال الشمائل) میں لکھے ہیں۔ قد ارخی طرفیها! یہاں دونوں اطراف کا ذکر ہے جبکہ شمائل میں ایک طرف وارد ہے قاضی نے اس کو درست کہا ہے۔ بین کتفیه! سیاہ عمامہ کا پہننا اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ اس کی ممانعت نہیں اس سے پگڑی کے پلڑے کو کندھوں کے درمیان لٹکانے کا استحباب معلوم ہوا۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے بجائے باب کعبہ میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اسی لئے اس روایت کو صاحب مصابیح نے خطبہ جمعہ میں ذکر کیا ہے۔ ایک روایت میں "عمامة حرقانيه"! کے لفظ وارد ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (٦/١٨٧٥٩) و مسلم (١٣٥٩) وابو داود (٤٠٧٧) والنسائي (٥٣٦١)

الفوائد : کندھوں کے مابین پلڑے لٹکانے کے متعلق علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس بات میں فرشتے باتیں کرتے ہیں تو میں نے لاعلمی ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست اقدس میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس سے آسمان و زمین کی اشیاء مجھ پر روشن ہو گئیں۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے پگڑی کے پلڑے کندھوں پر ڈالے' واللہ اعلم (زاد المعاد ۱/۸۳)

٧٨٦ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ ، لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلسَّحُوْلِيَّةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَآءِ وَالْمُهْمَلَتَيْنِ: ثِيَابٌ تُنْسَبُ اِلٰى سَحُوْلٍ: قَرْيَةٌ بِالْيَمَنِ– "وَالْكُرْسُفُ": اَلْقُطْنُ۔

۷۸۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحول مقام کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں نہ قمیص تھی نہ پگڑی۔ (بخاری و مسلم)

اَلسَّحُوْلِيَّةُ: یمن کی ایک بستی کا نام ہے اس کی طرف منسوب کپڑے کو کہتے ہیں۔

اَلْكُرْسُفُ : رُوئی۔

تشریح ❁ ثلاثة ثواب بيض! جیسا کہ پہلے روایت میں فرمان گزرا "كفنوا فيها موتاكم"۔ ليس فيها قميص ولا عمامة! یہ افضل کفن ہے۔ قميص ازار ولفافه! تکفین میں وہ کپڑے استعمال کریں جو زندگی میں وہ پہنتا ہو۔ سحول!

یہ یمن کی بستی کی طرف نسبت ہے۔ وہاں کے کپڑے مشہور تھے۔ کرسف! روئی (المصباح)

تخریج : اخرجه احمد (۱۰/۲٦۰۰۸) والبخاری (۱۲٦٤) و مسلم (۹٤۱) و ابو داود (۳۱۵۱) والترمذی (۹۹٦) والنسائی (۱۸۹۸) وابن ماجه (۱٤٦۹) وابن حبان (۳۰۳۷) والطیالسی (۱٤۵۳) وابو یعلی (٤٤۹۵) و عبد الرزاق (٦۱۷۱) والبیهقی (۳)

الفرائد : ① میت کا کفن بالاجماع فرض ہے۔ ② سنت کفن میں تین کپڑے ہیں۔ فرض ایک کپڑا ہے۔ ③ سفید کفن مستحب ہے۔

۷۸۷ : وَعَنْهَا قَالَتْ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ : وَهُوَ كِسَآءٌ ۔ "وَالْمُرَحَّلُ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ هُوَ الَّذِىْ فِيْهِ صُوْرَةُ رِحَالِ الْاِبِلِ ' وَهِىَ الْاَكْوَارُ۔

۷۸۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے جبکہ آپؐ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی کجاوؤں کی تصویر والی چادر تھی۔ (مسلم)

اَلْمِرْطُ : چادر۔

اَلْمُرَحَّلُ : کجاوے کی تصویر والی چادر۔ یعنی اس کے اوپر اونٹ کے کجاوے (بیٹھنے کی جگہ) سفید لہریں بنی ہوئی تھیں۔

تشریح ۞ ذات غداة! صبح سویرے کے وقت۔ مرط مرحل من شعر اسود! بالوں کی بنی ہوئی۔ اس سے اون اور سیاہ رنگ کے پہننے کا ثبوت ہے۔ مرط! پہننے والی چادر جمع مروط جیسے حمل وحمول (المصباح) المرحل! جس میں کجاوے کی تصویر ہو۔ کور جمع اکوار' کجاوہ سامان سمیت۔

تخریج : اخرجه احمد (۹/۲۰۳۵۰) و مسلم (۲۰۸۱) وابو داود (٤۰۳۲) والترمذی (۲۸۱۳)

الفرائد : ① وہ کپڑا جس پر کجاوے وغیرہ' بے جان کی تصویر ہو اس کا پہننا درست ہے۔ ② خطوط والا کپڑا بھی درست ہے۔ ③ انسان وحیوان کی تصویر حرام ہے۔

۷۸۸ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِىْ مَسِيْرِهِ ' فَقَالَ لِىْ : "اَمَعَكَ مَآءٌ"؟ قُلْتُ : نَعَمْ ' فَنَزَلَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِىْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ ' فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى اَخْرَجَهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ ' فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ

بِرَاْسِهٖ، ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ: "دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ هٰذِهِ الْقَضِيَّةَ كَانَتْ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔

۷۸۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس آپ نے مجھے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ اپنی اونٹنی یا سواری سے اتر کر چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی سیاہی میں چھپ گئے۔ پھر تشریف لائے پس میں نے برتن سے آپ پر پانی انڈیلا۔ جس سے آپ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا اس وقت آپ نے اون کا ایک جبہ پہنا ہوا تھا۔ آپ کے بازو اس میں سے نہ نکل سکے۔ پھر آپ نے جبہ کی نچلی جانب سے نکال کر اپنے دونوں بازوؤں کو دھویا اور سر کا مسح فرمایا پھر میں جھکا تاکہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا ان کو اسی طرح رہنے دو۔ اس لئے کہ میں نے پاکیزگی کی حالت میں ان میں پاؤں کو داخل کیا اور آپ نے ان دونوں پر مسح فرمایا۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ معاملہ غزوۂ تبوک میں پیش آیا۔

تشریح ۞ **ذات لیلة!** ذات کا لفظ اس لئے لائے تاکہ اشارہ کریں کہ اس سے مطلق زمانہ مراد نہیں بلکہ رات ہی مراد ہے۔ **فی مسیر!** ایک سفر میں جو غزوہ تبوک تھا۔

اَللُّغَۃ: **امعك ماء!** ماء مبتداء یا فاعل دونوں بن سکتا ہے۔ **راحلته!** آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قصویٰ اونٹنی سے اترے۔ **حتی توارٰی!** یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گئے۔ **فی سواد اللیل!** دور چلے جانے کو اس طرح تعبیر کیا اور قضائے حاجت والے حاضرین سے دور جانا چاہئے یہاں تک کہ سایہ غائب ہو جائے یا جانے والے کو اطمینان ہو جائے۔ **فافرغت علیه!** پانی انڈیلنا اور وضو کرانا جائز ہے۔ افضل اس کا ترک ہے۔ **اداوۃ جمع!** اداوی لوٹا۔ **علیه جبه!** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبہ پہن رکھا تھا۔ جبہ یہ لباس کی ایک قسم ہے۔ **فلم یستطع ان یخرج ذراعیه منها!** کیونکہ وہ تنگ آستینوں والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے کی طرف سے نکالا اور بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھویا۔ **مسح براسه!** باتبعیض کو ظاہر کرتی ہے۔ **ثم اهویت!** میں موزے اتارنے کے لئے جھکا۔ **دعهما!** ان کو پہنے رہنے دو۔ **ادخلتها!** موزوں میں داخل کیا۔ **طاهرتین!** اس حال میں کہ وہ پاک تھے اور جس کی یہ حالت ہو اسے موزوں پر مسح جائز ہے۔ تثنیہ کی ضمیر خفین کی طرف لوٹ سکتی ہے مگر اس میں قلب کا قائل ہونا پڑے گا۔ مثلاً **ادخلت العلنسوۃ راسی۔ مسح علیهما!** دونوں موزوں پر مسح کیا۔ ایک روایت میں **جبه شامیه!** کے الفاظ ہیں۔ ان دنوں شام رومیوں کے ماتحت تھا۔ رومیہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔

ایک روایت میں غزوہ تبوک سے اس معاملے کو متعلق کیا گیا یہ بھی درست ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۶/۱۸۲۱۴) والبخاری (۱۸۲) و مسلم (۲۷۴) و ابو داود (۱۵۱) والنسائی (۸۲) وابن ماجه (۳۸۹)

الفوائد: ① اگر گھر میں بیت الخلاء نہ ہو تو قضائے حاجت کے لئے (رہائشی علاقے سے) دور جانا چاہئے۔ ② کفار کے بنے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے البتہ نجس ہونے کا یقین ہو تو ان کو پاک کرنا ضروری ہے۔ ③ جب سفر و حرب دونوں

میں مسح علی الخفین جائز ہے' ⑭ علماء کی خدمت کرنی چاہئے۔

۱۱۸: بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْقَمِيْصِ

بَابْ: قمیص کا پہننا مستحب ہے

قمیص! اس کی جمع قمصان اور قمص آتی ہے۔

۷۸۹ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۸۹: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کپڑوں میں محبوب کپڑا قمیص تھی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

اَلنَّحْوُ : کان احب الثیاب! یہ خبر مقدم ہو اسم القمیص ہے۔ ② مرفوع ہو تو یہ اسم ہے۔ القمیص خبر ہے۔ بعض نے ان دونوں کو دو روایتیں قرار دیا ہے۔ ③ قمیص کا وصف ہو تو مرفوع ہے۔ القمیص! یہ روئی کا بنا ہوا۔ اون کے بنے ہوئے کو قمیص نہیں کہتے۔ دمیاطی نے نقل کیا کہ کان قمیص رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قطنا قصیرا الطول والکمین! بعض نے وجہ یہ بیان کی کہ قمیص جسم کو ستر اور راحت کے لحاظ سے رداء سے بڑھ کر ہے اور اس استعمال میں کمتر ایذاء والا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ رہی وہ روایت کان احب الثیاب الی رسول اللّٰه الحبرة! احبیت اضافی چیز ہے۔ چادروں میں حبر کو احبیت اور پہننے والے کپڑوں میں قمیص۔ کما ذکرہ القاری۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۴۰۲۵) والترمذی (۱۷۶۲)

الفرائد : ① قمیص دیگر لباسوں سے افضل ہے کیونکہ اس میں تکلف کم ہے۔ ② قمیص میں تواضع اور راحت جسم زائد ہے۔

۱۱۹: بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْاِزَارِ وَطَرْفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ اِسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَآءِ وَكَرَاهَتِهٖ مِنْ غَيْرِ خُيَلَآءَ!

بَابْ: قمیص' آستین' چادر اور پگڑی کے کنارے کی لمبائی اور تکبر کے طور پر ان میں سے کسی بھی چیز کو لٹکانا حرام اور بغیر تکبر کے مکروہ

الازار! جو کپڑا بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپے۔ طرف العمامہ! اس کی جتنی لمبائی درست ہے۔ اسبال! لٹکانا خواہ قمیص ہو یا ازار۔ الخیلاء! تکبر و خود پسندی۔ من غیر خیلاء! یہ ازخاء مشروع سے زائد ہونے کی وجہ سے کم از کم مکروہ ہے۔

۷۹۰ : عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الرُّسْغِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۹۰: حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کے آستین گٹوں تک تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا ان کی کنیت ام سلمہ اور ام عامر ہے۔ ان کے حالات باب فضل الجوع میں گزرے ملاحظہ کرلیں۔ الی الرسغ! ہیثمی نے اس کو صاد سے کہا۔ نووی نے سین سے ذکر کیا ہے۔ تورپشتی سے سین وصاد دونوں کو درست کہا۔ قاموس میں اس طرح ہے۔ رسغ! ہتھیلی اور کلائی کے جوڑ کو کہتے ہیں۔ ابن جزری کہتے ہیں اس میں دلیل ہے کہ رسغ سے قمیص آگے نہ بڑھے اور قمیص کے علاوہ انگلیوں کے پوروں سے تجاوز نہ کرنا چاہئے۔ البتہ وہ روایت جس کو ابن جوزی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یلبس قمیصا فوق الکعبین مستوی الکمین باطراف اصابعہ"! اس روایت کو متعدد قمیصوں پر محمول کیا جائے گا۔ ۞ یہ روایت اندازے پر دلالت کرتی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت تعیین پر دلالت کرتی ہے۔

تخریج : باب فضل الجوع و خشونۃ العیش میں گزر چکی۔

الفوائد : ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خوش عیشی اور تزین سے کوسوں دور تھے۔ ② وہ لوگ جو تکبر سے اپنے کپڑے لمبے کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کو پسند نہیں۔

۷۹۱ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ' اِنَّ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَآءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ' وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ۔

۷۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا ازمین میں گھسیٹا اللہ قیامت کے دن اس پر نظر نہ فرمائیں گے۔ اس پر ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میرا تہبند لٹک جاتا ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا بہت خیال کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوبکر بے شک تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

تشریح ۞ من جر! جس نے سطح زمین پر طوالت کی وجہ سے چادر کو کھینچا۔ ثوبہ! اس سے مراد تمام اقسام ہیں۔ عام کے بعض افراد کا تذکرہ اس کو خاص نہیں کرتا۔ اس وقت عموماً وہ لوگ ازار ورداء پہنتے تھے۔ جب قمیص کا استعمال شروع ہوا تو ان کا

استعمال چھوڑ دیا۔اس لئے ان دونوں کا حکم ان دونوں کی طرح ہے۔(طبری) خیلاء! یہ مفعول لہ ہے اور مفعول مطلق بھی بن سکتا ہے۔② حال بھی بن سکتا ہے ای ذا خیلاء۔ لم ینظر اللّٰہ الیہ! یعنی اس کی طرف رضا ورحمت کی نگاہ نہ فرمائیں گے۔ یوم القیامہ! یہی یوم حساب ہے۔ان ازاری یسترخی! یعنی میرے بدن کی کمزوری کے باعث۔اتعاھد ذلک منہ! اونچا کر کے اور باندھ کر اس سے بچتا ہوں۔کیا میں بھی اس وعید میں داخل ہوں۔انک لست ممن یفعلہ! تو ایسا کرنے والوں سے نہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ان کے بدلنے سے احکام بدل جائیں گے اور وعید ان لوگوں کے لئے ہے جو خود پسند ہیں یا متکبر ہیں' جن کا یہ قصد نہ ہو ان کا یہ حکم نہ ہوگا۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/۵۳۷۷) والبخاری (۳٦٦٥) و مسلم (۲۰۸۵) وابو داود (٤٠٨٥) والترمذی (۱۷۸۳) والنسائی (٥٣٤٢) وابن ماجه (۳٥۷۲) وابن حبان (٥٤٤٤) والبیهقی (۲/۲٤۳)

الفوائد : ① احکام میں لوگوں کے احوال کا اعتبار ہے۔② صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔③ اس روایت میں نفس انسانی کے لئے تمام تدابیر کو جمع کر دیا گیا۔④ اسراف جسم و معیشت ہر دو کے لئے نقصان دہ ہے۔⑤ خود پسندی گناہ کا باعث ہے جو آخرت کے لئے تباہ کن ہے۔

۷۹۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۹۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جس نے اپنا تہبند تکبر کی وجہ سے لٹکایا۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لا ینظر اللّٰہ! رضامندی کی نگاہ نہیں فرماتے۔یوم القیامہ! قیامت کا خاص تذکرہ فرمایا کیونکہ وہاں کی رحمت دائمی ہوگی۔دنیا میں تو حوادث کے پیش آنے سے رحمت ہوتی ہے اور (تکالیف) منہ پھیرتی ہیں۔② کیونکہ وہ قیامت کا دن بدلہ ملنے کا دن ہے اور اس کی حرکت تو دنیا و آخرت دونوں میں پسند نہیں پس آخرت میں اس کی طرف بالکل توجہ نہ فرمائیں گے۔جر ازارہ بطرًا! بطر نعمت کی ناشکری اور انکار کو کہتے ہیں اور اس کا لازمہ خود پسندی اور تکبر ہے۔پس یہ ماقبل کی تفسیر کی طرح ہے۔مسلم میں من یجر ازارہ بطرًا! ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۹۰۱٤) والبخاری (٥۷۸۸) و مسلم (۲۰۸۷)

الفوائد : ① تکبر وطغیان سے کپڑا کھینچنے والا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا حقدار ہے۔② تکبر و بڑائی انسان کے مناسب نہیں۔

۷۹۳ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۹۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا۔(بخاری)

اَلنَّحْو :ما اسفل من الكعبين! بقول حافظ یہ ماموصولہ ہے۔اوراس کا بعض صلہ محذوف ہے اوروہ کان ہے۔اسفل اس کی خبر ہےاورمنصوب ہے۔⓶ اسفل ظرف ہے صلہ واقع ہے۔⓷ مااسفل کی وجہ سے نکرہ موصوفہ ہو۔اسفل اسم تفضیل اور فعل ماضی بھی بن سکتا ہے۔

خطابی کہتے ہیں مطلب یہ ہے جس کے ٹخنوں سے نیچے ازار ہوگی اس کا اتنا حصہ جہنم میں جلایا جائے گا۔ثوب بول کر پہننے والے سے کنایہ ہے۔اس کو اصطلاح میں تسمیہ الشئی باسم مجاورہ کہتے ہیں۔⓶ بذات وہ شخص مراد ہونا بھی ممکن ہے یعنی ان ٹخنوں کا نچلا حصہ جس ازار سے لٹکتا ہے وہ آگ میں جلے گا۔⓷ تقدیر اس طرح ہے۔نچلا پہننے والا وہ شخص ہے جو کعبین سے نیچے ہو۔⓸ تقدیر عبارت اس طرح ہو۔اس کی یہ حرکت اہل نار کی حرکت ہے یا اس میں تقدیم وتاخیر ہے۔ما سفل من الازار من الكعبين في النار۔! کعبین سے نیچے والا ازار کا حصہ آگ میں ہوگا۔یہ تمام صورتیں اس وقت ہیں جبکہ آگ میں ازار حقیقتاً نہ پایا جائے عبدالرزاق نے یہ روایت نقل کی کہ نافع سے پوچھا گیا کہ کپڑے کا کیا گناہ ہے؟ بلکہ وہ تو قدمین سے متعلق آیا ہے لیکن بذاتِ خود کپڑے کے آگ میں ڈالے جانے کا تقاضا کرتا ہے۔اس صورت میں روایت کو ظا رھا جائے گا اور اس آیت کی طرح معنی ہوگا: ﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾! وعید میں گویا ب ینز کا شامل ہونا جو ذریعہ بنی زیادہ مناسب ہے۔فا اس لئے لائی گئی کیونکہ ما میں شرط کا معنی ضمناً پایا جاتا تھا اور اس روایت کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ جو آدمی تکبر اور خودنمائی کے لئے چادر لٹکائے۔جب عذر کے بغیر کوئی آدمی چادر لٹکائے تو یہ مکروہ ہے ورنہ جس آدمی کے پاؤں پر زخم ہو اور مکھیوں سے حفاظت کے لئے اس کا چادر لٹکانا مکروہ نہ ہوگا (كذا قال العراقي في شرح الترمذی) حافظ عراقی نے اس کی دلیل کے لئے ابن عوف رضی اللہ عنہ والی روایت کو پیش کیا کہ خارش کی وجہ سے ان کو ریشم استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔اس میں جامع بات یہی ہے کہ شدید ضرورت کے لئے کسی عذر کی بناء پر ی ایسی چیز کے استعمال کی اجازت ملتی ہے اور حدیث کا تعلق مردوں سے ہے۔جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

تخريج : اخرجه احمد (۳/۳۹۹٤۱) والبخاری (۵۷۸۷)

الفرائد : ⓵ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام ہے۔⓶ جو تکبر سے اس طرح کرے گا وہ قیامت کے دن آگ میں ڈالا جائے گا۔

۷۹٤ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ – قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا ، مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ :"اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ"

۷۹۴ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن نہ کلام فرمائیں گے اور نہ ہی اُن کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو پاک فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ اس بات کو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ ابوذر نے کہا یہ رسوا ہوئے اور نقصان میں پڑے۔ یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: چادر ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا' احسان جتلانے والا' جھوٹی قسم سے سامان بیچنے والا (مسلم) مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے اپنا تہبند لٹکانے والا۔

تشریح ❁ **لا یکلمھم**: کلام نہ کرنے کے بارے میں بعض نے کہا ان سے اعراض فرمائیں گے۔ ⑵ بعض رضامندی کا کلام نہ فرمائیں گے بلکہ ناراضگی کا کلام فرمائیں گے۔

ولا ینظر الیھم: ان سے اعراض فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نظر فرمانے کا مطلب اپنے بندے پر رحمت ولطف فرمانا ہے۔

ولا یزکیھم: ① ان کو گناہوں کی میل سے پاک نہ فرمائیں گے۔ ⑵ ان کی تعریف نہ فرمائیں گے۔ **الیم**: ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ بقول واحدی یہ عذاب ایسا ہوگا جس کی تکلیف دلوں پر چھا جائے گی۔ عذاب اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو عاجز کر دے اور اس پر گراں ہوں۔ **ثلاث مرار**: آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا تاکہ سامعین کے ذہن میں خوب پختہ ہو جائے۔ امرار میں میم مکسور ہے۔ یہ مرۃ کی جمع مکسر ہے۔ **من ھم**: ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ تو تباہ ہوں گے جن کو یہ وعید سنائی گئی ہے۔ آپ ﷺ ان کی تعیین فرمادیں یا ان کے اوصاف کی وضاحت فرمادیں (تاکہ بچنا آسان ہو) **المسبل**: یہ اسبال سے ہے۔ تکبر سے کپڑا لٹکانا۔ **المنان**: جس پر احسان کیا ہو اس کے سامنے احسان کو اس طرح ذکر کرنا جیسے اس پر احسان چڑھا رہے ہوں گے۔ یہ کبائر سے ہے اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی**﴾ **المنفق**: یہ انفاق سے فاعل کا صیغہ ہے۔ **سلعته بالحلف الکاذب**: سین مکسور ہے۔ جو آدمی اپنے سامان کو جھوٹی قسموں سے فروخت کرے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں **واللہ انھا حسنہ**: اللہ کی قسم یہ خوب ہے۔ نایاب ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٨/٢١٣٧٦) و مسلم (١٠٦) وابو داود (٤٠٨٧) والترمذی (١٢١١) والنسائی (٢٥٦٢) وابن حبان (٤٩٠٧) والدارمی (٢/٢٦٧) والطیالسی (٤٦٧) وابو عوانة (١/٤٠)

الفوائد : ① تکبر سے کپڑا لٹکانے' احسان جتلانے' جھوٹی قسم سے سامان کی فروخت کرنا ان سب کی سزا بہت سخت ہے' ⑵ کپڑا لٹکانے والا تو متکبر ہے اور احسان جتلانے والا خود پسند ہے ⑶ اور قسم سے سامان فروخت کرنے والا اپنے آپ پر رشک کرنے والا ہے۔ اسی وجہ سے تینوں کو ایک لڑی میں پرو لیا گیا ہے۔ (طیبی)

٧٩٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالنَّسَآئِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٧٩٥: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسبال (زیادہ کپڑا لٹکانا) تہبند' قمیص اور پگڑی میں ہے اور جس نے بھی کوئی چیز تکبر کے طور پر گھسیٹی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں فرمائیں گے۔ (ابوداؤد' نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ الاسبال: لٹکانا۔ الازار: جس کپڑے سے بدن کا نچلا حصہ ڈھانپا جائے۔ القمیص: ٹخنے سے نیچے لٹکانا۔ والعمامه: پگڑی کا پلڑا کو زیادہ لمبا کرنا۔ یوم القیامه: اگر تو بہ تائب نہ ہوا البتہ بلا تکبر مکروہ ہے یا عذر کی وجہ سے کراہیت بھی نہیں جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واقعہ گزرا۔ زخمی کے لئے ایذا سے حفاظت کی خاطر بھی درست ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤٠٩٤) والنسائي (٥٣٤٩) وابن ماجه (٣٥٧٦)

الفرائد : ① اسبال: قمیص، چادر، پگڑی سب میں ہوسکتا ہے۔ یہ تکبر کا جرثومہ ہے۔ اسبال والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔

٧٩٦ : وَعَنْ اَبِیْ جُرَیّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :"رَاَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْیِهٖ۔ لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ ، قُلْتُ :مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ۔ قُلْتُ : عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَرَّتَیْنِ۔قَالَ :"لَا تَقُلْ عَلَیْكَ السَّلَامُ ، عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَوْتٰی۔ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ" قَالَ قُلْتُ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ قَالَ:" اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ، وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَیْكَ" قَالَ :قُلْتُ:اعْهَدْ اِلَیَّ قَالَ :"لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا" قَالَ :فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا ، وَّلَا عَبْدًا ، وَلَا بَعِیْرًا ، وَلَا شَاةً " وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَیْهِ وَجْهُكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ ، وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ ، فَاِنْ اَبَیْتَ فَاِلَی الْكَعْبَیْنِ ، وَاِیَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ ، فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِیْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیْلَةَ ، وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ اَوْ عَیَّرَكَ بِمَا یَعْلَمُ فِیْكَ فَلَا تُعَیِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِیْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۹۶: حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ ایک آدمی کی رائے کی طرف لوٹتے ہیں اور جو کچھ بھی کہتا ہے وہ اس کو قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ میں نے کہا۔ آپؐ نے فرمایا علیک السلام مت کہو علیک السلام تو مُردوں کا سلام ہے یوں کہو۔ السلام علیکم۔ کہتے ہیں میں نے کہا کیا آپؐ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اس اللہ کا رسول ہوں جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اس کو پکارتے ہو وہ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں اور جب تم کو کوئی قحط سالی پہنچتی ہے تو پھر تم اس کو پکارتے ہو تو وہ تمہاری فصلوں کو اُگا دیتا ہے اور جب تم کسی بیابان یا جنگل میں ہوتے ہو اور تمہاری اونٹنی گم ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہیں واپس کر دیتا ہے۔ میں نے کہا مجھ سے کوئی وعدہ لے لیں یا مجھے کوئی نصیحت فرما دیں۔ فرمایا ہرگز کسی کو گالی مت دو۔

جابر کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ کسی آزاد اور غلام کو گالی دی بلکہ کسی اونٹ اور بکری کو بھی برا بھلا نہیں کہا اور فرمایا ن بھی نیکی کو ہرگز حقیر مت سمجھو خواہ وہ نیکی اپنے بھائی کے ساتھ تیرے کھلا چہرہ گفتگو کرنا ہو۔ بلاشبہ یہ بھی نیکی ہے اور فرمایا اپنی تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو پھر ٹخنوں تک اور چادر لٹکانے سے اپنے آپ کو بچاؤ چونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتے اور فرمایا اگر کوئی شخص تم کو گالی دے ایسی بات سے عار دلائے جو تیرے بارے میں جانتا ہو تو تُو اس کو مت عار دلا ایسی بات سے جو تُو اس کے بارے میں جانتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ابی جری: جیم کا ضمہ اور راء کا فتحہ ہے (تبصیر المنتبہ) جابر بن سلیم: ابن اثیر نے اس کو درست کہا۔ مزی نے سلیم بن جابر بتلایا جو کہ غلط ہے۔ الجھمی: یہ جہیم بن عمرو بن تمیم کی طرف نسبت ہے۔ یہ اہل بصرہ سے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی روایات نقل کی ہیں اگرچہ بخاری ومسلم نے ان میں سے کوئی نقل نہیں کی۔ رایت رجلا: یہاں رایت آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں ہے۔ رجلا کی تنوین عظمت کے لئے ہے۔ یصدر الناس عن رایه: لوگ اس کی رائے کی طرف رجوع کرتے۔ صدروا عنه: اچھی طرح سن لینے کے بعد جس طرح گھاٹ پر وارد ہونے والے کو لوٹنے کے بعد دوسرا وارد ہو۔ ابن ملاک کہتے ہیں گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنواں تھا جس کو صادر کہا جاتا تھا اور آپ ﷺ لوگوں کو سیراب کر کے اس سے لوٹاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: سوال کی دلالت کی وجہ سے ھو مبتداء کو حذف کر دیا۔ مرتین: ترمذی میں تین مرتبہ کا تذکرہ ہے۔ لا تقل علیك السلام: آپ ﷺ نے فرمایا یہ مردوں کا سلام ایسا مت کہو یعنی طریق جاہلیت کے شعار سے ہے۔ مردوں کا سلام بھی "السلام علیکم دار قوم مؤمنین" ہے۔ ② مردوں سے کفار جاہلیت مراد ہیں۔ ابن رسلان کہتا ہے دعا کو ضمیر سے خیر میں مقدم کرنا چاہئے اور شر میں ضمیر کو پہلے لایا جائے گا۔ اسی وجہ سے ممانعت فرمائی۔ جیسا فرمایا: ان علیکم لعنتی' علیهم دائرة السواء: بعض اوقات بددعا بھی لعنت کو مقدم کر دیا جاتا ہے جیسا اس روایت میں العنك بلعنة اللّٰه۔ قل السلام علیك: ضمیر مخاطبت مفرد اور ملکین کے خیال سے جمع بھی آ سکتی ہے۔ قلت انت رسول الله: یہاں ہمزہ استفہام مقدر ہے اے اانت رسول الله؟ ضر: (ن) جب کوئی ناپسند اور برا کام کرے فاقہ اور فقر کو کہتے ہیں۔ فدعوته کشفه: جب اس کو گڑگڑا کر پکارا تو اس نے اس تکلیف کو رفع فرما دیا۔ عام سنته: سختی اور بھوک کا سال۔ بقول منذری وہ سال جس میں کوئی چیز نہ اگائے خواہ بارش اترے یا نہ اترے۔ انبتها لك: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں آپ ﷺ کی دعا سے نشوونما پیدا کر دیا۔ واذا کنت بارض قفر فلاة فدعوته: قفر وہ سرزمین جہاں نہ لوگ ہوں نہ پانی' اس کی جمع اقفار آتی ہے (المصباح) فلاۃ جہاں پانی نہ ہو اس کی جمع فلا جیسا حصاۃ و حصی ہے۔ فدعوته ردها علیك: وہ دعا جو قبولیت کی شرائط کو جامع ہو۔ جن میں ایک یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وسائط اسی کے تابع ہیں اور بیدار دل سے دعا کرے۔ قلت له: جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اسلام لانے کے بعد۔ اعهد الی: آپ ﷺ مجھے نصیحت فرما دیں تو آپ ﷺ

نے یہ نصائح ارشاد فرمائیں۔ لا تسبن احداً: سب وشتم حرام ہے۔ اگر اسی طرح کی جوابی گالی دی تو بدلہ اتر گیا صرف ابتداء کا گناہ رہے گا اگر گالی قذف کی قسم ہو تو پھر حد بھی لگے گی۔

النّحو: فما سبیت ...... ولا شاۃ: یہ جملہ معترضہ ہے۔ قال کا مقولہ لاتسبن ہے۔ یہ کمال اتباع وامتثال ہے کہ جانور تک کو بھی گالی نہیں دی۔ لا تحقرن من المعروف شیئاً: کسی نیکی کو حقیر مت قرار دو۔ خواہ چھوٹی ہو اس کا نفع قیامت تک ملنے والا ہے۔ وان تکلم اخاك: کھلے چہرے سے مومن بھائی کو ملو۔ اس نیکی کو بھی حقیر مت قرار دو۔ وارفع ازارك الی نصف الساق: ایک اور روایت میں ازرۃ المؤمن الی انصاف ساقیہ: کے الفاظ ہیں کیونکہ اس سے ستر عورت اور تزیین دونوں مقصد حاصل ہو گئے۔ نیز اس میں خود پسندی سے اعراض اور تواضع کی شاندار طرز ہے۔ فان ابیت: عدم فعل کو اباء سے تعبیر کیا یعنی اعلیٰ درجہ یہ ہے۔ فالی الکعبین: ورنہ ٹخنوں اور نصف پنڈلی کے درمیان میں حرج نہیں۔ وایاك واسبال الازار: یہاں پہلا فعل فاعل بھی حذف کر دیا پھر دوسرا بھی حذف کر دیا۔ ضمیر منفصل مجبوراً لائی گئی (ابن ہشام) گریز کرو۔ فانھا من المخیلۃ۔ یہ حالت متکبرانہ ہے۔ اگر قصداً ہو تو ممانعت ہے۔ مخیلہ خود پسندی اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اور تکبر کرنا۔ لا یحب: اس کی موافقت نہیں فرماتے یا راضی نہیں ہوتے۔ المخیلۃ: ایسے لوگ جن میں تکبر پایا جائے قیامت کے دن ان پر آثار نعمت ظاہر نہ ہوں گے۔ یہ متکبر کے لئے سخت وعید ہے۔

ان امرؤ شتمك: امرؤ کا فعل محذوف ہے شتمك اس کی تفسیر ہے اور جواب شرط دلالت کی وجہ سے محذوف ہے ای فلا تشتمہ: بدلہ لینا تو جائز ہے۔ نہی تنزیہ کے لئے ہے اگر قذف کی قسم سے ہو تو تحریم کے لئے ہے۔ یعلم فیك: گناہ اور افعال قبیحہ مراد ہیں۔ بما تعلم فیہ: امام احمد نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ: عار یہ برائی کی طرف نسبت کرنا ہے۔ وبال ذلك: یہ وبل المرتع سے نکلا ہے چراگاہ کا بدمزہ ہونا۔ یہ برے انجام کے لئے استعمال ہونے لگا۔ مراد آخرت کا عذاب ہے۔ بسا اوقات دنیا میں جلدی مل سکتا ہے۔

تخریج: اخرجہ احمد (۲۰۶۵۷) و ابو داود (٤٠٨٤) والترمذی (۲۷۲۱)

الفرائد: ① لوگوں کو دوسروں کی تکالیف کے ازالہ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے طریقہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ ② حسن اخلاق اور حسن معاشرت پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ③ نیکی کتنی چھوٹی ہو اسے کر ڈالنا چاہئے۔

۷۹۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَیْنَمَا رَجُلٌ یُّصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ: لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ: "اِنَّهٗ كَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۷۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جاؤ اور وضو کرو وہ گیا اور وضو کیا۔ پھر آیا۔ آپ نے پھر فرمایا جاؤ اور وضو کرو۔ اس پر ایک آدمی

نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم دیتے ہیں؟ پھر آپؐ خاموش ہو جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تہبند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لگانے والے کی نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ (ابوداؤد) صحیح علی شرط مسلم۔

النحو : بینما رجل یصلی: رجل مبتداء جملہ فعلیہ خبر ہے۔ آدمی کا نام معلوم نہیں ہوا۔ مسبلا ازارہ: اسم فاعل ہے۔ ازار اس کا مفعول ہے۔ رجل سے حال ہے۔ اذھب فتوضاء: فا ظاہر کرتی ہے فوراً وضو کا حکم فرمایا۔ وہ وضو کر کے لوٹا۔ ثم جاء فقال اذھب فتوضاء: پھر وہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور وضو کرو۔ شاید وضو میں اسے دیر لگی تو آپ ﷺ نے ثم استعمال کیا۔ پھر دوسری مرتبہ وضو کا حکم فرمایا۔ فقال له رجل: اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ۞ اس سائل نے کہا جو سبب دریافت کر رہا تھا کہ پہلی اور دوسری مرتبہ وضو کا حکم فرمایا اور آخر میں خاموشی فرمائی۔

یا رسول اللہ مالك امرته ان یتوضاء: مالک یہ مبتداء اور خبر ہے اور امرتہ یہ جملہ محل حال میں ہے۔ ثم سکت عنه: پھر تیسری مرتبہ حکم نہیں فرمایا۔ وھو مسبل ازاره: وہ اپنے کپڑے کو طویل کر کے زمین تک تکبر وخود پسندی سے چھوڑنے والا تھا ممکن ہے دوبارہ وضو کا حکم اس کے گناہ کے کفارہ کے لئے ہو۔ روایت میں طہور کو مکفر سیئات فرمایا گیا ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت وارد ہے لا یسبغ عبد الوضو الاغفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر: پورا وضو کرنے والے کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ کپڑا لٹکانے کے گناہ کے کفارہ کیلئے وضو کا دوسری مرتبہ حکم فرمایا۔ نماز کے اعادہ کا حکم نہ فرمایا کیونکہ وہ درست تھی اگرچہ مقبول نہ تھی جیسا فرمایا: ان اللہ لا یقبل صلاۃ رجل مسبل: کہ جو آدمی چادر لٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی نماز قبول نہیں کرتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وضو کو لوٹانے کا حکم اسلئے دیا کہ اسکے اعضاء میں کوئی جگہ خشک تھی۔ اور لا یقبل: کا مطلب یہ ہے کہ اسکے گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی اور نہ گناہوں سے اسکے دل کو صاف کرتی اگرچہ اسے نماز لوٹانے کا حکم نہ ہوگا۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٦٣٨)

الفرائد :ازار لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اسے توبہ کرنی چاہیے۔

٧٩٨ : وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِيِّ قَالَ :اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ . وَكَانَ جَلِيْسًا لِاَبِي الدَّرْدَآءِ ـ قَالَ : كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ ' وَكَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا قَلَمَّا يُجَالِسُ النَّاسَ ' اِنَّمَا هُوَ صَلٰوةٌ فَاِذَا فَرَغَ فَاِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَّ تَكْبِيْرٌ حَتّٰى يَاْتِيَ اَهْلَهُ ' فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ اَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَآءِ :كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ ' قَالَ :بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ ' فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِيْ يَجْلِسُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ لِرَجُلٍ اِلٰى جَنْبِهٖ :لَوْ رَاَيْتَنَا حِيْنَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ وَّطَعَنَ فَقَالَ :خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ ' كَيْفَ تَرٰى فِيْ قَوْلِهٖ ؟ فَقَالَ :مَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ بَطَلَ اَجْرُهٗ — فَسَمِعَ بِذٰلِكَ اٰخَرُ فَقَالَ :مَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا فَتَنَازَعَا حَتّٰى سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤْجَرَ وَيُحْمَدَ" فَرَاَيْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ سُرَّ بِذٰلِكَ وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَيْهِ وَيَقُوْلُ : ءَاَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ ۔ فَمَا زَالَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَقُوْلُ لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ' قَالَ : فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا" ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ ' فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاُسَيْدِيُّ! لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ" فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجَّلَ : فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ ' وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ ' ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ ' فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ : فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ وَاَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ : فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ' اِلَّا قَيْسَ بْنَ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ تَوْثِيْقِهٖ وَتَضْعِيْفِهٖ وَقَدْ رَوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ۔

۷۹۸: حضرت قیس ابن بشر تغلبی کہتے ہیں مجھے میرے والد جو حضرت ابودرداء کے ہم نشین تھے انہوں نے بتلایا کہ دِمشق میں ایک آدمی حضرات صحابہ میں سے تھا جس کو سہل بن حنظلیہ کہا جاتا تھا وہ الگ تھلگ رہنے والا آدمی تھا وہ عام لوگوں کے ساتھ کم ہی بیٹھتا تھا۔ وہ تو نماز کی طرف ہی متوجہ رہتا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو جاتے تو پھر تسبیح اور تکبیریں۔ گھر آنے تک مصروف رہتے۔ ایک دن ان کا گزر ہمارے پاس سے اس وقت ہوا جبکہ ہم ابودرداء کے پاس بیٹھے تھے تو ان حضرت کو حضرت ابودرداء نے کہا ایک ایسی بات فرمائیں جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا پس وہ لشکر واپس آیا تو ان میں ایک ایسا آدمی آیا جو اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کو کہا اگر تو ہمیں اس وقت دیکھتا جب ہم اور دشمن ایک دوسرے کے مقابل ہوئے (تو کیا خوب تھا) پھر فلاں آدمی نے جملہ کیا اور نیزہ اٹھایا اور کہا یہ مجھ سے لڑائی کا مزہ چکھو لو میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ تم بتلاؤ اس کہنے والے کی اس بات کا کیا حکم ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اس کا اجر باطل ہو گیا۔ اس بات کو دوسرے نے سن کر کہا پھر میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ پس دونوں نے آپس میں تنازعہ کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا سبحان اللہ کوئی حرج نہیں کہ اسے اجر بھی دیا جائے اور اس پر تعریف بھی کی جائے۔ میں نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اس سے بڑے خوش ہوئے اور اس کی طرف سر اٹھا کر فرمانے لگے تم نے یہ بات واقعتاً رسول اللہ ﷺ سے سنی وہ کہنے لگے جی ہاں۔ حضرت ابودرداء اس بات کو لوٹاتے رہے یہاں تک کہ میں کہنے لگا ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ قیس کہتے ہیں کہ ایک دن پھر ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں ایک بات بتلائیے کہ

وہ ہمیں فائدہ دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ کہنے لگے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاد کے گھوڑوں پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا صدقہ کے لئے ہاتھ کھولنے والا جو اس کو کبھی بند نہ کرے۔ پھر ایک اور دن ہمارے پاس سے ان کا گزر ہوا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک بات فرمایئے جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ تو اس پر ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کے بال لمبے اور تہبند لٹکا ہوا نہ ہوتا۔ پس یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے ایک چھری لے کر اپنے بالوں کو اپنے کانوں تک کاٹ ڈالا اور چادر کو نصف پنڈلی تک اونچا کرلیا۔ پھر اسی طرح ایک دن کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ ایک بات جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے فرمائیں تو اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جانے والے ہو۔ پس اپنے کجاووں کو درست کرلو اور اپنے لباسوں کو صحیح کرلو۔ تا کہ تم اس طرح ہو جاؤ جیسے وہ آدمی جو چہرے پر تل رکھتا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بری ہیئت کو اور بتکلف بدصورتی کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ابوداؤد) اچھی سند کے ساتھ البتہ قیس بن بشر کے بارے میں ثقہ اور ضعیف ہونے اختلاف ہے امام مسلم نے ان سے روایت لی ہے۔

تشریح ۞ **قیس بن بشر**: انہوں نے صغار تابعین کا زمانہ پایا۔ ان سے ابوداؤد نے روایت لی ہے۔ **اخبرنی ابی**: ان کے والد کا نام بشر بن قیس تغلبی ہے۔ یہ اہل قنسرین (قاف کا کسرہ اور نون مشدد) سے تھے۔ کبار تابعین سے ہیں۔ ابوداؤد نے ان سے روایت لی ہے۔ **کان جلیسا لابی الدرداء**: ① اخبرنی پر معطوف ہے ② قد مضمر مانیں تو حالیہ ہے۔ **کان بدمشق**: (دال مکسور اور میم مفتوح) یہ شام کا دارالحکومت ہے۔ **اصحاب**: یہ صاحب کی جمع ہے اور صحابی کے معنی میں آتا ہے۔ یہ آدمی صحابی تھے۔ **سھل**: یہ سہل بن ربیع بن عمرو بن عدی ہیں۔ **ابن الحنظلیۃ**: یہ سہل کی والدہ ہیں۔ بعض نے دادا کی والدہ بتلایا ہے۔ یہ بنی حنظلہ بن تمیم سے تھیں اور خود سہل اوس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ اصحاب شجرہ سے ہیں۔ یہ بڑے زاہد عابد تھے دمشق میں مقیم ہوگئے۔ ابن اثیر کہتے ہیں ان کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی انہوں نے خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔ یہ فرماتے اگر میری اولاد ہوتی تو وہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسندہ تھی۔ ابن حجر کہتے ہیں حنظلیہ ان کی والدہ ہیں یا نانیوں سے ہیں۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ **رجلا متوحد**: وہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنا پسند کرتے۔ **قل ما یجلاس الناس**: لوگوں کے پاس کم بیٹھتے۔

النحو: : ما مصدر یہ ہے اسی لئے فعل سے جدا ہے۔ **انما ھو صلاۃ**: ھو کا مرجع سہل ہیں یعنی وہ سہل نماز میں بہت مشغول رہنے والے تھے۔ **فاذا افرغ فانما ھو تسبیح و تکبیر**: جب نماز سے فارغ ہوتے تو پھر کثرت سے تسبیح و تکبیر پڑھتے۔ **حتی یاتی اھلہ** یہ مقدر کی غایت ہے یعنی وہ اسی میں مشغول رہتے یہاں تک گھر میں آتے تو گھر کے کام کاج اور ضروریات میں مشغول ہو جاتے۔ **نحن عند ابی الدرداء**: نحن کی خبر جلوس محذوف ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ان کا نام عویمر بن زید بن قیس انصاری ہے۔ بعض نے عامر نام بتلایا ہے۔ **کلمۃً**: اس کا فعل محذوف ای **تکلم کلمۃً مفعول بہ۔ تنفعنا و لا تضرك**: جب اس پر ہم عمل پیرا ہونگے تو وہ ہمیں فائدہ دیگا اور آپ کو نقصان نہ ہوگا۔ **سریۃ**: ان کو سریہ کہنے کی وجہ رات کو چلنا ہے ② سراۃ بمعنی نفیس یہ لشکر کا نفیس حصہ ہوتا ہے۔ **فقدمت**: وہ سریہ واپس لوٹا۔ **فجلس فی المجلس**:

مجلس کا ادب یہ ہے کہ اگر وہاں سے وقتی طور پر اٹھا تو واپسی کے بعد اس کا حق فائق ہے اور اگر بلا عذر گیا تو اسکی مجلس کا حق ساقط ہو گیا۔ **رجل الی جنبه**: ان صحابی رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی جو انکے پہلو میں تھا۔ **لو رایتنا**: اگر تم ہمیں دیکھتے۔ **حین التقینا نحن و العدو**: اس کا عطف ناضمیر متصل پر ہے کیونکہ ضمیر منفصل اس کی تاکید موجود ہے۔ **فحمل فلان فعطن**: فلاں نے نیزے سے دشمن پر حملہ کیا۔ **فقال خذها منی**: نیزے مارتے وقت یہ مجھ سے لو۔ **انا الغلام الغفاری** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن پر رعب کیلئے بہادر اپنے قبیلے خاندان ذاتی نام کو بطور تعریف استعمال کر سکتا ہے۔ **کیف تری**؟ اس فخریہ قول کا کیا حکم ہے؟ **قد ابطل عمله**: کیونکہ قوم پر فخر کیا اور اپنے عمل کو ظاہر کر دیا۔ **فا اری باسا**: کیونکہ دشمن کو ڈرانا مقصود ہے۔ **فتنازعا حتی سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم**: مفعول محذوف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک تنازعہ پہنچا۔ **سبحان اللّٰہ لا باس ان یوجر ویحمد**: تعجب کے موقعہ پر تسبیح استعمال ہوتی ہے۔ یوجر یحمد فعل مجہول ہے۔ آخرت میں اس پر اجر ملے گا۔ ایسا قول لڑائی میں دشمن کو ہراساں کرنے کے لئے قابل استحسان ہے۔ **ابا الدرداء سُر بذالك**: وہ اس لئے خوش ہوئے کہ دنیوی نفع آخرت کے لئے رکاوٹ نہیں اور جو اچھے عمل کرے اس کا عمل ضائع نہ ہوگا جیسا فرمایا: ﴿من عمل صالحاً من ذکرٍ او انثٰی هو مومن﴾ اور فرمایا ﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان﴾۔ **وجعل یرفع رأسه الیه**: پہلا جھکا ہوا تھا۔ **انت سمعت ذلك**۔ **أ انت سمعته**: کیا تم نے سنا ہے۔ **لیبر کن علی رکبتیه**: یہ تواضع میں مبالغہ ہے جیسا کہ معلم کے سامنے متعلم کا حال ہوتا ہے۔ **قال**: اس کا فاعل بشر ہے۔ **کلمة یعنی اذکر لنا کلمة**: یعنی ہمارے سامنے ایک بات کا تذکرہ کرو۔ **تنفعنا**: نفع کی اسناد مجازی ہے۔ **المنفق علی الخیل**: یعنی اس کو چرانے پانی پلانے چارہ ڈالنے وغیرہ میں خرچ کرنا۔ یہاں جہاد کا گھوڑا مراد ہے۔ **کالباسط یده بالصدقه**: جو ہمیشہ صدقہ کے لئے اپنا ہاتھ کھولے رکھتا ہے۔ **لا یقبضها**: ہاتھ میں جو کچھ ہے اس کو نہیں روکتا۔ ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: **المنفق علی الخیل کالمتکفف بالصدقة**: متکفف جو اپنے ہاتھ سے دے۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں: **و اهلها معانون علیها و المنفق علیها کالباسط یده فی الصدقة وارواثها لاهلها عند اللّٰہ یوم القیامة من مسك الجنة**۔ **ثم مربنا یوماً**: حصول علم اور اس میں اضافہ کی خواہش اور طلب کا انداز کہ ایک بات فرما دیں جس میں آپ کا نقصان مگر ہمارا فائدہ ہے۔ **نعم الرجل خریم**: یہ خریم بن فاتک ہیں جن کی کنیت ابو یحیٰی ہے بعض نے ابو ایمن لکھی ہے۔ بعض نے ان کا سلسلہ نسب اس طرح بتلایا خریم بن اخرم بن شداد بن عمرو بن الفاتک الاسیدی۔ بعض نے کہا فاتک کے والد اخرم کا لقب ہے۔ یہ اپنے بھائی سبرہ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ بعض نے کہا کہ خریم اور ان کا بیٹا ایمن فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ مگر بخاری نے ان کا بدری ہونا ثابت کیا ہے۔ یہ رقہ مقام میں مقیم ہوئے۔ **جمعه**: وہ بال جو کندھوں پر گرے ہوں۔ **وضره**: کان کی لو تک پہنچنے والے بال۔ **لمه**: جو کانوں سے نیچے کندھوں کو جھانکیں۔ **اسبال ازاره**: اس سے ارشاد کیا کہ اسبال ازار دینی عظمت کو کم کرتا ہے اور تعریف کی راہ میں رکاوٹ ہے کیونکہ یہ حرام یا مکروہ ہیں۔ **فعجل**: پس انہوں نے اس نیک کام میں رکاوٹ آنے سے پہلے سبقت کی اور **شفرة**: چوڑی چھری لے کر بال کاٹ کر کانوں تک کر لئے۔ **انصاف ساقیه**: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثیابك فطهر﴾ کا یہی معنی بیان کیا گیا ہے کہ کپڑوں کو نصف پنڈلی تک کر و یہ بلندی اس کو میل کچیل سے صاف رکھے گی۔ پھر چوتھے دن ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا **کلمة**: علم میں اضافے کا کس قدر شوق ہے۔ **یقول**: جب وہ غزوہ سے لوٹتے۔ **انکم قادمون علی**

قادمون علی اخوانکم: کل تم اپنے مؤمن بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو۔ رحالکم: جمع رحل' کجاوہ' جس پر سواری کی جائے۔ اصلحوا لباسکم: تم اپنی ازار درداء رضی اللہ عنہ کو درست کرلو۔ یا عمامہ وغیرہ اس میں دوستوں کی ملاقات کے لئے بدن اور کپڑے کی تحسین ہے تا کہ ان کی نگاہیں اچھے منظر کو دیکھیں' ان کی نگاہیں ظاہر پر پڑیں گی نہ کہ باطن پر' یہ طریقہ ان کی مذمت و ملامت سے بچنے اور محتاط رہنے کا ہے اور ان کے دلوں میں توقیر و احترام کو بڑھانے کا ہے۔ یہ شریعت میں مطلب ہے۔ حدیث میں دلیل ہے آدمی کو چاہئے کہ وہ مذمت کے دکھ سے بچے اور دوستوں کی راحت کا طلبگار ہو اور ان کے دلوں کو اپنے سے مانوس کرنے کی کوشش کرے تا کہ وہ اس کو برا قرار نہ دیں اور نہ بوجھ خیال کریں۔ یہ ظاہری طور طریقے مباحات سے ہیں' تکبر میں شامل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کی قسم سے ہے۔

حتی تکونوا...... فی الناس: حتی تعلیلیہ ہے۔ شامة: خال۔ مطلب یہ ہے کہ تم اچھی ہیئت سے رہو تا کہ خال کی طرح معلوم ہو۔ فان اللّٰہ لا یحب الفحش: فحش جس آدمی کی ہیئت و لباس اچھا نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ بری ہیئت والے کو پسند نہیں فرماتے۔ و لا التفحش: اور نہ اس آدمی کو جو بتکلف فحش اختیار کرنے والا ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (۱۷۶۳٤) و ابوداود (٤٠٨٩)

الفرائد : ① اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادات میں کس قدر محنت کرنے والے تھے۔ ② لمبے بال اور چادر لٹکانے والے کا اجر گھٹتا رہتا ہے۔ ③ جلد برائی کو ختم کرنا چاہئے۔ ④ فحش و تفحش سے کا انداز خوب ہونا چاہئے۔

۷۹۹ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِزْرَۃُ الْمُسْلِمِ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ ' وَلَا حَرَجَ اَوْ لَا جُنَاحَ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ ' مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَھُوَ فِی النَّارِ ' وَمَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا لَّمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۷۹۹ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا تہبند نصف پنڈلی تک اور کوئی حرج اور گناہ نہیں اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو پس جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور جس آدمی نے اپنی چادر کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔ صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ ازرة المسلم: یہ جلسة کی طرح ہیئت کے معنی میں ہے مسلم کے چادر باندھنے کی ہیئت' ابن ماجہ نے مؤمن کا لفظ نقل کیا ہے۔ الی نصف الساق و لا حرج او لا جناح ..... الکعبین: یہ تواضع سے قریب تر اور تکبر سے دور حالت ہے اور نجاست تک پہنچنے سے دور ہے۔ جناح و حرج کے لفظ میں راوی کو شک ہے اگرچہ معنی دونوں کا ایک ہے اور اگر کعبین سے اوپر نصف ساق سے نیچے ازار میں گناہ و کراہت نہیں۔ و ما کان اسفل الکعبین...... النار: کعبین سے نیچے ازار کھینچنے والا آگ کا حقدار ہے۔ فعل حرام دخول نار کا سبب ہے تو خود اسی کو آگ تعبیر کر دیا اور حرمت سے مراد تکبر و خود پسندی کے لئے لٹکانا ہے۔ عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

النحو: ومن جر ...... الیه: بطرائیہ مفعول لہ یا حال بن سکتا ہے۔ خبر صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر رحمت سے محرومی قیامت کے دن ہوگی اور ممکن ہے دونوں جہاں سے متعلق ہو۔

تخریج: اخرجه مالك (١٦٩٩) واحمد (٤/١١٠٢٨) و ابو داود (٤٠٩٣) وابن ماجه (٣٥٧٣) والطیالسی (٢٢٢٨)

الفرائد: ① چادر نصف ساق تا ٹخنوں سے اوپر تک۔ ② تکبر سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا عذاب آخرت کا باعث ہے۔

٨٠٠ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ إِزَارِيْ اسْتِرْخَآءٌ ، فَقَالَ : "يَا عَبْدَ اللّٰهِ ، ارْفَعْ إِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ : "زِدْ" فَزِدْتُّ ، فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ ۔ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ : إِلٰى إِنْصَافِ السَّاقَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

٨٠٠: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا جبکہ میرا تہبند لٹکا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ اپنے تہبند کو اونچا کرو۔ میں نے اونچا کیا فرمایا کچھ اور اونچا کرو تو میں نے کچھ اور اونچا کر دیا اس کے بعد میں نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا بعض لوگوں نے پوچھا تہبند کہاں تک ہونا چاہئے؟ تو عبداللہ نے کہا نصف پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

النحو: في ازاري استرخاء: یہ جملہ اسمیہ محل حال میں ہے۔ اس حال میں گزرا کہ میرے ازار میں ڈھیلا پن تھا۔ فرفعته: میں نے کعبین یا اس کے قریب اٹھا لیا۔ زد ...... انصاف الساقین: آپ ﷺ نے اور بلند کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ زیادہ طہارت کا باعث ہے۔ نصف پنڈلی تک مامور بہ ہے۔ قاعدہ انصاف جمع کو تثنیہ کی طرف مضاف کیا تا کہ تکرار کے ثقل سے بچا جائے۔ اس ارشاد میں بھی اسی طرح ہے: ﴿فقد صغت قلوبكما﴾ یہ فصیح لغت ہے۔

تخریج: اخرجه مسلم (٢٠٨٦)

الفرائد: ① صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شریعت پر عمل میں کس قدر جلدی کرنے والے تھے سبحان اللہ ② چادر بلند کرنے کی مستحب مقدار یہ ہے کہ ٹخنوں سے اوپر نصف ساق کے مابین ہو۔

٨٠١ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ : "يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ : إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ ۔ قَالَ : "فَيُرْخِيْنَهٗ ذِرَاعًا لَّا يَزِدْنَ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

٨٠١: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس نے اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے لٹکایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا۔ عورتیں اپنے دامنوں کے بارے میں کیا کریں؟ فرمایا کہ ایک بالشت ڈھیلا کریں۔ ام سلمہ نے عرض کیا کہ پھر تو ان کے قدم ننگے ہو جائیں گے

اس پر آپ ؐ نے فرمایا کہ وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں اس سے زائد نہ کریں۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ❁ **لم ینظر اللّٰہ الیہ**: حافظ عراقی کہتے ہیں اس معنی سے تعبیر کیا جو دیکھنے کے موقعہ پر پیش آتا ہے جو آدمی متواضع کو دیکھے تو اس پر رحم کرتا ہے اور متکبر کو دیکھے تو ناراضی پیدا ہوتی ہے۔ پس رحمت و ناراضگی یہ نظر کا نتیجہ ہے۔ کرمانی کہتے ہیں جس کی طرف نظر جائز ہو اس کی طرف نظر کی نسبت یہ کنایہ ہے کیونکہ جو کسی کو پسند کرتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر اس لفظ کو کثرتِ استعمال میں احسان کے معنی میں لے لیا گیا ہے اگرچہ وہاں دیکھنا بالکل نہ پایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے اس کا مجازی معنی احسان ہی مراد ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعید کپڑے کو کھینچنے والے کے لئے ہے نہ کہ دراز کرنے والے کے لئے اگرچہ اس کے شامل ہونے کا احتمال بھی ہے۔ حافظ نے کہا کہ کھینچنے کی قید غالب حالت کے لحاظ سے ہے اور تکبر اور خودنمائی تو ہر حالت میں قابل مذمت ہے خواہ کپڑا کھینچے یا نہ کھینچے۔ **فقالت ام سلمۃ فکیف تصنع النساء بذیولھن**: اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو دامن ڈھیلے چھوڑنے کا حکم فرمایا جیسا کہ اس آیت میں ہے: ﴿**یا یھا النبی قل لازواجك ربنا تلك ونساء المؤمنین یدنین**﴾: بظاہر ا حدیث اس کے خلاف نظر آتی تھی مگر پیغمبر ﷺ نے خبردار فرمایا کہ ایک تو اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو جائز حد سے بڑھنے والے ہیں اور عورتوں کا حکم ان سے الگ ہے جیسا اس آیت میں وارد ہے: ﴿**یرخین شبرًا**﴾: یعنی خنصر (چھوٹی انگلی) اور انگوٹھے کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اس قدر ازار کو ڈھیلا کرے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ پتھر یا لکڑی کے اٹک جانے کی وجہ سے ان کے پاؤں تو کھل جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **فیرخینہ ذراعًا**: ظاہری مراد ذراع سے ہاتھ کا ذراع ہے جو کہ انگلی کے کنارے سے کہنی تک کا حصہ ہے جو کہ چھ درمیانی مٹھی بنتا ہے۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ عورتوں کے لئے قمیص، ازار اور دوپٹہ کے دامن کو ایک ذراع تک لٹکانے کی اجازت ہے اور اس کی ابتداز مین سے ہوگی۔ بعض نے ٹخنہ سے لے کر ایک ہاتھ مقدار بتائی ہے۔ **ولا یزدن علیہ**: اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اس ممانعت میں حرمت اور کراہیت کا درجہ ہوگا۔ ابوداؤد کی عبارت میں صفیہ بنت عبید الثقفیہ زوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور الفاظ **لا تزید علیہ**: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **رخص رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لامھات المؤمنین فی الذیل شبرًا ثم استزدنہ فزادھن ذراعًا فکن یرسلن الینا فتنذرع لھن ذراعا**: مذکورہ بالا الفاظ نسائی کے ہیں مگر نووی نے ابوداؤد کی طرف معنی کے لحاظ سے منسوب کر دیئے۔

تخریج: اخرجہ مالك (۱۱۷۰۰) واحمد (۱۰/۲٦٥۹٤) و ابو داود (٤۱۱۷) والترمذی (۱۷۳۷) والنسائی (٥۳٥۱) وابن حبان (٥٤٥۱) والطبرانی (۲۳)

الفوائد: ① تکبر سے کپڑے کو کھینچنے والا مرد و عورت قابل مواخذہ ہیں ② عورتوں کو نصف سے ایک ذراع نیچے لٹکانا چاہئے۔

۱۲۰ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

باب: تواضع کے طور پر اعلیٰ لباس چھوڑ دینا مستحب ہے

قَدْ سَبَقَ فِي بَابِ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْبَابِ

باب فضل الجوع من الی اخرہ۔اس باب کے متعلق کچھ باتیں گزر چکی ہیں۔

باب فضل الجوع خشونعة العيش میں روایات گزری ہیں

لباس میں رفعت کا مطلب کپڑے کا نفیس ہونا جیسے ریشمی کپڑا یا اس کی بناوٹ کا عمدہ ہونا ہے اس کو اگر آدمی تواضع کے طور پر چھوڑے نہ کہ بخل اور اظہار زہد کے لئے تو مناسب ہے۔ اس باب کے متعلق روایات پہلے ابواب میں بھی گزری مثلاً باب فضل الجوع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ خشینی رضی اللہ عنہ کی روایات ہے۔

۸۰۲ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَآءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۰۲: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے لئے ایسا لباس چھوڑا جس پر اسے قدرت حاصل ہے تو اللہ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جس جوڑے کو وہ چاہے پہن لے۔ترمذی نے اس کو روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

ترك اللباس: ترکِ لباس کا مطلب اس سے اعراض فرمانا ہے کیونکہ یہ دنیا کی رونق کی چیز ہے۔**وهو يقدر عليه**: جو آدمی عاجز ہونے کی وجہ سے چھوڑے اس کو یہ بدلہ نہیں ملے گا بلکہ قدرت کے باوجود صرف تواضع کے لئے چھوڑنے والے کا یہ درجہ ہوگا۔**حلل الايمان يشاء**: اس کو اس جگہ کئی قسم کی عظمتوں سے مشرف فرمایا جائے گا۔ یہاں تک کہ سب لوگوں کے سامنے اہل ایمان کو پہنائے جانے والے لباسوں میں چناؤ کرنے کا اسے اختیار دیا جائے گا کہ وہ اعلیٰ لباس کو پسند کر کے جنت کے شاندار اور اعلیٰ مقام پر اترے۔**یلبسها**: یہ جملہ مستانفہ جو کہ اس کے اختیار کو واضح کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔

تخريج : اخرجه احمد (۵/۱۵٦۳۱) والترمذی (۲٤۸۹) والحاكم (۷۳۷۲)

الفرائد :سزا جس عمل سے ہوتی ہے۔قولی تواضع کی طرح فعلی تواضع بھی ضروری ہے کیونکہ اس کا دارومدار کرنے والے پر ہے۔جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتے ہیں۔دنیا کی زینت تواضع سے چھوڑنے والا قیامت کو مکرم ہوگیا۔

۱۲۱: بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى مَا يُزْرِي بِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَّلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِيٍّ

بَابُ: لباس میں میانہ روی اختیار کرنا بہتر ہے مگر ایسا لباس جو بغیر کسی شرعی ضرورت کے نہ پہنے جو اس کو عیب دار کرے

التوسط: لباس میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ بہت زیادہ قیمت والا شہرت کا باعث ہوگا اور انتہائی کم قیمت والا حقارت پیدا کرے گا جبکہ اس نے تواضع کی خاطر پہنا ہو۔ پس اعمال کا دارومدار ان کے مقاصد کے لحاظ سے ہے۔ جب کوئی آدمی قیمتی لباس اظہارِ نعمت کے لئے اور فقراء کو بتلانے کے لئے کہ وہ اس کا قصد کر کے آئیں اور وہ ان پر احسان کرے اور اغنیاء کو خبر دار کرنے کے لئے کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں کہ میں اللہ کا محتاج ہوں تو یہ کپڑا پہننا جائز ہے۔ حضرت شاذلیؒ نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ پیوند والا کپڑے پہنے ہوئے ہے تو آپ نے ناپسند فرمایا۔ آپ نے خود اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا او میاں میرے یہ کپڑے لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ الحمد للہ کہو اور تیرے کپڑے کہہ رہے ہیں کہ تم مجھے اپنا مال دو۔ تو صالحین نے نفیس کپڑے لوگوں کے مال سے غناء ظاہر کرنے کے لئے پہنے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں اپنے فقر کو ظاہر کیا ہے۔ اللہ ان کی برکات سے ہمیں بھی فائدہ دے۔ ازراء: جس بات کا لوگ مذاق اڑائیں۔

۸۰۳ : عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۰۳: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر دیکھا جائے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

یحب: وہ پسند کرتے ہیں۔ **اثر نعمته علی عبده**: مطلب یہ ہے کہ وہ لذیذ چیزیں جن کا انجام اچھا ہے۔ ان کا اثر اللہ اپنے بندوں پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ کافر کو دنیا میں جو لذیذ چیزیں دی گئی ہیں وہ اخروی عذاب کا پیش خیمہ ہیں۔ حدیث تحدیثِ نعمت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ظاہر کرنا مقصود ہو۔ جیسے نیکی کے اعمال میں اقارب کے ساتھ صلہ رحمی بھوکے کو کھانا کھلانا' گرفتار شدہ کی گردن چھڑانا وغیرہ جبکہ ان میں بڑائی مقصود نہ ہو۔

تخریج : اخرجه الترمذی (۲۸۲۸)

الفرائد : بندے پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ظاہر ہونی چاہئے۔ انسان کو اپنے اور دوسروں پر وہ نعمتیں صرف کرنی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہیں۔

۱۲۲ : بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهٖ لِلنِّسَآءِ

بَاب : مردوں کو ریشمی لباس اور ریشم کے گدے اور بیٹھنا اور تکیہ لگانا حرام ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے

ریشم کا لباس مرد مکلفین کے لئے حرام ہے۔ بالغ ہونے سے پہلے بعض لوگوں نے بچے کے لئے اس کو درست کہا ہے۔
جلوسهم عليه: بیٹھنے کے گدے جبکہ اوپر سے ڈھکے ہوئے نہ ہوں تو ان پر بیٹھنا درست نہیں۔ اگر اسے روئی وغیرہ کے غلاف سے ڈھانپ دیا گیا تو عرفِ عام کے لحاظ سے بھی یہ ریشم کے استعمال میں نہیں آتا۔ اس پر ٹیک لگانا اور بیٹھنا دونوں جائز ہیں۔
علت حرمت : ریشم کے حرام ہونے کی علت میں اختلاف ہے۔ (۱) بعض نے تکبر اور بڑائی (۲) بعض نے خوش عیشی اور زینت جو کہ عورتوں کے لائق ہے وہ قرار دی ہے۔ (۳) ابن حجر نے مشرکین کے ساتھ مشابہت کو علت قرار دیا ہے۔ **جواز لباسه للنساء:** عورتوں کو اس کا پہننا اور ٹیک لگانا دونوں ہی درست ہیں۔

٨٠٤ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ ' فَاِنَّ مَنْ لَبِسَهٗ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۰۴ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشم مت پہنو۔ اس لئے کہ جس شخص نے اس کو دنیا میں پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا۔ (بخاری و مسلم)

لا تلبسوا الحرير: یہ خطاب مرد عاقل بالغ لوگوں کو ہے۔ **فان من لبسه في الدنيا لم يلبسه في الآخرة:** حدیث کا ابتدائی حصہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ والی روایت ظاہر کرتی ہے کہ ریشم کے حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود جس نے اسے پہن لیا اور جان بوجھ کر اس کا ارتکاب کیا اور موت سے پہلے توبہ بھی نہ کی تو آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ نہ پہننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں اس کی طلب ہی نہ رہے گی کیونکہ یہ چیز جنت کے احترام کے خلاف ہے۔ طلب کرے اور نہ دی جائے اسی طرح کا حکم اس شراب پینے والے کا ہے جو توبہ کے بغیر مر جائے وہ جنت کی شراب سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس محروم کرنے کا بھی یہی مطلب ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٥٨٢٨) و مسلم (٢٠٦٩) والترمذی (٢٨٢٦) والنسائی (٥٣٢٠)

الفوائد : مردوں کو ریشمی لباس حرام ہے جس نے اس کو پہنا اور توبہ کے بغیر مر گیا اس کے لئے یہ وعید ہے۔ آخرت میں وہ ریشمی لباس سے محروم ہوگا۔

۸۰۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ"

قَوْلُهُ "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ" :اَيْ لَا نَصِيْبَ لَهُ۔

۸۰۵: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ بے شک ریشم وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہ ہو (یعنی آخرت میں)...... (بخاری ومسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے جس کا کوئی حصہ آخرت میں نہ ہو۔

مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ: یعنی جس کا کوئی حصہ نہ ہو۔

یلبس الحریر: ریشم پہننے کا مطلب عرفِ عام میں اس کے کپڑے کا پہننا ہے۔ **من لا خلاق له**: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو سزا ملی تو جنت میں نہ جا سکے گا اور اللہ کی مرضی ہے کہ وہ غیر مشرک گناہ گار کو بخش دے یا وہ داخل تو ہو مگر اس کی خواہش اس کے دل سے نکال دی جائے اور وہ اس کو نہ پہن سکے۔ خلاق کا لفظ حصہ کے معنی میں آتا ہے۔ گویا دنیا میں ریشم پہننے کی سزا آخرت میں یہی ہوگی۔

روایت کا فرق: بخاری کی ایک روایت میں **من لا خلاق له في الآخره** اور مسلم نے باب اللباس میں یہی لفظ نقل کیے ہیں۔

تخریج : اخرجه البخاری (٥٨٣٥) و مسلم (٢٠٦٨) و احمد (٢/٤٧١٣) و ابو داود (٤٠٤٠) وابن ماجه (٣٥٩١) وابن حبان (٥٤٣٩) و عبدالرزاق (١٩٩٢٩) والبیهقی (٤٢٢/٢)

الفرائد : ریشمی لباس والا آخرت کے حریر و ریشم سے محروم ہوگا۔

۸۰۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ لَّبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۰۶: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (بخاری ومسلم)

من لبس الحریر في الدنیا لم یلبسه في الآخره: نسائی کی روایت میں **من لم یلبس الحریر في الآخره لم یدخل الجنة**: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ولباسهم فیها حریر**: یہ اضافی مدرج ہے مگر حاکم نے اس طرح نقل کیا **وان دخل الجنه لبسه اهل الجنة ولم یلبسه هو** :اس سے بھی مدرج کا احتمال پختہ ہوتا ہے (ابن حجر)

تخریج : اخرجه البخاری (٥٨٣٢) و مسلم (٢٠٧٣) و احمد (٤/١٣٩٩٤) و ابو یعلی (٣٩٣٠) و ابن ابی شیبة (٣٤٥/٨) وابن حبان (٥٤٢٩) وابن ماجه (٣٥٨٨) والبیهقی (٤٢٢/٢)

۸۰۷ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَذَهَبًا

فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ :"إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۸۰۷: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو پکڑ کر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

ابوداؤد نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اخذ حریراً: یہ جملہ حالیہ ہے۔ اگر رؤیت علمیہ مراد ہو تو جملہ مفعول دوم بنے گا۔ فجعله فی شماله: یعنی ان دونوں کو دو ہاتھوں میں لیا۔ هذین: ان دونوں جنسوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ مراد اس سے ان کے استعمال کی حرمت ہے۔ حرام علی: سوائے مستثنیات کے جو کسی عذر سے استعمال کی جائیں مثلاً سونے کی ناک، سونے کا دانت، تزیین مصحف وغیرہ۔

تخریج : اخرجه احمد ۱/۹۳۵) و ابو داؤد (۴۰۵۷) والنسائی (۵۱۵۹) وابن ماجه (۳۵۹۵) وابن حبان (۵۴۳۴) و ابن ابی شیبة (۸/۳۵۶۱)

الفرائد : مردوں کو ریشم اور سونا حرام ہے اور عورتوں کو دونوں درست ہیں۔

۸۰۸ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَاُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۰۸: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم اور سونے کا پہننا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

حرم : یہ فعل مجہول ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ان کو حرام کیا ہے۔ لباس الحریر: لباس کی طرح بستر وغیرہ بھی اسی حکم میں ہے۔ اسی طرح تکیہ وغیرہ۔ الذهب: انگوٹھی دیگر زیورات مکلّف بالغ مردوں پر حرام ہیں۔ عورتوں کیلئے حلال ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (۷/۱۹۶۶۴) والترمذی (۱۷۲۶) والنسائی (۵۱۶۳) والطیالسی (۵۰۶) والطحاوی (۴/۲۵۱) والبیهقی (۳/۲۷۵)

الفرائد : مسلمان مردوں کو ریشمی لباس اور سونا پہننا حرام ہے عورتوں کے لئے درست ہے۔

۸۰۹ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۰۹: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا۔ موٹے اور باریک ریشم کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

ان ناکل فیھا: کھانے پینے کو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ عام استعمال کی یہی صورت ہے۔ اس کی نقد رقم بھی حرام ہے۔ **لبس الحریر:** لام کا ضمہ ہو لباس پہننا۔ لبس ہو تو اس کا معنی لباس۔ جمہور کہتے ہیں ریشم پر بیٹھنا بھی حرام ہے جبکہ ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ بعض نے کہا بیٹھنے اور پہننے دونوں کی ممانعت ہے۔ فقط بیٹھنے کی نہیں۔ ابن بطال نے اس کو تحریم جلوس کے لئے نص قرار دیا مگر بظاہر اایسا نہیں اور تمام چیزوں کی نہی تحریم کے لئے ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٥٤٢٦)

الفرائد : سونے چاندی کے برتوں میں کھانا اور پینا حرام ہے۔ ریشم موٹا باریک ہر دو پہننا اور ان پر بیٹھنا حرام ہے۔

۱۲۳ : بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

بَاب ۱۲۳ : خارش والے کو ریشم پہننا جائز ہے

حکة: بعض نے کہا خارش اور بعض خشک خارش کو کہتے ہیں۔ پہلا قول جوہری کا ہے۔

٨١٠ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨١٠ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری و مسلم)

رخص: یہ رخصت سے لیا گیا ہے جس حکم کا تعلق سختی سے سہولت میں بدل دیا جائے جبکہ کوئی عذر پایا جائے البتہ حکم اصلی کے لئے سبب قائم رہے وہ ریشم پہننے کے علاوہ ہے۔ یہاں عذر خارش کی وجہ سے حرمت جواز میں بدل گئی اور اصل حرمت باقی رہی اور وہ تکبر کی وجہ سے حرمت ہے۔ **فی لبس الحریر:** یعنی یہ کہ اس کو وہ پہن لیں۔ **لحکة:** لام اجلیہ ہے۔ **بھما** : بخاری کی روایت میں ہے کہ **انھما اشتکیا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمل:** بقول حافظ خارش جوں کے باعث تھی۔ حدیث میں اس حکم کے ساتھ گرمی و سردی کیلئے اسکی اباحت بھی شامل ہوگی۔ جبکہ اسکے علاوہ کوئی اور کپڑا نہ پایا جائے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٢٨٦٣) والبخاری (٢٩١٩) و مسلم (٢٠٧٣) و ابو داود (٤٠٥٦) والترمذی (١٧٢٢) والنسائی (٥٣٢٥) وابن ماجه (٣٥٨٨) وابن حبان (٥٤٣٠) وابن ابی شیبة (٣٤٥/٨) والطیالسی (١٩٧٢) وابو یعلی (٣٩٣٠) والبیهقی (٦٢٧/٣)

الفرائد : ریشم سفر و حضر میں اس کو استعمال کرنا درست جس کو شدید خارش ہو (یہ وعید شرعی ہے)۔

۱۲۴ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُوْدِ النُّمُوْرِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا

بَاب ۱۲۴ : چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور اس پر سوار ہونے کی ممانعت

۸۱۱ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۸۱۱: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چیتے کی کھال اور ریشم پر مت بیٹھو۔ حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد نے حسن کہا۔

معاویہ: رضی اللہ عنہ حالات گزرے۔ **الخز:** یہاں الخز سے مراد وہ کپڑے ہیں جو اون سے بنے ہوئے ہوں۔ اس زمانے میں وہ الخز دیئے کوڈھانپنے کے لئے استعمال ہوتے تھے یہ مباح ہے۔ اس کو صحابہ اور تابعین نے استعمال کیا ہے۔ البتہ اس میں عجمیوں کی مشابہت ہے کیونکہ یہ متکبر خوشحال لوگوں کا طریقہ ہے اور اگر اس سے مراد مصروف ریشم ہے تو وہ حرام ہے۔ یہ غرۃ کی جمع ہے وہ کپڑا جس میں سفید اور سیاہ دھاریاں ہوں۔ اس معنی کے لحاظ سے باب سے اس کی مناسبت نہیں۔ بس اس طرح کہا جا سکتا ہے غرہ درندہ ہے جس کی جمع نمور آتی ہے اور ان کی کھالیں متکبر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس کی ممانعت عجمیوں کے لباس کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہی ہو سکتی ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤١٢٩) وابن ماجه (٣٦٥٦)

الفرائد :ریشمی گدی اور چیتوں کی کھالوں پر بیٹھنا ممنوع ہے۔

۸۱۲ : وَعَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ ' وَالنَّسَائِيُّ بِاَسَانِيْدَ صِحَاحٍ - وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ۔

۸۱۲: حضرت ابوالملیح اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالوں سے (استعمال سے) منع فرمایا۔ ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ درندوں کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

ابو الملیح: ابوالملیح بعض نے ان کا نام عامر اور بعض نے عمیر بن اسامہ ہذلی بتایا ہے۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے عمیر بن عامر بن اقیشر' اقیشر کا نام عمیر بن عبداللہ بن حبیب بن یسار بن ناجیہ بن عمرو بن حارث بن کثیر بن ہند بن طلحہ بن لحیان بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس الہذلی الکوفی ہے۔ نووی کہتے ہیں یہ صحابی ہیں ان سے روایت کرنے میں ان کا بیٹا منفرد ہے۔ سنن کی چاروں کتابوں نے ان سے روایت لی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کئی روایتیں بیان کی ہیں۔ **نھی عن جلود السباع:** درندوں کی کھالیں اور ان پر بیٹھنے سے آپ نے منع فرمایا۔ بیہقی کہتے ہیں کہ شاید ممانعت اس لئے کردی گئی کہ ان پر بال باقی رہ گئے جس میں دباغت نہیں ہوتی۔ مگر دوسروں نے کہا کہ شاید ممانعت کی وجہ یہ ہو کہ یہ متکبر اور فضول خرچ لوگوں کی سواریاں ہیں یا ان کھالوں کی ممانعت ہو جن کی دباغت نہیں ہوتی۔ سعید کی سند سے یہ روایت ثابت ہے اس کی اور سند نہیں ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤١٣٢) والترمذی (١٧٧٧)

الفوائد: درندوں کی کھالوں پر بیٹھنا ممنوع ہے خواہ اسکی وجہ عجم سے مشابہت ہو یا تکبر ہو۔

۱۲۵ :بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا لَبِسَ جَدِيْدًا

بَابٌ: جب نیا کپڑے پہنے تو کیا دعا پڑھے؟

اذا لبس: جب مکمل طور پر پہن چکے۔

۸۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بَاسْمِهٖ ' عِمَامَةً ' اَوْ قَمِيْصًا' اَوْ رِدَآءً ' يَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ ' اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۱۳: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے مثلاً پگڑی' قمیص' چادر اور پھر یہ دعا پڑھتے :"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ......"اے اللہ آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں آپ نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں آپ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کیلئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور جس مقصد کے لئے یہ بنایا گیا اس کے شر سے بھی ۔(ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

اذا استجد ثوبا: ان کا اصل معنی نیا بنانا ہے اور یہاں مطلب یہ ہے جب آپ ﷺ نیا کپڑا پہنتے۔سمّاہ :اس کپڑے کا نام لے کر فرماتے الحمد لله الذی رزقنی او کسانی هذه العمامة الخ۔بعض نے کہا نام لینے کا معنی نام رکھنا ہے مثلاً آپ ﷺ کے ایک عمامہ کا نام ''سحاب'' تھا۔پھر پہننے کے بعد مذکورہ دعا پڑھتے۔نام لینے کی وجہ یہ ہے تا کہ حمد نعمت کے مقابل ہو حالانکہ حمد تو اس سے ستر گنا افضل ہے۔بعض نے کہا

النَّحْو : کسوتینه: یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر اسالك خیره: ہے۔اسالك خیره: یعنی جو کپڑا آپ ﷺ نے میری طاقت واختیار کے بغیر پہنایا اور اس کی خیر پہنچانے کا طالب ہوں۔صنع له: جس کے لئے بنایا گیا یعنی اعضاء و جوارح اور قلب سے عطاء کرنے والے کا شکریہ۔اعوذبك: اس کا عطف اسالک پر ہے۔یعنی میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔من شر ما صنع له: یعنی ناشکری (طیبی)

تخریج : اخرجه احمد (١٢٢٤٨) و ابو داود (٤٠٢٠) والترمذی (١٧٧٣) والحاکم (٧٤٠٨) وابن حبان (٥٤٢٠)

الفوائد :ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہئے۔نئے کپڑے کا ادب حمد نعمت باری ہے اور اللہ تعالیٰ سے برکت اور کپڑے کے شر سے پناہ طلب کرنا ہے۔

۱۲۶ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَآءِ بِالْيَمِيْنِ فِي اللِّبَاسِ

بَابٌ: پہننے میں دائیں جانب مستحب ہے

اس باب کا مقصود گزر چکا' وہاں احادیث بھی ذکر کر دی گئیں۔

ابتداء بالیمین فی اللباس: کا مطلب یہ ہے کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے پہلے آستین میں داخل کرے اور موزے شلوار جوتے میں یہی حکم ہے کیونکہ لباس عضو کی تکریم ہے اور دایاں کرامت کا زیادہ حقدار ہے۔ مقصودہ: دائیں جانب کا ہر چیز میں استحباب ثابت کرنا۔ سابقہ ابواب کی روایات کو دوبارہ لوٹانے کی حاجت نہیں۔

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهٗ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ۔

اس باب کا مقصد و ما حصل گزر چکا وہاں صحیح احادیث ذکر کر دی گئی ہیں۔

۱۲۷: بَابُ آدَابِ النَّوْمِ وَالْاِضْطِجَاعِ وَالْقُعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

بَابٌ: سونے' لیٹنے' بیٹھنے' مجلس' ہم مجلس اور خواب کے آداب

النوم: ایک بھاری پردہ جو دل پر حملہ آور ہو کر اسے اشیاء کی پہچان سے منقطع کر دے۔ اسی لئے تو اس کو آفت کہا گیا کیونکہ نیند موت کے ہم قرین ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نیند قوت و عقل دونوں کو زائل کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا دونوں کو ڈھانپنے والی ہے۔ فرق: اونگھ کا اثر صرف سر میں اور نعاس (ہلکی نیند) کا اثر آنکھ میں ہوتا ہے۔ بعض نے دونوں کو ایک ہی کہا ہے۔ بعض نے کہا اونگھ چہرے پر ظاہر ہونے والی نیند کی ہوا کو کہتے ہیں۔ پھر یہ وہاں سے دل کی طرف اٹھتی ہے۔ انسان کو اونگھ میں مبتلا کرتی ہے جس سے وہ سو جاتا ہے (المصباح) فقہاء کا ارشاد: جنون عقل کو زائل کرتا ہے اور سکر و اغماء دونوں عقل پر غلبہ پاتے ہیں۔ نیند صرف عقل کو ڈھانپتی ہے۔ نیند کی علامت خواب ہے اور نعاس کی علامت حاضرین کی بات کا سننا ہے اگرچہ معنی سمجھ میں نہ آئے۔ لا اضطجاع: یہ ضجع سے باب افتعال ہے۔ زمین پر پہلو کے رکھنے کو کہتے ہیں۔

٨١٤ : عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ ' وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ ' وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ ' وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ ' رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ' لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ' اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ ' وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فِيْ كِتَابِ الْاَدَبِ مِنْ صَحِيْحِهٖ۔

۸۱۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر سونے کے لئے تشریف لاتے تو دائیں جانب لیٹ کر یوں دعا کرتے: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ' وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ

اِلَیْکَ ...... اے اللہ میں نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے چہرے کو آپ کی طرف متوجہ کیا اور اپنے معاملے کو آپ کے حوالے کیا اور رغبت وخوف کے ساتھ میں نے اپنی پشت کو آپ کی پناہ میں دیا۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کوئی چھوٹنے کا مقام نہیں مگر تیری ہی طرف سے میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر جو تو نے بھیجا۔ بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ کتاب الادب میں بیان کیا۔

آوی: ملنا۔ فراشه: جو چیز سونے کے لئے بچھی ہو۔ شقه الایمن: یہ دل کے لئے زیادہ مفید اور جاگنے کے لئے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں دل لٹکا ہوا رہتا ہے وہ نیند میں ڈوبتا نہیں۔ ثم: یہ فا کی جگہ عاریۃً استعمال کیا یا کسی اور دعا کے بعد یہ دعا پڑھتے۔ اسلمت نفسی الیك: میں بلاتعرض اپنے نفس کو آپ کے حوالے کیا۔ جیسا کہ آقا کو اپنے بندے پر حق بنتا ہے۔ دل کے سچے ارادے سے یہ بات کہے ورنہ جھوٹ کی وجہ سے اس کے غضب کا حقدار ہوگا۔ وجھی الیك: چہرہ سب سے اعلیٰ عضو ہے۔ اس کو بھول کر ذات مراد لی کیونکہ چہرہ صورت کا مقام جس سے جمال کا امتیاز ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصورة الرأس فاذا قطع الراس فلا صورة: (معجم اسماعیلی من حدیث ابن عباس) (جامع صغیر) فی الراس: کا مطلب اس کے قریب ہے۔ فوضت امری الیك: میں نے اپنے کو آپ کے سپرد کیا جو اپنے کو اپنے مولیٰ کے سپرد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ والجات: میں پشت کو آپ کی طرف لوٹایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکڑ سے بچنے کی جگہ آپ ہی کی بارگاہ ہے۔ رغبة: یہ مفعول لہ ہے۔ یعنی آپ کے ثواب کی طمع کرتے ہوئے۔ رھبة الیك: آپ کی سزا سے ڈر کر بعض نے اس کو رہبۃ کے متعلق کیا اور اس کا متعلق حذف مانا۔ (۲) دونوں اس مفعول کے متعلق تنازعہ کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہوا ''ہم اپنی دونوں حالتوں میں آپ کی پناہ چاہتے ہیں نہ غیر کی۔ بعض نے لف نشر مرتب مانا) لا ملجاء و لا منجا: ان دونوں کو ہمزہ اور لین کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ ملجاء جس پر ٹیک لگائی جائے۔ الا الیك: آپ سے پناہ ونجات کی جگہ آپ کی بارگاہ کے سوا کہیں نہیں۔

النّحو: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ آمنت بکتابك: کتاب سے جنس کتاب مراد ہے اور معہود کتاب قرآن مجید ہے اور ایمان تصدیق کے معنی میں ہے۔ ایمان میں تمام کتابیں شامل ہیں۔ ونبیك الذی ارسلت: تمام خلق کی طرف بھیجے جانے والے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔

تخریج : اخرجه احمد (٦/٨٦١١) والبخاری (٤٢٧) و مسلم (٢٧١٠) و ابوداود (٥٠٤٦) والترمذی (٣٣٩٤) والنسائیی (٧٧٣) وابن ماجه (٣٨٧٦) و أبو یعلی (١٦٦٨) وابن حبان (٥٥٢٧)

الفوائد: اَسْلَمْتُ کہہ کر بندے نے یہ ظاہر کیا کہ اس کے تمام اعضاء اس کے اوامر و نواہی کے مطیع ہیں اور وَجَّھْتُ وَجْھِیْ کہہ کر اپنے سے منافقت کی نفی کی فَوَّضْتُ اَمْرِیْ کہہ کر بتلایا کہ میرا مدبر اللہ تعالیٰ ہے۔

٨١٥ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ" وَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَفِیْهِ :"وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۱۵: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو اور پھر اپنی دائیں جانب یوں کہو اوپر والی دعا ذکر کی اور اس میں یہ بھی فرمایا ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

مضجعك: لیٹنے کی جگہ۔ **وضوء ك للصلاة:** شرعی وضو مراد ہے۔ **اجعلهن:** یعنی مذکورہ کلمات۔ **آخر ما تقول:** تاکہ سب سے اختتامی عمل یہی ہو۔ اگر اسی حالت میں موت آ گئی بلند مرتبہ مل جائے گا۔

۸۱۶ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۱۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں ادا فرماتے پھر جب صبح طلوع ہو جاتی دو ہلکی رکعتیں ادا فرماتے پھر اپنے دائیں پہلو پر اس وقت تک لیٹے رہتے یہاں تک کہ مؤذن آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز کی) اطلاع دیتا۔ (بخاری و مسلم)

احدی عشرة ركعة: ایک روایت میں آیا ہے کہ چھ الگ الگ ہوئیں۔ پانچ کے ساتھ طاق بناتے ان کے درمیان نہ بیٹھتے بس آخر میں بیٹھتے۔ **الفجر:** سے صبح صادق مراد ہے۔ **ركعتين خفيفتين:** یہ فجر کی دو سنتیں ہیں۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تاکہ انسان کو قبر کا لیٹنا یاد رہے اور یہ چیز اسے دن میں اچھے اعمال پر آمادہ کرے۔ یہ لیٹنا ہر اس آدمی کے لئے سنت ہے جو قیام لیل کرنے والا ہو۔ **فيؤذنه:** یہ ایذان سے ہے جس کا معنی اطلاع دینا۔ یعنی تاکہ وہ آپ کو اطلاع کرے کہ لوگ نماز کے لئے آ چکے ہیں۔ آپ ﷺ اٹھ کر امامت کرائیں۔

تخريج: اخرجه احمد (۹/۲۵۰۶۳) والبخاری (۶۲۶) و مسلم (۷۳۶) والدارمی (۱/۳۳۷) و ابو داود (۱۳۳۵) والترمذی (۴۴۰) والنسائی (۱۷۶۱) و مالك فی موطه (۲۶۴) وابن حبان (۲۴۶۷) والبیهقی (۳/۴۴)

الفرائد: آپ ﷺ کی تہجد کی کیفیت ذکر کی گئی ہے۔ تہجد کے بعد دو سنتیں پڑھ کر آپ ﷺ کبھی لیٹ جاتے اور کبھی باتیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معمول نہ تھا جیسا بعض جدید مجتہد کرتے ہیں۔

۸۱۷ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۱۷: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے جب حضورؐ اپنے بستر پر رات کے وقت لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنی رخسار کے نیچے رکھ کر یوں دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ ...... اے اللہ آپ کے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں اور جب آپ بیدار ہوتے تو

یوں فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ...... تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی ہی کی طرف اٹھنا ہے۔ (بخاری)

اخذ مضجعه: نیند کا ارادہ فرماتے۔ **وضع یدہ تحت خدہ**: ترمذی میں **کفه الیمین خدہ الایمن**: ہے۔ آپ دائیں کو ہر کام میں پسند فرماتے نیز نیند موت کی ہم قرین ہے۔ یہ ہیئت نزع ہے اور قبر میں لیٹنے کی حالت ہوگی۔ اسی وجہ سے بیٹھ کر جو نماز سے عاجز ہو اس کو یہ حالت سب نماز کے لئے سب سے افضل ہے۔ **ثم یقول**: ترمذی میں واؤ کے ساتھ ہے گویا یہاں اسی معنی میں ہے۔ اس طرح فرماتے: **اللھم باسمك**: قرطبی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے آپ مجھے زندگی اور موت دینے والے ہیں پس میری موت وزندگی آپ کی قدرت سے ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں معنی یہ ہے: **بك احیاء و اموت**۔: آپ کی مدد سے میں زندہ رہتا اور مرتا ہوں۔ اسی طرح اسماء کا اضافہ کرنا نہیں پڑتا۔ قرطبی کہتے ہیں یہ معنی بھی ہوسکتا ہے۔ آپ کے محیی نام کی برکت سے میں زندہ ہوتا اور آپ کے ممیت اسم کی برکت سے میں مرتا ہوں۔ بلمک کی تقدیم اہتمام کے لئے ہے۔ **الذی احیانا**: یعنی وہ ذات جس نے ہمیں جگایا اس میں استعارہ تبعیہ ہے۔ اسی سے اماتنا میں ظاہری حال مجاز کا قرینہ ہے۔ طیبی کہتے ہیں جب دنیا کی زندگی سے انتفاع نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے میں ہے اور سونے والے کا اس میں کچھ بھی حصہ نہیں تو وہ اس انتفاع میں میت کی طرح ہوگیا پس حمد یہ شکریہ ہے تاکہ یہ نعمت پالے اور وہ انقطاع ختم ہو۔ اس طرح یہ جملہ **والیه النشور**: کے ساتھ باربط بن جاتا ہے۔ نشور کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں اس نے جو کمایا اس کا ثواب پانے کے لئے اس کی بارگاہ میں لوٹنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور کسی کا اس میں ذرہ بھر دخل نہیں۔

تخریج : بخاری فی الدعوات' سنن الاربعه' ابو داؤد فی الادب والترمذی فی الدعوات والشمائل' نسائی فی الیوم واللیله' ابن ماجه فی الدعاء۔

الفوائد :اس روایت میں آپ ﷺ کے بستر پر لیٹنے اور پھر نیند سے بیداری کے بعض افعال واحوال کا تذکرہ ہے۔

۸۱۸ : وَعَنْ یَعِیْشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ اَبِیْ : "بَیْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی بَطْنِیْ اِذَا رَجُلٌ یُّحَرِّکُنِیْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ : "اِنَّ هٰذِهٖ ضَجْعَةٌ یُّبْغِضُهَا اللّٰہُ" قَالَ :فَنَظَرْتُ ' فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۸۱۸: حضرت یعیش بن طخفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کہنے لگے اسی دوران میں کہ میں مسجد کے اندر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی آدمی مجھے پاؤں سے حرکت دینے لگا۔ پھر فرمایا کہ یہ لیٹنا اللہ کو ناپسند ہے جونہی میری نگاہ پڑی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

یعیش ابن طخفه: یہ غفاری ہیں اور یہ شامی صحابی ہیں۔ **قال ابی**: اس سے ابوطخفہ مراد ہیں حافظ کہتے ہیں روایت طخفہ کی یہ حدیث نہیں۔ **مضطجع**: نیند میں چت لیٹنا (النہایہ) **یحرکنی برجله**: میرے بیدار ہونے کے بعد تاکہ اپنے حرکت

دینے کی حکمت وہ بیان کرے۔ ضجعة: ایک بار کا لیٹنا۔ يبغضها الله: نہی کو مجازاً تعبیر کیا کیونکہ جو افعال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں وہ ممنوع ہیں۔ فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا مفاجات کے لئے ہے۔ دوسرے جملے کی خبر محذوف ہے۔ (۲) مبتداء بھی محذوف ہوسکتا ہے اچانک میں نے دیکھا کہ مجھے جگانے والے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

تخریج: اخرجه احمد (١٥٥٤٣) و ابو داود (٥٠٤٠) و ابن ماجه (٣٧٢٢) و قد اخرجه احمد (٣/٧٨٦٧) والترمذى (٢٧٧٧) والحاكم (٤/٧٧٠٩) وابن حبان (٥٥٤٩)

الفرائد: رائی کو اپنے گلے کی ہر وقت دیکھ بھال رکھنی چاہئے۔ پیٹ کے بل لیٹنا ممنوع ہے یہ آگ والوں کا لیٹنا ہے۔

٨١٩ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اَلتِّرَةُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ، وَهِيَ: النَّقْصُ، وَقِيْلَ: التَّبِعَةُ.

۸۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی جگہ بیٹھا اور وہاں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وبال ہوگا اور جو آدمی کسی نیند کی جگہ لیٹا اور اس جگہ میں اللہ کو یاد نہ کیا تو اس پر بھی اللہ کا وبال ہے۔ (ابوداؤد)

حسن سند کے ساتھ۔

اَلتِّرَةُ: کمی یا وبال یا کوتاہی اور حسرت کے معنی بھی ہیں۔

اَللُّغَاتُ: مقعدًا: یہ مصدر میمی ہے یا اسم ظرف ہے یعنی ایسی جگہ۔ لم يذكر الله: یہ جملہ محل صفت میں ہے۔ كانت عليه من الله ترةٌ: (۱) مرفوع ہو یہ کان کا اسم ہے اور ایک ظرف اس کی خبر ہے (۲) یہ نصب کی حالت میں حال ہے کان کی خبر بھی بن سکتا ہے اور اسم قعدہ کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہے (۳) ترہ بمعنی نقص ہے اور ظرف اسی سے متعلق ہیں۔ ومن اضطجع: جو چت لیٹ گیا مگر اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا اس پر گناہ ہوگا۔ نفی کا لفظ دونوں جملوں پر الگ تفنن تعبیر کے لئے ہے۔ ترہ: جس کا کسی ظلم کے بدلے مطالبہ کیا جاتا ہے (المصباح) ابن اثیر نے نقص معنی کیا ہے (النہایہ)

تخریج: اخرجه الحميدى (١١٥٨) و ابو داود (٤٨٥٦) واخرج احمد (٣/٩٨٥٠)

الفرائد: بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے۔ اہل جنت کو اس گھڑی پر افسوس ہوگا جو ان کی دنیا میں بغیر ذکر گذری۔ ایمان والے اللہ کو ہر وقت یاد کرتے ہیں: الذين يذكرون الله قيامة......۔

۱۲۸ : بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى

الْأُخْرٰى اِذَا لَمْ يَخَفِ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

بَابٌ ۸: چت لیٹنا اور ٹانگ پر رکھنا ٹانگ بشرطیکہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اور چوکڑی مار کر اور اکڑوں بیٹھ کر ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا جائز ہے

استلقاء: فقہاء نے اس کا معنی گدی پر لیٹنا کیا ہے۔ قفا: یہ اسی کی وضاحت ہے (المصباح) و وضع: استلقاء کی حالت میں ایک پاؤں کا دوسرے پر رکھنا۔ اس سلسلے میں ممانعت کی روایات کو ستر کھل جانے کی قید سے متعلق کریں گے۔ محتبیا: یہ دو بازوں سے اپنے گھٹنوں کو کھڑا کر کے یا عمامہ سے باندھ کر بیٹھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اسی طرح بیٹھا کرتے تھے یہ تواضع سے قریب ترین حالت ہے۔ نماز میں مجبوری کے علاوہ یہ حالتیں درست نہیں۔ بعض نے اسی کو اقعاء کہہ دیا مگر یہ درست نہیں اقعاء کی صورت یہ ہے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو کھڑا کیا جائے اور ران کے پیچھے دونوں سرینوں کو رکھا جائے۔ یہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت ہے۔ اگرچہ افتراش افضل ہے۔

۸۲۰ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۲۰: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے اس حالت میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عبداللہ بن زید: رضی اللہ عنہ کے حالات تفصیل سے گزرے۔ باب اباحۃ الشرب من الاوانی الطاہرۃ۔ مستلقیا فی المسجد: یہ جواز کی دلیل ہے۔

تخریج : بخاری فی الصلاۃ (۴۷۵) مسلم فی اللباس، (۲۱۰۰) ابو داؤد فی الادب، (۴۸۶۶) ترمذی فی الاستیذان، (۲۷۶۵) نسائی فی الصلاۃ (۷۲۰) وابن حبان (۵۵۵۲) والدارمی (۲/۲۸۲) والحمیدی (۴۱۴)

۸۲۱ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۸۲۱: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو سورج کے اچھی طرح طلوع ہونے تک اپنی جگہ پر چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند سے۔

تربع: اپنی نماز ادا کرنے کے بعد نماز کی جگہ میں چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے اور طلوع شمس تک اللہ تعالیٰ کو یاد فرماتے رہتے۔ اس

میں چوکڑی مار کر بیٹھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حسناء: خوب سفید۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤٨٥٠) و مسلم (٦٨٠)

الفرائد :مسجد میں ٹیک لگانا درست ہے اور استراحت کے لئے لیٹنا بھی درست ہے۔ حدیث میں مذکورہ اجر چت لیٹنے والے کو بھی ملتا ہے۔ نماز فجر کے بعد چوکڑی مار کر بیٹھنا جائز ہے۔

٨٢٢ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَآءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ هٰكَذَا ' وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَآءِ وَهُوَ الْقُرْفُصَآءُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۲۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں احتباء کی حالت میں دیکھا اور پھر عبداللہ نے احتباء کی کیفیت ذکر کی اور قرفصاء بھی اسی حالت کا نام ہے۔ (بخاری)

بفناء الكعبة :فناء جمع افنیہ۔ صحن' دراز جانبیں۔ **محتبیا**: یہ ہاتھ سے احتباء ہے۔ اس کو قرفصاء بھی کہتے ہیں یعنی چوتڑ زمین پر رکھ کر رانوں کو پیٹ سے ملانا اور دونوں ہاتھوں کو پنڈلیوں کے گرد لپیٹنا (الجوہری) دونوں گھٹنوں پر جھک کر بیٹھنا پیٹ کو رانوں سے لگا کر دونوں ہتھیلیوں کو بغل میں دبانا۔ دیہاتی اسی طرح بیٹھتے ہیں۔

تخریج : اخرجه البخاری (٦٢٧٢)

الفرائد :مسجد میں احتباء جائز ہے جب کہ ستر کھلنے کا خطرہ نہ ہو۔

٨٢٣ : وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَآءَ' فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُّ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ ۔

۸۲۳: حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرفصاء کی حالت میں بیٹھے دیکھا۔ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹھنے کی حالت انکساری والی دیکھی تو میں خوف سے کانپ اٹھی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

قیلہ: قاف مفتوح ہے۔ بقول حافظ ان کا نام عنبریہ (کذا فی اسد الغابہ) بعض نے عنزیہ بعض نے عنویہ کہا ہے۔ ان کو تمیمیہ کہا گیا ہے اور عنبر کا تعلق بنو تمیم سے ہے یہ صحابیہ ہیں۔ ان کی طویل روایت ہے جس کو الیواقیت الفاخرۃ: میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو ابن عبدالبر اور ابن مندہ اور ابونعیم نے بھی ذکر کیا۔ حافظ کہتے ہیں یہ حبیب بن ازہر کی زوجہ تھیں اس سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس نے وفات پائی تو اس کی بیٹیاں عمر بن ایوب بن ازہر چھین کر لے گیا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت لے گئیں۔ **قرفصاء**: چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ **المتخشع فی الجلسة**: نصب کی صورت میں یہ رسول کی صفت ہے۔ **ارعدت من الفرق** : **فرق یفرق** (ڈرنا)

تخریج : اخرجه ابو داود (٤٨٤٧) ابو داو (٣٠٧٠) والترمذی (٢٨٣٣)

الفرائد: (قرفصاء) بیٹھنے کی یہ کیفیت خشوع وخضوع والی ہے۔ آپ کے وقار ورعب کا تذکرہ ہے۔

٨٢٤ : وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اِلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ: "اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ!" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۲۴: حضرت شرید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا جبکہ میں اس طرح بیٹھا تھا کہ میں نے بایاں ہاتھ پشت کے پیچھے رکھا ہوا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کی طرح کا بیٹھنا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوا۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

شرید: شین مفتوح ہے۔ ان کے والد کا نام سوید ہے (سین مضموم ہے) یہ ثقفی حجازی ہیں۔ بعض نے مضرمی کہا ہے رضی اللہ عنہ۔ عامری کہتے ہیں ان کو ثقیف میں شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کے اخوال ہیں۔ بعض نے کہا ان کے ہاتھوں قوم کا ایک آدمی مارا گیا یہ مکے چلے گئے اور ثقیف سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر بیعت رضوان میں شامل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام شرید رکھا۔ مسلم نے ان کی دو حدیثیں بیان کیں اور ابوداؤد نسائی نے بھی ان سے روایت لی۔

اللغات: انا جالس هکذ: یہ مر کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ الیه هدی: انگوٹھے کی جڑ سے لے کر چھنگلیا کی جڑ تک کا حصہ (النہایہ) علامہ سیوطی کہتے ہیں انگوٹھے کی جڑ سے نیچے تک کا حصہ۔ قعدۃ: (قاف مکسور) کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ تشبیہ بالکفار ممنوع ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤٨٤٨) والحاكم (٤/٧٧٠٣)

الفرائد: غیر معمول سے مشابہت کی ممانعت کی گئی ہے۔ نہی عن المنکر میں تاخیر نہ ہونی چاہئے۔

١٢٩ : بَابُ آدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ

بَابٌ: مجلس اور ہم مجلس کے آداب

جلیس: یہ جالس کے معنی میں ہے۔

٨٢٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ رَجُلًا مِّنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا ' وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ لَمْ يَجْلِسْ فِيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص دوسرے کو ہرگز اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود پھر وہاں بیٹھ جائے۔ لیکن تم مجلس میں وسعت و فراخی کر دو۔ جب ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس سے جب کوئی شخص اُٹھ جاتا تو آپ اس کی جگہ نہ بیٹھتے۔ (بخاری و مسلم)

لا یقیمن احدکم: یہ نہی نفی کے مشابہ ہے اس میں عموم ہے اور نہی تحریمی ہے۔ **رجلاً:** کوئی شخص بیٹھنے والا خواہ مرد ہو یا عورت مرد کا تذکرہ شرافت کی وجہ سے کیا۔ اس کا عموم اس بات کو بھی شامل ہے کہ جب آنے والا بیٹھنے والے سے علم یا اصلاح کی وجہ سے افضل ہو تب اس آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھانا جائز نہیں جو مباح جگہ میں پہلے بیٹھ چکا ہو۔ البتہ فقہاء نے مسجد میں تدریس کرنے والے کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا اگر اس کی جگہ کوئی دوسرا بیٹھ جائے تو مدرس اس کو اٹھا سکتا ہے اور بائع کا بھی یہی حکم ہے کہ جب بازار میں وہ کسی جگہ سے مانوس ہو جائے تو وہاں اور کسی کے بیٹھنے کی صورت میں وہ اسے اٹھا سکتا ہے۔ **ثم یجلس فیہ:** (۱) لا نافیہ کے مدخول پر عطف کر دیں تو یہ مجزوم ہوگا (۲) جملہ مستانفہ ہو تو مرفوع ہوگا یا مبتداء مقدر مانیں (۳) نصب کی صورت میں ان مضمر ہوگا کیونکہ یہ طلب کے جواب میں ہے اور ثم یہاں واؤ کی جگہ لائے۔ یہ صورتیں حدیث **لا یبولن احدکم فی الماء الراکد ثم یغتسل فیہ۔ لکن توسعوا:** مجلس میں آنے والے کے سلسلہ میں استدراک کیا کہ اس کے لئے وسعت میں ذرا تکلف کرلو۔ **وتفسحوا:** یہ عطف تفسیری ہے۔ **وکان ابن عمر:** جب ان کے لئے کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جاتا تو تورعاً وہاں نہ بیٹھتے تا کہ شارع نے جس بات سے منع کیا وہ ان کی طرف منسوب نہ ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/٥٦٢٩) والبخاری (۹۱۱) و مسلم (۲۱۷۷) والترمذی (۲۷٥۰) و عبد الرزاق (۱۹۸۰٦) و ابن حبان (٥۸٦) وابن ابی شیبة (۸/٥۸٤) والدارمی (۲/۲۸۱) والبخاری (۱۱٤۰) والبیهقی (٦/۱٥۰)

الفرائد : اس میں اسلام کا عظیم ادب سکھایا کہ دوسروں کے لئے مجلس کو وسیع کر دو۔ مجلس میں بیٹھنے والا اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے جب تک مجلس قائم ہے۔

۸۲٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۲٦: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مجلس سے اٹھ جائے پھر وہ واپس لوٹ آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

مجلس: وہ وہاں نماز کے انتظار میں ٹھہرا ہو۔ پھر عذر کی وجہ سے وہ اٹھ جائے۔ **ثم رجع:** پھر واپس تشریف لے آئے۔ **فهو احق به:** وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اسی طرح جب کوئی عالم اپنی مقرر جگہ سے اٹھ جائے تو واپس لوٹنے پر وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۸٥۱۷) والدارمی (۲/۲۸۲) و مسلم (۲۱۷۹) و عبد الرزاق (۱۹۷۹۲) و ابو داود (٤۸٥۳) و ابن حبان (٥۸۸) و ابن ماجه (۳۷۱۷) والبیهقی (۳/۲۳۳)

الفرائد : جو ضرورت سے مجلس سے جائے اسکی جگہ نہ بیٹھنا چاہئے۔ اگر وہ مستقل طور پر چلا جائے یا دوسری جگہ منتقل ہو تو پھر

وہاں بیٹھ سکتا ہے۔

۸۲۷ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۲۷: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ہم میں ہر ایک وہیں بیٹھ جاتا جہاں مجلس ختم ہوتی۔ (ابوداؤد' ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حیث ینتھی: خواہ وہ درمیان ہو یا نچلی جانب ہو۔ روایت میں وارد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہاں آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور اس کی وجہ یہ ہے آنے والا اگر مخصوص جگہ کا طلبگار ہو کہ جہاں دوسرا پہلے بیٹھ چکا اگر یہ اسے اٹھا کر بیٹھے گا یا اس کو سرکشی سے تنگ کرے گا تو یہ مؤمن کی شان کے خلاف ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۷/۲۰۹۸۳) والطیالسی (۷۸۰) بخاری (۱۱٤۱) و ابو داود (٤٨٢٥) والترمذی (۲۷۳٤) وابن حبان (٦٤٣٣) والبیهقی (۳/۲۳۱)

الفرائد: علمی حلقوں میں آداب کا خیال رکھنا لازم ہے۔ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

۸۲۸ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَّيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۲۸: حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس حد تک ہو سکتا ہے خوب پاکیزگی حاصل کر لے اور اپنے گھر میں میسر تیل اور خوشبو استعمال کرے۔ پھر گھر سے نکل کر جائے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے۔ پھر جو میسر ہو نماز ادا کرے اور جب امام کلام کرے تو وہ خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

سلمان الفارسی: رضی اللہ عنہ ان کو سلمان الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی سے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا تمہارا نسب کیا ہے تو فرمایا ابن اسلام۔ یہ فارس کے رہنے والے ہیں۔ اصبہان کی ایک بستی اس کا وطن مالوف تھا۔ بعض نے ان کو رام ہرمز کی نسل سے بتلایا۔ ابتداء میں اسلام لائے ان کے اسلام کا قصہ بہت طویل ہے۔ انہوں نے پہلے پہل غزوہ خندق میں شرکت کی۔ اس کے بعد پھر کسی غزوہ میں غیر حاضر نہ رہے۔ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کروا دیا تھا۔ یہ عالم' زاہد' فاضل صحابہ میں سے

تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرابت والوں میں شامل فرمایا۔ ارشاد فرمایا: **سلیمان منا اھل البیت**: ان ہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گروہوں کی آمد پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے عراق میں رہائش اختیار کی۔ یہ اپنے ہاتھ سے ٹوکریاں بناتے تھے اور اسی سے اپنا گزر اوقات کرتے۔ ان کی عمر بالاتفاق دو سو پچاس سال ہوئی۔ بعض نے ساڑھے تین سو سال لکھی ہے اور بعض نے تو یہ کہا ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے وصی سے ملاقات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساٹھ روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ جن میں سے تین متفق علیہ اور تین صرف مسلم نے نقل کی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علی، عمار، سلیمان رضی اللہ عنہم اس کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

جمعہ کے غسل کا وقت طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے اور زوال کے قریب غسل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

اَللُّغَۃُ: **ما استطاع**: اس میں ما مصدریہ ہے اور مضاف یہاں محذوف ہے یعنی اپنی طاقت کی مقدار جو اچھی خوشبو میسر ہو یا جو اچھا تیل۔ ایک دوسری روایت میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں: **من طیب بیتہ**: یعنی خوشبو کی وہ قسمیں جو اس کو میسر آئیں پھر وہ نماز کا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکل جائے۔ **فلا یفرق بین اثنین**: دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ کرے جبکہ انہوں نے درمیان میں جگہ نہ چھوڑی ہو اگر جگہ چھوڑ دی گئی ہو پھر وہاں بیٹھنا ثواب کے حاصل ہونے میں نقصان نہیں دے گا۔ **یصلی ما کتب لہ**: نماز سے یہاں نفلی نماز مراد ہے اور خاموشی سے امام کے خطبہ شروع کرنے کے وقت خاموشی مراد ہے۔

الا غفر: یہ مجہول کا صیغہ ہے۔ دوسرے جملہ کے ثواب سے مراد تمام سابقہ نمازوں اور اس کے بعد والی مراد ہیں یعنی اسکا ثواب پورے ہفتہ کے گناہوں کا کفارہ بن جائیگا۔ یہاں گناہوں سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہو۔

تخریج: اخرجه احمد (۲۳۷۸۶/۷) والبخاری (۸۸۳) والدارمی (۳۶۲/۱) وابن ماجه (۱۰۹۷) وابن حبان (۲۷۷۶) وابن خزیمة (۱۷۶۳)

الفرائد: جمعہ کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا، اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے۔ لوگوں کی گردنیں پھاند کر جانا درست نہیں۔ سکون وقار سے چلنے، لغویات کو ترک کرنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۸۲۹ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ: "لَا يَجْلِسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا"

۸۲۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے لئے درست نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی مرضی کے بغیر جدائی ڈالے۔ (ترمذی، ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آدمی کو دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہئے۔

جدہ: ان کے والد کے دادا عبداللہ بن عمرو ہیں جیسا کہ پہلے گزرا۔ یہاں حلال نہ ہونے کا مطلب مباح یا جائز ہونا ہے۔ **ان یفرق بین اثنین الا باذنھما**: علقمی کہتے ہیں اگر دو آدمی آپس میں آہستہ بات کر رہے ہوں اور تیسرا آدمی اس جگہ ہو کہ جو ان کی کلام نہ سن رہا ہو وہ ان کا کلام سننے کے لئے آیا تو اس کو سننا جائز نہیں۔ ابن بر کہتے ہیں سرگوشی کے دوران تیسرے آدمی کو

ان کی سرگوشی میں داخل ہونا جائز نہیں بلکہ اسے نہ ان کے پاس بیٹھنا چاہئے اور نہ ہی ان سے دور بیٹھنا چاہئے مگر جبکہ وہ اجازت دیں۔ان کا الگ بیٹھنا اس کی موجودگی سے نفرت کو ظاہر کرتا ہے۔یہ بات اور بھی اس وقت پختہ ہو جاتی ہے جب دونوں میں سے ایک زوردار آواز والا ہو تو وہ موجودہ سے اپنی بات کو نہ چھپا سکے گا یا خود یہ موجود آدمی ایسی پختہ سمجھ رکھتا ہے کہ جو کچھ یہ سنے گا جس کے ذریعے سے باقی کلام پر مسلط ہو جائے گا تو ایسی چیز سے مومن کی حفاظت کرنا جو مومن کے لئے ایذا دینے والی ہو یہ بھی مطلوب ہے اگرچہ اس میں مراتب کا فرق ہوگا۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/۷۰۱۸) و ابو داود (۴۸۴۵) والترمذی (۲۷۶۱)

الفوائد :دوآدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنا ممنوع ہے۔دواکٹھے بیٹھنے والوں میں تفریق ممنوع ہے۔

۸۳۰ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ' وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلْقَةٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ :مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ – اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۳۰:حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو حلقہ کے درمیان بیٹھے۔(ابوداؤد بسند حسن)اور ترمذی نے ابومجلز کی روایت سے نقل کیا کہ ایک شخص کسی حلقہ کے درمیان میں بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا حلقے کے درمیان میں بیٹھنے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے مطابق ملعون ہے یا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت فرمائی ہے جو حلقہ کے درمیان میں بیٹھے۔(ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

من جلس وسط الحلقة: درمیان حلقہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی لوگوں کی گردنیں پھاند کر درمیان میں آ کر بیٹھ جائے تو اس تکلیف دینے کی وجہ سے اس پر لعنت کی گئی ہے۔اس کے بیٹھنے کی وجہ سے کئی آدمیوں کو نقصان پہنچا۔کئی کے چہروں کے سامنے وہ رکاوٹ بن گیا۔ترمذی نے ابومجلز اس کا نام لاحق بن حُمید سدوسی بصری ہے کہ ایک آدمی ایک حلقے کے درمیان میں آ گھسا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۴۸۲۶) والترمذی (۲۷۶۲) و احمد (۹/۲۳۴۳۶)

لفوائد :حلقہ کے درمیان بیٹھنا ممنوع ہے۔ایسا کرنا لعنت کا باعث ہے کہ یہ تکبر کی علامت ہے۔

۸۳۱ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ۔

۸۳۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بہترین مجالس وہ ہیں جو فراخ ہوں۔ (رواہ ابوداؤد) صحیح سند سے شرط بخاری پر روایت کیا ہے۔

خیر المجالس: وسیع مجلس کو اس لئے بہتر کہا کہ اس میں بیٹھنے والے کو راحت مل جاتی ہے اور مجلس کی تنگی کی وجہ سے کینہ اور بغض پیدا ہونے کا امکان نہیں ہوتا۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١١٣٧) والبخاري (١١٣٦) و ابو داود (٤٨٢٠) والحاكم (٧٧٠٤)

الفرائد : مجلس کو وسعت کرنی چاہئے۔ دوسرے کے لئے جگہ دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

٨٣٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ، اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۳۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں بہت سی فضول باتیں اس سے ہوئیں پھر اس نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھ لیا تو اس مجلس کے تمام گناہ اس کے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

فی مجلس: مجلس سے مراد بیٹھنے کی جگہ ہے۔ لفظ ایسی کلام کو کہتے ہیں جو ملی جلی ہو اور اس میں بات واضح نہ ہو۔ روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس مجلس میں وہ بہت سی ایسی باتیں کرے گا جو اس کے لئے فائدہ مند نہیں یہ بات کہنا اس وقت اس کے لئے مفید ہوگا جبکہ وہ بات کہنے میں سچا ہو۔ سبحان اللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کا ایسی چیزوں سے پاک قرار دینا ہے جو اس کے لائق نہیں ہے۔ **اللھم:** یعنی یا اللہ۔ جامع کبیر کی بعض روایات میں اللھم سے پہلے ربنا کا بھی اضافہ ہے۔ **سبحانك:** یعنی آپ کی حمد کے ساتھ میں آپ کی تعریف کرتا ہوں اور یہ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ اس کو ملتبسا کے متعلق کہا جائے۔ اور اشہد کا مطلب میں جانتا ہوں اور ظاہر کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں نہ وجود میں نہ (مکان) میں۔

النحو: الا انت: یہ ضمیر لا کے محل سے بدل ہے یا لا کے اسم کے محل سے بدل ہے۔ **استغفرك:** یعنی آپ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں چاہے وہ گناہ ہوں جو میں نے اس سلسلے میں کئے ہیں۔ معفول کو عام کرنے کے لئے حذف کر دیا۔ **اتوب الیك:** مناسب یہ ہے کہ اس کا کلام کرنے والا اپنے دل سے قصد کرنے والا ہے جس پر کے یہ دونوں جملے دلالت کر رہے ہیں ورنہ وہ آدمی جھوٹا ہے اور وہ اللہ کی ناراضگی کا حقدار ہے۔

اس کا عام ہونا کبیرہ گناہوں کے علاوہ کے لئے ہے کیونکہ وہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ کے فضل کی قید بڑھائی جائے اور اس میں بھی انسانی حقوق شامل نہ ہوں کیونکہ ان میں ملوث آدمی کے گناہ کا ساقط ہونا حق تعالیٰ کی رضامندی پر

موقوف ہے۔ یہ دوسری احادیث سے بات اخذ کی گئی ہے۔ ذالك: کا اسم اشارہ اس بات کی وضاحت کے لئے ہے کہ بہت ساری غلط باتوں کی وجہ سے وہ اس مقام پر پہنچ گیا کہ اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جب اس کے وہ گناہ معاف کر دیئے گئے تو اس کا ایسی حالت میں ہونا بدرجہ اولیٰ ہے اور اس ذکر پر وہی گناہ معاف ہوتے ہیں جو اس مجلس میں اس نے کمائے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عیب والی باتوں سے تنزیہ ہے اور اس کے احسانات کے سبب اس کی تعریف ہے اور اس کی توحید کی شہادت اور پھر اس کی بارگاہ سے مغفرت کا سوال ہے۔ وہی ایسی ذات ہے کہ جس کے دروازے کا قصد کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۱۰٤۲۰) والترمذی (۳٤٤٤) وابن حبان (٥٩٤) والحاکم (۱/۱۹٦۹) وابن السنی (٤٤٧) و ابو داؤد (٤٨٥٨)

الفرائد : مجلس کے اختتام کی دعا کرنی چاہیے تاکہ غلطیاں معاف ہو جائیں۔ انسانوں کی پکڑ زبان کے اقوال پر ہوگی اور افعال پر بھی۔

۸۳۳ : وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِاٰخِرَةٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ " فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَّا كُنْتَ تَقُوْلُهٗ فِيْمَا مَضٰى؟ قَالَ :"ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِّمَا يَكُوْنُ فِي الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ '

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ رِّوَايَةِ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ : صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔

۸۳۳: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں اس طرح فرماتے : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ میں آپ سے مغفرت طلب کرتا اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسی بات فرمائی جو آپ نے پہلے نہیں فرمائی۔ آپ نے فرمایا یہ مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہے۔ (ابوداؤد)

حاکم نے اس کو مستدرک میں بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر کے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

ابو برزہ: رضی اللہ عنہ ان کے حالات باب الخوف میں گزر چکے۔ باخرة: یعنی اپنی آخری مجلس میں' یہ بھی جائز ہے کہ وہ اس کی عمر کے آخر میں ہو (النہایہ) ذلك :اشارہ بعید تفخیم شان کے لئے ہے۔ كفارة لمايكون: کفارہ یہ مبتداء بن سکتا ہے۔ یکون یوجد کے معنی میں ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (٤٨٥٩) والدارمی (۲/۲۸۳) والحاکم (۱/۱۹۷۱)

الفرائد : امت کی راہنمائی کیلئے یہ دعا سکھلائی آپ تو گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ کا استغفار رفع درجات کے لئے ہے

٨٣٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰٓؤُلَآءِ الدَّعَوَاتِ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْيَا: اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا ، وَاَبْصَارِنَا ، وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا ، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا ، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا ، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۳۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ؐ کسی مجلس سے اٹھتے تو دعائیہ کلمات ضرور پڑھتے : اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ ...... اے اللہ ہمارے لئے اپنی خشیت کا وہ حصہ عنایت فرما جو ہمارے درمیان اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے اور وہ اطاعت عنایت فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچائے اور یقین میں سے وہ عنایت فرما جس سے مصائب دنیا آسان ہو جائیں۔ اے اللہ ہمیں ہمارے کانوں سے اور آنکھوں سے اور اپنی قوتوں سے فائدہ پہنچا جب تک ہماری زندگی ہے اور ان کو ہمارا وارث بنا اور جس نے ہم پر ظلم کیا تو اس سے بدلہ لے اور ہمارے ساتھ عداوت رکھنے والوں اور ہمارے ساتھ دشمنی کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہمارے دین میں کوئی مصیبت نہ ڈال اور نہ ہی دنیا کو ہمارا بڑا مقصد اور ہمارے علم کا مقصد نہ بنا اور ہم پر ان لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرنے والے ہوں۔ (ترمذی) حدیث حسن۔

قلما: ما کانہ ہے۔ **من مجلس حتی**: حتی یہاں الا کے معنی میں ہے۔ **بھولاء الدعوات**: یہ عطف بیانی یا اللھم اقسم: سے بدل ہے۔ **من خشیتك**: جلال کی معرفت کے ساتھ ملا ہوا خوف' علماء نے اس لفظ کو ذاتِ باری کے لئے خاص کہا۔ **یخشی اللہ من عباد العلماء**: یہ خشیت عظمت ہے نہ کہ خشیت اذلال۔ علماء کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: **انا اعرفکم باللہ واشد کم له خشية**: کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا اور تم میں سب سے زیادہ خشیت والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے متعلق فرمایا: ﴿**وھم من خشیته مشفقون**﴾: کہ وہ اس کی خشیت سے ڈرنے والے ہیں۔ **ما یحول بیننا و بین معصیتك**: ما موصولہ یا موصوفہ ہے۔ **یحول**: تو مذکر ما کی وجہ سے لائے۔ یہاں سبب کی طرف نسبت کی ہے ورنہ بندے اور معصیت کے درمیان حائل ہونے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور وہ اس طرح کہ اس کے دل میں ایسی خشیت پیدا کر دے جو اس کو برائی سے روک دے۔ **ومن طاعتك...... طاجنتك**: اس کا عطف ماقبل پر ہے اور یہ اقسم کے تحت ہے۔ با سببیت اور مصاحبت کی ہو سکتی ہے۔

ومن الیقین...... الدنیا: یقین قلبی مراد ہے۔ مصائب یہ مصیبت کی جمع ہے جو چیز انسان کو ایذاء دے جیسا روایت میں ہے۔

"کل شیٔ یوذی المؤمن فھولہ مصیبۃ"۔علیٰ فی کے معنی میں ہے۔لما اضافت لامی ہے کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ہماری آنکھ کھول دے کہ جس سے ہم جان لیں کہ جو کچھ پہنچا ہے یہ ارحم الراحمین کی طرف سے ہے اس طرح اسکو سہنا آسان ہو جائیگا۔

اللھم متعنا...... ما احییتنا:اسماع سے مراد قوت سماعت ہے۔ابصار سے بصارت۔ما مصدر یہ ہے۔مطلب یہ ہے کہ جب تک زندگی باقی ہو ان قوتوں کو اپنے فضل سے باقی رکھ تا کہ کسی کی محتاجی نہ ہو۔

واجعلہ الوارث:اس کے دوام و استمرار کو وارث سے تشبیہ دی ہے۔یہ تشبیہ بلیغ ہے۔**واجعل ثارنا...... عادانا**:ثار خون کا بدلہ لینا (النہایہ) یعنی تو ظالم سے ہمارا حق لے اور اس کے ظلم پر اس کو سزا دے اور ہمیں دشمنوں پر غلبہ عنایت فرما۔عادیٰ یہ باب مفاعلہ سے بھی ہو سکتا ہے اور مغالبہ مراد بھی ہو سکتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ اغراض فانیہ کے لئے دشمنی جو کہ جائز نہیں یا تیرے افعال محرمہ کی وجہ سے وہ عداوت اختیار کرنے والا ہو۔ایسے آدمی کی بد دعا قابل قبول نہیں کیونکہ افعال الٰہی پر اعتراض بندے کو درست نہیں۔

ولا تجعل مصیبتنا فی دیننا:دین میں مصیبت یہ ہے کہ ہم اس چیز کو ناپسند کریں جس کی ادائیگی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (۲) یا ایسی چیز میں واقع ہوں جس میں مداخلت سے ہمیں روکا گیا ہے اور دینی مصیبت سب سے بڑی مصیبت ہے کیونکہ اس پر آخرت کی بدبختی مرتب ہوتی ہے۔اعاذنا اللہ منہا۔دنیا کی مصیبت تو صرف دنیا کے جانے کی حد تک ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ صبر الہام فرما دیتے ہیں اور اس پر ثواب بھی رکھا گیا ہے اگر دنیا بلا مصیبت جائے تو اس پر ثواب نہ ملے گا۔

ولا تجعل الدنیا...... علمنا:دنیا کو ھم بنانا یہ ہے کہ عبودیت کے فریضہ کی ادائیگی والے امور اور ان کو قائم کرنے میں کوتاہی کرنے لگے۔دنیا کا مبلغ علم بنانا یہ ہے کہ ہم اس علم سے دنیا تو سنواریں مگر آخرت کی درستگی نہ کریں۔کافر کا مبلغ علم دنیا ہے۔وہ اسی میں مستغرق ہے اور شہوات دنیا کے سمندروں میں تیرتا ہے اور کہتا ہے:﴿ان ھی الا حیاتنا الدنیا﴾:جو مؤمن عمارت دنیا میں مستغرق ہوا اور آخرت کی تعمیر سے غافل ہو گیا۔یہ گویا ان خسارہ پانے والوں کے مشابہ بن گیا۔اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ولا تسلط:اس سے معلوم ہوتا ہے۔حکام و عمال کا ظلم وہ اللہ تعالیٰ کے مسلط کرنے سے ہوتا ہے۔جب ان کی طرف سے کوئی مصیبت آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع ہو اور اللہ کے ساتھ تعلق میں جو بگاڑ ہے اس کو درست کرے۔اللہ تعالیٰ اس کی نار عداوت کو بھسم کر دیں گے۔یہ بہترین جامع دعا ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع ہیں۔

تخریج : اخرجہ الترمذی (۳۵۱۳) والنسائی (٤٠٤) والحاکم (١/١٩٣٤)

الفوائد:دنیوی و اُخروی معاملات میں آپ ﷺ کی توجہ ذات الٰہی کی طرف رہتی تھی۔یہ توجہ اس حکم کی تعمیل تھی: فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔

۸۳۵ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"مَا مِنْ قَوْمٍ یَقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْہِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِیْفَۃِ حِمَارٍ وَّکَانَ لَھُمْ حَسْرَۃً" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۸۳۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ تعالیٰ کی یاد کے اٹھ جاتے ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے وہ کسی مردار کے اوپر سے اٹھ کر آئے ہیں اور یہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

نحو: ما من قوم: نفی کے عموم کے لئے من کو صلہ میں لائے۔ قوم میں مرد وعورت دونوں ہی شامل ہیں۔ یقومون یہ ما کی خبر ہے۔
من مجلس: نیک و بد ہر دو مجلس مراد ہے۔

النحو: لا یذکرون اللّٰہ: یقومون کی ضمیر سے جملہ نافیہ حال ہے۔ جیفة الحمار: کو زیادہ نفرت دلانے کے لئے ذکر کیا اور اشارہ کر دیا مجلس میں یاد الٰہی چھوڑنے والا گدھے کی طرح کو دن ہے کیونکہ دنیا کے عیش میں پڑ کر سب سے شاندار عطیے کو چھوڑ دیا۔ سب سے نفیس کا ترک نری حسرت ہے کیونکہ زمانہ واپس نہ لوٹے گا۔ اس سے حسرت اور بڑھ گئی اور ضائع ہونے والے وقت کی قدر و قیمت جانے والا اس میں ذکر اللہ میں کی جانے والی کوتاہی بھڑک اٹھے گا ممکن ہے آخرت میں حسرت ہو کہ آخرت کا ثواب فوت ہو گیا اور کوتاہی نہ کرنے والے کو مل گیا طبرانی کے الفاظ یہ ہیں: "ما من قوم اجتمعوا فی مجلس وتفرقوا اولم یذکروا اللّٰہ الا کان ذلک المجلس حسرة علیهم یوم القیامة" اور احمد کی روایت میں: "ما من جلسوا مجلسا لا یذکرون اللّٰہ فیه الا رواہ حسرة یوم القیامة"۔

تخریج: ابو داود (٤٨٥٥) والحاکم (١٨٠٨) واحمد (٣/١٠٨٢٧)

الفرائد: ① جس مجلس میں بیٹھے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ ② اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر مجلس سے اٹھنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔

٨٣٦ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ ' وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۳۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے اور نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں وہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کو عذاب دیں گے اور اگر چاہیں گے تو ان کو بخش دیں گے۔ (ترمذی) حدیث حسن۔

مجلسا: یہ ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے۔ لم یصلوا: سے صلاۃ وسلام دونوں مراد ہیں۔ فیه: یہ ظرف کے لئے بمنزلہ صفت ہے۔ الا کان: یہ ناقصہ ہوسکتا ہے۔ اسم کی ضمیر مجلس کی طرف راجع ہے۔ علیهم: یہ ظرف لغو خبر کان سے متعلق ہے۔ ترة: اس کا معنی نقص ہے اور یہ متعلق کے سلسلہ میں فعل کی طرح ہے (۲) بذاتِ خود فعل سے متعلق ہے (۳) محل حال میں ہے (اسم کان سے) (۴) کان تامہ ہو تو یہ اس کا فاعل ہے۔ اگلی روایت اس کی موید ہے۔ فان شاء عذبهم: اس کوتاہی کی سزا میں جو انہوں نے چھوڑ کر کی ہے۔ وان شاء غفر لهم: اس نقص کو معاف کر دے۔ معلوم ہوا کہ مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود ضروری ہے۔ جس میں آپ ﷺ کا تذکرہ ہو جیسا دیگر روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔

تخریج : اخرجه الترمذی (۳۳۹۱) و احمد (۳/۹۷۷۱)

الفوائد : ① مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور جناب رسول ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے تاکہ مجلس بابرکت ہو۔ ② جہاں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ مجلس باعث حسرت ہوگی کیونکہ انہوں سے اپنے اصل مال کو ضائع کر دیا۔

۸۳۷ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ – وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا ، وَشَرَحْنَا "التِّرَةَ" فِيْهِ۔

۸۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ندامت کا باعث ہوگی۔ (ابوداؤد)

ابھی قریب روایت گزری جس میں اَلتِّرَۃَ کی تشریح کر دی گئی یعنی حسرت و ندامت۔

مقعداً: ظرف زبان ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (۲) مصدر میمی ہے جو قعوداً کے معنی میں ہے۔ **لم يذكر الله تعالى فيه**: اس سے ذکر لسانی مراد ہے۔ اس قدر کہ متکلم خود معتدل آواز سے سن لے۔ (۲) ذکر قلبی مراد ہو۔ اب خوف اور رجاء وغیرہ وہ بھی اس میں شامل ہوں گے۔ خواہ زبان سے ذکر نہ ہو۔ **كانت عليه**: فاعل کی وجہ سے فعل کو مونث لائے۔ دونوں ظرف کانت سے متعلق ہیں (۲) کان ناقصہ ہو تو ایک ظرف خبر مقدم اور ترہ اسم موخر (۳) کانت کی تانیث اس ضمیر کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ مقعداً کے مقصود قعدہ پر دلالت کرتی ہے۔

تخریج : ابو داؤد فی آداب النوم۔

الفوائد : روایت ۸۲۸ میں فوائد گزر چکے۔

۱۳۰ : بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

بَاب : خواب اور اس کے متعلقات

الرؤیا: یہ فعلیٰ کے وزن پر ہے۔ الف تانیث مقصورہ سے غیر منصرف ہے۔ **يتعلق بها**: سے مراد آداب ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ [الروم:۲۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی علامات میں تمہارا دن رات کا ہونا ہے"۔ (الروم)

آیاته: سے دلائل واحدانیت والوہیت مراد ہیں۔ **منامكم بالليل و النهار**: نیند میں بھی شعور چلا جاتا ہے اور سونے والا میت کی طرح ہو جاتا ہے۔ جب اس سے بیدار ہوتا ہے تو شعور و ادراک واپس لوٹتا ہے۔ گویا وہ اب بھی باقی رہتا ہے۔ یہ منا

قدرت کی دلیل ہے۔

۸۳۸: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ" قَالُوْا: "وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيّ۔

۸۳۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا نیک خواب۔ (بخاری)

لم یبق: دمامینی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے وحی منقطع ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسی چیز باقی نہ رہے گی جس سے مستقبل کی کسی چیز کا علم ہو۔ سوائے مبشرات کے۔ مقام کا تقاضہ یہ تھا کہ نفی بلن کے ساتھ ہوتی اور ایک روایت میں "لن یبقی بعدی من النبوة الا المبشرات": وارد ہے۔ (ابن التین) مہلب کہتے ہیں مبشرات کی تعبیر اغلب کے لحاظ سے ہے کیونکہ بعض خوابیں تو ڈروانی ہوتی ہیں جو مومن کو ان تکلیف چیزوں سے پہلے دکھاتے ہیں تا کہ وہ ان کی تیاری کر لے۔ قالوا: حاضرین صحابہ کرام نے کہا۔ الرؤیا الصالحہ: (۱) اس سے مراد جو ذاتی اعتبار سے نیک خواب ہوں (۲) تاویل کے لحاظ سے نیک ہوں۔

تخریج : اخرجه البخاری (۶۹۹۰)

الفرائد: ① نیک خواب نبوت کا جزء ہیں۔ ② اچھا خواب مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے۔

۸۳۹: وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا: اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا۔

۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمانہ قریب (قیامت) ہو جائے گا تو مؤمن کا خواب کم وبیش ہی جھوٹا ہوگا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے تم میں ان کا خواب زیادہ سچا ہے جو بات میں بھی سب سے سچا ہے۔

اقترب الزمان: اس سے موسم ربیع مراد ہے جس میں دن رات برابر ہوتے ہیں۔ (۲) دنیا کی مدت کی انتہاء مراد ہے۔ (۳) قرب سے مراد یہ ہے کہ سال مہینے کی طرح اور مہینہ ہفتے کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح معلوم ہوگا اور دن ایک گھڑی کی طرح (طیبی) دوسرے قول کو طیبی اور اول کو ابن حجر نے ترجیح دی ہے۔ طیبی نے اپنی تائید میں یہ روایت پیش کی ہے "فی آخر الزمان لا تکاد رؤیا المؤمن تکذب": سیوطی نے بھی اس کی تائید کی ہے کیونکہ اکثر علم کم ہو جائے گا دیانت کے نشانات مٹ جائیں گے۔ اس زمانے میں لوگ کس ناصح کے محتاج ہوں گے اور مجدد کے ضرورت مند ہوں گے تا کہ دین کی باتوں کو وہ زندہ کرے۔ جیسا پہلے انبیاء علیہم السلام کرتے تھے لیکن ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو راہنمائی کے لئے رؤیا صادقہ بدلے میں عنایت ہوئے۔ عارف باللہ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں مومن اس وقت اوپرا معلوم ہوگا اس کے

ساتھ انس والے کم ہوں گے۔ اس لئے مؤمن کو سچے خواب سے نوازا جائے گا۔ فارسی نے کہا جب آدمی کی عمر بلوغت کو پہنچ جائے یا کہولت یا بڑھاپا تو اس کو خواب زیادہ سچا ہوتا ہے کیونکہ اس کی قوت نفسیہ' حلم وحوصلہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ **لم تکد رؤیا المؤمن**: قریب نہیں کہ مومن کا خواب جھوٹ ہو۔ ایک روایت میں ''**لم تکد رؤیا الرجل المسلم**'': کے لفظ ہیں۔ طیبی کہتے ہیں کاد منفی کی خبر میں اختلاف ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی نافیہ ہے کیونکہ اس پر داخل ہونے والا حرف نفی ضرب حصول کی نفی کرتا ہے اور قرب شئی کی نفی کرنے والا تو نفی پر زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔ جیسا اس ارشاد میں ﴿**اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا**﴾

رؤیا یہاں رؤیت کے معنی میں ہے مگر یہ نیند سے خاص ہے بیداری میں نہیں پس فرق کے لئے تاء تانیث سے فرق کر دیا اور الف ممدودہ لے آئے (کشاف) واحدی کہتے ہیں الرؤیا مصدر ہے مگر جب یہ خیال کے لئے استعمال ہوا تو اسم کی جگہ بن گیا۔ صدیقی کہتے ہیں اس کا الف ممدودہ اور مقصودہ دونوں سے پڑھنا جائز ہے۔ کازری کہتے ہیں اہل سنت کے ہاں خواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں ایسے اعتقادات پیدا کر دیتے ہیں گویا ان اعتقادات کو دوسرے معاملات کے لئے بمنزل علم ہے جن کو اللہ تعالیٰ احوال کے دوران پیدا کرتے ہیں جو کہ کبھی مختلف ہوتے ہیں جیسے بادل علامت بارش ہے۔ کبھی اس سے بارش نہیں بھی ہوتی بعض اوقات وہ اعتقادات فرشتے کی موجودگی میں واقع ہوتے ہیں تو ہم خوش ہیں اور دوسرے شیطان کی موجودگی میں ہوتے ہیں تو ہم پریشان ہوتے ہیں۔ فتح الباری ملاحظہ فرمائیں۔

فرق: مسلم کی ایک روایت میں ''**اصدقھم رویا**'': سچی خواب دیکھنے والے **اصدقھم حدیثًا**: یہ غالب کے لحاظ سے ہے۔ بعض اوقات نیک بھی خیالات موہومہ دیکھتا ہے جب شیطان کی شرارت کا اس پر اثر پڑ جاتا ہے اور فاجر پر تو پہلے شیطان کا تسلط ہے۔ لوگوں کی اقسام: (۱) انبیاء علیہم السلام ان کے خواب بہر حال سچے ہوتے ہیں البتہ محتاج تعبیر ہوتے ہیں۔ (۲) صالح ان کے خواب عموماً سچے ہوتے ہیں۔ ان کے بعض خواب تعبیر اور بعض تعبیر کے محتاج نہیں ہوتے۔ (۳) عام لوگ ان کے خوابوں میں سچائی اور پراگندہ خیالات ملے جلے ہوتے ہیں۔ فاسق لوگوں کے زیادہ خواب پراگندہ خیالات ہوتے ہیں۔ (۴) کفار کے سچے خوابوں میں ان کو ڈرایا جاتا ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (۷۰۱۷) و مسلم (۲۲۶۳) و ابو داود (۵۰۱۹) والترمذی (۲۲۷۰)

الفرائد : ① خواب کی تاکید اور اس کا مرتبہ بتلایا گیا ہے۔ ② جو خالق ومخلوق کے ساتھ سچا ہو اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔

۸۴۰ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِیْ فِی الْيَقَظَةِ اَوْ كَاَنَّمَا رَاٰنِیْ فِی الْيَقَظَةِ – لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے۔ شیطان میری مثالی صورت نہیں بنا سکتا۔ (بخاری ومسلم)

فسیرانی فی الیقظۃ: کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت ہوگی یہ اسی کی خوشخبری

ہے۔اس کو بیداری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی بیداری یہی ہے اور یہ اس بات کے خلاف نہیں کہ اس کی تاویل دنیا و دین خبر کا ملنا ہو۔او **فكانما رانى فى اليقظة**: اوشک راوی کے لئے ہے۔اس کا معنی یہ ہے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا مثال ہے اور عالم حس میں دیکھنا حسی ہے تو خیال کو حس سے تشبیہ دی۔ **ولا يتمثل فى الشيطان**: یہ جملہ مستانفہ ہے۔گویا کسی نے سوال کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے تو فرمایا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔یہ وہ خواب ایسا نہیں کہ شیطان نے دیکھنے والے کے تخیل میں جس چیز کو چاہا ہو ڈال دیا ہو۔

ایک اہم سوال: کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔بعض نے کہا رؤیت باری، رؤیت الانبیاء، رؤیت ملائکہ، رؤیت شمس و قمر، نجوم اور وہ بادل جس میں بارش ہو۔ان میں کسی کی تمثیل شیطان نہیں بن سکتا۔

محققین کہتے ہیں یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔اس سلسلے میں علماء نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احکام کے ذریعہ اسماء وصفات باری تعالیٰ جو تخلق و تحقق کے لحاظ سے ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے مگر مقامات رسالت اور دعوت الی الحق کے لحاظ سے حکم وسلطنت کے لحاظ سے صفات حق اور اسماء سے زیادہ ظاہر ہونے چاہئیں۔

صفت ہدایت اور اسم الہادی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسم الہادی کی صورت اور صفت للہادی کا مظہر ہیں اور شیطان اسم المضل کا مظہر صفت الضلالت کے ساتھ ظاہر ہونے والا ہے۔یہ دونوں ایسی ضدیں ہیں کہ ایک دوسرے کی صفت میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے لئے پیدا فرمایا۔پس اگر ابلیس کو ان کی مثالی شکل بنانے کی اجازت ہو جائے تو جس کے سامنے آپ ﷺ جس حق کو ظاہر کرنے والے ہوں اس پر اعتماد ختم ہو جائے اور جس کے لئے اپنی ہدایت کو ظاہر کرنے والے ہوں اسی وجہ سے اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی حفاظت فرمائی۔باری تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ منع نہیں فرمایا حالانکہ باری تعالیٰ تو عظمت وجلال کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں۔یہ بات پیش آئی کہ شیطان نے ایک قوم کو انا اللہ کہہ کر گمراہ کیا۔ان لوگوں نے خیال کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اس کا خطاب سنا ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق کسی کا صورت بنانا ناممکن ہے (وہ لیس کمثلہ شئی ہے) تو ابلیس کے صورت بنانے سے التباس کا قطعاً خطرہ نہیں۔اس کے برعکس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو معروف ومشہور صورت ہے تو حکمت الہیہ نے اس بات کو اسی طرح چاہا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ ہدایت دے اور گمراہ کرے (جو ہدایت کی طرف نہ آئے) اس کے برعکس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے وصف کے پابند ہیں اور ہدایت کی صورت میں ظاہر ہونے والے ہیں۔اس لئے آپ ﷺ کی صورت کا معصوم ومحفوظ کرنا ضروری تھا کہ شیطان اس میں ظاہر نہ ہو تا کہ اعتماد باقی رہے اور ہدایت کا حکم ان میں ظاہر ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا فیصلہ ہو۔

ابن حجرؒ لکھتے ہیں **فسیرانی فی الیقظة**: کے معنی میں اختلاف ہے۔(۱) سیدی: یہ ماراٰی فی الیقظہ کی تفسیر ہے کیونکہ یہ ایک غیب ہے جو اس کو القاء کیا گیا ہے (۲) مجھے قیامت میں دیکھے گا یعنی اس کو قرب والا دیدار میسر ہوگا (۳) خاص قسم کا قرب میسر ہوگا اور اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ کچھ مدت کے لئے بعض گناہ گار مومنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے روک دیا جائے۔

ابن التین کہتے ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی ملاقات

وزیارت نہ کر سکا تو اس کو خوشخبری ہے کہ موت سے پہلے بیداری میں اس کو دیدار میسر ہوگا۔ بعض نے کہا یہ روایت اپنے ظاہر پر ہے اس کے متعلق جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ آپ ﷺ کو اپنے سر کی آنکھوں سے ضرور دیکھے گا۔ بعض نے کہا دل کی آنکھوں سے دیکھے گا (کذا قال ابن العربی) پھر ابن عربی نے بعض کرامات کا ذکر کیا انہوں نے پہلے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھا پھر بیداری میں دیکھا اور انہوں نے آپ ﷺ سے سوالات کئے اور آپ ﷺ نے جوابات مرحمت فرمائے۔ اس قسم کی کرامات کا تذکرہ غزالی اور ابن عبدالسلام نے بھی کیا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ کے جس جسم کو اس کرامت کی حالت میں دیکھا یہ کون سا جسم تھا۔ غزالی نے کہا یہ مثالی جسم ہے اور ابن عربی نے کہا اگر آپ ﷺ کو انہی صفات سے جو احادیث میں وارد ہیں دیکھا تو یہ ادراک حقیقت ہے ورنہ ادراک مثال ہے۔ حافظ نے بھی اسی قسم کو درست کہا۔ نووی نے حقیقت پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

تخریج: اخرجه البخاری (۱۱۰) و مسلم (٦٢٦٦) و ابو داود (٥٠٢٣) وابن حبان (٦٠٥١) واحمد (٣/٧٥٥٦)

الفرائد: ① خواب میں دیکھنے والا آپ کو دیکھنے والا ہے یا عنقریب دیکھ لے گا کیونکہ شیطان آپ ﷺ کی مثالی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ ② خواب میں مثالی چیزیں نظر آتی ہیں۔ بذات خود وہ چیزیں نہیں البتہ وہ مثالی چیز کبھی تو اس چیز کے ظاہری مطابقت رکھتی ہیں کبھی معنوی۔ ③ پہلی قسم میں سے آپ کا خواب ہے آپ ﷺ نے جو خواب میں دیکھا وہی بیداری میں دیکھا۔ ④ آپ کو خواب میں دیکھنے سے اس محبت والے کی تسکین مقصود ہے چنانچہ دوسری روایت فَسَيَرَانِیْ فِی الْيَقَظَةِ میں اسی طرف اشارہ ہے یا آپ کی معنوی صورت مراد ہو وہ دین وشریعت ہے اس کی تعبیر دیکھنے والے کے لحاظ سے کمی اور نقصان کے ساتھ ہوتی ہے۔ (قرطبی)

٨٤١ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا — وَفِیْ رِوَايَةٍ : فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ — وَاِذَا رَاٰی غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَلَيْسَ هُوَ فِیْ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاِنَّمَا هُوَ عِنْدَهٗ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَ اَبِیْ قَتَادَةَ۔

٨٤١ : حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس چاہئے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کو بیان کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بالکل بیان نہ کرے مگر اس کو جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جب ایسا خواب دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے پس وہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ پھر وہ خواب اس کے لئے نقصان دہ نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

مسلم میں یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو قتادہ کی روایت سے آتی ہے۔

رؤیا یحبھا: اس کے ظاہر کے خوبصورت ہونے یا تاویل کے عمدہ ہونے کی وجہ سے۔ من اللّٰہ: وہ اچھائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے۔ فلیحمد اللّٰہ علیھا: (۱) اس سے حمد میں یا تو مبالغہ مراد ہے وہ اپنی کثرت کی وجہ سے منعم بہ پر غالب آ گئی۔ پس علوا پنے اصل معنی میں ہے اور روایت میں وارد ہے: "ما انعم اللّٰہ علی عبد بنعمة فقال الحمد للّٰہ الا کان ما اعطی خیراً مما اخذ": اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر انعام کرتے اور وہ اس پر الحمدللہ کہتا ہے تو اس کو اس سے بڑھ کر مل جاتا ہے جتنا اس سے لیا گیا"۔ (۲) وہ تعلیلیہ بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا اس ارشاد میں ﴿ولتکبروا اللّٰہ ما ھداکم﴾ حدیث میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ جب نئی نعمت ملے تو اس وقت حمد بجالائے اور چیز دوام حمد کا سبب ہے۔ ولیحدث بھا: جس کو پسند کرتا ہو اسے بیان کرے اور مسلم کی ایک روایت میں فلا یحدث بہ: کہ وہ اس کو بیان نہ کرے۔ درست نسخے میں ضمیر بھا: مونث کی ہے۔ الا من یحب: اس کی وجہ یہ ہے کہ دشمن اس کا غلط محمل نکالے گا اور وہی واقع ہو جائے گا کیونکہ تعبیر کرنے تک یہ گھرانے والے اڑتے پرند کی طرح ہے۔ ترمذی میں الا لبیباً: کے الفاظ وارد ہیں۔ مما یکرہ: جب ناپسند خواب دیکھے اس میں ما مصدریہ ہے (۲) ما موصولہ بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی ضمیر عائد منصوب ہے۔ خواب کی کراہت اس کی تعبیر کے اعتبار سے یا ظاہر کے اعتبار سے ہے۔ فانما ھی من الشیطان: یہ خواب شیطانی ہے اس کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کی وجہ تخیل شیطان سے اس خواب نے جنم لیا ہے اور اس خیال کی کوئی حیثیت نہیں۔ فلیستعذ باللّٰہ من شرھا: اس کے شر سے پناہ مانگے۔ عبدالرزاق نے اور ابن ابی شیبہ نے اثر ذکر کیا ہے کہ "اذا رای احدکم فی منامہ ما یکرہ فلیقل اذا استیقظ اعوذ باللّٰہ بما عاذت بہ ملائکة اللّٰہ ورسلہ من شر رؤیای ھذہ ان یصیبنی فیھا ما اکرھہ فی دینی و دنیای": اس سے ثابت ہوا کہ برے خواب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے۔ ولا یذکرھا: اگرچہ دوست ہو اس کے سامنے بھی ذکر نہ کرے اور ترمذی میں یہ روایت بھی ہے "اذا رأی الرؤیا القبیحة فلا یفسرھا ولا یخبربھا احداً": اس کا تذکرہ نہ کرنا اس لئے ہے کہ یہ بھی اس کے شر سے حفاظت کے اسباب سے ہے۔ اس طریقے سے اسے اس خواب کا ضرر نہ پہنچے گا۔ یہ سبب کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

تخریج: اخرجه البخاری (٦٩٨٥) والترمذی (٣٤٦٤) والنسائی (٨٩٩) و مسلم (٢٢٦١/٤)

الفرائد: ① نیک خواب والے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنی چاہئے۔ ② اس پر خوش ہو اور اپنے پسند والوں کو بیان بھی کرے۔ ناپسند خواب سے پناہ طلب کرے کسی کو مت ذکر کرے پھر اس کو نقصان نہ پہنچے گا۔

٨٤٢ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ وَفِیْ رِوَایَةٍ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ – مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلنَّفْثُ" نَفْخٌ لَطِيْفٌ لَا رِيْقَ مَعَهٗ۔

٨٤٢: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نیک خواب اور ایک روایت میں

''اچھے خواب'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور خیالاتِ پریشان شیطان کی طرف سے ہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ پس وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گا۔ (بخاری و مسلم)

النَّفْثُ: ایسی لطیف پھونک جس میں تھوک نہ ہو۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حالات باب تحریم الظلم میں گزرے ملاحظہ کریں۔ **الرؤیا الصالحة:** ایک روایت بخاری میں **الرؤیا الحسنة:** کے الفاظ ہیں مطلب ایک ہے۔ حسنہ صورت کے اعتبار سے اور صالحہ تاویل کے لحاظ سے۔ **والحلم من الشیطان:** جو خیر خواب میں دیکھتا ہے اس کو رؤیا کہا اور برے خواب کو حلم کہا مگر نہایہ میں ہے کہ جو چیز سونے والا نیند میں دیکھتا ہے۔ اسی کو رؤیا اور حلم کہتے ہیں مگر حلم کو شر سے اور رؤیا کو خیر سے صاحب شرع نے تعبیر فرمایا ہے۔ **فلینفث عن یسارہ:** یہ عمل اس لئے بتلایا گیا تاکہ شیطان کو بھگایا جائے جس کی شرارت سے یہ خواب آیا ہے اور اس کی خوب تذلیل و تحقیر ہو جائے۔ بائیں جانب محل گندگی ہے اس لئے اس کی طرف تھوکنے کا حکم فرمایا۔ **ثلاثا:** یہ ینفث کا مفعول ہے اور **لا یتعوذ من الشیطان** اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے برے خواب کے وقت شیطان کی حاضری کو مقدر کیا ہے جب اس کی پناہ میں آ جائے گا اور شیطان بھاگ جائے گا تو برے خواب کا اثر بھی جاتا رہے گا۔ **فانها:** ھا کی ضمیر رؤیا کی طرف لوٹتی ہے۔ **النفث:** وہ پھونک جس میں تھوک نہ ہو۔

تخریج : اخرجه مالك (١٨٧٤) واحمد (٨/٢٢٦٤٦) والبخاری (٣٢٩٢) و مسلم (٢٢٦١) وابن حبان (٦٠٥٩) والدارمی (٢/١٢٤) والحمیدی (٤١٨) والبیهقی فی الادب (٩٨٧)

الفوائد : ① سچے خواب اللہ تعالیٰ کا کرم و احسان ہے۔ ② خیالات شیطانی چکر ہے جس کو خیال آئے وہ بیدار ہو کر بائیں طرف تھوک دے خواب کا نقصان نہ ہوگا تھوکنے سے وسوسہ جاتا رہے گا۔

٨٤٣ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا ، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسند خواب دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور شیطان سے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر ہے اس سے پھر جائے۔ (مسلم)

جابر بن عبداللّٰہ: رضی اللہ عنہما۔ ان کو چاہئے تھا کہ عنہما لکھتے۔ **اذا رأی احدکم:** یعنی جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے۔ **یکرھھا:** صورۃً ناپسند کرتا ہو یا تاویل کے لحاظ سے ناپسند کرتا ہو۔

اَللُّغَاتُ: یہ جملہ حال یا ماقبل کی صفت ہے جبکہ اس پر الف لام جنس کا مانیں۔ **فلیبصق:** صاد زاء کے بدلے میں ہے' تھوک کو بزاق کہا جاتا ہے (المصباح) بائیں جانب ناپسند چیزوں کے لئے ہے تین مرتبہ کا حکم شیطان کی زیادہ تذلیل کے لئے

ہے۔ **ولیستعذ باللّٰہ**: زبان ودل سے شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔ **ولیتحول عن جنبه**: جب اس کو برا خواب آئے تو تفاولاً وہ جانب بدل لے یہ اسی طرح ہے جیسا استسقاء میں امام کے لئے تقلیب رداء کا حکم ہے۔ دوسری مرفوع روایت میں یہ حکم ہے: "**اذا رأى احدكم ما يكره فليقم فليصل و لا يحدث به الناس**": ناپسند خواب دیکھے تو اٹھ جائے اور نماز پڑھے اور خواب کسی کو نہ بتائے۔

تخریج : اخرجه مسلم (۲۲٦۲) و ابو داود (۵۰۲۵) و ابن حبان (۳۹۰۸)

الفرائد : جو برا خواب وہ پہلو بدل لے اور بائیں طرف تھوک دے۔ اسی طرح نماز یا درود پڑھ دے تو مناسب ہے۔

٨٤٤ : وَعَنْ اَبِی الْاَسْقَعِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰی اَنْ یَّدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرَ اَبِیْهِ ' اَوْ یُرِیَ عَیْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ ' اَوْ یَقُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ یَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۴۴ : حضرت ابو اسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا افتراء یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ اور کسی کی طرف نسبت کرے یا اپنی آنکھ کو وہ کچھ دیکھنے کی طرف منسوب کرے جو اس نے واقعہ میں نہ دیکھا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ بات کہے جو آپؐ نے نہ فرمائی ہو۔ (بخاری)

واثله بن الاسقع: بعض ابوالاسقع بعض نے ابوشداد بعض نے ابومحمد بعض نے ابوالخطاب بعض نے ابوقرصافہ (قاف کا کسرہ) کنیت ذکر کی ہے۔ **واثلہ**: (واؤ مفتوح' ثا مکسور) کے والد کا نام عبداللہ بن اسقع بن عبدالعزیٰ بن عبد یالیل بن ماست بن عنزۃ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ الکنانی اللیثی رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ اس وقت اسلام لائے جب کہ آپ ﷺ تبوک کی طرف تیاری کر رہے تھے۔ یہ فتح دمشق، حمص میں شریک تھے۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سال خدمت کی یہ اہل صفہ میں شامل تھے ان سے ۵٦ روایات مروی ہیں۔ ایک میں بخاری اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔ یہ شام میں چلے گئے اور دمشق میں اقامت اختیار کی۔ پھر انہوں نے بیت المقدس کے قریب بیت جبرین بارہ کو وطن بنایا۔ بصرہ میں چلے گئے وہاں بھی ان کا مکان تھا۔ انہوں نے دمشق میں ۸٦ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی یہ ابومسہر کا قول ہے نووی نے اسی کی تائید کی ہے (اگر اس کو درست مانیں تو پھر ان کی غزوۂ تبوک میں شرکت ناممکن ہو جائے گی۔ غزوۂ تبوک ۱۰ھ میں پیش آیا ان کی عمر دو سال بنتی ہے فتدبر) سعد بن خالد کہتے ہیں ان کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی ان کی عمر ۱۵۰ سال تھی (یہ قول درست معلوم ہوتا ہے مترجم) **الفری**: یہ فریۃ کی جمع ہے بڑا جھوٹ۔ **ان یدعی الرجل**: اس سے مراد اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت کرنا۔ اس کو بڑا جھوٹ اس لئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فلاں آدمی کے پانی سے پیدا کیا اور وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتا کہ اس کو دوسرے کے پانی سے پیدا کیا۔ **او یری عینیه مالم تر**: بخاری کے الفاظ مالم تریا ہے۔ جھوٹا خواب بیان کرے۔ یہ اس لئے بڑا جھوٹ ہے کہ خواب فرشتے کے دکھانے سے دیکھا اس نے فرشتے پر بہتان باندھا جو اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ **من تحلم بحلم لم یرہ کلف ان یعقد بین شعیرتین**

ولن یفعل: طبرانی کہتے ہیں خواب کے جھوٹ پر شدید وعید سنائی گئی اور بیداری کا جھوٹ تو اس سے بھی زیادہ فساد کا باعث ہوتا ہے حالانکہ بعض اوقات کسی کے قتل یا مال لینے کی گواہی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جھوٹا خواب کہ اس نے فلاں چیز دیکھی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں دکھائی تو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ' مخلوق پر جھوٹ سے بڑا ہے۔ جیسا اس ارشاد میں فرمایا: ''الرؤیا الصالحة جزء من ستة واربعین جزءاً من النبوة'': یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ او یقول علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کو جھوٹی روایت منسوب کرنے۔ حالانکہ متواتر ارشاد ہے: ''من کذب علی متعمدًا ملیتبوا ء مقعده من النار''۔

تخریج : اخرجه احمد (۵/۱٦٠٠٨) والبخاری (۳۵۰۹) وابن حبان (۳۲) والحاکم (٤/٨٢٠٤)

الفرائد: ① جھوٹا' غیر بات کی طرف نسبت کرنا والا' خواب دیکھنے کے بغیر خواب ظاہر کرنے والا' سخت گنہگار ہے ② اپنے نسب کی نفی حرام ہے اس میں علم تعلم' نسب' حالت' اصلاح' نعمت' حکومت کے جھوٹے دعوے شامل ہیں۔ ③ اس جھوٹ پر جو مفاسد مرتب ہوں گے اس کا گناہ بڑھتا جائے گا۔

۱۳۱ : بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْاَمْرِ بِاَفْشَائِهٖ

بَابٌ: سلام کی فضیلت اور اس کے پھیلانے کا حکم

السلام: بعض نے کہا عرفہ کا تحفہ وسلام وقوف ہے اور منی کا رمی جمرہ عقبہ ہے اور مسجد کا سلام دو رکعتیں ہیں اور مسلم کا تحفہ سلام ہے۔ افشانه: سلام کو ظاہر کرنا اور اس کو پھیلانا اور اس کی اشاعت کرنا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا﴾ [النور: ۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! تم دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ ان سے تم اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔ (النور)

بیوتا: جس میں تمہاری رہائش ہو۔ تستانسوا: تم اجازت لے لو۔ وتسلموا: اس طرح کہو۔ السلام علیکم کیا میں آ سکتا ہوں؟ یہ تین مرتبہ کہے اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو ورنہ لوٹ جائے۔ اگر چہ ماں یا اولاد کا گھر ہی کیوں نہ ہو۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً﴾ [النور: ٦١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے نفسوں کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ''۔(النور)

بیوتاً: بیوت سے ذاتی گھر مراد ہیں۔ علی انفسکم: اگر گھر والے ہوں تو ان کو سلام کرے۔ بعض نے کہا بیوت سے ان لوگوں کے گھر مراد ہیں جن اقرباء کے گھروں میں کھانا کھانے کی اجازت ملی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم ان مذکورہ گھروں میں داخل ہو تو ان کے رہنے والوں کو سلام کہو۔ بعض نے یہ معنیٰ کیا ہے جب تم خالی گھروں میں داخل ہو تو اس طرح کہو "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین"۔ نووی نے پہلا مطلب لیا ہے۔ اسی لئے کتاب الاذکار میں لکھا ہے کہ کسی مکان میں داخل ہونے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ سلام کرے خواہ گھر میں آدمی ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے اور ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "یا نبی اذا دخلت علی اھلك فسلم تكن بركة عليك وعلى اهل بيتك"۔ تحية: یہ حال ہے مصدر کی وجہ سے منصوب ہے یہ تسلیم کے معنیٰ میں ہے (۲) اور اس کا معنیٰ یہ بھی درست ہے: "قولوا سلام اللہ علیکم ورحمة وبرکاته"۔ پس یہ حال بن جائے گا۔ من عند اللہ: یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف سے ثابت ہے۔ مبارکہ: اس سے اضافہ خیر کی امید کی جاتی ہے۔ طیبة: اس سے سننے والے کا دل خوش ہوگا۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ [النساء:٨٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جب تمہیں تحفہ سلام دیا جائے تو تم اس کو سلام دو اس سے بہتر یا اسی کو لوٹا دو''۔

اذا حییتم: جب تمہیں سلام کیا جائے۔ باحسن منها: اس پر اضافے سے اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو تم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو۔ اوردوھا: بغیر اضافے کے اسی طرح جواب دے دو۔ اضافہ مسنون ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ قتادہ کہتے ہیں اضافہ تو مسلمانوں کے لئے اور اسی طرح واپس کہنا اہل کتاب کے لئے ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا: سَلٰمًا، قَالَ: سَلٰمٌ﴾

[الذاریات:٢٤-٢٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی جبکہ وہ ان کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا تو ابراہیم نے بھی سلام کہا (جواباً)''۔

اتاك حديث: اس سے بات کی عظمت ظاہر فرمائی کہ یہ وحی سے معلوم ہوتی ہے۔ ضیف کا لفظ مصدر ہے اسی لئے واحد وجمع پر اس کا اطلاق آتا ہے۔ بعض نے کہا ان کی تعداد بارہ تھی۔ بعض نے کہا تین جبریل، میکائیل، اسرافیل تھے۔ ان کو مہمان اس لئے کہا کہ وہ انسانی شکل میں تھے۔ المکرمین: وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے تھے یا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں عزت والے تھے کہ وہ اور ان کی بیوی خود ان کی خدمت کر رہے تھے۔ اذا دخلوا علیه: یہ حدیث یا ضیف یا مکرمین کا ظرف ہے۔

سلام: یعنی تم پر سلام ہو۔ مرفوع سے اس بات کی طرف عدول کیا تا کہ ان کا سلام ان کے سلام سے احسن ہو۔

٨٤٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ : "تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۴۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اسلام کی کونسی بات سب سے اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا تم کھانا کھلاؤ (بھوکے کو) اور دوسروں کو سلام کرو خواہ ان کو تم پہچانتے ہو یا نہ (بخاری و مسلم)

رجلاً: سیوطی نے کہا یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ الاسلام: سے مراد خصائل جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب والے ہیں۔ تعطم الطعام: یہ ان تطعم ہے۔ اس میں چونکہ کلفت فقر وضع حاجت ہے اس لئے یہ افضل ہے۔ اس میں تھوڑا کھانا' زیادہ حقیر واعلیٰ سب شامل ہیں۔ تقرا السلام: ابو حاتم کہتے ہیں اس طرح کہنا چاہئے: اقرأ علیه السلام: نہ کہ اقراه السلام جب خط لکھا جائے تو کہو اقرئه السلام۔ من: سے الذین مراد ہے۔

اَلنَّحْوُ :لم تعرف: ضمیر محذوف ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٢/٦٥٩٢) والبخاری (١٢) ومسلم (٣٩) و ابو داود (٥١٩٤) والنسائی (٥٠١٥) وابن ماجه (٣٢٥٣) وابن حبان (٥٠٥)

الفوائد : ① لوگوں کو کھانا کھلانا اور ان پر خوب سخاوت کرنی چاہئے جس سے عامۃ المسلمین کو فائدہ ہو۔ ② لوگوں کو ایک بات پر جمع کرنا اور ان میں باہمی الفت پیدا کرنا اور اس کے اسباب کو جمع کرنا چاہئے۔ الفت پیدا کرنی والی پہلی چیز اسلام علیکم کو پھیلانا اور عمل میں اخلاص پیدا کرنا ہے اس طرح تواضع کرنا اور استقامت کے شعار کو ظاہر کرنا ہے۔

٨٤٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ ﷺ قَالَ : اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰئِكَ ' نَفَرٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ جُلُوْسٍ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِكَ – فَقَالَ :السَّلَامُ عَلَیْكُمْ ' فَقَالُوْا :السَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ' فَزَادُوْهُ :وَرَحْمَةُ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۴۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرمایا کہ جاؤ اور فرشتوں کی ان بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو۔ پھر غور سے سنو! جو وہ تمہیں جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اس پر فرشتوں نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تو فرشتوں نے رَحْمَةُ اللّٰهِ کے لفظ کو زیادہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

خلق اللہ آدم: یعنی عدم سے وجود دیا۔ علی اولئک: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے دور بیٹھے تھے۔ نفر: میں رفع نصب و

جر تینوں جائز ہیں۔ ملائکہ کی تعیین نہیں۔ فاستمع: کشمیہنی کی روایت میں ''فاسمع'' ہے۔ بخاری میں یحیونک: ہے۔ فانھا: یعنی وہ کلمات جن سے جواب دیں گے۔ ذریتك من بعدك: یہ تمہارا شرعی سلام مقرر ہے (۲) ذریت سے مسلمان مراد ہوں۔ السلام علیکم: ممکن ہے کہ فسلم سے آدم علیہ السلام نے سمجھا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے الہام کر دیا۔ جیسا چھینک کے وقت الحمد القاء کی۔ السلام علیك ورحمة الله: بخاری میں اسی طرح ہے مگر کشمیہنی نے وعلیك السلام ورحمة: نقل کیا۔ خطابی کا بھی یہی قول ہے۔

ایک فائدہ: اکثر کی روایت سے معلوم ہوا کہ ابتداء سلام سے جواب بھی درست ہے السلام علیک۔

ایک سوال: کیا اس کے جواب میں بھی البرکاتہ کا اضافہ اس میں درست ہے یا نہیں جمہور کہتے ہیں نہیں۔ امام مالک نے لکھا ہے کہ سلام کی انتہاء برکت پر ہوگی۔ بیہقی نے نقل کیا کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ اس نے السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ومغفرته کہا آپ ﷺ نے فرمایا: حسبك الی برکاته: تک کافی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشہور سلام برکاتہ تک ہے۔ دوسروں نے کہا فحیوا باحسن منھا: سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اضافہ درست ہے (مگر اثر صحابی اس قیاس محض سے اعلیٰ ہے۔ (فتدبر) یہ موقعہ قیاس نہیں)

تخریج: اخرجه احمد (۳/۸۱۷۷) و عبد الرزاق (۱۹۴۳۵) والبخاری (۳۳۲۶) و مسلم (۲۸۴۱) وابن حبان (۶۱۶۲)

الفوائد: ① اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اسی صورت پر پیدا کیا جس پر پیدا کرنا تھا۔ آدم علیہ السلام ان تخلیقی مراحل سے نہیں گذرے جن سے ان کی اولاد گزرتی ہے۔ ② ملائکہ عربی بولتے ہیں ③ آپس میں اسلام کا کلمہ الصوم علیکم استعمال کرتے ہیں ④ اہل علم سے علم حاصل کرنا چاہئے۔

۸۴۷ : وَعَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ : بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۴۷: حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا: (۱) مریض کی عیادت (۲) جنازوں کے ساتھ جانا۔ (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) کمزور کی مدد کرنا (۵) مظلوم کی اعانت (۶) سلام کو کھل کر کہنا (۷) قسم والے کی قسم کا پورا کرنا۔ (بخاری و مسلم)

یہ روایت تفصیل کے ساتھ باب تعظیم حرمات المسلمین میں گزری ملاحظہ فرمائیں۔ امرنا: یہاں امر سے وجوب و استحباب دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ لفظ حقیقی و مجازی معنی دونوں میں عند الشوافع استعمال ہو سکتا ہے اور عند الاحناف عموم مجاز مراد ہو سکتا ہے۔ بعیادة المریض: مریض کی زیارت کو جانا خواہ کوئی مرض ہو۔ اس کو بعض نے سنت اور بعض نے فرض کفایہ کہا ہے۔ واتباع الجنائز: جنازے کے ساتھ جانا۔ تشمیت: جبکہ وہ الحمد کہے۔ نصر الضعیف: مظلوم کی مدد کرنا کہ اس کے اور ظالم کے درمیان حائل ہو اور اس کی دلیل کو بلند کرے۔ عون المظلوم: قول و فعل سے دفاع کرے یہاں تک کہ ظالم باز

آ جائے۔ افشاء السلام: سلام پھیلانا۔ ابرار المقسم: قسم کھانے والے کی اعانت کرے تا کہ وہ قسم سے بری الذمہ ہو جائے اس کی قسم ٹوٹنے سے بچ جائے۔ ایک روایت میں القسم کا لفظ ہے یعنی قسم کا پورا کرنا۔

تخریج باب تعظیم حرمات المسلمین کے تحت تخریج آ چکی۔

الفرائد :ایضاً۔

۸۴۸ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان والے نہیں جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اس کو اختیار کرو تو باہمی محبت پیدا ہو جائے۔ (اور وہ اہم بات یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔ (مسلم)

لا تدخلوا الجنة: کافر پر جنت حرام ہے جیسا فرمایا: ﴿ان اللّٰہ حرمهما علی الکافرین﴾ ولا تؤمنوا: اس سے ایمان کامل مراد ہے۔ حتی تحابوا: اگرچہ محبت امر قہری ہے مگر اس کے اسباب اختیاری ہیں۔ اس لئے ان کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اولا دلکم: واؤ عاطفہ ہے اور حرف استفہام معطوف سمیت اس پر داخل ہوا ہے۔ شئی: میں تنوین تعظیم اور تعلیل دونوں کی ہو سکتی ہے۔ افشوا: سلام کو ظاہر کرو کیونکہ اس کی اشاعت کو محبت باہمی کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ یہ و کتنا: مقدر کا جواب ہے۔

تخریج : باب فضل الحب فی اللہ والحث علیہ کے تحت تخریج گزر چکی۔

الفرائد :ایضاً۔

۸۴۹ :وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"یٰاَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۸۴۹: حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو۔ اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو یوسف: یہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ یہ اسرائیلی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں ان کا نام حصین تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ ان کی کئی روایات مشہور ہیں۔ ۴۳ھ مدینہ میں وفات پائی۔ (حافظ تقریب تہذیب نووی) یہ بنوخزرج کے حلیف تھے' یہ بنی نسقاع سے ہیں۔ یہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام یوسف تھا جن کی وجہ سے کنیت اختیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اسلام لائے۔ ان کی شان میں یہ آیت اتری: ﴿شهد شاهد من بني اسرائيل﴾: اور یہ آیت: ﴿قل كفى بالله شهيدا﴾: ۲۵ پچیس روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک متفق علیہ اور ایک میں بخاری منفرد ہیں۔ سمعت رسول الله: یہ پہلے اجتماع کا موقعہ تھا۔ افشوا: سلام پھیلاؤ۔ ابتداء سنت اور جواب واجب ہے۔ اطعموا الطعام: یعنی مہمانی وغیرہ محتاج کی ضرورت پوری کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ صلوا بالليل: اس سے تہجد مراد ہے۔ یہ صلوا کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ تدخلوا الجنة بسلام: یہ مقدر سوال کا جواب ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم جنت میں آفات سے بچ کر داخل ہو جاؤ گے۔ جنت کو اسی لئے دارالسلام کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد نجات والوں کے ساتھ داخلہ ہے۔ ورنہ اہل ایمان کے ساتھ داخلہ اس وعدے کے مطابق واجب ہے جس میں تخلف نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے نجات والوں کے ساتھ مطلقاً داخلہ مراد ہو۔ اس صورت میں ان افعال کے کرنے والے کو اسلام پر موت کی بشارت دی گئی ہے تاکہ وہ جنت والوں سے ہو۔

تخریج: اخرجه احمد (۹/۲۳۸٤٥) والترمذی (۲٤۹۳) وابن ماجه (۱۳۳٤) والحاكم (۳/٤۲۸۳) والدارمی (۱٤٦۰)

الفرائد: چار خصائل کی عظمت معلوم ہو رہی ہے۔ السلام علیکم' کھانا کھلانا' صلہ رحمی' رات کو نماز تہجد پڑھنا ان خصائل پر ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

۸۵۰: وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهُ كَانَ يَاْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْا مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ قَالَ: فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ ' قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ ' فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ وَاَقُوْلُ: اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثْ ' فَقَالَ: يَا اَبَا بَطْنٍ – وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ – اِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ' رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۵۰: حضرت طفیل بن ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتا پھر سویرے ہی ان کے ساتھ بازار کی طرف نکلتا۔ جب ہم بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر جس کسی کباڑیئے اور تاجر یا مسکین یا کسی اور کے پاس سے ہوتا تو وہ سب کو سلام کرتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں آیا تو انہوں نے مجھے

اپنے ساتھ بازار جانے کے لئے کہا۔ میں نے ان سے کہا آپ بازار کیا کریں گے؟ آپ نہ تو سودا فروخت کرنے والے کے پاس ٹھہرتے ہیں اور نہ ہی کسی سامان کے متعلق پوچھتے ہیں اور نہ اس کا بھاؤ کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی مجالس میں بیٹھتے ہیں۔ میں تو پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ یہیں تشریف فرما ہوں کہ ہم آپس میں گفتگو کریں۔ اس پر انہوں نے مجھے فرمایا اے ابو بطن (طفیل کا پیٹ کچھ بڑا تھا) ہم تو صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں تا کہ ہم جان پہچان والوں اور انجانے لوگوں کو سلام کریں۔ (موطا مالک)

صحیح سند سے۔

طفیل: یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آتے تھے۔ یاتی: کسی غرض سے آتے۔ فیغدو: یہ نماز صبح اور طلوع شمس کے درمیانے وقت کو کہتے ہیں۔ یہ اصل معنی ہے پھر اس کا استعمال کسی وقت جانے کے لئے ہونے لگا۔ الی السوق: اس کو سوق کہنے کی وجہ سامان کا چلنا اور پنڈلی پر کھڑے ہونا' بازار کی بھیڑ کی وجہ سے سوق کہا جاتا ہے۔ سقاط: ردی سامان فروخت کرنے والے۔ صاحب بیعة: عمدہ سامان بیچنے والے۔ مسکین: حاجت مند۔ فاستتبعنی: مجھے فرماتے میرے پیچھے آؤ۔ السلع: جمع سلعة: جیسے قربہ وقرب۔ فی مجالس السوق: بازار کی اغراض میں سے کوئی چیز بھی آپ نہیں کرتے مثلاً سامان کی خریداری' سامان کی پہچان' خریداری کے پاس رکنا۔ سودا کرنا' سامان دیکھنے بیٹھنا وغیرہ جب ان میں سے کوئی کام بھی آپ نہیں کرتے تو بازار کس لئے جاتے۔ واقول: یہ ماضی کی حکایت کے لئے ہے۔ ھاھنا: ہمارے ساتھ اس جگہ تشریف فرما ہوں۔ نتحدث: یہ جواب امر ہے اور مرفوع پڑھیں تو جملہ مستانفہ ہے۔ ابا بطن: یہ ملاطفت کے الفاظ ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ایسے الفاظ ملاطفت درست ہیں۔ طفیل کا پیٹ ذرا بڑھا ہوا تھا۔ وکان الطفیل: یہ جملہ معترضہ ہے یہ اس وضاحت کے لئے لائے بازار سے سامان کا مقصود تو عرضی ہے۔ اصل مقصود ذکر اللہ ہے کیونکہ یہ غفلت ولہو کا مقام ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ "ذاکر اللّٰہ فی الغافلین بمنزلة الصابر فی لفارین": غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا فرار ہونے والوں میں ثابت قدم رہنے والے مجاہد کی طرح ہے" طبرانی عن ابن مسعود) اجل السلام: سلام کو پھیلانے کی غرض سے۔ لقیناہ: پہچان والا۔

تخریج : اخرجه مالك (١٧٩٣)

الفوائد : ابن عبداللہؓ کی جناب رسول ﷺ کی سنت خود زندہ کرنے اور دوسروں میں زندہ کرنے کی شدید حرص ظاہر ہوتی ہے۔ خیر کی طلب' دوسروں کو نفع پہنچانا' نیکی عام کرنا' سلام کو پھیلانا اور مودت والفت پیدا کرنا عبداللہؓ کی طبیعت ثانیہ تھی۔

۱۳۲: بَابُ کَیْفِیَّةِ السَّلَامِ

بَاب: سلام کی کیفیت

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَقُوْلَ الْمُبْتَدِئُ بِالسَّلَامِ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ – فَيَاْتِيْ

بِضَمِيْرِ الْجَمْعِ وَإِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا ، وَ يَقُوْلُ الْمُجِيْبُ : وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَيَأْتِيْ بِوَاوِ الْعَطْفِ فِيْ قَوْلِهِ : "وَعَلَيْكُمْ"۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلام کی ابتداء کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ جمع کے الفاظ استعمال کرے اگر چہ جس کو سلام کیا جا رہا ہے وہ اکیلا ہو اور جواب دینے والا بھی وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ جمع کے الفاظ اور واؤ عاطفہ کے ساتھ کہے۔ جیسے: "وَعَلَيْكُمْ"

المبتدی بالسلام: خواب ایک ہو یا زیادہ زیادہ کو سلام کرے یا ایک کو۔ قول کا لفظ بتلاتا ہے کہ سنت تب پوری ہوگی جب وہ بلند آواز سے کہے جس کو وہ سن پائیں۔ اگر ایک ہو تو وہ سن لے اگر زیادہ ہوں تو ان میں سے بعض سن لیں۔ **السلام علیکم:** علیکم رقیب یا مطلع سے متعلق خبر ہے۔ السلام مصدر یا اسم مصدر ہو عطف اسی پر دلالت کرتا ہے۔ **رحمة اللّٰہ:** یعنی اس کی نعمت۔ برکاتہ اس کی وہ بھلائیاں جو ہمیشہ میسر آنے والی ہیں۔ پہلے سے مضاف الیہ کو حذف کیا کیونکہ دوسرے میں دلالت موجود ہے۔ استحبابًا جمع کی ضمیر لائی جاتی ہے اگر ذکر کرنے والا ایک ہو خواہ مرد ہو یا عورت معزز ہو یا عامی۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس میں موجود ین ملائکہ کی نیت کرے اور اگر اس نے ضمیر کو مفرد ذکر کیا تو یہ زیادہ درست ہے اور جمع کیلئے جمع کی ضمیر لائے۔ **ویقول المجیب وعلیکم السلام:** خواہ وہ اکیلا ہو یا زیادہ۔ واؤ اس دعا پر عطف کے لئے ہے جو ابتداء کرنے والے سے مانگی ہے اور جواب کی نیت سے اس سے بھی السلام علیکم تو کفایت کر جائے گا۔ برکاتہ کے کلمات سے اضافہ نہ کرے اور جواب دینے والا واؤ عاطفہ لائے نہ کہ مستانفہ اور اس کی نیت یہ ہو کہ افشاء سلام میں وہ بھی ابتداء کرنے والے کے ساتھ شریک اور حصہ دار ہے۔

۸۵۱ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "عَشْرٌ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ : "عِشْرُوْنَ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ ، فَقَالَ : "ثَلَاثُوْنَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵۱: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔ پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا دس نیکیاں۔ پھر دوسرا آیا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا۔ اس کو آپؐ نے جواب دیا پس وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس نیکیاں پھر تیسرا آیا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب مرحمت فرمایا پس وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس نیکیاں۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے۔

عمران بن الحصین رضی اللّٰہ عنهما: والد کے نام میں الف لام اسی طرح مروی ہے۔ **فرد علیه:** ایک آدمی نے

السلام علیکم کہا تو آپ ﷺ نے وعلیکم السلام سے اس کا جواب دیا۔ عشر: آپ ﷺ نے فرمایا: اس دعا پر دس نیکیاں مل گئیں۔ رحمة الله فرد عليه: ظاہر لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو آپ ﷺ نے اسی طرح جواب مرحمت فرمایا۔ (۲) ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رحمۃ اللہ کا اضافہ فرمایا ہو۔ وہ آدمی بیٹھ گیا تو فرمایا۔ عشرون: کہ اس کو سلام ورحمت پر بیس نیکیاں ملیں گی۔ رحمة الله وبركاته: آپ ﷺ نے تیسرے آدمی کو جس نے برکاتہ کے اضافے سے جواب دیا تھا۔ انہی کلمات سے جواب مرحمت فرمایا جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ ہر ایک کلمہ مستقل ہو اور اس پر دس دس نیکیاں ملیں۔ جب اس نے ایک کو ادا کیا تو دس نیکیاں ملیں، دو کو ادا کیا تو بیس اور تینوں کو ادا کرنے سے تیس ملیں مگر مظہری نے خوب بات کہی وہ اس سے زیادہ مناسب لگتی ہے کہ ابتداء کرنے والے کو بھی دس اور جواب دینے والے کو بھی دس۔ ابتداء میں افضل کلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اس کا افضل جواب بھی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور سب سے کم درجہ جواب وعلیکم یا علیکم السلام کا کلمہ ہے۔

تخریج: اخرجه ابو داود (٥١٩٦) والترمذى (٢٦٨٩) والبخارى (٩٨٦) والترمذى (٢٧٠٦) والنسائى (١٠٢٠٠) والحميدى (١١٦٢) وابن حبان (٤٠٣)

الفوائد: سلام کرنا ان خفیف عبادات میں سے ہے جن کا وزن میزان میں بہت ہے۔ پورا اجر کامل سلام سے ملے گا۔ گزرنے والا مجلس والے کو سلام کرے اور ان پر جواب لازم ہے۔ مجلس سے اٹھنے والا سلام کرے۔

٨٥٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ" قَالَتْ قُلْتُ : وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهٰكَذَا وَقَعَ فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ الصَّحِيْحَيْنِ : "وَبَرَكَاتُهُ" وَفِيْ بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا – وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ۔

۸۵۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ کہا۔ (بخاری و مسلم)

بخاری و مسلم کی بعض روایات میں وَبَرَكَاتُهُ کا اضافہ سے وارد ہے۔
اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے۔

هذا جبرئيل: ان الفاظِ اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام اس وقت وہاں موجود تھے۔ **يقرء عليك السلام**: یہ جملہ جبرئیل سے محل حال میں ہے۔ اس کا عامل انبہ ہے۔ (۲) دوسری خبر ہے (۳) یہ خبر ہے اور جبرئیل عطف بیان ہے۔ **قالت**: عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم: ﴿واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها﴾ کی پیروی کرتے ہوئے۔ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور سلام پر رحمت و برکت کا اضافہ کیا۔ ممکن ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

مراد یہ ہو کہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں مکمل سلام دیتے ہیں۔ انہوں نے ابتداء افضل صیغے استعمال کئے ہیں تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مثل سے جواب دیا کیونکہ برکاتہ کے بعد اضافے کی گنجائش نہیں ہے۔ برکاتہ کا اضافہ ثقہ روایات میں وارد ہے ثقہ کا اضافہ مقبول ہوتا ہے۔ راوی نے بعض اوقات کم الفاظ اور دوسرے وقت مکمل الفاظ سے ذکر کیا۔ اجنبی مرد اجنبی عورت کو اس وقت سلام کرسکتا ہے جب شک کا شبہ نہ ہو۔

عینی کا سوال: جبرئیل نے مریم کی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود سلام کیوں نہیں کیا۔

الجواب: وجود عیسیٰ بغیر باپ کی اطلاع کے لئے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا تھا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ قدرت الٰہی سے ہوگا اور زمانہ حمل میں سکون کا باعث ہو۔ پھر ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت غم کی کیفیت کے ازالہ کے لئے جبرئیل کو بھیجا اور پیغام دیا: "لا تحزنی قد جعل ربك تحتك سريا": تو فرشتے کا خطاب دونوں حالتوں میں تسکین کے لئے تھا۔ پس سامنے آکر تسکین و تسلی زیادہ ملتی ہے۔ (۲) مریم کا کوئی خاوند نہ تھا ان کو براہِ راست خطاب کیا اور ام المؤمنین کے خاوند محترم سید الامت خود موجود تھے ان کے احترام کا تقاضا یہی تھا کہ ان کی وساطت سے پیغام ہو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں قصر عمر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں غیرت عمر کا احترام فرمایا۔ اس میں سیدہ رضی اللہ عنہا کا بڑا مقام ظاہر ہوتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام بھی ان کا احترام کرتے ہیں جن میں شہوت کا مادہ ہی نہیں تاکہ سیدامت کے دل کی حفاظت ہو تو ان کے متعلق اٹھایا جانے والا طوفان کس قدر بعید تر ہے۔ بخاری کی روایت میں یہ اضافہ موجود ہے کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تری ما لا نری یا رسول اللّٰہ۔

تخریج : اخرجه البخاری (۳۲۱۷) و مسلم (۲٤٤۷) و ابو داود (۵۲۳۲) والترمذی (۲٦۹۳) وابن ماجه (۳٦۹٦)

الفوائد: کسی کو سلام بھیجنا مستحب اور اسکا پہنچانا قاصد کو لازم ہے۔ اجنبی کا سلام عظمت والی صالحہ کو پہنچانا درست ہے جبکہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو۔ سلام کا جواب علی الفور دینا چاہئے۔

۸۵۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْہُ ، وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلَاثًا ، رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَھٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا اِذَا کَانَ الْجَمْعُ کَثِیْرًا۔

۸۵۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے جب کسی قوم کے پاس آکر سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کہتے (بخاری) یہ مجمع کی کثرت کی صورت میں حکم ہے۔

بکلمۃ: سے لغوی معنی مراد ہے۔ جو ایک جملہ اور کئی جملوں پر صادق آتا ہے یعنی جب آپ ﷺ ایسے جملے ارشاد فرماتے جو مشکل ہوتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے۔ اس کی علت حتی تفھم: بتلا رہی ہے کہ سمجھانے کے موقعہ پر اس کے لئے آپ ﷺ دہراتے یہ عادت یا معمول نہ تھا۔ یہ کمال حسن خلق اور بندوں پر خصوصی رحمت کا تقاضا تھا کیونکہ فہم کے مراتب مختلف

ہیں کوئی اعلیٰ کوئی اوسط کوئی ادنیٰ تا کہ ہر ایک سمجھ جائے۔ باقی سلام کے تکرار کی روایت کا مطلب یہ ہے۔ لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی تو شروع درمیان اور آخر میں سلام کرتے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مجمع کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو تو سلام میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ یہ مجمع کی دلجوئی کے لئے شفقت تھی ورنہ سلام تو ایک مرتبہ کرنے سے ادا ہو گیا۔ (رواہ احمد ترمذی)

تخریج : اخرجه البخاری (۹٤) والترمذی (۲۷۲۳)

الفوائد : بات کو سمجھانے کے لئے تین دفعہ دھرانا پڑے تو مناسب ہے یہ کم از کم ہے۔ اسی طرح سلام ان کو نہ پہنچے تو تین دفعہ کہے جب کہ مجمع زیادہ ہو۔

۸۰٤ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ قَالَ : كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ مِنَ اللَّبَنِ فَيَجِيْءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ فَجَآءَ النَّبِيُّ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۰۴ : حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں ذکر کیا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپؐ کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ پس آپؐ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسی طرح سلام کیا جس طرح سلام فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

مقداد بن الاسود الکندی: ان کے حالات کا شذرہ باب اجزاء احکام الناس علی ظواھرھم میں گزرا ملاحظہ فرما لیں۔ **کنا**: مقداد اور ان کے وہ دو ساتھی جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری عنایت فرمائی تھی تا کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھائیں۔ **اللبن**: جو دودھ دھو کر رکھتے۔ **من اللیل**: دوران شب۔ **فیسلم تسلیما**: متوسط آواز سے سلام کرتے۔ **و لا یوقظ نائما**: کیونکہ زوردار آواز سے سونے والا بیدار ہو جاتا ہے۔ **ویسمع الیقظان**: کیونکہ اس میں کچھ جہر تو ہوتا ہے۔ سونے والوں کے پاس جانے والے کے لئے بہترین طرزِ عمل سامنے آ گیا۔ **فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق نماز پڑھ کر تشریف لائے۔ **فسلم**: مصنف نے بقیہ روایت کا حصہ جس میں اضافہ دودھ کا معجزہ مذکور ہے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ باب سے متعلق نہ تھی۔

تخریج : اخرجه مسلم (۲۰۰۵) والترمذی (۲۷۱۹) والنسائی (۳۲۵)

الفوائد : جہاں کچھ لوگ ہوتے ہوں اور کچھ لوگ رہے ہوں تو اسطرح سلام کرے کہ جاگنے والے کو معلوم ہو جائے سونے والے کی نیند میں خلل نہ آئے۔

۸۰۵ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ — رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْإِشَارَةِ ، وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ اَبُوْدَاوٗدَ : فَسَلِّمْ عَلَيْنَا۔

۸۵۵: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ پس آپؐ نے سلام کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے لفظ سلام اور اشارے دونوں کو جمع فرمایا اور اس کی تائید ابوداؤد کی روایت کے الفاظ فَسَلِّمْ عَلَيْنَا دلالت کرتے ہیں۔

یہ روایت کسی صحیح نسخہ میں نہیں ملی۔ ۱۳۵۷ھ کا نسخہ مصری جس کا مقابلہ ۸۴ء سے کیا ہے اس میں بھی موجود نہیں۔

اسماء بنت یزید: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا کی کنیت ام سلمہ ہے۔ بعض نے ام عامر بتلائی ہے۔ ان کے حالات کتاب اللباس میں گزرے۔ **في المسجد:** (۱) اس سے مسجد نبوی مراد ہے۔ (۲) ممکن ہے کوئی دوسری ہو۔ **عصبه:** دس آدمی، دس سے چالیس تک، اس کی جمع عصب ہے (ابن فارس، المصباح) **من النساء:** یہ نکرہ کی صفت ہے۔ مبتداء ہے۔ قعود جمع قاعد یا قاعدہ۔ **فالوی بیده بالتسلیم:** آپ ﷺ نے اشارہ سے سلام فرمایا۔ یہ اس لئے کہ وہ فاصلہ پر تھیں اور مناسب زور سے سلام فرمایا۔ جس کی آواز ان تک پہنچنی ممکن نہ تھی۔ ترمذی کی ایک ضعیف روایت میں اشارہ بالا صابع کو یہود اور بالکف کو نصاریٰ کا سلام قرار دیا گیا ہے۔ تو اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے بھی سلام کیا اور دور والوں کو ظاہر کرنے کے لئے دست اقدس سے اشارہ فرمایا۔ (نووی)

تخریج : اخرجه ابو داود (٥٢٠٤) والترمذی (٢٦٩٧) و ابن ماجه (٣٧٠١) والبخاری (١٠٧٤)

الفرائد : جب فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو مردوں کو جائز ہے کہ وہ عورتوں کو سلام علیکم کہیں۔ افضل ان کے لئے ہاتھ سے اشارہ ہے۔

٨٥٦ : وَعَنْ اَبِيْ جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ، فَاِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَقَدْ سَبَقَ لَفْظُهٗ بِطُوْلِهٖ۔

۸۵۶: حضرت ابوجری ہجیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں نے کہا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَيْكَ السَّلَامُ مت کہو کیونکہ یہ تو مُردوں کا سلام ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
پہلے گزر چکی۔

ابو جری: ان کے حالات کتاب اللباس میں گزرے ملاحظہ فرمالیں۔ **علیك السلام یا رسول الله:** میں نے پہنچ کر اس

طرح سلام کیا تو فرمایا تم اس طرح مت کرو۔ علیك السلام: یہ مردوں کا سلام ہے۔ زمانہ جاہلیت اور شعراء کی زبان پر اسی طرح جاری تھا۔ جیسے علیك السلام من امیر و بارکت: مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ مردوں کے لئے استعمال کرنا مناسب ہے اور زندوں کے سلام کی ابتداء السلام کے لفظ سے ہونی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا یہ فرق نہیں کہ زندوں سے جواب کی توقع ہے اور مردوں سے جواب کی توقع نہیں وہ بھی فرق عادت کے طور پر اللہ چاہے تو جواب دے سکتے ہیں۔ ابن قیم کے بدائع الفوائد دیکھیں۔

تخریج : کتاب اللباس میں تخریج گزر چکی۔

الفوائد :ایضاً۔

۱۳۳ :بَابُ آدَابِ السَّلَامِ

بَاب: آداب سلام

یہ آداب سلام کرنے والے کے اعتبار سے ہیں۔

۸۵۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : "وَالصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ"۔

۸۵۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل' بیٹھنے والے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے'' کے بھی الفاظ ہیں۔

یسلم الراکب علی الماشی: سیوطی کہتے ہیں یہ خبر امر کے معنی میں ہے۔ اے یسلم: اسے سلام کرنا چاہئے اور احمد کی روایت میں یہ صیغہ خود موجود ہے۔ الماشی: ابوداؤد میں المار ہے۔ ابن بطال نے مہلب سے نقل کیا کہ چلنے والے کا بیٹھنے والے کو سلام یہ گھر میں وارد ہونے والے کی طرح ہے اور سوار کا سلام پیدل کو اس لئے تا کہ وہ تکبر میں مبتلا نہ ہو اور تواضع اختیار کرے۔ کم تعداد والوں کا سلام زیادہ کے حق کے پیش نظر ہے۔ ابن العربی کہتے ہیں اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مفضول جس قسم کا ہو وہ فاضل کو سلام میں ابتداء کرے۔ ایک روایت بخاری میں یسلم الصغیر علی الکبیر: ابن بطال کہتے ہیں کیونکہ چھوٹا بڑوں کی توقیر اور تواضع کے لئے مامور ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۱۰۶۲۹) والبخاری (۶۲۳۱) و مسلم (۲۱۶۰) ابو داود (۵۱۹۸) والترمذی (۲۷۰۳) وابن حبان (۴۹۷)

الفوائد : چھوٹے کا سلام بڑے کے حق کی ادائیگی کے لئے ہے کیونکہ اسے تواضع کا حکم ملا ہے۔ تھوڑے آدمیوں کا زیادہ کو

سلام ان کے حق کے زائد ہونے کی وجہ سے ہے۔ چلنے والے کا بیٹھنے والے کو سلام گھر میں داخل ہونے والے کی طرح ہے' سوار کا پیدل کو سلام تکبر کے ازالہ کے لئے ہے۔ (ابن بطال)

۸۵۸ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ ابْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ' وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قِیْلَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' الرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّهُمَا یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ؟ قَالَ : "اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ تَعَالٰی" قَالَ التِّرْمِذِیُّ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵۸: حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو سلام میں ابتداء کرے (ابوداؤد بسند جید) ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جب دو آدمی ملیں تو کونسا سلام میں ابتداء کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

صدی بن عجلان باهلی رضی اللّٰه عنه: ان کے حالات گزر چکے۔ **اولی الناس باللّٰه**: اطاعت کے ذریعہ قرب کا زیادہ حقدار۔ **من بداء بالسلام**: اس میں ایک تو اطاعت کی طرف یہ شخص جلدی کرنے والا ہے اور جواب والے کو بھی اپنے ذریعہ نیکی پر آمادہ کر رہا ہے۔

دوسری روایت **یلتقیان**: خواہ ایک کا ملاقات کا ارادہ ہو یا ارادہ نہ ہو۔ **ایهما یبداء بالسلام**: بقول ابن رسلان معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قریب تر وہ ہے جو ملاقات کے وقت اپنے بھائی کو پہلے سلام کرے کیونکہ وہ ذکر اللہ میں سبقت کرنے والا اور یاد دلانے والا ہے (ترمذی) بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا: **"اذا مر الرجل بالقوم فسلم علیهم فردوا علیه کان له علیهم فضل لانه ذکرهم السلام' وان لم یردوا علیه رد علیه ملا خیر منهم واطیب"**: قرطبی کہتے ہیں کہ سلام میں ابتداء اولیٰ ہے۔ مراتب دینیہ والے لوگوں کو احترام و توقیر کے طور پر پہلے سلام کیا جائے گا نہ کہ دنیاداروں کو۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۵۱۹۷) الترمذی (۲۷۰۳)

الفرائد : اسلام میں ابتداء کرنے والا رحمت الٰہی کا پہلے حقدار ہے۔ جن مقامات پر سلام کرنا چاہئے وہ بے شمار ہیں البتہ اس سے جو مستثنیٰ ہیں ان کو یہاں ذکر کرتے ہیں۔ بول و براز میں مصروف' جماع میں مشغول ان کو سلام مکروہ تحریمی ہے سونے والے اونگھنے والا' نمازی' مؤذن' اقامت کہنے والا' غسل کرنا والا۔ سب مواقع میں مکروہ تنزیہی ہے اس طرح قراءت قرآن والے کو سلام مکروہ ہے۔ (کذا قال النووی)

۱۳۴ :بَابُ اسْتِحْبَابِ اِعَادَةِ السَّلَامِ عَلٰى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَآؤُهُ عَلٰى قُرْبٍ بِاَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ، اَوْحَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

بَابٌ: سلام کا اعادہ کرنا اس پر جس کو ابھی مل کر اندر گیا پھر باہر آیا یا ان کے درمیان درخت حائل ہوا وغیرہ

تکرر لقاءہ: مثلاً وہ مکان میں داخل ہوا تو لوگوں سے اس کا پیٹھ پھیرنا ظاہر ہو پس اسے سلام کرنا چاہئے۔ **ثم خرج:** پھر فوراً ہی کسی ضرورت سے نکل آیا۔ **دخل فی الحال:** یہاں ثم فا کے معنی میں ہے جیسا کہ قرب وغیرہ کے لفظ دلالت کر رہے ہیں۔ **شجرۃ:** یعنی درخت وغیرہ کوئی ایسی شے جو ایک دوسرے کو دیکھنے سے مانع تھی۔ حائل ہونے والی چیز رقیق ہو تو پھر الگ ہونا شمار نہ ہوگا۔ **نحوھا:** سے دیوار پہاڑ وغیرہ مراد ہیں۔

۸۵۹ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الْمُسِيْءِ صَلَاتَهٗ اَنَّهٗ جَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس میں انہوں نے اَلْمُسِيْءِ صَلَاتَهٗ کا تذکرہ کیا کہ وہ آیا پھر نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھو۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر لوٹا اور نماز پڑھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا یہاں تک کہ یہ تین مرتبہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

المسی صلاتہ: اس سے مراد رافع بن خلاد زرقی انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

اَلنَّحْوُ: (۱) **صلاتہ:** منصوب ہے کیونکہ مفعول ہے۔ (۲) اسناد کی وجہ سے رفع بھی جائز ہے فاعل کو تانیث مجازی کی وجہ سے مونث نہیں لائے۔ **ثم جاء الی النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم:** بقول زرکشی مسجد میں داخل ہونے والے کو مناسب ہے کہ وہ سلام کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں کے حق سے پہلے ہے۔ **فرد علیہ السلام:** اسی وقت آپ ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا۔ **فانك لم تصل:** شئی کی نفی اس کی صحت کی نفی کو ظاہر کرنے والی ہے۔ **فصلی:** اس نے پہلے کی طرح نماز پڑھی۔ **ثم جاء:** پھر اپنے جائے نماز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ستون کے فاصلہ کی وجہ سے اس نے سلام کیا آپ ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا اور ایسا تین مرتبہ ہوا۔ **ثلاث مرات:** اس کو پہلی دوسری بلکہ تیسری مرتبہ خلل کے باوجود کچھ نہیں فرمایا۔ یہ بیان میں موقعہ بیان سے تساہل نہیں۔ ممکن تھا وہ خود سمجھ جاتا جب اس نے ظاہر کیا کہ وہ اسی طرح نماز پڑھ سکتا ہے تو پھر مواقع خلل کی راہنمائی فرمائی۔ خود سمجھ لینے سے بات زیادہ پختہ ذہن میں بیٹھتی ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (۷۵۷) و مسلم (۳۹۷) وابو داود (۸۵۶) والنسائی (۸۸۳) و ابن ماجه (۱۰۶۰)

والترمذی (۳۰۳) وابن حبان (۱۸۹۰) وابن خزیمة (۵۹۰) والبیهقی (۱۲۲/۲)

الفرائد: آپ ﷺ کی شفقت کہ جاہل متعلم کو کس انداز سے سمجھایا' ملاقات کے وقت سلام مستحب ہے خواہ بار بار ہو۔

۸۶۰ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔

۸۶۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کہے پھر اگر ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے یا دیوار آ جائے یا پتھر۔ پھر اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد)

لقی احدکم: یہاں عام معنی مراد ہے کیونکہ یہ سیاق شرط میں واقع ہے۔ **اخاہ**: اس سے اخوتِ ایمانی کو اجاگر فرمایا۔ **فلیسلم علیہ**: اس پر حق بنتا ہے کہ ابتداء سلام کرے ایک دوسرے کو دیکھنے سے رکاوٹ والی چیز درمیان میں آئے پھر ان کی قریبی وقت میں ملاقات ہو جائے تو دوبارہ سلام کرے کیونکہ یہ نئی ملاقات ہے۔ پہلا قریبی وقت والا سلام اس کے لئے مانع نہیں۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۵۲۰۰)

الفرائد: ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ملتے ہوئے سلام میں پہل کرنی چاہیے۔

۱۳۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ

بَاب : گھر میں داخلے کے وقت سلام مستحب ہے

دخل بیته: اگر گھر میں ایسے وقت داخل ہو تو عموم آیت کا تقاضا یہ ہے کہ سلام کرے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ [النور:۶۱]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "پس جب تم گھروں میں داخل ہو پس اپنے نفسوں کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ مبارک تحفہ ہے"۔ (النور)

۸۶۱ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا بُنَیَّ ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰی اَهْلِ بَيْتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۶۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کرو۔ یہ تیرے لئے برکت کا باعث ہوگا اور تیرے گھر والوں کے لئے بھی برکت کا باعث ہوگا۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بنی: یہ باضمہ اور نون کے فتحہ کے ساتھ آئے گا۔ اذا دخلت: جب داخل ہو تو ان کو سلام کہو۔ تمہارا یہ سلام برکت کا باعث بنے گی' مونث یکن: خبر کی رعایت سے لائے یا تحیہ کے معنی میں ہونے کی وجہ سے لائے۔ برکت یہ فاعل ہے اور کان تامہ ہے۔ وجد کے معنی میں ہے۔ گھر میں جب کوئی نہ ہو تو السلام علینا و عباد اللّٰہ الصالحین: کہے۔ اسی طرح مسجد یا دوسرے کے گھر میں جب کوئی نہ ہو اور یہ داخل ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین' السلام علیکم اهل البیت ورحمة اللّٰہ وبرکاته۔

تخریج: اخرجه الترمذی (۲۷۰۷)

الفرائد: گھر میں سلام کی فضیلت۔ اس کی برکت تمام گھر میں پہنچے گی۔ اخلاق نبوت کو اپنانا چاہئے۔

۱۳۶: بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بَاب: بچوں کو سلام

الصبیان: اس کا واحد صبی اور جمع صبیة اور صبوان (القاموس) اس سے مراد قابل خطاب سمجھ بوجھ والے۔ البتہ دوسروں کے شامل ہونے کا احتمال ہے۔ جن میں کچھ ادراک پایا جائے۔ نووی نے صبیان ممیزین مراد لئے ہیں (شرح مسلم نووی)

۸۶۲: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۶۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا پس انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

یفعله: کرمانی کہتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے اخلاق عظیمہ سے تھا کہ بچوں کو سلام کرنے کی عادت مبارکہ تھی۔ اس میں ان کو سنت کی تعلیم کے لئے تدریب ہے تاکہ بلوغت کے وقت وہ آداب اسلامی کے حامل بنیں۔

تخریج: اخرجه البخاری (۶۲۴۷) و مسلم (۲۱۶۸) والترمذی (۲۷۰۵) والنسائی (۳۳۰) وابو داود (۵۲۰۲) وابن ماجه (۳۷۰۰) وابن حبان (۴۵۹) والدارمی (۲/۲۷۶)

الفرائد: بچوں کو سلام میں ان کو تعلیم دینا مقصود ہے۔ اگر بچے سلام میں پہل کرے تو اس کا جواب ضروری ہے۔

۱۳۷: بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلٰى زَوْجَتِهٖ وَالْمَرْاَةِ مِنْ مَّحَارِمِهٖ وَعَلٰى اَجْنَبِيَّةٍ وَّاَجْنَبِيَّاتٍ لَّا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

بَابٌ ۱۴۷: بیوی اور محرم عورت کو سلام کرنا اور اجنبیہ کے متعلق فتنہ کا خطرہ نہ ہوتو سلام کرنا

محارمہ: جن سے ابدی طور پر نکاح حرام ہو خواہ نسب کی وجہ سے ہو یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے۔

لا یخاف الفتنة بھن: اجنبی زیادہ یا ایک عورت دونوں میں فتنہ سے حفاظت کی شرط ہے۔نو جوان لڑکی کو غیر محرم کو سلام حرام ہے۔ابتداء بھی اور جواب بھی اگر ایک جمع سلام کرے اور فتنہ کا خطرہ بھی نہ ہوتو پھر سلام میں ابتداء مکروہ نہیں۔عورت کی جماعت یا بڑھیا کو سلام میں ابتداء مکروہ نہیں کیونکہ فتنہ کا خطرہ نہیں یہ تفصیل شوافع کے ہاں ہے۔فتدبر۔

٨٦٣ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ فِيْنَا امْرَاَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ : كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي الْقِدْرِ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ وَانْصَرَفْنَا نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ اِلَيْنَا' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ'

قَوْلُهُ "تُكَرْكِرُ" :اَيْ تَطْحَنُ۔

٨٦٣: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان میں ایک عورت تھی اور ایک روایت میں ایک بڑھیا تھی۔وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے کچھ دانے پیس کر (اس میں ڈالتی) پس جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتے۔ہم اس کو سلام کرتے پس وہ یہ کھانا ہمیں پیش کرتی۔(بخاری)

تُكَرْكِرُ :پیستی۔

امراۃ: بقول ابن حجر اس کے نام کا علم نہیں ہو سکا۔**عجوز:** بوڑھی عورت اس میں عجوزہ بھی آتا ہے جمع عجائز اور عجز ہے (ابن الانباری) **سلق فتطرحه في القدر:** ہنڈیاں میں پکائی۔**تکر کر:** پیستی۔**حبات:** تھوڑے سے دانے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٩٣٨) و أبو داود (١٠٨٦) والترمذی (٥٢٥) وابن حبان (٥٣٠٧) وابن ابی شيبة (١٠٦/٢) وابن ماجه (١٠٩٩) والطبرانی (٥٧٨٧) والبيهقی (٢٤١/٣)

٨٦٤ : وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ ءِ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ - وَذَكَرَتِ الْحَدِيْثَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٦٤: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح کے دن آئی جبکہ آپؐ غسل فرما رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھیں۔پس میں نے سلام کیا اور روایت ذکر کی۔(رواہ مسلم)

صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الفتح وھو یغتسل: ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا یہ قرشیہ ہاشمیہ ہیں۔علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔بخاری و مسلم میں ان کی دو روایتیں ہیں۔ایک متفق علیہ اور وہ صلاۃ الضحیٰ والی روایت ہے۔دوسری یہی روایت ہے۔ان کے بیٹے جعد اور پوتی جعدہ اور عودہ اور گروہ سے ان سے روایت کی ہے۔ان کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی۔**یوم الفتح:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن اس وقت مقام ابطح میں تشریف فرما تھے۔**ھو یغتسل:** یہ جملہ

حالیہ اتیت کے مفعول سے ہے۔ تسترہ: پردہ کرنا۔ فسلمت علیہ: اگر اجنبیہ کا سلام حرام ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کو بتلاتے۔ معلوم ہوا فتنہ سے امن کی صورت میں درست ہے۔ پھر پوری روایت ذکر کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواز کو درست قرار دیا اور جو علی رضی اللہ عنہ اس کے خاوند کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

تخریج : احمد (۱۰/۲۶۹۶۲) والبخاری (۲۸۰) و مسلم (۳۳۶) والنسائی (۲۲۵) وابن ماجه (٤٦٠)

الفرائد : پہچان کے لئے کنیت رکھنا جائز ہے۔ اجازت کے لئے ایسا نام استعمال کرے جس سے اس کی پہچان ہو جائے۔ ملاقاتی کو مرحبا کہنا مستحب ہے۔

٨٦٥ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا – رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ ۔

۸۶۵: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم عورتوں کے پاس سے گزر ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد) ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے ایک دن گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

نسوۃ: اس کا واحد امراۃ من غیر لفظہ ہے۔ عورتوں کی جماعت پر بولا جاتا ہے۔ نسواں اور نساء میں بھی جمعیں آتی ہیں۔ فسلم علینا: آپ ﷺ نے بلا تاخیر ہمیں سلام فرمایا۔ ھذا لفظ ابی داؤد سے اشارہ کر رہے ہیں کہ ترمذی کے الفاظ سابقہ باب میں گزرے یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (۷٦۲۱) و مسلم (۲۱٦۷) ابو دواد (۵۲۰۵) والترمذی (۱٦۰۲) والبخاری (۱۱۰۳) وابن حبان (۵۰۰) و عبد الرزاق (۱۹٤۵۷) البیهقی (۲۰۳/۹)

الفرائد : روایت ۸۶۴ میں ملاحظہ کریں۔

۱۳۸ : بَابُ تَحْرِيْمِ ابْتِدَآءِ الْكَافِرِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰى اَهْلِ مَجْلِسٍ فِيْهِمْ مُّسْلِمُوْنَ وَكُفَّارٌ

بَابٌ : کافر کو سلام میں ابتداء حرام ہے اس کو جواب دینے کا طریقہ اور مشترک

مجلس کو سلام

تحریم ابتداء الکافر: کیونکہ اس سے اس کی محبت کا پہلو نکلتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ دوستی سے منع فرمایا ہے۔ ﴿لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر﴾ **و کیفیۃ الرد علیہم:** جب وہ سلام میں پہل کریں تو اس طرح جواب دیں کہ ایمان والوں کا قصد کر کے جواب دیں (اور اگر فقط کفار ہی ہوں تو علیکم صرف کہا جائے۔ مترجم)

۸٦٦ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَبْدَاُوا الْیَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ ، فَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَهُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰی اَضْیَقِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸٦٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان کے راستے میں ملو تو اسے راستہ کے تنگ حصہ کی طرف مجبور کر دو۔ (مسلم)

لا تبدء والیہود والا النصاری بالسلام: یہ نہی حرمت کے لئے ہے۔ جمہور کے مذہب کی یہ آیت دلیل ہے کہ کفار کو سلام میں ابتداء نہ کرنی چاہیے۔ بعض لوگوں نے ابتداء کا جواز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے (ماوردی) وہ کہتے ہیں کہ السلام علیک کہا جائے علیکم نہ کہا جائے انہوں نے افشاء سلام کی احادیث کے عموم سے استدلال کیا مگر وہ دلیل درست نہیں۔ یہ حدیث اس حکم کو صاف ظاہر کر رہی ہے۔ نووی نے علقمہ کا قول نقل کیا کہ ان کو سلام میں ابتداء کرنا جائز ہے جبکہ کوئی ضرورت اور سبب ہو۔ البتہ نووی نے ابتداء کی تحریم کے قول کو درست قرار دے کر اسی کی تحسین کی ہے۔ **فاذا لقیتم احدھم فی طریق فاضطروہ:** اس کو تنگ راستہ پر مجبور کر دو یہ اس وقت ہے جبکہ بھیڑ ہو۔ مسلمانوں کو درمیان راہ میں چلنا چاہیے مگر یہ تنگی اس انداز سے ہو کہ دیوار یا کسی دوسری چیز سے ان کا ٹکراؤ نہ ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۷٦۲۱) و مسلم (۲۱٦۷) و ابو داود (۵۲۰۵) والترمذی (۱٦۰۲) والبخاری (۱۱۰۳) وابن حبان (۵۰۰) و عبد الرزاق (۱۹٤۵۷) البیهقی (۹/۲۰۳)

الفوائد : اہل کفر کو سلام میں ابتداء نہ کی جائے ان کا اکرام جائز نہیں۔ اہل کفر سے دوستی حرام و ناجائز ہے۔

۸٦۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَهْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا : وَعَلَیْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸٦۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں اہل کتاب سلام کریں پس کہو وَعَلَیْکُمْ۔ (بخاری و مسلم)

اھل الکتاب: یہ ذمی و حربی دونوں کو شامل ہے۔ **فقولوا:** نووی کہتے ہیں یہ وجوب کے لئے ہے۔ بعض لوگوں نے عدم وجوب کہا مگر وہ ضعیف قول ہے۔ **وعلیکم:** اس کی وجہ وہ ہے جو دوسری روایت میں وارد ہے: "**ان الیھود اذا سلموا علیکم یقول احدھم السام علیکم فقل علیك**"۔ ایک روایت میں **فقل وعلیك**۔

نووی کہتے ہیں اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اہل کتاب جب سلام کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم السلام مت کہو بلکہ وعلیکم

یا علیکم کہو۔ مسلم کی روایات میں واؤ موجود ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے دو معنی ہیں: (۱) یہ اپنے ظاہر پر ہے جب انہوں نے علیکم کہا تو تم وعلیکم کہو کہ ہم اور تم اس میں برابر ہیں کہ سب پر موت آئے۔ (۲) واؤ مستانفہ ہو تو مطلب یہ ہے تم پر وہی ہے جس کے تم مستحق ہو۔ یعنی مذمت اور حذف واؤ کی صورت میں ان کے ہاں علیکم السام تقدیر عبارت بنے گی۔ خطابی نے واؤ کے اثبات اور ابن حبیب سے حذف کی ترجیح دی ہے۔ ابن عیینہ نے حذف کو ترجیح دی تو ان کے بقول ان کا کلام بعینہ ان پر مردود ہوگا اور اگر واؤ کو قائم رکھو تو شرکت کا احتمال ثابت کرے گا۔ درست بات یہ ہے کہ واؤ کا اثبات وحذف دونوں جائز ہیں اور اس کے حذف سے کوئی بگاڑ لازم نہیں آتا (صدیقی)

تخریج : اخرجه البخاری (٦٢٥٨) و مسلم (٢١٦٣) و ابو داود (٥٢٠٧) والترمذی (٣٣٠١) وابن حبان (٥٠٣) والنسائی (٣٨٦) والطیالسی (٢٠٦٩) واحمد (٤/١١٩٤٨)

الفرائد : اہل کتاب کو علیکم کے لفظ سے فقط جواب دیا جائے۔

٨٦٨ : وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ – عَبْدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۶۸: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مجلس سے ہوا جس میں مسلمان اور مشرکین یہود ملے جلے تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔ (بخاری و مسلم)

مر علی مجلس فیه اخلاط: یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اخلاط یہ خلط کی جمع ہے جیسے حمل واحمال۔ **من المسلمین**: یہ من بیانیہ ہے۔ **عبدة الاوثان**: جو انصار میں سے مسلمان نہ ہوئے تھے۔ وہ اسلام کی آمد سے قبل بت پرست تھے۔ **والیهود**: اس کا عطف عبدة الاوثان یا مشرکین پر عطف ہے۔ میں یہ مشرکین کے دو قسیم بن جائیں گے۔ بیضاوی نے ﴿**ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن**﴾: میں مشرکین کا اہل کتاب کے ساتھ شمول ثابت کیا اور مشرکہ عورتوں میں اہل کتاب کو بھی شامل کیا کیونکہ اہل کتاب بھی مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿**قالت الیهود**...... **سبحانه عما یشرکون**﴾: میں مشرک فرمایا ہے۔ **فسلم علیهم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم**: اس سے شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کا سلام مؤمنوں کی طرف متوجہ ہونے والا تھا کیونکہ ابتداء سلام سے آپؐ نے خود منع فرمایا ہے۔

تخریج : بخاری (٤٥٦٦) مسلم (١٧٩٨) نسائی فی المغازی' ترمذی فی الاستیذان' (اطراف مزی)

الفرائد : مشترک مجمع میں مسلمانوں کا قصد کر کے سلام کیا جائے۔

۱۳۹ : بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَآءَهٗ اَوْ جَلِيْسَهٗ

باب: مجلس سے اٹھتے اور احباب سے جدائی کے وقت سلام

جلساء: جب کہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ جلیسہ: جب کہ وہ ایک ہو۔

۸۶۹ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا انْتَهٰی اَحَدُكُمْ اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ ، فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۶۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے پس وہ سلام کرے۔ جب وہ ارادہ کرے مجلس سے اٹھنے کا تو سلام کرے۔ پس پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فوقیت والا نہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن۔

احد کم: کوئی ایک۔ المجلس: سے وہ جہاں بیٹھنا چاہتا ہے۔ فلیسلم: وہ ظاہر میں سلام کرے اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو۔ ان یقوم فلیسلم: جب مجلس سے جانا چاہے تو اٹھنے کے بعد سلام کہے جیسا ترمذی میں ہے: ثم اذا قام فلیسلم"۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جب قیام کا ارادہ کرتے سلام کرے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا اس ارشاد میں: ﴿فاذا قرأت القران﴾: جب تم قرأت کا ارادہ کرو۔ الاولیٰ: سے پہلا تحریمہ مراد ہے۔ طیبی کہتے ہیں بعض نے کہا کہ پہلا سلام تو ان کے شر سے سلامتی کی خبر اور اطلاع ہے جب کہ وہ موجود ہوں۔ اسی طرح دوسرا اسلام انکی سلامتی کی اطلاع ہے اسکے شر سے جب کہ وہ سامنے نہ ہوں انکا سامنے ہوتے ہوئے سلامت رہنا غیر موجودگی میں سلامتی سے بہتر نہیں کیونکہ غیر موجودگی میں سلامتی زیادہ بہتر ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۳/۷۱۴۵) و ابو داود (۵۲۰۸) والترمذی (۲۷۱۵) والنسائی (۱۰۲۰۰) وابن حبان (۴۹۴)

الفرائد: مجلس میں آنے والا بھی سلام کرے اور جانے والا سلام کر کے جائے یہ سلام زیادہ اولیٰ ہے۔ (کذا قال النووی)

۱۴۰ :بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَآدَابِهٖ

باب: اجازت اور اس کے آداب

الاستیذان: گھر میں داخلے کی اجازت۔ اداب: یہ ادب کی جمع ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا﴾

[النور:۲۷]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ تم ان سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو''۔ (النور)

تستانسوا: اجازت حاصل کرنا۔ اس آیت کی تفسیر کتاب السلام میں گزری۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾[النور:۵۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بچے تم میں سے بلوغت کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ وہ اجازت مانگ کر آئیں جس طرح ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے تھے''۔

واذا بلغ الاطفال منكم: آزاد مرد مراد ہیں۔ **الحلم:** بلوغت کے قریب ہو جائیں یعنی مراہق ہو جائیں۔ **فليستاذنوا:** تمام اوقات داخلہ میں۔ **من قبلهم:** بالغ آزاد مردوں نے اجازت حاصل کی۔

۸۷۰ : **عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ ، فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔**

۸۷۰: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت حاصل کرنا تین مرتبہ ہے۔ پس اگر تمہیں اجازت مل جائے (تو ٹھیک) ورنہ واپس لوٹ جاؤ''۔ (بخاری و مسلم)

الاستئذان: گھر والے سے اجازت حاصل کرنا۔ **ثلاث:** کیونکہ یہ تعداد کثرت کے لحاظ سے کم درجہ اور قلیل کے لحاظ سے اکثر ہے جو اتنی مرتبہ سے خبردار نہ ہو وہ خبردار ہوتا ہی نہیں۔ **فان اُذن لك :** یہ فعل مجہول ہے اور لک نائب فاعل ہے۔ جواب شرط فادخل محذوف ہے۔ **والا:** اگر اس کے بعد بھی اجازت نہ ہو۔ نووی رقمطراز ہیں اگر اس نے اجازت طلب کی اور اس کو اجازت نہ ملی یا اس نے خیال کیا کہ اس نے سنا نہیں تو اس میں تین مذاہب ہیں: (۱) وہ لوٹ جائے یا سب سے ظاہر بات ہے اور دوبارہ اجازت طلب نہ کرے۔ (۲) دوبارہ اجازت طلب کرے۔ (۳) اگر استیذ ان کے خاص الفاظ ہوں تو دوبارہ لوٹائے اور اگر وہ نہ ہوں تو اعادہ نہ کرے۔ جنہوں نے پہلے قول کو زیادہ بہتر کہا ان کی دلیل یہ ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی **والا فارجع:** جنہوں نے دوسرا قول اختیار کیا انہوں نے حدیث کو علم یا اس گمان پر محمول کیا کہ اس نے سنا ہے پس اجازت نہیں دی (نووی) بخاری نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت نقل کی ہے: **اذا استاذن احدكم ثلاثا فلم يوذن له فليرجع۔**

تخريج : اخرجه مالك (۱۷۹۷) احمد (۴/۱۱۰۲۹) والبخاری (۶۲۴۵) و مسلم (۲۱۵۳) و ابو داود (۵۱۸۰) والترمذی (۲۶۹۹) وابن ماجه (۳۷۰۶) وابن حبان (۵۸۱۰) والطیالسی (۲۱۶۴) و عبد الرزاق (۱۹۴۲۳) والبیهقی (۸/۳۳۹)

الفرائد : اجازت تین مرتبہ طلب کی جائے ورنہ واپس لوٹ جائے۔ اجازت دینے والا دینی یا دنیوی مشغولیت میں عذر کرے تو واپس لوٹ آئے۔

۸۷۱ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اجازت طلبی تو (غیر محرم پر) نگاہ نہ پڑنے کے لئے مقرر کی گئی۔ (بخاری ومسلم)

هل الاستيذان: اجازت نگاہ پڑنے کے خطرے کی وجہ سے مقرر کی گئی کیونکہ اجازت طلب کرنے والا اگر بلا اجازت داخل ہوگا تو جس کے ہاں وہ داخل ہورہا ہے اس کی ایسی بعض چیزوں کی اطلاع وہ پالے گا جن کی اطلاع اس کو پسند نہیں۔ اس سلسلے میں بخاری میں واضح روایت موجود ہے جس کو ادب المفرد میں نقل کیا گیا ہے۔ ابوداؤ' ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے کہ لا يحل لامرئ مسلم ان ينظر الى جوف بيت حتى يستاذن فان فعل فقد دخل۔: وہ گویا داخل ہونے والے کے حکم میں ہے۔ ترمذی وابوداؤد نے سند حسن سے نقل کیا کہ "اذا دخل البصر فلا اذن"۔ بخاری نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا: من ملأ عينه من قاع بيت قبل ان يوذن له فقد فسق: سبب ارشاد یہ ہے کہ ایک آدمی نے حجرہ میں ایک سوراخ سے دیکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں بالوں کو برابر کرنے والا لوہے کی سلاخ تھی یا کنگھی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے: لو اعلم انك تنظر لطعنت به في عينك: تمہارے دیکھنے کا علم ہوجاتا تو میں تمہاری آنکھ میں یہ سلاخ مارتا۔ اجازت اسی لئے ضروری قرار دی گئی تا کہ نگاہ نہ پڑے۔ (روضہ)

تخریج : بخاري' مسلم' ابو داؤد' ترمذي' نسائي' ابن ماجه' عبدالرزاق ۱۹۴۳۱' دارمي ۲/۱۹۷' ابن ابي شيبه ۷۵٦' بخاري ادب مفرد ۱۰۷۰' طبراني ٥٦٦۳' بيهقي ۸/۳۳۸۔

الفرائد : ① استیذان ضروری ہے وہ اسی لئے مقرر ہوا تا کہ حرام بدنگاہی نہ ہو۔ ② گھر کے دروازے وغیرہ کے سوراخ سے دیکھنا جائز نہیں تا کہ حرام پر نگاہ نہ پڑے۔

۸۷۲ : وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ : اَ اَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَادِمِهٖ : اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهٗ قُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ' اَ اَدْخُلُ؟ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ' اَ اَدْخُلُ؟ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۷۲: حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بنی عامر کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی جبکہ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا اَاَلِجُ؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم کو فرمایا باہر نکل کر اس کو اجازت کا طریقہ سکھاؤ اور اس کو یوں کہو کہ وہ کہے: السلام علیکم اَ اَدْخُلُ؟ آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو کو سن لیا۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ اَ اَدْخُلُ؟ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ پس نبی

اکرم ﷺ نے اجازت دی پس وہ داخل ہوا۔ ابوداؤد سند صحیح کے ساتھ۔

ربعی: راء اور عین مکسور اور یا مشدد ہے۔ بن حراش: حا مکسور۔ یہ جلیل القدر تابعی ہیں ان کا عبسی قبیلہ سے تعلق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے تھے کبھی جھوٹ نہ بولا تھا (الکاشف لذہبی) ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی بعض نے اور اقوال نقل کئے (تقریب حافظ) رجل من بني عامر: تعیین سے ناواقفی نقصان دہ نہیں کیونکہ الصحابه كلهم عدول۔ خواہ میں فتنوں میں شامل رہے یا الگ رہے۔

اَللُّغَاتُ: هو في بيت: یہ جملہ علی کے مجرور سے حال ہے۔ ھو کا مرجع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فقال الج: یہ ولوج سے ہے جس کا معنی داخل ہونا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سیوطی نے حاشیہ ابوداؤد میں روضہ نام ذکر کیا ہے۔ اخروج الى هذا: اجازت طلب کرنے والے کے پاس نکل کر جاؤ۔ فعلمه الاستيذان: اس کو اجازت کے الفاظ سکھاؤ یا لفظ بدل دو۔ اادخل: حافظ کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ کیا استیذان سلام کی شرط ہے یا نہیں (فتح الباری) نووی کہتے ہیں سلام و استیذان میں مقدم کون سا ہے یا صحیح وہی ہے کہ سلام مقدم ہے (۲) دوسروں نے استیذان کو مقدم مانا۔ تیسرا قول جس کو ماوردی نے اختیار کیا ہے کہ اگر اجازت طلب کرنے والے کی مکان والے پر نگاہ پڑ گئی تو سلام کو مقدم کرے ورنہ استیذان کو مقدم کرے۔ حالانکہ دو صحیح روایات تقدیم سلام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ فسمعه: اس آدمی نے یہ ارشاد خود سن لیا تو اس نے جلدی سے کہا السلام عليكم أادخل؟: آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ پہلے اجازت نہ دی چونکہ الفاظ درست نہ تھے۔ نیز آپ ﷺ نے تعلیم علم عمل پر آمادہ فرمایا۔

تخریج: اخرجه ابو داود (۵۱۷۷) و اسناده صحيح۔

الفرائد: سنت یہ ہے کہ اجازت اور سلام دونوں کہے جائیں۔ امت پر کس قدر مشقت فرمائی کہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں والی باتیں بتلائیں۔

۸۷۳: وَعَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "ارْجِعْ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۷۳: حضرت کلاہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے داخل ہوتے ہوئے سلام نہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ واپس جاؤ! اور کہو السلام علیکم کیا میں اندر داخل ہو سکتا ہوں؟ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

كلده: اس کی کاف مکسور ہے اور دال مفتوح ہے۔ حافظ کہتے ان کو ابن عبداللہ بن الحنبل کہا جاتا ہے۔ مزی نے اطراف میں ابن ملک لکھا ہے۔ ملک کو ملیک بن عائذ بن کلدہ کہا جاتا ہے۔ یہ صفوان بن امیہ کے ماں جائے ہیں۔ بعض نے بھانجے کہا۔ حافظ نے ماموں کہا اور تمیمی نے کئی صحابی کا اضافہ فرمایا۔ اتيت النبي صلى الله عليه وسلم: یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کو دودھ' چھوٹی ککڑی صفوان نے دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور اس وقت آپ ﷺ وادی کی

بالائی جانب تھے۔اس روایت کو ابوداؤد ترمذی نے لیا ہے۔روایت کا بقیہ حصہ ترجمے سے غیر متعلق تھا اس لئے چھوڑ دیا۔

تخریج : صحیح الإسناد اخرجه احمد (٥/١٥٤٢٥) و ابو داود (٥١٧٦) والترمذی (٢٧١٩) والنسائی (٤/٦٧٣٥)

الفوائد: جو بلا اجازت داخل ہو اسے واپس کر دیا جائے۔ جو لوگوں کے پاس جائے اسے سلام کرنا اور اجازت طلب کرنا چاہئے۔

۱۴۱ :بَابُ بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ اِذَا قِيْلَ لِلْمُسْتَاْذِنِ مَنْ اَنْتَ اَنْ يَقُوْلُ :فُلَانٌ فَيُسَمِّيْ نَفْسَهٗ بِمَا يُعْرَفُ بِهٖ مِنَ اسْمٍ اَوْ كُنْيَةٍ وَّكَرَاهَةِ قَوْلِهٖ "اَنَا" وَنَحْوِهَا!

باب : اجازت لینے والے سے جب پوچھا جائے تو اس کو اپنا نام یا کنیت بتانی چاہئے

السنة اذا قيل: جب داخلے کے وقت مکان والا دریافت کرے۔ **من انت**: کہ تم کون ہو تا کہ اسے مستاذن کا علم ہو جائے۔ **من**: کالفظ (۱) یہ ذوی العقول کے لئے ہے (۲) عام ہے (القاموس) فلان وفلانہ یہ نام سے کنایہ ہیں جب الف لام سے آئیں گے ہمارے علاوہ کے لئے مثلاً جب کسی انسان سے کنایہ کریں تو کہیں گے الفلان۔ مگر یہ قول درست نہیں بغیر الف لام بھی دوسروں کے لئے لاتے ہیں۔ یہ ہر علم مذکر ذی علم خواہ انسان ہو یا جن بلکہ فرشتے کے علم سے کنایہ کیا جاتا ہے اور علم مونث کے لئے بھی آتا ہے (شرح تسہیل) **اسم او كنية**: نام یا کنیت یا لقب یا نسبت یا وصف مثلاً امیر یا قاضی اس سے اس کا مقصد تعارف ہو بڑھائی ظاہر کرنا نہ ہو۔ **كراهة قوله انا**: یعنی میں یا ہم یا انسان یا شخص وغیرہ کیوں کہ اس سے سائل کی غرض ظاہر نہ ہو سکے گی۔

٨٧٤ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الْمَشْهُوْرِ فِي الْاِسْرَآءِ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"ثُمَّ صَعِدَ بِيْ جِبْرِيْلُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ ' فَقِيْلَ :مَنْ هٰذَا؟ قَالَ :جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ " " ثُمَّ صَعِدَ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ ' قِيْلَ :مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ" وَالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَآئِرِهِنَّ وَيُقَالُ فِيْ بَابِ كُلِّ سَمَآءٍ :مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ :جِبْرِيْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ اسراء کے سلسلے میں اپنی مشہور حدیث میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے جب جبرائیل آسمانی دنیا کی طرف لے کر چڑھے۔ دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا۔ ان سے کہا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل۔ پھر کہا گیا تمہارے ساتھ کون؟ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے۔ دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا۔ ان سے کہا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا

جبرائیل۔ پھر کہا گیا تمہارے ساتھ کون؟ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر تیسرے، چوتھے اور تمام آسمانوں پر لے کر چڑھے اور ہر آسمان کے دروازے پر کہا گیا یہ کون ہے؟ جبرائیل جواب دیتے جبرائیل۔ (بخاری و مسلم)

اس روایت کے طرق کو سیوطی و شامی نے تخریج احادیثِ معراج میں ذکر کیا ہے۔ **ثم:** مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھانے کے بعد۔ **صعدبی:** یہ لغت قلیل الاستعمال ہے (المصباح) **فاستفتح:** دروازے پر مقرر اسماعیل فرشتے سے دروازہ کھولنے کو کہا گیا کیونکہ آسمان کا دروازہ بند تھا۔ پہلے اس لئے نہیں کھولا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی کھولا گیا ہے۔ اس کے کھلنے کی پہلے عادت نہیں۔ **فقیل:** سائل کو معین معلوم نہ تھا کہ آیا حفظہ فرشتوں کا بڑا ہے یا اس کے خدام سے ہے۔ **من هذا قال جبرئیل:** جبرئیل نے اپنا فرشتوں میں مشہور نام لیا اور کسی فرشتے کا یہ نام نہیں۔ **من معك:** شاید سوال اس لئے ہو کہ مقررہ معاملات میں انہوں نے اترتے چڑھتے آج تک اجازت نہیں لی۔ انہوں نے اس سے معلوم کر لیا کہ ان کے ساتھ کوئی ہیں جن کے لئے وہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ (۲) کیونکہ آسمان شفاف ہیں ان کے پیچھے کی چیز نظر آتی ہے اور اس کی تائید اس سوال سے بھی ہوتی ہے **و من معك:** کہا **امعك احد:** نہیں کہا۔ **قال محمد:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف نام کو ذکر کیا۔ **ثم صعد:** ثم کو واؤ کی جگہ استعمال کیا ہے کیونکہ اصل مقصود استیذ ان کے وقت نام کا تذکرہ ثابت کرنا ہے۔ **و سائرهن:** باقی آسمانوں میں۔ سائر کا لفظ باقی کا معنی دیتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ (الازہری) صغانی نے بھی باقی کا معنی کیا ہے (المصباح) نووی کہتے ہیں اس کا معنی باقی بھی آتا ہے اور تمام بھی۔ جیسا منصور جوالیقی نے ذکر کیا (نووی) **من هذا؟:** جبرئیل کو ہر آسمان پر یہ سوال ہو تو جواب میں انہوں نے کہا جبرئیل۔

ایک سوال: فرشتے تو مکلّف نہیں پھر ان کے فعل سے استدلال کیسے؟

الجواب: ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تو بیان تقریر بن گیا۔

تخریج : اخرجه احمد (٦/١٧٨٥٠) والبخاری (٣٢٠٧) و مسلم (١٦٤) والنسائی (٧٧٤) وابن حبان (٤٨) و ابو عوانة (١/١٢٠) والبيهقی (٢/٣٧٧)

الفرائد : اس میں اجازت طلب کرنے کا ادب بتلایا گیا ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔

٨٧٥ : وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْتُ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِىْ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِىْ وَحْدَهٗ ، فَجَعَلْتُ اَمْشِىْ فِىْ ظِلِّ الْقَمَرِ ، فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِىْ فَقَالَ : "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ اَبُوْذَرٍّ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۵: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات باہر نکلا۔ اچانک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے چلتے ہوئے دیکھا پس میں چاند کے سائے میں چلنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہو کر مجھے دیکھ لیا اور فرمایا۔ یہ کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! (بخاری و مسلم)

فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يمشى وحده: اذا مفاجات کے لئے ہے۔ **وحده:** اکیلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی نہ تھا۔

نحو: یہ جملہ فعلیہ مبتداء کی خبر ہے (۲) خبر محذوف مان کر حال بن سکتا ہے۔ جملہ اسمیہ محل جز میں واقع ہے۔
فجعلت امشی: تا کہ ظل قمر میں میرا سایہ نظر نہ آئے اور آپ ﷺ کو میرا وجود معلوم نہ ہو۔ من هذا؟: شاید آپ ﷺ نے اعداء دین اور منافقین کا خطرہ محسوس کر کے پوچھا تم کون؟ فقلت ابو ذر: اپنی معروف کنیت ذکر کی نام نہیں لیا۔
تخریج : بخاری فی الاستقراض والاستیذان' مسلم فی الزکاۃ' ترمذی فی الایمان' نسائی فی الیوم واللیلہ۔
الفرائد :۔صحابہ کرام کو جناب رسول ﷺ کو سلام کرنے میں کس قدر حرص تھی۔ اجازت طلب کرنے والے کو اپنا نام بتلانا چاہئے تا کہ پہچان ہو۔

٨٧٦ :وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ :"مَنْ هٰذِهِ؟" فَقُلْتُ :اَنَا اُمُّ هَانِئٍ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۶: حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرما رہے تھے اور فاطمہ پردہ کئے ہوئے تھیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

ل: یعنی جیسا باب السلام میں گزرا کہ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا من هذه: جس نے سلام سے ابتداء کی ہے۔
قلت ام هانی: انہوں نے بھی اپنا لقب معروف بتلایا نام ذکر نہیں کیا اگر اس میں غلطی ہوتی تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ٹوکتے۔
تخریج : احمد (۱۰/۲٦۹٦۲) والبخاری (۲۸۰) و مسلم (۳۳٦) والنسائی (۲۲۵) وابن ماجه (٤٦٠)
الفرائد :روایت ۸۷۳ میں الفرائد گزر چکے۔

٨٧٧ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ :"مَنْ ذَا؟" فَقُلْتُ :اَنَا ' فَقَالَ :"اَنَا اَنَا؟!" كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں نے دروازہ کھٹکھٹایا جس پر آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں۔ آپؐ نے فرمایا: انا انا گویا آپؐ نے انا کے لفظ کو ناپسند فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

اتیت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: ترمذی میں اس میں یہ اضافہ فرمایا فی دین کان علی ابی: کے الفاظ زائد ہیں۔
فدققت الباب: بعض نسخوں میں الباب پر با بھی ہے۔ دروازہ کھٹکھٹانا بھی طلب اجازت کے قائم مقام ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور ٹوکتے۔ من ذا؟: آنے والا کون؟ فقلت انا فقال انا۔انا: آپ ﷺ نے انکار کے طور پر فرمایا تو انا انا کہہ رہے ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو ناپسند کیا کیونکہ اجازت والے سے پوچھنے کا مقصد پہچان ہے جو انا سے حاصل نہ ہوئی۔ آواز میں تو

ایک دوسرے کو مشابہہ ہوتی ہیں۔ لفظ انا ناپسندیدہ نہیں موقعہ استعمال ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ﴿انا اللّٰہ لا الہ الا انا﴾: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انا سید ولد آدم"۔ بہت سی احادیث انا کے لفظ سے شروع ہوتی ہیں۔ بعض کا یہ وہم غلط ہے کہ فرعون اور ابلیس نے اپنے لئے استعمال انا کیا اس لئے نامناسب ہے۔ یہ بے دلیل بات ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (٥/١٤٤٤٦) والبخاری (٦٢٥٠) و مسلم (٢١٥٥) و ابو داود (٥١٨٧) والترمذی (٢٧١١) والنسائی (٦/١٠١٦٠) وابن ماجه (٣٧٠٩) وابن حبان (٥٨٠٨) والبیهقی (٨/٣٤٠)

الفوائد: فقط (انا) کہنے میں پوری پہچان نہیں نام بتلانا چاہئے (خطابی) انا میں بڑائی کی بو آتی ہے تواضع سے نام بتلاتے۔

۱۴۲: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيتِهٖ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

بَاب: چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا اور چھینک و جمائی کے آداب

التشمیت: چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا یا دعا دینا (تخیر الموشین) اس میں شین کی جگہ سین بھی درست ہے (حاشیہ ابی داؤد وسیوطی) التسمیت: برکت کی دعا کرنا' یہ سمعتہ سے ہے۔ شمت الابل میں اونٹوں کو جمع کیا۔ شمته: میں نے اس کے لئے اجتماعیت حال کی دعا کی (۲) یا شماتت سے ہے دشمن کی برائی پر خوش ہونا' گویا جب اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو شیطان کی مذمت کی (۳) یا الشوامت جمع شامتہ۔ قائم رہنے والی۔ کہتے ہیں لا ترك اللّٰه له شامته: اللہ اس کو پختگی دے۔ (الفزاری) ابن العربی کہتے ہیں جب چھینک پر وہ یرحمک اللہ کہتا ہے تو گویا یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے اور سر اور اس سے متصل گردن کے ہر عضو کو اپنی حالت پر لائے جو چھینک سے پہلے تھی۔ گویا اس کا رجع کل عضوا الی سمته الذی کان علیه: ہر عضو اپنے مقام پر لوٹ آیا اور اگر تسمیت ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قوائم کی حفاظت کرے جن پر بدن کے اعتدال کا دارومدار ہے۔ اذا لم یحمد: جب وہ حمد نہ کرے تو الحمدللہ نہ کہا جائے۔ العطاس و التثاؤب: چھینک اور جمائی لینا تثاب میں ہمزہ و مدد ولغتیں ہیں۔

۸۷۸ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ ، فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ – وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ ، فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۷۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو

پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اس پر اللہ کی حمد کرے تو ہر اس مسلمان پر جو اس کو سنے یہ حق بن جاتا ہے کہ وہ اس کے لئے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے جہاں تک ہو سکے وہ اس کو روکے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

یحب العطاس: کرامت ومحبت سبب کی طرف راجع ہیں کیونکہ چھینک خفت بدن اور مسام کے کھلنے انتہائی پیٹ نہ بھرنے کا نتیجہ ہے اور جمائی امتلا اور کھانے پینے کے بوجھ کی وجہ سے ہے۔ پہلے سے عبادت میں نشاط پیدا ہوئی اور دوسرے سے سستی (خطابی) محبت سے اس کی غایت یعنی رضا وقبولیت اور ثواب وارادہ مراد ہے (شرح الاذکار) **فاذا اعطس**: یہ (ض) کے باب سے ہے (ن) سے بھی آتی ہے۔

اَلنَّحْو: **وحمد الله**: فعل شرط پر عطف بھی ہوسکتا ہے (۲) قد مضمر کی صورت میں حال ہے۔

ایک حکمت: حلیمی کہتے ہیں دماغ سے فاسد مواد کو چھینک نکالتی ہے۔ قوت فکر کو بڑھاتی اور اعصاب کو طاقتور بناتی ہے جس سے اعضاء سلامت رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ عظیم نعمت ہے اس کے مقابل حمد مناسب ہے۔ خواہ جس صیغہ سے ہو۔ احمد کی روایت میں ہے: "**اذا عطس احدکم فلیقل الحمدللّٰه علی کل حال**" کہے یا الحمدللہ رب العالمین کہے۔ (احمد، نسائی) نووی نے ابن جریر سے نقل کیا کہ الحمدللہ یا الحمدللہ رب العالمین یا الحمدللہ علی کل حال یہی صحیح ہے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ چھینک پر الحمدللہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ متقی نے روایت نقل کی ہے: "**اذا عطس احدکم فقال الحمدلله قالت الملائکه رب العالمین فاذا قال رب العالمین قالت الملائکة یرحمك اللّٰه**": جب یہ الحمدللہ کہتا ہے تو فرشتے رب العالمین کہتے ہیں یہ رب العالمین کہتا تو وہ یرحمک اللہ سے دعا کرتے ہیں (طبرانی) (منہج للمتقی) ابن حجر کہتے ہیں کہ بعض لوگ رب العالمین کے بعد سورۃ فاتحہ مکمل پڑھتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اسی طرح **اشهد ان لا الٰه الا الله**: کہنا یا الحمد سے اس کو مقدم کرنا مکروہ ہے (بدعت ہے) **حقا**: سنت مؤکدہ ہے۔ **مسلم**: اسلام والا مراد ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ **سمعه**: تمام مصائب وآفات گناہوں کی پکڑ ہیں۔ جب بندے کو رحمت آئے گی اور گناہ بخشا جائے گا تو مواخذہ سے بچ جائے گا۔ پس یرحمک اللہ کا معنی اللہ اپنی رحمت تجھ پر ہمیشہ رکھے تا کہ تو سلامت رہے۔ اس میں اشارہ کر دیا کہ چھینکنے والے کو رحمت وتوبہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس وجہ سے اس کا جواب یغفر اللہ لنا ولکم سے مقرر ہے۔ ابن دقیق کہتے ہیں مخاطب کے صیغے سے سنت ادا ہوتی ہے۔ یہ حرکت جو لوگوں میں مروج ہے کہ امراء کے لئے یرحم اللہ سیدنا کہتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ شوافع کے ہاں تشمیت علی الکفایہ ہے۔ ہر مسلمان کو ظاہر حدیث کے مطابق یرحمک اللہ کہنا چاہئے۔ اصحاب مالک میں اختلاف ہے کسی نے ہر ایک پر لازم کیا ابن عربی نے حمد کے نہ سننے پر اس کو لازم نہیں کیا۔ امام مالک کا نووی نے ایسا قول نقل کیا ہے۔

التثاؤب: وہ سانس جو بخارات کے ازالہ کے لئے منہ کھول کر لیا جائے (عینی) ابن بطال کہتے ہیں اسکی نسبت شیطان کی طرف ہے۔ اس سے مراد ارادہ اور رضامندی ہے۔ یعنی اس کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی صورت کے بدلنے کا انداز ہوتا ہے۔ جس کو دیکھ کر شیطان ہنستا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ جمائی لیتا ہے۔ ابن عربی کہتے ہیں ہر برے فعل کی نسبت شیطان کی طرف اور اچھے کی فرشتے کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ اس کا واسطہ ہیں۔ جمائی سستی سے آتی ہے اس سے کسل پیدا ہوتی ہے

اور یہ شیطان کے واسطہ سے ہے اور چھینک قلت غذا سے ہوتی ہے۔فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے اس سے نشاط پیدا ہوتی ہے۔

نووی کا قول: جمائی کی نسبت شیطان کی طرف اس لئے ہے کہ وہ شہوات کی طرف بلاتا ہے اور شہوت ثقل بدن' استرخاء' امتلاء سے ہوتی ہے۔مقصد یہ ہے اس سبب سے بچو جس سے وہ پیدا ہوتی ہے۔وہ کھانے کی کثرت ہے۔

عظیم فائدہ: بخاری نے تاریخ اور ابن ابی شیبہ نے مرسل روایت نقل کی: "ما تثاوب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قط": خطابی نے مسلمہ سے روایت نقل کی ما تثاوب نبی قط: مسلمہ نے بعض صحابہ کرام کو پایا اور وہ صدوق راوی ہیں (سیوطی) یہ تاب اور تثاوب دونوں طرح ہے (سیوطی) فلیرده: یہ حرکات ثلاثہ سے ہے۔ ما استطاع: استطاعت کی حد تک۔ اگر مجبور ہو تو منہ پر ہاتھ رکھے۔ ضحك الشیطان منه: شیطان تبدیلی صورت سے خوش ہوتا ہے اور اس کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ابن بطال کہتے ہیں شیطان اس کے پیٹ کے اندر سے ہنستا ہے۔کرمانی نے یہ نقل کیا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۷۶۰۲) والبخاری (۳۲۸۹) و ابو داود (۵۰۲۸) والنسائی (۲۱۴) وابن حبان (۵۹۸) والطیالسی (۲۳۱۵) والبخاری (۹۲۸) والحاکم (۴/۷۶۸۳)

الفرائد: ابکائی کی مذمت اور چھینک کی تعریف ہے جب چھینک آئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے ابکائی سے شیطان ہنستا ہے۔

۸۷۹ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ' فَلْيَقُلْ : يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۷۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمدللہ کہے اور اس کا مسلمان بھائی یا ساتھی یرحمک اللہ کہے۔پس جب وہ یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے یعنی اللہ ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست فرمائے۔(بخاری)

فلیقل الحمد للّٰہ: وہ شکر نے کے طور پر الحمدللہ کہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ **اخوه او صاحبه:** راوی کو شک ہے۔ ایک سے تعبیر الحمدللہ کہنے پر ابھارنے کے لئے ہے۔ **یرحمك اللّٰہ:** قاضی کہتے ہیں۔الحمد کا حکم اس لئے ہو کہ چھینک سے اس کے دماغی بخارات خارج ہو گئے۔ **فاذا قال له:** جب اس کا ساتھی یرحمک اللہ کہے تو یہ بھی اسی طرح کی دعا دے۔احسان کا بدلہ احسان یعنی **یھدیکم اللّٰہ:** اپنی رضامندیوں تک پہنچنے کے لئے تمہاری راہنمائی کرے۔ **یرحمك اللّٰہ:** کا جملہ خبریہ ہے مگر دعا کے معنی میں انشاء ہے۔ **ویصلح بالکم:** تمہارے دل کی درستگی کرے' دعا کے کلمات کو مفرد اور خطاب کو جمع میں لانے کی حکمت یہ ہے کہ چھینک اس کو آئی اور یرحمک کا جواب میں انفرادی ملا۔رحمت سے اس کے اعصاب کھلے اگر رحمت نہ ہوتی وہ بخارات نقصان دیتے اب اس رحمت و ہدایت کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مؤمنین کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

تخریج : اخرجه البخاری (۶۲۲۴)

الفرائد : چھینک کی برکت سے اللہ تعالیٰ دماغ کی بڑی تکلیف سے نجات دیتا اس لئے اس پر حمد کی جارہی ہے حمد دعا اور قابل ثواب ہے۔ ذرا سے لحہ میں اتنی نعمت عنایت کر دی۔

۸۸۰ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ، فَاِنْ لَّمْ یَحْمَدِ اللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۸۰: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے پھر وہ اس پر اللہ کی حمد کرے تو تم اس کے لئے خیر کی دعا کرو۔ اگر اس نے اللہ کی حمد نہیں کی تو مت اس کا جواب دو۔ (مسلم)

فشمتوہ: اس سے مفہوم کی وضاحت کہ سب سے الحمد للہ کا جواب دیا۔ **فلا تشمتوہ**: حدیث کے ظاہر سے یہی حکم معلوم ہوتا ہے کہ حمد کی صورت میں جواب ہے اگر وہ نہ سنے۔ مگر نووی نے کہا کہ اگر وہ حمد کو نہ سنے تب بھی جواب دینا ضروری نہیں۔ امام مالک کا قول یہی ہے اور الفاظ بھی ہیں: **فان رایت من یلیہ شمتہ فشمتہ**": اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب چھینک والے کی حمد کا یقین ہو جائے تو جواب دے خواہ اس نے حمد کو نہ سنا ہو۔

تخریج : اخرجہ احمد (۷/۱۹۷۱۶) و مسلم (۲۹۹۲)

الفرائد : جب چھینک والا حمد کرے تو اس کا جواب دیا جائے اگر وہ حمد نہ کرے تو جواب نہ دیا جائے۔ حمد نہ کرنے سے دعا مسلمین سے محروم ہو گیا۔

۸۸۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَشَمَّتَ اَحَدَھُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ، فَقَالَ الَّذِیْ لَمْ یُشَمِّتْہُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّہٗ وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ؟ فَقَالَ: "ھٰذَا حَمِدَ اللّٰہَ، وَاِنَّکَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰہَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۸۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو ان میں سے ایک کو آپؐ نے چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ پس جس کو چھینک کا جواب نہ دیا اس نے کہا کہ فلاں کو چھینک آئی تو آپؐ نے اس کا جواب دیا اور مجھے چھینک آئی مگر آپؐ نے اس کا جواب نہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے اللہ کی حمد کی اور تُو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔ (بخاری و مسلم)

عطس رجلان: سیوطی کہتے ہیں یہ عامر بن طفیل تھا اس نے الحمد للہ نہ کہا۔ ان کے بھی نے حمد کی۔ **فشمت**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کا جواب دیا۔ پہلے گزرا کہ **سمت**: سین کے ساتھ اس کا معنی لوٹنا ہے۔ چھینک سے مسام کھل گئے اور ہر عضو سر اور گردن اپنے مقام کی طرف لوٹا اور **شمت**: جو شوامت جمع شامتہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اعضاء کی حفاظت کی چیز تیرے بدن کا دارومدار ہے۔ **ولم یشمت الآخر**: ایک نے الحمد للہ کہا دوسرے نے نہ کہا تو جس کا آپ ﷺ نے جواب نہ دیا اس نے کہا

فلاں کے چھینک کا آپ ﷺ نے جواب دیا اور میری چھینک کا نہ دیا۔ **عطست فلم تشمتنی**: ایک کی چھینک پر جواب چھوڑے اور دوسرے کی چھینک پر جواب دینے کی وہ حکمت دریافت کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **ھذا حمد اللّٰہ**: اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی پس دعا کا حقدار بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس سے غفلت نہ کی۔ **و انك لم تحمد اللّٰہ**: تو نے حمد کو چھوڑ تو حق یہ تھا کہ تیرے لئے دعا چھوڑ دی جائے۔ بدلہ جنس عمل سے ہے آپ ﷺ نے اس سے واضح فرما دیا انکار میری طرف سے نہیں بلکہ بات اہلیت اور عدم اہلیت کی ہے اور اہلیت حمد سے ہوتی ہے۔

نقطہ: بعض اوقات تاکید کے لئے غیر منکر کو منکر کی جگہ لے آتے ہیں۔

حاصل روایت: یہ ہے کہ اس بات کی تصریح ہوگئی اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرنے والے کا جواب نہ دیا جائے گا۔ اگر اس سے تسبیح، حمد، لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

خطابی کا قول: ایک آدمی نے اوزاعی رحمۃ اللہ کی مجلس میں الحمد للہ نہ کہا۔ اوزاعی نے کہا جب چھینک آئے تو کیا کہتے ہیں اس نے کہا الحمد للہ کہتے ہیں اس پر آپ نے یرحمک اللہ کہا۔ اوزاعیؒ نے اپنے عمل سے اس سے حمد کہلوا کر اس کو رحمت کا مستحق قرار دیا اور روایت میں بھی اسی طرح ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١١٩٦٢) والبخاری (٦٢٢١) و مسلم (٢٩٩١) و ابو داود (٥٠٣٩) وابن حبان (٦٠٠) والطیالسی (٢٠٥٦) وابن ماجه (٣٧١٣) و عبد الرزاق (١٩٦٧٨) والدارمی (٢/٢٨٣) والحمیدی (١٢٠٨)

الفوائد : ابن عبد البر نے ایک لطیفہ لکھا کہ ابوداؤد کشتی میں سوار ہوئے ادھر کنارے پر کسی نے چھینک ماری۔ الحمد للہ کہا۔ یہ چھوٹی کشتی میں کنارے پر ایک درہم سے واپس لوٹے اور اس کا جواب یرحمک اللہ سے دیا اور پھر واپس کشتی میں سوار ہوگئے۔ کسی نے کہا یہ کیا کیا تو انہوں نے کہا شاید یہ آدمی مستجاب الدعوات ہے۔ جب تمام کنارے پر سوتے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ابوداؤد نے ایک درہم میں جنت خرید لی۔ (فتح الباری)

٨٨٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهٗ اَوْ ثَوْبَهٗ عَلٰی فِيْهِ وَخَفَضَ - اَوْ غَضَّ - بِهَا صَوْتَهٗ شَكَّ الرَّاوِیْ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۸۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چھینک آتی تو آپؐ اپنے ہاتھ کا کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیتے اور اس کے ذریعہ اپنی آواز ہلکا یا پست کرتے۔ راوی کو شک ہے کہ کونسا لفظ حضرت انس نے استعمال کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اذا عطس وضع یدہ او ثوبه علی فیه: او یہ شک راوی کے لئے بھی ہوتا ہے (۲) تنویع کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ کبھی ہاتھ منہ پر رکھ لے اور کبھی کپڑے کو منہ میں ڈال لے تاکہ اس سے تھوک یا بلغم نہ نکلے اور منہ پر اس لئے بھی ہاتھ رکھے تاکہ ظاہر ہونے والی چیز سے اپنے جلیس کو ایذاء نہ پہنچے اگر اس نے اپنی گردن اپنے ساتھی کی حفاظت کے لئے جھکائی تو اس کے التواء یقین نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ بارہا اس کا مشاہدہ کیا۔ **وخفض اوغض بھا صوته**: ابن عربی کہتے ہیں چھینک میں آواز کم

کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تمام اعضاء جھنجھناہٹ سے بچ جاتے ہیں۔ عبادہ بن صاحب اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں وارد ہے: "**اذا تجشی احدکم او عطس فلا یرفع صوته بهما فان الشیطان یحب ان یرفع بهما الصوت**"۔ (جامع صغیر) اوشک راوی کے لئے ہے کہ کون سے الفاظ فرمائے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۵۰۲۹) والترمذی (۲۷۴۵) و اسناده حسن۔

الفرائد : ① جب کوئی چھینکنے لگے تو کپڑے یا ہاتھ سے منہ کو ڈھانپ لے ② چھینک میں آپ کی آواز مبارک نہایت ہلکی ہوتی۔

۸۸۳ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُوْنَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَيَقُوْلُ : "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۸۳ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تکلف سے چھینکتے اوراس بات کے امیدوار ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ فرمائیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے یَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ فرماتے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یتعاطسون: باب تفعل بظاہر تکلف کے لئے ہے اب مطلب یہ ہوگا کہ یہودی ایسی آواز ظاہر کرتے جو چھینک کے مشابہہ تھی۔ (۲) یا کوئی ایسا کام کرتے مثلاً سر کا ننگا کر دینا جو چھینکوں کا باعث بن جائے۔ **یرجون**: یہ جملہ حالیہ ہے اس کا معنی امید کرنا ہے۔ **ان یقول لهم**: تا کہ آپ ﷺ ان کو یرحمکم اللّٰه کہیں اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت ان کو حاصل ہو کیونکہ باطنی طور پر وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اگر چاہے ظاہراً عناد کی وجہ سے اس کا انکار کرتے تھے۔ **فیقول لهم**: آپ ﷺ مزید مہربانی فرماتے ہوئے ان کو حاضری کی برکت سے محروم نہ فرماتے بلکہ بیٹھنے کے ثمرہ کے طور پر یہ دعا دیتے۔ **یهدیکم اللّٰه**: کہ اللہ تعالیٰ تمہیں راہِ حق پر لگا دے۔ **یصلح بالکم**: اور تمہارے دلوں کی اصلاح فرمائے کہ تمہیں دین کے معاملات کا اہتمام ہو اور اسلام کی طرف تمہیں راستہ مل جائے اور اس کی توفیق تمہیں حاصل ہو جائے۔

تخریج : اخرجه احمد (۶/۱۹۶۰۳) و ابو داود (۵۰۳۸) والترمذی (۲۷۳۹) والنسائی (۲۳۳)

الفرائد : کافر کی چھینک پر "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" کہے یہ اُس وقت ہے جبکہ وہ حمد کریں ورنہ جواب کی ضرورت نہیں۔

۸۸۴ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا تَثَآءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰی فِيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۸۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے ہاتھ سے منہ کو بند کرلے اس لئے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

اذا تثاوب احدکم: پہلے گزر چکا کہ مسلم کے ہاں یہ تثاوب ہی ہے۔ منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم اس لئے فرمایا گیا ہے تاکہ بری شکل نہ بنے جو شیطان کو پسند ہے اور اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ شیطان منہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ہاتھ رکھ کر گویا اس کا راستہ بند کر دیا۔ درحقیقت ممانعت میں مبالغہ مقصود ہے۔

تخریج : مسلم (۲۹۹۵)، احمد (۴/۱۱۸۸۹)، ابو داؤد مگر اس میں الفاظ کا ذرا سا فرق ہے، ابن ماجہ۔

فرق: فان الشیطان یدخل مع التثاوب (ابو داود): ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: **اذا تثاوب احدکم فلیضع یدہ علی فیہ ولا یعوی فان الشیطان یضحک منہ۔**

الفوائد : حتی الامکان اُبکائی کو روکا جائے اور اُبکائی میں مُنہ ڈھانپ لیا جائے یا مُنہ پر ہاتھ رکھ لے تاکہ شیطان نہ گھس جائے۔

۱۴۳ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللِّقَآءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيْلِ وَلَدِهٖ شَفَقَةً وَمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَّكَرَاهِيَةِ الْاِنْحِنَآءِ

بَابٌ: ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے پیش آنا، نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینا، بچے کو چومنا اور سفر سے آنے والے سے معانقہ، جھک کر ملنے کی کراہت

المصافحۃ: سیوطی کہتے ہیں کہ ید صفحۃ سے باب مفاعلہ ہے اور اس سے مراد ہتھیلی کا دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی تک پہنچانا بقول کرمانی یہ محبت کو پختہ کرنے والی چیز ہے۔ **بشاشۃ:** ملاقات میں بشاشت کا مطلب اس چیز سے خوش ہونا ہے جس کو دیکھے اور اس سے انس اور وسعت کا اظہار ہے۔ **عند اللقاء:** اس کو ماقبل دونوں مصدروں میں سے ہر ایک کا ظرف بنا سکتے ہیں۔ **تقبیل:** اس کی نیکی کا احترام کرتے ہوئے ہاتھوں کو بوسہ دیا جائے نہ کہ دنیاوی غرض سے اور بیٹے کو بوسہ دینا اس پر شفقت و مہربانی کے طور پر ہے۔ یہاں شفقت مفعول لہ ہے۔ **معانقہ:** سفر سے آنے والے کا معانقہ مستحب ہے جبکہ وہ خوبصورت امرد (بچہ) نہ ہو۔ **کراھۃ الانحناء:** ملاقات کے وقت جھکنا مکروہ ہے۔

۸۸۵ :عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ قَتَادَةَ قَالَ :قُلْتُ لِاَنَسٍ :اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ :نَعَمْ – رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۸۵: ابوخطاب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا مصافحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (بخاری)

ابو الخطاب: ان کا نام قتادۃ بن امامہ ہے۔ یہ سدوس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ابوالخطاب بصری کے لقب سے معروف ہیں۔ اکانت المصافحۃ: فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ظرف مستقر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مصافحہ ان میں موجود تھا اور یہی اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اجماع سکوتی حجت ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (۲۶۶۳)

الفرائد : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی مصافحہ تھا۔

۸۸۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : قَدْ جَآءَ كُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ ، وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ جَآءَ بِالْمُصَافَحَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یمن کے لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور یہ پہلے لوگ ہیں جو تمہارے پاس مصافحہ لائے ہیں۔ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

اهل الیمن: شاید اس سے مراد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ بخاری نے ادب مفرد میں اس طرح روایت نقل کی ہے: اول من اظهر المصافحۃ: (جامع ابن وهب)

تخریج : اخرجه ابو داود (۵۲۱۳)

الفرائد : اہل یمن نے مصافحہ کی ابتداء کی۔

۸۸۷ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّفْتَرِقَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

۸۸۷: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو مسلمان باہمی ملاقات میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

"ما": یہ ما خواہ حجازی ہو جو تاکید کے لئے آئے یا تمیمی بہرصورت جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ فیتصافحان: یعنی ملاقات کے فوراً بعد وہ مصافحہ کریں "فا" اسی پر دلالت کر رہی ہے۔ الا غفرلھما: یہ فعل مجہول ہے اور لھما اس کا نائب فاعل ہے اور غفران سے مراد وہ چھوٹے گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق ہوں۔ قبل ان یتفرقا: اس میں مصافحہ کی تاکید کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ہے البتہ اجنبی عورت اور خوبصورت بچے کا مصافحہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ جامع کبیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۶/۱۸۵۷۲) و ابو داود (۵۲۱۲) والترمذی (۲۷۲۷) وابن ماجه (۳۷۰۳)

الفرائد : مسلمانوں کو باہمی طور پر مصافحہ کرنا چاہئے۔ یہ محبت بڑھانے والا اور صغائر کو دور کرنے والا ہے۔

۸۸۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ؟ قَالَ : "لَا" قَالَ : اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ؟ قَالَ : "لَا" قَالَ : فَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ؟ قَالَ : "نَعَمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی آدمی جب اپنے بھائی یا دوست کو ملے تو کیا وہ اس کے لئے جھکے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کیا وہ اس کو لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے۔ فرمایا ہاں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

رجل: اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ **اخاه**: اس سے مراد مؤمن بھائی ہیں۔ **صدیقه**: قریبی رشتہ دار یا جان پہچان والے۔ **اینحنی له؟**: ملاقات کے وقت رکوع کی طرح جھکنا بدعت اور حرام ہے۔ ابن الصلاح کہتے ہیں مخلوق کے سامنے بطور تعظیم سجدہ حرام ہے اگرچہ اس سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے کا قصد کیا ہو اور سورۂ یوسف میں ﴿خروا له سجدًا﴾ میں تذکرہ یہ پہلی شرائع کا حکم ہے اگر گزشتہ شرائع کا کوئی حکم بصورت ہماری شریعت میں موجود ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ **افیلتزمه ویقبله قال لا**: جھکنے کو چھوڑ کر اس سے معانقہ کرے اور اس کے جسم پر بوسہ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درست نہیں البتہ معانقہ درست ہے اور وہ بھی اجنبی عورت اور امرد جمیل اس سے مستثنیٰ ہیں۔ **فیاخذ بیده ویصافحه قال نعم**: ہمزہ استفہام دلالت کی وجہ سے محذوف ہے کہ مذکورہ بالا سب کو چھوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑے مصافحہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔

تخریج : اخرجه احمد (٦/١٨١١٤) والترمذی (٢٧٤٢) والنسائی (٤٠٨٩) وابن ماجه (٣٧٠٥)

الفرائد : ① غیر اللہ کے سامنے جھکنا حرام ہے ② ہر ملاقات میں معانقہ اور ضروری نہیں۔ جب سفر وغیرہ سے واپسی ہو تو معانقہ کیا جائے اور ماتھے کو بوسا دیا جائے۔

۸۸۹ : وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ : اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ : فَقَبَّلَا يَدَهٗ وَرِجْلَهٗ وَقَالَا : نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۸۸۹: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا کہ مجھے اس نبی (ﷺ) کے پاس لے چلو! پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے نو "واضح آیات" نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ پس حدیث کو فَقَبَّلَا يَدَهٗ تک بیان کیا کہ "ان دونوں نے آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور پاؤں کو بوسہ دیا اور دونوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نبی ہو۔ (ترمذی) اور دوسروں نے سند صحیح سے روایت کیا۔

صفوان ابن عسال رضی اللّٰه عنه: یہ نجاریض بن زاہر بن عامر بن عوشان بن مراد رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی۔ ان سے ابن مسعودؓ زر بن حبیش نے پچھلے لوگوں میں

روایت لی ہے (اسد الغابہ) باب التوبہ میں ان کے مفصل حالات گزرے۔ قال یھودی: اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ اذھب بنا: تاکہ آپ ﷺ کی نبوت کے بعض معجزات کو دیکھیں۔ وہ دونوں بغرض سوال آئے اور سوال کیا۔ عن تسع آیات بینات: طیبی کہتے ہیں یہود کے ہاں اس سے دس کلمات مراد ہیں جن میں سے نو ان میں اور مسلمانوں میں مشترک ہیں اور ایک ان کے ساتھ مخصوص ہے انہوں نے نو مشترکہ کے متعلق سوال کیا اور ایک کو دل میں رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جوابات مرحمت فرمائے اور وہ بھی بتلایا جو انہوں نے مخفی رکھا تھا۔ فذکرہ: پھر انہوں نے روایت کا تذکرہ کیا۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: **"فقال لهم لا تشركوا بالله شيئاً ولا تسرفوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ولا تمشوا ببرىء الى ذى سلطان ليقتله ولا تسحروا ولا تاكلوا الربا ولا تقذفوا محصنة، ولا تولوا الفرار يوم الزحف، وعليكم خاصه ايها اليهود الا تعدوا في السبت"** الی: صفوان نے یہاں تک حدیث ذکر کی۔ **فقبلوا یده ورجله**: وہ سائل یہودی آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔

تخریج: اخرجه احمد (۲/۵۹۰۲) ابو داود (۶۲۴۷) والترمذی (۱۷۲۲) وابن ماجه (۳۷۰٤) والبیهقی (۱۰۱/۷)

الفرائد: ① اس میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی گئی اس سے ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی تھی۔ ② نصاریٰ آپ کے ہاتھ پاؤں چومے مگر ایمان نہ لائے۔

۸۹۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِصَّةٌ قَالَ فِيهَا ، فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

۸۹۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصہ منقول ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

اللغات: قصةً: احکایت نصب آئے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم سریہ میں گئے تھے۔ **فحاص الناس حيصة فكنت ممن حاص، فلما برزنا قلنا كيف نصنع وقد فررنا من الزحف وبؤنا بالغضب؟ فقلنا ندخل المدينة فنتسل منها لنذهب فلا يرانا احدٌ قال فدخلنا فقلنا لو عرضنا انفسنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا كانت لنا توبة اقمنا وان كان غير ذلك ذهبنا، قال فجلسنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم قبل صلاة الفجر فلما خرج قمنا اليه فقلنا نحن الفارون فاقبل الينا فقال بل انتم الكارون"**: بقیہ حصہ مصنف نے ذکر کیا ہے۔ **فقبلنا یده**: ہم پوری جماعت نے آپ ﷺ کی دست بوسی کی۔

تخریج: اخرجه احمد (۲/۵۹۰۲) والترمذی (۱۷۲۲) وابن ماجه (۳۷۰٤) والبیهقی (۱۰۱/۷)

الفرائد: ① ہاتھوں کو بوسہ اگر کسی دینی وجہ سے ہو تو درست ہے۔ ② اگر اس کے عہدے، مال، جان کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی بلکہ ناجائز ہے۔

۸۹۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي

بَیْتِیْ فَاَتَاہُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ یَجُرُّ ثَوْبَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ"۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۸۹۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ پس انہوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی اکرم ﷺ جلدی سے اس کی طرف اٹھے اس حال میں کہ اپنے کپڑے کو کھینچ رہے تھے اور ان کو گلے لگالیا اور ان کا بوسہ لیا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اَلنَّحْوُ : ورسول اللّٰہ فی بیتی: یہ جملہ حالیہ ہے۔ فاتاہ فقرع الباب: ضمیر مستتر زید اور بارز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ زید آپ ﷺ کی طرف آئے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے اس کو ملنا چاہئے جس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور اجازت کے لئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوداؤد نے استیذان میں قرع کو سنت قرار دیا ہے۔ فقام الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: وحی یا الہام سے معلوم ہونے کے بعد یا فراست صادقہ سے معلوم ہوا کہ زید آئے ہیں۔

اَلنَّحْوُ : یجر ثوبہ: یہ جملہ محل حال میں ہے۔ اس سے اشارہ کیا کہ محب کی عادت ہے کہ وہ محبوب کی طرف جلدی جاتا ہے۔ بدن پر کپڑا ڈالنے کی فرصت بھی نہ پائی۔ فاعتنقہ وقبلہ: آنے والے کو بوسہ جائز و مسنون ہے جبکہ فتنہ کا خدشہ نہ ہو جب کہ وہ امرد یا اجنبی عورت نہ ہو۔

تخریج : اخرجہ الترمذی (۲۷۴۱) اسناد ضعیف ہیں۔

الفرائد :سفر سے واپس آنے پر معانقہ مسلمان سے درست ہے۔

۸۹۲ :وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو خواہ تم اپنے بھائی کو کھلے چہرے سے ملو۔ (یعنی اس نیکی سے اس وجہ سے اعراض نہ کرنا کہ یہ معمولی نیکی ہے بلکہ یہ بہت بڑی نیکی بن سکتی ہے)۔ (مسلم)

لا تحقرن: یہ واحد کو حکم ہے مگر امت کے تمام افراد شامل ہیں جیسا فرمایا: "حکمی علی الواحد من امتی حکمی علی الجماعۃ": جب کہ کوئی مخصوص دلیل نہ ہو۔ جیسے ابو بردہ کو بکری کا چھوٹا بچہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو زور سے رونے کی اجازت دی ان کا حکم متعدی نہ ہوگا' فتدبر۔ شیئاً: خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ ولو ان تلقی: یہ محل فاعل میں ہے۔ ای وجد لقاؤك اخاك بوجه طليق: یہ روایت تشریح کے ساتھ باب استحباب طیب الکلام میں گزری۔

تخریج : باب فی بیان کثرۃ طرق الخیر میں تخریج گزر چکی۔

الفرائد :① بشاشت سے ملنے کی ترغیب ہے ② چھوٹی نیکی کو بھی چھوٹا نہ سمجھا جائے۔

۸۹۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: اِنَّ لِیْ عَشْرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما (نواسۂ رسولؐ) کو بوسہ دیا۔ اس پر اقرع بن حابس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں کسی کا آج تک بوسہ نہیں لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اس سے ثابت ہوا کہ شفقت و رحمت سے بچوں کو چومنا مستحب ہے۔ **عشرا**: سے مراد دس نفوس۔ **من الولد**: ولد کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع اولاد ہے یہ فعل بمعنی مفعول ہے (المصباح) **ما قبلت منھم احدا**: یہ بدویت کے اثرات سے ہے۔ جیسا دوسری روایت میں وارد ہے: "من بدء فقد جفا" **لا یرحم**: پہلا معروف اور یہ فعل مجہول ہے۔ رحم نہ کرنا دلیل ہے کہ دل سخت ہے۔ جب مخلوق کے متعلق رحمت سے وہ خالی ہے تو رحمت الٰہی بھی اس سے اٹھ گئی جزائے عمل اس کی جنس سے ہے۔ یہ روایت باب تعظیم حرمات المسلمین میں گزری ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج: اخرجه البخاری (۵۹۹۷) و مسلم (۲۳۱۸) و ابو داود (۵۲۱۸) والترمذی (۱۹۱۸)

الفرائد: ① کمزوروں پر آپؐ کی شفقت کا تذکرہ ہے۔ ② چھوٹے بچے کو چومنا جائز ہے۔ ③ بدلہ جنس عمل سے ہوتا ہے۔

۱۴۴: كِتَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَتَشْيِيْعِ الْمَيِّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهِ وَالْمُكْثِ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ

بَابٌ: مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا' اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنا اور اس کے دفن میں شرکت اور دفن کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر رکنا

عیادۃ المریض: عاد یہ اجوف واوی ہے۔ عدت المریض یعنی میں مریض کی ملاقات کو گیا۔ عیادت کرنے والے کو عائد اور جمع عواد آتی ہے۔ واؤ کو یا سے بدل دیا جیسے صام وقام۔ عیادت مطلقاً ملاقات کے لئے آتا ہے مگر مریض کے لئے استعمال ہو کر اس قدر معروف ہو گیا گویا اسی سے مختص ہے (الدر للسیوطی) **تشییع المیت**: جنازہ کے ساتھ جانا۔ یہ میت کے احترام اور وداع کے لئے ہے' جیسا کہ مہمان کے ساتھ مشایعت الوداع کہنے کے لئے ہے قاموس میں ہے **مات یموت ویمات' فھو میت ضدحی او المیت او المائت**: جو ابھی فوت نہ ہوا ہو اس کی جمع اموات وموتی آتی ہے اور میتون بھی آتی ہے جیسی بعض نے کہا:

تسائلنی تفسیر میت ومیت ☆ فھاك صحیح القول ان كنت تعقل

فمن کان ذا روح فذلک میت ☆ وما المیت الا من الی القبر ینقل

والصلوٰة علیه: صلاۃ کا اس پر اطلاق یہ استعارہ مصرحہ ہے () یا اطلاق مشترک ہے ورنہ صلاۃ کا شرعی معنی معروف وہ اقوال وافعال جس کی ابتداء تکبیر سے ہو اور سلام سے اختتام ہو۔ اس میں وہ افعال کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ تعریف یہاں فٹ نہیں بیٹھتی۔ وحضور دفنه والمکث: مکث ٹھہرنا اور رکنا۔ عند قبره: قبر جمع قبور مدفن کو کہتے ہیں۔ قبره و یقبره: جبکہ قبر میں رکھ دیا جائے۔ بعد دفنه: تاکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے سوال قبر کے موقعہ پر ثابت قدمی کی دعا کریں۔

۸۹۴ :عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ' وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ' وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ' وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ ' وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے' جنازے کے ساتھ جانے' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے' قسم کو پورا کرنے' مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

امرنا: مامور سے کسی چیز کے کرنے کا مطالبہ کرنا واجب و مستحب ہر دو کو شامل ہے۔ بعیادة المریض: یہ سنت کفایہ ہے بعض نے فرض کفایہ کہا۔ پس یہ ہر بیماری اور ہر وقت میں مسنون ہے۔ خاص دنوں کا مقرر کرنا مکروہ ہے اسکی کوئی اصل نہیں' بیماری کے علم کے بعد جانا اگرچہ ملاقات کو زیادہ وقت نہ گزرا ہو۔ اس میں مشہور و غیر مشہور کا فرق نہیں۔ رہی وہ روایت: ''لا تزر من لا یزورك'': اگر یہ روایت صحیح ہو تو صحت مند لوگوں کی ملاقات سے متعلق حکم اس میں ذکر کیا گیا اور مریضوں کی عیادت میں تو بہت سی احادیث مروی ہیں۔ باقی صحت مند کے متعلق تو جس کو معرض دیکھو بطور سزا تم بھی اعراض کرو۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

زن من وزنك وزن ☆ ك وما وزنك به فزنه
من جاء الیك فرح الیه ☆ او جفاك فصد عنه

عیادت کے آداب میں سے یہ ہے کہ زیادہ دیر اس کے ہاں نہ بیٹھے مگر جبکہ معلوم ہو کہ وہ اس کے گراں خیال نہ کرے گا بلکہ مانوس ہوگا (۲) مریض کے قریب بیٹھ کر اس کے جسم پر ہاتھ رکھے اس سے حالت پوچھے (۳) اور زندگی کے متعلق وہ بات کہے جو اسے خوش کرے (۴) صبر کی تلقین کرے اور اس کو یاد دلائے کہ اگر وہ صبر کرے گا تو بڑا بدلہ ملے گا۔ (۵) اور اسے دعا کے لئے کہے اس کی دعا مقبول ہے (اداب المرضی لابن حجر ہیثمی) الجنائز: یہ جنازہ کی جمع ہے جب جیم کو مکسور پڑھیں تو چارپائی پر پڑی میت کو کہا جائے گا۔ بعض نے بالعکس ذکر کیا ہے۔ بعض نے اس کو جنزہ ای سترہ: ڈھانپنے کے معنی میں لیا ہے۔ تشمیت العاطس المقسم: یہ اسم فاعل ہے۔ ایسا آدمی جو کوئی ایسی قسم اٹھالے جس کو پورا کرنے کی قدرت نہ ہو۔ یہ اس میں اس کی معاونت کرے تاکہ قسم پوری ہو جائے۔ تورپشتی کہتے ہیں بخاری نے یہی لفظ نقل کئے بعض رواۃ نے ابرار القسم بھی لکھا ہے دونوں درست ہیں۔ صحیح میں واقع کے باوجود تمریض کے صیغے سمجھ سے باہر ہیں۔ ونصر المظلوم: ظالم سے ظلم کو روکنا۔ اجابة الداعی: مثلاً ولیمہ وغیرہ کی پہلے روز دعوت' تیسرے روز کی دعوت ولیمہ میں شرکت مکروہ ہے۔ وافشاء السلام: سلام کو ظاہر کرنا۔ پہلے روایت باب السلام میں گزری۔

تخریج : تعظیم حرمات المسلمین و بیان حقوقهم میں گزرچکی۔

الفرائد : ایضاً۔

٨٩٥ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ : رَدُّ السَّلَامِ، وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ، وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا' (۲) مریض کی عیادت کرنا' (۳) جنازوں کے پیچھے جانے' (۴) دعوت کا قبول کرنا اور (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔

حق المسلم: امر تاکید کے لئے ہے خمس میں حذف تا خصال مراد لینے کی وجہ سے کیا گیا۔ احمد و مسلم کی روایت میں ہے: "**و اذا استضحك فانصح له**" نیز سات کا عدد ہے مگر مفہوم عدد معتبر نہیں۔ **رد السلام:** اگر ایک مسلمان ہو تو علیک السلام کہے اور اسی بلند آواز سے کہ ابتداء کرنے والا سن سکے اور زیادہ ہو پھر جواب فرض کفایہ ہے۔ **عیادة المریض**...... **الدعوة:** یہ دعوت الناس سے اسم ہے جب تم ان کو کھانے کے لئے بلاؤ۔ کہتے ہیں: **نحن فی دعوة فلان' مدعاته** کا بھی یہی معنی ہے (المصباح) **تشمیت:** جبکہ وہ الحمدللہ کہے۔ احمد و مسلم کی روایت میں ہے: "**و اذا عطس فحمد اللّٰه فشمته**": امام مالکؒ کے ہاں یہ سب وجوب پر محمول ہیں (۲) عند الشافعیؒ عیادت و تشمیت سنت اور اتباع جنائز اگر دفن کا یہ ذمہ دار ہو تو فرض کفایہ۔ دعوت اول یوم کی واجب' یہ روایت باب تعظیم حرمات المسلمین میں گزری۔

تخریج : باب المتقدم الذکر کے تحت گزرچکی۔

الفرائد :ایضاً۔

٨٩٦ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :"اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ :یَاابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ! قَالَ :یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ : اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَهٗ؟ یَاابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ! قَالَ :یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ :اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ؟ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ! قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَیْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا، جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تُو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا' وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو یقیناً اسے میرے ہاں پالیتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تُو تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً اس کو میرے ہاں پالیتا۔ (مسلم)

ان اللّٰہ عزوجل یقول: یہ حدیث قدسی کا ایک انداز ہے۔ دوسری کیفیت اس طرح ہے: **عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ:** جیسا باب المجاہدہ میں گزرا۔ وہاں تفصیلی احکام گزر چکے۔ **یا ابن آدم:** آدم یہ عربی لفظ ہے۔ الف ہمزہ سے بدل کر آئی ہے۔ بعض نے عجمہ کہا ہے۔ اس صورت میں خاتم کے وزن پر الف اصلی ہے۔ **مرضت:** جو بندے سے انجام پاتا ہے تشریف کے طور پر اس کی نسبت بندے کی طرف کر دی جیسے "**یخادعون اللّٰہ**": ایمان والوں کے دھوکا دینے کو رب العالمین نے اپنے مخادعہ سے تعبیر کیا۔ **فلم تعدنی:** یہ عیادت سے ہے۔ ابن آدم کہے گا۔ **یا رب کیف اعودك:** آپ ﷺ تو مرض سے منزہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ **انت رب العالمین**: جو پروردگار ہو وہ تو امراض سے پاک ہے پھر اس کی عیادت کیسی۔ **فقال:** اللہ تعالیٰ وضاحت کرتے ہوئے فرمائیں گے یہاں مرض کی طرف نسبت تو مجاز عقلی ہے کیونکہ یہ ارادہ ابھی سے ہے۔ اس میں بندے کو مشرف باد فرمایا گیا ہے۔ **اما علمت:** یہ صرف استفہام تنبیہ مخاطب کے لئے آتا ہے۔ عبدی سے مطلق بندہ مراد ہوسکتا ہے جبکہ الف لام عہد کا ہو۔ **مرض فلم تعدہ:** یہاں حرف تنبیہ کو دوبارہ لوٹایا کیونکہ اصل مقصود خبردار کرنا ہی ہے اور اس کا ماقبل وسیلہ کی طرح ہے۔ **لو جدتنی:** وجود معنوی مراد ہے۔ جیسا فرمایا: ﴿**ما یکون من نجوی ثلاثة**﴾: اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم تمام مکنونات کو حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ حلول و مکانیت سے پاک ہے۔ اسی طرح اتحاد سے بھی۔ اس میں اشارہ کر دیا کہ محسن کو بیدار رہنا چاہئے تا کہ اس سے چمکدار نور کی روشنی ملے اور اچھی ثناء پائے واللہ الموفق۔ **یا ابن آدم** :اس کو الگ خطاب سے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا حکم الگ ہے اور اس کا تارک قابل توبیخ ہے۔ **استطعمتك:** یہ بھی اسناد مجازی ہے۔ **قال** :اس کا قائل مخاطب بندہ ہے۔ ماضی سے اس لئے تعبیر کیا کہ اس کا وقوع یقینی ہے۔ (۲) اس سے پہلے گزرنے والوں کی اطلاع دی اس لئے ماضی سے تعبیر کیا۔ جیسے اس ارشاد میں: "**ونفخ فی الصور**": قطعی وقوع کی وجہ سے ماضی سے تعبیر فرمایا۔ **یا رب یارب...... وانت......** یہ واؤ عاطفہ ہے جو ماقبل استبعاد پر عطف کے لئے لایا گیا۔ موقف کی دہشت نے اس کو حق تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا اس سے غافل کر دیا تو اس نے سخت تعجب سے کہا جو کہا: انہ یہ ضمیر شان ہے۔ **استطعمك عبدی:** میرے بندے

فلاں نے کھانا مانگا تو نے اسے نہ دیا اس سے روکنا گویا طالب سے حقیقتاً روکنا ہے۔ اسی طرف تعریض فرمائی۔ جیسا اس ارشاد میں ہے: ﴿ویطعمون الطعام علی حبه﴾ انك لو اطعمته لوجدت ذلك عندی: ثواب کے لحاظ سے میرے ہاں پا لیتا۔ کئی گنا زیادہ ملتا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله﴾: یعنی اس کا ثواب اس کے ہاں سے مل جائے گا وہ کسی عامل کے عمل کو ضائع نہیں فرماتے اس نے خود فرمادیا ہے: ﴿ان الله لا یظلم مثقال ذرة وان تك حسنة یضاعفها ویؤت من لدنه اجراً عظیما﴾۔ یابن آدم استسقیتك: میں نے اپنے بندے کی زبان سے تجھ سے پانی طلب کیا۔ فلم تسقنی: میرے سائل بندے کو تو نے نہ پلایا۔ یا رب کیف اسقیك: یہ تفنن فی التعبیر کے لئے الگ انداز سے ذکر فرمایا۔ وانت...... لوجدت ذلك: اس سے مراد اس کا ثواب ہے۔ عندی: اس میں دلیل ہے کہ نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا ایک مقام ہے۔

تخریج : اخرجه مسلم (۲۵٦۹)

الفرائد: ① مریض کی عیادت' کھانا کھلانا بڑی سعادت کی بات ہے ② اللہ تعالیٰ کا علم کلیات وجزئیات پر حاوی ہے کوئی ذرہ اس سے مخفی نہیں' اس لئے نیکی میں بخل نہ کرے۔

۸۹۷ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَاَطْعِمُوا الْجَآئِعَ ' وَفُکُّوا الْعَانِیَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ "الْعَانِیْ" :الْاَسِیْرُ۔

۸۹۷: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مریض کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ"۔ (بخاری)

اَلْعَانِیْ :قیدی۔

عودوا المریض: الف لام استغراق کے لئے ہے۔ ہر قسم کا مریض مراد ہے اور کسی وقت بھی عیادت ہو۔ واطعموا الجائع محتاج کی حاجت کا پورا کرنا خوشحال مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور اگر اکیلا ہو تو وہ خود متعین ہو گیا۔ فکوا العانی: کفار کے ہاں قیدی ہو یا قرض میں پھنسا ہو۔ بیہقی میں: "واتبعوا الجنازة تذکرھکم الآخرہ": کے الفاظ زائد ہیں۔ مسند عثمان میں بغوی کے الفاظ یہ ہیں۔ واتبعوا الجنائز: عیادت ٹھہر کر کی جائے۔ اگر مغلوب ہو تو عیادت نہیں ہو سکتی۔ تعزیت صرف ایک مرتبہ ہے (جامع صغیر) العانی: یہ عنا یعنو اس کی جمع عناة ہے ایک لغت میں سمع سے عنی آتا ہے۔ عورت کو محبوس عند الزوج کی وجہ سے عانیہ کہا جاتا ہے جمع عوان ہے۔ پہلے باب الوصیة بالنساء میں یہ روایت گزری: "استوصوا بالنساء فانهن عوان عندکم"۔

تخریج : اخرجه البخاری (۵٦٤۹)

الفرائد: ② اس میں تین باتوں کا حکم دیا گیا۔ ۱) بھوکے کو کھلانا' ۲) قیدی کو رہائی دلانا' ۳) مریض کی عیادت کرنا۔

۸۹۸ :وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ

يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ :"جَنَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۸: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے۔ وہ واپس لوٹنے تک جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ: خِرْفَةُ الْجَنَّةِ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اس کے تازہ پھل چننا!۔ (مسلم)

ثوبان رضی اللّٰه عنه: یہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے حالات پہلے گزرے ملاحظہ کر لئے جائیں باب المجاہدۃ۔ اخاۃ: اخوت اسلامی مراد ہے تو وہ خرفہ جنت میں رہے گا۔ خرفہ: چنا ہوا میوہ۔ صحابہ کرام نے سوال کیا: **ما خرفا الجنة:** ما سے اس وقت تک سوال ہوتا ہے جب تک پہچان نہیں ہوتی جب پہچان ہو جاتی ہے تو من سے ذات کا سوال ہوتا ہے اور اگر وصف کا سوال کرنا ہو تو پھر ما استعمال کرتے ہیں: **ما زيد افقيه ام طبيب**' اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیضاوی نے لکھا: **ادع لنا ربك يبين لنا ماهي:** یعنی **حالها وما صفتها:** حالانکہ ان کو کہنا چاہئے تھا **اي بقرة هي او كيف هي!** کیونکہ ما سے تو عموماً جنس کا سوال ہوتا ہے لیکن جب انہوں نے اس چیز کو جس کا حکم ملا تھا ایک ایسی حالت میں پایا کہ اس کے ساتھ اس جنس کی کوئی چیز نہ تھی تو اس کو ایسے انداز سے ذکر کیا کہ گویا وہ اس کی حقیقت سے واقفیت ہی نہیں رکھتے اور نہ اس جیسی وہ دیکھ پائے ہیں (بیضاوی ج ۱) اسی طرح خرفہ کا معنی صحابہ کرامؓ کو معلوم تھا مگر اسکی اضافت جنت کی طرف کی گئی تو اس کی مراد سے ناواقف ہو گئے اسی لئے انہوں نے ما سے سوال کیا۔ نووی نے اس کا معنی جنی جمع اجن جیسے عصا واعص سے کیا ہے۔ تورپشتی کہتے ہیں یہ شخص عیادت مریض کے لئے کوشش کرنے کی بنا پر جنت اور اس کے میووں کا حقدار ہوگا۔ عیادۃ چونکہ اس کا ذریعہ ہے اسی وجہ سے اس کا نام رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں "**كان له خريف في الجنة**": اور خرافہ میں خروف مخروج اور مخارف کے الفاظ بھی آئے ہیں خریف مخروف کے معنی میں ہے (چنا ہوا پھل)

تخریج : اخرجه احمد (۲۲۴۳٦) و مسلم (۲۵٦۸) والترمذی (۹٦۹)

الفرائد :① مریض کی عیادت کرنے والا جنت کے پھل چنتا ہے جب تک کہ مریض کی عیادت کرتا رہتا ہے۔

۸۹۹ :وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ ، وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ ، وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"الْخَرِيْفُ" :اَلثَّمَرُ الْمَخْرُوْفُ :اَيِ الْمُجْتَنٰى۔

۸۹۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے

وقت اس کی عیادت کرتا تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں چنے ہوئے پھل ہوں گے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن ہے۔

اَلْخَرِيْفُ: چنے ہوئے پھل۔

مامن: من کا صلہ میں استغراق کے لئے لائے۔ غدوہ: نماز صبح اور طلوع شمس کا درمیانی وقت۔ اس کی جمع غدا ہے جیسے مدیہ و مدی۔ صلی علیه: اس کے لئے فرشتے جن کی تعداد ستر ہزار ہے دعا رحمت کرتے ہیں۔ حتی یمسی: ما ءزوال سے نصف لیل تک کا وقت۔ عشیة: دن کا پچھلا حصہ۔ بعض نے زوال سے غروب تک کا وقت بتلایا ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں العیشة: یہ عشی کی تانیث ہے۔ بس اوقات اس کو بالعش کے معنی میں مذکر شمار کرتے ہیں بعض نے اس کو واحد اور عشی کو جمع بتلایا (المصباح) حتی یصبح: وہ صبح میں داخل ہو جائے۔

اَلنَّحْوُ: حتی کی غایت مقدر ہے جیسا سیاق سے معلوم ہوتا ہے پھر اگر ان ما کے معنی میں مانیں تو الا مقدر ہوگا ورنہ محذوف۔ اس وقت واؤ عاطفہ یا مستانفہ ہوگی (۲) اور اگر ان شرطیہ ہو تو تقدیر کی حاجت نہیں جملہ جواب شرط بنے گا۔ کان له خریف: کان تامہ ہو تو خریف فاعل ہے اور ظرف مقدم اسے حال ہے اور مؤخر ظرف صفت ہے (۲) کان ناقصہ اور مرفوع اسم ایک طرف خبر اور دوسرا حال یا صفت اور رابط محذوف۔ ای بسببه۔ خریف بروزن ربیع بمعنی مفعول ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (٦١٢) و ابو داود (٣٠٩٩) والترمذی (٩٧١) وابن ماجه (١٤٤٢) والنسائی (٧٤٩٤) وابن حبان (٢٩٥٨) وابو یعلی (٢٦٢) وابن ابی شیبة (٢٣٤/٣) والبزار (٦٢٠) والحاکم (١/١٢٦٤) والبیهقی ٣٨٠/٣)

الفرائد: مریض کی عیادت پر دنیا و آخرت میں عظیم اجر ہے۔ ساعت ملاقات جنت کے خریف کے برابر ہے۔

۹۰۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ : "اَسْلِمْ" فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ؟ فَقَالَ: اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ ' فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا۔ نبی اکرمؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا "تو مسلمان ہو جا" اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھا۔ اس نے کہہ دیا تو ابو القاسم ﷺ کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: " تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا"۔ (بخاری)

غلام یهودی: مبہمات بخاری میں جلال بلقینی نے عبدالقدوس نام لکھا ہے۔ یعوده: کافر کی عیادت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ فقعد عند راسه: آپ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فوراً اس کے حال کے متعلق سوال کیا کیونکہ وہ سب سے

اہم مقدم تھا۔ آپ ﷺ نے یہ اس خطرہ سے کیا کہ کہیں اسلام لانے سے پہلے موت واقع نہ ہو جائے اور ممکن ہے کہ اس سے سوال کرنے کے بعد آپ ﷺ نے کیا۔ ہر چیز کی تعقیب اس کے حال کے مطابق ہو۔ **هو عنده**: الی کے مجرور سے جملہ حالیہ ہے یعنی مشورہ حاصل کرنے والے کی طرح۔ **فاسلم**: انوار نبوت سے اس کا تانبا سونے میں بدل گیا۔ **الحمد لله الذی**: صالحین کی صحبت کی برکت کا پھل دنیا و آخرت میں ظاہر ہوتا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٣٩٧٩) والبخاری (١٣٥٦) و ابو داود (٣٠٩٥) وابن حبان (٢٩٦٠) والبیهقی (٣/٣٨٣)

الفوائد : ① شرک کی عیادت درست ہے ② موت سے پہلے اس پر اسلام کو پیش کرنا درست ہے ③ مریض کی عیادت کا طریقہ اس کے سر کے پاس بیٹھنا ہے ④ اس کے اسلام قبول کرنے پر آپ کی فرحت نا قابل دید نی تھی۔

۱۴۵ : بَابُ مَا يُدْعٰى بِهٖ لِلْمَرِيْضِ

بَاب: مریض کے لئے دُعا کی جائے

یدعی : مجہول ہے۔ اس میں مریض کا اپنے لئے اور دوسرے کا اس کے لئے دعا کرنا دونوں شامل ہیں۔

۹۰۱ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اشْتَكَى الْاِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِاِصْبَعِهٖ هٰكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّاوِي سَبَّابَتَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ : "بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ، يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ سے جب کوئی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کو پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی اکرمؐ اپنی انگلی مبارک سے اس طرح کرتے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنی شہادت والی انگلی کو زمین پر رکھا۔ پھر اٹھایا (یعنی عمل کر کے دکھایا) حضور ﷺ فرماتے : "بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا" اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے لعاب سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا کا ذریعہ بنے گی"۔ (بخاری، مسلم)

الشتکی الانسان الشی منه: تا افتعال مبالغہ کے لئے ہے۔ الشی سے عضو یا درد مراد ہے۔ **قرحة**: زخم۔ **او** : یہ راوی کے شک کے لئے ہے کہ کون سا لفظ کہا۔ **قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم باصبعه**: یہاں فعل کو قول سے تعبیر کیا۔ **سبابته**: اس کو مسبحہ کہتے ہیں۔ اس سے اشارہ تسبیح کیا جاتا ہے اور سبابہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ گالی کے وقت اس سے اشارہ کیا جاتا تھا۔ **بالارض**: یہ وضع سے متعلق ہے۔ **ثم رفعها** : کچھ دیر رکھنے کے بعد اٹھایا۔ یا یہ نا معنی میں ہے۔ **قال باسم اللّٰه**: باسم یہ الف اور بلا الف دونوں طرح لکھا جاتا ہے (خطابی اعراب الغیر) **تربه ارضنا**: یہ ہذہ مبتداء کی خبر ہے۔ **بریقة**: یہ بائے مصاحبت ہے۔ **ای ممزوجة معها**۔ **یشفٰی به**: سقیمنا یہ نائب فاعل ہے۔ **باذن ربنا**: یہ خبر سے محل حال میں واقع ہے۔

ملب یہ ہے کہ شفاء اللہ تعالیٰ کے اذن سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی لغۃً وضاحت کر دی کیونکہ ان کا مقصد پڑھ کر برکت و شفاعت حاصل کرنا ہے۔ بعض اوقات ادباء بعض معانی کو دیکھ کر سوءادب کی طرف نکل جاتے ہیں (اعاذ نا اللہ منہ) ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں انگوٹھے میں پوری کوتھوک سے ترک کر کے اس کو زمین پر رکھتے تا کہ اس سے مٹی چمٹ جائے پھر اس کو اٹھا کر مریض کی طرف اشارہ فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب **باصبعہ**: سے یہی ہے۔ مگر اس روایت میں اس کا انگشت شہادت ہونا واضح ہے۔ لفظ **تربة** : سے انسان کی فطرت اول کی طرف اشارہ۔ **ریقه بعضنا**: سے نطفہ انسانی کی طرف اشارہ ہے جس سے انسان کو پیدا کیا گیا۔ گویا انسان زبان حال سے گڑ گڑا کر یہ پیش کر رہا ہے۔ تو نے اصل کو مٹی سے ایجاد کیا پھر اس کی نسل کو ذلیل پانی سے بنایا تیرے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ اس کو شفاء بخشے جس کی فطرت یہ ہو اور تو اس پر عافیت کا احسان فرمادے۔ جس کی بادشاہت میں اس کی موت وحیات دونوں برابر ہیں۔

ایک سوال: تربت وفطرت میں تو تھوڑی بہت مناسبت ثابت ہوگئی مگر نطفہ وتھوک میں کیا مناسبت ہے۔

الجواب: یہ دونوں فضلات انسانی سے ہونے کی بنا پر مشابہ ہو گئے۔ اس قسم کی چیزوں میں آپ کنایات سے کام لیتے تھے۔ اس کی نظیر بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ والی روایت ہے: **"انه صلى الله عليه وسلم بصق على كفه ثم وضع ليه اصبعه ثم قال يقول الله عزوجل۔ ابن آدم اتعجزني وقد خلقتك من مثل هذا؟ واراد بها النطفه"**۔

تخریج : اخرجه احمد (۹/۲٤٧۱) والبخاری (٥٧٤٥) و مسلم (۲۱۹٤) وابو داود (۳۸۹٥) وابن ماجه (۳٥۲۱) وابن حبان (۲۹۷۳)

الفرائد : ① اس ایک نبوی رقیہ کا بیان ہے ② امت کو اللہ تعالیٰ پر یقین کی تعلیم دی ③ رقیہ یا دوائی ان سے اس وقت فائدہ ہوتا ہے جب اللہ چاہے۔

۹۰۲ : **وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ اَهْلِهٖ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ :"اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ ، شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔**

۹۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دائیاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور یوں فرماتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ" اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تو اس کی تکلیف کو دور فرمایا اور تو اس کو شفا عنایت فرما۔ تو شفا دینے والا ہے تیری ہی شفا اصل شفا ہے۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری، مسلم)

کان یعود بعض اهله: اپنے گھر میں کسی کے بیمار ہونے پر اس کی عیادت فرماتے اور دائیں ہاتھ سے اس کو چھوتے پس نیک آدمی کو اس طرح کرنا مستحب ہے۔ **اللهم رب الناس**: رب یہ منادی ورم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اللہم کی وجہ سے منصوب نہیں ہو سکتا۔ اللہم یعنی اے نعمتوں سے ان کی تربیت کرنے والے اور عدم سے وجود دینے والے۔ **الباس**: عذاب و

حرب میں سختی۔ لا شفاء: ہمزہ منصوب ہے۔ الا شفاؤك: رفع کی صورت میں لا محذوف کی خبر کا بدل ہے (۲) اس کی ضمیر کا بدل ہے (۳) محل لا سے بدل ہے۔ لا شفاء : یہ جملہ معترضہ ہے جو علت کی طرح ہے۔ (۴) شفاء: یہ اشف کا مفعول ہو تو منصوب ہے اور مبتداء محذوف کی خبر ہو تو مرفوع ہے۔ اس صورت میں اس سے پہلا جملہ مستانفہ ہے۔ لا یغادر سقماً: جو کوئی مرض نہ چھوڑے۔ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ بعض دفعہ اس مرض سے تو شفاء میسر آ جاتی ہے مگر دوسرا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ گویا اس میں ایسی شفاء جو مطلق ہو کی دعا کر رہا ہے۔ نہ مطلق شفاء کی۔

تخریج : اخرجه احمد (۹/۲۵۰۰۰) والبخاری (۵۷٤٤) و مسلم (۲۱۹۱) وابن حبان (۲۹۷۲)

الفرائد :① درد کی جگہ کو دائیں ہاتھ سے چھونا اور آپ ﷺ کا دم کرنا ثابت ہو رہا ہے۔

۹۰۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ : "اَلَا اَرْقِیْكَ بِرُقْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلٰی، قَالَ : اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْھِبَ الْبَاْسِ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ، لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۰۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابت رحمۃ اللہ سے کہا کیا میں تم کو رسول ؐ کا بتایا ہوا دم نہ کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت انسؓ نے اس طرح پڑھا: اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ۔ اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے دکھ کو دور کرنے والا ہے تو شفا دینے والا ہے۔ شفا عنایت فرما۔ تیرے سوا اور کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری)

ثابت: یہ ثابت بنانی ہیں جلیل القدر تابعی ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔ رحمۃ اللہ علیہ یہ جملہ دعائیہ مستانفہ ہے۔ برقیة: اس کی جمع رقی جیسے مدیۃ کی مدی آتی ہے استرقاء رقیہ طلب کرنا۔ قرطبی کہتے ہیں تمام تکالیف میں دم کی اجازت اس سے ثابت ہوتی ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں رقیہ کے جواز پر تمام علماء کا اتفاق ہے مگر اس میں تین شرائط ہیں: (۱) کلام اللہ سے ہو یا اسماء باری تعالیٰ یا صفات باری تعالیٰ سے ہو (۲) عربی زبان میں یا ایسی زبان میں جس کا معنی سمجھ میں آتا ہو (۳) رقیہ کا ذاتی اثر نہیں تقدیر الٰہی موثر بالذات ہے ان شرائط کا لحاظ ضروری ہے (فتح الباری) ربیع کہتے ہیں میں نے شافعیؒ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کتاب اللہ یا معروف ذکر اللہ سے کوئی حرج نہیں پھر میں نے کہا کیا اہل کتاب مسلمانوں کو دم کر سکتے ہیں؟ تو جواباً فرمایا جب وہ کتاب اللہ اور ذکر اللہ سے دم کریں۔ امام مالک سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ ابن عبدالسلام سے حروف مقطعات کے متعلق پوچھا تو فرمایا جن کا معنی معلوم نہیں ان سے منع ہے تا کہ کفر نہ ہو جائے۔ رب الناس: ماقبل کی طرح منادی بن سکتا ہے (۲) رب کی صفت بھی بن سکتی ہے۔ رب صفت مشبہ ہو تو یہ اضافت لفظیہ ہوگی (۳) اگر مصدر تو مذہب دوام وثبوت کے معنی میں ہوگا۔ پس اس کی اضافت معنوی بنے گی۔ (۴) ماقبل کے مطابق بدل بھی بن سکتا ہے۔ اشف الا انت الشافی: یہ جملے معترضے ہیں۔

تخریج : اخرجه البخاری (۵۷٤۲) وابو داود (۳۸۹۰) والترمذی (۹۷۵) والنسائی (٤۰۲)

الفرائد : آپ ﷺ دم کرتے اور دم آپ ﷺ کی سنت ہے۔

۹۰۴ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :"اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ' اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ' اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے تو اس طرح فرمایا: اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ (مسلم)

سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ: ابو وقاص یہ مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری کی کنیت ہے۔ ان کے حالات باب الاخلاص میں گزرے۔ **ثلاث مرات:** یہ قال کا ظرف ہے ای کررہ ثلاثا۔ اس سے مزید اہتمام مقصود ہے۔ آپ بوقت حاجت کلام میں کلمات کو تین تین مرتبہ دہراتے اور حدیث میں وارد ہے کہ "ان اللّٰہ یحب الملحین فی الدعا"۔

تخریج : بخاری (۵۶۵۹) و مسلم (۸/۱۶۲۸) وابن حبان (۴۲۴۹)

الفرائد :اس میں رقیہ کی دوسری قسم کا بیان ہے۔ آپ کی رحمت و شفقت کا تذکرہ ہے۔

۹۰۵ :وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ شَكَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا یَّجِدُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ ' فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"ضَعْ یَدَكَ عَلَی الَّذِیْ یَاْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا – وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ :اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ ' مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۵: حضرت ابو عبداللہ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے جسم میں پائی جانے والی درد کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جسم کے درد والے مقام پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ...... پڑھو۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور پناہ میں آتا ہوں۔ اس برائی سے جو میں پاتا اور جس کا خطرہ رکھتا ہوں۔ (مسلم)

عثمان بن ابی العاص رضی اللّٰہ عنہ: یہ ثقفی طائفی مشہور صحابی ہیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر عامل بنایا۔ ان کی وفات خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بصرہ میں ہوئی۔ ان سے مسلم اور سنن اربعہ نے روایت لی ہیں۔ نووی کہتے ہیں کہ صدیق و عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو طائف کا امیر بنائے رکھا۔ یہ وفد ثقیف میں مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹ روایات نقل ہیں جن میں سے تین کی تخریج مسلم نے کی ہے۔ ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے عمان و بحرین کا عامل بنایا پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں ان کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار جریب زمین دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جریب کی پیائش ۱۰ ہزار ہاتھ ہے اور عبداللہ کا تب کہتے ہیں ۳۶۰۰ سو ذراع اور کھانے کا جریب چار قفیز کا ہوتا ہے (الازہری) **یجدہ:** یہ وجدان سے ہے۔ جس کو جسم میں محسوس فرماتے تھے۔ **ضع یدك:** اس کو تکلیف کی جگہ پر رکھو۔ **من جسدك:** یہ ماقبل کا بیان ہے۔ **ظل:** تمہارے جسم کا وہ حصہ جس میں تکلیف ہے اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہو۔ **وقل باسم اللّٰہ**

ثالثًا: رکھنے کے ساتھ یا بعد متصل یہ کہو اور یہ ہاتھ رکھنا پورے دلی دھیان اور ماسوا کو بھلا کر ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شفاء کا طالب ہوں۔

النحو: ثلاثا یہ قل کا ظرف ہے۔ **وقل سبع مرات**: یہ پہلے قل کا معطوف ہے۔ **مرة**: بار کے معنی میں ہے۔ **اعوذ بعزة اللّٰہ وقدرته**: میں اللہ تعالیٰ کے غلبے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کی اس ازلی صفت سے جس کے ساتھ وہ ہر ممکن پر قدرت رکھتا ہے۔ **ما اجد**: سے درد اور احاذر: احذر (ڈرنا) کے معنی میں ہے اور یہ ذکر اس لئے کیا جائے گا تا کہ اس کا اثر اعضاء میں سرایت کرے۔ طیبی کہتے ہیں اس میں نامناسب چیخ اور درد جس میں وہ مبتلا ہے اور مستقبل میں جس خوف وحزن کے پہنچنے کی توقع ہے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ خوف سے بچے۔

تخریج : اخرجه مالك (١٧٥٤) و مسلم (٢٢٠٢) ابوداود (٣٨٩١) والترمذی (٢٠٨٧) والطبرانی (٨٣٤٠/٩) وابن ماجه (٣٥٢٢) وابن حبان (٢٩٦٤)

الفوائد: ① اس میں ایک اور قسم کا دم مذکور ہے ② جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اس کا مطلوب حاصل ہو جائے گا جیسا فرمایا: عند ظن عبدی فابی......۔

٩٠٦ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَحْضُرْ اَجَلُهٗ فَقَالَ عِنْدَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ :اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ' اَنْ يَّشْفِيَكَ :اِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ ' وَقَالَ الْحَاكِمُ :حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ۔

٩٠٦: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایسے مریض کی تیمار داری کرے۔ جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے: "اَسْاَلُ اللّٰهُ الْعَظِيْمَ......" میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمتوں والا اور عظمت والے عرش کا مالک ہے کہ وہ تم کو شفا دے۔ ان کلمات کے کہنے سے اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُس کو شفا دیں گے۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور انہوں نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر ہے۔

لم یحضر اجله: یعنی اس کی مدت عمر ختم نہ ہوئی۔ **عنده سبع مرات**: یہ دونوں قال کے ظرف ہیں۔ **اسال اللّٰہ العظیم**: اس کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی عظمت کی وجہ سے کوئی چیز بھی بڑی نہیں ہو سکتی۔

النحو: **رب العرش العظیم**: جر کے ساتھ یہ عرش کی صفت ہے۔

ان یشفیك: یہ اسال کا دوسرا مفعول ہے۔ **الا عا فاہ اللّٰہ**: یہ من شرطیہ سے استثناء ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ جس نے کسی مریض کی عیادت کے وقت یہ کہا وہ صحت یاب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عافیت تامہ عنایت فرمائی۔ **من ذلك المرض**: اس وعدے میں وہ بھی شامل ہے جو اس سے پیدا ہو۔ اس میں اس کی عافیت ہے۔ جس کے ہاں اس کی اس مرض میں جس میں وہ

مبتلا ہےاور جو اس کے سبب سے پیدا ہوتی ہےاور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اسی پر رکھنے والی ہو بجائے اس کے جو اس سے پیدا ہوتی ہو۔

تخریج: اخرجه احمد (۱/۲۱۳۷) وابو داود (۳۱۰٦) والترمذی (۲۰۹۰) والحاکم (۱/۳٤۳) والبخاری (۵۳٦) وابن حبان (۲۹۷۵)

الفوائد: ① اس میں آپ ﷺ کے ایک اور رقیہ کا بیان ہے ② بندہ جس قدر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دینے والے ہیں۔

۹۰۷: وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى عَرَبِیٍّ يَعُوْدُهٗ ، وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَنْ يَّعُوْدُهٗ قَالَ: "لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۰۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ جب بھی کسی مریض کی تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے: "کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے"۔ (بخاری)

اعرابی: یہ اعراب سے اسم منسوب ہے۔ دیہاتی کو کہا جاتا ہے۔ شیخ زکریا نے اس کا نام قیس بن ابی حازم لکھا ہے (تحفہ) طهور: طا کا فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں۔ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے: ای مرضك مطهر لذنبك' مكفر لعيبك: اس پر اکتفاء کیا کیونکہ یہ اکثر واقع ہوتا ہے ورنہ آخرت میں بلندی درجات کا سبب ہے۔ یا دنیا میں بلند مقامات کا سبب ہے کیونکہ ریاضتیں حالات وکشوفات پر منتج ہوتی ہے۔ ان شاء الله تعالىٰ: اگر اس کی تطہیر سے اس کی مشیت متعلق ہوئی۔ وکان کا جملہ دخل کے فاعل سے حال ہے اور جملہ شرطیہ محل نصب میں کان کی خبر ہے۔ ابن جوزی نے روایت کی تخریج میں بخاری ونسائی کی طرف نسبت کی ہے۔ یہ بخاری باب العیادۃ میں ہے' شاید نسائی نے بھی ذکر کی ہے۔

تخریج: اخرجه البخاری (۳٦۱٦)

الفوائد: ① امام اگر مریض کی عیادت کرے تو اسکی شان کم نہیں ہوتی ② اسی طرح عالم کی شان میں کمی نہیں آتی ③ عیادت سے اسے صبر کا حکم دیگا اور درد پر تسلی دیگا ④ اس طرح گھر والوں کو تسلی ہوگی ⑤ مریض کو نصیحت قبول کرنی چاہئے۔

۹۰۸: وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: "يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُّؤْذِيْكَ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ' بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۸: حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا "اے محمدؐ! کیا آپؐ بیمار ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا میں تمہیں دم کرتا ہوں اور

اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

فقال یا محمد: اس خطاب جبریلی سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت: ﴿**لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا**﴾: کا خطاب جن انس کے لئے ہے۔ **اشتکیت**: باب افتعال کا استعمال تکلیف میں شدت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ **قال نعم**: اس سے معلوم ہوتا ہے بلاضجر و اکتاہٹ اپنی بیماری کی اطلاع دی جا سکتی ہے۔ **قال باسم اللّٰہ**: اس کو متعلق **ارقیك**: سے پہلے لا کر اہتمام و تخصیص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا اس آیت میں: ﴿**بسم اللّٰہ مجراها**﴾: اور **من کل شئی یوذیك**: یعنی ہر وہ چیز جو ناپسند چیز تک پہنچائے اور سابقہ کے ساتھ اس کو بھی معلق کیا گیا ہے۔ **من شر کل نفس**: یہ شئی کے لفظ میں جو ابہام تھا اس کو زائل کیا۔ نفس سے وہ خبث نفس جو برائی کی طرف جھکنے والا ہو وہ مراد ہے۔ یہ اس آیت کے مخالف نہیں: ﴿**واللّٰہ یعصمك من الناس**﴾: کیونکہ اس آیت میں جس سے حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ایسی چیز ہے جو ازہاق روح کا باعث ہے مطلق ایذاء مراد نہیں لیکن تھوڑی بہت ایذائیں۔ آپ ﷺ کو آخر تک پہنچتی رہیں تا کہ آپ کے درجات کو بلند کیا جائے اور تا کہ آپ کی راہ پر چلنے والوں کے لئے اعلیٰ طریقہ بن جائے۔ **او**: یہاں واؤ کے معنی میں ہے۔ ان دو کا تذکرہ کیا گیا حالانکہ مراد عام ہے اور اگر اپنے ہی معنی میں ہو تو ایذاء کی خاص کو بیان کرنا مقصود ہے۔ **عین حاسد**: یہاں وہ حاسد مراد ہے۔ نظر لگانے والا ہو کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ تمام حاسد نظر لگانے والے ہوں۔ اس سے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ حاسد کی نگاہ اس وقت تک اثر انداز نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے خبیث نفس میں اس چیز کو خوبصورت سمجھ کر حسد نہ کرنے لگے۔ نووی کہتے ہیں ممکن ہے کہ نفس سے آدمی کا نفس مراد ہو (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد عین ہو۔ نفس کا اس پر اطلاق ہوتا رہتا ہے اور **عین حاسد**: پھر اس کی تاکید بن جائے۔ جو دو مختلف الفاظ سے لائی گئی او شک راوی کے لئے (شرح مسلم) (۱) یہ بھی ممکن ہے کہ ظرف من کل شی سے بدل البعض ہو (۲) ممکن ہے کہ یوذیک سے متعلق ہو۔ اس صورت میں من ابتدائیہ ہوگا۔ **اللّٰہ یشفیك**: اس کو تاکیداً دوبارہ لائے تا کہ ظاہر کر دیا جائے کہ دم اسماء وصفات باری تعالیٰ سے ہی ہونا چاہئے۔ ان کی برکت سے ضرور دفع ہو جائے گا۔

تخریج: اخرجه مسلم (۲۱۸٦) والترمذی (۹۷٤) وابن ماجه (۳۵۲۳)

الفوائد: ① جبرئیل علیہ السلام کی آپ ﷺ پر شفقت ② فاضل کو مفعول کا رقیہ جائز ہے۔

۹۰۹: وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَاَبُوْهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: "مَنْ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ" صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَکْبَرُ – وَاِذَا قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، قَالَ یَقُوْلُ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ – وَاِذَا قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْحَمْدُ وَلِیَ الْمُلْكُ – وَاِذَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ - وَکَانَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۹۰۹: حضرت ابوسعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے متعلق گواہی دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہا تو اس کا ربّ اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ کہتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی شریک نہیں اور جب وہ یوں کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریفیں ہیں تو اللہ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لئے بادشاہی ہے اور میرے ہی لئے تمام تعریفیں۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گناہوں سے ہٹانے اور نیکی کرنے کی طاقت اسی کی مدد سے ہے تو اللہ فرماتے ہیں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے ہٹانا اور نیکی کرنے کی طاقت دینا میرے ہی قبضہ میں ہے۔ آپ فرماتے جس نے بھی بیماری میں یہ کلمات کہہ لئے اور پھر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو اس کو جہنم کی آگ نہ کھائے گی۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

صدقة ربه: لا الله کے عطف بیان سے تصدیق کی کیفیت واضح کر دی' مطلب یہ ہے کہ وہ بندے کی اس بات کی تصدیق فرماتے ہیں۔ **اذا قال:** جب وہ بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے یعنی یہ اقرار کرتا ہے وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اور اس کی مِلک اور افعال میں اُس کا کوئی شریک نہیں تو اللہ تعالیٰ لا اله الا انا...... **الا اللّٰه له الملك له الحمد:** فرماتے ہیں۔ کائنات کا متصرف وقاہر وہی ہے اور کوئی نہیں۔ تمام اشیاء کا وہی موجد ہے۔ اشیاء تو اس کے فعل کا مظہر ہیں۔ پس تمام کی حمد پھر اسی کی طرف لوٹ کر جاتی ہے اور اسی پر بند ہے۔ **قال:** تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **الا اله الا انا...... الا باللّٰه.** احول کو لا الہ پر عطف سے ذکر کیا کیونکہ دونوں کا مضمون ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ممکن کے لئے موجد چاہئے اور حول وقوۃ والا موجد باری تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پس اس سے لازم آیا کہ قوت واختیار کلی اسی ہی کے پاس ہے۔ **قال لا الله الا انا......ابی:** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قوت اور اختیار میرے ہی پاس ہے۔ **وکان یقول:** وہ دونوں فرماتے ہیں جس نے اپنی مرض میں یہ کلمات کہے پھر مر گیا تو **لا تعامه النار:** یہ عدم دخول نار سے کنایہ ہے۔ اب اس دخول سے ہمیشگی کا دخول مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ حسن خاتمہ کا سبب بن جائے تو ان کا کہنے والا فائزین کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ متن حدیث کے یہ مطلب زیادہ موافق ہے۔

تخریج: اخرجه الترمذی (٣٤٤١) والنسائی (٣٥٠) وابن ماجه (٣٧٩٤)

الفرائد: جس نے مرض الموت میں یہ دعا پڑھی اس کو آگ نہ چھوئے گی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت وتوحید کا اقرار ہے اور اپنے حول وقوۃ سے بیزاری ہے۔

۱۴۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِیْضِ عَنْ حَالِهٖ

باب: مریض کے گھر والوں سے مریض کے متعلق پوچھنا مستحب ہے

۹۱۰ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ : يَا اَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۱۰ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس بیماری کے دوران باہر نکلے جس میں آپؐ نے وفات پائی۔ ان سے لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن' رسول اللہؐ نے کیسی صبح کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ نے اللہ کے فضل سے تندرستی میں صبح کی۔ (بخاری)

کیف اصبح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اس سے ثابت ہوا کہ مریض کے پاس جب پہنچنا کسی عارضہ سے مشکل ہو تو اس کی حالت دریافت کرنا درست ہے مثلاً غلبہ مرض یا دوائی کا استعمال وغیرہ۔ یہ مسنون ہے کیونکہ اس سے مریض کو خوشی ہوگی (ہیثمی) **اصبح بحمد اللّٰہ:** اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے ساتھ صبح کی ہے۔ بارئًا: یہ البرء سے صحت یار ہونا (۱) دوسری خبر ہے (۲) اصبح کی ضمیر سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے صحت یاب ہونے کو ہیں (۲) تفاولاً کہا (۳) اس سے مراد یہ ہے کہ مریض کو جو اضطراب وغفلت پیش آتی ہے اس سے صحت پا گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریض کے متعلق ایسا جواب دے جس سے معلوم ہو کہ وہ جس حالت میں ہے رضاء الٰہی کا طلب گار ہے اور حمد وثناء میں مصروف اور شکر یہ میں رطب اللسان ہے۔ شدت مرض نے اس میں تبدیلی نہیں کی اور اس کا مرض خفیف ہوتا نظر آ رہا ہے اور عافیت حاصل ہونے کو ہے۔ یہ بالکل واضح ہے۔ حضرت عباس کا قول یہ تھا کہ **واللّٰہ انی لاری رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سیتوفی من وجعہ ھذا' وانی لا عرف وجوہ بنی عبدالمطلب عند الموت**''۔ (بخاری فی المغازی)

تخریج : اخرجہ البخاری (٤٤٤٧)

الفوائد : ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ پر شفقت اور آپ ﷺ کے متعلق سوال کا تذکرہ ہے ② مریض کے گھر والوں سے اس کے متعلق سوال کرنا مستحب ہے۔

۱۴۷ : بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ اَيِسَ مِنْ حَيَاتِهٖ!

باب: زندگی سے مایوسی کیا دُعا پڑھے؟

اَیِس: جب کوئی شخص اپنی زندگی سے ظہور علامات کے ذریعے مایوس ہو جائے۔ وہ علامات جو عادۃً علامات موت ہوتی ہیں۔

۹۱۱ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَيَّ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ

اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۹۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ میری طرف سے سہارا لگائے ہوئے تھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ (بخاری، مسلم)

وھو مستند الی: یہ سمعت کے مفعول سے جملہ حالیہ ہے اور یقول والا جملہ اس سے حال ہو یہ حال متداخلہ بنے گا اور الیٰ کے مجرور سے حال بنے تو حال مترادفہ بن جائے گا۔ **اللھم اغفرلی:** یہ آپ ﷺ کی طرف سے مقام ربوبیت کے سامنے اظہارِ خشوع ہے ورنہ آپ ﷺ تو سب ذنوب سے معصوم ہیں۔ (۲) امت کو سکھانے کے لئے اور تعلیم کے لئے فرمایا اور اس بات پر خبردار کیا کہ بندے کو کسی وقت غفلت نہ برتنی چاہئے کیونکہ یہ ارتحال وانتقال کی گھڑی ہے۔ **وارحمنی:** ہر چیز کی رحمت اس کے مناسب حال ہوتی ہے۔ بڑی رحمت یہی ہے جو اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی ہے۔ جس کو بیان میں لایا نہیں جا سکتا اور اس میں رحمت مجاز مرسل ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی قسم سے ہے: ﴿اذا قمتم الی الصلاۃ﴾: جب تم قیام کا ارادہ کرو تو ارادہ کو مجازاً قیام فرمایا۔ **والحقنی بالرفیق الاعلی:** اس سے مراد ملائکہ مقربین اور ارواح صالحین یہ زیادہ درست قول ہے اس لئے کہ یوسف علیہ السلام کے ارشاد میں وارد ہے: "**توفنی مسلما والحقنی بالصالحین**": ابن ہمام نے السلاح میں لکھا کہ اس سے انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء وصالحین مراد ہیں۔ جن کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ﴿وحسن اولئک رفیقا﴾: اور اس کی تائید حدیث صحیحہ ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ "**فجعل یقول مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین**": حدیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہے۔ ملا علی قاریؒ نے کہا یہی قابل اعتماد ہے اور ان کے رفیق ہونے کا مطلب یہ ہے ان کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر باقی رہنا اور ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانا اور اس کلمہ کو مفرد اس لئے لائے تا کہ اس طرف اشارہ ہو کہ اہل جنت ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ الرفیق اسماء باری تعالیٰ سے ہے اور اعلیٰ باعتبار مرتبہ نہ کہ اعلیٰ باعتبار جگہ۔ حرز میں اس کو آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کے مطابق دے کر زیادہ مناسب قول قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کی آخری خواہش مولیٰ کی طلب تھی۔ جیسا کہ عالم ارواح میں سب سے پہلے آپ نے جواب دیا۔

تخریج : اخرجه مالك (٥٦٢) واحمد (١٠/٦٢٠٠٦) والبخاری (٤٤٤٠) و مسلم (٢٤٤٤) والترمذی (٣٤٩٦) والنسائی (١٠٩٥) وابن حبان (٦٦١٨) والبیھقی (٢٠٩/٧)

الفوائد: ① اس کلمہ سے آپ نے کلام کو اس لئے ختم فرمایا کیونکہ یہ توحید اور ذکر قلبی پر مشتمل ہے ② اس سے یہ بھی حاصل ہوا کہ اگر دل اللہ کی یاد سے آباد ہو تو ذکر لسانی کی اس وقت ضرورت نہیں۔

٩١٢ : وَعَنْهَا قَالَتْ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهٗ قَدَحٌ فِيْهِ مَآءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِالْمَآءِ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ

وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ جس میں پانی تھا۔ اس میں اپنا ہاتھ داخل فرما کر اس پانی کو چہرے پر ملتے اور فرماتے: ''اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔'' (ترمذی)

هو بالموت: مقدمات موت میں مبتلا ہو۔
[illegible] الموت و عنده قدح: یہ دونوں جملے حال ہیں اور فیه ماء: یہ مبتداء کی صفت [illegible] خبر مقدم مانیں تو ماء مبتداء مؤخر ہے اور اگر ظرف کو صفت مانیں تو ماء اس کا فاعل ہے [illegible] **هو يدخل يده في القدح**..... **بالماء**: پیالے کے پانی کو چہرہ مبارک پر ملتے تھے [illegible] کی وجہ [illegible] حرارت تھی۔ **غمرات الموت**: موت کی وہ سختیاں جو اپنی شدت کی وجہ چھانے والی تھیں۔ چھانے کی طرح تھیں۔ **سكرات**: موت کے وہ مقدمات جو روح پر قوت پا کر اس کا ادراک ختم کر دیتے ہیں۔ صحیح روایات میں وارد ہے کہ مرض موت کی وجہ سے آپ پر بیہوشی طاری تھی۔ شیخ محمد بکری نے ایک رسالہ مستقل اسی موضوع پر لکھا ہے **القول الاجل في حكمة كرب المصطفى عند حلول الاجل**: اس کا خلاصہ شرح الاذکار میں ملاحظہ ہو۔

تخریج: اخرجه احمد (۹/۲٤٤۱۰) والترمذی (۹۸۰) وابن ماجه (۱٦۲۳) والذهبي (٤٦٦/۱۸)

الفرائد: ① وفات کے وقت کی حالت کا بیان ہے۔ محتضر کو اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کرنی چاہئے اور منہ پر ٹھنڈا پانی ملنا اس تکلیف میں تخفیف کیلئے ہے۔

۱۴۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ وَمَنْ يَّخْدِمُهٗ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهٖ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا يَشُقُّ مِنْ اَمْرِهٖ وَكَذَا الْوَصِيَّةُ بِمَنْ قَرُبَ سَبَبُ مَوْتِهٖ بِحَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

بَاب: بیمار کے گھر والوں اور خدام کو مریض کے اس احسان اور تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم

وصية: مریض کو نصیحت کریں۔ **بالاحسان اليه**: خادم اس سے نرم گفتگو کرے' مطلوبہ چیز اس کو دے اور اس کی سخت سست بات برداشت کرے۔ **بحد**: سے حد زنا مراد ہے۔

۹۱۳: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ؛ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ: "اَحْسِنْ اِلَيْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِيْ بِهَا" فَفَعَلَ، فَاَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۳: حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئی کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں پس وہ مجھ پر قائم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے اس کے ولی کو بلا کر کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب وضع حمل ہو جائے تو میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرمؐ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے کپڑوں کو اس پر مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کی سنگساری کا حکم دیا۔ پس اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

عمران بن حصین رضی اللّٰہ عنہما: ان کے حالات تفصیل سے گزرے۔ **امراۃ**: اس کی جمع نساء آتی ہے۔ **من جھینہ**: یہ ایک عرب کا قبیلہ ہے۔ مسلم میں **من غامد**: کا لفظ بھی ہے یہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔ **من الزنا**: یہ ابتدائیہ یا تعلیلیہ ہے۔ **اصبت حدا**: جس کا مقتضیٰ حد ہے۔ یہ مجاز مرسل ہے۔ **اقمه علی**: اس نے اپنے نفس کو انتہائی طور پر پاک کرنا چاہا ورنہ توبہ سے تطہیر کافی تھی۔ **ولیھا**: اس کا قریبی رشتہ دار جو اس کی نگرانی کرے۔ **احسن الیھا**: اس پر خطرہ محسوس کیا کیونکہ اقارب کو غیرت آئے گی اور عار کے ڈر سے وہ اس کو ایذاء پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ پس اس خطرے کی وجہ سے اس کے متعلق وصیت فرمائی تا کہ مزید مہربانی کریں کیونکہ لوگوں کے دلوں میں ایسی چیزوں سے نفرت ہوتی ہے۔ وہ اس کو ایذاء کن باتیں سنانے کی کوشش کریں گے۔ ان سب باتوں سے روک دیا۔ **فائتنی بھا**: یہ بات اس لئے فرمائی تا کہ وہ حفاظت کا اہتمام کرے اور اس سے مہلکات کا ازالہ کرے۔ **فامر بھا**: بچے کے اس سے بے نیاز ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ **فشدت**: نسائی کی روایت میں **فشکت** ہے۔ کپڑے اس سے باندھ گئے تا کہ سنگ باری کے وقت اس کا جسم ننگا نہ ہو۔ **فرجمت** : نسائی میں فرجمہا۔ دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء فرمائی پھر دوسرے لوگوں نے تکمیل کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے امام کی اقتداء کریں۔ **ثم صلی علیھا**: مسلم کی روایت میں ہے: **لقد تابت لوبة علی اهل المدینه لو سعتهم وهل وجدت افضل من ان جاء ت بنفسها الحدیث**: اس سے ثابت ہوا کہ حدود پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی حد نے اس کو پاک کر دیا ہے۔ یہ روایت باب التوبہ میں گزری ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٩٩٧٧) و مسلم (١٦٩٦) و ابو داود (٤٤٤٠) والترمذی (١٤٣٥) والنسائی (١٩٥٦)

الفوائد : حد و قصاص میں قتل ہو اس کے متعلق بھی احسان کی نصیحت کرنی چاہئے۔

۱۴۹: بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيْضِ: اَنَا وَجِعٌ ' اَوْ شَدِيْدُ الْوَجَعِ اَوْ مَوْعُوْكٌ اَوْ "وَارَاْسَاهُ" وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَبَيَانِ اَنَّهٗ لَا كَرَاهَةَ فِيْ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى التَّسَخُّطِ وَاِظْهَارِ الْجَزَعِ

بَاب: مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے کہ میں تکلیف میں ہوں' سخت درد یا بخار ہے' ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو

التسخط واظهار الجزع: وجع یہ وجع سے اسم فاعل ہے۔ **شدید الوجع**: صفت کی اضافت موصوف کی طرف کی گئی ہے۔ **موعوك**: بخار میں مبتلا۔ **وار اساه**: یہ مندوب ہے۔ جس منادیٰ کو آواز دی جائے مثلاً **وا عمراه**: یا جس پر اظہار دکھ کیا جائے۔ **التسخط**: بتکلف ناراضی کا اظہار کرنے والا نہ ہو اور جو اس سے بغض کی بناء پر کیا وہ گویا تکلف ہے۔ **اظهار الجزع**: انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر جو تکلیف آئے افضل و اعلیٰ یہ ہے کہ اس پر ابتداً صبر کرے اور اس کو ظاہر نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز اور احکام کی تشریح کے لئے کیا۔ جیسا تراوی کا حکم ہے۔ اس کا چھوڑنا اعلیٰ ہے۔

٩١٤: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ فَقُلْتُ: اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعَكًا شَدِيْدًا – فَقَالَ: اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۱۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے۔ جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (بخاری' مسلم)

یوعك: یہ وعک سے ہے بخار آنا۔ **فمسسته**: میں نے آپ ﷺ کے جسم کو چھوا اور کہا۔ **لتوعك**: آپ ﷺ کو سخت بخار ہے۔ **اجل**: تصدیق کے لئے یہ نعم سے بہتر ہے اور استفہام میں نعم اس سے بہتر ہے۔ **كما يوعك رجلان**: یہ بلندی مرتبہ کی وجہ سے تھا۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ کو دو اجر ملتے ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! یہ تصریح دوسری روایت میں ہے یہاں درج نہیں۔ باب الصبر فی روایت گزری ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۳/۳٦۱۸) والبخاری (٥٦٤٧) و مسلم (۲٥۷۱) وابن حبان (۲۹۳۷) والدارمی (۲/۳۱٦) والبیهقی (۳/۳۷۲)

الفرائد: (۱) مریض کو مانوس کرنے کے لئے اس پر ہاتھ رکھا جائے (۲) مریض کو اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی تکلیف کا تذکرہ درست ہے (۳) موت کی تکلیف جبلی چیز ہے (۴) اس کا ازالہ انسان سے ممکن نہیں۔ تکلیف کی حالت میں آہ آہ کا چھوٹنا ممکن

نہیں۔ البتہ جزع فزع نہ کرے جو صبر کے خلاف ہے اور زبان سے اللہ کا شکوہ بھی نہ کرے جس کو لوگ تقدیر سے اکتاہٹ پر تعبیر کریں۔

٩١٥ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعُوْدُنِیْ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ ، فَقُلْتُ : بَلَغَ بِیْ مَا تَرٰی ، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ ، وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَتِیْ ، وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ آپ میرے پاس سخت درد کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا درد اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ پھر حدیث بیان کی۔ (بخاری، مسلم)

سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ: باب الاخلاص میں حالات گزرے ملاحظہ کر لئے جائیں۔ **وجع اشتدبی:** ابواب ہجرت میں وضاحت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ میں یہ معاملہ پیش آیا۔ **بلغ بی ما تری** : ما یہ بلغ کا فاعل بن سکتا ہے مفعول کو حذف مانیں گے۔ (۲) بلغ کا مفعول ہو تو فاعل ضمیر ہوگی۔ **ذو مال:** صاحب کی بنسبت ذا کی اضافت زیادہ شاندار ہے۔ **ابنتی:** شاید اس سے ان کی بیٹی عائشہ مراد ہیں۔ جن کا تذکرہ بخاری باب المرضیٰ میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے اقرار پر قائم رکھا اگر اس میں غلطی ہوتی تو آپ ﷺ نشاندہی فرماتے۔ جب کہ ان کے ساتھی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ آپ ﷺ نے خود گواہی سے انکار فرمایا۔

تخریج : اخرجه البخاری (٥٦٦٨) و مسلم (١٦٢٨)

الفوائد : ① بیماری کی تکلیف بیان کرنا درست ہے ② خواہ طبیب کو بتائے یا دوستوں کو ③ میری تکلیف وہاں تک پہنچی جو آپ کے سامنے ہے۔

٩١٦ : وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ : قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا : وَارَاْسَاهُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ" وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۱۶: قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ''ہائے! میرے سر کا درد'' اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں۔ ''ہائے! میرے سر کا درد'' اور حدیث ذکر کی ہے۔ (بخاری)

قاسم بن محمد: یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ قریش کی شاخ بنو تمیم سے ہیں۔ یہ مدینہ کے بڑے فقہاء سے تھے۔ ایوب کہتے ہیں اس سے بڑا افاضل میں نے نہیں دیکھا۔ یہ کبار تابعین سے ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ ان سے اصحاب ستہ نے روایت لی ہے۔ فقہاء سبعہ یہ ہیں: (۱) عبیداللہ (۲) خارجہ (۳) عروہ (۴) ابوبکر (۵) سعید (۶) سالم (۷) سلیمان۔ روایت کے الفاظ ترجمہ کے عین مطابق ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (١٠/٢٥٩٦٦) والبخاری (٥٦٦٦) وابن ماجه (١٤٦٥)

الفوائد :① عورت کی فطرت میں غیرت ہے ② تذکرۂ دردشکوہ نہیں ③ کتنے خاموش دِل سے ناراض اور کتنے زبان سے ظاہر کرنے والے دِل سے راضی ہیں۔

١٥٠ :بَابُ تَلْقِيْنِ الْمُحْتَضَرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

بَاب :فوت ہونے والے کو لَا اِلٰهَ کی تلقین کرنا

المحتضر:قریب المرگ۔ لا الٰه الا اللّٰه: تا کہ اس کا یہ آخری کلام ہو اور وہ اس وعدہ حق سے کامیابی پائے۔استحباب کے لئے روایات کی تصریح کافی ہے۔

٩١٧ :عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ :صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ۔

٩١٧: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(ابوداؤد و حاکم)

یہ صحیح سند کی حامل ہے۔

اَلنَّحْوُ :کان آخر کلامه: یہ خبر مقدم ہے اور لا الٰہ یہ اسم مؤخر ہے۔لفظ لا الٰہ مراد ہے۔پس کلمہ بن کر اسم بن گیا۔ **دخل الجنة**: سزا کے بعد اگر عذاب دیا گیا۔اس میں لا الٰہ کہنے والے کی اسلام پر موت کی گواہی ہے۔اس میں ممکن ہے کہ ابتداء اور اس کا خلہ ہو اور ابویعلی کی آئندہ روایت اس کی موحد ہے۔قاضی عیاض نے اسی کو پختہ کہا ہے۔طبرانی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ من کان آخر کلامه عند الموت لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له هدمت ما كان قبلها من الذنوب و الخطايا: صحابی زادی مذکور نہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (٨/٢٢٠٩٥٠) و ابو داود (٣١١٦) والحاكم (١/١٢٩٩)

الفوائد :جس کا آخری کلام لا الٰہ اللہ ہو اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ وہ جنتی ہے خواہ اس کو کتنی تکلیف پہنچی ہو۔

٩١٨ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩١٨: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والے کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔(مسلم)

موتاكم: قریب المرگ۔مجازاً موتا فرمایا گیا۔(٢) یہ اموات کے حکم میں ہو چکے (تورپشتی) اور اقرء وا على موتاكم يس: کو اسی پر محمول کیا ہے اور دوسرے مفہوم کے مطابق موت کے بعد گھر اور مدفن پر لا الٰہ الا اللہ۔بعض نے لفظ کو اپنے حقیقی

معنی میں رکھ کر موت کے بعد تلقین کا جواز لکھا ہے۔ حافظ عراقی نے لقنوا موتاکم: کے بارے میں لکھا کہ آیا اس سے قریب المرگ مراد ہے جو کہ مجاز ہے یا حقیقی میت مراد ہے تو تلقین بعد میں ہوگی۔ ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: "من کان آخر کلامه لا الٰه الا الله دخل الجنة": یہ روایت پہلے قول کی تائید کرتی ہے۔ شوافع کے ہاں مختار مسلک تلقین میت بعد الموت ہے۔ اس کو سخاوی ابن عربی اور دیگر ائمہ شوافع نے پسند کیا۔ مالکیہ کا رجحان اسی کی طرف معلوم ہوتا ہے مگر احناف اور حنابلہ کے ہاں یہ صریح روایت قرینہ صارفہ ہے جو حقیقت سے مجاز کی طرف پھیرنے والا ہے (اور یہ زیادہ پختہ ہے) واللہ اعلم۔ ابن حبان میں کلامہ عند الموت کے لفظ صراحت وارد ہیں۔

تخریج ✿ مسلم۔

الفرائد: ① قریب المرگ کو خبردار کرنے کے لئے اس کے پاس لا الٰہ الا اللہ کہا جائے گا تا کہ وہ آخر کلام لا الٰہ اللہ والوں میں شامل ہو جائے۔ ② ایک مرتبہ کہنا کافی ہے۔ ③ قریب المرگ کے پاس تلقین اور آنکھیں بلند کرنے کے لئے ٹھہرنا چاہئے تا کہ مسلمان کے حق کی ادائیگی ہو۔

۱۵۱: بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ

بَابٌ: مرنے والے کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟

۹۱۹: وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شُقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ" فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ: لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۹: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ پھر فرمایا: "جب روح قبض کی جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔" پس ان کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ زور سے رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے نفسوں کے بارے میں خیر کی دعا کرو۔ بے شک فرشتے جو کچھ تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔" پھر فرمایا "اے اللہ! ابی سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسماندگان میں اس کے پیچھے خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کی قبر کو وسیع فرما اور ان کی قبر میں روشنی فرما۔ (مسلم)

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ: ان کا نام عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی ہے۔ یہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ وقد شق بصره: نظر کا

پتھرا جانا۔ ابن سکیت کہتے ہیں یہ کہنا درست ہے: شق بصر المیت و لا یقال شق المیت بصرہ: کہنا درست نہیں سکر دوسروں نے دونوں کو درست قرار دیا ہے۔ فاغمضہ: تاکہ اس کے منظر کو برا خیال نہ کریں۔ قبض تبعہ البصر :جب روح جسم سے پرواز کرتی ہے تو نگاہ اسے دیکھنے کے لئے کدھر جاتی ہے اس کا پیچھا کرتی ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں اس مقام پر اشکال یہ ہے کہ نگاہ تو اس وقت دیکھتی ہے جب تک روح جسم میں رہتی ہے۔ جب اس سے معطل ہو جاتی ہے تو حس و نگاہ سب معطل ہو جاتے ہیں۔ مجھ اس کا جواب یہ سمجھ آیا کہ جسم کے اکثر حصہ سے روح جب نکل چکتی ہے اور ابھی سر اور آنکھوں میں باقی ہوتی ہے جب منہ سے نکلی اور باقی نہیں نکلتی تو نگاہ نکلنے والی مقدار کو دیکھتی ہے۔ پس اذا قبض کا معنی ''جب قبض ہونا شروع ہوتی ہے'' اور ابھی تک مکمل طور پر نکلی نہیں ہوتی (۲) بہت سے علماء نے ذکر کیا کہ روح کا جسم سے اتصال ہے اور اگر اس سے نکل جاتی ہے تو وہ دیکھتی اور سنتی اور سلام کا جواب دیتی ہے۔ پس یہ روایت اس کی قوی دلیل ہوگی۔ مگر دونوں باتوں میں قسم ہے: (۱) پہلا معنی مجازی ہے اور (۲) دوسرے میں حاسہ بصر کا ادراک خروج روح کے بعد ماننا پڑتا ہے اور کلام بھی اسی سلسلہ میں ہو رہی ہے۔ ابن حجر ہیثمی نے ایک جواب نقل کیا۔ تبعہ البصر: سے مراد یہ ہو کہ قوت باصرہ خروج روح کے بعد ختم ہوتی ہے۔ اس وقت آنکھ جم جاتی ہے اور اس کا منظر بھدا معلوم ہوتا ہے: (۲) خروج روح کے بعد حاسہ بصرہ میں حرارت غریزی کی جھلک باقی ہو جس سے وہ روح کی طرف دیکھتا ہو کہ وہ کہاں اور اس میں کوئی استبعاد نہیں کیونکہ اس وقت کی حرکت حرکت مذبوحی کے مشابہہ ہے اور وہ حرکت کچھ دیر طاری رہے اس کے ساتھ ساتھ کہ اس پر مردوں کے تمام احکام بھی لاگو ہوں (شرح المنہاج) پہلی وجہ زیادہ بہتر ہے تو رپشتی نے بھی یہی بات کہی ہے (شرح المصابیح) اور آنکھیں بند کرنے دینے کی ایک اور وجہ ذکر کی کہ اسی وجہ سے اس کی آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں کہ روح کے چلے جانے سے ان کے کھلنے کا فائدہ جاتا رہا۔ (۲) جو آدمی قریب المرگ ہو وہ اپنی روح کی طرف پھٹی نظروں سے دیکھتا ہے اس سے اپنی نگاہ نہیں ہٹاتا یہاں تک کہ بقیہ قوت مضمحل نہ ہو جائے۔ اس روح انسانی کے جسم سے جدا ہونے کے بعد جس روح سے ادراک و تمیز حاصل ہوتی ہے۔ اس سے وہ روح حیوانی مراد نہیں جس سے حس و حرکت ہوتی ہے اور قدرت باری تعالیٰ کے لئے کوئی بعید نہیں کہ وہ اس وقت اس پردے کو ہٹا دے جس سے وہ اس چیز کو دیکھے جس کو وہ پہلے نہ دیکھ پاتا تھا۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں یہ وجہ ظاہر کی گئی ہے۔ مسلم شریف میں وارد ہے: ''الم تروا ان الانسان اذا مات شخص بصرہ قال بلی؟ قال فذلك حین یتبع بصرہ نفسہ''۔ فضج: اس بات کو سن کر ڈر کی وجہ سے ان کے گھر والوں کے منہ زور سے رونے کی آواز اور ساتھ ہی اپنے متعلق بد دعا کے کلمات نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا تدعوا علی انفسکم: اس طرح مت کہو ویلی، الویل وغیرہ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے اگر میت کے متعلق وہ باتیں کہو گے جو اس کو پسند نہ تھیں تو اس کا گناہ تم پر لوٹے گا۔ مگر پہلا معنی درست ہے کیونکہ اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: فان الملائکۃ :(جو موجود ہوتے ہیں) یومنون: قبولیت کے لئے آمین کہتے ہیں اور ان کی دعا مقبول ہے۔ کیونکہ وہ قرب کے اعلیٰ مراتب میں ہیں۔ پس وہ بات کہو جس کے مقبول ہونے کو پسند کرتے ہو۔ ثم قال اللھم اغفر: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی۔ دعا کی شاندار ترتیب ہے کہ اول مغفرت سے صفائی ہو اور پھر درجات بلند سے مرتبہ مل جائے اور ان لوگوں میں مرتبہ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں سبقت عنایت فرمائی اور سطر الانام کی طرف ہجرت کی ہمت دی۔ فی المھدیین: کا ظرف محل حال میں واقع ہے۔ ای ارفع درجتہ حال کونہ منغمراً

فی عداد المهدیین المشرفین بالاهتداء: یعنی ان ہدایت والوں میں ان کو شمار فرما جن کو تیری طرف سے دی جانے والی ہدایت سے مشرف کیا گیا ہے۔ **واخلفه فی عقبه**: ان کی بقیہ اولاد میں بہتر خلیفہ عنایت فرمایا۔

اَلنَّحْوُ: یہ ماقبل سے حال بھی بن سکتا ہے۔ **واغفرلنا**: یہ مقام ربوبیت کے سامنے اظہار خضوع ہے۔(۲) علو مرتبہ سے یہ مجاز ہے۔ لازم کو ذکر کر کے ملزوم مراد لیا۔ **یا رب العالمین**: صفات باری تعالیٰ میں سے موقعہ کے مناسب صفت ذکر فرمائی کہ تو عالم کا موجد اور ان کے امور کا مالک و مصلح ہے اور اس سے یہ چیز طلب کی جاسکتی ہے۔ **العالمین**: یہ اسم جمع ہے عالم کی جمع نہیں۔ اس سے انسان، جن، ملک مراد ہیں البتہ عالم ماسوی اللہ سبھی کو شامل ہے اور جمع اپنے مفرد سے اخص نہیں ہوئی۔ بعض نے اس کو جمع قرار دیا اور کہا کہ مراد عموم ہے۔ عقلاء کو شرف کی وجہ سے غلبہ دیا گیا ہے۔ **وافسح**: تو وسعت عنایت فرما۔ وسعت عنایت فرما یہ **فسحت له** جگہ کو وسیع کرنا (المصباح) **نور له فیه**: عظیم نور عنایت فرما۔

تخریج: اخرجه احمد (۴/۱۰۹۹۳) و مسلم (۹۱۶) و ابو داود (۳۱۱۷) والترمذی (۹۷۸) والنسائی (۱۸۲۵) وابن ماجه (۱۴۴۵) وابن حبان (۳۰۰۳) وابن ابی شیبة (۳/۳۳۸) والبیهقی (۳/۳۸۳)

الفرائد: ① موت کے وقت میت کے لئے دعاء مستحب ہے اسی طرح اس کے اہل و عیال کے لئے جو امور دنیا و آخرت سے متعلق ہوں ② موت فنا نہیں بلکہ انتقال ہے۔ ③ محتضر کے پاس بددعا نہ کرے فرشتے آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔

۱۵۲ :بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ مَّاتَ لَهُ مَيِّتٌ

باب: میّت کے پاس کیا کہا جائے اور میّت کے گھر والا کیا کہے؟

ما یقال: میت کے پاس ہر آنے والا کیا کہے اور جن کے ہاں میت ہو جائے وہ کیا کہے۔

۹۲۰ :عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتِ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ قَالَتْ:فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ ، قَالَ : "قُوْلِيْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلَهُ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً" فَقُلْتُ ، فَاَعْقَبَنِيَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْهُ :مُحَمَّدًا ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا :"اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ" عَلَى الشَّكِّ ، وَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ. "الْمَيِّتَ" بِلَاشَكٍّ۔

۹۲۰: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار یا میّت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں دعا کیا کروں: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ کہ اے اللہ مجھے بھی بخش اور اس کو بھی بخش اور مجھے اس سے بہتر بدل

عنایت فرما۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل محمد ﷺ عنایت فرما دیئے۔ (مسلم)
مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے جب تم مریض یا میّت کے پاس جاؤ۔ شک کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا اور ابوداؤد نے شک کے الفاظ کے بغیر روایت کی ہے۔

''المَیّت'': بلاشک۔

المریض: سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قریب المرگ مراد ہے۔ او: راوی کو شک ہے کہ المیت کا لفظ فرمایا یا المریض کا۔ لمیت وہ ہے جس کے جسم سے روح جدا ہو جائے۔ فتح الدلہ میں حافظ نے کہا کہ اس سے مراد پہلا ہے۔ اس کی دلیل دوسری روایت میں ہے: لقنوا موتاکم: یہ مجاز ہے۔ فقولوا خیراً: لا الٰہ الا اللہ کہو اور میت کو دعا دو یا اس سے دعا کے لئے کہو جیسا باب العیادت میں گزرا۔ فان الملائکة: وہ ملائکہ جو ایمان کے لئے استغفار پر مقرر ہیں وہ ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یا جو تم دعائیں کرتے ہو ان پر دعا کرتے ہیں۔ فلمامات ابو سلمه: یہ ۳ھ ۴ھ کی بات ہے۔ باقی ابن عبداللہ کا یہ قول کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۲ھ میں شادی کی۔ اس کو ابو محمد عبداللہ بن علی نے وہم شفیع قرار دیا اور کہا کہ ابوسلمہ احد میں حاضر ہوئے اور یہ ۳ھ کا واقعہ ہے۔ اسی میں زخمی ہوئے ان کے زخم مندمل ہو کر پھر پھوٹ پڑے جن کی وجہ سے ۴ھ جمادی کے تین دن باقی تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا اس کو استیعاب میں ابن عبدالبر نے ذکر کیا (المفہم للقرطبی)
قدمات: ام سلمہ رضی اللہ عنہا بلا اتصال وانفصال ان کی موت کی اطلاع دی اور اللهم اغفرلی: اس سے معلوم ہوا دعا میں اپنے سے ابتداء کرنی چاہئے۔ واعقبنی: اس کا بدلہ عنایت فرما جو بہتر بدل ہو۔ میں نے آپ کی بات پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے من هو خير لي منه: ان سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرما دیئے۔
فرق روایت: مسلم نے او کے ساتھ نقل کی ہے خواہ دونوں لفظوں میں تعیین کا شک ہو یا میت کا مجازی معنی مراد ہو قریب المرگ پھر او تنویع کے لئے ہے (کذا قال الحافظ)

تخریج: اخرجه احمد (۱۰/۲٦٦۰۵) و مسلم (۹۲۰) و ابو داود (۳۱۱۸) و ابن ماجه (۱٤٥٤) والبیهقی (٦٣/٤)
الفرائد: مسلمان تکلیف کے وقت عمدہ عوض کی دعا کرتا ہے۔

۹۲۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ : اَللّٰهُمَّ اَوْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا : اِلَّا اٰجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا قَالَتْ : فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۲۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں کہے: اِنَّا لِلّٰهِ..... کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس سے بہتر بدل میری مصیبت میں مجھے عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی

مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس سے بہتر بدل عنایت فرماتے ہیں۔ اُم سلمہ کہتی ہیں جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے اسی طرح کہا۔ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عنایت فرمادیئے۔ (مسلم)

ما من عبد تصیبه مصیبة: من زائد جو تاکید کے لئے لایا گیا ہے عبد سے مسلم مراد ہے جیسا مشکات میں صراحت ہے۔ مصیبت میں چھوٹی بڑی سب شامل ہے کیونکہ نفی میں عموم کے لئے مفید ہے۔ **فیقول:** دوسری روایت "**ما امر اللّٰه به**": کے الفاظ زائد ہیں۔ اس سے کہنے والے کی مدح کی طرف اشارہ فرمایا۔ **انا:** سے ہماری ذات اور جو ہماری طرف منسوب ہو مراد ہے۔ **ملله:** ہم خلق و ملک و تصرف میں اسی کے تابع وہ جیسے چاہے تصرف کرنے والا ہے۔ **الیه راجعون:** مصائب میں ہم پر صبر لازم ہے۔ اس آیت کے حقائق کو سامنے رکھا جائے تاکہ مصیبت کو سہنے میں آسانی ہو۔ فقط زبان سے دہرانے کا فائدہ نہیں۔ اس میں تدبر سے فائدہ میسر ہوگا۔ یہ کمال صبر رضا پر آمادہ کرنے کی کامل دعا ہے۔ **اللهم:** یہ دعا بھی منجملہ ان میں ہے جن پر اگلا اجر میسر ہوگا۔ **اوجرنی:** اس کا معنی مجھے اجر عنایت فرما۔ ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں ہمزہ سے بھی اور اس کے بغیر بھی آتا ہے۔ **فی مصیبتی:** یہ فی سببیہ ہے۔ مصیبت انسان پر اترنے والی ہر تکلیف وہ چیز کو کہا جاتا ہے یعنی مجھے تکلیف سے متصل اجر وثواب عنایت فرما۔ **واخلف لی:** اجر یہ ثواب کے معنی میں آتا ہے جیسے کہتے ہیں آجرہ اللہ۔ یہ مد سے بھی آتا ہے۔ **اخلف لی خیراً منها:** کیونکہ اس نے قضاء وقدر کے فیصلے کو مان لیا اور جو کچھ اس کی طرف سے آیا اس پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ صابر کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے نیکی والے کو اس سے بہتر ملے گا۔ **فلما توفی:** ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ یہ سب سے پہلا خاندان ہے جس نے آپ کی طرف ہجرت کی پھر میں نے ارشاد کے مطابق یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر آپ ﷺ کی ذات عنایت فرمادی۔

النحو: رسول اللّٰه: یہ عطف بیان یا اخلف کے مفعول کا بدل ہے۔

تخریج : اخرجه مسلم (۱۹۱۸)

الفرائد: ① مصیبت کے وقت صبر کے لئے بہترین دعا ہے جو اس دعا کو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہترین بدلہ عنایت فرماتے ہیں جیسا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زوجیت رسول اللہ ﷺ مل گئی۔

۹۲۲ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلَآئِکَتِهٖ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ۔ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ – فَیَقُوْلُ : فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ ' فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی : ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۹۲۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے بیٹے کو قبض کیا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ جی

ہاں! پھر اللہ فرماتے ہیں۔تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے ایک گھر بنادو' جنت میں' اوراس کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

ولد العبد: شرعاً تو مکلف کو کہا جاتا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام اور عموم چھوٹے بڑے سب کو شامل ہے۔ **قبضة:** یہاں ہمزہ استفہام تقریری کا محذوف ہے تاکہ خبر کی اہمیت ہو۔ ولد کا لفظ واؤ لام کے فتحہ او واؤ کے ضمہ اور لام کے سکون سے استعمال ہوتا ہے۔ عبدی میں نسبت تشریفی ہے تا کہ مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے اس کے دل پر مرہم لگ جائے۔ **فیقول قبضتم:** بندے کے عظیم صبر پر فرشتوں کو خبردار کرنے کے لئے۔ **ثمرة فواده:** لب لباب کیونکہ دل وہ لطیف مرکز ہے جو اللہ تعالیٰ نے قالب انسانی میں رکھا ہے۔ جو ان کمالات وعلوم کا ادراک کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے پیدا کئے اور ان سے مشرف فرمایا۔ لڑکے کی طرف یہ لطیفہ قلب بہت مائل تھا اس وجہ سے اسے ثمرہ اور مقصود قلب کہہ دیا۔ اس جملے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مصیبت بھی بہت بڑی اور اس پر صبر بھی بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔ **فیقولون نعم:** بندے نے مقام صبر سے ترقی کر کے مقام رضا پر فائز ہو کر الحمد للہ کہا ہے اور انا للہ بھی کہا ہے۔ **فیقول اللّٰہ:** یہ فا تفریعیہ ہے۔ اس سے اشارہ کیا کہ یہ ایک طرف اگر مصیبت ہے تو دوسری طرف سے عطیہ ہے جس پر اس نے حمد کی ہے۔ پس حمد کرنے کے بالمقابل اس مکان کا نام بیت الحمد رکھنا مناسب ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٧/١٩٧٤٦) والترمذی (١٠٢٣) والطيالسی (٥٠٨) وابن حبان (٢٩٤٩)

الفرائد : اس میں حمد واسترجاع کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جنت میں اس کو حمد کا ایک محل ملے گا۔ یہ محل حمد کی وجہ سے ملا ہے۔

٩٢٣ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٩٢٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندے کے لئے میرے ہاں ہی بدلہ ہے جس کی میں دنیا کی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز لے لوں۔ پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کرلے کہ میں اس کو جنت دوں۔ (بخاری)

عندی: یہ جزاء کا ظرف ہے۔ وہ مبتداء ہے اور اس کی خبر ماقبل مجرور ہے اور عندیت سے شرف مرتبہ مراد ہے نہ مکان۔ **اذا قبضت:** یہ ظرفیہ جملہ ہے (٢) ممکن ہے کہ شرط کا معنی پایا جائے اور جزاء محذوف ہو۔ **الصفی** : خالص محبت والا۔ **النَّجَوْ** : یہ فعیل بمعنی فاعل یا مفعول ہے۔

من اهل الدنيا: یہ حال ہے جو بیان واقع کے لئے لائے ہیں۔ **ثم احتسبه:** اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا امیدوار ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ کرنے والا ہو اور یہ اس کے مزید تسلیم وصبر کی خبر دی گئی ہے۔

الا الجنة: یہ مستثنیٰ ہو تو منصوب ہے اور اگر مبتداء سے بدل ہو تو مرفوع ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٦٤٢٤)

الفرائد : ① صفی بیٹا بھی ہوسکتا ہے اور دوسرا بھی ② ثواب کو اس بات پر مرتب کیا کہ ثواب کے یقین پر اس کی موت آئی ③ مرنے والا بیٹا جنت کے ہر دروازے پر ملے گا۔

٩٢٤ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَرْسَلَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهٗ اَنَّ صَبِيًّا لَّهَا – اَوِ ابْنًا – فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ : ارْجِعْ اِلَيْهَا فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى ، فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩٢٤: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک نے پیغام بھیج کر بلوایا اور آپ ؐ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا فوت کی حالت میں ہے۔ آپ ﷺ نے پیغام لانے والے کو فرمایا: تم اس کے پاس واپس جاؤ اور ان کو یوں کہو: " اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى ...... الاسمه کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقررہ ہے' پھر اس کو یہ بھی کہہ دو کہ وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور پوری روایت ذکر کی۔ (بخاری و مسلم)

احدی بنات: ابن ابی شیبہ کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ صبیا او ابنا: یہ امامہ بنت ابی العاص تھیں۔ مگر اس پر اشکال یہ ہے صبی کا اطلاق اس پر کیسے۔ راجح بات یہ ہے کہ دونوں بیٹے بیٹی میں سے ایک بیمار تھا۔ بیٹے کا نام علی تھا اور حدیث میں انہی کی طرف اشارہ ہے اور دوسری بیٹی تھی اور مراد نہیں کیونکہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد یہی دو بچے تھے۔ پھر امامہ سے تفسیر اس کے منافی نہیں کیونکہ امامہ تو زندہ رہیں اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا کیونکہ روایت میں فی الموت: سے قریب الموت مراد ہے۔ ان للّٰہ ما اخذ: یہ دعا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿انا للّٰہ﴾ سے ماخوذ ہے۔ کل شیء: اجل و رزق میں سے ہر چیز جو وہ لے اور باقی رکھے وہ اس کی مرضی پر ہے۔ عندہ: علم کے اعتبار سے پاس ہونا مراد ہے۔ یا ملائکہ کے پاس ہونا مراد ہے کیونکہ جو فرشتوں کے پاس ہے بطور شرف اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا جیسا اس ارشاد میں: "واللّٰہ یدعوا الی دار السلام": یعنی اللہ تعالیٰ کے اولیاء جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں تو ان کی دعوت کو بطور شرف اپنی دعوت قرار دیا جیسا بیضاوی نے کہا۔ باجل مسمی: وقت مقرر ہے جو نہ آگے ہوسکتا ہے نہ پیچھے پس بے جا گھبراہٹ کا کوئی فائدہ نہیں' اسی وجہ سے فرمایا۔ فلتصبر: گھبراہٹ کی کسی نوع کا اظہار کئے بغیر اسے اس کی گمشدگی پر ثواب کی امید سے صبر کرنا چاہئے۔ ولتحتسب: اس کے گم ہو جانے کا ثواب ذخیرہ بنائے اور اس پر صبر کرے۔ یہ شخص کا اعتبار کر کے تذکیر اور سیاق سے اور سیاق کے لحاظ سے مونث ہے۔ اس میں مصیبت کے وقت صبر کی وصیت کی گئی ہے تا کہ آدمی اس کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھے۔ باب الصبر میں روایت گزری۔

تخریج : فی اول کتاب الصبر کے تحت گزر چکی۔

الفرائد :ایضاً۔

۱۵۴ :بَابُ جَوَازِ الْبُكَآءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِيَاحَةٍ

باب: میّت پر رونے کا جواز مگر اس میں نوحہ و بین نہ ہو

اَمَّا النِّيَاحَةُ حَرَامٌ وَسَيَاتِيْ فِيْهَا بَابٌ فِيْ كِتَابِ النَّهْيِ ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى – وَاَمَّا الْبُكَآءُ فَجَآءَتْ اَحَادِيْثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَاَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ ، وَهِيَ مُتَاَوَّلَةٌ اَوْ مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى مَنْ اَوْصٰى بِهٖ ، وَالنَّهْيُ اِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَآءِ الَّذِيْ فِيْهِ نَدْبٌ اَوْ نِيَاحَةٌ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى جَوَازِ الْبُكَآءِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِيَاحَةٍ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا :

امام نووی فرماتے ہیں کہ نوحہ حرام ہے۔ کتاب النہی میں باب آئے گا ان شاء اللہ۔ رونے کی ممانعت میں احادیث وارد ہیں اور میت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسی روایت کی تاویل کی گئی ہے اور ان کو میت کی پسندیدگی پر محمول کیا۔ واقعتہ ممانعت اس رونے کے متعلق ہے جس میں بین یا نوحہ ہو اور رونے کا جواز ان دونوں باتوں سے خالی ہونے کی صورت میں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

النیاحة: نوحہ حرام ہے۔ جیسا باب النہی میں آئے گا۔ رونا درست ہے اور گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہے۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ جب اس نے وصیت کی ہو یا وہ زندگی میں اس پر راضی تھا۔ یہ وہ رونا ہے جس میں ندبہ اور نوحہ ہو۔ اس کے علاوہ رونا درست ہے۔ **ندب:** میت کے محاسن کو شمار کرنا۔ **نیاحة:** محاسن میت کے وقت آواز کو بلند کرنا۔ رونے میں بھی زیادہ چیخنا درست نہیں (فتح الدلہ) **ان المیت یعذب:** اس کے متعلق باب النہی میں یہ روایت بھی لائے ہیں: "**المیت یعذب فی قبرہ بما نیح علیہ**": اسی طرح نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رو رو کر کہنے لگی: **واجبلاہ و اکذا:** جب ان کو افاقہ ہوا تو انہوں نے بہن کو مخاطب کر کے کہا جب تم نے واجبلاہ وغیرہ کہا تو مجھے ہر دفعہ پوچھا گیا تو اس طرح ہے؟ جب ان کی شہادت ہوئی پھر ان کی بہن ان پر نہ روئی (بخاری) ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا مکہ میں انتقال ہوا۔ ہم بھی گئے وہاں ابن عمرؓ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان کو کہا تم رونے سے کیوں منع نہیں کرتے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان المیت لیعذب فی قبرہ ببکاہ اھلہ:** چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے جب عمر رضی اللہ عنہ کو زخم پہنچا تو صہیب رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے **وا اخاہ:** عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا تم مجھ پر روتے ہوئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ**": ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو میں نے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکر کی تو وہ کہنے لگیں۔ **رحم اللہ عمر واللہ ما حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیعذب المؤمن ببکاہ اھلہ علیہ:** بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ**

علیہ: اور پھر کہنے لگیں تمہارے لئے قرآن مجید کافی ہے۔ ﴿ولا تزر وازرة وزر اخری﴾ : یہ بات سن کر ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بات بھی نہیں کہی (متفق علیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ان المیت یعذب لا بحدیث: ذکر کیا گیا کہ وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہتے ہیں تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن کی مغفرت کرے اس نے تو جھوٹ نہیں بولا مگر وہ بھول گئے یا ان کو غلطی لگی۔ واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودیہ کے پاس سے ہوا جس پر وہ لوگ رو رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا: "انهم ليبكون عليها وانها لتعذب في قبرها": (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں ہے: "انه ليعذب بخطيئته او بذنبه وان اهله ليبكون عليه الان": اس کو گناہوں اور غلطیوں سے عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر ابھی رو رہے ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما من ميت يموت فيقوم باكيهم فيقول واجبلاه واسيداه ونحو ذلك الا وكل الله به ملكين يلهز انه اهكذا انت؟: (ترمذی) لھز: سینے پر دونوں ہاتھوں سے ضرب لگانا۔ ابن جریر نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ عذاب دینے سے مراد وہ رقت ہے جو ان کی بکاء سن کر اس پر طاری ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے اس کو بہتر قول کہا اور دلیل میں یہ روایت پیش کی۔ ان النبي صلى الله عليه وسلم زجر امراة على البكاء على ابنها وقال ان احدكم اذا بكى استعبر له صو يحبه فيا عباد الله لا تعذبوا اخوانكم": یا جس طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ان الكافر او غيره من اصحاب الذنوب يعذب في حال بكاء اهله عليه بذنبه لا ببكائهم او بانهم كانوا ينوحون على الميت ويندبونه بتعديد شمائله ومدحه في زعمهم": شریعت یہ وہ قبائح ہیں جن کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے جیسا کہا کرتے تھے: یامر مل النسوان ومخروب العمران ميتم الولدان: وغیرہ جو باتیں بطور فخر اور شجاعت سمجھ کر وہ کہتے تھے۔ یہ سب حرام ہیں۔ او محموله على: اس نے وصیت کی ہو۔ یہ تاویل نووی نے جمہور سے نقل کی یا اس نے وصیت میں سستی کی اس کے سستی کرنے پر اس کو عذاب ہوتا ہے یا بالکل وصیت نہیں کی تو ترک کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اور اگر کسی نے ترک کی وصیت کی مگر لوگوں نے پھر بھی لوگوں نے ندبہ کیا تو اس کو اس سے عذاب نہ ہوگا کیونکہ اس کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے ندبہ کے چھوڑنے کی وصیت واجب ہے اور جس نے اس سے سستی کی یا کرنے کی وصیت کی اس کو عذاب ہوگا۔ والنهي : اس بات پر اتفاق ہے کہ جب رونے سے عذاب ہوتا ہے وہ مندرجہ بالا شرائط سے مشروط ہے اور وہ نوحہ ہے مطلقاً آنسو بہانا اس میں داخل نہیں بلکہ اس کا جواز بہت سی روایات سے ثابت ہے۔

۹۲۵ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا – فَقَالَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا اَوْ يَرْحَمُ" وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۵: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کی عیادت کی۔ جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف' سعد بن ابی وقاص' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے' پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے رونے کو دیکھا۔ تو وہ بھی رو دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح سنو۔ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتے لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتے یا رحم کرتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری' مسلم)

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ: یہ ہجرت کے ابتدائی زمانے کا واقعہ ہے جیسا کہ عبداللہ بن ابی کا قبیح کلام اس سلسلہ میں موجود ہے۔ **ومعہ عبدالرحمان:** (۱) ممکن ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ساتھ ہوں کیونکہ ان کی مفارقت تو کم وبیش ہی ہوتی تھی۔ (۲) یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ عیادت ان کی غیر موجودگی میں پیش آتا۔

اللغۃ: یہ جملہ حالیہ ہے۔ **فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور یہ رحمت وشفقت کے آنسو تھے۔ **فلما رأی القوم:** جب حاضرین نے آپ ﷺ کا رونا دیکھا تو اقتداء پیروی میں وہ بھی رو دیے۔ پھر فرمایا: **الا تسمعون ان اللہ لا یعذب:** آنکھ کے رونے یا دل کے غم سے عذاب نہیں دیتے خواہ دونوں ہوں۔ **ولکن یعذب بھذا:** یعنی جب وہ چیزیں اختیار کرے جن کو شرع نے حرام قرار دیا مثلاً ندبہ' نوحہ' رونے میں چیخنا' اسی طرح دل سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اکتاہٹ کا اظہار کرنا اور اس کی دلیل وہ ہے جو آپ ﷺ کی زبان سے صادر ہو رہا ہے کیونکہ آپ اپنی حالت بیان فرما رہے ہیں۔ بھذا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یعنی اگر بندے نے زبان سے نافرمانی کے کلمات نہ کہے بلکہ صبر کیا اور انا للہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی تو اس پر رحم کیا جاتا ہے ورنہ بے صبری و نافرمانی پر عذاب ہوتا ہے۔

تخریج: اخرجه البخاری (۱۳۰٤) ومسلم (۹۲٤) وابن حبان (۳۱۵۹) والبیهقی (٤/٦٩)

الفرائد: ① مریض کی عیادت مستحب ہے ② فاضل مفضول کی عیادت کر سکتا ہے۔ امام' قاضی عالم رعایا کی عیادت کریں تو شان کم نہیں ہوتی۔ ③ موت سے پہلے اور بعد رونا درست ہے ④ دل کا غمگین ہونا بھی درست ہے ⑤ میت پر نوحہ حرام ہے جس سے اس کو سزا ملتی ہے۔

٩٢٦ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُفِعَ اِلَيْهِ ابْنُ ابْنَتِهٖ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ : مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۶: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا نواسہ لایا گیا جو موت کے قریب تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

رفع: یہ معروف و مجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ ابنتہ: سے مراد زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ فی الموت: سے مقدمات موت مراد ہیں۔ یہ اس کے خلاف نہیں کہ اس واقعہ کے بعد انہوں نے طویل عرصہ زندگی پائی۔ ففاضت عینا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔ فاض یفیض: آنسو بہنا' پانی کا وادی میں بہنا۔ سعد: یہ ابن عبادہ ہیں نہ کہ ابن معاذ' ابن وقاص رضی اللہ عنہما۔ ما ھذا: اس سے سبب و حکمت اور کیفیت دریافت کرنا مقصود ہے نہ کہ حقیقت اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت کے آنسو ہیں۔ جیسا باب الصبر میں گزرا۔ جعل: یہ صبر کے معنی میں ہے۔ جیسا باب الصبر کی روایت میں ہے۔ انما یرحم اللّٰہ: اس سے رحمت کاملہ مراد ہے۔ حرف لانے کا یہی فائدہ ہے۔ الرحماء: رحیم کی جمع ہے جیسے کرماء اور کریم۔

تخریج : اخرجه احمد (٨/٢١٨٣٨) والبخاري (١٢٨٤) و مسلم (٩٢٣) والطيالسي (٦٣٦) و عبدالرزاق (٦٦٧٠) وابن حبان (٣١٥٨) وابن ابي شيبة (٣/٣٩٢)

الفرائد: ① نوحہ و ندبہ کے بغیر میت پر رونا درست ہے ② اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے ساتھ ہے جو مخلوق پر رحمت کرنے والا ہے ③ فضیلت والے لوگوں کو محتضر کے پاس ہونا چاہئے تاکہ ان کی برکت حاصل ہو ④ تعزیت و عیادت کے لئے چل کر جانا درست ہے ⑤ سلام کلام سے مقدم ہے ⑥ بچے اور مفعول کی بھی عیادت کی جائے گی ⑦ ''یا رسول'' کے لفظ کو مقدم کیا تاکہ حسن ادب ظاہر ہو۔

٩٢٧ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ابْنِهِ اِبْرٰهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ : وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ :"يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى، فَقَالَ :"اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُرْضِيْ رَبَّنَا، وَاِنَّا لِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوٰى بَعْضَهٗ مُسْلِمٌ — وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۹۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیمؓ کے پاس تشریف لائے۔ جب کہ وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا' اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مرتبہ رو پڑے اور فرمایا'' بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے جس سے دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ بے شک تیری جدائی پر اے ابراہیمؓ! ہم غمزدہ ہیں۔ (بخاری) اور مسلم نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث صحیح ہیں جو مشہور ہیں۔

علی ابنه ابراهیم رضی الله عنه: عوالی مدینہ میں ابوسیف کے گھر یہ دودھ پیتے تھے۔ **یجود بنفسه:** جہاد بالمال' مال صرف کرنا۔ ابن حجر کہتے ہیں اس کا معنی جان کو حوالے کر رہے تھے۔ جیسا آدمی مال کی سخاوت کے وقت حوالے کرتا ہے۔ یہ ۱۰ھ کی بات ہے۔ ان کی عمر ۱۸ ماہ تھی۔ ان کی ولادت ۸ھ ذی الحجہ میں ہوئی تھی۔ ان کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۱۰ھ میں ہوئی (تہذیب نووی) یہ واقدی کا قول ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں آپ ﷺ کی وفات سے تین ماہ قبل وفات پائی۔ اس بات پر تمام کا اتفاق ہے کہ ان کی ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی۔

النحو: **فجعلت عینا رسول الله تذرفان:** جب اصل فعل پر جعل وغیرہ آ جائے تو استمرار کا فائدہ دیتا ہے۔ **تذرفان:** آنسو ٹپکانا۔ **وانت یا رسول الله:** طیبی کہتے ہیں اس میں تعجب کا معنی ہے اور واؤ عاطفہ کا عطف مقدر پر ہے۔ لوگ صبر نہیں کرتے اور آپ ﷺ انہی کی طرح کر رہے ہیں گویا اس پر تعجب کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے صبر کی تاکید اور جزع سے ممانعت کو بار بار سن چکے تھے۔ **یابن عوف:** اے ابن عوف یہ حالت جس کا تم نے مشاہدہ کیا۔ یہ جزع کے نہیں بلکہ بیٹے پر رحمت کے آنسو ہیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ **فقلت یا رسول الله تبکی؟ او لم تنه عن البکاء:** اور یہ بھی اضافہ ہے: **انما نهیت وصوت عند مصیبة' خمش وجوه وشق جیوب ورنة شیطان۔ انما هذه رحمه ومن لا یرحم لا یرحم۔ ثم اتبعها باخری:** اس کا ایک معنی یہ ہے کہ پھر مزید آنسو آنے لگے۔ (۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کلمہ کے بعد دوسری بات فرمائی۔

ان العین...... والقلب یحزن: دمامینی کہتے ہیں قلب کو رفع' نصب سے پڑھ سکتے ہیں۔ ابن منیر کہتے ہیں یہ چیز قدرت میں نہیں انسان اپنی حد تک مکلف ہے۔ اسی وجہ سے فعل کی اضافت جوارح کی طرف کی گئی ہے۔ گویا انہوں نے اس کو روک ڈال دی اور وہ خود فاعل بن گئے۔ اسی لئے فرمایا: **ولا نقول الا...... لمحزونون:** یہاں مفعول کا صیغہ لائے فاعل نہیں یعنی حزن ہمارے فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسروں کی طرف سے آیا ہے اور ہم دوسروں کے فعل کے ذمہ دار نہیں۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے **یکید بنفسه:** اس کا معنی **یسوق بنفسه:** (فتح الباری)

تخریج : اخرجه احمد (۱۳۰۱۳/۵) والبخاری (۱۳۰۳) ومسلم (۲۳۱۵) وابو داود (۳۱۲٦) وابن حبان (۲۹۰۲) والبیهقی (٦٩/٤)

الفرائد : ① اس سے اپنے بال بچوں پر آپ کی انتہائی شفقت ظاہر ہو رہی ہے کہ آنکھیں پرنم ہوگئیں ② ضبط نفس کے ساتھ بکاء وحزن جائز نہیں۔

۱۵۴ : بَابُ الْكَفِّ عَنْ مِمَّا يَرٰى مِنَ الْمَيِّتِ مِنْ مَّكْرُوْهٍ

بَابٌ: میّت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر زبان کو اس کے بیان سے روکنا

مکروہ: مثلاً رنگ بدلنا' صورت میں بگاڑ البتہ اگر کسی بدعتی میں یہ حالت پیش آئے تو ظاہر کرنا درست ہے تاکہ لوگوں کو اس کی

بدعت سے محفوظ کریں۔ البتہ اگر کسی میت میں چمک' چہرے کی رونق دیکھیں تو اس کا تذکرہ لوگوں میں کریں۔ البتہ اگر کسی بدعتی میں دیکھیں تو لوگوں کے بدعت میں مبتلا ہونے کے خطرے سے اس کا تذکرہ نہ کیا جائے۔

۹۲۸ :عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَسْلَمَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَکَتَمَ عَلَیْہِ غَفَرَہُ اللّٰہُ لَہٗ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً" رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ: صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۹۲۸: حضرت ابورافع اسلم جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی میت کو غسل دیا پھر اس کے کسی عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس مرتبہ معاف فرمائیں گے۔ حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا مسلم کی شرط پر یہ صحیح ہے۔

ابو رافع اسلم: یہ قبطی ہیں ان کا نام بعض نے ابراہیم بعض سے ثابت بعض نے ابو ہرمز بتلایا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی سے ہیں۔ احد' خندق اور بعد والے تمام غزوات میں حاضر رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اپنی لونڈی سلمٰی سے کر دیا۔ جن سے یہ عبداللہ بن رافع پیدا ہوئے۔ ابورافع فتح مصر میں موجود تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں عثمانؓ سے پہلے اور بعض نے کہا بعد میں وفات پائی۔ ابورافع یہ عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے رسول اللہؐ کو ہبہ کر دیا۔ جب عباسؓ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا (تہذیب نووی) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۶۸ روایات نقل کی ہیں۔ ابن جوزیؒ نے برقی سے نقل کیا کہ انہوں نے ۱۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔ بخاری نے ایک اور مسلم نے تین نقل کی ہیں۔ فکتم علیہ: اس کا مقدر پر عطف ہے۔ و رای منہ سوءً فکتم علیہ۔ اربعین مرۃ: اس کو چالیس مرتبہ بخشا جاتا ہے۔ طبرانی نے جامع کبیر میں روایت نقل کی ہے من غسل میتا فسترہ سترہ اللّٰہ من الذنوب: (طبرانی) دوسری روایت میں ہے: من غسل میتاً فکتم علیہ طھرہ اللّٰہ من ذنوبہ فان ھو کفنہ کساہ اللّٰہ من السندس: اور ابویعلیٰ اور بیہقی کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح ہے: من غسل میتا فادی فیہ الامانۃ ولم یفش علیہ ما یکون منہ عند ذلك خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ لیلہ اقربکم منہ ان کان یعلم فان لم یعلم فمن ترون عندہ حظا من ورع وامانۃ": اور جامع کبیر میں بھی ہے اور ابن ماجہ نے علیؓ سے نقل کی ہے۔ من غسل میتا وکفنہ وحنطہ وحملہ وصلی علیہ ولم یغش علیہ ما رأی منہ خرج من خطیئتہ کیوم ولدتہ امہ"۔

تخریج : اخرجہ الحاکم (۴/۱۳۰۷)

الفرائد : جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی ستر پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کو اس سے ستاری کا معاملہ فرمائیں گے۔

۱۵۵ :بَابُ الصَّلَاۃِ عَلَی الْمَیِّتِ وَتَشْیِیْعِہٖ وَحُضُوْرِ دَفْنِہٖ وَکَرَاھَۃِ اتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَائِزَ وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْیِیْعِ

باب ۱۶۷: میّت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا' اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے کی کراہت جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر گیا ہے۔

اتباع: یہ تشدید و تخفیف دونوں طرح درست ہے۔ اتبعہ اس وقت کہتے ہیں جب وہ سبقت کرے اور یہ اس کو مل جائے۔ اگر تخفیف پڑھیں تو دوسرے کو ساتھ ملانا (القاموس) عورتوں کا جنائز کے پیچھے جانا۔ کتاب عیادت المریض میں براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے "امرنا بسبع": ان کی گنتی میں "اتباع الجنائز" : کا بھی ذکر فرمایا اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں مسلمانوں کے حقوق میں من جملہ اتباع جنائز: کا بھی ذکر ہے۔

۹۲۹ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ" قِيْلَ : وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ : "مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جنازے پر اس کی نماز پڑھے جانے تک حاضر رہا۔ اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو دفن تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط''۔ آپ سے عرض کیا گیا قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔'' (بخاری' مسلم)

یصلی: یہ فعل مجہول ہے۔ علیہا فله قیراط: اس کا نائب فاعل ہے۔ قیراط: اس کی جمع قراریط اور تصغیر قریریط ہے۔ ہیثمی کہتے ہیں۔ یہ قیراط ثواب تب ملے گا جب گھر سے اس کے ساتھ چلے گا۔ ابن حجر کہتے ہیں جو بات مجھے سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ فقط جنازہ پڑھنے والے کو بھی یہ ثواب مل جائے گا کیونکہ نماز سے ماقبل جو کچھ بھی ہے وہ نماز کا ذریعہ ہے۔ لیکن مشایعت کرنے اور نماز پڑھنے والے کا قیراط فقط نماز والے کے قیراط سے بڑھ جائے گا (فتح الباری) اور اگر ایک بار کئی جنازے ادا کئے تو ثواب کئی قیراط ملے گا۔ ومن شهدها حتى تدفن: دفن کے اختتام تک کا وقت مراد ہے۔ امام شافعیؒ کا صحیح قول یہی ہے اور یہ قول ہی درست ہے کیونکہ مسلم کے الفاظ یہ ہیں: "حتى يفرغ منها": اور آئندہ روایت میں بھی: ويفرغ من دفنها": کے الفاظ ہیں۔ فله قیراطان: ایک نماز کا قیراط جیسا حدیث طبرانی میں ہے: من تبع جنازة حتى يقضى دفنها كتبت له ثلاث قراريط": پہلا نماز سے پہلے گھر سے آنے کا اور دوسرا جنازے اور تیسرا ساتھ چلنے کا ہوگا۔ ابن حجر کہتے ہیں اس سے اس اجر کی مقدار کی طرف اشارہ ہے جو غسل' تجہیز اور تمام متعلقات کو ادا کرنے سے ملے گا۔ جنازہ پڑھنے والے کو ایک قیراط ملے گا اور دفن میں شریک کو ایک قیراط اور قیراط کا تذکرہ سمجھانے کے لئے ہے کیونکہ آدمی قیراط کے مقابلے میں کام کرتا ہے۔ معروف چیز سے وعدہ کیا گیا اور معلوم سے اس کے لئے مثال بیان کی گئی۔ اس کو ابن جوزی سے عن ابن عقیل نقل کیا گیا ہے اور یہ قول بعید از قیاس نہیں۔ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی کہ: "من اتى جنازه فى اهلها فله قيراط'

فان اتبعها فله قیراط' فان صلی علیها فله قیراط": اور اگر قیراط کی مقداریں مختلف ہوں خاص طور پر عمل میں مشقت اور سہولت کا بھی فرق ہوگا۔ پس اس طرح کہا جائے گا کہ نماز اور دفن کے دو قیراط تو مقرر ہیں کیونکہ یہ دونوں مقصود ہیں۔ بقیہ چیزیں وسائل ہیں مگر یہ بات بخاری کتاب الایمان کی روایت کے خلاف ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: "ان لمن کان معها حتی یصلی علیها ویفرغ من دفنها قیراطین": اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مذکورہ قیراط اس کے لئے ہے جو دونوں موقعوں پر موجود ہو اور جس کا تذکرہ ابن عقیل نے کیا وہ اس کے متعلق ہے جس نے وہ کام انجام دیئے جن کی میت کے سلسلے میں ضرورت ہے (غسل، کفن وغیرہ) پس دونوں الگ الگ ہو گئے۔ نووی کہتے ہیں دونوں اعمال میں قیراط کے تذکرے سے برابر لازم نہیں آتی کیونکہ شریعت نیکی کی عظمت مقابل کے لحاظ سے ہے۔ قیل ما القیراطان: قیراط کے مبہم ہونے کی وجہ سے ان کی تعیین کے متعلق سوال کیا گیا۔ مسلم میں اس طرح الفاظ ہیں: وما القیراطان یا رسول اللّٰہ" اور دوسری روایت میں "سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن القیراط" کے الفاظ ہیں۔ بقول ابوعوانہ یہ پوچھنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ قال مثل الجبلین العظیمین: بخاری کی روایت "مثل احد": اور نسائی میں "کل واحد منهما اعظم من احد": اور مسلم کی روایت میں "اصغرها مثل احد": اور واثلہ عن ابن عدی سے اس طرح نقل کیا: "کتب له قیراطان من اجر اخفهما فی میزانه یوم القیامة اثقل من جبل احد": ابن المنیر کہتے ہیں اصل بات ثواب کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے۔ اسی لئے اس کی مثال دو عظیم پہاڑوں سے دی ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۳۲۵) و مسلم (۹۴۵) والنسائی (۱۹۹۴) واحمد (۳/۹۲۱۹) وابن حبان (۳۰۷۸) والبیهقی (۴۱۲/۳) والترمذی (۱۰۴۲)

الفرائد : ① نمازِ جنازہ اور دفن میت میں حاضری کی فضیلت ذکر کی گئی ② اعمال کا اندازہ فہم کے قریب کرنے کیلئے ارزاق کی نسبت سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ قیراط تین دانے کے برابر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑھا کر احد پہاڑ کے برابر کر دیا۔

۹۳۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :"مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ ' وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے جائے گا اور نماز پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد کے برابر ہے' اور جس نے نماز پڑھی اور دفن سے پہلے لوٹ آیا۔ تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹا۔ (بخاری)

ایمانا: اس وعدے کو سچا قرار دیتے ہوئے جو اس سلسلے میں کیا گیا ہے۔

اللغَآت : کان معه: ہ کی ضمیر مضاف الیہ کی طرف لوٹتی ہے۔ اس وجہ سے مذکر ہے۔ یفرغ من دفنها: قبر پر مٹی کے برابر کئے جانے تک۔ من الاجر بقیراطین: ایک مشایعت اور دوسرا اس پر نماز اور تکمیل دفن تک رکھنے کا۔ مثل احد: طیبی کہتے ہیں۔

یہ کلام کے مقصد کی تفسیر ہے کیونکہ قیراط دو لحاظ سے مبہم ہے۔ پس من الاجر کہہ کر موزون کو بیان کیا اور مقدار کو مثل احد کہہ کر ذکر کیا۔ علامہ ابن المنیر کہتے ہیں اس میں ثواب کو بڑا کر کے ظاہر کرنا مقصود ہے۔ پس اس کی مثال خلقت کے اعتبار سے بڑے اور ایمان والوں کے محبوب پہاڑ سے دی۔ احد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "احد جبل یحبنا و نحبه" اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مخاطبین کے قریب تر ہے اکثریت اس کو جانتی ہے اور قیراط کا خصوصاً کیونکہ قلیل ترین اوزان میں سے تھا۔ جو اس زمانے میں مستعمل تھے یا عادت کے مطابق تعلیل عمل کو تقلیل اجر کے ساتھ ذکر کیا۔ علیہا: (۱) جنازہ کے لفظ کا لحاظ کر کے ضمیر لوٹائی۔ خواہ میت ہو یا نعش کے لحاظ سے ہو تو پھر تانیث نفس کی تاویل سے ہوگی۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۹۰۵۵) والبخاری (۴۷) وابن حبان (۳۰۸۰) النسائی (۱۹۹۵)

الفرائد : ① میت کے لئے جمع ہونے اور اس کے معاملات انجام دینے کا حکم ہے ② جو موت کے بعد کفن دفن کا انتظام کرے اللہ تعالیٰ اس کو بہت ثواب عنایت فرمائیں گے۔

۹۳۱ : وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ": وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمُحَرَّمَاتِ۔

۹۳۱: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن ہم پر اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔ (بخاری، مسلم) مراد اس سے یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شدت سے نہیں کی گئی جس طرح کہ محرمات سے روکنے میں کی جاتی ہے۔

لم یعزم: کا معنی ممانعت میں محرمات کی طرح سختی نہیں کی گئی۔ نہینا: ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا اور اس کی وجہ ان کے لئے ستر کا حکم ہے اور اتباع جنائز کا تقاضا ستر کا ظاہر ہونا ہے۔ لم یعزم: تاکید نہیں کی گئی۔ جیسا کہ دیگر ممنوعات میں کیا گیا۔ گویا ام عطیہ اس ممانعت کو غیر محرم قرار دیتی ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں جمہور کا قول ممانعت تنزیہی ہے۔ طبری کہتے ہیں لم یعزم کا معنی یہ ہے کہ ہمیں قیراط وغیرہ کے ثواب سے زور سے ترغیب نہیں دی گئی۔

تخریج : اخرجه البخاری (۳۱۳) و مسلم (۹۳۸) وابن ماجه (۱۵۷۷)

الفرائد : عورتوں کا جنائز کے لئے نہ نکلنا افضل ہے کیونکہ ممانعت موجود ہے اور موجودہ زمانے میں مفاسد کی کثرت ہے۔

۱۵۶ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ الْمُصَلِّيْنَ عَلٰى جَنَازَةٍ وَجَعْلِ صُفُوْفِهِمْ ثَلَاثَةً فَاكْثَرَ

بَابٌ: جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان کی صفوں کا

تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی

تکثر المصلین: کیونکہ وہ سفارشی بنیں گے۔ صفوفهم ثلاثة: یہ جعل کا دوسرا مفعول ہے وہ اپنے مفعول اول کی طرف مضاف ہے۔او: یہ بل کے معنی میں ہے۔

۹۳۲ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ مَيِّتٍ يُّصَلِّيْ عَلَيْهَ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان میت کا مسلمانوں کی اتنی تعداد جو سو تک پہنچ جائے۔ وہ نماز ادا کریں اور اس کے لئے سفارش کریں۔ تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

مامن: من نفی کی تاکید کے لئے لائے۔ میت: مسلم میت مراد ہے۔

النحو: امة من المسلمين: جملہ فعلیہ ماقبل کی صفت ہے اور ظرف امت کی صفت ہے اور من بیانیہ ہے اور یبلغون یہ جملہ یصلي کے فاعل سے محل حال میں واقع ہے۔ کلهم يشفعون له: (۱) کلهم مبتداء اور یشفعون خبر (۲) یبلغون کے فاعل کی تاکید معنوی اور یشفعون اس سے حال ہے یا امت سے حال ہے۔ پس وہ حال متداخلہ یا متداوفہ بنے گا۔ (۳) جملہ مستانفہ بیانیہ ہوگا۔ الا شفعوا: یہ مجہول ہے۔ یہ مستثنیٰ مفرغ ہے۔ مطلب یہ ہے جس میت کا بھی مذکورہ حال ہوگا اس کے لئے مسلمانوں کی سفارش ہوگی۔

تخریج : اخرجه احمد (۹/۲٤۰۹۳) و مسلم (۹٤۷) والترمذى (۱۰۳۱) والنسائى (۱۹۹۰) وابن حبان (۳۰۸۱) والطيالسى (۱۵۲٦) وابن ابى شيبة (۳/۳۲۱)۔

الفوائد: ① اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں پر کس قدر احسان ہے کہ سو آدمی جنازہ پڑھنے والے ہوں تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، الحمدللہ۔

۹۳۳ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ پر چالیس آدمی ایسے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

من رجل: رجل کی تخصیص اشرف ہونے کی وجہ سے ہے۔

النحو: یموت: یہ جملہ رجل کی صفت ہے۔ اربعون رجلا: اس پر نماز جنازہ میں استشفاع کریں۔ لا یشرکون باللہ شیئاً: ذرہ بھر کسی کو بھی معبود بنانے والے نہ ہوں۔ پہلی روایت اور اس روایت میں کوئی مخالفت نہیں۔ پہلے مائۃ کی خبر دی گئی پھر

فضل میں اضافہ فرما کر چالیس کر دی گئی۔ (۲) عدد خاص کا اعتبار نہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (۱/۲۵۰۹) و مسلم (۹۴۸) و ابو داود (۳۱۷۰) وابن ماجه (۱٤۸۹) وابن حبان (۳۰۸۲) والبیهقی (٤/۳۰)

الفرائد : چالیس مؤمن جنازوں میں سفارش کر دیں تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ یہ مؤمن بندوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔

۹۳٤ : وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ : كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّاَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ اَجْزَآءٍ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۳۴: حضرت مرثد بن عبداللہ الیزنی کہتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت پر نماز ادا کرنے لگتے۔ پھر لوگوں کو تھوڑی تعداد میں پاتے تو ان کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے جنازہ میں تین صفیں بن جائیں تو اس نے خود پر جنت کو واجب کر لیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

مرثد بن عبدالله الیزنی: یہ کبار تابعین سے ہیں ابوالخیر مصری ان کا لقب ہے۔ ان کی وفات ۹۰ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ (تقریب حافظ) **مالك بن هبیره رضی الله عنه**: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: بن خالد بن مسلم سکونی کندی۔ بقول حافظ یہ حمص و مصر میں ٹھہرے۔ مروان کے زمانہ میں وفات پائی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار روایات نقل کی ہیں (مختصر التلقیح) بقول برقی ان کی روایتیں دو ہیں۔ **فتقال**: ان کی تعداد کم ہو۔ **علیها**: یہ ظرف ہے اس کا متعلق محذوف ہے ای مصلین۔ **جزاهم ثلاثة اجزاء**: ان کو تین حصوں میں بانٹ دو اور ہر ایک ایک حرف بن جائے گی۔ **صفوف**: یہ قروٴ کی طرح جمع قلت ہے۔ **اوجب**: لسان نبوت سے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے میں تخلف نہیں۔

تخریج: اخرجه احمد (٥/١٦٧٢٤) وابو داود (٣١٦٦) والترمذی (١٠٣٠) ابن ماجه (١٤٩٠) والحاكم (١/١٣٤١)

الفرائد : مسلمانوں کی تین صفیں جس پر جنازہ پڑھیں خواہ وہ قلیل ہوں یا کثیر اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

۱۵۷ : بَابُ مَا يُقْرَاُ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ

باب: نمازِ جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

يُكَبِّرُ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ : يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْاُوْلٰى ، ثُمَّ يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُّتِمَّمَهٗ بِقَوْلِهٖ : كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ - اِلٰى قَوْلِهٖ - حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - وَلَا يَقُوْلُ مَا يَفْعَلُهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعَوَامِّ مِنْ قِرَآءَ تِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الْاٰيَةَ - فَاِنَّهٗ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهٗ اِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ وَيَدْعُوْا لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَنَذْكُرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُوْا - وَمِنْ اَحْسَنِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ وَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ يُطَوِّلُ الدُّعَآءَ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهٗ اَكْثَرُ النَّاسِ : لِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى الَّذِيْ سَنَذْكُرُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى - وَاَمَّا الْاَدْعِيَةُ الْمَاْثُوْرَةُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الثَّالِثَةِ فَمِنْهَا :

جنازہ میں چار تکبیرات کہے۔ پہلی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے پھر فاتحہ الکتاب پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اس طرح پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ افضل یہ ہے کہ مکمل حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ تک پڑھے اور اس طرح نہ کہے جس طرح عوام کی اکثریت کرتی یعنی ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ نہ پڑھے۔ اگر اس نے اس آیت پر اکتفاء کیا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ پھر تیسری تکبیر کہے اور میّت کے لئے دعا کرے اور مسلمانوں کے لئے جس کے سلسلہ کی احادیث ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ دعا کرے۔ بہتر دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ اور بہتر بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعا کرے۔ جیسا کہ حدیث ابن ابی اوفی جو باب میں آ رہی ہے' ان شاءاللہ ہم اس کو ذکر کریں گے۔ عام لوگوں کی طرح نہ کرے۔ تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں جو منقول ہیں۔ ان میں سے بعض ہم ذکر کر رہے ہیں۔ (دعا تیسری تکبیر کے بعد ہے نہ کہ چوتھی کے بعد جیسا کہ احادیث آ رہی ہیں)۔

یقرأ: یہ مجہول ہے۔ یکبر: پھر نمازی کندھوں کے برابر اپنے ہاتھ بلند کرے جیسا تکبیر تحریمہ میں کیا جاتا ہے۔ اربع تکبیرات: یہ مفعول مطلق ہے۔ یتعوذ بعد الاولٰی: اور تکبیر تحریمہ کے بعد اعوذ باللہ پڑھے۔ ثم یقرأ: پھر سبحانک اللہ کے بغیر سورہ فاتحہ پڑھے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ تکبیر اولیٰ کے بعد ہو۔ اس سے الگ پڑھنا بھی جائز ہے اور تکبیر دوم کے یا دعا کے ساتھ تیسری تکبیر کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ ثم یکبر الثانیہ: پھر دوسری مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے۔ ثم یصلی: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے یہ واجب ہے اور مکمل پڑھے جو کہ انك حمید مجید: ہے اور عوام کی طرح ﴿ان اللّٰه و ملائکته﴾: نہ پڑھے کیونکہ یہ خبر ہے اور صلاۃ واجب نہیں ہے اور خود اپنی طرف سے تجویز کردہ ہے۔ ویکبر الثالثه: اور میت کے لئے دعا کرے۔ اس میں کم از کم اللھم اغفرله: ہے۔ وللمسلمین: مسلمانوں کے لئے دعا مستحب ہے کیونکہ ایک مسلمان کی کمی ہوگئی۔ اللھم لا تحرمنا: اے اللہ تو اس کا اجر ہم سے نہ روک۔ اجرہ: وہ جو مصیبت پر صبر سے ملنے والا ہے۔ ولا تفتنا: تو ہمیں امتحان میں مت ڈال۔ بعدہ: اس کی وفات کے بعد۔ انه یطول الدعاء: چوتھی تکبیر میں میت کے لئے طویل دعا کرے نہ کہ مختصر۔ جیسا

عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت ہم ذکر کریں گے۔

۹۳۵ : عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِهٖ ، وَاَهْلًا خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ ، وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَیِّتَ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۵: حضرت ابوعبدالرحمٰن بن عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ مجھے آپ کی وہ دعا یاد ہے کہ آپ اسی طرح فرما رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ ...... وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ " کہ ''اے اللہ! اس کو بخش دے' اس پر رحم فرما' اس کو عذاب سے امن دے' معاف فرما' اس کی اچھی مہمانی فرما' اس کے داخلے کی جگہ وسیع فرما اور اس کو پانی' برف اور اولوں سے صاف کر دے۔ اس کو غلطیوں سے پاک فرما جس طرح سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے عنایت فرما اور بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرمایا اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذابِ قبر سے پناہ میں رکھ اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' میں نے یہ تمنا کی کہ میں ہی وہ میت ہوتا۔ (مسلم)

عوف بن مالك: ان کی کنیت ابوعبدالرحمان بعض نے ابوعمرو بعض نے ابوعبداللہ بعض نے ابومحمد بعض نے ابوحماد نقل کی ہے۔ ان کے حالات باب القناعت میں گزرے۔ **صلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی جنازة:** سے شاید آپ ﷺ نے جہراً دعا پڑھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے یاد کر لی۔ **اللهم اغفرله:** مفعول کو تعمیم کے لئے حذف کیا گیا۔ **وارحمه:** اپنے سے جس خاص فیض سے اس کو ملے گا اس پر رحم فرما۔ **وعافه:** اس کو قبر کی وحشت' ظلمت' عذاب اور فتنے سے محفوظ فرما۔ **واعف عنه:** اور جو اس سے تقصیر ہوئی اس کو معاف فرما۔ عفو گناہ کے مٹانے اور عافیہ بیماریوں اور مصائب سے بچنے کو کہتے ہیں۔ **نزله:** مہمان کو پیش کیا جانے والا کھانا یعنی جنت میں اس کا حصہ عمدہ عنایت فرما۔ اصل تو مہمان کی مہمانی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں اجر و ثواب اور مغفرت کے ساتھ اکرام کی دعا ہے۔ **مدخله:** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بھی اسی طرح پڑھا گیا ہے: ﴿مدخلا کریما﴾: ابن الجزری کہتے ہیں اس سے قبر مراد ہے جہاں اسے داخل کیا جائے گا۔ عموماً مفتوح پڑھتے ہیں۔ صاحب صحاح کہتے ہیں المدخل داخل ہونا اور داخل ہونے کی جگہ پر بولتے ہیں۔ جیسے کہو **دخلت مدخلا وادخلته مدخل صدق:** (الصحاح للجوہری) داخلے کی جگہ (الحرز) **واغسله:** اس کے گناہ دھو کر اس کو گناہوں سے پاک کر دے۔ **بالماء:** اس سے اصل مقصد رحمت و مغفرت میں تعمیم ہے جو کہ معصیت و غفلت کی اصناف کے مقابل ہو۔ **نقه:** اس کو پاک کر دے۔ **من الخطایا:** یعنی غلطیوں کے اثرات سے۔ یہ خطیئة کی جمع ہے اس کا وزن فعائل ہے۔ **الدنس:** میل کچیل۔ ابن جزری کہتے ہیں کہ اصل مقصود تطہیر میں مبالغہ ہے۔ **وابدله:** عوض عنایت فرمایا۔ **داراً:** قصور جنت یا وسعت قبور۔ **من داره:** سے دنیا کا فانی

گھر۔ واھلا: اولاد و خدام۔ خیراً من اھلہ: تاکہ وہ ان سے مانوس ہو اور وحشت دور ہو۔ زوجاً: جنت میں دنیا والی بیوی یا حور عین۔ خیراً من زوجہ: جو دنیا میں تھی اگر میت عورت ہو۔ دنیا کا خاوند جو حقیقت و حکم کے لحاظ سے اس سے بہتر ہو۔ ادخلہ الجنۃ: ابتدائی طور پر کامیاب ہو کر نجات پانے والے۔ واعذہ: اس کو چھٹکارا عنایت فرما۔ یہ اعاذہ سے ہے۔ عذاب القبر: عالم برزخ میں فتنہ قبر سے پیدا ہوتا ہے۔ من النار: بعث کے بعد ابتداً اس سے بچا کر (۲) خلود نار سے بچا کر۔ حتی تمنیت: عوف بن مالک کہتے ہیں کاش میں ان مقبول و مستجاب دعاؤں کو پانے والا ہوتا۔

تخریج: اخرجه احمد (۹/۲٤۰۳۰) و مسلم (۹٦۳) والترمذی (۱۰۲٥) والنسائی (٦۲) وابن ماجه (۱٥۰۰) وابن حبان (۳۰۷٥) وابن الجارود (٥۳۸) والطیالسی (۹۹۹) والطبرانی (۱۸/۷۸) والبیهقی (٤/٤۰) والنسائی (٦/۱۰۹۲٦)

الفوائد: ① میت کے لئے مخلصانہ دعا ہو خیر کے تمام معانی کو شامل ہو۔ میت کے حوال کی درستی والی ہو ② امت کے لئے زندگی و موت دونوں حالتوں میں آپ کی شفقت ہے ③ مسنون دعائیں اولیٰ ہیں۔

۹۳٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ قَتَادَةَ وَاَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ – وَاَبُوْهُ صَحَابِيٌّ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَالْاَشْهَلِيِّ، وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ رِوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ قَتَادَةَ – قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ: قَالَ الْبُخَارِيُّ: اَصَحُّ رِوَايَاتِ هٰذَا الْحَدِيْثِ رِوَايَةُ الْاَشْهَلِيِّ – قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَاَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

۹۳٦: حضرت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ اور ابو ابراہیم الاشہلی نے اپنے والد سے بیان کیا اور ان کے والد صحابی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی اور یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔ "اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ کو بخش دے' چھوٹے اور بڑے مرد و عورت' موجود اور غائب' سب کو بخش دے' اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھ اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ اس کو ایمان پر فوت فرما' اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈال۔ ترمذی نے ابو ہریرہ اور الاشہلی کی روایت سے اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ اور ابو قتادہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ حاکم نے کہا کہ ابو ہریرہ والی روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ترمذی نے کہا کہ امام بخاری

نے کہا کہ اس حدیث کی صحیح روایت الاشہلی والی ہے اور کہا کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث عوف بن مالک کی ہے۔

رضی اللّٰہ عنہ۔ ابو قتادہ: ان کا نام ربعی بن النعمان ہے۔ **ابو ابراھیم الاشھلی:** یہ کبار تابعین سے ہیں (تقریب حافظ) بعض نے کہا یہ عبداللہ بن ابی قتادہ ہیں مگر یہ درست نہیں ہے۔ ترمذی نے اس کو غلط قرار دیا ہے۔ ابوابراہیم یہ بنی عبدالاشہل سے ہیں اور ابوقتادہ بنوسلمہ سے ہیں یہ اشہلی یہ عبدالاشہل کی طرف نسبت ہے جو انصار کا ایک خاندان ہے۔ ابراہیم کے والد کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ صحابی کے نام سے ناواقفیت مضر نہیں وہ سب کے سب عدول ہیں۔ **اللھم اغفر لحینا:** ہمارے تمام زندوں اور تمام مسلمان مردوں کو بخش دے۔ **شاھدنا:** موجودین کو بخش دے۔

تورپشتی کا قول: چھوٹے بچوں کے استغفار کا مطلب طحاوی نے ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کے اس گناہ کو بخش دے جسے وہ بڑے ہونے کے بعد کریں گے۔ پس قول کے مطابق **صغیرنا:** عام نہیں بلکہ اس سے وہ مراد ہیں جو بڑے ہوں گے۔ بعض نے کہا صغار سے جوان اور کبار سے بوڑھے لئے جائیں گے۔ یہ بات واضح ہے۔

برک کا قول یہ ہے: ترکیب کے مفردات کو دیکھ کر اور قرائن اربعہ کو دیکھ کر حدیث سے شمول و استیعاب معلوم ہوتا ہے پس تخصیص نہ کی جائے گی۔ گویا مطلب یہ ہوا اے اللہ تو تمام مسلمانوں کو بخش دے۔ یہ رموز ہیں جن پر جمع دلالت کرتی ہے **من احییہ منا**'': الحرز میں بھی عموم کو بے غبار کہا گیا۔ **علی الاسلام:** ترمذی میں ایمان کے لفظ ہیں۔ **من توفیتہ:** سے مراد قبض روح ہے۔ پہلے اسلام اور پھر وفات کے ساتھ ایمان کا تذکرہ زیادہ اوفق روایت ہے۔ **اجرہ:** اس میں جو مصیبت پہنچی اس کا اجر۔ **ولا تفتنا:** دوسری روایت میں **تضلنا:** ہے۔ **بعدہ** سے موت کے بعد مراد ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۸۸۱۷) وابو داود (۳۲۰۱) والترمذی (۱۰۲٦) وابن ماجه (۱٤۹۸) وابن حبان (۳۰۷۰) والحاکم (۱/۱۳۲٦) والنسائی (۱۰۹۱۸/٦)

الفرائد : یہ دعا تمام مسلمانوں کو شامل ہے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے' مذکر ہوں یا مؤنث' حاضر ہوں یا غائب۔

۹۳۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: ''اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۹۳۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کرو۔'' (ابوداؤد)

فاخلصوا لہ الدعا: اخلاص فی الدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور کم سے کم درجہ اس کی بارگاہ میں مغفرت طلب کی۔ اگرچہ بچہ ہو اس کے لئے دعا کرے۔ (علقمی)

تخریج : اخرجه ابو داود (۳۱۹۹) وابن ماجه (۱٤۹۷) وابن حبان (۳۰۷٦) والبیهقی (٤/٤۰)

الفرائد : میت کے لئے مخلصانہ دعا کا حکم ہے اور رحمت وثواب کی دعا کرے۔

۹۳۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا ، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا ، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا ، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَآءَ لَهٗ فَاغْفِرْ لَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ۔

۹۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنازہ کی نماز میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا ...... فَاغْفِرْ لَهٗ "اے اللہ تو سب کا رب ہے تو نے اس کو پیدا فرمایا' تو نے اسے اسلام میں ہدایت دی' تو نے ہی اس کی روح قبض کی' تو ہی اس کی پوشیدہ اور ظاہر حالت کو جانتا ہے' ہم اس کے سفارشی بن کے آئے ہیں۔ پس تو اس کو بخش دے۔ (ابوداؤد)

علی الجنازہ سے مراد نماز جنازہ ادا کرتے وقت۔ اللھم انت ربھا: اے اللہ تو اس کا مربی ہے کہ تم عدم سے وجود اور پھر وجود غذا کی نعمتوں سے عنایت کیا۔ خلقتھا: مضاف' مضاف الیہ کے شرف سے مشرف ہوگا۔ ھدیتھا الی الاسلام: اسلام تک پہنچا دیا اگر تیرا ارادہ شامل حال نہ ہوتا تو راہ نہ پا سکتا تھا۔ قبضت روحھا: ملائکہ مؤکلین کے ذریعہ اس کو جسم سے نکالا اور پھر فرشتے نے تیری بارگاہ میں پیش کر دیا۔ انت اعلم بسرھا: جو وہ اعتقاد و نیت دل سے چھپائے ہوئے تھا۔ علانیتھا: جو وہ ظاہر کرتا تھا یہ جملہ ماقبل پر معطوف ہے۔ یہ ہدیت کے فاعل سے حال بھی بن سکتا ہے مطلب یہ ہوگا ہم نے اس کی ہدایت کا حکم اسی کے مطابق لگایا جو وہ ہمارے سامنے ظاہر کرتا تھا۔ اس کے اندرون کا معاملہ تیرے حوالے ہے۔ جئنا شفعاء: ہم سفارشی بن کر حاضر ہوئے ہیں۔ فاغفر لہ: آپ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیں۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۳۲۰۰) والنسائی (۱۰۹۱۵/۶)

الفرائد :اس میں جنازہ اور نوع کی دعا ہے۔

۹۳۹ : وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَمْدِ ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ۔

۹۳۹: حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ .... الرَّحِيْمُ "اے اللہ! فلاں ابن فلاں تیری ذمہ داری میں ہے اور تیرے پڑوس کی پناہ میں ہے۔ پس اس کی قبر کو آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچا لے۔ آپ وعدے کو پورا کرنے والے اور تعریفوں والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور رحم فرما۔ بے شک آپ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (ابوداؤد)

واثلة بن اسقع رضی اللّٰہ عنہ: ان کے حالات باب الرؤیا میں گزرے۔ فلان بن فلان: یہ اس آدمی کے نام سے کنایہ

ہے۔ فی ذمتك: تیرے اس عہد میں شامل ہے جس کا اس ارشاد میں ذکر ہے: ﴿واوفوا بعهدی اوف بعهدکم﴾ حوارك: تیری امان کے کڑے میں ہے جیسا فرمایا: ﴿واعتصموا بحبل اللّٰه﴾ بقول طیبی حبل سے عہد وامان اور ذمہ داری مراد ہے یعنی وہ تیری حفاظت کے خیمے اور طاعت کے عہد میں ہے۔ ابن الجزری کہتے ہیں وہ تیری ذمہ داری میں ہے تجھ سے بخشش کا طالب ہے۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب وہ سفر کا ارادہ کرتے تو ہر قبیلے کے سردار سے عہد کرتے اور جب تک اس کی حدود میں رہتے اسی کے ذریعہ امن حاصل کرتے یہاں تک کہ دوسرے کے پاس پہنچتے تو اس کی پناہ میں آتے۔ یہ حبل الجوار ہے یعنی جب تک اس کی سرزمین کے پڑوس میں مقیم رہا اور یہ اجارہ سے ماخوذ ہوسکتا ہے۔ اس وقت اس کا معنی امان ونصرت ہوگا۔ فقه: اس کی حفاظت فرما۔ من فتنة القبر: یعنی قبر کے امتحان یا عذاب قبر سے۔ وعذابه: یہ عطف ردیف یا عطف المسبب علی السبب سے ہے۔ یعنی فتنہ قبر جو عذاب کا سبب ہے۔ وانت اهل الوفاء: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اوف بعهدکم﴾: تو آپ کو آپ ہی کا عہد یاد دلاتا ہوں۔ والحمد: آپ ہی حمد وثناء اور تزکیہ اور شکر کے حقدار ہیں اور اس کو بدلہ عنایت کرنے والے ہیں جو ایمان پر ثابت قدم رہے اور قرآن کے حق کو پورا کرنے والا ہو۔

اَلنَّحْو: یہ جملہ قه کے فاعل سے حال ہے۔ یا مستانفہ ہے۔ اللهم فاغفرله: فا سببیہ اس لئے لائے کہ جو ذات قابل تعریف اور وفا والا ہے۔ اسی ہی سے مغفرت اور گناہوں کے مٹانے کا سوال کیا جارہا ہے۔ وارحمه: اس کے درجات کو بلند کرکے رحم فرما۔ انك انت: اس سے پہلے لام تعلیلیہ مقدار ہے یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے کہ سوال مغفرت اس لئے ہے کیونکہ آپ مغفرت ورحمت والے ہیں دونوں صفات کا تذکرہ اس کی رحمتوں کی وسعت اور مغفرت وعظمت کے شمول کی وجہ سے کیا۔

تخریج: اخرجه احمد (۵/۱۶۰۱۸) وابو داود (۳۲۰۲) وابن ماجه (۱۴۹۹) وابن حبان (۳۰۷۴)

الفرائد: میت کے لئے خالص دعا ہو۔ دوسروں کے لئے بالکل نہ ہو۔

۹۴۰ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ اَرْبَعَ تَكْبِیْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَیْنَ التَّكْبِیْرَتَیْنِ یَسْتَغْفِرُلَهَا وَیَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ هٰكَذَا ' وَفِیْ رِوَایَةٍ : "كَبَّرَ اَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ – فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهٗ :مَا هٰذَا؟ فَقَالَ :اِنِّیْ لَا اَزِیْدُكُمْ عَلٰی مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَصْنَعُ ' اَوْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ – رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ :حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

۹۴۰: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کی کہ جتنا دو تکبیروں کے درمیان رکتے ہیں اور بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر نماز کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں

نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر کے لئے رکے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی دائیں اور بائیں سلام کیا۔ پھر جب واپس لوٹے' ہم نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے اس میں اضافہ نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا' یا اس طرح کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی: رضی اللہ عنہ ان کا نام علقمہ بن خالد بن حارث اسلمی رضی اللہ عنہ ہے۔

اَللُّغَۃُ :**ابنة له**: یہ عبداللہ سے بدل الاشتمال ہے۔

اربع تکبیرات: یہ کبر کا مفعول مطلق ہے۔ **مابین التکبیرتین**: چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر ٹھہرے' جتنی دیر ثالثہ و اربعہ کے درمیان ٹھہرے۔ **یستغفرلها ویدعوا** : اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے مغفرت کا سوال کرتے رہے اور مراتب جنت پانے کی دعا کرتے رہے۔ **یصنع هکذا**: جیسا میں چوتھی تکبیر کے بعد وقفہ کیا۔ دوسری روایت میں ہے۔ **ساعة**: کچھ دیر رکے جس سے ہم نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ **ثم سلم**: پھر انہوں نے نماز سے پھرنے کی طرح دائیں بائیں سلام پھیرا۔ **قلنا له ما هذا**: میں اس سے اضافہ نہیں کرتا جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

تخریج : اخرجه احمد (۷/۱۹۴۳۴) وابن ماجه (۱۵۰۳) حاکم' رافعی نے احمد کی طرف نسبت کی ہے۔

الفرائد :سلام سے قبل طویل دعا میت کے حق میں کی جائے۔

۱۵۸ :بَابُ الْاِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

بَابٌ: جنازہ کو جلد لے جانا

الاسراع: امام شافعی فرماتے ہیں عام چلنے میں جو چال اختیار کی جاتی ہے اس سے کچھ تیز چلیں گے (بیہقی) ابن منذر اور ابن بطال نے نقل کیا کہ عادت والی چال چلیں گے۔ عراقی کہتے ہیں پہلا قول زیادہ درست ہے۔ رافعی و نووی کہتے ہیں تیز چلنے کا مطلب عام چال سے زیادہ مگر دوڑ سے کم ہو۔ اس طرح چلیں کہ میت کو حرکت نہ آئے۔ کذا فی الہدایہ۔

۹۴۱ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ ، وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَیْهِ".

۹۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جنازہ میں جلدی کرو' اس لئے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو ایک نیکی ہے جس کی طرف تم اس کو بڑھا رہے ہو اور اگر وہ اس کے علاوہ ہے تو ایک برائی ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار لو گے۔ (بخاری و مسلم)

اسرعوا: قبر کی طرف اس طرح جلدی لے جائیں کہ جس میں گرنے کا خطرہ نہ ہو اور نہ میت کے پھٹنے کا خطرہ ہو۔

اَلْنَّحْوُ: **فخير تقدمونها اليه**: خیر یہ مبتداء محذوف ھو کی خبر ہے اور خیر کو خیر مطلوب کی طرف جلد پہنچانا چاہئے۔ **وان تلك**: اور اگر وہ جنازہ اس کے علاوہ ہے۔ **ذلك**: یہ مذکر اشارہ میت کے لحاظ سے لایا گیا۔ فشر کی ترکیب ایسے **فهو شهرٌ**۔ مسلم کی روایت میں **فخير تقدمونها عليه**: اس کو تم خیر کی طرف لے جانے والے ہوتا کہ وہ اپنے لئے تیار کی جانے والی نعمتیں پا لے اور مؤخر کرنے سے وہ فوت نہ ہو جائے۔

تخریج: اخرجه مالك (٥٧٤) والبخارى (١٣١٥) و مسلم (٩٤٤) والترمذى (١٠١٥) وابو داود (٣١٨١) والنسائى (١٩٠٨) وابن ماجه (١٢٧٧) والحميدى (١٠٢٢) وابن الجارود (٥٢٧) وابن حبان (٣٠٤٢) والبيهقى (٤/٢١)

الفرائد: ① میت کو جلد دفن کرنا مستحب ہے ② وہ جس چیز کا منتظر اور حقدار ہے اسے پالے ③ اس میں اشارہ کر دیا کہ اہل معاصی سے بچا جائے۔

٩٤٢ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِىْ ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا : يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ ، وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۹۴۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جب چارپائی رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیں'' اگر وہ میت نیک ہے تو یوں کہتی ہے: مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بری ہے تو کہتی ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

وضعت: یہ فعل مجہول ہے۔ **الجنازة**: اس کا نائب فاعل ہے۔ جیم کے فتحہ سے میت اور کسرہ جیم سے چارپائی یا اس کا عکس۔ (۲) کسرہ سے چارپائی بمع میت (شرق مشارق القاموس) **اعناقهم**: کندھوں پر اٹھائیں' محاورت کی وجہ سے اعناق کہہ دیا گیا۔ **فان كانت صالحة**: اگر وہ اپنی زندگی میں اوامر کو پورا کرنے والا اور نواہی سے بچنے والا تھا یا ایسا نہ تھا مگر موت سے پہلے پہلے تائب ہو گیا۔ **قالت قدمونى**: مقدم الیہ کو حذف کر دیا کیونکہ عبارت اس کے بیان سے قاصر ہے۔ **ياويلها**: ممکن ہے کہ وہ یا ویلی کہتا ہو مگر تعبیر میں ضمیر غائب لائی گئی کیونکہ حالت قبیح کی تعبیر اہل عرب اسی طرح کرتے تھے۔ جیسا اس روایت کو ملاحظہ کرو: "فكان آخر ما قال! هو على ملة عبد المطلب' وقعة وفات ابى طالب)۔ یہ اس لئے تاکہ قباحت کے بیان میں صورت لفظ تو قبیح نہ ہو۔ (۲) عذاب خوف کے وقت اسی طرح کہا جاتا ہے یا ویلها۔ بقول ابن مالک اگر جنازہ سے چارپائی مراد ہو تو یا ویلہا کی ضمیر اپنے مقام پر ہوگی دو مقام پر مجاز ماننا پڑے گا۔ اس لئے میت مراد لینا ہی بہتر ہے اور یہ زبان حال کی حکایت ہو کر استعارہ بنے گا یعنی گویا وہ زبان حال سے اس طرح کہہ رہا ہوتا ہے۔ اہل مکاشفہ کہتے ہیں یہ حقیقت

پر محمول ہوگا اگر انسانوں کو سنائی نہ دے۔ روایت کے اگلے الفاظ اسی کی تائید کر رہے ہیں۔ جب تک کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو۔ ظاہر سے نہ پھیرا جائے گا۔ لصعق: ان پر غشی طاری ہو جاتی بعض نے کہا اس کا معنی مر جانا ہے۔ اسی آواز کو لوگوں سے روک دیا گیا تا کہ یہ جہاں رنگ و بو بگڑ نہ جائے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١١٥٥٢) والبخاری (١٣١٤) والنسائی (١٩٠٧) وابن حبان (٣٠٣٨) و عبدالرزاق (٦٢٥٠) والبیهقی (٤/٢١)

الفوائد : ① جنازہ کو مرد اٹھائیں ② میت کو اپنا انجام معلوم ہوتا ہے ③ وہ قابل مبارکباد ہے جس کے عمل صالح سنے پہلے جانے والے ہوں۔

١٥٩ : بَابُ تَعْجِيْلِ قَضَآءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ اِلٰى تَجْهِيْزِهٖ اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ "فَجْاءَةً" فَيُتْرَكَ حَتّٰى يُتَيَقَّنَ مَوْتُهٗ

بَاب: میّت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن دفن میں عجلت کرنا‘ مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے

تعجیل قضاء: جلدی اس لئے کی جائے تا کہ وہ بلند مقام تک پہنچ جائے۔ **المبادرة**: اس سے کفن‘ نماز جنازہ اور دفن مراد ہے کہ اس میں جلدی کی جائے۔ **الا ان یموت**: یہ مستثنیٰ مفرغ ہے کہ اچانک موت میں موت کے یقین تک انتظار کیا جائے گا وہ تاخیر میں شامل نہ ہوگا۔ باقی موت کی کیفیت سے بدن میں خصوصی تغیرات خود موت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

٩٤٣ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٩٤٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مؤمن کی جان اس کے قرضے کے سبب لٹکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔“ ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔

معلقة: سیوطی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو معزز مقام سے روک لیا جاتا ہے۔ عراقی کہتے ہیں اس کے معاملے کو موقوف کر دیا جاتا ہے نہ نجات کا فیصلہ نہ ہلاکت کا اور قرض کی ادائیگی تک انتظار کیا جاتا ہے۔ **حتی یقضی عنه**: خواہ میت نے قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی چیز چھوڑی ہو یا نہ چھوڑی ہو۔ جیسا کہ فقہاء نے وضاحت کی۔ عموم روایت اس کی تائید کرتا ہے مگر ماوردی نے کہا روایت ان لوگوں کے لئے ہے جس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہو۔ مگر ظاہر روایت یہ ہے کہ جس نے قرض لینے کا گناہ کیا یا ادائیگی میں کوتاہی کی یہ اس کا حال ہے۔ باقی بارگاہِ الٰہی میں عفو کی امید اور قرض خواہ کو راضی کرنے کی امید ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۱۰۱۶۰) والدارمی (۳۵۹۱) والترمذی (۱۰۸۰) وابن حبان (۳۰۶۱) وابن ماجه (۲۴۱۳) والطیالسی (۲۳۹۰) والحاکم (۲۲۱۹) والبیهقی (۶/۷۶)

الفرائد :① موت سے قبل جلد قرض ادا کر دینا چاہیے ② قرضہ انتہائی مجبوری کے علاوہ نہ لیا جائے ③ قرض کی کراہیت ثابت ہوتی ہے۔

۹۴۴ :وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرِضَ، فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَالَ :اِنِّيْ لَا اُرٰى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيْهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَهْلِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔

۹۴۴: حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھے ان کی اطلاع دینا اور ان کو جلد دفن کا کہا۔ اس لئے کہ کسی مسلمان میّت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔ (ابوداؤد)

حصن بن وحوح رضی اللہ عنہ: واؤ مفتوح ہے۔ یہ انصاری مدنی ہیں۔ ابن کلبی نے ذکر کیا۔ یہ قادسیہ میں حاضر تھے۔ ان سے ابوداؤد نے روایت نقل کی ہے (تقریب حافظ) **طلحه بن البراء رضی الله عنه**: بن عمیر بن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سری (سین مضموم اور راء مفتوح) بن سلمہ بن اسد بلوی انصاری رضی اللہ عنہ۔ **فقال**: انہوں نے اپنے گھر والوں کو کہا جیسا کہ ابن اثیر کی روایت میں ہے۔ اس کی تخریج ابن عبدالبر اور مدینی اور ابونعیم۔ **اری** : یہ اظن کے معنی میں ہے۔ **حدث فیه الموت**: یعنی نزع کا وقت شروع ہو چکا اور ابن اثیر والی روایت میں "**انی اری طلحة**" : ہے۔ **فاذنونی**: ابن اثیر کی روایت میں : "**فاذا مات فاذنونی**": یعنی مجھے موت کی اطلاع دے دینا۔ ابن اثیر کی روایت میں "**اصلی علیه**"۔ **لا ینبغی لجیفه مسلم**: مناسب نہیں کہ اس کو زیادہ دیر رکھا جائے۔ ابن اثیر کی روایت میں ہے کہ **انه توفی لیلاً فقال (قبل الموت) ادفنونی لیلا والحقونی بربی ولا تدعو رسول الله صلی الله علیه وسلم فانی اخاف علیه من الیهود ان یصاب فی سببی فاخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم حین اصبح، فجاء حتی وقف علی قبره وصف الناس معه ثم رفع یدیه وقال، اللهم الق طلحة وانت تضحك الیه وهو یضحك الیك**": اور طلحہ بن براء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

النّحو : اخرجه الثلاثة: تحبس کی ضمیر مضاف کی طرف لوٹنے کی وجہ سے مونث ہے اور اهله کی ضمیر مذکر مضاف الیہ کی طرف راجع ہونے کی وجہ سے مذکور ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۳۱۵۹)

الفوائد: ① آپ اپنے اصحاب کے احوال کی خبر گیری رکھتے تھے ② میت کے کفن دفن کا فوراً انتظام کرنا چاہئے۔

۱۶۰: بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

باب: قبر کے پاس نصیحت

الموعظه: یہ مصدر میمی ہے اور وعظ کے معنی میں آتا ہے۔ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ذریعہ نصیحت کرنا جو اس کی مخالفت سے روکنے والی ہو اور ثواب کے سبب اس کی طاعت پر آمادہ کرنے والی ہو۔ عند القبر: کیونکہ اس وقت یہ زیادہ کامیاب ہوگی کیونکہ میت کو دیکھنا اور موت کا تذکرہ دل کی سختی کا ازالہ کرتا اور اس کو نرم کرتا ہے۔

۹٤٥ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ وَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ – ثُمَّ قَالَ : "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ : "اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهُ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۴۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع الغرقد کے قبرستان میں ایک جنازے کے ساتھ شریک تھے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے دوزخ یا جنت کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو وہی عمل میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا اور پوری حدیث بیان کی۔ (بخاری و مسلم)

الغرقد: یہ جعفر کے وزن پر ہے۔ غرقد ایک کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں اس کا واحد غرقدة ہے۔ یہ مدینہ منورہ کا معروف قبرستان ہے اس کا نام غرقد اسی درخت کی وجہ سے ہے۔ جسے کاٹ کر قبرستان کے لئے اس زمین کو استعمال کیا گیا (النہایہ) نحصرة: میم مکسورہ اس لاٹھی کو کہتے ہیں جس کو پکڑنے کے لئے آدمی مٹھی بنا لیتا ہے۔ (النہایہ) فنكس وجعل ينكت بمخصرته: آپ ﷺ نے سر مبارک جھکایا زمین پر اس کے ایک جانب کو مارنے اور چھونے لگے۔ جیسا کہ غمزدہ وسوچ و بچار والا آدمی کرتا ہے۔ ما منكم من احد الا وقد كتب مقعده: من تاکید کے لئے زائد ہے۔ کتب فعل مجہول ہے۔ من النار: ٹھکانے کا ذکر پہلے کر دیا کیونکہ موقعہ نصیحت ہے۔ ڈرانا بشارت سے زیادہ کامیاب اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس وجہ سے آگ کے تذکرے کو مقدم کیا گیا۔ ومقعده من الجنة۔ مطلب یہ ہے۔ اہل جنت و اہل دوزخ کا مقام ازل سے لکھا ہے۔ یہ مقام دلالت کر رہا ہے کہ الا کے مابعد جملہ محل حال میں ہے یہ عام احوال سے مستثنیٰ مفرغ ہے۔ یعنی تم میں سے کوئی آدمی کسی بھی حال میں نہیں ہوتا مگر اس حال میں کہ اس کا جہنم و جنت کا ٹھکانہ ازل میں لکھا ہوتا ہے۔ افلا نتكل: امتکال اعتماد کو کہتے

ہیں یعنی کیا اس کے باوجود ہم عمل کریں اور بھروسہ نہ کریں۔ علٰی کتابنا : جو کہ ہماری سعادت وشقاوت پر سبقت کر چکی ہے۔ شیخ زکریا کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے سراقہ بن جعشم یا ابوبکر یا عمر یا علی رضی اللہ عنہم تھے۔ ان تمام کے سوال سے بھی کوئی چیز مانع نہیں کیونکہ روایت میں قالوا : کا لفظ جمع آ رہا ہے۔ **فقال اعملوا** : ارشاد فرمایا جن کاموں کا حکم ملا وہ کرتے جاؤ۔ **لما خلق له** : ہر ایک سعادت وشقاوت کے مطابق عمل میسر ہوتا ہے۔ اہل سعادت کو اچھا اور بدبختوں کو برا کام آسان ہوتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿**فاما من اعطٰی واتقٰی وصدق بالحسنٰی**﴾ یہاں تک کہ ﴿**فسنیسرہ للعسرٰی**﴾ تک تلاوت فرمائی۔

تخریج: اخرجه احمد (٦٢١) والبخاری (١٣٦٢) و مسلم (٢٦٤٧) والترمذی (٢١٣٦) والنسائی (١١٦٧٨) وابن ماجه (٧٨) وابن ماجه (٧٨) وابن حبان (٣٣٤) والبزار (٥٨٤) والبیهقی (ص : ٨٦ و ٨٧)

الفوائد : ① قبرستان میں یہ نصیحت فرمائی کیونکہ اس میں نصیحت نفوس زیادہ موثر ہے ② سعادت وشقاء اللہ تعالیٰ کی تقدیر و تقدیم سے ہیں۔ ﴿کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾ [احزاب : ٣٨]

١٦١ : بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهٖ وَالْقُعُوْدِ عِنْدَ قَبْرِهٖ سَاعَةً لِّلدُّعَآءِ لَهٗ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

بَابٌ : دفن کے بعد میّت کے لئے دُعا کرنا اور اس کی قبر کے پاس دُعا واستغفار و قراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا

یہ دعا اس لئے ہے کیونکہ وہ دنیا سے نیا جدا ہو کر ایک ایسی منزل پر پہنچا جہاں سے مانوس نہیں اور نہ اس کو جانتا ہے میں اس کے لئے معافی ومغفرت اور ثابت قدمی اور خوف کے دور ہونے کی دعا مناسب ہے۔ القعود : دفن کے بعد اس کی قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جس میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم ہوتا کہ دعا واستغفار و قراءت کی جائے۔ قرآن مجید کی قراءت کے وقت برکت اترتی اور اس کی عام برکت کا اثر اس کو بھی پہنچتا ہے۔

٩٤٦ : عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو – وَقِیْلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقِیْلَ اَبُوْلَیْلٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ وَقَالَ : "اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

٩٤٦ : حضرت ابو عمرو بعض نے کہا ابو عبداللہ بعض نے کہا ابو لیلیٰ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن سے فارغ ہو جاتے قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے : ''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو پس اس سے سوال ہوگا۔'' (ابوداؤد)

عثمان بن عفان: رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابوعمرو' ابوعبداللہ' ابولیلیٰ بیان کی جاتی ہے۔ عبداللہ ان کے بیٹے ہیں جو رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ بلوغت کے قریب پہنچے تھے کہ مرغ نے آنکھ میں چونچ ماری جس سے ان کی وفات ہوگئی۔ باب فضل الزہد میں ان کے حالات گزرے۔ فوغ: یہ معروف کا صیغہ ہے۔ استغفروا: اللہ تعالیٰ سے اس کے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ لاخیکم: دعا کے سبب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ تمہارا مسلمان بھائی ہے اور بھائی اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کا اہتمام کرتا ہے۔ التثبیت: یعنی اللہ تعالیٰ نکیرین کے سوال کے وقت اس کو ثابت قدمی عنایت فرمائے۔ الان یسال: الان ظرف مقدم ہے۔ یسال فعل مجہول ہے ثابت قدمی کی دعا سے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو فتنہ قبر اور جواب کے لئے دلیل بنادے۔

تخریج : ابو داؤد۔

الفرائد :دفن کے بعد میت کے لئے استغفار کیا جائے اور ثابت قدمی کی دعا کی جائے۔

۹۴۷ :وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَاَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَا ذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ –

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ :وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقْرَاَ عِنْدَهٗ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ' وَاِنْ خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ كَانَ حَسَنًا۔

۹۴۷:حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تا کہ میں تم سے اُنس حاصل کروں اور جان لوں کہ اللہ کے قاصدوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گذری۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ یا سارا قرآن پڑھے تو مناسب ہے۔

فاقیموا: ٹھہرو۔ ینحر جزور: یہ فعل مجہول ہے۔ جزور ذبح شدہ اونٹ خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ ویقسم لحمها: یہ بھی فعل مجہول ہے۔ حتی استانس بکم: یہ حتیٰ تعلیلیہ۔ ما اراجع: ماالذی کے معنی میں ہے۔ قبر کے پاس ٹھہرنے میں حکمت یہ ہے کہ انسان انسان سے مانوس ہوتا ہے خواہ دیوار کے پیچھے ہی ہو۔ جب انس حاصل ہو تو دل پُرسکون اور نفس مطمئن ہوتا ہے تو ایسی حالت میں پوچھا جائے وہ اس میں پختگی ظاہر کرے گا۔ اس کے برخلاف جب وحشت اور اضطراب اور خوف تو جواب میں اکھڑ جاتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اس کے پاس کچھ قرآن مجید پڑھیں اور اگر تمام پڑھیں تو مناسب ہے۔

تخریج : کتاب الادب میں یہ تخریج گزر چکی۔

الفرائد :امت احمد کے ہاں قراءت علی المیت بدعت ہے۔ (ابوجمرہ من المالکیہ) ملاعلی القاریؒ کہتے ہیں قبور کے

پاس قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی مالک' شافعی' ابوحنیفہ کا مسلک ہے۔ کوئی روایت اس میں وارد نہیں۔

۱۶۲: بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهٗ

بَاب: میّت کی طرف سے صدقہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ :رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾

[الحشر: ۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وہ جو لوگ جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں: اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہل کی''۔ (حشر)

والذین: اس کا عطف فقراء یا والذین تبوء وا: پر ہے یعنی مال فئی ان تین جماعتوں مہاجرین' انصار اور جو ان کے بعد آئے یعنی تابعین کے لئے۔ **سبقونا بالایمان**: یہ جملہ حالیہ ہے اور فئی کے مستحقین کا ذکر کیا گیا۔ اسی وجہ سے امام مالک کہا کرتے تھے۔ جو شخص صحابہ کرام کو گالیاں بکتے ہیں ان کا مال فئی میں کوئی حصہ نہیں۔ یہ دلیل ہے کہ میت کے لئے دعا مانگنی چاہئے اسی لئے اس کو صدقہ پر قیاس کیا جائے گا۔ جب دعا پر مدح کی گئی تو صدقہ پر بدرجہ اولیٰ مدح کے قابل ہوں گے۔

۹٤۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ :اِنَّ اُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ، فَهَلْ لَّنَا مِنْ اَجْرٍ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ :"نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔'' بے شک میری والدہ اچانک وفات پا گئی میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ فرمایا ''ہاں''۔ (بخاری ومسلم)

رجلاً: اس سے مراد سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ **افتلتت نفسها**: اچانک فوت ہو جانا۔ **لو تکلمت**: یہ جملہ شرطیہ رأی کا دوسرا مفعول ہے۔ **ان تصدقت**؟: اس سوال کی وجہ یہ ارشاد باری تعالیٰ تھا: ﴿**وان لیس للانسان الا ما سعی**﴾: جو عمل خود کرے اسی کا فائدہ ہے جو عمل اس کے لئے کیا جائے وہ اس تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ جواب محذوف ہے۔ کیا اس کو فائدہ پہنچے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **قال نعم**: اس کو فائدہ ہوگا۔

آیت بعض نے کہا یہ کافر سے متعلق ہے۔ اگرچہ انسان کا لفظ عام ہے مگر مراد خاص ہے اور اگر مومن سے متعلق ہو تو معنی یہ ہے کہ مومن کے لئے عدل کے لحاظ سے تو اس کے عمل کا بدلہ ہے مگر فضل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کریم ہیں۔ اس کی سیئات سے تجاوز فرما کر نیکی کو کئی گنا کر دیں گے اور اس کا ثواب بھی دیں گے جو نیکی کے کام اس کی طرف سے کئے جائیں گے۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۳۸۸) و مسلم (۱۰۰۴) وابن ماجه (۲۷۱۷) وابن حبان (۳۳۵۳) وابن خزیمة (۲۴۹۹)

الفرائد :① میت کی طرف سے صدقہ اس لئے فائدہ مند ہے ② قضاء دین بھی اس کی طرف سے درست ہے۔

۹۴۹ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ :صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ ' اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ ' اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: "جب کوئی انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو (۳) نیک لڑکا (اولاد) جو اس کے لئے دعا کرتا ہو"۔ (مسلم)

انقطع عمله: کیونکہ موت کے سبب اس کا مکلّف ہونا ختم ہوگیا اور وہ عالم تکلیف نے عالم برزخ میں منتقل ہوگیا چونکہ محل عمل نہیں یہاں مراد لازم عمل ہے یعنی انسان کے لئے اس کی موت کے ساتھ اپنے نفس کے لئے ثواب کی تحصیل مکمل ہو جاتی ہے۔ **الا من ثلاث**: اس روایت اور ابن ماجہ کی روایت میں منافات نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان مما یلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علما نشره وولدًا صالحًا ترکه ومصحفا ورثه ومسجداً بناه وبیتا لابن السبیل بناه ونهراً اجراه وصدقة اخرجها من ماله فی صحته وحیاته تلحقه من بعد موته**": کیونکہ عدد حجت نہیں۔ (۲) پہلے وہ اطلاع دی پھر یہ بعد میں اطلاع دی۔ سیوطی کہتے ہیں حدیث ابن ماجہ میں سات خصلتوں کا تذکرہ ہے۔ میں نے شمار سے تین مزید کا اضافہ کیا ہے۔ (۸) کنواں کھودا دیا۔ (۹) سرحد اسلام کی حفاظت کی۔ (۱۰) ذکر کے لئے مکان بنایا۔ نووی نے ایک کا اضافہ کیا: (۱۱) تعلیم قرآن کا انتظام کر دیا۔ **صدقة جاریه**: وقف کیا یا فقیر کے لئے وصیت کی۔ علم شرعی علوم یا اس کے ذرائع۔ **ینتفع به**: اس نے تالیفات کی ہیں یا کتابیں وقف کی ہیں یا طلباء کو علوم پڑھا کر فارغ کیا یا علم حاصل کر کے اس پر عمل کیا جارہا ہے۔ **ولد صالح**: نیک مسلمان بیٹا۔ **یدعو له**: کیونکہ وہ گویا اس کی کمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ اولاد کی نیکیاں تو والدین کے نامۂ عمل میں لکھ دیں مگر گناہ درج نہیں کئے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۸۸۵۳) و مسلم (۱۶۳۱) و ابو داود (۲۸۸۰) والترمذی (۱۳۸۱) والنسائی (۵۶۵۳) وابن حبان (۳۰۱۶) والبیهقی (۲۷۸/۶)

الفرائد :① وقف کا عظیم ثواب ہے نیز علم کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے ② علم کی وراثت چھوڑے ③ نیک اولاد کے لئے شادی کرے ④ اولاد کی اسلام پر تربیت کرلے۔

۱۶۳ :بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَی الْمَیِّتِ

بَابٌ: لوگوں کا میّت کی تعریف کرنا

الثناء: اگر چہ ثناء تو اچھی تعریف کو کہا جاتا ہے مگر یہاں عام ہے۔

۹۵۰ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : مَرُّوْا بِجَنَازَۃٍ فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "وَجَبَتْ" ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "وَجَبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ :مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ :"ھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ، وَھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَہُ النَّارُ ، اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۹۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا گذر ایک جنازے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی" پھر دوسرے جنازے کے پاس سے ان کا گذر ہوا۔ انہوں نے (لوگوں نے) اس کی بری تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی" عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت اور جس کی تم نے بری تعریف کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

مروا بجنازہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ **خیراً:** یہ بخیر تھا منصوب بنزع خافض ہے۔ (۲) مفعول مطلق ہے مضاف کو حذف کر دیا گیا۔ ای ثناء خیر یا خیر بھی ثناء کی ایک قسم ہے پس قعدت جلوساً کی طرح ہوگیا۔ **فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:** آپ ﷺ نے ان کی تعریف سن کر فرمایا۔ **وجبت:** اس کی ضمیر جنت کی طرف راجع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ فقط آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اور صحابہ کرام نے اس کی تعریف کی۔ **ثم مروا باخری:** دوسرا جنازہ مراد ہے۔ **فاثنوا علیھا شرا:** یہ روایت ابن عبدالسلام کی مؤید معلوم ہوتی ہے کہ ثناء خیر وشر میں حقیقت ہے۔ جمہور فرماتے ہیں ثناء فقط خیر میں حقیقت ہے پس ان کے مطلق مجاز مرسل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بری تعریف پر اس کو برقرار رکھا حالانکہ میت کے گناہوں کے تذکرہ کی ممانعت کی گئی ہے۔ تاہم یہ ممانعت کافر اور منافق متجاہر الفسق کے علاوہ میں ہے اور صحابہ کرام کی یہ بات ان تینوں میں سے ایک تھی۔ **فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبت:** اس کی ضمیر بھی نار کی طرف راجع ہے۔ خفاء کی تعیین ہونی چاہئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا۔ **ما وجبت:** اس کا مطلب کیا ہے۔ **ھذا اثنیتم:** زبانوں سے اچھی تعریف وجوب جنت کی علامت ہے اور دوسرے کے لئے جہنم اور اگر یہ بد تعریفی غرض و ہوئی سے ہو تو پھر ایسا نہیں۔ **انتم:** اس سے خاص صحابہ مراد ہوں یا عام مؤمنین مراد ہوں دوسرے قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں المؤمنون کا لفظ وارد ہے۔ **شھداء اللّٰہ:** جب تمہاری زبانوں پر خیر وشر کی تعریف جاری ہوتی تو وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ اس کے مطابق ہے۔ عموماً باری تعالیٰ زبانوں کو ہر انسان کے متعلق آزاد چھوڑتے ہیں جس سے اس کے راز معلوم ہو جاتے ہیں جس کی اطلاع دوسروں کو نہیں اور جو کچھ اس انسان کے اعمال صالحہ یا سا سیئہ ظاہر ہوتے ہیں۔ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کے متعلق قطعی طور پر جنت و نار کا استنباط فرمایا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے وحی سے بتلا دیا یہ دونوں باطنی طور پر اسی طرح ہیں جیسے لوگوں نے تعریف کی ہے۔ پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ جو جنت کے لئے پیدا ہوا وہ ان کے کہنے

سے جہنمی بن جائے گا اور اسی طرح اس کا عکس بلکہ کبھی ثناء خیر و شر باطن کے خلاف بھی واقع ہوگی۔ پس مراد یہ ہوئی کہ علامت مطابقی ہے اور ایسی علت ہے جو غالب حالات میں پیش آنے والی حالت پر دلالت کرنے والی ہے۔ جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے۔ علامت بننے والی تعریف پر واجب کرنا دلیل ہے کہ ثناء علت ہے۔ اسی لئے اعلیٰ تعریف کرنے والوں کو شہداء اللہ الصادقین کا لقب دیا کہ ان کی زبان پر وہ بات جاری ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہونے والے معاملات کے ساتھ غالب حالت میں مطابق ہوگئی۔ اس سے امت کی بڑی فضیلت نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر جب کوئی بات جاری فرماتے ہیں تو وہ اغلبًا واقع کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے دعا' شفاعت' اس کے اس دعدے کے مطابق جس میں تخلف نہیں یا اترنے والوں کی عادت کو واجب الوقوع کے قائم مقام اتارا گیا۔ اسی لئے ثناء پر وجوب کو مرتب فرمایا اور یہاں واجب کا یہی معنی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر تو کوئی چیز واجب نہیں نہ عمل نہ شہادت اور نہ اور کچھ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٢٩٣٧) والبخاری (١٣٦٧) و مسلم (٩٤٩) والترمذی (١٠٥٨) والنسائی (١٩٣١) والطیالسی (٢٠٦٢) وابن حبان (٣٠٢٣) والبیهقی (٧٤/٤) والحاکم (١/١٣٩٧)

الفرائد : ① سیرت بھی اچھی اور باطن بھی صاف ② اہل ایمان زمین پر اللہ کے گواہ ہیں ③ معاشرت اچھی رکھے اور ایمان والوں سے نرمی کرے۔

٩٥١ : وَعَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ : قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِیَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ' ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاُثْنِیَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ' ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَاُثْنِیَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ ' قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ : فَقُلْتُ : وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ : قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا : وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ : "وَثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا : وَاثْنَانِ؟ قَالَ : "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ — رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٩٥١ : ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی۔ ابوالاسود کہتے ہیں میں نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا اور تین؟ تو فرمایا تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو؟ تو فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ کیا۔ (بخاری)

ابو لاسود دیلی: ان کو دؤلی (دال کا ضمہ) کہا جاتا ہے۔ یہ بصرہ کے باشندے ہیں۔ ان کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے۔ بعض نے ظالم بن عمر کہا اور بعض نے عمیر بن ظلیم اور بعض نے عمرو بن عثمان بن عمر۔ یہ فاضل ثقہ ہیں مخضرمی ہیں۔ ۶۹ھ میں وفات پائی۔ سب نے ان سے روایت لی (تقریب للحافظ) فاثنی علی صاحبھا: یہ فعل مجہول ہے۔ صاحب سے وفات پانے والا امراد ہے۔ فقال ابو الاسود: ابوالاسود نے وجبت کا مطلب دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں نے اسی طرح کہا جیسا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی موقعہ پر فرمایا کہ جنہوں نے ایک کی تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی بدتعریفی کی گئی اسکے لئے جہنم واجب ہوئی۔ پس اس کے مطابق مشبہ فاروق رضی اللہ عنہ کا قول اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مشبہ بہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مشبہ بہ وہ ہے جس پر ایما مسلم اور شھد لہ: ہو۔ یہ دونوں جملے شرط و جواب اپنے مدلول کے لحاظ سے اس کے لئے جنت کو واجب کر رہے ہیں جس کے متعلق اچھی تعریف کی گئی ہے اور اپنے مفہوم کے لحاظ سے اس کے لئے آگ کو لازم کر رہے ہیں جس کے متعلق بدتعریفی نکلی ہے۔ احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تشھد لہ اربعة ابیات من جیرانه الادنین الاقال اللّٰہ تعالٰی قد قبلت علمھم فیه وغفرت له ما لا یعلمون"۔ فقلنا وثلاثه: ہم نے عرض کیا جس کے لئے تین گواہی دیں تو آپ نے فرمایا اور تین جس کے لئے گواہی دیں اور پھر ہم نے کہا اور فقلنا واثنان۔ ثم لم نسأله عن الواحد: ایک کے متعلق ہم نے سوال نہیں کیا یہ معاملہ توقیفی ہے اس میں رائے کو دخل نہیں ہے۔ حافظ لکھتے ہیں مسلمان کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کے لئے فضل و رحمت کے بہت مظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ہاں کی بھلائیاں کسی ادنیٰ سبب یا دعا یا شفاعت سے عنایت فرما دیتے ہیں اسی لئے علماء نے فرمایا جب کسی مسلمان کے پاس سے جنازہ گزرے تو وہ اس کی اچھی تعریف کرے اگر میت اس کی اہلیت رکھتی ہو مگر اس میں بڑھائی نہ ہو۔ (فتح الدلہ)

تخریج : اخرجه احمد (۱/۱۳۹) والبخاری (۱۳۶۸) والترمذی (۱۰۶۱) والطیالسی (۲۲) و ابو یعلی (۱۴۵) وابن حبان (۳۰۲۸) والبیهقی (۷۵/۴)

الفرائد: ① ظاہر پر حکم لگائیں گے ② برے آدمی کا خیر و شر کا تذکرہ ضرورۃً درست ہے ③ یہاں ثناء کا استعمال شر میں مواخاۃ و مشاکلت کی وجہ سے ہے ورنہ وہ تو خیر میں ہے۔

۱۶۴: بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهٗ اَوْلَادٌ صِغَارٌ

بَاب: اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

صغار: یہ صغیر کی جمع ہے اس سے مراد نابالغ اولاد خواہ مذکر ہو یا مونث۔

۹۵۲: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَمُوْتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَّمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰہُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِیَّاهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۵۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین

نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (بخاری، مسلم)

ثلاثة لم یبلغوا الحنث: الحنث حاء کے کسرہ سے تمام رواۃ نے نقل کیا۔ داؤدی نے الخبث ذکر کیا اور اس کی تفسیر عدم بلوغ اور عدم علم معاصی سے کی مگر دوسروں نے یہ ذکر نہیں کیا۔ پہلا محفوظ ہے خلیل کہتے ہیں: **بلغ الغلام الحنث ای جری علیه القلم**: تقدیر کا قلم چل چکا۔ حنث گناہ کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**وكانوا يصرون على الحنث العظيم**﴾: راغب کہتے ہیں بلوغت کو حنث سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے انسان گناہ کے ارتکاب پر ماخوذ ہوتا ہے مگر اس سے پہلے نہیں اور گناہ کا خاص طور پر تذکرہ کیا کیونکہ عموماً بلوغ سے یہ پیش آتا ہے اور کبھی بچہ اس کا ارتکاب کرتا ہے۔ صغیر کو اس سے خاص کیا کیونکہ اس پر شفقت زیادہ اور اس کی محبت سخت ہوتی ہے اور اس پر اور اس کے لئے مہربانی وافر مقدار میں ہوتی ہے اور یہ ثواب اس کو ملے گا جو بلوغت کو پہنچا اور جو نہ پہنچا اس کو ثواب نہ ملے گا۔ اگرچہ لڑکے کے فوت ہونے پر فی الجملہ اجر ضرور ہوگا اور بہت سے علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے اور بالغ اور نابالغ میں تفریق کی ہے کہ اسی سے نافرمانی کا تصور ہے جو عدم رحمت کا مقتضی ہے۔ برخلاف صغیر کے اس سے اس بات کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مخاطب ہی نہیں۔ ابن المنیر نے کہا بلکہ بڑا تو اس میں بذاتِ خود داخل ہوگا کیونکہ یہ چیزیں اس بچے کے متعلق ثابت ہیں جو اپنے والدین پر بوجھ ہے تو بڑے کے متعلق آخر کیوں نہ ہوگا جو والد کے ساتھ کوشش میں شریک ہے اور والد کو اس سے نفع بھی پہنچ رہا ہے اور خطاب کی وجہ سے وہ حقوق کا مخاطب بھی بن چکا ہے۔ ابن حجر نے پہلے قول کی تائید کی ہے اور کہا کہ **الا ادخله الله الجنة..... بفضل رحمته اياهم**: کا قول اس کی تائید کر رہا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ رحمت چھوٹوں پر زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان سے گناہ صادر نہیں ہوتا۔ ایک اشکال یہ ہے کہ جو چھوٹے بچے جنون کی حالت میں بلوغت کو پہنچے اور پھر اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا وہ اس میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اگر عدم گناہ کو دیکھیں تو شامل ہونا چاہئے اور ان کی آزمائش ان کی موت کی وجہ سے مزید ہلکی ہوگئی اس کی مقتضی یہ ہے کہ وہ اس میں داخل نہ ہوں اور حدیث کی تمام اسناد میں شدت محبت اور عدم شدت کی کوئی قید نہیں ہے اور قیاس اس کا تقاضا کرتا ہے اس لئے کہ ضیق الحال لوگوں میں ایسے بچوں کے متعلق کراہت و بیزاری پائی جاتی ہے لیکن جب کہ لڑکا ئی محبت وشفقت کا مقام ہے تو حکم کا مدار اسی پر رہا۔ اگرچہ بعض افراد میں محبت کا فقدان ہو اور ابن ماجہ میں عقبہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔ جس میں یہ اضافہ ہے: ''**الا تلقوه من ابواب الجنة الثمانية من ايها شاء دخل**'': اور اس کی شاہد نسائی کی وہ روایت ہے جو معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے مرفوعاً نقل کی ہے۔ اس میں فرمایا: ''**اما يسرك انك لا تاتي بابا من ابواب الجنة الا وجدته عنده يسعى يفتح لك؟**'' اور ''**بفضل رحمته اياهم**'' میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ **ای بفضل رحمة الله للاولاد**: اور ابن التین کہتے ہیں یہ ضمیر ''الاب'' کی طرف لوٹتی ہے کہ کیونکہ والد دنیا میں ان پر رحمت کرتا تھا تو اس کو آخرت کی رحمت سے بدلہ دیا گیا۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں پہلا قول بہترین ہے۔ اس کی مؤید ابن ماجہ کی روایت ہے: ''**من هذا الوجه يفضل رحمة الله اياهم**'': اور نسائی میں حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ ''**الا غفر الله لهما بفضل رحمته**'': اور اياهم: کی ضمیر اولاد کی طرف راجع ہے۔ کرمانی کو اس میں وہم ہوا۔ انہوں نے مسلم کی طرف لوٹائی ہے۔ رہا اشکال جمع کا تو اس کا جواب یہ ہے جمع عموم کے اعتبار سے ہے کیونکہ سیاق نفی میں واقع ہے۔ سیوطی نے فقط بخاری کی طرف نسبت کی شاید لفظ کے اعتبار سے کی ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (٤/١٢٥٣٧) والبخاری (١٢٤٨) والنسائی (١٨٧٢) وابن ماجه (١٦٠٥) وابن حبان (٢٩٤٣) والبیهقی (٤/٧٦)

الفرائد :① جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اور اس سے اس پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

٩٥٣ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا یَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"وَتَحِلَّةُ الْقَسَمِ" قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی : "وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" وَالْوُرُوْدُ : هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَی الصِّرَاطِ ، وَهُوَ جِسْرٌ مَّنْصُوْبٌ عَلٰی ظَهْرِ جَهَنَّمَ عَافَانَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

٩٥٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ (بخاری، مسلم)

تَحِلَّةُ الْقَسَمِ: مراد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾۔

وُرُوْدُ : پل صراط سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ یہ پل جہنم پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عافیت میں رکھے۔

من الولد: یہ اسم جنس ہے واحد و جمع پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سے مطلقاً تین مراد ہوں یا جو بالغ نہ ہوئے ہوں وہ مراد ہوں۔ **لا تمسه النار**: کرمانی کہتے ہیں یہ **لا یموت**: سے بدل کے حکم میں ہے۔ گویا اس طرح عبارت ہے: **لا تمس النار من مات له ثلاث من الاولاد من المسلمین**"۔ **تحلة القسم**: مگر اتنی مقدار جس سے قسم پوری ہو۔ **حلل الیمین** کا مطلب کفارہ دینا ہے۔ تحلۃ القسم اس وقت بولتے ہیں جب کوئی فعل اتنی مقدار میں کیا جائے جس سے قسم پوری ہو۔ مبالغہ نہ ہو۔ اس سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿**وان منکم الا واردها**﴾: کرمانی کہتے ہیں۔ اس قسم کی مراد میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا یہ غیر معین ہے۔ جمہور کہتے ہیں اس سے مراد یہی آیت والی قسم ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ورود کے زمانے کی قلت بیان کرنا ہے۔ عرب کا محاورہ ہے: **ما نام فلان الا تحلة الا لیة**": یعنی وہ معمولی مقدار میں سویا۔ بعض نے کہا استثناء واؤ کے معنی میں ہے کہ اس کو بالکل آگ نہ چھوئے گی اور نہ قسم ٹوٹے گی۔ اخفش و فراء نے واؤ کو اسی معنی میں درست قرار دیا ہے مگر پہلا جمہور کا قول ہے۔ ابو عبیدہ نے اسی پر جزم کا اظہار کیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آگ میں داخل نہ ہوگا کہ اس سے اس کو سزا دی جائے بلکہ گزرگاہ کے طور پر اس میں داخل ہوگا یا گزرنا اتنی دیر میں ہوگا جس سے قسم پوری ہو اور اس کی دلیل عبدالرزاق کی وہ روایت ہے جس کے آخر میں "**الا تحلة القسم**": یعنی الورود کے الفاظ ہیں اور سعد بن منصور کی سنن میں وارد ہے کہ سفیان بن عیینہ نے پھر یہ آیت پڑھی: ﴿**وان منکم الا واردها**"﴾: زمعہ کی روایت میں ہے: "**قیل وما تحلة القسم؟ قال قوله تعالٰی ان منکم الا واردها**": امام مالک نے بھی اس حدیث کی تفسیر اسی طرح فرمائی اور طبرانی میں عبدالرحمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے: "**من مات له ثلاثة من الولد لم**

یبلغوا الحنث لم یرد النار الاعابر سبیل": پل صراط پر گزرتے ہوئے۔ آیت میں قسم کے مقام کے متعلق اختلاف ہے۔(۱) قسم مقدر ہے: واللہ ان منکم الا واردھا: (۲) پہلی آیت میں قسم پر اس کا عطف ہے: فوربك لنحشرنهم: (۳) حتما مقضیاً: یعنی قسماً واجباً سے ماخوذ ہے۔ کذا رواہ الطبرانی وغیرہ۔

طیبی کہتے ہیں ممکن ہے کہ قسم سے مراد وہ چیز ہو جو قطعیت پر دلالت کرنے والی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿کان علی ربك حتما مقضیا﴾: یہ "وان منکم الا واردھا" کی تقریر اور تتمہ ہے اور وہ بمنزلہ قسم بلکہ اس سے بلیغ تر ہے کیونکہ استثناء نفی و اثبات کے ساتھ آیا ہے۔

ورود کا مطلب: نووی کہتے ہیں پل صراط سے گزرنے کو کہا گیا۔ اس قول کو طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کعب بن حبار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے اور یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کی پشت پر تمام سوار ہو جائیں گے تو ایک منادی اعلان کرے گا تو اپنے دوستوں کو روک اور میرے دوستوں کو چھوڑ پس مسلمان اس حالت میں نکال لئے جائیں گے کہ ان کے جسم تر ہوں گے (۲) اس کا معنی داخلہ ہے۔ نسائی و حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: "الورود الدخول لا یبقی بر ولا فاجر الا دخلها فتکون علی المؤمنین برداً و سلاماً": اور ترمذی اور ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً نقل کیا: یردونها او یلجونها ثم یصدرون عنها باعمالهم": عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں میں نے شعبہ سے کہا کہ اس روایت کو اسرائیلی اس کو مرفوعاً بیان کرتے ہیں تو کہنے لگے اس نے سچ کہا میں تو عمداً اس کو ترک کرتا ہوں۔ پھر ترمذی نے اسرائیل مرفوعاً روایت نقل کی چنانچہ فتح الباری میں حافظ لکھتے ہیں کہ یہ دونوں قول اس سلسلے میں سب سے زیادہ درست ہیں اور ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ جس نے داخل ہونے سے تعبیر کیا تو اس نے مرور سے اس کو مجاز کے طور پر ذکر کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کیونکہ جہنم پر گزرنے والا پل کے اوپر ہے اور اس میں داخلے کا یہی معنی ہے لیکن گزرنے والوں کے حالات اعمال کے لحاظ سے مختلف ہوں گے سب سے اونچا درجہ اس کا ہوگا جو برق رفتاری سے گزرے گا اور پہلے قول کی تائید مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا یدخل احد ممن شهدا الحدیبیة النار": کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿وان منکم الا واردھا﴾: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ثم ننجی الذین اتقوا﴾: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا قول کمزور ہے جنہوں نے کہا ورود کفار کے ساتھ خاص ہے اور جنہوں نے کہا اس کا معنی دنو و قرب ہے اور جنہوں نے کہا اس کا معنی جھانکنا ہے اور جنہوں نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے: " ما یصیب المؤمن من الحمی فی الدنیا": جس طرح کسی مومن کو دنیا میں بخار ہوتا ہے۔ یہ آخری قول بعید نہیں اور بقیہ احادیث کے خلاف بھی نہیں (کیونکہ اس میں ورود کی کیفیت مذکور ہے)

تخریج : اخرجه احمد (۴/۱۱۲۹۶) والبخاری (۱۰۱)

الفوائد : ① مسلمانوں کی اولاد جوان سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنت میں جائے گی ② اہل جنت کی قسم پوری کرنے کے لئے جہنم کے گھاٹ پر اتارا جائے گا یا اس میں سے گزریں گے۔

۹۵۴ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ ، قَالَ :اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا" فَاجْتَمَعْنَ ، فَاَتَاهُنَّ النَّبِيُّ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُنَّ مِنَ امْرَاَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاثْنَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی باتیں لے گئے۔ پس آپ اپنی ذات کا ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیں۔ جس میں آپ ہمیں تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو وہ علم سکھایا' جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اس کے لئے آگ کے درمیان پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ دو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اور دو بھی۔

(بخاری ومسلم)

جاء ت امرأة: حافظ کہتے ہیں یہ انصار کی عورتوں میں تھیں (فتح الباری) **ذهب الرجل بحديثك:** صرف مرد ہی آپ کی باتوں سے اکیلے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ **من نفسك يوما:** اس میں تجرید ہے یا مضاف محذوف ہے: **اى اوقات نفسك:** اپنے ان اوقات سے جو آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے ان سے الگ تھلگ مقرر فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ شمائل کی روایت کے مطابق اپنے اوقات کو تین حصوں میں بانٹتے تھے۔ **ناتيك......:** یوم سے مراد مطلق وقت ہے۔ دونوں جملوں کو الگ لائے تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان میں سے ہر ایک طلب میں کفایت کرنے والا اور مستقل ہے۔

النحو: یہ جملے متانفہ ہیں۔ **اجتمعن يوم:** دن مقرر فرمایا تا کہ اس کے لئے تیاری کر لیں اور طلب سے جو نصیحت حاصل ہو وہ دل کو زیادہ متاثر کرتی ہے۔ اس نصیحت کی بنسبت جو بلا مشقت حاصل ہو۔ **فعلمهن:** ان کی ضرورت کے احکامات سکھائے۔ **ثم قال ما منكن:** پھر ان کے مطلب پر بطور خوشخبری اضافہ فرمایا۔ **ما منكن من امراة:** سے مراد مسلمان عورتوں میں سے کوئی ایک عورت ہے۔ **من الولد:** یہ مفرد و جمع مذکر و مونث سب کو شامل ہے۔ **الا كانوا:** بعض روات بخاری میں کن کا لفظ ذکر کر دیا وہ باعتبار نفس یا نسمہ کے ہے۔ **لها حجابا من النار:** پہلا ظرف کان سے متعلق لغو ہے اور حجابا سے حال بھی بن سکتا ہے۔ یہ اس کا وصف تھا مقدم ہونے کی وجہ سے حال کا اعراب دیا گیا۔ (۲) دوسرا ظرف محل صفت میں ہے۔

قرطبی کا قول: تین سے خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کثرت کا یہ پہلا مرتبہ ہے۔ جتنی مصیبت بڑی اتنا اجر زیادہ اور اگر اس سے زیادہ ہوں گے تو عادت کی طرح ہونے سے مصیبت آسان ہو جائے گی۔ مگر ابن حجرؒ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا تین کی موت پر کلام کو بند کرنا درست نہیں جس کے چار یا پانچ مر گئے تین تو اس کے ضرور فوت ہوئے۔ جب تین پر اجر ثابت ہے تو چوتھے کی موت اگر اجر کو نہ بڑھائے تو کم تو نہ کرے گی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تین سے اوپر والے تو بدرجہ شامل ہیں۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ انہوں نے چار یا اس سے زائد کا سوال نہیں کیا کیونکہ وہ معلوم و معروف کی طرح ہے۔ **فقالت امراة**

واثنین: یہ عورت ام سلیم والدہ انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا طبرانی کی روایت میں ہے کہ اسی نے دو کے متعلق دریافت کیا اور ام مبشر انصاریہ کی طرف سے بھی یہ سوال مذکور ہے وہ بھی طبرانی نے نقل کیا ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ام ایمن کا تذکرہ بھی ملتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے سوال منقول ہے اور ابن بشکوال نے نقل کیا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بھی سوال کرنے والیوں میں شامل ہیں۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں ممکن ہے کہ سب نے سوال کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ مواقع و واقعات متعدد ہوں کیونکہ جب آپ ﷺ سے تین کے بعد دو کا سوال ہو تو آپ ﷺ نے دو کا ذکر کیا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ وحی کے ذریعہ تھا۔ ابن بطال نے اس کو زیادہ پختہ بات قرار دیا۔ اگر یہ اسی طرح ہو تو پھر تین پر اکتفاء بعید بات ہے کیونکہ مفہوم تو دو کو بھی خارج کر رہا ہے اور یہ بات ان کے ہاں ہے جو مفہوم عدد کو معتبر قرار دیتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہے کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اس کے متعلق سوال کیا' اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ بھی اور ان کی روایت حاکم و بزار نے نقل کی ہے۔ اس میں کوئی استبعاد نہیں کہ واقعات کئی ہوں کیونکہ عورتوں کے خطاب کا علم ضروری نہیں کہ مردوں کو بھی ہو۔ اثنین کا لفظ مسلم میں وارد ہے بخاری میں اثنان ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: **وما حکم اثنین؟ ای اذا مات اثنان ما الحکم؟**: یہ اس بناء پر جبکہ مفہوم کا عدد کا اعتبار نہ کیا جائے اگر اس کا اعتبار ہو تو تین کے علاوہ کا حکم اٹھ جائے گا لیکن اس نے اس کو جائز قرار دے کر سوال کیا (کذا قالہ العیاض) مگر ابن حجرؒ نے اس کی تردید کی کہ ظاہر کلام سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مفہوم عدد کا اعتبار کیا اگر اعتبار نہ کرتیں تو دو کا سوال نہ کرتیں مگر درست بات یہ ہے کہ مفہوم عدد کی دلالت قطعی نہیں بلکہ محتمل ہے۔ اسی وجہ سے اس نے یہ سوال کیا۔ **فقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم واثنین**: یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ دو کا حکم بھی اس طرح ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے: **اذا مات اثنان فالحکم کذلک**: یہ ثلاثہ اور اثنین کے حکم میں برابری کو ظاہر کرتا ہے۔ ابن بطال کی یہ بات پہلے گزری کہ اسی وقت یہ آپ ﷺ کو وحی کی گئی اور وحی کا ہونا کچھ بعید نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو پہلے معلوم ہو لیکن آپ ﷺ نے ان کے بھروسہ کر لینے کے خطرہ سے ان کو واضح نہ فرمایا کیونکہ تین کی بجائے دو کی موت تو کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جیسا حدیث معاذ رضی اللہ عنہ میں شہادت بالتوحید کے سلسلہ میں واقع ہوا۔ پھر جب آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے بتلا دیا۔ (فتح الباری)

تخریج: اخرجه احمد (٤/١١٢٩٦) والبخاری (١٠١) و مسلم (٢٦٣٤) وابن حبان (٢٩٤٤) والبیهقی (٦٧/٤)

الفرائد: ① بعض سبق عورتوں سے مخصوص ہیں ② جس عورت کے تین چھوٹے بچے مر جائیں اس کی عظیم فضیلت بشرطیکہ ثواب کی نیت اور صبر کرنے والی ہو۔

۱۲۵: بَابُ الْبُكَآءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقُبُوْرِ الظَّالِمِيْنَ مَصَارِعِهِمْ وَاِظْهَارِ الْاِفْتِقَارِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذٰلِكَ

باب ۶۷: ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار

مصارعھم: جہاں ان پر عذاب اترا۔ یعنی دل میں خوف ہو اور اس کے آثار ظاہری بدن پر خضوع و بکاء کی صورت میں ہو۔ **الا فتقار:** انتہائی محتاجی کو ظاہر کرنا۔ **التحذیر:** غفلت سے بچنا۔

۹۵۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ – يَعْنِيْ لَمَّا وَصَلُوا الْحِجْرَ : دِيَارَ ثَمُوْدَ – "لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَّا أَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ :"لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ" ثُمَّ قَنَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ۔

۹۵۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا: جب کہ وہ حجر کے مقام پر پہنچے۔ "یہ قوم ثمود کا علاقہ ہے۔" "تم ان معذب قوموں کے علاقوں میں داخل نہ ہو۔ مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اگر تم رونے والے نہ ہو تو ان پر مت داخل ہو۔ کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مقام حجر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ پھر آپ نے سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کی رفتار کو تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔

وصلوا الحجر دیار ثمود: الحجر کا عطف بیان ہے۔ یہ قوم صالح کا وطن ہے جو کہ مدینہ اور شام کے درمیان میں واقع ہے۔ یہ ۹ھ سفر تبوک کا موقعہ تھا۔ **لا تدخلوا:** ان کے مکانات میں یا ان کے قبرستانوں میں۔ **الا ان تکونوا:** کا استثناء عام احوال سے ہے یعنی تم کسی حال میں بھی داخل مت ہو مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسی پر اکتفاء کرو بلکہ داخلے کے ہر جزو میں یہ حالت طاری رہنی چاہئے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ وہاں بالکل نہ اترے۔ ان میں داخلے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کے نزول کے مقامات ہیں۔ **لا یصیبکم:** یہ لان لا یصبکم: ہے تا کہ کہیں تمہیں وہ عذاب نہ پہنچ جائے۔ جیسا ان کو پہنچا۔ (۲) یہ نہی بمعنی خبر بھی ہو سکتی ہے اور بخاری نے کتاب التفسیر اور الانبیاء

میں ان یصبکم: کے الفاظ نقل کیے ہیں: ای خشیة ان یصیبکم: اس سے وجہ اول کی تائید ہوتی ہے۔ وجہ خشیت یہ ہے کہ ابتداء میں رونا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کی وجہ تفکر و عبرت حاصل ہوگی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان احوال میں تفکر و سوچ و بچار کا حکم دیا جو تقدیر الٰہی سے بکاء کو لازم کرنے والے ہیں کہ ان لوگوں کو زمین میں اقتدار ملا طویل مدت مہلت میسر آئی پھر ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پلٹنے والے ہیں پس اس سے بے خوف نہ ہونا چاہئے جیسے کہ اس کا انجام بھی انہی کی طرح ہو جائے۔ جو آدمی وہاں سے گزرا اور اس بات کو نہ سوچا جو رونے کو لازم کرنے والی ہے اور ان کے حال سے عبرت نہ پکڑی تو وہ بے پروائی میں ان جیسا ہو گیا کیونکہ یہ چیز اس کی سخت دلی اور عدم خشوع پر دلالت کرتی ہے۔ پس کیا معلوم کہ یہ چیز اس کو ان جیسے عمل کی طرف کھینچ لے جائے اور وہ انہی جیسے عذاب کا حقدار بن جائے۔ پس اب یہ اعتراض بالکل ختم ہو گیا کہ جو ظالم نہیں اس کو ظالموں والا عذاب کس طرح پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس طرح وہ بے خوف نہیں کہ ظالم قرار پائے اور اس پر اس کو عذاب پیش آ جائے۔ (فتح الباری)

روایت کا فرق: ظلموا انفسهم: یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کر کے انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ انہوں نے صالح علیہ السلام کو جھٹلایا تو گویا سب انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا کیونکہ ان کی دعوت و پیغام ایک ہے۔ شرائع میں اختلاف نقصان دے نہیں۔ ثم قنع رأسه والسرع السير حتى اجاز الوادی: آپ ﷺ نے سر مبارک کو ڈھانپ لیا اور رفتار کو تیز کر لیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔ اس میں اس بات کی ممانعت فرمائی کہ عبرت کے علاوہ معذب مقامات پر آدمی داخل ہو اور اگر گزرنا پڑے تو جلدی سے گزر جائے۔ وادی کی جمع اودیہ ہے دو ٹیلوں اور پہاڑوں کے درمیان راستہ اور پانی کی گزرگاہ۔

تخریج: اخرجه احمد (۲/۵۲۲۵) والبخاری (۳۳۸۰) و مسلم (۲۹۸۰) وابن حبان (۶۱۹۹) والبیهقی (۲/۴۵۱)

الفرائد: ① ظالموں کے علاقہ سے گزرتے ہوئے ان کے عذاب کا مراقبہ کر لے اس مقام سے ڈرتا اور روتا ہوا گزرے ② اگر ان پر شفقت یا عذاب سے رونے والا نہ ہوگا تو قاسی القلب ہے۔ (خطابی)

کتاب آداب السفر

۱۶۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَاسْتِحْبَابِهٖ اَوَّلَ النَّهَارِ

بَاب: جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا

السفر: یہ سافر کا اسم مصدر ہے قطع مسافت کو کہتے ہیں۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان کوچ کرے یا دوڑ کی مسافت سے زیادہ کا قصد رکھتا ہو۔ عرف عام میں گھڑ دوڑ کی مسافت کو سفر نہیں کہتے (المصباح) اس کو سفر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے اخلاق سے پردہ اٹھاتا ہے۔ سفر اصل تو ایک دن کا ہے گویا یہ اس آیت سے لیا گیا: ﴿ربنا باعد بين اسفارنا﴾: تفسیر میں ہے کہ ان کا قلیل ترین سفر ایک دن کا تھا ایک مقام میں قیلولہ اور دوسرے مقام پر رات گزارتے اور زادِ راہ کی ضرورت نہ پڑتی

اس کی جمع اسفار ہے۔

الخمیس: اس کو خمیس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہفتے کا پانچواں روز ہے۔ اول النہار: اگر وہ نکلے تو صبح سویرے ورنہ جس دن اور جس وقت نکلے درست ہے۔

٩٥٦ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ' وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ ' لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ۔

۹۵۶: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر پسند فرمانے لگے۔ (بخاری' مسلم)

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ بہت کم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں سفر فرماتے۔

و کان یحب: یہ جملہ حالیہ ہے۔ آپ نے چونکہ اسی دن سفر شروع کیا اسلئے افضل یہ ہے کہ اسی دن نکلے پھر سوموار پھر ہفتہ۔ دوسری روایت: فلما: یہ ما کافہ ہے تاکہ وہ جملہ فعلیہ پر داخل ہو سکے۔ الا یوم الخمیس: یہ پہلی روایت کے بعد اس لئے لائے تاکہ یہ ثابت کریں کہ جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور محبت نبوی کا تقاضا ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٢٩٥٠) و ابو داود (٢٦٠٥)

الفرائد : ① جمعرات کو سفر مستحب ہے۔ بقول تورپشتی اس دن کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ اس دن اعمالِ عباد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوئے ہیں اور آپ کے تمام اسفار اللہ تعالیٰ کے لئے تھے اور اسی کی طرف تھے۔ پس اس میں عمل کا اٹھایا جانا پسندیدہ بات ہے ② ہفتہ کے دنوں کا تکمیل دن ہے ③ خمیس اچھے اسماء میں سے ہے آپ اسماء سے اچھا گمان لیتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کی حفاظت بقول قاضی عیاض اس سے آپ دشمن پر غلبہ کا تفاول لیتے تھے یا اس میں غنیمت کا خمس لیا جاتا ہے۔

٩٥٧ : وَعَنْ صَخْرِ ابْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا" وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْجَيْشًا بَعَثَهُمْ مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ – وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا' وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۵۷: حضرت صخر بن وداعۃ الغامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے میں برکت عنایت فرما۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے لشکر یا بڑے لشکر کو بھیجتے تو ان کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے۔ یہ حضرت صخر تاجر تھے۔ یہ بھی اپنے مال تجارت کو دن کے پہلے حصے میں بیچتے۔ (اس کی برکت سے) مالدار ہوگئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

صخر بن وداعه غامدی: رضی اللہ عنہ یہ غامد کی طرف نسبت ہے جو کہ ازد کا ایک قبیلہ ہے۔ اس کا نام عمرو بن کعب بن حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نضر بن ازد ہے۔ بعض نے کہا کہ انہی کو غامد کہا جاتا ہے کیونکہ قوم میں اختلاف تھا اس نے ان میں صلح کرادی اور وہ آپس میں جڑ گئے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں۔ یہ صخر حجازی ہیں طائف میں اقامت اختیار کر لی۔ ان سے عمار بن حدید سے ہی روایت نقل کی ہے۔ سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہے۔ ان سے دو احادیث مروی ہیں (مختصرا للتلقیح) برقی نے کہا ان کی صرف ایک روایت ہے۔ ان کا عام وفات معلوم نہیں۔ **اللهم بارك:** اے اللہ عظیم و کثیر برکت نازل فرما۔ **بکورها:** بکر بکورا اور غدا غدوا یہ ابتداء دن کے لئے استعمال ہوتے ہیں (المصباح) اس کا صلہ علیٰ الیٰ فی کے ساتھ جس صورت میں آئے معنی ایک ہے۔ **اتاه بکره:** کہ وہ صبح سویرے آیا۔ بکرہ و غدوہ میں ضمہ اول آتا ہے۔ **یبعث تجارته:** حصولِ برکت کے لئے تجارتی قافلہ صبح سویرے روانہ کرتے۔ **فاثری:** وہ مالدار ہو گئے۔

ایک تعقیب: ترمذی نے تو یہ کہہ دیا ان کی اور کوئی روایت معروف نہیں مگر ابن حجر کہتے ہیں طبرانی نے روایت نقل کی جس کے آخر میں ہے: ''**لا تسبوا الاموات**''۔

تخریج : ترمذی، احمد، نسائی فی السیر، ابن ماجه فی التجارات، یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بھی ترمذی نے نقل کی ہے (اطراف)

الفوائد : ① خیر کی راہوں مثلاً علم، کسب، سفر سفر اول دن میں تلاش کرنا چاہئے کیونکہ وہ برکت کا وقت ہے ② دن کے شروع میں آپ لشکر روانہ فرماتے ③ جس نے اس مبارک طریقہ کو پایا اس نے خیر کو پالیا۔

۱۶۷ : بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ وَتَأْمِيْرِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيْعُوْنَهٗ

بَاب : رفقاءِ سفر کا تلاش کرنا اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب

طلب ابر فقه: مسافر ساتھی تلاش کرے جس کے ساتھ سفر کر سکے، رفقہ کو رفقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو سہولت ملتی ہے۔ **تامیرهم:** اس کو امیر بنانا بہتر ہے جو سفر کے معاملات سے واقف ہو اور سمجھ دار ہو۔ **یطیعونه:** امیر بنانے کی حکمت کے لئے یہ جملہ مستانفہ لایا گیا ہے۔ یہ جملہ واحد کی صفت بھی بن سکتا ہے۔ یعنی مناسب یہ ہے امیر وہ ہو جو اپنی ہیبت و جلال کی وجہ سے مطاع ہو۔

۹۵۸ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهٗ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۵۸: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کا

نقصان اتنا جان لیتے جتنا میں جانتا ہوں کبھی کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔ (بخاری)

الوحدة: یعنی اکیلے سفر اختیار کرنا۔ **ما اعلم**: جو چیز میں جانتا ہوں۔ (۲) جہاں مجھے علم ہے۔ اس عبارت میں اکیلے سفر کرنے کے متعلق کس قدر احتیاط بتلائی گئی ہے۔ وہ بیان میں نہیں آ سکتیں۔ ان اپنے مدخول کے ساتھ فعل شرط کا فاعل ہے۔ ای **لو ثبت علم الناس ما اعلم من ضرر الوحدة الدنیوی و الدینی کحرمانه من الصلاة بالجماعة وعدم من یعینه فی حوائجه**: اگر لوگوں کو وہ دینی دنیوی ضرر معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو کبھی اکیلے سفر نہ کریں۔ جیسے جماعت سے محرومی' ضروریات میں مددگار کا میسر نہ ہونا اور راستے میں بسا اوقات بیمار پڑ جانا۔ پھر وہاں اس کی تیمارداری والا کوئی نہیں' اگر فوت ہو جائے تو اس کے معاملات وراثت کا کون ذمہ دار ہو جو سامان اس کے گھر والوں تک پہنچائے۔ اگرچہ یہ باتیں دوسرے ساتھی سے حاصل ہو جاتی ہیں مگر تین بہتر ہیں۔ حدیث میں فرمایا: "الثلاثة رکب"۔ **سار راکب بلیل**: رات کی قید اضافہ ضرر کی وجہ سے لگائی گئی کہ ایک تو اکیلا ہے اور دوسرا رات کا اندھیرا بھی اپنے ضرر کے ساتھ شامل ہے۔ **وحدہ**: یہ راکب سے حال ہے حال چونکہ نکرہ آتا ہے تو ضمیر کی طرف اضافت کی وجہ سے اس میں تعریف نہیں آتی۔ یہ جمہور کا قول ہے۔ بعض نے لیل کے لفظ سے یہ مفہوم لیا کہ اکیلے سفر رات کو درست نہیں دن کو درست ہے۔ حدیث میں علم معرفت کے معنی میں ہے (شرح للمشارق مثال)

تخریج : اخرجه احمد (۲/٤٧٧٠) والبخاری (۲۹۹۸) والترمذی (۱٦٧٩) والدارمی (۲/۲۸۷) وابن حبان (۲۷۰٤) وابن خزیمة (۲٥٦۹) والنسائی (۸۸٥۱) والحاکم (۲٤۹۳) والبیهقی (٥/۲٥۷) وابن ماجه (۳۷٦۸) وابن ابی شیبة (۹/۳۸)

الفوائد : اکیلے رات کو سفر میں ہلاکت کا خدشہ ہے کیونکہ مسافر کو خوف و وحشت پیش آتا ہے۔

٩٥٩ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ ' وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ ' وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ ' وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ ' وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

۹۵۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکیلا سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار' دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔

ترمذی نے کہا یہ روایت حسن ہے۔

جدہ: سے شعیب کے دادا عبداللہ بن عمرو مراد ہیں۔ **الراکب الشیطان**: راکب کا یہاں مفہوم مقصود نہیں جیسا ذکورت کا مفہوم مقصود نہیں۔ عورت' چلنے والا سب یہی حکم رکھتے ہیں۔ **یقول عراقی**: معنی یہ ہے کہ سوار کے ساتھ ایک شیطان ہے یا شیطان سے تشبیہ مقصود ہے کیونکہ اس کی عادت وادیوں اور غسل خانوں' طہارت خانوں میں الگ رہنے کی ہے۔ خطابی کہتے ہیں اکیلے سفر شیطانی حرکت ہے اور اس پر شیطان آمادہ کرتا ہے۔ اسی لئے اس کے کرنے والے کو شیطان کہہ دیا۔ اسی طرح دو جن

کے ساتھ تیسرا نہ ہو۔ والثلاثۃ رکب: جب تین ہوں گے تو مصائب سفر پر ایک دوسرے کے معاون ہونگے اور ایک دوسرے کی تکلیف کا ازالہ کرینگے۔ اصل میں رکب اونٹ والوں کو کہتے ہیں۔ اونٹ گھوڑے اور خچر والوں کا ایک ہی حکم ہے۔

تخریج : اخرجه مالك (۱۸۳۱) واحمد (۲/۲۷٦۰) و ابو داود (۲٦۰۷) والنسائی (۵/۸۸٤۹) والحاكم (۲/۲٤۹٦)

الفرائد : تین جماعت ہے اور برکت ان کے ساتھ ہے۔

۹٦۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا خَرَجَ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ حَدِیْثٌ حَسَنٌ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹٦۰: حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی سفر پر جائیں تو ایک کو وہ امیر بنالیں۔'' حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد نے احسن سند سے روایت کی ہے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس لئے مقدم کیا کہ وہ پہلے اسلام لائے۔ اگرچہ روایات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیادہ ہیں۔ اذا خرج ثلاثۃ: ظاہر حدیث سے مفہوم عدد کا اعتبار معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے اس کو لازم قرار دیا ہے۔ بعض نے کہا کہ دو کو تین پر قیاس کرنا بعید نہیں اور اس بات کے منافی نہیں کہ وہ دونوں دو شیطان ہوں یعنی اس کی طرح ہوں۔ فی سفر: اگر وہ کراہیت والا سفر ہو۔ فلیو مروا: انہیں اسباب سفر مہیا کرنے کو کہا جائے گا وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں اگر وہ فاسق ہو کیونکہ یہ امارت دونوں ساتھیوں کی رضا سے ہے۔ فاسق فلایت شرعیہ میں مستحق ولایت نہیں اور بوقت ضرورت اس کی ولایت ختم نہ ہوگی۔ اگرچہ افضل کی ولایت زیادہ بہتر ہے۔ جس کی رائے بھی اچھی ہو۔ جب تعارض ہو تو ذی رائے کو مقدم کیا جائے گا کیونکہ سفر میں امارت کا مقصد مصائب سفر سے حفاظت ہے۔ یہ امیر انقطاع سفر سے معزول ہو جائے گا یا کسی شدید غلطی سے بھی معزول ہو جائے گا یا اقامت اختیار کرنے سے بھی معزول ہو جائے گا۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۲٦۰۸)

الفرائد : تین ہوں گے تو ان پر ایک امیر بنایا جائے گا۔

۹٦۱ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "خَیْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَخَیْرُ السَّرَایَا اَرْبَعُ مِائَةٍ ' وَخَیْرُ الْجُیُوْشِ اَرْبَعَةُ الٰافٍ ' وَلَنْ یُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۹٦۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین ساتھی چار ہیں' بہترین چھوٹا لشکر چار سو کا ہے' بہترین بڑا لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا لشکر محض تعداد کی کمی سے ہرگز مغلوب

نہ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

ترمذی نے کہا حدیث احسن ہے۔

الصحابة: یہ صاحب کی جمع ہے اس کی جمع صحب' اصحاب' صحابہ آتی ہے (المصباح) ازہری کہتے ہیں صاحب اور صحب اس کو کہتے ہیں جس کو مجلس میسر ہو۔ **اربعة:** غزالی کہتے ہیں کہ یہ چیز بلا عیب وریب ہے کہ چار کی تخصیص کا فائدہ یہ ہے کہ مسافر کو محافظ اور معاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر تین ہوں گے تو آنے جانے والا سفر میں اکیلا آئے جائے گا۔ پس وہ دلی تنگی سے تو محفوظ نہیں رہ سکتا اور اگر دو چلے جائیں تو سامان کے پاس اکیلا رہ جائے گا۔ یہ بات بھی خطرے سے خالی نہیں اور دلی تنگی سے بچا ہوا نہیں۔ چار سے کم میں مطلب پورا نہیں ہوتا اور اس نے زائد تو ضرورت سے زائد ہیں اور جو اس سے استغناء اختیار کرتا' ہمت اس کا رخ نہیں کرتی پس بہترین ساتھی چار ہیں اور ابن رسلان کہتا ہے کہ الف لام عہد کا بھی ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے بہتر چار ہیں۔ اس سے مراد خلفاء راشدین ہوں مگر پہلا مطلب راجح ہے۔ عاقولی نے خلفاء ہی مراد لئے ہیں اور ان چار کی برکت چار ساتھیوں میں سرایت کرے گی۔ پس مطلق چار بھی خیریت والے ہوں گے واللہ اعلم۔ **خير السرايا:** یہ سریہ کی جمع لشکر کا چھوٹا حصہ یہ لشکر سے نکل کر اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں سریہ چار سو سواروں کا دستہ۔ اس کو خیر السرایا فرمایا گیا۔ سری۔ یسری رات کو چلنا۔ یہ فعیلہ بمعنی فاعلہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کو سریہ کہتے ہیں مگر ابن اثیر نے اس کو ضعیف قرار دیا اور کہا کہ ان کو اس لئے سریہ کہتے کیونکہ یہ لشکر کا خلاصہ ہوتا ہے۔ السری۔ نفس' سردار۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے تحدید عدد مقصود نہیں اہل بدر خیر السرایا اور اصحاب طالوت خیر السرایا۔ ان کی تعداد تین سو سے چار سو اور پانچ سو تک ہے۔ (ابن رسلان) مگر مقصود سے یہ بات بعید ہے بس اس قدر کہا جائے گا کہ سریہ کی تعداد کا بہترین مرتبہ یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے کم ہو تو مقصد حاصل نہیں اور زیادہ تو حالت سے زائد ہے اور اس کی فضیلت امور خارجیہ کی وجہ سے ہے جو کہ تحدید کے خلاف نہیں۔ **اربعة الآف:** کو خاص کرنے کی وجہ بھی وہی ہے جو اربعہ مالہ میں ذکر کی گئی اور لشکر کے یہ اجزاء ماقبل کی مناسبت سے ہیں۔ **من قلة:** یہ من تعلیلیہ ہے۔ یہ قلت تعداد سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ البتہ اور وجہ مغلوبیت کی ہو سکتی ہے مثلاً خود پسندی' تزیین شیطان وغیرہ عسکری کی روایت میں خیر الطلائع اربعون کے الفاظ بھی ہیں۔

تخريج : اخرجه احمد (١/٢٦٨٢) و ابو داود (٢٦١١) والترمذی (١٥٦١) وابن حبان (٤٧١٧) وابن خزيمة (٢٥٣٨) والحاكم (٢/٢٤٨٩) و ابو يعلى (٢٥٨٧)

الفوائد : ① خیریت اس امت کی کثرت میں ہے اور اس کے اللہ تعالیٰ کی محبت پر جمع ہونے میں ہے ② اگر بارہ ہزار لڑنے والے جمع ہو جائیں تو وہ قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں اور کوئی وجہ مغلوبیت کی بن جائے تو الگ بات ہے۔ مثلاً جیسا کہ منافقت وغیرہ۔

۱۶۸ : بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمُبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ

السُّرٰی وَالرِّفْقِ بَالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلِحَتِهَا وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَّةِ اِذَا کَانَتْ تُّطِیْقُ وَاَمْرِ مِنْ قَصَّرَ فِیْ حَقِّهَا بِالْقِیَامِ بِحَقِّهَا

بَاب: سفر میں چلنے' ستانے' رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام وراحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینے کا جواز اور اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے

المبیت: رات گزارنا یہ مصدر میمی ہے۔ فی السفر: ظرف کائنات فیہ سے متعلق ہے۔ السری: رات کو سفر کرنا۔ الرفق بالدواب: طاقت سے زیادہ نہ ان پر بوجھ ڈالیں اور نہ طاقت سے زیادہ تیز چلائیں۔ مصلحتها: جو اس کے لئے مناسب ہوں۔ بالقیام بحقها: واجب حق میں کوتاہی ہو وجوباً پورا کریں اور استحبابی امر میں کوتاہی تو استحباباً پورا کریں۔ الارداف: ضرورت کے وقت رضائے الٰہی کے لئے دوسرے کو پیچھے سوار کرلیں۔ تطیق به: اگر جانور طاقت رکھتا ہو ورنہ نہ بٹھائیں۔

۹۶۲ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ ، وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْجَدْبِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْهَا السَّیْرَ وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْیَهَا ، وَاِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَآبِّ وَمَاْوَی الْهَوَآمِّ بِاللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰی "اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اَیِ اَرْفُقُوْا بِهَا فِی السَّیْرِ لِتَرْعٰی فِیْ حَالِ سَیْرِهَا۔ وَقَوْلُهٗ ، "نِقْیَهَا" هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبِالْیَآءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ وَهُوَ : الْمُخُّ ، مَعْنَاهُ اَسْرِعُوْا بِهَا حَتّٰی تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ اَنْ یَّذْهَبَ مُخُّهَا مِنْ ضَنْكِ السَّیْرِ۔

"وَالتَّعْرِیْسُ" النُّزُوْلُ فِی اللَّیْلِ۔

۹۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم خوشحالی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین میں چلنے کا موقع دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو اس پر تیزی سے سفر کرو اور اس کا گودہ ختم ہونے سے پہلے منزل تک پہنچنے میں جلدی کرو اور جب تم رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر ٹھہرو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے ہیں اور رات کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانہ ہے۔ (مسلم)

اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا : چلنے میں اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تا کہ سفر کے دوران چر سکے۔

نِقْیَهَا: مغز اور گودہ پہ نون کے ساتھ اور ق کے سکون اور اس کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

مفہوم ان کا یہ ہے کہ ان کو تیز لے جاؤ تا کہ تم منزل تک ان کا گودہ ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ جو کہ راستے میں تنگی کی وجہ سے ختم ہوتا ہے۔

تَعْرِیْسُ رات کو پڑاؤ ڈالنے اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔

الخصب: یہ سمع باب سے ہے۔ وہ مکان جہاں گھاس وغیرہ خوب ہو۔ حظها من الارض: ان کو وقتاً فوقتاً چرنے دو۔ الجدب: خشک زمین۔ فاجتبوا الطریق: راہ سے ہٹ کر اترو۔ آگے فانها: سے اس کی علت بیان کی گئی ہے کیونکہ ان کو بنے ہوئے راستہ پر چلنے میں سہولت ہے۔ بسا اوقات اترنے والے کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ماوی: وہ کیڑوں کے ٹھہرنے کی جگہ وہ فطرۃً اس کے قریب بیٹھتے ہیں تا کہ گری پڑی خوراک کو حاصل کریں پس اس کی تلاش میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ ارفقوا بها: کا مطلب ان سے نرمی کرو چرنے میں رکاوٹ نہ کرو تا کہ چلتے چلتے وہ خوراک وسفر پورا کرلیں۔ نقیها: کا معنی مخ والی ہڈی یعنی قحط زدہ سرزمین تیزی سے سفر کرو تا کہ اونٹوں کا مخ برقرار رہتے ہوئے وہ اسے عبور کرلیں۔ نزول فی اللیل: سے نیند یا استراحت یا کسی بھی وقت میں نزول۔

تخریج : اخرجه مالك (۱۸۳٤) و مسلم (۱۹۲٦) وابو داود (۲٥٦۹) والترمذی (۲۸٥۸) وابن حبان (۲۷۰۳) وابن خزیمة (۲٥٥۰) والبیهقی (٥/۲٥٦) واحمد (۳/۸٤٥۰)

الفرائد: ① جانوروں سے بھی نرمی اور ان کی خبر گیری کرنی چاہیے ② راستہ میں پڑاؤ نہ ڈالے تا کہ اس کو تکلیف وایذاء نہ پہنچ جائے۔

۹٦۳ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِیْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰی كَفِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ: اِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهٗ لِئَلَّا یَسْتَغْرِقَ فِی النَّوْمِ فَتَفُوْتَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا اَوْ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا۔

۹٦۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ رات کو ٹھہرتے وہی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا کہ بازو کو کھڑا کرنا یعنی صرف کرنا اس لئے تھا تا کہ دین میں استغراق نہ ہو۔ جس سے صبح کی نماز اپنے وقت یا اصل وقت سے رہ جائے۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے نام سے متعلق اختلاف ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ ان کا نام حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ ہے۔ فعرس

بلیل: لیل کا تذکرہ کیا تا کہ معلوم ہو کہ رات کا کچھ حصہ باقی رہتے ہوئے تعریس فرماتے۔ **اضطجع علی یمینہ**: کیونکہ نفس اپنا نیند والا حق بقاء لیل کی صورت میں کرسکتا ہے۔ دائیں جانب بہترین جانب ہے جس پر سویا جاتا ہے۔ اس جانب دل معلق ہونے کی وجہ سے نیند میں مستغرق نہیں ہوتا پس نیند میں ڈوبتا نہیں۔ **قبیل الصبح**: جب رات کا صرف اتنا حصہ باقی ہوتا جس سے بدن کا نیند والا حصہ پورا نہ ہوسکتا تھا۔ **نصب ذراعہ**: اپنے دائیں بازو کو کھڑا کر کے سر مبارک اپنی ہتھیلی پر رکھتے۔ علماء کا قول نوم استغراق سے بچنے کے لئے یہ تدابیر اختیار فرماتے اور اس لئے بھی تا کہ نماز صبح فوت نہ ہو اگر کوئی بیدار کرنے والا ہو تو اس وقت سونا ممنوع نہیں اسی طرح نیند کا شدید غلبہ ہو کہ جس سے احساس ہی غائب ہے تو سو سکتا ہے یا اس کی عادت مسترہ پہلے جیسی ہو یا اسے کوئی بیدار کرنے والا ہو۔

تخریج : اخرجه مسلم (٦٨٣) والحاکم (١/١٦٣١)

الفرائد :اس روایت میں آپ ﷺ کے شروع رات اور آخر رات سفر میں آرام کی کیفیت ذکر کی گئی ہے۔

٩٦٤ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :"عَلَیْکُمْ بِالدُّلْجَةِ ، فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰی بِاللَّیْلِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اَلدُّلْجَةُ" اَلسَّیْرُ فِی اللَّیْلِ۔

۹۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم رات کو سفر کرو اس لئے کہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے''۔ (ابوداؤد)

صحیح سند سے۔

اَلدُّلْجَةُ :رات کو سفر کرنا۔

بالدلجة: رات کو سحری تک یا اس کے علاوہ ہو چلنا۔ **تطوی باللیل**: یہ فعل مجہول ہے۔ باقی کے معنی میں ہے یا سببیہ ہے۔ لپٹنا حقیقت میں ہے۔ اس کے بعض حصے بعض میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ ارشاد بھی وارد ہے: **"علیکم بالدلجة فان للّٰہ ملائکہ یطوون الارض للمسافر کم تطوی القراطیس"** (طبرانی)۔ بعض نے کہا یہ مجاز ہے کہ اس میں جانور جتنا سفر کرتے ہیں دن میں اتنا طے نہیں کرتے کیونکہ رات کی ٹھنڈک کی وجہ سے وہ چستی میں ہوتے ہیں۔ خصوصاً رات کا آخری حصہ کہ جس میں کی جانے والی عبادات اور مباحات میں بہت برکت ہوتی ہے کیونکہ یہ تجلیات الٰہیہ کا وقت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **"ما سر باھللك بقطع من اللیل"**: ساری رات کی سیاہی میں چلنا جبکہ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہو۔ ابن رواحہ کہتے ہیں:

عند الصباح یحمد القوم السری ☆ وتنجلی عنھم غیابات السکری

حاصل: رات چلنے کی لوگ صبح تعریف کرتے ہیں اور نیند کے نشے ان سے چھٹ جاتے ہیں۔

پھر رات کے اول حصہ میں چلنے کی ممانعت وارد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"لا ترسلوا مواشیکم وصبیانکم اذا غابت الشمس حتی تذھب فحمة العشاء"**: یہ صحیح کی روایت ہے۔ بیہقی نے رات کے اول حصہ میں

سفر کو مکروہ قرار دیا ہے۔ مگر نووی کہتے ہیں مطلق کراہت تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ بہتر قول یہ ہے کہ کراہت نہیں۔ شیخ عبدالرؤف مکی نے کہا مواشی چھوڑنے کے کراہت سے بلامحافظ چھوڑنا مراد ہے۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۲۵۷۱) والحاکم (۱/۱۶۳۰)

الفوائد: ① رات کو سفر کرنا چاہئے کیونکہ رات کو زمین مسافر کے لئے سمیٹ لی جاتی ہے ② تضیع وقت اور مشقت سے کافی قدر بچ جاتا ہے۔

۹۶۵ : وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ — فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِّنَ الشَّيْطَانِ!" فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۶۵: حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مقام پر اترتے ہیں تو وہ گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا یہ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھرنا شیطان کی شرارت ہے۔''

اس کے بعد جس مقام پر بھی اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

ابو ثعلبه خشینی: رضی اللہ عنہ یہ اپنی کنیت سے معروف ہیں ان کا نام بعض نے جرثوم بعض نے جرثومہ بعض نے جرثم یا جرہم یا لاشر یالاش یالاسومہ یا ناسب یا یاسر یا عروق یا سواء یا زید یا اسود ہے۔ ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ بعض نے اس سے بہت پہلے خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ۴۰ھ میں انتقال کیا۔ صحاح ستہ نے ان کی روایت ذکر کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس روایات نقل کی ہیں۔ جن میں بخاری و مسلم میں چار ہیں تین متفق علیہ اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔ **نزلوا منزلا**: منازل سفر میں سے کسی جگہ اترتے۔ **تفرقوا فی اشعاب**: جمع شیعب۔ پہاڑ میں گزرگاہ کو کہا جاتا ہے (المصباح) **اودیه**: یہ وادی کی جمع ہے۔ دو پہاڑوں میں کھلی جگہ۔ ٹیلوں میں پانی بہنے کا راستہ۔ **ان تفرقکم فی هذه الشعاب**: یہ ظرف لغو مصدر سے متعلق ہے یا ظرف مستقر ہو تو حال یا صفت ہے یعنی تمہارا بکھرنا جب کہ وہ واقع ہو۔ اضافت تعریف جنس کو ظاہر کرتی ہے۔ **انما ذلکم**: ظرف کی وجہ سے فاصل زیادہ ہو گیا تو دوبارہ کم ضمیر لائے جیسا اس ارشاد میں: ﴿ایعدکم انکم اذا متم و کنتم ترابا و عظاما انکم مخرجون﴾: مشار الیہ تفرق ہے کم خطاب کا جمع مخاطبین کے لئے ہے اور من الشیطان یہ اس کی خبر ہے۔ یہ شیطان کے وسوسے اور اغواء کی وجہ سے ہے کیونکہ رفاقت کا مقصد تو سفر سواری نہ ہونے کی وجہ سے اور یا دوسرے مصائب پیش آ جاتے ہیں ان میں مدد کی خاطر ہے اور منتشر ہونا اس سے مانع ہے۔ **فلم ینزلوا**: اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت میں اکٹھے اترتے اور شیطان کی شرارت سے بھی محفوظ ہو گئے اور

رحمان کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی۔

تخریج : اخرجه احمد (٦/١٧٧٥١) وابو داود (٢٦٢٨) وابن حبان (٢٦٩٠) والحاكم (٢٥٤٠) والبيهقى (١٥٢/٩)

الفرائد :سفر میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے میں بے شمار فائدے ہیں۔سفر میں تفرق شیطانی حرکت ہے۔

٩٦٦ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو – وَقِيْلَ سَهْلِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ ' وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ ' رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا صَالِحَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٩٦٦: حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الحنظلیہ کے نام سے مشہور تھے اور وہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پشت پیٹھ سے لگی ہوئی تھی۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:''تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان پر سواری کرو اس حال میں کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ۔اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

سهل بن عمرو :بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو بن عدی بن زید انصاری بتلایا۔یہ خاندان اوس کی شاخ بنو حارثہ سے ہیں۔
ابن الحنظلیه: یہ ان کی والدہ کا نام ہے یا دادیوں میں سے کسی کا نام ہے۔اسد الغابہ میں یہ لقب ذکر کیا مگر والد کے متعلق اختلاف ذکر نہیں کیا۔(اسد الغابہ) **هو من اهل بيعة الرضوان**: یہ بیعت حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے پیش آئی۔یہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والے ذکر و نماز کثرت سے کرنے والے تھے۔جب تک مسجد میں رہتے نفل پڑھتے رہتے۔جب واپس ہوتے تو تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے یہاں تک کہ گھر پہنچتے۔دمشق میں سکونت اختیار کی خلافت معاویہ کی ابتداء میں وفات پائی۔کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ابن حجر نے ان کے والد کا نام ربیع ذکر کیا بعض نے عبید اور بعض نے عقیب بن عمرو اور بعض نے عدی لکھا ہے۔یہ زیادہ مشہور ہے۔یہ عدی بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی ہیں۔ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ حنظلیہ ان کی والدہ ہیں بعض نے دادی بتلائی ہے۔بعض نے کہا عمرو ان کی ام جدہ کا بیٹا ہے۔ابن سعد کہتے ہیں حنظلیہ یہ عمرو بن عدی کی والدہ ہے اور اس کا نام ام ایاس بن دارم تمیمیہ ہے۔چنانچہ عمرو کی تمام اولاد کو ابن حنظلیہ کہا جاتا ہے۔ان کے اولاد نہ تھی۔یہ بدر کے علاوہ تمام مشاہد میں موجود تھے(ابن سعد) مزی کہتے ہیں ان کو حنظلیہ کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی دادی بنی حنظلہ سے تھی جو کہ تمیم قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اطراف میں ان کی پانچ احادیث مذکور ہیں بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت نہیں۔ابن جوزی نے مختصرا تلقیح میں ان کو ان لوگوں میں شامل کیا جن سے تقی بن مخلد کی مسند میں ١٩ احادیث روایت کی گئی ہیں۔(التلقیح)
بعیر: یہ لفظ انسان کی طرح ہے نر و مادہ دونوں کے لئے آتا ہے اور جمل مذکر کے ساتھ خاص ہے اور ناقہ مونث کے لئے مخصوص

ہے (المصباح) لحق ظهره ببطنه: بھوک اور مشقت کی وجہ سے اس کا پیٹ کمر سے لگا ہوا تھا۔ اتقوا اللّٰہ: تقویٰ تو ہر ہر موقعہ پر لازم ہے۔ مگر یہاں خصوصاً بہائم کے سلسلہ میں تاکید فرمائی کہ ان کو تمہاری سواریاں بنایا گیا۔ بهائم: یہ بہیمہ کی جمع ہے کیونکہ وہ بات نہیں کر سکتے اور جو انسان اپنی بات پوری واضح نہ کر سکے اس کو اعجم' معجم و مستعجم کہتے ہیں (دمیری)۔ فاركبوها: یہ امر اباحت کے لئے ہے کہ جب یہ سواری کے لائق ہوں تو ان پر سواری کرو۔

اَلنَّحْوُ: صالحةً: یہ ضمیر مفعولی سے حال ہے۔ وکلوها: جب شرعی تذکیہ کرلو۔ صلاح اشارہ کیا جو اسباب کے تحت کھائے جانے کے لائق ہوں۔ البتہ وہ وقتی طور پر مستثنیٰ رہیں گے جو ہدی و نذر کے جانور ہوں' وہ ہدی بھیجنے والے کو کھانے درست نہیں۔ یہاں دو عام فائدے ذکر فرمائے سواری اور کھانا یا صلاحیت کے یہ دو نشان بتلائے جو کہ اہم ترین ہیں۔

تخريج : اخرجه احمد (٦/١٧٦٤٢) و ابو داود (٢٥٤٨) وابن حبان (٥٤٥)

الفوائد: ① جانوروں کی نگہبانی کرو تا کہ وہ سفر میں تمہارے کام آ سکیں ② اگر سفر کے لئے سوار ہو جاؤ تو ایسی حالت میں سواری کرو کہ وہ چلنے کے قابل ہوں۔ اگر چارہ کھانے کے لئے چھوڑنا چاہتے ہو تو دوڑاؤ تا کہ کھانے کے لائق ہو جائے۔

٩٦٧ :وَعَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ :اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ وَاَسَرَّ اِلَيَّ حَدِيْثًا لَّا اُحَدِّثُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ ' وَكَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهٖ هَدَفٌ اَوْ حَآئِشٌ نَخْلٍ – يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا مُخْتَصِرًا ' وَزَادَ فِيْهِ الْبَرْقَانِيُّ بِاِسْنَادِ مُسْلِمٍ هٰذَا بَعْدَ قَوْلِهٖ :حَآئِشُ نَخْلٍ – فَدَخَلَ حَآئِطًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا فِيْهِ جَمَلٌ ' فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ' فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهٗ – اَيْ سَنَامَهٗ – وَذِفْرَاهُ فَسَكَنَ ' فَقَالَ :"مَنْ رَّبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟" فَجَآءَ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ :هٰذَا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ :"اَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِيَّاهَا؟ فَاِنَّهٗ يَشْكُوْا اِلَيَّ اَنَّكَ تُجِيْعُهٗ وَتُدْئِبُهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ كَرِوَايَةِ الْبَرْقَانِيْ۔

قَوْلُهٗ "ذِفْرَاهُ" هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الْفَآءِ ' وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ – قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ :الذِّفْرٰى :الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يَعْرَقُ مِنَ الْبَعِيْرِ خَلْفَ الْاُذُنِ – وَقَوْلُهٗ "تُدْئِبُهٗ" اَيْ تُتْعِبُهٗ۔

٩٦٧: حضرت ابو جعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا اور میرے ساتھ راز داری سے ایک بات کی۔ جو میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کرتا' رسول اللہ ﷺ کو اپنی قضائے حاجت کے لئے کسی بلند چیز یا کھجور کے جھنڈ سے پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مسلم نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ اس طرح روایت کیا ہے علامہ برقانی سے مسلم کی روایت میں حَآئِشُ نَخْلٍ کے لفظ

فَدَخَلَ حدیث کے آخر تک یہ الفاظ نقل کیے۔ پھر آپؐ انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ جس میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو گڑگڑایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کوہان اور کان کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے' اسی وقت ایک انصاری نوجوان آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکاتا ہے۔ ابو داؤد نے برقانی جیسی روایت کی ہے۔

''ذِفْرَاهُ'': یہ لفظ ذال کے کسرہ اور فا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ مفرد مؤنث ہے۔

اہل لغت نے کہا کہ یہ اونٹ کے کان کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں پر اس کو پسینہ آتا ہے۔

تُدْئِبُهُ: تھکا دینا۔

ابوجعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما: یہ قریشی ہاشمی ہیں ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ اپنے والد کے ساتھ حدیبیہ سے مدینہ آئے۔ یہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب کے بھی بھائی ہیں کیونکہ ان کی والدہ یہی اسماء تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پچیس روایات بیان کی ہیں' دو متفق علیہ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ان کی عمر دس سال تھی۔ ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی ان کی عمر ۸۰ سال تھی (تقریب حافظ) اردفنی: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے سوار کیا۔ ذات: کا لفظ نفس شئی پر بولا جاتا ہے۔ صفات و اخلاق پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ اصل میں اسم اشارہ مؤنث ہے کبھی اس کو مستقل اسم بنا لیتے ہیں مثلاً ذات الشئی۔ (مقدمہ فتح الباری) خلفه: یہ اردف کی تاکید ہے اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے لائے کہ اردف سے مطلقاً سوار کرنا نہیں۔ اسر الی حدیث: میرے کان میں خفیہ بات کہی جو میں کسی کے سامنے ظاہر نہ کروں گا۔ کان احب: یہ کان کی خبر مقدم ہے۔ ما استتر به: قضاء حاجت کے لئے لوگوں کی آنکھ سے جہاں چھپا جا سکے۔ هدف: بڑا بلند ٹیلہ' جمع اهداف (ابن فارس' المصباح) حائش نخل: کھجوروں کا احاطہ۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ درختوں کا احاطہ کر لیتی ہے۔ جر جر: آواز نکالی اور آپ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ معجزہ نبوت ہے۔ مسح سرته: آپ نے اس کی کوہان پر تھپکی دی تو اس سے آواز بلند کر دی اور فرمایا: من رب هذا لجمل: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رب کا لفظ اضافت کے ساتھ دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ البتہ جب اس پر الف لام ہو تو پھر یہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر بولا جاتا ہے۔ لمن هذا لجمل: شاید آپ نے سوال کا اعادہ فرمایا کہ اس اونٹ نے آپ کو پہچان لیا اور آپ کو اس کی حالت پر بہت رحم آیا۔ فجاء فتی من الانصار: احمد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا دیکھو! یہ کس کا اونٹ ہے وہ کہتے ہیں میں نکلا اور اس کے مالک کو تلاش کرنے لگا۔ چنانچہ ایک انصاری جو اس کا مالک تھا وہ مل گیا' میں اس کو بلا لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس اونٹ کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا: اس کا کیا حال ہے' مجھے معلوم نہیں۔ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں اس کا کیا حال ہے۔ ہم نے اس سے کام لیا اور اس پر پانی لاد کر لاتے' یہاں تک کہ اس سے عاجز آ گیا۔ گزشتہ رات ہم نے مشورہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

ایسا مت کرو۔ ابن رسلان کہتے ہیں اس روایت میں تصریح ہے کہ جب اونٹ بوڑھا ہو جائے اور کام کے قابل نہ رہے تو اس کو ذبح نہ کیا جائے سوائے اس کے کہ اس کا گوشت کھانا ہو مگر شوافع سے اس کا ثبوت نہیں ملا۔ **فقال هذا ابى** : آپ نے فرمایا اس کی خدمت کے سلسلہ میں کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ از ہری کہتے ہیں **بهيمه** کا معنی عقل وتمیز سے مبہم ہو۔ مطلب یہ ہوا کیا بے زبان کے متعلق تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ وہ اپنی زبان سے بھوک' پیاس کی شکایت پیش نہیں کر سکتا۔ یہ اتق ربکہ سے زیادہ بلیغ ہے۔ **التى ملكك الله اياها** : ضمیر کی بجائے اظہار تقویٰ پر مزید آمادگی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا معصیت کی بجائے شکریئے واحسان سے سامنا کرو تا کہ انعام باقی رہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے (یہ معجزۂ نبوت ہے) کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے خوب مشقت لیتے ہو۔ **تدئبه** : کام میں تھکاتے ہو۔ احمدؒ کی روایت میں اس سے چارے کی قلت اور عمل کی کثرت کی شکایت کی۔ **ذفاره** : کان کا پچھلا حصہ جہاں اسے پسینہ آتا ہے۔ یہ لفظ مفرد مؤنث ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۱/۱۷۴۵) و مسلم (۳۴۲) و ابو داود (۲۵۴۹) وابن ماجه (۳۴۰) وابن ابى شيبة (۱۱/۴۹۳) و ابو يعلى (۶۷۸۷) وابن حبان (۱۴۱۱) وابن خزيمة (۵۳) والدارمى (۶۶۳) والحاكم (۲/۲۴۸۵) والبيهقى (۱/۹۴)

الفرائد : ① یہ معجزۂ نبوت ہے۔ اونٹ کی شکایت کو سن کر اس کی سفارش کی ② بہائم پر آپ کی شفقت کا یہ نمونہ ہے ③ قضاء حاجت کے وقت دور چھپ کر ضرورت پوری کرے ④ پیچھے بٹھانا جائز ہے۔

۹۶۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَّا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

وَقَوْلُهٗ "لَا نُسَبِّحُ" : اَیْ لَا نُصَلِّی النَّافِلَةَ ' وَمَعْنَاهُ اَنَّا مَعَ حِرْصِنَا عَلَى الصَّلٰوةِ – لَا نُقَدِّمُهَا عَلٰى حَطِّ الرِّحَالِ وَاِرَاحَةِ الدَّوَابِّ۔

۹۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب کسی مقام پر تو ہم اس وقت تک نفلی نماز نہ پڑھتے جب تک اونٹوں کے پالان نہ اتار لیتے۔ ابوداوٗدؒ اپنی سند اور شرطِ مسلم کے ساتھ بیان کیا۔

لَا نُسَبِّحُ : ہم نفلی نماز ادا نہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کا اتنا شوق رکھنے کے باوجود ہم اس کو کجاووں اور جانوروں کو آرام پہنچانے پر مقدم نہ کرتے۔

كنا اذا نزلنا : جماعت صحابہؓ کہتے ہیں جب سفر میں ہم کہیں اترتے ہیں۔ **لا نسبح** : نفلی نماز پڑھنا۔ **نحل الرحال** : جمع رحل۔ ہر وہ چیز سفر کے لئے تیار کی جاتی ہے (المصباح) مطلب یہ ہے کہ اونٹوں کو راحت پہنچانے کو نفلی نماز سے مقدم کرتے ہیں۔ سفر میں مطلق نفل مستحب ہیں۔ یہ عہد نبوی کے ساتھ خاص نہیں۔

تخریج : اخرجه ابو داود (۲۵۵۱)

الفرائد : یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جانوروں پر رحمت کا نمونہ ہے۔ ان کو کس طرح وہ راحت پہنچاتے اور ان کی خبر گیری کرتے تھے۔

۱۶۹ :بَابُ اِعَانَةِ الرَّفِيْقِ

بَاب: رفیق سفر کی معاونت

فِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيْثِ :"وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ" وَحَدِيْثِ :"كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَّاَشْبَاهِهِمَا :

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں
مثلاً وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ (الحدیث) اورحدیث ''ہر نیکی صدقہ ہے''۔
اوراسی طرح دیگر روایات۔

اعانت رفیق سے مراد ساتھ والے ساتھی کی معاونت کرنا اور سفری ساتھی کی اعانت کرنا۔ **ما كان العبد**: جتنی مدت یہ اپنے بھائی کی اعانت کرتا رہا۔ **معروف**: جومطلوب ہواور شرعاً معروف ہو۔ اس باب میں **والله في عون العبد**: اور **كل معروف صدقة** :جیسی بہت سی روایات ہیں۔

۹٦۹ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :بَيْنَما نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ ' فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ ' وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهٗ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹٦۹: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے جبکہ ایک سوار آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کے پاس بچا ہوا سفرخرچ ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سفرخرچ نہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی بھی بچی ہوئی چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

نحن في سفر: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک سفر میں تھے۔ **یصرف بصرہ**: دائیں بائیں نظر دوڑانے لگے جو مدد کے خواہش مند ہوں۔ **فضل ظھر** :اپنی ضرورت سے زائد سواری۔ **فلیعد به**: یعنی وہ ضرورت مند کو سوار کر کے ہمدردی کرے۔ اگر یہ عود سے ہوتو اپنی سواری کو لوٹا کر دوسرے کو سوار کرے۔ **فضل زاد**: ضرورت سے زائد زادِراہ ہو۔ اس سے مراد بطور احسان اس کو زادِراہ میں شریک کرنا ہے۔ **احناف المال**: یعنی جس کے پاس مال ہو وہ اس کو دے جس کے پاس نہ ہو۔ **للاحق لاحدمنا**: بچے ہوئے مال وغیرہ میں ہمارا حق نہیں رہ جاتا سے محتاج کو دینا واجب ہو جاتا ہے۔

تخریج : مسلم' احمد' ابو داود' ابو یعلی' ابن حبان (جامع کبیر)

الفرائد :باب الایثار والمواساۃ پر فرائد گزر چکے۔

٩٧٠ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اَرَادَ اَنْ يَّغْزُوَ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ، اِنَّ مِنْ اِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَّيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَّلَا عَشِيْرَةٌ فَلْيَضُمَّ اَحَدُكُمْ اِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةَ ، فَمَا لِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَّحْمِلُهُ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ يَعْنِي اَحَدِهِمْ قَالَ : فَضَمَمْتُ اِلَيَّ اثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً مَالِيْ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ اَحَدِهِمْ مِّنْ جَمَلِيْ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

٩٧٠: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے کا ارادہ کرتے تو فرماتے:
''اے مہاجرین وانصار کی جماعت تمہارے بھائیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں' جن کے پاس نہ مال ہے نہ خاندان ہیں تم میں سے کوئی ایک ایک' دو دو یا تین تین اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی۔ وہ بھی اس پر باری سے سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا۔ میرے اونٹ پر میری باری بھی اسی طرح تھی جیسے ان میں سے کسی ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

یا معشر: معشر' قوم' رہط' نفر' جماعت مردوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں عورتوں کے لئے نہیں۔ اس کی جمع معاشر ہے۔ **المهاجرين و الانصار** :اس کو سبقت فی الاسلام کی فضیلت کی وجہ سے مقدم کیا گیا۔ **عشيرة**: اس کا معنی قبیلہ ہے اس کا واحد لفظاً نہیں آتا' جمع عشیرات وعشائر آتی ہے۔ **فليضم احدكم اليه**: تنگی ووسعت کے حساب سے۔ **لاحدنا**: وہ مالدار جن کے پاس سواریاں پائی جاتی تھیں۔ **عقبه احدهم**: یعنی مالک ومسکین باری میں برابر ہوتے ہیں۔ **وما لي الا**: یہ جملہ ضممت کے فاعل سے حال ہے۔ **من جملي**: سے مراد اونٹ پر سواری ہے۔

تخریج : أخرجه اخرجه ابو داود (٢٥٣٤)

الفرائد :تنگ دست لوگوں کی معاونت کی شاندار صورت اور صحابہ کرام کی تعمیل کا عمدہ نمونہ ہے۔

٩٧١ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْ لَهُ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

٩٧١: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے اور کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے بٹھاتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

المسير: یہ مصدر میمی ہے مراد سفر میں چلنا۔ **فيزجي الضعيف**: کمزور کو چلاتے۔ **ويردف**: اور پیچھے سوار ہو جاتے اور برکت دعوت کے ذریعہ اس کی مدد کرتے۔

تخریج : أخرجه ابو داود (٢٦٣٩) والحاكم (٢/٢٥٤١)

الفوائد : اس کمزور وضعیف پر آپ کی شفقت ومہربانی کا تذکرہ ہے۔

۱۷۰ :بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلسَّفَرِ!

بَابٌ: سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟

اذا رکب: سفر کے لئے سواری پر سوار ہوتے ہوئے۔ سفر سے ہر سفر مراد ہے خواہ وہ کسی بھی نیت سے کیا جائے اور سفر کے علاوہ میں یہ دعائیں نہ پڑھی جائیں مگر آیت کا تقاضا یہ ہے۔ اس وقت بھی ذکر کرنا چاہئے اور سفر کا تذکرہ تو غالب جہت کے لحاظ سے ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ - لِتَسْتَوُوْا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا : سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾[الزخرف:۱۲-۱۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو یاد کرو۔ جب تم ان پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا ان کو ہم ان کو تابع بنانے والے نہ تھے اور ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

جعل: یہاں خلق کے معنی میں ہے۔ **ما ترکبون**: خواہ کشتیاں ہوں یا چوپائے۔ انعام کا واحد نعم ہے۔ اونٹ' گائے' بکریاں سب کو شامل ہے مگر یہاں اونٹ مراد ہیں۔ ماالذی کے معنی میں ہے ضمیر محذوف ہے۔ **ظھورہ**: جمع ظہر۔ لفظ جمع لائے اور ضمیر مفرد تو معنی کے لحاظ سے لائے۔ **نعمة ربکم**: اس کا وہ انعام جو اس نے تم پر کیا۔ **اذا استویتم علیه**: یہ تذکروا کا ظرف ہے اے وقت استوائکم علیه۔ **تقولوا سبحان الذی**: سوار ہوتے وقت کہو وہ ذات ان سب چیزوں سے پاک ہے جو حوادث سے متعلق ہیں یعنی سواری پر سوار ہونے اور شئی پر استقرار اختیار کرنے سے۔ **لهٗ**: ان چوپایوں کی تسخیر پر طاقت نہ رکھتے تھے۔ **لمنقلبون**: یہ غافل کو متنبہ کرنے کے لئے ذکر کیا کہ موت تو کبھی کبھی جانور سے گرنے اور جانور کے پھسلنے سے بھی پیش آجاتی ہے۔ موت کی یہ یاد اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور تمام مخالفتوں میں توبہ پر آمادہ کرے گی۔

۹۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ :"سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ - اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى -

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ" وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ : "اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰى "مُقْرِنِيْنَ" مُطِيْقِيْنَ – "وَالْوَعْثَآءُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمَدِّ وَهِيَ :الشِّدَّةُ۔ وَالْكَآبَةُ بِالْمَدِّ، وَهِيَ :تَغَيُّرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَّنَحْوِهٖ۔ "وَالْمُنْقَلَبُ" : الْمَرْجِعُ۔

۹۷۲: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اونٹ پر سفر کے لئے سیدھا بیٹھ جاتے ۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر کہتے ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا..... لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے تابع کر دیا' ہم ان کو تابع کرنے والے نہ تھے' بے شک ہم نے اپنے ربّ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔اے اللہ' ہم آپ سے اس سفر کی بھلائی اور تقویٰ مانگتے ہیں اور وہ عمل جس کو آپ پسند کرتے ہیں ۔اے اللہ ہم پر ہمارے سفروں کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے ۔اے اللہ تو اس سفر کا ساتھی ہے اور اہل کا تو ہی خلیفہ ہے۔اے اللہ سفر کی مشقت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' منظر کی پریشانی سے' مال میں بڑی تبدیلی سے' اہل اور اولاد میں بُری تبدیلی سے۔ جب واپس لوٹتے تو انہیں کلمات کو دہراتے اور کچھ اضافہ فرماتے ۔''ہم سفر سے لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے ربّ کی عبادت اور تعریف کرنے والے ہیں''۔(مسلم)

مُقْرِنِيْنَ :طاقت رکھنے والے اور وَالْوَعْثَآءِ واو پر زبر' عین پر سکون اور اس کے بعد ثا اور الف مدہ ہے یہ سختی کو کہتے ہیں اور الْكَآبَةُ مد کے ساتھ۔غم کی وجہ سے نفس میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔

مُنْقَلَبُ :لوٹنا۔

علی بعیرہ: یہ مقید کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہر سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہی پڑھنے کی طرف دعوت دی گئی ہے۔**السفر**: جو سفر بھی ہو مراد ہے۔**کبر**: سے تین مرتبہ اللہ اکبر کہنا مراد ہے۔

النَّحْوُ :**وما کنا له مقرنین**: یہ ھم مجرور سے جملہ حالیہ ہے۔

و انا الی ربنا لمنقلبون: یہ اسم کان سے جملہ حالیہ ہے یا اس کی خبر کی ضمیر سے۔پہلی صورت میں حال مترادف اور دوسری میں متداخل ہے۔**البر**: خیر وفضل یا طاعت والا عمل ۔**و التقوی**: یہ عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے جبکہ اس سے مراد فعل طاعت اور مخالفت سے باز رہنا ہو اور اگر اس سے مراد معصیت سے رکنا ہو تو پھر عطف مغایر کی قسم سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے اس لئے سوال کیا جا رہا ہے کہ سفر میں عموماً بر وتقویٰ چھوٹ جاتا ہے اگر اس کی توفیق شامل حال ہو تو یہ چیز برقرار رہ سکتی ہے۔**ما ترضی**: جس کو آپ ﷺ پسند فرماتے اور قبول کرنے والے ہیں۔ضمیر عائد محذوف ہے۔**هون علینا السفر**: یعنی سفر کی

مشقت کو آسان فرما۔ اطوعنا بعدہ: اس کی دوری کو حقیقتاً یا حکماً دفع فرما۔ انت الصاحب: آپ حفظ وعنایت سے ہماری مصاحبت فرما اور سفر کے مصائب میں حفاظت کو شامل حال کر دے۔ ہیثمی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر صاحب کا اطلاق فی السفر کی قید کے ساتھ درست ہے۔ اس کے علاوہ نہیں کیونکہ اسماء حسنیٰ تمام تر توقیفی ہیں اور ان تمام کا حکم بھی یہی ہے جو قید کے ساتھ وارد ہوتے ہیں۔ والخلیفۃ: جس پر معاملات میں اعتماد و بھروسہ کیا جائے۔ فی الاھل: اللہ تعالیٰ پر صاحب وخلیفہ کا اطلاق بلا قید درست نہیں۔ تورپشتی کہتے ہیں خلیفہ جو اصل کا نائب ہو مطلب یہ ہے کہ آپ ہی وہ ذات ہیں جس پر بھروسہ کرتا اور گھر سے غیر موجودگی میں جس پر امید رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ ان کی گندگی کا ازالہ فرمائیں گے اور ان کے بیمار کا علاج فرمائیں گے اور ان کے دین و امانات کی حفاظت فرمائیں گے۔ اعوذبک من وعثاء السفر وکابۃ المنظر: اس میں ہر ایسے منظر سے پناہ طلب کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں اکتاہٹ پیش آئے۔ گویا یہ اضافت مسبب الی السبب کی قسم سے ہے۔

سوء المنقلب: منقلب یہ مصدر میمی ہے۔ یعنی سفر سے پلٹنا اور وطن کی طرف آنا۔ اس بات سے پناہ طلب کی گئی کہ میں وطن واپس لوٹ کر کوئی برا منظر سامنے نہ دیکھوں۔ الاھل: اس سے مراد بیوی، خدام، نوکر وغیرہ۔ میرک کہتے ہیں اس میں اس بات سے پناہ مانگی گئی ہے کہ وہ اپنے وطن کی طرف اس حال میں لوٹے کہ وہاں اس چیز کا سامنا ہو جس سے وہ تکلیف کی وجہ سے پریشان ہو جو اسے سفر میں پہنچی یا پیش آنے والی ہے مثلاً سفر سے اس کا مقصود حاصل نہ ہو یا اس کے مال میں آفت پہنچے یا اپنے گھر میں آئے اور ان کو بیمار پائے یا بعض کو گم پائے (فوت شدہ) الحرز میں کہا گیا کہ یہ بھی اس میں شامل ہے کہ بعض کو معصیت میں مبتلا پائے۔ واذا رجع قالھن: جب لوٹنے لگے تو ان کلمات کو کہے اور اس کے شروع یا آخر میں یہ الفاظ بڑھائے۔ آئبون: یعنی ہم ساتھی لوٹ رہے ہیں۔

یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ تائبون: گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ غفلت سے ہم توبہ کرتے ہیں۔ اوّاب یہ انبیاء علیہم السلام کی صفات سے ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انه اوّاب﴾: اور ایمان والوں کی صفات میں فرمایا: ﴿انه کان للاوابین غفوراً﴾ عابدون لربنا: ظرف ماقبل عوامل کا تابع ہے۔ (۲) مابعد سے متعلق ہوسکتا۔ الوعثاء: شدت وسختی، کابۃ سخت رنج۔

تخریج : أخرجه احمد (۲/٦٣١٩) و مسلم (١٣٤٢) و ابو داود (٢٥٩٩) والترمذی (٣٤٥٨) وابن حبان (٣٦٩٥) والبیهقی (٢/٢٥١)

الفرائد : یہ ابتداء انتہاء سفر کی دعا ہے۔ سفر میں بر وتقویٰ کی طلب کی گئی۔ سفر کی صعوبتوں سے پناہ مانگی گئی۔

٩٧٣ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ، وَسُوْٓءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ – هٰكَذَا هُوَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ : "اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ" بِالنُّوْنِ ، وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ : وَيُرْوٰى "الْكَوْرُ" بِالرَّآءِ وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ – قَالَ الْعُلَمَآءُ :

وَمَعْنَاهُ بِالنُّوْنِ وَالرَّآءِ جَمِيْعًا : الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْتِقَامَةِ اَوِ الزِّيَادَةِ اِلَى النَّقْصِ: قَالُوْا : وَرِوَايَةُ الرَّآءِ مَاْخُوْذَةٌ مِنْ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ ' هُوَ كَفُّهَا وَجَمْعُهَا ' وَرِوَايَةُ النُّوْنِ مِنَ الْكَوْنِ ' مَصْدَرُ كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا : اِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ۔

۹۷۳: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی' ناپسندیدہ واپسی' کمال کے بعد زوال' مظلوم کی بددعا' اہل وعیال اور مال میں بُرے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

صحیح مسلم میں اسی طرح ہے۔ اَلْحُوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ ترمذی اور نسائی میں اسی طرح ہے۔
ترمذی نے کہا یہ اَلْكَوْرُ کے ساتھ بھی ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔
علماء نے فرمایا دونوں کا معنی استقامت یا اضافے سے کمی کی طرف ہے۔
علماء نے فرمایا کہ راوالا لفظ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ سے لیا گیا جس کا معنی لپیٹنا اور جمع کرنا ہے۔
نون والی روایت میں وہ اَلْكَوْنِ کا مصدر ہے جس کا معنی پانا اور قرار پکڑنا ہے۔

عبداللہ بن سرجس: رضی اللہ عنہ یہ نرجس کے وزن پر ہے اس کا منصرف وغیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ یہ بصرہ میں مقیم صحابی ہیں ان کی روایت ائمہ ستہ نے لی ہے۔ **المزنی:** قبیلہ مرینہ کی طرف نسبت ہے۔ یہ بنومخزوم کے حلیف تھے (تقریب) بقول ابن حزم وابن جوزی انہوں نے سترہ روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ مسلم نے منفرد تین روایات بیان کی ہیں۔ **اذا سافر:** (۱) ارادہ سفر مراد ہو (۲) سفر کا حقیقت میں شروع کرنا مراد ہو۔ **الحور:** بلندی کے بعد پستی سے اس لئے پناہ طلب کی کیونکہ بسا اوقات یہ جانور پر ظلم کرنے سے پیدا ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا پھر اس کو مارا پیٹا۔ یا قدرت سے بڑھ کر اس کو تیز چلنے پر آمادہ کیا یا اونٹ والے یا نوکروں کو مزدوری سے محروم کر دیا یا طے کر کے کم دی یا پھر اس وجہ سے استعاذہ کیا کہ اس مظلوم مسافر کی بددعا جو مددگار نہ پائے اور نہ فریاد کے وقت قریبی وقت اجابت پائے۔ **وسوء المنظر:** یعنی میں وہ دیکھوں جو مجھے برا معلوم ہو۔ **فی الاهل:** بیماری' موت یا اللہ کی معصیت میں مبتلا ہونا۔ **کون:** یہ لفظ کور بھی منقول ہے۔ معنی ایک ہے۔ مطلب اقبال سے ادبار ہی ہے اور کور تکویر عمامہ سے لیا گیا جماعت سے الگ ہونا' درستی کے بعد بگاڑ' کثرت کے بعد قلت یا ایمان سے کفر کی طرف رجوع یا طاعت سے معصیت یا حضور سے غفلت مراد ہو کیونکہ جس نے پگڑی کو بل دیا وہ سر پر جمع رہے گی اگر بل کھل گیا تو وہ بکھر جائے گی۔ تورپشتی نے کہا کور کا لفظ تو عام جماعت کے لئے نہیں آتا بلکہ صرف اونٹوں کے لئے آتا ہے مگر صاحب الحرز نے کہا استعارات کو ایک بات میں بند نہیں کیا جا سکتا مثلاً عطن کا لفظ اونٹ کے ساتھ خاص ہے مگر تنگی اخلاق سے کنائے کے لئے آتا ہے اور کون استقرار کے معنی میں ہے اور کان تامہ ہے۔ صاحب فائق نے کہا اس کا معنی اچھی حالت سے خراب کی طرف لوٹنا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱۳۴۳) والترمذی (۳٤٥٠) والنسائی (٥٥١٣) وابن ماجه (۳۸۸۸)

الفرائد: یہ سفر کے شروع کرنے کی دعا ہے۔اس میں بتلایا گیا کہ اپنی تمام حاجات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

٩٧٤ : وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ : شَهِدْتُّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِدَآبَّةٍ لِيَرْكَبَهَا ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِي الرِّكَابِ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ، ثُمَّ قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ : اَللّٰهُ اَكْبَرُ – ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ : "اِنَّ رَبَّكَ سُبْحَانَهٗ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ : اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ ، يَعْلَمُ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ : حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ۔

۹۷۴: حضرت علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔آپ نے رقاب میں پاؤں رکھ کر کہا۔بسم اللہ۔جب اس کی پشت پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ۔پھر کہا ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقَرِّنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾۔"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار بنانے والے نہ تھے بے شک ہم پروردگار کی طرف جانے والے ہیں"۔پھر الحمد للہ تین مرتبہ کہا۔پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا۔پھر یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ...... اِلَّا اَنْتَ۔ اے اللہ تو پاک ہے میں نے اپنے پر ظلم کیا۔پس تو مجھے بخش دے۔تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں۔پھر آپ ہنسے۔آپ سے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کیوں ہنسے؟ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔پھر آپؐ ہنسے تو میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کیوں ہنسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"بے شک تمہارا ربّ اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔جب وہ یوں کہتا ہے کہ"اے اللہ میرے گناہ مجھے بخش دے۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے گناہوں کو میرے سوا اور کوئی نہیں بخشے گا۔(ابوداؤد' ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کہا۔یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

علی بن ربیعہ: ان کے والد کا نام نضلہ والبی' ابوالمغیرہ ان کا لقب ہے یہ کوفہ کے باشندے ہیں ثقہ تابعین سے ہیں۔
شہدت: موجود ہونے کے معنی میں ہے۔**الدابۃ**: یہ اصل میں تو زمین پر رینگنے والے کے لئے تھا پھر عرف نے چار ٹانگوں والے کے ساتھ مخصوص کر دیا۔پس حمار' فرس' جمل کے لئے بولا جانے لگا۔**استوی**: جب اس کی پشت پر جم کر بیٹھ گئے تو اس

نعمت کے شکر یہ ادا کرتے ہوئے الحمدللہ کہا کہ جس نے اس کو مطیع بنایا اور اس کے شر سے بچا کر کامل مطیع کر دیا۔ **سخر لنا**: جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا۔ لام اجلیہ ہے۔ **له مقرنین**: ہم اس کو مسخر کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ **ثم قال**: اس انعام پر حمد وثناء کے بعد کہا الحمدللہ۔ یہ حمد غیر مقید ذکر کی تا کہ یہ ظاہر ہو کہ حمد کے مقابلے میں نعمت ضروری نہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے حمد کے حقدار ہیں اور اس کی تاکید کے لئے تین مرتبہ دہرایا تا کہ ظاہر فرما دیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا بس وہ تو حسب طاقت اطاعت پر مامور ہے۔ بعض نے کہا کہ تکرار اس لئے فرمایا پہلی مرتبہ الحمدللہ تو حصول نعمت پر دوسری مرتبہ دفع عذاب پر اور تیسری مرتبہ عام عطیے پر۔ **ثم قال**: مکان میں استقرار اور رکوب' ان چیزوں سے اس کی تنزیہ کرتے ہوئے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پہلی بار سے اس کی کبریائی وعظمت ذاتی کی طرف اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ کبریائی و عظمت صفاتی ثابت کی اور تیسری بار کہہ کر ظاہر کیا کہ وہ استواء مکانی سے منزہ و پاک ہے اور "**الرحمان علی العرش استوی**": اس کا ظاہری معنی تو بالاجماع مراد نہیں سلف میں امام مالک نے فرمایا: استواء تو برحق کیفیت نامعلوم اور اس کے متعلق سوال بدعت ہے۔ متاخرین نے اس کی تاویل کی ہے۔ **سبحانك**: ای **اقدسك تقدیسا مطلقاً**: میں آپ کی تقدیس مطلق کرتا ہوں یعنی جو چیزیں اس کی ذات کے لائق نہیں وہ اس سے بلند و بالا ہے۔ اسی طرح جوانب حوادث سے بھی۔ **ظلمت نفسی**: تیرے حق کو ادا نہ کر کے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا کیونکہ میں اس بڑی نعمت کے شکریہ میں کوتاہی میں مبتلا ہوں خواہ وہ کوتاہی غفلت کی بناء پر ہو یا وسوسے کی وجہ سے یا سوچ وفکر کی وجہ سے۔ **فاغفرلی**: تو میرے گناہوں کو سزائے مواخذہ نہ کر کے ڈھانپ دے۔ **انه لا یغفو**: یہ جملہ مستانفہ غفران کی علت کو بیان کرنے کے لئے ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کے انعام تو کثرت سے ہیں۔ میں اس میں شکریے کی تقصیر کا معترف ہوں۔ **ثم ضحك**: پھر آپ ہنس دیئے تو میں نے سوال کیا آپ اے امیر المؤمنین کیوں ہنسے۔ (امیر المؤمنین سے اشارہ ہے کہ یہ واقعہ ایام خلافت مرتضوی کا ہے) تو آپؓ نے فرمایا میں نے آپ کو اس طرح کرتے دیکھا۔ **قال ان ربك سبحانه یعجب**: ترمذی نے لیعجب نقل کیا۔ اس سے مراد غایت ہے یعنی رضا جو کہ ثواب کو لازم کرنے والی ہے۔ یہی رضا مندی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات یاد آئی اس پر مزید شکریہ واجب ہو جس سے وہ خوشخبری کے حقدار بنے اور ہنسے اور اگر غیر اختیاری تقلید کے طور پر ہنسی ہو تو وہ بھی اتباع نبوت کی وجہ سے قابل اجر ہے۔

تعجب کا معنی: کسی چیز کو بڑا سمجھنا اس کے ساتھ ساتھ کہ اس کا سبب مخفی ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اغفرلی کہنے پر راضی ہوتے ہیں جبکہ بندہ یہ جانتے ہوئے کہتا ہے: اے اللہ مجھے بخش دے۔

تخریج: أخرجه احمد (۱/۷۵۳) و ابو داود (۲۶۰۲) والترمذی (۳۴۵۷) وابن حبان (۲۶۹۸) والطیالسی (۱۳۲) والحاکم (۲/۲۴۸۲)

الفرائد: ① اللہ تعالیٰ بندے سے استغفار اور اپنی رحمت کی طلب چاہئے خواہ اس سے کتنے گناہ ہوئے ہوں ② اس دعا کے بعد آپ کا ہنسنا بھی مذکور ہے ③ سوار ہوتے وقت کی دعا ہے۔

١٧١: بَابُ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا وَشِبْهَهَا وَتَسْبِيحِهِ إِذَا هَبَطَ الْأَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ

بَاب: مسافر کو بلندی پر چڑھتے' تکبیر اور گھاٹیوں وغیرہ سے اُترتے ہوئے تسبیح کرنا اور تکبیر و تسبیح میں آواز کو بلند کرنے کی ممانعت

الثنایا: جمع ثنیۃ گھاٹی۔ شبهها: اس کے مشابہ ٹیلے' ٹبے تاکہ بلندی سے عظمت الٰہی کو یاد کرے اور اس کی بلندی تو معنوی ہے جو اس کی ذات کے مناسب ہے اور اس کی ذات کے غیر مناسب سب چیزوں سے پاک ہے۔ وتسبیحه: سبحان اللہ کہنا۔ هبط: جب اترے تاکہ پستی سے اس کی ذات کے پاک ہونے کا اعتراف کرے۔ نحوها: غار اور گہرے مقامات۔ والنهی: بہت زور سے آواز بلند کرنا ممنوع ہے مگر جن مقامات پر حکم ہے یا جہاں ایذاء کی وجہ سے ممانعت ہے نمازی' نائم کے پاس۔

٩٧٥: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ' وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا — رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۷۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ پڑھتے۔ (بخاری)

کبر: اللہ اکبر کہتے یا اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت کی شہادت دیتے تاکہ علو حسی سے علو معنوی کی طرف منتقل ہوں۔ سبحنا: سبحان اللہ کہتے یا اس کی ان چیزوں سے پاکیزگی کی گواہی دیتے جو اس کے لائق نہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری (۲۹۹۳)

الفرائد: ① وادیوں میں تسبیح عظمت الٰہی کے مناظر پر لفظ پڑھنے کی وجہ سے کی ② وادیاں گہری جگہیں ہیں وہ ذات عیوب سے پاک ہے اور بلند مقامات پر اس کی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جہالت علو کی نسبت معنی کے لحاظ سے ہے۔

٩٧٦: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوشُهُ إِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوْا' فَإِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا — رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۹۷۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جیوشه: یہ جیش کی جمع ہے لشکر۔ اذا علوا الثنایا: ثنایا فاعل ہے اس کو حرکت متجانسہ دی ہے۔ کبروا واذا اهبطوا: جب

اس مقام سے اترتے یا مطلقاً اللہ اکبر کہتے۔

تخریج : أخرجه ابو داود (۲۵۹۹)

الفوائد : ① تاکہ کل قیامت کے دن ہر بلندی و پستی گواہی دے ② بلندی و پستی کا خالق ایک ذات ہے اور یہ سب اس کی قدرت کے نظارے ہیں۔

۹۷۷ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ كُلَّمَا اَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ : "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : اِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوْشِ اَوِ السَّرَايَا اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ ـ

قَوْلُهٗ : "اَوْفٰى" : اَيِ ارْتَفَعَ وَقَوْلُهٗ "فَدْفَدٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْفَآءَيْنِ بَيْنَهُمَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ وَاٰخِرُهٗ دَالٌ اُخْرٰى وَهُوَ : اَلْغَلِيْظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْاَرْضِ۔

۹۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس لوٹتے' جب بھی کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... وَحْدَهٗ تک پڑھتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' سجدہ کرنے والے اور اپنے ربّ کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں۔ جب لشکر کے چھوٹے دستوں یا حج یا عمرے سے لوٹتے۔

اَوْفٰى : بلند ہونا۔ فَدْ فَدٍ دونوں فا پر زبر اور دال ساکن ہے۔ اونچی زمین اس کا معنی ہے۔

قفل: جب لوٹتے۔ او: ممکن ہے یہ شک راوی کے لئے ہو۔ یا تنویع کے لئے حج وعمرہ کی قسم کا سفر ہو یا کوئی سفر ہو۔ جیسا مسلم کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔ کلما: یہ کبر کا ظرف ہے۔ او فی: بلند ہوتے۔ ثنیة: صاحب المغرب کہتے ہیں ثنیہ گھاٹی کو کہتے ہیں کیونکہ یہ راستے میں پہلے سامنے آتی ہے یا اس وجہ سے کہ یہ چلنے والے کو پھیرتی اور موڑتی ہے۔ لا اله الا الله: یہ توحید ذات ہے۔ وحده: یہ توحید صفات ہے۔ لا شریك الا: یہ جملہ حالیہ ہے اور توحید افعال ہے یعنی ایجاد مصنوعات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ له الملك وله الحمد: وہ ملک و حمد میں منفرد ہے۔ جیسا کہ جار مجرور کا مقدم ہونا اشارہ کر رہا ہے۔ شئی: سے مراد ممکنات ہیں۔ قدیر: قدرت کا واجب و مستحیل سے تعلق نہیں رکھتی۔ آئبون ...... لربنا: یہ چاروں میں سے کسی

طرح ظرف بن سکتا ہے۔ یا آخری کا متعلق ہے اور دوسروں کا متعلق دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا۔ **وعدہ:** جو وعدہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے اور جو ایمان والوں سے کئے۔ یہ مصدر مضاف الی الفاعل ہے۔ **ونصر عبدہ:** یہ اضافت تشریفی یعنی عبد کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ارتباط کے بغیر مثلاً کثرت عدد'عدد مدد فرمائی۔ جیسا بدر'احد'خندق۔ **ھزم الاحزاب وحدہ:** جنہوں نے کفار قریش کے ساتھ مل کر جتھا بندی کی یہود احابیش وغیرہ۔ ان کے مکر کو ان پر واپس کر دیا۔ وہ صباء کی ہوا تھی۔ مخلوق کا اس میں ذرہ بھی دخل نہیں۔ **فدفد:** یہ سخت اور بلند زمین کو کہتے ہیں۔ حدیث میں یہی مراد ہے مگر لغت میں جنگل اور برابر سخت زمین کو بھی کہتے ہیں (القاموس)

تخریج: أخرجه مالك (٩٦٠) واحمد (٢/٥٢٩٥) والبخاری (١٧٩٧) و مسلم (١٣٤٤) و ابو داود (٢٧٧٠) والترمذی (٩٥٢) وابن حبان (٢٧٠٧) وابن ابی شيبة (١٠/٣٦١) و عبدالرزاق (٩٢٣٥) والبيهقی (٥/٢٥٩)

الفرائد: حج'عمرہ یا غزوہ سے ہر بلندی و پستی پر اس دعا کو آپ پڑھتے تھے۔

٩٧٨ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِيْ ، قَالَ : "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

۹۷۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ لازم پکڑو اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہو۔'' جب آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔''اے اللہ اس کے لئے فاصلے کو سمیٹ دے اور سفر آسان کر دے۔(ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

فاوصنی: اس سے اس بات کا استحباب معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سفر میں جائے وہ صالح و متبرک شخصیت کے ہاں جا کر اپنے ارادے کا اظہار کرے تاکہ وہ ضروری مشورہ و نصائح کرے۔ **علیك بتقوی اللّٰہ:** تقویٰ لازم کرو یہ سفر و حضر میں محفوظ قلعہ ہے۔ **کل مشرف:** ہر بلند مقام پر اللہ اکبر کہو۔ اترنے کے وقت تسبیح کا حکم شاید اس کے جاننے کی وجہ سے ترک فرمایا یا آپ نے تذکرہ فرمایا اور راوی سے اس کا تذکرہ رہ گیا۔ **اللھم اطولہ البعید:** آپ نے دعا فرمائی اے اللہ اس کے لئے مسافت کو سمیٹ دے۔ حسی سمٹنا ہو یا معنوی کہ مشکلات سفر آسان ہوں۔ اچھی سواری' اچھے ساتھی میسر ہو جائیں۔ **وھون علیہ السفر:** سفر کی ایذاؤں اور غموں کو دور کر دے۔

تخریج: أخرجه احمد (٢/٨٣١٧) والترمذی (٣٤٥٦) وابن ماجه (٢٧٧١) والحاكم (٢/٢٤٨١) وابن ابی شيبة (١٢/٥١٧) وابن حبان (٢٦٩٢) والنسائی فی الکبری (٦/١٠٣٣٩) والبيهقی (٥/٢٥١)

الفرائد: ① جو سفر کا ارادہ رکھتا ہو اسے تقویٰ والے لوگوں سے دعا طلب کرنی چاہئے ② مسافر کی غیر موجودگی میں مانگی

جانے والی دعا ہے وہ سفر کے لیئے دعا کا زیادہ محتاج ہے۔

۹۷۹ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ ' فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :یَا اَیُّهَا النَّاسُ :اَرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ' اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اِرْبَعُوْا" بِفَتْحِ الْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ :اَیِ ارْفُقُوْا بِاَنْفُسِكُمْ۔

۹۷۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے آپ کو آسانی دو' تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے' بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بات کو سننے والا اور قریب ہے۔" (بخاری و مسلم)

اَرْبَعُوْا :با کے زبر کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی اپنے آپ کو آرام پہنچانا۔

صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ هللنا و کبرنا: لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے تا کہ زمین کے وہ حصے گواہی دیں۔

اَلنَّحْوُ: جملہ شرطیہ اور اس کا جواب کان کی خبر ہے اور ارتفعت اصواتنا: یہ هللنا: کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے (۲) یا جملہ مستانفہ (۳) اذا کا جواب (۴) هللنا: جملہ شرطیہ سے بدل یا حال ہے۔ اربعوا علی انفسکم: زیادہ آواز بلند کرنے پر فرمایا کہ اس کا فائدہ نہیں اور اس کی علت فانکم لا تدعون: سے ذکر فرمائی کہ تم تو اس کو پکارتے ہو جو شاہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ انه معکم: اگر اس پر لام تعلیلیہ لائیں تو جملے کا حصہ بن جائے گا۔ معیت سے معنوی معیت مراد ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۷/۱۹۶۱۶) والبخاری (۲۹۹۲) و مسلم (۲۷۰۴) و ابو داود (۱۵۲۶) والترمذی (۳۳۸۵) وابن ماجه (۳۸۲۴)

الفرائد : چیخ کر دعا و ذکر کرنا مکروہ ہے۔ (طبری) دعا کی عظمت و توقیر کا تقاضا یہ ہے کہ ہلکی آواز سے ہو۔ فرض نماز سے فراغت کے بعد صحابہ کرامؓ اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے۔

۱۷۲ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَآءِ فِی السَّفَرِ

بَابٌ: سفر میں دُعا کا استحباب

۹۸۰ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ : دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ ' وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ' وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ"

رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ - وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ : "عَلٰی وَلَدِہٖ"۔

۹۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک نہیں: (۱) مظلوم کی دعا' (۲) مسافر کی دعا' (۳) والد کی دعا بیٹے کے خلاف۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں عَلٰی وَلَدِہٖ کے الفاظ ہیں۔

لاشك فيهن: یعنی ان کی قبولیت میں شک نہیں۔ **دعوة المظلوم**: مظلوم کی بددعا۔ یہاں مفرد لانے کا یہ مقصد نہیں کہ ایک دعا قبول ہوتی ہے بلکہ جنس ظلم کی سب دعاؤں کا یہی حکم ہے۔ مفرد اضاف عموم کے لئے مفید ہے۔ بزاز کی روایت کے مطابق غلبہ پانے تک قبول ہوتی رہتی ہے۔ **دعوة المسافر**: مباح سفر مراد ہے۔ یہ دعا کی قبولیت' سفر کی مشقتوں سے حفاظت کا صلہ ہے۔ بزار کی روایت میں حتی یرجع کے لفظ بھی ہیں کہ واپسی تک یہ سلسلہ قائم رہتا ہے۔ و **دعوة الوالد علٰى ولدہٖ**: جب کہ اس نے اس پر زیادتی کی ہو اور ماقبل پر عطف یہ عطف خاص علی العام کی جنس سے ہے اور اس کے خصوصی اہتمام کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ بزار کی روایت میں **والصالم حتی یفطر**: اور ابن ماجہ میں **"دعوة الوالد لولدہٖ"**: کے الفاظ وارد ہیں۔ دعائیں دعا کرنے والے اور اوقات دعا اور مقامات دعا کے اعتبار سے قبول ہوتی ہیں۔ سیوطی نے اس میں ایک عمدہ رسالہ لکھا ہے۔ **"سهام الاصابه فى الدعوات المجابه"**۔

تخریج : أخرجه احمد (۳/۷۵۱۳) و ابو داود (۱۵۳۶) والترمذی (۱۹۱۲) وابن ماجه (۳۸۶۲) والبخاری (۳۲) وابن حبان (۲۶۹۹) والطیالسی (۲۵۱۷) والقضاعی (۳۰۶)

الفرائد : مظلوم کی بددعا سے بچنے کا حکم فرمایا۔ اسی طرح مسافر کی بددعا اور والد کی بیٹے کے خلاف دعا ان سب سے بچنا چاہئے ان سے دعا کروانی چاہئے۔

۱۷۳: بَابُ مَا یَدْعُوْ اِذَا خَافَ نَاسًا اَوْ غَیْرَھُمْ

بَاب: جب لوگوں سے خطرہ ہو تو کیا دُعا کرے

غیرھم: درندہ وغیرہ اصل تو دعا روایت میں لوگوں سے متعلق ہے۔ دوسرے دشمنوں کو ان پر قیاس کیا گیا ہے اور مسافر کی مشکلات میں یہ شامل ہے۔

۹۸۱ : عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالنَّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۹۸۱: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے خطرہ ہوتا تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ...... شُرُوْرِهِمْ" تک اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد' نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

کان اذ اخاف قوماً: خوف امر طبعی ہے اس میں کوئی چیز خلاف نبوت نہیں۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے متعلق وارد ہے: ﴿قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط﴾ **نجعلك:** ہم آپ کا بچاوا لیتے ہیں۔ **نحورھم:** ان کی تدابیر ہم سے ہٹا کر ان کے سینوں میں لوٹا دے۔ **ونعوذ بك من شرورھم:** ان کے شرور سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ دعا میں آخری حروف کا متوازن ہونے میں حرج نہیں۔ ہاں تکلف منع ہے یا جو سجع خشوع میں رکاوٹ ہو وہ ممنوع ہے۔ اس میں جو آدمی حسد کے سانپوں اور باغیوں کے تیروں کا شکار ہو اس کا معالجہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو تھام لے اور دل کو اسی کی طرف جھکائے۔

تخریج : أخرجه احمد (۷/۱۹۷٤۰) وابو داود (۱۵۳۷) والنسائی (۶۰۱) وابن حبان (٤۷۶۵) والحاكم (۲/۲۶۲۹) والبیهقی (۵/۲۵۳)

الفوائد: ① ہر شر جو مسلمان کو پہنچ سکتا ہے اس سے پناہ طلب کی گئی ہے ② اس میں اللہ تعالیٰ کی بندوں پر عظیم رحمت ہے کہ تکلیف کا خالق وہی ہے تو اس کی پناہ میں آ جانے سے تکلیف کی کیا مجال کہ اس تک پہنچ جاتے۔

۱۷۴: بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا

بَابٌ: جب کسی مقام پر اُترے تو کیا کہے؟

منزلا: سفر کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ سفر میں عموماً مقامات بدلتے ہیں البتہ یہ سفر و حضر میں کسی جگہ اترے تو یہ دعا کرے۔

۹۸۲: عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۲: خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو کسی مقام پر اترا۔ پھر یہ دعا پڑھ لی: "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" کہ میں اللہ کے کامل کلمات سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔" تو اس کو اس مقام پر کوئی چیز کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم)

خولہ بنت حکیم: یہ امیہ کی بیٹی ہیں یہ سلمیہ ہیں۔ ان کا لقب ام شریک تھا یہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ بعض نے خویلہ کہا بعض نے ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ ان کی روایت مسلم نے ذکر کی اور سنن اربعہ نے بھی۔ انہوں نے پندرہ روایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ مسلم ان کی روایات میں منفرد ہیں۔ ثم

قال: یعنی اترنے کے کچھ وقت بعد۔ اعوذ بکلمات اللّٰہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی ازلی اور اس کے ساتھ قائم صفت کے ساتھ۔ صفت ازلی میں تعدد نہیں متعلق کے متعدد ہونے سے جمع لائے۔ التامات: جو حوادث کے سبب نقص کے اترنے سے پاک ہے۔ ما خلق: سے یہاں شر والی مخلوق مراد ہے ورنہ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام وہ شر سے بالکل پاک ہیں۔ ما عام مخصوص البعض ہے۔ شئی: اس میں تمام اندرونی' خارجی' نفسانی شیطانی ضرر سب شامل ہیں۔

تخریج : أخرجه احمد (۲۷۱۹۰ / ۱۰) و مسلم (۲۷۰۸) والترمذی (۳٤٤۸) والنسائی (٥٦۰) وابن حبان (۲۷۰۰) والدارمی (۲/۲۸۷) و مالك (۱۸۳۰) وابن ماجه (۳٥٤۷) وابن خزیمة (۲٥٦٦) والبیهقی (٥/۲٥۳)

الفرائد : ہر شر سے پناہ طلب کی گئی جس سے مسلمان کو ایذاء پہنچ سکتی ہے۔

۹۸۳ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ: "يَا اَرْضُ! رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

"وَالْاَسْوَدُ" : الشَّخْصُ – قَالَ الْخَطَّابِيُّ: "وَسَاكِنُ الْبَلَدِ" : هُمُ الْجِنُّ الَّذِيْنَ هُمْ سُكَّانُ الْاَرْضِ – قَالَ : وَالْبَلَدُ مِنَ الْاَرْضِ مَا كَانَ مَاْوَى الْحَيَوَانِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ بِنَآءٌ وَّمَنَازِلُ : قَالَ: وَيَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ" اِبْلِيْسُ: "وَمَا وَلَدَ" الشَّيَاطِيْنُ۔

۹۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر ہوتے اور رات آ جاتی تو یوں دعا فرماتے: "يَا اَرْضُ ...... مَا وَلَدَ" "کہ اے زمین میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے' تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں' میں شیر اور سانپ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور سانپ اور بچھو اور علاقے کے رہنے والے اور والد اور اس کی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد)

اَلْاَسْوَدُ : سے مراد شخص ہے۔

خطابی نے کہا سَاكِنُ الْبَلَدِ سے مراد وہ جن ہیں جو زمین پر رہتے ہیں اور بَلَدُ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوان ہوں خواہ وہاں تعمیر اور مکانات نہ ہوں اور ممکن ہے وَالِدِ سے مراد ابلیس اور وَلَدَ سے مراد شیاطین ہوں۔

سافر: سفر شروع فرماتے۔ یا ارض ربی وربك اللّٰہ: زمین میں عین ممکن ہے معجزاتی طور پر اللہ تعالیٰ آپ کی کلام سننے کا ادراک پیدا فرما دیتے ہوں۔ صاحب الحرز کہتے ہیں معلوم ہے زمین داعی کے کلام کو سننے کا ادراک پایا جاتا ہے اور جس کا رب

ایک ہوتو اسے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دینی چاہئے یا اس کو اس لئے ذکر کیا کہ جو استعاذہ کرے اسے اس کی ربوبیت پر اس طرح یقین ہونا چاہئے۔ شرك: اس سے مراد وہ شر جو زمین سے متصل ہے۔ مثلاً گہرے کھڈ میں گر پڑے یا کسی بلند چیز سے لڑھک جائے۔ مافیك: موذی دینے والا حشرات وغیرہ۔ ما خلق فیك: مثلاً پہاڑ' ٹیلے' درخت کھائیاں جن سے انسان کا ٹکراؤ ہوتا ہے۔ ما یدب: زمین پر حرکت کرنے والے۔ ابن جوزی کہتے ہیں اس سے مراد جو زمین پر چلتے خواہ دابہ ہو یا دبیب۔ اعوذبك: استعاذہ کو عظمت کے لئے لوٹایا۔ اسود: یہ اسم جنس ہے نہ کہ صفت۔ یہ غیر منصرف ہے۔ بڑا سیاہ سانپ بعض نے سیاہ شخص مراد لیا ہے۔ من الحیة و العقرب: عموم کے اندر تمام شامل ہیں مگر یہ خصوصاً نقصان دینے والے ہیں اس لئے ان کا ذکر کر دیا۔ او لا لشیاطین: بقول خطابی اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس کی اولاد ہے اور وہ شیاطین ہیں۔

تخریج: أخرجه احمد (۲/۶۱۶۹) و ابو داود (۲۶۰۳) والحاکم (۲/۲٤۸۷) تهذیب الکمال (۶/۲۹۲)

الفرائد: مخلوق کے شر سے پناہ کے لئے رات آنے پر مسافر کو یہ دعا سکھائی گئی۔

۱۷۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ الْمُسَافِرِ الرُّجُوْعِ اِلٰى اَهْلِهٖ اِذَا قَضٰى حَاجَتَهٗ

بَاب: مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے جلدی لوٹنا مستحب ہے

اهله: یہ قید غالب کے اعتبار سے ہے ورنہ مراد وطن لوٹنا ہے۔ خواہ اہل ہوں یا نہ ہوں۔ جب اس کا مقصد پورا ہو جائے۔

۹۸٤: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ: يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ، وَشَرَابَهٗ، وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"نَهْمَتَهٗ" "نَهْمَتَهٗ" مَقْصُوْدَهٗ۔

۹۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر عذاب کا ٹکڑا ہے' سفر کرنے والے کو وہ کھانے پینے اور نیند سے روکتا ہے۔" جب تم میں کوئی اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے' چاہئے کہ وہ اپنے گھر جلدی لوٹے۔ (بخاری' مسلم)

"نَهْمَتَهٗ": مقصد۔

السفر قطعة من العذاب: (۱) یہ حقیقت ہو کیونکہ اس میں جسم کو دکھ پہنچتا اور نفس تھکتا ہے (۲) ممکن ہے تشبیہ بلیغ ہو۔

ایک لطیفہ: امام الحرمین سے ان کے والد کی وفات کے بعد کسی نے پوچھا سفر کیونکر قطعہ عذاب ہے تو انہوں نے برجستہ فرمایا کیونکہ اس میں فراق احباب ہے۔

یمنع احدکم: یہ عذاب کے لئے بطور علت ذکر فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ نفس کی سہولیات سے یہ مانع ہے کیونکہ اس میں مشقت' تعب' گرمی' سردی کو برداشت کرنا' وطن' اہل سے علیحدگی' درشت زندگی سب کچھ ہوتا ہے۔ فلیعجل الی

اهله: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت کے پورے ہونے پر لوٹنا مستحب ہے۔ باقی جوان پریشانیوں میں نہ ہو وہ تاخیر کر سکتا ہے۔ نهمة: مقصود و حاجت کو کہا جاتا ہے۔

تخریج : احمد (۳/۷۲۲۹) والبخاری (۱۸۰٤) و مسلم (۱۹۲۷) وابن ماجه (۲۸۸۲) وابن حبان (۲۷۰۸) والدارمی (۲/۲۸٤) والبیهقی (۵/۲۵۹)

لطیفہ :امام حرمین جب والد کے قائم مقام بنے تو کسی نے سوال کیا: لم کان السفر قطعة فی العذاب؟ تو انہوں نے برجستہ کہا: لان فیه فرق الاحباب۔

الفرائد :① اس سے بلاضرورت سفر کی کراہت ظاہر ہوتی ہے ② اسی وجہ سے جلد واپسی کا حکم ہے ③ گھر میں قیام راحت دینی و دنیوی کا باعث ہے۔

۱۷٦ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُوْمِ عَلٰی اَهْلِهٖ نَهَارًا وَّكَرَاهَتِهٖ فِی اللَّيْلِ لِغَيْرِ حَاجَتِهٖ

بَابٌ: اپنے گھر میں سفر سے دن میں واپس لوٹنا چاہئے رات کو بلاضرورت گھر آنے کی کراہت

اهله: بیوی مراد ہے۔ کراهته فی اللیل: جبکہ اس کی آمد کی اطلاع نہ ہو۔ ورنہ اطلاع بھیجی ہو تو رات پہنچنے میں حرج نہیں اسی وجہ سے لغیر حاجت کی قید لگائی گئی ہے اگر رات کو داخل ہونے سے دفع ضرر وغیرہ مقصود ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۹۸۵ :عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقَنَّ اَهْلَهٗ لَيْلًا" وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ يَّطْرُقَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ لَيْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو گھر سے غائب ہوئے عرصہ گزر جائے تو وہ اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔'' ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ رات کو آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (بخاری، مسلم)

الغیبة: روایت ہذا اور پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سفر مختصر ہو تو تب بھی رات کے وقت آنے میں کراہت نہیں اور اسی طرح گھر کے لوگ اگر آمد کے منتظر ہوں تو تب بھی حرج نہیں۔ فلا یطرقن: وہ رات کو نہ آئے۔ یہ رات کے ابتدائی اور آخری حصے دونوں کو شامل ہے۔ دن کو آئے تاکہ زوجہ کنگھی وغیرہ کر لے۔

تخریج : أخرجه البخاری (۵۲٤٤) و مسلم (۷۱۵) و ابو داود (۲۷۷۷) و مسلم (۷۱۵) واحمد

(۵/۱۵۲۸۵) والترمذی (۲۷۱۲) وابن حبان (۱۲۷۱۳) و ابو داود (۲۷۷۶) والطیالسی (وابن ابی شیبة (۵۲۳/۱۲) والبیهقی (۵/۲۶۰)

الفرائد :جوآدمی زیادہ دن گھر سے غائب رہنے پر لوٹے اسے گھر میں اطلاع دے کر دن کے وقت آنا چاہیے۔

۹۸۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلًا ' وَکَانَ یَاْتِیْھِمْ غُدْوَۃً اَوْعَشِیَّۃً ' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"الطُّرُوْقُ" :اَلْمَجِیْءُ فِی اللَّیْلِ۔

۹۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں رات کو نہیں آتے تھے بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت تشریف لاتے۔ (بخاری و مسلم)

اَلطُّرُوْقُ :رات کو آنا۔

فلا یطرق اھلہ لیلًا: جب وہ سفر سے واپس لوٹے۔ **غدوہ او عشیة**: دن کے ابتدائی یا آخری حصہ میں آئے۔ طروق میں لیل کی قید رات کے تمام اجزاء میں کراہیت کے ثبوت کے لئے ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۸۰۰) و مسلم (۱۹۲۸)

الفرائد :اس میں آپ کے عظیم اخلاق کا تذکرہ ہے جس میں زوجین کے مابین باہمی محبت و کشش کے پہلو کو برقرار رکھا گیا تا کہ زندگی راحت سے گزرے اور ایک دوسرے کے عیب کی اطلاع نہ ہو۔

۱۷۷ :بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ وَاِذَا رَاٰی بَلْدَتَہٗ

بَاب: جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟

فِیْہِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِیْ بَابِ تَکْبِیْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَایَا۔

اس میں ایک تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو باب تَکْبِیْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَایَا میں گزری۔

اس باب سے گزشتہ باب کی روایت اذا صعد الثنایا: بھی مناسبت رکھتی ہے۔ اسی طرح حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی مزید روایت آتی ہے۔

۹۸۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِظَھْرِ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ : "اٰئِبُوْنَ' تَائِبُوْنَ' عَابِدُوْنَ ' لِرَبِّنَا حٰمِدُوْنَ" فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ ' رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۷: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضورؐ کی معیت میں سفر سے لوٹے جب ہم مدینہ کے نواح میں پہنچے تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی: ''ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے اور توبہ کرانے والے ہیں' عبادت کرنے والے اوراپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں'' آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے ۔(مسلم)

المدینه: اس سے مراد وہ مقام جہاں سے مدینہ منورہ نظر آتا تھا۔ آیبون: اس میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا حسب طاقت احتیاط سے تقابل کیا گیا ہے۔ آیاب سے ابتداء کی گئی ہے۔ مخالفت سے لوٹنا یہ تخلیہ کی طرح ہے اور پھر صالح اعمال کی توجہ کرنا اور رجوع کرنا ہے پھر اس کی حمد کرنا اس کے توفیق دینے اور آسانی فرمانے سے ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ولو لا فضل الله عليكم ورحمته ما زكى منكم﴾: آپ ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ میں پہنچ گئے ۔ ترجمۃ الباب کا تعلق آخر جزء سے ہے۔

تخریج : اخرجه مسلم (١٣٤٥)

الفرائد : وطن واپسی کی دعا ہے کہ جب مغازی پر نگاہ پڑے تو یہ دعا پڑھتا ہوا شہر میں داخل ہو۔

۱۷۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَآءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِیْ فِیْ جَوَازِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ

بَاب: سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا اور اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

گھر میں داخلے سے پہلے قریبی مسجد میں کم از کم دو رکعت پڑھی جائیں۔

۹۸۸ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

كان اذا قدم من سفر: کسی بھی سفر سے۔ بالمسجد: کیونکہ مسجد سب سے زیادہ شرف والا قطعہ ارضی ہے۔ رکعتین: یہ تحیۃ المسجد ہیں۔

الفرائد : سفر سے آنے والا سب سے پہلے مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز ادا کرے تا کہ اس کے لئے اور گھر کے لئے برکت کا باعث ہو۔

۱۷۹ :بَابُ تَحْرِيْمِ سَفَرِ الْمَرْاةِ وَحْدَهَا

بَابٌ :عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت

خواہ وہ سفر میل وفرسخ ہو۔ یہ تحریم غیر فرضی سفر میں ہے۔شوافع کے ہاں سفر حج وعمرہ عورت اکیلی کر سکتی ہے (احناف کے ہاں بلا محرم درست نہیں۔مترجم)

۹۸۹ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۹:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''کسی عورت کے لئے حلال نہیں۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے کرے۔ (بخاری ومسلم)

و لا یحل: کا معنی کہ جائز نہیں۔واؤ عاطفہ سے اشارہ کیا کہ یہ حدیث کا ایک جزء ہے۔**لامراۃ**: ایمان کی قید اس لئے لگائی کہ وہی احکام کی پابند ہے اور ان پر عمل پیرا ہونے والی ہے۔شوافع کی تحقیق یہ ہے کہ کفار بھی فروغ شریعت کے مخاطب ہیں۔ **تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ**:مگر وہ سفر جس پر اجماع ہے۔**یوم ولیلہ**: کی غالب کے اعتبار سے ہے۔محرم فاسق بھی تب بھی اس کے ساتھ سفر جائز ہے کیونکہ مانع طبعی موجود ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (۱۸۳۳) واحمد (۳/۷۲۲٦) والبخاری (۱۰۸۸) ومسلم (۱۳۳۹) وابو داود (۱۷۲٤) والترمذی (۱۱۷۰) وابن حبان (۲۷۲۵) وابن خزيمة (۲۵۲۳) وابن ماجه (۲۸۹۹) والبیهقی (۱۳۹/۳)

الفرائد :عورت کو چوبیس گھنٹے کا سفر بلا محرم نہ کرنا چاہئے ورنہ مصیبت کا باعث ہوگا۔

۹۹۰ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ :"لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً ، وَاِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ : "انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۰:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا:''ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کا محرم ہو۔''ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میری عورت حج کو جارہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟فرمایا:''تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر''۔(بخاری ومسلم)

لا یخلون رجل بامرأة: کیونکہ یہ شک کا مقام اور برائی کا وسیلہ ہے۔ **ومعها ذو محرم:** یہ جملہ حالیہ عام احوال سے مستثنیٰ ہے۔ یہ درحقیقت ماقبل کی تاکید ہے کیونکہ جب محرم موجود ہوگا تو خلوت اجنبیہ حاصل نہ ہوگی۔ **ولا تسافر المرأة:** سفر سے وہ مراد ہے جس کو سفر کہا جاتا ہے۔ لیل ونہار سے مخصوص نہیں وہ تو اس کے بعض افراد کے تذکرہ کی قسم سے ہیں۔ **ذی محرم:** خاوند، امانت دار غلام۔ **حاجة:** حج ادا کرنے چلی ہے۔ **فحج مع امرأتك:** معلوم ہوتا ہے اس پر حج فرض تھا یا اس کے ساتھ دوسرا کوئی محرم تھا ورنہ اس کے پانے تک تاخیر کا حکم فرمایا جاتا۔ وہ بلا محرم نہ نکلی تھی ورنہ اس کی حرمت بیان فرما دی جاتی۔ موقعہ بیان پر ترک بیان ثبوت کی دلیل ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (١٩٣٤) والبخاري (١٨٦٢) ومسلم (١٣٤١) وابن ماجه (٢٩٠٠) وابن حبان (٢٧٣١) وابن خزيمة (٢٥٢٩) والطيالسي (٢٧٣٢) والحميدي (٤٦٨) وابن ابي شيبة (٤/٦) والبيهقي (١٣٩/٣)

الفرائد : ① اجنبیہ سے خلوت اس کے محرم کی موجودگی کے بغیر حرام ہے ② عورت کا سفر بھی محرم کے بغیر ناجائز ہے۔

۱۸۰ : بَابُ فَضْلِ قِرَآءَةِ الْقُرْآنِ

بَابٌ : قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

فضائل: جمع فضیلۃ یہ نقیصہ کا الٹ ہے۔ بھلائی کو کہا جاتا ہے۔ فتح الالہ میں اس کو فاضلہ کے معنی میں کہا گیا ہے۔ یہ صفت ہے جو کہ عموماً اچھی صفت کے لئے بولا جاتا ہے (القاموس) فضل کی جمع فضول ہے۔ فضل میں بلند مرتبے کو فضیلت کہتے ہیں اور فاضلہ اس سے اسم ہے۔ فواضل بڑے احسانات یا شاندار احسانات کو کہتے ہیں۔ (القاموس)

قرأة: اس سے تلاوت مراد ہے۔

٩٩١ : عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا''۔ (مسلم)

ابی امامة: ان کا نام صدی بن عجلان ہے۔ **اقرؤا:** اگر چہ یہ مخاطبین کو خطاب ہے مگر اس سے مراد تمام امت ہے۔ **یأتی یوم القیامة:** علقمی کہتے ہیں قرآن مجید کو قیامت کے دن شکل دی جائے گی۔ تبھی تو وہ آئے گا۔ جیسے میزان کے لئے خیر وشر کے اعمال کو صورت دی جائے گی۔ **شفیعاً لاصحابه:** ان لوگوں کے لئے سفارش کرے گا جو اس کو پڑھنے والے اور اس کے امر و نہی کو پورا کرنے والے ہیں۔

تخریج : أخرجه احمد (٨/٢٢٢٥٥) و مسلم (٨٠٤) وابن حبان (١١٦) والحاكم (١/٢٠٧١) والطبراني

(۷۵۴۳) والبیهقی (۲/۳۹۵)

الفرائد: قرآن مجید کی تعلیم و قراءت اور اس پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی ہے جو شخص قرآن کے لئے یہ امور انجام دے گا وہ قرآن اس کے لئے شفاعت و مدافعت کرنے والا ہوگا۔

۹۹۲: وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "يُؤْتٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۲: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قیامت کے دن قرآن اور وہ قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے ان کو لایا جائے گا۔ سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی''۔ (مسلم)

نواس بن سمعان: رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں حالات پہلے گزرے ملاحظہ ہوں۔ **یوتی بالقرآن**: فعل مجہول ہے اور قرآن اس کا نائب فاعل ہے۔ **واھلہ الذین**: جو اس کے حکموں کو مانتے اور اس کی ممنوعات سے بچتے ہیں۔ سورۂ بقرہ و آل عمران آگے آگے ہوں گی۔ **سورۃ البقرۃ**: مضاف الیہ پر عطف کر کے مضاف ایک ہی ذکر کیا گیا تا کہ ثقل نہ ہو۔ **تحاجان**: محاجات جھگڑے کو کہتے ہیں اصل مقصود پڑھنے والے کی طرف سے اصرار سے دفاع ہے۔ صاحب سے وہ شخص مراد ہے جو ان میں تدبر کرنے والا اور ان کے امر و نہی پر چلنے والا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (۸۰۵) والترمذی (۲۸۹۲)

الفرائد: قیامت کے دن بقرہ و آلِ عمران اپنے پڑھنے، عمل کرنے اور حفاظت کرنے والوں کے لئے سفارشی ہوں گی۔

۹۹۳: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۹۳: حضرت عثمان عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا''۔ (بخاری)

خیرکم: اے گروہ قراء تم میں سب سے بہتر۔ **من تعلم القرآن**: بعض بھی مراد ہو سکتے ہیں جو قرآن مجید میں سے ایک آیت بھی پاتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جس کے پاس نہیں ہے۔ **وعلمہ**: تعلیم و تعلم میں اخلاص برتنے والا اور رضائے الٰہی کا متلاشی ہو اور اس کے احکام، اخلاق و آداب پر عمل پیرا ہو۔ ان کی خیریت کی وجہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں موجود ہے: ((من قرء القرآن فقد استدرج النبوۃ بین جنبیہ غیر انہ لا یوحی الیہ)): جب اس نے سب سے بہتر کلام کو اپنے سینے میں جمع کیا تو یہ بات اس بات کا سبب بنی کہ دوسرے لوگ اس کی طرح ہوں۔ اس نے اس انبیاء علیہم السلام کے بعض درجات کا

حصہ پایا۔ وہ ان صدیقین میں شمار ہونے لگا جو حقوق اللہ کو ادا کرنے والے ہیں اور انتہائی اطاعت کرتے ہوئے بندوں کے حقوق کو پورا کرنے والے اور کامل اتباع والے ہیں۔ تعلیم و تعلم سے یہ بات بداہۃً ثابت ہوگئی کہ قرآن سے مراد وہ لفظ ہیں جس کی تلاوت کو عبادت کے طور پر کیا جاتا ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہوا ہے اور اپنے اعجاز سے اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت دنیا کو چیلنج دے رہی ہے۔ بخاری کی روایت اس طرح ہے: **افضلکم من تعلم القرآن و علمه:** ان الفاظ میں جو متن میں مذکور ہیں بخاری میں موجود نہیں۔ یہ قلم کی سبقت ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۱/۴۱۲) والبخاری (۵۰۲۷) والترمذی (۲۹۱۶) وابو داود (۱۴۵۲) والدارمی (۳۳۳۷) وابن ماجه (۲۱۲) وابن حبان (۱۱۸) وعبدالرزاق (۵۹۹۵) والطیالسی (۷۳)

الفوائد : قرآن مجید کی تعلیم کی بڑی عظمت بتلائی گئی ہے تاکہ تعلیم کی طرف مسلمان کے لئے یہ نہ منقطع ہونے والا عمل ہے۔

۹۹۴ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ ، وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھنے کا ماہر ہے۔ وہ بزرگ نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے۔ اس کو دوگنا اجر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

وهو ماهر به: یہ جملہ حالیہ ہے۔ اس کا معنی یہ ہے وہ الفاظ تلاوت کو عمدہ انداز سے ادا کرنے والا ہو نہ قرأت میں رکے اور نہ متشابہ لگتا ہو۔ **السفرة:** ملائکہ قاصد مراد ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات رسولوں تک پہنچانے والے ہیں۔ وہ لکھنے والے کاتب مراد ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان لکھنے والے ہیں۔ **السفره** :جمع سافر ہے۔ ملائکہ اعمال کو شمار کرتے ہیں۔ **الکرام:** وہ گناہوں کی گندگی سے معصوم ہیں اس لئے وہ معزز ہیں۔ **البرارة:** وہ طاعت و احسان کرنے والے ہیں۔ قیامت کے دن وہ ان کے مکانات میں ان کے ساتھ ہوں گے کیونکہ وہ محل کتاب اللہ میں ان کی طرح ہیں۔ (۲) جیسا حفظ و برکت میں ان کے ساتھ ہیں ان کے قرآن سننے سے اور راہنمائی سے مسلمانوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ **یتتعتع فیه:** قرأت کو دہراتا ہے۔ **وهو علیه شاق:** حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے وہ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ **له اجران:** قرأت کا اجر اور اٹکنے کا اجر۔ پہلا شخص تو کامل ہے جیسا کہ معیت اس پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کی طرف زیادہ توجہ دینے والا ان کے حروف میں پختگی حاصل کر کے ماہر بن گیا ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۹/۲۴۷۲۱) والبخاری (۴۹۳۷) و مسلم (۷۹۸) وابو داود (۱۴۵۴) والترمذی (۲۹۱۳) وابن ماجه (۳۷۷۹) وعبدالرزاق (۹۱۹۴) وابن حبان (۷۶۷) والطیالسی (۳/۲/۲) والدارمی (۳۳۶۸)

الفوائد: ① قرآن مجید کی تلاوت، تعلیم، فہم اور عمل کی طرف خصوصی توجہ ضروری ہے۔ عامل قرآن قیامت کے دن معزز سفراء کے ساتھ ہوگا اور ان میں شمار ہوگا ② جو تکلیف سے پڑھتا ہے وہ دوہرے اجر کا حقدار ہوگا۔

۹۹۵ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَاُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ :رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَیِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَاُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا رِیْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَاُ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ: رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَاُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ:لَیْسَ لَهَا رِیْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۹۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید پڑھنے والے مؤمن کی مثال ترنج جیسی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور ذائقہ عمدہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے کہ ان کی خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ میٹھا ہے اور منافق کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہے' نیاز بو (خوشبودار پودا) جیسی ہے کہ خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے کہ نہ اس کی خوشبو ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مثل المؤمن الذی یقراء القرآن: اس کی عجیب حالت جو دلی پاکیزگی کی وجہ سے عظیم الشان ہے کیونکہ وہ ایمان پر ثابت قدم ہے اور قرآن مجید کی تلاوت سے اس کو خود راحت حاصل ہوتی ہے اور لوگوں کو اس کی آواز سے راحت ملتی ہے اور اس کی تلاوت کے سننے میں ان کو ثواب ملتا اور اس سے سیکھنے میں اجر ملتا ہے اور یقراء سے اس کی اس حالت کو اس لئے تعبیر کیا کہ اس کو دہرانے سے اس کو خود بھی فائدہ پہنچتا ہے اور اس نے قرأت پر ہمیشگی اختیار کی جس کی وجہ سے یہ اس کی عادت ثانیہ بن گئی جیسے کہتے ہیں فلان یقری الضیف: ہے۔ **مثل الا ترجة:** لوگ اس کے ذائقہ سے لذت پاتے اور اس کی خوشبو سے راحت پاتے ہیں بعض نے کہا اس سے مثال دینے کی وجہ یہ ہے کہ شہروں میں پائے جانے والے پھلوں میں بہترین ہے جن سے خوشبو اور تفکر دونوں فوائد حاصل ہوں ویسے تو انگور و کھجور بہترین میوے ہیں۔ ان کی افضلیت میں اختلاف ہے حالانکہ ظاہر میں یہ خوبصورت کھانے میں عمدہ' چھونے میں نرم' آنکھوں کو اس سے رونق ملتی ہے اور دیگر کئی اور خواص پائے جاتے ہیں۔ جیسا آیت میں فرمایا: ﴿فاقع لونها تسر الناظرین﴾: نفس طعام سے پہلے طبیعت اس کی خواہشمند ہوتی ہے اور اس سے لذت حاصل کرنے کے بعد عمدہ مہک' دباغت معدہ اور قوتِ ہضم میں مفید ہے تو حواس اربعہ اس کے ذریعہ حفاظت میں شریک ہیں یعنی سونگھنا' دیکھنا' چکھنا' چھونا۔ یہ اپنے اجزاء کے ساتھ طبائع کی طرح منقسم ہے۔ اس کا چھلکا گرم خشک گودا گرم تر اور کھٹائی ٹھنڈک خشک' بیج گرم خشک اس کے فوائد طب کی کتب میں مذکور ہیں۔ **مثل المؤمن الذی:** ایمان پر ثبات کی وجہ سے مگر اس سے کوئی خوشبو نہیں نکلتی۔ اس سے مراد واجب کے علاوہ قرأت کی نفی ہے۔ **کمثل التمرة:** ایمان پر مشتمل ہونا ایسا ہے جیسا کھجور مٹھاس پر مشتمل ہونا ہے۔ اس کے باوجود کہ ان میں ہر ایک باطنی معاملہ ہے اور اس کی خوشبو ظاہر نہیں ہوتی کہ جس کو

سونگھنے سے لوگوں کو راحت ملے اسی طرح اس آدمی کی قرأت ظاہر نہیں کہ جس کو سن کر لوگ راحت پائیں۔ مثل المنافق: یہ اس اعتبار سے مثال دی کہ منافق کا باطن ایمان سے خالی ہے مگر لوگوں کو اس کی قرأت سے استراحت مل رہی ہے۔ مثل الریحانہ: نیاز بو کو خوشبو عمدگی میں قرأت کی مانند ہے اور ذائقے کی کڑواہٹ وہ کفر سے مشابہت رکھتی ہے۔ مثل المنافق الذی: اس لحاظ سے کہ اس کا باطن ایمان سے خالی ہے اور اس کا ظاہر دیگر منافع سے معطل ہے گویا اس نے ضرر کا لباس پہن رکھا ہے۔ کمثل الحنظلة: اس میں خوشبو کا نہ ہونا منافق میں قرأت کی خوشبو کے نہ ہونے کے مشابہ ہے اور مٹھاس کا نہ ہونا سلب ایمان کے مشابہ ہے۔

تخریج: أخرجه احمد (۷/۱۹۵۶۶) والبخاری (۵۰۲۰) و مسلم (۷۹۷) و ابو داود (۴۸۳۰) والترمذی (۲۸۷۴) والنسائی (۵۰۵۳) وابن ماجه (۲۱۴) وابن حبان (۷۷۰) وعبدالرزاق (۲۰۹۳۳) والطیالسی ۲/۲)

الفرائد: ① قرآن کے حاملین اور دعائیوں کی عظیم بشارت ہے ② دارمی ۳۳۶۴ میں ایمان کا لفظ وارد ہے: ۱) ایمان ملا قرآن نہ ملا کھجور جیسا ۲) قرآن ملا ایمان نہ ملا نیاز بو جیسا ۳) قرآن ملا ایمان ملا ترنج جیسا ۴) ایمان ملا نہ قرآن سو وہ حنظل جیسا۔

۹۹۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۶: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سر بلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا"۔ (مسلم)

ان اللہ یرفع: اس رفعت سے مراد معنوی رفعت ہے۔ بهذا الکتاب اقواما: الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور اقواما سے وہ لوگ مراد ہیں جو اس پر ایمان لائے اور انہوں نے دنیا کی راہنمائی کی۔ ویضع به اخرین: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن پر ایمان نہ لائے یا اس پر عمل پیرا نہ ہوئے۔

تخریج: أخرجه احمد (۱/۲۳۲) و مسلم (۸۱۷) وابن ماجه (۲۱۸) وابن حبان (۷۷۲) والبزار (۲۴۹) وعبدالرزاق (۲۰۹۴۴) والدارمی (۳۳۶۵)

الفرائد: جس سے قرآن کو مقتداء بنایا اس کے لئے دنیا و آخرت میں عزت کا باعث ہوگا اور اس کو چھوڑنے والا ذلت اور غضب الٰہی کا حقدار ہے۔

۹۹۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْآنَاءِ" : السَّاعَاتُ۔

۹۹۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشک دو آدمیوں پر جائز ہے۔ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ رات کو اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہو۔دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو۔جسے وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہو''۔(بخاری و مسلم)

''الآناء'': گھڑیاں اوقات۔

لاحسد الا فی اثنتین: یعنی ان دو خصلتوں میں رشک جائز ہے کیونکہ اللہ کے ہاں یہ دونوں بڑی شرف والی ہیں۔**اتاہ اللّٰہ القرآن**: اس کو قرآن کا علم دیا کہ یاد کرنا آسان کر دیا۔**آناء اللیل**: یہ آنی کی جمع ہے۔یا انی بروزن لخی: یا انو: بروزن قنو۔ دونوں اوقات کے ذکر کرنے کا مقصد تلاوت سے تفکر و تدبر و امتثال اس کا مشغول ہونا ہے۔**ورجل آتاہ اللّٰہ**: مال سے قلیل و کثیر سب مراد ہے۔دینے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے سے مقصود پاکیزہ مال کی طرف اشارہ کرنا ہے جس میں حرام کی تلویث نہ ہو۔**فھو ینفق**: وہ اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کر کے اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے قرب کے لئے صرف کرنے والا ہے۔باب الکرم والجود میں یہ روایت گزر چکی۔

تخریج : بخاری، مسلم۔

الفرائد : مع شرح باب فضل الغنی الشاکر پر گزر چکے۔

۹۹۸ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا ، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا – فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ :تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الشَّطَنُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّآءِ الْمُهْمَلَةِ :الْحَبْلُ۔

۹۹۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور ان کے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا۔اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس سے قریب تر ہونے لگا تو اس کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے اتری''۔(بخاری و مسلم)

الشَّطَنُ: شین کا فتحہ اور ط نقطہ کے بغیر رسّی۔

کان رجل: تحفۃ القاری کے بیان کے مطابق یہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ہیں۔**فغشیتہ سحابۃ**: ان پر بادل چھا گیا۔ **تدنوا**: اترنا اور قریب ہونا۔**فرسہ**: فرس مذکر و مونث گھوڑے پر بولا جاتا ہے۔**منھا**: بادل سے یا بادل کے سبب سے۔**ذلک**: جو چیز انہوں نے دیکھی تھی۔**تنزلت للقرآن**: فعل مضاعف کلام میں مبالغہ کے لئے لائے۔لام اجلیہ یا سببیہ ہے۔**الشطن**: اس کی جمع شطان ہے۔اسی کو کہتے ہیں۔

تخریج : أخرجه احمد (٦/١٨٦١٥) والبخاری (٣٦١٤) و مسلم (٧٩٥) والترمذی (٢٨٩٤) وابن حبان (٧٦٩) والطیالسی (٣/٢)

الفرائد : ① عمدہ تلاوت حسن ترتیل مع حضورِ قلب عظمت ذکر کی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نزولِ ملائکہ کا ذریعہ ہے ② امتی کو فرشتہ نظر آ سکتا ہے

٩٩٩ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ : الٓمّٓ حَرْفٌ ، وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ ، وَمِيْمٌ حَرْفٌ " رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٩٩٩: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حروف تلاوت کیا۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ﴿الم﴾ ایک حرف لیکن الف ایک حرف' لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے"۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

من کتاب اللّٰہ: اس سے مراد قرآن مجید ہے جو کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ **فلہ حسنة**: پڑھے ہوئے حرف کے بدلے۔ **الحسنہ بعشر امثالھا**: یعنی قاری کو حرف واحد کا دس نیکیوں سے بدلہ ملے گا۔ **الم حرف**: حرف ثلاثہ لا مجموعہ حرف نہیں بلکہ یہ تین حروف ہیں۔ پڑھنے والے کو اس پر تیس نیکیاں ملیں گی۔ اس بیہقی کی روایت **بکل حرفٍ منہ عشرون حسنة**: سے کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس سے مراد دس نیکیاں زائد ہوں جو ضبط و اتقان پر ملتی ہوں۔

تخریج : أخرجه الترمذی (٢٩١٩) والدارمی (٣٣٠٨) والحاكم (١/٢٠٤٠)

الفرائد : قرآن مجید کے ہر حرف میں دس نیکیاں ملتی ہیں اور اخلاص و توجہ جس قدر زیادہ ہوگی ثواب بڑھتا جائے اور اللہ تعالیٰ کا قرب میسر ہوگا۔

١٠٠٠ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الَّذِیْ لَيْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ، وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١٠٠٠: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے"۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیس فی جوفه: قلب کو جوف سے تعبیر کر دیا اور اس کا تذکرہ اس لئے بھی کر دیا تا کہ خراب مکان سے اس کی مشابہت مکمل ہو جائے گی۔ شاندار تشبیہ ہے کیونکہ اگر جوف میں تمام یا بعض لفظ ہوگا تو اتنا حصہ آباد ہوگا اور جب جوف خالی ہوگا تو وہ بے آباد

اور سامان سے خالی گھر کی طرح ہوگا۔ حالانکہ گھر کی رونق تو ان چیزوں سے ہے۔ اس میں قرآن مجید کے حفظ کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۱/۱۹۴۷) والترمذی (۲۹۲۲) والدارمی (۳۳۰۶) والحاکم (۱/۲۰۳۷) والطبرانی (۱۲۶۱۹)

الفوائد : ① قرآن مجید کے حافظ اور قرآن سے دل کو آباد کرنے کا حکم اور اعراض کی ممانعت کی گئی ہے ② اس کو یاد رکھنے میں کوتاہی نہ برتی جائے۔

۱۰۰۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ : اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''قرآن والے کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ اس آخری آیت پر ہے جس کو تو پڑھے گا''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یقال: یہ صیغہ مجہول ہے۔ یہ داخلہ جنت کے وقت کی بات ہے تا کہ عاملین اپنے اپنے اعمال کے مطابق مراتب کی طرف متوجہ ہوں۔ صاحب القرآن: تمام کو یاد کرنے والا یا بعض کو حفظ کرنے والا اور اس میں تدبر و تادب اختیار کرنے والا۔ اقرء وارتق: جنت کے اتنے درجات میں چڑھو جتنی آیات تم نے یاد کی ہیں۔ بیہقی کی روایت میں دخل الجنة من اهل القرآن فليس فوقه درجة' عدد درج الجنة' عدد آی القرآن: یہ الفاظ روایت کے شاذ ہیں اور جنت میں حقیقتاً چلا گیا تو مقصد حاصل ورنہ تاویل یہ ہے کہ غیر حافظ کے لئے اس سے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ ایک حدیث میں جو نسائی کی روایت میں ہے اس کے راوی درست نہیں۔ ''مقدار درج الجنة علی قدر ای القرآن بكل آية درجة' فتلك سته آلاف آية ومئنا آيه وستة عشر آية بين كل درجتين مقدار ما بين السماء والارض'': متن والی روایت اور حاکم والی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس نے قرآن مجید کی تمام آیات کی قرأت کی وہ اتقیاء کے درجات میں انتہائی درجے کو پائے گا اور جو تھوڑی قرأت کرے گا وہ اسی قدر درجات پائے گا۔ یہ تمام صورتیں اس وقت ہوں گی جب صاحب سے وہ مراد ہو جو ہم نے ذکر کیا۔ ورتل کما کنت: جنت میں قرأت نہ صرف لذت وشہود کے لئے ہوگی۔ جیسا فرشتوں کی عبادت ہے کیونکہ جنت میں نہ تکلیف ہے اور نہ عمل ہے۔ البتہ یہ ثواب اسی کو ملے گا جو قرآن مجید کو یاد کر کے عمدہ ادائیگی اور قرأت کرنے والا ہے۔ ترتیل: طریقہ کے مطابق آہستہ قرأت کو کہا جاتا ہے۔ جو قرأت کو حسن وزینت اور خوب رونق دے دے اور صاحب سے مراد حافظ ہے نہ غیر۔ عموماً قاری اسی پر بولا جاتا ہے جو قرآن سے جدا نہ ہو اور وہ حافظ ہی ہے۔ بعض روایات بھی اسی مراد کی تائید

کرتی ہیں (فتح الدلہ) فان منزلتك عند آخر آية: یہ حفظ کی ترغیب کے لئے علت ذکر کی کہ تیرا مرتبہ آخری آیت پر ہوگا۔
(۲) بعض نے کہا صاحب سے عامل قرآن مراد ہے جو اس میں تدبر کرنے والا ہو وہ ترتیل والے حافظ سے افضل ہے اور درجات سے وہ درجات ہیں جو عمل کے ذریعہ اس نے حاصل کئے۔ جنت میں تو وہی پڑھ سکے گا جو اس کے احکامات کو پورا کرتا رہا ہو۔ (۳) بعض نے کہا اس سے مراد حافظ مرتل عالم عامل مراد ہے۔ پس اس کی قرأت کے مطابق درجات ہوں گے وہ بے نہایت درجات پر پہنچے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب﴾

تنبیہ: ان احادیث سے کثرت تلاوت اور تدبر، تفکر و تامل کی ترغیب ملتی ہے۔ اگر وہ ہر دن رات میں ختم کر سکے یا کئی ختم کرے۔ سات سے کم دنوں میں ختم کی ممانعت اس کے لئے جو ایسی مشغولیت رکھتا ہو جو اس سے مانع بنے یا تدبر میں رکاوٹ ہو جیسا باب الاقتصاد میں گزرا۔ نووی کہتے ہیں اس میں مختلف لوگوں کے لحاظ سے مختلف درجات ہیں جو لطائف معارف نکالتا ہو اس کو اتنی مقدار چاہئے۔ جس میں کمال فہم میسر رہے۔ اسی طرح جو علم کے پھیلانے میں مصروف ہو یا مسلمانوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہو یا دین کے دیگر اہم کام اور مصالح مسلمین میں مصروف ہو تو جس سے کمال بھی فوت نہ ہو اور تلاوت بھی قائم رہے۔ یہ کثرت اکتاہٹ کی حدود کے اندر اندر ہونی چاہئے۔

تخریج: أخرجه احمد (۲/۶۸۱۳) وابو داود (۱۴۶۴) والترمذی (۲۹۱۴) وابن حبان (۷۶۶) وابن ابی شیبة (۱۰/۴۹۸)

الفوائد: جو تدبر سے قرآن مجید کی تلاوت، حفظ اور عمل کا اہتمام کرے گا وہ ان شاء اللہ بڑے درجات پائے گا۔

۱۸۱: بَابُ الْاَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ تَعْرِيْضِهٖ لِلنِّسْيَانِ

باب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

النسیان: نسی، نساوہ، نسوۃ، نسیۃ یہ تمام مصادر ہیں ان کا معنی بھولنا ہے۔

۱۰۰۲: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۲: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس قرآن کی حفاظت کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے وہ نکل جانے میں اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہو (اور کھل جائے)''۔ (بخاری و مسلم)

تعاهدوا القرآن: اس کی قرأت کی حفاظت کرو اور تلاوت پر مداومت اختیار کرو۔ تفلتا: چھوٹنا۔ عقلها: جمع عقال وہ رسی جس سے اونٹ کے ذراع کے درمیان سے باندھا جاتا ہے۔ طیبی کہتے ہیں قرآن مجید کی زبانی حفاظت کو ان اونٹوں سے تشبیہ دی ہے جو بھاگنے والے ہوں اور ان کو عقال سے باندھا گیا ہو۔ بندے اور قرآن مجید کے درمیان کوئی قریبی مناسبت نہیں

کیونکہ بندہ حادث اور قرآن مجید قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے الفاظ سے ان کو یہ نعمت عنایت فرمائی۔ پس بندے کو چاہیے کہ حفظ و مواظبت سے اس کی حفاظت کرے۔

تخریج : أخرجه البخاري (٥٠٣٣) و مسلم (٧٩١)

الفرائد :① قرآن مجید کی تلاوت پر دوام اختیار کر کے اس کی خبر گیری پر آمادہ کیا گیا ہے ② مقاصد کی وضاحت کے لئے امثلہ بیان کی جا سکتی ہیں ③ پختگی میں اضافہ کے لئے قسم بھی کھائی جا سکتی ہے۔

١٠٠٣ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن والے کی مثال رسّی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر اس نے اس کی نگہبانی کی تو اس کو روک لیا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہ چلا گیا''۔ (بخاری و مسلم)

صاحب القرآن: اس سے مراد حافظ ہے۔ **الابل المعقلہ**: عقال سے باندھے گئے اونٹوں جیسی ہے۔ **ان عاھد علیھا**: یہ درجہ شبہ بیان فرمائی اگر صاحب قرآن نے تلاوت میں ہمیشگی کی تو محفوظ رہے گا اور اگر چھوڑ دیا تو بھاگ جائے گا اور واپس لوٹانا انتہائی مشقت و کلفت سے ہوگا۔ صاحب قرآن کو صاحب اونٹ سے تشبیہ دینے اور قرآن کو اونٹ سے تشبیہ دینے میں کوئی منافات نہیں کیونکہ قرآن جس طرح اونٹ سے مشابہ ہے اسی طرح صاحب ابل سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ دونوں میں نگہبانی اور حفاظت کی ضرورت ہے یہی وجہ شبہ ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (٤٧٢) واحمد (٢/٤٦٦٥) والبخاري (٥٠٣١) و مسلم (٧٨٩) والنسائي (٩٤١) وابن حبان (٧٦٤) و عبد الرزاق (٥٩٧١) وابن ابي شيبة (٢/٥٠٠) وابن ماجه (٣٧٨٣) والبيهقي (٢/٣٦٥)

الفرائد :① قرآن مجید کو یاد رکھنے کے لئے اس کی تلاوت اور استذکار کو لازم کرنا چاہیے ② جس نے قرآن کو مصاحب بنا لیا اس کے ہاں وہ قائم رہے گا ورنہ اس کے سینے سے نکل جائے گا اور اس کا لوٹانا مشکل ہوگا۔

١٨٢ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْاِسْتِمَاعِ لَهَا

بَاب: قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست اور توجہ سے سننا

اس کے لئے مسواک وغیرہ کرنا جس سے حلق میں قراءت کے حسن کے لئے مخل چیزیں نہ رہیں۔ اسی طرح آواز کو

باریک و نرم کرے اور خوبصورت بنائے کیونکہ یہ دلوں میں اثر کرنے والی ہے۔ طلب القراۃ: تاکہ سامع کو زیادہ فائدہ دے اور اس کی طرف خوب کان لگائے۔

۱۰۰۴ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

مَعْنٰی "اَذِنَ اللّٰهُ" :اَیْ اسْتَمَعَ وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَی الرِّضَآءِ وَالْقُبُوْلِ۔

۱۰۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: "اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کی طرف کان نہیں لگاتا جس طرح اس خوش آواز پیغمبر کی طرف کان لگاتا ہے، جو قرآن کو آوازِ بلند پڑھتا ہو"۔ (بخاری و مسلم)

اَذِنَ اللّٰهُ : کان لگانا، اشارہ قبولیت و رضامندی کی طرف ہے۔

ما اذن: یہ ما مصدریہ ہے۔ بخاری ما اذن اللّٰه لشئی کاذنه: کے الفاظ ہیں۔ یتغنی بالقرآن: قرآن مصدر ہے اور قرأت کے معنی میں ہے۔ یہاں اس سے مراد کتب منزلہ ہیں۔ تغنیہ سے مراد واضح الفاظ سے پڑھنا بعض نے بلند کرنا معنی لیا ہے۔ اَلنَّبِیُّ : یہ جملہ نبی کی صفت ہے۔ یجهر به: یہ اس کی تفسیر ہے کلاز بازی کہتے ہیں تغنیہ سے مراد دل کی رقت اور خشیت سے قرأت۔ بعض نے کہا اس سے مراد غم کا کھولنا ہے کیونکہ جب آدمی غم زدہ ہوتا ہے تو اس کے ازالے کے لئے شعر زبان پر لاتا ہے اور اس میں ازالہ محسوس کرتا ہے صدیقین کے غموم کا ازالہ کلام رب کے ذکر سے ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے دلوں میں تنگی اس چیز سے ہوتی ہے جو ان کو اللہ تعالیٰ سے مشغول کرنے والی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا: "من لم یتغن بالقرآن فلیس منا": جو اپنے غموں کا ازالہ قرآن کی قرأت و تدبر سے نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں یعنی ہمارے اخلاق عادات والا نہیں۔ بعض نے کہا اس کا معنی جو قرآن پر استغناء اختیار نہ کرے یہ استغناء قرأت کے وقت چاہئے اگر کوئی تمام اوقات اس میں مشغول ہو تو کوئی مانع نہیں (ابن مالک) جمہور کہتے ہیں تغنی سے تحسین صوت مراد ہے جب تک کہ وہ حرف کے اضافہ و نقص تک پہنچانے والی نہ ہو (عجمی گانوں کی مشابہت نہ ہو) اذن: سے مراد رضاء و قبول ہے یا کثرت سے ثواب کا عنایت کرنا ہے (شرح مشارق)

تخریج : أخرجه البخاری (۵۰۲۳) ومسلم (۷۹۲) و ابو داود (۱۴۷۳) والنسائی (۱۰۱۶) واحمد (۳/۷۶۷۴) والحمیدی (۹۴۹) وابن حبان (۷۵۱) والدارمی (۱/۳۵۰)

الفرائد : قاری کو چاہئے کہ قرآن مجید کو اس کی ترتیل، تحسین، تطییب، حسن صورت کے حقوق سے ادا کرے۔

۱۰۰۵ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ : "لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَآءَتِكَ الْبَارِحَةَ"۔

۱۰۰۵: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں داؤد علیہ السلام کے سُروں میں سے ایک سُر ملی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے گزشتہ رات اپنی قراءت سنتے ہوئے دیکھ لیتے۔ (تو بہت خوش ہوتے)۔

خوش ہو کر فرمایا تمہیں مزامیر داؤد میں ایک مزمار ملا ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام کی یہ خصوصیت تھی کہ ان کو حسن صوت سے اللہ تعالیٰ نے مزین فرمایا تھا۔

روایت کا تفاوت: مسلم میں ہے: **لو رأیت**: یہ ابصرت کے معنی میں ہے۔ **انا استمع**: یہ جملہ حالیہ ہے اور لو کا جواب محذوف ہے۔ **ای لسرك ذلك**: انہوں نے عرض کیا اگر مجھے معلوم ہوتا آپ میری قرأت سنتے ہیں تو میں اور خوب انداز سے پڑھتا۔ **البارحه**: گزشتہ رات اور زوال کے وقت پھر بولا جاتا ہے۔ یہ حقیقی معنی ہے۔ گزشتہ رات پر مجازاً استعمال کیا جاتا ہے جیسا اس روایت میں: **''هل رأى احد منكم البارحة رؤيا''**۔

تخریج: أخرجه البخاری (٥٠٤٨) ومسلم (٧٩٣) والترمذی (٣٨٨١) وابن حبان (٧١٩٧) والحاكم (٥٩٦٦/٣) والبيهقی (١٠)

الفوائد: قرآن مجید کی تلاوت میں عمدگی حروف ادا آواز میں پیدا کرنی چاہئے۔ اس بات کو جناب رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا۔

١٠٠٦: وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ فِي الْعِشَآءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۶: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ پس میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کبھی نہیں سنا۔ (بخاری ومسلم)

قراء في العشاء: براء رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ **فما سمعت احدًا**: ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: **ما بعث الله نبيًا الاحسن الوجه حسن الصوت و كان نبيكم احسنهم وجهًا واحسنهم صوتا**۔

تخریج: أخرجه مالك (١٧٦) واحمد (١٨٥٢٩/٦) والبخاری (٧٦٧) و مسلم (٤٦٤) و ابو داود (١٢٢١) والترمذی (٣١٠) والنسائی (٩٩٩) وابن ماجه (٨٣٤) وابن حبان (١٨٣٨) وابن خزيمة (٥٢٢) والطيالسی (٧٣٣) و عبدالرزاق (٢٧٠٦) و ابو عوانة (١٥٥/٢) والحميدی (٧٢٦) وابن ابی شيبة (٣٥٩/١) والبيهقی (٢٩٣/٢)

الفوائد: ① قرآن مجید کی حسن تلاوت اور تجوید کا اہتمام کرنا چاہئے ② مطلب یہ ہے کہ اس کا فعل ہمارے فعل کی طرح

نہیں۔(ابن حبان)

۱۰۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِیْرِ ابْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَیْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

مَعْنٰی "یَتَغَنّٰی" یُحَسِّنُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ۔

۱۰۰۷: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذ ر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جوقرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔"(ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔

یَتَغَنّٰی: قرآن کوخوش آوازی سے پڑھنا۔

بشیر بن عبدالمنذر : یہ اوس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں پھران کی شاخ بنی عمرو بن عوف سے ہیں جو بنی امیہ بن زید سے تھے۔ بعض نے کہا ان کا نام رفاعہ تھا اور اپنی کنیت سے زیادہ معروف تھے۔ان کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پہلے ہوئی۔ انہوں نے پندرہ روایات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ فلیس منا: یعنی وہ ہمارے طریقے اور طرز عمل پر نہیں۔ حاکم وطبرانی نے :"حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسناً": عبدالرزاق کی روایت میں حلیة القرآن الصوت الحسن قالوا فان لم یکن حسن الصوت؟ قال حسنه ما استطاع۔

تخریج: اخرجه ابو داود (۱۴۷۱) (۱/۱۴۷۶) وغیرہ۔ البخاری (۴۵۵)

الفوائد : قرآن مجید کی تلاوت میں عمدگی حروف ٔادا آواز میں پیدا کرنی چاہئے۔اس بات کو جناب رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا۔

۱۰۰۸ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"اِقْرَاْ عَلَیَّ الْقُرْآنَ" فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِقْرَاُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ :"اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ" فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ :"فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا" قَالَ : "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْهِ فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی اکرمؐ نے فرمایا" مجھے تم قرآن پڑھ کر سناؤ۔" میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ میں آپؐ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپؐ پر قرآن اترا؟ فرمایا" میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔" چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔﴿فکَیْفَ ...... شَهِیْدًا﴾

پس اس وقت کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپؐ کو گواہ بنائیں گے۔"
آپؐ نے فرمایا "اب تم بس کرو۔" جب میں نے آپ کی طرف نگاہ دوڑائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اقرأ علی القرآن: اس سے معلوم ہوا حسن صوت والے سے قرأت طلب کرنی چاہئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "من احب ان یقرأ القرآن غضا طریا فلیقرأ بقرأۃ ابن ام عبد"۔ **اقرء:** یہ مضارع کا صیغہ ہے اور ایک ہمزہ محذوف ہے۔ **وعلیك انزل:** یہ جملہ حالیہ ضمیر مجرور سے ہے۔ **ان اسمعه:** ان مصدر یہ ہے یا فعل کو بمنزلہ مصدر استعمال کیا۔ **من غیری:** اس سے حسن صوت والے سے تلاوت کا استحباب نکلتا ہے۔ **سورۃ النساء:** ممکن ہے تازہ اتری ہو یا اس میں تقویٰ کا حکم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسانات کا تذکرہ ہے۔ **حسبك:** تمہاری قرأت اتنی کافی ہے۔ سننے سے میری غرض پوری ہوگئی۔ **عیناہ تذرفان:** امت پر رحمت کی وجہ سے آنسو جاری تھے۔ شاہد کوئی چیز نہیں چھپاتا۔ جب وہ گواہی دیں گے تو کمال ہی ظاہر ہوگا۔ شہادت کے لوازمات سے ہے کہ ان کے نقائص بھی سامنے آئیں جس سے خطرہ ہو شہادت کی وجہ سے ان پر عذاب اتر پڑے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر خوف و حزن سے نرم ہوگیا یہاں تک کہ شفقت سے آنسو جاری ہوگئے اور شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر سفارش بھی فرماتے ہوں تو یہ رونا ان پر رقت و رحمت کی وجہ سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر شفقت سب سے بڑھ کر تھی۔ اسی لئے جب ہر پیغمبر کو مستجاب دعوت ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مستجاب دعا امت کے لئے محفوظ کر لی۔ نووی کہتے ہیں اس روایت سے دوسرے سے قرأت کا استحباب اور اس کی طرف کان لگانا اور قرأت میں تدبر کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اہل علم کی تواضع اور ان کے مرتبے کی بلندی ثابت ہوتی ہے۔ فتح الدلہ میں تو یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر خشوع و تدبر زیادہ ہو تو سننا تلاوت سے افضل ہے۔ باب فضل البکاء من خشیۃ اللہ تعالیٰ۔

تخریج: اخرجہ بخاری و مسلم۔

۱۸۳ : بَابُ فِی الْحَثِّ عَلٰی سُوَرٍ وَّاٰیَاتٍ مَّخْصُوْصَةٍ

باب : خاص آیات وسورہ پر آمادہ کرنا

السور: قرآن مجید کی کچھ آیات کا یہ توقیفی نام ہے۔ یہ سورۃ البناء سے لیا گیا ہے اس کا ٹکڑا کیونکہ وہ ایک کے بعد دوسرا مکان دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ (۲) سور المدینہ جس طرح دیوار شہر کو گھیرنے والی ہوتی ہے۔ یہ اپنی آیات سے احاطہ کرنے والی اور گھروں کے اجتماع کی طرح ہے۔ (۳) کنگن کو سوار کہتے ہیں وہ کلائی کو گھیرتا ہے۔ (۴) یہ کلام اللہ ہے اور بلندی والا ہے۔ سورۃ بلند مکان کی طرح ہے۔ (۵) یہ تسور سے جس کا معنی چڑھنا آتا ہے۔ آیات ایک دوسری پر بلند ہیں جیسا اذ تسور والمحراب: میں ہے۔ آیات: جمع آیت یہ شجر کے وزن پر آییہ ہے۔ کلمات کا ایک مجموع جو فصل کی وجہ سے دوسروں سے

الگ ہو۔

۱۰۰۹ :عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ :لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْآنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَاَخَذَ بِیَدِیْ ' فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ :یا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْآنِ؟ قَالَ :"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۰۹: حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" کیا میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی عظیم الشان سورۃ نہ سکھا دوں؟" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نکلنے لگے۔ میں نے کہا" یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو قرآن کی ان عظیم الشان سورتوں کو نہ سکھا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ہے یہ سات دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا"۔ (بخاری)

ابو سعید رافع بن المعلی رضی اللّٰہ عنہ: بعض نے ان کا نام حارث بتلایا ابن عبدالبر نے اسی کو اصح کہا اور رافع نام کی تغلیط کی ہے کیونکہ رافع بن المعلیٰ تو بدر میں قتل ہوا۔ صحیح ترین قول یہ ہے کہ یہ حارث بن نفیع بن المعلی بن لوان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید بن مناۃ بن حبیب بن عبد حارث بن مالک بن عضب الانصاری زرقی ہے۔ ان کی والدہ کا نام آمنہ بنت قرط بن خنساء ہے جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتی تھیں اور یہ حبیب بن عبد حارثہ یہ زمرق کا بھائی ہے اور ابو سعید زرقی کے لئے بولا جاتا ہے کیونکہ اہل عرب اکثر اپنے مشہور بھائی کی طرف بھتیجے کی نسبت کر دیتے تھے۔ یہ اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہو سلم سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ بخاری اس روایت کی نقل میں منفرد ہیں۔

اعظم سورۃ: یہ پوری توجہ دلانے اور قبولیت کے لئے مکمل طور پر اپنے کو فارغ کرنے کے لئے کہا۔ **فاخذ بیدی:** یہ فرمانے کے بعد آپ چلتے رہے۔ **قلت یا رسول اللّٰہ:** یہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے تو روایت باللفظ ہے۔ اعظم سورت یہ سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کے تمام مقاصد کو جمع کرنے والی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو ام القرآن کہتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کو دوسری روایت میں اعظم سورۃ دوسرے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ اس میں دلائل و حجج کے ساتھ مسائل و احکام کو ذکر فرمایا اسی وجہ سے اس کو فسطاط القرآن اسی وجہ سے اس کے احکام کی تعلیم عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے نے آٹھ سال میں کی (الموطا لمالک) سورۂ فاتحہ کے اعظم ہونے کی وجہ خود روایت میں مذکور ہے۔ **ھی السبع المثانی:** یہ جمع مثناۃ جو کہ تثنیہ ہے۔ یہ ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے یا دوسری سورت کے ساتھ ملائی جاتی ہے یا مکہ میں اور پھر مدینہ میں اتری پس یہ مکی اور مدنی ہونے کو جمع کرنے والی ہے۔ اسی طرح سورۃ النحل کی اختتامی آیات اور سورۂ روم کی ابتداء اور آیت الروح بھی۔ یہ ثناء و دعا دونوں چیزوں پر مشتمل ہے۔ اس میں فصاحت مبانی اور بلاغت معانی دونوں مجتمع ہیں۔ مرور زمانہ پر یہ دہرائی جاتی رہے گی مگر نہ مٹے گی نہ پرانی ہوگی۔ اس کے فوائد نئے نئے سامنے آتے ہیں ان کی انتہا نہیں۔ مثناۃ کی جمع ہے جس کا معنی ثناء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے گویا اس سے اللہ تعالیٰ کی شفاء اس کے اسماء و صفات سے کی جاتی ہے۔ یہ اپنے براعت نظم اور کثرت

معانی کے سبب ہمیشہ ہر شخص کو اپنی تعریف کی طرف دعوت دیتی ہے۔ پھر اس کی تعریف کی طرف جو اس کو یاد کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس امت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔اس بات میں اور سبعاً من المثانی میں کوئی منافات نہیں کیونکہ من بیانیہ یا تبعیضیہ ہے اور تمام قرآن کو مثانی کہنے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ **والقرآن العظیم**: اس کا نام قرآن عظیم ہے۔اس کا نام قرآن عظیم رکھنے کے متعلق علماء نے فرمایا۔حسن بصریؒ اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتب کا خلاصہ قرآن مجید میں اور قرآن مجید کے علوم فاتحہ میں رکھ دیئے۔اس کی تفسیر سیکھنے والا گویا قرآن مجید کی تفسیر سیکھنے والا ہے۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر اس کی تفسیر ۷۰ اونٹوں پر لا دوں تو وہ بوجھل ہو جائیں۔اس کے احکام وعقائد کی تفاصیل کے لئے عمر نوح چاہئے۔

تخریج: أخرجه البخاري (٤٤٧٤) و ابو داود (١٤٥٨) والنسائي (٩١٢) وابن ماجه (٣٧٨٥)

الفوائد: ① فاتحہ کو قرآن مجید کی اعظم سورۃ فرمایا گیا ہے ② یہ شفقت نبوت ہے سب سے آسان اور مختصر سورت کو اعظم قرار دے کر امت کو دین ودنیا میں نفع بخش چیز عنایت کر دی گئی۔

۱۰۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ قِرَآءَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ" وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ : "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ فِیْ لَيْلَةٍ" فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَ قَالُوْا : اَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؛ اَللّٰهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۱۰: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: "بے شک یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے"۔ایک اور حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ قرآن کا تیسرا حصہ ایک رات کو پڑھے۔" یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: "ہم میں کون یا رسول اللہ ﷺ اس کی طاقت رکھتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے"۔ (بخاری)

قال محال قل هو الله احد: یعنی سورۃ اخلاص کے متعلق فرمایا۔ **والذی نفس بیده**: خیر پر ابھارنے کے لئے قسم کھانا مستحب ہے۔ید سے قدرت مراد ہے۔ **ل متعدل ثلث القرآن**: ثواب قرأت کے اعتبار سے قرآن کے ثلث کے برابر ہے۔دوسری روایت میں ایک رات میں ثلث قرآن پڑھنے کا فرمایا تو **فشق ذلك علیهم**: اس کو انہوں نے مشکل سمجھا تو عرض کیا۔ **اینا یطیق**: قرأت کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ہم میں اس کی کس کو طاقت ہے۔حضرت اس کی تخفیف کا سوال چاہئے تو فرمایا اس میں کوئی مشقت نہیں وہ تو قل ہو اللہ ہے۔مسلم میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے: **ایعجز احدکم ان یقرا فی لیلة ثلث القرآن؟ قالوا و کیف نقرأ ثلث القرآن قال قل هو الله تعدل ثلث القرآن۔**

تخریج: أخرجه البخاري (٥٠١٣)

الفرائد: اس سے قل ھو اللہ کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت' رزاقیت' معبودیت کو ذکر فرمایا گیا ہے۔

۱۰۱۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ : "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۱۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا۔ جب صبح ہوئی اس نے آ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ آدمی اس کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' مجھے اس ذات کی قسم ہے' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔'' (بخاری)

ان رجلاً: تحفہ میں ہے کہ یہ ابوسعید ہیں۔ سمع رجلاً: اس سے مراد قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں (تحفہ)

اَللُّغَاتُ: یقراء: یردوھا یہ یقراء کے فاعل سے جملہ حالیہ یا قرأت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے مستانفہ ہے۔ فذکر ذلک لہ: آدمی کی قرأت اور اس کا بار بار دہرانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا۔ یتقالھا: یعنی اس کو عمل میں قلیل خیال کر رہا تھا۔

یہ جملہ کان کی خبر ہے اور تمام جملہ حالیہ ہے۔ یہی وہ روایت ہے جس کا بعض حصہ پہلے ذکر کیا اور مکمل یہاں ذکر کر دی حالانکہ مکمل کا تذکرہ بعض کے تذکرے سے مستغنی کرنے والا ہے۔ فتدبر۔

تخریج: أخرجه احمد (۴/۱۱۰۵۳) والبخاری (۵۰۱۵)

الفوائد: سورۃ اخلاص کو ہر رات میں تین مرتبہ پڑھنے پر آمادہ کیا گیا تا کہ کم محنت سے عظیم شرف و فضیلت مل جائے قرآن مجید میں ۱) قصص' ۲) احکام' ۳) صفات باری تعالیٰ کا ذکر ہے اور قل ھو اللہ میں صفات باری تعالیٰ ہیں اس لئے یہ ثلث قرآن ہے۔ (طیبی)

۱۰۱۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ: "اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ''یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔'' (مسلم)

انھا: یہ ابتدائیہ ہے اور جواب قسم مقدر بھی بن سکتا ہے کیونکہ پہلی روایت میں صراحت موجود ہے۔ ثلث قرآن: اس کے معنی کے متعلق چند اقوال ہیں: (۱) اس کی قرأت ثلث قرآن کے برابر ہے بغیر کئی گنا کرنے کے (۲) قرآن مجید کی تین قسمیں

ہیں: (۱) قصص (۲) احکام (۳) صفات باری تعالیٰ۔ یہ خالص صفات کو بیان کرتی ہے پس یہ ثلث قرآن کے برابر ہے (ماوردی) پہلی صورت میں اس کوتیس مرتبہ دہرانے سے پورے قرآن کے ختم کا ثواب ملتا ہے۔ دوسری صورت میں نہیں اور اس کوتیس مرتبہ پڑھنے سے یہ لازم آیا کہ جیسے کسی نے قرآن مجید کو ۱۰ دس گناہ کے ساتھ پڑھا کیونکہ ہر تین مرتبہ ایک قرآن کے برابر ہوا جس نے تیس مرتبہ پڑھا گویا اس نے قرآن مجید کو دس مرتبہ پڑھا اور یہ قرآن کی قرأت بمع اضافہ ایک مرتبہ پڑھنے کی طرح ہے۔

(۳) قرآن مجید کے معارف مہمہ تین ہیں: (۱) توحید کی معرفت (۲) صراط مستقیم کی پہچان (۳) آخرت کی پہچان اور اس میں پہلا مضمون ہے۔ پس تیسرا حصہ بن گئی۔

(۴) براہین قاطعہ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والے ہیں وہ صفات حقیقیہ ہیں باقی صفات فعلیہ اور صفات حکمیہ ہیں۔ یہ سورۃ صفات حقیقیہ پر مشتمل ہے۔

(۵) قرآن مجید کے بڑے مطالب تین ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے رسول کی پہچان اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات۔ اس سورۃ میں پہلا مضمون ہے۔ ان تمام اقوال میں راجح قول یہ ہے ثلث قرآن کے برابر اجر کے اعتبار سے برابر ہوتا ہے اور اس پر اس حدیث سے اعتراض نہیں ہوسکتا: "من قرء القرآن اعطی بکل حرف عشر حسنات"۔ کیونکہ تیسرا حصہ قرآن کے اس ثواب کے برابر ہے جس میں اضافہ نہ ہو یا اس سمیت برابر ہے اور اس میں کوئی انوکھی بات نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تھوڑے حروف پر کثیر اجر عنایت فرما دیں۔ اس کی نظیر مکہ مکرمہ میں نماز تمام مساجد کے مقابلے میں ایک کروڑ گناہ اور مسجد نبوی میں دس لاکھ اور مسجد قدس میں ایک لاکھ کا ثواب رکھتی ہے۔ ابن عبدالبر نے امام احمد کی طرح سکوت کو افضل قرار دیا۔ پس اصل مقصد تعلیم پر تحریص کے لئے یہ فرمایا یہ مطلب نہیں تین مرتبہ پڑھنے سے قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے۔ یہ درست نہیں اس کو دوسو مرتبہ پڑھنے سے بھی پورے قرآن کے برابر ثواب نہیں ملتا۔

تخریج: أخرجه البخاری (۵۰۱۳)

الفوائد: قل ھواللہ کو ثلث قرآن کے برابر قرار دیا گیا۔ یہ بہت شان وعظمت ہے۔

۱۰۱۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" قَالَ : "اِنَّ حُبَّهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ– وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا۔

۱۰۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "بے شک اس کی محبت جنت میں لے جائے گی۔" (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔

هذه السورة: اس پر عطف بیان کے طور پر قل هو الله احد: لائے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید تقدیس اور تعظیم پر مشتمل ہے۔ یہ ہر صاحب ایمان کو اس کی قرأت استمداد حاصل کرنے کی طرف دعوت دیتی ہے۔ ادخلك الجنة: اس کے اعلیٰ درجات میسر کیے ہیں۔ یہ تاویل اس لئے کی ہے تا کہ ان دونوں روایتوں میں موافقت ہو جائے: لن یدخل احد. منکم الجنة بعمله۔

تخریج: أخرجه بخاری (۷۷٤) وابن حبان (۷۹۲) والدارمی (۳٤۳۵)

الفرائد: سورۃ اخلاص سے محبت کی فضیلت بیان کی گئی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدت صمدیت کا اقرار ہے۔ اس کا تکرار اور محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے اور جنت کے داخلہ کا ذریعہ ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم ' آمین

١٠١٤: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۴: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم نے ان آیات میں غور نہیں کیا جو اس رات اُتریں کہ ان جیسی پہلے معلوم نہیں؟ '' کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی ''۔ اور '' کہو پناہ مانگتا ہوں میں آسمانوں کے رب کی ''۔ (مسلم)

عقبہ بن عامر: یہ جہینہ قبیلہ کی شاخ قضاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں یہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ امیر شریف فصیح اور قاریٔ فرائض کے ماہرٗ شاعر ہیں۔ ان کو غزوات البحر کا امیر مقرر کیا گیا۔ ابن حجر کہتے ہیں ان کی کنیت کے متعلق سات اقوال ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور ابوحماد ہیں۔ یہ فاضل و نبیل صحابہ کرام سے تھے۔ فتوح شام میں شریک رہے جب احتیاط کرتے تو ثابت قدمی ظاہر کرتے۔ فاروق اعظم کے پاس دمشق کی خوشخبری لے کر گئے۔ مدینہ منورہ سات دن میں پہنچ گئے۔ وہاں سے دمشق ڈھائی دن میں واپس لوٹے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دعا کی اے اللہ تو میری مسافت کو سمیٹ دے۔ پہلے دمشق پھر وہاں مصر میں مقیم ہوئے یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ۴۴ھ میں مصر کے حکمران بنے۔ وہیں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۵۵ روایات نقل کی ہیں۔ سات متفق علیہ ہیں۔ ایک میں بخاری منفرد اور نو میں مسلم منفرد ہیں۔ الم تر: کیا تم نے دیکھی نہیں۔ مثلھن: تعوذ کے سلسلہ میں ان جیسی آیات کبھی نہیں اتریں۔ قل اعوذ برب الفلق: جب لبید بن اعصم نے سحر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ حفاظت فرمائی۔ ان کے قرآن مجید میں سے ہونے پر اجماع امت ہے۔

تخریج: أخرجه احمد (٦/١٧٣٠٥) و مسلم (٨١٤) و ابو داود (١٤٦٢) والترمذی (٢٩١١) والنسائی (٩٥٣) والدارمی (٣٤٤١) واخرجه احمد (١٧٣٣٦) والنسائی (٩٥٢)

الفرائد: ان دو سورتوں میں جو تعوذات ہیں وہ اور کسی جگہ جمع نہیں ملتے تا آنکہ بعض علماء نے کہا کہ آپ نے جو معوذات سکھائے ہیں وہ ان سورتوں کے نزول سے پہلے کے ہیں۔

۱۰۱۵ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَآنِّ وَعَیْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰی نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ ، فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَ بِھِمَا وَتَرَکَ مَا سِوَاھُمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۱۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی آنکھ سے پناہ مانگتے۔ یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اتریں جب یہ دونوں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی)

یہ حدیث احسن ہے۔

یتعوذ من الجان وعین الانسان: کیونکہ ان کا ضرر شدید ہے اور اس طرح فرماتے: "اللھم انی اعوذبك من الجان وعین الانسان"۔ **فلما نزلنا**: جب یہ دونوں سورتیں نازل ہو چکیں تو پھر تعوذ کے لئے ان کو اختیار کیا گیا۔ دیگر معوذات کو چھوڑ دیا گیا۔

وجہ تخصیص: یہ دونوں سورتیں مستعاذ بہ اور مستعاذ منہ کے لحاظ سے جامع ہیں۔ پہلا فلق' رب فلق سے اس کی ابتداء کی جو فیض ربانی کے طلب کا کھلا اعلان ہے۔ جس سے ہر ظلمت اعتقاد وعمل مال زائل ہوتی ہے کیونکہ پو پھوٹنے سے انوار پھیلتے اور برکات اترنا شروع ہوتی ہیں اور ارزاق تقسیم ہوتے ہیں اور یہ مستعاذ منہ کے زیادہ مناسب ہے۔ سورۃ الناس میں عام مستعاذ منہ کا تذکرہ ہے اور وہ ہر زندہ و جماد مخلوق کا شر ہے۔ خواہ وہ شر بدن میں ہو یا مال یا دنیا سے متعلق ہو یا دین سے تعلق ہو مثلاً آگ کا جلانا' زہر کا قتل کرنا۔ پھر خاص شر سے پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ اس کا معاملہ مخفی ہے۔ وہ انسان کو اس طرح آلیتا ہے کہ وہ جانتا بھی نہیں۔ گویا اس کو وہ دھوکا میں ڈالتا ہے اور وہ چاند ہے جبکہ غائب ہو جائے کیونکہ اس کے بعد پیش آنے والی ظلمت شر کا سبب ہے۔ پھر روبح میں سحر کے اثر کو داخل کرنے کے لئے گرہوں پر دم کرنے والیوں کے شر سے پناہ طلب کی گئی۔ یہ شر پہلے سے سخت ہے۔ پھر حاسد کی نار حسد کے بھڑکنے کے وقت' وہ نفس کو ہلاک کرنے والے بہت سے مکاید سے کام لیتا ہے اور اسی طرح دین کو نقصان دینے والے مکائد سے پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ دوسرے سے بھی زیادہ دقیق اور بڑا شر ہے۔ پھر دوسری سورت میں وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ چاہی گئی کیونکہ اس کا شر ان تمام شرور کے برابر ہے کیونکہ پناہ طلب کرنے والے کے دل میں ان سے تمام کفریات وبدعات وضلالتیں جنم لیتی ہیں۔ اس وجہ سے اس کی خصوصی تاکید کی گئی اور مستعاذ بہ کی جانب اس وجہ سے مبالغہ کیا گیا کہ مستعاذ منہ بہت بڑا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا: میں لوگوں میں وسوسہ پھیلانے والے کے شر سے اس کی پناہ لیتا ہوں جو لوگوں کا مربی ہے اور اپنے قہر وقوت سے سب کا مالک ہے اور وہی ان کا الٰہ اور معبود ہے۔ جس کی وہ دوسروں سے پناہ طلب کرتے اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کی پناہ گاہ وہی ہے اور اسی پر ختم کیا کیونکہ یہ باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور باقی دو کا کبھی کبھی اطلاق دوسروں پر بھی ہوتا ہے۔

تخریج: أخرجه الترمذی (۲۰۶۵) والنسائی (۵۵۰۹) وابن ماجه (۳۵۱۱)

الفرائد: آپ ﷺ نے ان معوذات کے نزول پر دیگر معوذات ترک فرما دیئے کیونکہ ان کی تاثیر عظیم تر ہے۔

۱۰۱۶: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مِنَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةٌ ثَلَاثُوْنَ اٰیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَهٗ، وَهِیَ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ، وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ: "تَشْفَعُ"۔

۱۰۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن میں تیس آیات والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک آدمی کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿تبارک الذی﴾ (یعنی سورۃ الملک) ہے۔(ابوداؤد، ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد کی روایت میں تَشْفَعُ ہے یعنی سفارش کرے گی۔

سورہ ثلاثون آیه: یہ سورت کی صفت یا مبتداء محذوف کی خبر ہے: ﴿ای هی ثلاثون﴾ شفعت: یہ بھی صفت یا حال یا خبر ثانی ہے یا جملہ مستانفہ ہے۔ حتی غفرله: ابہام کے بعد تفصیل دل میں گہری اثر انداز ہوتی ہے یا تو یہ واقعہ پیش آیا یا وحی الٰہی کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی گئی تاکہ امت کو اس کی طرف رغبت ہو۔ پس رجل آپ ﷺ کے عمل کی نسبت سے نکرہ ہوگا اور امت کو علی سبیل الابہام خبر دی گئی یا امت کے لئے کہ آپ کو بتلا دیا اور آپ ﷺ نے کسی وجہ سے نہ بتلایا اور کسی مصلحت کی وجہ سے ظاہر کرنا مناسب خیال نہ فرمایا یا یہ کہ قیامت کے دن شفاعت ایک مخصوص انداز سے ہوگی جیسا کہ اس آیت میں: ﴿ونادی اصحاب الجنة﴾ پس رجل سے مراد جنس قاری ہے اور قرآن کے لئے شفاعت کا ثبوت ہے کہ اس کو جسم دیا جائے گا اور وہ شفاعت کرے گا۔

تخریج: أخرجه احمد (۳/۷۹۸۰) و ابو داود (۱۴۰۰) والترمذی (۲۹۰۰) وابن ماجه (۳۷۸۶) وابن حبان (۷۸۷)

روایت ابوداؤد کا فرق: شفعت کی جگہ تشفع ہے۔ اس سورت کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ابتدا زندگی کے پیدا کرنے اور اس کا اختتام پانی پر فرمایا جو مادۂ حیات ہے پس اس کا نتیجہ وہ شفاعت بنی جو مشفوع کے لئے کامل حیات کا باعث ہے۔ نیز سورت کی ابتداء قدرت کے عظیم کاموں اور عظمتوں اور صنعت کی پختگی میں ہے۔ پھر ان لوگوں کی مذمت کی جو اس سلسلے میں جھگڑتے ہیں یا اعراض کرنے والے پھر ان کی سزا کا ذکر کیا اور وہ جو ان پر نعمتیں ہیں ان کو ذکر کیا۔ پھر خصوصیت سے جاری پانی کا ذکر کیا جو کہ سبب حیات ہے۔ پھر اس سورت کے پڑھنے والے کی غلطیوں کی سزا کے لئے سفارشی قرار دیا اس کو عذاب سے چھڑانے والا قرار دیا۔

الفرائد: سورۃ تبارک الذی کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جو اس کو بار بار پڑھے گا اس کے لئے مغفرت اور قبر میں شفاعت کا باعث ہوگی۔

۱۰۱۷: وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ "قَالَ مَنْ قَرَاَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ

اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَیْلَةٍ كَفَتَاهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قِیْلَ : كَفَتَاهُ الْمَكْرُوْهَ تِلْكَ اللَّیْلَةَ ، وَقِیْلَ كَفَتَاهُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ۔

۱۰۱۷: حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھی تو یہ اس کے لئے رات بھر کفایت کریں گی''۔ (بخاری و مسلم)

بعض نے اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کیلئے کافی ہو جائیں گی۔ بعض نے کہا تہجد کیلئے کافی ہو جائیں گی۔

البدری: یہ مقام بدر کے ساکنین سے تھے۔ بعض نے کہا بدر میں شرکت کی۔ بالآیتین: یہ با تاکید کے لئے بڑھائی گئی ہے۔ روایت کا فرق: دوسری روایت میں **كفتاه المكروة تلك الليلة**: یعنی اس سے جن و انس کے شر کو ہٹاتی ہیں۔ اس اضافے کی تاکید حاکم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے: **"ان الله كتب كتابا قبل ان يخلق السموات والارض بالفي عام وانزل منه آيتين ختم بهما سورة البقرة ولا تقرآن في دار فيقربها شيطان ثلاث ليال"**۔ بعض کا قول یہ ہے اس کو قیام لیل کی طرف سے کافی ہو جائیں گی۔ یہاں تک شیطان نہ تو اس کے کانوں میں پیشاب کرتا اور نہ اس کی پیشانی پر بیٹھے گا۔ گویا ان کی قرأت ان چیزوں سے روکنے کے لئے کفایت کرتی ہے مگر یہ ایک احتمال ہے اور ایسی باتیں احتمال سے ثابت نہیں ہوتیں۔ بعض نے کہا کفایت بمعنی اجزاء ہے یعنی سورۂ کہف کی آیات کے فوائد کی جگہ کام دے جائیں گی۔ اسی طرح آیت الکرسی سوتے وقت پڑھنے والا مامون ہو جاتا ہے۔ بعض نے کہا تجدید ایمان کے لئے کافی ہو جائیں گی کیونکہ ان کی ابتداء میں غور کرنے والے کو ایمان و ایقان میں بڑا رسوخ حاصل ہو جائے گا کیونکہ یہ قضا و قدر کے فیصلوں کے سامنے مکمل تفویض و تسلیم کو ظاہر کرتی ہیں کیونکہ جو آدمی ان کاملین کے اس قول پر غور کرتا ہے: **"سمعنا و اطعنا"**: تو اس کو پیروی کا شوق اٹھتا ہے اور یہ بات اس کو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت تواضع اور نفس کو مٹانے پر آمادہ کرتی ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں اور بسا اوقات یہ بھی ان کی پیروی میں قدم بڑھاتا ہے اور موت کا بہت تذکرہ کرتا اور بعث بعد الموت کا استحضار کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں کثرتِ عمل اور تقلیل امید کی طرف لے جاتی ہیں اور وہ حقوق خلق سے بری الذمہ ہونا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ جو بارگاہِ الٰہی میں حاضری پر غور کرتا ہے تو اپنے کو جلد بری الذمہ کرنا چاہتا اور مناقشہ حساب سے چھڑانا چاہتا ہے۔ بعض نے کہا کفایت سے مراد یہ ہے بہت سی دعاؤں سے اس کو مستغنی کر دیتی ہے کیونکہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی کی کفیل ہیں۔

تخريج: أخرجه احمد (١٧٠٩٤) والبخاری (٥٠٠٨) و مسلم (٨٠٧) و ابو داود (١٣٩٧) والترمذی (٢٨) والنسائی (٧١٨) وابن ماجه (١٣٦٩) والدارمی (١/٣٤٠) وابن حبان (٨٧١) والطيالسی (٢/١٠)

الفرائد: ان دونوں آیات کی عظیم فضیلت ذکر کی گئی جو ان کو پڑھے گا اس رات اس کے لئے کفایت ہو گی۔

۱۰۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو

قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے''۔(مسلم)

مقابر : یہ مقبرۃ کی جمع ہے یعنی گھروں کو عدم اشتغال صلاۃ وقرأت میں قبرستان مت بناؤ اورتم خود ذکر الٰہی چھوڑنے میں مردوں کی طرح مت بنو۔ **ینفر** : ہٹ جاتا اور مکمل اعراض کرتا ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جہاں بقرہ کے علاوہ قرآن پڑھا جائے وہاں سے نہیں بھاگتا۔ **تقرأ فیه سورۃ البقرۃ** : کیونکہ شیطان ان کے اغواء واضلال سے اس سورت کی برکت سے مایوس ہوجاتا ہے کیونکہ اس میں تمام قسم کے احکام وعقائد' معجزات' قصص' امثال' براہین حق' منتخب بندوں کی کامرانی اور شیطان کی رسوائی کا تذکرہ ہے اور تسویل شیطانی کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔اسی وجہ سے بعض نے کہا کہ اس میں ایک ہزار اوامر اور ایک ہزار مناہی' ایک ہزار احکام اور ایک ہزار اخبار ہیں۔

تخریج: أخرجه احمد (۳/۷۸۲۶) و مسلم (۷۸۰) والترمذی (۲۸۸۶) وابن حبان (۷۸۲)

الفرائد : جس گھر میں بقرہ پڑھی جائے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔مجرب ومعروف ہے۔

۱۰۱۹ : وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَعَکَ اَعْظَمُ؟ قُلْتُ : اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ، فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ : "لِیَھْنِکَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے کہا ﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ﴾ (یعنی آیت الکرسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔'' (مسلم)

ابی بن کعب رضی اللّٰه انصاری: یہ بدری صحابی ہیں ان کے تفصیلی حالات گزرے ملاحظہ کر لئے جائیں باب البکاء۔ **ابو المنذر**: یہ ان کی کنیت ہے۔ **اتدری**: یعنی کتاب اللہ کی کون سی بڑی آیت تمہارے ساتھ ہے۔ یہ ان حفاظ میں سے ہیں جنہوں نے زمانۂ نبوت میں مکمل قرآن یاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ کعب کو سورۃ لم یکن الذین سنائیں۔اسی طرح کے بہت سے فضائل ان میں پائے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: **اللّٰه لا الٰه**: مکمل آیت الکرسی۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ پہلے جواب میں اللہ ورسولہ اعلم کہا پھر دوبارہ سوال پر انہوں نے آیت الکرسی کا نام لیا۔ یا اولاً تفویض سے جواب دیا پھر دوسرا جواب معلوم نہ تھا مگر انوار نبوت سے وہ جواب ان کے دل میں آ گیا جواب بالکل درست تھا تو آپ نے شاباش کے طور پر۔ **فضرب فی صدری**: اور فرمایا: **لیھنك العلم ھنانی الطعام وھنات به وتھنات به**: جو چیز بلا مشقت مل جائے۔ اصل مقصد علم میں سہولت اور رسوخ کی دعا دینا ہے اور آپ کی دعا سے وہ راسخین فی العلم میں تھے اور علم بطور بشارت ومنّت ان کو میسر ہوگیا۔ یہ ابی بن کعب کی بڑی منقبت ہے اور آپ ﷺ کے ان پر احسان کو دیکھو کہ امداد الٰہیہ سے ان کو خاص فرمایا جو ان کے نظراء کو میسر نہ تھی۔کنیت سے نوازا۔

مَسْئَلَۃ: جب خود پسندی کا خطرہ نہ ہو تو آدمی کے علم و تقویٰ کی سامنے تعریف کی جا سکتی ہے۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ لوگ ان سے خوب علم حاصل کریں۔ فائدہ اٹھائیں۔ جمہور کے مسلک کی تائید کہ قرآن مجید کی بعض آیات دوسری سے افضل ہیں یہ بلا ریب حق ہے۔ جنہوں نے اعظم کی تاویل عظیم سے کی ہے وہ درست نہیں کیونکہ یہاں تاویل نہیں چلتی البتہ "وھوا ھون علیه": میں تعین سے تاویل لازم ہے کیونکہ تمام مکفونات الٰہیہ قدرت الٰہیہ کے سامنے برابر ہیں: "ھو اعلم بکم": میں عقل تاویل کو جائز کرتی ہے کیونکہ علم الٰہی کے لئے سب برابر ہیں مگر حدیث مذکورہ میں عقل ظاہر مراد لینے کے خلاف نہیں یہ اعظم آیت اس لئے کہ اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کا اثبات اور اس کی صفات و افعال کا تذکرہ ہے اور ان کی پہچان علوم کی چوٹی ہے بقیہ اس کے تابع ہیں "اللہ" کے لفظ سے ذات اور القیوم سے اس کے جلال کی طرف اشارہ ہے۔ قیوم وہ ذات مراد ہے جو بذاتِ خود قائم اور دوسرے تمام اس کے قائم کرنے سے قائم ہے یہ بڑی عظمت و جلال ہے۔ **لا تاخذہ سنة**: صفات حوادث جو اس کی ذات کے لئے محال ہیں ان سے اس کی تنزیہ و تقدیس بیان کی۔ **له ما فی السموات**: اشارہ ہے کہ تمام افعال اسی سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ **من ذا الذی**: اس سے اشارہ ہے کہ بادشاہی' حکومت' اختیار میں وہ منفرد ہے۔ سفارش وہی کرے گا جس کو وہ مشرف فرمائے گا اور اجازت دے گا۔ اس نے بادشاہی' اختیار میں شرکت کی نفی کر دی۔ **یعلم ما بین**: صفت علم کی طرف اشارہ فرمایا یہ کہ اس کا علم منفرد ہے۔ باقی جس کے پاس علم ہے وہ اس کی مشیت و ارادے سے عطاء کیا ہوا ہے۔ **وسع**: عظیم ملک اور کمالِ قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ **ولا یؤدہٗ**: عزت و کمال کی صفت ذکر کی اور ضعف و نقص سے اس کا بے عیب ہونا بتلایا۔ **وھو العلی العظیم**: یہ تمام صفات اور کسی آیت میں نہیں ہیں۔ **شھد اللّٰہ**: میں اگر توحید ہے تو **قل اللھم**: اس میں توحید افعال ہے اور اخلاص میں توحید تقدیس فاتحہ میں مذکور ہے مگر تشریح سے نہیں۔ البتہ سورہ حشر کی آیات ان کے کچھ مشابہ ہیں اور حدید کی ابتدائی آیات اس کے مشابہ ہیں مگر وہ آیات ہیں اور یہ ایک آیت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم الحی القیوم پایا جاتا ہے۔ اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے کہ اس میں سولہ مقام پر اللہ تعالیٰ کا نام لفظاً اور ضمیر کی صورت میں ذکر ہوا بلکہ اگر الحی القیوم اور العلی العظیم کے احتمال اور فاعل حفظھما میں مقدر ہونا جو کہ اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے تو اکیس بن جاتی ہیں۔ اس آیت کو سورۃ آی القرآن کہا گیا ہے۔ اس کے لئے اعظمیت و افضلیت کے دونوں الفاظ آئے ہیں۔ اسی لئے غزالی نے کہا جو فضل کی بہت سے انواع کو جامع ہو اس کو افضل کہا جاتا ہے۔ فضل اضافے اور افضل بہت اضافے کو کہتے ہیں۔ باقی ستودد یہ ہے کہ جس میں شرف و مرتبہ کا مقصود راسخ ہو جائے اور شرف و برتری کا معنیٰ جو مقتدیٰ بننے کا تقاضا کرے اور پیروی سے انکاری ہو اور بہت سے معانی و معارف پر مشتمل ہے پس وہ افضل ہے اور آیت کرسی معرفت عظمٰی پر مشتمل ہے۔ سارے معارف جس کے تابع ہیں پس یہ سید کہلانے کی حقدار ہے (فتح الدلہ)

تخریج: أخرجه مسلم (۸۱۰)

الفرائد: ① اس میں آیت الکرسی کی فضیلت ذکر کی گئی کہ یہ قرآن مجید اعظم آیت ہے ② عالم کو متعلمین سے مسائل سکھانے کے لئے پوچھنے چاہئیں۔ ابی بن کعب کی فضیلت ظاہر ہوئی ہے۔

۱۰۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ '

فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ : لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ، قَالَ : اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ ، وَبِیْ حَاجَۃٌ شَدِیْدَۃٌ – فَخَلَّیْتُ عَنْہُ فَاَصْبَحْتُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ؟ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَکَا حَاجَۃً وَّعِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ وَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ – فَقَالَ : "اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ" فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَرَصَدْتُّہٗ –فَجَآءَ یَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَیَّ عِیَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُ وَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ – فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ شَکَا حَاجَۃً وَّعِیَالًا فَرَحِمْتُ وَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَقَالَ : فَرَصَدْتُّہُ الثَّالِثَۃَ – فَجَآءَ یَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَھٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِنَّکَ تَزْعُمُ اَنَّکَ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ! فَقَالَ : دَعْنِیْ فَاِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا ، قُلْتُ : مَا ھُنَّ؟ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَاْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فَاِنَّہٗ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ ، وَلَا یَقْرُبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ ، فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَاَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ؟" فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِی اللّٰہُ بِھَا فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَقَالَ : مَا ھِیَ؟ " فَقُلْتُ : قَالَ لِیْ : اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَاْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ مِنْ اَوَّلِھَا حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ : "اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" وَقَالَ لِیْ : لَا یَزَالُ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ ، وَلَنْ یَّقْرَبَکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ – فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ؟ قُلْتُ : لَا – قَالَ : "ذَاکَ شَیْطَانٌ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوۃ یعنی صدقہ فطر کا نگران بنایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کھانے کے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں ضرورت منداور عیال دار ہوں' مجھے سخت ضرورت تھی' میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں صبح کی تو آپؐ نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کا عذر کیا لہٰذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا" اس نے تم سے جھوٹ بولا' وہ عنقریب واپس آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا تھا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ میں نے کہا میں تمہیں ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو' میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ پھر دوبارہ نہیں آؤں گا' مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو جانے دیا۔ میں صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس

نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی۔ جس پر مجھے رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور عنقریب لوٹے گا۔'' پس میں نے اس کا تیسری مرتبہ انتظار کیا تو وہ آ کر دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا ضرور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے تو کہتا ہے کہ واپس نہیں لوٹے گا؟ پھر لوٹتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تمہیں فائدہ دیں گے۔ میں نے کہا' وہ کیا؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو۔ بے شک تم پر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہوگا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: ''تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھے فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا' اس نے یہ بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو۔ پھر مجھے کہا کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر ہوگا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب ہرگز نہیں آئے گا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اچھی طرح سنو بے شک اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے' اے ابو ہریرہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون رہا؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

زکاۃ رمضان: یعنی صدقۃ الفطر۔ اس کو رمضان کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کا ایک جزء پالینا اس کے لازم ہونے کی شرط ہے اور رمضان المبارک میں ہونے والی کوتاہیوں کا ازالہ کرتا ہے۔ اس لئے رمضان کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے۔ **فجعل یحثو**: نسائی میں ہے کھجور اس طرح معلوم ہوئی اس میں سے کچھ کم کیا گیا ہے۔ برتن یا کپڑے میں ہتھیلی بھا کر ڈالا۔ **فاخذته**: میں نے اس کو پکڑ لیا۔ سیوطی نے توشیح میں نسائی سے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو پکڑنا چاہتے ہو تو کہو **سبحان من سخرك لمحمد**: جب میں نے یہ الفاظ کہے وہ میرے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے اسے پکڑ لیا۔ **لارفعنك**: میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا تا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں اس ذمہ داری کی ادائیگی کا ذکر کروں جو آپ نے حفاظت کی صورت میں تفویض فرمائی تھی اور خائن وسارق اور اُچکے سے بچانے کا حکم دیا تھا۔ یا اس کے ظاہر کے مطابق اس کو ملامت کریں اور ڈانٹ ڈپٹ کریں۔ **محتاج**: میں حاجت مند ہوں۔ **علی عیال**: میرے عیال ہیں جن کے خرچ کا میں ذمہ دار ہوں۔ **وبی حاجة شدیدة**: یہ ماقبل کی تاکید ہے یا تاسیس ہے کہ میں محتاج اس طور پر ہوں کہ میں فقیر ہوں اور عیال کی حاجت مجھ سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ زیادہ ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات ذکر کی کہ اس نے شدت ضرورت کی شکایت کی۔ **فخلیت عنه**: میں نے یہ سمجھ کر کہ کھانا ضرورت مندوں کے لئے ہے محتاج ہے تو وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔ حفاظت تو غیر محتاج سے ہے۔ **افعل اسیرك**: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی اور فرمایا کہ وہ عنقریب لوٹے گا۔ **قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**: میں نے اسے فقر کی وجہ سے آزاد کر دیا۔ **وسیعود**: اس نے جھوٹ بولا پھر لوٹے گا۔ **فجاء**

یحثوا: حال مقدرہ ہے کیونکہ حثو آنے کے بعد ہی ہے (۲) یہ بھی بن سکتا ہے: فجاء و جعل یحثو۔ دعنی: تم مجھے چھوڑ دو اور اس نے پہلی بات میں اضافہ کیا کیونکہ اپنے سابقہ معاملے کی وجہ سے چھٹکارا چاہتا تھا۔ پہلے اپنی حاجت کا ذکر کیا یہاں اہل وعیال کی حاجت کا ذکر کیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں دوبارہ لوٹ کر نہ آؤں گا۔ فخلیت سبیلہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد: "انہ قد کذبك": کے باوجود اس گمان سے چھوڑ دیا کہ پہلی مرتبہ کے چھوڑنے پر تائید فرما دی تھی کہ وہ پھر لوٹے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کا جھوٹ اس کی محرومی کا سبب یا یہ کہ اس نے ساری بات ہی جھوٹی بنائی یا اس نے اپنے جھوٹ سے توبہ کر لی۔ ما فعل وسیرك: تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ گزشتہ رات نہیں فرمایا کیونکہ پہلے کی خلاف ورزی کر کے دوسری بات میں زیادہ وقت نہ گزرا تھا۔ اور جہاں "بارحہ": کی قید لگائی جاتی ہے اس کا مقصد اس وہم کا ازالہ ہوتا ہے کہ عمر کے کسی حصہ میں واقعہ پیش آیا۔ وسیعود: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مطلقاً برقرار رکھا حالانکہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو چکا۔ اس کے گمان سے جانا کہ وہ معذور ہے یا کوئی اور وجہ تھی۔ فرصدتہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسی بات کہی جو چھوٹنے کی طمع کو منقطع کرنے والی تھی۔ اس نے کہا میں چھوٹنے کی راہ نہ پائی تو کہنے لگا تیسری بار ہے مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہیں کلمات سکھاتا ہوں۔ عامل کی تنشیط کے لئے کلمات کہا۔ اللہ تعالیٰ ان سے تمہیں فائدہ دیں گے۔ جب بستر پر لیٹ جاؤ تو آیت الکرسی پڑھو۔ اللہ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر کر دیا جائے گا۔ من: یہ ابتدائیہ یا سببیہ ہے جیسا اس آیت میں ﴿یحفظونہ من امر اللّٰہ﴾ لا یقربك شیطان: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ ضمن یہ بات پہلے جملے میں آ چکی مگر ضرر شیطانی کی بڑھائی کو ظاہر کرنے کے لئے یہ جملہ لائے۔ حتی تصبح: یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ آیت پڑھنے والا نہ جاگے تب بھی حفاظت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے یا اس سے اس لئے تعبیر کیا کہ عموماً جاگنے کا یہ وقت ہے۔ فخلیت سبیلہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نیکی کے اعمال میں خوب رغبت تھی۔ اس کی اطلاع اور جھوٹی توبہ پر اعتبار کر لیا اور اس وجہ سے بھی کہ ان کو اس مال تک پہنچنے سے روکنے والی چیز کا علم ہو گیا۔ فاصبحت فقال لی: معطوف علیہ جملہ مقدر ہے کہ میں صبح کو خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ما فعل اسیرك البارحہ: تو میں نے عرض کیا کہ اس کا خیال یہ تھا کہ وہ مجھے نفع بخش کلمات سکھائے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ زعم کا لفظ اس لئے لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے فقد کذبك: وہ تم سے نہ آنے کا جھوٹا وعدہ کر گیا ہے۔

النَّحْوُ: قال لی لا یزال: لانفی میں لن کی طرح ہے اگرچہ اس میں تابید و تاکید نہیں ہوتی اگر یہ نفی کا فائدہ نہ دیتا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو یہاں استعمال نہ کرتے۔

علیك من اللّٰہ حافظ: ایک ظرف یزال کی خبر ہے اور دوسرا ظرف حافظ سے محل حال میں ہے۔ اما: یہ حرف استفتاح ہے مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے آتا ہے۔ صدقك: اس سے تمہیں واقع کے مطابق بات کہی حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ ھو کذوب: گزشتہ جملے سے مدح کا گمان تھا یہ جملہ حالیہ مذمت کے لئے لائے۔ تعلم: ہمزہ استفہامیہ اس سے پہلے محذوف ہے۔ ثلاث سے راتیں مراد ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری (۲۳۱۱)

الفرائد: ① شیطان کو مؤمن کی نفع بخش چیزوں کا علم ہے اسی لئے اس کو گناہ میں ڈالتا ہے تاکہ ان سے نفع نہ اٹھا سکے

④ شیطان کئی اشکال بدل سکتا ہے⑤ جنات بھی انسانی کھانے کھاتے ہیں۔

۱۰۲۱ :وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ" وَفِیْ رِوَایَۃٍ :"مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۱: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ الکہف کی دس پہلی آیات یاد کرلیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

ایک روایت میں ہے سورۃ الکہف کی آخری آیات۔ دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

من حفظ: زبانی یاد کرلیں۔ الدجال: دجل سے ہے ملمع ساز یہ سیف مدجل جس پر سونا مل دیا جائے۔ ابن درید دجل ڈھانپنے کو کہتے ہیں۔ یہ اسی سے لیا گیا ہے کیونکہ وہ زمین کو کثیر مجمع سے ڈھانپ لے گا۔ اس کی جمع دجالون ہے (المصباح) دجال آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس کے ہاتھوں سے بطور استدراج بارش کا اترنا اور فصل کا اگانا ظاہر ہوگا۔ اس لئے اس کو عظیم ترین فتنہ کہا گیا۔ ہر پیغمبر علیہ السلام نے اس کے فتنے سے قوم کو خبردار کیا جو ان آیات کو پڑھے گا اگر اس زمانہ میں ہو تو فتنہ سے بچا لیا جائے گا یہ بھی ممکن ہے کہ کذاب و تلبیس کرنے والا عام ہو جیسے دوسری روایت میں فرمایا: "لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون دجالا"۔ ایک روایت میں: "يكون فی آخر الزمان دجالون": کا لفظ وارد ہے۔

روایت کا فرق: ان آیات کی اس فتنہ سے بچنے میں خصوصیت یہ ہے کہ یہ آیات عجائبات قدرت پر مشتمل ہیں۔ جن پر تدبر و غور انسان کو فتنے سے بچاتا ہے۔ نیز ان نوجوانوں کا تذکرہ ہے جن کو فتنے سے محض رحمت الٰہیہ سے نجات ملی۔ ابن مردویہ نے اس طرح نقل کیا: "من حفظ عشر آيات من اول سورة الكهف كانت له نوراً يوم القيامة"۔

تخریج: أخرجه مسلم (۸۰۹) و ابو داود (۴۳۲۳) والترمذی (۲۸۹۵) والنسائی (۸۰۲۵)

الفوائد :سورۃ کہف اور خاص طور پر اس کی دس اولی اور آخری آیات کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ ان کو تلاوت کرنے والا دجال کے فتنوں سے بچا رہے گا۔

۱۰۲۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ :بَیْنَمَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ سَمِعَ نَقِیْضًا مِّنْ فَوْقِہٖ فَرَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ :ھٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْیَوْمَ وَلَمْ یُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَنَزَلَ مِنْہُ مَلَکٌ فَقَالَ :ھٰذَا مَلَکٌ نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ :اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَھُمَا لَمْ یُؤْتَھُمَا نَبِیٌّ قَبْلَکَ :فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ ، وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْھَا اِلَّا اُعْطِیْتَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

"النَّقِيْضُ" :الصَّوْتُ۔

۱۰۲۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا۔ "یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس سے ایک فرشتہ اترا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا چنانچہ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے :۱) سورۃ الفاتحۃ ۲) اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کردی جائے گی۔

النَّقِيْضُ :آواز

بینما: یہ ما کافہ ہے۔ نقیضا: دروازے کی آواز۔ فرفع راسه: یہ جبرئیل علیہ السلام کی طرف ضمائر لوٹتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے بتلائی یا انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اور دروازے کی آواز سنی۔ من السماء: آسمان دنیا مراد ہے اور بیت العزۃ آسمان دنیا میں ہے۔ لم يفتح قط: یہ فعل مجہول ہے یہ دروازہ پہلے کبھی نہیں کھلا یہ تخصیص ظاہر کرنے کے لئے فرمایا۔ دروازے کا کھلنا اور فرشتے کا اترنا یہ دو سعادتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کی گئیں۔ ابشر: یہ (س) سے آتا ہے عام تفعیل میں اس کو متعدی بناتے ہیں (ن) سے بھی آتا ہے خوشخبری دینا۔ بشرت و ابشرته: پانی کا پھیلنا (مفردات) بنورين اوتيتهما: ان کو نور اس لئے کہا کہ پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن نور ہوں گی اور اس کے آگے آگے ہوں گی یا دنیا میں نور ہیں ان کے معانی پر غور کرنے والا صراط مستقیم پر ہے۔ لم يوتهما نبي: تمام قرآن مجید ایسا ہی ہے۔ ان کو خاص کرنے کی وجہ ان کی شان کی بلندی ہے کیونکہ یہ جامع معانی پر مشتمل ہے۔ الفاظ مختصر شاندار انداز معانی کا سمندر۔ فاتحة الكتاب: یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ فتح الدلہ میں امن الرسول: کی بجائے للہ ما في السموات: سے ابتداء کا قول ہے۔ لن تقرا: بظاہر خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر امت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے خطاب ہے۔ بحرف کی با الصاق واستعانت دونوں کی ہو سکتی ہے۔ الا اعطيته: وہ غرض کیوں کر پوری نہ ہو جبکہ فاتحہ کافیہ ہے۔ خواتیم رات کے لئے کافیہ ہیں مطلب یہ ہے ان کا ثواب اس قدر عظیم الشان ملتا ہے جو ان کی نظیر سے بڑھ کر ہے یا حرف سے مراد جملہ مستقلہ ہے خواہ ثناء و تجید پر مشتمل ہو۔

تخریج : أخرجه مسلم (۸۰٦) والنسائي (۹۱۱) وابن حبان (۷۷۸) والحاكم (۱/۲۰۵۲) والطبراني (۱۲۲۵٥)

الفرائد :اس میں سورۂ فاتحہ، سورہ بقرہ کی آخر آیات کی فضیلت ذکر کر کے ان کی کثرت اور یاد کرنے اور رکھنے پر آمادہ کیا۔

۱۸۴: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَي الْقِرَاءَةِ

باب: قراءت کے لئے جمع ہونے کا استحباب

کیونکہ اس میں قرآن مجید کی تعظیم وتکریم ہے۔

۱۰۲۳: عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ، اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو لوگ اللہ کے گھر میں سے کسی گھروں میں قرآن کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں اس کی تکرار (اعادہ) کرتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتے ہیں۔ (مسلم)

اجتمع قوم: مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے یا خاص مرد مراد ہیں کیونکہ آداب مجلس کا یہ زیادہ لحاظ کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی عقل کامل ہے۔ **بیوت اللّٰہ**: مساجد مراد ہیں۔ عظمت کے لئے ذکر کیا۔ **یتلون کتاب اللّٰہ**: یہ فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ **یتدارسونہ**: دور کرنا۔ **السکینۃ**: یہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جس سے بندوں کو طمانیت ملتی ہے۔ ملائکہ بھی اسی سے ہیں۔ واللہ اعلم۔ **غشیتھم**: چھا جانا۔ ہر طرف سے ڈھانپ لینا۔ **الرحمہ**: ارادہ رحمت یا فضل واحسان مراد ہے۔ **حفتھم**: ان کو گھیر لینا۔ **الملائکۃ**: یہ تعظیم وتشریف کے لئے ہے کیونکہ انہوں نے تلاوت کو سنا۔ **فیمن عندہ**: عندیت ربی مراد ہے۔ مراد اس سے ملائکہ ہیں۔ **ولذکر اللّٰہ اکبر**: ہر بات پہلی سے علی سبیل الترقی ہے۔ ملائکہ کی آمد' احاطہ ملائکہ' نزول سکینہ' واللہ اعلم۔

تخریج: أخرجه مسلم۔

۱۸۵: بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

باب: وضو کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ...... اِلٰی قَوْلِهٖ ...... مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ، وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ [المائدة: ٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھوؤ...... آیت کے آخر تک...... اللہ نہیں

چاہتے کہ تمہیں تنگی میں ڈالے لیکن اللہ چاہتے ہیں کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے تا کہ تم شکر گزار ہو جاؤ''۔(المائدہ)

الوضوء: یہ وضاءت سے لیا گیا۔ وہ حسن و نظافت کو کہتے ہیں شرعی طور پر وضو اعضاء مخصوصہ پر خاص نیت سے پانی کے استعمال کرنے کو کہا جاتا ہے۔ معراج کی رات نماز کی فرضیت کے ساتھ فرض ہوا (راجح قول یہ ہے کہ ابتداء نماز سے ہی فرض ہوا۔ مترجم) **اذا قمتم**: جب تم قیام کا ارادہ کرو۔ **الی الصلاۃ**: نماز کے لئے۔ اس کے بعد حذف مانا گیا **وانتم محدثون**۔(قول زید بن اسلم) تقدیر عبارت یہ ہے: **اذا قمتم الی الصلاۃ من النوم**: جب تم نیند سے بیدار ہو کر نماز کا ارادہ کرو یا قضائے حاجت سے فارغ ہوتے ہو یا تم نے جماع کیا ہو تو غسل کرو اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو غسل سے طہارت حاصل کرو۔ اور اگر تم بیمار یا سفر کی حالت میں ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تیمّم کرو۔ تقدیر کو بعض نے توفیقی مانا ہے۔ البتہ تقدیر کے بغیر چارۂ کار نہیں شیخ زکریا کہتے ہیں جنب کو مقدر مانیں تو تکلف کی حاجت نہیں: ﴿**وان کنتم مرضی او علی سفر وانتم جنب**﴾: دوسرے علماء نے کہا آیت اپنے عموم سے محدث کو بطور ایجاب و متطہر کو بر سبیل استحباب شامل ہے۔ بعض نے کہا یہ آیت اس بات کو بتلانے کے لئے اتری کہ وضو نماز کا ارادہ کرتے وقت لازم اور کسی عمل کے لئے نہیں کیونکہ دیگر اعمال کے لئے حدث رکاوٹ نہیں۔ عز بن عبدالسّلام کہتے ہیں ہر نماز کے لئے وضو کا وجوب ظاہر آیت سے ثابت ہو رہا ہے خواہ حدث ہو یا نہ مگر صحیح مسلم میں وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو فرماتے۔ جب فتح مکہ ہوا تو پانچوں نمازیں ایک وضو سے ادا فرمائیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے آج ایسا عمل کیا جو پہلے نہ کرتے تھے تو فرمایا اے عمر میں نے جان بوجھ کر کیا۔ علامہ خطابی نے کہا کہ وضو محدث پر واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کا عمل فضیلت پر محمول ہے۔ اس روایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواز ثابت کیا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قیام کے وقت فعل وضو شرط نہیں۔ اگر وقت سے مقدم و موخر کر لیا تو درست ہے۔ اگر چہ آیت کے ظاہر سے یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ **فاغسلوا**: جمہور مرفقین کو غسل میں داخل مانتے ہیں۔ **وامسحوا بروسکم**: باالصاق یا تبعیض کے لئے ہے۔ **وارجلکم الی الکعبین**: وجوہ پر عطف سے لفظ منصوب پڑھا گیا اور جر کو جوار کے لئے مانا گیا۔ کسی ایک پر عطف کی وجہ سے محلاً منصوب ہے یا رؤس پر عطف کی وجہ سے لفظاً و محلاً جر ہے مگر اس کو موزے پہننے پر محمول کریں گے یا غسل خفیف پر۔ اس آیت کریمہ میں وضو کے ارکان اربعہ مذکور ہیں۔ جو دیگر ارکان کو بھی واجب مانتے ہیں مثلاً نیت و ترتیب ان کے لئے مسئلہ بنے گا اور وہ انہوں نے دوسرے دلائل سے لیا ہے۔ نیت کو اس روایت: **انما الاعمال بالنیات**: ترتیب کو آیت سے اخذ کیا ہے۔ راس ممسوح سے ہاتھ اور پاؤں میں فاصلہ کیا گیا جو کہ دونوں مغسول ہیں اور متجانسین میں کسی چیز کو نکتہ کی وجہ سے داخل کرتے ہیں اور وہ ترتیب ہے جو مستحب نہیں بلکہ فرض ہے کیونکہ آیت فرائض کے بیان کے لئے ہے اور بسم اللہ بعض کے ہاں اور نیند سے بیدار ہونے پر دونوں ہتھیلیوں کا دھونا اور مضمضمہ' استنشاق بعض چیزوں میں بعض نے وجوب کا قول کیا ہے۔ دلائل موجود ہیں۔ **وان کنتم جنباً فاطھروا**: تو غسل کرو۔ **وان کنتم مرضی**: لامستم عستم کے معنی میں ہے اور یہاں اجنبیات کی قید لگانی پڑے گی (اگر ملامست کو محاورہ عرب کے مطابق لیں تو کسی قید کی ضرورت نہیں ''اور تم نے اپنی بیویوں سے قربت کی ہو''۔ **فلم تجدوا ماء**: تو مٹی کا قصد کرو جو پاک ہو۔ **ایدیکم منه**: یعنی کہنیوں سمیت مل لو کیونکہ پانی تو میسر نہیں۔ **ما یرید اللّٰہ**: اللہ تعالیٰ نے

وضو،غسل وتیمم کو تنگی کے لئے لازم نہیں کیا بلکہ وہ احداث وذنوب سے تمہیں پاک کرنا چاہتے ہیں۔ **ولیتم نعمته علیکم**: اسی لئے اس نے قلوب وابدان کو گناہوں اور احداث سے پاک کرنے والی چیزیں بیان فرمادیں۔ **لعلکم تشکرون**: تاکہ تم میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرو اور میں اور اضافہ کروں۔

١٠٢٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "میری اُمت قیامت کے دن وضو کے نشانات کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں سے بلائی جائے گی جو آدمی تم میں سے اپنی روشنی کو طویل کرسکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ (بخاری ومسلم)

امتی یدعون: امت اجابت مراد ہے۔ غر یہ اغر کی جمع ہے۔ جیسے حمر واحمر یہ اسم تفضیل نہیں اگر یہ اسم تفضیل ہوتی تو وجوب افراد کی وجہ سے جمع نہ ہوتی۔ اسم تفضیل کی تذکیر نکرہ چاہئے۔ **غرا**: یہ یدعون کا دوسرا مفعول ہے یعنی اس نام سے پکارے جائیں گے۔ **محجلین**: یہ ضمیر سے حال ہو یا دونوں حال ہوں ای قیامت کے اس حال میں کہ وہ اس میں پنج کلیان سفید ہوں گے یا یدعون ینادون کے معنی میں ہے ان کو اسی حالت میں آواز دی جائے گی اگر یہ کہا جائے یہ صفت متنقلہ نہیں پھر حال کس طرح بنے گا۔ جواب یہ ہے کہ یہ یہاں منتقل ہونے والوں سے ہے کیونکہ تمام مخلوق غیر محجل ہوگی جب اس امت سے خاص کیا تو منتقلہ صفات کے حکم میں کردیا۔ بعض نے کہا کہ موقف میں ان کی یہ علامت ہوگی پھر حوض کے پاس پھر داخلہ کے وقت ان سے منتقل ہوجائے گی۔ منتقل کا یہی معنی ہے۔ **الغرة**: چہرے کا جتنا حصہ دھونا فرض ہے۔ اسی طرح کانوں سے اسی طرح۔ **التحجیل**: واجب سے اوپر ہاتھ و پاؤں کو دھونا' اس کی غایت عضد وساق سے استیعاب ہے۔ **آثار الوضو**: من تعلیلیہ یا ابتدائیہ بن سکتا ہے۔ اثار یہ اثر کی جمع ہے نشان کے معنی میں ہے۔ ترمذی میں وارد ہے: **امتی یوم القیامة غرمن السجود محجلون فی الوضو**: اس میں اور اس میں تعارض نہیں کیونکہ چہرے کے نور کے دو سبب ہیں وضو وسجدہ' ظرف کے متعلق یدعون' غرا اور محجلین کا تنازع ہے۔ جیسا اس آیت میں: ﴿**اذا دعاکم دعوة من الارض**﴾: من الارض فعل سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم۔ **فمن استطاع منکم**: غرہ سے یہاں وادوہ ہے جو تحجیل والا ہو یا تقابل کی وجہ سے حذف کردیا۔ ظرف فعل سے متعلق ہے۔ من بیانیہ للجنس ہے۔ ان یطیل مفعول ہے۔ یہاں مطلوب نفس فعل ہے ہیئتہ نہیں۔ مگر سہیلی نفس فعل کو اسی طرح مانتے ہیں اس مثال میں **کرهت ان خرجت**۔

تخریج: أخرجه البخاری (١٣٦) و مسلم (٢٤٦) واحمد (٣/٩٢٠٦) وابن حبان (١٠٤٩) والبیهقی (٥٧/١)

الفرائد: ① وضو کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ یہ قیامت کے دن صاحب وضو کے لئے نور کا باعث ہوگا ② کامل وضو کرے تاکہ نور میں اضافہ ہو۔

۱۰۲۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ خَلِيْلِي ﷺ يَقُوْلُ : "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا "مؤمن کا زیور (جنت میں) وہاں تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔" (مسلم)

سمعت خلیلی صلی اللہ علیه وسلم: یہ فعیل بمعنی مفعول ہے۔ خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی محبت دل میں اتر جائے اور باطن میں پہنچ جائے۔ خلیل کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض نے صاحب اور بعض نے دوستی میں خالص۔ بعض نے کہا وہ جس کی دوستی میں خلل نہ ہو۔ بعض نے کہا جو موالات و معادات کرنے والا ہو۔ بعض نے اور باتیں کہی ہیں۔ اس کے اشتقاق میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس کو خلت بمعنی حاجت سے لیا اور بعض نے خلت سے لیا جس کی محبت دل میں مل گئی۔ بعض نے خلت سے لیا یہ ایک پودا ہے جس کو صرف اونٹ استعمال کرتے ہیں اور کتاب کے شروع میں گزرا کہ محبت وخلت میں کون سا مقام بلند ہے اور اس میں منافات نہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "**لو کنت متخذا خلیلاً غیر ربی**": کیونکہ متفرع تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولیٰ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو خلیل بنانا ہے کسی دوسرے کے آپ ﷺ کو خلیل بنانے کی ممانعت نہیں۔ **الحلیه:** بعض نے کہا کہ حلیہ سے اہل جنت کا زیور مراد ہے کیونکہ ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی: "**تبلغ حلية اهل الجنة مبلغ الوضو من المؤمن**"۔ بعض نے کہا جنت میں مومن کے زیور مراد ہے اور وہ وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ اس روایت میں غرہ اور تحجیل کو بڑھانے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

ایک روایت: بخاری نے کتاب اللباس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس میں مذکور ہے: **ثم دعا بتور من ماءٍ فغسل يديه حتى بلغ ابطيه فقال يا اباهريره الشئ سمعتهٗ من النبی صلی اللہ علیه وسلم ؟ قال منتهى اللحية**"۔

تخریج: أخرجه مسلم (۲۴۵) و ابو عوانة (۱/۲۲۹)

الفرائد: ① کامل وضو کرنا چاہیے ② مؤمن کا زیور وہاں تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچا۔

۱۰۲۶ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا اسکے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی"۔ (مسلم)

من توضا: جو وضو آداب وسنن پر مشتمل ہو۔ نووی کہتے ہیں اس میں آداب وسنن وشروط وضو پر آمادہ کیا گیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس طرح وضو ہو کہ سب کے ہاں جو وضو ہو جائے مثلاً بسم اللہ نیت و مضمضہ استنشاق ناک میں پانی ڈالنا وغیرہ سب کو انجام دے۔ **خطایاہ:** اس سے صغائر مراد ہیں۔ خروج سے مجاز مراد ہے (مگر مجاز کی ضرورت نہیں وہ لطیف اجسام رکھتے ہیں۔

حتی: یہ غایت کے لئے ہے۔ تمام جسم سے نکلتے ہیں جیسا مسلم کی روایت میں ہے۔ **تخرج من تحت اظفارہ:** اس سے تاکید مراد ہے تاکہ یہ وہم نہ رہے کہ جہاں پانی نہ پہنچے کیا وہاں سے بھی نکلتے ہیں یا نہیں۔ اگر مسلم کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت: **اذا توضأ العبد المسلم او المؤمن**" کو دیکھیں تو وہ دلالت کرتی ہے کہ اعضاء وضو کے گناہ صرف بخشے جاتے ہیں۔ دوسروں کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا' جواب یہ ہے بقیہ جسم کے گناہوں کی بخشش بسم اللہ وغیرہ ہیں اور احسن الوضوء میں اسی طرف اشارہ ہے۔ عبدالرزاق کی مرسل روایت **من ذکر اللہ اول وضوئہ لم بہ جسدہ کلہ' و ان لم یذکر اللہ لم یطھر الامواضع الوضو**"۔

تخریج: أخرجہ مسلم۔

الفرائد: ① وضو کو خوب عمدہ انداز سے کرے تاکہ کل قیامت کو مغفرت کا ذریعہ ہو ② اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصی رحمت و برکت ہے۔

١٠٢٧ : وَعَنْهُ قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ ھٰکَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۷: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ پھر کہا جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنے کا ثواب ظاہر ہے۔ (مسلم)

قال: انہوں نے مکمل وضو کیا اور پھر کہنے لگے۔ **توضا مثل وضوئی ھذا:** اگر رایت علمت کے معنی میں ہو تو جملہ اس کا مفعول ہے۔ (۲) اور اگر ابصرت کے معنی میں ہو تو جملہ محل حال میں ہے۔ ایک روایت میں: "**من توضا نحو وضوئی ھذا**": مثلیت میں غالب کا اعتبار ہوتا ہے (فتح الباری) **ما تقدم:** سے مراد صغیرہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو۔ **و کانت صلاتہ:** اس کا عطف جملہ جواب پر ہے۔

فرق روایت: مسلم کی روایت میں "**ثم صلی رکعتین لا یحدث فیھما نفسہ**": کے الفاظ زائد ہیں۔

تخریج: اخرجہ مسلم (۲۲۹) ' بخاری' ابو داؤد' نسائی' ابن خزیمہ' طبرانی' بزاز' اسماعیلی' ابو عوانہ' دارقطنی' برقانی' ابو نعیم' بیھقی (شرح عمدۃ الاحکام)

الفرائد: ① وضو کو اسی انداز سے کرے جیسے جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا ② وضو مستقل طور پر کفارۂ سیئات ہے۔

١٠٢٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ" اَوِ الْمُؤْمِنُ– فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ

مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۸: حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جب مسلم یا مؤمن بندہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا' پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کا ہر گناہ' جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے' پانی یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ' جس کی طرف چل کر گیا' پانی کے ساتھ یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

اذا توضا العبد: مکلف' آزاد' مذکر ہو یا مونث مراد ہے۔ **خروج من وجهه:** یہ بخشش سے کنایہ ہے۔ **نظر اليها بعينيه:** یہ تاکید کے لئے ذکر فرمایا اور مراد کبائر و حقوق العباد کے علاوہ ہیں۔ **او:** یہ شک راوی کے لئے ہے۔ **قطر:** یہ قطرہ کی جمع ہے اس کی جمع قطرات بھی آتی ہے۔ آنکھ کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دل کا جاسوس ہے۔ اس لئے دوسروں کی ضرورت نہ رہی۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے: **"فاذا غسل وجهه خرجت الخطايا من وجهه حتى تخرج من تحت اشفاء عينيه"**: مگر صاحب فتح الدلہ نے کہا کہ آنکھوں کے ذکر کی وجہ یہ نہیں کہ وہ کفیل ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ منہ' ناک ہر ایک کے لئے مطہر موجود ہے اور آنکھ کے لئے سوائے چہرے کے دھونے کے کوئی مطہر نہیں۔ اس لئے چہرے کے دھونے سے اس کے گناہ بھی ساتھ اتر گئے۔ گویا یہ اپنی صفائی میں چہرے کی محتاج بن گئی۔ واللہ اعلم۔ **حتى يخرج نقيا:** صاف ستھرا۔ **الذنوب:** وہ صغائر جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں۔

تخریج: أخرجه احمد (۳/۸۰۲٦) و مسلم (۲٤٤) والترمذی (۲) وابن خزیمة (٤) والدارمی (۷۱۸) والبیهقی (۸۱/۱)

الفوائد: ① وضو گناہ کو اسی طرح صاف کرتا ہے جیسے پانی میل کچیل کو ② جب وضو کیا جاتا ہے تو اس کے جسم کے اعضاء سے گناہ دھل جاتے ہیں وہ زمین پر پاک ہو کر چلتا ہے۔

۱۰۲۹: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا" قَالُوْا: اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ" قَالُوْا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں پہنچ کر فرمایا: "سلام ہو تم پر اے

مؤمن گھر والو، بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہم آپ ؐ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: ''تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپؐ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپؐ کی امت میں ابھی تک نہیں آئے۔ فرمایا ''تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے سیاہ گھوڑوں میں پانچ کلیان گھوڑے ہوں، کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''وہ وضو کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ میدانِ محشر میں آئیں گے اور میں ان کا حوض پر استقبالی ہوں گا۔'' (مسلم)

اتی المقبرة: اس سے مراد البقیع ہے۔ **دار قوم مؤمنین:** یہ اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے: **ای اخص دار قوم مؤمنین۔ انا ان شاء اللّٰہ:** یہاں تبرک باسم اللہ کے لئے ہے۔ جیسا اس آیت میں: ﴿**ولا تقولن لشئی انی فاعل**﴾: (۲) تحسین کلام کے لئے ہے۔ **انا قد راینا احواننا:** زندگی میں ان کو دیکھ لیا۔ عیاض کہتے ہیں بقول بعض موت کے بعد ان کی ملاقات کی تمنا ہے۔ اس میں تمنا کا جواز خصوصاً جب کہ فضیلت والے لوگوں سے ملاقات ہو۔ **قالوا:** وہ صحابہ جو اس وقت ساتھ تھے۔ **اولسنا اخوانك:** اس کا عطف جملہ مقدر پر ہے: **اتتمنی لقاء اخوانك اولسنا اخوانك**"۔ **قال انتم اصحابی:** تم میرے صحابہ ہو اور میرے اخوان وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔ نووی کہتے ہیں بقول باجی یہ ان سے اخوت کی نفی نہیں بلکہ صحابیت کی وجہ سے انکی برتری ذکر کی۔ **ای فانتم احوة صحابة:** اور جو بعد میں آئیں گے وہ صحابہ تو نہ ہوں گے صرف اخوۃ ہوں گے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**انما المؤمنون اخوة**﴾:

عبدالبر کا منفرد قول: اس روایت اور بعض دوسری احادیث جن میں آخری زمانہ والوں کی فضیلت ذکر کی گئی ہے ثابت ہوتا ہے۔ صحابہ کے بعد آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو من جملہ صحابہ سے افضل ہوں گے۔ رہی "**خیر کم قرنی**": والی روایت کا معنی **خیر الناس قرنی:** یعنی سابقون الاولون خواہ مہاجرین سے ہوں یا انصار سے ہوں اور جو ان کی راہ پر چلنے والا ہو وہ افضل امت ہیں اور حدیث سے وہی مراد ہیں۔ باقی جو آپ ﷺ کے زمانے میں ملے جلے لوگ ہیں خواہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور صحبت اختیار کی مگر ان کو سابقیت فی الاسلام نہیں اور نہ دین ان کا کوئی واضح کام ہے تو بعد والے زمانوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو ان سے افضل ہوں گے۔ جیسا کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں ان کی اس رائے کو بعض متکلمین نے دیگر معانی کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ مگر امت کے اکثر علماء کی رائے اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور عمر میں ایک مرتبہ ایمان سے دیدار کیا اس کو صحبت کی وجہ سے وہ مقام مل گیا کہ بعد میں آنے والے تمام لوگوں سے وہ افضل ہو گیا اور افضلیت صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں۔ یہ فضل خداوندی ہے جس کو چاہے دے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بنیاد بنایا: "**لو انفق احد منکم مثل احد ذهبا ما بلغ مداحدهم ولا نصیفه**"۔ **من امتك:** یہ لم یات کے متعلق ہے۔ **ارایت:** تم مجھے بتلاؤ۔ **خیل غیر محجلة:** جس گھوڑے کے ماتھے پر سفیدی ہو۔ **التحجیل:** پاؤں کی سفید نصف پنڈلی تک پہنچ جائے (المصباح) **بین ظهری:** یہ ظہرانی بھی استعمال

ہوتا ہے۔ دھم: جمع ادھم۔ الدہمۃ۔ سیاہی۔ بھم البھیم: وہ گھوڑا جس کا ایک رنگ ہو دوسرے کی ملاوٹ نہ ہو خواہ سفید ہو یا سرخ۔ الا یعرف خیلہٗ: کیا وہ آدمی اپنے گھوڑے کو دوسرے سے نہ پہچانے گا۔

اَلنَّحْوُ: غر الحجلین: یہ یاتی کے فاعل سے حال مترادف ہیں یا متداخل ہیں۔ من الوضوء: من تعلیلیہ ہے۔ انا فرطھم الی الحوض: آگے جانے والا تا کہ ان کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام کرے۔ یہ وہی حوض کوثر ہے جو ایک عرصات قیامت میں ہوگا۔ اس سے پینے والا کبھی پیاسہ نہ ہوگا' دوسرے جنت کے اندر حوض ہوگا۔ وہ کس قدر خوش نصیب ہے جس کے استقبالی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

تخریج: أخرجه مالك (٦٠) واحمد (٣/٧٩٩٩) و مسلم (٢٤٩) و ابو داود (٣٣٧) والنسائی (١٥٠) وابن ماجه (٤٣٠٦) وابن حبان (١٠٤٦)

الفرائد: ① وضو کی علامت سے آپ اپنی امت کو پہچانیں گے ② سنت کی مخالفت سے گریز کرنا ضروری ہے ③ دین میں احداث پر شدید وعید ہے۔

١٠٣٠: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا' وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ: "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ' وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ' وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ' فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ' فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں ایسی بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ غلطیاں مٹاتے ہیں اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کو مکمل کرنا ناپسندیدگی (وقت اور موسم کی رکاوٹ) کے باوجود' مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔'' (مسلم)

الا: یہ حرف تنبیہ ہے۔ مایمحوا اللّٰہ بہ الخطایا: (ا) معافی سے کاتبوں کے دفاتر سے مٹاتا ہے یہ بخشش کی دلیل بن جاتی ہے۔ عفو کو مسبب بنایا' مٹنے والے گناہ صغائر ہیں کیونکہ طاعات سے انہی کا کفارہ ہوتا ہے۔ جب گناہوں سے الگ ہو گیا تو تب رفع درجات ہے۔ یہ متاخر ہوتا ہے۔ یہ بڑی سعادت والی بات ہے اگرچہ فقط گناہ کی بخشش نہیں بلکہ بلندی درجات بھی ساتھ ہے۔ یہ شوق دلانے کے لئے لائے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: قالوا بلٰی: آپ ﷺ ہماری راہنمائی فرمائیں اور رسول کی شان یہی ہے کہ وہ اپنی امت کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اسباغ الوضو: مکمل وضو کرنا۔ المکارہ: مثلاً سردی کی مشقت۔ الی المساجد: یہ اس وقت ہے جب گھر دور ہو۔ اور بار بار آنا جانا ہو۔ بخاری میں روایت کے بنو سلمہ نے اپنے محلے سے منتقل ہو کر مسجد کے قریب اپنے مکانات بنانے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیارکم تکتب اثارکم: تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔ تمہارے قدموں پر ثواب لکھا جاتا ہے۔ انتظار الصلاۃ: یہ دونوں میں

مشترک وقت کے سلسلہ میں ہے۔ ان کے علاوہ میں لوگوں کا عمل نہ تھا (ولید یاقی) نووی کہتے ہیں تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔
فذلکم الرباط: رباط یہی ہے جس کی ترغیب دلائی جارہی ہے۔ اصل رباط اپنے کو روکنا۔ گویا اس آدمی نے مسجد میں رک کر اپنے کو اس طاعت پر روک لیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ان سے افضل ہو۔ دوسری روایت میں اس کا تکرار وہ عظمت و تاکید کے لئے ہے۔ بعض نے کہا یہ تکرار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کے مطابق ہے بعض اوقات ایک بات کو ضرورۃً دو دو تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دہراتے تھے تاکہ سامعین خوب سمجھ لیں۔ باب بیان طرق الخیر میں روایت گزری۔

تخریج: باب بیان کثر طرق الخیر میں گزر چکی۔

الفرائد: ایضاً۔

۱۰۳۱ : وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ فِیْ بَابِ الصَّبْرِ – وَفِی الْبَابِ حَدِیْثُ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِیْ اٰخِرِ بَابِ الرَّجَآءِ ، وَهُوَ حَدِیْثٌ عَظِیْمٌ ، مُشْتَمِلٌ عَلٰی جُمَلٍ مِّنَ الْخَیْرَاتِ۔

۱۰۳۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''طہارت (یعنی پاکیزگی) ایمان کا حصہ ہے۔'' (مسلم)

یہ روایت تفصیل سے باب الصبر میں گزری اور اس باب الرجا کے آخر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اور وہ بڑی عظیم روایت ہے جو بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

الطھور شطر الایمان: جب طا کا ضمہ ہو تو تطہیر کے معنی میں ہے اور طا کے فتحہ سے حذف مضاف کے ساتھ ہے یعنی استعمال **الطھور حالة الطھارة**: یعنی پانی کے معنی میں ہے۔ شطر: جزء کو کہتے ہیں۔ اس کو جزو ایمان قرار دینے سے اسکی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

نوٹ: باب الصبر میں یہ روایت گزری اس باب میں حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ ہے جو عظیم الشان مضامین پر مشتمل ہے۔ حافظ علائی نے اس روایت کی تفصیل خوب لکھی ہے۔

تخریج: باب الصبر میں گزر چکی۔

الفرائد: ایضاً۔

۱۰۳۲ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّاُ فَیُبْلِغُ – اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ – ثُمَّ قَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ – وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُ

مِنْ اَیِّهَا شَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ"۔

۱۰۳۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں جو آدمی وضو کرے مکمل وضو کرے پھر کہے : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ.....آخر تک۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے وہ داخل ہو۔'' (مسلم)

ترمذی میں یہ الفاظ زائد ذکر کئے: ''اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے''۔

اَللُّغَاتُ: مامنکم من احد: منکم خبر مقدم ہے من مبتداء پر تاکید کے لئے لائے۔ یتوضاء: یہ مبتداء کی صفت یا حال من الخبر ہے اور پہلا ظرف مبتداء سے حال ہے یا اس کی خبر جملہ میں ہے۔ فیبلغ: یہ ابلاغ سے ہے یعنی وضو کو واجبات سمیت ادا کرنے والا ہے اور مندوبات کے شامل ہونے کا بھی احتمال ہے۔ او یہ شک راوی کے لئے ہے۔ فیسبغ: یہ ابلاغ کے معنی میں ہے اور مندوبات کے شامل ہونے کے احتمال کی تائید ہے۔ لا الٰه الا الله: یہ توحید ذات ہے اور وحدہ یہ توحید صفات ہے۔ لا شریك له: یہ توحید افعال ہے۔ عبدہ و رسوله: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت رسالت سے افضل ہے۔ جیسا کہ اشرف مواطن میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سے تعریف فرمائی ہے۔ مثلاً ﴿سبحان اللّٰه اسری بعبدہ﴾ ﴿ما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان﴾ له: یہ ظرف رابطہ کے لئے ہے جیسے کہتے ہیں: "حفظت لزید ماله"۔ یدخل: طہارت کرنے والی کی حالت کو بیان کرنے کے لئے جملہ مستانفہ لائے یا حال مقدرہ ہے۔ اس روایت اور صائمون والی روایت میں تضاد نہیں کیونکہ اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے کیونکہ باب تو یہ بتلا رہی ہے کہ اس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا کیونکہ اس نے عظیم عمل کیا پھر داخلہ اسی دروازے سے ہوگا جس قسم کی نیکیاں غالب ہوں گی۔ اس روایت میں جو اضافہ اس کے لئے ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت شاہد ہے: "من توضا فای حسن الوضوء ثم قال عند فراغه لا اله الا اللّٰه وحده لا شریك له اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین فتح اللّٰه له ثمانیة ابواب الجنة یدخل من ایها شاء"۔

تخریج: أخرجه احمد (۶/۱۷۳۱۶) و مسلم (۲۳۴) و ابو داود (۱۶۹) والترمذی (۵۵) وابن ماجه (۴۷۰)

الفرائد: ① وضو کے بعد دعا کی فضیلت مذکور ہے ② جو اس پر مداومت کرے گا قیامت کے دن آٹھوں دروازوں سے بلوایا جائے گا۔

۱۸۶ :بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ

بَابٌ: اذان کی فضیلت

الاذان! اذان تازبین لغت میں اعلان کو کہا جاتا ہے۔ شرع میں مخصوص کلمات کو اعلان جس سے وقت نماز کا علم ہوتا ہے۔ اس میں اجماع سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة﴾! اور ﴿اذا نادیتم الی الصلوٰة﴾! اوراسی طرح عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت جس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے۔

۱۰۳۳ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ ' وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ ' وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْاِسْتِهَامُ" :اَلْاِقْتِرَاعُ۔ "وَالتَّهْجِيْرُ" :اَلتَّبْكِيْرُ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

۱۰۳۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں اس فضیلت کو جواذان دینے اور پہلی صف میں ہے تو پھر وہ کوئی چارہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں۔ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اوّل وقت میں فضیلت ہے تو ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر لوگ جان لیں جو عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ہے تو ضرور ان دونوں میں آئیں خواہ ان کو گھٹنوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْاِسْتِهَامُ :قرعہ اندازی۔

التَّهْجِيْرُ: نماز کی طرف جلدی آنا۔

لو یعلم الناس! طیبی کہتے ہیں۔ یہاں ماضی کی بجائے مضارع لائے تا کہ اس کو اس چیز کے قائم مقام رکھیں جس کی طرف وہ بلاتا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر لوگ ایک دوسرے سے بڑھنے کی دوڑ لگائیں تو ان پر واجب ہو جائے گی اور استمرار علم کا فائدہ دے پس مناسب ہے کہ وہ ایک حالت پر رہے۔ ما فی النداء! اذان مراد ہے۔ من بیانیہ ما کی وجہ سے حذف کر دیا۔ الصف الاول! سے امام سے قریب صف اول اگر چہ وہ کعبہ کے قریب کھڑے لوگوں کی بنسبت دور ہو اگر امام والی جانب مقتدی کعبہ کے قریب ہو جائے تو اس کی نماز ختم ہو جائے گی (تحفہ ہیثمی والیضا ہدایہ) بقول تیمی تو صف اول کی فضیلت قرآن مجید سننے اور قرأت پر تامین کے لئے ہے اور جب امام کو خلیفہ کی ضرورت ہو تو وہ امام کی خلافت کر سکے اور نماز کی حالت کو نقل کرے اور لوگ اس کو مان لیں اور پھر تیسری سے دوسری صف افضل ہے۔ ثم! یہ تراخی مرتبہ کے لئے ہے۔ استہام قرعہ ڈالنے کو کہا جاتا ہے۔ اذان وصف اول کی فضیلت کی حاصل کرنے کے لئے قرعہ ڈالتے۔ علیہ کی مفرد ضمیر ما کی طرف راجع ہے۔ ایک واقعہ برمادی نے نقل کیا کہ جنگ قادسیہ میں جب فتح ہوئی مسلمان کفار کو دھکیلتے چلے گئے یہاں تک کہ تکمیل فتح تک ظہر کا وقت ہو گیا۔

اذان ظہر کے لئے ہر ایک تیار تھا۔ تلواریں نکل آئیں۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قرعہ اندازی کرائی جس کا نام آیا اس کو اذان کا حکم فرمایا۔ **ولو یعلمون!** اس میں قرعہ کی ضرورت اس لئے نہیں کہ وقت میں وسعت ہے اور اس میں طاعت کی مسارعت کا ثواب ہے۔ **العتمة!** یہ غروب شفق کے بعد آخر ثلاث اول تک کا وقت ہے اور رات کا عتمہ اس وقت ہے جب شفق کی روشنی ختم ہو کر رات کا پہلا اندھیرا چھا جائے۔ یہاں نماز عشاء مراد ہے۔

ایک اشکال: اس لفظ کی ممانعت سے پہلے کی روایت ہے یا نہی تنزیہ کے لئے تحریم نہیں یا اس وہم کو دور کرنے کے لئے مغرب کو عشاء نہ خیال کر لیں اور مطلوب فوت ہو جائیں۔ پس بڑے مفسدہ سے بچانے کے لئے خفیف کو اختیار کیا۔ **لا توھما!** یعنی اگر لوگوں کو ان اوقات کی نمازوں کا علم ہوتا تو ہر ممکن طریقہ سے وہ آتے۔ **ولو حبوا!** ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا یا گھسٹ کر چلنا۔ **التھجیر!** نماز میں جلدی کرنا۔

تخریج: أخرجه مالك (١٥١) واحمد (٣/٧٢٣٠) والبخاری (٦١٥) و مسلم (٤٣٧) والنسائی (٥٣٩) وابن حبان (١٦٥٩) وابو عوانة (١/٣٣٢) وابن خزيمة (٣٩١) والبيهقی (١/٤٢٨) و عبدالرزاق (٢٠٠٧)

الفرائد: ① اذان کا فائدہ اور عظیم ثواب ذکر کیا گیا ہے اسی طرح مؤذن، صف اوّل، تکبیر اولیٰ، جماعت کی حاضری کی فضیلت کا مذکور ہے ② نماز صبح، مغرب و عشاء کی خاص فضیلت ذکر کی گئی تا کہ ان میں سستی نہ ہو۔ یہ نمازیں خصوصاً لوگوں پر گراں ہیں۔

١٠٣٤ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٣٤: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اذان دینے والوں (یعنی موذن) کی قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنیں ہوں گی''۔ (مسلم)

اطول الناس اعناقا! یہ عنق کی جمع ہے۔ اس کا معنی یہ ہے: (١) تمام لوگوں کی نسبت رحمت الٰہی کی طرف زیادہ جھانکنے والے ہوں گے پس مطلب یہ ہوا کہ اذان کا کثیر ثواب دیکھیں گے (٢) نضر بن شمیل کہتے ہیں جب لوگ پسینے کی لگام ڈالے جائیں گے تو ان کی گردنوں کو لمبا کر دیا جائے گا تا کہ پسینے کے دکھ سے بچ جائیں۔ (٣) وہ سردار ہوں گے اہل عرب سردار کو طویل العنق کہتے ہیں۔ (۴) متبعین کے لحاظ سے زیادہ ہوں گے۔ (۵) ابن الاعرابی کہتے ہیں اعمال کے لحاظ سے بڑھے ہوں گے۔ (٦) ابوبکر بن داؤد نے کہا قیامت کے دن لوگوں کو پیاس لگے گی اور پیاسے کی گردن پھٹ جاتی ہے۔ مگر موذنین کو پیاس ہی نہ لگے گی۔ ان کی گردنیں بلند رہیں گی۔ قاضی عیاض کہتے ہیں تیز چلنے کو سیر العنق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (٣٨٧) وابن ماجه (٧٢٥)

الفرائد: ① مؤذن جس کا مقصود رضاء الٰہی ہو وہ قیامت کے دن خوف سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

١٠٣٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهٗ : "اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِیْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِیَتِكَ۔ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ" وَلَا اِنْسٌ ' وَلَا شَیْ ءٌ ' اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ :سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۳۵: حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا: ''میں تمہیں دیکھتا ہوں تم بکریاں اور جنگل پسند کرتے ہو لہٰذا جب تم اپنی بکریوں میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کرلو مؤذن کی آواز کی حد تک۔ جو بھی جن' انسان یا کوئی اور چیز اس کو سنے گی تو قیامت کے دن اُس کی گواہی دیں گے۔ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ (بخاری)

عبداللّٰہ بن عبدالرحمان! یہ مازن قبیلہ سے متعلق ہیں۔ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمان' محمد سے روایت لی ہے۔ بخاری' ابو داؤد' ابن ماجہ نے ان کی روایت کی تخریج کی۔حافظ نے ان کو مدنی انصاری' کبار تابعین میں شمار کیا (تقریب) البادیه! اس سے خلاف قیاس پر ہی اسم منسوب بنے گا۔جمع بوادِ ہے۔ فاذنت للصلاة! اذان کا ارادہ کرے۔ فارفع صوتك! اتنی جس سے تمہارے گلے کو ضرر نہ پہنچے۔ مدی! انتہا و غایت۔تورپشتی کہتے ہیں بلندی آواز میں حکمت یہ ہے کہ جہاں تک آواز پہنچے گی تو ہر چیز گواہی دے گی۔ بلند آواز کرنے میں پوری کوشش صرف کرے۔ جب آخری چیز گواہی دے گی تو قریب والی تو بدرجہ اولیٰ دے گی۔ جن ولا انس! ان پر اکتفاء اس لئے کیا کہ دونوں مکلف ہیں۔ ولا شئی! اس سے مراد فرشتہ ہے یا عاقل وغیر عاقل ہر چیز مراد ہے۔ حیوانات و جمادات یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔ الاشهد له یوم القیامة! شہادت کا فائدہ فضیلت موذن کو پھیلانا اور اس کے بلند درجے کو ظاہر کرنا ہے۔ ابن حجرؒ نے لکھا کہ اس شہادت میں راز یہ ہے وہ گواہی عالم الغیب والشهادة کی بارگاہ میں ہوگی۔آخرت کے احکام اسی طرح جاری ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں مخلوق کے احکام چلتے ہیں مثلاً دعویٰ کا پیش ہونا جواب دعویٰ پھر شہادت (ابن المنیر) سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم! اس سے کون سا کلام مراد ہے۔ بعض نے انه لا یسمع! تا آخر مراد لیا اور تذکرہ غنم کو موقوف قرار دیا۔ غزالی اور رافعی نے تمام مرفوع قرار دیا حافظ کا اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

تخریج: أخرجه مالك (١٣٥) واحمد (٣/١١٣٠٥) والبخاری (٦٠٩) والنسائی (٦٤٣) وابن حبان (١٦٦١) وابن خزیمة (٣٨٩) والحمیدی (٧٣) و عبدالرزاق (١٨٦٥)

الفوائد: ① اذان میں خوب آواز کو بلند کرنا چاہئے کہ نمازی کثرت سے آئیں ② دیہات میں علم کی روشنی کے ساتھ جبکہ شہر فتن سے پُر ہو رہنا درست ہے ③ اکیلے آدمی کو بھی اذان دے دینی چاہئے تا کہ فرشتے شریک جماعت ہوں۔

١٠٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ ' فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ

بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ : اُذْکُرْ کَذَا – وَاذْکُرْ کَذَا – لِمَا لَمْ یَذْکُرْ مِنْ قَبْلُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ مَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اَلتَّثْوِیْبُ" اَلْاِقَامَةُ۔

۱۰۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی ہے تا کہ وہ اذان نہ سنے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس لوٹتا ہے یہاں تک کہ تکبیر پوری ہوتی ہے تو پھر واپس لوٹتا ہے تا کہ آدمی اور اُس کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ وہ یوں کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو فلاں چیز کو یاد کرو جو اس سے پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھیں؟ (بخاری و مسلم)

"التَّثْوِیْبُ": اقامت۔

اذا نودی بالصلاۃ! یہ مسلم ونسائی کے الفاظ ہیں بخاری میں ما کی بجائے لازم ذکر کیا ہے۔ دونوں ہم معنی ہیں۔ **او ابر الشیطان!** یہ جملہ اسمیہ حالیہ ہے جیسا یہ ارشاد: ﴿اهبطوا بعضکم لبعض عدو﴾ **ضراط!** عیاض کہتے ہیں یہ ظاہر پر ہے کیونکہ وہ بھی غزاء والا جسم نامی ہے۔ مگر اصمعی نے تیز دوڑنے سے کنایہ قرار دیا۔ طیبی کہتے ہیں شیطان کے اذان سن کر مدہوش ہونے کی کیفیت کو ذکر کیا کہ اس کے کانوں اور کسی چیز کو سنتے ہی نہیں پھر قباحت کے لئے اس کو ضراط سے تعبیر کیا۔ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے یہ ابلیس ہے اور ممکن ہے ہر شیطان متمرد مراد ہو۔ **حتی لا یسمع التاذین!** اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱) وہ جان بوجھ کر ضراط نکالتا (جیسا گدھا ڈر سے بھاگتے وقت) ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سنائی دے یا (۲) اذان کی توہین کے لئے کرتا ہے جیسا بیوقوف کرتے ہیں۔ (۳) وہ جان بوجھ کر کرتا ہے مگر اذان سے اس پر شدت خوف طاری ہوتا ہے جس کے سبب یہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ (۴) وہ قصداً کرتا ہے تا کہ نماز کے مناسب طہارت کا مقابلہ حدث سے کرے۔ حدیث مسلم میں اس کے لئے حصاص کا لفظ بھی آیا ہے۔ اصمعی کا قول تائید کرتا ہے۔ روایت مسلم میں دور بھاگنے کو مقام روحاء جو ۳۶ میل ہے سے تعبیر کیا۔ حافظ نے اس کو ابن راہویہ کی بنسبت معتمد قرار دیا۔ **حتی یخطر!** اس کا معنی وسوسہ ڈالنا یہ فطر البعیر سے ہے جب اونٹ اپنی دم رانوں پر مارے۔

برماوی کا قول: شیطان کے اذان سے بھاگنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کلمہ توحید پر لوگوں کا اتفاق اسی عقائد اور اقامت شعائر دیکھ کر بھاگتا ہے۔ نماز شروع ہونے پر واپس لوٹتا ہے کیونکہ اس کا غالب حصہ پوشیدہ اور مناجات ہیں۔ اس لئے اس کے کرنے والے کو بگاڑنے کے لئے راہ پالیتا ہے یا کم از کم اس کے خشوع کو بگاڑ دیتا ہے۔ بعض نے کہا اذان کے وقت وہ اس لئے بھاگتا ہے تا کہ ابن آدم کے حق میں گواہی پر مجبور نہ کیا جائے۔ **بین المرء و نفسه!** موقعہ کا تقاضا یہ ہے کہ نفس مرء سے الگ ہو۔ پس مراد یہ ہوگی **بینه و بین قلبهٗ!** جیسا دوسرے مقام پر **ان اللّٰه یحول بین المرء وقلبه۔!** بخاری میں اسی طرح ہے۔ **من قبل!** نماز میں شروع ہونے سے پہلے۔ **حتی یظل الرجل!** یہ یصیر کے معنی میں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ اسے بھلاتا ہے۔ روایت میں حتیٰ

کا لفظ پانچ مرتبہ آیا ہے۔ پہلا' چوتھا' پانچواں تو کئی کے معنی میں ہے۔

النحو: جملہ شرطیہ پر ما داخل ہو تو علت کو بیان کرتا ہے۔ **تثویب!** سے مراد یہاں اقامت ہے۔ خطابی نے اسی کو راجح کہا ہے اگر اذان و اقامت کے درمیان تثویب مکروہ ہے۔ ائمہ احناف بھی اس کو درست قرار نہیں دیتے۔

تخریج: أخرجه مالك (١٥٤) واحمد (٣/٨١٤٥) والبخاری (٦٠٨) و مسلم (٣٨٩) والنسائی (٦٦٩) وابن حبان (١٦) و ابو داود (٥١٦) و ابو عوانة (١/٣٣٤) والطيالسی (٢٣٤٥) والدارقطنی (١/٣٧٣) وابن ابی شيبة (١/٢٢٩) والبيهقی (٢/٣٢١)

الفرائد: ① اذان کی خصوصی فضیلت صرف اذان سے ہی مل سکتی ہے ② اذان سے شیطان پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے کیونکہ اذان دیتے ہوئے وہ وسوسہ نہیں ڈال سکتا پس بھاگ جاتا ہے۔

١٠٣٧ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا' ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ' فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم مؤذن کو سنو (اذان دیتے ہوئے) تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو' اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلے کا سوال کرو' یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ (مسلم)

فقولوا مثل ما یقول! جواب کا تعلق اذان سننے پر ہے۔ دوسرے پر جواب لازم نہیں۔ قلقشندی نے کہا یہ قید غالب کے اعتبار سے ہے۔ پہلے موذن کی اذان کا جواب مختار ہے کیونکہ امر تکرار کا مقتضی نہیں۔ باقی افضل متابعت میں ہے۔ اس میں تخصیص اوّل کے متعلق مذکور نہیں۔ ابن عبدالسلام کہتے ہیں سبب متعدد ہیں ہر ایک کو جواب دے۔ البتہ پہلے کی اجابت افضل ہے مگر صبح و جمعہ میں۔ ابن سید الناس مؤذن کی فراغت کے بعد کہے۔ مگر روایات ساتھ ساتھ ادا کرنے کا کہتی ہیں۔ کرمانی نے یہاں مثل ما یقول کہا گیا ہے مثل ما قال نہیں کہا کیونکہ وہ ہر کلمہ کے بعد اسی جیسے کلمے سے جواب دے رہا ہے۔ عام علماء شوافع ہر کلمہ کے بعد کلمہ کو مستحب کہتے ہیں کیونکہ فا تعقیب وارد ہے مگر یہ حدیث ظاہر کرتی ہے یہ کلمات موذن کی حکایت ہے۔ حنابلہ کا قول یہی ہے جمہور و شافعیؒ کہتے ہیں کہ سننے والا **حی علی الصلاح و الفلاح!** کے وقت لاحول ولاقوۃ پڑھے کیونکہ حدیث معاویہ اور ابن عمر

رضی اللہ عنہما میں خاف مذکور ہے جواس کو خاص کرتا ہے۔ البتہ اگر وہی الفاظ کہہ دیتے تو ثواب حاصل ہو جائے گا۔ حی علی الصلاۃ میں مؤذن کا نماز کی دعوت دینے والا عمل اسی سے خاص ہے جو موقلہ سے موذن کے لئے تو چھوٹ جائے گا۔ قولوا کے الفاظ سے طحاوی خطابی اور عیاض وجوب جواب کے قائل ہیں۔ ثم صلوا علی! عرفی اجابت کے بعد یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ من صلی علی! جو صیغہ احادیث میں وارد ہوئے۔ صلی اللہ علیه بها عشرا! دس مرتبہ رحمت سے بدلہ دیتے ہیں۔ اس سے درود شریف کا شرف ثابت ہوتا ہے۔ اس کا بدلہ ذکر الٰہی کی طرح قرار دیا۔ فرمایا: ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾! حدیث قدسی میں ہے: انا عند ظن عبدی بی ان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاءٍ خیر منه! یہ مقدار اس سے زائد ہے جو اس آیت سے ثابت ہے: ﴿من جاء بالحسنه فله عشر امثالها﴾! ہر فرد کو شامل ہے۔ ثم سلوا اللّٰہ! ثم سے اشارہ کیا دعا کو ثناء باری تعالیٰ سے شروع کرنا اور پھر درود شریف اور دعا خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو۔ الوسیله! یہ جنت کا بلند مقام ہے۔ الا لعبد! عبودیت میں کامل بندہ۔ تنوین عظمت کے لئے ہے۔ ارجوا ان اکون انا! کتاب سنت میں رجاء کے الفاظ وجوب وقوع کو ثابت کرتے ہیں اس میں تخلف نہیں۔ سال اللّٰہ! یعنی میرے لئے دعا وسیلہ کی وہ میری شفاعت کا حقدار بن گیا۔

تخریج: أخرجه احمد (۲/۶۵۷۹) و مسلم (۳۸۴) و ابو داود (۵۲۳) والترمذی (۳۶۱۴) والنسائی (۶۷۷) وابن حبان (۱۶۹۰) وابن خزیمة (۴۱۸) وابن ابی شیبة (۱/۲۲۶) و ابو عوانة (۱/۳۳۶) والبیهقی (۱/۴۰۹)

الفرائد: ① مؤذن کا انہی کلمات سے جواب مستحب ہے۔ فراغت کے بعد درود شریف اور پھر دعائے وسیلہ ② جو دعا کرتا رہے گا وہ شفاعت کا حقدار ہو جائے گا۔

۱۰۳۸: وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۳۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

النداء! اذان' اقامت دونوں کا حکم یکساں ہے۔ کما یقول المو ذن! موذن کے قول کی طرح۔ موذن کا لفظ مدرج نہیں جیسا ابن وضاح کو وہم ہوا۔

تخریج: أخرجه مالك (۱۵۰) واحمد (۴/۱۱۸۶۰) والبخاری (۶۱۱) و مسلم (۳۸۳) و ابو داود (۵۲۲) والترمذی (۲۰۸) والنسائی (۶۷۲) وابن ماجه (۷۲۰) وابن حبان (۱۶۸۶) والدارمی (۱/۲۷۲) وابن خزیمة (۴۱۱) و عبدالرزاق (۱۸۴۲) وابن ابی شیبة (۱/۲۲۷) و ابو عوانة (۱/۳۳۷)

الفرائد: ① اذان کے انہی کلمات کو دہرانا مسنون ہے البتہ حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح پر لاحول ولا قوۃ پڑھا جائے۔

۱۰۳۹ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ ، وَالْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ ، حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۳۹:حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے اذان سن کر یہ دعا کی:''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ ...... ''۔''اے اللہ! جو اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کا رب ہے تو محمد (ﷺ) کو مقام وسیلہ اور فضیلت عنایت فرما اور ان کو مقامِ محمود پر مقرر فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔''اس کو میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی۔(بخاری)

یسمع النداء! یہ تسمع بالمعیدی خیر من ان و تراہ کے قبیل سے ہے اور اجابت اذان اس کے کہنے کے بعد ہوگی نہ کہ پہلے۔ اللھم رب! رب ماقبل کا بدل ہے وصف نہیں (۲) اہتمام کے لئے نداء کو دوبارہ لائے۔ الدعوۃ! سے اذان و اقامت مراد ہے۔ التامه! نقص کے سرایت کرنے سے محفوظ ہے کیونکہ وہ فوائد کو جامع ہے۔(۲) کمال و تمام کے اعتبار سے وہی تام کہلانے کی حقدار ہے ورنہ دنیا تو نقص و فساد کا نشانہ ہے۔(۳) وہ تغیر سے محفوظ ہے اور قیام تک باقی رہنے والی۔ رب هذه الدعوة! کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس وصف کا حقدار ہے۔ و الصلاة القائمه! وہ جو کہ عنقریب قائم ہوگی۔(۲) جو باقی رہنے والی ہے اس میں تبدیلی نہیں اور نہ نسخ ہے۔ آت! یہ اعط کے معنی میں ہے دو۔ الوسیله! جس سے قرب حاصل کیا جائے۔ یہاں اس سے مراد حدیث مسلم میں جو مذکور ہے وہ ہے۔ بیضاوی نے کہا وہ اس ارشاد میں مذکور ہے:﴿یایها الذین آمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة﴾ الوسیلة! یعنی جس کے ذریعہ تم اس کے ثواب تک پہنچتے اور اس کا قرب فعل طاعات اور ترک معاصی سے کرتے ہو اور حدیث میں ہے کہ وسیلہ جنت کے ایک مقام کا نام ہے۔ الفضیلة! مخلوق سے زائد مرتبہ۔ و ابعثهٗ! یہ اعط کے معنی میں ہے۔ مقاماً محمود یہ مفعول بہ یا مفعول فیہ بن سکتا ہے۔(۲) یہ صاف کشاف ظرف کی وجہ سے نصب مانا ہے ای فیقیمك مقاماً یا یبعثك! میں یقیمك! کا معنی متضمن ہے یا حال ہے ای ذا مقام محمودا! اس کو نکرہ تو تفخیم کے لئے لایا گیا ہے۔ الذی وعدته! اپنے اس ارشاد سے:﴿عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا﴾! مفسرین کا اس پر اجماع ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عسٰی وجوب کے لئے ہے۔ اسم موصول الذی ماقبل سے بدل ہے۔ حلت له شفاعتی! اس کو خاص طور پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اس میں کہنے والے کو اسلام پر موت کی خوشخبری دی گئی ہے کیونکہ ایمان پر موت کے بغیر شفاعت نہیں۔

تخریج : أخرجه احمد (۵/۱۴۸۲۳) والبخاری (۶۱۴) و ابو داود (۵۲۹) والترمذی (۲۱۱) وابن حبان (۱۶۸۹) وابن خزیمة (۴۲۰) والبیهقی (۱/۴۱۰)

الفرائد : ① اذان کے بعد یہی دعا افضل ہے جو یقین سے کرتا رہے اس پر شفاعت کا وعدہ ہے ② اذان کا وقت قبولیت دعا کے اوقات سے ہے اسی پر آمادہ کیا گیا۔

١٠٤٠ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ : "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ' رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ' غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۰: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مؤذن سے اذان سن کر یہ کلمات کہے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ......'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں' میں اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔'' اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

وقاص! یہ مالک کی کنیت ہے۔ انه قال! یہ ان ہو تو عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم! سے بدل الاشتمال ہے (۲) اگر کسرہ ہو تو تقدیر عبارت یہ ہے۔ قال سعد بیانا لقوله عن النبی انه قال۔ من قال! (۱) یہ موذن کا مقولہ ہو تو یقول مقدر کا مفعول ہوگا یہ کثیر الاستعمال ہے۔ (۲) موذن کا سامع جو کہتا ہے اس قسم سے ہو۔ نووی کہتے ہیں یہ موذن کے قول کے جواب میں یہ کلمات کہے جائیں۔ پھر کہے :رضیت باللّٰہ ربًا۔ ربًا یہ مفعول بہ سے تبدیل شدہ تمیز ہے اور رسولاً بھی اسی طرح۔ ایک روایت میں رسولاً کی بجائے نبیاً ہے احتیاط دونوں کو جمع کر لیا جائے۔ جیسا دعا عرفہ میں ظلماً کثیراً کبیراً۔ غفر له ذنبه! اس سے صغائر ہی مراد ہیں۔

تخریج : أخرجه احمد (۱/۱۵٦٥) و مسلم (۳۸٦) و ابو داود (۵۲۵) والترمذی (۲۱۰) والنسائی (٦۷۸) وابن ماجه (۷۲۱) وابن حبان (۱٦۹۳) وابن ابی شیبة (۱۰/۲۲٦) وابو عوانة (۱/۳٤۰) وابن خزیمة (٤۲۱) والبیهقی (۱/٤۱۰) والبزار (۱۱۳۰) و ابو یعلی (۷۲۲)

الفوائد : ① دعا وسیلہ شفاعت والوں میں شمار کا ذریعہ ہے ② مغفرت گناہ کا باعث ہے۔

١٠٤١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۴۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

لا یرد! یہ فعل مجہول ہے دعا رد نہیں کی جاتی۔ بین الاذان والاقامة! یہ ظرف ہے جو محل حال میں واقع ہے۔ مزید اہتمام کے لئے مقدم لائے اور اس کے کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ ترمذی نے نقل کیا اس وقت یہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگنی چاہئے۔ کتاب الدعوت ترمذی یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے مگر کثرت طرق نے ضعف میں کمی آ گئی۔

تخریج : أخرجه احمد (١٣٣٥٦) و ابو داود (٥٢١) والترمذی (٢١٢) وابن حبان (١٦٩٦) وابن خزیمة (٤٢٧) وابن ابی شیبة (١٠/٢٢٦) و عبدالرزاق (١٩٠٩) والبیهقی (١/٤١٠) والنسائی (٩٨٩٦)

الفوائد : ① اذان و اقامت کے درمیان دعا کی قبولیت کا وقت ہے دعا کرنی چاہئے ② یہ دعا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے لوٹائی جائے گی۔

دلیل الفالحین

شرح اردو

ریاض الصالحین

جلد چہارم

تألیف

محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی
المتوفی سنة ۱۰۵۷ھ

تحقیق
عصام الدین الصبابطی

مترجم
مولانا شمس الدین صاحب

ناشر
مکتبة العلم
۱۸-اردو بازار لاہور۔ پاکستان
☎ 7231788

دلیل الفالحین

شرح اردو

ریاض الصالحین

جلد چہارم

تالیف: محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی

مترجم: مولانا شمس الدین صاحب

تحقیق: عصام الدین الصبابطی

اس ترجمہ کی چند نمایاں خصوصیات

- ★ تمام احادیث کا آسان وعام فہم ترجمہ ★ احادیث کے حل طلب مسائل کی بہترین ودلکش تشریح
- ★ دور جدید کے مسائل کا بہترین حل ★ حل اللغات، نحو وغیرہ کے عنوانات سے آسان تشریح
- ★ ہر مسئلے پر فقہا کی آراء ★ آیات قرآنیہ مکمل حوالوں کے ساتھ ★ ہر حدیث کی مکمل ومدلل تخریج
- ★ "الفوائد" کے عنوان سے حدیث میں بیان کیے گئے ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر خلاصہ

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان

Ph:7211788-7231788

نام کتاب .... دلیل الفالحین شرح اردو ریاض الصالحین

تالیف: .... محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی

مترجم .... مولانا شمس الدین صاحب

تحقیق: .... عصام الدین الصبابطی

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... آر۔ آر۔ پرنٹرز

ملنے کے پتے

❖ ......مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228

❖ ......مکتبہ علوم اسلامیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 7221395

❖ ......مکتبۂ جویریہ ۱۸-اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 7211788

فہرست

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کی فضیلت

کتاب الاعتکاف

کتاب الحج

کتاب الجهاد

کتاب العلم

کتاب حمد الله تعالٰی و شکرہ

کتاب الصلٰوۃ

کتاب الاذکار

كتاب الدعوات

۱۸۷ :بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاةِ

بَابٌ: نمازوں کی فضیلت

الصلاة! فرض۔ نفل موقت اور ذی السبب اور مطلق مؤکد سب کو شامل ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنكبوت:٤٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' (العنکبوت)

الفحشاء! سخت قسم کی معصیت۔ المنکر! جو شرعی اعتبار سے منکر ہو۔ نماز کا یہ اثر اس وقت ہے جب اس کی مواظبت کرے تو یہ ترک معصیت پر آمادہ کرتی ہے (۲) جب تک آدمی نماز میں مصروف ہو۔ حدیث میں ہے فرمایا: جس کی نماز نے اس کو منکر و فحشاء سے نہ روکا تو وہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا ذریعہ بنے گی۔ (۳) نماز کی رعایت فحشاء و منکر سے روکنے کی طرف کھینچتی ہے جیسا حدیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی گئی کہ ان فلانا یصلی اللیل فاذا اصبح سرق فاسینھا ما تقول۔

١٠٤٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ یَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ؟" قَالُوْا : لَا یَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ: "فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو' جس سے وہ پانچ مرتبہ دن میں غسل کرتا ہو' کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی حال پانچ نمازوں کا ہے' اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ارایتم! یعنی مجھے بتلاؤ۔ لو ان نھرًا! یعنی اگر ثابت ہو کہ ایک نہر کیونکہ لو فعل پر داخل ہوتا ہے اس کا جواب محذوف ہے۔ لما بقی من درنه شي۔ نھر! کی جمع انہار ہے جیسے شعر جمع اشعار' سبب جمع اسباب وغیرہ (المصباح) خمس مسرات! یہ یغتسل کا مفعول مطلق ہے: ای خمس اغتسالات! (۲) مقدر ہو خمس مرات من الاغتسال۔ لا یقی من درنه شئی! حذف کی بجائے جواب کو مزید توضیح کے لئے صراحۃً ذکر کیا۔ فکذلك مثل الصلوات الخمس! پانی میں گھسنے والے کی جس طرح میل اتر جاتی ہے اسی طرح پانچوں نمازیں معنوی میل کو اتار دیتی ہیں۔ یمحو اللّٰہ بھن! اس وجہ شبہ ہے کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ یہ تمثیل تاکید کے لئے ہے۔ گویا معقول کو محسوس کر کے دکھایا۔ خطایا!

سے مراد صغائر ہیں اور یہ درن کی تشبیہ سے بھی واضح ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۳/۸۹۳۳) والبخاری (۵۲۸) ومسلم (٦٦٧) والترمذی (٤٦٧٧) والنسائی (٤٦١) والدارمی (۱/۲٦٨) وابن حبان (۱۷۲٦) وأبو عوانة (۲/۲۰) والبیهقی (۱/۳٦۱)

الفرائد : ① نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ان کی مواظبت تمام گناہوں اور غموں سے نجات دلاتی ہے۔ ② اس میں ایسی سعادت ہے کہ اور کوئی عبادت اس کے ہم پلہ نہیں ③ تقریب فہم کے لئے امثلہ بیان کرنی چاہئے ④ نہر کی مثال انتہائی شاندار مثال ہے۔

۱۰٤۳ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ جَارٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
"اَلْغَمْرُ"بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ :اَلْكَثِيْرُ۔

۱۰۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی مثال اس جاری گہری نہر کی طرح ہے' جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔'' (مسلم)

اَلْغَمْرُ: غین کی زبر کے ساتھ' اس کا معنی زیادہ اور گہری ہے۔

تشریح ۞ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم! نماز کا شرف واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ مثل الصلوات! نمازوں کی حالت اپنی عظمت وغرابت کی وجہ سے اس واقعہ کی طرح ہے جس کو بیان کیا جائے۔ کمثل نهر! گزشتہ روایت میں وجہ شبہ ذکر کر دی گئی نمازیں اور ڈ بکی میل کا ازالہ کرتی ہیں۔ الغمر! کثیر پانی' آگے بڑھنے والا گھوڑا۔ سخی آدمی۔ اگر غین کا کسرہ ہو تو کینہ پیاس اور ضمہ سے نو آزمودہ آدمی کو بھی کہتے ہیں۔ باب الرجاء میں مزید شرح دیکھیں۔

تخریج :اخرجه أحمد (۳/۹۵۱۰) مسلم (٦٦٨) والدارمی (۱/۲٦۷) وأبو عوانة (۲/۲۱) وابن أبی شیبة (۳۸۹) وابن حبابن (۱۷۲۵)

الفرائد : ① پانچ نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔ صغائر سے نمازی اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا پانچ وقت غسل کرنے والا۔

۱۰٤٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى :"اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ' اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" فَقَالَ الرَّجُلُ :اِلَيَّ هٰذَا؟ قَالَ : "لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ......﴾ آخر تک۔ اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ اوقات میں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرنے والی ہیں۔'' اس آدمی نے کہا: کیا فقط یہ میرے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری تمام امت کے لئے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ان رجلاً! ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ یہ صغیرہ گناہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اقم الصلاة طرفی النهار﴾ !طرفی النہار سے صبح و شام۔ زلفاً من اللیل! رات کی گھڑیاں۔ بعض نے عشاء یا مغرب و عشاء مراد لی ہیں۔ پانچ نمازوں کے وجوب سے پہلے فجر و عصر کی نماز لازم تھی اور رات کا قیام بھی پھر یہ منسوخ ہو گیا۔ ان الحسنات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلطی کے بعد نیکی کر لو وہ اس گناہ کو مٹا دے گی۔ دوسری روایت میں فرمایا: "اذا عملت سيئة فاتبعها حسنة تمحها"۔ ای هذا! کیا یہ میرے تک بس ہے۔ لجميع امتی كلهم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام امت شامل ہے یہ حکم عام ہے۔

تخریج : فی باب الرجاء میں تخریج گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۰٤٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَآئِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک' یہ درمیان کے لئے کفارہ ہے۔ جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔'' (مسلم)

كفاره ما بينهن! درمیان والے اقامت کے صغائر کو مٹانے والے ہیں۔ یہ کثرت کو ظاہر کرتے ہیں۔

اَلنَّحْو: ركب الناس دوابهم' ای كل انسان ركب دابتة! یعنی ہر ایک ایک گھوڑے پر سوار ہوا۔ جمع السلامۃ سے مفرد کا معاملہ کیا جا سکتا ہے۔ فعل کو مفرد جمع دونوں لا سکتے ہیں۔ ما لم تغش الكبائر! جب اس دوران میں کبائر کا ارتکاب اور ان سے توبہ صادقہ نہ ہو۔ یہ جمہور کی واضح دلیل ہے۔ کبائر بلا توبہ معاف نہیں ہوتے باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۳۳) والترمذی (۲۱٤) والطيالسی (۲٤۷۰) وأحمد (۸۷۲۳)

الفرائد : ① پانچوں نمازوں' جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے دوسرے رمضان تک کی فضیلت ذکر کی یہ تمام صغائر کا کفارہ ہے۔

۱۰٤٦ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَا

مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَ هَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آ جائے پھر وہ اچھے طریقہ (اعضاء کو عمدہ طریقے سے مکمل دھونا) سے وضو کرے اور خشوع (دلی آمادگی) کے ساتھ رکوع کرے تو وہ نماز اس کے لئے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر زمانہ میں رہتا ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ مامن! من سے صلہ عموم کی تاکید کے لئے ہے۔ امری مسلم! مسلمان عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ فیحسن وضوء ھا! جواب نفی کی وجہ منصوب ہے۔ جب کہ وضو کی قدرت ہو۔ و خشوعھا! یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو اور کمال کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ اضافت کی ہے کیونکہ عمدہ وضو وہی ہے جو فرائض و سنن و آداب کا لحاظ کیا جائے۔ الذنوب! یہاں صغائر مراد ہیں۔ ذلک الدھر کلہ! اس کو اس لئے لائے تا کہ یہ ظاہر کر دیا جائے کہ طاعات صغائر کو مٹانے والی ہیں اور ہر زمانے میں مٹانے والی ہیں۔ اشرف ازمنہ زمانہ نبوت یا صحابہ رضی اللہ عنہم ہی مراد نہیں تمام زمانوں کو شامل ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۲۸) وابن حبان (۱۰٤٤)

الفرائد : ① نماز با جماعت میں جلدی کرنی چاہیے۔ ② وضو بھی اہتمام سے کیا جائے اور نماز کی ادائیگی انتہائی خوب انداز سے ہو تو ایسی نماز کفارہ بن جائے گی۔

۱۸۸ : بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ!

بَاب: نمازِ صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت

الصبح و العصر! یہ پانچوں میں افضل ترین نمازیں ہیں اور جمعہ کے دن کی خصوصاً دوسرے دنوں سے اور افضل ہیں۔

۱۰٤۷ : عَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''اَلْبَرْدَانِ'' : اَلصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

۱۰۴۷: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (سرد) پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

اَلْبَرْدَانِ : صبح اور عصر کی نماز۔

تشریح ۞ البر دین دخل الجنة! بردان سے صبح و عصر مراد ہیں اور دخولِ جنت سے ابتداء نجات پانے والے مراد ہوں

اور عدم ارتکاب کبائر کی قید کا بھی لحاظ کیا جائے یا کبیرہ ہو مگر توبہ کر لی یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بخش دیا۔ (۲) بدلہ کے بعد داخلہ مراد ہو۔ اس میں حسن خاتمہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جنت میں مسلمان ہی داخل ہوگا۔ باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں ذکر ہوئی ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۵/۱٦٧٣٠) والبخاری (٥٧٤) ومسلم (٦٣٥) والدارمی (۱/۳۳/۳۳۲) وابن حبان (۱۷۳۹) والبیهقی (۱/٤٦٦)

الفرائد : ① نماز فجر وعصر کی مواظبت سعادت مندی کی بات ہے ② جوان دونوں نمازوں کے اوقات کی خبر گیری کر کے ان کو اہتمام سے پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔

۱۰٤۸ : وَعَنْ اَبِیْ زُهَیْرٍ عُمَارَةَ ابْنِ رُوَیْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا" یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۸: حضرت ابوزہیر عمارہ ابن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہرگز ایسا شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔'' (مسلم)

تشریح ۞ صلی اللہ علیہ وسلم۔ زهیر! یہ زہر کی تصغیر ہے۔ یہ ثقفی ہیں ان کا تعلق ثقیف کی شاخ بنوخثیم بن ثقیف سے ہے۔ ان سے ان کے بیٹے ابوبکر اور ابواسحاق سبیعی نے نقل کیا۔ یہ کوفہ میں مقیم ہوئے۔ ۷۰ھ کے بعد تک رہے۔ ان سے مسلم، ابوداؤد، ترمذی ونسائی نے روایت نقل کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹ روایات نقل کی ہیں (شرح مشارق لکازرونی) مسلم نے دو روایتیں اور بخاری سے منفرد روایت ذکر کی ہے۔ لن یلج النار! (۱) ہمیشہ کے لئے داخلہ نہ ہوگا یا بالکل داخل نہ ہوگا۔ آگ سے گزرنا اس کے منافی نہیں کیونکہ وہ ورود ہے نہ کہ دخول۔ یہ تاویل کرنے کی وجہ وہ روایت ہے ان من المسلمین من یاتی یوم القیامة وله صلوات وصیام وغیرهما وعلیه ظلامات الناس فیاخذون ذلك منه! بعض نے روزے کے علاوہ کی قید لگائی ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے۔ مسلم کی روایت بھی اسی طرح سے مذکور ہے کہ روزہ بھی دوسری عبادات کی طرح ہے۔ لوگوں کے حقوق وصول کئے جائیں گے۔ اگر وہ پورے نہ ہوں گے تو ان کے معاملات کے بدلے اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پس روزے کے استثناء والا قول کمزور ہے۔ الفجر و العصر! ان دو کو خاص کرنے کی یہ وجہ نہیں کہ پانچوں کے علاوہ جو آدمی ان کو ادا کرے گا وہ آگ میں داخل نہ ہوگا کیونکہ یہ بات تو نص کے خلاف ہے کیونکہ نجات کے لئے ان سمیت بقیہ کو انجام دینا ضروری ہے اور حقوق العباد کی قید وہاں بھی لگائی جائے گی۔ دونوں نمازوں کی ذکر کی اصل وجہ یہ ہے۔ صبح کا وقت نیند ولذت کا ہوتا ہے اور عصر کا وقت دن کے اعمال کی تکمیل کا ہوتا ہے۔ ان دونوں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام خلوص نفس کی دلیل اور عبادت سے محبت کا ثبوت ہے اور اس سے پانچوں نمازوں کی محافظت لازم آتی ہے۔

جب وہ ان دونوں کو ادا کرنے والا ہے تو بقیہ کی بدرجہ اولیٰ محافظت کرنے والا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نیند اور اس لذت چھوڑنے والے کی تعریف فرمائی۔ ﴿رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله﴾ ﴿كانوا قليلا من الليل ما يهجعون﴾ اور جو اس طرح ہو وہ کبیرہ کا ارتکاب کرے گا نہ صغیرہ کا اور نہ کسی آدمی کا حق تلف کرے گا۔ پس اس صورت میں تو وہ بالکل آگ میں نہ جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٧٢٢٠) وابن حبان (١٧٣٨) وابن خزيمة ٣١٨) وابن أبي شيبة(٢/٣٨٦) والبيهقي(١/٤٦٦)

الفرائد : ① نمازِ فجر وعصر کی اچھی طرح حفاظت کرنے والا آگ میں نہ جائے گا بشرطیکہ آگ کو واجب کرنے والی حرکات کا ارتکاب نہ کرے۔

١٠٤٩ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَا يَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۹: حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے' پس دیکھ لے اے ابن آدم کہ اللہ تجھ سے ہرگز اپنے ذمہ میں جو چیز ہے اس کے بارے میں باز پرس نہ کرے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہاں راوی نے دادا کی طرف نسبت کر دی۔ باب التحذير من ايذاء الصالحين! میں اس کو عن جندب بن عبداللہ ذکر کیا۔ حالات ذکر کر آئے ملاحظہ کر لیں۔ من صلى الصبح! دوسری روایت کے مطابق جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی۔ ذمة الله! اس کی حفاظت ونگرانی میں۔ فانظر ابن آدم! اے ابن آدم غور کر لو۔ ایسے شخص پر تعرض نہ کرنا۔ لا يطلبنك الله من ذمته بشيئ! جواب شرط مقدر ہے۔ اسی لئے تاکید سے لائے۔ شئي کے لفظ سے تعرض سے مزید تحذیر کرنا مقصود ہے۔

تخریج : في باب تعظيم حرمات المسلمين۔

الفرائد : ایضاً۔

١٠٥٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ – وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ – كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ" وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں رات اور

دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر تم میں وہ رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں جن سے اللہ پوچھتے ہیں' حالانکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں' کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

یتعاقبون فیکم! ایک جماعت کے پیچھے دوسری جماعت آتی ہے۔

اَلنَّحْوُ : جب فعل پہلے آئے تو تثنیہ اور جمع کی ضمیر ظاہر کی جاسکتی ہے جیسا اس روایت میں ہے اور آیت: ﴿فاسروا النجوی﴾ میں بھی اسی طرح۔ دوسروں نے بعد والے اسم کو ضمیر بنایا ہے۔ پہلا قول زیادہ بہتر ہے (الاقتراح السیوطی) واللہ اعلم۔ **ویجتمعون فی صلاۃ الفجر**! فرشتوں کا ان دونوں میں جمع ہونا یہ ایمان والوں کی تکریم ہے کہ ملائکہ کا اجتماع اوقات عبادت و طاعت میں کیا تاکہ وہ خیر کے شاہد بن جائیں۔ **یعرج الذین**! عروج چڑھنے کے معنی میں ہے۔ عیاض کہتے ہیں اکثر مفسدین کا قول زیادہ ظاہر ہے کہ یہ حفظۃ الکتاب ہیں۔ بعض نے کہا جملہ ملائکہ سے ہیں۔ **ھم یصلون**! یعنی نماز فجر اور دوسرے **یصلون** سے نماز عصر مراد ہے۔

تخریج : اخرجہ مالك (٤١٣) واحمد (٣/١٠٣١٣) والبخاری (٥٥٥) و مسلم (٦٣٢) والنسائی (٤٨٤) وابن حبان (١٧٣٦)

الفرائد : ① دونوں نمازوں اور ان کے اوقات کے شرف کو ظاہر کیا گیا۔ بعض روایات سے صبح رزق کی تقسیم اور شام کو اعمال کا چڑھنا معلوم ہوتا ہے جو اس وقت عبادت میں مشغول ہوگا اس کے رزق میں برکت پڑ جائے گی ② یہ اخبار غیب سے بھی ہے۔ ہمیں اپنے احوال کو خوب جانچنا چاہئے اور اوامر و نواہی کے سلسلہ میں بیدار مغزی سے کام لینا چاہئے کہ ہمارے رب کے قاصد اس کی بارگاہ میں ہمارے متعلق کیا تذکرہ کریں گے ③ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے محبت کرنی چاہئے تاکہ اس سے قرب الٰہی میں اضافہ ہو۔

١٠٥١ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ"

١٠٥١: حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: "بے شک تم عنقریب اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی دقت اور مشقت نہیں۔ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو تم ضرور (ادا) کرو۔" (بخاری و مسلم) ایک روایت

ہے کہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔

تشریح کنا! سے مراد جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ لیلة البدر! چودھویں کی رات یہ نام اس لئے ہے کہ چاند غروب کے کچھ دیر بعد ہی طلوع ہو جاتا ہے۔ سترون ربکم! سین یہاں وعدے کی تاکید کے لئے ہے۔ یہ رؤیت جو اس کی ذات کے لائق ہے وہ مراد ہے۔ کما ترون! تشبیہ صرف رؤیت وانجلاء میں ہے نہ کہ ہر اعتبار سے کیونکہ وہ تولیس کمثلہ شیء ہے۔ کفار اس رؤیت سے محروم ہوں گے منافقین بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ لا تضامون! اس کا معنی تمہیں کوئی مشقت وتعب پیش نہیں آتی۔ ضیم مشقت کو کہتے ہیں۔ صلاة قبل طلوع الشمس! نماز صبح۔ قبل غروبها! نماز عصر۔ فافعلوا! کا مطلب صلوا۔ فان استطعتم! کا اشارہ ظاہر کرتا ہے ان دو نمازوں کی پابندی سے رؤیت کے پالینے کی امید ہے۔

فرق روایت: بخاری ومسلم کی روایت میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۱۹۲۱۱) والبخاری(۵۵٤) ومسلم(٦۳۳) وأبو داود(٤٧۲۹) والترمذی(۲۵۵۱) والنسائی(٦/۱۱۳۳۰) وابن حبان(٧٤٤۲) وابن خزیمة(ص/١٦٧/١٦٨) ابن منده(٧۹۸) والطبرانی(۲۲۲٧)

الفرائد : ① قیامت کے دن اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شبہ نہیں ہوتا اسی طرح دیدارِ باری تعالیٰ بھی قطعی اور یقینی ہے ② نمازِ فجر وعصر کو خصوصاً اور پانچوں نمازوں کی پابندی یہ قربِ الٰہی کا باعث ہے جو کہ دیدار کا سبب ہے۔

۱۰۵۲ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵۲: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔ (بخاری)

تشریح حبط عمله! حبط سے ثواب کا بطلان مراد ہے یا مراد یہ ہے کہ انہوں نے حلال سمجھ کر چھوڑا یا ان کے وجوب کا انکار کر دیا یا بقول احمد تارک صلاۃ معتمد کافر ہے اور اس کی دلیل یہ روایت ذکر کی: من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر جهاراً! اور طبرانی نے نقل کیا: "يحبط عمله بسبب كفره! یا اس سے مراد دنیا کا وہ کام ہے کہ اس سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس دن کے عمل کا نقصان مراد ہے۔ بطور تغلیظ فرمایا گیا کہ گویا اس کے اعمال حبط ہوں گے جیسا اس روایت میں: کانما وتر اهله وماله! (الملامع الصبیح لبرماوی)

تخریج : أخرجه أحمد(۹/۲۳۰۱۸) والبخاری(۵۵۳) عند أحمد(۱۰/۲۷۵٦۲) عند أحمد(۲/٤۸۰۵) ومسلم(٦۲٦) والنسائی(۵۱۱)

الفرائد : ① نماز عصر کی فضیلت ذکر کی اور اس سے اس کی اچھی طرح نگہبانی کی تعلیم دی ② جو جان بوجھ کر چھوڑے گا

اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے۔

١٨٩ :بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

باب: مساجد کی طرف جانے کی فضیلت

١٠٥٣ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٥٣: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو صبح سویرے یا شام کو مسجد میں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ جب بھی صبح یا شام کو وہ جائے۔''
(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ غدا! غدو یہ زوال سے پہلے جانے کے لئے آتا ہے۔ اوراح! اوتنویح کے لئے ہے اور زوال کے بعد چلنے کو راح کہا جاتا ہے۔ وہ مسجد کی طرف ان اوقات میں گیا تا کہ نماز یا اعتکاف یا قرأت قرآن یا حصولِ علم وغیرہ کرے۔ اعدا اللّٰہ! نزل احترام مہمان میں تیار کئے جانے والا کھانا اللہ تعالیٰ کی نسبت تمام اسماء صفات کی طرف بھی اشارہ ہوگیا۔

شرح مشارق لاکمل الدین میں لکھا کہ لوگوں کی عادت آنے والے کو پہلے کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ مساجد بیوت اللہ اس لئے ہیں ان میں داخل ہونے والے کو جنت کی مہمانی کی خوشخبری دی: ﴿ان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین﴾

تخریج: أخرجه أحمد (٣/١٠٦١٣) والبخاري (٦٦٢٠) ومسلم (٦٦٩) وابن حبان (٢٠٣٧) ابن خزيمة (١٤٩٦) والبيهقي (٣/٦٢)

الفرائد: ① مساجد اور ان کی طرف جانے کی فضیلت ذکر فرمائی گویا وہ اللہ تعالیٰ کی مہمانی میں ہے ② مساجد کی طرف قدم اٹھانا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

١٠٥٤ : وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَضٰى اِلٰى بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِّنْ فَرَآئِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطُوَاتُهٗ اِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَّالْاُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٥٤: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں گیا تا کہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو پورا کرے' اس کے قدموں میں سے ہر قدم گناہوں کو مٹاتا اور دوسرا قدم درجے کو بلند کرتا ہے۔'' (مسلم)

تشریح ۞ تطهر فی بیته! یہ طہارت کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ یہاں تک کہ عاجزی حسی یا شرعی کے لئے تیمم وغیرہ

بھی۔ من بیوت اللّٰہ! اس سے مراد مساجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کی طرف نسبت عظمت وتکریم کے لئے کافی ہے۔ لیقضی فریضۃ! تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ فرائض میں سے کسی کو ادا کرے۔ پانچ نمازیں۔ نذر والی طاعات۔ کانت خطواتہ! جمع خطوۃ اصل میں چلنے کے لئے قدم اٹھانے کو کہتے ہیں۔ خطیئۃ! سے مراد جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو۔ وہ ایک قدم پر معاف کردیئے جاتے ہیں اور دوسرے سے درجات کی بلندی ہوتی ہے۔ بقیہ اقدام سے درجات کی بلندی اس کے لئے ہے جس کے کبائر نہ ہوں اور کبائر والے اسی قدر گناہوں کی معافی کی امید کی جاتی ہے اور اگر بالکل گناہ نہ ہو یا صغائر والا تھا تو اس کے درجات بڑھاتے جائیں گے۔

تخریج: أخرجه مسلم(٦٦٦) ابن حبان(٢٠٤٤) وأبو عوانة(١/٣٩٠) والبيهقي(٣/٦٢)

الفرائد: ① گھر میں وضو کر کے مسجد کی طرف جانے والے کے لئے ہر قدم پر درجہ بڑھایا جاتا ہے اور غلطیاں مٹائی جاتی ہیں۔

١٠٥٥ : وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ ، وَكَانَتْ لَهٗ تُخْطِئُهٗ صَلٰوةٌ فَقِيْلَ لَهٗ : لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لِتَرْكَبَهٗ فِي الظَّلْمَآءِ وَفِي الرَّمْضَآءِ قَالَ : مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۵: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا مجھے معلوم نہیں کہ کسی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو جتنا اُس کا' مگر اس کی ایک نماز بھی نہیں رہتی تھی۔ اس کو کہا گیا کہ اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر سوار ہو کر اندھیرے اور سخت گرمی میں آ سکے (تو بہت مناسب ہے)۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو' میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور میرا اپنے گھر کی طرف لوٹنا لکھا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔" (مسلم)

تشریح: ابعد من المسجد منه! مکان کے اعتبار سے۔ لا تخطئه صلاة! مسجد میں اس کی کوئی نماز جماعت سے فوت نہ ہوتی تھی۔ فقیل له! حدیث مسلم میں ہے کہ یہ کہنے والے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ او! شک راوی کے لئے ہے۔ لو اشتریت! اگر گدھا خرید لیتے وہ اندھیرے میں پھیلنے سے حشرات سے حفاظت کرتا۔ فمامر مضاء! وہ گرمی سے حرارت سے محفوظ کر دیتا کیونکہ عموماً وہ لوگ ننگے پاؤں تھے۔ ما یسرنی! مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ انی ارید! یہ جملہ مستانفہ تعیین مقصود کے لئے ذکر کیا کہ میرا مسجد کی طرف جانا آنا لکھا جائے تاکہ اجر دوگنا ملے۔ یکتب یہ فعل مجہول ہے نائب فاعل محذوف ہے۔ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو فرمایا۔ قد جمع اللّٰہ لك ذلك كله! تیرے لئے اجر جمع کر دیا گیا۔ یہاں ذلک اسم اشارہ اسی طرح ہے جیسے اس ارشاد میں:

﴿لا فارض ولا بكر عوانٌ بين ذلك﴾ دونوں اجور کے جمع کرنے کو قد اور پھر کلمہ سے موکد کر دیا تا کہ کسی قسم کا وہم نہ رہے۔

تخریج: أخرجه أحمد(٢١٢٧٠) ومسلم(٦٦٣) وابن أبي شيبة(٢/٢٠٧/٢٠٨) وأبو داود(٥٥٧) والدارمي (١/٢٩٤) وابن ماجه (٧٨٣) وابن حبان(٢٠٤٠) وابن خزيمة(١٥٠٠) وأبو عوانة (١/٣٨٩/٣٩٠) والبيهقي (٣/٦٤)

الفرائد: ① مسجد کی طرف جتنا دور سے چل کر جایا جائے اتنا ہی درجات بڑھتے ہیں۔ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں درجات میں ترقی دی جاتی ہے۔

١٠٥٦ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ :"بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ :" بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ ، آثَارُكُمْ" فَقَالُوْا :مَا يَسُرُّنَا اِنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ۔

١٠٥٦: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے گرد زمین کے کچھ ٹکڑے خالی ہوئے تو بنو سلمہ نے چاہا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔" انہوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اے بنو سلمہ! تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔" انہوں نے عرض کیا، پھر ہمیں پسند نہیں کہ ہم منتقل ہوں۔ (مسلم)

بخاری نے اسی مفہوم کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

خلت البقاع! یہ بقعہ کی جمع ہے۔ زمین کا قطعہ۔ (المصباح)

اَللُّغَۃ حول المسجد : یہ خلت کا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یا بقاع کی صفت ہے۔ بنو سلمه! عبدالبر کہتے ہیں خزرج کی نسل سے نجار ہیں اور نجار میں کئی خاندان ہیں۔ ان میں ایک سلمہ بن سعد بن الخزرج ہے۔ ان ينتقلوا! وہ جگہ جہاں منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ فقال لهم بلغني! ان کے جواب کی حکایت مقصود تھی اس لئے حرف عطف کو حذف کر دیا اور وہ جواب والا جملہ تصریح اقرار کے لئے ذکر کر دیا ورنہ نعم بھی کافی تھا وہ جملہ یہ ہے: "قد اردنا ذلك"۔ بني سلمه! اس سے پہلے حرف نداء کو حذف کر دیا۔

ديار كم تكتب اثار كم! ديار كم تو اغراء کی وجہ سے منصوب ہے اور تکتب فعل مجہول جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ آثار مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم۔ انا كنا تحولنا! مسجد کا قرب حاصل کرنے کے لئے قریب منتقل نہ ہو کیونکہ اس سے قرب مکان کی وجہ سے ثواب میں کمی آ جاتی۔

روایت کا فرق: بعض روایات میں لا تحتسبون اثار کم فاقاموا! کے الفاظ ہیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (١٤٥٧٢/٥) ومسلم(٦٦٥) وابن حبان(٢٠٤٢) وأبو عوانة(٣٨٨/١) وعبدالرزاق (١٩٨٢) والبيهقي(٦٤/٣) عندالبخاري(٦٥٥)

الفرائد: ① اگر اعمال میں خلوص ہوتو اس کے لئے اٹھائے جانے والے قدم بھی عبادت میں شمار ہوتے ہیں ② مسجد کے قریب رہائش مستحب ہے مگر یہ کہ وہ شخص تکثیر اجر کا خواہش مند ہو۔ بنوسلمہ کے وہاں سے منتقل ہونے میں مدینہ کی وہ جانب منافقین کے لئے خالی ہو جاتی تھی۔ اس لئے ان کا وہیں رہنا ضروری تھا۔ اسی وجہ سے ان کے نشانہائے قدم پر نیکیوں کی بشارتیں دی گئیں۔

١٠٥٧ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَيْهَا مَمْشًى فَاَبْعَدُهُمْ - وَالَّذِیْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ يُصَلِّيْهَا ثُمَّ يَنَامُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٥٧: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک نماز کے اجر میں وہ آدمی سب سے بڑھ کر ہے، جو نماز کے لئے دور سے چل کر آتا ہے، پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور وہ آدمی جو نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے وہ اس سے اجر میں بہت بڑھ کر ہے جو نماز پڑھے، پھر سو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اجرًا! یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔

النَّحْوُ: في الصلاة! یہ فی تعلیلیہ ہے۔

ممشى! اسم ظرف مکان ہے۔ مصدر میمی بن سکتا ہے۔ **فابعد هم**! جتنی دوری زیادہ ہوگی مشقت وقدم اتنے زیادہ ہوں گے اوراجر زیادہ ملے گا۔ **حتى يصليها مع الامام**! انتہائی انتظار ہے۔ حتی تعلیلیہ ہے۔ **اجر**! سے ثواب مراد ہے۔ **يصليها**! بلا جماعت پڑھنا۔ اول وقت میں جو پڑھ کر سو رہتا ہے۔ اس سے جماعت کی وجہ سے بہتر ہوگی۔

تخریج: أخرجه البخاري(٦٥١) ومسلم(٦٦٢) وابن خزيمة(١٥٠١) وأبو عوانة(٣٨٨/١) والبيهقي(٦٣/٤)

الفرائد: ① دور سے مسجد میں آنے والا بڑے اجر کا مالک ہوگا ② نمازِ عشاء کے امام کے ساتھ ادا کرنے کے لئے امام کا انتظار بڑے اجر کا باعث ہے۔

١٠٥٨ :وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "بَشِّرُوا الْمَشَّائِيْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

١٠٥٨: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندھیروں میں

مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل روشنی کی خوشخبری دے دو۔'' (ابوداؤد ترمذی)

تشریح ۞ بشروا! یہ تبشیر سے امر ہے۔ خوش خبر خبر کو کہتے ہیں یہ جمع واحد دونوں صیغے آتے ہیں۔ **الظلم!** جمع ظلمہ یہ عشاء و فجر کے اندھیروں کو جامع ہے۔ طبرانی میں ابوامامہ سے المد لجین الی المساجد! کے لفظ آئے ہیں اور یہ رات کے چلنے پر دلالت کرتا ہے۔ خواہ جانور پر سوار ہو کر آتا ہو۔ **بالنور التام!** تمام اطراف سے نور ہوگا کیونکہ اعمال کی بقدر نور ہوگا۔ **یوم القیامه!** پل صراط مراد ہے۔ ممکن ہے منابر نور مراد ہوں جیسا طبرانی میں ہے: ''بشر المدلجین الی المساجد فی الظلم بمنابر من نور یوم القیامة یفزع الناس ولا یفزعون'' اس میں مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت ذکر فرمائی۔ خواہ وہ چلنا طویل ہو یا قصیر، جماعت کی طرف آنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود(٥٦١) والترمذی(٢٢٣) ابن ماجه(٧٨١) وعند الحاکم(١/٧٦٩) عند أیضا (١/٧٦٨)

الفرائد : ① مسجد کی طرف اندھیرے میں چلنا قیامت کے اندھیروں کو روشن کرنے کا باعث ہوگا ② قیامت کو ان کو کامل روشنی میسر ہوگی یہ جنس عمل سے بدلہ ہے یا بدلہ اضداد کی جنس سے دیا تا کہ قدر زیادہ ہو۔

١٠٥٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ''اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا ، وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟'' قَالُوْا : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ : ''اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ، وَکَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ، فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ ، فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ '' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٥٩: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں مٹا دیں اور درجات بلند کر دیں گے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ؟۔ آپؐ نے فرمایا: '' مشقتوں کے باوجود وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے۔ پس یہی رباط ہے۔ (مسلم) اِسْبَاغُ وُضُو :دھونے والے اعضا کو مکمل دھونا، مسح پورا کرنا، وضو کے تمام آداب اور معاملات کا خیال کرنا۔ عَلٰی کا لفظ یہاں مع کے معنی میں ہے۔

تشریح ۞ **ادلکم علی ما!** الا تنبیہ کے لئے اور ما الذی یا شیء کے معنی میں ہے۔ **یمحو اللّٰہ به!** حفظہ کے رجسٹر سے ان کو دور کر دیا جائے۔ (۲) آخرت میں ان پر مواخذہ نہ لیا جائے اور خطایا سے صغائر مراد ہیں یا سیئہ ہے۔ **یرفع الدرجات!** یعنی جنت میں بلند مقامات دے گا اور اس سے فرق مراتب ظاہر ہوگا۔ یہ باب تخلیہ و تحلیہ سے ہیں۔ پہلا افضل ہے۔ **اسباغ الوضوء!** غسل و مسح میں اعضاء کا احاطہ کرنا اور آداب و مکملات کا لحاظ کرنا۔ **علی المکارہ۔** علی مع کے معنی میں ہے مکارہ مکرہؑ ! کی جمع ہے مشقت کو کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک پانی کو ثمن مثل سے خریدنا یہ بھی نفس پر گراں ہے۔ **کثرة الخطا الی المساجد!** خطا جمع خطوۃ ہے۔ اس میں مسجد سے دور مکان کی فضیلت بتلائی ہے اور یہ اس روایت کے مخالف نہیں:

"من شئوم الدار بعدها من المسجد"! یہ شئوم وفضیلت اعتباری چیزیں ہیں۔ بسا اوقات نماز کے فوت ہونے کے سبب کے لحاظ سے شئوم ہے اور وقت پر مسجد میں پہنچ جانے کے لحاظ سے فضیلت والی ہے۔ وانتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ! پہلے عمل کے منفرداً ختم ہونے کے بعد انتظار جماعت میں بیٹھنا ہے س کی وجہ نماز کی فکر اور دل کا نماز کی طرف لگے رہنا یہ حضور کے لئے مراقبہ ہے جو بدنی عبادات میں بڑی فضیلت والی چیز ہے۔ فذالکم! اسم اشارہ بعید عظمت ومنزلت کی وجہ سے لائے۔ اس کی نظیر یہ آیت ہے: ﴿ذلك الكتاب لا ريب فيه﴾ الرباط! مطلب یہ ہے کہ یہ تین باتیں اس کی حقدار ہیں کہ اس کو رباط کا نام دیا جائے اور اس کے علاوہ وہ رباط حقیقی ہے یعنی سرحد اسلام کی حفاظت کرنا۔ ان تینوں میں نفس امارہ جو کہ بڑا دشمن ہے اس کی مخالفت اور اس کے جوش کا قلع قمع اور شیطانی تدابیر کو ناکام بنانا ہے۔ یہ پہلے دشمنوں سے سخت دشمن ہے۔ پس اس سے اس روایت کی تائید ہوگئی: "رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر"! یعنی جہاد نفس امارہ یہ اعمال شیطانی راہوں کو بند کرتے اور خواہشات نفسانی کو دباتے قبول وساوس سے اس کو روک کر رکھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا شکر دشمن خدا شیطان پر غالب آتا ہے پس یہی مرابطہ حقیقیہ ہے۔ جہاد اکبر جہاد کفار ہے۔ اگرچہ نفس اولاد اموال سب سے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر سب سے علیحدگی اختیار کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مالوفات ولذائذ سے علیحدگی اختیار کرنے سے نفوس کی تکمیل بھی ہوتی ہے مگر اس کا زمانہ مختصر ہے پھر وہ ختم ہو جاتا ہے۔

تخریج : في باب في بيان كثرة طرق الخير میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۰۶۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ "اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ" قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ" الْاٰیَةَ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۶۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو اس کے ایمان کی گواہی دو۔" کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: "بے شک مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ رأیتم! یہ علمتم کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔ یعتاد المساجد! ایک روایت میں یتعاھد المساجد! آیا ہے اور اس سے مراد مساجد کی عادت ہے کہ اس سے نکلنے کے بعد دل میں واپس لوٹنے کی طلب ہو۔ سیوطی کہتے ہیں اس سے مسجد کی محبت مراد ہے اور اس میں جماعت کے ساتھ شریک ہونا ہے اس کا معنی مسجد میں ہمیشہ بیٹھنے رہنا نہیں ہے۔ تورپشتی کہتے ہیں یہ نگرانی اور تحفظ کے معنی میں ہے اور اس کے ساتھ عہد میں تجدید کرتے رہنا اور یتعاھد کی روایت ہو تو اس کا معنی نماز کی اقامت کے لئے بار بار مسجد کی طرف آنا جانا ہے۔ طیبی کہتے ہیں یتعاھد کا لفظ دوسرے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں مسجد کی آبادی' تعمیر اور نماز کے لئے بار بار آنا سب شامل ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح آیت استشہاد کیا ہے۔ صاحب کاسف کہتے ہیں عمارۃ کا لفظ مرمت اور اس کو صاف ستھرا رکھنا' مصابیح سے روشن کرنا اور اس کا احترام اور

بار بار آ نا جانا۔ اس میں ذکر و تلاوت کرنا۔ فاشھدو! بالایمان! اس کو قطعی مؤمن سمجھو کیونکہ شہادت اس وقت ہوتی ہے جب دل زبان کے ساتھ مکمل موافقت کرنے والا ہے (الکوکب المنیر) آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان صفات سے متصف مؤمن ہی مساجد کو آباد کرنے والا ہے۔ ارشاد میں ہے: ﴿واقام الصلاۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللّٰہ﴾ الایت! کا لفظ منصوب پڑھیں تو اقرء کا مفعول ہے اور مرفوع تو مبتداء المتلو کی خبر ہے۔ من المھتدین! اس سے اشارہ فرمایا کہ طاعات ہدایت کی علامات ہیں۔ پس ان سے ابتداء کی امید کی جاسکتی ہے۔ یہ قطعی علامات نہیں۔

تخریج: اخرجه احمد (٤/١١٦٥١) والترمذی (٢٦٢٦) وابن حبان (١٧٢١) وابن خزيمة (١٥٠٢) والحاكم (٢/٣٢٨٠)

الفرائد: ① مسجد کی نگہبانی اور تعمیر و ترقی میں کوشش کرنی چاہیے' جو مسجد سے متعلق ہو اس کے ایمان کی مسجد گواہ ہے ② وہ مسجد کے رائدین سے ہے۔ رائد (شکر کا منتظم)

١٩٠ : بَابُ فَضْلِ اِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

بَابٌ: انتظار نماز کی فضیلت

انتظار! سے مراد انتظار میں بیٹھنا ہے۔

١٠٦١ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا یَمْنَعُهٗ اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

١٠٦١: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو گھر والوں کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ فی الصلاۃ! یعنی ثواب کی حیثیت سے وہ نماز میں ہے نہ کہ تمام احکام کے لحاظ سے۔ ما مصدریہ ظرفیہ ہے۔ اس کا صلہ دامت الصلاۃ تحبسہ! ہے۔ تحبسہ! کا حاجات کی طرف لوٹنے سے روکے رکھنا۔ لا یمنعہ! یہ جملہ عامل کے مضمون کی تائید ہے۔

تخریج : اخرجه البخاری (٦٥٩) و مسلم (٢٧٥/٦٤٩)

الفرائد : ① ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار نماز کے ثواب میں لکھا جاتا ہے ② جب تک نماز کی وجہ سے وہ مسجد میں رکے گا وہ نماز میں شمار کیا جائے گا۔

١٠٦٢ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْمَلٰٓئِکَةُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَّا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ مَا لَمْ یُحْدِثْ ، تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس وقت تک اس آدمی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے اور جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو وہ یوں کہتے ہیں ''اے اللہ اس کو بخش دے اے اللہ اس پر رحم فرما''۔ (بخاری)

تشریح ۞ **الملائكة تصلي**! استغفار اور طلب رحمت کے معنی میں ہے۔ **علی احدکم**! تم میں سے ایک۔ اس کو علی سے متعدی کیا کیونکہ اس میں مشقت کا معنی ہے۔ (۲) علو رحمت کی طرف اشارہ ہے۔ **مصلاة**! نماز کی جگہ مراد ہے۔ **صلی فيه**! عام مفہوم میں نفل وفرض دونوں شامل ہیں۔ **ما لم يحدث**! ما مصدر یہ ظرفیہ ہے۔ حدث سے مراد وضو توڑنے والی چیز کا ارتکاب (۲) دنیا کی بات نہ کی۔ **اللهم اغفر له**! یہ ملائکہ کی دعا ہے۔ یہ تمام کبائر کی معافی کی دعا ہے کیونکہ بخشنہار سے سوال ہے۔ **يغفر ما دون ذالك لمن يشاء**۔

تخریج: البخاری (۶۵۹) و مسلم (۶۴۹) و ابو داود (۵۵۹) وابن ماجه (۷۸۶)

الفرائد: ① جو نماز پڑھ کر باوضوا ن جگہ بیٹھے گا تو فرشتے اس کے لئے دعائیں اور استغفار کرتے رہیں گے ② جب تک نمازی کسی دوسرے کو ایذاء دے گا وہ فرشتوں کی دعاؤں کا حقدار ہے۔

۱۰۶۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ: "صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُّنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۶۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کی پھر ہماری طرف نماز کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا: ''لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو''۔ (بخاری)

تشریح ۞ **شطر الليل**! اس سے نصف رات مراد ہے۔ **بعد ما صلى فقال**! تاخیر کی فضیلت پانے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا۔ اس مسجد کے علاوہ لوگ نماز پڑھ کر سو رہے ہیں۔ **ولم تزالوا في صلاة**! تم ثواب کے لحاظ سے نماز میں ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو۔ ثم لا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ اتمام صلاۃ سے یہ حکم زائل ہو گیا۔

تخریج: اخرجه البخاری (۵۷۲)

الفرائد: ① نمازِ عشاء کا اصل وقت نصف لیل تک ہے ② امام کو سلام پھیر کر نمازیوں کی طرف منہ کر لینا چاہئے ③ ان کو چاندی کی انگوٹھی بقدر ماشہ جائز ہے ④ نماز کا انتظار کرنا چاہئے ⑤ عشاء کے بعد دینی باتوں میں حرج نہیں مگر اس کی عادت نہ بنا لے۔

۱۹۱ :بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

بَابٌ: باجماعت نماز کی فضیلت

صلاۃ الجماعۃ! اس میں اختلاف ہے کہ یہ فرض ہے یا سنت پھر یہ فرض عین ہے یا کفایہ ہے۔ امام شافعی کے ہاں تو جمعہ کے علاوہ یہ فرض کفایہ ہے ان لوگوں پر جو آزاد مقیم ہیں۔ جمعہ فرض عین ہے کیونکہ اس کی صحت کی شرط جماعت ہے۔ جمعہ کے علاوہ کم از کم تعداد ایک امام اور ایک مقتدی ہے۔ (امام ابوحنیفہؒ کے ہاں سنت مؤکدہ قریب الواجب ہے۔ ہدایہ)

۱۰۶۴ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۶۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت سے نماز، الگ نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : صلاۃ الجماعۃ! اس میں اضافت فی کے معنی میں ہے اور ظرفیہ مجازی ہے (۲) اضافت لامی ہے۔ افضل! ثواب میں بڑھ کر کے معنی میں ہے۔ الفذ! اس کی جمع فذوذ ہے اور ایک کو کہا جاتا ہے۔ **سبع و عشرین درجہ!** دوسری روایت میں پچیس کا تذکرہ ہے۔ عدد قلیل کثیر میں داخل ہے۔ (۲) پہلے پچیس تھا پھر اضافہ کر کے ستائیس کر دیا گیا (۳) یہ نمازیوں کی کامل و ناقص نماز کے لحاظ سے ہے اور نماز کے خشوع، کثرت جماعت مقام جماعت کے اعتبار سے ہے۔ حافظ کہتے ہیں میرے سامنے ایک بات آئی کم ترین جماعت ایک امام و نمازی ہے اگر امام نہ ہوتا مقتدی نہ ہوتا اور بالعکس بھی جب اللہ تعالیٰ جماعت میں پچیس کا ثواب رکھ دیا تو پچیس والی روایت کو فضل زائد اور ستائیس والی کو اصل و فضل پر محمول کریں گے۔ (فتح الباری) برماوی کہتے ہیں دن رات کے فرائض سترہ رکعت ہیں اور روایت دس ہیں پس جماعت کا اجر اس اعتبار سے ستائیس ہے۔ وتر کا کوئی دخل نہیں وہ بعد میں مشروع ہوئے۔ بلقینی کہتے ہیں جماعت میں کم از کم تین آدمیوں نے نماز پڑھی ہر ایک کی نماز والی ایک نیکی دس گنا ثواب کی حقدار بنی تو تینوں کی جماعت سے تیس نیکیاں ملیں۔ یہاں تین کی تعداد جو جماعت کے لئے اصل تھی اس کو چھوڑ دیا اور بقیہ ستائیس جو فضل سے ملیں ان کا ذکر کر دیا۔ (ان تمام میں حافظ کی بات سب سے خوبصورت ہے۔ مترجم)

تخریج : اخرجه البخاری (٦٤٥) ومسلم (٦٥٠) والنسائی (٨٣٦)

الفرائد : ① جماعت سے نماز ادا کرنا افضل ہے ② ۲۷ درجہ جماعت کا ثواب زیادہ ہے۔

۱۰۶۵ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا

رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ ، فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ – وَلَا يَزَالُ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

۱۰۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت سے نماز اس کے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جب آدمی نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف گیا۔ اس کو نماز کے سوا کسی چیز نے نہیں نکالا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کرتے اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہے اور جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے کہتے رہتے ہیں: ''اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما' اے اللہ اس پر مہربانی فرما''۔ اور اس وقت تک وہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔'' (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اَلنَّحْوُ : في الجماعة! یہ ظرف محل حال میں ہے (۲) رجل کی صفت ہے کیونکہ وہ ال جنسیہ سے محلی ہے۔ (۳) ظرف لغو ہے جو صلاۃ سے متعلق ہے۔ علی صلاته! انفرادی نماز مراد ہے جیسا کہ جماعت کی نماز کے تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اغلبًا بازار اور گھر میں انفرادی نماز پڑھی جاتی ہے۔ خمساً و عشرين ضعفا! یہ مفعول مطلق ہے اس کی نظیر یہ آیت ہے: ﴿فاجلدوهم ثمانين جلدة﴾! برماوی کہتے ہیں اعداد میں راز مخفی ہے اس کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ واقف ہیں۔ ہم بطور احتمال عرض کرتے ہیں کہ دن کی نمازیں پانچ ہیں۔ جب پانچ کو پانچ سے ضرب دیں تو پچیس بنتا ہے۔ انفرادی نماز پر جماعت کی نماز کے ثواب کو بڑھانا مراد ہے کیونکہ اصل میں تو جنس ایک ہے۔ جب دس بنایا جاتا ہے تو واحد' اثنان' ثلاثۃ' اربعہ کہتے ہیں یہ دس بن گئے۔ عشرات مات اور مات سے آلاف بنتے ہیں تمام مراتب کی اصل تو عدد ہے۔ پھر بھی اس پر ایک کا اضافہ مبالغہ ہے۔ پھر پانچ نماز کے بعد ایک اور مبالغہ کے لئے بڑھایا۔ ذلك! اس کا مشار الیہ فضل صلاۃ الجماعۃ علی صلاۃ الفذ ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ مسجد کی جماعت سے متعلق ہو۔ قرطبی کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ فضل کی اضافت جماعت کی طرف ہے یا جماعت مسجد کی طرف ہے کیونکہ مسجد کی طرف اٹھنے والے اقدام پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ مٹتے ہیں۔ انه اذا توضا! ۂ ضمیر شان ہے۔ احسن وضو جس میں سنن وآداب کا مکمل لحاظ رکھا جائے۔ الى المسجد! مسجد کا قصد کرے۔ لا يخرجه الا الصلاة! یہ جملہ حالیہ ہے اور اس ثواب کو مسجد کی طرف جانے سے مقید کر رہا ہے اگر کسی اور دنیوی مقصد سے نکل کر جائے گا تو ثواب سے محروم ہوگا۔ البتہ قرآن قرآن علم کا حصول وغیرہ ہوگا تو یہ نیکی سے نیکی ملانا ہے۔

رفعت بها درجة! فعل مجہول ہے اور درجہ اس کا نائب فاعل ہے یہ دونوں ظرف لغو ہیں (۲) مستقر ہوں تو درجہ سے حال بن جائیں گے۔ وحط عند بها خطيئة! وہ صغائر جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ قرطبی کہتے ہیں جماعت میں فضیلت ذاتی ہے جس پر حکم معلق ہے۔ حافظ کہتے ہیں یہ امور مذکورہ اضافے کی علت ہیں گویا یوں کہا کہ تضعیف کا سبب یہ ہے اور جب اسی طرح ہے تو جو چیز متعدد موضوعات پر مرتب ہوگی تو وہ بعض کے پائے جانے سے نہ پائی جائے گی مگر اسی صورت میں جبکہ کوئی واضح دلیل میسر ہو جو غیر معتبر کے لغو ہونے پر دلالت کرے کیونکہ وہ چیزیں مقصود بالذات تو نہیں۔ یہ اضافہ ایسا جس کا مطلب

عقل میں آ تا ہے۔پس ان کو اختیار کر جہت کو متعین کرتا ہے۔جبکہ روایات مطلق ہوں وہ اس کے منافی نہیں بلکہ مطلق کو مقید پر محمول کریں گے۔تصلی علیه! دعا رحمت واستغفار کرتے ہیں۔مادام فی مصلاة! وہاں بیٹھا رہے۔(۲) وہاں ٹھہرا رہے خواہ لیٹا ہوا اور بے وضو نہ ہو۔گزشتہ میں امر منقضی سے ذکر کیا اور اس میں امر مستقبل سے یزال کا اسم مستتر اور خبر فی صلاۃ ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۷۴۳٤) والبخاری (۱۷٦) ومسلم (٦٤٩) وأبو داود (٥٥٩) والترمذی (٦٠٣) وابن ماجه (۲۸۱) وابن حبان (۲۰٤۳) والطیالسی (۲٤۱۲) وابن خزیمة (۱٤۹۰) وأبو عوانة (۱/۳۸۸) والبیهقی (۳/٦۱)

الفرائد: ① جماعت میں حاضر ہونا چاہئے اور نماز کا انتظار کرنا چاہئے ② مسجد کا مقام بلند ہے اس کی طرف نماز کے ارادہ سے چل کر جانا بھی ثواب سے خالی نہیں ③ مسجد میں جو نماز کے لئے اپنے آپ کو روک لے ملائکہ اس کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

١٠٦٦ : وَعَنْهُ قَالَ : اَتَى النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ ' فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِهٖ ' فَرَخَّصَ لَهٗ ' فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ : "هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ : "فَاَجِبْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: "یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لائے۔اس نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ اس کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپؐ نے اس کو بلا کر فرمایا: "کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔آپؐ نے فرمایا پھر اس کو قبول کر۔(مسلم)

تشریح ۞ رجل اعمی! نووی وسیوطی کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔جیسا ابوداؤد میں ہے۔مگر ابن حجر کہتے ہیں اگر واقعات متعدد ہوں تو پھر احتمال ہے ورنہ یہ محل نظر ہے۔ان یرخص له! یعنی جماعت چھوڑنے کی۔فرخص له! رخصت دے دی گئی۔رخصت حکم کو صعوبت سے سہولت کی طرف لے جانا۔ان کے عذر کی وجہ سے باوجود حکم اصلی کا سبب موجود ہونے کے رخصت دی گئی۔هل تسمع النداء و بالصلاة! یہاں تو با سے متعدد کیا گیا اور آیت میں الی سے متعدی کیا: "واذا نادتیم الی الصلاة"! اس نے ہاں سے جواب دیا۔فاجب! اگر کمال فضیلت مقصود ہو تو پھر رخصت نہیں جو کہ حدیث ابن ام مکتوم میں مذکور ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان رضی اللہ عنہ کو ضعف بصر کے عذر سے نماز کی اجازت مرحمت فرمائی تو احادیث کو جمع کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ حیث امکن سے تاویل کی جائے مگر ابن حجر کہتے ہیں ان کی رخصت خاص سبب سے متعلق ہے کہ جب سیلاب وغیرہ ہو اور حدیث باب کا اس رخصت سے تعلق نہیں (فتح الدلہ) حدیث میں جماعت کی تاکید کی گئی ہے اور اس کے حصول میں معمولی تھکاوٹ کو برداشت کرنے کا حکم ہے۔مسجد کے

قریب ہونے کی وجہ سے راستے کی اونچ نیچ سے وہ واقف ہوگا اور عمومی ضرر سے بچ جائے گا۔ رخصت میں اجتہاد کا احتمال ہے اور اگر جماعت کو سنت مؤکدہ قریب الوجوب مان لیں تو ایسی کسی تاویل کی حاجت نہیں رہتی۔ مترجم)

تخریج : أخرجه مسلم (٦٥٣) والنسائي (٨٤٩)

الفرائد : ① ہر اذان سننے والے کو مسجد میں حاضری ضروری ہے' معذور اس سے مستثنیٰ ہے' معمولی اعذار کی کوئی حیثیت نہیں ② نابینا کو اولاً رخصت کی وجہ سے اجازت ہے پھر اس کو افضل پر آمادہ کیا گیا۔

١٠٦٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ – وَقِيْلَ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ؟ فَقَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيَّهَلًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ – بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

وَمَعْنٰى "حَيَّهَلًا" تَعَالَ۔

١٠٦٧: حضرت عبداللہ بعض نے کہا عمرو بن قیس' جو کہ ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں' سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا'' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تو حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (یعنی آ ؤ نماز کی طرف) اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (یعنی آ ؤ فلاح کی طرف) سنتا ہے پس تو مسجد کی طرف آ۔'' (ابوداؤد) سند حسن کے ساتھ۔

حَيَّهَلًا: تو آ۔

تشریح ۞ عن عبداللہ! ان کا نام عبداللہ بن زائدہ بعض نے عامر بن زائد بعض نے عمر بن قیس بن زائدہ ابن زائدہ کو زیاد بن الاصم کہتے ہیں اور اصم یہی جندب بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد ابن بغیض بن عامر بن لوی بن غالب القرشی العامری ہے۔ یہ ابن ام مکتوم مؤذن کے نام سے معروف ہیں۔ نووی کہتے ہیں ان کا صحیح نام عمرو ہے۔ مسلم میں ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہی نام لیا ہے۔ فاطمہ بنت قیس کی روایت میں وارد ہے کہ جب ان کے خاوند نے ان کو طلاق دی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے ابن عم عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزارو۔ ابن اثیر نے نقل کیا کہ اکثر ان کا نام عمرو ہی مانتے ہیں یہ مصعب بن زبیر کا قول ہے۔ ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم ہے یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں کے بیٹے ہیں کیونکہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہے۔ ابن ام مکتوم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے ہجرت کی ان کے بعد مصعب بن عمیر نے ہجرت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیرہ مرتبہ غزوات کے موقعہ پر مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ یہ فتح قادسیہ میں موجود تھے وہیں جھنڈا اٹھائے شہید ہوئے یہ مشہور ہے۔ ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا ہے یہ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ پھر مدینہ واپس آئے اور یہیں وفات پائی۔ ابن اثیر نے واقدی سے نقل کیا یہ نابینا تھے۔ ان کا تذکرہ سورۂ عبس میں ہے۔ بقول ابن جوزی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین روایات نقل کی ہیں مگر برقانی کہتے ہیں دو روایات ہیں۔ المدینہ! مدینہ دارالہجرت کا نام بن گیا۔

الھوام! جمع ہامۃ زمین کے کیڑے مکوڑے سانپ بچھو سب کو شامل ہے۔السباع! جمع سبع دونوں لغات ہیں۔اس آیت میں بھی اسی طرح پڑھا گیا ہے "وما اکل السبع"! یہ حسن بصری اور بعض نے ابن کثیر قاری سے نقل کیا ہے اس کی جمع سباع رجال کی طرح اور اسبع جیسے فلس وافلس اور صبع واضبع آتی ہے (المصباح۔ابن السکیب) یہ لفظ ذی ناب پر بولا جاتا ہے خواہ مفترس نہ ہو مثلاً لومڑی (ازہری) ابن ام مکتوم کا مقصد گھر میں نماز کی رخصت چاہنا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تسمع حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح !یعنی جواذان سنتا ہے۔ان دو کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ حاضری کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت مشکوٰۃ کے مطابق "لم یرخص له"۔

تخريج : أخرجه أبو داود(٥٥٣) والنسائي(٨٥٠) والحاكم(١/٩٠١) وأخرج أحمد(١٥٤٩١/٥) أخرجه الحاكم(١/٩٠٢) ابن حبان(٢٠٦٣)

الفرائد : ① اذان کے سننے والے کو جماعت کے لئے مسجد میں حاضری ضروری ہے جب تک کہ کوئی شرعی عذر نہ ہو جو جماعت کو ساقط کر دے۔

١٠٦٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ لکڑیاں لانے والے کو حکم دوں جو اکٹھی کی جائیں۔ پھر نماز کا حکم دوں جس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو امامت کروائے اور میں ان آدمیوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں نہیں آتے) پس میں ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ والذی نفسی بیدہ! باتی کی تاکید کے لئے قسم اٹھائی۔ید سے مراد قدرت ہے۔لقد هممت! قصد کرنا۔ فیحتطب! یہ مجہول کا صیغہ کلفت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لائے کہ اگرچہ یہ تکلیف دہ چیز ہے۔فیوذن بھا! یہاں اقامت مشروعہ مراد ہے۔ثم آمر رجلاً! تاکہ وہ امامت کرائے۔اخلاف! جانے کے معنی میں ہے یعنی پھر ان کے گھروں میں جاؤں۔رجال! خالف الی کذا اس وقت بولتے ہیں جب وہ قصد کرنے والا ہو اور تم اعراض کرنے والے ہو۔اس آیت میں یہی معنی ہے:﴿وما ارید ان اخالفکم الی ما انھاکم عنه﴾! رجال سے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔احرق علیھم بیوتھم! جو فرضیت جماعت کے قائل ہیں یہ روایت ظاہر میں ان کی تائید کر رہی ہے۔بعض منافقین عشاء و صبح میں حاضر نہ ہوتے تھے۔اس لئے یہ بات فرمائی اور ایک ارشاد میں فرمایا:"ان اثقل الصلاۃ علی المنافقین صلاۃ العشاء والفجر"! اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح موجود ہے:"لقد رایتنا وما یتخلف عنھا الا منافق معلوم النفاق"! پھر کسی ادنیٰ صحابی کے متعلق یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ دنیاوی غرض سے جماعت کو چھوڑتا

ہو۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا ارادہ اس لئے فرمایا کہ منافقین جماعت کی تحقیر کرتے تھے فقط چھوڑ دینا باعث نہ تھا۔ (۳) اس سے مراد جمعہ ہے۔ (۴) کئی لوگوں نے نفس نماز کو چھوڑا نہ کہ جماعت کو (مگر روایت کے الفاظ اس تاویل کا ساتھ نہیں دیتے۔ مترجم) جلانے کا جواز حکم تحریم مثلہ سے پہلے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادے کو ترک اجتہاداً فرمایا یا وحی سے روک دیا گیا یا اجتہاد میں تبدیلی آ گئی (ان تاویلات کی ضرورت نہیں روایات میں عورتیں اور بچے جن پر جماعت لازم نہیں ان کا سبب ممانعت ہونا خود مذکور ہے۔ مترجم)

تخریج: أخرجه مالك(۲۹۲) وأحمد(۳/۷۳۳۲) والبخاری(٦٤٤)ومسلم(٦٥١) وابو داود(٥٤٩) والترمذی (۲۱۷) والنسائی(٨٤٧) وابن ماجه(۷۹۱) وابن حبان(۲۰۹٦) وابن خزیمة(۱٤٨۱) والدارمی(۱/۲۹۲) وأبو عوانة (۲/٥) وعبدالرزاق(۱۹۸٤) والحمیدی(۹٥٦) والبیهقی(۳/٥٥/٥٦)

الفوائد: ① اوّل وعید پھر سزا ② اہل جرائم کو اچانک پکڑنا جائز ہے۔ اسی لئے یہ وقت مقرر فرمادیا ③ جس پر کوئی حق ہو اور وہ نہ دے تو اس کو گھر سے نکلنے پر مجبور کیا جائے تا کہ اس سے زبردستی حق لیا جائے۔ (الفتح)

۱۰٦۹ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ : "اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى ، وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ.

۱۰٦۹: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اللہ سے فرمانبرداری کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی نگہبانی کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے اور بے شک وہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اسی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جس طرح پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا' سوائے اس منافق کے جس کا نفاق مشہور ہو۔ تحقیق آدمی کو لایا جاتا جبکہ دو آدمی اس کو سہارا دیئے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔" (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان ہدایت کے طریقوں میں ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

غدا!اس سے قیامت کا دن (۲) زمانہ مستقبل مراد ہو۔

النحو: مسلمًا! یہ یلقی کے فاعل سے حال ہے۔ فلیحافظ! وہ نمازوں کی پورے فرائض وواجبات سے محافظت کرے۔ حیث ینادی بھن! وہ مقام جن سے جمع ہونے کا اعلان ہو سکے۔ فان اللّٰہ شرع! اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کا طریقہ بنا دیا۔ یہ نماز ہدایت کے ان مشروعہ طرق سے ہیں۔ ولو انکم! اگر طریقہ نبوی کو ترک کر کے انفرادی طور پر گھروں میں نمازیں شروع کر دو گے اس سے شعار اسلام ظاہر نہ ہوگا جس طرح یہ پیچھے رہنے والا کر رہا ہے۔ تو تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو چھوڑنے والے۔ لو ترکتم...... نبیکم! طریقہ نبوت چھوڑنے والا گمراہی میں پڑنے والا ہے۔

ولقد رایتنا! منافق معلوم النفاق یہ رأی کے فاعل سے محل حال میں ہے یا اس کا مفعول ہے اور ولقد کان! یہ جملہ مستانفہ ہے۔ یھادی! یہ فعل مجہول ہے یعنی وہ دو آدمیوں کے درمیان حائل ہوتا جن پر ٹیک لگائے ہوتا۔ حتی یقام فی الصف! اس میں سہارا دے کر لانے کی غایت کو ذکر کیا۔

نکتہ: اس روایت میں جماعت میں حاضری کی سخت تاکید ثابت ہو رہی ہے۔

سنن الھدیٰ! صواب و کمال کے طریقے۔ الصلاۃ! سے یہاں جماعت کی نماز مراد ہے۔ سیاق سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ فی المسجد! کیونکہ جماعت تو مسجد کا نشان ہے۔ اس سے گھر ہو یا مساجد حکم سے خارج ہو گئیں کیونکہ ان میں باقاعدہ جماعت نہیں ہوتی۔

تخریج: أخرجه مسلم (٢٥٧/٦٥٤) وأبو داود (٥٥٠) والنسائی (٨٤٨) وأحمد (٢/٣٦٢٣)

الفرائد: ① جماعت سے نماز والا اللہ تعالیٰ سے مطمئن ہو کر کے ملے گا ② جماعت کی نماز سنن ہدی سے ہے ان کو چھوڑنے والا گمراہ ہے ③ مسجد کی جماعت کا صحابہ کرام کس قدر اہتمام فرماتے کہ کوئی منافق یا معذور ہی پیچھے رہتا ④ مریض مشقت برداشت کر سکتا ہو تو وہ بھی جماعت سے نماز ادا کرے۔

١٠٧٠: وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَا مِنْ ثَلَاثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ وَّلَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ – فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ، فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِیَۃَ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۷۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی اگر رہتے ہوں اور ان میں جماعت نہ قائم کی جاتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم کرو پس بے شک بھیڑیا دور والی بکری (جو اپنے گلہ سے علیحدہ ہو کر بھٹکی جائے) کو کھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تشریح: مامن! استغراق نفی کی تاکید کے لئے من کو لائے۔ فی قریۃ! جہاں مکانات متصل ہوں اور اس کو مسکن بنایا جائے۔ اس کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے (المصباح) ولا بدو! یہ حضر کے برعکس ہے۔ الصلاۃ! سے یہاں جماعت کی نماز مراد

ہے۔ استحوذ! غلبہ پانا۔ مسلط ہونا۔ یعنی شیطان سے تسلط کر کے ان کو اس عظیم ثواب سے محروم کر دیا۔ **فعلیکم الجماعة!** یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ اس کا معنی جماعت کو لازم کرو۔ **الغنم القاصية!** وہ بکری جو دوسری بکریوں سے دور ہو۔ شیطان کے تسلط کو الگ ریوڑ سے الگ رہ جانے والی بکری سے دیا۔ یہ استعارہ مکنیہ اور تخیلیہ ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد(٨/٢١٧٦٩)وأبو داود(٥٤٧) والنسائي(٨٤٦) وابن حبان(٢١٠١) والحاكم(٩٦٥) وابن خزيمة(١٤٧٦) والبيهقي(٣/٥٤)

الفرائد : ① جماعت سے نماز چھوڑ دینے سے انسان شیطان کا شکار بن جاتا ہے ② بھیڑیا دور والی بکری کو کھا جاتا ہے۔ جماعت سے ہٹنے والا دور ہونے والا ہے۔

۱۹۲ :بَابُ الْحَثِّ عَلٰى حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَآءِ

بَاب: صبح وعشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

الصبح والعشاء! ان دو کا خصوصیت سے تذکرہ اس لئے کیا کیونکہ عموماً نفوس پر یہ بھاری معلوم ہوتی ہیں کیونکہ صبح کا وقت تو نیند کی لذت کا ہے۔ اسی وجہ سے تو مؤذن کو اذان میں "الصلاة خير من النوم"! کہنے کا حکم دیا گیا اور عشاء کا وقت تو اندھیرے کا ہے اندھیرا اپنے شرور سمیت چھایا ہوتا ہے۔ اسی لئے خصوصی تاکید فرمائی۔

١٠٧١ : عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ ' وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ ' وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ وَالْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ" قَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۷۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی"۔ (مسلم) ترمذی کی روایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ في جماعة! یہ کثیر و قلیل فاضل ومفضول سب کو شامل ہے۔ نصف الليل! تہجد کی نماز میں آدھی رات

گزارنے والے کی طرح ہے کیونکہ عرف شرع قیام لیل سے تہجد مراد ہوتی ہے۔اس سے جماعت نماز عشاء کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ومن صلی الصبح! ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی جماعت پانے والا تمام رات کے قیام کو پانے والا ہے۔ہر نماز کو جماعت سے پڑھنا آدھی آدھی رات کے قیام کے برابر ہے۔

روایت کا فرق: کقیام نصف لیلة! اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا نصف لیل قیام کرنے کا ہے۔یہ ثواب اضافی نہیں مستقل ہے۔کان له کقیام لیلة! یہ حدیث پہلی روایت کی وضاحت کر رہی ہے کہ رات بھر کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

تخریج: أخرجه مالك(۲۹۷) وأحمد(۱/٤۹۱/٤۰۹/٤۰۸) ومسلم(٥٦٥) وأبو داود(٥٥٥) والترمذی (۲۲۱) وعبدالرزاق(۲۰۰۸) وابن حبان(۲۰٥۸) وابن خزیمة(۱٤۷۳) والبزار(٤۰۳) وأبو عوانة(۲/٤) رواه البیهقی (۱/٤٦۳)

الفرائد: جماعت کے ساتھ فجر و عشاء کی نماز کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی۔مسجد میں ان کو ادا کرنے کا حکم ہوا۔فجر کی نماز جماعت سے عشاء سے افضل ہے۔

۱۰۷۲: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ۔

۱۰۷۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو عشاء اور صبح کی نماز کا علم ہو جاتا کہ اس میں کیا ثواب ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لئے اگر گھٹنوں کے بل آنا پڑتا تو بھی آتے۔" (بخاری و مسلم) مفصل روایت ۱۰۳۳ میں گزری۔

تشریح ولو یعلمون! لوگ اگر جان لیں۔ما فی العتمه والصبح! ان دونوں نمازوں کی جماعت میں حاضری بڑی فضیلت کا باعث ہے جیسا کہ پہلی دونوں روایات شاہد ہیں۔عتمہ یہ ممانعت سے پہلے کی بات ہے یا ممانعت تنزیہی ہے۔ولو حبواً! کہہ کر جماعت پر آمادہ کرنا مقصود ہے کہ خواہ کتنی مشقت اٹھانا پڑتی برداشت کر لیتے۔شروع میں واو لا کر اشارہ کر دیا کہ طویل روایت کا ٹکڑا ہے۔

تخریج: باب فضل الأذن میں گزر چکی۔

الفرائد: ایضاً۔

۱۰۷۳: وَعَنْ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَیْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ لَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "عشاء اور فجر سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر بھاری نہیں، اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ

گھٹنوں کے بل''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ صلاۃ الفجر و العشاء! جماعت کی نماز یا انفرادی نماز مراد ہے۔ صبح کا وقت تو میٹھی نیند کا اور عشاء کا وقت غلبۂ نوم دن کے کام سمیٹنے کا ہے اور منافقین کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں وہ نمازیں دکھلاوے کے لئے پڑھتے ہیں۔ یہ دو نمازیں ان پر بہت گراں ہیں کیونکہ ایک تو اندھیرے کی وجہ سے ان کا مقصود ریاکاری حاصل نہیں ہوتا اور دوسری بات لذت نوم سے محرومی اور تھکاوٹ نہاری کا بہانہ سامنے ہوتا ہے۔ مؤمن کے لئے یہ گرانیاں ضرور ہیں مگر وہ حصول رضاالٰہی اور ثواب آخرت کے لئے اس تکلیف کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ما فیھما! اس سے عظیم ثواب کی طرف اشارہ فرمایا کہ الفاظ میں ثواب کو بیان سے قاصر ہے۔

تخریج : أخرجه البخاري (٦٥٧) ومسلم (٦٥١/٢٥٢) برقم (١٠٨٠)

الفرائد : ① فجر و عشاء میں حاضری پر آمادہ کیا گیا کیونکہ ان سے طبع پر گرانی اور ادھر ثواب میں فراوانی ہے۔

۱۹۳ : بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَالنَّهْيِ الْاَكِيْدِ وَالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ فِيْ تَرْكِهِنَّ

بَابٌ: فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم اوران کے چھوڑنے میں سخت وعید و تاکید

الصلوات المکتوبات! بندوں پر فرض کی جانے والی پنج وقتہ نمازیں۔ الاکید! بہت ہی تاکید والی۔ الوعید! یہ وعد کے برعکس ہے یہ شر پر کی جاتی ہے جبکہ وعدہ خیر پر ہوتا ہے۔ ترکھن! تمام کو یا کسی ایک کو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [البقرة:۲۳۸]

اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشادفرمایا: ''تم نمازوں کی حفاظت کرو خاص طور پر درمیانی نماز میں۔'' (البقرہ)

حافظوا! مداومت اختیار کرو۔ علی الصلوات! فرائض یومیہ۔ محافظت میں ان کی ارکان و شرائط سے ادائیگی بھی آتی ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [التوبة:۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔'' (التوبہ)

تابوا! کفر سے تائب ہو جائیں۔ واقاموا الصلاۃ! نماز کو درستگی سے ادا کریں یعنی وہ تمام ارکان درست ہوں جن پر نماز کی صحت کا دارومدار ہے۔ اتوا الزکاۃ! فرض زکوۃ ادا کریں۔ فخلوا سبیلھم! جیسا کہ عام مؤمنین کا حکم ہے وہی ان کا ہو جائے گا۔ اس آیت اور حدیث ابن عمر ''امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ویقیموا الصلاۃ ویوتوا الزکاۃ فاذا فعلوا عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحقھا''! اس سے امام شافعیؒ نے

استدلال فرمایا کہ جو نماز کو سستی سے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کو وقت ضرورت سے نکال دے اگر وہ توبہ کرے تو حد میں قتل کیا جائے گا۔ دیگر ائمہ نے اس کو تغلیظ پر محمول کیا ہے۔

۱۰۷٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ :"اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ :ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ :"بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ؐ سے سوال کیا' کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا: "وقت پر نماز۔" میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ؐ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ اچھا سلوک" میں نے کہا پھر کونسا؟ آپ ؐ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ای الاعمال افضل! اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔ الصلاة علی وقتها! وقت پر نماز کی ادائیگی کرنا۔ اعلیٰ کا بتلایا کہ اس کا عظیم حق وقت پر ادا کرنا ہے بلا عذر وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں۔ بر الوالدین! حتی الامکان والدین سے نرمی برتنا۔ الجهاد في سبيل اللّٰه! اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کفار سے قتال۔ یہ حدیث والدین کی خدمت کے جہاد پر مقدم ہونے میں صریح ہے۔ مسلم کی دوسری روایت اس سے زیادہ صریح ہے: "ان رجلاً جاء الي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يستاذنه في الجهاد' فقال احي والداك؟ قال نعم قال ففيهما فجاهد"! تفصیلی حدیث باب برالوالدین میں بمع شرح گزری ملاحظہ کریں۔

تخریج : باب برالوالدين وصلة الأرحام میں گزرچکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۰۷۵ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ :شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ' وَحَجِّ الْبَيْتِ ' وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۴) رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری و مسلم)

بني الاسلام على خمس! پانچ سے پانچ ستون مراد ہیں۔ مسلم کی روایت میں خمسۃ کے لفظ ہیں۔ ضمیر محذوف ہو تو دونوں طرح جائز ہے۔ نووی نے من صام رمضان وستا من شوال! میں یہ بات نقل کی ہے جنہوں نے اسلام کو قول' فعل' اعتقاد قرار دیا ان کے ہاں یہاں علیٰ با کے معنی میں ہے تاکہ مبنیٰ غیر مبنیٰ نہ بن جائے۔ (۲) من کے معنی میں ہے جیسا اس آیت میں:

﴿الا علٰی ازواجھم﴾ ای الا من ازواجھم! رہے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اسلام تصدیق کا نام ہے اور اس کی بنیاد چار چیزوں پر ظاہر ہے اور شہادت اس کا وہ درمیانی کھونٹا ہے جس پر اسلام کی ساری چکی گھومتی ہے۔ اس صورت میں یہ استعارہ تمثیلیہ ہے کہ اسلام کو ایک ایسے خیمے کے مشابہ کہا جو پانچ ستونوں پر کھڑا ہوتا ہے۔ مرکزی ستون شہادت لا الہ ہے اور بقیہ اوتاد کی طرح ہیں اور اس مرکزی ستون کی ان چاروں سے مغایرت خیمے کے ستونوں والی ہے (کازرونی) مگر دلجی نے کہا کہ استعارہ مکنیہ ہے۔ یہاں پانچ کی تشبیہ پانچ ستونوں سے ہے۔ ورنہ یہ الذین ینقضون عھد اللّٰہ! کی طرح تحقیقیہ ہے۔ ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں بناء کا استعمال معانی کے لئے یہ مجاز ہے جو علاقہ مشابہت رکھتا ہے۔ اسلام کو عظیم عمارت سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے یہ ارکان محکم بنیاد سے منسلک ہیں۔ جو اس کو عمارت کو اٹھانے والی ہے۔ عمارت سے اسلام کی مشابہت یہ استعارہ مکنیہ ہے اور اس کے لئے بناء کا اثبات یہ استعارہ ترشیحیہ ہے (الفتح المبین) شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ! (۱) جر سے یہ عطف بیان ہے (۲) بدل کل من الکل اگر سابقہ بدل پر عطف کو معتبر مانیں (۳) بدل بعض ہے اگر عطف اس سے متاخر ہو۔ ایتاء! اعطاء کے معنی میں ہے۔ حج البیت! فتحہ وکسرہ دونوں کے ساتھ یہ مصدر ہیں۔ صوم رمضان! بعض روایات میں یہ حج سے پہلے مذکور ہے اور واؤ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی ورنہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ روزہ حج سے پہلے فرض ہوا یہ روایت ارکان دین کی معرفت میں عظیم اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد(۲/۶۳۰۹) والبخاری(۸) ومسلم(۱٦)والترمذی(۲٦۰۹) والنسائی(۵۰۱٦) والحمیدی (۷۰۳)وابن حبان(۱۵۸) والطبرانی(۱۳۲۲۰۳) وابن خزیمة(۳۰۹) والبیهقی(۳/۳٦۷)

الفرائد: ① اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔ درمیانہ ستون مرکزی ستون ہے وہ لا الہ الا اللہ ہے۔ درمیانہ ستون گرنے سے تو گھر کا نام ختم ہو جائے گا۔ دیکھنے میں گھر مجموعہ ہے اور افراد بھی ہیں۔ بنیادیں اصل ہیں اور ارکان اس کے تابع ہیں اس کے بقاء کی صورت سب کو قائم رکھنا ہے۔

١٠٧٦ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷٦: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیں' نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ فرما لئے۔ مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ امرت! یہ فعل مجہول ہے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ ان اقاتل الناس! اہل کتاب اور ان کے ساتھ جو ملحق ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان یشھدوا لا الٰہ! اسلام کا اقرار کر لیں اور زبان سے اس کے مضمون کو ادا

کریں۔ یوتوا الزکاۃ! فرض زکوٰۃ ادا کریں۔ اہل کتاب سے اسلام لانے یا جزیہ تک لڑا جائے گا تیسری صورت نہیں۔ عصموا منی دماء ھم! انہوں نے اپنے آپ کو قتل سے محفوظ کر لیا ان کا قتل جائز نہیں اور ان کے اموال کو لینا بھی جائز نہیں۔ الا بحق الاسلام! اسلام کے حق تین ہیں قصاص میں قتل، شادی شدہ زنا کرے، مسلمان مرتد ہو جائے اور اموال کے حقوق زکاۃ، کفارات، نفقات واجبہ ہیں جو ان کی موت کی وجہ سے لازم آتے ہیں۔ حسابھم علی اللہ! ظاہر احکام کے نفاذ کا حکم دیا گیا ان کے باطن کا معاملہ عالم السرائر کے سپرد کیا گیا۔ باب اجراء احکام الناس میں روایت گزری۔

تخریج : باب اجراء أحکام الناس علی الظاهر میں گزر چکی۔

الفوائد : ایضاً۔

۱۰۷۷ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : "اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۷: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: "جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں پس ان کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دینا، اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کے عمدہ مال (بطور زکوٰۃ) لینے سے خود کو روکے رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ بعثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم! معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا عامل مقرر فرمایا۔ من اھل الکتاب! یہاں یہود مراد ہیں۔ فادعھم الی شھادۃ! وہ اسلام کا اقرار کر لیں جو تصدیق قلبی سے متصل ہو۔ یہ تمام اعمال کی اساس ہے۔ اطاعوا! تمہاری بات مان لیں۔ فاعلمھم! باب افتعال کی تعبیر مزید تاکید کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے اس کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔ اطاعوا لذلک! یہاں تصدیق کے ساتھ نمازوں کو عمل میں لانا بھی مراد ہے۔ صدقۃ! یہاں زکوٰۃ اموال وابدال مراد ہے۔ فترد علی فقرائھم! یہ صدقہ کے لئے محل صفت میں ہے (۲) تقدیم ظرف کے سبب یہ حال ہے جیسا اس روایت میں "وصلی وراء ہ رجال قیاماً"! (۳) جملہ مستانفہ گویا اس طرح

فرمایا۔ وہ اس صدقہ کا کیا کرے تو جواب دیا: تو خذ۔ فان اطاعوا لذلک! اس سے مراد مان لینا اور مال کو ان مصارف میں ادا کرنے لگیں۔ کرائم اموالھم! کرائم جمع کریمہ۔ نفیس چیز۔ درمیانہ مال لیا جائے تا کہ اعلیٰ نہ لیا جائے تا کہ مالک کو نقصان نہ ہو اور نہ حقیر لیا جائے تا کہ فقراء کو نقصان نہ ہو۔ اتق دعوۃ المظلوم! اس کی مسلسل بددعاؤں سے بچو۔ لیس بینھا! یہ جلد قبولیت سے کنایہ ہے اور اس کے ظہور اثر کا بیان ہے۔ باب تحریم الظلم میں روایت گزری۔

تخریج : باب تحریم الظلم میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۰۷۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۰۷۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔'' (مسلم)

ان بین الرجل! مرد و عورت اس میں برابر ہیں مرد کا تذکرہ تخصیص کے لئے نہیں۔ بین الشرک و الکفر! عطف عام علی الخاص ہے۔ شرک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ذات و صفات میں شریک ماننا اور کفریہ اعمال و افعال کرنا۔ ترک الصلاۃ! اسلام و کفر کے درمیان نماز حد فاصل ہے جو شخص اسلام کی صفت سے متصف ہو اور نماز نہیں پڑھتا تو اس کے کفر سے متصف ہونے کے درمیان کوئی روک نہیں کیونکہ اہل سنت کے ہاں ان دونوں اوصاف میں کوئی واسطہ نہیں اور ترک نماز اس روک کو گرانا جو تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان پائی جاتی ہے۔ وہ دشمن اس دیوار کے ٹوٹنے سے ہی تم پر قابو پا لے گا۔ عرب کہتے ہیں "بین و بین لقاء عدوی ھذا الحاجز"! اسی طرح یہاں یہ کہنا بالکل درست ہے۔ بین الاسلام و الاتصاف بالکفر ھدم الحاجر المانع لہ منہ وھو الصلاۃ' وھدمھا : ترکھا! (فتح الالہ لابن حجر) یعنی اسلام اور کفر سے متصف ہونے کے درمیان ایک دیوار ہے جو کفر سے رکاوٹ ہے اور وہ نماز ہے اور اس کا گرانا نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ یہ سب سے بہتر قول ہے بقیہ میں بلا وجہ تکلفات ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد(٥/١٥١٨٥) ومسلم(٨٢) وأبو داود(٤٦٧٨) والترمذي(٢٦٢٧) والنسائي(٤٦٣) وابن حبان(٤٦٣) والدارمي(١/٢٨٠) ابن شيبة(١١/٣٤) والطبراني(٢/١٤) والبيهقي(٣/٣٦٦)

الفرائد : ① تارکِ صلوٰۃ کے لئے شدید زجر ہے اور کفر کی وعید سنائی گئی ہے ② تارکِ صلوٰۃ کا خاتمہ اچھا نہیں ③ اگر انکار سے چھوڑا تو کافر ہو گیا۔

۱۰۷۹ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ؟ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۷۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے۔ جس نے نماز کو ترک کیا پس اس نے کفر کیا۔'' (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **العهد الذی بیننا و بینهم!** بقول بیضاوی یہ ضمیر منافقین کی طرف راجع ہے۔ جو چیز ان کے بقاء اور خون کی حفاظت کرنے والی ہے اس کو اس عہد سے تشبیہ دی جو معاہدے کے بقاء کا مقتضی ہو اور ان سے ہاتھ روکنے کا ذریعہ ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ ان پر اسلام کے احکامات کے جاری ہونے کی وجہ مسلمانوں سے مشابہت ہے کہ وہ نمازوں میں آتے اور جماعتوں میں حاضری دیتے اور احکامِ ظاہرہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ جب وہ چیزیں ترک کر دیں تو ان کا اور دیگر کفار کا حکم برابر ہو جاتا ہے۔ طیبی کہتے ہیں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ضمیر تمام مسلمانوں کی طرف راجع ہے۔ خواہ اس میں خالص مؤمن ہو یا منافق ہو۔ **فقد کفر!** اس ارشاد میں نماز کی عظمت ظاہر ہو رہی ہے۔ اس کے کرنے اور لازم کرنے پر ابھارا جا رہا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد(۹/۲۲۹۹۸) والترمذی(۲٦۳۰) والنسائی(٤٦٢) وابن ماجه(۱۰۷۹) والحاكم (۱/۱۱) وابن حبان(١٤٥٤) وابن شيبة(۱۱/۳٤) والدارقطنی(۲/۵۲) والبيهقی(۳/۳٦٦)

الفوائد: ① مسلم و کافر میں امتیازی میثاق نماز ہے۔ جس نے سستی سے یا غفلت سے چھوڑا اس سے کافروں والی حرکت کی۔ اگر اس پر اصرار کرے تو اس کا خون حلال ہے۔

۱۰۸۰: وَعَنْ شَقِيْقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰى جَلَالَتِهٖ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ – رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْاِيْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۰۸۰: حضرت شقیق بن عبداللہ رحمۃ اللہ جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک) نماز کے۔'' (ترمذی) کتاب الایمان میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تشریح ۞ **اصحاب محمد صلی اللّٰه علیه وسلم!** اصحاب یہ صاحب کی جمع ہے بمعنی صحابی۔ اس سے مراد اکثریت ہے۔ (۱) **لا یرون شیئا من الاعمال!** یرون یہ رائی سے ظرف ماقبل کے لئے محل صفت میں واقع ہے۔ اسی طرح **ترکه کفر!** بھی۔ (۲) یرون کا مفعول ثانی ہے۔ **غیر الصلاة!** ترک کے مضاف الیہ کی ضمیر سے مستثنیٰ ہے۔ (۳) شیئاً کی دوسری صفت ہے۔

اختلافِ علماء اور اس کی وضاحت: اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث اور آثار سے بعض علماء نے کہا کہ (۱) ان پانچوں میں سے جس نے کسی ایک کو سستی سے چھوڑا تو اس نے حقیقتاً کفر کیا اس پر مرتد کے احکام مرتب ہوں گے۔ (۲) مگر اکثریت نے کہا یہ کفر نہیں اور اس کی تاویل کی کہ تاویل کر کے چھوڑنے والا مراد ہو۔ (۳) اس کی پیدائش دور دراز علاقہ میں

ہوئی ہو۔ جہاں علماء سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ (۴) اس کا ترک کفر تک پہنچانے والا ہے کیونکہ معاصی کفر کا ڈاکیہ ہیں۔ (۵) یہ زجر و تغلیظ کے طور پر فرمایا۔ اسی وجہ سے امام شافعیؒ کسل سے ترک کرنے والے کے متعلق قتل کے قائل ہوئے زہری اور جماعت علماء حبس وضرب کی قائل ہوئی یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔ (۶) کفر سے مراد کفر نعمت ہے کیونکہ اصل عبودیت ہے رب تعالیٰ کے سامنے جھکے اور اس کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے اور کفر سے حقیقت میں متصف ہونے والا۔ وہ اس سے نفرت کرنے والا ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ نماز شکریے کی چوٹی اور قوام ہے۔ گویا اس طرح فرمایا: **"الفرق بين المؤمن والكافر ترك اداء شكر المنعم الحقيقي' فمن اقامها فهو المؤمن الكامل ومن تركها فهو الكافر لنعم مولاه المقصر في شكرها"**! مؤمن و کافر میں فرق منعم حقیقی کے شکریے کی ادائیگی کو ترک کرنے میں ہے جس نے نماز کو قائم کیا وہ کامل مؤمن ہے اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ اپنے مولیٰ کا ناشکرا اور اس کے شکریے میں کوتاہی برتنے والا ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذي (۲۶۳۱) والحاكم (۱/۱۲)

الفرائد : ① تابعی رحمہ اللہ کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نماز کا کس قدر اہتمام کرنے والے تھے اور وہ اس کے قصداً تارک کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔

۱۰۸۱ : **وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ' فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ' فَاِنِ انْتُقِصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتُقِصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ؟ ثُمَّ تَكُوْنُ سَائِرَ اَعْمَالِهٖ عَلٰى هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔**

۱۰۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلا عمل جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے' اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوئی تو رب ذوالجلال والاکرام فرمائیں گے: "دیکھو میرے بندے کے (کچھ) نوافل (بھی) ہیں پس فرضوں کی کمی کو نوافل سے بھر دیا جائے گا؟" پھر اس کے سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **اول ما يحاسب..... من عمله**! وہ اعمال جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ **صلحت**! تمام درستگی والی صفات سے متصف ہو اور مفسدات سے محفوظ ہو۔ **فقد افلح وانجح**! وہ کامیاب ہوا اور اس نے اپنے مطلوب کو پالیا۔ **وان فسدت**! کسی رکن کے نہ ہونے یا شرط کے نہ پائے جانے یا اس چیز کے پائے جانے سے جو نماز کو فاسد کرنے والی ہو خواہ قول ہو یا عمل۔ **فقد خاب و خسر**! وہ تجارت اخرویہ میں ناکام ہوا اور ہلاک ہوا اور اس نے درست عمل پر مرتب ہونے والا

ثواب نہ پایا اور اس سے محروم ہوگیا۔ فان انتقص من! اگر اس کے فریضہ میں کمی رہی اگرچہ وہ غیر مفسد تھی۔ قال الرب عزوجل! رب کی صفت ذکر فرمائی تاکہ انسان کے مرتبے کی طرف توجہ دلائی جائے کہ گندگی سے کیا کمال دیا۔ انظروا! موکل فرشتوں کو فرمائیں گے۔ ھل لعبدی! یہ تدنیس کے ازالہ کے لئے اضافت تشریفی ہے۔ لطوع! نفلی نماز وغیرہ۔ فیکمل بھا! اس نفل سے فریضہ کو مکمل کرلیا جائے گا۔ سائر اعمال! یعنی روزہ حج وغیرہ ان تمام کے نقائص کو نوافل سے پورا کیا جائے گا۔

ایک تطبیق: اس روایت میں "اول ما یقضی فیہ یوم القیامہ بین العباد الدماء"! میں منافات نہیں کیونکہ وہ حقوق عباد کی نسبت سے ہے اور یہ حقوق اللہ کی نسبت سے ہے۔ اس روایت میں فرائض کی پابندی اور نوافل کی ترغیب دلائی گئی ہے تاکہ کل اس کے فرائض کے جابر بن جائیں۔

تخریج: أخرجه أحمد(۳/۹٤۹۹)، وأبو داود(۸٦٤) والترمذی(٤۱۳) وابن ماجه(۱٤۲٥) ابو داود(۸٦٦) وابن ماجه(۱٤۲٦)

الفرائد: ① اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نماز کی عظیم فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی تکمیل پر فوز ونجاح کو مرتب کیا گیا ② نفل فرائض کے نقص کا ازالہ کرنے والے ہیں ③ نوافل سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کا مرتبہ بڑھتا ہے۔

۱۹۴: بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَّلِ وَتَسْوِيَتِهَا وَالتَّرَاصِ فِيْهَا

باب: صف اوّل کی فضیلت' پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی برابری اور مل کر کھڑے ہونا

الصف الاول! اس سے وہ صف مراد ہے جو امام کے قریب ہو اور اگرچہ اس کے درمیان منبر سے فاصلہ یا کمرہ امام سے فاصلہ ہو اور اگر اس کے ساتھی پیچھے ہوں اور وہ مسجد حرام میں محل طواف کے حاشیہ میں ہو۔ وہ پہلی صف نہ بنے گی امام بنسبت کعبہ سے قریب ہو بلکہ مقتدی اگر غیر جہت میں بھی امام سے مقدم ہو تو اس میں کراہیت ہے اور فضیلت جماعت میں یہ چیز مخل ہے (کما فی التحفہ لابن حجر) بعض نے کہا پہلی وہ صف ہے جب تک اس میں رکاوٹ نہ ہو اگرچہ اس کے ساتھ متاخر ہوں۔ بعض نے کہا اول سے مراد پہلے آنے والا ہے خواہ وہ پچھلی صف میں نماز پڑھے۔ مگر نووی کہتے ہیں یہ آخری دونوں قول محض غلط ہیں۔ اگرچہ پہلے کو غزالی نے اختیار کیا ہے۔ والامر باتمام! دوسری صف پہلی کو مکمل کر کے بنائیں اور تیسری دوسری کو مکمل کر کے۔ تسویتھا! ایک دوسرے سے صف میں مقدم ہونا۔ والتراص فیھا! ان کے درمیان فاصلہ نہ رہے جہاں نمازی کھڑا ہو سکتا ہو۔

١٠٨٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَآئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟" فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَآئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ : يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَّلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۰۸۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر (نماز سے) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے ہو جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟" ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ فرمایا: "وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔" (مسلم)

تشریح ۞ الا تصفون! الا یہ حرف تنبیہ ہے یعنی تم نماز کے لئے اپنی صفوف کو فرشتوں کی طرح درست کیوں نہیں کرتے۔ عند ربها! یعنی جب وہ طاعت کے لئے قیام کرتے ہیں۔ یتمون الصفوف الاول! وہ دوسری صف شروع نہیں کرتے جب تک پہلی کو مکمل نہیں کر لیتے۔ جو صفوف کو درست نہیں کرتا ثواب جماعت اس سے فوت ہو جاتا ہے۔ یتراصون! تراص اجتماع اور انتظام کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كانهم بنيان مرصوص﴾! یعنی صف میں اس طرح کھڑے ہوں کہ فاصلہ باقی نہ رہے یہ بھی سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک بھی ثواب جماعت کو زائل کرنے والا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢٠٩١٦) ومسلم (٤٣٠) وأبو داود (٤٨٢٣) والنسائي (٨١٥) وابن ماجه (٩٩٢) وابن أبي شيبة (٢/٤٨٦) والطبراني (٢/٢٢٣) والبيهقي (٢/٢٨٠)

الفرائد : ① اس روایت صفوف کو مکمل کرنے اور درست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ روایت بخاری میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کندھے سے ملاتے اور قدموں کو بھی ملاتے۔

١٠٨٣ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول کا کیا ثواب ہے، پھر وہ نہ پائیں مگر اسی صورت میں کہ وہ قرعہ اندازی کریں ضرور وہ قرعہ اندازی کریں۔" (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول! اگر لوگ اذان اور صف اول کا ثواب جان لیں اور وہ شرف جس کے بیان سے الفاظ عاجز ہیں اس وجہ سے حذف کر دیا۔ ان یستهموا علیه! تو اس پر قرعہ ڈالتے کیونکہ صف اول تمام کو سما نہ سکتی اور ایک وقت میں تمام کی اذان ممکن نہیں وہ ضرور قرعہ ڈالتے کیونکہ ان کی فضیلت بہت بڑی ہے۔ باب فضل الاذان میں روایت گزری ملاحظہ کر لیں۔

تخریج : باب فضل الأذان میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۰۸۴ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا ' وَشَرُّهَا وَاٰخِرُهَا– وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا' وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صف میں سے سب سے بہتر صف پہلی اور سب سے بری صف آخری ہے۔ عورتوں کی صفوں میں سب سے آخری سب سے بہتر ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔(مسلم)

تشریح ۞ **خیر صفوف الرجال اولھا!** امام کے قریب' قرأت کے استماع اور اس کے حالات کا مشاہدہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور ملائکہ کے نزول کی وجہ سے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے اور اس کے قریب قریب دوسرا پھر تیسرا اور اسی طرح۔ صف اول میں فضیلت ہے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ میں بھی اسی طرح ہے۔ جہت امام سے مختلف جانب اگر لوگ کعبہ کے امام سے زیادہ قریب ہوں تو اس میں اختلاف ہے کہ ان کی نماز باطل ہوگی یا نہیں۔ امام کی اتباع کی فضیلت کی وجہ سے صف ثانی میں جو کئی گنا ثواب ملا ہے یہ ثواب بڑھ جائے گا مثلاً جو آدمی روضہ شریف میں کھڑا ہے۔ اسی وجہ سے مسجد مکہ اور مدینہ میں پڑھے جانے والے نفل سے گھر میں پڑھے جانے والے نفل کی افضیلت اتباع کی وجہ سے بڑھ جائے گی اگر جو مسجد کا کئی گنا بڑھ کر ثواب ہے وہ فوت ہو جائے گا۔ **وشرھا اخرھا!** کیونکہ وہ پہلی صف کی وجہ سے حاصل ہونے والے فضائل سے محروم ہوا بلکہ عورتوں کے قریب ہونے کی وجہ سے ان کے فتنے میں مبتلا ہونے کا خطرہ بڑھ گیا۔ **وخیر صفوف النساء آخرھا!** کیونکہ مردوں سے دوری کی وجہ سے وہ فتنہ سے غالباً محفوظ رہیں گی اور اس لئے بھی کہ اس نے اس زائد پردے کا لحاظ کیا جس کا حکم ملا ہے اور اس کے قریب وہ ہے جو ان سے پہلے ہے۔ **وشرھا اولھا!** کیونکہ وہ مردوں کے قریب تر ہے جو کہ فتنے کا باعث بن سکتا ہے ان دونوں موقعوں پر خیر وشر نسبتی چیزیں ہیں جن میں ثواب کی قلت وکثرت کا لحاظ ہے اور کمال سے پیچھے رہنا باوجودیکہ آدمی اس کو حاصل کر سکتا ہو یہ مرتبے مٹانا اور کم ہمتی اور حقیر امور پر رضامندی کے مترادف ہے اور بلند مراتب میں حصہ نہ لینے کی طرح ہے۔ پس اس کو شر کہنا بعید از قیاس نہیں کیونکہ یہ شر کا ذریعہ ہے اور "**لا یزال قول یتاخرون!**" میں یہ بات آئے گی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۱۰۲۹٤) ومسلم (٤٤٠) وأبو داود (٦٧٨) والترمذی (٢٢٤) والنسائی (٨١٩) وابن ماجه (١٠٠٠) وابن حبان (٢١٧٩) والبیهقی (٩٨/٣)

الفرائد : ① پہلی صف میں اجر وثواب کی زیادتی کی وجہ سے شمولیت پر ابھارا گیا ہے۔ صف اول عورتوں کی صفوف سے دور ہوگئی جو مخل خشوع بن سکتی ہے۔ آخری صف میں آنا سستی کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۰۸۵ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِهٖ

تَاَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ : "تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ ، وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۵: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صفوں میں پیچھے ہٹنا دیکھا' تو فرمایا: "آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو اور جو بعد والے ہیں وہ تمہارے اقتداء کریں اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے ہٹادے گا۔" (مسلم)

تشریح ۞ تاخرًا! نماز کی صفوف یا حصول علم میں۔ فاتموا! میری اقتداء کرو۔ ولیاتم بکم من بعدکم! یعنی تم زیادہ پیچھے ہٹنے کی بجائے ذرا قریب کھڑے ہو۔ اسی طرح ہر صف کے درمیان میں اور جس میں فضیلت واصلاح والے لوگ ہوں پھر ان سے پیچھے وہ ہوں جو ان سے کم درجہ ہوں۔ اسی طرح پیچھے تک اور ہر صف کے دوسری صف کی پیروی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی حرکات میں اس کی پیروی کرے کیونکہ ان کو امام کے انتقالات کا ان کی بنسبت زیادہ علم ہے اور دوسری صورت میں میرے اس لئے قریب ہوں تا کہ ہر ایک علوم ظاہرہ و باطنہ سیکھ لے اور تابعین تم سے سیکھ لیں۔ اسی طرح آخری زمانے تک۔ لا یزال قوم یتاخرون! فضائل کمانے اور رذائل سے پرہیز میں پیچھے ہٹتے رہیں گے۔ حتی یوخرهم الله! یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور عظیم ثواب اور فضل اور اونچے مرتبہ جو قرب والوں کو ملتا ہے مؤخر کر دیں گے۔ بالآخر ان کا انجام آگ ہوگا جیسا ایک روایت میں ہے۔ اس میں بلند کاموں اور بلند اخلاق کی طرف آگے بڑھنے کی ترغیب دی گئی اور فاہیت اور خوش عیشی سے بلیغ انداز میں ڈانٹ پلائی گئی ہے اور خوب عمدہ انداز میں خبردار کر دیا کہ یہ بعد اور غضب کے گھونٹ نگلنے تک پہنچا دے گا۔ اعاذ اللہ من ذلک۔

تخریج : أخرجه أحمد (۴/۱۱۲۹۲) ومسلم (۴۳۸) وأبو داود (٦٨٠) والنسائي (۷۹۴) وابن ماجه (۹۷۸) والطبراني (۱/۱۸۷) والبیهقي (۳/۱۰۳)

الفوائد : طاعات میں سبقت کرنے کا حکم دیا اور فعل طاعات میں تاخیر سے بچنے کی تاکید کی کیونکہ جیسا کرو گے بدلہ اسی جنس سے ملے گا۔

۱۰۸٦ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوةِ وَیَقُوْلُ : "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸٦: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھو کر فرماتے: "برابر ہو جاؤ' آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل و سمجھ والے ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر وہ جو اُن سے قریب ہیں۔" (مسلم)

یمسح مناکبنا في الصلاة! اپنے دست اقدس سے ہمارے کندھوں کو درست فرماتے تا کہ کوئی صف سے آگے پیچھے نہ ہو۔

ویقول! کندھوں کو برابر کرنے کے دوران فرماتے۔

النحو: یہ ماقبل جملہ خبریہ پر عطف بھی ہوسکتا ہے۔استووا ولا تختلفوا! صف بندی میں ایک دوسرے سے کندھے آگے پیچھے نہ ہوں۔فتختلف قلوبکم! فالائے اور یہ منصوب ہے کیونکہ جواب نہی میں آیا ہے۔یعنی دلوں کے ارادے اور تمنائیں مختلف ہوجائیں گی۔لیلینی! یہ نون تاکید خفیفہ کا صیغہ ہے یعنی مجھ سے ضرور قریب ہوں۔منکم اولوا الاحلام! جمع حلم کسی معاملے میں حوصلہ اور پختگی اختیار کرنا یہ عقلاء کا شعار ہے۔والنھی! نون کا ضمہ ہے عقل کو کہتے ہیں کیونکہ یہ انسان کو قبائح سے باز رکھتی ہے(نووی) بعض نے کہا یہاں بالغ مراد ہیں۔پہلی صورت میں دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے اور تاکید بنے اور دوسری صورت میں عقل مند بالغ۔جمع میں فضیلت عقل میں کامل کو کہا جاتا ہے۔ثم الذین یلونھم! قریب البلوغ بچے۔پھر خنثیٰ اور عورتیں بھی آخر میں ہوں گی اور ماقبل کے وزن کالحاظ کر کے مذکر صیغہ لائے۔

تخریج: أخرجه مسلم (٤٣٢) وأبو داود (٦٧٤) والنسائی (٨٠٦) وابن ماجه (٩٧٦) وأحمد (٦/١٨٤٥٤) وابن خزيمة (١٥٤٢) وابن شيبة (١/٣٥١) والطيالسی (٦١٢) وابن حبان (٢٣٩٧٢) وابن الجارود (٣١٥) وأبو عوانة (٢/٤١) والطبرانی (١٧/٥٨٧) والبيهقی (٣/٩٧) والحميدی (٤٥٦) وعبدالرزاق (٢٤٣٠) والدارمی (١/٢٩٠)

الفوائد: افضل لوگوں کو آگے ہونا چاہئے تاکہ لوگ علم دین عقل وشرف اور عمر وکفایت اپنے اپنے مراتب پر ہوں اور امام کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے۔

١٠٨٧ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ :"فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ"۔

۱۰۸۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اپنی صفوں کو درست کرو' بے شک صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل میں سے ہے۔''(بخاری ومسلم) بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تشریح ۞ سووا صفوفکم! ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہونا چھوڑ دو۔قشیری کہتے ہیں کھڑے ہونے والوں کو ایک سمت میں اعتدال سے کھڑے ہونے کو اعتدال کہا جاتا ہے اور بعض اوقات تسویہ صف میں جگہ پُر کرنے پر بھی بولا جاتا ہے یہ تسویہ معنوی اعتبار سے ہے۔یہاں تسویہ پہلے معنی کے لحاظ ہے اگر دوسرا بھی مطلوب ہے۔تسوية الصف! دوسری روایت میں صفوف آیا ہے اس لئے مفرد کو جنس پر محمول کریں گے۔من اقامة الصلاة! ایک روایت میں "تمام الصلاة"! فرمایا ہے اور ایک روایت میں اس کو "حسن الصلاة"! قرار دیا گیا۔

روایت کا فرق: بخاری میں اقامة الصلاة! ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٣/١٢٨١٤) والبخاری (٧٢٣) ومسلم (٤٣٣) وأبو داود (٦٦٨) وابن ماجه (٩٩٣)

وابن حبان (۲۱۷۱) وابن خزیمة (۱۵۴۳) وعبدالرزاق (۲٤۲٦) والدارمی (۲۸۹/۱) وأبو یعلی (۲۹۹۷) والبیهقی (۹۹/۳/۱۰۰)

الفرائد : جماعت میں صفوف کو برابر کرنا چاہئے کیونکہ یہ تکمیل نماز کا حصہ ہے۔

۱۰۸۸ : وَعَنْهُ قَالَ : اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ : "اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِىْ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ بِلَفْظِهٖ ' وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِىِّ : "وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ"۔

۱۰۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ جماعت کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' (بخاری) بخاری کے الفاظ کے ساتھ مسلم نے اسی معنی کی روایت کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔''

تشریح ✿ **اقیمت الصلاۃ**! مشکوۃ میں الصفوف کا لفظ مذکور ہے۔ یہاں بھی مراد یہی ہے۔ **بوجھہ**! یہ تاکید کے لئے لائے ورنہ رخ تو چہرے ہی سے ہوتا ہے۔ **اقیموا صفوفکم**! ان کی ہمیشہ درستگی کرو اور اس کا خوب اہتمام کرو کیونکہ اس کی غایت اعلیٰ ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اقامت کے بعد یہ معاملہ پیش آیا ہو اور اگر پہلے پیش آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صفوں کو اسی طرح بنایا کرو۔ **تراصوا**! کندھوں کو آپس میں ملاؤ تاکہ تمہارے درمیان فاصلہ نہ رہے۔ **فانی اراکم من وراء ظھری**! حقیقت بطور معجزہ تمہاری حرکات وسکنات کو دیکھتا ہوں۔ پس جو تم سے ہوتا ہے اس کو جالیتا ہوں۔ یہ روایت اس کے منافی نہیں کہ **لا اعلم ماوراء جداری**! کیونکہ اس روایت میں جو مذکور ہے اس کا تعلق خاص نماز کی حالت سے اور بطور معجزہ ہے کیونکہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس میں قرب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ فیضان ہوتا ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک صاف آئینے کی طرح ہو جاتا ہے اور جو چیزیں آپ ﷺ کے پیچھے ہیں ان سے حجاب رکاوٹ نہیں رہتی۔ بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جانبوں میں سوئی کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں جن کے لئے کپڑے حجاب نہ تھے' مگر اس تکلف کی ضرورت نہیں پہلا جواب مناسب ہے۔

فرق روایت: بخاری میں **یلزق منکبه**! کندھے باز و اور سر کا جمع ہونا۔ **بمنکب صاحبه وقدمه بقدمه**! یہ ساتھ ملنے میں مبالغہ ہے جس کا حکم تھا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۲۰۱۱/۳) والبخاری (۷۱۸) ومسلم (۸۳٤) والنسائی (۸۱۲) وابن حبان ۲۱۷۳) وأبو یعلی (۳۲۹۱) وأبو عوانة (۳۹/۲) وابن أبی شیبة (۳۵۱/۱) وعبدالرزاق (۲٤۲۷) والبیهقی (۱۰۰/۳)

الفرائد : اس سے صحابہ کرام کی اطاعت شعاری کا نمونہ سامنے آتا ہے۔ ضرورت ہو تو امام نماز میں داخل ہونے سے اور

اقامت کے درمیان بات کرسکتا ہے۔

۱۰۸۹ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ – ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللّٰهِ ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

۱۰۸۹: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔" (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ؐ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپ ؐ اس کے ساتھ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ ؐ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے اور کھڑے ہوگئے۔ جب تکبیر کہی جانے والی تھی کہ ایک آدمی کو صف میں سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا: "اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان بڑا اختلاف ڈال دیں گے۔"

تشریح ۞ لتسون صفوفکم! یہ فعل معروف ہے۔ ایک دوسرے سے صف میں آگے نہ ہو۔ پہلی صف کو پہلے مکمل کر کے پھر دوسری شروع کردیں۔ او لیخافن اللّٰہ بین وجوھکم! او تنویع کے لئے ہے۔ دو میں سے ایک بات ہوگی۔ صفوف کی درستگی یا چہروں کو پشت کی طرف پھیر دیا جائے گا یا صورت حیوانی میں بدل دیا جائے گا یا وجوہ سے قلوب مراد ہوں گے تو مطلوب یہ ہوگا کہ دلوں کے ارادوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ اس وقت فتنے برپا ہو کر یک جہتی ختم ہو جائے گی اور اسلام کی شوکت اجڑ جائے گی ان پر دشمنی کا تسلط ہوگا برائیاں پھیل جائیں گی عبادات کم ہو جائیں گی۔

روایت کا باہمی فرق: کان یسوی صفوفنا...... القداح۔ قدح! تیر اس سے پہلے کہ اس کو پھل پر چڑھایا جائے۔ یہ مبالغہ استواء مراد ہے کیونکہ قدح تو قابل استعمال ہی اس وقت ہوتا ہے جب بالکل برابر ہو۔ صفوف کے مقابلہ میں اس کو جمع کر دیا۔ ہر صف کو تیر سے درست کرتے۔ قد عقلنا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم درستگی کرتے رہے یہاں تک کہ صفوف بالکل برابر کرنے لگے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و عمل سے سیکھ لیا۔ کاد یکبر! تکبیر تحریمہ کہنے جانے والی تھی۔ بادیا صدرہ من الصف! اس کا سینہ صف سے آگے نکلا جا رہا تھا۔ بادیاً: یہ رجل کی صفت ہے اور وہ مفعول ہے۔ عباد اللّٰہ! عادت کریمہ کے مطابق عام بات فرمائی تاکہ اس کی غلطی کی پردہ پوشی بھی ہو جائے اور تنبیہ بھی ہو جائے گی۔ لتسون! یہ لام قسم کے معنی کو ظاہر کر رہی ہے۔ لیخالفن اللّٰہ! اللہ کی قسم دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ اس میں توبیخ تہدید غایت درجہ کی پائی جاتی ہے اور صفوف کی درستگی میں انتہائی تاکید ہے اور مخالفت پر شدید زجر ہے۔

تخريج : أخرجه أحمد (٦/١٨٤٦٢) والبخاري (٧١٧) ومسلم (٤٣٦) وأبو داود (٦٦٣) والترمذي(٢٢٧)

وابن ماجه (٩٩٤) والطيالسي (٧٩١) وأحمد (١٨٤٥٧) والنسائي (٨٠٩) وعبدالرزاق (٢٤٢٩) وأبو عوانة (٢/٤٠) وابن أبي شيبة (١/٣٥١) وابن حبان (٢١٦٥) والبيهقي (٣/١٠٠)

الفرائد: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شفقت ظاہر ہورہی ہے اور صفوف کے درست نہ کرنے کا خوفناک نتیجہ بتلایا گیا ہے۔

١٠٩٠: وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلٰى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَ يَقُوْلُ: "لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ" وَكَانَ يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۹۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے (درمیان) ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھو کر ارشاد فرماتے: "آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف (ٹیڑھے) ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے: "اللہ اور اس کے فرشتے بھی پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں"۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تشریح: يتخلل الصف! صف کے فاصلے کو دور فرماتے۔ من ناحيه الى ناحيه! اور کندھے آگے بڑھتے ہوئے نہ ہوں اور فرماتے صف میں آگے پیچھے مت کھڑے ہو۔ فتختلف قلوبكم! صف کی خرابی بے شمار مفاسد کو جنم دیتی ہے اور اس پر آمادہ کرتے ہوئے فرماتے۔ ان الله و ملائكته! پہلی اور آخری صف کی درمیانی صفوف کو مجازاً پہلی صف کہا کیونکہ وہ پچھلی کے لحاظ سے ہر آگے والی پہلی ہے۔ اس میں صف اول پھر دوم کی تکمیل کی تاکید کی گئی ہے۔ مردوں کی پہلی صف سب سے بہتر اور عورتوں کی آخری صف۔

تخریج: أخرجه أحمد (٦/١٨٦٤٤) وأبو داود (٦٦٤) وابن ماجه (٩٩٧) وابن حبان (٢١٥٧) وابن الجارود (٣١٦) وابن خزيمة (١٥٥١) والدارمي (١/٢٨٩) والطيالسي (٧٤١) وابن ابي شيبة (١/٣٧٨) والبيهقي (٣/١٠٣)

الفرائد: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوف کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور پہلی صفیں پچھلی صفوں سے فضیلت میں بڑھ کر ہیں۔

١٠٩١: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِّلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۰۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کروں اور کندھوں میں برابری کرو اور صفوں کے خلاء کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے بارے میں نرم ہو جاؤ (ان سے تعاون کرو) اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے کسی صف کو قطع (توڑا) تو اللہ تعالیٰ اس کو کاٹیں گے۔'' ابوداؤد صحیح سند سے۔

تشریح ۞ **اقیموا الصفوف** !سیدھا کرو۔ جیسا دوسری روایت میں سووا! کا لفظ ہے۔ **حاذوا**! یہ اس وقت ہوگا جبکہ صف میں برابر ہوں گے۔ **وسدوا الخلل** !صفوف کے فاصلہ کو ختم کر دو اور ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ فرجا ظاہری خلاء کو کہتے ہیں۔ **شعه**! اگر کوئی شخص اس میں کھڑا ہونا چاہے تو اس کو کفایت کر جائے اور کسی کو مشقت نہ ہو۔ **ولینوا بایدی اخوانکم**! یعنی جب وہ آگے بڑھانے کے لئے پکڑیں یا پیچھے کرنے کے لئے ہٹائیں تاکہ نیکی و تقویٰ میں معاونت کی فضیلت تم سب کو میسر ہو جائے (۲) اس کے لئے ہاتھ کو نرم کر دو جو تمہیں صف سے کھینچے۔ اس کی موافقت کرو تاکہ تم اس سے الگ رہ جانے کی خرابی دور کر سکو جو نماز میں مفاسد کا باعث ہے۔ **ولا تذروا فوجات**! یہ فرجۃ کی جمع ہے شیطان کی طرف نسبت کی وجہ یہ ہے کہ اغواء کا ذریعہ ہے۔ **من وصل صفا وصله الله**! اپنی رحمتوں اور نعمتوں کے جھونکے عنایت فرمائیں گے۔

اَلنَّحْوُ: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ **من قطع صفا قطعه الله**! اس کو بھلائی مواسم اور حقیقی نیکیوں سے محروم کر دیں گے۔ اس میں بلیغ انداز میں صفوف کے باہمی فاصلے کو ملانے اور ان کی تکمیل کا حکم ہے۔ صف کو توڑنے پر زجر ہے خواہ اگلی صف میں جگہ ہو یا وہ صف ناقص ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت میں کس کو شبہ ہے۔ جو ذرہ بھر ایمان رکھتا ہے وہ صف کو ملانے کی کوشش کرے گا اور صف کو توڑنے سے فرار اختیار کرے گا۔

روایت کا فرق: احمد کی روایت میں **سدوا الخلل** کے بعد **فان الشيطان يدخل بينكم بمنزلة الحذف**! (بکری کا چھوٹا بچہ) کے الفاظ بھی ہیں۔

تخریج: أخرجه احمد (۲/۵۷۲۸) وأبو داود (٦٦٦) والنسائي (٨١٧) ابن خزيمة (١٥٤٩) والحاكم (١/٧٧٤)

الفوائد: صفوف میں پائے جانے والے فاصلہ کو دور کر دینا چاہئے۔ صف کو ملانے والے کی فضیلت اور منقطع کرنے والے کی مذمت ظاہر ہو رہی ہے۔

۱۰۹۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ ، وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا ، وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ : فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

"الْحَذَفُ" بِحَآءٍ مُّهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُّعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَتَيْنِ ثُمَّ فَآءٌ وَّهِيَ : غَنَمٌ سُوْدٌ صِغَارٌ تَكُوْنُ بِالْيَمَنِ۔

۱۰۹۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو چونا گچ

کرو اور قریب قریب کھڑے ہو کر گردنوں میں برابری کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔'' (ابوداؤد)
شرط مسلم پر حدیث صحیح ہے۔

اَلْحَذَفُ: حائے مہملہ اور ذال معجمہ دونوں زبر کے ساتھ پھر فا۔ چھوٹی سیاہ بکری کو کہتے ہیں جو (عموماً) یمن میں پائی جاتی ہے۔

تشریح ✿ رصوا صفوفکم! یہاں تک کہ فاصلہ نہ رہے۔ قاربوا بینھا! دونوں صفوف میں تین ذراع کا فاصلہ ہونا چاہئے اگر زیادہ فاصلہ ہو تو فضیلت جماعت جاتی رہے گی گرمی وسردی کا کوئی عذر قبول نہیں۔ البتہ عورتوں کا فاصلہ کافی ہونا چاہئے۔ حاذوا بالاعناق! یہ محاذات فی المناکب کے معنی میں ہے کیونکہ گردنوں کی برابری کندھوں کی برابری کو لازم ہے۔ فوالذی نفسی بیدہ! یہاں تک کہ صفوف میں دوری اور خلل نہ رہے۔ الحذف! اس عظیم قسم سے ساتھ ساتھ ملنے کی سخت تاکید کردی جس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ نماز شیطانی وساوس اور دخل اندازی سے بچ جائے گی اور روح نماز خشوع سے برقرار رہے گا اور شیطان کے مکروفریب کو بھگانے کے لئے نیک دل سے صادر ہونے والا ذکر سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

اَلنَّحْوُ: اور شیطان کی طرف جمع میں تانیث اور لفظ کے لحاظ سے تذکیر کی ضمیر لوٹائی جا سکتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/٣٧٣٧) وأبو داود (٦٦٧) والنسائي (٨١٤) وابن حبان (٢١٦٦) وابن خزيمة (١٥٤٥) والبيهقي (٣/١٠٠)

الفرائد : صفوف میں فاصلہ کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس سے شیاطین گھس کر نماز میں وساوس ڈالتے ہیں۔

١٠٩٣ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ، ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْیَكُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ '' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۹۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی صف کو پورا کرو پھر وہ جو اس کے قریب ہو جو بھی کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہئے۔'' (ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔

تشریح ✿ الصف المقدم! یعنی سب سے پہلی۔ یہ صف میں پائے جانے والے فاصلے کو ختم کرنے والی ہوگی۔ ثم الذی یلیه! اس کی تکمیل کے بعد دوسری پھر اس طرح پیچھے کی طرف۔ المؤخر! آخری صف۔

تخریج: أخرجه أحمد (٢/٥٧٢٨) وأبو داود (٦٧١) والنسائي (٨١٧) وأبوداود (٦٧١) والنسائي ٨١٧) وأبو يعلى (١٥٥) وابن حبان (٢١٥٥) وابن خزيمة (١٥٤٦) والبيهقي (٣/١٠٢)

الفرائد : صفوف کو اولاً وبعداً کی ترکیب سے مکمل کرنا چاہئے۔

١٠٩٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مَیَامِنِ الصُّفُوْفِ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِیْهِ رَجُلٌ

مُخْتَلَفٌ فِیْ تَوْثِیْقِہٖ۔

۱۰۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں میں رحمت بھیجتے ہیں۔'' (ابوداؤد) سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر۔ ان میں سے ایک راوی ایسا ہے جس کے پختہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تشریح ۞ میا من الصفوف! یعنی صفوف کے وہ حصے جو امام کے دائیں جانب ہوں امام کے پیچھے کھڑے ہونے کی فضیلت کے یہ خلاف نہیں۔ دائیں جانب کھڑا ہونا افضل ہے۔ امام جب دائیں جانب اور بائیں جانب خلل پائے تو پہلے دائیں جانب کا خلل پُر کیا جائے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ آنے کی جانب وہی ہو۔ اصل سنت کو صفوف اول پھر ثانی وغیرہ سے پُر کرنا ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٦٧٦) وابن ماجه (١٠٠٥) وابن حبان (١٢٦٠) والبيهقى (١٠٣/٣)

الفرائد : صفوف میں دائیں طرف والے لوگوں کے لئے فرشتے دعاء واستغفار کرتے ہیں یہ ان کی خصوصی فضیلت ہے۔

۱۰۹۵ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهِ : يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ : "رَبِّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ - اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۰۹۵: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں طرف ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اپنے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ''اے میرے رب! تو اپنے عذاب سے مجھے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔'' (مسلم)

تشریح ۞ خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! مقتدی کو امام سے مؤخر ہونا چاہئے اگر برابر ہوں تب بھی نماز باطل نہ ہوگی البتہ بڑھ جانے سے باطل ہو جائے گی۔ عن یمینہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب کھڑا ہونا پسند کرتے تھے۔ یقبل علینا بوجھہ! یہ جملہ مستانفہ ہے اور پسند کرنے کی علت کو ظاہر کر رہا ہے اور ابن ماجہ کی روایت "من عمر میسرة المسجد کتب له کفلان من الاجر"! کیونکہ ان زمانہ الگ الگ ہے کیونکہ جب دائیں جانب کی طرف ابھارا تو وہ خوب آباد ہوگئی اور بائیں طرف رجحان بہت کم ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی (دمیری فی الدیباجہ) رب قنی عذابك! بارگاہِ رب العالمین میں خضوع اور امت کی عزت بڑھانے کے لئے یہ دعا فرمائی اور سکھائی۔

تخریج : أخرجه مسلم (٧٠٩) أبو داود (٦١٥) والنسائى (٨٢١) وابن ماجه (١٠٠٦)

الفرائد : صف کی دائیں جانب کھڑا ہونا مستحب ہے۔ نماز سے امام کو نمازیوں کی طرف منہ کرنا اور نماز کے لئے دعا کرانا مستحب ہے۔

۱۰۹۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَسِّطُوا الْاِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو بند کرو۔'' (ابوداؤد)

تشریح ✿ وسطوا الامام! مصلّی درمیان میں ہوتا کہ امام کے دائیں اور بائیں نمازی کھڑے ہوسکیں۔ سدوا الخلل! درمیان میں فاصلہ نہ رہنے پائے جہاں سے شیطان مداخلت کر سکے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٦٨١) والبيقي (٣۔١٠٤)

الفرائد : امام کو نمازیوں کے درمیان میں کھڑا ہونا چاہئے۔ گویا صف دونوں طرف سے برابر مکمل کی جائے۔

۱۹۵ : بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَآئِضِ وَبَيَانِ اَقَلِّهَا وَاَكْمَلِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا!

بَاب: فرائض سمیت سنن راتبہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں سے تھوڑی اور کامل اور جوان کے درمیان ہو اس کا بیان

السنن الراتبه! جو سنن نماز کے فرائض کے تابع ہیں خواہ پہلے ہوں یا بعد۔ اقلها و اکملها! اور عدد کے لحاظ سے کم اور کامل یا ثواب کے لحاظ سے مراد ہوں۔ وما بينهما! جوان کے مابین گنتی کے لحاظ سے یا فضیلت کے لحاظ سے ہیں۔

۱۰۹۷ : عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَمْلَةَ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِيْ كُلِّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيْضَةِ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، اَوْ اِلَّا بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۷: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں یا جنت میں اس کے لئے ایک محل بن جاتا ہے۔'' (مسلم)

تشریح ✿ ان کا لقب ام حبیبہ' نام رملہ بعض نے ہند بتلایا ہے۔ پہلا قول اصح اور معروف ہے۔ یہ ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ قرشیہ اموّیہ مکیہ ثم الحبشیہ ثم المدنیہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ ضمیر تثنیہ کی لائی جاتی

چاہئے کیونکہ صحابیہ بنت صحابی ہیں اور واحد کی ضمیر والی ام حبیبہ بنت عبیداللہ بن جحش ہیں۔ یہ اسلام میں سبقت کرنے والی عورتوں سے تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٦ھ بعض نے ٧ھ نقل کیا ہے میں نکاح کیا۔ انہوں نے ۴۴ھ میں بعض نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال پہلے وفات پائی مگر یہ درست نہیں ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۴۲ھ میں ہوئی۔ بعض نے ۴۴ھ لکھا ہے۔ نجاشی نے ان کا مہر چار ہزار درہم ادا کیا اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابونعیم کہتے ہیں نجاشی نے ۴ سو سرخ دینار ان کا مہر ادا کیا۔ مدینہ منورہ آمد کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال سے زائد تھی (تہذیب نووی) انہوں نے ٦۵ روایات نقل کی ہیں۔ چار بخاری و مسلم میں جن میں دو متفق علیہ اور دو میں مسلم منفرد ہیں۔ **یصلی للّٰہ!** خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے۔ **تطوعا غیر فریضة!** یہ تطوع کی صفت ہے۔ لغت میں اضافے کو کہا جاتا ہے اور شرع میں فرائض کے علاوہ کو کہا جاتا ہے۔ **الا نبی اللّٰہ له بیتاً فی الجنة!** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وعید فرائض ورواتب دونوں سے متعلق ہے بلکہ چاشت اور نماز اشراق بھی اس میں شامل ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٠،٢٦٨٣٧) ومسلم (٧٢٨) وأبو داود (١٢٥٠) وابن حبان (٢٤٥١) ابن خزيمة (١١٨٥) وأبو عوانة (٢/٢٦١/٢٦٢) الترمذي (٤١٥) والنسائي (١٨٠٠) وابن ماجه (١١٤١)

الفرائد : سنن راتبہ کو ادا کرنے والا جزاء بدلے کے طور پر جنت کے محل کا حقدار ہے۔ (سبحان اللہ)

١٠٩٨ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں جمعۃ المبارک کے بعد اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد پڑھیں۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **رکعتین قبل الظهر و رکعتین بعدها!** ظہر سے پہلے دو بعد میں دو سنن مؤکدہ ہیں اور ان سے پہلے دو اور بعد میں دو سنن غیر مؤکدہ ہے اور یہ سنن جمعہ کے دن کے لئے بھی ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کچھ دیکھا اس کو ذکر کیا کہ **ورکعتین بعد الجمعة!** اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح دیکھا۔ **ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء!** اور بخاری و مسلم میں **''فی بیته''!** کا اضافہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں یہ نماز ادا کرنا خبر صحیح کے مطابق ہے اور **''افضل صلاة المرء فی بیته الا المکتوبه''!** کے مطابق ہے۔ یہاں صبح کو دو رکعت مذکور نہیں۔ دوسری روایت جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے: **''کان یرکع رکعتین خفیفتین بعد ما یطلع الفجر، وکانت ساعة لا ادخل علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فیها''!** اس کے مطابق سنن مؤکدہ دس بنتی ہیں دو فجر، دو قبل و بعد الظہر، دو بعد المغرب و دو بعد العشاء، مسلم کی روایت میں بارہ کا تذکرہ ہے (وہ چار قبل الظہر دو بعد الظہر دو فجر، دو بعد المغرب، دو بعد العشاء

بنیں گی)۔

تخریج : أخرجه مالك (٤٠٠) وأحمد (٢/٤٥٠٦) والبخارى (٩٣٧) ومسلم (٧٢٩) وأبو داود (١٢٥٢) والترمذى (٤٢٥) الشمائل (٢٧٧) والنسائيى (٨٧٢) وابن حبان (٢٤٥٤) وابن خزيمة (١١٩٧) وأبو عوانة (٢/٢٦٣) وعبدالرزاق (٤٨١١) والبيهقى (٢/٤٧١)

الفرائد : اس روایت میں سنن روایت کا تذکرہ ہے۔مسلم کی روایت میں بارہ رکعات کا تذکرہ موجود ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کی توفیق دے۔

١٠٩٩ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ، وَبَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْمُرَادُ بِالْاَذَانَيْنِ :اَلْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ۔

۱۰۹۹: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ یہ فرمایا:"اُس کے لئے جو چاہے۔"(بخاری ومسلم)

دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

تشریح ۞ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ! کے حالات باب المحافظہ علی السنۃ میں گزرے۔کل اذانین! شرف کی وجہ تغلیباً اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کر دیا۔صلاۃ! نفلی نماز۔پھر دوسری مرتبہ دہرانیکا مقصد تاکید اور ترغیب ہے۔ظہر، عصر میں دو دو رکعتوں کا اضافہ کرے۔لمن شاء! تیسری مرتبہ فرمایا کہ لازم نہیں بلکہ بطور استحباب وندب ہے اگر کوئی درجات وثواب کی کثرت چاہتا ہو تو ان کو ادا کرے ورنہ ترک میں گناہ ہرگز نہ ہوگا۔علماء شوافع نے فرمایا اگر کوئی سنن مؤکدات کی مداومت ترک کردے تو اس کی شہادت ساقط الاعتبار ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/٢٠٥٦٧) والبخارى (٦٢٤) ومسلم (٨٣٨) وأبو داود (١٢٨٣) والترمذى (١٨٥) والنسائى (٦٨٠) وابن ماجه (١١٦٢) وأبو عوانة (٢/٣١) والدارقطنى (١/٢٦٦) والبيهقى (٢/٤٧٤)

الفرائد : اذان واقامت کے مابین پڑھے جانے والے نوافل خاص طور پر قربِ الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

۱۹۶ :بَابُ تَاكِيْدِ رَكْعَتَىْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

بَاب ۱۹۶: فجر کی دو سنتوں کی تاکید

۱۱۰۰ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۱۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے نہیں چھوڑتے تھے۔'' (بخاری)

تشریح ۞ الایدع! اس قدر اہتمام فرماتے کہ ان کو قطعاً ترک نہ فرماتے۔ اربعًا قبل الظهر! افضل یہ ہے کہ ایک سلام سے ہوں یہ امر تاکید کو ثابت کررہا ہے۔ گزشتہ باب کی روایت میں دو مذکور ہے۔ اس روایت کے سنن رواتب کی بارہ والی روایت کی ترجیح ثابت ہوئی۔ رکعتين قبل الغداء! صبح سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۱۸۲) وأبو داود (۱۲۵۳) والنسائی (۸۷۲)

الفرائد : اس روایت سے فجر کی دو سنتوں کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ان کو کبھی ترک نہ فرماتے' اسی طرح سنن ظہر بھی۔

۱۱۰۱ :وَعَنْهَا قَالَتْ :لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کسی چیز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے۔ جتنا فجر کی دو رکعتوں کا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اشد تعاهدًا! ایک روایت میں معاهدةً! ہے۔ اس کا معنی اہتمام کرنا ہے عرب کہتے ہیں تعاهده و تعهده واعتهده! اس کی تجدید کرتا رہا' نگہبانی کرتا رہا۔ منه علی رکعتي الفجر! فجر کی دو رکعت ہیں۔ ایک روایت میں فرمایا: لا تدعوا رکعتي الفجر ولو طردتكم الخيل! (فتح الباری)

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲٤۳۲٥) والبخاری (۱۱٦۹) ومسلم (۷۲٤) وأبو داود (۱۲٥٤) وابن حبان (۲٤٥٦) ابن خزيمة (۱۱۰۹) والبيهقي (۲/٤۷۰)

الفرائد : یہ روایت فجر کی دو سنتوں کی عظمت کو پوری تاکید سے ثابت کرتی ہے۔

۱۱۰۲ :وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ :"اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا"۔

۱۱۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی راویت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعتیں' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہیں اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے تمام دنیا سے وہ دو رکعتیں زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم)

تشریح ۞ وما فيها! یعنی جمادات اور اس کی طرح جتنی چیزیں ہیں اگر اسم تفضیل کا ہو تو پھر اس کا تقابل ذکر وغیرہ

سے ہوگا اور اگر اصل فعل کے معنی میں ہو تو پھر اعراض دنیا سے تقابل ہوگا۔ ایک روایت میں احب الیّ! کے الفاظ ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہیں کیونکہ محبوبِ خدا اسی کو محبوب رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔ نسائی کی روایت میں "ركعتان قبل الفجر خير من الدنيا جميعًا"! کے الفاظ ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٤٢٩٦) ومسلم (٧٢٥) والترمذي (٤١٦) والنسائي (١٧٥٨) وابن حبان (٢٤٥٨) وابن خزيمة (١١٠٧) وأبو عوانة (٢/٢٧٣) والحاكم (١/١١٥١) وابن أبي شيبة (٢/٢٤١) والبيهقي (٢/٤٧٠) الطيالسي (١٤٩٨)

الفرائد : فجر کی سنتیں تمام دنیا اور اس کے سارے لوازمات سے زیادہ آپ کو محبوب تھیں۔ ہمیں ان کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

١١٠٣ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بِلَالِ ابْنِ رَبَاحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنَهٗ بِصَلٰوةِ الْغَدَاةِ ، فَشَغَلَتْ عَآئِشَةُ بِلَالًا بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰی اَصْبَحَ جِدًّا ، فَقَامَ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَتَابَعَ اَذَانَهٗ ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلّٰی بِالنَّاسِ ، فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَآئِشَةَ شَغَلَتْهُ بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰی اَصْبَحَ جِدًّا ، وَاَنَّهٗ اَبْطَاَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ ، فَقَالَ - يَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : "اِنِّیْ كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ" فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ : "لَوْ اَصْبَحْتُ اَكْثَرَ مِمَّا اَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا ، وَاَحْسَنْتُهُمَا ، وَاَجْمَلْتُهُمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

١١٠٣: حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلال رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے کام میں مشغول کیا جو ان سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ خوب صبح ہوگئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی' مگر رسول اللہ ﷺ نہ نکلے' جب آپ ؐ نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کر دیا جو اس سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ زیادہ سفیدی ہوگئی اور آپ ؐ نے بھی نکلنے میں دیر کر دی۔ پس آپ ؐ نے فرمایا: ''میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ آپ نے تو زیادہ صبح کر دی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور بھی زیادہ اگر میں صبح کر دیتا جتنی میں نے کی تو میں ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھتا اور اچھے طریقے سے پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔'' (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تشریح : ابو عبداللہ! ان کی کنیت بعض نے ابوعبدالکریم بعض نے ابوعبدالرحمان بعض نے ابوعبید نقل کی ہے۔ بلال

بن رباح! یہ حبشی ہیں موالات کے لحاظ سے تیمی ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ ان کی والدہ حمامہ رضی اللہ عنہا بنو حمامہ کی لونڈی تھیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں۔ حضرت بلال قدیم الاسلام لوگوں سے تھے۔ ہجرت میں سابقین سے تھے۔ بدر' احد' خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حاضر رہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بہت تکالیف دی گئیں۔ امیہ بن خلف ملعون ان کو مسلسل عذاب دیتا۔ تقدیر الٰہی کا فیصلہ یہ ہوا کہ بدر میں وہ بلال کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ ابتداء میں اسلام لانے والے اور اسلام کو ظاہر کرنے والے تھے۔ کفار ان کو گھسیٹتے اور ایذاء دیتے۔ ان کی ولادت مکہ میں ہوئی تھی۔ بعض نے کہا غلام پیدا ہونے والوں سے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو پانچ اوقیہ سونے کے بدلے خریدا بعض نے سات اور بعض نے ۹ نقل کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کر دی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے مؤذن تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام میں اذان دی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو یہ شام چلے گئے اور جہاد میں مصروف ہو گئے۔ وفات تک وہیں قیام پذیر رہے' بعض نے کہا انہوں نے زمانہ خلافت صدیقی میں اذان دی اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ اذان دی جب کہ یہ شام سے واپس لوٹے۔ اس دن سے زیادہ کسی نے اذان پر رونے والی آنکھیں نہ دیکھیں۔ یہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ بعض صحابہ کرام نے اذان کے لئے کہا اذان شروع کی مگر مکمل نہ کر سکے۔ ان سے صحابہ کرام کی بڑی جماعت نے روایت لی ہے۔ جن میں ابوبکر و عمر' علی رضی اللہ عنہم جیسے اکابر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے "ابو بکر سیدنا و اعتق سیدنا"! ان کے فضائل بہت اور معروف ہیں۔ ۲۰ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ بعض نے ۲۱ھ نقل کیا جبکہ بعض نے ۱۸ھ لکھا ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال تھی۔ بعض نے اور ذکر کی ہے۔ ان کی تدفین دمشق باب الصغیر میں ہوئی۔ بعض نے اور اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ ابن سمعانی کہتے ہیں کہ مدینہ میں ان کی تدفین کا قول غلط ہے درست وہی ہے جو اوپر نقل ہوا (تہذیب نووی) ان سے ۴۴ احادیث مروی ہیں۔ برقی کہتے ہیں کہ ان سے چار روایات آئی ہیں ایک کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے دو میں بخاری منفرد اور مسلم ایک حدیث میں منفرد ہیں۔

لیو ذنه بصلاة الغداة! نماز صبح کی اطلاع کے لئے آئے۔ طبرانی کہتے ہیں یہ اطلاع کے وقت اس طرح کہتے: "**السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته رحمك الله**"! معجم کبیر میں طبرانی نے نقل کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مؤذن آتا تو کہتا: "**مرحبا بالقائلین عدلا وبالصلاة مرحبا و اهلاً**"! مگر قتادہ کا سماع عثمان رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں پس منقطع روایت ہے۔ **سالته عنه!** اس سے ثابت ہوا کہ عورت اپنے والد کے آزاد کردہ غلام سے بات کر سکتی ہے اور انہوں نے اسی چیز کے متعلق پوچھا جس کی ان کو ضرورت تھی اور بات طویل ہو گئی اگرچہ وہ ان کے خاوند کی خدمت میں آئے تھے ان کی عظمت کی وجہ سے انکار بھی نہ کر سکے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اس سے مشغول کر دیا جس کی وجہ سے وہ آئے تھے۔ نمازی مسجد میں نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ **حتی اصبح!** یہاں تک کہ سپیدا ہو گیا۔ **فقام بلال فاذنه!** آپ کو اطلاع دی اور آپ کی اطلاع کے الفاظ کو بار بار دہرایا کیونکہ وہ سپیدا دیکھ رہے تھے۔ **فلم یخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم!** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نکلے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی تو

بلال رضی اللہ عنہ نے معذرت کی۔ فاخبرہ ان عائشة شغلته! اطلاع کی تاخیر کی وجہ بتلائی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کام کہہ دیا۔ پھر آپ ﷺ دیر سے باہر تشریف لائے۔ میں نے بار بار اطلاع کے الفاظ دہرائے۔ فقال انی کنت رکعت رکعتی الفجر! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں فجر کی دو رکعتوں میں مصروف تھا۔ فقال انك اصبحت جداً! آپ ﷺ نے زیادہ سپیدا کر دیا فرائض کے اہتمام کی وجہ سے نوافل کو چھوڑ دینا چاہیے تھا۔ قال لو اصبحت! اگر تو اس سے بھی زیادہ صبح کر دیتا میں تب بھی ان کو چھوڑنے والا نہ تھا۔ لرکعتهما و احسنتهما و اجملتهما! میں ان کو اچھے انداز خوب آداب سے ادا کرتا۔ کسی شرعی امر کی خاطر اول وقت سے نماز کو موخر کرنا درست ہے۔ البتہ دنیا کے شغل کی خاطر اسے مؤخر کرنا مناسب نہیں اگر مؤخر کیا تو اس فعل پر شرمندہ ہو اور سلف میں اس پر صدقہ وغیرہ بھی چلا آتا ہے عدم اہتمام سے لوگ آج کل نمازوں کو مؤخر کرنے کی عادت ڈالے ہوئے ہیں۔ اس قرأت کی کوتاہی ترک اذکار ترک طمانیت وغیرہ اور ایسے وقت میں ادا کرتے ہیں جو بالکل منافق کی نماز کی طرح بن جاتی ہے: "وینفر فیها اربع نقرات لا یذکر اللّٰه الا قلیلاً"۔

تخریج : أخرجه أبو داود (١٢٥٧) وأحمد (٩/٢٣٩٦٦) تهذيب التهذيب (١٤/٧)

الفوائد : وقت پر تھوڑی بہت تاخیر کے باوجود آپ کا اہتمام ان دونوں رکعات کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۹۷ :بَابُ تَخْفِيْفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَاءُ فِيْهِمَا وَبَيَانِ وَقْتِهِمَا

بَاب: فجر کی سنتوں کی تخفیف اوران کی قراءت اور وقت کا بیان

قرأت وارکان کے لحاظ سے تخفیف کرے تاکہ اداءِ فرض میں مسارعت ہو کہ ان دو رکعتوں میں قرأت کیا ہوگی اور وقت کیا ہوگا۔

١١٠٤ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتّٰى اَقُوْلَ هَلْ قَرَاَ فِيْهِمَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا – وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ۔

۱۱۰۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میں اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔" (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ ﷺ اطلاع سنتے، تو ان دونوں (رکعتوں) کو اتنا مختصر کرتے کہ میں کہتی کیا ان دونوں میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں؟ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ اذان سنتے اور دونوں کو مختصر فرماتے۔ ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی۔

تشریح : رکعتین خفیفتین! دو ہلکی رکعت ادا فرماتے جن میں صرف جواز پر اکتفاء فرماتے یہ اذان و اقامت کے

درمیان پڑھی جاتیں۔ صلاۃ الصبح! یہ ان دو رکعتوں کا وقت بیان کیا گیا ہے۔
فرق روایت: فیخففھما! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہلکا پھلکا پڑھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی عادت طویل پڑھنے کی تھی۔
حتی اقول! میں ان کی انتہائی تخفیف کی وجہ سے کہتی کہ آپ نے ان میں فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں یہ درحقیقت تخفیف کو اس انداز سے مبالغۃً ذکر فرمایا۔ ام القرآن! فاتحہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس میں کلیات معانی قرآن توحید، معاش یعنی عبادت اور معاد کا تذکرہ ہے۔ ایک روایت میں کان یصلی رکعتی الفجر اذا سمع الاذان ویخففھما! کے الفاظ ہیں۔ اذان سے مراد اذان کے بعد اور ان کو ہلکا پڑھتے اور فرض کی بنسبت ان کو مختصر پڑھتے۔ ایک روایت میں اذا طلع الفجر! کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کے طلوع کے بعد ان کو ادا فرماتے اس سے ان دو رکعات کی جلد ادائیگی اور اہتمام بھی خاص طور پر معلوم ہوتا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري (١١٧٠) ومسلم (٧٢٤) وقد تقدم تخريجه (١١١٢)

الفرائد: فجر کی سنتوں کا وقت طلوع صبح صادق سے ہوتا ہے ان کو مختصر قراءت سے پڑھنا اور جلد پڑھنا مستحب ہے۔

١١٠٥: وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

۱۱۰۵: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں ادا فرماتے۔" (بخاری و مسلم)
مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو جاتی تو کوئی نماز نہ پڑھتے، سوائے دو خفیف (ہلکی) رکعتوں کے۔"

تشریح: اذا اذن المؤذن للصبح وبدأ الصبح! یہ جملہ حالیہ ہے اور قد مقدر ہے۔ یہ اس بات کے ازالہ کے لئے لائے کہ یہ دو رکعت دخول وقت سے پہلے تو ادا نہیں کر لیتے تھے اور صبح سے یہاں مراد صبح صادق ہے اور یہی ہے جو افق مشرق پر چوڑائی میں ظاہر ہوتی ہے۔
روایت کا فرق: مسلم کی روایت میں طلع الفجر کے الفاظ ہیں۔ یعنی صبح صادق کا یقین ہو جائے۔ لا یصلی الا رکعتین خفیفتین! کے الفاظ ہیں کہ کوئی نفل نماز نہ پڑھے صرف دو رکعت سنت فجر پڑھے اور ہلکی پھلکی پڑھے تاکہ فرض کے لئے وسیع وقت بچ جائے۔

تخریج: أخرجه البخاري (٦١٨) ومسلم (٧٢٣) والترمذي (٤٣٣) والنسائي (٥٨٢) والنسائي (٥٨٢) وابن ماجه (١١٤٥)

الفرائد: طلوع صبح صادق کے بعد آپ صرف یہی دو رکعت ادا فرماتے اور کوئی نفل نہ پڑھتے تھے، یہی اکمل و احسن ہے۔

۱۱۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُوْتِرُ بِرَکْعَۃٍ مِّنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ ، وَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ ، وَکَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور دو رکعتیں صبح کی نماز (فجر) سے پہلے پڑھتے' گویا کہ تکبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یصلی من اللیل! من فی کے معنی میں ہے یا تہجد پڑھتے۔ اس میں اشارہ ہے کہ رات کا بعض حصہ قیام فرماتے تاکہ بدن ونفس کو ان کا حصہ مل جائے کچھ حصہ آرام فرماتے۔ مثنی! دوبارتاکید کے لئے لائے۔ یہ غیر منصرف ہے یعنی دو دو رکعتیں کر کے ادا فرماتے۔ پھر رات کی نماز میں اسی طرح کرنا زیادہ افضل ہے۔ یوتر بر کعۃ! ایک رکعت کو ملا کر وتر بنا لیتے۔ ائمہ ثلاثہ کے ہاں وتر ایک کے لئے یہ روایت ہے۔ امام ابوحنیفہ تین وتر' ایک سلام سے مانتے ہیں اور تین وتر کی بہت روایات ثابت ہیں۔ صلاۃ الغداۃ! سے صبح کی نماز فجر مراد ہے۔ کان الاذان باذنیہ! یہاں مراد اقامت ہے مطلب یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں اس طرح جلد ادا فرماتے گویا ابھی اقامت نماز سن رہے ہیں تاکہ نماز اول وقت میں میسر ہو۔ ایک روایت میں ہے:''کان یصلی الرکعتین قبل الغداۃ''! اور دوسرے مقام پر فرمایا:''کان یصلی من اللیل مثنی مثنٰی ویوتر برکعۃ''۔

تخریج : أخرجه البخاری (۹۹۵) ومسلم (۱۵۷/۷۴۹) والترمذی (۴۶۰) وابن ماجه (۱۱۴٤)

الفوائد : اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات والی نماز کی تفصیل ذکر کی گئی کہ عموماً وہ دو دو ہوتی تھی اور صبح کی سنتیں طلوع فجر سے متصل ادا فرما لیتے تھے۔

۱۱۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقْرَاُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فِی الْاُوْلٰی مِنْہُمَا : ''قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا'' الْاٰیَۃَ الَّتِیْ فِی الْبَقَرَۃِ وَفِی الْاٰخِرَۃِ مِنْہُمَا ''اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْہَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ'' وَفِیْ رِوَایَۃٍ : وَفِی الْاٰخِرَۃِ الَّتِیْ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ'' تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ'' رَوَاہُمَا مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھتے۔ ﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا﴾ (البقرہ) اور دوسری رکعت میں ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْہَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران) پڑھتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت ۶۴ ﴿تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ﴾ پڑھتے۔ (مسلم)

تشریح ۞ کان یقرأ! ابوداؤد میں ہے کہ ''انه کثیرًا ما کان یقرأ''! کہ فجر کی دو رکعتوں میں اکثر پڑھتے۔ فی رکعتی

الفجر! یہ ماقبل اجمال کی تفصیل ہے۔ عامل کا اعادہ کیا۔ ﴿قولوا آمنا﴾! آیت کے آخر تک۔ اس سے مقصود آل عمران کی آیت قل آمنا باللّٰہ! سے احتراز کرنا ہے۔ ابن رسلان کہتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قولوا آمنا باللّٰہ! پڑھے اور دوسری رکعت میں آمنا باللّٰہ! اور دونوں میں نحن له مسلمون! پر ختم کرے کیونکہ دونوں کا اختتام ایک جیسا ہے۔ باقی آل عمران میں آمنا باللّٰہ! کا اختتام بقرہ میں آمنا باللّٰہ! کے اختتام کی طرح ہے البتہ واشهد بانا مسلمون! یہ آل عمران میں اور آیت کا آخری حصہ ہے اور وہ تعالوا الی کلمة! ہے۔ دراصل ایک آیت کی ابتداء ذکر کر دی اور دوسری اختتام اس سے بھول کر لگا دیا یا راوی کی غفلت سے لگ گیا واللہ اعلم۔ دوسری روایت میں تعالوا الی کلمۃ سواء الا یہ صاف مذکور ہے اس کو مسلم نے روایت کیا۔ پس پہلی روایت کو اسی پر محمول کیا جائے۔ ابوداؤد کی روایت جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا وہ اس طرح ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی رکعت میں آمنا باللّٰہ و ما انزل الینا! پڑھتے اور دوسری میں قل آمنا باللّٰہ! آخر آیت تک پڑھتے سنا۔

تخریج : أخرجه مسلم (۷۲۷) وأبو داود (۱۲۵۶) والنسائي (۹۴۳) وابن ماجه (۱۱۴۸)

الفرائد : ① اس میں آپ ﷺ کی سنن فجر کی قراءت بتلائی گئی ہے۔ کبھی ان آیات کو اور کبھی دیگر آیات کو تلاوت فرماتے جیسا اگلی روایت میں ہے۔

۱۱۰۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ : قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی"۔ (مسلم)

تشریح ۞ اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو سنتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قل یایها الکافرون! اور قل هو اللّٰہ احد! پڑھتے تھے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۷۲۶) وأبو داود (۱۲۵۶) والنسائي (۹۴۴) وابن ماجه (۱۱۴۸)

۱۱۰۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَمَقْتُ النَّبِیَّ ﷺ شَهْرًا یَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ : قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ توجہ سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے"۔

(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ رمقت! رمق دیر تک دیکھنا۔ یہاں مراد خوب جانچنا ہے۔ یقرأ فی الرکعتین قبل الفجر! اس سے فجر

کے فرضوں سے پہلے والی دو رکعت مراد ہیں۔ کبھی کبھی وہ آیات پڑھتے اور اکثر یہ سورتیں پڑھتے جیسا کہ مہینے کے معمول سے ظاہر ہو رہا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲/۵۶۹۵) والترمذی (۴۱۷) والنسائی (۹۹۱) وابن ماجه (۱۱۴۹) وعبدالرزاق (۴۷۹۰)

الفرائد: ان دونوں روایات سے آپ کی سنن فجر میں عموی قراءت معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور کبھی کبھی دوسری آیات بھی تلاوت کر لینی چاہئیں جیسا کہ شروع کی روایت سے ظاہر ہے۔

۱۹۸ : بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَآءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

باب : فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ

مسجد یا گھر میں جیسا نووی نے باب میں کوئی قید نہیں لگائی۔ جنبه الایمن! تا کہ قبر کا لیٹنا یاد آ جائے اور یہ چیز دل کو خشوع پر آمادہ کرے جو کہ عبادت کا نچوڑ ہے۔ اگر دائیں پر نہ لیٹ سکتا ہو تو بائیں پر لیٹ جائے مگر ابن حزم وغیرہ نے اس سے منع کیا کیونکہ کسی نقل سے ثابت نہیں۔ والحث علیه! یہ فجر کی دونوں رکعتوں اور نماز صبح میں فاصلے کے لئے ہے امام شافعی فرماتے ہیں یہ سنت ہر اس چیز سے ادا ہو جاتی ہے جس سے فصل ثابت ہو مثلاً چلنا' گفتگو کرنا وغیرہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد کی طرف چلنے سے فاصلہ فصل کے لئے کافی نہیں۔ ابن العربی یہ تہجد پڑھنے کے لئے جیسا عبدالرزاق نے نقل کیا: "ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یکن یضطجع لسنته ولکنه کان یداب لیلته فیستریح"! اس سے معلوم ہوا کہ یہ راحت کے لئے ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "انه کان یحصب من یفعله فی المسجد"! (ابن ابی شیبہ) معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر سے متعلق ہے۔ (فتح الباری)

۱۱۱۰ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۱۱۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں ادا فرما لیتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔" (بخاری)

تشریح: شقه الایمن! اس لئے کہ یہ شرف والی جانب ہے اور انسان قبر میں اسی پہلو لیٹے گا۔ اسی حالت کو یاد دلانے کے لئے لیٹا جاتا ہے تا کہ خشوع پیدا ہو۔ حافظ کہتے ہیں اس میں حکمت یہ ہے دل بائیں جانب ہے اگر اس طرف لیٹے گا تو نیند میں مستغرق ہو جائے گا کیونکہ اس طرف لیٹنے سے راحت بھی زیادہ ملتی ہے۔ دائیں طرف سے دل معلق رہتا ہے اور نیند میں

نہیں ڈوبتا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۵۰۶۳) والبخاری (۶۲۲) ومسلم (۷۳۶) أبو داود (۱۳۳۵) والترمذی (۴۴۰) والنسائی (۱۷۶۱) والدارمی (۱/۳۳۷) وابن حبان (۲۷۶۷) والبیہقی (۳/۴۴)

الفرائد : سنن فجر کے بعد دائیں کروٹ لیٹنے والا عمل گھر میں تھا اور یہ بھی اس کے لئے سنت ہے جو صلوٰۃ میں پڑھ کر تھک گیا ہو۔ مسجد میں یہ ہرگز مسنون نہیں ہے۔

۱۱۱۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ، فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هٰكَذَا حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهَا : "يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ" هٰكَذَا هُوَ فِيْ مُسْلِمٍ وَّمَعْنَاهُ : بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۱۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فراغت کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا فرماتے اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک کو ساتھ ملا کر وتر بناتے۔ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور فجر واضح ہو جاتی اور مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خفیف (مختصر) رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر دائیں پہلو پر مؤذن کے اقامت کی اطلاع تک لیٹ جاتے۔''

(مسلم)

"يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ": مسلم کے الفاظ میں معنی اس کا یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا۔

تشریح ۞ **يصلي فيما**! یعنی اس وقت میں جو ان کے درمیان ہے۔ **من صلاة العشاء الى الفجر**! نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان۔ **احدى عشرة ركعة**! ایک روایت میں **ما كان يزيد في رمضان ولا غيره على احدى عشرة ركعة**! یہ صلاۃ اللیل یا صلاۃ تہجد ہے۔

اَلنَّحْوُ :**يسلم**! (۱) یہ **يصلى** کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ (۲) جملہ مستانفہ ہے۔

من صلاة الفجر! نماز فجر کی اذان سے فارغ ہو جاتا۔ **تبين له الفجر**! صبح صادق ظاہر ہو جاتی۔ اس سے فجر کی اول اذان جو تہجد کے لئے یا ڈیوٹی پر مقرر صحابہ کے منتقل ہونے کے لئے تھی احتراز مقصود ہے۔ **وجاءه المؤذن**! تاکہ وقت پر نماز کی اطلاع دے۔ **قام فركع ركعتين**! تو آپ ﷺ اٹھتے اور دو ہلکی رکعتیں ادا فرماتے۔ ان کی تخفیف فرض کی ادائیگی میں مسارعت کے لئے تھی۔ **ثم اضطجع**! دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد دائیں جانب لیٹے رہتے۔ **حتى ياتيه المؤذن للاقامة**! نماز کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کی اطلاع دیتا۔

روایت کا فرق: دوسری روایت میں ہے: **يسلم بين كل ركعتين**! اس سے اغلباً تہجد مراد ہے۔

بعد كل ركعتين! سے رات کی نماز کی دو رکعتیں مراد ہیں جیسا فرمایا: **صلاة الليل مثنى مثنى**۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٤٥١٥) ومسلم (٩/٧٣٦) وأبو داود (١٣٣٦) والنسائی (٦٨٤)

الفرائد : سنت فجر کے بعد آپ ذراستانے کے لئے گھر میں لیٹ جاتے۔ مسجد میں یہ لیٹنا ثابت نہیں۔

١١١٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیَضْطَجِعْ عَلٰی یَمِیْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِیُّ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۱۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے وہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔'' (ابوداؤد)

اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح : فلیضطجع ! ان کی ادائیگی کے بعد۔ علٰی یمینه ! دائیں جانب۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٩٣٧٩) وأبو داود (١٢٦١) والترمذی (٤٢٠) وابن حبان (٢٤٦٨) وابن خزیمة (١١٢٠) والبیهقی (٣/٤٥)

الفرائد : ابن عربی کہتے ہیں دائیں جانب سنن فجر کے بعد لیٹنا استحباب کے درجہ میں ہے۔ جو لوگ اس کو واجب قرار دیتے ہیں وہ عقل سے پیدل ہیں۔

١٩٩ : بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ !

بَاب : ظہر کی سنتیں

١١١٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَیْنِ بَعْدَهَا ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح : ظہر سے پہلے چار رکعت والی روایت مذکر ہو چکی ہے۔ یہ روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو آگے مذکور ہے وہ صریح ہے۔ بعض نے پہلے والی رکعات کو جمعہ کے ساتھ خاص کیا ہے یا ظہر سے پہلے سنن رواتب دو تسلیم کی ہیں۔

تخریج : تقدم شرحه و تخریجه قبل قلیل برقم (١١٠٩)

الفرائد : ایضاً۔

١١١٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۱۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت نہ چھوڑتے تھے''۔ (بخاری)

تشریح ۞ لا یدع! ترک نہ فرماتے تھے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ موکدہ ہوں۔ دو کا پڑھنا بھی مذکور ہے۔ وہ یا تو تسہیل پر دلالت کرتا ہے یا مسجد میں اگر یہ پڑھی گئیں تو تحیۃ المسجد ہوں اور موکدہ وہی جو بخاری والی مذکورہ بالا روایت میں ہے وہ چار ہوں۔ بشرطیکہ مذکور کا تعلق محذوف یا شرط یا استثناء سے نہ ہو۔

تخریج : تقدم شرحه و تخریجه قبل قلیل برقم (١١١١)

الفرائد : ایضاً۔

١١١٥ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ' ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ' ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ – وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ' ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ' وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ – وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۱۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے' پھر نکل کر اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی تین رکعت پڑھاتے' پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر داخل ہو کر میرے گھر میں دو رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)

تشریح ۞ فی بیتی! اپنی نسبت کرنے کی وجہ سے وہ انہی کا مسکن تھا۔ قبل الظهر اربعًا! ظہر سے پہلے چار ادا فرماتے۔ ثم اس لئے لائے تا کہ لوگ نماز کے لئے جمع ہوں۔ فیصلی بالناس! فرض نماز پڑھاتے۔ ثم یدخل! شریعت کی تبلیغ اور مختلف امور کے لئے مسجد میں رک جاتے یا باہر تشریف لے جاتے۔ فیصلی رکعتین! داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا فرماتے فا اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یصلی بالناس العشاء ویدخل بیتی! واو ممکن ہے عشاء کے بعد گفتگو کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ کے لئے ہو۔ البتہ اچھی باتیں کر سکتا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٩/٢٤٠٧٤) ومسلم (٧٣٠) وأبو داود (١٢٥١) والترمذی (٣٧٥) وابن حبان (٢٤٧٥)

الفرائد : سنن راتبہ گھر میں ادا کرنا مستحب ہے۔ گھر میں داخل ہونے کے فوراً بعد ادا کرے تا کہ گھر کی مشغولیت میں رہ نہ جائیں۔

١١١٦ : وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١١١٦: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعتوں کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام فرما دیں گے۔''

(ابوداؤد اور ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ❁ من حافظ! جس نے حفاظت کا اہتمام کیا اور اس میں مبالغہ کیا۔ حرمه الله! ایک روایت میں ''حرم الله لحمه''! کے الفاظ ہیں۔ على النار! اس میں عظیم الشان بشارت ہے کہ اس کی موت اسلام پر ہوگی۔ بعض موحدین کا تھوڑی زیادہ تعذیب میں مبتلا ہونا اس کے منافی نہیں۔ البتہ ''لم تمسه النار''! پر یہ تاویل نہیں چلتی۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب عنبسہ پر موت کا وقت آیا تو گھبراہٹ میں تھے۔ ان سے کہا گیا کیا تم نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ''انه من ركع اربع ركعات''! والی روایت نہیں سنی اور تم نے اس پر عمل میں ہمیشگی اختیار کی۔ اسی طرح محمد بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان پر سخت پریشانی طاری ہوئی تو کہنے لگے حدثتني اختي ام حبيبه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حافظ على اربعه ركعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه الله على النار! (ابو داؤد)

تخریج : أخرجه أبو داود (١٢٦٩) والترمذی (٤٢٧) والنسائی (١٨١١) والحاكم (١/١١٧٥) وابن ماجه (١١٦١)

الفوائد : ظہر سے قبل چار رکعات اور بعد میں چار رکعات سنت ادا کرنے والے کو آگ سے نجات کا پروانہ دیا گیا ہے۔ (سبحان اللہ!)

١١١٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ : "اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١١١٧: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور فرماتے: ''یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا اس میں کوئی نیک عمل اوپر چڑھے۔'' (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ❁ عبد الله بن السائب! رضی اللہ عنہ سائب کا نام صیفی بن عائذ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھا اور ان کی

کنیت ابوعبدالرحمان المخزومی تھی یہ اہل مکہ کے قاری تھے۔ یہ صحابی ہیں انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور ان سے مجاہد، عطاء نے روایت لی ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے وقت ان کی وفات ہوئی۔ ان سے سنن اربعہ اور مسلم نے روایت لی ہے۔ بخاری نے ان سے کوئی روایت نہیں لی۔ (تلقیح لابن الجوزی)

یصلی اربعًا بعد ان تزول الشمس !زوال سے وقت ظہر داخل ہو جاتا ہے اور ظہر سے قبل بھی پڑھتے۔ **تفتح فیھا ابواب السماء** ! کیونکہ اس وقت زمین سے لوگوں کے اعمال چڑھنے کا وقت ہو گیا۔ اس کی طرف اس ارشاد میں ہے: "**فاحب ان یصعد لی فیھا عمل صالح**"۔ **عمل صالح** !سب سے بہتر عمل نماز ہے۔ جیسا فرمایا: "**واعلموا ان خیر اعمالکم الصلاۃ**"! اور یہ بھی ممکن ہے دروازے کا کھلنا زمین پر فیوضات کے نزول کے لئے ہو اور ان فیوضات کے سامنے یہی عمل خیر آئیں تا کہ وہ ان پر مرتب ہوں۔ جیسے مسبب سبب پر مرتب ہوتا ہے۔ علماء شوافع نے فرمایا کہ زوال کے بعد چار رکعت اور کم سے کم دو رکعت پڑھے اس روایت میں مذکور ہے۔ "**راقبوا زوال الشمس فاذا زالت فصلوا رکعتین' فلکم اجر بعدد کل کافر کافرۃ**! کفار کو خاص کرنے کی وجہ شاید یہ ہو یہ نماز جہنم کے بھڑکانے کے وقت کے فوراً بعد ہے یا ظہر کے وقت کی آمد اور زوال شمس پر اللہ تعالیٰ کے احسان پر شکر یہ ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (٤٧٧) أخرجه أحمد (٩/٢٣٦١٠) وأبو داود (١٢٧٠) وابن ماجه (١١٥٧)

الفوائد : ظہر سے پہلے چار رکعات کی مداومت ظاہر ہوتی ہے۔ طلبگارانِ رحمت کو ان کی طرف سبقت کرنی چاہئے۔

١١١٨ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا لَمْ یُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ صَلَّاھُنَّ بَعْدَھَا ' رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

١١١٨: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ سکتے تو ظہر کے بعد ان کو پڑھ لیتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **قبل الظھر صلاھن بعدھا**! یہ مزید اہتمام کی دلیل ہے اور یہ بھی روایات میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد بھی چار ادا فرمائی ہیں اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں مذکور ہے کہ ان کی محافظت کا حکم فرمایا۔ اسی طور پر ہمارے علماء نے فرمایا رواتب میں چار ظہر سے پہلے اور چار اس کے بعد ہیں اور روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں پہلے والی چار کی طرف زیادہ توجہ ظاہر ہوتی ہے کہ اگر وہ رہ جائیں تو آپ ﷺ کا تدارک ظہر کے فرض کے بعد چار کی ادائیگی سے فرماتے اور روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما میں آپ ﷺ نے فرمایا: "**رحم اللّٰہ امرأً صلی قبل الظھر اربعًا**"! (احمد' ترمذی) رحمت والے معاملات میں یہ بس ہے خلود نار سے حفاظت ہو جائے اور اسلام پر موت آ جائے اللہ ہمارے لئے ایسا ہی کر دے۔ آمین۔

تخریج : أخرجه الترمذی (٤٢٦) وابن ماجه (١١٥٨)

الفوائد : جس آدمی سے سنن رواتب رہ جائیں۔ اسے دوسرا وقت پاتے ہی ان کی جگہ اتنی رکعات نفل ادا کر لینے سے

التزام باقی رہے گا اور شیطان کی سستی اثر انداز نہ ہوگی۔ بارگاہِ الٰہی سے عظیم اجر کا حقدار ہوگا۔

۲۰۰ :بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

بَاب: عصر کی سنتیں

یہ سنن غیر مؤکدہ ہیں۔

۱۱۱۹ :عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۱۹: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور جو ان کے پیروکار مؤمن اور مسلمان ہیں ان پر سلام کے ساتھ فاصلہ (علیحدگی) فرماتے۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

یصلی قبل العصر اربع رکعات! فرض عصر سے پہلے۔

النحو : اربع یہاں مفعول مطلق ہے جیسا اس آیت میں ﴿فاجلدوھم ثمانین جلدۃ﴾ ثمانین مفعول مطلق ہے۔ **یفصل بینھن بالتسلیم**! یہ یصلی کے فاعل سے جملہ حالیہ (۲) دوسری خبر ہے (۳) جملہ مستانفہ ہے۔ بینھن! سے مراد دو رکعتوں کے بعد سلام کے ذریعہ فاصلہ نہ فرماتے۔ ومن تبعھم! جو سچے دین کے پیروکار ہیں۔ من المسلمین والمؤمنین! یہ عطف تساوی ہے کیونکہ ایمان و اسلام ایک دوسرے پر صادق آتے رہتے ہیں۔ سنن غیر موکدات میں اسی طرح سلام سے فاصلہ درست ہے اور افضل ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۶۵۰) والترمذی (۴۲۹) وابن ماجه (۱۱۶۱) وأبو یعلی (۶۲۲)

الفرائد : عصر سے پہلے سنن کو ادا کرنے کا انداز معلوم ہو رہا ہے کہ آپ دو دو کر کے ادا فرماتے۔

۱۱۲۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، و التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۲۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔" (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح : رحم اللہ امرأ! اللہ تعالیٰ اس پر انعام و احسان فرمائے۔ (۲) ہر ایک کے لئے دعا عام ہو۔ صلی قبل

العصر اربعا! یہ ایک سلام اور دو سلام سے ہر طرح جائز ہے۔ یہ جملہ دعائیہ ہے جیسا: غفر اللّٰہ لك۔! اس میں عظیم بشارت ہے کہ اس آدمی کی موت اسلام پر ہوگی کیونکہ یہ سب سے عظیم اور بلند رحمتوں سے ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲/۵۹۸۷) وأبو داود (۱۲۷۱) والترمذی (۴۳۰) وابن حبان (۲۴۵۳) وابن خزیمة (۱۱۹۳) والطیالسی (۱۹۳۶) والبیهقی (۲/۴۷۳)

الفرائد: عصر سے قبل سنن کو ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کا حقدار ہے۔

۱۱۲۱: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۲۱: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح: یصلی قبل العصر رکعتین! پہلی روایت میں چار کا ذکر ہے اور اس میں دو کا تذکرہ ہے یا عدد کا مفہوم حجت نہیں یا پہلے دو رکعت تھیں پھر چار ہوئیں یا سہولت امت کے لئے آپ کا معمول مبارک کبھی دو اور کبھی چار کا تھا اور بعض نے اس روایت کو ان کے مؤکدہ ہونے کے لئے پیش کیا مگر یہ کچھ قوی استدلال نہیں۔

تخریج: أخرجه أبو داود (۱۲۷۲۲)

الفرائد: عصر سے قبل دو اور چار رکعت ہر ایک کا معمول ملتا ہے جو چاہے ادا کرے اجر کا مستحق ہوگا۔

۲۰۱: بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

باب: مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں

تَقَدَّمَ فِیْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ عَآئِشَةَ، وَهُمَا صَحِيْحَانِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔

ان ابواب میں حدیث ابن عمر اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہم گزری وہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔

تشریح: پہلے روایات گزریں جیسے روایت ابن عمر عائشہ رضی اللہ عنہما کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ بعدھا و قبلھا! یہ دونوں ظروف لائے کیونکہ پہلے والی رکعات میں اختلاف ہے بعد میں رکعات میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ سنن رواتب سے ہیں۔ مندرجہ ذیل روایات کے اشارات بھی ان کے غیر مؤکدہ ہونے کی طرف مشیر ہیں۔

١١٢٢ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : "لِمَنْ شَآءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۱۲۲: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "تم مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھو اور پھر تیسری مرتبہ فرمایا جو آدمی چاہے (ان نفلوں کو ادا کرے)۔" (بخاری)

تشریح ۞ **صلّوا قبل المغرب!** نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو' تین مرتبہ دہرایا اہتمام کے لئے مگر تیسری دفعہ لمن شاء! کا لفظ فرما کر اختیار دے دیا تا کہ اس کو سنت مؤکدہ نہ قرار دے لیں۔ امر کے صیغے کو مشیت سے مقید کرنا اس کے استحباب کی علامت ہے۔

تخریج : اخرجه أحمد (٧/٢٠٥٧٥) والبخاری (١١٨٣) وأبو داود (١٢٨١)

الفرائد : مغرب سے پہلے دو رکعت کی فضیلت وشان ظاہر ہے۔

١١٢٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۱۲۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جلدی (دو سنتوں کو ادا کرنے کے لئے) کرتے ہیں۔ (بخاری)

رایت! یہاں دیکھنے کے معنی میں ہے۔ **کبار اصحاب!** کبار یہ کبیر کی جمع ہے۔ بڑے کے معنی میں آتا ہے۔

اَلنَّحْوُ : **یبتدرون!** (۱) یہ رایت کے مفعول سے جملہ حالیہ ہے (۲) اور اگر رایت علمت کے معنی میں ہو تو یہ مفعول ثانی ہے۔ اس کا معنی سبقت کرنا' جلدی کرنا ہے۔ **السواری!** جمع ساریہ یہ جاریہ جواری کی طرح ہے "ستون" مسجد نبوی کے ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کرتے تا کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو یہ ستون عہد عثمانی تک کھجور کے تنوں کے تھے۔ دوسری روایت میں : **یبتدرون السواری حتی یخرج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وهی کذلك!** کے الفاظ ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٣٩٨٥) والبخاری (٥٠٣) ومسلم (٨٣٧) والدارمی (١/٣٣٦) وابن حبان (٢٤٨٩) ابن خزيمة (١٢٠٦) والنسائی (٢٨١) والبيهقی (٢/٤٧٥)

الفرائد : مسجد میں کسی ستون یا دیوار یا اوٹ میں نماز مستحب ہے تا کہ گزرنے والے کو دقت وتکلیف نہ ہو۔ اذان واقامت کے مابین قبولیت دعا کا وقت ہے۔

١١٢٤ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقِيْلَ : اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهَا؟ قَالَ : كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۲۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا؟ کیا رسول اللہؐ نے بھی ان کو ادا فرمایا؟ فرمایا حضور ﷺ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپؐ نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ ہی ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

تشریح ۞ **کنا نصلی**! اس سے مراد صحابہ کرام کی جماعت ہے اور عہد سے زمانہ نبوت مراد ہے۔ **غروب الشمس**! سے سورج کا مکمل غروب ہونا مراد ہے۔ **قبل المغرب**! سے نماز مغرب مراد ہے۔ **اکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**! آپ ﷺ نے ہمیں پڑھتے دیکھا منع نہ فرمایا۔ یہ بھی قول کی طرح سکوت بھی تقریر ہے۔ یہ استحباب کی دلیل ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۸۳٦) وأبو داود (۱۲۸۲)

الفوائد : آپ ﷺ کا مغرب سے قبل نفل پڑھنا ثابت نہیں البتہ صحابہ کرام کا آپ ﷺ کے سامنے ادا کرنا اس کی تصدیق کو ظاہر کرتا ہے۔ صحابہ کرام کا عمل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں مقبول و پسندیدہ ہے۔

۱۱۲۵ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جلدی کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے یہاں تک کہ ناواقف آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعتیں (قبل از نماز) پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

تشریح ۞ **اذن المؤذن**! یعنی جب اذان مکمل کر لیتا۔ ابتدروا! ستونوں کی طرف جلدی سے جاتے۔ **قبل فرضھا**! فرائض مغرب سے پہلے۔ **حتی الرجل الغریب**! اس قدر کثرت سے پڑھنے والے ہوتے تھے کہ مسجد مدینہ میں پہلی مرتبہ باہر سے آنے والا خیال کرتا کہ نماز مغرب ادا کی جا چکی اور بقیہ نماز ادا کر رہے ہیں کیونکہ پڑھنے والے کثیر تعداد سے ہوتے۔ یہ رکعات آپ ﷺ نے خود ادا نہیں فرمائیں یہ علامت استحباب ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۸۳۷)

الفوائد : مغرب سے قبل از اذان کے بعد دو رکعت نفل درجہ استحباب میں ہے۔

۲۰۲ : بَابُ سُنَّةِ الْعِشَآءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا!

بَاب: عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں

فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ، وَحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ۔

اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں عشاء کے بعد ادا کیں' حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔'' (بخاری ومسلم) جیسا پہلے گزرا تھا۔

اس سلسلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایات گزریں جو کہ متفق علیہ ہیں۔ **بعدھا وقبلھا**! یہاں دو ظروف کی وجہ ظاہر نہیں (وجہ تو ظاہر ہے کیونکہ ابن عمرؓ اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما کی روایت سے پہلے اور بعد دونوں ثابت ہو رہی ہیں' شارح کی یہ بات خود عجیب ہے)

حدیث ابن عمر! یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ باب فضل الرواتب میں گزری اس میں ''**صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین بعد العشاء**''! یہ ترجمہ کی ترجمانی کر رہی ہے اور **بین کل اذانین صلاۃ**! یہ پہلے والی رکعتوں کی دلیل ہے۔ مصنف لف نشر غیر مرتب کے طور پر دلیل بعد میں ذکر کی ہے۔ بعد والی آپ ﷺ کے فعل مبارک سے ثابت ہیں اور پہلی آپ ﷺ کے قولی اشارہ سے۔ یہ روایت مسلم میں بھی اگرچہ نووی نے بخاری کا اشارہ دیا ہے سچ ہے ہر ہر بات کے علم بڑے بڑے بھی قاصر ہیں (یہاں مزید روایت لانے کی مصنف نے ضرورت نہیں سمجھی مگر خبردار کرنے کے لئے عنوان الگ قائم فرما دیا۔ مترجم)

۲۰۳: بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی سنتیں

۱۱۲۶: فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۶: اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں جمعہ کے بعد ادا فرمائیں۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ❁ اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ جمعہ کے سلسلہ میں سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ ہر دو پائی جاتی ہیں یہ اس روایت کو بالمعنی نقل کر دیا تاکہ تعبیر میں تفنن رہے۔ اس سے اشارہ کر دیا کہ روایت بالمعنی بھی جائز ہے۔

۱۱۲۷: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے

کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔" (مسلم)

تشریح ۞ فلیصل بعدها اربعًا! یہاں امر وجوب کے لئے نہیں بلکہ استحباب کے لئے ہے۔دوسری روایت میں فلیصل رکعتین ی المسجد ورکعتین اذا رجعت! گویا دو پہلے دو بعد میں یا چار اور دو بعد میں اور دو پہلے تا کہ دونوں روایات کے ظاہر پر عمل ہو جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/١٠٤٩١) ومسلم (٨٨١) وأبو داود (١١٣١) والنسائی (١٤٢٥) ابن حبان (٢٤٧٧) والبیهقی (٣/٢٣٩) وأخرجه ابن حبان (٢٤٨٥)

الفرائد : جمعہ کے بعد چار رکعت اور دو رکعت کا ثبوت بھی احادیث میں موجود ہے۔بہتر یہ ہے کہ ہر دو احادیث پر عمل کرتے ہوئے چھ رکعت ادا کرے۔

۱۱۲۸ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹتے۔پھر دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔(مسلم)

لا یصلی بعد الجمعه! یعنی روایت میں ہے جمعہ کے بعد مسجد میں کوئی نماز ادا نہ فرماتے۔حتی ینصرف! مسجد سے گھر لوٹتے پھر گھر پر دو رکعت ادا فرماتے۔ترمذی' ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ابن عمر مکہ میں پہلے دو رکعت فرض جمعہ ادا فرماتے پھر کچھ دیر بعد چار رکعت ادا فرماتے اور مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھ کر گھر لوٹتے اور دو رکعت نماز گھر میں ادا کرتے مسجد میں کچھ نہ ادا کرتے اور کہتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

تخریج : أخرجه مسلم (٧١/٨٨٢) والترمذی (٥٢٢) وابن ماجه (١١٣٠) وابن حبان (٢٤٧٩)

الفرائد : اس روایت سے سنن کا گھر میں پڑھنا اور جمعہ کے بعد دو رکعت کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔تطبیق اوپر ذکر کر دی گئی۔

۲۰۴ : بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سَوَآءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا وَالْاَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَّوْضِعِ الْفَرِيْضَةِ اَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ!

بَابٌ: سنن راتبہ اور غیر راتبہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب اور نوافل کے لئے فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ کرنا

جعل النوافل! یہاں قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ نوافل گھر میں ادا کئے جائیں تا کہ یہ ریاء سے دور رہیں اور اس سے گھر کو خالی

رکھنا گھر کو قبرستان بنانا ہے۔نوافل سے گھر اور گھر والوں میں برکت ہوگی۔ **سواء الراتبہ!** جب تک کہ فرض میں تاخیر یا فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ **والامر بالتحول!** یہاں امر استحباب کے معنی میں ہے۔ **موضع** سے وہ مقام جہاں فرض ادا کیا ہوتا کہ مواضع طاعت کثرت سے ہو جائیں اور گواہی دیں اور فرض ونفل میں ظاہراً بھی امتیاز ہو جائے۔ **او الفصل!** اس کا عطف تحول پر ہے۔

۱۱۲۹ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "صَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ، فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۹: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بے شک افضل ترین نماز آدمی کی نمازوں میں سے وہ ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے' سوائے فرض نماز کے۔“

(بخاری' مسلم)

تشریح ✿ **زید بن ثابت!** بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار انصاری نجاری المدنی یہ عالم فرائض اور کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کاتب مصحف الامام رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل سولہ سورتیں حفظ کر لی تھیں' ان کی عمر جب چھ سال تھی تو ان کے باپ قتل ہو گئے تھے۔ بدر میں ان کی عمر تھوڑی تھی ان کو واپس کر دیا گیا' احد میں شریک ہوئے۔ بعض نے کہا یہ احد میں بھی حاضر نہ تھے۔ خندق اور اس کے بعد والے غزوات میں شرکت کی۔ تبوک کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی نجار کا جھنڈا عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا: **”القرآن مقدم وزید اکثر اخذاً للقرآن“!** قرآن سب سے مقدم ہے اور زید کو سب سے زیادہ قرآن یاد ہے۔ یہ وحی نبوت لکھتے اور آپ ﷺ کے خطوط تحریک کرتے۔ انہوں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں بھی کتابت کا فریضہ انجام دیا۔ یہ ان تین اصحاب میں سے تھے جنہوں نے قرآن مجید جمع کیا۔ ان کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حکم فرمایا۔ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما جب حج کو جاتے تو ان کو مدینہ پر نائب مقرر کرتے۔ ان کو یمامہ کے دن ایک تیر لگا مگر اس سے ان کو کچھ تکلیف نہ پہنچی۔ یرموک کے غنائم کی تقسیم ان کے ذمہ کی گئی۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے کہ زید علم فرائض میں سب سے بڑے ماہر تھے کیونکہ فرمان نبوت ہے: **”افرضکم زید“!** یہ ان لوگوں سے تھے جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیت المال کے نگران تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹۲ روایات نقل کی ہیں پانچ متفق علیہ ہیں ایک میں بخاری منفرد اور ایک میں مسلم منفرد ہے۔ ان سے ابن عمر' ابن عباس' انس' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم جیسے عالم صحابہ کرامؓ نے روایت کی ہے اور تابعین کی کثیر تعداد نے ان سے روایت لی جنہیں سعید بن المسیب اور سلیمان اور عطاء بن یسار اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ ان کی وفات ۵۴ھ مدینہ منورہ میں ہوئی بعض نے ۵۶ھ لکھی ہے بلکہ بعض نے ۴۰ھ لکھی۔ امام بخاری نے بخاری میں ابو عمار سے نقل کیا کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے۔ علماء جا رہے ہیں۔ آج ہم نے اتنا' اتنا دفن کر دیا۔

(تہذیب نووی)

دمیری کا لطیفہ:

دمیری کا لطیفہ:

لطیفة قواعد الوراثه ☆ مرجعها للاحرف الثلاثه*

فالزای للاصول والنسوان ☆ والیاء لاهل الفرض والذکران

والدال اسباب ورتبة العدد ☆ هبادبز اصحاب فرض بالمدد

* اس سے لفظ ''زید'' کی طرف اشارہ کیا۔

صلوا ایها الناس! یہ خطاب تو مذکر و مؤنث سب کے لئے ہے مگر شرف کی وجہ سے مردوں کو غلبہ دیا اور واؤ جمع مذکر کی لائے۔

فان افضل صلاة صلاة المرء! مساجد میں مردوں کا ادا کرنا افضل ہے اور نفلی نماز مردوں کو گھر میں ادا کرنا جوف کعبہ میں نماز سے افضل ہے اور اصل درجہ اتباع میں ہے اگر مضاعف ثواب کعبہ میں ملے گا۔

تخریج: أخرجه أحمد (۸/۲۱۶۳۸) والبخاری (۷۳۱) ومسلم (۷۸۱) وأبو داود (۱٤٤۷) والترمذی (٤٥۰) والنسائی (۱٥۹۸) وابن حبان (۲٤۹۱) وابن خزيمة (۱۲۰۳) والبيهقی (۱۰۹/۳)

الفرائد: ① امت کی مصلحتوں کا کس قدر اہتمام تھا کہ گھر میں خیر و برکت کے لئے مستقل نفلی نماز رکھی گئی تا کہ برکت سے کسی جگہ محروم نہ رہیں۔

۱۱۳۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نفلی) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ من صلاتکم! اس بعض سے مراد نفلی نماز ہے۔ فی بیوتکم! تا کہ نماز سے ان میں برکت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تتخذوها قبورا"! یعنی گھروں کو اس طرح مت بناؤ جیسا قبروں میں کوئی عمل بر نہیں کیا جاتا۔ نماز وغیرہ نہیں پڑھی جاتی۔ یہ بڑی تبلیغ تنبیہ ہے بلکہ نسائی میں فرمایا: "لا تتركوا النوافل فيها"! کے الفاظ بھی موجود ہیں اور ضیاء القدسی نے "صلوا فی بیوتکم ولا تتخذوها قبورا" کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری (٤۳۲) ومسلم (۷۷۷) وأبو داود (۱۰٤۳) وابن ماجه (۱۳۷۷) وأحمد (۲/٤٦٥۳) ومالك (٤۰٤) وابن خزيمة (۱۲۰٥)

الفرائد: گھر میں نماز کا جہاں یہ فائدہ ہے کہ اس سے خیر و برکت آتی ہے وہاں عورتوں اور بچوں میں نماز کی اہمیت اور اہتمام بھی پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۳۱ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ" فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا"

رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کرلے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نفلی) کا کچھ حصہ رکھ لے' بے شک اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز سے خیر و برکت عنایت فرمانے والے ہیں۔'' (مسلم)

تشریح ۞ اقضی! یہ ادا کے معنی میں استعمال ہے۔ صلاتہ! یہاں فرض نماز مراد ہے۔ فلیجعل لبیتہ نصیباً! تنوین یہاں تقلیل کی لیں تو مراد یہ ہے کہ نفل کا درجہ فرض سے کم ہے اور اگر تعظیم کی لیں تو مراد یہ ہے کہ کثرت سے گھروں میں نفل پڑھا کرو۔ فان اللّٰہ جاعل! یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ ماضی میں لا کر دوام کی طرف اشارہ کردیا۔ من صلاتہ خیراً! من سببیہ اور خیراً کی تنوین تعظیم کے لئے ہے یعنی اس سے بڑی عظیم الشان برکت حاصل ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٥٦٧) ومسلم (٧٧٨) وابن ماجه (١٣٧٦) وابن حبان (٢٤٩٠) وابن خزيمة (١٢٠٦) والبيهقي (١٨٩/٢)

الفرائد : اس میں اُس آدمی کے لئے بڑی بشارت ہے جو گھر میں نوافل کا اہتمام کرتا ہے کہ اس سے اللہ ضرور گھر والوں کو نفع پہنچائے گا۔

۱۱۳۲ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَآءٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَى السَّآئِبِ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ : نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ ' فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ : لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ : اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ ' فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۲: حضرت عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا جوان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا: ''ہاں۔ میں نے ان کے ساتھ مقصورہ (حجرہ) میں جمعہ کی نماز ادا کی' جب امام نے سلام پھیرا' میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیج کر فرمایا' جو تم نے کیا دوبارہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو' اس کے ساتھ اور کوئی نماز مت ملاؤ یہاں تک کہ تم کلام کرو یا اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم کسی نماز کو نہ ملائیں۔ جب تک کہ ہم کلام نہ کرلیں یا وہاں سے نکل نہ جائیں۔ (مسلم)

تشریح ۞ عمرو بن عطاء! ان سے مسلم' ابوداؤد نے روایت لی ہے۔ نافع بن جبیر! یہ ابن مطعم ہیں۔ یہ شریف سردار ہیں صاحب الفقہاء تھے۔ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔ ان سے اصحاب ستہ نے روایت لی ہے (الکاشف) سائب

بن یزید! یہ غررضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے ان کی وفات ۹۱ ھ میں ہوئی۔ بعض نے ۸۷ ھ لکھا ہے۔ تمام نے ان سے روایت لی ہے (تہذیب نووی) ان کو اسدی اور لیثی کہا جاتا ہے۔ بعض نے ہذلی بھی کہا ہے۔ سائب کے والد صحابی تھے۔ یہ بنوعبد شمس کے حلیف تھے سائب کی پیدائش ۳ ھ میں ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ احادیث روایت کی ہیں۔ ایک پر بخاری و مسلم متفق ہیں چار میں بخاری منفرد ہیں۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہیں اور خود ان سے عبداللہ بن عمر، زہری، یحییٰ بن سعید نے روایت لی ہے۔ یسأله! (۱) ضمیر مستتر عمرو کی طرف اور بارز سائب کی طرف لوٹتی ہے اور اگر مستتر (۲) نافع کی طرف لوٹائیں اور مراد یہ لیں کہ وہ عمرو کے واسطہ سے پوچھنے والے ہیں تو درست ہوسکتا ہے۔ عن شيء راه منه معاويه! سے ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ في الصلاة! نماز کے سلسلہ میں جو چیز دیکھی اس کی وضاحت چاہتے تھے۔ المقصورة! مقصورة الدار گھر کا حجرہ اور مقصورة المسجد مسجد کا کمرہ (المصباح) یہ کمرہ سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنوایا جب کہ خارج نے ان پر حملہ کیا۔ اس کو ابن عمر، شعبی، احمد، اسحاق نے مکروہ قرار دیا اور حسن بصری، قاسم، سالم وغیرہ نے جائز قرار دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز سے پہلے مقصورہ میں ہوتے تو نماز کے وقت مسجد کی طرف نکل جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے۔ قمت في مقامي! میں نے اسی جگہ کھڑے ہو کر سنن راتبہ ادا کیں جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیجا۔ اس سے اہل علم و فضل کا ادب ثابت ہوتا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں جس نے اپنے ساتھی کو پوشیدہ طور پر نصیحت کی اس نے اس کو مزین کر دیا اور جس نے سر عام نصیحت کی اس نے اس کو عیب دار کر دیا۔ لا تعد لما فعلت! یہ نہی استحباب کے لئے ہے کہ تم نے نوافل کو فرائض سے متصل پڑھا ایسا نہ کرو جو ہوا سو ہوا کیونکہ اذا اصليت! جب جمعہ ادا کرلو تو یا تو اس جگہ سے ہٹ جاؤ یا کوئی ضروری بات کرلو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم فرمایا کہ ہم ایک نماز کو دوسری سے نہ ملائیں یہاں تک کہ وہاں سے نکل جائیں یا کلام کرلیں تاکہ تمام مقامات شاہد بن جائیں۔

تخريج : أخرجه مسلم (۸۸۳) وأبو داود (۱۱۲۹)

الفوائد : ظاہر صورت میں فرض و نفل کے درمیان فاصلہ کے لئے، فرائض ادا کرنے والے کو اپنی جگہ بدل لینی مناسب ہے تاکہ ہر دو جگہ کل قیامت کو گواہ بن جائیں۔

۲۰۵: بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلَاةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ اَنَّهٗ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهٖ!

بَابٌ: نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور وقت کا بیان

تشریح ۞ الوتر! مجازی و تمیمی واؤ کے کسرہ اور باقی فتحہ سے پڑھتے ہیں۔ اس کا وقت فرض عشاء اور طلوع صبح صادق کے درمیان ہے۔ کم تعداد ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعت ہے یہ شوافع کے ہاں ہے۔ احناف کے ہاں وتر کی تعداد تین ہے جیسا کہ کثیر روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ بعض ائمہ اس کی کنیت سنیت اور بعض اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

۱۱۳۳ :عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ ' وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ' فَاَوْتِرُوْا يَاَهْلَ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۳۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر قطعی نہیں' جس طرح کہ فرض نماز' لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکرر فرمایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے' پس اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ الوتر! نماز وتر مراد ہے۔لیس بحتم! یعنی فرض نہیں ہیں۔ بلکہ یہ سنت ہیں یعنی سنت سے ثابت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ بتلائیں۔اس نے سوال کیا کیا میرے ذمہ ان کے علاوہ بھی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل نماز ادا کرے۔ولکن سن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! سن ماضی ہے۔پس ضمیر عائد محذوف ہے۔اس کو مصدر محذوف قرار دیا گیا اور یہ مفعول ہے مضاف الی مرفوعہ ہے۔اللّٰہ وتر! اللہ تعالیٰ ذات وصفات میں یکتا ہے۔یحب الوتر! اسی وجہ سے طواف' سعی' رمی' تسبیحات نماز' نماز وتر وغیرہ طاق ہیں۔فاوتروا یا اھل القرآن! خطابی کہتے ہیں اہل قرآن یعنی قراء کو حکم فرمایا گیا یہ وجوب نہ ہونے کی علامت ہے تو سب کو حکم ہوتا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۸۷۷) وأبو داود (۱۴۱۶) والترمذی (۴۵۳) والنسائی (۱۶۷۴) وابن ماجه (۱۱۶۹) والدارمی (۱۵۸۰)

الفرائد : ① وتر کا اہتمام کرنے والوں کو عظیم خطاب دیا گیا کہ وہ اہل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے ہیں ② وتروں پر مداومت اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔

۱۱۳۴ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ اَوْسَطِهٖ وَمِنْ اٰخِرِهٖ– وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ إِلَى السَّحَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر کی نماز پڑھی' شروع رات' درمیانی رات اور آخری رات (رات کا پچھلا حصہ) اور آپ کی وتر نماز سحر تک پہنچی۔

(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ من کل! یہ من تبعیض کے لئے ہے۔اوتر! رات کے تمام حصوں اول' وسط' آخر میں سحر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز ادا فرمائی۔ (۲) من ابتدائیہ بیانیہ ہے۔ (۳) ظرفیہ بھی ہو سکتا ہے اور وتر عموماً سحر کے قریب ادا فرماتے ہیں جیسا روایات احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور آخرہٗ کے مفہوم کی وضاحت کے لئے ہم نے بات کہی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲۵۷۵۲) والبخاری (۹۹۶) ومسلم (۷۴۵) وأبو داود (۱۴۳۵) والترمذی

(٤٥٦) والنسائی (١٦٨٠) وابن ماجه (١١٨٥) وابن حبان (٢٤٤٣) وابن أبی شیبة (٢/٢٨٦) والحمیدی (١٨٨) وعبدالرزاق (٤٦٢٤) والدارمی (١٥٨٧) والبیهقی (٣/٣٥)

الفرائد: ① وتروں کا وقت نمازِ عشاء کے بعد اور اذانِ فجر سے پہلے تک ہے ② عموماً آخر سحری کے وقت وتر ادا فرماتے تھے۔

١١٣٥: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کو تم اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ آخر صلاتکم! اس سے کم کرنا مسنون ہے۔ البتہ رات کی نماز کے بعد زیادہ کامل ہے۔ جس کو راتب کے طور پر ادا کر رہا ہے یا تراویح یا تہجد یا نفل مطلق ہوں اور اس کی حکمت یہ ہے کہ وتر تمام نمازوں سے افضل ہے۔ مستحب یہ ہے کہ عمل کا اختتام افضل پر ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جو رات وارد ہے وہ بیان جواز پر محمول ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (٧٥١) والنسائی (١٦٨١)

الفرائد: ① اس روایت میں قیام اللیل کی طرف لطیف اشارہ فرمایا گیا ہے ② قیام اللیل کے آخر میں وتر مستحب ہے۔

١١٣٦: وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔'' (مسلم)

تشریح ۞ واضح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صبح سے پہلے وتر پڑھو۔

تخریج: أخرجه أحمد (٤/١١٠٩٧) ومسلم (٧٥٤) والترمذی (٤٦٨) والنسائی (١٦٨٢) وابن ماجه (١١٨٩) والحاکم (١١٢٢) وعبدالرزاق (٤٥٨٩) وابن خزیمة (١٠٨٩) والبیهقی (٢/٤٧٨) والطیالسی (٢١٦٣) ابن حبان (٢٤٠٨) وأخرجه الدارمی (١٥٨٨)

الفرائد: وتر اذانِ صبح سے پہلے پڑھ لینے چاہئیں تاکہ وہ اپنے وقت پر ادا ہو جائیں۔

١١٣٧: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهٗ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ اَيْقَظَهَا فَاَوْتَرَتْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ فَاِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَالَ: قُوْمِيْ فَاَوْتِرِيْ يَا عَآئِشَةُ۔

۱۱۳۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کو نماز پڑھتے میں آپؐ کے سامنے لیٹی ہوتی' جب وتر باقی رہ جاتے تو مجھے جگا دیتے' پس میں وتر پڑھ لیتی۔'' مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ ﷺ فرماتے: اے عائشہؓ! اُٹھ اور وتر پڑھ۔''

تشریح ۞ کان یصلی صلاته باللیل! اس سے تہجد کی نماز مراد ہے۔ تہجد اور وتر کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ وتر نیند کے بعد دو باتوں کو جامع ہے اور نیند سے پہلے وتر ہیں اور نہیں۔ سونے کے بعد نفل تہجد ہی ہیں۔ وھی معترضه بین یدیه! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان۔ فاذا بقی الوتر ایقظها! رات کی نماز میں سے صرف وتر رہ جاتے تو مجھے جگاتے۔ ایک روایت میں ہے: قال قومی! یہ ایقظها! کی تفصیل ہے کیونکہ زبانی اٹھانے کا بھی احتمال ہے مثلاً ہلانا۔ فاوتری یا عائشه! اس میں وتروں میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے تاکہ نیند کی وجہ سے سستی ہو کر فوت نہ ہو جائیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۵۲۳۹) ومسلم (۷۴۴) وعبدالرزاق (۱٦۱۴)

الفرائد : ① سونے والے کی طرح رخ کر کے نماز درست ہے ② آپ کے حجرات بہت کشادہ نہ تھے ③ گھر والوں کے مصالح کا لحاظ کرنا عظیم الشان اخلاق کا متقاضی ہے۔

۱۱۳۸ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۳۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر میں جلدی کرنا۔'' (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ پچھلی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ نوافل سے وتروں کو مؤخر کرنا چاہیے۔ اس میں خبردار کیا کہ اس میں قدر تا تاخیر نہ کر دی جائے کہ فجر طلوع ہو جائے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲/۴۹۵۲) ومسلم (۷۵۰) وأبو داود (۱۴۳٦) والترمذی (۴٦٦) وابن حبان (۲۴۴۵) وابن خزیمة (۱۰۸۸) والطبرانی (۱۳۳٦۲) وأبو عوانة (۲/۳۳۲) والحاکم (۱۱۲۴) والبیهقی (۲/۴۷۸)

الفرائد : ① اذانِ فجر سے پہلے وتر ادا کر لینے چاہئیں ② اس میں پالتو جانوروں میں مرغ کی فضیلت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

۱۱۳۹ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ ' وَذٰلِكَ اَفْضَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہ سکے گا' اسے رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لینا چاہئے اور جس کو طمع ہو کہ رات کے پچھلے حصے میں جاگے' پس اس کو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے چاہئے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔'' (مسلم)

تشریح ۞ من خاف! یعنی گمان کیا یا وہم وخیال کیا۔ لا یقوم! نیند سے بیدار نہ ہوگا۔ من آخر اللیل! رات کے دوران یا بیداری سے ابتداء کرتے۔ فلیوتر اولہ! عبادت کی ادائیگی میں جلدی ہو جائے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔ ومن طمع! یعنی عادت کے مطابق یا جو بیدار کرنے والا موجود تھا۔ ان یقوم آخرہ! رات کے آخری حصہ میں قیام کرنا چاہا۔ مشہودۃ! باری پر مقرر فرشتے اس کی گواہی دیتے ہیں اور وہ فرشتے بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیوضات ربانیہ اور عنایت کے جھونکے لے کر اترتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ ارشاد ہے: ''اذا ابقی ثلث اللیل ینزل ربنا''! تو گویا یہ نزولِ رحمت کی گھڑیاں ہیں۔ ذلك افضل! یہ افضل وقت ہے۔ پس اس میں کیا جانے والا عمل باقی اوقات کے کئے جانے والے عمل سے بہتر ہے۔ شوافع کے نزدیک رمضان المبارک میں وتروں کو جماعت کی بجائے آخر رات میں پڑھنا افضل ہے (مگر احناف کے ہاں رمضان المبارک میں وتروں کو جماعت سے ادا کرنا افضل ہے)۔

تخریج : أخرجه مسلم (۷۵۵) والترمذی (٤٥٥) وابن ماجه (۱۱۸۷)

الفرائد : ① جو آدمی جاگنے کی پختہ عادت رکھتا ہو اسے وتر رات کے آخری حصہ میں ادا کرنے چاہئیں جس کو اپنے اوپر وثوق نہ ہو اسے رات کے اوّل حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔

۲۰۶: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحٰی وَبَیَانِ اَقَلِّهَا وَاَکْثَرِهَا وَاَوْسَطِهَا وَالْحَثِّ عَلَی الْمُحَافَظَةِ عَلَیْهَا!

بَابٌ: نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل وکثیر اور اوسط کی وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب

الضحی! (۱) عراقی کہتے ہیں یہ اسم مقصود سے ضاد پر ضمہ ہے۔ (۲) الضحا۔ طلوعِ شمس کے بعد دن کی روشنی کا پھیلنا۔ جنہوں نے اسے مؤنث مانا انہوں نے ضحوۃ کی جمع قرار دیا اور جنہوں نے مذکر کہا انہوں نے فعل صرد ونفر غیر متمکن قرار دیا جیسے سحر' تم کہو گے لقیتہٗ ضحًا! اور جب آج کے دن کی چاشت مراد ہوگی تو تنوین نہ پڑھیں گے پھر الضحاء ممدودہ مذکر ہے جبکہ دن خوب بلند ہو جائے (الصحاح) (۳) الضحو' الضحوۃ! یہ عشیہ کی طرح ہے ''دن کے بلند ہونے کو کہتے ہیں اور الضحاء اس سے تھوڑا سا اوپر ہونا اور اس کی تصغیر بغیر ہا کے آتی ہے تا کہ یہ ضحوۃ اور الضحاء کے ساتھ ملتبس نہ ہو۔ وہ دن کے دراز ہونے اور

نصف سے قریب پہنچنے کو کہتے ہیں (المحکم) (۴) الضحو ۃ دن کا کچھ بلند ہونا اور الضحاء اور الضحی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور اسی سے صلاۃ الضحا والضحاء نام رکھتے ہیں جب کہ سورج آسمان کے ربع اور اس سے کچھ بلند ہو (النہایہ) (۵) الضحاء ممدود مقصور آتے ہیں۔ (۶) بعض نے تو کہا یہ دونوں اضحیٰ النہار اس وقت بولتے ہیں جب اس کی روشنی چمکنے لگے۔ (۷) بعض نے کہا ضاد کے ضمہ کے ساتھ اور مقصور سورج کا شروع دن میں بلند ہونا اور ممدود گرمی سے لے کر نصف النہار کے قریب تک۔ (۸) بعض نے کہا مقصور اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج طلوع ہو اور ممدود اس وقت کو کہا جاتا ہے جب سورج بلند ہو جائے۔ (۹) ابن عربی کا قول الضحا ضمہ اور قصر کے ساتھ ہو تو طلوع آفتاب اور فتح کے ساتھ اور ممدود ہو سورج کا چمکنا اور روشنی خوب کرنا اور سفید ہونا ہے۔ اقلها! سے دو رکعت اور اکثرها! سے آٹھ رکعتیں مراد ہیں یہ اکثر کی تحقیق ہے اور اسی کی طرف میلان ہے۔ بعض نے ۱۲ رکعات کہی ہیں مگر اس کا مدار ایک ضعیف روایت پر ہے۔ اس پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ اوسطها: وہ چار رکعت ہیں۔ **المحافظة عليها!** کیونکہ اس کا خود بہت ثواب ہے اور مزید بھی ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ چاشت کی نماز پڑھنے والا نابینا ہو جاتا ہے دراصل یہ ثواب سے محروم کرنے کے لئے شیطانی چال ہے (کذا قال العراقی)

۱۱۴۰: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِصِیَامِ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ، وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَالْاِیْتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ اِنَّمَا یُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَّا یَثِقُ بِالْاِسْتِیْقَاظِ اٰخِرَ اللَّیْلِ فَاِنْ وَّثِقَ فَاٰخِرُ اللَّیْلِ اَفْضَلُ۔

۱۱۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔" (بخاری و مسلم)

اور سونے سے پہلے اس کے لئے مستحب ہے جس کو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے کے بارے میں اعتماد نہ ہو اگر اعتماد ہو تو رات کے پچھلے حصے میں زیادہ افضل ہے۔

تشریح ۞ **اوصانی خلیلی!** خلیلی کی تعبیر اس نماز کی شان کو بیان کرنے کے لئے ہے کیونکہ گہرا دوست ایسی چیز بتلاتا ہے جو دوست کو نفع دیتی ہے۔ اس تعبیر کے خلاف وہ روایت ہرگز نہیں جس میں وارد ہے کہ **لو کنت متخذا خليلا غير ربي لا تخذت ابا بكر خليلا!** کیونکہ روایت میں تو اس بات کی ممانعت بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سواء اور کسی کو خلیل بنانے والے نہیں۔ یہ روایت اس بات کو ظاہر رہی ہے کہ کسی صحابی نے آپ کو خلیل بنایا یہ دوسری بات ہے۔ **من كل شهر!** تا کہ یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہو جائے۔ جیسا حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں وارد ہے کہ ایام بیض یا وہ ایام ہوں جن کے روزے مستحب ہیں۔ **ورکعتي الضحا!** یہ کم سے کم تعداد ہے جس سے چاشت کی نماز ادا ہو جائے گی۔ **وان اوتر!** میں وتر ادا کروں۔ تفنن تعبیر کے لئے وتر کی تعداد مذکور نہیں۔ **قبل ان ارقد!** یہ احتیاط کی بات ہے کیونکہ بعض اوقات وہ اٹھ نہیں سکتا اور نماز قنوت فوت ہو جاتی ہے یہ روایت اس کے منافی نہیں **"اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا"** کیونکہ جس کی عادت بیداری کی ہو وہ اس پر عمل کرے یا کوئی جگانے والا ہو تب بھی مؤخر کرنے میں حرج نہیں ورنہ

افضل آخراللیل میں پڑھنا ہے۔وہ افضل وقت ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۹۹۲٤) والبخاری (۱۱۷۸) ومسلم (۷۱۲) والنسائی (۱٦۷۷) والترمذی (۷٦۰) والدارمی (۱۷٤٥) وابن حبان (۲٥۳٦) وابن خزیمة (۱۲۲۲) والطيالسی (۲۳۹۲) والبيهقی (۳/۳٦) وأخرجه أبو دواد (۱٤۳۲)

الفرائد: ① اہل خیر وفضل کو اپنے ماتحتوں کو نصیحت کرتے رہنا چاہئے ② آپ ﷺ کی امت کے کمزوروں پر شفقت و رحمت واضح ہوتی ہے۔

۱۱٤۱: وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ: "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ: فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَتُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱٤۱: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں ہر آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے' پس ہر تسبیح صدقہ ہے' ہر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ صدقہ ہے' ہر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صدقہ ہے' ہر بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے' ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں جس کو آدمی ادا کرے۔'' (مسلم)

تشریح ۞ **یصبح**! یہ صبح کے معنی میں لیا جائے تب بھی درست ہے اور اگر صار کے معنی میں ہو تو وہ بھی صحیح ہے۔ **سلامی**! یہ الف مقصورہ سے ہے۔ اس کا معنی ''جوڑ'' ہے۔ **من احد کم**! وہ اکیلا جو آفات سے محفوظ ہو۔ **صدقة**! بڑا صدقہ اس کے اس احسان پر لازم ہے کہ تمام اعضاء کو سلامت رکھا۔ **کل تسبیحه**! ایک مرتبہ تسبیح خواہ وہ تسبیح کے کسی بھی صیغہ سے ہو۔ **کل تحمیدة**! حمد کے جن کلمات سے ہو۔

کل تهلیلة صدقة! ہر لا الٰہ الا اللہ کا قول صدقہ ہے۔ **کل تکبیرة صدقه**! اس سے اشارہ مقصود ہے کہ صدقہ کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی ادائیگی مال سے ہو بلکہ مال' اقوال' اعمال سب سے ادا ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور اس امت کے لئے تخفیف ہے۔ **وامر بالمعروف صدقة**! واؤ عطف کے ساتھ لائے (تاکہ تغایر اور نوع آخر ہونا ظاہر کر دیئے جائے اور اس کے بعد ماقبل کے درمیان نوع کے مختلف ہونے کی وجہ سے مغایرت کی کیونکہ پہلے کا ثواب ثناء اور تقدیس کی وجہ سے ہے اور اس کا ثمرہ کی وجہ سے ہے۔ معروف وہ کام جو شرعاً واجب یا مستحب ہو۔ **نهی عن المنکر صدقة**! منکر وہ جانا پہچانا نہ ہو حرام و مکروہ بھی اسی طرح ہیں۔ ان مذکورہ چیزوں کا رتبہ میں برابر ہونا ضروری نہیں بلکہ ثمرات کے لحاظ سے تفاوت ہوگا یا مدلول کے لحاظ سے فرق ہوگا۔ پس لا الٰہ الا اللہ کا مدلول سبحان اللہ سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے وہ مدلول کے لحاظ سے بڑھ جائے گا۔ **یجزی من ذلك**! الجزاء یہ کفایت کے معنی میں ہے۔ متعدد جوڑوں کے متعدد صدقات کی طرف سے دو

رکعتیں کفایت کر جائیں گی۔ رکعتان یر کعھما من الضحی! جو چاشت کے وقت یا سبب سے ادا کرے۔

تخریج : باب (۱۔۱۳)

الفوائد : ایضاً۔

۱۱۴۲ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں ادا فرماتے اور جتنا چاہتے اضافہ فرماتے۔'' (مسلم)

تشریح ۞ **یصلی الضحی اربعًا**! چاشت کے وقت چار ادا فرماتے۔ ترمذی کی روایت میں بھی چار ہیں۔ **یزید ما شاء اللہ**! اس سے معلوم ہوتا ہے زیادہ میں حصر نہیں لیکن احادیث صحیحہ اور ضعیفہ کو سامنے رکھ کر آٹھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اس روایت میں آپ ﷺ کا پڑھنا ثابت دوسری روایت میں نفی ہے تو تطبیق یہ ہے کہ بعض اوقات پڑھتے اور دوسرے موقعہ پر ترک فرماتے تا کہ فرض نہ ہو۔

تخریج: أخرجه أحمد (٦/٢٥٢٩) ومسلم (٧١٩) والترمذی (٢٨٢) والنسائی (١/٤٧٩) وابن ماجه (١٣٨١) وابن حبان (٢٥٢٩) وعبدالرزاق (٤٨٥٣) والطیالسی (١٥٧١) وأبو عوانة (٢/٢٦٧) والبیهقی (٣/٤٧)

۱۱۴۳ : وَعَنْ اُمِّ هَانِيءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا مُخْتَصَرُ لَفْظِ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ۔

۱۱۴۳: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں فتح والے سال حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ غسل فرما رہے تھے جب آپ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی اور یہی چاشت کی نماز ہے۔'' (بخاری و مسلم) مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے مختصر لفظ یہ ہیں۔

تشریح ۞ **ام امانی فاختہ بنت ابی طالب**! ام ہانی کنیت فاختہ نام ہے۔ خا مکسور ہے۔ **عام الفتح**! یہ فتح مکہ کا زمانہ تھا۔ یہ بیس رمضان ۸ھ کی بات ہے۔ ان کے جانے کا مقصد اپنی پناہ کو نافذ و پختہ کروانا تھا۔ **فوجدتہ یغتسل**! میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ کپڑے سے پردہ کرنے والی تھیں۔ **من غسلہ**! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل مبارک سے فارغ ہوئے۔ غسل اسم مصدر ہے۔ **صلی ثمانی رکعات**! ابن خزیمہ نے یہ لفظ زائد کئے ہیں: "یسلم من کل رکعتین"۔ **ذلک ضحًا**! یہ غسل اور نماز کا فعل چاشت کے وقت میں تھا۔ ضحًا یہ ظرف ہے خبر محذوف کا ظرف ہے۔ صلاۃ ضحیٰ پر استدلال میں قباحت نہیں کیونکہ ابوداؤد میں تصریح موجود ہے کہ یہ چاشت کی نماز تھی: "صلی سبحة الضحی ثمانی

رکعات یسلم من کل رکعتین"! مسلم کی روایت میں زائد لفظ یہ ہیں: ذهبت فسلمت فقال من هذه فقلت ام هانی بنت ابی طالب فقال مرحبا یا ام هانی فلما فرغ من غسله قام فصلی ثمانی رکعات ملتحفا فی ثوب واحد فلما انصرف قلت یا رسول اللّٰہ زعم ابن امی علی بن ابی طالب انه قاتل رجلاً اجرته فلان ابن هبیرة فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قد اجرنا من اجرت یا ام هانی قالت ام هانی وذلك ضحا"۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۸۰) ومسلم (۳۳٦)

الفرائد : ① اس روایت میں چاشت کی آٹھ رکعات ثابت ہو رہی ہیں ممکن ہے کہ یہ صلوٰۃ فتح ہو۔

۲۰۷ :بَابُ تَجُوْزُ صَلٰوةُ الضُّحٰى مِنَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ اِلٰى زَوَالِهَا وَالْاَفْضَلُ اَنْ تُصَلّٰى عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحٰى

بَابٌ: چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے اور خوب دوپہر ہونے کے وقت ہے

ارتفاع الشمس! دیکھنے میں نیزے کے برابر نظر آئے۔ زوالها! درمیان آسمان سے مغرب کی جانب میلان کو زوال کہا جاتا ہے۔ اس کے عموم میں استواء کا وقت بھی شامل ہے اس میں بھی پڑھنا جائز ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اس وقت اس کا قصد کرے جبکہ تاخیر کا قصد نہ ہوگا کیونکہ یہ شارع کے حکم کے خلاف ہے کیونکہ قضاء نماز اس میں جائز نہیں لیکن ان کا کلام نماز کے درست ہونے میں صریح ہے خواہ تاخیر کے قصد سے ہو۔ خواہ اس بناء پر کہ یہ اس کا وقت ہے اور قضاء شدہ نمازیں اس طرح نہیں ان کا مقصد مکروہ اوقات سے موخر کرنا ہے۔ و الافضل! زیادہ ثواب اس میں ہے کہ سورج کے اونچا ہونے پر اور دھوپ کے بلند ہونے پر ادا کرے۔

۱۱٤٤ :عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ :اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ! اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْمِيْمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ يَعْنِيْ شِدَّةَ الْحَرِّ۔ "وَالْفِصَالُ" جَمْعُ فَصِيْلٍ وَهُوَ :الصَّغِيْرُ مِنَ الْاِبِلِ۔

۱۱٤٤: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ''ان لوگوں کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔'' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔'' (مسلم)

تَرْمَضُ : میم پر زبر ہے' سخت گرمی کو کہتے ہیں۔ الْفِصَالُ : فصیل کی جمع ہے اونٹ کا بچہ

تشریح ۞ یصلون من الضحا! کسی وقت میں (۲) چاشت کے وقت میں (۳) چاشت کی خاطر مطلب یہ ہے اول وقت میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اما لقد علموا ان الصلاۃ! اما خوف استفتاح تنبیہ کے لئے لائے جیسا کہ لام قسم اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! یہ جملہ متانفہ بیانیہ ہے۔ اوابین غفلت سے بیداری اور گناہ سے توبہ کی طرف رجوع کرنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی تعریف کرنا اس کی فضیلت کا شاہد ہے۔ ترمض الفصال : جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں حرارت آفتاب سے جلنے لگیں۔ دھوپ کی گرمی سے اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنا مشاہدہ کی بات ہے اور یہی نماز چاشت کا وقت ہے۔ فصال' جمع فصیل اونٹ کا بچہ اس کی جمع فصلان آتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٩٢٨٤) ومسلم (٧٤٨) وابن حبان (٢٥٣٩) وابن خزيمة (١٢٢٧) والطيالسي (٦٨٧) والطبراني (١٥٥) الكبير (٥١٠٨/٥١١٣) وأبو عوانة (٢٧١/٢) والبيهقي (٤٩/٣)

الفرائد : ① چاشت کی نماز گرمی کے تیز ہونے کے وقت پڑھی جاتی ہے ② اس نماز کا ہمیشہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے اوّابین میں لکھا جاتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی صفات سے ہے۔

۲۰۸ : بَابُ الْحَثِّ عَلٰی صَلَاةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَآءٌ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ اَوْ صَلٰوةِ فَرِيْضَةٍ اَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ اَوْ غَيْرِهَا!

باب : تحیۃ المسجد' دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بغیر بیٹھنا مکروہ قرار دیا گیا خواہ اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں یا فرائض و سنن ادا کیے ہوں

رکعتین! یہ کم سے کم مقدار ہے۔ جو بیٹھنے سے پہلے ادا کر لے۔ ای وقت دخل! بیٹھا ایک عام معمول کی بات ہے اس کو ذکر کیا ورنہ لیٹنا اور بیٹھنا برابر ہیں۔ اسی طرح کافی دیر کھڑے رہنے کی ہمت ہو تو وہ کھڑا ہو جائے۔ سواء صلی! دو رکعتیں پڑھنا بھی کراہیت کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔ صلاۃ فریضہ! کیونکہ ان کے اختیار کرنے میں منہی عنہ سے التباس نہ ہوگا۔ البتہ اس پر ثواب اور تحیۃ المسجد کا ثواب مل جانے میں اختلاف علماء ہے۔ کیا اس کی نیت پر دار و مدار ہوگا یا نہیں۔ پہلا قول ابن حجر ہیثمی کا ہے اور دوسرا رملی اور شربینی کا ہے۔

۱۱۴۵ : عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۵: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے

کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ فلا یجلس! غالب عادت لوگوں کی بیٹھنے کی ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کا ذکر کیا ورنہ تو مسجد میں داخل ہونے والے کو ترک تحیہ مکروہ ہے اگر چہ وہ اس میں سے گزر رہا ہو۔ اسی طرح جو اس میں سو جائے اس کو بھی ترک تحیہ مکروہ ہے۔ حتی یصلی رکعتین! یہ وہ قلیل مقدار ہے جس کی وجہ سے کراہیت سے نکل جائے گا اکثر کی حد نہیں اگر سو رکعت بھی پڑھ لی اور ایک سلام سے پڑھی تو درست ہے اور یہ اس طرح ہے جیسے کوئی بکری کی قربانی کی جگہ اونٹ ذبح کر دے۔ بیہقی کی روایت میں اضافہ ہے: "اذا دخل احدکم بیته فلا یجلس حتی یرکع رکعتین فان الله جاعل له من رکعتیه فی بیته خیرًا۔ جامع صغیر عن بیہقی۔

تخریج : أخرجه مالك (٣٨٨) وأحمد (٨/٢٢٥٨٦) والبخاری (٤٤٤) ومسلم (٧١٤) وأبو داود (٤٦٧) والترمذی (٣١٦) والنسائی (٧٢٩) وابن ماجه (١٠١٣) وعبد الرزاق (١٦٧٣) وابن حبان (٢٤٩٥) وابن خزيمة (١٨٢٧)

الفرائد : ① دو رکعت تحیۃ المسجد مستحب ہیں ② یہ فرض نہیں کیونکہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق طلحہ بن عبید اللہ کی روایت واضح ہے کہ پانچوں نماز کے علاوہ کوئی فرض نماز نہیں ③ امام مالک فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں طواف تحیۃ المسجد سے افضل ہے اور مسجد مدینہ میں حاضری سے قبل تحیۃ المسجد پڑھے ④ جو کام کاج کے لئے مسجد میں داخل ہوتے ہیں ان کے لئے پہلی مرتبہ ہے پھر ساقط ہے۔

۞ ۞ ۞

١١٤٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ : "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھ لو۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ واولاً کر اشارہ کیا کہ یہ حدیث بیع الجمل کا ٹکڑا ہے۔ اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کی قیمت حاصل کروں۔ وھو فی المسجد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں مصالح امت کے لئے تشریف فرما تھے۔ صلی رکعتین! یہ امر استحباب کے لئے ہے۔ مامور کے حاصل ہونے اور انکار کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دو رکعت کافی ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٤١٩٩) والبخاری (٤٤٣) ومسلم (٧١٥) وابن ابی شیبة (١/٣٧٥) وأبو داود (٣٣٤٧) والنسائی (٤٦٠٤)

الفرائد : تحیۃ المسجد کا استحباب اور بھولنے والے کو یاد دلانے کا استحباب ثابت ہو رہا ہے۔

۞ ۞ ۞

۲۰۹ : بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

بَاب: وضو کے بعد دو رکعتوں کا استحباب

وضو کے فوراً بعد پڑھنے سے ادائیگی ہوگی۔ متاخرین میں اختلاف ہے کہ زیادہ دیر گزرنے سے فوت ہو جائیں گی یا نہیں۔ بعض نے فوت ہونے کا فتویٰ دیا جبکہ دوسروں نے حدث کی قید سے فوت ہونے کا کہا۔ بعض نے کہا فوت نہیں ہوتیں۔ البتہ جلدی کرنا بہتر ہے بعض شیوخ نے تو مکروہ اوقات میں وضو کرنے والے کے متعلق بھی لکھ دیا ہے کہ وہ ادا کرے اور حدیث بلال رضی اللہ عنہ سے استدلال کیا (مگر اوقات مکروہ میں ممانعت کی روایات نہ پڑھنے کو ثابت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم)

۱۱۴۷ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ : "يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ ' فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِيْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

"الدَّفُّ" بِالْفَاءِ :صَوْتُ نَعْلٍ وَحَرَكَتُهٗ عَلَى الْاَرْضِ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

۱۱۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ''اے بلال! تم مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا؟ اس لئے کہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے کوئی ایسا عمل' جو میرے ہاں زیادہ امید والا ہو نہیں کیا کہ میں نے دن یا رات کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کی نماز ادا کی' جتنی نماز میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

الدَّف : جوتے کی آواز اور زمین پر اس کی حرکت اور اللہ خوب جانتا ہے۔

تشریح ۞ قال ! بلال رضی اللہ عنہ کو نماز فجر کے وقت فرمایا جیسا دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ **ارجی عمل** ! وہ عمل جس پر ثواب ملنے کی زیادہ امید ہو اور سوال کی حکمت اس طرح ذکر فرمائی۔ **سمعت دف** ! دوسری روایت میں **ما دخلت الجنة قط الاسمعت خشخشتك امامي**"! میں نے جوتوں کی کھٹ کھٹ سنی۔ بعض نے اس کا معنی جوتوں کی حرکت کیا اور دوسروں نے جوتوں کی آواز کہا۔ پھر **خشفة**! اسی کا ہم معنی ہے۔ وہ شین کے سکون وحرکت سے آتا ہے بعض نے دونوں صورتوں میں ایک معنی کیا جبکہ دوسروں نے حرکت کے ساتھ ''حرکت'' اور سکون کے ساتھ ''آواز'' معنی کیا ہے۔ **بین یدی فی الجنة**! یہ اس حدیث کے منافی نہیں: "**آتي باب الجنة فاستفتح فيقول الخازن من انت؟ فاقول محمد فيقول: بلك امرت ان لا افتح لاحد قبلك**"! کیونکہ خدام کا آگے بڑھنا مخدوم کا آگے بڑھنا ہے جیسا شاعر نے کہا

ان سار عبدك اولاً او اخرا ☆ من ظل مجدك ما تعدى الواجبا
فاذا تاخر كان خلفك خادما ☆ واذا تقدم كان دونك حاجبا

خلاصہ: پیچھے چلے تو تب بھی خادم اور آگے چلے تو مضر اشیاء سے حاجب بنے گا۔ جنت کو کھولا تو مخدوم کے لئے گیا اگر خادم اس سے آگے رامت مخدوم میں چلے تو کوئی قباحت نہیں۔

ابن عربی کا قول: **خشخشتك** یعنی میں نے تمہیں اپنے سامنے ڈنڈا بردار پہرے والا پایا جیسا بادشاہوں کے سامنے ہوتے ہیں (فتوحات مکیہ) شعراوی نے بھی یہ کہا۔ **لم اتطهر طهوراً!** دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طہارت مراد ہے: "**ما احدثت الا توضات وصليت ركعتين**"! اس سے معلوم ہوتا ہے وہ جب بھی طہارت میں تجدید کرتے تو اگر وقت مکروہ نہ ہوتا تو نوافل ادا فرماتے اور میں اس طہارت کے ساتھ فرضی نماز ادا کرتا ہوں۔

روایت کا فرق: مسلم کی روایت "**فانی سمعت الليلة خشف نعليك**"! اور "**انی لا اتطهر طهوراً تاماً**"۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٤١١) والبخاری (١١٤٩) ومسلم (٢٤٥٨) والنسائی (١٣٢) وابن حبان (٧٠٨٥)

الفرائد : ① ابن جوزی کہتے ہیں کہ وضو کے بعد نوافل پڑھ لینے اس لئے مناسب ہیں تا کہ مقصود سے خالی نہ رہے ② طالب علم کو اپنے شیخ سے عمل صالح کا سوال کرنا چاہئے تا کہ نیکی کی رغبت ہو ③ جو نیک عمل بندہ خوش دلی سے کرے اللہ تعالیٰ اس پر خوب بدلہ دیتا ہے

۲۱۰ : بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ وُجُوْبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبْكِيْرِ اِلَيْهَا وَالدُّعَآءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْهِ وَبَيَانِ سَاعَةِ الْاِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اِكْثَارِ ذِكْرِ اللّٰهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب اور اس کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا اور پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیتِ دُعا کی گھڑی اور نماز جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

الجمعة! جیم کا ضمہ جیم کو ساکن و مفتوح ہمزۃ الھزہ کی طرح کثرت استعمال کی وجہ سے درست ہے (الفراء والواحدی) جمعہ کا نام اس لئے جمعہ ہے کیونکہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں جاہلیت میں اس کا نام "عروبہ" تھا۔ ایام کے نام یہ تھے: "الاحد الاول الاثنین اھون الثلاثا جبارا الاربعاء دبارا الخمیس مونسا والسبت شبارا" شاعر نے کہا ہے:

اومل ان اعيش وان يومي ☆ باول او باهون او جباراً
او التالي دبار فان افته ☆ فمونس او عروبة او شبار

جمعہ کے فضائل پر علامہ سیوطیؒ' ابن ابی الصیف' حافظ نسائی نے کتابیں لکھی ہیں۔

وو جوبھا والاغتسال لھا! نووی نیواجب قرار دیا مگر شارح اس کو ندب ثابت کرنے کی کوشش فرمارہے ہیں (امام شافعیؒ کا صحیح مذہب استحباب کا ہی ہے۔ احناف بھی یہی کہتے ہیں) والتطیب! خوشبو لگانا اور مسجد میں جلد پہنچنا۔ والصلاۃ! اگر صرف درود وسلام کے بغیر ہو تب بھی درست ہے اس میں کراہیت نہیں عبدالرزاق مکی واعظ نے اسی طرح ذکر کیا۔ ساعۃ الاجابہ! قبولیت والی گھڑی کا وقت اس میں متعین ہے۔ بعد الجمعه! نماز جمعہ کے بعد ذکر میں کثرت مستحب ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة : ١٠]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (الجمعہ)

قضیت الصلاۃ! نماز جمعہ سے جب تم فارغ ہو چکو۔ فانتشروا! ضروریات کے لئے تم زمین میں پھیل جاؤ۔ فضل اللہ! اس سے رزق مراد ہے اور یہ امر اباحت کے لئے ہے۔ بعض سلف نے ذکر کیا کہ جس نے جمعہ کے بعد خرید وفروخت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو ستر مرتبہ برکت عنایت فرماتے ہیں۔ واذکروا اللہ! صراحت کے ساتھ ذکر کو بیان کیا تا کہ دنیا کے کام میں مشغولیت سے ذکر کو نہ بھول جائے۔ لعلکم تفلحون! کامیابی کی امید میں یہ کام کرو۔ اس میں اشارہ ہے کہ ایک حالت پر اعتماد کر کے نہ بیٹھ جائے یا ایک جگہ پر اعتماد نہ کر بیٹھے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور اس سے اچھی امید کرنی چاہئے۔

۱۱۴۸ : وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے' اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے' اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس میں سے نکالے گئے۔'' (مسلم)

تشریح ۞ طلعت علیہ الشمس! یہ بیان واقع کے لئے ہے کہ سورج تو ہر دن طلوع ہوتا ہے۔ یوم الجمعه! یہ ہفتہ کے دنوں میں سید الایام ہے۔ سال کے دنوں میں سید الایام عرفہ کا دن ہے۔ مگر علقمہ نے جمعہ کو عرفہ سے افضل قرار دیا ہے۔ فیہ خلق آدم! آدم علیہ السلام کی پیدائش اس دن ہوئی اس وجہ سے اس کو فضیلت ملی یا قاضی عیاض کہتے ہیں یہ ان چیزوں کا تذکرہ جمعہ کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے نہیں کیونکہ خروج جنت اور قیام ساعت یہ اس دن پیش آئیں گے تا کہ بندہ اعمال صالحہ سے اس دن تیاری کر لے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پالے اور ناراضگی کو دفع کرے (نقل علی عن سیوطی) مگر ابو بکر ابن العربی کہتے ہیں یہ تمام فضائل ہیں۔ آدم علیہ السلام یہ دنیا میں ذریت آدم کے آنے کا ذریعہ اور انبیاء و مرسلین اور اولیاء صالحین کا سبب ہے۔ وہاں سے دھتکار کر ان کو نکالا نہیں گیا بلکہ حاجات کو پورا کرنے اور پھر لوٹنے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا اور قیامت کی آمد تو انبیاء وصالحین وصدیقین کو جلد جزاء دینے کیلئے ہے (اجوزی شرح ترمذی لابن عربی) ایک روایت میں اس سے اضافہ

ہے۔"وفیه اهبط وفیه تیب علیه وفیه قبض وفیه تقوم الساعة"!اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعه!(احمد ترمذی)

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٩٢١٨) ومسلم (٨٥٤) والترمذی (٤٨٨) والنسائی (١٢٧١) وأخرجه مالك (٢٤٣) وأحمد (١٠٣٧) وأبو داود (١٠٤٦) والترمذی (٤٩١) وابن حبان (٢٧٧٢)

الفرائد : ① جمعہ کے دن پیش آنے والے عظیم اعمال کا تذکرہ ہے تا کہ اس دن اعمال صالحہ کی خوب کوشش کی جائے اور اس سے فضیلت حاصل کی جائے۔

١١٤٩ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءِ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةِ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ ، غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١١٤٩: حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جس نے عمدہ وضو کیا' پھر جمعہ کے لئے آیا' پس غور سے (خطبہ) سنا اور خاموش رہا تو اس کے جو گناہ پچھلے جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان ہوئے' وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن زائد کے بھی اور جس نے کنکریوں کو چھوا (خطبہ کے وقت) پس اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم)

تشریح ۞ فاحسن الوضو !وضو کو آداب وسنن کے ساتھ انجام دینا۔ثم اتی الجمعة!ثم لا کر اشارہ کیا وضو کے بعد وہ ذکر وصلاۃ تحیہ میں مصروف ہوگا پھر جمعہ کی طرف آئے گا۔فاستمع وانصت!مسجد میں پہنچ کر بات کو غور سے سنا اور خود زبان سے گفتگو نہ کی۔بین الجمعة!نماز جمعہ اور اس کے خطبہ سے لے کر اگلے جمعہ کے اسی وقت تک تا کہ سات دن بلا کم و کاست ہو جائیں۔بین!کو دوبارہ لائے حالانکہ یہ متعدد کی طرف مضاف ہوتا ہے مثلاً الودبین زید وعمرو یا تقدیراً!جیسے اس آیت میں ﴿لانفرق بین احد من رسله﴾!اعادہ جار کے بغیر اس کا عطف ضمیر مجرور پر ممنوع ہے۔زیادةُ !مرفوع پڑھیں تو اس کا عطف موصول مرفوع پر ہے۔نووی نے اس کو ظرفیت کی وجہ سے منصوب کہا ہے ای غفرله مدة مابین الجمعة وزیادة ثلاثه ایام!مضاف کو حذف کر کے ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہوا۔پہلا قول زیادہ بہتر ہے۔ثلاثه ایام!یعنی اس کے دس دنوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔صغائر مراد ہیں جن کا حقوق اللہ سے تعلق ہے۔کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (۲) فضل باری تعالیٰ ہے۔حقوق العباد تو بندوں کے معاف کرنے سے مٹتے ہیں۔نووی کہتے ہیں علماء کا قول یہ ہے دس دن کے گناہ معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر نیکی کا صلہ دس گنا ملتا ہے تو جمعہ کے دن عمل کا بدلہ دس گنا ملا۔فقد لغا!اس میں خطبہ کے وقت کنکریوں سے کھیلنے کی ممانعت کی اور اس طرف اشارہ کیا کہ آدمی کو دل اور جوارح سے خطبہ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔لغو سے یہاں باطل مذموم مردود عمل مراد ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٣/٩٤٨٩) ومسلم (٨٥٧) وأبو داود (١٠٥٠) والترمذی (٤٩٨) وابن ماجه (١٠٩٠) وابن حبان (٢٧٧٩)

الفرائد : ① گھر میں وضو کرنا افضل ہے ② خطبہ جمعہ کو خوب کان لگا کر سننا ضروری ہے ③ خطبہ کے وقت کنکریوں یا

کسی غفلت والے کام میں مشغول رہنے والے بے ادب شمار ہوگا۔

۱۱۵۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۰: حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان گناہوں کو جو ان کے درمیان پیش آتے ہیں۔ ان کو بخشنے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔'' (مسلم)

تشریح : والجمعة الی الجمعة ورمضان! کلام کو ظاہر پر رکھنے میں چنداں استبعاد نہیں کیونکہ جمعہ ہو یا رمضان یہ افعالِ حسنہ کے مقامات ہیں تو گویا یہ ایسی نیکی بن گئے جو گناہوں کو مٹانے والی ہے اور (۲) ممکن ہے کلام میں تقدیر عبارت ہو۔ ای صلاة الجمعه الی صلاتها وصوم رمضان الی صوم مثله۔ مکفرات! ان میں سے ہر ایک ان صغائر کا کفارہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر اس کے صغائر نہ ہوں تو اس کے درجات کو بلندی بخشنے والے ہیں۔ اگر چہ فقط کبائر پائے جائیں تو ہمیں امید ہے کہ صغائر کی مقدار ان سے مٹا دیا جائے گا۔ علقمی کہتے ہیں کہ شیخ زکریا نے فرمایا صغائر کو مکفرہ اجتناب کبائر کے ساتھ قرار دینا دو سببوں کو ایک مسبب پر جمع کرنا ہے اور یہ درست نہیں۔ الجواب: اسباب معروضہ میں اس سے کوئی چیز مانع نہیں کیونکہ یہ علامات ہیں مؤثرات نہیں جیسا کہ حدث میں کئی اسباب جمع ہوں۔ یہاں اسی طرح ہے۔ وما بینهن! یہ ماقبل وصف کا مفعول ہے اسی وجہ سے بعض روایات میں مکفرات لما بینهن! وارد ہے ورنہ پھر مضاف الیہ ہے۔ اذا اجتنبت الکبائر! نووی کہتے ہیں یہ مؤول ہے کہ عمل صالح کبائر کی تکفیر نہیں کرتے۔ اگر چہ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے۔ اجتناب کبائر۔ تکفیر سیئات کی شرط نہیں پس مراد بھی نہ ہوگا اگر چہ بعض کا قول ہے۔

تخریج : نیچے بیان کی گئی روایت میں ملاحظہ کیجئے۔

الفرائد : کثرت طرقِ خیر میں روایت گزری ہے اس کی طرف رجوع کریں۔

۱۱۵۱ : وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ : "لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَلَى وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا: ''کچھ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں، وہ اپنے جمعہ چھوڑنے میں باز آ جائیں، ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مُہر کر دیں گے پھر وہ ضرور غافلوں میں شمار ہوں گے۔'' (مسلم)

النحو : انهما سمعا رسول الله صلی الله علیه وسلم! یقول یہ جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محل حال

میں ہے۔

علی اعواد منبرہ! یقول کی ضمیر سے محل حال میں ہے۔لینتھین اقوام! یہاں اقوام کو جمع کی حاجت نہ تھی مگر چھوڑنے والے کے تنوع کی طرف اشارہ کے لئے جمع لائے منافقین اوران کے قبائل وغیرہ۔ودعھم الجمعات! ودع' ترک کے معنی میں آتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی (۱) وہ جمعہ ترک کرنا چھوڑ دیں۔(۲) ورنہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے گی۔دلوں پر مہر یہ ہے کہ ان میں قبولیت ہدایت کی اہلیت ختم ہو جاتی ہے اورانوار کا فیض حاصل کرنے سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ثم لیکونن فی الغافلین! پھر وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے۔نووی کہتے ہیں طبع' ختم' تغطیہ کا ایک معنی ہے۔بعض نے اول ذہن پھر طبع پھر اقفال قرار دیا اور یہ سب سے اوپر درجہ ہے۔قاضی کہتے ہیں متکلمین کا اس میں بہت اختلاف ہے۔(۱) بعض نے کہا مہربانی اور اسباب خیر کا ختم کر دیا جانا (۲) ان کے سینوں میں یہ کفر کا خلیفہ ہے۔یہ اکثر متکلمین اہلسنّت کا قول ہے دوسروں نے کہا یہ ان کے خلاف گواہی ہے۔بعض نے کہا ان کے دلوں میں یہ علامت رکھی گئی تا کہ فرشتے ان کی پہچان کر سکیں کہ کون قابل تعریف اور کون قابل مذمت ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲۱۳۲) ومسلم (۸٦٥) والنسائی (۱۳٦۹) وابن ماجه (۷۹٤) وابن حبان (۲۷۸٥) وابن خزیمة (۱۸٥٥)

الفرائد :جمعہ فرض ہے جو بلا عذر' جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کے برے انجام کا خطرہ ہے اگر توبہ نہ کرے۔

۱۱۵۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۵۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو چاہئے کہ وہ غسل کرے۔''(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ جاء احدکم الجمعة! جب تم میں کوئی جمعہ کے لئے جانے کا ارادہ کرے جیسا دوسری روایت میں وارد ہے۔فلیغتسل !اہل ظاہر اور بعض دیگر ائمہ نے واجب قرار دیا۔ابن منذر نے مالکؒ سے یہ نقل کیا۔(۲) جمہور علماء نے مستحب کہا۔قاضی عیاض کہتے ہیں اس حدیث سے مالک اوران کے اصحاب نے دلیل لی ہے جمہور نے دیگر احادیث سے مثلاً (۱) سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت من توضا یوم الجمعه الحدیث! (۲) حدیث عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ نے جمعہ میں دیر سے آنے والے کو فرمایا:"ما هو الا ان سمعت النداء فتوضات فقال عمرو الوضو ایضًا وقد علمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یامرنا بالغسل؟! ان احادیث کا جواب یہ ہے کہ وہ استحباب متاکد ہے تا کہ احادیث جمع ہو جائیں۔

تخریج : أخرجه مالك (۲۳۱) وأحمد ۲/٤٤٦٦ والبخاری (۸۷۷) ومسلم (۸٤٤) وأبو داود (۳٤۰) والترمذی (٤۹۲) والنسائی (۱۳۷٥) وابن ماجه (۱۰۸۸) والدارمی (۱٥۳٦)

الفرائد : جمعہ کا غسل مستحب ہے اور نماز سے قبل ہے نہ کہ بعد میں۔

۱۱۵۳ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ : اَلْبَالِغُ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوْبِ : وُجُوْبُ اخْتِیَارٍ کَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِہٖ حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَیَّ ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

۱۱۵۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔'' (بخاری ومسلم)

بِالْمُحْتَلِمِ سے مراد بالغ ہے اور بِالْوُجُوْبِ سے مراد اختیار ہے' جیسے کوئی آدمی اپنے دوست کو کہے' تیرا حق مجھ پر لازم ہے۔

تشریح ۞ **غسل الجمعه**! ایک روایت میں **غسل یوم الجمعه** وارد ہے۔ رافعی نے اس کو ان الفاظ سے ذکر کیا: ''**غسل یوم الجمعه واجب کوجوب غسل الجنابة**'' ! البالغ سے زیادہ عمر والی عورت بھی شامل ہے۔ خاص بول کر عام مراد لیا گیا۔ وجوب سے یہاں وجوب اختیار مراد ہے یعنی اس کا فعل اس طرح کیا جائے گا جیسے واجب انجام دیتے ہیں اگر دونوں جدا ہوں تو ترک واجب سے گناہ گار ہوگا۔ یہاں واجب سے تاکید والا امر اد ہے فرض مراد نہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٥٧٨) ومالك (٢٣٠) والبخارى (٨٥٨) ومسلم (٨٤٦) وأبو داود (٣٤١) والنسائى (١٣٧٦) وابن ماجه (١٠٨٩) وابن حبان (١٢٢٨) وابن خزيمة (١٧٤٢) والدارمى (١٥٣٧) وابن الجارود (٢٨٤) وابن أبى شيبة (٩٢/٢) وعبد الرزاق (٥٣٠٧) والحميدى (٧٣٦) والبيهقى (٢٩٤/١)

الفرائد : ہر بالغ کو جمعہ کے دن غسل مسنون ومستحب ہے۔

۱۱۵٤ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِھَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۵۴: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا' اچھا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا' تو غسل بہت فضیلت والا ہے''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **فبها ونعمت**! سیاق دلالوں رخصت پر دلالت کر رہا ہے۔ مخصوص المدح وضو محذوف ہے اس پر توضا دلالت کر رہا ہے۔ **فالغسل افضل**! اس سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ واجب نہیں۔ نووی کہتے ہیں یہاں دو باتیں ذکر فرمائیں: (۱) وضو کرنے والے کی مدح کی اگر غسل واجب ہوتا تو تارک واجب قابل مدح نہیں ہوتا اس کی مدح کیوں کی

جاتی۔(۲) غسل کو افضل کہا یہ استحباب کی علامت ہے اور وضو کے مقابلے میں افضل کی دلیل ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۲۰۱۱۰) وأبو داود (۳۵٤) والترمذی (٤۹۷) والنسائی (۱۳۷۹) الکبری (۱/۱٦۸٤) وابن ماجه (۱۰۸۳) والدارمی (۱۵٤۰) وابن خزیمة (۱۷۵۷)

الفرائد : ① غسل جمعہ کی رغبت دلائی گئی ہے تا کہ اس کی فضیلت کو کامل طور پر حاصل کر سکے ② غسل کی جگہ وضو بھی کفایت کر جائے گا۔

۱۱۵۵ :وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ ، اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ، ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ ، اِلَّاغُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۵۵: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہو سکتا ہے' پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اپنے تیل کو لگاتا ہے اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو کے درمیان جدائی نہیں کرتا' پھر جو فرض نماز ہے وہ ادا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری)

تشریح ۞ **لایغتسل رجل یوم الجمعة**! اگر وہ جماعت میں حاضر ہونا چاہتی ہو تو عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ **ویتطهر** !من طہر۔ تنوین تنکیر ناخن کاٹنا' زیر ناف صاف کرنا' کپڑے ستھرے کرنا۔ یہ تمام اس میں شامل ہو جائیں۔ (برماوی) بخاری میں **الطهر** ہے۔ **یدهن** ! تیل یا گھریلو خوشبو استعمال کرے۔ اس سے خوشبو کا گھر میں رکھنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ تطہر میں تخلیہ اور تیل لگانے میں تحلیہ ہے اس سے اس کو مقدم اور اسے مؤخر کیا۔ ابوداؤد میں "**ویلبس من صالح ثیابه**"! کا اضافہ بھی ہے۔ **ثم یخرج**! ابن خزیمہ میں **الی المسجد**! کے الفاظ زائد ہیں۔ احمد نے "**ثم یمشی وعلیه السکینه**! بھی نقل کیا۔ **بین اثنین** !ابوداؤد میں **لم یتخط رقاب الناس** ! کے الفاظ زائد ہیں۔ برماوی کہتے ہیں **لا یفرق** ! یہ جلدی آنے سے کنایہ ہے۔ جب جلدی آئے گا تو لوگوں کی گردنیں پھاندنی نہ پڑیں گی۔ **ما کتب له** !نماز جمعہ کے فرائض مراد ہیں یا جو نماز فرض و نفل مقدر میں ہو۔ **ینصت**!**نصت**' **انتصت**' **نصت** برابر ہیں۔ تمام کا معنی ایک ہے یہ متعدی ولازم آتا ہے۔ قاضی کی تنقید بے جا ہے۔ **اذا تکلم الامام**! یعنی خطبہ دے ابن حبان سے "**حتی یقضی صلاته**" کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ **الا غفر له**! جمعہ گزشتہ اور مستقبلہ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مغفرت مستقبل سے متعلق ہوتی ہے۔ بلکہ ابن خزیمہ کی روایت میں یہی منقول ہے اور ابن حبان نے کہا "**زیادة ثلاثه ایام من التی بعدها**"! ابن ماجہ میں **مالم تغش الکبائر** ! کے الفاظ ہیں۔

تخریج : تقدم شرحه وتخریجه فی باب آداب المجلس والجلیس۔

الفرائد : ایضاً۔

١١٥٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً ، فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهُ "غُسْلَ الْجَنَابَةِ" اَيْ غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ۔

۱۱۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر جمعہ کی طرف گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری گھڑی میں گیا پس گویا اس نے ایک گائے قربان کی۔ جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک دنبہ سینگوں والا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی بطور تقرب دی اور جو پانچویں گھڑی میں تو گویا اس نے انڈا بطور قرب کے دیا۔ جب امام خطبہ کے لئے (حجرے سے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں) حاضر ہو کر خطبہ کی طرف کان لگاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

غُسْلَ الْجَنَابَةِ: ایسا غسل کیا جو غسل جنابت کی طرح عمدہ اور صفائی والا ہو۔

تشریح ۞ اغتسل یوم الجمعه! طلوع فجر سے وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز سے قریبی وقت میں ادا کرنا اولیٰ ہے۔ اگر دونوں میں تعارض ہو غسل کو مقدم کرے۔ غسل الجنابة ! یہ سلمت سلاما کی طرح مفعول مطلق ہے اور عبدالرزاق کی روایت اس کی تائید کرتی ہے: "کما یغتسل من الجنابة"! اس کو بظاہر لانے کی وجہ یہ تا کہ غسل شرعی مراد لیا جائے۔ ثم راح! موطا میں "فی الساعة الاولٰی"! کے الفاظ زائد ہیں۔ راح کا لفظ ذہب کے معنی میں تمام اوقات کے لئے آتا ہے۔ (ازہری) قرب بدنه! اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے اونٹ دیا۔ بدنہ نر و مادہ اونٹ پر بولا جاتا ہے۔ۃ وحدت کی ہے تانیث کے لئے نہیں ہے۔ اس کو بدنہ کہنے کی وجہ جسامت کا بڑا ہونا ہی ہے۔ جوہری کہتے ہیں بدنہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ اونٹ' گائے کو بدنہ بولتے تھے۔ فی الساعة الثانیه! مراد دن کی گھڑی۔ قرب بقره! یہ نام اس لئے پڑا کہ گائے زمین کو ہل سے پھاڑتی ہے۔ کبشا اقرن! یہ صفت ساتھ ذکر کرنے کی وجہ اس کا خوبصورت ہونا ہے اور سینگ سے فائدہ بھی اٹھایا جاتا ہے۔ دجاجه! دال کا فتحہ' کسرہ' ضمہ جائز ہے فتحہ زیادہ فصیح ہے۔ یہاں صدقہ مراد ہے۔ سیوطی کہتے ہیں یہاں پانچ گھڑیاں ذکر فرمائی گئی ہیں۔ نسائی نے چھ کا ذکر کیا۔ دجاجہ بیضہ کے درمیان چڑیا کا تذکرہ کیا ہے۔ دوسری روایت میں اس کی بجائے شاۃ اور دجاجہ کے درمیان بطخ کا تذکرہ ہے۔ (برماوی)

ساعات سے مراد: اس میں جلدی آنے والوں کے درجات ذکر کئے اور وارد ہے کہ وہ فرق میں اس سے بہت بڑھ کر ہیں۔ اس سے راہنمائی ہوئی کہ اس سے مراد ساعات کی حقیقت ہے پھر بعض نے کہا وہ لطیف گھڑیاں ہیں ان کی ابتداء زوال آفتاب

سے ہوتی ہے اور انتہائی خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے ہوتی ہے۔ امام مالک کا یہ قول ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ابتدا دن ہے اور اس سے ساعات زمانہ مراد ہیں جو دن کے چھوٹے بڑے ہونے سے مختلف ہوتی ہیں۔ دن کے بارہ گھنٹے ہیں خواہ طویل ہوں یا قصیر مگر اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ اس سے دونوں اطراف میں برابری لازم آتی ہے اور جواب میں بدنہ نام رکھنے میں تساوی ہے البتہ ان کی صفات میں فرق ہے۔ نوح علیہ السلام نے رات دن کی مقدار کو کشتی میں بارہ بارہ گھنٹوں میں تقسیم فرمایا۔ اس روایت کی سند کمزور ہے۔ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جن کا کام جمعہ کی حاضری لگانا ہے۔ عنقریب ان سے متعلق روایت آ رہی ہے۔ **یستمعون الذکر** ! مسلم کے الفاظ اس طرح ہیں: "**اذا جلس الامام طووا الصحف وجاء وا یستمعون الذکر**" ! اور ابن خزیمہ کی روایت میں "**علی کل باب من ابواب المسجد ملکان یکتبان الاول فالاول**" ! حلیہ ابو نعیم کی روایت میں ہے "**اذا کان یوم الجمعه بعث اللّٰہ ملائکته بصحف من نور واقلام من نور**" ! اور ابن خزیمہ میں ہے: "**فیقول بعض الملائکه لبعض ماحبس فلانا؟ فیقول اللھم ان کان ضالاً فاھده وان کان فقیرًا فاغنه وان کان مریضًا فعافه**" ! فرشتے مسجد کے دروازوں پر پہلے اور بعد میں آنے والے کو لکھتے رہتے ہیں اور رک جانے والے کے متعلق دعائیں کرتے ہیں کہ اس کو ہدایت سے نواز اگر وہ فقیر ہے تو اس کو غنی بنا دے اگر بیمار ہے تو صحت یاب کر دے۔ نووی کہتے ہیں غسل جنابت میں اگر کوئی غسل جمعہ کی نیت نہ کرے تو ادا نہ ہوگا مگر رافعی کہتے ہیں اگر چہ نیت نہ بھی کرے تب بھی ادا ہو جائے گا کیونکہ واجب' واجب سے ادا ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه مالك (۲۲۷) وأحمد (۳/۹۹۳۳) والبخاری (۸۸۱) ومسلم (۸۵۰) وأبو داود (۵۳۱) والترمذی (۴۹۹) والنسائی (۱۳۸۶) وابن حبان (۲۷۷۵)

الفرائد : ① جمعہ کے لئے جلد جانا چاہیے ② قربانی کا لفظ چھوٹے بڑے ہر صدقہ پر بولا جاتا ہے ③ اونٹ کو مقدم کرنے سے اشارہ ملتا ہے کہ اس کی قربانی گائے سے افضل ہے۔

۱۱۵۷ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ : "فِیْهَا سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَّهُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ یَسْاَلُ اللّٰهَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ" وَاَشَارَ بِیَدِهٖ یُقَلِّلُهَا ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا: ''اس میں ایک گھڑی ایسی ہے' جو مسلمان بندہ اسی گھڑی کو پالے' اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت فرما دیتے ہیں اور آپؐ نے اس کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

جمعہ کے فضائل بیان فرماتے۔ **لایوافقها** ! اس کا سامنا نہیں کرتا۔

النحو : **وهو قائم** ! یہ وافق کی ضمیر مستتر سے جملہ حالیہ ہے غالب کے اعتبار سے لائے ہیں۔

یصلی ! یہ قائم کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے یا تفسیریہ۔ **یسال** ! یہ حال متداخلہ یا مترادفہ ہے۔ بخاری میں خیرًا اور ابن ماجہ میں **یسال حرامًا** ! کے الفاظ ہیں جبکہ احمد نے "**مالم یسال اثما او قطیعة رحم**" ! اشارہ کا فاعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔ یقللھا! یہ وضاحت فرمائی کہ بڑا خفیف سا لحظہ ہے۔ مسلم نے "ھی ساعۃ خفیفۃ"! کے الفاظ ذکر کئے۔
ایک سوال: صحابہؓ و تابعینؒ کا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ یہ ساعت زمانہ نبوت کے ساتھ خاص ہے اور اٹھالی گئی یا باقی ہے اگر باقی ہے تو پھر ہر جمعہ میں ہے یا ہر سال کے کسی ایک جمعہ میں ہے۔ پھر باقی رہنے کی صورت میں دن کے معین وقت میں ہے یا مبہم ہے۔ تعیین کے وقت کا احاطہ کریں گے یا ابہام کی صورت میں رکھیں گے اور ابہام کی صورت اس کی ابتداء اور انتہاء کیا ہوگی؟ پھر یہ ایک حالت پر ہمیشہ ہے یا منتقل ہوتی رہتی ہے۔ منتقل ہو تو تمام وقت پر محیط ہوگی یا بعض وقت میں ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس کے متعلق ۴۵ اقوال ہیں۔ تفصیل کیلئے فتح الباری شرح موطا والسیوطی اور سطوع البدر فی فضائل لیلۃ القدر ملاحظہ کریں۔

تخریج: أخرجه مالك (٢٤٢) وأحمد (١٠٣٠٦) والبخاري (٩٣٥) ومسلم (٨٥٢) والنسائي (١٤٣١) وابن ماجه (١١٣٧) ابن حبان (٢٧٧٣) وعبد الرزاق (٥٥٧١)

الفوائد: ① جمعہ کی فضیلت کے لئے اور فضائل کے علاوہ اس مستجاب الدعوات گھڑی کا وجود کافی ہے ورنہ نمازِ جمعہ اور خطبہ کو اس کی فضیلت چار چاند لگانے والے ہیں۔

١١٥٨ : وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَسَمِعْتَ اَبَاكَ یُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ : هِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۸: حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے جمعہ کی گھڑی کے متعلق کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا؟ میں نے جواباً کہا جی ہاں۔ میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے مکمل ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم)

تشریح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس ہے اور ابو بردہ کا اصل نام حارث عامر بتلایا جاتا ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی تھے اپنے والد سے روایات نقل کرتے اسی طرح انہوں نے علی زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبداللہ یوسف سعید بلال رحمہم اللہ نے اور اسی طرح ان کے پوتے برید بن عبداللہ نے روایت لی ہے۔ یہ بڑے ماہر علماء سے تھے۔ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ بعض اور اقوال نقل کئے ہیں۔ ان کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ ہوئی۔ (کاشف ذہبی تقریب حافظ) یحدث! یہ اباک سے جملہ حالیہ ہے۔ قلت نعم! کیا تم اپنے والد سے جمعہ کی اس گھڑی کے متعلق کچھ سنا تو انہوں نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا: ھی! وہ اس میں قبولیت والی گھڑی ہے۔ ما بین ان یجلس الامام! وہ وقت امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز مکمل کرنے تک ہے۔ اس روایت کے سلسلہ میں دار قطنی وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ

روایت متصل نہیں مگر درست یہ ہے کہ یہ روایت ثقہ ہے اور مرفوع ہے۔ بقول محب طبری اس میں سب سے صحیح روایت ابوموسیٰ والی ہے اور مشہور قول عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ہے کہ یہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ہے۔ ان اقوال کثیرہ کا مطلب یہ نہیں کہ یہ تمام اس کے اوقات ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ گھڑی اسی دوران میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس سے قلیل بتلانا اور مبہم رکھنا اسی بناء پر ہے تاکہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں بلکہ تمام اوقات کو یاد الٰہی سے زندہ کریں جیسا لیلۃ القدر میں۔ اس ساعت کا منتظر اسی کو پانے والا شمار ہوگا۔ (التوشیح)

تخریج : أخرجه مسلم (۸۵۳) وأبو داود (۱۰۴۹) وابن خزيمة (۱۷۷۹) الهذيب (۶۴/۶۳/۱۰)

الفرائد : اللہ تعالیٰ کی اس امت پر خصوصی رحمت ملاحظہ ہو کہ استجابت کی گھڑی بھی بتلادی گئی تاکہ اس کی رحمت خوب خوب حاصل کریں۔

۱۱۵۹ : وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ ، فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۵۹: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے صحیح سند سے بیان کیا۔

تشریح : اوس بن اوس یہ ثقفی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ اوس بن اوس ہیں ان کو اوس بن ابی اوس بھی کہا جاتا ہے۔ بخاری اوس بن اوس اور اوس بن ابی اوس اور اوس بن حذیفہ یہ تینوں نام نقل کئے ہیں۔ مگر ابن حجر کہتے ہیں یہ اوس بن اوس ثقفی صحابی ہیں دمشق میں رہائش اختیار کی اور اوس بن ابی اوس اور یہ ابی اوس حذیفہ ثقفی بھی صحابی ہیں اور یہ ان کے علاوہ ہیں صحیح قول یہی ہے (تقریب ابن حجر) نووی کہتے ہیں یہ اوس دمشق میں مقیم ہوئے ان کی مسجد اور گھر درب العلیٰ میں ہے اور قبر بھی وہیں ہے۔ انہوں نے جمعہ سے متعلق دو روایتیں روایت کی ہیں (۱) "من غسل واغتسل"! اور دوسری "اکثروا الصلاۃ علی"! اور ایک روایت صیام کے سلسلہ میں روایت کی ہے۔ (تہذیب نووی) حافظ کہتے ہیں ان سے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے (تقریب) اوس بن اوس کی ۲۴ روایات ہیں۔ ان افضل ایامکم !اس میں دلیل ہے کہ یہ ہفتہ کے دنوں میں افضل ہے اور عرفہ ایام سنہ میں سب سے افضل ہے۔ فاکثروا علی من الصلاۃ فیہ تاکہ ثواب بڑھے اور ان کی فضلیتیں ترقی پائیں کیونکہ عمل صالح ایام کے مشرف ہونے سے مرتبے میں بڑھتے ہیں۔ معروفضہ علی! اس سے خاص قسم کی عرض مراد ہو۔ ورنہ امت کے اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے جاتے ہیں اور ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف خود کانوں سے سنتے ہیں اگر کوئی وہاں پڑھے اور دور سے پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔ حدیث کا تتمہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے گا (عرض اعمال کی کیفیت کے متعلق صراحت کسی روایت

میں موجود نہیں اس جہاں کے معاملات کو دنیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی کیفیت معلوم ہے)

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱۶۱۶۲) وأبو داود (۱۰۴۷) والنسائی (۱۳۷۳) وابن ماجه (۱۰۸۵) والحاکم (۱/۱۰۲۹) وابن حبان (۹۱۰) والدارمی (۱۵۷۲) ابن خزیمة (۱۷۳۳) والطبرانی۔(۵۸۹) وابن أبی شیبة (۲/۵۱۶) والبیهقی (۳/۲۴۸)

الفرائد : ① جمعہ کے دن میں جو خصوصیات ہیں وہ دوسرے دنوں میں نہیں ہیں ② جمعہ کے دن آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہئے وہ آپ کو پہنچایا جاتا ہے خواہ جہاں بھی پڑھا جائے۔

۲۱۱: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّجْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ اَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

بَابٌ: ظاہری نعمت کے ملنے یا ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدۂ شکر کا استحباب

سجدۂ شکر یہ ایک سجدہ ہے جو نماز سے باہر کیا جائے گا اس کے لئے نماز والی شرائط ہیں۔ اس کے ارکان نیت' تکبیر احرام' ارکان سجود' سلام۔ عند حصول ! بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نعمت میسرہ پر کیا جائے گا متوقعہ پر نہیں خواہ نعمت خاص ہو یا عام۔ اندفاع بلیه ! اگر اس نے صدقہ کر دیا یا شکرانے کی نماز ادا کی تو بہت بہتر ہے۔ (تہذیب نووی) ایضاح میں کہا گیا ہے کہ یہ سجودہ کے ساتھ کرے۔ خوارزمی نے اس کو بدل سمجھا اس لئے صدقہ اور نماز کو اس کی بجائے بہتر قرار دیا۔

۱۱۶۰ : عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ مَّکَّةَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَةَ ، فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِنْ عَزْوَرَآءِ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا — فَعَلَهٗ ثَلَاثًا — وَقَالَ : "اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُکْرًا۔ ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ الثُّلُثَ الْاٰخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکلے۔ پس جب ہم مقام عزوراء کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اترے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر دعا کی۔ پھر سجدے میں پڑ گئے۔ بس کافی دیر سجدہ کیا۔ پھر قیام کیا اور اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا' پھر سجدہ ریز ہوئے۔ یہ تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے

میری شفاعت قبول فرمائی اور میری امت کا تیسرا حصہ مجھے دے دیا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے امت کے تیسرے حصے کے متعلق میری شفاعت قبول فرمائی۔ پس میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے مجھے میری امت کا بقیہ ثلث بھی دے دیا پس میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا (ابوداؤد)

تشریح ۞ نريد المدينة! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جملہ حال ہے جبکہ یریدا! ہو اور نرید ہو تو خرجنا کی ضمیر سے حال ہے۔ عزوزاء! یہ مکہ ومدینہ کے درمیان جگہ کا نام ہے۔ بعض نے اسے عزوزاء کہا ہے۔ نزل! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی سے اترے پھر ثم رفع يديه فدعا الله! معلوم ہوا دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ ثم خر ساجداً! پھر زمین پر سجدہ ریز ہوئے سجدہ خضوع کا انتہائی مقام ہے۔ ساجداً! یہ حال ہے۔ فمكث! پس کافی دیر سجدہ میں رہے (ن) اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ شکر و سجدۂ سہو تلاوت طویل کرنا چاہئے۔ ثم قام! پھر سجدہ سے اٹھے اور سلام پھیر دیا پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے۔ یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ سجدہ شکر سے فارغ ہو کر دعا کے لئے آپ ﷺ اٹھے۔ سجدۂ شکر سے فراغت کے بعد قیام مستحب ہے۔ ثم خر ساجداً فعله ثلاثا! پھر سجدہ میں گر گئے ایسا تین مرتبہ کیا اور کہنے لگے میں نے اپنے رب سے سوال کیا عموم کے لئے مفعول کو حذف کیا یا وشفعت سے وہی سوال مراد ہے۔ اس روایت پر اس حدیث سے اشکال نہیں کیا جا سکتا "لكل نبي دعوة مستجابة واني اختبات دعوتي شفاعة لامتي"! کیونکہ یہ دعا دنیا میں واقعہ ہوئی ہے اور وہ خاص شفاعت کی دعا ہے جو خاص ہے۔ اس کو ایسی دعوت بنایا جس کی قبولیت یقینی ہے۔ اس سے امت پر مزید شفقت و رافت اور عنایت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کی اہم مصالح کا لحاظ فرماتے ہیں۔ فاعطاني! پہلی دعا سے ثلث امت کو جنت میں داخلہ کی اجازت ملی پھر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ شكراً! یہ مفعول لہ یا حال بھی بن سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی تو یہ عظیم الشان نعمت ہے تو اس کی وجہ سے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تازہ نعمت ملے تو سجدۂ شکر ادا کرنا چاہئے۔ ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز کے بغیر تھا نماز میں یہ مشروع نہیں۔ ثم رفعت راسي! پھر سجدۂ شکر سے میں نے سر اٹھایا۔ لامتي! اس میں کثرت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مسئول کو حذف کیا۔ اس سوال ثانی کا مقصد پہلے سوال پر جو حاصل ہوا اس پر اضافہ مراد تھا۔ فاعطاني! دوسری مرتبہ ثلث ثانی کے جنت میں داخلے کا وعدہ فرمایا تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا پھر دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا۔ فسالت ربي! تو امت کے ثلث آخر کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی وہ عنایت فرمایا۔ پس میں تیسری مرتبہ سجدۂ شکر میں سجدہ ریز ہو گیا۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٢٧٧٥) والبيهقي (٢/٣٧٠) أخرجه أحمد (٧/٢٠٤٧٧) والترمذي (١٥٧٨) وابن ماجه (١٣٩٤) زاد المعاد (١/٢٧٠/٢٧١)

الفرائد : اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی نئی خوشی میسر آتی آپ بارگاہِ الٰہی میں شکر یہ ادا کرتے یعنی نماز ادا فرماتے' جزء بول کر کل مراد ہے۔

۲۱۲ : بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ!

باب: قیام اللیل کی فضیلت

قیام لیل سے تہجد مراد ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ، عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [الاسراء:۷۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور رات کو تہجد ادا کرو یہ زائد ہے آپؐ کے لئے۔ امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔'' (الاسراء)

ومن اللیل! من تبعیض کے لئے ہے رات کا کچھ حصہ۔ فتهجد به! ہجود نیند کو کہا جاتا ہے یعنی نماز کے لئے نیند کو ترک کرو۔ نافلة لك! اپنے اگلے پچھلے ذنب بخش دیئے گئے۔ پس آپ ﷺ کے تمام نوافل رفع درجات کا باعث ہیں۔ (۲) یہ زائد فریضہ آپ ﷺ کے ذمہ ہے جو فرض نمازوں کے علاوہ ہے۔ اکثر سلف تہجد کو آپ ﷺ پر فرض قرار دیتے ہیں۔ اس کا نصب فرضہا فریضۃً کی وجہ سے (۲) بہٖ کی ضمیر سے حال ہے۔

النحو :مقامًا محمودًا! فی مقام یا فیقیمك مقامًا محمودًا! منصوب نزع خافض یا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے۔ مقامِ محمود وہ مقام ہے جہاں اولین و آخرین آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔ اس آیت سے اشارہ کر دیا کہ مقامِ محمود کی وہ بلندیاں وہ قیام لیل کے نتائج ہیں۔ وارث کے لئے اپنے مورث کے سمندروں کے گھاٹ ہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة:۱۶]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔'' (السجدہ)

تتجافی! بلند اور دور رہتے ہیں۔ المضاجع! بستر اور سونے کے مقامات۔ یدعون ربهم! وہ اپنے رب کو اس کے عقاب کے خوف اور ثواب کی طمع میں پکارتے ہیں۔ ینفقون! مضارف خیر میں خرچ کرتے ہیں۔ اس آیت سے مراد تہجد اور قیام لیل ہے۔ بعض نے نماز عشاء و صبح مراد لی ہے۔ دوسروں نے کہا اس سے عشائین کے درمیان پڑھے جانے والے نوافل اوابین مراد ہیں۔ بعض نے نماز عشاء کا انتظار مراد لیا ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ [الذاريات:۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔''

النحو :ما! زائدہ ہے اور ہجوع سونے کے معنی میں ہے۔ یهجعون! کان کی خبر ہے۔ قلیلاً ظرف ای زماناً قلیلاً! اور من اللیل یا تو صفت ہے یا یهجعون! سے متعلق ہے یا مفعول مطلق ہے۔ ای هجوعاً قلیلاً! (۲) ما مصدریہ۔ ما یهجعون

قلیلاً! کا فاعل ہے اور من اللیل! اس کا بیان ہے یا مصدر سے حال ہے (۳) ما نافیہ مطلب یہ ہوگا ان کی عادت تمام رات نیند نہ کرنے کی ہے اور تمام راتیں وہ تہجد پڑھتے ایک پوری رات سونا کبھی ممکن نہیں (جامع البیان صفوی)

۱۱۶۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ ، فَقُلْتُ لَهُ :لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ :اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ نَحْوَهُ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔ (بخاری و مسلم) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

تشریح ۞ **يقوم من الليل**! بعض حصہ قیام فرماتے۔ امت پر تخفیف کے لئے پوری رات قیام نہ فرماتے۔ **تنفطر قدماه**! طول قیام سے آپ ﷺ کے قدمین پھٹ جاتے آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی۔ **لم تصنع هذا**! یہ اس عادت کی حکمت دریافت کرنے کے لئے عرض کیا۔ **قد غفو**! یہ اتباع آیت میں ذکر کر دیا یہ مطلب نہیں کہ کوئی گناہ تھے جو بخشے گئے بلکہ اس سے مراد وجوب عصمت ہے جیسا تمام انبیاء علیہم السلام۔ **افلان اكون**! تو کیا میں اس کے اعلان مغفرت سے اپنی نماز چھوڑ دوں کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ بقول کشاف فا عاطفہ ہے کہ سائل کا گمان یہ ہوا کہ خوف ذنب سخت طاعات کا باعث ہے یا رجاء عفو تو آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ ان میں سے کوئی سبب نہیں بلکہ وہ سبب اس سے اعلیٰ واکمل ہے اور وہ شکر ہے جو کثرت نعمت اور اہلیت مغفرت سمیت ہو۔

شکر کی حقیقت: اعتراف نعمت اور قیام خدمت کو کہتے ہیں اور ایسے بندے کم ہیں اور اس منصب پر صرف انبیاء علیہم السلام پورے اتر سکتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سردار ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے عبادت میں خوب محنت کو لازم پکڑا کیونکہ بلا سابقہ استحقاق کے ان کو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں کا کامل علم تھا۔

یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: "**ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليقوم او ليصلى حتى ترم قدماه او ساقاه فيقال له فيقول افلا اكون عبداً شكوراً**"! ترمذی نے شمائل میں اس طرح نقل کیا: "**صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انتفخت قدماه فقيل له اتتكلف هذا وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر؟ قال افلا اكون عبدًا شكورًا؟**"! باب المجاہدہ میں روایت گزری ہے۔

الفرائد: ① زبان کی طرح عمل سے شکر ہے ② عبادت کے لئے ہم امتیوں کو خوب مشقت اٹھانی چاہئے جبکہ آخرت کے ہر قسم کے ضرر سے مامون ہستی اس لئے خوب مشقت اٹھاتی تھی۔

۱۱۶۲ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلاً فَقَالَ : "اَلَا تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"طَرَقَهُ" : اَتَاهُ لَيْلاً۔

۱۱۶۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے اور فاطمہ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

طَرَقَه: رات کو آنا۔

تشریح ۞ طرقه و فاطمة!: ضمیر پر عطف کی وجہ سے فاطمۃ منصوب ہے۔ لیلة!: سے رات کا کوئی حصہ مراد ہے۔ جیسا اس آیت میں ﴿سبحان الذی اسری بعبده لیلاً﴾! اسراء رات کو ہوتا ہے اور لیلاً نکرہ تقلیل مدت کے لئے لایا گیا ہے۔ الا تصلیان!: کلمہ عرض سے طلب قیام مقصود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت جانا ان کو جگانے کے لئے تھا۔ یا اس نماز کی عظمت پر متنبہ کرنے کے لئے تھا۔

ابن جریر کا استدلال: اگر صلاۃ لیل کی عظیم فضیلت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی اور داماد کو اس وقت بیدار نہ کرتے جو مخلوق کے سکون کے لئے بنایا گیا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اس فضیلت کو اس سکون و آرام پر ترجیح دی۔ یہاں مصنف نے علی رضی اللہ عنہ کے جواب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کو ذکر نہیں کیا کیونکہ ترجمۃ الباب سے اس کا تعلق نہ تھا۔ واؤ لا کر اس کے جز و روایت ہونے کی طرف اشارہ کر دیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۵۷۱) والبخاری (۱۱۲۷) ومسلم (۷۷۵) والنسائی (۱۶۱۰۱۱) وابن حبان (۲۵۶۶) ابن خزیمة (۱۱۳۹) والبزار (۵۰۳) وأبو عوانة (۲/۲۹۲) والبیهقی (۲/۵۰۰)

الفرائد : قیام لیل وہ عظیم الشان عمل ہے جس کی ترغیب وتحریص آپ ﷺ کے قول و عمل سے ثابت ہے۔ صحابہؓ کی مداومت اس پر گواہ ہے۔

۱۱۶۳ : وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ : فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۳: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عبداللہ بہت خوب آدمی ہیں' کاش کہ وہ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوتا"۔ سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ سالم!: رحمۃ اللہ علیہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں ان کی کنیت ابو عمر یا ابو عبداللہ المدنی ہے۔ مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ سے ہیں۔ یہ بڑے فاضل و عابد تھے۔ طرز عمل اور راہنمائی میں اپنے ابا عبداللہ کی طرح تھے۔ یہ جلیل القدر تابعین

سے تھے ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی (تقریب حافظ) ان کے والد اور دادا دونوں صحابی ہیں اس لئے رضی اللہ عنہم تغلیباً لکھ دیا گیا ہے۔ عن ابیه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم! یہ مرسل صحابی ہے کیونکہ یہ اپنی ہمشیرہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتے ہیں۔ جب حفصہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ کے متعلق اپنے خواب کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نعم الرجل عبداللّٰه! قرطبی کہتے ہیں شارع نے عبداللہ کے خواب کی تعبیر ذکر فرمائی جو کہ اچھی تھی کیونکہ وہ آگ پر پیش کئے گئے پھر اس سے بچالئے گئے۔ ان کو کہا گیا خوف کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ نیک تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس کی تعریف منہ پر کر سکتے ہیں جس کے متعلق خود پسندی کا خطرہ نہ ہو۔ لو کان یصلی من اللیل! برماوی کہتے ہیں۔ لو تمنی کے لئے آتا ہے یہ شرطیہ نہیں۔ مہلب کہتے ہیں قیام لیل سے اس کی تعبیر فرمائی کیونکہ فرائض میں ان کی کسی غفلت کی اطلاع نہ تھی اور ان کا رات کو مسجد میں قیام بھی معلوم تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اس کو قیام لیل کے سلسلے میں خبردار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس حدیث سے اشارہ فرمایا گیا کہ قیام لیل آگ سے نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے یہ بھی اشارہ ہے کہ خیر کی تمنا کرنی چاہئے۔ فکان عبداللّٰه! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمنا کے بعد رات کچھ حصہ سوتے۔ قلیلًا سے نوما قلیلاً یا بعضًا قلیلاً! مراد ہے۔ اس سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ ان کا دل خدمت کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق تھا اور اگرچہ ان کی آنکھ سوتی مگر ان کا دل اس میں مستغرق نہ ہوتا تھا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٦٣٣٨) والبخاري (١١٢١) ومسلم (٢٤٧٩) وابن حبان (٧٠٧٠) والترمذي (١٢٧/٢) والبيهقي (٥٠١/٢) وابن ماجه (٣٩١٩).

الفوائد : قیام لیل کی توفیق ان کو میسر ہوتی ہے جن پر رحمت باری کا ہاتھ ہوتا ہے۔

١١٦٤ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ ! كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ بن وہ رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یا عبداللّٰه لا تکن مثل فلان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تم فلاں کی مماثلت اور مشابہت مت اختیار کرو۔ کان یقوم اللیل! یہ تہجد سے کنایہ ہے۔ بخاری میں من اللیل ہے۔ فترك قیام اللیل! اس میں اس بات کی مذمت ہے کہ انسان اگر کوئی نیک کام کرتا ہو تو چند دن بعد اس کو ترک کر دے۔ اسی وجہ سے فرمایا انسان کو وہی نیکی اختیار کرنی چاہئے جس پر مداومت ہو سکتی ہو۔

باب المحافظة میں روایت گزری ملاحظہ کرلیں۔

تخریج : أخرجه البخاري (١١٥٢) ومسلم (١٨٥/١١٥٩) والنسائي (١٧٦٢) وابن ماجه (١٣٣١)

الفوائد : عیوب اگر ضرورۃً بیان کرے تو اشارہ کنایہ سے کرے۔ عبادت میں ہمت اور تمام حقوق کا لحاظ ضروری ہے۔ اس میں تعمق ممنوع ہے۔

۱۱۶۵ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَیْلَۃً حَتّٰی اَصْبَحَ! قَالَ :"ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنَیْہِ – اَوْ قَالَ اُذُنِہٖ – مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۶۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو رات سے صبح تک سوتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا: "وہ ایسا آدمی ہے کہ شیطان نے جس کے کانوں میں یا کان میں پیشاب کر دیا ہے۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ذکر! یہ فعل مجہول ہے۔ رجل! مبہم لائے تا کہ ستر کا کام دے۔ حتی اصبح! صبح تک سوتا رہا' تہجد نہ پڑھی۔ فی اذنیه او اذنه! اور راوی کے شک کے لئے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کان فرمائے یا ایک۔

روایت کا مفہوم: (۱) یہ اپنے ظاہر پر ہے شیاطین پیشاب کرتے ہیں اور رؤیت بول ضروری نہیں یا اس کا رنگ و بدبو ضروری نہیں کہ نظر آئے کیونکہ اذن ظرف بن سکتا ہے اور جب اصل طہارت ثابت ہے تو جس کا نجس ہونا یقینی طور پر ظاہر نہ ہو اس سے تطہیر واجب نہیں (العہود المحمدیہ للشعرانی) میں نے اہل زاویہ کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فجر تک سورہا تھا اور پیشاب اس کے کان سے بہہ رہا تھا۔ وہ آدمی اس روایت کی تکذیب کرتا تھا۔ پس مناسب یہ ہے کہ جو مشاکلت والی چیز ہو اس پر ایمان لائے۔ (۲) یہ کنایہ ہے یا استعارہ ہے اس سے مراد شیطان کا اس پر مکمل تسلط ہے کہ وہ اس پر اس طرح قابو پانیوالا ہے جیسا قضائے حاجت والا اپنی قضائے حاجت کے مقام پر قابو پانے والا ہوتا ہے۔ (۳) اس کا معنی بگاڑنا ہے جیسے کہتے ہیں بال فی کذا اس کو بگاڑ دیا۔ (۴) اس کی تذلیل وتحقیر کی۔ عرب لوگ کہتے ہیں بال فی اذنہ جبکہ اس کو دھوکا دیا اور اس کی تحقیر کی ہو اور اصل یہ جانور سے متعلق ہے جو شیر کی تذلیل کے لئے اس طرح کرے۔ (۵) غلبہ پانا اور تمسخر کرنا مراد ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سستی کا نتیجہ یہ ہے کہ شیطان کو انسان پر پورا قابو مل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۴۰۵۹) والبخاری (۱۱۴۴) ومسلم (۷۷۴) والنسائی (۱۶۰۸) وابن ماجه (۱۳۳۰) وابن حبان (۲۵۶۲) والبیهقی (۱۵/۳)

الفرائد : ① تمام رات نماز سے غافل سونے والے کے کان میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے ② عشاء کی نماز کے تارک کے خون اور جسم میں شیطان گھسنے والا ہے۔

۱۱۶۶ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :"یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ – یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَۃٍ : عَلَیْكَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ ، فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ ، فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ ، فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقَدُہٗ کُلُّھَا فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ ، وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"قَافِيَةُ الرَّأْسِ" :اٰخِرُهٗ۔

۱۱۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گرہ پر یہ دم پڑھتا ہے عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ اگر اس نے بیدار ہو کر اللہ کو یاد کر لیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور وہ خوش باش پاکیزہ نفس کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ اس کی صبح بدحالی اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

"قَافِيَةُ الرَّأْسِ" : سر کا پچھلا حصہ یعنی گدی۔

تشریح ۞ **یعقد الشیطان**! خود ابلیس لعین یا اس کا چیلا۔ بعض نے عقد شیطان کو نیند سے بوجھل و گراں کرنے سے کنایہ قرار دیا۔ (۲) قیام لیل سے بوجھل کرنا مراد ہے۔ (۳) نیند میں بوجھل کرنا اور نیند کا طویل کرنا گویا اس پر گرہ لگادی گئی ہے۔ (۴) یہ اپنے ظاہر پر ہے۔ ابن ماجہ کے ہاں رسی میں گرہ مارنے کی طرح ہے۔ یہ سحر کرنے والیوں کے پھونک مار کر گرہ لگانے کی قسم سے ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ دھاگہ لے کر سحر کے کلمات پڑتی ہیں پھر دھاگے پر گرہ لگا دیتی ہیں۔ جس سے مسحور مرض کے ساتھ متاثر ہو جاتا ہے یا حرکتِ قلبی یا اور اسی طرح کی تکلیف سے متاثر ہو جاتا ہے۔

نووی کا قول: یہ حقیقی گرہ ہے جو ساحروں کی انسانوں کے لئے ہوتی ہے اور اس کو نماز کے لئے کھڑے ہونے سے روک دیتی ہے۔ شیطان سونے والے پر کلمات پڑھ کر گرہ لگاتا ہے جس سے سونے والے پر اسی طرح اثر ہوتا ہے جیسا سحر سے ہوتا ہے اور (۲) یہ بھی احتمال ہے کہ وہ کوئی ایسا عمل کرتا ہو جو گرہوں پر پھونکیں مارنے والیوں کے عمل کے مشابہ ہو۔ (۳) دل پر گرہ لگانا مراد ہے اس کو پختہ کرنا مراد ہے گویا وہ وسوسہ ڈال کر کہتا ہے رات بہت طویل ہے تو سو جا۔ پس وہ اٹھنے میں تاخیر کر دیتا ہے۔ **اذا هو نام**! جب وہ نیند میں مشغول ہوتا یا ارادہ کرتا ہے۔ **ثلاث عقد**! بیضاوی کہتے ہیں تین تاکید کے لئے کہا یا یہ کہ یہ تینوں ذکر و وضو و نماز میں سے کسی ایک سے کھل جاتی ہے۔ گدی کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہم کا مقام ہے اور اس کے استعمال کا میدان ہے یہ تمام قوی میں شیطان کا سب سے زیادہ مطیع اور اس کی دعوت کو جلد قبول کرنے والا ہے۔ **علیك لیل طویل**! ہر گرہ لگاتے ہوئے وہ یہ کہتا ہے۔

النحو: **لیل طویل مبتداء مؤخر علیك** !خبر مقدم ہے۔ (۲) فعل محذوف کا فاعل ہے ای **بقی علیك لیل**۔! (۳) **علیك لیلا طویلاً**! عام نسخوں کی طرح مان لیں تو یہ منصوب علی الاغراء ہے۔ برماوی کہتے ہیں رفع والی روایت زیادہ درست ہے۔ **فارقد**! یہ امر ہے۔ پہلی دونوں تراکیب پر اس کا فائدہ ظاہر ہے۔

ابن بطال کا قول: جب سونے والا بیدار ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے۔ یہ عقد کی تفسیر ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ شیطان سونے کے وقت یہ کہتا ہے تاکہ اسے استغراق نوم پر آمادہ کرے۔ وہ قیام کے فوت ہونے پر مضطرب نہ ہو۔ **فان استقیظ فذکر اللّٰہ تعالٰی**! کوئی سا ذکر مراد ہے۔ **انحلت عقدة** !ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو سے اس کی باقی دونوں گرہ کھل جاتی

ہیں یہ اس طرح ہے جیسا اس ارشاد میں: ﴿قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین ...... فی اربعة ایام﴾! یعنی یہ کل چار دن ہوئے۔اسی طرح اس روایت میں "من صلی علی جنازة فله قیراط، ومن اتبعها حتی توضع فی القبر فقیراطان"! یہ مسلم کی ایک روایت ہے بخاری نے اس کے ہم معنی روایت کی ہے۔ قیراطان کا مطلب اس کو کل ثواب دو قیراط ملتا ہے۔حدیث مسلم میں بھی اسی طرح معنی ہے: "من صلی العشاء فی جماعة فکانما قام نصف اللیل، ومن صلی الصبح فی جماعة فکانما قام اللیل کله"۔ فان صلی انحلت عقدة! اگر دو رکعت نماز پڑھ لی تو گرہ کھل جاتی ہے۔ بقول برماوی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ بخاری کی روایت میں جو بدء الخلق میں واقع ہے وہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ فاصبح نشیطا ! کیونکہ وہ توفیق الٰہی کی راہ چلا۔طیب لنفس! اس عمدہ عمل سے اللہ تعالیٰ نے اس کی جان میں برکت عنایت فرمائی۔والا! اگر ان امور ثلاثہ میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کا حال یہ ہوتا ہے۔اصبح خبیث النفس! ترک عادت یا فعل خیر جس کی نیت کر چکا اس کو چھوڑ کر یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہیں جس میں وارد ہے "لا یقل احدکم خبثت نفسی"! کیونکہ ممانعت تو کہنے کی ہے۔ یہاں تو اس فعل کے ترک کی وجہ سے دوسرے کی طرف سے نفس کی اس حالت کی خبر دی گئی ہے۔ کسلان! کیونکہ شیطان کی شرارت کا اثر اور اس کی کوتاہی کی نحوست اور شیطان کے قیام لیل کو فوت کر کے بہت سا حصہ پانے کا اثر موجود ہوتا ہے۔پس یہ کیسے ممکن ہے کہ نماز اور اس جیسی قرب کی چیزیں اس کے لئے آسان ہوں۔اس کو دوبارہ لانے سے معلوم ہوتا ہے اس کی صبح اسی طرح رہتی ہے جب تک کہ وہ نماز ادا نہ کر لے خواہ اس سے پہلے والی تمام چیزیں کر لے۔

قافیه الراس! اس سے سر کا پچھلا حصہ مراد ہے۔شعر کا قافیہ بھی اس کا پچھلا حصہ ہے۔
زرکشی کہتے ہیں قافیہ سے قفا مراد ہے جو کہ گردن کا پچھلا حصہ ہے۔

تخريج : أخرجه مالك (٤٢٦) وأحمد (٣/٧٣١٢) والبخاري (١١٤٢) ومسلم (٧٧٦) وأبو داود (١٣٠٦) والنسائي (١٦٠٦) وابن حبان (٢٥٥٣) وابن خزيمة (١١٣١) والبيهقي (٣/١٥/١٦)

الفرائد : ① وضو اور نماز سے شیطان کی لگائی ہوئی گرہیں کھلتی ہیں ② مسلمان کو اپنے نفس کی طرف برے کلمات کی نسبت بھی منع ہے کہنا تو بجائے خود رہا۔

۱۱۶۷ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۶۷: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! السلام علیکم کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سورہے ہوں۔تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حالات باب السلام میں گزر رے۔ایھا الناس !متوجہ کرنے کے لئے یہ لفظ لاتے ہیں مختصر کرتے ہوئے حرف نداء کو حذف کر دیا۔افشوا السلام!سلام کو اپنے مابین خوب پھیلاؤ۔صلوا باللیل!نماز تہجد مراد ہے یا مطلقا رات میں نماز ادا کرنا مراد ہے جیسے کئی صحابہ کرام تمام تمام رات قیام کرتے۔والناس نیام! کیونکہ نمازی اپنے کونرم بستر لذت نوم سے محروم کر کے اپنے رب تعالیٰ کی طاعت میں مصروف کرتا ہے۔تدخلوا الجنه بسلام!محض فضل سے یہ انعام دیا گیا کہ عذاب سے محفوظ کر کے اسے جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔اس میں ان تمام کاموں کے کرنے والے کو ابتداءً دخول جنت کی بشارت دی گئی ہے۔واللہ اعلم۔دوسرے تمام مصنفین نے "صلوا ارحامکم"! بھی اضافہ کیا ہے۔

تخریج : تقدم شرحه و تخریجه فی باب فضل السلام ۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۱۶۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے بعد سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے۔(مسلم)

تشریح ۞ افضل الصیام!مطلق نفل روزے مراد ہیں۔شهر الله المحرم!یعنی محرم کا روزہ۔اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت تشریف کے لئے کی گئی ہے۔اس کی عظمت اہل نبیؑ کے فعل سے برقرار رہی۔اسی لئے اس کو اسلامی نام کہا جاتا ہے۔صلاۃ اللیل !نفلی نمازوں میں سب سے افضل اس لئے ہے کہ یہ سکون خشوع و خضوع ریاء سے بعد کا وقت ہے۔سنن اربعہ وغیرہ کی روایت "جوف اللیل "! کا لفظ وارد ہے۔

ایک اشکال کا ازالہ: ترمذی و بیہقی کی روایت اس کے خلاف نہیں "افضل الصوم بعد رمضان شعبان"! کیونکہ عظمت کے اسباب مختلف ہیں۔محرم اپنی ذات کے لحاظ سے فضیلت والا ہے اور شعبان کی عظمت دوسرے کی وجہ سے ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۵٤۲) ومسلم (۱۱۶۳) وأبو داود (۲٤۲۹) والترمذی (٤۳۸) والنسائی (۱۶۱۲) وابن ماجة (۱۶٤۲) وابن حبان (۳۶۳۶) وابن خزیمة (۲۰۷۶) والدارمی (۱۷۰۷) والبیهقی (٤/۲۹۰/۲۹۱)

الفرائد : ① فرائض کے بعد نفلی نمازوں میں سب سے افضل نماز قیام لیل ہے ② محرم کے روزے کی ترغیب دلائی گئی اس کو شہر اللہ کہا گیا۔

۱۱۶۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى ، فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۹: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعتیں ہیں جب تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنالو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ صلاة الليل مثنى مثنى! یہ اثنین اثنین سے عدل ہے۔ یعنی دو دو رکعت کر کے۔ فاذا اخفت الصبح! جب صبح کاذب ظاہر ہو جائے یا صبح صادق کا قرب اور علامت سے ظاہر ہو جائے۔ فاوتر بواحدة! تو ایک رکعت ملا کر وتر بنا لے جیسا دوسری روایت میں "توتر له ما صلى" ! اور وتر کی تعریف میں فرمایا: "فان الله وتر يحب الوتر"! عدد طاق اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (۲۷۹) والبخاری (۹۹۰) ومسلم (۱۴۷/۷۴۹) وأبو داود (۱۳۲۶) والنسائی (۱۶۹۳) وابن ماجه (۱۳۲۰) والحمیدی (۶۳۱) وابن حبان (۲۴۲۶) والبیهقی (۲۲/۲۱/۳)

الفرائد : رات کی نماز کا طریقہ سکھایا کہ دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے۔

۱۱۷۰ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى ، وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۰: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے ادا فرماتے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ يصلي من الليل! نماز تہجد مراد ہے۔ تہجد وتر اور نفل کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے۔ ہر اس نفل سے جو نیند کے بعد کیا جائے (مگر جو تمام رات قیام کرنے والے ہیں ان کو بھی تہجد یقیناً ملتی ہے۔ نیند کی قید غالب کے لحاظ سے ہے) یہ روایت باب تخفیف رکعتی الفجر میں روایت گزر چکی ہے۔

تخریج : في باب تخفيف ركعتي الفجر۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۱۷۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ ، وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا ، وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ – رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۱: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم کسی مہینے میں روزہ نہ رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ ہی نہ رکھیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ گمان ہوتا کہ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں

گے ہی نہیں اور تم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں مگر دیکھ لیتے اور اگر تم نہ چاہتے ہو کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تشریح ۞ **یفطر من الشھر!** مہینے کے بعض ایام اور بعض اوقات مکمل مہینہ افطار ہی فرماتے یہاں تک کہ طویل افطار سے گمان ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں روزہ نہ رکھیں گے۔ **ویصوم!** پھر روزہ اس تسلسل سے رکھتے کہ گمان ہوتا افطار نہ فرمائیں گے۔ سابقہ جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلسل روزے اس وقت سمجھے جاتے جب ایام افطار سے زیادہ رکھتے۔ **لا تشاء!** کوئی زمانہ نہیں کہ جس کو تو پسند کرے۔ **الا رایتہ!** مگر وہ زمانہ جس میں وہ آپ ﷺ کو دیکھے۔ **ولا نائمًا الا رایتہ!** قسطلانی لا لیس کے معنی میں ہے یا پھر لم کے معنی میں ہے ای **لست تشاء یا لم تکن تشاء۔!** یا تقدیر عبارت یہ ہے **لا زمن تشاء!** پہلی صورت میں یہ باب استثناء سے اور تقدیر کی صورت میں اثبات بنے گا اگر تم آپ کو تہجد میں دیکھنا چاہو تو تم تہجد پڑھتے ہوئے پاتے اور اگر تم سوتے ہوئے دیکھنا چاہو تو آپ ﷺ کو سوتا ہوئے پاتے۔ آپ ﷺ کے معاملات میں انتہائی میانہ روی ہوتی جو افراط تفریط سے بالکل پاک ہوتی۔ بعض نے کہا اس میں حصر اضافی ہے۔ ان دونوں حالتوں کے لوٹنے کی وجہ سے تہجد کا نیند پر غلبہ اور کبھی اس کا عکس پیش آتا اور حکم غالب کے لحاظ سے ہے پس حصر درست ہے۔ مطلب یہ ہے آپ ﷺ رات کا بعض حصہ نیند کے لئے متعین نہ فرماتے اور بعض حصہ نماز کے لئے جیسے وراد والے لوگ کرتے ہیں۔ روزے میں بھی یہی معمول مبارک تھا۔ آپ ﷺ مختلف اوقات میں کرتے تا کہ نفس پر گراں ہوں کیونکہ کچھ مدت روزہ رکھنے سے عادت بن کر نفس پر آسان ہو جاتا ہے اور نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور جب افطار کرتا ہے تو وہ نفس پر گراں گزرتا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں آپ ﷺ کے تہجد کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جتنا قیام جس وقت میسر ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرما لیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول اس کے خلاف نہیں "**کان اذا سمع الصارخ قام**"! کیونکہ وہ صلاۃ لیل کے علاوہ وقت کی بات ہے اور یہ روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد پر محمول ہے۔ اسی طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی اس کے خلاف نہیں "**کان اذا صلی صلاۃ داوم علیھا**"! اور یہ قول "**کان عملہ دیمۃ**"! کیونکہ اس سے مراد جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتبہ نفلوں میں لے آتے، مطلق نفل کی بات نہیں۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں جس طریق عبادت کی طرف اشارہ کیا گیا وہ عبادت کا سب سے اعلیٰ طریقہ ہے۔ بہترین امور اوسط ہوتے ہیں۔ بعض نے نفس پر بہت سختی کی اور بعض نے بہت نرمی برتی ہے۔ اصل یہی ہے کہ نفس کو اس کا حق دیا جائے اس کے ساتھ ساتھ اس کے رب کی خدمت میں اسے لگایا جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٠١٢) والبخاری (١١٤١) والترمذی (٧٦٩) الشمائل (٢٩٢) والنسائی (١٦٢٦) وابن حبان (٢٦١٧) والبیهقی (١٧/٣)

الفوائد : نوافل میں اپنی ہمت و طاقت کا لحاظ کرے۔ تا کہ اکتا کر بالکل تارک نہ بنے۔ اللہ تعالیٰ قلیل دائمی عمل کو پسند فرماتے ہیں۔

۱۱۷۲ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ

رَكْعَةً – تَعْنِي فِي اللَّيْلِ – يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهُ ' وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ' ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ' حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِىْ لِلصَّلٰوةِ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ ادا فرماتے جتنی دیر میں تم سے کوئی ایک پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھائیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ جاتے' یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا ہی آتا۔ (بخاری)

تشریح ۞ کان یصلی! سے تہجد وتر مراد ہیں۔ تعنی! عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان گیارہ رکعات سے تہجد کی رکعات مراد لیتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے ساتھ تہجد ادا فرماتے۔ ان رکعات کی طوالت کو بتلانے کے لئے یہ جملہ **یسجد** سے مستانفہ لایا گیا یا اس کو یصلی کی ضمیر سے حال بنائیں۔ یرکع رکعتین! یہ تفنن فی التعبیر کے لئے اس کے بدلے یہ عبارت لائے۔ یہ مجاز مرسل ہے۔ جزو بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔ صلاۃ الفجر! طلوع فجر کے بعد فجر سے پہلے کی دو سنت ادا فرماتے۔ ثم یضطجع! یہ خشوع اور قبر کے لیٹنے کو یاد دلانے کے لئے تھا۔ المنادی! سے بلال رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ للصلاۃ! جبکہ نمازی جمع ہو چکتے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم طویل تہجد کے بعد تھکاوٹ کے ازالہ اور تراوح کے لئے لیٹ جاتے۔ اپنے گھروں سے آنے والے صحابہ کرام میں سے کسی کا مسجد میں آ کر لیٹ جانا روایات میں نایاب ہے۔ واللہ اعلم)

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۵۰۶۳) والبخاری (۶۲۶) ومسلم (۷۳۶) وأبو داود (۱۳۳۵) والترمذی (۴۴۰) ومالك (۲۶۴) والدارمی (۱/۳۳۷) وابن حبان (۲۴۶۷) والبیهقی (۳/۴۴)

الفوائد : ① رات کی نماز عموماً آپ وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھتے۔ سجدہ رکوع پچاس آیات پڑھنے کی مقدار ہوتا تھا ② رات کے طویل قیام کے بعد سنت فجر سے فارغ ہو کر یہ لیٹنا استراحت کے لئے گھر میں تھا نہ کہ مسجد میں۔

۱۱۷۳ : وَعَنْهَا قَالَتْ :مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ – فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ – عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً :يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ : ''يَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ رکعت سے اضافہ نہ فرماتے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن وطوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے' ان کے بھی حسن وطوالت کا مت پوچھو' پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں' لیکن میرا

دل نہیں سوتا۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **یزید** !طاق رکعتیں جو قیام لیل میں آپ ﷺ ادا فرماتے۔ **احدی عشرة رکعة**!یہ زیادہ کی تعداد ہے۔ بعض روایات میں تیرہ کی تعداد مذکور ہے۔ راوی نے اس میں ان دو رکعتوں کو بھی شامل فرمایا جو کسل نوم کے ازالہ کے لئے ادا فرماتے تھے۔ تفصیل اس طرح ہے۔ **یصلی اربعًا**! چار رکعت ادا فرماتے۔ **فلا تسال عن حسنهن**! کیونکہ وہ طوالت اور کامل ادا پر مشتمل ہوتی تھیں اور یہ نماز میں داخل کے بعد تا کہ نشاط زیادہ ہو۔ بقول فقہاء پہلی دو رکعتوں میں سورۃ طویل پڑھے۔ بعض روایات سے آخری میں بھی ثابت ہے۔ **ثم یصلی اربعًا**! یہ الفاظ دوبارہ لائے تا کہ پہلی سے کم کا وہم نہ ہو۔ **ثم یصلی ثلاثا**! پھر اسی طرح تین (وتر) ادا فرماتے اور یہ بھی حسن و خوبی میں پہلے کی طرح ہوتے۔ **اتنام قبل ان توتر** ! نیند سے پہلے وتر نہ پڑھنے کی حکمت میں نے دریافت کی کیونکہ دوسرے سونے والوں پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور دوسروں کے فرق کو اس طرح بیان فرمایا۔ **یا عائشة ان عینی تنامان و لا ینام قلبی**! نووی کہتے ہیں یہ خصائص نبوت سے ہے۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا۔ البتہ وادی والے واقعہ میں جو نیند کا قصہ ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ طلوع فجر اور طلوع شمس کا تعلق ظاہری آنکھوں سے ہے اور وہ تو سوئی ہوئی تھی دل سے ان کا تعلق نہیں اور حدث کا تعلق قلب سے ہے۔ بعض نے کہا کبھی دل سوتا اور کبھی نہ سوتا اور روادی والا قصہ دل کے سونے میں پیش آیا مگر پہلا قول درست ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (٢٦٥) وأحمد (٩/٢٤١٢٨) والبخاری (١١٤٧) ومسلم (٧٣٨) وأبو داود (١٣٤١) والترمذی (٤٣٩) والبیهقی (١/١٢٢) الدلائل (١/٣٧١/٣٧٢)

الفوائد: اس میں آپ ﷺ کے قیام لیل کی فضیلت ذکر کی گئی۔ رمضان' غیر رمضان کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تراویح کے علاوہ اور اس سے پہلے کا طرز عمل ہے۔

۱۱۷٤ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّیْ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور پچھلے حصے میں اٹھ کر نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **نیام اول اللیل** !نفس اور عین کا حق ادا کرنے کے لئے رات کے شروع میں آرام فرماتے۔ مسلسل اعمال سے جسم میں تھکاوٹ پہنچ جاتی ہے۔ **ویقوم آخرہ**! آخر لیل میں قیام فرماتے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قیام فرماتے جب "**صرخ الصارخ**"! مرغ اذان دیتا اور وہ آدھی رات کے بعد اٹھتا ہے۔ **فیصلی**! قیام سے مقصود نماز کی ادائیگی کرنا ہوتا اور افضل قیام کا وقت یہی ہے۔ اس سے عقد کھل جاتے ہیں اگر مجرد قیام کرے گا اور اس سے ذکر متصل ہوگا تو تمام گرہیں نہ کھلیں گی۔ ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "**کان ینام اول اللیل ویحیی آخرہ**"۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢٦٢١٦) والبخاری (١١٤٦) ومسلم (٧٣٩) وابن ماجه (١٣٦٥) والنسائی

(۱۶۳۹) وابن حبان (۲۵۸۹)

الفرائد : ① شروع رات میں مرجاتے تا کہ رات کے پچھلے پہر قیام لیل کے لئے نشاط سے اٹھ سکے وہ وقت اپنے فضائل میں اپنی مثال آپ ہے۔

۱۱۷۵ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ، قِيْلَ : مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ : هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؐ نے مسلسل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ آپ سے پوچھا گیا کس چیز کا ارادہ کیا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو قیام کی حالت میں چھوڑ دوں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس سے مطلقاً جواز جماعت نفل ثابت ہو رہا ہے (جو بلا تداعی ہو اور اتفاقاً ہو) فلم يزل قائمًا! آپ ﷺ قیام میں رہے۔ حتی هممت بامر سوء! هم قصد کے معنی میں ہے۔ با سے متعد ہوا ہے۔ یہ سوء کا لفظ مسرۃ کے بالمقابل ہے۔ ایک نسخہ میں بامر سوء ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ ناخوشی والی بات کیا تھی تو انہوں نے جواب دیا۔ ان اجلس و ادعه! مطلب یہ ہے کہ بیٹھ جاؤں اور نماز کو منفرد طور پر مکمل کرلوں۔ وہ مراد نہیں جو قسطلانی نے گمان کیا کہ نماز کو منقطع کر دوں یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جلالت شان کے لائق نہیں۔ پس ترک اقتداء اور جماعت میں مداومت کے ترک کو امر سوء فرمایا۔ حدیث میں امام کا تطویل جماعت کرنے کا جواز ہے وہ مجمع کے پسند کرنے پر محمول ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۳٦٤٦) والبخاري (۱۱۳۵) ومسلم (۷۷۳) وابن ماجه (۱٤۱۸)

الفرائد : ① ائمہ اور بڑوں کے قول و فعل کی مخالفت نہ کرنی چاہئے جب تک کہ شرع کے خلاف نہ ہو ② صلوٰۃ اللیل میں طویل قیام افضل ہے۔

۱۱۷٦ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ : يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضٰى، فَقُلْتُ : يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ، فَمَضٰى، فَقُلْتُ : يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَرَاَهَا يَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ، وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ، وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى فَكَانَ سُجُوْدُهُ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهِ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس آپؐ نے سورۃ بقرہ شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا کہ سورۃ بقرہ کو ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپؐ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا اس کے اختتام پر رکوع کریں گے' پھر آپؐ نے (سورہ) نساء شروع فرمائی پس اس کو پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی اور اس کو پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی آیت سے گزرتے تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت کو پڑھتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پر گزر ہوتا تو تعوذ کرتے۔ پھر رکوع کیا اور اس میں یوں پڑھنے لگے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ آپؐ کا رکوع قیام کے برابر تھا۔ پھر سَمِعَ اللّٰہُ ..... کہا پھر ایک طویل قومہ فرمایا جو رکوع کے قریب تھا۔ پھر سجدہ کیا اور یہ پڑھا: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب قریب تھا۔ (مسلم)

تشریح ۞ **صلیت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم**! تہجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے۔ **فافتتح البقرۃ**! یعنی فاتحہ کے بعد بقرہ کو شروع فرمایا۔ فاتحہ کے تذکرہ کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ وہ تو قرأت سورت سے پہلے بہرصورت پڑھی جاتی ہے۔ **عند المائۃ**! یہ مایہ کی الف کو خط میں دفع التباس بمنہ لکھا جاتا ہے۔ **فی رکعۃ**! سورت کے مکمل ہونے پر رکوع فرمائیں گے۔ **ثم افتتح آل عمران فقرانھا**! یہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب تھی یا پہلے ترتیب اسی طرح ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل عمران کی تقدیم کا حکم فرمایا۔ نووی کہتے ہیں اس سے ان لوگوں کی دلیل نکلتی ہے جو ترتیب کو اجتہادی مانتے ہیں اور توقیفی نہیں مانتے یہی مالک اور جمہور بقلانی کا قول ہے اور اس کو احتمال کے باوجود زیادہ درست قول کہا گیا۔ نووی کہتے ہیں جنہوں نے توقیفی قرار دیا انہوں نے اس کو مصحف عثمانی کی ترتیب میں درست قرار دیا۔ توقیف اور آخری دور والی بات پہنچنے سے پہلے مصاحف ترتیب میں مختلف تھے۔ پس مصاحف سورۂ نساء' پھر آل عمران کی قرأت پر مشتمل تھے۔ توقیف سے پہلے یہی ترتیب تھی اور یہ دونوں سورتیں مصحف ابی میں بھی اسی طرح تھیں۔ نووی کہتے ہیں اس میں اختلاف نہیں کہ نمازی کے لئے یہ درست ہے کہ وہ دوسری رکعت میں اس سے پہلے والی سورت پڑھے یہ ایک رکعت میں مکروہ ہے اور نماز سے باہر اس طرح کرنا مکروہ ہے دیگر علماء نے اس کو مباح قرار دیا اور بالٹ پڑھنا اس کو قرار دیا کہ آیات کو آخر سے شروع کی طرف پڑھا جائے اور یہ بات اجماعی ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔ یہ قاضی عیاض سے نقل کیا گیا ہے۔

یقرا مترسلاً! یہ جملہ مستانفہ یا حالیہ ہے جو کیفیت قرأت کو ذکر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ ترسل حروف کو ترتیل اور صحیح ادائیگی سے پڑھنا۔ **اذا مربایۃ تسبیح**! جس طرح ﴿سبحوہ بکرۃ واصیلاً﴾! آیت میں ﴿اسالوا اللّٰہ من فضلہ﴾ **یتعوذ**! پناہ مانگنے والی آیت جیسے ﴿وانی اعیذھا بك وذریتھا من الشیطان الرجیم﴾! طلب والی آیت کی مثال ﴿فاما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللّٰہ﴾! تفنن تعبیر کے لئے تعوذ کا لفظ استعمال کیا۔ **ثم رکع**! قرأت کو مکمل فرما کر رکوع میں گئے۔ **فکان رکوعہ نحوًا من قیامہ**! تسبیح رکوع کو بار بار دہراتے رہے اور قیام کے برابر رکوع فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رکوع میں طوالت کرنی چاہئے۔ **ثم قال سمع اللّٰہ**! رکوع سے سر مبارک اٹھا کر سمع اللہ کہا پھر قومہ کو رکوع کی طرح

طویل فرمایا۔نووی کہتے ہیں قومہ کے طویل کرنے کا جواز ثابت ہونا جبکہ شوافع ابطال صلاۃ کا قول کرتے ہیں۔ثم سجد! پھر سجدہ سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے۔جب ﴿سبح اسم ربك العظيم﴾ اتری تو آپ ﷺ نے اس کو رکوع میں پڑھنے کا حکم دیا اور جب ﴿فسبح باسم ربك الاعلی﴾ اتری تو اس کو سجدہ میں پڑھنے کا فرمایا سجدے میں بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔سجدہ کی تسبیح کو الاعلیٰ سے خاص کیا گیا مطلب یہ ہے کہ وہ جہات' مسافات سے بلند و بالا ہے تاکہ اقربیت کا اشیاء دنیا والا وہم نہ پیدا ہو۔اعلیٰ کا لفظ العظیم سے زیادہ بلیغ ہے اور سجدہ تواضع میں سب سے زیادہ بلیغ ہے تو ابلغ کو ابلغ کے مناسب فرمایا گیا۔

باب المجاہدہ میں روایت گزری۔

تخریج : باب في المجاهدة میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

١١٧٧ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

الْمُرَادُ بِالْقُنُوْتِ : الْقِيَامُ۔

١١٧٧: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "کون سی نماز افضل ہے؟" فرمایا: طویل قیام والی۔(مسلم)

قنوت سے مراد قیام ہے۔

تشریح ۞ سئل! یہ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔الصلاۃ! نماز کے اعمال میں سے کون سا عمل زیادہ محبوب ہے۔طول القنوت! یہاں قنوت سے قیام مراد ہے۔

نووی کا قول: اس میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو طویل قیام کو کثرت رکوع اور طویل سجدوں پر فضیلت دیتے ہیں۔شوافع کے ہاں اسی طرح ہے کیونکہ قرأت' تسبیح اور قرآن افضل ہے اور اس لئے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام فرمایا۔جو بعض نے کہا طویل قیام رات کو افضل اور دن میں رکوع' السجود دن کو افضل ہیں۔بعض نے کہا طوالت سجدہ مراد ہے اور تکثیر رکوع افضل ہے۔بعض نے دونوں کو برابر قرار دیا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٤٣٧٥) ومسلم (٧٥٦) والترمذی (٣٨٧) وابن ماجه (١٤١٢) والطيالسی (١٧٧٧) والحميدی (١٢٧٦) وابن حبان (١٧٥٨) والبيهقی (٨/٣) وأبو داود (١٣٢٥)

الفرائد : اللہ تعالیٰ کو طول قیام وقراءت بہت پسند ہے۔

١١٧٨ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :

"اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَی اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ ، وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَی اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ : كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۸: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نماز (نفلی نمازوں میں) داؤد علیہ السلام کی ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے (بھی) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہی ہیں۔ وہ نصف رات سوتے اور ثلث قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے۔ (اور روزوں میں ان کا معمول یہ تھا کہ) ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **احب الصلاۃ!** یہ اس وقت فرمایا جب ان کو صوم کی مداومت اور قیام کے متعلق فرمایا کہ وہ روزے رکھے اور افطار کرے اور سوئے بھی اور اس کے ساتھ ساتھ تہجد پڑھے۔ احب سے ثواب میں بڑھ کر اور اللہ تعالیٰ کو پسند۔ **احب الصیام!** مطلق نفلی روزے مراد ہیں۔ **کان ینام نصف اللیل!** یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ جسم اور آنکھ کو ان کا حق دینے کے لئے ثلث لیل میں تہجد ادا فرماتے۔ **ینام سدسہ!** جسم کو اس کی راحت مل جائے۔ اس سے نیک عمل کو چھپانے اور دوسروں سے مخفی رکھنے کا ثبوت ملتا ہے تاکہ اخلاص کے قریب تر ہو کیونکہ جو اس طرح قیام کرے گا اور سوئے گا گویا لوگوں کی نگاہ میں اس نے قیام نہیں کیا کیونکہ بیداری کی تھکاوٹ ساتھ ساتھ اترتی رہی اور تہجد بھی مخفی رہی۔ بخلاف اس کے جو فجر تک بیدار رہے۔ اس پر تو اثر ظاہر ہوگا اور اس کا رات والا عمل سامنے آ جائے گا۔ **یصوم یومًا ویفطر یومًا!** اس میں اختلاف ہے کہ یہ صوم دہر سے افضل ہے اور ہر ایک کے لئے ہے یا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے۔ جمہور اس کو ہر ایک کے لئے مانتے ہیں کیونکہ اس میں نفس کے حق کی ادائیگی اور نفس پر مشقت دونوں آ گئیں۔ افطار کے دن جسم کو وہ قوت مل جائے گی جو روزے سے پیدا ہوئی۔

تخریج: أخرجه أحمد (٢/٦٥٠١) والبخاری (١١٣١) ومسلم (١١٥٩/١٨٩) وأبو داود (٢٤٤٨) والنسائی (١٦٢٩) وابن ماجه (١٧١٢) وابن حبان (٣٥٢) وعبد الرزاق (٧٨٦٤) والدارمی (٢/٢٠) والبیهقی (٤/٢٩٥/٢٩٦)

الفرائد: ① رات میں ثلث لیل کا قیام اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے داؤد علیہ السلام کا عمل تھا ② ایک دن روزہ دوسرے دن افطار یہ نفلی روزوں میں افضل ترین روزے ہیں یہ بھی داؤد علیہ السلام کا عمل تھا۔

١١٧٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جو مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو

عنایت فرما دیتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہے۔ (مسلم)

تشریح ان فی اللیل! ان کی تاکیدات سے لانے کی وجہ وہ استبعاد ہے کہ رات تو سکون کی گھڑی ہے تو محل فیض الٰہی کیسے بنی تو فرمایا رات دن کے اوقات میں جس وقت کو اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات کا مرکز بنا دے۔ رجل مسلم کی قید غالب کے اعتبار سے ہے ورنہ مسلمان عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔

یسال اللّٰہ خیراً! (۱) اگر یہ مفعول مطلق ہو تو سوال خیر اصل ہوگا اور اضافت کی وجہ یہ ہے کہ اسی کا اثر اور اسی سے حاصل ہونے والا ہے۔ (۲) مفعول بہ ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کے کمال کرم کی طرف اشارہ ہے کہ سائل کے شر کو قبول کرنے کا وعدہ نہیں۔ اس صورت میں اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی جیسے دونوں جہاں کی عافیت اور دنیا میں حصول توفیق اور آخرت میں جنت کا حصول مراد ہوگا۔ **الا اعطاہ ایاہ!** اس میں آمادہ کیا کہ رات کو دعا مانگے۔ اس گھڑی کو مبہم رکھا تا کہ اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو کر غفلت سے ہٹ کر مانگے توجہ قلبی آنکھ و جوارح کی نیند کے منافی نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ مطلق گھڑی دوسری روایت کے مطابق ثلث لیل گزرنے کے بعد ہو اور ایک روایت کے مطابق وہ نصف اخیر لیل میں ہے اور ایک اور روایت میں وہ رات کے وہ ثلث اخیر میں ہے۔ ان روایات میں منافات نہیں وہ اس طرح کہ وہ گھڑی کبھی نصف اخیر میں ہو اور کبھی نصف اخیر قبل الثلث میں ہو اور کبھی ثلث اخیر میں ہو یعنی بدلتی رہتی ہو۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دی کہ وہ ثلث اخیر میں ہے پھر آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ وہ نصف لیل میں ہے۔ پھر خبر دی گئی کہ وہ ثلث اول میں ہے تو گویا اس مبارک متبرک گھڑی کے زمانہ کو وسیع کیا گیا خبر **لك فضل اللّٰہ علی ھذہ الامه!** بخلاف جمعہ والے دن والی گھڑی کے وہ مقرر ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ساعت جمعہ کی تنگی کی طرف اشارہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست اقدس سے اس کی قلت کو ظاہر فرما رہے تھے۔ رات کی گھڑی میں یہ بات کسی روایت میں مذکور نہیں۔ **ذلك!** سائل جو مانگے وہ مل جاتا ہے۔

کل لیلة! نصب کی صورت میں ظرف ہے اور خبر اس کا متعلق ہے۔ ای **کائن فیھا۔**

ایک اشارہ: رات دن سے افضل ہے کیونکہ تجلیات الٰہیہ ہر رات ہوتی ہیں کسی ایک رات کے ساتھ خاص نہیں۔ بخلاف دن کے کہ اس کی تجلیات جمعہ کے دن سے خاص ہیں۔ نووی کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر رات اجابت کی گھڑی ہے۔ رات کی تمام گھڑیوں میں دعا کرنی چاہئے تا کہ وہ گھڑی میسر آ جائے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٥/١٤٣٦١) ومسلم (٧٥٧) وأبو عوانة (٢/٢٨٩) وابن حبان (٢٥٦١) وأبو يعلى (١٩١١)

الفرائد: ① دعا و طلب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خوب عاجزی کرنی چاہئے۔ ② ہر رات کو قبولیت کی ایک گھڑی ضرور ہے۔

۱۱۸۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَلْیَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو تو اس کو نماز کا افتتاح دو خفیف (مختصر) رکعتوں سے کرنا چاہئے۔ (مسلم)

تشریح ۞ اذا قام! رات کے قیام یا رات میں قیام کے لئے۔ فلیفتتح الصلاۃ! تا کہ نیند کا اثر جاتا رہے اور اعصاب وقویٰ میں نشاط پیدا ہو جائے اور کمال توجہ پیدا ہو جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳//۷۷۵۲) ومسلم (۷٦۸) وأبو داود (۱۳۲۳) والترمذی (۲٦۵) وابن حبان (۲٦۰٦) وأبو عوانة (۲/۳۰٤) وابن أبی شیبة (۲/۲۷۳) والبیهقی (۳/٦)

الفرائد : قیام لیل کو دو ہلکی پھلکی رکعات سے شروع کرے تا کہ نفس پر گراں نہ ہو۔

۱۱۸۱ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو اپنی نماز کو دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے شروع فرماتے۔ (مسلم)

تشریح ۞ اذا قام! تہجد کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے۔ افتتح صلاته! نیند کے اثر کو زائل کرنے اور کمال نشاط کے ساتھ نماز میں داخل ہونے اور طبیعت پر فتور کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے تا کہ عوارض و امراض کی وجہ سے کمی نہ رہ جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲٤۰۷۲) ومسلم (۷٦۷)

الفرائد : رات کی نماز دو خفیف رکعات سے شروع کی جائے۔

۱۱۸۲ :وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز کسی درد یا عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)

تشریح ۞ الصلاۃ من اللیل! اس سے نماز تہجد مراد ہے۔ من تعلیلیہ ہے۔ وجع او غیرہ! اس سے زیادہ اہم کام میں مشغولیت یا کسی تکلیف کی وجہ سے۔ صلی من النهار! من فی کے معنی میں ہے۔ دن میں ادا فرماتے۔ ثنتی عشرۃ رکعة! (۱) ممکن ہے کہ بطور قضاء پڑھتے ہوں۔ اس سے نوافل قضاء کا استحباب ثابت ہوا۔ (۲) رات کو جو نوافل فوت ہوتے ان کا ثواب حاصل کرنے کے لئے۔ ابن حجر کا یہی قول ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱٤۰/۸٤٦) وأبو داود (۱۳٤۲) والترمذی (٤٤۵) والنسائی (۱۷۸۸) وابن حبان

(٢٤٢١) ابن خزيمة (١١٦٩) وعبد الرزاق (٤٧١٤) وأبو عوانة (٢/٣٢١)

الفرائد : رات کی نماز اگر کسی عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو اتنی رکعات دن میں آپ پوری کر لیتے تا کہ عمل میں دوام کا استحباب امت کو بتلا دیا جائے۔

١١٨٣ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۳: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کسی چیز سے رہ جائے۔ پھر وہ نمازِ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔ (مسلم)

تشریح ۞ حزبه! قرأت یا نماز کا جو حصہ آدمی ورد کی طرح لازم کرے۔ اصل معنی پانی کے گھاٹ پر وارد ہونے کی باری۔ شئ! سے یہاں معمولی چیز مراد ہے۔ فیما! دوران یہ ما موصولہ بھی ہوسکتا ہے اور محذوف کی صفت بن جائے گا۔ ای فی الوقت الذی بین الوقت المذکور۔ کانما قرأة من اللیل !نفل مؤقت کا تدارک کرنا مستحب ہے اور جو عذر سے چھوٹ جائے گا وہ فضل سے لکھا جائے گا۔ کاف تشبیہ سے لا کر اشارہ کر دیا کہ قضاء کا ثواب ادا سے کم ہے خواہ عذر کی وجہ سے ہو۔ باب المحافظہ علی الاعمال میں روایت گزری۔

تخریج : أخرجه مسلم (٧٤٧) وابن حبان (٢٦٤٣) والترمذی (٥٨١) والنسائی (١٧٨٩) وابن ماجه (١٣٤٣) وابن حبان (٢٦٤٣) وأبو عوانة (٢/٢٧١) والدارمی (١/٣٤٦) والبيهقی (٢/٤٨٤)

الفرائد : کوئی دوامی عمل اگر رات کو رہ جائے تو دن کو پورا کر لیا جائے اور اگر دن کا عمل رہ جائے تو رات کو پورا کر لیا جائے کیا معلوم وہ دنیا کے آخری لمحات ہوں۔

١١٨٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَآءَ ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اگر اُس نے انکار کیا تو اس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو

اِس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔'' (ابوداوَد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ رحم اللّٰہ! یہ بظاہر جملہ خبریہ مگر انشائیہ دعائیہ ہے۔ خبریہ کی طرف اس لئے موڑا گیا تاکہ حاصل شدہ کی طرح ہو اس میں کسی اچھے کام کرنے پر دعا کے لئے آمادہ کیا گیا۔ ایقظ امراتہ للصلاۃ! اس میں بر وتقویٰ میں تعاون اور امر الٰہی کی اتباع میں خواہشات نفسانی پر ایثار معلوم ہو رہا ہے۔ فان ابت! (ا) اگر اس نے قیام سے ممانعت کی تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا تاکہ غلبہ نیند جاتا رہے۔ من اللیل! سے یہاں بھی قیام تہجد مراد ہے۔ فان ابی! اگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا تو اس نے چہرے پر جگانے کے لئے پانی چھڑک دیا۔ طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت کی ہے۔ اس میں "فیذکران اللّٰہ عزوجل ساعة من اللیل الا غفرلهما"! کے الفاظ زائد ہیں۔ اس حدیث سے مطلق ذکر خواہ نماز میں ہو یا باہر ہو اس کا تذکرہ ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٧٤١٤) وأبو داود (١٣٠٨) والنسائي (١٦٠٩) وابن ماجه (١٣٣٦) وابن حبان (٢٥٦٧) ابن خزيمه (١١٤٨) والحاكم (١/١١٦٤) والبيهقي (٢/٥٠١)

الفرائد : طاعات میں اپنے بیوی بچوں کو بھی تلطف سے شریک کرنا چاہئے تاکہ وہ محروم نہ رہیں۔

۞ ۞ ۞

۱۱۸۵ : وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا – اَوْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعًا كُتِبَ فِی الذَّاكِرِیْنَ وَالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۱۸۵: حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور پھر وہ دونوں نمازیں پڑھیں یا اکٹھی دو رکعتیں وہ پڑھیں' تو ان کو ذَاكِرِیْنَ اور ذَاكِرَاتِ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابوداوَد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ اذا ایقظ الرجل اهله! یہاں بیوی بچے سب مراد ہیں۔ اس میں اس بات کی فضیلت کی طرف اشارہ کیا کہ آدمی کو اپنے گھر والوں کو نفلی کام اسی طرح حکم دینا چاہئے جیسے فرائض کا دیتا ہے۔ فصلیا! دونوں نے اکٹھی نماز پڑھی۔ نسائی میں جمیعًا کا لفظ بھی مذکور ہے۔ بیوی اپنے خاوند کی اقتداء نوافل میں کر سکتی ہے۔ جماعت میں استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ جمیعًا کا لفظ منفرد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے۔ او صلی! او شک راوی کے لئے ہے۔ ہر ایک نے دو رکعت نماز ادا کر لی تو وہ ذاکرین وذاکرات میں لکھے جاتے ہیں۔ او صلی میں فعل کو مفرد لا کر اس طرف اشارہ کیا مرد نے اس کو جگایا عورت نے نماز پڑھی یا نہیں پڑھی ثواب میں شریک بن جائے گی۔

تخریج : أخرجه أبو داود (١٣٠٩) وابن ماجه (١٣٣٥) وابن حبان (٢٥٦٨) وأبو يعلى (١١١٢) والحاكم (١/١١٨٩) والنسائي (١/١٣١٠) والبيهقي (٢/٥٠١)

الفرائد : ① اگر میاں بیوی ایک دوسرے کو قیام لیل کے لئے جگائیں تو وہ ذاکرین میں شمار ہوتے ہیں ② جو پہل

کرے گا وہ اجر میں سبقت لے جائے گا۔

١١٨٦ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو بھی نماز میں اونگھ آ جائے' اسے چاہیے کہ وہ سو جائے' یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے اور جب تم میں سے ایک اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو شاید وہ استغفار کر رہا ہو مگر اس کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح : اذا نعس احدکم!النعاس۔ نیند کے بغیر فقط اونگھ۔ نعس (ن) فقہاء فرماتے ہیں کہ اونگھ کی علامت یہ ہے حاضرین کی کلام تو سنے مگر اس کو نہ سمجھے۔ فی الصلاۃ! رات کو جب نماز کے لئے کھڑا ہو۔ فلیرقد حتی یذهب! اس سے بہتر ہے۔ وجائے یہاں تک نیند دور ہو کر نشاط پیدا ہو جائے اور وہ سستی سے چھوٹ جائے۔ فان احدکم اذا صلّی! یہ فلیرقد کی علت ہے۔ وھو ناعس! یہ صلی کے فاعل سے حال ہے۔ لعله یذهب! یہ جملہ ان کی خبر کی جگہ ہے۔ یستغفر کا معنی قاضی نے دعا کرنا کیا ہے۔ فیسب نفسه! اونگھ کے غلبہ اور زبان کے لڑکھڑانے کی وجہ سے شاید وہ اپنے لئے بددعا کر دے۔

تخریج: أخرجه مالك (٢٥٩) وأحمد (٢٥٧١٠٩/١٠) والبخاري (٢١٢) ومسلم (٧٨٦) والدارمي (٣٢١/١) وأبو عوانة (٢٩٧/٢) والحميدي (١٨٥) وعبدالرزاق (٤٢٢٢) والدارمي (٣٢١/١) والبيهقي (١٦/٣)

الفرائد : نماز کی طرف فراغت قلبی اور نشاط سے متوجہ ہونا چاہیے بعض نے فرض و نفل میں اس کو عام کہا مگر امام مالک اس کو صلوٰۃ لیل کے ساتھ خاص کہتے ہیں کہ عام نیند کے غلبہ کا وہی وقت ہے۔

١١٨٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى لِسَانِهٖ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ فَلْيَضْطَجِعْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک رات کو بیدار ہو جائے۔ پھر اس کی زبان پر مشکل ہو گیا اور اس نے نہ جانا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے' اس کو چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

تشریح : اذا قام! اس سے نماز تہجد مراد ہے۔ فاستعجم القرآن! اونگھ کی وجہ سے قرآن مجید اس کی زبان پر ملتبس ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ ذکر و قرآن میں سے کیا کہہ رہا ہے۔ فلیضطجع! تو وہ لیٹ جائے قرآن غلبہ اونگھ اسے تدبر قرآن اور توجہ سے روک دے گا۔ اس سے مطلع کیا کہ قیام کی فضیلت اس وقت ہے جب یہ حالت نہ ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۲۳۸) ومسلم (۷۸۷) وأبو داود (۱۳۱۱) وابن ماجه (۱۳۷۲) وابن حبان (۲۵۹۰) وعبدالرزاق (۴۲۲۱) وأبو عوانة (۲/۲۹۷) والبیهقی (۳/۱۶)

الفوائد : ایسا شخص جو رات کو اٹھے مگر اس پر اونگھ کا غلبہ ہوا سے سو جانا چاہئے تا آنکہ نیند کے اثرات ختم ہو جائیں۔

۲۱۳ : بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيْحُ

باب : قیام رمضان کا استحباب اور وہ تراویح ہے

قیام رمضان! یہ وہی قیام ہے جس پر حدیث صحیح میں مغفرت کا وعدہ ہے۔ التراویح! یہ اہل مدینہ کے علاوہ دوسروں کے لئے بیس رکعات دس سلام سے ہیں۔ جیسا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس پر اتفاق ہو گیا۔ خواہ تراویح کی نیت کرے یا قیام رمضان کی آخر میں تین وتر ادا کرتے تھے۔ بیس کا راز یہ ہے رواتب غیر رمضان میں دس ہیں اس کو دوگنا کر دیا گیا کیونکہ رمضان عبادت میں محنت و کوشش کا مہینہ ہے۔ اہل مدینہ کے لئے شرف مدینہ ۳۶ رکعات ہیں اور یہ سولہ کا اضافہ اہل مکہ کے طواف کے بدلہ میں ہے۔ ہر دو ترویحتین کے درمیان چار مرتبہ سات چکر یہ قرن اول کے اواخر میں ہوا پھر مشہور ہوا اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی یہ بمنزلہ اجماع سکوتی بن گیا۔ اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے فرمایا بیس مجھے محبوب ہیں۔ حلیمی کہتے ہیں بیس میں ۳۶ والی قرأت والی کی جائے گی کیونکہ طول قیام کثرت رکعات سے افضل ہے۔ اس کا وقت وتر اور نماز عشاء کے درمیان ہے خواہ جمع تقدیم ہو۔ صبح صادق تک وقت رہتا ہے۔ تراویح کا نام اس لئے پڑا۔ طویل قیام کی وجہ سے دو سلام کے بعد وہ استراحت کرتے تھے۔

۱۱۸۸ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے اگلے (پچھلے) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

من قام رمضان! عبادت سے جس نے رمضان کی راتوں کو قیام کیا یا تراویح پڑھی۔ **ایمانا!** اس کے ثواب کو سچا جانتے ہوئے۔ **واحتسابا!** اخلاص کے ساتھ۔

النحو : یہ حال یا مفعول لہ ہے۔

غفر له! حقوق اللہ میں سے صغائر مراد ہیں۔

تخریج : أخرجه مالك (۲۵۱) وأحمد (۳/۸۵۸۴) والبخاري (۲۰۰۹) وأطرافه (۳۵) ومسلم (۷۵۹) وأبو داود (۱۳۷۱) والترمذي (۸۰۸) والنسائي (۱۶۰۱) وابن ماجه (۱۳۲۶) وابن حبان (۲۵۴۶) ابن خزيمة (۲۲۰۳) والدارمي (۲/۲۶) والبيهقي (۲/۴۹۲)

الفرائد : ① اعمال میں ریاء سے بچا اور خلوصِ نیت سے کام لینا چاہئے ② رمضان کی عظمت کی وجہ سے قیام رمضان بڑی شان رکھتا ہے۔

۱۱۸۹ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ : "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی رغبت دلاتے تھے' بغیر اس کے کہ ان کو لازم طور پر حکم دیں۔ چنانچہ فرماتے جس نے رمضان میں قیام کیا' پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تشریح : یرغب! ترغیب دلاتے یعنی ثواب کا تذکرہ فرماتے۔ في قيام رمضان ! کہ اس کی راتوں کو جاگیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت امت پر بہت تھی۔ اس لئے آپ فضیلت کے مواقع کی نشان دہی فرماتے رہتے۔ فیقول ! اس کا عطف یرغب ! پر ہو تو مرفوع ہوگا۔ من قام ! قیام رمضان دوسرے نوافل' عیدین' کسوفین' رواتب ان سے افضل ہے کیونکہ رواتب پر تو آپ ﷺ کا تسلسل ثابت ہے اور اس کو تین دن ادا فرمایا پھر خوف فرضیت سے ترک فرمایا۔ حدیث اسراء میں فرضیت کی نفی کا مطلب وہ فرض جو متکرر ہو۔

تخریج : أخرجه مسلم (۷۵۹/۱۷٤)

الفرائد : قیام رمضان نیکی کے افضل ترین اعمال سے ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر ترغیب و تحریص دلائی ہے۔

۲۱۴ : بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ اَرْجٰى لَيَالِيْهَا!

باب : لیلۃ القدر کی فضیلت اور اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی رات ہونا

لیلة القدر ! یہ وہ رات ہے جس میں ہر حکمت والے معاملے کا فیصلہ ہوتا ہے اور اندازہ کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس کا معنی شرف ہے۔ پھر اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا ہے۔ بعض نے کہا جو آدمی شرف نہ رکھتا ہو اگر اس کو میسر آ جائے تو وہ قدر و شرف والا بن جاتا ہے اور بھی اقوال ہیں (سطوع البدر في فضل ليلة القدر) میں ملاحظہ کریں۔ ارجی لیالیھا! اس کی کون سی راتوں میں زیادہ امید ہے۔ اس میں چالیس اقوال ہیں۔ ابن حجرؒ نے لکھا کہ یہ رات باقی ہے اور ہر رمضان میں ہے آخری عشرہ میں ہے۔ البتہ کبھی ۲۱ اور کبھی دوسری راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ نووی کہتے ہیں تعارض کے ختم کا یہ آسان راستہ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر:۱] اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔'' (القدر)

انزلناہ! قرآن مجید مراد ہے۔ فی لیلة القدر! یہ نزول مکمل طور پر اس رات میں لوح محفوظ سے بیت العزۃ کی طرف ہوا۔ یہ مقام آسمان دنیا میں ہے۔ اس کے بعد مواقع کے مطابق اترتا رہا۔ وما ادراك! اس رات کی عظمت شان کو بتلانے کے لئے یہ انداز اختیار فرمایا۔ من الف شهر! یعنی وہ ہزار مہینے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو یعنی اس رات کا عمل ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ یہ آیت اس وقت اتری جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جس نے ایک ہزار ماہ تک جہاد کیا۔ صحابہ کرام کو اس پر تعجب ہوا اور اپنے اعمال ان کو چھوٹے معلوم ہوئے تو ان کو یہ رات دے دی گئی۔ جس کی عبادت ایک ہزار ماہ سے بڑھ کر تھی۔ یہ اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ الروح! جبرئیل امین مراد ہیں یا کوئی مخصوص فرشتہ ہے۔ باذن ربهم! برکت ورحمت کے ساتھ اترتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس رات میں کنکریوں کی تعداد سے زیادہ فرشتے زمین پر ہوتے ہیں۔ کعب احبار کہتے ہیں زمین کا کوئی بقعہ ایسا نہیں ہوتا جہاں مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرنے والا فرشتہ نہ ہو۔ سوائے کفار کے عبادت خانوں اور بت پرستوں کی پوجا کے مقامات یا نجاست وی گندگی کے ٹھکانے یا نشہ اور گھنٹی کی جگہ کے۔ جبرئیل امین سب سے مصافحہ کرتے ہیں پس جس کے رونگٹے دعا کے وقت کھڑے ہو جائیں اور دل نرم پڑ جائے اور آنکھیں آنسو بہائیں وہ اس مصافحے کا اثر ہے۔

من كل امر سلام! من اجلیہ ہے اس سال میں ہر تقدیر والے حکم کے ساتھ۔ وہ رات نری سلامتی ہے اس میں شر و بلا کا نشان نہیں یا شیطان اس میں برائی نہیں کرسکتا یا رات نری سلامتی بن جاتی ہے کیونکہ فرشتے کثرت سے سلام کرتے ہیں۔

مجاہد کہتے ہیں وہ ہر خط سے اہل مساجد کو محفوظ رات ہے۔ حتی مطلع الفجر! سلامتی کے عموم کو ذکر کیا کہ اس کی یہ غایت ہے یا ہر لیلۃ القدر کی رات سلامتی طلوع صبح صادق تک رہتی ہے۔ المطلع! یہ مصدر ہے یا اسم ظرف ہے مگر خلاف قاعدہ ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ [الدخان:۳] الْاٰیَاتِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔'' (الدخان)

انزلناہ! اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ لیلة مباركة! یہ لیلۃ القدر ہے۔ انا كنا منذرين! کتاب اتار کر ڈرانے والے ہیں۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ جو کہ فائدہ انزال بیان کرنے کیلئے لایا گیا۔ فیها! یعنی اس رات میں۔ یفرق! فیصلے کئے جاتے ہیں اور لکھے جاتے ہیں۔ كل امر حكيم! حکیم یہ محکم کے معنی میں ہے یعنی جس میں تبدیلی نہ ہو مثلاً رزق، اجل، تمام سال کے معاملات۔ امرًا من عندنا! یہ اعنی کی وجہ سے منصوب ہے ای اعنی به امرا حاصلاً من عندنا! (۲) یہ کل سے حال ہے (۳) حکیم کی ضمیر سے حال ہے۔

انا كنا مرسلين! ہم لوگوں کی طرف رسول بھیجنے والے ہیں جوان کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ یہ انا كنا منذرين! سے بدل ہے۔ یعنی ہم نے اس کو اتارا ہے کیونکہ رسول بھیجنا یہ ہماری عادت ہے۔ رحمة من ربك! یہ مفعول لہ ہے۔ (۲) انا

کنایہ یفرق کی علت ہے اور رحمت اس کا مفعول بہ ہے یعنی اس میں ہم امور کا فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ ہماری شان یہ ہے کہ ہم رحمت بھیجیں اور امور کا فیصلہ بھی من جملہ رحمت کے ہے۔ انه هو السميع العليم! وہ تمام اقوال وافعال کو سننے جاننے والا ہے اور رب وہی ہوسکتا ہے جس میں یہ صفات ہوں۔

۱۱۹۰ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۹۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یقین اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ قام! عبادت سے رات کا زندہ کرنا۔ لیلة القدر! نماز عشاء جماعت کے ساتھ حاصل ہو جائے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی جبکہ نماز صبح کا بھی پختہ عزم ہو۔ ایماناً و احتساباً! یقین کرنے والا اور ثواب کی امید رکھنے والا ہو۔ غفر له! نووی کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ قیام رمضان اور لیلۃ القدر کا قیام ایک دوسرے سے مستغنی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ قیام رمضان بغیر موافقت لیلۃ القدر کے غفران ذنوب کا سبب ہے اور قیام لیلۃ القدر اس کے لئے جس کو یہ رات میسر آ جائے اور وہ اس کو پہچان لے۔ اس کے لئے غفران کا سبب ہے اگرچہ بقیہ رمضان قیام نہ کیا ہو۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۵) و مسلم (۷٦۰)

الفرائد : لیلۃ القدر کے قیام پر ابھارا گیا ہے۔ قیام کرنے والے کو عظیم الشان خوشخبری دی گئی ہے کہ اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۱۱۹۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ ' فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں لیلۃ القدر آخر سات راتوں میں دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم سب کا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گیا جو تم میں سے اس کو تلاش کرے تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ اروا ليلة القدر! بعض صحابہ کرام کو یہ رات خواب میں دکھائی گئی۔ ان کو کہا گیا یہ مہینے کے آخری سات ایام میں ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ۲۲ ویں رات سے لے کر ۲۸ ویں کی رات تک راتیں مراد ہیں۔ دمامینی کہتے ہیں۔

النحو : اواخر یہ آخرۃ ہی کی جمع ہے یہ اُخریٰ کی جمع نہیں کیونکہ اس میں وجود میں جو دوسرا ہو اس معنی کے لئے دلالت نہیں ہے۔ پس یہ مغایرت چاہتا ہے جیسے مرات با مراۃ حسنۃ واخری یعنی اس کے مغایر یہ ترکیب مغایرت سابق ولاحق دونوں کی

صورت میں درست ہے اور یہ عشر اول کا عکس ہے کیونکہ وہ اولی کی جمع ہے۔اس کی جمع اوائل درست نہیں کیونکہ وہ تو اول کی جمع اور عشر کا ایک ''لیلۃ'' ہے اور وہ مونث ہے اس کی صفت مذکر نہیں آ سکتی۔(المصابیح)

اری رؤیاکم! اس سے مراد جمع ہے کیونکہ ایک خواب نہیں کئی خواب تھے مگر دمامینی کہتے ہیں یہ اہل عرب سے اسی طرح سنا ہے۔اس میں مفرد جمع کی جگہ آ جاتے ہیں۔سفاقسی کہتے ہیں یہ روایت میں مفرد واقع ہوا ہے یہ مصدر ہونے کی وجہ سے درست ہے اور جمع رؤاکم زیادہ فصیح ہے تاکہ جمع کے مقابلہ میں جمع ہو مگر یہاں بدلا نہ جائے گا کیونکہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اگرچہ یہ معنیً اس کی مثل ہے۔صدیقی کہتا ہے یہ مفرد جو عموم کے لئے مضاف کیا جائے وہ جمع مضاف کی طرح ہے۔
تواطات! موافقت کرنا۔اس کا اصل معنی آدمی دوسرے آدمی کے پاؤں کی جگہ پاؤں رکھے۔مسلم میں یہ تواطت ہے یہ ہمزہ کی قرأت کے ساتھ ہے جیسا اس آیت میں ﴿لیواطئوا عدۃ ما حرم اللّٰہ﴾ متحریھا! جو اس کو پانے کا متلاشی ہو۔مسلم کی روایت میں مرفوعاً ''فمن کان ملتمسھا فلیلتمسھا فی العشر الاواخر'' مذکور ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں ''التمسوھا فی العشر الاواخر' فان ضعف احدکم او عجز فلا یغلبن علی السبع البواقی'' اس روایت سے پہلی تاویل کی تائید ملتی ہے (فتح الباری) ابن حجر کہتے ہیں کہ خواب سے استدلال درست ہے بشرطیکہ قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۱۵۸) ومسلم (۱۱۶۵) .

الفرائد : ① لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یا سات آخری راتوں میں ہے ② جن صحابہ کرامؓ نے خواب میں لیلۃ القدر دیکھی یہ ان کی کرامت ہے۔

۱۱۹۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ : "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ یجاور! اعتکاف فرماتے۔فی العشر الاواخر! اکیس سے لے کر اختتام رمضان تک۔تحروا! علماء شوافع نے ایک لطیفہ نقل کیا اگر کسی نے اپنی بیوی کی طلاق کو لیلۃ القدر سے معلق کیا اگر یہ بات ۲۱ کی رات سے پہلے کہی تو اکیسویں ختم ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی اور اگر یہ ۲۱ویں کے دن میں کہی یا بعد میں سال گزرنے پر بھی طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اگلے سال ۲۱ویں آتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۰۱۷) ومسلم (۱۱۶۹)

الفرائد : آخری عشرہ رمضان کا آپ خود اعتکاف فرماتے اور لیلۃ القدر کی تلاش پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ابھارتے۔

۱۱۹۳ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :"تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔" (بخاری)

تشریح ۞ تحروا لیلة القدر ! تحری۔ طلب میں قصد سے خوب محنت کرنا اور قول وفعل کے ساتھ کسی شے کے خاص کرنے کا عزم کرنا۔ في الوتر ! یہ طاق وجفت کو شامل ہے کیونکہ اس سے پہلے والی روایت مطلق ہے۔

في العشر الاخیر ! یہ وتر کے لئے حال ہے۔ (۲) محل صفت میں ہے۔ من رمضان ! اس میں احتمال ہے کہ طاق راتیں مراد ہوں اور ایک قول اس کی راتوں میں منتقل ہونے کا بھی ہے۔

تخریج : أخرجه البخاري (۲۰۲۰)

الفرائد : لیلۃ القدر کی رات بندے کو طلب دعا میں خوب حرص کرنی چاہئے۔

۱۱۹٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهٗ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو تمام رات جاگتے اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے' خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ احیا اللیل ! (۱) مختلف عبادات مثلاً نماز' ذکر' فکر اختیار فرماتے۔ (۲) جاگ کر رات کو زندہ کرتے کیونکہ نیند اخت الموت ہے۔ رات کی طرف اس کی اضافت اتساعاً ہے کیونکہ سونے والا جب بیداری سے زندہ ہوا تو اپنی زندگی سے اس نے رات کو زندہ کر دیا۔ و ایقظ اهله ! ان کو جگا کر خیر کے وقت کے متعلق خبردار فرماتے کہ وہ ان رحمتوں کو حاصل کریں۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: "لم یکن النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا بقی من رمضان عشرة ایام یدع احداً من اهله یطیق القیام الا اقامه"۔

وجد ! اطاعت کی ادائیگی میں اپنی ہمت صرف فرماتے۔ شد المئزر ! میزر یہ ازار کو کہتے ہیں۔ صاحب نہایہ کہتے ہیں یہ عورتوں سے علیحدہ اختیار کرنے میں شدت سے کنایہ ہے۔ (۲) عبادت کے لئے اپنے کو مکمل تیار کرنا مراد ہے۔ عرب کہتے ہیں شددت لهذا الامر منزری ! یعنی پورا تیار ہو گیا۔ قرطبی کہتے ہیں عورتوں سے علیحدگی تو اعتکاف سے ہو جاتی تھی مگر یہ بات محل نظر ہے اس روایت میں ہے کہ گھر والوں کو جگاتے جس سے گھر میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اعتکاف تو مسجد میں ہوتا ہے۔ وہاں تو ازواج سے میں کوئی ساتھ نہ ہوتا تھا۔ مگر یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ روایت میں ہے انه اعتکف مع النبی صلی اللہ علیه وسلم امراة من ازواجه ! اور اعتکاف کا نہ ہونا ثابت بھی ہو جائے تب بھی اپنے مقام سے ان کو جگاتے۔ ضرورت انسانی کے لئے گھر میں داخل ہوتے ہوتے جگا دیتے ہوں۔ کسی کے ذریعہ جگا دیتے ہوں۔

خطابی کہتے ہیں اس سے مراد عبادت میں کوشش کرنا ہے۔ جیسے کہتے ہیں شد مئزرہ۔ (۲) عورتوں سے علیحدگی سے کنایہ ہو۔ (۳) حقیقت ومجاز دونوں مراد ہوں۔ عورتوں سے الگ بھی رہتے ہوں اور خوب عبادت بھی کرتے ہوں۔ ایک روایت وارد ہے: شد منزرہ واعتزل النساء! یہاں واو سے عطف مغایرت کو ظاہر کرتا ہے (مگر عطف تفسیری بھی ہوسکتا ہے۔ مترجم) اواخر کا لفظ بعض روایات میں وارد ہے بعض میں موجود نہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲٤۱۸٦) والبخاری (۲۰۲٤) ومسلم (۱۱۷٤) وأبو داود (۱۳۷٦) والنسائی (۱٦۳۸) وابن ماجه (۱۷٦۸) وابن حبان (۳٤۳۷) وابن خزيمة (۲۲۱٤) والبيهقي (٤/۳۱۳)

الفرائد : آخری عشرہ میں عبادت میں اضافہ' گھر والوں کو اعمال میں شریک کرنا' عشرہ کی راتوں کا قیام یہ تمام مستحب اعمال ہیں۔

۱۱۹۵ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ رَمَضَانَ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ ' وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ کرتے اور اس کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے جو اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔'' (مسلم)

تشریح ۞ يجتهد في رمضان! کیونکہ اس مہینے کو دوسروں پر شرف حاصل ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کو سید الشہور شہر رمضان فرمایا گیا۔ (بیہقی)

في العشر الاواخر! کیونکہ اخیر عشرہ میں لیلۃ القدر ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲٦۲٤۸) ومسلم (۱۱۷۵) والترمذی (۷۹٦) وابن ماجه (۱۷٦۷)

الفرائد : اپنے خاتمہ کو عمدہ بنانے کے لئے رمضان المبارک کے اخیری ایام میں قیام اور طاعات میں خوب کوشش کرنی چاہیے۔

۱۱۹٦ : وَعَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ : "قُوْلِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۹٦: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں اگر مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ ارشاد فرمایا: ''تم یوں کہو اے اللہ تو معاف کرنے والا' معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما۔'' (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

ارایت! مجھے اطلاع دو' بتلاؤ۔

النحو: ان علمت ای لیلة لیلة القدر! یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر لیلة القدر ہے جملہ محلاً منصوب ہے۔ ما یہ ای شئی کے معنی میں مبتداء ہے ضمیر رابطہ محذوف ہے۔ ای اقوله۔ (۲) منصوب ہے اقول فیہا کا مفعول مقدم ہے۔ انك عفو! یہ فعول کے وزن پر مبالغہ ہے۔ وہ شرک کے علاوہ کبائر کو معاف کرنے والا ہے اور کفر سے اسلام لائے تو کفر بھی معاف کر دیتا ہے۔ تحب العفو! یہ دوسری خبر ہے۔ (۲) پہلی خبر کی ضمیر سے حال ہے۔ (۳) جملہ مستانفہ ہے۔ فاعف عنی! اس میں اشارہ کر دیا کہ اہم چیز تو یہ ہے کہ آدمی گناہوں کی سزا سے بچ جائے اور عیبوں کی گندگی سے پاک ہو جائے۔ ان سے طہارت اس کو اللہ تعالیٰ کی کامیاب جماعت میں شامل کر دیتی ہے۔ علامات لیلة القدر! معتدل' سورج اس صبح کو سفید طلوع ہوتا ہے اس کی بڑی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اس دن کو جان کر اس میں بھی اللہ تعالیٰ سے مانگ لے وہ طالبین کو محروم نہیں فرماتے۔

تخریج: أخرجه الترمذی (۳۵۲٤) وابن ماجه (۳۸۵۰) والنسائی (۸۷۸)

الفرائد: لیلۃ القدر کی بہترین دعاؤں میں سے یہ ایک دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رات ہمارے نصیب میں کر دے' آمین۔

۲۱۵ :بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

باب: مسواک اور فطرت کے خصائل

السواك! اہل لغت کہتے ہیں یہ سین کے کسرہ سے آتا ہے۔ مسواک کرنے اور مسواک کی لکڑی دونوں پر بولا جاتا ہے یہ لفظ مذکر ہے لیث کہتے ہیں عرب اس کو مؤنث بھی استعمال کرتے ہیں۔

ازہری کا قول: یہ لیث کی غلطی ہے مگر صاحب محکم نے اس کو مذکر و مؤنث ہونے کا قول نقل کیا ہے۔ ساك یسوك سواکا! اس کی جمع سوُك! آتی ہے جیسے کتب صاحب محکم کہتے ہیں سوک مہموز بھی جائز ہے۔ بعض نے کہا یہ ساک سے لیا جس کا معنی ملنا ہے۔ بعض نے کہا یہ جاء ت الابل تساوك! سے لیا گیا یعنی کمزوری سے ادھر ادھر اونٹ کا مائل ہونا۔ اصطلاح میں لکڑی کا استعمال کرنا تاکہ دانتوں سے لگی ہوئی میل اتر جائے۔ یہ سعد واشنان کی بھی ہو سکتی ہے البتہ مبرد اور ایمان کی ایذاء دینے والی لکڑی سے ناپسند ہے۔ زہریلی چیز سے حرام ہے۔ اگر صفائی سنت پوری ہو جائے گی کراہت و حرمت تو خارجی چیزیں ہیں۔ لکڑی سب سے بہتر ہے خوشبودار لکڑی' پیلو' کھجور کی درست ہے کیونکہ آخری مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی کا کیا۔ بعض نے پیلو کی روایت نقل کی ہے مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔ پھر زیتون طبرانی نے نقل کیا: نعم السواك الزیتون من شجرة مبارکة تطیب الفم و تذهب بالحفر! دوسری روایت ہو سواکی وسواك الانبیاء قبلی! خشک یا تر کی ہوئی اگر عرق گلاب میں تر کر لی جائے تو بہتر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خشک جس کو تر کر کے استعمال کریں وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ ازالہ میل میں خوب ہے (تحفہ ابن حجر) مسواک بالاجماع سنت ہے واجب نہیں۔ خصال الفطرة! فطر یفطر فطراً ابتداء اور ایجاد کو کہتے ہیں۔ بعض نے اس کا معنی بلا مثال پیدا کرنا۔ قلقشندی کہتے ہیں یہاں فطرت سے سنت مراد ہے۔

خطابی نے بھی یہی نقل کیا نووی نے اسی کو درست کہا۔ ماوردی' ابواسحاق وغیرہ سے اسی کی تائید کی (شرح العمدہ) بعض نے فطرت کو جبلت کے معنی میں لیا ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ عبداللہ قزاز سے غریب البخاری میں اس کو راجح کہا۔ بیضاوی نے کہا اس سنت قدیمہ جو انبیاء علیہم السلام سے چلی آ رہی ہے وہ مراد ہے کیونکہ تمام شرائع اس پر متفق ہیں اور وہ امر جبلی کی طرح ہے۔ (شرح العمدہ)

۱۱۹۷ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ - اَوْ عَلَى النَّاسِ - لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میری امت ...... یا لوگوں پر...... شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ لولا ان اشق! یہاں کراہت یا مخافت محذوف ہے یعنی امت پر مشقت کے خطرے سے مسواک کو ہر نماز کے ساتھ لازم نہیں کیا گیا۔ اس سے مراد امت دعوت ہے کیونکہ راوی او شک کا کلمہ لائے۔ لامرتھم! وجوب کا حکم دیتا۔ مندوب بھی مامورات میں شامل ہے۔ بالسواك! مسواک کرنا مراد ہو تو حذف کی حاجت نہیں اور (۲) کہ مسواک مراد لیں تو مضاف مقدر ہوگا۔ ای استعمال السواك۔ مع كل صلاة! ارادہ نماز کے وقت۔ شہاب الدین رملی وغیرہ نے اگر رہ جائے تو نماز میں بھی کرنے کا قول دیا مگر ابن حجر نے اس کی تردید فرمائی کہ یہ سکون نماز کے خلاف ہے۔ حاکم نے ان الفاظ سے نقل کی لفرضت عليهم السواك عند كل صلاة كما فرضت عليهم الوضو۔! نووی کہتے ہیں اس حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثبوت اجتہاد ملتا ہے جہاں نص نہ ہو۔ تمام فقہاء کا مختار قول یہی ہے۔ ام الدرداء رضی اللہ عنہا کی مرفوع روایت ہے رکعتان بسواك افضل من سبعین رکعة بلا سواك! (دیلمی فی الفردوس)

حافظ عراقی کہتے ہیں مسواک کی ہر نماز کے لئے حکم دینے میں حکمت یہ ہے کہ ہمیں ہر گھڑی تقرب الٰہی کے کام کرنے چاہئیں تا کہ عبادت کا مزید شرف وکمال ظاہر ہو اور عبادت کا تعلق فرشتے سے ہے اور وہ پڑھنے والے کے منہ سے منہ لگاتا ہے اگر بدبو پائے تو نفرت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے مسواک کا حکم دیا گیا نیز بلغم کا ازالہ ہو کر خوش آوازی سے قرأت کر سکے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٤٧) وأحمد (٣/٧٣٤٣) والبخاری (٨٨٧) ومسلم (٢٥٢) وأبو داود (٤٦) والترمذی (٢٢) والنسائی (٥٣٣) وابن ماجه (٦٩٠) وابن حبان (١٠٦٨) وأبو عوانة (١/١٩١) والدارمی (٦٨٣)

الفوائد : ① اس سے آپ کی امت پر عظیم شفقت ظاہر ہو رہی ہے ② ہر نماز کے وقت فضیلت بتلائی گئی ہے۔

۱۱۹۸ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الشَّوْصُ" : الدَّلْكُ۔

۱۱۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے' تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (بخاری ومسلم)

"الشَّوْصُ": ملنا۔

تشریح ۞ اذا قام! بیدار ہوتے۔ من النوم! بعض روایات میں من اللیل کا لفظ کہ رات کو نیند سے اٹھتے۔ یشوص! تا کہ امت کے لئے نمونہ ہو نیند سے منہ میں کیا تغیر آتا ہے۔ مسواک سے وہ اثر جاتا رہے گا۔ لشوص ملنے کو کہتے ہیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (۱۰/۲۳٤۷٥) والبخاري (۲٤٥) ومسلم (۲٥٥) وأبو داود (٥٥) والنسائي (۱٦۲۰) وابن ماجه (۲۸٦) والدارمي (٦۸٥) وابن حبان (۱۰۷۲) وابن خزيمة (۱۳٦) وابن أبي شيبة (۱/۱٦۸) والطيالسي (۱/٤۸) والبيهقي (۱/۳۸)

الفرائد: نماز کے لئے قیام ہو تب بھی اور ویسے نیند سے بیدار ہو تب بھی مسواک بہر حال مستحب ہے۔ (ابن دقیق العید)

۱۱۹۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ اَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے آپؐ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رات میں جب چاہتا اٹھا دیتا۔ آپ مسواک کرتے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔" (مسلم)

لغد! یہ اعداد سے ہے۔ تیار کرنا۔ سواکه! مسواک کرنے والی لکڑی۔ فیبعثه اللّٰه! نیند سے بیدار کرے۔

اَلنَّحْوُ: من اللیل! مفعول بہ کی ضمیر سے حال ہے۔ فیتسوك! بیدار ہونے کے بعد فا اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یتوضا! پہلے والی مسواک پر اکتفاء فرماتے یا اور مسواک لائی جاتی۔ ویصلی! رات کی نماز ادا فرماتے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۹/۲٤۳۲۳) ومسلم (۷٤٦) وأبو داود (۱۳٤۲) وابن حبان (۲٤٤۱) وابن خزيمة (۱۰۷۸) وأبو عوانة (۲/۳۲۳/۳۲٤)

الفرائد: ① نیند سے بیدار ہو تو مسواک مستحب ہے ② امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کی خدمت کے لئے کس قدر مستعد رہتی تھیں۔

۱۲۰۰: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں مسواک کے سلسلے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔" (بخاری)

تشریح ﴿ اکثرت! دوسری روایت لقد اکثرت کے الفاظ ہیں۔ مسواک کے سلسلہ میں خوب مبالغہ کیا۔ ابن التین کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے میں نے مسواک کا بہت کہا جو اس لائق ہے کہ میں اس کو اختیار کروں اور تمہارے ماننے کے لائق ہے۔ کرمانی کہتے ہیں اس کا معنی اس کے مطالبے پر میں نے مبالغہ کی حد تک کام لیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٤٦١) والبخارى (٨٨٨) والنسائى (٦) والدارمى (٩٦٨١) وابن حبان (١٠٦٧) والبيهقى (١/٣٥)

الفرائد : مسواک میں دُنیا و آخرت کے فوائد مضمر ہیں۔

١٢٠١ :وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِي ءٍ قَالَ :قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا :بِاَيِّ شَيْ ءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ :بِالسِّوَاكِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۰۱: شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلا کون سا کام کرتے ؟'' انہوں نے جواب دیا: ''مسواک کرتے۔'' (بخاری)

تشریح ﴿ شريح بن هاني! ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابن زید الحارثی المذحجی ابی المقدام۔ تقریب میں کہا یہ کوفی مخضرمی ہیں۔ یہ ابن ابی بکر کے ساتھ بجستان میں قتل ہوئے (تقریب نووی) بای شیء! وہ کون سی خصلتیں ہیں جو اختیار کرنی چاہئیں۔ بالسواك! گھر میں داخلے کے وقت مستحب ہے تا کہ کثرت کلام سے عادت جو خرابیاں پائی گئیں ان کا ازالہ ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٤٨٤٩) ومسلم (٢٥٣) وأبو داود (٥١) والنسائى (٨) وابن ماجه (٢٩٠) وابن حبان (١٠٧٤) وابن خزيمة (١٣٤) وابن أبى شيبة (١/١٦٨) والبيهقى (١/٣٤)

الفرائد : مسواک کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

١٢٠٢ :وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۲۰۲: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس حال میں کہ مسواک کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھا۔ (بخاری و مسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

تشریح ﴿ ابو موسٰى رضى الله عنه :ان کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ صحابہ کرام میں یہ منفرد کنیت والے تھے۔ دخلت على النبى صلى الله عليه وسلم! اس سے بڑوں کے پاس جانے کا جواز ثابت ہوا جبکہ وہ مسواک کر رہے ہوں۔ روایت مسلم میں اس طرح ہے: فكأني انظر الى سواكه تحت شفته وقد قلصت! معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی موقعہ ہے۔ مسواک طرف لسان یا تحت الشفہ دیکھا ہے۔ یا دونوں کا زمانہ مختلف ہے۔ عمدۃ الاحکام میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں۔ وهو يقول أع اع والسواك فى فيه كانه يتهوع۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۷۵۸) والبخاری (۲٤٤) ومسلم (۲۵٤) وأبو داود (٤۹) والنسائی (۳) وابن حبان (۱۰۷۳) وابن خزیمة (۱٤۱) والبیهقی (۱/۳۵)

الفرائد : ① مسواک کو زبان پر طول میں دانتوں پر عرضاً کرنا چاہئے ② آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے ان کو تعلیم دینے کے لئے مسواک کی۔

۱۲۰۳ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ" رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ، وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۱۲۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔'' (نسائی)

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عمدہ سند کے ساتھ نقل کیا۔

تشریح ۞ **السواك مطهرة للفم** ! مطہرۃ میم کے فتحہ و کسرہ کے ساتھ (ابن السکیت) ہر وہ آلہ جو مسواک کی طرح منہ کو صاف کرے۔ الطہارت' نظافت کو کہتے ہیں۔ حافظ عراقی کہتے ہیں مطہرہ مرضاہ دونوں میم کے فتحہ سے ہیں۔ یہ مصدر ہیں جو کہ فاعل کے معنی میں آتے ہیں ای **مطهر و مرض** ! (۲) مصدری معنی باقی ہے سبب طہارت و رضاء میں۔ (۳) مرضاہ مفعول کے معنی میں بھی درست ہے۔ ای **مرضية للرب**۔! اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہیں۔ کرمانی کہتے ہیں (۱) یہ مصدر میمی ہیں جو کہ اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ (۲) آلہ کے معنی میں ہے اگر کہا جائے یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب کس طرح ہیں؟ جواب یہ ہے اس استحباب کو انجام دینے کی وجہ سے ثواب لازم ہوا (۲) یہ نماز کا مقدمہ ہے اور نماز رب تعالیٰ سے مناجات ہے۔ عمدہ خوشبو عمدہ مناجات کا تقاضا کرتی ہے۔

طیبی کہتے ہیں یہ اس مثال کی طرح ہے۔ **الولد مبخلة مجبنة**! یعنی مسواک طہارت و رضا کا مقام ہیں مطلب یہ ہے مسواک آدمی کو طہارت منہ اور رضا رب پر ابھارتی ہے۔ مرضاۃ کا عطف ترتیب کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ طہارت رضا الٰہی کی علت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں بلندی میں برابر ہوں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲٤۲۵۸) والبخاری (۲۷) النسائی (۵) وابن ماجه (۲۸۹) وابن حبان (۱۰٦۷) وابن خزیمة (۱۳۵) والدارمی (٦۸٤) والبیهقی (۱/۳٤)

الفرائد : ① مسواک منہ کو صاف کرتی ہے ② مسواک اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔

۱۲۰٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ – اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْإِسْتِحْدَادُ: حَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ حَلْقُ الشِّعْرِ الَّذِیْ حَوْلَ الْفَرْجِ۔

۱۲۰۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فطرت کے اعمال پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ' (۲) زیر ناف بال صاف کرنا' (۳) ناخن کاٹنا' (۴) بغل کے بال اکھاڑنا' (۵) مونچھوں کے بال کٹوانا''۔ (بخاری و مسلم)

''اَلْإِسْتِحْدَادُ: زیر ناف بال صاف کرنا اور یہ وہ بال ہیں جو شرم گاہ کے اردگرد ہوتے ہیں۔

تشریح ۞ **خمس من الفطرة!** پہلی روایت کو اس پر محمول کیا جائے گا۔ دوسری روایت جس کو امام احمد نے نقل کیا اس میں اس طرح ہے۔ ''**من الفطرة خمس**''! مالک کے الفاظ متن والے ہیں۔ یہاں حصر مراد نہیں۔ اس طرح لانے میں نکتہ یہ ہے کہ دلالت کا مفہوم حجت نہیں ہے یا پہلے پانچ کے متعلق بتلایا گیا جیسا ''**الدین النصیحة**! دین کا بڑا حصہ نصیحت ہے۔ اس پر ترمذی' نسائی کی روایت جو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی وہ شاہد ہے ''**من لم یاخذ من شاربه فلیس منا**''! اسی طرح کے الفاظ **حلق عانه تقلیم اظفار**! کے نہ کرنے کے متعلق وارد ہوئے ہیں دوسری روایت کو تقدیر مضاف سے شروع کیا گیا ای **خصال الفطرة خمس ای خمس خصال**! (۲) موصوف محذوف ہے خصال خمس۔ (۳) یہ جملہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی **المشروع لکم خمس من الفطرة**! پہلی روایت کی تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ **خصال الفطرة خمس**! مضاف کو حذف کر دیا (غایۃ الاحکام)

یہاں فطرت سے مراد طریقہ ہے جیسا کہ الماوردی نے نقل کیا ہے سنت مراد نہیں ہے کیونکہ عند الشوافع ختنہ واجب ہے اور مضمضہ اور استنشاق بعض ائمہ کے ہاں واجب ہے۔ **الختان**! یہ ختن کا مصدر ہے۔ اس کا معنی کاٹنا ہے۔ قیاس یہ ہے کہ مصدر ختناً ہونا چاہئے اور وہ عضو مخصوص سے ایک جز کے کاٹنے کو کہتے ہیں۔

الاستحداد! زیر ناف بالوں کے لئے لوہے کا استعمال کرنا اور اس مقام کو صاف کرنا ہے جہاں مرد و عورت کے اعضائے مخصوصہ کے گرد بال ہوتے ہیں۔ **تقلیم الاظفار**! یہ قلم سے تفعیل کے وزن پر ہے۔ اس کا معنی کاٹنا کہتے ہیں قلمت ظفری۔ تشدید مبالغہ کے لئے ہے۔ اظفار یہ ظفر کی جمع ہے۔ ظا پر ضمہ ہے۔ بعض نے کسرہ نقل کیا ہے یہ اظفور بروزن عصفور بھی نقل کیا ہے۔ یہاں مقصود ناخن کے اس حصے کو کاٹنا ہے جو گوشت سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ اس کے نیچے میل جمع ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو غسل طہارت میں جسم تک پانی کے پہنچنے میں یہ رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اس کی مشہور ترتیب اس طرح ہے۔ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے ابتداء کرے پھر درمیانی پھر ختم کر کے انگوٹھے کو آخر میں پھر دوسرے ہاتھ کی چھنگلیا سے انگوٹھے کی طرف آئے اور پاؤں میں دائیں انگوٹھے سے چھنگلیا کی طرف اور بائیں میں چھنگلیا سے انگوٹھے کی طرف آئے۔

و نتف الابط! بغل میں اگنے والے بالوں کو اکھاڑنا۔ یہ بالاتفاق سنت ہے۔ اس میں دائیں طرف سے ابتداء مستحب ہے اس کو مونڈنا اور چونے سے صاف کرنا بھی جائز ہے کیونکہ مقصود حاصل ہے۔ ابن دقیق العید کہتے ہیں لفظوں کو دیکھیں تو صرف اکھاڑنے کا عمل ہے اور مقصد کو دیکھیں تو ہر مزیل سے ازالہ درست ہے مگر اصل مقصد اکھاڑنا ہے۔ مونڈنے سے بال زیادہ ہوں گے۔ اکھاڑنے سے ختم ہوتے جائیں گے اور بدبو بھی کمزور ہو جائے گی۔ ابط کا لفظ مذکر و مؤنث مستعمل ہے **تابط الشئ** اس وقت بولتے ہیں جب کسی چیز کو بغل میں دبائے۔ **قص الشارب**! اس سے وہ بال مراد ہیں اوپر والے ہونٹ کے اوپر

ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا الاطار اُس کو کہتے ہیں جو مشروب کے ساتھ مل جائے۔ اس کے کاٹنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں مجوس کی مخالفت ہے جیسا حدیث میں وارد ہے۔ (۲) کھانے کے وقت کھائی ہوئی چیز کے اس میں پھنس جانے سے بھی حفاظت رہتی ہے اور نظافت وستھرائی بھی اسی میں ہے۔

ابن العربی کہتے ہیں ان کا کاٹنا بھی درست ہے کیونکہ ناک سے بہنے والا پانی ان سے چمٹ جاتا ہے۔ غسل کے وقت اس کا ازالہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے سونگھنے میں دقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی تخفیف میں خوبصورتی بھی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دائیں جانب سے پہلے خود کاٹے یا دوسرے سے کٹوائے اس میں عزت کی کمی کے بغیر مقصود حاصل ہو جاتا ہے بخلاف بغل وزیر ناف کے قینچی سے کاٹنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

ابن شریح نے عانہ سے مراد حلقہ دبر کے گرد اگنے والے بالوں کو قرار دیا۔ نووی نے کہا مناسب یہ ہے کہ دبر و قبل کے گرد اگنے والے بالوں کو صاف کرے۔

ایک اہم فائدہ: یہ خصال وہ کلمات ہیں جن سے ابراہیم علیہم السلام کی آزمائش کی گئی۔ آپ ان میں پورے اترے اللہ تعالیٰ نے ان کو امام ومقتدیٰ بنایا اور ان کے طریقے اپنانے کا حکم فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ پہلے پیغمبر علیہ السلام ہیں جن کو ان کا حکم ہوا۔

خطابی کا قول: یہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرض اور ہمارے لئے سنت ہیں۔ (بخاری ومسلم)

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٧١٤٢) والبخاری (٥٩٩٨) ومسلم (٢٥٧) وأبو داود (٤١٩٨) والترمذی (٢٧٥٦) والنسائی (٩) وابن ماجه (٢٩٥) وابن حبان (٤٥٧٩) وأبو عوانة (١/١٠٩٠) والبیهقی (١/١٩٤)

الفرائد : ان خصال میں ظاہری وباطنی ہر دو نظافتیں مجتمع ہیں۔

١٢٠٥ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ : قَصُّ الشَّارِبِ ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ ، وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ ، وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ" قَالَ الرَّاوِیْ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ قَالَ وَكِيْعٌ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ - اِنْتِقَاصُ الْمَآءِ: يَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْبَرَاجِمِ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيْمِ- وَهِیَ : عُقَدُ الْاَصَابِعِ "اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَقُصُّ مِنْهَا شَيْئًا۔

۱۲۰۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا کاٹنا' (۲) داڑھی کا بڑھانا' (۳) مسواک کرنا' (۴) ناک میں پانی ڈالنا' (۵) ناخن کاٹنا' (۶) جوڑوں کو دھونا' (۷) بغل کے بال اکھاڑنا' (۸) زیر ناف بال مونڈھنا' (۹) استنجا کرنا' راوی نے کہا میں

دسویں بھول گیا ہوں۔شاید کہ وہ کلی ہو۔

وکیع جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ کا معنی استنجا کرنا ہے۔(مسلم)

اَلْبَرَاجِمُ: با کی زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ: اس میں سے کچھ بھی نہیں کاٹتے تھے۔

تشریح ۞ **عشر من الفطرة**! یعنی دس خصلتیں۔سبالین میں اختلاف ہے کہ ان کو کاٹنا چاہئے یا نہیں یعنی مونچھوں کی اطراف۔

اعفاء اللحية! داڑھی سے کوئی بال نہ کاٹنا۔

نووی کہتے ہیں داڑھی کے سلسلے میں پانچ چیزیں سخت قبیح ہیں(۱) سیاہ خضاب (صرف مجاہد کے لئے درست ہے) زرد خضاب نیک لوگوں کی مشابہت میں لگائے سنت کی اتباع کے طور پر نہیں۔(۲) گندھک سے اس کو سفید کرنا تا کہ سرداری ملے یا تعظیم کروائے اور مشائخ سے ملنے کا لوگوں میں وہم پیدا ہو۔(۳) جب ظاہر ہو تو اس کا نوچنا تا کہ امر دین اور حسن صورت قائم رہے۔(۴) سفید بال چنے جائیں۔(۵) بناوٹ کے لئے چڑھانا تا کہ عورتوں کے ہاں حسین معلوم ہو۔تصفیف میں اضافہ کرنا اور اس میں کمی کرنا رخساروں کے بالوں میں کنپٹیوں سے اضافہ کر کے ساتھ ملانا۔رخسار کے کچھ حصہ کو سر کے ساتھ مونڈ دینا۔ڈاڑھی بچہ کو مونڈنا۔(۶) بناوٹ اور لوگوں کو دکھانے کے لئے کنگھی کرنا۔(۷) زہد ظاہر کرنے کے لئے پراگندہ چھوڑ دینا۔(۸) بذاتِ خود اس کی پرواہ نہ کرنا۔(۹) اس کے سیاہ یا سفید ہونے کی طرف خود پسندی اور تکبر سے نگاہ ڈالنا۔(۱۰) جوانی کے غرور کے لئے اس کی سیاہی کا خیال کرنا۔(۱۱) بڑھاپے پر فخر کے لئے اس کی سفیدی کا خیال کرنا۔(۱۲) جوانی کی طوالت کو ظاہر کرنے کے لئے سیاہ بالوں کو دکھانا' گرہ باندھنا' مینڈھیاں بنانا۔(۱۳) مونڈنا البتہ عورت مونڈ دینی چاہئے۔ **استنشاق الماء**! ناک میں پانی چڑھانا۔یہ وضو وغسل میں مطلوب ہے۔**قص الاظفار**! تا کہ ان کے نیچے جمع ہونے والا میل دور ہو جائے۔**غسل البراجم**! تا کہ ان کے نیچے جو میل وغیرہ جمع ہو وہ ختم ہو جائے۔اندرون کان جو میل جمع ہو وہ بھی اس میں شامل ہے اس کا ازالہ بھی چاہئے کیونکہ اس کی کثرت سننے میں نقصان دیتی ہے۔اسی طرح ناک میں جو میل جمع ہو جائے یا اور کسی بھی مقام پر جو میل اکٹھی ہو خواہ پسینہ بدن کی وجہ سے ہو یا غبار سے ہو اس کا ازالہ کرے۔**قال الراوی**! راوی کا نام مصعب بن شیبہ ہے جیسا مسلم نے تصریح کی ہے۔**الا ان تکون**! راوی نے اپنا شک بیان کیا اور مضمضمہ بتلایا قاضی کا خیال یہ ہے کہ یہ ختان ہے اور یہ بہتر ہے پہلے روایت میں آ چکا۔**انتقاص الماء**! یعنی استنجاء مراد ہے۔پیشاب اس کی جگہ۔جمہور کہتے ہیں انتضاح تو فرج سے پانی کے جھاڑنے کا نام ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم ((۲٦۱) وأبو داود (۵۳) والترمذی (۲۷٦٦) والنسائی (۵۰۵۵) وابن ماجه (۲۹۳) وأحمد (۹/۲۵۱۱٤)

الفرائد : یہ خصال متعدد دینی اور دنیوی مصالح کو جامع ہیں ان کی نگہبانی آدمی کے اعمال واخلاص میں نکھار پیدا کرتی ہے۔

۱۲۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ احفوا الشوارب! یہ ہونٹوں پر جو لمبے ہو جائیں ان کو کاٹو۔اعفوا! بڑھاؤ۔اللحی! جمع اللحیۃ۔لحی لحی لام کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ دو لغات ہیں۔بخاری ومسلم کی روایات میں یہ الفاظ وارد ہیں (۱)اعفوا' (۲)اوفوا' (۳)اوارخوا' (۴)وارجوا وفروا کے الفاظ وارد ہیں سب کا معنی ایک ہے۔علماء کی ایک جماعت نے ظاہری الفاظ سے یہ مفہوم لیا کہ اسے حال پر چھوڑا جائے بخاری نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں "خالفوا المشرکین! اور "انھکوا الشوارب واعفوا اللحی"! سیوطی کہتے ہیں ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں اور طحاوی نے انس رضی اللہ عنہ سے آخر میں "لا تشبھوا بالیھود"! اور بیہقی نے "ولا تشبھوا"! کی جگہ وانتوفوا الشعر الذی فی الاناف! کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲/۵۱۳۵) والبخاری (۵۸۹۲) وأخرجه مالك (۱۷٦٤) وأبو داود (٤١٩٩) والترمذی (۲۷۷۳) وابن حبان (٥٤٧٥) وأبو عوانة (۱۸۹۱)

الفوائد : اکثر اہل تحقیق نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کو واجب قرار دیا ہے۔آپ کے حکم کی مخالفت اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب کا باعث بن سکتی ہے۔

۲۱۶ :بَابُ تَاْكِيْدِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

بَاب: زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات

الزکاۃ! لغت میں نمو اور پاکیزگی کو کہا جاتا ہے۔شرعی لحاظ سے وہ مخصوص مال جس کو مخصوص انداز سے نکالا جائے۔بیان فضلھا! اس کا تاکید پر عطف ہے۔ما یتعلق بھا! سے مراد ان بعض چیزوں کا تذکرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جن میں لازم نہیں۔

آیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرة:٤٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''(البقرۃ)

اقیموا! یہ اقمت العود سے لیا گیا ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب لکڑی کے ٹیڑھ کو دور کر دیا جائے۔ و آتوا! اعطاء کرنے اور دینے کے معنی میں ہے۔

فائدہ: نماز کی اقامت سے اس کو چھوڑ کر اس کی تاکید مزید پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی :

﴿وَمَا اُمِرُوْآ اِلَّا لِيَعْبُدُ وا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة:٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور نہیں ان کو حکم دیا گیا' مگر اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں' اس کے لئے پکار کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ یہی مضبوط دین ہے۔'' (البینۃ)

تشریح ۞ **لیعبدوا!** وہ اپنی انتہائی عاجزی' انتہائی تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں۔ **مخلصین له الدین!** (۱) اس طرح کہ نہ تو وہ شرک جلی کا ارتکاب کریں جیسا مشرکین کرتے ہیں۔ (۲) اور نہ ہی شرکِ خفی یعنی دکھلاوے میں مبتلا ہوں۔ (۳) یا سمعہ وشہرت کا شکار ہو جائیں۔ اس میں پہلی چیز تو سرے سے ایمان کے خلاف ہے اور دوسری چیز اعمال کے ثواب میں رکاوٹ ہے۔ **حنفاء!** ہر باطل دین سے الگ ہو کر۔ **ویقیموا الصلوٰة ویوتوا الزکاة!** آتی یہ اعطٰی کے معنی میں ہے۔ **ذلك!** اس سے مخلصانہ ایمان اور اقامت الصلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ **دین القیمه!** یہی ملت کا دین ہے یا شریعت مستقیمہ ہے۔ بعض نے قیمہ کو قیم کی جمع قرار دیا۔ وہ امت جو اللہ تعالیٰ کے لئے قائم رہنے والی ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ [التوبة:١٠٣]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لو' اور ان کو پاک کرو اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرو۔'' (التوبۃ)

اموالهم! ھم کی ضمیر کا مرجع ایمان والے ہیں۔ **تطهر هم!** تطہیر سے مراد گناہوں اور رزائل بخل سے پاک کرنا ہے۔ **تزکیهم بها!** ان کو صدقہ کے ذریعہ ان کو تصدیق کرنے والے مخلص بندوں کے درجات کی طرف بلند کرنے والے ہیں۔ حدیث میں صدقے کو برہان کہا گیا ہے۔

۱۲۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ''بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ ' وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ' وَحَجُّ الْبَيْتِ ' وَصَوْمُ رَمَضَانَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) رمضان المبارک کے روزے

رکھنا۔(بخاری ومسلم)

تشریح خمس! سے مراد پانچ خصلتیں ہیں۔ شھادۃ ان لا الله ......! شہادۃ کے لفظ پر تینوں اعراب پڑھ سکتے ہیں۔اس میں مصادر کو(۱) معروف مانیں تو مفعول کی طرف مضاف ہوں گے یعنی مکلّف کا گواہی دینا اوراس کا نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج و روزہ ادا کرنا۔ (۲) اگر مجہول مانیں شہادتین کا اقرار کیا جانا اور نماز کی ادائیگی۔ باب الامر بالمحافظة علی الصلوات میں وضاحت گزری۔

تخریج : باب الأمر بالمحافظة میں گزری۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۲۰۸ :وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ " قَالَ :هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ :"لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ" قَالَ :هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ؟ قَالَ :"لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ :هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ :"لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ :وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۸: حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد میں سے آیا جس کے بال پراگندہ تھے۔ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے مگر ہم نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا۔پس وہ آپؐ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا:'' دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے۔آپؐ نے فرمایا:''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''رمضان کے مہینے کے روزے''۔ پھر اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے اوراس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا' اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ کرے۔وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔اللہ کی قسم میں اس سے نہ اضافہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر اس نے سچ کہا تو وہ کامیاب ہوگیا۔''(بخاری ومسلم)

تشریح طلحه رضی الله عنه کا سلسلہ نسب بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ القرشی التیمی ہے ان کی کنیت ابو محمد المکی المدنی ہے۔یہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔یہ ان پانچ آدمیوں سے ہیں جو پہلے پہل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔یہ شوریٰ کے ان چھ آدمیوں سے ہیں' وفات کے وقت جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وفات کے وقت راضی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام طلحہ الخیر اور طلحہ الجود رکھا۔ یہ مہاجرین اولین سے ہیں۔ بدر میں موجود نہ تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کو حصہ عنایت فرمایا اور ان کا اجر حاضرین بدر کی طرح ہوگا۔ یہ احد اور اس کے مابعد تمام معرکوں میں شریک رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب احد کا تذکرہ فرماتے تو فرماتے وہ دن تمام کا تمام طلحہ کا تھا۔ ان کے فضائل بے شمار ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۸ روایات نقل کی ہیں۔ ان میں دو تو بخاری و مسلم نے نقل کی ہیں۔ دو میں بخاری منفرد اور تین میں مسلم منفرد ہیں۔ یہ جنگ جمل ۲۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ ھ میں شہید کئے گئے۔ ان کی عمر میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۶۴ اور بعض نے ۵۸ سال بعض نے ۶۲' دوسروں نے ۶۰ سال بتلائی ہے۔ ان کی قبر کوفہ میں آج بھی موجود ہے۔ ان کی فضیلت میں عائشہؓ کا ارشاد ہے طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق قرآن کا ارشاد: ﴿**منهم من قضى نحبه**﴾ کہ انہوں نے اپنا حصہ پورا کیا اور ذرہ بھر نہیں بدلے۔ احد کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اپنے ہاتھ کی ڈھال سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیروں سے حفاظت کی۔ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا: **أو جب طلحة!** طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرادی (تہذیب نووی) **جاء رجل!** قاضی عیاض کہتے ہیں یہ ضمام بن ثعلبہ ہیں جو بنو سعد بن بکر کے بھائی ہیں۔ ابن بطال کا بھی یہی قول ہے مگر یہ محل نظر ہے کیونکہ ضمام کا تذکرہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے مگر حدیث طلحہ میں ان کا تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ دونوں ایک قصے ہیں اس لئے کہ ان کے الفاظ میں تباین پایا جاتا ہے۔ قرطبی نے اسی طرح کہا ہے۔ (مبہمات البخاری للبقلینی) سیوطی نے اس کو تمریض کے قول سے نقل کیا (التوشیح)

اَللُّغَاتُ: **ثائر الراس!** رفع کی صورت میں رجل کی صفت ہے۔ (۲) حال ہونے کی وجہ سے نصب جائز ہے۔ اس کا معنی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ **نسمع دوی صوته!** دوی یہ دال کے فتحہ سے ہے بعض نے ضمہ نقل کیا۔ تیز آواز جو سمجھ نہ آئے۔

خطابی کا قول: بلند مکرر آواز جو دوری کی وجہ سے سمجھ نہ آئے۔ **حتى دنا!** یعنی وہ چلتا رہا یہاں تک کہ قریب پہنچا۔

هو! یہ مبتدا ہے اس کی خبر **يسال عن الاسلام!** ہے یعنی وہ احکام کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ بقول بخاری وہ فرض نمازوں کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں' اسی طرح زکوٰۃ اس سے سوال و جواب میں مطابقت ظاہر ہو رہی ہے۔ (التوشیح) **خمس صلوات!** دن رات میں ہر مکلف پر پانچ نمازیں فریض ہیں۔ حائض عورت اور نفاس والی اور مجنون اس سے مستثنیٰ ہیں۔ **علي غيرها!** پانچ کے علاوہ فرض نماز میرے ذمہ ہے۔ آپ ﷺ نے نفی میں جواب مرحمت فرمایا۔ **الا ان تطوع!** (۱) یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ یعنی تم پر اس کے علاوہ کوئی چیز واجب نہیں لیکن نفلی نماز مستحب ہے۔ اصحاب شوافع نے اسی سے وتر کی سنیت پر استدلال کیا ہے۔ (۲) بعض علماء نے مستثنیٰ مان کر کہا کہ نفل نماز و روزہ شروع کر لینے سے اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے مگر شوافع کے ہاں واجب نہیں ہوتی۔ **وصيام شهر!** اس کا خمس پر عطف ہے دراصل شرعی لحاظ سے جو واجب ہے اس کو ذکر کرنا مقصود ہے ورنہ نذر یا کفارے کے روزے اور نماز تو واجب الادا ہوتے ہیں۔ **لا إلا ان تطوع!** زکوٰۃ کا تذکرہ فرمایا پھر نفلی صدقے کا ذکر فرمایا دمامینی کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سائل مدینہ میں حاضر ہوا اور کم از کم

ھ۵ھ میں آیا اور اس زمانے تک قتل، زنا، حقوق والدین، ظلم، سرقہ جیسے امور کی ممانعت ہو چکی تھی۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ و روزہ کے علاوہ بھی فرائض اس کے ذمہ تھے۔

ابن منیر کا قول: (۱) یہ ہے کہ موقعہ کے مطابق جس بات کی ضروری ہوتی آپ ﷺ اسی کی تعلیم فرماتے اور اہم ترین پھر اہم اتر کی ترتیب پیش نظر رہتی کیونکہ مکمل احکامات تو ایک لمحہ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ خصوصاً اس آدمی کے لئے جو نیا نیا اسلام لایا ہو۔
(۲) رواۃ نے اس کا بعض حصہ ذکر کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

النحو: فادبر الرجل! یہ جملہ حالیہ یا معطوفہ ہے۔ واللّٰہ لا ازید! اس کا سب سے بہتر معنی یہ ہے یہ باتیں میں اپنی قوم کو بلا اضافہ و نقص پہنچا دوں گا کیونکہ وہ سیکھنے اور سکھانے کے لئے وفد و نمائندہ کی حیثیت سے آتا تھا۔ (ابن المنیر)

دمامینی کا قول: یہ ہے کہ بخاری نے کتاب الصوم میں **والذی اکرمك بالحق لا اتطوع شیئا ولا انقص مما فرض اللّٰہ علی شیئا**! یہ دونوں باہم مخالف نہیں کیونکہ حدیث انس رضی اللہ عنہ اور حدیث طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ جدا جدا ہے۔ (قرطبی)

افلح ان صدق! ابن عربی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ بات اس لئے فرمائی تا کہ اس کا دل مطمئن ہو جائے کیونکہ وہ نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ اس کے علاوہ احکام وہ آئندہ ترغیب سے قبول کرے گا۔

نووی کا قول: اس کو مفلح اس لئے قرار دیا کیونکہ اس نے اپنے فرائض کے بارے انجام دہی کا قصد اور اس کے علاوہ سے احتراز کا پختہ ارادہ ظاہر کیا جب وہ فرائض کے اعتبار سے کامیاب ہوگا تو تطوعات میں یقیناً کامیاب ہوگا۔

سوال: اس حدیث میں جب تمام فرائض جمع نہیں تو پھر **لا ازید**! کا کلمہ کیسے درست ہوگا؟

جواب: بخاری کی دوسری روایت میں وضاحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شرائع اسلام کی اطلاع دی تو اس نے کہا: **لا انقص مما فرض اللّٰہ علی شیئا**! اب رہا نوافل کا سلسلہ تو اس کے متعلق یہ ممکن ہے کہ ان کی مشروعیت سے پہلے کی بات ہو اور فرائض کی پابندی کرنے والا مفلح ہے اگرچہ ترک سنن کا فعل قابل مذمت ہے اور اس کی شہادت بھی رد کی جا سکتی ہے۔ (۲) جب قصہ مختلف ہو تو اس جواب کی ضرورت نہیں۔

تخریج: أخرجه مالك (٤٢٥) وأحمد (١/١٣٩٠) والبخارى (٤٦) ومسلم ((١١) وأبو داود (٣٩١) والنسائى (٤٥٧) وابن حبان (١٧٢٤) وابن خزيمة (٣٠٦) وابن الجارود (١٤٤) والدارمى (١٥٧٨) والبيهقى (٤٦٦/٢)

الفرائد: جس شخص نے فریضہ الٰہی کو ادا کیا۔ اس مال و اجر میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ مالک نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔

١٢٠ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : "ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ' فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ' فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى

فُقَرَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''تم ان کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دو۔ اگر وہ تیری بات مان لیں تو پھر ان کو اس کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے غرباء کو لوٹا دی جائے گی۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **معاذ!** یہ معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے کچھ علاقہ پر عامل بنا کر روانہ فرمایا۔ مکمل روایت باب **الامر بالمحافظه علی الصلوات** میں گزری۔ **ادعهم!** یعنی جن کی طرف تمہیں بھیجا جا رہا ہے ان اہل کتاب کو ایمان کی دعوت دو۔ **الی شهادة!** اس کی طرف پہلے دعوت اس لئے دی کیونکہ یہ تمام طاعات کی بنیاد ہے۔ **فان هم اطاعوا!** اس پر یقین کر لیں اور اس کا اقرار کر لیں۔ **افترض!** باب افتعال کا صیغہ مجرد کی بجائے اہتمام کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ **فان هم اطاعوا!** ان کے واجب ہونے کی تصدیق کریں اور ان کو لازم پکڑیں۔ **فاعلمهم!** شہادتین کے اقرار کے بعد ہی نماز لازم ہوتی ہے۔

سوال: نماز کو شہادتین پر موقوف کرنا تو بجا مگر زکوٰۃ کو نماز پر کیوں موقوف کیا؟

جواب: مطلب یہ ہے کہ اگر نماز کی فرضیت کا اعتقاد قائم کر لیں تو ان کے سامنے زکوٰۃ کا تذکرہ کرو اور اصل مقصود اس سے تدریج ہے تاکہ کثرت احکام سے تنفر پیدا نہ ہو جائے اور نماز زیادہ اہمیت کی وجہ سے مقدم ہے۔ یہ عبادت بدنیہ ہے زکوٰۃ سے زیادہ آسان ہے کیونکہ مال کا خرچ کرنا گراں گزرتا ہے۔ **تو خذ من اغنیائهم!** یہ چھوٹے کو بھی شامل ہے پس اس کے مال میں زکوٰۃ ہوگی۔ **وترد علی فقرائهم!** یہاں فقراء کا تذکرہ اصناف کی طرف اشارہ کے لئے کیا گیا۔ ﴿انما الصدقات﴾ (سورۃ التوبہ: ۶۰) نماز و زکوٰۃ کا تذکرہ زیادہ اہمیت کے پیش نظر فرمایا اسی لئے ان کا قرآن مجید میں بار بار تذکرہ فرمایا گیا ہے (من جملہ احکام میں سے اس موقعہ نصیحت پر بطور اختصار ان دو کا تذکرہ فرمایا۔ مترجم)

تخریج: باب تحریم الظلم میں گزر چکی۔

الفوائد: ایضاً۔

۱۲۱۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے

لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو محفوظ کرلیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ✿ امرت! یہ ماضی مجہول ہے۔ حکم دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ الناس! سے یہاں غیر کتابی کفار مراد ہیں۔ حتی یشھدوا! تارک صلوٰۃ اگر توبہ نہ کرے تو امام شافعیؒ کے ہاں اس کو قتل کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس کو قید میں توبہ تک ڈالا جائے گا اور تارکین زکوٰۃ سے امام قتال کرے گا۔ ذلك! اس سے شہادتین اور ان کے بعد والے احکام مراد ہیں۔ یہاں فعل کو قول پر غلبہ دیا گیا ہے۔ **عصموا منی دماء ھم!** انہوں نے اپنے خون کو مجھ سے محفوظ کرلیا پھر ان کا قتل قصاص یا احصان زانی یا ارتداد کی صورت میں صرف ہوسکتا ہے۔ **و اموالھم!** البتہ کفارے اور بدل تلف کی صورت میں لیا جاسکتا ہے۔ **و حسابھم علی اللّٰہ!** اسلام کے احکام ظاہر پر چلتے ہیں باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ البتہ کتابی اور ان کے ساتھ ملحقہ کفار سے اس وقت تک قتال کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا پھر جزیہ دیں۔

تخریج : باب اجراء أحکام الناس علی الظاھر میں گزر چکی۔

الفوائد : ایضاً۔

۱۲۱۱ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ – وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : کَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَھَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ : وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ ، فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ – وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَہٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِہٖ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : فَوَ اللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰہَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ ، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۱۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کرلی' مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا' جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بیشک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کو باندھنے والی رسّی' جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے' وہ بھی روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔'' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا

کہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو قتال کے لئے کھول دیا ہے' پس میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **لما توفی!** یہ صیغہ مجہول ہے۔ فاعل معلوم العام ہے۔ **کان ابوبکر رضی اللہ عنہ!** خبر محذوف ہے یا مضاف کو حذف کیا گیا ہے اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام لائے۔ **کفر!** یہاں ارتداد کے معنی میں ہے۔ سوائے اہل حرمین اور باقی کچھ لوگوں کے ہر جگہ ارتداد پھیل گیا۔ تارکین زکوٰۃ کو تغلیطاً کفار میں شامل کیا یا جن سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتال کیا ان میں کچھ تو مرتدین تھے جیسے مسیلمہ' اسود عنسی اور طلیحہ وغیرہ کے ساتھی اور کچھ نے زکوٰۃ کا انکار کر کے بغاوت کی۔ (انکار زکوٰۃ خود کفر ہے) اس لئے تمام پر کفر کا اطلاق کیا گیا۔ یہ عظیم فتنہ تھا اور اہل بغاوت سے قتال کی یہ ابتداء تھی۔ ان کا معاملہ دیگر منکرین سے الگ تھا۔ ایک طرف ان کا زمانہ اسلام بالکل قریب تھا اور وہ جہالت کی وجہ سے شریعت سے ناواقف تھے۔ ان کے دلوں میں اشتباہ داخل ہوا جس سے انہوں نے غداری کی اور وہ باغی کہلائے اور اسی وجہ سے صحابہ کرام کے مابین مانعین زکوٰۃ کے متعلق گفتگو چلی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا حکم فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: **کیف نقاتل الناس۔ امرت ان اقاتل:** یہ آپ کے مکمل ارشاد کی طرف اشارہ کیا۔ اگرچہ یہاں امرت سے شروع کیا کہ ان کا کہے اور کرنے والے کا مال و جان محفوظ ہے۔ **من قالها:** اس میں مخلص و منافق دونوں عموم کے اندر شامل ہیں اور ''**حسابه علی اللّٰه**'' اس پر دلالت کر رہا ہے اگر وہ سچا ہوگا تو آخرت میں بدلہ پائے گا ورنہ مجرم ہوگا۔ **واللہ لا قاتلن!** ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مال زکوٰۃ کو روکنے والے کا اقرار اس کی جان کو معصوم نہیں بنا سکتا۔ اللہ کی قسم میں نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرنے والے کے خلاف قتال کروں گا۔ اگر ایک کو لازم حق تسلیم کرتا ہے تو دوسرے کے انکار کے سبب شہادتین اس کی جان کو معصوم بن بناتیں۔ پس الابحقہ میں شامل ہے۔ **عقالا!** وہ رسّی جس کے ساتھ اونٹ کو باندھا جاتا ہے۔ اونٹ کو اسی کے ذریعہ قابو کیا جاتا ہے اس لئے اس کا ذکر فرمایا۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حقوق صدقہ و زکوٰۃ سے جو معمولی عقال کے برابر کمی کرے گا میں اس سے بھی لڑائی کروں گا۔ بعض نے کہا جب صدقہ لینے والا عامل صدقہ کے اونٹ وصول کرتا ہے تو کہتے ہیں **اخذ عقالا!** کہ اس نے اونٹ وصول کر لئے اور اگر نقدی لے تو کہتے ہیں **اخذ نقدًا!** بعض نے کہا عقال سے عام صدقہ مراد ہے۔ جیسے کہتے ہیں **اخذ المصدق عقال هذا العام۔!** جبکہ صدقہ وصول کر لے۔ ابوعبیدہ کا یہی قول ہے۔ خطابی کہتے ہیں اہل عرب قلیل چیز کی تمثیل کے لئے اس کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ محاورہ عرب میں ایک سال کے صدقہ کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے عناق اور جدی کا لفظ آتا ہے۔ **یؤدونه!** ادا کرنا۔

علی منعه! علیٰ لام اجلیہ کے معنی میں ہے۔ **قال عمر!** ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد برحق ہے۔ بقول برماوی پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی ابتداء کو دیکھا آخر کو نہیں دیکھا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو حق مالی سمجھتے ہوئے نماز پر قیاس کیا اور نماز کا امتناع تو بالاجماع قتال کا باعث تھا تو گویا مختلف فیہ کو متفق علیہ کی طرف لوٹایا اور دوسری روایت میں تو زکوٰۃ کی تصریح پائی جاتی ہے وہ ابن عمرؓ والی روایت ہے جو پہلے گزری۔ یہاں اختصار کرتے ہوئے صرف شیخین کی گفتگو نقل کی ہے۔ یا جو اصل غرض تھی اسے ذکر کیا۔ خطابی کہتے ہیں قرآن مجید میں خطاب تین طریق سے وارد ہوا ہے: (۱) خطاب عام جیسے ﴿**اذا قمتم الی الصلاة**﴾ (۲) خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب مثلاً ﴿**فتهجد به نافلة لك**﴾ (۳) جس میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور امت کو خطاب فرمایا گیا مثلاً ﴿خذ من اموالهم صدقة﴾ پس جو آدمی امت کا ذمہ دار ہوا سے آپ کی راہ اپنانی چاہئے۔ تطہیر وتزکیہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دعا امام کی طرف سے ہوگی۔ ان اعمال کو کرنے والا ان تمام چیزوں کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کی طاعت ورسول کی طاعت سے پالیتا ہے اور ہر وہ عمل جس کا مقررہ ثواب ہے وہ اس وقت میں باقی ہے۔ پس حاکم کو چاہئے کہ وہ صدقہ کرنے والے کے لئے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب کا امیدوار رہے ناامید نہ ہو۔

تخریج : أخرجه البخاری (١٣٩٩) ومسلم (٢٠) وأبو داود (١٥٥٦) والترمذی (٢٦٠٧) والنسائی (٢٤٤٢)

الفرائد : شریعت کا حکم جس طرح نماز ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی۔ اس لحاظ سے ان میں کچھ فرق نہیں۔ لوگوں کے ظاہر کے مطابق ان سے معاملہ کیا جائے گا۔

۱۲۱۲ : وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ : "تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا ، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكَاةَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۱۲: حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "مجھے ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے"۔ آپ نے فرمایا: "تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر' نماز کو قائم کر' زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔" (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ ابو ایوب : ان کا نام خالد بن زید انصاری تھا بقول دمامینی آنے والا سائل بنومنتفق کا تھا اور ابن قتیبہ نے غریب الحدیث میں ابوایوب کا اپنا نام لکھا ہے (غریب الحدیث ابن قتیبہ) یدخلنی الجنة : سبب کی طرف داخلے کی اسناد مجازی ہے۔ تعبد اللّٰه : (۱) اس سے پہلے ان محذوف ہے۔ (۲) باقی معطوفات کا بھی یہی حکم ہے۔ ولا تشرك به شیئاً : یہ پہلے فعل کے فاعل سے حال ہے۔ وتقیم الصلاة : تمام ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کرو۔ وتوتی الزكاة : فقراء اور باقی مستحقین کو دو۔ مخاطب کے علم پر اکتفاء کرتے ہوئے کہ یہ بھی اوکان میں اسی طرح شامل ہیں۔ (۲) مخاطب کی ضرورت جس حد تک تھی ذکر فرما دی گئی یا راوی نے بیان میں ذکر نہ کیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٣٦٠٩) والبخاری (١٣٩٦) ومسلم (١٣) والنسائی (٤٦٧) وابن حبان (٣٢٤٥) والطبرانی (٣٩٢٤)

الفرائد : اس امت کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ فرمایا گیا کہ اللہ کی عبادت ظاہری احکام کی پابندی کی اس کو جنتی قرار دیا گیا۔

۱۲۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ" قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰی هٰذَا - فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیں کہ جسے میں جب کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور تو نماز کو قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا" مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔" جب وہ مڑ کر چل دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو پسند کرے کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے"۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **اعرابیا**: دیہات کے رہنے والے کو اعرابی کہا جاتا ہے بقول بلقینی ان کا نام عبداللہ بن الاحزم رضی اللہ عنہ ہے۔ **دلنی علی عمل**: اس انداز سے اس سے لئے تعبیر کیا کیونکہ توفیق الٰہی پر اسے اعتماد تھا کیونکہ حصول نتیجہ پر اس کو قطعی یقین تھا۔ **ولا تشرك به شيئاً**: ذرہ بھر بھی شرک مت کرنا۔ (۲) کسی بھی معبود کو اس کا شریک مت بنانا۔ یہ جملہ حال ہے۔ رابط ضمیر ہے۔

الزكاة المفروضه: یہ مفروضہ کی قید نفلی صدقے سے الگ کرنے کے لئے لگائی گئی ہے۔ **تصوم رمضان**: یہاں بھی حج، جہاد کا تذکرہ نہیں فرمایا کیونکہ سائل کی طلب اتنی ہی تھی۔ (۲) آپ کو معلوم تھا کہ یہ ان دونوں چیزوں کے ثواب اور اعلیٰ مرتبے سے واقف ہے۔ **نفسی بیدہ**: ید سے یہاں قدرت مراد ہے۔ **لا ازيد على هذا**: مسلم نے **انقص منه** کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں۔

طبرانی کا قول: یہ جو دیہاتی لوگ قریب الاسلام ان کو مخاطب کیا جاتا تا کہ وہ اسلام کے قائل ہوں۔ جب ان کے دل اسلام کے لئے کھل جائیں گے تو تمام احکام کو اپنا لیں گے اور مستحباب کے ثواب کو حاصل کرنے کی طرف بڑھیں گے (التوشیح) **ولی**: واپس مڑنا۔ **رجل من اهل الجنة**: برماوی کہتے ہیں جن کو جنت کی بشارت ملی وہ دس سے بھی زائد ہیں۔ جیسا ازواج النبی اور بنات سید الکائنات اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم روایات وارد ہیں۔ پس عشرہ والی روایات بشارت کا مطلب یہ ہے کہ یکبارگی ان کو بشارت دی گئی۔ (۲) ایک لفظ سے جنت کی بشارت دی گئی۔ (۳) عدد زائد کے شامل ہونے سے مانع نہیں۔

تخریج : أخرجه البخاري (١٣٩٧) ومسلم (١٤) .

الفرائد : توحید پر قائم رہنے والا اور نماز و زکوٰۃ کا پابند رمضان کے روزے ادا کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر میں اپنی ہمت کے مطابق پابندی کرنے والا نامی و کامیاب ہے۔

١٢١٤ :وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۴: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر کی۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ جریر بن عبداللہ: یہ بجیلہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لشکری جس طرح امیر کی بیعت کرتا ہے اسی قسم سے ہے۔ اقام الصلوۃ: مصدری کی اضافت کی گئی ہے۔ النصح لکل مسلم: نصح خیر خواہی کے معنی میں ہے۔ مسلم سے مراد ہر مسلمان مرد و عورت مراد ہے۔

تخریج : باب فی النصیحة میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

١٢١٥ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ، وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ؟ قَالَ :"وَلَا صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا، وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ :"وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ :"اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ :هِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ — فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ

فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدُ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَّكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا أَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَّسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ؟ قَالَ:"مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْأٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۲۱۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو سونے چاندی کا مالک ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کا دن سونے اور چاندی کے آگ کے تختے بنا کر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُس کے ساتھ اس کے پہلو' پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ لوٹا کر جہنم میں گرم کیا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے پھر وہ جنت یا جہنم کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ اونٹوں کے بارے میں فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر باری کے دن ان کا دودھ دوھ کر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو چٹیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور وہ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور منہ سے اس کو کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا حصہ گزر جائے گا تو پچھلوں کو اس پر لوٹایا جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر وہ اپنا جنت یا جہنم کی طرف کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ گائے اور بکریوں کے بارے میں؟ فرمایا: ''جو بکریوں اور گایوں کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک چٹیل میدان میں اس کو منہ کے بل گرا دیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور ان میں کوئی بھی نہ مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی (بلکہ سب سینگوں والی ہوں گی) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو آخر تک اس کو لوٹایا (یعنی بار بار) جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر وہ جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔'' عرض کیا گیا یارسول اللہ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیں؟ فرمایا ''گھوڑے تین قسم کے ہیں (۱) جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ (۲) جو آدمی کیلئے پردہ ہیں (۳) جو آدمی کیلئے اجر ہیں۔ ان میں سے بوجھ وہ ہیں جن کو اس نے دکھاوے اور فخر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کیلئے باندھا ہے۔ (۲) وہ گھوڑے اس کیلئے پردہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا۔ پھر اللہ کا حق اُن کے متعلق نہ بھلایا وہ سواری کے طور پر اس کیلئے پردہ ہیں (۳) اور وہ

گھوڑے اجر ہیں جو اس نے مسلمانوں کیلئے کسی چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھے ہیں۔ وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہے تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کیلئے ان کے گوبر اور پیشاب کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رسّی نہیں تڑاتے کہ جس سے کسی ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر وہ چڑھیں تو اس کے بدلے میں بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کا مالک جس نہر کے پاس سے لے کر ان کو گزرتا ہے اور وہ ان کا پانی پیتے ہیں۔ خواہ مالک ان کو نہ پلانا چاہے تو اللہ اس کے بدلے میں بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھے کے بارے؟ فرمایا: ''گدھے کے متعلق کوئی حکم مجھ پر نہیں اتارا گیا مگر یہ کہ یہ خاص آیت جو جامع ہے کہ جو آدمی کوئی ذرّہ بھر نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ مامن: من استغراق کے لئے ہے۔ **صاحب ذهب و لا فضة**: یہاں سونے اور چاندی سے وہ مراد ہے جس میں زکوٰۃ لازم ہوتی وعید کا اسی سے تعلق ہے۔ ابن حجرؒ کے قول **لا ليفقني منه احد**: کا بھی یہی مطلب ہے کہ جن پر واجب الذمہ ہے۔ **حقها**: فرض حصہ زکوٰۃ۔ ھا کی قصہ کی طرف لوٹائیں یا سونے چاندی سے دنانیر و دراہم مراد لیں تو پھر اس آیت کی طرح ہوگی۔ ﴿**والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها**﴾: (التوبہ: ۳۴) **الا**: عام احوال سے یہ استثناء ہے۔ یعنی **لا يحصل له حال من الاحوال الا حالة واحدة صفحت له صفائح**: یہ مرفوع ہے۔ (۲) مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ضمیر سونے چاندی کی طرف مفرد لانا مناسب ہے۔ **تصفيح**: چوڑا کرنا۔ پترے۔ خواہ لوہے یا کسی بھی دھات سے بنے ہوں۔ **فاحمى عليها**: یہ گرم کرنا ان کو آگ کی طرف بنانا ہے کہ دیکھنے میں وہ آگ معلوم ہوں گے۔ اس روایت اور آیت میں احماء کا لفظ استعمال ہوا۔ اس کا معنی کسی چیز کا اس طرح گرم کرنا کہ وہ جلانے لگے۔ ظرف کی طرف مبالغہ کر دیا گیا ہے کیونکہ **محماة**: کہنے سے **يحملى عليها يا احمى عليها**: کہنا زیادہ بلیغ ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ وہ پترے آگ کی طرف بار بار لوٹائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گرمی اور لپٹ میں انتہاء کو پہنچ جائیں گے تو اس سے ان کے اجسام کو داغ لگائے جائیں گے۔ عرب احمیت علی الحدید نہیں بولتے بلکہ احمیت الحدید و حمیتہ کہتے ہیں (فتح الدلہ) معلوم ہوا کہ یہ پترے آگ کے نہ ہوں گے بلکہ اموال کے ہوں گے خواہ اس مال سے سزا دی جائے یا اس کو آگ کی طرح بنا کر سزا دی جائے وہ سخت گرم ہونے کی وجہ سے آگ کہلانے کا حقدار ہے۔ **فيكوى بها حيينه**: ان تین اطراف کا خصوصیت سے اس لئے ذکر فرمایا کیونکہ واجب زکوٰۃ کی ادائیگی سے باز رہنے کی وجہ وجاہت اور کھانوں سے پیٹ کا پُر کرنا پشت کو لباس سے ڈھانپنا ہے۔ (۲) اس نے اپنے چہرے کو فقیر سے پھیرا اور اس سے پہلو تہی اختیار کر کے پیٹھ پھیر کر چلایا۔ (۳) ظاہری اعضاء میں یہ تینوں سب سے اعلیٰ ہیں کیونکہ یہ اعضاء رئیسہ دل، دماغ، جگر پر مشتمل ہیں۔ (۴) اس بدن کی چہار جہت مراد ہیں۔ آگے، پیچھے اور دائیں بائیں۔ **كلما بردت**: جب وہ ٹھنڈی ہو جائے گی دوبارہ آگ کی طرف گرم کرنے کے لئے لوٹا دی جائے گی۔ **اعيدت له**: پہلے سے گرم اور سخت ہوگی۔ قرطبی کہتے ہیں اس سے مراد ہمیشہ عذاب میں مبتلا کرنا ہے اور ان گرم چادروں میں مسلسل حرارت کی شدت برقرار رہے گی جیسا گرم لوہے کو گرم حالت میں بھٹی میں موٹا دیا جاتا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد مسلسل نکالا جاتا ہے۔ **في يوم**: اس کی درازی کفار و فساق اور حقوق اللہ سے روکنے والوں کے لئے

ہوگی۔البتہ مومنین کے لئے فجر کی دو رکعت کے برابر معلوم ہوگی اور بعض پر دنیا کے نصف دن کی طرح ہوگی جیسا ارشاد الٰہی میں اشارہ ہے:﴿احسن مقیلا﴾!(الفرقان:۲۴)اس طویل زمانے میں وہ مجرم اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔

النحو:فیری سبیله !کا ضمہ وفتحہ دونوں درست ہیں (طیبی) اور سبیل نائب فاعل یا مفعول یہ ہے۔سبیل کا لفظ طریق کی طرح مذکر ومؤنث استعمال ہوتا ہے۔

الی الجنة!یہ ظرف محل حال میں ہے۔اگر مومن ہوگا تو جنت میں جائے گا۔**الی النار**!اگر ترک زکوٰۃ کو حلال قرار دینے والا ہوگا تو کفر کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔**فالابل**!فقعو کا تو یہ حال ہوگا اونٹ کا مسئلہ کیا ہوگا۔ **حقها**!جو اونٹوں کی واجب زکاۃ نہیں دیتا۔**حلبها یوم وردها**!پانی پلانے کے دن گھاٹ پر آنے والوں کو نہیں پلایا اس کی نظیر پھلوں کو دن کے وقت توڑنا تاکہ غرباء ومحتاجین حاضر ہوں۔عموماً ایسے مواقع پر غربا جمع ہو جاتے ہیں۔**بطح**!اس کو منہ کے بل گرایا جائے گا اور بخاری کی روایت میں **تخبط وجهه باخفا فها**!اس سے یہ ثابت ہوا کہ بطح میں چہرے کے بل لوٹانا ضروری نہیں بلکہ لغت میں کھینچنا اور پھیلانا اس کا معنی ہے اور یہ انسان کے لئے چہرے اور پشت کے بل ہوتا ہے۔اسی وجہ سے مکہ کو بطحاء کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پھیلا ہوا ہے۔**لها**!ضمیر جنس کے لحاظ سے لائی گئی ہے۔**بقاع قرقر**!یہ قاع کی صفت کاشفہ ہے۔برابر میدان (فتح الدلہ) صفت موکدہ بھی کہلا سکتی ہے۔تورپشتی کہتے ہیں مبالغہ کے لئے دو لفظوں سے تعبیر کیا معنی ایک ہی ہے اور بعض روایات میں یہ فرق بھی آیا ہے۔**اوفر**!زیادہ موٹا ماکانت جب زندہ ہو اس وقت جس قدر روندنے میں زیادہ بوجھل ہو سکے۔اس کا نصب ظرفیت کی وجہ سے ہے۔**ای وقت اوفر کوانها**۔ **لا یفقد منها**!کان تامہ کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ضمیر اہل کی طرف راجع ہے۔**فصیلاً واحداً**!یا جملہ مستانفہ بیانیہ ہے اور سوال مقدر کا جواب ہے کہ وہ بھاری ہو کر کیوں کر روندے گا۔ **وتعضه بافواهها مر علیها**!مسلم میں **کلما مر علیه اخراها رد علیه اولاها**!نووی نے اس کو بہتر قرار دیا کیونکہ اس سے کلام کا بہتر ربط ظاہر ہوتا ہے۔فتح القدیر میں تورپشتی نے کہا دونوں عبارتوں کا مقصود ان کا تسلسل سے آنا اور گزرنا ہے۔ **فالبقر**!یہ اسم جنس نر و مادہ دونوں کو شامل ہے۔اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمین کو ہل سے پھاڑتا ہے۔**ولا غنم**!جن بکریوں میں زکوٰۃ واجب ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔**عقصاء**!وہ بکری جس کے سینگ مڑے ہوں۔**عضباء**!جس کے سینگ ٹوٹے ہوں۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے سینگ انتہائی مضبوط کر دیئے جائیں گے تاکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو خوب ایذاء پہنچائیں۔**تنطحه**!طا مکسورہ ومفتوح دونوں طرح درست ہے (جوہری) نووی نے کسرہ کو ترجیح دی ہے۔**بقرونها وتطؤه باظلافها**!ظلف گائے' بکری ہرن کے لئے آتا ہے جس کا پاؤں پھٹا ہوا ہو۔اس کے لئے مستعمل ہے۔**الخف**!اونٹ کے لئے اور آدمی کے لئے قدم استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح گدھا' خچر گھوڑے کے لئے حافر۔**حتی یقضی بین العباد**!یہ فعل مجہول ہے۔فاعل ذات باری تعالیٰ ہی ہے۔**فالخیل**!یہ مونث ہے لفظاً اس کا خود نہیں ہے اس کو خیل کہنے کی وجہ اس کا متکبرانہ چال چلنا ہے۔سائل نے ان کی زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا۔طیبی کہتے ہیں یہاں حکیمانہ انداز سے بات کہی گئی ہے۔مذہب امام شافعیؒ کے نزدیک تقدیر عبارت یہ ہے **دع السوال عن الوجوب فلیس حق واجب ولکن سل عن اقتنائها وعما یرجع الی صاحبها من النفع او المضرة**۔!یعنی وجوب کا سوال چھوڑ دو اس کے جمع کرنے اور اس کے کرنے والے کے نفع ونقصان کا پوچھو۔**لرجل وزر**!سے یہاں سبب وزر مراد ہے۔**لرجل ستر**!یعنی جس فقر وتنگدستی میں ہے وہ

اس کے لئے پردہ پوشی کرے۔ لرجل اجر !: اجر کا باعث ہے۔ مسلم کے بعض نسخوں میں "هي له" ! کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ ریاء فخرًا !: یہ حال یا علت ہے کہ اس نے ریاکاری وفخر کے لئے گھوڑا پالا ہو۔ و نواء !: دشمنی اور عداوت کے لئے۔ فهي له وزر !: یہ جملہ تاکید یہ ہے جو اس لئے آپ نے فرمایا تا کہ اس سے مکمل طور پر بچا جائے۔ هي له ستر !: اظہار حاجت کی راہ میں پردہ ہے۔ في سبيل الله !: اس سے طاعت الٰہی مراد ہے عموماً اور خاص طور پر جہاد کے لئے۔ ایک روایت میں اس کے بدلے "فرجل ربطها تغنيا و تعففاً" ! تا کہ اسے سواری کے لئے لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے۔ یہ جوانمردی اور سخاوت والوں کے اخلاق اور وقار والے لوگوں کا طرز عمل ہے۔ ثم لم ينس !: اللہ تعالیٰ کی طاعات کو انجام دینے اور ضروریات کے لئے گھوڑے کو سواری میں استعمال کیا۔ ولا رقابها فهي له ستر !: گھوڑے کے نفع نقصان کا خیال رکھا۔ یہ گھوڑا لوگوں کے سامنے محتاجی سے اس کے لئے حجاب ہے۔ في سبيل الله !: جہاد اور اعانت جہاد کے لئے اس سے باندھ رکھا ہو۔ مرج !: چراگاہ۔ اس پر روضہ کا عطف عطف الخاص علی العام کی قسم سے ہے۔ من شيء !: من تاکید کے لئے آیا ہے۔ شئ نکرہ ہے جو سیاق نفی میں واقع ہے۔ ما !: یہاں الذی کے معنی میں ہے۔

كتب له !: عدد مفعول مطلق ہے۔ ابوال وغیرہ کا تذکرہ انتہائی مبالغہ کے لئے کیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب ان کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں تو اس کے بدلہ میں بدرجہ اولیٰ لکھی جائیں گی اور یہ چارہ بھی گوبر بننے سے پہلے مالک کا مال ہے۔ ولا تقطع طولها !: طول وہ لمبی رسی جو گھوڑے کے پاؤں میں باندھی جاتی ہے جس سے چراگاہ میں وہ دور تک بندھا ہوا چر سکتا ہے اور ادھر اُدھر جا سکتا ہے۔ فاستنت !: وہ اپنی چراگاہ اونچی زمین پر دوڑ لگا کر چڑھا پھر چراگاہ کی طرف دوڑا تو ان تمام قدموں کا ثواب ملے گا اور جو چرتے وقت گوبر کیا اس کا بھی پیشاب کا تذکرہ معلوم ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ نیکیاں ملیں گی۔ صاحب !: مالک مراد لینا زیادہ بہتر ہے اگرچہ نگران بھی مراد ہو سکتا ہے۔ فشربت !: پینے کا تذکرہ غالب کے لحاظ سے کر دیا۔ ولا يريد ان !: یہ صاحب سے جملہ حالیہ ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ جب بلاقصد پانی پینے کا بدلہ ہے تو بالقصد پانی پلانے کا بدرجہ اولیٰ صلہ ملے گا کیونکہ اس میں بھی اس کی چارہ کھلانے والی کوشش کا دخل ہے جس کی وجہ سے جانور کو پیاس لگی اور اس سے پانی پیا۔ یا رسول الله فالحمر !: گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے متعلق مجھ پر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی البتہ یہ منفرد جامع آیت ہے جو تمام طاعات کو شامل ہے۔ الفاذة !: یہ فذا الرجل عن اصحابه سے لیا گیا ہے جبکہ وہ ساتھیوں سے الگ رہ جائے۔ مثال ذرة !: چھوٹی چیونٹی یا غبار کے جز کی مقدار۔ خيرا يره !: ایک مؤمن ہے تو دارین میں اس کی جزا پالے گا اور اگر کافر ہے تو دنیا میں اس کا بدلہ پالے گا۔ ممکن ہے عذاب میں کسی قدر تخفیف کا باعث بن جائے۔

تخريج : أخرجه أحمد (٣/٧٥٦٦) والبخاري (٢٣٧١) ومسلم (٩٨٧) وأخرجه أبو داود (١٦٥٨) والنسائي (٢٤٤١) وابن حبان (٣٢٥٣) وابن خزيمة (٢٢٥٢) والبيهقي (٤/٨١)

الفرائد : ① اموال ظاہرہ اور باطنہ میں زکوٰۃ لازم ہے ② گھوڑوں میں خیر و برکت ہے جبکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لئے امور خیر میں استعمال کرے ورنہ مذموم ہیں ③ جیسا عمل ویسی جزاء خیر کی خیر شر کی شر۔

۲۱۷: بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ

باب: رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

صوم رمضان: دوسری مرتبہ صیام سے تعبیر تفنن تعبیر کے لئے کی۔ اس کا اصل صوام ہے واؤ کو یا سے بدل دیا۔ یتعلق به: سے مراد اعتکاف، کثرت اعمال پر۔ صوم اور صیام یہ دونوں مصدر ہیں۔ یہ رک جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿انی نذرت للرحمان صومًا﴾ یعنی کلام سے اپنی زبان کو روک لیا۔ شرعی لحاظ سے مخصوص زمانہ میں مطفرات مخصوصہ سے رک جانا۔ روزے کی فرضیت کتب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور دین میں معروف ومشہور ہے۔ اس کے منکر کو جبکہ وہ معذور نہ ہو مثلاً نیا مسلمان ہوا کافر کہا جائے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرة:۱۸۳] الْاٰيَةَ.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے ......الیٰ قولہ تعالیٰ......رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور معجزات پس جو شخص تم میں سے رمضان پالے۔ پس چاہئے کہ وہ اس کا روزہ رکھے اور جو بیماری یا سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے''۔

یایها الذین امنوا: سب سے اعلیٰ وصف سے ان کا تذکرہ اور پھر خطاب کا شرف بخشا۔ الصیام: بعض نے کہا اس سے رمضان کے روزے مراد ہیں۔ بعض نے اس سے ہر ماہ کے تین اور عاشوراء کا روزہ مراد لیا۔ پھر منسوخ ہوئے (مگر اس کی ناسخ کوئی نص نہیں اس لئے یہ قول ضعیف ترین ہے) کما کتب: اس لئے فرمایا تاکہ مشکل امر کا اٹھانا آسان ہو۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا اصل روزے میں تشبیہ ہے یا خاص رمضان سے متعلق ہے۔ پہلا قول درست ہے کیونکہ رمضان المبارک تو اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ تتقون: یعنی معاصی سے بچو۔ اس لئے کہ روزہ شیطانی راہوں کو تنگ کرتا ہے۔ ایامًا معدودات: تقدیر عبارت یہ ہے صوموا ایامًا! جمع قلت لائے تاکہ رمضان میں آدمی شوق سے داخل ہو۔ پھر چند دن مشق کے بعد خود آسانی ہو جائے گی۔ ممن کان منکم! یعنی اس کے ذمہ دوسرے دنوں کے روزے ضروری ہیں جو کہ مرض وسفر کی گنتی کے مطابق ہوں گے جبکہ اس نے افطار کیا۔ قرینہ کی وجہ سے شرط ومضاف کو حذف کر دیا۔ علی الذین یطیقونه: جو

صحیح مقیم ہوں۔ فدیه طعام مسکین !اگر وہ افطار کریں ابتداء اسلام میں روزے اور اطعام میں اختیار تھا پھر منسوخ ہوا۔
(۲) آیت میں شیخ ھرم مراد ہے اسی طرح بڑھیا۔ پس معنی سبب طاقت ہوگا روزہ کی طاقت ان سے منسوب ہوا اور ''یطوقونه! کی قراءت اس کی موید ہے۔ تطوع خیراً !ہر مسکین کے کھانے سے زیادہ دیا۔ ان تصوموا !صاحب طاقت کو روزہ ہی رکھنا چاہئے۔ تعلمون !اگر تمہیں فضائل صوم سے واقفیت ہو۔

النحو :شھر رمضان !یہ مبتداء مابعد خبر ہے۔ (۲) مبتداء محذوف کی خبر ہے۔

انزل فیه القرآن !یہ شہر کی خبر یا صفت ہے۔ لوح محفوظ سے بیت العزت میں لیلۃ القدر کی رات قرآن مجید مکمل طور پر اتارا گیا وہی نزول مراد ہے۔ پھر ھدی للناس ! قرآن مجید یہ ہادی وراہنما ہے۔ بینات !واضح آیات مراد ہیں۔ من الھدیٰ ! وہ احکام جو حق کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔ الفرقان !حق وباطل میں فرق کرنے والے۔ فمن شھد !جو مسافر نہ ہو بلکہ موجود ہو۔ فلیصمه !یعنی اس میں روزہ رکھے۔ مریضا !ایسا مرض جس کے ساتھ روزہ گراں ہو۔ فعدہ من ! پہلی آیت میں مریض، مسافر، مقیم ہر تین کو اختیار تھا اور اس میں مسافر و مریض مراد ہیں مقیم شامل نہیں۔ اس سے پہلے حکم کا نسخ معلوم ہوا۔ یرید اللّٰہ بکم !اسی لئے اس سے مسافر و مریض کے لئے افطار کی اجازت دی۔

ولتکملوا !اس کا عطف الیسر پر ہے۔ جیسا اس آیت میں یریدو لطیفنوا !یا پھر تقدیر عبارت یہ ہے۔ شرع لکم ذلك! یعنی تمام احکام صوم مشروع کئے تاکہ مرض و سفر سے جو تم نے قضا کر لئے۔ ولتکبروا اللّٰہ ! تاکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ یہاں تکبروا سے تکبیرات لیلۃ الفطر مراد ہیں۔ تشکرون ! تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے انعامات پر اس کا شکر یہ ادا کرو یا رخصت افطار پر شکر ادا کرو۔ (جامع البیان)

من ایام اخر : ! رفع کے ساتھ یہ مبتداء ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ ای معروفة !اور نصب کی صورت میں تقدیر یہ ہے اتمھا ! جو ضعیف قول ہے۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ الَّذِيْ قَبْلَهُ۔

احادیث کچھ سابقہ باب میں گزر چکی ہوں۔

۱۲۱٦ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ''كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ – وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ :اِنِّيْ صَآئِمٌ – وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ – لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ ، وَاِذَا لَقِيَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : ''يَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ، وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِيْ ، اَلصِّيَامُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ – قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :''اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ:يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ – لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ

'' وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فِيْهِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ''

۱۲۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل شانہ فرماتے ہیں آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے کہہ دے۔ بے شک میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے کہ محمد (ﷺ) کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے: ایک روزہ افطار کے وقت اور جب اپنے رب سے ملے گا تو خوش ہو گا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں اس کی دوسری روایت ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار اپنا کھانا' پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مگر روزہ پس یہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں میسر ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ البتہ اس میں منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

تشریح ۞ **قال اللّٰه تعالیٰ** ! یہ احادیث قدسیہ سے ہے۔ **کل عمل** !: خطابی کہتے ہیں بندے کے ہر عمل میں لوگوں کو اطلاع ہونے کی وجہ سے مداخلت وحصہ ہے۔ بندہ لوگوں سے اس کا جلد بدلہ چاہتا ہے اور اس کے بدلے دنیا کی تعظیم و جاہ پاتا ہے۔ **الا الصیام فانه لی** !وہ خالص میرے لئے ہے اس کی کسی کو اطلاع نہیں اور اس میں نفس کا کوئی حصہ اور مداخلت نہیں یہ نفس کو توڑتا ہے اور بدن کو کمی پر پیش کرتا ہے اور پیاس کی گرامی اور بھوک کی کڑواہٹ پر صبر کی طرف لے جاتا ہے۔

خطابی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ایسی عبادت ہے جس پر ریا کاری اور دکھلاوا مسلط نہیں ہوسکتا لیکن یہ ایک ایسا نیک عمل ہے جس پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اطلاع نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسا روایت میں وارد ہے: "**نیة المومن خیر من عمله**"! کیونکہ اس کا محل دل ہے۔ غیر اللہ کو اس کی اطلاع نہیں۔ منفرد نیت اس عمل سے بہتر ہے جو نیت سے خالی ہے جیسا اس آیت میں ہے: ﴿**لیلة القدر خیر من الف شهر**﴾! ایک ہزار ایسی راتوں سے بہتر ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کھانے پینے سے بے نیازی یہ خاصہ خداوندی ہے۔ وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں۔ گویا اس طرح فرمایا: روزہ دار مرا قرب ایسی صفت سے حاصل کرتا ہے جو میری صفات سے ہے اگر صفاتِ باری تعالیٰ کے مشابہہ کوئی چیز نہیں۔ بعض نے کہا یہ اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ۔ **وانا اجزیٰ به** !اس سے معلوم ہوا کہ اس کا معنی بلا حد و شمار اس کا بدلہ کئی گنا زیادہ ہوگا کیونکہ سخی کا عطیہ اس کی وسعت عطا کی دلیل ہوتی ہے۔ **والصیام جنه** ! روزہ ڈھال ہے وہ آگ یا گناہوں کی راہ میں ڈھال بن جائے گا جیسا کہ ڈھال تیر سے رکاوٹ بنتی ہے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑتا اور قوت کو کم کرتا ہے۔

احمد و حصن کی روایت میں ''**من النار**''! اور نسائی میں ''**کجنة احد کم من القتال**''! اور احمد کی دوسری روایت میں **مالم یخرقها** ! کے الفاظ زائد ہیں۔ ابن العربی کہتے ہیں یہ آگ سے ڈھال بنیں گے اور آگ شہوات سے ڈھکی ہوئی ہے اور آگ سے تبھی بچے گا جب شہوات سے اپنے آپ کو روکے گا۔

فاذا کان !: کان یہاں وجد کے معنی میں ہے اور رفث فحش گفتگو کو کہا جاتا ہے۔ و لا یصخب !: شور وشغب نہ کرے۔ فان سابه !: مبالغہ کے لئے باب مفاعلہ سے لائے۔ عموماً گالی دینے والے کو گالی دی جاتی ہے الا ماشاء اللہ (حق کی وجہ سے جو گالی دی جاتی ہے وہ ایک چیز ہے) قاتله !: اگر اس سے جھگڑا کیا جائے۔ فلیقل انی صائم !: دل میں کہے یا مخاطب کو کہہ دے شاید وہ اس زجر سے شرمندہ ہو کر اپنی حرکت چھوڑ دے۔ حقیقت ومجاز دونوں پر محمول کر سکتے ہیں اگر اس سے خصوصی طور پر اسے مخاطب نہیں تو پھر یہ لازماً ایسا کرے۔ و الذی نفس !: مخاطب کو تاکید کے لئے قسم کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خلوف !: خا کا ضمہ ہوگا۔ فتحہ درست نہیں (سیبویہ) اضافت کے باوجود خم کی میم کو باقی رکھنا درست ہے۔ اس سے مراد روزے کی وجہ سے منہ میں پیدا ہونے والی مہک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے خصائص میں ذکر فرمایا کہ جب شام کا وقت ہوگا تو روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہوگی ابن صلاح اور جمہور کے نزدیک یہ دنیا میں ہے۔ ابن عبدالسلام کہتے ہیں شہید کے خون کی طرح یہ مہک آخرت میں ہوگی۔ اطیب عند اللّٰہ !: (۱) زری کہتے ہیں یہ روزے کے بارگاہ الٰہی سے قریب ہونے سے مجاز ہے کیونکہ عمدہ خوشبو سے قرب ہماری عادات سے ہے۔ پس وہ روزہ کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا کیونکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب کے درجات والا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے جتنی کستوری کی خوشبو تمہیں پیاری ہے۔ ابن عبدالبر کا قول بھی یہی ہے۔ (۲) بعض نے کہا خلوف ومشک کا حکم تمہارے ہاں جو اس کا مفہوم ہے اس سے یہ الٹ ہے یہ قول پہلے قول کے قریب ہے۔ (۳) بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں بدلہ عنایت فرمائیں گے اس کی مہک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوگی۔ جیسا کہ شہداء کے زخم لائے جائیں گے ان کی خوشبو کستوری کی طرح مہک رہی ہوگی۔ (۴) مطلب یہ ہے اس کا مالک وہ ثواب پائے گا کستوری کی خوشبو سے زیادہ افضل ہوگا۔ خاص طور پر خلوف کی نسبت سے یہ عیاض کا قول ہے۔ (۵) داودی اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ مجالس ذکر میں کستوری کا اتنا ثواب نہیں جتنا کہ خلوف کا ہوگا نووی کا قول یہی ہے قبول ورضا تو مراد نہیں ہو سکتی اس لئے خوشبو کا معنی لیں گے۔ قاضی حسین کہتے ہیں طاعات کی خوشبو قیامت میں مہک رہی ہوگی۔ پس روزے کی خوشبو عبادات میں کستوری جیسی ہوگی۔ بیضاوی کہتے ہیں اس میں روزہ داری کی اس چیز کی فضیلت ذکر فرمائی جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی پاکیزہ ترین جنس ہوگی جس سے لوگ لذت حاصل کرتے ہیں اور وہ کستوری ہے۔ اس سے اعلیٰ روزے کے آثار کا پھر کیا کہنا ہے (بیضاوی) بعض نے کہا حذف مجاز کی قسم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں فرشتوں کے ہاں منہ کی بو اس سے زیادہ خوشبودار ہے جتنی ان کے ہاں کستوری کی مہک ہوتی ہے۔ یفرحهما !: یہ اصل میں یفرح بہما ہے جیسا اس ارشاد باری میں ﴿فلیصمه﴾! (آیت: ۱۸۵) ای فلیصم فیه !یا یہ مفعول مطلق ہے ای یفرح الفرحتین! تصریح کے بدلے ضمیر لائے جیسے عبداللّٰہ بطنه منطلقًا۔ فرح بفطره! کیونکہ اس کا روزہ مکمل ہوا اور مفسدات خالی رہا۔ (۲) کھانے کے لئے کھانا میسر ہوا۔ او القی ربه فرح بصومه !: اپنے رب کی ملاقات پر۔ (۲) روزے کا ثواب پا کر۔ ہر صورت روزے کی قبولیت سے خوش ہوگا۔

روایات کا فرق: بخاری باب فضل الصوم میں یہ الفاظ ہیں: یترك طعامه و شرابه شهوته! یعنی جماع اور مقدمات جماع "من اجلی"! یہ من اجلیه ہے۔ الصیام لی۔ اس کے ذریعہ میرے علاوہ دوسرے کی عبادت نہیں کی جاتی اگر تمام عبادات اللہ

تعالیٰ کیلئے ہیں۔ کفار مکہ اپنے معبودوں کے لئے سجدہ، صدقہ تو کرتے تھے مگر روزے کا رواج نہ تھا۔ انا اجزی به!: اس روزے کی عظیم جزاء اور شرف کا ذکر کیا یعنی میں خود اس کے بدلے کا ذمہ دار ہوں۔ والحسنة بعشر امثالها!: یہ کم سے کم اضافہ ہے۔ یہ حدیث مرفوع ہے قدسی نہیں۔ یضاعفها!: بڑھانے سے ثواب کا بڑھانا مراد ہے۔ الحسنة!: والا جملہ مستانفہ بیانیہ ہے کہ نیکی میں دس گنا اضافہ عمومی طور پر ہوتا ہے کبھی کبھی سات سو گنا تک بھی ہوتا ہے جیسا فرمایا: ﴿مثل الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل فى كل سنبله مائة حبة﴾ (البقرہ: ۲۶۱) الا الصوم!: اس کو کئی گنا بڑھانے سے مستثنیٰ فرمایا۔ فانه لي!: یہ جملہ مستانفہ علت کی طرز پر لایا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود اس کے بدلے کی ذمہ داری لی ہے تو پھر اس کا بدلہ غیر محصور ہو گیا جیسا صبر کے متعلق فرمایا: ﴿انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب﴾ (الزمر: ۱۰) شهوته!: وہ چیز جس کی طرف نفس کی چاہت ہو۔ طعامه!: اس سے ہر وہ چیز مراد ہے جو کھانے میں کام آئے پس مشروب کو شامل ہے۔ من اجلي!: میرے سبب سے ہے۔ فرحتان!: کیونکہ عبادت تکمیل کو پہنچی۔ فرحة عند فطره۔!: ابتدا کو نکرہ لائے اور تفصیل کے لئے لائے یہ اسی طرح ہے جیسے فيوم لنا و يوم علينا۔ عند لقاء ربه!: ملاقات کے سبب اور بڑے ثواب کو دیکھ کر۔ ولخلوف!: یہ لام جواب قسم کے لئے جو اطیب! کے حکم کو بعید سمجھنے والوں کے لئے لایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ کہ وہ لوگوں کے ہاں ناپسند ہے کیونکہ روزے کی وجہ سے مفر تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے زوال سے پہلے تبدیلی دوسرے انداز کی ہے پس وہ خالص روزے ہی کا اثر ہے۔ اطيب عند الله!: یہ جملہ روزے کے شرف و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۳٤۹۳) والبخاری (۱۸۹٤) ومسلم (۱۱۵۱) والنسائی (۲۲۱۵) وابن ماجه (۱٦۳۸) وابن حبان (۳٤۲۲) وابن خزيمة (۱۸۹٦) والطيالسی (۲٤۸۵) وعبدالرزاق (۷۸۹۱) ومالك (٦۹۸) والبيهقی (٤/۳۰٤)

الفرائد: ① روزے میں فحش گوئی سے پرہیز کی ضرورت ہے ② روزے کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا درجہ ہے اس کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔

۱۲۱۷ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر

ہے۔پس جو نماز والوں میں سے ہوگا اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان دروازوں میں سے کسی سے پکارا جائے' اس کو تو کچھ نقصان نہیں۔کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہاں! مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے۔''

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ زوجین: بعض روایات میں دریافت کیا گیا کہ زوجان کیا ہے؟ فرمایا: دو گھوڑے' دو بچھڑے' دو اونٹ۔ ابن عرفہ کا قول یہ ہے ہر وہ چیز جس کو دوسرے کے ساتھ ملایا جائے وہ زوج ہے۔بعض نے کہا ممکن ہے کہ یہ روایت تمام اعمال بر کو شامل ہو خواہ دو نمازیں ہوں یا دو روزے یا ایک صدقہ دوسرے کے ساتھ ملایا اور حدیث کے یہ الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں:''**فمن كان من اهل الصلاة و من كان من اهل الصيام**''۔

زوج کا معنی صنف بھی آتا ہے جیسا اس ارشاد میں ﴿**و كنتم ازواجا ثلاثة**......﴾! **فی سبیل اللہ**: بھلائی کے تمام کام مراد ہیں۔بعض نے جہاد مراد لیا ہے مگر عموم بہتر ہے نووی کا یہی قول ہے۔**لفردی من**: خبیر کے لفظ کو اسم کہا گیا یعنی ثواب و رشک کی چیز ہے کیونکہ اس میں نعمتیں اور ثواب بہت پس تو جس میں چاہے داخل ہو جائے۔نووی نے تقدیر عبارت یہ لکھی: **ان كان منا يعتقد ان ذلك الباب افضل من غيره**''! ہمارے خیال میں یہ دروازہ دوسروں سے افضل ہے۔

حافظ کا قول: یہ فاضل کے معنی میں ہے نہ کہ افضل کے معنی میں اگرچہ الفاظ میں اس طرف ذہن جاتا ہے اور انداز کا فائدہ یہ ہے تا کہ سامع کو داخلہ جنت کی خوب ترغیب ہو (فتح الباری) **فمن كان**: جس کے نفلی اعمال میں جو غالب ہوگا فرائض مراد نہیں کیونکہ اس میں سب برابر ہیں (قرطبی) اور ظاہراً یہ روزے اور صدقہ سے متعلق ہے۔**باب الريان**: یہ عطشان کے مقابلے میں ہے جو کہ روزہ دار ہے۔اس میں اشارہ فرمایا کہ اس کو جنت میں ہمیشہ کی سیرابی میسر ہوگی اور وہ اسی دروازے سے داخل ہوگا۔**باب الصدقه**: ارکان اسلام میں صرف حج باقی رہ گیا جس کا تذکرہ نہیں یقیناً اس کا ایک دروازہ ہے اور باقی تین دروازے ہیں ایک دروازہ **باب الكاظمين الغيظ و العافين عن الناس**! کے لئے ہے امام احمد کی مرسل روایت ہے۔**ان للّٰه بابا فی الجنة لا يدخله الا من عفا عن مظلمة**! ایک دروازہ الباب الایمن ہے۔یہ متوکلین کا دروازہ ہے جس میں بلا حساب و عذاب لوگ داخل ہوں گے۔(۳) شاید یہ باب الذکر ہو۔ترمذی کا اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ باب العلم ہو اور یہ بھی احتمال ہے۔ان دروازوں سے جنت کے دروازوں کے اندرونی دروازے مراد ہوں کیونکہ اعمال کی تعداد آٹھ سے بہت زیادہ ہے (فتح الباری) سیوطی نے قاضی سے نقل کیا کہ بقیہ ابواب کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔**باب التوبه' باب الكاظمين الغيظ و العافين عن الناس' باب الراغبين' الباب الايمن يدخل منه بلاحساب**! (الدیباج لسیوطی) حافظ نے فتح الباری میں لکھا انفاق صدقہ' جہاد' علم' حج میں تو ظاہر اس کے علاوہ میں مشکل ہے۔ممکن ہے کہ نماز میں خرچ سے مراد اس کے لئے استعمال ہونے والے آلات میں جو مال خرچ ہو مثلاً پانی' لوٹا' کپڑا وغیرہ اور (۲) روزے میں خرچ سے وہ اشیاء مراد ہوں جو روزے کو مضبوط کرنے والے ہوں مثلاً سحور و فطور اور لوگوں کو معاف کرنے

میں صرف کرنا۔ یہ ہے کہ وہ ان حقوق کو چھوڑ دے جو اس پر بنتے ہیں۔ (۴) توکل میں انفاق کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ایسی بیماری جس میں خرچ کرے جس اس کو طلب معاش سے روک دے اس حال میں کہ یہ معصیت سے رکا ہوا ہو یا ایسے آدمی پر ثواب کے لئے خرچ کرے جو اس مصیبت میں مبتلا ہو۔ اور ذکر میں انفاق بھی اسی طرح ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ نماز اور روزے میں خرچ سے مراد دونوں میں اپنے نفس کو لگانا ہے۔ اس لئے کہ اہل عرب جس چیز میں اپنے نفس کو لگاتے ہیں اس کو نفقہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ جس صنعت کو سیکھیں اس کے متعلق یہی کہتے ہیں میں نے اس میں اپنی عمر خرچ کی پس روزے اور نماز میں جسم کو تھکانا یہی انفاق ہے (الدیباج لسیوطی) بابی انت و امی: یعنی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ من تلك الابواب: ان میں سے کسی ایک سے۔ من ضرورة: بغیر کمی اور نقصان کے۔ فهل يدعى احد: اس سے یہ اشارہ کیا کہ وہ بہت کم لوگ ہوں گے اور تمام دروازوں سے آواز دیا جانا اس کے لئے باعث شرف وعظمت ہے۔ البتہ وہ داخل تو ایک ہی دروازے سے ہوگا۔ شاید یہ غالب عمل والا دروازہ ہو۔ مسلم کی روایت سے اس پر اعتراض نہیں آتا "من توضا فتح له ابواب الجنة الثمانية يدخل من ايها شاء)! کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اکرام کے لئے سب دروازے کھولے جائیں گے مگر وہ اسی دروازہ سے داخل ہوگا جس عمل کا اس پر غلبہ ہوگا۔

زرکشی کا قول: ممکن ہے کہ جنت قطعہ کی مانند ہو جس کی دیواریں ایک دوسرے کی پیچھے ہوں اور ہر دیوار کا دروازہ ہو۔ چنانچہ ان میں سے بعض لوگ تو فقط پہلے دروازے سے بلائے جائیں اور بعض لوگ اندرونی دروازوں سے بھی بلائے جائیں اور اسی طرح۔ نعم دار جوا: علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جہاں رجاء کے صیغے استعمال ہوتے ہیں وہ یقین ہی کے لئے ہیں۔ نووی کہتے ہیں کہ اس روایت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بلند مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ نیز جب کسی انسان کے خود پسندی میں ابتلاء کا خطرہ نہ ہو تو اس کی منہ پر تعریف بھی درست ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (۱۰۲۱) وأحمد (۳/۸۷۹۸) والبخاری (۱۸۹۷) ومسلم (۱۰۲۷) والترمذی (۳٦۷٤) والنسائی (۲۲۳۷) وابن حبان (۳٤۲۰) وابن أبی شیبة (۳/٥) والبیهقی (٤/۳۰٥)

الفوائد : ① ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بلند مرتبہ وشان ظاہر ہوتی ہے ② جو جتنے کثرت سے اعمالِ خیر کرے گا آخرت میں اتنا اونچا مقام پائے گا ③ تمام ابواب جنت سے بلائے جانے والے لوگ بہت کم ہوں گے۔

۱۲۱۸ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّآئِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۸: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہا جاتا ہے اس سے روزہ دار قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو چکیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **ان فی الجنه:** یہاں فی لام کے معنی میں ہے (التوشیح) ابن منیر کہتے ہیں کہ لام کی بجائے فی کا استعمال تشویق میں اضافہ کے لئے ہے کہ دروازے جنت میں وہ راحت ونعمت ہے جو کہ جنت میں ہے۔ **الریان:** یہ الری سے فعلان کا وزن ہے یہ روزہ داروں کے مناسب بدلہ ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ یہاں سیرابی پر اکتفاء کیا گیا کیونکہ یہ پیٹ بھر جانے کی علامت ہے۔ **یوم القیامة** : جنت میں داخلہ ہی قیامت کے دن ہوگا۔ اس لئے یہ بیان واقعہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ارواح شہداء اور مؤمنین کے داخلہ سے احتراز مقصود ہو۔ پس اس صورت میں روزہ داروں کے ساتھ خاص نہ ہوگا۔ **غیرھم** : اس دن روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہوگا۔ **فاذا داخلوا** : مسلم میں اس کی بجائے **فاذا دخل آخرھم** اور بعض نسخوں میں **فاذا دخل اولھم الی آخرہ** وارد ہے مگر قاضیؒ کہتے ہیں پہلا قول درست ہے دوسرا قول وہم ہے۔ **لم یدخل منه احد** دوسروں کے داخلہ کی نفی کے لئے دوبارہ لائے لم یدخل کا عطف اغلق پر ہے اسی **لم یدخل منه غیر من دخل** یہ روایت مسلم کے پہلے الفاظ سے ابن ابی شیبہ، متخرج ابونعیم، ابن خزیمہ اور نسائی نے نقل کی ہے البتہ یہ الفاظ زائد ہیں: **من دخله لم یظمأ ابدًا** اور نسائی سے ابوحازم عن سہل کی سند سے موقوفاً نقل کی ہے مگر حافظ رقمطراز ہیں کہ یہ قطعاً مرفوع ہے اس میں رائے کی مجال نہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری (۱۸۹٦) ومسلم (۱۱۵۲) والترمذی (۷٦۵) والنسائی (۲۲۳۵) ابن حبان (۳٤۲۰) وابن أبی شیبة (۳/۵) والبیهقی (٤/۳۰۵)

الفرائد : ① روزہ داروں کے انعام واکرام کا تذکرہ ② ان کو باب الریان سے جنت میں داخلہ ملے گا جن کی عبادات میں روزوں کا غلبہ تھا۔

۱۲۱۹ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ عَبْدٍ یَّصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۱۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **ما من** :من کا اضافہ نفی میں استغراق کا معنی پیدا کرنے کے لئے ہے۔ عبد سے یہاں مکلّف مراد ہے نہ کہ غلام ولونڈی اور اس کا استعمال شرف کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ مسلم کی روایت میں وضاحت ہے۔ **من صام یوما فی سبیل الله باعد الله وجهه عن النار سبعین خریفا۔ فی سبیل الله** : کفار سے جہاد، اللہ تعالیٰ کی طاعت۔
باعد الله : یہ ابعد کے معنی میں ہے۔ مبالغہ کے لئے باب مفاعلہ سے لایا گیا ہے۔ **خریفا**: ستر خریف کی مدت۔ خریف سے تعبیر میں کنایہ ہے کہ خریف کا موسم سال میں معتدل موسم ہے۔ اسی موسم میں درختوں کی ٹہنیوں میں زندگی رواں ہوتی ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۱۱٤۰٦) والبخاری (۲۸٤۰) والترمذی (۱٦۲۲) والنسائی (۲۲٤۷) وابن ماجه

(۱۷۱۷) وابن حبان (۳٤۱۷) والطیالسی (۲۱۸٦) والبیهقی (٤/۲۹٦)

الفرائد : ① روزہ جہاد میں جو آدمی نباہ سکے اس کو اجازت ہے ② خریف ستر سال کا ہوتا ہے۔

۱۲۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۱) ایمانا : اس کا جو ثواب وارد ہوا اس کی تصدیق کرنے والا ہو۔

النحو : علت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **احتسابا**: اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا قصد کرنے والا ہو۔ **ما تقدم من ذنبه** : نسائی و احمد میں ما تاخر کے الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں۔ گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ طاعات ہیں اور اس سے وہ صغائر مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق ہوں۔ بخاری میں روایت میں یہ الفاظ ہیں: **من قام ليلة القدر ايمانا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه و من صام رمضان**۔ مصنف کو مناسب تھا کہ یہ ذکر کر دیتے کہ یہ طویل حدیث کا بعض حصہ ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۷۱۷۳) والبخاری (۱۹۰۱) و مسلم (۷٦۰) وابن حبان (۳٤۲۲) والنسائی (۲۲۰۲)

الفرائد : روزہ اگر ارتکاب کبائر سے پاک ہو تو یقیناً یہ فضیلت رکھتا ہے۔

۱۲۲۱ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا جَآءَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے"۔

(بخاری و مسلم)

تشریح **فتحت** : یہ فعل ماضی مجہول ہے۔ کرنے والی ذات تو سب کو معلوم ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ اس کے لئے جو رمضان میں فوت ہوا حقیقۃً دروازے کھل جاتے ہیں یا جس نے کوئی ایسا عمل کیا ہو جو برباد نہ ہوا ہو۔ بعض نے کہا یہ مجاز ہے اس کا مطلب یہ ہے اس میں کیا جانے والا عمل اس تک پہنچا تا ہے یا کثرتِ رحمت و مغفرت مراد ہے۔ اس کی دلیل میں مسلم کی یہ روایت ہے :**فتحت ابواب الرحمة** ۔البتہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ **الرحمت**: یہ جنت کا ایک نام ہے۔ **وغلقت ابواب النار** : اس کے متعلق پہلے احتمالات جو نقل کیے گئے ان کو سامنے رکھیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے روزہ داروں فواحش کی گندگی سے اپنے نفوس کو پاک رکھنے سے کنایہ ہے اور اسی طرح گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے روزہ دار

کو چھٹکارا حاصل کرنے اور شہوات کے قلع قمع کرنے سے کنایہ ہے۔
طیبی کا قول :اس کھولنے اور بند کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ روزہ داروں کے فعل پر فرشتے ان کی تعریف کریں اور روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے مرتبہ والا ہے اور مکلّف جب یہ سچی خبروں سے بات معلوم کرلے گا تو اس کے نشاط میں اضافہ ہوگا۔ **صفدت** : شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اس میں بھی ماقبل کی طرح اگر حقیقت ہو تو ظاہر ہے یا مجاز پر تو اس کا مطلب ایمان والوں کو کثرتِ ایذاء سے ان کو روک دیا جاتا ہے۔ ان کو ڈرانے سے منع کر دیا جاتا ہے وہ ایذاء نہ دینے میں مسلمانوں کی طرح ہو جاتے ہیں یا مکلفین کو قابل نفرت چیزوں سے روکنے کی مخالفت سے باز رہتے ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (٩٢١٥) والبخاری (١٨٩٨) و مسلم (١٠٧٩) والنسائی (٢٠٩٦) وابن حبان (٣٤٣٤) وابن خزيمة (١٨٨٢) والدارمی (١٧٧٥)

الفرائد : ① روزہ دار اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہے اور اس کے عتاب سے دُور ہے ② شیاطین کی غوایت سے ان کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔

١٢٢٢ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ ، فَاِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ – وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: "فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا۔

۱۲۲۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر تم پر مخفی ہو تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو تیس دن کے روزے رکھو۔

تشریح ۞ **صوموا لرویته** : ہلال رمضان کے لئے ایک شاہد عدل کی گواہی بھی کافی ہے، جس نے چاند دیکھا ہو۔ **وافطروا لرویته**: اس سے ہلال عید الفطر مراد ہے۔ **لرؤیته** : میں لام عند کے معنی میں ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اقم الصلٰوة لدلوك الشمس﴾ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لام تعلیلہ ہے۔ **غبی** : بخاری میں **غدر علیك** ہے یعنی تمہارے اور چاند کے درمیان بادل حائل ہو جائے۔ جیسے کہتے ہیں: غُمّ، اُغمی، غمی اور غبی دونوں درست ہیں۔ **فاکملوا** : علماء شوافع کہتے ہیں جو آدمی تیس شعبان کا روزہ اپنے ذمہ واجب کرلے اسے اس کی مخالفت سے نکلنا لازم نہیں۔ جب رؤیت ہلال سے بادل مانع ہو کیونکہ اختلاف سے نکلنا اس وقت ضروری ہے جب اس کے معارض سنت صحیحہ موجود ہو اور اس میں زیادہ ضعف بھی نہ ہو اور اس سے نکل کر کسی اور خلاف میں نہ گر پڑے۔

روایت کا فرق : **غم علیکم فصوموا ثلاثمین یومًا** : یہ مسلم کے الفاظ ہیں کہ اگر شوال کو چاند بادل کی وجہ سے نظر نہ آئے اور گنتی تیس دن پوری کرلی تو افطارِ صوم واجب ہوگیا۔ خواہ رمضان المبارک کا چاند ایک آدمی کی رؤیت سے ثابت ہوا ہو یا زیادہ سے اور اسی طرح حکم ہے کہ گنتی کا پورا ہونا حجت شرعیہ ہے اور رہی یہ بات کہ یہ تو شوال کا ثبوت ایک کی شہادت سے لازم آ رہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات چیزیں ضمناً اس طرح ثابت ہوتی ہیں کہ مستقلاً اس طرح

ثابت نہیں ہو سکتیں۔

تخریج : اخرجه احمد (٩٨٦٠) والبخاری (١٩٠٩) و مسلم (١٠٨١) والنسائی (٢١١٦) وابن حبان (٣٤٤٢) والدارمی (١٦٨٥) والطيالسی (٢٤٨١) وابن الجارود (٣٧٦) والدارقطنی (٢١٥٣) والبيهقی (٢٠٥/٤)

الفوائد : ① اگر چاند انتیس کو نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی مکمل کرنا ہوگی ② رمضان کے چاند کی پڑتال کرنی چاہئے اس سے پہلے رمضان کی نیت سے روزہ نہ رکھنا چاہئے۔

۲۱۸ : بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ

باب : رمضان المبارک میں سخاوت اور نیک اعمال کی کثرت اور آخری عشرہ میں مزید اضافہ

الجود : لغت میں سخاوت کو کہتے ہیں۔ اس کی شرعی تعریف اعطاء ما ینبغی لمن ینبغی : جس چیز کا جس کو دینا مناسب ہو اسے دینا۔ یہ صدقہ سے عام ہے۔

فعل المعروف : جو شرعی طور پر جانا پہچانا ہو خواہ واجب ہو یا مستحب۔ **والاكثار من الخير** : تاکہ شرف زمانہ سے اس کا ثواب بڑھ جائے۔ **فی شهر رمضان** : مستحب یہ ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ہو کیونکہ وہ سال کے مہینوں میں سب سے زیادہ شرف والا مہینہ ہے۔ اس سے اس کا زندہ کرنا مستحب ہے تاکہ ثواب عمل بڑھ جائے۔ **فی العشر الاواخر** : آخری عشرہ کی ابتداء ۲۱ رمضان سے اور انتہاء مکمل و ناقص رمضان پر ہوگی (۲۹ یا ۳۰) پس انتیس پر تمام کا اطلاق تغلیباً ہے۔

روایات

١٢٢٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ فِیْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَلْقَاهُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے اور جب جبرئیل آپ کو آ کر ملتے تو اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور رمضان کی ہر رات میں جبرئیل

علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی اور وہ آپ سے قرآن کا دور کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے ملتے تو تیز ہوا سے بھی زیادہ آپ بھلائی کی سخاوت کرنے والے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اجود الناس: سخاوت میں سب سے بڑھ کر تھے۔ آپ ﷺ کے متعلق سخاوت کی وہ باتیں منقول ہیں جو اور کسی کے متعلق نہیں۔ وكان اجود۔

النحو: ۱) اجود اسم اور فی رمضان خبر ہے۔ ۲) اسم کان سے بدل اشتمال ہے۔ ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہے۔ ۳) اجود کان کی خبر اور اسم ضمیر ما مصدریہ ظرفیہ یعنی وہ انتہائی سے متصف تھے جب تک رمضان میں رہتے حالانکہ آپ تو ویسے بھی سب سے زیادہ سخی تھے۔ درحقیقت رمضان اور غیر رمضان کی حالتوں میں باہمی فضیلت دینا مقصود ہے۔

دمامینی کا قول: نصب کی صورت میں ما موصوفہ نکرہ یکون صفت' فی رمضان کان سے متعلق ہے جبکہ یہ حدیث پر دلالت کرے گا اسم ضمیر عائد الی النبی ﷺ ہے۔ یا آپ کی طرف جود کی طرف لوٹے جو ماسبق سے سمجھ آ رہی ہے۔ ای کان رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ رمضان میں سب سے زیادہ سخی ہوتے تھے یا آپ کی سخاوت رمضان میں سب سے عمدہ ہوتی تھی۔ جود کو مجازاً اجود کہا جیسا شاعر کا قول ہے۔ حافظ کا قول: ۱) جود کان کا اسم ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ جیسے کہتے ہیں: اخطب ما یکون الامیر فی یوم الجمعة۔ ۲) یہ مبتداء الا فی رمضان خبر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: اجود ما یکون رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان۔ بخاری کا میلان بھی یہی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس صورت میں جملہ کان کی خبر ہے۔ (فتح) نووی نے رفع کو زیادہ صحیح کہا ہے۔ ابن مالک و ابن حاجب کا بھی قول یہی ہے۔ مطلب یہ ہے وہ زمانہ جو اس وقت حاصل ہونے والا ہے۔ وہ بہتر زمانوں سے ہے۔ پس یہ اخطب ما یکون الامیر کی قسم سے نہ ہوا۔ (فتح الباری) مزید تفصیل دیکھ لیں۔

حین یلقاه جبرئیل: ان کی جبرئیل سے ملاقات کے وقت۔ وکان جبرئیل: یہ جملہ فعلیہ سابقہ پر عطف ہے یا مستانفہ ہے۔ اس لئے لائے تاکہ جبرئیل سے مسلسل ملاقات کو ثابت کیا جا سکے۔ فیدارسه القرآن: قرآن مجید کا دور کرنا غناء نفس میسر کر دیتا تھا غنا ہی جود کا سبب ہے۔ پس رمضان المبارک خیرات کا موسم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بندوں میں اس ماہ میں دوسرے مہینوں سے زائد ہوتے ہیں۔ پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے طریقے کی پیروی کو ترجیح دیتے۔ پس یہ تمام چیزیں ''وقت'' اترنے اولاً قرآن اور جس مقصد کے لئے اتارا گیا اور مذاکرہ یہ سخاوت وجود سے ہی میسر آیا' واللہ اعلم۔ فلرسول الله صلی الله علیه وسلم' فاسببیہ لام ابتدائیہ ہے جو کہ تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ یہ قسم مقدر کا جواب ہے۔ المرسلة: مطلق ہوا جو ہمیشہ رحمتوں کے ساتھ چلتی ہے۔ اس سے آپ کی سخاوت کے عمومی نفع کی طرف اشارہ کیا اور آپ کی سخاوت کو اس میں بھی جلد اثر کرنے والا قرار دیا۔ امام احمد کی روایت میں مذکور ہے کہ جو چیز آپ سے مانگی جاتی آپ عنایت فرما دیتے۔ نوری فرماتے ہیں: ۱) اس حدیث میں ہر وقت سخاوت پر آمادہ کیا گیا۔ ۲) اور اچھے لوگوں کے ساتھ جمع ہونے کے وقت اضافہ کرنا چاہیے' ۳) نیک لوگوں سے ملاقات کرنی چاہئے جبکہ بزرگ ناپسند نہ کرے' ۴) رمضان المبارک میں کثرت سے قراءت کو معمول بنانا چاہیے' ۵) یہ سب سے افضل ذکر ہے۔ اگر اس سے زیادہ افضل کوئی ذکر ہوتا تو آپ ضرور کرتے' ۶) قرآن مجید کا عمدہ پڑھنا مطلوب ہے۔ جب حفظ یاد ہو تو چند مجالس سے یہ غرض حاصل ہو جاتی ہے۔

تخریج: اخرجه احمد (۱/۲۶۱٦) والبخاری (٦) و مسلم (۲۳۰۸) وابن حبان (٦٣٧٠) والبیهقی (۱/۳۲٦)

الفرائد: ① آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سخی تھے' رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت میں اوراضافہ ہو جاتا ② نیک لوگوں سے ملاقات کے تاثر کا تقاضا خیر میں اضافہ ہے ③ قرآن مجید کا دور مستحب ہے۔

١٢٢٤ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ' وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ ' وَشَدَّ الْمِئْزَرَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کے داخل ہوتے ہی رات کو جاگتے اوراپنے گھر والوں کو جگاتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **العشر** :الف لام عہد ذہنی کا ہے۔اس عشرہ اخیرہ مراد ہے۔ **احیاء اللیل** :اس میں قیام فرماتے۔ **وایقظ اهله** : بھلائی کے موقع کی راہنمائی فرماتے اوراس کے حاصل کرنے میں معاونت کے لئے اس کو جگاتے۔ **وشد المئزر**: یہ محنت عمل خیر میں مبالغہ کے اظہار کے لئے فرمایا گیا۔ پہلے روایت گزری ہے۔

تخریج : تخریجه فی الباب فضل قیام لیلة القدر۔

الفرائد : ایضاً۔

۲۱۹ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ اِلَّا لِمَنْ وَصَلَهٗ بِمَا قَبْلَهٗ اَوْ وَافَقَ عَادَةً لَّهٗ بِاَنْ كَانَ عَادَتُهٗ صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَوَافَقَهٗ

بَابٌ: نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے کی عادت نہ رکھنے والے کو روزے کی ممانعت

تشریح ۞ یہ ممانعت بطور تحریم ہے۔ **بصوم**:ایک دن ہو یا زیادہ۔ نصف شعبان یہ ۱٦ شعبان کے بعد ۲۱ دن ہوں۔ **لمن وصله** :پندرہ کا روزہ ملائے۔ **وافق عادة له**: کہ وہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتا ہو اور یہ انتیس شعبان یا اس سے پہلے دن کے موافق ہو جائیں۔تو وہ عادت کے مطابق رکھے۔ احناف کے ہاں شعبان کے آخری دن کا روزہ مکروہ ہے۔

روایات

١٢٢٥ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ہر گز رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر ایسا آدمی ہو کہ وہ پہلے ان دنوں کا روزہ رکھتا رکھا ہو تو وہ اپنے اس دن کا روزہ رکھ لے"۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ یہ نصف ثانی سے متعلق ہے۔ اس کے لئے دلیل بعد والی روایت ہے۔ ابن علان کہتے ہیں دونوں دنوں کو اس لئے لائے تا کہ ان لوگوں پر قیاس نہ کر لیا جائے جن کی کراہیت ایک اور دن ملانے سے ختم ہو جاتی ہے مثلاً جمعہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ ایک دن اور ملانے سے کراہت ختم ہو جائے گی۔ **الا** : یہ عام احوال سے استثناء ہے۔ ای **لا تصومن فی حال من الاحوال الا حال کون الرجل صومه**: **یصوم صومه** :اس کی عادت روزہ رکھنے کی تھی۔ بخاری میں اس طرح ہے۔ **الا ان یکون رجل کان یصوم صومه فلیصم ذلك الیوم**: یعنی اگر اس کی عادت پہلے سے رکھنے کی چلی آ رہی ہو کیونکہ عرف میں اس کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ یہ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے والا ہے۔ یہی حکم اس کا بھی ہے جس پر قضاء رمضان کے روزے ہوں اور اس کا ارادہ مؤخر کرنے کا نہ ہو۔ روزے اوقاتِ مکروہ میں نماز کے مؤخر کرنے پر قیاس نہ کیا جائے گا۔

تخریج : اخرجه احمد (٧٢٠٤) والبخاری (١٩١٤) و مسلم (١٠٨٢) وابو داود (٢٣٣٥) والترمذی (٦٨٥) والنسائی (٢١٧١) وابن ماجه (١٦٥٠) وابن حبان (٣٥٨٦) و عبدالرزاق (٧٣١٥) والدارمی (١٦٨٩) وابن ابی شیبة (٢٣/٣) والطیالسی ٢٣٦١) والبیهقی (٢٠٧/٤)

الفرائد : جس آدمی کی عادت نفلی روزے کی نہ ہو اسے رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ نہ رکھنا چاہئے۔

١٢٢٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ ، صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَفَإِنْ حَالَتْ دُوْنَهٗ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ،

"الْغَيَايَةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ :السَّحَابَةُ۔

۱۲۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان سے قبل روزے نہ رکھو۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر بادل حائل ہو جائیں تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

الْغَيَايَةُ :غین مفتوح ہے۔ بادل

تشریح ۞ **قبل رمضان** :اس سے نصف اخیر مراد ہے۔ جیسا اگلی روایت میں وارد ہے۔ **صوموا لرؤیته** : ہلال رمضان کو دیکھ کر۔ یہاں لام عند کے معنی میں ہے۔ **افطروا لرؤیته** :شوال کا چاند مراد ہے۔ سیاق کی وجہ سے ہ کی ضمیر لوٹائی گئی ہے۔ ۲) پہلی ضمیر کا لوٹانا بھی درست ہے اس میں مضاف کو مقدر ماننا پڑے گا۔ ای **لرویة هلاله** ۔

فان حالت : اگر بادل نے چاند کی رؤیت کو روک دیا۔ فاکملوا : تو پھر شعبان کے تیس دن پورے ہونے تک روزہ مت رکھو۔ اسی طرح رمضان کی گنتی پوری ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ الغیایه یا الغیابه: بادل کو کہتے ہیں دونوں کا ایک معنی ہے۔

تخریج : اخرجه الترمذی (٦٨٨) وابو داود (٢٣٢٧) والنسائی (٢١٢٨) واحمد (١٩٨٥) والطیالسی (٢٦٧١) وابن ابی شیبة (٢٠/٣) وابن حبان (٣٥٩٠) وابن خزیمة (١٩١٢) والدارمی (١٠٦٨٦)

الفرائد : چاند دیکھ کر رمضان کا قطعی نیت سے روزہ رکھنا اور چاند دیکھ کر افطار کرنا چاہئے۔

١٢٢٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا بَقِیَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۔

۱۲۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح فلا تصوموا : اس سے آخری پندرہ دن مراد ہیں جیسا اوپر روایت میں تصریح آ چکی۔ نہی میں اصل تحریم ہے۔ عبادات میں اصل یہ ہے جب عدم انعقاد کا مطالبہ نہ ہو۔

تخریج : اخرجه احمد (٩٧١٣) و ابو داود (٢٣٣٧) والترمذی (٧٣٨) واخرجه ابن ماجه (١٦٥١) وابن حبان (٣٥٨٩) و عبدالرزاق (٧٣٢٥) وابن ابی شیبة (٢١/٣) والبیهقی (٢٠٩/٤) والدارمی (١٧٤٠)

الفرائد : احتیاطی رمضان کے طور پر اواخر شعبان میں روزہ ممنوع ہے۔

١٢٢٨ : وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ ابْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَكُّ فِیْهِ فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۲۲۸: حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ابو الیقظان : یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں رائے کا دخل نہیں ہے۔ الیوم الذی : اس سے شعبان مراد ہے یا رمضان اور اس کے علاوہ ۳۰ شعبان کا دن ہے۔ جبکہ لوگ اس کے دیکھنے کی بات کریں یا وہ آدمی گواہی دے جس کی گواہی سے چاند ثابت نہیں ہوتا مثلاً غلام' فاسق' سمجھدار بچی۔ فقد عصی ابا القاسم : اس تحریم میں نافرمانی کی جن میں شعبان کے نصف اخیر کے دن ہوں خواہ بادل والی رات ہو یا نہ۔ امام احمد نے اس کو اس رات سے خاص کیا جس میں بادل نہ ہو اور اس قسم کے دن کے روزے کو احتیاطاً رکھنے کو اختیار کیا ہے۔ صلہ بن زفر کی وجہ سے اس روایت پر تنقید کی گئی مگر امام بخاری نے صلہ کی صحت پر جزم کا اظہار کیا ہے۔ بیہقی نے بھی اس کو صحیح

الاسناد کہا ہے۔ (المعرفہ للبیہقی)

تخریج : اخرجه البخاری تعليقًا فی الصوم باب (٩١١ وابو داود (٢٣٣٤) والترمذی (٦٨٦) وابن حبان (٣٥٨٥) وابن خزيمة (١٩١٤) والدارمی (١٦٨٢) والدارقطنی (١٥٧/٢)

الفرائد : ① یوم شک کا روزہ مکروہ ہے ② احتیاطی رمضان کا روزہ شعبان کے آخر میں ممنوع ہے۔

۲۲۰ : بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ!

بَاب : چاند دیکھنے کی دُعا

تشریح ۞ **ما یقال** : یعنی اذکار و دعوات۔ **الھلال** : خاص حالت کے چاند کو کہتے ہیں۔ (المصباح) ازہری کہتے ہیں پہلی دو راتوں کے چاند کو ہلال کہیں گے۔ اسی طرح ۲۶ اور اس کے بعد کی راتوں کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ اس کے درمیان قمر کہلائے گا۔ فارابی کہتے ہیں پہلی تین راتوں کے چاند کو ہلال اور اس کے بعد قمر کہلائے گا۔ اس کی جمع اھلۃ ہے جیسے سلاح و اسلحہ۔

۱۲۲۹ : وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ، هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۲۹ : حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یوں دعا فرماتے : "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ ......" اے اللہ اس کو طلوع فرما ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **طلحہ** رضی اللہ عنہ : یہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ **رای الھلال** : تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھتے۔ قبلہ اشرف الجہات ہے۔ **اللھم اھلہ** : اے اللہ! دینی اور دنیوی خوفناک چیزوں سے حفاظت فرما۔ **والایمان** : ایمان پر دوام و ثابت قدمی نصیب فرما اور اس چیز کو دور رکھ جو ایمان میں ٹیڑھ پیدا کرنے والی ہو۔ **والسلامۃ** : یہ خاص پر عام کے عطف کی قسم سے ہے کیونکہ یہ تمام امراض و اعراض بدنیہ اور احباب کی جدائی سب کو شامل ہے۔ **والاسلام** : یہ اولاً و ثانیاً جنس اشتقاق سے ہے۔ **ربی و ربك اللہ** : ہم دونوں مربوب ہیں اور اس کا امر ہم پر نافذ ہونے والا ہے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ چاند کے نفع و ضرر کا وہم ختم ہو جائے اور بتلا دیا جائے کہ یہ نظام ربوبیت میں جکڑا ہوا ہے جیسا کہ دوسری کائنات کا حال ہے۔ **ھلال رشد** : یہ ہدایت کا چاند ہے۔ رشد یہ غیؒ کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے۔ خیر : یہ مصدر ہے اسم تفضیل نہیں۔ ہیثمی نے **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، اللھم انی اسألك خیر ھذا الشھر، واعوذبك من شر القدر و شر المحشر، ھلال رشد و**

خیر تین مرتبہ پڑھیں' پھر کہیں: الحمد لله الذی اذهب شهر کذا و جاء بشهر کذا ۔ نقل کیا اور ابن ہمام کی السلاح لا ابن الجزری کی حصن کا حوالہ دیا ہے۔(الامداد الہیثمی)

تخریج : أخرجه احمد (۱/۱۳۹۷) والترمذی (۳٤٦۲) والدارمی (۱٦۸۸) و عبد بن حمید (۱۰۳) والبخاری (۲/۱۰۹) وابو یعلی (٦٦۱) والحاکم (۷۷٦۷)

الفرائد : چاند دیکھنے اور کسوف وخوف' آندھی وغیرہ دیکھنے کے وقت دعا مسنون طرزِ عمل ہے۔

۲۲۱ :بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَاْخِيْرِهٖ مَا لَمْ يُخْشَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ

بَاب: سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو

تشریح ۞ السحور :سین مفتوح ہے۔صبح سحری کا کھانا۔ضمہ کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔تاخیرہ:یعنی کھانا کھانے کو مؤخر کیا جائے۔

النحو :مضاف محذوف ہے۔مالم یخش طلوع الفجر :یہ ما مصدریہ ظرفیہ ہے۔تاخیر کی یہ قید ہے۔

۱۲۳۰ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم سحری کھایا کرو پس بے شک سحور میں برکت ہے''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ تسحروا :یہ امر استحباب کے لئے ہے۔معمولی کھانا کھانے سے بھی اصل سنت ادا ہو جائے گی خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہو۔عبداللہ بن سراقہ کی مرفوع روایت میں ہے:تسحروا ولو بجرعة من ماءٍ (ابن عساکر) یا زیادہ ہو۔ فان فی السحور :یہاں سحور ضمہ کے ساتھ ہے کیونکہ اجر' برکت' ثواب' سحری کے کھانا کھانے میں ہے۔بذاتِ خود سحور میں نہیں۔باقی اکثر روایات فتحہ کے ساتھ ہیں تو اس میں مضاف مقدر ہے یا مجازاً شئی کی تعریف اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز سے کی گئی ہے۔حافظ نے کہا کہ یہ ضمہ وفتحہ دونوں سے استعمال ہو رہے ہیں کیونکہ اگر اس کا معنی اجر وثواب ہو تو سحور مناسب ہے کیونکہ وہ مصدر بمعنی تسحر ہے یا روزے کو قوت دینے والا اور اس میں نشاط پیدا کرنے والا ہے اور اس سے مشقت کم ہو جاتی ہے۔پس فتحہ مناسب ہے۔بعض نے کہا برکت کا مطلب سحر کے عبادت ودعا کے لئے چستی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے کہ برکت ایسی چیز ہے جو متعدد جہات سے حاصل ہوتی ہے:۱)سنت کی اتباع اور یہود ونصاریٰ کی مخالفت سے۔ ۲)عبادت میں قوت وطاقت میسر آتی ہے اور ذکر کا سبب بنتی ہے۔۳)اجابت کے مواقع میں دعا میسر آتی ہے۔۴)جو سونے سے پہلے اس سے غفلت اختیار کرتا وہ نیت روزہ کو چھوڑنے والا ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (٤/۱۱۹٥۰) والبخاری (۱۹۲۳) و مسلم (۱۰۹٥) والترمذی (۷۰۸) والنسائی

(۲۱٤۳) والدارمی (۱٦۹٦) وابن حبان (۳٤٦٦) وابن الجارود (۳۸۳) وابن خزیمة (۱۹۳۷) وابن ماجه (۱٦۹۲) ابو یعلی (٤۸٤۸) وعبد الرزاق (۷۵۹۸) وابن ابی شیبة (۸/۳) والبزار (۹۷٦) والطبرانی (٦۰) والبیهقی (٤/۲۳٦)

الفرائد : ① سحور میں برکت اور سنت کی ادائیگی ہے ② اور اس کی وجہ سے روزے میں قوت حاصل ہوتی ہے۔

۱۲۳۱ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قِيْلَ : كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ : خَمْسُوْنَ اٰيَةً ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۱: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا پچاس آیات (کی تلاوت) کی مقدار۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: ان کے حالات باب استحباب جعل النوافل فی البیت میں گزرے۔ **تسحرنا مع** : انتہائی ادب پر دلالت کرنے والے الفاظ ہیں تا کہ اتباع کو ظاہر کریں۔ **الصلوٰۃ**: یہاں نمازِ صبح مراد ہے۔ **کم کان بینھما** : بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پوچھنے والے انس ہیں اور امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگرد قتادہ نے بھی سوال کیا اور یہ بھی مذکور ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے خود زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ **خمسون اية** : درمیانی آیات نہ بہت طویل ہیں نہ بہت چھوٹی۔ نہ تیز پڑھے نہ بہت آہستہ۔

النّحو : ۱) رفع کی روایت میں یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ ۲) کان مبتداء کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جو جواب زید میں ہے۔ انس کے سوال میں جو مذکور ہے اس کی خبر نہیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اعمالِ بدنیہ سے اوقات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اہل عرب کے ہاں یہ بات رائج تھی مثلاً کہتے: حلب' شاۃ۔ اس سے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ یہ تلاوت سے عبادت کا وقت ہے اور اگر عمل کے علاوہ سے اس کی تعبیر ہوتی تو اس طرح کہتے: ثلاث درجات او اربع۔

ابن حجر کا قول: صحابہ کرامؓ اپنے اوقات کو عبادت میں صرف کرتے۔ حدیث میں سحور کی تاخیر کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ یہ مقصود کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔ آپ ﷺ امت کے لئے زیادہ سہولت والے کام کو پسند فرماتے کیونکہ یہ مقصود کے لئے زیادہ بلیغ ہے۔ اگر آپ سحری نہ کرتے تو ان لوگوں پر مشقت ہوتی تو جن پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور بسا اوقات ان سے سحری چھوٹ جاتی یا سحری کے نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جاتے۔

تخریج: اخرجه البخاری (۵۷۵) و مسلم (۱۰۹۷) والترمذی (۷۰۳) والنسائی (۲۱۵٤) وابن ماجه (۱٦۹٤)

الفرائد : ① علامہ قرطبی کہتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سحور سے فراغت طلوع فجر سے پہلے ہو جاتی تھی ② فضیلت والے صحابہ کرام کو اپنے ساتھ کھلانا موانست کے لئے تھا۔

۱۲۳۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ ، بِلَالٌ ، وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ" قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا اَنْ يَّنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے۔ ایک بلال اور دوسرا اُم مکتوم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان دیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ بس اتنا کہ ایک اُترتا اور دوسرا چڑھتا۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **مؤذنان** : یہاں دو مؤذنوں کا ذکر ہے اور بیہقی کی روایت جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ اس کے مخالف نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے تین مؤذن تھے: بلال، ابو محذورہ اور ابن ام مکتوم۔ روایت بالکل درست ہے۔

حافظ عراقی کہتے ہیں کہ دراصل ''مؤذنان'' سے مراد مدینہ منورہ میں آپ کے مؤذن ہیں اور تین مؤذن سے مراد جن کو آپ کے حکم سے مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر کیا گیا اور آپ ﷺ کے ایک اور مؤذن سعد القرظ رضی اللہ عنہ بھی ہے۔ جو قباء میں آپ ﷺ کے فرمان پر مؤذن تھے۔ پھر نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد مسجد نبوی کے مؤذن مقرر ہوئے اور بلالؓ کے شام تشریف لے جانے پر زیاد بن الحارث صدائی بھی مسجد نبوی کے مؤذن مقرر رہوئے اور ان کا آپ ﷺ کے سامنے اذان دینا بھی روایت ابوداؤد سے ثابت ہے جب بلالؓ وہاں نہیں تھے تو انہوں نے اذان دی۔ تکبیر کے وقت تک بلالؓ بھی پہنچ گئے۔ تکبیر کہنے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انا اخا صداء اذن و من اذن فهو يقيم**۔ رواہ ابوداؤد وغیرہٗ لیکن وہ ہر روز کے مؤذن نہ تھے اس لئے تین شمار کئے گئے۔

قول شافعی رحمہ اللہ : اگر دو مؤذنوں پر اکتفاء کیا جائے تو مجھے یہ پسند ہے کیونکہ یہ تو بالکل محفوظ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے اور اگر اس سے زیادہ ہو جائیں تو اس میں کوئی تنگی نہیں۔ ابن ام مکتوم: یہ نابینا صحابی ہیں اس سے نابینا کا مؤذن بننا ثابت ہوا جبکہ اسے اوقات کی پہچان ہو خواہ وہ دوسرے کے بتلانے سے ہو۔

یوذن بلیل : یہ رات کے نصف اخیر کی اذان ہے۔ اس سے شوافع حضرات اذان صبح کا وقت سے پہلے دینے کا جواز ثابت کرتے ہیں (جب دیگر روایات سے اس اذان کا بہرے وغیرہ پر مقررہ حضرات کی ڈیوٹی تبدیل کرنے کے لئے ہونا ثابت ہے) اس کا فائدہ یہ ہے تاکہ نماز کے لئے جنابت والا غسل کر کے فارغ ہو جائے۔ **فکلوا او اشربوا** : کیونکہ ابھی رات باقی ہے جس میں کھانا درست ہے۔ ابن ام مکتوم: اس سے ثابت ہوا کہ ماں کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔ **ولم یکن بین هما۔ ینزل هذا و یرقی هذا** ۔ علماء فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ بلالؓ فجر کے طلوع سے پہلے اذان دیتے اور اذان کے بعد دعا کے لئے انتظار کرتے۔ پھر وہیں بیٹھ کر فجر کا انتظار کرتے رہتے جب طلوع کا وقت ہو جاتا تو منذنہ سے اتر کر ان کو اطلاع دیتے وہ اذان کی تیاری کے لئے وضو کرتے۔ پھر منذنہ پر چڑھتے اور فجر طلوع ہوتے ہی اذان شروع فرماتے۔ ابن حبان کی روایت میں وارد ہے جو کہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن ام مکتوم رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس کھاتے پیتے رہو حتی **یؤذن بلال** ۔ اور نسائی کی روایت جو انیسہ بنت حبیب سے ہے: **اذا اذن ابن ام مکتوم فکلوا واشربوا**

واذا اذن بلال فلا تأکلوا و لا تشربوا ۔ حافظ عراقی کہتے ہیں یہ دونوں روایتیں روایت مشہورہ کے معارض ہیں۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں درست پہلی روایت ہی ہے۔ ابن خزیمہ نے دوسری راہ اپنائی۔ ممکن ہے کہ ان کی باری مقرر ہو اور ابن حبان نے دونوں روایات کو اسی طرح جمع کیا ہے۔

تخریج : اخرجه احمد (۲/٤٥٥١) والبخاری (٦١٧) و مسلم (۱۰۹۲) والترمذی (۲۰۳) والنسائی۔

الفرائد : ① طلوع فجر سے پہلے دی جانے والی اذان مختلف ناقوں پر مقررہ اصحاب کو اطلاع کے لئے تھی ② طلوع فجر کے بعد روزہ دار کو کھانا پینا درست نہیں۔

۱۲۳۳ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۳۳: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

تشریح ۞ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: ان کے حالات باب کثرۃ طرق الخیر میں گزرے۔ نووی نے تہذیب میں لکھا ہے ۷ھ کی ابتداء میں خیبر والے سال اسلام لائے۔ بعض نے ان کا سن اسلام ۸ھ صفر ذکر کیا ہے جو کہ فتح مکہ سے چھ ماہ پہلے کا عرصہ بنتا ہے۔ بعض نے اور اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ یہ خود اور خالد بن الولید اور عثمان بن طلحہ تینوں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سریہ ذات السلاسل میں امیر بنایا۔ سترہواں سریہ ہے۔ ان کی ماتحتی میں مجاہدین کی تعداد تین سو تھی پھر ان کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اور ان کے امیر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر عمان کا حاکم بنایا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ پھر ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف امیر بنا کر بھیجا وہ شام کی لڑائی میں شریک رہے اور فلسطین پر ان کو امیر بنایا گیا اور فلسطین کی امارت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے۔ پھر ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر دیکھ کر مصر کی طرف بھیجا' انہوں نے اس کو فتح کیا اور اس کے والی بنا دیے گئے' یہاں تک کہ عمر رضی اللہ نے وفات پائی۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو پہلے چار سال امیر برقرار رکھا پھر معزول کر دیا۔ انہوں نے معزولی کے بعد فلسطین میں اقامت اختیار کی یہ کبھی کبھی مدینہ منورہ آتے جاتے تھے۔ پھر ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر کا عامل بنایا یہ وفات تک والیٔ مصر رہے اور وفات پا کر وہیں دفن ہوئے۔ ان کی وفات عید الفطر کی رات ۴۳ھ میں ہوئی۔ ان کی عمر اس وقت ستر سال تھی۔ ان کی نمازِ جنازہ عبداللہ بن عمرو کے بیٹے نے پڑھائی۔ یہ عرب کے بہادروں اور فہیم ترین لوگوں سے تھے۔ یہ صاحب رائے اور فیصلہ کن رائے کے مالک تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو کہنے لگا: اللهم امرتنی فلم أئتمر و نهيتنی فلم انزجر ولست قويا فانتصر ولا بريئًا فاعتذر ولا مستكبرًا بل مستغفرًا لا اله الا انت۔ وفات تک یہ کلمات دہراتے رہے۔ ان کی وفات کے وقت ایک عجیب روایت کتاب الایمان صحیح مسلم میں وارد ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہتر اور روایات نقل کی ہیں جن میں تین متفق علیہ ہیں اور دو مسلم کی اور بخاری نے ایک حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ فصل : یہ فاصل کے معنی میں ہے۔ مابین صیامنا و صیام اهل الكتاب : ما موصولہ ہے اور اہل

کتاب سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ اکلة السحر :ایک مرتبہ کا کھانا جو سحری کے وقت کھایا جاتا ہے۔

النَّحْوُ :فصل کو ما کی طرف مضاف کیا جیسے موصوف کو صفت کی طرف مضاف کریں۔

نووی کہتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ سحور اس امت کی خصوصیات سے ہے یہ امت امتیازی رخصتوں سے ہے۔ جب تک اس سے دوسری امتوں پر فضیلت نہ جتلائی جائے۔

تخریج : أخرجه احمد (٦/١٧٨١٧) و مسلم (١٠٩٦) والترمذی (٧٠٩) والنسائی (٢١٦٥) والدارمی (١٦٩٧) وابن حبان (٣٤٧٧) وابن خزیمة (١٩٤٠) وابن ابی شیبة (٨/٣) وابو داود (٢٣٤٣)

الفرائد : ① ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کا امتیاز سحری ہے ② سحری کھانا مستحب ہے خواہ چند لقمے ہوں۔

۲۲۲ :بَابُ فَضْلِ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ اِفْطَارِهٖ

بَابٌ: جلد افطار کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار

تشریح ۞ **تعجیل الفطر** :جب غروب کا یقین ہو جائے یا اجتہاد صحیح سے گمان غالب ہو جائے تو افطار جائز ہے مگر یقین تک مؤخر کرنا افضل ہے۔ **وما یفطر علیه وما یقوله** :یعنی ان میں سے ہر ایک بیان کیا جائے گا۔

النَّحْوُ :اس کا عطف فضل پر ہے اس کے مدخول تعجیل الفطر پر نہیں۔

روایات

١٢٣٤ :عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **لا یزال الناس بخیر** :ایک روایت میں **لا یزال الدین ظاهرًا** کے الفاظ ہیں اور دین کا غلبہ خیر کو لازم ہے۔ **ما عجلوا الفطر** :احمد نے اپنی ابوذر والی روایت میں اضافہ کیا ہے:"**واخروا السحور**" ما مصدریہ ظرفیہ ہے سنت کی اتباع میں جب تک وہ کرتے رہیں گے۔ اس کی حدود سے مطلع ہونے والے اور ایسی چیز نہ نکالیں گے جس سے وہ دین کے عقائد کو بدل ڈالیں۔

ابو ہریرہؓ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: **لان الیهود والنصاریٰ یؤخرون**۔ اسے ابوداؤد ابن خزیمہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اہل کتاب کی تاخیر ستاروں کے ظہور تک ہوتی تھی اور انہی سہل کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: **لا تزال امتی علی سنتی مالم تنتظر بفطرها النجوم**' رواہ ابن حبان والحاکم۔ اس میں اس سلسلہ کی غایت کو ذکر کیا گیا ہے۔ مخلب کہتے ہیں: ۱) اس کی حکمت یہ ہے کہ دن میں رات کا حصہ ڈال کر اضافہ نہ کرے۔ ۲) اور اس وجہ سے بھی کہ روزہ دار کے لئے

یہ ثابت زیادہ مناسب ہے اور عبادت میں زیادہ تقویت کا باعث ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے اس کا موقعہ یہ کہ جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے یا دو عادل اس کی اطلاع دیں زیادہ راجح بات یہ ہے کہ ایک عدل بھی کافی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے کتاب الام میں افطار میں جلدی کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ جان بوجھ کر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اس کے لئے بھی مکروہ ہے جو اس کو افضل قرار دے۔ حافظ رقمطراز ہیں کہ ایک بدعت یہ ہے کہ دوسری اذان کو فجر سے تقریباً ثلث ساعہ پہلے پڑھا جائے اور لوگ عبادت میں احتیاط کی خاطر ایسا کرتے ہیں حالانکہ اس کا علم اکا دکا لوگوں کو ہے اور مغرب کی اذان مؤخر کر کے دیتے ہیں تا کہ ان کے خیال میں پوری طرح وقت ہو جائے۔ پس انہوں نے سحور کو جلدی کر دیا اور افطار کو مؤخر کر دیا۔ سنت کی مخالفت کی ان میں خیر نہ ہونے کے برابر ہے اور شر کی کثرت ہے' واللہ المستعان۔

تخریج : أخرجه مالك (٦٣٨) واحمد (٨/٢٢٨٦٨) والبخاری (١٩٥٧) و مسلم (١٠٩٨) والترمذی (٦٩٩) وابن ماجه (١٦٩٧) وابن حبان (٣٥٠٢) والطبرانی (٥٩٨١) والبيهقی (٤/٢٣٧) والدارمی (١٦٩٩)

الفوائد : ① افطار میں عجلت' عافیت امت کی علامت ہے کیونکہ عبادات میں اضافہ قطعاً درست نہیں ② یہود ستاروں کے خوب ظاہر ہونے پر افطار کرتے ہیں' رافضی بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

١٢٣٥ : وَعَنْ اَبِیْ عَطِيَّةَ قَالَ : دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ : رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَاْلُوْ عَنِ الْخَيْرِ : اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ ' وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ : مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ قَالَ : عَبْدُ اللّٰهِ – يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ : هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
قَوْلُهٗ "لَا يَاْلُوْ" : اَیْ لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ۔

١٢٣٥: حضرت ابوعطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور دونوں ہی بھلائی میں کمی کرنے والے نہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار دیر سے کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "کون مغرب میں جلدی کرتا ہے؟ مسروق نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ (مسلم)

لَا يَاْلُوْا: بھلائی میں کمی نہیں کرتا۔

تشریح ۞ ابوعطیہ: یہ وداعی ہمدانی ہیں۔ ابو موسیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں۔ ان سے ابو اسحق الاعمش رحمہما اللہ جیسے کبار تابعین سے روایت لی ہے۔ حافظ لکھتے ہیں کہ اس کا نام مالک بن عامر یا ابن ابی عامر یا ابن عوف یا ابن حمزہ یا ابن ابی حمزہ ہے ان کی وفات ٧٠ھ کے لگ بھگ ہوئی۔ ان سے بخاری' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے روایت لی ہے۔ مسروق ان کے والد کا نام ابن اجدع بن مالک ہمدانی وداعی ان کی کنیت ابو عائشہ الکوفی یہ پختہ فقیہ عبادت گزار

ہیں۔انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے پائے۔ان سے اصحاب سنن نے روایت نقل کی ہے۔رجلان من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کلاھما ۔ یہ دونوں مبتداء ہیں لا یالو یہ خبر ہے۔جیسا اس ارشا میں: ﴿کلتا الجنتین اتت اکلھا﴾ الایۃ تثنیہ معنی کے اعتبار سے جائز ہے۔جیسا کہ شاعر کے اس قول میں

کلاھما حین جد السیر بینھما ☆ قد أقلعا وکلا أنفیھما رابعی

احدھما یعجل المغرب والافطار: یعنی غروب یقینی ہو جاتا ہے تو نماز مغرب اور افطار کو جلد کر لیتا ہے۔والآخر یؤخر المغرب والافطار۔ یہاں اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ لائے تاکہ استفسار میں اضافہ ہو۔من یعجل المغرب والافطار: جلدی والے کے متعلق دریافت کیا دوسرے سے متعلق نہیں کیونکہ یہ فعل قابل مدح تھا۔پس اس کا نام جاننا پسند کیا باقی دوسرے کے فعل کا مقصود خود اس سے حاصل ہو جاتا ہے۔جب کہ ایک کی تعریف کر دی تو دوسرے کی حیثیت خود معلوم ہوگئی کیونکہ عبداللہ نام کے بہت آدمی ہیں مگر جب حدیث کوفیین میں عبداللہ آئے تو اس سے ابن مسعودؓ ہی مراد ہوتے ہیں اور حجازیین کی روایت میں مطلق عبداللہ کا نام ابن عمر رضی اللہ عنہما پر بولا جاتا ہے۔یصنع: یہاں تعبیر میں ابن مسعودؓ کے فعل کی تصویب کے ساتھ ساتھ صنع کا صیغہ اہتمام کے لئے لائے کیونکہ صنعت اس عمل کو کہا جاتا ہے کہ تدریب و مشق کے بعد صادر ہو اور اس عمل کو خوب شاندار انداز سے ادائیگی ہو۔ابو کریب کی روایت میں ابو موسیٰ کا اضافہ موجود ہے۔لا یالوا۔کوتاہی نہ کرنا۔اس کا اصل منع کرنا اور روکنا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٠٩٩) وابو داود (٢٣٥٤) والترمذی (٧٠٢) والنسائی (٢١٥٧)

الفوائد : مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کرنا' پیغمبر ﷺ کی سنن ہدی سے ہے۔الحمدللہ اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اتباع کی توفیق ارزانی فرمائی ہے۔

١٢٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ احب عبادی: یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ اور اس کی بارگاہ سے سب سے قریب جیسے اپنے حبیب کے قریب ہوتا ہے۔عبادی کی نسبت میں بندوں کو کیا عظمت و شرف بخش دیا۔اعجلھم فطرا کیونکہ وہ سنت کے سب سے زیادہ پیروکار ہیں۔

تخریج : أخرجه احمد (٣/٨٣٦٨) والترمذی (٧٠٠) وابن حبان (٣٥٠٧) والبیهقی (٢٣٧/٤)

الفوائد : ① علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ تعجیل افطار میں حکمت ہے یہ ہے ② قوت کی حفاظت ③ مشقت کا ازالہ ④ غلو و

بدعت سے دوری ⑤ دونوں اوقات کا فرق کھل کر سامنے آ جائے۔

۱۲۳۷ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۷: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب رات ادھر سے آ جائے اور دن اُدھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا"۔
(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ من هاهنا : یعنی مشرقی افق سے۔ وادبر النهار: مغربی افق سے دونوں کو تاکید کے لئے جمع کیا ورنہ ایک کا تذکرہ دوسرے کے لئے کفایت کرتا ہے۔ و غربت الشمس : یہ بھی لازم ہے کہ مکمل ٹکیہ غائب ہو جائے افق پر روشنی کا بقاء اس کے لئے مضر نہیں۔ نووی کہتے ہیں ان کو جمع اس وجہ سے کیا کہ بعض اوقات انسان ایسی وادی میں ہوتا ہے جہاں غروب کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا تو وہاں اندھیرا چھا جانے اور روشنی چلا جانے پر اعتماد کیا جائے گا۔ فقد افطر الصائم : وہ شرعاً افطار کرنے والا بن گیا اگرچہ اس نے کوئی چیز نہ کھائی ہو اس لئے کہ روزے کا وقت دن ہے اور وہ جا چکا پس عبادت و نیکی خیال کر کے غروب کے بعد رک جانا اسی طرح ہے جیسا عید کے دن کا روزہ رکھنا بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اس کا مطلب افطار کا وقت آ گیا کیونکہ حدیث میں وارد ہوا کہ روزے میں مواصلت درست ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۱۹۲) والبخاری (۱۹۵٤) و مسلم (۱۱۰۰) وابو داود (۲۳۵۱) والترمذی (٦۹۸) والنسائی (۳۳۱۰) والدارمی (۱۷۰۰) وابن حبان (۳۵۱۳) وابن خزیمة (۲۰۵۸) وابن الجارود (۳۹۳) والحمیدی (۲۰) وابن ابی شیبة (۳/۱۱) و عبدالرزاق (۷۵۹۰) والبیهقی (٤/۲۱٦)

الفوائد : ① غروبِ آفتاب سے وقت افطار شروع ہو گیا اور روزہ دار حکماً افطار والا ہو چکا ② افطار کے وقت میں شرعی روزہ ناممکن ہے۔

۱۲۳۸ : وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ : "يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا ' فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ؟ قَالَ : "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ : اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ' قَالَ "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : "اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ" وَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "اَجْدَحْ" بِجِيْمٍ ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَآءٍ مُهْمَلَتَيْنِ : اَیْ اَخْلِطِ السَّوِيْقَ بِالْمَآءِ۔

۱۲۳۸: حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

سفر میں تھے اور آپؐ روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپؐ نے لوگوں میں سے کسی سے فرمایا' اے فلاں! اُترو اور ستو ہمارے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہو جائے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اُترو اور ستو تیار کرو۔'' اس نے کہا ابھی تو دن ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اترو اور ستو تیار کرو''۔ چنانچہ وہ اُترے اور آپؐ کے لئے ستو تیار کیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے اور فرمایا: ''رات کو اِدھر سے آتا ہوا دیکھو تو پس یقیناً روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

(بخاری و مسلم)

اَجْدَحْ :ستو رتیار کرو۔

تشریح ان کی کنیت ابراہیم اور نام عبداللہ ہے ان کے والد کی کنیت ابو اوفی اور نام علقمہ بن خالد بن حارث اسلمی ہے۔ باب الصبر میں ان کے حالات گزرے۔ یہ خود اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ **و ھو صائم**۔ شاید یہ فتح مکہ کا واقعہ ہو۔ آپ رمضان المبارک ۸ھ میں غزوۂ فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ **فلما غربت الشمس** :جب اس کی ٹکیہ مکمل غائب ہوگئی۔ **یا فلان** :بعض نے کہا اس سے مراد بلال رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے: **فقال یا بلال**! اس روایت کو اسماعلی اور ابونعیم نے بھی عبدالواحد کی سند سے نقل کیا ہے۔ ابن زیاد مسدد کے شیخ ہیں۔ دونوں روایتیں یا فلان پر جمع ہو جاتی ہیں۔ حافظ نے کہا شاید یہ تصحیف ہو کیونکہ ابن خزیمہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: **یا اذا اقبل اللیل**...... احتمال ہے کہ یافلان! کے مخاطب عمر ہو اس لئے کہ روایت ایک ہے۔ جب ان کو اولاً **اذا اقبل اللیل** فرمایا تو انہی کو پہلے اجدح کہا گیا ہو لیکن دوسری طرف امام احمد نے شعبہ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ اپنے پانی کے ذمہ دار کو فرمایا اور بلال اس خدمت کے لئے معروف ہیں۔ (فتح الباری) **فاجدح لنا** : اترو اور ہمارے مدہانی سے ستو ملاؤ۔ **لو امسیت** : لو کا جواب محذوف ہے۔ اگر آپ شام کر لیتے تو مناسب تھا۔ **قال ان علیکم نھاراً** : انہوں نے روشنی دیکھ کر گمان کیا سورج ابھی غروب نہیں ہوا بلکہ پہاڑ یا ٹیلے سے وہ روپوش ہو گیا ہے یا بادل وادل ہوگا جس سے اس کا غروب یقینی نہیں ہو رہا تھا۔ باقی قد غربت الشمس یہ واقعہ کی اطلاع ہے اگر ان صحابی کو یقین ہوتا تو وہ توقف نہ کرتے۔ **قال** : یہاں خود عبداللہ مراد ہیں۔ **فنزل فجدح** : آپ ﷺ نے نوش فرمائے اور ہم نے بھی نوش کیے۔ **ثم قال اذا رأیتم اللیل** ۔

اَلنَّحْوُ : یہاں لیل مفعول اول ہے۔ قد اقبل کا جملہ مفعول ثانی کے قائم مقام ہے۔ اگر رؤیت سے رؤیت بصر مراد ہو تو پھر مفعول سے جملہ حال ہوگا۔ **فقد افطر الصائم** : آپ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا تاکہ مکان کی وضاحت ہو جائے۔ داودی کو غلطی لگی کہ اس نے اجدح کا معنی دودھ دوھنا کیا۔

تخریج : أخرجه احمد (۱۹۴۱۲) والبخاري (۱۹٤۱) و مسلم (۱۱۰۱) وابوداود (۲۳۵۲) وابن حبان (۳۵۱۱) وعبدالرزاق (۷۵۹٤) وابن ابی شیبة (۱۱/۳) والبیهقی (۲۱٦/٤)

الفرائد : ① امر شرعی حسی سے زیادہ بلیغ ہے عقل شرم پر حاکم نہیں ② کھجور سے افطار مستحب ہے واجب نہیں ③ غروبِ آفتاب سے روزہ ختم ہو جاتا ہے۔

١٢٣٩ : وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ ، فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَآءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

۱۲۳۹: حضرت سلمان بن عامر ضبی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے پس بے شک پانی بہت پاکیزہ ہے۔(ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ سلمان بن عامر بن اوس بن حجر بن عثمان بن عمرو بن حارث ضبی یہ ضبہ بن داؤد بن طالحہ بن الیاس بن مضر کی طرف نسبت ہے۔(ابن اثیر) یہ صحابی ہیں انہوں نے بصرہ میں اقامت اختیار کی ان سے بخاری اور سنن اربعہ نے روایت لی ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے تیرہ روایات نقل کی ہیں۔(مختصرا لتلقیح) بخاری نے ان سے ایک روایت اور مسلم نے کوئی روایت نہیں لی۔ مسلم بن حجاج کہا کرتے تھے کہ ضبہ میں ان کے علاوہ کوئی صحابی نہیں۔(اسد الغابہ) **اذا افطر الصائم فليفطر على تمر** :ترمذی میں برکتہ کا لفظ زائد ہے۔ اگر تازہ کھجور ہو ورنہ خشک۔ اس سے حصول سنت ہو جائے گا اگر چہ ایک ہی ہو مگر بعد والی روایت میں تین کی تعداد بتلائی گئی اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر معدہ میں فضلہ پایا گیا تو تب بھی اس کا کھانا مناسب ہوا کہ وہ خارج ہو جائے گا اور اگر فضلہ نہ ہو تو یہ غذا بن گئی۔۲) آنکھ کی روشنی جو روزے کی وجہ سے متفرق ہو جاتی ہے یہ اس کو جمع کرتی ہے اس کا کثرت سے استعمال آنکھ کو کمزور کرتا ہے مگر یہ بات تجربہ کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ عرب ممالک کے لوگوں کی نگاہیں ہمارے ملک کی نسبت کمزور ہیں حالانکہ وہ کھجور کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ باقی اگر معمولی ضرر ہو تو بھی وہ اس کے فوائد کے لئے مانع نہیں جیسے سقمونیا کا زیادہ استعمال معدے کو تباہی کرتا ہے جبکہ مناسب استعمال معدے کے فاسد مواد کو خارج کرتا ہے۔ **فان لم يجز فليفطر على ماء** :اگر آسانی سے میسر نہ ہو تو پھر پانی کو رجوع کریں گے۔ معلوم ہوا کہ پانی کی طرف رجوع اس کے فقدان کی صورت میں ہے۔ جس نے پانی کو مقدم قرار دیا اس کا قول سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے قیام مکہ کے دوران روزے رکھے مگر زمزم کے موجود ہونے کے باوجود کھجور سے افطار فرمایا اگر اس عادت کی خلاف ورزی ہوتی تو ضرور منقول ہوتی۔ **فانه طهور** :معنوی اور حسی طہارت کا فائدہ دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس کو دوسری چیزوں پر ترجیح دی جائے گی۔ یہ ترتیب کمال سنت کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ یہ اصل سنت افطار جو پاکیزہ پانی سے ہو اس صورت میں ادا ہو جائے گی جبکہ کھجور ہونے کے باوجود اس سے پانی سے افطار کر لیا۔

تخریج : أخرجه احمد (١٦٢٢٥) و ابو داود (٢٣٥٥) والترمذى (٦٥٨) والنسائى (٣٣١٩) وابن ماجه (١٦٩٩) وابن حبان (٣٥١٤) والدارمى (٢/٧) وابن خزيمة (٢٠٦٧) وعبد الرزاق (٧٥٨٧) والطيالسى (١١٨١) والحميدى (٨٢٣) وابن ابى شيبة (٢/١٠٧) والطبرانى (٦١٩٣) والحاكم (١٥٧٤) والبيهقى (٤)

الفرائد : ① کھجور سے روزہ افطار کرنا سب سے افضل ہے ② اگر وہ میسر نہ ہو تو سادہ پانی کے گھونٹ سے۔

۱۲۴۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَّآءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۴۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تر کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں۔ اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چند گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ قبل ان یصلی :اس سے صلوٰۃ مغرب مراد ہے۔فان لم تکن : تین چھوہارے اگر تر کھجور میسر نہ ہوتی تو فتمیرات یہ تصغیر اور جمع قلت ہے۔ پس کم از کم تین پر دلالت کرتی ہے۔فان لم تکن تمیرات: جیسا ذکر کیا گیا اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو حسا حسوات یہ حسوۃ کی جمع ہے ایک مرتبہ پانی پینے کو کہتے ہیں۔ یہ حا کے فتحہ سے ہے۔الحسوۃ: منہ میں پی جانے والی چیز کی مقدار اس کی جمع بھی حسوات اور حسی آتی ہے جس طرح مزیه و مزی و مدیات (المصباح) من ماء :یہ حسوات سے متعلق ہے۔ یا ظرف مستقر ہو کر حسوات کی صفت ہے۔علماء شوافع رحمہم اللہ نے اسی وجہ سے لکھا ہے کہ اگر تین تر کھجور میسر ہوں تو ان سے افطار کرے اور اگر وہ مشکل ہوں تو تین خشک کھجوریں اور اگر وہ بھی نہ مل سکیں تو تین چلو پانی خواہ موسم گرما ہو یا سرما۔بعض نے کہا سردی میں کھجور کو مقدم کیا جائے گا اور گرمیوں میں پانی کو کیونکہ اس کے متعلق روایت موجود ہے اور موقعہ کی مناسبت کا تقاضا ہے۔ترتیب وتثلیث کمالِ سنت کے لئے ہے۔ ورنہ اصل سنت تو ایک سے بھی ادا ہو جاتی ہے۔مؤخر کو مقدم کرنے کی نظیر گزری۔

نوٹ :باب کے مکمل عنوان کے مطابق روایات نہیں لاتے صرف افطار اور تعجیل افطار کے متعلق روایات لائے۔ادعیہ کا تذکرہ بالکل نہیں آیا۔

تخریج : أخرجه احمد (٤/١٢٦٧٦) وابو داود (٢٣٥٦) والترمذی (٦٩٦) والحاكم (١٥٧٦) والدارقطنی (١٨٥/٢) والبیهقی (٢٣٩/٤)

الفرائد : ① نماز سے قبل آپ افطار فرماتے تھے پھر نماز ادا فرماتے ② افطار میں جلدی' نماز کے لئے اپنے دِل کو فارغ کر لینا اور دونوں عبادات میں مناسب فاصلہ کرنا۔ (ابن عربی)

۲۲۳: بَابُ اَمْرِ الصَّآئِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهٖ وَجَوَارِحِهٖ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

بَابٌ: روزہ دار کو اپنے اعضاء اور زبان گالی گلوچ اور خلافِ شرع باتوں سے رو کے رکھنا

تشریح ۞ حفظ لسان: حرام چیزوں سے زبان کی حفاظت واجب ہے اور مکروہات میں مستحب ہے۔ بری باتیں نہ کہے اور نہ حرام افعال کا ارتکاب کرے۔ المشاتمة: غیبت، چغلی، جھوٹ سے گریز کرے۔ ان باتوں سے بچنے کا حکم روزہ نہ رکھنے والے کو بھی ہے مگر روزہ دار کو بدرجہ اولیٰ چاہیے۔

روایات

۱۲٤۱: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَآئِمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے اس طرح کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ کان وجد کے معنی میں ہے اور یوم اس کا فاعل ہے۔ روزے کی حالت میں فحش باتیں اور شور و شغب نہ کرے کیونکہ دونوں کے مطلوب میں منافات ہے۔ روزے میں سکون و سکوت سے نفس کا قلع قمع کرے۔ فاسابه احد او قاتله: او یہاں تنویع کے لئے۔ قاتل سے مار پٹائی اور طعن و تشنیع ہے۔ انی صائم: مخالف سے زبان کو رو کے اور اللہ تعالیٰ کا مظلوم بندہ بن جائے، ظالم نہ بنے۔

تخریج: باب وجوب صوم رمضان میں گزر چکی۔

الفرائد: ایضاً۔

۱۲٤۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جھوٹی بات

نہ چھوڑی اوراس پر عمل کرنا بھی ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے''۔

(بخاری)

تشریح ۞ **لم یدع قول الزور** :جس نے جھوٹ نہ چھوڑا۔**فلیس للہ حاجه فی ان یدع** :ابن بطال کہتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو کھانے پینے کی اجازت دے دی جائے گی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ اور اس کے متعلقات سے بچے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا یہ ارشاد: **من باع الخمر فلیشقص الخنازیز** جو شراب بیچتا ہے وہ خنازیر ذبح کرے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو خنازیر کے ذبح کا حکم دیا گیا ہے بلکہ شراب فروخت کرنے کے فعل کو حرمت میں خنزیر ذبح کرنے کے مترادف قرار دیا گیا۔**حاجه** سے مراد ارادہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ بعض نے کہا یہ عدم قبولیت سے کنایہ ہے۔ جیسا کسی کے ہدیئے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: **لاحاجة لی فی هدیتك**۔یعنی تیرا ہدیہ تیری طرف واپس کرتا ہوں۔ ابن عربی کہتے ہیں اس حدیث کا مقتضی کہ جس نے مذکورہ حرکت کی اس کو کوئی ثواب نہ ملے گا۔امام شافعی رحمۃ اللہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔نووی نے بھی اسی کی موافقت کی ہے۔ اذرعی کا قول یہ ہے کہ اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ یہ دراصل امام احمد کے اس قول پر قیاس ہے جو انہوں نے مغصوب مقام پر نماز کے ابطال کے سلسلہ میں نقل فرمایا ہے۔البتہ وہ روایت **خمس یفطرن الصائم' الغیبة والنمیمه والکذب والقبله والیمین الفاجرة**۔ یہ روایت اوّل تو درست نہیں اور اگر درست ثابت ہو جائے تو اس کا مطلب اجر کا باطل ہونا ہے نہ کہ روزہ۔ دامنی کا قول ہے کہ اگر سرے سے روزہ باطل ہوتا تو شارع قضاء کا حکم فرماتے۔اس سے دراصل اعمال کے ضائع کرنے سے تخویف مقصود ہے۔

ابو بکر محاربی نے اسی مفہوم کو سامنے رکھ کر کہا:

اذا لم یکن فی السمع منی تصاون ☆ وفی بصری غض و فی منطقی صمت

فحظی اذن من صومی الجوع والظماء ☆ وان قلت انی صمت یوما' فما صمت

تخریج : أخرجه احمد (٣/٩٨٤٦) والبخاری (١٩٠٣) وابو داود (٢٣٦٢) والترمذی (٧٠٧) والنسائی (٣٢٤٥) وابن ماجه (١٦٨٩) وابن حبان (٣٤٨٠) وابن خزیمة (٤/٢٧٠)

الفرائد : ① جھوٹ سے روزے کو محفوظ کرنا چاہیے ② برے اعمال روزے کی قبولیت میں مانع ہیں۔

۲۲۴ :بَابُ فِیْ مَسَآئِلِ مِنَ الصَّوْمِ

بَابٌ :روزے کے مسائل

مَسْئَلَة :روزے سے متعلق مسائل کی احادیث ذکر کی جائیں گی۔

روایات

۱۲۴۳ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَاَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بھول کر کھا پی لے۔ پس اس کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے۔ بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **اذا نسی** : اذا لا کر اشارہ کیا کہ انسان پر نسیان کا غلبہ ہے کیونکہ یہ طبعی چیز ہے اور ایک نسخہ میں اذا نس الصائم کے الفاظ ہیں۔

النحو : پہلی صورت میں مفعول محذوف ہے۔ حافظ کہتے ہیں کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم و دارقطنی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت نقل کی۔ "**من افطر فی شهر رمضان ناسیا فلا قضاء علیه و لا کفارة**" اس میں رمضان کی تصریح ہے کہ نہ قضاء ہے نہ کفارہ اور وہ روزہ مقبول ہے۔ (فتح الباری) **فلیتم صومه** ۔ ترمذی میں **فلا یفطر** کے الفاظ ہیں۔ البتہ روایات کھانے پینے پر اکتفا کیا گیا کیونکہ انہی کا غلبہ ہے۔ ویسے تمام خطرات کا یہی حکم ہے۔ قلیل و کثیر کا فرق نہیں۔ البتہ نماز کی حالت یاد دلانے والی ہونے کی وجہ سے اس میں بھول کر کھا لینے سے بھی وہ قائم نہیں رہتی مگر روزہ اس طرح نہیں **فانما اطعمه الله** ۔ ترمذی کی روایت میں **فانما هو رزق رزقه الله** اور دارقطنی میں "**فانما هو رزق ساقه الله تعالیٰ علیه**" قاضی زکریا سے شرح اسلام میں لکھا ہے کہ حدیث کا مقتضیٰ چاہتا ہے کہ قضاء بھی نہ ہو۔ دارقطنی کی روایت میں و قضاء علیہ کے الفاظ موجود ہیں۔ (شرح الاعلام لقاضی زکریا)

ایک لطیفہ : عمرو بن دینار نے ذکر کیا کہ ایک آدمی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: **اصحبت صائماً** ۔ پھر میرے پاس ایک آدمی آیا پھر میں نے بھول کر کھا لیا۔ انہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ وہ کہنے لگا پھر میں دوسرے آدمی کے ہاں گیا میں پھر بھول گیا اور میں نے کھا پی لیا' انہوں نے فرمایا تم پر کچھ حرج نہیں وہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کھلایا پلایا' وہ کہنے لگا پھر میں ایک اور آدمی کے ہاں گیا پھر میں بھول گیا اور میں نے کھا پی لیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تو ایسا انسان ہے کہ تو روزے کی عادت ہی نہیں رکھتا۔

تخریج : أخرجه احمد (۳/۱۰۳۵۲) والبخاری (۱۹۳۳) و مسلم (۱۱۵۵) وابو داود (۲۳۹۸) والترمذی (۷۲۱) وابن ماجه (۱۶۷۳) وابن حبان (۳۵۱۹) وابن خزیمة (۱۹۸۹) وابن الجارود (۳۹۰) والدارقطنی (۱۷۹/۲) والبیهقی (۲۲۹/٤)

الفرائد : اللہ تعالیٰ کا اس امت پر کتنا بڑا انعام ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزے کا کچھ نہ بگڑے گا۔

۱۲٤٤ : وَعَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَبِّرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ: "اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ

صَائِمًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ـ

۱۲۲۴: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کو مکمل طور پر کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو''۔ (ابوداؤد ٗ ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ❁ صبرۃ : تقریب میں حافظ رقمطراز ہیں کہ یہ ان کے دادا ہیں ان کے والد کا نام عامر ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں ان کو لقیط بن صبرہ اور لقیط بن عامر اور لقیط بن المشفق بھی کہا جاتا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ محدثین نے لکھا ہے کہ لقیط بن صبرہ وہی لقیط بن عامر ہے اور مسلم نے ان دونوں کو طبقات میں دو قرار دیا ہے۔ جیسا دارمی نے بھی یہی کہا۔ اور ان سے ان کے بھتیجے وکیع بن عدس نے روایت کی اور ابن بغدسی اور عاصم بن لقیط اور عمرو بن اوس وغیرہم نے کہا کیا وہ مسائل کو ناپسند کرتا تھا جب اس سے ابورزین نے پوچھا تو اس کو اس کا سوال پسند آیا۔ (دارمی) رضی اللہ عنہ لفظاً جمع خبر یہ معنیً دعائیہ ہے۔ اخبرنی عن الوضو یعنی وضو کی تکمیل چیزیں بتلائیں اس کی دلیل اسبغ الوضو کے الفاظ ہیں۔ اسبغ الوضو: فرائض سے زائد کو دھو کر وضو کو مکمل کرو ٗ چوٹی سے قدم تک۔ خلل بین الاصابع اور اس کا طریقہ ہاتھوں کی انگلیاں ڈال کر اور پاؤں کی انگلیوں میں جس کیفیت سے بھی ہو۔ ابن حجر فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ ہاتھوں میں بائیں ہاتھ کی خنصر سے ابتداء کر اور پاؤں میں دائیں پاؤں کی خنصر سے ابتداء ہو اور دونوں میں سے بائیں پاؤں کی خنصر پر ختم کرے کیونکہ ہاتھوں اور پاؤں دونوں کے خلال کا حکم ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں خنصر سے ملتے تھے اور سنن کا محل تب ہیں جبکہ پانی کا پہنچنا اس پر موقوف نہ ہو۔ ورنہ جڑی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں جبکہ ان کے اندرون پانی پہنچنے کی کوئی صورت نہ ہو تو تب فرض ہے۔ مثلاً انگوٹھی ہو تو اس کو حرکت دے تاکہ اس کے نیچے پانی پہنچ جائے۔ ملے ہوئے گوشت کا چیرنا حرام ہے۔ بالغ فی الاستنشاق : ناک کی جڑ میں خوب پانی پہنچائے۔ بائیں انگلی ناک میں داخل کر کے اوپر سانس کھینچے اور ناک میں جو رینٹھ ہو اس کو دور کرے اس میں انتہاء نہ کرے کیونکہ یہ سعوط ہے استنشاق نہیں۔ اس سے اصل سنت حاصل ہو جائے گی۔ اسی طرح بے روزہ مضمضہ میں مبالغہ کرے۔ مستحب یہ ہے کہ پانی کوّے کے دو اطراف اور آخری مسوڑھوں تک پہنچ جائے۔ مسوڑھوں پر بائیں انگلی گھمانا اور پانی کو مُنہ میں پھیرنا چاہیے۔

الا ان تکون صائمًا : اگر روزہ سے ہو تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہیں پانی حلق میں نہ پہنچ جائے یا دماغ میں داخل نہ ہو جائے جس سے روزہ جاتا رہے۔ شہوت کو ابھارنے والا بوسہ حرام ہے کیونکہ اس کی اصل غیر مستحب ہے اور معمولی سا بوسہ کثیر کو دعوت دینے والا ہے اور اس شہوت سے انزال پیدا ہوتا ہے جس کے دفاع کی پھر کوئی صورت نہیں۔ البتہ پانی کا مُنہ میں پھیرنا اور کلی کرنا درست ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (١٣٦٨٠) وابو داود (٢٣٦٦) والترمذی (٧٨٨) والنسائی (٨٧) وابن ماجه (٤٠٧) وابن ابی شيبة (١) والطيالسی (١/٥٢) وعبد الرزاق (٧٩) وابن خزيمة (١٥٠) والبيهقی (١/٧٦)

الفرائد : ① مکمل طور پر اعضاء کو دھونا چاہیے ② تخلیل اصابع اور اچھی طرح ناک جھاڑنا چاہیے البتہ روزے کی

حالت میں اس میں مبالغہ سے باز رہے۔

۱۲٤۵ : وَعَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲٤٦: حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خواب کے بغیر جنابت سے ہوتے۔ پھر روزہ رکھ لیتے (اور بعد میں غسل فرماتے)......(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **جنبا من غير حلد** : یہ وصف تقیدی ہے یعنی صفت کاشفہ ہے جیسا کہ اس ارشاد میں **یقتلون النبیین بغیر الحق** ...... میں بغیر الحق کی قید ہے۔ اس لئے کہ آپ کی جنابت احتلام سے نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ شیطان کی شرارت سے ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں یا احتلام کی دو قسمیں ہیں :۱) احتلام بدن' یہ عوارضِ بشریہ سے ہے جو مادہ منویہ کے زیادہ ہونے وجہ سے طبعًا خارج ہوتا ہے۔ یہ آپ کے حق میں جائز اور درست ہے۔۲) شیطان کی شرارت سے جو احتلام ہو اس سے تمام انبیاء علیہم السلام محفوظ ہیں۔ **ثم یصوم** :اس سے روزے کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا جیسا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿**احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نساء کم**﴾ اس آیت سے لازم آتا ہے کہ جماع رات کے اخیری جزء تک حلال و درست ہو اور اس پر فجر کے طلوع کا وقت جنابت کی حالت میں آئے۔ پس اس کے روزہ کی درستی اشارۃ النص سے ثابت ہوئی۔

تخریج : أخرجه احمد (٦٤٣) والبخاری (١٩٢٥) و مسلم (١١٠٩) وابو داود (٢٣٨٨) والترمذی (٧٧٩) واحمد (١٠/٢٥٨٦٩)

الفرائد : جنابت روزے کی صحت پر اثر انداز نہیں۔

۲۲۵ : بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

بَاب: محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت

تشریح ۞ **المحرم** : یہ نام دیگر اشہر حرم کی بجائے اس مہینے کا بطور شرف رکھا گیا۔ بعض نے اور وجوہ بھی بیان کی ہیں (**فتح الکریم القادر فی متعلقات عاشوراء**) شعبان کی فضیلت کی شاید وجہ یہ ہو کہ آپ ﷺ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ البتہ شعبان کے روزے کی فضیلت محرم سے کم ہے۔ **الاشہر الحرم** : ذیقعد' ذوالحجہ مراد ہیں' ان میں نفلی روزے سال کے دوسرے دنوں کی نسبت فضیلت رکھتے ہیں خصوصاً عشرہ ذی الحجہ۔

روایات

۱۲۴۷ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ : شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

تشریح افضل الصیام: رمضان المبارک کے فرضی روزوں کے بعد مطلق نفلی روزوں میں فضیلت والے روزے۔ شہر اللہ المحرم : وہ محرم کے روزے ہیں۔ محرم کو شہر اللہ کی اضافت سے نوازا گیا یہ اضافت تشریفی ہے جیسے کہتے ہیں: الکعبۃ بیت اللہ اور ناقۃ اللہ' افضل الصلوٰۃ مطلقا نفلی نماز۔ صلوٰۃ الیل: اس سے تہجد مراد ہے کیونکہ وہ ریا سے دور اور اخلاص سے قریب تر ہے اور بارگاہِ الٰہی میں اس سے حضوری حاصل ہوتی ہے کیونکہ کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اور یہ تجلیاتِ الٰہیہ کا وقت ہے اور اس وقت فیوضاتِ ربانیہ بانٹے جاتے ہیں۔ باب فضل قیام اللیل میں روایت گزر چکی۔

تخریج : باب فضل قیام اللیل میں تخریج گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۲۴۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ ﷺ یَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهٗ كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ : كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِیْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے کہ شعبان میں رکھتے۔ آپ تمام شعبان روزے رکھتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ تھوڑے دنوں کے سوا پورا شعبان روزے رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح یصوم من شھر : یہاں صوم نفل مراد ہیں اور من ۱) فی کے معنی میں' ۲) بعض کے معنی میں آیا ہے۔ اکثر من شعبان : پہلی روایت میں محرم کے رواز ے کی فضیلت گزری' مگر اس میں آپ کا کثرت سے روزہ رکھنا ثابت ہے۔ اس کی وجہ دوسری روایت میں وارد ہے کہ اس ماہ میں اعمال بلند ہوتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں اٹھا کر پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں اور ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ اس ماہ میں وقت مقررہ کی دستاویزات لکھی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا میری چاہت یہ ہے کہ میری دستاویز روزے کی حالت میں لکھی جائے۔ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ جب رمضان کے درمیان لوگ اس میں غفلت کا شکار رہتے ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ میں اس ماہ کو زندہ کروں۔ ۲) محرم کے روزے کی فضیلت عمر کے آخری ایام میں معلوم کرائی گئی' ۳) محرم کے روزہ کو آپ رکھ نہیں سکے کیونکہ یہ پہلا پہلا سال تھا اور آپ کفار کے خلاف دن رات لڑائی اور اس کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ البتہ محرم کے روزہ اس سے افضل ہے۔ کلہ : اکثر شعبان مراد ہے اور مسلم کی روایت میں کان یصوم شعبان الا قلیلًا کے الفاظ ہیں اور بخاری میں ما رأیتہ اکثر صیامًا

منه في شعبان کے الفاظ وارد ہیں۔ یہ پہلے الفاظ کی تفسیر و وضاحت ہے اور کل سے مراد غالب اکثریت ہے۔ بعض نے کہا کبھی تمام شعبان کے روازے رکھ لیتے اور اگلے سال کچھ دنوں کے رکھتے گویا معمول مختلف تھا۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

نووی کا قول: کامل شعبان کے روزے اس لئے نہ رکھتے کہ لوگ اس کو فرض نہ سمجھیں۔

ایک اور قول یہ ہے کہ کل سے مراد ابتداء، درمیان اور آخر میں روزہ رکھتے تھے۔ کسی حصے کو خاص نہ کرتے بلکہ عمومی اعتبار سے روزے رکھتے۔

دمامینی نے مصابیح میں اس کی تین وجوہ سے تردید کی ہے: ۱) کل کا اطلاق اکثر پر جبکہ وہ تاکید کے لئے ہو عربوں میں جانا پہچانا نہیں ہے۔ حافظ عراقی نے دمامینی کا جواب دیتے ہوئے ترمذی سے ابن مبارک کا قول نقل کیا ہے کہ اہل عرب کے ہاں یہ درست ہے جبکہ کوئی آدمی مہینے کا اکثر حصہ روزہ رکھے اور اکثر راتیں قیام کرے تو وہ کہتے ہیں: صام الشهر كله و قام ليلة اجمع۔ شاید کہ اس نے عشاء کا کھانا کھایا اور اپنے کسی کام میں مشغول ہو گئے۔

۲) دمامینی کہتے ہیں شعبان کے روزے کے متعلق یہ عبارت كان يصوم شعبان عادة اس فعل کے تکرار کا متقاضی ہے جیسا کہ اس جیسی عبارت میں یہی مطلب ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو مصنف نے اختیار کر کے اکثر کا قول قرار دیا یہ تو عرف کا تقاضا ہے۔

۳) دمامینی کہتے ہیں جب شہر کی اضافت کے بغیر مہینوں کے نام ذکر کئے جائیں تو ان میں مذکور عمل عام ہوگا۔ اس طرح نہیں کہہ سکتے۔ سرت المحرم حالانکہ وہ اس کے کسی حصہ میں چلا اور اگر شہر کی اضافت سے مہینہ استعمال ہو تو پھر عمل کا عام ہونا لازم نہیں۔ یہ سیبویہ کا قول ہے اور اس کی مخالفت صرف زجاج نحوی نے کی ہے۔ باقی نووی کا قول فی روایۃ اور وہ روایت و ما رأيته اكثر صياما منه في شعبان۔ یہ شعبان کے تمام روزوں کے مخالف نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مہینوں کی بنسبت اس میں زیادہ روزے رکھے اور یہ یصومہ کلہ پر صادق آتا ہے کیونکہ جب آپ تمام میں روزہ رکھتے تو یہ صادق آتا ہے کہ جو روزے اس میں رکھے وہ ان روزوں سے زائد تھے جو دوسروں میں رکھتے تھے اور ضرورۃً یہ مراد لیا جائے جائے گا کیونکہ اور مہینوں میں روازے نہیں رکھے سوائے رمضان کامل کے اور روایت میں لم يستكمل الا رمضان۔ اس میں حذف ہے۔ ای وشعبان' دوسری جانب کی دلیل سے وہ کان یصوم شعبان کلہ ہے۔ پس معطوف و عاطف دونوں کو حذف کر دیا اور عرب کے کلام میں یہ بات کثرت سے پائی جاتی ہے۔ البتہ ایک اور راہ سے جمع ممکن ہے' وہ یہ ہے: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول: كان يصوم شعبان كله۔ اس میں صرف استثناء محذوف ہے۔ ای الا قليلاً منه۔ اس کی دلیل عبدالرزاق کی یہ روایت ہے: ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر منه صيامًا في شعبان فانه كان يصومه كله الا قليلاً۔ (قسطلانی علی البخاری)

تخریج : اخرجه البخارى (۱۹٦۹) و مسلم (۷۸۲) والترمذى (۷٦۸) والنسائى (۲۱۷۵)

الفوائد ①: تمام سال نفلی روزوں کے لئے مباح ہے سوائے ایام ممنوعہ اور رمضان کے ان میں نفلی روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔

۱۲٤۹ : وَعَنْ مُجِيْبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ اَبِيْهَا اَوْ عَمِّهَا اَنَّهُ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ

سَنَةٍ – وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا تَعْرِفُنِيْ؟ قَالَ :"وَمَنْ اَنْتَ؟" قَالَ :اَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِيْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ – قَالَ :"فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ" قَالَ : مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَيْلٍ– فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"عَذَّبْتَ نَفْسَكَ؟" ثُمَّ قَالَ : "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ:"زِدْنِيْ فَاِنَّ بِيْ قُوَّةً" قَالَ :"صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ : زِدْنِيْ قَالَ :"صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" قَالَ :زِدْنِيْ – قَالَ :"صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ" وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا۔
رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

"شَهْرُ الصَّبْرِ" :رَمَضَانُ۔

۱۲۴۹: حضرت مجیبہ باہلیہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر واپس چلے آئے۔ پھر ایک سال گزرنے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو ان کی حالت بدلی ہوئی تھی' پس کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ کیا آپؐ مجھے نہیں پہچانتے؟ آپؐ نے فرمایا:" تُو کون ہے؟" اس نے کہا۔ میں وہی باہلی ہوں جو آپؐ کی خدمت میں گزشتہ سال آیا۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدل دیا۔ تیری بہت اچھی صحت تھی۔ اس نے کہا میں جب سے آپؐ سے جدا ہوا میں نے کھانا نہیں کھایا مگر رات ہی کو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"تو نے اپنے آپؐ کو تکلیف دی۔ پھر فرمایا:"تو صبر کے مہینے کے روزے رکھ اور ہر مہینے میں سے ایک۔ اس نے کہا اس میں کچھ اضافہ فرمائیں کیونکہ مجھ میں ہمت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حرمت والے مہینوں میں بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینوں کے بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینے کے بعض دنوں میں روزے رکھو اور پھر چھوڑ دو اور اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔
(ابوداؤد)

"شَهْرُ الصَّبْرِ" :رمضان المبارک۔

تشریح ✿ یہ صحابیات سے ہیں (تقریب للحافظ) ان کے والد کا نام عبداللہ بن الحارث الباہلی ہے اور چچا کا نام ابو موسیٰ نے کہا معلوم نہیں۔ انتہی : یہ وفد کی صورت میں آنے کا تذکرہ ہے۔ ثم انطلق : پھر اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ وقد تغیرت حاله: ایک سال کے بعد لوٹے کہ ان کی حالت بدل چکی تھی۔ حالؔ کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ وھیئته' اس کو حال پر عطف کیا۔ یہ عطف العام علی العام کی قسم سے ہے۔ حال عام حالت اور معیئت خاص حالت کو کہتے ہیں۔ فقال :اس کا عطف مقدر پر ہے: ای فلم یعرفه فقال :یارسول اللہ! اما یہ استفتاح کے حروف سے ہے۔ عام الاول: یہ اضافت موصوف الی الصفۃ کی قسم سے ہے یعنی پہلے سال۔ فما غیرك وقد کنت حسن الھیئه۔ غیر کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ منذ فارقتك : یہ ما اکلت کا ظرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں یہاں سے جانے کے بعد سے متواتر ایام ممنوعہ کے علاوہ روزے رکھتا چلا آ رہا ہوں اور ممکن ہے ان ممنوعہ ایام کی تحریم کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کا بھی روزہ رکھا ہو

کیونکہ حرام وحلال کے پورے احکام ان کے سامنے واضح نہیں فرمائے تھے۔ **عذبت نفسك** :تم نے اپنے نفس کو مالوفات و معتاد چیزوں سے ممانعت کر کے تکلیف پہنچائی حالانکہ وہ میدان فضل میں پہنچنے کی سواری ہے۔ **ثم قال صم** :اس واجب و ندب دونوں کو شامل فرمایا۔ **شهر صبر** :رمضان المبارک۔ **يوما من كل شهر** :اس سے ہر ماہ کا نفلی روزہ مراد ہے۔ انہوں نے زیادہ کی اجازت مانگی تو فرمایا: **صم يومين** :ہر ماہ دو روزے رکھ لیا کرو پھر اور اضافے کا مطالبہ کیا تو فرمایا: **صم ثلاثة ايام** ۔ تین دن کے روازے صیام دہر کی طرح ہیں کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے پھر اور اضافہ کی درخواست پر فرمایا: **صم من الحرم**۔ حرمت والے مہینوں رجبُ ذیقعدُ ذی الحجہ محرم کے روازے رکھو پھر ان کی وضاحت فرمائی: **صم من الحرم واترك**۔ بار بار تاکید کے لئے اوران مہینوں کے شرف کے لئے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھو پھر تین دن چھوڑ دو پھر اس طرح۔ تین انگلیوں کو کھولنے کے بعد ملانے میں حکمت یہ تھی تین دن چھوڑ دینا۔ پہلے دنوں کے روزے سے حاصل ہونے والی کمزوری کا ازالہ کریں گے۔ جب آدمی کسی نیکی کا عادی ہو جائے تو نفس کو اس سے الفت پیدا ہو جاتی ہے اور مشقت کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح چھوڑنے اور رکھنے سے کلفت اور الفت دونوں کا مزہ ملے گا اور ثواب میں بھی اضافہ ہوگا۔

رمضان کو شہر صبر اس لئے کہا کہ اس میں نفس کو کھانے اور عورتوں کے ساتھ وطی سے دن کے وقت روک لیا جاتا ہے اور مطلقاً صبر کا معنی رکنا ہے۔ (خطابی)

تخریج : أخرجه ابو داود (٢٤٢٨)

الفرائد : اسلام عبادت میں شدت کا حامی نہیں۔ جس نے عبادت میں غلو اختیار کیا اس نے اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا کیا۔

٢٢٦ :بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهٖ فِي الْعَشْرِ الْاُوَلِ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ

بَابٌ: ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت

تشریح ذی الحجہ کے عشرہ اوّل میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں ان میں کا آخری دن یوم عرفہ ہے کیونکہ دسویں کا روزہ حرام ہے جائز ہی نہیں۔ پس بقیہ ایام کے روزے مراد ہیں۔ حجاج کے علاوہ کے لئے عرفہ کا روزہ بہت بڑے ثواب واجر کا باعث ہے۔

روایات

١٢٥٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ" يَعْنِيْ اَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۵۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی ایسے دن نہیں کہ عمل صالح جن میں اتنا اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہو جتنا ان دنوں میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ آپؐ نے فرمایا' ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی مگر وہ نمازی جو اپنی جان اور مال لے کر نکلے۔ پھر اس میں کوئی چیز واپس نہیں لایا۔ (یعنی شہید ہوا یہ یقیناً سب سے افضل ہے)

تشریح ۞ ما من: من یہ استغراق نفی کے لئے لایا گیا ہے۔ ایام العمل الصالح فیھا۔

النحو: فیھا خبر جبکہ احب الی اللہ سے متعلق ہو۔ اضافی مبتداء ہے۔ یا فیھا محل حال میں ہے وصف ہے۔ الفاظ کے مختلف ہونے کی وجہ سے متعلقات کا متعدد ہونا خبر سے مانع نہیں۔ ھذہ الایام: اس سے ایام عشرہ کی طرف اشارہ مراد ہے جو کہ ذی الحجہ کے ابتدائی نو دن ہیں۔ یعنی ان دنوں میں کیا جانے والا عمل دوسرے دنوں کے اعمال صالحہ سے زیادہ فضیلت والا ہے۔ و لا الجهاد فی سبیل اللہ: یعنی کوئی عمل صالح ان دنوں کے عمل پر فوقیت لے جانے والا نہیں۔ الا رجل: یہ استثناء متصل ہے یعنی مگر اس آدمی کا عمل جو اپنی جان و مال لے کر جہاد کے لئے نکلا اور دنوں کو راہِ خدا میں لٹا دیا' وہ ان اعمال سے افضل ہے۔ بعض نے مستثنیٰ منقطع بنایا ہے یعنی لکن کے معنی میں ہے۔ دمامینی کہتے ہیں بنو تمیم کے قول پر منقطع درست بنے گا ورنہ اہل حجاز کے ہاں تو منقطع واجب النصب ہے۔

یخاطر بنفسه و ماله: وہ دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے نکلا۔ اگر اس نے یہ فرض ادا کر دیا اور دونوں میں سے کسی چیز کو واپس نہیں لوٹایا یعنی اس کو شہادت مل گئی۔ ابوعوانہ کی روایت میں الا من رجع بنفسه و لا حاله اور دوسری روایت میں الا ان لا یرجع اور ایک روایت میں الا من عقر جواده و اهریق دمه اور ابن عمرؓ والی روایت میں فاکثروا فیهن من التهلیل و التکبیر فان صیام یوم منها یعدل صیام سنة و العمل فیها بسبعانة ضعف۔ اور ترمذی کی ابوہریرہؓ والی روایت صیام کل یوم لیلة منها بصیام سنة و قیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر۔

ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ ان دنوں کے روزے ایک سال کے روازے کے برابر اور اس کا ثواب سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اور رات کا قیام بھی بڑی شان والا ہے۔ ان روایات کے پیش نظر افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم۔ والی روایت خاص ہو گئی۔ مطلب یہ ہوا کہ ذی الحجہ کے علاوہ نفلی روزوں میں محرم کا روزہ افضل ہے۔

(ابن عسلان)

تخریج : أخرجه احمد (۱/۱۹۶۸) والبخاری (۹۶۹) وابو داود (۲٤۳۸) والترمذی (۷۵۷) وابن ماجه (۱۷۲۷) والدارمی (۲/۲۵) وابن حبان (٤۲٤) والطیالسی (۲٦۳۱) والبیهقی (٤/۲۸٤)

الفوائد : ① بعض زمانے اور مقامات ایک دوسرے سے کم' زیادہ فضیلت والے ہیں ② ذی الحجہ کے نو دن کے روزے اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی فضیلت والے ہیں۔

۲۲۷ :بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَآءَ وَتَاسُوْعَآءَ

بَابٌ : یوم عرفہ عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت

تشریح ۞ عاشوراء واسوعاء یہ دونوں فاعولا کے وزن پر ہیں۔ عاشوراء یہ محرم کا دسواں دن اور تاسوعاء۔ نویں کا دن ہے۔

روایات

۱۲۵۱ :عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ : "یُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ وَالْبَاقِیَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۱: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے"۔ (مسلم)

تشریح ۞ یعنی یوم عرفہ کی کیا فضیلت ہے تو فرمایا: یکفر السنة الماضیة ۔گزشتہ ذی الحجہ تک کے گناہ کا کفارہ ہے۔ والباقیه: آئندہ سال کا کفارہ ہے۔ سال کا متعارف معنی تو محرم سے ذی الحجہ ہے اور جن گناہوں کا کفارہ ہے وہ صغائر ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ آئندہ کے گناہوں سے مغفرت کا مطلب ان گناہوں کے ارتکاب سے حفاظت یا اگر وہ ہوجائیں تو ان کی بخشش ہوجائے گی۔ یہ روزہ حجاج کے علاوہ کے لئے ہے۔ حجاج کو افضل آپ کے طریقہ کی اتباع میں روزہ نہ رکھنا ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ حجاج کے لئے یہ روزہ مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ ہے اور حدیث نہی ثابت ہے یا نہیں۔

تخریج : مسلم (۱۱۶۲) و ابو داود (۲٤۲۵) والترمذی (۷٤۹) والنسائی (۲۳۸۲) وابن ماجه (۱۷۱۳) واحمد (۸/۲۲٦۸٤) و عبدالرزاق (۷۸۲٦) وابن حبان (۳٦۳۱) وابن خزيمة (۲۰۸۷) والبيهقی (٤/۲۸٦)

الفوائد : حجاج کے علاوہ دوسرے لوگوں کا عرفہ کا روزہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۲۵۲ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۵۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ آپ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا۔ ایک نسخہ میں یوم کا لفظ زائد ہے۔ یعنی ایک دن رکھا۔ امر بصیامه : اب یہ حکم فرضیت رمضان سے پہلے بر سبیل وجوب تھا یا بطور استحباب۔ جمہور کے ہاں بر سبیل استحباب مؤکد تھا اور رمضان کی فرضیت کے بعد اصل تاکد باقی رہا اور آپ روزہ رکھتے رہے اور نویں کا روزہ ساتھ ملانے کا قصد بھی ظاہر فرمایا (مگر آئندہ سال آپ کی وفات ہوگئی اور یہ موقع نہ آیا' مترجم)

تخریج : أخرجه احمد (١/١٦٤٤) والبخاری (٢٠٠٤) و مسلم (١١٣٠) وابو داود (٢٤٤٤) وابن ماجه (١٧٣٤) والدارمی (٢/٢٢) وابن حبان (٣٦٢٥) و عبدالرزاق (٧٨٤٣) وابن ابی شیبة (٣/٥٦) والطبرانی (١٢٣٦٢) والبیهقی (٤/٢٨٦).

الفرائد : ① آپ ﷺ نے خود عاشوراء کا روزہ رکھا اور حکم بھی فرمایا اس لئے یہ نہایت فضیلت والا روزہ ہے ② عاشوراء یہ عاشرہ سے مبالغہ معدول ہو کر بنا ہے۔ اصل میں یہ دسویں رات کو کہتے ہیں پھر دسویں دن کا نام بن گیا۔ (الاستاذ القرطبی)

١٢٥٣ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ عَاشُوْرَآءِ فَقَالَ : "یُکَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **عاشوراء** : یعنی دس محرم کے روزے کی فضیلت دریافت کی تو فرمایا: **یکفر السنة الماضية** : گزشتہ سال کے گناہوں کو مٹانے والا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ گزشتہ سال کے اس دن سے لے کر آئندہ سال کے اس دن تک۔ آخر ذی الحجہ مراد نہیں تاکہ لکفر اور مکفر میں فاصلہ نہ آئے (مگر زبان عرب میں اکثر کا محاورہ اکثر استعمال ہوتا ہے چند دن کا سلسلہ اس میں شامل سمجھا جاتا ہے فتفکر) عرفہ کے دن سے دو سال کے گناہوں کی معافی ملتی ہے کیونکہ وہ محمدی دن ہے اور عاشورہ موسوی دن ہے۔ نیز یوم عرفہ سید الایام ہے۔ پس اس میں کیا جانے والے عمل باقی پر فضیلت کا متقاضی ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (١١٦٢/١٩٧)

الفرائد : اس کا روزہ گزشتہ ایک سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔

١٢٥٤ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **الی قابل لا صومن التاسع** : اس لئے کہ آپ ﷺ کو یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم تھا۔ ان کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے آئندہ سال نویں کے روزے کا قصد ظاہر فرمایا۔ اس حدیث سے نویں کے روزے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور ایک دوسری روایت ہے: **خالفوا اهل الكتاب و صوموا يومًا قبله و يومًا بعده۔**

تخریج : أخرجه مسلم (١١٣٤) وأبو داود (٢٤٤٥)

الفرائد : محرم کی دسویں کے ساتھ نوویں کا روزہ بھی رکھنا چاہیے۔

۲۲۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

بَاب: شوال کے چھ روزوں کا استحباب

تشریح ۞ شوال: یہ شالت الابل اذنابها سے اخذ کیا گیا جبکہ وہ اپنی دموں کو بلند کریں۔ اہل عرب اس ماہ میں ہتھیاروں کو بلند کرتے کیونکہ حرمت والے مہینوں کی آمد آمد ہوتی تھی۔ (عنقریب بڑائی رک جائے گی)

روایات

۱۲۵۵ : عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۵: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔ (مسلم)

تشریح ۞ ثم اتبعه ستا من شوال :یعنی شوال کے چھ دنوں کے روزے رکھے۔ ثم سے اس طرف اشارہ کیا چھ دن کے رکھے گا تو یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ کان کصیام الدھر :یعنی جیسے اس نے سارا زمانہ فرضی روزے رکھے مراد ہیں ورنہ وجہ تخصیص ظاہر نہ ہوگی کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے یا بعض نہ رکھے پھر شوال میں قضاء کئے اسے یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ جامع صغیر میں شوال کے ساتھ اربعاء خمیس کا روزہ بھی مذکور ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۳۵۹۲) ومسلم (۱۱٦٤) وأبو داود (۲٤۳۳) والترمذی (۷٥۹) وابن ماجه (۱۷۱٦) والطيالسی (٥۹٤) وابن حبان (۳٦۳٤) وابن خزيمة (۲۱۱٤) وعبد الزاق (۷۹۱۸) وابن أبی شيبة (۷۹/۳)

الفرائد : ہر چیز کا بدلہ دس گنا ملتا ہے تو یہ چھ روزے ساٹھ کے قائم مقام ہوئے اور رمضان کے تیس روزے تین دن کے برابر ہوئے گویا اس نے یہ چھ رکھ کر پورے سال کے روزے رکھ لئے۔

۲۲۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ

بَاب: سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب

تشریح ۞ **الاثنین** :اس کا نام اثنین اس لئے رکھا گیا کیونکہ ہفتے کا پہلا روز احد ہے۔

روایات

۱۲۵۶ :عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ : "ذٰلِكَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْهِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیْهِ فِیْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۶: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن نبوت ملی اور اس دن وحی اتری۔ (مسلم)

تشریح ۞ یعنی ہفتہ کے بقیہ دنوں میں اس کے روزہ کے لئے ترجیح دینے میں کیا حکمت ہے۔ **فقال ذلك یوم** : **ذلك** کا اسم اشارہ عظمت کے لئے لائے جیسا کہ **ذلك الكتب**..... میں اسی طرح یوم کی تنوین بھی تعظیم کو ظاہر کرتی ہے جیسا کہ اس کے اوصاف اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ **ولدت فیه و یوم بعث**۔ یعنی اس دن کو فضیلت بعثت ولادت کی وجہ سے ملی۔ او :شک راوی ہے کہ آپ ﷺ نے بعثت کے لفظ فرمائے یا انزل علی فیہ: الوحی نائب فاعل مستتر ہے یا یہ ظرف ہے۔ ای **وجد الانزال علی فیه**۔ آپ کی ولادت کے دن میں وہ اعمال طلب نہیں کئے گئے جو جمعہ کے دن میں طلب کئے گئے۔ آپ کی پیدائش مبارکہ کی وجہ سے اس میں برکت آ گئی اس لئے اعمال میں تخفیف کر دی گئی۔

تخریج : أخرجه مسلم (١١٦٢/١٩٧)

الفوائد : سوموار کے دن روزہ رکھنے پر ابھارا گیا کہ اس دن ہمارے پیغمبر ﷺ کی ولادت کا احسان اس امت پر ہوا۔

۱۲۵۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَآئِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ وررَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَیْرِ ذِكْرِ صَوْمٍ۔

۱۲۵۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ الٰہی میں) پیش ہوتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔ مسلم نے روایت کیا مگر روزے کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح ۞ یعنی حفظہ فرشتے پیش کرتے ہیں یا ان کے علاوہ فرشتے پیش کرتے ہیں۔ **یوم الاثنین** :ہفتہ کے مجموعی اعمال اس کے بعد بعد کہ یوم الاثنین اس سے پہلے دنوں کے پیش ہوتے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ خمیس کے دن پیش کیا جانا پہلی پیشی کے علاوہ دنوں سے متعلق ہو اور پہلے والے سوموار کے دن ہی پیش ہوں۔ **وانا صائم** : یہ جملہ عملی کے مضاف الیہ سے حال ہے کیونکہ وہ مضاف' مضاف الیہ کا بعض حصہ ہوتا ہے جیسا ارشادِ الٰہی ہے: **ان اتبع ملة ابراهیم حنیفًا (النحل)** مسلم نے اس روایت کو ان الفاظ کے فرق سے روایت کیا ہے: **فیغفر لكل عبد مؤمن الا عبدًا بینه بین اخیه شحناء' فیقال اتركوا هذین حتی یفیئا**۔ اور روازے کا تذکرہ مطلقاً نہیں۔ طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **تعرض**

الاعمال علی الله تعالٰی یوم الاثنین والخمیس فیغفر الله اتدما کان من متشاحنین او قاطع رحمه اور حاکم کے الفاظ یہ ہیں: تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی الله و تعرض علی الانبیاء و علی الاباء والامهات یوم الجمعة' فیفرحون بحسناتهم و تزداد وجوههم بیاضًا واشراقًا۔

حاصل ان روایات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوموار و جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اللہ بغض رکھنے والوں اور قطع رحمی والوں کے علاوہ سب کو بخش دیتا ہے اور بقول حاکم جمعہ کے دن یہ اعمال انبیاء اور ماں' باپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں وہ ان کے حسنات پر خوش ہوتے ہیں۔ نیکیوں سے ان کے چہرے چمک اٹھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مرنے والوں کو ایذاء مت پہنچاؤ۔

تخریج : أخرجه الترمذی (٧٤٧) أحمد (٨/٢١٨٠٣) النسائی (٢٣٦٥) مسلم (٢٥٦٥)

الفرائد : ① ان دو دنوں میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں ② روزے کی حالت والا عمل اللہ تعالیٰ کو بڑا پسند ہے۔

١٢٥٨ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَرّٰى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کے روزے کو بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ سوموار اور جمعرات کے روزہ کا انتظار فرماتے کیونکہ ان کی بڑی فضیلت ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (٧٤٥) والنسائی (٢١٨٦) وابن ماجه (١٧٣٩) وابن حبان (٣٦٤٣) وأحمد (٢٤٥٦٢)

الفرائد : ہفتہ کے میں ان دونوں دنوں (سوموار و جمعرات) کے روزہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام فرماتے تھے۔

٢٣٠ : بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

بَاب: ہر مہینے میں تین دن کے روزے کا استحباب

تشریح ۞ ثلاثة ایام : خواہ وہ ایام بیض ہوں یا ایام سود ہوں۔ ایام البیض : یہ اضافت موصوف الی الصفۃ کی قسم سے ہے۔ ان کا نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ دن سورج سے روشن اور رات چاند سے روشن ہوتی ہے۔ یہ وہی الثالث عشر دونوں جزو پر مبنی ہیں اور بعد والے اعداد کا حال بھی یہی ہے۔ اس سے ذوالحجہ مستثنیٰ ہے۔ پس اس کی تیرہویں کا روزہ حرام ہے۔ اب اس کی بجائے سولہویں کا روزہ رکھا جائے گا یا نہیں؟ ناشری کہتے ہیں: ابن عبدالسلام کہتے ہیں اس کے بدلے میں سولہویں کا روزہ

رکھے۔ بعض نے بارہ' تیرہ' چودہ کا بتلایا مگر پہلا قول درست اور مشہور ہے۔ بقول ماوردی اور بغوی وغیرہ بارہویں کا بھی احتیاطاً رکھ لے مگر یہ غریب قول ہے۔

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِيْ اَيَّامِ الْبِيْضِ وَهِيَ الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالْخَامِسُ عَشَرَ – وَقِيْلَ الثَّانِيْ عَشَرَ وَالثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ:

افضل یہ ہے کہ ایامِ بیض کے تین روزے (اور وہ تیرہ' چودہ اور پندرہ ہے) رکھے جائیں۔ بعض نے کہا بارہ' تیرہ اور چودہ مگر صحیح اور مشہور پہلا قول ہے۔

روایات

۱۲۵۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِثَلَاثٍ : صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ' وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى ' وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی: ۱) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا' ۲) چاشت کی دو رکعتیں' ۳) سونے سے پہلے وتر ادا کیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ خلت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ دوسری روایت میں آپ ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلت کا تذکرہ ہے۔ پس وہ اس روایت کے خلاف نہیں۔ ثلاث : مراد تین خصلتیں ہیں۔ صیام ثلاثة : خواہ وہ ایام بیض ہوں یا سود ہوں تاکہ صیام الدہر کا ثواب میسر ہو۔ ورکعتی الضحی : یہ نماز چاشت کی سب سے کم تعداد ہے۔ اس کی مکمل آٹھ رکعتیں ہیں۔ ۲) ان اوتر قبل ان انام : احتیاط کا تقاضا یہی ہے تاکہ غلبہ نیند کی وجہ سے وتر فوت نہ ہو جائیں۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کی عادت صبح جاگنے کی نہ ہو ورنہ افضل تاخیر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اجعلوا اخر صلاتکم باللیل وترًا۔ باب فصل صلاة الضحی میں روایت گزری صرف "انام" کی جگہ "ارقد" کا فرق ہے۔

تخریج : باب بیان فضل صلاة الضحی میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۲۶۰ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِيْ حَبِيْبِيْ بِثَلَاثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ : بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ' وَصَلٰوةِ الضُّحٰى ' وَبِاَنْ لَّا اَنَامَ حَتّٰى اُوْتِرَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۶۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا: (۱) ہر مہینے میں تین دن کے روزے' (۲) چاشت کی نماز' (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (مسلم)

تشریح ۞ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تعبیر بہت زیادہ لازم پکڑنے کی وجہ سے خلت سے تعبیر کی اور انہوں نے حبیب

سے تعبیر کی۔ ہر گل را رنگ بوئے دیگر است۔ لن ادعهن ما عشت : میں پوری زندگی ان تین باتوں کو ترک نہ کروں گا۔ یہ مداومت سے کنایہ ہے کیونکہ جب تک زندگی ہے انسان مکلّف ہے۔ بصيام ثلاثة ايام: ثلاثة کا دوبارہ تذکرہ صرف جر کے اعادہ سے کیا گیا ہے۔ ہر مہینہ میں ایامِ بیض افضل ہے۔۲) نمازِ چاشت ۳) سونے سے پہلے وتر کی ادائیگی۔

تخریج : أخرجه مسلم (۷۲۲) وابو داود (۱۴۳۳)

الفرائد : ① جو صبح جلد بیدار نہ ہوسکتا ہوا سے رات کو وتر پڑھ لینے چاہئیں ② ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو روزے کی وصیت یہ ان روزوں کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے اور چاشت کی نماز کی فضیلت بھی اس سے معلوم ہوئی۔

۱۲۶۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا ایسا ہے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ صوم الدهر : ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہے کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے۔ روایت ابو ہریرہ میں صوم شهر الصبر و ثلاثة ايام من كل شهر : صوم الدهر آیا ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۱۳۱) ومسلم (۱۱۵۹)

الفرائد : مثلیث میں ہر اعتبار سے برابر ضروری نہیں۔ کرنے والے کے فعل کو مجاز اً صائم الدھر فرمایا گیا ہے۔

۱۲۶۲ : وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ فَقُلْتُ : مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ؟ قَالَتْ : لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ يَصُوْمُ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۶۲: حضرت معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر میں نے کہا آپ کون سے مہینے کے روزے رکھتے؟ جواب میں فرمایا۔ کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون سے مہینے کے آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

تشریح ۞ معاذہ: یہ عبداللہ کی بیٹی ہیں۔ بنو عدی سے تعلق رکھتی ہیں' ان کی کنیت ام الصہباء اجر یہ ہے۔ یہ اوساط تابعین میں سے ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ ان سے اصحاب ستہ نے روایت لی ہے۔ انها اگر ان ہو تو قال کو مضمر مانیں گے۔۲) اور اگر اَن ہو تو یہ معاذہ سے بدل اور شتمال بنے گا۔ من كل شهر ۱) تبعیضیہ ہے' ۲) فی کے معنی میں ہے۔ لم يكن يبالي من اس الشهر يصوم: یہ تین دن کی عدم تخصیص سے کنایہ ہے اور اس میں اشارہ کر دیا کہ اصل مقصود تو حصولِ ثواب اور یہ ہر ماہ کے

جونسے دن ہوں حاصل ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۵۱۸۱) ومسلم (۱۱۶۰) وأبو داود (۲۴۵۳) والترمذی (۷۶۳) وابن ماجه (۱۷۰۹) وابن حبان (۳۶۵۴) وابن خزیمة (۲۱۳۰) والطیالسی (۱۵۷۲) والبیهقی (۴/۲۹۵)

الفوائد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے مگر یہ ایام مختلف مواقع میں مختلف تھے تا کہ مخصوص دنوں سے امت مشقت میں نہ پڑے۔

۱۲۶۳ :وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۶۳: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو ہر ماہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو تیرہ' چودہ' پندرہ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **الشهر ثلاثًا** :یعنی جب تم تین دن روزے کا ارادہ کرو۔ اذا سے لا کر مخاطب کی شدت سے حرص ظاہر کرنا ہے۔ **فصم ثالث عشرہ** :بعض نسخوں میں ثلاث عشر ہے۔ ہر دو روایتیں درست ہیں۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۷۶۱) والنسائی (۲۴۲۳) وابن حبان (۳۶۵۵) وعبدالرزاق (۷۸۷۴) وأحمد (۸/۲۱۴۰۸) والبیهقی (۴/۲۹۴)

الفوائد : ایام بیض کے روزے خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ آپ ان کو رکھنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابھارتے تھے۔

۱۲۶۴ :وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْمُرُنَا بِصِیَامِ اَیَّامِ الْبِیْضِ :ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۶۴: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزوں کا حکم فرماتے اور وہ تیرہ' چودہ' پندرہ ہیں۔ (ابوداؤد)

تشریح ۞ قتادہ بن ملحان بن قیس بن ثعلبہ: ان کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا (اسد الغابہ) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں نقل کی ہیں (سیرۃ لابن حزم) **ایام البیض ثلاث عشرة** : دونوں جزء لفظاً مبنی ہیں۔ ایام بیض کے متعلق لوگوں نے شاذ قول نقل کیے جو غزالی نے ذکر کیے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (۲۴۴۹) والنسائی (۲۴۲۹) وابن ماجه (۱۷۰۷) وابن حبان (۳۶۵۱) والطیالسی (۱۲۲۵) والطبرانی (۱۹/۲۳) وأحمد (۸۰۳۳۸) والبیهقی (۴/۲۹۴)

الفوائد : ایام بیض کے روزوں کو صوم دھر کی طرح قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اجر کو جتنا چاہے بڑھا دے۔

١٢٦٥ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ ' رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۲۶۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں نہ چھوڑتے تھے۔ (نسائی) صحیح سند۔

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ ان کے روزے لازم کرنے والے تھے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ چاند انتہاء پر ہوتا ہے اور وہ اشیاء میں رطوبت کو بڑھاتا ہے۔ پس روزے کا حکم دیا تا کہ وہ رطوبت مضرہ ختم ہو جائے۔ بعض نے کہا روزے کی حکمت یہ ہے کہ جب ان راتوں میں نور عام ہوا تو عبادت کو عام کرنا مناسب ہوا۔ بعض نے کہا ان میں عموماً کسوف ہوتا ہے اور اس موقعہ پر ایسے اعمال کا حکم دیا گیا جن سے تقرب الی اللہ حاصل ہو۔ واللہ اعلم۔

تخریج : أخرجه النسائي (٢٣٤٤)

الفرائد : ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں ان کا اہتمام فرماتے۔

۲۳۱ : بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا وَّفَضْلِ الصَّآئِمِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ عِنْدَهٗ وَدُعَآءِ الْاٰكِلِ لِلْمَاْكُوْلِ عِنْدَهٗ

باب: جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا' اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے

تشریح ۞ دعاء الاکل: یہ صیغہ اسم فاعل ہے۔ اگرچہ وہ روزہ دار نہ ہو۔ للماکول عندہ: کھانے کا مالک۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد کھانے والے کی دعا روزی کے لئے مراد ہو۔ پہلی باب حدیث باب کے زیادہ مناسب ہے۔

١٢٦٦ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّآئِمِ شَيْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۶۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا' اس کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کچھ بھی کم ہو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ جہنی یہ جہینہ قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ ان کے حالات پہلے گزرے ملاحظہ ہو باب التعاون علی البر والتقوٰی۔ من فطر صائما کان له مثل اجرہ۔

النَّحْوُ :مرفوع ہوتو کان کا اسم ہے اور ظرف خبر مقدم ہے۔۲)اور نصب کی صورت میں خبر ہے اور اسم تفطیر کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہے۔جیسا اس آیت میں :**اعدلوا هو اقرب للتقوٰی**...... اور ظرفِ حال بن جائے گا۔**غير انه** :یہ استدراک ہے کہ کہیں اس کا ثواب تو کم نہ ہوگا اس کا ثواب روزہ دار کے برابر ہوگا کیونکہ دونوں کے ثواب کی جہت مختلف ہے۔جس طرح ہدایت کی طرف راہنمائی کرنے والے کا ثواب کم نہیں ہوتا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٠٣٠) والترمذی (٨٠٧) وابن ماجه (١٧٤٦) وابن حابن (٢٤٢٩) وابن خزيمهة (٢٠٦٤) وعبد الرزاق (٧٩٠٥) والدارمی (١٧٠٢) والطبرانی (٥٢٧٣)

الفرائد : روزہ افطار کرنے والے کو روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزہ دار کا اجر بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔

١٢٦٧ :وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ اِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ :"كُلِيْ" فَقَالَتْ :اِنِّيْ صَائِمَةٌ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يَفْرُغُوْا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ- وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۶۷:حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔میں نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔آپؐ نے فرمایا:''تم بھی کھاؤ۔''میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''روزہ دار کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے۔یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔(ترمذی)یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ امّ عمارہ انصاریہ:اس کنیت والی دو انصاری عورتیں ہیں:

① نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مندول بن عمرو بن مازن۔

② ان کا نام بقول اسد الغابہ معلوم نہیں اور مزی کہتے ہیں یہ حبیب بن زید کی دادی ہیں۔بعض نے اس کا نام نسیبہ بنت کعب بن عمرو بتلایا اور نجار تک نسب شمار کیا۔ترمذی کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی ہیں اور ابن عبد البر نے ان کو ایک قرار دیا ہے اور ابن اثر سے نقل کیا اور کہا کہ ابن ہندہ اور ابو نعیم نے ان کو دو بتلایا۔مگر حافظ نے تقریب میں ان کو ایک قرار دیا جیسا کہ ابن عبد البر اور مزی کا قول ہے۔مصنف کا رجحان یہی معلوم ہوتا ہے بقول دمیری یہ بیعت عقبہ میں ستر افراد کے ساتھ تھیں احد میں حاضر رہیں اور لڑائی میں حصہ لیا یہ خود اور ان کا بیٹا عبد اللہ بن زید خاوند زید بن عاصم بیعت رضوان اور جنگ یمامہ میں حاضر تھیں۔ان کو اس دن گیارہ زخم لگے۔ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ان سے اصحابِ سنن نے تین روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔**طعامًا**:اس سے مہمانی کے طور پر دیا جانے والا کھانا مراد ہے۔**فقال کلی**:آپ نے اسے خود پہلے کھانے کا حکم فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر صاحب منزل پہلے کھائے تو مہمان نشاط سے کھانا کھائے گا۔**ان الصائم تصلی** : روزہ فرض ہو یا نفل جب اس کے رکھنے والے کے سامنے کھایا جائے۔روزہ دار کے لئے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔جب تک کھانا کھانے والے فارغ نہ ہولیں۔ **یفرغوا** :جمع کا صیغہ تعدد کی علامت ہے۔**حتی یشبعوا** :ضمیر کا مرجع

اقرب نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ مشکوٰۃ میں انہی الفاظ سے لائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان میں الفاظ کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ پہلے الفاظ اکثر اور دوسرے قلیل استعمال ہوتے ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٠/٢٧٥٤٢) والترمزی (٧٨٤) والنسائی (٢/٢٦٧) وابن حبان (٣٤٣٠) وعبد الرزاق (٧٩١١) والدارمی (١٧٣٨) وابن أبی شيبة (٧٦/٣)

الفرائد : جب روزہ دار کے پاس کوئی کھائے تو ملائکہ روزہ دار کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ مہمان کھانا کھاتا رہے۔

١٢٦٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَآءَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَآءَ بِخُبْزٍ وَّزَيْتٍ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ ' وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۲۶۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے آپؐ کی خدمت میں زیتون اور روٹی پیش کی۔ پس آپؐ نے اس میں سے کھایا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: ''تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ✿ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ: یہ خزرج کے سردار ہیں۔ فجاء بخبز و زیت: جو اس وقت میسر تھا لے آئے۔ یہ اس بات کے منافی نہیں کہ یہ اجواد العرب سے تھے۔ ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: پھر کھانے کی تکمیل کے بعد آپ نے فرمایا: افطر عند کم الصائمون واکل طعامکم الابرار و صلت علیکم الملائکۃ...... یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں روزہ افطار کرنے والوں کے برابر ثواب دے۔

النحو: یہ جملہ دعائیہ ہے الابرار یہ بر کی جمع ہے' متقی کو کہتے ہیں۔ صلت کا معنی استغفار کرنا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٤٠٩) وأبو داود (٣٨٥٤) وعبد الرزاق (١٩٤٥٢) والبيهقی (٢٨٧/٧) وابن السنی (٤٨٢) والسنائی (٢٩٦) وأخرجه ابن السنی (٤٨٣) ابن ماجه (١٧٤٧) وابن حبان (٥٢٩٦)

الفرائد : جس کے ہاں لوگ روزہ افطار کریں ملائکہ اس آدمی کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کی فضیلت

بَابُ فِیْ فَضْلُ الْاِعْتِکَافِ

تشریح ۞ **الاعتکاف**: لغت میں شئی کا لازم کرنا اگرچہ شر کے ساتھ ہو شرعی طور پر مخصوص مقام پر مخصوص طریقے سے ٹھہرنے کو کہا جاتا ہے۔ اس میں اصل کتاب وسنت واجماع ہے۔ یہ ان احکامات میں سے ہے جو قدیم شرائع میں بھی موجود تھے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اللہ سے اس کی سند پیش نہیں فرمائی شاید بھول گئے۔ مثلاً **والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواء العاکف فیہ والباد...... (الحج)**

۱۲۶۹ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: کَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ — مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۶۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ آپ ﷺ رمضان المبارک میں اعتکاف فرماتے تھے۔

النَّحْوُ: رمضان منصوب علی الظرف فیہ ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری (۲۰۲۵) ومسلم (۱۱۷۱) وأبو داود (۲٤٦٥) وابن ماجه (۱۷۷۳)

الفرائد: ① آپ ﷺ بھلائی کے کاموں کے لئے فرصت کے متلاشی رہتے عشرہ اخیرہ رمضان کو اعتکاف سے خالی نہ رہنے دیتے تھے۔

۱۲۷۰ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی اعتکاف کیا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ عشرہ واخر سے مراد آخری عشرہ ہے۔ خواہ وہ نو دن کا ہو یا دس دن کا۔ حتی سے غایت ذکر کی جو دوام کو ثابت کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔ پھر آپ کی ازواج نے آپ کی وفات کے بعد اسی عشرہ کا اعتکاف فرمایا۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۰۲۷) ومسلم (۵/۱۱۷۲) وأبو داود (۲۴٦۲)

الفرائد : ① عشراواخر رمضان کا اعتکاف تسلسل کے ساتھ آپ سے ثابت ہے ② ازواجِ مطہرات کا اعتکاف بھی اسی بات کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۲۷۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَعْتَكِفُ فِیْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ اَیَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرماتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

تشریح ۞ اوّلاً آپ ﷺ نے پہلے دونوں عشروں میں قیام فرمایا پھر معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے تو اس میں قیام فرمایا۔ جیسا کہ بخاری باب الاعتکاف روایت ابوسعید میں موجود ہے۔ **فلما کان عام الذی قبض فیه** : عبادت میں خوب محنت کے لئے اور اجل کے قرب کی وجہ سے بیس روز اعتکاف فرمایا۔ آپ ﷺ نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع بھی دی اور جبرئیل علیہ السلام کے قرآن مجید کے دو مرتبہ دَور کرنے سے بھی آپ ﷺ نے یہ معلوم کرلیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں خوب محنت کرنی چاہئے اور عمر کے اختتام پر دنیا سے اعراض اور آخرت کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ روزہ اعتکاف کے ساتھ ہونا ضروری ہے اور وقت بھی طویل ہونا مناسب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں جس کو لبث کہا جا سکے اتنی دیر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ روزہ ضروری نہیں۔ احناف کے ہاں سنت علی الکفایہ اعتکاف کے لئے روزہ اور مسجد دونوں شرط ہیں۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۰۴۴)

الفرائد : ① عمر جتنی زیادہ ہو اعمالِ خیر میں اتنا اضافہ ہوا چاہئے ② رمضان میں آپ ﷺ کی عبادت میں اور اضافہ ہو جاتا۔

کتاب الحج

تشریح الحج : حا کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ قصد یا کثرت سے جانا اس چیز کی طرف جس کی تعظیم کی جاتی ہے۔ شرعی طور پر مخصوص اعمال کے ساتھ بیت اللہ کا قصد کرنا۔ اس میں اصل کتاب وسنت اور اجماع ہے۔ یہ قدیم شرائع میں بھی پایا جاتا ہے۔ مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے چالیس سال ہند سے پیدل چل کر بیت اللہ کا حج کیا اور جبرئیل علیہ السلام نے ان کو بتلایا کہ اس گھر کا طواف تم سے پہلے ملائکہ سات ہزار سال سے کر رہے ہیں ابن اسحٰق نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو ابراہیم علیہ السلام کے بعد بھیجا اس نے حج کیا اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ ہر پیغمبر نے حج کیا۔ بعض نے ہود وصالح علیہما السلام کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اس کے وجوب میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ہم پر ہی واجب ہوا اور اس نے یہ انوکھی بات کہی۔ صحیح یہ ہے کہ افضل ترین عبادات سے ہے۔ قاضی حسین کا اس میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ عبادات میں اس لئے افضل ہے کیونکہ مال وبدن دونوں کے اعمال پر مشتمل ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [آل عمران : ۹۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس کے گھر کا حج ہے جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہیں''۔ (آل عمران)

تشریح الناس : یہ نوس سے بنا ہے جس کا معنی حرکت کرنا ہے۔ حج کے اس حکم میں جنات بھی داخل ہیں اور مادہ نوس کی وجہ سے وہ بھی اس میں داخل ہو گئے۔ (عباب اللغۃ)

علامہ سبکی نے صراحت سے لکھا ہے کہ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے۔ البیت : کعبہ کو بطور علم تغلیباً البیت کہا جاتا ہے۔ **من استطاع الیه سبیلاً** : یعنی زاد وراحلہ سے اس کی تفسیر مستدرک میں مرفوعاً منقول ہے۔

الحج : من اس میں مصدر مضاف للمفعول کا فاعل ہے۔ یعنی **و الله علی الناس ان یحج البیت المستطیع منهم۔** اگر استطاعت والے حج نہ کریں تو تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔ ۲) ان میں سے بدل البعض ہے اور ضمیر رابط مقدر ہے۔ ای **منهم۔** بیضاوی کا یہی قول ہے۔ ۳) مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ من موصولہ یعنی شرط متضمن ہے یا من شرطیہ خبر اور جواب محذوف ہے اور مبتداء والے قول کی تائید اس قول سے ہوتی ہے: **و من کفر فان الله۔**

و من کفر فان الله غنی عنی العالمین : بیضاوی کہتے ہیں من لم یحج کی بجائے من کفر فرما کر وجوب حج کی تاکید اور تاکید پر شدید وعید کر دی۔ اس وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **من مات ولم یحج فلیمت ان شاء الله یهودیاً او نصرانیاً ۔** حج نہ کرنے والا یہودی یا نصرانی ہو کر مرے یعنی اس سے تعلق نہیں۔ حج کے وجوب پر کئی وجوہ سے روشنی ڈالی: ۱) صورت خبر میں لائے اور جملہ اسمیہ صورت میں ظاہر کیا' ۲) اس انداز سے اس کو ذکر کیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں کی گردن۔۔

میں یہ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے' ۳) پہلے حکم کو عام پھر تخصیص کے انداز میں ذکر کیا یہ اسی طرح ہے جیسا ابہام کے بعد وضاحت کی ہو اور مراد پر تنبیہ اور مراد کو دوبارہ بیان کیا جائے اور حج کے چھوڑنے کو کفر سے تعبیر کیا کیونکہ یہ کفار کا فعل ہے اور استغناء کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور بندے کی رسوائی کو ظاہر کرتا ہے۔ عن العالمین : یہ اس سے بدل ہے کیونکہ اس سے تعمیم میں مبالغہ اور استغناء پر بطور برہان کے ذکر کیا اور اس پر مطلع کیا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ شدید ہے کیونکہ حج نفس کو ذلیل کرنے' بدن کو تھکانے' مال خرچ کرنے اور شہوات سے الگ ہو جانے اور مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام روایات میں وارد ہے کہ جب آیت کا پہلا حصہ اترا تو رسول اللہ ﷺ نے ارباب حل کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا پس تم حج کرو ایک مذہب والوں نے آپ ﷺ کی بات مان لی بقیہ پانچ مذاہب والوں نے انکار کر دیا' تو یہ آیت اتری: ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔

۱۲۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ا ' وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ' وَحَجِّ الْبَيْتِ ' وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں' (۲) نماز قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۵) رمضان کے روزے رکھنا"۔ (متفق علیہ)

تشریح ۞ ایک نسخہ میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں: بنی الاسلام علی خمس: الصلوٰۃ والزکوٰۃ میں الف لام عہد کا ہے۔ حج البیت : جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہو جیسا دوسری روایات میں وارد ہے مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا (مگر ہر جگہ نہیں)۔

تخریج : باب الأمر بالمحافظة على الصلوة میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۲۷۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ : "اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ' فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ ' وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَآئِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ' وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔ پس تم حج کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' اگر میں نَعَمْ کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم طاقت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا:'' جو بات میں چھوڑ دوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (سوال نہ کرو) بلاشبہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حتی الامکان انجام دو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔'' (مسلم)

تشریح ۞ **خطبنا** : یہ علیٰ سے متعدی ہوتا ہے اور اس کے بغیر بھی (المصباح) فقال **فاتفسیر** یہ ہے۔ **فحجوا** : تم اس واجب کو ادا کرو۔ **رجل** : ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں اس سے اقرع بن حابس مراد ہیں۔ جیسا روایت احمد' نسائی' دارمی میں متعین طور پر وارد ہے۔ **أكل عامه**۔ یہ نصب کے ساتھ فرض مقدر کا ظرف ہے۔ **فسكت** : آپ ﷺ نے جواب سے خاموشی اختیار فرمائی۔ **حتي قالها ثلاثا** : اس نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی مگر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یہ خاموشی اس لئے تھی تا کہ اس کے غیر واقعی سوال پر ڈانٹ پلائیں۔ اس کی چند وجوہ تھیں :۱) امر کی دلالت خود مدت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس سے زائد کے لئے خارجی دلیل کی ضرورت ہے۔ پس اس کے سوال کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ۲) سوال میں تعنت کا اشتباہ ہوتا تھا کیونکہ غیر ضروری بات کا سوال تھا۔ ۳) آپ ﷺ کو احکام کی وضاحت و بیان سے تبلیغ کا امر تھا۔ اگر تکرار لازم ہوتا تو آپ صراحۃً بتلاتے اگر چہ سوال نہ بھی ہوتا پس اس صورت میں سوال بیکار تھا۔ ۴) اگر بات کو دھرانے سے آپ دیکھتے کہ مخاطب خبر دار نہیں ہوا تو پھر جواب پر قناعت نہ کرتے بلکہ توبیخ فرماتے۔ **وقلت نعم لو جبت** : اگر نعم کہہ دیتا تو ہر سال حج لازم ہو جاتا۔ **ولما استطعتم** : کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔ اسی وجہ سے کلام کو آیا جو انتفائے ثانی کے لئے آتا ہے۔ پہلے کے انتفاء کی وجہ سے۔ گویا وہ اصل کے اعتبار سے ہر سال لازم نہیں۔ پس قضاء و نذر سے وجوب کے منافی نہ ہوا' ۲) امر وجوب کے لئے ہے اور امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور احکام تو سہولت کے لئے ہیں' صعوبت کے لئے نہیں۔ عاقل کو مناسب ہے کہ وہ تکلیف مالایطاق کا سامنا نہ کرے اور ایسی بات نہ پوچھے کہ اگر اس کو ظاہر کر دیا جائے تو اسے برا معلوم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لا تسالوا عن اشياء ان تبدلكم تسوكم** (المائدة)

ذروني ما تركتكم : یہ سائل کو بطور زجر فرمایا کہ میں شریعت کی وہی بات بتلاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلائی جاتی ہے۔ میں جس چیز کی وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے بقدر ضرور بیان کر دیتا ہوں۔ اس میں کوئی کمی نہیں رہنے دیتا جس بات کو میں وضاحت کے بغیر چھوڑ دوں اسے اسی طرح چھوڑ دو۔ **بكثرة سؤالهم** : پہلی امتیں اپنے انبیاء سے تعنت و تکذیب کے طور پر بے جا سوال کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار بنی۔ **واختلافهم عمل انبيائهم**۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق وہ باتیں کہہ دیتے جو انہوں نے نہ کہی ہوتیں اور جو کہی ہوتیں ان میں اپنی خواہشات کی خاطر تحریف کر دیتے۔ اتباعِ رسل سے کمزوری دکھاتے۔ **فاذا امرتكم بشي** : جیسے جو آدمی طہارت کے بعض اعمال سے عاجز ہو جائے یا نماز کے کسی رکن یا شرط کو ادا نہ کر سکتا ہو اپنی ہمت میں جو کچھ ہے اس کو ادا کرے۔ وہ نہیں جس سے عاجز ہوا ہے۔ **واذا نهيتكم**: اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اوامر میں استطاعت کی قید ہے۔ نواہی میں نہیں کیونکہ سب سے بہتر تو جلب منافع ہے اور نواہی تو مفاسد کا دفاع ہے اور مفاسد کی روک تھام جلب منافع سے مقدم ہے۔ ان میں درگزر کی جائے گی جب تک ان میں تسامح نہ برتا جائے۔ یہ روایت

اسلام کے عظیم الشان قواعد پر مشتمل ہے۔اس میں بے شمار احکامات ہیں یہ جوامع الکلم سے ہے۔ باب محافظۃ السنۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/١٠٦١٢) ومسلم (١٣٣٧) والنسائی (٢٦١٨) وابن حبان (٣٧٠٤) والدارقطنی (٢/٢٨١) والبخاری (٧٢٨٨) وابن حبان (١٨-٢١)

الفوائد : ① حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے ② فضول سوالات سے گریز کرنا چاہئے ③ حسب استطاعت دین کے کاموں پر مواظبت اختیار کرنی چاہئے۔

١٢٧٤ : وَعَنْهُ قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِيْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قِيْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمَبْرُوْرُ" هُوَ الَّذِيْ لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبُهٗ فِيْهِ مَعْصِيَةً۔

۱۲۷۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔'' پھر کہا گیا۔اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد۔'' سوال کیا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: ''مقبول حج۔'' (بخاری و مسلم)

''اَلْمَبْرُوْرُ'' : وہ حج جس میں حج کرنے والا کسی معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔

تشریح : یہ سائل ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (التوشیح) **ای العمل افضل** : اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔ایمان باللہ: یہ دل کا عمل ہے کیونکہ اس کا مطلب جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس سب کی تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار بھی لازم ہے اس سے تمام احکامات اس پر لاگو ہوں گے۔ **الجهاد فی سبیل الله** توشیح میں سیوطی لکھتے ہیں: جہاد کو افضل فرمایا شاید یہ مخاطب کے لحاظ سے فرمایا کیونکہ اس وقت کفار کی شوکت کو توڑنے کی ضرورت تھی۔پس اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جہاد ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اس لحاظ سے وہ نماز سے بھی افضل ہے۔پس یہ بات اس حدیث کے خلاف نہیں۔اسلام کی بنیاد کا مضبوط کرنا نماز سے بہتر ہے۔پس **خیر اعمالکم الصلوٰۃ** کے خلاف نہیں اور نہ اس روایت کے مخالف ہے کہ **افضل عمل الصلوٰۃ علی میقاتها**۔پھر میں نے عرض کیا پھر کونسا آپ نے فرمایا والدین سے احسان کرنا۔میں نے عرض کیا پھر کونسا۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری و مسلم) یہاں ایمان کے بعد حج اور جہاد کا ذکر فرمایا ہے اور حدیث ابوذر میں حج کے بدلے غلام آزاد کرنا اور حدیث ابوموسیٰ میں زبان و ہاتھ سے سلامی اور حدیث ابن مسعود میں **الصلوٰۃ ثم البر ثم الجهاد** کا تذکرہ ہے۔نووی کہتے ہیں اصل جوابات کا اختلاف سائلین کے حالات کے اختلاف اور مخاطبین کی ضروریات کے لحاظ سے ہے اور اس بات کا تذکرہ فرمایا گیا جس کو سائل نہ جانتا تھا اور جس کو جانتا تھا اس کو ترک کر دیا گیا۔ **قیل ثم ماذا؟ قال حج مبرور** : مبرور یہ اسم مفعول ہے۔طاعت کو کہتے ہیں۔ایسے حج کو کہا جاتا ہے جس میں کسی چھوٹے گناہ سے بھی بچا جائے۔احرام سے حلال ہونے تک بعض نے کہا حج مقبول جس کی علامت یہ ہے کہ جن

باتوں سے پہلے غافل تھا اب اس کا عامل بن جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷۶۹۳) والبخاری (۲۶) ومسلم (۸۳) والترمذی (۱۶۵۸) والنسائی (۵۰۰۰) والدارقطنی (۲/۲۰۱) وابن حبان (۱۵۳) وأبو عوانة (۱/۶۱/۶۲) والبیهقی (۹/۱۵۷)

الفرائد : ① ایمان اعمالِ بدنیہ سے ہے کیونکہ اعمالِ بدنیہ ایمان کو مکمل کرنے والے ہیں' اسی طرح جہاد اور حج مبرور کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

۱۲۷۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۵: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں: ''جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش گوئی اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس طرح لوٹا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے اسکو جنم دیا۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ جس نے حج ادا کیا۔ **لم یرفث** :اس میں لغویات کا ارتکاب نہ کیا۔ **ولم یفس** :نہ صغیرہ پر اصرار کیا اور نہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ **رجع** :وہ اپنے حج سے ایسے حال میں لوٹے گا۔ **کیوم ولدته امه**۔ اللہ تعالیٰ حج سے اس کے وہ تمام صغائر معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ پہلے ہم لکھ آئے۔ ترمذی میں بعض الفاظ کا فرق ہے : **غفرله ما تقدم من ذنبه**۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷۱۳۹) والبخاری (۱۵۲۱) ومسلم (۱۳۵۰) والترمذی (۸۱۱) والدارمی (۱۷۹۶) والحمیدی (۱۰۰۴) والطیالسی (۲۵۱۹) وابن حبان (۳۷۹۴) وابن خزیمة (۲۵۱٤) والدارقطنی (۲/۲۸٤) والبیهقی (۵/۲٦۲)

الفرائد : اگر حج خالص رضاء الٰہی کے لئے کیا جائے تو وہ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے۔

۱۲۷۶ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان والے گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو سوائے جنت کے اور کوئی چیز نہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **کفارہ** :یعنی گناہوں کا کفارہ بننے والے ہیں مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے صغائر جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں وہ مراد ہیں۔ ذنوب اور خطایا سے یہی مراد ہے۔ **والحج المبرور ولیس له جزاء الا الجنة** :اس میں احتمال ہے کہ اس آدمی کو ہر گناہ سے توبہ کی توفیق ہو جائے اور باقی عمر وہ گناہوں سے بچ جاتے تو جنت کے فائزین سے بن جائے گا۔

تخریج : أخرجه مالك (۷۷٦) وأحمد (۹۹۵۵) والبخاری (۱۷۷۳) ومسلم (۱۳٤۹) والترمذی (۹۳۳)

والنسائی (۲٦۲۸) وابن ماجه (۲۸۸۸) وابن حبان (۳٦۹٦) وابن خزیمة (۲۵۱۳) وعبد الزاق (۸۷۹۹) والبیهقی (۳٤۳/٤) .

الفرائِد : کثرت سے عمرے اور حج مبرور تکفیر ذنوب اور دخولِ جنت کا سبب ہے۔

۱۲۷۷ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ : "لٰكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ : حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۷۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو افضل ترین خیال کرتی ہیں۔ کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افضل جہاد حج مبرور ہے''۔ (بخاری)

تشریح ۞ نرٰی : اعتقاد رکھنے کے معنی میں ہے۔ افلا نجاهد : تاکہ جہاد کا ثواب حاصل کریں۔ لکن افضل الجهاد و حج مبرور : لکن حال ہے اور افضل مبتداء اور حج اس کی خبر ہے۔ دمامینی کا قول درست ترکیب یہ ہے لیکن یہ خبر ہے اور حج اس کا بدل یا محذوف کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت ھو حج مبرور ہے۔ ضمیر افضل الجهاد مبتداء کی طرف راجع ہے۔۲) اگر یہ لکن ھھو افضل اس کا اسم اور حج خبر لیکن متدرک مقدر ہونا چاہئے اور استدراک کے بعد ظرف کی ضرورت ہے۔ افضل یہ لکن حج مبرور یہ اس آیت کی طرح ہے: وقرن فی بیوتکن ...... (۳۳) گھروں کو لازم پکڑنے کی وجہ سے یہ فرض کے لئے نہیں۔ ایک اور روایت میں استأذنت النبی صلی الله علیه وسلم فی الجهاد فقال جهاد کن الحج۔ نسائی، ابن ماجہ اور نسائی میں یہ الفاظ زائد بھی ہیں: قلت یا رسول الله افلا نخرج فنجاهد معك۔ اس میں حج کو جہاد سے تعبیر کرنے میں بڑی منقبت ہے۔ عورتوں کو خصوصاً اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد(۹/۲٤٤۷٦) والبخاری (۱۵۲۰) والنسائی (۲٦۲۷) وابن ماجه (۲۹۰۱) وابن حبان (۳۷۰۲) وعبد الرزاق (۸۸۱۱) والبیهقی (۳۲۱/٤)

الفرائِد : عورتوں کے لئے حج کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے۔

۱۲۷۸ : وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْ يَّوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے بندوں کو آگ سے آزاد فرماتے ہیں۔ جتنے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ ما پر من کا اضافہ استغراق نفی کے لئے۔ اکثر منصوب ہو یا یہ ما کی خبر ہے۔ من النار یہ یعتق سے متعلق ہے۔ من یوم عرفة ۔ یہ اکثر سے متعلق ہے۔ اس عرفہ کے دن کی حاضری کی فضیلت ذکر فرمائی گئی ہے کہ وہ آزادی نار کا دن

ہے۔اس حدیث کا آخری حصہ اس طرح ہے: **وانه ليدنو ثم يباهي الملائكة فيقول ما اراد هؤلاء۔**

تخریج: أخرجه مسلم (١٣٤٨) والنسائی (٣٠٠٣) وابن ماجه (٣٠١٤) وابن خزيمة (٢٨٢٧) والحاكم (١/١٧٠٥) والدارقطنی (٢٧٦٦)

الفوائد: یوم عرفہ کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔فرشتوں پر مباہات گویا **انی اعلم مالا تعلمون** کا اظہار ہے۔

١٢٧٩ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً – اَوْ حَجَّةً مَعِيَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ❁ خواہ اس کا احرام رمضان میں باندھا گیا ہو اور اعمال شوال میں ادا کرے۔تعدل: برابری کرنا۔او :راوی کو شک ہے حجۃ صرف کہا یا حجۃ معی فرمایا۔طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کئے **عمرة فی رمضان كحجة معی**۔(جامع صغیر)اس میں کوئی فرق نہیں کہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھا گیا ہو یا تنعیم سے اور اس میں یہ بھی تخصیص نہیں کہ یہ تو ایک عورت کے بارے میں ارشاد ہوا جو آپ ﷺ کے ساتھ حج نہ کر سکی تھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اعتمری ان عمرة فی رمضان تعدل حجة معی**...... کیونکہ خصوصی سبب کا اعتبار نہیں عموم لفظ کا اعتبار ہے اور تعدل کا وہی معنی ہے جو اس ارشاد میں ہے: **ان قرأة الاخلاص تعدل ثلث القران** کہ قلیل میں کثیر میں اضافے کے بغیر برابر ثواب مل جائے تا کہ قلیل و کثیر میں برابری لازم نہ آئے تا کہ لوگوں کے کثیر سے اعراض کا باعث بنے۔طیبی نے اسے مبالغے پر محمول کیا اور کہا ناقص کو کامل کے ساتھ بطور ترغیب ملایا گیا ہے اور اس پر ابھارا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کمزوری عاجز بندوں پر احسان فرمایا جو کثیر سے عاجز ہیں تا کہ وہ اقویا مراتب کو پاسکیں۔جن کو کثیر کی قدرت ہے۔اس سے نہ تو کثیر سے اعراض لازم آتا ہے کیونکہ ان کا فرق بتلا دیا گیا۔حدیث میں فرمایا گیا ہے:''**ان ثواب العمل القليل يزيد بزيادة شرف الوقت**'' جیسا کہ کثیر کا ثواب مزید حضور اور دوام شہود دونوں چیزیں جن کے ذریعے آدمی ایسے بڑے مقام پر پہنچ جاتا ہے جو ان کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک رمضان والی یہ فضیلت ذی القعدہ میں بھی مل جاتی ہے اور ذوالقعدہ کے عمرہ کے اس سے کم درجہ ہونے کا جواب یہ ہے کہ وہ مصلحت کی خاطر تھا۔مصلحت یہ تھی کہ جاہلیت میں اشہر حج میں عمرے کو بڑا گناہ خیال کیا جاتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فعل سے اس رسم کو باطل کیا اور آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ بھی اسی ماہ میں کیا تا کہ لوگوں کے دلوں میں جمی ہوئی بات کو نکال باہر کیا جائے اور رمضان میں مکہ میں حاضری کے باوجود آپ کا عمرہ نہ کرنا۔اہل مکہ کے مصالح میں مصروفیت کی وجہ سے اور پھر فوراً ہی حنین و طائف کے غزوات کی تیاری کی وجہ سے آپ ﷺ عمرہ نہ کر سکے۔اس روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارشاد آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے بعد فرمایا اور اس کے بعد اگلا رمضان آیا ہی نہیں کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۱/۲۰۲۵) والبخاري (۱۷۸۲) وابن حبان (۳۷۰۰) وابن خزیمة (۳۰۷۷) والطبراني (۱۲۹۱۱)

الفرائد: رمضان کے عمرہ کی عظیم فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے برابر ہے۔

۱۲۸۰ : وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ :"نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرائض میں سے فریضۂ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر سوار ہونے کے قابل نہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **امراة** : یہ قبیلہ خثعم کی عورت ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں موجود ہے۔ **ادركت ابی**۔ مجاز عقلی ہے سبب کی طرف نسبت ہے۔ **لا يثبت على الراحلة**: یہ جملہ محل صفت یا حال میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا۔ **افا حج عنه**: کیا اس پر حج واجب ہے کیا میں اس کی نیابت میں اس کی طرف سے کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس سے معلوم ہوا معذور لنجے کی طرف سے حج کیا جائے۔

نسائی کے الفاظ اس طرح ہیں: **ان امراة سالت سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن امها ماتت ولم تحج قال، حجي عن امك**۔ مگر یہ روایت مرسل صحابی ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (۸۰٦) وأحمد (۳۲۳۸) والبخاري (۱۵۱۳) ومسلم (۱۳۳٤) وأبو داود (۱۸۰۹) والترمذي (۹۲۸) والنسائي (۲٦۳۳) والدارمي (۱۸۳۱) وابن حبان (۳۹۸۹) وابن خزيمة (۳۰۳۱) وابن ماجه (۲۹۰۹) والطبراني (۷۲۳۱/۱۸)

الفرائد : ① دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنا درست ہے ② والدین کے سلسلے میں خوب توجہ واہتمام کرنا چاہئے اور ان کے مصالح جو امورِ دین و دُنیا سے متعلق ہوں ان کا پورا لحاظ کرنا چاہئے۔

۱۲۸۱ : وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ :اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ ، وَلَا الْعُمْرَةَ ، وَلَا الظَّعْنَ قَالَ : "حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

۱۲۸۱: حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ ہی سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو"۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے بن صبرہ بن عبداللہ بن المنتفق بن عامر بن عقیل بن کعب بن عامر بن صعصعہ ابورزین العقیلی۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ صحابی ہیں وفد کی صورت میں آتے تھے۔ ابو عمرو کہتے ہیں لقیط بن عامر العقیلی ہیں ان کی کنیت ابورزین ہے۔ ان کی کنیت غالب آ گئی۔ ان کو لقیط بن صبرہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کو لقیط بن المنتفق بھی کہا جاتا ہے۔ جنہوں نے ابن صبرہ کہا انہوں نے دادا کی طرف نسبت کی۔ صبرہ بن عبداللہ بن المنتفق یہ بنوالمنتفق کی طرف سے آنے والے وفد میں تھے۔ بعض نے کہا کہ لقیط بن عامر لقیط بن صبرہ کے علاوہ ہیں' مگر یہ غلط ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عاصم بن لقیط سے اور ان کے بھتیجے وکیع بن عدس اور عمرو بن اوس وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ترمذی نے العلل میں ذکر کیا کہ میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری کو کہتے سنا کہ ابورزین العقیلی ہی لقیط بن عامر ہیں اور وہی میرے نزدیک لقیط بن صبرہ ہیں۔ میں نے سوال کیا کیا ابورزین وہی لقیط بن صبرہ ہیں تو انہوں نے نعم میں جواب دیا۔ ترمذی کہتے ہیں اکثر محدثین ابن صبرہ کو ابن عامر مانتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی سے سوال کیا تو انہوں نے ابن صبرہ کو ابن عامر ماننے سے انکار کر دیا۔ امام مسلم نے بھی ان دونوں کو الگ الگ قرار دیا ہے۔ (العلل الترمذی' اسد الغابہ) مذی نے اطراف بھی ان کو الگ الگ قرار دیا ہے اور ہر ایک کے حالات لکھے ہیں: باب مسائل من الصوم میں لقیط بن صبری کے حالات گزارے۔ **لا یستیطع** یعنی بذاتِ خود حج کی قدرت نہیں رکھتا۔ نہ پیدل اور نہ کجاوے پر۔ **قال حج**: اس میں دلیل ہے کہ اپاہج کی طرف سے حج کیا جائے۔ صرف فرائض حج میں نائبت ہوگی۔

تخریج : اخرجه احمد (١٦١٨٤) و ابو داود (١٨١٠) والترمزی (٩٣١) النسائی (٢٦٣٦) وابن ماجه (٢٩٠٦) وابن حبان (٣٩٩١) وابن خزیمة (٢٠٤٠) والحاکم (١/١٧٦٨) والطبرانی (١٩/٤٥٧) وابن لاجارود (٥٠٠) والبیهقی (٤/٣٢٩)

الفرائد : ① اگر والدین بعض اعلیٰ اعمال سے عاجز ہوں تو ان کی نیابت کی جا سکتی ہے۔

١٢٨٢ : وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :"حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۲: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری)

تشریح ۞ سائب بن یزید: یہ سمر کندی کے بھانجے ہیں' ان کے حالات باب **استحباب جعل النوافل فی البیت** میں گزرے۔ **حج** : یہ مبنی للفاعل ہے۔ **الوداع** : یہ مصدر ہے کیونکہ اس میں لوگوں سے آپ جدا ہوئے۔ واؤ کے فتحہ سے یہ اسم مصدر ہے۔ **انا ابن سبع سنین**: اس میں چھوٹے بچے کے حج کا ثبوت ہے۔ جب سمجھدار ہو نسک بھی انجام دے گا۔ پھر بلوغ کے بعد دوبارہ حج کرے گا۔ بخاری میں الفاظ کا اختلاف ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (١٨٥٨) والترمذی (٩٢٦)

الفرائد : ① چھوٹے بچے کا حج درست ہے مگر جب بالغ ہوگا تو اسے فرض حج کرنا ہوگا ② بچوں کی دینی تربیت کے لئے

ان کو چھوٹی عمر میں نیک کاموں پر لگانا چاہئے۔

۱۲۸۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ : "مَنِ الْقَوْمِ؟" قَالُوْا : الْمُسْلِمُوْنَ قَالُوْا : مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ "رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَرَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ: اَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ : "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مقام روحاء میں ایک قافلے کو ملے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپؐ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس وقت ایک عورت نے ان میں سے ایک بچے کو بلند کر کے پوچھا کیا اس کا حج ہے۔؟ فرمایا جی ہاں اور اجر تمہیں ملے گا۔ (مسلم)

تشریح ۞ رکبا : جمع راکب یا اسم جمع ہے جیسا صحب' صاحب راہک کی جمع رکبانا بھی آتی ہے۔ الروحاء : یہ مدینہ منورہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر الفرع کا ایک قصبہ ہے۔ مسلم نے باب الاذان میں لکھا ہے۔ صاحب مطالع نے چالیس میل کا فاصلہ بتلایا۔ ابن ابی شیبہ نے تیس میل۔ (تہذیب النووی) المسلمون ای نحن المسلمون : ہم مسلمان ہیں۔ من انت : ابوداؤد میں انتم کا لفظ ہے۔ فرفعت امراۃ صبیاً۔ ابوداؤد میں ففزعت امراۃ فاخذت بعضد صبی واخرجته من محفتها۔ بچے کو بازو سے پکڑا اور پالکی سے باہر نکالا۔ الهذا حج : کیا اس کی طرف سے احرام باندھنے میں ثواب ملے گا۔ اگر اس کو ناسمجھ خیال کیا جائے۔ جیسا کہ الفاظ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے۔ نعم ولك أجر : اس کو اٹھانے اور احرام کے خلاف چیزوں سے بچنے پر اجر ملے گا یا اس کی طرف سے احرام باندھنے پر اجر ملے گا اگر والد کی طرف سے وصیت ہوگی تو پھر اس کا اذن واجازت وصی کے لئے ضروری ہوگی کیونکہ احرام مال کے ولی کے لئے درس ہے خواہ وہ باپ ہو یا دادا یا ان کا ماذون۔ علماء شوافع کہتے ہیں بچے کی نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا اور بالا جماع اس کا گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اسی طرح اصل کے لئے فرع کے عمل کا ثواب تو لکھا جاتا ہے۔ مگر اس کی سیئات کا گناہ اس کے ذمہ نہیں پڑتا۔

تخریج : أخرجه مالك (٩٦١) وأحمد (١٨٩٨) ومسلم (١٣٣٦) وأبو داود (١٧٣٦) والترمزی (٩٢٥) والنسائی (٢٦٤٦) وابن حبان (١٤٤) وابن خزيمة (٣٠٤٩) وابن الجارود (٤١١) والطيالسی (٢٧٠٧) والحميدی (٥٠٤) وأبو يعلى (٢٤٠٠) والبيهقی (١٥٥/٥)

الفرائد : ① بچے کو اس کے حج کا اور اس کے والدین کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔

۱۲۸۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ وَّكَانَتْ زَامِلَتَهٗ – رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۸۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور یہی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری تھی۔ (بخاری)

تشریح ۞ اس حج سے حجۃ الوداع ہی مراد ہے۔ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حج کیا۔ رحل : کجاوہ یہ آپ نے محمل و پالکی کے بغیر کجاوے پر حج فرمایا۔ زاملته۔ زاصل وہ اونٹ جس پر سامان' کھانا لادا جاتا ہے۔ زمل : بوجھ کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے آپ کے ساتھ کوئی سامان اٹھانے والا الگ اونٹ نہ تھا بلکہ جو کچھ سامان تھا وہ اسی اونٹنی پر ساتھ لدا ہوا تھا۔ وہی آپ کی راحلہ وزاملہ تھی۔ عدوہ کہتے ہیں کہ لوگ جب حج کرتے تو ان کے ساتھ زادِراہ کے اونٹ ہوتے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے زادِراہ کے اونٹوں کے بغیر حج کیا۔ روایت ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: حج النبی صلی الله علیه وسلم علی رحل رث و قطیفة خلقة تسوی اربعة دراهم ولا تسوی' ثم قال اللّٰهم اجعله حجًا لاریاءً فیه ولا سمعةً۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۵۱۷)

الفرائد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی تواضع اور مظاہر ریا و دکھلاوے سے کوسوں دُور رہنا ثابت ہو رہا ہے۔

۱۲۸۵ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَتْ عُكَاظُ ' وَمَجَنَّةُ ' وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَاَثَّمُوْا اَنْ يَّتَجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ' مجنہ ' ذوالمجاز یہ جاہلیت کے زمانہ میں بازار لگتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کے ایام میں تجارت کو گناہ خیال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ......﴾ کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو یعنی مواسم حج۔ (بخاری)

تشریح ۞ عکاظ : یہ غراب کے وزن پر ہے۔ جاہلیت کے مشہور بازاروں سے ہے جو کہ قرن منازل سے بالائی جانب طائف کے علاقہ یمن کی راہ پر لگا کرتا تھا۔ ابوعبید کہتے یہ برابر صحراء ہے جہاں پہاڑ و ٹیلہ نہیں۔ یہ نجد و طائف کے درمیان واقع ہے۔ ذی القعدہ میں یہاں پندرہ دن تک ایک بازار لگتا تھا۔ پھر وہاں سے مکہ کی طرف ایک نچلی جگہ میں وہ بازار آ جاتا۔ اس مقام کو سوق مجنہ کہتے تھے۔ وہاں ذوالقعدہ کے بقیہ دنوں میں بازار لگتا۔ پھر وہاں کے قریبی علاقہ میں وہ بازار منتقل ہو جاتا۔ اسے ذوالمجاز کہا جاتا تھا۔ وہاں آٹھویں ذی الحجہ تک بازار لگتا۔ پھر وہاں سے وہ منیٰ میں آ جاتے۔

وہب کو اہل حجاز مؤنث اور بنو تمیم مذکر مانتے ہیں۔

اسواقا فی الجاهلية : یہ جن کا اوپر تذکرہ ہوا زمانہ جاہلیت کے منعقدہ بازار تھے۔ جاہلیت کا زمانہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں سے بہت سی جہالتیں' رسمیں صادر ہوئیں۔ فتاثموا من یتجروا فی المواسم: حج کے موقعہ پر تجارت کو انہوں نے

گناہ سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی: لیس علیکم جناح: یعنی گناہ' ان تبتغوا ای فی ان تبتغوا۔ اس میں کہ تم تلاش کرو' کماؤ۔ فضلاً: اس سے مراد تجارت ہے۔ فی موسم الحج: یہ تفسیر راوی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ تجارت صحت حج کے منافی نہیں۔ اگرچہ کامل توجہ الی اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ حجاج اس سے فارغ ہوں۔ اگر دینی مقصد ہو تو ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم سے لیا جائے گا: فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔ یہ ہر اس عمل کا حکم ہے جس میں دینی و دنیوی قصد شامل ہو۔

تخریج : اخرجه البخاری (۱۷۷۰)

الفرائد : حج میں تجارت کرنا ممنوع نہیں مگر افضل یہ ہے کہ دل تمام شہوات دُنیا سے بالکل پاک ہو۔

کتاب الجهاد

۲۴۳ :بَابُ فَضْلِ الْجِهَاد

بَاب: جہاد کی فضیلت

تشریح ✿ **الجهاد**: دین کی سربلندی کے لئے کفار سے لڑنے کو جہاد کہتے ہیں۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ [التوبة:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ، وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ، وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة:٢١٦] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [التوبة:١١١] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ ، وَالْقُرْآنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [التوبة:١٢] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ، وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ، وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:٩٥] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ؟ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ، يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ، وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[الصف:١٠-١٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین کرلو بے شک اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم پر لڑائی فرض ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے' اس طرح کہ اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ سچا کیا گیا ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں۔ کون ہے جو اپنے وعدے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پورا کرنے والا ہو۔ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ مؤمن جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہنے والے ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ دونوں برابر نہیں۔ ان کو بیٹھے رہنے والوں پر درجہ حاصل ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بڑے اجر کے لحاظ سے فضیلت دی اور اپنی طرف سے درجات' بخشش' رحمت بھی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ (النساء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہو؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا۔ جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور ہمیشہ کی جنتوں میں پاکیزہ مکانات' یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری چیز جس کو تم پسند کرتے ہو' وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قریبی فتح ہے اور ایمان والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ.

آیات اس سلسلے میں بہت معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فِيْ فَضْلِ الْجِهَادِ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَمِنْ ذٰلِكَ۔

جہاد کی فضیلت میں احادیث بھی شمار سے باہر ہیں۔

تشریح ۞ ۱) **کافه** : اکٹھے۔ **کما یقاتلونکم کافه**۔ یہ اہل کتاب میں سے ذمیوں کے علاوہ کفار سے متعلق ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: **قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ** (الی) **ید هم صاغرون** [التوبہ:۲۹] اس آیت میں اشارہ فرمایا کفار سے قتل کے وداعی کو دواعی طبع پر مقدم رکھا جائے گا۔ جیسے قرب' دوستی اور کفار کی مصاحبت کے خیال سے قتال ترک کرنا۔ جب کفار تمہارے معاملے میں اس بات کا لحاظ نہیں کرتے اور وہ کفر کی راہ میں نبرد آزماء ہیں تو تم اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ تم ان کی رعایت نہ کرو۔ **واعلموا ان اللہ مع المتقین**۔ جو لوگ شرک سے بچنے والے ہیں ان کی نصرت واعانت فرماتا ہے۔ اس سے کفار پر اقدام کرنے کے لئے ابھارا گیا ہے۔ خواہ ان کے عساکر کی تعداد کتنی زیادہ ہو' جس کے اللہ تعالیٰ مددگار

ہوں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۲) **کتب علیکم القتال** :تم پر کفار سے لڑنا فرض کر دیا گیا۔**وھو کرہ لکم**: یہ جملہ فاعل سے محل حال میں ہے۔یعنی وہ طبعی لحاظ سے تمہیں ناپسند ہے۔کیونکہ اس میں اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کرنا پڑتا ہے۔**و عسی ان تکرھوا** ' **عسی** : ترجی کے لئے ہے اس کو یا اور کسی چیز اور وہ ناپسندیدہ چیز حقیقت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔**عسی ان تحبوا شیئًا**۔یہ عسٰی شفقت کے لئے ہے۔ہوسکتا ہے طبعی لحاظ سے تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور حقیقت میں وہ چیز تمہارے لئے بری ہو۔ **راتیہ یعلم وانتم لا تعلمون**۔نفع بخش اور نقصان دہ کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یہ جملہ اسمیہ ہے یا حالیہ ہے۔اس میں اشارہ کر دیا کہ معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو اور نقد وقدر پر راضی ہو۔خواہ وہ طبع کے مناسب اور نفس کی چاہت کے مطابق نہ ہو۔پس خیر اس میں ہے جو واقع ہونے والی ہے۔

۳) **انفروا و اخفافًا و ثقالا** : تم جہاد کے لئے نکلو خواہ جوان ہو یا بوڑھے نشاط کی حالت ہو یا غیر نشاط کی یا سوار ہو یا پیدل۔ فقیر ہو یا غنی تھوڑے سے مال ہوں یا زیادہ۔کم اسلحہ ہو یا زیادہ اسلحہ ہو صحت مند ہو یا بیمار یا استعداد کے بعد تیزی کرنے والے ہو۔تم اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آلاتِ حرب وضرب خرید کر اور نفوس کو دین کی عزت کے لئے خرچ کرنے والے ہو۔

۴) **انفسھم** :جن کو اسی ہی نے پیدا فرمایا ہے۔**و اموالھم**: جو اسی ہی نے عنایت فرمائے ہیں۔**بان لھم الجنۃ**: بعض نے کہا یہ تمثیل ہے کہ بذل نفس و مال کا جو بدلہ ملے گا تو گویا وہ جنت ہی کا بدل میں خرچ ہے۔**یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون**:وہ دشمنوں کو قتل کرتے ہیں۔**و یقتلون** اور میدانِ حرب میں قتل ہوتے ہیں۔یہ جملہ مستانفہ ہے جو اس چیز کے بیان کیے لئے لایا گیا جس کی خاطر یہ خرید وفرخت ہے۔**و عدًا علیہ حقًا** ۔یہ دونوں مصدر مؤکد ہیں۔جنت کے بدلے میں فروخت اس کو لازم کرنے والی ہے۔

فی التوراۃ والانجیل والقرآن : یہ وعدہ گزشتہ کتب میں بھی ثابت شدہ ہے جیسا کہ وہ قرآن مجید میں ثابت ہے۔بعض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم جہاد تمام شرائع میں موجود تھا۔بعض نے کہا اس بات کا بیان پہلی شرائع میں بطور یادداشت کے موجود تھا کہ امت محمدیہ کے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے بیچنے والے ہیں۔جیسا کہ قرآن میں بھی ثابت ہے۔**ومن اوفی بعھدہ من اللہ**: اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر وعدہ وفا کرنے والا کون ہے۔**فاستبشروا ببیعکم الذی بالیعتم بہ**: خوب خوش ہو جاؤ۔یہ ہمیشہ ہمیش کی خوشی کا باعث ہے۔**و ذلک ھو الفوز العظیم**۔یہ اس وقت نازل ہوئی جب عبداللہ بن رواحہ اور ان کے اصحاب نے بیعۃ عقبہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔آپ اپنی ذات اور ربّ تعالیٰ کی طرف سے جو شرط چاہیں لگالیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے ربّ کے لئے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط لگاتا ہوں۔ان چیزوں سے میرا دفاع کرو گا جن سے اپنے نفوس واموال کا دفاع کرتے ہو۔انہوں نے سوال کیا' پھر ہمیں اس پر کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: الجنہ! انہوں نے کہا ہمیں یہ سودا منظور ہے۔ہم نہ اقالہ کریں گے اور نہ اقالہ کا مطالبہ کریں گے۔

۱۵: **لا یستوی القاعدون** :یعنی جو جہاد سے بیٹھ رہنے والے ہیں وہ اور مجاہد برابر نہیں۔**غیر اولی الضرر**: ا) رفع ہو تو یہ

قاعدوں کی صفت ہے اس سے کوئی مخصوص لوگ مراد نہیں یہ نکرہ کی طرح ہے یا بدل ہے'۲) نصب کی صورت میں حال یا استثناء ہے'۳) جر کی صورالمؤمنین کی صفت یا بدل ہے۔ جب آیت کا شروع حصہ نازل ہوا تو عبداللہ بن ام مکتوم نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے حال کیا ہوگا جب ہم جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ پر اسی وقت وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر اس سے افاقہ ہوا تو آپ نے آیت تلاوت فرمائی: **لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر۔ والمجاھدون فی سبیل اللہ:** یعنی ان کے درمیان لڑائی سے بیٹھ رہنے والوں میں درجات کے لحاظ سے برابری نہیں سوائے معذورین کے۔ مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے درجات میں فضیلت عنایت فرمائی ہے۔

النحو: **فضل اللہ** کا جملہ استواء کی نفی کو واضح کر رہا ہے۔ **درجۃ** کا۱) نصب نزع جافض کی وجہ سے ای **بدرجۃ عظیمۃ تندرج تحتھا الدرجات**'۲) مصدر ہے اور تفضیل کے معنی کو متضمن ہے تو مفعول مطلق بن گیا۔ **وکلا وعد اللہ الحسنیٰ:** غیر معذور قاعدین اور مجاہدین میں سب سے جنت اور جزائے کثیر کا وعدہ کر رکھا ہے۔ **درجات منہ و مغفرۃ و رحمۃ:** ان میں سے ہر ایک اجر سے بدل ہے یا مجاہدین کی فضیلت کی وجہ سے دوبارہ لے آئے اور جہاد کی عظمت کے لئے اجمال و تفصیل سے مبالغہ مقصود ہے تاکہ ترغیب وشوق دلایا جائے۔

بعض نے کہا درجہ سے مراد دُنیا میں ان کا بدلہ غنیمت' کامیابی اور اچھا تذکرہ اور آخرت میں ان کے لئے بنایا جو بنایا وہ مراد ہے۔ بعض نے کہا درجہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ کی بلندی اور درجات سے مراد منازل جنت۔ بعض مفسرین اس طرف گئے۔ القاعدون ا) وہ ہیں جو معذور ہیں مجاہدین ان سے بھی ایک درجہ زیادہ افضل ہیں کیونکہ معذورین کی قدرتی مجبوری کی وجہ سے صرف نیت جہاد تو ہے اور مجاہدین نیت وعمل دونوں رکھتے ہیں اور القاعدون۲) جو کہ غیر معذور ہیں ان کے اور مجاہدین کے درمیان بے شمار درجات کا فاصل ہے۔ یہ اختلاف پہلے مذکور ہوا۔

۲) **عذاب الیم:** سے مطلق عذاب الٰہی مراد ہے۔ **تو مؤمنون باللہ:** یہ جملہ مستانفہ اس تجارت کی وضاحت کے لئے لایا گیا ہے گویا انہوں نے تجارت کا تذکرہ سن کر کہا وہ تجارت بتلائیں۔ اے ہمارے ربّ! اس کی وضاحت فرمائیں تو فرمایا **تؤمنون باللہ......۔ ذلکم:** یہ ایمان اور جہاد **ان کنتم لا تعلمون** اگر تم ناواقف نہیں ہو۔ **یغفر لکم:** یہ شرط مقدر کا جواب ہے کیونکہ یہ امر مذکور کا خبر کی صورت میں جواب ہے جو مبالغۃً اس طرح لایا گیا۔ مطلب یہ ہوگا تم ایمان لاؤ اور جہاد کرو پس اگر تم ایمان لاؤ گے اور جہاد کرو گے تو وہ تمہیں بخش دیں گے۔ جنت کا نام عدن اس لئے رکھا کیونکہ مؤمن اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ عرب کہتے ہیں **عدن بالمکان ای اقام فیہ۔**

واخری تحبونھا یعنی **ولکم نعمۃ اخری** ۔ تمہیں دوسری نعمت میسر آئے گی کیونکہ جلد ملنے والی چیز نفس کو محبوب ہے۔ اسی لئے فرمایا اس نعمت کو پسند بھی کرتے ہو۔ **نصر من اللہ و فتح قریب۔ نصر** یہ بدل یا عطف بیان ہے۔ **قریب** کا معنی جلد ملنے والی ہے۔ **و بشر المؤمنین:** اے محمد ﷺ! ایمان والوں کو ثوابِ دارین کی خوشخبری سنا دو۔

النحو: اس کا عطف تؤمنون پر ہے اور وہ امنوا کے معنی میں ہے اور سوال مقدر کا جواب بن جائے گا۔ گویا انہوں نے اس طرح عرض کیا اے ہمارے ربّ! ہمیں بتلائیں تو جواب ملا۔ **امنوا یکن لکم کذا و بشرھم یا محمد بثبوتہ۔**۲) اور قل کا عطف محذوف پر ہے۔ **ای قل یایھا الذین امنوا او بشر۔**

سلسلہ جہاد کی آیات مشہور اور کثرت سے ہیں۔

اور احادیث بھی کثیر تعداد میں وارد ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند یہاں مذکور ہیں۔

۱۲۸٦ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ "اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِیْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" قِیْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۸٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا"۔ پوچھا گیا' پھر کیا؟ فرمایا: "حج مبرور"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یعنی ثواب میں بڑھ کر یا اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ نفیس ہے کہ جس کو اپنایا جائے تو فرمایا: **قال ایمان بالله**۔ تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ اس سے مراد سچا ایمان ہے۔ **قیل ثم ماذا**۔ پھر اس کے بعد کونسی چیز افضل ہے۔

اَلنَّحْوُ : گویا یہ خبر محذوف ہے۔ **الجهاد فی سبیل الله**: جہاد فی سبیل اللہ' عرض کیا گیا پھر فرمایا مقبول حج۔ کتاب الحج میں روایت گزری۔

تخریج : باب بر الوالدین وصلة الأرحام میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۲۸۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی؟ قَالَ : "اَلصَّلٰوةُ عَلٰی وَقْتِهَا" قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ : "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کرنا"۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: "ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا"۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ کونسی نیکی۔ **احب الی الله**۔ یہ رضائے الٰہی سے کنایہ ہے اور کرنے والے کی ثناء یا کثرتِ ثواب مراد ہے۔ **علی وقتها**: یہاں علی فی کے معنی میں ہے۔ **ثم ای**۔ یہ مبتداء محذوف الجر ہے۔۲) ای محذوف کی خبر ہے۔ ای افضل؟ اور ثم ای الافضل۔ **بر الوالدین**۔ والدین کے ساتھ ہر اصل بھی ان کے بعد ان کی مثل ہے۔ اگرچہ ان کے علاوہ موجود ہوں۔ **الجهاد فی سبیل الله**: قرطبی کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان تین کو خصوصاً ذکر فرمایا کیونکہ یہ دیگر طاعات کے لئے عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں جو شخص نماز کو ضائع کرنے والا ہو حالانکہ نماز کی مشقت بھی کم ہے اور درجہ بھی بہت ہے تو وہ

دیگر چیزوں کا زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جو اپنے والدین سے بھلائی نہیں کرتے کہ جن کا بہت بڑا حق ہے تو دوسرے اس کا نیک سلوک نایاب ہوگا۔ اسی طرح جہاد کو چھوڑنے والا حالانکہ وہ دین کے بڑے دشمن ہیں تو اور فساق سے سے کیا جہاد کرے گا۔ (المفہم للقرطبی)

تخریج : باب بر الوالدین وصلة الأرحام میں گزر چکے۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۲۸۸ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۸: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ الف لام جنس کا ہے جو جمع کا معنیٰ باطل کر دیتا ہے اور واحد کی طرح بنا دیتا ہے اور اس پر الایمان باللہ دلالت کر رہا ہے۔ ایمان باللہ: اللہ اور رسول پھر ایمان میں سے ایک کا تذکرہ دوسرے کے تذکرہ سے مستغنی کر دیتا ہے کیونکہ دونوں میں تلازم ہے۔

والجهاد فی سبیله : ان اعمال کے تذکرہ سے یہ مطلب نہیں کہ مذکورہ اعمال باہمی درجہ میں برابر ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں افضل علماء البلد زید وعمر۔ اگرچہ ان کے درجہ میں کتنا تفاوت ہو۔ جوابات میں فرق دراصل سائلین کے احوال کے لحاظ سے ہے یا موقعہ کے اعتبار سے ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۱۳۸۹) والبخاری (۲۵۱۸) ومسلم (۸٤) والدارمی (۲/۳۰۷) وابن حبان (۱۵۲) وعبد الرزاق (۲۰۲۹۹) وابن الجارود (۹٦۹) والنسائی (۳۱۲۹) والبیهقی (٦/۸۱)

الفرائد : ایمان باللہ کے بعد سب سے افضل عمل جہاد ہے اور وہ اسلام کی چوٹی ہے۔

۱۲۸۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبح سویرے تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا یا شام کے وقت تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔" (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **لغدوة** :ایک مرتبہ صبح کو جانا۔ لام تاکید کے لئے لائی گئی ہے۔ عینی کہتے ہیں یہ لام تاکید ہے نہ کہ لام قسم۔ **فی سبیل الله**۔ یہ ظرف لغو ہے جو غدوۃ سے متعلق ہے یا مستقر ہو تو اس کی صفت ہے او یہ تنویع کے لئے ہے شک کے لئے نہیں ہے۔ **روحه**: یہ روح سے ایک بار کے لئے آتا ہے۔ (عینی) **خیر من الدنیا** : یہ اس ملنے والے ثواب کی وجہ سے

ہے۔ یہ روایات میں وارد ہے کہ کم درجہ کے جنتی کو دنیا سے دس گنا بڑھ کر دیا جائے گا۔ درمیانے درجے کے جنتی کا کیا کہنا اور جو اعلیٰ ہیں وہ تو اعلیٰ ہیں۔ باقی دنیا حقیر اور آخرت کے ثواب کی تو کوئی مناسبت ہی نہیں۔ وہ باقی یہ فانی۔ ہمیں مانوس کرنے کے لئے یہ خطاب فرمایا۔ ۲) ممکن ہے کہ ثواب کی مقدار اس ثواب سے بہتر ہو جس کو دنیا ملی ہو اور اس نے اس دنیا کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں لگا دیا۔ سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٣٥٢) والبخاری (٢٧٩٢) ومسلم (١٨٨٠) وابن ماجه (٢٧٥٧) وابن حبان (٤٦٠٢)

الفرائد : اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے صبح یا شام کا تھوڑا سا وقت تمام دُنیا اور اس کے اسباب سے بہتر ہے۔

١٢٩٠ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : مُؤْمِنٌ يُّجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٢٩٠: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: "وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: "وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے والا ہو"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ حافظ کہتے ہیں مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ پہلے گزرا یہ سائل ابوذر غفاری تھے۔ **ای الناس افضل**: یعنی کن لوگوں کو سب سے بڑھ کر ثواب ملے گا۔ **قال تومن یجاھد بنفسہ**۔ وہ مؤمن جو کفار سے جہاد کرتا ہے یعنی اپنی جان و مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں رضا مندی کی خاطر خرچ کرتا ہے۔ بقول عینی لوگوں میں افضل مؤمن مجاہد ہے۔ علماء نے فرمایا یہ عام مخصوص ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: **من افضل الناس**۔ لوگوں میں افضل کون ہے؟ ورنہ علماء صدیقین افضل ہیں جیسا روایات اس پر دلالت کرتی ہیں اور نسائی کی بعض روایات میں یہ الفاظ موجود ہیں: "**ان من خیر الناس رجلاً عمل فی سبیل الله علی ظهر فرسه**" (عینی)

مؤمن فی شعب : مبتداء نکرہ ہے کیونکہ وہ تنویع کے لئے ہے جیسے کہتے ہیں: **فیوم لنا و یوم علینا**' **شعب** سنین کے کسرہ سے ہے۔ بعض نے مطلق راستہ بعض نے پہاڑوں میں راستہ معنی کیا ہے۔ جمع شعاب ہے۔ یہ عام عادت کے لئے خلوت میں مثال کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جو بھی الگ تھلگ ہو مراد ہے۔ **لیعبد الله**۔ پہلے مفرد سے خبر لائی گئی یہ جملہ کے ساتھ خبر ہے۔ ۲) ظرف میں مستقر ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ ۳) جملہ مستانفہ ہے اور سوال مقدر کا جواب ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: **ماذا یعمل فیه**' باب العزلہ میں ان الفاظ سے گزر چکی ہے: **رجل یعتزل فی شب من الشعاب یعبد ربه** اور ایک روایت اس طرح ہے: **یتقی الله ویدع الناس من شره**۔

تخریج : باب استحباب العزلة عند فسا الناس والزمان میں گزر چکی۔

الفوائد : ایضاً۔

۱۲۹۱ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا' وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۹۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور شام کو تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں چلنا یا صبح کے وقت تھوڑی دیر چلنا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اُس سب سے بہتر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ راء مکسور ہو تو یہ مرابطہ کی طرح مصدر ہے اور یوم کی طرف اس کی اضافت اسی طرح ہے جیسی اس آیت میں تربص اربعة اشهر۔ **في سبيل الله**۔ یہ رباط کے لئے صفت کے مقام پر ہے۔ سبیل کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے وارد ہے۔ ہر خالص عمل کے لئے بولا جاتا تھا مگر اب جہاد کا معنی غالب آیا اور اس کے متعلق حقیقت شرعیہ کے طور پر استعمال ہونے لگا۔ **خير من الدنيا** : پہلی روایت **مافيها** اور یہاں **ما عليها** سے تعبیر کیا گیا۔ یہ فن فی التعبیر ہے اور ممکن ہے کہ فی علی اور علی فی کے معنی میں آنے کی قسم سے ہو۔ عینی کہتے ہیں یہاں علی اس لئے لائے کیونکہ استعلاء کا معنی عرفیت زیادہ قوی ہے۔ پس زیادہ مبالغہ کے لئے اس کو لے آئے۔ **موضع سوط**۔ معمولی مقدار کو بیان کرنے کے لئے لائے۔ **وما فيها**: جو اس میں خواہشات اور رونقیں اور لذات ہیں کیونکہ ان میں بقاء کا نشان نہیں۔ **في سبيل الله**: اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ جنت کے بدلے بیچ کر اس کی راہ میں سفر کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس کو مقصود ہے۔ **والغدوة** : صفت واقع ہونے والے جملہ کو حذف کر دیا اور اسی طرح اکتفاء کیا کہ اس کی مثل جملہ گزرا۔۲) حال واقع ہے۔ **خير من الدنيا**: یہ دونوں کی خبر ہے مفرد اس لئے لائے کہ اسم تفصیل الف لام سے خالی ہے۔ اس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ دنیا کا طویل زمانہ اور بڑی جگہ آخرت کی چھوٹی سی جگہ اور تھوڑے سے وقت کے مقابلے میں حقیر ہے۔ اس سے دنیا میں زُہد کی طرف ترغیب دلانا اور دنیا کی حقارت بیان کرنا مقصود ہے اور جہاد کی طرف ابھارنا مقصود ہے کہ اس تھوڑی سی محنت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں دنیا سے بھی زیادہ افضل عنایت فرمائیں گے۔ تو جس شخص نے اپنے اپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر خوب تھکایا ہوگا اور اپنا مال اس کی راہ میں لگایا ہوگا اس کا تو کیا کہنا۔

قرطبی کہتے ہیں: ایک مرتبہ جہاد میں جانے پر ملنے والا ثواب دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بڑھ کر ہوگا۔ اگرچہ دنیا کو اس کے تمام سامانوں سمیت جمع کر لیا جائے۔ اس سے مراد اپنے شہر سے آنا جانا مراد نہیں اس سے مراد غزوہ کی راہ میں ہر صبح وشام کو کیا جانے والا سفر مراد ہے۔ خواہ وہ معمولی ہو۔ نووی کہتے ہیں' اسی طرح میدانِ قتال میں صبح وشام کے چند قدم مراد ہیں۔

کیونکہ تمام پر غزوہ و روحہ کے اطلاق ہوتا ہے۔

فائدہ: رباط سرحد کی حفاظت کو کہتے ہیں۔ یہ روایت اسی سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔ عینی فرماتے ہیں رباط و مرابطہ ایک چیز ہے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں رباط اصل میں گھوڑے باندھنے کو کہا جاتا ہے جو کہ سرحد پر ہوں اور ہر ایک کا دوسرے پر اطلاق درست ہے۔ مگر ابن التین نے غیر وطن کی قید لگائی ہے اور حبیب بن مالک سے یہ بات نقل کی ہے۔ عینی نے اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا یہ کبھی تو اپنے وطن میں دشمن کے دفاع میں پیش آتی ہے (جیسے احد، خندق تو مدینہ میں ہوئے) عرب کہتے ہیں: **الرباط المرابطه فی نحوار العدو و حفظ ثغور الاسلام**۔ یعنی دشمنانِ اسلام سے سرحد اسلام کی حفاظت تاکہ وہ مسلمانوں کی پناہ گاہ میں دخیل نہ ہوں۔

تخریج: أخرجه أحمد (٨/٢٢٩٣٥) والبخاری (٢٧٩٤) ومسلم (١٨٨١) والترمذی (١٦٥٤)

الفرائد: ① جہاد میں سرحد اسلام کی نگرانی ایک عظیم الشان عمل ہے ② اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھوڑا سا وقت دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

١٢٩٢ : وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ، وَاِنْ مَّاتَ فِيْهِ اُجْرِيَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۹۲: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایک دن رات اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور ان کے قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کو اسی راستہ میں موت آ گئی تو اس کے عمل کو جاری کر دیا جائے گا جو وہ کرتا تھا اور اس کا (جنت کا) رزق جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنہ (قبر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔'' (مسلم)

تشریح: یہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ یہ رباط کی اضافت یوم کی طرف فی معنی میں ہے۔ (ابن مالک) یا ادنیٰ ملابست کی وجہ سے رضافت کر دی۔ **خیر من:** کیونکہ رباط کا نفع متعدی ہے اور دوسرا اس کا صرف ذات کو پہنچنے والا ہے۔ **وان مات:** اگر اس کی وفات ہو گئی تو رباط کی حالت میں جو کام کرتا تھا وہ جاری رہے گا اور اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ (قرطبی) **رزقه:** یہاں جنت کا رزق مراد ہے۔ جیسے شہداء کو ملتا ہے۔ (نووی)

اومن الفتان: یہ فعل مجہول ہے۔ علقمی سیوطی سے اس کو معروف بھی نقل کیا ہے۔ فتان سے قبر کی آزمائش ابوداؤد میں ''من فی فتانی القبر'' کے الفاظ ہیں کیونکہ الف لام جنس واحد پر صادق آتا ہے۔ یہ فتن کی جمع ہے۔ قرطبی کہتے ہیں الف لام جنس کا ہے ہر فتنہ میں مبتلا مراد ہے۔ علقمی کہتے ہیں فتنہ قبر مراد ہے۔ جمع کا اطلاق دو پر کیا گیا ہے یا قبر کا فتنہ ایک دوسرے سے زائد ہے۔ بعض نے تین، چار نقل کیے ہیں۔ بہت سے علماء نے استدلال کیا کہ رباط والے کو شہید کی طرف سوال سے بچا لیا جاتا ہے۔ علامہ عراقی کہتے ہیں اس منکر نکیر کا سوال مراد ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس کے ہاں نہیں آتے نہ اس کا امتحان لیتے

ہیں۔ اس کا رباط میں مرجانا کفایت کر جاتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اسے مانوس کرتے ہیں۔ اس کو نہ ڈرائیں گے نہ ان کی آمد سے آزمائش ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢٣٧٨٨) ومسلم (١٩١٣) والترمذي (١٦٧١) والنسائي (٣١٦٧) وابن حبان (٤٦٢٣) والحاكم (٢٤٢٢) والطبراني (٦٠٧٧) والبيهقي (٩/٣٨)

الفرائد : سرحد کی حفاظت کرنے والے کا عمل موت کے بعد جاری رہنے والا ہے۔

۱۲۹۳ :وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنَمّٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَيُؤَمَّنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۹۳: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر میت کے عمل کو مُہر لگا کر بند کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والا۔ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اس کو محفوظ کر دیا جائے گا"۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ عبید یہ عبد کی تصغیر ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے: بن نافذ بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ۔ یہ پہلا غزوہ جس میں شامل ہوئے اُحد ہے۔ بعد والے تمام غزوات میں شرکت کی۔ جن میں بیعت رضوان فتح مصر میں موجود تھے۔ پھر دمشق میں اقامت اختیار کی۔ حضرت امیر معاویہ کی طرف سے وہاں کے قاضی رہے۔ ۵۸ھ میں وفات پائی۔ بعض نے اس سے پہلے لکھا ہے (تقریب حافظ) بخاری نے تاریخ اور مسلم نے روایات نقل کی ہیں۔ سنن اربعہ نے پچاس روایات نقل کیں۔ مسلم نے ان میں سے دو روایات ذکر کی ہیں۔ ۵۳ھ دمشق کے باب الصغیر میں مدفون ہوئے۔ بعض نے ۶۹ کہا مگر درست پہلا ہے۔ امیر معاویہ جب ان کی چارپائی کو اٹھا رہے تھے تو ان کے بیٹے سے فرما رہے تھے: اے بیٹے! میری اٹھانے میں معاونت کرو تم ان کے بعد اس جیسی نعش نہ اٹھاؤ گے۔ امیر معاویہ کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ (تہذیب نووی)

یختم علی عمله : اس کے ذاتی ثواب وعتاب میں اضافہ نہیں ہوتا۔ **الا المرابط**: سوائے اس کے جو مرابط ہو۔ **فانه ینمی له عمله** : روایت ابوداؤد میں ینمو ہے مگر فصیح وہی ہے جو اوپر نقل ہوا۔ اس کا معنی بڑھنا ہے (سیوطی فی قوت المغتذی) اس کا ثواب بڑھے گا اور اس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ **ویومن من فتنة القبر**: فتنہ قبر سے بچا رہے گا اس کے ایمان کی علامت رباط بن جائے گا۔ طبرانی وحلیہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں **كل عمل منقطع من صاحب اذا مات' الا المرابط فی سبیل الله فانه یمنی له عمله و یجری علیه رزقه الی یوم القیامة**۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٤٠٠٦) وأبو داود (٢٥٠٠) والترمذي (١٧٢٧) وابن حبان (٤٦٢٤) والحاكم (٢/٢٦٣٧) والطبراني (١٨/٨٠١) وابن المبارك (١٧٤) أحمد (١٧٣٦٣)

الفرائد : سرحد اسلام کی حفاظت کرنے والا فتنہ قبر سے مامون ومحفوظ رہے گا یہ فضیلت صرف شہید اور محافظ کو میسر ہوگی۔

۱۲۹۴ : وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۹۴: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہ میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ حافظ کہتے ہیں کہ اس روایت اور اس حدیث میں "خیر من صیام شھر" کوئی منافات نہیں کیونکہ اس میں پہلے پر ثواب کے اضافے کا اعلان کیا گیا ہے یا عمل کرنے والے لوگوں کے لحاظ سے فرق ہے۔ علقمی کہتے ہیں عمل کے قلیل وکثیر کے لحاظ سے فرق ہے۔ بیہقی کہتے ہیں اس قسم کی روایات سے دوسروں سے مرابط کے عمل کا دوگنا ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگوں کی حالت نیت واخلاص کے اعتبار سے مختلف ہونے کے لحاظ سے مختلف ہے اور اقامت کے لحاظ سے مختلف ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٤٤٢) والترمذي (١٦٧٣) والنسائي (٣١٦٩) والدارمي (٢/٢١١) وابن حبان (٤٦٠٩) والحاكم (٢٣٨١)

الفرائد : حفاظت سرحد اسلام جہاد کی اعلیٰ اقسام سے ہے کیونکہ اس میں مجاہدہ نفس وعدو دونوں پائے جاتے ہیں۔

۱۲۹۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِيْ وَاِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ فَهُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ' اَوْ اَرْجِعَهُ اِلٰى مَنْزِلِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ ' اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ : لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ ' وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ – وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنْ يَّشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَدًا وَلٰكِنْ لَّا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَّيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ – وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ۔

"اَلْكَلْمُ" اَلْجُرْحُ۔

۱۲۹۵: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لے لیتا ہے جو فقط اس کی راہ میں جہاد کے نکلا اور رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق ہی۔ وہ میری ضمان میں ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے

اس مکان پر واپس لوٹاؤں جہاں سے وہ نکلا اس اجر یا غنیمت کے ساتھ جو اس نے پایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم اٹھایا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا۔ جس حالت میں زخم ہوا۔ اس کا ظاہری رنگ تو خون جیسا ہوگا' مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی ایک سریہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میں ان کے لئے سواری کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں' پس قتل کیا جاؤں' پھر جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ مسلم' بخاری سے کچھ حصہ روایت کیا۔ اَلْکَلِمُ : زخم۔

تشریح ۞ **تضمن الله** : اس پر لازماً فضل و احسان فرماتے ہیں۔ **ایمان بی**: یعنی میرے وعدوں پر ایمان۔ **تصدیق برسل**: یعنی ان کی اطلاعات اور ان کی نبوت و رسالت کی تصدیق۔

اَلنَّحْوُ :**لا یخرجه** کا جملہ خرج کے فاعل سے حال ہے۔ **فهو ضامن**: اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے فضل و کرم کو لازم کرنے والے ہیں جو ان صفات والا ہو۔ **ان ادخله الجنة** : سابقہ عذاب کے بغیر شروع میں جنت میں داخلہ مل جائے گا۔ اگر وہ جنگ میں شہید ہوا یا **ارجعه الی منزله** : یہ **فان رجعك الله**...... کے معنی میں متعدی ہے' لوٹائے یا **خوج منه** : جہاں سے وہ جہاد کے لئے نکلا۔ **بما نال** : اجر اخری اور مال غنیمت' دونوں ساتھ لایا۔ ۱) **ضامن**: کا لفظ مضمون کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے جیسا دافق بمعنی درفوق۔ ۲) یا دو ضمان جیسے لابن اور تامر۔ ان دونوں صورتوں میں ضمیر غاز کی طرف راجع ہے۔ او' تقسیم کے لئے ہے۔ فقط اجر کے ساتھ لوٹا اور کبھی فقط غنیمت کے ساتھ۔ عینی کہتے ہیں۔ بات اس طرح نہیں اس کو ہر صورت اجر ملے گا خواہ غنیمت ملے یا نہ ملے۔ ابن بطال کا قول بھی یہی ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے اجر پر مطلقاً دلالت کرتی ہے۔ روایت یہ ہے: "**مامن غازیة تغزو فی سبیل الله فیصیبون الغنیمة الا تعجلوا ثلثی اجرهم من الآخرة وبقی لهم الثلث فان لم یصیبوا غنیمة ثم لهم اجرهم**"۔ یہ روایت دلالت کر رہی ہے کہ وہ بلا اجر نہیں لوٹتا' لیکن ان کا اجر کم ہو جاتا ہے جو غنیمت پاتے ہیں۔ حمید بن ہانی کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا گیا۔ مگر نسائی نے اس کی توثیق کی ہے' واللہ اعلم۔ بخاری کی روایت جو ابو ہریرہؓ سے منقول ہے وہ اس طرح ہے: **وتوکل الله للمجاهد فی سبیله بان یتوفاه ان یدخله الجنة او یرجعه سالما مع اجره او غنیمة** : عینی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی موت کے ساتھ اس کو جنت میں داخلے کے ضامن بن جاتے ہیں اور عدم توفی کی صورت میں اجر یا غنیمت کے ساتھ لوٹنے کے ضامن ہو جاتے ہیں۔ کرمانی وہ شہادت یا سلامتی میں سے ایک چیز پاتا ہے۔ پہلی صورت میں اسی وقت جنت میں اور دوسری صورت میں اجر یا غنیمت سے خالی نہیں رہتا۔ دونوں جمع بھی ہو سکتی ہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دونوں ہی نہ ملیں۔ باقی الضمان' التکفل' التوکیل اور انتداب کے الفاظ جو حدیث میں وارد ہوئے یہ وعدے کے بطور فضل ثبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو مذکورہ الفاظ میں ذکر فرمایا جو لوگوں کی عادات کے مطابق معروف ہیں تاکہ نفوس انسانی مطمئن ہو کر دل اس کی طرف مائل ہوں۔ **والذی نفس محمد بیده** :فخامت شان کے لئے ضمیر کی بجائے اسم گرامی ذکر کیا۔ جیسے خلیفہ کہے:

الخلیفة فع کذا دون فعلت' یر سے قدرت مراد ہے۔ سامع کی یقین دہانی کے لئے قسم مستحب ہے۔ مامن کلم یکلم فی سبیل الله : کلم' زخم چھوٹے بڑے کو شامل ہے۔ یکلم: یہ فعل مجہول ہے۔ فی سبیل اللہ یہ ظرف مستقر محل حال میں واقع ہے اور اس سے مراد جہاد ہے۔ اسی پر وہ زخم جو اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر ہو اور اپنے حق کے دفاع کے لئے ہو وہ اس میں شامل ہے۔ الدجاء یوم القیامة : وہ اسی حال میں آئے گا جو دنیا کی حالت کے مماثل ہوگا۔ لونه لون دھر : بخاری کی روایت میں یہ جملہ اس طرح روایت ابو ہریرہ میں مذکور ہے: "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذی نفسی بیده یکلم احد فی سبیل الله والله اعلم بمن یکلم فی سبیله الا جاء یوم القیامة واللون لون دم والریح ریح المسلك۔ یہ جملہ حالیہ ہے اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ شہید جس حالت میں قبض کیا گیا اسی پر اٹھایا جائے گا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی طاعت میں جو نفس کی قربانی دی تھی اس کی منزلت کا مشاہدہ کرے اور اپنے اوپر ظلم کرنے والے کا انجام دیکھے اور خوشبو کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی فضیلت اہل موقف پر ظاہر ہو۔ والذی نفس محمد بیده : جملہ قسمیہ کو دوبارہ کیونکہ دوسری مرتبہ مقسم علیہ مختلف ہے۔ لالو ان أشق علی المسلمین: وہ لوگ جو جہاد میں نکلنے سے عاجز ہیں۔ ما قعدت خلاف سریه : مسلم کی روایت میں خلاف کی بجائے خلف کا لفظ ہے۔ تو میں کسی سریے سے پیچھے نہ رہتا۔ سریہ: لشکر کی ایک گروہ جس کی تعداد چار سو تک ہوتی ہے۔ اس کی جمع سرایا ہے۔ نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ لشکر کا خلاصہ اور عمدہ حصہ ہوتا ہے۔ السری : نفس وسردار کو کہتے ہیں۔ تغزو : یہ سریہ کی صفت ہے۔ ابتدًا : کسی زمانہ میں۔ ولکن لا احد سعة : ایسی وسعت نہیں جس سے تمام مسلمانوں کا انتظام ہو سکے اور وہ بذاتِ خود نکلیں۔ ویشق علیھم : اور مجھ سے پیچھے رہنا بھی ان پر گراں گزرے گا کہ میری صحبت سے محروم اور غزوہ سے بھی محروم فاقتل: اگر ان اغزو پر عطف ڈالیں تو منصوب ہے۔ بخاری کے الفاظ یہ ہیں: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول والذی نفسی بیده لولا ان رجالاً من المؤمنین لا تطیب انفسهم ان یتخلفوا عنی ولا اجد ما احملهم علیه' ما تخلفت عن سریة تغزو فی سبیل الله والذی نفسی بیده لو ددت انی اقتل فی سبیل الله ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل۔ عینی کہتے ہیں بعض لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی اس قسم کے متعلق اشکال ہوا۔ اس جاننے کے باوجود کہ وہ قتل نہ ہوگا۔ ابن المنیر نے کہا شاید اس آیت کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔ والله یعصمك من الناس: اور اس جواب پر اعتراض یہ ہے کہ یہ تو مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اتری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے آپ ﷺ سے سننے کی تصریح کی ہے اور ان کی مدینہ آمد ۷ھ کے اوائل میں تھی۔ ۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ خیر وفضیلت کی تمنا اس کے وقوع کو لازم نہیں کرتی۔ عینی نے کہا: جہاد کی فضیلت کو بطور مبالغہ بیان کرنے کے لئے اس طرح فرمایا۔ انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں شہید کے متعلق موجود ہے کہ وہ دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے گا تا کہ وہ دس مرتبہ قتل ہو جب وہ اپنا اعزاز دیکھے گا (مسلم) حاکم نے جابر کی سند سے بیان کیا: کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا ذکر اصحابه الذین استشهدوا فی احد قال والله لوددت اتی عوددت مع اصحابی بفحص الجبل و فحص الجبل ما بسط منه و کشف من نواحیه۔ (حاکم)

تخریج : أخرجه مالك (۹۷۳) وأحمد (۳/۷۱٦۰) والبخاری (۳٦) ومسلم (۱۸۷٦) والنسائی (۵۰٤۵)

وابن ماجه (٢٧٥٣) وابن حبان (٤٦١٠) والبيهقي (٩/٣٩) وأبي داود (٢٤٩٤)

الفوائد: اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والا قتل ہو یا واپس لوٹے اجر وغنیمت کا حقدار ہے۔ جہاد و مجاہد اور شہید کی عظیم فضیلت مذکور ہے۔

١٢٩٦ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهٗ يَدْمِيْ : اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہوگا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: مکلوم : زخمی۔ یکلم : یہ مجہول لایا گیا تا کہ کفار کی طرف سے ہر قسم کا زخم شامل ہو خواہ تلوار، نیزے، پتھر، لکڑی سے ہو۔ یدمی : یہ جملہ حالیہ ہے۔ اصل وھو ہے۔ اللون : یہ یدمی کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے یا جملہ مستانفہ ہے۔ سوال مقدر کا جواب ہے کہ اس کی رنگت کیسی ہوگی۔

تخریج: أخرجه مالك (١٠٠١) وأحمد (٣/٧٣٠٦) والبخاري (٢٣٧) ومسلم (١٨٧٦) وابن حبان (٤٦٥٢) والترمذي (١٦٦٣) والنسائي (٣١٤٧) والبيهقي (٩/١٦٤)

الفوائد: شہید کا زخم قیامت کے دن اس کی شہادت کا گواہ ہوگا۔

١٢٩٧ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : "مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ : لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۹۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دو بارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوا یا اس کو خراش آئی تو وہ قیامت کے دن زیادہ گہری ہو کر آئے گی۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح: من بیانیہ ہے جو من کے ابہام کو دور کرنے کے لئے لائے ہیں۔ فواق ناقه۔ یہ تھوڑے جہاد سے کنایہ ہے۔ وجبت له الجنة : اس میں اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جو رضائے الٰہی کے لئے جہاد کرنے والا ہے جبکہ اسلام پر موت ہو۔ من جرح : یہ فعل مجہول ہوگا۔ جرحًا ۱) جرح کا ظرف لغو ہے۔ ۲) ظرف مستقر ہو تو مصدر کی صفت ہے۔ یہ

اسی آیت کی طرح ہے: اذا دعاکم دعوة من الارض : یہاں ظرف فعل سے متعلق ہے۔لطیفہ ہے:اذا جاء نهر الله بطل نهر معقل ۔ او نکب ' نکبه۔نون مضموم ہے۔اس کا معنی حادثہ ہے(ابن اثیر)نکه جمع نکبات (جوہری) جرح پراس کوعطف کیا یہ عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے۔ھاضمیر قرب کی وجہ سے اسی ظرف لوٹتی ہے۔

اغزر ما کانت: ای اغزر ما کابنائی غیر ذلك الوقت :وقت مقدر ہے۔غزر یغزر۔بہت کثیر ہوگا۔ریحها کاعسك۔رنگت کا سرخ اور خوشبو کا کستوری کی طرح ہونا متضاد نہیں۔نیز سرخی' زردی جمع ہو سکتی ہے۔۲) دونوں کا تذکرہ تقریب کے لئے کیا گیا ہے۔جامع کبیر میں یہ روایت اس طرح ہے: من قاتل فی سبیل الله فواق ناقة وجبت له الجنة ومن سال الله القتل من نفسه صادقًا ثم مات او قتل فانه له اجر شهيد اوراس کے آخر میں ریحها ریح المسك اوران الفاظ کا بھی اضافہ ہے۔ ومن خرج به خراج فی سبیل الله کان علیه طابع الشهداء ابن حبان' ابو داود' ترمذی' نسائی' زنجویه عن عمرو بن عنبسه ۔یہ لفظ نقل کیے۔ من قاتل فی سبیل الله فواق ناقة حرم الله علی وجهه النار۔

تخريج : أخرجه أحمد (٨/٢٢٠٧٥) وأبو داود (٩٢٥٤١ والترمذی (١٦٦٢) والنسائی (٣١٤١) وابن ماجه (٢٧٩٢) وابن حبان (٤٦١٨) والدارمی (٢/٢٠١) وعبد الرزاق (٩٥٤٣) والطبرانی (٢٠٣.٢٠) والبيهقی (٧٠١/٩)

الفوائد : ① اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل' مجروح' زخمی ہونے کی عظیم فضیلت ہے ② اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اور امت کی حفاظت کے لئے مشقتوں کا اٹھانا بڑے اجر کا باعث ہے۔

١٢٩٨ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّآءٍ عَذْبَةٌ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ:لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰی اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ، لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ، وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغْزُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔
وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔
"وَالْفُوَاقُ" :مَا بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ۔

۱۲۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک کا گزر ایک گھاٹی کے پاس سے ہوا جہاں میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔وہ ان کو پسند آیا تو کہنے لگے اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر یہاں قیام کرلوں تو مناسب ہے مگر جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک ایسا نہ کروں گا۔چنانچہ اس نے

رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تم ایسا مت کرو۔ تمہارا اللہ کی راہ میں اقامت اختیار کرنا' تمہارے اپنے گھر میں ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمہیں جنت میں داخل فرما دے؟ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوھا جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

الْفُوَاقُ: دومرتبہ دوہنے کے درمیان وقفہ

تشریح ۞ رجل: نام معلوم نہیں ہوا۔ بشعب: پہاڑی راستہ سے۔ عيينة من ماء عذبه: میٹھے پانی کا چشمہ۔ فاعجبته: اس کو چشمہ پسند آیا۔ لو اعتزلت الناس: اس لئے اس کا جواب لائے۔۲) شرطیہ بھی ہوسکتا ہے پھر جواب محذوف ہوگا۔ اعتزال: میل جول ترک کر دینا۔ فاقمت: اکیلا یہاں عبادت کروں۔ یہ جملہ اعتزلت پر عطف ہے۔ ولن افعل: اقامت وعلیحدگی میں سے کوئی کام ہرگز نہ کروگا جب تک اجازت نہ لے لوں۔ یہ جملہ لو کے مدخول پر عطف کیا گیا ہے۔ اس سے صحابہ کرامؓ کے دل میں آپ کا اکرام واحترام ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بات آپ کے سامنے میں ضرور پیش کروں گا۔ آپ نے منع فرما دیا۔ لا تفعل: یہ نہی تنزیہی ہے۔ اس کے برعکس کرنے کا حکم فرمایا۔ فان مقام احدكم: مقام مصدر میمی ہے۔ افضل من صلاته في بيته: جب جہاد ابتداء امر میں لازم تھا اب بھی جب کفار کے ملک پر استیلاء اور ہجوم کا خطرہ ہو اس وقت مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنا افضل سے افضل ہے کیونکہ جہاد کا نفع متعدی اور نفل کا نفع اس کے ساتھ لازم ہے اور جب معاملہ اس انتہاء تک نہ ہو تو پھر بدنی عبادات میں سب سے افضل نماز ہے۔ کذا قالہ الجمہور۔ الا تحبون: الا یہ حروف عرض سے ہے۔ تعمیم کی طرف اشارہ کے لئے مفعول کو حذف کر دیا۔ و يدخلكم الجنه: وہ دوستوں کا گھر لا کرامت کی جگہ ہے۔ اغزوا في سبيل الله: ثواب کا تذکرہ کر کے آمادہ کیا پھر حکم فرمایا اور علت بیان کر دی۔ و جبت له الجنه: داخلہ جنت کے لئے اسلام پر موت ضروری ہے۔ خواہ ناجین کے ساتھ ہو یا کچھ وقت بعد۔ محبوب کا وعدہ بھی محبوب ہے۔ جیسا شاعر کا قول

عديني بوصل واصطلي بنجاره ☆ فعندي اذا صح الهوى حسن المطل.

فواق ناقه: دومرتبہ دودھ نکالنے کا درمیانی فاصلہ دودھ دوھنے کے بعد دودھ کا تھنوں میں واپس لوٹنا۔

(المصباح' ابن الفارس)

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۱۰۷۹۰) والترمذی (۱۶۵٦)

الفرائد: ① عزلت والی عبادت سے امور جہاد میں مداومت اور ثابت قدمی بڑے اجر کا باعث ہے ② گناہوں کی بخشش اور استحقاق جنت جہاد کے بعد ملتے ہیں۔

۱۲۹۹ : وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ : "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهٗ" فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ : "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهٗ" ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ

الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ الْقَانِتِ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ : مِنْ صَلٰوةٍ ' وَّلَا صِيَامٍ ' حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ ' اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ : "لَا اَجِدُهٗ ثُمَّ قَالَ : هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ ' وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ؟" فَقَالَ : وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ؟

۱۲۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ جہاد کے برابر کون سی چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ انہوں نے سوال کو دو تین مرتبہ لوٹایا تو آپؐ نے ہر مرتبہ فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ پھر فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار' شب خیز' اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے کی ہے جو نماز' روزے سے تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس گھر لوٹے''۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا:'' کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

تشریح ۞ **قیل** : یہ فعل مجہول ہے' سوال کرنے والے کئی افراد تھے۔ **ما یعدل**: اس کے برابر کونسی چیز ہے۔ **لکا تستطیعونہ**: حذف نون کا نسخہ بھی ہے اور اثبات والا بھی۔ **فاعادوا علیہ**: یہ سوال دو تین مرتبہ دہرایا گیا۔ مرتین وثلاثا ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہیں۔ مبتداء ہے کہ آپ نے پھر فرمایا تم اس کی طاقت نہ رکھ سکو گے۔ **مثل المجاهد فی سبیل اللہ**: اس کی وہ عظیم الشان حالت جو ایک مثال بننے کے لائق ہے۔ **القائم** : خوب محنت کرنے والا۔ **القانت**: مطیع۔ **بایات اللہ**: باء سببیہ ہے۔ اخیر کی علت کے طور پر لائے۔ یہ قائم و قانت ہر ایک سے متعلق بن سکتا ہے۔ جب اس روایت میں افضل الصلوٰۃ' طول القنوت' قنوت سے قراءت مراد ہے یہاں بھی ان صفات سے قاری مراد ہے یا قیام کو طویل کرنے والا بقول عاقولی۔ قنوت طویل قیام اور مطلق قیام دونوں پر بولا جاتا ہے۔ **لا یفتر** : غافل نہیں ہوتا۔ **المجاهد** : اس کے بعد طرف کو اطناب کے لئے لائے۔

فرق روایت: مسلم میں ہے **دلنی علی عملٍ** : عمل کی تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ **لا اجد** : ثواب کے لحاظ سے کوئی عمل اس کے برابر نہیں پاتا۔ یہ سوال کا جواب پھر آپ نے سائل کو فرمایا کیا تم طاقت رکھتے ہو۔ **خروج** : اس سے مراد جہاد کے لئے نکلنا ہے۔ **ولا تفتر**: تیزی سے تھک جاتے۔ **ومن یستطیع ذلك** : یہ استفہام انکاری ہے۔ یہ مانوس عادت بشریہ کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ ارباب مجاہدات کے ہاں امکان کے تحت داخل ہے۔

سیوطی کا قول کہ ایام عشرہ کے اعمال کو سب سے اعلیٰ قرار دیا گیا ہے تو جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے وہ خاص ہے یا جو حدیث کے اختتام ہے وہ مراد ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹۹۲۷) والبخاری (۲۷۸۵) ومسلم (۱۸۷۸) والنسائی (۳۱۲۸) وابن حبان (٤٦٣٧) والبیهقی (۹/۱۵۸)

الفوائد : جہاد تمام اعمال میں اس لحاظ سے افضل ترین عمل ہے کیونکہ یہ دین کے اعلان، نشر اور کفر کے مٹانے اور بجھانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی فضیلت اصل کا وسیلہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ (ابن دقیق العید)

۱۳۰۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهٖ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ اَوْ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذَا الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذَا الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ ، وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "لوگوں میں سب سے بہتر زندگی والا وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو۔ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ آمیز آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے اور موت یا قتل کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو کچھ بکریاں لے کر یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جائے۔ اقامت اختیار کرتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اپنے رب کی عبادت میں موت آنے تک مصروف و مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف خیر و بھلائی کا ہی تعلق ہے۔ (مسلم)

تشریح ✿ **معاش الناس** : جس پر لوگوں کی زندگی گزارنے کا دارومدار ہے۔ **لهم** : پہلا ظرف من خیر۔ رجل ممسك کے لئے محل خبر میں واقع ہے۔ رجل کا مضاف مقدر ہے اور **لهم** : یہ محل حال میں واقع ہے اور فی سبیل اللہ ممسک کی ضمیر سے حال ہے۔

يطير على متنه: یہ سرعت سے کنایہ ہے۔ **هيعه** : لڑائی کی آواز۔ او: یہ شک راوی کے لئے ہے۔ **فزعة** : خوفناک و گھبراہٹ کی چیز۔ **يبتغي القتل او الموت**: او سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی کو دونوں الفاظ میں شک ہے کہ کونسا استعمال کیا۔ اس سے یہ اشارہ کر دیا کہ لڑائی میں موت بڑی عظمت رکھتی ہے۔ خواہ بلاقتل ہو۔ **مظانةً** : یہ منصوب علی الظرفیت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ موت کو ان مقامات میں تلاش کرتا ہے جہاں موت کا گمان ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ اپنی جان پیش کر دے۔ **ورجل** : یہ مبتداء ہے پر تقدیر اضاف سے معطوف ہے۔ **في غنيمة** : یہ ماقبل کی صفت ہے۔۲) اگر مصدر مانیں تو معاش مقدر کے متعلق ہے۔ یہ غنم کی تصغیر ہے۔ یہ مؤنث معنوی ہے۔ اسی وجہ سے تصغیر میں یا پائی جاتی ہے۔ **في رأس شعفةٍ** : **في هذه الشعف** یہ شعفہ کی صفت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کی چوٹی پر۔ **او في بطن واد**: یہ او تنویع کے لئے ہے۔ یہ وادی میں اس لئے چلا گیا تاکہ خلوت میسر ہو جائے۔ **يؤتي الزكوة**

یعبد ربه : یہ عام کے خاص پر عطف کی قسم ہے۔ حتی یاتیه الیقین ' یقین : موت کے معنی میں ہے۔

النَّحْوْ : اور یہ ظرف وصفی میں ضمیر سے یہ جملے محل حال میں ہیں۔ لیس من الناس الا فی خیر : وہ لوگوں کی بھلائی والی حالت کے علاوہ اور کسی میں شریک نہیں۔

فی خیر ای حال خیر: مضاف مقدر کے ساتھ یہ مستثنیٰ متصل ہے۔ باب استحباب العزله میں گزر چکی۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٨٨٩)

الفرائد : ① موت تک امورِ دین پر قائم رہنا چاہئے ② فساد کے وقت فتنوں سے الگ تھلگ رہنا افضل ہے ③ جہاد' رباط اور حرص شہادت افضل اعمال ہیں۔

١٣٠١ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد میں سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے''۔ (بخاری)

تشریح ۞ جملہ فعلیہ ظرفی خبر کے بعد دوسری خبر ہو۔ خبر میں ضمیر سے حال ہو تو قد مقدر ہوگا اور جملہ مستانفہ بھی بن سکتا ہے۔ اس میں مجاہد پر اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایات اور مجاہد کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔ جہاد کی عظمت ثابت کرنے کے لئے اللہ کا لفظ ظاہر لایا گیا حالانکہ ضمیر بھی کافی تھی کیونکہ اسم ذات کی طرف اضافت شان کو بڑھانے والی ہے۔

ما بین الدرجتین : دونوں میں ما موصولہ ہے اور صلے دونوں ظرف ہیں اور اس سے ان کے مقامات ومنازل کی جنت میں بلندی مراد ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٢٧٩٠) وأحمد (٣/٨٤٢٧) وابن حبان (٤٦١١)

الفرائد : جہاد کے لئے نفیس ترین چیز کو صرف کر دینا چاہئے اس کے لئے مقابلہ کرنے والوں کو حصولِ خیر میں مقابلہ کرنا چاہئے۔

١٣٠٢ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا ' وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ' وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ' وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْسَعِيْدٍ فَقَالَ : اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ : "وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ ' مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ لَمْ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" قَالَ : وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔'' اس پر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا اعادہ فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ فرما دیا۔ پھر فرمایا: ''دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہے۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد' اللہ کی راہ میں جہاد۔'' (مسلم)

تشریح ⊙ **وجبت له الجنة** : خواہ ابتداءً نجات پانے والوں میں اسے داخلہ مل جائے یا آگ میں کچھ وقت ٹھہرنے کے بعد۔ اس میں اشارہ کیا کہ موت اسلام پر آنی ضروری ہے۔ **فعجب لها** : یہ لازم تعلیلیہ ہے۔ یا رسول اللہ ان محبوب چیزوں کو دوبارہ تذکرہ فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعادہ فرمانے کے بعد فرمایا: **اخری یرفع الله** : **ای خصلة اخری۔ فی الجنة** یہ یرفع کے متعلق ہے۔ **درجتین** : یعنی ان سو میں سے ہر دو درجوں کے درمیان۔ **کما بین السماء والارض** : یہ جملہ اسمیہ مجاہد کی عظمت اور اس کے اعلیٰ مرتبہ کو بیان کرنے کے لئے لایا گیا۔

سیوطی کا قول: قاضی کہتے ہیں شاید یہ اپنے ظاہر پر ہو اور درجات سے وہ مکانات مراد ہوں جو ایک دوسرے سے بلند ہیں اور یہ منازل جنت کی تعریف ہو جیسا کہ ان کے بالا خانوں کے متعلق وارد ہے کہ وہ چمکدار ستاروں کی طرح نظر پڑیں گے۔۲) یا معنوی بلندی مراد ہو کہ ان میں بے شمار نعمتیں ہوں اور وہ احسانات ہوں جن کا خیال بھی کسی انسان کے دل میں نہیں آیا اور جو مخلوق کے بیان سے باہر ہیں اور ان پر اکرام واحسان بہت ہی بڑھ کر ہوگا اور فضیلت میں باہمی فاصلہ آسمان و زمین کے برابر ہوگا۔ مگر اول معنی زیادہ ظاہر ہے۔ نووی کہتے ہیں اسی طرح درست معلوم ہوتا ہے' واللہ اعلم۔

قرطبی کا قول: **درجه** : بلند مقام کو کہتے ہیں۔ اس سے جنت کے بالا خانے ہیں۔ جن میں سب سے اعلیٰ جنت الفردوس ہے اور اس سے یہ گمان کرنا غلط ہے کہ جنت کے درجات اس عدد میں محصور ہیں بلکہ ان کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کو معلوم نہیں۔ کیا دوسری روایت میں صاحب قرآن کے متعلق یہ موجود نہیں کہ پڑھتے جاؤ اور تیرا آخری ٹھکانہ آخری آیت پر ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں درجات آیات قرآن مجید کے مطابق چھ ہزار سے زائد ہیں جب کسی کو قرآن مجید کے ساتھ جہاد بھی میسر آ گیا تو اسے وہ تمام درجات مل جائیں گے۔ اسی طرح وہ آدمی جس کے اعمال زائد ہوں۔ پھر ابوسعید رضی اللہ عنہ میں خصلت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ جہاد ہے۔

الجهاد فی سبیل الله : ابھارنے اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے دوبارہ لائے۔

النحو : یہ مرفوع ہو تو مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ **ای هو الجهاد**۔ سوال کے ذکر پر اکتفاء کیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١١٠٢) ومسلم (٤٦١٢) والنسائي (٣١٣١) وابن حبان (٤٦١٢) والبيهقي (١٥٨/٩)

الفرائد : ① ایمان پر موت جنت کا باعث ہے ② مجاہدین کے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف درجات ہوں گے۔

۱۳۰۳ : وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْھَیْئَۃِ فَقَالَ : یَا اَبَا مُوْسٰی آاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ھٰذَا؟ قَالَ : نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ : اِقْرَاُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ" ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِہٖ فَاَلْقَاہُ، ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۳: حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں" اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی ظاہری حالت پراگندہ تھی، اس نے کہا اے ابوموسیٰ کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چل دیا اور دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تشریح ۞ قرطبی کہتے ہیں یہ انتہائی بدیع کلام ہے۔ اس سے جہاں جہاد پر ابھارا گیا وہاں اس پر ملنے والے ثواب کی بھی خبر دی گئی ہے اور دشمن سے قریب ہو کر لڑنے پر ابھارا گیا۔ تلواروں کے استعمال اور ان پر اعتماد کی طرف اشارہ کیا گیا اور اس میں بتلایا گیا کہ لڑنے والے مڈبھیڑ کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہیں تاکہ ان کی تلوار دشمن پر بلند ہوں اور اس طرح بلند ہوں گویا تلواروں نے ضاربین پر سایہ ڈال دیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تلوار سے لڑنے والے مجاہد کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیں گے۔ باب الصبر میں بھی پہلے یہ روایت گزری۔ **رث الهیئة** : پھٹے کپڑوں والا۔ **أ انت سمعت**: اس استفہام سے خبر کی تحقیق مقصود ہے کیونکہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان اور واسطہ نہ تھا۔ یہ وسائط جتنے بڑھتے ہیں خبر میں غلطی اور سہو کا گمان پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ورنہ صحابی کی مرسل تو حجت ہے۔ اس کو تابعین کی مرسل کے ساتھ ملانا درست نہیں۔ **فرجع الی اصحابه** : اس آدمی نے نعم میں جواب سن کر اپنے ساتھیوں کو الوداعی وصیت کی اور کہنے لگا: **السلام علیکم۔ ثم کسر جفن سیفه** : **جفن**: تلوار کا غلاف۔ پھر تلوار کا غلاف توڑ ڈالا۔ جفن کی جمع جفون اور جفان بھی ہے۔ پلک کو بھی کہتے ہیں۔ **فالقاہ** : اس کو پھینک دیا کیونکہ دنیا کی زندگی سے اس نے امید ختم کر دی اور واپسی کا خیال ترک کر دیا۔ **الی العدو** : کفار جنگجوؤں کی طرف بڑھا اور لڑ کر جام شہادت نوش کر دیا۔ **حتی** : اسم مقدر کے لئے غایت ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۵۵۵) ومسلم (۱۹۰۲) والترمذی (۱۶۶۵) وابن حبان (٤٦١٧) والحاکم (۲/۲۳۸۸) وأبو نعیم (۲/۳۱۷) والبیهقی (۹/٤٤)

الفرائد : ① **الجنه تحت** ...... یہ جوامع الکلم سے ہے۔ گویا دشمن کے مجمع میں گھس کر اپنی جان لڑا دے ② اخلاص سے شہادت کی نیت کرنے والا کیونکہ علائق دُنیا سے الگ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیت پر اس کو ثواب دے دیتے ہیں۔

۱۳۰۴ :وَعَنْ اَبِیْ عَبْسٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جُبَیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۰۴: حضرت ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی راہ میں ایک بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور اس کو جہنم کی آگ چھولے"۔ (بخاری)

تشریح ۞ ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبیر بن زید بن جشم انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ اور بعض نے معد بتلایا۔ (تقریب لحافظ) یہ صحابی ہیں اور بدر اور مابعد کے معارک میں شریک رہے۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۰ سال تھی۔ ان کی روایات بخاری، ترمذی، نسائی نے ذکر کی ہیں۔ یہ روایت انہی نے نقل کی ہے۔ **ما اغبرت قدما۔ فتمسه** : یہ ان کی وجہ سے منصوب ہے چونکہ جواب نفی میں آیا ہے۔ اس میں مجاہد کے لئے عظیم الشان شہادت ہے کہ اسے آگ سے نجات ملے گی اور اگر سبیل اللہ کو عموم پر محمول کریں تو پھر بشارت ہر طاعت کے متعلق عام ہو جائے گی۔ نسائی اور ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: **ولا اغبرت قدم فی عمل یبتغی به درجات الآخرة بعد الصلوٰة المفروضة کجهاد فی سبیل الله۔** (احمد، بزار، ترغیب منذری)

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱۵۹۳۵) والبخاری (۹۰۷) والترمذی (۱۶۳۸) والنسائی (۳۱۱۶) وابن حبان (۴۶۰۵) والبیقی (۹/۱۶۲)

الفوائد : جس آدمی نے اپنی انتہائی کوشش راہِ الٰہی میں صرف کی اور اس کے قدم غبار آلود ہوئے تو اُن پر آگ حرام ہو جاتی ہے۔

۱۳۰۵ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ ، وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۰۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہوسکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ ایک بندے پر دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں"۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ ۱) ممکن ہے کہ اصل داخلے کی نفی پر ہو پھر اس سے نجات کی بشارت ہو اس کی تائید سے یہ عرش والی روایت سے ہوتی ہے۔ اس میں مذکور ہے: **ورجل ذکر الله ففاضت عیناه** (ابن عساکر) اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: **وَ عین بکت من خشیة الله** (بیہقی) اور ممکن ہے کہ ہمیشہ ہمیش کے داخلہ کی نفی ہو۔ **حتی یعود اللبن**: یہ تعلیق بالمحال کر کے اس کے لئے آگ کے داخلے کا محال ہونا ثابت کیا۔ **ولا یجتمع علی عبد** : یہ عبدالرحمٰن بن جبیر والی روایت کی طرح ہے اور پہلے احتمال کی مؤید ہے۔

تخریج : باب فضل البکاء من خشية الله میں گزر چکی۔

الفوائد : ایضاً۔

١٣٠٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۰۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ یعنی دو شخص مراد ہیں۔ جزء بول کر کل مراد لیا گیا۔ ایک بعید احتمال یہ ہے کہ اگر وہ آگ میں داخل ہوا تو آنکھ کو آگ کا اثر نہ پہنچے گا۔ **من خشية الله**: ۱) من تعلیہ۔ لام کے معنی میں ہے ۲) ابتدائیہ بھی درست ہے۔ خشیت: وہ خوف جو تعظیم و معرفت سے پیدا ہو۔ اس وجہ سے اس کو علماء کے ساتھ خاص کیا گیا ہے: ﴿**انما يخشى الله من عباده العلماء**﴾ **وعين باتت تحرس في سبيل الله**۔ یہ ان لوگوں کو شامل ہے جو دشمن سے لشکر کی حفاظت کرنے والے ہوں اور اسی طرح جو سرحد پر حفاظت کرتے ہوں طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **عينان تريان النار ابدًا عين بكت في جوف الليل من خشية الله و عين باتت تكلأ في سبيل الله**۔

تخریج : أخرجه الترمذي (١٦٤٥) والنسائي (٦/١٥) والدارمي (٢/٢٠٣) والحاكم (٢/٨٣)

الفوائد : اس روایت میں پہرہ اور خشیت سے رونے کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

١٣٠٧ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۰۷: حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے سامان دیا گویا اس نے خود غزوہ کیا اور جو آدمی کسی غازی کے اہل و عیال پر بھلائی کے ساتھ نگران رہا اس نے بھی یقیناً جہاد کیا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ جہز کا مطلب آلاتِ حرب اور زادِ سفر اور خرچہ رکاب وغیرہ میں اس کی معاونت کی۔ **فقد غزا**: اس کی وضاحت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ **سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من جهز غازيا حتى يستقل كان له مثل اجره حتى يموت او يرجع**۔ ظاہر الفاظ مکمل سامانِ دنیا معلوم ہوتا ہے مگر اسی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں۔ کثیر و قلیل سب کو شامل ہے اور ابن ماجہ والی روایات ضعیف ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی

روایت میں اسی طرح ہے۔ من جهز غایا او خلفه فی اهله بخیر فانه معنا۔ اورطبرانی کی زید بن ثابت والی روایت اس طرح ہے: من جهز غایا فله مثل اجره ومن خلف غازیا فی اهله بخیر او انفق علی اهله فله مثل اجره۔

من خلف : یہ لام کی تخفیف سے ہے۔ بخیر: اس کا مطلب ان کی تمام یا بعض ضروریات کو پورا کیا۔ خلف نائب بننے کے معنی میں آتا ہے۔ فقد غزا: وہ اجر میں اس کے مماثل ہے اگر چہ اس نے حقیقۃ میں غزوہ میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ (ابن حبان) طبرانی کہتے ہیں یہ روایت بتلا رہی ہے کہ جو شخص کسی مؤمن کی کسی عمل خیر میں معاونت کرے گا تو اس معاونت کرنے والے کو غافل جیسا اجر ملے گا۔ اسی طرح جو گناہ میں کسی کا معاون ہوگا تو مددگار پر عامل کی طرح بوجھ ہوگا۔ قرطبی کہتے ہیں بعض علماء کہتے ہیں یہ بدلہ بلاتضعیف ہے کیونکہ یہ دوسرے افعال واعمال پر بھی جمع ہو جاتے ہیں اور دلالت کرنے والے کے پاس تو فقط نیت ہی ہے اور یہ کہا گیا کہ جس آدمی نے کسی دوسرے آدمی کو اپنے اہل وعیال اور مال کا نگران بنایا اور اس نے خیر سے نائبیت کے فرائض انجام دیئے تو اس کو جانے والے کا نصف اجر ملے گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ ہر دو میں سے ایک جائے اجران کے مابین تقسیم ہوگا۔ اس روایت کو مسلم نے ذکر کیا مگر اس حدیث میں اس سلسلہ کی کوئی دلیل نہیں۔ وجہ اوّل: یہ روایت عمل نزاع کو شامل نہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر اس سے خیر کی نیت کی تو کیا اسے کرنے والے کے برابر بلا اضافہ اجر ملے گا یا تضعیف کے ساتھ ملے گا۔ یہ روایت عمل مضاعف میں مشارکت کو چاہتی ہے۔ پس دونوں کا حکم الگ ہوا۔ وجہ دوم: غازی کے مال اور اہل کا نگران عمل میں اس کا نائب ہے اگر چہ یہ وہی عمل نہیں۔ گویا وہ بذاتِ خود غزوہ میں شریک ہے۔ وہ فقط نیت پر اکتفاء کرنے والا نہیں بلکہ وہ غزوہ کے لئے کام کرنے والا ہے۔ جب وہ ایسا ہے تو اس کو غازی کی طرح کامل ثواب ملے گا اور کئی گنا وافر بھی ملے گا اور اسی حیثیت سے کہ جب اس کو غازی کے اجر کی طرف منسوب کیا جائے تو نصف ہوگا۔ اس طرح سے یہ روایت اس روایت من خلف غازیا بخیر فقد غزا اور دوسری روایت: فله مثل نصف اجر الغازی و یبقی للغازی النصف میں موافقت پیدا ہوگئی۔ غازی نے اس پر وہ چیز نہیں ڈالی جو اس کے ثواب کی کمی کو لازم کرنے والی ہو۔ یہ اسی طرح ہے جیسا فرمایا: من فطر صائمًا کان له مثل اجر الصائم لا ینقص من اجر شیٔ۔ اب اس کے مطابق نصف کا کلمہ مثل اور اجر کے درمیان گھسنے والا ہے۔ گویا لفظ لانے والے تھے روایت بالمعنی میں یہ لفظ لاتے ہوئے تسامح ہوگیا۔ اس کی دلیل دوسری روایت میں والاجر بینهما ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا اس کا عجز ثابت ہوگیا اور نیت درست رہی۔ پس مناسب نہیں کہ اس بارے میں اختلاف کیا جائے کہ اس کا اجر خود عامل کی طرح کئی گنا بڑھایا جائے گا (عینی) ابن ماجہ نے ان الفاظ سے من جهز غازیا فی سبیل الله کان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجر الغازی شیئًا۔ اور دوسری روایت میں من جهز غازیًا حتی یستقل کان له مثل اجره حتی یموت او یرجع کے الفاظ سے نقل کی ہے۔ احمد طبرانی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا: من جهز غازیا او خلفه فی اهله بخیر فانه معنا۔

تخریج : باب فی التعاون علی البر والتقوی میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۰۸ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۰۸: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقات میں سب سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیمہ دینا اور اللہ کی راہ میں کوئی خادم عنایت کرنا ہے یا پھر جوان اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا ہے"۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **فی سبیل**: ظرف محل صفت میں واقع ہے۔ فسطاط بروزن فعلال۔ فا کا ضمہ و کسرہ دونوں درست ہیں۔ اس وزن پر آنے والے الفاظ خلاف قیاس ہیں۔ مثلاً القسطاس، القرطاس **او ضحه خادم** ۔ غازی کو خادم دیا۔ **او طروقة فحل** : اس کا مضاف محذوف ہے **ای منحة طروقة** : اس سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کی طرف نر کا میلان ہو۔ اگر چہ بالفعل ایسا نہ ہوا ہو۔

تخریج : أخرجه الترمذی (١٦٣٢)

الفرائد : صدقات کی اعلیٰ قسم کا تذکرہ کر کے حاصل کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

۱۳۰۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًی مِّنْ اَسْلَمَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ: "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ فَقَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ: اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ: یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَیْئًا فَوَ اللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْنَ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارَكَ لَكَ فِیْهِ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سامانِ جہاد نہیں۔ فرمایا تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کا سامان تیار کیا پھر بیمار ہو گیا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ سامان مجھے دے دو جو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے فلانی اس کو وہ سارا سامان دے دو جو میں نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا اور اس میں سے کچھ بھی روک نہ رکھنا۔ اللہ کی قسم تو اس میں سے کوئی چیز بھی روک کر نہ رکھنا پس تمہیں اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ قبیلہ ہے جن کا سلسلہ نسب یہ ہے: اسلم بن افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازل بن ازد (لب اللباب الاصبہانی) **ما اتجهز به** : ارید کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ **قد تجهز** : یعنی اس نے غزوہ کے لئے سامان تیار کیا پھر بیمار ہو گیا۔ **فاتاه**: وہ اسلمی مریض کے پاس آیا۔ **اعطنی الذی کنت تجهزت به**:

یہ روایت بالمعنی ہے ممکن ہے آپ نے یہ لفظ بھی فرمائے ہوں۔ اصل مقصود اس چیز کا حاصل کرنا تھا جو جواب میں پائی جاتی ہے **یا فلانة** : خادمہ یا گھر والی کو کہا کوئی چیز بھی اس میں سے روک کر مت رکھو۔ **فیبارك لك فیه:** دونوں ظرف فعل کے معمول پر پہلا اس کا نائب اور دوسرا مفعول ہے۔

تخریج : باب فی الدلالة علی خیر میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لَحْیَانَ فَقَالَ : "لِیَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ : "لِیَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "اَیُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَیْرٍ كَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ"۔

۱۳۱۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اجر دونوں میں مشترک ہوگا۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک نکلے۔ پھر بیٹھنے والے کو کہا جو تم میں سے نکلنے والے کے اہل و عیال کی بھلائی سے نگرانی کرے گا تو اس کو نکلنے والے کے اجر کے برابر آدھا ملے گا۔

تشریح ✿ یہ ہذیل قبیلہ کی شاخ ہے۔ اس وقت بنولحیان کافر تھے۔ ان سے لڑائی کے لئے ایک جماعت کو روانہ فرمایا۔ **ینبعث من كل**: آدھے یہاں رہیں اور آدھے جہاں کے لئے جائیں **والاجر بینهما** : یہ اس وقت ہوگا جب یہ غازی کا خیر سے قائم مقام بنے۔ جیسا دیگر احادیث میں وارد ہے اور زید بن خالد جہنی کی روایت میں بتایا جا چکا کہ نصف کا لفظ مثل اور اجر میں داخل کیا ہوا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٣٠١) ومسلم (١٨٩٦) وأبو داود (٢٥٠١) وابن حبان (٤٧٢٩) والطیالسی (٢٢٠٤) والبیهقی (٩/٤٠)

الفرائد : جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین عمل ہے اور جہاد میں جانے والے کے مال و اولاد کی نگہبانی بھی اتنے ہی اجر کا مستحق بنتی ہے۔

۱۳۱۱ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِیْدِ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟ فَقَالَ : "اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَمِلَ قَلِیْلًا وَّاُجِرَ كَثِیْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ– وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

۱۳۱۱: حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی جنگی ہتھیاروں سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کی

یارسول اللہ کیا میں قتال کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''اسلام لاؤ پھر لڑو''۔ پس وہ اسلام لے آیا اور پھر اس نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور اجر بہت زیادہ پالیا''۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

تشریح ۞ **مقنع بالحدید**: اسلحہ سے ڈھنپا ہوا۔ بعض نے کہا جس کے سر پر خود ہو کیونکہ اوڑھنی کی جگہ سر ہی ہے۔ عینی کا قول یہ ہے کہ یہ اصرم بن عبد عبد الاشہل ہیں۔ (کرمانی) آپ ﷺ نے ان کا نام بدل دیا اور زرعہ نام رکھا دیا۔ (فتح الباری) **اسلم ثم قاتل**: کیونکہ اعمالِ صالحہ ایمان کے بعد قابل قبول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**وما منعهم ان تقبل منهم نفقاتهم الا انهم كفروا بالله و برسوله**﴾ [التوبہ] **فاسلمه ثم قاتل** فا سے اشرہ کیا وہ اسی وقت ایمان لے آیا پھر اسے آپ ﷺ نے لڑنے کا حکم دیا اور توقف و رخصت کا حکم نہ فرمایا۔ ثم سے اشارہ ملتا ہے کہ لڑائی سے تھوڑا توقف کیا۔ یا ثم' فا کی جگہ آیا ہے۔ **عمل تليلدوا اجرًا لغيرًا** : یعنی ایمان وقتال۔ ایمان اور اس کے بعد قتل کیا۔ اگرچہ قتل تاخیر سے تھا۔ اجراً کثیراً۔ یہ موصوف محذوف کی صفت ہے۔

مسلم کی روایت کا فرق: یہ ہے کہ بنی نبیت کا ایک شخص آیا جو کہ انصار کا ایک خاندان ہے اور کہنے لگا: **اشهد ان لا اله الا الله و انك عبده و رسوله ثم تقدم و قاتل حتّٰى قتل' فقال النبى صلى الله عليه وسلم عمل هذا يسيرًا و اجرًا كثيرًا۔**

تخریج : أخرجه البخاري (۲۸۰۸) ومسلم (۱۹۰۰) وابن حبان (٤٦٠١)

الفرائد : بعض اوقات بظاہر معمولی عمل سے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے عظیم بدلہ مل جاتا ہے۔

۱۳۱۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :''مَا اَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ' لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ'' وَفِيْ رِوَايَةٍ ''لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو۔ اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے اس لئے کہ وہ شہادت کی بزرگی دیکھے گا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ جملہ احد کی صفت ہے۔ **ان يرجع الى الدنيا**: کیونکہ دنیا آخرت کے مقابلے میں حقیر ہے۔ **و ان له ما على الارض من شئ**: پہلا ظرف خبر ما ہے اور ظرف ثانی ما کا بیان ہے اور محل حال میں ہے اور جملہ اسمیہ یحب کے فاعل سے حال ہے۔ **الا الشهيد** : یہ مرفوع حالت میں احد کا بدل ہے۔ **يتمنّٰى** : جنت میں داخل ہونے کے بعد تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ کر جائے کیونکہ وہ شہید کا عظیم اکرام دیکھ چکا۔ اس خواہش و رجوع کو تمنا سے تعبیر اس لئے کیا

کیونکہ یہ محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے۔

النَّحْو : يتمنى : ۱) کا جملہ مستانفہ ہے جو کہ استثناء کی حکمت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔۲) اور شہید مبتداء ہوتو یہ اس کی خبر ہے اور پھر یہ جملہ مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہوگا یا ما کے اسم کا بدل ہوگا تو مرفوع ہوگا۔ لما يرى من فضل الشهادة : وہ اس بات کو اس لئے چاہے گا کہ اگر وہ دنیا کی طرف دوبارہ لوٹ کر پھر شہید ہوا تو اس کا اکرام اور بڑھ جائے گا۔

روایت کا فرق : بخاری کی دوسری روایت میں "ما من عبد يكون له عند الله خير سيره ان يرجع الى الدنيا وان له الدنيا وما فيها الا الشهيد لما يرى من فضل الشهادة فانه يسره ان يرجع الى الدنيا وان له الدنيا وما فيها الا الشهيد لما يرى من فضل الشهادة فانه يسره ان يرجع الى الدنيا فيقتل مرة اخرى" اور مسلم کی ایک روایت میں "غير الشهيد فانه يتمنى" اور دوسری روایت میں اس طرح ہے: ما من نفس تموت لها عند الله خير لسيدها انها ترجع الى الدنيا ولان لها الدنيا وما فيها۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٢٧٥) والبخاري (٢٧٩٥) ومسلم (١٨٧٧) والترمذي (١٦٤٦) والنسائي (٣١٥١) وابن حبان (٤٦٦٢)

الفرائد : مجاہد ہی ایسا دنیا سے جانے والا انسان ہے جو مر کر بھی دنیا میں لوٹ کر پھر مرنے کی تمنا کرتا ہے۔

۱۳۱۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلشَّهِيْدِ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ : "اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ"۔

۱۳۱۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ شہید کو ہر چیز معاف فرما دیں گے مگر قرضہ (معاف نہیں فرمائیں گے)"۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے "اللہ کی راہ میں شہادت قرضے کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔

تشریح : الا الدين : ایک روایت میں ہے اور امام احمد نے اس روایت کو ہی لیا ہے اور دوسری روایت میں الا القتل کا لفظ ہے اس کو طبرانی نے معجم کبیر اور حلیہ میں نقل کیا گیا ہے۔ ابونعیم کی ابن مسعود والی روایت میں اس طرح ہے: "القتل فى سبيل الله يكفر الذنوب كلها الا الامانة' والامانة فى الصلوٰة والامانة فى الصوم والامانة فى الحديث و اشد ذلك الودائع " (جامع صغیر)

تخریج : أخرجه مسلم (١٨٨٦)

الفرائد : شہادت سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں مگر انسانی حقوق باقی رہنے سے انسانی حقوق کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

۱۳۱۴ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِیْهِمْ فَذَكَرَ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَیْفَ قُلْتَ؟ قَالَ : اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ ' مُتَحَسِبٌ ' مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ ' اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۴: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کا تذکرہ فرمایا کہ یہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ کیا حکم ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا :''جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اس حالت میں کہ تو جم کر لڑنے والا' ثواب کی امید رکھنے والا' آگے بڑھنے والا نہ کہ پیچھے ہٹنے والا ہو۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تو نے کیا سوال کیا؟ اس نے عرض کیا: کیا حکم ہے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا:''جی ہاں جب کہ تو صبر کرنے والا' ثواب کا امیدوار' اقدام (خالص نیت سے لڑنا) کرنے والا ہو' نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا مگر قرضہ (معاف نہیں ہوگا) پس جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بتلایا۔(مسلم)

تشریح ۞ **فیھم** سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ **الجھاد فی سبیل اللہ** : اس کو افضل ترین سے پہلے لا کر اس کی اہمیت واہتمام کی طرف اشارہ فرمادیا۔ **والایمان باللہ** : ۱) مجموعہ افضل ہے جیسا عطف کا تقاضا ہے۔۲) ہر ایک ان میں سے افضل الاعمال ہے اور یہ جہاد کی ضرورت کے پیش نظر ہے۔

اَلنَّحْوُ :اسم تفضیل جب معرفہ کی طرف مضاف ہو تو یہ اس کی مطابقت اور عدم مطابقت دونوں درست ہیں۔ **الرأیت** : یہ اخبرنی کے معنی میں ہے۔ **تکفر** : مٹا دیئے جائیں گے۔ **خطایای** : یہ خطیۃ کی جمع ہے۔اس کی تعلیل معروف ہے خطیہ بروزن فعیلہ گناہ کو کہتے ہیں (شرح العمدۃ قلقشندی) آپ ﷺ نے اس کو ہاں میں جواب دیا اور فرمایا **وانت صابر محتسب**: جبکہ تو اللہ کی راہ میں ہو اور تو اس کے ثواب کا طالب ہو۔ **مقبل غیر مدبر**: جبکہ میدان سے فرار اختیار کرنے والا نہ ہو۔اگر دشمن پر مڑ کر حملہ کے لئے پیچھے ہٹے یا لڑنے والوں کی تعداد معمولی رہ گئی اور یہ وہاں ٹھہرے تو جان کو تلف کرنے کے سواء فائدہ نہیں تو ایسا لوٹنا اس حکم میں شامل نہ ہوگا اور اجر کی کمی میں بھی یہ چیز مؤثر نہ ہوگی۔۲) ممکن ہے کہ عدم تکفیر میں مؤثر ہو جائے۔اگر چہ یہ ایسے لوٹنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہو۔نووی کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ اس شرط کا جواب محذوف ہے۔ **ای تکفر عنک خطایاک** اور لدلالۃ **ما قبلہ علیہ** اور **قتلت** کی ضمیر مرفوع سے جملہ اسمیہ حالیہ بنے گا۔

زملکانی کا قول:۱) احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد ہو کہ وہ آگے بڑھنے والا ہو کسی وقت بھی پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔بسا اوقات

آدمی آگے بڑھتا ہے پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔۲) یہ تاکید بھی بن سکتی ہے۔۳) یہ بھی ممکن ہے کہ تحسینہ کے مراد لینے سے بچانے کے لئے معنی کو پختہ کرنے کے لئے لایا گیا ہو جیسا اس ارشاد میں ﴿اموات غیر احیا......﴾ [النحل] ۴) ممکن ہے ایک کو جوارح پر محمول کریں اور دوسرے کو قلوب پر اور اس کا برعکس بھی ہو سکتا ہے (قوت المغتذی للسیوطی)

کیف قلت : آپ ﷺ نے اسے سوال دہرانے کا فرمایا تاکہ جواب کا اعادہ کرنے سے قرض کے معاملے کی عظمت میں خوب مبالغہ ہو جائے کیونکہ جب اسے معلوم ہوا کہ شہید کا اجر قرضے کی شرط سے خالی ہے تو وہ بہت خوش ہوا لیکن قرضے والا حکم اس پر وارد کیا گیا کہ قرضہ اس سے مستثنیٰ ہے تو یہ اس طرح ہو گیا جیسا کہ نیند سے کسی کو جگا دیا جائے اور غفلت سے اس کو بیدار کر دیا جائے۔ یہ اعلان کے لحاظ سے زیادہ مؤثر ہے جو اس حالت میں ہو کہ نیند و غفلت نہ پائی جائے۔ (عاقولی)

انت صابر محتسب مقبل غیر مدبر: یہ خبر کے بعد خبر ہے۔ **الا الدین** : یہ استثناء منقطع ہے یا متصل یعنی وہ قرضہ جس کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو اور اس سے مراد انسانوں کے وہ حقوق ہیں جو اس کے ذمہ ہوں۔

فان جبرئیل قال لی ذٰلک : جبریل علیہ السلام وحی الٰہی سے یہ بات مجھے بتلائی ہے۔

نووی کا قول: اس میں مجاہد کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں سوائے حقوق العباد کے۔ ان کا کفارہ مذکورہ شرائط سے ہوگا اور وہ یہ ہیں: ۱) وہ صبر ثواب سے آگے بڑھنے والا ہو۔ پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔۲) بلا اخلاص اعمال کا فائدہ نہیں۔

قرطبی کا قول: حقوقِ انسانی کا معاف نہ ہونا اس شرط سے ہے کہ وہ ادائیگی سے باز رہا اس کا ارادہ بھی نہیں حالانکہ اس کو قدرت ہے۔ جب مجبور ہو تو کرم الٰہی سے امید ہو۔ اس کے سچے ارادے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے حقوق والوں کو راضی کر دیں گے جیسا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہے۔

تخریج : أخرجه مالك ۱۰۰۳) وأحمد (۸/۲۲٦٤۸) ومسلم (۱۸۸۵) والترمذی (۱۷۱۲) والنسائی (۳۱۵٦) والدارمی (۲/۲۰۷) وابن حبان (٤٦٥٤) وسعید بن منصور (۲۵۵۳)

الفوائد : ① اعمال بلا نیت و اخلاص غیر مفید ہیں ② شہادت جیسا عمل بھی انسانی حقوق کو نہیں بخشوا سکتا۔

۱۳۱۵ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : اَیْنَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ : "فِی الْجَنَّۃِ" فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِہٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں'' چنانچہ اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تشریح : **قلت** : یہ اُحد کے میدان کا واقعہ ہے۔ اس آدمی کے نام کی اطلاع نہیں ہو سکی۔ (مسلم) شرط کا جواب حذف کر دیا گیا کیونکہ ماقابل میں دلالت پائی جاتی ہے۔ **فی الجنۃ**: جہاد میں اس کا اخلاص جانتے ہوئے آپ نے فیصلہ کن جواب دیا کہ تو بلا شبہ جنت میں جائے گا۔ **تمرات**: یہ تمرۃ کی جمع ہے۔ **فی یدہ**: اس نے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں

اور ان کو کھانے تک کا وقفہ جنت میں داخل ہونے کے لئے طویل معلوم ہوا۔ (سبحان اللہ)

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱٤۳۱۸) والبخاری (٤٠٤٦) ومسلم (١٨٩٩) والنسائی (٣١٥٤) وابن حبان (٤٦٥٣) والبیھقی (٤٣/٩)

الفرائد : ① اعمالِ خیر میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے ② صحابہ کرام نصرتِ اسلام و رغبت شہادت میں بہت آگے تھے۔

١٣١٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِكِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَآءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا یَقْدَمَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ" فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ یَقُوْلُ عُمَیْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ : بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ : "فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا" فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ یَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ : لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰكُلَ تَمَرَاتِیْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَیَاةٌ طَوِیْلَةٌ فَرَمٰی بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰی قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْقَرَنُ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّآءِ : هُوَ جَعْبَةُ النُّشَّابِ۔

١٣١٦: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین آئے۔ (بعد میں) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں کوئی شخص کسی چیز میں کوئی قدم نہ اٹھائے جب تک کہ میں نہ کروں یا کہوں۔" چنانچہ مشرکین قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن ہمام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "جی ہاں۔" انہوں نے کہا خوب خوب! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں اس خوب خوب کی بات پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اِس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک تو جنت والوں میں سے ہے پھر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالی اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں زندہ رہوں تو ان کھجوروں کے کھانے تک بے شک یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے! پس انہوں نے اپنے پاس جو کھجوریں تھی' انہیں پھینک دیا پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم) اَلْقَرَنُ : تیر رکھنے کا فیصلہ۔

تشریح ✿ **الی بدر** :یہ کفارِ قریش کے ساتھ پہلی مڈبھیڑ کا واقعہ ہے جو بدرِ کبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ **لا یقد من احد .... حتی اکون انا دونه**: کسی بھی اقدام کی ممانعت فرمادی۔

النحو :انا: یہ اکون کی مستتر ضمیر کی تاکید ہے۔دون یہ ظرف ہونے کی وجہ عمل کے متعلق ہے۔ ای **حتی اکون انا اقرب منه الیه**: مراد کسی بھی عمل کا ارتکاب ہے۔

فدنا المشرکون : یعنی لڑائی کے لئے صفیر بنا کر مشرکین مسلمانوں کے سامنے آئے۔

السمٰوت والارض : آسمان کی جمع لائے کیونکہ علویات اصل وذات کے لحاظ سے مختلف ہیں اور الارض کو مفرد لائے کیونکہ سفلیات اصل کے اعتبار سے ایک ہیں (بیضاوی وقاضی)

النحو : جملہ اسمیہ جنت کی صفت ہے۔**قولوا** : میں مسارعت کا معنی پائے جانے کی وجہ سے الی سے اس کو متعدی کیا گیا ہے۔

جنت کا عرض بیان کیا تا کہ یہ معلوم ہو کہ اس کی طوالت تو طوالت ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے: ﴿**ان اللہ اشترٰی من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة**﴾ عمیر بن الحمام بن جموح بن عمرو الانصاری۔ آپ ﷺ نے ان کے اور ابوعبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کے درمیان مواخاۃ کرادی تھی۔ یہ دونوں بدر میں شہید ہوئے۔ بقول عاقولی عمیر کو خالد بن اعلم نے قتل کیا۔ **یا رسول اللہ جنة عرضها**: یہ استفہام تقریری ہے۔آپ نے فرمایا: ہاں! تو انہوں نے کہا: بخ بخ۔ یہ خا کے کسرہ وفتحہ دونوں سے پڑھا جاتا ہے۔ یہ معاملے کی تفخیم و تعظیم پر دلالت کرتا ہے۔(نووی) بقول عاقولی یہ مبنی علی السکون ہے۔وصل کی صورت میں مکسور آئے گا۔مؤنث ہے۔ **یا یحملك**: تم نے یہ خوف سے کہا یا اُمید جنت میں تا کہ تم بھی اہل جنت سے ہو جاؤ۔ **لا واللہ**: نفی لا محذوف مقدر کی وجہ سے ہے اور مستثنیٰ مضرغ ہے یعنی میں نے یہ کسی علت کی وجہ سے نہیں کہا۔فقط اہل جنت میں سے بن جانے کی امید میں کہا۔ **فانك من اهلها**: یہ معجزۂ نبوت ہے کہ ایک امیر غیبی کی بذریعہ وحی اطلاع دی اور اسی طرح ہوا۔ **فجعل یاکل منهن**: بھوک میں حصولِ طاقت کے لئے۔۲) اس خوش کن خبر سے اپنے آپ کو راحت پہنچانے کے لئے جیسا خوش کن خبر کے وقت لذیذ اشیاء کھائی جاتی ہیں۔ **لئن انا حییت**: لام تمہید قسم کے لئے ہے۔ان شرطیہ ہے۔انا ضمر ضمیر مستقر کی تاکید ہے جو کہ فاعل ہے اور مابعد اس کی تفسیر ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے: **لئن حییت انا** : یہ فعل شرط مضمر ہے۔یعنی اگر میں زندہ رہا زندہ۔ **هذه** : زندگی غایت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔یہ کھجوریں کھانے کا واقعہ۔ **انها لحیاة طویله**۔

النحو :جواب قسم کا جملہ ہے اور اس کو لا کر جواب قسم کو ذکر نہیں کیا اسی پر اکتفاء کر لیا۔عاقولی: تخصیص کے لئے ضمیر منفصل کو اہل معانی کے ہاں مقدم کرنا درست ہے جیسا **قل لو انتم تملکون**: یہاں بھی اس نے گویا اپنے نفس کو اس حالت میں پایا کہ وہ اس زندگی کو شہادت پر ترجیح دے رہا ہے۔اس نے نفس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور جس کی طرف نبی اکرم ﷺ آمادہ کرر ہے تھے۔ **قوموا الی جنة......** : اس میں نفس کی سلامتی پر چند کھجوریں جو دس سے کم تھیں ان کے کھانے تک کی زندگی بڑی لمبی ہے جنت کی راہ میں حائل ہو رہی ہے۔تمرات: جمع قلت۔چند کی طرف ہے۔قرن: قرمی۔کھجور کا تھیلا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٤٠١) ومسلم (١٩٠١) وأبو داود (٢٦١٨)

الفوائد : ① صحابہ کرام کو کلام نبوت پر کس قدر یقین تھا ② نصرتِ دین اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں صحابہ ہر وقت سرشار تھے۔

۱۳۱۷ : وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فِيْهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ، يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ، وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّيْلِ : يَتَعَلَّمُوْنَ وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَآءِ فَيَضَعُوْنَهٗ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا وَاَتٰى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰى اَنْفَذَهٗ فَقَالَ حَرَامٌ : فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۳۱۷: حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ آپؐ نے ان کی طرف ستر انصاری بھیجے جن کا لقب قراء تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ دن کو قرآن مجید پڑھتے' رات کو اس کا ورد کرتے اور سیکھتے سکھاتے' دن کے وقت میں پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں کاٹ کر ان کو فروخت کر کے اس کے بدلے میں اہل صفہ کے لئے اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہؐ نے ان کو بھیج دیا پھر لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو اصل مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ (انہوں نے قتل سے پہلے) دعا کی اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک آدمی حضرت انس کے ماموں حرام پر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور ان کو اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے آر پار ہو گیا اس پر حضرت حرام نے کہا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں وہ ہم پر راضی ہو گیا اور ہم اس پر راضی ہو گئے۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تشریح ✿ **ناس** : یہ اہل نجد کے لوگ تھے جن کے سردار کا نام ابو براء بن ملاعب الاسنہ تھا۔ **یعلمونا**: دوسری نون محذوف ہے اور یہ نا ضمیر ہے۔ **بعث سبعین رجلاً من الانصار** : **بعث**: بھیجنے کے معنی میں ہے۔ انصار میں سے جو اہل صفہ تھے وہ مراد ہیں۔ انصار۔ یہ اسلامی نام اولاد اوس وخزرج کے لئے استعمال ہوا کیونکہ انہوں نے اسلام کی نصرت کا حق ادا کیا۔ **القراء** : جمع قاری کی ہے۔ **فیھم خالی حرام**: یہ انس کے ماموں ابن ملحان بن خالد بن زید بن حرام انصاری

عنہ ہیں۔

الۡنِّحۡوُ: یہ جملہ القراء کی صفت یا حال ہے۔ظرف کو اہتمام کے لئے مقدم کیا گیا ہے۔ **یتدار سونہ باللیل یتعلمون**: یہ جملہ مستانفہ ہے جو ان کی مدح کے لئے لایا گیا ہے اور ظرف کا تعلق دوسرے فعل سے ہے۔ پہلے سے دلالت پر اکتفاء کرتے ہوئے حذف کر دیا ۔ **یجیئون بالماء**: تا کہ مسلمان اس پانی سے فائدہ حاصل کریں اور وضوء اور دیگر ضروریات میں استعمال کر سکیں۔ دن کو وہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرے اور رات کو قیام تلاوت اور قرآن مجید پڑھنے پڑھانے میں صرف کرتے۔ **یحتطبون**: جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور اسے بیچ کر کھانے پینے کی اشیاء حاصل کرتے۔ باب افتعال کو استعمال کیا تا کہ لکڑیوں والے عمل میں مزاولت کی ضرورت ہے اس پر دلالت کرے۔ **الطعام**: میں الف لام عہد ذہنی کا ہو تو بازار میں میسر آنے والا کھانا اور جنس کا ہو تو جس پر کھانے کا اطلاق کیا جا سکے وہ مراد ہوگا جیسا اس ارشاد میں لئن اکلہ الذئب بھیڑیے کی جنس میں سے کوئی۔ **لاھل الصفہ**: یہ فقراء غرباء تھے جن کا کوئی گھر نہ تھا۔ مسجد کے پچھلے حصہ بنائے جانے والے چبوترے میں اس کا قیام تھا۔ باب فضل الزہد میں ان کے حالات گزرے۔ **وللفقراء**: یہ خاص پر عام کے عطف کی قسم سے ہے تا کہ تعمیم ہو۔ **فبعثھم**: آپ ﷺ نے ان کو ان کفار کی طرف ایمان کی دعوت اور قرآن مجید کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ **فعرضوا لھم**: دشمن خدا عامر بن طفیل ان کے آڑے آیا اور خط لے جانے والے صحابی حرام بن ملحان کے سر پر نیزے سے وار کیا۔ جب خون ان کے ہاتھ پر بہنے لگا تو اس کو چہرے پر چھڑ کا اور کہنے لگے **فزت و رب الکعبۃ**: بنی عامر کو ان پر حملہ کی دعوت دی انہوں نے انکار کر دیا اور کہا ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف عصیہ سلیم رعل کو ابھارا تو انہوں نے اس کی بات پر لبیک کہی اور مسلمانوں کو دیکھ کر تلواروں سے ان پر پل پڑے۔ **فقتلوھم**: اور اسی میدان میں ان کو شہید کر ڈالا ابھی وہ ابوالبراء کے مکان تک نہ پہنچنے پائے تھے۔ **فقالوا**: جب دشمن نے ان کا گھیراؤ کر لیا تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ **اللھم انا لا نجد من یبلغ رسولک منا السلام غیر فاقرئہ منا السلام**۔ چنانچہ آپ کو جبرئیل علیہ السلام نے یہ اطلاع دی۔ **فرضینا عنک**: لقاء سے مراد شہادت کی موت پا کر تیرے عظیم فضل کی وجہ سے تجھ پر راضی ہو گئے۔ **ورضیت عنا** کہ تو نے ثواب والا وعدہ پورا کر دیا۔ ممکن ہے کہ موت کے بعد بارگاہِ الٰہی میں یہ کہا ہو۔ پہلی صورت میں معنی رضا یہ ہے کہ قضاء وقدر کے فیصلے پر ہم راضی ہیں اور تیری رضاء کی علامت یہ ہے کہ اپنی قضاء وقدر کے فیصلے پر ہمارے دِل خوش کر دیئے۔ **من خلفہ**: پچھلی جانب سے سر پر نیزہ مارا۔ **انفذہ**: نیزہ سر سے پار کر دیا۔ **فقال حرام**: جبکہ خون سر اور چہرے پر نچوڑنے لگا۔ **فزت**: میں شہادت سے کامیاب ہوا جو سعادت کا سبب ہے۔ **ان اخوانکم قد قتلوا**: تمہارے دوستوں کو دشمنوں نے قتل کر دیا ہے اور انہوں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ ہمارے متعلق ہمارے پیغمبر کو اطلاع پہنچا دے کہ **قد لقیناك**: تیری راہ میں قتل ہو کر تجھے مل گئے۔ **فرضینا عنک**: اس لئے کہ ہم نے وہ دیکھ لیا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دِل پر اس کا خیال گزرا۔ **ورضیت عنا**: ہماری اس طاعت پر بے حساب ثواب عنایت فرمایا ہے۔

نووی کا قول: علماء کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا خیر احسان اور رحمت پہنچانا پس اس صورت میں یہ صفات افعال سے ہوں گے اور ارادہ کے معنی میں ہو تو صفات ذات سے ہوگا۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۰۰۱) ومسلم (۳/۱۵۱۱)

الفرائد : ① صحابہ کرام کی دین حق کے بلند کرنے کے لئے عظیم الشان قربانی کا تذکرہ ہے ② شہداء کا بارگاہِ الٰہی میں اکرام یہ ہے کہ وہ یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں ③ پیغمبر ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے۔

۱۳۱۸ :وَعَنْهُ قَالَ :غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ ، لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ : اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ – ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ :يَا سَعْدُ ابْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ : فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ :فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ : كُنَّا نَرٰى –اَوْ نَظُنُّ – اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ اِلٰى اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ۔

۱۳۱۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس پہلی لڑائی سے جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی غائب رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں جو انہوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیری بارگاہ میں بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا یعنی مشرکین نے۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہو گیا تو کہنے لگے اے سعد بن معاذ! ربِّ نضر کی قسم جنت یہ ہے۔ بے شک میں اس کی خوشبو اُحد سے ادھر پا رہا ہوں۔ پس سعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے کچھ زائد تلوار کے وار یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کیا پس ان کو سوائے ان کی ہمشیرہ کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے بھی انگلیوں کے پوروں سے ان کی پہچان کی۔ انس کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان یہ تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان ہی جیسے لوگوں کے بارے میں اُتری: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ ...... مُؤْمِنُوْنَ﴾ سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو پورا دیا جو اللہ تعالیٰ سے کیا۔ (بخاری و مسلم) باب مجاہدہ میں یہ روایت گزری۔

تشریح ۞ یہ انصاری خزرجی صحابی ہیں۔ قتالِ بدر میں موجود نہ تھے جو کہ ۱۷ رمضان ۲ھ میں پیش آیا۔ **فقال** : تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ ہونے پر افسوس کیا۔ **قاتلت المشرکین** : اس کے بعد فیہ محذوف ہے تا کہ جملے کا موصوف سے رابطہ ہو جائے اور یہ تذکرہ حسرت کے لئے ہے جیسے اس ارشاد میں ﴿**رب انی وضعتها انثی والله اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی**﴾ [آل عمران: ٣٦]:

لیرین الله ما اصنع: لام اس قسم کو بتلانے کے لئے ہے جو مقدر ہے جس کا جواب یہ جملہ ہے۔ جواب شرط پر اکتفاء کیا۔ اسم ذاتِ کریم فعل شرط محذوف کا فاعل ہے۔ مفسر کے موجود ہونے کی وجہ سے اس پر اکتفاء کیا گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو کرنا تھا اس کو متعین نہیں کیا تا کہ اس بتلائے ہوئے عاجز آنے کی صورت میں وعدہ خلافی میں ابتلاء کا شائبہ نہ ہو۔ اس لئے مجمل طور پر سچی بات کہی جو ان کے جہاد میں محنت سے معلوم ہو رہی تھی۔ **فلما کان یوم احد**: ۳ھ میں جب معرکہ احد پیش آیا اور آخر میں تیر اندازوں کے مورچہ چھوڑ دینے کی وجہ سے جبکہ ان کو حکم آنے تک اپنی جگہ پر جمے رہنے کا تھا تو آخر کے لحاظ سے جو پیش آنا تھا وہ پیش آیا۔ اس وقت انس رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے: **اللهم انی اعتذر** : اس سے ان اور اس کا فعل یعنی اپنی جگہ سے ہٹنا مراد تھا۔ **وابرأ الیك** : مشرکین کا فعل اللہ اور اس کے رسول کا انکار اور اس کے پیغمبر سے لڑائی والا فعل' اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر دشمن کی طرف بڑھے۔ سعد بن معاذ یہ منصوب ہے **الجنة و رب النضر** : جملہ قسمیہ ہے جو مبتداء اور خبر انی اجد کے درمیان حائل ہے۔ **انی اجد ریحها من دون احد**: کلام کو حقیقت پر محمول کرنا بھی درست ہے کہ انہوں نے اس کی خوشبو سونگھ لی تا کہ ان کو جہاد پر آمادہ کیا جائے اور وہ اس خوشبو کو پالیں۔ ۲) ان کے سامنے وہ جنت کر دی گئی جو شہید کے لئے تیار کی جاتی ہے اور انہوں نے اس کو اس جگہ میں تصور کیا جہاں وہ لڑ رہے تھے۔ اس صورت میں معنی یہ ہے کہ جنت یہاں کمائی جاتی ہے اور میں اس کا شوق مند ہوں۔ **ان اصنع ما صنع** : یا رسول اللہ! میں جہاد میں ان جیسا اقدام نہیں کر سکا کہ اپنے آپ کو دشمنوں میں پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اس سے نکل گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکابر و اشراف کے حسن عمل کی گواہی دینی چاہئے۔ **بعضًا** : یہ تین سے نو تک بولا جاتا ہے اور مؤنث و مذکر دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور صاحب مصباح کہتے ہیں یہ تیرہ سے انیس تک بھی استعمال ہوتا ہے مگر اس میں مذکر کے ساتھ ۃ قائم رہتی ہے اور مؤنث کے ساتھ حذف کی جاتی ہے۔ بیس سے زائد میں اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ ابوزید وغیرہ نے اوپر کے اعداد میں بھی اجازت دی ہے۔ اس کا معنی مبہم غیر محدود ٹکڑا۔ حدیث باب میں بھی بیس سے اوپر اس کا استعمال ثابت ہو رہا ہے۔ (المصباح) **بالسیف** : تلوار کو معرفہ لائے **بقع** کو نکرہ لائے تا کہ تعبیر میں خوبصورتی ہو جائے۔ **قد قتل و قد مثل به** : اول مجہول ہے۔ مثل ناک' کان' ہونٹ کاٹنا تا کہ عبرت بن جائے۔ **الا اخته**: اس کا نام ربیع رضی اللہ عنہ ہے یہی ہے جن کے ہاتھ سے کسی عورت کا دانت ٹوٹا اور انہوں نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ **ببنانه**: انگلیاں۔ بعض نے کہا اس کا واحد نباتہ اور پورے۔ بعض کہتے ہیں اس کا نبانہ کہنے کی وجہ اس سے ان احوال کی درستگی ہوتی ہے جن سے انسان درست ہوتا ہے۔ عرب کہتے ہیں: **فلان ابن بالمکان**: جبکہ اس مقام میں قرار اختیار کرے۔ (المصباح) او: شک راویؒ کے لئے کہ کوئی لفظ فرمایا یا **نظن** کا۔ **اشباهه** : یہ شبہ کی جمع ہے۔ جیسے حمل و احمال یا شبیہ کی جمع جیسے شریف و اشراف یا شبہ جیسے جمل و اجمال۔ اس کا معنی مشابہت ہے۔ **من المؤمنین**: الی آخر الایۃ میں یہ جملہ آیت پر عطف بیان ہے۔ باب المجاہدہ میں روایت

گزری۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی طلب شہادت میں دشمن سے قتال کا مطالبہ کرے خواہ اسے معلوم ہو کہ وہ قتل ہو جائے گا بہت سے صحابہ کرام و صالحین سے یہ ثابت ہے کیونکہ اگر وہ ہلاک ہوا تو اس کا کمانڈر کے لئے مناسب نہیں کیونکہ اس کی ہلاکت سے پورے دستے کی ہلاکت ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی کراہت بھی منقول ہے۔ لان اموت علی فراشی احب الی من ان اقتل بین یدی صف یعنی یستقتل ۔ بعض نے اس کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف قرار دیا۔ قرطبی کہتے ہیں یہ درست نہیں کیونکہ ہلاکت میں ڈالنا نہیں۔ہلاکت تو اعراض من القتال نہیں ہے۔

تخریج : باب فی المجاهدة میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۱۹ :وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ فَصَعِدَا بِی الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا :اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ" – رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَهُوَ بَعْضٌ مِنْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فِیْهِ اَنْوَاعٌ مِّنَ الْعِلْمِ سَیَاْتِیْ فِیْ بَابِ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

۱۳۱۹: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا۔دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا ہے۔ (بخاری) یہ طویل روایت کا حصہ ہے جس میں علم کی کئی قسمیں ہیں۔وہ "بَابِ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ" میں ان شاء اللہ آئے گا۔

تشریح ۞ رأیت اللیلة : میں نے خواب دیکھا۔لیلہ میں یہ ظرف زمان مفعول ہے۔ رجلین : بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہیں۔ فصعدا بی الشجرة : گھر کی عظمت و تفخیم شان کے لئے۔جس سے وہ زیادہ افضل تھا اس کو حذف کیا گیا۔ لم ار بالبناء : میں نے آج تک ایسی خوبصورت عمارت نہ دیکھی تھی۔قط ' ظرف زمان ہے۔ ماضی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ فدار الشهداء : یہ حدیث کا بعض حصہ ہے۔مصنف نے سابقہ عادت کے مطابق روایت کا کچھ حصہ ذکر کر دیا۔اس کی وضاحت باب تحریم الکذب میں آئے گی' ان شاء اللہ۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۳۸٦) وأخرجه أحمد (۷/۲۰۱۱۵) وابن حبان (٦۵۵) والطبرانی (٦۹۸٦) والترمذی (۲۲۹۵) والبیهقی (۲/۱۸۷)

الفرائد : ① شہید کے لئے تیار کئے جانے والے بعض انعامات کو ذکر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے زمرے میں شامل فرمائے۔

۱۳۲۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اُمَّ الرَّبِیْعِ بِنْتَ الْبَرَآءِ وَھِیَ اُمُّ حَارِثَۃَ بْنِ سُرَاقَۃَ ، اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَۃَ ، وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ ، فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ اجْتَھَدْتُ عَلَیْہِ فِی الْبُکَآءِ؟ فَقَالَ :"یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ ابْنَکِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۲۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم ربیع بنت براء یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے نہیں بتلاتے۔ یہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں اس پر خوب رووں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے حارثہ کی والدہ! بے شک جنت میں بہت سے باغات ہیں اور یقیناً تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ چکا''۔ (بخاری)

تشریح ۞ تصغیر ہے یا مشدد ہے۔ حارثہ بن سراقہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ابن حارث بن عدی یہ بنی عدی بن النجار سے ہیں۔ (ابن اسحق) ان کی کنیت ام حارثہ اور ام تبیع ہے۔ اس کو براء کی بیٹی قرار دینا بخاری کا وہم ہے کذا قال دمیاطی یہ ربیع بنت النضر ہیں جو کہ انس بن مالک کی پھوپھی ہیں اور اس کے بھائی کی بھتیجی براء ہیں۔ ترمذی اور ابن خزیمہ کی روایت میں اسی طرح ہے۔ گویا حدیث میں عمۃ البراء تھا۔ رواۃ نے اس کو بدل کر ام کر دیا۔ الا یہ حرف ہے جو عرض کے لئے آتا ہے۔ **کان قتل یوم بدر** : ان کو کسی نامعلوم آدمی نے تیر مارا۔ اس کو سہم غرب کہتے تھے اور اگر تیر مارنے والا معلوم ہو تو وہ سہم غرب وعرض نہیں بعض کہتے ہیں ان کو حبان بن عرفۃ نے قتل کیا۔ اس نے تیر مارا جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ پس اس تیر کو غرب وعرض کا نام نہیں لیا جا سکتا۔ (عینی)

ابن قتیبہ کا قول: زیادہ فصیح لفظ غرب ہے۔ ابوزید کہتے ہیں اگر تیر مارنے والے معلوم نہ ہو تو غرب اور اگر معلوم ہو لیکن نشانے کے علاوہ دوسرے کو لگا ہو تو غرب ہے۔ ازہری فتحہ کو ترجیح دی حارثہ منظر دیکھنے نکلے قتال کے لئے نکہ نکلے تھے۔ جیسا احمد' نسائی نے روایت کیا ہے۔ **فان کان فی الجنۃ صبرت** : پھر اس کا اعلیٰ مقام کو پالینا مجھے تسلی بخش دے گا۔ **وان کان غیر ذلک** : اگر وہ آگ میں ہے تو میں اس پر خوب رووں۔ اس لئے کہ وہاں ان دو کے علاوہ تیسرا مقام نہیں۔ بعض نے اس سے نوحہ کا جواز لینے کی کوشش کی مگر ا) روایت میں اس پر کوئی دلالت نہیں۔ احد کے بعد نوحہ کو حرام کیا گیا اور یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ بخاری کتاب الزکوٰۃ کے الفاظ یہ ہیں: **فان کان فی الجنہ لم ربلك علیہ۔ جنان فی الجنۃ** : اے ام حارثہ وہ جنت کے باغات میں ہے۔ **الفردوس الاعلی** : ہر چیز کو جامع باغ' بعض نے کہا۔ جس میں انگور ہوں یہ جنت کا مخصوص مقام ہے۔ اسے بعض نے قبطی' بعض نے سریانی' بعض نے رومی لفظ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **اذا سالتم اللہ فاسآلوہ الفردوس انھا اوسط الجنۃ واعلی الجنۃ واراہ فوقہ عرش الرحمٰن و منہ تفجر انھار الجنۃ** (بخاری) : اوسط سے مراد بہترین' افضل واوسع پس اعلیٰ ہونے میں اشکال نہ رہا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢١٢٢٥٤) والبخاري (٢٨٠٩) والحاكم (٣/٤٩٣٠) وابن حبان (٩٥٨) وابن سعد

(۵۱۰/۳)

الفوائد : ① تمام شہداء میں اہل بدر کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے ② جتنے مشکل ترین حالات میں جو قربانی دے گا اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔

۱۳۲۱ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ ' فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ ' فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِيْ قَوْمٌ – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَا زَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۱: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد (عبداللہ) کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا' اس حال میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا' ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو بعض لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فرشتے عبداللہ کو اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ احد کے دن کی بات ہے۔

اَلنَّحْوُ : یہ جملہ ابی سے حال ہے۔ فوضع کا عطف جئی پر ہے۔ **اکشف عن وجهه** : کفار کے مثلہ کی وجہ سے ان پر غم کو ظاہر کرتے ہوئے ان کے چہرے سے کپڑا اتارنے لگا۔ کچھ لوگوں نے اس سے روکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **تازالت الملائكة** : ان کے شرف و مرتبہ کی وجہ سے فرشتے پروں سے ان پر سایہ کرنے والے ہیں۔ بخاری میں "**حتى رفع**" کا لفظ بھی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱٤۱۹۰/٥) والبخاری (۱۲٤٤) ومسلم (۲٤۷۱) والنسائی (۱۸٤۱) وعبد الرزاق (٦٦۹۳) وابن سعد (٥٦۱/۳) وابن حبان (۷۰۲۱) والطيالسی (۱۷۱۱) والبيهقی (٤۰۷/۳)

الفوائد : ① اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے ② عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل ہے۔

۱۳۲۲ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۲: حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے۔ خواہ وہ بستر پر فوت ہو"۔ (مسلم)

تشریح ۞ اس کے لئے کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید بنا دیں بشرطیکہ صدقِ نیت سے ہو تو اللہ تعالیٰ صدق نیت کی وجہ سے شہداء کا درجہ عنایت فرما دے گا۔

تخریج : باب الصدق میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۲۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِیَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سچائی سے شہادت طلب کی وہ اس کو دے دی جاتی ہے خواہ وہ شہادت نہ پائے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ اس کو نیت کا ثواب مل جاتا ہے۔ **ولو لم تصبه** : اگرچہ شہادت کی موت نہ آئے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱۹۰۸)

الفرائد : ① اخلاصِ نیت سے طالبِ شہادت کو ثوابِ شہادت مل جاتا ہے اگرچہ ظاہر میں شہادت نہ بھی پائے۔

۱۳۲٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا یَجِدُ الشَّهِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۲۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہید قتل سے اتنی (معمولی) تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **من مس** : یعنی تکلیف۔ **القتل** : قتل اور اس کی تکالیف۔ **القرصة** : ہر تکلیف دہ چیز میں سے ہلکی تکلیف جو جلد ختم ہو جائے اور کسی مرض و بیماری کا باعث نہ ہو۔ **قرص** : انگلیوں کے اطراف سے پکڑنا اس پر حرفِ حصر لا کر اس کے الم کا اسم سے معمولی ہونا ظاہر کیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷۹۵۸) والترمذی (۱٦٧٤) والنسائی (۳۱٦۱) وابن ماجه (۲۸۰۲) والدارمی (۲٤۰۸) وابن حبان (٤٦٥٥) وأبو نعيم (۸/۲٦٤)

الفرائد : شہید سے شدت و سکراتِ موت ہٹا دیئے جاتے ہیں اور اسے موت کے وقت اس طرح محسوس ہوتا ہے جیسے چیونٹی نے کاٹا ہے۔

۱۳۲٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ

لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ :"اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ ' وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ ' فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا ' وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" ثُمَّ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ ' وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۲۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی معرکہ میں جو دشمن کے ساتھ پیش آیا' سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرمایا۔ پھر خطبہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین سے جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:'' اے اللہ تو کتاب کا اتارنے والا' بادلوں کا چلانے والا' گروہوں کو شکست دینے والا ہے۔ دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **العدو** : مقاتل کفار مراد ہیں۔ **انتظر** : یہ بطور تفاول کے فرمایا۔ دکھ سے کشادگی اسی طرح میسر آئے۔ **لا تتمنوا القاء العدو**: اس سے اس لئے منع فرمایا کیونکہ اس میں اپنی قوت نفس پر بھروسہ اور اس کی طرف جھکاؤ ہے اور یہ بزدلی کا باعث بن جاتا ہے۔ جیسا فرمایا: ﴿ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئًا﴾ [توبہ : ۲۵] **واسألوا الله العافية** : دنیا و آخرت میں دُکھ دینے والی تمام چیزوں سے سلامتی مانگو کیونکہ سلامتی میں راحت اور مشقتوں سے بچت اور پریشانیوں سے نجات ہے۔ **فاذا لقیتموهم** : جب بلا طلب ان سے سامنا ہو جائے تو **فاصبروا** : تم مت بھاگو بلکہ لڑائی میں ثابت قدمی دکھاؤ۔ **واعلموا ان الجنة تحت ظلال السیوف** : یہ جملہ تعلیلیہ جوامر بالصبر کی علت کو ظاہر کر رہا ہے۔ **باب الصبر** میں اس کی تشریح گزری۔ پھر آپ نے ان کے صبر میں اضافہ کیلئے دعا فرمائی۔ **اللهم منزل الکتٰب** : یہ انزال سے اسم فاعل اور الکتاب الف لام جنس کا ہے تمام کتب مراد ہیں۔ اگر عہد خارجی کا ہو تو قرآن مجید مراد ہے۔ **مجری السحاب** : ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف لے جانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی میں ہے۔ ﴿والسحاب المسخر بین السماء والارض﴾ [البقرة : ۱٦٤] **وهازم الاحزاب** : اگر الف لام عہد کا ہو تو ۵ھ خندق کے موقعہ پر بھاگنے والے کفار مراد ہوں گے جس کی تعداد دس ہزار بتلائی جاتی ہے اور اگر جنس کا مراد ہو تو تمام کفار کے لشکر مراد ہیں جو شکست خوردہ تھے اور ہو رہے ہیں اور اللہ کا لشکر وہ غلبہ پانے والا ہے۔ اوّل ظاہر ہے کیونکہ یہ ایک احسان تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمایا۔ آپ اپنی دعاؤں میں فرماتے: **هزم الاحزاب وحده**۔ **اهزمهم** : اے اللہ اس وقت ہمارا سامنا کرنے والے دشمنوں کو شکست عنایت فرمایا۔ باب الصبر میں روایت گزری۔

تخریج : باب الصبر میں گزر چکی۔

الفرائد : ① ایضاً۔

۱۳۲۶ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ : اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۲۶: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دُعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں کی جاتیں: (۱) اذان کے وقت کی دعا۔ (۲) لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ آپس میں رن پڑ (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی ہو) چکا ہو''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ **دعوتان** : یہ دعوۃ کی تثنیہ ہے ایک مرتبہ کی دعا۔ **لا تردان** : او شک راوی کو ظاہر کرتا ہے کہ لاتردون فرمایا یا فلما تردان فرمایا۔ قلما میں ما کا ضمہ ہے اور اگر قلت سے کنایہ ہو تو پھر دونوں روایتیں جمع ہو جاتی ہیں اور اپنے موضوع پر ان کے باقی رہنے کا احتمال ہے۔ پس مطلب یہ ہوگا کہ ان دو موقعوں پر دعا مسترد نہیں کی جاتی مگر کبھی کبھی۔ **الدعاء عند النداء** : اذان و اقامت کے وقت کی دعا۔ **وعند البأس** : لڑائی کے وقت کی دعا۔ **یلحم** : یہ جیم کے ساتھ بھی ہے۔ قریب ہونا مراد ہے کہ ایک کا گوشت دوسرے سے مل رہا ہے اور جیم سے گویا ہر ایک دوسرے کو ہتھیاروں سے لگام دے رہا ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٥٥) وأبو داود (٢٥٤٠) والدارمي (١٢٠٠) وابن حبان (١٧٢٠) والحاكم (١/٧١٢) والطبراني (٥٧٥٦) وابن الجارود (١٠٦٥) وابن أبي شيبة (١٠/٢٢٤) والبيهقي (١/٤١٠)

الفرائد : ① اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے' اسی طرح میدانِ جہاد میں مجاہد کی صف قتال میں دعا بھی مقبول ہے۔

۱۳۲۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا غَزَا قَالَ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ ' بِكَ اَحُوْلُ ' وَبِكَ اَصُوْلُ ' وَبِكَ اُقَاتِلُ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے: ''اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے' تیری مدد سے میں پھرتا اور تیری معاونت سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دشمن سے لڑتا ہوں''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ یعنی جب غزوہ کا ارادہ فرماتے تو مالک الملک کی سپرداری میں اپنے کو دیتے۔ **عضدی** : آپ میرے کامل و مکمل مددگار ہیں۔ **ونصیری** : یہ عطف تفسیری ہے آپ اکیلئے ہی مددگار ہیں۔ **بك احول** : آپ کی مدد سے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک حالت سے دوسری میں منتقل ہوتا ہوں۔ **وبك احول** : اور دین کے دشمنوں پر آپ کی مدد سے حملہ آور ہوتا ہوں۔ **صال القرن** یعنی اس سے مقابل پر حملہ کیا۔ **وبك اقاتل** : اس میں مدد حاصل ہونے کے طریقہ کی طرف تعریض ہے۔ یہ اپنے نفس سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے اعتماد میں داخل ہونا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٢٩٠٨) وأبو داود (٢٦٣٢) والترمذي (٣٥٨٤) والنسائي (٢٠٤) وابن حبان

(٤٧٦١)

الفرائد : ① جب آپ ﷺ غزوہ کی طرف جانے کا ارادہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ سے نصرت و مدد طلب کرتے کیونکہ **وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم۔**

۱۳۲۸ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۲۸: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ ہم آپ کو ان کا مدمقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ یعنی آپ کے حکم اور امر کو مقرر کرتے ہیں۔ **في نحورهم** : کہ وہ ان کے ارادوں کو دور کرنے والا بن جائے۔ **ونعوذ بك** : اور ان کے شرور سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اس میں اسماء باری تعالیٰ سے ان چیزوں میں پناہ مانگی جو انسان پر گراں گزرتی ہیں اور یہ چیز توکل کے خلاف تو کیا عین مطابق ہے۔

تخریج : باب ما يدعو اذا خالف ناساًاو غيرهم میں گزر چکی۔

الفرائد : ① ایضاً۔

۱۳۲۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا وَالْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ خیل کا لفظ مؤنث ہے۔ اس کا واحد لفظاً موجود نہیں۔ اس کی جمع خیول ہے کیونکہ یہ مٹک کر چلتے ہیں، عرب کہتے ہیں: **اختال الرجل، اختال به خيلاء** ۔ **خيل** : غازی کا گھوڑا۔ اس کی دلیل سابقہ روایت ہے جس میں گھوڑے کی تین قسمیں بتلائیں اور ابن منذر کہتے ہیں ہر اعتبار سے وہ مراد نہیں اور حافظ کہتے ہیں جنس خیل بھی مراد لے سکتے ہیں یعنی وہ اس مقام پر ہیں کہ ان میں خیر ہو لیکن جس نے گھوڑے کو ناپسند عمل کے لئے باندھا اس عارضی معاملے کی وجہ سے اس کو گناہ ہوگا۔ **معقود في نواصيها الخير** : نواص یہ ناصیۃ کی جمع ہے۔ پیشانی کے بالوں کا گچھا، پیشانی پر لٹکے ہوئے بال۔ ان کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عرب کہتے ہیں: **فلان مبارك الناصية** : ان کو بول کر انسان سے کنایہ کیا جاتا ہے (عینی) اس میں اشارہ ہے کہ تمام گھوڑوں سے یہ کنایہ کیا گیا ہے۔ مگر حافظ نے اس کو بعید قرار دیا اور اس کو ظاہر پر باقی رکھنا پسند کیا اور ممکن ہے کہ ناصیہ کو خاص اس لئے کیا ہو کہ یہ اس کا اگلا حصہ ہے۔ پس اس سے دشمن پر اقدام کرنے والے کی فضیلت

کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو۔ پچھلے حصے کا ذکر نہیں کیونکہ اس سے پیٹھ پھیرنا مراد ہوتا ہے۔ **الخیر** : خواہ جلد ملنے والی ہو یا بدیر۔ **الی یوم القیامة** : جب تک دین باقی ہے اور یہ دنیا کے آخر تک کا وقت ہے جبکہ تمام زمین پر کفر عام ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه مالك (١٠١٦) وأحمد (٢/٤٦١٦) والبخاری (٢٨٤٩) ومسلم (١٨٧١) والنسائی (٣٥٧٥) وابن ماجه (٢٧٨٧) وابن حبان (٤٦٦٨) والطیالسی (١٨٤٤) وأبو یعلی (٢٦٤٢) والقضاعی (٢٢١) والبیهقی (٦/٣٩٢)

الفرائد : ① جہاد قیامت تک باقی ہے۔ اس کے لئے گھوڑے پالنے اور اس کی تیاری کا ہر زمانہ کے مطابق سامان مہیا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں اعزاز کا باعث ہے۔

۱۳۳۰ : وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ : اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۰ : حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں میں باندھ دی گئیں ہیں یعنی اجر (ثواب) اور (مال) غنیمت"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ ہیں ان کو جعد بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے ابن ابی الجعد کہا۔ بعض نے کہا ان کے والد کا نام عیاض ہے۔ البارقی : یہ قبیلہ ازد کی ایک شاخ ہے۔ بارق بن عدی بن حارثہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن ماذن بن الازد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن برسبان بن یشجب بن یعرب بن قحطان البتہ ان کو بارقی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بارق نامی پہاڑ کے پاس اترے اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔ بعض نے اور بھی کہا ہے بعض نے کہا یمن کی ایک بستی مدار کے ایک پانی کا نام ہے۔ وہاں ازد کا قبیلہ عدی بن حارثہ بن عمرو مقیم ہوا اور اسی سے ان کا نام پڑ گیا۔ ان میں سعد بن عدی بھی ہیں جن کو بارق کہا جاتا تھا۔ دمیاطی کا خیال یہ ہے کہ یہ ذی بارق کی طرف نسبت ہے جو کہ ذی رعین کا ایک قبیلہ ہے۔ حافظ کہتے ہیں انہوں نے تیرہ روایات نقل کی ہیں۔ ایک حدیث متفق علیہ ہے۔ یہ سرحد پر مقیم تھے ان کے پاس کئی گھوڑے تھے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔ ان میں ایک گھوڑے کو انہوں نے دس ہزار درہم میں خریدا تھا۔ شبیب بن غرقد کہتے ہیں میں نے ان کے گھر میں ۷۰ گھوڑے دیکھے جو سب جہاد کے لئے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ وہاں پہلے قاضی ہیں ان کی احادیث کو تمام نے نکالا ہے۔ (تقریب' تہذیب نووی)

الخیل ...... **الاجر** : ان کے رکھنے کا ثواب وہ عنقریب حاصل ہونے والی خیر ہے۔ **المغنم** : کفار سے حاصل کیا ہوا مال۔ یہ جلد ملنے والا بدلہ ہے۔

اَلنَّحْوُ : الاجر اور المغنم یہ دونوں الخیر سے بدل یا عطف بیان ہیں۔

طیبی کا قول : ممکن ہے کہ خیر کی تفسیر اجر سے کریں اور غنیمت ظہور و ملازمت سے استعارہ ہے۔ ناصیہ کا تذکرہ اس کے مرتبہ کی بلندی کی وجہ سے کیا۔ گویا اس کو ایک محسوس چیز سے تشبیہ دی جس کو ایک بلند جگہ پر رکھا گیا ہو۔ پس خیر کی نسبت مشبہ بہ کے لازم کی طرف کی گئی۔ ناصیہ کا تذکرہ استعارہ کو خالص کرنے کے لئے کیا۔ (فتح الباری) طبرانی نے اوسط میں جابر بن عبداللہ سے

اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ الخیل معقود فی بنواصیھا الخیر والنیل الی یوم القیامة واھلھا معانون علیھا قلد وھاولا تقلدوھا الاوتار۔ احمد کی روایت معانون کے بعد فامسحوا بنواصیھا وادعوالھا بالبرکه وقلدوھا ولا تقلدوھا الاوتار اور طبرانی نے کبیر میں الخیر کے بعد یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ والنیل الی یوم القیامة واھلھا معانون علیھا والمنفق علیھا کالباسط یدہ فی الصدقة وابوالھا وارواثھا لاھلھا عند اللہ یوم القیامة من مسک الجنة۔ (جامع صغیر)

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩٣٧٢) البخاری (٢٨٥٠) ومسلم (١٨٧٣) والترمذی (١٦٩٤) والنسائی (٣٥٧٦) وابن ماجه (٢٣٠٥) والدارمی (٢٤٢٦)

الفوائد : ① مسلمانوں کے قیامت تک باقی رہنے کی بشارت ہے ② بہترین مال وہ ہے جو جہاد کے گھوڑوں کے ذریعہ حاصل ہو۔ (خطابی) ③ گھوڑا پالتو جانوروں میں فضیلت والا ہے۔

١٣٣١ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ، اِیْمَانًا بِاللّٰهِ ، وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ ، وَرِیَّهٗ ، وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٣٣١: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پس اس کا سیراب ہونا اور اس کی گھاس اور گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس کے میزان عمل میں ہوگی''۔ (بخاری)

تشریح ۞ یہ حبس کے معنی میں ہے۔ عینی رقمطراز ہیں: احتبس علی الشیٔ واحتسبه : متعدی و لازم دونوں طرح مستعمل ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کو اس لئے روکا ہوا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ سرحد میں کوئی نقص و بگاڑ پیدا ہو۔ ایمانا باللّٰه : ایمان باللہ پر اخلاص اور اس کے حکم کی مکمل اتباع کرتے ہوئے۔ وتصدیقًا بوعدہ : اس پر مرتب ہونے والے ثواب کے وعدے پر یقین کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے روکنے اور پالنے پر وعدہ فرمایا پس جس نے گھوڑا باندھ کر رکھا گویا اس نے عمل سے یہ کہا اے میرے اللہ آپ نے میرے ساتھ سچا وعدہ فرمایا ہے۔ شبعه : چارہ وغیرہ جس سے وہ سیر ہوتا ہے۔ وریه : اس کی سیرابی۔ یہ روایت الماء سے لیا گیا ہے۔ فی میزانه : اس کے لئے میزان میں نیکیاں بنیں گی۔ عینی کہتے ہیں روث سے ثواب مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ گوبر کا وزن کیا جائے گا۔ اسماء بنت یزید کی روایت میں وارد ہے کہ من ربطھا ریاء سمعته۔ ان میں یہ مذکور ہے۔ فان شبعھا وریھا الی آخرہ خسران فی موازینه (احمد) جامع کبیر میں ہے کہ نیت پر اجر مرتب ہوگا اور اس میں یہ ہے کہ یہ نیکیاں گھوڑے والے کی طرف سے قبول کی جائیں گی کیونکہ شارع نے فرمایا کہ یہ اس کے میزان میں ہوگی۔ بخلاف اور نیکیوں کے وہ نہ مقبول ہوں گی اور نہ میزان میں داخل کی جائیں گی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٨٧٥) والبخاری (٢٨٥٣) والنسائی (٣٥٨٤) وابن حبان (٤٦٧٣) والحاکم

(٦/٢٤٥٦) والبيهقي (١٠/١٦)

الفرائد : اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جولوازمات بھی جمع کیے جائیں وہ عظیم الشان نیکیاں ہیں۔

١٣٣٢ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ: هٰذِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَكَ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لئے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی (یعنی سواری کے لئے تیار)۔ (مسلم)

تشریح ۞ اس کی جمع خطم جیسے کتاب اور کتب مہر جانو کی ناک اور منہ کا اگلا حصہ اور پرندے کی چونچ کا ناک والا حصہ اور اونٹ کو نکیل اسی جگہ ڈالی جاتی ہے اس لئے اس کو خطام کہتے ہیں۔ **هذه فی سبیل الله** یہ نکیل سمیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتا ہوں **لك بها** : بابدلیت کے لئے ہے۔ تجھے اس کے بدلے ہے **سبع مائة ناقة** جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروانے کی حالت ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة﴾ [البقرة] **کلها مخطومة** کیونکہ اس کی نکیل پکڑ کر اس کا مالک جو چاہے اس سے کام لے سکتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٠٩٣) ومسلم (١٨٩٢) والنسائي (٣١٨٧) وابن حبان (٤٦٤٩) والحاكم (٦/٢٤٤٩) وأبو نعيم (٨/١١٦) والدارمي (٢٤٠٢)

الفرائد : ① صحابہ کرامؓ جانی قربانیوں کے علاوہ مالی قربانیوں میں کس قدر دلیر تھے ② صدقہ کرنے والے کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

١٣٣٣ : وَعَنْ اَبِیْ حَمَّادٍ وَیُقَالُ اَبُوْ سُعَادَ وَیُقَالُ اَبُوْ اُسَیْدٍ وَیُقَالُ اَبُوْ عَامِرٍ وَیُقَالُ اَبُوْ عَمْرٍو وَیُقَالُ اَبُو الْاَسْوَدِ وَیُقَالُ اَبُوْ عَبْسٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ : "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ' اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ ' اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ ' اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۳: حضرت ابی حماد بعض نے کہا ابوسعاد یا کہا جاتا ہے ابواسد اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابوعامر اور کہا جاتا ہے ابوعمرو اور کہا جاتا ہے ابوالاسود اور کہا جاتا ہے ابوعبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے سنا: ''تم ان دشمنوں کے لئے تیاری کرو جس حد تک طاقت ہے خبردار! سن لو طاقت

تیراندازی ہے سن لو طاقت تیر اندازی ہے سن لو طاقت تیراندازی ہے"۔ (مسلم)

تشریح ❁ عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی کئی کنیتیں ہیں حافظ نے تقریب ابوحماد کو ترجیح دی اور نووی نے ابوسعاد، ابوسید، ابوعامر، ابوعمرو، ابوالسود، ابوعبس، ابوسید تہذیب میں ذکر کی ہیں۔ ان کے حالات پہلے کتاب الفضائل میں گزرے۔ **واعدوا لهم ما استطعتم** طاقت کے مطابق کفار کے مقابلہ میں تیاری کرو۔ **من قوة** قول کا بیان ہے۔ **ان القوة الرمی**۔ لڑائی انتہاء کی فائدہ مند تیراندازی ہے یہ حصہ اسی طرح ہے جیسے: **الحج عرفة والبر حسن الخلق** جب حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو کمان کی فضیلت معلوم ہوئی تو ستر کمانیں جہاد کے لئے تیار کیں۔

تخریج: ۱۳٤٤ أخرجه أحمد (٦/١٧٤٣٧) ومسلم (١٩١٧) وأبو داود ((٢٥١٤) وابن ماجه (٢٨١٣) والدارمي (٢٤٠٤) وابن حبان (٤٧٠٩) والطبراني (١١٢٧٢٢٥) والحاكم (٢/٣٢٦٧) والبيهقي (١٠/١٣)

الفرائد: ① ہر زمانے کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف آلاتِ حرب وضرب مہیا کرنے چاہئیں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت باقی رہے۔

۱۳۳٤: **وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرَضُوْنَ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔**

۱۳۳٤: عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "عنقریب تم پر زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ پس تم میں کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کوتاہی کا شکار نہ ہو"۔ (مسلم)

تشریح ❁ راء کے فتحہ سے ارض کی جمع تکسیر ہے جس کو جمع مذکر سالم والا اعراب دیا گیا ہے۔ **ویکفیکم الله**۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دشمنوں کے خلاف لڑائی کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ **ان یلهو باسهمه** یہ سہام کی جمع علت ہے اور اس کی جمع کثرت سہام کے وزن پر آتی ہے نووی کہتے ہیں اس سے تیراندازی کی مشق پر آمادہ کرنا مقصود ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (١٧٤٣٨) ومسلم (١٩١٨) والترمذی (٣٠٩٤) وابن حبان (٤٦٩٧) والطبرانی (١٧/٩١٢) والبيهقی (١٠/١٣)

الفرائد: ① اگر مسلمان اپنی مسلمانی پر قائم رہیں تو ان کے لئے غلبہ کی بشارت ہے۔ اے اللہ! مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنا، آمین۔

۱۳۳٥: **وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ فَقَدْ عَصٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔**

۱۳۳٥: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تیراندازی سیکھ کر اس کو

چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی''۔(مسلم)

تشریح ۞ وہ ہمارے طریقہ کو اپنانے والوں سے نہیں۔او یہ شک راوی کے لئے ہے **فقد عصی** نووی کہتے ہیں تیر اندازی سیکھنے کے بعد بھولنے والے کے لئے بڑی وعید ہے جو بلا عذر اس کو چھوڑے کراہت شدیدہ میں مبتلا ہونے والا ہے ان دونوں روایات کو خطیب نے اس طرح ذکر کیا:"**من علم الرمی و نسیه فهی نعمة جحدها**"

تخریج : أخرجه مسلم (۱۹۱۹) أخرجه أحمد (۶/۱۷۳۳۹)

الفرائد : ① فنونِ حرب کو حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تا کہ کفر کے خلاف اس کو موقعہ بموقعہ استعمال کیا جا سکے۔

۱۳۳۶ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرِ الْجَنَّةَ : صَانِعَهٗ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ' وَالرَّامِیَ بِهٖ ' وَمُنْبِلَهٗ- وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا – وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْیَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ – كَفَرَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

۱۳۳۶: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:''اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔اس کا بنانے والا جو اس کے بنانے میں بھلائی کی نیت کرنے والا ہو۔تیر چلانے والے اور اس کو تیر نکال کر دینے والا۔تم تیر اندازی کرو' گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے۔جس نے تیر اندازی کو سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا اُس نے نعمت کی ناشکری کی''۔(ابوداؤد)

تشریح ۞ یعنی ایک تیر تین آدمیوں کے جنت میں داخلے کا سبب بنتا ہے **صانعه** (۱)ثلاثہ کا تابع ہونے کی وجہ سے منصوب یا اعنی کا مفعول بننے کی وجہ سے منصوب ہے(۲) ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے:**یحتسب فی صنعه** جو بنانے میں قرب الٰہی طالب ہو۔**الرامی به و منبله** منبل اسم فاعل ہے وہ شخص جو تیر اٹھا اٹھا کر تیر انداز کو دے عرب کہتے ہیں: **نبلته اذا ناولته اسهم سیر فی به العدو (النهایه)** اس کی دو صورتیں ہیں(۱) تیر انداز پہلو میں یا پیچھے کھڑا ہو کر اس کو ایک ایک تیر دے۔(۲) اس کی طرف پھینکے جانے والے تیر اکٹھے کر کے اسے دے۔تا کہ وہ تیر اندازی کرے۔بقول منذری جو صحابہ کے لئے اپنے مال سے تیر تیار کر کے مہیا کرے اور اسکو تقویت پہنچائے۔بیہقی کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**ان الله عزوجل یدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة صانعه الذی یحتسب فی صنعته الخیر والذی یجهز به فی سبیل الله والذی یرمی به فی سبیل الله (منذری)** ابن رسلان کہتا ہے کہ **یحتسب** سے پہلے جملہ کو مقید کیا گیا ہے اس قید کا لحاظ اس کے قرین میں بھی ہوگا۔**ارموا الدواب** لڑائی کے جانوروں پر سواری کی تدریب و عادت ڈالو اور تیر اندازی کی بھی۔**احب الی** کیونکہ شہسواری سے اس کا فائدہ بڑھ کر ہے **من ترك الرمی** جس سے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے اعراض کر کے نہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑ دیا۔سابقہ روایت میں بھی اس قید کا لحاظ ہے۔**فانها**

نعمۃ۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو وہ طاق نسیان میں نہ رکھے۔ ترکھا کفر۔ اس کا چھوڑنا ناشکری ہے۔ حاکم نے نعمۃ کفرھا کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ شارح کا قول جس نے تیراندازی سیکھی اس کو دفاع دین کا ایک طریقہ ہاتھ آ گیا اور دشمن پر ضرب لگانے کی راہ معلوم ہوگئی اور جہاد کا وہ اہل بن گیا اس کو ترک کر کے اس نے جہاد میں کوتاہی کی ہے۔ ماوردی کا قول ہے کہ اگر اس کو حاصل کرنے کا مقصد غلط نہ ہو تو مباح ہے اگر اس نے ڈاکہ زنی کے لئے سیکھا تو یہ حرام ہے (ماوردی) لیس من اللھو۔ یہ تین چیزیں سہو میں شمار نہ ہوں گی (۱) گھوڑے کو سکھانا (۲) اپنے اہل سے کھیل کی باتیں کرنا (۳) کمان سے بطور مشق تیراندازی۔ یہ روایت کا حصہ اکتفاء کی وجہ سے چھوٹ گیا غرض باب سے تو اس کو بھی پہلے حصے کی طرح تعلق ہے (مترجم)

تخریج : أخرجه أحمد (۱۷۳۳۷) وأبو داود (۲۵۱۳) والحاكم (۲/۲٤٦۷) والنسائی (۳۱٤٦) وابن ماجه (۲۸۱۱) والدارمی (۲٤۰۵)

الفرائد : ① نشانہ بازی کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔ اسی سے دوسرے تمام اسلحہ کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۳۷ :وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ : "ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۳۷: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے اسمٰعیل کی اولاد! تم تیراندازی کرو۔ بے شک تمہارا باپ تیرانداز تھا۔'' (بخاری)

تشریح ۞ یہ دادا کی طرف نسبت ہے۔ اس کا سلسلہ نسب اس طرح ہے سلمہ بن عمرو بن الاکوع ؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ نفر: یہ تین سے نو تک بولا جاتا ہے یہ لوگ قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے جیسا احادیث میں موجود ہے ینتضلون: جو تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ انتضل و تناضل: یعنی تیراندازی میں مقابلہ کیا۔ ناضله اذا راماہ' عن فلان اذا رمیٰ عنه [النہایہ] فان اباکم کان رامیاً۔ عینی نے لکھا کہ ''کل العرب من ولد اسماعیل بن ابراهیم علیهما السلام ''(ابن سعد) مکحول سے نقل کیا گیا: ''العرب کلها بنو اسماعیل الا اربع قبائل السلف' الاوزاع' و حضر موت و ثقیف'' (کتاب الزبیر) ابن صاعد نے کتاب النصوص میں یہی بات لکھی ہے جس سے اہل نسب نے کہا کہ اہل یمن بھی اولادِ اسماعیل سے ہیں۔ حافظ نے اس استدلال کو کمزور قرار دیا اسلم قبیلہ قحطانی ہے اس روایت سے ثبوت ملتا ہے کہ دادا کو ''اب'' کہا جا سکتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱٦۵۲۸) والبخاری (۲۸۹۹) وابن ماجه (۲۸۱۵) والطبرانی (٦۹۹۱) والحاكم (۲٤٦۵) وابن حبان (٤٦۹۳) والبزار (۱۷۰۲) والبيهقی (۱۰/۱۷)

الفرائد : ① جداعلیٰ بھی جد ہی کہلاتا ہے ② صاحب فن کا تذکرہ اس کی عظمت اور بعد والوں کی ترغیب کے لئے درست ہے ③ بڑوں کو اچھی خصلتیں اپنانی چاہئیں۔

۱۳۳۸ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلُ مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۳۸: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے"۔ (ابوداؤد' ترمذی) دونوں نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ ان کے حالات باب الرجاء میں ملاحظہ کریں من رمیٰ بسھمٍ فی سبیل اللہ۔عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ وہ تیر دشمن کو لگے یا نہ لگے اس کو ثواب ملے گا صراحۃً اس حدیث میں ہے: "من رمی بسھم فی سبیل اللہ فبلغ سھمه العدو اصاب او اخطاء فعدل رقبة" (طبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک عن ابن عمر) عدل غیر جنس سے بدل عدل جنس بدل۔ بعض نے برعکس کہا۔ النہایہ۔ محررۃ: آزاد کردہ گردن۔ اس کے موصوف کو حذف کر دیا۔ طبرانی نے عمر انصاریؓ سے اسی طرح روایت کی من رمی بسھم فی سبیل اللہ فقصر او بلغ کان ذلك له نوراً یوم القیامة" اور حاکم نے ابی نجیح کی روایت اسی طرح نقل کیا ہے:۔"من رمیٰ بسھم فی سبیل اللہ کان کمن اعتق رقبة" جامع کبیر ملاحظہ ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧) والترمذی (١٦٤٤) وأبو داود (٣٩٦٥) والنسائی (٣١٤٢) وابن ماجه (٢٨١٢) والحاكم (٢٤٦٩) وابن حبان (٤٦١٥) والبيهقی (١٠/٢٧٢)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکنے سے اتنا بڑا درجہ ملتا تھا کہ دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔

۱۳۳۹ : وَعَنْ اَبِيْ يَحْيٰى خُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۳۹: حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا لکھا جاتا ہے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ خریم صیغہ تصغیر ہے اس کا سلسلہ نسب یہ ہے خریم بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک۔ یہ بنو اسد سے تعلق رکھتے ہیں ان کی نسبت دادا کی طرف ہے ان کے دادا حدیبیہ میں موجود تھا۔ ان کے متعلق بدر میں حاضر ہونا معلوم نہیں۔ انہوں نے خلافت معاویہؓ کے دوران مقام رقہ میں وفات پائی۔ اصحاب سنن اربعہ سے ان سے روایت لی ہے اور بدر میں حاضری درست قرار دیا بخاری اور اکثر علماء نے ان کو شامیین میں شمار کیا اور بعض نے کوفیین میں (تہذیب نووی) انہوں نے دس روایات نبی اکرم سے نقل کی ہیں۔ (مختصراً للتنقیح) من انفق :خرچ کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ صحیفہ اعمال یا عالم ملکوت میں

سات سوگنا اجر لکھتے ہیں آیات اسکی شہادت دیتی ہیں مستدرک میں خریم بن فاتک سے اس طرح نقل کیا: ''من انفق نفقة فاضلة في سبيل الله فبسبع مائة ضعف' ومن انفق على نفسه او على اهله او عاد مريضا او اماط اذى عن الطريق فهي حسنة بعشر امثالها' والصوم جنة مالم يخرقها ومن ابتلاء الله في جسده فهو له حطة۔

(طبرانی' احمد' ابن منیع' دارمی' ابویعلی' شاشی' ابن خزیمہ' حاکم فی المستدرک' بیہقی فی الشعب والدارقطنی وابویعلی الموصلی عن ابی عبیدہ بن الجراح)

(جامع کبیر)

تخریج : أخرجه أحمد (١٩٠٥٨) والترمذي (١٦٣١) والنسائي (٣١٨٦) الكبرى (٣/٤٣٩٥) وابن حبان (٤٦٤٧) والحاكم (٢/٢٤٤١) والطبراني (٤١٥٥)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو سات سوگنا زیادہ بدلہ ملے گا۔

١٣٤٠ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۰: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ❁عبد سے مذکر ومؤنث جو مکلف ہو وہ مراد ہے مرد کے لئے طاعت پر قائم رہنے کی وجہ سے ذکر کیا۔ ورنہ خصوصیت نہیں۔ **یصوم یوما**۔ اللہ تعالیٰ اس کے روزے کی وجہ سے اسکے چہرے یعنی ذات کو جیسا اس آیت میں فرمایا: **ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام**﴾ سوفرمایا: **كل شيئ هالك الا وجهه**۔ حدیث میں مجاز مرسل مانیں یا ظاہر عمل کریں چہرے کے بھیرنے سے تمام جسم کا پھیرنا مراد ہے احمد وترمذی میں اسی طرح کی روایت موجود ہے جس میں زحزح کی بجائے باعد کے لفظ ہیں اور نسائی نے ابوسعید کے **خریف** کی بجائے **عاما** کا لفظ نقل کیا ہے۔

تخریج : باب وجوب صوم رمضان میں گزرچکی۔

الفرائد : ایضاً۔

١٣٤١ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۴۱: حضرت ابوامامہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق ڈال دیتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ یہ جعفر کے وزن پر ہے۔شہر کی دیواروں کی حفاظت کے لئے کھودی جانے والی کھائی (القاموس) یہ بعد سے کنایہ ہے کما بین السماء والارض سیوطی نے ابن راہویہ اور بزاز کے حوالے سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ما بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ عام'' اسی طرح ابن ماجہ ابن ابی عاصم فی السنۃ وابویعلی وابن خزیمہ و طبرانی وحاکم عن عباس بن عبدالمطلب قال کنا عند النبی ﷺ فقال اتدرون کم بین السماء والارض؟ قلنا اللہ اعلم ورسولہ قال بینھما مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ'' پس ابوامامہ کی روایت نے ثواب اضافے کا اسی طرح فائدہ دیا جو روایت ابی سعید میں وارد ہوا۔اسی طرح عقبہ بن عامر والی روایت ''من صام یومًا فی سبیل اللہ باعد اللہ منہ جھنم مسیرۃ مائۃ عام'' اس روایت کو نسائی' ابویعلی' طبرانی نے نقل یا۔البتہ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کم ثواب کی اطلاع ملی پھر ثواب میں اضافہ کر دیا گیا جس کی خبر حدیث عقبہ بن عامرؓ میں دی گئی ہے۔پھر اور اضافے کی اطلاع دی گئی جس کو حدیث ابوسعیدؓ میں ذکر کیا گیا (۲) عدد کا مفہوم کوئی نہیں اضافہ مطلقہ مراد ہے اور مافوق کی نفی نہیں۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۱۶۳۰)

الفوائد : ① کبھی اللہ تعالیٰ بندے کو جنس عمل سے بدلہ بھی عنایت فرماتے ہیں یہ اسی قسم سے ہے۔

۱۳۴۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُوَ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهٗ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو اس حالت میں مرا کہ اس نے (کبھی) غزوہ نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی بات آئی اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی''۔(مسلم)

تشریح ۞ شعبہ من نفاق: یعنی خصلت نفاق پر اس کی موت آئی۔قرطبی کا قول اگر کسی نیک کام کی قدرت نہ ہو تو کم از کم اس کے کرنے کا ارادہ ہونا چاہیے کہ اگر موقعہ ملا تو ضرور کرے گا تا کہ سنت اس کے فعل کا بدل بن جاتے اور اگر نیت و فعل دونوں سے خالی ہو تو یہ منافق کی علامت ہے جو کہ نہ بھلائی کے کام کرتا ہے اور نہ اس کی نیت کرتا ہے خصوصاً جس سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی ہے یہاں تک کہ تمام دونوں پر غالب ہوا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۸۷۴) ومسلم (۱۹۱۰) وأبو داود (۲۵۰۲) والنسائی (۳۰۹۷)

الفوائد : ① ترکِ جہاد اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والا ہے تو نفرت جہاد کو غضب الٰہی کا شکار بنانے والا ہے۔ اعاذ اللہ منہ۔

۱۳۴۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ: "اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا ' وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ: حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ"

وَفِیْ رِوَایَةٍ :اِلاَّ شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِنْ رِوَایَةِ اَنَسٍ ' وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِّوَایَةِ جَابِرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ۔

۱۳۴۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا: ''بے شک مدینہ میں کچھ آدمی ایسے (رہ گئے) ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا یا کسی وادی کو عبور کیا مگر وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں شریک) ہیں ان کو بیماری نے روک دیا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کو ایک عذر نے روک لیا ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں''۔ بخاری نے حضرت انسؓ اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تشریح ۞ اس سے مراد غزوہ تبوک ہے جیسا کہ باب اخلاص میں گذرا۔ بالمدینہ :یعنی مدینہ طیبہ میں۔ مسیرًا: جو سفر کرتے ہو یا سفر میں وادیاً یہ اس آیت طرف اشارہ ہے وہ ﴿یقطعون وادیاً﴾ [التوبہ ۱۲۱] الا کانوا معکم ثواب میں عزم جہاد کی وجہ سے تمہارے ساتھ شریک ہیں اگر وہ معذور نہ ہوتے تو وہ ضرور شمولیت اختیار کرتے حبسهم المرض۔ یہ جملہ متانفہ ہے کو بیان سبب کے لئے لایا گیا ہے۔ العذر وہ معاملہ جو مکلّف کو پیش آ جائے تو اسے تخفیف درست ہو ماقبل کے لحاظ سے یہ عام ہونا چاہئے۔ اور مراد اس سے خاص ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد عام ہو فقر یا سفر کی سہولیات کا میسر نہ ہونا۔ شرکوکم فی الاجر۔ شرک از باب علم ہے تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہیں کیونکہ اس کا قصد درست تھا۔ عینی کا قول جس آدمی کو اچھے اعمال سانع بن جاتے اگر اس کی نیت ہو تو وہ عمل کرنے والی کے ساتھ اجر میں شریک ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ آدمی جو غلبہ نیند کی وجہ سے نماز کے لئے نہ آ سکا' فرمایا: "ان له اجر صلاته و كان نومه عليه صدقة"۔

تخریج : باب الاخلاص و حضار النیة میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۴۴ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ ' وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُذْکَرَ ' وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ؟ وَفِیْ رِوَایَةٍ یُقَاتِلُ شُجَاعَةً ' وَیُقَاتِلُ حَمِیَّةً وَفِیْ رِوَایَةٍ یُقَاتِلُ غَضَبًا ' فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۴۴: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام معلوم ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ بہادری اور غیرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غصہ کی خاطر لڑتا ہے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس اس پر رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ''جس نے اس لئے لڑائی کی تا کہ اللہ کی بات ہی بلند ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔

تشریح : دیہاتی خواہ عربی ہو یا غیر عربی۔ بخاری کے الفاظ یہ ہیں: **جاء الی النبی ﷺ**۔ بعض نے کہا کہ اس اعرابی کی تفسیر ضمیرہ باہلی سے کی گئی ہے۔ عفیر بن سعدان کہتے ہیں: ''**وفدت علی النبی ﷺ فسالته عن الرجل یلتمس الاجر والذکر فقال لا شئ له**'' بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا۔ **الرجل یقاتل للمغنم والرجل لقاتل لذکر والرجل یقاتل لیری مکانه**۔ مغنم میں لام اجلیہ ہے یعنی وہ غنیمت کی خاطر قتال کرتا ہے۔ یذکر تا کہ لوگوں میں اسکا تذکرہ اور مشہوری ہو اور تیری بہادری میں اس کا مرتبہ معلوم ہو۔ ایک روایت میں شجاعۃ کا لفظ موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو بہادری مقابل کے ساتھ مقابلہ پر آمادہ کرتی ہے۔ **ویقاتل حمیة**۔ غیرت اور قبیلے کی طرف سے دفاع یا مشہوری۔ **لقاتل غضبا**۔ تا کہ سابقہ ناراضگی کا بدلہ لے۔ **فمن فی سبیل الله**۔ موعود ثواب ان شمار کردہ اقسام میں کسی کو ملے گا تو فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کیا۔ وہ نہیں ہو کسی دینوی غرض یعنی حصول غنیمت یا شہرت یا حمیت یا دکھلاوے کی خاطر قتال کیا۔ حاصل یہ ہے کہ ثواب اِس کو ملے گا جس نے کفار سے ایمان کی خاطر کی لڑائی کی۔ کسی بھی دینوی غرض کی خاطر لڑنے والے کو ثواب نہ ملے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩١٠) والبخاری (١٢٣) ومسلم (١٩٠٤) وأبو داود (٢٥١٧) والترمذی (١٦٥٢) والنسائی (٣١٣٦) وابن ماجه (٢٧٨٣) وابن حبان (٤٦٣٦) والطیالسی (٤٨٧) والبیهقی (١٦٧/٩)

الفوائد : ① اعمال پر ثواب نیت کے لحاظ سے مرتب ہوتا ہے ② تمام اجور کا حقدار فقط مجاہد فی سبیل اللہ ہی ہے۔

١٣٤٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ غَازِيَةٍ ' اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمَ وَتَسْلَمَ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ ' وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ لَهُمْ اُجُوْرُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جو لڑنے والا گروہ یا دستہ' جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آ جائے۔ تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پا لیا اور جو لڑنے والا گروہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ اس کی موصوف محذوف ہے ای طائفہ غازیہ۔ او یہ شک روای کے لئے یا تنویع کے لئے ہو۔ سریہ لشکر ایک حصہ اس کو سریہ رات کو مخفی چلنے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ جمع سرایا و سریات جیسے عطیہ و عطایا و عطیات۔ یہ السری سے بھی ہو سکتا جس کا معنی زبردست ہے۔ **تغزو فتغنم** یہ جواب نفی میں ہے۔ **تعجلوا ثلثی اجورهم**۔ ایک روایت میں ہے: **من الاخرة و تبقی لم الثلث** کا اضافہ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ جامع کبیرہ صغیر میں موجود ہے۔ نووی کا قول اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اجر ان سے کم ہوتا ہے جو نہیں بچتے یا بچ جاتے ہیں مگر غنیمت نہیں پاتے۔ لڑائی میں شرکت سے ملنے والے اجر کے ایک جزو کے بدلے میں غنیمت ہے جب غنیمت پالی تو اجر کے دو حصے اس نے پالیے۔ یہ روایت پہلی روایت کے خلاف نہیں

کہ اس میں اجر وغنیمت دونوں کا ذکر ہے۔ اس نقص اجر کا کچھ تذکرہ نہیں اور نہ یہ مذکور ہے کہ اس کا اجر اس کی طرح ہے جس نے غنیمت نہ پائی بلکہ وہ روایت ومطلب ہے اور یہ مقید ہے پس مطلق کو مقید پر محمول کریں گے (اور اگر دونوں کو آدمیوں کے احوال کے اعتبار سے رکھا جائے کہ مطلق کو اطلاق پر اور مقید کو تقیید پر تب بھی جمع ممکن ہے۔ واللہ اعلم) **تخفق**۔ غزوہ تو کریں گے مگر غنیمت نہ پائیں اسی طرح اخفاق پر طالب حاجت جب اپنا مقصد نہ پائے تو اس کو اخفاق کہا جاتا ہے مثلاً: **اخفق الصعائد** کہتے ہیں جب اس کو شکار نہ ملے۔ **وتصاب الا تم لهم اجورهم**۔ موت یا زخم پہنچا تو ان کو پورا اجر ملے گا۔ نووی کہتے ہیں حدیث کا مفہوم یہی درست ہے کہ نمازی جب سلامت رہیں اور غنیمت پائیں تو ان کا اجر ان سے کم ہوگا جو نہ بچے یا بچے مگر غنیمت نہ پائی۔ یہ مشہور روایات کے موافق بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں: **ومنا من اینعت له ثمرته فهو یهدیها۔ یجتنیها** : یعنی وہ اپنا پھل چنتا ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ قاضی عیاض نے اسی مطلب کو ترجیح دی ہے اس میں احتمال یہ بھی ہے کہ یہ لوگ جو مال غنیمت سے محروم رہیں اس کا اجر دوسروں سے ابتلاء کے زائد ہونے کی وجہ سے زائد ہونا چاہئے اور غنیمت و فتح دونوں ہی اس کے ہاتھ سے گئیں (صدیقی) مگر یہ تاویل بعید ہے کیونکہ کامل وہ ہے جس نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قتال کیا وہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے والا ہے وہ نہ کسی سامان کا خواہاں اور نہ کوئی اور غرض اسکے پیش نظر ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (۲/۶۵۵۸۸) ومسلم (۱۹۰۶) وأبو داود (۲۴۹۷) والنسائی (۳۱۲۵) وابن ماجه (۲۷۸۵)

الفرائد : ① جس آدمی نے غزوہ میں غنیمت کو پالیا اس نے اپنے اجر کے دو ثلث پالئے ایک ثلث آخرت میں ملے گا اور شہید ہونے والے کو کامل اجر وہیں ملے گا۔

۱۳۴۶ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِیْ فِی السِّیَاحَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِی الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

۱۳۴۶: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کی سیر وسیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔ (ابوداؤد) سند جید کے ساتھ۔

تشریح ۞ **السیاحته** سے مراد وطن سے دور جانا اور کسی ناواقف سرزمین میں جابسنا۔ **السیح** :سطح زمین پر پھیل کر چلنے والا پانی' گویا اس نے اپنے وطن کو اس لئے چھوڑنے کی اجازت مانگی تاکہ لذات اور مباحات کو ترک کر کے اپنے نفس پر زبردستی قابو پائے۔ آپ ﷺ نے اس کے مطالبہ کو مسترد فرمادیا۔ تبتل :عورتوں سے علیحدگی عبادت الٰہی کے لئے نکاح کو چھوڑ دینا۔ **قال سیاحة امتی**۔ شاید سائلکی غرض سے جہاد کے زمانے کی تعیین تھی اور سائل بہادر انسان تھا۔ البتہ جنگلوں کی سیر بلند ہمت لوگوں کی صفات کو دیکھنے کے لئے تاکہ نفس اپنی رعونتوں سے الگ ہو جائے اور اوطان کی فرقت اور قرابت داروں اور رشتہ داروں سے جدائی پر صبر کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ سے مشغول کر دینے والی چیز میں ختم ہو جائیں بشرطیکہ اولاد ازواج کے حقوق کا ضیاع نہ ہونے پائے ایسا سفر تو مامورات سے ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٢٤٨٦) والحاكم (١/٢٣٩٨)

الفرائد : ① مسلمان کی سیاحت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سفر ہے ② ترویح نفس کے لئے گھومنا کسی ثواب کا حقدار نہیں بنتا۔

١٣٤٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : قَالَ "قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

"اَلْقَفْلَةُ" : الرُّجُوْعُ – وَالْمُرَادُ : الرُّجُوْعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهٖ – وَمَعْنَاهُ اَنَّهٗ يُثَابُ فِيْ رُجُوْعِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْغَزْوِ۔

١٣٤٧: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی طرح ہے''۔(ابوداؤد) سند جید کے ساتھ۔

اَلْقَفْلَةُ : لوٹنا مراد فراغت کے بعد واپس لوٹنا ہے۔مقصد یہ ہے کہ فراغت کے بعد واپس لوٹنے میں بھی برابر ثواب ملتا ہے۔

تشریح ۞ غزوہ سے لوٹنا۔ **کغزوۃ**: مطلب یہ ہے کہ غزوہ کے بعد مجاہد کا اپنے وطن کی طرف لوٹنے کا اجر اتنا ہی ہے جتنا جہاد کی طرف جانے کا کیونکہ واپسی میں جہاد کے لیے قوت اور اہل وعیال کے حق کی ادائیگی ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد دشمن کا سامنا کرنے کے بعد دوسری مرتبہ لوٹنا ہے اور بعض اوقات اس طرح معاملہ پیش آتا ہے جبکہ ان میں دوسری مرتبہ لوٹنا ہے اور بعض اوقات اس طرح معاملہ پیش آتا ہے جبکہ ان دو میں سے ایک بات ہو(١) دشمن ان کے لوٹنے کی وجہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں اس پر حملہ آور ہوں اور اس سے فرصت پالیں۔(٢) جب وہ غلبہ پا کر لوٹیں گے تو اس کا خطرہ موجود ہے کہ دشمن اس کا پیچھا کریں اور ان کے لوٹ ڈالنے کی حالت میں ان کو ہلاک کر دیں بعض اوقات لشکر یا اس کا بعض حصہ واپس لوٹنے پر معاون بن جاتا ہے اگر دشمن ان کی تلاش میں ہوگا تو یہ ان سے مقابلہ کے لئے پہلے تیار ہوں گے ورنہ وہ محفوظ ہوتے اور غنیمت کو بچا لیا۔بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی قوم سے ہوں جو دشمن کے زیادہ ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر ہلاکت کا خطرہ رکھتے ہوں اور وہ لوٹے تا کہ اپنے مجاہدوں کی اور تعداد بڑھا سکیں۔پھر انہوں نے دشمن پر مڑ کر حملہ نہ کیا تو یہ بھی غزوہ سے لوٹنے والے پر پہلا مغنیٰ اصل میں مذکور ہے۔نووی کہتے ہیں حدیث کا مطلب یہی ہے کہ غزوہ سے واپس پوٹنے میں بھی اس کو ثواب ملتا ہے جیسا کہ جانے میں ملتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٦٦٣٦) وأبو داود (٢٤٨٧) والحاكم (٢/٢٣٩٩)

الفرائد : ① غزوہ کے لئے جانے کا جو اجر ہے وہی لوٹنے پر ملتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے مؤمن بندوں پر خصوصی فضل و احسان ہے۔

۱۳۴۸ : وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ۔

۱۳۴۸: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو لوگ ان کو ملے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر آپ سے ملاقات کی۔ ابوداؤد نے ان الفاظ کو صحیح سند سے روایت کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے ہم بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

تشریح ۞ یہ غیر منصرف ہے تانیث وعلمیت کی وجہ سے۔ تلقاہ الناس۔ جو مدینہ منورہ پیچھے رہ گئے تھے خواہ منافقین تھے یا دیگر۔ الصبیان۔ جمع صبی میں بلوغت سے پہلے بچے پر بولا جاتا ہے۔ ثنیۃ الوداع۔ مسافر کی مشایعت کیلئے اس مقام پر لوگ آتے تھے (القاموس) الوداع: یہ ودع کا مصدر ہے دوسرے فعل کو عمل دینا اولیٰ ہے۔

روایت کا فرق: بخاری کے الفاظ یہ ہیں ''ذهبنا نتلقى رسول الله ﷺ مع الصبيان الى ثنية الوداع'' عینی کہتے ہیں یہاں اس سے مراد تبوک والی جانب کی کھائی ہے اور ممکن ہے کہ یہ کھائی مدینہ منورہ کے تمام اطراف سے ملتی ہو کھائی کے راستہ کو ثنیہ کہتے ہیں صاحب محکم کہتے ہیں سوراخ کی طرح پہاڑ میں راستہ ثنیہ کہلاتا ہے بعض نے کہا پہاڑ تک راستہ بعض نے کہا کھائی بعض نے کہا بذات خود پہاڑ مراد ہے۔ رواوی کا قول ثنیۃ الوداع مکہ کو تبوک کی جہت میں اسی طرح ہے جیسے مشرق مغرب کے مقابل ہوتا ہے ورنہ تو اس جانب کی دوسری کھائی مراد ثنیہ پہاڑی راستہ ہے۔ صاحب توضیح نے پہاڑی راستہ کو ثنیہ ماننے سے انکار کیا بلکہ کہا زمین سے بلند ٹیلہ کو کہتے ہیں گویا ان کو صاحب محکم کی بات کا علم نہیں ہوا اس لئے تردید کر دی۔

تخریج : أخرجه البخاري (٣٠٨٣) وأبو داود (٢٧٧٩) والترمذي (١٧٢٤)

الفرائد : ① استقبال مجاہد سنت نبوی ہے ② مجاہد کی مشایعت میں بھی اسی طرح کا اجر کا باعث ہے اس سے محبت و اخوت کے جذبات ابھرتے ہیں۔

۱۳۴۹ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَّمْ يَغْزُ، اَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۴۹: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جہاد نہ کیا یا کسی غازی کو سامان نہ تیار کر کے دیا یا بھلائی کے ساتھ کسی غازی کے اہل کی نگہبانی نہ کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی مصیبت ڈالیں گے''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ لم يغز۔ یعنی غزوہ کے لئے نہیں نکلا۔ یجهز غازیا۔ یا اس کے لئے اسباب سفر مہیا نہ کیے۔

او یخلف۔ گھر والوں کے معاملات کا ذمہ دار نہ بنا۔قارعۃ۔ ہلا دینے والی مصیبت جو اسے اکھاڑ پھینکے گی۔قبل یوم القیامہ۔ جلد پہنچنے کی طرف اشارہ کیا۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٢٥٠٣) وابن ماجه (٢٧٦٢) والدارمي (٢٤١٨)

الفرائد : ① جہاد میں تعاون سے پیچھے نہ ہٹنا چاہئے اس سے منہ موڑنے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا منتظر ہے۔

١٣٥٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں' جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو''۔ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ یعنی اموال کی لڑائی کی تیاری' اس کے آمدات و اسلحہ کے لئے خرچ کرو وانفسکم۔بذات خود لڑو۔والسنتکم۔انکے شرک وکفر پر خبر دار کرے یا ان کی گمراہی پر دلائل قائم کرو اور ان کے اعمال کے برباد ہونے کے متعلق وضاحت کرو۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٣٦٣٩) وأبو داود (٢٥٠٤) والنسائي (٣٠٩٦) وابن حبان (٤٧٠٨) والدارمي (٢٤٣١) والحاكم (٢/٢٤٢٧) والبيهقي (٢٠/٩)

الفرائد : ① مذاہب باطلہ سے مال ونفس اور جان تینوں طرح سے موقعہ کے مطابق جہاد لازم ہے کیونکہ مسلمان تو اپنا مال وجان اللہ تعالیٰ کو فروخت کر چکا ہے۔

١٣٥١ : وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو – وَيُقَالُ اَبُوْحَكِيْمٍ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۵۱: حضرت ابوعمرو بعض نے کہا ابوحکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لڑائیوں میں) حاضر رہا۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے اوّل حصہ میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے۔ہواؤں کے چلنے تک اور مدد کے اترنے تک تاخیر فرماتے۔(ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ نعمان بن مقرنؓ بن عائذ المزنیؓ یہ ان سات بھائیوں سے ہیں جنہوں نے اکٹھے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔یہ واقعہ نہاوند میں ۲۱ھ میں شہید ہوئے جنہوں نے ان کے سلسلہ نسب میں نعمان بن عمرو بن مقرن کہا انہوں نے غلطی کی ہے کیونکہ وہ ان کے بھتیجے ہیں اور تابعی ہیں اور یہ جلیل القدر صحابی ہیں۔اصحاب ستہ نے ان سے روای کی ہے (تقریب

حافظ) انہوں نے چھ روایات نقل کی ہیں بخاری و مسلم ایک ایک روایت میں منفرد ہیں۔ **لم یقاتل من اول النھار**۔ جبکہ صبح ٹھنڈی ہوتی اس کے جھونکے چل رہے ہوتے۔ **حتی تزول الشمس**۔ جب سورج ڈھل جاتا۔ **و تھب الریاح وینزل النصر**۔ تاکہ ٹھنڈا وقت آ جائے اور ہتھیاروں کا پہننا آسان ہو جائے اور گھوڑوں کے لئے بھاگنا اور لڑنا حملہ کرنا آسان ہو جائے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آ جائے۔ ابن رسلان کہتے ہیں "**نصرت بالصبا و أهلکت عاد بالدبور**" اور دوسری روایت میں "**یحضر الصلوات اوقاتھا فاوقاتھا افضل الاوقات ویستجاب فیھا الدعاء**"۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۲۳۸۰۵) وأبو داود (۲٦۵۵) والترمذی (۱٦۱۹) وابن حبان (۴۷۵۷) وابن أبی شیبة (۱۲/۳٦۸) والبیهقی (۹/۱۵۳) أخرجه البخاری (۳۱٦۰)

الفرائد : ① دشمن کے قتال کا بہترین وقت صبح ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اترتی ہے۔ اسی طرح زوال کے بعد رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں اور مدد اترتی ہے۔

۱۳۵۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِیْتُمْ فَاصْبِرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو مگر جب ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو صبر (ثابت قدمی) کرو" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **العدو** : تاکہ ان کی لڑائی کے وقت کہیں تو آزمائش میں نہ ڈال دیے جاؤ۔ **فاصبروا** اس وقت تمہاری امداد کی جائے گی کیونکہ تم ابتلاء میں ہوا سکے قریب ہی اس روایت کا معنی ہے: "**لا تطلب الامارة فانك ان طبتھا اوکلت الیھا وان طلبت لھا اعنت علیھا**" حدیث عبداللہ بن ابی اوفی میں اس کا مطلب گذر چکا۔

تخریج : باب الصبر میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۲۳۵: بَابُ بَیَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الشُّهَدَآءِ فِیْ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَیُغَسَّلُوْنَ وَیُصَلّٰی عَلَیْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِیْلِ فِیْ حَرْبِ الْکُفَّارِ

بَابٌ: آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی بخلاف ان لوگوں کے جو کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں

تشریح ۞ **الشھداء** : جمع شہید جیسے شریف و شرفاء۔ اس کو شہید کہنے کی وجوہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

نے اس کے متعلق جنت کی گواہی دی (۲) اس کو اٹھایا جائے گا اور اس کے قتل کا شاہد ہوگا' (۳) رحمت کے فرشتے اس کی موت کے وقت حاضر ہو کر اس کی روح کو قبض کرتے ہیں۔ (اسنی المطالب) **ثواب الآخرة** ۔ وہ ثواب جو خصوصاً شہید کے لئے تیار کیا گیا۔ **یصلی علیهم** ۔ عام مسلمان مرنے والوں کی طرح۔ **بخلاف القتیل** ۔ خواہ کفار کے اسلحہ سے یا اپنے اسلحہ سے یا گھوڑے سے گر کر یا دیگر ذرائع سے' اسکو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ اس کی نماز جنازہ ہوگی پھر اگر اس کے جہاد کے رضاالٰہی مراد ہو اور دین کی مدد اسکی غرض تھی تو وہ آخرت کے اعتبار سے بھی شہید ہوگا ورنہ وہ شہید دنیا ہے' آخرت میں حصہ نہیں۔

۱۳۵۳ : وَعَنْهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: "اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لڑائی (جنگ) ایک چال ہے''۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ الحرب خدعة۔ یہ خا کے ضمہ فتحہ و کسرہ تینوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ لڑائی میں ہر ممکن حیلہ اختیار کرنا چاہئے۔ ابن المنیر کا قول: مکمل لڑائی مخادعة ہے مواجہت نہیں کیونکہ آمنے سامنے میں خطرات ہیں اور مخادعت میں بے خطر کامیابی ہے عینی کا قول: فتحہ کے ساتھ سب سے زیادہ فصیح ہے۔ **خدعه** ۔ ایک مرتبہ کا دھوکا۔ مطلب یہ ہے جس نے اس میں ایک مرتبہ دھوکا کیا وہ ہلاک ہوا پھر واپس نہ ہوگا۔ ابن سیدہ کا قول: جس نے **خدعه** کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب کو وہ دھوکا میں ڈالے۔ **خدعه** کامیابی و غلبہ کی تمنا کرنا پھر اسکو پورا نہ نباہنا **خدعه** جیسے کہتے ہیں اہل لغت جو بہت لعنت کرنے کا عادی ہو جب ایک فریق دوسرے کو دھوکا دے تو وہ گویا (خدعة) ایک دھوکا ہے۔ ابن عبدالواحد **خدعة مطرز** کہتے ہیں تا نصف قیرش فتحہ سے ہے وہ افضل ہے۔ ابن درستویہ: یہ کسی قوم کی لغت نہیں فتحہ سے ایک مرتبہ کا دھوکا۔ ابوبکر بن طلحہ کہتے ہیں یہ مختصر الفاظ کثیر المعانی لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ لڑائی میں ممکن حد تک حیلہ کرو۔ جب حیلہ نہ رہے تو لڑو اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اختیار فرماتے مثلاً توریہ کمین گاہیں' وعدے کا الٹ بعض اوقات انسانی جان کی حفاظت کے لئے کذب کا استعمال بالاجماع درست ہے۔ مہلب کا قول: لڑائی میں خداع ہر ممکن صورت میں جائز ہے البتہ قسم' عہد' صراحۃً امن کی صورت میں کسی طور پر ملال نہیں۔ بعض اہل سیر نے کہا کہ یہ ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص نعیم بن مسعود اشجعی کے لئے فرمایا۔

تخریج : ۱۳٦۳ أخرجه أحمد (٥/١٤١٨١) والبخاري (٣٠٣٠) ومسلم (١٧٣٩) وأبو داود (٢٦٣٦) أبو داود (٢٦٣٦) والترمذي (١٦٨١) وابن حبان (٤٧٦٣) والطيالسي (١٦٩٨) وابن أبي شيبة (١٢/٥٣٠) والحميدي (١٦٨١) وأبو يعلى (١٨٢٦) والبيهقي (٧/٤٠)

الفرائد : ① جنگ میں پوری احتیاط کرنی ضروری ہے اور دشمن کے خلاف مختلف خفیہ تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئے کا ثبوت مل رہا ہے۔

۱۳۵٤ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ ، وَالْغَرِيْقُ ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ ، وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہید پانچ ہیں' (۱) طاعون سے مرنے والا' (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' (۳) ڈوب کر مرنے والا' (۴) نیچے دب کر مرنے والا' (۵) اللہ کی راہ میں شہادت پانے والا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: أخرجه مالك (۲۹۵) وأحمد (۳/۱۰۸۹۸) والبخاری (٦٥٢) ومسلم ١٩١٤) ولترمذی (١٩٦٥) وابن ماجه (٣٦٨٢) والحميدی (١١٣٤) وابن حبان (٥٣٦)

الفوائد: ① یہ اس امت کی سعادت مندی ہے کہ ان تمام اقسام اموات کو فہرست شہداء میں شمار فرمایا یہ اقسام اموات اُن کے گناہوں کے ازالہ کا ذریعہ ہیں۔

۱۳۵۵: وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا تَعُدُّوْنَ الشُّهَدَآءَ فِيْكُمْ؟" قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ– قَالَ ؟ "اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ!" قَالُوْا :فَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ :"مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ' وَمَنْ مَّاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ' وَمَنْ مَّاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ' وَمَنْ مَّاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ' وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے میں کن لوگوں کو شہید کہتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ شہید کون ہے؟ فرمایا: ''جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے شہید ہے' جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے' جو طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے' جو ڈوب جائے وہ بھی شہید ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **تعدون الشهداء فيكم**: جو شخص ایمان و احتساب کی خاطر معرکہ میں کام آیا۔ زرکشی کہتے ہیں اذا کی دو قسمیں ہیں (۱) یہ جملہ جواب کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ اس کا ماقبل سے تعلق ہے یا ایسے مسبب کے سبب پر خبردار کرنے کے لئے لایا گیا جو فی الحال حاصل ہوا اور وہ فی الحال غیر حاصل ہے کیونکہ مؤکدات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور عامل انہی پر اعتماد کرتا ہے اور یہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کا درمیان اور آخر میں لانا درست ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [البقرة: ۱۴۵] (۲) پس جواب کی تاکید کیلئے لائے' ماقبل سے ربط دینے والا ہے بعض متاخرین سے تیسرا معنی بھی بتلایا ہے یہ اذًا ظرف زمان ہے ماضی کے معنی کے لئے ہے اور اس کے بعد جملہ تحقیقی یا تقدیری طور پر آتا ہے لیکن جملے کی تخفیفی طور پر حذف کر دیا اور اس کے بدلے میں تنوین لایا جیسا کہ حینئذ میں اور یہ ناصبہ مضارع کو ناصبہ کے ساتھ خاص کرنے کے لئے ہے اور تنوین پر داخل ہوتا ہے جیسے ﴿اِذًا

لَاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ﴾ [الأسراء: ۱۰۰] اور اسم پر بھی جیسے:﴿وَاِنَّکُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾ [الشعراء: ٤٢] اوران کنت ظالماً اذا حکمك فی تافه اوراس معنی کونحاۃ نے ذکرنہیں کیا لیکن نحاۃ کا یہ کہنا:انه یحذف المضاف الیها اذ ویعوض عنها التنوین کیومئذٍ اگر چہ اذا سے حذف جملہ کا ذکرنہیں اور اسکے عوض تنوین مذکورنہیں لیکن زرکشی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ اذا کومضارع کے نواصب سے قرار دینا اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس کواذن اصلیہ پرمحمول کیا جائے گا۔اذن پرنہیں اور یہ اس جملہ کی طرف مضاف ہوگا جس سے تنوین کوحذف کیا گیا ہےاوراس کے بعدمضارع کورفع آئے گا ۔حاصل کلام یہ ہے جس سلسلہ میں اذا استعمال ہوا ہے یہ یا تو شہید کی قلت پرخبردار کرنے کے لئے لایا گیا وہ شہادت ان مذکورہ صفات میں بند ہے یا یہ اس اذا کی تنوین کی قسم سے ہے جو جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہےتنوین کی بجائے اوراصل اس طرح ہے اذا کانٗ شهداء امتی من ذکرتم فقط۔اصل اس طرح ہے کہ میری امت کے شہداءفقط وہ ہیں جن کا تم نے ذکرکیا۔قالوا فمن یا رسول الله یعنی اس کے سبب جیسا حدیث میں گزرا یہ سببیت میں اسی طرح ہے جیسا اس حدیث میں ''دخلت النار امراۃ فی هرۃ حبستها'' الحدیث۔فهو شهید۔فی دونوں میں علت کے لئے ہے۔البطن۔پیٹ کی تمام بیماریاں اس میں شامل ہیں۔الغریق شهیداورغریق بھی شہید ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۱۰۷٦٦) ومسلم (۱۹۱۵) وعبد الرزاق (۹۵۷٤) وابن ماجه (۲۸۰٤) وابن أبي شيبة (٥/۳۳۲) وابن حبان (۳۱۸٦)

الفرائد : ① ان تمام اقسام امراض کے مرضاء کوشہداء کاسا اجر ملتا ہے۔

۱۳٥٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳٥٦: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔'' (بخاری ومسلم)

تشریح : من قتل دون ماله فهو شهید:دون کا لفظ اپنی اصل کے لحاظ سے تحت کے معنی میں ظرف مکان ہے اورمجازاً خبردار کرنے کے لئے آتا ہےاوراس کی وجہ یہ ہے کہ جو اپنے مال سے دفاع کرتا ہے وہ اس کو اپنے پیچھے رکھتا ہے یا اپنے نیچے رکھتا ہےاور پھراس کی خاطر بھڑتا ہے۔(کذا قال القرطبی) فهو شهید۔ابن منذر کہتے ہیں ہرآدمی کو مال سے دفاع ضروری ہے یا کوئی چیز اس سے ظلماً بلاترجیح کے لی جائے۔البتہ بادشاہ اس سے مستثنیٰ ہے۔اس کے ظلم سے متعلق صبر کی روایات وارد ہیں اوراس کے خلاف بغاوت نہ کرے۔(فتح الباری)

فرق روایت : بخاری نے مقبری سے فهو شهید اور دحیم ابن ابی عمرو اورابن سلام کی مقبری سے روایت میں ''فله الجنة'' کا لفظ نقل کیااور بخاری نے ذکرنہیں کیا معلوم ہوتا ہے یہ اس نے اپنے حافظہ میں محفوظ روایت سے نقل کیا ہےاورابو نعیم کی روایت میں :من قتل دون ماله مظلوماً۔(عینی)

بخاری میں مختصر ہے مگر مسلم نے ان الفاظ سے اس کی تخریج کی ہے مگر سند مختلف ہے نسائی کے الفاظ بخاری سے یہ ہیں' **من قتل دون ماله مظلوماً فله الجنة**" دوسری روایت میں **فهو شهيد** اور ایک روایت میں بخاری جیسے الفاظ ہیں مگر نسائی نے کہا کہ یہ درست نہیں درست وہی ہے جو ترمذی کے الفاظ سے نقل کیا ہے اور اس باب میں علی' ابو ہریرہ' ابن عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات سے روایات ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٦٥٣٣) والبخاری (۲٤٨٠) ومسلم (١٤١) وأبو داود (٤٧٧١) والترمذی (١٤٢٤) والنسائی (٤٠٩٥)

الفرائد : ① مال قلیل ہو یا کثیر اس کی حفاظت میں مقتول ہونے والا بھی شہداء کا اجر پائے گا۔ (جمہور علماء کا قول)

١٣٥٧ : وَعَنْ اَبِى الْاَعْوَرِ سَعِيْدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ' اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ' قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ' وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ' وَمَنْ قُتِلَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ' وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١٣٥٧: حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی) میں سے ہیں' روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے خون کو بچانے کے لئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر قتل ہو وہ بھی شہید ہے"۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح : حضرت سعید بن زید کا سلسلہ نسب یہ ہے: زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیز بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن کرز بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی العدوی' لمدنی یہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ آپ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ اللہ ان سے راضی تھا۔ یہ عمرؓ سے پہلے اسلام لائے۔ اور یہ چیز عمر کے اسلام کا باعث بنی سعید شروع میں اسلام لائے یہ مہاجرین اولین سے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ابی بن کعب کے درمیان مواخات کرادی' یہ بدر کے بعد تمام معارکہ میں شریک ہوئے بدر میں ان کی حاضری کے متعلق اختلاف ہے اکثریت نے کہا کہ یہ عذر کی وجہ سے حاضر نہ ہوئے یہ مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حصہ مال غنیمت میں لگایا اور عنایت فرمایا۔ ایک جماعت نے کہا کہ یہ خود شریک ہوئے۔ بخاری نے بدر میں شریک لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے یہ جنگ یرموک اور محاصرہ دمشق میں موجود تھے یہ مستجاب الدعوات تھے اروٰی کے ساتھ اس کا واقعہ باب الکرامات میں آئے گا۔ انہوں نے ۴۸ روایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں جن میں دو روایات پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور ایک حدیث میں بخاری منفرد ہیں۔ مقام عقیق میں ان کی وفات ہوئی بعض نے کہا کہ مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۰ سے زائد تھی ابن عمرؓ نے ان کو غسل دیا۔ بعض نے سعد بن ابی

وقاص کا نام لیا ہے۔ ابن عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور سعد اور ابن عمرؓ ان کی قبر میں اترے (تہذیب نووی) من قتل دون ماله اس پر کسی حملہ آور نے حملہ کیا اس نے دفاع کیا اور قتل ہو گیا تو شہید ہے۔ ومن قتل دون دینه۔ انہوں نے اس سے ارتداد یا بدعت کا مطالبہ کیا اس نے انکار کیا اور قتل کر دیا گیا۔ فرق روایت: نسائی نے دین کے تذکرہ کے بغیر روایت ذکر کی۔ عینی نے کہا کہ اس باب میں علیؓ' ابن عمرؓ' ابو ہریرہؓ' جابرؓ' سعد بن ابی وقاصؓ' عبداللہ بن مسعودؓ' بریدہ بن حصیبؓ' سوید بن میمونؓ' انس بن مالکؓ' عبداللہ بن زبیرؓ' عبداللہ بن عامر بن کریزؓ' فہد بن مطرفؓ' مخارف بن سلیم رضی اللہ عنہم سے روایات پائی جاتی ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٦٥٢) وأبو داود (٤٧٧٢) والترمذي (١٤٢٦) والنسائي (٤١٠٢) وابن ماجه (٢٥٨٠) والطيالسي (٢٣٣) وابن حبان (٣١٩٤) وأبو يعلى (٩٤٩) والقضاعي (٣٤١) والبيهقي (٣/٢٦٦)

الفرائد : ① مال' اہل' نفس' دین کے دفاع میں مارا جانے والا شہداء میں شمار ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واکرام ہے۔

١٣٥٨ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِىْ؟ قَالَ: "فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِىْ؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِىْ؟ قَالَ: "فَاَنْتَ شَهِيْدٌ" قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ؟ قَالَ: "هُوَ فِى النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حکم ہے اس بات کا کہ اگر کوئی آدمی میرا مال لینے کے ارادے سے آئے؟ فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو۔ عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے لڑو۔ اس نے پھر سوال کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ جواب میں فرمایا: تو شہید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا: ''وہ جہنمی ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ أرأيت اس کا معنی مجھے بتلائیں۔ يريد اخذ مالي: ناحق میرا مال لینا چاہتا ہے تو میں کیا کروں۔ فلا تعطه مالك۔ یہ جواب شرط ہے أرأيت إن قاتلني اگر مال وصول کرنے کے لئے وہ مجھ سے قتال کرے۔ قاتله اس سے لڑ جاؤ۔ (امر اباحت کے لئے) ان قتلني: اگر لڑائی میں اس نے مجھے قتل کر دیا۔ فانت شهيد: تم آخرت کے شہداء سے ہو' غسل اور نماز پڑھی جائے گی۔ فهو في النار: اگر اس نے قتل حلال سمجھ کر کیا تو ہمیشہ ورنہ سزا کے طور پر داخل ہوگا۔

آخرت کے شہدا

(۱) ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنے والا (۲) علوم دین میں مشغول فوت ہوا (۳) نیند کے لئے وضو کر کے سویا

اور موت آ گئی (۴) اچانک آگ میں جل گیا (۵) ڈوب مرا (۶) سانپ نے ڈس لیا (۷) جادو سے مر گیا (۸) زہر دیا گیا (۹) پیاسا' بھوکا' دُکھوں میں پھنسا مر گیا (۱۰) درندے نے کھالیا (۱۱) عاشق مجنون (۱۲) نفاس والی عورت (۱۳) انتہائی بڈھا (۱۴) پیٹ کی بیماری میں مبتلا (۱۵) فالج زدہ (۱۶) ظلماً قتل کر دیا گیا (۱۷) دفاع مال میں مارا گیا (۱۸) دفاع جان میں مارا گیا (۱۹) دین کی وجہ سے قتل کیا گیا (۲۰) میدانِ جنگ میں مارا گیا (۲۱) لڑائی کے زخموں سے مر گیا (۲۲) اللہ تعالیٰ کی خاطر اذان دینے والا (۲۳) ہر روز کے بھاؤ سے سودا بیچنے والا (۲۴) طاعون سے وطن میں مرا (۲۵) سفر کی حالت میں مر گیا (۲۶) اواخر حشر کی آیات تلاوت کرنے والا (۲۷) ہمیشہ قصر پڑھنے والا (۲۸) ہمیشہ چاشت کی نماز پڑھنے اور اپنا یومیہ ورد پڑھنے والا (۲۹) ہمیشہ روزہ رکھنے والا (۳۰) تیسرے ہفتہ میں زوال کے وقت دسواں رکوع پڑھنے والا (۳۱) فاتحہ کے بعد آیت الکرسی و سورہ اخلاص ہمیشہ پڑھنے والا (۳۲) جس نے موت کی آمد پر مبارک کہا۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے اخلاص سے شہادۃ کا طالب ہو وہ اسے پالے گا۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٤٠)

الفوائد : ① ناحق مال لینے والے کو قتل کرنا جائز ہے ② دوسروں پر ظلم کرتے ہوئے قتل ہونے والا جہنمی ہے کیونکہ وہ حقوق اللہ میں زیادتی کرنے والا ہے۔

۲۳۶ :بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ

بَاب: آزادی کی فضیلت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ، وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ؟ فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ [البلد: ۱۱-۱۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس نہ وہ داخل ہوا گھاٹی میں اور تمہیں کیا معلوم وہ گھاٹی کیا ہے وہ گردن کا آزاد کرنا ہے''۔ (البلد)

تشریح العتق۔ سابقہ عقت کی وجہ سے کسی آدمی سے عتق کا زائل کرنا یا کسی نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اقالہ طلب کیا یہ آدمی پرندہ یا جانور کو لے کر نکلا تو اس کا عتق درست نہ ہوگا۔ ابن صلاح کہتے ہیں اختلاف تو اس کے متعلق ہے جو شکار کے ذریعہ مالک بنے۔ بہائم کو آزاد کرنا یہ اسی طرح ہے جیسے اہل جاہلیت بحیرہ وسائبہ چھوڑتے تھے جو کہ قطعی طور پر باطل ہے ابونعیم کی وہ روایت جو ابوالدرداءؓ کی رائے ہے :قال اللہ تعالٰی اقتحم العقبہ۔ اقتحام سختی وزبردستی داخل ہو جاتا اس میں اعمال صالحہ کو گھاٹی قرار دیا اور اس پر عمل کو گھاٹی سے گزرنے سے تعبیر کیا اس میں نفس کا مجاہدہ ہے مطلب یہ ہوا کہ اس نے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا ہے۔ وما ادراك ما العقبہ۔ اس کی تکلیف وثواب کو نہیں جانا فك رقبہ ۔ گردن کو آزاد کرانا ہے او اطعام۔ پس عقبہ گردن کو آزاد کرنا اور کھانا کھلانا اور صبر کی تلقین اور رحمت کی تاکید کرنا ہے بعض نے کہا کہ ثم اس لئے لائے کہ ایمان کا مرتبہ عتق واطعام سے بہت اونچا ہے پس عقبہ کی عتق واطعام سے تفسیر کی اور دونوں کی اس لئے خاص کیا کیونکہ اس کا نفع متعدی ہے۔

۱۳۵۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ''مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰہُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْوًا مِّنْہُ مِنَ النَّارِ حَتّٰی فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ''۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۳۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایک مسلمان کی گردن آزاد کی اللہ اس کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرما دیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے میں''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح من اعتق رقبہ مسلمة۔ جس مسلمان نے کسی مذکر ومؤنث نفیس ونفیس گردن کو آزاد کیا۔ بکل عضو منه۔ اس آزاد کردہ غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو آگ سے آزاد کیا جائے گا۔ یہ آزادی کا بدلہ ہے حتی فرجه۔ حتیٰ عطف کے لئے ہے کہ آزاد کرنے والے کی شرمگاہ کو اس کی شرمگاہ کے بدلے آزاد کرنے کی وجہ سے آگ سے آزادی ملے گی۔ یہ رقبہ مذکر کے ساتھ خاص ہے کیونکہ غلامی اس میں حقوق کی طرح ہے۔ یہ ابن المنیر کا قول ہے۔ ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آزادی کامل ہونی چاہئے تاکہ اس کو بھی استیعاب حاصل ہو۔

خطابی کا قول: وہ نقص جو فائدہ سے متعلق ہو مثلاً خصی کرنا غیر خصی سے فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو معتبر مانا جائے گا حافظ کا قول۔ جو ممانعت کے موقعہ پر کہا گیا ہے اس کا نووی نے انکار کیا ہے اس میں شبہ نہیں کہ خصی کو آزاد کرنے میں ثواب ہے لیکن کامل اولیٰ ہے اور روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام ولونڈی کی آزادی میں ثواب کا فرق نہیں لیکن صحیح روایت میں وارد ہے کہ "ایما امری مسلم اعتق امرا مسلما کان فکاکه من النار و ایما امریٔ مسلم اعتق امراتین مسلمتین کانتا فداء له من النار" پس اسکے مطابق فیصلہ یہ ہے کہ مرد کو آزاد کرنا عورت کے آزاد کرنے سے افضل ہے اور کثرت سے غلاموں کو آزاد کرنا چاہئے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے تین ہزار غلام آزاد کئے اور ان کے متعلق دوسری روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن میں آٹھ ہزار غلام آزاد فرمائے۔ (شرح المنہاج ابن حجر)

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹۷۸۰) والبخاری (۲۵۱۷) ومسلم (۱۵۰۹) والترمزی (۱۵٤٦) والنسائی (٤۸۷٤) وابن حبان (٤۳۰۸) وابن الجارود (۹٦۸) والبیهقی (۱۰/۲۷۱)

الفرائد : ① غلام کی آزادی سے نارِ جہنم سے آزادی ملتی ہے بشرطیکہ رضائے الٰہی کے لئے ہو۔

۱۳٦۰ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ ، وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ " قَالَ قُلْتُ :اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ :"اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا، وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳٦۰: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد''۔ میں نے عرض کیا کون سی گردن افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو گردن کہ مالکوں کے ہاں نفیس اور قیمت میں زیادہ ہو۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ الایمان بالله و الجهاد فی سبیله دونوں ملا کر ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں یہ رقبہ میں ایمان کے برابر ہے بلکہ عطف تو صرف افضیلت میں دونوں شریک ہیں اگرچہ دونوں میں باہمی فرق ہے۔ ای الرقاب افضل یعنی آزاد کرنے کے لحاظ سے کونسا غلام افضل ہے۔ انفسها۔ جو مالک کے ہاں عمدہ ہو نووی کہتے ہیں روایت سے مراد یہ ہے کہ جب اس کے پاس ایک غلام ہو پھر زیادہ قیمت والا اور اس کی نگاہ میں پسندیدہ ہو آزاد کرنا افضل ہے اور اگر اس کے پاس ایک ہزار درہم ہوں تو اس سے دو غلام خرید کر آزاد کرنا ایک نفیس غلام کی بنسبت افضل ہے۔ البتہ قربانی میں موٹی بکری دو کم موٹی بکریوں سے افضل ہے۔ امام شافعیؒ قربانی میں زیادہ قیمت' زیادہ تعداد سے افضل اور غلاموں میں زیادہ تعداد نفیس غلام سے میرے ہاں افضل ہے۔ کیونکہ قربانی سے مقصود غرباء تک گوشت کا پہنچانا ہے اور موٹے میں گوشت زیادہ اور عمدہ ہوتا ہے۔ غلام میں اسکی گردن کو آزادی دلوانا ہے (تہذیب نووی) حافظ کہتے ہیں اس میں ضابطہ یہ ہے جس کا فائدہ زیادہ ہو وہ افضل ہے قلیل و کثیر

کی بات نہیں اورانہوں اس کی دلیل میں امام مالک کی روایت کو دلیل بنایا' کہ کافرہ گردن اگراعلیٰ ہوتو مسلمہ گردن کے آزاد کرنے سے افضل ہے۔مگراصبغ وغیرہ نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان گردن کے اعلیٰ ہونے کی قید حدیث میں موجود ہے۔

تخریج : باب في بيان كثرة طرق الخير میں گزرچکی۔

الفرائد :ایضاً۔

۲۳۷ :بَابُ فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَى الْمَمْلُوْكِ

بَابٌ: غلاموں سے حسن سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ، وَّبِذِى الْقُرْبٰى ، وَالْيَتٰمٰى ، وَالْمَسَاكِيْنِ ، وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى ، وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ، وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:٣٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ' والدین کے ساتھ احسان کرو' قرابت والوں' یتیموں' مساکین' قرابت والے پڑوسی' اجنبی پڑوسی' پاس بیٹھنے والے' مسافر کے ساتھ اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں' اچھا سلوک کرو''۔ (النساء)

تشریح : یہ احسنوا کا مفعول ہے اور اس کا عطف اعبدوا پر ہے و بذی القربی۔اس میں ذوی الارحام بھی شامل ہیں۔والیتامٰی۔جمع یتیم جس کا باپ فوت ہو جائے۔والمساکین۔جمع مسکین جو محتاج ہو۔والجار ذی القربٰی۔جو پڑوسی اور قرابتدار ہوں یا قریبی پڑوسی یا پڑوسی جو ایمان میں مثل ہو۔والجار الجنب۔اجنبی پڑوسی یا وہ پڑوسی جو گھر کے اعتبار سے دور ہو یا اہل کتاب میں سے جو پڑوسی ہو۔والصاحب بالجنب۔عورت یا رفیق سفر یا فی الوقت موجود۔وابن السبیل۔مسافر یا مہمان۔وما ملکت ایمانکم۔غلام' لونڈیاں وغیرہ باب حق الجار میں تفسیر گذری۔

١٣٦١ : وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ :رَاَيْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهٖ مِثْلُهَا ، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ ، فَذَكَرَ اَنَّهٗ سَابَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَيَّرَهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّكَ امْرُءٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ" هُمْ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۱: حضرت معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ابوذرؓ کو دیکھا کہ ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی تھا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کی نسبت سے عار دلائی۔اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ پر جاہلیت کا اثر ہے۔وہ تمہارے بھائی اور خدمت گزار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا۔پس جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے''۔مزید یہ بھی فرمایا: ''تم ان کو ایسی تکلیف نہ دو کہ جس کی ان میں طاقت نہ ہو اگر تم ان کو ایسا کام سپرد کر دو تو پھر ان کی مدد کرو''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **المعرور** یہ قبیلہ بنواسد سے تعلق رکھتے ہیں ابوامیہ ان کی کنیت ہے کوفہ میں مقیم لوگوں سے ہیں ثقہ کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں اس کی عمر ایک سوبیس سال ہوئی۔ صحاح ستہ کے رواۃ نے ان سے روایت لی ہے۔ **حلہ**۔ اس کی جمع حلل ہے جیسے غرفہ وغرف۔ یہ موٹا کپڑا ہے جس کا اوپر والا اور اندرون کپڑا ایک جنس کا ہوتا ہے۔ **مثلها**۔ سے مراد ایسا حلہ جوان کے اپنے حلہ کی طرح تھا۔ **عن ذلك**۔ سے مراد یہ ہے کہ غلام کو اپنے جیسا لباس کیوں پہنایا حالانکہ عام عادات میں تو فرق رکھا جاتا ہے۔ **رجلاً علی عهد**۔ اس سے مراد بلالؓ ہیں ان کو میں نے زمانہ نبوت میں یا ابن اسودء کہہ کر عار دلائی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: **انك امرؤ**۔ تاکید کے لئے خالی الذہن منکر کے قائم رکھ کر انّ لایا گیا ہے جیسا شاعر نے کہا۔

جاء فلان عارضا رمحه ☆ ان بنی عماك فيهم رماح

مخاطب جب وہ نیزہ اٹھا کر آیا تو منکر کی طرح ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ اے ابوذر تم میں جاہلیت کے اخلاق میں ایک چیز پائی جاتی ہے۔ **هم اخوانكم**۔ وہ غلام اولاد آدم ونوح علیہما السلام ہونے کی وجہ تمہارے جنس شریک بھائی ہیں یا اسلامی بھائی ہیں۔ کافر غلام تابع ہونے کی حیثیت مراد ہوگا یا صرف مؤمن غلام مراد ہوگا نوکر و چاکر ہیں ان کو خول کہتے کی وجہ سے یہ ہے کیونکہ یہ معاملات اسی وجہ سے باغبان کو ''خولی'' کہتے ہیں (فتح الباری) جعل کے ساتھ ضمیر مفعول کو تاکیداً مقدم کیا۔ **تحت ايديكم**۔ یہ قدرت ومسلک سے مجاز ہے۔ **اخواه**۔ یہاں شفقت واحسان پر ابھارنے کے لئے اخوہ سے تعبیر فرمایا۔ **فليطعمه**۔ جمہور کے ہاں دونوں امر استحباب پر محمول ہیں اور مقصود ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے خواہ وہ کھانے سے متعلق ہوں یا پہننے سے۔ خصوصی آقا کے مطعومات وابستہ مراد نہیں موطا امام مالک اور مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت موجود ہے: ''**للمملوك طعامه و كسوته بالمعروف ولا يكلف من العمل مالا يطيق**'' اس سے معلوم ہوا کہ مراد مناسب ہے۔ البتہ جو اس سے بڑھائے وہ متطوع شمار ہوگا۔ جیسا ابوذرؓ نے کہا: **لا تكلفوهم ما يغلبهم**۔ ان کو ایسے عمل کی تکلیف نہ دو جس سے وہ عاجز ہوں اور اس کی قوت نہ رکھتے ہوں۔ **فان كلفتموهم**۔ اگر کوئی سخت کام ان کے ذمہ لگاؤ ان کی مشقت کم کرنے کے لئے ان کی اعانت کرو۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: **اخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم**۔ حافظ کہتے ہیں اجیر کا حکم بھی غلام جیسا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۸/۲۱۴۸۸) والبخاری (۳۰) ومسلم (۱۶۶۱) وأبو داود (۵۱۷۵) والترمذی (۱۹۵۲) وابن ماجه (۳۶۹۰)

الفرائد: ① عاداتِ جاہلیت ترک کردینے کے قابل ہیں ② عار دلانا اور ماں باپ کا طعنہ دینا ناجائز ہے ③ غلام اور ماتحت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش ہونا چاہئے۔

۱۳۶۲: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ''اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ یُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْیُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَیْنِ اَوْ اُکْلَةً اَوْ اُکْلَتَیْنِ فَاِنَّهٗ وَلِیَ عِلَاجَهٗ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

"الْأُكْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَهِيَ اللُّقْمَةُ۔

۱۳۶۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرلائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو چاہئے کہ اس کو ایک یا دو لقمے ضرور دے کیونکہ اس نے اس کے (پکانے) کی تکلیف برداشت کی''۔ (بخاری)

الْأُكْلَةُ: ہمزہ کی پیش کے ساتھ لقمہ کو کہتے ہیں۔

تشریح ۞ **اذا اتی احد کم**۔ مفعول کو مقدم کیا تا کہ ضمیر لوٹانے کی ضرورت نہ رہے۔ یہ غلام مزدور کا دم عقد اجارہ ہو یا بر سبیل تبرع ہو تمام اس حکم میں شامل ہیں۔ **فان لم یجلسه معه**۔ تواضع و افضیلت کا تقاضا تو ساتھ بٹھانا ہے۔ **فلیناوله**۔ ایک دو لقمے اسے کھلائے۔ یہ امر استحباب کے لئے ہے۔ **فانه ولی علاجه**۔ یہ علت امر مندوب ہے۔ صاحب نہایہ نے اس کا معنی عمل لکھا ہے اور دیگر نے کھانے کے اسباب و آلات کو مہیا کرنا اور اس کا پکانا ہے جیسا کتاب الاطعمہ میں بخاری نے لکھا: **"فقد کفاه دخانه و علاجه فلیجلسه معه' فان لم یجلسه معه فلیناوله اکله او اکلتین"**۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۷۸۱۰) والبخاری (۲۵۵۷) ومسلم (۱٦٦۲) وأبو داود (۳۸٤٦)

الفرائد: ① مکارم اخلاق میں سے مواسات بھی ہے ② کھانا تیار کرنے والے کو اس میں کھلانا حسن اخلاق سے ہے۔

۲۳۸ : باب فَضْلِ الْمَمْلُوْكِ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ!

بَابُ: اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے

۱۳۶۳ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِهٖ، وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ ، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۶۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام جب اپنے آقا سے اخلاص برتتا ہے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے۔ تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ العبد۔ اس سے مراد لونڈی و غلام ہر ایک ہے۔ اذا نصح لسیدہ۔ نصح کا صلہ لام استعمال ہوتا ہے جیسا اس روایت میں: ان اردت ان النصح لکم [ھود] اس کے بغیر بھی متعدی ہوتا ہے نصحتہ۔ اس کا معنی اخلاص اور عمل و مشورہ میں خیر خواہی کی بات کرنا ہے (المصباح) یعنی اس نے بقدر استطاعت خدمت انجام دی۔ احسن عبادة اللہ۔ تمام ارکان و شروط و آداب کے ساتھ انجام دینا۔ فلہ اجرہ مرتین۔ کیونکہ اس نے اپنے رب کی عبادت کی اور اپنے آقا کی خدمت کی۔ (ابن عبدالبر) حافظ کہتے ہیں اس کو دو گنا اجر ملنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ غلام ہے اور اس پر مشقت بھی آن پڑی ورنہ جہت عمل کے لحاظ سے دو گن اجر میں تو دوسرے بھی شریک ہیں (فتح) حافظ سیوطی نے دو مرتبہ اجر والوں کی تعداد تمیں لکھی ہے۔ (مطلع البدرین)

تخریج : أخرجه البخاری (۲۵٤٦) ومسلم (۱٦٦٤) وأبو داود (٥١٦٩)

الفرائد : ① غلام اچھا وہ ہے جو آقا کا خیر خواہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو اس کو قیامت کے دن تاج ملے گا کیونکہ اس نے دونوں کے حقوق کی ادائیگی میں کسر نہ اٹھا رکھی۔

۱۳٦٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ" وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّیْ ، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳٦۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس غلام کے لئے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو دو اجر ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی والدہ سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ المصلح۔ بقول حافظ صلاح سے مراد عبادۃ' خدمت مولیٰ کو شامل ہے۔ بیدہ ۔اس سے قدرت مراد ہے۔اشعری کہتے ہیں یہ اور وجہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ ہیں' ذہن میں ہر ایک کے متعلق جو متبادر چیز آتی ہے اس کی ذات اس سے وراء الوراء ہے۔ و برامی۔ بعض نے ان کی والدہ کا نام امیمہ اور بعض نے میمونہ بتلایا ہے یہ صحابیہ ہیں اس کا مہمان ہونا مسلم میں مذکور ہے۔ بخاری نے "والذی نفسی بیدہ" کے الفاظ لکھے ہیں۔ خطابی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء واصفیاء کا بعض اوقات مملوکیت سے امتحان لیتے ہیں۔ جیسا یوسف علیہ السلام کا امتحان فرمایا (خطابی) داؤدی کہتے ہیں یہ قول ابو ہریرہؓ ہے جو مدرج فی الحدیث ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی اس وقت کوئی والدہ نہ تھی جس سے حسن سلوک فرماتے۔ (کرمانی) حافظ کہتے ہیں مؤرخ ہونے کی دلیل نمبر ااسماعیل نے نقل کیا "والذی نفس ابی هریرہ بیدہ" مسلم' مروزی' ادب المفرد میں بخاری نے اور ابوعوانہ نے ذکر کیا اور مسلم کے بعض طرق میں یہ بات مذکور ہے "بلغنا ان ابا هریرہ لم یکن یحج حتٰی ماتت امه لصحبتها" اسی طرح احمد نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا: لولا امران لا جبت ان اکون عبداً" کیونکہ میں نے رسول ﷺ سے خود سنا: ما خلق الله عبداً یودی حق الله علیه و حق سیده الا وفاه الله اجره مرتین" اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ ابو ہریرہؓ کا استنباط ہے جو روایت مرفوعہ سے استثناء جہاد کے لئے اختیار کیا۔ بعض اوقات یہ اجازت کا محتاج ہے اسی طرح بعض اوقات احسان بقیہ عبادات بدنیہ وہ محتاج اجازت نہیں اور مالی عبادات کا تذکرہ نہیں خواہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس اتنا مال نہ تھا جو ضرورت سے زائد ہو اور اس کو دیگر قربات میں خرچ کریں یا ان کی رائے یہ تھی کہ اجازت کے بغیر غلام کو آقا کے مال میں تصرف درست ہے۔ (فتح الباری)

تخریج : أخرجه البخاری (٥٢٤٨) ومسلم (١٦٦٥)

الفرائد : ① ابو ہریرہ کی والدہ کا نام امیمہ یا میمونہ ہے ② نیک صالح غلام کی فضیلت ذکر کی گئی اس سے غلام کے کثرت اجر کی طرف اشارہ ہے' مملوکیت کی پسندیدگی نہیں۔

١٣٦٥ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمَمْلُوْكُ الَّذِیْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ ' وَیُؤَدِّیْ اِلٰی سَیِّدِهِ الَّذِیْ عَلَیْهِ : مِنَ الْحَقِّ ' وَالنَّصِیْحَةِ' وَالطَّاعَةِ ' لَهٗ اَجْرَانِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۶۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو غلام اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور اطاعت سے پیش آتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں"۔ (بخاری)

تشریح ۞ المملوك الذی ۔ یؤدی دینے کے معنی میں آتا ہے الذی علیه۔ جو آقا کا حق اس پر لازم ہے۔ من الحق وله اجران۔ یہ الذی کے ابہام کی وضاحت ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٢٥٥١)

الفرائد : ① غلام کو خیر پر آمادہ کیا گیا ہے۔ وہ اگر آقا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں تو دو ہرے اجر کے حقدار ہیں۔

۱۳۶۶ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ : رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ''۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۶۶ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین ایسے آدمی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: (۱) اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر (بھی) ایمان لایا (۲) وہ مملوک غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے (۳) وہ آدمی کہ جس کی لونڈی ہو وہ اس کو عمدہ ادب سکھائے اور اچھی اور اعلیٰ ترین تعلیم دلائے پھر آزاد کر کے اُس کے ساتھ شادی کرے اُس کے لئے دو اجر ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : ثلاثه ۔ یہاں تین پر اکتفا کیا کیونکہ موقعہ کا تقاضا یہی ہے اور اس کے خلاف نہیں کہ دو مرتبہ اجر ملنے والوں کی تعداد بہت ہو۔ سیوطی نے ان کو جمع کیا:

(۱) آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن (۲) جو اپنی بیوی یا خاوند یا قریبی رشتہ دار کو صدقہ دے (۳) جس نے اجتہاد کیا اور درست اجتہاد نکلا (۴) دوسری مرتبہ وضو کیا (۵) کتابی جو مسلمان ہو (۶) غلام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ اپنے آقا کا حق ادا کرے (۷) رات کو چلنے اور سفر کرنے والا غازی (۸) غنی جو متقی ہو (۹) لونڈی کو خرید کرنے کی کی تعلیم دی پھر اس سے آزاد کر کے نکاح کر لیا (۱۰) کسی نیک طریقہ کی بنیاد رکھے (۱۱) اپنی نماز کو لوٹائے (۱۲) بزدل آدمی جب دشمن سے جہاد کر لے (۱۳) سمندر میں ڈوب کر مر جائے (۱۴) جس کو یہود و نصاریٰ قتل کریں (۱۵) سمجھدار دینی طالب علم (۱۶) سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے والا (۱۷) خطبہ کی طرف کان لگانے والا جب کہ وہ قریب ہو (۱۸) صف اول کو مکمل کرنے والا (۱۹) امام و مؤذن کے ساتھ عصر کی نماز کی پابندی کی (۲۰) فساد کے وقت رک جانے والا (۲۱) خفیہ طور پر خوش ہونے والا ہو (۲۳) جمعہ کے دن غسل جنابت کرنے والا (۲۴) کسی خیر کی خوشخبری ملی تو چہرے پر خوشی کے آثار میں اضافہ ہوا (۲۷) جس کی موت اپنا ہتھیار لگنے سے آ گئی (۲۸) جنازہ کے ساتھ چلے (۲۹) کھانے کے بعد جو ہاتھ دھوئے (۳۰) مجاہد جو مضطرب ہو (۳۱) اہل میت سے حیاء کر کے میت کے پیچھے جانے والا (۳۲) تقویٰ کی روایات کو غور سے سننے والا (۳۳) جو قرآن کو دیکھ کر پڑھے (۳۴) معنیٰ سمجھ کر ظاہر کر کے قرأت کرے۔

مہلب کا قول: نص میں ان تین کا تذکرہ ہے تا کہ اس سے تمام اعمال میں بھلائی کا عمل کرنے والوں کے متعلق خبردار کیا جائے۔ اجل من اهل الكتاب ۔ خواہ یہودی ہو یا نصرانی جیسا سیوطی نے طیبی سے نقل کیا اور حافظ نے اس کی اتباع کی ہے اور کہا کہ مرد و عورت کا ایک حکم ہے۔ آپ ﷺ پر وہ ایمان لے آیا مشرک کافر اس ثواب کا حقدار نہ ہوگا جبکہ وہ مسلمان ہو۔

البتہ داؤدی کا اس میں اختلاف ہے۔ حافظ کہتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو بھی اجر ومتعدد ملیں کیونکہ اس نے عناد اختیار نہیں کیا جیسا کہ دیگر گمراہ لوگ کرتے ہیں پس اس کو اپنے نفس کے خلاف اس مجاہدہ پر کہ اس نے اپنے نفس کو اپنے ہم مثل لوگوں کے برخلاف حق پر آمادہ کیا۔ اذا أدى حق الله کہ جس کو کرنا لازم تھا اس کو اختیار کیا اور جس سے بچنا ضروری تھا اس سے بچ گیا۔ وحق موالیه۔ اگر اس پر یہ کہا جائے کہ مالک کا اجر دو گنا ہوگا۔ کرمانی کہتے ہیں اس میں کوئی ممانعت نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے اعتبارات سے آقا کو دوگنا اجر ملے یا اس سے مراد غلام کے ان کاموں پر اجر کا ملنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لئے کرتا ہے اور اپنے آقا کی تابعداری میں کرتا ہے تو گویا ایک عمل پر وہ دو اعتبار سے حقدار بنا۔ ورجل کانت له امة فادبها۔ اس نے لونڈی کو دینی تعلیم دی اور معاش و معاد کی ضروریات اسے سکھلا دیں پھر آزاد کر کے شادی کر لی یعنی آزادی کی رقم کے علاوہ مہر جدید سے نکاح کیا جیسا کہ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ''اعتقها ثم أصدقها'' یہ دوبارہ لائے تا کہ بات کی اہمیت و پختگی ظاہر ہو۔

تخریج: أخرجه البخاری (٢٥٤٤) ومسلم (١٥٤) وأبو داود (٢٠٥٣) والترمذی (١١١٩) والنسائی (٣٣٤٤) وابن ماجه (١٩٦٥) والطبرانی (٤٤/١) والبیهقی (١٢٨/٧)

الفرائد: ① جو اہل کتاب ہمارے پیغمبر ﷺ پر ایمان لائے وہ دوگنے اجر کا حقدار ہے ② لونڈی کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لینے کا اجر مذکور ہے۔ یہ رجوع فی الصدقہ نہیں بلکہ احسان در احسان ہے۔

۲۳۹ :بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ الِاخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

بَاب: جنگ وجدال اورفتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان

١٣٦٧ : عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۶۷: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شدید فتنے کے وقت عبادت کرنا اس طرح ہے جیسے میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنا''۔ (مسلم)

تشریح: ان کے حالات باب امرولاۃ الامور میں گذر چکے۔ فی الھرج ۔ یہ ظرف لغو ہے ظرف متقر دہوتو حال یا صفت ہے۔ کھجرۃ الی۔ اس کی فضیلت زیادہ اس لئے ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں اور اس کے لئے کم افراد فارغ ہیں۔

اس موقعہ پر عبادت کرنے والا اور لوگوں سے الگ تھلگ ہونے والے کا اجر نبی اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والے کی طرح ہے کیونکہ ان میں مناسبت یہ ہے کہ مہاجر اپنے دین کی حفاظت کے لئے مدینہ ہجرت کر کے گیا ہے اور یہ آدمی لوگوں سے الگ ہوا تا کہ اپنے رب کی عبادت کر لے وہ حقیقت میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا اور تمام مخلوق سے بغاوت کرنے والا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/٢٠٣٢٠) ومسلم (٢٩٤٨) والترمذی (٢٢٠٨) وابن ماجه (٣٩٨٥) والطبرانی (٢٠/٤٨٨) وابن حبان (٥٩٥٧) والطيالسی (٩٣٢) وابن أبی شيبة (١٩١٤٦)

الفوائد : ① فتنوں کے زمانے میں عبادت کا اجر بہت بڑھ جاتا ہے

۲۴۰ :بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ وَالْاَخْذِ وَالْعَطَآءِ وَحُسْنِ الْقَضَآءِ وَالتَّقَاضِيْ وَإِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيْفِ وَفَضْلِ اِنْظَارِ الْمُوْسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ!

بَابٌ: خرید وفروخت' لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

تشریح:اسماحة۔سمع سماحة : دنیا اور سخاوت کرنا اور مراد سے موافقت کرنا حافظ کہتے ہیں سخاوت معنی ہے سمع بکذا ۔یہاں مقصود باہمی سہولت پیدا کرنا اور دینا ہے۔في البيع والشراء مشتری کے لئے پہلے میں اور بائع کے لئے دوسرے میں کوئی چیز چھوڑ دے (۲) اپنے ساتھی کی موافقت کرے۔والاخذ والعطاء بغیر بیع وشراء کے معاہدے کے ۔وحسن القضاء اس حق کی ادائیگی کامل طور پر۔والتقاضی :کچھ معاف کر کے اور کچھ سے درگزر کر کے۔ارجاح دیتے وقت جھکتا ہوا تولے۔والنهى عن التطفيف: یعنی اچھے وزن اور ماپ سے دے۔انظار المؤسر مقروض کو مہلت دینا۔والوضع قرض کو بالکل ساقط کر دینا جب کہ وہ تنگ دست ہو۔

الایات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:۲۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ﴾ [هود:۸۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ؟ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [المطففين:۱-۶]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم جو بھی بھلائی کرو۔پس بے شک اللہ اس کو جاننے والے ہیں''۔(البقرة) اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا: ''اے میری قوم ماپ تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ماپ تول میں کمی کرنے والے ہیں وہ جو کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ کر دیتے ہیں یا وزن کر تے ہیں تو وہ کمی کرنے والے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ ان کو اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن میں جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔ (المطففین)

تشریح ۞ ۱) وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ: اللہ تعالیٰ تمہارے اچھے عمل پر خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر، چھوٹا ہو یا بڑا اس پر بدلہ دیں گے۔ ۲) وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ۔ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کے خطاب کی حکایت ہے کہ اے لوگو! تم کیل و وزن کو عدل و تسویہ سے پورا کرو لوگوں کو ماپ کر دینے میں کمی نہ کرو۔ ہر چیز کے دینے میں کمی سے روکا گیا ہے۔ ۳) وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ : ماپ اور وزن میں کمی کرنے کو کہا جاتا ہے۔ وَيْلٌ : غم، ہلاکت اور عذاب سے مشقت مراد ہے تطفیف۔ ماپ اور وزن میں کمی کرنے کو کہا جاتا ہے: اِكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ: اس سے اپنا حق وصول کرتے ہیں۔ يَسْتَوْفُوْنَ: اس کو پورا پورا وصول کرتے ہیں لوگوں کے حق کو علی سے متعدی کیا گیا۔ فراء کا قول من اور علی ایسے مقام پر ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ كَالُوْهُمْ : انکو ماپ کر دیتے ہیں۔ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ : یہ وزنوا کے بعد حرف جار کو حذف کیا گیا اور فعل کو مفعول کے ساتھ ملایا گیا ہے بعض نے کہا: مضاف محذوف ای مکیلھم او موزونھم یخسرون لوگوں سے حق کے لینے میں ان کی عادت کا تذکرہ فرمایا کہ وہ کم کرتے ہیں خواہ میزان کو پکڑ کر یا سرقہ کر کے یا ہلا کرتا کہ کم چیز جائے اور جب لیتے ہیں خواہ ماپ ہو یا تول تو چونکہ دونوں چیزوں پر ان کو قدرت ہے اس لئے ایک کا ذکر کیا اور دوسرے کو سمجھ آنے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ اَلَا يَظُنُّ : قیامت کا یقین ہی اس قسم کی حرکات کو روک سکتا ہے۔ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ؟ اس میں بڑے معاملات پیش آئیں گے۔ یوم یہ اعنی کی وجہ سے منصوب ہے (۲) مَّبْعُوْثُوْنَ کی وجہ سے (۳) بدل ہے اس صورت میں مجرور ہے۔

۱۳۶۸ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا'' ثُمَّ قَالَ: ''اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ'' قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ : ''اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر تقاضا کرنے لگا اور آپؐ سے درشت رویہ اختیار کیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔'' پھر فرمایا: ''اس کو اتنی عمر کا اونٹ دے دو جتنا اس کا تھا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اس کے جانور کی عمر سے بہتر والا پاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو وہی دے دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ (۱) شاید اس سے مراد زید بن شعبہ کنانی ہوں یہ بعد میں اسلام لائے شفاء میں ان کی بات محبت کے سلسلہ میں مذکور ہے۔احمد کی روایت میں ہے: "جاء اعرابی یتقاضی النبی ﷺ بعیرًا له" یتقاضاہ ۔آپ ﷺ سے مال کا تقاضا کر رہا تھا۔فاغلظ۔اس نے اعراب کی عادت کے مطابق درشتی اختیار کی۔فھم به۔صحابہؓ نے سختی کی سزا دینے کا ارادہ کیا۔دعوہ۔آپ ﷺ نے اسے اس کے حال پر چھوڑنے کا حکم فرمایا۔فان لصاحب الحق مقالا۔خاص بات کرنے کا حق ہے اور وہ مدیون پر غلبہ والی بات ہے۔سنامثل سنه۔فیصلہ میں مماثلت کا تقاضا یہ تھا حافظ کہتے ہیں اس سے آپ ﷺ نے ابو رافع مولیٰ کو خطاب فرمایا' جیسا کہ مسلم کی روایت میں موجود ہے۔لا نجد الا أمثل۔ہمارے پاس اس سے اعلیٰ عمر والا ہے آپ ﷺ نے اعلیٰ دینے کا حکم فرمایا۔فان خیر کم احسنکم قضاء نحو۔قضاء کا لفظ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ایک روایت میں ہے: "فان من خیر کم او خیر کم" یعنی معاملہ میں بہتر۔ایک روایت میں فان افضلکم احسنکم قضاءً اور ایک روایت میں "خیار کم" ہے اس سے مفرد یا جمع مراد ہو درست ہے تم میں پسندیدہ احسنکم میں جب اضافہ مراد ہوا تو مفرد لانا درست ہے۔اس روایت کا مدار سلمہ بن کہیل پر ہے۔ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: "استقرض النبی ﷺ سنًا" یہ روایت بخاری و مسلم کے غرائب سے ہے۔(فتح)

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹۳۹۹) والبخاری (۲۳۰۵) ومسلم (۱۶۰۱) والترمذی (۱۳۲۰) والنسائی (٤٦٣٢) وابن ماجه (۲٤۲۳)

الفرائد : ① حیوان کی ادھار بیع جائز ہے ② قرض کا مطالبہ مناسب طریقے سے درست ہے ③ آپ ﷺ کے عظیم اخلاق اور حلم کا اظہار ہے ④ نیکی اور طاعت کے کاموں کے لیے قرض درست ہے۔

۱۳٦۹ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ "رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی' وَاِذَا اقْتَضٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

۱۳۶۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو فروخت' خرید اور رقم کے تقاضے کے وقت درگزر (مہلت) کرنے والا ہو"۔(بخاری)

تشریح ۞ رحم الله ۔یہ جملہ خبریہ دعائیہ ہے۔حافظ کہتے ہیں' ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: "غفر الله لرجل کان قبلکم کان سهلاً اذ باع" اس سے معلوم ہوتا ہے معین آدمی مقصود ہے کرمانی کہتے ہیں بظاہر اً تو یہ کسی آدمی کو اطلاع ہے۔یہ دعا بھی بن سکتی ہے تقدیر اس طرح ہوگی : رحم الله عبداً ۔شرط سے مقید کرنے میں عموم معلوم ہوتا ہے۔رجلاً سمحًا۔یہ صفت مشبہ ہے جو ثبوت و قیام پر دلالت کرتی ہے اسی وجہ سے بیع' شراء اور تقاضی کے احوال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اذا اقتضی :سہولت سے اپنے حق کی ادائیگی طلب کرے اور مسماحة سے تنگ نہ کرنا مراد ہے روک لینا مراد نہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۱٤٦٦٤) والبخاری (۲۰۷٦) والترمذی (۱۳۲٤) وابن ماجه (۲۲۰۳) وابن حبان (٤۹۰۳) والطبرانی (٦۷۲) والبیهقی (٥/۳٥۷)

الفرائد : ① معاملات میں حتی الامکان درگزر سے کام لینا چاہئے ② مطالبہ میں دوسرے کوزیادہ تنگ نہ کرنا چاہئے بلکہ عفوکوسامنے رکھا جائے۔

۱۳۷۰ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۰: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا:''جو یہ پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دکھوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست کومہلت دے یا مقروض کومعاف کرے''۔(مسلم)

تشریح ۞ سرہ :خوش کرنا۔ان ینجیه۔اس کونجات والا بنادیں۔کرب ۔جمع کربه۔وہ شدید غم جونفس پر طاری ہو جائے بقول جوہری کربہ مصیبت کے معنی میں ہے۔فلینفس عن معسر ۔وہ تنگدست سے قرض کا مطالبہ مؤخر کرے۔بعض نے کہا اس سے مطالبہ ختم کردے۔اویضع عنه۔اس کوقرضہ معاف کردے یہ اس آیت سے لیا گیا: ﴿وان کان ذوعسرة فنظرة الی میسرہ وان تصدقوا خیرلکم﴾ الایہ۔طبرانی نے روایت کوان الفاظ سے ذکر کیا ہے''من سرہ ان یامن من غم یوم القیامة فلنیظر معسرًا او لیضع عنه''۔

احمد نے ابن عباسؓ سے اسی طرح نقل کیا اور یہ کہا:وقاہ اللہ من فیح جھنم''۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٥٦٣) والبيهقي (٥/٣٥٧)

الفرائد : ① مسلمان بھائی کے دکھ کاازالہ کرنے کی وجہ سے قیامت کی ہولناکیوں سے بچالیا جائے گا۔

۱۳۷۱ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :كَانَ رَجُلٌ يُّدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا ، فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ایک آدمی لوگوں کوقرض دیا کرتا تھا اوروہ اپنے غلام کو ہدایت کرتا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو درگزر کرنا۔شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاتو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ یداین۔یہ مبالغہ کے لئے ہے بہت قرض دیتا تھا۔معسرًا ۔تنگ دست کے ہاں مطالبہ قرض کے لئے نہ جاؤ۔فتجاوز عنه۔تجاوز میں مہلت ختم کردینا' اچھے انداز سے تقاضا سب شامل ہیں۔ان یتجاوز عنا۔اس لئے کہ بدلہ جنس عمل سے ہوتا ہے۔فلقی اللہ ۔اسے موت آ گئی۔یہ موت سے کنایہ ہے یاوہ بعدالموت سے کنایہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس

کومعاف فرمادیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷۵۸۲) والبخاری (۲۰۷۸) ومسلم (۱۵٦۲) والنسائی (٤۷۰۹) وابن حبان (٥۰٤۲) وابن أبی شیبة (۱۹٦/۸) والبیهقی (۳۵٦/٥)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جانے والا چھوٹا سا عمل بھی بہت بڑے اجر کا باعث ہے ② تنگ دست کو تمام یا کچھ قرض معاف کرنا تجاوز عن السیئات کا ذریعہ ہے۔

۱۳۷۲ :وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ یُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَیْرِ شَیْءٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ یُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا ، وَكَانَ یَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ یَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ- قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :"نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۲: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا۔ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی بھلائی نہ پائی گئی سوائے اس بات کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور صاحب خیر (بھلائی میں تعاون کرنے والا) تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے (بھلائی میں) تجاوز کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ ابومسعود رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عامر ہے۔ بدر میں رہائش کی وجہ سے بدری کہلاتے ہیں غزوہ بدر میں شامل نہ تھے جیسے ان کے حالات میں گزرا۔ قبلکم ۔اس سے پہلی امت کے لوگ مراد ہیں۔ یخالط الناس: قرضہ اور بیع وشراء کے معاملات کرتا تھا۔ کان موسرًا ۔

النحو : یخالط کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ غلمانه ۔جمع غلام۔ مسلم کی روایت میں فتیامه ہے۔ ان یتجاوزوا۔ مہلت دو یا بالکل نہ لو۔ احق۔ ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں یہ بات تقریب اذہان کے لئے فرمائی ورنہ خالق ومخلوق میں کوئی مشارکت نہیں جیسا کہ تفاضل ثابت ہو۔ تجاوز وا منه۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے معاملے میں سہولت فرمائی جیسا اس نے مخلوق سے حسن سلوک کیا تھا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/۱۷۰۸۲) ومسلم (۱۵٦۱) والترمذی (۱۳۰۷) وابن حبان (٥۰٤۷) والطبرانی (۵۳۷/۱۷) والبیهقی (۳۵٦/٥) والحاکم (۲/۲۲۲٦)

الفرائد : ① قلیل عمل سے اللہ تعالیٰ بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے ② تجارتی اعمال میں وکالت درست ہے۔

۱۳۷۳ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اُتِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لَهٗ : مَا ذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا : قَالَ : يَا رَبِّ اٰتَيْتَنِيْ مَالَكَ فَكُنْتُ : اُبَايِعُ النَّاسَ ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ ، فَكُنْتُ اَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ – فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : " اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ، وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۳: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ جس کو اللہ نے مال عنایت فرمایا تھا اسے فرمایا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اس پر حضرت حذیفہ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ کہ وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ پھر جواب دے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال دیا تھا جس کی میں نے لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ چنانچہ میں خوشحال پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا اللہ فرمائیں گے میں اس بات کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اللہ فرشتوں کو فرمائیں گے تم میرے اس بندے سے درگزر کرو اس پر حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاریؓ نے کہا اسی طرح ہم نے بھی رسول اللہؐ کے منہ سے یہ بات سنی"۔ (مسلم)

تشریح ۞ اتاہ ۔عطاء کے معنی میں ہے۔ولا یکتمون الله حدیثا۔ یہ جملہ معترضہ ہے موقف کی حقانیت کی دلیل ہے۔یارب۔ یہ جملہ تلفظاً ذکر کرے گا ورنہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کنت ابایع۔خُلقی نفس میں ایسا مال کر جس کی وجہ سے فعل سہولت سے صادر ہو۔الجواز۔تنگ دست سے رک جاتا اور خوشحال سے قبول کر لیتا۔ خواہ اس میں کچھ کمی ہو اسی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے : فکنت اتیسر علی الموسر: یعنی جس میں تھوڑا بہت عیب ہوتا اس کو قبول کر لیتا۔ وانظر المعسر۔تنگدست وسعت کو آنے تک مہلت دیتا۔ انا أحق بذا۔ بعید کو تفخیم شان کے لئے استعمال کیا جس طرح ذلك الكتٰب لاریب...... میں ہے۔عبدی۔ یہ نسبت تشریفی ہے اور تجاوز کی حکمت کی طرف اشارہ ہے۔عقبہ بن عامر اور عقبہ بن عمرو بدریؓ نے کہا ہم نے اسی طرح رسول ﷺ سے سنا ہے۔ اگرچہ یہ روایت حذیفہؓ سے موقوف ہے مگر اس کا حکم مرفوع والا ہے کیونکہ ایسی بات لانے سے نہیں کہی جا سکتی۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱۵۶۰/۲۹) وأخرجه أحمد (۲۳۴۴٤/۹) والبخاری (۲۰۷۷) وابن ماجه (۲٤۲۰)

الفوائد : ① تنگ دست کو سہولت سے اجر ملتا ہے ② یہ قیامت میں اس کے گناہوں سے تجاوز کا ذریعہ بنے گا ③ تنگدست کو معاف کرنے سے قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ ملے گا۔

۱۳۷٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا ، اَوْ وَضَعَ لَهٗ ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عنایت فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ انظر: مطالبہ میں مہلت دی۔ وضع له۔ اس سے مطالبہ ختم کر دیا یا اس کی خاطر ختم کر دیا۔ اظله الله۔ اس سورج کی گرمی سے اسے قیامت کو سایہ ملے گا جس کی حرارت ایک میل کی مسافت سے ہوگی۔ ظله۔ یہ انتہائی تشریف کے لئے سایہ کی نسبت فرمائی۔ جن کو عرش کا سایہ ملے گا وہ ۷۹ قسم کے افراد ہوں گے۔ باب فضل الحب فی اللہ میں گذر چکا۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۸۷۱۹) والترمذی (۱۳۱۰)

الفرائد: ① تنگ دست کو معاف کرنے پر ابھارا گیا ہے۔

۱۳۷۵: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرٰى مِنْهُ بَعِيْرًا فَوَزَنَ لَهٗ فَاَرْجَحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو ان کو وزن کر کے دیا تو جھکتی ہوئی تول سے دیا (یعنی مقررہ رقم سے زیادہ دیا)۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ بعیرًا۔ یہ غزوہ ذات الرقاع سے واپسی کی بات ہے (فتح) فوزن له فارجح۔ ان کو مقررہ وزن چاندی یا سونا دے دو اور جھکتے ہوئے تول سے ادا کرو۔ آپ ﷺ نے ایک قیراط جو زائد عنایت فرمایا وہ میں نے اپنے ہاں محفوظ کر لیا یوم حرۃ کو وہ شامی لشکر کے لوگوں نے چھین لیا۔ حافظ و قرطبی کہتے ہیں کہ ثمن جمل میں اختلاف اس طرح سے ہے کہ موافقت ممکن نہیں۔ پس حاصل یہ ہے کہ ثمن معلوم سے وہ اونٹ خریدا گیا تھا۔ (فتح الملہم)

تخریج: أخرجه البخاری (٤٤٣) ومسلم (۷۱۵) وأحمد (٥/١٤١٩٩) وأبو داود (٣٥٠٥) والترمذی (١٢٥٣) والنسائی (٤٦٥١)

الفرائد: ① قرضہ کی ادائیگی میں پلڑا جھکا کر تولا جائے تاکہ کوئی کمی نہ رہ جائے ② اگر پہلے باہمی معاملہ ہوتا رہتا ہو تو زیادہ دے سکتا ہے۔

۱۳۷۶: وَعَنْ اَبِيْ صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَجَآءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيْلَ وَعِنْدِيْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْوَزَّانِ: ''زِنْ وَاَرْجِحْ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۷۶: حضرت ابی صفوان سوید ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی مقامِ ہجر سے کچھ کپڑا بیچنے کے لئے لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے کو فرمایا: ''تول اور جھکتا ہوا تول''۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **جلبت انا و مخرمة العبدی** : ان کی نسبت عبدالقیس بن ربیعہ بن نزار کی طرف ہے۔ ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ اسد الغابہ اور تقریب میں ان کا تذکرہ موجود نہیں۔ **بزا**: کپڑوں کی تجارت۔ **من ھجر**: یہ بحرین کا قصبہ ہے اور حازمی کہتے ہیں ہجر اور بحرین کے درمیان سات دن کا فاصلہ ہے۔ **سراویل**: غیر منصرف ہے۔ **بالاجر**: جو مزدوری پر وزن کرتا تھا **للوزان** : اسے معلوم ہوتا ہے کہ کپڑے بھی وزن کر کے فروخت ہوتے تھے۔

دمیری کا قول: اس حدیث میں یہ دلالت نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کو پہنا ہو لیکن ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہننے کے لئے خریدا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ میں نے سوال کیا **اتلبس السراویل**؟ آپ نے فرمایا: **اجل فی السفر والحضر وباللیل والنهار فانی امرت بالستر فلم اجد شيئاً استر منه** (ابویعلی موصلی، طبرانی فی المعجم الاوسط) لیکن سراویل کا وجود آپ کی متروکہ اشیاء میں نہیں ملتا جیسا کہ عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت ہے یہ حضرت ام جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ **ما ترك ﷺ الاسلاحه و بغلته** اور احیاء میں مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو ان کی طرف وحی فرمائی کہ زمین سے اپنے ستر کو چھپاؤ، وہ ہر چیز میں سے سراویل کو لیتے تھے۔ انہوں نے دو سراویل بنوائے۔ جب غسل فرماتے تو ایک کو پہن لیتے تا کہ ہر حالت میں ان کا ستر چھپا رہے۔ (الاحیاء) ابونعیم نے تاریخ اصفہان میں مالک بن عتاہیہ کی مرفوع روایت لکھی ہے کہ پہننے سے زمین نمازی کے لئے استغفار کرتی ہے اور امام احمد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ **قلنا یا رسول الله اهل الكتاب يتسرولون ولا يأتزرون؟ قال تسرولوا او اتزروا و خالفوا اهل الكتاب**۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۱۲۰) وأبو داود (۳۳۳٦) والترمذی (۱۳۰۹) والنسائی (٤٦٠٦) والدارمی (۲٥۸٥) والحاكم (۲۲۳۰) وابن حبان (٥١٤٨) وابن الجارود (٥٥٩) والطيالسی (۱۱۹۲) والطبرانی (۷٤٠۲) وابن ماجه (۲۲۲۰) والبیهقی (٦/۳۲)

الفرائد: ① مشتری کی دلجوئی کے لئے جھکتے ہوئے وزن سے دینا اس کے حق کی کامل ادائیگی ہے ② پیدل چل کر تشریف لانا کسر نفسی ہے۔

کتاب العلم

۲۴۰ :بَابُ فَضْلُ الْعِلْمِ

بَاب: علم کی فضیلت

العلم : یہاں علم سے شرعی علوم حدیث، تفسیر، فقہ اور ان کے ذرائع مراد ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ [طه:١١٤] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الزمر:٩] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾ [المجادلة:١١]

وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ﴾ [فاطر:٢٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور کہہ دیجئے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔'' (طٰہٰ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں''۔ (الزمر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے بلند کرتے ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجات کے لحاظ سے''۔ (المجادلہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرنے والے ہیں''۔ (فاطر)

تشریح ۞ ۱) ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ : یہ آیت علم کی فضیلت و عظمت کے عظیم ترین دلائل سے ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سے جس چیز کے اضافے کے سوال کا حکم دیا وہ علم ہے۔ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ''اللهم انفعنی بما علمتنی و علمنی ما ینفعنی، والحمد لله علی كل حال۔ ترمذی نے دوسرے واسطے سے نقل کیا: واعوذ بالله من حال اهل النار۔

۲) ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی علم والے اور بے علم برابر نہیں۔

اَلنَّحْوُ : یہ استفہام انکاری ہے جو نفی کے معنی میں ہے۔

۳) ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾ یہ رفعت طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر علماء کے درجات کو بلند کرنے والے نہیں۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے علم و عمل ،

کو جمع کر رکھا ہے۔

النَّحْو: ۱) درجات کی حالت نصبی وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کے بدل ہونے کی وجہ سے ہے۔۲) تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔(جامع البیان)

روایات

۱۳۷۷ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۷: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے"۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ خیرًا : اس میں تنوین تفخیم کے لئے آئی ہے۔ **یفقهه في الدين** : اس کو احکام شرعیہ کا عالم بنا دیتے ہیں اور اس میں بصیرت عنایت کرتے ہیں کہ تھوڑے الفاظ سے بہت سے معانی نکال لیتا ہے۔حلیہ میں ابو نعیم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا: **ويلهمه رشدة** اور احمد کی روایت میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: **وانما انا قاسم والله يعطي** کا اضافہ ہے۔

تخریج: أخرجه مالك (١٦٦٧) وأحمد (٦/١٦٨٤٢) والبخاري (٧١) ومسلم (١٠٣٧) والترمذي (٢٦٤٧) وابن ماجه (٢٢٠) والدارمي (٢٢٤) وابن حبان (٨٩) والطبراني (١٨/٢) الكبير (٧٢٩/١٩) والقضاعي (٣٤٦)

الفرائد : ① علم تقویٰ کا ہدی خواں ہے اس کے حصول کی خوب کوشش کرنی چاہئے۔

۱۳۷۸ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ ' وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ وَهُوَ اَنْ يَّتَمَنّٰى مِثْلَهٗ۔

۱۳۷۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا پھر حق کے راستے میں اس کو خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ عنایت فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے"۔(بخاری ومسلم)

حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس کی مثل تمنا ہے۔

تشریح ۞ یہاں حسد سے رشک مراد ہے جو کہ پسندیدہ چیز ہے۔ **في اثنتين** : یعنی دو خصائل میں جائز ہے کیونکہ وہ

شرف والی خصلتیں ہیں ان میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رجل۔
النحو :۱) تقدیر مضاف سے یہ بدل ہے۔۲) اور منصوب ہو تو اعنی کا مفعول ہے۔۳) مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ **آتاہ** : یہ اعطاء کے معنی میں ہے۔ **مالاً** : تنوین تعظیم کے لئے بھی ہوسکتی ہے۔ **فسلطه علی هلکته** : ۱) **قسلط** کا لفظ اس کے کرنے کا مقتضی ہے۔۲) **هلکه** اس کے بالکل فناء کو ظاہر کرتا یعنی وہ تمام کو خرچ کر ڈالتا ہے۔ یہ دونوں باتیں مبالغے کو ظاہر کر رہی ہیں۔ **فی الحق** :جن قرب کے مقامات پر مال خرچ کرنے کا حق ہے۔ **الحکمة** :علم نافع مراد ہے۔ **فهو یقضی بها** :دو جھگڑنے والوں میں قاضی کی حیثیت سے فیصلہ کرنا یا فتویٰ طلب کرنے والوں کو فتویٰ دیتا ہے۔ **ویعلمها** :اور لوگوں کو سکھاتا ہے تاکہ ہر حاصل کرنے والے کے لئے عام ہو جائے۔ یہاں حسد کا حقیقی معنی نہیں یعنی **محسود** کی نعمت کا زوال چاہنا کیونکہ وہ تو حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ رشک مراد ہے۔ باب الکرم والجود میں روایت گزری۔
تخریج : باب فضل الغنی الشاکر میں گزر چکی۔
الفرائد :ایضاً۔

۱۳۷۹ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا، فَکَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاَ ، وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ ، وَکَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ طَآئِفَةٌ مِنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ : لَا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ کَلَاً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَا فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۷۹: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دیا اس کی مثال اس بادل جیسی ہے جو ایک زمین پر برسا پھر اس زمین کا ایک حصہ عمدہ ہے جس نے پانی کو قبول کر لیا اور گھاس اُگائی اور بہت زیادہ جڑی بوٹیاں اور اس میں سے ایک حصہ زمین کا سخت تھا جس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ دیا پس انہوں نے خود بھی پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو دیا اور ایک حصہ زمین کا وہ ہے جو چٹیل میدان تھا نہ وہ پانی کو روکتا اور نہ گھاس اُگاتا پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو اللہ نے دے کر مجھے بھیجا ہے اس سے اللہ نے اس کو نفع دیا پس اس نے خود اس دین کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی حالت کہ جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اس کو قبول نہ کیا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **مثل** : مثال۔ **الهدی** : یہ ضلال کی ضد ہے۔ یہ رشد و رشاد کی طرح ہے۔ **والعلم** : یہ وہ صفت ہے جو

انسان کو امتیاز بخشتی ہے جس میں کمی کا احتمال بھی نہیں۔ یہ صفت غرابت کی وجہ سے قصہ کی طرح بن جاتی ہے۔ **فکانت منها طائفة** : عامل کو فاصلہ کی وجہ سے مؤنث لائے۔ تذکیر بھی جائز ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ﴿**قد جاء تكم موعظة**﴾ [یونس : ۷۵] اور فرمایا: ﴿**من بعد ما جاء هم البينات**﴾ [آلِ عمران: ۱۰۵] **قبلت الماء** : پانی کو جذب کیا۔ **الكلاء** : گھاس و چارا۔ موسم ربیع میں اُگنے والا گھاس۔ (المصباح) **الكثير** : عموم پر دلالت کے لئے یہ صفت لائے یا یہ اسم جنس ہے جس پر الف لام لایا گیا ہے۔ **اجاب** : وہ زمین جو گھاس نہ اُگائے بعض نے کہا جو پانی کو روک لے اور جلد خشک نہ ہونے دے۔ **بها** : یہ باسببیہ ہے۔ **زرعوا** : یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ مسلم میں رعوا ہے دونوں درست ہیں۔ **انما هي قيعان**: یہ قوعان ہے۔ واؤ کو یا کر کے ما قابل کسرہ دیا۔ اس کو الگ جنس کے طور پر ذکر کیا گویا اس حصہ زمین سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں یہ اور قسم کی زمین ہے۔ یہ پانی نہیں روکتی کیونکہ ریتلی ہے۔ **فقه في دين الله** : شرعی مسائل کا علم حاصل کر لیا۔ **ما بعثني الله** سے شریعت محمدیہ مراد ہے۔

نووی کہتے ہیں: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زمین تین قسم کی ہے۔ اسی طرح لوگ بھی تین قسم کے ہیں:

① وہ زمین جو بنجر بھی پر پانی سے آباد ہوئی اس سے انسانوں اور جانوروں کے فائدہ کی اشیاء اُگائیں۔ لوگوں نے پانی پیا اور کھیتوں سے نفع اٹھایا۔ اسی طرح لوگوں کو پہلی قسم کو جب ہدایت و علم پہنچا تو اس نے اس کی حفاظت کر کے اپنے دل کو زندہ کیا وہ اس پر عمل کرتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ اسے خود بھی علم سے فائدہ ہوا اور دوسروں کو بھی پہنچایا۔

② زمین کی دوسری قسم وہ ہے جس نے ذاتی طور پر نفع کو قبول نہیں کیا لیکن اس میں پانی کے رک جانے کی وجہ سے جوہڑ بن گیا جس سے لوگوں کو اور جانوروں کو فائدہ پہنچا۔ بالکل اسی طرح لوگوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کے دل حق کو قبول کرنے والے ہیں لیکن ان کو وہ سمجھتے نہیں اور نہ ان کو علم میں رسوخ رکھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے معانی و احکام سے استنباط کریں اور وہ اطاعت میں بھی خوب کوشش نہیں کرتے مگر وہ ان باتوں کو محفوظ کرنے والے ہیں جب کوئی طالب آ جائے تو وہ ان سے نفع اٹھاتا ہے۔

③ زمین کی تیسری قسم وہ ہے کہ جو کچھ بھی نہیں اگاتی وہ پانی کو خود بھی نہیں روکتی، کسی دوسرے کو اس سے فائدہ پہنچنے بھی نہیں دیتی اور نہ پانی اس میں رکتا ہے کہ خود زمین میں کچھ اُگے۔ لوگوں کی تیسری قسم وہ ہے کہ نہ تو ان کا دل کسی چیز کو یاد کرنے والا ہے اور نہ سمجھ بوجھ ہے جب وہ کوئی علم کی بات سنتا ہے تو نہ اس سے خود فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ اس کی حفاظت کرتا ہے کہ غیر کو نفع دے۔ باب **الامر بالمحافظه على السنه** میں گزر چکا۔

تخریج: أخرجه أحمد (۷/۱۹۰۹۰) والبخاری (۷۹) ومسلم (۲۲۸۲) والنسائی (۳/۵۸۴۳) وابن حبان (٤) ترمزی (ص/۲٤) والبیھقی (۱/۳٦۸)

الفرائد : ① علم سے اعراض بڑی محرومی ہے ② علم کی شاندار تمثیل ہے۔

۱۳۸۰ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :"فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۰: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ سرخ اونٹوں سے بدر جہا بہتر ہے''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ جب علی رضی اللہ عنہ کو خیبر جھنڈا دے کر لڑائی کے لئے روانہ فرمایا تو ان کو حکم فرمایا کہ پہلے ان کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ رجلا واحدا : واحد کا لفظ اس وہم کو دور کرنے کے لئے لائے کہ رجل سے مراد جنس ہے جیسا کہ تمرة خیر من جرادة : میں ہے بلکہ ایک آدمی مراد ہے۔ حمر النعم :یعنی سرخ اونٹ۔ان کا تذکرہ اس لئے کیا کیونکہ عربوں کے ہاں یہ اعلیٰ ترین مال ہے۔اہل دنیا کے محاورہ کے لحاظ سے فضیلت وشرف کا ذکر کیا گیا ورنہ باقی وفانی میں کوئی مناسبت ہی کیا ہے۔خطبہ میں روایت گزری۔

تخریج : باب في الدلالة على خير الدعاء الى هدى أو ضلالة میں گزر چکی۔

الفرائد :ایضاً۔

۱۳۸۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً ، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا حَرَجَ ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۳۸۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' میری طرف سے پہنچا دو اگر چہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے باتیں بیان کرو کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''۔(بخاری)

تشریح ۞ بلغوا : یہ واجب علی الکفایہ ہے۔ ولو آیة : بیضاوی نے ایک نکتہ لکھا۔یہاں حدیث نہیں فرمایا کیونکہ حدیث کو پہنچانے کا حکم یہاں سے بطریق اولیٰ معلوم ہو رہا ہے۔آیات تو پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے یاد کرنے والے بھی کثرت سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور ضائع ہونے اور تحریف سے بچانے کا وعدہ ہے جب ان کی تبلیغ واجب ہے تو احادیث جن کے متعلق ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ان کی تبلیغ بدرجہ اولیٰ واجب ہے۔(بیضاوی)

اسرائیل : یہ یعقوب علیہ السلام کا سریانی زبان میں نام ہے۔ ولا حرج : علماء فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے۔ان کو روایت کرنے میں تم پر تنگی نہیں کیونکہ پہلے ان کے متعلق ان کی کتابوں میں سے مضامین لینے کی ممانعت تھی۔اب وسعت مل گئی۔بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے سینوں میں ان کی عجیب باتوں پر تنگی محسوس نہ کرو۔ان میں بہت سے عجیب

واقعات گزرے ہیں۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان سے باتیں بیان نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حدثوا : امر کا صیغہ وجوب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس لاحرج کہہ کر عدم وجوب کی طرف اشارہ کر دیا۔ پس امر اباحت کے لئے ہے۔ ان کی طرف سے باتیں بیان کر چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بے تکے الفاظ کی حکایت کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسے : ﴿اذھب انت و ربك فقاتلا﴾ [المائدۃ: ٢٤] بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف سے قصہ کی جو صورت ہو وہ بیان کر دو۔ خواہ وہ منقطع ہو یا بلاغی ہے کیونکہ اتصال ناممکن ہے۔ بخلاف اسلامی احکام کے کہ ان میں حدیث کو بیان کرتے ہوئے اتصال اصل ہے۔ قربِ زمانہ کی وجہ سے مشکل بھی نہیں۔

امام شافعی کا قول: یہ بات تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ جھوٹی بات کو بیان کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ جس بات کے متعلق معلوم ہو کہ یہ جھوٹ نہیں اس کے بیان میں حرج نہیں اور یہی وہ بات ہے جو تمہارے ہاں تو جائز ہو اور ان کی طرف سے بیان میں کوئی حرج نہیں۔ وہ اس حدیث کی مثال ہے: "اذا حدثکم اهل الکتاب فلا تصدقوهم و لا تکذبوهم" ومن کذب علی...... : اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے متعلق جھوٹی بات کہنا کبائر سے ہے بلکہ امام الحرمین کے والد نے یہاں تک لکھا ہے کہ ایسا آدمی خلود فی النار کا مستحق ہے۔ مگر ان کی اس بات کا مطلب حلال سمجھ کر اس طرح کرنا ہے یا امام حرمین کی لغزش قلم ہے۔ فلیتبواء : کا جملہ لفظا طلبیہ مگر ہے معنی کے لحاظ سے خبریہ ہے۔ ای فقد هیأ مقعده من النار: یعنی اس نے اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦٤٩٦) والبخاری (٣٤٧١) والترمذی (٢٦٧٨) وابن حبان (٦٢٥٦) وابن أبی شيبة (٨/٧٦٠) والفضاعی (٦٦٢) والبيهقی (١١٩٠)

الفرائد : ① جناب نبی اکرم ﷺ کے دین کو اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق پہنچانا چاہیے ② آپ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کی سزا سیدھا جہنم ہے۔

١٣٨٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی کسی ایسے راستے پر چلا جس سے علم طلب کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں"۔ (مسلم)

تشریح ۞ ومن سلك : واؤ عاطفہ شروع میں لا کر اشارہ کر دیا کہ یہ روایت کا کچھ حصہ ہے۔ یلتمس : یہ طلب سے استعارہ ہے۔ (النہایہ) فیه علمًا : اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے۔ طریقًا الی الجنة : کیونکہ حرام علوم کے حاصل کرنے پر وعید وارد ہے۔ یہ روایت تمام علوم دینیہ کو شامل ہے۔ ایک روایت میں "سلك الله به" : کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو راہِ جنت کی طرف توفیق عنایت فرما دیتے ہیں: سلك یہ سھل کے معنی میں ہے

اور ضمیر مَن محذوف کی طرف لوٹتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ علم کی وجہ سے اللہ جنت کی راہوں میں سے ایک راہ آسان کر دیتے ہیں۔ سلك 'السلك سے لیا گیا۔ مفعول محذوف ہے جیسا کہ اس آیت میں : ﴿یسلکه عذابا صعدًا﴾ [الجن : ۱۷] بعض نے عذاب کو مفعول ثانی کہا۔ ہر صورت سلك کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ بطور مشاکلہ ہے۔

تخریج : باب قضاء حوائج المسلمین میں گزر چکی۔

الفرائد :ایضاً

۱۳۸۳ :وَعَنْهُ اَیْضًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس نے کسی ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ ان کو ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا"۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ کلمہ ان دو چیزوں کے درمیان لایا جاتا ہے جو معنی کے لحاظ سے متفق ہوں اور ان میں سے ایک کو دوسری سے چارہ کار نہ ہو۔ یہ نصب کی حالت میں حال ہے۔ ای اخبر عنه راجعًا الی الاخبار عنه۔

۲) مفعول مطلق ہوتا ہے یہ عربی کلمہ ہے۔ (شرح الاذکار)

الی هدی : حق کے ظاہر کرنے کی وجہ سے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ مثل اجور۔

النحو : یہ ضمہ کے ساتھ کان کا اسم اور من الاجر خبر ہے اور لہ حال ہے۔

ولا ینقص : یہ جملہ مستانفہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل اور کامل کرم کو بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ اس سے عامل کا ثواب کم نہیں ہوتا کیونکہ ثواب کی جوانب مختلف ہیں: ا) دعوت کے لحاظ سے اور عامل کے عمل کے اعتبار سے۔ باب الدلالہ علی الخیر میں ملاحظہ کر لیں۔ مسلم کی روایت کے آخر میں: "ومن دعا الی ضلالة كان علیه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ینقص ذلك من اثامهم شیئاً" یہ جملہ اس آیت کے معنی میں ہے: ﴿لیحملوا اوزارهم كاملة یوم القیامة ومن اوزار الذین یضلونهم بغیر علم﴾ [النحل: ۲۵] ﴿ولا تزر وازرة وزر اخرٰی﴾ کیونکہ گمراہی کی طرف دعوت دینے والا اس گمراہی پر عمل کرنے کی وجہ سے مجرم ہے اور دوسرے کی راہنمائی کی وجہ سے بھی مجرم ہے تو خود اس پر چلنا اور دلالت کرنا دونوں اس کے اپنے عمل ہیں۔ پس اس پر سزا ہونی چاہئے' واللہ اعلم۔

تخریج : باب فی الدلالة علی خیر ...... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

١٣٨٤ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ' اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ ' اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدم کا بیٹا مرجاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جارہا ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا گو ہو"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **انقطع عمله** : یعنی جدید عمل پر ملنے والا ثواب منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ وہ عمل تب جدید ہوگا جب وہ سبب جدید ہوگا جس پر وہ مرتب ہوتا ہے اور یہ حکمت الٰہیہ سے مرتب ہوتا ہے۔ موت سے جب عمل رک گیا تو اس پر مرتب ہونے والا ثواب رک گیا۔ **الا من ثلاثة** : اس کا ثواب عامل کے لئے ان کی موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے کیونکہ ان کا اثر دائمی ہے۔ پس ثواب دائمی ہے۔ اعمال کے مذکر ہونے کی وجہ سے ثلاثہ میں تا ہوتی ہے۔

صدقة جاريه : اس سے مراد وقف ہے۔ **علم ينتفع به** : اس سے تعلیم وتصنیف مراد ہیں۔ دوسرا قول زیادہ قوی ہے کیونکہ زمانہ گزرنے پر بھی وہ باقی رہتی ہے۔ (کذا قال السبکی) **صالح** : سے مسلم بیٹا مراد ہے۔ **يدعوا له** : مغفرت کی یا عام دعا کرتا ہوں۔

سیوطی نے کہا کہ طبرانی کی روایت میں چار کا تذکرہ ہے۔ چوتھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور بزار کی روایت میں سات کا تذکرہ ہے: ۱) تعلیم دی' ۲) نہر جاری کی' ۳) کنواں لگوایا' ۴) کھجور لگائی' ۵) مسجد بنوائی' ۶) قرآن مجید وراثت میں چھوڑا' ۷) موت کے بعد استغفار والی اولاد چھوڑی۔ ابن خزیمہ کی روایت میں مسافر خانہ بنوایا اور مال سے صدقہ کیا کا اضافہ ہے۔ ابن عساکر کی روایت میں ہے: **من علم آية من كتاب الله' او بابا من علم أنمى الله اجره الى يوم القيامة** "۔ اس طرح یہ گیارہ بن گئے۔ خلاصہ اشعار یہ ہے۔

۱) مسجد کی حفاظت' ۲) قرآن مجید وراثت میں چھوڑا' ۳) علم پڑھایا' ۴) کھجور لگوائی' ۵) کنواں بنوایا' ۶) نہر جاری کی' ۷) مسافر خانہ بنوایا' ۸) کنواں بنوایا' ۹) مسجد یا اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے مکان بنوایا' ۱۰) حج کو مکمل طور پر ادا کیا' ۱۱) قرض مکمل ادا کیا۔

تخریج : باب من خرج فی طلب العلم میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

١٣٨٥ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ ' مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا' اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى ' وَمَا وَالَاهُ ' وَعَالِمًا ' اَوْ مُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

قَوْلُهٗ "وَمَا وَالَاهُ" اَىْ طَاعَةُ اللّٰهِ۔

۱۳۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دنیا ملعون ہے اور اس میں سب کچھ ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی کے اور عالم یا علم حاصل کرنے والے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

مَاوَالَاہُ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

تشریح ۞ آخرت کو چھوڑ کر تمام اعراض و جواہر عاجلہ اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والے ہیں۔ **ملعون مافیها** : اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والے ہیں کیونکہ دنیا ہر غلطی کی جڑ ہے۔ **الا ذکر الله** : طاعات اور اصفیاء انبیاء اولیاء اس دنیا سے خارج ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی ہے۔ مذمت سے مراد جو اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہو اور جو چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں وہ قربِ الٰہی کا باعث ہیں۔ یہ استثناء متصل ہے کیونکہ ظاہر کے لحاظ سے یہ اشیاء بھی دنیا میں شامل ہیں۔ **وما والده**: سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت مراد ہے۔

تخریج : باب فضل الزهد في الدنيا میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۸٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸٦: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹے''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **طلب العلم** : اس سے علم شریعت مراد ہے۔ **في سبيل الله** : اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مصروف ہے۔ **حتی یرجع** : یعنی اپنے مکان کی طرف۔

مظہری کہتے ہیں: طلب علم کو جہاد سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بھی احیاء دین میں ہے اور اس سے شیطان ذلیل ہوتا ہے اور نفس تھکتا اور اس کی خواہشات ولذات ٹوٹتی ہیں۔

تخریج : أخرجه الترمذي (٢٦٥٦) ابن ماجه (٢٢٧)

الفرائد : ① طلب علم سے مجاہد کے برابر ثواب ملتا ہے اور وطن واپسی تک وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ملنے والا ثواب پاتا ہے۔

۱۳۸۷ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ : "لَنْ یَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِّنْ خَیْرٍ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ مؤمن یعنی جو اللہ تعالیٰ کے مقرر بندے ہیں۔ **حتی یکون منتهاه** : ۱) حتی محتملہ ہے یہ سیر ہونے کی غایت ہے۔ یعنی وہ خیر سے موت تک الگ نہیں۔ جب مر جاتا ہے تو جنت میں جا پہنچتا ہے جنت میں اعمال کا بدلہ پالیتا ہے' ۲) حتی تعلیلیہ ہے تاکہ تھوڑی سی طاعت پر قناعت لازم نہ آئے بلکہ اس کا ٹھکانہ جنت ہو۔ جنت کی منازل مختلف ہیں۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۲٦۹٥) ابن حبان (۹۰۳)

الفرائد : ① ہمیشہ علم کی طلب چاہیے یہاں تک کہ اپنے مقصود جنت تک پہنچ جائے ② محسوسات کی نعمتوں کی غایت جنت ہے اور معقولات کے انعامات کی غایت رؤیت باری تعالیٰ ہے۔ (ابن العربی)

۱۳۸۸ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَیْرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۸: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ کے مقابلے میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل سماء اور اہل ارض یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں (اپنے پانی) میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ وہ عالم جو فرض عبادات پر اکتفاء کرنے والا ہو اور اپنے باقی اوقات کو علم میں صرف کرے۔ **علی العابد** : دین کی جو باتیں حاصل کرنا ضروری ہیں فقط ان پر اکتفاء کرے اور بقیہ اوقات عبادت میں گزارے۔ **كفضلی علی ادناكم**: اس میں علماء کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بقول زملکانی علم کے ساتھ فضیلت کا حقدار وہ عالم ہے جس نے وہ علم حاصل کیا جو دنیا و آخرت میں نفع بخش ہو اور علم کے حق عمل کو بھی ادا کرنے والا ہو۔ اسی طرح ہدایت و راہنمائی جو علم کے حقوق ہیں ان کی انجام دہی کرنے والا ہو۔ (تحقیق الالی لزملکانی)

ملائكته و اهل السموٰت : اگر ملائکہ سے تمام ملائکہ مراد ہوں تو عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے' ۲) اور اگر ملائکہ مقربین مراد ہوں تو اہل السماوات پر عطف تغایر کا متقاضی ہوگا۔ **حتی النمله** : یہ قلت و صغر میں ماقبل کے لئے غایت کی طرح ہے تاکہ نیکی کے ثواب کا استیعاب ہو جائے' ۳) ابن حجر نے اس کو جارہ بھی لکھا ہے۔ (فتح الالہ) و **حتی الحوت** :

واو کے ساتھ لائے تا کہ اس کو بدل نہ سمجھ لیا جائے بلکہ یہ غایت ہے جس سے تمام سمندری جانوروں کا استیعاب مقصود ہے۔

لیصلون : جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس سے وہ رحمت مراد ہوتی ہے جو عظمت سے ملی ہوتی ہے اور ملائکہ کے لئے اس کا استعمال استغفار کے معنی میں آتا ہے اور ایمان والوں کے لئے جب آئے تو دعا اور تضرع اور حیوانات کے لئے بھی دعا و تضرع جو ان کے مناسب ہے اس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

علی معلمی الناس الخیر : عالم جو سیاق سے معلوم ہو رہا پھر ان الفاظ سے اسی طرف عدول کیا تا کہ عابد پر عالم کی فضیلت خوب واضح ہو جائے۔ اس لئے اس کا نفع عام اور متعدی ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۲۶۹۴)

الفرائد : ① علم کا نفع متعدی ہے اس وجہ سے اس کو تجرد للعبادۃ پر فضیلت دی گئی ہے ② علم ذاتی اعتبار سے بھی فرض ہے۔

۱۳۸۹ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِیْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَی الْجَنَّةِ ' وَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ ' وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی الْحِيْتَانُ فِی الْمَآءِ ' وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰی سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ' وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ ' وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ' فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۱۳۸۹: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: '' جو شخص کسی راستہ پر علم طلب کرنے کیلئے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل پر خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بے شک عالم کے لئے تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد (ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرنے والا) پر اس طرح ہے جس طرح چاند (اپنی روشنی و نور کے باعث) کو دیگر ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کسی درہم و دینار کو وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم ہی کو ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے اس (ورثہ) میں سے عظیم حصہ حاصل کر لیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

تشریح ۞ **یبتغی فیه**: دوسری روایت میں **یطلب فیه** ہے۔ **علم** سے علوم شرعیہ یا جو اس کا ذریعہ ہوں وہ مراد ہیں۔ **طریقا الی الجنه** : اس سے اعمالِ صالحہ مراد ہیں جو جنت تک پہنچانے والے ہیں۔ اس کو اضافہ علم کی سہولت میسر ہو

جائے کیونکہ یہ بھی جنت تک لے جانے والے اسباب سے ہے بلکہ اس کا بلند ترین ذریعہ ہے کیونکہ اعمال کی صحت وقبولیت کا دارومدار علم پر ہے۔ **وان الملائکة** : ملائکہ رحمت اور جو مصالح امت کے کوشاں فرشتے ہیں' وہ مراد ہیں۔ تمام فرشتے ہوں جو بھی ہیں' درست ہے۔ **لتضع اجنحتها** : حقیقت مقدم پر رکھتے خواہ ہم نہ دیکھیں۔ اس وقت وہ اڑنے سے رک کر علم کی باتیں سننے بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ وہ سب سے اعلیٰ ذکر ہے۔ مجاز مراد ہو تو پھر تواضع مراد لی جائے گی جیسا اس آیت میں: ﴿**واخفض جناحك**﴾ [شعراء: ۲۱۵] یا طلب علم میں سہولت واعانت کرنا۔ **لطالب العلم رضا** : رضا' مفعول لہٗ ہے اس رضا کی خاطر جو اس سے حاصل ہونے والی ہے۔ اس رضامندی کے لئے جو اس کے اعمال پر حاصل ہوئی کہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت کو اس نے جمع کرلیا اور بلند ترین راہوں پر چلا۔ **وان العالم لیستغفر له** :علم کا وصف عالم کے لئے ثابت کیا اور پھر اس کے حاصل کرنے کی فضیلت ثابت کی کہ فرشتے اس کے لئے پر بچھاتے ہیں' اب اس میں بطور ترقی فرمایا کہ فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ **حتی الحیتان** : غایت بنایا تاکہ تمام بحری حیوانات کو شامل ہو۔ بحری حیوانات کی تعداد برّی سے بہت زیادہ ہے۔ خشکی کے حیوانات کی اگر چار سو اقسام ہیں تو بحری حیوانات کی اقسام سات سو ہیں۔ علماء کے لئے ان موجودات کے استغفار کے عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں یہ ان گناہوں کی میل کچیل سے پاک ہوں جو ان کے مقام کے لئے مناسب نہیں تاکہ ان کے علم وعمل کی برکت تمام کو پہنچے کیونکہ نظام عالم علم کی وجہ سے قائم ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ غیر عقلاء اور حجاز حقیقت میں کلام و استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**وان من شئ الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم**﴾ [الاسراء: ٤٤] **وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب۔**

النَّحْوُ :فضل کو مفتوح پڑھیں تو ان کے اسم کا معطوف بنے گا اور ایک روایت میں ان فضل کا لفظ بھی وارد ہے۔ اس روایت میں لیلة البدر کا اضافہ بھی پایا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ) اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کا نور اور کمال عابد کی ذات کی حد تک ہے جیسے ستاروں کا نور اور علم کا نور اور اس کے کمالات کا نور وہ دوسروں کو بھی روشن کرتا ہے۔ اس کی مثال چودھویں کے چاند جیسی ہے لیکن یہ ساری علم کی روشنی نورِ نبوت سے مستفاد ہے۔ اس لئے وہ چاند کی روشنی کی طرح نورِ شمس سے مستفاد ہے اور یہ کلام اس عالم سے متعلق ہے جو واجبات میں خلل ڈالنے والا نہ ہو۔ ورنہ وہ اتنا ہی قابل مذمت ہے۔ **ورثة الانبیاء** :علم' عمل' کمالات' تکمیل کے لحاظ سے وارث ہیں اور یہ باتیں اسی کے لئے پوری ہوں گی جس کے مصادر علم وعمل اور موارد ہوئی وہوس سے بچے ہوئے ہوں۔ یہاں تک کہ کلمات اللہ اس کی مدد کرتے ہیں جو فنا نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ راسخین سے بن جاتا ہے اور اعمال کی انہی اصلی صورتوں پر عمل پیرا ہونے والا ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ درکات کی طرف لے جانے والا دنائتوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ **دینارًا ولا درهمًا** : مال کی اقسام میں درہم و دینار کا تذکرہ غلبہ استعمال کی وجہ سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے ان کی نفی کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ وہ رذیل دنیا سے بقدرِ ضرورت لیتے ہیں اور اس میں سے کوئی چیز بطورِ وراثت نہیں چھوڑتے تاکہ اس کی طرف میلان کا وہم نہ ہو۔ **انما ورثوا العلم** : احوال ظاہرہ و باطنہ اور تباین اجناس واختلاف انواع کے لحاظ سے جن کی ان امتوں کو ضرورت و حاجت تھی۔ **فمن اخذه اخذ بحظ وافر** : ان اسباب کو سامنے رکھتے ہوئے

جس نے علم کو حاصل کیا اس نے کمال کا بڑا حصہ پایا جس کی کوئی نہایت نہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آج کے دن میں طلب علم سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں جانتا۔ کسی نے ان سے سوال کیا کہ اس کی تو وہ نیت نہیں تو فرمایا' اس کا طلب کرنا خود نیت ہے۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول: جس نے علم اس لئے حاصل کیا تا کہ اس سے وہ حاصل کرے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو یہ اس کے لئے ان سب چیزوں سے بڑھ کر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ نے اس آدمی کو فرمایا (جو جلدی سے (نفل) نماز کی طرف جانا چاہتا تھا اور علم کی مجلس چھوڑ رہا تھا) جس کی طرف وہ جا رہا ہے وہ اس سے بہتر نہیں جس کو وہ چھوڑ رہا ہے بشرطیکہ اس کی نیت درست ہو۔

قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ: طلب علم نفلی نماز سے بہتر ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۱۷۷٤) وأبو داود (۳٦٤۱) والترمذی (۲٦۹۱) وابن ماجه (۲۲۳) والدارمی (۳٤۲) وابن حبان (۸۸) الفتح (۱/۱٦۰)

الفرائد : ① علماء انبیاء علیہم السلام کے وراثت علمی میں وارث ہیں اور یہ علم دین ہی ہے۔ اس کو پانے والا دونوں جہان کی بھلائیاں سمیٹنے والا ہے۔

۱۳۹۰ : **وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔**

۱۳۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی بات سن کر پھر اس کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے سنا۔ بسا اوقات وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **نضر الله امرًا** : **نضره' وأنضره' ونضره**۔ اصل میں یہ چہرے کی خوبصورتی اور چمک کے لئے آتا ہے اور یہاں مراد حسن خلق اور مرتبہ و مقام ہے۔ (النہایہ) بعض نے کہا **نضرة** : سے مراد قبولیت دعا ہے۔ **سمع منا** : بلا توسط یا صحابہ کرامؓ کے واسطہ سے سنا یا علماء سے سنا اور جس طرح سنا اسی طرح بلاکم و کاست پہنچا دیا۔ **فبلغه کما سمعه** : یعنی اس کے مفہوم کو پہنچا دیا' اس کی شروط کے ساتھ۔ ۲) بعینہٖ الفاظ کا پہنچانا بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مزید توجہ اور کامل اعتناء کی دلیل ہے کہ اس نے الفاظ کو بھی یاد اور محفوظ رکھا۔ **فرب مبلغ اوعی من سامع** : رُبّ: یہ حقیقت میں کثرت کے لئے آتا ہے۔ **مبلغ** : یہاں اسم مفعول ہے جس کو بات پہنچائی جائے۔ **وعی** : کالفظ لائے تا کہ معانی کے نفائس و نفیس مقاصد

کی طرف اشارہ ہو۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ضابط حافظ الفاظ سنت راوی الفاظ سنت کے لئے دعا فرمائی۔ مذکور کا یہی حکم ہے کیونکہ سنت کی حفاظت اور اسی طرح اس کا آگے پہنچا دینا اس کی قعر و تازگی اور تحسین کی کوشش ہے۔ گویا اس نے معنی کو بالکل تر و تازہ اور سرسبز و شاداب کر دیا اور اگر کسی نے بدل دیا خواہ مرادف الفاظ استعمال کیئے تو اس نے اس کو مؤید کر دیا۔ کیا تم غور نہیں کرتے اگر نضر کی بجائے حسن بولا جائے تو نضر کے اندر جو باریکی ہے وہ فوت ہو جاتی ہے۔ اس پر باقی کو قیاس کر لو۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے: من سامع کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تابعین میں ایسے ممتاز لوگ ہوں گے جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ افقہ اور افہم ہوں گے اور یہ انوکھی بات نہیں۔ مفضول میں بعض اوقات ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جو فاضل میں نہیں ہوتیں۔

بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: **نضر الله عبدًا سمع مقالتي فحفظها و وعاها فرب حامل فقه غير فقيه و رب حامل فقه الى من هو أفقه منه**۔ اس کو احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی اور ضیاء نے زید بن ثابت سے نقل کیا۔

ابن حجر کا نکتہ: روایت بالا جو ترمذی نے نقل کی اور دوسری روایت جس کو ترمذی اور دیگر نے نقل کیا ان میں الفاظ کی تبدیلی معنی کی وحدت کے ساتھ یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے لایا گیا تاکہ جو کچھ آیا اس سے سنا گیا ہے وہ بغیر کسی ادنیٰ تعبیر کے پہنچ جائے اور اس روایت بالمعنی کا جواز اس شخص کے لئے ثابت ہوتا ہے جو الفاظ کے معانی و مراد سے خوب واقفیت رکھتا ہو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو معنی اصلی ہے وہ محسنات کلام جو آپ کی بلاغت کاملہ سے ظاہر ہوتے تھے ان کو کوئی دوسرا پہنتا تو درکنار اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتا پس ان محسنات و بدائع کی رعایت متعذر ہے۔ اس سے روایت بالمعنی کی مطلقاً ممانعت ہو جانے سے سنت کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ پس تقاضا مصلحت عامہ یہ ہوا کہ لوگوں کو طرق روایت میں وسعت دی جائے۔ البتہ مقصودِ اصلی کا بہر صورت لحاظ رکھنا لازم ہے۔ اس کا لحاظ کیئے بغیر روایت بالمعنی کی ہرگز اجازت نہیں۔ (فتح)

تخریج: أخرجه أحمد (٢/٤١٥٧) والترمذی (٢٦٦٦) وابن ماجه (٢٣٢) وابن حبان (٦٦) وأبو نعيم (٣٣١/٧)

الفرائد: ① جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو بلا کم و کاست پہنچانے والے کو اگر اور کچھ بدلہ نہ ملتا تو یہ دعا نبوت بدلہ کے طور پر کافی ہے۔

١٣٩١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے چھپا لی قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دے دی جائے گی"۔ (ابو

داؤد‘ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ✿ **عن علم** : وہ شرعی علم جس کی اس وقت ضرورت ہو۔ **فکتمه** : سائل کو واضح نہ کیا۔ **الجم** : یہ فعل مجہول **بلجام من نار** :شرعی علم کے کتمان کی شدید وعید ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷۵۷٤) والترمذی (۲٦٥۸) وأبو داود (۳٦٥۸) وابن ماجه (۲٦٦)

الفرائد : ① علم وتعلیم کو پھیلانا چاہیے ② اس کو چھپانا قیامت کے دن عذاب کا باعث بنے گا۔

۱۳۹۲ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا – رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے کوئی علم سیکھا (یعنی) جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے (لیکن) اُس نے اِس علم کو دُنیا کی غرض سے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا‘‘۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تشریح ✿ **مما یبتغی** : یہ فعل مجہول ہے۔طلب کیا جانا۔

النحو : **مما یبتغی** سے تمام جملہ ممکن ہے‘صفت کاشفہ ہے کیونکہ قابل تعریف علم تو رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے اور اسی سے ان علوم سے احتراز بھی مقصود ہے جو یا تو واجب نہیں جیسے علم وعرض یا پھر حرام ہیں جیسے علم جعفر وسحر۔ **لا یعلمه**۔

یہ فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔مفعول سے جملہ حالیہ ہے کیونکہ وصف کے ساتھ مخصوص ہے۔

الا لیصیب به غرضًا : یہ عام علل سے استثناء ہے۔اس کو فقط دنیاوی غرض سے حاصل کرتا ہے۔اس میں مقید کیا گیا تاکہ آئندہ عتاب اس پر مرتب ہو یا مطلب یہ ہے کہ جس نے دنیا کو مقصد بنایا اس کے ساتھ آخرت کا قصد نہیں رکھتا۔ **عرف الجنه** : یعنی اس کی ہوا بھی نہ پائے گا۔ یہ دوری سے کنایہ ہے۔طبرانی کی روایت میں وارد ہے: "**وان عرضها لیوجد من مسیرة خمس مائة عام**" کہ پانچ سو سال کے فاصلہ سے اس کی خوشبو پہنچ جاتی ہے۔۲) یہ عدم دخول سے کنایہ ہے۔ اگر اس نے حلال سمجھ کر ایسا کیا کیونکہ اس کا حرام بالاتفاق ہے اور دین میں معروف ہے۔۳) وہ نجات اولیٰ پانے والوں میں داخل نہ ہو سکے گا۔۴) اس کی خوشبو میدانِ محشر میں نہ پائے گا۔اگر اس نے حلال سمجھ کر ایسا نہ کیا ہو۔۵) حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ طلب علم میں جس کا مقصد شرعی ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی خوشبوؤں سے امداد پہنچائیں گے جو اس کے لئے تقویت قلب اور ازالہ دکھ کا ذریعہ بنے گی۔اس کے بالمقابل جو اس طرح نہ ہو وہ بیمار دِل کی وجہ سے قیامت میں ماؤف الدماغ ہوگا جس کی خوشبو نہیں آتی۔۶) اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جس کا مقصد درست ہو پھر دنیا بلا طلب آ جائے اس لئے وہ مضر نہیں۔ترمذی کے الفاظ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: " **من تعلم علمًا لغیر الله فلیتبوا مقعدة من**

النار" ۔ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کی ہے: "من تعلم العلم لیباھی بہ العلماء او یماری بہ السفھاء او یصرف بہ وجوہ الناس الیہ ادخلہ اللہ جھنم" : اس سلسلہ کی احادیث کا مفہوم روایت الباب کے مطابق ہوگا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٤٧٥) وأبو داود (٣٦٦٤) وابن ماجه (٢٥٢) وابن حبان (٧٨) والحاكم (١/٢٨٨)

الفرائد : ① علم دین کو دنیا کی خاطر حاصل کرنے پر شدید توبیخ ہے ② حسن بصریؒ نے ایک آدمی کو اسی کے اوپر چلتے دیکھا تو فرمایا یہ آدمی ہمارے ان لوگوں سے بہتر ہے جو دین سے دنیا کماتے ہیں کیونکہ یہ دنیا سے دنیا کما رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اس بدنیت سے محفوظ فرمائے' آمین

۱۳۹۳ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا ' فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ' فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: ''بے شک اللہ علم کو سینوں سے اسی طرح قبض نہ کریں گے کہ اس کو ان کے سینوں سے کھینچ لیں لیکن علم کو علماء کی وفات سے قبض کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **لا یقبض العلم انتزاعًا** : علم کو آخر زمانہ میں زمین سے اس طرح قبض نہ کیا جائے گا کہ اس کو اٹھا لیا جائے کہ لوگوں کے دلوں سے کھینچ لیا جائے کیونکہ وہ کریم ہیں اور یہ چیز اس کے کرم کے خلاف ہے۔ **انتزاعًا**۔

النحو :مفعول مطلق ہے' قبض انزاع' ۲) تمیز ہے' ۳) حال ای **منتزعًا**۔ **لکن یقبض**...... یہ ماقبل سے استدراک ہے۔ بالکلیہ انتزاع نہیں البتہ علماء کو قبض کر کے اس کو کھینچے گا۔اس تعبیر سے اشارہ کر دیا۔علماء وہ خزائن ہیں جو مخلوق کے فائدے کے لئے زمین میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ ان خزائن کو اٹھانا چاہے گا تو علماء کو موت دے گا۔ **لم یبق** : یہ ابقاء سے ہے یعنی باقی رہنا۔ **رؤسا** : یہ راس کی جمع ہے یا رئیس کی جمع ہے۔ **جھالًا** : یہ جاہل کی جمع ہے۔جیسے سارو سراء و غاز و غزاء۔ **فسئلوا** : یہ فعل ماضی مجہول ہے۔ **فضلوا** : وہ خود اللہ تعالیٰ پر افتراء کی وجہ سے گمراہ ہوں گے۔ **واضلوا** : جن کو فتویٰ دیں گے۔ان کو غلط فتویٰ دے کر گمراہ کریں گے۔

ابن حجر کہتے ہیں: اس میں اہل علم کو بڑی خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو دیا ہے وہ ان سے چھینیں گے اور فتویٰ میں انتہائی احتیاط برتنے کی طرف اشارہ کر دیا اور بغیر علم کے فتویٰ دینے پر وعید فرمائی اور بے علم فتویٰ دینے والے کو ضال و مضل فرمایا اور جاہل سے استفتاء کی ممانعت نکلتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۶۵۲۱) والبخاری (۱۰۰) ومسلم (۲۶۷۳) والترمذی (۲۶۶۱) وابن ماجه (۵۲) والدارمی (۲۳۹) والحمیدی (۵۸۱) وابن حبان ۴۵۷۱) والطیالسی (۲۲۹۲)

الفرائد : ① جہلا کو سردار بنانے کی ممانعت ہے ② اصل سرداری تو فتویٰ ہے ③ بلا علم فتویٰ حماقت در حماقت ہے ④ قبض علم سے مراد علماء کا فوت ہونا ہے نہ کہ سینے سے علم کا مٹنا۔

کتاب حمد اللّٰہ تعالٰی و شکرہ

۲۴۲ :بَابُ فَضْلِ الْحَمْدِ وَالشُّکْرِ

باب: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

تشریح ❁ حمد الله : لغت میں تو اختیاری اچھے افعال پر بطور تعظیم زبان سے تعریف کرنا اور عرف عام میں حمد' ایسا فعل کہ منعم کی عظمت کو ظاہر کرے اس لئے کہ وہ تعریف کرنے والے پر انعام واحسان کرنے والا یا دوسرے پر احسان کرنے والے ہیں۔ (ابا ءواصحاب) اوران کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔ **و شکرہ** : اس کو حمد پر معطوف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حمد سے لغوی حمد مراد ہے' ورنہ عرفی حمد تو شکر ہی کا نام ہے۔۲) شکر سے عرفی معنی مراد ہو۔ بندے کا ان تمام چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے بندے پر انعام فرمائی ہیں اسی کے لئے استعمال کرنا جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہیں مثلاً شنوائی کو آیات و نیک باتیں سنانے کے لئے' نگاہ کو مصنوعات میں غور وفکر کرنے کے لئے اور یہ بھی درست ہے کہ ان سے ایسا معنی مراد لیں جو لغوی و عرفی دونوں کو شامل ہو اور بندہ دونوں کو انجام دینے والا ہو کیونکہ ان میں کا ہر ایک مطلوب ہے۔ اگرچہ دونوں قریب المعنی ہیں۔

الآیات

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ [البقرة:۱۵۲] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم:۷] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [یونس:۱۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔''
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم شکر یہ ادا کرو تو ضرور بضرور تمہیں نعمتیں زیادہ دوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں''۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔''

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ......تم اطاعت سے مجھے یاد کرو' ۲) خوشحالی میں مجھے یاد کرو۔ اَذْكُرْكُمْ : میں تمہیں بخش دوں

گا۔سختی وتنگدستی کی حالت میں مہربان ہوں گا۔حدیث میں فرمایا: ((من اطاع الله فقد ذکره وان لم یذکره بلسانه' ومن عصی الله فقد نسیه وان ذکره بلسانه)) (الوسیط للواحدی)

وَاشْكُرُوْا لِيْ ...... تم میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ ...... اگر تم نے میری نعمتوں کا شکریہ ادا کیا اور میری فرمانبرداری کی لَاَزِيْدَنَّكُمْ: میں نعمت میں اضافہ کروں گا۔اگر چہ ظاہراً خطاب تو بنی اسرائیل کو ہے مگر یہ امت شکریے کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ ان سے زیادہ افضل ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ......آپ الحمد للہ کہیں۔اس میں حمد کرنے کا خود باقی تعالیٰ نے حکم فرمایا۔دوسرے حصہ آیت کو ترجمۃ الباب سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...... جنت میں اہل جنت کی دعا کا اختتام الحمد للہ رب العالمین پر ہوگا۔ بہت سے سلفؒ نے نقل کیا کہ جب اہل جنت کو کسی چیز کی طلب ہوگی تو کہیں گے: سبحانك اللهم۔اس وقت فرشتے ان کی پسندیدہ چیز لے کر حاضر ہو جائیں گے اور ان کو سلام کریں گے۔یہ جواب دیں گے اور اسی کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ﴿تحیتهم فیها سلام﴾ [ابراهیم : ۲۳] جب وہ اس نعمت کو کھائیں گے تو اللہ تعالیٰ حمد وثناء کرتے ہوئے اس طرح کہیں گے جو اس آیت میں مذکور ہے: ﴿وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [یونس : ۱۰]

۱۳۹۴ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ – فَقَالَ جِبْرِيْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس معراج کی رات دو پیالے (ایک) شراب اور (ایک) دودھ کے لائے گئے پس آپؐ نے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر دودھ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپؐ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی۔اگر آپؐ شراب والا (پیالہ) لے لیتے تو آپؐ کی امت گمراہ ہو جاتی"۔(مسلم)

تشریح ✿ اتی : یہ جبرئیل امین آپ کے پاس آئے۔ لیلة اسری به : اس سے لیلۃ المعراج مراد ہے۔یہ ہجرت سے پہلے کی بات ہے۔ایک قول کے مطابق اٹھارہ ماہ قبل الہجرۃ بعض نے بعض معراج کا لفظ بیت المقدس تک کا سفر یا سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر اس کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں وہ آپ کے اکرام کی رات تھی۔

بقدحین : ایک شراب اور دوسرا دودھ سے بھرا تھا۔ان سے تعبیر مراد ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے۔ فنظر الیهما : آپ کو چناؤ کا اختیار دیا گیا پھر دودھ کے انتخاب کا الہام ہوا۔ هداك للفطرة : فطرت کی تفسیر اسلام و استقامت ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ میں نے اسلام و استقامت کی علامت کو پسند کیا۔دودھ کو اس کی علامت بنایا گیا کیونکہ یہ نرم' پاکیزہ' گلے میں اترنے والا' مزیدار اور عمدہ انجام والا ہے اور شراب ام الخبائث اور حال و مآل میں قسما قسم کے شرور کو جمع کرنے والی ہے۔

غوث امتك: اس میں اچھے خیال سے تفاول لینے کے درست ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۱۰۶۵۲) والبخاری (۳۳۹٤) ومسلم (۱٦۸) والترمزی (۳۱٤۱) والنسائی (٥٦٧٣) وابن حبان (٥٢) وابن منده (٧٢٨) وأبو عوانة (۱/۱۲۹) وعبدالزاق (۹۷۱۹) والبیهقی (۲/۳۸۷)

الفوائد : ① اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول ﷺ پر کتنا عظیم فضل ہے کہ جس میں آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی امت کی خیر تھی اس کی طرف راہنمائی فرمائی ② قابل تعریف چیز ملے تو اس پر حمد وثناء کرنی چاہئے۔

۱۳۹٥ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ۔

۱۳۹٥: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کو اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ ذی بال : وہ شان والا کام جو شرعاً اہتمام کے قابل ہو۔ لا یبداء فیه بالحمد۔

النحو :۱) الحمد کو مرفوع پڑھیں گے تو مراد خاص یہ جملہ ہوگا۔ یہ حکایۃً ہوگا۔۲) اگر مجرور ہو تو اس سے ابتداء کرنا جس میں حمد کا معنی پایا جائے خواہ جس صیغہ سے ہو۔

فهو اقطع : اس میں برکت ناقص ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۷۲۰) وأبو داود (٤۸٤۰) والنسائی (٤۹٤) وابن ماجه (۱۸۹٤) وابن حبان (۱) والبیهقی (۳/۲۰۸) والدارقطنی (۱/۲۲۹)

الفوائد : ① تمام اہم کام شروع کرنے ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے آغاز کرنا چاہئے تا کہ خیر و برکت کا باعث ہو۔

۱۳۹٦ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِىْ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ – فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِىْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : ابْنُوْا لِعَبْدِىْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹٦: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر اللہ فرماتے ہیں تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کہ

پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور انا للہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **ولد العبد** : اس میں بالغ و نابالغ، مذکر و مؤنث سب کو شامل ہے۔ **قبضتم**۔

النحو ۱) یہ استفہام تقریری ہے۔ ۲) اپنے ظاہر پر ہے تاکہ صابر کے ثواب کی فضیلت ظاہر کی جاتی، ورنہ اللہ تعالیٰ کا علم تو ہر چیز پر محیط ہے۔

نعم : یہ حرف جواب استفہام کے لئے آتا ہے۔ **ثمرۃ فؤادہ** : یہ بیٹے سے کنایہ ہے کیونکہ دل بدن کا خلاصہ ہے اور اس کا خلاصہ وہ لطیفہ الٰہیہ ہے جو اس میں بطور امانت رکھا گیا ہے جس سے وہ ادراک کرنا اور وہ علوم حاصل کرنا ہے جس کے لئے اس کو بنایا گیا اور اس شرف سے مشرف کیا گیا۔ اس لطیفہ کے اولاد میں بہت زیادہ مشغول ہونے کی وجہ سے وہ اولاد اسی طرح بن گئی جیسے وہ اس کا مقصود ثمرہ ہے۔ یہ وہ بلند چیز ہے جس سے اس کی تکلیف کی عظمت کو ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر صبر کی عظمت کو بیان کیا بلکہ صبر سے بھی بڑھ کر مقام حمد کو بیان کیا۔ **استرجع** : اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ پس وہ آدمی جو اس سے آگے نہ بڑھے بلکہ ایک اعتبار سے مصیبت ہے اس لئے استرجاع کیا۔ ایک لحاظ سے نعمت ہے تو اس نے حمد کی تاکہ موقعہ محل کے لحاظ سے وہ حمد کے مقابل ہو۔

نکتہ : بیٹے کی گمشدگی پر صبر کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور ایک روایت میں فرمایا: **ما لعبدی المؤمن اذا قبضت صفیہ عن الندیا فاحتسب الا الجنۃ۔**

تخریج : باب مایقال عند المیت... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۳۹۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ يَاْكُلُ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اس کی حمد کرتا ہے اور پی کر اس پر بھی حمد کرتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ روایت باب بیان طرق الخیر میں بھی گزر چکی۔ **الا کلۃ** : سے مراد صبح و شام کا کھانا۔ اصل معنی لقمہ ہے۔ (المصباح) **فیحمدہ علیہا**، **علی** یہاں لام اجلیہ کے معنی میں ہے جیسا اس آیت میں: ﴿**ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم**﴾ [البقرۃ]:

تخریج : باب فی بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

کتاب الصلوٰۃ

۲۴۳ : بَابُ فَضْلُ الصَّلاَةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب : رسول اللہ ﷺ پر درود شریف

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [الاحزاب:٥٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر رحمت وسلام بھیجا کرو۔'' (الاحزاب)

تشریح ۞ الصلاۃ : یہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔اسی طرح خضر والیاس‘لقمان‘مریم ان پر بھی بولا جائے گا۔اگر چہ ان کی نبوت کا قول نہ کیا جائے۔ان کے علاوہ تابع کی حیثیت سے استعمال درست ہے کیونکہ عرف عام میں یہ تذکرہ رسل کے لئے بطور شعار وعلامت استعمال ہوتا ہے اور اسی لئے محمد عز وجل کہنا مکروہ ہے اگر چہ آپ ﷺ سب مخلوق میں سب سے زیادہ عزت وعظمت والے ہیں۔

بیضاوی کا قول : وہ روایت: **ان الله و ملائكته يصلون على اصحاب العمائم البيض يوم الجمعة** اور یہ روایت: **اللهم صل على آل ابى اوفى** جبکہ وہ زکوٰۃ لے کر آئے۔اس کا جواب یہ ہے کہ کراہت تو ہمارے لحاظ سے ہے۔البتہ آپ کی نسبت سے اور ملائکہ کی نسبت سے وہ ان کے ساتھ خاص ہے جس کے لئے استعمال کریں اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ہمارے پیغمبر ﷺ کی طرح سلام بھیجا جائے گا۔اس کی دلیل یہ روایت ہے جس کو ابن ابی عمر اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خطیب نے انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کیا ہے: '' **صلوا على انبياء الله و رسله فان الله بعثهم كما بعثنى** '' : انبیاء علیہم السلام اور رسولوں پر سلام بھیجو‘ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے میری طرح مبعوث فرمایا ہے۔شاشی اور ابن عسا کر نے وائل بن حجر نے مرفوعاً نقل کیا ہے: **صلوا على انبياء الله اذا ذكرتمونى فانهم قد بعثوا كما بعثت** ۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر درود بھیجو جب میرا ذکر کرو کیونکہ ان کو بھی اسی طرح مبعوث کیا گیا جیسا مجھے مبعوث کیا گیا۔

① اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ......یعنی آپ ﷺ کے شرف وتعظیم کو ظاہر کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ابن ہشام نے اشارہ کیا کہ صلاۃ کا معنی یہاں معنی مہربانی لی جائے اور مہربانی کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو رحمت اور

ملائکہ کی طرف ہوتو استغفار اور غیروں کی طرف ہوتو دعا۔ ان کا اسم لفظ اللہ اور اس کی خبر محذوف ہے **یصلی۔ ملائکة یصلون**۔ یہ اسی طرح ہوگا جیسا شاعر نے کہا۔

نحن بما عندنا و أنت بما ☆ عندك راض والرای مختلف

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ...... تم بھی اس کا اہتمام کرو تم پر پہلے حق بنتا ہے اور اس طرح کہو: **اللھم صل علی محمد۔ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا**۔ تم کہو ہمارے آقا محمد ﷺ پر صلوٰۃ و رحمت ہو۔۲) آپ کے اوامر کو تسلیم کرو۔ یہ آیت شعبان میں اتری اسی وجہ سے اس کو درود کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ ہجرت کے دوسرے سال اتری۔ بعض نے کہا لیلۃ الاسراء میں اتری مگر پہلی بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مؤمن کو آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا اور اس سے پہلے تمہید کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور پھر ملائکہ کا تذکرہ فرمایا۔ وہ صلوٰۃ و سلام میں دوام کرنے والے ہیں اور اس کی تجدید وقتاً فوقتاً ہوتی ہے جیسا جملہ اسمیہ اسی بات کا متقاضی ہے اور جملہ اسمیہ کے شروع میں مضارع ہے اور مضارعت کے معنی سے عجز کی وجہ سے یہ جملہ دو حیثیتوں والا ہے:۱) ایمان والوں کو اس بات پر ابھارا گیا کہ وہ اس حکم کو بجالائیں اور اس کی طرف خوب متوجہ ہوں۔۲) ان کو اس کے دوام استمرار پر ابھارا گیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کا قرب پاسکیں اور ان کو آپ ﷺ کے محافظ و معاونت کا تحفہ بھی میسر آ جائے۔ سلام کو مصدر سے مؤکد کر کے لائے تا کہ یہ جملہ بھی جملہ اوّل کا تاکید میں معادل ہو۔ اس لئے کہ وہ انّ سے شروع کیا گیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلے سے رحمتیں بھیجتے ہیں اور ہمارے لئے تو صرف سلام کا اضافہ کیا گی کیونکہ یہ تحفہ اور اطاعت کے معنی میں ہے۔

اگر یہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے لئے استعمال ہوتا حالانکہ انقیاد اللہ تعالیٰ کے لئے ممنوع اور فرشتوں کے لئے اس موقعہ پر غیر مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس کے منافی نہیں۔ ﴿سلام علی ابراھیم﴾ اور اسی طرح یہ ارشاد: ﴿والملٰٓئکة یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم﴾

پھر صلوٰۃ کا فائدہ اس پر اضافہ سمیت آپ کو ملتا ہے اور پڑھنے والے کو ثواب و معاونت ملتی ہے اور کامل کمال کو قبول کرتا ہے۔(فتح الالہ)

روایات

۱۳۹۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۸: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا

ہے''۔(مسلم)

تشریح ۞ صلی علی : اس کے منقولہ صیغہ میں سے کسی صیغہ کے ساتھ۔ صلاۃ : ایک مرتبہ جیسا کہ اس کے واحد لانے سے اشارہ ہورہا ہے۔ بھا عشرًا : اس کے سبب سے اس پر دس مرتبہ رحمت اترتی ہے اور یہ اضافی ہے اس سے جس کا تذکرہ اس آیت میں آرہا ہے: ﴿من جاء بالحسنة فله عشر امثالها﴾ [انعام : ۱۶۰] کیونکہ اس میں تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رحمت سے تذکرہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو یاد کرنا زیادہ بڑا ہے۔طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ لفظ بھی ذکر کیے: ((صلی الله علیه عشر صلوات' وحط عنه عشر خطیئات' ورفع له عشر درجات)) (روایت کی مزید شرح احمد'ادب المفرد'ابوداؤد'شرح الاذکار میں ملاحظہ کریں)

تخریج : أخرجه مسلم (۳۸٤) وأبو داود(۲۵۳) والترمذی (۳٦۱٤) والنسائی (٦۷۷) وانظر (۱۰٤۹)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ عموماً اسی جنس سے عنایت ہوتا ہے۔کثرتِ درود سے اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔

۞ ۞ ۞

۱۳۹۹ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''لوگوں میں قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو''۔ (ترمذی)حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ اولی الناس : ۱)قرب کا زیادہ حقدار۔۲)شفاعت کا زیادہ حقدار۔اولی یہ ولی سے ہے جس کا معنی قرب ہے۔ باء سے متعدی کیا خاص الخاص کا معنی پیدا ہوگیا اور انس کی روایت میں: ((ان اقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن اکثرهم علی صلاة فی الدنیا)) (بیہقی بسند ضعیف)

تخریج : أخرجه الترمذی (٤۸٤) والبخاری (۵/۱۷۷) وابن حبان (٦/٤۳٤۲) والبیهقی (۳/۲٤۹)

الفرائد : ① کثرتِ درود شریف کی وجہ سے قیامت کی گھبراہٹ سے بچ جائے گا'اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرمائے۔ ② ابن حبان کہتے ہیں محدثین کے عظیم مرتبہ کی طرف اشارہ نکل رہا ہے۔

۞ ۞ ۞

۱٤۰۰ : وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ ' فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ ' قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ قَالَ یَقُوْلُ :بَلِیْتَ قَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ

عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۴۰۰: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سب سے زیادہ فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو۔ پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو حرام کر دیا''۔ (ابوداؤد)

تشریح ان کے حالا باب فضل الجمعہ میں گزرے۔ افضل ایامکم یوم الجمعة ۔ من لاکر متنبہ کیا کہ سال کے دنوں کے لحاظ سے افضل دن تو عرفہ ہے کیونکہ اس کو سید الایام فرمایا اور ہفتے کے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے اور مہینوں کے حیثیت سے رمضان کا مہینہ ہے۔ **فاکثروا علی** : جمعہ کے دن پر یہ مسئلہ مرتب فرمایا تا کہ ثواب عمل زمان و مکان کے شرف سے اور بڑھ جائے۔ **معروضه علی** : اس کو وہ فرشتے پیش کرتے ہیں جو اس بات پر مقرر ہیں جیسا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مرفوعہ میں مذکور ہے: ان اللہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ احمد ابوداؤد بیہقی فی الدعوات الکبیر۔ یہ اس کے لئے حکم ہے جو دور سے درود بھیجے البتہ جو قبر شریف کے پاس درود پڑھا جائے وہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق سنتے ہیں۔ "من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا بلغته" بیہقی فی الشعب۔ کیف تعرض ...... أرمت : یہ رمّ المیت اذا ابلی سے لیا گیا ہے۔ یہ لفظ میم کی تشدید سے ہونا چاہئے۔ (ترغیب منذری) قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء : نسائی کی روایت میں ان تاکل کے الفاظ بھی ہیں۔ زمین کے اجساد مطہرہ کو نقصان پہنچانے سے محفوظ کر دیا گیا کیونکہ وہ اپنی قبور میں اس جہاں کی زندگی سے زندہ ہیں۔ اسی لئے ان کے مقابر میں نماز کی کراہیت نہیں کیونکہ علت کراہت ہے۔ ابوحاتم نے اس روایت کو منکر اور ابن العربی نے عدم ثبوت کا حکم لگایا۔ مگر ابن حجر نے ان کی بات کی تردید فرمائی۔ (فتح الباری)

تخریج : باب فضل یوم الجمعة میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۴۰۱: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح رغم : مٹی سے چمٹ جائے۔ یہ ذلت و حقارت سے کنایہ ہے۔ **فلم یصل علی** : اس سے بعض احناف اور دیگر علماء نے آپ ﷺ پر جب بھی آپ ﷺ کا تذکرہ ہو درود کو واجب قرار دیا۔ مگر جمہور اس کو مستحب قرار دیتے

ہیں۔حدیث کا تکمیلی حصہ اس طرح ہے: "ورغم انف رجل دخل علیه رمضان ثم انسلخ قبل ان یغفر له' ورغم أنف رجل ادرك عنده ابواه الكبر فلم یدخلاه الجنة"۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۵٦٥) والترمذی (۳۵۵٦) وابن حبان (۹۰۸)

الفرائد : ① اُس آدمی کے لئے ذلت ورسوائی کی خبر دی گئی ہے جو درود شریف پڑھنے میں بخل کرنے والا ہو۔

۱۴۰۲ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَيْثُ كُنْتُمْ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے جہاں تم ہو"۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ اس کا معنی یہ ہے: "اس عید کی طرح کا اجتماع آپ ﷺ کی زیارت کے لئے کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔اس لئے کہ عید کے دن زینت اور کھیل کی اجازت ہے اور لوگ تفریح اور اظہارِ خوشی کے لئے باہر ٹہلنے نکلتے ہیں۔اہل کتاب انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے سلسلہ میں اسی راہ پر تھے (جیسے قبور اولیاء پر اعراص کا حال ہے) یہاں تک کہ ان کے دِلوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا گیا۔انہوں نے بتوں کی زیارت کے لئے جانے والے بت پرستوں کی اتباع کی۔اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللهم لا تجعل قبری و ثناء یعبد' اشتد غضب الله علی قوم اتخذوا قبور انبیائهم مساجد"۔۲) اگر اس کو اتقیاد سے اسم بنائیں اور عید سے مراد وہ ارادہ وفکر وغیرہ ہو جو تمہاری عادت ہو مطلب یہ ہوا۔اس کو عادت کا مقام مت بناؤ جہاں تم بطورِ عادت جاتے ہو۔۳) ان کو اس وجہ سے منع کیا جو پہلی صورت میں مذکور ہوا۔تا کہ وہ عبادت میں عادت کی راہ اختیار نہ کریں۔اس وجہ سے وہ اپنے دین کی بہتر اور اہم باتیں چھوڑ بیٹھیں کیونکہ یہ عادت اکثریت کو ضیاء وقت اور بے ادبی کی طرف لے جاتی ہے اور ایسے موڑ تک پہنچاتی ہے جس سے عظمت کا پردہ سامنے سے گر جاتا ہے۔یہ دو تاویلیں بعد والی عبارت سے زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ تبلغنی حیث کنتم: بار بار جانے اور لوٹنے کا تکلف مت کرو درود کی وجہ سے تم اس سے مستغنی کر دیئے گئے ہو۔حاصل کلام یہ ہے کہ صورتِ اوّل میں اس بات کی ممانعت ہے کہ قبر کے پاس زینت' رقص اور لہو وطرب وغیرہ کے لئے جمع ہوں جو حرام کام لوگ عیدوں کے مواقع میں کرتے ہیں۔دوسری صورت میں ممانعت اس بات سے ہے کہ اس طرح بار بار لوٹنا جو حرمت وعظمت میں مخل بن جائے یا اکتاہٹ یا بے ادبی وغیرہ۔

دیگر علماء کا قول: اس کو عید کی طرح مت بنالو کہ جیسے عید کے لئے سال میں دو مرتبہ ہی آتے ہیں۔اس صورت میں بار بار آنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور مخاطبت اور محارثت کی طرف میلان دلایا جارہا ہے مگر اس انداز سے کہ یہ اکتاہٹ نہ لی جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۸۱۲) وأبو داود (۲۰۴۲)

الفرائد: ① گھروں میں نوافل کی تاکید ظاہر ہے ② آپ ﷺ کی قبر مبارک کی تعظیم میں مبالغہ کی ممانعت کی گئی ہے ③ آپ ﷺ کی تعظیم کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے جو فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے۔

١٤٠٣ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۳: انہی راوی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ کوئی مکلف جو جنات سے ہو یا انسانوں سے۔ **رد الله علی روحی** : یعنی نطق لوٹاتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ قبر میں اس جہاں کے مطابق زندگی سے زندہ ہیں۔ **حتی ارد علیه السلام** : ہم نے روح کو لوٹانے سے نطق مجازاً مراد لیا کیونکہ ان میں تلازم ہے۔ ایک کے وجود سے دوسرے کا وجود ثابت ہوتا ہے اور اگر اس کا عکس ہو تو بالقوۃ دائماً اور بالفعل غالب حالات میں۔

سبکی کا قول: رد سے معنوی طور پر لوٹانا مراد ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کی روح شریفہ حضرت الٰہیہ اور ملاء اعلیٰ میں شہود کے نظاروں میں مصروف رہتی ہے۔ اس عالم کی طرف متوجہ نہیں ہوتی جب سلام کیا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ کی روح اس عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

سوال: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی روح شریفہ تو ہر وقت سلام بھیجنے والوں میں مستغرق رہتی ہے۔ پھر حضرت الٰہیہ میں اشتغال کا کونسا وقت بچا۔

جواب: آخرت کے معاملات کا ادارک عقل سے نہیں کیا جا سکتا۔ احوالِ برزخ' احوالِ آخرت کی طرح ہیں۔ پس حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی روح شریفہ حضرت شہود میں مستغرق رہتی ہے لیکن سلام کے وقت اس حالت سے ہٹ کر سلام کرنے والے کی طرف بھی متوجہ ہوتی ہے۔ بغیر اس بات کے کہ شہود میں کوئی فرق آئے۔ دُنیا میں بھی آپ ﷺ کے بعض احوال قربِ الٰہی کے عیب تھے اور وہ تو پھر عالم برزخ ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٠٨٢٧) وأبو داود (٢٠٤١)

الفرائد: ① ردِ سلام کی کیفیت کسی صحیح روایت میں مذکور نہیں۔ جو ہمارا کام ہے درود و سلام بھیجنا وہ ہمیں کرنا چاہئے۔

١٤٠٤ :وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۰۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی بخیل ہے کہ جس کے ہاں میرا تذکرہ ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ البخیل : کامل بخیل مراد ہے جیسا دوسری روایت میں ہے: **البخیل کل البخیل۔ فلم یصل علی** : اس نے درود نہ پڑھ کر بخل کیا اور اپنے اوپر لازم حق کو ادا نہ کیا جو اسے کرنا چاہئے تھا۔ اس عمل میں جزوی طور پر اس ہستی کی خدمت میں بدلہ پیش کرنا ہے جو سعادتِ ابدیہ کا ذریعہ بنے ہیں بلکہ فی الحقیقت اس نے اپنے سلسلے میں بخل کیا ہے اور اپنے نفس کو عظیم عطیئے سے محروم کرلیا ہے جو بلا حساب اور بلا کم و کاست ملتا تھا۔ اس بخل سے وہ اس خزانے سے فوت ہوگئے۔ اگر وہ بخل نہ ہوتا تو ان خزائن کو پورے کیل سے وہ ماپتا اور اس میں کوئی مشقت بھی نہ ہوتی۔ پس اس آدمی سے بڑا کوئی بخیل نہ ہوا جیسا کہ اس روایت میں ہے: **لیس البخیل من یبخل بمال نفسه ولکن البخیل من یبخل بمال غیره** : اور اس سے زیادہ بلیغ یہ ہے: **من ابغض الجود حتی یجب ان لا یجاد علیه**۔ جس کو سخاوت بغض نہ ہو وہ وہی ہے جو یہ چاہتے کہ اس پر سخاوت نہ کی جائے۔ بعض روایات میں **بحسب امری من البخل ان اذکر عنده فلم یصل علی** اور ایک روایت میں **کفی شحا ان اذکر عند رجل فلا یصلی علی**۔ بخل کی تعریف یہ ہے کہ مستحق چیز سے روک لینا۔ آپ کا امت پر حق ہے کہ وہ آپ ﷺ پر درود بھیجیں جو اس سے رکا تو وہ بخلاء میں سب سے بدترین ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ہلاکت میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ اجارنا اللہ من ذلک۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۱۷۳۶) والترمذی (۳۵۵۷) والنسائی (۸۱۰۰) ابن حبان (۹۰۹) وأبو یعلی (۶۷۷۶) والبیهقی (۱۵۶۵)

الفرائد : ① کثرتِ درود پر امت کو ابھارا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی وافر توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین

۱۴۰۵ : وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوْا فِيْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهُ تَعَالٰى ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ – اَوْ لِغَيْرِهٖ –: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ ، وَالثَّنَاۤءِ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاۤءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۰۵: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد کی نہ اس نے حضور پر درود بھیجا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی نے جلدی کی ہے پھر اسی کو یا دوسرے کو بلا کر فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے''۔ (ابوداؤد' ترمذی) دونوں نے کہا حدیث صحیح ہے۔

تشریح ۞ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: ابن نافذ بن قیس انصاری اوسی رضی اللہ عنہ ان کے حالات کتاب الجہاد میں گزرے۔ **یدعو فی صلاته** : ارکان والی نماز۔ وہ نماز میں دعا کر رہا تھا یا اس کے بعد دعا کر رہا تھا۔ دوسری روایت میں دعا کی تعیین وارد ہے۔ **اللھم اغفرلی وارحمنی۔** (ترمذی) **ولم یحمد الله۔**

النحو :یدعو سے یہ جملہ حالیہ ہے اور دوسرا معطوفہ ہے۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ دعا کی ابتداء حمد وصلوٰۃ سے چاہئے۔ جب یہ پسندیدہ فعل ہوا تو اس کا ترک منکر بن گیا۔ **عجل هذا** : اس نے جلد بازی کی ہے۔ پھر آپ نے اس کو یا کسی دوسرے کو فرمایا: **اذا صلی احدکم** : جب تم میں سے کوئی دعا کرنے لگے۔ **فلیبداء بتحمید**: حمد کی بجائے تحمید مبالغہ اور کثرت کے لئے لائے۔ حمد ثبوتی صفات سے تعریف اور ثناء تنزیہ والی صفات سے ذکر کرنا۔ **ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم** : رفع سے یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے اور جملہ ماقبل پر معطوف ہے اور لفظوں میں فرق ثناء اور دعا میں فرق کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ **بعدُ** : یعنی حمد وصلوٰۃ کے بعد منقولہ صیغوں میں سے جس صیغہ سے ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٣٩٩٢) وأبو داود (١٤٨١) والترمذي (٣٤٨٧) وابن حبان (١٩٦٠) وابن خزيمة (٧٠٩) والحاكم (١/٨٤٠) والطبراني (٧٩١/١٨)

الفرائد : ① قبولیت دعا کے لئے حمد وثناء کے بعد درود شریف پڑھنا اور پھر دعا کرنا ہے ② مستجاب دعا کے لئے مطعم و ملبس کا حلال ہونا بھی شرط ہے۔

١٤٠٦ :وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ کَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ قَالَ :قُوْلُوْا :اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ :اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۰۶: حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ (گھر سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم کس طرح آپؐ پر سلام بھیجیں مگر آپؐ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم کہو **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ...... حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ**: اے اللہ محمدؐ اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپؐ نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک آپ توصیفوں والے بزرگی والے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ اس کا سلسلہ نسب یہ ہے: عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث بن عمرو بن عوف بن غنم بن سواد بن مری

بن اراشہ بن عامر بن غیلہ بن قسمیل بن قراد بن علی ۔ یہ انصار کے حلیف تھے۔ ان کی کنیت میں کئی اقوال ہیں: ۱) ابو محمد ۲) ابو عبداللہ ۳) ابواسحق ۔ یہ دیر سے اسلام لائے اور بیعت رضوان میں حاضر تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۴۷ روایات نقل کی ہیں۔ دو بخاری و مسلم نے نقل کی ہیں ایک میں مسلم منفرد ہیں۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ مدینہ میں ۵۲ ۵۳ھ میں وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۷ سال تھی، بعض نے ۷۵ سال نقل کی ہے۔

قد علمنا : ہم نے پہچان لیا۔ **نسلم علیك** : یعنی تشہد والاسلام السلام علیك ایھا النبی و رحمة اللہ وبرکاته۔ **اللھم صلی علی محمد**۔ آپ پر ایسی رحمت نازل فرما جو آپ کے مقام اور عظمت کے مناسب ہو جس کو آپ ہی جانتے ہیں۔ **وعلی آل محمد** : آل سے ۱) وہ جن پر صدقہ حرام ہے، بنی ہاشم بنی مطلب کے مؤمن لوگ مراد ہیں۔ ۲) امت جابت مراد ہو۔ پہلا سیاق کے مناسب تر ہے اور دوسرا عموم کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ **کما صلیت علی ابراھیم**۔ اس کی بیس توجیہات ہیں ملاحظہ ہو شرح الاذکار لابن علان۔ مگر سب سے قریب تر یہ ہے۔ یہ فضل کے ذریعہ فضل تک پہنچنے کے باب سے متعلق ہے۔ تو اپنے حبیب و خلیل پر تفضل فرما جیسا اپنے خلیل پر فرمایا۔ اس میں کلام نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام پر تفضل عام شہادة میں سبقت کرنے والا ہے۔ اس تفضل سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر کرنا ہے۔ **انك حمید مجید**: اس سے پہلے لام تعلیلیہ ہے إنك : کیونکہ آپ ذاتی طور پر حمد و مجد والے ہیں۔ **اللھم بارك** : برکت، اضافہ، نمو کو کہتے ہیں۔ **کما بارکت علی ابراھیم** : ایک نسخہ میں علیٰ کے بعد آل کا لفظ بھی پایا جاتا ہے۔ **انك** : اس جملہ دعائیہ کو پہلے سے الگ ذکر کیا تاکہ یہ بتلایا جائے کہ ہر ایک مقصود لذاتہٖ اور مطلوب ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٨١٢٧) والبخاری (٣٣٧٠) ومسلم (٤٠٦) وأبو داود (٩٧٦) والترمذی (٤٨٣) والنسائی (١٢٨٧) وابن ماجه (٤٠٩) والحمیدی (٧١١) وابن حبان (٩١٢) وابن الجارود (٢٠٦) والطیالسی (١٠٦١) وابن أبی شیبة (٢/٥٠٧) والدارمی (١٣٤٢)

الفرائد : ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس درود کی کس قدر تلاش تھی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا باعث بن جائے۔ وہ تلاش کرلیا کہ درودِ ابراہیمی ہے۔

١٤٠٧ : وَعَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ لَہٗ بَشِیْرُ بْنُ سَعْدٍ :اَمَرَنَا اللّٰہُ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اَنَّہٗ لَمْ یَسْاَلْہُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قُوْلُوْا : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۱۴۰۷: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے آپؐ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس کس طرح ہم آپؐ پر درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپؐ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: ''اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح آپ نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریفوں والے بزرگی والے ہیں اور سلام اسی طرح ہوگا جس طرح تم جان چکے ہو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ اتی کے مفعول سے جملہ حالیہ ہے۔ بشیر: یہ سعد انصاری خزرجی کے بیٹے ہیں۔ **فكيف نصلي عليك**: جس کے ذریعہ ہم واجب کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں۔ **حتى تمنينا**: آپ ﷺ نے طویل سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ کاش ہم سوال نہ کرتے اور یہ تمنا آپ ﷺ کی حالت اور سکوت کو ملاحظہ کر کے بطور شفقت کی۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا یہ سکوت انتظار وحی میں تھا یا اجتہاد کے لئے۔ **قولوا اللهم**: وجوہ تشبیہ میں قریب ترین یہ ہے۔ ال سے صلاۃ کی تشبیہ ابراہیم علیہ السلام پر صلوٰۃ سے ہے۔ پس اس کے مطابق مشبہ بہ مشبہ سے وجہ تشبیہ میں اعلیٰ ہوگا۔ آل ابراہیم سے مراد اسماعیل' اسحق اور ان کی اولاد ہے۔ حمید: یہ محمود کے معنی میں ہے اور مبالغہ کے لئے اس کو استعمال کیا گیا ہے۔ **والسلام** اور **سلموا تسليمًا** کے مطابق السلام علیک سے ہے جیسا کہ حدیث کعب بن عجرہ میں **"قد علمنا كيف نسلم عليك"** کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٨/٢٢٤١٥) ومسلم (٤٠٥) وأبو داود (٩٨٠) والترمذي (٣٢٢١) والنسائي (١٢٨٤) الكبرى (٦/١١٤٢٣) والليلة (٤٨)

الفرائد: ① اگر کسی چیز میں اشکال ہو تو اہل علم سے استثناء کرنا چاہیے ② آپ ﷺ کے ساتھ محبت و شفقت کا تقاضہ عجیب ہے کہ جلد جواب نہ ملنے پر سوال پر تحرا اختیار کیا اور آپ ﷺ کی خاموشی انتظار وحی میں تھی۔

۱۴۰۸: وَعَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۸: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح آپؐ پر درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: ''اے اللہ محمد ﷺ اور

آپ کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ساعدہ: یہ انصار کے ایک خاندان کا نام ہے۔ ان کے حالات گزرے۔ ملاحظہ ہو باب تحریم الظلم۔ **کیف نصلی**: اس سے اس صیغہ کا سوال کیا گیا ہے جس سے اجازت صلوٰۃ ہے۔ **علی ازواجہ**: جمع زوج یہ مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ تا۔ آخر میں علم فرائض میں لگاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن گیارہ تھیں۔ وفات شریفہ کے وقت نو موجود تھیں۔ **وذریتہ**: یہ اولاد اور بنات اور ان کی اولاد کو شامل ہے۔ آپ کی بیٹیوں کی اولاد میں سے صرف فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد باقی رہی اور اس میں حال کی طرف انتساب میں داخل ہو جائیں گی۔ اگر احکام مخصوصہ باپوں کی طرف سے اتصال کی صورت میں ہوں گے۔

وبارك علی ازواجہ: پہلے کے بعد یہ دوسرا جملہ تعمیم کے بعد تخصیص کے لئے لائے کیونکہ وہ رحمت جو تعظیم سے ملی ہو وہ پہلے جملے میں مطلب ہے۔ جس سے مراد تفضل و احسان ہے یا بعینہ وہ مراد ہے جو پہلے ہے اور برکت بھی اس کے اندر شامل ہوگئی۔ لیکن خصوصی طور پر اہتمام کے لئے اس کو ذکر کر دیا اور اس دعا کے اثرات تو بالکل ظاہر ہو رہے ہیں۔ **فللہ الحمد والمنۃ۔**

تخریج: أخرجه أحمد (٩/٢٣٦٦١) والبخاری (٣٣٦٩) ومسلم (٤٠٧) وأبو داود (٩٧٩) والنسائی (١٨٨) وابن ماجه (٩٠٥) وابن أبی شيبة (٥٠٧/٢) والبیهقی (١٥١/٢)

الفرائد: ① ازواج النبی رضی اللہ عنہن اہل بیت سے ہیں ② انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی شخص و فرد کے لئے الگ صلوٰۃ کا لفظ بطور شعار کے درست نہیں یہ روافض کا فعل ہے البتہ تبعاً اور اجمالاً ان کے لئے یہ لفظ لا سکتے ہیں۔ (ابن قیم) ③ **اللھم صل علی آل ابی اوفی**: جیسے احادیث کے الفاظ وہ آپ کی خصوصیت اور **صل علیھم ان صلاتك سكن لھم** کی تعمیل ہے۔

کتاب الاذکار

۲۴۴: بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ!

بَاب: ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر

تشریح ۞ **الحث علیه** : ذکر پر ابھارنا' آمادہ کرنا۔ یہاں ذکر سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کو کثرت سے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ بعض نے کہا شرعی طور پر ذکر سے مراد وہ قول ہے جو ثناء یا دعا کے لئے لایا جائے۔ کبھی ہر اس قول پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جس کے پڑھنے والے کو ثواب ملے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ذکر سے مراد ایسے عمل پر مواظبت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لازم کیا ہو یا مستحب قرار دیا ہو۔

رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ذکر لسانی سے مراد ایسے الفاظ ہیں جو تسبیح' تحمید' تمجید پر مشتمل ہوں۔ ذکر قلبی ذات وصفات کے دلالت پر غور وفکر کرنا۔ اسی طرح مکلّف کو جو امر و نہی کے احکام دیئے گئے ان کے دلائل پر غور کرنا تاکہ ان کے احکام کی اطلاع ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے اسرار پر غور کرنا۔ ذکر بالجوارح یہ ہے کہ ان تمام جوارح کو طاعات میں مصروف رکھے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ [العنكبوت:٤٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة:١٥٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ [الاعراف:٢٠٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .... اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى........ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الاحزاب:٣٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ [الاحزاب:٤] الْاٰيَةَ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔'' (العنکبوت) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو۔ زبان سے زور سے بول کر نہیں اور غافلوں سے مت بنو۔''

(الاعراف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو تم بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔ (الجمعۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک مسلمان مرد اور عورتیں' اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

(الاحزاب) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔'' (الاحزاب)

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ : یعنی بندے کا اپنے ربّ کو یاد کرنا ہر چیز سے افضل ہے اور جب نماز اس کے ذکر پر مشتمل ہے تو اسی لئے یہ دوسری طاعات سے افضل ہے۔ بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو رحمت کے ساتھ یاد کرنا بندوں کے اس کی طاعت کرنے سے افضل ہے۔ یہ بہت سے اسلاف سے منقول ہے۔ تورپشتی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر کا مطلب حسن قبولیت اور نیکی پر بندے کو بدلہ عنایت کرنا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِي : ۱) تم مجھے طاعات سے یاد کرو۔ ۲) خوشحالی میں یاد رکھو۔ اَذْكُرْكُمْ : مغفرت سے تمہیں یاد کروں گا۔ ۳) سختی میں تم پر رحمت کروں گا۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ : یعنی پوشیدہ طور پر۔ تَضَرُّعًا : یعنی گڑگڑا کر۔ وَّخِيْفَةً : یعنی اس سے ڈرتے ہوئے۔

اَلنَّحْوُ : یہ علت کی وجہ سے منصوب ہے اور حال بھی بن سکتا ہے۔ ای متضرعًا و خائفًا : وَّدُوْنَ الْجَهْرِ من القول : یعنی ان دونوں کے درمیان درمیان۔ یہ اسی طرح ہے جیسا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان تسمع نفسك دون غيرك : کہ تو خود سنے نہ کہ دوسرا۔ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ : ان کے اوائل و اواخر میں۔ ان دو اوقات کو خاص طور پر اس لئے لائے ۱) کیونکہ یہ افضل وقت ہے' ۲) دن کی ابتداء اور اختتام نیکی اور عمل صالح سے ہوتا کہ ان کے مابین ہونے والے گناہوں کی معافی مل جائے۔ الْغَافِلِيْنَ : یعنی یادِ الٰہی سے غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: اذکروا کے فاعل سے جملہ ترجیہ حال ہے یعنی تم نیکی کے کام اس امید پر کرو کہ اللہ تعالیٰ سے فلاح و کامیابی کی امید ہو کیونکہ اعمال تو ظنی علامات ہیں قطعی دلالت نہیں ہیں۔

نکتہ :اس میں اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بندے کو اپنے عمل پر اعتماد نہ کر بیٹھنا چاہئے اور اس بات پر متنبہ کیا گیا کہ نیکی کے اعمال میں ظاہر پر نگاہ رکھی جائے گی قلب کی طرف نہ دیکھا جائے گا (کیونکہ اس کے اندر کی بات تو اسی کو معلوم ہے)۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .... اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى .... اَجْرًا عَظِيْمًا : ابتداء کو ذکر کر دیا تا کہ ظاہر ہو جائے کہ : وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ وَالذّٰكِرٰتِ : یہ اس کا ایک حصہ ہے جس پر ثواب مذکور مرتب ہوا ہے' وہ یہ ہے: اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ : ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑے گناہوں کی مغفرت اور مزید عنایت و کمال رعایت کا وعدہ کر لیا ہے۔ اس کی طرف اعد کی نسبت اپنی طرف فرما کر اشارہ فرمایا گیا ہے۔ اَجْرًا عَظِيْمًا اور طاعات پر ان کو بڑا اجر دیا جائے گا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی نے اپنے اہل کو رات کے وقت جگایا اور دونوں نے نماز پڑھی یا دو رکعتیں اکٹھی پڑھیں وہ کثیر ذکر کرنے

والوں میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔ ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' ایک روایت میں فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس کثرت سے یاد کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہیں۔ منافق یا ظاہر پر نگاہ رکھنے والے۔

ابن الصلاح رحمہ اللہ کا قول: ان سے دریافت کیا گیا کہ بندہ کب کثرت سے ذکر کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔ کہنے لگے جب وہ صبح و شام کے اذکار مسنونہ پر مواظبت اختیار کرے۔ اسی طرح دن و رات کے مختلف اوقات والے ذکر کرنے لگے جو کہ عمل الیوم والیلہ میں مذکور ہیں۔

سعید بن جبر رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ہر وہ شخص جو طاعات کو اوڑھنا' بچھونا بنالے وہ ذاکرین اللہ کثیراً میں شمار ہوتا ہے۔

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً: اللہ تعالیٰ کو اس کی شان کے نامناسب باتوں سے منزہ قرار دو اور صبح و دن کے آخر میں اس کی تسبیح کرو۔ اس میں بعد والی آیات کی طرف اشارہ کیا جو ذکر کی طرف رغبت دلانے والے ہیں۔ جن اذکار پر وہ مشتمل ہیں وہ ان کے لئے بمنزلہ علت ہیں۔ هو الذی یصلی : اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرتے اور اس کے فرشتے شفقت کرتے ہیں۔ الظلمات: کفر و معاصی کے اندھیروں سے نکال کر الی النور : ایمان و طاعت کے نمو کی طرف لاتے ہیں۔ یوم یلقونه : موت کے وقت یا جنت میں۔ سلام : ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ واعدلهم اجرًا کریمًا: ان آیات سے ماقبل کے افعال پر ابھارا گیا تا کہ جو ان میں مذکور ہے اس کو پاسکے اور نیک عمل میں کوشش کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ال جنس کے لئے ہے۔ پس واحد سے اوپر پر بھی صادق آتا ہے۔

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اس سلسلہ میں آیات بہت اور معلوم ہیں۔

روایات

١٤٠٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ' ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ ' حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں وہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ہیں۔ ''اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور اللہ پاک ہے عظمتوں والا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ کلمتان :۱) کا یہاں لغوی معنی مراد ہے۔ یہ جملہ مفیدہ ہے۔ یہ مجاز مرسل ہے۔ اس میں جزئیت وکلیت کا علاقہ ہے۔ ۲) استعارہ مصرحہ ہے۔ کلام کو تشبیہ اس لئے دی ہے کہ اس کے بعض کو بعض سے ربط ہے اور اس کا معنی تبھی معلوم ہو سکتا ہے جب اس کے تمام حروف ذکر کئے جائیں۔ یہاں مشبہ بہ کا اطلاق مشبہ پر کیا گیا ہے اور وہ خبر مقدم ہے اور اس کا

مبتداء بننا بھی جائز ہے۔اسی وجہ سے اس کی صفات ذکر کی گئی ہیں۔جیسا اس شعر میں

ثلاثة تشرق الدنيا ببهجتها ☆ شمس الضحاء و ابو اسحق والقمر

خفيفتان على اللسان : خفت کو سہولت کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔اس کلام کے سہولت سے زبان پر جاری ہونے کی اس چیز سے تشبیہ دی جو اٹھائی جانے والی چیزوں میں سے اٹھانے والے پر آسان ہو اور گراں نہ ہو۔پس مشتبہ بہ کو ذکر کر کے مشبہ مراد لیا گیا ہے۔

ثقيلتان في الميزان :ثقل اپنے حقیقی معنی میں ہے کیونکہ اعمال کو میزان کے وقت جسم دیا جائے گا اور میزان سے مراد وہ ترازو ہے جس سے قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جائے گا۔صحیح ترین قول کے مطابق وہ محسوس جسم ہے جس کی لسان اور دو پلڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ قدرت والے ہیں خواہ وہ اعمال کو اعیان موزونہ کی طرح بنیا دیں یا اعمال کی صحت کو تولا جائے۔بعض نے کہا پوچھا کہ انسان کے لئے حسنہ کے ثقل کا کیا سبب ہے اور برائی کے خفیف ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا اچھائی کی کڑواہٹ موجود ہے اور حلاوت غائب ہوگئی اس لئے وہ انسان پر ثقیل ہوئی۔اس کا بوجھ تمہیں اس کے چھوڑنے پر آمادہ نہ کرے اور برائی میں مٹھاس موجود ہے اور اس کی کڑواہٹ غائب ہے۔پس وہ ہلکی ہوگئی۔پس اس کی خفت تمہیں اس کے ارتکاب پر آمادہ نہ کرے۔ **حبيبتان الى الرحمن**: یعنی اس کا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہے۔یہاں صفت رحمٰن کا تذکرہ کیا کیوں کہ یہاں مقصود بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت ہے۔وہ تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا ثواب عنایت دیتا ہے۔

عینی رحمہ اللہ کا قول :یہ بھی درست ہے کہ یہ سجع کی خاطر ہو جو کہ محسنات کلام سے ہے۔وہ سجع جو کاہن بناتے ہیں باطل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ **سبحان الله وبحمده** :واؤ حالیہ ہے۔معنی یہ ہے :**اسبحه متلبسا بحمدي له من اجل توفيقه لي**۔میں اس کی تسبیح کرتا ہوں اس حال میں کہ وہ میری حمد کے ساتھ ملی ہوئی ہے اس لئے کہ اس نے مجھے اس کی توفیق دی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عاطفہ ہے۔ **اتلبس بحمده** : تسبیح کو پہلے لائے کیونکہ یہ بات تخلیہ سے ہے اور حمد باب تحلیہ سے ہے۔

کرمانی رحمہ اللہ کا قول:تسبیح سے صفاتِ سلبیہ اور حمد سے صفاتِ وجودیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ **سبحان الله العظيم**۔ تسبیح کو دوبارہ شانِ تنزیہہ کے اہتمام کی غرض سے ذکر کیا کیونکہ بہت سے لوگ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو اس کے لائق نہیں۔بخلاف صفت کمال کے کہ اس کے اس کی ذات کے لئے ثبوت میں کسی کو اختلاف نہیں۔سبحان دونوں مواقع میں منصوب ہے۔فعل مضمر ہے کہ جو واجب الحذف ہے۔یہاں تجدد وحدوث پر دلالت کرنے کے لئے دوام وقدوم کا مقصد حاصل کرنے کے لئے جو تجدد وحدوث کے لئے وضع کیا گیا تھا اس کو حذف کیا۔پھر وہ تسبیح کے لئے علم جنس بن گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی اضافت کر کے مراد لفظ سبحان اللہ لیا گیا۔اس لئے دو ابتدائیں ہوئیں۔

دمامینی کا قول: اگر یہ کہا جائے کہ مبتداء مرفوع ہے اور سبحان تو منصوب ہے تو مبتداء کیونکر بن گیا۔جواب یہ ہے مراد بطورِ حکایت لفظ ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ خبر تثنیہ اور مخبر عنہ ضرورۃ غیر متعدد ہیں۔یہاں ان کو جمع کرنے والا کوئی حرف عطف نہیں۔

اس طرح کہنا درست نہیں زید عمرو قائمان۔ جواب یہ ہے کہ یہاں عاطف محذوف ہے۔ **سبحان اللہ وبحمدہ و سبحان اللہ العظیم کلمتان ......۔**

تخریج : أخرجه أحمد (٧/٧١٧٠) والبخاری (٦٤٠٦) ومسلم (٢٦٩٤) والترمذی (٣٤٧٩) والنسائی (٨٣٠) وابن ماجه (٣٨٠٦) وابن أبی شیبة (١٠/٢٨٨) وابن حبان (٨٣١) والبیهقی (ض/٤٩٩)

الفرائد : ① بلاتکلف دعا میں موزوں کلمات کا جمع کرنا درست ہے ② اسلوب روایت میں عجیب لطافت ہے' اللہ تعالیٰ کی محبت پڑھنے والے کے پڑھنے سے پہلے اس کو آ لینے والی ہے ③ یہ **سبح بحمد ربك** کی تعمیل ظاہری کی وجہ سے ہے' تسبیح وتحمید وحمد ملائکہ کی موافقت کرنے والی ہے۔

١٤١٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَاَنْ اَقُوْلَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، و لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کلمات کہوں : **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ** ...... ''اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑے ہیں تو یہ کلمات کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **لان** کی لام قسم مقدر کو بتلا رہا ہے تاکہ سامع کے ہاں مابعد مؤکد ہو جائے کیونکہ مقام تاکید کا متقاضی ہے کیونکہ دنیا کی عظمت طباع میں پختہ ہو چکی پس ان کلمات کے افضل ہونے کو بعید قرار دیتا ہے۔ سبحان اللہ: اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں۔ والحمد للہ۔ کمال کی صفات سے اس کی تعریف ہے۔ ولا الہ: کوئی الٰہ اس سے مستغنی نہیں جو اس کے ماسواء ہے اور اسی کا محتاج ہے جو اس کے علاوہ ہے۔ الا اللہ۔ یہ مرفوع پڑھا جائے تو یہ محل سے بدل ہے اپنے اسم سمیت کا بدل نہیں۔ سیبویہ کے ہاں یہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ واللہ اکبر! وہ اس سے بڑا ہے کہ اس کی صفت ان چیزوں سے کی جائے جو اس کی ذات کے لائق نہیں۔ **مما طلعت علیه الشمس** : یہ دنیا سے کنایہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آخرت کے اعمال سے ہے اور نیک عمل باقی رہنے والے ہیں۔ ان کا ثواب برباد نہیں ہوتا اور اجر منقطع نہیں ہوتا اور دنیا فناء وزوال کی جگہ ہے اور تغیر وانتقال کا مقام ہے۔ سابقہ علت کی بنیاد پر ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ وہ دائمی ہے اور دنیا منقطع ہونے والی ہے اور حدیث اس کے خلاف نہیں کیونکہ متعدد امور کا اثبات اس بات کے منافی نہیں کہ وہ اس کے تمام افراد کے لئے ثابت ہو۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٦٩٥) والترمذی (٣٦٠٨) والنسائی (٨٣٥) وابن حبان (٨٣٤) وابن أبی شیبة (١٠/٢٩٥)

الفرائد : ① بلا تکلف دعا میں موزوں کلمات کا جمع کرنا درست ہے ② اسلوبِ روایت میں عجیب لطافت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پڑھنے والے کے پڑھنے سے پہلے اس کو آ لینے والی ہے ③ یہ سبح بحمد ربک کی تعمیل ظاہری کی وجہ سے تسبیح وحمد ملائکہ کی موافقت کرنے والی ہے۔

۱۴۱۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ، فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ ، وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِیَ ، وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ ، وَقَالَ : مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۴۱۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ ...... "اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں"۔ یہ کلمات دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس کو دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا' سو نیکیاں لکھی جائیں' سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ اس کے لئے شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ افضل کام نہ لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا جس نے : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ایک دن میں سو مرتبہ کہا اس کی غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور معرفہ ہونے کی باوجود یہ جائز ہے کیونکہ بتاویل مفرد یہ حال ہے۔ **لا شریك له** : یہ جملہ حالیہ ہے۔ اس کا معمول محذوف ہے تاکہ وہ عام ہو جائے۔ یعنی اس کا کوئی شریک اس کی کسی صفت کی کسی چیز میں اور نہ ذرہ بھر اس کے افعال اور نہ ذرہ بھر اس کی ملک میں۔ **له الملك** : سلطنت اور دبدبہ اسی کو حاصل ہے نہ غیروں کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وهو القاهر فوق عباده** [انعام ۶۱] **وله الحمد** : حمد حقیقت میں تمام کی تمام اسی کی ذات سے خاص ہے۔ اس کا کوئی فرد بھی اس کے سواء کے لئے نہیں مگر ظاہری معاملے کے لحاظ سے اس لئے کہ حمد مثنیٰ علیہ کے تابع ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ **وهو علی کل شیٔ قدیر** : صفت مشبہ کے معمول کو اس پر مقدم کیا گیا کیونکہ وہ ظرف ہے اور اس کا مقدم کرنا نحویوں کے ہاں درست نہیں۔ جب اس کا عمل صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ہو اور اس کا عمل ظرف میں ہو تو اس وقت وہ اس کے لئے نہ ہوگی بلکہ فعل کا معنی متضمن ہونے کی وجہ سے ہوگی۔ **في یوم مائة مرة** : شرعی یوم تو طلوع صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہے۔ **مائة** : میں الف لکھی جاتی ہے تاکہ مِن جارہ سے مشابہ نہ ہو جائے۔ اس کے اطلاق کا ظہار اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ثواب کے مرتب ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ خواہ پے درپے ادا کرے یا جدا جدا

پڑھے۔ کانت له عدل عشرة رقاب: یعنی ان کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔
ابن التین کا قول: عدل میں عین مفتوح ہے۔ صاحب مصباح کہتے ہیں عین مکسور ہے۔ اس کا معنی جنس و مقدار میں مثل ہونا ہے۔
ابن فارس کا قول: عدل جو وزن و مقدار میں برابر ہو اور عدل غیر جنس سے جو اس کا قائم مقام ہو جیسا اس ارشادِ باری تعالیٰ میں ہے: ﴿او عدل ذلك صياماً﴾ [المائدة: ٩٥] یہ دراصل مصدر ہے۔ جیسے کہتے ہیں: عدلت هذا بهذا عدلاً۔ از ضرب۔ جبکہ تم اس کی مثل سے اس کا قائم مقام بنا دو۔
و كتبت له مائة حسنة: اگر اس کو منصوب مانیں تو یہ کتب مجہول کا دوسرا مفعول ہے کیونکہ یہ جعل کے معنی کو متضمن ہے اور مفعول اوّل ضمیر ہے جو فعل میں محذوف ہے یہاں مذکور کی روایت بھی ہے۔
عینی کا قول: ۱) مذکورہ قول کی طرح ہے۔ ۲) اور اگر اس کو مرفوع پڑھیں تو یہ خود نائب فاعل بن جائے گا اور اگلے جملے کے مناسب ہوگا۔ ومحيت عنه مائة سيئة: یعنی فرشتوں کے دیوان سے مٹا دیئے جاتے ہیں یا مؤاخذہ سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ وكانت له حرزاً من الشيطان' حرز' حفاظت کو کہا جاتا ہے۔ حتى يمسي: یعنی جب تک دن باقی ہے وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ ولم يأن احد' بأفضل مما جاء به: یعنی مسنون اذکار الا رجل یہ احد سے بدل ہے۔ عمل اكثر منه: اس نے سو سے زائد مرتبہ پڑھا۔ جب بھی بڑھائے گا ثواب بڑھ جائے گا۔ اس کو عمل اس لئے کہا کہ یہ زبان کا عمل ہے۔ مائة مرة: یہ مفعول مطلق ہے جیسا اس ارشادِ باری تعالیٰ میں ہے: ﴿فاجلدوهم ثمانين جلدة﴾ [النور: ٤] حطت خطاياه: یہ فعل مجہول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس پر کسی کو قدرت نہیں جیسے آیت: ﴿وغيض الماء﴾ [هود: ٤٤]: اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ عقل اس کا فاعل تصور ہی نہیں کر سکتی۔ الزبد: جھاگ۔ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ تسبیح تہلیل سے افضل ہے کیونکہ تہلیل سے سو گناہوں کی معافی کا تذکرہ آیا اور تسبیح سے تمام غلطیوں کی معافی کو ذکر کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تہلیل کے ثواب میں صرف اسی عددِ مقررہ پر اکتفاء نہیں جیسا کہ تسبیح کے ثواب میں اکتفاء کیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملایا گیا ہے اور یہ بات پہلے گزری کہ ایک گردن کی آزادی تمام گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ ارشاد فرمایا: "من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله بكل عضو منه عضواً من النار" پس عتق رقبہ کا ثواب ہی تسبیح کے ثواب کے برابر ہوگا اور بقیہ جو مذکور ہوا وہ تو اس سے اضافی ہے' واللہ اعلم۔

تخریج: أخرجه مالك (٤٨٦) وأحمد (٣/٨٠١٤) والبخاري (٣٣٩٣) ومسلم (٢٦٩١) والترمذي (٣٤٧٩) والنسائي (٢٥) وابن ماجه (٣٧٩٨) وابن حبان (٣/٨٤٩)

الفوائد: ① اس ذکر سے جہاں درجات ملتے ہیں وہاں گناہوں کی معافی اور شیطان سے حفاظت بھی حاصل ہوتی ہے۔

١٤١٢: وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا

اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ، وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَۃَ اَنْفُسٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۱۲: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ کلمات: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دس مرتبہ پڑھا اس کا یہ عمل اس آدمی کے عمل کی طرح ہے جس نے اولادِ اسماعیل میں سے چار گردنیں آزاد کیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ان کا نام خالد بن زید بن کلیب ہے۔ یہ بدر میں موجود تھے۔ مدینہ تشریف آوری پر ان کو میزبانی کا شرف ملا۔ رومیوں کے ساتھ لڑائی میں ۵۰ھ میں قسطنطنیہ کے محاصرہ کے دوران وفات پائی۔ ان کی روایت اصحابِ ستہ نے نقل کی ہے۔

من قال لا الہ : ان اس کو اتنا اجر ملے گا جیسے: **کمن اعتق** : گناہوں کے نتائج سے پاکیزگی میں مبالغہ کرنا مقصود ہے۔ اولادِ اسمٰعیل کا خصوصیت سے اس لئے تذکرہ فرمایا کہ ان کو بڑا اشرف و عظمت حاصل ہے۔

مسئلہ : اس سے ثابت ہوا کہ اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام کا کافر اسی طرح غلام بن سکتا ہے جیسے دوسرے کفار۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۳۶۰۵) والبخاری (۶٤۰٤) ومسلم (۲٦۹۳) والترمذی (۳۵٦٤)

الفوائد : ① ان کلمات کثیر الاجر کو کوئی جاہل وست ہی چھوڑ سکتا ہے۔ طالب خیر تو ان کو اپنے سے جدا نہ کرے گا۔

۱٤۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۳: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین کلام: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ ان کا نام جندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ ہے۔ **الا اخبرك** : اگرچہ خطاب تو انہی کو فرمایا مگر حکم ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ **باحب الکلام** : جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ یہاں کلام سے مراد اذکارِ مسنون ہیں۔

نووی کا قول: یہ آدمیوں کے کلام پر محمول ہے۔ ورنہ قرآن مجید اس سے افضل ہے۔ (بیضاوی) حدیث میں وارد ہے کہ: "احب الکلام الی اللہ تعالیٰ اربع کلمات، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر" اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس سے تم ابتداء کرو۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کلام سے مراد کلامِ بشر ہے۔ پہلے تینوں اگرچہ قرآن

مجید میں ہیں مگر چوتھا تو قرآن مجید میں نہیں ہے اور جو قرآن مجید میں نہیں ہے وہ قرآن مجید والے کلام کا مقابل نہیں ہو سکتا۔
ان احب الکلام...... وبحمدہ کیونکہ یہ تقدیس' تنزیہ' ثناء پر بڑے بڑے خوبصورت انداز سے مشتمل جو لفظ ان معانی میں زیادہ بلیغ ہوگا وہ زیادہ محبوب اور اعلیٰ ہوگا۔

تخریج : أخرجه مسلم (۸۵/۲۶۳۱) والترمذی (۳٦۰٤)

الفرائد : ① یہ کلمات ذکر آسان تر ہونے کے ساتھ اعلیٰ ترین اجر کا ذریعہ ہیں ② یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔

۱٤۱٤ : وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "الطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاءُ الْمِیْزَانَ ' وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ – اَوْ تَمْلَاءُ – مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۴: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت ایمان کا حصہ ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ دونوں اس خلاء کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ روایت قبل ازیں باب الصبر میں گزر چکی۔ **الطھور** : طاء کا ضمہ ہو تو پاکیزگی اختیار کرنا۔ **الطھور**' طاء کا فتحہ ہو تو ''پانی'' "شطر الایمان" نماز کی شرط ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿وما كان الله ليضيع ايمانكم﴾ [البقرة : ١٤٣] ایمان سے اس آیت میں نماز مراد ہے۔ ۲) ایمان سے شرعی ایمان یعنی ان تمام باتوں کی دِل سے تصدیق کرنا جن کو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اور زبان سے اقرار کرنا اور طہارت کے شطر ایمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان کی اہم چیز ہے۔ پس یہ اس ارشاد کی طرح ہوگی: "الحج عرفة" **والحمد لله تملا الميزان** : ثواب کے لحاظ سے اس کا ثواب اتنا بڑھا دیا جائے گا جس سے میزان کا پلڑا ابھر جائے گا کیونکہ اس کا مدلول عظیم الشان ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ ہیں۔ **سبحان الله والحمد لله تملان** : یہ دونوں یا ان میں سے ہر ایک انفرادی طور پر عظمت مدلول کی وجہ سے دونوں میزان کو بھر دیں بلکہ ایک ہی بھر دے اس لئے کہ ان کلمات کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے۔

تخریج : باب الصبر میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱٤۱٥ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُهٗ – قَالَ : "قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ' اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا ' وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ"

قَالَ :فَهٰؤُلَآءِ لِرَبِّيْ فَمَالِيْ؟ قَالَ :قُلِ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا کلام سکھلائیں جو میں کہا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہا کرو: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" اس نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہے پس میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ...... آخر تک اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما''۔ (مسلم)

تشریح ۞ سعد بن ابی وقاص: ابووقاص یہ مالک بن اھیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب الزہری کی کنیت ہے۔ اعرابی : دیہات کے باشندے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ عربی ہوں یا غیر عربی۔ **علمنی کلاما اقوله** : جملہ کلام کی صفت ہے۔ قول کو حال اور زمانے سے مقید نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اصل مطلوب تو ایسا قول ہے جو عموم کی شان رکھتا ہے۔ **قل لا الله الا الله** : اس کو اس لئے مقدم کیا کیونکہ یہ سب سے اعلیٰ ایمان کا قرینہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کو کلمہ اسلام اور جنت کی چابی قرار دیا۔ مضمون تو جیہ اور تاکید کے اضافہ کے لئے حال مفردہ کا اضافہ کیا پھر جملہ کا۔ **الله اکبر کبیرًا** ۔ اس جملہ کو ماقبل سے ملایا کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ اوصافِ کمال سے متصف ہے اور چونکہ ان صفاتِ کمال میں باری تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اس کلام کے درمیان میں فاصلہ لائے۔ **کبیرًا کثیرا** : صفت جناس کا لحاظ کر کے لائے۔ جیسے اس روایت میں: " **ارفع ازارك فانه انقى و ابقى واتقى**۔ **رب العٰلمين** : جمع عالم۔ یہ عقلاء یعنی جن وانس، ملائک کے ساتھ خاص ہے اور ماسوی اللہ تمام اجناس سے اس کو بھی عالم کہتے ہیں اور جمع اپنے مفرد سے زیادہ خاص نہیں ہوتا۔ لاریب' خالق و مالک کو کہتے ہیں۔ **ولا حول** : معصیت سے پھرا نہیں جاسکتا۔ **ولا قوة** : اور طاعت کی طاقت نہیں مگر اس اللہ کی مدد سے جو اپنی مراد میں مغلوب نہیں اور حکمت بالغہ کے مطابق اشیاء کو ان کے موقعہ پر رکھنے والا ہے۔ آخر میں **العزيز الحكيم** : یہ دو صفات لائے تا کہ اس گمان کی تردید ہو جائے کہ العلی العظیم والی صفات سے احول کا اختتام ضروری نہیں۔ ان دو صفات کا حوقلہ سے تعلق ظاہر ہے کیونکہ جو ذات عزیز حکیم ہو اس سے جو خیر بھی صادر ہوگی اور جو شر دفع ہوگا وہ اس کی قوت سے ہوگا۔ **فهؤلاء لربي** : یہ کلمات تو میرے ربّ کے لئے ہوئے کیونکہ ان میں ثناء اور وحدانیت کا ثبوت اور اخیر جملوں میں اس کی تنزیہ ہے۔ **فما لي** : یعنی میں کیا دعا کروں جس کا دینی اور دنیوی نفع مجھے ملے۔ **قل اللهم اغفرلي** : یہ تخلیہ سے ہے اس لئے اس سے ابتداء کی اور بعد والا باب تحلیہ سے ہے اور اس کو اسی طرح مقدم کیا جاتا ہے جیسا تسبیح کو تحمید پر مقدم کرتے ہیں اور اس روایت میں اس کو تسبیح پر مقدم کیا کیونکہ اثباتِ کمال میں وہ تکبیر کے ساتھ شریک ہے۔ اسی وجہ سے اس کے جملے کو جملہ تکبیر پر عطف کیا اس کے قرین کے اقتضاء پر۔ پس تسبیح کو اس سے متاخر لائے۔ **وارحمني** : یہاں عطف میں عطف خاص علی العام کا لحاظ کیا کیونکہ رحمت

سے مراد اس کی غایت یعنی ارادہ تفضّل یا خود تفضّل مراد ہے اور رحمت و ہدایت دونوں کو خاص طور پر لائے کیونکہ یہ دین کی اہم بات ہدایت پر مشتمل ہے۔ ہدایت رضاءِ الٰہی تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور دنیا کی اہم چیز رزق ہے جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بدن کے قوام کا دارومدار اسی پر ہے اور اس کے مل جانے سے آدمی کی عزت دوسرے کے سامنے ذلت سے بچ جاتی ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٦٩٦)

الفرائد : ① یہ آپ ﷺ کی عظیم شفقت ہے کہ ہر آنے والے کو اس کے سوال کے مطابق جواب دیتے ہیں۔ اس دعا کی عمدہ ترتیب اللہ تعالیٰ کی توحید، تنزیہ، تمجید، تعظیم، حمد اور پھر اپنی طاقت وقوت سے براءۃ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی حول وقوت کے حوالے کیا گیا ہے۔

١٤١٦ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا ، وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ ، كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۶: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے :اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ...... کہ "اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال واکرام والے"۔ امام اوزاعی جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں ان سے پوچھا گیا کہ استغفار کا طریقہ کیا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ الگ فرماتے"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **انصرف** : نماز سے سلام پھیر کر فارغ ہونا۔ **استغفر الله** : اس میں اشارہ کیا کہ بندے کو اپنی عبادت پر نظر نہ رکھنی چاہئے اور یہ چیز قبولیت کے قریب تر ہے اور تین مرتبہ تکرار اس بات کو ظاہر کرتا ہے اس کو اپنی عبادت میں بہت کمی معلوم ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے پے در پے استغفار کی ضرورت ہے تاکہ اس سے کچھ کوتاہی دور ہو جائے۔ **السلام** : آپ ان سب باتوں سے جو آپ کی ذات کے لائق نہیں اور صفات کمال وجلال کے مناسب نہیں سلامتی والے ہیں۔ ۲) بندوں میں سے جو سلامتی چاہے اس کو سلامتی عنایت کرنے والے ہیں۔ **ومنك السلام تباركت** : برکت خیر و ثابت قدمی کو کہتے ہیں۔ یعنی بلند اوصاف آپ کے لئے ثابت ہیں اور آپ کی صفات اچھی ہیں۔ **یا ذالجلال والاکرام** : اے جبر وقہر والے اوصاف اور فیض وانعام والے اوصاف کے مالک۔ صفات جلال میں سے الجبار، القہار، العزیز ہیں اور صفات جمال سے الرحمٰن، الرحیم، الرزاق، الغفار اور کمال دونوں قسم کے اوصاف سے متصف ہوتا ہے اور الملک المتعال کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں۔

اسی لئے کہا جاتا ہے: "**الکمال للہ دون من سواہ**"۔ امام اوزاعی کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو اور کنیت ابوعمرو ہے۔ اوزاع دمشق کی ایک بستی ہے جو باب الفرادیس سے باہر تھی۔ ان کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی۔ شیخ عزالدین کہتے ہیں اصل اوزاع ذی الکلاع قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔ یہ یمنی قبیلہ ہے۔ بعض نے کہا یہ ہمان کے ایک خاندان کا نام ہے۔ جنہوں نے شام کی بستی اوزاع میں سکونت اختیار کی جس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ یہ سند کے ایک راوی ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا' استغفار کی کیفیت کیا ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: استغفر اللہ' استغفر اللہ۔ دو مرتبہ ذکر کر کے اشارہ کیا کہ اس کی کثرت کرنی چاہئے جتنی مقدار بتلائی اسی پر اکتفاء نہ کرے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۲٤۲۸) ومسلم (۵۹۱) وأبو داود (۱۵۱۳) والترمذی (۳۰۰) والنسائی (۱۳۳٦) وابن ماجه (۹۲۸) والدارمی (۱۳٤۸) وابن حبان (۲۰۰۳) وابن خزیمة (۷۳۷) وأبو عوانة (۲/۲٤۲) والبیهقی (۲/۱۸۳)

الفوائد : ① نماز سے سلام پھیر کر آپ ﷺ کا طرزِ عمل اس دعا کو پڑھنا اور تین مرتبہ استغفار کرنا تھا۔

۱٤۱۷ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ : اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ' وَلَا مُعْطِيَ ' لِمَا مَنَعْتَ ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۷: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات فرماتے "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کے لئے اور تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اس کو کوئی روکنے والا نہیں جو آپ دیتے ہیں اور جو آپ روک لیتے ہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری فائدہ نہیں دے سکتی"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں۔ **مسلم** : اس سے پہلی روایت اور فرغ کا مفہوم سامنے آ گیا کہ اس سے مراد سلام پھیرنا ہے۔ **وحدہ** : یہ حال مفردہ ہے بعد والا جملہ بطور اطناف لایا گیا۔ **لہ الملک ولہ الحمد**۔ ماسوا اللہ سے الوہیت کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنے کے بعد لازم آیا کہ اور کسی کے لئے نہ مِلک ہے اور نہ حمد کیونکہ اس کے علاوہ تمام اس کی عاجز مخلوق ہے جو اس کے دبدبے اور قہاریت کے سامنے مغلوب ہے اور طبعاً خواہشات کی طرف جھکاؤ رکھنے والی ہے۔ پس اور کسی کی نہ مِلک ہے اور نہ کوئی حمد کے لائق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد مخلوق کے شامل حال نہ ہو جو نقص سے نکلنے اور بعض کمالات کے زیور سے آراستہ کرنے میں ان کی معاون نہ ہوتی تو جن کی تعریف کی جاتی ہے ان کی تعریف نہ کی جاتی۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ولو لا فضل الله علیه و رحمته ما زکی منکم من احد ابدًا......﴾ [النور : ۲۱] : اگر اس کا مالک بنانا نہ ہوتا جس کو کہ اس نے کسی چیز کا مالک بنایا تو کوئی ایک بھی ملکیت والا نہ ہوتا۔ حدیث قدسی میں ارشاد ہے: "یا عبادی کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعمونی اطعکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم" : اے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں پس تم مجھ سے طعام طلب کرو۔ میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں پس تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ وھو علی کل شئ قدیر۔ یہ کلمہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے الوہیت کو محصور کرتا ہے۔ اس لئے کہ اگر کسی کو کسی بھی چیز پر ذرا سی قدرت ہوتی تو وہ قدرت میں منفرد نہ رہنے کی وجہ سے الٰہ نہ بن سکتا اور قطعی دلیل سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ اس کے سواء کوئی الٰہ نہیں پس اس کے سواء اور کوئی بھی کسی چیز پر قادر نہیں۔

اللھم لا مانع لما اعطیت : اعطیت کو اہل یمن اور بنو سعد انطیت پڑھتے ہیں۔ (زمخشری) **لما منعت** : دونوں جملوں کے ظروف کا تعلق لا کے اسم سے ہے۔ اس صورت میں یہ مضاف کے مشابہ ہو گئے۔ جیسا کہ لا تثریب علیکم الیوم میں علیکم اور لا عاصم الیوم من امر الله میں من امر الله اسم لا سے متعلق ہیں۔ (زمخشری) ترک تنوین اولیٰ ہے۔ دمامینی، زرکشی اور ابن ہشام نے یہی طریق اختیار کیا ہے۔ (المصابیح لدمامینی)

مگر بصری علماء کہتے ہیں کہ مانع لا کا اسم اور خبر محذوف ہے۔ ای لا مانع ' مانع لما اعطیت : لام تقویت کے لئے ہے۔ اب اس کو متعلق و غیر متعلق دونوں کہہ سکتے ہیں۔ اس میں حذف جائز ہے اور تکرار کا دور کرنا اس کا حسن ہے۔ پس تنوین ممتنع ہوئی۔ شاید تنوین سے عدول اس لئے کیا تا کہ معنی استغراق کے لئے نص کا کام دے۔ بعض نے ایک اور راہ اپنائی کہ ماء سے یہ اس وقت مخصوص ہوگا جب اس کا اسم من استغراقیہ کے معنی کو متضمن ہو اور اطلاق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ مبنی ہوا تا کہ استغراق پر نص بن سکے کیونکہ تنوین کے ہوتے ہوئے فعل محذوف سے منصوب ہونے کا احتمال ہے۔ یعنی لا تجد او لا نری مانعًا و لا معطیًا : اس احتمال سے بچتے ہوئے مبنی رکھا گیا۔ دوسرا قول پہلے سے زیادہ اقرب ہے اور وہ اسم سے متعلق بھی نہیں پس وہ مفرد ہوا' واللہ اعلم۔

و لا ینفع ذاا لجد: جد نصب اور غنی کو کہا جاتا ہے۔ **منك الجد** : اس کی غنا کو تیری عنایت مفید بناتی ہے۔ اسی طرح جو اعمالِ صالحہ اس نے آگے بھیجے ہیں ان کو بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی الله بقلب سلیم﴾ [الشعراء : ۸۸] **الجد** : جیم مکسور ہو تو طاعت میں کوشش مراد ہوگی یعنی کسی محنت کرنے والے کو کسی کی محنت فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ دراصل تیری رحمت اس کو فائدہ پہنچاتی ہے جیسا روایت میں وارد ہے: "لن ینجی احدًا عمله' قالوا ولا انت یا رسول الله؟ قال ولا انا الا ان یتغمدنی الله برحمته" کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٨١٨٢) والبخاری (٨٤٤) ومسلم (٥٩٣) وأبو داود (١٥٠٥) والنسائی (١٣٤٠) والدارمی (١٣٤٩) وأبو عوانة (٢/٢٤٤) وابن حبان (٢٠٠٥) وعبد الرزاق (٤٢٢٤) والطبرانی (٢٠/٩٠٦١) وابن أبی شیبة (١٠/٢٣١)

الفوائد : ① اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور افعال و منع اور اعطاء کی نسبت ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کا ذکر ہے ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی و سنن کو جلد اپنانا چاہئے۔

۱۴۱۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ، حِيْنَ يُسَلِّمُ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ – لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ ، لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ؛ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۸: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے :لَا اِلٰهَ ...... ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھرنا اور طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمتیں اسی ہی کے لئے ہیں اور فضل بھی اسی کے لئے ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پکار کو اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں' گرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔'' ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہر نماز کے بعد فرماتے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **دبُر** : یہ ظرفِ مکان ہے۔ یہ خلف کے مشابہ ہے۔ **حین یسلم۔**

النَّحْوُ : یہ ماقبل ظرف سے بدل ہے۔ **ای عقب السلام۔**

ولا حول : اس جملے کو ماقبل سے الگ کیا کیونکہ یہ ثناء کی الگ قسم ہے۔ اگرچہ اس کا مدلول بھی وہی ہے۔

ولا نعبد الا ایاہ : یہ مقدر سے جملہ حالیہ ہے۔ **ای اقوالها حال کوننا غیر عابدین غیرہ** : ہم لا الہ کہنے والے ہیں۔ اس حال میں کہ ہم اس کے سواء کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔

النَّحْوُ : ضمیر ایاہ کو فاصل لاتے۔ تاکہ حصر پر دلالت ہو کہ متصل ضمیر الا کے بعد نہیں آتی۔ **له النعمة** : نون مکسور ہے۔ خوشحالی آرام اور مال۔ اس کی جمع نعم انعم ہے۔ **التنعم** : عیش پرستی۔ نعمت کی تعریف۔ قابل لذت اچھے انجام کو کہتے ہیں۔ یہ اس ارشادِ باری تعالیٰ سے لیا گیا ہے: **وما بکم من نعمة۔**

وله الفضل : یہ نقص کی ضد ہے۔ کمال مطلق اس کو حاصل ہے۔ اس کو کبھی کسی طور پر نقص پیش نہیں آتا۔ **وله الثناء الحسن** : ثناء تو فی الحقیقت ہوتی ہی حسن ہے۔ یہ صرف اطناب کلام کے لئے لائے۔ **له الدین** : ہم اس کے سواء کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ **ولو کرہ الکافرون** : واؤ مقدر پر عطف ہے یا حالیہ ہے۔ **تفتا** : زانی نے دوسرے کو ترجیح

دی ہے۔

یھلل بھن : لا الٰہ کو باقی پر تغلیب دی گئی۔ اس وجہ سے کہ یہ سب سے اعلیٰ ہے یا مقصود اصلی ہے اور باقی قید کی طرح ہیں۔ **کل صلاۃ** : فرض نماز مراد ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٦١٠٥) ومسلم (٥٩٤) وأبو داود (١٥٠٧) والنسائی (١٣٣٨) وابن حبان (٢٠٠٨) وابن خزيمة (٧٤١) وأبو عوانة (٢٠٢٤٥) ابن أبي شيبة (١٠/٣٣٢) والبيهقي (٢/١٨٥)

الفرائد : ① اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف' اپنی عبودیت کا اقرار اور اس کی قدرت کا اعتراف کہ منعم و متفضل حقیقی وہی ہے ② وہ اللہ ہر وصف جمیل کا حقدار ہے۔

١٤١٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی ' وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ : یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ ' وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ ' وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ : یَحُجُّوْنَ ' وَیَعْتَمِرُوْنَ ' وَیُجَاهِدُوْنَ ' وَیَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ : ''اَلَا اُعَلِّمُکُمْ شَیْئًا تُدْرِکُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَکُمْ ' وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَکُمْ ' وَلَا یَکُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْکُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟'' قَالُوْا : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' قَالَ : ''تُسَبِّحُوْنَ ' وَتَحْمَدُوْنَ ' وَتُکَبِّرُوْنَ ' خَلْفَ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ'' قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ الرَّاوِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَمَّا سُئِلَ عَنْ کَیْفِیَّةِ ذِکْرِهِنَّ قَالَ : یَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ' حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُنَّ کُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ– وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ''۔

''اَلدُّثُوْرُ'' جَمْعُ دَثْرٍ ''بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْکَانِ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ'' هُوَ : اَلْمَالُ الْکَثِیْرُ۔

۱۴۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: مالوں والے بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کو مالوں کی زائد فضیلت حاصل ہے وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد اور صدقات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں ایسی چیز تم کو نہ سکھلا دوں جس سے تم پہلوں کو پالو گے اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے اور تم سے کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ جس نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے عمل کیا؟'' انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا

رسول اللہ ﷺ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس (۳۳'۳۳'۳۳) مرتبہ کہا کرو۔ ابو صالح' جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں' کہتے ہیں کہ جب ان کے ذکر کیفیت دریافت کی گئی تو ابو صالح نے کہا: سُبْحَانَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ ہر کلمہ تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس پر فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر گئے اور کہا کہ ہمارے مال والے بھائیوں نے بھی وہ سنا جو ہم نے کیا پس انہوں نے بھی اسی طرح کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔

دُثُوْرٌ: جمع دَثر کی ہے دال کی زبر کے ساتھ زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

تشریح ✿ **فقراء المهاجرين** : صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ **اهل الدثور**: جمع دثر۔ بہت زیادہ مال۔ **العلاء** : جمع علیا۔ **والنعيم المقيم**: جو منقطع نہ ہوں گی اور اس کی وجہ جملہ مستانفہ بیانیہ کے طور پر لائے۔ **كما نصلى** ۔ا) ما مصدریہ ہے' تشبیہ فعل میں ہے۔۲) ما موصولہ اسمیہ ہے تشبیہ مفعول میں ہے۔ **يصومون** : وہ ان دونوں عبادات پر مرتب ہونے والے اجر میں برابر ہیں۔ **فضل** : وہ اجر میں بڑھنے والے ہیں۔ یہ مبتداء ہے۔ **من الاحوال** : من ابتدائیہ تعلیلیہ جیسے اس آیت میں: **مما خطيئاتهم اغرقوا**۔ **يحجون** : یہ تمام کام مال پر موقوف ہے اور وہ ہمارے ہاں مفقود ہے۔

الا اعلمكم : ان کلمات سے تم اجر میں ان لوگوں کو پالو گے جو تم سے اجر کی طرف سبقت کر چکے ایسا نیکی کا کام کر کے جس سے تم عاجز رہے۔ **وتسبقون به من بعدكم** : اور ان سے عمل میں فوقیت لے جاؤ گے' جنہوں نے یہ عمل نہیں کیا۔ **ولا يكون احدٌ** : اس ذکر پر مرتب ہونے والے ثواب کے عظیم ہونے کی وجہ سے کوئی تم سے افضل نہ ہوگا۔ **الا من صنع** : یہ مستثنیٰ منقطع ہے جو لکن کے معنی میں ہے لیکن وہ آدمی جس نے تمہارے جیسا عمل کیا ہو اس کا اجر تمہاری طرح ہوگا۔ خبر کو مقید کرنے والا محذوف ہے اور اس کو ذکر اس لئے کیا تا کہ اس طرف اشارہ ہو کہ یہ کام اجر کے سبب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو علت بنایا ہے اور حکم کا مدار علت ہے اور اس میں اس وہم کا بھی ازالہ کیا گیا کہ اجر مذکور کوئی انہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام کام کرنے والوں کو یہ اجر ملے گا۔

تسبحون : یعنی تمام سبحان اللہ کہو۔ **وتحمدون** : تم الحمد للہ کہو۔ **وتكبرون الله** : تم اللہ اکبر کہو۔ **خلف كل صلاة** : صلاۃ اگرچہ نکرہ ہے مگر اس سے فرض نماز مراد ہے۔ **ثلاثاء ثلاثين** : تین افعال نے دو ظروف دُبُر' ثلاثہ و ثلاثین میں تنازع کیا۔ آخری فعل کو دونوں کا عامل بنا دیا اور پہلے دونوں نے ان کی ضمائر میں عمل کیا۔ ضمیروں کو حذف کیا گیا کیونکہ وہ دونوں فضلہ ہیں۔ (الشفاء)

برماوی کا قول: ان اذکار کے خاص ہونے کی حکمت یہ ہے کہ تسبیح نقائص سے پاک ہونے کا نام ہے اور تحمید کی مدت کے ثابت کرنے اور تکبیر اس بات کو ثابت کرنے کا نام ہے کہ اس کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ اس کو اوہام پاسکیں یا افہام اس کا

احاطہ کرسکیں۔یعنی ان میں سے ہر ایک ۳۳ بار یا مجموعہ ۳۳ بار اس صورت میں یہ مقدر کا معمول ہے۔ای تقول مجموع ذلك ثلاثا و ثلاثين مگر یہ مناسب نہیں۔اکثر روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تسبیح ۳۳ مرتبہ ہے۔اسی طرح تحمید و تکبیر بھی اور سوویں بار لا الٰہ الا اللہ لا شریک لہ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے دونوں ۳۳ مرتبہ اور تکبیر ۳۴ مرتبہ البتہ گیارہ والی بھی ایک روایت ہے۔بعض نے اس طرح جمع کیا کہ اصل سنت وہ ہے اور کمال سنت یہ ہے۔ابوصالح: یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں' ان کا نام ذکوان ہے ان کو سمان الزیات کہتے ہیں۔ان سے جب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا اس طرح کہے: سبحان الله و الحمد لله و الله اكبر۔ابن حجر کہتے ہیں ان کی بات سمجھ نہیں آتی۔قاضی عیاض کہتے ہیں ان کو الگ الگ پڑھا جائے' جیسا بعض روایات میں وارد ہے اور یہ ابوصالح کی تاویل سے بہتر ہے۔ كلهن ثلاثا و ثلاثين: یہ کلام ابوصالح کا تتمہ ہے کہ مرکب ۳۳ مرتبہ ہو جائے یہ ان کے کلام کا قریب ترین مطلب ہے۔

روایت کا فرق: مسلم کی روایت میں بما فعلنا کے الفاظ ہیں۔قول پر فعل کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ففعلوا مثله : وہ تو اس عبادت میں برابر ہو گئے' جس کی وجہ سے آپ نے ہمیں فوقیت دی تھی اور عبادت مالیہ سے تو وہ پہلے بھی فوقیت والے ہیں۔

ذلك فضل الله : فضل سے مراد وہ طریقہ سبت ہے جس کی آپ نے تلقین فرمائی۔مطلب یہ ہے کہ یہ فضل اللہ تعالیٰ کے قبضہ اختیار میں ہے۔اس کی مرضی ہے کہ جس کو چاہے دوسرے کی نسبت خاص کرے۔اگر وہ قول میں شریک ہو گئے تو تم پر کچھ بھی حرج نہیں۔یہ ثواب تو فقراء کے لئے خاص ہے۔البتہ دونوں کو جمع کرنے والوں کو بدنی و مالی عبادت کو جمع کرنے کی وجہ سے فضیلت ہے۔

جمہور کا قول: فقیر صابر کے مقابلے میں غنی صابر کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ان کا نفع متعدی ہے اور پہلے کے نفع میں کمی ہے۔ الدثور' جمع دثر' کثیر مال۔

تخریج : باب فضل الغنی الشاکر... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۴۲۰ : وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ' وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ' وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ' وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ' غُفِرَتْ خَطَايَاهُ ' وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا اور پھر سو کے عدد کو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ......الی اخرہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ

اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں''۔ (مسلم)

تشریح ملاحظہ کیجئے حدیث ۱۴۱۹ کی تشریح (جو کہ بعینہ ہے)۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۸٤۲) مسلم (۵۹۷) والنسائي (۱٤۳) وابن حبان (۲۰۱۳) وابن خزيمة (۵۷۰) وأبو عوانة (۲/۲٤۷) والبيهقي (۲/۱۸۷)

۱٤۲۱ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ - اَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً ، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۱: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے''۔ (مسلم)

تشریح ان کے حالات باب الصلوۃ علی النبی ﷺ میں گزرے ہیں۔ **معقبات**: بقول شمر اس سے مراد وہ تسبیحات ہیں جو نمازوں کے بعد کی جاتی ہیں۔ ان کو معقبات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ کی جاتی ہیں۔

عاقولی کا قول: یہ صفت ہے جو مبتداء موصوف محذوف کے قائم مقام لائی گئی ہے۔ اس کی خبر **لایخیب قائلهن** ہے۔

خیبة: محرومی اور خسارے کو کہتے ہیں۔ **فاعلهن** : قول بھی زبان کا فعل ہے۔ اس وجہ سے اس پر فعل کا اطلاق درست ہے اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جبکہ قول میں استمرار و پختگی ثابت ہو جائے اور فعل کی طرح جم جائے۔

اَلنَّحْوُ: ممکن ہے کہ یہ جملہ معقبات کی صفت ہو اور **دُبر کل صلاة** : یہ دوسری صفت یا دوسری خبر بن جائے یا **قائلهن** سے متعلق ہو۔ **تسبیحة** : یہ **قائلهن** کا مفعول مطلق ہے جیسے **ضربته مائه ضربة** اور مرفوع ہونے کی صورت میں یہ معقبات کی دوسری خبر ہے یا اس کا مبتداء **هُن** محذوف ہے۔

روایت کے الفاظ کا فرق: اس روایت میں **اربعا و ثلاثین تکبیرہ** اور دوسری روایت مسلم جو بحوالہ جامع صغیر ہے اس میں **ثلاث و ثلاثون تکبیرۃ** اور جامع کبیر میں **اربع و ثلاثون تکبیرۃ فی دبر کل صلاۃ مکتوبۃ** کے الفاظ ہیں۔

تخریج : أخرجه مسلم (۵۹٦) والبخاري (٦۲۲) والترمذي (۳٤۲۳) والنسائي (۱۳٤۸) ابن حبان (۲۰۱۹) وابن أبي شيبة (۱۰/۲۲۸) والطيالسي (۱۰٦۰) وأبو عوانة (۲/۲٤۷) والطبراني (۱۹/۲۵۹) والبيهقي (۲/۱۸۷)

الفرائد : ① اس تسبیح و تحمید پر مداومت کرنے والے کے لئے جنت کا وعدہ دیا گیا۔ کتنے خوش نصیب ہیں جو اس کو بجا

لاتے ہیں۔

۱۴۲۲ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِھٰؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ :''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ'' رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

۱۴۲۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ ...... ''اے اللہ بزدلی اور بخل سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں رزیل عمر (جس میں انسان اپنی ضروریات کے لئے دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (بخاری)

تشریح ۞ کان یتعوذ : یہ تعلیم امت اور تشریف کے لئے تھا۔ بھؤلا الکلمات : اس کے عطف بیان کے طور پر اللھم انی اعوذبك ...... لایا گیا۔ الجبن والبخل : جبن' شجاعت کی ضد ہے۔ ضعف قلب کو کہتے ہیں۔ (المصباح) بخل' سائل کو بچے ہوئے سے روکنا۔ شرعاً' واجب سے سائل کو روکنا۔ ارذل العمر : عمر کا خسیس حصہ' شدید بڑھاپا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ ۷۵ سال کی عمر ہے۔ اس میں قوی کمزور پڑ جاتے ہیں اور حافظہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علم میں کمی آ جاتی ہے۔ فتنة الدنیا : کہ مالداری یا ایسے فقر میں مبتلا ہونا جو اللہ تعالیٰ سے مشغول کر کے اس کے فضل و رحمت سے دور ہٹانے والا ہو۔ فتنة القبر : قبر کا سوال و جواب جس میں مؤمن ثابت رہتا ہے یا ور کافر و منافق ناکام ہو جاتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٥٨٥) والبخاری (٢٨٢٢) والترمذی (٣٥٧٨) والنسائی (٥٤٦٠) وابن حبان (١٠٠٤) وابن أبی شيبة (١٠/١٨٨) والبزار (١١٤١) وابن خزيمة (٧٤٦) الطبرانی (٦٦١) وأبو يعلی (٧١٦)

الفرائد : ① عذابِ قبر برحق ہے ② معوذات دنیا و آخرت کے مصائب سے بچانے کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔

۱۴۲۳ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَخَذَ بِیَدِہٖ ' وَقَالَ :''یَا مُعَاذُ' وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ'' فَقَالَ :اُوْصِیْكَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ :اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ' وَشُکْرِكَ 'وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ''

رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۴۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ

اللہ کی قسم بے شک مجھے تم سے محبت ہے پھر فرمایا اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو ہرگز نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ: اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ **اخذ بیدہ** : تاکہ جو بات جائے اس کے متعلق خبردار ہو جائیں اور اس کے بالکل قریب بات یہ ہے کہ رات کی نماز میں آپ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کان پکڑا اور ان کو بائیں سے دائیں طرف گھمایا۔ **واللہ انی لاحبك** : تاکید کے لئے قسم اٹھائی۔ اس سے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں معلوم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا محبوب بتا رہے ہیں۔ یہ جملہ اس لئے لایا گیا تاکہ آئندہ بات کو خوب اہتمام کریں۔

دُبُر : نماز وغیرہ کے آخر کے اوقات۔ ابن الاعرابی کا قول بھی یہی ہے۔ **صلاۃ** : فرض نماز مراد ہے۔ **تقول** : فعل بمنزلہ مصدر آیا یا ان مقدر ہے۔ **لا تدعن اللھم** : یہ آخر تک وصیت کا بیان ہے۔ **اعنی علی ذکرك** : تاکہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور ہمیشہ شہود اور خروج عن الوجود میسر رہے۔ **وشکرك** : ہر مشغولیت سے فارغ ہو کر عبودیت پر قائم رہوں۔ **وحسن عبادتك** : عبادت کے طرق کی حفاظت اور اس کے ظاہری و باطنی آداب بجالاؤں۔ (فتح الدلہ) اس سے مقام احسان کی طرف اشارہ ہے جیسا اس روایت میں ''ان تعبد اللہ کانك تراہ'' پہلی چیز سے غیروں سے مکمل فراغت میسر آتی ہے اور دوسری سے عبادات واذکار میں دوامی فراغت ملتی ہے جو کہ ملاوٹوں اور عیبوں سے پاک وصاف ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا و آخرت کے مطالب جمع فرما دیئے۔ اس کی دلیل وہ آیت ہے: ﴿لئن شکرتم لا زیدنکم﴾ [ابراھیم: ۷] یعنی دونوں جہاں کی نعمتیں بڑھائیں گے۔

نکتہ : اس روایت میں حسن عبادت اور ذکر کو مبتداء و منتہیٰ میں ذکر کیا کیونکہ یہ دونوں چیزیں جب مصالح اخرویہ اور معارفِ ربانیہ کے لئے خالص ہیں تو وہ دونوں اس بات کے لائق ہیں کہ ان میں سے ایک سے ابتداء ہو تو دوسرے سے اختتام اور اس سے یہ بھی اشارہ کیا کہ آخرت اور اسکام شہود اور جو چیز آخرت کی طرف پہنچانے والی ہو وہ ابتداء وانتہاء کے لحاظ سے مقصود ہے۔ **حسن عبادتك** کو شکر پر عطف کیا۔ یہ عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے کیونکہ شکر عبودیت کی ادائیگی کا نام ہے جو پہلے گزر چکا۔

شکر: شکر یہ ہے کہ جس چیز کے لئے جس چیز کو بنایا اس چیز کو اسی طرف لگانا اور پھیرنا لیکن ان میں کچھ وہ ہیں جو حسن اور خوب ہیں اور وہ ہیں حضور، خشوع و خضوع سے ملے ہوئے ہیں پس وہ قبولیت کے قریب تر ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو اس طرح نہ ہوں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۲۱۸۰) وأبو داود (۱۵۲۲) والنسائی (۱۳۰۲) والحاكم (۱۰۱۰) والطبرانی (۲۰) وابن حبان (۲۰۲۰) وابن خزیمة (۷۵۱)

الفرائد : ① مخلص دوست کو ایسی نصیحت کرنی چاہئے جس میں دنیا و آخرت کی خیر ہو ② حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے

ساتھ خصوصی محبت وشفقت ظاہر ہو رہی ہے۔

۱۴۲۴ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ ، يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو اسے ان چار کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ...... اے اللہ جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب اور موت اور زندگی کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **اذا تشهد** سے مراد تکمیل تشہد ہے۔ تشہد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کا نام تشہد رکھا گیا ہے۔ **فليستعذ بالله** ۔ جمہور کے ہاں یہ امر استحباب کے لئے من اربع تا کو حذف کیا کیونکہ معدود محذوف ہے اور اصل اربعہ اشیاء ہے۔ اصل میں وہ پانچ ہیں مگر فتنہ الحیاۃ والموت کو تقابل کی وجہ سے ایک شمار کیا۔ اسی سے ممات کے ساتھ فتنہ کا لفظ دوبارہ نہیں لائے۔

جہنم: یہ عجمیہ غیر منصرف ہے یا عربی لفظ ہے جو بئر جهنام سے مشتق ہے وہ کنواں جو بہت گہرا ہو۔ پس علم و تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ یہ آگ کے طبقات کے لئے مشترک ہے اور تمام طبقات کے لئے عام ہے اور مراد آخری طبقہ ہے۔

عذاب القبر : جو اس شخص کے لئے ہوگا جو منکرین کے سوال کے وقت ثابت قدم نہ رہا۔ **و من فتنة المحيا و الممات** : یعنی وہ تمام مشقتیں اور مصائب جو زندگی میں واقع ہونے والی ہیں جن سے بدل کو نقصان پہنچتا ہے یا دین و دنیا میں داعی کو جو تکالیف آتی ہیں یا اس کے لئے جس کو اس سے تعلق ہو۔ خاص طور پر جبکہ صبر نہ ہو اور موت کے وقت شیطان کفر کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ پھر سوال نکیرین اور خوف اور قبر کے کپکپا دینے والے احوال وشدائد۔

فتنة المسيح : اس کی ایک آنکھ ممسوح ہوگی یا وہ تمام زمین پر سوائے سرزمین حرمین پر لے گا اور بہت تھوڑے وقت میں پھرے گا اور حرمین کی حفاظت محض ان کی عظمت کی وجہ سے ہوگی۔ **الدجال** : وہ جو اپنے احیاء و امانت کے جھوٹے دعووں میں مبالغہ کرنے والا ہوگا۔ جس کو ہر عاقل سمجھ لے گا مگر جب بعض جامدات کو اس کے لئے مسخر کیا جائے گا تو اس کا فتنہ سخت ہو جائے گا اور اس کے فتنے کی شدت کی وجہ سے ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس سے خبردار کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے استعاذہ کا ہمیں حکم فرمایا۔ اس سے بہت شاذ و نادر آدمی بچے گا۔ عذاب قبر کو اس سے مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عرصہ طویل ہوگا اور وہ اس سے زیادہ خوفناک اور رسواء کن ہوگا اور اس کی سزا اور ذلت شدید ہوگی۔ آپ ﷺ نے اس سے پناہ مانگی تا کہ امت کو اس پر آمادہ فرمائیں ورنہ آپ ﷺ تو ان تمام سے مامون و محفوظ ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷۲٤۱) ومسلم (٥۸۸) وأبو داود (۹۸۳) والنسائي (۱۳۰۹)وابن ماجه (۹۰۹) والدارمي (۱۳٤٤) وابن حبان (۱۹٦۷) وابن الجارود (۲۰۷) وخبو عوانة (۲/۲۳٥) وابن خزيمة (۷۲۱) والبيهقي (۲/۱٥٤)

الفرائد : ① یہ دعا تشہد کے بعد پڑھنی مناسب ہے کہ اس میں زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

۱٤۲٥ :وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ :"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ' وَمَا اَسْرَفْتُ ' وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ :اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ' وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان اس طرح فرماتے :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ...... آخر تک ۔اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے (گناہ) آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تم مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔آپ (بھلائی کی توفیق دے کر) آگے بڑھانے والے اور (محروم کرکے) پیچھے ہٹانے والے ہیں۔آپ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔(مسلم)

تشریح ۞ **یکون من آخر** : بعض آخری حصہ مراد ہے۔یہ درود شریف کے بعد پڑھی جائے گی۔وہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ **ما اسررت** : جو میں چھپاتا ہوں۔ **اعلنت** : یہ عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے۔ **وما انت اعلم به منی** : یہ بارگاہِ الٰہی میں انتہائی خضوع اور مقام عبودیت کے حق کی ادائیگی ہے۔اس میں امت کو استغفار پر آمادہ کیا گیا ہے۔اس میں اطعاب کیا گیا اور اس ہستی کی زبان سے یہ بات ادا ہوئی جس سے گناہ کا صدور محال ہے تو جو شخص گناہوں کا مرکز بنا ہوا ہے تو علی الدوام اسے حرزِ جان بنانا چاہیے اور اس کا التزام کرنا چاہیے۔

انت المقدم وانت المؤخر : بیہقی کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جس کو آپ چاہتے ہیں اپنی توفیق سے مقدم کرتے ہیں اور سابقین کے مقام تک پہنچاتے ہیں اور جن کو چاہتا ہے تو ان کی توقعات سے مؤخر کرتا ہے کیونکہ ان کے انجام کی حکمت سے تو باخبر ہے اور جن کو چاہتا ہے ان کے مراتب سے مؤخر کرتا اور مشقتوں کے باوجود روک دیتا ہے۔بعض نے کہا: اولیاء میں سے جن کو پسند کرتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور دشمنوں کو مؤخر کر دیتا ہے۔جن کو آپ مؤخر کر دیں ان کو مقدم کوئی نہیں کر سکتا اور جن کو آپ مقدم کر دیں ان کو کوئی مؤخر نہیں کر سکتا۔اس صورت میں یہ ہادی وفضل کے معنی میں ہوگا۔اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے سعادت کے لئے طاعت سے مقدم کر دیتا ہے اور قضاء وقدر شقاوت کے لئے جس کو چاہتا ہے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (۷۷۱) والترمذي (۳٤۳۳) وابن حبان (۱۹٦٦) وأبو عوانة (۲/۲۳٥) والبيهقي (۲/۳۲)

الفرائد : ① مستحب یہ ہے کہ اس مختصر جامع دعا پر اپنی نماز کو مکمل کرے۔

١٤٢٦ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رَكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ :سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ......آخر تک۔ اے اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اور تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ان یقول :حرف جار مقدر ہے ای من قولہ۔ اللھم ربنا : ربّ یہ حرف نداء کے کلاف سے منادی مضاف ہے۔ اللھم کی صفت نہیں ہے۔کئی کہتے ہیں کیونکہ اس کے آخر میں تغیر آ گیا ہے۔ بقول ابوالبقاء میم اس سے مانع ہے۔
سفاقسی کا قول:۱) یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مراد لیا جائے کیونکہ صفت وموصوف یں یہ فاصلہ ہے'۲) اس لئے کہ اس نے اسے بدل دیا ہے جیسا مکی نے کہا مبرد وز جاج نے اس کے وصف کو جائز قرار دیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ربنا کا قول اللھم کی صفت ہو۔
اغزل : معمول کو عموم کے لئے حذف کر دیا۔
یتاول القرآن : یعنی قرآن مجید کی خوب مراد واضح کرتا ہے۔ فسبح بحمد ربك واستغفره : اگرچہ وہ کسی حالت سے مقید نہیں لیکن آپ ﷺ نے اس کو افضل ترین حالت میں مقرر فرمایا اور وہ نماز ہے تاکہ حکم کی اطاعت میں خوب مبالغہ ہو جائے اور تعظیم وتکریم میں یہ زیادہ ظاہر ہو۔نووی کہتے ہیں وبحمدک کا معنی یہ ہے کہ آپ نے مجھے توفیق عنایت کی اور آپ کی ہدایت اور فضل سے میں نے آپ کی تسبیح کی ہے اپنی ہمت وطاقت سے نہیں۔اس میں اس نعمت کا اعتراف اور اس پر شکریے کا تذکرہ ہے اور بارگاہِ الٰہی میں اپنے آپ کو مکمل سپرد کرنا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٩/٢٤٢١٨) والبخاری (٧٩٤) ومسلم (٤٨٤) وأبو داود (٨٧٧) والنسائی (١٠٤٦) وابن ماجه (٨٨٩) وابن حبان (١٩٢٩) وابن خزيمة (٦٠٥) وأبو عوانة (٢/١٨٦) والبيهقی (٢/٨٦)

الفرائد : ① جس آدمی کی موت قریب ہو اسے خاص طور پر اس دعا کو زبان زد رکھنا چاہئے اور رکوع وسجدہ میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

١٤٢٧ : وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ :فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ اپنے رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے : "سُبُّوْحٌ ......" بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے۔فرشتوں اور روح کا رب ہے''۔(مسلم)

تشریح ۞ **سبوح قدوس** : یہ دواسم ہیں جو فزاہت وطہارت میں مبالغہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ان باتوں سے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور افضال کے لائق نہیں ۔مطلب یہ ہوا کہ میرا رکوع اور سجود اس ذات کے لئے ہے جو کہ نزاہت وطہارت میں اعلیٰ ترین مقام پر ہیں۔ **رب الملائکه** : جو تمام عوام میں بڑے اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ مطیع اور اس کی عبادت پر ہمیشگی اختیار کرنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے تربیت کی اضافت اس کی طرف کی گئی ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ فرشتے بنی آدم سے بھی افضل ہیں (کیونکہ عظمت بنی آدم کے دیگر دلائل موجود ہیں)۔

والروح : اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿نزل به الروح الامين﴾ [الشعراء : ۱۹۳] : یا پھر فرشتوں میں خلقت کے لحاظ سے سب سے بڑا فرشتہ یا حاجب فرشتہ جو قیامت کے دن اس کے سامنے کھڑا ہوگا۔ وہ تمام فرشوں میں سب سے بڑا ہے۔ اگر وہ منہ کھولے تو تمام ملائکہ کے لئے کافی ہو جائے۔ مخلوق خوف کی وجہ سے اس کی طرف دیکھے گی۔ مگر ہیبت سے نگاہ بلند نہ کرسکیں گے یا دس ہزار پروں والا فرشتہ ہے۔ دو پر مشرق ومغرب میں ہیں' اس کے ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ایک ہزار زبانیں اور آنکھیں اور ہونٹ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قیامت تک تعریف کرنے والا ہے۔ اس سلسلہ میں اور اقوال بھی ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۵٦٦۳) و مسلم (٤۸۷) وأبو داود (۸۷۲) والنسائی (۱۰٤۷) وابن حبان (۱۸۹۹) وابن خزيمة (٦۰٦) وأبو داود (۲/۱٦۷) والبيهقى (۲/۸۷)

الفرائد : ① رکوع وسجدہ میں اس دعا کو کہہ سکتے ہیں۔

۱٤۲۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَآءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' پس تم رکوع میں اللہ کی عظمت کے کلمات کہا کرو اور رہا سجدہ تو اس میں دُعا کی خوب کوشش کرو۔ پس زیادہ امید ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ رکوع مبتداء اور **فعظموا فيه الرب**: اس کی خبر ہے۔ یعنی اس کی ثناء اور تنزیہہ وتقدیس کرو ان میں افضل سبحان ربي العظيم وبحمدہ ہے۔ اس کا کم ترین درجہ ایک مرتبہ اور کامل ترین تین مرتبہ پڑھنا ہے اور اکمل درجہ گیارہ مرتبہ ہے۔ تین تسبیحات افضل ہیں۔ **قمن** : یہ مصدر ہے اس میں تثنیہ وجمع تذکیر وتانیث نہیں ۔ یہ میم کے کسرہ سے تثنیہ جمع ومؤنث استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معنی لائق اور مناسب ہے۔ **ان يستجاب** : اس میں قرب معنوی ہے۔ اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے: "**اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد**'' اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کثرت سے دعا فرماتے تھے۔ **نووی کا قول**: یہ حدیث اس باب میں مقصود ی ہے۔ رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے کوئی سے کلمات کہے جاسکتے ہیں مگر افضل

اذکار وارادہ کا کرنا ہے۔ دوسرے پر گراں نہ ہونا چاہئے۔ اوقات میں ادل بدل کر بھی کرسکتا ہے اور تمام بھی کر لئے جائیں تو حرج نہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۱۹۰۰) ومسلم (۴۷۹) وأبو داود (۸۷۶) والنسائی (۱۰۴۴) الکبری (۷۶۲۳) وابن ماجه (۳۸۹۹) وابن حبان (۱۸۹۶) ابن خزیمة (۵۴۸) وعبد الرزاق (۲۸۳۹) والحمیدی (۴۸۹) وأبو یعلی (۲۳۸۷) وأبو عوانة (۲/۱۷۰) وابن أبی شیبة (۲۴۸/۱) والدارمی (۱۳۲۵) والبیهقی (۸۷/۲)

الفرائد : ① سجدہ میں دعا وتسبیح دونوں کو جمع کرنا مستحب ہے یہ قبولیت کا ذریعہ ہے۔

١٤٢٩ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَقْرَبُ مَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اسلئے تم سجدہ میں بہت دعا کیا کرو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **اقرب ما یکون العبد من ربه** : اقرب مبتداء اور خبر وجوبا محذوف ہے۔ یعنی بندہ اپنے رب سے قرب معنوی اس وقت رکھتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہوتی ہے۔ **وھو ساجد** : یہ جملہ حالیہ ہے۔ خبر محذوف کے قائم مقام لایا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا حذف واجب ہے۔ یہ خبر نہیں ہے اسی وجہ سے اس میں واؤ نہیں ہے۔ **فاکثروا الدعاء**: کیونکہ یہ مواقع قبولیت سے ہے۔ بظاہر یہ ہے کہ پہلے ذکر جو کہ کامل درجہ میں تین مرتبہ اور اکمل گیارہ مرتبہ ہے اور اس کے بعد **اللھم لك سجدت** وغیرہ کہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹۴۵۲) ومسلم (۴۸۲) وأبو داود (۸۷۵)

الفرائد : ① سجدہ کی حالت بندہ کو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب کر دیتی ہے اس لئے اس میں دعا قبولیت کی زیادہ حقدار ہے۔

١٤٣٠ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ :"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ : دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدہ میں یہ دعا فرماتے: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ**...... اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے علانیہ ہوں یا پوشیدہ''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **فی سجودہ** : امت کے لئے تاکہ مشروع ہو جائے۔ **ذنبی کلہ** : یہ تاکید اور شمول کے لئے آیا ہے۔

دقه : مراد صغیرہ ہے۔ تدریج کی طرف اشارہ کیا یا اشارہ کیا کہ کبائر صغائر سے پیدا ہوتے ہیں یا صغائر پر اصرار اور ان کی پرواہ نہ کرنا ان کے بڑھنے کا ذریعہ ہے۔ وجلہ : بڑے۔ علانیتہ : یہ علن کا اسم مصدر ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (٤٨٣) وأبو داود (٨٧٨) وابن حبان (١٩٣١) وأبو عوانة (٢/١٨٥) ولطحاوی (١/٢٣٤)

الفرائد : ① یہ مختصر اور جامع ترین دعا ہے۔

١٤٣١ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت : افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ : ''سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ'' وَفِيْ رِوَايَةٍ ' فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ : ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ' وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ' لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ کو تلاش کیا تو پایا کہ آپ رکوع یا سجدہ میں فرما رہے ہیں : سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ میرا ہاتھ ٹٹولتے ہوئے آپ کے قدموں کے تلووں کو لگا۔ اس حال میں کہ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ سجدہ میں تھے اور زبان پر یہ دعا تھی : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ ...... آخر تک '' اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری ذات کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار اس طرح نہیں کرسکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے''۔ (مسلم)

تشریح : افتقدت یہ فقدت کے معنی میں ہے۔ مبالغہ کے لئے باب افتعال لایا گیا۔ ذات لیلة : شاید اس سے پندرہ شعبان کی رات مراد ہو جیسا ابن الاخضر نے فضائل شعبان میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا : ای لیلة هذه : یہ کونسی رات ہے؟ انہوں نے عرض کیا : الله و رسوله اعلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا : یہ پندرہ شعبان کی رات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ اٹھے اور نماز ادا فرمائی۔ ان رکعات میں خفیف قیام و قراءت فرمائی اور نصف رات تک سجدہ ریز رہے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اس میں پہلی رکعت جیسی قراءت فرمائی اور فجر تک سجدہ ریز رہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں کبھی ایک قدم پر کھڑی ہوتی اور کبھی دوسرے پر۔ جب وقفہ بہت طویل ہوگیا تو میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کرلی ہے۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوئی یہاں تک کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں کی تلیوں تک پہنچا۔ آپ ﷺ نے ذرا حرکت فرمائی میں نے آپ کو سجدہ میں یہ کہتے سنا : اعوذ

بعفوك من عقوبتك و برضاك من سخطك ...... میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ ﷺ کو سجدہ میں ایسی چیز پڑھتے سنا جو پہلے نہیں سنا۔ فرمایا کیا تمہیں وہ الفاظ معلوم ہو گئے؟ میں نے نعم میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو سیکھو اور سکھاؤ۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ میں ان کو سجدہ میں بار بار دھراؤں۔ ابن حبان نے اس روایت کو ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فتحسست : میں نے آپ کو تلاش کیا۔ فاذا هو راكع او ساجد يقول ۔ ایک سجدہ یا رکوع میں کہہ رہے تھے۔ سبحانك و بحمده لا اله الا انت اور مسلم کی ایک روایت میں "فوقعت يدى على بطن قدميه" ۔ وهو منصوبتان : اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدمین کا سجدہ میں کھڑا رکھنا مسنون ہے اور انگلیوں کے پوروں کو قبلہ رخ ہونا چاہئے۔ اعوذ برضاك : میں آپ کی رضا کے ذریعہ اعتصام و تحفظ چاہتا ہوں۔ اس بات سے کہ آپ کی ناراضگی میں مبتلا ہوں۔ بمعافاتك : آپ کے عفو کے ذریعہ آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پہلے جملہ میں یہ مفہوم موجود ہونے کے باوجود صراحۃً ذکر کیا کیونکہ اطناب مقام دعا میں قابل تحسین ہے اور دلالت مطابقت تضمن سے قوی تر ہے کیونکہ بسا اوقات مصلحت کی وجہ سے یا دوسرے کے حق کے لئے سزا دیتا ہے۔ پس تصریح ضروری ہوئی۔ من عقوبتك : یہ صفات ذات سے صفات افعال کی طرف تدلی کی قسم سے ہے یا صفات ذات جلیل القدر شان والی ہیں۔ صفات رحمت سے استعاذہ کیا کیونکہ رحمت سبقت کرنے والی ہے اور اس کا ظہور صفات غضب سے ہے۔ یہاں تک کہ کوئی چیز اس کے آثار میں اس کو پہنچ نہیں سکتی۔ پھر یقین کے بڑھ جانے کی وجہ سے ہر نوع سے صرف نظر کر لی اور اس کی نگاہ ذاتِ اعلیٰ پر رک گئی۔ پس اس نے ترقی کر کے اس کے دامن کو تھام لیا تا کہ کہیں تجلیاتِ قہریہ اس پر نہ اتر پڑیں جو اس کے جبروت سے متعلق ہیں اور اس کو بھسم و منعدم نہ کر دیں۔ چنانچہ وہ کہہ اٹھا: اعوذبك منك : اس لئے کہ آپ کے ساتھ کوئی ذرہ بھر کا مالک نہیں۔ پس آپ سے کوئی آپ کے سواء پناہ نہیں دے سکتا۔ پھر جب بندے کا قرب شہود ذات سے مکمل ہوا تو اس کو اس مقام پر باطن میں کپکپی پیدا کرنے اور باطن کو ظاہر کرنے والی شورش کے ساتھ آنے میں حیاء آئی۔ پس وہ معمولی قصور و عجز کا اعتراف کرتے ہوئے ثناء کی طرف مائل ہوا اور کہنے لگا۔

لا احصى ثناء عليك : مجھ میں طاقت نہیں کہ ثناء کے ادنیٰ فرد کو بھی گن سکوں یا شمار کر سکوں جو ثناء واجب کے میرے ذمہ ہر لحظہ آتی ہے۔ اس لئے کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں آپ کے احسانات ہر ذرّے تک نہ پہنچتے ہوں اگر میں اس کے تہہ میں لپٹی نعمتوں کو شمار کرنے لگوں تو کثرت کی وجہ سے شمار سے عاجز رہوں۔ جیسا فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ [ابراهيم : ٣٤] "میں تیری نعمتوں کے شکریئے میں کوتاہی کرنے والا اور تیرے حق میں سے کسی بھی چیز کو قائم کرنے سے عاجز ہوں۔ پس میں آپ کی رضاء کا طالب ہوں۔ انت كما اثنيت على نفسك : آپ ہمیشہ ان جلیل القدر و بلند اوصاف والے ہیں جن سے آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ جیسے فرمایا: ﴿فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [الجاثيه : ٣٦ ' ٣٧] اسی طرح دیگر آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ عالیہ کی تعریف فرمائی ہے۔

ابن عبدالسلام کا قول: کاف تشبیہ کے لئے ہے اور حدیث میں مضاف مقدر ہے۔ اى ثناؤك المستحق كثنائك على

نفسك : مبتداء سے مضاف کوحذف کر دیا۔ضمیر منفصل اس کے قائم مقام ہو کر مرفوع نہیں ہوئی۔ (شرح اذکار ملاحظہ ہو)

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٥٢٣٣) ومسلم (٤٨٥) والنسائي (١١٣٠)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا رکوع وسجود خصوصاً تہجد کی نماز میں قبولیت کے قریب تر ہے۔② مس مرأۃ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔③ خیر وشر کا خالق ہونے کے لحاظ سے ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف درست ہے۔

١٤٣٢ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ:"اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّكْسِبَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهٗ سَآئِلٌ مِنْ جُلَسَآئِهٖ كَیْفَ یَكْسِبُ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ : "یُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِیْحَةٍ فَیُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ ' اَوْ یُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِیْئَةٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ – قَالَ الْحُمَیْدِیُّ : كَذَا هُوَ فِیْ كِتَابِ مُسْلِمٍ :"اَوْ یُحَطُّ قَالَ الْبَرْقَانِیُّ:وَرَوَاہُ شُعْبَةُ ' وَاَبُوْعَوَانَةَ' وَیَحْیَی الْقَطَّانُ ' عَنْ مُوْسَی الَّذِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهٖ فَقَالُوْا :"وَیُحَطُّ" بِغَیْرِ اَلِفٍ۔

۱۴۳۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟'' اس پر پاس بیٹھنے والوں سے میں سے ایک نے کہا ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار غلطیاں مٹائی جاتی ہیں''۔ (مسلم) امام حمیدی کہتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اَوْیُحَطُّ کا لفظ ہے۔ علامہ برقانی نے کہا کہ شعبہ اور ابوعوانہ اور یحییٰ قطان نے اس موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے۔ اَوْ کی بجائے وَیُحَطُّ کا لفظ بغیر الف نقل کیا ہے۔

تشریح ۞ **یسبح مائة تسبیحة** : گویا سو مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ **فیکتب** : یہ تکتب بھی آیا ہے اور دونوں طرح درست ہے۔ **له** : لام نفع کے لئے ہے جس طرح اس آیت میں : ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ [حم السجدة : ٤٦] اَلنَّحْوُ :ظرف محل حال میں مقدم ہے۔ **الف حسنة** : یہ نائب فاعل ہے۔ **او** : یہ واؤ کے معنی میں ہے جیسا شاعر کے اس قول ؎

جاء الخلافة أو كانت له قدرًا

میں اوممکن ہے کہ یہ تنویع کے لئے ہے۔ ایک قسم کو سو مرتبہ پڑھنے کا ہزار نیکیاں ملتی ہیں کیونکہ وہ ایک نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ [انعام : ١٦٠] اور دوسرے سے ایک ہزار صغیرہ گناہ مٹائے جاتے ہیں وہ صغائر جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور او شک راوی کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔

الحمیدی: یہ حافظ ابوعبداللہ محمد بن نصر ہیں یہ جد اعلیٰ اندلسی کی طرف نسبت ہے۔ انہوں نے صحیحین کو جمع کیا۔ البرقانی: خوارزم کے اطراف میں برقان نامی بستی تھی۔ (کذا فی لب اللباب) اس نے صحیحین کو اسماء صحابہ پر جمع کیا۔ حمیدی کا رجوع جمع میں اسی کی طرف ہے۔ شعبہ: ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا جاتا ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان: بقول بندار یہ اپنے زمانے کے شیخ ہیں۔ میں بیس سال ان کی خدمت میں جاتا رہا۔ نووی: کی رائے یہ ہے کہ یہ او شک کے لئے نہیں ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٤٩٦) ومسلم (٢٦٩٨) والترمذي (٣٤٧٤) والنسائي (١٥٢) وابن حبان (٨٢٥) والطبراني (٧٠٢) والحميدي (٨٠) وأبو يعلى (٨٢٩) وابن أبي شيبة (٢٩٤/١٠) وعبد بن حميد (١٣٤) وأبو نعيم ٥٣٧) أصبهان (٨٣/١)

الفرائد : ① سبحان اللہ کے کلمہ کی عجیب خصوصیت یہ ہے کہ اس سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ مٹتے ہیں تو سو مرتبہ پڑھنے والے کو ایک ہزار نیکیاں حاصل ہوئیں اور ایک ہزار گناہ معاف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے آسان کر دے۔

١٤٣٣ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ ، فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ ، وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَیُجْزِئُ مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۳: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا ایک صدقہ لازم ہے پس تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی المنکر صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہے"۔ (مسلم)

تشریح ۞ سلامٰی : عضو۔ صدقہ۔ اللہ تعالیٰ کے سلامتی والے عظیم احسان کی وجہ سے بہت بڑا صدقہ لازم آتا ہے۔ **تحمیدہ** : اللہ تعالیٰ کے بلند اوصاف سے ان کی تعریف مثلاً الحمدللہ۔ **تهليلة** : لا الہ الا اللہ کہنا۔ **كل تكبيرة** : اللہ اکبر کہنا۔ **امر بالمعروف** : جو واجب و مستحب شرع نے بتلایا ہو۔ **المنکر** : اس سے حرام و مکروہ مراد ہے۔ **من ذٰلك** : قول و عمل کے بدلے میں منعم کا وہ شکریہ ادا کرنے کے لئے جو ہر جوڑ پر لازم ہے۔ چاشت کی دو رکعت کافی ہیں۔ **الضحی** : نمازِ چاشت کی عظیم فضیلت ثابت ہوئی کہ تمام اعضاء کی سلامتی کا شکریہ اس سے ادا ہو جاتا ہے۔ یہ روایت باب فضل صلوٰۃ الضحیٰ میں گزر چکی۔

تخریج : باب فی بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

١٤٣٤ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ جُوَیْرِیَّۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ

عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ :مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ :نَعَمْ – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضَا نَفْسِهٖ ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ :سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ :اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔

۱۴۳۴: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ان کے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور وہ (جویریہ) اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد لوٹے اور وہ اسی جگہ بیٹھنے والی تھیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسی حال میں ہے جس میں مَیں تجھ سے جدا ہوا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہارے (پاس سے جانے کے) بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر اس کا وزن کیا جائے تو جو تم نے آج کے دن کلمات کہے ہیں تو ان سے وزن میں بڑھ جائیں۔ (کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضَا نَفْسِهٖ ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ'' ''اللہ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کی ذات کی رضا مندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر''۔

مسلم کی ایک روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ کے الفاظ ہیں اور ترمذی روایت میں ہے کہ ''کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو تم پڑھتی رہو؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ تین مرتبہ پڑھو۔

تشریح ۞ یہ قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنومصطلق سے تعلق رکھتی ہیں۔ **بکرۃ** : ایک صبح معین بھی مراد ہوسکتی ہے۔ **مسجدها** : یہ خرج کے فاعل سے حال ہے۔ اس سے مراد نماز کی جگہ ہے۔ **اضحی** : چاشت کا وقت آ چکا۔ **بعدك** : ہم تمہارے ہاں سے جانے کے بعد۔ **لو وزنت** : مقابلہ کرنا مراد ہے۔ **الیوم** : مقررہ دن مراد ہے۔

اَلنَّحْو : مبتداء کی خبر ہونے کی وجہ سے رفع جائز ہے۔ **لوزنتهن** : اجر میں ان کے مقابل و مساوی نکلیں۔ **عدد خلقه** : قدر کو مقدر مان کر اس کا مفعول فیہ ہے۔ یہ ظرف منصوب علی الظرفیت ہے۔ بعض نے مصدریت کی وجہ سے نصب مانا ہے۔

ای تسبیحًا عدد خلقه۔ مداد کلماته : مداد یہ مد کی طرح مصدر ہے بعد المدد کے معنی میں ہے۔ایسی چیز جس سے کسی چیز میں اضافہ ہو۔ جیسے کہتے ہیں: مددت الشیٔ امده ۔۲) مد کی جمع ہے جو کہ مشہور پیانہ ہے۔کلمات اللہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم مراد ہو جو کہ کلام حادث کے اوصاف سے پاک ہو۔ بعض نے کہا علم مراد ہے۔بعض نے کہا قرآن مراد ہے۔ پھر اس کا معنی یہ ہوگا کہ گنتی میں اس کی مثل ۔۳) اند گنتی نہ ہو سکنے میں اس کی مثل ۔۳) کثرت میں اس کی مثل یعنی تسبیح اور جو اس کے ساتھ ہے وہ اسی مقدار سے ہے یا اس کی گنتی کے مطابق ہوگی اگر محصور شمار کریں۔ پس مقدار اور عدد کا تذکرہ کثرت میں مبالغہ سے مجاز ہے۔ ورنہ اس کے کلمات تو نہ گنے جا سکتے ہیں اور نہ شمار ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے اس کو اس انداز سے ختم کر کے اشارہ کیا کہ اس کی تسبیح وتحمید میں ان کی حد بندی نہیں کی جا سکتی اور نہ ان کی مقدار مقرر ہو سکتی ہے۔ بعض نے کہا اس میں ترقی ہے۔لیکن یہ تمام میں مکمل نہیں ہوتی کیونکہ رضاء نفس وزن عرش سے زیادہ بلیغ ہے۔شاید کہ نووی کی مراد المبالغة فی الکثرة ہو کیونکہ اولاً تو یہ ذکر ہے جس کو مخلوق کی گنتی عدد کثیر میں شمار کرتی ہے پھر اس کی طرف ترقی کی جو اس سے بھی اعظم تر ہے اور وہ رضا نفس ہے پھر زنۃ العرش پھر اس سے ترقی کر کے اور اعظم کی طرف رجوع کیا اور وہ مداد کلماتہ کی تعبیر ہے یعنی اس کو کوئی عدد شمار نہیں کر سکتا جیسا کہ کلمات اللہ کو کوئی شمار نہیں کر سکتا پہلے میں عدد کی تصریح کی اور تیسرے میں وزن کی۔ آخری دونوں میں کسی چیز کے ساتھ تصریح نہیں کی۔ اس سے یہ اطلاع کرنا مقصود ہے کہ یہ دونوں جنس معدود اور موزوں میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ مقدار ان کو حقیقۃ اور نہ مجازاً گن سکتی ہے۔ پس عدد خلق سے رضاء نفس کی طرف ترقی حاصل ہوئی وزن نہ عرش سے مراد کلمات کی طرف۔

جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول: کیا یہ تھوڑے دیر کی تسبیح طویل زمانہ تسبیح سے بڑھ جائے گی۔۱) روایت کے الفاظ تو اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے قلیل الفاظ پر یہ اطلاق کیا گیا کہ وہ الفاظِ کثیر سے افضل ہے۔۲) یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ لفظ قلیل ایسے عدد پر مشتمل ہے جس کا گننا ممکن نہیں۔ پس جو ذکر اس میں سے ہوگا وہ اس کی نسبت سے جو خبر میں ذکر کیا بہت ہی قلیل ہے۔ پس اس حیثیت سے افضل ہے' مزید تفصیل شرح اذکار میں ملاحظہ ہو۔ رضا نفسه : اس میں نفس کا استعمال بلا مشاکلات ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے آیا ہے۔ جو علماء اس اطلاق کو ممنوع کہتے ہیں وہ کہتے ہیں اس لئے لایا گیا تا کہ یہ وہم پیدا ہو کہ یہ اس نفس سے ماخوذ ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے۔ جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ نفیس شیٔ سے ماخوذ ہے۔

نکتہ :اس میں اس ذکر کا شریف ذکر کیا گیا ہے کہ مذکورہ صیغوں میں سے جس مذکورہ صیغہ کے ساتھ ہو یا جو ان کے قائم قام بن سکے اس کا اجر حصہ کی مقدار سے نہیں بلکہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ قلیل پر کثیر اجر عنایت فرما دیتے ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲٦۸۲۰) ومسلم (۲۷۲٦) والترمذی (۳۵۷۷) وأبو داود (۱۵۰۳) والنسائی (۱۳۵۱) الیوم واللیلة (۱٦۱) وابن ماجه (۳۸۰۸) وابن حبان (۸۲۸)

الفرائد : ① بعض اذکار دوسرے اذکار سے اپنے عموم' شمول اور تمام اوصاف سلبیہ' ذاتیہ' فعلیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ

سے افضل ہوتے ہیں اس لئے ان کی قلیل مقدار دوسرے اذکار کی کثرت سے افضل ہے۔ (عزالدین الشیخ)

١٤٣٥ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَثَلُ الَّذِىْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِىْ لَا يَذْكُرُهٗ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ : "مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِىْ لَا يَذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِىْ لَا يَذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

۱۴۳۵: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ بخاری' مسلم کی روایت میں ہے۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

تشریح ۞ مثل : یعنی عجیب حالات کا تذکرہ اپنی غرابت میں قریب ہے کہ مثل کی طرح ہو جائے۔ اس تعبیر میں ذکر پر کس خوبی سے ابھارا گیا اور اس کے ترک پر مذمت کی گئی جیسا کہ فرمایا: مثل الحی والمیت۔ پس اول کا ظاہر زندگی اور عمل سے مزین ہے اور اس کا باطن سر سے بھرا ہوا ہے۔

دوسرے کا ظاہر ذکر سے معطل ہونا اور باطن باطل ہے۔

عینی کا قول: ذکر اور زندہ کے درمیان وجہ شبہ اعتراز نفع اور تر و تازگی وغیرہ اور تارک ذکر اور المیت کے درمیان وجہ شبہ ظاہر میں تعطل اور باطن میں بطلان۔

تخریج : أخرجه البخاری (٦٤٠٧) ومسلم (٧٧٩) وأخرجه ابن حبان (٨٥٤)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مداومت گھر اور باہر کرنی چاہیے ② اطاعت والی طویل عمر باعث فضیلت ہے کیونکہ زندہ کی طاعات بڑھ رہی ہیں۔

١٤٣٦ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ ، وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِىْ : فَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِىْ نَفْسِىْ ، وَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِىْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۶: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اپنے بندے کے گمان پر ہوں جس طرح کا گمان وہ میرے بارے میں رکھے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ **انا عند ظن عبدی بی** : تورپشتی کہتے ہیں یہاں ظن یقین کے معنی میں ہے۔ میں بندے کے اس یقین پر ہوں جو وہ میرے وعدے پر پختہ یقین کرنے اور میرے عذاب سے ڈرائے اور جو میرے پاس ہے اس کی طرف رغبت کرنے میں مجھ پر ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ میرے متعلق خیر کا گمان رکھتا ہے۔ پس میں اس کو اس کے لئے ثابت کر دیتا ہوں اور وہ میرے متعلق برا گمان نہیں کرتا۔ اس میں اس کی کوتاہی کی وجہ سے میں اس کے لئے اس بات کو ثابت کر دیتا ہوں کیونکہ میری رحمت میرے غضب سے سبقت کرنے والی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے جیسا کہ اس کے عذاب سے مطمئن ہو کر بیٹھ جانا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ **وانا معه** : میں شیطان اور اس کے لشکر سے حفاظت میں اس کے ساتھ ہوں' ۲) توفیق و اعانت میں اس کے ساتھ ہوں۔ **اذا ذکرنی** : جبکہ وہ مجھے زبان یا دِل سے یاد کرتا ہے۔ پھر اسی پر تفریع کے طور پر وہ بات فرمائی جس سے یہ فائدہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاکر کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ اپنے دِل میں یاد کرے یا دوسرے کے ساتھ مل کر یاد کرے۔ پس فرمایا: **فان ذکرنی فی نفسه** : پوشیدہ طور پر اخلاص سے یاد کرتا ہے اور ریا کاری کے مقامات سے دور ہٹ کر یاد کرتا ہے۔ **ذکرته فی نفسی** : ظرفیت کے استحالہ کے باوجود اس کا ذکر کیا اور نفس کا لفظ ذاتِ باری تعالیٰ پر ایک حد تک بطور مشاکلت استعمال ہوا۔ ﴿**تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك**﴾ تورپشتی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ذکر کا معنی حسن قبولیت اور اچھائی سے اس کا بدلہ عنایت کرنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو اس کو سراً یاد کرنے والا ہے اسی انداز سے بدلہ عنایت فرماتے ہیں اور یہ اس کے فرشتوں سے بھی مخفی رہتی ہے اور اس بندے کا ثواب مخلوق کے حوالے کرنے کی بجائے خود عنایت فرماتے ہیں اور پوشیدگی میں اس کا ذکر کا فائدہ اس کا چناؤ اور دوسروں پر ترجیح دیا جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی چیز کے علم کو پوشیدہ مقام پر اس کو ترجیح دیتے اور چناؤ کرتے ہوئے رکھ دیتے ہیں۔ اس میں بتلایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے راز کو ملاءِ اعلیٰ کو اطلاع دینے سے محفوظ کر دیتے ہیں اور اس کے عمل کو اس سے بچاتے ہیں کہ مخلوق کو اس کے ثواب کی حقیقت کا احاطہ ہو سکے۔

اس کی نظیر اس حدیث میں ہے: "**الصوم لی وانا اجزی به**" **فی ملاء** : اس سے مراد ذاکرین ہیں۔ **فی ملاء خیر منهم** : اس سے مراد ملائکہ ہیں۔ اس میں فرشتوں کے انسانوں سے مطلقاً افضل ہونے کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ خواص بشر یعنی انبیاء و مرسلین علیہم السلام خواص ملائک سے افضل ہیں اور جبرئیل' میکائیل اور کروبیین یہ عوام بشر سے افضل ہیں اور فرمانبردار مسلمان عوام ملک سے افضل ہیں اور ان کے عوام گنہگاروں سے افضل ہیں۔

تورپشتی کہتے ہیں: بندے کا اللہ تعالیٰ کو اس ذاکرین کی جماعت میں یاد کرنا ہے یہ ملائکہ پر فضیلت دینے والی باتوں میں سے ایک ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ذکر تمام پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس امر کی مقدار سے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے افضل ترین فرشتوں میں ہے۔ پس وہ من جملہ ان مجالس میں سے بن گئی۔ ان کے ملانے کی وجہ سے یہ مجلس پہلی سے زیادہ بہتر بن گئی۔ پھر خیریت میں احتمال ہے کہ وہ اس طرف راجع ہو کہ جس کا مصدر ذکر ہو یعنی وہ گروہ بہت تیز ہے اس مجلس سے جس میں اس نے ذکر کیا ہے کیونکہ وہ فرشتے قرب کے مقامات میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور قدس کی ابدیت اس سے بھی ثابت

ہوتی ہے کہ وہ مؤمنین کیلئے ہمیشہ دعا کرتے ہیں جیسا اس آیت میں ہے۔ ﴿وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ [المؤمن : ۷]

تخریج : أخرجه البخاری (٧٤٠٥) ومسلم (٢٦٧٥) والترمذی (٣٦١٤) وابن ماجه (٣٨٢٢) وابن حبان (٨١١) وأحمد (٣/٧٤٢٦)

الفرائد : ① بندے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہئے۔ خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا چاہئے۔

١٤٣٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ " قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رُوِیَ : "الْمُفَرِّدُوْنَ" بِتَشْدِيْدِ الرَّآءِ وَتَخْفِيْفِهَا وَالْمَشْهُوْرُ الَّذِیْ قَالَهُ الْجَمْهُوْرُ التَّشْدِيْدُ۔

۱۴۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُفَرِّدُوْنَ سبقت لے گئے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُفَرِّدُوْنَ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں''۔ (مسلم)

الْمُفَرِّدُوْنَ: راء کے شد سے جمہور نے نقل کیا۔ الْمُفَرِدُوْنَ بھی منقول ہے۔

تشریح ۞ المفردون : جو مرضاتِ الٰہی اور بلند درجات اور شہر واکمل کی طرف اور افضل حالت کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

ما المفردون : ایسا سوال کیا جس سے مسؤل عنہ کے وصف میں نرمی ہو۔ جیسا اس آیت میں فرعون نے کہا: ﴿وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الشعراء : ۲۳]

ابن علان کہتا ہے یہ سوال صفت ربوبیت کا تھا مگر بیضاوی کہتے ہیں ذات کی حقیقت کا سوال کیا تھا۔ (فتدبر) یا رسول اللہ! ان کی تعریف کیا ہے؟ تا کہ ہم ان کی راہ اپنا ئیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ الذاکرون الله کثیرًا جو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں۔ المفردون : خواہ تشدید سے ہو یا تخفیف سے ہر دو قریب المعنی ہیں۔ مراد وہ لوگ جو عبادتِ الٰہی میں مخلص ہیں۔ لوگوں سے الگ ہو کر اس کو یاد کرنے والے ہیں اور اس میں تبتل اختیار کرنے والے ہیں۔ ذکر نے جن کے بوجھ ہلکے کر دیے۔ انہوں نے احبان واسباب کو چھوڑ دیا اور مخلوق سے اپنے کو الگ کر لیا۔ یا ہمجولیوں سے الگ کیا اور لذات سے اپنے آپ کو بچایا اور شہوات کی پیروی نہیں کی اس لئے کہ بندے کے لئے یہ بالکل درست نہیں کہ وہ توحید کی راہوں پر چل سکے اور فردانیت کے خیمے میں ٹھکانہ نہ لے سکے جب تک کہ وہ ٹھیک طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے منقطع نہ ہو جائے اور یہی وہ مقام تفرید ہے جس کی طرف اس ارشاد میں اشارہ کیا گیا ہے: ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ [المزمل : ۸] اس سے خبردار کر دیا کہ دائمی ذکر وہ اس وقت میسر آتا ہے جب بندہ اچھے انداز سے سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائے اور غیر اللہ سے نفس کو کاٹ لے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۲۹۷) ومسلم (۲۶۷۶) والحاكم (۱/۱۸۲۳) وابن حبان (۸۵۸) والبيهقي (۱/۳۱٤)

الفوائد : ① ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کی فضیلت ذکر کی گئی کہ وہ بہت سے اہل برتر مطاعات سے سبقت کرنے والے ہیں ② ذکر ایک ایسی عبادت ہے جس کی کثرت کا حکم ہے۔

۱٤۳۸ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۳۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: " اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ یہاں ایک مرتبہ کہنا مراد ہے۔ **نخلة في الجنة** :۱) حقیقی معنی ہو۲) مجازی معنی ہو۔ اجر کا ملنا اور حلاوت۔ پہلا قول مناسب ہے۔ حدیث اسراء سے اس کی موید ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: **"ان الجنه قيعان وان غراسها سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر"** (رواہ ابن مسعود)

تشریح ۞ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول: باب کے شروع میں روایت گزری: **"كانت له عدل عشر رقاب و كتبت له مائة حسنة و محيت عنه مائة سيئة......"** قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح تہلیل سے افضل ہے کیونکہ عدد زبد البحر سو سے بہت زائد ہے۔ تہلیل کے متعلق گزر چکا **لم يأت احد بافضل مما جاء به**۔ پس اس سے لا الہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے اور اس سے رفع درجات اور کتابت حسنات کا اضافہ ہے۔ اس کے ساتھ دس گردنوں کی آزادی جو تسبیح کی فضیلت اور تمام خطایا کی تکفیر کو ظاہر کرتی ہیں کیونکہ روایت میں وارد ہے :**"من اعتق رقبة اعتق الله بكل عضو منها عضواً منه من النار"** پس اس آزادی سے عمومی طور پر تمام غلطیوں کی معافی حاصل ہوتی ہے۔ خصوصاً اس عدد کے بعد جو بتلایا گیا اور اس کے ساتھ درجات کی بلندی بھی ہے اور اس کی تائید اس حدیث افضل الذکر لا الہ الا اللہ سے ہوتی ہے کیونکہ یہ ان میں سب سے افضل ہے جو انبیاء علیہم السلام نے فرمایا۔ یہ کلمہ توحید و اخلاص ہے۔ بعض نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور لا الہ کی افضیلت والی روایت کے حدیث ابی ذر معارض نہیں: **"قلت يا رسول الله اخبرني الكلام الى الله؟ قال ان احب الكلام الى الله سبحان الله وبحمده"** (مسلم) اور ایک روایت مسلم میں ہے: **"اى الكلام افضل؟ قال ما اصطفاه الله ملائكته سبحان الله وبحمده"**۔

طیبی رحمہ اللہ کا قول: ممکن ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ یہ چاروں کلمات سے مختصر ہو کیونکہ سبحان اللہ اس سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں اور اس کی صفات نقائص سے مقدس قرار دینا ہے پس اس میں لا الہ الا اللہ کا معنی مندرج ہے اور وبحمدہ۔ الحمد للہ کے معنی میں تو صریح ہے کیونکہ اضاف فیوی ہے اور بحمدہ میں لام کے معنی میں ہے اور اللہ اکبر کا معنی یہی ہے کیونکہ جب

تمام فضل وافضال اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور اسی سے ہے: "لا من شيء غيره فلا اكبر منه" ان سب کے باوجود تسبیح کی تہلیل پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ لا الٰہ کے قول میں الوہیت کی نفی ان سب چیزوں کی نفی ہے جو اس کے ضمن میں پائی جاتی ہیں یعنی خلق، رزق، ثواب، عقوبت اور الا اللہ کا قول۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ان کو ثابت کرتا ہے اور اس سے اس کے متضاد و مخالف کی نقائص سے نفی لازم آتی ہے۔ پس سبحان اللہ کا منطوق تو تنزیہہ ہے اور اس کا مفہوم توحید باری تعالیٰ ہے اور لا الٰہ الا اللہ کا منطوق توحید اور اس کا مفہوم تنزیہ ہے۔ پس لا الٰہ الا اللہ افضل ہوا کیونکہ توحید افضل ہے اور تنزیہہ اس سے پیدا ہوتی ہے اور قرطبی نے اس طرح جمع کیا کہ ان اذکار کا جب ایک دوسرے پر اطلاق ہو تو یہ افضل ہیں یا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ پس اس سے مراد ان کے ہم مثلوں سے ملانا ہے۔ اس کی دلیل سمرہ رضی اللہ عنہ والی روایت ہے جو مسلم نے نقل کی ہے: "احب الكلام الى الله تعالٰى اربع لا يضرك بايهن بدأت....." ممکن ہے کہ اس میں معنی پر اکتفاء کیا جائے۔ پس اس صورت میں جس نے بعض پر اکتفاء کیا تو اس کے لئے کافی ہے کیونکہ ان کا حاصل تعظیم و تنزیہ ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اس نے تنزیہہ کی اور جس نے تنزیہہ کی اس نے تعظیم کی۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ممکن ہے کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ، میں من مضمر ہو اور ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ اس بنیاد پر ہو کہ افضل واجب کے لفظ برابر ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کی فضیلت صریح نص ہے اور محبوب ہونے کی وجہ سے دوسرے اخوات کے ساتھ ذکر کیا گیا تو اس کو نص اور انضمام دونوں لحاظ سے فضیلت حاصل ہوگئی۔ (فتح الباری)

طیبی کا قول: بعض محققین کہتے ہیں لا الٰہ کو افضل الذکر فرمایا کیونکہ تطہیر باطن عن الاوصاف الذمیمہ جن کی ظاہر میں پوجا کی جاتی ہے ان سے پاکیزگی کے لئے اس کا خاص اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ﴾ [جاثیہ : ۲۳]

پس لا الٰہ الا اللہ سے عموم الوہیت کی نفی کا فائدہ حاصل ہوا اور الا اللہ سے وحدانیت کا اثبات اور ذکر ظاہری زبان سے دل میں پہنچ کر متمکن ہوگیا اور جوارح پر غالب آ گیا اور اس کی حلاوت وہی پا سکتا ہے جس نے اس کو چکھا ہو۔ (اللهم اجعلنا منهم)

تخریج : أخرجه الترمذي (۳۳۹٤) والنسائي (۸۳۷) وابن ماجه (۳۸۰۰) وابن حبان (۸٤٦) والحاكم (۱/۱۸۵۲) والبيهقي (ص/۱۰۵) شعب اليمان (۲/۱۲۸)

الفرائد : ① تسبیح وتحمید کے جامع کلمات ہیں ان کے ایک مرتبہ کہنے سے جنت کا ایک درخت لگ جاتا ہے۔

۱٤۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ :"لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱٤۳۹: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام کے احکام تو مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے۔ آپؐ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیں جو کہ میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تیری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہئے۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ یہ حمص میں مقیم ہوئے۔ ان سے جریر بن عثمان حسان بن نوح نے روایت لی۔ انہوں نے ۹۴ سال عمر پائی۔ ان کی روایات اصحاب ستہ نے نقل کی ہیں۔ ان رجلاً: ایک روایت میں ان اعرابیا سأل ای الاعمال افضل؟ فقال ان تفارق الدنیا و لسانك رطب من ذکر الله (سیوطی) شرائع الاسلام' شریعة کی جمع ہے۔ یعنی مشروعات جن کا تعلق واجب سے ہو یا مستحبات سے۔ قد کثرت علی مجھ پر غالب آ گئے ہیں یہاں تک کہ میں اپنی کمزوری اور کوشش کی قلت کی وجہ سے عاجز آ گیا ہوں۔ اتشبث: میں ان کو مضبوطی سے تھام لوں اور اس پر پختگی سے عمل پیرا ہو جاؤں تا کہ وہ نوافل کی طرف سے میرے لئے کفایت کر جائیں۔

النحو: اتشبث: مرفوع ہے اور جملہ شئی کی صفت ہے۔۲) مجزوم پڑھنے کی ضرورت میں یہ شرط مقدر کا جواب ہے کیونکہ جواب طلب میں واقع ہے۔ رطبا من ذکر الله۔ طیبی کہتے ہیں رطوبت لعان کا مطلب یہ ہے کہ زبان پر سہولت سے جاری ہو۔ جیسا اس کا خشک ہونا مشکل کی تعبیر ہے اور جریان لسان یہ مداومت ذکر کی تعبیر ہے۔ گویا آپ نے فرمایا تو ذکر پر مداومت اختیار کرو۔ یہ اس آیت کے اسلوب میں ہے: ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]: عاقولی کہتے ہیں یہ اس آیت کے مشابہ ہے: ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ ......﴾

تخریج: أخرجه أحمد (٦/١٧٧١٤) والترمذی (٣٣٨٦) وابن ماجه (٣٧٩٣) وابن حبان (٨١٤) والحاكم (١/١٨٢٢)

الفرائد: ① لا الٰہ الا اللہ کی کثرت کرنی چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے بول پر مشتمل ہے۔

١٤٤٠: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہا جنت میں اس کے لئے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ گزشتہ حدیث کی تشریح کفایت کرتی ہے۔

تخریج: أخرجه الترمذی (٣٤٧٥) والنسائی (٨٢٧) والحاكم (١/١٨٤٧) وابن حبان (٨٢٦) وابن أبی شيبة (١٠/١٩٠) أحمد (١٥٦٤٥) ابن أبی شيبة (١٠/٢٩٦) الترمذی (٣٤٧٣)

الفرائد: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت خیر کے اضافہ کے حریص تھے۔ جو شخص بعض سنن سے عاجز رہا اس کی یہ کمی مداومت

ذکر سے پوری ہوسکتی ہے۔

۱۴۴۱ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ اقْرِئْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ ، وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَآءِ ، وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا :سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اسراء (معراج) کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰهِ ،وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ لقیت ابراھیم : زندگی کی حالت میں جس کیفیت سے تھے۔ انبیاء علیہم السلام اپنی مخصوصہ سے زندہ ہیں۔ زمین ان کے اجساد کو کھا نہیں سکتی۔ روح سے ملاقات والا مفہوم لینے کی حاجت نہیں (مگر یہ معراج کی رات ملاقات آسمان پر ہوئی پس مثالی جسم ماننا پڑے گا تاکہ روایت سے مطابقت رہے) ہر پیغمبر پر درود بھیجنا مستحب ہے۔ جیسے پہلے بحث گزری۔ لیلة اسری بی۔ بیت المعمور کے پاس۔ اقرای امتك : یہ فعل متعدی بنفسہ ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں جو ان الفاظ کو سنے اسے وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہئے۔ طیبة التربة : کیونکہ اس کی مٹی خشک زعفران اور ان سے بڑھ کر کوئی چیز خوشبودار نہیں ۔ عذبة الماء : جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ﴾ [محمد : ۱۵] وہ پانی کسی چیز سے تغیر پذیر نہیں ہے۔

جب زمین عمدہ اور پانی میٹھا ہو تو فصل بہترین اور شاندار ہوتی ہے کیونکہ وہ درستی اور نمو میں انتہا کو پہنچنے والی ہوگی۔ وانها قیعان : یہ قاع کی جمع ہے۔ وسیع برابر میدان کو کہتے ہیں۔ ایغراس جمع غرس۔ جو چیز زمین کی مٹی میں چھپ جائے مثلاً بیج وغیرہ تاکہ اُگ جائے۔ سبحان اللہ! ان کو بتلایا کہ یہ ایسے کلمات ہیں کہ ان کا کہنے والا جنت میں داخل ہوگا اور کثرتِ اشجار یہ اس کے مکافات ہیں کیونکہ جوں جوں وہ کثرت کرے گا اس تعداد سے ہم درخت اگاتے جائیں گے۔ اس روایت اور جنت عدن ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ میں کوئی فرق نہیں۔ جنت درختوں سے بالکل خالی نہیں اس کو جنت کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اس میں گھنے درخت ہیں اور ان کی ٹہنیاں لپٹی ہیں۔ جنت کا لفظ ڈھانپنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ روایت جنت کے بالکلیہ درختوں' محلات سے خالی ہونے کی کوئی دلالت نہیں۔ قیعان کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ اکثر حصہ درختوں والا اور کچھ وسیع قطعات خالی ہیں تاکہ ان کلمات سے مؤمن درخت لگائے اور دونوں درختوں کا الگ الگ امتیاز ہو اور ان کو دیکھ کر قسما قسم کا

شکر زبان سے نکلے اور اس کو ان نعمتوں سے الگ الگ لذت میسر ہو۔ جو شخص کھیتی جان مار کر لگاتا ہے اس کو کھیتی پر عجیب لذت حاصل ہوتی ہے۔ بخلاف اس انسان کے جس کو بلا محنت حاصل ہو جائے۔

عاقولی کا قول: جنت کے کچھ حصے خالی میدان ہیں اور کچھ حصے درختوں والے ہیں۔ جو خالی ہیں ان کی کھیتی سبحان اللہ وغیرہ کلمات ہیں۔

تخریج : أخرجه الترمذي (۳٤۷۳)

الفرائد : ① کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے لئے یہ خصوصی انعام کا اعلان ہے۔ **اللهم اجعلنا من اهلیهم۔**

۱٤٤٢ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ ، وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ ، وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوْا : بَلٰى ، قَالَ : "ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ، قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ : اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

۱۴۴۲: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتلا دوں اور وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو۔ نیز اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر۔'' (ترمذی) حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

تشریح ۞ **بخیر اعمالکم** : عزبن سلام کہتے ہیں: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ تمام عبادات میں ثواب تکلیف کی مقدار سے مرتب نہیں ہوتا بلکہ کبھی اللہ تعالیٰ قلیل پر اتنا عنایت فرماتے ہیں جو کثیر پر ملتا ہے۔ جب شرف میں مراتب کے لحاظ سے ثواب مرتب ہو۔ **از کاھا** : وہ جو ثواب میں زیادہ اور پاکیزہ ہو۔ **عند ملیککم** : یہ لفظ اس آیت سے لیا گیا ہے۔ ﴿عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ [القمر : ۵۵] **ارفعھا** : زیادہ بڑھانے والی ہے۔ **خیر لکم من انفاق**: معنی یہ ہے کہ کیا میں مال و جان خرچ کرنے سے بہتر چیز نہ بتلا دوں۔ **عدوکم** : میدانِ جنگ میں مقابل کفار۔ جن کی گردنیں اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کاٹی جائیں۔

عاقولی کا قول: ثواب کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر ہے۔ ۲) ذکر اللہ سے مراد ظاہر و باطن میں اس پر مداومت ہے۔ پس تمام عمر اس میں صرف کرنا مناسب ہے۔ جب اکثر اس طرح ہوگا تو یہ انفاق مال سے زیادہ اجر والا ہوگا۔ مال تو ختم ہونے والا

ہے اور جہاد سے تھوڑی دیر میں فراغت مل جاتی ہے' قتل کی کڑواہٹ ایک لحہ کے لئے برداشت کی جاتی ہے اور حضوری کے ساتھ طویل عرصہ ذکر میں گزارنا بڑا مشکل ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کا قول: جمع اس لئے لائی گئی تا کہ ظاہر ہو کہ ذکر کامل تمام اعمال سے افضل ہے اور یہ وہ چیز ہے جس میں زبان' دل اور معنی پر غور وفکر اور عظمت الٰہی کا استحضار حاصل ہوتا ہے۔ پس جس کو یہ حالت میسر ہو وہ اس مجاہد سے افضل ہے جو استحضار کے بغیر ہے۔ جہاد کی افضیلت فقط زبان کے ذکر کے لحاظ سے ہے۔ جس میں ذکر قلبی' لسانی اور استحضار عظمت ہر حال میں میسر ہوں اور وہ کفار سے قتال بھی کرنے والا ہو وہ تو اعلیٰ ترین درجے کو پانے والا ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ (فتح الباری)

فتح الالہ میں لکھا ہے کہ دونوں کو اس طرح بھی جمع کرنا ممکن ہے۔ خیریت کا مطلب یہ لیا جائے کہ دِل ذکر سے پر ہوں جس سے شیطان بھاگتا ہے۔ جب شیطان دل کے میدان سے بھاگ جائے گا اور دل کی اصلاح وطہارت سے بدن بھی درست رہتا ہے۔ پس ذکر کا اتنا بڑا اثر ہے جو انفاق اور بذل نفس میں نہیں' پس اس حیثیت سے یہ بہتر ہے۔ اگر چہ دوسری تمام حیثیات سے وہ اس سے افضل ہیں۔ پس حیثیت کی قید منافات کو ختم کر دیتی ہے۔ فتامل تدبر۔ ابن عبدالسلام نے ظاہر حدیث کو اختیار فرمایا ہے۔ کما مر۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲۷۵۹۵) والترمذی (۳۳۸۸) وابن ماجه (۳۷۹۰) والحاکم (۱/۱۸۲۵)

الفرائد : ① ذکر کے جو درست کلمات احادیث میں وارد ہیں ہر ایک اپنی مثال آپ ہے۔ اصل تو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا چاہئے۔

۱۴۴۳ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَی امْرَاَةٍ وَبَیْنَ یَدَیْهَا نَوًی – اَوْ حَصًی – تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ: "اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ هٰذَا – اَوْ اَفْضَلُ " فَقَالَ : " سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَالِقٌ ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۳: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس داخل ہوئے جس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جو تمہارے لئے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا:" سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا ...... " اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں بنائی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس نے زمین میں پیدا کی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس گنتی

کے مطابق جو اس کے درمیان مخلوق ہے اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے مطابق جو وہ پیدا کرنے والے ہیں۔'' اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی ساتھ ملا کر اسی طرح پڑھیں۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ امراۃ :ممکن ہے کہ یہ صفیہ بنت حیی ہوں۔جیسا ترمذی کی روایت سے اشارہ ملتا ہے اور ممکن ہے کہ جویریہ ہوں۔ممکن ہے کوئی اور ہوں اور وہ سعد کے محارم سے ہوں یا یہ معاملہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجانب محارم کی طرح ہیں۔آپ کے معصوم ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے فتنے سے امن ہے۔ نوی جمع نواۃ۔اس کی جمع نوایات' انواء بھی ہے۔(المصباح) حصٰی جمع حصاۃ۔من ھذا۔گٹھلیوں اور کنکروں کے ذریعہ تسبیح او یہ واؤ کے معنی میں ہے یعنی اس سے افضل ہو کیونکہ عدد ما خلق جیسا سابقہ روایت میں گزرا اس سے بے شمار ثواب لکھا جائے گا اور کنکریوں کی گنتی اس کی بنسبت بہت کم تعداد ہے۔ عدد ما خلق : ماء عام ہے جو عاقل و غیر عاقل تمام کو شامل ہے۔ و سبحان الله! مقدر بہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے حرف عطف نئے سرے سے لائے۔ ما بین ذلك: یعنی آسمان و زمین کے مابین یا جو ان میں پیدا کیا گیا۔اس کے مابین۔ ما ھو خالق :جس کو ابتداءِ تخلیق سے انتہاء تک پیدا کرنے والے ہیں۔

عاقولی کا قول:تفصیل کے بعد اجمال کی وجہ یہ ہے کہ جب اسم فاعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے زمان و مکان کی قید کے بغیر استمرار پیدا ہوتا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کا قول:خلق سے تقابل کا مطلب یہ ہے کہ عدد ما خلق سے مراد اس ذکر کے کلام سے پہلے کا زمانہ ہے اور ما ھو خالق سے بے نہایت زمانہ۔یہ اولیٰ ہے۔(فتح الالہ)

تخریج : أخرجه أبو داود (١٥٠٠) والترمذی (٣٥٧٩) وابن حبان (٧٣٨) والحاکم (١/٢٠٠٩)

الفرائد : ① آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت و رحمت کا اندازہ فرمائیں کہ کبھی گنتی سے کبھی دو کلمات' کبھی تین کلمات کبھی بغیر عدد مختلف انداز سے ذکر سکھایا تا کہ کسی طرح عادت پڑ جائے۔

١٤٤٤ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ''اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟'' فَقُلْتُ :بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۴۴: حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:'' کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں مطلع نہ کر دوں''۔ میں نے کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا:'' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' برائی سے پھرنے کی ہمت نہیں اور نیکی پر آنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ کنز : ۱) جنت کے ذخائر میں سے کوئی ذخیرہ۔۲) جنت کی نفیس اشیاء۔

نووی رحمہ اللہ کا قول: ان کلمات کا کہنے والا عمدہ و نفیس ثواب جنت میں جمع کرے گا۔ لاحول...... : اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بندہ نہیں پھر سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طاعت پر قوت نہیں مل سکتی' سوائے توفیق الٰہی کے۔ یہ تفویض و تسلیم کا کلمہ ہے۔ بندے کو اپنے

معاملے کا اختیار نہیں۔ ارادۂ الٰہی کے بغیر نہ جلب منفعت کر سکتا ہے اور نہ دفع مضرت۔ مستدرک سے اس طرح نقل کیا: **الا ادلك على كلمة من تحت العرش من كنز الجنة تقول لا حول ولا قوة الا بالله' اسلم عبدى واستسلم۔**

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩٦١٦) والبخارى (٤٢٠٥) ومسلم (٢٧٠٤) وأبو داود (١٥٢٦) والسنائى (٥٣٨) وابن ماجه (٣٨٢٤) وابن حبان ـ٤٠٨)

الفرائد : یہ جنت کا خزانہ ہے۔ اس میں تمام طاقت وقوت کو بارگاہِ الٰہی کے سپرد کر دینا ہے اور اس کی طاقت وقوت کا اعتراف ہے۔

۲۴۵ :بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا وَمُحْدِثًا وَّجُنُبًا وَّحَآئِضًا اِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَآئِضٍ

بَابٌ: اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہونے' بیٹھنے' لیٹنے' بلاوضو' جنابت کی حالت میں اور حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوتِ قرآن جنبی اور حائضہ کیلئے جائز نہیں

تشریح ۞ **قائمًا** : یہ حال ہے۔ بندے کا قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ **مضطجعًا** : اس سے مراد لیٹنا جس میں چت لیٹنا بھی شامل ہے۔ **محدثا** : حدث اصغر کی حالت میں۔ **حائضا** : حیض ونفاس کا حکم طہارت کے لحاظ سے ایک ہے۔ البتہ قرآن مجید کا ایک حرف بھی بقصد تلاوت جائز نہیں البتہ اذکار اپنے مواقع پر درست ہیں' کھانے کھاتے وقت بسم اللہ' مصیبت کے وقت استرجاع۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ [آل عمران:۱۹۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے' بیٹھے اور پہلو پر لیٹے یاد کرتے ہیں''۔ (آل عمران)

تشریح ۞ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...... **السَّمٰوٰت** : آسمانوں کو بلاستون بلند کر دیا اور **اَلْاَرْض** : زمین کو جمے پانی پر بچھا دیا۔ **اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ** : ۱) دن کو روشن اور رات کو اندھیرا بنادیا۔ ۲) ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا' ۳) ایک کو دوسرے پر لپیٹ دیا' ۴) ایک دوسرے میں داخل کر دیا' ۵) طول وقصر میں متعارض بنایا کبھی ایک لمبی ہے تو دوسرے کو چھوٹا کر دیا اسی طرح بالعکس۔ **لَاٰيٰت** : ۱) اللہ تعالیٰ کے وجود' وحدت اور علم وقدرت پر دلالت ہیں جو عقل والوں سے صرف متعلق ہیں۔ یہ عزیز وعلیم کے اندازے ہیں' ۲) اختلاف کا عطف خلق کے مدخول پر درست ہو اور مراد تقدیر لیا جائے۔ ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو ان پڑھے مگر ان میں غور نہ کرے۔ **قِيَامًا وَّقُعُوْدًا** : وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں اگر اس کی طاقت نہیں ہوتی تو بیٹھ کر اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پہلو کے بل' ۲) مراد مداومت ذکر ہے کیونکہ عموماً انسان کی یہی تین حالتیں

ہوتی ہیں' کھڑا' بیٹھا' پہلو کے بل لیٹا ہوا۔ ترجمہ سے مناسبت دوسرے مطلب کو زیادہ ہے۔

١٤٤٥ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔ (مسلم)

تشریح ۞ علی کل احیانه : تمام اوقات میں۔ سوائے ان اوقات کے جن میں احداث سے طہارت میں مشغول ہوتے۔ ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حالت حدث اس سے مراد ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت میں کلام سے سے ناراض ہوتے ہیں اور یہ بھی وارد ہے کہ جماع کے وقت کلام ممنوع ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٠/٢٦٤٣٦) وأبو داود (١٨) والترمذي (٣٣٩٥) وابن ماجه (٣٠٢) وابن حبان (٨٠١) وأبو عوانة (١/٢١٧) وابن خزيمة (٢٠٧) والبيهقي (١/٩٠)

الفرائد : ① آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خیر فوت نہ ہوتی تھی۔ آپ دائم الذکر تھے۔ اللہ تعالیٰ اتباع کی توفیق دے آمین۔

١٤٤٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا ' فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَّمْ يَضُرَّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۴۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی ایک' جب اپنی گھر والی سے صحبت کرنے لگے تو اس طرح دعا کرے بِسْمِ اللّٰهِ...... ''اللہ کے نام سے' اے اللہ ہم کو شیطان سے اور شیطان کو ہم سے دور رکھ اور جو اولاد ہمیں عنایت کریں' پس اگر اس حمل میں کوئی اولاد مقدر ہوئی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لو ان احدکم : تو فعل پر داخل ہوتا ہے۔ ای لو ثبت ان احدکم۔ اتی اهله : ارادہ جماع کرے۔ باسم الله : اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں۔ شیطان کے قریب سے پناہ چاہتا ہوں۔ یہاں الف کو ذکر کیا بسم اللہ میں کثرت استعمال سے حذف کر دیا گیا۔ جنبنا الشیطان : اس کو ہم سے دور فرما۔ محفوظ و منتقل میں معنی ایک ہے۔ (المصباح)

جنبت الوجل المشر : میں نے اس کو شر سے دور کر دیا۔ پس تفعیل میں مبالغہ ہے۔ ما رزقتنا : رزق اس چیز کو

کہتے ہیں جس سے انسان کو فائدہ پہنچے۔ جماع سے موادِ مفسد بدن سے دور ہو جاتا ہے۔ پس جماع بھی اس میں داخل ہے۔

لم یضرہ : یعنی شیطان اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ عموم کے معنی کے لئے معمول کو حذف کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ ضرر جو شیطان کے تسلط سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً صرع' وسوسہ وغیرہ تو اس سے ارادۂ جماع کے وقت یہ وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٨٦٧) والبخارى (١٤١) ومسلم (١٤٣٤) وأبو داود (٢١٦١) والنسائى (٦/١١٠) وابن ماجه (١٩١٩) والطبرانى (١٢١٩٥) الدعاء) (٩٤١) وابن حبان (٩٨٣) والطيالسى (٢٧٠٥) وابن أبى شيبة (١٠/٣٩٤)

الفرائد : ① بلا وضو ذکر جائز ہے۔ لذات کے اوقات میں اس دعا کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیطان کی دست برد سے وہ اولاد ماؤن ہوگی۔

۲۴۶ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ نَوْمِهٖ وَاِسْتِيْقَاظِهٖ

باب : نیند کے وقت اور اس سے بیداری کی وقت کیا کہے؟

عند نومه : جب سونے کا ارادہ کرے۔ نوم : معدہ سے چڑھنے والی رطوبات کے ذریعہ دماغ کے اعصاب میں ڈھیلا پن پیدا ہو کر شعور کا زوال نوم کہلاتا ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ سنہ اور چیز ہے جیسا کہ آیت الکرسی میں عطف ظاہر کرتا ہے اور نعاس بھی اور چیز ہے۔ نیند کی علامت خواب ہے اور نعاس کی علامت حاضرین کے کلام کو سننا خواہ اس کو نہ سمجھے۔

۱۴۴۷ :وَعَنْ حُذَيْفَةَ ' وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ :"بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" ۔ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ :"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۴۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر آرام فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ''تیرے نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں'' اور جب آپ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے جمع ہونا ہے''۔ (بخاری)

تشریح ۞ اوی : ۱) بستر میں داخل ہوتے' ۲) اس کی طرف مائل ہوتے۔ باسمك : یعنی تیرا نام لے کر۔ احیا: جب تک میں زندہ ہوں۔ اموت: موتِ حقیقی یا موتِ مجازی۔ نینداور موت دونوں میں حرکت اختیاریہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں اشارہ فرمایا کہ مقصود زندگی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اس کی اس عبادت کو انجام دے کر جو سونے والے کے میت سے مل جانے کی وجہ سے فوت ہوگئی تھی۔ پس نیند پر اس کا اطلاق کر دیا گیا۔

عینی کا قول: ممکن ہے کہ اسم کا لفظ ویسے داخل کیا گیا ہو جیسا اس ارشاد میں ثم اسم السلام علیکما۔ استیقظ : بیدار ہو۔ احیانا : ہمیں جگادیا جو کہ مرضیاتِ الٰہی کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اماتنا : اس نیند سے جو کہ موت کی ہم نشین ہے۔

قول کرمانی: موت کی تعریف بدن سے روح کے تعلق کا منقطع ہو جانا اور کبھی یہ ظاہراً ہوتا ہے' اس کو نیند کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کو اخوالموت کہتے ہیں اور اگر یہ انقطاع ظاہر و باطن کے لحاظ سے ہو تو اس کو موت متعارف کہتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ موت ان دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ اس صورت میں اطلاق حقیقی ہوگا۔

زجاج کا قول: وہ نفس جو انسان سے نیند کے وقت جدا ہوتا ہے وہ جو تمیز کے لئے ہے اور جو نفس موت کے وقت جدا ہوتا ہے وہ وہی ہے جو حیات و زندگی ہے جس کے زوال سے نفس زائل ہو جاتا ہے۔ والیه النشور : موت کے بعد والی زندگی۔ نشر بنشر بارگاہِ الٰہی میں جانا تاکہ عاملین کو عمل کے مطابق بدلہ خیر یا شر میسر ہو اور اس کو اس لئے ذکر کیا گیا تاکہ اس کا استحضار انسان

کو نیند و بیداری میں مولیٰ کی طرف متوجہ رہنے کے لئے خبردار کر دے۔ پس اس کی نینداس کو ان کاموں میں سست نہ کر دے یا طالبات میں کوتاہی کرنے والا نہ بنادے اور نہ اس کی بیداری دوامی مراقبہ حضور سے اس کو غافل کر دے۔ روایت کا متن آپ ﷺ سے بالاتفاق مروی ہے۔ باب آداب النوم میں روایت گزر چکی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٣٤٢٩) والبخارى (٦٣١٢) وأبو داود (٥٠٩٤) والترمذى (٣٤١٧) والنسائى (٨٤٧) وابن ماجه (٣٨٨٠) وابن حبان (٥٥٣٢) وأبو شيخ (ص/١٦٧) وابن أبى شيبة (٧١/٩)

الفرائد : ① اس دعا میں بندہ اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ میری حرکت وسکون تیری عنایت سے ہے۔ یہ سونے اور جاگنے کی دعا ہے۔

۲۴۷ :بَابُ فَضْلِ حَلْقِ الذِّكْرِ وَالنُّدْبَ عَلٰى مُلَازِمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارِقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ!

بَابٌ: ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے اور ان سے بلا وجہ جدائی اختیار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾ [کہف:۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضا مندی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں''۔ (کہف)

حلق : یہ حلقه کی جمع ہے جیسے قصعه و قصع ۔(ازہری) حلق جیسے قصبه و قصب۔ بعض نے دونوں کو ذکر کیا۔(المصباح) الندب :ان کی طرف لوگوں کو فضیلت ذکر کر کے بلانا۔ والنهی : نہی تنزیہی ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ ...... اَصْبِرْ :روک کر رکھو۔ غَدَاةِ وَالْعَشِيِّ سے صبح وشام جو دن کے دونوں اطراف ہیں وہ مراد ہیں۔ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ : وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کرنے والے ہیں۔دنیا کی غرض نہیں۔

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ :اپنی نگاہ ان سے ہٹا کر مالداروں یا مرتبہ والے کفار قریش کی طرف مت کریں۔قریش مکہ نے بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے پاس سے اٹھا دو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنیں گے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ عن سے متعدی کیا گیا ہے۔حالانکہ یہ تو متعدی بنفسہٖ ہے کیونکہ یہ نبوۃ کے معنی کو متضمن ہے۔کہتے ہیں نبت عنه عنه! جب تو اس کو حقیر قرار دے کر نظر کو اس سے معلق نہ کرے۔

۱۴۴۸ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَآئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا : هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا ، فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ – وَهُوَ اَعْلَمُ – :مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :يُسَبِّحُوْنَكَ ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ : فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ :لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ – فَيَقُوْلُ : كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا ، وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا يَسْاَلُوْنَ؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ :يَقُوْلُ :وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :لَا وَاللّٰهِ

يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا – قَالَ :يَقُوْلُ :فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ، وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً – قَالَ :فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ ، قَالَ : فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْهَا – فَيَقُوْلُ :كَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ :لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً – قَالَ :فَيَقُوْلُ :فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ – قَالَ :يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ :فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ :هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ :''اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِكَةً سَيَّارَةً فُضَلَاءَ يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ – وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ فِى الْاَرْضِ :يُسَبِّحُوْنَكَ ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ ، وَيُهَلِّلُوْنَكَ ، وَيَحْمَدُوْنَكَ ، وَيَسْئَلُوْنَكَ – قَالَ :وَمَا ذَا يَسْئَلُوْنِىْ؟ قَالُوْا : يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ – قَالَ:وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِىْ؟ قَالُوْا :لَا اَىْ رَبِّ : قَالَ :فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِىْ؟ قَالُوْا :وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ :وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِىْ؟ قَالُوْا :مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ – قَالَ :وَهَلْ رَاَوْا نَارِىْ؟ قَالُوْا :لَا' قَالَ :فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِىْ؟ قَالُوْا :وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ؟ فَيَقُوْلُ :قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ، وَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا' وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا– قَالَ :يَقُوْلُوْنَ :رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ – فَيَقُوْلُ :وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ''۔

۱۴۴۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں پر گھوم پھر کر ذکر والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو اللہ کی یاد میں پا لیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ ادھر آ ؤ۔ یہاں تمہاری حاجت ہے۔ پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جاتے ہیں) تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح وتکبیر اور بڑائی بیان کر رہے تھے اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم انہیں دیکھا۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت' بزرگی اور تسبیح کریں۔ پس اللہ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم اے ربّ نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے

ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں' تو جنت کی حرص بہت بڑھ جائے اور اس کی طلب اور تیز تر ہو جائے اور رغبت میں پہلے کی نسبت بہت اضافہ ہو جائے۔ اللہ پوچھتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ آگ کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں اور خوف کھائیں۔ اللہ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی اِن میں سے نہ تھا' وہ اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں رہ سکتا''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے' میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے جو حفاظتی فرشتوں کے علاوہ ہیں' زمین میں گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی ذکر کی مجلس پا لیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے' یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان و زمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے خوب واقف ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں تیری تسبیح و بڑائی' وحدانیت' عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے وہ عطا کیا اور جس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے میں نے اس سے پناہ دے دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں تیرا فلاں خطا کار بندہ بھی تھا جو وہاں سے صرف گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ (چند لمحے) بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

تشریح ۞ **یلتمسون اھل الذکر** : ١) یہ **یطوفون** کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔٢) یا دوسری صفت ہے۔ **الذکر** : اس میں نماز' قراءتِ قرآن' خیر دارین کی دعا' تلاوتِ حدیث' دراسہ علوم' مناظرہ علماء جو احقاقِ حق کے لئے ہو۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول : اس سے مراد تسبیح و تکبیر وغیرہ کی مجالس ہیں اور تلاوت کافی ہے۔ اگرچہ قراءت حدیث' دراسہ علم' مناظرہ من جملہ' ذکر اللہ کے ماتحت داخل ہو۔ **وجدوا قومًا** : مسلم میں **وجدوا مجلسا** ہے۔ **تنادوا** : مطلوب پر

راہنمائی کے لئے وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ هلموا: یہ بنوتمیم کی لغت کا لفظ ہے۔ اہل حجاز اس کو لفظ واحد کے ساتھ جمع میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس کا اصل یہ ہے: هل لك فى كذا امه؟ اى اقصده؟ ۲) هلم۔ اى اقصد' ۳) ها لم۔ حاجتكم: بعض روایات میں بغیتکم ہے۔ ہر دو کا معنی ایک ہی ہے۔ فيحفونهم: وہ چکر لگاتے اور ان کے گرد گھومتے ہیں۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذاکرین کے گرد اپنے پر جھکاتے ہیں۔ فيها لهم ربهم: صورۃ سوال ہے۔ حقیقی سوال مراد نہیں کیونکہ وہ تو سائل اپنی ناواقفی سے پردہ اٹھانے کے لئے کرتا ہے۔ وهو اعلم بهم: یہ جملہ حالیہ یا معترضہ ہے۔ گویا فرشتوں کا یہ اقرار کہ ان میں تسبیح کرنے والے حمد کرنے والے ہیں۔ اتجعل فيها من يفسد فيها...... کیلئے بمنزلہ استدراک ہے۔ ما يقول عبادى: یہ فيالهم ربهم کا بیان ہے۔ ۲) قول مقدر کا مفعول ہے۔ اى قائلا۔ يسبحونك: اسماعیلی کی روایت میں مررنا بهم وهم يذكرونك و يهللونك و يحمدونك و يسألونك کے الفاظ ہیں اور بزاز کی روایت میں جو انس سے مروی ہے۔ "يعظمون آلاء ك و يتلون كتابك و يصلون على نبيك و يسألونك لاخرتهم و دنياهم والمجد والعز والشرف" راوٹی کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ لا والله: یہ لفظ جلالہ کے ساتھ تمام نسخوں میں موجود ہے۔ دوسروں نے ساقط کر دیا۔ اشد لك عبادة: یہاں اشد کا لفظ مصدر کے ساتھ معنی تفصیل کے لئے "اشد تمجيدًا" کی مناسبت کے لئے لایا گیا ہے۔ ورنہ اس سے اسم تفضیل اعبد استعمال میں آتا ہے۔ فيقول فما يسألون: بخاری کی روایت ابوفد میں فا موجود بقیہ حذف کر دی گئی اور یسألون کو ماذا يسألونى؟ يا باى شئ يطلبون؟ کے الفاظ ہیں۔ يسألونك الجنة: فرشتے بتلائیں گے کہ وہ جنت کا سوال کرتے ہیں۔ خواہ فرشتوں نے مسلمانوں سے یہ خود سنا ہو یا یہ بات ظاہر ہے کہ مکلّف تو اپنے ربّ سے نعمتوں والا افضل اور جہنم سے کفایت چاہتا ہے۔ راوها: مسلم میں هل راوا جنتى کے الفاظ ہیں کہ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے۔ والله يارب: یہ طوالت کلام تلذذ فی الکلام کے لئے لائے۔ فكيف لورأوها۔ فا کا مقدر پر عطف ہے۔ اى هذا طلبهم لها وما رأوها فكيف طلبهم لها لو اروها؟ یعنی یہ ان کی جنت کی طلب ہے حالانکہ انہوں نے اسے دیکھا نہیں۔ پس ان کی طلب کا کیا حال ہو اگر وہ جنت دیکھ پائیں۔

لو انهم۔ اى لو ثبت انهم۔ فعل پر لو داخل ہوتا ہے۔

اعظم فيها رغبةً۔ فيها: اعظم سے متعلق ہے۔ رغبةً: مؤخر سے نہیں۔ فم اى فمن اى شئ يتعوذون: ذکر کی پناہ لیتے اور اس کو مضبوطی سے تھامتے ہیں۔ يتعوذون سے پہلے يقولون محذوف ہے اور قال کا فاعل نبی اکرم ﷺ ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ ذکر کی پناہ لینے اور مضبوطی سے تھامنے والے ہیں۔ یہاں يقولون محذوف ہے۔ اس کا فاعل ملائکہ ہیں۔ خلاف دلالت مقام کی وجہ سے ہے۔ لا والله ما لاوها۔ دلالت کے باوجود تصریح کلام میں طوالت کے لئے ہے۔ اشهد لها مخافة۔ مخافه۔ خوف کے معنی میں ہے۔ معنی میں اضافہ اور تفخیم کے لئے خوف کی بجائے مخافہ لایا گیا۔ فاشهدكم: اس کا عطف مقدر پر ہے۔ اى فاعذتهم فاشهدكم۔ غفرت لهم: مفعول کو عموم کے لئے حذف کیا گیا ہے۔ فيهم فلان ليس منهم: یعنی ان تمام میں فلاں آدمی ایسا ہے۔ فلان کا لفظ نامعلوم اسماء سے کنایہ کے لئے لایا جاتا ہے۔ ليس منهم۔

النَّجْوٰ : ۱) ماقبل کے لئے صفت ہے۔۲) حال ہے۔ تقدیم خبر کی وجہ سے یہ خاص ہو گیا۔ **لحاجة** : وہ ذکر کی نیت سے شامل نہ ہوا تھا۔ **هم الجلساء** : یعنی کامل و مکمل لوگ ہیں۔ **لا يشقى جليسهم** : ۱) یہ صفت ہے' ۲) خبر کے بعد دوسری خبر ہے' ۳) حال ہے' ۴) مقتضی کے بیان کے لئے جملہ مستانفہ ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ اس عبارۃ میں ذاکرین کے ہم مجلس سے شقاء کی نفی میں مبالغہ ہے۔ اگر **يسعدبهم جليهم** کہہ دیا جاتا تو انتہائی فضل کا تذکرہ تو ہو جاتا لیکن جملے میں وہ بلاغت کی روح نہ ہوتی جو اس انداز میں ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے اثر میں بھی اس کے قریب قریب منقول ہے۔ **بينما قوم يذكرون الله اذاتاهم رجل فقعد اليهم قال' فنزلت الرحمة ثم ارتفعت فقالوا ربنا فيهم عبدك فلان قال غشوهم رحمتى هم القوم لا يشقى بهم جليسهم**۔ (فتح الباری)

روایت مسلم: **ملائكه سيارة** : زمین میں چلنے پھرنے والے۔ تمام روایات کو سامنے رکھتے ہوئے معنی یہ بنے گا کہ فرشتے حفظہ کے علاوہ ہیں۔ ان کا کام صرف ذکر و وعظ کے حلقہ جات میں حاضری ہے۔ **تبعون** : طلب و تلاش کے معنی میں ہے۔ **قد دامعهم** : تمام نسخوں میں اسی طرح ہے۔ اس سے مقصود حلقہ ہائے ذکر میں حاضری اور شمولیت کی ترغیب مقصود ہے۔ قاضی عیاضؒ نے حف کو حث ذکر کیا ہے اور معنی یہ بیان کیا کہ وہ ایک دوسرے کو اترنے کی ترغیب دیتے ہیں اور بخاری کا قول "**هلموا الى حاجتكم**" اور "**يحفونهم باجنحتهم**" اس کی تائید کرتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ وہ حلقہ باندھ کر ان کو اطراف سے گھیر لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ **يملأوا ما بينهم** : ان کی تعداد مجلس میں اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ایک دوسرے پر بلند ہو کر مجلس سے آسمان کا فاصلہ بھر دیتے ہیں۔ **صعدوا** : یہ بات علم سے آتا ہے۔ **عبادلك في الارض** : یہ دونوں ظرف عباد کی صفت ہیں' حال نہیں۔ اسی طرح **يسبحونك تايسألونك** یہ احوال مترادفہ ہیں۔ مفعول محذوف سے احوالِ متداخلہ بھی بن سکتے ہیں۔ یہ اس آیت کے حذف کی طرح ہے: ﴿وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى﴾ [طه:۱۸] **لا اى رب** : ضمیر متکلم محذوف کے ساتھ ہے کیونکہ کسرہ کی دلالت موجود ہے۔ **لو راوا جنتى** : روایت مسلم میں راوی نے بھول کر جواب چھوڑ دیا۔ بخاری میں موجود ہے۔ **ويستجيرونك** : آپ سے امان کے طالب ہیں۔ **مما** یہ **من** ای شیء کے معنی میں ہے۔ **يستجيرونى** : یہ نون وقایہ ہے۔ کما قالہ ابن ہشام۔ **من نارك** : سوال میں متعلق کی دلالت پائے جانے کی وجہ سے جواب میں حذف کیا گیا۔ **يارب** : حرف نداء بعید کو تفخیم شان کے لئے لایا گیا ہے۔ (التوضیح) **هل راو انارى**...... اضمار کی بجائے نار کو دونوں جملوں میں تہویل و تعظیم کے لئے لائے۔ **يستغفرونك** : ایک واؤ محذوف ہے۔ جس طرح دوسرے جملے یہ **فكيف لو راوا نارى**؟ کا جواب نہیں ہے۔ اس سے شروع کیا تاکہ مطلوب و مغروب کو خوب ظاہر کرنے والا ہو۔ اسی وجہ سے **فاعطيتهم** وغیرہ جملوں کو بطور تفریع لایا گیا ہے۔ **ماسألوا** اس سے جنت کا سوال مراد ہے۔ **اجرت** : یہ پناہ دینے کا معنی دیتا ہے۔ **عبد خطاء** : بہت خطائیں کرنے والا۔ ابن حجر کہتے ہیں' اس روایت میں ذکر اور ذاکرین کی فضیلت ذکر فرمائی اور اس ضمن میں فرمایا اس کے پاس بلا نیت بیٹھنے والا بھی ان میں شمار کر لیا جاتا ہے۔ یہ ان کے اکرام کی خاطر ہے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے بنی آدم سے محبت کرتے ہیں اور ان کے اعمال کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسئول عنہ سے زیادہ علم والا بھی کبھی سوال کر لیتا ہے تاکہ مسئول عنہ کی غایت ظاہر ہو اور اس کے مرتبہ و شرف کا اظہار ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا جہراً دعویٰ کیا ہے وہ

زندیق ہیں بلکہ مسلم کی روایت جو ابو امامہ سے منقول ہے اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: ''واعملوا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا''۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧٤٢٨) والبخاری (٧٤٠٨) ومسلم (٢٦٨٩) والترمذی (طط٣٦) وابن حبان (٨٥٦) والحاکم (١/١٨٢١)

الفرائد : ① ذکر اور اہل ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ ان کا ہم مجلس بھی محروم نہیں ہوتا۔ ② ملائکۃ اللّٰہ کو بنی آدم سے محبت ہے تبھی وہ ان کی طرف خصوصی توجہ کرتے اور دعاؤں میں شریک کرتے ہیں۔ ③ رغبت و طلب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے مگر اس میں مبالغہ کرنا یہ اسباب حصول سے ہے۔

١٤٤٩ : وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۹: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان کو فرشتے آ کر گھیر لیتے' رحمت الٰہی ان پر سایہ فگن ہو جاتی اور سکینت ان پر اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں ہیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **لایقعد قوم** : قعود کی قید غالب عادت کے لحاظ سے ہے۔ پس اجتماع ذکر کے لئے جس ترتیب سے ہو وہ اس میں شامل ہے۔ سابقہ روایت اس کی مؤید ہے: ''ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ' یتلون کتاب اللہ'' باب قضاء حوائج المسلمین۔ **حفتهم الملائكة** : ان کے شرف و عظمت کے لئے ان پر منڈلاتے اور ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ **غشيتهم الرحمة** : اس سے رحمت کے آثار فیض و فضل مراد ہیں۔ **السكينه** : یہ فعلیہ کے وزن پر ہے۔ وہ چیز جس سے ان کے نفوس کو سکون ملے۔

تورپشتی کا قول: ایسی حالت جس سے دِل مطمئن ہوں اور شہوات کی طرف میلان سے محفوظ رہے اور رعب سے بچ کر اس میں وقار باقی رہے۔ بعض نے کہا: ایسا ملکہ جس سے مؤمن کے دال کو سکون ملتا ہو اور یقین میسر آتا ہے۔ **فیمن عنده** : اس مرتبہ میں عندیت مراد ہے کیونکہ وہ مکان سے پاک ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٧٠٠) والترمذی (٣٣٨٩) وابن ماجه (٣٧٩١) وأحمد (٤/١١٨٧٥)

الفرائد : ① تلاوتِ قرآن اور ذکر کے لئے جمع ہونے کی فضیلت وعظمت ظاہر ہوتی ہے۔

۱۴۵۰ : وَعَنْ اَبِیْ واقِدٍ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ – فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ : فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ا– فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا ' وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ' وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا – فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ : اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ ' وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ ' وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۵۰: حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے دو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ گئے اور ایک چلا گیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ درس میں جگہ پائی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا شخص وہ وہاں سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں افراد کے متعلق بتلاؤں! ''ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پناہ لی تو اس کو پناہ مل گئی اور دوسرے نے حیا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور تیسرے نے اعراض (منہ پھیرا) کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ یہ لیثی صحابی ہیں کنیت سے مشہور ہیں۔ان کا خاندان لیث بن بکر بن عبد ماۃ سے ہے جو کہ کنانہ بن خزیمہ کی شاخ ہے۔بعض نے اس کا نام عوف بن حارث بعض نے حارث بن مالک بتلایا ہے۔بعض نے کہا بدر میں موجود تھے۔ فتح مکہ کے دن ان کو بنی مرۂ بنی لیث اور بنی سعد بکر بن عبد مناۃ کا جھنڈا اعنایت کیا گیا۔بعض نے کہا یہ فتح مکہ کے دن اسلام لانے والوں سے ہیں۔ابن اثیر کہتے ہیں کہ صحیح قول یہی ہے کہ فتح مکہ کے مجاہدین میں شامل تھے ان کا شمار اہل مدینہ سے ہوتا ہے۔ شام کی لڑائیوں میں جنگ یرموک میں شریک تھے ایک سال مکہ میں مقیم رہے وہیں وفات پائی اور مقبرہ مہاجرین میں مقام فتح میں ۶۸ھ میں مدفون ہوئے۔اس وقت ان کی عمر ۷۵ سال تھی بعض نے ۸۵ سال بتلائی ہے۔انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ۲۴ روایات نقل کی ہیں۔بقول برقی ان کی صرف سات روایات ہیں مختصر التلقیح میں لکھا ہے کہ ان کی ۲۱ روایات بخاری ومسلم میں ہیں جن میں گیارہ متفق علیہ اور دو میں بخاری منفرد اور آٹھ کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔ والناس معه۔

النحو : یہ جملہ حالیہ ہے۔ثلاثہ نفر نفر ماقبل کی تمیز ہے یہ ثلاثہ کی نوع بیان کرنے کے لئے نہیں کہ نو شمار کیے جائیں۔یہ ثلاثہ رجال کی طرح ہے آدمیوں کے تین گروپ مراد نہیں نفر کا اطلاق تین سے نو تک آتا رہتا ہے۔ماقبل اثنان۔اس کی تقدیر عبارت یہ ہے فاقبل اثنان منهم اور یا اس طرح ہے کہ تینوں کی توجہ مجلس کی طرف تھی یا آپ کی جانب تھے۔یعنی واقبال الاثنین الی رسول ﷺ ...... فرأى۔آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں آتا ہے یہ فتبسم ضاحكا کے قبیل سے ہے یعنی

حال مؤکدہ ہے۔ **فلما فرغ رسول اللہ ﷺ** خطبہ یا تعلیم ذکر سے فارغ ہوئے۔ **الا** ۔ یہ حرف تنبیہ ہے۔ **فأوی** ۔ رجوع کے معنی میں ہے۔ اس میں قصر وقد دونوں درست ہیں اس سے مراد خیر کو پہنچانے کا ارادہ اور عقاب وتذلیل کا ترک مراد ہے یہ اور اس قسم کے الفاظ مشاکلت اور مقابلہ کے لئے لائے جاتے ہیں (سعد مع الجمع) **فاستحیاء** : یعنی مزاحمت سے حیاء کی اور دوسروں کو تنگی دینے سے باز رہا حیاء محمود و مذموم دو قسم ہے یہاں قابل تعریف تھا اس لئے اس کو بخش دیا گیا۔ **فاعرض** : اس نے مجلس علم سے اعراض کیا بلا وجہ مجلس علم سے اعراض کی مذمت پر تعریض کی گئی ہے کیونکہ بسا اوقات یہ محرومی کے علاوہ غضب الٰہی کا باعث بھی بن جاتی ہے صاحب الکمال کا یہ کہنا کہ ابو واقد کی کوئی روایت بخاری میں نہیں یہ وہم ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٧٩١) وأحمد (٨/٢١٩٦٦) والبخاری (٦٦) ومسلم (٢١٧٦) والترمذی (٢٧٢٣) والنسائی (٥/٥٩٠١٥٩٠٠) وابن حبان (٨٦)

الفرائد : ① عالم کو کھلی مجلس میں بیٹھنا چاہے تا کہ استفادہ آسان ہو۔ علم و ذکر کے حلقوں میں شرکت کرنی چاہئے۔ غلط کام کھلے طور پر کیا جائے تو اس کی طرف نسبت درست ہے۔

١٤٥١ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَا اَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا : جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ ' قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا : مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ' قَالَ : اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ' وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِّنِّیْ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : "مَا اَجْلَسَكُمْ؟" قَالُوْا : جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ ' عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا — قَالَ : "آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ — قَالَ : "اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ' وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ" ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۵۱: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور کہا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا قسم دے کر کہتے ہو کہ تمہیں اس چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں تو اسی چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھی طرح سنو! میں نے تم سے قسم کسی بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی۔ رسول اللہ ﷺ سے قریب کا تعلق ہونے کے باوجود کوئی شخص ایسا بھی نہ ملے گا جو مجھ سے کم روایات بیان کرنے والا ہو۔ (بیان حدیث میں شدید احتیاط کا ذکر کیا) بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: ''تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔'' آپؐ نے

فرمایا: ''کیا اللہ کی قسم دے کر تم کہتے ہو کہ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''سنو! میں نے تم سے قسم اس بناء پر نہیں لی کہ تم پر بے اعتمادی ہے لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ ہر وہ گولائی جس کا درمیان خالی ہو۔ فتحر لام سے قلیل الاستعمال ہے۔ جلسنا ذکر اللہ قال آللہ: جلس کو زیادہ وضاحت کے لئے دوبارہ لایا گیا ہے آللہ پہلا ہمزہ استفہام اور دوسرا ال کا ہمزہ ہے۔ دوسرے ہمزہ کو مدہ سے بدلنے کی وجہ سے مکسور پڑھا یا حرف قسم مقدر کی وجہ سے (ابن ہشام) ذلك کا مشار الیہ ذکر ہے اور تشریف کے لئے اشارہ بعیدہ لایا گیا ہے جیسا: الم ذلك الكتاب...... میں ہے۔ قالوا : ما اجلسنا الا ذلك۔ یہ جملہ جواب قسم ہے مقسم بہ کو سوال میں مذکور ہونے کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اس کی دلیل ''اني لم استحلفكم'' کے الفاظ ہیں۔ تهمه یہ وہم سے ہے شک وریب کے معنی میں۔ بمنزلتی : مرتبہ ومقام قرب اس لئے کہ ان کی ہمشیرہ ام المؤمنین تھیں اور ان میں عزیمت کی علامات تھیں۔ ظرف منزلتی سے متعلق ہے۔ اقل منه حديثا مني: اقل نصب کے ساتھ کان کی خبر ہے حدیثاً: یہ تمیز ہے مطلب یہ ہے کہ ایسا کوئی آدمی نہ تھا جو قرب میں میرے مماثل ہو پھر آپ ﷺ سے بہت کم باتیں نقل کرے۔ یہ دراصل شاگردوں کو کمال احتیاط کی طرف متوجہ کیا اور مخاطبین کی طرف کمال عنایت کو بھی ظاہر کیا قلیل الاحادیث کے باوجود میں تمہیں یہ اہم بات بتلا رہا ہوں۔ ما اجلسكم: کیونکہ وہ ایسے وقت میں بیٹھے تھے جس میں عام طور پر مسجد میں بیٹھا نہیں جاتا۔ نذكر الله و نحمده۔

النَّحْو :۱) یہ عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے جبکہ ذکر عام اقسام مراد ہوں۔۲) اور اگر خاص افراد مراد ہوا اور حمد سے صفات ثبوتیہ سے تعریف مراد ہو تو پھر یہ عطف مغایر کی قدم سے ہے۔ علی ما هدانا للاسلام: علی بیان تعلیل کے لئے اور ما مصدریہ ہے یعنی اس لئے آپ ﷺ کی تعریف کرتے ہیں جب نعمت کے مقابلہ میں حمد کی جائے گی تو اس پر واجب کا ثواب ملے گا جو کہ نفل کے مقابلہ میں ۷۰ گنا زیادہ ہے۔ و منّ به علينا: احسان کو حذف کر کے اشارہ کر دیا کہ وہ تو بے شمار ہیں اور عبادت میں کسی بھی احاطہ سے باہر ہے جیسا فرمایا: ﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها......﴾ ۔ ذلك: اس سے اسی غرض کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ مسلم میں بھی موجود ہے ''قالوا والله ما أجلسنا الا ذلك'' ۔ يباهي : یہ فخر وعظمت بیان کرنے کے معنی میں ہے لکن سے استدراک اس لئے کیا کیونکہ بسا اوقات اس سے مقتضی الاستحلاف کی نفی اخذ کی جاتی ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۷۰۱) والترمذی (۳۳۹۰) والنسائی (۵۴۴۱)

الفرائد : ① اہل ذکر کے ساتھ بیٹھنا بھلائی سے خالی نہیں یہ وہ مجلس ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے سامنے مباہات کی جاتی ہے۔

۲۴۸ :بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَآءِ

بَاب : صبح اور شام کو اللہ کا ذکر کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ [الاعراف:۲۰۵]

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ "الْاٰصَالُ" جَمْعُ اَصِيْلٍ وَّهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ [طه:۱۳۰]

وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ [غافر:۵۵]

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ :الْعَشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا۔وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ...... ﴾ [النور:۳٦]

وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾ [ص:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے ربّ کو اپنے دل میں یاد کرو گڑگڑاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے (اعتدال کے ساتھ) صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو''۔ (الاعراف) اہل لغت نے فرمایا اٰصَالِ یہ اَصِیْل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''صبح و شام اپنے رب کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بیان کرو''۔ اہل لغت نے فرمایا عَشِیٌّ زوال شمس اور غروب کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''(وہ نور) ایسے گھروں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم دیا اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام تسبیح کرتے ہیں ایسے مرد جن کو کوئی تجارت اور بیع (خرید و

فروخت) اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ساتھ کرتے تھے''۔

تشریح ۞ الصباح: بقول ابن درید نصف میں سے زوال تک کا وقت (الجمھرة) ۔المساء: زوال سے نصف میل تک کا وقت۔ یہ منفرد قول ہے۔ شرعی صبح: طلوعِ فجر صادق سے طلوع آفتاب تک کا وقت پھر الضحیٰ، پھر استواء، پھر زوال اور مساء اسی سے ہے۔

الآیات

(۱) تضرع کا معنی تذلل وخضوع ہے۔ خیفہ۔ ماقبل کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء کر دیا۔ بالغدو والاصال ۔ ہر وقت کی حالت اور دن کے کناروں میں (ابن عطیہ) ولا تکن من الغافلین یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت برتنے والوں میں مت بنو۔ علماء لغت کہتے ہیں کہ اعراض واصوات کو تمام اقوام اپنے مقصد کے مطابق تعبیر کرتے ہیں۔ الاصال جمع اصیل ہے یہ فعیل کے وازن پر ہے جیسے ایمان جمع یمین اس کی جمع اصل' اصلان' الصائل سے بھی آتی ہے (القاموس) یہ عصر و مغرب کے درمیان کا وقت ہے جمہور اس کو اصیل کی جمع مانتے ہیں ابن عطیہ نے اصل کا بھی ذکر کیا اور آصال کی جمع اصائل یہ جمع الجمع ہے۔

(۲) تسبیح سے بعض نے نماز اور بعض نے تسبیح ہی مراد لی ہے۔ ظرف اوّل محل حال میں ہے۔

(۲) عشی ابکار سے دن کے اوائل واواخر راد ہیں۔ العشی۔ اہل لغت کہتے ہیں زوال فتاب اور غروب کے درمیان کا وقت اسی وجہ سے ظہر وعصر کو صلاتا العشی کہا (الصباح) جاتا ہے بعض نے عشی اور عشاء نماز مغرب سے خوب اندھیرے تک ابن فارس کہتے ہیں اسی وجہ سے العشاءان مغرب وعشاء کی نماز کو کہا جاتا ہے۔

(۳) اذن اللہ :اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ ان ترفع :ان کی تعظیم وقدر کی جائے اور میل اور لغویات سے ان کو پاک رکھا جائے اور ہر ایسی چیز سے بچایا جائے جو ان کے مناسب نہیں۔ رجال۔ یہ یسبح کا فاعل ہے اور دوسری قراءت میں نائب فاعل ہے اور فعل محذوف کا فاعل ہے گویا کہا گیا کون تسبیح کرے گا تو جواب ملا۔ یسبح رجال۔ تجارۃ نفع بخش معاملہ یا تجاوز خریداری مراد ہے یا سامان کو ایک شہر سے دوسرے شہر تجارت کے لئے لئے جانا۔ یہ آیت الابصار تک۔ کیونکہ اس میں انہی ایمان والوں کا تزکرہ ہے اور ان کے عظیم الشان بدلے کا بیان ہے۔

(۵) داؤد علیہ اسلام کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح قالی کرتے تھے۔ اشراق سے مراد چاشت او وقت ہے دن کی ابتداء واختتام کو ذکر سے اس لئے خاص کیا گیا تا کہ ابتداء واختتام طاعت اور دینی عمل سے ہو۔ اور دن کے بقیہ اوقات میں ہونے والی کوتاہیوں کا کفارہ بن جائے۔

١٤٥٢ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِىْ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے صبح

کے وقت اور شام کے وقت سومرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہہ لیا۔ قیامت کے دن اس سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس کلمہ کو اتنی مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا ہو''۔ (مسلم)

(۱) حين يصبح۔ جب وہ صائع شرعی میں داخل ہوتا ہے کیونکہ الفاظ شرعیہ کو عرف شرع پر محمول کرتے ہیں جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو۔ حين يمسى بشام میں داخل ونا مراد ہے پس دونوں فعل تام ہیں جیسا کہ اس آیت میں: ﴿فسبحان الله حين تمسون و حين تصبحون﴾ [الروم ۱۷۰] لم يأت نہیں لایا۔ مما جاء سے ماثور اذکار کے الفاظ ہیں۔ مثل ما قال' أو زاد اس کے قول جیسا قول نمبر۲ جس طرح اس نے کہا یا بڑھایا۔ یہ اس وقت ہے جب اُو کو شک کی بجائے تنویع کے لئے تسلیم کریں مستثنیٰ کو منقطع قرار دیں۔ نمبر۲۔ اگر شک کے لئے ہو تو مستثنیٰ متصل ہے۔ بہرصورت اس میں کثرت اللہ تعالیٰ کو پسند و محبوب ہے اس کی کوئی حد نہیں جیسا کہ معقبات جو کہ مکتوبات کے بعد پڑھے جاتے ہیں ابوداؤد میں سبحان الله العظيم و بحمده ہے اور حاکم میں سبحان الله و بحمده ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۶۹۲) وأبو داود (۱والترمذی (۳٤۸۰) والنسائي (۵۷۳) وأحمد (۳/۸۸٤٤)

الفرائد : ① ان کلمات کو ہر دن میں کم سے کم سومرتبہ پڑھنے پر آمادہ کیا جس سے مزید کی توفیق بھی مل گی تاکہ اتنے اجر سے تو کوئی بھی محروم نہ ہو

۱٤۵۳ : وَعَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ : اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کی خدمت میں عرض کیا رات مجھے بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی۔ فرمایا: ''اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچا سکتا' اَعُوْذُ ...... اللہ تعالیٰ کی کامل صفات کی برکت کے ساتھ میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ مالقيت : بڑی تکلیف مجھے پہنچی کہ ایک بچھو نے پر مجھے ڈس لیا۔ البارحة : گذشتہ رات۔ اس تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو شدید تکلیف پہنچی تھی۔ امسيت۔ شام کے وقت میں داخل ہونا۔ اعوذ بكلمات الله۔ میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور افعال کی پناہ لیتا ہوں وہ کلمات جو تام ہیں ہر عیب سے اس کو پاک قرار دینے والے ہیں۔ من شر ما خلق۔ یہ اعوذ سے متعلق ہے ما خلق : میں مخلوقات میں ایذاء دینے والی تمام اشیاء داخل ہیں ان میں سے خواہشات و

شہوات ہیں ۔لم تضرك ۔اس پر تینوں حرکات درست ہیں ۔ضمہ فتحہ کسرہ فک ادغام۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٨٨٩) ومسلم (٢٧٠٩) وأبو داود (٣٨٩٨٩٨) وابن ماجه (٣٥١٨)

الفرائد : شام کے وقت ان کلمات کو کہنے والا اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں داخل ہو گیا۔ کیڑے مکوڑوں سے ڈسنے سے صبح تک محفوظ کر لیا گیا۔

١٤٥٤ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ :"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا ، وَبِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ :"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١٤٥٤: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے : اَللّٰهُمَّ بِكَ ...... ''اے اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح و شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور اٹھ کر تیری بارگاہ میں پہنچنا ہے۔'' اور جب شام ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ...... ''اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

(ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ اللهم بك ۔تیری زبردست قدرت کی مدد سے ۔اصبحنا ۔ہم صبح میں داخل ہوئے ۔بك امسينا ۔جب ضد کا ذکر کیا تو ذہن میں مستحضر تھی اس لئے ذکر کر دیا۔ النشور : تیری طرف لوٹنا ہے ۔اذا امسى ماضی پر اذا مستقبل کا معنی دیتا ہے ۔امسینا ۔شام میں داخل ہوئے ۔طیبی نے دونوں کو ناقص فعل قرار دے کر باکو خبر محذوف سے متعلق کیا اس صورت میں مضاف مقدر ضروری ہے :ای اصبحنا اور مسینا متلبسین بنعمتك ۔یعنی آپ کے احاطہ اور حفاظت سے یا آپ ﷺ کا نام لینے کی برکت سے ۔والیك المصیر ۔مصیر لوٹنے کی جگہ جیسے کہتے ہیں صسرت و اصیر صیرًا یہ ضعدف قیاس ہے قیاس وصار جیسے معاش بنتا ہے (النہایہ) باب اداب النوم میں اس کی وضاحت کر چکے ۔یہاں ممکن ہے مضاف مقدر ہو یا تقدیر عبارت یہ ہو قدرتك او ارادتك استمرار کیلئے مضارع سے تعبیر کیا ضمیر متکلم تاکید و تفخیم کیلئے لائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/١٠٧٦٧) والبخاری (١١٩٩) وأبو داود (٥٠٦٨) والترمذی (٣٤٠٢) والنسائی (٥٦٤) وأبن ماجه (٣٨٦٨) وابن حبان (٩٦٤) وابن أبی شیبة (١٠/٢٤٤)

الفرائد : ① بندے کو صبح و شام اللہ تعالیٰ سے دعا و تفویض کرنی چاہئے ۔اتباع نبوی ﷺ کا یہ تقاضا ہے۔

۱۴۵۵ :وَعَنْهُ اَنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتَ - قَالَ : "قُلِ : اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ" قَالَ :قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے کلمات سکھلا دیں جو میں صبح شام کہہ لیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ...... ''اے اللہ تو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ آپ ہر چیز کے رب اور ان کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام اور بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھو۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ بکلماتٍ تنوین تعظیم کے لئے ہے۔اذا اصبحت۔تا کہ ان کے عظیم مدلوں کی وجہ سے ان کو ان اشرف اوقات میں کہوں۔فاطر السمٰوت۔حرفِ نداء مقدر ہے یا خالقهما و مبدعهما۔عالم الغيب و الشهادة۔غائب و مشاہد میں سے کوئی چیز اس کے علم سے مخفی نہیں۔رب مالک' خالق' مربی' مصلح کو کہتے ہیں۔کل شيء :کائنات کی ہر چیز۔ ومليكه :اس کا مالک۔اشهد میں جاننا' ظاہر کرنا اور تصدیق کرتا ہوں۔لا اله :اس کے ماسواء مستغنی نہیں اور اس کے سوا ہر چیز اس کی محتاج ہے۔الا انت : لا کے داخل ہونے سے پہلے لا کے اسم کے مقام میں ہے۔شر الشيطان : اس کے وساوس اور تسویلات مراد ہیں۔شرکه :مشرک وغیرہ یعنی جس کی طرف مشرک دعوت ہے وہ چیزیں جن کی وجہ سے وہ شیطان کے جال میں پھنس جائیں۔

اَلنَّحْوُ :پہلی صورت جب کہ سین مکسور ہو تو اضافۃ المصدر لمعمولہ کی قسم سے ہے۔دوسری صورت میں جامد کی طرف اضافت کی قسم سے ہے۔مضجعك :لیٹنے کی جگہ۔یہ سوال سے زائد بات زائد فوائد کے لئے بتلائی ترمذی کے الفاظ یہ ہیں' ان نقترف على انفسنا سوءً او نجره الى مسلم"

تخريج : أخرجه أحمد (۱/۵۱) والبخاري (۱۲۰۲) وأبو داود (۵۰۶۷) والترمذي (۳۴۰۳) والنسائي

(۷۶۹۱) والدارمي (۲۶۸۹) والحاكم (۱/۱۸۹۲) وابن حبان (۹۶۲) والطيالسي (۱/۲۵۱) وبن أبي شيبة (۱۰/۲۳۷)

الفوائد : ① یہ دعا صبح، شام اور سوتے وقت مانگنی چاہئے ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کتنی شفقت تھی کہ ان کی نیکیوں میں اضافے اور مرتبے بلندی کے لئے ہر وقت اچھے اعمال کی تلقین فرماتے ۔

١٤٥٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَمْسٰى قَالَ : "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" قَالَ الرَّاوِيْ :اُرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا ، رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شام کرتے تو اس طرح دعا فرماتے : اَمْسَيْنَا ...... "کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سواء کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ لفظ بھی فرمائے بادشاہی اسی ہی کے لئے ہے۔ اور تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے ربّ میں آپ سے اس رات کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور بعد والی رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس رات اور بعد والی رات میں پائے جانے والے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں ۔ اے میرے ربّ میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے اور آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح کرتے تو پھر یہ کلمات کہتے ۔ ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **الملك لله**۔ یہ ظرف ہر ماقبل فعل کا ظرف بن سکتا ہے جبکہ وہ فعل ناقص ہوں ۔ اور اگر اول تام بمعنی دخلنا في المساء تو پھر یہ ظرف جر ثانی بن جائے گا۔ **ملك** قہر و عظمت کو کہتے ہیں یہ **ملك** سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ ہر **ملك** تو مالک ہے مگر ہر مالک ملک نہیں ۔ پہلے کے مناسب الواجب القہار ہے۔ یہ ملک کی شان ہے۔ **والحمد لله** یہ محل حال میں ہو یا ماقبل پر معطوف ہو اس صورت میں دو معمول کا عامل ایک ہے۔ یہ عطف عام علی الخاص سے ہے کیونکہ بادشاہی من جملہ ان اوصاف کمال سے ہے جن کے ذریعہ حمد کے ساتھ اس کی تعریف کی جاتی ہے۔

سوال : امسٰی الملك لله؟ کا کیا مطلب ہے؟

جواب : یہ قائل کی حالت کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ بادشاہ بھی تو اور تمام تعریفیں بھی تیرے لائق ہیں نہ کہ کسی اور کے لئے۔ پس ہم اس بادشاہی پناہ لی اور اس کے ذریعہ دوسروں سے مستغنی ہو گئے اور ہم اسی بادشاہ کو عبادۃ وثناء اور شکریے کے لئے مخصوص کر لیا۔ وحده اس حال میں کہ وہ منفرد ہے اس کی ذات میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔ لاشریك له: اس کی کسی صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کے افعال میں سے کسی فعل میں اور نہ اس کی مملوکات میں سے کسی ملک میں۔ لا الله کو الگ ذکر کیا تا کہ ماقبل سے اس کی افضلیت ثابت ہو جائے اور مفضولیت کے بعد لانے سے جو وہم پیدا ہوتا ہے وہ دفع ہو جائے باب الذکر میں دلیل ملاحظہ ہو۔ اراہ میں ضمیر بارز نبی اکرم ﷺ کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے اور ابن مسعود کی طرف آخری سے متصل فرمایا۔ له الملك و له الحمد غیر کی مملکت وملکیت عارضی اور غیروں کی حمد صوری ہے وھو علی کل شیٔ قدیر یعنی ہر ممکن جس سے اس کا ارادہ متعلق ہو۔ وہ شئی ہے۔ قدیر : اس کو کوئی شئی دوسری شئی سے عاجز نہیں کر سکتی۔ خیر ما فی هذه اللیله۔ خیر کی اضافت ما کی طرف خیر دنیوی واخروی پر دلالت کے لئے کی گئی ہے۔ خیر ما بعدھا۔ هذه اللیله سے تخصیص کا وہم تھا اس کا ازالہ کر دیا۔ اور اصالۃً وہ مطلوب ہے شر عارضی ہے اس کی طرف نفس اس کے رفع ودفع کے لئے ہی متوجہ ہوتا ہے۔ الکسل۔ یہ قاف اور سین کے فتحہ سے ہے۔ الکبر۔ باساکن ہو تکبر اور مفتوح ہو حزن وشدید بڑھاپا مظہری نے فتحہ کو اصح کہا۔ عذاب فی النار : عذاب کی تنوین استعاذہ کے موقعہ پر کثرت کے لئے ہے۔ عذاب فی القبر ای مدة المقام فی البرزخ : برزخ میں قیام کے زمانہ میں۔ اس دعا میں صرف امسینا وامسی الملك لله کی جگہ اصبحنا واصبح الملك لله آ رہا ہے باقی روایت برابر ہے۔ مسلم کی روایت میں ''اللھم انی اعوذبك من الکسل وسوء الکبر و فتنة الدنیا و عذاب القبر'' کے الفاظ ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٤١٩٢) ومسلم (٢٧٢٣) وأبو داود (٥٠٧١) والترمذی (٣٤٠١) والنسائی (٢٣).

الفرائد : ① آپ ﷺ کا استعاذہ اللہ تعالیٰ کے خوف اس کی عظمت اور اس کی بارگاہ میں اپنی محتاجی کو ظاہر کرتا ہے تا کہ امت کو اقتداء کی توفیق ہو۔

١٤٥٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ "بِضَمِّ الْخَآءِ وَالْمُعْجَمَةِ" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اقْرَأْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۷: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ تم قُلْ هُوَ اللّٰهُ (یعنی سورۂ اخلاص) اور معوذتین یعنی (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ ہر چیز کے لئے تمہیں کافی ہیں۔'' (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ❁ یہ انصار کے حلیف ہیں یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں (اسد الغابہ بلکہ یہ اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے تین روایات آپ ﷺ سے نقل کی ہیں۔ المعوذتین۔ ان دو سورتوں کی طرف تعویز کی نسبت مجازی ہے کیونکہ ذریعہ یہی ہیں۔ ثلاث مسرات۔

النحو: یہ امر سابق کی جزاء نہیں ہے یا سلامت رہے گی۔ من کل شئ۔ من (۱) ابتدائیہ ہے (۲) یا زائدہ۔

الفرائد: ① قل هو الله اور معوذتین کے صبح و شام پڑھ لینے سے ہر چیز سے کفایت ہو جاتی ہے۔

تخریج: أخرجه أبو داود (۵۰۸۲) والترمذی (۳۵۸۶) والنسائی (۳

۱۴۵۸ :وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ' ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا لَمْ يَضُرُّهٗ شَيْءٌ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۸: حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ یہ کلمات ہر صبح و شام کہہ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ''اس اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان و زمین میں نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والے اور جاننے والے ہیں''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ❁ من عبد۔ استغراق عموم کے لئے من نکرہ پر لائے۔ باسم اللہ۔ میں پناہ مانگتا اس زبردست ذات کے نام سے جس کے نام سے ہر چیز کے شر سے پناہ مانگی جاتی ہے خواہ جمار کی آنکھ ہو یا جانور یا جن یا شیطان یا حیوان عاقل ہو یا غیر عاقل وہ کائنات تمام احوال کو سننے والا اور تمام زمانوں میں جو کچھ ہے اس کو جاننے والا پس کائنات میں کوئی چیز ازلی فیصلے کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔ الا لم یضرہ شئی۔ عام احوال سے یہ مستثنیٰ مفرغ ہے یعنی جو بندہ یہ کہے اور احوال میں سے خواہ کسی بھی حال میں ہو مگر کہ وہ عدم ضرر کی حال میں ہوگا۔

ایک لطیفہ:

حاکم نے نقل کیا کہ کہ جب ابان بن عثمان نے یہ روایت اپنے والد کی سند سے نقل کی تو اس وقت وہ ایک طرف سے فالج زدہ تھے تو آدمی ان کی طرف دیکھنے لگا تو ابان کہنے لگے۔ حدیث اسی طرح ہے جیسی میں نے بیان کر دی لیکن میں نے اس دن یہ دعا نہ پڑھی تھی تا کہ تقدیر الٰہی اپنے انداز سے جاری ہو۔

تخریج: أخرجه أحمد (١/٤٤٦) وأبو داود (٥٠٨٨) والترمذی (٣٣٩٩) وابن ماجه (٣٨٦٩) وابن حبان (٨٥٢) والحاكم (١/١٨٩٥) وابن أبی شيبة (١٠/٢٣٨) والبزار (٣٥٧) وابن السنی (٤٤)

الفوائد: کلمات پڑھنے والے سے ہر قسم کے ضرر کو دفع کرنے والے ہیں جبکہ ان کو صبح و شام اپنا وظیفہ بنا لے۔

۲۴۹: بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

باب: نیند کے وقت کیا کہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی تخلیق میں سوچ و بچار کرنے والے ہیں''۔ (آل عمران)

تشریح ۞ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ ...... ہمارے آقا کی عظمت پر بڑی بڑی دلالتیں موجود ہیں اور اس کے ہر کمال سے متصف ہونے اور نقص سے پاک ہونے کے لئے بے شمار دلالتیں ہیں۔

الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ: اس میں اشارہ ہے کہ جو نیند کا ارادہ کرے وہ ان آیات کی تلاوت کرے کیونکہ ان لوگوں کے ذکر کو مقام مدح میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۴۵۹: وَعَنْ حُذَیْفَةَ وَاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ: ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْیَا وَاَمُوْتُ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۴۵۹: حضرت حذیفہ اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْیَاءَ وَاَمُوْتُ اے اللہ تیرے نام سے میں زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں''۔ (بخاری)

تشریح ۞ جب بستر پر آرام فرمانے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔

تخریج: باب ذکر اللہ تعالیٰ قائماً وقاعداً... میں گزر چکی۔

الفرائد: ایضاً۔

۱۴۶۰: وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ وَلِفَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ''اِذَا اَوَیْتُمَا اِلٰی فِرَاشِكُمَا اَوْ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ''۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ التَّسْبِیْحُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ التَّكْبِیْرُ

اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۶۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو اور دوسری روایت میں سُبْحَانَ اللّٰہِ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے اور ایک روایت میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کام کاج کی وجہ سے تھکن کی شکایت کی اور خادم کا سوال کیا جو کام میں ہاتھ بٹائے۔ اذا أویتما۔یا اخذتما کے الفاظ فرمائے۔ مضاجع یہ مضجع کی جمع علی خدم ہے خوابگاہ۔ فکبرا ثلاثا وثلاثین طبرانی میں اختماها بلا اله الا الله کا حکم مذکور ہے۔ یہ پڑھنا تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے ایک روایت میں تسبیح ۳۴ مرتبہ اور ایک میں تکبیر ۳۴ مرتبہ ہے۔ علماء کہتے ہیں جو ان کلمات پر مداومت کرتا ہے وہ تھکاوٹ سے بچا رہتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٦٠٤) والبخاری (٣١١٣) ومسلم (٢٧٢٧) وأبو داود (٥٠٦٢) والترمذی (٣٤٠٨) والنسائی (٩١٧٢) وابن السنی ٧٤٠) والحمیدی (٤٣) والبزار (٦٠٦) وأبو یعلی (٥٧٨) وابن أبی شیبة (١٠/٢٦٣) والطیالسی (٩٣) وابن حبان (٥٥٢٤) والبیهقی (٢٩٣/٧)

الفوائد : ① دعا عند الحاجت کی بجائے ان کو ذکر کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے لئے صبر سے شدائد کو برداشت کرنے کو عظیم اجر کی وجہ سے پسند کرتے تھے جیسا آپ کو خود پسند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود دنیا کو ترجیح دیتے نہ اپنے عزیز قریب کے لئے پسند فرماتے۔

۱۴۶۱: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا اَوٰی اَحَدُكُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَیْهِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ: اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بستر پر آرام کرنے لگے تو اپنے چادر کی طرف سے بستر کو جھاڑے۔ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کون رہا ہے۔ پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ..... ''اے میرے رب! تیرے نام سے میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیری مدد سے اس کو اٹھاتا ہوں اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسکی ان چیزوں سے حفاظت کرنا جن سے تو اپنے نیک بندوں کی (حفاظت) فرماتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ داخلة سے مراد ازار کا جسم کے قریب والا حصہ اس نے جھاڑنے کا حکم اس لئے فرمایا کیونکہ جو شخص نیند کا

ارادہ کرتا ہے تو وہ دائیں ہاتھ سے ازار کے خارجی حصے کو کھول لیتا ہے اور اندرونی حصہ اس پر لٹکا رہ جاتا ہے پس اس سے جھاڑ لے۔ بعض نے کہا کہ اس کی حکمت یہ ہے وہ کپڑوں میں چھپتا ہے تو اس کی میل کچیل چھپ جاتی ہے۔ **ماخلفه عليه** : بستر میں داخل ہونے سے پہلے اسے جھاڑ لینا چاہئے تا کہ اس میں ایذاء دینے والی اشیاء سانپ بچھو وغیرہ داخل نہ ہو گیا ہو۔ وہ چادر کے جھٹکنے والے حصہ سے جھاڑ لے تا کہ اس کے ہاتھ کو کوئی ضرر نہ پہنچے اگر وہاں کوئی چیز موجود بھی ہو۔

طیبی کا قول: اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بستر پر کیا میل کچیل' مٹی گندگی یا کیڑا مکوڑا آ گرا ہے۔ روایات میں **اللهم باسمك** اور **سبحانك ربي بدء** مختلف الفاظ ہیں۔ مقصود کلام ظرف ہے اس کا متعلق نہیں۔ اب مطلب یہ ہوگا **ان الرفع كائن باسمك**' بقول سبکی جب متعلق کو مقدم کیا جائے تو ظرف زائد ہے اور جب ظرف کو مقدم کیا جائے گا تو وہی کلام کا عمدہ حصہ ہو گا۔ قواعد عربیہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ ظرف کلام میں زائد ہے عمدہ نہیں۔ فعل مخبر بہ اور اسم مخبر عنہ ہے یہی اصل اور وضع ہے پھر کبھی وہ متکلم کا مقصود ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔ کبھی اسناد کے دونوں اجزاء معلوم ہوتے ہیں یا معلوم کی طرح ہوتے ہیں اور فائدہ کا مدار صفت مستفادہ پر ہونے کی وجہ سے ظرف پر ہوتا ہے جیسا کہ یہ موقعہ روایت کہ لیٹنے والے کا اپنے پہلو کو رکھنا معلوم ہے اور اس کا پہلو اٹھانا معلوم کی طرح ہے اس کو ہم معلوم اس لئے نہیں کہتے کیونکہ بعض اوقات وہ اسی حالت میں مر جاتا ہے اصل مقصود یہاں اس بات کی اطلاع دینا ہے کہ وہ باسم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے ہو۔ پس ظرف کے فضلہ کا قاعدہ مطلق ہے اس میں کتاب وسنت میں اس کے تقدم و تاخر کے مقامات پر غور نہیں کیا گیا۔ (ملخصاً کلام السبکی) **اسكت نفسي**۔ یہ موت سے کنایہ ہے۔ **فارحمها**۔ ترمذی کی روایت میں **فاغفرلها** ہے رحمت اس موقعہ کے خاص مناسب ہے۔ **ان ارسلتها**۔ یہ ارسال دنیا میں باقی رہنے سے کنایہ ہے۔ **فاحفظها**۔ تمام دینی اور دینوی ناپسند باتوں سے اس کی حفاظت فرما۔ **بما تحفظ به عبددك الصالحين**۔ طیبی کہتے ہیں' اس میں با اسی طرح ہے جیسے **كتبت بالقلم** میں **ما** کا کلمہ مبہم ہے اس کی وضاحت و بیان ہے۔ جس پر اس کا صلہ دلالت کر رہا ہے اور وہ تحفظ کا جملہ ہے۔

تخريج : أخرجه أحمد (٣/٧٨١٦) والبخارى (٦٣٢٠) ومسلم (٢٧١٤) وأبو داود (٥٠٥٠) والنسائى (٧٩١) والترمذى (٣٤٠١) والدارمى (٢٦٨٤) وابن حبان (٥٥٣٤) وعبد الرزاق (١٩٨٣٠) وابن أبى شيبة (٧٣/٩) والبيهقى (١/١٢٥)

الفرائد : ① بستر کو سونے سے پہلے جھاڑ لینا مستحب ہے تا کہ ایذاء دینے والے کیڑے مکوڑے سے محفوظ ہو جائے۔ نیند کے وقت یہ دعا پڑھ لی جائے اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

١٤٦٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ ' وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ' ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا : قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '

وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ' وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ' ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ :يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ :النَّفْثُ نَفْخٌ لَطِيْفٌ بِلَارِيْقٍ۔

۱۴۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذات پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ (بخاری و مسلم) دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر استراحت فرمانے لگتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرما کر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل لیتے اور ابتداء سر اور چہرے سے فرماتے اور اسی طرح جسم کے سامنے والے حصہ پر ملتے اور یہ تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)
اہل لغت فرماتے ہیں : اَلنَّفْثُ : بغیر تھوک کے جو پھونک ہو۔

تشریح ۞ بستر پر لیٹنا یا لیٹنے کے لئے بیٹھنا۔ یدیہ۔ سے مراد ہتھیلیاں ہیں ان پر پھونک اس لئے مارتے تا کہ پڑھے ہوئے کی برکت ان پر آ جائے۔ وقرا، اور معوذات اور قل ہو اللہ احد پڑھتے۔ اگرچہ ظاہر سے تو پھونک بھی قراءت کی برکت کے حصول کے لئے تھی۔ معوذتین آخری دونوں سورتوں پر بولا جاتا ہے دوسری روایات میں تصریح موجود ہے۔ مسح بهما۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے: اذا اوی الی فراشہ۔ جو نیند کے لئے تیاری ہوتی۔ قل هو الله' قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس۔ شاید قل ہو اللہ ثناء باری تعالیٰ کے لئے ہو اور جو ایسی ذات ہو اس سے استعاذہ کرنا چاہئے پس وہ اس بات پر بمنزلہ دلیل ہوگئی کہ پناہ اسی کی ذات پر موقوف ہے۔ ثم يمسح بهما' یعنی دونوں ہاتھوں کو جسم پر جہاں تک پہنچے پھیر لیتے۔ من جسدہ۔ میں من بیانیہ ہے اور ممکن ہے کہ ما استطاع کی ما مصدریہ ہو یعنی اپنی استطاعت کی حد تک اس صورت میں من تبعیضیہ ہے جو کہ یمسح کے متعلق ہے۔ لفعل ذلك۔ اس کا مشار الیہ جمع ید' نفث اور قراۃ ہے ثلاثا تین مرتبہ جیسا کہ دوسری روایت میں صراحتہً ثلاث مرات ہے۔
صغانی کہتے ہیں نفث یہ نفخ کے مشابہ ہے اور یہ تفل سے کم ہے نفث ینفث ما مضموم و مکسور دونوں طرح ہے۔ (القاموس)

تخریج : أخرجه البخاري (٥٠١٧) وأبو داود (٥٠٥٦) والترمذي (٣٤١٣) والنسائي (٧٩٣) وابن ماجه (٣٨٧٥) وابن حبان (٥٥٤٣) والبخاري (٤٤٣٩)

الفرائد : ① نیند کے وقت آپ ﷺ کا معمول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع۔

۱۴۶۳ :وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ' ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ :اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ

نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَیْكَ ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ ، لَا مَلْجَاْ وَلَا مَنْجَاْ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۶۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز والا وضو کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ ......'' کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے میں نے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ آپ کی رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ نجات کا مقام ہے مگر تیری طرف۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا''۔ اگر اسی رات تیری موت آ جائے تو فطرتِ اسلام پر تیری موت آئی۔ ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اتیت مضجعك۔ بستر پر جانے لگو۔ وضوء ك للصلوٰة یہ اس لئے لائے تاکہ وضو کا لغوی معنی نظافت مطلقہ نہ سمجھ لیا جائے بلکہ وضو سے شرعی وضو مراد ہے۔ ثم اضطجع یہ اصل میں اضتجع ہے پرتا کو طا کیا گیا۔ شقك الایمن تاکہ نیند میں استغراق نہ ہو جیسا بائیں طرف سونے سے ہوتا ہے۔ اللهم اسلمت نفسی الیك۔ یعنی میں نے اسکو تیرا مطیع بنایا اور تیرے حکم کا تابع کیا اس لئے کہ مجھے اس کے معاملات کو چلانے کی قدرت نہیں نہ ان چیزوں کو لانے کی قدرت ہے جو اس کے لئے مفید ہیں اور نہ ان چیزوں کو دور کرنے کی طاقت جو اسکو نقصان پہنچانے والی ہیں مناسب تو یہ ہے کہ بندے کی حالت یہ کہتے وقت اسی طرح ہو کہ کسی معاملے کا اہتمام کرنے والے نہ ہو اور جو بعد میں آ رہا ہو اس کو اوپر اقرار دینے والا نہ ہو بلکہ مکمل سپرد کرنے والا ہو ورنہ وہ غضب وطرد کا نشانہ بنے گا۔ وفوضت امری الیك۔ اپنا معاملہ آپ کی طرف لوٹایا۔ والجات ظهری الیك میں نے آپ پر تمام امور میں اسی طرح اعتماد و بھروسہ کیا جیسا انسان سہارا لینے کے لئے اپنی پشت کو کسی چیز سے لگاتا ہے۔ رهبة و رغبة الیك۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی طمع کرتے ہوئے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں رھبه کے ساتھ من کا ذکر نہیں کیا رغبه کے ساتھ الی کا ذکر کر دیا یہ بطریق اکتفاء ہے ان کا نصب مفعول له ہونے کی وجہ بطریق لف نشر ہے۔ لا ملجأ و لا منجا۔ دونوں ہمزہ کا ترک بھی جائز ہے اور پہلے کو ہمزہ اور دوسرے کو ہمزہ کے بغیر بڑھا جائے گا تنوین مع القصر بھی جائز ہے اگر یہ لفظ مصدر مانیں تو منك کے سلسلہ میں تنازعہ ہوگا۔ لا ملجنی منك الی احد الا إلیك و لا منجأ الا الیك۔

الا الیك؟ مستثنیٰ مفرغ ہے۔ آمنت بکتابك۔ قرآن مجید مراد ہو یا ہر آسمانی کتاب مراد ہو۔ الذی انزلت۔ بعض روایات میں انزلته ہے و نبیك۔ نوع کے اختلاف کی وجہ سے جار کا اعادہ کیا۔ علی الفطر اس سے مراد دین ہے۔ مسلم کے الفاظ ''فان مت علی الفطرة'' بخاری میں یہ الفاظ زائد ہیں ''ان اصبحت اصبت خیرًا'' یعنی حالات میں بھلائی

پائے گا اور اعمال میں اضافہ (یعنی) اجعلھن آخر ماتقول۔ یعنی اس رات کے آخری کلمات یعنی اپنی بات اس پر ختم کروتا کہ یہ اچھا خاتمہ ہو۔

تخریج : باب فی الیقین والتوکل... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔ باب الیقین والتوکل میں میرے بھائی یہ روایت گزری ہے ملاحظہ کریں۔

١٤٦٤ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ :"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپؐ بستر پر استراحت کا ارادہ فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... ''تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ان کو ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔'' (مسلم)

تشریح ۞ الحمد لله الذی۔ کھانے پینے کا تذکرہ اس سے کیا ان کو استعمال کرنے سے نیند آتی ہے۔ کفانا و آوانا۔ کفانا یہ کفایت سے ہے یعنی ہماری حاجات کے لئے کفایت کر دی اور ہمیں رہائش کے لئے ٹھکانہ عنایت فرمایا۔ فکم ممن ۔بہت سے لوگ ہیں من کثرت کی تاکید کے لئے آیا ہے۔ لا کافی له ولا مووی۔ له یعنی وہ عظیم فاقے میں مبتلا ہو کر ہمیشہ ضرورت مند رہتے ہیں یعنی اس پر نہ کوئی رحم کرنے والا اور نہ اس پر مہربانی وشفقت کرنے والا ہے مظہری کہتے ہیں پناہ دینے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں وہ بعض لوگوں کو دوسروں کے شر سے بچاتا اور ان کو پناہ گاہ اور مسکن دیتا ہے۔ (قوت المغتذی) بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے اوپر نعمتوں کو شمار کرتے ہوئے اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھے جن کے پاس اتنا بھی میسر نہیں تاکہ بندہ اپنے انعام کو بڑا سمجھ کر خوب شکریہ ادا کرے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٥٥٣) ومسلم (٢٧١٥) وأبو داود (٥٠٥٣) والترمذی (٣٤٠٧) والنسائی (٨٠٣) وابن حبان (٥٥٤٠)

الفرائد : ① سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تشکر کے کلمات کیا خوب ہیں اس سے اعتراف نعمت ثابت ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی اتباع نبوت۔

١٤٦٥ :وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ :"اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، مِنْ رِوَایَةِ حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ، وَفِیْهِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُهٗ ثَلَاثَ

مَرَّاتٍ۔

۱۴۶۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ ...... "اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچا لے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔" ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کو روایت کیا اور اس میں اضافہ ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ فرماتے تھے۔

تشریح ۞ وضع یدہ الیمنٰی تحت خدہٖ۔ جو آدمی دائیں جانب لیٹنے کو لازم کر لے۔ اللھم قنی عذابك۔ یہ مقام ربوبیت کے حق کی ادائیگی اور اس کی بارگاہ میں خضوع کے لئے ہے اور امت کو اس بات پر خبردار کرنے کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخفی تدابیر سے مطمئن ہو کر بیٹھتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں تین مرتبہ دہرانے کا تذکرہ ہے مگر براء بن عازب کی روایت مذکورہ بالا روایت کی طرح تین مرتبہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذى (٣٤٠٩) أخرجه أحمد (١٠/٢٦٥٢٤) وأبو داود (٥٠٤٥) عند أحمد (٦/١٨٦٩٤) والترمذى (٣٤١٠) وابن حبان (٥٥٢٢)

الفرائد : ① امت کی تعلیم کے لئے سونے کی ہیئت اور سوتے وقت کہے جانے والے کلمات کی راہنمائی فرمائی کس قدر امت پر احسان ہے جزاہ اللہ عنا و عن جمیع الامہ۔

کتاب الدعوات

۲۵۰ :بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

بَاب: دُعا کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر:٦٠] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [الاعراف:٥٥] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ [البقرہ:١٨٦] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ﴾ [النمل:٦٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے ربّ نے حکم دیا کہ مجھے پکارا کرو! میں جواب دوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں پس بے شک میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا ہوں جب وہ مجھے پکارے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کون ہے وہ جو مجبور کی فریادرسی کرے جب وہ اس کو پکارے اور تکلیف کا ازالہ کرے'' (یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں)

تشریح ۞ **دعوات**' یہ دعوۃ کی جمع ہے ایک سوال کو کہا جاتا ہے جیسے **دعوت فلانا سألته والدعا الی الشیٔ** کا معنی کسی چیز پر آمادہ کرنا۔ دعا کے قرآن مجید میں کئی معنی آتے ہیں: (۱) عبادۃ جیسے ﴿**ولا تدع من دون الله ماله ينفعك ولا يضرك**﴾ [یونس ۱۰۲] یہاں عبدت کے معنی میں ہے۔ (۲) استعانت جیسے: ﴿**وادعوا شهداء كم**﴾ [البقرہ :۲۳] (۳) سوال جیسے: ﴿**ادعونی استجب لكم**﴾ (۴) قول کے معنی میں جیسے: ﴿**دعواهم فيها سبحانك اللهم**﴾ [یونس ۱۰] (۵) نداء دینے کے معنی میں جیسے: ﴿**يوم يدعوكم**﴾ [الاسراء : ۵۲] (۶) جیسے: ﴿**قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن**﴾ [الاسراء ۱۱۰] مگر بقول بیضاوی یہ دعا تسمیہ کے معنی میں ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ دعا تفویض سے افضل ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ دعا کو چھوڑ کر اپنے کو قضاء کے سپرد کر دینا چاہئے اور اس آیت کا جواب یہ دیا کہ دعا سے یہاں مراد عبادت ہے نعمان بن بشیرؓ کی روایت میں ہے

الدعا هو العبادة پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی﴾ [غافر ٤٠] (ترمذی، حاکم) حافظ کہتے ہیں عمدہ بات یہ ہے کہ آیت میں دعاء تاویل عبادت سے کی جائے کیونکہ بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی اگر ظاہر پر ہوتی تو ہر دعا قبول ہوتی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ ہر پکارنے والے کی دعا قبول ہوتی مگر جواب مختلف انداز سے آتا ہے (۱) بعینہٖ قبول کر لی جاتی ہے (۲) اس کا بدلہ دے دیا جاتا ہے (۳) شروط اجابت کے اجتماع پر موقوف کر دیا جاتی ہے مگر ایک گروہ نے یہ کہا آیت میں مراد گناہوں کا ترک ہے جمہور نے روایت کا جواب یہ دیا کہ کہ دعا عبادۃ کا عظیم تریم حصہ ہے جیسے اس روایت میں "الحج عرفه" اور اس کی تائید ترمذی کی انس والی روایت سے ہوتی ہے "الدعا مخ العبادة" نبی اکرم ﷺ دعا کی ترغیب کے سلسلہ کی روایات حد تواتر تک پہنچ رہی ہیں۔

سبکی کا قول: بہتر یہ ہے کہ آیت میں دعا کو ظاہر پر محمول کیا جائے رہا عن عبادتی کا قول تو اس کے ساتھ ربط یہ ہے کہ دعا عبادۃ سے خاص ہے پس جس نے عبادت سے تکبر اختیار کیا اس نے خود دعا سے تکبر اختیار کیا۔ اس کے مطابق وعید ترک دعا پر اس شخص کے لئے ہوگی جو تکبر کے طور پر چھوڑنے والا ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے البتہ اگر کسی مقصد کی خاطر دعا کو چھوڑا تو وعید اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتی بلا شبہ ہم دیکھتے ہیں کہ دعا کا لازم کرنا اور اس کی کثرت یہ ترک سے راجح تر ہے کیونکہ دعا پر ابھارنے کے لئے بیشمار دلائل ہیں۔ ابن حجرؒ لکھتے ہیں اس سورۃ میں آیت دلالت کرتی ہے کہ اجابت کی شرط اخلاص ہے اور وہ یہ آیت ہے: ﴿وادعوه مخلصین له الدین﴾ [الاعراف: ۲۹] قشیری نے رسالہ میں لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ دعا افضل ہے یا سکوت و رضاء۔ بعض نے کہا کہ دعا کو راجح قرار دینا مناسب ہے کیونکہ اس کے لئے دلائل بہت ہیں نیز اس میں خضوع اور اپنی محتاجی کا اظہار ہے۔ (۲) بعض نے کہا سکوت و رضا بہتر ہے کیونکہ تسلیم فضل کی قسم ہے پھر اس قول کا مشتبہ ہونا لکھ کر اس کا جواب دیا کہ دعا من جملہ عبادت سے ہے کیونکہ اس میں خضوع و اختصار ہے پھر ایک گروہ سے یہ بات نقل کی کہ مناسب یہ ہے کہ وہ زبان سے دعا کرنے والا اور دل سے رضامندی ظاہر کرنے والا ہو قشیری کہتے ہیں۔ اس طرح کہنا مناسب ہے کہ جب دل میں دعا کی طرف ملے تو دعا افضل ہے ورنہ اس کا عکس۔

ابن حجر کا قول: پہلا قول ہی سب سے بہتر ہے کہ زبان سے دعا کر لے۔ اور دل سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ مہر ایک کے درپے نہ ہو ہوسکتا ہے کہ وہ کامل کے ساتھ خاص ہو۔ (فتح الباری)

قشیری کا قول: اس طرح کہنا صحیح ہے کہ جو اللہ تعالیٰ یا مسلمانوں کا حق ہو اس میں دعا افضل ہے اور جس میں اپنا ذاتی حق ہو اس میں سکوت افضل ہے ابن بطال کا قول ہے۔ اچھا یہ ہے کہ دوسروں کے لئے دعا کرلے اور اپنے نفس کو چھوڑ دے۔

یعنی اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قریب ہوں یعنی میں اپنے علم سے انکے تمام حالات کی اطلاع رکھتا ہوں۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم زور سے پکاریں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی روایت میں وارد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿ادعونی استجب لکم﴾ [غافر ٤٠] نازل ہوئی تو لوگوں نے سوال کیا ہم نہیں جانتے کہ کس گھڑی میں ہم دعا کریں تو آیت اتری: ﴿اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی﴾ انہوں کو چاہئے کہ جب میں ان کو طاعت کی طرف بلاؤں وہ میری بات کو قبول کریں جیسا میں ان

کے اہم کاموں میں ان کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ والیؤ منوا بی ان کو دوام وثبات کو حکم دیا۔ لعلھم یرشدون امید ہے کہ وہ رشد کو پالیں گے۔

کافر بھی اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ اضطرار کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کام آتے ہیں اضطرار کی حالت میں اسی ذات کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ خلفاء الارض: زمین کے ساکنین سے بنا دیا۔ ایک قوم کو ہلاک کر کے دوسروں کو اٹھاتا ہے قلیلا ما تذکرون۔ یہ ماکاملہ ہے۔ تذکرون تذکراً قلیلاً یعنی تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو جس پر نفع مرتب نہیں ہوتا۔ یہاں قلت سے عدم مراد ہے یعنی تم نصیحت بالکل قبول نہیں کرتے۔

١٤٦٦: وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۶۶: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا عبادت ہی ہے۔'' (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ یہ حصہ حقیقی نہیں بلکہ ادعائی ہے اس کی نظیر "الحج عرفة" ہے بعض شارحین حصن سے اسی طرح لکھ ہے صاحب حرز نے اس سے حصر حقیقی مراد لیا اس کی وجہ دونوں اجزاء کا معرفہ آنا ہے اور پھر درمیان میں ضمیر فصل بھی آتی ہے اور وہ اس طرح کہ بندہ اپنی عاجزی اور محتاجی ظاہر کرتے ہے اور اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا کی قبولیت پر کامل قدرت حاصل ہے۔ اب وہ قبول کرے یا نہ کرے وہ غنی کریم ہے اس کے ہاں بخل کو دخل نہیں ورنہ وہ کسی چیز کے محتاج ہیں کہ اپنے پاس جمع کر کے رکھیں اور بندوں سے اس کو روک کر رکھیں۔ دعا عین عبادت ہے جیسا حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الدعا مخ العبادة)) (ترمذی) مخ چیز کے خاص حصے کو کہتے ہیں اور خالص وہ چیز جس پر اس کے قائم رہنے کا مدار ہو جیسے: مخ الدعا جو کہ اس کا گودہ ہے مخ العین اس کی چربی کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عبادت دعا پر قائم ہے۔ جیسا کہ انسان گودے پر قائم ہے قاضی کہتے ہیں۔ دعا وہ حقیقی عبادت ہے جو اس بات کی اہلیت رکھتی ہے کہ اس کو عبادت کہا جائے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پورے طور پر متوجہ ہونے اور ماسواء سے اعراض کا نام ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٦/١٨٣٨٠) وأبو داود (١٤٧٩) والبخاری (٧١٤) والترمذی (٣٢٥٨) وابن ماجه (٣٨٢٨) وابن حبان (٨٩٠) والطيالیس (٨٠١) وابن أبی شيبة (١٠/٢٠٠) والحاكم (١/١٨٠٢)

الفرائد: ① اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت کا عظیم ذریعہ دعا ہے۔ یہ عبادۃ کا بڑا حصہ ہے بس اس کو عبادۃ کہنا بھی درست ہے جیسے: (الحج عرفة)

١٤٦٧: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۶۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع (ہمہ گیر) دعائیں پسند فرماتے اور ان کے علاوہ چھوڑ دیتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

تشریح ۞ **یستحب** : پسندیدہ بات ہے استفعال مبالغہ کے لئے لاتے ہیں۔ **الجوامع من الدعا** : جو دعا مہمات و مطالب کی جامع ہو جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہوں۔ **ویدع ماسوی ذلک** اس کے علاوہ کو ترک فرماتے کیونکہ انسانی قویٰ ربوبیت کے مطلوبہ آداب کی ادائیگی سے عاجز ہیں پس داعی کے لئے مناسب یہ ہے آسان الفاظ لائے جائیں تا کہ اس وقت کے آداب کا وہ لحاظ رکھ سکے اور وہ الفاظ ایسے جامع ہوں تا کہ داعی اپنے مطلوب کو آسان اور سہولت سے پالے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۵۲۰۵) وأبو داود (۱۴۸۲) وابن حبان (۸۶۷) والطيالسي (۱۴۹۱) وابن أبي شيبة (۱۰/۱۹۹) والحاكم (۱/۱۹۷۸)

الفرائد ① اللہ تعالیٰ کو وہ دعا پسند ہے جو تمام اغراض صالحہ اور مقاصد صحیحہ کو جامع ہو اسی طرح وہ ثناء پسند ہے جس میں سوال کے اداب کا لحاظ کیا گیا ہو

۱۴۶۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اَكْثَرُ دُعَآءِ النَّبِيِّ ﷺ : اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ : وَكَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا ' وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَا بِدُعَآءٍ دَعَا بِهَا فِيْهِ۔

۱۴۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: '' اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تو یہ دعا کرتے اور جب کوئی خصوصی دعا فرماتے تو اس کو ساتھ شامل کر لیتے۔

تشریح ۞ یعنی آپ ﷺ اکثر اس دعا پر مداومت فرماتے : **اللھم یا اللہ** ۔**اتنا**۔ یہ **اعطنا** کے معنی میں ہے۔ **حسنة**۔ اس میں ہر دینوی خیر کی طلب اور ہر شر سے حفاظت مانگی گئی ہے۔ **وقنا عذاب النار** : عموم کے بعد تخصیص ہے کیونکہ وہ کامیابی ہے بعض کہتے ہیں **حسنہ** دونوں مواقع میں ایک خاص چیز سے مختص ہے مگر تعمیم اولیٰ ہے۔

تخریج : أخرجه البخاري (۴۵۲۲) ومسلم (۲۶۹۰) وأبو داود (۱۵۱۹)

الفرائد : ① یہ جامع دعاؤں میں سے ہے اس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع ہیں۔

۱۴۶۹ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى ،

وَالتُّقٰی ، وَالْعَفَافَ ، وَالْغِنٰی"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ......"اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور تقویٰ کا اور پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

تشریح ۞ الھدی: یہ گمراہی کی ضد ہے۔ التقی: اس کا معنی تقویٰ ہے یہ اسم مصدر ہے جیسے عرب کہتے ہیں: اتقیت اللہ اتقاءً اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی اور اس کے مناہی سے گریز کرنا ہے۔ **العفاف** عف (ض) گناہوں اور قبائح سے بچنا۔ الغنٰی: مخلوق کی طرف حاجت لے جانے سے بے پروائی۔ ہدایت کو مقدم اس لئے کیا کیونکہ وہ اصل ہے اور تمام تر تقویٰ کا دارومدار اسی پر ہے اسی طرح عفاف کا بھی اس پر عطف فرمایا یہ عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے تاکہ اس کی اہمیت ثابت ہو۔ اس لئے بھی کہ نفس اس کی ضد کا داعی ہے پس اللہ تعالیٰ سے اسکے ترک پر مدد چاہی۔ دین کے مطالب مکمل کرنے پر دنیا کی طرف توجہ کی اور وہ غنی یعنی لوگوں کی طرف عدم احتیاج ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (۲۷۲۱) وأحمد (۲/۳۹۰٤) والترمذی (۳۵۰۰) والبخاری (٦٧٤) وابن ماجه (۳۸۳۲) وابن حبان (۹۰۰)

الفرائد: ① ہدایت، تقویٰ کو مطلق ذکر کیا تاکہ معاشی و معاد بر مکارم اخلاق کی تمام اقسام کو شامل ہو جائے اور جن سے بچنا ضروری ہے جیسے شرک، معاصی، رذیل اخلاق ان کو شامل ہوں۔ (طیبی)

۱٤٧۰: وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ طَارِقٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّيْ؟ فَقَالَ: "قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ فَاِنَّ هٰؤُلَآءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ"۔

۱٤٧۰: حضرت طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی نیا مسلمان ہوتا تو آپ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو دعا کے لئے یہ کلمات سکھاتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ "اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ ہدایت دے اور عافیت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر"۔ (مسلم) حضرت طارق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے رب سے کس طرح سوال کروں؟ آپ نے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...... دعا تلقین فرمائی اور پھر فرمایا: "یہ دعا تیری دنیا و آخرت دونوں کو جمع کرنے والی ہے۔"

تشریح ۞ یہ ابن مسعود اشجعی کے خاندان سے ہیں یہ ابو مالک صحابیؓ کے والد ہیں مسلم کہتے ہیں ان سے صرف ان کے

بیٹے ابو مالکؓ نے ہی روایت نقل کی ہے بخاری نے تاریخ میں ان سے روایت لی ہے اور مسلم نے صحیح میں اسی طرح ترمذی' نسائی' ابن ماجہ سے روایت نقل کی ہے ان سے چار روایات نقل کی گئی ہیں (کذا قال البرقی) مسلم نے صرف ان سے دو روایتیں لی ہیں۔ اسلمه : جب وہ اسلام لے آتا۔ علمه النبی ﷺ الصلاة۔ نماز کی اہمیت اور اسلام کا سب سے عظیم رکن ہونے کی وجہ سے۔ اللهم اغفرلي۔ مغفرت سے ابتداء کی کیونکہ یہ تخلیہ اور اس میں معصیت کی گندگی سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے اور دوسرے نمبر پر رحمت لائے کیونکہ وہ تحلیہ کی طرح ہے اور اس کا عطف' عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے۔ وارحمني واهدني لائے کیونکہ یہ عظیم مقاصد ومطالب سے ہے مطلب کے پورا ہو چکنے پر اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال تا کہ رحمت کے شکر یہ قدرت پاتے اور ہدایت کے مقاصد پر قائم ہو سکے۔ اور پھر رزق طلب کیا تا کہ اس کا نفس غم سے راحت پائے جو غم قیام طاعت سے مشغول کرنے والا ہے مسلم کی دوسری روایت میں۔ واتاه رجل۔ یہ قد کے اضمار سے جملہ حالیہ ہے حین اسائل جب میں اپنے رب کو پکاروں۔ مسلم میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے انگلیوں کو انگوٹھے کے علاوہ جمع فرمایا ان کلمات کے مطالب تیری دنیا و آخرت کے لئے کافی ہیں یعنی رزق' عافیت ورحمت دونوں جہاں کے لئے عام ہے اور بخشش آخرت کے ساتھ خاص ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲٦۹۷) وابن ماجه (۳۸٤۵)

الفوائد :① اسلام لائے کو نماز سکھا کر پھر اس میں اللہ تعالیٰ سے طلب کے کلمات تلقین کئے جاتے ہیں تا کہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں مانگے۔

۱٤٧۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ا "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ...... ''اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ تمام بنی آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں میں اسی طرح ہیں جیسے ایک دل ہوتا ہے جس کو جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللهم مصرف القلوب ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنے والا جیسے ضلالت کے بعد ہدایت اور اس کا عکس۔ صرف قلوبنا :اسکو ایک حالت سے دوسری میں بدل دے۔ علی طاعتك۔ یہ ظرف صرف سے متعلق ہے یعنی صرف علی طاعتك قلوبنا فلا تزغها بعد الهدیٰ۔ ہمارے دلوں کو اطاعت پر پھیر اِن کو ہدایت کے بعد ٹیڑھا نہ کر۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٦۵۸۰) ومسلم (۲٦۵٤) وابن حبان (۹۰۲) وابن أبي عاصم (۱/۱۰۰) والبيهقي

(ص/۱٤٧)

الفرائد : ① اس میں امت کی راہنمائی فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دعا میں متوجہ ہوں کہ وہ ان کو ہدایت پر ثابت قدمی میسر فرمائے۔

١٤٧٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ ، وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ : اَشُكُّ اَنِّی زِدْتُ وَاحِدَةً مِّنْهَا۔

۱۴۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' تم پناہ مانگو محنت کی (ناقابل برداشت) مشقت سے' بدبختی کے آ لینے سے' برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔'' (بخاری و مسلم) ایک روایت میں یہ ہے کہ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ میں نے ایک کا اضافہ کر دیا۔

تشریح ۞ مبالغہ کے لئے عوذوا کی جگہ لائے۔ جهد البلاء، فتحہ وضمہ جیم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کو سخت قسم کی مشقت سے پہنچے جس کو دور کرنے کی انسان میں طاقت نہ ہو وہ جهد البلاء ہے۔ ابن عمرؓ نے اس کی تعریف قلت حال اور کثرت عیال سے کی ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ جهد البلاء کا ایک فرد ہے بعض نے کہا وہ چیز جس پر موت کو ترجیح دے۔ درك الشقاء۔ راء کے فتحہ وسکون سے آتا ہے فتحہ کے ساتھ یہ مصدر ہے اور سکون کے ساتھ اسم مصدر ہے۔ کتاب السلاح میں کہا گیا ہے کہ درك ادراک والحاق کو کہتے ہیں الشقاء، فتحہ اور مد کے ساتھ۔ سختی اور تنگدستی کا نام ہے یہ سعادت و خوش بختی کی ضد ہے۔ اسکا اطلاق اس سبب پر بھی ہوتا ہے جو ہلاکت تک پہنچانے والا ہو۔ بلکہ قسطلانی نے مطلق ہلاکت اس کا معنی کیا ہے۔ سوء القضاء۔ یہاں پر برا نتیجہ مراد ہے کیونکہ قضاء الٰہی بحیثیت قضاء کے حسن ہے اور قضاء تفصیل کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی کلیات کے حکم کو کہتے ہیں۔ شماته الاعداء وہ غم جس پر دشمن خوش ہو جس سے دل میں دکھ اور نفس میں شدید اثر پہنچے آپ ﷺ نے تعلیم امت کے لئے یہ دعا سکھلائی یہ جامع دعا ہے کیونکہ مکروہ وناپسند کام یا تو مبداء کی طرف سے سامنے آئے گا یہ سوء قضاء ہے یا پھر معاد کی جانب سے ہوگا یہی درك الشقاء کیونکہ شقاوت آخرت ہی حقیقی ہے یا پھر معاش کی طرف سے ہوگا پھر یہ دوسرے کی جانب سے ہوگا اس کو شماتت اعداء کہتے ہی پھر اپنی طرف سے ہوگا اس کو جهد البلاء کہتے ہیں آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے یہ دعائیں نقل فرمائیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ پر آپ کو ان تمام سے محفوظ فرمایا یہ کلمات امت کو بطور تعلیم سکھائے تاکہ پڑھانے کی صورت میں ازالہ کی راہ معلوم ہو۔

سفیان کا قول: شاید کہ ایک خصلت میں مجھ سے اضافہ ہو گیا اسماعیلی نے یہ شماتة اعداء ہی ذکر کی ہے بخاری نے باب القدر میں چار ذکر کی ہیں۔

تخريج : أخرجه أحمد (٣/٧٢٥٩) والبخاری (٦٣٤٧) المفرد (٦٦٩) ومسلم (٢٧٠٧) والنسائی (٥٥٠٧)

والحمیدی (۹۷۲) وابن أبی عاصم (۳۸۲) وابن حبان (۱۰۱۶)

الفرائد : ① قضاء وقدر کے فیصلے دفاع اور مدفوع دونوں پر مشتمل ہیں ممکن ہے کہ اس استعاذہ سے وصیت دفع ہو جائے یہ دعا بھی قضا ہے۔(ابن جوزی) شفقت نبوت یہ ہے ابواب خیر کی تلقین فرمائی اور ناپسندیدہ حالت میں ابتلاء سے حفاظت کی راہیں بھی بتلا دیں۔

۱۴۷۳ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے : "اے اللہ میرے اس دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے' اس دنیا کی درستی فرما جس پر میرا گزران ہے' میری اس آخرت کو درست فرما جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے' زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا مسبّب بنا"۔(مسلم)

تشریح ۞ یعنی دین کے احکامات کو اصل طریقہ سے ادا کی توفیق عنایت فرما۔ **عصمة امری** :جس پر تمام امور میں میں بھروسہ کرتا ہوں۔ **العصمة**۔ روکنا اور حفاظت کرنا بعض نے کہا یہ مصدر بمعنی فاعل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**واعتصموا بحبل الله جميعًا**﴾ [آل عمران ۱۰۳] **معاشی** ۔میری زندگی گذارنے کا زمانہ اور زندگی گزارنے کی جگہ ہے یعنی اس طرح کہ ضروریات بقدر کفالت عنایت فرما دے اور حلال عنایت فرما تا کہ تیری اطاعت میں معین مددگار رہوں۔ **معادی**۔ لوٹنے کی جگہ (۲) مہربانی سے لوٹنے کا زمانہ وہ اسی طرح کہ عبادت کی توفیق ملتی رہے اور طاعت میں اخلاص میسر رہے اور اچھا انجام ہو۔ **واجعل الحياة** ۔طویل عمر **زيادة لی فی کل خیر**۔ ہر خیر میں اضافے کا باعث یعنی علم میں یقین اور عمل میں پختگی میسر ہو۔ **واجعل الموت** :یعنی موت کے جلد آنے کو **راحة لی من کل شر** :فتنوں کا ذریعہ اور مشقتوں اور معصیتوں اور غفلتوں میں مبتلا ہونے سے حفاظت کا ذریعہ حاصل یہ ہے میری عمر کو اپنی پسند میں مصروف رکھ اور ناپسند باتوں سے محفوظ رکھ۔ یہ جامع دعا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۷۲۰)

الفرائد : ① یہ جامع دعا ہے اس میں دین کی درستی کو دنیا سے مقدم فرما کر دین کی اہمیت کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہ بھی جامع دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کی گئی کہ دنیا کو زادِ آخرت بنا' ہر برائی سے بچنے کا ذریعہ بنا۔

۱۴۷۴ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "قُلْ : اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ"

وَفِیْ رِوَایَةٍ :اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْھُدٰی ' وَالسَّدَادَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے فرمایا تم اس طرح کہو : اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ...... ''اے اللہ مجھے ہدایت دے اور درست وسیدھا رکھ۔'' اور ایک روایت میں یہ ہے: ''اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور درستی کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ سددنی۔تسدید فی الامر ۔درست طور پر انجام دینے کو کہتے ہیں مسلم کی دوسری روایت میں :اللھم انی اسألك الھدیٰ و السداد کے الفاظ ہیں ھدیٰ کے لفظ سے راہ دکھانا اور سراد سے مراد سہم یعنی تیر سیدھا کرنے کو یاد دلایا۔نووی کہتے ہیں سراد تیر درست کرنے کو کہتے ہیں پس سددنی کا معنی یہ ہے مجھے توفیق عنایت فرما کہ میں تمام امور میں درست بات کو پالینے کے قائل بن جاؤں اور سراد کی اصل استقامت اور معاملات میں میانہ روی ہے ھدیٰ کا یہاں معنی راہنمائی ہے یہ تذکیر وتانیث سے استعمال ہوتا ہے۔اذکر بالھدیٰ کا معنی یہ دعا میں پڑھو کیونکہ راستے کی طرف راہنمائی کرنے والا اس سے ٹیڑھا نہیں ہوتا اور تیر سیدھا کرنے والا تیر کو درست کرنے میں حریص ہوتا ہے اور تیر نشانے پر اسی وقت درست بیٹھتا ہے جب وہ سیدھا ہو اسی طرح داعی کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے معاملات میں درستی رکھے اور سنت کو لازم پکڑے بعض نے کہا کہ ان الفاظ کو بار بار دھرائے تا کہ بھولنے نہ پائے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۷۲۵) وأبو داود (٤٢٢٥) النسائی (۵۲۲۷)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ سے ہدایت وراستی طلب کرنی چاہئے۔معقول کو محسوس کی صورت میں ذکر کیا گیا کیونکہ اس کے اثرات نفوس میں عظیم تر ہے۔

۱٤۷۵ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ ' وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ'' وَفِیْ رِوَایَةٍ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ'' رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عاجزی' سستی' بزدلی' بڑھاپا اور بخل سے اور اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں' زندگی اور موت کی آزمائش سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں ۔ایک روایت میں قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے زبردستی کرنے سے'' کے الفاظ ہیں۔(مسلم)

تشریح ۞ العجز۔بھلائی کی ہمت نہ رہے۔بعض نے کہا وہ چیز چھوٹ جائے جس کا کرنا واجب ہو اور اس میں ٹال مٹول کرنا۔ان دونوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔(ابن جوزی) والکسل' نووی کہتے ہیں بھلائی کے لئے نفس نہ اٹھنا اور اس کی طرف کم رغبت کرنا۔والجبن خوف اور ضعف قلب' یہ شجاعت کی ضد ہے۔(القاموس) والھرم: آدمی کا خوف بڑھاپے کی

وجہ سے اس طرح ہو جانا کہ وہ میانہ درجہ کے حسی امور اور عقلی امور میں امتیاز نہ کر سکے۔(مظہری) البخل جس کا ادا کرنا مطلوب ہو اس کی ادائیگی سے ہاتھ روک لینا۔عذاب القبر : جو کہ قبر میں ہونے والا ہے ایک ارشاد میں فرمایا :"القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار" قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر یہ منزل خوب رہی تو بعد والا معاملہ بہت ہی خوب ہوگا اور اگر خراب ہوئی تو بعد دیا جائے گا۔فتنة المحيا و الممات :یعنی زندگی اور موت کے فتنے سے۔ابن جزری کا قول فتنہ موت سے مراد کے متعلق مختلف اقوال ہیں: (۱) فتنہ قبر (۲) موت کی گھڑی۔مسلم کی ایک روایت میں ضلع الدین ضلع مائل ہونا۔یہاں قرض کا بوجھ اور اسکی شدت مراد ہے جس کی ادائیگی نہ کر پائے خصوصاً جبکہ مطالبہ بھی ہو رہا ہو۔ بعض سلف کا قول ہے جس دل میں قرض کا خوف داخل ہو گیا اس سے عقل ایک حصہ چلا گیا جو واپس نہ لوٹے گا۔وغلبة الرجال۔مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یا مفعول کی طرف بہر حال اس میں اشارہ کر دیا ایسے جاہ مرتبہ سے پناہ مانگے جو حد سے بڑھنے والا ہو اور ایسی عاجزی سے بھی جو ذلت میں مبتلا کرنے والی ہو۔

حاکم کی روایت میں یہ الفاظ زائد تر ہیں: "والقسوة والغفلة' والذل والقلة والمسكنة' واعوذبك من الفقر والكفر والفسوق والشقاق والنفاق والسمعة والرياء واعوذبك من الصمم والبكم والجنون والجذام وسئى الاسقام"۔

تخریج : أخرجه أحمد (۴/۱۲۱۱۴) والبخاری (۲۸۲۳) ومسلم (۲۷۰۶) وأبو داود (۱۵۴۰) والنسائي (۵۴۶۳) والبخاری (۶۷۲) وابن أبي شيبة (۱۰/۱۹۰) وابن حبان (۱۰۰۹)

الفرائد : ① رذائل تین قسم کے ہیں :۱)نفسیاتی '۲) بدنی '۳) خارجی۔اور انسان میں قوتیں بھی تین ہیں :۱)عقلی' ۲)غضبی'۳)شہوانی۔پس۱) ہم وحزن کا تعلق عقلی سے'۲) جبن کا تعلق غضبی سے' ۳) اور بخل کا تعلق شہوانی سے اور عجز وکسل کا تعلق بدنی سے اور دوسرے کی درستی تمام اعضاء وآلات کی درستی پر موقوف ہے اور اول اعضاء کے نقص سے پیش آتی ہے۔(۱) ضلع کا تعلق خارجی سے ہے پس پہلی مالی دوسری جانی ہے'یہ دعا ان سب پر مشتمل ہے۔(کرمانی)

۱۴۷۶ :وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْا بِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ ' قَالَ :قُلْ :اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ' فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ' وَارْحَمْنِیْ ' اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَفِیْ رِوَايَةٍ : "وَفِیْ بَيْتِیْ" وَرُوِیَ :"ظُلْمًا كَثِيْرًا" وَرُوِیَ "كَبِيْرًا" بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ فَيَنْبَغِیْ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيُقَالُ :كَثِيْرًا كَبِيْرًا۔

۱۴۷۶: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھلائیں جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ

نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ' فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً...... ''اے اللہ بے شک میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی خاص بخشش سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشنے والا' رحم کرنے والا ہے''۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے فِیْ بَیْتِیْ (اپنے گھر میں) کے الفاظ میں کَثِیْرٌ کی جگہ کَبِیْرٌ کے الفاظ ہیں پس مناسب ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے کَثِیْرًا کَبِیْرًا پڑھیں۔

تشریح ۞ ادع۔ جملہ صفتیہ دعائیہ ہے جواب شرط مقدر کی وجہ سے واؤ گر گئی۔ فی صلاتی۔ یہ دعا مقبول دعا ہے کیونکہ محبوب رب العالمین نے اپنے پیارے دوست کے لئے مجیب الدعوات کی بارگاہ سے مانگنے کے لئے منتخب فرمائی۔ ظلمت نفسی :میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا کہ اسے مناہی میں ڈال دیا اور اوامر سے دور کر لیا۔ ظلمًا کثیرًا۔ مصدر اور اس کا وصف لا کر تاکید کر دی تاکہ مولیٰ کی بارگاہ میں تذلل و خضوع میں اضافہ ہو۔ ولا یغفر الذنوب الا انت۔ یہ جملہ انی ظلمت پر معطف ہے (۲) حال ہے یعنی حال یہ ہے کہ گناہوں کی بخشش خواہ مواخذہ نہ کر کے یا مکاری کا پردہ ڈال کر یا بالکلیہ مٹا کر تو کر ہی سکتا ہے۔ فاغفرلی مغفرۃ یعنی ایسی مغفرت جو عظیم الشان بلند مرتبے والی ہو۔ من عندك ۱) جو عظمت والی ذات کی طرف سے ملے گا وہ اسی لائق ہے کہ وہ بہت بڑا ہو' ۲) مطلب یہ ہے تو اپنی طرف سے بطور فضل مغفرت فرما دے اگرچہ مجھ میں اس کی قطعاً اہلیت نہیں۔ وارحمنی :اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ مجھ پر رحم فرما یہاں من عندك کا قرینہ موجود ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔ انك انت الغفور الرحیم۔ تو ہی غفور رحیم ہے نہ غیر جیسا کہ دونوں اجزاء کا معرفہ لانا ظاہر کر رہا ہے اور پھر ضمیر فصل بھی لائی گئی ہے ان دونوں صفات پر کلام کو ختم کیا گیا اور یہ صفات بڑی مناسبت سے بطور تقابل لائی گئی ہیں پس ۱) الغفور' اغفرلی کے مقابل اور الرحیم ارحمنی کے مقابل اور یہ مرتبہ کے اعتبار سے مقابل ہے یعنی تو مجھے بخش دے کیونکہ آپ ﷺ الغفور ہیں اور مجھ پر رحم فرما کیونکہ آپ ﷺ الرحیم ہیں بعض روایات میں ظلمًا کبیرًا کے الفاظ بھی ہیں اس لئے علماء نے فرمایا احتیاطاً دونوں کو جمع کر لے ظلمًا کثیرًا کہہ لے یا پہلے ایک روایت کے الفاظ پڑھ کر دوسری روایت کے الفاظ الگ پڑھے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۸) والبخاری (۸۳٤) ومسلم (۲۷۰۵) والترمذی (۳۵۳۱) والنسائی (۱۳۰۱) وابن ماجه (۳۸۳۵) وابن حبان (۱۹۷٦) وابن خزیمة (۷٤۵) والبزار (۲۹) وأبو یعلی (۲۹) وابن أبی شیبة (۱۰/۲٦۹) والبیهقی (۲/۱۵٤)

الفرائد : ① عالم سے علم حاصل کرنا مناسب ہے تاکہ جامع کلمات کی تلقین کرے۔ اس میں طلب مغفرت اور عام خیر کا تذکرہ ہے۔

۱٤۷۷ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَآءِ – اَللّٰهُمَّ

اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ ، وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ ، وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۷۷: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...... ''اے اللہ مجھے بخش دے اور میری غلطی اور جہالت اور معاملات میں میرا تجاوز اور وہ بھی بخش دے جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔اے اللہ! میرا ارادۃً کیا ہوا اور مذاق کے طور پر کیا ہوا اور غلطی سے کیا گیا اور ارادۃً کیا گیا سب بخش دے اور یہ تمام میری ہی طرف سے ہوئے۔اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور علانیہ کئے یا خفیہ کئے اور وہ بھی جو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔آپ آگے بڑھانے والے اور پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ (۱)امت کی تعلیم اور ترکِ اولیٰ پر استغفار کے لئے (۲) اپنے رب کی بارگاہ میں تواضع کے لئے (۳)بطور سہو ہونے والے اعمال جبکہ عصمت کا عموم نہ مانا جائے مگر مرجوح قول ہے راجح قول عصمت ہے(۴)امت کے مصالح پر نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ مشغولیت اور دشمنوں کے ساتھ لڑائی میں مشغولیت' مؤلفۃ القلوب کی تالیف اور اسی طرح کے دیگر مشاغل کی وجہ سے آپ کے عظیم مقامات کے مطابق حضور اور اس کے ماسوا سے فراغت مرتبہ کے مطابق نہ ہونے کو آپ نے ذنب خیال کر کے استغفار کیا۔اگرچہ یہ احوال عظیم طاعات اور افضل اعمال ہیں۔لیکن یہ بلند درجات سے نزول ہے جس کی وجہ سے استغفار فرمایا(۵) بعض نے کہا آپ ﷺ دائما ترقی احوال میں تھے۔جب گزشتہ حال کو دیکھتے تو اس سے استغفار کرتے جیسا کہا گیا حسنات اور ابرار سیئات المقربین طبیعت میں تازہ بتازہ غفلات پیش آتیں جو اسے استغفار کی حاجت ہوتی۔ابن الجزری کہتے ہیں انسانی طبع کی لغزشوں سے کوئی بچ نہیں سکتا انبیاء علیہم اسلام کبائر سے معصوم ہیں صغائر سے معصوم نہیں۔(ابن الجزری) مگر صحیح بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم اسلام صغائر و کبائر سب سے قبل و بعد نبوت معصوم ہوتے ہیں ابن وعینی ؒ سے سہروردی کا قول نقل کیا آپ ﷺ کا استغفار نفس کے قدم کے روح کو عروج میں ملنے سے قاصر ہونے کی وجہ سے تھا حکمت الہیہ کا تقاضا یہی تھا کہ علاقہ نفسی کو انقطاع سے بچانے کے لئے حرکت قلب کو سست رکھا جائے تاکہ بندے محروم نہ رہ جائیں پس آپ ﷺ اس قصور قلب عن اللحوق بالروح پر استغفار فرماتے۔پھر اللهم اغفرلي کو عطف کے طور پر لاتے۔وجهلي اور جو کچھ مجھ سے ناواقفی کی وجہ سے صادر ہوا اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة﴾ [سورة النساء : ۱۷] بغوی کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے ہو نافرمان ہے۔وإسرافي: یعنی حد سے میرا تجاوز۔ما أنت اعلم به مني یعنی نفس کی مخالفت اور سیئات ممکن ہے کہ اس سے مقابل

مراد ہو اور بطور اطناب اس کو لایا گیا ہو خلافِ اولیٰ اور مکروہات مراد ہو یہ عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے۔ اغفرلی جدی۔ جو مخالفات اس کام میں خود کوشش سے کیے۔ وھزلی یہ ماقبل کی ضد ہے۔ وخطئي۔ جو عمد کے بالمقابل ہو یا ذنب کو بھی کہا جاتا ہے جیسا صحاح میں ہے جمہور رؤیت نے خطایا ی لکھا ہے اور عمد کا اس پر عطف۔ عطف خاص علی العام ہے کیونکہ عمد و خطا دونوں ہی خطیہ میں شامل ہیں یا ایک عام کو دوسرے عام پر عطف کیا یا ایک وصف کو دوسرے پر عطف کیا جیسا اس ارشاد میں: ﴿تلك آيات الكتاب وقرآن مبين﴾ [النمل: ۱] كل ذلك عندي۔ یہ موجود و ممکن سب میری طرف سے ہیں۔ یہ تو اضعاً فرمایا علیؑ نے فرمایا کمال کے فوت ہونے اور ترک اولیٰ کو ذنب کہا اس کا حاصل حسنات الابرار سیئات المقربین ہے۔ ما قدمت وما اخرت۔ یہ عموم سے کنایہ ہے جیسا اس قول میں وما اسررت وما اعلنت کو لوگوں کی آنکھوں سے مخفی کیے اور جو ظاہراً ہے۔ وما انت اعلم به مني۔ ان میں سے یا اس میں سے یا ان کے علاوہ میں سے۔ انت المقدم۔ نیک اعمال کی توفیق دے کر جنت کی طرف لے جانے والا ہے۔ كل شيء۔ جن کا تذکرہ ہو یا ان کے علاوہ ممکنات سے۔ قدیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی کیونکہ قدرت اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے اس سے تخلف نہیں جو ذات سے خاص ہو۔

تخریج: أخرجه أحمد (۷/۱۹۷۵۹) والبخاري (۶۳۹۸) ومسلم (۲۷۱۹) وابن حبان (۹۵۴)

۱۴۷۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَآئِهِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۸: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے ''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں اور اس کے شر سے جو میں نے عمل نہیں کیا''۔ (مسلم)

تشریح: حق ربوبیت کی ادائیگی کے لئے یا تعلیم کے لئے یا تواضع کے طور پر۔ مالم اعمل۔ اس میں زمانہ مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں سے پناہ طلب کی گئی جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فانه لايأمن مكر الله الا القوم الخاسرون﴾ [الاعراف ۹۹] ''بعض نے کہا کہ اس میں اس سے پناہ طلب کی گئی کہ کوئی آدمی قبائح سے باز رہنے میں اپنے اوپر فخر نہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے سوال ثابت کرتا ہے اس سب کچھ کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانیں اپنی حول وقوت کا دخل نہیں مانیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (۱۰/۲۵۸٤۲) ومسلم (۲۷۱۶) وأبو داود (۱۵۵۰) والنسائي (۱۳۰۶) وابن ماجه (۳۸۳۹) وابن حبان (۱۰۳۱) وابن أبي شيبة (۱۰/۱۸۶)

الفوائد: ① دعا میں تواضع، استعانت اور خضوع کی کثرت ہونی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ دعا کو اپنانا ہی دنیا و آخرت کی خیر کا باعث ہے۔

۱۴۷۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوتی تھی: ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے زوال اور عافیت کے پھر جانے اور ناراضگی کے اچانک اترنے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔'' (مسلم)

تشریح : **نعمتك** ۔خواہ وہ دینوی نعمتیں ہوں یا اخروی امور سے ان کا تعلق ہو۔ **تحول عافیتك**۔ جو آپ ﷺ نے عافیت دی ہے اس کے مصائب میں بدلنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں زوال کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس میں پائی جاتی تھی پھر اس سے الگ ہوگئی اور تحول کسی چیز کا بالکل بدل جانا اور دوسرے سے منقطع ہونا۔ اب مطلب زوال نعمت کا یہ ہے کہ نعمت بھی چھن جائے اور بدل بھی نہ ہو اور تحول عافیت یہ ہے کہ صحت کی بجائے مرض آ جائے۔

ابن الجزری کا قول: تحول کا معنی انتقال ہے۔ **وفجاء ۃ نقمتك**۔ فأجاہ و مفاجاہ کا معنی سبب کے پیش آنے کے بغیر اچانک کسی چیز کا پیش آنا جب استعاذہ میں اس کا استعمال ہو تو اس کا معنی نقمت عذاب ہے کیونکہ تدریجی تکلیف کے آنے سے یہ بڑھ کر ہوتے ہیں۔ (مظہری) اور نعمت سزا کے لئے بولا جاتا ہے **وجمیع سخطك** یعنی آپ ﷺ غضب کے اسباب سے یہ تفصیل کے بعد اجمال ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۷۳۹) و ابو داود (۱۵٤٥)

الفوائد : ① یہ دعا جامع استعاذات سے ہے۔

۱٤۸۰ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا ، وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۸۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یوں فرماتے: ''اے اللہ! میں عاجزی سستی 'بخل' شدید بڑھاپا اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو' ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبولیت والی نہ ہو''۔ (مسلم)

تشریح ❁ ان کے حالات باب تعظیم اہل بیت رسول اللہ ﷺ میں گزرے۔ **اللھم انی اعوذبك**۔ یہ تعلیم امت کے لئے ہے۔ **آت**۔ عطاء کے معنی میں ہے۔ **تقواھا**۔ اس سے مراد اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب اور مناسبت کی وجہ سے لائے بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو تقویٰ پر قائم رکھنے کی توفیق دے بعض نے کہا اس کی بہتر تفسیر یہ ہے کہ تقویٰ جو فجور کے مقابل ہو جیسے اس آیت میں: ﴿**فالھمھا فجورھا وتقواھا**﴾ [الشمس: ۸] خواہشات کی پیروی اور ارتکاب فجور وفواحش سے احتراز مقصود ہے کیونکہ حدیث آیت کا بیان ہے۔ **زکھا**: تو اس کو رذائل سے پاک کردے کیونکہ آپ کو اس بات کی قدرت کاملہ حاصل ہے اور دوسروں کو کوئی قدرت نہیں۔ **انت ولیھا**۔ تو میرے نفس کا مددگار ہے **مولاھا**۔ اور اس کا مالک وآقا ہے یہ ماقبل کے لئے دلیل کی طرح ہے کیونکہ ناصر وآقا کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ رعایا کا خیال کرے اور ان کی اصلاح و درستی کے لئے کوشاں ہو **من علم لا ینفع**۔ یعنی وہ علم جس میں کسی کا فائدہ نہیں یہاں معمول محذوف ہے یا مفعول سے غرض متعلق نہ تھی اس لئے متعدی کو قاصر کی جگہ اتار کر ذکر کیا جیسا اس آیت میں ہے: ﴿**ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون**.....﴾ اس میں اشارہ ہے کہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے اگرچہ دوسرے کو فائدہ ہے وہ اس سے مراد نہیں کیونکہ اس سے کچھ فائدہ تو ہو رہا ہے بعض نے کہا اس سے مراد وہ علم ہے جس پر عمل نہ ہو حدیث مرفوع میں فرمایا گیا ہے "**العلم الذی لا یعمل به مالکنز الذی لا ینفق منه' اتعب صاحبه فی جمعه ثم لم یصل الی نفعه**" طیبی کہتے ہیں وہ علم جس سے نفع نہ اٹھایا جائے وہ وہی علم ہے جو اخلاق باطنیہ کو مہذب نہ بنائے کہ اخلاق کی تہذیب افعال ظاہرہ پر اثر انداز ہو اور اس سے وہ کامل ثواب جمع کرے جیسا کسی شاعر نے کہا

یا من تباعد عن مکارم خلقه
لیس التفاخر بالعلوم الزاخرة
من لم یھذب علمه اخلاقه
لم ینتفع بعلومه فی الآخرة

حاصل یہ ہے کہ جس کے علم سے تہذیب اخلاق پیدا نہ کی وہ علم آخرت میں بے فائدہ ہے۔ **من قلب لا یخشع**۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کا کلام سن کر اس میں خشوع پیدا نہ ہو وہ قلب قاسی ہے۔ ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں اس طرح ہے: **ان ابعد الناس من الله القلب القاسی**" دل سے مطلوب یہ ہے کہ وہ باری تعالیٰ کے سامنے جھکنے والا اور اپنی مراد کے لئے سینے کو کھولنے والا اور دل میں نور کے ڈالے جانے کا مستحق ہو اگر ایسا نہ ہو تو وہ قلب قاسی ہے اس سے پناہ طلب کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**فویل للقاسیة قلوبھم**﴾ [الزمر: ۲۲] **ومن نفس لا تشبع**۔ اس حرص کی وجہ سے جو اس پر ابھارنے والا ہو تو ریشتی کہتے ہیں ممکن ہے اس کا معنی یہ ہو کہ وہ حرص کی وجہ سے جمع کرتا چلا جاتا ہے اور اس کا معنی کثرت سے کھانا ہو جب نفس بہت کھاتا ہو اور سیر نہ ہوتا ہو تو وہ دنیا کی حرص کرنے والا ہوگا۔ وہ انسان کا بڑا دشمن ہے۔ **لا یستجاب لھا**۔ یعنی دعا کے مسترد کیے جانے کے جو تقاضے اور عدم قبولیت کے جو تقاضے ہیں یعنی غصہ اور دھتکارنا اسی سے محفوظ فرما۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۱۹۳۲۷) ومسلم (۲۷۲۲) والنسائی (۵۴۷۳)

الفرائد : ① ان چیزوں سے استعاذہ تکمیل نفس اور تکمیل احوال صفات کے لئے تھا۔ امت کی تعلیم کے لئے استعاذہ کیا گیا۔

۱۴۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ ، وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا' آپ پر توکل کیا' آپ کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہی میں نے فیصلہ میں رجوع کیا۔ پس تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور جو ظاہر کئے اور جو مخفی کئے۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ بعض راویوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد نقل کئے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **اللهم لك** یعنی تیرے لئے نہ کہ غیروں کے لئے۔ اسلمت میں اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی۔ **وبك آمنت** آپ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی صفات ذاتیہ اور صفات عالیہ کے ساتھ آپ ﷺ کو مانا جو آپ ﷺ نے اپنے پیغمبروں کی طرف وحی کی ہیں۔ **وعليك توكلت** تیری نصرت و مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے تجھ پر توکل کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**ومن يتوكل على الله فهو حسبه**﴾ [الطلاق :۳] **واليك انبت** : آپ ﷺ تدابیر اور صریح تدابیر پر اکتفاء کرتے ہوئے تمام امور میں آپ ﷺ ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ **وبك خاصمت** : میں دشمن کے ساتھ مخاصمہ کرنے آپ ﷺ کی قدرت سے حجت قائم کر کے کامیاب ہونے والا ہوں۔ **واليك حاكمت** : یعنی آپ ﷺ کی اتاری ہوئی کتاب و وحی پر فیصلہ کا دارومدار مانتا ہوں استنباط بھی اسی میں شامل ہے جو کتاب و سنت کی روشنی میں ہو۔ **فاغفرلي** متغائر الفاظ عطف کے ساتھ اطناب کلام کے لئے لائے **انت المقدم وانت المؤخر**۔ جس سے آپ ﷺ کی دوستی ہو وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمن ہو وہ عزت نہیں پا سکتا جیسا شاعر نے ۔

وان هو لم يرشدك في كل مسلك ☆ ضللت ولو ان السماك دليل

حاصل کلام : اللہ تعالیٰ کی اعانت راہنمائی بہرحال معین و مددگار ہے ورنہ ضلالت ہی ضلالت ہے بعض روایت بخاری **لا اله الا انت** اور بعض نے **ولا اله الا غيرك** نقل کیا اور بعض رواۃ نے **ولا حول ولا قوة الا بالله** کا اضافہ بھی نقل کیا ہے

اس کا معنی مقابل کی طرح ہے گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کمال رجوع اور مکمل جھکاؤ ہے اور اسی کی رسّی کو تھامنے والا اور اس پر توکل کرنے والا ہوں اور اسی کی پناہ لینے والا ہوں نہ غیر کی۔

تخریج : أخرجه مالك (٥٠٠) وأحمد (٢٧١٠) والبخاري (١١٢٠) ومسلم (٧٦٩) وأبو داود (٧٧١) والترمذي (٣٤٢٩) والنسائي (١٦١٨) وابن حبان (٢٥٩٧) وابن خزيمة (١١٥٢) وابن أبي شيبة (١٠/٢٥٩) وعبد الرزاق (٢٥٦٥) والحميدي (٤٩٥) وأبو عوانة (٢/٢٩٩) وأبو يعلى (٢٤٠٤) والبيهقي (٣/٥)

الفرائد : ① جو جس قدر عظمت الٰہی سے واقف ہوتا ہے وہ اسی قدر اس کی بارگاہ میں تضرع اور خضوع اختیار کرتا اور اس پر توکل کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اقرار اور اس کے صدق وغیرہ کا اعتراف ہے۔

١٤٨٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ۔

۱۴۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے :"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ " "اے اللہ میں آگ کی آزمائش اور آگ کے عذاب' غناء کے شر اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں"۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

تشریح ۞ فتنة النار ایسا فتنہ جس کا نتیجہ آگ ہو (۲) اضافت بیانیہ ہو تو آزمائش خود آگ ہے۔ و عذاب النار : مضاف کے الفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے ردیف کے لئے عطف کر دیا یا ممکن ہے فتنۃ النار سے مراد جہنم کے فرشتوں کی ڈانٹ ڈپٹ ہو جیسا آیت میں ہے : ﴿كلما القى فيها فوج سألهم خزنتها الم يأ تكم نذير﴾ [الملك : ٨] ومن شر الغني و الفقر یعنی عام طور پر جو ان پر مرتب ہوتا ہے مثلاً تکبر' خود پسندی' بدخلقی' حرص' حرام مال کا جمع کرنا' حقوق اللہ کی ادائیگی میں بخل یہ مالداری سے پیدا ہونے والی چیزیں ہیں اور فقر سے اکتاہٹ' تقدیر سے آس توڑنا اور ان ناراضگیوں میں مبتلا ہونا جو اس سے جنم لیتی ہیں۔

ترمذی کے یہ الفاظ زائد ہیں : اللهم اغسل خطاياى بماء الثلج' والبرد' وأنق قلبي من الخطايا كما أنقيت الثوب الأبيض من الدنس وباعد بيني بين خطاياى كما باعدت بين المشرق والغرب' اللهم انى اعوذبك من الكسل والهرم والمائم والمغرم "اور آیت بالا کے الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

تخریج : أخرجه أبو داود (١٥٤٣) البخاري (٨٣٢) مسلم (٥٨٩) والترمذي (٣٥٠٦) والنسائي (١٣٠٨) وابن ماجه (٣٨٣٨) وأحمد (٩/٢٤٦٣٢)

الفرائد : ① تعلیم امت کے لئے استعاذہ فرمایا۔ (ابن بطال) ② دعا بارگاہ الٰہی میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

۱۴۸۳ : وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْاَعْمَالِ ، وَالْاَهْوَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۳: حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْاَعْمَالِ ، وَالْاَهْوَآءِ" ''اے اللہ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح : یہ زیاد ان کی کنیت ابو مالک کوفی ہے یہ ثقہ ہیں ان کو تیر کا پھل لگ گیا ان کی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی ان کی عمر سو سال سے زائد تھی اصحاب ستہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ قطبہ بن مالکؓ یہ صحابی ہیں' کوفہ میں اقامت اختیار کی بخاری نے کتاب خلق افعال العباد میں اور مسلم' ترمذی' نسائی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے (تقریب) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ (اصلاح) بس یہی ان کی روایتیں ہیں۔ ایک یہ روایت اور دوسری آپ ﷺ کی نماز کے سلسلہ میں ہے جس کو مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ نے نقل کیا ہے: اللهم انی اعوذبك من منكرات الاخلاق و الاعمال والا هواء۔ ای منكرات الاعواء اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے کیونکہ العواء تو تمام ہی منکرات ہیں' ۲) الی الموصوف ہے اور تیسرے میں بیانی ہے۔ عرف کے لحاظ سے تو مولی کا یہی مفہوم ہے اور اصل لغت میں نفس کی پسندیدہ چیزوں کو کہا جاتا ہے اس کی دو قسمیں منکر و معروف ہیں جو ہدایت کے مطابق وہ معروف اور جو مخالف وہ منکر ہوں گی اور منکر اخلاق مثلاً خود پسندی' تکبر' بڑھائی' فخر' حسد' ظلم' بغاوت' اعمال منکرہ یہ ہیں زنا' شرب خمر' اور تمام حرام چیزیں اور منکر اھواء مثلاً غلط عقائد' باطل مقاصد۔ ترمذی کی ایک روایت میں: ''اعوذبك من الادواء المنكرة" (كالبرص والجذام) کا اضافہ ہے حدیث انسؓ میں ''سيئى الأسقام" کے الفاظ ہیں۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۳۶۰۲)

الفرائد : ① تعلیم امت کے لئے ان اخلاقِ رذیلہ سے پناہ مانگی آپ ﷺ تو انك لعلى خلق عظيم پر فائز تھے۔

۱۴۸۴ : وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً قَالَ : "قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۴: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک دعا

سکھلا دیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو: ''اے اللہ میں اپنے کان کے شر' آنکھ کے شر' اپنی زبان کے شر' اپنے دل کے شر' منی (مادۂ حیات) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ تقریب میں لکھا ہے کہ ان کی صرف ایک روایت ہے ابن جوزی کا بھی یہی قول ہے اور وہ یہی روایت ہے (السلاح) دعاء عظیم الشان دعا چنانچہ یہ دعا اسی انداز کی ہے **شر سمعی** یعنی ایسی کلام سنو جو جھوٹ اور بہتان وغیرہ ہو (۲) میں اپنے کانوں سے حق کے سواء اور بات نہ سنوں۔ **ومن شر بصری** جار مجرور کو دوبارہ لاتے تا کہ اشارہ ہو کہ یہ ماقبل کی جنس نہیں وہ اس طرح کہ میں حرام کی طرف دیکھوں (۲) کسی کی طرف حقارت سے دیکھوں (۳) مصنوعات پر نگاہ ڈالنے سستی و بے پروائی اختیار کروں۔ **ومن شر لسانی** یعنی لایعنی بات کروں (۲) مقصود سے خاموش رہوں۔ **ومن شر قلبی:** دل کو غیر اللہ کی طرف مشغول کروں اللہ کے حکم کے بغیر کسی اور چیز میں مشغول کروں۔ **من شر منی** :اس کو غیر حلال مقام میں ڈالوں (۲) مقدمات زنا والی نگاہ ڈالوں یا چھوؤں یا ادھر چل کر جاؤں اس کا ارادہ کروں وغیرہ اور دوسری روایت میں اس سے فرج مراد ہے یا یہ منیة کی جمع ہے جس کا معنی طول اصل ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (١٥٥١) والترمذی (٣٥٠٣) والنسائی (٥٤٥٩)

الفرائد : ① تعلیم کے لئے یہ تعوذ سکھایا ہے۔

١٤٨٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ ' وَالْجُنُوْنِ ' وَالْجُذَامِ ' وَسَيِّيءِ الْاَسْقَامِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں برص' جنون' کوڑھ اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ **البرص** : ساعات بند ہو جانا اور خون کا رک جانا اسی سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔ **والجنون** :اس سے عقل کا زائل ہو جانا جس سے اپنی اور دوسرے کی تمیز ہے۔ **الجذام** : یہ فعال کے وزن پر ہے سوداء کے جسم میں پھیلنے سے پیدا ہوتی ہے جس سے اعضاء کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور ان کی شکل ہی بدل جاتی ہے بعض اوقات اعضاء کو یہ بیماری کھا جاتی ہے اعضاء زخموں کی وجہ سے گر جاتے ہیں ان امراض سے پناہ مانگی گئی اگرچہ ان پر صبر کرنے والے کو بڑا اجر ہے مگر صبر سے انسانی قوت ممکن ہے عاجز رہے اور اکتا جانے جس سے اجر جاتا رہے اور اس کے بعد عام بیماریوں سے استعاذہ کیا۔ **وسیئی الاسقام** : قبیح بیماریاں مثلاً فالج' اندھا پن وغیرہ بیماریوں کو سیئی کے ساتھ مقید کیا کیونکہ امراض گناہوں سے پاک کرنے والیاں اور ترقی کی سیڑھی ہیں لیکن صبر شرط ہے پس اس طرح ذکر کر کے اجر کا خصوصی دروازہ بلند نہیں کیا روایات میں وارد ہے کہ "اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء۔ امراض سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے میرک کہتے ہیں کیونکہ بعض امرض جب انسان پر طاری ہوتی ہیں تو صبر سے ان کی مشقت کم ہو جاتی ہے مثلاً بخار' سر درد' رمد' مگر مرض امراض کا یہ حال نہیں وہ

انسان کوایسی حالت کی طرف لے جاتی ہیں جس سے دوستوں کو تنفر پیدا ہوتی ہے اور عیب پیدا ہوتا ہے علاج تو اس سے بہت کم درجہ ہے اس وجہ سے ان کو ان بیماریوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (١٥٥٤) والنسائی (٥٥٠٨)

الفرائد : ① مطلق اسقام سے پناہ طلب کی بعض امراض کی مشقت تھوڑی مگر صبر پر ثواب زیادہ ہے مثلاً بخار، سر درد، بد اور بعض مزمن ہیں جن کی وجہ سے دوست بھاگتے ہیں رشتہ دار نفرت کرتے ہیں جیسے برص، جنون، اللہ تعالیٰ سب سے حفاظت فرماتے ہیں۔

١٤٨٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ!" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۴۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بہت بدترین ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین رازداری ہے''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ **الجوع** :وہ بھوک جو حضور سے مانع ہے۔ **الضجیع** :اس سے مراد تمہارے ساتھ بستر پر سونے والا مطلب یہ ہے یہ بدترین ساتھی ہے جو انسان کو نفس وقلب کی راحت سے روک دیتا ہے بھوک سے قویٰ میں کمزوری آ جاتی ہے اور ردی افکار ابھرتے ہیں اور فاسد خیالات اٹھتے ہیں جو کہ وظائف عبادت میں خلل انداز ہوتے ہیں اسی وجہ سے اس کا وصال قابل پناہ قرار دیا گیا۔ **الخیانة** :یعنی مخلوق کی امانتوں میں خیانت کروں یا خالق کی امانتوں میں خیانت کروں۔ **البطانة** : آدمی کی خاص باطنی خصلت امت کو خیر دارین کی نوازشوں سے فیضیاب کرنے کے لئے یہ استعاذہ سکھلایا (۲) استعاذہ ثابت قدمی اور ہر حال میں صفات کمال پر استقامت مراد ہے اور اس بات کی اطلاع دینا مقصود ہے کہ یہ مذموم عادات ہیں جس میں یہ پائی جائیں وہ ان کے ازالہ کی کوشش کرے اور جس میں نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور اس سے دوام کا طالب ہو۔ حدیث ابن مسعودؓ کے الفاظ یہ ہیں: ''**اللهم انی اعوذبك من علم لا ینفع، و قلب لا یخشع، و دعاء لا یسمع، و نفس لاتشبع، ومن الجوع فانه بئس الضجیع، ومن الخیانة فإنها بئست البطانة**......'' [الحدیث]

تخریج : أخرجه أبو داود (١٥٤٧) والنسائی (٥٤٨٣) وابن ماجه (١٣٣٥٤)

الفرائد : ① بھوک کو ساتھ لیٹنے والا خیانت کو اندرونی لباس قرار دیا گیا کیونکہ ان دونوں میں بڑی ملابست پائی جاتی ہے جو کہ ساتھ سونے والے اور رازدان میں ہوتی ہے۔

١٤٨٧ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُكَاتَبًا جَآءَهُ فَقَالَ : اِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ : اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْ : "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے بدل کتابت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس آپؓ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے اگر چہ تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض ہوگا اللہ اس کو ادا فرما دیں گے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں: ''اے اللہ حلال کو میرے لئے کفایت فرما دے اور حرام سے حفاظت فرما اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح : کتابتی اس سے بدل کتابت کا قرضہ مراد ہے۔ مثل جبل دینا۔ یہ تمیز ہے۔ اداہ عنك: یعنی اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے وہ ادا فرما دیں گے۔ اللهم اكفنى بحلالك عن حرامك۔ یعنی حلال کو کفایت بنا کر حرام سے بچنے کا ذریعہ بنا اور اس سے تمام حاجت پوری فرما۔ واغننى بفضلك عمن سواك۔ فضل سے وعطیات دنیویہ جو رزق و مال میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچیں گے یعنی دوسروں کے عطیات سے بے پروا کر دے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٣١٩) والترمذی (٣٥٧٤) والبزار (٥٦٣) والحاکم (١/١٩٧٣)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ سے کفایت و استغناء طلب کرنا چاہیے' قرض دار کے لئے خصوصاً یہ فائدہ مند ہے بشرطیکہ یقین سے پڑھے۔

١٤٨٨ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَ اَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوْ بِهِمَا : "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۸: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین کو دو کلمات بتلائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ ..... ''اے اللہ میری ہدایت کا میرے دل میں الہام فرما اور میرے نفس کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح : یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں ان کے حالات قبل ازیں گزرے۔ کلمتین اس سے دو جملے مراد ہیں۔ اللهم الهمنى رشدى: رشاد یہ ضلالی کی ضد ہے یعنی اے اللہ مجھے اپنے پسندیدہ اور مقرب اعمال کی توفیق دے کر انعام فرما۔ و أعذنی : اور میری حفاظت فرما۔ من شر نفسی: اس لئے کہ وہی مجھے ہلاک و تباہ کرنے کی طرف لے جانے

والا ہے سوائے اس کے کہ تیری رحمت احسان تدارک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ان النفس لا مارة بالسوء.....﴾

تخریج : أخرجه احمد (۲۰۰۱۲/۷) والترمذی (۳۴۹۴) والبخاری (۱/۳) وابن حبان (۸۹۹) والحاکم (۱/۱۸۸۰) والطبرانی (۱۸/۱۷٤)

الفرائد : ① اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کا طریقہ بتلا دیا کہ وہ تبھی میسر آ سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ ان کو درست کام بجھائے اور شرور سے بچائے۔

۱٤۸۹ :وَعَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ :"سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ" فَمَکَثْتُ اَیَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ لِیْ :"یَا عَبَّاسُ یَا عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ' سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۴۸۹: حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز سکھلا دیں جس سے میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اللہ سے عافیت مانگو' میں کچھ دن گزرنے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: اے عباس' اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ اپنے بڑے بیٹے سے کنیت رکھی یہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو تین سال زیادہ تھی اسلام و جاہلیت میں عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے زمانہ جاہلیت میں سقایۃ البیت انہی کے ذمہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کو برقرار رکھا یہ لیلۃ العقبہ میں یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے انصار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدے میں انہوں نے بھی تاکیدی بات کی مشرکین کے ساتھ میدان بدر کی طرف گئے۔ قیدی بنے اور اپنا فدیہ ادا کیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا بھی فدیہ انہوں نے ادا کیا وہ عقیل اور نوفل بن حارث تھے اس کے بعد اسلام لائے سقایت البیت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اقامت مکہ میں معذور قرار دیا مگر سفر فتح مکہ کی راہ میں مدینہ منورہ کی طرف اپنی اولاد کے ساتھ ہجرت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مراجعت فرما ہوئے۔ یہ بشر کی تسکین اور حفاظت خون کا ذریعہ بنے پھر حنین کی طرف آپ کے ساتھ نکلے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے جب لوگ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا احترام و اکرام فرماتے ان کے مناقب بہت ہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۵ روایات نقل کی ہیں ان میں ایک بخاری و مسلم دونوں میں ہے اور ایک میں بخاری منفرد ہیں اور مسلم تین میں منفرد ہیں سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی یہ جمعہ کا دن ۱۲ رجب کی بات ہے۔ شیئًا: ایسی چیز جس کا حصول مناسب ہو۔ سلوا اللہ العافیہ: ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرنی چاہیے اس

میں عباس کی تخصیص نہیں۔ عافیہ یہ عافایافی سے اسم مصدر ہے اس کا معنی بیماریوں اور گناہوں کا مٹانا ہے۔ یہ مصدر فاعلہ کے وزن پر اسی طرح آیا ہے جیسے ناشئة یعنی نشئہ اور خاتمہ بمعنی ختم عاقبہ بمعنی عقب۔ اسی طرح کاذبة بمعنی کذب کو لازم کرنے والا تھا۔ ثم جئت پھر اس سے اضافہ کے لئے آیا یاعباس یا عم رسول الله ﷺ آپ ﷺ نے نرمی اختیار فرمائی اور عنایت توجہ کے ان کی طرف مبذول کر کے جواب دینے کی طرف اشارہ ہے۔ الله العقفية فى الدنيا والآخرة۔ دنیا کی سلامتی یعنی مشقتوں، دکھوں اور بیماریوں سے حفاظت اور سلوا کا خطاب ان کو اور انکے اہل کو خطاب کر کے یا بطور احترام جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ آخرت کی سلامتی یعنی گناہوں کی معافی اور مطلوب جنت کا پالینا۔

ترمذی نے انسؓ اور دوسرے آدمی کے متعلق بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ "ان رجلاً جاء الى النبى ﷺ فقال يا رسول الله اى الدعا افضل؟ آپ ﷺ نے فرمایا سل ربك العافية والمعافاة فى الدنيا والاخره' ثم اتاه فى اليوم الثانى فى فقال يا رسول الله اى الدعاء افضل؟ فقال له مثل ذلك ثم اتاه فى اليوم الثالث فقال له مثل ذلك فقال فاذا اعطيت العافية فى الدنيا واعطيتها فى الآخره فقد افلحت"۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٧٦٦) والترمذى (٣٥٢٥) والبخارى ٧٢٦) وابن أبى شيبة (٢٠٦/١٠) وأبو يعلى (٦٦٩٦) وابن حبان (٩٥١) والطيالسى (٢٥٧/١)

الفرائد : ① یقین کے بعد سب سے بڑا انعام عافیت ہے دنیا و آخرت کی عافیت میں سب کچھ آ گیا یہ جامع دعا ہے۔

١٤٩٠ : وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ : قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا كَانَ اَكْثَرُ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ : كَانَ اَكْثَرُ دُعَآئِهٖ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۰: حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین جب حضور آپؐ کے پاس ہوتے تو آپؐ کی اکثر دعا کیا ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا آپؐ کی اکثر دعا یہ تھی: "اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ یہ اشعری شامی ہے اسماء بنت یزید بن اسما بنت یزید بن مسکن حافظ کہتے ہیں۔ یہ صدوق تابعی ہے مگر اس کے اقوال وہم و ارسال کی کثرت ہے ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔ بخاری نے تاریخ میں اس سے روایت لی ہے اور مسلم اور سنن اربعہ میں بھی اس کی روایت پائی جاتی ہے۔ یا ام المؤمنین بتقاضائے ادب اور بڑوں کی تعظیم کا خیال کرتے ہوئے ان کی کنیت ذکی کی نام ذکر نہیں کیا۔ کان اکثر دعائه : میرے ہاں قیام کے دوران آپ کی اکثر دعا : یا مقلب القلوب یہ مقلب مصرف کے معنی میں ہے یعنی آپ ضلال سے ہدایت کی طرف پھیرنے والے ہیں اور بالعکس بھی۔ ثبت قلبى على دينك یہ بارگاہ الٰہی میں خضوع و تضرع ہے اور آپ ﷺ تو معصوم ہیں درحقیقت امت کو راہنمائی فرمائی کہ خاتمہ کا خوف رہنا

چاہئے کیونکہ دارومدار خاتمہ پر ہے۔ترمذی کی دوسری روایت میں حضرت ام سلمہؓ کی طرف سے یہ استفسار جو موجود ہے کہ آپ اکثر یہ دعا کیونکر فرماتے ہیں تو ارشاد فرمایا: اے ام سلمہؓ! ہر آدمی کا دل رحمن کی دو انگلیوں میں ہے پس جس کو چاہتے ہیں قائم رکھتے ہیں اور جس کے دل کو چاہتے ہیں ٹیڑھا کر دیتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا﴾ [ال عمران :٨] ترمذی' ابن ماجہ عن انس' حاکم عن جابر' احمد عن ام سلمہ وابویعلی عن جابر۔ (السلاح)

تخریج : أخرجه الترمذی (۳۵۲۳)

الفرائد : ① دنیا وآخرت کے نفع پر مشتمل دعائیں طلب کرنی چاہیں۔

١٤٩١ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوُدَ ا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ ' وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ ' وَاَهْلِيْ ' وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ – رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۱: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی: '' اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کو جو آپ سے محبت کرتا ہو اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے آپ تک پہنچا دے اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان' اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ جمہور علماء کے ہاں جو درست سند سے ثابت ہو وہ مشروع ہے جیسا حدیث علیؓ یہ ارشاد گزرا: وصل علی و علی سائر النبيين ترمذی وحاکم اور بیہقی کی روایت: ''لا تترکن فی التشهد الصلاة علی و علی انبياء الله'' بقول قاضی عیاض عام اہل العلم تمام انبیاء علیہم اسلام پر صلاۃ کو جائز کہتے ہیں کراہت والا قول غیر انبیاء علیہم اسلام کے سلسلے میں ہے۔ حبك و حب من يحبك دونوں مقادر کی اضافت فاعل ومفعول دونوں کی طرف درست ہے دوسری زیادہ بلیغ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے مراد محبت کی غایت یعنی توفیق وثواب اور ثناء حسن ہے اور پہلے روایت گزری کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہے'' يبلغنى حبك ۔

النحو : مصدر مضاف الی المفعول ہے یعنی حب العمل ۔ اجعل حبك یعنی میری وہ محبت جو آپ سے ہے یا میری محبوبیت جو آپ کے ہاں ہے احب الی من نفسی یعنی وہ انوار بصیرت عنایت فرما جو میری آنکھوں سے تنکوں اور میل کو ختم کر دے تاکہ آپ سے طبعی محبت کروں جو ان چیزوں کی محبت سے بڑھ کر ہو۔ محبت تکلیفی ان مذکورہ اشیاء سے بڑھ کر وہ حدیث سے ثابت ہے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی طاعت کو اپنے نفس واہل سے مقدم کرنے والا ہو۔ روایت میں الماء البارد کا خصوصاً ذکر فرمایا کیونکہ نفس انسانی کا میلان گرمی کے زمانہ میں اس کی طرف بہت زیادہ ہوتا ہے وہ اس وقت نفس کی انتہائی لذیز چیزوں سے ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کو دوبارہ اس وجہ سے لائے تاکہ اس کا محبوب ہونا

مستقل طور پر ثابت ہو بعض فضلاء سے مروی ہے کہ الماء لیس له قیمة لانه لا یشتری اذا وجد' ولا یباع اذا فقد (الحرز) داؤد علیہ اسلام کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کان اعبد البشر" (۱) اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے (۲) لوگوں میں سب سے زیادہ شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿"اعملوا آل داؤد شکراً﴾ یہاں داؤد علیہ السلام کے تذکرہ کا مقصد یہ ہے کہ امت کے لوگ اس دعا کو کثرت سے کریں مقبول دعا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳۵۰۱)

الفرائد: ① انبیاء علیہم السلام مستجاب الدعوات ہوتے ہیں ان کی دعائیں کرنی چاہییں کیونکہ ان میں دنیا و آخرت کی خیر ہوتی ہے۔

۱۴۹۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلِظُّوْا بِیَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ' وَرَوَاهُ النَّسَائِیُّ مِنْ رِّوَایَةِ رَبِیْعَةَ ابْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِیِّ قَالَ الْحَاكِمُ :حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ :

"اَلِظُّوْا" بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الظَّآءِ الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ :اِلْزَمُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَاَكْثِرُوْا مِنْهَا۔

۱۴۹۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" یَا ذَاالْجَلَالِ وِالْاِکْرَامِ کے کلمات کا خوب اہتمام کرو"۔ (ترمذی)

نسائی نے اس روایت کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اَلِظُّوْ: اس دعا کو لازم پکڑو اور بہت زیادہ کیا کرو۔

تشریح ۞ بیا ذا الجلال :یہ صفات قہریہ ہیں جیسے انتقام' غلبہ' جبر جیسے المنتقم 'القهار' الجبار' العزیز' والاکرام یہ صفات جمالیہ ہیں مثلاً الکریم' الستار' الرؤف' الرحیم' الغفار۔ الجلال و الاکرام یہ اسم اعظم کی تعیین کے سلسلہ میں ایک قول ہے۔ ترمذی کی دوسری روایت میں وارد ہے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ان کلمات سے دعا کرتے سنا تو فرمایا "قد استجیب لك فسل" رازی کہتے ہیں کہ جلال میں تمام صفات سلبیہ اور اکرام میں تمام صفات ثبوتیہ کی طرف اشارہ ہے یا الظوا کا معنیٰ ابداء وا ہے اور اس پر دعا کا اطلاق اسی طرح ہے "افضل الدعا یوم عرفة لا اله لا الله....."

تخریج : أخرجه الترمذی (۳۵۳۶) والحاکم (۱/۱۸۳۶)

الفرائد : ① یاذالجلال والاکرام کو دعا میں کثرت سے لایا جائے یہ دعا کی استجابت کا ذریعہ ہے۔

۱۴۹۳ :وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَآءٍ كَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا ' قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَآءٍ كَثِیْرٍ لَّمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا ' فَقَالَ :"اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا

يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ؟ تَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ا وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۳: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں بہت سی ہمیں ذرا بھی یاد نہ رہی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتلا دوں جو ان تمام کو جمع کرنے والی ہو؟ تم اس طرح کہو: ''اے اللہ میں آپ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی آپ ہی مددگار ہیں۔ آپ ہی مددگار ہیں اور آپ ہی کفایت کرنے والے ہیں۔ گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت بھی آپ ہی کی مدد سے ہوسکتی ہے۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **مايجمع ذلك كله** یعنی اس کے مقصود و مطلوب کو جامع ہے ان کے جواب سے خاموشی اختیار فرمائی خواہ بھول کر یا پھر حاجت کے ظاہر ہونے پر اکتفاء کیا۔ **ما سألك منه نبيك محمد** ﷺ۔ اس پر عطف کیا گیا یہ **نبيتك** سے عطف بیان ہے (۲) بدل ہے **ما استعاذ منه** شرور بدنیہ یا اہل یا مال سے متعلق ہوں اور شر دردینیہ حال کے لحاظ سے ہو یا مال کے لحاظ سے ہوں۔ **انت المستعان**: آپ ہی سے اعانت طلب کی جاتی ہے **وعليك البلاغ**: بلاغ سے کفایت مراد ہے (۲) جو چیز دنیا وآخرت کی بھلائیوں تک پہنچائے۔

تخریج : أخرجه الترمذي (٣٥٣٢) احمد ٩/٢٥٠٧٣) والبخاري (٦٣٩) وابن ماجه (٣٨٤٦) والحاكم (١/١٢٩١٤) وابن حبان (٨٦٩)

الفرائد : ① ہر مشکل والے کو یہ دعا کرنی چاہئے کیونکہ یہ جامع دعا ہے۔

١٤٩٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۴۹۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی: ''اے اللہ میں آپ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والی ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتا ہوں جو تیری بخشش کا تقاضا کرنے والے ہیں ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اور ہر نیکی کی کثرت چاہتا ہوں

اور جنت کی کامیابی اور آگ سے نجات کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔'' حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرطِ مسلم پر ہے۔

تشریح ۞ دعا جامع دعا جو دنیا و آخرت کو شامل ہو۔ **موجبات رحمتك**: جو چیزیں تیری رحمت کو واجب کرنے والی ہوں جس پر آپ نے سچے وعدے کے ساتھ اعمال کو مرتب کیا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿**و رحمتي وسعت كل شئ فساكتبها للذين يتقون**﴾ [اعراف : ۱۵۶] **عزائم مغفرتك** : جو چیزیں تیری بخشش کو لازم کرنے والی ہیں۔ نووی کہتے ہیں عزائم اور عزائمه یہ عزیمة کی جمع ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ بندوں کو عنایت فرمائیں گے تاکہ وہ ان کی بخشش فرمائے۔ (ابن الجزری) بعض نے کہا اس کا وہ ثواب مراد ہے جو ان کو دیا جائے گا ممکن ہے طاعت مراد ہو۔ **کل اثم** : یعنی معصیت۔ **و الغنيمة منه كل بر** : طاعت کی کثرت۔ **الفوز بالجنة** : وصول جنت۔ **و النجاة** : آگ سے چھٹکارا۔ نووی کہتے ہیں دعائیں بھی دیگر اعمال کی طرح ہیں۔ وہ عبادیت کے حق کی ادائیگی کے بعد آگ سے نجات چاہنا ہے اور جنت کی طلب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**كل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز**......﴾ جیسا شاعر نے کہا ؎

ان ختم الله برضوانه ☆ فكل ما لقيتة سهل

تخریج : أخرجه الحاكم (۱/۱۹۲۵) الترمذی (۳۷۹۱) وابن ماجه (۱۳۸٤)

الفرائد : اس میں اللہ تعالیٰ سے ایسی چیزیں طلب کی گئیں ہیں جو اس کی محبت کو لازم کرنے والی اور طاعت کو لانے والی ہیں اور ہر گناہ سے حفاظت مانگی گئی ہے اور ہر فضیلت کا اسے طالب بنا دیا جائے اور جنت کے ناجی لوگوں میں ان کو شامل کیا جائے اور آگ سے محفوظین کی صف میں شمار کیا جائے۔

۲۵۱ :بَابُ فَضْلِ الدُّعَآءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ!

بَابْ: پس پشت دُعا کرنے کی فضیلت

تشریح ✿ بظهر الغيب : غائبانہ دعا غائبین کے حق میں تب ہوگی جب وہ اپنے ایمان والے بھائیوں کیلئے دعا کرے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾

[الحشر:١٠]

وَ قَالَ تَعَالٰى :

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد:١٩]

وَ قَالَ تَعَالٰى :اِخْبَارًا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ :

﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ ، وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ [ابراهيم:٤١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔(الحشر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

'' اور اپنے ذنب (گناہ) سے استغفار کریں اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استغفار کریں''۔(محمد)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام (کی دعا) کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

''اے ربّ ہمارے مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور مؤمنوں کو جس دن حساب قائم ہو''۔(ابراہیم)

الآيات

① ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ ......﴾ سے مراد احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے۔يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا: اس میں اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی تعریف فرمائی جو غیر موجود دین اور ایمان میں سبقت کرنے والوں کی تعریف فرمائی

② ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ یعنی ان مردوں اور عورتوں کیلئے بخشش کی دعا فرمائیں اور یہ ظاہر ہے

کہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت موجود نہ تھے وہ تو اپنے اپنے زمانوں میں آئیں گے۔

۳ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کی اتباع کی تاکید فرمائی اور یہ دعا ذکر فرمائی۔ آذر ابراہیم علیہ السلام کے والد میں انکے لئے استغفار کے وعدے کی وجہ سے فرمایا اور جب تک ان کو اس کے کفر پر مرنے کا علم نہ تھا اس سے پہلے کی بات ہے۔ (بیضاوی) اس دعا میں ایمان والے مردوں کے لئے دعا کی گئی اس سے وہ مؤمن مراد ہیں جو ان سے پہلے تھے۔

روایات

١٤٩٥ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْا لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ :وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۵: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:'' جومسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی اس کے مثل ملے''۔(مسلم)

تشریح ۞ لاخیه: یہاں بھائی مراد ہے۔

نووی کا قول: مثل یہ دونوں فتحوں کے ساتھ آتا ہے یعنی اس کا بدلہ برابر ہے مسلمان کی غیر موجودگی میں ان کے لئے دعا کی فضیلت اس روایت میں مذکور ہے اگر مسلمان جماعت کے لئے یا تمام مسلمانوں کے لئے دعا تو اس کو بھی ثواب مل جائے گا اور ان کو بھی۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۷۳۲) وأبو داود (۱۵۳٤)

الفرائد : ① کسی غائب کے لئے دعا ریاء سے خالی ہونے کی وجہ سے جلد مقبول ہے۔تمام مسلمانوں کے لئے کی جانے والی دعا سے بھی یہ سعادت مل جائے گی۔

١٤٩٦ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ:"دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ : عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ : اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۹۶: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:'' مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے تمہیں اس کے مثل ملے''۔(مسلم)

تشریح ۞ بظهر الغيب : پوشیدگی میں اور اس کی غیر موجودگی میں کیونکہ یہ اخلاص میں بہت بلیغ ہے ظرف مضاف الیہ سے قال ہے کیونکہ دعوۃ مصدر ہے جس کی اضافت فاعل کی طرف کی گئی ہے (۲) مصدر کا ظرف ہے یعنی وہ دعا جو اس کی غیر موجودگی میں ہو جس کے لئے کی گئی۔مستجابة : مقبول ہے اس میں ۃ مبالغہ کی ہے۔موکل: جو اس کام کو انجام دینے

والا ہو جو اس کے ذمہ ہے۔ولك بمثل : جیسی تو نے اس کے لئے دعا کی۔

نووی کا قول: جب کوئی آدمی اپنے لئے دعا کرنا چاہتا ہو تو اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرے وہ مقبول ہو جائے گی اور اس کو بھی اسی جیسا اجر مل جائے گا۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٧٣٣)

الفرائد : ① مسلمانوں کو ایک دوسرے پر رحم کھانا اور اس کے لئے خیر کی دعا کرنا یہ حق ہے۔

۲۵۲ :بَابُ فِيْ مَسَآئِلِ مِنَ الدُّعَآءِ

بَابُ: دُعا کے متعلق چند مسائل

تشریح ۞ اس میں ان مسائل سے متعلقہ روایات مذکور ہوں گی جن کا دعا سے تعلق ہے۔

۱٤۹۷ :عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ :جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۹۷: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (یعنی اللہ تجھ کو بہتر بدلہ دے) دے تو اس نے اس کی خوب تعریف کر دی''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ صنع :یہ مجہول کا صیغہ ہے۔**معروف** :جیسے کھانا کھلانا' کپڑے پہنانے یا کسی کی بھلائی کا کام کرنا' یا اس سے تکلیف کا ازالہ کرنا' اگر معروف معنوی ہو مثلاً تعلیم دینا معرفت سکھانا۔**لفاعله** :یہاں صانع کی بجائے فاعل کا لفظ بطور تفنن استعمال فرمایا۔**جزاك الله خيرًا**۔تنوین تعظیم کے لئے ہے۔**فقد ابلغ في الثناء** کرنے والے کی اس سے خوب تعریف کر دی اور اس کے احسان کا اچھا بدلہ دیا کہ اپنی عاجزی ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ پر ڈال دیا۔

تخریج : أخرجه الترمذي (٢٠٤٢) والنسائي (٦/١٠٠٠٨) وابن حبان (٣٤١٣) وأبو نعيم (٣٤٥/٢)

الفوائد : ① ہر خیر پہنچانے والے کو کم از کم جزاک اللہ کی دعا سے نوازنا چاہیے۔

۱٤۹۸ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَآءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اپنی جانوں کے لئے بددعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے بددعا کرو اور نہ اپنے اموال کے لئے بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری موافقت اس گھڑی سے ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگی جائے وہ دے دی جاتی ہے پھر یہ بددعا تمہارے حق میں قبول کر لی جائے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **لا تدعوا على اولادكم**۔ ہر جملے کے ساتھ نہی عنہ کو لوٹایا تاکہ ہر ایک کا مستقل ہونا لازم ہو معمول کو اس

لئے حذف کیا تا کہ عموم پر دلالت کرے مطلب یہ ہے ان مذکورات کے متعلق بددعا کرو ورنہ جس ضرر کا تذکرہ کیا گیا اس کی بددعا کرو۔ **لا توافقوا**...... **من الله ساعة يسأل فيها عطاء**(ا) **اى لئلة توافقوا** کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے متعلق بددعا نکل جائے۔ **اى لاتدعوا لا توافقوا حال الدعا بذلك**۔ **يسأل** میں ضمیر نائب فاعل اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ **عطاءً** دی ہوئی چیز۔ **فيستجيب** (ا) یہ مرفوع ہو تو مرفوع پر عطف ہے (۲) ہو مضمر ہے (۳) نصب کی صورت میں یہ نہی کا جواب ہے یہ اسطرح ہوگا: **لاتدن من الاسد فيأكلك' لكم** کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہے ابوداؤد کی روایت ام سلمہؓ سے اس طرح ہے "**لا تدعوا على انفسكم الا بخير فان الملائكة يؤمنون على ماتقولون**"

تخريج : أخرجه مسلم (۳۰۰۹) وأبو داود (۱۵۳۲) وابن حبان ۵۷۵۴۲) وانظر الحديث (۹۳۲)

الفرائد : ① اپنے اور اولاد اور مال کے حق میں بددعا سے گریز کرنا چاہئے کہیں استجابت کی گھڑی میں وہ دعا قبول ہوگئی پھر حسرت وندامت ہوگی۔

۱۴۹۹ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ' فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اپنے ربّ سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم اس میں بہت زیادہ دعا کیا کرو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **اقرب مايكون** : قرب معنوی مراد ہے **فا كثروا الدعا**۔ **فافصيحه** یا **تفريعيه** ہے۔ باب فضل الذکر والحث میں ذکر ہو چکی۔

تخريج : با ب في كتاب الاذكار میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۵۰۰ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ :يَقُوْلُ :قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ ' اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ ' مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ" قِيْلَ :"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ :"يَقُوْلُ :قَدْ دَعَوْتُ ' وَقَدْ دَعَوْتُ ' فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِبُ لِیْ ' فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ"

۱۵۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی میں نہ پڑے کہ اس طرح کہنے لگے میں نے اپنے ربّ سے دعا کی لیکن

اس نے میری دعا قبول نہ کی''۔(بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جلدی میں نہ پڑے'' عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! جلدی میں پڑنے کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے فرمایا:''میں نے دعا کی لیکن مجھے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ میری دعا قبول ہو پھر وہ بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے''۔

تشریح ۞ **مالم یعجل**۔ ما مصدر یہ ظرفیہ یعنی عدم عجلت کے زمانہ میں۔**یقول قد دعوت**۔اجابت سے مانع عجلت سے استیناف کا بیان۔**فلم یستجب لی** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قد جعل اللہ لکل شئ قدراً﴾ [الطلاق :۳] کسی چیز کے ظاہر کرنے سے وہ مقدم نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اپنے وقت سے مؤخر ہوسکتی ہے۔**مالم یدع باثم او قطیعة رحم**۔ یہ ماقبل میں داخل ہے مگر اس کا عطف اسی طرح ہے جیسا: ﴿من کان عدو للہ وملائکة ورسلہٖ و جبریل ومیکال﴾ [البقرہ :۹۸] اور یہ اہتمام کو ظاہر کرنے کے لئے۔ **مالم یستعجل** عاقولی کہتے ہیں ظاہر کا تقاضا عطف تھا دوسرے عامل کی تقدیر سے اس کو چھوڑ دیا تاکہ ہر قید کے مستقل ہونے پر اشارہ ہو یعنی اس کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ کی دعا نہ کرے گویا کوئی سائل کہہ رہا ہے کیا قبولیت اسی پر موقوف ہے؟ تو جواب دیا گیا نہیں بلکہ قبول کی جائے گی جب تک عجلت نہ کرے۔ابن حجر نے لکھا ہے یہاں استیناف کے لئے عاطف کو چھوڑ دیا تاکہ ہر کا ایک استجابت سے مانع بننے کے لئے مستقل ہونا ثابت ہو مطلب یہ ہے کہ جب تک گناہ کی دعا نہ کر تو تمہاری دعا قبول ہوگی اور جب تک جلدی نہ مچائے دعا قبول ہوگی۔(فتح الالہ) **ماالاستعجال**۔قبولیت ہونے کا جس پر دارومدار ہے وہ استعجال کون سی ہے **قد دعوت**۔دومرتبہ تکرار کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے **فیستحسر** :عاجز آجائے۔**ذلك** کا مشارالیہ یہ استعجال ہے۔حاصل یہ ہے کہ اجابت تو حاصل ہوگی لیکن کبھی بہت جلد ہوگی کبھی مؤخر مقبول مکی رحمہ اللہ زکریا علیہ السلام کی دعا چالیس سال بعد اور موسیٰ و ہارون علیہ السلام کی بددعا چالیس سال بعد ظاہر ہوئی۔(اسلاح)

تخریج : أخرجه مالك (٤٩٥) وأحمد (٣/١٠٣١٦) والبخاری (٦٣٤٠) ومسلم (٢٧٣٥) وأبو داود (١٤٨٤) والترمذی (٣٣٨٧) وابن ماجه (٣٨٥٣) وابن حبان (٨٨١)

الفرائد : ① بندے کو ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہئے کبھی اس میں سستی نہ برتنی چاہئے کیونکہ افتقار و عجز کا یہی تقاضہ ہے۔

١٥٠١ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ: "جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۰۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''رات کے پچھلے حصے اور فرض نمازوں کے بعد کی''۔

(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ اسمع : قبولیت سے قریب تر۔جوف اللیل : رات کے درمیان افضل قیام ثلث لیل کا ہے سدس چھٹا حصہ اخیر سوتے۔اس وقت علائق مفقود اور توجہ کامل ہوتی ہے کیونکہ وہ تجلیات الٰہیہ کا وقت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اترتی ہیں۔الصلوات المکتوبات :فرائض کے بعد کیونکہ نماز بندے کی رب سے مناجات اور اس سے فضل مانگنے کا مقام ہے اور کام پورا تو اسیر بار آور۔ترمذی کی ایک روایت اس طرح ہے :جوف اللیل الاخر الدعاء فیہ افضل و ارجبی اونحو ھذا اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :"اقرب مایکون الرب من العبد فی جوف اللیل الآخر فان استطعت ان تکون ممن یذکر اللہ فی تلک الساعۃ فکن"(ترمذی حاکم)ابوداؤد نسائی

تخریج : أخرجه الترمذی (۳۵۱۰) والنسائی (۱۰۸)

الفرائد : ① رات کے آخری حصہ میں دعا خوب قبول ہوتی ہے۔فرض نمازوں کے بعد وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہے۔

۱۵۰۲ :وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلاَّ اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا ' اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ ' اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ :رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ :اِذًا نُكْثِرَ قَالَ :"اَللّٰهُ اَكْثَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ – وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ :"اَوْ يَدَّخِرَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا۔

۱۵۰۲:حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" زمین پر جو مسلمان بھی اللہ پاک سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں یا اسی طرح کی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے"۔لوگوں میں سے ایک نے کہا پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اللہ زیادہ دیں گے"۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔حاکم نے ابوسعید سے اس کو روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا اس کے لئے اسی طرح کا اجر ذخیرہ فرما لیتے ہیں۔

تشریح ۞ بدعوۃ : ایک مرتبہ کی دعا' اس میں تنوین شیوع کو ظاہر کرنے کے لئے۔پس یہ دعا بڑی چھوٹی' قلیل کثیر سب کو شامل ہے۔اور تنویع کے لئے ہے۔صرف عنہ من السوء مثلھا۔مانگی گئی دعا کہ جس کے دور ہونے کا فائدہ حاصل ہونے والے نفع کی طرح ہو۔مالم یدع باثیم :وہ دعا جو ان میں سے کسی چیز سے ملی ہو وہ قبول نہ ہوگی کیونکہ قبولیت اس کے علاوہ تمام دعاؤں کی نفی کر دے گی جب وہ دعائیں بھی کر لے جیسا وہم میں یہ بات آتی ہے اس کی نظیر یہ روایت ہے

"الصلوات الخمس مکفرات لما بینهن مالم تغش الکبائر" کبائر غیر مکفرہ ہیں نہ صغائر۔ اذاً نکثر: جب ان باتوں سے خالی دعا قبول ہو جاتی ہے تو ہم کثرت سے دونوں جہاں کی بھلائیاں مانگیں گے کیونکہ وعدہ میں تخلف نہیں۔ اللہ اکثر: اللہ تعالیٰ احسان و بخشش زیادہ کرنے والے ہیں جتنی تم طلب کرتے جاؤ گے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۳۵۸۴) أحمد (۴/۱۱۱۳۳) والحاکم ۱/۱۸۱۶)

الفوائد : ① قطع رحمی اور گناہ کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔ دعا کی قبولیت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ دعا کا کبھی عوض جلد مل جاتا ہے کبھی آخرت کا ذخیرہ بن جاتی ہے کبھی تکلیف کا ازالہ ہو جاتی ہے۔

۱۵۰۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۰۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والے اور حلم والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کے رب ہیں ان کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان کے رب اور زمین کے رب اور معزز عرش کے رب ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **الکرب**: وہ مشکل و گراں معاملہ جو انسان کے سینہ کو غصہ سے بھر دے **العظیم** ۔قدر و منزلت کے لحاظ سے **الحلیم** ۔جلد سزا نہیں دیتا **الله رب العرش العظیم** جمہور کے ہاں یہ عظیم مکسور ہے کیونکہ عرش کی صفت ہے کیونکہ عظیم سے اس کی مکونات کی صفت بیان کی جا سکتی ہے اس ذات کی تو بدرجہ اولی (۲) بعض رفع سے رب کی صفت بتلائی ہے۔ **رب السمٰوٰت رب الارض رب العرش** ۔مالک خالق مصلح وہی ہے ہر ایک ساتھ رب کے لفظ کو لائے تا کہ ہر ایک کا مستقل ہونا ثابت ہو جائے واؤ کے اثبات کے ساتھ بھی لایا گیا۔ **الکریم** ۔عرش کی صفت ہو تو مجرور ہے کیونکہ اسی پر رحمت اترتی ہے یا اس لئے کہ وہ ذات کرم الاکرمین کی طرف منسوب ہے ایک اشارہ مہمہ۔ کرب و مصائب کی دواء اصل میں توحید باری تعالیٰ ہے جس نے غیر اللہ پر نظر چھوڑ دی اس سے کرب دور ہو گیا اور اس نے بلند ترین فضیلت پالی۔

ایک واقعہ: ابوبکر رازی نقل کرتے ہیں میں اصبہان میں ابونعیم سے روایات لکھتا تھا کہ وہاں کے مفتی اعظم ابوبکر بن علی کے خلاف چغل خوری کی وجہ سے بادشاہ نے جیل کا حکم دیا۔ میں آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ یہی دعا تب پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ چند دن گزرنے پر ان کو جیل سے رہائی مل گئی۔ حسن بصری کہتے ہیں مجھے حجاج نے قتل کے لئے بلایا' میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے حفاظت فرمائی۔ اس نے کہا جو مطلوب ہو مانگو۔

عینی کا قول: جملہ اولیٰ اس توحید پر مشتمل ہے جو کہ تمام تنزیہات جن کو صفات جلالیہ کہتے ہیں اصل ہے اور اس عظمت کو شامل

ہے جو عظیم قدرت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ عاجز عظیم نہیں ہوتا اور حلم کی کوئی چیز جاہل سے متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ جاہل سے حلم نہیں ہو سکتا یہ صفات وجود یہ حقیقیہ کی اصل ہیں جن کو اوصاف اکرامیہ کہتے ہیں حلیم کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ مؤمن کا کرب عام طور پر تقصیر طاعات کی وجہ یا حالات میں غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ عضو کی امید کا شعور پیدا کرتا ہے جو کہ غم کو کم کرنے والا ہے اور اس کی وجہ سے کہ غصے کے وقت حقیقی اطمینان حاصل ہونا حلم کہلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد اس کا لازم ہے یعنی عقوبت کا مؤخر کرنا اور دعا کا اسی پر اطلاق ہوا ہے اور اس سے دعا شروع ہوگی کیونکہ اس سے کرب ختم ہوا جیسا اس کی نظیر گزری۔ دوسرا جملہ تو حید ربوبیت پر مشتمل ہے اور اس میں عرش کی عظمت زیادہ مناسب ہے تمام اسماء میں رب کی صفت ذکر کی کیونکہ دکھوں کے ازالہ کے لئے مناسب ہے تربیت کا تقاضہ کشف ضرور ہی تو ہے اور عرش کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عالم اجسام میں یہ سب سے بڑا جسم ہے۔ پس تمام اجسام اس کے تحت اسی طرح آ گئے جیسے اعلیٰ کے نیچے ادنیٰ۔ اسی طرح آسمانوں اور زمین کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشاہدات میں سب سے بڑی چیزیں ہیں۔

تخریج : أخرجه البخاری (٦٣٤٥) والترمذی (٣٤٤٦) والنسائی (٦٨٥) وابن ماجه (٣٨٨٣) وابن أبی شيبة (٣٩٦/١٠) أحمد (١/٧٠١) والنسائی (٦٢٩) والبزار (٤٧١) وابن حبان (٨٦٥)

الفرائد : ① یہ بھی اسی طرح کی دعا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر یونس علیہ السلام کی مستجاب دعا ہے مصائب و کروبات کے دور کرنے میں تریاق ہے② یہ دعا کرب بھی خصوصاً بے گناہ فیدیوں کے لئے اکسیر ہے اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات عظمت و کرم کو ذکر فرمایا گیا۔

تم الجز الرابع

دلیل الفالحین

شرح اردو

ریاض الصالحین

جلد پنجم

تالیف

محمد بن علان الصدیقی الشافعی الأشعری المکی

المتوفی سنة ۱۰۵۷ھ

تحقیق

عصام الدین الصبابطی

مترجم

مولانا شمس الدین صاحب

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار لاہور۔ پاکستان

7231788

دلیل الفالحین

شرح اردو

ریاض الصالحین

جلد پنجم

تالیف: محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی

مترجم: مولانا شمس الدین صاحب

تحقیق: عصام الدین الصبابطی

اس ترجمہ کی چند نمایاں خصوصیات

★ تمام احادیث کا آسان و عام فہم ترجمہ ★ احادیث کے حل طلب مسائل کی بہترین و دلکش تشریح

★ دور جدید کے مسائل کا بہترین حل ★ حل اللغات، نحو وغیرہ کے عنوانات سے آسان تشریح

★ ہر مسئلے پر فقہا کی آراء ★ آیات قرآنیہ مکمل حوالوں کے ساتھ ★ ہر حدیث کی مکمل و مدلل تخریج

★ "الفرائد" کے عنوان سے حدیث میں بیان کیے گئے ارشادات نبویہ ﷺ کا مختصر خلاصہ

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان

Ph:7211788-7231788

نام کتاب .... دلیل الفالحین شرح اردو ریاض الصالحین

تالیف: .... محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی

مترجم .... مولانا شمس الدین صاحب

تحقیق: .... عصام الدین الصبابطی

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... آر۔ آر۔ پرنٹرز

ملنے کے پتے

❖ ...... مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228

❖ ...... مکتبہ علوم اسلامیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 7221395

❖ ...... مکتبہ جویریہ ۱۸۔ اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 7211788

فہرست

كتاب المنثورات والملح

كتاب الاستغفار

۲۵۳: بَابُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَآءِ وَفَضْلِهِمْ

باب: اولیاء اللہ کی کرامات اوران کی فضیلت

تشریح ۞ **الکرامات** : یہ کرامۃ کی جمع ہے۔ خرقِ عادت کو کہتے ہیں۔ اس کی پانچ اقسام ہیں: ۱) ارھاص ۲) معجزہ ۳) کرامۃ ۴) معونۃ ۵) مھونہ۔

ارھاص: دعوہ نبوت سے پہلے دکھائے جانے والے خرق عادت افعال مثلاً بادلوں کا سایہ یہ نبوت سے قبل پیش آیا بعد میں نہیں۔ اسے ارھاص کہنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ نبوت کیلئے بطور تاسیس ہیں۔

معجزہ: وہ خارق عادت فعل جو نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور اس کے دعویٰ کے عین مطابق ہو اور وہ معارضہ سے بھی مامون ہو اور تحدی و چیلنج مقابلہ کی دعوت دینے کو کہا جاتا ہے۔

محققین کا قول یہ ہے کہ دعویٰ رسالت کے ساتھ اس کو معجزہ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انسان اس کی مثل سے عاجز ہوتے ہیں۔ باقی جس میں مقابلہ کا امکان موجود ہو اس کو سحر کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے سحر میں اعیان کا بدلنا اور طبائع کا پھیر دینا جائز قرار دیا ہے مثلاً انسان کا گدھا بن جانا۔ مگر دوسرے علماء اس بات کے قائل نہیں ورنہ نبی وساحر میں فرق نہ رہے گا۔ مگر یہ بات اس طور پر قابل رد ہے کہ دعویٰ نبوت اور تحدی جب فرق کو واضح کرتی ہے۔ اور عام عادۃ الھیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا معارضہ بھی ممکن نہیں ہوتا۔ نبوت کے جھوٹے دعوے دار سے خرق عادت ظاہر نہیں ہوتا اور اگر سحر کی تعلیم سے کوئی عادت کے خلاف معلوم ہوگا تو اس کا معارضہ عین ممکن ہے۔ پس تحدی کی قید ضروری ہے۔ لیکن ہر معجزہ کے ساتھ تحدی ضروری نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے بہت سے معجزات ظاہر ہوئے مگر اس میں کفار کو چیلنج نہیں کیا گیا بلکہ بعض علماء نے تو کہا کہ صرف قرآن مجید کے ساتھ صرف چیلنج دیا گیا ہے اور موت کی تمنا کرنا تو اس کیلئے ہے جس سے تحدی کا دعویٰ پھر صادر ہو چکا ہو۔

کرامۃ: وہ خارق عادت جس میں تحدی نہ کی گئی ہو۔ اس میں وہ خارق عادت بھی شامل ہے جو تحدی کے بعد پیش آئے جیسا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بعض مرنے والوں کا شہادتین کا اقرار اور اس کے مشابہ دیگر واقعات جن کے متعلق متواتر خبریں پہنچیں۔

قاضی عیاض کا قول: پیغمبر کے ہاتھ پر جو خرق عادت بلا تحدی ظاہر ہو وہ بھی اس میں شامل ہے۔ (الشفا) اس کے خلاف دوسرا قول گزرا۔

معونت: وہ عادت کے خلاف بات جو کسی مؤمن کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ جیسے ہلاکت سے چھوٹنا، کسی بڑی حیرانی سے بغیر ظاہری سبب نکل جانا۔

مھونت: وہ خارق عادت جو چیلنج کرنے والے کے دعویٰ کے خلاف ظاہر ہو۔ جیسا کہ مسیلمہ کیلئے پیش آیا اس نے ایک کنوئیں میں تھوکا تا کہ اس کا پانی زیادہ ہو تو پہلا بھی جاتا رہا۔

اولیاء: جمع ولی وہ مؤمن جو اپنے اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو۔۱) یہ فعیل کے وزن پر ہے اور فاعل کا معنی دیتا ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا کر اُس سے دوستی کر لی ہے۔۲) یہ فعیل مفعول کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دوست بنا لیا۔ اولیاء کی کرامات کئی قسم کی ہیں۔ سبکی نے طبقات میں بیس سے زائد اقسام ذکر کی ہیں اور ان سب کی جامع بات یہ ہے کہ جو چیز پیغمبر ﷺ کے ہاتھ پر بطور معجزہ ظاہر ہو سکتی ہے وہ ولی کے ہاتھ پر بطور کرامت مطلق ظاہر ہو سکتی ہیں (سوائے اس معجزے کے جس کے ساتھ چیلنج دیا گیا ہو مثلاً قرآن مجید کی سورۃ لانا، آیت لانا، فتدبر)۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [يونس: ٦٢،٦٤] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ﴾ [مريم: ٢٦،٢٥] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [آل عمران: ٣٧] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ [الكهف: ١٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء ان پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے“۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے مریم تو کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے پس تو کھا اور پی“۔ (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب بھی زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کھانے کی چیزیں پاتے زکریا علیہ السلام نے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا وہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں“۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں علیحدگی اختیار کر لو پھر غار میں پناہ لو۔ تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے معاملے میں آسانی مہیا فرما دے گا۔ اور تم دیکھو گے کہ سورج طلوع ہوتے وقت غار کے داہنی سے مڑ کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف ان سے کترا کر نکل جاتا ہے“۔ (الکہف)

تشریح ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ جبکہ لوگ عقاب کے خوف سے لرزاں ہوں گے۔ حزن: کسی مقصود کے فوت ہونے کا غم۔ یعنی ان پر کسی چیز کے فوت ہو جانے کا غم بھی طاری نہ ہوگا۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: یہ جملہ اولیاء کا بیان ہے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰی: اس سے مراد وہ اچھا خواب ہے جو مؤمن دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ ملائکہ کی طرف سے خوشخبری تو جان کنی کے وقت ہوتی ہے۔ مگر حسن بصری فرماتے ہیں۔ اس سے مراد وہ جنت ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو دی ہے۔ وَفِی الْاٰخِرَةِ: اس سے مراد جنت اور رضائے الٰہی ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد قبر میں دی جانے والی خوشخبری۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ: دونوں جہاں میں خوشخبری کا ملنا یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس میں حضرت مریم کو خطاب کر کے حکم دیا تم کھجور کے تنے کو حرکت دو وہ تازہ کھجوریں گرائے گا۔ رُطَبًا جَنِیًّا:

اَلنَّخْوُ: ۱) اگر تُسَاقِطْ باب تفاعل سے ہے تو یہ تمیز ہے۔ ۲) اور اگر مفاعلہ سے ہے تو یہ مفعول ہے۔ وہ تنا اس وقت خشک تھا۔ مریم کی کرامت کے طور پر پتے لے آیا تا کہ اس کا دل مطمئن ہو۔ ۳) تنا تو سبز تھا مگر کھجور کا موسم نہ تھا اور نہ اس پر کوئی کھجور تھی۔ فَکُلِیْ وَاشْرَبِیْ: تر کھجور کھاؤ اور ندی کا پانی پیو یا تر کھجور عصیر استعمال کرو۔ وقری عینا: یہ القرأی سے ہے۔ خوشی کے آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں اور غم کے آنسو گرم ہوتے ہیں۔ ۲) یہ قرار سے ہے۔ اس لئے کہ جب آنکھ مسرور کن منظر کو دیکھتی ہے تو اس چیز کی طرف نظر کو مبذول کر کے دوسری چیزوں سے اپنے کو پھیر لیتی ہے۔ الابہ کہہ کر عیسیٰ علیہ السلام کے قلمهم فی المهد کی طرف اشارہ کیا۔ اسی طرح ان کی نبوت کیلئے ان کی ولادت ایک عظیم ارہاص تھی۔

اَلْمِحْرَابَ: سے مراد وہ کمرہ ہے جو ان کیلئے مسجد میں بنایا گیا تھا۔ وَجَدَ: ظرفیت کی وجہ سے اس کلما کو نصب دی ہے۔ عِنْدَهَا رِزْقًا: بعض نے کہا کہ وہ ان کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں پاتے اور سردیوں کے گرمیوں میں۔ ۲) بعض نے کہا۔ ان کے صحائف پاتے جن میں علمی باتیں ہوتیں پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ قَالَ یٰمَرْیَمُ: یہ تمہارے ہاں دروازوں کے بند ہونے کے باوجود بے موسے کہاں سے آگئے۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ: کوئی بعید بات نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مریم نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بچپن میں کلام کیا اور کسی پستان سے دودھ نہ پیا اور جنت سے اس کا رزق آتا رہا۔ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ: وہ اپنی وسعت و کرم سے جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔

سبکی کا قول: ثبوت کرامت میں سبکی کہتے ہیں مریم کا بغیر مرد کے حاملہ ہونا، کھجور کے خشک تنے سے تازہ کھجور میسر آنا۔ بے وقت اور بلا اسباب ان کے پاس رزق کا آنا حالانکہ وہ پیغمبر نہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا: ''وامه صدیقه'' پیغمبر کیلئے تو مذکر ہونا بالاتفاق شرط ہے اور اس کے متعلق یہ کہنا درست نہیں کہ یہ زکریا علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ کیونکہ معجزے کا پیغمبر اور قوم کے سامنے ظاہر ہونا ضروری ہے تاکہ ان پر نبوت کی دلیل بنے اور جو ہم نے مریم کو جبریل علیہ السلام کا خطاب ذکر کیا ''وهزی الیك بجذع النخلة'' یہ کسی کے سامنے نہ تھا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے: ''فاما ترین من البشر احدًا......''

اور دوسری بات یہ ہے کہ معجزات کا اظہار تو رسول کے درخواست کرنے سے ہوتا ہے اور یہاں تو زکریا علیہ السلام اس کے حصول سے بھی واقف نہ تھے جیسا اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے: اَنّٰی لَكِ هٰذَا؟: ان خوارق کا تذکرہ میں حضرت مریم کے عظمت شان کیلئے ذکر کیا ہے۔ دوسرے کیلئے اس کا کرامت بننا ممکن نہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کیلئے ارہاص بھی

نہیں۔ کیونکہ ارھاص کیلئے ضروری ہے کہ وہ رسول کو خاص طور پر نبوت سے قبل دی جانے والی کرامت ہو۔ رہی وہ باتیں جوان سے دوسرے کی کرامت کے طور پر ظاہر ہوں۔ اس وجہ سے اس کو حیاء ہوتی ہو۔ یہ وہ کرامت ہے جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے اور اس لئے بھی اگر اس کو جائز قرار دیا جائے تو پھر ہر رسول کے ہاتھ پر ایک ایسا ارھاص ظاہر ہونا چاہئے، جو یہ ظاہر کرے کہ یہ اس نبی کیلئے ارھاص ہے جو آئندہ آئے گا اور اس کو مان لینے سے نبوت پر معجزے سے استدلال کرنے کا راستہ بند ہو جائے گا۔

اصحابِ کہف ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں۔ هُمْ: سے مراد وہ کفار ہیں جہاں وہ رہائش پذیر تھے۔ مَا يَعْبُدُوْنَ سے ان کے معبودات باطلہ جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ اِلَّا اللّٰهُ: وہ اللہ تعالیٰ کی کھلے طور پر عبادت کرتے تھے یا ان کی عبادت کے ضمن میں چھپ کر لیتے ہوں گے۔ فَأْوُوْا: تم غار کی پناہ لو۔ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهٖ: اس غار کے ذریعہ وہ تمہاری قوم سے حفاظت فرمائے گا۔ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ: اور تمہارے اس معاملے کو جس کا ارادہ کیے ہو آسان فرمادے گا۔ مِرْفَقًا: جس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ: اگر تم ان کو دیکھ پاؤ تو سورج کو دیکھو گے کہ وہ ان کی غار سے شمال کی جانب مائل ہو کر غار کو طے کرتا ہے۔ وهم في فجوة منه: غار کی وسیع جگہ میں تھے۔ ان کو سورج کی حرارت ایذاء نہ پہنچا سکی اور تازہ ہوا ان کو میسر آتی۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان سے سورج کو پھیر دیا اور اس کی قدرت ان کے اور غار کے درمیان حائل ہو گئی کیونکہ غار کا دروازہ ایسی جانب واقع تھا کہ سورج کی شعاعیں اطراف والے دونوں پہاڑوں پر پڑتی تھیں۔ پس یہ ان کی کرامت ہوگی۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذلك من آيات الله: اس لئے کہ ان کی راہنمائی اس غار کی طرف کر دی اور ضرر کو ان سے ہٹا دیا۔

الروایات

۱۵۰۴: وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: "مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ" اَوْ كَمَا قَالَ، وَاَنَّ اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ، وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَآءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ — قَالَتِ امْرَاَتُهٗ: مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ، قَالَ: اَوَ مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ وَقَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ قَالَ: فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ! فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوْا لَا هَنِيْئًا وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا، قَالَ: وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ: يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ: اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِيْ يَمِيْنَهٗ، ثُمَّ

اَكَلَ مِنهَا لُقمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ ا فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ – وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ اُنَاسٌ ، اَللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَاَكَلُوْا مِنهَا اَجْمَعُوْنَ – وَفِیْ رِوَايَةٍ فَحَلَفَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَطْعَمُهٗ ، فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ لَا تَطْعَمُهٗ ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ اَوِ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمَهٗ اَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمَهٗ – فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هٰذِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ :يَا اُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ :مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ:وَقُرَّةِ عَيْنِیْ اِنَّهَا الْاٰنَ اَكْثَرَ مِنْهَا قَبْلَ اَنْ نَّاْكُلَ! فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا – وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ :دُوْنَكَ اَضْيَافَكَ فَاِنِّیْ مُنْطَلِقٌ اِلَى النَّبِيِّ ا فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ اَنْ اَجِیْءَ ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهٗ فَقَالَ :اطْعَمُوْا ، فَقَالُوْا :اَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ اطْعَمُوْا ، قَالُوْا مَا نَحْنُ بِاٰكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِیْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا ، قَالَ :اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَاِنَّهٗ اِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يَجِدُ عَلَیَّ ، فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ :مَا صَنَعْتُمْ؟ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ :يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ، ثُمَّ قَالَ :يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ، فَقَالَ :غُنْثَرُ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ اِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِیْ لَمَا جِئْتَ! فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ اَضْيَافَكَ ، فَقَالُوْا :صَدَقَ ، اَتَانَا بِهٖ – فَقَالَ :اِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِیْ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ – فَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ :وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهٗ حَتّٰى تَطْعَمَهٗ فَقَالَ :وَيْلَكُمْ! مَالَكُمْ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَ بِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ فَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "غُنْثَرُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ ثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ وَهُوَ :الْغَبِیُّ الْجَاهِلُ وَقَوْلُهٗ فَجَدَّعَ :اَیْ شَتَمَهٗ ، وَالْجَدْعُ الْقَطْعُ – قَوْلُهٗ "يَجِدُ عَلَیَّ" هُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ :اَیْ يَغْضَبُ۔

۱۵۰۴: حضرت ابو محمد عبد الرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ فقیر لوگ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے سات لے جائے یا جس طرح فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کو لائے اور نبی اکرم ﷺ دس کو گھر لے ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھایا پھر رُک کے رہے یہاں تک کہ عشا پڑھی۔ پھر اتنی دیر بعد گھر لوٹے کہ رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا جتنا اللہ نے چاہا۔ ان کی بیوی نے کہا پنے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے انہیں

شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے آپؐ کے آنے تک انکار کیا حالانکہ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا او نادان! مجھے برا بھلا کہا اور بددعا دی اور مہمانوں کو کہا تم کھاؤ۔ تمہارے لئے خوشگوار نہ ہو اور اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہیں چکھوں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی لیتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ابھر آتا جتنا کہ پہلے تھا اور کھانا اس سے بہت زیادہ ہو گیا جتنا اس سے پہلے تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو اپنی بیوی کو فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک البتہ وہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں کچھ کھانا حضرت ابوبکر رضی اللہ نے کھایا اور فرمایا میری قسم شیطان (کے ورغلانے) سے تھی پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے وہ صبح تک آپؐ کے پاس رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت پوری ہو گئی ہم نے بارہ آدمی مختلف اطراف میں بھیجے ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ کچھ آدمی تھے ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے پس ان سب نے وہ کھانا کھایا!

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی بیوی نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم اٹھائی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ابوبکر ان کے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوایا اور خود کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پس جونہی وہ لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے لقمہ اس سے بڑھ کر اُبھر آتا تھا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ تو انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک، بےشک وہ کھانا اب ہمارے کھانے سے پہلے جتنا تھا یقیناً اس سے بہت زیادہ ہے پھر انہوں نے کھایا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو کہا تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے تم ان کی مہمانی سے فارغ ہو جاؤ۔ پس عبدالرحمٰن ان کے پاس جو کھانا میسر تھا وہ لائے اور کہا تم کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا ہمارے گھر کا مالک کہاں ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا تم کھانا کھالو انہوں نے جواب دیا جب تک ہمارے گھر کا مالک نہیں آئے گا ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبدالرحمٰن نے کہا ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول کرلو اگر وہ اس حال میں آ گئے کہ تم نے کھانا نہ کھایا ہو گا تو ہمیں ضرور ان کی طرف سے ڈانٹ پڑے گی مگر انہوں نے انکار کیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ میرے والد مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لئے جب وہ آئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: تم لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا انہوں نے پھر آواز دی اے عبدالرحمٰن! میں پھر خاموش رہا تو انہوں نے فرمایا: او نادان! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو فوراً آ جا۔ پس میں نکلا اور میں نے کہا

آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں مہمان نے کہا اس نے سچ کہا۔ یہ ہمارے پاس کھانا لایا تو ابوبکر صدیق نے کہا تم نے میرا انتظار کیا اللہ کی قسم میں آج کی رات یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے کہا اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ فرمایا: ''تم پر افسوس ہے تم ہماری مہمانی کیوں قبول نہیں کرتے ہو؟ تو کھانا لا۔ عبدالرحمٰن کھانا لائے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ کھانے پر رکھا اور کہا: بسم اللہ! پہلی بات یعنی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا پھر آپ نے کھانا کھایا اور انہوں نے بھی''۔ (بخاری و مسلم)

غُنْثَرَ: غبی اور نادان۔ فَجَدَّعَ: ان کو برا بھلا کہا۔ جَدْعٌ کا اصل معنی کاٹنا ہے یَجِدُ عَلَیَّ: ناراض ہونا۔

تشریح ۞ اس کا نام عبداللہ اور صدیق لقب تھا جو اس لئے ملا کہ نبی اکرم ﷺ نے لیلۃ المعراج کے سلسلہ میں جلدی تصدیق کی۔ عنہما کی بجائے عنہم کہنا چاہئے۔ کیونکہ عبدالرحمان کے بیٹے محمد بھی صحابی ہیں جیسا کہ تہذیب میں نووی نے تصریح کی ہے۔ علماء کہتے ہیں چار پشتیں جن کی صحابی ہوں وہ صرف ابوقحافہ ان کے بیٹے ابوبکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمان اور ان کے بیٹے محمد تمام صحابی ہیں۔ عبدالرحمان کی کنیت ابوعتیق ہے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ کے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کی والدہ ام رُمان ہیں۔ عبدالرحمان احد، بدر میں کفار کے ساتھ تھے، صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اسلام لائے اور اس کا اسلام خوب رہا ان کا نام عبدالکعبہ تھا بعض نے عبدالعزیٰ لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمان نام رکھا۔ یہ بہادر اور عمدہ رائے والے تھے۔ جنگ یمامہ میں خالد بن ولید رضی اللہ کے ساتھ موجود تھے۔ سات کفار کو قتل کیا۔ انہوں نے یمامہ کے محکم ابن طفیل کو گلے میں تیر مار کر ہلاک کیا۔ محکم قلعہ کے رخنہ (سوراخ) میں تھا جب انہوں نے تیر سے اس کو ہلاک کر دیا تو مسلمان یمامہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے آٹھ روایات نقل کی ہیں۔ تین پر بخاری و مسلم متفق ہیں۔ ان کی وفات حبشی نامی پہاڑ کے پاس ہوئی۔ مکہ سے اس پہاڑ کا فاصلہ چھ میل یا دس میل بتایا جاتا ہے۔ پھر ان کو گردنوں پر اٹھا کر مکہ دفن کیلئے لے جایا گیا۔ یہ ۵۳، ۵۶ھ کی بات ہے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے ان کی وفات اچانک ہوئی۔ یزید بن معاویہ کی بیعت کیلئے ان کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے گئے تو انہوں نے وہ درھم واپس کر دیئے اور کہا میں اپنا دین دنیا کے بدلے فروخت نہیں کرتا۔ (تہذیب نووی)

ان اصحاب الصفة: یہ وہ چبوترہ تھا جس کو آپ ﷺ نے مسجد کے ایک جانب اس لئے بنوایا تھا تاکہ وہاں وہ اصحاب قیام کر سکیں جن کے اہل و عیال نہیں یا محتاج ہیں اور ان کا کوئی ساتھ نہیں۔ باب فضل الذہد میں ان کے متعلق گذرا ہے۔

فلیذهب بثالث: مسلم کی روایت میں یہ لفظ زائد بھی ہیں کہ ان کا کھانا ان کیلئے کافی ہو جائے گا۔ عیاض نے اس کو غلط قرار دیا مگر اگر روایت مسلم میں حذف مضاف مان لیں تو دونوں روایتیں ایک طرح بن جاتی ہیں۔ ای بتمام ثلاث: فلیذهب بخامس بسادس: یہاں ''او'' کو حذف کر دیا گیا کہ وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جائے اور دوسرے قول کی تائید ''او کما قال'' کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے اور روایت جابر جو باب الایثار میں گزری اس میں صراحتہ موجود ہے۔ ''طعام الاربعة یکفی الثمانیه''۔ ابن حجر کہتے ہیں وہ پانچویں کو لے جاتے مگر اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔ ورنہ پانچویں کے ساتھ چھٹے کو لے جائے۔ اگر اس کے پاس اس سے زائد کی گنجائش ہو اور اس کی حکمت کہ فقط ایک کا اضافہ فرمایا۔ کیونکہ ان کے ہاں مالی وسعت نہ تھی۔ پس جس کے ہاں تین آدمی تھے تو اپنی خوراک میں وہ چوتھے کو کھلائیں تو اس میں کوئی تنگی نہ تھی۔ اسی طرح چار اور اس سے اوپر اور اگر عیال کی تعداد کے مطابق اضافہ ہو۔ تو یہ اس وقت مکتفی ہوتا ہے جبکہ وسعت و گنجائش ہو۔

وان ابابکر: ایک نسخہ میں الصدیق اور رضی اللہ عنہ کے الفاظ زائد ہیں ان کو لا کر واضح کیا کہ یہ روایت میں اضافہ شمار نہیں ہوتا۔

بثلاثۃ ای منھم: ان میں سے تین کو ابوبکر رضی اللہ لائے اور نبی اکرم ﷺ دس کو لے گئے۔ لبث: ابوبکر رضی اللہ نبی اکرم ﷺ کے ہاں ضرورت کی وجہ سے قیام پذیر رہے۔ صلی العشاء: یہاں تک کہ آپ کے ساتھ عشاء پڑھ کر لوٹے۔ ثم رجع: پھر اپنے مکان پر لوٹے، صریح روایت سے معلوم ہوتا ہے پہلے مہمانوں کو لا کر مکان پر چھوڑ گئے پھر نبی اکرم ﷺ کے مکان پر لوٹے اور آپ کے ہاں کھانا کھایا اور آپ کے ساتھ ہی نماز ادا کی جیسا اگلی روایت دلالت کر رہی ہے۔ فجاء بعد ما مضی من اللیل ماشاء اللّٰہ: یہ ماقبل کا بیان ہے اور اس میں آپ ﷺ کے ہاں زیادہ دیر قیام کی طرف اشارہ ہے۔ أو ما عشیتھم والواو عاطفہ علی مقدر: اور ہمزہ استفہام کیلئے ہے۔ ابوا: انہوں نے انکار کر دیا۔ وقد عرضوا: یہ معروف ہے ضمیر خدام یا اھل کی طرف راجع ہے اور بخاری کی ایک روایت میں قد عرضنا علیھم فامتنعوا کے الفاظ ہیں۔ فاختبأت: والد کے ناراض ہونے کے ڈر سے میں چھپ گیا۔

فجدع: تمہارے ناک، کان کاٹ دوں گا۔ یہ سخت ست کہا۔ یہ گمان کیا کہ عبدالرحمان نے مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی کی ہے۔ جب صورت حال معلوم ہوئی تو مہمانوں کو تادیباً فرمایا: کلوا لا ھنیئا۔ ۱) تم خوش گواری سے نہ کھاؤ یہ بددعا ہے ۲) اچھا تم اس سے خوشگوار نہ ہو یا صحت نہ ملے۔ ۳) انہوں نے یہ اہل کو کہا نہ کہ مہمانوں کو۔ لا اطعمہ: میں اس کو کبھی نہ چکھوں گا۔ ایم اللّٰہ: یہ اصل میں ایمن اللّٰہ تھا اس کی ہمزہ قطعی ہے۔ لیکن کثرت استعمال سے وصلی بن گئی۔ ایم میم کو بھی اس طرح قرار دیا ہے۔ ابن مالک کہتے ہیں۔ ایمن یمین کی جمع نہیں اور نہ اس کی واؤ تھی کہ جس کے بدلے میم آ گئی۔ ربا: بڑھ جانا۔ من اسفلھا: وہ جگہ جہاں سے لقمہ اٹھایا جائے۔ اکثر منھا: رفع کے ساتھ یہ ربا کا فاعل ہے۔ فنظر الیھا: انہوں نے پیالے کو دیکھا۔ لامرأتہ: ام رومان کا فاعل ہے۔ یا اخت بنی فراس: یہ کنانہ سے تعلق رکھنے والا قبیلہ ہے۔ تقدیر عبارت بعض نے یامن ھی من بنی فراس بتلائی ہے۔ کسی بھی قبیلہ کے متبع کو اخوھم کہتے ہیں۔ مگر یہ بات محل نظر ہے کیونکہ ام رومان حارث بن غنم کی اولاد سے تھیں۔ اور اس کا سلسلہ نسب یہ ہے ابن مالک بن اوس بن غنم۔ حافظ کہتے ہیں شاید بنی خراس کی طرف نسبت کرنے کی وجہ یہ ہو کہ وہ بنی حارث سے زیادہ معروف ہو اور ان سب میں یہ بات کثرت ہے کہ دادا کا بھائی اگر زیادہ مشہور ہو تو ادھر نسبت کر دی جاتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ حارث یہ فراس کے حقیقی بھائی ہیں۔ پس ہر ایک کی اولاد دوسرے کے بھائی ہوئے کیونکہ وہ انہی کے درجہ میں ہیں۔ قاضی عیاض کا قول کہ ام رومان بنی فراس بن غنم سے ہیں بنی حارث سے نہیں، اس کے مطابق حاجت تاویل نہیں ہے۔ ابن سعد میں نسب کی نسبت بنی حارث کی طرف ہرگز نہیں ہے اس کے علاوہ دو نسب بیان کیے ہیں۔ ما ھذا؟: یہ استفہام تعجیب کیلئے ہے۔ قالت لا: لا زائدہ یا نافیہ ہے تقدیر عبارت یہ ہے: لا شیٔ غیر ما اقول۔ وقُرّۃِ عینی: واؤ قسمیہ جارہ ہے۔ یہ مسرت کے موقعہ پر کہا جاتا ہے اور اس موقعہ پر کہا جاتا ہے جو طبیعت کے موافق ہو اور وجہ یہ ہے کہ اس کی نگاہ غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتی کیونکہ اس کی غرض و مقصود حاصل ہے۔ پس وہ کسی اور چیز سے خوش نہیں ہوتی۔ گویا قرآن مجید سے ماخوذ ہے اور اس قسم کھانے کی وجہ یہ ہے۔ ایک تو ان کو خوشی ہوئی اور دوسرا صدیق رضی اللہ عنہ کی برکت سے جو کرامت حاصل ہوئی اس پر خوشی ہوئی۔ دادی کو یہ وہم ہوا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی آنکھ کی

ٹھنڈک مراد لے کر اس کی قسم کھائی۔ مگر ابن حجر کہتے ہیں۔ یہ بعید بات ہے۔ شیخ زکریا کہتے ہیں شاید یہ حلف بغیر اللہ کی ممانعت سے پہلے کی بات ہو۔ لھی: یہ ضمیر (قصعة) پیالے یا بقیہ کھانے کی طرف لوٹ رہی ہے۔ بثلاث مرات: یعنی تین گنا سے بھی زائد ہے۔

کان ذلك: اس کا مشار الیہ قسم ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے ''**انی لا احلف یمینا' فاری غیرھا خیراً منها الا کفرت عن یمینی وفعلت الذی ھو خیر**'' اور دوسرا شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے اس کی تزین قسم والی بات کو ختم کر دیا۔ ثم اکل سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک لقمہ دفع وہم اور قسم ختم کرنے کیلئے کھایا یا ان کا مطلب یہ تھا کہ'۱) میں تم سے نہ کھاؤں گا' ۲) یا اس گھڑی نہ کھاؤں گا' ۳) غصہ کے وقت نہ کھاؤں گا۔ لیکن یہ تینوں احتمال اس بنیاد پر ہیں کہ عموم قسم کو خاص کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے خصوص سبب کا نہیں۔ **ثم حملھا الی النبی ﷺ:** پھر وہ پیالہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اٹھا کر لے گئے۔ **فاصبحت:** وہ پیالہ اپنی حالت پر ہو گیا۔ انہوں نے رات کو اس میں سے نہ کھایا۔ کیونکہ یہ مدت بعد واقعہ پیش آیا۔ **فتفرقنا اثنی عشر رجلاً:** اس میں تین الفاظ مسلم کی روایات میں وارد ہیں: ۱) تفرقنا' ۲) فعرفنا' ۳) عرفنا۔ پہلے کے مطابق معنی یہ ہے کہ ہم نے ان میں بارہ بارہ آدمیوں کا ایک ایک گروپ بنا دیا۔ ۲) ہم نے ان میں عریف یعنی حالات بتلانے والے ۱۲ آدمی معین کر لئے۔ ۳) تیسرے کا بھی یہی معنی ہے۔ البتہ بقول کرمانی قرینا کا لفظ ہوتو بارہ بارہ آدمی کر کے ان کی مہمانی کی۔ مسلم نے **اثنی عشر** اور بخاری نے **اثنا عشر** نقل کیا ہے یہ دونوں لغات ہیں (ابن مالک) جیسے: **ان ھذان لساحران** (بعد والا جملہ دوسرے معنی کی تائید کرتا ہے۔ فتدبر) **اناس اللّٰہ اعلم کم مع کل رجل:** یہ معترضہ ہے۔ کچھ لوگ تھے اللہ تعالیٰ انکی تعداد جانتے ہیں۔ کم کا ممیز محذوف ہے **ای کم رجل مع کل رجل** ۔**فاکلوا منھا اجمعون:** تمام لشکر نے اس پیالے سے کھایا جس میں برکت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں پڑی تھی۔ وہ اس لشکر کیلئے کافی ہو گیا۔

روایت کا فرق: **فحلف ابو بکر:** جب مہمانوں نے ضیافت سے انکار کیا کہ میزبان کے ساتھ مل کر کھائیں گے۔ تو انہوں نے نہ کھانے کی قسم اٹھالی۔ **فحلفت المرأة لا تطعمه فحلف الضیف او الضیفان الا یطعمه او یطعموهٗ حتی یطعمهٗ:** ام رومان نے قسم اٹھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گی۔ **الضیف:** سے مراد جنس ہے کیونکہ وہ تین افراد تھے یا یہ مصدر ہے جو مفرد و جمع پر بولا جاتا ہے۔ حافظ کہتے ہیں یہ غیر واضح ہے۔ ظاہر سیاق یہ ہے کہ وہ اضیاف کے ساتھ تھے تبھی جمع لائے۔ **ھذہ:** اس کا مشار الیہ یمین ہے یا غضب کی حالت جس سے قسم پیدا ہوئی۔ **من الشیطان:** یعنی اس کی وسوسہ اندازی کی وجہ سے ہے۔ **فاکل واکلوا:** اس سے اشارہ کر دیا کہ انہوں نے کھانے کو مؤخر نہیں کیا۔ **لا یرفعون لقمة الا ربت من اسفلھا اکثر:** اکثر یہ ربا کا مفعول ہے۔ **انھا الآن:** کھانا کھانے کے بعد۔

ابن حجر کہتے ہیں: اس روایت میں جو بات ہے وہ زیادہ درست ہے کیونکہ وہ روایت تقاضا کرتی ہے۔ ابوبکر صدیق کا کھانا برکت کا باعث بنا اور یہ روایت کہتی ہے کہ اس کا سبب مہمانوں کا اصرار اور ان کا حلف تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کھانا کھائیں۔ موافقت کی صورت یہ ہے۔ **فاکل منھا ابو بکر** کو **اطعمه** پر عطف کیا جائے **القصعة** پر عطف نہ کیا جائے۔ جو برکت پر دلالت کرتا ہے۔ آخر سے آخر بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ مہمانوں کے نہ کھانے کا حلف اس میں مذکور نہیں ہے۔ ممکن

ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم ختم کرنے کیلئے کھایا پھر جب برکت ملاحظہ کی تو اس میں سے اور کھایا تاکہ برکت حاصل ہو۔ اور یہ گویا اپنے حلف سے معذرت تھی۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے غم کو دور فرمایا اور سرور کو لوٹایا شیطان مردود ہوا، صدیق مکارم کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ قسم کو اکرام مہمان کیلئے توڑا تاکہ ان کو کھانا کھلانے والی ذمہ داری پوری ہو۔ ایک روایت مسلم میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ یا رسول بروا وحنثت فقال بل انت ابرهم وخيرهم'' کفارہ کا تذکرہ کسی صریح روایت میں نہیں ملا۔ شاید ولی میں وقت معین مراد لیا ہو یا الان یا معکم یا عند الغضب؟: (فتح الباری) (مسلم کی روایت سے قسم کا توڑنا تو واضح مذکور ہے۔ کفارہ بھی لازماً دیا ہوگا۔ فتدبر)۔ فذکر: اس کا فاعل عبدالرحمان ہیں۔ انه: اس سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں۔

بخاری کی باب الادب والی روایت میں ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمان پر مہمانوں کی ذمہ داری لگائی۔ پھر کہا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں تم ان کے اکرام اور ضیافت سے میرے لوٹنے سے پہلے فارغ ہو جاؤ۔ عبدالرحمان ان کے پاس مہمانی کا کھانا لائے اور ان کو کھانے کو کہا تو انہوں نے کہا گھر کا مالک کہاں ہے۔ جو ہمیں مہمان بنا کر لایا۔ (جواب مذکور نہیں گویا انہوں نے کہا کہ وہ غائب ہے) تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ عبدالرحمان نے بار بار کہا کہ ہماری مہمانی قبول کرلو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ عبدالرحمان نے بار بار لوٹایا تاکہ کہیں ابا محترم! ان کی مہمانی سے پہلے آ جائیں گے تو میری کوتاہی خیال کر کے ناراض ہوں گے جیسا کہ انہوں نے مہمانوں کو کہہ دیا کہ اگر تم نے کھانا نہ کھایا اور وہ آ گئے تو ہم ان کی ناراضگی کا شکار ہوں گے۔ ابوبکر مکارم اخلاق کے عادی تھے۔ وہ مہمانوں کے اکرام میں کمی دیکھ کر گھر والوں کا قصور قرار دیں گے۔ لنلقين: کا جواب ذکر نہیں کیا کیونکہ جواب شرط فابوا کافی ہے۔ تنحيت میں ناراضگی کے خطرے سے چھپ گیا۔ ما صنعتم: تم نے مہمان کا کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی تو عبدالرحمان خاموش رہے۔ تاکہ غصے کے ابتدائی جوش کا شکار نہ ہوں۔ انہوں نے دوبارہ خاموش رہنے پر آواز دی۔ یا غنثر اقسمت علیك: یہاں قسم کیلئے دلالت کافی خیال کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کے نام کی قسم نہیں۔

ان کنت تسمع صوتی: جواب شرط نہیں لائے جواب قسم جو مقدم ہے اسی پر اکتفاء کیا گیا۔ فخرجت: کیا ہماری طرف سے کوتاہی پیش آئی یا انہوں نے انکار کیا۔ فقالوا صدق: اس نے صحیح بولا یہ کھانا لایا ہم نے نہیں کھایا۔ أتانه به: یہ صدق کی تفسیر کیلئے جملہ لایا گیا ہے۔ فقال إنما انتظر تمونی: الآخرون سے مہمان مراد ہیں۔ فقال: بخاری میں لم أر فی الشر کاللیلة: میں نے آج کی رات جتنا شر نہیں دیکھا۔

ویلکم: یہ بطور بددعا استعمال ہوتا ہے۔ مالکم لا تقبلون: تمام کو خطاب کر کے فرمایا۔ هات طعامك: یہ عبدالرحمان کو فرمایا۔ فجاء به فوضع: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کیا۔ الاولی: اس سے غصہ کا جوش جو قسم کا باعث بنا وہ مراد ہے۔ اس کو شیطان کی طرف اس کے وسوسہ اندازی کی وجہ سے منسوب کیا۔

لطف الله: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مہربانی کا معاملہ فرماتے ہیں وہ اس طرح ۱) ابوبکرؓ اور انکے بیٹےؓ اور گھر والوں اور مہمانوں کے دلوں میں کھانا نہ کھانے سے تشویش پیدا ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل مکدر ہو جس کی وجہ سے انہوں نے قسم اٹھائی، پھر توڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا تدارک ان کی کرامت سے کر دیا۔ جس سے تکدر صفائی میں بدل

گیا۔غُنثر :ضمہ وفتحہ دونوں مذکور ہیں۔غبی، جاہل، بیوقوف ،کمینے پر بولا جاتا ہے۔بعض نے کہا یہ مکھی ہے۔ یہ تحقیر کیلئے بولا جاتا ہے یا نیلی مکھی۔الجدع: کان ناک کا کاٹنا اس کا معنی سب نہیں ہیں۔

تخریج : اخرجه احمد (۱۷۰۲) والبخاری (۶۰۲) ومسلم (۲۰۵۷) وابو داود (۳۲۷۰) وابن حبان (٤٣٥٠) وأبو نعيم (٤٩٧) الحلية (٣٣٨/٢) والبيهقي (٣٤/١)

الفرائد : (۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھلی کرامت کا ذکر ہے۔(۲) جب زیادہ مہمان ہوں تو ان کو باہمی بانٹ لینا چاہیے(۳) فقراء کو جب حاجت پیش آئے تو مساجد کا رخ کرنا درست ہے۔(۴) عورت گھر میں اس قدر تصرف کر سکتی ہے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے۔(۵) مہمان کو وقت پر نہ کھلانے کے تکدر کو اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت بنا دیا۔

۱۵۰۵ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ ، فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَفِیْ رِوَايَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ :"مُحَدَّثُوْنَ" اَیْ مُلْهَمُوْنَ۔

۱۵۰۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔'' (بخاری)

مسلم نے حضرت عائشہ سے یہ روایت کی ہے اور دونوں روایتوں میں ابن وہب کے بقول مُحَدَّثُوْنَ کا معنی مُلْهَمُوْنَ یعنی الہام کیے ہوئے ہے۔ (بخاری)

تشریح ۞ یعنی جو لوگ تم سے پہلے تھے۔قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ ۔

اَلنَّحْوُ :صفت محذوف کان کا اسم ہے۔ایک ظرف حال اور دوسرا خبر ہے۔محدث کی جمع ہے۔اکثر علماء کہتے ہیں: ا)ملہم ۲) سچے گمان والا انسان۔وہ شخص جس کے دل میں ملاء اعلیٰ کی طرف سے کوئی چیز ڈال دی جائے۔گویا کسی اور نے اس کو بتلایا ہے۔ابواحمد عسکری نے یہی مطلب بیان کیا ہے۔۳) بعض نے کہا وہ شخص جس کی زبان پر بلا قصد درست بات جاری ہو۔۴) بعض نے کہا نبوت کے بغیر فرشتوں سے کلام کرنے والا۔حدیث ابوسعید مرفوعاً یہ منقول ہے۔''قیل یا رسول الله کیف یحدث؟ قال تتکلا الملائکة علی لسانه'' فوائد جوہری میں ہم نے روایت کیا اور قابسی نے اس کو بیان کیا۔اس کا معنی پہلے والا بھی ہوسکتا ہے ۔اگر چہ کلام کرنے والا فی الحقیقت نظر نہ آئے تو الہام کا معنی لیا جائے گا۔مسند حمیدی میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ کے بعد لکھا ہے۔''المحدث الملهم بالصواب الذی یقع علی فیه'' اور مسلم میں ابن وہب کی روایت: ''وهم ملهمون وهی الاصابة بغیر نبوة'' اور ترمذی کی روایت ابن عیینہ کو بعض اصحاب نے اس طرح ذکر کیا:''محدثون یعنی مفهمون'' اسماعیلی کی روایت میں''محدث ای یُلقی فی روعه'' ابن التین نے اس کا ترجمہ فراست والا کیا ہے۔اسماعیلی کے معنی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔''ان الله جعل الحلق علی لسان عمر وقلبه اخرجه الترمذی من حدیث ابن عمر'' (فتح الباری) فان یلك فی امتی احد: بعض رواۃ بخاری نے '' من احد'' نقل کیا ہے۔اس طرح بات کو تردد کے مقام پر نہیں رہنے دیا اس لئے کہ آپ کی امت افضل امم ہے۔جب محدثین کا

وجود دوسری امتوں میں بھی ثابت ہوگیا۔ تو اس امت میں پایا جانا ضروری ہے۔ ان کلمات کو تاکید کی جگہ لایا گیا۔ جیسے کہتے ہیں۔ ''ان کان لی صدیق ففلان'' اس سے مقصود دوستی میں کمال اور خصوصیت ہوتی ہے، دوسروں سے اس کی نفی مقصود نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا تردید کیلئے ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں تو ان کا وجود ثابت ہے اور ان کے احتیاج کی وجہ ان میں اس وقت کوئی پیغمبر نہ ہوتا ہوگا۔ آپ ﷺ کو خیال آیا کہ اس امت کو اس کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ نئے نبی کی آمد سے اس کو قرآن مجید کے ذریعہ مستغنی کر دیا گیا اور معاملہ اسی طرح پیش آیا جب کسی محدث کا وجود ثابت ہوا تو اس کو اسی طرح فیصلہ کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ اسے اپنے اس الہام کو کتاب اللہ اور سنت پر پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ ان کے موافق ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگ ہوں اور عصر اول کے بعد ان لوگوں کا وجود اس امت کے شرف کو بڑھانے والا ہے۔ تکریم میں بنی اسرائیل کے مقابلہ میں جہاں ان میں انبیاء علیہم السلام کی کثرت ہوئی تو اس امت میں **ملھمین** کی کثرت کر دی گئی۔ **فانه عمر**: طیبی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے پہلی امتوں میں انبیاء **ملھمون** تھے اور اگر میری امت میں کوئی اس شان کا ہے'' کہ اس پر الہام ہو تو وہ عمر ہے'' ان کو ایسے قرین کے ساتھ ذکر کیا گیا جو منقطع ہو۔ اب آیا ان کو اطلاع دی گئی یا نہیں؟ اسی وجہ سے لفظ ''ان'' سے ذکر کیا اور اس تائید حدیث بخاری سے ہوتی ہے۔ ''**لو کان نبی بعدی لکان عمر**'' اس روایت میں ''لو'' بمنزلہ ''ان'' ہے جو اس روایت میں لایا گیا ہے۔ یہ فرض و تقدیر کے انداز سے ذکر کیا۔ ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ حدیث عائشہ میں اس کی اصل موجود ہے۔ جس کو ابن سعد نے ابن ابی عتیق کی سند سے نکالا ہے۔

فرق روایت: حافظ کہتے ہیں مسلم کی روایت میں **محدثون ای ملھمون** ہے۔ نووی کہتے ہیں ایک روایت میں اس طرح ہے۔ ''**قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر أن یکونوا أنبیاء**'' (بخاری) مصنف کو مناسب تھا کہ وہ ختنین کی کرامات کا تذکرہ کرتا۔ ابن سید الناس نے کتاب **المقامات العلیه فی الکرامات الجلیه** میں ذکر کی ہیں۔

حضرت عثمان خطبہ دے رہے تھے کہ جہجاء الغفاری کھڑا ہوا اور اس نے آپ کے ہاتھ سے خطبے والا عصا لے کر اس کو گھٹنے پر توڑ دیا۔ اس کے دونوں گھٹنوں میں لکڑی کا ایک باریک ٹکڑا گھس گیا۔ اس میں دیمک لگ گئی۔ عبداللہ بن ادریس کی یہ روایت ابن سعد نے سنی نہیں بلکہ اس کے سامنے پیش کی گئی۔ ۲) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس میں سے سات کنکریاں لیں وہ آپ کے ہاتھ پر تسبیح کرتی رہیں پھر آپ نے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیں۔ وہ ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کرتی رہیں۔ پھر ان کو عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ڈال دیا گیا تو اسی طرح تسبیح کرتی رہیں جیسا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھی پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ڈال دی گئیں تو وہ اسی طرح تسبیح کرتی رہیں جیسا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں تسبیح کرتی تھیں۔

۳) حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے علی رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ ﷺ نے میری پشت پر آج رات نیند میں ہاتھ پھیرا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ کی امت کی طرف سے ٹیڑھا پن اور جھگڑا پہنچا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے بددعا کرو۔ میں نے اس طرح کہا: **اللھم ابدلنی بھم من ھو خیر لی منھم و أبدلھم بی من ھو شر منی**' پھر آپ نماز کیلئے تشریف لائے تو ایک آدمی نے آپ پر وار کر دیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸٤۷٦) والبخاری (۳٤٦۹) والنسائی (۱۹) أخرجه أحمد (۹/۲٤۳۳۹) ومسلم (۲۳۹۸) والترمذی (۳٦۹۳) والنسائی (۱۸) والحاکم (۳/٤٤۹۹) وابن حبان (٦۸۹٤)

الفرائد : حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کھلی فضیلت کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۵۰۲ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا ' يَعْنِي ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ – فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ ' فَقَالَ : يَا اَبَا اِسْحَاقَ ' اِنَّ هٰؤُلَاۤءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ فَقَالَ : اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلٰوتَيِ الْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ : ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ وَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا – اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ ' وَيُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا ' حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِيْ عَبَسَ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ ' يُقَالُ لَهٗ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ ' يُكَنّٰى اَبَا سَعْدَةَ ' فَقَالَ : اَمَّا اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ ' قَالَ سَعْدٌ : اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا ' قَامَ رِيَآءً ' وَسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهٗ ' وَاَطِلْ فَقْرَهٗ وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ – وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ : شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ ' اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرِ الرَّاوِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ : فَاَنَا رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ ' وَاِنَّهٗ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۰۲ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کی تو آپ نے ان کو معزول کر کے عمار کو ان کی جگہ پر گورنر بنا دیا پس انہوں نے شکایت میں یہاں تک بیان کیا یہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج کے کہا اے ابو اسحاق! ان کا خیال یہ ہے کہ تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھاتے! اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں اللہ کی قسم ان کو حضور ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو اسحاق تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا اور آپ نے (تحقیقات کیلئے) ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا تا کہ وہ کوفہ والوں سے دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں

نے مسجدوں میں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے ان کی اچھی تعریف کی یہاں تک کہ وہ وفد مسجد بنو عبس میں آیا تو ایک آدمی نے ان میں سے کھڑے ہو کر کہا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابو سعدہ تھی کہ جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو گزارش ہے کہ سعد لشکر جہاد کے ساتھ نہیں جاتے اور نہ (مال غنیمت) کی تقسیم میں برابری کرتے ہیں اور نہ ہی فیصلوں میں عدل کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا سنو اللہ کی قسم میں ضرور تین دعائیں کروں گا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے' ریا کاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو طویل فرما اور اس کے فقر کو لمبا کر دے اور فتنوں کو اس کو نشانہ بنا۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا فتنوں میں مبتلا ایک بہت بوڑھا شخص ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔ جابر بن سمرہ سے راوی عبدالملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھا اس کی ابرو بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر پڑی ہیں اور وہ راستوں پر لڑکیوں کے سامنے آتا اور ان کو اشارے کرتا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **سعداً:** سعد سے یہاں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

فعزله: آپ نے ان کی درخواست کو منظور فرمایا اور سعد رضی اللہ کو معزول کر دیا۔ **استعمل عليهم عمارا:** ان پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ **فشكوا:** اہل کوفہ ان کی شکایت میں تین باتیں ذکر کیں۔

اَلنَّحْوُ: فعل کو اطناب کیلئے دوبارہ لائے اور اگلے فعل کو عطف بھی کرنا مقصود تھا۔ **انه لا يحسن:** آپ نے ان کو ان کی بات پہنچائی۔ **هؤلاء يزعمون:** اس تعبیر میں اشارہ ہے وہ اپنی بات میں جھوٹے ہیں اور تمہاری معزولی ان کے قول کی تصدیق کیلئے نہیں بلکہ ان کو مطلوبہ جواب سمجھانے کی غرض سے ہے۔

انك لا تحسن تصلي: **اَلنَّحْوُ:** فعل سے پہلے ان کو مقدر مان کر یا فعل کر مصدر کی جگہ لاتے۔''ای لا تحسن الصلاة''۔ **اَمَا:** اس حرف میں شرط تفصیل اور تاکید کا معنیٰ مخفی ہے۔ **صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم:** یعنی مثل صلاۃ رسول اللہ ﷺ۔ **لا اخرم عنها:** میں اس میں سے کچھ کم نہیں کرتا۔ **اَلنَّحْوُ:** تعمیم کا معنی پیدا کرنے کیلئے مفعول حذف کیا۔ **اما:** کا لفظ شرط، تفصیل و تاکید کیلئے آتا ہے۔ **فارکد:** میں پہلی دو رکعتوں میں طویل قیام کرتا ہوں اور پچھلی رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں۔ **ذلك:** اس طریقہ ادا کی طرف ہے کہ سعد قدیم و کبار صحابہؓ میں سے ہیں' عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ **رجلاً:** اس سے محمد بن مسلم مراد ہیں۔ **او رجالاً:** راوی کو شک ہے کہ ایک مرسل ہے یا کئی ہیں۔ **فسال عنه:** اہل مسجد سے سعد کے متعلق دریافت کیا۔ **اذ نشدتنا:** یہ مقدر فعل کا ظرف ہے۔ **ماجوابنا وقت طلبت منا القول:** جب تم نے ہم سے باتی پوچھی ہے۔ اس وقت ہمارا جواب یہ ہے۔ **فان سعداً:** یہ ''اما'' کا جواب ہے۔ سعد سریہ رخصت کرتے وقت ان کو خود رخصت کرنے نہیں جاتے۔ یہ بزدلی سے کنایہ ہے۔

لا يقسم بالسوية: اغراض کی خاطر جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں تقسیم میں برابری نہیں کرتے۔ **القضيه:** فیصلہ۔ **لا دعون بثلاث:** اس نے تین اعتراض کیے آپ نے اس کے متعلق تین دعائیں کیں۔ معدود کو دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا اور وہ **اللهم ان كان** ہے۔ **رياء وسمعة:** تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کی بات سنیں تاکہ اس سے اس کی خوب مشہور ہو جائے۔ **فأطل عمره:** تاکہ حسرت و تھکاوٹ دائمی ہو جائے۔ **اطل فقره:** سخت ترین فقر وہ ہے جو بڑھاپے کی حالت میں ہو۔ کیونکہ

وہ عمل سے ضعف و عاجزی کا وقت ہے۔ اس وقت فقر بڑی سخت چیز ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ آیا ہے۔ **واکثر عیاله**: اس کے بچے زیادہ کر دے۔ **وعوضه للفتن**: فتنوں کا نشانہ بنا دے یا اس کو فتنوں کے مقام پر داخل کر کے فتنوں کو اس پر غالب کر دے۔

فَنْبِیْنَالَۃ: ظالم کے متعلق جائز ہے کہ اس کے دین میں فتنہ کی دعا مانگی جائے۔ ابن منیر کہتے ہیں اس سے مقصود ظالم کی ذلت ونکبت اور سزا ہے۔ (اور اس کی مثالیں احادیث کی دعاؤں میں ملتی ہیں) جیسا کہ شہادت مباح ہے۔ بلکہ مستحب ہے حالانکہ اس میں کافر کے مسلمان کو قتل کی ایک گونہ تمنا ہے۔ اور ایک اعتبار سے یہ دین میں کمزوری کی وجہ سے معصیت ہے۔ لیکن غرض تمنی شہادت ہے اس لئے ثواب کا باعث ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا میں یہ الفاظ ہیں: ﴿ربنا اطمس على أموالهم واشدد على قلوبهم﴾ [یونس: ۸۸] اور نوح علیہ السلام کی دعا: ﴿ولا تزد الظالمين إلا ضلالاً﴾ [نوح: ۲۴]

قول ابن المنیر: ان تینوں دعاؤں کو حالات سے خوب مناسبت ہے۔ ۱) طوالت عمر اس لئے تاکہ جنھوں نے اس کی بات کو سنا ہے۔ وہ اس کا انجام دیکھ لیں۔ اور سعد کی کرامت ان کے سامنے آجائے۔ ۲) طول فقر اس کا مطلوب ختم ہو جائے کیونکہ اس کی حالت سے ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس نے دنیا کی خاطر یہ حرکت کی ہے۔ ۳) فتنوں میں ابتلاء کی وجہ یہ ہے اس نے خود فتنہ برپا کرنے کی سعی کی اور اس پر وہ خوش تھا اس کے شہر کا کوئی آدمی اس بات پر راضی نہ تھا۔ دیگر علماء کا قول: جب اس نے سعد رضی اللہ سے تین باتوں کی نفی کی۔ ۱) شجاعت جو کہ پٹھوں کی کامل قوت کا نام ہے۔ ۲) سریہ کے ساتھ خود نہیں جاتے یعنی بزدل ہیں اور پاکدامنی جو کہ قوت شہویہ پر کامل کنٹرول کا نام ہے۔ ۳) اور تقسیم درست نہیں کرتے گویا حکمت کا انکار کیا جو کہ قوت عقلیہ کے کمال کا نام ہے۔ مطلب یہ تھا کہ وہ بے انصاف ہیں۔ یہ تینوں نفس سے متعلق ہیں۔ طول فقر کا تعلق مال اور وقوع فتنہ کا تعلق دین سے ہے۔ **إذا سئل**: اس اسامہ مذکور سے جب حال پوچھا جاتا تو کہتا شیخ کبیر۔ کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ کہ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔ طبرانی نے پہلی دعا کے بدلے فقیر اور دوسری دعا کے بدلے مفتون کا اضافہ کیا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ کہ وہ اندھا ہو گیا۔ دس بیٹیاں اس کے ہاں جمع گئیں۔ ابن عدی کی روایت میں ہے۔ وہ ہر فتنے میں حصہ لیتا۔ اور فوائد الملخص میں مذکور ہے۔ کہ وہ مختار ثقفی کذاب مدعی نبوت کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اس زمانہ میں قتل ہوا۔ سعد رضی اللہ قبولیت دعا میں مشہور تھے۔ ترمذی *ابن حبان، حاکم نے سعد رضی اللہ سے نقل کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**اللهم استجب لسعد إذا دعاك**''۔ عبد الملک بن عمیر بن سوید لخمی' یہ بنی عدی کا حلیف تھا۔ یہ کوفی ہے۔ اس کو فرس (دوڑنے کی وجہ سے) اور قبطی کہا جاتا تھا۔ بعض اوقات اس کو بصری بھی کہتے ہیں فصیح عالم ہے۔ آخر میں حافظہ میں تبدیلی آ گئی اس لئے بسا اوقات تدلیس کر جاتا ہے۔ اس کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی۔ اس نے ۱۰۳ سال عمر پائی۔ (تقریب نووی) اس کے طبقہ تابعین میں ہونے پر سکوت کیا گیا ہے۔ **فأنا رأيته**: میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا۔ **قد سقط حاجباه**: یہ مفعول بہ سے جملہ حالیہ ہے۔ اور **من الكبر** سبب سقوط کا بیان ہے۔ **وانه ليتعرض**: **اَلنَّحْوُ**: ''اِن'' کا ہمزہ مکسور مانیں تو جملہ حالیہ ہے۔ اور ''اَن'' کا ہمزہ مفتوحہ ہو مفعول رأیت پر معطوف ہے۔ ایک روایت میں **يتعرض** آیا ہے اس صورت میں ''اِن'' متعین ہو جاتا ہے۔ **فيغمزهن**: چھیڑ چھاڑ کرنا۔

حکمتیں: ۱) جب کسی حاکم کے متعلق شکایت ہو تو وہاں کے اہل فضل سے پوچھا جائے۔ کیونکہ عمر رضی اللہ نے نمازیوں سے

سوال کیا'۲)حکم پر اعتراض کی صورت میں مصلحت کا تقاضا ہو تو اس کو معزول کر دیا جائے۔تا کہ کسی برائی کے خوف سے اس کو ناپسند کرنے والا کوئی آدمی بھی نہ ہو'۳)فاروق رضی اللہ کا ذلك الظن بك کہنا اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے تھا کہ معزولی کی وجہ خیانت نہیں ہے'۴)اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ منہ پر تعریف بھی جائز ہے جبکہ خود پسندی کا خدشہ نہ ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۵۱۰ـ۱۵۱۸) والبخاری (۷۵۵) ومسلم (۴۵۳) وأبو داود (۸۰۳) والنسائی (۱۰۰۱) وابن حبان (۱۸۵۹) وأبو عوانة (۲/۱۴۹) والطبرانی (۳۰۸) وابن خزیمة (۵۰۸) والطیالسی (۲۱۶) وأبو یعلی (۶۹۲) والبیهقی (۲/۶۵)

الفرائد : (۱)سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامت اوران کا مستجاب الدعوات ہونا۔(۲)ظالم کے حق میں بد دعا درست ہے۔جیسا دعا موسیٰ علیہ السلام ربنا اطمس علی اموالهم...... ۔(۳)عادل سے اس کے عدل کے متعلق سوال کیا جا سکتا ہے۔

۱۵۰۷ :وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ ، وَادَّعَتْ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا ، فَقَالَ سَعِيْدٌ : اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ" فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ : لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا ، فَقَالَ سَعِيْدٌ : اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا ، وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهُ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ : اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ ، وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِيْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا۔

۱۵۰۷:حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین زبردستی لے لی ہے۔پس سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ سے (ارشاد) سننے کے بعد میں نے اس کی زمین دبالی ہے؟ حضرت مروان نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جس نے ظلم کے ساتھ کسی کی ایک بالشت زمین لے لی تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔اس پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے بعد آپؓ سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا:''اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں

اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو ہلاک کر۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے وہ اندھی ہوگئی اور وہ اپنی اسی زمین میں چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے ہے وہ اس کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو خود نابینا اور دیواریں ٹٹولتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور اس کا گزر ایک کنویں کے پاس سے ہوا' جو اس کے گھر میں واقع تھا' جس کے متعلق اس نے جھگڑا کیا تھا وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ اس کی قبر بن گیا۔

تشریح ❁ سعید بن زید رضی اللہ عنہ: یہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ اروَی بنت اوس: ان سے اروی نے جھگڑا کیا۔ مروان بن الحکم: یہ مدینہ کے حاکم تھے ان کے ہاں مقدمہ لے گئی۔ **شیئاً من ارضھا**: یعنی میری زمین اپنی زمین میں شامل کر لی ہے۔ کیونکہ وہ سعید رضی اللہ کی زمین کے پڑوس میں تھی۔ **شیئاً**: اس کو نکرہ اس بات کے اہتمام کیلئے لائے کہ میں اس کی زمین کے الزام سے بالکل بری الذمہ ہوں۔ **بعد الذی سمعت**: تشویق کیلئے ابہام کیا۔ تاکہ ان سے دریافت پر وہ بتلا دیں۔ **ماذا سمعت**۔

اَلنَّحْو: ماذا سمع کا مفعول مقدم بن سکتے ہیں۔۲) **ذا** موصولہ اور ضمیر محذوف۔ **من اخذ شبراً**: لی جانے والی چیز کی انتہائی قلت کی طرف اشارہ کیلئے شبراً لائے۔ **من الارض ظلما**: ۱) ظرف لغو متعلق بالفعل۔۲) ظرف مستقر ہو تو شبراً کی صفت سے ظلماً حال ہے۔ **ای حال کونہ ظالمًا**: ۳) تمیز ہے۔ **ای بجھہ الظلم**: ظلم کے اعتبار سے لی یا وہ ظالمانہ طور پر لی۔

طوقہ: یہ فعل مجہول ہے۔۱) جو اس نے ظلم کیا ساتویں تک اس کو محشر میں منتقل کرنے کا حکم دیا جائے طوق حقیقی مراد نہیں۔۲) اس کو سات زمینوں تک دھنسانے کی سزا دی جائے گی اس وقت تمام زمین اس کے گلے کا طوق بن جائے گی۔ اور گردن بھی بڑی کر دی جائے گی تاکہ اس میں آسکے۔ **اعاذنا اللہ منہ**۔ سیوطی نے دوسرے قول کو اصح قرار دیا ہے۔ (تفصیل فتح الباری میں ہے)۔ **لا أسألك بينة بعد هذا**: تمہارے اس جاننے کے بعد اور اس کے ساتھ ساتھ کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اور اس کے عذاب سے واقف ہو یہ سب چیزیں کسی بھی چیز کے ظلماً لینے سے مانع ہیں۔

اللھم ان کانت کاذبۃ: اس کو اپنے کذاب پر یقین ہونے کے باوجود جھوٹا دعویٰ کیا۔ کیونکہ غفلت و بے خبری میں تو کسی کی زمین میں سے کچھ ساتھ مل سکتا ہے یا خدام میں سے کسی کے شامل کرنے سے بھی ہو سکتا ہے۔ **فأعم بصرھا واقتلھا فی أرضھا**: اس کی موت کا سبب اس کی زمین بنا۔ زمین سے پیدا ہونے والی چیز اس باعث بنے۔ **بصرھا**: آنکھوں میں دیکھنے کی جو قوت رکھی گئی ہے۔

ابن حبان کی روایت میں وارد ہے کہ سعید رضی اللہ نے اس دعویٰ والی زمین کو اس کیلئے چھوڑ دیا۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے سیلاب آیا اور اس سے گڑھا ظاہر ہوا جس نے اس کے حق کو سعید رضی اللہ کی زمین سے خارج قرار دیا۔ سعید رضی اللہ مروان کے پاس گئے وہ لوگوں سمیت وہاں آیا اور موقعہ ملاحظہ کیا۔ **ھی تمشی فی أرضھا**: کھجوروں کی حفاظت کیلئے اپنی

زمین میں چل رہی تھی۔ فماتت: اللہ تعالیٰ نے اس نے جھوٹ کو ظاہر کر دیا اور گڑھے میں گر کر وہ زمین اس کے گلے میں معلق ہوگئی۔

(معلوم ہوتا ہے کہ اپنا کذب واضح ہونے کے باوجود وہ اس زمین سے دست بردار نہ ہوئی اور نہ توبہ کر کے معافی کی طلب گار ہوئی۔ اعاذنا اللّٰہ من اصرار السیئات)

دوسری روایت میں بعض الفاظ کا فرق ہے۔ فوقعت فیھا مکانت قبرھا: وہ گر کر مرگئی وہ مقام اس کی قبر بن گیا۔ پانی کی گہرائی اس کے سبب سے تھی یا اس گڑھے میں گر کر مرنے کے سبب وہ اس کی قبر بن گئی۔ حافظ کہتے ہیں۔ عرب میں یہ مثال مشہور ہوگئی۔ کہ جب وہ بددعا کرتے ہیں تو کہتے: ''کعمی الأروی''۔

ابن الزبیر کہتے ہیں اہل مدینہ کہتے تھے: ''عماہ اللّٰہ کعمی أروی'' اس سے ان کی مراد اس واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔ پھر اہل جہالت کہنے لگے کعمی الاروی۔ اس سے ان کی مراد وہ وحشی نیل گائے جو پہاڑوں میں ہوتی ہے۔ وہ اس کو سخت اندھا خیال کرتے تھے حالانکہ ایسا نہیں۔ باب الأمر بأداء الأمانة میں حدیث عبداللہ بن زبیر گزری اور انکے والد کا قول گزرا ''ولا أرانی الا مقتولا فی ھذہ'' پس جیسا انہوں نے فرمایا اسی طرح ہوا۔ یہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

تخریج: أخرجه أحمد (١٧٢٨) والبخاری (٢٤٥٢) ومسلم (١٦١٠) وأبو يعلى (٩٥٩) وابن حبان (٣١٩٥) والطبرانی (٣٤٢) وأبو يعلى (٩٥١) والترمذی (١٤١٨) وأبو نعيم (١/٩٦)

الفوائد: (۱) غصب و ظلم حرام ہے یہ کبیرہ گناہ ہیں۔ (۲) سعید بن زید کی کرامت اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا معلوم ہوتا ہے۔

١٥٠٨: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ اُحُدَ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا، فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ، وَدَفَنْتُ مَعَهُ اٰخَرَ فِيْ قَبْرِهِ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ اَنْ اَتْرُكَهُ مَعَ اٰخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ غَيْرَ اُذُنِهِ فَجَعَلْتُهُ فِيْ قَبْرٍ عَلٰى حِدَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٥٠٨: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اُحد کا موقعہ آیا۔ تو اس رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اصحاب نبی ﷺ میں جو لوگ مقتول ہوں گے ان میں سب سے پہلا میں ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ ایسا کوئی شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا جو مجھے تجھ سے زیادہ معزز ہو اور بے شک میرے ذمہ قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ

اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ ہم نے صبح کی تو وہ سب سے پہلے مقتول تھے اور میں نے ان کے ساتھ دوسرے کو ان کی قبر میں دفن کیا۔ پھر مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح میں نے یوم اُحد کو انہیں دفن کیا تھا۔ سوائے ان کے کان کے۔ پس میں نے ان کو علیحدہ قبر میں دفن کیا۔'' (بخاری)

تشریح ۞ **من الليل**: رات کے کسی لمحہ میں۔ **ما أراني**: میرا خیال ہے۔ **اعز علي منك** ۔ **أي نفسا أعز علي بدليل غير نفس رسول الله صلى الله عليه وسلم**: میں تمہیں دلی لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ **غير نفس**۔

النحو: ۱) استثناء کی وجہ سے منصوب ہے۔ ۲) اعز سے بدل ہے۔ **دينًا**: تنوین تعظیم کیلئے کافی قرھنه۔ **خيرًا**: سے مراد ان پر مال صرف کرو اور ان کی ایذاء سے باز رہو۔

بذل ندى و كف أذى۔ **فاصبحنا**: ہم نے صبح کی۔ مکان اول۔ **قتيل** یہ پہلے مقتول تھے۔ **دفنت معه آخر**: مقتولین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ **مع آخر**: یعنی ایک قبر میں۔ **فاستخرجته**: شاید اپنے اجتہاد سے قبر کو کھولا۔ ہمارے ہاں میت کے اندر اسی سے پہلے قبر کا کھولنا جائز نہیں۔ **كيوم وضعته**: جب یوم اول قبر میں رکھا تھا۔ **غير أذنه**: وہ رکھنے کے وقت باقی نہ تھا۔ (مگر اب موجود تھا اس میں دوسری کرامت ہے) یا بقیہ جسم سلامت تھا۔ کان اس کیفیت پر نہ تھا واللہ اعلم)۔ **منفردًا**: یعنی الگ قبر میں۔

تخریج : أخرجه البخاري (۱۳۵۱)

الفوائد : (۱) اولاد پر احسان کرنا چاہیے (۲) عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی۔ (۳) عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کہ جسم خاکی محفوظ تھا۔ (۴) جابر رضی اللہ عنہ کی وفاداری کہ والد کی وصیت کو پورا کر دیا۔

۱۵۰۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا ، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ طُرُقٍ وَّفِيْ بَعْضِهَا اَنَّ الرَّجُلَيْنِ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

۱۵۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے دو آدمی اندھیری رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے تو ان کے ساتھ دو چراغ جیسی چیز سامنے جا رہی تھی جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔ بخاری نے کئی اسناد سے بیان کیا۔ بعض میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔

تشریح ۞ **لیلة مظلمه**: اندھیری رات: اندھیرے کی طرف اسناد مجازی ہے۔
المصباحین بین ایدیهما: یہ آپ ﷺ کا معجزہ اور ان کی کرامت ہے۔
فلما افترقا صارمع کل: ہر ایک اپنے راستے پر چلا اور دوسرے سے جدا ہوا۔
النحو : **واحدٌ**: یہ صار کا اسم اور ظرف خبر ہے۔
فرق روایات: بعض روایات نے ان دو آدمیوں کے نام اسیر بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تحریر کیے ہیں۔
تخریج : أخرجه البخاری (٤٦٥)
الفرائد :(۱) حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کی کرامت ظاہرہ۔(۲) اللہ تعالیٰ کا اکرام قربانی کی مقدار سے ہوتا ہے۔

۱۵۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ ابْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْهُ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهُدَاةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِّنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْا لِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِّنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا آثَارَهُمْ – فَلَمَّا اَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهُ لَجَاءُ وْا اِلٰى مَوْضِعٍ ، فَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا انْزِلُوْا فَاَعْطُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَنْ لَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَدًا : فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ : اَيُّهَا الْقَوْمُ اَمَّا اَنَا فَلَا اَنْزِلُ عَلٰى ذِمَّةِ كَافِرٍ : اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ا ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا ، وَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ ، وَرَجُلٌ اٰخَرُ – فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ : قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ : هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِيْ بِهٰؤُلَاءِ اُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرُّوْهُ وَعَالَجُوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ ، وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ ، حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خُبَيْبًا ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اَجْمَعُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَّهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ : اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ يَوْمًا يَاْكُلُ قِطْفًا مِّنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ! وَكَانَتْ تَقُوْلُ : اِنَّهٗ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ : دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ،

فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنْ تَحْسَبُوْا اَنَّ مَا بِیْ جَزَعٌ لَزِدْتُّ : اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بِدَدًا ' وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا – وَقَالَ :

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ
يُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا لِصَّلٰوةَ ' وَاَخْبَرَ يَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اُصِيْبُوْا خَبَرَهُمْ ' وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلٰی عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ قُتِلَ اَنْ يُّؤْتُوْا بِشَیْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ ' وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ ' فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا اَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

قَوْلُهٗ "الْهُدَاةَ" مَوْضِعٌ ' وَالظُّلَّةُ : السَّحَابُ – وَالدَّبْرُ : النَّحْلُ – وَقَوْلُهٗ : "اقْتُلْهُمْ بِدَادًا" بِكَسْرِ الْبَآءِ وَفَتْحِهَا فَمَنْ كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعُ بِدَّةٍ بِكَسْرِ الْبَآءِ وَهِیَ النَّصِيْبُ وَمَعْنَاهُ :اقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ نَصِيْبٌ ' وَمَنْ فَتَحَ قَالَ مَعْنَاهُ : مُتَفَرِّقِيْنَ فِی الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِّنَ التَّبْدِيْدِ – وَفِی الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ سَبَقَتْ فِیْ مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتٰبِ مِنْهَا حَدِيْثُ الْغُلَامِ الَّذِیْ كَانَ يَاْتِی الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيْثُ جُرَيْجٍ ' وَحَدِيْثُ اَصْحَابُ الْغَارِ الَّذِيْنَ اُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ الَّذِیْ سَمِعَ صَوْتًا فِی السَّحَابِ يَقُوْلُ :اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ ' وَغَيْرُ ذٰلِكَ ' وَالدَّلَآئِلُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ ' وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

۱۵۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کا دستہ بطور جاسوس بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ مقام ہداۃ میں پہنچے' جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے' تو ہزیل کے قبیلہ بنولحیان کو ان کی اطلاع ہوگئی پس وہ سو تیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل پڑے اور ان کے نشان ہائے قدم کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پناہ لی۔ تیر انداز وں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں کافر کی ذمہ داری میں اترنے کو تیار نہیں۔ اے اللہ! ہماری اس حالت کی اطلاع اپنے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بنولحیان نے ان پر تیر برسائے اور عاصم کو قتل کر دیا۔ تین

اور شخص ان کے عہد و میثاق پر نیچے اتر آئے۔ ان میں خبیب اور زید بن دثنہ ایک دوسرا آدمی تھا۔ جب بنو لحیان نے ان پر قابو پالیا تو ان کی کمانوں کے تانت کھول کر انہی سے ان کو باندھ لیا تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ پہلی غداری ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میرے لئے یہ (مرنے والے) نمونہ ہیں۔ پس انہوں نے اس کو کھینچا اور مروڑا مگر اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس پر انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر چل دیئے یہاں تک کہ ان کو واقعہ بدر کے بعد اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ چنانچہ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خریدا۔ حضرت خبیب نے حارث کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس حضرت خبیب ان کے قیدی بن کر رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قتل کا انہوں نے فیصلہ کیا۔ (دوران قید) ایک دن خبیب نے حارث کی کسی بیٹی سے ایک اُسترہ زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے منگوایا۔ اس نے عاریۃً دے دیا۔ اس کا بچہ لڑکھڑاتا ہوا حضرت خبیب کے پاس پہنچ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی۔ پس اس نے بچے کو ان کی گود میں بیٹھے پایا اس حالت میں کہ اُسترہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ لڑکی سخت گھبرائی۔ اس بات کو حضرت خبیب نے جان کر کہا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا کرنے والا نہیں! وہ عورت کہتی ہیں میں نے حضرت خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کو ایک دن انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا حالانکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نام تک نہ تھا! وہ عورت کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو دیا تھا۔ جب (کفار مکہ نے انہیں) حرم سے حل (حدود حرم سے باہر) میں نکالا تاکہ ان کو قتل کر دیں تو حضرت خبیب نے ان کو کہا مجھے مہلت دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ پس انہوں نے چھوڑ دیا پس اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور (مخاطب ہو کر کفار کو کہا) اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے (قتل کی) گھبراہٹ ہے تو میں نماز کو لمبا کرتا۔ (پھر دعا کی) اے اللہ انکی تعداد گن لے اور انکو منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ اور (یہ شعر) پڑھے

''مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جارہا ہے۔ کہ آیا کس پہلو پر میرا یہ قتل ہو کر گرنا ہے اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو جسم کے ان کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے''۔

حضرت خبیب وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے لئے جس کو جکڑ کر باندھ کر قتل کیا جارہا ہو۔ یہ نماز کا طریقہ جاری کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی اطلاع اسی روز ہی دی جس دن وہ قتل ہوئے۔ قریش کے کچھ لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ ان کے جسم کا کوئی معروف حصہ لائیں۔ (مثلاً سر وغیرہ) حضرت عاصم نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو (بدر میں) قتل کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیج دیا۔ ان مکھیوں نے ان کے جسم کی قریش کے قاصدوں سے حفاظت کی۔ پس وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔'' (بخاری)

الْهُدَاةُ: جگہ کا نام ہے۔

الظُّلَّۃُ: بادل۔

الدَّبْرُ: شہد کی مکھی۔

اقْتُلْھُمْ بِدَادًا: یہ بِدَّۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی حصہ۔اب مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو تقسیم کر کے مار کہ ہر ایک کا حصہ ہو۔بعض نے بِدَّۃٌ کی جمع بنایا جس کا معنی منتشر کر کے مارنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہلاک ہو۔

اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔جو اپنے مقام پر ابواب میں گزر چکی ہیں۔

ان میں وہ حدیث ہے جن میں ایک لڑکے کا تذکرہ ہے جو راہب کے اور ساحر کے پاس آتا جاتا تھا اور حدیث غار جو بند ہو گئی اور حدیث کہ آدمی نے بادل سے آواز سنی وغیرہ دلائل اس سلسلہ میں بے شمار د معروف ہیں دیگر واقعات اور۔

تشریح ۞ **رھط**: یہ اسم جمع ہے اس کا واحد لفظاً نہیں۔اس کا اطلاق عشرہ پر اسی طرح ہے جیسا نو سے اوپر پر۔ثعلب کہتے ہیں **رھط، نفر، قوم، معشر، عشیرہ**۔ان سب کا ایک معنی ہے۔یہ مردوں کیلئے استعمال ہوتے ہیں عورتوں کیلئے نہیں۔ ابن السکیت کہتے ہیں: **رھط** اور **عشیرہ** کا ایک معنی ہے۔**رھط** وہ ہے جو دس سے چالیس تک بولا جائے۔اصمعی وابن الفارس نے بھی یہی کہا۔ابن حجر کہتے ہیں۔ابوداؤد چھ آدمیوں کا لقب ہے۔۱)عاصم بن ثابت۔۲)یزید بن مرثد۔۳)حبیب بن عدی۔۴)زید بن الدثنہ۔۵)عبداللہ بن طارق۔۶)خالد بن الکبیر۔ابن سعد نے ساتویں کا نام معتب بن عوف لکھا ہے۔شاید آخری تین غیر معروف تھے اس لئے ان کے متعلق توجہ نہیں دی گئی۔

امر علیھم عاصم بن ثابت ثابت: ان پر ثابت بن عاصم کو امیر بنایا اور مقام ھداۃ جو عُسفان اور مکہ کے درمیان ہے اس کی طرف بھیجا۔عُسفان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی طرف بے تکے سیلاب آجاتے تھے۔یہ عسفان سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ **لحیی من ھذیل یقال لھم بنو لحیان**: **لحیی** تثنیہ ہے۔اس کی جمع احیاء ہے۔لحیان یہ حذیل کے بیٹے کا نام ہے اور ھذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر سے ہے۔بعض نے کہا لحیان یہ جرھم کے بقایا قبائل سے ہے یہ لوگ ھذیل میں داخل ہو کر اسی کی طرف منسوب ہوتے۔ **فنفروا لھم**: لحیانی لوگ ایک سو کے قریب تیر اندازوں کی صورت میں جمع ہو گئے۔ **فاقتصوا آثارھم**: ان کے نشان ہائے قدام پر چل کر ان تک پہنچ گئے۔ **أحسّ**: جب انہوں نے ان کی اس حرکت کو جان لیا۔ **لجأوا الی**: تو دشمن سے حفاظت کیلئے ایک بستی کا قصہ کیا۔ **فأحاط بھم**: دشمنوں نے تمام اطراف سے اس جگہ کا گھیراؤ کر لیا۔ **اعطوا بأیدیکم**: اطاعت میں داخل ہونے سے کنایہ ہے۔اور **ولکم العھد** کا عطف تفسیری ہے۔

ألا نقتل: یہ جملہ اعطوا کی ضمیر فاعلی سے حال ہے۔مطلب یہ ہے کہ ہم تمہیں قتل نہ کریں گے۔ **أیھا القوم**: مقام اختصار کی وجہ سے حرف نداء کو حذف کیا گیا ہے۔ **أما أنا فلا أنزل**: جو کچھ بھی ہو میں سلامت رہوں یا نہ رہوں کسی کافر کی ذمہ داری قبول کر کے نہ اتروں گا۔ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں: ''**لا أقبل الیوم عھداً من مشرك**'' آج میں کسی کافر کی ذمہ داری قبول نہ کروں گا کیونکہ اس میں اس کے لئے اعزاز و اکرام ہے۔ **اللھم أخبر**: اے اللہ آپ وحی کے ذریعہ اپنے پیغمبر ﷺ کو اطلاع دے دیں تا کہ آپ ان کی اس قربانی پر بلندی مرتبہ کی دعا فرمائیں۔ **فرموھم بالنبل**: نبل یہ اسم جمع ہے اس کا واحد لفظاً نہیں آتا۔معناً سہم واحد ہے۔ **فقتلوا عاصما**: انہوں نے عاصم کو شہید کر ڈالا اور جماعت میں سے باقی ان کے

معاہدے پر اتر آئے۔ منهم خبیب: منهم خبر مقدم اور معطوفات مبتداء ہے۔ تینوں کے نام یہ ہیں خبیب بن عدی۔۲) زید بن دثنہ۔۳) ابن اسحاق کی روایت میں تیسرا نام عبداللہ بن طارق کا وارد ہے۔ اطلقوا اوتار قسیهم: وَتر کی جمع ہے۔ قسی یہ قوس کی جمع ہے اقواس وقیاس بھی جمع میں آتی ہیں۔ مثلاً ثوب، اثواب وثیاب۔ اُسوۃ: عمدہ نمونہ هؤلاء کا مشار الیہ مقتولین ہیں۔ القتلی قتیل کی جمع ہے جیسے جریح وجرحیٰ۔ فجرّوا: معلوم ہوتا کہ قید کے معاً بعد انہوں نے یہ کیا۔ مگر روایت ابن اسحاق میں "فخرجوا بالنفر الثلاثة حتی إذا كان بمر الظهران" کا تذکرہ ہے۔ کہ وہاں قتل کیا مگر صحیح روایت میں اشارہ زیادہ درست ہے۔ انطلق بخبیب: ابن سعد و اسحاق کہتے ہیں۔ کہ زید کو صفوان بن امیہ نے خرید کر اپنے والد کے بدلے قتل کیا۔ ابن سعد کہتے ہیں صفوان کے غلام بسطاس نے ان کو قتل کیا۔ بعد وقعة بدر: یہ واقعہ ۳ھ کے اواخر کا ہے اور واقعہ بدر رمضان ۲ھ کو پیش آیا۔ (ابن اسحاق) فابتاع بنو الحارث: ابتاع یہاں خریدنے کے معنی میں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ان کی خریداری حجش بن ابی اهاب تمیمی نے کی جو کہ بنی نوفل کا حلیف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ان کو اپنی ماں سوداء کے بدلے میں خریدا۔ اور ایک روایت ہے کہ ان دونوں کی مکہ میں هذیل کے دو قیدیوں کے بدلے بیچا گیا۔ ابن حجر کہتے ہیں ہر دو ممکن ہیں۔ كان خبیب هو قتل الحارث۔ ابن حجر کہتے ہیں بخاری نے خبیب بن عدی اوسی کو بدریین میں شامل کیا۔ اور اسی پر اعتماد کیا۔ مگر دمیاطی نے نے مغازی میں خبیب بن عدی کا ذکر شرکاء بدر میں نہ پایا تو تنقید کرتے ہوئے کہا کہ عامر کا قاتل خبیب بن اساف خزرجی ہے اور یہ اوسی ہیں۔

ابن حجر کہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے:

۱) صحیح روایت کو رد کرنا پڑتا ہے۔ اگر خبیب نے قتل نہ کیا ہوتا تو ان کی اولاد ان کے خریدنے میں اس قدر دلچسپی نہ لیتی۔
۲) اگرچہ یہ بھی احتمال یہ کہ جاہلیت کے رواج کے مطابق قاتل کے قبیلے جو آدمی مل جائے اس کا قتل غنیمت سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ قبیلہ انصار میں تو خبیب تھے ہی اور ان میں بھی مشارکت تھی۔
۳) ممکن ہے دونوں نے مل کر ابن عامر کو قتل کیا ہو فتدبر۔

فلبث۔ اسیراً: حرمت والے مہینوں میں۔ بعض بنات: اس کا نام زینب ہے یہ اسی حارث کی بیٹی ہے۔ یہ عتبہ بن حارث کی بہن ہے۔ جس نے خبیب کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو قسم کے بدلے قتل کیا۔ یہ پختہ روایت نہیں۔ (ابن حجر) موسیٰ کو منصرف وغیر منصرف پڑھنا جائز ہے۔ استحداد: زیر ناف بالوں کو صاف کرنے کو کہتے ہیں۔ فاعارتهٗ: ہٗ کی ضمیر موسیٰ کی طرف ہے۔
فدرج بنیٌّ: زبیر بن بکار کہتے ہیں یہ بچہ مشہور محدث ابو حسین مکی ہے جو کہ زہری کے اقران سے ہے۔ والموسی بیده۔
الْجُمْلَةُ: یہ وحدت کے مفعول سے جملہ حالیہ ہے۔ عرفها: حبیب اس بات کو معلوم کریں۔ ما كنت لأفعل: یہ خبیب کے مکارم اخلاق ہیں۔ تکلیف کے بدلے احسان، مجرم سے درگزر اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ پر اکتفاء ہے۔ فو الله: یہ جملہ مستانفہ ہے جو وضاحت کیلئے لایا گیا ہے۔ قطف: انگور کا گچھا۔ حجش ابن ابی اهاب کی لونڈی کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے جھانک کر دیکھا تو ان کے ہاتھ میں دو انسانی سروں کے برابر انگور کا گچھا دیکھا جسے وہ کھا رہے تھے۔ حالانکہ وہ مقید تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نشان بھی نہ تھا۔ إنه لرزق رزقه الله خبیباً اس میں خبیب رضی اللہ کی کرامت اور ہمارے پیغمبر ﷺ کی رسالت کا

ثبوت ہے۔اس سے کفار پر حق کی حجت قائم کردی کہ دیکھو ان کو یہ چیز اتباع دین سے پیروی محمد ﷺ میں ملی ہے۔
قول جمہور: جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو شخص کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو اس سے ایسی چیزیں کرامت ہی ہوں گی۔ اور اگر وہ نیک نہیں تو کبھی معونت اور کبھی استدراج ہوگا۔ لیقتلوہٗ فی الحل: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تنعیم کی طرف قتل کیلئے لے گئے۔ دعونی أصلی: بخاری کے تمام روایت سے اس کے اثبات سے روایت نقل کی ہے۔ صرف کشمیہنی نے حذف کیا ہے۔ فرکع رکعتین: موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں مسجد تنعیم کی جگہ انہوں نے نفل ادا کئے۔ مابی جزع: بخاری میں ہے۔ موت سے ذرا گھبراہٹ نہیں۔ لزدت: ایک روایت میں ہے اور دو رکعت پڑھتا۔ أحصهم عدداً: مفعول بہ کر بدل کر تمیز بنا دیا ہے۔ ای احص عددهم۔ ولا تبق منهم احداً: ایک روایت میں ہے کہ ایک سال نہ گزرا تھا کہ ان میں کوئی زندہ بچا ہو سوائے ایک شخص کے جو اس دعا کے وقت زمین پر لوٹنے لگا۔ تاکہ بددعا سے بچ جائے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:
''اللهم إني لا أجد من يبلغ رسولك مني السلام فبلغه''۔

ایک روایت میں ہے جبرئیل امین کے زعم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن مجلس میں کہا ''وعليك السلام خبيب قتلته قريش''۔ فلست أبالي: یہ کشمیہنی کی روایت ہے باقی نے ''ما إن أبالي'' نقل کیا مگر ابن حجر کہتے پہلی روایت راجح ہے۔ مصرعی: اس سے مراد موت ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اسلام کے ساتھ شہادت میں قتل کی سب کیفیات برابر ہیں۔ ذات الإله: اس سے ذات کے لفظ کو اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اوصال: یہ وصل کی جمع ہے عضو کو کہتے ہیں۔ شلو: جسم۔ اس کا عضو پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ ممزّع: کٹے ہوئے۔ ابوالاسود سے ان اشعار کا اضافہ کیا۔

لقد أجمع الأحزاب حولي وألبوا ☆ قبائلهم واستجمعو كل مجمع

اور فرمایا:

إلى الله أشكو غربتي بعد قربتي ☆ وما أرصدَ الاحزاب لي عند مصرعي

ابن اسحاق نے تو تیرہ شعر نقل کر دیئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں یہ خبیب کے اشعار نہیں ہیں۔ بخاری میں مذکور ہے کہ عقبہ بن حارث نے اُٹھ کر ان کو قتل کر دیا۔ قتل صبراً: جس ذی روح کو باندھ کر قتل کیا جائے اس کے متعلق کہتے ہیں: قتل صبراً۔ اس نماز مقتول کا طریقہ خبیب نے شروع کیا۔ مصطفیٰ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔ واُخبر: وحی کے ذریعے آپ کو اطلاع دی گئی یہ معجزہ نبوت ہے۔ حين حُدِّثوا۔
اُنبِئَوْا: یہ فعل مجہول ہے۔ انه قتل: اس کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے اور أن يؤتوا: لام مقدر یا اضافت مفعول لہ کے ساتھ مفعول ثالث ہے۔ قتل رجلاً: ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید یہ عقبہ بن ابی معیط ہو جس کو بدر کی راہ پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ مگر ابن اسحاق کہتے ہیں عاصم جب قتل کر دیئے گئے تو ھذیل نے ان کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تا کہ سلافہ بنت سعید بن نہشل کے ہاتھ فروخت کریں۔ یہ شافع اور جلاس ابی طلحہ عبدری کی ماں ہے۔ عاصم نے اس کو احد کے دن قتل کیا تھا۔ مگر شہد کی مکھیوں نے اس کی حفاظت کی۔ ممکن ہے کہ قریش کو ھذیل کے اس واقعہ کا علم نہ ہوا ہو تو وہ جان لیتے کہ ان کو کب اس کی قدرت ملے گی۔ الدبر: بھڑ بعض نر شہد کی مکھی۔ اس کا واحد لفظاً نہیں آتا۔ قریش کے قاصد ناکام ہو گئے۔ ابی الاسود کی روایت میں اللہ تعالیٰ نے بھڑ کا جتھہ ان کے چہروں پر مسلط کر دیا جس نے ان کو کاٹ کاٹ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا چنانچہ وہ سر کاٹنے

میں ناکام ہوگئے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ عاصم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ کوئی مشرک ان کو ہاتھ نہ لگائے۔ عمر رضی اللہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو فرمایا اللہ تعالیٰ مؤمن بندے کی زندگی میں جس طرح حفاظت فرماتے ہیں' موت کے بعد بھی اُسی طرح حفاظت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کی حفاظت فرمائی۔ قتل سے نہیں روکا وہ تو ان کی تمنا تھی جس سے آخرت کے درجات ملنے تھے اور گوشت واعضاء میں تذلیل تھی اس لئے بچالیا۔

نووی رحمہ اللہ کا فرمان: دبر: شہد کی مکھی۔ بدداً: جمع بِدَة: حصہ۔ ٹکڑا جیسے قِربه و قرب: ان کو منقسم یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر۔ حافظ کہتے یکے بعد دیگرے قتل کر۔

تخریج : أخرجه البخاری (۳۰۴۵)

۱۵۱۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِشَيْءٍ قَطُّ: اِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۱۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں اس طرح کہتے سنا کہ میرا خیال اس کے متعلق یہ ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسا کہ اپنا خیال ظاہر فرماتے۔ (بخاری)

تشریح : اہل حق کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے کرامات برحق ہیں۔ یہ ہر زمانے میں ہوتی ہیں اس پر عقل و نقل شاہد ہے۔ ایک دلیل عقلی یہ ہے کہ اس کا حدوث ممکن ہے۔ اس کے وقوع سے دین کی کسی اصل کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی۔ اس کے متعلق یہ کہنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ان کو شامل ہے اور جو چیز مقدور علیہ ہے وہ جائز الوقوع ہے۔

اس کے متعلق قرآن واحادیث شاہد ہیں۔ قرآن مجید کی آیت جیسے واقعہ مریم میں:

۱) ﴿وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾ [مریم : ۲۵] امام الحرمین ابوالمعالی کہتے ہیں مریم کے نبیہ نہ ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ (پس ان سے جو کچھ پیش آیا یہ کرامت ہے)۔

۲) دوسری دلیل واقعہ ذکریا علیہ السلام: ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا......﴾ [آل عمران ۳۷]

۳) اور اسی سلسلہ میں آصف بن برخیا کا واقعہ ہے جو سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا: ﴿اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ......﴾ [النمل: ٤٠] علماء کہتے یہ آصف پیغمبر نہ تھے بلکہ صحابی تھے۔

اور اسی سلسلہ میں وہ بھی ہے جو امام الحرمین نے قصہ موسیٰ علیہ السلام میں ذکر کیا اور ابوالقاسم قشیری نے ذی القرنین کا واقعہ نقل کیا۔

اور اسی طرح قشیری وغیرہ نے خضر علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا اور کہا کہ خضر پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ وہ ولی تھے۔ مگر قشیری کا یہ قول جمہور علماء کے خلاف ہے وہ خضر علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں۔ بعض نے نبی ورسول کہا۔ قشیری وغیرہ نے ولی کہا اور بعض نے بادشاہ کہا اور انہی دلائل میں اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔ جو بہت سے خوارق عادت امور پر مشتمل ہے۔ امام الحرمین کہتے ہیں یہ تمام بالا جماع پیغمبر نہ تھے (مگر خضر علیہ السلام سمیت اجماع کا دعویٰ محل نظر ہے' فتدبر)

احادیث بھی کثرت سے وارد ہیں۔ ۱) حدیث انس رضی اللہ جس میں عباد بن بشر اور اسیر بن حضیر کا واقعہ منقول ہے بخاری کتاب الصلاۃ وعلامات النبوۃ۔ ۲) حدیث اصحاب اغنار جنہوں نے غار میں پناہ لی اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

۳) قصہ جریج والی روایت ابو ہریرہ' جس کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ ۴) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ "لقد کان فیما قبلکم" والی جس کو بخاری نے نقل کیا۔ ۵) بخاری کی مشہور روایت "رُبَّ أشعث اغبر لا یؤبه له لو أقسم علی الله لأبره" اس کو بخاری نے نقل کیا۔ ۶) خبیب انصاری والی روایت اور بھی روایات میں سر دست انہی پر اکتفاء کیا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی تالیف شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمائی۔ علامہ سبکی نے طبقات الکبریٰ میں ابو تراب نخشبی کے حالات میں ثبوت کرامات پر بحث کرتے ہوئے تحریر کیا۔

انکار تو جاہل و معاند ہی کر سکتا ہے اور کئی تو شجاعت اور سخاوت حاتم کی طرف معروف ہیں۔ کرامات اولیاء کا تو وہی منکر ہے جس کی نگاہ مٹ چکی ہو۔ ان میں واقعہ مریم اور اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔ ان کا تین سو سال سونا بلا آفت وضرر اور قوت عادیہ کا بغیر غذاء اور پانی کے باقی رہنا منجملہ خوارق سے ہے۔ وہ انبیا علیہم السلام نہ تھے اور نہ یہ معجزہ تھا پر کرامت ہونا متعین ہو گیا۔ اس پر اتفاق ہے کہ وہ انبیاء نہ تھے۔ جیسا امام الحرمین نے نقل کیا۔ وہ تو پہلے بت پرست بادشاہ کے دین پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ہدایت کیلئے کھول دیا۔ اور یہ شرح صدر کسی داعی کی دعوت سے نہ تھا۔ بلکہ توفیق الٰہی سے تھا۔ جب توفیق نے ان کا ہاتھ پکڑا تو ان کو سوچتے ہی بادشاہی کی گمراہی معلوم ہو گئی۔ انہوں نے ایمان لانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ کسی نبی آخر کا معجزہ تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے معاملے کو چھپایا اور ایک دوسرے کو کہنے لگے: "ولا یشعرن بکم احدًا" معجزے کا اخفاء ممکن ہی نہیں اور اس نبی داعی کا نہ کہیں تذکرہ اور نہ اس کی کوئی دلیل اور ایسے پیغمبر کیلئے معجزے کا اثبات بے فائدہ ہے۔ کیونکہ معجزے کا فائدہ تو تصدیق ہے۔ اور ایک غیر معین کی تصدیق تو محال ہے اور غیر کا اس کی تصدیق کرنا بھی اسی طرح ہے۔

اور ان دلائل میں مختلف قصص سے استدلال مثلاً آصف بن برخیا جو سلیمان علیہ السلام کیلئے بلقیس کا تخت پلک جھپک سے پہلے لے آئے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ: ﴿الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ......﴾ سے مراد یہی ہیں۔

اسی طرح جو روایات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلے گزر چکیں اور بعد والے صالحین سے تواتر سے نقل ہوئی چلی آ رہی ہیں وہ گنتی سے باہر ہیں اگر کوئی لکھنا یا جمع کرنا چاہے تو مال داحال اس کیلئے کافی نہیں۔ گزشتہ زمانے سے اب تک لوگ تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں۔

لیکن ہم تو اپنے استدلال کا مرکز ان کو بنا رہے ہیں جو تبع تابعین سے پہلے تھے۔ جبکہ ایسے زائغین بھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ وہ لوگ صالحین کی کرامات بیان کرتے اور نقل کرتے رہتے تھے۔ اور وہ واقعات جو بنی اسرائیل کے نیک لوگوں میں پیش آئے ان کا ذکر کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کثرت سے بیان کرتے تھے۔

ان کرامات میں سے وہ بھی ہیں جو اس وقت کے علماء کو عنایت فرمائی ہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں بہت سی کتب لکھی ہیں' جن کی نقل انسان کے بس میں نہیں اور ان سے دقائق کی تخریج والی کتب بھی بہت ہیں۔ اسی طرح ان کے استنباطات جو

اہل مناہی کورو کتے اور ایسے استخراجات جو کتاب وسنت کی چمک کو آسمان سے ملاتے ہیں اور حق کو ثابت اور باطل کر زائل کرتے ہیں اور اسی طرح انہوں نے جو دعوت کے سلسلہ میں جو مجاہدات ومحن برداشت کیں اور جو ریاضات اختیار کیے رکھیں اور کمال عقول کے باوجود انہوں نے اپنے آپ کو دنیا سے ایک طرف ہٹائے رکھا اور ذکاوت وذہانت کے باوجود دنیا سے دُور رہ کر علوم کو محبوب بنائے رکھا اور اپنے نفوس کو ان کی تحصیل میں مشقت میں ڈالے رکھا۔ اس طرح کہ جب کوئی غور کرنے والا اس میں غور کرے گا تو وہ سمجھ لے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کچھ دیا تھا وہ اس سے بہت بڑھ کر تھا جو بعض لوگوں کو بیابان اور سنسانے میں روٹی اور پانی عنایت کر دیا جس کو لوگ کرامت شمار کرتے ہیں۔

سوال: ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے۔ کہ صحابہ کرام کی تو اس قدر کرامات منقول نہیں جتنی بعد والے اولیاء سے منقول ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول ترین بندے تھے۔

جواب: امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ ان لوگوں کا ایمان بڑی قوی تھا۔ ان کو ایسی چیزوں کی چنداں ضرورت نہ تھی جو ان کے ایمان کو قوی کرتیں۔ اور دوسرے لوگوں کا ایمان کمزور اور کرامت کے اظہار سے اس میں تقویت کی ضرورت ہے۔ (۲) ان کے ہاتھ سے جو ظاہر ہوا۔ بسا اوقات وہ اس سے مستغنی کرنے والا ہے۔ اور اس کی عظیم مقدار پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اور ان کا استقامت اختیار کرنا جو کہ کرامت سے بہت بڑھ کر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا کے دروازے کھول دیئے مگر وہ دنیا کی طرف نہ مائل ہوئے اور نہ ذرہ بھر جھکے اور ایک بھی اس کی طرف نہ اتر گیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔

حالانکہ ان کے ہاتھ میں جتنی دنیا تھی آجکل کے اہل دنیا کے پاس اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ پھر ان کا دنیا سے اعراض کیا یہ عظیم ترین کرامات سے نہیں اور ان کا شرف یہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بات اور اس کی بارگاہ میں جھکنے والے تھے۔

(بستان مخلصا العارفين للنووی)

تخریج : أخرجه البخاری (۳۸٦٦)

الفرائد : اس میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان پر فعل حق جاری فرما دیتا اور وہ اسی طرح ہوتا۔

کتاب الأمور المنهی عنها

۲۵۴: بَابُ تَحْرِيْمِ الْغِيْبَةِ وَالْاَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

باب: غیبت کی حرمت اور زبان پر پابندی لگانے کا حکم

تشریح الامور: جمع امراس کا معنی حالت۔ جس امر کا معنی طلب ہے۔ اس کی جمع اوامر ہے۔ **المنهی عنها**: اس کا معنی خلافِ اولیٰ ہے اور یہ تحریمی وتنزیہی دونوں کو شامل ہے۔ **حفظ اللسان**: مباح لایعنی کلام سے لے کر ہر ممنوع کلام سے زبان کو محفوظ رکھنا مراد ہے۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ [الحجرات:۱۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اِعْلَمْ اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ لِكُلِّ مُكَلَّفٍ اَنْ يَّحْفَظَ لِسَانَهٗ عَنْ جَمِيْعِ الْكَلَامِ اِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيْهِ الْمَصْلَحَةُ وَمَتٰى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرْكُهٗ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالسُّنَّةُ الْاِمْسَاكُ عَنْهُ، لِاَنَّهٗ قَدْ يَنْجَرُّ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ اِلٰى حَرَامٍ اَوْ مَكْرُوْهٍ وَذٰلِكَ كَثِيْرٌ فِي الْعَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔'' (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے باز پرس ہوگی''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ جو لفظ بھی زبان سے بولتا ہے تو اس کے پاس نگران تیار ہے''۔ (ق) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اچھی طرح جان لو کہ ذمہ دار انسان کو اپنی زبان کی حفاظت ہر قسم کے کلام سے کرنی چاہیے سوائے اس کلام کے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب کلام اور ترکِ کلام برابر ہو تو سنت یہ ہے کہ کلام سے زبان کو روکے کیونکہ کبھی مباح کلام حرام و مکروہ گفتگو تک پہنچا دیتی ہے۔ عادتاً یہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور

سلامتی کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

تشریح ۞ وَلَا يَغْتَبْ :اپنے مسلمان بھائی کا اس طرح تذکرہ جو اس کو ناپسند ہو۔ اگرچہ وہ ناپسند بات اس میں موجود ہو۔ اور اگر وہ ناپسند اس میں نہ ہو تو بہتان کہلائے گا۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ :مسلمان بھائی کو خراب کرنے کی بدترین کوشش کو تمثیل سے ذکر کیا گیا۔ تمثیل میں انتہائی قبیح نقشہ ذکر کیا گیا تا کہ اس سے گریز کریں۔ مَيْتًا ۔ اَلنَّحْوُ : یہ لحم اور اخ سے حال ہے۔ فَكَرِهْتُمُوْهُ : یہ فاء فصیحیہ ہے۔ اگر یہ کیفیت پیش آجائے تو تم اسے ناپسند کرو گے۔ پس یہ پہلی بات تقدیر و تحقیق کیلئے لائی گئی ہے۔ تَوَّابٌ :قبولیت توبہ میں مبالغہ کرنے والے۔ رَّحِيْمٌ : کامل رحمت والے ہیں۔

لَا تَقْفُ :مت پیچھے پڑو۔ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ :جس قول و فعل کو تم نہیں جانتے اس میں بہتان، کذب، جھوٹی گواہی تمام شامل ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ :کان، دل، آنکھ ان کیلئے اُولٰٓئِكَ لایا گیا حالانکہ یہ غیر عقلاء ہیں۔ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا :١) عَنْهُ مَسْئُوْلًا کا نائب فاعل۔ یہ كَانَ کی خبر ہے۔٢) مَسْئُوْلًا کا متعلق مقدم ای مسؤلا عنه عن نفسه: جو کچھ اس نے کیا ہوگا۔ ٣) عَنْهُ کی ضمیر ہر ایک کے ناک، کان، دل والے کی طرف لوٹنے والی ہے۔

لَدَيْهِ :یعنی قول یا انسان کے پاس۔ رَقِيْبٌ :نگران فرشتہ۔ عَتِيْدٌ :یعنی کتابت کے بعد۔ حضرت انس رضی اللہ سے مروی ہے کہ جب مؤمن مر جاتا ہے تو دو فرشتے اس کی قبر کے پاس کھڑے کر دیئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ان دونوں کا ثواب اس انسان کیلئے قیامت تک لکھا جاتا ہے۔ (قال الدرینی مختصر تفسیر مکی) کیا ہر چیز لکھی جاتی ہے خیر و شر تو قیامت میں باقی رکھ لی جائے گی اور باقی پھینک دیا جائے گا۔ یا فقط خیر و شر ہی لکھے جاتے ہیں یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ قرآن مجید سے پہلے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اگر لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ کے متعلق کہا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتہ سنتا ہے اور اس کو محفوظ نہیں کرتا اور نہ لکھتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ دو نگران ہیں۔ سننا ایک کے ساتھ مخصوص نہیں۔

نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہر مکلف مسلمان عاقل و بالغ کو مناسب ہے کہ وہ اپنی زبان ہر قسم کے کلام سے حفاظت کرے۔ صرف ایسی کلام کرے جس میں کھلے طور پر مطلوبہ مصلحت موجود ہو۔ اور جب کلام کی دو جانبیں ہوں تو سنت طریقہ یہی ہے کہ اس سے اپنے کو روک لے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے اسلام کی خوبی و کمال اسی میں فرمایا کہ جو لا یعنی کو ترک کر دے۔ کیونکہ بعض اوقات مباح گفتگو حرام تک لے جاتی ہے یا کم از کم مکروہ میں تو مبتلا ہو ہی جاتا ہے۔ اور وہ اپنے طور پر اس کو معمولی خیال کرتا ہے۔ عادۃً یہ چیز بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور بار بار پیش آتی ہے اور گناہوں سے بچ جانے کے برابر کائنات کی کوئی چیز نہیں۔

الروایات

١٥١٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ اِلَّا اِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِيْ ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهٗ وَمَتٰى شَكَّ فِيْ ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمُ۔

۱۵۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو بھلی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔'' (بخاری و مسلم) یہ روایت اس سلسلے میں واضح ہے کہ آدمی گفتگو خیر کے سوا نہ کرے اور خیر وہ ہے جس کی بھلائی ظاہر ہو۔ جب اس کی درستگی میں شبہ ہو تو بالکل زبان پر نہ لائے۔

تشریح ۞ یؤمن: ایمان کامل مراد ہے۔ والیوم الآخر: قیامت کا دن۔ خاص طور پر اس کا اس لئے ذکر کیا کیونکہ اس پر سچے دل سے ایمان لانا ضروری ہے جب اس پر ایمان لے آیا تو اس میں پائے جانے والے ثواب وعقاب خود ماننا پڑے گا اور یہ ہر اس چیز پر ایمان کو لازم کرنے والا ہے جس پر زندگی میں ایمان لانا ضروری ہے۔ فلیقل خیرا أو لیصمت: صمت کا معنی قصداً کلام سے باز رہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے کرنے میں مصلحت نہ ہو اس سے بچے اور مصلحت والی گفتگو کرے کیونکہ احکام شرعیہ کا دارودمدار ظن پر ہے۔

تخریج : باب حق الجار و الوصية به میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۵۱۳: وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ''مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۵۱۳: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ افضل: کس کا مقام بلند اور کس کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔ من سلم المسلمون: کسی مسلمان کو کسی طرح بھی ایذاء نہ پہنچائے۔ یدہ: ہاتھ کے تذکرے کی وجہ یہ ہے کہ عموماً اعمال ہاتھ سے صادر ہوتے ہیں۔ بات زبان سے اور عمل ہاتھ سے ہوتا ہے۔ ورنہ ان کے علاوہ سے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کی ایذاء سے محفوظ ہوں اور وہ فعل جو اغلب خارج ہونے والا ہو اس کا کوئی مفہوم یہاں نہیں۔ پس افضل مسلمان وہ ہے جس سے کسی دوسرے کو کوئی ایذاء نہ پہنچے۔

تخریج : أخرجه البخاري (۱۱) و مسلم (۴۲) والترمذي (۲۵۱۲) والنسائي (۵۰۱۴) والدارمي (۲۷۱۲)

الفرائد : جو مسلمان زبان وہاتھ سے مسلمانوں کو ایذاء نہیں دیتا اگر وہ دیگر حدود الٰہی کا پاس کرتا ہے تو وہ نہایت فضیلت والا مسلمان ہے۔

۱۵۱۴: وَعَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ''مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۵۱۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو مجھے ضمانت دے اس کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

تشریح :من یضمن لی: حفاظت کی ضمانت دے۔ لحییه: وہ دونوں ہڈیاں جن پر اوپر نیچے دانت اُگتے ہیں۔ تمثیل کی صورت ظاہر فرمایا تاکہ خوب تاکید ہو جائے۔ جبڑوں کے مابین زبان ہے۔ مطلب یہ ہے وہ بات کرے جس کا حکم ملا اور دوسری باتوں سے خاموش رہے۔ وما بین رجلیه: اس سے مراد شرمگاہ ہے۔ اس سے فعل حرام کا ارتکاب نہ کرے۔

اَلنَّحو :اَضمنُ: کو مرفوع پڑھیں تو یہ جملہ مستانفہ اور جزم ہو تو شرط مقدر کا جواب ہے کیونکہ یہ طلب کے جواب میں آیا ہے اور اس سے جزاء کا قصد کیا گیا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٨/٢٢٨٨٦) والبخاری (٦٤٧٤) والترمذی (٢٤١٦) وابن حبان (٥٧٠١) والطبرانی (٥٩٦٠) والحاكم (٤/٨٠٦٥) والبیهقی (٨/١٦٦)

الفوائد :ابن بطال فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا زبان و شرمگاہ عظیم ابتلاء ہیں۔ جو ان کے شر سے بچا وہ بڑے شر سے بچا۔

۱۵۱۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : "اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا یَتَبَیَّنُ فِیْهَا یَزِلُّ بِهَا اِلَی النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَمَعْنٰی : "یَتَبَیَّنُ" یُفَكِّرُ اَنَّهَا خَیْرٌ اَمْ لَا۔

۱۵۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بے شک بندہ بعض اوقات کوئی بات کرتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا مگر اس سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کے برابر آگ کی طرف پھسل جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

''یَتَبَیَّنُ'': سوچنا کہ آیا خیر ہے یا شر۔

تشریح العبد: انسان مکلّف مراد ہے خواہ غلام ہو یا آزاد۔ لیتکلم بالکلمة: اس سے ہر وہ کلام مراد ہے جس سے شر سمجھی جائے خواہ وہ لمبی ہو یا مختصر جیسا کہتے ہیں: کلمة الشهادة، قصیدہ کو بھی کلمہ کہہ دیتے ہیں۔ ما یتبین فیها: ضمیر متکلم سے جملہ مستانفہ یا حالیہ ہے اور محل صفت میں واقع ہے۔ اس میں الف لام جنس کا ہے۔ بها: ''با'' سببیہ ہے اور ''ها'' ضمیر کلمہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی آگ کی جانب لے جاتی اور اس سے قریب کر دیتا ہے۔ ابعد: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس سے کلمہ کے نتیجہ کو ذکر کیا۔ گویا کسی نے کہا اسے اس کا کیا نقصان ہوگا تو جواب ملا۔ اس سے وہ ذلیل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائے گا۔ ابعد: یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای زللا بعید المبدإ أو المنتهی: یعنی وہ بہت دور جا پڑے گا۔

تخریج: أخرجه أحمد (٣/٨٤١٩) والبخاری (٦٤٧٧) ومسلم (٢٩٨٨) وابن حبان (٥٧٠٧) ومالك (١٨٤٩)

الفوائد : بات کرنے والے کو سوچ کر بات کرنی چاہئے ایسی بات سے گریز کرے جس کا وبال کل اس پر نازل ہو۔

۱۵۱۶ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ' وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۱۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ زبان سے نکلتا ہے مگر اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں ہوتی اور اللہ اس سے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ مگر اس کے ساتھ وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔'' (بخاری)

تشریح ۞ من رضوان اللّٰہ: من بیانیہ ہے۔ یہ کلمہ سے حال ہے۔ ما یلقی لھا بالا: یعنی وہ اس کی طرف کان نہیں لگاتا اور نہ اپنا دل ادھر مائل کرتا ہے۔ یرفعه اللّٰہ بھا درجات: یہ جملہ متانفہ ہے۔ ۱) ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے اور مفعول محذوف ہے۔ ای یرفعه اللّٰہ فیھا۔ ۲) یہ مفعول سے بدلی ہوئی تمیز ہے۔ اصل یرفع اللہ درجاتہٗ مضاف حذف کیا گیا۔ اس اجمال کو تمیز سے ختم کیا۔ ۳) مجرور نزع خافض ہے ای الی درجات۔ یھوی: اترنا، گرنا۔ فی جھنم: ای درکات جھنم: پہلے جملے میں تکلم بالخیر پر وعدے کا تذکرہ ہے اور دوسرے جملے میں اس کے خلاف پر وعید ہے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قسم سے ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸٤۱۹)

الفرائد : رضائے الٰہی والی بات جلد کرنی چاہئے اور جو بات اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے اس سے بچنا چاہئے۔

۱۵۱۷ :وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِّيِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :" اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى ' مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ' وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوْطَا وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۱۷: حضرت ابو عبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے کلمات میں سے ایک کلمہ کہتا ہے۔ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس بلند مقام پر پہنچے گا جتنا وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ملاقات کے تک اپنی رضا مندیاں لکھ دیتا ہے۔ بے شک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک بات کہتا ہے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ اس مقام تک پہنچے گا جہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنی ملاقات کے دن تک اس کے متعلق ناراضگی لکھ لیتے ہیں۔ (موطا مالک' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: حارث بن عاصم بن سعد بن قرہ بن خلاوۃ بن ثعلبہ بن ثور بن ھدیہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مصر بن نزار المزنی۔

یہ بلال اور عثمان دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفد مزینہ میں شامل ہو کر ۵ھ میں مدینہ آئے۔ مزینہ، یہ مال کی نسبت ہے۔ آپ ﷺ نے قبیلہ کی معادن عنایت فرمائیں فتح مکہ کے روز یہ مزینہ کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے۔

پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ۶۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر اسّی سال تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے آٹھ روایت نقل کی ہیں۔ (تہذیب نووی)

ان الرجل: اِنّ سے کلام کی ابتداء کر کے یہ ظاہر کیا گویا مخاطب متردد ہے۔ کان یظن: یہاں ظن وہم کے بالمقابل ہے۔ تبلغ: فضیلت میں ترقی کرنا۔ ما بلغت: اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا معنیٰ فہم میں نہیں ڈالتا۔ **یکتب الله تعالی له:** اس سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی کی توفیق دے دیتے ہیں۔ اور موت تک ثواب دیتے رہتے ہیں یا **یوم یلقاهٗ:** سے قیامت کا دن مراد ہے۔ اس دن وہ اللہ تعالیٰ کی اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اطاعت گزاروں سے ہوگا۔

اَلنَّحْو: یہ جملہ مستانفہ ہے جو ایک سوال کے جواب کیلئے لایا گیا۔ ماذا بلغت؟ وہ کہاں تک پہنچے گا۔ تو جواب دیا اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا جاتا رہے گا۔

سخط الله: سین اور خا پر فتحہ اور سین ضمہ پڑھا جا سکتا ہے۔ **یکتب الله تعالی له:** لام اختصاص کیلئے ہے۔ شاید ازدواج کیلئے لائے جیسے اس ارشاد میں: ''**وَاِن اسأتم فلها**''

عبد البر کا قول: کلمہ سخط سے مراد ظالم بادشاہ کی حمایت میں کہی جانے والی بات ہے۔ باطل اس کے سامنے مزین ہوا۔ اراقہ دم مسلم کو اس نے جائز کر دیا۔ اس سے بادشاہ کی خواہشات میں اضافہ ہوگا، اور رضاء کا کلمہ اس سے وہ بات جو اللہ تعالیٰ کی معصیت سے پھیر دینے والی ہو۔ اور رضائے الٰہی اس سے مقصود ہو۔ **کذا قال ابن عیینه:**

تخریج : أخرجه مالك (١٨٤٨) وأحمد (٥/١٥٨٥٢) والترمذی (٢٣٢٦) وابن ماجه (٣٩٦٩) وابن حبان (٢٨٠) والحمیدی (٩١١) والحاکم (١٣٦) والطبرانی (١١٢٩) الصغیر (١/٢٣٥) وابن المبارك (١٣٩٤) والبیهقی (٨/١٦٥)

الفوائد : وہ پاکیزہ کلمہ جو رضائے الٰہی کیلئے کہا جائے اس سے اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنی رضامندیاں عنایت فرمائیں گے۔

١٥١٨ : وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدِّثْنِيْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ : "قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ : "هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۱۸: حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتلائیں جس کو مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: ''تم کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر

استقامت اختیار کرو''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے متعلق سب سے زیادہ خطرہ کس چیز کا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا: ''اس کا''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ **اعتصم به**: یہ مجذوم ہو تو جواب شرط مقدر ہے۔۲) مرفوع ہو تو محل صفت میں ہے۔**قل ربی اللّٰه**: یعنی اعمال صالحہ کی پہلے بنیاد باندھو جو کہ ایمان ہے۔ پھر ایمان ثابت ہو جائے۔**استقم**: اوامر کی پیروی اور نواہی سے اجتناب میں پختگی اختیار کرو۔ یہ اس ارشاد الٰہی سے مقتبس ہے: ﴿ان الذین قالوا ربنا اللّٰه ثم استقاموا﴾ [فصلت: ۳۰] **ما تخاف علی**: ۱) ما اندی کے معنی میں ہے۔۲) ایّ شیء کے معنی میں ہے۔۳) مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے جیسے کہتے ہیں جد جدّہ، مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی حفاظت نہ کرنے سے ہلاکت کا شکار ہو جاؤں۔**اخذ بلسان نفسہ**: ''با'' تاکید کیلئے ہے اور ''اخذ'' پکڑنے اور تھامنے کے معنی میں استعمال ہے۔

ثم قال هذا: یہ جو حرکت میں تیز ہے اور اس کی حرکت میں قسم قسم کی ہلاکتیں ہیں ہاں اگر اس کو شریعت کی بیڑیوں میں روک کر رکھو۔

عاقولی کہتے ہیں: خوف کی نسبت زبان کی طرف کی۔ کیونکہ یہ انسان کی لگام ہے اگر اس کو آزاد چھوڑا جائے تو اس سے وہ چیزیں سامنے آئیں گی جو اس کی مرضی کے خلاف ہوں گی۔ یہ صفت اسی عضو میں پائی جاتی ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۶/۱۵۴۱۸) ومسلم (۳۸) والترمذی (۲۴۱۸) والنسائی (۱۱۴۸۹) وابن ماجه (۳۹۷۲) والدارمی (۲۷۱۰) وابن حبان (۵۶۹۸) والطیالسی (۱۲۳۱) والطبرانی (۶۳۹۶) والحاکم (۴/۷۸۷۴) والبیهقی (۳۹۴)

الفرائد: یہ روایت اسلام کے عظیم الشان مرکزی اصول توحید اور اس پر استقامت کو شامل ہے۔ ساتھ ہی حفاظت لسانی کا حکم بھی موجود ہے۔

۱۵۱۹: **وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔**

۱۵۱۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اس لئے کہ کثرتِ کلام (بے پر کی ہانکنا) دل کی سختی کا باعث ہے بے شک لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے دور سخت دل والا ہے''۔ (ترمذی)

تشریح ۞ **ذکر اللّٰه تعالٰی**: یہاں ذکر اللہ سے مراد جو دعا پر مشتمل ہو۔ اور سب سے اعلیٰ ذکر قرآن مجید ہے۔**فان كثرة الكلام**۔

النحو: یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ جو نہی کی علت بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔**قسوة القلب**: سے دل کی ایسی سختی جس پر مواعظ وزواجر کا اثر نہ ہو۔ کثرت کلام کو قسوت کی طرف منسوب کیا گیا یہ سبب کے درجہ میں ہے۔**قسوةٌ**: کی تنوین تعظیم کیلئے

ہے یعنی انتہائی سختی۔

من اللّٰہ تعالٰی: یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فیض سے دور۔ القلب القاسی: ایسا دل اپنی سختی کی وجہ سے نہ خیر کا حکم دیتا ہے اور نہ شر سے روکتا ہے۔ اس لئے مفلحین محسنین کی صفت سے دور رہتا ہے۔ اور اشقیاء میں منسلک ہو جاتا ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۲۴۱۹) التهذیب (۱/۱۱۶)

الفرائد : کثرت کلام قساوت قلبی پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بندے کو دور کر دیتی ہے۔

۱۵۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ، وَشَرَّ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ کر لے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کے شر سے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ما بین لحییه: اس سے زبان مراد ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کو شر سے روکے اور خیر میں چلائے۔ ما بین رجلیه: یعنی شرمگاہ کو حرام سے بچائے۔ دخل الجنة: وہ فائزین کے ساتھ ہوگا۔ اگر کبائر کا ارتکاب نہ کرے یا کرنے پر اس سے تائب نہ ہو۔ ورنہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ کلام ایمان والوں سے متعلق ہے۔ عام اور خاص مراد ہے۔ یا یہ اپنے عموم پر ہے۔ یعنی ان کے دونوں کے شر سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۲۴۱۷) وابن حبان (۵۷۰۳) والحاکم (۳/۸۰۵۹)

الفرائد : جس کو توفیق الٰہی سے زبان کی لغزش اور شرمگاہ کی قباحتوں سے حفاظت رہی وہ جنت کا حقدار ہے۔

۱۵۲۱ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: "اَمْسِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ، وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۱: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی زبان کو قابو میں رکھ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہو یعنی زائد وقت گھر میں گزارو اور اپنی خطا پر رو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ما النجاه: یعنی وہ کونسا سبب ہے جس سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ امسك علیك لسانك: زبان کو اس کام میں مت چلاؤ جس میں تم پر گناہ لازم آتا ہو۔ حفظ اللسان کی بجائے اس انداز بات کو مزید پختہ کیا۔

نکتہ: یہ جواب علی اسلوب الحکیم ہے کہ سوال تو نجات کی حقیقت کے متعلق تھا مگر جواب اس کے سبب سے دیا۔ کیونکہ وہ

اس کا اہم ذریعہ ہے۔ **ولیسعك بیتك**: بیت کا التزام صاحب بیت کیلئے ہے مطلب یہ ہے۔ ایسا سبب اختیار کرو جو لزوم بیت کا سبب ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور غیروں سے الگ رہنا۔ **وابك علی خطیئتك**: بکاء سے مراد ندامت وشرمندگی ہے۔ **علی** سے اس کو متعدی کر کے گویا اس طرح کہا۔ **اندم علی خطیئتك باکیا**: رو کر اپنی شرمندگی بارگاہِ الٰہی میں پیش کرو۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٣٣٦) والترمذی (٢٤١٤)

الفرائد : حتی الامکان انسان اپنے کو فتنوں پر پیش نہ کرے تاکہ مبتلا نہ ہو جائے بلکہ ہونے والے گناہوں پر توبہ وندامت کا اظہار کرتے رہنا چاہئے۔

۱۵۲۲ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَآءَ کُلَّھَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ : اتَّقِ اللّٰہَ فِیْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ : فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

مَعْنٰی "تُکَفِّرُ اللِّسَانَ" : اَیْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ۔

۱۵۲۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضاء اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہم تیرے ساتھ منسلک ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست وسیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے''۔ (ترمذی)

تُکَفِّرُ اللِّسَانِ : عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

تشریح ۞ **اصبح**: صبح میں داخل ہوتا ہے۔ **الاعضاء**: یہ عضو کی جمع ہے۔ ہر وہ گوشت جو ہڈی سے بڑھا ہوا ہو وہ عضو کہلاتا ہے۔ (القاموس) اس کا اطلاق ٹکڑے اور جزء کیلئے بھی ہوتا ہے۔ (المصباح) یہاں یہی مراد ہے۔ **تکفر اللسان**: اس کی وضاحت **تقول اتق اللہ فینا** سے کی۔

النحو : یہ جملہ ماقبل کا بدل یا بیان ہے۔ **فانما نحن بك**: ہمیں اس کا بدلہ ملے گا جو تو کرے گی۔ یہ حصر اضافی ہے۔ **استقمنا القوام**: برابری اور اعتدال کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر تو اعتدال اختیار کرے گی تو ہم معتدل رہیں گے۔ **اعوججنا**۔ **عَوَج**: جسم میں ٹیڑھا پن یا اعتدال کی ضد ہے۔ **عوج یعوج العود**۔ معانی میں کہتے ہیں: **عوج فی الاہ ر**۔

ابو زید کا قول: جو آنکھ سے نظر آئے وہ عَوَج: اور جو نظر نہ آئے وہ عِوَج۔ (المصباح)

طیبی کہتے ہیں: زبان دل کا خلیفہ اور ترجمان ہے۔ اور انسان دو چیزوں کا نام ہے۔ دل اور زبان۔ جیسے کہتے ہیں: **المرء باصغریہ۔ لسان الفتی نصف ونصف فؤادہٗ**: تکفیر لسانی کا معنی موجب التکفیر ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (٢٤١٥) وأبو نعیم (٤/٣٠٩)

الفرائد: زبان ہی تو کفر و ایمان کے بیان کا آلہ ہے اس کی حفاظت سے تمام اعضاء استقامت اختیار کریں گے۔

۱۵۲۳: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ ' وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ' تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ ' وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ ' وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ' وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ' اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ' وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ ' وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ" ثُمَّ تَلَا: "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ ' وَعَمُوْدِهٖ ' وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' قَالَ: "رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ ' وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" ثُمَّ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟" قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ: "كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَآئِدُ اَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ' وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِيْ بَابٍ قَبْلَ هٰذَا۔

۱۵۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے بہت بڑی بات پوچھی۔ یہ بات اُس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرما دے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا' نماز کو قائم کر' زکوٰۃ ادا کر' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر تجھے وہاں پہنچنے کی طاقت ہو۔ پھر فرمایا کیا بھلائی کے دروازے نہ بتلا دوں؟ (پھر خود ہی) فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے اور صدقہ غلطی کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے۔ آدمی کا آدھی رات کو نماز ادا کرنا'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''ان کے پہلو خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں''۔ یہاں تک کہ ﴿يَعْلَمُوْنَ﴾ تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس معاملے کی جڑ اور اس کے ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا سارے معاملے کی جڑ اسلام' اس کا ستون نماز اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تم کو ان سب کا مدار نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ''اس کو اپنے اوپر روک کر رکھ''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم سے اس چیز کا مواخذہ ہوگا جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ تو فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم

پائے۔لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتیاں ہی جہنم میں اوندھا ڈالیں گی''۔(ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے اسکی شرح اس سے ماقبل باب میں گزری۔

تشریح ✿ **یدخلنی الجنه**:اس میں اسناد مجازی ہے اسی طرح یباعدنی میں بھی۔**عظیم**:تنوین تعظیم کیلئے ہے۔یعنی تم نے بہت بڑا سوال کیا۔**واله یسیر**:جب عظیم کا لفظ لایا گیا تو اس کے امتناع اور گراں ہونے کا وہم ہوا۔تو آسانی کا وہم دلانے کیلئے منکر کے قائم مقام قرار دے کر تاکیدات ذکر کردیں۔

نکتہ:اس سے یہ بتلایا کہ خیر کا کوئی عمل توفیق واعانت الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا۔**تعبد**:۱) یہ ان تعبد ہے۔۲)فعل کو مصدر کی جگہ لاتے۔یہ عظیم سے بدل ہے۔۳) عطف بیان ہے(کشاف) مگر یہ کمزور ہے۔۴)ھو محذوف کی خبر ہے **ھو عبادة الله۔لا تشرك به شيئاً**:یہ جملہ حالیہ اس ضمیر سے جو ماقبل فعل میں پائی جاتی ہے۔**شیئاً**: کا لفظ مفعول یا مصدریت کی وجہ سے منصوب ہے۔**الصلاة**:فرض نماز مراد ہے۔**الزكاة**:فرض زکوۃ مراد ہے۔حج سے یا تو اس لئے سکوت فرمایا کہ وہ اس وقت تک فرض نہ تھا۔یا معاذ کو اس کی استطاعت نہ تھی یا چند پر اکتفاء سے بقیہ کی طرف اشارہ کردیا۔یا روات سے نسیاناً رہ گیا جیسا بعض نسخوں میں موجود ہے۔**جُنة**:آگ سے بچانے کا سبب کا ذریعہ۔**تطفیٔ الخطيئة**:اس پر مرتب ہونے والی وعید اور اس کے عذاب والے اثر کو زائل کرتا ہے۔**يطفی الماء**:یعنی اس کا کوئی اثر باقی رہنے نہیں دیتا۔**صلاة الرجل**: اس کے اشرف ہونے کی وجہ سے اس پر اختتام فرمایا۔تاخیر ذکر سے مرتبے میں تاخیر کا وہم پیدا ہوتا تھا اس کا ازالہ اس طرح فرمایا:''**تتجافٰی جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم الايه**''قیام نماز کیلئے خواب گاہوں سے ان کے پہلو الگ رہتے ہیں۔وہ اپنے سے اس کا فضل مانگنے والے ہیں۔اس کے عذاب سے خوب زدہ اور اس کی رحمت کی طمع کرنے والے ہیں اور عبادات بدنیہ و مالیہ کو جمع کرنے والے ہیں۔**خوف و طمع**:یہ دونوں حال یا مفعول ہیں۔**ما أخفی لهم من قرة أعينا**:یعنی وہ چیزیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اَلنَّحْوُ:''ما''کا بیان ہو کر ظرف محل حال میں ہے۔**جزاء بما كانوا يعملون**:اعمال سے طاعات مراد ہیں۔

نکتہ:اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے جو عطیات ان کو عنایت فرمائے ان کو ان کے اعمال پر مشابہت کی وجہ سے مرتب فرمایا۔

رأس الامر:اس سے اعلیٰ اور مشہور مراد ہے۔**سنامه الجهاد**:نحو،یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔**ای الموصوف بما ذکر**: **کفّ**:روکنے کے معنی میں آتا ہے۔**وإنا لمؤاخذون**:سرعت حصول کی وجہ سے زبان کی باتوں پر مؤاخذے کو بعید قرار دیا۔ **ثكلتك أمك**: **ثكل**۔یہ باب تعب ہے اس کا معنی تمہیں گم کرے۔''یہ لغوی معنی ہے۔یہ اسی طرح ہے جیسا دوسری روایت'' ''**فاظفر بذات الدين تربت يداك**''بطور تعجب یہ کلام ہے۔بددعا مقصود نہیں۔**وهل يكب** :آگ میں پلٹنا۔اوندھا ڈالنا۔یہ جملہ استفہامیہ مقدر پر معطوف ہے۔''**أی أوَ تسال عن هذا مع ظهوره وأنت الفقيه الألمعی**''۔اسی وجہ سے اس کے بعد استفہام انکاری لایا گیا ہے۔''**ای ما يكبهم فيها الا ما يتكلمون به**''ان کو آگ وہی کلام تو ڈالے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۲۰۷۷) والترمذی (۲۶۲۵) وابن ماجه (۳۹۷۳)

الفرائد : زبان کو ناراضگی باری تعالیٰ کی باتوں سے بچا لینا جنت کا باعث ہے۔اصل نجات نار تعمیل اور مرسہ اجتناب

نواحی سے ہوگی۔

۱۵۲۴ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ؟ قَالُوْا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، قَالَ :"ذِکْرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَکْرَهُ" قِیْلَ :اَفَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ :"اِنْ کَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۲۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا تذکرہ اس بات سے کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو پھر؟ فرمایا: ''اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں پائی نہیں جاتی تو تُو نے اس پر بہتان باندھا''۔ (مسلم)

تشریح ۞ ما الغیبة: اس کی حقیقت شرعیہ کیا ہے۔ اللّٰہ ورسوله اعلم: ۔۱) ادب کے طور پر یہ بات کہی اور علم کی حدود رک جانے کو ظاہر کرنے کیلئے کہی۔ ذکرك: یہ ھی ذکرك ہے۔ بما یکرہ: اس کی برائی ۔۲) اس بات کو جسے وہ ناپسند سمجھتا ہے۔ افرایت: یہ اخبرنی کے معنی میں ہے۔ ان کان فی اخی ما اقول: اس کا جواب حذف کر دیا۔ ''ای فھو غیبة'' یہ اس کو بھی شامل ہے جو اس میں پائی جاتی ہے اور جو اس میں پائی نہیں جاتی۔ فیه ما تقول **اَلنَّحْوُ** : ظرف کان کی خبر مقدم ہے۔ اور ما اس کا اسم ہے۔ ضمیر عائد محذوف ہے۔ جبکہ ما موصولہ یا موصوفہ ہو۔۲) اگر ما مصدریہ ہو تو صلہ سمیت مصدر اسم ہے۔ اغتبته: کیونکہ غیبت کی تعریف اس پر صادق ہے۔ بهته: اس پر جھوٹ باندھا۔ اس جملہ کو لانے کا فائدہ یہ ہے کراھت کی قید اس میں برابر پائی جاتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹۰۱۹) ومسلم (۲۵۸۹) وأبو داود (٤٨٧٤) والترمذی (۱۹۳) وابن حبان (٥٧٥٨) والدارمی (٢٧١٤) والبیهقی (۱۰/۲٤٧)

الفرائد : مسلمان کی غیبت حرام ہے اور بہتان تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

۱۵۲۵ :وَعَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ خُطْبَتِهٖ یَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًی فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ :"اِنَّ دِمَآءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا ، فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا ، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۵۲۵: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر یوم نحر کے دن خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ ''بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور

تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس شہراور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے سنو! کیا میں نے بات پہنچا دی''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ ان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام علیکم: یعنی مسلمان کے مال، خون، عزت پر وہ تعرض حرام ہے جس کی شارع کی طرف سے اجازت نہیں گئی۔ یومکم ھذا: اس سے مراد یوم نحر جو کہ حج اکبر کا دن ہے جیسا مفسرین کی ایک جماعت سے نقل کیا۔ فی شھر کم ھذا: ماہ ذی الحجہ مراد ہے۔ جو کہ اشہر دم سے تھا۔ فی بلدکم ھذا: اس سے مکہ شہر مراد ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق سماوات وارض کے دن سے حرمت والا بنایا ہے۔

الا: یہ حرف تنبیہ ہے۔ ھل بلغت: یعنی جس کے پہنچانے کا مجھے حکم دیا گیا تھا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۲۰۴۰۸) والبخاری (۶۷) ومسلم (۱۶۷۹) وأبو داود (۱۹۴۸) والترمذی (۱۵۲۰) والنسائی (۴۴۰۱) وابن ماجه (۲۳۳) وابن حبان (۳۸۴۸) وابن خزیمة (۲۹۵۲) والبیهقی (۳/۲۹۸)

الفرائد : مسلمانوں کے مال وجان واعراض کی بے حرمتی سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

۱۵۲۶ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ا حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا – قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ: "لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ اِنْسَانًا فَقَالَ: "مَا اُحِبُّ اَنِّيْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَّاَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَمَعْنٰى: "مَزَجَتْهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهُ اَوْ رِيْحُهُ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ اَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الْغِيْبَةِ– قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾۔

۱۵۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے لئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا مراد ان کا چھوٹا قد تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''تو نے ایک بات ایسی کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے''۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے تو ایک انسان کا ذکر بطور حکایت کے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: '' میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کا تذکرہ بطور حکایت کروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا (کچھ) ملے''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

مَزَجَتْهُ: اس کا ذائقہ بدل ڈالے یا اس کی بو کو اپنی قباحت وگندگی سے بدبو بنا دے۔ یہ روایت غیبت کیلئے بلیغ ترین ڈانٹ ہے' اللہ نے سچ فرمایا: ''(ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا' وہ جو کچھ بولتا ہے' وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے''۔

تشریح: حسبك: تمہیں کافی ہے۔ كذا و كذا: اس سے چھوٹے ہونے کو بطور کنایہ ذکر کیا اور یہ سوتنوں کے درمیانی باہمی غیرت محبت میں پیش آیا۔ مُزِجَتْ بماء البحر لمزجته: پہلا مجہول اور دوسرا معروف ہے۔ حكيت له: کسی انسان کی ایسی کیفیت جو اس کو ناپسند ہو۔ وان لی كذا و كذا: یہ جملہ حالیہ ہے۔ ای حال كونی مقابلا منها او عنها بكذا و كذا: کیونکہ اس کا گناہ اتنا شدید ہے کہ اس کے مقابل جو بھی لیا جائے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو۔

عاقولی کا قول: میں تو یہ پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی اس طرح حکایت بیان کروں۔ عرب کہتے ہیں حكاه و حاكاه اور محاكاة عموماً یہ قبیح کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ گویا وہ لنگڑا چل رہا ہے وغیرہ اور اسی طرح دیگر هیئات کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

مزجته: کا معنی یہ ہے اس چیز سے ملایا اس کی شدید بدبو سے اس کا ذائقہ بدل گیا۔ نتن کا باب تعب ہے۔ مزجت اور اختلاط کا ایک معنی ہے۔

نکتہ: یہ روایت غیبت کی قباحت کو خوب بیان کر رہی ہے کہ جب ایک کلمے کا یہ حال ہے۔ کہ سمندر کو بگاڑ ڈالے تو غیبت کا کیا حال ہوگا۔

تخریج: أخرجه أحمد (٩/٢٥٦١٧) وأبو داود (٤٨٧٥) والترمذی (٢٥١٠)

الفرائد: خبیث کلمہ کی گندگی بول و براز کی بدبو سے بہت بڑھ کر ہے۔

١٥٢٧: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ! -رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

١٥٢٧: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں''۔ (ابوداؤد)

تشریح: عرج: یہ فعل مجہول ہے۔ یخمشون: زخمی کرنا۔ یہ جملہ فعلیہ حال بن سکتا ہے۔ وصف بھی بن سکتا ہے۔ ممکن ہے مستانفہ ہو۔ یاكلون لحوم الناس: گوشت خوری لذت کی کئی اقسام کو جامع ہے۔ غیبت کو گوشت کھانے سے مشابہت دی۔ گوشت کھانے کو غیبت کیلئے بطور استعارہ استعمال کیا۔ اور تفسیر کے طور پر و يقعون فی اعراضهم کا عطف ڈالا۔ اور لوگوں کی اعراض کو گزرگاہ سے تشبیہ دی اور بطور استعارہ گرنے والے گڑھوں کے کناروں سے تشبیہ دی جن میں گوشت پڑا ہو۔ اس کیلئے گرنے کا ثبوت یہ استعارہ تخییلیہ ہے۔ امام احمد نے نقل کیا یا رسول اللہ فلاں فلاں عورت نے روزہ

رکھا سووہ قریب المرگ ہو چکی ہیں۔آپ نے فرمایا ان دونوں کا بلا لاؤ۔ان میں سے ایک سے کہا تے کرو۔اس نے خون، گوشت، پیپ کی ملی جلی قے کی اور دوسرے نے بھی اسی طرح۔ پھر آپ نے فرمایا۔انہوں سے حلال چیز سے روزہ رکھا اور چیز سے توڑا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ایک دوسری کے ہاں گئی اور لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یہاں تک کہ ان کے پیٹ پیپ سے بھر گئے۔یہ حدیث شاہد ہے کہ حدیث بالا کے اول حصے کے ظاہر پر محمول کریں گے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٣٣٣٩) وأبو داود (٤٨٧٨)

الفرائد : غیبت اور قذف نہایت گندی حرکات ہیں ان سے مسلمان کو بچنا ضروری ہے۔

۱۵۲۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون' عزت اور مال حرام ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ حرام: یہ حرمت کے معنی میں ہے۔دمه: یہ ضمائر مسلم کی طرف لوٹتی ہیں۔العرض: وحب مراد ہے۔

۲۵۵ : بَابُ تَحْرِيْمِ سَمَاعِ الْغِيْبَةِ وَاَمْرِ مَنْ سَمِعَ غِيْبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا وَالْاِنْكَارِ عَلٰى قَائِلِهَا فَاِنْ عَجَزَ اَوْ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ اِنْ اَمْكَنَهٗ

بَاب: غیبت کا سننا حرام ہے اور آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید وانکار کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے

تشریح ۞ غیبت کی طرح چغل خوری، تہمت، جھوٹ بھی محرماتِ قولیہ میں شامل ہیں۔بردها: اس کی تردید کر دی۔ والانکار: اس کا انکار کیا تا کہ وہ اس سے رک جائے۔یہ حکم اسے ہے جو قدرت رکھتا ہو۔اگر کمزوری کی وجہ سے اس سے عاجز ہو یا انکار تو کیا مگر قائل نے شدت عناد اور داعیہ فساد کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔فارق: تو مذکورہ مقام سے الگ ہو جائے۔ان امکنه: اس میں نفس و مال پر مامون ہو۔ان کے متعلق خطرہ شرعاً خطرہ شمار ہوتا ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾ [القصص : ٥٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ

هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المومنون:۳] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِیْ اٰيَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی يَخُوْضُوْا فِیْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانعام:۶۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں''۔ (القصص) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں''۔ (المومنون) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً کان' آنکھ اور دل ان تمام کے متعلق جواب دہی ہوگی''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات کے متعلق طعن و تشنیع کر رہے ہیں ان سے اس وقت تک الگ رہو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے (اے مخاطب) شیطان بھلا دے تو پھر یاد آ جانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو''۔ (الانعام)

تشریح ۞ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ :لغو سے یہاں مراد بری بات ہے۔اَعْرَضُوْا :عزت اور بچاؤ کے طور پر اس سے اعراض کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ: ہر لایعنی قول و فعل لغو میں شامل ہے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا: کان، آنکھ، دل سب کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِیْ اٰيَاتِنَا ......خوض: سے طعن و استہزاء۔فاعرض: ان کی مجلس چھوڑ دو۔

غیرہ: ضمیر مذکر قرآن مجید کے اعتبار سے لائی گئی ہے۔

يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ :وسوسہ اندازی کیلئے ان کی مجلس میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی۔کہ یاد آنے کے بعد وہاں نہ بیٹھیں کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں کیونکہ تصدیق کی بجائے تکذیب و استہزاء پر اترے ہیں۔

الروایات

۱۵۲۹ :وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :''مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۹: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چہرے سے آگ رو (دور) فرما دیں گے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ من رد عن عرض اخیه: یہاں بھائی سے مسلمان بھائی مراد ہے۔مطلب یہ ہے کہ جو مؤمن کی غیبت کرنے لگے وہ اسے روکے۔وقوع سے پہلے تو ڈانٹ ڈپٹ سے کام لے اور کر لینے کے بعد اس کی تردید کر لے۔رد الله عن وجهه: قیامت کے دن اس کو یہ بدلا اس لئے ملے گا کیونکہ اس نے غیبت کا ارادہ کرنے والے کو عذاب سے محفوظ کر دیا۔

پس آخرت میں اس کو وہ بدلہ مل گیا جو غیبت کرنے والا اگر کر لیتا تو اس کو اس کی سزا میں مبتلا ہونا پڑتا۔ بیہقی کی روایت میں من رد عن عرض أخيه كان له حجابا من النار"۔ طبرانی میں ان کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے۔"كان حقا على الله ان يرد عنه نار جهنم يوم القيامة" ابن ابی الدنیا نے اس میں اخیہ کے بعد بالغیبہ اور ان يعتقه من النار کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٠/٢٧٦٠٦) والترمذی (١٩٣٨)

الفرائد : بدلہ جنس عمل سے ملتا ہے۔ مسلمان کی عزت سے دفاع کرنا چاہئے۔

١٥٣٠ : وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الْمَشْهُوْرِ الَّذِیْ تَقَدَّمَ فِيْ بَابِ الرَّجَآءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فَقَالَ :"اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَلَا رَسُوْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ ' وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَعِتْبَانُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَحُكِيَ ضَمُّهَا وَبَعْدَهَا تَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ فَوْقُ ثُمَّ بَآءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالدُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْخَآءِ وَضَمِّ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ۔

١٥٣٠: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی مشہور روایت میں جو گزشتہ باب الرجاء میں گزر چکی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "مالک بن دُخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے کوئی محبت نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا مت کہو۔ کیا تم نہیں دیکھا کہ اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خالص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے خالص اس کی خاطر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والے پر آگ کو حرام قرار دیا"۔ (بخاری و مسلم)

عِتْبَانُ : مشہور اور عتبان عین کے ضمہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے۔

اَلدُّخْشُمُ: دال اور شین کے ضمہ کے ساتھ آتا ہے۔

تشریح مشہور : سے مراد جو لوگوں میں معروف ہے۔ فقال رجل ذلك منافق: اس سے ان کی تحقیر اور اس مجلس عالیہ کے لائق نہ ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ لا يحب الله ورسوله۔

النحو : یہ دوسری صفت ۔۲) حال ہے ۔۳) جملہ مستانفہ ہے۔ لا تقل : یہ نہی تحریمی ہے۔ اسم بعید اس گناہ کے بڑے ہونے کی طرف اشارہ کیلئے لایا گیا ہے۔ يريد بذلك وجه الله: وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا طالب ہے۔ یہ فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔ شاید کہ یہ کہنے والا وہ پہلا آدمی ہے۔ جس سے سبقت لسانی ہوئی یا اور کوئی۔ دلوں کی حالت کی اطلاع اللہ تعالیٰ کو ہے اور وحی کے ذریعہ وہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دے دیتا۔ ہر انسان کو کہاں خبر۔ قد حرم على النار: یعنی کفار کو سزا دینے کیلئے بنائی

گئی ہے۔ پس بعض گناہ گار مؤمنوں کو جو سزا دی جائے گی یہ اس کے خلاف نہیں۔ یبتغی بذلك وجه الله: اس میں خبردار کیا کہ عمل صالح وہی فائدہ مند ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اور وہ بندہ اس کے فریضہ عبودیت کو ادا کرنے والا اور اس کا قرب چاہنے والا ہو۔

تخریج : باب الرجاء میں تخریج گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۵۳۱: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِيْ قِصَّةِ تَوْبَتِهٖ وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ التَّوْبَةِ – قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ : "مَا فَعَلَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ : رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِيْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، بِئْسَ مَا قُلْتَ : وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا ، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"عِطْفَاهُ" جَانِبَاهُ ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلٰى اِعْجَابِهٖ بِنَفْسِهٖ۔

۱۵۳۱: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی طویل روایت میں اپنی توبہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ باب توبہ میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپؐ نے فرمایا کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی مسلمہ کے ایک شخص نے کہا اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں پر نگاہ ڈالنے نے روک دیا (تکبر و خود پسندی مراد ہے) اس کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تُو نے بہت بری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان میں بھلائی ہی پائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عِطْفَاهُ: اطراف یہ خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

تشریح ۞ بتبوك: یہ لفظ منصرف و غیر منصرف دونوں طرح درست ہے۔ فقال له: اس غیبت والے کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے تردید کے طور پر کہا۔ یا رسول الله ما عملنا علیه إلا خیراً: یہ جواب قسم ہے۔ جملہ ندائیہ معترضہ ہے جو خصوصی توجہ دلانے کیلئے لایا گیا ہے۔

فسکت رسول الله ﷺ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کی تردید کی اپنی خاموشی سے تصدیق فرما دی۔ النظر فی عطفیه: یہ خود پسندی سے کنایہ ہے۔

تخریج : کتاب المأمورات

الفرائد : کتاب المأمورات باب التوبہ میں روایت گزر چکی ہے۔

٢٥٦ :بَابُ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيبَةِ

بَابٌ: جوغیبت مباح ہے

تشریح ۞ اس سے مراد وہ قسم ہے۔جس کے کرنے والے کے ذمہ نہ تو وہ گناہ ہوتا ہے جو گذشتہ باب میں مذکور ہوا کیونکہ اس کا دارومدار کسی خاص مصلحت یا حاجت پر ہے۔

اَعْلَمْ اَنَّ الْغِيبَةَ تُبَاحُ لِغَرْضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَّا يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ اِلاَّ بِهَا وَهُوَ بِسِتَّةِ اَسْبَابٍ :اَلْاَوَّلُ التَّظَلُّمُ فَيَجُوْزُ لِلْمَظْلُوْمِ اَنْ يَّتَظَلَّمَ اِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِيْ وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ اَوْ قُدْرَةٌ عَلٰى اِنْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ فَيَقُوْلُ ظَلَمَنِيْ فُلَانٌ بِكَذَا، اَلثَّانِيْ الاِسْتِعَانَةُ عَلٰى تَغْيِيْرِ الْمُنْكَرِ وَرَدِّ الْعَاصِيْ اِلَى الصَّوَابِ فَيَقُوْلُ لِمَنْ يَّرْجُوْا قُدْرَتَهُ عَلٰى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ : فُلَانٌ يَّعْمَلُ كَذَا فَازْجُرْهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَيَكُوْنُ مَقْصُوْدُهُ التَّوَصُّلَ اِلٰى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ يَقْصِدْ ذٰلِكَ كَانَ حَرَامًا ، اَلثَّالِثُ الاِسْتِفْتَاءُ فَيَقُوْلُ لِلْمُفْتِيْ ظَلَمَنِيْ اَبِيْ ، اَوْ اَخِيْ اَوْ زَوْجِيْ ، اَوْ فُلَانٌ بِكَذَا فَهَلْ لَّهُ ذٰلِكَ ، وَمَا طَرِيْقِيْ فِي الْخَلَاصِ مِنْهُ وَتَحْصِيْلِ حَقِّيْ وَدَفْعِ الظُّلْمِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ ، فَهٰذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ وَلٰكِنَّ الْاَحْوَطَ وَالْاَفْضَلَ اَنْ يَّقُوْلَ :مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْ زَوْجٍ كَانَ مِنْ اَمْرِهِ كَذَا، فَاِنَّهُ يَحْصُلُ بِهِ الْغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَّمَعَ ذٰلِكَ فَالتَّعْيِيْنُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِيْ حَدِيْثِ هِنْدٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، اَلرَّابِعُ تَحْذِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيْحَتُهُمْ ، وَذٰلِكَ مِنْ وُّجُوْهٍ :مِنْهَا جَرْحُ الْمَجْرُوْحِيْنَ مِنَ الرُّوَاةِ وَالشُّهُوْدِ وَذٰلِكَ جَائِزٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ ، وَمِنْهَا الْمُشَاوَرَةُ فِيْ مُصَاهَرَةِ اِنْسَانٍ اَوْ مُشَارَكَتِهِ ، اَوْ اِيْدَاعِهِ ، اَوْ مُعَامَلَتِهِ ، اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ، اَوْ مُجَاوَرَتِهِ — وَيَجِبُ عَلَى الْمُشَاوَرِ اَنْ لَّا يُخْفِيَ حَالَهُ ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِيَ الَّتِيْ فِيْهِ بِنِيَّةِ النَّصِيْحَةِ وَمِنْهَا اِذَا رَاٰى مُتَفَقِّهًا يَّتَرَدَّدُ اِلٰى مُبْتَدِعٍ ، اَوْ فَاسِقٍ يَّاْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمَ ، وَخَافَ اَنْ يَّتَضَرَّرَ الْمُتَفَقِّهُ بِذٰلِكَ ، فَعَلَيْهِ نَصِيْحَتُهُ بِبَيَانِ حَالِهِ ، بِشَرْطِ اَنْ يَّقْصِدَ النَّصِيْحَةَ وَهٰذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيْهِ وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمَ بِذٰلِكَ الْحَسَدُ ، وَيُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ ذٰلِكَ، وَيُخَيِّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ نَصِيْحَةٌ فَلْيَتَفَطَّنْ لِذٰلِكَ وَمِنْهَا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ وِلَايَةٌ لَّا يَقُوْمُ بِهَا عَلٰى وَجْهِهَا :اِمَّا بِاَنْ لَّا يَكُوْنَ صَالِحًا لَّهَا ، وَاِمَّا بِاَنْ يَّكُوْنَ فَاسِقًا ، اَوْ مُغَفَّلًا ، وَنَحْوَ ذٰلِكَ — فَيَجِبُ ذِكْرُ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّهُ عَلَيْهِ وِلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيْلَهُ وَيُوَلِّيَ مَنْ يَّصْلُحُ ، اَوْ يَعْلَمَ ذٰلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضٰى

حَالِهٖ وَلَا يَغْتَرُّ بِهٖ ، وَاَنْ يَّسْعٰى بِهٖ اَنْ يَّحُثَّهٗ عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ اَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهٖ ، اَلْخَامِسُ اَنْ يَّكُوْنَ مُجَاهِرًا بِفِسْقِهٖ اَوْ بِدْعَتِهٖ ، كَالْمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ ، وَمُصَادَرَةِ النَّاسِ ، وَاَخْذِ الْمَكْسِ ، وَجِبَايَةِ الْاَمْوَالِ ظُلْمًا ، وَتَوَلِّى الْاُمُوْرِ الْبَاطِلَةِ – فَيَجُوْزُ ذِكْرُهٗ بِمَا يُجَاهِرُ بِهٖ ، وَيَحْرُمُ ذِكْرُهٗ بِغَيْرِهٖ مِنَ الْعُيُوْبِ ، اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لِجَوَازِهٖ سَبَبٌ اٰخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ ، اَلسَّادِسُ التَّعْرِيْفُ اِذَا كَانَ الْاِنْسَانُ مَعْرُوْفًا بِلَقَبٍ ، كَالْاَعْمَشِ ، وَالْاَعْرَجِ ، وَالْاَصَمِّ ، وَالْاَعْمٰى ، وَالْاَحْوَلِ ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيْفُهُمْ بِذٰلِكَ ، وَيَحْرُمُ اِطْلَاقُهٗ عَلٰى جِهَةِ التَّنْقِيْصِ ، وَلَوْ اَمْكَنَ تَعْرِيْفُهٗ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ اَوْلٰى فَهٰذِهٖ سِتَّةُ اَسْبَابٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَآءُ وَاَكْثَرُهَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ، وَدَلَائِلُهَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ مَشْهُوْرَةٌ فَمَنْ ذٰلِكَ۔

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کسی بھی ایسے صحیح غرض شرعی کی بناء پر غیبت جائز ہے جس تک اس کے بغیر نہ پہنچا جا سکے اور اس کے چھ اسباب ہیں: (۱) ظلم، مظلوم کو جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے پاس ظلم کی شکایت و حکایت کرے یا اس کے سامنے یا حاکم مجاز کے سامنے ذکر کرے جو ظالم سے بدلہ لے سکتا ہو۔ اس طرح بیان کرے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔ (۲) برائی کو روکنے میں مدد کرنے کے لئے اور گناہ گار کو درست راہ پر لانے کی غرض سے ہو پس اس طرح کہے اس کو جو منکر ہو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کر رہا ہے اس کو ڈانٹو اور اسی طرح کے الفاظ سے اس کا اصل مقصود یہ ہو کہ برائی کا ازالہ ہو جائے اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو پھر بھی شکایت حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ فتویٰ طلب کرے اور مفتی کو اس طرح کہے کہ میرے والد یا بھائی یا میرے خاوند یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اس کو اس ظلم کا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میرے اس سے چھوٹنے اور اپنے حق کو پانے اور ظلم کو دور کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اور اسی طرح کے الفاظ کہے یہ ضرورتاً جائز ہے لیکن زیادہ احتیاط اور فضیلت اس میں ہے کہ مفتی کو اس طرح سوال کرے کہ ایسے مرد یا شخص یا خاوند کا کیا حکم ہے جس کا معاملہ اس طرح ہو؟ اس طرح بغیر متعین کرنے کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر پھر تعین کرنا بھی جائز ہے جس طرح کہ ہم عنقریب حدیث ہند ذکر کریں گے۔ (۴) چوتھا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو نصیحت کرنے کے لئے اور اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔ دوسرے کسی انسان کو داماد بنانے کے لئے مشورہ کرنا یا کسی کو اس کو شریک کار بنانے کے لئے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے یا اس سے کوئی معاملہ کرنے کے لئے یا اس کے علاوہ اور کوئی اس کے پڑوس وغیرہ اختیار کرنے کے لئے ہو۔ اس صورت میں مشورہ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی حالت کو بالکل نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت کے ساتھ اس کی تمام برائیاں ذکر کر دے۔ تیسرا یہ کہ جب کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتا دیکھے اور خطرہ ہو کہ یہ طالب علم اس سے نقصان

اٹھائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بیان کر کے طالب عالم کو نصیحت کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ نصیحت مقصود ہو اور اس کے اندر بہت ساری غلطیاں کی جاتی ہیں کبھی تو ان غلطیوں کا باعث متکلم کا حسد ہوتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے (حالانکہ یہ حسد کی کارروائی ہے) اس میں خوب بیدار مغزی کی ضرورت ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ اس کو عہدہ ملا ہوا لیکن وہ اس کے حقوق کو صحیح انجام نہ دیتا ہو خواہ اس لئے کہ اس میں حکومت کی صلاحیت ہو یا نہیں یا اس لئے کہ وہ فاسق یا کم عقل ہے یا اسی طرح کی اور صورت ہو تو اس صورت میں اس کا تذکرہ ایسے آدمی کے سامنے کرنا ضروری ہے جو اس سے بڑے عہدے پر ہو تا کہ وہ اس کو تبدیل کر دے اور کسی ایسے آدمی کو جو مناسب ہو حاکم بنائے یا اس کو یہ بات بتلا دے تا کہ وہ اس نچلے حاکم کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرے اور اس کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور وہ یہ کوشش کرے یا تو وہ اس کو سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے آمادہ کرے یا اسے بدل ڈالے۔ (۵) کہ کوئی آدمی کھلے طور پر فسق و بدعت اختیار کرنے والا ہو مثلاً اعلانیہ شراب نوشی کرتا ہے اور لوگوں کا مال لیتا ہے اور ان سے بھتہ وصول کرتا ہے یا ظلماً ٹیکس لیتا ہے اور غلط کاموں کی سرپرستی کرتا ہے تو اس کا تذکرہ کھلم کھلا ضروری ہے مگر اس کے دوسرے عیوب (مخفی) کا ذکر کرنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے جواز کی کوئی دوسری وجہ ثابت ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا۔ (٦) مشہور نام سے پکارنا جب کوئی آدمی کسی لقب سے مشہور ہو مثلاً اعمش، اعراج، اصم، اعمٰی احوال وغیرہ تو مشہور نام سے ہی اس کا تذکرہ جائز ہے مگر تنقیص کے طور پر اس کا اطلاق حرام ہے۔

یہی چھ اسباب ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ان میں اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور ان کے دلائل صحیح احادیث میں مذکورہ ہیں اور جن میں سے چند احادیث یہ ہیں۔

تشریح ✿ شرعی: ذاتی غرض کیلئے مباح نہ ہوگی۔ اور وہ ایسی غرض ہو کہ جس تک اس کے بغیر پہنچا نہ جا سکتا ہو۔ هو ستة أسباب: وہ مذکورہ غرض چھ اسباب ہیں۔ ۱) التظلم: مظلوم اپنے ظلم ایسے شخص کو بیان کر سکتا ہے جو ازالہ ظلم میں اس کی معاونت کر سکتا ہے۔ جیسے بادشاہ، قاضی وغیرہ۔ أو قدرة: وہ ظالم سے انصاف کی قدرت رکھتا ہو۔ مثلاً والد ولد پر اور آقا غلام پر اور ولی اپنے مولیٰ پر حق رکھتے ہیں۔ مظلوم اس طرح کہے: ظلمنی فلان: فقط اپنے ظلم کو ذکر کرے۔ اس سے تجاوز نہ کرے کیونکہ ضرورت ضرورت کی حد تک ہے اور اگر وہ اس سے بھی درگزر کرتا اور عفو درگزر سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اکتفاء کرتا ہے تو یہ اولیٰ ہے۔ ۲) منکر کو بدلنے پر اور گناہ گار کو درست سمت کی طرف لوٹانے کیلئے مدد طلب کرنا یہ پہلے میں تو ازالہ منکر ہے جبکہ دوسرے میں طاعات پر قائم کرنا ہے۔ پس جس شخص کے متعلق ازالہ منکر پر قدرت کی امید ہو خواہ وہ حاکم ہو یا اور کوئی شخص مثلاً والد وغیرہ کو کہے۔ ایسے شخص کو نہ کہے جو ازالہ پر قدرت نہ رکھتا ہو اس لئے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص سر عام کرنے والا ہو اور اس بات کو پھیلانے سے اس کو زجر مقصود ہوتا کہ وہ باز آ جائے۔ تو اس طرح کہے کہ فلاں شخص ایسی حرکت کر رہا ہے۔ اس کو اس سے باز آ جانا چاہئے ایسی عبارات لائے جو باعث زجر ہوں۔ اور اگر ازالہ منکر مقصود نہ ہو خواہ

اپنے نفس کی شفاء کا قصد ہو یا نہ ہو بہر صورت حرام ہے۔ کیونکہ یہ ضرورت کو زائد کیلئے استعمال کرنا ہے۔ ۳) استفتاء کیلئے۔ تا کہ حادثہ کا شرعی حکم معلوم ہو جائے۔ تو مفتی کو کہے کہ میرے فلاں بھائی، والد، خاوند یا فلاں سے اس طرح زیادتی کی ہے کیا یہ اس کیلئے درست ہے اور مجھے اس سے چھٹکارا کس طرح مل سکتا ہے۔ میرا حق اور اس پر زیادتی یا ازالہ کس صورت میں ہو سکتا ہے۔ **ممکن الاخوط**: پختہ وجہ کو اختیار کرنا جو اصول احکام کو جامع ہو۔ یہ ''**حاط الحمار عانتۃ حاط الامم الحیط حوطًا**'' یہ احتیاط سے ماخوذ نہیں کیونکہ اس تفصیل خماسی سے نہیں آتا۔ بہتر یہ ہے کہ اس طرح سوال کیا جائے آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اس طرح ہو۔ اس سے بلا تعیین غرض حاصل ہو جائے گی اور تعیین اس قسم کے معاملات میں جائز ہے جیسے حدیث ہند میں آئے گا کہ ابو سفیان کو بخل کا عیب دیا۔ آپ نے انکار نہ فرمایا۔

۴) اس آدمی کے شر سے لوگوں کو بچانا اور ان سے خیر خواہی مقصود ہو مثلاً مجروح روات پر جرح۔ فیصلہ میں گواہوں پر جرح، اور یہ بالا تفاق جائز ہے۔ کیونکہ اس میں مصلحت اور فائدہ ہے۔ بلکہ یہ اس لئے تو ضروری ہے کہ اس سے شریعت کا دفاع ہے۔ اور اس کی حفاظت ہے۔ اور شہود میں مدعی کے حق کی حفاظت ہے۔ اسی قسم سے کسی کو داماد بنانے کے سلسلہ میں مشاورت یا شریک امین بنانا ہو یا اس سے خرید و فروخت کا معاملہ کرنا ہو۔ اسی طرح مالی معاملات، رہن و مساقات یا پڑوس بنانے کیلئے، مشورہ کرنے والے پر لازم ہے۔ کہ جس کے متعلق دریافت کیا گیا۔ اس کا حال درست طور پر ضرور بتلا دے۔ نصیحت کا تقاضا یہی ہے۔ بلکہ اگرچہ مقصود حاصل نہ ہو مثلاً اس نے ترک کر دیا یا وہ اس کے مناسب نہیں۔ وہ ان غلطیوں کو ذکر کرلے جس سے وہ رک جائے۔ خواہ اس کی تمام غلطیاں ذکر کرنا پڑیں مگر یہ تنقیص یا اس کو ایذاء کی نیت سے نہ ہوں۔ **المساءۃ**: یہ لفظ اعرۃ کا عکس ہے۔ یہ مفعلہ کے وزن پر مسوأۃ ہے۔ اسی وجہ سے جمع المساوی میں بھی واؤ آئی ہے۔ کہتے ہیں **بدت مساویہ**: یعنی نقائص وعیوب۔ **ومنھا اذا رای متفقھا**: کسی فقیہ کو دیکھا کہ وہ کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرنے جاتا ہے۔ اور اس کے ضرر میں پڑنے کا خدشہ ہو۔ کہ صحیح اعتقاد سے ہٹ جائے گا۔ تزیین و تسویل شیطان سے فسق میں مبتلا ہو جائے گا۔ تو اس کو اس کی حالت بیان کر کے نصیحت کرلے۔ جبکہ اس کو نصیحت کرنا چاہتا ہو۔ اپنے نفس کو شفاء دینا مقصود نہ ہو۔ **مما یغلط**: اس میں لوگ غلطیاں کرتے یہ قدح اعتقادی و عملی متکلم کو حسد پر آمادہ کرے گی اور اس میں شیطان ملمع سازی کر کے اس کو خیال دلائے گا کہ یہ نصیحہ ہے۔ تا کہ وہ اسے بار بار کرے حالانکہ فی الحقیقۃ اس کا داعیہ حسد و بغض ہے۔ **فلیتفطن لذلك**: اچھی طرح سمجھ لے تا کہ غیبت محرمہ میں مبتلا نہ ہو اور وہ ابہام کی وجہ سے اسے جائز سمجھ رہا ہو۔ جس نے احتیاط کی وہ بچ گیا اور جو دھوکے میں پڑا وہ شرمندہ ہو گا۔

۴) اس کو ازالہ منکر کی طاقت نہ ہو اگرچہ ولایت ہو۔ خواہ اہلیت نہیں یا اہلیت ہے مگر خود فسق میں مبتلا ہے۔ اس کی ولایت کسی حد تک نہ رہے گا بلکہ اس سے تجاوز کر جائے گا۔ یا وہ کم عقل ہے۔ عدم فطانت کی وجہ سے ولایت کے مقاصد کو درست استعمال نہ کر سکے گا بلکہ اس کی ذات قیام ولایت میں مخل ہے۔ تو اس کا تذکرہ اس سے کرنا ضروری ہے جس کو ولایت عامہ حاصل ہے اور اس کے اصلاح احوال کا وہ ذمہ دار ہے۔ اس کو اس لئے نہ بتلائے کہ وہ اسے معزول کر دے بلکہ اس لئے تا کہ وہ اس حالت کے مطابق معاملہ کرے۔ اور اس کے مقام پر رکھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کے مقام پر رکھنے کا حکم فرمایا۔ تا کہ وہ

اس کے ظاہری حال کے متعلق دھوکا میں مبتلا نہ رہے اور اس کو کاموں کے لائق نہ سمجھتا رہے۔ اور اس بات کی دوڑ دھوپ کرے وہ اس کو مطلوبہ ولایت پر قائم رکھے یا اس کو تبدیل کر کے ایسے آدمی کو لگائے جو اس ذمہ داری کے لائق ہو۔

۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ وہ اپنے فسق و بدعت کو ظاہر کرنے والا ہو۔ مثلاً سر عام شراب پینے والا اور لوگوں کا مال لوٹنے والا اور ظلماً مال وصول کرنے والا ہو۔ (جگا ٹیکس) مکس: عامل صدقہ کا مال وصول کرنے کے بعد جو مال لے وہ مکس ہے۔ یہ ضرب باب سے آتا ہے۔ جس کا اصل معنی قیمت میں کمی ہے۔ اور مکس ٹیکس کو کہتے ہیں یہ مصدر ہے اس سے اسم فاعل مکاس ہے۔ وصول شدہ مال کو بھی مصدر کا نام دے کر مکس کہا جانے لگا۔ بیع و شراء وغیرہ میں حکام کے معاون جو ظلماً وصول کریں وہ سب اس میں شامل ہے۔ جیسا شاعر نے کہا

وفي كل أسواق العراق إتاوة

وفي كل ما باع امرؤ مكس درهم

جباية الاموال: مکس کی تفسیر ہے۔ یا خاص پر عام کا عطف ہے۔

اور ظلماً یہ حال یا مفعول لہ ہے۔ یعنی باطل امور کے ذمہ دار جو من گھڑت وظائف رکھتے ہوں۔ فيجوز ذكره بما يجاهر به: جن امور کو وہ سر عام کرے ان کا تذکرہ کرنے میں قطعاً غیبت نہیں۔ البتہ جو عیوب اس میں نہ پائے جاتے ہوں ان کا تذکرہ جائز نہیں۔ ہاں اس کیلئے کوئی اور وجہ جواز ہو تو دوسری بات ہے۔

۶) ایسے الفاظ سے تعریف کرنا جن سے معروف و مشہور ہو مثلاً اعمش یہ سلیمان بن مہران محدث کا لقب ہے۔ اسی طرح الاعرج: ایک بڑی جماعت کا یہ لقب مشہور ہوا۔ مثلاً عبدالرحمان بن ھرمز، شیخ ابا الزناد تابعی۔ اور الاصم: حافظ کہتے ہیں یہ ایک جماعت کا لقب ہے۔ ان میں مالک بن حبان کلبی امام مالک کے ساتھ مطرف الفقیہ۔ اسی طرح الاعمی حافظ نے اس میں کسی کا تذکرہ نہیں کیا۔ الاحولی: اس سے ایک جماعت ملقب ہوئی ان میں عاصم بن سلیمان تابعی ہیں۔ اگرچہ ظاہراً یہ ناپسند ہے مگر ان کی تعریف اور تعارف کیلئے یہ جائز ہے۔ اور اگر اس لقب والے کی تعریف اور انداز سے ہو سکتی ہو تو پھر بطور تنقیص حرام ہے۔ دوسرے انداز سے اس کی پہچان کروانی چاہئے۔ تاکہ غیبت سے بچت ہو۔ اس مصلحت ضرورت سے تو یہ جائز ہے۔ مطلقاً جائز نہیں۔ یہ چھ اسباب ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ہے ان میں اکثر ایسے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کو شیخ کمال الدین بن ابی شرف نے اس طرح جمع کیا ہے

القدح ليس بغيبة في ستة
متظلم و معرف و محذر
ومجاهر بالفسق ثمت سائل
ومن استعان على ازالة منكسر

یا اس طرح کہہ لیں

يباح اغتياب للفتى ان تجاهرا
بفسق وللتعريف او للتظلم

كذاك لتحذير وفي جاء سائلا
كذا من اتى يبغي زوال المحرم

۱۵۳۲ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ :"ائْذَنُوْا لَهُ ' بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِيْ جَوَازِ غِيْبَةِ اَهْلِ الْفَسَادِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ۔

۱۵۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو اجازت دے دو یہ خاندان کا ایک بہت برا آدمی ہے''۔ (بخاری و مسلم)
بخاری نے اس روایت کا اصل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کو جائز ہونے کی دلیل بنایا۔

تشریح ۞ رجلاً: اس سے عیینہ بن حصن بعض نے کہا مخرمہ بن نوفل مراد ہے۔ بئس اخو العشيرة: یہ قبیلہ میں بہت برا آدمی ہے۔
بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول: مشکوک اور اہل فساد کی غیبت درست ہے تا کہ ان کے ظاہر سے دھوکا نہ ہو۔

تخریج : أخرجه مالك (١٦٧٣) وأحمد (٩/٢٤١٦١) والبخارى (٦٠٣٢) ومسلم (٢٥٩١) وأبو داود (٤٧٩١) والترمذى (٢٠٠٣) وابن حبان (٤٥٣٨) وعبد الرزاق (٢٠١٤٤) والحميدى (٢٤٩) والبخارى (٣٣٨) والبيهقى (١٠/٢٤٥)

الفوائد : اس فاسق کی غیبت درست ہے جس کا فسق علانیہ ہو جب کہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو۔

۱۵۳۳ :وَعَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ :قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ :هٰذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ۔

۱۵۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے''۔ (بخاری)
اس حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے۔

تشریح ۞ يعرفان من ديننا شيئاً: ان سے ضروری معرفت کی نفی کر کے اسلام کی نفی کی گویا وہ دونوں اسلام پر نہیں ہیں۔ بقول ابن سعد: یہ دونوں منافقین تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے مخفی نفاق کو ظاہر کرنے کیلئے فرمایا تا کہ کسی پر ان کا معاملہ ملتبس نہ رہے۔

تخریج : أخرجه البخارى (٦٠٦٧)

الفرائد : علانیہ فاسق کے متعلق کہنا غیبت مذمومہ میں شامل نہیں۔

۱۵۳۴ : وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : اِنَّ اَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَآءِ" وَهُوَ تَفْسِيْرٌ لِرِوَايَةِ: لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ " وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : كَثِيْرُ الْاَسْفَارِ۔

۱۵۳۴: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ابوالجہم اور معاویہ دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاویہ تو مفلس ہے اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں رکھتا (یعنی مار پیٹ اور تشدد کرنے والا ہے)''۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے درحقیقت **لَا يَضَعُ** کی تفسیر ہے بعض نے کہا اس کا معنی بہت زیادہ سفر کرنا ہے۔

تشریح ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: قیس بن خالد الاکبر بن وھب بن ثعلبہ الفہر یہ القرشیہ یہ ضحاک کی بہن ہیں (تہذیب نووی) بعض نے کہا کہ یہ اپنے بھائی سے دس سال بڑی تھیں۔ یہ وافر عقل والی صاحب کمال مہاجرات میں سے تھیں۔ ان کے گھر میں اصحاب شوریٰ جمع ہوتے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۴ روایات نقل کی ہیں۔ ان سے تابعین کی بڑی جماعت نے روایت لی ہے۔ **انا ابا الجهم و معاويه خطباني**: آپ کی ان دونوں کے سلسلہ میں کیا رائے مبارک ہے۔ **فصعلوك**: اس کی جمع **صعاليك** آئی ہے۔ یعنی فقیر۔ **لا مال له**: اس کی صفت مبینہ ہے۔ **فلا يضع العصا عن عاتقه**: مسلم کی روایت میں **فضراب النساء** ہے۔ بعض نے کثیر الاسفار لیا مگر پہلا معنی اولیٰ ہے۔

تخریج: أخرجه مالك (١٢٣٤) وأحمد (١٠/٢٧٣٩٦) ومسلم (١٤٨٠) وأبو داود (٢٢٨٤) والنسائي (٣٢٤٤) والترمذي (١١٣٥) وابن ماجه (٢٠٣٥) وابن حبان (٤٢٥٤) والطبراني (٩٢٩/٢٤) والبيهقي (١٨١/٧)

الفرائد : مشاورت کے وقت اس کی کمی بیشی کو اس لئے ذکر کرتا تا کہ مشورہ والے کی خیرخواہی ہو۔ غیبت محرمہ میں شامل نہیں۔

۱۵۳۵ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ : لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ

بِذٰلِكَ ، فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ ، فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَا فَعَلَ : فَقَالُوْا : كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْهُ شِدَّةٌ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقِيْ: "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ" ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَلَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۳۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اس میں لوگوں کو سختی پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ؐ کو اس کی اطلاع دی آپ ؐ نے عبداللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اس نے آپ ؐ کی قسم اٹھا کر کہا اس نے یہ نہیں کہا پس لوگ کہنے لگے۔ زید نے جھوٹ بولا میرے دل میں ان کی بات سے بہت رنج پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ میں اتار دی پھر نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تا کہ آپ ؐ ان کے لئے استغفار کر دیں تو انہوں نے اپنے سروں کو استغفار سے بے رغبتی کرتے ہوئے پھیر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ان کے حالات باب اکرام آل بیت میں گزرے۔ **في سفر**۔ یہ غزوہ بنو مصطلق کی بات ہے۔ **اصاب الناس فيه شدة**۔ شدة فاعل ہے۔ **على من**۔ یہ الذین کے معنی میں ہے۔ **عند رسول الله صلى الله عليه وسلم**۔ اس سے صحابہ کرام ہیں۔ **حتى ينفضوا**۔ تا کہ وہ منتشر ہو جائیں۔ یہاں حتٰی کی کے معنی میں ہے۔ **ليخرجن الاعز منها الاذل**۔ اس نے اعز سے اپنی ذات اور اذل سے (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کی ذات مراد لی۔ **فاخبرته بذلك**۔ یعنی وہ بات جو عبداللہ بن ابی نے کہی تھی۔

فاجتهد يمينه۔ اس نے پختہ قسم کھا کر انکار کر دیا۔ **فقالوا كذب زيد**۔ ان تصدیق کرنے والوں نے کہا زید نے نبی اکرم ﷺ سے جھوٹ کہا ہے۔ یعنی واقعہ کے خلاف اطلاع دی ہے۔ **شدة**۔ میرے دل میں اس سے سخت کوفت ہوئی اور وہ مسلسل رہی۔ **تصديقي**: یعنی میری خبر کو سچا اور اس کی قسم کو جھوٹا قرار دیا گیا۔ وہ سورہ **اذا جاء ك المنافقون** ہے۔ **ثم دعاهم**: پھر ان منافقین کو استغفار کیلئے بلایا تو **فلووا رء وسهم**۔ استغفار سے اعراض کرتے ہوئے سروں کو آپ کی طرف سے موڑ لیا۔

تخريج ٭: اخرجه أحمد (٧/١٩٣٠٥) والبخاري (٤٩٠٠) ومسلم (٢٧٧٢) والترمذي (٣٣٢٣) والنسائي (٦/١١٠٩٧)

الفرائد: اہل نفاق کی خطرناک بات سے امیر المسلمین کو مطلع کرنا ضروری ہے تا کہ مسلمان منافق کے شر سے بچ سکیں۔

۱۵۳۶: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدٌ امْرَاَةُ اَبِيْ سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ قَالَ: "خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٥٣٦: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے اور میری اولاد کے لئے کفایت کرے مگر وہ جو میں اس کے بغیر بتلائے لے لوں۔ آپ نے فرمایا: ''دستور کے موافق جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہو جائے وہ لے لو''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **هند**۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشیہ۔ یہ امیر معاویہ کی والدہ اور ابوسفیانؓ کی بیوی ہیں۔ یہ اور ان کے خاوند ایک ہی رات اسلام لائے اور نبی اکرم ﷺ کی بیعت کی۔ **شحیح**۔ بخیل وحریص۔ (القاموس) **لیس یعطینی**۔ اسم محذوف اور **یعطی** اس کی خبر ہے اور **ما یکفینی** دوسرا مفعول ہے۔ **الا ما اخذت منه**۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ **ای نکن اخذت منه**۔

وهو لا یعلم۔ **هو** مبتداء اور جملہ حالیہ ہے۔ خبر محذوف ہے۔ **خذی ما یکفیك وولدك**۔ یہ آپ کی طرف سے استفتاء کا جواب ہے۔ جو باب کے مطابق ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٤١٧٢) والبخاری (٢٢١١) ومسلم (١٧١٤) وأبو داود (٣٥٣٢) والنسائی (٥٤٣٥) والحمیدی (٢٤٢) والبیهقی (١٠/١٤١)

الفوائد : فیصلے کیلئے متخاصمین میں سے ایک کی بات علیحدگی میں دوسرے سے متعلق درست ومباح ہے۔

٢٥٧: بَابُ تَحْرِيْمِ النَّمِيْمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلٰى جِهَةِ الْإِفْسَادِ

بَابُ: چغلی کی حرمت

(چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں)

تشریح ۞ نووی کہتے ہیں۔ بگاڑ پیدا کرنے کیلئے لوگوں کے درمیان نقل کرنا۔

النمیمه۔ النم، ابھارنا۔ افساد و بگاڑ کیلئے دوسرے کو پہنچانا۔ کذب کو مزین کرکے پیش کرنا۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ [ن:١١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:١٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والے اور چغل خور'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو

بھی انسان لفظ بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہے۔''
هَمَّاز : غیبت کرنے والا۔ بِنَمِيْمٍ : بگاڑ پھیلانے کیلئے بات نقل کرنے والا۔
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ : آیت کی تفسیر پہلے گزری۔

الروايات

١٥٣٧ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٥٣٧: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ لا يدخل الجنة : ابتداءً کامیاب ہونے والے یا مطلقاً نا کام لوگوں سے ہوگا اگر اس نے حلال سمجھ کر کیا۔ اور اسے معلوم ہے کہ اس کی حرمت پر اتفاق ہے اور ضروریات دین سے ہے۔ یا اچھی طرح معلوم کئے ہوئے حکم کی طرح ہے کیونکہ وہ علماء کے درمیان عرصہ سے رہ رہا ہے۔ نمّام۔ مبالغہ کا صیغہ لایا گیا کیونکہ اس کے متعلق شدید وعید پائی جاتی ہے۔ چغلی خوری ممنوع اور کبیرہ گناہوں سے ہے۔ جیسا اگلی روایت بتلا رہی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٨/٢٣٣٠٧) والبخاری (٦٠٥٧) ومسلم (١٠٥) وأبو داود (٤٨٧١) والترمذی (٢٠٣٣) والنسائی (٦/١١٦١٤) والطیالسی (٤٢١) وابن حبان (٥٧٦٥) والطبرانی (٣٠٢١) والحمیدی (٤٤٣) والبیهقی (٨/١٦٦)

الفرائد : چغل خور سزائے افساد بھگت کر ہی جنت میں جا سکے گا۔ اعاذنا اللّٰہ منه۔

١٥٣٨ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ : "اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ! بَلٰى اِنَّهٗ كَبِيْرٌ : اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ ، قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنٰى : "وَيُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ" : اَيْ كَبِيْرٍ فِيْ زَعْمِهِمَا – وَقِيْلَ : كَبِيْرٍ تَرْكُهٗ عَلَيْهِمَا۔

١٥٣٨: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جا رہا کیوں نہیں بلکہ وہ بڑی بات ہی ہے پھر ایک ان دونوں میں سے چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے وقت اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یا ستر کا لحاظ نہیں رکھتا تھا''۔ (بخاری ومسلم)

یہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ علماء نے فرمایا "وَیُعَذِّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ" یعنی ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا۔ بعض نے کہا ان کا چھوڑنا ان پر بھاری نہیں تھا۔

تشریح ✿ بقبرین :ایک روایت میں مذکور ہے کہ یہ مشرکین کی قبریں تھیں۔ لا یستبرئ من بوله۔اس کو اچھی طرح صاف نہ کرتا تھا۔اس سے بعض لوگوں نے استبراء کو واجب قرار دیا اور اس کے ترک کو کبائر میں شمار کیا ہے۔دلیل کے لحاظ سے یہی قوی ہے۔مگر اصحاب شوافع اس کو مستحب کہتے ہیں۔اور اس قسم کی روایات کو (عدم انقطاع بول) پیشاب کے منقطع نہ ہونے کے یقین پر محمول کرتے ہیں۔

فرق روایات: بعض روایات میں استتار کے الفاظ بھی ہیں۔اور بعض میں استبراء کے الفاظ ہیں۔یہی زیادہ مناسب ہے۔اور اگر استتار کے الفاظ ہوتو وہ عدم تستر پر عذاب ہوگا یا مجازی معنی مراد ہوگا۔

وما یعذبان فی کبیر کا مطلب اس کے خیال میں بڑے نہ تھے۔انہوں نے دینی کاموں میں ان کو اہمیت نہ دی اور معمولی گناہ سمجھا۔بعض نے کہا۔اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا ترک ان پر گراں تھا۔منافق اپنا گناہ مکھی کی طرح سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر آبیٹھی اور اس نے اڑادی اور مؤمن گناہ کو پہاڑ کی طرح خیال کرتا ہے اور ڈرتا ہے کہ وہ اس پر گر نہ جائے۔حاصل کلام یہ ہے کہ ان دونوں گناہوں کو انہوں نے معمولی سا خیال کیا۔جس کے کرنے میں کوئی حرج نہ ہو۔یا اس کے چھوڑنے میں کوئی مشقت نہ سمجھتے تھے۔کیونکہ ان کے ہاں یہ معمولی چیز تھی۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ بڑی بھاری چیز تھی۔آپ کے ارشاد "فی کبیر" کا یہی مطلب ہے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے اعتبار سے یا گناہ اور اس کی سزا کے اعتبار سے اس کو کوئی بڑا خیال نہ کیا۔

قلقشندی کا قول:انه لكبير کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے۔احتمال یہ ہے کہ "ہٗ" ضمیر کا مرجع عذاب ہو اور ابن حبان کی روایت میں "عذابًا شديدًا في ذنب هين" وارد ہے۔اور بعض نے دونوں گناہوں میں سے ایک کی طرف لوٹائی ہے۔اور وہ "نميمه" ہے۔یہ کبیرہ گناہ ہے بخلاف ستر عورت کے (حالانکہ ستر عورت میں لازم ہے) یہ ضعیف قول ہے۔بعض نے کہا کبیر کی نفی مقصود ہے کہ یہ اکبر الکبائر سے نہیں ہے۔پس اس کا مثبت معنی یہ ہے کہ یہ کبائر میں سے ایک ہے۔اس کے مطابق حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عذاب اکبر الکبائر کے ساتھ خاص نہیں۔بلکہ وہ کبائر سے ہے۔بعض سے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صورۃ بڑا نہیں۔کیونکہ اس کا تسلسل اس کے حقارت کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ گناہ میں بہت ہے۔(شرح العمدہ)

تخریج: أخرجه أحمد (١/١٩٨٠) والبخارى (٢١٦) ومسلم (٢٩٢) وأبو داود (٢٠) والترمذى (٧٠) والنسائى (٣١) وابن خزيمة (٥٦) وابن الجارود (١٣٠) وعبد بن حميد (٦٢٠) والطيالسى (٢٦٤٦) والبيهقى (٢/٤١٢)

الفرائد: اس روایت میں نمیمہ اور پیشاب سے احتیاط نہ برتنے پر عذاب قبر دکھایا گیا۔جو کہ نہایت خوفناک چیز ہے۔

١٥٣٩ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيْمَةُ :الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْعَضْهُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَآءِ عَلٰى وَزْنِ الْوَجْهِ ،

وَرُوِیَ الْعِضَةُ بِکَسْرِ الْعَیْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلٰی وَزْنِ الْعِدَةِ" وَهِیَ الْکَذِبُ وَالْبُهْتَانُ، وَعَلَی الرِّوَایَةِ الْاُوْلٰی :اَلْعَضْهُ مَصْدَرٌ یُقَالُ :عَضَهَهُ عَضْهًا :اَیْ رَمَاهُ بِالْعَضْهِ۔

۱۵۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں کہ عَضْهُ یا عِضَهُ کیا ہے؟ فرمایا وہ چغلی ہے لوگوں کے درمیان کسی کی بات کرنا''۔ (مسلم)

اَلْعَضْهُ: عین مہملہ کے فتح اور ضاد معجمہ کے سکون اور ہاء کے ساتھ۔ الوجہ) کے وزن پر اور یہ لفظ عین کے کسرہ اور ضاد معجمہ کی فتح کے ساتھ بھی مروی ہے۔

"عِدَۃِ" کے وزن پر جھوٹ بہتان کے معنی میں مستعمل ہے اور پہلی روایت کے لحاظ سے الْعِضَةُ مصدر ہے کہا جاتا ہے۔ عَضَهَهُ عَضَهًا یعنی اس کو متہم کیا۔

تشریح ۞ ما العضه۔ ان کے جواب سے سکوت اختیار کیا کیونکہ واضح تھا۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''هي النميمة'' وہ لوگوں کے درمیان بہت بات چیت کرنا اور ان کو جھگڑے میں ڈالنا ہے۔ (النہایہ) مسلم نے عَضه فتحہ عین سے نقل کیا اور عِضهٔ کسرہ سے آتا ہے۔ عضهه عضهًا بہتان باندھنے کو کہتے ہیں۔ (زمخشری، النہایہ)

تخریج : أخرجه مسلم (۲۶۰٦)

الفرائد : لوگوں کے درمیان جھگڑا ڈالنے سے بچنا چاہیے اور زبان کو قیل وقال سے بچانا چاہیے۔

۲۵۸ :بَابُ النَّهْیِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِیْثِ وَکَلَامِ النَّاسِ اِلٰی وُلَاةِ الْاُمُوْرِ اِذَا لَمْ تَدْعُ اِلَیْهِ حَاجَةٌ کَخَوْفِ مَفْسَدَةٍ وَّنَحْوِهَا

بَابٌ: لوگوں کی باتوں کو بلاضرورت بلافساد انگیزی وغیرہ کے حکام تک پہنچانے سے ممانعت کا بیان

تشریح ۞ اذا۔ لاکر اشارہ کر دیا کہ جب حاجت وضرورت میں شک ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ پھر حاجت کی وضاحت کی مثلاً بگاڑ وغیرہ کا خدشہ۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:۲]

وَفِی الْبَابِ الْاَحَادِیْثُ السَّابِقَةُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر''۔ (المائدہ)

گزشتہ باب والی احادیث بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

تشریح ۞ اَلْاِثْم : گناہ۔ اَلْعُدْوَانِ: ظلم جو حد سے بڑھا ہو۔ گزشتہ باب کی روایات اس کے مناسب ہے۔ کیونکہ نقصان دہ بات کو خواہ وہ کسی کو نقصان دینے والی ہو حکام کے سپرد کرنا۔ یہ نمیمہ کے افراد سے ہے۔ اس کی تعریف اس پر صادق آتی ہے۔

الروایات

۱۵۴۰ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُبَلِّغُنِىْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِىْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ۔

۱۵۴۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم میں نکل کر آؤں اور اس حالت میں کہ میرا سینہ ہر ایک کے متعلق صاف ہو''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

تشریح ۞ عن احد شیئا۔ کسی دوسرے کی ناپسندیدہ بات مجھ تک نہ پہنچاؤ یا جس کے نتیجہ میں اس کو ضرر پہنچتا ہو وہ مت پہنچاؤ۔ اس میں درگزر کی تعلیم اور اہل لغزش کی لغزش کو معاف کرنے کی ترغیب ہے۔

انا سلیم الصدر۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جب کہ نفس کو متاثر کرنے والی کوئی بات نہ سنی جائے۔ خواہ وہ نفس میں حرارت پیدا کرے یا جوش اور طبع انسانی کے مطابق اس کی مقدار کچھ ہی ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۳۷۵۹) وأبو داود (۴۸۶۰) والترمذی (۳۹۲۲)

الفرائد : غیبت، لگائی بجھائی ان امور میں سے ہے جو افساد و اضرار کا باعث بنتے ہیں۔ خصوصاً حکام سے چغلی وغیرہ۔

۲۵۹ :بَابُ ذَمِّ ذِى الْوَجْهَيْنِ!

بَابٌ: منافق کی مذمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ' وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا﴾ [النساء:۱۰۸] الْاٰيَتَيْنِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے (اپنی قدرت کے ساتھ) جب کہ وہ ناپسند بات پر رات گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں ان کا احاطہ کرنے والے ہیں''۔

یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ : سرقہ کی حالت میں وہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔تمام دینی مخالفتوں میں مبتلاء لوگوں کی مذمت میں یہی حکم رکھتے ہیں۔

وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ : حالانکہ وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔وَھُوَ مَعَھُمْ : اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔ اس سے چھپانے کا طریقہ تو اس فعل کا نہ کرنا ہے۔(جامع البیان) اِذْ یُبَیِّتُوْنَ : وہ تدبیر کرتے ہیں اور اس کا اصل معنی رات کو تدبیر کرنا' کام کرنا ہے۔مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ :اس سے مراد بری پر بہتان لگانا۔جھوٹی گواہی دینا۔اور بری الذمہ پر تہمت لگانا۔وَکَانَ اللّٰہُ ۔وہ ان کی تمام باتوں سے واقف ہے پس ان کو سزا دیں گے۔الْاٰیَتَیْنِ سے آیت ۱،۲ مراد ہیں۔

ھانتم ھو لاء۔

اَلنَّحْوُ : یہ مبتداء خبر ہے۔جادلتم۔یہ جملہ مبینہ ہے جو کہ ھؤ لا کا خبر ہونا ظاہر کرتا ہے۔فمن یجادل اللّٰہ عنھم۔جبکہ ان کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔ام من یکون علیھم و کیلا۔جو ان کے دعویٰ کو ثابت کرے گا۔من یعمل سوائً۔سوء خواہ اسے دسرا برا سمجھے یا وہ صغیرہ ہو یا کسی بھی گناہ کا باعث ہو۔مگر شرک سے کم کم ہو۔او یظلم نفسہ۔جو اس کی ذات سے آگے نہیں بڑھتا۔ثم یستغفر اللّٰہ۔اس میں توبہ کی فرضیت بتلائی گئی ہے۔

۱۵۴۱ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُھُوْا وَتَجِدُوْنَ خِیَارَ النَّاسِ فِیْ ھٰذَا الشَّانِ اَشَدَّھُمْ کَرَاھِیَۃً لَّہٗ ، وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰٓؤُلَآءِ بِوَجْہٍ وَھٰٓؤُلَآءِ بِوَجْہٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۵۴۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تم لوگوں کو معدن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ان میں جو جاہلیت میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کر لیں اور اس معاملہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر اُن کو پاؤ گے جو ان عہدوں کو ناپسند کرنے والے ہیں اور لوگوں میں بدترین وہ ہے جو ان کے پاس ایک چہرے سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ معادن۔وہ اصل رکھتے ہیں جن کی طرف نسبت کرتے اور ان پر فخر کرتے ہیں۔خیارھم۔ان میں سب سے اعلیٰ۔الجاھلیہ۔اسلام سے ماقبل کا زمانہ مراد ہے۔خیار۔سے مراد اعلیٰ ہے۔اذا فقھوا۔اس سے احکام شرعیہ کا جاننا مراد ہے۔ھذا الشأن۔اس سے خلافت و امارت مراد ہے۔اشدھم لہ کراھیۃ۔یہ کراھیۃ سے متعلق ہے۔کراھیۃ مصدر ہے مگر اس کا ظرف اس سے مقدم لایا گیا ہے۔مصدر میں کافی گنجائش پائی جاتی ہے۔مطلب یہ ہے۔احکام کے نافذ کرنے میں لوگوں میں بہتر وہ ہے جس کو امارت کی حرص نہ ہو۔جب وہ حاکم بنے گا تو پختگی اور مضبوطی اختیار کرے گا۔حریص کی حالت اس سے مختلف ہے۔وتجدون شر الناس۔یہ مفعول ثانی ہے اہتمام کیلئے مقدم کر دیا۔ھؤ لاء۔اس سے مراد

لوگ بوجہ ان کو وہم دلائے کہ وہ ان میں سے ہے ان کے مخالفین سے نہیں اور ھؤلاء ان کے اضداد کے پاس جاتے مگر ان سے اور طرح ملے جو دوسروں کے الٹ ہو۔ اور بغض پھیلانے والا ہو۔ اور اگر کوئی اصلاح کی خاطر جائے تو قابل تعریف ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٨٦٤) وأحمد (٣/١٠٧٩٥) والبخاري (٣٤٩٣) ومسلم (٢٠٢٦) وابن حبان (٤٧٥٤) والترمذي (٢٠٢٥) وأبو داود (٤٨٧٢) وابن حبان (٥٧٥٤) والبيهقي (١٠/٢٤٦)

الفرائد : اسلامی شرافت کا مدار تفقہ فی الدین پر ہے۔

۱۵۴۲ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ – رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۵۴۲: محمد بن زید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے میرے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کو اس کے الٹ کہتے ہیں جو ہم باتیں کرتے ہیں اس وقت جب کے ان کے ہاں سے نکلتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق شمار ہوتی تھی''۔ (بخاری)

تشریح ۞ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ المدنی الحافظ یہ اوساط تابعین سے ہیں۔ سلاطیننا۔ حکام۔ خواہ وہ خلفاء ہوں یا دیگر جنس مراد ہے۔ فنقول لھم بخلاف۔ موجودگی میں ان کی تعریف اور جب نکلتے ہیں تو مذمت کرتے ہیں۔ نفاقًا۔ نفاق یا منافقین کے اعمال سے۔ اس لئے کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ سامنے اور پیٹھ پیچھے سچ بولے۔

تخریج : أخرجه البخاري (٧١٧٨)

الفرائد : جو آدمی اللہ تعالیٰ کے اوامر کو پس پشت ڈالتا اور حکام کی مرضی کی بات کرتا ہے۔ وہ منافقت کا طرز عمل اختیار کرنے والا ہے۔

۲۶۰ : بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِذْبِ

بَابٌ : جھوٹ کی حرمت

تشریح ۞ الکِذبُ۔ ایسی خلاف واقعہ خبر جو جان بوجھ کر دی جائے۔ اور خبر دینے والا گناہ گار ہو۔ اگر ضرر معلوم ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور اگر مصلحت خاص کی وجہ سے ہو مثلاً کسی کی جان بچانا مقصود ہو۔ آئندہ اس کا تذکرہ ہوگا۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:١٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں''۔ (الاسراء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لفظ بھی انسان بولتا ہے مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے۔'' (ق)
ضروری تشریح پیچھے گزری ملاحظہ کرلیں۔

الروایات

١٥٤٣ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

١٥٤٣: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ گناہ کی طرف لے جانے والا اور گناہ آگ تک پہنچانے والا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❂ الصدق۔ بات میں سچائی کو اختیار کرنا۔ یہدی۔ بقول حافظ ہدایت اس دلالت کو کہتے ہیں جو مطلوب تک پہنچانے والی ہو۔ (فتح الباری)
الی البرّ۔ اصل۔ فعل خیر میں توسع کو کہتے ہیں۔ یہ تمام بھلائیوں کا جامع لفظ ہے۔ اس کا اطلاق خالص دائمی عمل پر ہوتا ہے۔ یہاں طاعت مراد ہے۔
ان البر۔ ابن بطال کہتے ہیں اس کا مصداق قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔ ''انّ الابرار لفی نعیم'' لیصدق: بار بار سچ کو اختیار کرتا ہے۔ مسلم میں اس کی بجائے لیتحری الصدق اور کذب کے ساتھ بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں۔
صدیقا۔ سچ جس کی عادت و خلق بن جائے (عاقولی) وہ شخص جو سچائی میں مبالغے کا حقدار ہو۔ الفجور۔ الفجر: چیرنا۔ فجور: دیانت کو پھاڑ دینا۔ فساد و بگاڑ کی طرف سے میلان اور آمادگی۔ یہ تمام شرور کا مجموعی نام ہے۔ الی النار: یعنی آگ تک پہنچانے والا ہے۔ ان چار جملوں میں سبب کی طرف اسناد ہے۔
یکتب عند اللّٰہ کذابا۔ کتابت سے مراد یہ ہے کہ اس پر کذب کا حکم لگ سکے۔ اور ملاء اعلیٰ سے اس کے متعلق یہ ظاہر کر دیا

جائے۔اور اہل زمین کے دلوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔امام مالک نے موطا میں اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بلاغیات میں شمار کیا ہے۔اور اس میں یہ مفید اضافہ بھی پایا جاتا ہے۔''لا یزال العبد یکذب ویتحری الکذب فینکت فی قلبه نکتة سوداء حتی یسود قلبه فیکتب عند اللّٰہ من الکذابین''۔

نووی کا قول:اس روایت میں حق کو قصداً اختیار کرنے اور اس کی طرف سے پوری توجہ دینے اور جھوٹ سے بچنے اور اس میں تساہل نہ برتنے کا حکم ہے۔جب اس میں تساہل برتے گا تو جھوٹوں میں لکھا جائے گا۔

تخریج : کتاب المامورات میں گزرچکی۔

الفرائد : حکام کی ہاں میں ہاں ملانا جب کہ وہ شرع کے خلاف کرتے ہوں یہ منافقت کی قسم سے ہے۔یہ روایت کتاب المأمورات باب ۱/۱٤میں گزرچکی۔

۱۵۴۴ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا :اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ' وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ' وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ' وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ مَعَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهٖ فِيْ بَابِ الْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ۔

۱۵۴۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے'جب بات کرے تو جھوٹ بولے'جب وعدہ کرے تو بدعہدی کرے'جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے''۔(بخاری ومسلم)یہ روایت وضاحت کے ساتھ بَابُ الْوَفَآ بِالْعَهْدِمیں گزری۔

تشریح ۞ اربع۔اس سے چار خصلتیں مراد ہیں۔منافقًا خالصًا۔عمل میں نفاق۔یدعھا۔یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔خان۔یہ اذا کا جواب ہے۔یہ اس کا معطوف علیہ محذوف کی خبر ہے۔''ای ھی''۔غدر۔یہ وفا کی ضد ہے۔فجر: جھوٹی قسمیں اور باطل دعوے۔

تخریج : باب الوفاء بالعهد ...میں گزرچکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۵۴۵ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَّمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ ' وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ' وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"تَحَلَّمَ" : اَیْ قَالَ اِنَّهٗ حَلُمَ فِیْ نَوْمِهٖ وَرَاٰی کَذَا وَکَذَا وَھُوَ کَاذِبٌ- "وَالْاٰنُکُ" بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّوْنِ وَتَخْفِیْفِ الْکَافِ :وَھُوَ الرَّصَاصُ الْمُذَابُ۔

۱۵۴۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو قیامت کے دن دو جو کے دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا جس نے کسی ایسی قوم کی بات کی طرف کان لگایا جو اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو اس کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہیں سکے گا''۔ (بخاری)

تَحَلَّمَ : یوں کہنا میں نے نیند میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

وَالْاٰنُکُ: پگھلا ہوا سیسہ۔

تشریح ۞ **تحلّم**: بتکلف خواب بنانا۔ حُلم سے یہاں مطلق مراد ہے۔ خواہ خیر ہو یا شر اگرچہ کبھی خاص شر کا معنی بھی ہوتا ہے۔ جیسا اس روایت میں ''الرؤیا من اللّٰہ والحلم من الشیطان''۔ **کلّف أن یعقد**۔ امام احمد نے اس طرح نقل کی ہے: ''**من تحلم کاذبًا دفع إلیه شعیرة حتی یعقد بین طرفیها ولیس بعاقد وعنده عذب حتی یعقد بین شعیرتین ولیس عاقدًا**''۔

ابن حجر کا قول: تاکہ آگ میں اس کو طویل عذاب ہو سکے کیونکہ جو کے اطراف میں گرہ ممکن نہیں۔ دراصل اس سے عذاب دینا مراد ہے۔

طبری کا قول: وعید کی اسناد خواب کی طرف کی ہے۔ حالانکہ جھوٹ بیداری میں بھرنے کا فساد بعض اوقات اس سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جیسے جھوٹی گواہی جو کسی مسلمان کے قتل کے سلسلہ میں دی جائے۔ یا مسلمان کا مال زبردستی لے لیا جائے وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواب میں جھوٹ ملانا یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ اس روایت میں موجود ہے۔ ''**الرؤیا جزء من النبوة**'' جو اجزائے نبوت سے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ **من استمع**۔ یہ لاستماعہ کے معنی میں ہے۔ **وهم له کارهون**۔

النَّحو: (۱) یہ جملہ حالیہ ہے۔ استمع کا فاعل ذوالحال ہے۔ (۲) قوم کی صفت ہے اور واو صفت و موصوف کے جوڑ کیلئے ہے۔ **صُبَّ فی اذنیه**۔ یہ شدید وعید ہے اور سزا کا جنس عمل سے ملنا ذکر کیا گیا ہے۔ **صورة**۔ اس سے ذی روح کی تصویر مراد ہے۔ **کلف ان ینفخ**۔ ماقبل اور اس کو تفنن فی التعبیر کے لئے ینفخ سے تعبیر کیا گیا۔ **ابوحمزہ کا قول**۔ مصدر اور خواب بنانے والے کی وعید میں مناسبت یہ ہے۔ کہ خواب اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ وہ صورت معنویہ ہے۔ اس نے اپنے جھوٹ کیلئے ایک معنوی صورت داخل کی جو واقعہ میں پیش نہ آئی تھی۔ جیسا کہ مصور نے وجود میں ایک ایسی صورت داخل کی جو حقیقی نہیں کیونکہ صورۃ حقیقیہ وہی ہے جس میں روح۔ اسی لئے صاحب تصویر کو سخت امر کی تکلیف دی جائے گی۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کے خیال میں جو صورت ہے وہ اس کو پورا کرے اور اس میں روح ڈالے۔ اور ہر ایک کے متعلق آیا کہ ان کو اس وقت تک عذاب ہوتا رہے گا۔ جب تک وہ ایسا کر نہ پائے۔ اور وہ ایسا کبھی بھی کرنے والا نہیں۔ یہ ہر ایک کے دوامی عذاب سے کنایہ ہے۔

حکمت: اس وعید کی حکمت یہ ہے۔ پہلا جنس نبوت پر کذب ہے۔ اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں منازعہ ہے۔

فرق روایت: ترمذی میں تصویر کو مقدم کیا پھر حلم پھر استماع۔ احمد کے الفاظ اس طرح ہیں۔ "دفع الیه شعیرہ و کلف ان یعقد بین طرفیها ولیس بعاقد" اور ابن ماجہ "من اری عینیه" کو دوسرے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔ الانك۔ پگھلا ہوا تانبا۔ خواہ سیسہ سفید ہو یا سیاہ، خالص سیسہ کا معنی کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ فاعل۔ افعل کے وزن پر ہے۔ انلك یہ خلاف قاعدہ ہے۔ بعض فاعل بضم العین کہا ہے۔ (المصباح)

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٨٦٦) والبخاری (٢٢٢٥) المفرد (١١٤٩) وأبو داود (٥٠٢٤) وعبد الرزاق (١٩٤٩١) وابن حبان (٥٦٨٥) والترمذی (٢٢٨٣) والدارمی (٢٧٠٨) والطبرانی (١١٨٣١) والبیهقی (٢٦٩/٧) شعب ایمان (٤٧٧٢)

الفرائد : خواب میں بھی جھوٹ کی ملاوٹ نہ کرنی چاہیے۔ اور اس آدمی کی بات پر کان نہ دھرنا چاہیے جو تمہیں بات سنانا نہ چاہتا ہو۔

۱۵۴۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَمَعْنَاهُ يَقُوْلُ: رَاَيْتُ فِيْمَا لَمْ يَرَهُ۔

۱۵۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے دیکھی نہ ہو"۔ (بخاری) معنی اس کا یہ ہے کہ یوں کہے میں نے دیکھا حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

تشریح ۞ فِرَی۔ فا۔ کا کرہ ہے۔ یہ جمع فریۃ ہے۔ ان یری الرجل۔ جھوٹا خواب اپنی طرف منسوب کر دے۔ ھمزہ۔ اس کا ظاہر بیداری اور خواب دونوں کو شامل ہے۔ مگر بخاری وابوداؤد کے الفاظ نیند کے ساتھ تخصیص کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے نووی بھی اس باب میں لائے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٧٠٤٣) وأحمد (١٦٠٠٨) وابن حبان (٧٢) والحاکم (٨٢٠٤)

الفرائد : من گھڑت خواب بیان کرنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اس سے گریز کرنا چاہیے۔

۱۵۴۷ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهِ: "هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رُّؤْيَا؟" فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ، وَاِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: "اِنَّهُ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ، وَاِنَّهُمَا قَالَا لِيْ: انْطَلِقْ، وَاِنِّيْ انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ، وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ

اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى!" قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَا؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِّنْ حَدِيْدٍ، وَاِذَا هُوَ يَاْتِيْ اَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ وَمَنْخِرَهٗ اِلٰى قَفَاهُ، وَعَيْنَهٗ اِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ، فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى" قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِيْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ، فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ قَالَ: "فَاِذَا فِيْهِ لَغَطٌ، وَاَصْوَاتٌ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ، وَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْ - قُلْتُ: مَا هٰٓؤُلَآءِ؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَحْمَرَ مِثْلَ الدَّمِ، وَاِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَّاِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهٗ حِجَارَةً كَثِيْرَةً، وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَاْتِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهٗ فَاهُ فَيُلْقِمُهٗ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ اِلَيْهِ فَغَرَ لَهٗ فَاهُ فَاَلْقَمَهٗ حَجَرًا، قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِيْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْاٰةِ اَوْ كَاَكْرَهِ مَا اَنْتَ رَآءٍ رَجُلًا مَرْاٰى فَاِذَا هُوَ عِنْدَهٗ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا، قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ، وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَرٰى رَاْسَهٗ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ، وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَانٍ مَا رَاَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ وَمَا هٰٓؤُلَآءِ؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا اِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَّمْ اَرَ دَوْحَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَا لِيْ: اِرْقَ فِيْهَا، فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ، فَاَتَيْنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَا هَا، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَآءٍ! وَشَطْرٌ مِّنْهُمْ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَآءٍ! قَالَا لَهُمْ: اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ، وَاِذَا هُوَ نَهْرٌ مُّعْتَرِضٌ يَجْرِيْ كَاَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ، فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ، ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ" قَالَ: قَالَا لِيْ: هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ فَسَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا فَاِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَا لِيْ: هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا ، فَذَرَانِيْ فَاَدْخُلَهُ – قَالَا :اَمَّا الْاٰنَ فَلَا وَاَنْتَ دَاخِلُهُ – قُلْتُ لَهُمَا :فَاِنِّيْ رَاَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا؟ فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَاَيْتُ؟ قَالَا لِيْ :اَمَا اِنَّا سَنُخْبِرُكَ :اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَاْسُهُ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَيَرْفُضُهُ ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ اِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ اِلٰى قَفَاهُ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْا مِنْ بَيْتِهٖ فَيَكْذِبُ الْكِذْبَةَ تَبْلُغُ الْاٰفَاقَ وَاَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَاِنَّهُ اٰكِلُ الرِّبَا ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَاِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهُ اِبْرَاهِيْمُ ، وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَرْقَانِيِّ "وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ" وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ"رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ "رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ" ثُمَّ ذَكَرَهُ وَقَالَ :"فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَاِذَا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا ، وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا ، وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ" وَفِيْهَا "حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ" وَلَمْ يَشُكَّ "فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ وَّبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ ، فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِيْ فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ" وَفِيْهَا "فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَّمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا ، فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ" وَفِيْهَا :"اَلَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" وَفِيْهَا :"اَلَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشْدَخُ رَاْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ فَيُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ، وَالدَّارُ الْاُوْلَى الَّتِيْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ ، وَاَنَا جِبْرِيْلُ ، وَهٰذَا مِيْكَآءِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا فَوْقِيْ مِثْلُ السَّحَابَةِ ، قَالَا :ذَاكَ مَنْزِلُكَ ، قُلْتُ دَعَانِيْ اَدْخُلْ مَنْزِلِيْ ، قَالَا :اِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ

تَسْتَكْمِلَهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ "يَثْلَغُ رَأْسَهُ" هُوَ بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ اَىْ يَشْدَخُهُ وَيَشُقُّهُ - قَوْلُهُ "يَتَدَهْدَهُ" : اَىْ يَتَدَحْرَجُ - "وَالْكُلُّوْبُ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ - قَوْلُهُ "فَيُشَرْشِرُ" : اَىْ يَقْطَعُ : قَوْلُهُ - "ضَوْضَوْا" وَهُوَ بِضَادَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ : اَىْ صَاحُوْا قَوْلُهُ "فَيَفْغَرُ" هُوَ بِالْفَآءِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَىْ يَفْتَحُ - قَوْلُهُ "الْمَرْآةِ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ :اَىِ الْمَنْظَرِ ۔ قَوْلُهُ :"يَحُشُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَضَمِّ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ :اَىْ يُوْقِدُهَا "قَوْلُهُ" رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ" هُوَ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ التَّآءِ وَتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ :اَىْ وَافِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيْلَتِهِ - قَوْلُهُ "دَوْحَةٌ" هِيَ بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَبِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ : وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ - قَوْلُهُ "الْمَحْضُ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ : وَهُوَ اللَّبَنُ قَوْلُهُ "فَسَمَا بَصَرِىْ" اَىْ ارْتَفَعَ : "وَصُعُدًا" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ :اَىْ مُرْتَفِعًا ۔ "وَالرَّبَابَةُ" بِفَتْحِ الرَّآءِ وَبِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً :وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

۱۵۴۷: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے رہتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس وہ اپنا خواب آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتا جس کو مشیت ایزدی شامل حال ہوتی کہ وہ بیان کرے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے ۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص پر ہوا اور دوسرا آدمی اس پر پتھر لے کر کھڑا تھا اچانک وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور اس کے سر کو کچل دیتا پتھر وہاں سے دور لڑھک جاتا وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لاتا ابھی وہ واپس لوٹتا نہیں تھا کہ اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا پھر وہ لوٹ کر اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا چلو چلو۔ہم چل دیئے۔ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو چت لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کا زنبور لئے کھڑا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کے ایک طرف کے کلے کو گدی تک چیر دیتا اور اس کی ناک کو بھی گدی تک اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک (چیرتا) پھر دوسرے پہلو کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کرتا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا ابھی وہ اس پہلو سے فارغ نہیں ہوتا کہ پہلے وہ درست ہو جاتا پھر دوبارہ اس کے ساتھ وہی عمل اختیار کرتا جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں ۔ہم چل دیئے چنانچہ ہمارا گزر تنور جیسی چیز کے پاس سے

ہوا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بہت شور وشغب کی آوازیں تھیں۔ پس ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں جونہی نیچے آگ کی لپٹ ان کو پہنچتی تو اس وقت وہ شور مچاتے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں)۔ ہم چلتے رہے تو ہمارا گزر ایک نہر کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ خون کی طرح سرخ نہر اور اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کئے ہوئے تھے جب وہ تیرنے والا تیر کر اس آدمی کی طرف آتا جس کے پاس پتھر جمع تھے تو اپنا منہ اس کے سامنے کھولتا چنانچہ وہ اس کے سامنے پتھر لقمے کے طور پر ڈالتا پھر یہ جا کر تیرنے لگتا کچھ دیر بعد پھر لوٹ کر آتا جب بھی لوٹتا تو یہ اپنے منہ کو کھولتا تو وہ اس کو پتھر کا لقمہ کھلاتا میں نے ان دونوں کو کہا یہ کون ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے)۔ ہم چل دیئے ہمارا گزر ایک کریہہ المنظر آدمی کے پاس سے ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا جتنا کسی انتہاء درجہ کے قبیح آدمی کو تم نے دیکھا اس سب سے زیادہ قبیح کے پاس سے ہوا اس کے پاس آگ تھی جس کو وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ دونوں نے مجھ کو کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے) ہم چل دیئے۔ پھر ہمارا گزر ایک گھنے باغ سے ہوا جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے اور باغ کے درمیان میں ایک طویل قد آدمی تھا کہ اس کی طوالت کے باعث میں اس سر دیکھنے سے بھی قاصر تھا اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے ایسے بچے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے)۔ ہم چلتے رہے۔ ہمارا گزر ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے ہوا کہ جس سے بڑا اور خوبصورت درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا تو انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھئے ہم اس پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شہر ہے جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی جب ہم اس کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا پس ہم اس میں داخل ہوئے تو (وہاں) ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کا کچھ حصہ بہت خوبصورت تھا کہ اس طرح کا خوبصورت جسم کبھی دیکھا نہیں گیا اور جسم کا ایک حصہ بہت ہی بدصورت تھا کہ اس طرح کا بدصورت جسم کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے اس کو کہا تم اس نہر میں کود جاؤ۔ سامنے پانی کی نہر (باغ کے) عرض میں چل رہی تھی۔ اس کا پانی گویا خالص سفید دودھ تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی بدصورتی (ان سے زائل ہو) چکی تھی اور وہ نہایت حسین وجمیل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دونوں نے کہا یہ جنت عدن ہے۔ وہ تیرا مکان ہے (اس دوران) میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادلوں کی مانند ایک محل نظر آیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا اس وقت نہیں البتہ آپ اس میں داخل ہوں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا میں نے

آج رات جو عجیب بات ملاحظہ کیں یہ کیا ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ میں نے کیا دیکھا؟ دونوں نے مجھے کہا سنیں ہم آپ کو اطلاع کرتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپؐ اس حال میں آئے کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ وہ آدمی تھا جس نے قرآن کو حاصل کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز (ادا کئے بغیر) سو رہا۔ پھر وہ آدمی کہ جس کے پاس آپؐ اس حالت میں آئے کہ اس کے جبڑوں کو گدی تک اور اس کے نتھنے کو گدی تک اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا وہ ایسا آدمی ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو برہنہ حالت میں تنور جیسی عمارت میں تھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ وہ نہر میں تیرتا ہے اور اس کو پتھر کے لقمے دیئے جا رہے تھے وہ سود خور ہے پھر وہ کریہہ المنظر شخص جو آپؐ نے آگ کے پاس دیکھا وہ اس آگ کو بھڑکا رہا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا وہ مالک ہے جو آگ کا نگران ہے اور وہ طویل القامت شخص جو باغ میں تھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور رہے وہ بچے جو ان کے اردگرد تھے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوئے اور علامہ برقانی کی روایت میں ہے جو فطرت پر پیدا ہو۔ بعض مسلمانوں نے سوال کیا مشرکین لی اولاد کا کیا حکم ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مشرکین کے بچے بھی (وہیں ہوں گے) پھر وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ بہت خوبصورت اور دوسرا نہایت بدصورت تھا وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے نیک اعمال اور برے اعمال ملا دیئے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بخاری ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور وہ مجھے نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے پھر آگے اسی طرح ذکر کیا پس ہم چلتے ہوئے ایک تنور جیسے سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا وسیع تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی جب آگ بلند ہوتی تو وہ (لوگ جو اس کے اندر تھے) بھی اوپر کو اٹھتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب شعلوں کی بھڑک کم ہو جاتی تو اس میں لوٹ جاتے اس میں عورتیں اور مرد برہنہ تھے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا گزر خون کی ایک نہر کے پاس سے ہوا اور روایت میں شک وشبہ کے الفاظ کی گنجائش نہیں' نہر کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی کھڑا تھا پس وہ آدمی جو نہر کے درمیان میں (کھڑا) جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو وہیں لوٹا دیتا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دونوں نے مجھے درخت پر چڑھایا اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور جوان مرد تھے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو تم نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں وہ کذاب ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے وہ باتیں اس کی قبول کر لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں تک پہنچ جاتی ہیں قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جاتا رہے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو آپؐ نے دیکھا اس کا سر کچلا جا رہا ہے وہ وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات کو اس سے سو رہا اور دن میں اس پر

عمل نہ کیا قیامت تک اس کے ساتھ ایسا کیا جاتا رہے گا وہ پہلا گھر جس میں آپؐ داخل ہوئے عام مؤمنوں کا ہے اور یہ گھر شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے تم اپنا سر اٹھاؤ دونوں نے کہا وہ تمہارا مکان ہے میں نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مقام میں داخل ہو جاؤں دونوں نے کہا تیری عمر باقی ہے جس کو آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپؐ پورا کریں گے تو آپؐ اپنے مکان میں تشریف لائیں گے''۔ (بخاری)

يَثْلَغُ رَأْسَهُ: ثاء مثلثہ غین معجمہ کے ساتھ اس کو چیر رہا تھا۔

يَتَدَهْدَهُ: لڑھکنا۔

كُلُّوْبٌ: کاف کے فتح اور لام مشددہ کے پیش کے ساتھ مشہور چیز ہے جس کو آنکڑا یا جمہور کہتے ہیں۔

فَيُشَرْشِرُ: کاٹا جاتا ہے اس کے ٹکڑے کررہا ہے۔

ضوضوا: دونوں ضاد معجمہ کے ساتھ مراد شور مچایا۔

فَيَفْغَرُ: فاء اور غین معجمہ کے ساتھ اس کا منہ کھولتا ہے۔

الْمَرْآةُ: میم کے فتح کے ساتھ منظر یا نظارہ۔

يَحُشُّهَا: یاء کے فتح اور حاء مہملہ کے ضمہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ مراد وہ آگ جلا رہا ہے۔ بھڑکا رہا ہے۔ رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ: کا میم کے پیش عین کے سکون تاء کے فتح اور میم کی شد کے ساتھ جس کی انگوری طویل اور وافر ہو۔ کافی نباتات والا۔ دَوْحَةٌ: دال کے فتح واؤ کے سکون اور حاء مہملہ کے ساتھ بہت بڑے درخت کو کہتے ہیں۔ الْمَحْضُ: میم کے فتح اور حاء مہملہ کے سکون اور ضاد معجمہ کے ساتھ دودھ کو کہتے ہیں۔ فَسَمَا بَصَرِيْ: میری نظر بلند ہوئی یا میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صُعُدًا: صاد اور عین کے ضمہ کے ساتھ بلند کے معنی میں ہے بلندی والا یا بلند ہونے والے۔ رَبَابَةٌ: راء کے فتح اور باء موحدہ مکررہ کے ساتھ بادل۔

تشریح ۞ **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مما يكثر ان يقول۔**

النَّحْو: ان يقول مبتداء اور مما يكثر خبر مقدم جملہ اسمیہ خبر کان ہے۔ ضمیر رابط منه محذوف ہے۔ طیبی کا قول: مما یکثر ۔ کان کی خبر ہے۔ اور ما موصولہ اس کا صلہ یکثر ہے ضمیر عائد الی ما۔ یقول کا فاعل ہے۔ اور ان یقول یہ مما یکثر کا فاعل ہے جو کہ کان کی خبر ہے۔ اور هل رای۔ یہ مقولہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان میں سے ہیں جن کے ہاں کثرت سے یہ بات پیش آئی۔ ما کے ساتھ من تفخیم اور تعظیم کیلئے ہے۔ یہ بیان کے لحاظ سے ہے۔ البتہ نحوی لحاظ سے هل رای۔ یہ مبتداء اور قول کی تاویل سے خبر مقدم۔ اکثر شارحین نے اسی کو اختیار کیا۔ من رؤیا۔ یہ استغراق کیلئے ہے۔ اور ہر قسم کے خواب کو شامل ہے۔ من شاء الله ان يقص۔ آپ کو وہ شخص خواب بیان کرتا جس کا بیان کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا۔ ذات غداة۔ ایک دن کی صبح۔ ذات کے لفظ کا اضافہ "الشئ الى نفسه"۔ انطلقت معهما میں ان کے ساتھ گیا۔ و انا اس کا عطف ان اور اس کے معمول پر ہے۔ اذا آخرُ قائم علیه۔ یہ مبتداء اور خبر ہیں۔ اذا هو يهوى بالصخرة لراسه۔ هو سے وہ رجل مراد ہے۔ یہ مبتداء ہے باقی خبر ہے۔ فیثلغ۔ وہ پتھر یا وہ عذاب دینے والا آدمی۔ راسه۔ اس سے سزایاب کا سر مراد ہے۔ فلا یر جع الیه۔ وہ پتھر اس آدمی تک نہیں لوٹتا یعنی پہلے آدمی پتھر تک پہنچتا ہے۔ کما کان۔ جیسے کچلے جانے سے

پہلے تھا۔ النجو: تذکیر لفظ کے لحاظ سے ہے۔ ثم یعود علیه۔ پھر کھڑا آدمی لیٹنے والے پر لوٹتا ہے۔ ما فعل۔ ای فعله یا اندی فعله۔ فعل به والا نسخہ دوسری تاویل کی تصدیق کرتا ہے۔ من الاولی۔ تمام نسخوں میں اسی طرح ہے۔ ابوعوانہ نے ''المرة الاولی'' نقل کیا ہے۔ ابن العربی کہتے ہیں۔ اس کے سر کو سزا کیلئے اس لئے مقرر کیا گیا کیونکہ وہ نیند کی جگہ ہے۔ اور یہ شخص نماز سے سوگیا۔ سبحان اللّٰه۔ یہ کلمہ تنزیہ ہے جو تعجب کے موقعہ پر استعمال ہوتا ہے۔ ما هذا۔ اس کا کیا حال ہے۔ انطلق۔ حالت کی وضاحت نہ پوچھیں بلکہ عجائبات کے نظارہ کیلئے چلتے رہیں۔ لقفاء۔ ای علی قفاء۔ یہ اسی طرح ہے جیسا اس آیت میں ''یخرّون للاذقا'' اسراء۔ ۱۰۷۔ آخر قائم علیه۔ یہ مبتداء خبر ہیں۔ هو سے وہ کھڑا ہونے والا مراد ہے۔ وجهه، ہ۔ مراد وہ لیٹا ہوا۔ فیشر شر شدقه۔ اس کی جمع شدوق جمع اشداق۔ منہ کی ایک جانب۔ یتحول۔ اس کا مفعول نحو الکلوب محذوف ہے۔ الی الجانب الآخر۔ چہرے کی دوسری جانب۔ بالجانب الاول۔ جبڑے یا آنکھ کی دوسری جانب اور پہلے نتھنے والی جانب۔ دوسری جانب سے کفایت کرنے والی ہے۔ یا جبڑے اور آنکھ سے دوسری جانب۔ ظاہری الفاظ سے پہلی تاویل کی تائید ہے۔ فما یفرغ من ذلك الجانب۔ جسامت کے بڑے ہونے سے اس میں وقت لگے گا اسی لئے اشارہ بعید استعمال کیا۔ ذلك الجانب۔ جس سے پہل کی تھی۔ چیرنے سے پہلے جس طرح تھا۔ ثم یعود علیه۔ پھر کھڑا آدمی درست جانب کی طرف آجاتا ہے۔ فیفعل مثل ما فعل۔ ابن عربی کہتے ہیں جھوٹے کے دونوں جبڑوں کو چیرا جائے گا۔ یہاں سزا کو معصیت کی جگہ ذکر کیا۔ آخرت کی سزا اسی طرح ہوگی، دنیا کے برخلاف۔ ما هذان۔ یہ ایسا ہوا اور اس کو سزا دینے والا کون ہے؟ التنور۔ یہ تمام لغات میں اس طرح مستعمل ہے (کذ شی) بعض نے معرب بعض نے عربی لفظ قرار دیا۔ اکثر زمین میں گڑھے کی صورت میں ہوتا ہے۔ (التوشیح سیوطی)۔ فاحسب۔ یہ گمان کے معنی میں ہے۔ لغط۔ ایسی کلام جس میں شور و غل ہو اور واضح نہ ہوتی ہو۔ عُراة۔ جمع عار جیسا غزاة جمع غاز۔ ضو ضوا۔ مختلف آوازیں بلند کرتے۔ حسبت انه کان یقول۔ اگر یہ صحابی کا کلام ہے تو ضمیر جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے گی۔ اور اگر بعد والوں کلام ہے تو جس استاذ سے بیان کیا اس کی طرف ضمیر راجع ہوگی۔ احمر۔ یہ نہر کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرد ہے شط۔ جانب کفار کو کہا جاتا ہے۔ حجارة کثیرہ۔ حجارہ میں تنوین سے تقلیل کا احتمال ختم کرنے کیلئے کثیرہ کی صفت لائی گئی ہے۔

ماهذان۔ یہ تیرنے والا اور جس کو پتھروں کے لقمے دیئے جارہے ہیں۔ مرای۔ یہ رأی سے اسم فائل راءٍ ہے۔ رجلاً۔ اس کا مفعول اور مرای تمیز ہے۔ ظهری۔ یہ ظہر کا تثنیہ ہے۔ اس کا معنی درمیان ہے۔ طولا فی السماء۔ یہ تمیز بمع متعلق ہے۔ واذا حول الرجل من اکثر ولدان ما رایتهم قط۔ طیبی کا قول: اصل کلام یہ ہے ''اذا حول الرجل ولدان۔ ما رایت ولدانا قط اکثر منهم''۔ اس کی نظیر بعد والے کلام میں موجود ہے۔ ''لم ار روضة قط اظم منها''۔ ابن مالک کہتے ہیں۔ قط مثبت و منفی دونوں میں آتا ہے۔ علامہ عینی کی توجیہ بہت خوبصورت ہے۔ کرمانی کہتے ہیں اس میں نفی جائز ہے مطلب اس طرح ہے ''ما رایتهم اکثر من ذلك'' میں نے اس سے زیادہ نہیں دیکھے۔ ممکن اداة نفی مقدر ہو۔

ابن حجر کا قول: فاتینا الی دوحة۔ بخاری روضه عظیمه لم ار روضه قط۔ قالا لی ارق، کے الفاظ لائے ہیں۔ احمد، نسائی، ابوعوانہ، اسماعیلی نے بھی اسی طرح کیا۔ پس بخاری میں لفظ روضه ہے۔ بلبن۔ اسم جنس جمع ہے۔ اس کا واحد

لبنة ہے۔لبن اصل کچی اینٹ۔ کا حسن ما۔ یہ الذی کے معنی میں ہے۔ شطر۔نصف کیلئے بھی آتا ہے۔ شطر مبتداء اور کا حسن خبر ہے۔اور جملہ رجال کی صفت ہے اسی طرح یہ جملہ بھی۔ اس میں احتمال یہ ہے (ا) کہ ان میں نصف مکمل خوبصورت اور نصف مکمل قبیح ہوں۔(۲) کہ ہر ایک کا نصف خوبصورت نصف بدصورت ہو۔ یہ دوسرا احتمال راجح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی تعبیر میں ''خلطو اعملاً صالحًا و آخر سینا '' وارد ہے۔فقعوا فی ذلك النهر۔اس نہر میں داخل ہو جاؤ تاکہ یہ قبیح حالت دُھل جائے۔ نهر معترض۔عرض میں جاری تھی۔المحض۔خالص دودھ،تشبیہ کی جانب فی البیاض کہہ کر واضح کی۔طیبی کا قول:ممکن ہے کہ اس پانی سے مراد عفو الٰہی اور توبہ ہو جیسا حدیث میں وارد ہے۔''اغسل خطایای بالماء و الثلج و البرد ''۔ذلك السوء عنهم۔وہ قبیح جانب خوبصورت جانب کی طرح ہوگئی۔فصاروا۔قد کا مدخول جملہ حالیہ ہے اور فاوالا جملہ رجعوا کا معطوف ہے۔عدن۔یہ عدن بالمکان سے لیا گیا ہے اس کا معنی اقامت اختیار کرنا ہے۔صُعُدا۔دونوں ضموں کے ساتھ جئے بہت بلند ہونا۔الرُبابہ۔بادل۔دوسری روایت میں ہے''فرفعت رأسی فاذا هو فی السحاب''۔عجب۔تعجب انگیز امور۔فما هذا الذی رأیت۔حقیقت اور اس کے صحیح اوصاف کو دریافت کیا۔اتیت علیه۔جس کے پاس سے اس حال میں گزرے کہ اس کا سر کچلا جارہا تھا۔یاخذ القرآن۔حفظ کیا۔ابن ھبیرہ کا قول:حفظ کے بعد قرآن مجید سے منہ موڑنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس عمل سے اس نے ظاہر کیا کہ اس میں اس نے ایسی چیز پائی ہے۔ جو چھوڑنے کو لازم کرتی ہے۔ جب اس نے اعلیٰ ترین چیز کو چھوڑا تو اس کے اعلیٰ ترین عضو سر کو سزا دی گئی۔فانه الرجل۔اس کا تذکرہ غالب کے لحاظ سے کیا ہے۔یہ معنی نہیں کہ عورت اس میں داخل نہیں۔

تبلغ الافاق۔جمع افق۔(ا) جانب (۲) آسمان کی جو جانب ظاہر ہو۔(۳) ہواؤں کے اطراف اربعہ۔ فهم الزناة والزوانی۔زانی مرد وعورتیں۔ ننگے پن سے مناسبت یہ ہے کہ وہ رسوائی کے حقدار ہیں ان کو خلوت میں پردہ سے رہنا چاہئے تھا انہوں نے پردے کی توہین کی اور ان کو نیچے سے عذاب دینے میں حکمت یہ ہے کہ ان کا سفلی اعضاء سے متعلق تھا۔یُلقم الحجارة۔ابن ھبیرہ کہتے ہیں سود خور کو سرخ نہر میں تیرنے اور پتھر نگلنے کی سزا اس لئے ملی۔ کیونکہ آصل سود تو سونے میں ہی چلتا ہے اور وہ سرخ ہے۔اور پتھر نگلنے سے جیسے کوئی فائدہ نہیں اسی طرح سود سے رقم بڑھنے کا تصور ہی ہے حقیقت اللہ تعالیٰ اس کی برکات کو مٹانے والے ہیں۔خازن النار۔وہ کریہ المنظر ہے تاکہ اہل نار کو خوب سزا ملے۔فانه ابراهیم۔ان کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ وہ ابوالمسلمین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ﴾ [الحج: ۷۸] اور فرمایا:﴿اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾ [آل عمران: ٦٨] ''واولاد المشركین۔یہ عطف تلقینی ہے۔جیسا عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں ''الا الاذخر''۔واولاد المشرکین۔ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو آخرت کے معاملے میں اولاد مسلمین کے حکم میں شامل فرمایا۔یہ اس روایت کے خلاف نہیں۔جس میں فرمایا''هم من اباء هم'' کیونکہ اس میں دنیا کا حکم ہے۔کانوا شطر منهم حسن۔

النحو: حافظ نے کان کو تامہ بنایا اور جملے کو حالیہ بنایا ہے۔۲)شطر متداء،حسن خبر رابطہ ضمیر مجرور۔خلطو اعملاً صالحا و آخر سیئا۔جامع البیان میں اس واؤ کو با کے معنی میں بتلایا گیا''۔مگر بہتر واؤ کا اصل معنی میں رکھنا ہے۔''ای کل واحد مخلوط'' بالآخر جیسے کہتے ہیں''خلطت الماء واللبن ''یعنی ہر ایک دوسرے سے ملایا۔تجاوز الله عنهم:

ان کو بخش دیا۔

فرق روایت: بخاری نے خبائز میں اس طرح ذکر کیا "رایت اللیله رجلین "۔فانطلقنا لی نقب۔یہ نقبت الحائط انقبہ (ن) سوراخ)۔تحته نارا۔ابن مالک کہتے ہیں کہ تحتہ ظرف منصوب ہے اور نارگا کا نصب تمیز کی وجہ سے ہے۔اور یتوقد کا فاعل ضمیر ہے جو نقب کی طرف راجع ہے۔اصل اس طرح یتوقد ناره تحته۔(المصابیح لامامینی)

ارتفعوا۔آگ کی بھڑک ان کو اوپر لے جاتی ہے۔حتی کادوا ان یخرجوا: کاد کی خبر پر اَنْ داخل بھی، یہ جائز ہے جیسا عمر رضی اللہ کا قول "ماکدت ان اصلی العصر۔" عموماً نہیں آتا جیسا اس آیت میں: "وما کادوا یفعلون ...... ﴿یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیئُ﴾ [النور: ۳۵]: اذا خمدت۔لپٹ کا پرسکون ہونا جبکہ کوئلے کی سرخی اپنے حال پر ہو۔وسط النهر۔یہ سین کے سکون وفتحہ دونوں سے درست ہے۔

رمی الرجل حجرًا۔جو نکلنے کا ارادہ کر رہا ہے۔اس سے نکلنے میں اس کی ناکامی کا تذکرہ ہے۔جیسا اس روایت میں "وللعاهر الحجر" فی افیه سے نہر والا آدمی مراد ہے۔فجعل کلّما جاء۔دمامینی کہتے ہیں۔جعل کی خبر کلما سے شروع ہو رہی ہے اور بعد میں ماضی آ رہا ہے۔حالانکہ مضارع آنی چاہیے اور اصل اس کی خبر کان کی طرح آنی چاہیے۔باقی کبھی شاذ قول پر آ جاتی ہے۔

فکذاب: فالائی گئی تاکہ الذی کا معنی دیگر عموم پر دلالت کرے۔کیونکہ مراد متعین نہیں۔(ابن مالک)۔یحدث۔برماوی کہتے ہیں اس کا معنی جھوٹ پھیلانا ہے۔فتحمل به۔مجہول ہے۔زرکشی نے مشدد قرار دیا ہے۔اس کا نائب فاعل مستتر ہے۔الذی رایتهٔ یشدخ فی راسه فرجل: الذی کے بعد اگر فا ہو تو وہ عام ہی رہتا ہے اور کبھی خاص ہوتا ہے اور اس کا صلہ ماضی آتی ہے۔جیسا ارشاد الٰہی: ﴿وما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن الله﴾ اس طرح یہ روایت "فنام عنه باللیل" یعنی رات کو قیام نہ کر کیا۔او یعمل فیه بالنهار۔اہمال سے کنایہ ہے۔اور اس کی حدود سے بے رخی کا بیان ہے۔

هذه الدار۔یہ بلند درجہ والے مقامات سے ہے۔فرفعت راسی۔تاکہ جس کو سر اٹھانے کا حکم ملا اس کا نتیجہ دیکھیں۔

یتدحدح۔اوپر سے نیچے کو دھکیلنا۔الکلوب و کلاب۔ان کی جمع کلالیب لکڑی اور لوہے کا کانٹا۔روضه معتمه۔یہ اعتم النسبت سے ہے یعنی مکمل ہوئی۔نخلة عتمة یعنی لمبی کھجور۔داودی وہ باغ جس کو سبزہ ڈھانپ لے۔یہ عتمہ سے ہے یعنی سخت اندھیرا۔سبزے کی تعریف بیان فرمائی جیسے: "مدهامتان" میں ہے بہت گھاس والا باغ۔(خلیل)

تخریج: أخرجه أحمد (۷/۲۰۱۱۵) والبخاری (۸٤٥) والترمذی (۲۲۹٥) وابن حبان (٦٥٥) والطبرانی (٦٩٨٤) والبیهقی (۱۸۷/۲) وأخرجه مسلم (۲۲۷٥)

الفوائد: اس میں فرض نماز سے سونے والے اور حافظ قرآن جو تلاوت سے غفلت برتے کیلئے بڑی تنبیہ ہے۔تسبیح کیلئے مستحب وقت نماز فجر کے بعد کا ہے۔کیونکہ اس میں دل و دماغ حاضر ہوتے ہیں۔امام وعظ ونصیحت کے وقت لوگوں کی طرف رخ کرے گا۔یہ تعظیم قبلہ کے خلاف نہیں۔اس روایت میں زانی کی سزا فعل زنا کے مناسب ہے کہ زنا بھی خلوت چاہتا ہے۔اور آگ والا تنور بھی اسی طرح ہے۔ان سزاؤں کے بیان میں حکمت یہ ہے کہ ان میں قولی وفعلی دو قسم کے گناہ شامل ہیں۔تمام

گویا اسی سبب آ گئے۔ اہل ثواب کے چار درجات ہیں: ۱) درجات انبیاء علیہم السلام ۔۲) امت کے شہداء۔۳) جو ان کے قریب پہنچنے والے۔۴) جو بلوغ سے کم ہیں۔ (کذا عن ابن حجر)

۲۶۱ :بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْكِذْبِ

باب: کذب کی قسم جو جائز ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ اَصْلُهُ مُحَرَّمًا، فَيَجُوْزُ فِي بَعْضِ الْاَحْوَالِ بِشُرُوْطٍ قَدْ اَوْضَحْتُهَا فِي كِتَابِ: "الْاَذْكَارِ" وَمُخْتَصَرُ ذٰلِكَ: اَنَّ الْكَلَامَ وَسِيْلَةٌ إِلَى الْمَقَاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُوْدٍ مَّحْمُوْدٍ يُمْكِنُ تَحْصِيْلُهُ بِغَيْرِ الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فِيْهِ، وَإِنْ لَّمْ يُمْكِنْ تَحْصِيْلُهُ إِلَّا بِالْكَذِبِ جَازَ الْكَذِبُ ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيْلُ ذٰلِكَ الْمَقْصُوْدِ مُبَاحًا كَانَ الْكَذِبُ مُبَاحًا، وَإِنْ كَانَ وَاجِبًا كَانَ الْكَذِبُ وَاجِبًا: فَإِذَا اخْتَفٰى مُسْلِمٌ مِّنْ ظَالِمٍ يُرِيْدُ قَتْلَهُ اَوْ اَخْذَ مَالِهِ وَاَخْفٰى مَالَهُ وَسُئِلَ إِنْسَانٌ عَنْهُ وَجَبَ الْكَذِبُ بِاِخْفَائِهِ – وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيْعَةٌ وَاَرَادَ ظَالِمٌ اَخْذَهَا وَجَبَ الْكَذِبُ بِاِخْفَائِهَا – وَالْاَحْوَطُ فِي هٰذَا كُلِّهِ اَنْ يُّوَرِّيَ – وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ اَنْ يَّقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُوْدًا صَحِيْحًا لَّيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي ظَاهِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَةِ إِلٰى مَا يَفْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَاَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكَذِبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هٰذَا الْحَالِ – وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَآءُ بِجَوَازِ الْكَذِبِ فِي هٰذَا الْحَالِ بِحَدِيْثِ۔

اچھی طرح جان لو کہ اگرچہ جھوٹ اصل کے لحاظ سے حرام ہے۔ مگر بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔ جن کو وضاحت کے ساتھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کلام حصول مقاصد کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصد جو اچھا ہو اور اسے بغیر جھوٹ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کے لئے جھوٹ کا استعمال حرام ہے اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ مباح ہے تو جھوٹ بولنا مباح ہوگا۔ (۲) اگر وہ واجب ہے تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اس کو جان سے مارنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہو یا چھپانا چاہتا ہے۔ اب کسی شخص سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس کے معاملے کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور کوئی ظالم اس کو لینا چاہتا ہو تو اس امانت کو چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ توریہ اختیار کیا جائے توریہ کا مطلب یہ ہے کہ ذو معنی کلام کیا جائے۔ جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی کلام سے صحیح مقصد کی

نیت کرے۔ تا کہ وہ اس کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹا نہ ہو۔ اگر ظاہراً اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جس کو مخاطب سمجھ رہا ہو وہ جھوٹا ہو اور اگر توریہ کی بجائے وہ صاف جھوٹ بولے تب بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات میں جب جھوٹ بولنے کے جواز پر بحث ہوئی' علماء نے ام کلثومؓ کی روایت سے استدلال کیا:

تشریح ❂ اصله محرما۔ جبکہ جان بوجھ کر ہو۔ فیجوز۔ یعنی ممنوع نہیں۔ فی بعض الاحوال۔ کبھی واجب اور کبھی مستحب اور بعض صورتوں میں مباح ہوتا ہے۔ بشروط۔ جمع شرط۔ لغت میں علامت کو کہتے ہیں مگر شرعاً جس کے نہ ہونے سے اس چیز کا وجود نہ ہو مگر اس کے وجود سے دوسری چیز کا عدم و وجود ذات کے اعتبار سے نہیں ہوتا۔ مختصر ذلك۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کلام مقاصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے لطیف الفاظ وضع کیے جاتے ہیں۔ تا کہ انسان مقصود تک پہنچ جائے۔ یہ مقصود شرعاً قابل تعریف ہے۔ اور اس کا حصول بلا ارتکاب کذب حرام حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مقصود اس کے بغیر حاصل ہو رہا ہے۔ پس اس کے بولنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ایسی صورت میں جھوٹ کا استعمال حرام ہے۔ چونکہ اس کا کوئی داعیہ نہیں۔ وان لم یمکن۔ اگر اس مقصد کا حصول بغیر اس کے ممکن نہ ہو تو پھر ممنوع نہیں۔ جاز۔ کا معنی اباحت نہیں بلکہ عدم ممانعت ہے۔ پھر اگر مقصود کی تحصیل مباح ہو تو یہ کذب مباح ہے۔ کیونکہ وہ مباح کا ذریعہ ہے اور وسائل کا حکم بعض اوقات مقاصد کا بن جاتا ہے۔ وان کان واجبا۔ اگر کوئی شخص ظلماً کسی مسلمان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں واجب ہے۔ وکذا لو کان عنده۔ امانت کی حفاظت کیلئے لازم کذب لازم ہے۔ کیونکہ اس پر ضرر شدید کے مرتب ہونے کا امکان ہے۔ والاحوط۔ مگر اس میں بھی توریہ بہتر ہے۔ کہ ذومعنی الفاظ استعمال کرے۔ قریب معنیٰ کو چھوڑ کر بعید مراد لے۔ اور توریہ کا مطلب یہ ہے جب ان الفاظ سے مقصد درست ہوگا تو وہ کاذب شمار نہ ہوگا۔ اگرچہ مخاطب کی سمجھ کے لحاظ سے وہ کاذب ہے۔ کیونکہ اس کے ذہن میں قریبی معنی ہے۔ مثلاً ''ما رایته'' کا معنی ما ضربت رئتهٗ۔ ماله عندی مال دانقًا۔ وغیرہ۔ جو کہ سوال کی جنس سے نہ ہو۔ اور اگر بالفرض اس نے توریہ کی بجائے صریح کذب کو اختیار کیا۔ تو اس صورت میں پھر حرام نہیں کیونکہ مصلحت کی وجہ سے گناہ بخش دیا گیا کیونکہ اس کا نقصان بہت زیادہ ہے۔ واستدل العلماء الجواز الکذب۔ ایسے حالات میں علماء نے روایت ام کلثوم سے استدلال کیا۔ یہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں۔ یہ ولید بن عقبہ کی بہن ہیں۔ اور والدہ کی طرف سے یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ جو باب الاصلاح بین الناس میں گزری۔ روایت یہ ہے ''لیس الكذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرًا او یقول خیرًا'' (بخاری و مسلم) کذاب سے مراد جو شرعی طور پر قابل مذمت ہو۔ ینمی۔ خیر و بھلائی کو پالے۔ او۔ یہ شک راوی کیلئے ہے۔ مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ کہ حرب، اصلاح، اپنی بیوی سے بات چیت میں جھوٹ نہیں۔

۱۵۴۸ : وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :''لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِیْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا '' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ :زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَايَةٍ :

"قَالَتْ اُمُّ كَلْثُوْمٍ وَّلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ : تَعْنِي الْحَرْبَ ، وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا۔

۱۵۴۸: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کرائے وہ خیر کو پہنچاتا ہے اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ ام کلثوم کہتی ہیں میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں اتنی رخصت دیتے ہوں جتنی تین چیزوں میں دیتے تھے: (۱) لڑائی۔ (۲) لوگوں میں صلح۔ (۳) آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے یا بیوی مرد سے۔

۲۶۲: بَابُ الْحَثِّ عَلَى التَّثَبُّتِ فِيْمَا يَقُوْلُهُ وَيَحْكِيْهِ!

بَاب: قول و حکایت میں بات پر پختگی کی ترغیب

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک نگہبان تیار ہے۔'' (ق)

تشریح ۞ ان کی تفسیر پہلے گزری۔

الروایات

۱۵۴۹: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ وہ سنے وہ (آگے) بیان کر دے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ بالمرء۔ یہ مفعول ہے اور اس پر باتا کید کیلئے داخل کی ہے۔ کذبًا۔

النحو: یہ تمیز یا دوسرا مفعول ہے۔ ان یحدث۔ یہ کفی کا فاعل ہے یہ تحدیث مصدر کے معنی میں ہے۔ بکل ما سمع۔ یہ جھوٹ کیلئے کافی ہے کہ اس نے بہت بول لیا۔

نووی کا قول: اس روایت میں ہر سنی سنائی بات کو نقل کرنے پر توبیخ ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹ و سچ دونوں قسم کی باتیں کرتا ہے۔ اگر

ہر سنی سنائی کو کہہ دیا تو اس نے جھوٹ بولا۔ اس لئے کہ اس نے ایسی خبر دی جس کا وجود ہی نہ تھا۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جھوٹ کسی چیز سے متعلق ایسی خبر دینا جس پر وہ نہ ہو۔ اس عمد کی شرط نہیں البتہ گناہ کیلئے عمد کی شرط ہے۔ حاکم نے بالمرء کے بعد من الکذب کے الفاظ زائد نقل کیے ہیں۔

تخریج: أخرجه مسلم (٥) وأبو داود (٤٩٩٢) وابن حبان (٣٠) وابن أبي شيبة (٥٩٥/٨) والحاكم (١/٣٨١)

الفرائد: ہر سنی سنائی بات بیان نہ کر دینی چاہیے بسا اوقات یہ کذاب میں مبتلا کر دیتی ہے۔

١٥٥٠ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكٰذِبِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥٥٠: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یری۔ یہ ظن کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا فتحہ کے ساتھ یعلم کے معنی میں ہے۔ الکاذبین۔ مشہور جمع کے ساتھ ہیں۔

طیبی کہتے ہیں: یہ اس محاورے کے مطابق ہے۔ ''القلم أحد اللسانين والخال احد الأبوين''۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/٢٠١٨٣) ومسلم (١) وابن ماجه (٣٩) وابن حبان (٢٩) والطيالسى (١/٣٨) الاثار (١/١٧٥)

الفرائد: پیغمبر ﷺ کی طرف کذب منسوب کرنے والا جہنم کا حقدار ہے۔

١٥٥١ : وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَيْرَ الَّذِیْ يُعْطِيْنِیْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمُتَشَبِّعُ" هُوَ الَّذِیْ يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانٍ ، وَمَعْنَاهُ هُنَا اَنْ يُّظْهِرَ اَنَّهٗ حَصَلَ لَهٗ فَضِيْلَةٌ وَّلَيْسَتْ حَاصِلَةً– "وَلَابِسُ ثَوْبَیْ زُوْرٍ" اَیْ ذِیْ زُوْرٍ ، وَهُوَ الَّذِیْ يُزَوِّرُ عَلَى النَّاسِ : بِاَنْ يَتَزَ يَّابِزِيِّ اَهْلِ الزُّهْدِ وَالْعِلْمِ اَوِ الثَّرْوَةِ لِيَغْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ – وَقِيْلَ غَيْرَ ذٰلِكَ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

١٥٥١: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے۔ کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے وہ کچھ ملتا ہے جو واقعتاً مجھے نہیں ملتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ موٹ سیرابی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو

کپڑے پہننے والے کی طرح ہے''۔ (بخاری و مسلم)

اَلْمُتَشَبِّعُ: جو سیرابی ظاہر کرے حالانکہ سیر نہ ہو۔ یہاں اس کا معنی یہ ہے وہ ظاہر یہ کرے کہ اس کو فضیلت حاصل ہے حالانکہ اس کو حاصل نہیں۔ لَابِسُ ثَوْبَیْ زُوْرٍ جھوٹ والے کپڑے پہننے والا وہ وہی شخص ہے جو لوگوں کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرے کہ وہ زاہدوں میں سے ہے یا اہل علم میں سے یا اہل مال میں سے ہے تا کہ لوگ اسکے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو جائیں حالانکہ اس میں ان میں سے کوئی خوبی بھی نہ ہو۔ بعض نے اس کا معنی اور بھی بیان کیا ہے۔

تشریح ۞ اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ضرة۔ سوتن۔ اس کی جمع ضرات اور ضرائر گویا جمع ضریرة جیسے کریمة و کرائم۔ (المصباح) ان تشبعت۔ خاوند کی طرف وہ چیز منسوب کرے جو اس نے نہ دی ہو۔ جیسا سوتنیں کرتی ہیں۔ اس کا مقصد خاوند کو دوسری سے بدظن کرنا ہوتا ہے۔ المتشبع۔ اسی سے ہے۔ اس آدمی کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو پیٹ بھرا ظاہر کرے حالانکہ بھوکا ہو۔ اسی طرح علم و مرتبہ اور عظمت کو ظاہر کرے جو اس میں نہ ہو۔ لابس ثوب زور۔ جو لوگوں کی اور ہیئت سے ملاقات کرے۔ اهل الزهد۔ کھردرا لباس اور اہل دنیا پر بڑائی کا اظہار۔ اهل العلم۔ ان کا معروف لباس پہنے۔ اهل الثروة۔ بہت مالدار لوگ۔ لیغتر به الناس۔ اس سے لوگ تبرک حاصل کریں اور اہل علم کی طرح اس کو وظائف دیں۔ اور اپنے اموال پر اس کو امین بنائیں۔ و لیس هو بتلك الصفة۔

اَلنَّحْوُ: یہ یتز یا کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ ابن حجر کا قول: الثوب سے اس کی ذات مراد ہے۔ کیونکہ عرب کہتے ہیں نقی الثوب۔ جبکہ وہ میل کچیل سے پاک ہو۔ دنس الثوب بولتے ہیں جبکہ کوئی آدمی مقروض ہو۔ (فتح الباری)

خطابی کا قول: کپڑا اصل میں مثال ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسا میل سے صاف آدمی کو طاهر الثوب کہتے ہیں۔ اس سے مراد نفس انسان ہے۔ بعض نے کہا کہ شاہد زور کبھی ثوبین سے استعارہ کیا جاتا ہے جن سے تجمل حاصل کرتا ہے۔ تا کہ دوسروں کو معلوم ہو کہ وہ مقبول الشھادہ ہے۔ یہ خطابی نے نعیم بن حماد سے نقل کیا ہے۔ وہ اپنے خاندان میں ہوتا ہے۔ اس کا عرب و ہیبت ہوتی ہے۔ وہ کپڑے پہنتا اور ضرورت کے وقت متوجہ ہوتا ہے اور جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ اس کی گواہی کو ظاہری ہیئت اور اچھے کپڑے کی وجہ سے قبول و نافذ کر دی جاتی ہے۔ یعنی دونوں کپڑوں سے شہادت تو ثوب الزور کہہ دیا۔ بعض نے کہا کلابس خوبی زور۔ جیسے جھوٹ کے کپڑے پہننے والا ہو۔

حکمت: تثنیہ لانے میں حکمت یہ ہے کہ ایک تو اپنے پر جھوٹ بولا جو اس کو حاصل نہیں اور دوسرے پر جھوٹ بولا جو اس نے نہیں دیا۔ یہ جھوٹا گواہ ہے جو اپنی ذات پر ظلم کرتا اور جس پر گواہی دی گئی اس پر ظلم کرتا ہے۔

داودی کا قول: تثنیہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے دو مرتبہ جھوٹ بولا درحقیقت جھوٹ سے بچانے میں مبالغہ کیا گیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ لوگ ایک آستین کے اندر آستین بناتے تا کہ دو کپڑے معلوم ہوں۔ مگر پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔ بعض نے کہا اس کا مطلب امانت یا عاریت کے کپڑے پہنے تا کہ لوگوں کو گمان ہو کہ یہ اسی کے کپڑے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں قسموں کا لباس وقتی ہوتا ہے ہمیشہ نہیں رہتا۔ پس وہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے رسوا ہوگا اور عورت کا ایسی بات کہنا جس سے اس

کے خاوند اور سوتن کے درمیان بغض پیدا ہو۔ پس یہ سحر کی طرح ہے جو مرد و عورت کے درمیان تفریق کیلئے استعمال ہوتا ہے یہاں یہی مراد لیا گیا ہے۔

زمخشری کا قول: المتشبع۔ پیٹ بھرا ظاہر کرنے والا ہے حالانکہ وہ نہیں یہ استعارہ ہے ایسے شخص سے جو ایسے شخص سے جو ایسی فضیلت ظاہر کرے جو اس کو حاصل نہ ہو اور جھوٹ کے کپڑے پہننے سے تشبیہ دی۔ یعنی جھوٹ والا وہ شخص ہے جو اہل اصلاح کے کپڑے ریا کاری کے طور پر پہنے۔ اور کپڑوں کی نسبت اپنی طرف کرے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں دو کپڑوں کی طرح ہیں۔ اور تثنیہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ آدمی جو ایسی زینت کرے جو اس میں نہ ہو وہ اسی طرح ہے جیسا وہ شخص جس نے دو جھوٹ کے کپڑے پہن لیے۔ اس سے اشارہ کیا کہ وہ سر سے پاؤں تک جھوٹ میں ملوث ہے۔ (۲) یہ بھی ممکن ہے کہ تثنیہ کا مقصد یہ ہو کہ تشبع سے دو مذموم حالتیں حاصل ہوئیں: (۱) سیر نہ ہونا (۲) جھوٹ کا اظہار۔ (الفائق لزمخشری)

ابن حجر کہتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے۔ پیٹ بھرا ظاہر کرنے والا وہ شخص ہے جو کہتا ہے۔ مجھے یہ چیز ملی حالانکہ اس کو ملی نہیں۔ یہ یا تو اس لئے کہ وہ ایسی چیز سے متصف ہے جو اس میں نہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ دی ہے۔ یا فلان نے اس کو یہ چیز اس کو دی جو اس کے ساتھ خاص ہے۔ تو اس نے دو جھوٹ جمع کیے (۱) اپنے کو ایسی چیز سے متصف کرنا جو اس میں نہیں (۲) ایسی چیز لینا جو اس نے لی نہیں۔ اور دینے والی ذات باری تعالیٰ پر جھوٹ بولا یا لوگوں پر۔

ثوبی زور سے مراد یہ دو حالتیں ہیں جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ اور ان دونوں سے متصف ہوا۔ کپڑا اچھی اور بری خصلت پر بولا جاتا ہے۔ پس تثنیہ کی تشبیہ درست ہوگئی۔ کیونکہ دو چیزوں کو دو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (النہایہ)

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲۶۹۸۷) والبخاري (۵۲۱۹) ومسلم (۲۱۳۰) وأبو داود (۴۹۹۷) والنسائي (۵/۸۹۲۰) وابن حبان (۵۷۳۸) والحميدي (۱۳۱۹) والطبراني (۲۴/۳۲۲) والبيهقي (۷/۳۰۷)

الفوائد : اس فضیلت سے اپنے کو متصف کرنا جو اسے حاصل نہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔

۲۶۳ : بَابُ بَيَانِ غِلْظِ تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّوْرِ

باب : جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

الآیات

تشریح : شھادۃ الزور۔ جھوٹی گواہی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ [الحج: ۳۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [بنی اسرائیل: ۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق: ۱۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴]

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ [الفرقان]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم جھوٹی بات سے بچو''۔ (الحج)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں''۔ (بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''انسان جو بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے''۔ (ق) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہ جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے''۔ (الفرقان)

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ...... قول زور سے مراد کذب و بہتان ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ...... عموم نا معلوم میں شہادت زور بھی شامل ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ...... اس کی تفسیر گزر چکی ملاحظہ کریں۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ...... ۔

مرصاد۔ بندوں کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ باب المراقبہ میں گزرا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ......

یعنی وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے یا باطل مقامات پر حاضر نہیں ہوتے۔

الروایات

۱۵۵۲ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ؟" قُلْنَا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ : "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِئًا" فَجَلَسَ فَقَالَ : "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ ! فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا : لَيْتَهٗ سَكَتَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۵۵۲: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتلا دوں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر اس کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ الا انبئکم: الا حرف تنبیہ ہے اور انبئکم کا معنی خبردار کرنا۔ الاشراك بالله۔ جس قسم کا بھی شرک و کفر ہو۔ عقوق الوالدین۔ دونوں یا ان میں سے کسی ایک سے تکلیف دہ سلوک کرے جو معمولی نہ ہو۔ وکان متکئا۔ اس کا عطف قال رسول اللہ ﷺ پر ہے، قید مضمر مان لیں تو یہ حال ہے۔ فجلس۔ تا کہ اگلی بات کی عظمت بتلائی جائے۔ یکررھا۔ اس جملہ مذکورہ کو۔ لیتہٗ سکت۔ شفقت کی وجہ سے۔ کیونکہ آپ کی تکلیف محسوس کی۔

تخریج : باب تحریم عقوق الوالدین میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۲۶۴ :بَابُ تَحْرِيْمِ لَعْنِ اِنْسَانٍ بِعَيْنِهٖ اَوْ دَآبَّةٍ

بَاب: کسی معین شخص یا جانور کو لعنت کرنا حرام ہے

تشریح ۞ لعن انسان بعینہ۔ جب کہ کفر پر موت کا یقین نہ ہو۔ اور اگر یقین نہ ہو تو درست ہے جیسے ابوجہل، ابلیس اور اس کا لشکر۔ اس کے علاوہ میں لعنت حرام ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارنا ہے اور اس کا علم توقیفی ہے۔ جب تک کافر زندہ ہے اس وقت تک امید ہے۔ پس وہ ان میں داخل ہوگا۔ او دابة۔ نبات و جماد میں سے ہر مخلوق کا یہ حال ہے۔

۱۵۵۳ :وَعَنْ اَبِیْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتِ ابْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ – قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، وَلَيْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُهٗ ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۵۵۳: حضرت ابوزید بن ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی وہ اسی طرح ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنی جان کو بغیر کسی چیز کے ساتھ قتل کر دیا اس کو اسی چیز کے ساتھ قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کسی آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں اور مؤمن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ بیعة الرضوان۔ اس سے وہ بیعت مراد ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ......﴾ [الفتح: ۱۸] یہ مقام حدیبیہ تھا یہ ۶ھ کی بات ہے۔ اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ انہوں نے عثمان بن عفان کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے قتال کیلئے صحابہ کرام سے بیعت لی۔ من حلف علی یمین بملة غیر الاسلام۔ گویا اس طرح کہا: ''واللہ إن فعلت کذا فھو یھودی أو نصرانی''۔ فھو کما قال۔ اگر اس سے اس دین کو اختیار کرنا اور اس پر عزم کرنے کا ارادہ کیا تو اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ عزم کفر کفر ہے۔ اور اگر اپنے آپ کو رد کنے کیلئے مبالغہ مقصود ہو کہ وہ اس چیز کو نہیں کرے قطع نظر اس چیز کے جس کا قسم میں نام لیا تو یہ معصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔ علی لا کر اشارہ کیا کہ اس کے دل کا اس قسم پر قصد ہے۔ اور بلا قصد وہ لفظوں پر چلے تو جو حدیث میں مذکور ہے وہ نہ تھا۔ ومن قتل نفسہ۔ تاکہ جزاء جنس عمل سے ہو۔ ولیس علی رجل: جس چیز پر اختیار نہ ہو اس کی قسم کھا لینے سے اس کو پورا کرنا لازم نہیں آتا۔ لعن المؤمن۔ مسلمان پر لعنت کی بڑھائی کو بتلانے کیلئے اس کو قتل کے گناہ سے تشبیہ دی ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٥/١٦٣٨٥) ومسلم (١١٠) وأبو داود (٣٢٥٧) والترمذی (١٥٢٧) والنسائی (٣٧٧٩) وابن ماجه (٢٠١٨) وعبد الرزاق (٥٩٧٢) والطیالسی (١١٩٧) وابن الجارود (٩٢٤) والبیهقی (٢٣/٨)

الفرائد: خودکشی والا اسی طرح کی سزا پائے گا۔ ملت اسلام کے علاوہ کی قسم اٹھانا حرام ہے۔ نذر سے تقدیر نہیں ٹلتی۔

١٥٥٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَکُوْنَ لَعَّانًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥٥٤: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سچے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ لا ینبغی۔ یعنی مؤمن کی یہ شان وحال نہیں۔ مبالغہ کا صیغہ لاکر اشارہ کر دیا۔ اگر کسی وقت اس نے نذر مان لی تو یہ اس کے وصف صدیقیت کے منافی نہ ہوگا۔ کیونکہ بسا اوقات غلبہ حال اس کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں۔ ''لا یکون المؤمن لعاناً''۔

تخریج: تفرد مسلم (٢٥٩٧) الأشراف (١٤٠٢٣)

الفرائد: لعنت کی عادت تقویٰ اور ایمان کے اخلاق سے گری ہوئی بات ہے۔

١٥٥٥ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لَا یَکُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥٥٥: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ''۔ (مسلم)

تشریح ۞ شفعاء۔ یہ شفیع کی جمع ہے۔ یعنی قیامت کے دن وہ سفارش نہ کر سکیں گے جب مؤمن اپنے ان بھائیوں کیلئے شفاعت کریں گے جن پر آگ واجب ہو چکی ہوگی۔ ولا شهداء۔ مظہری کہتے ہیں۔ دنیا میں لوگوں کو لعنت کرنے والا فاسق ہے۔ اور فاسق کی شہادت و شفاعت مقبول نہیں۔ یوم القیامة۔ جب کہ امتیں انبیاء علیہم السلام سے تبلیغ رسالت پر گواہ طلب کریں گے۔ تو وہ کہیں کہ امت محمد یہ گواہ دے گی۔ امت محمد یہ کو انبیاء علیہم السلام کی گواہی کیلئے لایا جائے گا۔ وہ پیغام رسالت کے امتوں تک پہنچانے کی گواہی دیں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لعنت کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مرتبہ نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ ان کی گواہی بھی من جملہ گواہوں میں قبول نہ کی جائے گی۔

تخریج: أخرجه أحمد (١/١٢٥٩٩) والبخاری (٣١٦) ومسلم (٢٥٩٨) وأبو داود (٤٩٠٧) وابن حبان (٥٧٤٦) والحاکم (١/١٤٩) وعبد الرزاق (١٩٥٣٠) والبیهقی (١٠/١٩٣)

الفرائد: کسی پر لعنت کرنے سے آدمی خود خیر کثیر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ لعنت کا قطعاً حقدار نہ ہو۔

۱۵۵۶ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ – وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۵۶: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' اللہ کی لعنت اور غضب اور آگ کے ساتھ کسی پر لعنت مت کرو''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ لا تلاعنوا بلعنة الله۔ مفاعلہ اپنے باب پر بھی ہوسکتا ہے۔ اور مبالغہ کیلئے بھی ہوسکتا ہے نہ کہ مغالبہ کیلئے۔ ولا بغضبہ۔ یعنی غضبو نار کی بددعا مت کرو۔ کیونکہ ان کی عظمت بہت بڑی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۲۰۱۹۵) وأبو داود (٤٩٠٦) والترمذی (۱۹۸۳) والحاکم (۱/۱٥٠)

الفرائد : لعنت کو عادت بنانے سے بہت سی خیر سے آدمی محروم ہوجاتا ہے۔ خصوصاً قیامت کے دن۔ اللہ تعالیٰ کے غضب ولعنت۔ پس لعنت نہ ڈالنی چاہیے۔

۱۵۵۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ' وَلَا اللَّعَّانِ ' وَلَا الْفَاحِشِ ' وَلَا الْبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۵۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' طعنہ زنی کرنے والا اور لعنت کرنے والا اور فحش گو اور زبان دراز مؤمن نہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ المؤمن۔ کامل الایمان۔ بالطعان۔ جو لوگوں کی عزتوں کو مذمت، غیبت سے خراب کرنے والا ہو۔ یہ طعن سے فعال کا وزن ہے۔ طعن فيه وليه بالقول (ف،ن) نسب عیب میں لگانا۔ (النہایہ) سیوطی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ لعنت کا مطلب! دھتکارنا اور دور کرنا۔ مخلوق کی لعنت بددعا اور گالی۔ ولا الفاحش۔ کلام وافعال فحش گو۔ ولا البذاء۔ المباذاة۔ آپ میں فحش گوئی کرنا۔ کبھی بذأ یبزو بھی استعمال ہوتا ہے (النہایہ)۔ بذا یبذو۔ بیوقوف قرار دیا اور اپنی گفتگو میں فحش گوئی اختیار کی خواہ اس کی کلام سچی ہو وہ بذیّ کہلائے گا۔ یہ فعیل کے وزن پر ہے عورت کیلئے بذیة۔ بَذِیَ (س) بذو یبذو رك۔ (المصباح)

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۳۸۳۹) والبخاری (۳۳۲) والترمذی (۱۹۸٤) وابن حبان (۱۹۲) والحاکم (۱/۳۰) وابن أبی شیبة (۱۸/۱۱) وأبو نعیم (٤/۲۳٥) والبیهقی ۲٤۳/۱۰ والبزار (۱۰۱)

الفرائد : کامل مسلمان لوگوں کی اعراض ونسب سے نہیں کھیلتا اور ان کے خلاف بددعا میں بھی جلدی نہیں کرتا بلکہ صبر کرتا ہے اور رضائے الٰہی کی بات کرتا ہے۔

۱۵۵۸ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ' ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ

فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا ، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِیْ لُعِنَ ، فَإِنْ كَانَ اَهْلًا لِذٰلِكَ وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

۱۵۵۸: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس اس کے والے آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے والے بند کر لئے جاتے ہیں پھر دائیں اور بائیں جانب جاتی ہے جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق ہو ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے''۔ (ابوداؤد)

تشریح ۞ اذا لعن شيئا۔ کسی بھی چیز کو۔ شیئاً کی تنکیر اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تغلق ابواب۔ لعنت کی شناعت اور قباحت کی وجہ سے آسمان کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں۔ اعلیٰ کلمات اور صالح اعمال ہی اوپر چڑھتے ہیں۔ تهبط الى الارض۔ تاکہ سجین میں پہنچ جائے اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں۔ مساغا۔ راستہ اور داخلے کی جگہ۔ الذی لعن الملعون اهلا لذلك۔ اس کو پہنچ جاتی ہے اگر وہ اس کا مقدر ہوتا ہے۔
والاّ۔ اگر وہ اس کا حق دار نہیں ہوتا۔ رجعت الى قائلها۔ کہنے والے پر لوٹتی ہے۔ احمد کی روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہے''ان اللعنة اذا وجهت الى من وجهت اليه فان اصابت عليه سبيلاً ووجدت فيه مسلكا وإلا قالت يا رب وجهت إلى فلان فلم أجد فيه مسلكا اجد وليه سبيلاً فيقال ارجعي من حيث جئتِ ''یعنی کہنے والے کی طرف۔ اس کی مثال یہ روایت ہے''من قال لاخيه يا كافر''۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٤٩٠٥) أحمد (٢/٣٨٧٦)

الفرائد : جس پر لعنت کی جائے اگر وہ اس کی مستحق نہ ہو تو قائل کی طرف لعنت لوٹ آتی ہے۔

۱۵۵۹ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ ، وَامْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ ، فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ''خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ'' قَالَ عِمْرَانُ : فَكَاَنِّیْ اَرَاهَا الْاٰنَ تَمْشِیْ فِی النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا اَحَدٌ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت' جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی' نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تنگی محسوس کی تو اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مطعون ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا میں اس کو اب بھی لوگوں میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس اونٹنی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ فضجرت ۔اونٹنی کا مشقت میں پڑنا۔**فلعنتها فسمع ذلك**۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوسروں کو زجر کے طور پر فرمایا۔**ما عليها**۔کجاوہ اور بوجھ۔**دعوها فانها ملعونة**۔اس کو چھوڑ دو ان کے متعلق بددعا کی گئی ہے۔**قال عمران**۔یہ اپنے کمال استحضار واقعہ کو بیان کرنے کیلئے یہ بات کہی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۳۷۹۱) ومسلم (۲۵۹۵) وأبو داود (۲۵٦۱)

الفرائد :ملعون کی مصاحبت سے گریز کرنا چاہیے۔اس میں بے پردہ عوت،مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت، ہیجڑے، جرائم پیشہ لوگ وغیرہ۔ان کے متعلق احادیث میں صراحت سے لعنت موجود ہے۔

۱۵٦۰ : وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ نَضْلَةَ ابْنِ عُبَيْدِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلٰى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ اِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ : حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "حَلْ" بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ : وَهِيَ كَلِمَةٌ لِزَجْرِ الْاِبِلِ – وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا اِشْكَالَ فِيْهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ اَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوْبِهَا فِيْ غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ كُلُّ ذٰلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَا مَنْعَ مِنْهُ ، اِلَّا مِنْ مُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَا لِاَنَّ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ كُلَّهَا كَانَتْ جَائِزَةً فَمُنِعَ بَعْضٌ مِنْهَا فَبَقِيَ الْبَاقِيْ عَلٰى مَا كَانَ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۱۵٦۰ : حضرت ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سواری تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا اچانک اس عورت نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پہاڑ کی وجہ سے رستہ تنگ ہو گیا تو اس لڑکی نے کہا (حَلْ) بمعنی حل ۔اے اللہ اس پر لعنت فرما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہو'' ۔(مسلم)

حَلْ کا لفظ زبر کے ساتھ ہے۔یہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے بولا جاتا ہے۔امام نووی فرماتے ہیں جان لو کہ یہ حدیث معنی میں اشکال رکھتی ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ مقصد ممانعت سے صرف یہی ہے کہ وہ اونٹنی ان کے پاس نہ رہے اس میں اس کے فروخت کرنے' ذبح کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے علاوہ سوار ہونے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ سب تصرفات اس کے لئے جائز ہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس پر سواری کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سارے تصرفات پہلے جائز تھے ان میں سے ایک کو روک دیا تو بقیہ تصرفات اپنے حکم پر رہے''۔واللہ اعلم

تشریح ۞ جاریہ۔جوان سال عوت۔تضایق بھم۔ان لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔حل ۔تاکہ وہ اونٹنی جلد فاصلہ طے کرلے۔**لا تصاحبنا ناقة عليها لعنة**۔**لا تصاحِبْنَا**۔اگر سکون سے ہو تو نہی ہے اور اگر مرفوع ہو تو لفظا خبر

اور معنیٰ نہی ہے۔ اونٹوں کو ڈانٹنے کیلئے حلّ اور خچر کیلئے عَدَس۔

ایک اشکال: اس اونٹنی کو اسی طرح چھوڑنا سائبہ بنانے کی طرح ہے۔

الجواب: حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اپنے ساتھ سفر سے ممانعت فرمائی تا کہ اس کو خوب تنبیہ ہو جائے۔ بقیہ تصرفات خرید و فروخت اور ذبح و سواری کی ممانعت نہ تھی۔ صرف آپ کی مصاحبت سے ممانعت تھی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۷۸۷) ومسلم (۲۵۹۶) وابن حبان (۵۷۴۳)

الفرائد : زجراً ان کے ساتھ سے منع فرمایا تا کہ لعنت سے خصوصاً احتراز کیا جائے۔

۲۶۵ :بَابُ جَوَازِ لَعْنِ اَصْحَابِ الْمَعَاصِیْ غَیْرِ الْمُعَیَّنِیْنَ

بَاب: غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت کرنا جائز ہے

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾ [هود:۱۸] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾ [الاعراف:۴۴] وَثَبَتَ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَاَنَّهٗ قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ اٰکِلَ الرِّبَا" وَاَنَّهٗ لَعَنَ الْمُصَوِّرِیْنَ وَاَنَّهٗ قَالَ :لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَیَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ " اَیْ حُدُوْدَهَا :وَاَنَّهٗ قَالَ :"لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَةَ" وَاَنَّهٗ قَالَ :"لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَیْهِ" "وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ" وَاَنَّهٗ قَالَ :"مَنْ اَحْدَثَ فِیْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" وَاَنَّهٗ قَالَ :"اَللّٰهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا ، وَّذَکْوَانَ ، وَعُصَیَّةَ :عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" وَهٰذِهٖ ثَلَاثُ قَبَآئِلَ مِنَ الْعَرَبِ وَاَنَّهٗ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ ، وَجَمِیْعُ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ فِی الصَّحِیْحِ :بَعْضُهَا فِیْ صَحِیْحَی الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ ، وَبَعْضُهَا فِیْ اَحَدِهِمَا وَاِنَّمَا قَصَدْتُّ الْاِخْتِصَارَ ، بِالْاِشَارَةِ اِلَیْهَا ، وَسَاَذْکُرُ مُعْظَمَهَا فِیْ اَبْوَابِهَا مِنْ هٰذَا الْکِتَابِ ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو''۔ (الاعراف) صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو بال ملانے والی ہیں اور ان عورتوں پر جو بال ملوانے والی ہیں'' اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لعنت کرے سود خور پر'' اور اسی طرح آپ

نے تصویر کھینچنے والوں پر لعنت فرمائی اور اسی طرح فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو ان پر جس نے زمین کی حدود میں ردّ و بدل کیا'' اور یہ بھی فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو چور پر جو ایک انڈہ چراتا ہے'' اور یہ فرمایا: ''اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا'' اور یہ فرمایا: ''جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی لعنت'' اور یہ فرمایا: ''اے اللہ! لعنت کر رعل' ذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ یہ تینوں عرب قبائل ہیں اور فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا'' اور یہ فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرنے والے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں''۔ یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں ہیں بعض بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور بعض دونوں میں سے ایک میں میں نے مختصراً اشارہ کر دیا۔ ان میں زیادہ تر احادیث اپنے اپنے بابوں میں ذکر کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

تشریح ۞ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

اس میں غیر معین اہل معاصی پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

اذن موذن۔ ایک منادی اعلان کرے گا۔

الواصلہ۔ وہ عورت جو اپنے بالوں کے ساتھ مردوں کے بال لگائے۔ اس میں بیوی اور دوسری عورت کے مابین حرمت فعل میں کوئی فرق نہیں۔ اگر غیر آدمی کے بالوں کو ملایا تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ نجس جانور ہے۔ تو اس نے نماز وغیرہ میں عمداً نجاست کو اٹھایا اور اگر وہ حلال جانور ہے تو جائز ہے۔ عند الشوافع اور امام مالک اور اکثر علماء مطلق وصل شعر کو حرام قرار دیا ہے۔ خوہ وہ بال ہوں یا اون وغیرہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت جمہور کے قول کی موید ہے۔ البتہ رنگ دار ریشمی دھاگے باندھنا وہ بالوں کے مشابہ نہیں پس وہ ممنوع بھی نہیں کیونکہ یہ وصل نہیں اور نہ اس سے متصل مقصود ہوتا ہے۔ اس سے تزیین مقصود ہوتی ہے۔

نووی رحمہ اللہ کا قول: اصل شعر کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس کے کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ **والمستوصلہ**۔ وہ عورت جو اپنے بالوں کو ملانے کا کہے۔ (اس روایت کو احمد' اصحاب ستہ نے نقل کیا)۔ **لعن اکل الربا**۔ یہ سود کی جمیع اقسام' افضل' ید ،نسیہ سب حرام ہیں۔ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہے۔ امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ نے روایت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور احمد و نسائی نے بھی نقل کیا ہے۔ **المصورین**۔ ذی روح کی تصویر کھینچنے والے مراد ہیں۔ **من غیر المنار**۔ زمین کی پیمائشی حد بندیاں بدلنا۔ **السارق**۔ الف لام جنس کا ہے اور بیضہ کی مثال نفرت دلانے کیلئے ہے۔ اور اس بات پر خبردار کرنے کیلئے کہ تھوڑا تھوڑا بڑھ کر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ قطع ید کے لائق ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو احمد' مسلم' نسائی و ابن ماجہ نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ **من لعن والدیہ**۔ یعنی اپنے والدین کو گالیاں دینے کا باعث بنے جیسا اس روایت میں ہے۔ ''أيسب الرجل ابويه؟ قال نعم يسبب أبا الرجل فيسب أباهُ ويسب ..

فیسب امّہ''۔من ذبح لغیر اللّٰہ۔ یہ سابقہ روایت کا حصہ ہے۔علی رضی اللہ عنہ سے''فیمن غیر منار الأرض ''میں ہی مذکور ہے۔من أحدث فیھا۔منکر باتیں ایجاد کرنے والا مراد ہے۔ یہ بھی حدیث بخاری و مسلم کا حصہ ہے۔ فیھا کا مرجع مدینہ منورہ ہے۔ قاضی کا قول:اس کا مطلب ارتکاب معصیت ہے۔ یا مجرم کو پناہ دینے والا۔ مازری کا قول: محدثا مصدر میمی ہے۔ بذات خود ایجاد کرنا یا اسم فاعل ایجاد کرنے والا۔ یہ کبیرہ گناہ ہے۔تبھی لعنت کا حقدار قرار دیا گیا۔ یہ رحمت الٰہی سے دور ہو جانے میں مبالغہ کیا گیا۔ کیونکہ لعن۔ دور کرنے کو کہتے ہیں۔ بعض نے گناہ پر ملنے اولا عذاب مراد لیا ہے۔ جنت میں اولیٰ داخلہ سے دور رکھا جائے گا۔ یہ لعنت کفار کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ مکمل طور پر رحمت الٰہی سے دور کر دیئے گئے ہیں۔ عرب کے قبائل رعل' ذکوان' عصیہ پر لعنت فرمائی۔ اسی طرح یہود پر لعنت فرمائی۔ مساجد۔ان کی پوجا کرتے ہیں۔ المتشبھین۔ عورتوں کے افعال واقوال واحوال کی نقل اتارنے والے۔ المتشبھات۔ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتیں۔ اس روایت کو احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ بعض روایات بخاری و مسلم اور بعض ان میں سے کسی ایک میں جیسا ہم نے اشارہ کر دیا۔ تاکہ مقصود ترجمہ واضح ہو۔ عنقریب روایات آ رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لطیفہ:ہشام بن عبدالملک کے ہاں طاؤس رحمۃ اللہ علیہ گئے اور اس کو کہا''اتق اللّٰہ واحذر یوم الاذان ''اس نے کہا وہ یوم الاذان کیا آپ نے یہ آیت پڑھی:''وَاَذَّنَ موذنٌ بینھم ان لَعنةُ اللّٰہ علی الظالمین ''ہشام سن کر بے ہوش ہو گیا۔ طاؤس فرمانے لگے۔ یہ تو صفت کے اثر سے ہے اور معاینہ کے وقت کیا حال ہوگا؟

۲۶۶ :بَابُ تَحْرِیْمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَیْرِ حَقٍّ

بَاب: مسلمان کو ناحق گالی دینا حرام ہے

بغیر حق۔ جو اس سے قصاص لینے، تادیب کرنے، تعزیر کیلئے نہ ہو۔ اسی طرح جو کذب تک پہنچانے والا نہ ہو۔ ورنہ وہ حرام نہیں بلکہ بعض اوقات ضروری ہو جاتا ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا﴾ [احزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا پس انہوں نے بہت بڑے بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا''۔(الاحزاب)

تشریح ۞ اکتساب سے مراد جنایت یا ایذاء کی وجہ سے استحقاق ہے۔ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا۔اس میں ایذاء کی تمام انواع مذکور ہیں۔ مثلاً (۱) قولیہ۔ غیبت چغلی، استہزاء وغیرہ۔ اور (۲) فعلیہ۔ مار پیٹ، توہین وغیرہ۔ بعض نے کہا یہ ان لوگوں کے متعلق اتری جو علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے۔

الروايات

۱۵۶۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو گالی دینا گناہ اور اس کا قتل (حلال سمجھ کر) کفر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ سباب۔ یہ سَبٌّ سے مبالغہ ہے۔ کقتاله۔ گناہ و حرمت میں ایک جیسے ہیں۔

نووی رحمہ اللہ کا قول: سب لغت میں کسی کو گالی دینا اور اس کی عزت پر عیب لگانا ہے اور قتال سے معروف مقاتلہ ہے۔ قاضی کہتے ہیں ممکن ہے کہ اس سے مراد مدافعت کرنا اور مضبوط کرنا۔ داؤدی کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ گالی دینے والے کا گناہ مقاتل کے برابر ہو۔

طبری کا قول: لعن و قتل میں مشابہت یہ ہے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور قتل زندگی سے دوری۔ اس روایت کو طبرانی سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اور عمرو بن النعمان اور دار قطنی نے جابر سے نقل کیا ہے۔ فعّال کا وزن مبالغ کیلئے ہے سب و قتل کو حلال سمجھ کر کیا تو یقیناً کفر ہے۔ یا پھر کفران نعمت اور مسلمان کے حق کی عدم ادائیگی ہو۔

تخریج: أخرجه أحمد (٢/٣٦٤٧) والبخاری (٤٨) المفرد (٤٣١) مسلم (٦٣) والترمذی (١٩٩٠) والنسائی (٤١٢١) وابن ماجه (٦٩) وابن حبان (٥٩٣٩) والطيالسی (٢٤٨) وابن مندة (٦٥٤) والطبرانی (١٠١٠٥) وأبو يعلى (٤٩٨٨) والحميدی (١٠٤) والبيهقی (٨/٢٠)

الفرائد: مسلمان کے حق کی عظمت کا حال یہ ہے کہ اس کا قتل کفر کے معادل یا اس تک پہنچانے والا ہے۔

۱۵۶۲ : وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "لَا يَرْمِىْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ اَوِ الْكُفْرِ، اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۶۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ وہ خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ (دوسرا) لعنت کا حقدار نہ ہوا''۔ (بخاری)

تشریح ۞ یعنی اس کو فاسق کہے یا کافر کہے۔ ارتدت: یہ ردّت کے معنی میں ہے۔ اس روایت میں غیر فاسق کے فاسق کہنے والے کا فاسق ہونا یعنی طاعت سے نکلنا ثابت ہوتا ہے اور مؤمن کی تکفیر سے خود کافر ہو جاتا ہے اگر حلال سمجھ کر کرے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٣٥٠٨)

الفرائد : مسلمان پر فسق و کفر کا الزام نہ لگانا چاہیے۔ اگر وہ مستحق نہ ہوا تو اپنے اوپر وبال پڑے گا۔

۱۵۶۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الْمُتَسَابَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مِنْهُمَا حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کہا اس میں گناہ اس پر ہے جس نے ابتداء کی یہاں تک کہ مظلوم حد سے گزر جائے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ المتسابان۔ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے۔ماقالا۔اس سے گالم گلوچ مراد ہے۔

النحو: یہ مبتداء خبر ہیں۔گالی کا گناہ۔ابتداء کرنے والے پر ہوگا۔یعتدی المظلوم : بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے۔ مطلب یہ ہے جب مظلوم حد سے بڑھے گا تو ظالم بن جائے گا۔اس سے بدلے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں یہ کتاب سنت سے ثابت ہے۔صبر وعفو افضل ہے۔جیسا اس آیت میں ہے: ﴿ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور ''اور یہ ارشاد نبوی: ''وما ازداد عبد بعفو الا عزًا''۔

سوال: جب سبوب کو گناہ نہ ملا اور قصاص سے مجرم بری ہو گیا تو پھر ''اثم ماقالا'' کس طرح درست ہے؟

جواب: یہ اضافت في کے معنی میں ای اثم کائن فی ماقالا، اور وہ ابتداء کا گناہ ہے جو بادی پر ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٤٢٣) ومسلم (٢٥٨٧) وابن حبان (٥٧٢٩) والبیهقی (١٠/٢٣٥)

الفوائد : گالی میں ابتداء کرنے والے پر بوجھ ہوگا بشرطیکہ وہ تجاوز نہ کرے۔

۱۵۶۴ : وَعَنْهُ قَالَ : اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ : "اضْرِبُوْهُ" قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ — فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : اَخْزَاكَ اللّٰهُ ، قَالَ : لَا تَقُوْلُوْا هٰذَا ، لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۶۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو مارو''۔ہم سے بعض ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے سے جب وہ پٹائی کے بعد واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس طرح کہہ کر تم شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو''۔ (بخاری)

تشریح ۞ قد شرب : شراب پینا مراد ہے۔دمامینی کہتے ہیں اس سے مراد نعیمان اور عبداللہ جن کا لقب حمار تھا۔ اضربوہ: اس سے حد لگانا مراد ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ شراب کی حد کوڑے کے بغیر بھی لگ سکتی ہے علماء کے تین قول ہیں:(۱) کوڑے یہ سب سے زیادہ صحیح قول ہے(۲)ضرب پر اکتفاء (۳)ہاتھوں اور کپڑوں سے ضرب، بعض القوم۔بخاری کی روایت میں رجلٌ ہے۔اور اس سے مراد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں جیسا حدیث عمر رضی اللہ عنہ میں ہے۔لا تعینوا علیه الشیطان۔دوسرا لا ناھیہ ہے۔یہ جملہ ماقبل کی تعلیل کی طرح ہے۔شیطان کی مدد کی وجہ یہ ہے کہ

شیطان نے معصیت کو اس کے لئے مزین کیا تا کہ وہ رسواء ہو۔ اگر وہ اسی حال میں چھوڑ دیں گے تو رسوائی تو ہوگئی تو گویا شیطان کے مقصود کے حصول میں مدد کے مترادف ہوگیا۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''**اللهم اغفر له اللهم ارحمه**'' اس سے دعا رحمت کرنا ثابت ہوتا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۷۹۹۱) والبخاری (٦٧٧٧) وأبو داود (٤٤٧٧) وابن حبان (٥٧٣٠) والبیهقی (۳۱۲/۸)

الفرائد: شارب خمر کو لعنت کی بجائے کوڑے لگائے جائیں۔ عاصی پر لعنت کی بجائے، حد قائم کرنی چاہیے تا کہ وہ آئندہ جرم سے باز آ جائے۔

۱۵۶۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۵۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر اس صورت میں (بچے گا) کہ اس (غلام) میں وہ حرکت ہو''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **قذف مملوكه**: اپنے غلام ولونڈی پر تہمت لگائی۔ **يقام عليه الحد**: کمال عدل کو ظاہر کرنے کیلئے۔ اگر غلام اسی طرح ہو تو پھر حد نہ ہوگی۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۹۵۷۲) والبخاری (٦٨٥٨) ومسلم (١٦٦٠) وأبو داود (٥١٦٥) والترمذی (١٩٤٧)

الفرائد: غلام پر تہمت لگانے سے اگرچہ حد قذف نہ لگے گی مگر تعزیر ہوگی آخرت میں اس کی سزا پائے گا۔

۲٦٧ : بَابُ تَحْرِيْمِ سَبِّ الْاَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّمُصْلِحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

بَابٌ : بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا حرام ہے

تشریح ۞ مصلحت شرعیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نووی فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اقتداء سے لوگ بدعات وغیرہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ فسق وغیرہ کی دوسری باتیں جو اس میں پائی جاتی تھیں۔ جیسا رواۃ حدیث پر جرح احکام شرع کی حفاظت کیلئے کی جاتی ہے۔ سابقہ باب کی روایات اور باب حفظ اللسان کی روایات۔

وَهِيَ التَّحْذِيْرُ مِنَ الْاِقْتِدَآءِ بِهٖ فِيْ بِدْعَتِهٖ ، وَفِسْقِهٖ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ فِيْهِ الْاٰيَةُ وَالْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ بدعات وفسق میں لوگ اس کی اقتداء سے بچ جائیں۔ ماقبل آیات واحادیث اسی باب

سے بھی متعلق ہیں۔

۱۵۶۶ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۶۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُردوں کو گالیاں مت دو اس لئے کہ وہ اس عمل (کے نتیجہ) کو پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا''۔ (بخاری)

تشریح ۞ لا تسبوا۔ نہی تحریمی ہے۔ الاموات میں ہر میت مراد ہے۔ افضلوا ۔ یہ نہی کی علت ہے۔ افضاء پہنچنے کو کہا جاتا ہے۔ الی ما قدموا۔ عمل خیر یا شر ان کو گالی دینے میں فائدہ نہیں ۔ اس سے مراد اموات مسلمین ہیں کفار کو عمومی سب درست ہے۔ البتہ نام لے کر صرف ان کی درست ہے۔ جن کے متعلق شارع کی نص ہو مثلاً ابولہب وغیرہ۔ طبرانی کی روایت میں ''افضلوا'' کے بعد ''ما اکتسبوا'' ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹۵۵۲۵) والبخاری (۱۳۹۳) والنسائی (۱۹۳۵) والدارمی (۲۵۱۱) والقضاعی (۹۲۳) والبیهقی (۷۵/٤)

الفرائد : کفار کو سب جب کہ اس سے زندہ مسلمان کو ایذاء پہنچتی ہو ممنوع ہے۔ مسلمان کو سب تو یہ شہادت کے حکم میں ہے۔ بعض مواضع میں ضروری اور بعض میں بالکل ممنوع ہے۔

۲۶۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِيْذَآءِ

بَابٌ: کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا

تشریح ۞ اس میں دلیل ہے کہ مکلّف کا فعل کسب کہلائے گا۔ افتعال کے صیغہ سے لا کر معصیت میں تسلسل اور مکمل متوجہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ حظ نفس ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلا کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۵۶۷ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۵۶۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز کو چھوڑا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **المسلم** : کامل مؤمن۔ **سانه ویده**۔ عموماً ایذاء انہی سے صادر ہوتی ہے۔ عادت غالبہ کے لحاظ سے ذکر فرمایا۔ **المهاجر** : کامل مہاجر جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں اور اس کی عظمت کی خاطر اس سے ڈرتے ہوئے گناہ کو ترک کر دیا۔ **ما نهى الله عنه** : اس سے صغائر و کبائر مراد ہیں۔ اصل ہجرت گناہ کا ترک اور طاعت سے تحلیہ ہے۔ مسلم کی بعض روایت میں لفظ اس طرح ہیں۔ ''لسانه'' کے بعد ''المؤمن من أمنه الناس على دمائهم و أموالهم'' ہے۔

تخریج : کتاب المامورات میں گزر چکی۔

الفرائد : کامل مسلمان کی خصلیں یہ ہیں کہ وہ محرمات کے قریب نہ پھٹکے اور واجب کو بالکل ترک نہ کرے۔

۱۵۶۸ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِىْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ '' رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ سَبَقَ فِىْ بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ۔

۱۵۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو پسند ہو کہ وہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو اپنے بارے میں پسند کرتا ہو کہ کیا جائے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **يزحزح** : دور کیا جانا۔ **وهو يؤمن بالله**۔

النحو : مفعول کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ موت تک ایمان پر رہے۔ جیسا اس ارشاد میں: ﴿**ولا تموتن إلا وانتم مسلمون**...... ﴾ [آل عمران: ۱۰۲] **ولیات**۔ اس جیسے صیغوں میں لام امر کو کسرہ دینا بھی جائز ہے۔ یہ اصل ہے۔ اور اسکان بھی جائز ہے۔ کیونکہ واؤ عاطفہ ہے۔ اسی طرح ثم، فا کا لانا بھی درست ہے۔ **ان يؤتى اليه**۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسانوں سے اچھا معاملہ کرے، ایذاء سے باز رہے اور سخاوت کرے۔

تخریج : کتاب المأمورات میں گزر چکی۔

الفرائد : حقوق اللہ اور حقوق العباد ہر دو کی ادائیگی کمال ایمان کیلئے ضروری ہے۔

۲۶۹ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

بَابٌ: باہمی بغض، قطع تعلقی اور بے رخی کی ممانعت

تشریح ۞ التقاطع: ایسا انقطاع جو بغض ونفرت تک لے جائے۔ التدابر : ملاقات کے وقت پیٹھ پھیر کر چلے جانا۔ جو کہ علامت اعراض ہے۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:۱۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة:٥٤] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح:۲۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مسلمان آپس میں بھائی ہیں''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مؤمنوں پر نرمی برتنے والے اور کافروں پر سخت خو ہیں''۔ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور باہمی رحم دل ہیں''۔ (الفتح)

بھائیوں کے بہی لائق ہے کہ وہ ملا کر رکھیں۔ جیسا کہ اعیان والوں کی تعریف میں فرمایا: ﴿والذین یصلون ما امر اللّٰہ ان یوصل﴾ [الرعد : ۱۲]

ان کیلئے نرمی اختیار کرنے والے اور ان پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ اپنے پہلو ان کیلئے جھکانے والے ہیں۔

اعزة على الكافرين : ان پر زبردست ہیں۔

معه سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ **اشداء على الكفار** : ان پر سختی برتنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿واغلظ علیهم﴾ [التوبہ : ۷۳] ۔ **رحماء بينهم**: آپس میں رحمت ایمانی کی وجہ سے مہربان ہیں۔

۱۵۶۹ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ :لَا تَبَاغَضُوْا ' وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا ' وَلَا تَقَاطَعُوْا ' وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ' وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۵۶۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اے لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت

رکھو' نہ باہمی حسد کرو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' نہ باہمی تعلقات منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے''۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **لا تباغضوا** : ایسے افعال مت کرو جو بغض پیدا کرنے والے ہوں۔ **ولا تحاسدوا** :تم میں سے کوئی دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا مت کرو۔ **ولا تدابروا و لا تقاطعوا**۔یعنی ایسی چیزیں مت اختیار کرو جو (تقاطع وتھاجر)ایک دوسرے سے قطع تعلق اور ایک دوسرے کو چھوڑنے تک لے جانے والی ہوں۔ **و کونوا عباد اللّٰہ اخوانا**۔عباد اللہ منادی بحذف صرف نداء ہے۔یا منصوب علی الاختصاص ہے کیونکہ ضمیر مخاطب کے بعد واقع ہے۔ اوراس ارشاد کی بھی یہی ترکیب کی گئی **سلام علیکم دار قوم مومنین**۔اخوانا کان کی خبر یا عباداللہ خبر یا دوسری خبر ای **خاضعین لامرہ ممتثلین لہ مجتمعین علیہ متواصلین بہ** :ان کے حکم پر جھکنے والے اور اس کی پیروی کرنے والے۔ اکٹھے میل جول رکھنے والے۔**یھجر اخاہ**۔اس سے اعراض کر کے اور سلام وکلام چھوڑ کر۔ **ثلاث**۔سے تین مراد ہیں۔کیونکہ مزاج کی تیزی اتنے دنوں باقی رہتی ہے۔اس لئے یہ معاف ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٦٨٣) وأحمد (٤/١٢٠٧٤) والبخاری (٦٠٦٥) ومسلم (٢٥٥٩) وأبو داود (٤٩١٠) والترمذی (١٩٤٢) وابن حبان (٥٦٦٠) والطيالسی (٢٠٩١) والحميدی (١١٨٣) وعبد الرزاق (٢٠٢٢٢) وأبو يعلى (٣٥٤٩) والبيهقی (٣٠٣/٧)

الفرائد : مسلمان سے بغض حرام ہے۔ بلاشرعی عذر اس سے قطع تعلق جائز نہیں۔اس کی عیب جوئی نہ کرے اس میں حاضر وغائب کا حکم ایک ہے۔(ابن عبدالبر مخلصاً)

۱۵۷۰ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَّا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا ' اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَآءُ فَیُقَالُ :اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ :"تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ كُلِّ یَوْمِ خَمِیْسٍ وَّاثْنَیْنِ" وَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۱۵۷۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے والا ہو مگر وہ آدمی (بخشش سے محروم رہتا ہے) کہ جس کے اور مسلمان بھائی کے درمیان بغض ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دو کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں''۔(مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعرات اور سوموار کو پیش کئے جاتے ہیں اور بقیہ سابقہ روایت کی طرح ہے۔

تشریح ۞ **ابواب الجنه** سے آٹھوں دروازے مراد ہیں۔**یوم الخمیس** :اس کا نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہفتہ کا پانچواں دن ہے۔**فیغفر لکل عبد** :اسی وجہ سے آپ ان دونوں دنوں کا روزہ اکثر رکھتے۔**شیئاً** لا کر بتلا دیا ذرا سا شرک بھی بخشش سے محروم کر دیتا ہے۔**شحناء** :عداوت وبغض۔**حتی یصطلحا** :عداوت نفس کا حق ہے۔ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو مغفرت سے کوئی چیز مانع نہیں۔ورنہ بغض فی اللہ کا تو حکم ہے۔صلح کو دوبارہ مؤکد کیا تا کہ اس کی اہمیت ظاہر ہو اور بعض روایات میں ان دونوں میں اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔

تخریج : أخرجه مالك (١٦٨٦) وأحمد (٣/٨٣٦٩) ومسلم (٦٥٦٥) وابن ماجه (١٧٤٠) والدارمي (١٧٥١) وابن حبان (٣٦٤٤) والطيالسي (٢٤٠٣) وعبد الرزاق (٧٩١٥) وابن خزيمة (٢١٢٠)

الفرائد : عرض اعمال کے دن مغفرت سے محروم وہ شخص ہے جو تباغض وتحاسد میں مبتلا ہے۔

٢٧٠ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْحَسَدِ

بَاب: حسد کی ممانعت

تشریح ۞ **الحد** : دینی یا دنیوی نعمت کے زوال کی تمنا حسد کہلاتی ہے۔البتہ اسی جیسی نعمت کی اپنے لئے تمنا غبطہ ہے۔ اگر دین کی نعمت ہو تو قابل تعریف ہے۔ورنہ نہیں (البتہ اباحت ہے)۔

وَهُوَ تَمَنِّيْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سِوَآءٌ كَانَتْ نِعْمَةَ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء:٥٤]

وَفِيْ حَدِيْثُ اَنَسٍ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

حسد کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا خواہ دینی نعمت ہو یا دنیوی یکساں حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے۔(النساء)

اس میں حضرت انس والی سابقہ باب کی روایت بھی ہے۔

یہ آیت یہود کی مذمت کر رہی ہے۔**الناس** :عرب مراد ہو سکتے ہیں اور خاص حضرت محمد ﷺ۔**فضلہ** سے آپ کی ذات کیلئے تو نبوت مراد ہے۔

١٥٧١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْ قَالَ الْعُشْبَ" رَوَاهُ

اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۵۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ پس حسد بلاشبہ نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا خشک گھاس کو''۔

(ابوداؤد)

تشریح ایاکم۔ النحو: تحریر کیلئے منصوب ہے۔ فان الحسد۔ یہ علت نہی ہے یہ استعارہ مکنیہ ہے۔ الحطب او العشب۔ یہ او شک راوی کیلئے ہے۔ عشب: گھاس۔ یہ نیکیوں کے لئے جلد باز ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

تخریج: أخرجه أبو داود (۴۹۰۳) ابن ماجه (۴۲۱۰)

الفرائد: حسد نیکیوں کو کھالیتا ہے۔ جب نیکیاں فناء ہو جائیں گی تو آگ اس کا مسکن ہوگا۔

۲۷۱: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ مَنْ يَّكْرَهُ اسْتِمَاعَهُ

بَابٌ: جاسوسی (ٹوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے سے روکتا ہو کہ کوئی اس کی بات سنے

تشریح التجسس: پیچھے پڑنا۔ التسمع: غور سے سننا۔ پہلے کا معمول عن الاخبار محذوف ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات:۱۲] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جاسوسی مت کرو''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلاقصور ایذاء دیتے ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا اور بہتان باندھا''۔

(الاحزاب)

یعنی مسلمانوں کے عیوب اور قابل ستر چیزوں کے متعلق کرید مت کرو۔

عیوب کی جاسوسی کرنے والا وہ دوسرے کو ایذاء دینے والا ہے۔ جب ایک چیز کو مخفی رکھا گیا تو اس کو جاننے کیلئے چھان بین کرنا ممنوع ہے۔

۱۵۷۲: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ

اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ، وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَافَسُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمْ - اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهٗ ، وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ التَّقْوٰى هٰهُنَا" التَّقْوٰى هٰهُنَا" وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ ، وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ ، وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ ، وَلَا اَعْمَالِكُمْ ، وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ : لَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا تَقَاطَعُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا" وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَلَا تَهَاجَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ اَكْثَرَهَا۔

۱۵۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی مت کرو اور جاسوسی مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو ایک دوسرے سے بغض مت کرو ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ جس طرح اس نے حکم دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو رسواء کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے' تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اس وقت اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا مسلمان پر خون' عزت اور مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے اور نہ تمہاری شکلوں کو بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آپس میں حسد مت کرو' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' نہ جاسوسی کرو' نہ عیبوں کی ٹوہ میں لگو اور دھوکہ دینے کے لئے بولی مت بڑھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے باہمی حسد نہ کرو' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو 'باہمی مقاطعہ مت کرو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ حسد کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے نہ ایک دوسرے کو چھوڑو اور نہ ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو۔ مسلم نے یہ تمام روایت بیان کی ہیں۔ بخاری نے اکثر کو روایت کیا۔

تشریح ۞ الظن۔ قرطبی کہتے ہیں اس سے مراد بلاسبب تہمت ہے۔ جیسا بلاظہور مقتضی فاحشہ کی تہمت لگا دینا۔ اسی وجہ سے اس کا معطوف ولا تجسسوا لایا گیا ہے۔ کیونکہ آدمی کے دل میں تہمت کا خیال گزرتا ہے۔ پھر اس کی تحقیق میں پڑتا اور بحث وکرید اور جاسوسی کرتا ہے۔ اس سے منع کیا گیا۔ جیسا اس آیت میں فرمایا: ﴿اجتنبوا کثیرًا من الظن﴾ [الحجرات :۱۲] آیت کا سیاق امر پر دلالت کر رہا ہے۔ مسلمان کی عزت کی حفاظت میں انتہائی حفاظت ہے کیونکہ عزت کے متعلق بدگمانی سے ممانعت پہلے فرمائی گئی ہے۔ اگر کوئی کہے میں تو تحقیق کیلئے کریدتا ہوں تو اسے جواب دیا جائے گا۔ کہ: ولا

تجسسوا ہے اور اگر وہ کہے بلا تجسس میں نے تحقیق کر لی تو کہا جائے گا۔ ولا یغتب بعضکم بعضًا کو سامنے رکھو۔
ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول: اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس ظن پر عمل چھوڑ دیں جس پر احکام کا دارومدار ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ظن کی تحقیق چھوڑ دو جس کا ضرر مظنون کو ہوتا ہے۔ اسی طرح جو دل میں بلا دلیل آئے اس کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح بلا دلیل جو چیزیں دل میں آئیں۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ظن سے مراد یہاں اجتہاد نہیں جو احکام کی اصل ہے۔ بلکہ یہ ضعیف و باطل استدلال ہے۔ البتہ بقول قاضی عیاض لفظ میں اس ظن پر محمول کی گنجائش ہے جو دلیل مثبت و نافی سے خالی ہو۔ قرطبی کہتے ہیں ظن شرعی تو جانبین میں سے ایک کو غلبہ دینے سے عبارت ہے۔ وہ نہ آیت میں مراد ہے اور نہ اس روایت میں۔ انکار ظن کیلئے اس سے استدلال باطل ہے۔

فان الظن اکذب ...... بعض نے کہا کہ کذب سے مراد، واقع کے مطابق نہ ہونا خواہ وہ قول ہو یا نہ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ظن سے مراد، وہ چیز ہو جو قول سے پیدا ہوتی ہے۔ مجازاً اس کو ظن کہا۔ ولا تحسسوا ولا تجسسوا۔ خطابی کہتے ہیں۔ نہ لوگوں کے عیوب کی جاسوسی کرو اور نہ ان کا پیچھا کرو۔ یہ حا تو حس وحاسہ سے اور جیم والا جس سے ہے۔ ہاتھ سے جانچنا جو کہ ایک حاسہ ہے۔ گویا دونوں ہم معنی ہیں تاکید کیلئے لائے گئے ہیں۔ بعض نے کہا (۱) الجس۔ لوگوں کی مستورہ باتیں تلاش کرنا۔ (۲) الحس۔ لوگوں کی باتیں خفیہ سننا۔ بعض نے کہا (۱) لوگوں کی برائی کے پیچھے پڑنا۔ (۲) جو چیز حاسہ آنکھ یا کان سے معلوم ہو۔ کذا قال القرطبی۔

بعض نے کہا (۱) کسی کی خاطر جاسوسی کرنا۔ (۲) اپنے لئے دوسرں کے عیب تلاش کرنا۔ کسی برائی و ظلم سے حفاظت کیلئے جاسوسی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ (احکام سلطانیہ للماوردی)

ولا تنافسوا۔ کسی شئی میں بہت رغبت کرنا اس میں انفرادیت حاصل کرنا۔ ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا۔ مدابرہ۔ باہمی دشمنی بعض نے اعراض بعض دوسرے کے خلاف بھڑکانا۔ اخوانا۔ ایسے اعمال کرو جس سے الفت ومحبت پیدا ہو۔ اور ممنوعات چھوٹ جائیں۔ حافظ کہتے ہیں یہ جملہ ماقبل کیلئے بمنزلہ علت ہے۔ گویا جب تم ان چیزوں کو ترک کرو گے تو بھائیوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ جب ترک نہ کرو گے دشمن بن جاؤ گے۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ شفقت، رحمت، محبت، حواسات معاونت ونصیحت میں نسبی بھائیوں کی طرح ہو جاؤ۔ کم امر کم۔ قرطبیؒ کہتے ہیں پہلے مذکور اوامر کی طرف اشارہ ہے۔ المسلم اخو المسلم۔ کیونکہ دونوں مسلمان ہیں۔ لا یظلمہ۔ جان، مال، عزت کسی چیز میں بھی ظلم نہیں کرتا۔

اَلتَّحقِیق : یہ جملہ اور اس کا مابعد لفظاً خبر یہ اور معنیً انشائیہ ہے۔ ولا یخذلہ۔ اس کی مدد واعانت سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ ولا یحقرہ۔ نہ ان کی توہین کرتا ہے اور نہ بے پروائی۔ ھا ھنا۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ فرمایا کہ محل تقویٰ سینہ ہے۔ بحسب امری۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عظیم وشدید چیز ہے۔ اس میں مسلمان کے حق سے اعراض کرنا اپنے نفس کا لحاظ کرنا اور اس پر خوش ہونا لازم آتا ہے۔ عین ممکن ہے وہ پریشان و پراگندہ حالت والا اس سے بہتر ہو۔ ''رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ'' روایت اس کی تائید کرتی ہے۔ حرام۔ یہاں ممنوع کے معنی میں ہے۔ ممانعت میں مبالغہ کیلئے عزت و مال کو

خون، نفس اور حسب کے ساتھ لایا گیا۔ اور اس سے مقصود ان چیزوں سے باز رہنا ہے جو شرعاً ممنوع ہیں۔ مثلاً ان میں قصاص جن میں قصاص نہیں اور ان میں تعزیر جن میں قصاص ہے۔ جس کا ادا کرنا واجب تھا اس کو قضاء کرنا، ترمذی نے اس روایت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے: ''**المسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يخذله ولا يكذبه' كل المسلم على المسلم حرام ماله ودمه وعرضه**'' اور ابوداؤد میں یہ لفظ ہیں: ''**المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ، بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم**۔'' اسی طرح واثلہ بن اسقع کی روایت میں ہے۔ **لا ينظر** ۔ اکرام اعزام کی نگاہ سے۔ **الى اجسامكم**۔ یعنی اللہ تعالیٰ جسامت کی بڑائی، صورت کی خوبصورتی اور عمل کی کثرت پر مرتب نہیں فرماتے بلکہ مسلم میں روایت وارد ہے۔ ''**يجاء يوم القيامة بالرجل العظيم لا يزن عند الله جناح بعوضة' اقرء وا إن شئتم**'' ﴿**فلا نقيم لهم يوم القيامه وزنا**﴾ [الكهف: ١٠٥] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مناقب میں منقول ہے کہ عبداللہ میزان میں جبل احد کے برابر ہیں۔ **ولكن ينظر إلى قلوبكم**۔ یہ ماقبل سے استدراک ہے۔ یعنی اگر دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے بادلوں اور سخاوت کی موسلا دھار بارشوں سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اگر دل ماسوا اللہ کی طرف لگے ہوں تو ایسے دل والوں سے اعراض فرماتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسا دوسری روایت میں فرمایا: ''**الا وإن في الجسد مضغة إذا اصلحت صلح الجسد كله' وإذا فسدت فسد الجسد كلّه ألا وهي القلب**'' مسلم نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے: ''**ان اكثره ينظر الى صوركم و اموالكم وانما ينظر الى قلوبكم واعمالكم**'' اسی طرح یہ ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے۔ ایک روایت میں ہے: **ولا تحاسدوا۔ النجش** (۱) خریدنے کی مرضی کے بغیر کسی چیز کی بولی دے کر بھاؤ بڑھانا۔ تاکہ اس سے دوسرے کو ابھارا جائے اور دھوکا دیا جائے۔ یہ چیز اسباب بغض سے ہے۔ (۲) بعض نے کہا یہاں ایک دوسرے کی مذمت کرنا مراد ہے۔ مگر پہلا قول درست ہے۔ (نووی)۔ **وكونوا عباد الله**۔ ایک دوسرے کیلئے وہی چیز پسند کرنے والے بن جاؤ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ ایک روایت میں **ولا تهاجروا** ہے۔ اس کو ترک کرے سلام سے ابتداء نہ کرے۔ اور نہ اس کے کلام کا جواب دے۔ **ولا يبيع**۔ بیع پر بیع، خرید پر خرید، سودے پر سودا۔ جبکہ بات طے ہو چکی کہ جائز نہیں۔ یہاں تک تمام مسلم کی روایات ہیں۔

فرق روایات: بخاری کے بعض الفاظ میں فرق ہے۔ مثلاً اس میں یہ اضافہ ہے۔ (۱) ''**ولا يخطب الرجل على خطبة اخيه حتى ينكح او يترك**''۔ ایک میں **ولا تحاسدوا** کے آخر میں **فوق ثلاث** کے الفاظ، اسی طرح ابواب بیوع میں **لا تناجشوا** کے بعد **ولا يبع حاضر لباد** کے الفاظ ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري (٥١٤٣) ومسلم (٢٥٦٣) وأبو داود (٤٩١٧) أخرجه مسلم (٢٥٦٤) وأبو داود (٤٨٨٢) وابن ماجه (٤٢١٣) وأحمد (٣/٨٧٣٠) أخرجه مسلم (٢٥٦٣/٣٠)

الفرائد: مسلمان کی عزت کے تحفظ کے لئے بدگمانی، جاسوسی، مسلمان پر زیادتی اور اس کے مال و جان کی بے آبروئی سے ممانعت کردی گئی تاکہ بغض و نفرت جنم نہ لے۔

۱۵۷۳ :وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْسَدْتَهُمْ اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۵۷۳: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:'' اگر تو لوگوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کو بگاڑ دے گا یا ان کو فساد کے قریب کر دے گا''۔(ابوداؤد) حدیث صحیح الاسناد ہے۔

تشریح ۞ اتبعت عورات المسلمین : ان چیزوں میں جاسوسی کر کے جو وہ مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔ کدت ان تفسدھم۔بس تو نے بگاڑ ہی دیا۔ یہ مسلمانوں کے معاملات میں خصوصی تاکید ہے۔ یہ اخبار بالغیب پر آپ کا معجزہ ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٤٨٨٨)

الفرائد : مسلمانوں کی پوشیدہ حالتوں کی ٹوہ میں نہ لگنا چاہئے۔ یہ افساد و بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔

۱۵۷۴ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيْلَ لَهُ :هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحَيْتُهُ خَمْرًا فَقَالَ اِنَّا قَدْ نُهِيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ اِنْ يَّظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَّاْخُذْ بِهٖ، حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۵۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو ان کے پاس لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ فلاں ہے جس کی ڈاڑھی سے شراب سے ٹپک رہی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: ہمیں لوگوں کے عیوب کی جاسوسی سے روکا گیا ہے لیکن جب ہمارے سامنے کوئی چیز کھل کر آئے گی تو ہم اس کو لیں گے۔ ابوداؤد نے ایسی سند سے بیان کیا جو شرط بخاری و مسلم پر ہے۔

تشریح ۞ تقطر لحیتهٗ خمرًا۔ اَلنَّحْوُ : حال کو تمیز بنایا گیا ہے۔ اس نے گویا ڈاڑھی پر شراب مل رکھی تھی۔ نھینا عن التجسس۔ اس سے قرآن وسنت کی ممانعت کی طرف اشارہ تھا۔ ان یظھر لنا شی تاخذ به۔ اس کے مقتضی پر عمل کرتے ہوئے حد و تعزیر لگائیں۔ قول صحابی اگر نھینا اور امرنا کے لفظ سے ہو تو وہ مرفوع روایت کے حکم میں ہے۔ وہ نسبت الی النبوت میں سبب دخول ہیں۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٤٨٩٠)

الفرائد : جرم کا جب تک مرتکب یا معترف نہ ہو صرف اپنی جاسوسی کی بنیاد پر اس پر حکم نہیں لگ سکتا۔

۲۷۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ ظَنِّ السُّوْءِ بِالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

بَاب: بلاضرورت مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کی ممانعت

تشریح ۞ من غیر ضرورة۔ مثلاً ان کے دین میں کوئی نقص خیال کریں یا دکھلا دے کا گمان بلادلیل کریں۔ گویا یہ مقام تہمت میں جا کھڑا ہوا یا اس پر علامت شک ظاہر کی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:١٢]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو' بے شک بعض گمان گناہ ہیں''۔ (الحجرات)

الظن۔ مسلمان سے بدگمانی مراد ہے۔ بعض گمان گناہ ہیں اس لئے احتیاط برتنی چاہیے تاکہ اس گناہ میں مبتلا نہ ہو۔

۱۵۷۵ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۷۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ' بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ قال : بدگمانی سے محفوظ کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ ایاکم و الظن : یہ روایت کا بعض حصہ ہے پہلے باب میں گزر چکی۔

تخریج : باب فارجع الیه أخی ....میں گزر چکی۔

الفوائد : بدگمانی دل میں بغض وحسد اور عداوت کا اوّلین بیج ہے اس کی آبیاری سے روک دیا گیا۔

۲۷۳ :بَابُ تَحْرِيْمِ اِحْتِقَارِ الْمُسْلِمِيْنَ

بَاب: مسلمانوں کی حقیر قرار دینے کی حرمت

تشریح ۞ احتقار۔ کا مطلب توہین کرنا اور نظروں سے گرانا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [الحجرات:١١]

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [همزة: ۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والوں! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور مت طعنہ دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو۔ گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے۔ جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔'' (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' ہر طعنہ مارنے والے عیب جو کے لئے ہلاکت ہے''۔ (ھمزہ)

السخریه۔ عیب لگانا، حقیر قرار دینا۔ قوم ۔ لوگ، مرد۔ ان یکونوا۔ جن سے تمسخر اڑایا گیا۔ خیرًا منهن۔ ان سے جو تمسخر کرنے والے ہیں۔

اَلنَّحْو : بقول ابن مالک یہ کان تامہ ہے اسی لئے خبر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ خَیْرًا مِّنْهُنَّ : اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَکُمْ ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو وہ اپنے اوپر طعنہ زنی کے مترادف ہے یا مسلمان ایک جان کی طرح ہیں۔ اللمز : زبان سے طعنہ مارنا۔ وَلَا تَنَابَزُوْا : برے القاب سے مت پکارو۔ النبز کا لفظ عرف میں برے لقب ہی کیلئے آتا ہے مثلاً او فاسق او کافر وغیر۔ بئس الاسم الفسوق : مذاق اڑانا، طعنہ زنی، بُرے لقب سے یاد کرنا یہ فسق ہے اور فسق کا تذکرہ برا ہے۔ بعد الایمان ۔ ایمان و فسق دونوں جمع کرنا مناسب نہیں۔ یا نئے نئے مسلمان کو یا یہودی، یا فاسق کہہ کر بلانا بدترین بات ہے۔

ویل ۔ عذاب کا کلمہ ہے یا جہنم کی وادی کا نام ہے۔ همزہ لمزہ ۔ جو بہت طعنہ زنی کرنے والا ہو یا غیبت کا عادی ہو۔ بعض نے کہا۔ الهمزہ۔ لوگوں کی عزتوں کو گھٹانا۔ اللمزہ۔ طعنہ زنی کا عادی ہونا۔ بعض نے کہا۔ پہلے کا معنی غیر موجودگی میں طعنہ زنی اور دوسرا سامنے طعنہ مارنا۔ بعض نے کہا پہلا زبان سے طعنہ اور دوسرا اَبرو کے اشارے سے کرنا۔ یہ ان لوگوں کے متعلق اتری جو نبی اکرم ﷺ اور مؤمنوں کی غیبت کرتے تھے مثلاً امیہ بن خلف، اخنس بن شریق مجاہد کہتے ہیں یہ عام ہے۔

۱۵۷۶ : اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَقَدْ سَبَقَ قَرِیْبًا بِطُوْلِهٖ۔

۱۵۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے''۔ (مسلم) حدیث تفصیل سے پہلے گزر چکی۔

تشریح ۞ بحسب امری :انسان کے لئے کافی ہے۔ ان یحقر : یہ اتنی بڑی برائی ہے کہ اور کی ضرورت نہیں۔ اس گناہ کی اس قدر مذمت کافی ہے۔ کہ گویا یہ گناہوں میں غرق ہے۔ اور کسی گناہ کے ساتھ ملانے کی حاجت نہیں۔ یہ روایت باب النهی عن التجسس میں گزری چکی۔

تخریج : باب النھی عن التجسس میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۵۷۷ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ :اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا ، وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً فَقَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ – اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ ، وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَمَعْنٰى "بَطَرُ الْحَقِّ" دَفْعُهٗ "وَغَمْطُهُمْ" :اِحْتِقَارُهُمْ – وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهٗ اَوْضَحَ مِنْ هٰذَا فِيْ بَابِ الْكِبْرِ۔

۱۵۷۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا خوبصورت ہو اور جوتا خوبصورت ہو تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک اللہ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں''۔ (مسلم)

"بَطَرُ الْحَقِّ" حق کو نہ ماننا۔

"وَغَمْطُهُمْ" : لوگوں کو حقیر جاننا اور اس کی وضاحت اس سے بھی زیادہ باب الکبر میں گزر چکی ہے۔

تشریح ۞ لا يد خل الجنه۔ اول نجات پانے والوں کے ساتھ داخل نہ ہوگا یا مطلقاً داخل ہوگا۔ اگر اس کو حلال سمجھ کر کیا۔ ان الرجل۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تحدیث نعمت کے طور پر کرے تو کیا یہ بھی کبر میں داخل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر یہ تکبر کی نیت سے نہ ہو تو اچھی چیز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جیسا فرمایا: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَة ربّك فحدّث.....﴾ پس یہ مذموم میں داخل نہیں۔ اصل کبر تو حق کو مسترد کرنا ہے۔ انہی کے متعلق فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين﴾ اور دوسرے مقام پر فرمایا : ﴿اِنَّهُم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا اللّٰه يستكبرون.....﴾ غمطهم۔ حقیر قرار دینا۔ توہین کرنا۔

تخریج : باب فارجع اليه أخي ...میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۵۷۸ :وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ – فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ :مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ ، وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ"۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۵۷۸: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھ پر اس بات

کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل برباد کر دیئے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ علقمہ بن عبقر بن انمار کی طرف نسبت ہے۔ یہ کوفہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ پھر وہاں بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ ان سے ۴۳ روایات منقول ہیں۔ جن میں سات متفق علیہ ہے۔ پانچ میں منفرد ہیں اور سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

من ذاالذی ۔ یہ من استفہامیہ ہے اور دونوں مل کر مبتداء ہیں۔ یتالی۔ قسم اٹھانا۔ **الا اغفر لفلان**۔ کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ **انی قد غفرت له**۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ جو اس لئے لایا گیا تا کہ ظاہر کیا جائے کہ جو قائل کے ہاں حقیر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبے والا ہے۔ اور قائل کے عمل کا ثواب تحقیر مسلم کی وجہ سے باطل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں اس کے معاملے کو مخفی رکھا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲٦٢١)

الفرائد : مغفرت وعذاب محض مشیت الٰہی کے تابع ہیں اس میں دخل اندازی کرنے والا اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا ہے۔

۲۷۴ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

بَابٌ: مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت

تشریح ۞ **الشماتة : شمت یشمت** (س) کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔ اظہار : اندر خوشی کا خیال تو فطرت انسانی ہے۔ دشمن کی تکلیف پر خوشی ہوتی ہے۔ اظہار کہہ کر اس سے احتراز کیا۔ کہ یہ غیر اختیاری ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:١٠] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾

[النور:١٩]

۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مؤمن آپس میں بھائی ہیں''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں' ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔ (النور)

بھائیوں کی طرح ہیں اور بھائی دوسرے بھائی کے دکھ سے دکھ ظاہر کرتا ہے۔

اَنْ تَشِيْعَ : پھیلنا۔ اس آیت کو اس لئے لائے کہ اس میں برے کام کے پھیلانے کو پسند کرنے پر وعید سنائی گئی ہے کہ دنیا و

آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔ جب برائی پھیلانے میں اضرار وایذاء ہے تو کسی کی تکلیف پر اظہار مسرت تو بدرجہ اولیٰ اس میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ بھی اضرار وایذاء ہے۔

۱۵۷۹ : وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي بَابِ التَّجَسُّسِ :"كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ" اَلْحَدِيْثُ۔

۱۵۷۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کر' کہیں اللہ اس پر رحم کر کے تمہیں مبتلا نہ کر دے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

اس باب میں حدیث ابوہریرہ کی جو بَابُ التَّجَسُّسِ میں گذری ہے کہ ''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون' مال اور عزت حرام ہے''۔

تشریح ۞ **لا تظهر الشماتة لأخيك** : جو مصیبت اس پر اتری۔ مؤمن کو تو اپنے بھائی کی تکلیف پر دکھ کا اظہار کرنا چاہیے اور جو اسے خوشی پہنچے اس پر خوش ہونا چاہیے۔ **فيرحمه الله** :جس کی وجہ سے یہ خوش ہوا اللہ تعالیٰ اس سے ہٹا دے اور اس کو مبتلا کر دے۔

ایک تنبیہ:اس روایت کو عمر بن اسماعیل کی وجہ سے بعض محدثین نے موضوع کہا۔ جبکہ ابوزرعہ نے ان کو صدوق کہا (ابن ابی حاتم) پس روایت حسن غریب کے درجہ میں ہے۔ البتہ ترمذی کی روایت میں امیہ بن قاسم لکھا گیا مزی کہتے ہیں وہ قاسم بن امیہ ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذي (٢٥١٤)

الفوائد : ۱) جب کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو اس پر اظہار خوشی نہ کرنا چاہیے۔ اس سے ممکن ہے اس کو اس مصیبت میں بطور سزا ابتلا کر دیا جائے اور اسے اس سے نجات دے دی جائے' ۲) اس باب میں سابقہ باب والی روایت ابوہریرہ بھی ہے: ((كل المسلم على المسلم حرام……))

۲۷۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ الطَّعْنِ فِي الْاَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِيْ ظَاهِرِ الشَّرْعِ

باب: ظاہر شرع کے لحاظ سے جونسب ثابت ہیں ان میں طعن حرام ہے

تشریح ثابت انساب میں طعن کی کوئی حیثیت نہیں۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے بہتان اور کھلا عذاب اٹھایا''۔ (الاحزاب)

نسب میں طعن کرنا ایذاء کی عظیم ترین اقسام سے ہے۔ پس آیت بدرجہ اولیٰ اس کو شامل ہے۔

۱۵۸۰ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا سبب ہیں' نسب میں طعن اور میت پر نوحہ''۔ (مسلم)

تشریح اثنتان۔ یہ مبتداء ہے۔ فی الناس اس کی صفت ہے۔ هما مبتداء ثانی۔ بهم۔ با فی کے معنی میں ہے۔ کفر۔ جب حلال سمجھ کر کیا۔ النیاحة۔ رونے میں آواز بلند کرنا۔

نووی کہتے ہیں: اس کا سب سے بہتر معنی یہ ہے کہ یہ جاہلیت کی عادات اور کفار کے اعمال سے ہیں۔ (۲) یہ کفر کی طرف لے جانے والے ہیں۔ (۳) کفران نعمت واحسان ہے۔ (۴) حلال سمجھنے والے سے متعلق ہے۔ نوحہ اور نسب میں طعن کے سخت گناہ ہونے پر نصوص معروف ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۷۵٦۳) والبخاری (۳۹۵) ومسلم (٦٧) وابن الجارود (٥١٥) والبيهقي (٦٣/٤)

الفرائد : اس ارشاد میں نوحہ اور نسب میں طعن کی شدید مذمت کر کے مسلمان کو اس سے باز رہنے کی تاکید کی کہ یہ رسومات جاہلیت ہیں۔

۲۷۶ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ وَالْخِدَاعِ

بَابٌ: کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان

تشریح ۞ الغش۔ خیر خواہی کو چھوڑ کر بلا مصلحت تزیین کرنا۔ الخداع۔ نا پسند کام جو کسی کو معلوم نہ ہو۔ خدیعہ اسم ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے جو انہوں نے کمایا' تکلیف دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا''۔ (الاحزاب)

بلا مصلحت تزئین کی وجہ سے سخت ایذاء دینے والی چیز ہے۔ اور دھوکا بازی میں بغیر علم کے شر پہنچانا پایا جاتا ہے۔

الروایات

۱۵۸۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱۰۱) وابن ماجه (۲۵۷۵)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا – فَقَالَ : "مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟" قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ: "اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔

۱۵۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں' جس نے ہمیں دھوکا دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل فرمایا' پس آپؐ کی انگلیوں کو تری پہنچی تو فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا اس کو تو نے غلہ کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ (پھر فرمایا) جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریح ۞ حمل علینا السلاح۔ اس سے مراد بغاوت اور جماعت اسلام سے نکلنا ہے۔ فلیس منا۔ وہ ہمارے

طریقہ پر نہیں وہ اسلام سے نہ نکلے گا مسلک اہل حق یہی ہے۔ الغش۔ ردی اور عمدہ کو ملانا۔ دودھ میں پانی ملانا۔ ملاوٹ والے درہم کو خالص کی جگہ چلانا طبرانی کی روایت میں "من غشنا" اور "والمکرو الجداع فی النار" جامع کبیر میں بخاری کی روایت حمل سلاح والی روایت میں "ولا راصد طریق" کا اضافہ ہے۔

مسلم کی روایت: صُبرۃ۔ غلے کا بلا ماپ تول ڈھیر۔ بقول ازہری اہل حجاز فقط طعام کا لفظ بول کر گندم مراد لیتے ہیں۔ اور عرف عام ہر کھائی پی جانے والی چیز کو کہتے ہیں۔ فنالت۔ پہنچنا۔ بللاً۔ تری جو خشک غلے سے ڈھانپی گئی تھی۔ ما ھذا۔ یہ تری کیا ہے جو کہ ملاوٹ کو ظاہر کرنے والی ہے۔ یا صاحب الطعام۔(۱) نام معلوم نہ تھا (۲) ڈانٹ میں اضافے کیلئے یہ انداز اختیار کیا۔ اصابتہ السماء۔ رات بارش پڑ گئی۔ محل بول کر حال مراد لیا۔ یارسول اللہ۔ برکت ولذت کیلئے بتقاضائے ادب یہ الفاظ استعمال کیا۔ قال۔ کیا تم نے ملاوٹ کیلئے تری کو چھپایا۔ حتی یراہ الناس۔ تاکہ بدترین عادت ملاوٹ سے بچ جاتا۔ جو رحم اسلامی کو منقطع کرنے والا ہے۔ اور مسلمان کیلئے لازم ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیوار کی طرح مضبوط کرنے والے ہوں۔ جس اسلامی رشتے کو کاٹ دیا اس کے متعلق خدشہ پیدا ہوگیا کہ وہ اس قطار سے نہ نکل جائے۔ جیسا ان چیزوں سے یہ چیز پیدا ہوتی ہے جو ہمارے ہاں طے شدہ ہیں۔ من غشنا۔ یہاں غش سے مراد مبیعہ یا ثمن کے عیب کو چھپانا ہے اور عیب کہ اگر اس کو اطلاع ہوتی تو اس قیمت سے نہ لیتا جس کے بدلے میں اب لے رہا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱۰۱/۲) والترمذی (۱۳۱۹) وابن ماجه (۲۲۲٤)

الفرائد : جس کسی نے مسلمان کے خلاف ناحق ہتھیار اٹھایا یا بلا تاویل دھوکا دیا وہ سخت گناہ گار ہے۔ منکر پر خاموشی اختیار نہ کرنی چاہیے۔

۱۵۸۲ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ا قَالَ :"لَا تَنَاجَشُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۲ : حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو" (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لا تناجشوا۔ یہ روایت کا بعض حصہ ہے جو قریب ہی گزری وہاں ملاحظہ کر لیں۔

تخریج : باب فارجع الیه أخی ... میں گزر چکی۔

الفرائد : چیز خریدنے کی نیت نہ ہو مگر دوسرے کی ضد سے اس کا بھاؤ بڑھانا یہ دھوکہ دہی اور تناجش ہے۔

۱۵۸۳ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اَنَّ النَّبِيَّ ا نَهٰى عَنِ النَّجَشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۳ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے دھوکے کی غرض سے قیمت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ النجش۔ نجش ینجش (ن) قیمت سے بڑھ کر سامان کی قیمت بڑھانا جبکہ خریداری مقصد نہ ہو بلکہ دوسرے کو دھوکا دے کر نقصان پہنچانا مقصود ہے۔ اس کا اصل معنی چھپانا ہے۔ کیونکہ یہ آدمی اپنا ارادہ چھپاتا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری (۲۱٤۲) ومسلم (۱۵۱٦) والنسائی (٤۵۱۷) وابن ماجه (۱۲۷۳) ومالك (۱۳۹۲)

الفرائد: دوسرے مسلمان کو دھوکہ دینا اور نقصان پہنچانا شرعاً حرام ہے۔

۱۵۸۴ : وَعَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ"

"اَلْخِلَابَةُ" بِخَآءٍ مُّعْجَمَةٍ مَّكْسُوْرَةٍ وَبَآءٍ مُّوَحَّدَةٍ وَّهِيَ الْخَدِيْعَةُ۔

۱۵۸۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جس سے تو خرید و فروخت کرے اس کو کہو دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْخِلَابَۃُ: خاءِ معجمہ مکسورہ اور موحدہ کے ساتھ' دھوکہ۔

تشریح ۞ يُخْدَعُ۔ بیوع میں اس کو نقصان دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ فطین نہیں اور اس میں کئی دیسہ کاریاں ہیں۔ لا خلابة۔ دارقطنی اور بیہقی نے یہ الفاظ بڑھائے ہیں: ''ثم أنت بالخيار في كل سلعة ابتعتها ثلاث ليال فان رضيتها فأمسك'' یہ آدمی حضرت عثمان کے زمانے تک زندہ رہا۔ جب کوئی چیز خریدتا اگر اس کو بتلایا جاتا کہ تمہیں بہت مہنگا سودا دیا گیا۔ وہ واپس جاتا ایک صحابی کی اس کی گواہی دیتے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کیلئے تین دن کا خصوصی خیار مقرر فرمایا تھا تو دکاندار اس کے دراہم واپس کر دیتا۔ خَلَا بہ۔ یہ اسم مصدر ہے (ن۔ض) دھوکا دینا۔

تخریج: أخرجه مالك (۱۳۹۳) وأحمد (۲/۵۲۷۱) والبخاری (۲۱۱۷) ومسلم (۱۵۳۳) وأبو داود (۳۵۰۰) والنسائی (٤٤۹٦) وابن حبان (۵۰۵۱)

الفرائد: یہ اس ضعیف پر شفقت کرتے ہوئے خصوصی اجازت مرحمت فرمائی کہ اگر دھوکا کرو گے تو مجھ پر بیع لازم نہ ہوگی۔

۱۵۸۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ اَوْ مَمْلُوْكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

"خَبَّبَ بِخَآءٍ مُّعْجَمَةٍ ثُمَّ بَآءٍ مُّوَحَّدَةٍ مُّكَرَّرَةٍ : اَيْ اَفْسَدَهٗ وَخَدَعَهٗ۔

۱۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا۔ پس وہ ہم میں سے نہیں''۔ (ابوداؤد)

خَبَّبَ: اخاءِ معجمہ با موحدہ مکررہ کے ساتھ۔ یعنی اس کو دھوکہ دیا اور خراب کیا۔

تشریح ۞ من خبب زوجة۔ خاوند کے خلاف اکسایا یا ان کے مابین نفرت و مخالفت ڈلوائی اور خاوند کی نافرمانی پر آمادہ کیا۔ او مملوكه۔ غلام و لونڈی دونوں مراد ہیں۔ فليس منا۔ وہ ہماری راہ پر نہیں کیونکہ مؤمن کا طرزِ عمل تعاون و مدد

ہے۔اور یہ اس کے الٹ ہے۔

دارقطنی کی روایت میں ''من خبب خادمًا علی أهلها فلیس منا و من اقشر امراۃ علی زوجها فلیس منا''
القاب میں اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ''من خبب عبدًا علی مولاہ فلیس منّا'' خبب، بگاڑنا، دھوکا دینا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹۱۶۸) وأبو داود (۵۱۷۰) وابن حبان (۵۶۸) والبیهقی (۱۳/۸)

الفرائد : غلام یا بیوی یا خدمتگاروں کو آقا کے خلاف اُکسانا گناہ ہے۔اس سے گھر میں فتنہ وفساد پھیلتا ہے۔

۲۷۷ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْغَدْرِ

بَابٌ: دھوکے کی حرمت

تشریح ۞ الغدر۔وعدہ توڑنا (المصباح)

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدہ:۱] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو تم معاہدوں کی پابندی کرو!''۔(المائدہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا''۔(الاسراء)

العقود۔وہ وعدے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

العهد۔وہ معاہدات جو تم کرتے ہو۔العقود۔وہ معاملات جو ایک دوسرے کے ساتھ برتتے ہو یا وہ تکالیف شرعیہ جن کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

مسئولا۔اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔(۲) معاہدہ کرنے والے جو مطلوب ہیں کہ وہ ان کو ضائع نہ کرے۔

باب الوفاء بالعهد میں اس کی تفسیر گزری ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۸۶ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ''اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا :اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی اچک ہے' یہاں تک اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو دھوکہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بکواس کرے''۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اربع۔یعنی چار خصال۔منافقا۔منافق عملی جس کے بعض مؤمنین میں پائے جانے میں اشکال نہیں۔ خصلة۔یعنی ایک خصلت۔حتی ید عھا۔روایت کا اصل مقصد یہ ہے کہ خصلت تو منافق میں ہونی چاہیے۔مؤمن کو اس سے دور رہنا چاہیے اور اس سے پاک ہونا چاہیے۔خان۔امانت میں خیانت کرتا ہے۔کذب۔ایسی خبر دے جو واقعہ کے مطابق نہ ہو۔غدَر۔وعدے کی خلاف ورزی کرے اسے توڑ ڈالے۔فَجَر۔حق کو نافذ نہ کرے بلکہ اپنے سے ہٹائے اور جھوٹی قسم کھا کر اس سے نکل جائے۔یا غلط بات کرکے اس سے راہ فرار اختیار کر جائے۔

تخریج : فارجع الیه أخی ...میں گزر چکی۔

الفرائد : ایک مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اخلاق رذیلہ سے اپنے کو پاک صاف رکھے۔

۱۵۸۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ ' وَاَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا : قَالَ النَّبِیُّ ا :لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ' یُقَالُ :هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

۱۵۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر دھوکہ باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔کہا جائے گا یہ فلاں کی بدعہدی ہے''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لکل غادر لواء۔تاکہ اس کی خوب رسوائی ہو اور اس کے معاملے کی شفاعت اور اس سے اس کی تشہیر ہو اس عام مجمع میں جس کی کوئی مثال نہیں۔غدرة۔ایک بار دھوکا کرنا۔

تخریج : فارجع الیه أخی ....میں گزر چکی۔

الفرائد : قیامت کے دن بدعہدی کی سزا جنس عمل سے ملے گی۔تاکہ جس طرح اس نے دوسرے کو رسواء کرنے کی کوشش کی وہاں رسواء ہو۔

۱۵۸۸: وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ا قَالَ :"لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِ عَامَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر دھوکہ

باز کے لئے اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کی مقدار کے مطابق ہوگا۔ خبردار! کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہ ہوگی''۔ (مسلم)

تشریح ۞ إستہ۔ دبر مراد ہے۔ یرفع لہ۔ اس موقف میں اس کیلئے بلند کیا جائے گا۔ بقدر غدرہ تاکہ جرم کی مقدار سے شہرت ہو۔

نووی رحمہ اللہ کا قول: بڑے جھنڈے کو کہتے ہیں۔ جو دستہ کا سربراہ پکڑتا ہے۔ (۲) لشکر کا داعی اور لوگ اس کے مطیع ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ یہ ایک ایسی علامت ہوگی جس سے لوگوں میں پہچانا جائے گا۔ کیونکہ جھنڈے کی جگہ شہرت والی ہوتی ہے۔ اہل عرب بازاروں اور مجالس میں غداروں کیلئے جھنڈے لگاتے تاکہ وہ ذلیل ہو۔ الغادر۔ اس معاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں جو وفا نہ کرے۔ غدر۔ یغدر (ض) اس میں دھوکے کی حرمت شدیدہ بیان کی گئی۔ خاص طور پر امیر عام کا دھوکا زیادہ جرم ہے کیونکہ اس کا نقصان بہت سی مخلوقات کو پہنچے گا۔ بعض نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے وفا عہد کی پوری قدرت ہے۔ کوئی چیز وفاء سے مانع نہیں۔ اور مشہور یہ ہے کہ دھوکا باز امام کے متعلق وارد ہے۔ ایک احتمال یہ بھی ہے۔ قاضی نے دوسرا احتمال یہ نقل کیا ہے کہ یہ رعایا کے امام سے غداری کرنے کے متعلق ہے۔ تاکہ وہ اس کی نافرمانی نہ کریں اور کسی ایسی چیز کی طرف تعرض نہ کریں جو باعث فتنہ ہو۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ لواء۔ کو شہرت سے کنایہ قرار دینا بلاوجہ ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٣٠٢) ومسلم (١٧٣٨)

الفرائد : (۱) اصلاح و دوستی حکام کیلئے پوری تگ و دو کی جائے گی۔ (۲) جب تک کفر ظاہر نہ ہو بیعت توڑنے کی اجازت نہیں۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ خروج و بغاوت سے اسلام کی حکومتوں کو ایسا دھچکا لگا کہ سنبھلنا مشکل ہو گیا۔

۱۵۸۹ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ا قَالَ :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی "ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ :رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ' وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ ' وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ یُعْطِهٖ اَجْرَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی طرف سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ (۲) وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی۔ (۳) وہ آدمی جس نے کسی کو مزدور بنایا اس سے پورا کام لیا' مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

تشریح ۞ ثلاثہ۔ یعنی تین اوصاف ہیں۔ انا خصمھم۔ علامہ سبکی کہتے ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کو توڑا (۱) جس نے معاہدہ کر کے پھر توڑا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں خیانت و نقض اور عدم وفا کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کے وعدے پورے کیے جائیں۔ (۲) جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی اس نے اللہ تعالیٰ کے حق کی خلاف ورزی کی۔ اللہ تعالیٰ کا حق حر کے متعلق یہ ہے کہ اس کو عبادت پر قائم کیا جائے جس

کیلئے اس نے جن وانس کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون﴾ [الذاریات: ٥٦] جس آزاد کو کو غلام بنایا اس نے ان تمام حقوق وعبادات کو معطل کیا جو احرار سے خاص ہیں مثلاً جمعہ، حج، جہاد، زکوٰۃ وغیرہ۔ بہت سے عوارض ہیں جو خدام کو آقا کی خدمت کی وجہ سے نوافل سے روکنے والے ہیں۔ اس نے وجود میں اللہ تعالیٰ کا حکم بالکل توڑ دیا جو کہ بندوں سے مقصود تھا۔ اسی وجہ سے یہ بڑا جرم ہے۔ (۳) وہ شخص جس نے مزدور لگایا۔ یہ بمنزلہ حر کو غلام بنانے کے ہے۔ اس سے وہ بہت سے نوافل سے معطل ہو کر رہ گیا۔ یہ بھی اس کے مشابہ ہو گیا۔ جس نے آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی۔ اسی وجہ سے ان کا گناہ بڑا ہے۔

ابن بطال کا قول: اعطی بی ثم غدر۔ اس سے مراد وعدہ توڑنا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا۔ اور ''اکل ثمنہ'' اس سے مراد اس ثمن سے نفع اٹھانا ہے خواہ جس طریقہ سے ہو۔ کھانے کا تذکرہ اس وجہ سے ہے کہ یہ خصوصی فوائد سے ہے۔ جیسا اس ارشاد میں ہے: ﴿إن الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلمًا﴾ [النساء: ١٠]

تخریج: أخرجه أحمد (٣/٨٧٠٠) والبخاری (٢٢٢٧) وابن ماجه (٢٤٤٢) وابن حبان (٧٣٣٩) وابن الجارود (٥٧٨) وأبو يعلى (٦٥٧١) والبيهقى (٦/١٤)

الفوائد: اس میں عہد کو توڑنے، آزاد کو بیچ ڈالنے اور مزدور کی مزدوری کھانے کی شدید مذمت نکلتی ہے۔ اس وقت نقض عہد اور ظلماً مزدوریاں کھانے کا ظلم عام ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔

٢٧٨: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

بَاب: عطیہ وغیرہ پر احسان جتانا منع ہے

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرة: ٢٦٤] وَ قَالَ تَعَالٰی: ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى﴾ [البقرة: ٢٦٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذاء دے کر ضائع مت کرو''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں''۔ (البقرۃ)

الروایات

١٥٩٠: وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا

يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ : فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ا ثَلَاثَ مِرَارٍ – قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ : خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ" يَعْنِي الْمُسْبِلَ اِزَارَهٗ وَثَوْبَهٗ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ"۔

۱۵۹۰: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آیت کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابو ذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو ناکام و نامراد ہوئے یا رسول اللہ! مگر یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (۱) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۲) احسان کر کے احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''اپنی چادر اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا''۔

تخریج : باب صفة طول القميص میں گزر چکی۔

الفوائد : ایضاً۔

۲۷۹ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

باب: فخر و سرکشی کی ممانعت

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم:۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الشوریٰ:۴۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے متعلق پاک بازی کا دعویٰ مت کرو۔ وہ تقوے والے کو خوب جانتا ہے''۔ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک گناہ ہے ان لوگوں پر جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے''۔ (الشوریٰ)

تشریح ۞ تزکیہ کا معنی زیادہ تعریف کرنا اور پاکیزگی کی طرف منسوب کرنا ہے۔ هو اعلم۔ بسا اوقات تم کسی کو تقویٰ کی طرف منسوب کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ اس طرح نہیں اس لئے حدیث صحیح میں وارد ہے۔ ''إن كان احدكم مادحًا صاحبه لا محالة فليقل أحسب فلانا والله حسيبه، ولا ازكى على الله أحدًا أحسبه كذا

وکذا'' اگر وہ اس کے متعلق جانتا ہو۔

سبیل۔ یہاں سزا کی راہ مراد ہے۔ علی الذین۔ ان پر گناہ نہیں جس نے اپنے ظلم کا بدلہ اپنی مظلومیت کے مطابق لیا۔ یبغون۔ جو ظالم و باغی ہیں۔ ان کے ظلم و بغاوت کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۱۵۹۱: وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَفْخَرُ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: اَلْبَغْيُ التَّعَدِّيْ وَالْاِسْتِطَالَةُ۔

۱۵۹۱: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر بالکل سرکشی نہ کرے''۔ (مسلم) اہل لغت نے فرمایا: اَلْبَغْي: ظلم و زیادتی اور دست درازی

تشریح ان تواضعوا۔ یہ ان مفسرہ یا مصدریہ ہے۔ اس سے پہلے ب مقدر ہے۔ یعنی ''امرنی وایاکم بالتواضع'' اس میں مبالغہ کرو۔ حتی لا یبغی۔ حتیٰ غایت یا تعلیل کیلئے ہے۔ علم، مرتبہ یا مال میں کسی دوسرے کے مقابلہ میں بڑا مت بنے۔ اور نہ ایک دوسرے پر فخر کرے۔ البغی۔ ظلم و تعدی کرنا حق سے عدول کرنا اور اس میں بہت بڑھ جانا۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٨٦٥/٦٤)

الفرائد : مسلمانوں کو باہمی تواضع اختیار کرنی چاہیے اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور کبر سے حفاظت رہے گی۔

۱۵۹۲: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَالرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ ''اَهْلَكُهُمْ بِرَفْعِ الْكَافِ وَرُوِيَ بِنَصْبِهَا ' ذٰلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذٰلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهٖ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ ' فَهٰذَا هُوَ الْحَرَامُ وَاَمَّا مَنْ قَالَهٗ لِمَا يَرٰى فِي النَّاسِ مِنْ نَّقْصٍ فِيْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ ' وَقَالَهٗ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ ' وَعَلَى الَّذِيْنَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ ' هٰكَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَآءُ وَفَصَّلُوْهُ– وَمِمَّنْ قَالَهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ: مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْخَطَّابِيُّ ' وَالْحُمَيْدِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَقَدْ اَوْضَحْتُهٗ فِيْ كِتَابِ: ''الْاَذْكَارِ''۔

۱۵۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوتا ہے''۔ (مسلم)

مشہور روایت اَهْلَكُهُمْ کاف کے ضمہ سے ہے۔ اور زبر بھی پڑھی گئی ہے۔ یہ ممانعت اس کے لئے ہے جو یہ کلمہ خود پسندی کی بناء پر کہتا ہو اور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہو اور اپنے آپ کو ان سے بالا سمجھتا ہو۔ یہ صورت

حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دینی معاملات میں نقص دیکھ کر کہتا ہے اور بطور غم خواری کہتا ہے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔ علماء رحمہم اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے۔ جن ائمہ کرام نے اس تفسیر کو اختیار کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مالک بن انس' خطابی' حمیدی وغیرہم۔ میں نے اس کی وضاحت کتاب الاذکار میں کی ہے۔

تشریح اذا قال الرجل۔ خود پسندی اور دوسرے کی حقارت کے طور پر کہا لوگ ہلاک ہو گئے۔ فساق و فجار بن گئے اور یہ بچ گیا۔ فھو اھلکھم۔ یہ ان میں سب سے بڑھ کر ہلاک ہونے والا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نفس پر راضی اور تمام لوگوں کی سرکشی پر خوش ہے۔

نووی کا قول: یہ کلام اس وقت ممنوع ہے جبکہ لوگوں کی تحقیر اور اپنے کو بڑا ظاہر کرنے کیلئے ہو۔ عجباً و تصاغراً۔ یہ دونوں مصدر ہیں۔

اَلنَّحْوُ: یہ اپنے معنی میں ہیں (۲) فاعل کے معنی میں ہیں۔ جبکہ ان کو حال مانا جائے۔ (۳) مفعول لہ مانیں تو بھی منصوب ہوں گے۔ فھذا ھو الحرام۔ یہ بات حرام و ممنوع ہے۔ اَلنَّحْوُ: جملہ خبریہ سے ممانعت زیادہ بلیغ ہے۔ واما من قالہ۔ اگر دینی حمیت اور درد کی وجہ سے کہے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر اس سے لوگوں کی توجہ دین کی طرف مبذول ہوتی ہو تو خوب ہے۔ الاعلام جمع عَلَم: پہاڑ جو علمی عظمت کے لحاظ سے ظاہر ہو۔ یہ ائمہ سے عطف بیان ہے۔

امام مالک، خطابی یہ اس کے دادا خطاب کی طرف نسبت ہے۔ حمیر یا بن عبداللہ حمیری اندلسی ہیں۔ حلیہ کی روایت "ھو من اھلکم" ہے۔

بقول حمیری یہ رفع سے ہے یعنی دوسروں کو حقیر قرار دینے اور اپنے نفس کو فضیلت دینے کی وجہ سے وہ سب سے بڑھ کر ہلاک ہونے والا ہے۔ کیونکہ وہ اسرار الٰہی سے ناواقف ہے۔ ہمارے علماء نے اسی طرح فرمایا کہ یہ حمیری و خطابی کا کلام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے عیب نکالنا اور ان کی برائیوں کا تذکرہ کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے لوگ بگڑ گئے اور ہلاک ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ ایسا کہنے والا ان میں حالت کے لحاظ سے سب سے برا ہے۔ اس لئے کہ ان کی عیب جوئی اور غیبت کا گناہ اسے مل رہا ہے اور بسا اوقات یہ چیز اسے ذاتی خود پسندی اور دوسروں پر اپنی افضلیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہے۔ پس اس طرح وہ ہلاک ہوا۔ (خطابی) امام مالک نے معالم السنن میں فرمایا اگر لوگوں کی حالت پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ہو تو میرے ہاں اس میں حرج نہیں اور خود پسندی اور لوگوں کی تحقیر کیلئے کہے تو مکروہ یعنی تحریمی ہے۔ یہ درست سند کے ساتھ روایت کی بہترین تاویل ہے۔ اس لئے کہ تبع تابعی سے منقول ہے۔

تخریج: أخرجه مالك (۱۸٤٥) وأحمد (۳/۱۰۰۱۲) ومسلم (۲٦۲۳) وأبو داود (٤۹۸۳) وابن حبان (۷٥٦۲)

الفرائد: (۱) اس میں خود پسندی اور دوسروں پر اپنی بڑائی دکھانے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔ (۲) دوسروں کے عیوب جھانکنے کی بجائے ان کو بھانپے۔

۲۸۰: بَابُ تَحْرِيْمِ الْهِجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُوْرِ اَوْ تَظَاهُرٍ بِفِسْقٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

باب: تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے لئے آپس میں قطع تعلق کی حرمت کا بیان‘ البتہ بدعت اور فسق وغیرہ کی صورت میں قطع تعلق کرنے کی اجازت کا بیان

تشریح ۞ الهجران: کسی چیز کو چھوڑنا اور ترک کرنا۔ (القاموس) یہ اسم مصدر ہے۔ باب نصر۔ (المصباح) فوق ثلاثه ایام۔ دونوں ظرف محل صرف میں ہیں۔ (۲) ہجران سے حال ہے کیونکہ اس پر الف لام مبنی ہے۔ الا ابدعة۔ یہ ابتداع سے ہے جیسے رفعه فی الارتفاع۔ غالبًا یہ دین میں نقص وعیب کیلئے استعمال ہوتا ہے یا اضافہ کیلئے بھی۔ لیکن بعض غیر مکروہ ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کی جنس شرع میں پائی جاتی ہے یا مصلحت دینیہ کا تقاضا ہو۔ مثلاً خلیفہ کا دربان مقرر کرنا (مگر یہ چیز بدعت شرعیہ کی تعریف سے خارج ہیں ان کو بدعہ لغویہ تو کہہ سکتے ہیں۔ فتدبر)

اس روایت میں مراد بدعت محرمہ ہے جیسے رافضیت واعتزال وغیرہ۔

تظاهر بفسق أو نحو ذلك: اگر چھپ کر گناہ کرنے والا ہو سر عام نہ کرتا ہو تو اس کی جاسوسی کرنا اور چھوڑنا مناسب نہیں۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان بھائی بھائی ہے۔ تم ان کے درمیان اصلاح کرو“۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر“۔ (المائدہ)

باہمی انقطاع اور ہجران اخوت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

اسی میں مسلمان سے قطع تعلق اور اس کو بلا سبب چھوڑنا ہے۔ اگر کوئی شرعی سبب ہو تو کوئی حرج نہیں جیسا کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں سے قطع تعلق واقعہ گزر چکا۔

۱۵۹۳: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”لَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۹۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہمی ایک دوسرے سے

مقاطعہ نہ کرو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ' آپس میں بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے''۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اخوانا۔ میل جول اور باہمی مہربانی کرنے والے۔ لا یحل۔ جائز نہیں۔ لمسلم۔ ہر مسلمان مرد و عورت مراد ہے۔ اخاہ سے مراد مسلمان بھائی۔ یہ ترغیب کیلئے اس طرح فرمایا۔

تخریج : فارجع الیہ أخی ... میں گزر چکی۔

الفرائد : یہ چیز اخوت اسلامی کو زیر و زبر کرنے والی ہے۔

۱۵۹۴ : وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :"لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ :یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۵۹۴: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے کہ دونوں آپس میں ملیں اور ایک اس طرف منہ موڑ لے اور دوسرا اس طرف۔ ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ان یھجر اخاہ۔ تعبیر میں دوسرے مسلمان کیلئے اخاہ کو اختیار کیا گیا۔ جس سے تو اصل پر ابھارنا اور قطع تعلقی سے بچانے کی طرف اشارہ ہے۔ ثلاث لیال۔ دنوں سمیت راتیں مراد ہیں۔ تعبیرات میں بعض اجزاء کے تذکرہ کی مثالیں بہت ہیں۔ فیعرض ھذا۔ اپنے مسلمان بھائی سے اپنے چہرے کو موڑ لیتا ہے گویا وہ بدن کے عرض کو دوسرے مسلمان کے چہرے کی طرف کر لیتا ہے۔ خیرھما الذی یبدأ بالسلام۔ کیونکہ اس نے مسلمان کے حق کی ادائیگی میں سبقت کی۔

تخریج : أخرجه مالك (١٦٨٢) وأحمد (٩/٢٣٦٣٦) والبخاری (٦٠٧٧) ومسلم (٢٥٦٠) وأبو داود (٤٩١١) والترمذی (١٩٣٢) وابن حبان (٥٦٦٩) والطیالسی (٥٩٢) والبیهقی (١٠/٦٣)

الفرائد : رشتہ داریاں اور معاشرتی تعلقات کو بگاڑ کا یہ ذریعہ ہے۔ یہی تلخی و کشیدگی بڑھ کر شدید عداوت میں بدل جاتی ہے۔

۱۵۹۵ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ کُلِّ اثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ" فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لِکُلِّ امْرِیءٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا ' اِلَّا امْرَءًا کَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیَقُوْلُ اتْرُکُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۹۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمل ہر سوموار اور

جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے والا نہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ جس کے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان بغض ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ شحناء۔ دنیوی معاملے کی وجہ سے بغض وعداوت ہے۔ هذين۔ اس سے دونوں کینہ وروں کی طرف اشارہ ہے۔ اور اگر ایک طرف سے بغض ہو تو معاملہ اس کے ساتھ خاص رہے گا۔

تخریج : فارجع اليه أخي ... میں گزر چکی۔

الفرائد : باہمی بغض وعداوت رحمت الٰہی سے مسلمان کو دور کردیتا ہے۔

۱۵۹۶ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"التَّحْرِيْشُ" :اَلْإِنْسَدَادُ وَتَغْيِيْرُ قُلُوْبِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ۔

۱۵۹۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے میں اور قطع تعلقی میں (کامیاب رہے گا)''۔ (مسلم)

التَّحْرِيْش :فساد ڈالنا' دلوں کو بدلنا' آپس میں تعلقات منقطع کرنا۔

تشریح ۞ قد يئس۔ یہ یأس سے ہے۔ ایک نسخہ أيس بھی ہے۔ مایوس ونا امید ہونا۔ ان يعبده المصلون۔ اس سے مسلمان مراد ہیں۔ جزیرہ عرب کی اطراف عدن، کے مابین حدود شام تک طول اور عرض جدہ کنارہ سمندر سے ریف عراق تک طول اور عرض بیرین سماوہ کے کٹاؤ تک۔ بکری کہتے ہیں جزیرہ عرب مکہ، مدینہ، یمن، یمامہ، بعض نے کہا اس کے پانچ حصے ہیں۔ (۱) تہامہ: یہ حجاز کی جنوبی جانب کا نام ہے۔ نجد: یہ حجاز وعراق کا درمیانی علاقہ۔ حجاز: یہ یمن سے شروع ہو کر شام سے جا ملتا ہے۔ اسی میں مدینہ اور عمان ہے۔ اس کو حجاز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نجد وتہامہ کے درمیان آڑ کی طرح ہے۔ عروض: یہ یمامہ سے بحرین تک کا علاقہ ہے۔ یمن یہ تہامہ سے بالائی علاقہ ہے۔ یہ اصمعی کے قول سے قریب تر ہے۔

(المصباح)

صاحب محکم کا قول: اس کو جزیرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بحر فارس اور بحر حبش اور دجلہ اور فرات اس کو گھیرے ہوئے ہیں جزیرہ وہ زمین جس سے پانی کٹا ہو۔ التحريش۔ لوگوں کے درمیان جھگڑے ڈالنا، لڑائی وبغض وفتنہ برپا کرنا۔ یہ روایت معجزات نبوت سے ہے۔ آج اسی طرح واقعہ ہو رہا ہے۔ جیسا فرمایا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٤٣٧٣) ومسلم (٢٨١٢) والترمذی (١٩٤٤) وابن حبان (٥٩٤١) وأبو يعلى (٢٠٩٥) وابن أبي عاصم (٨)

الفرائد: (۱) مسلمانوں میں فتنے اور فساد کیلئے اب بھی شیاطین سرگرم ہیں۔ (۲) جزیرہ کو ہمیشہ کیلئے بت پرستی سے محفوظ کر دیا گیا۔

۱۵۹۷: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَ مُسْلِمٍ۔

۱۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا"۔ (ابوداؤد) بخاری اور مسلم کی شرط کے ساتھ۔

تشریح ۞ لا یحل لمسلم۔ دونوں ایک دوسرے سے ملیں اور باہمی کلام نہ کریں۔ فمات۔ اسی قطع تعلقی پر اصرار کی حالت میں موت آ گئی۔ دخل النار۔ اگر گناہ گار موحدین کے ساتھ اس کو سزا دینا منظور ہوگا۔ (۲) اگر حلال سمجھ کر کیا اور حرمت کا علم تھا تو ہمیشہ ہمیش کیلئے داخل ہوگا۔

تخریج: أخرجه أبو داود (٤٩١٤)

الفرائد: مسلمان سے بلا کسی دینی وجہ کے قطع تعلقی کرنے والا آگ کا حق دار ہے۔

۱۵۹۸: وَعَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِیِّ وَیُقَالُ السُّلَمِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: "مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ کَسَفْكِ دَمِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۵۹۸: حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی ان کو سلمی بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: "جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع کیا۔ اس نے گویا اس کا خون بہا دیا" (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

تشریح ۞ ان کا نام سلامہ بن عمیر بن ابی سلامہ بن سعد بن سارب بن الحارث بن عیسیٰ بن ہوازن بن اسلم بن اقصی بن حارثہ الاسلمی ہے اور اسلمی بھی کہا جاتا ہے۔ اور الجہنی جہینہ کی طرف نسبت ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ اس روایت میں سلمی ہے یا اسلمی ہیں۔ من هجر اخاه سنة فهو کسفك دمه۔ ایک سال کیلئے انقطاع تعلق گناہ میں دشمنی سے اس کا خون بہانے کی طرح ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٦/١٧٩٥٧) والبخاری (٤٠٤) وأبو داود (٤٩١٥) والحاکم (٤/٧٢٩٢)

الفرائد : اس تشبیہ سے قطع تعلقی کا حرام ہونا واضح ہوا۔

۱۵۹۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ وَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ ، وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ – قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : اِذْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا فِيْ شَيْءٍ۔

۱۵۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مؤمن کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلق کو ترک کرے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرنی چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے۔ پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار رہا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اگر ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

تشریح ۞ ان یهجر۔ بلا سبب شرعی تین دن رات چھوڑنا۔ یہ عام مسلمان کیلئے ہے۔ البتہ والد کی بیٹے اور خاوند کی بیوی سے ناراضی میں تین دن کی تنگی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ کیلئے ازواج سے علیحدگی اختیار کی۔ فلیلقه ویسلم علیه۔ اس کو ملاقات کے سامنے جانے کا کہا جائے تاکہ دل میں جو بات ہے اس کا ازالہ ہو جائے۔ اشترکا فی الاجر۔ ایک کو ابتداءِ سلام کا ثواب اور دوسرے کے قبول کر لینے کا ثواب اور پہلے کو دوسرے جیسا ثواب ملے گا کیونکہ وہ سبب بنا اسی وجہ سے مستحب ہونے کے باوجود وہ آگے بڑھ گیا اور رد کا ثواب بھی ملے گا باوجودیکہ وہ واجب ہے۔ اور اگر اس سے جواب نہ دیا تو اس نے گناہ کمایا کیونکہ شرعاً واجب کو مسترد کیا۔ خرج المسلم۔ سلام میں ابتداء کرنے والا گناہ کی زد سے نکل گیا۔ وہ قطع تعلق جو بخشش کیلئے رکاوٹ تھا۔ دوسری روایت میں یہ لفظ زائد ہیں "والسابق یسبق الی الجنة"۔

ابوداؤد کا قول: جب کہ یہ قطع و ترک اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو۔ اور مجہور بدعتی یا ظاہراً فسق کا اظہار کرتا ہے۔ تو اس کا اس وعید سے واسطہ نہیں۔ بلکہ وہ تو ضروری ہے یا کم از کم مستحب ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٤٩١٢) أبی داود (٤٩١٣)

الفرائد : باہمی تعلق کو ذاتی رنجش کی بناء پر توڑنا جائز نہیں۔ اگر کسی صحیح وجہ ہو تو اس کو نصیحت کیلئے تاکہ اپنے عمل بد سے باز آئے جائز ہے۔

۲۸۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِي اثْنَيْنِ دُوْنَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اِلَّا لِحَاجَةٍ وَّهُوَ اَنْ يَّتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهَا وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا اِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَّا يَفْهَمُهٗ!

بَابُ: دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر سرگوشی کرنے سے روکنے کا بیان' ہاں ضرورت کے پیش نظر اس طرح وہ دونوں گفتگو کریں کہ تیسرا آدمی ان کی بات سن نہ سکے اور یہی حکم ہے جب وہ دونوں ایسی زبان میں باتیں کریں جب تیسرا آدمی اس زبان کو سمجھ نہ سکے

تشریح ۞ بغیر اذنہ۔ یہ اس وقت ہے جب کہ اور کوئی وہاں نہ ہو۔ تاکہ اس کے دل میں وسوسہ آ کر وہ غمگین نہ ہو یا خوف زدہ نہ ہو۔ الا لحاجة۔ اگر مصلحت متقاضی ہو تو پھر اس کا ملانا مفسدہ کا باعث بنے گا۔ التناجی۔ سرگوشی جس کو دوسرا آدمی نہ سنے۔ اور اس کو معلوم نہ ہو کہ یہ باہمی کیا کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح زور سے ایسی باتیں کرنا جس کو وہ سمجھ نہ سکے۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ [المجادلہ:۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے''۔ (المجادلہ)

سرگوشی کو شیطانی حرکت قرار دیا (اس کی حکمت یہ بیان فرمائی) تاکہ مومن غمگین ہو۔ حالانکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔

۱۶۰۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ ' قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَاَرْبَعَةً؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِيْ فِي السُّوْقِ ' فَجَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهٗ وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اَحَدٌ غَيْرِيْ فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰی كُنَّا اَرْبَعَةً فَقَالَ لِيْ وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِيْ دَعَا: اسْتَاْخِرَا شَيْئًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ۔

۱۶۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری، مسلم وابوداؤد) ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب چار ہوں؟ فرمایا پھر تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ امام مالک نے مؤطا میں عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے اس گھر کے پاس تھے، جو بازار میں ہے، اچانک ایک آدمی نے آ کر ان سے سرگوشی کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا میرے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور آدمی کو بلایا یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے۔ تو آپؓ نے مجھے اور اس تیسرے آدمی کو جس کو بلایا تھا فرمایا۔ ذرا پیچھے ہٹو، بے شک رسول اللہؐ سے میں نے سنا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرے۔

تشریح ۞ **اذا کانوا**۔ جبکہ لوگ موجود ہوں۔ **فلا یتناجی**۔ یہ لفظاً خبر معنیٰ طلب ہے۔ **فاربعة**۔ اگر چار ہوں تو پھر دو کے بات کرنے کا کیا حکم ہے۔ **لا یضرك**۔ تم پر گناہ نہیں اور نہ حرام ہے۔ اور نہ اس میں نقصان ہے۔

ولیس مع ابن عمر۔ یہ نیاجیہ کے مفعول سے جملہ حالیہ ہے۔ **کنا**۔ صار کے معنیٰ میں ہے۔ **استأخر شیئا**۔ تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ مناجات والا اپنی مراد پالے۔ **فانی سمعت**۔ پھر دوسرے سے بات کی اور آدمی کو بلانے کی علت اس جملے میں بتلائی۔ اس لیے کہ ایک کو چھوڑ کر دو کے مناجات کرنے کی اجازت نہ تھی۔

تخریج : أخرجه مالك (۱۸۵۷) وأحمد (۲/٤٥٦٤) والبخاری (٦٢٨٨) ومسلم (۲۱۸۳) وأبو داود (٤٨٥٢) والحمیدی (٦٤٦) وابن حبان (٥٨٠) وابن أبی شیبة (٨/٥٨١) والبخاری المفرد (۱۱٦٨) وابن ماجه (۳۷۷٦)

الفرائد : کسی ایک کو الگ چھوڑ کر دوسرے سے سرگوشی کرنا باہمی رنجش کا باعث ہوگا۔ سفر حضر ہر جگہ اس کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۶۰۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۰۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دو تیسرے کے بغیر سرگوشی کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے مل جل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ غمگین ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **حتی تختلطوا** : یہاں تک کہ وہ تین لوگوں میں مل جل جائیں۔ اور یہ نہی تحریمی ہے۔ کیونکہ اس کی علت "**من اجل ان ذلك یحزنه**" سے بتلائی گئی ہے جو کہ ایذاء ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿**والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإثما مبینا**﴾ [متفق علیه]

تخریج: أخرجه أحمد (۲/۳٥٦۰) والبخاری (٦٢٩٠) المفرد (۱۱٦٩) ومسلم (۲۱۸٤) وأبو داود (٤٨٥١)

والترمذی (۲۸٤٣) وابن ماجه (۳۷۷۵) والدارمی (۲٦٥٧) وابن حبان (٥٨٣) وابن أبي شيبة (٥٨١/٨) والحمیدی (١٠٩)

الفرائد : تین افراد ہوں تو ایک سے سرگوشی نہ کرے کہ دوسرے کو سوء ظن پیدا ہوگا۔

۲۸۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيْبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْاَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ اَوْ زَائِدٍ عَلٰى قَدْرِ الْاَدَبِ!

بَابٌ : غلام' جانور' عورت اور لڑکے کو کسی شرعی سبب کے بغیر یا ادب سے زائد تکلیف دینے کی ممانعت کا بیان

تشریح : العبد۔ غلام مراد ہے خواہ لونڈی ہو یا غلام۔ والدابہ۔ ہر زمین پر رینگنے والے پر بولا جاتا ہے مگر عرف عام میں چار پائے اور عرف خاص میں کھر والے جانور کو کہتے ہیں۔ بغیر سبب شرعی سزا کی وجہ شریعت کا اقتضاء نہ ہو یا سبب سے زائد نہ ہو۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ [النساء:٣٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ احسان کرو اور قرابت داروں اور یتیموں مسکینوں' قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ احسان کرو بے شک اللہ پسند نہیں کرتے فخر والے متکبر کو''۔ (النساء)

اِحْسَانًا : یہ فعل احسنوا محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ اس سے مراد ان سے حسن سلوک اور نرمی اختیار کرنا ہے۔ بِذِى الْقُرْبٰى : قرابت دار۔ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى : وہ پڑوسی جو قریب الدار ہو۔ وَالْجَارِ الْجُنُبِ : وہ دور رہنے والا جس کے اور تمہارے درمیان قرابت ہو۔ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ : رفیق سفر یا رفیق صنعت بعض نے زوجہ مراد لی ہے۔ وَابْنِ السَّبِيْلِ : جو سفر میں منقطع ہو جائے۔ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ : اس سے مراد غلام لونڈیاں۔ یعنی تمام کے ساتھ بقدر طاقت احسان کرو۔ مُخْتَالًا فَخُوْرًا : جو متکبر اور لوگوں پر اپنی دینا کی وجہ سے بڑائی ظاہر کرنے والا ہو۔

فَائِدَہ: پہلے تفسیر گزری ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۰۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ: حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا اِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"خَشَاشُ الْاَرْضِ" بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا۔

۱۶۰۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اس کو باندھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی اور اسی کی وجہ سے وہ آگ میں داخل ہوئی نہ اس نے خود کھلایا پلایا۔ کیونکہ وہ (بلی) بندھی ہوئی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے۔ (بخاری و مسلم)

خَشَاشُ الْاَرْضِ : زخاء معجمہ کے فتح اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ' زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔

تشریح عذبت امرأة۔ حافظ لکھتے ہیں یہ بنی اسرائیل کی عورت تھی۔ اس کا مذکورہ عذاب، کفر کے عذاب سے علاوہ تھا۔ في هرة۔ یہ فی سبب کے معنی میں ہے۔ سجنتها۔ اس کو باندھ دیا اور وہ بھوک سے مرگئی۔ فدخلت فيها۔ وہ اس کے سبب سے آگ میں داخل ہوگئی۔ اطعمتها وسقتها اذ هی حسبتها ۔ اذ اپنے مضاف الیہ جملہ اسمیہ سے مل کر دونوں فعلوں میں سے ہر ایک کا ظرف بن سکتا ہے۔

اس حدیث میں بتلایا کہ حیوان کو روکنا اور اس کو بھوکا رکھنا حرام ہے۔ جس جانور کی خدمت کرے اس کر رکھنا جائز ہے۔ خشاش ۔ زہریلے جاندار سانپ وغیرہ (از ہری ابوحاتم کہتے ہیں تمام دواب ارض پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ الهوام۔ جوں سے سانپ تک سب شامل ہیں۔ جیسا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں "أيؤذيك هوام رأسك" یہاں مراد جوئیں ہیں۔ (المصباح) نووی "حشرات قضبات" کیڑوں مکوڑوں پر بولتے ہیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۱۰۰۵۰٦) والبخاری (۲۳٦٥) المفرد (۳۷۹) ومسلم (۲۲٤۲) والدارمی (۲۸۱٤) وابن حبان (٥٤٦) وابن ماجه (٤٢٥٦) والبيهقى (٥/٢١٤)

الفرائد : کسی جانور کو خود اگر کھانے کو نہ ڈال سکتا ہو اور اسے پکڑ کر بھوکا نہ باندھے اگر وہ بھوکا مرگیا تو باندھنے والا قیامت کے دن مجرم ہوگا۔

۱۶۰۳ : وَعَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا وَّهُمْ يَرْمُوْنَهٗ، وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِّنْ نَّبْلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ

اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ' اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
"الْغَرَضُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّآءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمٰى اِلَيْهِ۔

۱۶۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک پرندے کو نشانے کی جگہ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کو تیر مار رہے تھے۔ پرندے والے کے لئے انہوں نے ہر خطا ہونے والا تیر دینا طے کر لیا تھا۔ جب انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کس نے یہ کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ کس نے یہ کیا ہے' بے شک رسول اللہؐ نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو کسی روح والی چیز کو نشانہ بناتا ہے۔ (متفق علیہ)

اَلْغَرَضُ : نشانہ اور وہ چیز جس پر تیر چھوڑے جائیں۔

تشریح ۞ بفتیان۔ یہ فتی کی جمع ہے۔ قریش۔ نضر بن کنانہ کی اولاد کا لقب ہے۔ قد نصبوا طیراً۔ اپنے تیروں کے نشانہ کی مشق کیلئے ایک پرندے کو باندھ رکھا تھا۔ طیر عام طور پر طائر کو کہتے ہیں طیر جمع قلیل الاستعمال ہے۔ یہ حدیث اس کے واحد ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ قد جعلوا۔ یہ جملہ معطوفہ یا حال ہے۔ خاطئہ۔ یہ مخطئٌ کے معنی میں ہے مگر قلیل الاستعمال ہے۔ (الجوہری، ابوعبیدہ)۔ النبل۔ تیر۔ تفرقوا۔ ڈر کر چھپ گئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ من فعل ھذا؟ یہ استفہام توبیخی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کیلئے لائے۔ لعن اللّٰہ۔ لعنت کی وجہ یہ ہے حیوان کو بلاسبب شرعی ایذاء پہنچانا ہے۔ یہ حدیث تصریح کر رہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ جس گناہ پر عذاب ولعنت کی گئی ہو وہ کبیرہ ہوتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٤٦٢٢) والبخاري (٥٥١٥) ومسلم (١٩٥٨) والنسائي (٤٤٥٣) والطيالسي (١٨٧٢) والطبراني (٤١٣) وعبد الرزاق (٨٤٢٨) وابن حبان (٥٦١٧) والدارمي (٢/٨٣) والحاكم (٤/٧٥٧٥) والبيهقي (٩/٨٧)

الفرائد : (۱) پالتو زندہ حیوان کو تیروں کا نشانہ بنانا ناجائز ہے (۲) برے کام کو ہاتھ سے بدلنے کی طاقت ہو تو بدل ڈالے۔

۱۶۰۴: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
وَمَعْنَاهُ: تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ۔

۱۶۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو نشانے کے مقام پر باندھا جائے۔ (بخاری' مسلم) مفہوم روایت کا یہ ہے کہ ان کو قتل کے لئے بند کر دیا جائے۔

تشریح ۞ تصبر البھائم۔ بقول نووی اس کا معنی قتل کیلئے باندھنا۔ علقمی کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ زندہ کو جکڑ دیا جائے پھر اس پر نشانے باندھے جائیں یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ بیہقی کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ

ہیں۔ ''نھی عن صبر الروح وخصاء البھائم'' رواہ احمد ومسلم عن جابر باختلاف الالفاظ۔
تخریج: أخرجه البخاري (٥٥١٣) ومسلم (١٩٥٦) وأبو داود (٢٨١٦) والنسائي (٤٤٥١) وابن ماجه (٣١٨٦)
الفرائد: (۱) کسی جانور کو باندھ کر ہلاک کرنے یا تیروں سے ہلاک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ البتہ موذی جانور اس سے مستثنیٰ ہے۔

۱۶۰۵: وَعَنْ اَبِیْ عَلِیٍّ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مِّنْ بَنِیْ مُقَرِّنٍ مَالَنَا خَادِمٌ اِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا اَصْغَرُنَا فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُعْتِقَهَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَایَةٍ ''سَابِعَ اِخْوَةٍ لِّیْ''۔

۱۶۰۵: حضرت ابوعلی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا۔ ہم میں سے ایک چھوٹے نے اس کو تھپڑ مارا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

تشریح ۞ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مقرن (اسم فاعل از قرین) بن عائذ بن منجا بن ہجیر بن نصر بن حشیہ بن کعب بن نور بن ھدمہ بن الاطم بن عثمان بن عمر بن ادالمزنی۔ عثمان بن عمرو اور ان کے بھائی کی اولاد کو اوس مزینہ کہا جاتا ہے۔ ان کی نسبت ماں کی طرف ہے۔ جس کا نام مزینہ بنت کلب بن وبرہ تھا۔ ان کی کنیت ابو عدی اور ابو عمرو بھی بتلائی جاتی ہے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تین روایات نقل کی ہیں۔ مسلم نے ان کی ایک روایت نقل کی ہے۔ ابن اثیر نے ان کا سال اور مقام وفات نہیں لکھا۔ رایتنی۔ یہ افعال قلوب سے ہے۔ اگر افعال اصلیہ کے معنی میں ہو تو سابع کو حال کی وجہ سے منصوب پڑھ سکتے ہیں۔ من بنی مقرن۔ یہ ساتوں بھائی ہیں مہاجر صحابی ہیں۔ اس بات میں تمام صحابہ میں ممتاز ہیں۔ اسماء گرامی یہ ہیں: (۱) نعمان (۲) معقل (۳) عقیل (۴) سوید (۵) سنان (۶) عبدالرحمان، عبداللہ یہ آخری نام حافظ عراقی نے ذیل استیعاب سے نقل کیا ہے۔ یہ مرتدین سے قتال کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے رکھتے تھے۔ ابن فتحون سے طبری کی وساطت سے نقل کیا کہ بنی مقرن کی تعداد دس تھی واللہ اعلم۔ طبری نے ضرار بن مقرن کا نام لکھا ہے کہ یہ اپنے بھائی کے قتل کے بعد نہاوند میں قائم مقام بنائے گئے۔ ما لنا خادم إلا واحدة۔ یہ جملہ رأی کا دوسرا مفعول ہے اگر افعال قلوب سے ہو اور سابع مفعول اول سے حال ہے۔ (۲) اگر رؤیت بصر یہ مراد ہو تو یا سے محل حال میں ہے حال مترادف ہوگا۔ لطمها اصغرنا۔ نام کی تعیین نہیں آتی۔ تھپڑ کے نتیجہ میں آپ ﷺ نے سخت سزا کے طور پر اس کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔
تخریج: أخرجه مسلم (١٦٥٨) وأبو داود (٥١٦٦) والترمذي (١٥٤٢)
الفرائد: غلاموں سے اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ اور اپنے ہاتھ کو انہیں بے جا تکلیف سے روک دینا چاہیے۔

۱۶۰۶: وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ

فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِیْ :"اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ" فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ- فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ یَقُوْلُ :"اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَیْكَ مِنْكَ عَلٰی هٰذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا وَفِیْ رِوَایَةٍ : فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ یَدِیْ مِنْ هَیْبَتِهٖ- وَفِیْ رِوَایَةٍ :فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ ' فَقَالَ :"اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذِهِ الرِّوَایَاتِ۔

۱۶۰۶: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابومسعود! جان لے میں غصے کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ جب آواز قریب ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے خبردار! اے ابومسعود اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں جتنی تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اگر تو ایسا نہ کرتا تو تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لیتی یا تمہیں ضرور آگ چھوتی۔ (ان روایات کو مسلم نے بیان کیا)

تشریح ۞ اعلم۔ یہ تنبیہ کیلئے زور سے آواز دی۔ فلم افهم الصوت۔ غصہ کی وجہ سے میں آواز کے مشتملات کو نہ سمجھ سکا۔ فلما دنا منی اذا هو۔ جب مجھ سے قریب ہوئے تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور فرما رہے ابا مسعود! ان اللّٰہ تعالٰی اقدر علیك۔ اے ابومسعود اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈرو۔ غلام پر تمہاری قدرت تمہیں اس بات میں تعدی پر آمادہ نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر رکھا ہے۔ یعنی ظلم سے مار پیٹ۔ بعدہ۔ اس فرمان کے بعد کسی غلام کو نہ ماروں گا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا اور میں نے کہا۔ هو حر لوجه اللّٰہ تعالٰی۔ یہ رضائے الٰہی کیلئے آزاد ہے۔ انه لو لم تفعل۔ اس میں فعل کا اطلاق فاعل پر کیا گیا ہے۔ للفحتك۔ تو تمہیں آگ جلا دیتی دوسری روایت میں "لمستك النار" یہ تمام مسلم کی روایات ہیں۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٦٥٩) والترمذی (١٩٤٨)

الفوائد : (۱) غصے کو ممالیک و ماتحتوں پر ناجائز استعمال کرنا ممنوع ہے۔ (۲) عفو درگزر سے کام لیا جائے جیسا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔

۱۶۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهٗ حَدًّا لَمْ یَاْتِهٖ' اَوْ لَطَمَهٗ ' فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ یُّعْتِقَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی غلام کو

ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپڑ مارا پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

تشریح ۞ حدًا لم یاته۔غلام کا فعل حد کو حقدار نہیں۔حدًا مفعول لہ ہے۔لطمه۔ہاتھ سے تھپڑ مارا جس کی وجہ نہ تھی۔فان کفارته ان یعتقهٗ۔اس گناہ کا کفارہ آزاد کرنا ہے۔تب یہ گناہ اس کے ذمہ سے مٹے گا۔قاضی عیاض کہتے ہیں۔ اس پر اتفاق ہے کہ آزاد کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔لیکن اس آزادی کا اجر وثواب شرعی اعتاق کے برابر نہ ملے گا۔ حدیث میں ان کے ساتھ نرمی کا حکم ہے۔اگر گناہ کریں تو اس سے روکنے کیلئے گناہ کی مقدار کے مطابق سزا دی جا سکتی ہے۔ جب اور کریں تو سزا میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٦٥٧) وأبو داود (٥١٦٨)

الفرائد : اگر غلام کو بلا جنایت حد لگائی تو اس کا کفارہ اس کو آزاد کرنے سے ہو سکتا ہے۔ورنہ قیامت کو اس سے بدلہ چکایا جائے گا۔

۱۶۰۸ : وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْبَاطِ ، وَقَدْ اُقِيْمُوْا فِي الشَّمْسِ ، وَصُبَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ! فَقَالَ : مَا هٰذَا؟ قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخَرَاجِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: حُبِسُوْا فِي الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ : اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا" فَدَخَلَ عَلَى الْاَمِيْرِ فَحَدَّثَهٗ فَاَمَرَ بِهِمْ فَخُلُّوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْاَنْبَاطُ" اَلْفَلَّاحُوْنَ مِنَ الْعَجَمِ۔

۱۶۰۸ : حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر شام میں کچھ کاشت کاروں کے پاس سے ہوا۔ان کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے سروں پر زیتون کا تیل ڈالا ہوا تھا۔انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا ان کو خراج نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ایک اور روایت میں ہے جزیہ کی وجہ سے ان کو قید کیا گیا۔ہشام بن حکیم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں پھر وہ امیر کے پاس گئے اور اس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے اس کے متعلق چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

اَلْاَنْبَاطُ : عجمی کسان۔

تشریح ۞ یہ قریش قبیلہ کی شاخ بنو اسد سے ہیں صحابی بن صحابی ہیں۔حدیث عمر میں ان کا تذکرہ ہے۔یہ اپنے والد سے پہلے فوت ہو گئے۔جنہوں نے ان کی جنگ اجنادین میں حاضری کا ذکر کیا ان کو وہم ہے۔مسلم، ابوداؤد، نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔تہذیب میں ہے کہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور والد سے پہلے وفات پائی۔ابن اثیر کہتے ہیں اجنادین میں یہ حاضر تھے نہ شہید ہوئے بلکہ ہشام بن العاص وہاں شہید ہوئے۔یہ ۱۳ھ کی بات ہے۔اور ہشام بن حکیم کا عیاض بن

غنم کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ جنگ اجنادین کے بعد بھی زندہ رہے۔ ان کا گزر عیاض بن غنم کے پاس سے ہوا جبکہ وہ حمص کے گورنر تھے۔ حمص اجنادین کے کافی عرصہ بعد فتح ہوا۔ تابعین کی ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ مضبوط اور بارعب آدمی تھے۔ زھری کہتے ہیں یہ کچھ آدمیوں کی معیت میں امر بالمعروف کرتے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے جب کہ ان کو کسی منکر کام کی اطلاع ملتی تو فرماتے جب تک میں اور ہشام ہیں یہ کام نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک مسلم نے نقل کی ہے۔ اناس من الانباط۔ یہ عرب لوگ تھے جو عجم وروم کے علاقوں میں چلے گئے ان کے نسب مل جل گئے ان کی زبان بگڑ گئی ان کو زمین سے پانی نکالنے کے مختلف تجربات تھے اس لئے ان کو انباط کہا جانے لگا (التوشیح) بعض نے کہا عجمی جاٹو کو نبط کہا جاتا ہے۔

واقیموا فی الشمس۔ یہ جملہ حالیہ ہے۔ وصبت کا عطف اسی پر ہے۔ یہ دونوں فعل مجہول ہیں۔ فی الخراج۔ خراج کے سبب اور وجہ سے۔

لسمعت۔ یہ اشہد کا جواب ہے۔ کیونکہ یہ قسم کے قائم مقام لایا گیا۔ یعذبون الناس فی الدنیا۔ اس سے مراد ناحق سزا دینے والے، قصاص وحدود وغیرہ اس میں شامل نہیں۔ فدخل۔ ہشام امیر وہ عمیر اوسی تھے کے پاس گئے اور یہ روایت بیان کی۔ نخُلّوا۔ ان کو عذاب سے رہا کر دیا گیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱۵۸۴٦) ومسلم (۱۱۷/۲٦۱۳) وأبو داود (۳۰۴۵) وابن حبان (۵٦۱۲) والبیهقی (۲۰۵/۵)

الفوائد : (۱) جتنا قصور ہو اس قدر سزا دی جاسکتی ہے۔ اس سے زائد نہیں۔ (۲) جن پر ہمیں اختیار حاصل ہو ان کو ایذاء سے گریز کیا جائے۔

۱۶۰۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُوْمَ الْوَجْهِ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَا اَسِمُهٗ اِلَّا اَقْصٰی شَیْءٍ مِّنَ الْوَجْهِ ' وَاَمَرَ بِحِمَارِهٖ فَكُوِیَ فِی الْجَاعِرَتَیْهِ ' فَهُوَ اَوَّلُ مَنْ كَوَی الْجَاعِرَتَیْنِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْجَاعِرَتَانِ" نَاحِیَةُ الْوَرِكَیْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ۔

۱۶۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ کو یہ بات ناپسند ہوئی تو آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں داغوں گا مگر چہرے کے اعضاء میں سے جو سب سے دور ہے چنانچہ اس گدھے کے سرینوں کو داغنے کا حکم دیا گیا۔ پس آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرینوں کو داغا۔

اَلْجَاعِرَتَانِ : سرینوں کی طرف۔

تشریح : موسوم الوجه۔ جس کے چہرہ پر داغ دیا گیا ہو۔ فقال۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ اقصی۔ یعنی

چہرے کے انتہائی حصہ میں۔من الوجہ کو بیان کے طور پر اس لئے لائے پہلے مبہم کی جگہ شمار کیا۔الجاعدتان۔دبر کے قریب رانوں کے اوپر۔رانوں پر۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢١١٨) وعبد الرزاق (٨٤٤٩) وابن حبان (٥٦٢٣) والبیهقی (٣٥/٧)

الفرائد : (۱) حیوان کے چہرے کو داغنے سے وہ بدصورت ہو جائے گا۔اس سے منع کیا کہ یہ غضب الٰہی کا باعث ہے۔ صحابہ کرام نے فوراً اس کی تعمیل کر دی ان کی اطاعت کس قدر قابل رشک تھی۔

۱۶۱۰ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ۔

۱۶۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغ لگائے گئے تھے۔آپ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔(مسلم)

مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا۔

تشریح : لعن اللّٰہ الذی وسمہ۔چہرے پر داغ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

نهی عن الضرب۔علماء کہتے ہیں چہرہ لطیف حصہ اور جامع المحاسن ہے۔اور اس کے اعضاء نفیس ولطیف ہیں اور ادراک انہی سے ہوتا ہے۔چہرے کی ضرب اس کو باطل کرتی ہے۔کم از کم نقص پیدا کر کے اس کو بدصورت بنا دیتی ہے اور عیب اس میں برا ہے۔کیونکہ وہ بالکل سامنے ہے۔اس کا چھپانا ممکن نہیں اور مارنے والے سے ممکن نہیں کہ وہ عیب دار بنانے سے بچ جائے۔خادم، بیوی، لڑکے کو ماریں تو چہرے سے گریز کریں۔وہ اسی نہی میں شامل ہے۔داغنے کا نشان تو سخت ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١٤٤٦٦) ومسلم (٢/١١٦) وأبو داود (٢٥٦٤) والترمذی (١٧١٦) وعبد الرزاق (٨٤٥٠) وابن حبان (٥٦٢٦) وأبو يعلى (٢١٤٨) وابن خزيمة (٢٥٥١) والبيهقی (٢٥٥/٥)

الفرائد : (۱) حیوان کے چہرے کو داغنے، خادم، بیوی، لڑکے کے چہرے پر مارنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ چہرے میں اللہ تعالیٰ نے تکریم رکھی ہے یہ اس کی تذلیل ہے۔

۲۸۳ :بَابُ تَحْرِيْمِ التَّعْذِيْبِ بِالنَّارِ فِيْ كُلِّ حَيْوَانٍ حَتّٰى الْقَمْلَةِ وَنَحْوِهَا

بَابٌ : تمام حیوانات کوآگ کے ساتھ عذاب دینے کی حرمت کا بیان یہاں تک کہ چیونٹی بھی اس میں شامل ہے

۱۶۱۱ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْثٍ فَقَالَ: "اِنْ وَّجَدْتُّمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا "فَاَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: "اِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تَحْرِقُوْا فُلَانًا وَفُلَانًا ، وَاِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ وَّجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا پس فرمایا کہ اگر تم فلاں کو پاؤ' دو قریشی آدمیوں کے نام لئے تو ان کو آگ میں جلا ڈالو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ کے سوا اور کوئی نہ دے پس اگر تم ان کو پالو تو قتل کر دو۔ (بخاری)

تشریح ۞ بعث : وہ لشکر جس کو بھیجا جائے۔ حین اردنا الخروج۔ اس مقام کی طرف نکلنے کا ارادہ کر لیا۔ انی کنت امرتکم۔ میں نے حکم دیا تھا اب اس سے رجوع کرتا ہوں۔ وان النار۔

النحو : یہ جملہ مستانفہ (۲) حالیہ ہے ہے۔ فاقتلوھما۔ لڑائی میں یا پکڑ کر۔

تخريج : أخرجه أحمد (۳/۸۰۷٤) والبخاری (۲۹٥٤) وأبو داود (۲٦۷۳) والترمذی (۱٥۷۷) والنسائی (۸۸۰٤/٥) والدارمی (۲٤٦۱) وابن حبان (٥٦۱۱) وابن الجارود (۱۰٥۷) السیرة (۳۱۲/۲)

الفرائد : (۱) مسافر کو الوداع کہنا جائز ہے۔ (۲) آگ میں کافر کو بھی جلانا ممنوع ہے۔ (۳) طویل وقت گزر جانے پر بھی حد معاف نہیں ہو سکتی۔

۱۶۱۲ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَّعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَآءَ تِ الْحُمَّرَةُ تُعَرِّشُ فَجَآءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : "مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا" وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ : "مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟" قُلْنَا : نَحْنُ قَالَ : "اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

قَوْلُهٗ "قَرْيَةُ نَمْلٍ" مَعْنَاهُ مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ۔

۱۶۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ پس ہم نے اس کے دونوں بچوں کو لے لیا۔ سرخ چڑیا آ کر منڈلانے لگی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔ آپ نے ایک چیونٹیوں کی بستی دیکھی جس کو جلا دیا گیا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا آگ سے عذاب دینا مناسب نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

قَرْيَةَ نَمْلٍ: چیونٹیوں سمیت چیونٹیوں کی جگہ۔

تشریح ۞ لحاجته۔ضرورت انسانی یعنی قضائے حاجت کیلئے۔ حمّرة۔ چڑیا کی طرح چھوٹا پرندہ۔ فرخان۔جمع فرخ پرندے کے بچے۔ تعرش۔ بلند ہو کر سایہ کرنا۔ فجع۔ یہ نفع کے باب سے ہے۔ ایذاء دینا۔ ردوا ولدها اليها۔ ولد سے مراد جنس ہے۔ انہوں نے واپس کر دیئے تو آپ خاموش ہو گئے۔ کیونکہ صحابہ کرام ؓ نے فوراً آپ کے حکم کی تعمیل کر دی۔ قرية نمل۔ چیونٹیوں کی کثرت کی وجہ سے وادی فرمادیا۔ لا ينبغي۔ جائز و حلال نہیں۔ ان يعذب بالنار۔ البتہ جو آگ سے قتل کرے اس کو قصاص میں اسی طرح قتل کیا جائے۔ اگر ولی تلوار کے قصاص پر رضامند ہو تو اس کو اجازت ہے۔

نووی کا قول: موضع النمل مع النمل یہ قریۃ النمل کی تفسیر نہیں بلکہ حدیث کی مراد ہے کہ خالی گھر مقصود نہیں چیونٹیوں سمیت گھر مراد ہے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٢٦٧٥) والحاكم (٤/٧٥٩٩) المفرد (٣٨٢) أخرجه أحمد (٢/٣٨٣٥) أحمد (٢/٣٧٦٣)

الفرائد : چیونٹیوں کو آگ میں جلانا ممنوع ہے۔ (۲) آپ ﷺ تمام خلق کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے آپؐ نے حُمرہ (چڑیا) کو اس کا بچہ واپس دلایا۔

۲۸۴ :بَابُ تَحْرِيْمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقٍّ طَلَبَهُ صَاحِبُهُ

بَابٌ: مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں مال دار کا ٹال مٹول کرنا حرام ہے

تشریح ۞ مطل۔ مؤخر کرنا۔ طلبه صاحبه۔ جبکہ اس کو مطالبے کا حق ہو۔ اگر حق کا ایک وقت مقرر ہو وقت مقررہ سے پہلے طلب کا اعتبار نہیں۔ اور اس ٹال مٹول میں حرمت نہیں۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ [النساء:٥٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ﴾[البقرة:٢٨٣]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت واپس کر دے''۔

اگر چہ شان نزول تو بیت اللہ کی چابی عثمان بن طلحہ حجبی کو لوٹانے کے سلسلہ میں ہے۔ مگر امانات کا لفظ عام ہے۔ اور اسی کا اعتبار ہے۔

بغیر رھن رکھنے کے اور بغیر گواہ بنانے کے۔ فَلْيُؤَدِّ الَّذِي : اس امانت کی ادائیگی صاحب حق کو ضروری ہے۔ اس کو اس کے امانت دار بنانے کے تقابل میں ذکر کیا گیا۔

۱۶۱۳ : وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :''مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ، وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى ''اُتْبِعَ'' :اُحِيْلَ –

۱۶۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اس کو اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

اُتْبِعَ :سپرد کیا جانا۔

تشریح : المطل۔ دراز کرنا۔ بلا عذر جس چیز کی ادائیگی ہو سکتی ہو اس کو مؤخر کرنا۔ ظلم ۔ ٹال مٹول کو اس لئے ظلم کہا کہ یہ غصب کی طرح کبیرہ گناہ محسوس کرے۔

نووی کا قول: یہ صغیرہ گناہ ہے۔ اذا اُتبع۔ حیلہ کیا جانا۔ ملئی۔ غنی۔ فلیتبع۔ یہ امر استحباب کیلئے بعض نے اباحت وارشاد کیلئے قرار دیا ہے۔ بعض نے وجوب کہا۔

رافعی کا قول: ''اذا اتبع'' یہ دو جملے ہیں جن کا ایک دوسرے سے تعلق نہیں۔ اب رہا فا کا آنا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ اول تمہید اور حوالہ کو قبول کرنے کی علت ہے مطلب یہ ہوگا۔ جب کہ غنی کا ٹال مٹول ظلم ہے۔ تو اسے قبول کر لینا چاہیے جو اپنا قرض اس کے حوالے کرے۔ اس لئے کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ ظلم سے احتراز کرتا ہے۔ پس یہ ٹال مٹول نہ کرے۔

تخریج: أخرجه مالك (١٣٧٩) والبخاري (٢٢٨٧) ومسلم (١٥٦٤) وأبو داود (٣٣٤٥) والنسائي (٤٧٠٥) وابن حبان (٥٠٥٣) والبيهقي (٦/٧٠)

الفرائد : (۱) حق ادا کرنے کی استطاعت کے باوجود فضول بہانے بنانا ممنوع ہے۔ (۲) ٹال مٹول کرنے والے کو وصولی کیلئے لازم پکڑنا اور زبردستی لینا بھی جائز ہے۔ (۳) ادائیگی سے عاجز اس سے مستثنیٰ ہے۔

۲۸۵: بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ فِيْ هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا اِلَى الْمَوْهُوْبِ لَهٗ وَفِيْ هِبَةٍ وَّهَبَهَا لِوَلَدِهٖ وَسَلَّمَهَا اَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَآئِهٖ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ مِنَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ اَوْ اَخْرَجَهٗ عَنْ زَكَاةٍ اَوْ كَفَّارَةٍ وَّنَحْوِهَا وَلَا بَاْسَ بَشِرَآئِهٖ مِنْ شَخْصٍ اٰخَرَ قَدِ انْتَقَلَ اِلَيْهِ

بَابٌ: اس ہدیہ کو واپس لینے کی کراہت جس کو موہوب کی طرف سے سپرد نہیں کیا ہے نیز جو ہبہ اپنی اولاد کے لئے کیا ان کے سپرد کیا یا نہ کیا اس کو بھی واپس لینے کی حرمت اور جس چیز کا صدقہ کیا ہے اس سے خریدنے کی کراہت نیز جو مال بصورتِ زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ میں نکالا ہے اس میں واپس لوٹنے کی کراہت لیکن اگر وہ مال کسی دوسرے انسان کی طرف منتقل ہو چکا ہے تو اس سے خریدنے کا جواز ہے

تشریح: عود۔ واپس لوٹانا۔ لم یسلمھا۔ اس سے مقید کیا کیونکہ تسلیم کے بعد واپسی ہو نہیں سکتی خواہ وہ اس کا ارادہ کرے۔ مگر صرف اس صورت میں کہ فرع کیلئے اصل کو ہبہ کر دے۔ لولدہٖ۔ ساری اولاد مراد ہے۔ لم یسلمھا۔ مطلقاً رجوع کرے۔ نحوھا۔ اس سے نذر مراد ہے۔ لا بأس۔ یہ اباحت کیلئے استعمال ہونے والا کلمہ ہے۔ قد انتقل الیہ۔ یہ کراہت تنزیہ ہے اس کا دارومدار اس کے صدور پر ہے۔ اس شخص سے جس نے اس پر صدقہ کیا ہے۔ اس سے نہیں جس نے اس سے لیا ہے۔ خواہ بیع سے ہو یا ہبہ وغیرہ سے۔

۱۶۱۴: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَلَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
وَفِيْ رِوَايَةٍ: "مَثَلُ الَّذِيْ يَرْجِعُ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ فَيَاْكُلُهٗ"
وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَلْعَآئِدُ فِيْ هِبَتِهٖ"

۱۶۱۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے ہبہ کو لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو لوٹائے۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں ہے اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کو واپس کرے اس کتے جیسی ہے جو قے کرے پھر اسکی طرف لوٹ کر اس قے کو کھالے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ہبہ کو لوٹانے والا اپنی قے کو لوٹانے والے کی طرح ہے۔

تشریح یعود۔لوٹائے۔ کالکلب یرجع۔نفرت دماغ میں بٹھانے اور حرمت کی گندگی بتلانے کیلئے یہ تشبیہ دی۔ ابن ماجہ کی روایت میں کمثل الکلب کے الفاظ ہیں۔یعنی اس کی بری حالت کی قباحت کتے کی حالت جیسی ہے۔یقی۔ قیئہ مصدر ہے جس پر اس مفعول کا اطلاق کیا گیا ہے اور احمد ونسائی کی روایت میں ''العائد فی ھبتہٖ'' کے الفاظ ہیں۔

نووی کا قول: تحریم کیلئے یہ حدیث ظاہر ہے۔اور اس سے ھبہ اجنبی مراد ہے۔اگر لڑکے کو ھبہ کیا تو اسے رجوع کرنا چاہیے۔

ابن دقیق کا قول: لوٹانے والے کو کتے سے تشبیہ دی اور لوٹائی ہوئی چیز کو قے سے تشبیہ دی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٢٥٢٩) والبخاري (٢٥٨٩) والترمذي (١٣٠٢) والنسائي (٢٣٨٥) وابن ماجه (٢٣٨٥) والطيالسي (٢٦٤٩) وعبد الرزاق (١٦٥٣٦) والحميدي (٥٣٠) وابن الجارود (٩٩٣) والطبراني (١٠٦٩٣) وأبو يعلى (٢٤٠٥) وابن حبان (٥١٢١) والبيهقي (٦/١٨٠)

الفرائد : (۱) مثال سے صدقہ یا ھبہ کو واپس لوٹانے کی برائی سمجھائی گئی ہے۔ (۲) اس کو بعض علماء نے حرمت اور بعض نے کراھیت پر محمول کیا ہے۔

۱۶۱۵ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ ، فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : "لَا تَشْتَرِ ، وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ ، فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

قَوْلُهُ : "حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مَعْنَاهُ : تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلٰى بَعْضِ الْمُجَاهِدِيْنَ۔

۱۶۱۵ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس گھوڑے کو ضائع (کمزور) کر دیا پس میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور خیال یہ آیا کہ وہ اس کو سستا بیچ دے گا پس میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو مت خریدو اور اپنے صدقے کو مت واپس لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے میں دے دے اپنا صدقہ لوٹانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لوٹائے۔ (بخاری مسلم)

حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : کسی مجاہد پر صدقہ کیا۔

تشریح فرس۔اس کا نام ورد تھا۔تمیم داری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ھبہ کیا۔آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔فی سبیل اللہ۔وہ گھوڑا ایک آدمی کو جہاد فی سبیل اللہ کیلئے دے دیا۔فاضاعہ۔اس نے اس کی طرف نہ توجہ کی نہ اس کو کھلایا پلایا۔فاردت۔خرید کر واپسی کا ارادہ کیا کہ یہ رجوع فی الہبہ تو نہیں۔برخص۔کیونکہ وہ بہت کمزور ہو چکا

تھا۔ **ولا تعد:** اس کو واپس مت کرو۔ **ان اعطاکه بدرهم**۔خرید کر واپس نہ لو اگر چہ وہ ایک درہم میں دے۔ **فان العائد**۔خواہ متصدق علیہ سے خرید کر واپس نہ لے۔ **حملت علی فرس** کا مطلب کسی مجاہد کو گھوڑے پر سوار کیا تا کہ وہ جہاد میں استعمال کرے۔

تخریج : أخرجه مالك (٦٢٤) وأحمد (١/١٦٦) والبخاري (١٤٩٠) ومسلم (١٦٢٠) والنسائي (١٦١٤) وابن ماجه (٢٣٩٠) وابن حبان (٥١٢٥) والطيالسي (ص/١٠) والحميدي (١٦) والبيهقي (٤/١٥١)

الفوائد : (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں سواری کیلئے اگر گھوڑا دیا تو یہ اس کی تملیک ہوگی وہ اس سے جس طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے فروخت بھی کر سکتا ہے۔ (۲) اگر دینے والے کو یہ وارثت کے طور پر پہنچ گیا تو حرج نہیں۔ (قرطبی)

٢٨٦ : بَابُ تَاْكِيْدِ تَحْرِيْمِ مَالِ الْيَتِيْمِ

بَابٌ : یتیم کے مال کی حرمت

تشریح ۞ **الیتیم**۔وہ چھوٹا بچہ جس کا باپ نہ ہو۔اس کے مال کا ضیاع جس انداز سے بھی ہو وہ نا جائز ہے۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾[النساء:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾[الانعام:١٥٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾[البقرة:٢٧٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے۔ اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون اور اصلاح کرنے والا کون ہے''۔

یعنی تلف اور ضائع کرتے ہیں اس کی تعبیر کھانے سے فرمائی۔ کیونکہ تلف مال کی عمومی شائع قسم یہ ہے۔ **ظلمًا**۔ یہ ضمیر جمع سے حال ہے۔''**ای ظالمین باکلها**''۔**انما یاکلون فی بطونهم نارًا**۔وہ ایسی چیز سے پیٹ بھر رہے ہیں جو آگ کی طرف لے جانے والا ہے۔اور یہ منقول ہے کہ قیامت کے دن آگ کی بھڑک اس کے منہ سے نکل رہی ہوگی۔اور اسی طرح اس کے کانوں، آنکھوں اور ناک سے اور اس سے ہر دیکھنے والا اسے پہچان لے گا۔**وسیصلون سعیرا**۔وہ بھڑکتی آگ میں داخل

ہوں گے۔

تشریح ◌ التی ھی احسن ۔مگر وہ طریقہ جو کہ خوب ہو مثلاً اس کی حفاظت اور اس کو بڑھانا۔

جب آیت: اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اُتری تو یتیموں سے لوگوں نے علیحدگی اختیار کر لی اور کھانا پینا چھوڑ دیا۔ یہ بات ان پر گراں گزری تو اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کیا گیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ : علیحدگی کی صورت ہو یا اصلاح کیلئے مداخلت مجانبت سے بہتر ہے۔(۲) بعض نے کہا ان کے اموال کی درستی بلا اجرت بہت بہتر ہے۔

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ : اگر کھانا پینا ان سے ملا لیا۔(۲) بعض نے کہا اگر تم ان کے انتظام کی مناسب اجرت لو تو حرج نہیں۔ فَاِخْوَانُكُمْ : یعنی وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پس میل جول میں حرج نہیں یا(۲) ایک دوسرے کے مال کے سال مل جانے میں حرج نہیں بشرطیکہ بنیت تلف نہ ہو۔ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ: اللہ تعالیٰ افساد و صلاح میں سے جو نیت کی اس پر بدلہ عنایت فرمائیں گے۔

❁ ❁ ❁

١٦١٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ!" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ : "الشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاَكْلُ الرِّبَا ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"الْمُوْبِقَاتِ" : الْمُهْلِكَاتُ –

۱۶۱۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔(۲) جادو(۳) اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ حرام کیا ہے۔(۴) سود کھانا۔(۵) یتیم کا مال کھانا(۶) لڑائی سے فرار اختیار کرنا۔(۷) پاک دامن بھولی بھالی مؤمنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

الْمُوْبِقَاتِ: ہلاک کردینے والی چیزیں۔

تشریح ◌ اجتنبوا السبع الموبقات ۔ان کو مبہم رکھ کر صرف تعریف کر دی تا کہ ان کو معلوم کرنے کا شوق ہو اور پھر بچنے کا اہتمام ہو اور سنتے ہی دماغ میں پختہ ہو جائیں کیونکہ طلب سے آنے والی چیز کی اہمیت اس طرح نہیں ہوتی جیسا بلا مشقت آئی ہوئی چیز کی ۔دونوں میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔(۱) الشرك باللّٰه ۔اس کی اقسام میں سے ایک کفر ہے۔شرک کو ذکر کرنے کی وجہ اس کا کثرت سے پایا جانا ہے۔(۲) والسحر ۔اقوال و اعمال ،افعال میں ایسی چیز جو خلاف عادت ہو اس کا مقابلہ مماثل سے ممکن ہو۔ یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔(اور بعض اقسام صریح کفر ہیں" وما كفر سليمان ولكن

الشیاطین کفروا یعملون الناس السحر......")(۳)وقتل النفس التی حرم اللّٰہ۔اس سے پہلے مضاف مقدر ہے۔"ای حرم قتلها" اوروہ قابل احترام پس حربی، مرتد اس سے خارج ہیں۔الا بالحق۔اس سے مراد قصاص کا مقتول یا محدود بالرجم جبکہ زانی محصن ہو۔ (۴) اکل الربا۔عقد سود باندھنے والا خواہ کسی بھی قسم کا سود ہو وہ کبائر سے ہے۔ (۵)واکل مال الیتیم۔یتیم کے مال پر تلف کیلئے تسلط اختیار کرنے والا۔ (۶)والتولی یوم الزحف۔کفار سے فرار اختیار کر کے بھاگنا۔یہ کبیرہ گناہ ہے۔جبکہ ان کے لشکر کی تعداد دوگنی نہ ہو۔کیونکہ اس سے اسلامی فوج کی شان وقوت میں کمی آتی ہے۔زحف۔جمع زحوف جیسے فلس وفلوس۔بڑا لشکر۔البتہ اگر پیچھے ہٹنے کی غرض مڑ کر حملہ کرنا یا اپنے دستہ کے ساتھ ملنا ہوتو اس میں کوئی ہرج نہیں بالکل جائز ہے۔ (۷)وقذف المؤمنات۔ایک نسخے میں المحصنات ہے، الغافلات سے مراد اس تہمت زنی سے بے خبر ہے جوان کی طرف منسوب کی گئی ہے۔یہ کبیرہ گناہ ہے۔

ابن عبدالسلامؒ کہتے ہیں: جس شخص سے خلوت میں کسی پاک دامن پر تہمت لگائی بایں طور کہ اللہ تعالیٰ یا کراماً کاتبین کے سواء کسی کو علم نہ ہوا۔وہ نہ تو کبیرہ گناہ ہے اور نہ قابل حد ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: وہ صغیرہ جو جماع کے قابل نہ ہو اس پر تہمت لگانا صغیرہ گناہ ہے۔اس لئے کہ اس کا کاذب ہونا تو قطعی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إن الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات......﴾ [النور: ۲۳] بعض نے کہا: یہ اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی پر تہمت لگائے وہ ہمیشہ ہمیش کیلئے ملعون ہے اور اس کے لئے توبہ نہیں۔یہ عدم توبہ سے قضیہ مشروط عامہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس حدیث میں مہلکات میں شمار فرمایا ہے اور دوسری روایت میں ہے "قذف المحصنة یهدم عمل مائة سنة"

تتمہ: زرکشی کہتے ہیں: اشرك کو مرفوع ومنصوب دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مرفوع ہونے کی صورت میں ھی مبتداء کی خبر ہے یا منہا خبر محذوف اور نصب ہوتو بدل ہے۔

تنبیہ: نووی کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہے۔کہ یہ معاصی میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔اور قتل ناحق اس کے قریب تر ہے۔اسی لئے امام شافعیؒ نے اس کی تصریح فرمائی۔اس کی تفاصیل اور احکامات ہیں جن کے مراتب جاننے چاہئیں۔ حالات کی تبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے۔اس پر مرتب ہونے والے مفاسد کو سامنے رکھا جائے تو ان تمام کو اکبرالکبائر کہا جائے گا۔اگرچہ دوسری جگہ یہ لفظ بھی وارد ہے۔مقصود یہی ہے کہ یہ مہلکات سے ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری (۲۷۶۶) ومسلم (۸۹) وأبو داود (۲۸۷۴) والنسائی (۳۶۷۳) وابن حبان (۵۵۶۱) وأبو عوانة (۵۴/۱) والبیهقی (۲۴۹/۸)

الفرائد: (۱)اس روایت میں بعض کبائر کا ذکر کیا گیا تا کہ ان سے پرہیز کیا جائے۔ان کو اگر کسی شخص نے اختیار کیا تو وہ اس کے عذاب کا حقدار ہونے کی وجہ سے ہلاک ہونے والا ہوگا۔

۲۸۷ :بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ الرِّبَا

بَابٌ :سود کی حرمت

تشریح الربا۔لغت میں اضافے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔شرعاً ایک ایسا عقد جو عوض مخصوص غیر معلوم پر کیا جائے۔ معیار شرع کے مطابق حالت عقد میں ان کے مابین تماثل ہو۔ یا تاخیر کے ساتھ بدلین میں پایا جائے یا کسی ایک میں پایا جائے۔(۲) بعض نے کہا یہ کسی شریعت میں جائز نہیں رہا۔اور قرآن مجید میں اس کے لینے والے کے علاوہ اور کسی سے اعلان جنگ نہیں فرمایا۔اسی وجہ سے بعض نے کہا یہ برے خاتمہ کی علامت ہے جیسا اولیاء اللہ کو ایذاء دینا اس کا اعلان کرنا بھی درست ہے۔روایات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زنا، چوری، شراب خوری سے بڑھ کر گناہ ہے۔شہاب رملی کا فتویٰ اس سے مختلف ہے۔اس کی حرمت تعبدی ہے اور یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ کسی حکمت وعلّت سے درست ہو جائے گا۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ......اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ...... يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ [البقرة:۲۷۵-۲۷۸]

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی (پاگل کر دیا) بنا دیا ہو۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بیع سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے اس سے پہلے کیا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے دوبارہ کیا وہی آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں''۔......اللہ عزوجل کے اس قول تک......''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی ہے اس کو چھوڑ دو''۔

احادیث اس سلسلے میں بہت ساری صحیح مشہور ہیں ان میں سے سابقہ باب میں حدیثِ ابو ہریرہ گزری۔

تشریح لَا يَقُوْمُوْنَ : محشر میں جب قبور سے اٹھیں گے۔يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ : جیسے وہ آدمی اٹھتا ہے جیسے مرگی زدہ

جنون سے۔ مِنَ الْمَسِّ : یہ یقوم سے متعلق ہے۔ حدیث امراء میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوا جن کے پیٹ مکانات کی طرح تھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ یہ سود خور ہیں۔ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا : اس عذاب کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے احکام الٰہی پر اعتراض کر کے الٹ دیا اور کہنے لگے بیع بھی تو ربا کی طرح ہے۔ اگر ربا حرام تو بیع بھی حرام۔ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ ۔(۱) یہ معترض کے کلام کا تتمہ بھی ہوسکتا ہے۔(۲) اللہ تعالیٰ کا کلام ان کے اعتراض کا جواب دینے کیلئے لایا گیا۔ کہ حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں فرق کیا اور وہ حکیم و علیم ذات ہے۔ فَمَنْ جَآءَہٗ ۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی نصیحت کو سن کر عبرت و امتثال سے کام لیا۔ فَلَہٗ مَا سَلَفَ : تو زمانہ جاہلیت میں اس نے جو کھایا وہ معاف اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے وہ قیامت کو فیصلہ فرمائے گا۔ وَمَنْ عَادَ : جو اس کے کھانے اور حلال کرنے کی طرف لوٹا تو اپنے اس انکار کے باعث وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا : اللہ تعالیٰ اس کی برکت کو ختم کر دیتے ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ : اللہ تعالیٰ ان کو بڑھاتے اور زیادہ کرتے ہیں اور پہلے روایت گزری جس طرح تم اپنے گھوڑے اور بچھیرے کو پالتے ہو اللہ تعالیٰ ایک کھجور و لقمہ اسی طرح بڑھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ احد پہاڑ کے برابر کر دیتے ہیں۔ واللّٰہ لا یحب۔ اللہ تعالیٰ حرام کو حلال قرار دینے والوں فاجروں کو پسند نہیں فرماتے۔ اس وجہ سے کہ وہ اس جرأت کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔ ان الذین امنوا۔ ایمان و اعمال صالحہ کے پیروکار کل قیامت کے دن خوف و غم سے مستثنیٰ کر دیئے جائیں گے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ : اے ایمان والو! دوسرے مسلمانوں کے ذمہ اصل مال سے زائد جو سود ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اگر شرعاً الٰہی پر ایمان ہے اور اگر تو باقی کو نہ چھوڑو گے تو فاذنوا بحرب۔ تو خبردار ہو جاؤ! قیامت کے دن سود خور کو کہا جائے گا۔ اپنا لڑائی کا ہتھیار لو۔ امام کو چاہیے وہ ان کو توبہ کیلئے کہے۔ اگر وہ توبہ کریں ورنہ ان کے خلاف لڑائی کو اختیار کرے۔ وان تبتم۔ زائد سے توبہ کرو تو راس المال مل جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو حلت پر مصر ہو اس کا راس المال بھی مال مرتد کی طرح مال فئی میں داخل ہے۔

دیگر روایت کتاب الزواجر للمنذری میں ملاحظہ ہوں۔

۱۶۱۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہٗ :"وَشَاھِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ"۔

۱۶۱۷ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ میں یہ اضافہ فرمایا اور اس کی گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر (لعنت فرمائی)۔

تشریح ۞ اکل الربا۔ لینے والا یا دینے والا۔ وموکلہ۔ اضافے کے ساتھ دوسرے کو کھلانے والا۔(۲) ھبہ کرنے والا یا اسی طرح دیگر۔ اس لیے غاصب کے جتنے معان ہوں وہ سب غاصب شمار ہوتے ہیں۔ طبرانی نے شاہد کو مفرد ذکر کیا اور "وھم یعلمون" کا اضافہ نقل کیا۔ شاھدیہ : معاہدے پر گواہ اور کاتبہ : رکھنے والا۔ اس نے اس کی خدمت میں شدت مقصود ہے کہ جب لکھنے والے اور گواہوں کا یہ حال ہے۔ حالانکہ ان کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا تو خود لینے والا تو بالاولیٰ

شامل ہوگا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۳۷۲۵) ومسلم (۱۵۹۷) وأبو داود (۳۳۳۳) والترمذی (۱۲۱۰) وابن ماجه (۲۲۷۷) والدارمی (۲۰۳۵) وابن حبان (۵۰۲۵) والطیالسی (۳٤۳) والبیهقی (۲۷۵/۵)

الفوائد : (۱) موجودہ بینکاری کا تمام نظام سودی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، کتابت کرنے والے اور گواہوں سب پر لعنت کی ہے۔ چھ اشیاء کا احادیث میں تذکرہ فرما کر ان کو سود کی ممانعت کی گئی ان پر فقہاء نے بقیہ اشیاء کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ تفصیلات فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

۲۸۸ : بَابُ تَحْرِیْمِ الرِّیَآءِ

بَابٌ : ریا کاری کی حرمت

تشریح : الریاء۔ کوئی نیک کام لوگوں کے دکھلاوے کیلئے کرنا تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ﴾ [البینة:٥] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ [البقرة:٢٦٤] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ [النساء:١٤٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور نہیں ان کو حکم دیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر''۔ (البینہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ایسے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگوں کو دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں''۔ (النساء)

تشریح : مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ : یعنی اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ ریاکاری یہ شرک خفی سے ہے۔ حُنَفَآءَ : دین ابراہیمی کے علاوہ اور ہر دین سے اعراض کر کے اور یکسو ہو کر۔ باب وجوب الزکٰوۃ میں تفصیل گزری ہے۔

صَدَقٰتِكُمْ : ابطال صدقات سے ان کے ثواب کا ابطال ہے۔ اَلْمَنِّ : جس پر احسان کرے اس پر اپنے احسانات گنائے۔ وَالْاَذٰی : اور ایذاء دینا بھی ابطال کی طرح ہے۔ رِئَآءَ النَّاسِ : دو قسمیں حبط ثواب میں جمع کی گئی ہیں۔ اور عمل کو اس سے معریٰ قرار دیا۔ سوائے اس کے جس کے ساتھ ان دو میں سے ایک ہو۔ ولا یؤمن باللّٰہ۔ کافر کے احسان پر اس کو ثواب ہرگز نہیں ملتا۔ البتہ تخفیف عذاب کی توقع ہو سکتی ہے۔ فمثله کمثل صفوان۔ اس کی عجیب حالت ملائم چٹان جیسی ہے۔ علیه

تراب۔جس پر مٹی پڑی۔

النحو: یہ جملہ محل صفت میں واقع ہے۔فاصابہ وابل۔کثیر بارش جس نے ان کو مٹی سے صاف ستھرا کر دیا۔دکھاوا کرنے والوں کا عمل بالکل اسی طرح ہے۔بارگاہ الٰہی میں مضمحل ہو کر رہ جائے گا۔اگرچہ مٹی کی طرح ان کے اعمال تو لوگوں کو نظر آتے ہیں۔لا یقدرون۔اس میں ضمیر ینفقون کی طرف معنی کے لحاظ سے راجع ہے۔پس وہ بہت ہوں گے۔مما کسبوا۔ان کو اپنے فعل سے فائدہ نہ ہوگا۔واللّٰہ لا یھدی۔اللہ تعالیٰ کافروں کی خیر کی طرف راہنمائی نہیں فرماتے۔اس میں اشارہ کر دیا کہ ریا تو کفار کی صفت ہے۔مؤمن کو اس سے بچنا چاہیے۔

منافقین کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ...... ۔وہ منافق لوگ اپنے اعمال اور طاعات میں دکھلاوا کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔قلیل سے تھوڑا زمانہ جبکہ وہ کہیں مسلمانوں کے ہاں جاتے ہیں۔(۲) بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں۔

الروایات

۱۶۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ – مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیَ غَيْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اُس کو اور اِس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔(مسلم)

تشریح ۞ (حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انا اغنی الشرکاء۔اس نے میرے علاوہ اور کو دکھلانے کا ارادہ کیا یا اس کو سنانے کا ارادہ کیا شاید کہ یہ اس پر مال یا جاہ یا ثناء کو قبول کرے گا۔ترکتہ وشرکہ۔یہ ثواب حبط سے کنایہ ہے۔اور اس کے اجر سے محرومی کی نشاندہی ہے جبکہ اس نے ترک اخلاص کا ارتکاب کیا ہے۔حدیث میں ریاء کو شرک فرمایا اور پہلے گزرا کہ یہ شرک خفی ہے۔اگرچہ اصل ایمان میں نقصان نہیں دیتا۔لیکن وہ اعمال جن میں یہ اختیار کر لیا جائے ان کو برباد کر دیتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۰۰۵) ومسلم (۲۹۸۵) وابن ماجه (۴۲۰۲) وابن حبان (۳۹۵) والطيالسی (۲۵۵۹)

الفرائد : (۱) ریاکاری اور عمل و دکھلاوا اس کے ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔(۲) عبادت فقط اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور ریاکار نے اس میں غیر اللہ کو حصہ دار بنا دیا۔اس لئے اجر سے محروم کر دیا گیا۔

۱۶۱۹ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : قَاتَلْتُ فِيْكَ

حَتّٰی اسْتُشْهِدْتُّ – قَالَ : کَذَبْتَ، وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ : جَرِیْءٌ! فَقَدْ قِیْلَ ، ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَہٗ ، وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ ، فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُہٗ ، وَقَرَاْتُ فِیْکَ الْقُرْاٰنَ ، قَالَ : کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ لِیُقَالَ : عَالِمٌ! وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ : قَارِئٌ! فَقَدْ قِیْلَ : ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَعْطَاہُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا – قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا؟ قَالَ : مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُّنْفِقَ فِیْھَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْھَا لَکَ – قَالَ : کَذَبْتَ ، وَلٰکِنَّکَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ : جَوَادٌ! فَقَدْ قِیْلَ ، ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

"جَرِیْءٌ" بِفَتْحِ الْجِیْمِ وَکَسْرِ الرَّآءِ وَبِالْمَدِّ : اَیْ شُجَاعٌ حَاذِقٌ۔

۱۶۱۹: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ: "سب سے پہلا شخص جس کا قیامت کے دن پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جن کو وہ پہچان لے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا لیکن تو نے اس لیے لڑائی کی تا کہ تمہیں بہادر کہا جائے وہ کہا جا چکا پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور دوسرا وہ آدمی جس نے علم (دین) حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھا پس اس کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم کو سیکھا اور اس کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے علم سیکھا تا کہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تا کہ تمہیں قاری کہا جائے وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ آگ میں ڈال دیا جائے۔ تیسرا وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت فرمائی اور اس کو کئی قسم کا مال دیا پس اس کو لایا جائے گا اللہ اپنی نعمتیں اس کو گنوائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا۔ پھر اللہ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ پسند کرتے تھے مگر میں نے اس میں آپ کی خاطر خرچ کیا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا یہ سب تو تُو نے اس لئے کیا تا کہ تمہیں سخی کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہوگا پس اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ (مسلم)

جَرِیْءٌ: بہت بڑا بہادر۔

تشریح ان اول الناس۔ **النحو**: یقضی فعل مجہول یوم القیامہ نائب فاعل یہ جملہ الناس کی صفت ہے کیونکہ اس میں الف لام جنسیہ ہے۔ رجل بمع معطوفات ان کی خبر ہے۔ استشہد۔ جو معرکہ کفار میں قتل ہو۔ فاتی بہ۔ اس کو لایا

جائے گا۔ معرفه۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے دنیوی انعامات یاد دلائیں گے۔

قاتلت فيك۔ یہ فی تعلیلیہ ہے۔ یعنی تیری خاطر تیرے دین کی خاطر اور تیرے کلمے کے اعزاز کیلئے۔ قال الله۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا قاتلت فيك والاقول جھوٹ ہے تو نے ریاکاری کیلئے کیا۔ لان يقال۔ تاکہ تمہیں بڑا اقدام کرنے والا کہا جائے۔ فقد قيل۔ قال سے تمہارا مقصد دنیا میں حاصل ہوگیا۔ ثم امر به۔ یہ معروف بھی ہوسکتا ہے یہ زیادہ بہتر ہے۔ (۲) مجہول بھی کیونکہ دوسرے فعلوں میں یہ متعین ہے۔ تعلم العلم۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ حصول علم کی راہ عادۃً تعلم ہی ہے۔ و علمه۔ دوسرا مفعول تعمیم کی وجہ سے حذف کر دیا۔ و قرأ القرأن۔ یہاں واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہے۔ البتہ قرأ قرآن پر تعلم کو مقدم کر کے اشارہ کیا کہ فرائض عینیہ اس کے علاوہ بہت ہیں۔ اس کا تھوڑا حصہ فرض عین ہے باقی فرض کفایہ ہے۔ فاتی به۔ اس کو پیش کر کے انعامات یاد دلاتے جائیں گے۔ نعمه۔ یہاں جمع ہے۔ اور پہلے میں مفرد لائے۔ تاکہ علم کی عظمت ظاہر ہو۔ کہ وہ ایک نعمت بہت سی نعمتوں جیسی ہے۔ (۲) جمع تعلیم و تعلم اور قراۃ کے لحاظ سے کہہ دیا۔ قرأتك فيك۔ یہ قرآن کی قید ہے۔ کذبت۔ تمہارا اس میں رضائے الٰہی کا دعویٰ جھوٹ ہے۔ لکن۔ کا استدراک شیئ سے ہے۔ ای لا شئ سواه۔ هو قاری۔ اس جملہ میں مبتداء و خبر دونوں ذکر کر دیئے حالانکہ پہلے جملے میں ایک کو حذف کر دیا گیا تھا تاکہ تعبیر میں تفنن پیدا ہو جائے۔ فقد قيل۔ تمہاری مراد تمہیں مل چکی۔ ثم امر به۔ یہ معروف و مجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ فسحب على وجهه۔ اس کے ناقص قصد کی وجہ سے مزید تذلیل کیلئے یہ معاملہ کیا جائے گا۔ اس نے وجاہت چاہی تھی بالمثل سے سزا دی گئی۔ حتى القى فى النار۔ وہ علم ازلی کے مطابق وہاں پڑا رہے گا۔ پھر جنت کی طرف نکالا جائے گا۔ کیونکہ یہ کبائر میں سے ہے اور کتاب و سنت شاہد ہیں کہ کبیرہ گناہ والا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ جنت میں داخلہ ضروری ہے۔ و رجل۔ واؤ کو تینوں میں لا کر ظاہر کیا گیا کہ ان کا محاسبہ ایک ہی دفعہ ہوگا۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز دوسری سے مشغول نہیں کر سکتی۔ و سع عليه۔ اس کے بعد و اعطاه کو عطف تفسیری کے طور پر لائے۔ نعمه۔ تمام نعمتوں سے بعض مراد ہیں کیونکہ انعامات تو بے شمار ہیں۔ ما تركت من۔ یہ من عموم کی تاکید کیلئے آیا ہے۔ ان ينفق فيها۔ ھا ضمیر تانیث سبیل کی طرف راجع ہے۔ مذکر بھی لا سکتے ہیں۔ لك۔ خالص تری رضامندی کیلئے۔ کذبت۔ دعویٰ اخلاص میں جھوٹا ہے۔ و لكنك فعلت۔ یہاں انفاق کی بجائے فعلت لائے۔ اس سے اشارہ کر دیا کہ اس کے اپنے خیال میں یہ انفاق فی سبیل اللہ حالانکہ واقعہ میں اس طرح نہیں۔ کیونکہ یہ سب ریاکاری کے طور پر ہے۔ گویا نفاق ہے نہ کہ انفاق۔ اور فعل کا لفظ تمام انواع کو شامل ہے۔ اس لئے لائے۔ جواد۔ وہ آدمی جو جس کو جتنا دینا مناسب ہو اتنا دے۔

نوویؒ نے جری کا معنی ماہر شجاع کیا۔ مگر یہ مراد ہے لغوی معنی نہیں۔ فتدبر۔

تخريج: أخرجه مسلم (۱۹۰۵) والنسائي (۳۱۳۷) والترمذي (۲۳۸۹) وابن حبان (۴۰۸) والبيهقي (۱۶۸/۹)

الفرائد: (۱) غیر اللہ کیلئے اعمال کرنے والا آگ کا زیادہ حق دار ہے۔ (۲) ریاء اور عدم اخلاص سے خبردار کیا گیا تاکہ اس کے قریب بھی نہ جائیں۔

۱۶۲۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لَهُ : اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ

لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۲۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں پھر ہم انہیں اس کے الٹ (یعنی سامنے ان کی تعریف کرتے اور بعد میں ان کی تضحیک کرتے ہیں) کہتے ہیں جو ہم اس وقت بات کرتے' جبکہ ہم ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو رسول اللہؐ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تشریح ۞ ناسًا۔ یہ اسم جمع ہے۔ کیونکہ جمع کا وزن اس کے وزن پر نہیں آتا۔ یہ اَنِسَ سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جیسوں سے مانوس ہوتا ہے۔ (۲) بعض نے اس کا ناس بمعنی حرکت کرنا سے بنایا ہے۔ (۳) بعض نسِیَ سے لیا اور اس میں قلب مانا ہے۔ سلطاننا۔ جس کو دوسروں پر اقتدار حاصل ہو۔ ما نتکلم۔ اس کے متعلق جو مذمت کی باتیں کرتے ہیں۔ نفاقًا۔ ہم اس کو کذب کی وجہ سے نفاق شمار کرتے تھے۔ علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم کے کلمات اپنے اس فتویٰ کے متعلق ذکر کر کے کمال احتیاط ظاہر کر دی۔

تخریج : فارجع الیه أخی ... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۶۲۱ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ ' وَمَنْ يُّرَآئِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

"سَمَّعَ" بِتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ – وَمَعْنَاهُ اَظْهَرَ عَمَلَهٗ لِلنَّاسِ رِيَآءً "سَمَّعَ" اللّٰهُ بِهٖ : اَيْ فَضَحَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ – وَمَعْنٰى : "مَنْ رَاءَى رَاءَى اللّٰهُ بِهٖ" اَيْ مَنْ اَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ" رَاءَى اللّٰهُ بِهٖ" اَيْ اَظْهَرَ سَرِيْرَتَهٗ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ۔

۱۶۲۱: جندب بن عبداللہ بن سفیانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے پوشیدہ رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے''۔ (بخاری و مسلم)
مسلم نے بھی اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا۔

سَمَّعَ اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے ظاہر کیا۔

سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ: اللہ قیامت کے دن اس کو رسوا کریں گے۔

رَاءَى اللّٰهُ بِهٖ : اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ راز مخلوق پر ظاہر فرما دیں گے۔

تشریح ۞ جندب : یہ قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سمع :جس نے عمل تو مخفی کیا مگر ارادہ یہ تھا کہ لوگ اس کے عمل کو سن کر اس کی تعریف کریں۔ سمع اللّٰہ به :اللہ تعالیٰ اس کو اس تک پہنچا کر اس کے نصیب میں وہ عمل کر دیتے ہیں۔ و من یراء ی' یرائی اللّٰہ به :اس کو دے دیتے جو اپنے عمل سے قصد کرتا ہے بمعنی مخلوق کا اس کی طرف متوجہ ہونا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اعراض کی وجہ سے ہے۔

نووی کہتے ہیں:سمع اللّٰہ به کا معنی قیامت کے دن رسواء کرنا ہے۔ یہ سمعہ سے بہت معنی ہے کیونکہ اس میں ذلت و رسوائی سب سے بڑے مجمع میں ہے۔ اور یرای کا معنی لوگوں کے سامنے عمل کو اس لئے ظاہر کیا تا کہ ان کے ہاں بڑا سمجھا جائے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ جب ان سے الگ ہوا تو عمل کو چھوڑ دیا۔ راء ی اللّٰہ به کا معنی اس کی پوشیدہ حالت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیا۔ حالانکہ لوگ اس کے الٹ سمجھتے تھے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٨٨٣١) والبخاری (٦٤٩٩) ومسلم (٢٩٨٧) وابن ماجه (٤٢٠٧) والحمیدی (٧٧٨) وابن حبان (٤٠٦) وأبو نعیم (٤/١٠١)

الفرائد : مستحب یہ ہے کہ عمل صالح کو اخفاء سے کیا جائے اگر اقتداء کیلئے لوگوں کے سامنے کیا جائے تو ریاء میں داخل ہوگا۔ (۲) جس کو اپنے شیطان پر غلبہ حاصل ہو اس کا اپنے نیک عمل کو ظاہر یا مخفی رکھنا برابر ہے۔

۱۶۲۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" یَعْنِیْ رِیْحَهَا' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ - وَالْاَحَادِیْثُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ۔

۱۶۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے ایسا علم کہ جس سے اللہ کی رضامندی چاہی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا تا کہ اس سے کوئی دنیاوی غرض پالے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا''۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ احادیث اس بات میں بہت اور معروف ہیں۔

تشریح ۞ من تعلم علمًا۔ جس نے وہ علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ دینی علم ہی ہے۔ لا یتعلمه۔ اس کے سیکھنے کی غرض وطام دنیا کا حصول ہے۔ یعنی ریحها۔ یہ الفاظ حدیث میں مدرج ہیں یہ عرف کی تفسیر ہے۔ طبرانی کی روایت میں یہ اضافہ موجود ہے۔"وان عرفها لیوجدمن سیرة خمس مائة عام''اس خوشبو سے روک دینے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا جنت میں داخلہ نہ ہوگا۔ سزا کے بعد یا پہلے داخلہ ممکن ہے۔ جیسا شرب خمر کے سلسلہ میں لکھا جا چکا۔ یوم القیامه۔ یہ ماقبل فعل کا ظرف ہے۔

ایک حکمت: جنت کی خوشبو سے ممانعت میں حکمت یہ ہے۔ اس نے اپنی طلب کو حقیر و فانی میں لگا لیا اور بہترین کو چھوڑ دیا۔ پس مناسب یہ ہوا کہ اس کو اس چیز سے روک دیا جائے جو شرف کو بلند کرنے والے کی ہمت کے مطابق ہے اور جلد حاصل

ہونے والی خوشی سے اسے ہٹا دیا جائے کیونکہ اس کا طرزِ عمل اس کے خلاف ہے۔

تخریج : کتاب العلم میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۲۸۹ :بَابُ مَا يُتَوَهَّمُ اَنَّهُ رِيَآءٌ وَّلَيْسَ هُوَ رِيَآءً!

بَابٌ: جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق ریاء کا خیال ہو جائے

جو واقعہ میں ریاء نہ ہو

۱۶۲۳ :عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلُ الَّذِیْ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ :تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ اس بارے میں کیا حکم ہے کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ مؤمن کی جلدی ملنے والی خوشخبری ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ ارأیت۔ مجھے بتلائیں۔للّٰہ تعالٰی۔ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے۔ یحمده الناس علیه۔ بغیر اس کے اسے ان سے تعریف مقصود تھی۔ بلکہ عمل کرتے وقت ادھر دھیان بھی نہ تھا۔ تلك۔ یہ فعل مذکور جو ان سے ہوا۔ عاجل بشری المؤمن۔ اس خوش خبری کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ ''لهم البشریٰ فی الحیاة الدنیا وفی الآخره'' اس روایت سے معلوم ہوا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی مخلصانہ عمل کیا اللہ تعالیٰ لوگوں کی زبانوں پر اس کی تعریف جاری کر دیتے ہیں۔ یہ اس عمل کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کی علامت ہے۔ اور یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٨/٢١٤٥٧) ومسلم (٢٦٤٢) وابن ماجه (٤٢٢٥) وابن حبان (٥٧٦٨)

الفرائد : (۱) جو شخص رضائے الٰہی کیلئے عمل کرے مگر لوگ معلوم ہونے پر اس کی تعریف کرتے ہیں تو یہ ریا نہ بنے گا۔ (۲) یہ اس عمل کے بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے کا پہلا ثمرہ ہے کہ نیک بندوں میں اس کا تذکرہ چلا دیا۔

۲۹۰ :بَابُ تَحْرِيمِ النَّظْرِ اِلَى الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ وَالْاَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ

بَاب: اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

تشریح المراۃ الاجنبیہ۔اجنبی عورت اور محرم کی طرف شہوت سے نگاہ کا بھی یہی حکم ہے اور خوبصورت مرد جو دیکھنے والے کی طبع کے مطابق ہو۔اسی حکم میں ہے۔حاجت شرعیہ اس تحریم سے مستثنیٰ ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾[النور:٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾[الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ [غافر:١٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:١٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے پیغمبر (ﷺ) آپ مؤمنوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں''۔ (النور) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک کان' آنکھیں اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جس کو سینے چھپاتے ہیں''۔ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپؐ کا رب البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)

يَغُضُّوْا : لام محذوف ہے۔(۲) شرط مقدر کا جواب ہے''ای ان تقل لهم غضوا!'' مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۔من تبعیضیہ ہے کیونکہ مراد یہ ہے کہ جو اس کیلئے حلال نہیں ان پر نگاہ نہ ڈالے۔بعض نے بیان جنس یا صلہ کیلئے قرار دیا۔

كُلُّ اُولٰٓئِكَ ۔یعنی جو اس نے کان سے سنا اور جو نگاہ سے دیکھا اور دل سے جس کا عزم کیا۔جو آدمی ان حواس کو کام میں لائے اسے ان سے وہ کام نہ لینا چاہیے جس سے وہ عذاب میں مبتلا ہو۔

اس سے ان چیزوں کی طرف دیکھنا مراد ہے۔جن کو دیکھنا حرام ہے۔بغیر ارادہ کے اس کو کوئی سمجھے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے عمل کو دیکھنے والے ہیں کوئی چیز اس سے رہ نہیں سکتی خواہ وہ مخفی ہو یا ظاہر خلوت میں ہو یا جلوت میں۔

۱۶۲۴ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا

مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ : اَلْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ ، وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا' وَالْقَلْبُ یَهْوٰی وَیَتَمَنّٰی ، وَیُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْ یُكَذِّبُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّرِوَایَةُ الْبُخَارِیِّ مُخْتَصَرَةٌ۔

۱۶۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن آدم کے لئے جو زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اس کو ہر صورت میں پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' دونوں کانوں کا زنا سننا ہے' زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے' ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے' قدم کا زنا چل کر جانا ہے' دل کا زنا خواہش وتمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔ (بخاری اور مسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔ بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تشریح ۞ کتب۔ مقدر کر دیا اور فیصلہ کر دیا گیا۔ ابن ادم۔ اضافت جنس کیلئے ہے۔ نصیبہ۔ جو مقدر کیا گیا ہے۔ وہ اسے بہر صورت پانے والا ہے۔ کیونکہ مقدر میں ہے۔

ابن بطال کا قول: جو چیز اللہ تعالیٰ نے پر لکھ دی اور وہ اس کے علم قدیم میں سبقت کر چکی وہ ہو گی بندہ اس کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا البتہ جب بندہ ممنوعات میں پڑتا ہے تو اس پر اسے ملامت کی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کاموں سے روک رکھا ہے۔ اور اس سے گریز پر قدرت دے رکھی ہے۔ اور طاعت کو لازم پکڑنے کا حکم دے رکھا ہے۔ جب وہ محرم وممنوع میں پڑا تو قابل ملامت ہوا۔

العینان زناهما النظر۔ اس چیز کی طرف دیکھنا جو دیکھنے والے کیلئے حلال نہیں کی گئی۔ زنا هما الاستماع۔ جس کا سننا حرام ہے اس کلام کو سننا۔ اور زبان کا زنا اس بات کو زبان سے بولنا جو اللہ تعالیٰ نے حلال نہیں کی۔ والید زناها البطش۔ زبردستی قوت سے پکڑنا۔ والرجل زناها الخُطاء۔ جمع خطوۃ جیسے قربہ قرب۔ جدھر نہ چلنا حرام ادھر چل کر جانا پاؤں کا زنا ہے۔ والقلب یهوی ویتمنّٰی۔ دل جو اس کی طرف جھکتا ہے جدھر نفس کی خواہش کہتی ہے۔

ابن بطال کا قول: ان تمام کے افعال کو دوری ہونے کی وجہ سے زنا قرار دیا گیا ہے۔ یہ سبب پر مسبب کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اور یہ سب چیزیں اس وقت صغیر گناہ بن جائیں گی جن کی مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا جبکہ شرم گاہ تصدیق نہ کرے اور اگر شرمگاہ نے ارتکاب کر لیا تو یہ تمام کبیرہ بن جائیں گے۔

سیوطی کا قول: حدیث کا معنی یہ ہے کہ بندے کیلئے زنا کا حصہ جو مقدر کیا گیا ان میں کچھ لوگوں کا زنا تو حقیقی ہے۔ یعنی ادخال فرج فی الفرج۔ اور بعض کا زنی مجازی ہے۔ مثلاً حرام نظر دیکھنا وغیرہ جو مذکور ہوئیں۔ یہ تمام مجازی زنا کی اقسام ہیں اور شرمگاہ ان کی تصدیق وتکذیب کرتی ہے یعنی بعض نے اصل زنا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جبکہ دوسرے باز رہتے ہیں۔

اشکال: تصدیق وتکذیب یہ اخباء کی صفات سے ہیں اور اس کے الٹ ہے۔

الجواب: بطور تشبیہ اطلاق کیا گیا ہے یہ مجاز ہے۔ یہ بخاری کے الفاظ اس سے کچھ مختلف ہیں۔ ''ان اللّٰه کتب علی ابن آدم حظه من الزنی' ادرك ذلك لامحالة' فزنی العین النظر' وزنی اللسان النطق' والنفس تتمنی و تشتهی والفرج یصدق ذلك ویکذبهٗ''۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۸۲۲۲) والبخاری (۶۲۴۳) ومسلم (۲۶۵۷) وابن حبان (۴۴۲۰) والبیهقی (۷/۸۹)

الفرائد : (۱) نفس کو اتباع ہوٰی سے لگام ڈالنی چاہئے کیونکہ رذالت غضب الٰہی کا نشانہ بنا دیتی ہے۔''اللهم انی اعوذ بك من غضبك''۔

۱۶۲۵ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :''اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ'' قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ :نَتَحَدَّثُ فِیْهَا – فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهٗ'' قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :''غَضُّ الْبَصَرِ ' وَکَفُّ الْاَذٰی ' وَرَدُّ السَّلَامِ ' وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ ' وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۶۲۵: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں :''اے لوگو تم اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ''۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب بیٹھنے کے سوا تمہارا چارہ کار نہیں تو پھر راستے کو اس کا حق دو''۔انہوں نے کہا راستے کا حق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''نگاہ کا نیچا رکھنا' ایذاء سے اپنے ہاتھ کو باز رکھنا' سلام کا جواب دینا' بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ فاذا ابیتم۔جب تم نے بیٹھنے پر اصرار کیا توفأعطوا الطریق حقهٗ۔ الطریق کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔حق الطریق یعنی راستہ کے سلسلہ میں کیا مطلوب ہے۔غض البصر۔جس طرف نگاہ اٹھانا جائز نہیں۔کف الاذی۔دوسروں کو قول و عمل سے ایذاء دینے سے باز رہنا۔رد السلام۔جب کہ وہ پہل کرے۔والامر بالمعروف۔جس کو شرع نے معروف قرار دیا ہو خواہ وہ مستحب ہو یا واجب۔والنهی عن المنکر۔جس کو شرع منکر قرار دے۔خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

تخریج : کتاب المأمورات میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۶۲۶ : وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ زَیْدِ ابْنِ سَهْلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : کُنَّا قُعُوْدًا بِالْاَفْنِیَةِ نَتَحَدَّثُ فِیْهَا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَیْنَا فَقَالَ :مَالَکُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ'' فَقُلْنَا :اِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَیْرِ مَا بَاْسٍ :قَعَدْنَا نَتَذَاکَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ :''اِمَّا لَا فَاَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ ' وَرَدُّ السَّلَامِ' وَحُسْنُ الْکَلَامِ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الصُّعُدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ :اَيِ الطُّرُقَاتِ۔

۱۶۲۶: ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ڈیوڑھیوں میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''تم نے راستوں پر یہ کیسی بیٹھکیں بنالی؟'' ہم نے عرض کیا ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور بات چیت کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ان مجالس کو ان کا حق دو''۔ صحابہ نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''نگاہ کا نیچا رکھنا' سلام کا جواب دینا اچھی گفتگو کرنا''۔ (مسلم)

الصُّعُدَاتِ :راستے۔

تشریح قعودا۔ یہ قاعد کی جمع ہے اور کان کی خبر ہے۔ بالافنیہ۔ بروزن افعلۃ' گھر کا صحن۔ اس کا واحد فناء ہے۔ نتحدث۔ یہ جملہ مستانفہ (۲) اسم کان سے حال ہے (۳) دوسری خبر ہے۔ فقام علینا۔ ہمارے پاس آ کھڑے ہوئے۔ مالکم۔ یہ مبتداء اور خبر ہے۔ اعادہ جار سے ضمیر مجرور پر عطف ہے۔ ولمجالس ار صعدات۔ وہ راستے جن سے گھروں والے اپنے گھروں کی ضروریات کیلئے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا تھا۔ تو ان بلند راستوں سے بھی بچنا سابقہ امر میں لازم تھا۔ آپ نے تاکید کیلئے اس کی تصریح فرمادی۔ قعدنا لغیر ما باس۔ ما موصولہ ہے۔ یعنی ہماری بیٹھک مباح امور کیلئے ہے ان کاموں کیلئے نہیں جن میں شرعاً حرج ہو۔ پھر اس کی تفصیل کی قعدنا نتذاکر یعنی مسائل علمیہ کا مذاکرہ کرنے بیٹھے ہیں۔ و نتحدث۔ اور مباح امور کے متعلق بات چیت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی طرف اشارہ لا باس میں موجود ہے۔ فقال امّا لا۔ یعنی اگر تم ان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کان اور اس کا اسم و خبر محذوف ہے جو اس لا کے بعد واقع ہو۔ کیونکہ مقام اس کا متقاضی ہے۔ فادوا حقھا۔ تو تم راستے کو اس کا حق دو۔ غض البصر۔ یہ مبتداء اس کی خبر عن النظر محذوف ہے۔ اجنبی یا امرد حسن کی طرف سے نگاہ کا روکنا۔

آدابِ حدیث: (۱) السلام علیکم کا رواج دینا (۲) عمدہ کلام فطوم و پریشان حال سے (۳) امر بالمعروف کرنا (۴) برائی سے روکنا (۵) ایذاء سے ہاتھ روک کر رکھنا۔ (۶) نگاہ نیچی کرنا۔ (۷) چھینک کا جواب اگر وہ الحمد للہ کہے (۸) بوجھ اٹھانے والے سے تعاون (۹) اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر (۱۰) سلام کا جواب (۱۱) گم شدہ راہ کو راستہ بتلانا (۱۲) اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا (۱۳) ردی کلام سے باز رہنا۔ (ابن عسلان صدیقی)

تخریج : أخرجه مسلم (۲۱۶۱)

الفرائد : (۱) راستوں پر بیٹھنے سے اپنے کو گناہوں اور فتنوں پر پیش کرنا ہے۔ (۲) اس سے بدگمانی بدنگاہی، غیبت، دوسروں کی تحقیر جیسے گناہوں میں ابتلاء کا خدشہ ہے۔ (۳) دفع مفاسد جلب منفعت سے اولیٰ ہے۔

۱۶۲۷ : وَعَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفَجْاَةِ فَقَالَ: "اِصْرِفْ بَصَرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۷: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ نظر الجاءة۔ اچانک بلاقصد نظر پڑنا۔ اصرف بصرك۔ بلاقصد جس پر نگاہ پڑے اس سے نگاہ پھیر لو۔ اگر ٹکٹکی باندھ لو گے تو گناہ گار ہو گے کیونکہ دیکھنا حرام ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۱۸۱) ومسلم (۲۱۵۹) وأبو داود (۲۱۴۸) والترمذی (۲۷۸۵) والنسائی (۵/۹۲۳۳) والدارمی (۲۶۴۳) وابن حبان (۵۵۷۱) والطبرانی (۲۴۰۴) والحاکم (۳۴۹۰۸) والطیالسی (۶۷۲) والبیہقی (۸۹/۷)

الفوائد : (۱) غیر محرم پر اچانک نظر پڑنے سے فوراً پھیر لینی چاہیے۔ (۲) اگر اس نے جان بوجھ کر نگاہ ڈالی تو یہ حرام ہے۔

۱۶۲۸ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُوْنَةُ، فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ''احْتَجِبَا مِنْهُ'' فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى: لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۶۲۸: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی آپؐ کے پاس ہی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم ملنے سے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھتی ہو''۔ (ابوداؤد ٗ ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ سیاق کا ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ ام سلمہ کے گھر میں تھے نہ کہ میمونہ رضی اللہ عنہ کے۔ فاقبل ابن ام مکتوم۔ ان کا نام عمرو بن قیس بن زائدہ ہیں بعض نے کہا زیادہ بن الاصم القرشی العامری۔ یہ مؤذن النبی ﷺ۔ ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکثہ۔ یہ ابن ام مکتوم یہ خدیجہ ام المؤمنین کے ماموں کے بیٹے ہیں۔ ذلك۔ یعنی اس کا متوجہ ہونا۔ امرنا بالحجاب۔ اجانب سے پردے کا حکم ہوا۔ احتجبا منه۔ اس میں ستر میں مبالغہ ہے کیونکہ ان کا مرتبہ بلند ہے۔ البتہ ان کے علاوہ عورتوں کو نابیناؤں سے حجاب واجب نہیں۔ البتہ جب اجنبی ہو تو اس کی طرف نظر حرام ہے۔ الیس هو اعمی۔ اس سے پردہ کرنے میں کیا حکمت ہے۔ افعمیا وان انتما۔ اعمٰی کی تانیث عمیاء اور اس کی تثنیہ عماوان ہے۔ فاعل ضمیر ہے۔ ألستما۔ یہ ماقبل کیلئے تفسیر کی طرح ہے۔ اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ ان سے پردے کا حکم اس لئے ہے کہ اس کی کسی چیز پر تمہاری نگاہ نہ پڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اجنبی کی طرف نگاہ کرنا حرام ہے اور عائشہ صدیقہ کا حبشیوں کی تیراندازی وغیرہ دیکھنا۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ وہ چھوٹے بچے تھے)۔ (۲) نزولِ حجاب سے پہلے کی بات

ہے۔)
قسطلانی کہتے ہیں: اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲۷۵۹۹) وأبو داود (٤١١٢) والترمذي (۲۷۸۷) والنسائي (۵/۹۲۳۱) وابن حبان (٥٥٧٥) والبيهقي (۹۱/۷)

الفرائد : (۱) مسلمان عورت کو حتی الامکان غیر محرم نگاہ سے بچنا چاہیے۔ (۲) نگاہ بے حیائی کا قاصد ہے۔ (۳) غیر محرم نابینا کو دیکھنا بھی عورتوں کو حرام ہے (ابن حبانؒ)

۱۶۲۹ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْاَةِ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ، وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَا تُفْضِی الْمَرْاَةُ اِلَی الْمَرْاَةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنی عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں ننگا لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے''۔ (مسلم)

تشریح ✿ لا ینظر الرجل۔ یہ خبر ہے جو نہی کے معنی میں ہے۔ عورۃ الرجل۔ اس سے مرد مراد ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا۔ عورۃ المراۃ۔ عورتوں کو بھی دوسری عورتوں کے ستر پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ اگر چہ اتحاد جنس ہے۔ تو اختلاف جنس کی صورت میں کیونکر جواز ہو سکتا ہے۔ ولا یفضی الرجل۔ ایک کپڑے میں ننگے نہ لیٹیں۔ ولا تفضی المراۃ الی المراۃ۔ ابن الملک کہتے۔ خوابگاہ میں ایک کا چہرہ دوسرے سے نہ ملے تا کہ کہیں ان میں برائی نہ پھوٹ پڑے۔

مظہری کا قول: ایسا کرنے والے کو تعزیر کی جائے گی حد نہیں لگ سکتی۔ عورۃ الرجل۔ ناف اور گھٹنے کے درمیان۔ لونڈی کا ستر اسی طرح ہے۔ آزاد عورت کا ستر اور اس کے محارم کیلئے یہ ہے۔ البتہ اجنبی کے حق میں حرّہ کا تمام بدن عورت ہے۔ یہاں تک کہ چہرہ اور ہتھیلیاں۔

نووی کا قول: امرد خوبصورت ہو تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہے خواہ فتنہ سے مامول ہو یا نہ ہو۔ صحیح مذہب یہ ہے۔ جو محققین سے اختیار کیا۔ کیونکہ وہ عورت کے حکم میں ہے اور اس کو عورت کی طرح اس کو شہوت ہوتی ہے اور خوبصورتی میں اس کی شکل عورت جیسی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ان سے زائد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ تحریم میں ان سے مقدم ہیں کیونکہ ان کے حق میں شر کی آمد پر قدرت کی بنسبت زیادہ ہوتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٦٠١) ومسلم (٣٣٨) وأبو داود (٤٠١٨) والترمذي (٢٨٠٢) والنسائي (٥/٩٢٢٩) وابن ماجه (٦٦١) وابن حبان (٥٥٧٤) وأبو عوانة (٢٨٣/١) والطبراني (٥٤٣٨) وأبو يعلى (١١٣٦) وابن أبي شيبة (١/١٠٦) وابن خزيمة (٧٢) والبيهقي (٩٨/٧)

الفوائد : (۱)مرد کو مرد و عورت دونوں کے مستورہ اعضاء پر نگاہ حرام ہے۔(۲)عورت کو دوسری عورت کے مستورہ اعضاء پر نگاہ حرام ہے۔(۳)دو مردوں یا دو عورتوں کا ایک کپڑے میں بلا حائل جمع ہونا جائز نہیں۔

۲۹۱ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْخَلْوَةِ بِالْاَجْنَبِيَّةِ

بَابٌ: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

تشریح ۞ خلوت میں جس طرح اجنبیہ کا حکم ہے۔امرد کا حکم بھی بیان ہوا۔جب ان کی طرف دیکھنا حرام ہے۔تو خلوت بدرجہ اولی حرام ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾

[الاحزاب:۵۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو''۔

(احزاب:۶۵)

مَتَاعًا : اس سے مراد ضرورت ہے۔حِجَابٍ : ستر و پردہ کے معنی میں ہے۔

۱۶۳۰ :وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ!" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ :اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ :"اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْحَمْوُ" قَرِيْبُ الزَّوْجِ كَاَخِيْهِ وَابْنِ اَخِيْهِ وَابْنِ عَمِّهِ۔

۱۶۳۰: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کے پاس آنے جانے سے اپنے آپ کو بچا''۔اس پر ایک انصاری نے کہا:''دیور کا کیا حکم ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''دیور تو موت ہے''۔(بخاری ومسلم)

اَلْحَمْوُ :خاوند کا قریبی رشتہ دار۔بھتیجا' بھائی' چچازاد بھائی۔

تشریح ۞ عقبہ بن عامر۔ان کے حالات باب الدلالة علی الخیر میں گزرے۔

النساء۔جبکہ وہ بے حجاب ہوں یا خلوت کے طور پر ان کے پاس مت جاؤ۔افرأیت الحم۔ایک نسخہ الحَمْوُ ہے دَلْوٌ کے وزن پر۔آپؐ نے فرمایا وہ تو موت ہے۔

نووی کا قول :اس سے خطرہ دوسروں کی بنسبت زیادہ ہے۔اور اس سے شر کی توقع زیادہ ہے۔کیونکہ وہ عورت سے بلا انکار خلوت کر سکتا اور اس تک پہنچ سکتا ہے۔اجنبی کو وہ موقعہ نہیں مل سکتا۔

ابن الاعرابی کا قول: یہ عرب کا مقولہ ہے۔جیسے کہتے تھے : الأسد الموت یعنی اس سے ملنا موت کو دعوت دینا ہے۔

قاضی عیاض کا قول: دیور سے خلوت فتنہ کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔پس فتنے کو ہلاکت قرار دیا۔تو گویا تغلیظ کے مقام پر رکھ کر کلام کی گئی۔الْحَم۔میں چار لغات ہیں (۱) حَمُوك حالت رفعی (۲) حماك نصبی (۳) حميك (۴) حَموك۔ میم ساکن اور بعد کی ہمزہ پر اظہار حرکت حَمْأٌ فتحا کی طرح۔خَمْ جیسے اَبٌ اصل حَمَوٌ۔

حماة المراة حا زوجها کہا جاتا ہے۔یہ خاوند کا بھائی، بھتیجا، چچازاد اور وہ جو عورت کیلئے اجنبی ہو اس کا اصل وفرع سے تعلق نہ ہو وہ لغت میں احماء ہیں مگر روایت ان کو شامل نہیں۔باقی :

.مازری کا قول :حمو سے مراد خاوند کا والد ہے جب وہ ممنوع ہے تو اجنبی کا کیا اعتبار ہوگا۔یہ قول مردود ہے۔اس کا حدیث سے تعلق ہی نہیں۔(نووی)

تخریج : أخرجه احمد (٦/٥٥٨٨) والبخاري (٥٢٣٢) ومسلم (٢١٧٢) والترمذى (١١٧٤) والنسائى (٥/٩٢١٦) والدارمى (٢٦٤٢) وابن حبان (٥٥٨٨) والطبرانى (٧٦٢) والبيهقى (٩٠/٧)

الفوائد : (۱) اجنبیہ سے خلوت حرام ہے۔(۲) محارم سے خلوت میں بیٹھنا درست ہے۔(۳) دیور سے خلوت دینی ہلاکت کا باعث ہے۔تغلیظاً موت سے تعبیر فرمایا۔(۴) محرمات جن سے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو۔(۵) وطی بالشبہ یا ملاعنہ کی ماں ہمیشہ کیلئے حرام ہے مگر محرم نہیں اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نکاح حرام مگر محرم نہیں۔

۱۶۳۱ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَخْلُوَنَّ اَحَدُكُمْ بِامْرَاَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۳۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کوئی آدمی بغیر محرم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے''۔(بخاری ومسلم)

تشریح : بامراۃ۔اس سے اجنبی عورت کے مراد ہے۔الا مع ذی محرم۔یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔کیونکہ اس سے خلوت کی نفی ہو جاتی ہے۔بیہقی نے اس طرح نقل کی:''لا یخلون رجل بامراۃ الا ومعها ذو محرم ولا تسافر امراۃ الا مع ذی محرم ولا یدخل علیها رجل الا مع ذی محرم۔''ایضاً طبرانی مگر یہ الفاظ زائد ہیں:''فان الشیطان ثالثهما''۔

تخریج : کتاب آداب السفر میں گزر چکی۔

الفوائد : ایضاً۔

۱۶۳۲ :وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى

الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي اَهْلِهٖ فَيَخُوْنَهٗ فِيْهِمْ اِلَّا وَقَفَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ مَا شَآءَ حَتّٰى يَرْضٰى" ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "مَا ظَنُّكُمْ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۲: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں میں رہنے والے لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ پیچھے رہنے والا کوئی آدمی جو کسی مجاہد کے گھر میں اس کا نائب بنے پھر اس میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گا لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا پھر ہماری توجہ پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

تشریح ۞ المجاهدين: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں جانے والے ہوں۔ علی القاعدین: بیٹھے رہنے والوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ کحرمة امهاتهم: ان سے تعرض کسی بھی شک والی صورت سے درست نہیں۔ تاکہ ان مجاہدین کے حق کی ادائیگی کا تقاضا پورا ہو جو نصرت دین میں مشغول ہیں۔ یخلف رجلاً: ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔ فیخونه فيهم: اگر وہ خیانت کرے گا تو اس کو قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا۔ فیأخذ من حسناته: مجاہد کو خائن کی تمام نیکیاں دے دی جائیں گی۔ جتنی وہ چاہے گا اور یہ اس کی عظمت کے اہتمام میں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو۔ اس سے کم اس کو روکا نہ جائے گا۔ ما ظنکم: تمہارا کیا خیال ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو لینے کی اجازت دیں اور انسان کی طبیعت میں حرص ہے۔ تو کیا وہ اس کی کوئی نیکی چھوڑے گا۔

فَائِدَۃ: اس میں خائن کی سزا کو سخت انداز میں پیش کیا گیا تاکہ اس سے بچا جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢٣٠٦٦/٩) ومسلم (١٨٩٧) وأبو داود (٢٤٩٦) والنسائي (٣١٨٩) وابن حبان (٤٦٣٤) والحميدي (٩٠٧) سعيد بن منصور (٢٣٣١) والبيهقي (١٧٣/٩)

الفرائد : (۱) مجاہد کی خاص فضیلت ہے۔ (۲) اس کی بیوی پر نگران اگر تعرض کرے گا تو اس کے تمام نیک عمل قیامت کو اس سے لے کر مجاہد کو دے دیئے جائیں گے۔

۲۹۲ :بَابُ تَحْرِيْمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَتَشَبُّهِ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ فِيْ لِبَاسٍ وَّحَرَكَةٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ!

بَابُ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ لباس اور حرکات وسکنات میں مشابہت حرام ہے

تشریح ۞ تشبه النساء بالرجال: یعنی بیٹھنے اٹھنے، سونے میں عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا۔ اَلنَّحْوُ :في الباس: محل حال میں ہے۔(۲) مضاف الیہ کی دونوں صفتیں ہیں۔''ای الكائنين او كائنتين في ذلك'' تنازع بنانے کی ضرورت نہیں۔

۱۶۳۳ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے مشابہ حرکات کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں جیسی حرکات کرتی ہیں ایک اور روایت میں کہ رسول اللہؐ نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو عورتوں کے ہم شکل بنتے ہیں اوران عورتوں کو ملعون قرار دیا جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں''۔(بخاری)

تشریح ۞ المخنثين: وہ مرد جو حرکات وکلمات میں عورتوں سے مشابہت کرنے والے ہوں۔اگر یہ مشابہت خلقی ہے تو قابل ملامت نہیں اوراس کو چاہیے کہ وہ تکلف سے ان کو زائل کرے اوراگر وہ اس پر برقرار رہا اور کوشش نہ کی تو اس کی مذمت کی جائے گی اوراگر وہ قصداً کرتا اوراس کیلئے تکلف کرتا ہے تو یہ قابل مذمت ہے۔

ابن حبیب کا قول: کہ مخنث وہ ہے جو عورتوں والی حرکات اختیار کرے اگرچہ فاحشہ کا مرتکب نہ ہو۔مثلاً زنانہ چال چلے اور اس کی وضاحت ان الفاظ سے فرمائی گئی ہے۔ من الرجال و المترجلات: یعنی وہ عورتیں جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت میں المتشبهين من الرجال کے الفاظ وارد ہیں جو کہ تفسیر کی مانند ہیں۔من الرجال یہ محال حال میں ہے یا صفت ہے۔بالنساء: یہ ظرف لغو ہے ماقبل وصف سے متعلق ہے تشبیہ کو حذف کر دیا تا کہ تمام انواع کو شامل ہو اور تمام افراد کو شامل ہو۔المتشبهات من النساء۔ (بخاری)

طبری کا قول: مردوں کو عورتوں سے مشابہت جائز نہیں نہ کپڑوں میں نہ اس زینت میں جو ان سے خاص ہے۔اوراس کا عکس

بھی نہیں۔

ابن ابی جمرہ کا قول: ظاہری لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شئے میں مشابہت پر زجر ہے۔لیکن دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ یہاں لباس اور بعض صفات وحرکات میں مشابہت مراد ہے۔امور خیر میں مشابہت مراد نہیں۔لعنت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔

حکمت لعنت یہ ہے: احکم الحاکمین نے جس کیلئے جو بنایا یہ اس وضع سے خارج کرنا ہے۔جیسا کہ لعن الواصلات میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔وہ الفاظ یہ ہیں۔''المغیرات خلق اللّٰہ''۔(فتح الباری)

تخریج : أخرجه أحمد (١/٢٢٩١) والبخاری (٥٨٨٥) وأبو داود (٤٠٩٧) والترمذی (٢٧٩٤) والنسائی (٥/٩٢٥١) وابن ماجه (١٩٠٤) والدارمی (٢٦٤٩) وابن حبان (٥٧٥٠) والطیالسی (٢٦٧٩) وأبو یعلی (٢٤٣٣) والطبرانی (١١٦٤٧) وعبد الرزاق (٢٠٤٣٣) والبیهقی (٢٢٤/٨)

الفرائد : (۱) مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرنا حرام ہے۔(۲) لعنت کیا جانا کبیرہ گناہ کی علامت ہے۔آج کل کتنے لڑکے لڑکیوں سے اور لڑکیاں لڑکوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں الامان والحفیظ۔

۱۶۳۴ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ ، وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۶۳۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس آدمی پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کا سا لباس پہنے۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح : والمرأة تلبس لبسة الرجل: دونوں جنسوں میں جملے فعلیہ حال یا صفت واقع ہیں مراد یہ ہے ''لعن الرجل اللبس لبسه المرأة'' اس کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اور اس کا عکس بھی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٣١٦) وأبو داود (٤٠٨٩) وابن حبان (٥٧٥١) والحاکم (٤/٧٤١٥)

الفرائد : مرد کو عورتوں کا لباس استعمال کرنا حرام ہے۔اسی طرح عورتوں کو مردوں کا۔

۱۶۳۵ : وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ ، وَنِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوْسُهُنَّ کَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَآئِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا، وَاِنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ کَذَا وَکَذَا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰی ''کَاسِیَاتٌ'' اَیْ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ ''عَارِیَاتٌ'' مِنْ شُکْرِهَا وَقِیْلَ مَعْنَاهُ : تَسْتُرُ بَعْضَ

بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ اِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهِ – وَقِيْلَ : تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيْقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا وَمَعْنٰى "مَائِلَاتٌ" قِيْلَ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ– "مُمِيْلَاتٌ" اَیْ يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ الْمَذْمُوْمَ – وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْشِيْنَ مُتَبَخْتِرَاتٍ ' مُمِيْلَاتٌ لِاَكْتَافِهِنَّ – وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمِيْلَاءَ ' وَهِیَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا – "وَمُمِيْلَاتٌ" يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ "رُءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ" :"اَیْ يُكَبِّرْنَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ اَوْ عِصَابَةٍ اَوْ نَحْوِهَا۔

۱۶۳۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا دو قسمیں آگ والوں کی ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں ہونگی)۔ایک گروہ وہ ہے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) عورتوں کا وہ گروہ جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی' خود مائل ہونے والی۔ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کہانوں جیسے ہوں گے۔وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنے اتنے فاصلے پر پائی جائے گی۔ (مسلم)

كَاسِيَاتٌ: اللہ کی نعمت کا لباس پہنے ہوئے۔اَلْعَارِيَاتٌ :نعمت کے شکر سے عاری۔بعض نے کہا اپنے جسم کے بعض حصے کو چھپائے اور بعض کو خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے کھولے۔بعض نے کہا وہ ایسا کپڑا پہنے جوان کے جسم کی رنگت تک کو ظاہر کرے۔مَائِلَاتٌ :اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کو لازم نہ قرار دینے والی۔مُمِيْلَاتٌ :ایسی عورتیں جو اپنے مذموم فعل سے دوسروں کو واقف کراتی ہیں۔بعض نے کہا مَائِلَاتٌ ناز و انداز سے چلنے والی اور مُمِيْلَاتٌ اپنے کندھوں کو مٹکانے والی۔بعض نے کہا مُمِيْلَاتٌ :وہ ایسی کنگھی پٹی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور مُمِيْلَاتٌ :دوسروں کی کنگھی بھی اسی طرح کرنے والی۔اور رَءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ :اپنے سروں کو کوئی چیز لپیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

تشریح ۞ من اهل النار :کا مطلب جبکہ حلال سمجھ کر کرے تو خلود نار مراد ہوگا۔ورنہ گناہ کی مقدار میں عذاب۔پھر جنت میں داخلہ ہو جائے گا جیسے کبیرہ گناہ والے کا حکم ہے۔لم ارهما: اَلنَّجْوَیٰ یہ خبر ہے۔یہ بدی منفصل ہے۔**قوم معهم سياط**: سیاط کا واحد سوط ہے۔**يضربون بها الناس**: یہ جملہ فعلیہ حالیہ (۲) مستانفہ ہے۔مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ظلماً ماریں گے۔جو قیام حدود کیلئے مارا جائے وہ اس میں شامل نہیں۔**مميلات**: مردوں کی طرح تکبر سے اکڑ کر چلتی ہیں۔**رؤسهن كاسنمة البخت**: بخت یہ اونٹ کی ایک قسم ہے۔بختی کا واحد ہے اس کی جمع بخاتی آتی ہے۔یہ جملہ مفردات کی طرح محل خبر میں ہے۔ (۲) نساء سے حال ہے وصف سے خاص کیا گیا ہے۔**المائلة**: اپنی کوہان کی طرف جھکنے والا ہے۔**لا يدخلن الجنة**: مطلقاً وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی یا ابتداء میں داخلہ نہ ہوگا۔**ولا يجدن ريحها**: جنت کی نعمتوں سے محرومی اور دور کیے جانے کی طرف اشارہ ہے۔جیسا کہ اشارہ کیا:"**وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا و كذا**"۔ **كذا**

و کذا: یہ عدد معین سے کنایہ ہے۔طبرانی کی روایت میں گزرا کہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

(رواہ مسلم)

نووی کا قول: یہ معجزات نبوی سے ہے کہ یہ قسمیں اس وقت کثرت سے پائی جاتی ہے۔ **اصحاب السیاط**: یہ پولیس والے وغیرہ ہیں اور **کاسیات**: (۱) بعض نے کہا اس کا معنی بدن کا بعض حصہ ڈھانپنا اور بعض اظہار جمال کیلئے کھلا رکھنا جس سے رنگ کی رونق اور بدن کی کیفیت نظر آتے۔(۲) باریک کپڑا جس سے جسم کی رنگت نظر آئے۔

(یہ ۷۰۰ھ کی بات ہے جس میں اس کی تاویل کی ضرورت پڑی مگر اس وقت ۱۴۲۸ھ میں مسلمان کہلانے والے ممالک کی عورتوں میں تمام معانی کے ساتھ یہ چیز موجود ہے۔ بلکہ روشن خیالی اور ترقی نسواں کے نام سے اس کو ترویج دینے والے بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔مترجم)

مائلات: ممیلات کا معنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنے والیاں۔ جوان پر ان کی ذات، شرمگاہ اور مال، خاوند کے سلسلہ میں حقوق لازم ہوتے ہیں۔ان کو چھوڑ کر اس کا عکس اختیار کرنے والیاں۔ بعض نے کہا بظاہر ثبات کو ظاہر کرنے والیاں اور اچھے افعال اور طاعات کی طرف توجہ اور آخرت کے اہتمام سے تنگی ہیں۔ **ممیلات**: اپنے افعال شنیعہ دوسروں کو سکھانے والیاں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے گریز اور جس کی حفاظت لازم ہے اس سے بے پروائی کرنا بعض نے کہا مائلات کا مطلب اپنے کندھوں کو ہلا ہلا کر نزاکت کی چال چلنے والیاں۔ بعض نے کہا ٹیڑھی مانگ جو کہ زانیہ عورتوں کی علامت ہے اس کو اختیار کرنے والیاں اور ممیلات دوسری عورتوں میں یہ انداز جاری کرنے والیاں۔

بعض نے کہا مردوں کی طرف اپنے اظہار زینت سے میلان اختیار کرنے والیاں قاضی عیاض نے یہ معنی پسند کیا ہے۔

رؤسھن کاسمنۃ البخت: کا مطلب اپنے سروں کو بڑا ظاہر کرنے والیاں۔ جیسے سر کو پگڑ لپیٹ کر یا پٹی لپیٹ کر سر کو بڑا بنایا جاتا ہے۔اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

سیوطی کا قول: یہ گانا بجانا کرنے والی عورتوں کا شعار ہے۔

مازری کا قول: مردوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے والیاں نہ ان سے نگاہ کو جھکاتی اور نہ سروں کو نیچا کرتی ہیں۔

قاضی کا قول: اس طرح کنگھی کرنے والی ہیں کہ بالوں کی مینڈھیا بنا کر سر کے اوپر باندھ لیا جائے سر کے درمیان میں ان کو اکٹھا کر لیا جائے اس طرح وہ بختی اونٹ کے کوہان سے مشابہہ ہو جاتا ہے اور درمیان کے زائد بالوں سے بڑا کر لیا جاتا ہے۔ جس سے وہ سر کی ایک جانب میں مائل ہو جاتے جیسے کوہان ایک طرف کو جھکتی ہے۔عرب کہتے ہیں ناقۃ مبیلاء: جبکہ اس کی کوہان ایک طرف کو جھکنے والی ہو۔(ابن درید)

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۶۷۳) ومسلم (۲۱۲۸) وابن حبان (۷٤٦۱) والبیهقی (۲/۲۳٤) ۔

الفرائد : (۱) یہ معجزہ نبوت ہے آج یہ دونوں اصناف موجود ہیں۔اگر یہ توبہ نہ کریں تو سیدھے جہنم کے حقدار ہیں۔

۲۹۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

بَابٌ : شیطان اور کفار کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے

تشریح الشیطان والکفار: ان میں الف لام جنس کا ہے۔ان کے ہر فرد پر بولا جائے گا۔

۱۶۳۶ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَاْكُلُوا بِالشِّمَالِ' فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۶ :حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔(مسلم)

تشریح لا تأکلوا :یہ نہی تنزیہی ہے۔اور بائیں ہاتھ سے کھانے والے کیلئے بددعا وہ اس کے تکبر کی وجہ سے تھی کیونکہ اس نے آپ کے حکم کی طاعت بڑھائی اختیار کی۔جو محض جھوٹ کی بنیاد پر تھی۔فان الشیطان:یہ نہی کی تعلیل ہے۔اس میں شیطان کے کھانے کی تصریح ہے۔اور یہ اصل پر ہے جیسا کہ اس کیلئے ضراط کا ثبوت ملتا ہے جو کہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا پیٹ کھانے کو تحلیل کرتا ہے اور یہ روایت بھی گزری :''ذاك الرجل بال الشيطان فی أذنهٗ''۔

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱۴۵۹۳) ومسلم (۲۰۱۹) وابن ماجه (۳۲۶۸)

الفرائد : (۱)بلا عذر بائیں ہاتھ سے یہ افعال شیاطین کی پیروی ہے۔(۲)جو جس سے محبت کرے انہی کے ساتھ ہوگا۔

۱۶۳۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ' وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا ' فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۷:عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے اور نہ پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔(مسلم)

تشریح لا یأکلن:سخت کراہیت کو ظاہر کرنے کیلئے نہی کو نونِ ثقیلہ کے ساتھ ذکر کیا۔فان الشیطان:بایاں ہاتھ گندگی وغیرہ کے کاموں کیلئے ہے۔شیطان اپنی خباست اور گندگی کی وجہ سے نفیس کاموں کیلئے اسی کو استعمال کرتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۵۵۱۵) ومسلم (۲۰۲۰) وأبو داود (۳۷۷۶) والترمذی (۱۸۰۷) وابن حبان (۵۲۲۷) والدارمی (۲۰۳۰) وعبد الرزاق (۱۹۵۴۱) والبيهقی (۲۷۷/۷)

الفرائد : (۱)بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ ہے۔یہ شیطان کی مشابہت ہے۔(۲)دائیں ہاتھ سے لینا دینا مستحب ہے مگر

جبکہ معذور ہو۔

۱۶۳۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِا قَالَ :"اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْمُرَادُ : خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الْاَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ اَوْ حُمْرَةٍ ' وَاَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهِيٌّ عَنْهُ ' كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

۱۶۳۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" یہود ونصاریٰ سر کے بالوں (اور ڈاڑھی) کے بالوں کو نہیں رنگتے لہٰذا تم انکی مخالفت کرو(داڑھی اور سر کے بالوں کو رنگو)"۔(بخاری و مسلم)

مرد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کی سفیدی کو زردی یا سرخی سے رنگنا ہے۔رہی سیاہی کی ممانعت تو وہ ہم عنقریب ان شاء اللہ اس کو بعد والے باب میں ذکر کریں گے۔

تشریح ۞ لا یصبغون :وہ اپنے بالوں کو بالکل نہیں رنگتے۔ فخالفوھم:تم ان کی مخالفت کرو یعنی سیاہ کے علاوہ رنگا کرو۔

نووی کا قول:یصبغون سے ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو سرخ یا زرد رنگنا ہے سیاہ مکرہ تحریمی ہے۔صرف جہاد کیلئے درست ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹۲۲۰) والبخاری (۳٤٦۲) ومسلم (۲۱۰۳) وأبو داود (٤۲۰۳) والترمذی (۱۷۵۸) والنسائی (۵۰۸۷) وابن ماجه (۳٦۲۱) وعبد الرزاق (۲۰۱۷۵) وابن حبان (۵٤۷۰) ابن أبي شيبة (۸/٤۳۱) والبیهقی (۷/۳۰۹)

الفرائد : (۱) یہود نصاریٰ کے افعال میں ان کی مخالفت کی تائید کی گئی۔آج کل تو مسلم نما لوگوں یہود نصاریٰ کی اتباع پر فخر کرنے والے ہیں۔اور ترقی مسلم کو اسی میں پنہاں جانتے ہیں۔اعاذنا اللّٰہ منه۔

۲۹۴ :بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهَا بِسَوَادٍ

بَابٌ: مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو رنگنے کی ممانعت

تشریح ۞ یہاں مرد و عورت کا تذکرہ کیا۔اخنثی :کا حکم یہی ہے۔نایاب ہے اس لئے تذکرے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔بسوادٍ:سیاہ کی نہی تحریمی ہے صرف جہاد کیلئے مباح ہے۔

۱۶۳۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اُتِيَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ وَالِدِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُمَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "غَيِّرُوْا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں) لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفیدی کو بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو"۔ (مسلم)

تشریح ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔ یوم فتح مکه: یہ اُتِیَ: کا ظرف ہے۔ رأسه: سے مراد سر کے بال ہیں۔ کالثغامة: یہ سفید پھولوں والی بوٹی ہے۔ جو رنگت میں بڑھاپے کے مشابہ ہے۔ بیاضًا: شبہ کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ یہ جملہ ابی قحافہ سے محل حال واقع ہے۔ غیروا هذا: سفیدی کو خضاب سے بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو۔ اجتبوا السواء: کا امر وجوب کیلئے ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٥/١٤٤٠٩) ومسلم (٢١٠٢) وأبو داود (٤٢٠٤) وابن ماجه (٣٦٢٤) وابن حبان (٥٤٧١) والحاكم (٣/٥٠٧٨) وأبو يعلى (١٨١٩) والبيهقي (٧/٣١٠)

الفوائد: (۱) سیاہ خضاب سے گریز کیا جائے صرف مجاہد کیلئے ضروری درست ہے۔ مہندی کا درست ہے۔

۲۹۵: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُوْنَ بَعْضٍ وَّإِبَاحَةِ حَلْقِ كُلِّهَا لِلرَّجُلِ دُوْنَ الْمَرْأَةِ

بَابٌ: سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان اور مردوں کے لئے تمام بال منڈانے کی اجازت البتہ عورت کے لئے اجازت نہیں

تشریح القزع: سر کا بعض حصہ مونڈ کر بعض کو چھوڑ دینا۔ یہ قزع السحاب سے ماخوذ ہے۔ (النہایہ) اباحة حلقه: حلق راس مباح نیا کام ہے اگر بال چھوڑنے میں تکلیف ہو۔ ایذاء کو دور کرنے کیلئے یہ مستحب ہے۔ دون المرأة: عورت کیلئے حلق مکروہ (تحریمی) ہے معلوم ہوا کہ یہ قید قزع کیلئے نہیں۔ اس کی کراہت ہر دو صنف کیلئے عام ہے۔

۱۶۴۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۴۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا (قزع کا معنی کچھ کو مونڈنا اور کچھ کو چھوڑ دینا)۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ⊛ **القزع** :درمیان سے سر کو مونڈ دیا جائے اور مینڈیوں کی اطراف سے چھوڑ دیا جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٤٩٧٣) والبخاری (٥٩٢٠) ومسلم (٢١٢٠) وأبو داود (٤١٩٣) والنسائی (٥٠٦٥) ابن ماجه (٣٦٣٧) وابن حبان (٥٥٠٦) والبیهقی (٩/٣٠٥)

الفرائد :قزع اہل کفر کا شعار ہے۔اور خلقت کو بدلنے کے مشابہ ہے۔اس کی حرمت پر اتفاق ہے۔

۱۶۴۱ : وَعَنْهُ قَالَ : رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: "احْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۶۴۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے بعض بال مونڈ دیئے گئے اور بعض سر کے بال چھوڑ دیے گئے پس آپؐ نے ان کو اس سے ممانعت فرمائی اور فرمایا: "اس کے سب بالوں کو مونڈ دو"۔ (ابوداؤد) بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح۔

تشریح ⊛ **حلق بعض راسه** :فعل مجہول ہے۔ رأس سے سر کے بال مراد ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو بعض چھوڑے اور بعض مونڈھنے سے منع فرمایا۔

قول علماء:اس کی ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ یہ خلقت کو بدصورت بنانا ہے۔بعض نے کہا یہ شاطر اور شریر لوگوں کا انداز ہے۔بعض نے یہود کا طرز بتایا۔ یہ بالاتفاق مکروہ ہے۔البتہ علاجاً درست ہے۔

علقمی کا قول:اس میں اختلاف ہے کہ پیشانی کے بال چھوڑ کر باقی سر مونڈھ دیں۔امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو قزع سے شمار کر کے منع کیا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٥٦١٩) وأبو داود (٤١٩٥) والنسائی (٥٠٦٣) وابن حبان (٥٥٠٨) وعبد الرزاق (١٩٥٦٤)

الفرائد : (ا) تمام بالوں کا مونڈھنا یا تمام کا چھوڑنا کہ کان کی لو سے تجاوز نہ کر جائیں تاکہ لڑکیوں سے مشابہت ہو جائے۔آج کل تو بہت سے لڑکے اسی طرح بال رکھنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ عقل دے۔

۱۶۴۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ :"لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ :"ادْعُوْا لِيْ بَنِيْ اَخِيْ" فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّنَا اَفْرُخٌ فَقَالَ :"ادْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ" فَاَمَرَهٗ فَحَلَقَ رُءُوْسَنَا' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۶۴۲: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی پر آج کے دن کے بعد مت رونا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بھتیجوں کو بلاؤ پس ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چوزے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بال مونڈنے والے کو بلاؤ'' پھر اس کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے سروں کو مونڈ دیا۔ (ابوداؤد) بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح۔

تشریح ۞ أمهل آل جعفر: یعنی اولاد و بیوی کو تین دن رات کی مہلت دی پھر تشریف لائے۔ فقال لا تبکوا علی اخی بعد الیوم: یہ نہی تنزیہی ہے۔ کیونکہ تین دن کے بعد بھی حرام رونے کے طریقوں کے علاوہ [illegible] ہے۔ کاننا افرخ: جمع فرخ: چوزہ۔ والد کے گم ہونے کی وجہ سے غم میں کمزوری آ گئی تھی۔ الحلاق: [illegible] کی طرف نسبتی اسم ہے۔ بال مونڈھنے والا۔ فامرہ فحلق رؤسنا: یہ ازالہ غم کا تفاول تھا اور [illegible] بال مونڈھنا [illegible]۔

تخریج: أخرجه أبو داود (٤١٩٢) والنسائی (٥٢٤٢) وابن سعد (٣/٤) وأخرجه أحمد (٥٢٥٠)

الفرائد: میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت نہیں (۲) ولی بچوں کے ختنے اور حلق کروا سکتا ہے۔

۱۶۴۳: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا'' رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۶۴۳: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال مونڈھے۔ (نسائی)

تشریح ۞ تحلق المراۃ رأسها: عورت کا سر کے بال مونڈنا مثلہ کی طرح ہے۔ اس کی نہی تنزیہ ہے۔ حلت ممانعت سے پہلے تھی ورنہ یہ تو حرام ہے۔ عدم حاجت کی قید ہے۔

تخریج: أخرجه الترمذی (٩١٥) والنسائی (٥٠٥٤)

الفرائد: عورتوں کو سر کے بال مونڈھنا جائز نہیں اگر وہ اس کے خلاف کرے گی تو عذاب کی حقدار ہو گی۔ (۲) اسی وجہ سے حج کے موقعہ پر ذرا سے بال نیچے سے کاٹے جائیں گے۔

۲۹۶ بَابُ تَحْرِيْمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوِشْرِ وَهُوَ تَحْدِيْدُ الْاِسْنَانِ

بَاب: مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور دانتوں کا باریک کرانا حرام ہے

تشریح ۞ وصل الشعر: آدمی کے بالوں کے ساتھ۔ الوشم: گوندنی کرنا۔ الوشر: دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنا۔ تاکہ ان کے مابین فاصلہ معلوم ہو کر خوبصورت زیادہ ہو۔ تاکہ وہ اپنا جوان ہونا ظاہر کرے۔ بچیوں کے دانتوں میں

فاصلہ ہونا اور جب عمر زیادہ ہو جاتی ہے۔منظر وحشت ناک ہو جاتا ہے۔ریتی وغیرہ سے دانتوں کو رگڑتے ہیں تاکہ خوبصورت معلوم ہو اور کم عمر معلوم ہو اور یہ فعل حرام ہے۔

الآیات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَّاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ: لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾[النساء:۱۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ کے سوا مؤنث چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔اللہ نے اُس پر لعنت فرمائی اور اس نے کہا کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوں میں مبتلا کروں گا اور ان کو حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان (بطور نذر) چیریں گے اور ضرور انہیں میں حکم دوں گا وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے''۔(النساء:۱۱۷)

تشریح ۞ اِن: یہ ما کے معنی میں ہے۔اناثا: لات وعزیٰ مراد ہیں۔(۲) ہر قبیلے کا ایک بت تھا جس کا مؤنث نام ہوتا تھا۔(۳) ہر بت کے ساتھ اس کی ذلت ورسوائی بھی ہے۔(۴) اناث: ہر اس شئی کو کہتے ہیں جس میں روح نہ ہو۔(۵) فرشتے مراد ہیں۔کیونکہ وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔وان یدعون الاشیطانا مریدًا: مرید جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طاعت سے نکلنے والا ہو۔شیطان نے ہی ان کو ان بتوں کی عبادت پر لگایا ہے۔درحقیقت وہ شیطان ہی کی عبادت کرتے ہیں۔لعنه اللّٰه: اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔یہ شیطان کی صفت ثانیہ ہے۔قال لا تخذن: نصیب مفروض سے مراد معلوم حصہ۔النحو: اس جملے کا عطف لعنه اللّٰه پر ہے۔مطلب یہ ہے کہ تم سرکش اور دھتکارے ہوئے شیطان کی عبادت کرتے ہو۔حالانکہ وہ تمہارا بڑا دشمن ہے۔ولا ضلنهم: میں ان کو اغواء کر کے سیدھی راہ سے بھٹکا دوں گا۔ولا امنینهم: اور آخرت کو گناہ کے باوجود کامیاب انداز سے پالینے کی تمنائیں دلاؤں گا اور لمبی زندگی کی امیدیں دلاؤں گا۔ان کو حکم دوں گا ابھی بڑا وقت ہے۔نہ کوئی جنت ہے نہ دوزخ۔ولا مرنهم: میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیریں اور ان پر سواری کو حرام قرار دیں اور ان کا نام بحیرہ، سائبہ رکھوں گا۔فلیغیرن خلق اللّٰه: اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی تبدیلی خضاب ووشم سے (۲) اللہ تعالیٰ کے فطری دین کو تبدیل کراؤں گا۔ومن یتخذ الشیطان ولیًا: شیطان کو اس طرح دوست بنائیں گے کہ اس کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کریں گے۔خسر خسرانا مبینا: اس نے مکمل طور پر رأس المال کو ضائع کر دیا اور جنت کو دینا کے بدلے بیچ ڈالا۔یعدهم ویمنیهم: شیطان ان سے وعدے تو کرتا ہے۔مگر پورے نہیں کرتا اور ایسی تمنائیں دلاتا ہے جو وہ نہ پا سکیں۔الا غرورًا: دھوکا یہ ہے کہ نفع کا وہم دلاتا ہے مگر نقصان پہنچاتا ہے۔محیصًا: ٹھکانہ اور لوٹنے کی جگہ۔

۱۶۴۴ : وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِیْ اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا' وَاِنِّیْ زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِیْهِ؟ فَقَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ "اَلْوَاصِلَةَ ' وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"۔

قَوْلُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالرَّآءِ وَمَعْنَاهُ :انْتَثَرَ وَسَقَطَ – وَالْوَاصِلَةُ الَّتِیْ تَصِلُ شَعْرَهَا اَوْ شَعْرَ غَیْرِهَا بِشَعْرٍ اٰخَرَ – "وَالْمَوْصُوْلَةُ" :اَلَّتِیْ یُوْصَلُ شَعْرُهَا – "وَالْمُسْتَوْصِلَةُ" اَلَّتِیْ تَسْاَلُ مَنْ یَّفْعَلُ لَهَا ذٰلِكَ۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهٗ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۶۴۴: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں بوجہ حصبہ (جلدکی) بیماری کے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے کیا میں اس موقعہ پر اس کے بال جڑوا سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جڑانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں اَلْوَاصِلَةُ اور اَلْمُسْتَوْصِلَةُ کے الفاظ ہیں مگر مطلب ایک ہے۔

فَتَمَرَّقَ: گر گئے' بکھر گئے۔

اَلْوَاصِلَةُ : بال جوڑنے والی اپنے بالوں کو یا دوسری عورت کے بالوں کو اور کے ساتھ۔

اَلْمَوْصُوْلَة : جس کے بال جوڑے جائیں۔

اَلْمُسْتَوْصِلَة : جو بال جوڑنے کا سوال اور مطالبہ کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : اسماء : یہ صدیق اکبر رضی اللہ بیٹی ہیں۔ فقالت یا رسول الله۔ عطف تفسیری ہے۔ الحصبة :بال چیرہ۔ وانی زوجتها :وہ خاوند کیلئے بالوں کی تحسین کر سکے۔ تو کیا اس کیلئے جائز ہے اور آپ اجازت مرحمت فرماتے ہیں کہ گرے ہوئے بالوں کی جگہ بال ملالوں۔ آپ نے فرمایا۔ لعن اللّٰه الواصله والموصولة :جو یہ کام کرنے والی اور بال لگوانے والی پر اللہ تعالیٰ پھٹکار ہو۔ ابن ماجہ نے اس کے ساتھ المستوصله ذکر کیا۔ جو بالوں کو ملانے کی طالبہ ہو۔ خواہ محرم سے یا دوسرے سے۔ یہ عموم کے اعتبار سے عام ہے۔ جس طرح کہ موصول فیہا سے طلب سے لگوائے یا بلا طلب لگائے گئے۔ بخاری نے ابواب الادب میں اس طرح الفاظ نقل کیے۔ "ان جارية من الانصار تزوجت وانها مرضت فتمعط شعرها فارادوا ان یوصلوها فسألوا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال لعن اللّٰه الواصله والمستوصلة" (مسلم)

تخریج: أخرجه البخاری (۵۹۳۵) ومسلم (۲۱۲۲) والنسائی (۵۱۰۹) وابن ماجه (۱۹۸۸) أخرجه أحمد (۲۴۸۵۷) والبخاری (۵۲۰۵) ومسلم (۲۱۲۳) وابن حبان (۵۵۱۴) والبخاری (۵۲۰۵) ومسلم (۲۱۲۳) وابن حبان (۵۵۱۴) وابن أبی شيبة (۸/۴۸۹) والنسائی (۵۱۱۲) والطیالسی (۱۵۶۴) والبیهقی (۲/۴۲۶)

الفرائد : (۱) عورتوں کو بالوں کو لمبا کرنے کیلئے بال ملانا حرام ہے بلکہ یہ کاروبار کرنے والی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔ یہ حکم

معزورہ اور دلہن وغیرہ سب کو شامل ہے۔

۱۶۴۵ :وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ — وَيَقُوْلُ :"إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْا إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَآؤُهُمْ۔مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۶۴۵: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج والے سال منبر پر یہ بات سنی اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جو انہوں نے اپنے پہرے دار کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پس فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان (بے حیائی کے) کاموں کو پکڑ لیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حمیر بن عبدالرحمان بن عوف زہری المزنی اللہ ہیں۔ یہ کبار تابعین سے تھے۔ ان کی وفات ۱۰۵ میں ہوئی۔ بعض نے کہا کہ ان کی روایت عمرو بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تمام نے تخریج کی ہے۔ **عام حج** :اس سے مراد ۵۱ھ ہے (فتح الباری)۔ **قُصه** :بالوں کا گچھا۔ (النہایہ)

نووی کا قول:اصمعی کہتے ہیں۔ پیشانی پر لٹکنے والے سر کے اگلے حصہ کے بال بعض سے ناصیة کے بال کہے ہیں۔ **النحو** :یہ جملہ معاویہ سے حال ہے۔ **حَرَسِي**:امیر کے غلام کو کہا جاتا ہے۔ **یا اهل المدینه این علماؤ کم** :یہ سوال ان کے اعمال پر انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو اس سے غفلت اختیار نہ کرنی چاہیے تھی۔ بلکہ اس کو بدل دینا چاہیے تھا۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ خلفاء و حکام کو منکر کے انکار اور اس کے دور کرنے اور اس کے بدلنے میں سستی پر کس قدر ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیے۔

انما هلکت بنو اسرائیل :بنی اسرائیل میں عام ہلاکت کا سبب ان کے احبار کا منکر کے سلسلہ میں سستی برتنا تھا۔ اس میں خوب انداز سے خبردار کیا گیا۔ خوش نصیب وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

قاضی عیاض کا قول:ممکن ہے یہ ان پر حرام ہو۔ اس کے استعمال سے ان کو ہلاکت کی سزا دی گئی۔ بعض نے کہا ان کی ہلاکت کے من جملہ اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا۔ جب منکر سر عام ہونے لگا تو وہ ہلاک ہو گئے۔ اس منکر سر عام ہونے کا خطرناک نتیجہ بتلایا گیا۔

تخریج : أخرجه مالك (١٧٦٥) وأحمد (٦/١٦٨٩١) والبخاري (٣٤٦٨) ومسلم (٢١٢٧) وأبو داود (٤١٦٧) والترمذي (١٧٩٠) والنسائي (٥٢٦٠) والحميدي (٦٠٠) وابن حبان (٥٥١٢) والطبراني (١٩/٧٤٠) والبيهقي (٢/٤٢٦)

الفرائد : (۱)حکام کو منکرات ختم کرنے کی تگ ودو کرنی چاہیے۔(۲)دوسروں کے بالوں سے بال ملانا درست نہیں۔

۱۶۴۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی اور گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **الواصله** :بال ملانے کا پیشہ کرنے والی۔**والمستوصله** :جو عورت بال لگوائے خود یا دوسروں گے۔**والواشمه** :گوندنی کروانے والی۔تیل وغیرہ سے۔یہ کبائر سے ہے۔اس کو دور کرنا ضروری ہے۔اگر کسی خطرہ میں مبتلا کا خدشہ نہ ہو۔مرد وعورت کیلئے ازالے کا یکساں حکم ہے۔**المستوشمه** :کسی اور سے کہہ کر گوندنی کروانے والی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۲۷۲٤) والبخاری (۵۹۳۷) ومسلم (۲۱۲٤) وأبو داود (٤۱٦۸) والترمذی (۲۷۲۹) والنسائی (۵۱۱۱) وابن ماجه (۱۹۸۷) وابن حبان (۵۵۱۳) وابن أبی شیبة (۸/٤۸۷)

الفرائد : گوندنی اور وصل شعر بہر صورت ممنوع ہیں کیونکہ ان پر لعنت کی گئی ہے۔

۱۶۴۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَةٌ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ :وَمَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمُتَفَلِّجَةُ" هِيَ :الَّتِيْ تَبْرُدُ مِنْ اَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيْلًا وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ – وَالنَّامِصَةُ :الَّتِيْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيْرَ حَسَنًا وَالْمُتَنَمِّصَةُ الَّتِيْ تَاْمُرُ مَنْ يَّفْعَلُ بِهَا ذٰلِكَ۔

۱۶۴۷: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گوندنی کرنے والی اور گوندوانے والی اور پلکوں کے بال کھلوانے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو تبدیل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔پس ایک عورت نے اس سلسلے میں آپ سے بحث کی تو آپ نے فرمایا میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسولؐ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔اللہ نے فرمایا:"اور جو تمہیں رسول دیں اس کو اختیار کرو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔(بخاری ومسلم)

مُتَفَلِّجَةُ: اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے دانتوں پر اس لئے ریتی لگواتی ہے تا کہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور ان میں حسن پیدا ہو جائے اور اسی کو ''وشر'' کہا جاتا ہے۔ نَامِصَةٌ اس عورت کو کہتے ہیں جو اَبرو کے بالوں کو لیتی ہے اوران کو باریک کرتی ہے تا کہ وہ ابرو حسین ہو جائے۔ مُتَنَمِّصَةُ وہ عورت جو کسی کو یہ کام کرنے کے لئے کہے۔

تشریح ۞ **الواشمات** :اس میں اور مابعد میں اَلْ یہ جنس کیلئے ہے۔پس جمع کا معنی باطل ہے۔مطلب یہ ہے ہر واشمہ ملعونہ ہے۔ یہ نہیں کہ مجموعہ کا فعل لعنت کا باعث ہے۔**والمستوشمات والمتنمصات** :یہ تَنَمُّص سے لیا گیا ہے۔ جو آبرو کے بال لے تا کہ وہ باریک ہو جائیں اور خوبصورت معلوم ہوں۔ یہ حرام ہے۔البتہ عورت کو داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو ان کا اکھاڑنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے (عندالشوافع) ممانعت کا تعلق آبرو سے ہے۔**متنمصه** :جو آبرو لینے کا حکم دے۔ **والمتفلجات** :یہ **متفلجه** کی جمع ہے۔ثنایا اور رباعیات کو ریتی سے رگڑوائے۔ بڑھیا کرائے تا کہ خوبصورت منظر والی بن جائے اور جوان معلوم ہو۔**المغيرات خلق الله** :یہ تمام صفات دلالت کرتی ہیں یہ چیزیں لعنت کا باعث ہیں۔**فقالت له امرأة** :بقول کرمانی رحمہ اللہ یہ ام یعقوب ہیں۔**في ذلك** :ان عورتوں کو لعنت کرنے میں ملامت کی۔تو انہوں نے جواب دیا۔**ومالي لا ألعن من لعنه رسول الله صلى الله عليه وسلم** ۔خبر میں ضمیر مستتر سے **لا العن** کا جملہ حال کی جگہ ہے۔**مالي** :یہ جملہ مبتداء اور خبر ہے۔**هو في كتاب الله** :یعنی قرآن مجید:﴿وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٤١٢٩) والبخاری (٤٨٨٦) ومسلم (٢١٢٥) وأبو داود (٤١٦٩) والترمذی (۲۷۹۱) والنسائی (٥١١٤) وابن ماجه (١٩٨٩) والدارمی (٢٦٤٧) والحميدی (٩٧) وابن حبان (٥٥٠٤) والبيهقی (۲۰۸/۷)

الفرائد :(۱)ان تمام چیزوں میں شدید وعید کی وجہ دھوکا بازی ہے۔(۲) یہ تغییر خلقت کے مشابہہ ہے جو کہ حرام ہے۔ اسی لئے وشم نمص ، فلج کرانے والی عورتوں اور مردوں کو ملعون قرار دیا گیا اور کرنے والی عورت حرام میں معاونت کی وجہ سے ملعونہ ہے۔

۲۹۷ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ نَتْفِ الْاَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهٖ عِنْدَ اَوَّلِ طُلُوْعِهٖ

بَابٌ: مرد کا ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا اکھاڑنا' بے ریش کا ڈاڑھی کے بالوں کو اُکھاڑنا ممنوع ہے

تشریح ۞ نتف الامرد شعر لحیته عدوانا : بے بال ہونے کو پسند کرتے ہو جونہی ظاہر ہوں ان کا نوچ ڈالنا (نووی) علماء نے ڈاڑھی سے متعلق دس باتوں کو مکروہ قرار دیا ہے، کراہت کے بھی درجات ہیں۔ (۱) سیاہ خضاب لگانا جو جہاد کی غرض سے نہ ہو۔ (۲) صالحین کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے زرد خضاب لگانا جس میں اتباع سنت مقصود نہ ہو (۳) گندھک وغیرہ سے سفید کرنا تاکہ جلد بڑھاپا معلوم ہو اور لوگ اس کی تعظیم وتکریم زیادہ کریں۔ مشائخ میں شمار کرا کر عظمت کا وہم دلایا جائے۔ (۴) جونہی ڈاڑھی ابھرے اسے اکھاڑنا تاکہ خوبصورتی اور چہرہ بے بال قائم رہے۔ (۵) سفید بالوں کو اکھاڑنا۔ (۶) تصنع سے تہہ لگانا تاکہ عورتیں اس کو حسین خیال کریں۔ (۷) لوگوں کی خاطر تصنع کے طور پر کنگھی کرنا۔ (۸) زہد ظاہر کرنے کیلئے اس کو پراگندہ چھوڑ دینا۔ اور بذات خود اس کی کم پرواہ کرنا۔ (۹) خود پسندی اور جوانوں پر بڑھاپے کے ذریعہ فخر کرنے کیلئے ہر دم اس کی سفیدی اور سیاہی کو دیکھتے رہنا۔ (۱۰) گرہیں اور حلقے اور اسکی مینڈھیاں بنانا۔ البتہ اگر عورت کے ڈاڑھی نکل آئے اس کو مونڈھ دینا مستحب ہے۔ (نووی) کراہت سے معلوم ہوتا ہے کہ نووی کے ہاں تحریم مراد ہے۔

۱۶۴۸ :عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ – قَالَ التِّرْمِذِيُّ :هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

۱۶۴۸: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بڑھاپے کے) سفید بالوں کو مت اکھیڑو کیونکہ قیامت کے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے"۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی' نسائی) عمدہ سند کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ جد : سے مراد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہیں۔ لا تنتعفوا الشیب : کیونکہ یہ عذاب سے چھوٹ جانے کا سبب بنے گی۔ جیسا حدیث قدسی میں وارد ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں:"لا تنتفوا الشیب ما من مسلم

يشيب شيبة في الاسلام الا كانت له نورًا يوم القيامة'' (نووی) ابن ماجہ فی الادب اورابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں ''ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهٰی عن نتف الشیب:''اورابن شیبہ میں یہ الفاظ زائد ہیں:''نور المؤمن''۔ (اطراف مزی) اوراحمد کی روایت میں فی الاسلام کے بعد یہ الفاظ ہیں''الا کتب اللّٰہ له بها حسنه ورفعه بها درجة، وحط عنه بها خطيئة'' احمد ابن ماجہ اورابن حبان کے الفاظ اس کے قریب قریب ہیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲/٦٦٨٤) وأبو داود (٤٢٠٢) والترمذی (۲۸۳۰) والنسائی (٥٠٨٣) وابن ماجه (۳۷۲۱) والبیهقی (۷/۳۱۱) ابن حبان (۲۹۸٥)

الفرائد: (۱) سفید بال بڑھاپے کے آثار سے ہیں۔ان کو جو علامت بڑھاپہ زائل کرنے کی نیت سے چنتا ہے۔اس کا یہ فعل ممنوع ہے۔

۱۶۴۹: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ''مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے (کوئی) ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو وہ (امر) مردود ہے''۔(مسلم)

تشریح ۞ ليس عليه امرنا: اس طور پر کہ وہ من گھڑت اورنو ایجاد ہے۔شریعت کا کوئی اصول اس کو گواہی نہیں دیتا۔ فهو رد: وہ مردود ہے۔اس سے بدعت واجبہ (یہ لغوی بدعت ہے شرعی بدعت میں داخل ہی نہیں جس کا حدیث تذکرہ ہے) مثلاً علم کی کتابیں، تعمیر مدارس، حیثیت کے مطابق کھانے میں وسعت کیونکہ ان تمام کی اصل قرون ثلاثہ میں موجود ہے۔ اصول دین کے عین مطابق ہیں۔

تخریج: کتاب المأمورات میں گزر چکی۔

الفرائد: ایضاً۔

۲۹۸: بَابُ كَرَاهَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ!

بَاب: دائیں ہاتھ سے استنجاء اورشرمگاہ کا بلا عذر چھونا مکروہ ہے

تشریح ۞ جس آدمی کا بایاں ہاتھ نہ ہو۔یا کوئی تکلیف مانع ہو تو وہ دائیں سے کرسکتا ہے۔یہ کراہت تنزیہی ہوئی۔

۱۶۵۰: عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذَنَّ

ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِيْنِهٖ ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ۔

۱۶۵۰: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنے آلہ تناسل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے''۔ (بخاری ومسلم)

اس باب میں بہت ساری صحیح احادیث ہیں۔

تشریح ۞ **فلا يأخذن ذكره بيمينه** : کیونکہ وہ گند ہے اس کیلئے بایاں ہاتھ مقرر کیا گیا ہے۔ **ولا يستنجی بيمينه**: یہ نفی نہی کے معنی میں ہے۔ دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے کھانا کھایا جاتا ہے۔ کھانے کے وقت اس کو نجاست چھونے والا یاد آئے گا تو کھانے کا لطف کرکرا ہوجائے گا۔ **ولا يتنفس فی الاناء**: پانی پینے کے دوران پانی کے برتن میں سانس نہ لے۔ سانس کے ساتھ بعض اوقات رینٹھ اور منہ کی مہک خارج ہوکر مشروب کا مزا خراب کر دے گی۔ پس برتن کو سانس کے وقت منہ سے جدا کر کے سانس لے۔ خلاصہ میں نوویؒ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ آپ ﷺ کا دایاں دست مبارک وضوء، کھانے وغیرہ کیلئے اور بایاں ہاتھ خلاء اور ایذاء والی چیزوں کیلئے تھا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے دایاں ہاتھ کھانے اور پینے اور پہننے کیلئے آپ استعمال فرماتے تھے۔

(ابو داؤد فی النهی عن الاستنجاء باليمين)

تخريج : أخرجه أحمد (۸/۲۲۷۱۰) والبخاری (۱۵۳) ومسلم (۲۶۷) وأبو داود (۳۱) والترمذی (۱۵) والنسائی (۲٤) وابن ماجه (۳۱۰)

الفرائد : (۱) اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ دائیں ہاتھ ان کاموں کیلئے استعمال کرنا جو گندے سمجھے جاتے ہیں۔ مکروہ تنزیہی ہے۔ پیشاب کے وقت اعضاء مستورہ کو دائیں ہاتھ سے تھامنا مکروہ تنزیہی ہے۔

۲۹۹ :بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ خُفٍّ وَّاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَّكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا لِغَيْرِ عُذْرٍ

بَابٌ: ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر بلا عذر چلنا مکروہ ہے اور جوتا اور موزہ بلا عذر کھڑے ہوکر پہننا مکروہ ہے

تشریح ۞ ایک موزہ یا جوتا خلاف وقار ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہ ہے اور اگر کوئی عذر ہو جیسے ایک پاؤں جوتا پہنا ہی

نہیں جا سکتا تو اس وقت کراہت نہ ہوگی۔ کراھة لبس النعل :یہاں جنس کے بدلنے کی وجہ سے کراہت کا لفظ دوبارہ لائے۔ اگر چہ ضرورت نہ تھی۔ حذف اولیٰ ہے۔عطف کفایت کر رہا ہے۔لغیر عذر کی قید بھی ماقبل کی طرح اس کے ساتھ بڑھادی۔

۱۶۵۱ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا وَفِیْ رِوَايَةٍ :"اَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کوئی شخص ایک پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلے یا دونوں جوتے پہن لے یا دونوں اتار دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یا دونوں پاؤں کو ننگا کر دے''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ احدکم فی نعل واحدة : کیونکہ یہ خلاف وقار ہے۔ یہ گرنے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔گویا نہی شفقت کیلئے ہے۔لینعلھما جمیعًا :جمیعًا یہ حال ہے۔سیوطیؒ کہتے ہیں کہ اس کو مالک اور شیخین اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ تمام نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں لیخلعھما کا لفظ وارد ہے۔اگر چہ اس کا معنی بھی اتارنا ہے۔دونوں لفظ درست ہیں۔فقط لفظ کا اختلاف ہے۔

تخريج: أخرجه مالك (١٧٠١) والبخاری (٥٨٥٥) ومسلم (٢٠٩٧) وأبو داود (٤١٣٦) والترمذی (١٧٨١) وابن حبان (٥٤٦٠) والبيهقی (٤٣٢/٢)

الفرائد : (۱)ایک موزے یا جوتے کو پہن کر چلنا خلاف ادب ہے۔(۲) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اَدبنی ربی فاحسن تادیبی ''۔

۱۶۵۲ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِی الْاُخْرٰی حَتّٰی يُصْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:''تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط دوسرے جوتے کے ساتھ نہ چلے۔جب تک کہ اس کو درست نہ کروائے''۔(مسلم)

تشریح ۞ شسع نعل احدکم :جوتے کے درمیان والا تسمہ۔زمام وہ لمبی رسّی جس سے تسمے کو گرہ دی جاتی ہے۔ شسع کی جمع شُسُوعُ ۔

فلا یمشی :دونوں پاؤں میں جوتا پہن کر چلے۔درستگی سے پہلے دوسرے کو بھی اتار لے تاکہ ایک جوتے میں چلنا لازم

نہ آئے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٩٤٨٨) ومسلم (٢٠٩٨) والنسائي (٥٣٨٤) وابن ماجه (٣٦١٧) وابن حبان (٥٤٥٩) وابن أبي شيبة (٨/٤١٥) وعبدالرزاق (٢٠٢١٦)

الفوائد : (١) یہ چیز وقار کے خلاف اور مثلہ کے مشابہہ ہے۔ (٢) شیاطین کی مشابہت ہے نیز اس طرح چلنے اعتدال قائم نہ رہے گا۔

١٦٥٣ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

١٦٥٣: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تشریح : یہ روایت اس بات پر محمول ہے جبکہ جوتا پہننے میں ہاتھ کے تعاون کی ضرورت پڑتی ہو۔ پاؤں میں تسمے ڈالنا وغیرہ۔ تا کہ بدصورتی نہ ہو۔ جب ہاتھ کی مدد کی ضرورت نہ ہو۔ تو کھڑے پہننے میں حرج نہیں۔

تخریج : أخرجه أبو داود (٤١٣٥)

الفوائد : (١) یہ امر ارشاد کیلئے ہے۔ کیونکہ بیٹھ کر پہننے میں آسانی ہے (مناوی) (٢) طیبی کہتے ہیں کہ تسمے والے جوتے اور موزے کے ساتھ بیٹھ کر پہننے کا حکم خاص ہے۔

٣٠٠ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهٖ سَوَآءٌ كَانَتْ فِيْ سِرَاجٍ اَوْ غَيْرِهٖ

بَابٌ : آگ کو سونے کے وقت جلتا ہوا چھوڑنے کی ممانعت خواہ وہ دِیا ہو یا دوسری کوئی چیز

تشریح : یہ کراہت تنزیہی ہے کہ سونے کے وقت آگ کو جلتا چھوڑ دیا جائے اس کے بھڑک کر حادثے کا خطرہ (آج کل گیس کے ہیٹر کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح کوئلے کی انگیٹھی کا بھی یہی حکم ہے۔ اس کے واقعات اخبارات میں آتے رہتے ہیں) سواء كانت في سراج او غيره : قندیل معلق یا محفوظ لائٹ میں جلتے چھوڑنے کا حرج نہیں۔

۱۶۵۴ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں (آگ کو) جلتا ہوا مت چھوڑو''۔ (مسلم، بخاری)

تشریح ۞ لا تتركوا النار :یہ اس لئے تا کہ گھر جل نہ جائے۔ جب ضرر کا خطرہ یقینی ہو تو نہی تحریمی ورنہ تنزیہی ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٤٥١٥) والبخارى (٦٢٩٣) ومسلم (٢٠١٥) وأبو داود (٥٢٤٦) والترمذى (١٨١٠) وابن ماجه (٣٧٦٩)

الفوائد : یہ نہی شفقت کیلئے ہے تا کہ کہیں آگ سلگ کر جلانے کا باعث نہ بن جائے۔ (۲) آجکل سوئی گیس وغیرہ کے چولہے اور کوئلے کی انگیٹھیوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

۱۶۵۵ :وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ :"اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکان مدینہ منورہ میں گھر والوں سمیت جل گیا۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حالت بیان کی گئی تو فرمایا: ''بے شک یہ آگ تمہارے لئے تمہاری دشمن ہے پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ من الليل :رات کے کسی حصے میں۔ حدث یہ ماضی مجہول ہے۔ بشأنهم :آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معاملے میں ارشاد فرمایا۔ عدو لكم :ابن العربی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ یعنی یہ تمہارے اموال وابدان کے خلاف ہے جیسا دشمن مخالف ہوتا ہے۔ اگرچہ آگ میں ہمارے لئے ایک گونہ منفعت بھی ہے۔ پس اس میں عداوت کا پہلو تلف وہلاکت موجود ہے۔ فاذا نمتم :جب تم سونے کا ارادہ کرو۔ فاطفئوها :قرطبی کہتے ہیں۔ یہ امر ارشادی ہے۔ بعض اوقات استحباب کیلئے ہوسکتا ہے۔ نووی نے اس کو ارشاد کیلئے قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں مصلحت دنیویہ ہے۔ بعض اوقات مصلحت دینیہ بھی پائی جاتی ہے۔ اور وہ محترم جان کے قتل کا باعث بنتی ہے۔ اور اسی طرح محترم مال جو جل کر فضول ضائع ہو جاتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩٥٨٨) والبخارى (٦٢٩٤) ومسلم (٢٠١٦) وابن ماجه (٣٧٧٠) وابن حبان (٥٥٢٠)

الفوائد : (۱) آگ کے شر وضرر سے بچانے کا ہادی امت کو کس قدر اہتمام ہے۔ (۲) جہنم کی آگ سے بچانے کے بے شمار طرق بیان کر دیئے۔

۱۶۵۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''غَطُّوا الْاِنَاءَ، اَوْكُوا السِّقَاءَ، وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِؤُا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ اِنَاءً — فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَعْرِضَ عَلٰى اِنَائِهٖ عُوْدًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
''اَلْفُوَيْسِقَةُ'' اَلْفَارَةُ — ''وَتُضْرِمُ'': تُحْرِقُ۔

۱۶۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برتنوں کو ڈھانپ دو، مشک کا منہ باندھ دیا کرو، دروازوں کو بند کر دیا کرو اور دِیا بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان مشکیزے کے بند کو نہیں کھولتا اور نہ ہی بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے۔ اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو پھر برتن کے اوپر لکڑی رکھ دیا کرو اور اللہ کا نام لو اس لئے کہ چوہیا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے''۔ (مسلم)
فُوَيْسِقَةُ: چوہیا۔ تُضْرِمُ: وہ جلاتا ہے۔

تشریح ۞ یہ حکم بھی بطور ارشاد ہے۔ **غطو الاناء**: تاکہ کیڑوں مکوڑوں اور دیگر موذیات سے حفاظت رہے۔ **واو کئوا السقاء**: اس کے دھاگے اور تسمے کو کس دو۔ **سقاء**: مشک کو کہتے ہیں۔ **فان الشیطان**: ان تمام کی علت بتلائی کہ جب برتن ڈھانپتے وقت یا دروازہ بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو شیطان ان کو نہیں کھولتا۔

ابن دقیق العیدؒ کا قول: اس میں احتمال ہے کہ شیطان اس دروازے کو نہ کھولے جس کو ابتداء میں بند کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ اور ممکن ہے کہ اس کو کوئی اور امر خارجی مانع ہو۔ حدیث کی دلالت یہ ہے کہ باہر والا شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ جو داخل ہو چکا اس کے باہر نکلنے پر اس روایت میں دلالت نہیں۔ اس صورت میں اس کا بگاڑ کم تو ہو جائے گا۔ رفع نہ ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ بند کرتے وقت بسم اللہ شیاطین کو گھرے بھی دھکیل دیتی ہو۔ اس کیلئے پس مناسب ہے کہ بند کرنے کی ابتداء سے انتہاء تک بسم اللہ پڑھی جائے۔ (دوسری روایت میں وارد ہے کہ جس گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا جائے شیطان کہتا یہاں آج نہ قیام ہے نہ طعام)۔

فان لم یجد: اگر برتن ڈھانپنے کی کوئی چیز نہ ہو۔ **علی انائہ عودًا**: تو چوڑائی میں اس پر لکڑی رکھ دے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ **او یذکر** کی اِو ۔یا تو ﴿وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ﴾ [الصافات: ۱۴۷] کی طرح ہے۔ واؤ کے معنی میں ہے یا تنویع کیلئے ہے۔ اور موجودہ نسخہ میں واؤ ہے۔ **فلیفعل**: جس کی قدرت ہو وہ کر دے یہ امر استحباب کیلئے ہے۔ **فان الفویسقة**: دیا گل کرنے کی علت ذکر فرمائی کہ چوہا دیا کی بتی کھینچ کر آگ کا باعث نہ بن جائے۔ احمدؒ کی روایت میں ''اجیفوا ابوابکم واکفئوا آنیتکم واوکئوا اسقیتکم، واطفئوا سرجکم فانھم لم یؤذن لھم بالتسور علیکم'' چوہے کو **مؤذیات فویسقه** کہا گیا یہ ان کی تذلیل اور خباثت کی کثرت کیلئے کہا گیا۔ ان موذیات کو حل وحرم، اسی

طرح نماز میں بھی قتل کا حکم ہے۔ضرم :جلانا،شعلہ زن کرنا۔

تخریج : أخرجه البخاری (۳۲۸۰) ومسلم (۲۰۱۲) وأبو داود (۳۷۲۱)

الفرائد : (۱) یہ روایت آخرت اور دنیا کے مصالح پر مشتمل ہے۔اللہ تعالیٰ نے شیطان سے حفاظت کے یہ اسباب بنائے ہیں۔اس سے وہ ایذاء نہ پہنچا سکے گا۔(۱) گھر میں داخلہ کے وقت بسم اللہ پڑھے۔برتنوں کو ڈھانپ دے اگر ڈھکنا نہ ہو تنکا رکھ دے اس طرح شیطان نہ دروازہ کھول کر داخل ہو سکے گا نہ بچوں کو ایذاء پہنچا سکے گا۔

۳۰۱ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَّقَوْلٌ مَالَا مَصْلِحَةَ فِيْهِ بِمَشَقَّةٍ

بَابٌ :تکلف کی ممانعت'قول جو مشقت سے کیا جائے مگر اس میں مصلحت نہ ہو

تشریح ۞ فيه :اس میں ضمیر کو لفظ کے لحاظ سے مفرد لائے۔بمشقة: یہ ظرف مستقر حال یا صفت فعل ہے۔اگر کسی مصلحت شرعیہ میں اس کا ضرر نہ ہو تو وہ قابل تعریف ہے۔

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص:۸۶]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں ہوں''۔(ص)

عَلَيْهِ :یعنی تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا بلکہ اپنا اجر میں اللہ تعالیٰ سے لوں گا۔وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ :اپنی ذات سے تکلف کی نفی ہے اس سے اشارہ کیا کہ تکلف کا چھوڑنا پسندیدہ اور کرنا قابل مذمت ہے۔

۱۶۵۷ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۵۷:حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔(بخاری)

تشریح ۞ یہ روایت لفظاً موقوف مگر حکماً مرفوع ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (۷۲۹۳)

الفرائد : (۱) آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی امور کو اختیار نہ کرے۔(۲) تکلف منع ہے۔

١٦٥٨ : وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُ اَعْلَمُ ، فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ : اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ : "قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۵۸: حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لوگوں کوئی چیز مانگنا ہے تو اسے کہہ دینی چاہئے اور جو چیز وہ نہیں جانتا تو اس کے بارے میں یوں کہے اللہ اعلم یہ بھی علم میں سے ہے کہ کوئی آدمی جس چیز کے بارے میں نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: فرما دیجئے میں تم سے کوئی اس پر اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں متکلفین میں سے ہو۔ (بخاری)

نوٹ: یہ روایت متن میں تو موجود ہے۔ مگر شرح میں رہ گئی' دانستہ یا نادانستہ۔ (مترجم)

تشریح ۞ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابتداء میں مسائل بیان کرنے کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں۔ دو قسم کے آدمی ہیں (۱) جن کو بات کا علم ہوتا ہے تو اسے وہ بات کہنی اور بتلانی چاہیے۔ تا کہ وہ دوسرے تک پہنچ جائے۔ (۲) جن کو بات کا علم نہ ہو اور کوئی پوچھ لے تو کہہ دے واللہ اعلم۔ جو علمی باتیں نہ جانتا ہو اس کا علم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا چاہیے۔ اپنی طرف سے رائے زنی سے باز رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا کہ آپ اس طرح فرما دیں: ﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص : ٨٦] کہ میں تکلف سے کوئی بات کرنے والا نہیں جو حکم ہے اسی کی تعمیل کرتا ہوں)۔

تخريج : أخرجه أحمد (٢/١٦١٣) والبخاری (١٠٠٧) ومسلم (٢٧٩٨) والترمذی (٣٢٦٥) والنسائی (٦/١١٤٨١) وابن حبان (٤٧٦٤) والبیهقی (٣/٣٥٢)

الفرائد : (۱) امور غیبیہ میں بے کار بحث نہ کرے۔ (۲) جو چیز معلوم نہ ہو اس کے جواب میں تکلف نہ کرے۔ (۳) جن چیزوں کی کیفیت نہیں بتلائی گئی ان کے پیچھے نہ پڑے۔

٣٠٢: بَابُ تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ وَحَلْقِهِ وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ

بَابُ: میّت پر نوحہ کرنا' رخسار پیٹنا' گریبان پھاڑنا' بال نوچنا اور منڈوانا' ہلاکت وتباہی کا واویلا کرنا حرام ہے

تشریح ۞ النیاحه :النَّحْوُ :ماقبل کرہ آنے کی وجہ سے نواحه میں واؤیا سے بدل گئی ہے۔علی المیت اسی سے متعلق ہے۔ولطم الخد :اس کی جمع خدود ہے۔رخسار کو کہا جاتا ہے۔دونوں جانب ڈاڑھی کے مابین حصہ۔لطم تھپڑ کو کہتے ہیں۔وشق الجیب :گریبان۔نتف الشعر وحلقه :کاٹنا،نوچنا،جلانا۔

١٦٥٩ :عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ :"مَا نِيْحَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٥٩:حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میّت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (اگر زندگی میں اس کا اپنا عمل ایسا ہو)۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ المیت :الف لام جنس کا ہے۔یعذب فی قبره :قبر میں اس کو نوحہ کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔ما نیح علیه:جب تک نوحہ کیا جاتا ہے۔

نووی کا قول:ان روایات کے متعلق جمہور کہتے ہیں جس نے موت کے بعد نوحہ خوانی اور رونے کی تلقین کی اور اس کی وصیت نافذ کی گئی تو اس کو گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب ہوتا ہے کیونکہ وہ خود اس کا سبب ہے۔اور گھر والے بلا وصیت نوحہ کریں حدودِ شریعت سے باہر روئیں تو اس پر میت کو عذاب نہیں ہوتا۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ [الأنعام : ١٦٤]

ایک گروہ کہتا ہے جس نے رونے اور نوحہ کی وصیت کی ہو۔ان کے چھوڑنے کی طرف تعرض نہ کیا یا چھوڑنے کی وصیت کی اس کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔کیونکہ اس میں اس کے اپنے کسی فعل کا دخل نہیں اور نہ کوتاہی ہے۔اس قول کا حاصل یہ ہے کہ اس پر وصیت ترک واجب ہے۔اور اہمال کرنے والا معذب ہوگا۔بعض نے کہا اگر شرعی حرام نوحہ کریں مثلاً :اے بچوں کو یتیم کرنے والے!اے عورتوں کو بیوہ کرنے والے!جس کو کہنا شاعت فخر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ شرعاً حرام ہے۔

بعض نے کہا:میت کو اس کے گھر والوں کا رونا سنایا جاتا ہے تو وہ رقت وشفقت کے طور پر تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔یہ ابن جریر کا قول ہے۔قاضی عیاض نے اسی کو ترجیح دی اور اس کی دلیل کیلئے یہ روایت بھی پیش کی کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کو

رونے پر زجر فرمائی اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روتا ہے۔ تو اس کے چھوٹے ساتھ کے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنے بھائیوں کو عذاب نہ دو۔''

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول: اس ارشاد سے مراد کافر وغیرہ اور اصحاب ذنوب کا معذب ہونا ہے کہ اس پر گھر والے رو رہے ہوتے ہیں اور اسے اپنے گناہوں کی پاداش میں عذاب دیا جا رہا ہوتا ہے۔ ان کے رونے کی وجہ سے نہیں۔ جمہور کا قول سب سے زیادہ درست ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رونے سے مراد آواز سے رونا اور نوحہ خوانی کرنا ہے۔ مطلق آنکھ سے آنسو بہانا مراد نہیں ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۱/۱۸۰) ومسلم (۹۲۷) والنسائي (۱۸۵۷) وابن ماجه (۱۵۹۳) والطيالسي (ص/۱۰) وابن حبان (۳۱۳۲) والترمذي (۱۰۰۲) وابن أبي شيبة (۳۹۱/۲) وعبد الرزاق (٦٦٨٠) والبيهقي (۷۲/٤)

الفرائد: (۱) نوحہ کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) اگر وہ زندگی میں نوحہ کرتا تھا تو اس کی موت کے بعد نوحہ سے اس کو عذاب بھی ہوگا۔

۱۶۶۰ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلیت کا بول بولا کیا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لیس منا : ہمارے طریقے اور راہ پر نہیں۔ دعا بدعوی الجاهلیه : اے میرے سب سے زیادہ خوبصورت! اے میرے کفایت کرنے والے۔

تنبیہ: آپ کے طریقہ سے نکلنے کیلئے امور ثلاثہ کا جمع ہونا ضروری نہیں ایک بات بھی راہ سے خارج کرنے والی ہے۔ واو بمعنی او بھی ممکن ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲/۳٦٥۸) والبخاري (۱۲۹٤) ومسلم (۱۰۳) والترمذي (۱۰۰۱) والنسائي (۱۸۵۹) وابن ماجه (۱۵۸٤) وابن حبان (۳۱٤۹) وابن الجارود (۵۱٦) والبيهقي (٦۳/٤)

الفرائد: (۱) جس نے گریبان کو پھاڑا، نوحہ کیا۔ مصیبت کے وقت چہرے کو نوچا اور تھپڑ مارے اس سے حدود اللہ کی مخالفت کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔ (۲) نوحہ جاہلیت کی رسومات سے ہے۔

۱۶۶۱ : وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ : وَجِعَ اَبُوْمُوْسٰى فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهٗ فِيْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاَقْبَلَتْ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا — فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ :اَنَا بَرِيْ ءٌ مِّمَّنْ

بَرِیْ ءٌ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِیْ ءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الصَّالِقَةُ" الَّتِیْ تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ وَالنَّدْبِ "وَالْحَالِقَةُ" الَّتِیْ تَحْلِقُ رَاْسَهَا عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ "وَالشَّاقَّةُ" الَّتِیْ تَشُقُّ ثَوْبَهَا۔

۱۶۶۱: حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ بیمار ہوئے اوران پر غشی طاری ہوگئی اس حالت میں کہ ان کا سر گھر والوں میں سے ایک عورت کی گود میں تھا۔ وہ عورت آواز سے رونے لگی مگر آپ اسے غشی کے باعث نہ روک سکے۔ پس جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں ان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ کے رسول نے بیزاری کا اظہار کیا۔ بے شک رسول اللہؐ نے نوحہ کرنے والی، بال مونڈنے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔

الصَّالِقَةُ: وہ عورت، جو نوحے اور بین کے لئے اپنی آواز بلند کرے۔ اَلْحَالِقَةُ: وہ عورت جو اپنے سر کے بال مصیبت کے وقت مونڈے یا مونڈوائے۔ الشَّاقَّةُ: وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

تشریح ۞ ان کا نام بعض نے عامر بعض حارث بتلایا ہے۔ حافظ کہتے ہیں ثقہ ہیں یہ ثقہ اوساط تابعین سے ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ اور بھی اقوال ہیں۔ ان کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ تھی۔ ان سے تمام اصحاب کتب نے روایت لی ہے۔ **فغشی علیه**: ابوموسیٰ اشعری اپنی کنیت سے معروف ہیں۔ یہ مجہول کا صیغہ ہے۔ اَلْنَخْوَ: **وراسه**: یہ ضمیر مجرور سے جملہ حالیہ ہے۔ **امراة**: یہ ان کی زوجہ ام عبداللہ صفیہ بنت ابی دوم ہیں۔ (التوشیح سیوطی) رنّة: زور سے رونا۔ **فلم يستطع**: بے ہوشی کی وجہ سے زبان سے اسے کچھ نہ کہہ سکے۔ جب بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو کہنے لگے میں اس سے بری الذمہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری الذمہ ہوئے۔ **ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بری من الصالقة**: یہ جملہ بیانیہ مستانفہ ہے۔ **الصالقه**: وہ عورت جو نوحہ اور ندبہ (اوصاف میت بیان کرنا) آواز کو بلند کرے۔ یہ صلق سے ہے۔ سخت آواز کو کہتے ہیں (المصباح) **الحالقه**: جو مصیبت کے اظہار کیلئے اپنا سر مونڈ ڈالے۔ **الشاقه**: جو مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑ ڈالے۔ ان کو حرام اس لئے کیا گیا کہ یہ تقدیر سے اکتاہٹ و بیزاری کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہی چیز ثواب ضائع ہونے اور سزا کے اُترنے کا سبب ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری (۱۲۹٦) ومسلم (۱۰٤) والنسائی (۱۸٦۲) وابن ماجه (۱۵۸٦) وابن حبان (۳۱۵۲) وأبو عوانة (۱/۵٦) والبیهقی (٤/٦٤) أخرجه أحمد (۷/۱۹٦٤۵)

الفوائد: (۱) حلق، صلق اور شق کرنے والے مرد و عورت سے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ جس سے اللہ کا رسول بری ہو۔ آخرت میں اس کا کیا ٹھکانا ہوگا۔

۱۶۶۲: وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۲: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس پر نوحہ کیا گیا قیامت کے دن اس کو نوحہ کے سبب عذاب ہوگا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح من نیح علیه: **النّحو**: یہ فعل مجہول ہے۔ بما نیح علیه یوم القیامة: یہ سابقہ روایت کے خلاف نہیں اس میں فقط عذاب کا تذکرہ ہے۔ یہاں قیامت کی قید مذکور ہے۔ تو دونوں روایات دنیا و آخرت دونوں منازل کا الگ الگ عذاب مذکور ہے۔ وعید کا مقصد اور اس میں جمہور کے مسلک کی وضاحت کی جا چکی۔

تخریج: أخرجه أحمد (٦/١٨٢٦٥) والبخاری (١٢٩١) ومسلم (٩٣٣) والترمذی (١٠٠٢)

الفوائد: (۱) میت پر نوحہ حرام ہے۔ جو نوحہ کرواتا تھا قیامت کے دن اس کو عذاب دیا جائے۔ جزا جنس عمل سے ہے۔

۱۶۶۳: وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِهَا" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ لَّا نَنُوْحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۳: حضرت اُم عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت یہ وعدہ کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح عند البیعة: مؤمنہ عورتوں سے یہ بیعت لیتے۔ ان لا ننوح: یہ کبیرہ گناہ ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری (١٣٠٦) ومسلم (٩٣٦) وأبو داود (٣١٢٧) والنسائی (٤١٩١)

الفوائد: (۱) نوحہ کو اس لئے قبیح اور حرام قرار دیا اور اس کے انکار کا اہتمام کیا گیا کہ یہ غم کو ابھارنے والا اور صبر کو زائل کرنے والا ہے۔ (۲) قضاء قدر اور حکم الٰہی پر یقین کے خلاف ہے۔

۱۶۶۴: وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ اُخْتُهٗ تَبْكِيْ وَتَقُوْلُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاكَذَا، وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ: مَا قُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۶۴: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ان کی بہن روتے ہوئے کہنے لگی۔ ہائے میرے پہاڑ اور ہائے ایسے اور ایسے ان کی صفات بیان کرنے لگی۔ ان کو جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا جو تو نے کہا تو اس کے بارے میں مجھ سے کہا جائے گا۔ کیا تو ایسا ہی ہے؟ (بخاری)

تشریح ان کا نام عمرۃ بنت رواحہ ہے۔ تبکی و اجبلاہ: **النّحو**: تبکی کا منصوب ہے یا قال محذوف کا منصوب ہے۔

تعدو علیه: یہ جملہ مستانفہ ہے جو قول مذکور کی غرض بتلا رہا ہے۔ ''ای تعدد شمائله علی طریق الجاهلية''۔ حين افاق: جب بے ہوشی سے افاقہ ہوتو کہنے لگے۔ ما قلت شيئًا الا قيل لی: جب میں نے ان میں سے کوئی لفظ کہا تو مجھے ہر

دفعہ ڈانٹ کر کہا گیا کیا تو ایسا ہے؟

تخریج : أخرجه البخاری (٤٢٦٨)

الفرائد : (۱) جس پر سکراتِ موت کے وقت نوحہ کیا گیا فرشتے اُس کو اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں۔

۱۶۶۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَكْوٰى فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، وَسَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَشْيَةٍ فَقَالَ : "اَقُضِيَ؟" قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ – فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا قَالَ : "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا" وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سمیت تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں داخل ہوئے تو ان کو بے ہوشی میں پایا تو آپ نے پوچھا کیا ان کی وفات ہوگئی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہوگئے۔ جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو لوگ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یا رحم کرتے ہیں اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا یعنی بین کرنے سے۔

تشریح ۞ **شکوی** : وہ بیماری جوان کو لاحق تھی۔ **یعودہ** : یہ کمال مکارم اخلاق ہے۔ کہ اپنے ساتھیوں کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے حالانکہ آپ کا مقام بہت اونچا تھا۔ **مع عبدالرحمان** : ان کے ساتھ مل کر۔ **غشیة** : ایک مرتبہ غشی کا طاری ہونا۔ **اقضی** : کیا ان کی وفات ہوگئی۔ **فبکی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم** : ان کی شدت بے ہوشی، مرض کو دیکھ کر آپ ﷺ پر گریہ طاری ہوا۔ **فلما رأی القوم** : جب لوگوں نے آپ کا رونا دیکھا تو وہ بھی رونے لگے اور انہوں نے جان لیا کہ یہ جائز ہے اس میں گناہ نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اسے اختیار فرمایا ہے۔ **واشار الی لسانہ** : [النحو] : یہ معطوف علیہ **یعذب** اور معطوف **یرحم** کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ اس کو **بھذا** کے مشار الیہ کی وضاحت کیلئے لائے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آنکھ کا رونا اور قلبی غم جبکہ تقدیر سے اکتاہٹ و ناامیدی کو ظاہر نہ کرتا ہو۔ درست ہے۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ ثواب۔ یہ گناہ و ثواب زبان سے متعلق ہے اگر حرام اعمال مثلاً نوحہ، ندبہ کیا تو عذاب کا حقدار اور اگر استرجاع اور قدرت کی بارگاہ میں تفویض کے کلمات ادا کیے تو رحمت کا حقدار بن گیا۔

تخریج : أخرجه البخاری (١٣٠٤) ومسلم (٩٢٤) وابن حبان (٣١٥٩) والبیهقی (٦٩/٤)

الفرائد : مریض کی عیادت مستحب ہے۔(۲) فاضل مفضول کی عیادت کرسکتا ہے۔(۳) آنکھ سے رونا منع نہیں۔ بلکہ یہ رحمت کے آنسو ہیں۔البتہ ندبہ یا نوحہ حرام ہے۔

۱۶۶۶ :وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۶۶: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش کی ذرہ ہوگی۔(مسلم)

تشریح ۞ ان کے حالات باب الصبر میں گزرے۔النائحة :یہ نوح سے اسم فاعل ہے۔اذا لم تتب :جبکہ وہ اپنے نوحہ سے توبہ نہ کرے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔قبل موتھا :غرغرہ موت میں ابتلاء اور عدم قبولیت توبہ کی علامات کے ظہور سے پہلے پہلے کیونکہ طلوع آفتاب من المغرب کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔سربال من قطران :سربال:قمیص یا اوڑھنے والی چادر،قطران۔ یہ ابہل درخت سے نچڑنے والا پانی ہے' جو خارش کے علاج کے طور پر اونٹوں کو ملا جاتا تھا۔ یہ تیزاب کی طرح خارش کو جلاتا ہے۔اس سے اونٹ بلبلا اٹھتا ہے۔اس کو آگ بھی جلد لگتی ہے۔سیاہ بدبودار ہوتا ہے۔درع من جرب :خارش کی ذرہ جسم پر پہنادی جائے گی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۲۹٦٦) ومسلم (۹۳٤) وابن ماجه (۱۵۸۱) والحاكم (۱/۱٤۱۳) وابن حبان (۳۱٤۳) والطبرانی (۳٤۲۵) وعبد الرزاق (٦٦٨٦) وابن أبی شيبة (۳/۳۹۰) والبيهقی (٤/٦۳)

الفرائد : (۱) نوحہ بالاتفاق حرام ہے۔(۲) موت کے غرغرہ سے پہلے توبہ مقبول ہے۔(۳) نائحہ جس طرح دنیا میں بین کرتی ہے قیامت میں بھی اسی طرح کرے گی۔اگر بغیر توبہ مرگئی۔

۱۶۶۷ :وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ التَّابِعِیِّ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ :كَانَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا نَعْصِيَهٗ فِيْهِ ، اَنْ لَّا نَخْمِشَ وَجْهًا وَّلَا نَدْعُوَ وَيْلًا ، وَّلَا نَشُقَّ جَيْبًا وَّاَنْ لَّا نَنْشُرَ شَعْرًا ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۶۶۷: حضرت اُسید بن ابی اسید رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے بیان کرتے ہیں۔ہم سے جو معاہدہ لیا گیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم آپ ؐ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور چہرے کو نہ نوچیں گی اور ہلاکت کی بددعا نہ کریں گی اور نہ گریبان کو پھاڑیں گی اور نہ ہی بالوں کو بکھیریں گی۔(ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ **اُسَید رحمہ اللّٰہ**: یہ درمیانے درجہ کے صغار تابعین سے ہیں۔ جنہوں نے اپنی تمام روایات کبار تابعین سے لی ہیں۔ ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ یہ سچے ہیں۔ والد کا نام یزید تھا۔ منصور عباسی کی خلافت کے زمانہ میں وفات ہوئی اور یہ اسید بن اسید حجاج کے شیوخ سے ہیں یہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عامل تھے۔ مزی کا قول اس سے مختلف ہے۔ **عن امراۃ من المبایعات**: یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والیوں سے تھیں۔ ان کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ مزیؒ نے ابہام سے کام لیا ہے۔ **فیما اخذ علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**: اس کی صفت "الذی اخذ علینا" سے کی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ ہم سے عہد لیا کہ کسی طور پر بھی آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ **الا نخمش وجھا**: **خشمت المراۃ وجھھا** ناخن سے چھیلنا جس سے ظاہر چہرہ زخمی ہو جائے۔ پھر بعد میں خراش کے اثرات کو خمش سے تعبیر کی جانے لگا۔ اس کی جمع خموش جیسے **فلیس وفلوس** ۔ **ولا ندعو ویلا**: یعنی یا ویلاہ کے کلمات نہ کہیں۔ **ولا نشق جیبا**: کپڑے کو گریبان کے علاوہ دوسری جانب سے پھاڑنا۔ اس سے قید کا مقصود عمومی طرز جاہلیت تھا۔ کہ وہ مصائب میں سامنے سے کپڑا پھاڑتے۔ **ولا ننشر شعرًا**۔

تخریج : أخرجه ابو داود (۳۱۳۱)

الفرائد :(۱) مصیبت کے وقت چہرے کو نوچنا حرام ہے۔ (۲) ہلاکت کی دعا، گریبان پھاڑنا، بال بکھیرنا، سر پیٹنا سب حرام ہے۔

۱۶۶۸ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَیِّتٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْھِمْ فَیَقُوْلُ : وَاجَبَلَاہُ ، وَاسَیِّدَاہُ ، اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ اِلاَّ وُکِّلَ بِہٖ مَلَکَانِ یَلْھَزَانِہٖ اَھٰکَذَا کُنْتَ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

"اَللَّھْزُ": اَلدَّفْعُ بِجَمْعِ الْیَدِ فِی الصَّدْرِ۔

۱۶۶۸: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہوئے کہتے ہیں ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار یا اس طرح کے بڑے الفاظ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو اسی طرح تھا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اللَّھْز : سینے پر ہاتھوں سے مکہ مارنا

تشریح ۞ **ما من**: نفی میں استغراق کیلئے **من** لایا گیا ہے۔ **واجبلاہ واسیداہ**: یہ اہل جاہلیت کے نوحہ کے انداز تھے۔ **یلھزانہ**: اس کو دھکے دیں گے اور اس کو مار رہے ہوں گے۔ یہ جملہ مستانفہ ہے جو فرشتوں کے اس پر مسلط ہونے کو ظاہر کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔ **اھکذا کنت**: توبیخ وڈانٹ کیلئے وہ کہتے ہیں کیا تو اسی طرح تھا۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۱۰۰۵) وابن ماجه (۱۵۹٤)

الفرائد : سینہ کوبی بھی حرام ہے۔ فرشتے بھی اس کے سینہ پر مارتے ہیں۔

۱۶۶۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۶۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو باتیں لوگوں میں ایسی ہیں جو لوگوں میں کفر کا سبب ہیں: (۱) نسب میں طعن۔ (۲) میت پر نوحہ۔ (مسلم)

تشریح : **اثنتان فی الناس** : یعنی دو خصائل ہیں۔ **هما بهم كفر** : جن دو خصلتوں میں کفر پایا جاتا ہے۔ حلال وثواب سمجھ کر کرنا کفر ہے۔ ورنہ کفرانِ نعمت ہے۔ **الطعن فی النسب** : جو نسب شرعاً ثابت ہو۔ **والنیاحة علی المیت**: اور نوحہ خوانی۔

تخریج : کتاب الأمور المنهی... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۰۳ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْكُهَّانِ وَالْمُنَجِّمِيْنَ وَالْعُرَّافِ وَاَصْحَابِ الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصٰى وَبِالشَّعِيْرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

بَابٌ : کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، رملیوں اور کنکریاں اور جو پھینک کر منتر کرنے والوں، پرندہ اُڑا کر بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس جانے کی ممانعت

تشریح : **الکهان** : یہ کاہن کی جمع ہے۔ غیب کی خبریں بتلانے کا دعویدار ہو (۱) کیونکہ اس کا دوست جن سماء وفضاء میں پھیلی ہوئیں خبریں اسے آ کر بتلاتا ہے۔ (۲) ان چیزوں کی خبر دیتا ہے جو اطراف ارضی میں پیش آتا ہے۔ جو کہ اس سے قریب وبعید مخفی ہوتی ہیں ان کی اطلاع دیتا ہے۔

نووی کہتے ہیں: پہلی قسم کو جناب نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے باطل کر دیا گیا۔ اور دوسری کچھ بعید نہیں۔ **المنجمین** : قاضی عیاض نے ان کو کاہنوں کی ایک قسم قرار دیا ہے۔ اس قسم میں اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو کچھ قوت دے دیتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی کذب وجھوٹ کا غلبہ ہے۔ **والعراف** : قاضی عیاض تو اس کو نجومیوں کی قسم قرار دیتے ہیں۔ اس کی مؤنث **عرافه**

ہے۔ وہ شخص ہے جو معاملات پر اسباب ومقدمات سے استدلال کرے اور دعویدار ہو کہ وہ ان کو جانتا ہے۔ اس فن کے لوگ بعض اوقات ایک دوسرے کی اور بعض اوقات پرندا ڑا کر، کنکری پھینک کر، نجوم کے ذریعہ اور دوسرے اسباب معتادہ سے مدد لیتے ہیں۔ ان سب کو کہانت کہا جاتا ہے۔ شرع نے ان تمام کی تکذیب کر کے ان کے پاس جانے سے منع کیا۔

۱۶۷۰: عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ – فَقَالَ: "لَيْسُوْا بِشَيْءٍ" فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَنَا اَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَقَالُوْا حَقًّا– فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ، فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ" وَهُوَ السَّحَابُ "فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهٗ فَيُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ"

قَوْلُهٗ "فَيَقُرُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الْقَافِ وَالرَّآءِ: اَيْ يُلْقِيْهَا "وَالْعَنَانُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ۔

۱۶۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا آپؐ نے فرمایا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بتاتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سچی بات ہے جسے جن فرشتوں سے اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے"۔ (بخاری ومسلم)

بخاری کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں فیصل شدہ بات کا تذکرہ کرتے ہیں شیطان چوری چھپے سن لیتا ہے اور سن کر کاہن کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ اپنی طرف سے دس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

فَيَقُرُّهَا: ی یہ لفظ یاء کی زبر قاف اور راء کے پیش کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ اس کا القاء کرتا ہے، اس کو ڈالتا ہے۔

الْعَنَانُ: بادل۔

تشریح ❁ اناس: کچھ لوگوں نے کہان کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ لیس بشیء: ان کا عمل بے حقیقت ہے۔ ان کے حق وصدق کی کوئی دلیل نہیں۔ احیانا بشیء فیکون بشیء: بعض اوقات بات ان کے کہنے کے مطابق نکل جاتی ہے۔ یہ سچی بات ہوتی ہے۔ جو فرشتے کی طرف سے القاء کی جاتی ہے۔ اس کو جن جلدی سے اچک کر

فیقرها فی اذن ولیه: اس کو اپنے دوست کے کان میں پھونک دیتا ہے۔ یہ **قدیر الدجاجہ۔القر قرۃ** ۔مخاطب کے کان میں اس انداز سے بات ڈالنا یہاں تک کہ وہ سمجھ جائے۔بعض نے قررتہ واقرہ قرارًا سے لیا ہے۔**دھرانا** : پختہ کرنا۔**فیخلطون معھا:** وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔**فی العنان** کہ فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں۔بعض عنان،سفید بادل کو کہا (سیوطی فی التوشیح) اس کا واحد عنانۃ ہے۔(النہایۃ)۔**قضی فی اسماء** :یہ جملہ فعلیہ امر کی صفت ہے۔یعنی فرشتے بادلوں میں آسمان کے فیصلہ شدہ معاملے کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو خبر دیتے ہیں۔

فیسترق الشیطان :اس میں الف لام جنس یا عہد کا ہو تو ابلیس مراد ہے۔ پہلا زیادہ بہتر ہے۔**السمع فیسمعه فیوحیه** : وہ فرشتوں سے چھپ کر سن لیتا ہے اور کہاں تک پہنچا دیتا ہے۔عیاضؒ کہتے ہیں یہ بعثت نبوت سے باطل کر دیا گیا۔ (روایت البخاری)

تخریج : أخرجه احمد (٩/٢٤٦٢٤) والبخاری (٣٢١٠) ومسلم (٢٢٢٨) وعبد الرزاق (٢٠٣٤٧) وابن حبان (٦١٣٦) والبیهقی (١٣٨/٨)

الفرائد : (۱) شیاطین کا استراق سمع اب بھی باقی ہے اگرچہ پہلے سے کم ہو گیا۔(۲) کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت کی گئی۔حکام کو چاہیے کہ منجمین پر سختی کریں تا کہ لوگ ان کے پھانسے میں آخرت برباد نہ کریں۔

۱۶۷۱ : وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ وَرَضِیَ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ فَصَدَّقَهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۷۱: حضرت صفیہ بنت ابی عبید ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی زوجہ مطہرہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی عراف (غیبی خبروں کا چینل) اور اس سے کسی چیز کے بارے پوچھ کر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔(مسلم)

تشریح ۞ ابوعبید یہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور یہ صفیہ رضی اللہ عنہا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ محترمہ ہیں۔بعض نے ان کا زمانہ نبوت کو پانا لکھا ہے۔مگر دارقطنی نے اس کا انکار کیا ہے۔**العجلی** کہتے ہیں کبار تابعین سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ بخاری نے الادب میں اور مسلم ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ نے روایات لی ہیں (تقریب)۔**بعض ازواج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم:** نووی نے ان کا نام ذکر نہیں کیا۔(مسلم کی روایت میں حفصہ رضی اللہ عنہ کا نام موجود ہے)۔**من اتی عرافا** :نوویؒ کہتے ہیں۔ یہ کاہنوں کی ایک قسم ہے۔خطابیؒ کہتے ہیں جو چوری کے مکان،گم شدہ اشیاء وغیرہ کی اطلاع دے۔**لم یقبل له صلاۃ اربعین یومًا** :یعنی اس کو ثواب نہ ملے گا۔اگرچہ ظاہر فرض اس سے ساقط شمار کیا جائے گا۔اور اعادے کی ضرورت نہ ہوگی۔اس کی مثال مغصوبہ زمین میں یا مغصوبہ کپڑے میں نماز۔جمہور شوافع کا قول یہ ہے۔اس روایت کو مسلم

نے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اس سے مبہم کی تفسیر ہوگئی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٦٦٣٨) ومسلم (٢٢٣٠) والبيهقي (١٣٢/٨) أبو داود (٣٩٠٧) وأحمد (٣/٩٣٠١) والحاكم (١/١٥) وابن ماجه (٦٣٩)

الفرائد : (۱) کاہنوں کے ہاں جانا غضب الٰہی کا باعث ہے۔ کاہن کی مٹھائی رشوت ہے۔ (۲) نجومی، عرّاف، رمّال، صاحب القرعہ، ضاربۃ الحصاء یہ تمام کاہنوں میں شامل ہیں۔

١٦٧٢ : وَعَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "الْعَافِيَةُ ، وَالطِّيَرَةُ ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ".رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ، وَقَالَ الطَّرْقُ :هُوَ الزَّجْرُ :اَىْ زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ اَنْ يَّتَيَمَّنَ اَوْ يَتَشَآءَ مَ بِطَيَرَانِهِ فَاِنْ طَارَ اِلٰى جِهَةِ الْيَمِيْنِ تَيَمَّنَ وَاِنْ طَارَ اِلٰى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَائَمَ – قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَالْعِيَافَةُ : الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهِرِيُّ فِي الصِّحَاحِ :الْجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

١٦٧٢: قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''پرندوں کو اڑانا اور بدفالی پکڑنا اور رمل کرنا شیطانی کام ہیں''۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔ طَرْق پرندے کو اڑانا ہے وہ دائیں جانب اڑیں تو اس سے نیک فال لی جائے اور اگر بائیں جانب اڑیں تو اس سے بدفالی پکڑی جائے۔ نیز ابوداؤد نے بیان کیا کہ عِیَافَۃ کا معنی لکیر کھینچنا ہے۔ جوہری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ اَلْجِبْتُ ایسا کلمہ ہے جس کا اطلاق 'بت' کاہن اور جادوگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ کاہن اور جادوگر ہے۔

تشریح ۞ قُبیصہ بن المخارق کا سلسلہ نسب یہ ہے بن عبداللہ بن شداد بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ العامری الہلالی البصری الرصحابی رضی اللہ عنہ۔ باب العلم من الوعظ میں ان کے حالات گزرے۔ (نووی)

الطرق : پرندہ اڑا کر شگون خیر وشر لیا جاتا ہے۔ **العیافہ** : خط کھینچنے کو کہتے ہیں۔ **من الجبت**: یہ کلمہ بت پر بولا جاتا ہے۔ جیسا قرآن مجید میں فرمایا: ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾ [النساء: ٥١] کاہن وساحر کا بھی یہی حکم ہے۔

الجوھری : یہ نحو ولغت وصرف کے امام گزرے ہیں آخری عمر میں اختلاط ذہنی کا شکار ہو گئے۔ اس کو ابو منصور بکی نے باب الضاد تک لکھا پھر ان کی وفات پر ابو اسحاق صالح وراق نے تنقیح کی مگر اغلاط بہت کیں پھر صغانی نے چار جلدوں میں مکمل کیا۔ (فیروز آبادی)

تخریج : إخرجه أحمد (١٨/١٥٩١٥) وأبو داود (٣٩٠٧) وابن حبان (٦١٣١) والطبراني (١٨/٩٤١) وعبد الرزاق (١٩٥٠٢) وابن سعد ٣٥/٧)

الفرائد : (۱) شگون، پرندکو ڈانٹ کرشگون لینا بلی، کتے سے شگون لینے والا سحر کے دروازے میں داخل ہونے والا ہے۔

۱۶۷۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ وَمَا زَادَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تھوڑا سا علم نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور اس میں جتنی زیادتی کی اتنا ہی اس نے جادو کو بڑھایا''۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ اقتبس علمًا :استفادہ علم کیا۔ من النجوم :حوادث کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ شعبه من السحر :یہ کبیرہ گناہ ہے۔اور کبھی کفر تک بھی پہنچ جاتا ہے۔زاد ما زاد :جتنا علم نجوم کا اضافہ کیا وہ سحر کا اضافہ کیا۔

خطابی کا قول: علم نجوم ممنوع ہے۔ وہی علم ہے جس کے متعلق اہل نجوم دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو حوادث و وقائع کا علم ہے جو ابھی واقع نہیں ہو بلکہ مستقبل قریب میں واقع ہوں گے۔ مثلاً ہواؤں کے چلنے، بارش کے آنے، ریٹ کے تبدیل ہونے اور (حرب و صلح) کے معاملات وغیرہ جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ ستاروں کے چلنے اور جمع ہونے اور جدا ہونے سے معلوم کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ان کو سفلیات کا علم ہے اور وہ انہی کے مطابق چلتے ہیں۔ اور یہ حالات انہی میں سے ہیں۔ وہ غیب پر حکم لگاتے اور علم کے دعویدار بنتے ہیں حالانکہ علویات وسفلیات سب کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے اس کے سواء کسی کو غیب کا علم نہیں۔

البتہ وہ علم نجوم جو مشاہدہ اور اطلاعات سے معلوم ہو۔ مثلاً زوال، جہت قبلہ کا علم وغیرہ وہ اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ اس کا مدار سایہ کے مشاہدے پر ہے اور ستارے دوسری قسم میں ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٢٠٠٠) وأبو داود (٣٩٠٥) وابن ماجه (٣٧٢٦) وابن أبي شيبة (٨/٦٠٢) والطبراني (١١٢٧٨) والبيهقي (٨/١٣٨) شعب اليمان (٥١٩٧)

الفرائد : (۱) علم نجوم جس سے سحر مقصود ہو وہ حرام ہے۔

۱۶۷۴ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْاِسْلَامِ ، وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ :"فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: "ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ

فَذَاكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۷۴: حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہم میں بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے پاس مت جاؤ"۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ آدمی بدشگونی' فعال کیلئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں۔ پس یہ چیز ان کو کاموں سے نہ روکے"۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک پیغمبر خط کھینچتے تھے۔ جس کا خط ان کے موافق ہوتو وہ وہی خط ہے"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **انی حدیث عهد بجاهلية** :اَلنَّحْوُ :یہ اضعافت صفت للموصوف کی قسم سے ہے"ای ذو عهد قریب"۔ **جاهلیت** :اسلام سے پہلے کا زمانہ۔ اس کا نام کثرت جہالات کی وجہ سے جاہلیت پڑا۔ **وقد جاء اللّٰه تعالٰی بالاسلام** :اَلنَّحْوُ :یہ جملہ ماقبل پر معطوف ہے یا حالیہ ہے۔ **یاتون الکهان** :ان سے امور غیبیہ معلوم کراتے ہیں۔ **فلاتاتهم** :یہ نہی تحریم کیلئے ہے۔ ان کے پاس اس مقصد کیلئے جانا حرام ہے۔ **یتطیرون**:یہ الطیرۃ سے ہے۔ جیسا کسی انسان کو یہ سن کر پیش آتا ہے مثلاً **هالك** یا**تالف** اور یہ الفاظ غائب انسان کے متعلق دھراتا ہے۔ مثلاً پرندے کا بائیں جانب اڑنا جس سے سفر پر جانے والا بُرا شگون لیتا ہے۔ **قال ذلك شئ یجدونه فی صدورهم**:یہ شگون جس کے متعلق بالفعل دلالت کی گئی ہے۔ یہ ایک خلقی معاملہ ہے۔ جو طبیعت کے مطابق ان میں پایا جاتا ہے اس کو دور کرنے کی ان کو تکلیف نہ دی جائے گی۔ البتہ ان کو اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس کے معاملے پر عمل نہ کریں۔ جیسا کہ فرمایا۔ **فلا یصدهم** :جس مقصد کیلئے وہ نکل کر گئے ہیں ان کو مت روکو۔ کیونکہ فاعل تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور کسی کا کسی چیز میں ذرا بھی اثر نہیں ہے۔ **نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطه فذاك** :بعض نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ یہ وہی خط ہے جس کو حاذی کھینچتا ہے لیکن اس علم کو لوگوں نے ترک کر دیا ضرورت مند حاذی کے پاس جاتا اور اس کو نذرانہ پیش کر کے کہتا (میرا فلاں کام ہے حاذی کہتا) تم بیٹھ جاؤ میں تمہارے لئے خط کھینچتا ہوں۔ حاذی کے سامنے ایک لڑکا ہوتا جس کے ہاتھ میں ایک سلائی ہوتی۔ وہ حاذی تیزی سے نرم زمین کی طرف بڑھتا اور اس پر جلدی سے کئی خطوط لگاتا کہ گنتی معلوم نہ ہو سکے۔ پھر لوٹتا اور ان کو دو دو خطوط کا فاصلہ دے کر مٹاتا جاتا۔ وہ لڑکے کو کہتا "**ابنی عیان اسرعا البیان**" میرے بیٹے دیکھ اور دو کو جلد بیان کر۔ اگر آخر میں دو خط رہ جاتے تو وہ کامیابی کی علامت ہوتی اور اگر ایک خط رہ جاتا تو یہ ناکامی کی علامت ہوتی۔

حربی کا قول: خط یہ ہے کہ آدمی تین خط کھینچے پھر ان پر جو یا گٹھلی رکھے اور کہے اس طرح ہوگا اس طرح ہوگا۔ یہ کہانت کی ایک قسم ہے۔ اس کو خط کہتے ہیں۔ ابن اثیر کہتے ہیں جس خط کی طرف اشارہ کیا گیا یہ معروف علم ہے۔ کئی لوگوں نے اس میں کتابیں لکھی ہیں۔ وہ اب تک مروج ہے۔ انہوں نے اس میں طرح طرح کی چیزیں بنا رکھی ہیں بلکہ اصطلاحات اور پیمانے

اور بہت سی عملیات ہیں۔جن کے ذریعے اس ضمیر کو معلوم کرتے اور اکثر ان کا قیافہ درست نکل آتا ہے۔(النہایۃ)

تخریج : کتاب الأداب باب الوعظ میں گزرچکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۶۷۵ :وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۶۷۵: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت،بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا۔(بخاری مسلم)

تشریح ۞ ابومسعود البدری:ان کا نام عقبہ بن عمرو ہے بعض نے کہا وہاں رہائش کی وجہ سے ان کو بدری کہا جاتا ہے۔ورنہ یہ واقعہ بدر میں حاضر نہ تھے۔لیکن بخاری کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدر میں موجود تھے۔اوراس میں عروہ کے متعلق ہے کہ وہ بدر میں موجود تھے۔باب المجاہدہ میں ان کے حالات گزرے۔

ثمن الکلب: کتا نجس ہے پس اس کی خرید وفروخت درست نہیں۔**و مهر البغی** :وہ رقم جوزانیہ کوزنا پردی جاتی ہے۔اس کومہر کہا گیا کیونکہ اس کی شکل بنتی نظر آتی ہے۔

نووی کہتے ہیں:یہ باجماع مسلمین حرام ہے۔ **ثمن کلب** کی نہی اس کی بیع وشراء کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جب بیع حلال نہیں تو اس کی قیمت کھانا کس طرح حلال ہوسکتا ہے۔اس کو مارنے والے پر قیمت کا ضمان بھی نہیں ہے۔خواہ وہ کلب معلما (شکاری کتا) یا غیر معلم ہو۔جن کا رکھنا درست ہے۔جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

حلون الکاهن :وہ قرم جو کہانت کرانے پر دی جاتی ہے۔صاحب نہایہ کہتے ہیں۔**الحلوان** مصدر ہے۔جیسا **غفران** اس کا نون زائدہ ہے۔اس کی اصل **حلی بحلو حلاوۃ** ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٠٦٩) والبخاری (٢٢٣٧) ومسلم (١٥٦٧) وأبو داود (٣٤٢٨) والترمذی (١١٣٦) والنسائی (٤٣٠٣) وابن ماجه (٢١٥٩) وابن حبان (٥١٥٧) والدارمی (٢٥٦٨) وابن الجارود (٥٨١) وابن أبی شیبة (٢٤٣/٦) والحمیدی (٤٥٠) والطبرانی (١٧/٢٧٢٧) والبیهقی (٦/٥)

الفرائد : کتے کی قیمت،زانیہ کی کمائی،نجومی کی مٹھائی،عراف کا ہدیہ تمام حرام ہیں۔

۳۰۴ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ فِيْهِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ

بَابٌ :شگون لینے کی ممانعت

گزشتہ باب میں بیان کی گئی احادیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے

تشریح التطیر :پرندوالا عمل کرنا۔گزشتہ باب کی احادیث بھی اس کے مطابق ہیں۔مزید یہ روایات ہیں۔

۱۶۷۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ" قَالُوْا :وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ :"كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۶:حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے۔فعال البتہ مجھے پسند ہے''۔صحابہ نے فرمایا :فعال کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:''اچھی بات''۔(بخاری ومسلم)

تشریح اس میں عدوی کی سرے سے نفی کی ہے۔اس بات کو واضح کیا کہ کسی چیز کا کسی چیز میں کوئی اثر نہیں۔ بیماریوں والوں سے دور رہنے کا حکم اس کے خلاف نہیں۔جیسے یہ روایت ہے:''**لا یردنّ مریض علی مصح**'' کیونکہ یہ ممانعت سدذرائع کی قسم سے ہے کہ صحت مند بیمار کے ساتھ گڈمڈ نہ ہو۔اور اسے وہ مرض لگ جائے پھر کم سمجھ یہ وہم کرنے لگے کہ یہ تعدیہ مرض کی وجہ سے ہے۔جس سے وہ گمراہی کا شکار ہو جاتے۔

ولا طیرۃ :یہ تطیر سے اسم ہے۔یہ نہی کے معنی میں ہے۔**لا تطیروا من شیء** ۔کسی چیز سے شگون نہ لو۔نہ سانح یعنی بائیں جانب سے آنے والے سے اور نہ بارح یعنی دائیں جانب سے آنے والے سے۔**ویعجبنی الفال قالوا وما الفال** :کیا ہے فال کی حقیقت اور وہ کونسا فال ہے جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔تا کہ اسے ہم بھی اختیار کریں۔**قال کلمه طیبة** :مسلم کی ایک روایت ''**الکلمة الصالحة یسمعها ادرکم**'' مطلب یہ ہے کہ اچھی بات سنو تو اس سے اچھا ذہن میں لاؤ اور اگر قبیح خیال لاؤ تو وہ **الطیرہ** بدشگونی بن جائے گی۔

ابوزید نے فأل کو دونوں کلاموں کے سننے میں قرار دیا اور اس کیلئے روایت کے یہ الفاظ ہیں:''**الفال الحسن**'' ابن خزیمہ نے اس سے''**لا عدوی ولا طیرة ولا هامة ولا صفر**'' اور بخاری کی روایت **هامة** کے بعد یہ الفاظ ہیں''**قیل یا رسول اللّٰه البعیر یکون به الحرب**'' احمد وابن ماجہ نے ابن عمر سے **ولا هامة** کے بعد یہ الفاظ ہیں ''**الم تروا الی الابل' تکون فی الصحراء**'' اس کو طبرانی نے بھی نقل کیا۔جامع کبیر میں **الفال** کے بعد **الحسن** کا لفظ بھی ہے۔طیالسی،احمد،ابوداؤد،ترمذی ابن ماجہ نے **الکلمة الطیبه** نقل کیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٣٢٥) والبخاری (٥٧٥٦) ومسلم (٢٢٢٤) وابن ماجه (٣٥٣٨)

الفرائد : (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کو نافع وضار سمجھ کر اس پر یقین کرنا چاہیے۔ (۲) بدفالی اور شگون ممنوع ہیں۔ (۳) اچھی چیز کو دیکھ کر اچھا خیال ممنوع نہیں ہے۔

۱۶۷۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ – وَاِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ ' وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھر' عورت اور گھوڑے میں ہوتی''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **لا عدوی ولا طیرة** :اس مجموعہ میں ''لا حول ولا قوة'' والی پانچوں وجوہ جاری ہو سکتی ہیں۔ **في شيء ففي الدار والمرأة والفرس** ان کا تذکرہ خاص طور پر کیا کیونکہ ان سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے۔ اور اکثر لوگ انہی سے شگون لیتے ہیں۔ پس جس کے دل میں ان میں سے کسی کے متعلق بات پیدا ہو وہ اس کے چھوڑ دے اور تبدیل کرے۔ بعض نے کہا عورت کی نحوست یہ ہے کہ جب وہ بچے نہ جننے والی ہو اور گھوڑے کی نحوست جب وہ غزوہ کے قابل نہ ہو اور اس پر جہاد نہ کرے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ بُرا ہو۔ اس کی تائید طبرانی کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ ''**شؤم الدار ضيق ساحتها وخبث جيرانها**'' (صحن کا تنگ ہونا اور پڑوسیوں کا خراب ہونا ہے) **شؤم المرأة عقر رحمها وسوء خلقها**: (بچے جننے کے قابل نہ ہونا اور بداخلاق ہونا ہے)۔ اور حاکم کی روایت میں اس طرح ہے۔ ''**ثلاث من الشقاء ، المراة تراها تسوء ك او تحمل لسانها عليك، والدابة تكون قطوفا فان ضربتها اتعبتك وان تركتها لم تلحق اصحابك ، والدار تكون ضيقة قليلة المرافق**'' تین چیزیں سختی سے ہیں (۱) عورت کو جب تو دیکھے تو بری معلوم ہو یا تم پر اپنی زبان چلائے (۲) اور جانور جو سست رفتار ہو۔ اگر تم اسے مارو تو تمہیں تھکا دے اور اگر اسی حالت میں چھوڑ دو تو تمہیں ساتھیوں کے ساتھ نہ ملائے۔ (۳) اور گھر جبکہ تنگ اور نایاب سہولیات والا ہو۔

ابن العربی کا قول: اس ارشاد میں حقیقی طور پر ان کی طرف نحوست کی نسبت نہیں کی گئی بلکہ زبانوں پر جاری ایک تعبیر ہے۔ جس سے مقصود اس طرف اشارہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو ناپسند کرے تو اس سے علیحدگی اختیار کرے تاکہ باطل اعتقاد دماغ میں نہ چمٹ جائے اور دیگر علماء نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنے کو اس عذاب سے چھڑانے کیلئے علیحدگی اختیار کر لے۔ سیوطی نے ابن ماجہ، دارقطنی نے ام سلمہ کی روایت میں ''السیف'' کا لفظ بھی نقل کیا ہے۔ (التوشیح لسیوطی)

تخريج : أخرجه البخارى (۲۰۹۹) ومسلم (۲۲۲۵) وأبو داود (۳۹۲۱) والترمذى (۲۸۳۳) والنسائى (۳۵۷۱) ومالك ۱۸۱۷)

الفرائد : (۱) مہلب کہتے ہیں کہ یہ توبیخی کلام ہے۔ جو شگون کو ترک نہ کرتا ہو اس کو فرمایا کہ اگر نحوست ہی ہے تو پھر ان

چیزوں کو بھی ترک کر دو جو کہ ہر وقت تمہیں لازم ہیں۔ یہ حدیث سند کی طرح ہے۔ تین چیزیں سعادت ہیں: (۱) نیک عورت' اچھا گھر (۳) اچھی سواری۔ تین چیزیں بدنصیبی ہیں: (۱) بری عورت (۲) خراب گھر (۳) بری سواری۔ (مسند احمد ۱/۱۴۴۵)

۱۶۷۸ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ " رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۸: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح کان لا یتطیر : کسی بھی چیز میں شگون نہ لیتے تھے۔ جیسا کہ یہاں معمول کا حذف ظاہر کر رہا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۳۰۰۷) وأبو داود (۳۹۲۰) وابن حبان (۵۸۲۷) والبیهقی (۱٤۰/۸)

الفرائد : (۱) بدفالی کی ممانعت ہے اچھے گمان کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۶۷۹ : وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَحْسَنُهَا الْفَالُ - وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ ' وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۹: عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان میں سب سے بہتر تو فال یعنی اچھا خیال کرنا ہے اور بدفال کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ جب تم میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس طرح کہے اے اللہ! آپ ہی بھلائیاں لانے والے ہیں اور آپ ہی برائیاں دفع کرنے والے ہیں اور برائیوں سے پھرنا اور بھلائی کی قوت آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح عروۃ بن عامر : ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ شگون سے متعلق ان کی روایات ملتی ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔ حاشیہ اسد الغابہ میں ان کو تابعی لکھا ہے اور اسد الغابہ میں ان کو صحابہ میں شمار کیا گیا ہے۔ ابو احمد عسکری کہتے ہیں کہ عروہ بن عامر الجھنی انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ ہم ان کا تذکرہ عروہ کے نام سے کیا ہے۔ ابن ابی حاتم رازی نے جامع التحصیل فی احکام المراسیل میں اس طرح سند ذکر کی ہے۔ "سمعت ابی یقول روی الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروہ بن

عامر قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الطیرہ فقال اصدقھا الفال''۔

بغوی کا قول: میرے والد کہتے تھے کہ یہ تابعی ہیں۔مگر مجھے تحقیق نہیں ہوئی کہ یہ تابعی ہیں یا صحابی؟ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبید بن رفاعہ سے روایات نقل کی ہیں۔ان کو بہت سے علماء نے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔نووی کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے،فتدبر۔احسنھا الفال : کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن ہے۔

اصمعیؒ کہتے ہیں: میں نے ابن عوف سے دریافت کیا کہ فأل کیا ہے۔تو انہوں نے فرمایا مثلاً بیمار ہو اور وہ سنے یا سالم۔اے صحت یاب یا کسی چیز کا متلاشی ہو اور سنے یا واحد۔اے مقصد پانے والے۔

ابن اثیر کا قول: اس کے گمان میں مرض سے متعلق یہ بات آئے کہ وہ صحت یاب ہو جائے گا۔اور بدگمان آئے کہ وہ گمشدہ کو پالے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فال حسن کو پسند فرمایا۔کیونکہ لوگ جب فائدے کی اللہ تعالیٰ سے امید لگاتے ہیں۔اور یہ کمزور، مضبوط سبب کے وقت اس کی عادت کے امیدوار ہوں تو وہ لوگ خیر پر ہیں۔خواہ امید کی جانب غلط ہو ان کے لئے امید میں خیر ہے۔جب وہ اپنی امید اس سے منقطع کر لیں گے تو یہ ان کی شر والی حالت ہے۔

البتہ شگون اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی ہے اور مصیبت کی توقع کرنا ہے۔الطیرۃ :یہ جنس ہے۔اور الفال یہ نوع کے معنی میں ہے۔

ولا ترد مسلما :یہ نفی نہی کے معنی میں ہے۔مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس سے واپس نہ لوٹے جس کا وہ ارادہ کر چکا۔اس شگون کی وجہ سے۔کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کسی چیز میں غیر اللہ کا ذرہ بھر اثر نہیں ہے۔

رای احد کم ما یکرہ :اگر کوئی ناپسند حالت سامنے آئے جس سے لوگ شگون حاصل کرتے ہیں۔تو یہ دعا پڑھے۔

''اللھم لا یأتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ إلا بك''

السیئات سے ناپسند چیزیں مراد ہیں۔

تخریج : أخرجه أبو داود (۳۹۱۹)

الفوائد : (۱) اچھے گمان کی تاکید کی گئی ہے اور یہ بتلایا کہ بدفالی مسلمان کے عزم کو بدل نہیں سکتی۔ہر خیر و شر اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔(۲) بدفالی کے ضرر کو دور کرنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔

۳۰۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ تَصْوِيْرِ الْحَيَوَانِ فِيْ بِسَاطٍ اَوْ حَجَرٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ دِيْنَارٍ اَوْ مَخِدَّةٍ اَوْ وِسَادَةٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيْمِ اتِّخَاذِ الصُّوْرَةِ فِيْ حَآئِطٍ وَّسَقْفٍ وَّسِتْرٍ وَعِمَامَةٍ وَّثَوْبٍ وَّنَحْوِهَا وَالْاَمْرِ بِاِتْلَافِ الصُّوْرَةِ

بَابٌ: حیوان کی تصویر قالین' پتھر' کپڑے' درھم' بچھونا' دینار یا تکیے وغیرہ پر حرام ہے اور دیوار' چھت' پردے' پگڑی' کپڑے وغیرہ پر تصاویر بنانا حرام ہے ان تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم ہے

تشریح ۞ **الحیوان** :اس میں الف لام جنس کا ہے۔ **مخدة** :جو رخسار کے نیچے رکھا جائے۔ **وسادة** :جمع **وسادات و وسائد** ۔ ماقبل پر عطف ردیف کے قبیل سے ہے۔تکیہ یا جو رخسار کے نیچے رکھا جاتا ہے۔ **فی حائط و سقف** :عمارت، دیوار یا چھت پر تصویر بنانا۔سقف کی جمع سقوف ہے۔جیسے **فلس وفلوس وسقف بروزن نُعُل** یہ قلیل الاستعمال ہے۔فراء کہتے ہیں یہ سقیف کی جمع جیسا بريد وبُرُد ۔ **عمامة** :اس کی جمع **عمائم** یعنی پگڑی ۔ **وثوب ونحوها** :جو چیز بھی ہو اس میں اٹھائی ہوئی چیز کی تعظیم ہو۔ **باتلاف الصورة**:توڑ دیا جائے جبکہ پتھر،لکڑی سے ہو اور پھاڑ دیا جائے اگر کپڑا وغیرہ (پلاسٹک وغیرہ کو چیر دیا جائے)

۱۶۸۰ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوْرَةَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ :اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو لوگ یہ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان کو زندہ کرو''۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **الصور** :صور سے ذی روح کی تصاویر مراد ہیں جیسا دوسرے ارشاد میں موجود ہے۔کہ تصاویر بنانے والوں کو اس طرح عذاب دیا جائے گا۔''**یقال لهم احیوا ما خلقتم**'' دوسرا جملہ عذاب کی تفسیر کا احتمال رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی تذلیل وتوبیخ کیلئے ان تصاویر میں جان ڈالنے کو کہا جائے گا اور اس کی ان میں نہ قدرت ہے نہ ہو گی۔ **النحو** :یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دوسری خبر ہو (۲) ماقبل مرفوع فعل سے حال ہو۔

تخریج : أخرجه البخاری (۵۹۵۲۱) ومسلم (۲۱۰۸) والنسائی (۵۳۷۶)

الفرائد : (۱)ذی روح کی تصاویر بنانا حرام ہے۔(۲)مجبوری کی وجہ سے مجبور کرنے والے مجرم ہونگے مثلاً کرنسی، شناختی کارڈ وغیرہ۔

۱۶۸۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ سَھْوَۃً لِّیْ بِقِرَامٍ فِیْہِ تَمَاثِیْلُ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَلَوَّنَ وَجْھُہٗ! وَقَالَ: "یَا عَآئِشَۃُ، اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الَّذِیْنَ یُضَاھُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰہِ! قَالَتْ :فَقَطَعْنَاہُ فَجَعَلْنَا مِنْہُ وِسَادَۃً اَوْ وِسَادَتَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلْقِرَامُ" بِکَسْرِ الْقَافِ ھُوَ : السِتْرُ "وَالسَّھْوَۃُ" بِفَتْحِ السِّیْنِ الْمُھْمَلَۃِ وَھِیَ : الصُّفَّۃُ تَکُوْنُ بَیْنَ یَدَیِ الْبَیْتِ وَقِیْلَ ھِیَ :الطَّاقُ النَّافِذُ فِی الْحَآئِطِ۔

۱۶۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے میں نے ایک طاقچے (ڈیوڑھی) کو پردہ کے ساتھ جس پر تصاویر تھیں ڈھانپا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپؐ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ''اے عائشہ! لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت کرنے والے ہیں''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کو کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنالیے۔ (متفق علیہ)

اَلْقِرَامُ: قاف کے کسرہ کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔ سَھْوَۃ :سین مہملہ کے فتحہ کے ساتھ وہ الماری جو گھر کے سامنے ہوتی ہے اور بعض نے کہا وہ روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

تشریح ۞ **قد سترت سهوة لی** اَلنَّحْوُ : یہ جملہ حالیہ ہے۔ **تماثیل** :ذی روح کی تصاویر مراد ہیں۔ **رأہ**: دیکھا۔ **اشد الناس عذابا عند اللّٰہ یوم القیامة** :مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب والے یا کفار میں سب سے زیادہ عذاب والے ہوں گے۔ کیونکہ اس نے کفر اور شدید گناہ تصویر کو جمع کیا۔ **یضاھون بخلق اللّٰہ** :تخلیق میں اللہ تعالیٰ سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں کہ ان کی تصویر سے تخلیق ہوگی۔ **فجعلنا منه وسادہ او وسادتین** :اس سے حرام تصویر تو زائل ہوگئی۔ اگر اس کا مطلقاً بقاء دخول ملائکہ رحمت کیلئے مانع ہے کیونکہ اس کو بھی رسول اللہ ﷺ پسند نہ فرماتے تھے۔ اگرچہ مقام تذلیل میں صورت والے کپڑے کا استعمال حرام نہیں۔ البتہ ملائکہ رحمت کے داخلہ کیلئے مانع ہوگا اور حرام طریق سے تصویر بنائی ہو اور اس سے دور کردیا جائے جس میں تصویر بنی تھی یا چھت وغیرہ میں۔ اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس کی روایت کو حرام تصویر کے ازالہ سے مقید کیا جائے کیونکہ وہ تذلیل کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور اس طرح بنانا درست ہے۔

السھوۃ :چبوترہ جو گھر کے پچھلی جانب سے بند ہو تو طاقچہ ہے۔

تخریج : باب الغضب اذا انتهکت میں گزر چکی۔

الفوائد : (۱) گھروں میں تصاویر آویزاں کرنا کبیرہ گناہ ہے۔اگر تصویر والے کو کاٹ کر روندا جانے والا گدا بنا لیا تو درست ہے۔

۱۶۸۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا :فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَالَا رُوْحَ فِيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:" تمام مصور آگ میں جائیں گے اور اس کی ہر تصویر جو اس نے بنائی اس کے بدلے میں ایک جان دی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم نے تصویر ضرور بنانی ہو تو درخت اور غیر ذی روح کی بناؤ۔(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ فی النار :جبکہ اسے تحریم کا علم تھا اور اس سے حلال سمجھ کر کیا۔اس پر اجماع ہے۔ضرورۃً یہ چیز دین میں جانی پہچانی ہے۔یا اگر وہ ایسا نہ ہو تو اکی سزا یہی ہے۔یہ دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح ہے۔مشیت الٰہی کے خطرے کے تحت ہے۔اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے بخش دیں گے۔ **بکل مصورة** :ہر تصویر کے سبب یا اس کے بدلے۔**فیعذبه فی جهنم** :اللہ تعالیٰ اس کو تمام طبقات کو دوزخ میں عذاب دیں گے۔نچلے طبقہ میں بھی ہو سکتا ہے اور اوپر والے طبقات میں بھی۔نفس کی طرف عذاب کا اسناد مجاز عقلی کہلاتا ہے۔**قال ابن عباس رضی اللّٰه عنهما** :یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے۔آپ نے اس آدمی کو فرمایا جس نے کہا میں تو تصویر کے علاوہ ایک حرف بھی نہیں جانتا۔کہ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو غیر ذی روح درخت، پہاڑ، زمین، مکانات وغیرہ کی تصاویر بناؤ۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۱۱۰) وأحمد (۱/۲۱۶۲)

الفوائد : (۱) مصور جتنی تصاویر بنائے گا اسی قدر سزا پائے گا۔شوقیہ تصاویر بنانے اور بنوانے والے سب عذاب کی وعید میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

۱۶۸۳ :وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:" جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اس کو قیامت کے دن اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ ڈال نہیں سکے

گا''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ صورۃ فی الدنیا :ذی روح کی تصویر۔ کلف :تاکہ اس کا عجز علی رؤس الاشہاد ظاہر ہوجائے۔ ان ینفخ فیھا الروح یوم القیامۃ :شاید کسی کے وہم میں اس کا امکان ہوتو اس کی مؤکد نفی میں لاکر لیس بنا فخ ،ظاہر کیا کہ یہ اس کی تبکیت وتذلیل کیلئے کیا جائے گا۔

تخریج : باب تحریم الکذب میں گزر چکی۔

الفرائد : (۱) روح پھونکنا انسان کی قدرت سے باہر ہے۔ یہ صرف توبیخ وڈانٹ کیلئے کہا جائے گا۔ اس پر ذلت کی مار پڑے گی۔

۱۶۸۴ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :''اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْمُصَوِّرُوْنَ''۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۶۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا:''لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن مصوروں کو ہوگا''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ اشد الناس عذابا :یہ مضمون کی تاکید سننے والے کو تاکید کرنے کیلئے ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ میں اس کو چھوڑ دیا گویا وہ پہلے مرحلے کی بات ہے۔ جب تاکید کا موقعہ آیا کہ جن اسباب سے یہ عذاب ہوتا ہے۔ ان میں کوئی پیش آیا۔ تو اس کی حالت منکر کی سی قرار دے کرتاکید ذکر کی۔ واللہ اعلم۔ یوم القیامہ :یہ عذاب کا ظرف ہے۔ عن اللہ :یہاں مرتبہ کے لحاظ سے پاس ہونا مراد ہے۔ مکان کے لحاظ سے مراد نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ عذاب بہت بڑا ہوگا۔ المصورون :ذی روح کی تصاویر بنانے والے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٤٠٥٠) والبخاري (٥٩٥٠) ومسلم (٢١٠٩) والنسائي (٥٣٧٩) والطبراني (١٠/١٩٤)

الفرائد : (۱) وہ تصاویر کا سبب ہیں۔ اگر وہ یہ کام ترک کر دیں تو لوگ بھی باز آجائیں۔ ذریعہ گناہ ہونے کی وجہ سے زیادہ عذاب کے حقدار بنے۔

۱۶۸۵ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :''قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ! فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّۃً اَوْ لِیَخْلُقُوْا حَبَّۃً ' اَوْ لِیَخْلُقُوْا شَعِیْرَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۶۸۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا:''اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے پس ان کو چاہئے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جَو (کا دانہ ہی) بنا کر دکھائیں''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **من اظلم ممن ذهب** :وہ آدمی سب سے بڑا ظالم ہے جو تصویر وتقدیر کے اعتبار سے میری مخلوق کی طرح بناتا ہے۔ ورنہ خلق بمعنی ایجاد تو مخلوق سے اصلاً ممکن ہی نہیں۔ **فليخلقوا ذَرّة**: ذرہ کا معنی چیونٹی ہے۔ بعض روات نے اس کو ضمہ سے کر دیا وہ درست نہیں۔ حبة : گندم کا دانہ۔ شعيرة : جو بھی غلہ جات کی ایک قسم ہے۔ او یہ تنویع کیلئے ہے۔ فا کے بعد لام کو ساکن یا کسرہ دونوں درست ہیں۔ ان مقامات میں لام تعجیز وتبکیت کیلئے ہے۔ بعض اوقات کسی جماد کو بنانے کا حکم ہوگا یہ پہلے سے آسان تر ہے۔ مگر اس پر بھی ان کو قدرت نہ ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٧٥٢٥) والبخاری (٥٩٥٣) ومسلم (٢١١١) وابن حبان (٥٨٥٩) وابن أبی شيبة (٨/٤٨٤) والبيهقی (٧/٢٦٨)

الفرائد : مصوروں کو سزا کا ایک سبب خلق باری میں شراکت کا مدعی بننے کی طرح ہے۔

۱۶۸۶ :وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۶: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ ملائکہ سے رحمت کے فرشتے مراد ہیں۔ اس لئے کہ کراماً کاتبین اس وجہ سے جدا نہیں ہوتا۔ **بیتا** : گھر اور اس کے علاوہ دیگر مقامات۔ **فيه كلب** : شیخ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ جب اس کے بنانے سے منع کیا گیا اور اس نے باز نہ رہتے ہوئے بنائی تو اس کو فرشتوں کی علیحدگی سے سزا دی گئی صحبت سے محروم کر دیا گیا اور یہ مخالف شرع پر ناراضگی کی وجہ سے ہوا۔ پس یہ آدمی برکت، استغفار اور طاعات پر اعانت سے خالی رہ گیا۔ اس کے مطابق فرشتوں کا داخلہ اس گھر میں ممنوع نہ ہوگا جہاں کتا ہے۔ اس کو بنیاد بنانے کی صورت میں یہ جائز ہوگا کہ ایک نص سے تخصیص والا معنی استنباط کیا جائے۔ بعض نے کہا۔ فرشتوں کے نہ آنے کی وجہ کتے کی نجاست ہے اور فرشتے مطہر ومقدس ہیں۔ بعض نے کہا وہ شیاطین سے ہیں جیسا بعض روایات میں آیا ہے اور ملائکہ ہر حال میں شیاطین کے دشمن ہیں۔ بعض نے کہا۔ فرشتے بدبو کو ناپسند کرتے ہیں اور ان سے شدید بدبو آتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں جن کتوں کا رکھنا حرام ہے وہ مراد ہیں اس طور پر کہ ان کے داخل نہ ہونے کی علت یہ ہے کہ ممانعت کے بعد نافرمانی کی جو کہ نہی کے بعد بنانے کے خلاف ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٨٠١١) وأحمد (٤/١١٨٥٨) والبخاری (٣٢٢٥) ومسلم (١٢٠٦) وأبو داود (٤١٥٥) والترمذی (٢٨١٣) والنسائی (٤٢٩٣) وابن ماجه (٤٦٤٩) وابن حبان (٥٨٤٩) والطيالسی

(١٢٢٨) والحميدي (٤٣١) وابن أبي شيبة (٤٧٨/٨) والبيقي (٢٧١/٧)

الفرائد :(۱)رحمت کے فرشتے مراد ہیں۔بقیہ تمام اقسام کے فرشتے تو اپنے اپنے کاموں کیلئے آتے جاتے ہیں کراماً کاتبین تو جدا ہی نہیں ہوتے۔

۱۶۸۷ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ فَلَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ فَشَكَا اِلَيْهِ ' فَقَالَ :اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"رَاثَ" اَبْطَاَ ' وَهُوَ بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ۔

۱۶۸۷:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبرائیل نے آنے کا وعدہ کیا پس انہوں نے دیر کر دی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری۔ پس آپؐ باہر نکلے تو جبرائیل آپؐ کو ملے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکوہ کیا تو جبرائیل نے فرمایا:''ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو''۔(بخاری)

"رَاثَ":اس نے تاخیر کی۔یہ لفظ تائے مثلثہ کے ساتھ ہے۔

تشریح ۞ ان یاتیه اَلنَّحْوُ :مفعول کو فاعل پر اہتمام کیلئے مقدم کیا۔جبرئیل علیہ السلام نے ایک معین وقت پر آنے کا وعدہ کیا۔فراث علیه :آنے میں دیر ہوئی۔اشتد علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم :جبرئیل علیہ السلام کا دیر کرنا یا وہ غم آپ ﷺ پر گراں گزرا جو تاخیر کی وجہ سے لاحق ہوا تھا۔فخرج فلقیه جبرئیل:باہر نکلنے کے بعد جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔فشکا الیه :نبی اکرم ﷺ نے اس کی شکایت کی' جو پریشانی آنے کے وقت میں تاخیر سے لاحق ہوئی تھی۔انا لا ندخل :سابقہ پردے والی روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ حکم ان ذی روح حرام تصاویر سے خاص ہے جو ممانعت کے بعد بنائی جائیں۔اگر ایسا کرے گا تو ان کی برکت سے محروم ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه البخاري (٣٢٢٧)

الفرائد : (۱) ذی روح کی تصویر کی نحوست سے جبرئیل علیہ السلام اندر تشریف نہ لائے جبکہ آپ ﷺ کو علم ہی نہ تھا' جب علم ہوا تب آپ ﷺ نے فوراً پردے اتروا دیئے۔

۱۶۸۸ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَجَآءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهٖ قَالَتْ :وَكَانَ بِيَدِهٖ عَصًا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ :مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ" ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ –

فَقَالَ : "مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ؟ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ بِهٖ ' فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَآءَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ– فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَعَدْتَّنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِيْ" فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اَنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ– رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۸۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی ٹائم میں آنے کا وعدہ کیا کہ وہ اس وقت میں آئیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وقت آ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ فرماتے ہوئے پھینک دیا کہ نہ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ کتے کا بچہ آپؐ کی چارپائی کے نیچے تھا اس پر آپؐ نے فرمایا: "یہ کتا کب داخل ہوا؟" میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ آپؐ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پس اس کو نکال دیا۔ تو اسی وقت جبرائیلؑ آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آپ نے مجھ سے وعدہ کیا اور میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے"۔ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا۔ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

تشریح ۞ **واعد** اَلنَّجْوٰ :مفعول کو اہتمام کیلئے مقدم کیا۔ **وکان بیده عصا** :یہ واعد پر جملہ معطوفہ ہے۔ (۲) رسول اللہ سے حال ہے۔ **فطرحها** :وہ لاٹھی ڈال دی۔ **وهو يقول** اَلنَّجْوٰ :یہ مضاف الیہ کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ **ما يخلف الله وعده** :اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کیا ہوئے کسی وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے۔ وعدہ کا لفظ خیر کیلئے آتا ہے اور شر کیلئے وعید کا لفظ ہے۔ **ولا رسله** :جمع رسول۔ اس میں ملائکہ بھی شامل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿جاعل الملائكة رسلا﴾ [فاطر:۱] **جرو** اَلنَّجْوٰ :یہ قِنْوٌ کے وزن پر ہے۔ کتے کا بچہ درندے کے بچے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس میں جیم کا فتحہ وضمہ بھی مستعمل ہے ہر چیز کے بچے کو جرو کہتے ہیں۔ (ابن سکیت)۔ **والله ما دريت به** : ظاہر ہے کہ یہ کتے کا بچہ آپ کے گھر میں تھا۔ **فامر به فاخرج**: پہلے فعل میں مفعول بہ کو حذف کیا اور دوسرے میں فاعل کو حذف کیا۔ کیونکہ اس کے واقعہ کی طرف توجہ کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ پہلا فعل معروف اور دوسرا مجہول ہے۔ **وعدتنی** :یعنی معینہ وقت میں تم نے آنے کا وعدہ کیا۔ **فجلست لك** :میں تیرے انتظار میں بیٹھا یا تیری خاطر بیٹھا۔ اَلنَّجْوٰ : پہلی صورت ظرف مستقر حال ہے اور دوسری صورت میں جلس کا صلہ ہے۔ **منعني الكلب الذي** :اس سے علامہ عراقی کے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ کہ مطلقاً فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں کتا ہو۔ اگرچہ گھر والوں نے وہ نہ پالا ہو۔ کیونکہ کتے کا وجود گھر میں فرشتوں کے داخلہ کو روک لیتا ہے۔ خواہ وہ نادانستہ طور پر داخل ہوا ہو۔ تو جہاں کتے کا وجود معلوم ہو وہاں داخل نہ ہونا بدرجہ اولیٰ ہے۔ اگرچہ ثواب کی کمی والی روایت اس بات سے مقید ہے کہ وہ اس آدمی نے پالا ہو جس کی ضرورت نہیں (شوقیہ پالنا) کیونکہ وہ زیادہ قوی روایت ہے۔ اس لئے قصداً مخالفت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ **ولا صورة** :کتے کی تصویر یا وہ تصاویر جن کا بنانا حرام ہے یعنی ذی روح کی تصاویر وہ مراد ہیں۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢١٠٤)

الفوائد : لاعلمی میں کتے کا ایک بچہ اندر گھس آیا جو جبرئیل علیہ السلام کے اندر آنے سے رکاوٹ بنا رہا۔ آج کل تو کونسا گھر ہے جو تصاویر کی اس لعنت سے بچا ہے۔ بلکہ لوگوں نے عبادت خانوں میں تصاویر کے فریم آویزاں کر رکھے ہیں۔

۱۶۸۹ : وَعَنْ اَبِی الْہَیَّاجِ حَیَّانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ : قَالَ لِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَۃً اِلَّا طَمَسْتَھَا ' وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ ' رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۸۹ : حضرت ابی التیاح حیان بن حصین کہتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اسی کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو جس تصویر کو دیکھے اس کو مت چھوڑ۔ یہاں تک کہ اس کو مٹا دے اور کسی بلند قبر کو پائے تو اسے برابر کر دے۔ (مسلم)

تشریح ۞ ان کی کنیت ابوالہیاج بھی ہے۔ قبیلہ بنو اسد سے ہیں کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ثقہ اوساط تابعین میں سے ہیں۔ الا تدع صورة : کسی حرام تصویر کو مت چھوڑو۔ اس کو ہاتھ سے مٹا ڈالو۔ ولا قبرًا مشرفا : اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو۔

فائدہ : اس سے معلوم ہوا حرام تصاویر منکرات قبیحہ سے ہے جس کا ازالہ حکام کی ذمہ داری ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٧٤١) ومسلم (٩٦٩) وأبو داود (٣٢١٨) والترمذی (١٠٥١) والنسائی (٢٠٢٠) وعبد الرزاق (٦٤٨٧) والطیالسی -١٥٥) وأبو یعلی (٦١٤)

الفوائد : (۱) نہ تصویر سازی درست ہے اور نہ بلند قبریں بنانا درست ہے۔

۳۰۶ : بَابُ تَحْرِیْمِ اتِّخَاذِ الْکَلْبِ اِلَّا لِصَیْدٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ اَوْ زَرْعٍ

باب : کتا رکھنے کی حرمت مگر شکار' چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے

تشریح ۞ یعنی ان کی حفاظت ونگہبانی کیلئے گھر کی حراست بھی اسی میں داخل ہے مسلمہ کی روایت بھی اس کی مؤید ہے۔

۱۶۹۰ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ فَاِنَّہٗ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ : "قِیْرَاطٌ"۔

۱۶۹۰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس

نے کتا پالا سوائے شکار کے لئے یا چوپائیوں کی حفاظت کے لئے تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ من اقتنٰی : پالنا۔ جو تجارت کیلئے نہ ہو۔ کلباً الا کلب صید : شکار وغیرہ کے علاوہ کتا پالنا (شوق وغیرہ) درست نہیں۔ الماشیہ : اونٹ بکریاں بعض نے گائے کو صرف ماشیہ کہا۔ (المصباح)

من اجرہ : اعمال کے اجر سے دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

تخریج : أخرجه مالك (١٨٠٨) وأحمد (٢/٤٤٧٩) والبخاری (٥٤٨٠) ومسلم (١٥٧٤) والترمذی (١٤٩٢) والنسائی (٤٢٩٥) وابن حبان (٥٦٥٣) وابن أبی شيبة (٥/٤٠٨) والبیهقی (٦/٩)

الفوائد : (۱) شوقیہ کتا پالنے والے اپنے نامہ عمل میں بہت بڑے اجر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ کتوں سے بوس و کنار جن کا شعار ہو ان کا کیا حال ہوگا۔

۱۶۹۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهٗ یَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِیَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ – وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَنِ اقْتَنٰی كَلْبًا لَّیْسَ بِكَلْبِ صَیْدٍ ' وَّلَا مَاشِیَةٍ ' وَّلَا اَرْضٍ ' فَاِنَّهٗ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ قِیْرَاطَانِ كُلَّ یَوْمٍ"۔

۱۶۹۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی کتے کو باندھا اس کے عمل میں سے ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ مگر شکاری یا مویشیوں کی حفاظت والا کتا"۔ (بخاری و مسلم)
اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے لئے ہو اور نہ چوپائیوں اور زمین کی حفاظت کے لئے تو اس سے اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

تشریح ۞ کلبا : جس نے کتا پالا اس کے اعمال کے اجر میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابن التین نے کہا۔ جو گزرے ان میں سے کم ہونا تو درست نہیں بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ اس کا عمل اس جیسا کامل نہیں جیسا کتا نہ رکھنے والے کا ہوتا ہے۔ مگر ابن حجرؒ فرماتے ہیں ابن تین کی یہ بات درست نہیں۔ صاحب بحر نے اجر کے متعلق اختلاف نقل کیا ہے کہ کیا ماضی کے عمل سے کمی کی جاتی ہے یا مستقبل کے عمل سے؟ اور قیراطان۔ یہ دن کے اعمال سے کم ہوتے ہیں یا رات کے اعمال سے؟ یا ہر ایک میں سے ایک ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ بعض نے کہا ایک قیراط خاوند کے عمل سے اور ایک بیوی کے عمل سے کم ہوتا ہے۔

مسلم کی روایت میں ایک قیراط کا تذکرہ ہے۔ اور اقتنی کی بجائے امسك کا لفظ لائے ہیں۔ اور ایک روایت مسلم میں ماشیۃ کے بعد والارض کے الفاظ زائد ہیں۔ یعنی گھر کھیتی وغیرہ کی حفاظت کیلئے۔

ابن عبدالبر کا قول: کمی کی وجہ یہ ہے کہ کتے کے بارے میں اور بھی دینی مسائل ہیں کہ جس برتن میں یہ منہ ڈال دے اسے سات مرتبہ دھویا جانا مکلف کیلئے اس کو قائم رکھنا مشکل ہے اور اس سے بچنا اور زیادہ مشکل ہے۔ بسا اوقات اس کو رکھنے کی وجہ سے ایسی چیزیں پیش آئیں گی جو اس کے اجر کو کم کر دیں گی۔

حکایت: منصور عباس نے عمر بن عبید سے پوچھا کہ ثواب میں کتے کی وجہ سے کمی کیوں آتی ہے؟ مگر وہ نہ بتلا سکا تو منصور خود کہنے لگا ''کیونکہ یہ کمزور کو بھونکتا اور سائل کو ڈراتا ہے''۔

ابن حجر کا ارشاد: مذکورہ نقص (قیراط اور قیراطین) میں: (۱) احتمال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کتا رکھنے والے کو رسوائی کی سزا دے اور عمل کی توفیق چھن جائے۔ جو ایک قیراط کی مقدار ہو ان اعمال میں سے جو وہ اچھے عمل کرتا تھا اگر وہ کتا نہ پالتا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کتا پالنے کو مکروہ قرار دیا جائے۔ (۲) اور یہ بھی احتمال ہے۔ اس کے پالنے سے جو گناہ ملا وہ ایک قیراط یا دو قیراط کے برابر ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس کے عمل صالح کا اجر اتنا کم ہو جائے جتنا کتا پالنے کی وجہ سے گناہ ہوا۔ اور وہ ایک قیراط یا دو قیراط ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کو حرام قرار دیں۔ دو روایتیں مختلف ہیں۔ (۱) بعض نے کہا زائد پر حکم لگے گا۔ کیونکہ اس راوی نے وہ بھی یاد رکھا جو پہلے اس نے نہ رکھا۔ معاملہ اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے ایک قیراط کمی کی اطلاع دی اس کو راوی اول نے سنا پھر دوسری مرتبہ دو قیراط کمی کی خبر دی جو تاکید ونفرت دلانے میں پہلے سے بڑھ کر تھی۔ جس کو دوسرے راوی نے سنا۔ (۲) بعض نے کہا اس کو تو مختلف حالتوں پر محمول کریں گے۔ اس کو پالنے کی وجہ سے گندگی کی کثرت ہوگی تو دو قیراط کم ہوگا۔ ایک قیراط گندگی کی کمی کے لحاظ سے ہے۔ (۳) بعض نے کہا کہ دو قیراط خاص مدینہ منورہ کے لحاظ سے ہے اور دوسری جگہوں میں ایک قیراط (۴) دو قیراط شہروں کیلئے اور ایک قیراط دیہاتوں کیلئے۔ اور پھر دیہات کی آبادی کی قلت وکثرت کے لحاظ سے فرق ہوگا۔

نماز جنازہ اور اس کے ساتھ جانے میں دو قیراط کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جی ہاں۔ اور بعض نے کہا جنازہ میں جو کچھ ملتا ہے وہ محض فضل ہے اور جو یہاں ملتا ہے وہ سزا کے طور پر ہے۔ اور فضل کے باب میں دوسروں کی نسبت زیادہ وسعت ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۷٦۲۵) والبخاری (۲۳۲۲) ومسلم (۱۵۷۵) وأبو داود (۲۸٤٤) والترمذی (۱٤۹٤) والنسائی (٤۳۰۰) وابن ماجه (۳۲۰٤) وابن حبان (۵٦۵۲) وابن أبی شیبة (۵/٤۰۹) والبیهقی (۱/۲۰۱)

الفرائد: (۱) بلاضرورت پالنے سے اجر میں کمی کا حکم فرمایا گیا۔ ضرورت قانون نہیں بنتی ضرورت ہی رہتی ہے۔

۳۰۷ :بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيقِ الْجَرَسِ فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

بَابٌ: سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی باندھنا مکروہ ہے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے

تشریح ۞ الجرس :ابوالبحر کہتے ہیں یہ آواز کا نام ہے۔جرس ہلکی آواز کو کہتے ہیں اس کی جمع اجراس جیسے سبب و اسباب۔معروف لفظ جلا جل ہے۔في البعير :بعیر کا لفظ نر و مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔الدواب :جمع دابۃ یہاں اس سے مراد کھر والے جانور مراد ہیں۔سیوطی کہتے ہیں۔یہ مکروہ ہے اس لئے ہے کہ یہ آواز کے ذریعہ گھنٹی والوں کے متعلق خبر دیتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ دشمن کو بالکل اطلاع نہ ملے تاکہ وہ اچانک حملہ آور نہ ہو۔(النہایہ) كراهة استصحاب الكلب والجرس في السفر :کراهه معطوف ومعطوف علیہ سے یہ ظرف محل حال میں ہے۔''ای کائنین فیه ''یہ کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ بلاقید لانے سے ظاہر ہوتا ہے۔السفر :کوسفر کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ یہ آدمی کے اخلاق کو روشنی کرتا ہے۔

۱۶۹۲ :عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو''۔(مسلم)

تشریح ۞ لا تصحب الملائكة :اس سے رحمت کے فرشتے مراد ہیں۔علامہ عراقی کہتے ہیں:(۱) احتمال یہ ہے کہ مطلقاً ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔(۲) حفاظت کے لیے ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔یعنی حفاظت و استغفار''اللّٰهم انت الصاحب في السفر''۔رفقة: سفر کے ساتھ۔جب جدا ہو جائیں تو رفقہ بولا نہیں جا سکتا۔بنوقیس رفقة جمع رِفَق :جیسے سدرۃ و سدر۔

فيها كلب :جس کے رکھنے کی اجازت نہیں۔

نووی کہتے ہیں: جو اس کو دیکھے اور روکنے سے عاجز ہو تو کہ''اللهم انی ابرأ اليك مما فعله هؤلاء فلا تحرمني ثمرة صحبة ملائكتك وبركتهم''

تخريج : أخرجه أحمد (۳/۸۳٤٥) ومسلم (۲۱۱۳) وأبو داود (۲٥٥٥) والترمذي (۱۷۰۹) والدارمي

(۲۶۷۶) وابن حبان (۴۷۰۳) والبیهقی (۵/۲۵۳)

الفوائد : (۱) سفر میں کتے کو ساتھ لینے اور گھنٹی باندھنے کو برکات سے محرومی کا باعث قرار دیا کیونکہ فرشتوں کی وجہ سے برکت ہوگی۔

۱۶۹۳ : وَعَنْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اَلْجَرَسُ مِنْ مَزَامِیْرِ الشَّیْطَانِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۶۹۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گھنٹی شیطان کا باجا ہے"۔ (ابوداؤد) شرط مسلم پر صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ الجرس : سیوطی کہتے ہیں۔ جرس سے جلجل مراد ہے جو جانوروں کی گردن میں ہوتی ہے۔ ابن رسلان کہتے ہیں کراھۃ کا سبب مزمار شیطان ہونا ہے۔ اسی وجہ سے سننے والے کو کان پر انگلی رکھنی چاہیے تا کہ وہ اسے نہ سن پائے' جو حرام آلات کے قریب رہتا ہو اور ان کے ازالہ سے عاجز ہو۔ تو ان کا غور سے سننا حرام ہے۔ البتہ ویسے کان میں پڑ جانے سے اس پر گناہ نہ ہوگا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۸۶۰) ومسلم (۲۱۱۴) وأبو داود (۲۵۵۶) وابن حبان (۴۷۰۴) والبیهقی (۵/۲۵۳)

الفوائد : گھنٹی شیطان کا باجہ ہے اور شیطان کو محبوب اب تو یورپ کی خباثت نے موبائل ہر ایک کے ہاتھ میں دے کر شیطان کا باجہ ساتھ کر دیا۔ اصل علت ممانعت یہی ہے۔

۳۰۸ : بَابُ کَرَاھَۃِ رُکُوْبِ الْجَلَّالَۃِ وَھِیَ الْبَعِیْرُ اَوِ النَّاقَۃُ الَّتِیْ تَاْکُلُ الْعُذْرَۃَ ' فَاِنْ اَکَلَتْ عَلَفًا طَاھِرًا فَطَابَ لَحْمُھَا زَالَتِ الْکَرَاھَۃُ

باب : گندگی کھانے والے اونٹ یا اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس اگر وہ پاک چارا کھانے لگے تو اس کا گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے

تشریح ۞ الجلالہ : گندگی کھانے والے اونٹ اور اونٹنی کو کہا جاتا ہے۔ کراہت اس وقت ہے جب اس کی عام

عادت ہو اور گندگی کی بدبو اس پر ظاہر ہو۔ ان اکلت علفا : اگر نجاست کے بعد اس نے پاک چارہ کھالیا تو اس کا گوشت درست ہے جبکہ نجاست کی بدبو نہ ہو اور زوال سبب سے کراہت بھی جاتی رہے گی۔

۱۶۹۴ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَلاَّلَةِ فِي الْاِبِلِ اَنْ يُّرْكَبَ عَلَيْهَا - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ ان یرکب علیها : یہ جلالہ سے عطف بیان ہے۔ (نفرت دلانے کیلئے اس پر سواری کی ممانعت فرمائی) تا کہ نفاست طبائع میں خوب جاگزین ہو جائے۔ مستدرک میں اس روایت کے آخر میں ''وانہ شرب من البانها'' کے الفاظ بھی ہیں۔ کہ ایسی اونٹنی کے دودھ پینے سے بھی منع فرمایا۔

تخریج : أخرجه أبو داود (۲۵۵۸) والحاكم (۲/۲۲۴۸)

الفرائد : (۱) گندگی کھانے والے جانوروں پر سواری ان کا گوشت کھانے اور دودھ استعمال کرنے سے روکا گیا۔ یہ فطری نفاست کے خلاف ہے۔

۳۰۹ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْاَمْرِ بِاِزَالَتِهٖ مِنْهُ اِذَا وُجِدَ فِيْهِ وَالْاَمْرُ بِتَنْزِيْهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْاَقْذَارِ

بَابٌ : مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اس کو دور کرنے کا حکم جب وہ مسجد میں پایا جائے گندگیوں سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم

تشریح ۞ البصاق : اس میں تین لغات ہیں۔ ایک لغت سین سے بھی ہے۔ والامر : یہاں امر استحباب کیلئے ہے۔ وجد فيه : جب خود اس کی طرف سے یا دوسرے کی طرف سے پائی جائے۔ والامر بتنزيه المسجد : گندگی سے مسجد کو پاک رکھنا واجب ہے۔ مثلاً نجاست، غسل کا پانی' کھانا کھانا جس سے جگہ ملوث ہو جائے۔ اس سے بھی صفائی ضروری ہے اور ایسا نہ ہو تو مستحب ہے۔

۱۶۹۵ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ

وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تُرَابًا اَوْ رَمْلًا وَّنَحْوَهٗ فَيُوَارِيْهَا تَحْتَ تُرَابِهٖ- قَالَ اَبُو الْمُحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْبَحْرِ :وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ اَمَّا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبَلَّطًا اَوْ مُجَصَّصًا فَدَلَكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهٖ اَوْ بِغَيْرِهٖ كَمَا يَفْعَلُهٗ كَمَا يَفْعَلُهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيْئَةِ وَتَكْثِيْرٌ لِلْقَذْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَنْ يَمْسَحَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَوْبِهٖ اَوْ بِيَدِهٖ اَوْ غَيْرِهٖ اَوْ يَغْسِلَهٗ۔

۱۶۹۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا منع ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

اور مقصد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہے تو مٹی کے نیچے تھوک کو چھپا دیا جائے چنانچہ ابوالمحاسن رویانی نے اپنی کتاب البحر میں ایسے ہی ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تھوک کے دفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیا جائے لیکن جب مسجد پختہ چونا گچ ہو تو تھوک کے جھاڑو کے ساتھ وہیں مل دیا جائے جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ اسی طرح کرتے ہیں تو یہ دفن کرنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں زیادتی ہے اور مسجد کو مزید گندہ کرنا ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اس کو صاف کر ڈالے یا دھو ڈالے۔

تشریح ۞ **کفارتها** :ہمیشہ کے گناہ سے بچنے کی راہ اس کا دفن کرنا ہے اصل فعل کا کفارہ تو توبہ ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل یا نیک عمل اس لئے کہ یہ صغیرہ گناہ ہے۔ **دفن** سے مراد یہ ہے جبکہ مسجد میں مٹی ریت ہو تو اس میں چھپا دے علامہ ابو المحاسن رویانی کہتے ہیں کہ دفن کا مطلب مسجد سے ان کا نکال پھینکنا ہے اور یہ کلمہ نزاھہ مسجد کے زیادہ بلیغ ہے۔ اور اگر **مبلطًا** :بلاط ہر وہ چیز خواہ پتھر ہو یا کچھ اور جس سے فرش لگایا جائے۔ **مجصصا** :چونا۔ (سیمنٹ) لگا ہوا۔ تو پھر رگڑنے سے تو فرش مزید ملوث ہوگا اور گندگی پھیل جائے گی۔ کپڑے سے صاف کر یا پانی سے دھو ڈالنے تاکہ معصیت وتعدی کا ازالہ ہو جائے۔

علامہ رویانی: طبرستان کے قریب رویان شہر کے رہنے والے تھے نام عبدالواحد ابن اسماعیل رویانی تھا۔ ۵۳۰ء میں محرم میں ان کو شہید کر دیا گیا۔

تخریج : أخرجه البخاری (٤١٥) ومسلم (٥٥٢) وأبو داود (٤٧٤) والترمذی (٥٧٢) والنسائی (٧٢٢)

الفرائد : مساجد کی نظامت کا حکم ہے۔ (۲) آج کل مساجد کے پختہ صحن ہیں تھوک سے ملوث ہو کر نمازیوں کی تکلیف کا باعث بنے گا۔ مسجد سے باہر تھوک ڈالے۔

۱۶۹۶ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا اَوْ بُزَاقًا، اَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں رینٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھی تو اس کو کھرچ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ القبلة مخاطا او بزاقا او نخامة :تھم و نھامه سینہ یا ناک سے رینٹھ کا ازالہ کرنا۔
مطرزی نے کہا: تا کہ ناک سے نکلنے والے مواد کو نخاعہ اور نخامہ کہتے ہیں۔
ابن النحوی: واؤ۔ یہ شک راوی کیلئے ہے۔ فحکّه :مسجد سے گندگی کا ازالہ کرنا اوا سکی تطہیر میں جلدی کرنا۔

تخریج : أخرجه مالك (٤٥٧) والبخاری (٤٠٧) ومسلم (٥٤٩)

الفرائد : (۱) اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعظیم کیلئے آپ نے اپنے دست مبارک سے اس رینٹھ کو کھرچ دیا تا کہ امت افعال حسنہ میں پیروی کرے۔ (۲) تھوک اقذار سے ہے۔ اس لیں مسجد کو بچانا چاہیے۔

۱۶۹۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَقِرَآءَةِ الْقُرْآنِ، اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں اس پیشاب یا گندگی کے لائق نہیں۔ بے شک وہ اللہ کی یاد کے لئے ہیں اور قرآن کی قراءت کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسلم)

تشریح ۞ هذه المساجد :الف لام جنس کا ہے۔ هذا البول :جیسا کہ اس بدو نے کردیا۔ ولا للقذر: یہ تمام گندگی کی چیزوں کو شامل ہے۔ جس سے مسجد کی تلویث ہو خواہ وہ ظاہر ہی کیوں نہ ہو۔ هي لذكر الله: یہ اللہ تعالیٰ کی یاد قراءت قرآن کے مناسب ہیں اور اسی کیلئے بنائی گئی ہیں۔ او کما :یہ شک راوی کیلئے لائے کہ آپ ﷺ نے وہی لفظ فرمائے یا اس سے مختلف۔

فَائِدَہ : مسجد کو تھوک، رینٹھ اور بدن کی میل کچیل، بال ناخن سے پاک رکھنا مستحب ہے اور ہر وہ چیز جس سے تلویث لازم آتی ہو اس سے صاف رکھنا واجب ہے۔ مثلاً مستعمل پانی وغیرہ۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٨٥)

الفرائد : (۱) مسجد عبادت کا مقام ہے۔ مقام عبادت کو اقذار سے صاف رکھنا ضروری ہے۔

۳۱۰: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

باب: مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا' خرید وفروخت' اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات بھی مکروہ ہیں

تشریح ۞ الخصومة رفع الصوت فيه: جھگڑا اور بلند آواز اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو۔ مکروہ ہے بشرطیکہ اس سے سونے والے، نمازی وغیرہ کو تکلیف معمولی ہو اور اگر زیادہ تکلیف ہو تو حرام ہے۔ ونشد الصالة: گم شدہ چیز کے متعلق سوال کرنا۔ نشد (ن) انشد مصدر ہے۔ اور انشدة اسم ہے۔ اور النشدان بھی آتا ہے۔ والبيع والشراء: کیونکہ یہ دنیوی چیزیں ہیں اور مساجد دینی کاموں اور عبادات کیلئے بنی ہیں۔ اس سے نکاح وغیرہ معاملات خارج ہیں کیونکہ ان کا دین سے بھی تعلق ہے۔ نکاح کا مسجد میں کرنا مستحب ہے۔ ترمذی میں روایت وارد ہے: "أعلنوا النكاح واجعلوه في المساجد"۔

۱۶۹۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو آدمی کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنیں تو اس کو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز اللہ تجھے نہ لوٹائے یہ مسجد اس لئے نہیں بنی"۔ (مسلم)

تشریح ۞ ينشد ضالة: حیوان گم شدہ کیلئے تو الضائع کا لفظ آتا ہے خواہ مؤنث ہو یا مذکر اس کی جمع ضوال ہے جیسے دابة ودواب، حیوانات کے علاوہ کیلئے ضائع قلیل الاستعمال ہے۔ ینشد تلاش کرنا۔ یہاں ضالہ میں حیوان وانسان واشیاء سب ہی مراد ہیں۔ لا ردها الله عليك: یہ بددعا اس سبب کو واضح کرتی ہے کہ مسجد کو تم غلط استعمال کر رہے ہو وہ اس لئے نہیں بنائی گئیں۔ کسی چیز کا غیر محل میں استعمال غلط ہے۔ البتہ بعض نے کہا کہ فقط علیک کا لفظ کہہ دے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹٤٤۸) ومسلم (٥٦۸) وأبو داود (٤۷۳) وابن ماجه (۷٦۷) وابن حبان (۱٦٥۱) وابن خزيمة (۱۳۰۲) وأبو عوانة (۱/٤۰٦) والبيهقي (۲/٤٤۷)

الفرائد : (۱) مسجد عبادت کیلئے بنائی گئی ہے۔ اس میں گم شدہ کا اعلان یا آواز کا بلند کرنا غلط استعمال کی قسم سے ہے اس لئے ممنوع ہے۔

۱۶۹۹ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا : لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ : وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّنْشُدُ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّهَا عَلَيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ـ

۱۶۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی کوئی چیز مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے تو یوں کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ جب تم کسی کو دیکھو وہ گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہو اللہ تیری گمشدہ چیز کو واپس نہ کرے۔ (ترمذی)

تشریح ۞ **رایتم** : یہ روایت بصری کیلئے بھی آتا ہے۔ اور جاننے' لینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اندھے کے جاننے کیلئے اور جو اندھیرے میں ہو یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

يبيع او يبتاع في المسجد : او بیان نوع کیلئے ہے۔ **المسجد** کا الف لام جنس کا ہے دوسرے فعل نے اس میں عمل کیا ہے۔ **لا اربح الله تجارتك** : یہ کہنا مستحب ہے۔ کہ تیری تجارت میں نفع نہ ہو تو آخرت کی تجارت گاہ میں اس کو لے آیا اس کا مقام تو بازار اور مسجد کے باہر جگہ تھی۔ **من ينشد ضالة** : جامع الکبیر میں **ينشد** کے بعد **فيه** کا اضافہ نقل کیا ہے۔ دلالت سیاق و سباق اسی پر موجود ہے۔ **لا ردها الله** کہنا مستحب ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۱۳۲٥) والنسائی (۱۷٦) والدارمی (۱٤۰۱) والحاکم (۲/۲۳۳۹) وابن حبان (۱٦٥۰) وابن خزيمة (۱۳۰٥) وابن الجارود (٥٦۲) وابن السنی (۱٥۳) والبيهيق (۲/٤٤۷)

الفرائد : (۱) مسجد میں بیع شراء ممنوع ہے۔ گمشدہ کو تلاش کرنا یا اس کا اعلان بھی ممنوع ہے۔ آپ نے ایسی حرکت کرنے والے بد عادی ہے۔

۱۷۰۰ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا وَجَدْتَ ' اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

۱۷۰۰: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا اور کہا کہ کون ہے جو

مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو نہ پائے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئیں جس کے لئے بنائی گئیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ رجلاً: اس آدمی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ من دعا الی: بقول حافظ اس کا معنی تعارف و پہچان کرانا ہے۔ الجمل الاحمر یہ دعا کا مفعول ہے۔ لا وجدت پہلی حدیث اور اس کو سامنے رکھ کر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اصل مقصود مسجد میں گمشدہ کو تلاش کرنے والے کو بددعا دے کہ اللہ کرے وہ تمہیں نہ ملے اور وارد الفاظ میں سے ایک پر بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے۔ لما بنیت له: مسجد تو نماز، ذکر اور علم دین پھیلانے کیلئے بنائی گئی ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (٥٦٩) وعبد الرزاق (١٧٢١) وابن أبي شيبة (٤١٩/٢) والسنائي (١٧٤) والطيالسي (٨٠٤) وأبو عوانة (٤٠٧/١) والبيهقي (٤٤٧/٢)

الفرائد: (۱) مسجد میں خرید و فروخت کرنے والے کو بددعا دی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے گھر کی توقیر میں کوتاہی کی تھی۔ (۲) ''وضع الشی غیر محله ظلم''۔

۱۷۰۱: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ تُنْشَدَ فِيْهِ ضَالَّةٌ اَوْ يُنْشَدَ فِيْهِ شِعْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۰۱: حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس کے اندر (غیر شرعی) شعر پڑھے جائیں۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ (عمرو اپنے دادا سے جو کہ والد شعیب ہیں) شعیب کے والد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہیں۔ عن الشروا بیع النحو: یہ کاتنین سے متعلق ہو کر خبر ہے۔ فی المسجد: کیونکہ مساجد اس مقصد کیلئے نہیں بنائی گئیں۔ ان تنشد فیه ضالة: اس بات پر بھی منع فرمایا کہ اس میں گمشدہ چیز کو ڈھونڈا جائے اور تلاش کرنے والے لا راد اللّٰہ ضالتك کہا جائے۔ ان ینشد فیه شعر: جو کہ توحید، مدح رسول وغیرہ دینی مضامین پر مشتمل نہ ہوں۔

تخریج: أخرجه أبو داود (١٠٧٩) والترمذي (٣٢٢) والنسائي (٧١٣) وابن ماجه (٧٤٩)

الفرائد: (۱) شور و شغب کرنا اور مفاخرت و مباہات اور غزلیات کے اشعار مسجد میں ناجائز ہیں۔

۱۷۰۲: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: "اِذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهٗ بِهِمَا

فَقَالَ :مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا؟ فَقَالَا :مِنْ اَھْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ :لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَھْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُکُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۷۰۲: حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا مجھے کسی شخص نے کنکری ماری۔ میں نے جب نگاہ اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر ان دونوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں اور اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو تم دونوں کو ضرور سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (بخاری)

تشریح ۞ **سائب بن یزید** :بن عثامہ کندی، یہ نمر کے بھانجے مشہور ہیں۔ یہ کم عمر صحابی ہیں۔ ان کی احادیث تعداد میں کم ہیں۔ تمام نے ان سے روایت لی ہے۔

نووی کا قول: ان کو ابن عثامہ کندی، بعض نے اسدی جبکہ دوسروں نے ھُذَلِی کہا ہے ان کے والد صحابی ہیں۔ یہ قریش اور عبد شمس کے حلیف ہیں۔ سائب کی ولادت ہجرت کے تیسرے سال ہوئی۔ ان کی وفات ۹۴ھ مدینہ میں ہوئی۔ ان سے ۵ روایات مروی ہیں۔ ایک متفق علیہ اور چار کو صرف بخاری نے نقل کیا ہے۔ **فی المسجد** اس سے مسجد نبوی مراد ہے۔ **مخصبنی رجل**: مجھے ایک آدمی نے کنکری ماری میں نے اچانک نگاہ ڈالی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ اس میں مسجد کا کمال احترام ظاہر ہوتا ہے کہ بالکل گفتگو کر ترک کر کے بلانے کیلئے کنکری سے بلایا۔ کلام میں حذف ہے کہ مجھے بلایا اور میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ **فجئتۃ بھما** :میں ان دو آدمیوں کے پاس گیا۔ اور دونوں کو بلا لایا۔ **فقالا من اھل الطائف** :یہ معروف مقام ہے جو مکہ مکرمہ تین مرحلے پر واقع ہے۔ اس کا نام طائف رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے اس کو شام سے الگ کیا تو جبرئیل نے اس کو لے کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ دعا یہ تھی: ﴿**وارزقھم من الثمرات**﴾ [ابراھیم: ۳۷] **من اھل البلد** :یہاں مدینہ منورہ مراد ہے۔ **لا وجعتکما** :میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔ اس لئے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے آوازیں بلند کر رہے ہو۔ [النحو] :**ترفعان اصحاتکما** :یہ جملہ متانفہ ہے جو ماقبل کی تعلیل ہے۔ باقی مساجد کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ تعظیم کے حکم میں سب برابر ہیں۔ اگرچہ شان کے لحاظ سے تین مساجد کا مرتبہ بلند ہے۔ اداب میں سب کا حکم ایک ہے۔

تخریج : أخرجه البخاري (٤٧٠)

الفرائد : (۱) مسجد میں بلند آواز سے بولنا درست نہیں۔

۳۱۱ :بَابُ نَهْيِ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا اَوْ كُرَّاثًا اَوْ غَيْرَهٗ مِمَّا لَهٗ رَآئِحَةٌ كَرِيْهَةٌ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَآئِحَتِهٖ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ

بَابٌ: لہسن پیاز' گندنا (لہسن نما ترکاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو' اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر

تشریح ۞ او :متعاطفات کوذکر کر کے ضمیر مفرد لائی گئی ہے۔ مماله رائحة :ان کے علاوہ دیگر چیزوں کوذکر کیا۔ جن میں بدبو پائی جاتی ہے۔ عن دخول المسجد :پہلا ظرف نھی سے متعلق ہے اور دوسرا دخول سے۔ اور ضرورت میں یہ باتیں داخل ہیں۔ فیصلہ کرنے کیلئے بلانا جبکہ قاضی مسجد میں ہو۔ یا مسجد میں اس کا روک لیا جانا وغیرہ۔

۱۷۰۳ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ- فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مَسَاجِدَنَا"۔

۱۷۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ درخت یعنی لہسن کھائے تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے''۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں جمع کا لفظ مَسَاجِدَنَا ہے۔

تشریح ۞ یعنی الثوم :یہ الفاظ مشارالیہ کا بیان ہے جو کہ حدیث میں مدرج ہے۔ اس سے مراد کچا استعمال ہے۔ جب پکا لیا جائے تو نہی میں شامل نہیں۔ اس قاعدے کی وجہ سے جونص سے مستنبط ہوتا ہے۔ تخصیص اسی کی طرف لوٹے گی۔ فلا یقربن مسجدنا:اگر چہ کسی کو ایذاء نہ بھی پہنچے تب بھی کچا کھا کر مسجد میں آنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ورنہ کراہت تحریمیہ ہے۔ مسجدنا کی اضافت استغراق کیلئے ہے۔ اس سے تمام مسلمانوں کی مساجد مراد ہیں۔ مسلم کی روایت میں مساجدنا :مضاف کا مفرد و جمع ہونا عموم کیلئے برابر ہے۔ اگر چہ افراد کے لحاظ سے فرق ہوگا۔ بعض نے کہا افراد مراد ہیں اور ایک روایت میں مسجدنا وارد ہے اس میں مسجد نبوی کے ساتھ مخصوص ہونے کا ابہام ہے۔ اور مسلم کی مذکورہ روایت اس ابہام سے خالی ہے۔

تخريج : أخرجه أحمد (٢/٤٦١٩) والبخارى (٨٥٣) ومسلم (٥٦١) وأبو داود (٣٨٢٥) وابن ماجه (١٠١٦) وابن حبان (٢٠٨٨) وابن أبي شيبة (٢/٥١٠) والبيهقى (٧٥/٣)

الفوائد : (۱)ایسی چیز کچی استعمال کر کے اس کی بدبو سے لوگوں کو ایذاء پہنچے مسجد میں آنا ممنوع قرار دیا گیا۔ (۲) مسلمانوں کے حقوق اور مساجد کے آداب کا کس قدر لحاظ رکھا گیا ہے۔

۱۷۰۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ؐ نے فرمایا: ''جس نے اس درخت (لہسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ وہ ہمارے قریب آئے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٩٣٦) والبخاری (٨٥٦) ومسلم (٥٦٢)

۱۷۰۵ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا، اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ، وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْا اٰدَمَ"۔

۱۷۰۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لہسن پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو پیاز، لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو اس چیز سے ایذاء پہنچتی ہے جس سے اولاد آدم کو ایذاء پہنچتی ہے۔

تشریح ❁ **او** :تنویع کے لئے ہے۔ ہر بدبودار چیز پیاز، مولی کا بھی یہی حکم ہے۔ **فلیعتزلنا او** : یہ شک راوی ہے۔ **فلیعتزل مسجدنا** : اگرچہ مسجد کے اوقات کے علاوہ ہو۔ کیونکہ ملائکہ کو ان چیزوں سے ایذاء پہنچتی ہے۔ جس سے انسانوں کو ایذاء ملتی ہے۔ جامع صغیر میں ''**فلیعتزلنا ولیعتزل مسجدنا ولیقعد فی بیته**'' کے الفاظ ہیں۔ اس میں واؤ آئی ہے جس سے مطلقاً لوگوں اور مساجد سے الگ رہنے کا حکم خاص طور پر ثابت ہوتا ہے۔ **ولیقعد** کے ساتھ پہلے جملے کے مفہوم کو مؤکد کر دیا۔ مسلم کی روایت میں ''**من اکل البصل والثوم والکراث**'' ان کو جمع کیا۔ یہ جمع کرنا نہی کی قید نہیں کہ حکم ان تینوں میں بند ہے۔ کیونکہ پہلی روایت میں ایک پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ **کراث** تو پیاز کو کہتے ہیں **کراثه** اس سے زیادہ شدید بدبودار ہوتا ہے۔ **فلا یقربن مسجدنا** : یہاں قرب سے بھی منع کیا گیا۔ جو ان میں سے کسی چیز کو استعمال کرنے والا ہو اس کو مسجد سے دور رکھنے کیلئے مبالغہ کیا گیا ہے۔ **فان الملائکه تتاذی** : یہ ماقبل کی تعلیل ہے۔ یہ اس روایت کے خلاف نہیں جو روزہ دار کے منہ کی بو کے سلسلہ میں وارد ہے کہ لوگوں کو تو اس سے ایذاء پہنچتی ہے۔ تو جواب یہ ہے

کہ غالب کے اعتبار سے کہا۔(۲)اللہ تعالیٰ ان کیلئے اس بو کو مشک سے زیادہ پاکیزہ بنا دیتے ہیں۔ وہ اس طرح نہیں رہتی جیسے انسانوں کیلئے ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٥٠٠٣) والبخاری (٨٥٤) ومسلم (٥٦٤) وأبو داود (٣٨٢٢) والترمذی (١٨٠٦) والنسائی (٧٠٦) وابن ماجه (٣٣٦٥) وابن حبان (١٦٤٤) وابن خزيمة (١٦٦٤) وعبد الرزاق (١٧٣٦) وابن أبي شيبة (٢/٥١٠) وأبو عوانة (١/٤١١) والبيهقی (٣/٧٦).

الفرائد : (۱)ملائکہ کو بدبو سے نفرت ہے۔لہسن وغیرہ کچا استعمال کر کے مجامع میں شرکت سے منع کیا گیا تاکہ دوسروں کی ایذاء کا باعث نہ بنے۔(۲)ان کو پکا کر استعمال کیا جائے تو وہ بو ختم ہو جاتی ہے۔اس کے استعمال کے بعد مسجد میں جانے کی کوئی ممانعت نہیں۔

١٧٠٦ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ : ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ تَاْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ :الْبَصَلَ ' وَالثُّوْمَ ' لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ' فَمَنْ اَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۶: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا تو اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی بے شک اے لوگو! تم دو ایسے درخت کھاتے ہو جن کو میں برا خیال کرتا ہوں ان میں سے ایک پیاز اور دوسرا لہسن۔تحقیق! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب ان کی بدبو مسجد میں کسی آدمی سے آپ ؐ محسوس فرماتے تو آپ ؐ حکم دیتے کہ اس کو بقیع کی طرف نکلوا دیا جائے۔پس جو ان دونوں کو کھائے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے۔(مسلم)

تشریح ۞ شجرتین :جس پودے کی مضبوط پوری ہو جس پر وہ قائم ہو اس کو شجرہ کہتے ہیں۔لا اراهما الا خبيثين: ارا یہ اعلم کے معنی میں ہے۔ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ ہو تو ظن کے معنی میں ہے۔خبیث کا اطلاق حرام جیسے زنا وغیرہ پر بھی ہوتا ہے اور ردی، ناپسند ذائقے یا بو والی چیز پر بھی بولا جاتا ہے۔جیسے لہسن، پیاز اور اسی طرح نقصان چیزوں کو بھی عرب خبیث کہتے مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ۔البصل و الثوم :نصب ہو تو شجرتین سے بدل ہے۔(۲)مرفوع ہو تو خبر محذوف ہے۔رایت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم :یہ آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں ہے۔اَمَرَ :یہ صیغہ معروف ہے۔ اس کو حکم فرماتے۔اس کو مسجد سے نکال دیتے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔فاخرج الی البقیع:وہ جنت البقیع قبرستان مدینہ کی طرف نکال دیا جاتا۔تاکہ مسجد سے دور ہو جائے اور اس کی ردی ہواؤں سے لوگ بچے رہیں۔فمن اکلهما :جو ان کو کھانے کا ارادہ کرے وہ پکا کر اس کی بدبو کو ختم کر لے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۱/۸۹) ومسلم (٥٦٧) والنسائی (۷۰۷) وابن ماجه (١٠١٤) وابن حبان (٢٠٩١) والحمیدی (١٠) والبزار(٣١٥) وأبو یعلی (٢٥٦) وأبو عوانة (٤٠٨/١) والبیهقی (٢٢٤/٦)

الفرائد: (۱) جناب فاروق رضی اللہ عنہ کی کوشش یہی تھی کہ یہ دین ہر اعتبار سے اسی طرح قائم رہے جس شکل میں جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ وہ لوگ جو آپ کو بدعت ایجاد کرنے والا قرار دیتے وہ اپنے دین پر غور کر لیں۔

۳۱۲: بَابُ كَرَاهَةِ الْاِحْتِبَائِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ لِاَنَّهُ يَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَفُوْتُ اسْتِمَاعُ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوْءِ!

بَابٌ: جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی اور خطبہ سننے سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا

تشریح ۞ **والامام یخطب**: یہ حال ہے۔ جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ اور خطبے کا قرب نفلون کراہت اسی طرح ہے اقامت قریب ہو یا ہو رہی ہو۔ **لانه یجلب النوم**: یہ کراہت کی علّت ہے۔ ان سے پہلے ابن اثیر وخطابی نے ذکر کی ہے۔ یعنی یہ احتباء کی خاصیت نیند وغیرہ کا لانا ہے۔ جس سے خطبہ جو اصل مقصود ہے وہ رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ **فاستمعوا له** (سورہ جمعہ) میں حکم دیا ہے۔ **ویخاف انتقاض الوضوء**: ممکن ہے کہ اس کے بیدار ہونے سے پہلے اس کے سرین زمین سے زائل ہو جائیں اور وضو جاتا رہے۔ اگر وہ بیدار ہو گیا اور بیداری میں سرین زائل بھی ہوئے تب بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔ بلکہ شک کی صورت میں بھی وضو رہے گا۔

۱۷۰۷: عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۰۷: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو گھٹنوں کو سینے کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ ان کے حالات شروع کتاب میں گزرے۔ **الحبوة**: اسم مصدر ہے۔ نہایہ میں ہے کہ انسان اپنے گھٹنوں کو پیٹ سے ملا لے اور پشت سمیت ایک کپڑے سے ان کو جمع کر کے باندھ لے۔ یہ ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور ممنوع کپڑے

والا احتباء ہے جو باعث نیند بنتا ہے۔ (المصباح، نہایہ)

تخريج : أخرجه أحمد (٥/١٥٦٣٠) وأبو داود (١١١٠) والترمذى (٥١٤) والبيهقى (٣/٢٣٥)

الفرائد : (۱) خطبہ امام کے وقت احتباء کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ نیند کا سبب بنتا ہے اور وہ وقت غفلت کا نہیں بلکہ توجہ سے جاگنے کا ہے۔

٣١٣ : بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِى الْحَجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّىَ عَنْ اَخْذِ شَىْءٍ مِّنْ شَعْرِهٖ اَوْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰى يُضَحِّىَ

بَابٌ : جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ آ جائے تو اسے اپنے بال و ناخن نہ کٹوانے چاہئیں

تشریح ۞ عشر ذی الحجه : یہ ایام حج و قربانی ہیں۔ واراد ان یضحی : وہ نفلی قربانی کرنا چاہتا ہے۔ (احناف کے ہاں یہ واجب ہے) تمتع یا غیر جنایت کی قربانی چاہتا ہو ابن سراقہ نے ھدی تصریح کی ہے کہ یہ قربانی سے اولیٰ ہے۔ عن اخذ شیء : وہ بال، ناخن نہ لے تاکہ یہ قربانی قبول ہو کر اس کے آگ سے دوری کا سبب بنے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کیلئے ذبح کر رہا ہے۔

١٧٠٨ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَذْبَحُهٗ فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِى الْحِجَّةِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّىَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٠٨ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے ذبیحہ ہو تو وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کوئی چیز ہرگز نہ کاٹے۔ یہاں تک کہ وہ قربانی کرے"۔ (مسلم)

تشریح ۞ ذبح : یہ مذبوح کے معنی میں ہے قربانی کا جانور۔ فاذا اهل : یہ ماضی مجہول ہے۔ ھلال مہینہ کے پہلے تین دن کا چاند پھر قمر کہلاتا ہے۔ اور اس کے نام کی وجہ چاند کو دیکھ کر آواز بلند کرنا تھا۔ اهلال : آواز بلند کرنا۔ فلا یاخذن من شعرہ : یہ استحبابی حکم ہے خواہ بال قلیل ہوں یا کثیر جیسا کہ سیاق نہی میں نکرہ کا عموم ادھر اشارہ کر رہا ہے۔ حتی یضحی : ابن حجر کہتے ہیں وجوب سے پھیرنے کی وجہ عائشہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے: "کنت افتل قلائد ھدی رسول

الله صلی الله علیه وسلم ''پھر آپ ہدی کا قلادہ اپنے دست سے باندھتے پھر اس کو روانہ کردیتے تو آپ پر ان میں سے کوئی چیز حرام نہ ہوتی۔ جو محرمات حرام ہیں۔ یہاں تک کہ ھدی کو ذبح کیا جاتا۔ نہی کا مقصد یہ ہے کہ مغفرت تمام اجزاء کو شامل ہے۔ حتی یضحی کا مقتضی یہ ہے کہ اگر آپ اسے ایام تشریق کے اواخر تک مؤخر کرتے تو کراہت دراز ہوجاتی جبکہ آپ اسی حالت میں رہتے۔ اور اگر گنتی سے قربانی کا ارادہ کرتے تو اول ذبح سے ہی کراہت زائل ہوجاتی اس لیے کہ مقصد تو حاصل ہوگیا کیونکہ مغفرت اس کے تمام اجزاء کو شامل ہے۔ اور آخر تک ممانعت کے باقی رہنے کا بھی احتمال ہے۔ علامہ اسنوی نے وہ حکم معلق جو کلی معنی رکھتا ہو اس کی ادائیگی میں ادنی مرتبہ بھی کافی ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔ یہ جزئی اسی کے تحت ہیاور کراہت اس وقت ہے جب حاجت نہ ہو۔ جب حاجت پائی جائے تو کراہت نہیں جیسے جو دانت درد کرے اس کے نکلوانے میں کوئی کراہت نہیں جیسا کہ چھوٹے کا ختنہ تو مسنون ہے البتہ بالغ کا ختنہ اور جانی کا ہاتھ کاٹنا یا چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ ظاہر کلام سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ حضور جمعہ واجب نہیں، پس ان دنوں میں اس کیلئے بال دور کرسکتا ہے اور اگر میل کچیل کا ازالہ بالوں کے ازالہ سے ہو تو پھر کراہت بالکل نہ ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢٦٦٣٣) ومسلم (١٩٧٧) وابو داود (٢٧٩١) والترمذی (١٥٢٨) والنسائی (٤٣٧٤) وابن ماجه (٣١٤٩) وابن حبان (٥٨٩٧) والحاكم (٤/٧٥١٨) والحميدی (٢٩٣) واطبرانی (٥٥٧/٢٣) والبيهقی (٢٦٦/٩)

الفرائد :(۱) جو قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ داخل ہوجائے تو وہ اپنے بال وناخن نہ تراشے اس سے ایک گونہ حجاج سے مشابہت پیدا ہوجائے گی۔

۳۱۴ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ بِمَخْلُوْقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالسَّمَآءِ وَالْاٰبَآءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوْحِ وَالرَّاْسِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالْاَمَانَةِ وَهِيَ مِنْ اَشَدِّهَا نَهْيًا

باب: مخلوقات کی قسم جیسے پیغمبر، کعبہ، ملائکہ، آسمان، باپ، دادا، زندگی، روح، سر، بادشاہ کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی یا قبر، امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت وقبر کی تو ممانعت سب سے بڑھ کر ہے

تشریح ۞ کالنبی والکعبة والملائكة :اسی طرح بادشاہ وغیرہ کی۔ وحیاة السلطان: یہ ممانعت میں پہلے

سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر اس نے ان چیزوں کی فی الجملہ تعظیم کا ارادہ کیا تو حرام ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرح تعظیم مراد لی تو کافر ہو گیا اور اگر قسم اس کی زبان پر کلام کو مدغم کرنے کیلئے کی تو مکروہ ہے اور اگر بلا قصد اس کی زبان پر جاری ہوئی تو کراہت نہیں بلکہ یہ یمین لغو ہے۔ عنقریب تفصیل آئے گی۔

۱۷۰۹ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ :فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ ، اَوْ لِيَسْكُتْ"۔

۱۷۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنے باپوں کی قسم اٹھاؤ جس کو بھی قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ جو شخص قسم اٹھانا چاہتا ہو وہ نہ قسم اٹھائے مگر اللہ ہی کی یا خاموش رہے۔

تشریح ۞ **ان تحلفوا بابائکم** :اَن سے پہلے عن جارہ محذوف ہے۔ وہ نہی کا صل ہے۔ باپ وغیرہ کی قسم اٹھانے کی نہی تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ دو قول ہیں۔(۱) مالکیہ اور شافعیہ کے ہاں کراہت ہے۔ بشرط محلوف بہ کی اس طرح تعظیم کا اعتقاد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ اعتقاد کی صورت میں کافر ہو جائے گا۔ (۲) حنابلہ وظاہریہ کے ہاں یہ قسم حرام ہے۔ **فمن کان حالفا** :جو حلف اٹھانا چاہتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھائے فقہاء کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اور صفات سے قسم اٹھا سکتے ہیں جلالہ سے بھی ذات باری تعالیٰ مراد ہوگی۔ **او لیصمت** :غیر اللہ کے حلف سے بالقصد باز رہے۔ ارادہ قسم کرنے والے کو اختیار ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے حلف اٹھائے اور غیر اللہ سے حلف چھوڑ دے۔ دونوں افعال میں لام، لام امر مکسور مراد ہے۔ تخفیف کیلئے اسے ساکن کیا ہے۔

مسلم کی روایت کے الفاظ مختلف ہیں اگرچہ مفہوم یہی ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٠٣٧) وأحمد (٢/٤٦٦٧) والبخارى (٢٦٧٩) ومسلم (١٦٤٦) وأبو داود (٣٢٤٩) والترمذى (١٥٤٠) والنسائى (٣٧٧٦) وابن ماجه (٢٠٩٤) والدارمى (٢٣٤١) والطيالسى (ص/٥) وعبد الرزاق (١٥٩٣٣) والحميدى (٦٢٤) وابن الجارود (٩٢٢) والبيهقى (١٠/٢٨)

الفرائد : (۱) غیر اللہ کی قسم ممنوع ہے۔ جس کو ضرورت پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ کے نام وصفت کی اٹھائے۔ (۲) بلکہ اس سے بھی اگر اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کی وجہ سے رکے گا تو بڑے اجر کا حقدار ہوگا۔

۱۷۱۰ : وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ ، وَلَا بِاٰبَآئِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلطَّوَاغِیْ" جَمْعُ طَاغِیَةٍ ' وَھِیَ الْاَصْنَامُ- وَمِنْهُ الْحَدِیْثُ :"ھٰذِهٖ طَاغِیَةُ دَوْسٍ :"اَیْ صَنَمُھُمْ وَمَعْبُوْدُھُمْ – وَرُوِیَ فِیْ غَیْرِ مُسْلِمٍ- "بِالطَّوَاغِیْتِ" جَمْعُ طَاغُوْتٍ ' وَھُوَ الشَّیْطَانُ وَالصَّنَمُ۔

۱۷۱۰: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"بتوں کی قسمیں مت اٹھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی"۔(مسلم)

اَلطَّوَاغِیْ جمع طَاغِیَةٍ بُت اور اسی کے بارے میں حدیث ہے۔ھٰذِهٖ طَاغِیَةُ دَوْسٍ کہ یہ دوس کا بت اور معبود ہے۔

مسلم کے علاوہ روایت میں طواغیت کا لفظ ہے جس کا واحد طاغوت ہے اس کا معنی شیطان اور بت ہے۔

تشریح ۞ باب النہی عن السوال میں ان کے حالات گزرے۔

لا تحلفوا بالطواغی :طواغیت کا حلف حرام ہے۔اور ماں باپ کا حلف اس سے کم درجہ ہے۔اس میں نہی کا لفظ گویا حقیقی ومجازی دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔(شوافع کے ہاں یہ درست ہے)۔(۲) جن کے ہاں حقیقی اور مجازی معنی جمع نہیں ہوسکتا۔تو ان کے ہاں یہاں عام مجازی معنی میں لفظ کو استعمال کیا گیا۔یہاں مقصود دونوں کی قسم کو ترک کروانا ہے۔طواغی :یہ طاغوت کی جمع ہے کفار کے معبود باطلہ۔(۲) رؤساو عظماء کفار اور شیطان لعین یا جو غیر اللہ کی عبادت کو ان کیلئے مزین کرے۔طاغوت جمع اور واحد دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔یہ روایت مختلف کتب میں الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ منقول ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۷/۲۰٦٤۸) ومسلم (۱٦٤۸) والنسائی (۳۷۸۳) وابن ماجه (۲۰۹۵)

الفرائد : (۱) غیر اللہ کی قسم حرام ہے۔اسی طرح بتوں اور آباء کی قسم بھی ناجائز ہے۔(۲) جان کی قسم،سر کی قسم بھی اسی میں داخل ہے۔

۱۷۱۱ :وَعَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَیْسَ مِنَّا" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۷۱۱: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں"۔(ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ۞ **فلیس منا** :وہ ہمارے راستے پر نہیں۔سیوطی نے خطابی سے نقل کیا ہے۔کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم وہی منعقد ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات کی اٹھائی جائے۔اور امانت ان میں سے نہیں یہ دین کے احکام میں سے ایک حکم

وفرض ہے۔اس سے اس لئے روک دیا گیا تا کہ اسماء وصفات سے مساوات کا وہم نہ ہو۔

ابن رسلان کا قول: امانت سے یہاں فرائض مراد ہیں۔یعنی روزے حج وغیرہ کی قسم نہ کھاؤ۔الفاظ کے معمولی فرق سے روایت دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۳۲۰۴۱) وأبو داود (۳۲۵۳) والحاکم (۴/۷۸۱۶) وابن حبان (۴۳۶۳)

الفوائد : (ا) امانت کی قسم شریعت کے خلاف ہے کیونکہ یہ صفات واسماء الٰہی سے نہیں ہے۔

۱۷۱۲ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ : "اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ ' فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ' وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۷۱۲: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے کہا۔اگر وہ سچا ہے تو پھر اسلام کی طرف ہرگز صحیح سالم نہیں لوٹے گا"۔(ابوداؤد)

تشریح ۞ **بریء من الاسلام** :اس سے مراد تہدید وتشدید ہے۔بعض ائمہ نے اس کو قسم قرار دیا ہے۔ان کے ہاں کفارہ ہے۔عن الشافعی و مالک یہ قسم نہیں ،نہ اس میں کفارہ ہے۔البتہ کہنے والا گنہگار ہے۔علماء شوافع فرماتے ہیں اگر اس نے کفر کا عزم کیا تو فی الحال کافر ہو جائے گا۔اور اگر اس چیز سے ہمیشہ کیلئے باز رہنا مقصود ہے اور کوئی مقصد نہیں تو کفر نہیں۔ لیکن یہ انتہائی قبیح و شنیع لفظ ہے۔اس سے استغفار ضروری ہے۔استحبا بالشہادتین کو زبان پر لائے۔

تخریج : أخرجه أبو داود (۲۳۵۸) والنسائي (۳۷۸۱) وابن ماجه (۲۱۰۰) والحاكم (۴/۸۷۱۸)

الفوائد : (ا) یہ برے الفاظ ہیں عام معاشرے میں لوگ دنیا کے کاموں کیلئے اس قسم کی بدزبانی کرتے ہیں جس سے استغفار ضرروی ہے۔ایمان مخدوش ہو جاتا ہے۔

۱۷۱۳ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ :لَا وَالْكَعْبَةِ ' فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللّٰهِ ' فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ قَوْلَهٗ "كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" عَلَى التَّغْلِيْظِ ' كَمَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ا قَالَ :"اَلرِّيَآءُ شِرْكٌ"۔

۱۷۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کعبہ کی قسم! آپ نے اسے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت اُٹھاؤ۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:"جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی

اس نے کفر کیا یا شرک کیا''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔بعض علماء نے کفر یا شرک کو تغلیظ (سخت تنبیہ) قرار دیا جیسا کہ دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک فرمایا۔

تشریح ۞ او : یہ شک راوی ہے۔کہ کفر کا لفظ ہے یا اشرک کا۔جامع کبیر نے صرف ''اشرك'' کا لفظ ذکر کیا ہے۔

نووی کا قول:بعض علماء نے فرمایا۔کہ کفر اور اشرک کے ظاہری الفاظ مراد نہیں۔اور نہ ان کا حقیقی معنی یہاں مراد ہے۔ کیونکہ معصیت کبیرہ بھی کفر نہیں۔یہ آدمی ایمان سے خارج نہ ہوگا۔یہ تغلیظ پر محمول ہے۔یہ اسی طرح ہے جیسا ریاء کو شرک فرمایا گیا ہے۔اس کے متعلق تو سب مانتے ہیں کہ وہ ایمان سے نہیں نکلتا بلکہ ایسی قسموں سے نفرت دلانا مقصود ہے۔اگر محلوف بہ کے متعلق اللہ تعالیٰ جیسی عظمت کا اعتقاد کیا تو پھر کفر ہے۔(فتح الباری)

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٤٩٠٤) والترمذی (١٥٤٠) وأبو داود (٣٢٥١) والحاكم (٤/٧٨١٣) والطيالسي (١٨٩٦٩٦) وابن حبان (٤٣٥٨) وعبد الرزاق (١٥٩٢٦) والبيهقي (٢٩/١٠)

الفرائد : (۱) غیر اللہ کے نام کا حلف ناجائز ہے۔جس نے غیر اللہ کی قسم اس کی عظمت کا عقیدہ رکھتے ہوئے کھائی وہ کافر ہوگیا۔کیونکہ اہل کفر وشرک والا فعل کیا۔بعض نے اس کو تغلیظ پر محمول کیا ہے۔

۳۱۵ :بَابُ تَغْلِيْظِ الْيَمِيْنِ الْكَاذِبَةِ عَمَدًا

بَابٌ: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانے کی شدید ممانعت

تشریح ۞ یمین کی طرف کذب کی نسبت مجازی ہے۔حقیقت میں تو اس کا تعلق متکلم سے ہے۔اور وہ اس کی طرف لوٹنے والی ہے۔عمدًا : جھوٹ معلوم ہونے کے باوجود جان بوجھ کر قسم اٹھائی۔

۱۷۱۴ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَلَفَ عَلٰی مَالِ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِغَیْرِ حَقِّهٖ لَقِیَ اللّٰہَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ" قَالَ :ثُمَّ قَرَاَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِصْدَاقَهٗ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ :"اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰہِ ' وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا" اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۷۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جس آدمی نے کسی کے مال پر ناحق قسم اٹھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے''۔عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھی:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا......﴾''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول خریدتے ہیں......''(آل عمران)۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ یعنی جھوٹی قسم سے اس کا حق دبانا چاہتا ہے۔ وھو علیه غضبان ۔ النحو: یہ جملہ حالیہ ہے۔ یہاں غضب سے غایت مراد ہے خواہ انتقام یا ارادہ انتقام ۔ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرمائی جو کہ اسکا مصداق ہے: ﴿ان الذین یشترون بعھد اللّٰہ وایمانھم ثمناً قلیلاً......﴾ یشترون سے یستبدلون مراد ہے۔ اور ثمن قلیل سے وہ چیز جو بدلے میں لیتے ہیں۔ النحو: ان الذین...... یہ مصداق کا عطف بیان یا بدل ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٣٥٧٦) والبخاری (٣٥٦) ومسلم (١٣٨) وأبو داود (٣٢٤٣) والترمذی (١٢٧٣) وابن ماجه (٢٣٢٣) والحمیدی (٩٥) وابن حبان (٥٠٨٤) وأبو یعلی (٥١٩٧) والطبالسی (٢٦٢) وابن أبی شیبة (٣/٧) والبیھقی (١٠/١٧٨)

الفرائد : جھوٹی قسم کھانے والا غضب الٰہی کو خریدنے والا ہے۔ کل قیامت میں یہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ جھوٹی قسم سے بچنا چاہیے۔

۱۷۱۵ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : ’’مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ ، وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ : وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ : ’’وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ‘‘ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۵ : حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ساتھ مارا پس اللہ نے اس کے لئے آگ کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا‘‘۔ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علی وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز بھی ہو؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خواہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو‘‘۔ (مسلم)

تشریح ۞ ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ یہ حارث بن خزرج کی اولاد سے ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزرے۔ باب تحریم الظلم میں ملاحظہ فرمائیں۔ اقتطع حق امرئ :حق کے لفظ سے تعبیر کی تا کہ مال کو عام ہو۔ اور اختصاص کو بھی شامل ہو۔ ذمی کا حکم بھی مسلمان کی طرح ہے۔ بیمینہ :جس آدمی نے جھوٹی قسم کھا کر حلال قرار دیتے ہوئے قسم کھائی۔ وہ اس کی حرمت اور اس پر اجماع کو جانتا ہے۔ فقال له رج وان کان شینا یسیرًا: خواہ قسم سے حاصل کی جانے والی چیز بالکل معمولی ہو۔ اس پر داخل ہونے والی واؤ حالیہ ہے۔ بعض نے عاطفہ کہی ہے۔ ماقبل کی دلالت سے اس کا جواب محذوف ہے۔ قضیبا۔ النحو : یہ فعل شرط مقدر کا مفعول ہے۔ ’’ای ان اقتطع قضیبًا من اراكٍ‘‘۔ قضیب کٹی ہوئی ٹہنی یہ فعیل بمعنی مفعول ہے۔ اس کی جمع قضبان۔ اراك : پیلو اور بن کا درخت جس کی جڑ سے مسواک بنتے ہیں۔ اونٹ کی خوراک

ہے۔ (المصباح)

تخریج : باب تحریم الظلم... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۷۱۶ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"الْكَبَآئِرُ :الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ :اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَآئِرُ؟ قَالَ: "الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ" قَالَ :ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:"اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ :وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ : "الَّذِیْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ" يَعْنِیْ بِيَمِيْنٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ۔

۱۷۱۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی' کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا''۔ (بخاری)

اور ان ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا''۔ اس نے پوچھا پھر کیا؟ آپؐ نے جواب دیا: ''جھوٹی قسم''۔ اس نے سوال کیا: جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ قسم کہ جو کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے اٹھائے''۔ (مسلم) یعنی ایسی قسم جس میں وہ جھوٹا ہو۔

تشریح ۞ الکبائر : یہ حصر اضافی ہے۔ ان مذکورہ پر سکوت ان کی شدت وغلظت کی وجہ سے ہے۔ ان کی تعریف یہ ہے کہ جس پر کتاب وسنت میں عذاب وغضب کی دھمکی دی جائے۔

الاشراك : کفر اختیار کرنا خواہ شرک سے ہو یا کسی اور طریقہ سے شرک کا تذکرہ اس زمانہ میں غالب کے لحاظ سے ہے۔ اس لئے کہ کفار عرب بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور ان کو الوہیت باری تعالیٰ میں شریک کرتے تھے۔ **وعقوق الوالدین**: ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک سے ایسا سلوک کرے جس سے ان کو عرف میں اذیت پہنچتی ہو۔ وہ ایذاء کو معمولی نہ ہو۔ **وقتل النفس** : دشمنی کی بنیاد پر کسی کو قتل کر دے۔ **والیمین الغموس** ۔ **الغموس** یہ اسم فاعل ہے۔ کیونکہ یہ قسم کھانے والے کو گناہ میں گھسا دیتی ہے۔ کیونکہ اس نے جھوٹا جاننے کے باوجود جھوٹی قسم کھائی۔ دوسری روایت بخاری میں سوال کے جواب میں دو کا تذکرہ ہے اور یمین کی تفصیل بھی مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ مسئول عنہ متعدد ہیں اور جواب مفرد ہے۔ تا کہ اس کی شدت، شناعت وسخت نافرمانی کی طرف اشارہ ہو جائے۔ گویا عذاب میں اس کا مقابلہ متعدد گناہوں سے کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ یہ اس سے قوی تر ہے۔ کیونکہ جو آدمی شرک سے کم درجہ گناہوں میں مبتلا بلاتوبہ مر گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔ جب سائل اس پر متنبہ نہ ہوا۔ جواب کو سوال کے مخالف پایا کہ سوال جمع اور جواب مفرد ہے۔ تو

اس نے سمجھا کہ مذکورہ کی شدید ترین قسم باقی ہے۔تو سوال کیا۔ثم ماذا: تو جواب ملاعقوق الوالدین ۔قال ثم ماذا :ما کے ساتھ ذا لگا ہوا ہے۔ یہ ذا ملغہ ہے یعنی پھر کیا چیز ہے۔اور ما موصولہ بھی ہوسکتا ہے۔ دلالت مقام کی وجہ سے صلہ محذوف ہے۔''ای ثم ما الذی منھا'' پھران میں سے کونسا ہے؟قال الیمین الغموس :غموس کی طرف اسناد الی السبب ہے۔ ابن عمر کہتے ہیں میں نے سوال کیا یمین غموس کی تشریح کیا ہے تو فرمایا۔ایسی قسم جس سے کسی مسلمان کا مال ہضم کرنا مقصود ہو۔یعنی وہ جھوٹ بول رہا ہو۔ھو فیھا کاذب :یعنی ایسی قسم ہو جس سے وہ اس چیز کے متعلق اپنے ہاں عاریت رکھنے کا انکار کررہا ہو۔حالانکہ وہ اس کے ہاں رکھی گئی ہو۔اس کی قسم سے اس عاریت کا فیصلہ اس کے حق میں ہو جائے گا۔

تخریج : باب تحریم العقوق ...میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۱۶ :بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاٰی غَیْرَھَا خَیْرًا مِّنْھَا اَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوْفَ عَلَیْهِ ثُمَّ یُکَفِّرَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ!

بَابٌ: جو آدمی کسی بات پر قسم اُٹھائے پھر دوسری صورت میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے یہی مستحب ہے

تشریح الحلف :باب النہی میں ہم ذکر کر آئے حلف اور یمین ایک چیز ہے۔ یہاں تاکید کی غرض سے جمع کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ عرض کرتے ہیں۔فرای غیرھا:اس کو علم ہوا کہ دوسری بات بہتر ہے ۔تو قسم کا کفارہ دے۔

النَّحْو :ان یفعل یہ مصدر مرفوع نائب فاعل بن رہا ہے۔

۱۷۱۷ :عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ :قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاَیْتَ غَیْرَھَا خَیْرًا مِّنْھَا فَأْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ وَّکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۷۱۷: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر دوسری چیز کو اس سے زیادہ بہتر پاؤ تو اس کو کرلو جو کہ بہت بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح واذا حلفت :واؤ اس لئے لائی گئی ہے تاکہ خبردار کر دیا جائے کہ یہ روایت کا ٹکڑا ہے۔ وکفر عن یمینك: قسم توڑنے کے بعد کفارہ واجب ہے۔اور جس پر قسم اٹھائی اس کو ترک کر کے بہتر اختیار کرنا مستحب ہے۔ جب اس نے اس طرح کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ لازم ہوگیا۔

تخریج : باب کتاب المأمورات ... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۷۱۸: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے زیادہ بہتر پایا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو کہ زیادہ بہتر ہو"۔ (مسلم)

تشریح ۞ من حلف علی یمین :ابن ملک کہتے ہیں یہ مقسم بہ اور مقسم علیہ کا مجموعہ ہے لیکن یہاں مراد مقسم علیہ ہے۔کُل بول کر بعض مراد لیا ہے۔علامہ کازرونی نے کہا یہ تاکید ہے۔اور علٰی کو باَ کے معنی میں لیا ہے گویا کہا "من حلف بیمین و علیه" پس حدیث میں محلوف علیہ کو حذف کیا گیا ہے۔اس پر سیاق دلالت کرتا ہے۔گویا اس سے مندوب غرض کے ترک یا مکروہ کے کرنے پر قسم اٹھائی۔غیر ھا: وہ خصلت جس پر قسم اٹھائی اس کے علاوہ۔فلیکفر عن یمینہ: جب قسم توڑے تو کفارہ واجب ہے۔یا یہ کفارہ شوافع کے ہاں پہلے بھی دیا جا سکتا ہے۔(دیگر علماء کے ہاں قسم توڑنے کے بعد کفارہ ہے) روزے کے کفارہ میں اتفاق ہے۔کہ وہ قسم توڑنے کے بعد رکھے جائیں۔ولیفعل :اگر ترک واجب کی قسم اٹھائی تو فعل کا کرنا واجب اور اگر مستحب تھا تو کفارہ مستحب ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٠٣٤) وأحمد (٣/٨٧٤٢) ومسلم (١٦٥٠) والترمذي (١٥٣٥) والنسائي (٣/٤٧٢٢) وابن حبان (٤٣٤٩) والبيهقي (٩/٢٣٢)

الفرائد : (۱) قسم اٹھانے والا اگر دوسری چیز میں بھلائی دیکھے تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دے اور بھلائی والے کام کو اختیار کرے یہ زیادہ بہتر ہے۔

۱۷۱۹: وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ اَرٰى خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ وَاَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۹: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسی چیز پر قسم نہ اٹھاؤں گا کہ پھر میں اس سے بہتر پالوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر ہے"۔ (بخاری مسلم)

تشریح ۞ انی و اللّٰہ ان شاء اللّٰہ :جملہ قسمیہ معترضہ ہے جو تاکید کیلئے لائے ہیں۔اِنّ کا اسم تو یا ضمیر اور خبر لا احلف ہے۔خیرًا منہا:انہوں نے قسم اٹھائی تھی کہ میں اشعریینؓ کواونٹ پر سوانہ کروں گا۔پھر قسم کو توڑ دیا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تقدیم کفارہ کو مطلقاً منع کیا ہے۔واؤ ترتیب کیلئے نہیں۔(مگر دیگر دلائل کفارہ کے بعد میں دینے کے موجود ہیں)۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩٦٠٨) والبخاری (٣١٣٣) ومسلم (١٦٤٩) وأبو داود (٣٢٧٦) والنسائی (٣٧٨٩) وابن ماجه (٢١٠٧) وابن حبان (٤٣٥١) والبیهقی (١٠/٥١)

الفرائد : آپ ﷺ اگر کسی بات پر قسم اٹھالیتے اور پھر دوسرے کام میں زیادہ بہتری پاتے تو آپ ﷺ قسم کا کفارہ ادا فرماتے اور دوسرے کام کو اختیار فرماتے۔ہمارے لئے بھی طریقہ نبوی میں بہتری ہے۔

۱۷۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَاَنْ یَلَجَّ اَحَدُكُمْ فِیْ یَمِیْنِهٖ فِیْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ اَنْ یُعْطِیَ كَفَّارَتَهُ الَّتِیْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قَوْلُهٗ "یَلَجَّ" بِفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الْجِیْمِ :اَیْ یَتَمَادٰی فِیْهَا وَلَا یُكَفِّرَ – وَقَوْلُهٗ :"اٰثَمُ" هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ :اَیْ اَكْثَرُ اِثْمًا۔

۱۷۲۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اگر کوئی آدمی اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم پر اڑا رہے تو وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کردے جو اللہ نے اس پر فرض کیا"۔(بخاری ومسلم)

یَلَجَّ :لام کے فتح اور جیم کی شد کے ساتھ یعنی وہ اس میں اصرار کرے اور اس کا کفارہ نہ دے۔

اِثْمٌ : گناہ میں زیادہ۔یہ لفظ ثاء مثلثہ کے ساتھ ہے۔

تشریح ۞ احدکم فی یمینہ فی اهلہ :عاقولی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز پر قسم اٹھائے اور اس سے بہتر کام سامنے آئے مگر قسم پر قائم رہے اور نہ توڑے۔نہ کفارہ دے۔اثم لہ عند اللّٰہ :جب کہ وہ قسم توڑ دے بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے۔جو ایسی قسم اٹھائے جس میں وہ اپنے کو سچا خیال کرتا ہے۔تو اس وقت وہ قسم نہ توڑے۔یلج کا معنی پختگی اختیار کرے۔اثم :یہ اسم تفضیل ہے یعنی وہ گناہ میں زیادہ اور بڑھ کر ہے۔عاقولی کہتے ہیں اصل تو یہ گناہ والی قسم پر لپٹنے والے کیلئے ہے دوسرے مصر کو بطور وسعت شامل کیا گیا ہے۔(تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کو نشانہ نہ بنائے اور عظمت کا احساس کرے)۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٢١٥) والبخاری (٦٦٢٥) ومسلم (١٦٥٥)

الفرائد : (۱) جس نے کوئی قسم اٹھائی پھر دوسری چیز کو اس سے بہتر پایا مگر وہ قسم پر قائم رہا تو وہ گناہ گار ہوگا۔

۳۱۷ : بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِيْنِ وَاَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيْهِ وَهُوَ مَا يَجْرِيْ عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِيْنِ كَقَوْلِهٖ عَلَى الْعَادَةِ لَا وَاللّٰهِ ' وَبَلٰى وَاللّٰهِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

بَابٌ: لغو قسمیں معاف ہیں اور اس پر کوئی کفارہ نہیں لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو مثلاً لَا وَاللّٰهِ' بَلٰى وَاللّٰهِ وغیرہ

تشریح ۞ لغو الیمین :امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک یمین لغو وہ ہے جو بلا اصد زبان پر چلتی رہے۔اسی طرح جس کا معنی معلوم نہ ہو اور جہالت سے وہ کہہ دے۔(بیضاوی) احناف رحمہم اللہ نے کہا کہ قسم کا دارومدار اس کے گمان پر ہے۔لا واللّٰہ وبلی واللّٰہ :وہ الفاظ جس سے عادۃً قسم کھائی جاتی ہے۔جب بلا قصد اس کی زبان پر آتے ہوں۔تو اس پر مؤاخذہ نہیں جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ......﴾

الآيات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ' ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ﴾ [المائدۃ:۸۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ فرمائیں گے جو تم مضبوطی سے باندھ لو پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانے درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا' پس جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھالو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو''۔(المائدہ)

اس پر مؤاخذہ نہیں جب کہ اس کو بلا قصد کھائے۔بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ :جو قسم قصد و نیت سے اٹھائی جائے اس کو توڑنے پر مؤاخذہ ہے یا عقد کو توڑ دیا۔فَكَفَّارَتُهٗ :تو توڑنے کا کفارہ یعنی جس سے گناہ بھی ختم ہو جائے اور ستر پوشی بھی ہو جائے۔اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ :اسی نوع اور مقدار سے اور وہ ایک مدنی مسکین دیا جائے گا۔اَلنَّحْوُ :محذوف مفعول کی صفت

مائیں تو نصب ہے "ان تطعموا عشرة مساكين طعامًا من اوسط ما تطعمون"۔(۲) اطعام سے بدل ہو تو مرفوع ہے۔

اهل کی جمع اهالی جیسے لیل کی جمع لیالی۔

او كسوتهم: یہ اطعام پر معطوف ہے۔(۲) من اوسط پر جبکہ بدل مانیں اور ضمہ سے پڑھیں۔ یہ عروہ کی طرح ہے۔ (۳) او کے معنی میں ہو۔ جیسے تم اپنے اہل وسعت وفضول خرچی یا تنگدستی سے کھلاتے ہو۔ برابری ہونی چاہیے۔ اگر تم درمیانہ درجے کا کھانا نہ کھلاؤ۔ کاف یہ محل رفع میں ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے "اطعامهم کا سوتهم"۔ او تحرير رقبة: ایک گردن کو آزاد کرنا۔ او کا مطلب تین میں سے کسی ایک کا لازم ہونا ہے۔ اور تعیین میں اس کو اختیار ہے۔ لم یجد: ان میں سے کسی ایک کو نہ پائے۔ فصیام یعنی اس کا کفارہ روزوں سے ہے۔ اذا حلفتم: کا مطلب جب قسم توڑ ڈالو۔ واحفظوا ایمانکم: قسم کی حفاظت کرو اور ہر عمل کے بدلے اسے توڑ نہ ڈالو۔(۲) تم اس قسم کو اپنی ہمت سے پورا کرو۔ یا جبکہ کوئی قسم ہمت کے مطابق ہو اور اس سے کفارہ دے لو جب قسم توڑ دو۔

۱۷۲۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ : لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ" فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ :لَا وَاللّٰهِ 'وَ بَلٰى وَاللّٰهِ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۷۲۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ﴾ "اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا" ایک آدمی کے بارے میں اتری۔ جو بات بات پر لا واللہ بلی واللہ بھی کہتا تھا۔ (بخاری)

تشریح ۞ فی قول الرجل: یہ لا یؤاخذکم اللہ: کیلئے بطور عطف بیان لائے۔ الرجل سے انسان مراد ہے۔ اشرف واعلیٰ ہونے کی وجہ سے معرفہ لائے۔ لا واللہ: اس کا مقصد اسی قسم کا کلام جو بلاقصد لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے۔ قسم مقصود نہیں ہوتی۔ بیہقی کی روایت میں اس طرح ہے: "هو كلام الرجل في يمينه كلا واللّٰه وبلى اللّٰه" اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دوسری روایت میں اس طرح ہے۔ "هذا الشي يحلف عليه احدكم لا يريد منه الا الصدق فيكون على غير ما حلف عليه"۔

تخریج : أخرجه البخاری (٤٦١٣)

الفوائد : (۱) یمین لغو پر مواخذہ نہیں۔ وہ قسم کا دل سے قصد کیا جائے اس کو توڑنے پر کفارہ ہے۔ ناجائز چیز کی قسم کو توڑنا واجب ہے۔

۳۱۸ :بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

بَاب: خرید وفروخت میں قسمیں اُٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو

تشریح ۞ اگر اس نے جھوٹ بولا اور جان بوجھ کر ایسا کیا تو یہ یمین کاذبہ ہوگی۔ اور اٹھانے والا گناہگار ہوگا۔ (یہی یمین غموس ہے)

۱۷۲۲ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَلْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قسم سودے کے لئے تو (اگرچہ) فائدہ مند ہے لیکن کمائی کی برکت کو مٹانے والی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ منفعة للسلعة: سامان کو فروخت کا ذریعہ ہے۔

ممحقة للكسب :نشوونما اور برکت کو مٹانے والی ہے۔

محق :برکت مٹنا۔ نشوونما ختم ہونا۔ (المصباح)

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷۲۱۱) والبخاری (۲۰۸۷) ومسلم (۱۶۰۶) أبو داود (۳۳۳۵) والنسائی (٤٤٧٣) وابن حبان (٤٩٠٦) والبيهقی (٥/٢٦٥)

الفرائد : (۱) سودا بیچنے کیلئے جھوٹی قسم حرام ہے۔ (۲) سچی قسم کھا کر سودا بیچنا بھی ناپسندیدہ حرکت ہے۔ اس سے برکت چلی جاتی ہے۔

۱۷۲۳ :وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ ، فَاِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۲۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ پس سودہ تو زیادہ بکتا ہے لیکن اس سے برکت مٹ جاتی ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ اياكم وكثرة الحلف : تاکہ لوگ رغبت کریں اور سامان فروخت ہو۔ افنه ينفق: سودے کے بکنے کا باعث بنے گا۔ اور قسم کی وجہ سے اضافے سے فروخت ہو جائے گا۔ ثم يمحق: (پھر برکت مٹادی جائے گی)۔

فائدہ : تجارت میں قسم ترک کردینی چاہیے۔ جس نے سچی بھی قسم اٹھائی اس سے سودا فروخت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کو نشانہ بنایا۔ اور اگر جھوٹی قسم کھائی۔ تو اس سے برکت یقیناً مٹ جائے گی۔ اور رزائل ہو جائے گی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۲۶۰۷) ومسلم (۱۶۰۷) والنسائي (٤٤٧٢) وابن ماجه (۲۲۰۹)

الفوائد : (۱) سامان کی فروخت کیلئے سچی جھوٹی ہر قسم کی قسم سے بچنا چاہیے، دونوں سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ (۲) سچی قسم میں تو اس نے معمولی دنیا کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کی ناقدری کی ہے۔ اس لئے برکت ختم ہوئی۔

۳۱۹ : بَابُ كَرَاهَةِ اَنْ يَّسْاَلَ الْاِنْسَانَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعِ مَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَتَشَفَّعَ بِهٖ

باب : اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا جائے

تشریح : اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت والی ہے۔ اس کا واسطہ دے کر جنت ہی مانگی چاہیے جو احباب کا گھر ہے اور اس کی رضامندی اور دیدار کریم مانگنا چاہیے۔ یہ سب سے اعلیٰ مانگنے کی چیزیں ہیں۔

کراھة منع : یعنی دنیاوی امور اگر اس سے ارتکاب کیا تو ذات باری کے واسطہ سے یہ سوال ناپسند ہے۔ تشفع بہ : جو آدمی اللہ تعالیٰ کے نام کو سوال کیلئے واسطہ بنائے اس کی سفارش کو پورا کر دو۔

۱۷۲۴ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُسْاَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۷۲۴ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر جنت کے سوا اور کوئی چیز نہ طلب کی جائے"۔ (ابوداؤد)

تشریح : لا یسأل بوجه الله الا الجنة : یہ نہی تنزیہی ہے اور خبر ہو تو وہ نہی کے معنی میں ہے۔

ابن رسلان کا قول : حلیمی کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال مختلف فیہ ہے (۱) اگر سائل جانتا ہو کہ مسئول سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کے مانگیں گے تو اس کے دینے پر محظوظ ہوگا اور غنیمت جانے گا۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال درست ہے۔ مگر میں عرض کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں بھی اولیٰ یہ ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے کیونکہ اس میں

اللہ تعالیٰ کے نام کو دنیوی غرض کیلئے استعمال کرنا لازم آتا ہے۔
(۴) اگر سائل نے جس سے سوال کیا اکتاہٹ اور منہ پھیرنے والا ہے۔ اور ممکن ہے کہ رد کر دے تو اس پر سوال حرام ہے۔ البتہ مسئول کیلئے مناسب ہے۔ کہ جب اس سے اللہ تعالیٰ کی خاطر مانگا جائے تو وہ نہ روکے۔ اور سائل کو خالی واپس نہ کرے۔ اسے خوشدلی اور شرح صدر سے دے اور رضائے الٰہی مقصود ہو۔

تخریج : أخرجه أبو داود (۱۶۷۱)

الفرائد : (۱) جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کے واسطے سے اس سے مانگے وہ جنت اور رضائے الٰہی کو مانگے۔ یہ تکریم ذات کا تقاضا ہے۔

۱۷۲۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ، وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ بِهٖ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنَّكُمْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ بِاَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَيْنِ۔

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ دو اگر تم میں اس کا بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ یقین کرلو اس کا بدلہ تم نے ادا کرلیا"۔ (ابوداؤد اور نسائی)

تشریح ۞ استعاذ باللہ : یعنی جو تم سے پناہ طلب کرے اور مہربانی کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے رہا ہو۔ یعنی کسی چیز سے پناہ مانگ رہا ہو تو اسے دے دو۔ اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام کرتے ہوئے۔
ومن سال باللہ : معمول کا حذف عموم کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹی بڑی، حقیر، دینی، دنیوی، علمی کوئی چیز بھی ہو۔ وہ اسے دے دو اگر تمہیں قدرت حاصل ہے۔ ومن دعاکم فاجیبوہ: اگر ولیمہ نکاح تو لازماً قبول کرو۔ بشرطیکہ وجوب کو ساقط کرنے والے امور میں سے کوئی چیز نہ پائی جاتی ہو۔ ورنہ سنت ہے۔ ظاہریہ وغیرہ نے اس کو واجب قرار دیا ہے۔
ومن صنع الیکم معروفا : معروف یہ ہر اچھے کام پر بولا جاتا ہے۔ مکافئوہ : اس کے احسان پر مثل سے بدلہ دو یا اس سے بہتر سے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿واذا حییتم بتحیة فحیوا بأحسن منها أو ردّوها ……﴾ "اس آیت کی تفسیر بعض مفسرین سے مکافه ہے۔ فاذا لم تجدوا ما تکا فئونهٗ : (۱) بعض نسخوں میں نون محذوف ہے۔ وہ ایک لغت ہے۔ به ضمیر محذوف ہے۔ (۲) ما موصول حرفی ہے۔ ای فان لم تجدوا مکافأة ۔ مصدر بمعنی مفعول۔ فادعوا له حتی تروا : تو خوب دعا کر دیہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ تم نے بدلہ پورا کر دیا۔ ساوی شیئاً اس وقت بولتے ہیں جب کہ اس

کی مثل ہوجائے۔پس یہ بدلہ چکانے والا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٥٣٦٥) والبخاری (٢١٦) وأبو داود (١٦٧٢) والنسائی (٢٥٦٦) وابن حبان (٣٤٠٨) والحاکم (١٥٠٢) والطیالسی (١٨٩٥) والقضاعی (٤٢١) وأبو نعیم (٩/٥٦) وابن أبی شیبة (٣/٢٢٨) والبیهقی (٤/١٩٩)

الفوائد : (۱) جو اللہ تعالیٰ کے نام سے کوئی چیز مانگے اس کو محروم مت کرو۔(۲) احسان کا بدلہ دنیا اعلیٰ اخلاق سے ہے کم ازکم جزاکم اللہ کہو اور بعد میں بھی دعا کرتے رہو۔

۳۲۰ :بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِ شَاهَنْشَاهُ لِلسُّلْطَانِ لِاَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَلَا يُوْصَفُ بِذٰلِكَ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

بَابٌ : کسی سلطان کوشہنشاہ کہنا حرام ہے کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا

تشریح ۞ للسلطان : بادشاہ، امراء وغیرہ کو۔ کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور وہ غیر اللہ پر بولا نہیں جا سکتا۔ اس بولنے والے نے غیر خالق پر خالق کی صفات کا اطلاق کیا۔ اور خالق کی صفات مخلوق میں نہ ہیں اور نہ آسکتی ہیں۔ بندے کو عاجزی لائق ہے۔

١٧٢٦ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ تَسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ مِثْلُ شَاهَنْشَاهِ۔

۱۷۲۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے زیادہ ذلیل ترین نام اللہ کے ہاں اس شخص کا ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ (یعنی شہنشاہ) رکھا جائے"۔ (بخاری و مسلم)

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ شہنشاہ کی طرح ہے۔

تشریح ۞ ان اخنع : خنوع ذلت کو کہتے ہیں۔ یعنی سب سے زیادہ ذلیل۔ رجل : سے مراد اسم رجل ہے۔ ملك الاملاك : جس نے اپنا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھاہ۔ بقول سیوطی اس کا عجمی زبان میں معنی شہنشاہ ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٣/٧٣٣٣) والبخاری (٦٢٠٦) وأبو داود (٤٩٦١) والترمذی (٢٨٣٧) وابن حبان

(۵۸۳۵) والبیهقی (۳۰۷/۹)

الفرائد : (۱) کسی کو شہنشاہ کہنا حرام ہے۔ اسی طرح خالق الخلق، احکم الحاکمین سلطان السلاطین بھی درست نہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ الرحمان، القدوس، الجبار کا بھی یہی حکم ہے۔

۳۲۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ وَّنَحْوِهٖ

بَابٌ: کسی فاسق و بدعتی کو سیّد وغیرہ کے معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے

تشریح اس آدمی کو جو صغیرہ پر اصرار کرے یا کبیرہ کا ارتکاب کرے خطاب کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح المبتدع: جو بدعتی ہو صحیح اعتقاد سے نکلنے کی وجہ سے جس کی تفصیل کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہے۔ اس نکلنے کا سبب تزین شیطان ہے۔ بسید ونحوہ: اس طرح ظالموں اور ان کے معاونین کو سید وغیرہ کے القابات سے پکارنا جو کہ عظمت کو ظاہر کرنے والے الفاظ ہیں درست نہیں۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے توہین کی ہے یہ تکریم کے لائق نہیں اور قیاس کی وجہ سے اشتراک علت ہے۔

۱۷۲۷ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَّكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۲۷: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافق کو سید مت کہو اگر وہ شخص سردار ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح للمنافق سید : اسی طرح تکریم کے دیگر الفاظ کا حکم ہے۔ اور اگر اس کے ترک سے اپنی جان و مال یا اہل وعیال پر ضرر کا خطرہ ہو تو پھر کراہت نہ ہوگی۔ اور فانه ان یك سیدًا : یہ ماقبل علت ہے۔ اگر یہ منافق دوسروں سے بلند قدر و منزلت والا ہے۔ فقد اسخطتم ربکم: تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی جو اس کی عبودیت کی رسّی توڑنے والا ہے۔ اس کی مخالفت کرنے والا اور باطن میں اس کے علاوہ کی عبادت کرنے والا ہے۔ عاصی اور مبتدع کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ وہ رحمان کی جماعت سے نکلنے میں تمام شریک ہیں اور اخوان الشیاطین سے ان کا گٹھ جوڑ ہے۔ ان کے ساتھ منافق والا حکم جاری ہوگا کہ ان کی تعظیم کو ترک کر کے توہین و تذلیل کی جائے۔ تا کہ وہ منافقت سے باز

آ جائے۔اور ابتداءً ہی اطاعت کی طرف لوٹ آئے۔ پہلے میں ضروری ہے اور دوسرے میں سنت ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٣٠٠٠) والبخاري (٧٦٠) وأبو داود (٤٩٧٧) والحاكم (٤/٧٨٦٥)

الفرائد: (۱) منافق کو یا سید کہنے والے نے غضب الٰہی کو دعوت دی کیونکہ وہ منافق تو توہین کے لائق ہے نہ کہ تکریم کے۔

۳۲۲ : بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمّٰى!

بَابٌ : بخار کو گالی دینے کی کراہت

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ تقدیر الٰہی سے تنگ آ کر اکتاہٹ کا اظہار کیا جائے۔حالانکہ اس میں اس کیلئے گناہوں کی معافی اور حسنات کی تحصیل ہے۔

۱۷۲۸ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ : "مَالَكِ يَا اُمَّ السَّائِبِ – اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِيْنَ؟" قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا ! فَقَالَ : "لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا تُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تُزَفْزِفِيْنَ" اَیْ تَتَحَرَّكِيْنَ حَرَكَةً سَرِيْعَةً، وَمَعْنَاهُ : تَرْتَعِدُ وَهُوَ بِضَمِّ التَّاءِ وَبِالزَّايِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ، وَرُوِيَ اَيْضًا بِالرَّاءِ وَالْمُكَرَّرَةِ وَالْقَافَيْنِ۔

۱۷۲۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مسیّب کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا: "اے ام سائب تمہیں کیا ہوا یا اے ام مسیّب تمہیں کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟" انہوں نے عرض کیا بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ دے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا: "تو بخار کو گالی مت دے اس لئے کہ یہ اولادِ آدم کی غلطیاں اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے"۔ (مسلم)

تُزَفْزِفِيْنَ : تو تیزی کے ساتھ کانپ رہی ہے۔یہ لفظ تاء کے پیش زائے مکرر اور فائے مکرر کے ساتھ ہے اور رائے مکرر اور دو قاف کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

تشریح ۞ او ام المسیب : او یہ شک راوی کیلئے ہے۔کیونکہ ان کے نام کے سلسلہ میں دونوں قول ہیں۔(اسد الغابہ)
مالك؟ **النحو** : ما اسم استفہام مبتداء اور ظرف خبر ہے۔**لا تسبی الحمی**: یہ بددعا کے کلمات تنقیص وتحقیر کو لازم کرتے ہیں جس کو برا بھلا کہا جائے۔**فانها تذهب خطايا بنی آدم** : یہ نہی کی علت ہے۔کہ اس سے حقوق اللہ میں سے صغائر معاف ہوتے ہیں۔**الکیر** :لوہار کی بھٹی۔

ابوعبیدہ کا قول: مٹی کا بنا ہوا حصہ۔ الکور کہلاتا ہے اور امکیر :اس پر لگائے جانے والی وہ مشک جس سے ہوا دیتے ہیں۔ خبث الحدید: لوہے کی میل کچیل جو اس میں چھپی ہوتی ہے۔ تز فزفین اور تُرَفوَفین اور ترقرقین۔ تینوں روایات ہیں (کذا قال النووی) اس کا معنیٰ سردی سے کپکپی طاری ہونا۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۵۷۵) وابن حبان (۲۹۳۸) وأبو يعلى (۲۱۷۳)

الفرائد : (۱) بخار کو گالیاں نہ دینی چاہئیں' اس سے مسلمان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ کئی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (۲) تکلیف آئے تو صبر کیا جائے شکوہ کا کلمہ نہ کہا جائے۔

۳۲۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيْحِ وَبَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوْبِهَا

بَابٌ : ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

تشریح ۞ یہ نہی تنزیہی ہے۔

۱۷۲۹ :عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ ' فَاِذَا رَاَيْتُمْ مَّا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا :اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ ' وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ'' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۲۹: حضرت ابومنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا: ''تم ہوا کو گالیاں مت دو جب تم وہ چیز دیکھو جس کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی آندھی وغیرہ) تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ...... ''اے اللہ ہم آپ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے لئے اس کو حکم دیا گیا ہے اور اس ہوا کے شر سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ اس میں شر ہے۔ اس سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے اس کا حکم ہوا اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ ابو المنذر :یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ لا تسبوا الريح: کیونکہ یہ تو جس کام کیلئے بنائی گئی اسی کو کرنے والی ہے۔ ما تکرھون: یعنی ہوا کا تیز و تند چلنا۔ خیر ما فیھا: جو اس کے نتیجہ میں بادل پیدا ہو کر بادل بننے اور عمدہ گھاس پیدا ہونے والی ہے یا وہ بھلائی جس میں سہولت ہو۔ مثلاً اس سے کشتیاں چلتی ہیں۔ ما امرت به : یہ فعل مجہول نائب مستتر ہے۔ من شر هذه الريح: اس طور پر کہ یہ آندھی ہو ہلاک کرنے والی ہوا ہو۔ شر ما امرت به : کہ جس کے متعلق اس کے ذریعہ ہلاکت کا فیصلہ ہو جیسے کہ ریح عاد جس چیز پر گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۱۱۹٦) والبخاری (۷۱۹) والترمذی (۲۲۵۹) والنسائی (۹۴۲) وابن سنی

(۲۹۸) یلاحظ (۲/۳۰۷۵)

الفوائد : ۱) ہوا کو گالیاں ممنوع ہیں وہ تو خود نہیں چلی، چلائی گئی ہے۔ اگر اس کے ناپسند اثرات دیکھے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرے۔

۱۷۳۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "اَلرِّیْحُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، تَاْتِیْ بِالرَّحْمَةِ وَتَاْتِیْ بِالْعَذَابِ، فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا، وَاسْئَلُوا اللّٰهَ خَیْرَهَا وَاسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

قَوْلُهٗ ﷺ: "مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" هُوَ بِفَتْحِ الرَّآءِ: اَیْ رَحْمَتِهٖ بِعِبَادِهٖ۔

۱۷۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "ہوا اللہ کی رحمت ہے یہ رحمت لاتی اور عذاب کو دُور کرتی ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر مانگو اور اس کے شر سے پناہ مانگو"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" راء کے فتح کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت جو اس کے بندوں پر ہے۔

تشریح ۞ **الریح من روح اللہ** : یعنی اپنے بندوں پر رحمت ولطف سے ان کو بھیجتا ہے۔ **تاتی بالرحمة** : جس پر اللہ تعالیٰ رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں۔ **وتاتی بالعذاب** : جس کو اللہ تعالیٰ اس سے عذاب دینا چاہتے ہیں۔ **فلا تسبوھا** : کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم رحمت یا عذاب والا ہوتا ہے۔ اسی کو پورا کرتی ہے۔ **خیرھا** : وہ خیر جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ **من شرھا** : وہ شر جس کی تکمیل کیلئے اس کو بھیجا گیا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۷٤۱۷) والبخاری (۷۲۰) وأبو داود (۵۰۹۷) وابن ماجه (۳۷۲۷) والنسائی (۹۲۹) وابن حبان (۵۷۳۲) والحاکم (٤/۷۷٦۹) وعبد الرزاق (۲۰۰٤) والبیهقی (۳/۳٦۱)

الفوائد : (۱) وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ خیر و شر لاتی ہے۔ اس کو گالی دینا ممنوع ہے۔ اس کے خیر کی طلب اور شر سے پناہ مانگنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان کرے۔

۱۷۳۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّیْحُ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ؐ جب ہوا چلتی تو فرماتے: "اے اللہ! میں اسکی بھلائی کا

طالب ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور اسکے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجا گیا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **عصفت** : تیز چلنا۔ **خیرها و خیر ما فیها**: جو اس میں ذاتی بھلائی یا جن بھلائیوں کا ذریعہ ہے مثلاً بادل کا جمع کرنا۔ نقصان ختم کر کے، فوائد لانا، کشتیاں کا چلانا۔

ما ارسلت به : جیسے مزروعات کا غول اور اجسام کی درستی۔ **من سرها**: جبکہ سخت آندھی کی صورت میں ہو۔ **شر ما فیها**: مثلاً وہ ڈبونے والی، بارش کے بادل کو دور ہانک کر لے جانے والی۔ کڑک پر مشتمل ہو وغیرہ۔ **شر ما ارسلت به** : جیسے عاد پر بھیجی گئی جس سے ان کو تہس نہس کر دیا گیا۔ اور کھیتی کو تباہ کرنے والی۔ دودھ کو سکھانے والی۔

ما ارسلت به : خیر و شر دونوں مقام پر یہ مجہول ہے۔ (۲) معروف ہے۔ (۳) خیر میں خطاب کا صیغہ ہو۔ (۴) شر میں واحد مؤنث مجہول کا صیغہ ہو۔ تا کہ **انعمت علیهم** کے قبیل سے بن جائے۔

البتہ وہ روایت ''**والخیر کله فی یدیك والشر لیس الیك**'' اس کے متعلق اتنی بات سمجھ لی جائے۔ آیت و حدیث ان دونوں میں دو قسموں میں فرق کیا گیا اب ضروری تھا کہ فرق کی وجہ بتلائی جائے۔ جانب نعمت میں خطاب کی لذت کیلئے یہ انداز اختیار کیا گیا اور جانب غضب میں فرار میں تیزی تقاضائے ادب ہے۔ کیونکہ اس کی طرف خیر ہی کی نسبت کی جاتی ہے نا کہ شر کی۔

فائدہ : ہوائیں چار ہیں: (۱) کعبہ کی جانب سے چلنے والی صبا اور (۲) اس کے بالمقابل چلنے والی دبور اور (۳) اس کے دائیں جانب سے چلنے والی جنوب (۴) بائیں جانب سے چلنے والی شمال۔ پھر ہر ہوا کی خصوصیت ہے: (۱) صباء یہ گرم خشک ہوئی ہے (۲) دبور ٹھنڈی مرطوب ہوتی ہے۔ (۳) جنوبی ہوا گرم مرطوب (۴) شمالی ہوا ٹھنڈی خشک ہوتی۔ یہ جنت کی ہوا ہے۔ جو اہل جنت پر چلے گی۔

تخریج : أخرجه مسلم (۸۹۹/۱۰) والترمذی (۳٤٦۰) وابن ماجه (۳۸۹۱) والنسائی (۹٤۷)

الفرائد : (۱) جب کوئی حالت بدلتی تو آپ ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ کیونکہ ہر چیز اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ (۲) ہوا چلے تو یہ دعا مانگے۔

۳۲۴ :بَابُ کَرَاهَةِ سَبِّ الدِّیْكِ

باب : مرغے کو گالی دینے کی کراہت

تشریح ۞ **الدیك**: اس کی جمع دِیَکة بروزن عِنَبہ آتی ہے۔

۱۷۳۲: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّهٗ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۳۲: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مرغے کو گالی مت دو اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے''۔ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

تشریح لا تسبوا الديك: یہ نہی تنزیہی ہے۔ یہاں مراد وہ ہے جس میں لعنت نہ ہو۔ ورنہ لعنت تو حرام ہے جیسا پہلے گزرا۔ فانه يوقظ للصلاة: یعنی مرغا اگر اپنی بانگ دے اور تم میں سے کوئی جاگ جائے تو وہ مرغ کو گالی نہ دینے لگے کہ اس کی لذیذ نیند میں اس سے خلل ڈال دیا۔ کیونکہ وہ نماز فجر کیلئے بیدار کرتا ہے۔ یہ نماز کیلئے جگانا تمہاری لذت نوم سے بہتر ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٨/٢١٧٣٧) وأبوب داود (٥١٠١) والنسائي (٩٤٥) والحميدى (٨١٤) وابن حبان (٥٧٣١) والطيالسى (٩٥٧) والطبراني (٥٢٠٨) وعبد الرزاق (٢٠٤٩٨)

الفرائد: (۱) مرغ کو گالی نہ دی جائے۔ یہ نماز فجر کیلئے جگاتا ہے۔ (۲) جس چیز سے بھی فائدہ حاصل کیا جائے اسے گالی نہ دینی چاہیے بلکہ اس کا اکرام کیا جائے۔

۳۲۵: بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

باب: یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی

تشریح قول: یہاں بظاہر میں تو جملہ کی طرف مضاف ہے۔ مگر جملے سے کلمہ ہی نہیں علم مراد ہے۔ نوء کی جمع انواء ہے۔

۱۷۳۳: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ اَثْرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ – فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ – قَالَ: قَالَ: اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
وَالسَّمَآءُ هُنَا: الْمَطَرُ۔

۱۷۳۳: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ اس رات بارش ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے چہرہ پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا

تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟'' انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے میرے ساتھ ایمان کی حالت میں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے۔ جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی پس وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر ستاروں کی فلاں قسم سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے''۔

اَلسَّمَآءُ : بارش۔

تشریح ۞ **صلاۃ الصبح** :فرض کی نماز سفر میں جماعت کرائی جا سکتی ہے۔ مشقت کی وجہ سے اگر چہ حضر میں اس کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ **بالحُدَیْبِیَۃ**: تخفیف کے ساتھ اہل عرب کے ہاں مستعمل اس پر اہل لغت کا اتفاق تثقیل والا قول ضعیف ہے۔ (المصباح) یہ جدہ کی راہ میں مکہ سے مغرب کی جانب ایک مقام ہے۔ اس کے مکہ کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔ **سماء**: یہ سیماب کے معنی میں ہے۔ یعنی رات کو بارش ہوئی۔ **فلما انصرف اقبل علی الناس**: نماز کو مکمل کر کے لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کیا اور فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا۔ **قال ربکم**: یعنی خود فرمایا ہے۔ **قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم** :یہ جواب ادب کی وجہ سے دیا اور اپنے علم کی حدود پر رک کر اس سے تجاوز نہ کیا۔ **اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر** : **بی** کا صلہ ایمان کے ساتھ ذکر کیا اور **کافر** کے ساتھ نہیں لائے یہ ادب سکھانے کیلئے کہ اس کی نسبت اس کی طرف مناسب نہیں تا کہ تخاطب میں مبالغہ ادب کا لحاظ ہو۔ پھر وہ لوگ جو اس طرح کہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے بارش دی ہے۔ اَلنَّجْوَۃ :اگر مراد اس سے فضیلت ہو تو عطف تفسیری ہے اور اگر ارادہ مراد ہو تو عطف مغایرت ہے۔

فذلك مؤمن بی :اس لئے کہ تمام امور کی نسبت خالق و موجد کی طرف کرنے والا ہے۔ **کافر بالکوکب** :اس طور پر کہ وہ ستارے کے متعلق اس بات کا انکاری ہے کہ اس کا اس بارش میں کچھ اثر ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کا قطعاً کسی چیز میں دخل نہیں۔ **کوکب** کو مفرد میں لانے سے مراد اس سے جنس ہے۔ اس پر الف لام دلالت کرتا ہے۔ **مطرنا بنوء کذا وکذا**: یہ ستاروں کی طرف جو نسبت کی جاتی ہے اس سے کنایہ ہے۔ **کافر بی** :اگر اس سے ستارے کو بارش کا حقیقی سبب سمجھا تو کافر ہ اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو نعمت کا ناشکرا مراد ہوگا۔

ابن صلاح کا کلام: **نوء**: اصل میں مصدر ہے **ناء النجم ینوء ای سقط وغاب**: یہ خود ستارہ نہیں بعض نے کہا **ناء النجم** کا معنی طلوع ہونا اور ابھرنا ہے۔ کل ۲۴ ستارے ہیں جو کہ معروف ہیں یہ تمام سال طلوع ہوتے ہیں۔ یہ چاند کی ۲۸ منازل سے معروف ہیں۔ تیرہ راتوں میں ایک ستارہ مغرب میں طلوع فجر کے ساتھ ہی گرتا یعنی غروب ہوتا ہے اور اس کے بالکل دوسرا ستارہ مشرق میں اسی وقت طلوع ہوتا ہے۔ پس اہل جاہلیت اس وقت بارش ہو جاتی تو اس غروب ہونے والے ستارے کی طرف نسبت کرتے (یہ ابن النحوی کا کلام ہے)۔

اصمعی کا قول: یہ طالع کے متعلق ہے۔ کہ ابو عبیدہ کہتے تھے کہ نوء کا معنی سقوط۔ سوائے اس مقام کے سنا نہیں گیا۔ پھر کبھی تو ستارے کو نوء کا نام دیتے ہیں۔ یہ گویا مصدر بمعنی فاعل ہے۔

زجاج کا قول: مغرب میں غروب ہونے والے کے متعلق فرماتے ہیں یہی انواء طالعہ ہیں۔ المحکم میں یہی بات ظاہر ہے۔ بعض نوء کو سقوط قرار دیا گویا کہ یہ لفظ اضداد سے ہے۔ صاحب مصباح کہتے ہیں کہ سماء پر بارش کا اطلاق حقیقی ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (٤٥١) وأحمد (٦/١٧٠٦٠) والبخاری (٨٤٦) ومسلم (٧١) وأبو داود (٣٩٠٦) والنسائي (١٥٢٣) وابن حبان (١٨٨) والحميدي (٨١٣) وعبد الرزاق (٢١٠٠٣) وابن منده (٥٠٣) وأبو عوانة (٢٦/١) والطبراني (٥٢١٣)

الفوائد : (۱) جس نے کہا فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی ہے۔ تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ ستارہ مخلوق ہے اس کے قبضہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ (امام شافعی رحمہ اللہ)

۳۲۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ قَوْلِهٖ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرُ

بَابٌ: کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے

تشریح ۞ یہاں مکلّف مراد ہے۔

۱۷۳۴ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا ، فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس کلمے کو ان دونوں میں سے ایک لے کر لوٹتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ کافر ہے وگرنہ کفر کا کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے''۔ (بخاری اور مسلم)

تشریح ۞ الرجل : اس سے مکلّف مراد ہے۔ یہاں مسلمان مقصود ہے۔ لاخیه : یہاں اسلامی بھائی مراد ہے۔ یا کافر۔ منادی مفرد مبنی علی الضم ہے۔ فقد باء بها: وہ کلمہ اس کی طرف لوٹے گا۔ فان کان کما قال: جس کے متعلق کہا گیا۔ وہ کفر کا مرتکب ہے۔ تو وہ انہی میں سے ہو جائے گا۔ والا : اور اگر وہ اسلام پر ہو اور خلاف اسلام اس نے کوئی کام نہ کیا ہو۔ رجعت علیه: تو قائل کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اگر اس نے ایمان پر کفر کا اطلاق کیا ہو اور یہ ارادہ کیا ہو کہ وہ اس سے متصف ہے تو یہ کافر ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه مالك (١٨٤٤) وأحمد (٢/٤٧٤٥) والبخاری (٦١٠٤) ومسلم (٦٠) وأبو داود (٤٦٨٧) والترمذي (٢٦٤٦) وابن منده (٥٢١) وابن حبان (٢٤٩) وأبو عوانة (٢٢/١) والبيهقي (٢٠٨/١٠)

الفرائد : (۱) مسلمان کو دوسرے مسلمان کا ایسا لقب جس سے کفر کا مفہوم نکلے نہ پکارنا چاہیے۔ اگر وہ اس کا مستحق نہیں تو اس کا عقاب اسی کہنے والے پر پڑے گا۔

۱۷۳۵ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"حَارَ" : رَجَعَ۔

۱۷۳۵: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا عدو اللہ کہا اور وہ اس طرح نہیں تھا تو وہ کلمہ اس پر لوٹ آئے گا"۔ (بخاری اور مسلم)

حَارَ: معنی لوٹا۔

تشریح ۞ دعا رجلا بالکفر : یعنی اس کو نداء سے یا بلا نداء کافر کہا۔ او قال عدو اللّٰہ: اس کو تخاطب یا بلا تخاطب وصف عدو اللّٰہ سے موصوف کیا۔ ولیس کذلك: وہ جس کے متعلق کہا گیا وہ ایسا نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی عداوت سے تعبیر کریں۔ الا حار علیہ: اس کا وہ وصف ہے جو مؤمن کو دیا۔ اگر اس کا اعتقاد یہ تھا کہ ایمان کفر ہے اور مؤمن کافر اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ یہ وہ اسی کی طرف لوٹے گا اور یہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے یہ ارادہ نہیں کیا بلکہ کفرانِ نعمت کا ارادہ کیا یا اس کے اعمال کے کافروں جیسے قرار دیا تو پھر یہ کافر نہ ہوگا۔ حار: یہ رجع کے معنی میں ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۱۵۲۱) والبخاری (۲۰۰۸) ومسلم (۶۱) وسیأتی (۱۵۶۹)

الفرائد : (۱) کسی کو کافر و فاسق نام دینا بڑا گناہ ہے۔ یا اے دشمن خدا کہا اگر وہ اس کلمے کا حقدار نہیں تو کہنے والے پر اس کا وبال ہوگا۔

۳۲۷ :بَابُ النَّھْیِ عَنِ الْفُحْشِ بَذَاءِ اللِّسَانِ!

بَاب: فحش و بدکلامی کی ممانعت

تشریح ۞ الفحش : بری بات۔ بذاء اللسان: حماقت اور بری بات اگرچہ وہ اس بات میں سچا ہو۔

۱۷۳۶ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِیِّ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن نہ طعنہ

دینے والا' نہ لعنت کرنے والا' نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ لیس المؤمن بالطعان: کامل ایمان والے کی یہ شان نہیں کہ وہ انساب میں کثرت سے طعن کرنے والا یا عیب لگانے والا ہو۔ اللعان: بہت لعنت کرنے والا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا ہے۔ اور یہ توقیفی ہے۔ اسی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ (اور وہ یہاں موجود نہیں)۔ و لا البذی: یہ عطف عام علی الخاص کی قسم سے ہے۔

تخریج : باب تحریم شہادت الزور میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۷۳۷: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا کَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْ ءٍ اِلاَّ شَانَهٗ ' وَمَا کَانَ الْحَیَآءُ فِیْ شَیْ ءٍ اِلاَّ زَانَهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فحش گوئی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کرتی اور حیا جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ کان : یہ وجد کے معنی میں ہے اور فحش ہر وہ چیز جو شرعاً و عرفاً معروف ہو اس میں حد سے گزرنا۔ زانہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ حیاء والا وہ اس چیز کو ترک کر دیتا ہے جو قابل ملامت ہو۔ وہ معایت کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اور فحش کار وہ ان باتوں کو نہیں دیکھتا وہ برے کاموں میں مصروف و مشغول رہتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۱۲٦۸۹) والبخاری (٤٦٦) والترمذی (۱۹۸۱) وابن ماجه (٤۱٥۸) وعبد الرزاق (۲۰۱٤٥) والبزار (۱۹٦۳)

الفرائد : (۱) فحش سے دور رہے کیونکہ یہ بندے کا نقص دینی اور دنیاوی ہے۔ (۲) حیاء کا خاص اہتمام کیا جائے کیونکہ وہ خیر کا ذخیرہ ہے۔

لطیفہ: گناہ ذلت میں ہیں' مروت کی وجہ سے ان کو چھوڑا تو وہ دیانت بن گئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے مطابق تم پر تخفیف کی ہے تمہیں اس کے قرب کے مطابق اس سے حیاء چاہیے۔

۳۲۸ :بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيرِ فِي الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيْهِ وَتَكَلُّفِ الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِّ اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْإِعْرَابِ فِيْ مُخَاطَبَةِ الْعَوَّامِ وَنَحْوِهِمْ

بَاب: گفتگو میں بناوٹ کرنا اور باچھیں کھولنا' قدرتِ کلام ظاہر کرنے کے لئے تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت

تشریح ۞ التقعیر :تقعر، تعرق، تشدق اور تکلم باقصی حلق۔ یہ سب ایک چیز ہے۔ تشدق :اس سے اپنی باچھ کو موڑا جھکایا تا کہ فصاحت میں تکلف کرے۔ بغیر ملکہ کے اس کا قصد کرے۔ وحشی اللغہ: وہ الفاظ جن کا معنی موضوع لہ لغت میں غیر معروف ہو صرف علماء جانتے ہوں، عام لوگ اس سے واقف نہ ہوں۔ دقائق الاعراب :ایسی ترکیب پیش کرے جس کا نکالنا عربیت کے دقیق قواعد پر موقوف ہو۔ اور اس میں اپنی سوچ کو لگا۔ فی مخاطبة العوام ونحوهم۔ اَلنَّحْوُ : یہ ظرف لغو ہے جو کہ استعمال سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہوگا۔ غیر مانوس لغت اور دقیق عربی اشارات عوام کے سامنے تو مکروہ ہیں۔ البتہ علماء کے سامنے کراہیت نہیں۔ جیسا کہ صاحب مشارق نے اپنی کتاب کے خطبہ میں اور صاحب قاموس نے اپنے خطبہ کتاب اور عینی سے شرح شواہد میں استعمال کیے ہیں۔ بقیہ جو لغت و اعراب میں مشغول نہ ہوں وہ عوام مراد ہیں۔ علماء اور لغت سے واقف لوگ اس حکم سے خارج ہیں۔

۱۷۳۸ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ :اَلْمُبَالِغُوْنَ فِي الْاُمُوْرِ۔

۱۷۳۸ :حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا: "معاملات میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہوگئے" یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

مُتَنَطِّعُوْنَ :معاملات میں مبالغہ کرنا۔

تشریح ۞ قالها ثلاثا :یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ نفرت تاکید کیلئے دہرایا۔

المتنطعون: کسی چیز میں تکلف سے بحث کرنے والے۔ اہل کلام کے مذاہب جو ایسی باتوں میں گھسنے والے ہیں جہاں ان

کی عقول کی رسائی نہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ صاحب نہایہ کہتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں کلام میں غلو کرنے والے، منہ پھاڑ کر بات کرنے والے۔ یہ نطع سے بنا ہے۔ یہ منہ کی بلند ترین غار کو کہتے ہیں۔ پھر ہر تعمق والے قول و فعل میں استعمال کیا جانے لگا۔

تخریج : باب العبادة... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۷۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح متحرک کرتا ہے جس طرح گائیں اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے" (یعنی تصنع اختیار کرتے ہیں)۔ (ابوداوٗد) ترمذی حدیث حسن۔

تشریح ۞ ان اللّٰه يبغض: یہاں سے اس کی غایت یعنی ذلت مراد ہے۔ یا عالم ملکوت میں اس کو رذیل اوصاف سے ذکر کرنا۔ مجاز مرسل مراد ہے۔ البليغ من الرجال: وہ آدمی جو باچھیں پھاڑ کر بات کرے۔ اور زبان کو اس طرح کلام کیلئے لپیٹے جیسے گائے اپنی زبان کو گھاس کیلئے لپیٹتی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۶۵۵۴) وأبو داود (۵۰۰۵) والترمذي (۲۸۶۲)

الفرائد : (۱) فصاحت میں تکلف اور مبالغہ کی ممانعت کی فرمائی گئی ہے۔

۱۷۴۰ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ ، وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ، وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ ، وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ ، وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِيْ بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ۔

۱۷۴۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والے وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرنے والے تکلف سے باتیں کرنے والے اور منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔ اس کی تشریح کے

باب حسن خلق میں گزر چکی ہے۔

تشریح ۞ مِن: یہ تبعیض کیلئے ہے۔ احبکم: محبوبیت میں بہت بڑھ کر۔ یوم القیامة: یہ اقرب کا ظرف ہے۔ (۲) ماقبل کا بھی بن سکتا ہے دوسروں سے دنیا میں ان کا محبوب ہونا بھی معلوم ہوا۔ اس لئے کہ کسی چیز پر سکوت اس کی نفی نہیں کرتا۔

ابغضکم: بغض میں بڑھ کر۔ الی: شاید خطاب صرف حاضرین ایمان والوں کو ہا۔ تو کافروں کے زیادہ مبغوض ہونے کے منافی نہیں۔ الثرثار: تکلف سے بہت کلام کرنے والا۔ المتشدق: اپنی کلام کی عظمت بڑھانے کیلئے منہ بھر کر بات کرنے والا۔ لوگوں پر اپنی کلام کو ٹھونسنے والا۔ المتفیهق: یہ الفهق سے ہے۔ اس کا معنی بھرنا ہے۔ جو آدمی کلام منہ بھر کر کرے اور فضیلت کو ظاہر کرنے کیلئے فصاحت و بلاغت اختیار کرے۔ باب حسن الخلق میں روایت گزری۔

تخریج : باب حسن الخلق ...... میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۲۹ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ خَبُثَتْ نَفْسِيْ

باب: میرا نفس خبیث ہوا کہنے کی کراہت

تشریح ۞ یہ الفاظ کہنا کراہت تنزیہی ہے۔

۱۷۴۱ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ :مَعْنٰى خَبُثَتْ غَثِيَتْ ، وَهُوَ مَعْنٰى "لَقِسَتْ" وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ۔

۱۷۴۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ لفظ نہ کہے: میرا نفس خبیث ہوگیا ہے بلکہ یوں کہے میرا نفس غافل ہوگیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علماء نے فرمایا کہ "خبثت" کا معنی یہ ہے کہ نفس کا سکون غارت ہوگیا ہے اور یہی معنی "لقست" کا ہے لیکن صرف خباثت کے لفظ کو ناپسندیدہ سمجھا ہے۔

تشریح ۞ خبثت نفسی: اس نہی کو تحریم سے لَقِسَتْ نفسی سے پھیر دیا۔ معنی دونوں الفاظ کا ایک ہے۔ صرف لفظی بذائت سے بچانے کیلئے دوسرے لفظ کا استعمال بتلایا۔ بقول خطابی درحقیقت زبان پر اچھے الفاظ استعمال کرنے کا حکم دیا اور قبیح الفاظ کے ترک کی تلقین فرمائی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۴۲۹۸) والبخاری (۶۱۷۹) ومسلم (۲۲۵۰) وأبو داود (۴۹۷۹) والنسائی

(۱۰۴۹) وابن حبان (۷۵۲٤) والطبرانی (۲٦۳۳)

الفرائد : (۱) برے الفاظ اور برے ناموں کو چھوڑ کر اچھے نام اختیار کرنے چاہئیں۔(۲) انسان کو خیر اپنے ساتھ ملانی چاہیے خواہ اچھے خیال سے ہو اور برے الفاظ سے بھی گریز کرنا چاہیے۔

۲۳۰ :بَابُ کَرَاهَةِ تَسْمِیَةِ الْعِنَبِ کَرْمًا

باب: انگور کو کرم کہنے کی کراہت

۱۷۴۲ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْکَرْمَ فَاِنَّ الْکَرْمَ الْمُسْلِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ – وَفِیْ رِوَایَةٍ :فَاِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ" – وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ:"یَقُوْلُوْنَ الْکَرْمُ اِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۷۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انگور کو کرم نہ کہو کرم تو مسلمان ہے"۔ (بخاری و مسلم)

یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔

دونوں کی روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں الکرم : بے شک وہ تو مؤمن کا دل ہے۔

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ انگور پر کرم کے لفظ کا اطلاق نہ کرو۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: "لا یقولن احدکم الکرم الرجل المسلم" ایک روایت میں "انمام الکرم قلب المؤمن"۔

ابن جوزی کہتے ہیں: اس سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں اس کو کرم کہتے کیونکہ اس کے استعمال سے وہ سمجھتے کہ دل میں کرم وسخاوت پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے روک دیا گیا۔ جس سے شراب کی تعریف نکلتی تھی۔ تا کہ اس سے شراب کی خوب مذمت اور حرمت کی تاکید ہو جائے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن کے دل میں نور ایمان ہے۔ پس وہ اس الکرم کا زیادہ حقدار ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۹۹۸٤//۳) والبخاری (٦۱۸۲) ومسلم (۲۲٤۷) وأبو داود (٤۹۷٤) وعبد الرزاق (۲۰۹۳۷) وابن حبان (۵۸۳۲)

الفرائد : (۱) انگور کے پودے کو کرم کہنا مناسب قرار نہیں دیا گیا۔ یہ درحقیقت شراب کی نفرت کو دلوں میں خوب بٹھانے کیلئے ایسے ناموں سے بھی روک دیا گیا۔

۱۷۴۳: وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا: الْعِنَبُ، وَالْحَبَلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْحَبَلَةُ" بِفَتْحِ الْحَآءِ وَالْبَآءِ وَيُقَالُ اَيْضًا بِاِسْكَانِ الْبَآءِ۔

۱۷۴۳: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کرم مت کہو بلکہ انگور کو العنب اور حبل کہہ کر پکارا کرو''۔ (مسلم)

اَلْحَبْلَه: انگور کی بیل۔

تشریح ۞ **ولا تقولوا الکرم**: اس کو کرم مت کہو تا کہ جاہلیت کی کسی یادگار کا نشان بھی باقی نہ رہے۔ یہ لفظ وہ محفل شراب کی سخاوت کو یاد دلانے کے لئے انگور ہی کو کرم کہنے لگے تھے۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ **ولکن قولوا العنب والحبله**: یہ اس نہی سے مطلق نام کی ممانعت کا جو وہم تھا اس کا ازالہ کر دیا۔ نام رکھنے میں حرج نہیں مگر اصل نام لوتا کہ تم نام وکام دونوں ہو جائیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: یہ ملوک حمیر سے تھے ان کے ہاں بادشاہ کو قیل (جمع اقیال) کہتے تھے ان کے والد حمیر کے بادشاہوں سے تھے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ رہے تھے آپ ﷺ نے ان کی آمد کی اطلاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے پہنچنے سے کئی روز پہلے دی: **''یأتیکم وائل بن حجر من أرض بعیدة من حضر موت طائعًا راغبًا فی اللّٰہ عزوجل وفی رسولہ' وھو بقیة الأقیال......''** جب یہ آتے تو آپ ﷺ نے ان کو مرحبا کہا اور قریب کیا اور اپنی چادر مبارک اس کیلئے پھیلا دی اور اس پر ان کو اپنے ساتھ بٹھایا اور یہ دعا فرمائی: **''اللھم بارك فی وائل وولدہ''** اور اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور ان کی تعریف فرمائی اور اس کے علاقوں پر ان کو نگران مقرر فرمایا اور زمین کی ایک جاگیر ان کو عنایت فرمائی اور ان کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو فرمایا وہ جاگیر اُن کو الگ کر کے دے دو۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۷۱ روایات نقل کی ہیں۔ جن میں سے چھ کو مسلم نے نقل کیا اور بخاری نے ایک روایت بھی نقل نہیں کی۔ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔ ان کے پاس وفد کی صورت میں گئے انہوں نے ان کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ یہ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اہل حضر موت کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔ (تہذیب نووی)

تخریج : أخرجه مسلم (۲۲٤۸) والبخاری (۷۹۵) والدارمی (۲۱۱٤) وابن حبان (۵۸۳۱) والطبرانی (۱٤/۲۲)

الفرائد : شراب انگور سے تیار کی جاتی وہ ان کے ہاں سخاوت پر آمادہ کرنے والی تھی۔ اسلام نے شراب کو حرام کیا تو انگور کو کرم کہنے سے روک دیا۔ وہ زمین کہتے۔ **''وللارض من کاس الکرام نصیب''**۔

۳۳۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْاَةِ لِرَجُلٍ اِلَّا اَنْ يُّحْتَاجَ اِلٰى ذٰلِكَ لِغَرْضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهٖ

باب: کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف غرضِ شرعی کے علاوہ بیان کرنے کی ممانعت ہے غرضِ شرعی نکاح وغیرہ ہے

تشریح ۞ لغرض شرعی: ضرورت شرعی نکاح جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو اس سے اس کے محاسن بیان کرنا درست ہے۔ جب کہ اس کو دیکھنا ممکن نہ ہو وغیرہ۔

۱۷۴۴ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت دوسری عورت کے متعلق اپنے خاوند کو اس کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لا تباشرا لمرأة المرأة: یعنی ایک عورت دوسری کے چمڑے نہ چھوئے۔ وہ اس کے جسم کی نرمی اور خوبیوں کو معلوم کر کے اپنے خاوند کو بیان کرے گی۔ فتصفها لزوجها: پھر وہ اپنے خاوند کو بیان کرے گی۔ النحو: یہ نہی کا جواب جبکہ منصوب ہو۔ (۲) ورنہ منفی کا جواب ہے۔ کانه ینظر الیها۔ النحو: یہ مجرور سے جملہ حالیہ ہے۔

قاضی کا قول: یہ امام مالک کے ہاں سد ذرائع کی دلیل ہے۔ اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ اس کے محاسن بیان کرنے سے خاوند کے دل میں اس کی خواہش پیدا ہو کر اس کو طلاق کی نوبت نہ آئے۔ یا کسی اور فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۳۶۰۹) والبخاري (۵۲۴۰) وأبو داود (۲۱۵۰) والترمذي (۲۸۰۱) والنسائي (۹۲۳۱) وابن حبان (۴۱۶۰) وابن أبي شيبة (۳۹۷/۴) والطيالسي (۳۶۸) والطبراني (۱۰۴۱۹) وأبو يعلى (۵۰۸۳) والبيهقي (۲۳/۶)

الفرائد : (۱) یہ روایت سد ذرائع میں عظیم اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاکہ کہیں خاوند کو موصوفہ پسند آئے اور وہ اس واصفہ کو طلاق دے دے۔ (۲) ایک عورت کو بلا مائل دوسری عورت سے جسم ملانا بلا ضرورت جائز نہیں۔ مستورہ اعضاء کو چھونا بھی حرام ہے۔

۳۳۲ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

بَابٌ: انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے بلکہ کہے ضرور بخش دے

تشریح ۞ ان شئت: دعا میں اس قسم کے کلمات استعمال نہ کرے۔ جزم و یقین سے دعا کرے۔ ان شئت یہ شرط ہے اس کا جواب محذوف ہے۔ کیونکہ ایسے لفظ لانے میں محتاجی کی جائے۔ بارگاہِ الٰہی سے استغناء معلوم ہوتا ہے۔

۱۷۴۵ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ ، لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ" - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :وَلٰكِنْ لِّيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَتَعَاظَمُهٗ شَيْءٌ اَعْطَاهُ.

۱۷۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ سوال پختہ یقین کے ساتھ کرے اس لئے کہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ طلب کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا دے دینا کچھ بڑی چیز نہیں ہے۔

تشریح ۞ اللھم ارحمنی ان شئت: داؤدی کہتے ہیں کراہت اس وقت ہے جب کہ بطور استثناء کہے۔ اگر بطور تبرک یہ کلمات کہے تو کراہت نہیں ہے۔ ابن حجر سے اس کی توثیق کی ہے۔ بل لیعزم المسالة: عزم مسألہ کا مطلب طلب میں کسی قسم کی کمزوری کے بغیر سوال کرے۔ اور اللہ تعالیٰ مشیت سے بھی معلق نہ کرے۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے متعلق حسن ظن رکھے اور حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ طلب میں یقین مستحب ہے اور مشیت سے دعا کو معلق کرنا مکروہ ہے۔

علماء کا قول: کراہت کا سبب یہ ہے۔ مشیت کا استعمال تو اس کیلئے مناسب ہے۔ جس کو مجبور کیا جا رہا ہو۔ پس اس پر تخفیف کی گئی اور اس کو بتلایا گیا کہ اس سے کسی بھی چیز کی طلب اس کی رضا مندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ وہ اس سے پاک ہے۔ لا مکرہ لہ کا یہی مطلب ہے۔ پس تعلیق کا فائدہ نہ رہا۔

بعض نے کہا اس صورت میں اس کی قدرت سے بے نیازی کا شبہ پڑتا ہے۔ حافظ نے پہلی بات کو راجح کہا ہے۔

لیعزم: کا معنی طلب میں پختگی اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے جو چیز پختگی سے مانگیں وہ دیتے ہیں خواہ دنیوی ہو

یا اُخروی۔

تخریج : أخرجه مالك (٤٩٤) وأحمد (٣/٧٣١٨) والبخاری (٦٣٣٩) ومسلم (٢٦٧٩) والترمذی (٣٥٠٨) والنسائی (٥٨٢) وابن حبان (٨٩٦) وابن ماجه (٣٨٥٤) وابن أبی شیبة (١٠/١٩٩)

الفرائد : (۱) دعا قبولیت کی امید سے کی جائے۔ رحمت الٰہی سے کبھی مایوس نہ ہو۔ کیونکہ وہ کریم کو پکار رہا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی مشیت پر دعا کو معلق کرنا مکروہ ہے۔

۱۷۴۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ :اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِيْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پختہ یقین سے سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے دے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

تشریح ۞ **فلیعزم المسالة**: دعا میں ثابت قدمی اختیار کرے۔ **ان شئت**: دعا میں اس قسم کے تعلیق والے الفاظ مت استعمال کرے۔ **لا مستکرہ له**: اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ ابن البشرؒ کہتے ہیں۔ دعا میں **ان شئت** کے الفاظ نہ لاتے خواہ دعا امور دنیا سے متعلق ہو یا امور دین سے۔ کیونکہ یہ ناممکن کلام ہے جس کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ وہ تو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اس کا ظاہر نہی کا تحریم پر محمول کرنا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ نووی نے نہی کو کراہت پر محمول کیا ہے۔ حافظ بھی اس کے حامی ہیں۔

ابن بطال کا قول: دعا کرنے والے کا دعا میں خوب کوشش کرنی چاہیے۔ اور قبولیت تو امید پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ وہ کریم کو پکارتا ہے۔ کسی کو ممنوع نہیں کہ اپنے نفس کے متعلق جو کوتاہی جانتا ہو اس کے متعلق دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرنے والے ہیں۔ مخلوق میں بدترین شیطان کی دعا رد نہیں فرمائی جب اس نے کہا: ﴿انظرنی الی یوم یبعثون﴾ [اعراف:١٤]

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٩٨٠) والبخاری (٦٣٣٨) ومسلم (٢٦٧٨) والنسائی (٥٨٤) وابن أبی شیبة (١٠/١٩٨)

الفرائد : (۱) طلب میں یقین چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن رکھے۔ اور مشیت کا استثناء نہ کرے۔ کیونکہ وہ تو غنی کریم، قوی قادرِ مطلق ہے۔ اس کے خزائن میں ذرہ کی کمی نہیں ہے۔

۳۳۳ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ!

بَابٌ: جو اللہ اور فلاں چاہے کہنے کی کراہت

تشریح ✿ ما شاء اللّٰه: ماشاءاللہ کے ساتھ ما شاء فلان نہ کہنا چاہیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ جس کی مشیت ازلی وابدی ہے۔اس کے ساتھ بندے کی مشیت جو کہ حادث وممکن ہے۔مشارکت لازم آتی ہے۔

۱۷۴۷ :عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۴۷: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فلاں چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے''۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تشریح ✿ ما شاء اللّٰه وشاء فلان: یہ اس وہم کو دور کرنے کیلئے لائے جو ظاہر سے مشارکت کا پیدا ہوتا ہے۔یہ مکروہ ہے۔کیونکہ مذکورہ وہم راسخ اعتقاد سے دفع ہو جاتا ہے۔کیونکہ بندہ اپنے تمام حالات کے ساتھ حادث ہے اور جو حادث ہو وہ قدیم کا مقارن نہیں بن سکتا۔ثم شاء فلان: ثم متراخی اور ترتیب کیلئے وضع کیا گیا ہے۔اس سے وہ وہم نہ ہوگا۔

تخریج : اخرجه أحمد (۹/۲۳۳۲۵) وأبو داود (۴۹۸۰) والنسائی (۹۸۵) والبیهقی (۲۱۶/۳)

الفرائد : کنایات میں اللہ تعالیٰ اور غیر کا نام جمع کرنا مکروہ ہے۔کیونکہ یہ ظاہر میں برابری کو نمایاں کرتا ہے۔ایک شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کہا ماشاء الله وشئت تو آپ نے اس کی بات رد فرماتے ہوئے فرمایا کیا تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک کر دیا۔اس طرح کہو۔ما شاء الله یا ماشاء الله ثم شئت۔

۳۳۴ :بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيْثِ بَعْدَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ

بَابٌ :عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت

تشریح ✿ بعد العشاء الآخرہ: اس سے مقید کیا تا کہ مغرب کا وہم نہ رہے۔اس کو لغت کے لحاظ سے عشاء کہتے ہیں اور ممانعت تو شرعی حکم ہے۔المراد هنا الحديث: جس کا کرنا اور چھوڑنا فی حد ذاته برابر ہو۔اور کراہت وقت کی بناء پر ہے۔

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يَكُوْنُ مُبَاحًا فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ وَفِعْلُهٗ وَتَرْكُهٗ سَوَآءٌ ، فَاَمَّا الْحَدِيْثُ الْمُحَرَّمُ اَوِ الْمَكْرُوْهُ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ اَشَدُّ تَحْرِيْمًا وَكَرَاهَةً - وَاَمَّا الْحَدِيْثُ فِي الْخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ ، وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْحَدِيْثِ مَعَ الضَّيْفِ ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيْهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ ، وَكَذَا الْحَدِيْثُ لِعُذْرٍ وَّعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيْهِ وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهٗ۔

مراد اس سے وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں درست ہو اور اس کا کرنا اور چھوڑ نا برابر ہو۔ رہی ناجائز یا مکروہ بات تو وہ دوسرے وقت میں تو ناجائز ہے ہی اس وقت اس کی حرمت اور ناپسندیدگی مزید بڑھ جائے گی۔ رہی بھلائی کی باتیں جیسے علمی مذاکرات' نیک لوگوں کی حکایتیں' اہل اخلاق کی باتیں' مہمان کے ساتھ گفتگو' ضرورت مند کے ساتھ بات چیت وغیرہ تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں ہے یا عارضے کی وجہ سے کوئی بات' اس میں بھی کوئی کراہت نہیں اور بہت ساری احادیث میں یہ باتیں ثابت ہیں۔

فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ اَشَدُّ تَحْرِيْمًا وَكَرَاهَةً :اس لئے کہ اس کے اصلی وصف کے ساتھ کراہت وقتی مل ہے۔لیکن دوسرے اوقات کے مقابلے میں ان کی حرمت اس وقت بڑھ جائے گی۔ جو کہ بالکل ظاہر ہے۔ کیونکہ وہ حرام نہیں پس حرمت کو اس سے ملایا نہیں جا سکتا۔ باقی سخت کراہت تو بالکل ظاہر ہے۔ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ: کیونکہ اس میں احیاء علم ہے۔ اس کی تدریس اولیٰ ہے۔ البتہ صالحین کی حکایات تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہیں ان کے واقعات سے دل کو تقویت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وکُلاًّ نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك﴾ [هود: ۱۲۰] ''اور مکارم اخلاق بھی آدمی کو اعمال حسنہ سے مزین کرتے اور برائیوں سے دور کرتے ہیں۔ وَالْحَدِيْثِ مَعَ الضَّيْفِ: مہمان یا بیوی سے گفتگو جو مانوس کرنے اور اکرام کیلئے کی جائے۔ اور اسی طرح صاحب حاجت سے بات چیت مثلاً اس کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے وغیرہ جو خیر پر مشتمل ہو۔ عشاء کو کسی دیر سے آنے والوں کے ساتھ لوٹانا (تاکہ اس کے نفل بن جائیں) تو یہ متوہم مفسدہ کی وجہ سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ فَلَا كَرَاهَةَ فِيْهِ: اس میں کراہت بالکل نہیں۔ اس لئے کہ امام احمد سے روایت وارد ہے: ''لا سمر بعد العشاء الا لمصل او لمسافر''۔ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ: کیونکہ اس میں مصلحت ہے۔ كَذَا الْحَدِيْثُ لِعُذْرٍ وَّعَارِضٍ: کبھی تو واجب ہوتی ہے۔ جیسا کہ غافل کو خطرناک جگہ سے خبردار کرنا اور کبھی مستحب ہے۔ روایات اس کی تائید کر رہی ہیں۔

۱۷۴۸ : عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعَشَاءِ

وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۸: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ برزہ: یہ ضربۃ کے وزن پر ہے۔ ان کے والد کا نام عبداللہ بعض نے نیار لکھا ہے۔ خود ان کا نام بعض نے نفلہ بن نیار لکھا ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ اور فرمایا نیار شیطان ہے۔ ابو برزہ شروع میں اسلام لائے اور یہ فتح مکہ میں موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ سے ۴۶ روایات نقل کی ہیں۔ جن میں دو متفق علیہ ہیں اور دو میں بخاری منفرد اور چار میں مسلم منفرد ہیں۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ بعض نے کہا انہوں نے خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں خراسان میں وفات پائی۔ جبکہ دوسروں نے ۶۰ھ زمانہ یزید میں ان کی وفات ہوئی۔ بعض نے ۶۴ تحریر کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو برزہ تھی۔ اس کنیت والا اور کوئی صحابی نہیں ہے۔

النوم قبل العشاء: تا کہ نماز فوت نہ ہو جائے۔ **والحدیث بعدها**: نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اور اس وقت میں باتیں کرنا۔ اگر جمع تقدیم ہو وقت کی اتنی مقدار کا بھی وہی حکم ہے۔ (شوافع کے ہاں جمع تقدیم درست ہے مگر احناف نماز کا انہی کے اوقات میں پڑھنے کا کہتے ہیں صرف جمع صوری جائز ہے **والدلائل فی مظانها**) کیونکہ بعض اوقات اس سے رات کی نماز اور صبح کا اول وقت یا تمام وقت فوت ہو سکتا ہے۔ اسے اپنے عمل کو افضل عمل سے مکمل کرنا چاہیے۔ اور پہلے بھی کراہت تو ہے۔ مگر اسنوی نے کہا اس سے پہلے تو کلام مباح ہے۔ اور وہ ایسے معاملے پر ختم کرے جس سے وہ مختار وقت میں داخل ہو جائے۔ البتہ اس کے بعد والے وقت میں کوئی ضابطہ نہیں۔ اس میں فوت ہونے کا امکان بہت زیادہ ہے (پس اسی کا اعتبار ہے)۔

تخريج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۸۱٤) والبخاری (٥٤١) ومسلم (٦٤٧) وأبو داود (۳۹۸) والترمذی (۱٦۸) والنسائی (٤٩٤)

الفوائد : (۱) نماز عشاء سے پہلے مت سوئیں۔ (۲) بعد میں جلد سو جائیں تا کہ تہجد کیلئے اٹھ سکیں۔

۱۷۴۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ : "اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ؟ فَاِنَّ عَلٰى رَاْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ الْيَوْمَ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا تمہارے خیال میں یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: ''بے شک سو سال کے آخر میں ان میں سے کوئی بھی شخص نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ آخر حیاته: زندگی کے آخری ایام میں بعض روایات معلوم ہوتی ہے یہ وفات سے ایک ماہ قبل پہلے کی بات ہے۔

ارایتکم: یعنی تم مجھے بتلاؤ۔ یہاں استفہام اخبار کی جگہ رکھا گیا ہے اور جاننے والا ہی اس کی خبر دے سکتا ہے۔ **علی رأس مائة سنة لا یبقی**: ان سو سال والوں میں سے جو کہ زمانہ گفتگو میں موجود تھے۔ ایک روایت 'احد'' کا لفظ بھی وارد ہے۔ یعنی موجودین میں سے کوئی بھی نہ رہے گا۔ بعض نے اس سے خضر والیاس علیہ السلام کی موت کو اخذ کیا جوان کی عمر کے قائل ہیں۔ انہوں نے ان کے سطح زمین میں نہ ہونے کو ثابت کرتے ہوئے سمندر میں ہونا بتلایا ہے۔ اور پھر کہا کہ اس کا مطلب وہ ہیں جن کو وہ دیکھتے اور پہچانتے ہیں۔ بظاہر میں عامل ہے مگر مراد خاص ہے۔ بعض نے کہا الارضی کہہ کر ملائکہ سے احتراز مقصود ہے۔ اور انہوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اس سے خارج ہیں۔ وہ تو آسمان پر زندہ ہیں اسی ابلیس وہ تو ھواء اور پانی میں ہیں۔

ابن حجر کا قول: درست بات یہ ہے کہ الف لام عموم کیلئے ہے۔ اور تمام اولاد آدم کو شامل ہے۔ اسی طرح ہوا جیسا آپ نے خبر دی تھی۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اتفاق ہے۔ سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے متعلق سب سے آخری قول ۱۱۰ھ کا ہے۔ اور یہ آپ کے ارشاد مبارک سے لے کر ایک صدی کا آخری سال بنتا ہے۔

فائدہ: اس روایت سے خیر کی بات عشاء کے بعد کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ صحیح روایات میں آپ ﷺ کا بنی اسرائیل کے بعض واقعات رات عشاء کے بعد بیان کرنا ثابت ہوتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٥٦٢١) والبخاری (۱۱٦) وأبو داود (٤٣٤٨) والترمذی (۲۲٥٨) والنسائی (٥٨٧١) وابن حبان (۲۹۸۹) وعبد الرزاق (۲۰٥٣٤) والطبرانی (۱۳۱۱۰)

الفرائد : نماز عشاء کے بعد علمی گفتگو درست ہے۔ جیسا ترمذی میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے ساتھ رات کو مشورہ فرماتے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا۔

۱۷۵۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمُ انْتَظَرُوا النَّبِيَّ ﷺ فَجَآءَ قَرِيْبًا مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى بِهِمْ يَعْنِي الْعِشَآءَ قَالَ : ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ : "اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا ' وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۷۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کا انتظار کیا۔ آپ رات کا آدھا حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: ''خبردار! بے شک کچھ لوگوں نے نماز پڑھی پھر وہ سو گئے اور تم اس وقت سے نماز ہی کے اندر ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو''۔ (بخاری)

تشریح ۞ انھم: اس سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ **شطر اللیل**: اس سے آدھی رات مراد ہے۔ **فصلی بھم**: یہ

جملہ مستانفہ منتظر یعنی نماز کو بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔ثم خطبنا: یہ عنوان کا مقام ہے۔کیونکہ آپ ﷺ نے عشاء کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اس میں عشاء کے بعد خیر کے کلام کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔الا: یہ حروف استفتاح اور حروف تنبیہ سے ہے۔فی صلاۃ ما انتظرتم: ما مصدریہ ظرفیہ ہے۔جب سے تم نماز کا انتظار کررہے ہو۔اور انکم کا جملہ ان الناس پر معطوف ہے۔مطلب یہ ہے۔ان کو فی الجملہ اجر ملے گا اس لئے منتظر کھاتے اور پیتے اور گفتگو کرتے ہیں اور نماز میں مصروف کو یہ تمام چیزیں ممنوع ہیں۔(فتح الباری)

تخریج : کتاب الفضائل باب فضل انتظار الصلوۃ میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۲۳۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ امْتِنَاعِ الْمَرْاَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا اِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ

بَاب: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو عذر شرعی کے بغیر اسکے نہ جانے کی حرمت

تشریح ۞ اگر عذر شرعی ہو مثلاً مرض یا عبادت میں مشغولیت تو پھر اس کو اجازت ہے مثلاً اعمال حج اور روزہ اور عورت اس کے قریب سونے سے خطرہ محسوس کرتی ہے کہ شہوت ممکن ہے ابھار پیدا ہو کر روزہ وغیرہ فاسد ہو جائے۔

۱۷۵۱ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى تَرْجِعَ۔

۱۷۵۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر دے پس خاوند اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں''۔(بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے خاوند کے بستر پر لوٹنے تک کے الفاظ ہیں۔

تشریح ۞ فابت: بلا سبب وعذر شرعی وہ باز رہی۔حتی تصبح: دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حتی ترجع ہے۔

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ فراش جماع سے کنایہ ہے۔اور اس معنی کو اس ارشاد سے تقویت ہوتی ہے ''الولد للفراش'' اور کتاب وسنت میں قابل حیاء چیزوں کے متعلق کنایات کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔اور حدیث کا ظاہر

اس بات کو رات سے خاص کرتا ہے جیسا حتی تصبح کا لفظ ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ رات کو اس کی تاکید کی۔ اس میں باعث بھی قوی ہے۔ البتہ اس سے یہ لازم نہیں کہ دن کو جائز نہیں۔ رات کی تخصیص کو اس کے عموماً رات میں پائے جانے کی وجہ سے ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں: مسلم، ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایات دن، رات کو شامل ہیں۔ البتہ اگر اس کے عذر کی وجہ سے خاوند اگر ناراض نہ ہو یا خاوند اپنے چھوڑنے پر ناراض نہ ہو تو پھر فرشتے لعنت نہیں کرتے۔

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: لعنت کرنے والے فرشتے حفظہ ہیں یا ان کے علاوہ ہر ایک کا احتمال ہے۔ حافظ نے کہا اس پر مؤکل فرشتے بھی ہوسکتے ہیں۔ مسلم کی روایت میں التی فی السماء کے لفظ اس کی تردید کرتے ہیں جبکہ اس سے آسمان کے رہائشی فرشتے لیے جائیں۔ ترجیح والی روایت بہتر ہے اور پہلی غالب حالت پر محمول ہے۔ (فتح)

تخریج : کتاب المامورات میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۳۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ صَوْمِ الْمَرْاَةِ تَطَوُّعًا وَّزَوْجُهَا حَاضِرٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

بَابٌ :عورت کو خاوند کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہے

تشریح ❁ حج کے نفلی اعمال کا حرام بھی خاوند کی موجودگی میں حرام ہے۔ البتہ اجازت سے درست ہے۔ کیونکہ خاوند کا حق واجب ہے اور نوافل سے مقدم ہے کیونکہ جب وہ ان اعمال کو شروع کر دے گی تو وہ حق فوت ہو جائے گا۔ اگر کوئی عورت ایسا بلا اجازت کرے تو وہ اس کو ختم کرا سکتا ہے۔ اگرچہ اکثر خاوند اس کا لحاظ کرتے ہیں۔

۱۷۵۲ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ' وَلَا تَاْذَنَ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی روزہ رکھے) نہ ہی اس کے لئے اجازت ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ شاھد: موجود و حاضر ہونا۔ الا باذنہ: اگر قضائے رمضان یا نذر واجب کے روزے ہو تو خاوند سے استیذان کی اجازت نہیں۔ شرع کی وجہ سے پہلے میں وقت کی تنگی ہے اور دوسرے میں نذر ہونے کی وجہ سے وقت کی وسعت

ہے۔ اگر اس وقت تنگ ہو تو پھر اس کا بھی وہی سابقہ حکم ہے۔ ورنہ عورت صوم نذر کی طرح اس میں اجازت لے لے جہاں کہ بالکل اجازت نہیں۔ یا مطلق اجازت ہے۔ **ولا تاذن فی بیتہ الا باذنہ:** خواہ اس کے والدین ہی ہوں ہاں صریحاً یا حکماً ان کی اجازت ہو تو وہ الگ بات ہے۔

تخریج : کتاب المامورات باب ۱/۳۵ حق الزوج علی امراتہ میں گذر چکی ہے

الفوائد : ایضاً

۳۳۸ :بَابُ تَحْرِيْمِ رَفْعِ الْمَأْمُوْمِ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ اَوِ السُّجُوْدِ قَبْلَ الْاِمَامِ

بَابٌ: امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ یا رکوع سے اُٹھانے کی حرمت

تشریح ۞ اسی طرح رکوع، سجدے کا بھی حکم ہے۔ البتہ کسی رکن قولی میں جو تکبیر، اسلام کے علاوہ ہو تقدم حرام نہیں۔ بلکہ مکروہ ہے مگر سنت امام سے مؤخر کرنا ہے۔ (احناف کے ہاں تمام حرکات وسکنات امام کے بعد ہیں)

۱۷۵۳ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ ' اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے"۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ حروف استفتاح سے ہے۔ **یخشی احدکم:** کیا اللہ تعالیٰ کی عظمت سے وہ نہیں ڈرتا۔ **قبل الامام:** جان بوجھ کر جبکہ اسے علم ہو۔ **ان یجعل اللّٰہ:** کہ اللہ تعالیٰ کر دے۔ **راسہ راس حمار:** بعض نے اسے اس کے سر کو دن ہونے سے کنایہ قرار دیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظاہر پر رکھا جائے۔ کیونکہ یہ عین ممکن ہے۔ عقل ونقل کے خلاف نہیں۔ ابن حجر ہیثمی نے اپنے معجمہ میں اس کا وقوع لکھا ہے۔ العیاذ باللّٰہ:

او یجعل صورتہ صورۃ حمار: حقیقت پر رکھا جائے گا۔ یا اس کی صفات میں حماریت آجائے گی۔ دونوں صورتوں میں معصیت کے اثرات کی نحوست ظاہر ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ظاہر روایت سے امام سے پہلے سر اٹھانے کی حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ مسخ کی وعید بتلائی گئی ہے اور یہ سخت سزا ہے نووی نے بھی یہی کہا ہے۔ البتہ گناہ کے باوجود نماز درست ہو جائے گی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز کا

بطلان ثابت ہے اور امام احمد اور اہل ظواہر بھی قول فساد کو ثابت کرتا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۲۰۷۵۳۷) والبخاری (۶۹۱) ومسلم (۴۲۷) وأبو داود (۶۲۳) والترمذی (۵۸۲) والنسائی (۸۲۷) وابن ماجه (۹۶۱) والدارمی (۱۳۱۶) وابن حبان (۲۲۸۲) وابن خزیمة (۱۶۰۰) والبیهقی (۹۳/۲) وأخرجه ابن حبان (۲۲۸۳)

الفرائد: (۱) امام سے افعال میں سبقت نہ کی جائے بسا اوقات وہ وعید کا شکار بن جاتا ہے۔ (۲) امام سے پہلے جب نماز سے فارغ نہیں ہوسکتا تو کسی فعل کے پہلے کرنے کا کیا فائدہ۔

۳۳۹ :بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلٰوةِ

باب: نماز میں کوکھ (پہلو) پر ہاتھ رکھنے کی حرمت

تشریح: اس ہاتھ نہ رکھنے میں حکمت یہ بتائی گئی کہ یہ یہود کا فعل تھا۔ بعض نے کہا کفار آگ میں کولہو ہاتھ رکھ کر آرام لیں گے۔ بعض نے کہا یہ شیطان کا فعل ہے۔ بعض نے کہا ابلیس جنت سے اسی طرح اتارا گیا بعض نے کہا یہ متکبرین کا فعل ہے۔

۱۷۵۴: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: عن الخصر: نماز میں آپ نے کولہوں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہی کا موقعہ عدم ضرورت کا موقعہ ہے۔ البتہ اگر اس کے پہلو میں درد ہوئی اور اس نے اس پر ہاتھ رکھ لیا تو نہی اس کو شامل نہ ہوگی۔ شرح مسلم کے الفاظ اس طرح ہیں: ''نهى ان يصلى الرجل مختصرا''۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۷۱۷۸) والبخاری (۱۲۱۹) ومسلم (۵۴۵) وأبو داود (۹۴۷) والترمذی (۳۸۳) والنسائی (۸۸۹) وابن حبان (۲۲۸۵) وابن خزیمة (۹۰۸) وابن الجارود (۲۲۰) والحاکم (۱/۹۷۴) والدارمی (۱۴۲۸) والطیالسی (۲۵۰۰) والبیهقی (۲۸۷/۲)

الفرائد: (۱) نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا۔ یہ اہل نار کی استراحت کا طریقہ ہے۔ ابلیس اسی طرح آسمانوں سے زمین پر آیا۔ بروں سے مشابہت بھی بری۔

۳۴۰ :بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتُوْقُ اِلَيْهِ اَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الْاَخْبَثَيْنِ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

باب: کھانے کی دِل میں خواہش ہوتو کھانا آ جانے اور پیشاب و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت

تشریح ۞ **الطعام**: اس سے مراد جو چیزیں کھائی پی جاتی ہیں۔ **تتوق الیه**: اس کے نفس کھانے کی طرف اشتیاق ہو۔ مثلاً اس کے قریب پڑا ہو۔ اس کے موجود ہوتے ہوئے نماز مکروہ ہے۔ **الاخبثين**: کی وضاحت خود بول و براز سے کردی۔ **غائط**: اصل زمین قابل اطمنان جگہ کو کہا جاتا ہے۔ جہاں وہ قضاء حاجت کرے۔ گویا حال کا نام محل سے رکھ دیا۔ ان میں علاقہ مجاورت ہے۔

۱۷۵۵ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَّلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کھانے کی موجودگی میں نماز درست نہیں اور نہ اس وقت جب کہ پیشاب و پاخانے کی شدید حاجت ہو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **لا صلاة**: نماز کی افضلیت اور کمال کی نفی کی گئی۔ اہل ظواہر سے صحت کی نفی کی۔ **طعام تتوق نفسه اليه**: اس میں دل مشغول ہو کر خشوع سے محروم ہو جائے گا۔ **يدافعه الاخبثان**: یہ جملہ حالیہ ہے۔ اور واؤ حال کیلئے ہے۔ اس کی تشویش سے خضوع میں فرق پڑے گا۔ یہ کراہت بھی اس وقت ہے جب کھانا کھانے کیلئے کھلا وقت باقی ہو اور وہ بذات خود فراغت رکھتا ہو اور اگر وقت تنگ ہو کہ اگر اس نے کھانا کھایا تو نماز کا وقت نکل جائے گا تو اسی حال میں نماز ادا کرے۔

تخریج : أخرجه مسلم (٥٦٠) وأبو داود (٨٩) والحاكم (١/٥٩٩)

الفرائد : (۱) دل کھانے کی طرف مشغول رہے گا نماز میں نہ لگے گا۔ کامل خشوع ختم ہو جائے گا۔ پیشاب وغیرہ سے بھی توجہ ختم ہو جائے گی۔

۳۴۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

بَابٌ: نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنے کی ممانعت

تشریح ۞ نووی نے اس کی کراہت پر اجماع نقل کیا ہے۔ البتہ نماز سے بار تو حالت دعا میں مستحب ہے۔ کیونکہ دعا کا یہ قبلہ ہے۔ اسی طرح تفکر و اعتبار کا بھی یہی حال ہے۔

۱۷۵۶ : عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ لِيْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ : لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ' اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۵۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جو اپنی نماز میں اپنی آنکھیں (نگاہیں) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کا لہجہ سخت کر لیا یہاں تک کہ فرمایا "وہ اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی"۔ (بخاری)

تشریح ۞ بال اقوام: بال یہ حال کے معنی میں ہے۔ ینتھین: تاکید کے صیغے لا کر تحریر میں مبالغہ مقصود ہے اور نماز میں نظر اٹھانا مراد ہے۔ اولتخطفن: دو میں سے ایک بات تو ہوگی یا آنکھیں اُچک لی جائیں گی۔ مسلم ونسائی کی روایت کے الفاظ ہیں: "ینتھن اقوام عن رفعھم أبصارھم عند الدعاء فی الصلٰوۃ الی السماء اولتخطفن ابصارھم"۔ (جامع صغیر)

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٤٢٩) والبخاری (٧٥٠) وأبو داود (٩١٣) والنسائی (١١٩٢) وابن ماجه (١٠٤٤) وابن حبان (٢٢٨٤) وابن خزيمة (٤٧٥) والطيالسی (٢٠١٩) والدارمی (١٣٠٢) والبيهقی (٢/٢٨٢)

الفوائد : (۱) نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا ممنوع ہے۔ غیر متعلق بالصلاۃ کی طرف نگاہ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم اس سے پھر جائے گی۔

۳۴۲: بَابُ كَرَاهَةِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ!

باب: نماز میں بلا عذر متوجہ ہونے کی کراہت

تشریح ۞ صرف منہ کرنا جب سینے کا رخ قبلہ کی جانب رہے۔ لغیر عذر: یہ خشوع کے خلاف ہے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ تو شیطان کی اچک ہے۔ جو وہ بندے کی نماز میں سے لیتا ہے۔ عذر کی صورت میں کراہت نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حنین میں جاسوس بھیجا جب صبح کی نماز پڑھی تو اس کی خاطر ادھر التفات فرمایا۔

۱۷۵۷: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ: "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۵۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جھپٹ ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے اُچک کر لے لیتا ہے''۔ (بخاری)

تشریح ۞ فی الصلاۃ: کہ کراہت یا حرمت یا اباحت کی حکمت کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے کراہت کی طرف اشارہ فرمایا۔ هو اختلاس: کہ غفلت کی حالت میں شیطان کا نماز میں سے اچک لیا جانے والا حصہ ہے اور حرام نہیں کیونکہ اس سے کسی رکن، شرط کا ترک نہیں آتا اور نہ اس میں کوئی باطل و حرام فعل ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲٤۸۰۰) والبخاری (۷۵۱) وأبو داود (۹۱۰) والترمذی (۵۹۰) والنسائی (۱۱۹۵) وابن حبان (۲۲۸۷) وابن خزيمة (٤۸٤) والبيهقی (۲/۲۸۱)

الفوائد : بلا ضرورت نماز میں التفات شیطانی حرکت کے باعث ہے۔

۱۷۵۸: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۵۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ کرنے سے بچاؤ۔ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ ہلاکت ہے۔ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ فان الالتفات: یہاں ضمیر کی بجائے ظاہر لفظ تفخیم اور تعظیم امر کیلئے لائے۔ مهلكة: ہلاکت کا ذریعہ قرار

دیا کیونکہ جو آدمی مکروہات کو ہلکا سمجھتا ہے۔ وہ محرمات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو عذاب پر پیش کر کے ہلاک کیا۔ فان کان لابد: اگر نمازی کی اس سے چارۂ کار نہ ہو تو فرض میں نہ کرے نفل میں ضرورت پوری کرے۔ کیونکہ فرائض میں بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

تخریج : أخرجه الترمذی (۵۹۱)

الفرائد : نماز میں التفات اس کی تباہی کی باعث ہے۔ یہ شیطان کی چوک ہے۔ نوافل میں التفات کا فرائض کی بنسبت کم گناہ ہے۔

۳۴۳ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَى الْقُبُوْرِ

بَاب: قبور کی طرف نماز کی ممانعت

تشریح ۞ قبر کا رخ کر کے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ اپنی نماز سے اس کے استقبال کا قصد کرنے والا ہو اور بلا قصد اگر استقبال کرے تو مکروہ تنزیہ ہے۔

۱۷۵۹ : عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ ، وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۵۹: حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

تشریح ۞ ابن الجوزی نے تلقیح میں کہا۔ کہ اس کا نام ایمن تھا مگر پہلا قول صحیح ہے۔ ان کے والد کا نام حصین بن یربوع غنوی ہے یہ بنی عبدالمطلب کے حلیف ہیں۔ ذہبی نے تجرید الصحابہ میں کہا یہ حضرت حمزہ کے حلیف تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ۱۲ھ میں وفات پائی۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں مروی ہیں۔ ان میں سے ایک مسلم کی یہ روایت ہے۔ **لا تصلوا الی القبور**۔ شافعی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ تعظیم مخلوق مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنانا اس میں اس کیلئے اور بعد والے لوگوں کے لئے فتنہ ہے۔ **ولا تجلسوا علیھا**: قبور پر بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ باتوں کیلئے بیٹھنا مراد ہے۔ مالک، شافعی رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔

نووی کہتے ہیں: یہ تاویل درست نہیں بلکہ بیٹھنا مراد ہے۔ جیسا روایت مسلم میں موجود ہے: "**لا تجلسوا علی القبور**" اور روایت میں ہے۔ قبر پر بیٹھنے سے یہ بہتر ہے کہ کوئلہ اس کے کپڑوں پر رکھ دیا جائے اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا

دے اور جلنے کا اثر اس کے چمڑے تک سرایت کر جائے۔ قبور پر بیٹھنا، ٹیک لگانا، تکیہ بنانا حرام ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٢١٥) ومسلم (٩٧٢) وأبو داود (٣٢٢٩) والترمذی (١٠٥٢) والنسائی (٧٥٩) وابن حبان (١٣٢٠) وابن خزيمة (٧٩٤) والحاكم (٣/٤٩٦٩) والبيهقی (٢/٤٣٥)

الفرائِد : قبور کی طرف نماز پڑھنا اوران پر بیٹھنا حرام ہے۔

۳۴۴ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

بَابٌ: نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت

تشریح ۞ اول تو کسی چیز کی طرف نماز پڑھے۔ اگر نہ ہو تو نمازی کی طرف پڑھے۔ ورنہ خط کھینچ لے ان کے مابین تین ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اگر اس نے ان میں سے کوئی چیز سامنے نہ رکھی۔ تو گزرنے والے کیلئے گزرنا حرام نا ہوگا۔ حرمت کا موقعہ یہ ہے کہ نماز کی جگہ میں دوسرے کا استحقاق نہ ہو۔ ورنہ طواف میں تو سامنے سے گزرنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ وہ جگہ طواف کیلئے ہے نہ کہ نماز کیلئے۔

۱۷۶۰ :عَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ الرَّاوِيْ :لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا ' اَوْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۰: حضرت ابوجہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) تک کھڑا ہونا زیادہ بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ راوی کہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ سیوطی نے الاشباہ والنظائر میں الصِمَّہ کی تحقیق کی ہے۔ ابن اثیر کہتے ہیں ان کا عبداللہ ہے۔ یہ ابی بن کعب کے بھانجے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ دونوں صحیحین میں ہیں۔ بین یدی المصلی: خواہ نماز نفل ہو یا فرض اور اس نے ان کی طرف رخ کر رکھا ہو جو سامنے ہیں۔ ماذا علیہ: اس کی کیا سزا ہے؟

اَلنَّحْوُ : یہ جملہ یعلم کیلئے محل نصب میں ہے۔ (۲) ما بمعنی ای شیٔ مبتداء ظرف خبر ہے۔ ما کو بیان کرنے والا حذف کیا تاکہ خوب نفرت ہو اور نفس مکروہات کی ہر جانب کو جائے۔ ابن ابی شیبہ میں، من الاثم، کا اس پر اضافہ ہے۔ حافظ نے جامع

کبیر کی تخریج میں من الاثم کے الفاظ نقل کر کے متفق علیہ قرار دیا۔ شیخ زکریا اس حدیث میں "اربعین خریفا" کا اضافہ کیا۔ اور "من الاثم" کے الفاظ کو بخاری کی ایک روایت الا خریفاً بزاز کے حوالہ سے ثابت کیا۔ (شرح المنہج شیخ زکریؒ) لکان ان یقف۔ اَلنَّحْوُ: مصدر کان کا اسم یا ضمر سے بدل الاشتمال ہے۔ خیرًا لہ خبر ہے۔ من ان یمر یدیه: خیر اسی میں تھی کہ وہ نہ گزرتا کیونکہ عقل مندوہ کام نہیں جس میں بھلائی نہ ہو۔ قال الراوی: ان کا نام ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ ہے۔ بزاز کی روایت اس میں خریف بجائے سنة کے آیا ہے اور تعبیر کی وجہ یہ ہے کہ یہ پھولوں اور پھلوں کی بہار کا زمانہ ہے۔

تخریج: أخرجه مالك (٣٦٥) وأحمد (٦/١٧٥٤٨) والبخاري (٥١٠) وأبو داود (٧٠١) والترمذي (٣٣٦) والنسائي (٧٥٥) وابن ماجه (٩٤٤) والدارمي (٤٦١٦) وعبد الرزاق (٢٣٢٢) وابن حبان (٢٣٦٦) وابن أبي شيبة (٢٨٢/١) وأبو عوانة (٤٤/٢) وابن خزيمة (٨١٣) والبيهقي (٢٦٨/٢)

الفوائد: (۱) جلد بازی کی تردید کیلئے اربعین کی تعیین نہیں فرمائی۔ (۲) اس کو چالیس سال کھڑے رہنا تو مناسب تھا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرتا۔ (۳) بقول مالک زمین میں دھنسا نمازی کے آگے گزرنے سے زیادہ آسان تھا۔

۳۴۵: بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوْعِ الْمَأْمُوْمِ فِيْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوْعِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءً كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلٰوةِ اَوْ غَيْرِهَا

باب: جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے تو مقتدی کے لئے ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں

تشریح ۞ یعنی مقتدی کو نفل نہ شروع کرنے چاہئیں۔ جبکہ اقامت شروع ہو جائے، مؤذن اور دوسرے کی اقامت کا فرق نہیں۔ خواہ اسی نماز کی سنتیں ہوں۔ اگرچہ صبح کی بھی ہوں۔ (احناف کے ہاں بھی مسجد سے باہر الگ مقام پر ان کی ادائیگی ہے)۔ او غیرھا: اس کے علاوہ سنن ہوں۔ اس لئے کہ اس سے اصل سے اعراض لازم آتا ہے۔ اور وہ فرض ہیں اور نفل تو تکمیل صلاۃ ہیں۔ نووی کہتے ہیں کہ شافعیؒ اور جمہور کا مسلک یہی ہے، احناف و مالکیہ فجر کی رکعت اولیٰ کے فوت ہونے تک ان کے پڑھنے کا جواز بیان کرتے ہیں۔ (شرح نووی للمسلم)

۱۷۶۱: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو جائے

تو کوئی نماز سوائے فرض کے جائز نہیں"۔ (مسلم)

تشریح ۞ اس سے فرض نماز مراد ہے۔ **فلا صلاۃ الا المکتوبۃ:** کوئی نماز سوائے موجودہ فرض نماز کے درست نہیں۔ نوافل کی جماعت کے وقت نفل مکروہ ہیں۔ مثلاً عید، استسقاء اگر فرض نماز کھڑی ہو جائے اور یہ آدمی پہلے سے نوافل میں مشغول ہو۔ تو نماز نفل کو توڑ دینا مستحب ہے۔ اگر جماعت کے فوت ہونے کا خطرہ ہو اور نفلی نماز کا ممانعت جبکہ فرض نماز کھڑی ہو جائے۔ (۱) اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ پہلے فرض سے فارغ ہو جائے اور امام کے شروع کرنے کے ساتھ شروع کرے تاکہ بعض مکملات نماز اس سے فوت نہ ہو جائیں۔ نفل میں مشغول ہونے سے وہ فوت ہو جائیں گی حالانکہ فرائض کی تکمیل کا زیادہ خیال کرنا چاہیے۔ (۲) اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ یہ اختلاف ائمہ سے نکل جائے گا اور اس کی نماز سب کے ہاں مکمل ہوگی۔ نووی نے پہلی حکمت کا ترجیح دی ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۸٦۳۱) ومسلم (۷۱۰) وأبو داود (۱۲٦٦) والترمذی (٤۲۱) والنسائی (۸٦٤) وابن ماجه (۱۱۵۱) والدارمی (۱٤٤۸) وابن حبان (۲۱۹۳) والطبرانی (۲۱) وابن خزیمة (۱۱۵۱) وعبد الرزاق (۳۹۸۷) وأبو عوانة (۱/۳۲) وابن أبی شیبة (۲/۷۷) والبیهقی (۲/٤۸۲)

الفوائد: جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت نوافل میں نہ لگے بلکہ فرائض میں شامل ہو جائے۔

۳۴۶: بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيْصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ اَوْ لَيْلَتِهٖ بِصَلٰوةٍ

باب: جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت

تشریح ۞ جب تک کہ اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد نہ ملائے۔ جب ملالے گا تو پھر اس خاص دن کے روزے کی کراہت ختم ہو جائے گی۔ **اولیتها بصلاۃ:** یعنی نبی اکرم ﷺ پر درود کیلئے خاص کر لے اور نماز میں سورہ بقرہ، آل عمران، دخان وغیرہ کی قراءت کو خاص کرنا، ان کی قرأت کا دن ورات کے جن اوقات میں وارد ہے۔ ان میں کوئی کراہت نہیں۔

۱۷٦۲: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَخُصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِیْ صَوْمٍ يَصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷٦۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا: "جمعہ کی رات کو راتوں میں سے قیام کے لئے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں جمعہ کے دن کو روزوں کیلئے خاص کرو مگر یہ کہ جمعہ کا دن ان دنوں میں آ جائے جس میں تم میں

سے کوئی روزہ رکھتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ بقیام: شریعت میں نماز کے قیام کو قیام کہا جاتا ہے۔ من بین اللیالی: موقعہ اضمار پر اظہار وضاحت میں اضافہ کے پیش نظر ہے۔ بصیام من بین الایام: دونوں ظرف لا تخصوا سے ہے۔ ظرف زمان کی تقدیم تفنن تعبیر کیلئے ہے۔ الا ان یکون: ابن مالک نے شرح مشکوٰۃ میں تقدیر عبارت اس طرح قرار دی ہے: ''الا ان یکون یوم الجمعة واقعًا فی صوم یوم یصومه احدکم'' جس کسی نے اپنے دوست کی ملاقات کیلئے روزے کی نذر مانی اور وہ جمعہ کا دن آ گیا تو مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ پھر تو یوم جمعہ روزے کے دن کیلئے مظروف ہوا۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے کہ یکون کی ضمیر لا تخصوا کے مصدر کی طرف لوٹنے والی ہے۔

طیبی کا قول: اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو عبادت کیلئے جب خاص کیا ہے تو مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن عبادات کیلئے خاص کیا ہے۔ ان کے علاوہ بندہ اس کو خاص کرے۔

نووی کا قول: اس کا سبب یہ ہے کہ جمعہ کا دن عبادت کا دن ہے اور نماز کی طرف جلدی کرنے اور کثرت ذکر اور غسل کا دن ہے پس افطار اس میں مناسب ہے۔ تاکہ یہ تمام وظائف خوش اسلوبی سے ادا ہو سکیں۔ جیسا کہ عرفہ کے دن حجاج کیلئے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے۔

سوال: اگر یہ بھی اسی کے مشابہ ہوتا تو ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ رکھنے سے کراہت کیونکر دور ہو گئی ہوتی۔

جواب: جمعہ کے وظائف میں اگر روزے کی وجہ سے کمی پیدا ہو۔ تو ممکن ہے کہ ماقبل یا مابعد کے دن کا روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کمی کا ازالہ ہو جاتا ہو۔

مظہری کا قول: جمعہ کی تخصیص سے ممانعت کی وجہ یہود و نصاریٰ کی موافقت سے خبردار کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ہفتے اور اتوار کو روزے کیلئے خاص کرنے والے ہیں اور ان کی راتوں کو قیام کیلئے خاص کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ ایام ہفتہ میں زیادہ مکرم دن ہیں۔ پس مناسب یہ ہے کہ ہفتے میں معزز ترین دن یعنی جمعہ کی تعظیم کے سلسلہ میں ان کی راہ سے الگ رہیں۔

نووی کا قول: حدیث میں جمعہ کی رات کو عبادت کیلئے خاص کرنے کی ممانعت ہے۔ اور اسی کو علماء نے صلاۃ رغائب کی تردید کیلئے بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ علماء نے اس نماز کے من گھڑت اور بے ثبوت ہونے کو دلائل سے واضح کیا ہے۔

تخریج : مسلم (١١٤٤/١٤٨)

الفرائد : نوافل میں روزے کیلئے کسی دن کی تخصیص نہ کی جائے بلکہ کثرت سے عبادت کرے۔ فقط جمعہ کا روزہ ضروری قرار دے کر رکھنا ممنوع ہے۔

۱۷۶۳ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : ''لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا: ''ہرگز کوئی آدمی تم میں سے جمعہ کے دن (خاص کر کے) روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا ایک بعد کا اس کے ساتھ ملا لے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ الا یومًا قبله او یومًا بعده: مگر یہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھے۔ بخاری مسلم کی روایت اسی طرح ہے۔

اس روایت میں وضاحت ہے کہ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہے اگر اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ ملا لیا تو ممانعت جاتی رہی۔ پہلے کلام نووی گزر چکا۔ بعض نے کہا پہلا روزہ ملانے سے روزے کی عادت پڑ جائے گی اور اسے جمعہ کے اعمال کی ادائیگی میں روزے کے ساتھ اکتاہٹ نہ ہوگی۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۹٤٥۸) والبخاری (۲۱۵۸) ومسلم (۱۱٤٤) وأبو داود (۲٤۲۰) والترمذی (۷٤۳) وابن ماجه (۱۷۲۳) وابن حبان (۳٦۱٤) وابن خزیمة (۲۱۵۹) وابن أبی شیبة (۳/٤۳) وعبد الرزاق (۷۸۰٥) والبیهقی (٤/۳۰۲)

الفرائد : تخصیص کا احتمال ختم کرنے کیلئے ایک دن پہلے یا بعد کے روزے کا حکم دیا۔

۱۷۶۴: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۴: محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ عن صوم الجمعة؟ قال نعم: یہ اوساط تابعین سے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد بن عباد بن جعفر بن رفاعہ بن امیہ بن عامر بن عائذ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم المخزومی المکی۔ (تقریب حافظ)

انھی: یہ ممانعت تنزیہ کیلئے ہے۔ کیونکہ حرمت کا کوئی سبب پایا نہیں جاتا۔ جیسا کہ صوم عیدین وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض لازم آتا ہے اور شعبان کے آخری پندرہ دنوں کی طرح بھی نہیں کیونکہ اس سے فرض روزے میں ضعف کا خدشہ ہے یا اگر ہر ماہ کی عادت روزہ کے دنوں میں یہ دن بھی آ جائے تو ممانعت نہ ہوگی۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱۹۸٤) ومسلم (۱۱٤۳) والنسائی (۲۷٤٥) وابن ماجه (۱۷۲٤)

الفرائد : (۱) تاکید کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ (۲) بڑی مخلوقات کی طرف اللہ کی ربوبیت کی نسبت اظہارِ عظمت کیلئے مناسب ہے۔ (۳) فقط نعم سے بھی جواب دے سکتے ہیں۔

۱۷۶۵ :وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَآئِمَةٌ قَالَ :"اَصُمْتِ اَمْسِ؟" قَالَتْ لَا قَالَ :"تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا؟" قَالَتْ :لَا – قَالَ :"فَافْطِرِيْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ـ

۱۷۶۵: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے جبکہ جمعہ کا دن تھا اور میں روزے سے تھی۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل آئندہ تم روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟۔ ام المؤمنین نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: ''روزہ افطار کرلو''۔ (بخاری)

تشریح ۞ **وهي صائمة:** ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بلاتفصیل دریافت فرمانے کی اجازت دے دی۔ **ان تصومي غدا:** یعنی ہفتے کے روز کا روزہ مراد ہے۔ یہ استفسار اس لئے ہے کہ صرف جمعہ کے دن میں روزہ کی کراہت اس طرح بھی ختم ہو جاتی ہے جبکہ اگلے دن کے روزہ کی نیت ہو۔ اگرچہ عذر وغیرہ کی وجہ سے نہ کر پائے۔ **فافطري:** اس میں نفلی روزے کے توڑ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ بھی وارد ہے: ''**الصائم المتطوع امير نفسه ان شاء صام وان شاء افطر**'' ان کے افطار کا حکم دینے سے استحباب ثابت ہوا کہ اگر مکروہ روزہ رکھ لیا تو وہ درست ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲٦٨١٧) والبخاري (۱۹۸٦) وأبو داود (۲٤۲۲) والنسائي (٤/۲۷٥۳) وابن حبان (۳٦۱۱) وابن خزيمة (۲۱٦۲) وابن أبي شيبة (٤٤/۳) والبيهقي (٤/۳۰۲)

الفرائد : (۱) جمعہ کے دن کے روزے کو ضروری سمجھ کر اسی دن رکھنا ممنوع ہے۔ اسی وجہ سے ایک دن پہلے یا بعد والے دن کو ملانے کا حکم ملا۔

۳۴۷ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ وَلَا يَاْكُلَ وَلَا يَشْرَبَ بَيْنَهُمَا

بَابٌ: روزے میں وصال کی حرمت' اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ کھائے' پیئے

تشریح ۞ ان دونوں دنوں کے درمیان قصداً عبادت سمجھ نہ کھائے پیئے تو یہ حرام ہے۔ البتہ بھول کر یا خواہش نہ ہونے کی صورت میں یا میسر نہ ہونے کی وجہ سے حرج نہیں۔ بعض نے کہا کہ حرام وصال یہ ہے کہ روزہ کے اوصاف کو دائمی برقرار رکھنا۔ پہلی صورت جس کو مصنف نے ذکر کیا اس سے جماع کرنے یا قئی کرنے سے خارج نہ ہوگا۔ اس دوسری صورت

سے خارج ہو جائے گا۔ مگر مختار اول ہے۔

۱۷۶۶ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلسل) کے روزے سے ممانعت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ نهی: پختہ انداز سے منع فرمایا۔ الوصال: یہ امت کیلئے حرام ہے۔ آپ کیلئے جائز ہیں۔ جیسا اگلی روایت میں موجود ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (٦٧١) وأحمد (٣/١٠٦٩٩) والبخاری (١٩٦٥) ومسلم (١١٠٣) وأبو داود (وعبد الرزاق (٧٧٥٤) وابن حبان (٣٥٧٥) وابن خزيمة (٢٠٧١) والدارمی (١٧٠٣) والحميدی (١٠٠٩) وابن أبی شيبة (٣/٨٢) والبيهقی (٤/٢٨٢)

الفرائد : (۱) صوم وصال تعمق اور مبالغہ کی طرف لے جانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں بنایا۔

۱۷۶۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ ' قَالُوْا : اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ : "اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ ' اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

۱۷۶۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک میں تم جیسا نہیں۔ بے شک مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے''۔ بخاری و مسلم۔ بخاری کے لفظ ہیں۔

تشریح ۞ الوصال: یہ ممانعت حرمت کیلئے ہے۔ انك تواصل: ہم آپ کی کیلئے مامور ہیں۔ مثلکم: یعنی جواز وصال صوم میں تم سے الگ حکم رکھتا ہوں۔ اور اس کی وجہ تمہارے ساتھ عدم مماثلت اور عدم مساوات ہے۔ جیسا کہ یہ قول دلالت کر رہا ہے۔ ''انی اُطعم و اُسقٰی'' یہ مجہول کے صیغے ہیں۔ ان کے معانی میں اختلاف ہے۔ صحیح ترین قول یہ ہے کہ آپ میں اللہ تعالیٰ کھانا کھانے اور پینے والے جیسی قوت پیدا فرما دیتے ہیں۔ یہ گویا کنایہ ہے اور اگر اسے ظاہر پر رکھا جائے تو پھر وصال ثابت نہیں ہوتا۔ مسلم کی ایک روایت میں: ''انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی'' اور ایک روایت میں ''اظل'' کا لفظ ہے۔ اسی سے نووی نے استدلال کیا اطعام واسقاء کنایہ ہے۔ کیونکہ اظل کا لفظ دن کیلئے آتا ہے اور روزہ دار کیلئے کھانا پینا دن کے اوقات میں جائز نہیں۔ (نووی)

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٦١٣٣) والبخاري (١٩٢٢) ومسلم (١١٠٢) وأبو داود (٢٣٦٠)

الفرائد : (١) آپ کا صوم وصال آپ کی خصوصیت ہے۔آپ کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتے ہیں تو وصال نہیں رہتا اور اگر طاقت عنایت کر دیتے ہیں تو معجزہ ہوا۔

٣٤٨ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْجُلُوْسِ عَلٰى قَبْرٍ

بَاب: قبر پر بیٹھنے کی حرمت

تشریح وہ قبر خواہ کسی گناہ گار مسلمان کی ہو۔شرح مسلم میں اس کو اصحاب شوافع کا قول قرار دیا۔نووی اور رافعی کے ہاں یہ کراہت تنزیہ کیلئے ہے۔ بلکہ المجموع میں لکھا کہ امام شافعی اور جمہور اصحاب شوافع نے کراہت تنزیہ مراد لی ہے اور بہت سے علماء نے اس کی صراحت کی اور شرح مسلم والے قول کو ابن حجر ہیثمی وغیرہ نے غلط قرار دیا اور بعض نے اصح ومختار قول اسی کو قرار دیا۔مگر یہ درست نہیں ۔کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی اور ان کی روایت میں جو تفسیر وارد ہے۔وہ دوسروں کی تفسیر سے مقدم ہے۔انہوں نے بیٹھنے کی ممانعت کو حدیث میں بول و براز کیلئے بیٹھنے کی ممانعت قرار دیا۔ اس لئے کہ ابن وہب نے اپنی مسند میں ان لفظوں سے تعبیر کی: ''من جلس علی قبر یبول او یتغوط ''اور یہ بالاجماع حرام ہے اور گفتگو اس سے متعلق نہیں ۔(المجموع)باب النهی عن الصلاة الی القبور میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا۔ کسی حاجت کیلئے بیٹھنے کی ممانعت نہیں ۔مثلاً قبر کھودنا' پڑھنا، زیارت قبر کیلئے خواہ اوپر سے گزرنا پڑے۔ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔کیونکہ ضرورت کے باوجود میت کی بے عزتی ہے۔اس کے برخلاف جبکہ کوئی صورت بھی نہ ہو تو بدرجہ اولی ممانعت ہوگی۔ یہ قبر کے کہن پن سے پہلے کا حکم ہے۔جب قبور کہنہ ہو جائیں تو اس پر بیٹھنے میں حرمت و کراہت مطلقاً نہیں۔ کیونکہ احترام کی وجہ ختم ہو گئی۔

١٧٦٨ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٦٨: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کا اثر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے''۔(مسلم)

تشریح ان یجلس علی قبر: کیونکہ قبر پر بیٹھنے کا نقصان تو اس کے دل کو لاشعوری طور پر پہنچ رہا ہے۔اور دل کا

ضرر جسم کے ضرر سے بہت زیادہ ہے۔اور یہ روایت تحریم میں ظاہر ہے۔ پہلے اس کی تشریح گزری ملاحظہ کر لی جائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨١١٤) ومسلم (٩٧١) وأبو داود (٣٢٢٨) والنسائي (٢٠٤٣) وابن ماجه (١٥٦٦) وابن حبان (٣١٦٦) والطيالسي (٢٥٤٤) وعبد الرزاق (٦٥١١) وابن أبي شيبة (٣/٣٣٩) والبيهقي (٤/٧٩)

الفرائد : قبر پر بیٹھنا، گندگی پھینکنا اوران پر چلنا ممنوع قرار دیا۔ یہ اکرام مسلم کے خلاف ہے۔

۳۴۹ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَآءِ عَلَيْهِ

بَابٌ : قبروں کو چونا گچ کرنے اوران پر تعمیر کرنے کی ممانعت

تشریح ۞ **تجصیص**: چونا کرنا۔ سیمنٹ کرنا دونوں مراد ہیں۔ یہ ممانعت تنزیہ کیلئے ہے۔ **والبناء علیه**: عمارت کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ مقبرہ وغیرہ بنانا حرام ہے۔

۱۷۶۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ ، وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اوراس پر بیٹھنے اوراس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تشریح ۞ یہ فعل مجہول ہے۔ قبر نائب فاعل ہے۔ **ان یقعد علیه**: بیٹھنا، ٹیک لگانا اوراس پر قبہ وغیرہ بنانا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٥٢٨٦) ومسلم (٩٧٠) وأبو داود (٣٢٢٥) والترمذي (١٠٥٤) والنسائي (٢٠٢٦) وابن ماجه (١٥٦٣) وابن حبان (٣١٦٢) وعبد الرزاق (٦٤٨٨) وابن أبي شيبة (٣/٣٣٩) والحاكم (١/١٣٧٠) والبيهقي (٤/٤)

الفرائد : (۱) قبر کو چونا اور پختہ بنانا اوران پر جبے قبے بنانا حرام ہے۔ (۲) قبر زیادہ بلند بھی نہ ہونی چاہیے۔

۳۵۰ : بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ اِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهٖ

بَابٌ : غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے میں شدت حرمت

تشریح ۞ جب کہ وہ کسی ڈر یا مشقت کے بغیر بھاگے۔ **الاباق**: یہ اسم مصدر ہے۔ **سیدہ**: سے آقا مراد ہے خواہ مرد

ہو یا عورت۔

١٧٧٠: عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٧٠: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام بھاگ گیا اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہوگئی''۔ (مسلم)

تشریح ۞ آبق: (ض، ن) دونوں بابوں سے آتا ہے۔ (المصباح) الذمه: لغت میں (١) معاہدے کو کہا جاتا ہے۔ اور (٢) امانت کو کہتے ہیں جیسا اس ارشاد میں: ''یَسْعٰی بذمتهم أدناهم'' ان کی امانتوں کیلئے دوڑ دھوپ اس کے سب سے قریبی رشتہ دار کریں۔ اور یہ ارشاد: ''ومن صلّی الصبح فهو فی ذمة اللّٰه عزوجل'' جس نے صبح کی نماز ادا کر لی وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوگیا اور یہ ارشاد: ''ولهم ذمة اللّٰه ورسوله'' وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی امان میں ہیں۔ (تہذیب نووی)

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩١٧٦) ومسلم (٦٩)

الفرائد : (١) غلام کو آقا سے بھاگنا حرام ہے۔ بھاگنے سے وہ ذمہ داری سے نکل گیا۔

١٧٧١: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :"اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَقَدْ كَفَرَ"۔

١٧٧١: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی'' ایک روایت میں ہے کہ ''اس نے گویا کفر کیا''۔

تشریح ۞ لم تقبل له صلاة: عدم قبول کو عدم صحت لازم نہیں۔ بلکہ یہ مغضوبہ زمین میں نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ جیسا کہ جمہور نے اس کا صحیح ہونا لکھا ہے۔ اگرچہ ثواب نہ ملے گا۔ اس لئے مازری کی قیودات بڑھانے کی حاجت نہیں کہ وہ بھاگنے کو حلال قرار دینے والا ہو۔ ابن صلاح ونووی نے اس قید کی تردید کی ہے۔ فقد کفر: اگر حلال قرار دیا تو کفر کیا یا کفران نعمت ہے کہ آقا کا حق مار لیا۔ یہ جاہلانہ عمل ہے۔ ایک روایت میں ''فقد حل دمه'' کے الفاظ ہیں۔ ایک روایت میں ''فقد أخلّ بنفسه''۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/١٩٢٦٢) ومسلم (٦٨) وأبو داود (٤٣٦٠) والنسائی (٤٠٦٠)

الفرائد : اباق کفرانِ نعمت ہے اور آقا کے حقوق کو تلف کرنا ہے۔

۳۵۱ :بَابُ تَحْرِيْمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ

باب : حدود میں سفارش کی حرمت

تشریح ۞ جبکہ اس کے اسباب ثابت ہو جائیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [النور:۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا مرد اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہئے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو"۔ (النور)

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ :

الزانية: مرفوع ابتداء کی وجہ سے ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: ''مما يتلى عليكم حكم الزانية و الزاني'' مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ اس کے قائم مقام لائے۔ پس مرفوع ہو گیا۔

نکتہ: یہاں الزانیہ کو مقدم کیا اور دوسری آیت میں السارق کو مقدم کیا؟ کیونکہ زنا کا مدار شہوت ہے اور وہ عورت میں زیادہ ہے اور چوری عموماً مرد کرتے ہیں۔ تغلیب کی وجہ سے اس کو لائے یہ مردوں میں کثرت سے ہے۔ پس ہر موقعہ کے زیادہ مناسب کو مقدم کیا۔

وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ:

کہ سستی کر کے اس کے احکام معطل کرنے والے اور ان سے درگزر کرنے والے نہ بن جانا۔

اِنْ كُنْتُمْ :ایمان کا تقاضا دین میں پختگی اختیار کرنا ہے۔ اور اسکے احکام کو قائم کرنے میں کوشش کرنا ہے۔

۱۷۷۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا :مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا :وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ' حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی؟ "ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ :"اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ ' وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ ' وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ :"فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ " فَقَالَ :"اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ!" فَقَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا۔

۱۷۷۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بڑا اہم معلوم ہوا تو انہوں نے آپس میں کہا اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کون کلام کرے؟ دوسروں نے کہا کوئی بھی اس کی جرأت سوائے اسامہ بن زید کے نہیں کرے گا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں چنانچہ اسامہ نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: ''بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑے رتبے والا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اللہ کی قسم ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا''۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے حضورؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پھر آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم اے اسامہ! اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟'' اسامہ نے کہا یا رسول اللہؐ میرے لئے استغفار فرمائیے۔ پھر اس عورت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تشریح ۞ اس عورت کا نام فاطمہ بنت الاسود بن عبدالاسد تھا۔ **التی سرقت**: یہ فتح مکہ کے موقعہ پر پیش آیا۔ تو اہل مکہ کہنے لگے اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے کون بات کرے۔ **فقالوا**: جو لوگ اس کی طرف سے سفارش کرنے آئے تھے۔ **یتجاسر علیہ**: بطور ناز آپ ﷺ کے ہاں کون سفارش کرے۔ **حب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**: جناب رسول اللہ ﷺ کے محبوب۔ **فکلمہ**: اس کلام میں حذف ہے کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور ان سے اس سلسلہ میں مطالبہ کیا۔ انہوں نے موافقت کی۔ تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ ﷺ سے بات کی۔ **أتشفع فی حدٍ من حدود اللّٰہ**: یہ استفہام انکاری ہے۔ کہ حدود اللہ کے سلسلہ میں سفارش مت کرو۔ **ثم قام فاختطب**: دوسری روایت میں خطب کے لفظ ہیں۔ جیسا بخاری کی روایت میں ہے۔ **ثم قال**: پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: **انما اھلک الذین من قبلکم**: حدود الٰہیہ میں ایک دوسرے کی رعایت اور بخاری کی روایت میں ''**انما ضل من قبلکم**'' ہے۔ **انھم** سے مراد بنی اسرائیل ہیں جیسا بخاری کی روایت میں ہے: **کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ**: اس کی صحبت اور مرتبے کی رعایت کی وجہ سے۔ ان کو مداہنت اور ترک اقامت حدود نے ہلاک کر دیا۔ **ایم اللّٰہ**: یہ الفاظ قسم ہیں مگر صرف خواص جانتے ہیں۔ عام نہیں جانتے اس لئے قسم کے معنی کیلئے نیت کا ہونا ضروری ہے۔ (عندالشوافع) **سرقت**: اللہ تعالیٰ ان کی اس سے حفاظت فرمانے والے تھے۔ یہ شدید تاکید کا انداز ہے۔ (فتدبر) اس روایت سے چور مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ثابت ہوا اور قسم نہ اٹھوائی جائے اور موقعہ تاکید کیلئے اٹھائی جاسکتی ہے۔ جب معاملے کی اہمیت ظاہر کرنا ہو تو اس وقت مستحب ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔ اور حدود میں شفاعت کا عدم جواز ثابت ہوا۔ جبکہ امام کو بات پہنچ جائے تو بالاتفاق یہی حکم ہے۔ اس سے پہلے اکثر علماء کے ہاں جائز ہے۔ جبکہ جس کے متعلق سفارش کی جارہی ہو وہ شرارتی اور موذی نہ ہو۔ اگر وہ شرارتی ہو تو پھر سفارش نہ کی جائے۔ معاصی میں حد نہیں۔ ان میں سابقہ شرط سے شفاعت جائز ہے۔ اگرچہ امام کو پہنچ جائیں کیونکہ یہ کم درجہ ہیں۔ اسے بتلا دیا کہ احکام اللہ اور اس کی حدود کے سلسلہ میں شرفاء ورذائل برابر

ہیں۔ اقارب واہل کی رعایت ہرگز نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ دین کی مخالفت بن جائے گی۔ بخاری کی ایک روایت میں ''فتلون وجه رسول اللّٰه ﷺ ''غصہ سے آپ کا چہرہ بدل گیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو۔ فقال اسامة نے کہا جبکہ آپ کا غصہ اور انکار ملاحظہ کیا۔ استغفرلی یا رسول اللّٰه: تاکہ میری یہ غلطی معاف ہو جائے۔ بخاری کی ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے: ''ثم تابت بعد وتزوجت''فكانت تأتي لعائشة فترفع حاجتها الى النبي ﷺ ''اس نے توبہ کی اور شادی کی۔ وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئی اور اپنی ضرورت ذکر کرتی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس کی ضرورت پیش کر دیتیں۔

تخریج : کتاب المأمورات با ۱/الغضب اذا انتهکت حرمات الشرع میں گزر چکی۔

الفرائد : ایضاً

۳۵۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَآءِ وَنَحْوِهَا

بَابٌ: لوگوں کے راستے اور سائے اور پانی وغیرہ کے مقامات پر پاخانہ کرنے کی ممانعت

تشریح ۞ جمہور اس نہی کو تنزیہی مانتے ہیں۔ شیخ زکریا کہتے ہیں تحریم کیلئے ہونا مناسب ہے۔ کیونکہ اس میں ایذاء مسلمین ہے۔ صاحب العدہ نے تحریمی قرار دی حدیث اس سلسلہ میں ظاہر ہے۔ بلکہ بعض ائمہ نے کرنے والے پر لعنت آنے کی وجہ سے اس کو کبائر سے قرار دیا ہے۔

نووی نے برَاز کا خصوصاً ذکر کیا کیونکہ اس کا ضرر پیشاب کی بنسبت زیادہ ہے اور پیشاب تو جلد خشک ہو جاتا ہے اس لئے اس کی ایذاء بھی قلیل ہے۔ جب کوئی سایہ لوگوں کے جمع ہونے کیلئے بنایا گیا ہو تو ایسے سایے میں پیشاب ممنوع ہے اور اگر کسی ناجائز کام کیلئے بنایا گیا مثلاً ٹیکس جمع کرنے، غیبت کرنے، مسلمانوں میں تفریق کیلئے ہو تو وہاں پیشاب جائز ہے اسی طرح وہ سایہ جہاں گرمیوں میں دھوپ پڑتی ہے سردیوں میں سایہ رہتا ہے۔ مصنف کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیت میں وارد الفاظ کی اتباع کرنا چاہتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۸۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذاء پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کو اٹھایا''۔ (الاحزاب)

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا: یہ آیت ان سب کو شامل ہے۔ البتہ حرام نہیں۔ کیونکہ اس میں راستے اور پانی کے گھاٹوں کی بنسبت کم ضرر ہے اور الگ تھلگ ہونے کی وجہ سے یہ خفیف ہے یا اس کو چھوڑ کر دوسرا سایہ لیا جا سکتا ہے۔

۱۷۷۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ''اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ'' قَالُوْا: ''وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: ''الَّذِیْ يَتَخَلّٰی فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک راستے میں پاخانہ کرنا' دوسرا سایہ میں پاخانہ کرنا''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یعنی تکلیف کا شکار ہونے والوں کی طرف سے کی جانے والی لعنت سے بچو۔ ان کی طرف مبالغۃً نسبت کی گئی ہے۔ بعض نے کہا زیادہ مناسب اللعانان ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا گیا کہ یہاں مضاف مقدر ہے۔ ''اتقوا تخلي اللاعنين'' پوچھا گیا ان سے علیحدگی کیسے ہے؟ تو جواب یہ ہے جو کہ اس سے بالکل بچے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے: ''اتقوا الملاعن الثلاث' البراز في الموارد' وقارعة الطريق والظل''۔ نووی نے مسلم کی روایت کو دوسری کے مقابلے میں ترجیح دی اور اس کو ذکر کر دیا۔ حالانکہ ابن ماجہ کی روایت ترجمہ کے عین مطابق ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۸۸۶۲) ومسلم (۲۶۹) وأبو داود (۲۵) وابن حبان (۱۴۱۵) والحاكم (۱/۶۶۴) وأبو عوانة (۱/۱۹۴) وابن خزيمة (۶۷) وابن الجارود (۳۳) والبيهقي (۱/۹۷)

الفرائد: (۱) راستہ میں غلاظت یا سایہ کے نیچے پیشاب وغیرہ سے لوگوں کو ایذاء پہنچے گی وہ لعنت کریں گے۔

۳۵۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهٖ فِی الْمَآءِ الرَّاكِدِ

بَاب: کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت

تشریح ۞ ہر قوت رکے رہنے والے پانی میں پیشاب کی ممانعت تنزیہ ہے جب کہ پانی اس کی ملک یا اس کیلئے مباح الاستعمال ہو اور اگر کسی دوسرے کی ملک یا گرنے والا ہو تو اس میں پیشاب حرام ہے۔ کراہت تب ہے جبکہ پانی قلیل ہو ورنہ تو حرام ہے کیونکہ اس سے پانی کو نجاست سے ملوث کرنا ہے اور پیشاب کی بنسبت پاخانہ کی نجاست سخت ہے۔ رات کو اور

زیادہ منع ہے کیونکہ وہ جنات کے ٹھکانہ کی جگہ ہے۔

۱۷۷۴ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔(مسلم)

تشریح ان يبال:صیغہ مجہول کے ساتھ ہے۔في الماء الراكد:اوراگر وہ زیادہ ہو تو جب تک بہت زیادہ نہ ہو جائے۔ علقمی کہتے ہیں۔نجس ہونے کے سلسلہ میں قلیل کی نہی زیادہ سخت ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے۔اس قول میں جو کمزوری ہے تم جانتے ہو۔طبرانی کی روایت میں ہے:''نهى ان يبال في الماء الجارى''المجموع میں لکھا ہے کہ ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ تھوڑے میں مکروہ ہے۔کثیر میں نہیں اور مناسب یہ ہے کہ قلیل میں مطلق حرام ہو کیونکہ یہ پانی کا ضیاع ہے۔کثیر میں بھی گریز کرنا چاہیے۔مگر اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جب قلیل کی تطہیر زیادہ کر دینے سے ہو سکتی ہے بول سے اتلاف نہ ہو پس یہ نہی تحریمی نہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٤٧٨٣) ومسلم (٢٨١) والنسائي (٣٥) وابن ماجه (٣٤٣) وابن حبان (١٢٥٠) وأبو عوانة (١/٢١٦) وابن أبي شيبة (١/١٤١) والبيهقي (١/٩٧)

الفرائد : (۱) کھڑے پانی میں پیشاب نہ کیا جائے۔اس سے اگر تھوڑا ہے تو نجس ہو جائے گا اگر جاری ہو نکلنے کی فوری صورت نہ بن پڑے تو درست ہے مگر بداخلاقی تو پھر بھی ہے۔

۳۵۴ :بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيْلِ الْوَالِدِ بَعْضَ اَوْلَادِهٖ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ

بَابٌ: والد کو اپنی اولاد کے سلسلہ میں ہبہ میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے کی کراہت

تشریح یہ بلا عذر کے ہے۔اگر ضرورت مند یا طاعت والے یا نیک کو مالدار پر یا نافرمان یا عاق پر ترجیح دے تو کراہت نہیں۔کراہت کسی عذر کے نہ ہونے کی صورت میں ہے۔کیونکہ اس میں فضیلت والے کو مسترد کرنا لازم آتا ہے۔

اور بسا اوقات یہ عقوبت کا باعث بن جاتا ہے۔

۱۷۷۵ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّىْ نَحَلْتُ ابْنِىْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِىْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟" فَقَالَ : لَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "فَارْجِعْهُ" وَفِىْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟" قَالَ : لَا — قَالَ : "اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِىْ اَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ اَبِىْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ — وَفِىْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا بَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟" فَقَالَ: نَعَمْ ، قَالَ : "اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ قَالَ : لَا ، قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِىْ اِذًا فَاِنِّىْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ : لَا تُشْهِدْنِىْ عَلٰى جَوْرٍ " وَفِىْ رِوَايَةٍ : "اَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِىْ!" ثُمَّ قَالَ : "اَيَسُرُّكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِى الْبِرِّ سَوَآءً؟" قَالَ بَلٰى ، قَالَ : "فَلَا اِذًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۵: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اس جیسا عطیہ دیا؟" تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس سے واپس لے لو" اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نے ایسا سارے لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟" انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو"۔ میرے والد لوٹ آئے اور وہ عطیہ واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور لڑکے بھی ہیں؟" انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا سب کو تو نے اس جیسا غلام دیا؟" انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "پھر مجھے گواہ مت بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا" اور ایک روایت میں ہے کہ "مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ میرے علاوہ اور کسی کو گواہ بناؤ"۔ پھر فرمایا: "کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تیرے ساتھ احسان میں سب برابر ہوں؟" انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا "پھر ایسا مت کرو"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ عن النعمان بن بشير رضی اللّٰہ عنهما: یہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی۔ نحلت اس کا معنی دیتا ہے۔ جو ھبہ کیا ان کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ اس روایت میں "غلام" کا لفظ ہے اور ابن حبان، ابی داؤد کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔ ابن جریر اور طبرانی میں "حدیقه" ہے۔ ابن حبان نے اس کو متعدد واقعات پر محمول کیا ایک واقعہ وہ ہے کہ نعمان کی پیدائش پر اس کی والدہ کو ایک باغیچہ دیا اور دوسری روایت وہ ہے جب نعمان بڑے ہوئے تو ان کو غلام دیا۔ یہ مناسب تطبیق ہے مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ بعید بات ہے کہ بشیر مسئلہ بھول گئے اور یہ قول پہلے سن چکے کہ

''لا أشهد علی جور ''اگر چہ نسیان کا امکان ہے جیسا ابن حبان کا خیال ہے۔بشیر نے حکم کے منسوخ ہونے کا خیال کیا یا کراہت تنزیہ قرار دی۔حافظ کا قول یہ ہے کہ نعمان کو باغیچہ دیا تھا جب حکم معلوم ہوا تو لوٹا لیا۔اس وقت تک وہ والد کے قبضہ میں تھا پھر اس کو دوبارہ طلب کیا تو پھر ٹال مٹول کی پھر اس پر قبضہ کرا دیا۔عمرہ راضی ہوگئیں کہ باغ کے بدلے ان کو غلام دے دیا جائے۔عمرہ نے ہاں کر دی لیکن اس کے متعلق واپسی کا ڈر تھا۔تو اس نے نبی اکرم ﷺ کی گواہی کا مطالبہ کیا۔ أكل ولدك نحلت۔ اَلنَّحْوُ : یہ نحلت مقدر سے منصوب ہے اور موجودہ نحلت اس کی تفسیر کر رہا ہے۔ فارجعه:اس کو لوٹا لو۔عطیہ کو لوٹانا مکروہ ہے مگر اس سے جب مفاسد پیدا ہوں تو پھر جلب منافع سے مفاسد کا دور کرنا زیادہ بہتر ہے۔مسلم کی ایک روایت میں ''أفعلت بولدك هكلم'' (کیا عطیہ تم نے تمام بھائیوں کو دیا ہے) اعدلوا فی اولادکم (اپنی اولاد میں عطیہ، براور احسان میں برابری رکھو۔فرجع ابی:والد نے دوبارہ واپس کر لیا۔یہ آپ کے حکم سے ہو۔مسلم کی ایک روایت میں لا اشهد علی جور میں ظلم وزیادتی پر گواہ نہیں بنتا۔جور کا معنی اعتدال سے ہٹنا ہے۔خواہ حرام ہو یا مکروہ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔فلا یعنی عطیہ میں ان کے مابین تفریق نہ کرو۔یہ مسلم کی روایات مختلف ہیں۔ بخاری میں اس طرح ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٨٤٠٦) ومسلم (١٦٢٣) وأبو داود (٣٥٣٨) والنسائی (٣٦٩٥) وابن ماجه (٢٣٥٨) وابن حبان (٥٠٩٧) وعبد الرزاق (١٦٤٩١) والحميدی (٩٢٢) والترمذی (١٣٦٧) وابن أبی شيبة (١١/٢٢٠) ومالك (١٤٧٣) والدارقطنی (٣/٤٢) والبيهقی (٦/١٧٧)

الفرائد : (۱) اولاد کو ھبہ اور عطیات میں برابری کرنی چاہیے۔(۲) حاکم تفصیل طلب کر سکتا ہے تاکہ حکم بتا سکے۔(۳) مفتی اور حاکم کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔

۲۵۵ :بَابُ تَحْرِيمِ اِحْدَادِ الْمَرْاَةِ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرَةَ اَيَّامٍ

بَابٌ: کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ نہیں کر سکتی البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے

تشریح ۞ احداد:حد، يحد ،حادِ، احدت واحداداً فهی محدِ جبکہ عورت خاوند کی موت پر زینت کو چھوڑ دے۔(المصباح) اصمعی اس کا ثلاثی تسلیم نہیں کرتے۔علی میت فوق ثلاثة ايام۔ اَلنَّحْوُ :ظرف اول لغو ہے اور دوسرا محل حال میں ہے۔اربعة اشهر وعشرة۔ اَلنَّحْوُ :یہ منصوب علی الظرفیۃ ہے۔

۱۷۷۶ : عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةُ خَلُوْقٍ اَوْ غَيْرِهٖ ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ، ثُمَّ قَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ ، غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ : لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" قَالَتْ زَيْنَبُ : ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ : اَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ ، غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ : "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۶: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابو سفیان بن حرب کی وفات ہوئی تو انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر مل لی پھر کہا : ''اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن''۔ پھر میں زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کے بھائی نے وفات پائی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور پھر اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: ''خبردار! اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ ایسی عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ✿ یہ ام حبیبہ ابو سفیان بن حرب بن امیہ کی بیٹی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ یہ ام المؤمنین ہیں۔ یہ ان کے والد کی وفات کا موقعہ تھا۔ ان کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ بعض نے اور سن بھی لکھا ہے۔ **فدعت بطيب**: الخلوق یہ زرد رنگ کا پانی ہے۔ جو خوشبو سے ملاتے ہیں۔ بعض نے صرف زرد رنگ کہا ہے۔ **فدهنت منه جارية**: اس میں سے لونڈی نے لگائی یہ اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ عمل خوشبو ان کی رضامندی سے ہوا ہے۔

ثم مست بعارضيها: اس میں سے کچھ رخساروں پر لگائی۔ **واللّٰه مالي بالطيب من حاجة**: یعنی اس خوشبو سے مجھے نفس کی لذت مقصود نہیں۔ **لا مراة تومن باللّٰه واليوم الاخر**: یہ جملہ فعلیہ اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے ہے کہ مؤمن کو احکام شرعیہ کا تابع ہونا چاہیے۔ (کیا کفار احکام شرعیہ فرعیہ کے مخاطب ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ علماء شوافع قائل

ہیں)۔ ان تحد: یعنی اپنی زینت کو چھوڑے اس کی اسے عادت ہے۔ علی میت: علٰی لام اجلیہ کے معنی میں ہے۔ کسی میت کی خاطر۔ اربعہ اشھر و عشرًا: یہ عدت غالب کے اعتبار سے ہے۔ جب حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔

النحو: (۱) یہ مستثنیٰ متصل ہے۔ یہ اس قول کی طرح ہے: ''ما اخترت الامنکم رفیقًا'' یا ضرب احد احدًا الا زیدٌ عمروًا کے قبیل سے ہے۔ (۲) یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ جب تحد مضمر کا معمول ہو۔ یہ ''لا تحد امراة علی میت فوق ثلاث لکن تحد علی زوج اربعه اشھر و عشرًا۔'' (عاقولی)۔

توفی اخوھا: یہ عبداللہ بن جحش ہیں۔ تحفۃ القاری، ابن حبان میں یہی لکھا ہے۔ مگر ان کی شہادت احد میں ہوئی اور زینب کی اس وقت عمر بہت چھوٹی تھی۔ پس ان کا ان کے پاس داخل ہونا ناممکن ہوا۔ ممکن ہے کہ یہ نام عبد ہو جن کی کنیت ابواحمد بن جحش تھی ان کی وفات خلافت فاروقی میں ہوئی۔ مگر ان کے متعلق مروی ہے کہ زینب کی وفات پر یہ موجود تھے۔ ہوسکتا ہے کہ نام میں تغیر ہوا اور مرنے والا زینب کا رضاعی یا ماں کی طرف سے بھائی ہو واللہ اعلم۔ (فتح الباری) غیر انی: غیر کا نصب جملہ کی طرف اضافت کی وجہ سے ہے۔ ممکن ہے کہ اس روایت کو سننے کے وقت سوگ کرنے والی تھیں۔ یا دونوں اوقات میں یہ معاملہ پیش آیا اور انہوں نے تاکید و تحذیر کیلئے اعادہ کیا۔

تخریج: أخرجه مالك (١٢٦٨) وأحمد (١٠/٢٦٨١٦) والبخاری (١٢٨٠) ومسلم (١٤٨٦) وأبو داود (٢٢٩٩) والترمذی (١١٩٥) وابن حبان (٤٣٠٤) والطبرانی (٢٣/٤٢٠) والبيهقی (٧/٤٣٧)

الفوائد: تین دن سے زیادہ سوگ میت پر حرام ہے۔ مگر بیوی کو خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرنا ہوگا۔ اس سوگ کا مطلب زینت کو اختیار نہ کرنا ہے۔

۳۵۲: بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِیْ وَتَلَقِّی الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلٰی بَيْعِ اَخِيْهِ وَالْخِطْبَةِ عَلٰی خِطْبَتِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ اَوْ يَرُدَّ

باب: شہری کا دیہاتی کیلئے خریداری کرنا' قافلوں کو آگے جا کر ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اسکی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کرے

تشریح ۞ کوئی آدمی اپنا عمدہ سامان یومیہ قیمت پر فروخت کیلئے روانہ کرے شہری اس کو کہے اس کو میرے پاس چھوڑ دو تا کہ بالتدریج فروخت کروں۔ ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں اس کو نقصان پہنچانا ہے۔ البتہ اگر ایسی صورت ہو کہ وہ ایسی چیز ہے جس کی عمومی ضرورت نہیں یا ضرورت تو ہوتی ہے لیکن شہری اس کا ذمہ دار بن گیا یا وکیل بن گیا اور اس نے

قبول کرلیا تو حرمت نہ رہے گی۔ وتلقی الرکبان: سوار شہر میں سامان لانے والے کو ملے اور شہری کے چالو بھاؤ جاننے سے پہلے اس سے خرید لیا۔ یا وہ خریداری کیلئے آیا انہوں نے مل کر پہلے فروخت کر دیا تو یہ درست نہیں۔ والبیع: یہ اس طرح ہے کہ وہ بیع منعقد ہونے کے بعد مشتری کو کہے جب کہ وہ مجلس ہی میں ہو۔ یا خیار کی شرط چل رہی ہو۔ کہ تو عقد فسخ کرا اور اسی کی مثل میں سودا کم قیمت میں دیتا ہوں یا اسی قیمت میں اس سے بہتر دیتا ہوں۔ یہ بیع علی البیع ہے جو ناجائز ہے۔ شراء علی الشراء کا بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً بائع کو کہے عقد فسخ کر دو میں اس سے زیادہ میں تم سے لیتا ہوں اور اگر اس نے ایسے الفاظ استعمال کیے جو بیع وشراء کے تمام معنی پر بولے جاتے ہیں تو یہ شوافع کے ہاں درست ہے) منگنی اور بیع وغیرہ ان تمام میں اس وقت حرمت ختم ہو جاتی ہے جب پہلا مسترد کر دے۔ حرمت جان بوجھ کر سودے وغیرہ پر سودا کرنے میں ہے۔

۱۷۷۷: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَّاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ: ''کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے خواہ اس کا وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ لباد: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے شہری سہولت سے روک دیا خواہ وہ آنے کے وقت بھاؤ پر خریدے۔ خواہ اس کا عزیز ہو۔ حاضر وبادی کا تذکرہ غالب کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ حکم اسی طرح ہے۔ پھر یہ نہی تحریمی ہے۔ مگر بیع منعقد ہو جائے گی۔ کیونکہ ممانعت نفس عقد سے نہیں۔ پس اس کے مقصد کی طرف نہ لوٹے گی۔

تخریج: أخرجه البخاري (٢١٦١) ومسلم (١٥٢٣) وأبو داود (٣٤٤٠) والنسائي (٤٥٠٤)

الفرائد: شہری کو باہر نکل کر دیہات والوں سے شہر میں داخلہ سے پہلے سودا نہ کرنا چاہیے اس سے دھوکا دہی کا امکان ہے۔

۱۷۷۸: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَا تَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى الْاَسْوَاقِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تجارتی قافلے کے سامان کو آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو اتار کر بازاروں میں لایا جائے''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ سلع: سے وہ سامان مراد ہے جو فروخت کیلئے لایا جائے۔ حتی یهبط: یعنی آنے والے کو بھاؤ کا علم ہو۔ حرمت کی شرط ہی یہ ہے کہ تلقی کی ممانعت کا اس کو علم ہو۔ خواہ تلقی کا علم ہو یا نہ ہو۔ جیسا شکار کو نکلا اور آنے والے سے وہیں خرید لیا۔ اس کا یہی حکم ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (۱۳۹۰) وأحمد (۲/۵۲۰٤) والبخاری (۲۱٦٥) ومسلم (۱۵۱۷) وأبو داود (۳٤۳٦) والنسائی (٤۵۱۰) وابن ماجه (۲۱۷۹) وابن أبی شیبة (۲۳۹/٦/۲٤۰) والبیهقی (۳٤٦/۵).

الفرائد : بازار میں آنے سے قبل باہر سے چیز کو اچکنا درست نہیں یہی تلقی بالبیع ہے۔ یہ دھوکہ کے مترادف ہے۔

۱۷۷۹ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''لَا تَتَلَقَّوُا الرُّکْبَانَ ، وَلَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ'' فَقَالَ لَهٗ طَاوٗسٌ :مَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ؟ قَالَ :''لَا یَکُوْنُ لَهٗ سِمْسَارًا'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۷۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تجارتی قافلے کو آگے جا کر مت ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے''۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا ''سودا نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا کہ ''وہ اس کا دلال نہ بنے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یعنی ان سے خرید و فروخت کیلئے نہ ملو اور شہری دیہاتی سے بیع کرے۔ جب ان کو قحط نہ علم نہ ہو۔ (اس وقت تو ان کو زیادہ علم ہوتا ہے آج کل یہ شرط نہ ہونے کی وجہ سے درست ہے)۔ اس میں نہی تحریمی ہے۔ کیونکہ لانے والے کو اس میں نقصان ہے جبکہ اس کا بتدریج فروخت کرنے والا دلال نہ ہو۔ کیونکہ لانے والے کا مقصد وقتی بھاؤ کا حصول تھا۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۱۵۸) ومسلم (۱۵۲۱) وأبو داود (٤۳٤۹) والنسائی (٤۵۱۲) وابن ماجه (۲۱۷۷)

الفرائد : (۱) شہری کو دیہاتی سے باہر جا کر راستہ سے چیز خریدنا۔ (۲) قافلہ سے باہر ہی خریداری کرنا جبکہ ان کو شہر کا بھاؤ معلوم نہ ہو۔ جائز نہیں۔

۱۷۸۰ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ ، وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ وَلَا یَخْطُبْ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ ، وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَکْفَاَ مَا فِیْ اِنَآئِهَا وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ :نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّیْ وَاَنْ یَّبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِیِّ ، وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا وَاَنْ یَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ ، وَنَهٰی عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِیَةِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۷۸۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ''کوئی دیہاتی کسی شہری کے لئے سودا کرے، دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے سے، اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے سے، اور منگنی پر منگنی کا پیغام دینے سے، عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا سوال کرنے سے تا کہ جو اس کے برتن میں ہے وہ اپنے

برتن میں پلٹ لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے قافلے کو آگے جا کر ملنے' شہری کو دیہاتی کے لئے خرید نے' عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی شرط لگانے' آدمی کو اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے' دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے اور کئی دن کا دودھ جمع کر کے فروخت سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **ولا تناجشوا**: اس جملے کا عطف قول مقدر پر ہے۔ نجش: دھوکا دہی کیلئے سامان کی قیمت میں اضافہ کرنا خریداری مقصود نہ ہو۔ **علی بیع اخیه**: اس تعبیر سے ترفق اور اسلامی رشتہ کا اجاگر کرنا مقصود ہے۔ یہ نہی کی علت کی طرح ہے ورنہ ذمی بھی اس سلسلہ میں برابر ہے۔ ایک روایت میں ''**لا بیع بعضکم علی بیع بعض**''۔ **علی خطبة اخیه**: یہ اس وقت تک ممنوع ہے جب تک وہ چھوڑ نہ دے یا اجازت نہ دے دے۔ **لتکفأ ما فی انائها**: کسی اجنبی عورت سے بھی طلاق کا نہ کہے تا کہ یہ اسے نکاح کرے یا اس طرح کے الفاظ کہ وہ اس سے فلاں بھلائی کرے گا اچھا رہن سہن رکھے گا۔ اس کو خرچہ دے گا یہ مجازاً یہ اس کے برتن کو انڈیلنے والی بات ہے۔ یہاں اخت سے بنت آدم مراد ہے۔ مسلم کی دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: **ان تشترط المراة طلاق اختها**: جبکہ وہ اس سے شادی کرے کیونکہ اس میں پہلی بیوی کو نقصان پہنچانا مقصود ہے۔ **یستأمَ الرجل**: اس کی قیمت بڑھائے۔ جو کہ اس سے رضا سے طے کر لی ہے یا اس میں مشتری کی رضا نہیں ہے یا مشتری کو ایسے انداز سے پیش آئے کہ وہ اس کی قیمت سے کم قیمت میں اس کو دے دیں یا زیادہ میں دے دیں۔ یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں اضرار ہے۔ البتہ اگر سودا کرنے والا راضی ہو تو پھر درست ہے۔ **التصریه**: جانور کا دودھ چھوڑ دینا تا کہ تھنوں میں دودھ جمع ہو کر زیادہ معلوم ہو اور گاہک رغبت سے خریدے یہ حرام ہے کیونکہ اس میں ملاوٹ اور دھوکہ ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (١٣٩١) وأحمد (٣/١٠٣١٠) والبخاری (٢١٤٠) ومسلم (١٥١٥) وأبو داود (٣٤٤٣) والترمذی (١٢٥٢) والنسائی (٤٥٠٨) وعبد الرزاق (١٤٨٥٩) وابن ماجه (٢٢٣٩) وابن حبان (٤٩٧٠) والبیهقی (٥/٣١٨)

الفوائد : نجش اور بیع پر بیع یا سودے پر سودا کرنا ممنوع ہے۔ (۲) کسی کی منگنی پر منگنی کا پیغام ممنوع ہے۔

۱۷۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ ، وَّلَا یَخْطِبْ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ اِلَّا اَنْ یَّاْذَنَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۷۸۱ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے دوسرے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے''۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تشریح ۞ یہ نہی تحریمی ہے۔ ہاں اگر لازم عقد ہو تو نہیں اور خیار بھی نہ ہو۔ اس صورت میں حرام نہ رہے گی۔ کیونکہ

اضرار کی علت ختم ہو گئی۔ و لا یخطب: جب کہ صراحت سے اس کو جواب ہو جائے۔ اس سے خطبہ رجعیہ مراد نہیں اگر چہ وہ بھی نا جائز ہے۔ الا ان یاذن له: اس کو پہلی ہی قیمت پر اجازت دے دے یا پیغام نکاح دوم کیلئے اجازت دے اپنا حق چھوڑ دے۔ بخاری میں بعض الفاظ کا اختلاف ہے خطبة اخیه کے بعد ''و لا تسأل المرأة طلاق أختها لتكفأ ما في انائها''۔

تخریج : أخرجه أحمد (۲/٤۷۲۲) ومسلم (۱٤۱۲)

الفرائد : (۱) بیع پر بیع دوسرے مسلمان کی حق تلفی ہے۔

۱۷۸۲ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّبْتَاعَ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَذَرَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن مؤمن کا بھائی ہے کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ حلال ہے کہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ چھوڑ دے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ اخو المؤمن: کیونکہ دونوں ایمان والے رشتہ میں منسلک ہیں۔ و لا یخطب: نصب کی صورت یبتاع پر عطف ہے یہی بہتر ہے۔ جملہ مستانفہ ہو تو مرفوع ہے۔ علی خطبة اخیه: اس میں مؤمن کی قید سے احساس کو بیدار کرنا تا ہے۔ (مؤمن کا مراد ہونا ظاہر ہے کسی کافر کی مؤمنہ سے منگنی نہیں ہو سکتی ہے)۔ یہ قید اپنا وزن رکھتی ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱٤۱٤) وابن ماجه (۲٤٦)

الفرائد : (۱) منگنی پر منگنی یا بیع پر بیع کو منع فرمایا گیا اس سے بغض عداوت بھی پیدا ہو گی۔

۳۵۷ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ فِيْ غَيْرِ وُجُوْهِهِ الَّتِيْ اَذِنَ الشَّرْعُ فِيْهَا

باب: شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی ممانعت

تشریح ۞ وہ جس کی اجازت نہیں دی گئی اس میں حرام بھی شامل ہے۔ جن مقامات پر خرچ کرنا چاہیے ان میں

زکوۃ، کفارہ، صدقات نافلہ، کھانے پینے اور پہننے کے مباح مقامات جو اسراف سے خالی ہوں سب شامل ہیں۔ مال کو ضائع کرنے کی ممانعت اس میں تحریم و مکروہ کے درجہ میں ہوگی۔ اور کراہت تنزیہ کے درجے میں بھی ہوگی۔

۱۷۸۳: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَّيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ۔

۱۷۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق تین باتوں کو پسند اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جن تین باتوں کو وہ تمہارے متعلق پسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تم اسی ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲) تم اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور (۳) اختلاف و تفرقہ نہ ڈالو اور وہ تین ناپسندیدہ باتیں یہ ہیں: (۱) بے سود بحث و تکرار (۲) کثرت سے سوال کرنا (۳) مال کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزری۔

تشریح ان اللّٰہ یرضی لکم: کیونکہ وہ تمہاری کامیابی و بلندی کا ذریعہ ہیں۔ یکرہ لکم ثلاثا: اس لئے کہ وہ اس کی مرضی کے خلاف ہیں۔ اس کے ارادہ کے بغیر کائنات میں کسی چیز کا وجود نہیں ہوسکتا۔ پسند وہ خیر کو فرماتے ہیں۔ فیرضی لکم: کسی بھی چیز کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ۔ شرک کو بالکل چھوڑ دو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو۔ حبلُ اللّٰہ: سے مراد دین، اللہ تعالیٰ کے معاہدے، ایمان والوں کی جماعت یا قرآن مجید ہے۔ ولا تفرقوا: حق پر جمع ہو جاؤ۔ اور اسے علیحدگی اختیار کرو۔ جیسا اہل کتاب نے کیا۔ اس لئے وہ گمراہ ہوئے دوسروں کو گمراہ کیا۔ ویکرہ لکم: قیل قال کے متعلق باب تحریم الحقوق میں کہا جا چکا ملاحظہ کر لیں۔ کثرۃ سوال سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیز کو اصرار و ضد سے مانگ رہے ہو جس کی چنداں ضرورت نہیں۔ اور اضاعہ مال: اللہ تعالیٰ نے مال کو ذریعہ معاش بنایا ہے اور انسانی حاجت کا مرکز بنایا ہے۔ مال کو ضائع کرنا نفس کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اور اس کو ضروریات کیلئے کمایا جائے تو کمائی عبادت ہے تاکہ اس کی طرف مکمل توجہ ہو۔

تخریج : أخرجه مالك (١٨٦٣) وأحمد (٣/٨٣٤٢) ومسلم (١٧١٥) وابن حبان (٤٥٦٠) والبيهقي (١٦٣/٨)

الفرائد : (۱) بندوں کو شرک نہ کرنا چاہیے۔ (۲) تفریق بین المسلمین سے بچنا چاہیے۔ (۳) قیل و قال سے گریز کیا جائے۔ (۴) کثرتِ سوال اور مال کو فضول ضائع کرنے سے منع کیا گیا۔

۱۷۸۴ : وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فِيْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ :اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ :وَاِضَاعَةِ الْمَالِ ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ ، وَوَاْدِ الْبَنَاتِ ، وَمَنَعَ وَهَاتِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحُهٗ۔

۱۷۸۴: حضرت وراد' جو مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے' روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط میں لکھوایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے آخر میں فرمایا کرتے تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ...... ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اس کی ہے تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اے اللہ جو آپ دیں اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روک دیں اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلے میں کام نہیں دے سکتا'' اور یہ بھی لکھا کہ ''رسول اللہ ﷺ قیل وقال' کثرتِ سوال' ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے''۔ (بخاری و مسلم) تشریح گزر چکی۔

تشریح ۞ ورّاد: ان کی کنیت ابوسعید یا ابوالورد کوفی ہے۔ یہ اوساط تابعین سے ہیں۔ یہ حضرت مغیرہ کے کاتب اور غلام ہیں۔ ان سے اصحاب ستہ نے روایت لی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ **الی معاویہ رضی اللہ عنہ۔** اَلنَّحْو : یہ ظرف لغو کتاب سے متعلق ہے۔ یا کتاب کی صفت ہے۔ **وحدہ لاشریك لہ:** وہ اکیلا ہے۔ **لا شریك لہ۔** یہ اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ صفات حسنیٰ میں سے ہے۔ **الملك:** اس سے عزت وغلبہ مراد ہے۔ **ولہ الحمد:** اوصاف جمیلہ سے اس کی تعظیم انداز ے کی جانے والی تعریف **وھو علی کل شیء قدیر۔** اَلنَّحْو : یہ پچھلے دونوں جملے معطوف ہیں۔ اور **لاشریك** اور **لہ الملك:** یہ دونوں وحدہ سے حال ہیں اور لفظ اللہ سے حال مترادفہ یا متداخلہ دونوں بن سکتے ہیں۔ **ذاالجد:** نصیب وغنی والا **منك** یہ **عندك** کے معنی میں ہے۔ **کتب الیہ** یعنی حکم دینا۔ زیادہ بہتر یہی معنی ہے۔ **انہ:** ہ سے نبی اکرم ﷺ مراد ہیں۔ ایک روایت میں قیل وقال کی بجائے فرمایا ''**کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما یسمع**''۔ **وکثرۃ السؤال:** واو مطلقاً جمع کیلئے ہے۔ ترتیب مقصود نہیں۔ **عقوق الامھات:** ماں سے ایسا سلوک کیا جائے جو ان کی سخت رذیت کا باعث ہو۔ ماں کا تذکرہ خصوصاً کر دیا کیونکہ مرد کے دبدبے سے ڈرتے ہیں مگر ماں ضعیف وکمزور ہے۔ ان کی نافرمانی بھی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی طرف توجہ دلائی۔ **وأد البنات:** قتل وزندہ درگور کو کہتے ہیں۔ عرب جاہلیت میں اپنے سے عار کے دور کرنے کیلئے ایسا کرتے تھے۔ اور بعض ان میں عیال کی کثرت اور

خرچے کی قلت سے کرتے تھے۔ پھر کچھ تو ولادت کے وقت مار دیتے کچھ پال پوس کر گہرے اندھے کنوئیں میں پھینک آتے اور کنوئیں کو پُر کر دیتے۔ وضع وھات: یعنی واجبات کی ادائیگی سے باز رہا اور جن چیزوں کا حق نہ تھا ان کا طلب گار ہوا یا سوال میں بے جا اصرار کیا۔ پہلے روایت گزری ملاحظہ کر لی جائے۔

تخریج : کتاب المأمورات باب ۱/۴۱ تحریم العقوق میں روایت گزری۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۵۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِشَارَةِ اِلٰى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهٖ سَوَآءً كَانَ جَادًّا اَوْ مَازِحًا وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

باب: کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی ممانعت خواہ مزاحاً ہو یا قصداً اور ننگی تلوار لہرانے کی ممانعت

تشریح ۞ سلاح: سے ہر ڈرانے دھمکانے والی چیز مراد ہے۔ جادًا: مذاح سے کرے یا وقار سے کرے۔ یہاں مازحًا کی بجائے هازلاً چاہیے تھا۔ لعاطی السیف: اس میں نقصان ہونے کے علاوہ اس کو مرعوب کرنا اور ڈرانا بھی پایا جاتا ہے۔

۱۷۸۵ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يُشِرْ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِیْ يَدِهٖ فَيَقَعَ فِیْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ"وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ' قَالَ :قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ :"مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَنْزِعَ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ" قَوْلُهٗ ﷺ :"يَنْزِعُ" ضُبِطَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّاىِ وَبِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهْمَلَةِ يَرْمِیْ ' وَبِالْمُعْجَمَةِ اَيْضًا يَرْمِیْ وَيُفْسِدُ وَاَصْلُ النَّزْعِ :الطَّعْنُ وَالْفَسَادُ۔

۱۷۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص دوسرے مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ اس کو معلوم نہیں کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے جس سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا بے شک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خواہ

اس کا وہ ماں باپ سے حقیقی بھائی ہو''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یَنْزِعُ اور کو عین مہملہ زاء مکسورہ تیز یَنْزَغُ غین معجمہ اس کے فتحہ کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے' عین مہملہ کی شکل میں معنی یہ ہے کہ وہ پھینکتا ہے اور غین معجمہ کی شکل میں پھینکنے اور فساد کرنے کا معنی ہے جب کہ ''نَزَغ'' کا اصل معنی نیزہ مارنا اور فساد کرنا ہے۔

تشریح ۞ **لا یُشِر**: خبر کی صورت میں زیادہ بہتر ہے۔ یہاں تو نہی کا صیغہ ہی ہے۔ **الی اخیه**: اس میں مسلمان کے علاوہ ذمی بھی شامل ہے۔ اس کو ڈرانا دھمکانا بھی ناجائز ہے۔ اس کے مراتب تحریم کی قوت وضعت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ **بالسلاح**: اس سے ہر وہ ہتھیار مراد ہے جو لڑائی اور مداخلت میں کام آتا ہے۔ اس کی جمع اسلحہ ہے۔ مؤنث کی صورت میں سلاحات ہے۔ **ینزغ فی یده فیقع**: النزغ اصل میں طعن وفساد کو کہتے ہیں۔ یہ حقیقی ضرب پر آمادہ کرتا ہے۔ شاید شیطان کی شرارت سے وہ مشار الیہ۔ اس کی وجہ سے قتل میں مبتلا ہو کر آگ کا حقدار بن جائے۔ اگر حلال سمجھ کر کیا اور اگر حلال سمجھ کر نہ بھی کیا پھر قتل کی سزا تو پائے گا۔ مسلم کی دوسری روایت میں اس طرح ہے۔ **من اشار**: اس سے تخویف، تعریض بطور ایذاء مراد ہے۔ **وان کان اخاہ لابیه و امه**: یہ نہی کا عموم ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ خواہ وہ متہم ہو یا نہ ہو۔ مذاق کے طور پر ہو یا وقار سے کیونکہ مسلمان کو ڈرانا حرام ہے اور کبھی واقعہ بھی پیش آ جاتا ہے۔ لعنت کرنا اس کی حرمت کی دلیل ہے۔

تخریج : أخرجه احمد (٣/٧٤٨١) و مسلم (٢٦١٦) والترمذی (٢١٦٩) وابن حبان (٥٩٤٤) والبیهقی (٢٣/٨)

الفرائد : (۱) ہتھیار سے مسلمان کی طرف اشارہ منع ہے کہیں اچانک وہ لگ نہ جائے اور اس کی ہلاکت کا باعث نہ بن جائے۔ (۲) محذورات کی طرف لے جانے والی چیزوں کو محذور میں مبتلا ہونے کے خدشہ سے اختیار نہ کرے۔

۱۷۸۶ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۸۶ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تلوار سانتی ہوئی (ننگی) پکڑائی جائے۔ (ابوداوَد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ **یتعاطی**: یہ تعاطیت السیف سے لیا گیا ہے۔ جب کہ اس کو پکڑ لے اور لے۔ جیسا اس ارشاد میں ہے ''**فتعاطی فعقر**''۔ اس سے اونٹنی کو تلوار سے آلیا اور اس کی کھونچیں کاٹ دیں۔ حدیث میں اس طرح لینے دینے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ بعض اوقات لینے دینے والا غلطی کھا جاتا ہے۔ اور اس سے اس کے جسم کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی یا اس کے جسم سے کوئی چیز نکلتی ہے اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ تلوار کی طرح چاقو، چھری کا حکم ہے۔ لینے دینے کا ادب یہ ہے کہ چاقو وغیرہ کے پھل کو پکڑے اور دستے والی جانب اس کی طرف کرے۔ تا کہ وہ اسے حفاظت سے پالے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٤٢٠٥) وأبو داود (٢٥٨٨) والترمذی (٢١٧٠) وابن حبان (٥٩٤٦)

والحاکم (٤/٧٧٨٥) والطیالسی (١٧٥٩)

الفرائد: (۱) مسلمان کوڈرانے دھمکانے پر وعید ہے اور یہ کام ہر حال حرام ہے۔ (۲) فرشتوں کی لعنت حرام ہونے پر دلالت ہے۔

۳۵۹ :بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلَّا لِعُذْرٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوْبَةَ

بَابٌ: مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کیے نکلنے کی کراہت مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے

تشریح المسجد سے یہاں جماعت والی مسجد مراد ہے۔ اذان جس کیلئے قرینہ ہے۔ اذان سے وہ اذان مراد ہے۔ جو وقت کے داخلہ کے بعد دی جائے۔ فجر کی اذان اول کے بعد ٹھہرنے میں اس کو مشقت ہوگی۔ کیونکہ وقت طویل ہے۔ **الا لعذر**: بیماری کا عذر ہو یا حدث کی وجہ سے نکلنا پڑے۔ **حتی یصلی المکتوبۃ**: نکلنے میں انتہائی کراہت ہے۔ اس میں اس کے اکیلے نماز یا جماعت کو چھوڑ کر چلے جانے میں فرق نہیں۔ جیسا کہ مصنف کے انداز سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۷۸۷ : عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الْمَسْجِدِ ' فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِیْ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ' فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ :اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۷: حضرت ابی شعثاء کہتے ہیں کہ ہم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی۔ مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ نے اس کو دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تشریح ابوالشعثاء کا نام سلیم بن اسود ہے۔ قعود یہ قاعد کی جمع ہے۔ **فقام رجل یمشی**: نماز پڑھنے سے پہلے۔ **فاتبعہ**: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ توجہ سے اس کو دیکھا تاکہ اس کے چلنے کا مقصد ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ وہ مسجد سے نکل گیا۔

تخریج : أخرجه مسلم (٦٥٥) والترمذی (٢٠٤) والنسائی (٦٩٢) وابن ماجه (٧٣٣)

الفرائد : اذان کے بعد مسجد سے نکلنا مکروہ ہے۔ جب تک کہ وہ نماز ادا نہ کرے۔ ہاں شدید عذر کی وجہ سے اجازت ہے۔

۳۶۰ :بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيْحَانِ لِغَيْرِ عُذْرٍ!

بَابٌ : بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد کرنے کی کراہت

تشریح ۞ خوشبو کی تمام اقسام کا یہی حکم ہے۔عذر سے مراد احرام وغیرہ یا مغصوبہ شئی ہو۔

۱۷۸۸ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ، طَيِّبُ الرِّيْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو ریحان پیش کی جائے پس وہ اس کو واپس نہ کرے وہ ہلکی پھلکی چیز ہے، عمدہ خوشبو والی ہے''۔(مسلم)

تشریح ۞ من عرض عليه ريحان: ابوداؤد کی روایت میں ''من عرض عليه طيب'' کے الفاظ ہیں۔ فانه خفيف المحمل: یہ مصدر ہے۔اسم ظرف بھی بن سکتا ہے۔طیب الریح: قرطبی کہتے ہیں۔ یہ خوشبو کے عطیے کو قبول کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ سستا ہے۔لیکن اس کی بجائے کستوری تو بہت مہنگی ہے۔ اس حدیث میں استعمال خوشبو کی ترغیب ہے۔اور استعمال کرنے والے خصوصاً نماز جماعت و جمعہ میں آنے والوں کیلئے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٢٧١) ومسلم (٢٢٥٣) وأبو داود (٤١٧٢) والنسائي (٥٢٧٤) وابن حبان (٥١٠٩) والبيهقي (٣/٢٤٥)

الفرائد : (۱) ہدیہ قلیل کو رد نہ کیا جائے اس سے مہدی کو ایذاء پہنچے گی۔(طیبی) (۲) طیب کا اٹھانا بھی آسان اور خوشبو بھی عمدہ۔

۱۷۸۹ : وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہ فرماتے تھے۔(بخاری)

تشریح ۞ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح نقل کیا۔''ثلاث لا ترد :الوسائد، والدهن، واللبن''

بعض نے ان کو نظم میں بیان کیا اور اضافہ بھی ذکر کیا۔

قد كان من سنة خير الورى
صلى عليه الله طول الزمن أن لا يرد
الطيب والمتكا
والتمر ايضًا يا أخي واللبن:

اس میں تمر کا اضافہ ہے۔ سیوطی اور چار کا اضافہ کیا۔

عن المصطفٰى سبع يسن قبولها
اذا ما بها قد اتحف المرء خلان
فحلوىٰ وألبان ودهن وسادة ورزق
لمحتاج وطيب وريحان

اس میں حلوی، دھن، رزق محتاج کا اضافہ ہے۔

شارح کے اشعار میں بھی یہی سات چیزیں اس طرح ہیں۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۵۸۲) والترمذی (۲۷۹۸)

الفرائد : (۱) ملائکہ سے آپ ﷺ کو ہر وقت واسطہ ہوتا وہ خوشبو پسند کرتے ہیں۔ (۲) خوشبو کا اٹھانا بھی آسان، سونگھنا راحت و آرام۔

۳۶۱ : بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ، وَجَوَازِهِ لِمَنْ أُمِنَ ذٰلِكَ فِيْ حَقِّهِ!

باب: منہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے جس کے خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو، جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو اُس کے حق میں جائز ہے

تشریح ۞ تکبر یا خود پسندی کے خطرہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔ جوازہ: اس آدمی کے سلسلہ میں مکروہ نہیں جو کامل تقوی اور مکمل عقل و معرفت رکھتا ہو۔ البتہ جواز میں یہ ضروری شرط ہے کہ اٹکل محض نہ ہو۔ جب اس پر کوئی شرعی مصلحت کی بنیاد ہو تو مسنون ہے اور شرعی ضرورت نہ ہو تب بھی مباح ہے۔ یہ خیر خواہی کے طور پر مضرت کو ختم کرنے کیلئے بطور ارشاد کے یہ بات

کہی گئی۔ عبادت میں اضافے اور دوام اور اقتداء کیلئے کہی گئی ہے۔

۱۷۹۰: عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَّیُطْرِیْهِ فِی الْمِدْحَةِ فَقَالَ: "اَھْلَکْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔
"وَالْاِطْرَآءُ" اَلْمُبَالَغَةُ فِی الْمَدْحِ۔

۱۷۹۰: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا" یا "تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی"۔ (بخاری و مسلم)۔

اَلْاِطْرَآءُ: تعریف میں مبالغہ۔

تشریح یطریه: بہترین انداز سے تعریف کرنا یا اس میں مبالغہ کرنا۔ قطعتم ظهر الرجل: یہ ہلاکت سے کنایہ ہے دونوں لفظ ہم معنی ہیں مطلب یہ ہے کہ اس آدمی میں خود پسندی آئے گی یا تکبر پیدا ہوگا جو اس کو کاٹ دے گا۔ الاطراء: اطریت فلاناً میں نے بہترین انداز سے اس کی تعریف کی۔ بعض نے مبالغہ اور مدح میں حد سے تجاوز معنی کیا ہے۔ سرقسطی اطرأته مدحته و اطریته اثنیت علیه کیا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (۷/۱۹۷۱۲) والبخاری (۲۶۶۳) ومسلم (۳۰۰۱)

الفرائد: تعریف میں مبالغہ آمیزی نہ چاہیے۔ بسا اوقات اس سے خود پسندی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو مہلک ہے۔

۱۷۹۱: وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ رَجُلٌ خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "وَیْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ" یَقُوْلُهٗ مِرَارًا "اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ: اَحْسِبُ کَذَا وَکَذَا اِنْ کَانَ یَرٰی اَنَّهٗ کَذٰلِكَ وَحَسِیْبُهُ اللّٰہُ، وَلَا یُزَکّٰی عَلَی اللّٰہِ اَحَدٌ" ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۱۷۹۱: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا گیا پس ایک آدمی نے اس کی اچھی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپؐ نے اس کو کئی مرتبہ فرمایا اگر تم نے ہر صورت میں تعریف کرنی ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا ہے اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو۔ اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاک بازی کا دعویٰ مت کرے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح خیرًا: نحو: یہ مصدر کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ یہ ثناء کے معنی میں ہے۔ (۲) قال مقدر کا مفعول بہ

ہے۔ویحك: نحو: یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یہ کلمہ بطور ترحیم کہا جاتا ہے۔ایسے شخص کیلئے جو اس کام میں پھنس جائے جس کا وہ مستحق نہ ہو۔ قطعت عنق صاحبك: یہ معنوی ہلاکت کیلئے بولا جاتا ہے۔(۲)حقیقۃً گردن کے کٹنے سے مجاز ہے۔ یہ دین کے سلسلہ میں ہے اور کبھی دنیا سے متعلق ہوتا کیونکہ وہ اس کی تعریف کرتا ہے۔ جس سے وہ خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس میں سبب کی طرف اسناد ہے۔ یقوله مرارًا: اس آدمی کی زجر وتوبیخ کیلئے یہ کلمہ کئی مرتبہ فرمایا۔ ان کان احدکم مادحًا لا محالة: اگر ایسے شخص کی تعریف ضروری ہو جس کے متعلق خود پسندی کا خطرہ ہو تو کہے۔ احبه کذا و کذا: اس کے متعلق میرا گمان یہ ہے۔(کذا و کذا کنایات کے الفاظ ہیں) جبکہ وہ اسے اسی طرح گمان بھی کرتا ہو۔ حسیبه اللّٰه: اللہ تعالیٰ اس سے محاسبہ کرنے والے ہیں۔ جھوٹ نہ بولے۔ کہ گمان اور ہو اور کہے اور، ورنہ جھوٹ میں مبتلا شمار ہوگا۔ ولا یزکی علی اللّٰه احد: اس طرح کہ اس کے متعلق ایسی تعریف ثابت کرے جو اس میں نہ ہو۔ کیونکہ اس کو امور کے بواطن کا علم نہیں ہر چیز کی حقیقت وسرائر سے اللہ تعالیٰ واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فلا تزکوا انفسکم هو اعلم بمن اتقٰی﴾ یعنی ایک دوسرے کا بے جا تذکیہ مت کرو۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٧/٢٠٤٨٤) والبخاری (٢٦٦٢) ومسلم (٣٠٠٠) وأبو داود (٤٨٠٥) وابن ماجه (٣٧٤٤) وابن حبان (٥٧٦٦) والبخاری (٣٣٣) والبیهقی (٢٤٢/١٠) الآداب (٥١١)

الفرائد : (۱) کسی کی طرف اپنے ظن وتخمین نہ کرو۔ اس طرح نہ کہو مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا ہے بلکہ کہا جائے میرا گمان ہے کہ وہ اچھا ہے۔

١٧٩٢ : وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ الْحَصْبَآءَ. فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ : مَا شَاْنُكَ؟ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ فِي النَّهْيِ ، وَجَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ – قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَطَرِيْقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ اَنْ يُّقَالَ : اِنْ كَانَ الْمَمْدُوْحُ عِنْدَهٗ كَمَالُ اِيْمَانٍ وَّيَقِيْنٍ ، وَّرِيَاضَةُ نَفْسٍ ، وَّمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ وَلَا يَغْتَرُّ بِذٰلِكَ ، وَلَا تَلْعَبُ بِهٖ نَفْسُهٗ ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَّلَا مَكْرُوْهٍ ، وَّاِنْ خِيْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ كُرِهَ مَدْحُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ كَرَاهَةً شَدِيْدَةً ، وَعَلٰى هٰذَا التَّفْصِيْلِ تُنَزَّلُ الْاَحَادِيْثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِيْ ذٰلِكَ – وَمِمَّا جَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ قَوْلُهٗ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : "اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" : اَيْ مِنَ الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيْعِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهَا – وَفِي الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ : "لَسْتَ مِنْهُمْ" : اَيْ لَسْتَ مِنَ

الَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ اُزُرَهُمْ خُيَلَآءَ وَقَالَ لِعُمَرَ : "مَا رَاٰكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ" وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْاِبَاحَةِ كَثِيْرَةٌ وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ اَطْرَافِهَا فِيْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ۔

۱۷۹۲: حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ' مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصداً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اوراس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

یہ احادیث تو ممانعت کی ہیں اور بہت ساری صحیح احادیث اس کے جواز کی بھی ہیں علماء نے ان احادیث کو اس طرح جمع کیا کہ اگر ممدوح شخص ایمان ویقین میں کامل ہو اور ریاضت نفس اور پوری معرفت بھی اس کو حاصل ہے وہ تعریف سے فتنے میں مبتلا نہ ہو اور وہ دھوکے میں پڑے اور نہ ہی اس کا نفس اس کے ساتھ کھیلے تو اس وقت تعریف منہ پر نہ حرام ہے نہ مکروہ اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں کسی کا خطرہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے اور اس تفصیل پر احادیث مختلف جمع ہو جائیں گی۔ جواز کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ'' مجھے اُمید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو جنت کے سب دروازوں میں سے پکارا جائے گا''۔ اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا'' تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکاتے ہیں''۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:'' جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے''۔

اس باب میں اباحت کے جواز کی بہت ساری روایات جن میں سے کچھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کی ہیں۔

تشریح ۞ **همام بن الحارث**: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے حارث بن قیس بن عمرو النخعی الکوفی یہ ثقہ عبادت گزار بڑے تابعین سے ہیں۔ ان کی وفات ۶۵ ھ میں ہوئی۔ تمام اصحاب ستہ نے انؒ سے روایت لی ہیں۔ (تقریب حافظ) ان کی وفات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے ہوئی۔ یہ عبادت گزار علماء سے تھے۔ (**الکاشف لذهبی**)۔ **مقداد**: یہ مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ **فعمد** : یہ قصد کے معنی میں ہے۔ **فجثا**: یہ الجثی سے ہے۔ گھٹنوں کے بل بیٹھنا۔ یہ باب (ن۔ض) سے آتا ہے۔ **الحصباء**: چھوٹی کنکریاں۔

فاحثوا فی افواههم التراب: اس روایت کو ظاہر پر محمول کیا۔ بعض اسی طرح کرتے ایسے لوگوں کے منہ پر کنکریاں مارتے۔ دوسروں نے کہا ان کے سلام کا جواب دو مگر ان کی تعریف پر مت کوئی چیز دو۔ بعض نے کہا جب تمہاری تعریف ہو تو

تم خیال کرو کہ تم مٹی سے ہو مگر یہ ضعیف ترین بات ہے۔

یہاں تک تو ممانعت کی روایات ہیں' اباحت کے متعلق بہت سی روایات وارد ہیں' علماء کہتے ہیں کہ ان کے مابین اس طرح جمع کیا جائے گا۔ کہ اگر ممدوح مال ایمان و یقین رکھتا اور خوب ریاضت نفس اور مکمل معرفت رکھتا ہو کہ فتنہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ کہ خود پسندی اختیار کرنے لگے اور نہ دھوکے میں مبتلا ہو کہ اس تعریف کی طرف جھک کر اپنے نفس سے خوش ہو کر دوسروں کو حقیر قرار دینے لگے۔ **ولا تلعب به نفسه**: اس کی پختگی کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی وجہ خود فریبی میں مبتلا نہ ہوگا تو حرام نہیں اور نہ مکروہ ہے۔ بلکہ کبھی مندوب و مباح ہے۔ **ان خیف علیه شی من هذه**: اگر ممدوح کے متعلق فتنہ، اغترار، تلعب نفس اور تحدیث نفس میں ابتلاء کا خطرہ ہو کہ وہ ان میں سے اپنے کو شمار کرنے لگا۔ تو اس کو بہادری کے کاموں اور اعمال صالحہ میں بلند درجات کو ترک کرنے والوں میں شمار کریں گے۔ **کره مدحه فی وجهه**: اس کی تعریف و غیبت سخت مکروہ ہیں بلکہ حرام ہیں جبکہ معلوم ہو کہ یہ اس کی عادت ہے اور ممدوح میں ان چیزوں کا وجود یقینی ہے۔ چنانچہ مختلف روایات کو اس پر محمول کریں گے۔

مباحات کی امثلہ: (۱) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''**ارجوا ان تکون منهم**'' **علماء کا قول**: شریعت میں رجاء کے الفاظ قطعی حصول ہونے والی چیز کیلئے بولے گئے ہیں نووی نے ضمیر کے مرجع کی فصاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ یعنی وہ لوگ جو جنت کے تمام دروازوں سے بلائے جائیں گے۔ اس طرح کہ اس نے ایسے اعمال کیے ہوں گے جو اسے آٹھوں دروازوں کا حقدار بناتے ہیں۔ لدخولها: یہ یدعون سے متعلق ہے۔ دوسری روایت میں آپ ﷺ نے صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: **لست منهم ای من الذین یسبلون ازارهم**: یعنی تم ان لوگوں سے نہیں ہو جو تکبر سے چادر لٹکاتے ہیں۔ پس اس وعید میں تم شامل نہیں۔ اگرچہ تمہاری چادر لٹک جاتی ہے مگر وہ وعید ان لوگوں کیلئے خاص ہے۔ جو تکبر کا سے لٹکاتے ہیں۔ اور تم اس طرح نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''**ما رآك الشیطان سالكًا فجا**'' یعنی وسیع اور واضح راستہ۔ لغت میں فج کا یہ معنی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے ہر راستہ مراد ہے جس میں یہ بھی شامل ہے۔ **الا سلك فجا غیر فجك**: اس میں ان کے وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہنے کی تعریف کی گئی ہے۔ کیونکہ جب وہ وادی سے دور ہوگا تو ان سے دور رہنا تو بدرجہ اولیٰ ہے کہ وہ ان کے قریب سے بھی نہ گزرتا ہوگا۔

اس سلسلے میں مزید سلسلہ احادیث کتاب الاذکار میں ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٣٨٨٤) ومسلم (٣٠٠٢) والبخاری (٣٣٩) وأبو داود (٤٨٠٤) والترمذی (٢٤٠١) وابن ماجه (٢٧٤٢) والطبرانی (٢٠/٥٦٥) والبیهقی (١٠/٢٤٢)

الفرائد : (۱) سامنے تعریف کو ناپسند فرمایا۔ ان کو خاموش کرانے کیلئے ان کے منہ پر مٹی ڈالنے کا حکم فرمایا۔ یہ ان کے غلط فعل پر ناراضی ہے۔

۳۶۲ :بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنْ بَلَدٍ وَّقَعَ فِيْهَا الْوَبَآءُ فِرَارًا مِّنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُوْمِ عَلَيْهِ!

بَابٌ: اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے (کی کراہت) جہاں وباء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے وباء ہو وہاں آنے کی کراہت

تشریح ۞ الوباء: یہ مد و قصر دونوں طرح مستعمل ہے۔ مد کی جمع اوبیة آتی ہے جیسے متاع وامتعہ اور قصر کی جمع اوباء جیسے سبب واسباب (المصباح) دمامینی نے کہا قصر مد سے زیادہ مشہور ہے۔

فرارا: یہ ناپسند خروج کی علت ہے۔ اور کراہت کی علت اپنی سلامتی کا احتمال بجائے ان کے جو نہ نکلیں مثلاً کہنے لگے اگر میں نکلا تو اسی طرح بچ جاؤں گا جیسے فلاں بچ گیا تو یہ گناہ میں مبتلا ہو گیا۔ اسی طرح وباء کے مقام پر جانا یہ احتمال ہے کہ وہ اسے پہنچ جائے۔ چنانچہ وہ اس طرح کہنے لگے کہ اگر میں یہاں نہ آتا تو میں سلامت رہتا۔ اس طرح یہ گناہ میں مبتلا ہو گیا۔ بعض نے کہا کہ جب وباء واقع ہوتی تو تمام اجسام کو بگاڑ پہنچ جاتا ہے۔ فرار مفید نہیں رہتا۔ اگر تمام لوگ نکل پڑیں اور نہ نکلنے والے بیماری یا عجز کی بوجوہ ضائع ہو جائیں کیونکہ ان کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور اس لئے بھی تا کہ کمزور لوگوں کے دل نہ ٹوٹ جائیں اسی لئے وارد ہے: ''الفار من الطاعون كالفار من الزحف'' اس لیے بھی کہ شبہ بعد میں بھی نہ بھاگنے والوں کا دل ٹوٹتا ہے۔ اور اس کی رسوائی کے سبب اس پر رعب طاری ہوتا ہے۔

ابن دقیق کا قول: ممانعت اس لئے ہے کہ اس میں تکلف اور تقدیر کا مقابلہ ہے۔ وكراهة القدوم عليه: ابن دقیق کہتے ہیں کہ اس سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نفس کو ابتلاء کے حوالے کرنا ہے اور شاید کہ وہ صبر نہ سکے اور اس حدیث کی مثال ہے: ''لا تتمنوا لقاء العدو' وإذا لقيتموهم فاصبروا''۔ اس میں لڑائی کی تمنا ترک کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس میں اپنے آپ کو ابتلاء پر پیش کرنا ہے اور یہ خطرہ ہے کہ نفس صبر نہ کر سکے۔ پھر جب پیش آ جائے تو اللہ کا حکم سمجھ کر تسلیم اور صبر کا حکم دیا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ [النساء:۷۸] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة:۱۹۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعہ میں ہو''۔ (النساء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو''۔ (البقرة)

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ:

بروج: قلعے۔ مشیدہ: محفوظ اور بلند۔ یہ گویا پہلے جملے کیلئے بطور دلیل کے ذکر کیا گیا اور وہ فرار کی ممانعت ہے۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

التھلکۃ: مصدر ہے اور ہلاکت کے معنی میں ہے۔

۱۷۹۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ اُمَرَآءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ – فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ – قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِيْ عُمَرُ: اُدْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا – فَقَالَ بَعْضُهُمْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَّلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ – وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ – فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ – ثُمَّ قَالَ: اُدْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ – ثُمَّ قَالَ: اُدْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَّشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِّنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوْا: نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ ، فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ: اِنِّيْ مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ ، فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ: اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ! وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ ، نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ ، اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَّالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهِ ، فَقَالَ: اِنَّ عِنْدِيْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: "اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ" فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِيْ۔

۱۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب جب شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو لشکروں کے امراء ابوعبیدہ اور ان کے اصحاب ملے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہاجرین اوّلین کو بلا لاؤ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے مشورہ کیا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے پس انہوں

نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ آپ اس کام سے رجوع کریں۔ دوسروں نے کہا آپ کے پاس بقیہ لوگ اور اصحاب رسول ﷺ ہیں ہم نہیں خیال کرتے کہ آپ ان سے آگے بڑھ کر اس وباء میں جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر مجھے کہا کہ انصار کو بلاؤ پس میں نے ان کو بلایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اس طرح اختلاف کیا جیسا کہ انہوں نے کیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے بوڑھے لوگوں میں سے بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی۔ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف کیا بلکہ سب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں اور اس وباء کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ہم صبح واپسی کے لئے سوار ہوں گے تم بھی تیاری کرلو۔ اس پر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ یہ بات اے ابوعبیدہ تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف ناپسند کرتے تھے)۔ آپؓ نے فرمایا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں تم یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں کہ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قحط زدہ۔ کیا ایسا نہیں کہ اگر آپ اونٹوں کو سرسبز حصے میں چرائیں گے تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ قحط زدہ حصہ میں جائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے غائب تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن عوف ایک ایسی شخصیت معلوم ہوتے ہیں (یعنی شاید انہیں علم ہو) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم کسی زمین کے بارے میں وباء کا سن لو تو وہاں مت جاؤ اور اگر وباء ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہِ فرار اختیار نہ کرو۔ پس عمر فاروقؓ نے اللہ کی تعریف کی کہ (ان کی رائے حضور ﷺ کی رائے کے مشابہ نکلی) اور آپ وہیں سے لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْعُدْوَۃُ : وادی کا کہا۔

تشریح ۞ بسرغ: یہ مدینہ منورہ سے تیرہ مرحلے شام کی جانب واقع ہے۔ قریباً دو سو آٹھ میل دمامینی نے کہا کہ سرغ تبوک کے نزدیک شام کی ایک بستی ہے۔ سیوطی نے التوشیح میں اس کو خلاف مشہور قرار دیا۔ **لقیه امراء الاجناد**: اجناد سے یہاں مراد اہل شام کے پانچ شہر ہیں جن کے نام یہ ہیں نسلین، اردن، دمشق، حمص اور نسرین۔

الوبا: اس سے مراد طاعون ہے۔ **المهاجرین الاولین**: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ تحویل قبلہ کے بعد اسلام لانے والے اس میں شامل نہیں۔ **خرجت لامر**: اس امر سے مراد دشمن کے ساتھ قتال ہے۔ **ولا نری ان ترجع عنه**: اس کا مطلب پہلے جملے پر ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ ان حضرات نے شریعت کے اس اصول کو بنیاد بنا کر گفتگو کی کہ اصل تو توکل اور قضاوقدر میں اپنے آپ کو حوالے کرنا ہے۔ **اصحاب رسول الله**: نحو: خبر کی

صورت میں اس کا عطف الناس پر ہے۔ اور رفع کی صورت میں اس کا عطف دوسروں پر ہے جو کہ عطف خاص علی العام کی قسم سے ہے۔ **ولا نری ان تقدمهم**: اس سے پہلے حرف صبر مقدر ہے "ای ان تقدم بهم "یعنی آپ ان کے ہاں تشریف لے جائیں۔ **علی هذا الوباء**: نووی کہتے ہیں کہ اس کی بنیاد شریعت کے اس اصول پر ہے کہ جس کو احتیاط کہا جاتا ہے اور ایسے اسباب سے جو ہلاکت کا باعث بن سکتے ہوں اپنے آپ کو الگ رکھنا۔ **ثم قال** : پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا انصار کو بلاؤ۔ **فسلكوا السبيل المهاجرين**: یعنی میں بھی اسی طرح اختلاف الرائے پایا گیا۔ **من مهاجرة الفتح**: **مشيخة** یہ شیخ کی جمع ہے۔ **لا مهاجرة الفتح** سے مراد وہ لوگ ہیں جو فتح سے پہلے اسلام لائے اور فتح سے قبل ان کو ہجرت کا موقعہ ملا۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد سے ہجرت نہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ لوگ جو فتح مکہ کے دن یا بعد میں اسلام لائے اور اس کے بعد ہجرت ان کو مہاجر کا نام ولقب تو مل گیا مگر فضیلت نہ ملی۔

قاضی کا قول: یہ زیادہ ظاہر قول ہے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر **مشيخة قريش** کا لقب صادق آتا ہے۔ اسی وجہ سے تحفہ القاری میں اسی پر اکتفاء کی گیا ہے۔

فلم يختلف عليه منهم رجلان: یہ مقدر پر معطوف ہے۔ مطلب یہ ہے ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے لوٹنے میں بالکل اختلاف نہ کیا۔ اور کہنے لگے۔ **لا تقدمهم على هذا الوباء**: عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا کیونکہ رجوع کی رائے دینے والوں کی کثرت تھی اور تقاضائے احتیاط اسی میں تھا۔ آپ نے بطور تقلید نہیں کیا۔ بعض نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کی طرف اشارہ کیا تھا اور مسلم کی روایت میں اس کے متعلق موجود ہے: "**قال ابن عمر :انما انصرف بالناس عن حديث عبد الرحمٰن بن عوف**"۔ انہوں نے کہا وہ دوسری رائے کو ساتھ ملائے بغیر لوٹنے والے نہیں۔ جب تک وہ اول کے مطابق علم و معرفت نہ پالیں۔ **انی مصبح علی ظهر فاصبحوا عليه**: دوسروں نے اس کی یہ تاویل کی کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں جدھر کا رخ کر کے آیا ہوں ادھر جانے والا ہوں نہ کہ مدینہ کی طرف۔

نووی کا قول: یہ غلط تاویل ہے۔ صحیح وہی ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے۔ انہوں نے مدینہ کی طرف رجوع کا فیصلہ اجتہاد سے کیا تھا۔ جبکہ اکثر مشورہ دینے والے اور ان میں افضل لوگوں کی یہی رائے تھی۔ اور اسی میں احتیاط تھی۔ پھر ان کو روایت مل گئی تو انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ کہ ان کا اپنا اجتہاد اور اکابر صحابہ کا اجتہاد نص نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا۔ **فصبح**: یہ الاصباح سے اسم فاعل ہے۔ **ابو عبيده بن الجراح رضى الله عنه**: یعنی کیا تم تقدیر الٰہی سے فرار اختیار کرتے ہوئے لوٹ رہے ہو۔ **غيرك قالها يا اباعبيده**: غیرک اس کی فعل کی وجہ سے مرفوع ہے۔ جو اس کے مابعد کی تفسیر ہے اور اس کا جواب محذوف ہے۔ یعنی مجھے ان سے کچھ تعجب نہیں لیکن تمہاری فضیلت و عمل کی وجہ سے مجھے تعجب ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اجتہادی مسئلہ میں تم نے اعتراض کیا جس پر اکثریت نے اتفاق کر لیا۔ مجھے سن کر تکلیف ہوئی۔

وكان عمر يكره خلافه: یہ جملہ معترضہ **لو غيرك** کی وجہ بیان کرنے کیلئے لائے۔ **نعم نفر من قدر الله الى قدر الله**: اضمار کی جگہ تفخیم شان کیلئے اظہار کیا۔ **ارأيت** ۔ **عدوتان**: ارایت کا معنی مجھے بتلاؤ! عزوتان وادی' دو کنارے نصب سرسبز اور جدبۃ قحط زدہ۔

نووی کا قول: یہ واضح دلیل اور قیاس بھی ہے جس کے درست ہونا بے غبار ہے۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ اس لئے نہیں ہوئے کہ اس سے تقدیر ٹل جائے گی۔ بلکہ ان کو مطلب احتیاط کا جو حکم اسباب مہالک سے ہے اس کی تعمیل کرنا تھا۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے دشمن کے اسلحہ سے حفاظت کا حکم فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ تقدیر الٰہی سے پیش آئے گا اور تقدیر تو اس کے علم میں سبقت کر چکی۔ بلکہ علم کا نام ہی تقدیر ہے۔

فاروق رضی اللہ عنہ نے دو دو وادیوں پر قیاس کیا جو مشاہداتی چیز تھی۔ اس میں کسی کو کلام نہ تھا۔ ان کا مقصود یہ تھا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے میرا تابع بنایا مجھ پر احتیاط لازم ہے۔ اگر میں اس کو ترک کروں تو عجز کی طرف منسوب ہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی سزا کا حقدار بن جاؤں گا۔ **في بعض حاجته**: فی لام کے معنی میں ہے۔ **علماً**: یہاں اس سے مراد ارشادِ نبوت ہے۔ اس لیے مجھے کسی چیز کی چنداں ضرورت نہیں۔ **اذا سمعتم به**: ۃ کی ضمیر کا مرجع طاعون ہے جس کا تذکرہ چل رہا تھا۔ یہاں روایت بالمعنی کا جواز بھی نکلتا ہے۔ **فراراً منه**۔ ای تفرون فراراً یا فارین یا لام تعلیله ای للفرار: گویا فرار کرتے ہوئے نکلنا تو جائز نہیں اس کے علاوہ خروج کی ممانعت نہیں۔ **فحمد الله تعالى عمر رضى الله عنه**: اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا کہ ان کا اجتہاد اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثرت کا اجتہاد نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نکل آیا۔

تخریج: أخرجه مالك (١٦٥٥) وأحمد (١/١٦٧٩) والبخاری (٥٧٢٩) ومسلم (٢٢١٩) وأبو داود (٣١٠٣) وابن حبان (٢٩٥٣) وعبد الرزاق (٢٠١٥٩) والطبرانی (٢٦٨) والبیهقی (٧/٢١٧)

الفوائد: (۱) امام کو رعایا کے خود بھی احوال کی تفتیش کرنی چاہیے۔ (۲) اس سے اہل بطالت اور حکام خبردار رہیں گے اور ان کی کوتاہیاں لوگوں کی طرف سے معلوم ہو جائیں گی۔ (۳) سرداروں کو خود علاقے کے احوال سے مکمل طور پر آگاہی دینی چاہیے۔ (۴) اہل فضل اور صاحب الرائے کو مقدم کیا جائے گا۔ (۵) عالم کو پہلے اپنی معلومات بتلانی چاہئیں۔ (۶) اسباب ہلاکت سے بچنا اور بچانا چاہیے۔

۱۷۹۴: وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُوْنَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَّأَنْتُمْ فِيْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی زمین میں وبا پھیلنے کا سنو تو اس میں مت داخل ہو اور جب ایسی زمین میں واقع ہو جائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: **اذا سمعتم الطاعون**: اس طاعون کی آمد کی خبر مراد ہے۔ جامع صغیر میں بالطاعون کے الفاظ ہیں۔ **فلا تدخلوها**: تاکہ وہ تمہیں نہ پہنچ جائے اور اس وقت اس طرح کہنے لگو اگر ہم نہ آتے تو بچ جاتے۔ اس طرح کہنے سے گناہ کی بات میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ **فلا تخرجوا منها**: اس سے فرار مت اختیار کرو۔

تخريج : أخرجه مالك (١٦٥٦) وأحمد (٨/٢١٨٢٢) والبخارى (٣٤٧٤) ومسلم (٢٢١٨) والترمذى (١٠٦٧) وابن حبان (٢٩٥٢) والطبرانى (١/١٦٦) والبيهقى (٣/٢٧٦)

الفرائد : (۱) وباء عامہ کے علاقہ میں داخل نہ ہونا چاہیے۔(۲) جہاں وباء پھیل جائے وہاں سے موت کے ڈر سے بھاگنا نہ چاہیے۔

۳۶۳ :بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَحْرِيْمِ السِّحْرِ

بَابٌ : جادو کی حرمت میں شدت (سختی) کا بیان

تشریح ۞ السحر: عام عادت کے خلاف ایسا کام جس کا معارضہ ممکن ہو جو خاص اقوال واعمال کو مخصوص انداز سے اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة:۲:۱۰۲] الاية.

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''سلیمان علیہ السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے''۔(البقرة)

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ:

سحر کو یہاں تغلیظاً کفر سے تعبیر فرمایا گیا۔ولکن الشیاطین: اس سے اس سحر کی طرف اشارہ ہے جو لکھ کر سلیمان کے تخت کے نیچے انہوں نے دفن کر دیا۔ جب سلیمان علیہ کی وفات ہوئی تو وہ کہنے لگے۔ کہ سلیمان کا تسلط سحر کی وجہ سے تھا۔ پھر اس نے دفن شدہ اوراق نکال کر اپنے اولیاء الشیاطین کو مطمئن کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی۔ وما انزل: اس کا عطف السحر پر ہے۔یعنی ان کو سحر سکھاتے اور وہ باتیں سکھاتے جو دو فرشتوں پر اتاری گئیں۔ ببابل: یہ کوفہ کے علاقہ میں ایک جگہ ہے۔ ھاروت وماروت: یہ مسلکین کا عطف بنان ہے۔بعض نے کہا کہ ما نافیہ ہے۔اس صورت میں اس کا عطف ما کفر سلیمان پر ہے۔مطلب یہ ہوگا۔نہ تو سلیمان علیہ السلام نے کفر کیا اور نہ ہی دو فرشتوں (جبرئیل ومیکائیل) پر کوئی چیز اتاری۔ کیونکہ یہود ساحرین کا خیال یہ تھا۔ کہ جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کی زبان پر داؤد علیہ السلام پر سحر اترا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تردید فرمائی۔اور ہاروت و ماروت دو آدمیوں کے نام ہیں جو نیک تھے۔ان کا اللہ تعالیٰ نے سحر امتحان لیا۔ وہ اس میں مبتلا ہو گئے۔ وما یعلمان: یہ شیاطین سے بدل ہے۔یعنی وہ دونوں فرشتے پہلے قول کے مطابق یا دو آدمی۔من احد: یعنی کوئی ایک۔ فتنة: ابتلاء وامتحان۔ فلا تکفر: اس کو حاصل کر کے مت کفر اختیار کر، کیونکہ عمل کیلئے

اس کا سیکھنا کفر تھا۔ اس لئے وہ خبردار کرتے اور کفر سے بچانے کیلئے نصیحت کرتے۔

نوٹ: اس قصہ سے متعلق واقعہ کی محدثین نے شد و مد سے تردید کی (ابن کثیر، روح المعانی میں ملاحظہ کریں۔ بعض متأخرین نے قصہ کی تاویل کی۔ ملاحظہ ہو معارف کاندھلوی)

۱۷۹۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی کی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ حق کے ساتھ جائز ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: **السبع الموبقات:** یہ اس قول کی طرح ہے ''لبس الناس ثوبهم'' یعنی ہر انسان نے اپنا اپنا کپڑا پہنا۔ مجموعہ کو مجموعہ کے مرتب ہونے والی قسم نہیں۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک انفرادی طور پر دین میں مہلک ہے۔ **ماهن:** اصل ان کی حقیقت دریافت کی اور عدو سے تعبیر کیا۔ **الشرك بالله:** یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا۔ شرک کا تذکرہ اس لئے کیا کہ اس کا ارتکاب کفر ہے۔ **والسحر:** شرک کے ساتھ ملا کر اس کی برائی کی شدت کو ظاہر کرنا مقصود ہے جبکہ آیت میں اس کو کفر سے بھی تعبیر فرمایا گیا ہے۔ یہ ذات کے اعتبار سے کفر نہیں۔ اس میں کچھ کفر کچھ گناہ کبیرہ وغیرہ۔ قتل سے مقدم کرنے میں اسی طرف اشارہ ہے۔ **قتل:** اس سے وہ معصوم نفس مراد ہے جو مسلمان ہونے یا ذمی بن جائے یا معاہدہ کر لینے یا امان دیئے جانے سے محفوظ رہے۔ اور بالحق سے قصاص یا حد وغیرہ مراد ہے۔ **واکل الربا:** یتیم وہ نابالغ جس کا باپ فوت ہو جائے۔ اس کے مال کو تلف کرنا یا اس میں ناجائز تصرف کرنا۔ **اکل:** کا لفظ غالب استعمال کے لحاظ سے لایا گیا ہے۔ **التولی:** صف کارزار سے بھاگنا یہ ضعف میں اضافہ ہی کرے گا۔ اگر لشکر و دستے کو ملنے یا پینترا بدلنے کیلئے ہٹا تو وہ اس میں شامل نہیں ہے۔ **المحصنات:** پاک دامن ایمان دار عورتیں البتہ کافرہ ذمی عورتوں پر تہمت اگرچہ حرام ہے۔ مگر وہ قذف مؤمنات کے درجہ میں نہیں اس کے گناہ کی شدت عظمت ایمان کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿انّ الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا فی الدنیا والآخرہ ولهم عذاب عظیم'' اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ پاکدامن عورت پر تہمت سے ایک سال کے مقبول عمل مٹ جاتے ہیں باب تحریم اموال الیتیم میں اس کی شرح گزری ملاحظہ فرمالیں۔

تخریج : باب الامورامنهی عنها باب ۱۰ / ۲۷ تاکید تحریم مال الیتم میں گزری ملاحظہ فرمالیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۶۴ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافِرَةِ بَالْمُصْحَفِ اِلٰى بِلَادِ الْكُفَّارِ اِذَا خِيفَ وُقُوْعُهٗ بِاَيْدِى الْعَدُوِّ

بَابٌ: قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر سفر کرنے کی ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ ہو

تشریح ۞ یہ نہی تحریمی ہے۔تاکہ وہ قرآن مجید کو پا کر اس کی توہین نہ کریں۔اگر اس سے امن ہو تو کفرستان میں اس کا لے جانا بطور سد ذرائع مکروہ اور تقاضائے احتیاط ہوگا۔

۱۷۹۶ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ قرآن ساتھ لے کر (اگر بے حرمتی کا خطرہ ہو تو) دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ اس میں دشمن کی سرزمین کی طرف قرآن مجید لے جانے کی ممانعت فرمائی۔اگرچہ روایت میں مطلقاً ممانعت ہے۔لیکن یہ نہی خوف وخطرہ سے مقید ہے۔**اَلنَّحْوُ** :یسافر یہ فعل مجہول ہے اور کلام میں جار محذوف ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (٩٧٩) وأحمد (٢/٥٢٩٣) والبخاري (٢٩٩٠) ومسلم (١٨٦٩) وأبو داود (٢٦١٠) وابن ماجه (٢٨٧٩) وابن حبان (٤٧١٥) وعبد الرزاق (٩٤١٠) والحميدي (٦٩٩) والطيالسي (١٨٥٥) والبيهقي (١٠٨/٩)

الفرائد : (۱) جب کفار کا غلبہ ہو تو کفر کی سرزمین کی طرف قرآن مجید لے کر سفر نہ کرے وہ اس کی توہین کے مرتکب ہوں گے۔

۳۶۵ : بَابُ تَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَآءِ الذَّهَبِ وَاِنَآءِ الْفِضَّةِ فِي الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَآئِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

بَابٌ: کھانے پینے اور دیگر استعمالات میں سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت

تشریح ۞ سونے چاندی کے ہوں یا ان سے مرکب ہوں۔ اور دوسرے برتن جب ان پر ان کا ملمع ہو اور آگ میں ڈالنے سے اس میں سے وہ اترے۔ حرمت تو اصل سونے چاندی میں ہے۔ دوسری دھات میں ملمع کرنے پر حرمت اس وقت ہوگی جب وہ آگ میں گرم کرنے سے اترے ورنہ نہیں۔ ہر قسم کا استعمال نا جائز ہے

۱۷۹۷ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"اِنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ"۔

۱۷۹۷: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تشریح ۞ یشرب: پینے کا تذکرہ غالب استعمال کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ ان کے برتنوں کا ہر قسم کے استعمال میں لانا حرام ہے۔ سونے کی حرمت چاندی سے پہلے ہے۔ کیونکہ اس میں زینت و تکبر بڑھ کر ہے۔ یجرجر :نار یہ منصوب ہو تو مفعول ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں آگ ڈالی جائے گی۔ قرآن مجید میں فرمایا: ﴿انما یاکلون فی بطونھم نارًا و سیصلون سعیرا﴾ جر جر الماء فی حلقه: جبکہ وہ پے در پے گھونٹ بھرے جس کی آواز سنائی دے۔ جرجرہ اس آواز سے کنایہ ہے۔

بعض نے یجرجر کو فعل لازم قرار دیا اور نار کو فاعل بنایا ہے۔۔ یہ لفظ کی اصل بناوٹ کے مطابق ہے۔ (المصباح)

شدید وعید ظاہر کرتی ہے کہ یہ کبائر سے ہے۔

تخریج : کتاب ادب الطعام باب ۱۷/۳ جواز الشرب من جمیع الاوانی میں روایت گزری ملاحظہ فرمالیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۷۹۸ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ ، وَالدِّيْبَاجِ

وَالشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ : ''هُنَّ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهِیَ لَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ حُذَیْفَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ''لَا تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَلَا الدِّیْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِیْ صِحَافِهَا''۔

۱۷۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے ریشم اور باریک ریشم سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ (چیزیں) ان کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے جنت میں ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم موٹے ریشم کو مت پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو اور نہ اس کے پیالوں میں کھاؤ۔

تشریح ۞ **الحریر والدیباج**: دیباج وہ کپڑا جس کا تانا بانا ریشم ہو۔ اس کو معرب قرار دیا گیا ہے۔ بعض یا کو زائد کہا تو فیعال کا وزن بتلایا۔ یا دباج سے بنایا گیا۔ **ھن لھم**: یہ سونا و چاندی ان کیلئے ہے یعنی دنیا میں عمومی طور پر کافروں کے استعمال میں ہے اور یہی ان کی نعمت ہے۔ جو ان کے مقدر میں لکھی ہے۔ آخرت میں ان کو کچھ نہ کچھ ملے گا۔ **ھی**: یہاں تفنن کیلئے ضمیر بدل دی۔ **لم ایھا المؤمنون**: اے ایمان والو تمہیں جنت ملے گی۔

علماء محققین: سونے چاندی کے برتن مردوں اور عورتوں دونوں کو حرام ہیں۔ اس کی حرمت دونوں اصناف کے لئے مشترک ہے اور اس سے طنبورہ وغیرہ بنانا بھی جائز نہیں۔

اس روایت میں بتلایا کہ جو زر کل وفانی کے نہ ملنے پر صبر کرے گا۔ اس کو دائم و باقی نعمتیں ملیں گی اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بخاری ومسلم میں اسی طرح ہے۔ **لا تلبسوا**: یہ خطاب مذکر کو فرمایا کیونکہ اس کا پہننا مرد کی بہادری کے خلاف ہے۔

صحافھا: جمع صحفہ، یہ بڑے پیالے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ کھانے پینے میں عام استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا تذکرہ فرمایا اور کھانے پینے کا تذکرہ بھی اسی لئے ان کے ساتھ فرمایا کہ عموماً یہ کھانے پینے کیلئے تیار کیے جاتے ہیں۔

تخریج : کتاب ادب الطعام باب ۱۷/۳ جواز الشرب میں گزری ملاحظہ فرمالیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۷۹۹ : وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ : كُنْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ ، فَجِیْءَ بِفَالُوْذَجٍ عَلٰی اِنَآءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَلَمْ یَاْكُلْهُ فَقِیْلَ لَهٗ حَوِّلْهُ ، فَحَوَّلَهٗ عَلٰی اِنَآءٍ مِّنْ خَلَنْجٍ وَّجِیْءَ بِهٖ فَاَكَلَهٗ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اَلْخَلَنْجُ": اَلْجَفْنَةُ۔

۱۷۹۹: حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا تو حضرت انسؓ نے اسے نہ کھایا۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کو بدل دیں۔ انہوں نے لکڑی کے پیالے میں تبدیل کیا اور ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کھالیا۔ (بیہقی) صحیح سند کے ساتھ۔

اَلْخَلَنْجُ: پیالا۔

تشریح ابو عبد اللّٰہ البصری: یہ محمد بن سیرین کے بھائی ہیں۔ ثقہ اوساط تابعین سے ہیں۔ ۱۱۸ میں ان کی وفات ہوئی۔ بعض نے ۱۲۰ تحریر کی ہے۔ تمام نے ان سے روایت لی۔ سیرین غیر منصرف ہے (عجمہ علمیت) من فضة: یعنی چاندی کے برتن میں ان کیلئے فالودہ لایا گیا۔ تو انہوں نے استعمال سے انکار کر دیا۔ کیونکہ چاندی وسونے کا برتن استعمال کرنا حرام ہے۔ خلنج: اس کی جمع خلانج یہ درخت ہے جس کے پیالے بنتے تھے۔ جیسے شاعر کا قول:

لبن البخت من قصاع الخلنج

دوسرے نے کہا:

حتی اذا ما قضت الحوائجا ☆ وملأت جلابها الخلانجا

یہاں خلانج محل استدلال ہے۔ (الصحاح)

فَائِدَہ: اس میں اشارہ کر دیا کہ سونے چاندی کے برتن میں پڑی چیز کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ دوسرے برتن میں ڈال کر استعمال کر لی جائے۔

تخریج: أخرجه البيهقي (۱/۲۸)

الفرائد: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر مقام پر حدودِ شرع کا پاس کرنے والے تھے۔ (۲) دین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پختگی کہ مجوس کے درمیان بھی اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر قائم رہے۔ (۳) مسلمان کو ہر پیالے کے ساتھ پانی کی طرح ڈھل جانے والا نہ ہونا چاہیے بلکہ تلوار کی طرح سیدھا رہنا چاہیے۔

۳۶۶: بَابُ تَحْرِيْمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْبًا مُّزَعْفَرًا

بَاب: مرد کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی حرمت

تشریح مزعفرا: اس کے ساتھ معصفہ کو بھی ذکر کرنا چاہیے تھا۔ اسی کے متعلق بیہقی کہتے ہیں اگر امام شافعی کو صحیح

روایت پہنچتی تو اس کی تحریم کا قول کرتے (الروضہ) خنثیٰ کا حکم مرد کی طرح ہے۔

۱۸۰۰ :عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :نَھَی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۸۰۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (بخاری اور مسلم)

تشریح ۞ یہ کپڑے کے بعض حصے اور تمام پر زعفران ملنے کو شامل ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٩٤١) والبخاری (٥٨٤٦) ومسلم (٢١٠١) وأبو داود (٤١٧٩) والترمذی (٢٨٢٤) والنسائی (٢٧٠٥) وابن حبان (٥٤٦٥) وأبو یعلی (٣٨٨٨) والطیالسی (٢٠٦٣) والبیهقی (٥/٣٦)

الفرائد : زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے مردانگی کے خلاف ہے۔

۱۸۰۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ :رَاٰی النَّبِیُّ ﷺ عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعْصَفَرَیْنِ فَقَالَ :"اُمُّکَ اَمَرَتْکَ بِھٰذَا؟" قُلْتُ :اَغْسِلُھُمَا؟ قَالَ :"بَلْ اَحْرِقْھُمَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَقَالَ :"اِنَّ ھٰذَا مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصفر (زرد رنگ) سے رنگے ہوئے دو کپڑے مجھے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا تیری والدہ نے ان کے پہننے کا حکم دیا؟ میں نے کہا' کیا میں ان کو دھو ڈالوں؟ فرمایا بلکہ جلا دو۔ ایک روایت میں ہے یہ کفار کے کپڑے ہیں۔ پس ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

تشریح ۞ معصفرین: عصفر سے رنگے ہوئے۔ املك و امرتك: یعنی تیری بیوی اور والدہ پہن لیں۔ عورت کا لباس ہے اور انہی سے متعلق ہے۔ بل احرقھما: یہ عقوبت و تغلیظ اور زجر و توبیخ کیلئے فرمایا۔ مسلم کی روایت میں ان کو اہل نار کا لباس بتلایا گیا۔ من ثیاب اھل النار: وہ عدم ایمان کی وجہ سے احکام شرع کی پیروی نہ کرنے والے تھے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٦٥٢٣) ومسلم (٢٠٧٧) والنسائی (٥٣٣١)

الفرائد : معصفر کپڑے عورتوں کا لباس ہے اور کفار کا لباس ہے اس لئے آپ نے منع فرما دیا۔ مسلم کی شخصیت دوسروں سے نکھری ہونی چاہیے۔

۳۶۷ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ

بَابٌ: دن سے رات تک خاموش رہنے کی ممانعت

تشریح ۞ یہ نہی تنزیہ ہے۔

۱۸۰۲ :عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :حَفِظْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ : كَانَ مِنْ نُسُكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ فَنُهُوْا فِي الْاِسْلَامِ عَنْ ذٰلِكَ وَاُمِرُوْا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيْثِ بِالْخَيْرِ۔

۱۸۰۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور دن سے رات تک خاموش ہونے کی حیثیت نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

امام خطابی نے اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ دور جاہلیت (قبل از اسلام) میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی جبکہ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر یا اچھی بات کا حکم دیا گیا۔

تشریح ۞ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ہاشمی النسب ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور داماد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سیوطی نے توشیح میں لکھا ہے کہ ان کے متعلق جس قدر روایات وارد ہیں اور کسی صحابی کے متعلق اتنی وارد نہیں۔ اس کا ایک سبب تو دیر تک رہنا اور دوسرا ان کے زمانہ میں اختلاف کا واقعہ ہونا ہے۔ ان سے لڑنے والوں اور ان کے خلاف خروج کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ان کے مناقب کی روایات زیادہ مشہور ہوئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے مخالفین کی تردید کیلئے وہ باتیں فرمائیں۔ ورنہ پہلے تینوں خلفاء کے ان کے برابر ہی نہیں بلکہ زائد بھی تھے۔ (التوشیح سیوطی) یہ جعفر سے دس سال چھوٹے تھے۔ بعض نے کہا یہ پہلے ایمان لانے والے تھے:

أليس اول من صلى لقبلتهم ☆ وأعلم الناس بالفرقان والسنن

مگر جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوبکر بالغ مردوں میں سب سے اول ایمان لانے والے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئی۔ ان کی بیعت میں اہل شام اور معاویہ رضی اللہ عنہ شامل نہ ہوئے۔ بالآخر صفین کے مقام پر معرکہ قتال ہوا۔ پھر ان کے خلاف ان کی اپنی فوج کے ایک گروہ نے سر اٹھایا جو خوارج کہلائے ان سے بہت سے جنگ نہروان وغیرہ میں مقتول ہوئے انہی میں بدبخت ترین شخص عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی نے اچانک ۴۰ھ ۲۱ رمضان کو زہر آلود نیزے کا وار کیا۔ وہ پکڑا گیا۔ ان کی شہادت کے بعد اس کو قتل کر دیا گیا۔ علی رضی اللہ عنہ کے مقام دفن اور عمر کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض نے ۶۳ سال نقل کی۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے جو ابونعیم نے نقل کیا عبدالبر نے اس کو صحیح قرار دیا۔

دوسرا قول ۵۷ سال کا ہے۔ بعض نے ۵۸ کہا یہ نجاری کا قول ہے۔ بعض نے ۶۴ نقل کیا یہ ابن حبان کی تحقیق ہے۔
انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۵۳۷ روایات نقل کی ہیں۔ ابونعیم نے ان میں سے چار سو روایات بلا سند نقل کی ہیں۔ علامہ برقی نے کہا۔ ان کی محفوظ روایات جو ہم تک پہنچی ہیں ان کی تعداد دو سو ہے۔ ان میں سے ۴۴ کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ۲۰ متفق علیہ ہیں۔ نو میں بخاری منفرد اور ۱۴ میں مسلم منفرد ہے۔

لا یتم بعد احتلام: مرد و عورت کا ایک ہی حکم ہے۔ بلوغت سے یتیمی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے احکام بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ **ولا صمات:** صمت، صموت کا معنی خاموشی اختیار کرنا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ ''**اذنها صماتها**'' کنواری سے اجازت نکاح لیتے ہوئے اگر وہ جواب میں خاموش ہو جائے تو یہ اس کی طرف سے اجازت ہے۔ ''**یوم الی اللیل:**'' تمام دن مراد ہے۔ برائی سے خاموشی تو مطلوب ہے۔ یہ بذاتہٖ مشروع ہے۔ خطابی نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا کہ جاہلیت میں اس کو عبادت قرار دیا جاتا تھا۔ یہ اس کی تردید ہے۔ صمات ذکر یا کلام وغیرہ سے اپنی زبان کو روک لینا۔ انسانوں سے گفتگو نہ کرنے کی نذر اس کا تذکرہ اس آیت میں موجود ہے: ﴿**فقولی انی نذرت للرحمان صوماً**......﴾ پس اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر اور اچھی بات کا حکم دیا گیا جیسے مہمان کو مانوس کرنا، تعلیم و تعلم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

تخریج : أخرجه أبو داود (۲۸۷۳)

الفرائد : (۱) بلوغت سے یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔ (۲) خاموشی کا روزہ کوئی چیز نہیں۔

۱۸۰۳ : **وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ : دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی امْرَاَةٍ مِّنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ ، فَرَاٰهَا لَا تَتَكَلَّمُ فَقَالَ : مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوْا : حَجَّتْ مُصْمِتَةً — فَقَالَ لَهَا : تَكَلَّمِیْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔**

۱۸۰۳ : قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا تھا۔ اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہے کہ یہ بات نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا کہ اس نے خاموش رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: تُو بات کر یہ خاموشی اسلام میں جائز نہیں بلکہ جاہلیت کا وطیرہ ہے پس اس نے بات چیت شروع کر دی۔ (بخاری)

تشریح ۞ یہ بجیلہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ کوفہ کے باشندے ہیں ثقہ ہیں مخضرم میں سے ہیں۔ یہی وہ شخص ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ جنہوں نے عشرہ مبشرہ سے روایت لی ہے۔ ۹۰ھ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سو سال سے زائد تھی۔ **دخل ابو بکر رضی اللّٰہ عنه:** یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کی بات۔ **زینب:** یہ قبیلہ احمس سے تعلق رکھتی تھیں۔ احمس۔ احمد کے وزن پر ہے ان کا لقب ابوفحیلہ بن انمار

ہے۔ فتح الباری میں اس کو بنت المہاجر لکھا ہے۔ اور بعض روایات میں بنت جابر اور بعض میں بنت عوف لکھا ہے۔ ان میں موافقت اس طرح ہوگی کہ جس نے کہا بنت المہاجر انہوں نے باپ کی طرف نسبت کی۔ اور جنہوں نے بنت جابر کہا انہوں نے قریبی دادا کی طرف نسبت کردی۔ اور جنہوں نے عوف کہا انہوں نے جداعلیٰ کی طرف نسبت کی۔ (فتح الباری) فرأها لا تتکلم: اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی۔ اَلنَّحْوُ: جملہ مضارع والاضمیر مفعول سے حال ہے۔ مالها لا تتکلم: یہ جملہ ظرف مستقر کی ضمیر سے حال ہے۔ تکلمی فان هذا الا یحل: شرع میں جس کلام کی اجازت دی گئی اس سے عبادت سمجھ کر خاموشی اختیار کرنا جائز نہیں۔ هذا من: یہ جملہ ماقبل کی علت بیان کرنے کیلئے لائے ہیں۔ کیونکہ یہ عمل کسی شرعی اصول پر پورا نہیں اترتا۔ مگر وہ مواقع جن میں شرع نے اس باقی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

فتکلمت: اس سے اس کی فوری تعمیل ظاہر ہوتی ہے۔ جبکہ اس کو اپنی غلطی سمجھ آ گئی۔ **ابن قدامہ کا قول:** شریعت اسلام میں کلام سے خاموشی عبادت نہیں روایات کا ظاہر اس کی حرمت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی دلیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے اور اگر کسی نے یہ نذر مان لی ہو تو وہ لازم نہ ہوگی۔ احناف شوافع کا بھی یہی قول ہے۔ یہ اجماعی قول ہے۔

ابواسحاق کا قول: دن سے رات تک خاموشی مکروہ ہے۔ (التنبیہ)

ابن الرفعہ کا قول: اس کی ممانعت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت وارد ہے۔ البتہ پہلے شرائع میں تھی۔ تو وہ ہمارے لئے مستحب ہونا چاہیے یہ ابن یونس کا قول ہے۔ مگر یہ قول درست نہیں ماوردی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے۔ ''صمت الصائم تسبیح'' اگر یہ درست ہو تو خاموشی کی مشروعیت پر دلالت کر رہی ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں کراہت کا ادنیٰ درجہ مراد ہے۔ پہلے شرائع کی باتیں ہمارے لئے تب قابل عمل ہیں جبکہ ان کے خلاف حکم موجود نہ ہو۔

فیصلہ کن بات: نہی ہی ہے۔ حدیث مذکور سند کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ بقیہ بالفرج اگر روایت ثابت بھی ہو جائے تو وہ سیاق سے ثابت کر رہی ہے۔ کہ روزہ دار کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ نہ کہ خاموشی مطلوب ہے۔ بلکہ حافظ کہتے ہیں خاموشی کے سلسلہ میں وارد روایات کا ان نہی کی روایات سے تعارض نہیں کیونکہ ہر دو کے مقاصد الگ الگ ہیں۔ جو خاموشی پسندیدہ ہے وہ باطل باتوں سے اپنی زبان کو روکنا ہے۔ اور اسی طرح مباح گفتگو بھی اگر گناہ کی طرف چلی جائے تو اس سے بھی خاموشی ضروری ہے۔ اور جس کلام کی ممانعت ہے۔ وہ حق بات سے خاموشی اختیار کرنا ہے۔ جو کہ اظہار کی طاقت رکھتا ہو۔ (فتح الباری)

تخریج: أخرجه البخاری (۳۸۳۴)

الفرائد: (۱) اہل جاہلیت کی عادات سے بچنا چاہیے۔ (۲) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جلد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نافذ کرنا۔ (۳) زینب کا اطاعت اختیار کرنا اور فوراً بات کرنے لگی۔

۳۶۸ :بَابُ تَحْرِيْمِ انْتِسَابِ الْاِنْسَانِ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَتَوَلِّيْهِ غَيْرَ مَوَالِيْهِ

بَابٌ: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی کی نسبت کرنے کی حرمت

تشریح ۞ خواہ غلام ہو یا آزاد غیر باپ کی طرف نسبت حرام ہے۔ غیر موالیه: اسی طرح غلام کو غیر موالی کی طرف نسبت حرام ہے۔

۱۸۰۴ :عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۸۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی نے دوسرے کے باپ کی طرف نسبت کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں پس جنت اس پر حرام ہے"۔

تشریح ۞ (۱) من ادعی: جس نے نسبت کی۔ فالجنة عليه حرام: اگر حلال قرار دے کر ایسا کیا تو ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔ (۲) عذاب دیئے جانے تک جب سزا بھگت جائے گی تو وہ نجات پالے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۱٤٥٤) والبخاری (٤٣٢٦) ومسلم (٦٣) وأبو داود (٥١١٣) وابن ماجه (٢٦١٠) وأبو يعلى (٧٦٥) وابن حبان (٤١٥) والطيالسی (١٩٩) وأبو عوانة (٢/٢٩) والدارمی (٢٥٣٠) والبيهقی (٧/٤٠٣)

الفرائد : (۱) غیر نسب کی طرف نسبت جنت سے محروم کر دیتی ہے۔ یہ اپنے باپ پر تہمت کے مترادف ہے۔

۱۸۰۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۸۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو وہ کفر ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اباء کم: مثلاً بیٹا بہت بڑا مالدار بن گیا یا بڑا عہدہ پالیا وغیرہ اور اس کا والد دنیاوی لحاظ سے کم درجہ ہے۔ تو اس کی طرف سے نسبت کرنے سے اعراض کرنے لگے۔ فمن رغب: سے اس کی علت بتلائی کہ اگر وہ حلال سمجھ کر

کرتا ہے۔تو وہ کافر ہے۔کافر سے کفرانِ نعمت کا بھی احتمال ہے کہ ربوبیت کے حق کا انکار کیا۔اس صورت میں ایمان سے خارج نہ ہوگا (البتہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا)۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۱۰۸۱۵) والبخاری (۶۸۶۸) ومسلم (۶۲) وابن حبان (۱۴۶۶) وأبوعوانة (۱/۲۴) وابن منده (۵۹۰)

الفرائد : غیر کی طرف نسبت کرنے والا ہلاکت میں مبتلا ہونے والا ہے۔

۱۸۰۶ : وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكِ ابْنِ طَارِقٍ قَالَ : رَاَيْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : لَا وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَاِذَا فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا" وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

"ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ" : اَیْ عَهْدُهُمْ وَاَمَانَتُهُمْ– "وَاَخْفَرَهٗ" نَقَضَ عَهْدَهٗ – "وَالصَّرْفُ" : التَّوْبَةُ ، وَقِيْلَ الْحِيْلَةُ – "وَالْعَدْلُ" الْفِدَآءُ۔

۱۸۰۶: حضرت یزید بن شریک بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا۔اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں۔سوائے کتاب اللہ کے اور وہ جو کہ اس صحیفے اور دستاویز میں ہیں پھر اس صحیفے کو پھیلا دیا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کے احکام تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیر سے ثور تک کا علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔جس نے اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادت اور نفلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔مسلمان کا عہد ایک ہے۔جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا۔اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔جس نے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی یا اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی۔اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔قیامت کے

دن اللہ اس کی فرض و نفل کو قبول نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ سے مراد عہد اور امانت ہے۔ اَخْفَرَ: اس نے وعدہ توڑا۔ صَرْفٌ: توبہ۔ عِنْدَ الْبَعْض: حیلہ۔ عدل: فدیہ۔

تشریح ۞ یزید بن شریک کا تعلق قبیلہ تیم سے ہے یہ کوفے باشندے تھے یہ کبار التابعین سے تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت بھی پایا۔ عبدالملک کی خلافت میں وفات ہوئی۔ تمام اصحاب حدیث نے ان سے روایت لی ہے۔ (تقریب نووی)
لا واللہ ما عندنا: یہ لاؔ زائدہ ہے جو تاکید کیلئے لائے۔ (۲) ماقبل کلام کی نفی کیلئے لایا گیا ہے مطلب یہ ہے۔ ہمارے پاس نہیں جو لوگ ہمارے متعلق کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں صرف کتاب اللہ اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ اس میں روافض کے اس قول کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں سے خاص کیا اور ان کو وہ سکھایا جس کا لوگوں کو علم نہ تھا۔ **فنشرھا**: پھر اس صحیفہ کو پھیلا دیا تو اس میں دیّات لکھی تھیں۔ **اشیاء**: زخموں کے احکام واقسام۔ **المدینہ حرام**: مدینہ مکہ کی طرح عظمت والا ہے مگر اس کے شکار کا ضمان نہیں جس طرح حرم مکی میں شکار کرنے سے ضمان لازم ہے۔ **عیر الی ثور**: مقام عیر سے احد کے پچھلی جانب واقع ثور پہاڑ تک۔ **فمن احدث فیھا حدثا**: جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا مسلمانوں کی ایذاء کا باعث بنا خواہ ٹیکس وغیرہ سے ہو یا ظلم و زیادتی سے ہو۔ **او ی محدثا**: اس آدمی کو پناہ دی جو بدعت ایجاد کرنے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا۔ **والملائکۃ والناس اجمعین**: وہ سب اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے لعنت طلب کرتے ہیں۔ اس سے مدینہ منورہ کی معصیت کا سخت ہونا ثابت ہوتا ہے۔
سمہودی کا قول: مدینہ منورہ میں کیا جانے والا صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ وعید ہے۔ **صرفًا ولا عدلاً**: صرف سے فرض مراد ہے اور وعدل نفل کو کہتے ہیں۔ (۱) یہ جمہور کا قول ہے۔ (۲) حسن بصری رحمہ اللہ نے اس کا عکس کہا ہے۔ (۳) اصمعیؒ نے صرفؔ سے توبہ اور عدلؔ سے فدیہ مراد لیا ہے۔ (۴) یونس نے صرفؔ کمائی اور عدلؔ سے فدیہ کہا۔ (۵) ابوعبیدہ۔ عدلؔ سے حیلہ یا مثل اور صرفؔ سے دیت اور عدلؔ اضافہ۔ قاضی عیاض نے کہا اس کا فرض و نفل ایسا مقبول نہ ہوگا جو رضامندی والا ہو۔ خواہ ویسے قبول ہو جائے۔ بعض نے کہا قبول کا معنی گناہ کا کفارہ ہے اور کبھی یہ فدیہ کے معنی میں آتا ہے اور قیامت میں فدیہ کی چیز تو موجود ہی نہ ہوگی۔ اس کے برعکس دوسرے گناہ گار جن پر فضل کر دیا جائے گا کہ فدیہ کے طور پر یہودی و نصرانی دیا جائے گا جس کو اس مؤمن کے فدیہ میں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جیسا روایات صحیحہ میں ثابت ہے۔ (شرح مسلم نووی) **یسعی بھا ادناھم**: خواہ غلام ہو یا عورت اس کا ایمان صحیح ہے (شافعیؒ کذا قال) **فمن اخفر ذمۃ**: نووی کہتے ہیں۔ اس سے مراد ذمی کی امان توڑنے کا معاملہ ہے۔ اب کافر اس پر زیادتی کرے گا۔ اس لئے یہ لعنت کا حقدار ہے۔ اس سے غیر باپ کی طرف نسبت کی حرمت، اور غلام کی غیر آقا کی طرف نسبت پر لعنت کی گئی کیونکہ اس میں وراثت اور عقل اور ولاء کے حقوق کا تلف لازم آتا ہے اور اس میں عقوق و قطع رحمی ہے اور رحمت سے دور یہ مزید ذلت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کا کافر کو امان دینا درست ہے جبکہ معروف شرائط کے مطابق ہو۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱/۵۹۹) والبخاری (۱۱۱) ومسلم (۱۳۷۰) وأبو داود (۲۰۳٤) والترمذی

(۲۱۲۷) وابن حبان (۳۷۱۶) وأبو يعلى (۲٦۳)

الفرائد : (۱) اس سے اہل تشیع کی اس بات کی تردید ہوگئی کہ علی رضی اللہ عنہ کو بہت کچھ الگ سکھایا تھا۔(۲) مدینہ کی حدود عیر سے ثور تک ہے، مدینہ میں نئی چیز نکالنا کبیرہ گناہ ہے۔ ذمی کے یکساں حقوق ہیں۔ غیر باپ کی طرف نسبت حرام ہے۔

۱۸۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰی لِغَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُہٗ اِلَّا کَفَرَ – وَمَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ – وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ– وَھٰذَا لَفْظُ رِوَایَۃِ مُسْلِمٍ۔

۱۸۰۷: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس آدمی نے جانتے ہوئے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی اس نے کفر کیا۔ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا' جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا دشمن اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ دشنام اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری ومسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تشریح ۞ ادعی: نسب کی نسبت کرنا۔ وھو یعلمہ: قصداً نسب کی نفی کی۔ اور اگر دادے یا متبنّی کی نسبت اس کی طرف بلا قصد مشہور ہوئی تو وہ اس میں شامل نہیں۔ الا کفر: جب حلال سمجھ کر کیا اور اس کو تحریم کا علم تھا۔ یہ مطلب اس وقت ہے جب کفر کو یمان کا متضاد قرار دیں۔ اور کفر بمعنی کفران ہو تو وہ ظاہر ہے۔ ما لیس لہ: جانتے بوجھتے ہوئے۔ فلیس منا: وہ ہماری راہ پر نہیں۔ ولیتبوا: وہ آگ کے ٹھکانے میں اتر جائے یا وہ آگ میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔

خطابی کہتے ہیں: یہ تبآۃ الابل سے لیا گیا ہے۔ اونٹوں نے اقامت کی۔ پھر جب یہ امر کے صیغہ سے آئے تو مطلب یہ ہے: "بوا ہ اللہ ذلک" اللہ تعالیٰ اس کو ٹھکانہ دے۔ بعض نے کہا یہ خبر ہے جو امر کے لفظ سے آئی ہے مطلب یہ ہے۔ اس نے اپنے لئے آگ کو لازم کر لیا۔ پھر مطلب یہ ہے کہ یہ اس کی اصل سزا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی سزا دیتے ہیں اور کبھی کریم بخش دیتے ہیں اور اس کے قطعی دخول نار کا فیصلہ نہیں فرماتے۔

نووی کہتے ہیں: جس نے کسی مسلمان کو کافر یا عدو اللہ کہا۔ یہ مبتداء کی خبر ہے اے انت عدو اللہ۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں تو وہ کہنے والے پر لوٹے گی جبکہ وہ ایسا نہ ہو۔ جبکہ کہنے والے کے متعلق اس نے اعتقاد رکھا کہ وہ کفر کرتا ہے اور جو مؤمن ہوتے ہوئے ایسا کرے وہ کافر ہے۔ ورنہ یہ زجر ونفرت محمول ہوگا۔

تخریج : کتاب الامور امنھی عنھا باب ۱۰/۵۸ تحریم میں روایت گزری ملاحظہ کر لیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۳۶۹ :بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنَ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ ﷺ

بَابٌ: جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے منع فرمایا ہو اُس کے ارتکاب سے بچنا

تشریح ۞ جب نہی یقین اقتضاء کے ساتھ ہوگی تو تحریم کیلئے آئے گی اور پھر اگر وہ نہی مقصودی ہے تو اس کا دوسرا درجہ کراہت ہے اور غیر مقصود ہو تو اسے خلافِ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت تو تمام میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ اول سخت ترین ہے کیونکہ منہی عنہ کے کرنے سے گناہ حاصل ہوتا ہے۔ جو دوسرے میں نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور:٦٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران:٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ [البروج:١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [هود:١٠٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''چاہئے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے''۔ (النور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے''۔ (البروج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اسی طرح تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں۔ بے شک تیرے ربّ کی پکڑ سخت ہے دردناک ہے''۔ (ھود)

تشریح ۞ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ:
يُخَالِفُوْنَ: سے مراد اعراض کرنے والے ہیں۔ فِتْنَةٌ: اس سے دنیا کی سزا مراد ہے۔ عَذَابٌ اَلِيْم: اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ یہ وعید اس شخص کیلئے ہے جو حکم رسول سے اعراض کرنے اور اس کی مخالفت کرنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرنے والے کے متعلق تو بدرجہ اولیٰ ہے۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ: اس سے مراد وہ سزا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہونے والی ہے یہ انتہائی تحذیر ہے۔ جیسے کہتے ہیں ''احذر غضب السلطان نفسه''۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ: اعداء کو سختی پکڑنا مراد ہے۔ لَشَدِيْدٌ: کئی گنا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ: الْقُرٰى: اہل قریہ مراد ہیں۔ وَهِيَ ظَالِمَةٌ:

اس سے مراد اہل قریہ کا ظالم ہونا ہے۔ یہ مجاز عقلی ہے جیسے نهر جار۔ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ: دردناک سخت ہے۔

۱۸۰۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰه تَعَالٰی یَغَارُ وَغَیْرُهُ اللّٰهِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۰۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یغار: اللہ تعالیٰ کیلئے غیرت سے مراد اس کی غایت یعنی روکنا ہے۔ ان یأتی العبد ماحرم اللّٰه: بندے کو ایسی چیز کے ارتکاب سے روک دیا جو اللہ تعالیٰ نے منع کی ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۵۲۷) والبخاری (۵۲۲۳) ومسلم (۲۷۶۱) والترمذی (۱۱۷۱) وابن حبان (۲۹۳) والطیالسی (۲۳۵۷)

الفرائد : (۱) محرمات کا ارتکاب نہ کرنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنا ہے۔ حدود کو توڑنے والا باغی ہے۔

۳۷۰ : بَابُ مَا یَقُوْلُهُ وَیَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَکَبَ مَنْهِیًّا عَنْهُ

بَاب: جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے اس کو کیا کرے اور کہے

تشریح ۞ خواہ وہ ممنوعہ کام حرام تھا یا مکروہ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ [فصلت:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ [الاعراف: ۲۰۱] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ، اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ﴾ [آل عمران:۱۳۵] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:۳۱]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اگر شیطان کی چوک اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو"۔ (فصلت) اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب ان میں سے کسی شخص کو شخص شیطان کا وسوسہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ہی وہ دیکھنے لگتے ہیں'' (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی ان سے ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخشے گا کون اور انہوں نے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے ربّ کے ہاں بخشش ہے اور ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم سب اللہ کی بارگاہ سے اٹھے تو توبہ کرو۔ تا کہ تم فلاح پاؤ''۔ (النور)

تشریح ۞ اِمَّا: یہ اِنْ شرطیہ اور ما زائدہ سے مرکب ہے۔ یَنْزَغَنَّکَ: جب شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی بگاڑ پہنچے۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ: تو اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا۔

طٰٓئِفٌ: چوک، وسوسہ، یہ طاف الخیال سے یا طاف یطوف سے ہے۔ (ن۔ض) ہر دو باب سے آتا ہے۔ یہ وعید ہے۔

فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ: جونہی وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور مواقع خطاء اور مکائد شیطان سے خبردار ہو کر رجوع کرتے ہیں۔ یہ وعدہ ہے۔

فَاحِشَۃً: اس سے بڑے بڑے گناہ زنا وغیرہ مراد ہیں۔

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ: کبیرہ یا صغیرہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

ذَکَرُوا اللّٰہَ: اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر اور وعید کو سامنے لاتے ہیں۔

فَاسْتَغْفَرُوْا: ان گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ اس مٹا دے اور اس پر مواخذہ نہ فرما۔

وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ: گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی نہیں بخشتا۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کو بیان کرنے کیلئے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان لایا گیا ہے۔

وَلَمْ یُصِرُّوْا: وہ اپنے گناہوں پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ اقرار کر کے استغفار کرتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا: ((ما اصر من استغفر وإن عاد في اليوم سبعين مرة))۔

وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ: وہ جانتے ہیں کہ یہ معصیت ہے اور اس پر اصرار نقصان دہ ہے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو مغفرت و ذنوب کا کامل اختیار ہے۔ (۲) وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ استغفار کریں گے تو وہ معاف کر دے گا۔

اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ: جنت کے بالا خانوں اور درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

خَالِدِیْنَ فِیْھَا: اَلنَّحْوُ:

اذا فعلوا: مبتداء اور یہ اسکی خبر ہے۔ (۲) جملہ مستانفہ۔

نِعْمَ اَجْرُ: یہ مغفرت اور جنت جس کا تذکرہ ہوا عمل کرنے والوں کا خوب بدلہ ہے۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ...... تُوْبُوْا: اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں کوتاہی سے توبہ کرو۔ اس آیت

سے اس باب کی آیات کا اختتام ہوفرما کر اشارہ کیا بندے سے تقصیرات تو ہوتی ہیں۔ مگر اس پر لازم ہے کہ وہ استغفار کی عادت ڈالے اور بارگاہ الٰہی میں کامیابی کا امیدوار رہے۔

۱۸۰۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالٰی اُقَامِرْكَ ، فَلْیَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

۱۸۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم اٹھائی اور یوں کہا۔ لات وعزیٰ کی قسم تو اس کو چاہئے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور جس نے قسم اٹھائی اپنے ساتھی کی خاطر اس کو چاہئے کہ یوں کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ فلیقل: لات وعزیٰ کے تذکرہ کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تعظیم سے تذکرہ کرے۔ گویا اگر ان کی تعظیم کی نیت سے کہا ہوگا تو اس سے تجدید ایمان ہو جائے گی۔ اقامرك: قامره مقامرة ، جوا بازی میں غالب آنا۔ فلیتصدق: اس کا ثواب زبانی گناہ کا کفارہ بن جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۰۹۳) والبخاری (۴۸۶۰) ومسلم (۱۶۴۷) وأبو داود (۳۲۴۷) والترمذی (۱۵۵۰) والنسائی (۳۸۸۷) وابن ماجه (۲۰۹۶) وعبد الرزاق (۱۵۹۳۱) وابن حبان (۵۷۰۵) والبیهقی (۱/۱۴۸)

الفرائد : (۱) جو آدمی کسی ایسی چیز کو قسم میں شامل کرے جس کی اللہ تعالیٰ کے سواء عبادت کی جاتی ہے۔ تو اسے تجدید ایمان کرنی چاہیے۔ (۲) معصیت کا عزم پختہ ہو جائے تو اسکا گناہ لکھا جاتا ہے۔ نہ ٹھہرنے والے خیال کا گناہ لکھا نہیں جاتا۔ (قاضی)

كتاب المنثورات والملح

تشریح ۞ المنثورات: جمع منثور ہے۔ یہ منظوم کی ضد کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ احادیث ہیں جو کسی باب سے مقید نہیں۔ اس تعبیر میں استعارہ مکنیہ ہے بمع تخییلیہ۔ الملح: جمع مُلحة: جو احادیث الفاظ ومعانی کے لحاظ سے یستملح و یستعذب ہیں۔

۱۸۱۰: عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِیْ طَآئِفَةِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا ، فَقَالَ: "مَا شَاْنُكُمْ؟" قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِیْ طَآئِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِیْ عَلَيْكُمْ: اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ ، وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ ، وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِیْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ: اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّیْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ ، فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ ، اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَّعَاثَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِی الْاَرْضِ؟ قَالَ: "اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنَةٍ ، وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ ، وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ ، وَسَآئِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ" قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِیْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: "لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِی الْاَرْضِ؟ قَالَ: كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِیْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ، ثُمَّ يَاْتِی الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَیْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا: اَخْرِجِیْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ، ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالَى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ ، اِذْ طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ

رِيْحَ نَفْسِهِ اِلَّا مَاتَ ' وَنَفَسُهُ يَنْتَهِيْ اِلَى حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ ' فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ' فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَايَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ ' وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ' فَيَمُرُّ اَوَآئِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَآءٌ ' وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ ' فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ' فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ ' فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ' فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ ' ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ ' ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِيْ ثَمَرَكِ ' وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ ' فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ ' وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ ' وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ ' وَّيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : اَيْ طَرِيْقًا بَيْنَهُمَا وَقَوْلُهُ "عَاثَ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ ' وَالْعَيْثُ : اَشَدُّ الْفَسَادِ – "وَالذُّرٰى" : الْاَسْنِمَةُ "وَالْيَعَاسِيْبُ" : ذُكُوْرُ النَّحْلِ "وَجِزْلَتَيْنِ" : اَيْ قِطْعَتَيْنِ "وَالْغَرَضُ" : الْهَدَفُ الَّذِيْ يُرْمٰى اِلَيْهِ بِالنُّشَّابِ اَيْ يَرْمِيْهِ رَمْيَةً كَرَمْيَةِ النُّشَّابِ اِلَى الْهَدَفِ – "وَالْمَهْرُوْدَةُ" بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِيَ : الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ – قَوْلُهُ "لَا يَدَانِ" : اَيْ لَا طَاقَةَ : "وَالنَّغَفُ" دُوْدٌ "وَفَرْسٰى" جَمْعُ فَرِيْسٍ ' وَهُوَ الْقَتِيْلُ "وَالزَّلَقَةُ" : بِفَتْحِ الزَّايِ وَاللَّامِ وَالْقَافِ – وَرُوِيَ الزُّلْفَةُ بِضَمِّ الزَّايِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَآءِ وَهِيَ : الْمِرْاٰةُ "وَالْعِصَابَةُ" الْجَمَاعَةُ "وَالرِّسْلُ" بِكَسْرِ الرَّآءِ :

اللَّبَنُ "وَاللِّقْحَةُ" اللَّبُوْنُ – "وَالْفِئَامُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ الْجَمَاعَةُ – وَالْفَخِذُ" مِنَ النَّاسِ :دُوْنَ الْقَبِيْلَةِ۔

۱۸۱۰: حضرت نواس بن سمعانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجّال کا ذکر فرمایا تو کبھی اس کو حقیر اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ وہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں ہے کہ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں اس کا اثر دیکھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح دجال کا ذکر کیا تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بڑا حقیر اور کبھی اس کو اونچا دکھایا یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ تو ان کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں دجال کے غیر کا زیادہ خوف ہے اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہو گیا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں اس کا خروج ہوا تو پھر ہر شخص اپنے نفس کا دفاع کرنے والا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر جانشین ہو گا۔ (یاد رکھو) وہ دجّال نوجوان اور گھنگھریالے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ اُبھرنے والی ہے۔ گویا اس کو عبدالعزیٰ بن قطعن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ جو آدمی اس کو پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیانی راستے پر ظاہر ہو گا۔ وہ دائیں اور بائیں جانب فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۴۰ دن جن میں ایک دن سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن جمعہ کے برابر اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کے مشابہ ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہے کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا ہمیں کفایت کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں تمہیں اس دن کی مقدار کا اندازہ لگانا ہوگا"۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو چنانچہ اس کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہو گا پس ان کو دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا۔ پس وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی اور ان کے چرنے والے جانور شام کو ان کی طرف واپس لوٹیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے اور ان کے تھن پہلے سے زائد بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے پہلو وسیع ہوں گے۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے۔ وہ جس وقت ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں مال ذرا بھر نہیں رہے گا۔ اس کا گزر ویرانے پر ہو گا تو وہ اس ویرانے کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے اس طرح اس کا پیچھا کریں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے۔ پھر وہ ایک کامل آدمی کو دعوت دے گا اور تلوار سے ضرب لگا کر اس کو دو

ٹکڑے کردے گا جیسے تیر انداز کا نشانہ پھراس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف اس حالت میں متوجہ ہوگا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے۔ چنانچہ وہ دمشق کے مشرقی سفید کنارے کے پاس زرد رنگ کی چادریں پہنے اتریں گے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر ہوں گے۔ جب سر جھکائیں گے' تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرف قطرے گریں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر کو پہنچے گی' تو وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ پس وہ دجّال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ بابِ لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجّال سے محفوظ رکھا پس آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بات بتلائیں گے۔ وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان سے لڑائی کی طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجیں گے اس حال میں کہ وہ بلندی سے پھسلنے والے ہوں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرۂ طبریہ پر گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر عیسیٰ اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک بیل کا سر ان کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھی اللہ کی طرف رغبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائیں گے جس سے وہ تمام اس طرح موت کا شکار ہو جائیں گے جیسے ایک نفس مرتا ہے۔ پھر عیسیٰ اور انکے ساتھی زمین پر اتریں گے اور وہ زمین پر ایک بالشت جگہ نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جس سے کوئی گھر اور کوئی حصہ خالی نہیں رہے گا۔ وہ بارش زمین کو دھو کر چکنی چٹان کی طرح کر دے گی پھر زمین کو کہا جائیگا تو اپنے پھل اُگا اور برکت لوٹا۔ چنانچہ ایک جماعت انار کو کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے کام لے سکے گی اور دودھ میں برکت کر دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کیلئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کو کافی ہو جائیگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نچلے حصے کو متاثر کریگی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض کر لی جائیگی اور شریر ترین لوگ رہ جائینگے' وہ آپس میں اس طرح جماع کرینگے جیسے گدھے سر عام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ: شام و عراق کا درمیانی راستہ۔ عَاثَ: سخت فساد۔ الذُّرٰی: کوہان۔ يَعَاسِيْبُ: شہد کی مکھی۔ جِزْلَتَيْنِ: دو ٹکڑے۔ الْغَرَضُ: وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو تیر کے نشانے کی طرح پھینکے گا۔ الْمَهْرُوْدَةُ: دال مہملہ اور معجمہ دونوں کے ساتھ رنگے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔ لَايَدَانِ: طاقت نہیں۔ نَغَفُ: کیڑا۔ فَرْسٰی: مقتول۔ زَلَقَةُ:

آ ٹینہ جماعت۔ الْعِصَابَةُ: جماعت۔ اللَّبَنُ: دودھ۔ اللِّقْحَةُ: دودھ والی۔ فِئَامُ: جماعت۔ الْفَخِذُ: قبیلہ سے چھوٹی جماعت یعنی خاندان، کنبہ یا گھرانہ۔

تشریح ۞ ان کے حالات باب المبادرة إلى الخيرات میں گزرے۔

الدجال: (۱) کذاب۔ (المصباح) (۲) ثعلب کہتے ہیں ملمع ساز جیسے کہتے ہیں سیف مموہ۔ جبکہ اس پر سونے کا جھال چڑھائیں۔ (۳) ابن درید کہتے ہیں جس چیز کو تم نے ڈھانپ دیا گویا تم نے اس سے دجل کیا۔ اس سے اشتقاق کی وجہ یہ ہے کہ وہ کثیر مجمع سے زمین کو ڈھانپ لے گا۔ اس کی جمع دجّالون آتی ہے۔

ذات غداة فخفض في ورفع: غداة: صبح کا وقت۔ خفضه: (۱) حقیر قرار دینا۔ رفعه فتنہ کے لحاظ سے بہت بڑا قرار دینا۔ (۲) خفض: اس نے لمبی گفتگو کے بعد اپنی آواز کو ہلکا کیا تاکہ آرام کرے پھر بلند کیا تاکہ مقصد تک پہنچ جائے۔

حتى ظنناه: جو سنا اس کے متعلق کمال تعظیم و مبالغہ کا اظہار ہے۔ أخوفني عليكم: اس میں دو لغات ہیں ایک نون کے ساتھ اور ایک نون کے بغیر۔ (قاضی عیاض) اس کا معنی یہ ہے۔ کہ دجال کے علاوہ خوف کے اسباب تمہارے سلسلے میں زیادہ ہیں۔ اس میں معانی کو اعیان سے مبالغہ تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں شعر شاعر، تقدیر عبارت یہ ہے: "غير الدجال اخوفني عليكم" پھر پہلے مضاف اور پھر دوسرے مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔

فأنا حجيجهٗ دونكم: آخری زمانہ میں اس کے نکلنے کی وجہ سے اس کے متعلق پہلے بات بتلائی۔ حجيج یہ فاعل ہے میں تمہاری طرف اس کے ساتھ جھگڑنے والا اور اس کی محبت کو مٹانے والا ہوں۔

فكل امرئ: یعنی اس کی اپنی شخصیت اس سے جھگڑے گی اور اس کے دعویٰ کی تکذیب کرے گی۔ اس لئے کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو اپنے نقائص و عیوب کو دور کرتا۔

قرطبی کا قول: یہ خبر امر کے معنی میں ہے۔ کہ ہر شخص کو اپنے علم کے مطابق اس سے جھگڑنا چاہئے کیونکہ عقل سے ہی اس کا کذب واضح ہے۔

و الله خليفتي: اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس کے فتنے اور زیغ سے محفوظ کرنے والے ہیں۔

انه شاب قطط: وہ نوجوان ہے اس کے بال سخت گھنگریالے ہیں۔ طافية: جس کی روشنی ختم ہو جائے۔ (۲) اونچی ہو جائے روشنی باقی رہے۔

عبدالعزى بن قطني: بخاری میں ذکر کیا یہ بنی مصطلق جو خزاعی قبیلہ ہے اس کا ایک آدمی جاہلیت میں مر گیا۔ احمد کی روایت میں ہے کہ یہ قطن بن عبدالعزیٰ ہے اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کی مشابہت مجھے نقصان دے گی۔ آپ نے فرمایا نہیں تو مؤمن ہے اور وہ کافر ہے مگر حافظ کہتے ہیں یہ روایت درست نہیں۔ مسعودی کو خلط تھا۔ محفوظ پہلا ہی ہے۔

فمن ادركه: ابتدائی دس آیات دوسرے قول میں آخری دس آیات ہیں۔ ان کے پڑھنے والا فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

قرطبی کا قول: احتیاط یہ ہے کہ اول و آخر آیات پڑھے۔ ابوداؤد میں نواس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابتدائی آیات کا ہی

تذکرہ ہے۔

انه خارج خله: حمیری نے حلّہ قرار دیا۔ نہایہ نے بھی اس کو اختیار کیا نووی نے بھی اس کا معنی حلول ونزول کیا ہے۔

عاث یمینا: یہ ماضی ہے اسے اسم فاعل بھی قرار دیا گیا ہے۔ تورپشتی کہتا ہے۔ یمین وشمال سے اشارہ ہے کہ جن علاقوں میں خود جائے گا۔ ان کے بگاڑنے پر اکتفاء نہ کرے گا۔ دائیں بائیں اپنے دستے روانہ کرے گا۔ کوئی مؤمن اس کے فتنہ سے نہ بچے گا اور نہ کوئی مقال محفوظ رہے گا۔ عاث: سخت فساد۔

یاعباداللّٰہ: اے اللہ کے بندو! ایمان پر قائم رہو اور ٹیڑھا پن نہ اختیار کرو۔

مالبثه: وہ دنیا میں کس قدر رہے گا۔

اربعون یومًا: یہ سورج کے مغرب سے طلوع اور غروب کے درمیان کا زمانہ ہوگا۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ تین دن اسی طرح طویل ہونگے ایک دن سال سال، دوسرا مہینہ تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا۔ یہ روایت اپنے ظاہر پر ہے۔ وسائر ایامة کایامکم: اس سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے کہ بقیہ ایام عام مقدار کے مطابق ہونگے۔

اتکفینا: جو دن سال کے برابر ہوگا۔ اس میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ ہر دن کی نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب وعشاء کا اندازہ کرو گے۔ اس طرح عشاء سے فجر کے فاصلہ کے اندازہ کے مطابق گویا چوبیس گھنٹے کی بالترتیب پانچ نمازیں۔ مہینہ اور ہفتہ کے برابر دونوں کا اس پر قیاس تو ظاہر ہے۔ عیاں راچہ بیان۔ قاضی عیاض کہتے ہیں صاحب شرع نے یہ طریقہ مشروع فرمادیا۔ ورنہ ہمارا اجتہاد تو معروف دنوں پر اکتفاء کرتا۔ عاقولی کہتے ہیں۔ یہ سوال نہ کرتے تو وہ تفصیل نہ ہوتی۔ یہ بنی اسرائیل کی گائے والی بات بن گئی۔ تورپشتی کہتے ہیں حدیث کو ظاہر پر منطبق کرنا اولیٰ ہے۔ تاویل کی ضرورت نہیں۔ دن میں اضافہ نہ ہوگا۔ یہ شدت اہوال سے کنایہ ہے۔ اور نمازوں کا اندازہ ان احوال کے چھٹ جانے تک جو پیش آئے اس کا سامنا کرنے کیلئے ہے۔ مگر ابن جوزیؒ نے اس تاویل کو مسترد کر دیا اور قرطبی نے بھی اسی طرح مفہوم میں کہا۔ (واللہ اعلم)۔

فیأتی علی القوم: وہ لوگوں کو کہے گا کہ وہ ان کا رب ہے۔ اور ایمان لانے کی طرف دعوت دے گا۔

یستجیبون له: وہ قبول کریں گے۔ تو آسمان کو بارش کا حکم دے گا۔ اسی وقت بارش ہو پڑے گی اور زمین کو نبات کا حکم دے گا وہ نبات اگائے گی۔

فتروح علیهم: ان کے چرنے والے جانور شام کو چراگاہ سے زیادہ بڑے۔ بڑی کوہانیں شاندار رنگوں سے لوٹیں گے۔ وہ سیر اور موٹے ہوں گے۔ ذری یہ ذروۃ کی جمع ہے۔

والشبعة خروعًا: کثرت دودھ کی وجہ سے تھن لمبے ہوں گے۔ اسناد سبب کی طرف ہے۔ کوکھیں پیٹ بھرنے سے نکلی جارہی ہوں گی۔

ثم یاتی القوم: پھر اور لوگوں کے پاس جائے گا جو توحید پر قائم رہیں گے۔

فیصبحون ممحلین: وہ قحط زدہ ہوجائیں گے۔ تورپشتی کہتے ہیں کہ امحل القوم جبکہ وہ قحط زدہ ہوجائیں۔ زمین

خشک ہو جائے۔ زمین وگھاس کا خشک ہو جانا۔

لیس بایدیھم شیٔ: یہ جملہ حالیہ ہے۔ یا دوسری خبر ہے۔ اور اموال سے (۱) چرنے والے جانور چارے کے نہ ملنے سے ہلاک ہو جائیں گے۔ یا (۲) تمام قسم کے اموال مراد ہوں۔ اور ظاہر کلام اس کا مؤید۔ **الخربة**: بیابان۔ **کنوزك**: یعنی وہ خزانے جو زمین میں ہیں۔ تو اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے۔ **یعاسیب**: نر شہد کی مکھی، یا مکھیوں کا بادشاہ جس کے پیچھے مکھیاں اڑ کر جاتی ہیں۔

ثم یدعو رجلاً: بھر پور جلال اس کو دو حصوں میں کاٹ دے گا۔ جزل جیم (زمان الجزال۔ کاٹنے کا زمانہ) کا فتحہ وکسرہ منقول ہے۔ **رمیة الغرض**: تورپشتی کہتے ہیں اس سے مراد تلوار کے وار کا اس میں تیزی سے اثر انداز ہو کر دو الگ ٹکڑوں میں ہونا۔ (۲) کلام میں تقدیم تاخیر ہے کہ اس کو تیر پھینکنے کے برابر فاصلہ پر قتل کر دے گا۔ پھر دو ٹکڑے کر دے گا۔ بعض نے کہا یہ خضر ہیں (مگر یہ بلا دلیل ہے)۔

ثم یدعوہٗ: وہ بلانے سے زندہ ہو کر خوش باش آئے گا۔ النحو: **یضحك** کا جملہ محل حال میں واقع ہے۔

ھو کذلك: دجال انسانوں میں فساد مچا رہا ہوگا۔

اذ بعث اللّٰہ المسیح بن مریم وعلی نبینا السلام: بعث یہاں انزل کے معنی میں ہے۔ مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب بیمار پر ہاتھ پھیرتے تو وہ درست ہو جاتا۔ بقیہ انبیاء علیہم السلام پر سلام ودرود بھیجنا چاہئے۔

عند المنارة البیضاء: یہ منارہ مشرقی دمشق میں موجود ہے۔ **محرودتین**: زرد سے رنگا ہوا کپڑا۔ جیسے کہتے ہیں ھریت العمامہ: ہلکی زردی سے کپڑا رنگنا (تورپشتی) قرطبی۔ اس مقام پر ابن قتیبہ کو غلطی لگی ہے۔ ھریت صرف پگڑی کیلئے آتا ہے۔ ھروت الثوب نہیں آتا۔ اکثریت کا قول درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں اس کی بجائے ممصرتین کا لفظ آیا ہے جس کا معنی زرد رنگ میں رنگی چادر۔ اب مطلب یہ ہے: "**لابس مھروتین یا ثوبین مصبونین**"

واضعا کفیه علی اجنحة ملکین: شاید یہ جبرئیل اور میکائیل ہوں۔ کہیں تعیین منقول نہیں۔

اذ طأطأ رأسه: جب سر جھکائیں گے۔ جب سر ڈھیلا کریں گے تو اس سے پانی ٹپکے گا۔ جب سر اٹھائیں گے تو سر سے چاندی کے موتیوں کی طرح قطرات ٹپکیں گے۔ پانی کو صفائی وحسن میں جمال یعنی چاندی کے موتیوں سے تشبیہ دی۔

لا یحل لکافر: جس کافر تک ان کا سانس پہنچے گا وہ مر جائے گا۔ قاضی عیاض کہتے ہیں اس کا مطلب یہ کافر پر واجب ہے کہ وہ مر جائے۔

ونفسه ینتھی: حد نگاہ تک سانس جائے گا۔ **طرف**: سبب بول کر مسبب مراد لیا۔ النحو: یہ جملہ مستانفہ یا حالیہ ہے۔

فیطلبه: عیسیٰ علیہ السلام اسی وقت دجال کو تلاش کریں گے۔ لد مقام کے دروازے کے پاس اس کو آلیں گے۔ یہ بیت المقدس کے قریب شہر ہے۔

قوماً قد عصمھم اللّٰہ منه: وہ ایمان پر ثابت قدم رہے ہونگے اس کے فتنہ میں مبتلا نہ ہونگے۔ **یمسح علی وجوھھم**: سے تبرکاً ان کے چہروں پر ہاتھ پھیرنا مراد ہے۔ (۲) شدت وخوف کے ازالہ کیلئے ان کو شاباش دیں گے اور ان کے درجات

بتلائیں گے۔

فبینما ھم: اسی دوران کے آپ ان کے درمیان ہونگے۔

لا یدان لاحد: مالی ید اور مالی یدان دونوں بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ دفاع ہاتھ سے یہی ہوتا ہے۔ کسی کو ان سے لڑنے کی قدرت وطاقت نہیں۔ کیونکہ وہ کثیر اور جنگ جو ہوں گے۔ عباداً لی: یہ نسبت ان بندوں میں خصوصی قدرت اہلاک کی وجہ سے کی جن کو ہلاک کرنا ان کے ذریعہ مقصود ہوگا۔ جیسا قرآن مجید میں فرمایا: ﴿بعثنا علیکم عباداً لنا......﴾ [سورہ اسراء] تو دراصل قدرت کی عظمت کا بیان مقصود ہے۔ جس کے اظہار کا وہ ذریعہ ہیں۔ ورنہ کافر تو قابل تعظیم نہیں۔

حرز عبادی: یہ احرزت الشیٔ سے لیا گیا۔ ملانا اور حفاظت کرنا معنی ہے۔

یاجوج و ماجوج: یہ دو بڑی امتیں ہیں بعض نے یاجوج مرد اور ماجوج عورت کا نام بتلایا۔ بعض نے ان کو عجمہ کہا جیسے ہاروت و ماروت۔ اکثر کا قول یہ ہے۔ (فتح الباری) بعض عربی لفظ قرار دیتے۔ اس کی اصل اجیج النار یا اجاجۃ یعنی اختلاط یا أج۔ تیز دوڑنا۔ یا اجاج۔ سخت نمکین پانی۔ یہ تمام مادے ان کی صفات سے مناسبت رکھتے ہیں۔

ینسلون: تیزی سے چلنے والے۔ بحیرہ طبریہ۔ فارس میں ایک جگہ کا نام ہے۔

لقد کان بھذا مرۃ ماء: کسی وقت یہاں پانی ہوتا ہوگا۔ اَلنَّحْوُ: مرۃ یہ کان کا اسم اور بھذہ خبر ہے۔

نبی اللّٰہ: عیسیٰ علیہ اور ان کے ساتھیوں کو یاجوج وماجوج سے محفوظ رکھا جائے گا۔ رأس الثور: بیل کے سر کا ذکر کرنے سے بقیہ اشیاء کی قیمت کے بہت زیادہ چڑھنے کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے کہا کہ رأس سے مراد بیل ہے۔ کہ اس کی قیمت سو دینار سے بڑھ جائے گی۔ کیونکہ زراعت، گوشت میں ضرورت ہوگی۔ تورپشتی کہتے ہیں یہ سر پر اطلاق ہے۔ بیل خود مراد نہیں۔ حدیث سے انکا محصور ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اشیاء خوردنی کی قلت مراد ہے۔

فیرغب نبی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر یاجوج ماجوج کی ہلاکت کی دعا مانگیں گے۔

النغف فی رقابھم فیصبحون فرسی: تورپشتی کہتے ہیں۔ نغف و فرسی لا کر خبردار کیا ہے۔ ان کی گردن میں ایک کیڑا پیدا کر دیں گے جس سے شکار کی طرح پچھڑ جائیں گے اور بغاوت ان کے سر سے نکل جائے گی۔ حالانکہ ان کا خیال تھا ہم تو آسمان والوں سے بھی لڑیں گے۔ فرسی یہ فعلی کا وزن ہے جمع فریس جیسے مرضی و مریض یہ فرس الذئب الشاۃ سے لیا گیا۔ جب وہ قتل کر دے۔

ثم یھبط: زمین پر اترنے کیلئے رکاوٹ زائل ہو چکی۔

زھمم و نتنھم: ان کی وجہ سے تعفن و سڑاند۔

فنظرحھم حیث یشاء اللّٰہ تعالیٰ: خشکی یا سمندر میں جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ ان کی لاشوں کو ان پرندوں سے اٹھوا دیا جائے گا۔ مطراً: اس سے معلوم ہوتا ہے وہ زبردست بارش ہوگی جو زمین کو دھو ڈالے گی۔ زلقۃ: پھسلن۔ نرمی وصفائی میں تشبیہ دی ہے۔ پانی جوھڑ، جن میں پانی جمع ہوتا ہے تاکہ صاف ہو۔ (ازھری، تورپشتی کا یہی قول ہے) بعض نے پیالہ بعض نے باغ معنی کیا ہے۔

برکتك: وہ برکت جو پہلے تھی۔

الرمانه: ایک بڑی جماعت کیلئے انار کافی ہوگا۔ کیونکہ بہت بڑا ہوگا اور اس کے چھلکے کے سایہ میں بیٹھیں گے۔ قحف: دماغ کے اوپر کھوپڑی کا حصہ۔ بعض نے کہا کھوپڑی کا جو حصہ جدا ہوتا ہے۔ سخاوی کہ یہ لقحہ ہے دودھ والی اونٹنی۔ ایک گروہ کیلئے کافی ہوگی اور گائے قبیلہ کیلئے کفایت کرے گی۔ الفخذ: خا ساکن ہو تو ران معنی ہوگا۔ (ابن فارس) اس میں کہ کسرہ سکون دونوں آتے ہیں۔ اس کا معنی فَخِذ: قریبی رشتہ داروں کی ایک جماعت جن کی تعداد بطن سے کم ہو۔ اور بطن کی تعداد قبیلہ سے کم ہے۔ درجات اس طرح ہیں: (۱) الشعب' (۲) قبیلہ' (۳) لفصیلہ' (۴) العمارہ' (۵) بطن' (۶) الفخذ۔

یتهارجون تهارج الحمر: گدھوں کی طرح لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔

تورپشتی کا قول: اگر کوئی کہے کہ احادیث دجال سے خلاف عادت ان چیزوں کا اظہار یہ معجزات نہ بنیں گے۔ جو برائی کی طرف دعوت دینے والے ہیں جیسے معجزات انبیاء خیر کی طرف لانے والے۔ جواب: صبر کرنے والے ان چیزوں کا قبول تو در کنار ادھر التفات بھی نہیں۔ کیونکہ وہ نبوت نہیں بلکہ ربوبیت کا دعویدار ہوگا اور عقل اس کو نہیں مانتی اور اس کے خرق عادت کی طرف اہل حق کو کیا التفات ہوتا اس کا آنکھ والا کانا پن اس کی تکذیب کیلئے کافی ہے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کی وہ علامت واضح طور پر ذکر فرمائی: ''ولکن اقولی فیه فو لالم یقله نبی یقومه انه اعور''۔ (۲) احادیث میں خروج مہدی کے بعد اس کا خروج مذکور ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے۔ تو یہ دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہونگے اور قرون اولیٰ تو کیا وسطیٰ والے بھی اس کو نہ پائیں گے پھر ''ان یخرج وانا فیکم'' کا کیا مطلب ہے۔

جواب: یہ انداز توریہ ہے۔ تاکہ اس کے فتنہ سے خوف بھی باقی رہے۔ اور ان کے فتنہ سے بچنے کیلئے بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع بھی رہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فضل ہو۔ اور ان کے دین کے متعلق آپ کا احساس بھی ان کو معلوم ہو۔ (تورپشتی)

تخریج : أخرجه مسلم (۲۱۳۷)

الفرائد : (۱) دجال ایک خاص شخص ہے جو ابتلاء امت کا باعث ہے، وقتی طور پر بعض مقدورات اس کو میسر ہوں گی۔ اتباع کنور ارضی، زرع ارض او طار سماء وغیرہ۔ عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے۔ (از قاضی ملخصاً) (اہلسنّت کا یہی مذہب ہے)

۱۸۱۱ : وَعَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ اِلٰی حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ حَدِّثْنِیْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الدَّجَّالِ قَالَ : اِنَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ ، وَاِنَّ مَعَهٗ مَآءً وَّنَارًا ۔ فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَآءً فَنَارٌ تُحْرِقُ – وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَآءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ طَیِّبٌ " – فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ : وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهٗ – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

۱۸۱۱: حضرت ربعی بن حراس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابومسعود انصاری کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں گئے۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا' تم مجھ سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجّال کے متعلق سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک دجّال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا پھر جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ خیال کرتے ہوں گے وہ عمدہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' میں نے بھی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ ربعی بن حراش جلیل القدر تابعین سے ہیں۔ ابومسعود بدری مراد ہیں۔

حدثنی بما: ما۔ الذی کے معنی میں ہے۔ (۲) ما مصدریہ مگر اس میں بُعد ہے۔ قال: یہاں فاعل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دلالت مقام کی وجہ سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف ضمیر بھی نہیں لوٹائی۔ یخروج سے مراد دنیا کے آخری حصہ میں نکلے گا۔ وان معه: یہ ماقبل جملے پر عطف ہے۔ (۲) یخروج کے فاعل سے حال ہے۔ یراہ الناس: لوگ اس کو اس حال میں دیکھیں گے پانی اور جلانے والے آگ ہے۔ اما الذی یراہ الناس: نووی کہتے ہیں۔ دجال کے آگ وغیرہ کا پانی ہونا۔ درحقیقت یہ بندوں کے امتحان کا ذریعہ جس سے حق و باطل جانچا جاتا ہے۔ پھر باطل کو رسوا کیا جاتا ہے۔ اور اس کا عجز ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ یہ سب اس شخص کے متعلق اختلاف رائے کی وجہ سے ہے (۱) اگر دجال ساحر ہے تو پھر اشیاء کو تخیلاتی انداز میں عکس سے دکھائے گا۔ (۲) اگر اللہ تعالیٰ اس کی مسخر کردہ جنت کو باطنی طور پر آگ اور اس کی جنت کو باطنی طور پر جنت بنایا ہوگا۔ تو اس میں کوئی بعد نہیں۔ راجح قول یہی ہے۔ (۳) رحمت و نعمت کو جنت سے اور مشقت اور عذاب کو آگ کے نام سے تعبیر کیا۔ چنانچہ جو دجال کی بات مان لے گا وہ اس کو جنت دے گا جس کی تاویل وہ آخرت کی آگ کا حقدار بن جائے گا اور اس کا عکس۔ (۴) ممکن ہے کہ یہ مشقت شدیدہ اور فتنے کی وجہ سے دیکھنے والا اس کی دہشت کی وجہ سے جنت و دوزخ کا تخیل کرے۔

تخریج : أخرجه البخاري (٣٤٥٠) ومسلم (٢٩٣٤) وأبو داود (٤٣١٥) وابن حبان (٦٧٩٩) وابن أبي شيبة (١٣٣/١٠) والطبراني (٦٤٢/١٧)

الفرائد : جو شخص دجال کو پائے وہ اس کی جنت میں نہ جائے وہ دھوکا ہے اور جہنم ہے اور اس کی آگ میں جلنا یہ جنت کی راہ ہے۔ اعاذنا اللّٰہ من فتنته۔

۱۸۱۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ اُمَّتِيْ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ ، لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ

سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا ، وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا ، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ : اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ ، وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا ، وَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهٗ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ حَوْلَهٗ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ اَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللّٰهُ - مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ اَوِ الظِّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ، ثُمَّ يَقُوْلُ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ ، وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ : اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ : مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ ، فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ، وَذٰلِكَ يَوْمٌ يُّكْشَفُ عَنْ سَاقٍ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اللِّيْتُ" صَفْحَةُ الْعُنُقِ وَمَعْنَاهُ يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهٖ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْاُخْرٰى۔

۱۸۱۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک ٹھہرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو کے درمیان کوئی دشمنی کا نام ونشان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کوئی ایک شخص جس کے دل میں ذرہ کی مقدار بھر ایمان ہوگا وہ بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوگا تو بھی وہ ہوا اس پر داخل ہو کر اُس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور پیچھا کرنے میں درندوں جیسی خون خواری ہوگی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی خیال کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے مثالی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ لوگ کہیں گے تو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ پس وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ اس کے باوجود ان کے ہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔ پھر صور میں پھونک ماردی جائے گی جو بھی اس کی آواز سنے گا۔ اپنی گردن کبھی اس کی طرف جھکائے گا اور کبھی اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص جو اس آواز کو سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لیپ رہا ہوگا۔ وہ اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور دوسرے لوگ بھی۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا یا اُتارے گا جو پھوار جیسی ہوگی جس سے انسانی اجسام اُگیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت لوگ کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ

رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! اپنے ربّ کی طرف آؤ (فرشتوں کو کہا جائے گا) ان کو کھڑا کرو اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا ان میں سے جہنمیوں کا گروہ نکال لو۔ پس فرشتوں کی طرف سے عرض کیا جائے گا کتنوں میں کتنے؟ تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹)۔ پس یہی دن ہوگا۔ (جو غم کی وجہ سے) بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی (مسلم)

اللِّیْتُ: گردن کی طرف۔ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور دوسرا اٹھائے گا۔

تشریح ۞ **فیمکث اربعین**: ابن حجر کہتے ہیں۔ اس سے چالیس دن ہی مراد ہیں۔ یہ یاؔ سے مقدم ہے۔

فیبعث: یہاں آسمان سے زمین پر نزول مراد ہے۔ **فیطلبه فیهلکه**: وہ اس کو تلاش کر کے قتل کریں گے۔ یہ بات اس کے منافی نہیں کہ وہ دجال ان کو دیکھ کر ''یذوب کذوبان الملح''۔ شاید اس سے پہلی ملاقات مراد ہو۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کرنے میں جلدی کریں گے۔

یمکث الناس سبع سنین: سات سال سے شاید وہ مدت مراد ہو جو گندے پن سے بالکل صاف ہو۔ سیوطی نے حاشیہ بیضاوی میں ''اربعین سنة'' کا لفظ نقل کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں۔ مسلم کی روایت میں ''سبع سنین'' آیا اس سے اس پر اشکال ہوگا۔ ممکن ہے کہ یہ نزول کے بعد کی مدت ہو اور وہ کل مدت عمر ہو۔ رفع کے وقت ۳۳ سال اور سات یہ۔ واللہ اعلم۔

بیہقی کتاب البعث والنشور میں کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے اور مسلم کی روایت سات سال والی اس کے خلاف نہیں ممکن ہے کہ یہ سات سال عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد سات سال لوگوں کا درست حالت میں رہنا مراد ہو۔ یہ تاویل خوب ہے۔ لیکن سات سال والی حدیث میں احتمال ہے ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام یا لوگ اور عیسیٰ علیہ السلام کی زمین رہنے کی مدت چالیس سال کئی روایات میں وارد ہے۔ مثلاً طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ ''ینزل عیسٰی بن مریم فیمکث فی الارض اربعین سنة'' اگر وہ سنگریزوں والی زمین کہیں کہ شہد بہا دے تو وہ بہا دے گی۔ دوسری احمد کی روایت ''فینزلُ عیسٰی ابن مریم فیقتلهُ ثم یمکث فی الارض اربعین سنةً اماماً عادلاً وحکمًا مقسطًا''۔ (۳) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے نقل کیا۔

ریحا باردة: حضرت نواسؓ کی روایت میں اس کو طیبہ سے تعبیر فرمایا۔ شاید کہ اس کی ٹھنڈک ہی کو طیب سے تعبیر کر دیا اور وہ شام کی جانب سے چلے گی۔ **الاقبضت**: یہ سبب کی طرف اسناد ہے۔

لو ان احدکم دخل: موجودین کو خطاب فرمایا کہ پہاڑ کے درمیان گھسنے والے کو بھی وہ ہوا پہنچ جائے گی اور اس سے وہ موت کی نیند سو جائے گا۔

خفة الطیر: یہ طائر کی اسم جمع ہو سکتی ہے اور طیورؔ کا واحد بھی ہے۔

احلام السباع: علماء فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ برائی کی طرف جلدی جانے اور شہوت پوری کرنے اور فساد برپا کرنے میں پرندوں کے اڑنے کی طرح تیز اور ایک دوسرے کے پیچھے لگنے میں درندوں کے اجسام کی طرح ہوں گے۔ شدت جہالت سے اچھائی برائی سے واقف نہ ہونگے۔

فیتمثل لهم الشیطان: شیطان انسانی شکل میں آ کر ان سے بات کرے گا۔

هم فی ذلك دار رزقهم وحَسُن عیشهم: وہ تمام اشیاء ان کو میسر ہوں گی۔ جس کھانے، پینے اور لباس کی ان کو ضرورت ہوگی۔ جملہ خبر کے بعد دوسری خبر ہے۔ اور همّ یہ جملہ حال ہے جس کو اس لئے لایا گیا ہے تاکہ وضاحت کر دی جائے کہ ان کی خوش عیشی اور رفاہیت گمراہی میں اضافہ ہوگا۔ کلام میں حذف ہے کہ وہ شیطان کی تمام باتیں مانیں گے۔

ینفخ فی الصور: یہ نفحہ صعق ہے۔ اصغاء: مائل ہونا اور کان دھرنا۔

یلوط هوض ابله: اپنے حوض کی درستگی اور لپائی کر رہا ہوگا۔

کانه الطل او الظل: نووی کہتے ہیں پہلی روایت زیادہ درست ہے۔ یہ دوسری روایت کے موافق ہے جس میں ''کمنّی الرجال'' کے لفظ وارد ہیں۔

فتنبت منه: من سببیہ ہے۔ (۲) فعل کو متعدی کرنے کیلئے ہے۔ اس کے سبب سے لوگ اگیں گے یا وہ لوگ کے اجساد کو اگائے گی۔ من عجب الذنب: اس سے دم کی ہڈی کا آخری حصہ رائی کے دانے برابر مراد ہے۔

ثم ینفخ فیه اخری: یہ قبور سے اٹھنے کا نفخہ ہے وہ قبور سے اٹھ کر ایک دوسرے کو یا اللہ تعالیٰ کے نافذ فیصلے کو دیکھ رہے ہوں گے۔

هلّموا الی ربکم: هَلّم: لغت تمیم ہے اور حجاز بھی ہے۔ قرآن مجید میں: ﴿قل هلّم شهداء کم﴾ وارد ہے۔ لاؤ ان کو قیامت کے میدانوں میں کھڑا کرو ان سے دنیا میں کئے جانے والے اعمال اور اس کی گڑ بڑ کا سوال ہوگا۔

ثم یقال: پھر ملائکہ مؤکلین کا کہا جائے گا آگ والے گروہ کو نکالو۔ یہ اس روایت کے خلاف نہیں جو بخاری میں وارد ہے کہ آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک کو زیادہ خوف وشدت کیلئے یہ حکم دیا جائے۔

بعث: مصدر یہاں مفعول کے معنی میں ہے۔ ''ای المبعوث الیها'' ۹۹۹ دوزخ کیلئے اور ایک جنت کیلئے۔

فذاك یوم یجعل: اَلْوِلْدَانَ: یوم مرفوع ہو تو اسم اشارہ کی خبر ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے نصب بھی درست ہے۔ خبر محذوف ہوگی۔ یوم کی طرف اسناد یہ سبب کی طرف اسناد ہے۔

یوم یکشف عن ساق: اس دن معاملات کی حقیقت اور خوفناک احوال پیش آئیں گے۔ اور کشف ساق یہ تمثیل ہے۔ (۲) اس سے مراد تجلی ساق ہے جو محشر میں ظاہر ہوگی سب لوگ سجدہ میں گر جائیں گے۔ یہ تفسیر مرفوع روایت میں موجود ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٦٥٦٦) ومسلم (٢٩٤٠) والنسائي (٦/١١٦٢٩) وابن حبان (٧٣٥٣) والبيهقي (ص/٢١٣)

الفوائد : (۱) اس میں دجال اور ان کے زمانہ کے احوال کا تذکرہ ہے بعث، صعقہ، نشر، پیشی، قیافہ، موقف کا خوف یہ سب مذکور اور برحق ہیں یہ معجزات نبوت سے ہے کہ قبل از وقوع خبر دے دی۔

۱۸۱۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِّنْ اَنْقَابِهِمَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَآئِكَةُ صَآفِّيْنَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شہر ایسا نہیں کہ جس کو دجال روندے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ ان کے ہر پہاڑی راستے پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے پس وہ مدینہ میں ریتلی زمین پر اترے گا تو مدینہ تین زلزلوں سے لرز جائے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **سیطوہ الدجال**: دجال ہر شہر میں ان کے رہنے والوں کی آزمائش وابتلاء کیلئے جائے گا۔ **النحو**: لیس کی خبر محذوف ہے اور من بلا اسم ہے۔

الا مکة و المدینه: اس روایت میں ان دو کا تذکرہ ہے۔ احمدؒ کی روایت سند صحیح کے ساتھ کہ مسجد اقصیٰ اور مسجد طور بھی جیسا پہلے نواس سمعانؓ کی روایت میں بھی طور کا تذکرہ موجود ہے۔

نقب: یہ مصدر ہے۔ پھٹی ہوئی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ مراد راستہ ہے۔ ان پر حفاظتی فرشتے ہوں گے۔ جو حفاظت کریں گے۔

تحرسهما: یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ (۲) حال متداخلہ یا مترادفہ ہے۔

فینزل بالسبخة: سبخة وہ ریتلی نمکین زمین جو کوئی چیز نہ اگائے۔ ایک روایت میں ''**بسبخة الجرف**'' کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ **فترجف المدینه ثلاث رجفات** : **رجفة**: سے مراد اس کی آمد کی افواہ پھیل جائے گی کہ کسی کو طاقت مقابلہ نہیں۔ اس وقت منافقین وفساق اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مدینہ اپنی میل نکال پھینکتا ہے۔ یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں اس کا داخل مدینہ نہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اصل تو خوف ورعب کی نفی ہے کہ ایمان والوں میں کسی پر اثر نہ ہوگا یا اس میں غایت کا بیان ہے کہ اطراف میں اس کا غلبہ ہو جائے گا۔ **اللیت**: گردن کی ایک جانب جو ھول کی وجہ سے بدلے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٢٩٨٥) ومسلم (٢٩٤٣) والبخاری (١٨٨١) ومسلم (٢٩٤٣) وابن حبان (٦٨٠٣) وابن أبي شيبة (١٢/١٨١)

الفرائد : (۱) دجال کا مکہ ومدینہ کے علاوہ ہر جگہ جانا اور فساد مچانا مذکور ہے۔ (۲) ان دونوں مقامات کی فضیلت وعظمت ظاہر ہوتی ہے۔ (۳) مدینہ باہر پھینک دیتا ہے جس طرح بھٹی میل کچیل کو۔ ''**اللهم اجعلنا من اهلها**''۔

۱۸۱۴ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اِصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ

اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہودی جن پر سبز رنگ کے جبے ہوں گے وہ دجال کی اتباع کریں گے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ علیهم الطیالسة: یہ جملہ حال مقدرہ کے محل میں ہے۔ حافظ کہتے ہیں اس طیلسان کے پہننے کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔ کراہت کیلئے جس بات کی ضرورت ہے وہ موجود نہیں۔ کفار اگر مسلمانوں کا لباس اختیار کرلیں۔ تو اس لباس میں مسلمانوں کیلئے کراہت پیدا نہیں ہوتی۔ حافظ سیوطی نے اس پر ایک رسالہ احادیث: **الحسان فی فضل الطیلسان** لکھا ہے۔ ابن حجر نے تو اسے مطلقاً لباس مراد لیا۔ مگر سیوطی وغیرہ نے سبز طیلسان مراد لیا ہے اور اس کی تائید مسند احمد کی یہ روایت ہے جس کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ''**یکون معه سبعون الفا من الیهود علی رجل منهم ساج وسیف**'' ابن اثیر نے نہایہ میں ساج کا معنی سبز ریشم سے کیا ہے۔ اور اسی کو **الطیلسان المقور** کہا گیا ہے۔ ازہری کہتے ہیں اس کو گولائی میں بنے جانے کی وجہ سے تربوز اور جیب کی گولائی سے مشابہت دی ہے۔ (النہایہ)

قاضی ابو یعلیٰ حنبلی کہتے ہیں۔ اہل ذمہ کو سبز طیلسان جس کی اگلی جانبین لپٹی اور مڑی ہوں ممنوع نہیں کیونکہ عرب اسے نہ جانتے تھے۔ یہود اور عجم کا قدیم زمانے سے یہ لباس چلا آرہا ہے۔ عرب اس کو ساج کہتے ہیں۔ بعض نے کہا اس کو سب سے پہلے جبیر بن مطعم نے پہنا۔ ابن سیرین اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

عسکری نے کتاب الاوائل میں لکھا عرب اسلام میں اس کو سب سے پہلے عبداللہ بن عامر نے پہنا بعض نے جبیر بن مطعم کا نام لیا ہے۔ (الاوائل)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا سبز طیلسان کی سنت میں کوئی اصل نہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ نہ تھا بلکہ وہ یہود کا شعار تھا اور صحیح روایت میں دجال کے ساتھ اصفہان سے نکلنے والے ستر ہزار یہودی طیلسان پہنے ہونگے۔ ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علماء جس طیلسان کو علماء نے منع کیا ہے۔ وہ گلے میں ڈال کر پٹکے کی صورت میں پشت پر ڈالا جانے والا پٹکا ہے جس کو گردن کے نیچے نہ گھمایا جائے اور نہ اس کی دونوں اطراف کندھوں کے نیچے ڈالی جائیں۔ البتہ وہ مربع طیلسان جو گردن کے نیچے گھما کر سر کو اور اکثر چہرے کو ڈھانپ لے اور اسکی اطراف کندھوں پر ڈالی جائیں اس کے سنت ہونے میں اختلاف نہیں۔ (الاحادیث الحسان فی فضل الطیلسان سیوطی)

تخریج : أخرجه مسلم (۲۹۴٤) وابن حبان (٦٧٩٨)

الفرائد : (۱) دجال کے اکثر پیرو یہود ہوں گے۔ (۲) وہ فساد وافساد پر بہت معاونتیں پائیں گے آج بھی یہود کا یہی کام ہے۔

۱۸۱۵: وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: "لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۵: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوں گے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ لینفرن الناس: ابن حجر کہتے ہیں یہ ام شریک عامر یہ قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو دوسیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کو انصاریہ کہا جاتا ہے۔ ان کا نام غزیہ بعض نے غزیلہ۔ یہ صحابیہ ہیں بعض نے کہا یہ دنیا سے الگ تھلگ تھیں۔ ان کی روایت بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، انہوں نے آپ ﷺ نے روایت نقل کی ہے۔

الناس سے مراد مؤمن ہیں۔ من الدجال: یہ من اجلیہ ہے۔ یعنی اس کی وجہ سے اور اس کے فتنے سے خوف زدہ ہو کر۔

فی الجبال: فی علیٰ کے معنی میں ہے۔ جیسا اس ارشاد خداوندی میں: ﴿لا صلبنکم فی جذوع النخل﴾

فَائِدَۃ: آپ ﷺ نے بات کو خوب پختہ کرنے کیلئے قسم سے تاکید فرمائی اور اس کے شر کی شدت کو بیان فرمایا۔

تخریج: أخرجه أحمد (۱۰/۲۷۷٦۹۱) ومسلم (۲۹٤۵) والترمذی (۲۹۵٦) وابن حبان (٦۷۹۷) والطبرانی (۲٤۹/۲۵)

الفرائد: (۱) لوگ دجال سے اپنا دین بچانے کو بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام فتن سے حفاظت فرمائے۔

۱۸۱٦: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱٦: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ خطرناک نہیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ عمران: یہ صحابی بن صحابی ہیں۔

امر اکبر: یہ اعظم کے معنی میں ہے۔ کیونکہ دجال سے اقل قلیل لوگ نجات پائیں گے۔ ابن حجرؒ نے ابونعیم سے روایت نقل کی: ''لا ینجو من فتنة الدجال الا اثنی عشر الف رجل وسبعة الآف امرأة'' یہ رائے سے نہیں کہا جا سکتا۔ مگر اہل کتاب سے نقل ممکن ہے''۔

(ایک بات ضرور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مسلمانوں کی بڑی تعداد کے ساتھ طور پر موجود ہونا۔ مدینہ اور مکہ کے شہر والوں کا اس سے محفوظ رہنا بلکہ بیت المقدس کا محفوظ رہنا۔ صحیح راویات سے ثابت ہے۔ تو یہ مرسل روایت اگر نقل اہل کتاب نہ ہو تب بھی ان کے موازن نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم۔ مترجم)

تخریج : أخرجه أحمد (۵/۱٦۲٦۷) ومسلم (۲۹٤٦)

الفرائد : دجال کا فتنہ اور خطرہ بہت بڑا ہوگا۔ یہ عظیم ترین فتنہ ہے جس سے ہر پیغمبر نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔

۱۸۱۷ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَیَتَوَجَّهُ قِبَلَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَتَلَقَّاهُ الْمُسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ — فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ اِلٰی اَیْنَ تَعْمِدُ فَیَقُوْلُ : اَعْمِدُ اِلٰی هٰذَا الَّذِیْ خَرَجَ — فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَوْ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَیَقُوْلُ : مَا بِرَبِّنَا خَفَآءٌ! فَیَقُوْلُوْنَ : اقْتُلُوْهُ فَیَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : اَلَیْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهٗ فَیَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلَی الدَّجَّالِ ، فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ : یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا الدَّجَّالَ الَّذِیْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَیَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَیُشَبَّحُ فَیَقُوْلُ : خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ ، فَیُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا : فَیَقُوْلُ : اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِیْ فَیَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِیْحُ الْكَذَّابُ! فَیُؤْمَرُ بِهٖ فَیُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰی یُفَرَّقَ بَیْنَ رِجْلَیْهِ ، ثُمَّ یَمْشِی الدَّجَّالُ بَیْنَ الْقِطْعَتَیْنِ ، ثُمَّ یَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَیَسْتَوِیْ قَآئِمًا ، ثُمَّ یَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِیْ؟ فَیَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِیْكَ اِلَّا بَصِیْرَةً ، ثُمَّ یَقُوْلُ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا یَفْعَلُ بَعْدِیْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ ، فَیَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِیَذْبَحَهٗ فَیَجْعَلُ اللّٰهُ مَا بَیْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰی تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا یَسْتَطِیْعُ اِلَیْهِ سَبِیْلًا فَیَاْخُذُهٗ بِیَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ فَیَقْذِفُ بِهٖ ، فَیَحْسَبُ النَّاسُ اَنَّهٗ قَذَفَهٗ اِلَی النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِیَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ بِمَعْنَاهُ "اَلْمَسَالِحُ" اَلْخُفَرَآءُ وَالطَّلَائِعُ۔

۱۸۱۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "دجال نکلے گا تو اس کی طرف ایک مؤمن جائے گا۔ پس اس کی دجال کے پہرے داروں سے ملاقات ہوگی وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جارہا ہے؟ وہ کہے گا میں اس شخص کی طرف جارہا ہوں جس نے خروج کیا ہے یعنی دجال۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مؤمن کہے گا ہمارے رب کی ذات میں تو خفاء نہیں (بلکہ وہ قدرتوں سے ظاہر ہے) وہ آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کردو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہارے رب نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کر رکھا؟ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے آئیں گے۔ جب مؤمن اسے دیکھے گا تو کہے گا یہی وہ دجال ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ دجال ان کے متعلق حکم دے گا۔ اس کو پیٹ کے بل لٹادو۔ پھر کہے گا اس کو پکڑو اور اس کے سر پر زخم لگاؤ۔ پھر اس کی پیٹھ اور پیٹ پر ضربات سے چپٹا کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے دجال کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا تو مسیح کذاب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حکم دیا جائے

گا اور اس کو آرے کے ساتھ دو ٹکڑوں میں چیر دیا جائے گا۔ پھر دجّال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ پھر اسے حکم دے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجّال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ پس وہ جواب دے گا میری تیرے متعلق بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ مؤمن کہے گا۔ اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔ پس دجّال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا لہٰذا دجّال اس کے قتل کا کوئی راستہ نہیں پائے گا۔ تو دجّال اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں پھینک دے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے مگر حقیقت میں وہ جنت میں ڈالا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ربّ العالمین کے ہاں شہادت میں اس زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑا ہوگا۔ (مسلم) بخاری نے بھی اسی کے ہم معنی بعض حصے کو روایت کیا ہے۔

اَلْمَسَالِحُ: پہریدار اور جاسوس۔

تشریح ۞ یخرج الدجال: حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ دجال پہلے نکل کر ایمان واصلاح کا دعویٰ کرے گا۔ پھر نبوت اور پھر الوہیت کا دعویدار ہوگا جیسا طبرانی روایت میں سلیمان شہاب کہتے ہیں میرے ہاں عبداللہ بن المغنم رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی: ''الدجال لیس به خفاء من قبل المشرق فیدعو الی الدین فیتبع ویظهر ولا یزال حتی یقدم الکوفة و یظهر الدین ویعمل به ثم یتبع ویحث علی ذلك ثم یدعی انه نبی فیفزع من ذلك كل ذی لب ویفارقه فیمكث بعد ذلك ثم یقول انا اله فیغشی عینه وتقطع اذنه ویكتب بین عینیه كافر فلا یخفی ذلك علی مسلم فیفارقه كل احد من الخلق فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان'' (اس روایت کی سند کمزور اور اس کی باتوں میں صحیح روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے غرابت ہے فتدبر۔ مترجم)

قِبَله رجل من المسلمین: نووی کہتے ہیں کہ ابو اسحاق راوی نے رجل سے خضر مراد لیا ہے اور ابو سفیان راوی کا بھی یہی قول ہے۔ یہی بہتر قول ہے۔

هذا الذی خرج: اس سے تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ وہ سوال کرنے والے دجال کے پیادے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا وہ جواب دے گا۔

مابربنا خفاء: ہمارے رب کے اوصاف عالیہ میں خفاء نہیں۔ دجال کا منظر اس کے جھوٹ کی علامت ہے۔ کبھی فیقولون اور کبھی فیقول کی تعبیرات ثقل تکرار کے ازالہ کیلئے ہے اور اس طرف اشارہ بھی ہے کہ بعض کہیں گے تو دوسرے اس کی بات پر چلیں گے۔ ایسی بات کی نسبت تمام کی طرف درست ہے۔ نہا کم ربکم اس سے مراد دجال ہے۔

فینطلقون به الی الدجال: وہ دجال کے پاس لائیں گے جب مؤمن اسے دیکھے گا۔ اور اس کی نگاہ اس پر پڑے گی تو مؤمن اس کو دیکھتے ہی کہے گا یہ تو وہی دجال ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

فیشبح فیقول خذوه وشجوه: اس کو پیٹ کے بل لٹا دیا جائے گا۔ دجال اسے پکڑ کر سر پر زخم کا حکم دے گا۔ شجّہ یہ (۱)

شجت السفینة البحر سے لیا گیا جب کشتی سمندر میں چل کر اس کے پانی کو پھاڑ لے۔(المصباح)۔(۲) یہ تشبیح اور شق دونوں کا اکٹھا نام ہے۔(۳) یہ شج سے ماخوذ ہے۔نووی کہتے ہیں۔ہمارے ہاں اول صحیح ہے۔اور حمیری اور قاضی سے دوسری کو صحیح کہا ہے۔

فیوسع ظهره و بطنه ضربا: اس کی پشت و پیٹ دونوں پر ضربات لگائی جائیں گی اور ایمان کی دعوت دی جائے گی۔تو وہ تکلیف پر صبر کرتے ہوئے کہے گا تو مسیح کذاب ہے۔یہ دجال ہی کے معنی میں لیا گیا ہے۔

فیؤشر بالمنشار: ہمزہ کو واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے۔اس کے سر پر آرار کھ کر چیر دیا جائے گا۔پھر دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا تا کہ فتنہ زیادہ نہ کر سکے۔مفرقه: مانگ، سر کا درمیانہ حصہ۔حتی یفرق: یہ غایت فعل ہے۔

فیستوی قائما: فتنے میں اضافے کیلئے وہ دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔پھر اس کو قم سے زندہ کرے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔

بصیرة: اس کا معنی استبصار اور معرفت ہے کہ مجھے مزید واضح ہو گیا کہ تو دجال ہے۔

انه لا یفعل بعد باحدٍ: مؤمن کہے گا یہ میرے بعد کسی کے ساتھ یہ نہ کر سکے گا۔کہ اسے قتل کر کے زندہ کرے۔اب دجال اسی کو ذبح کرنے کی کوشش کرے گا۔

رقبته الی ترقوته: ترقوق: ذبح کرنے کی جگہ دو کندھوں کی جانب تک گردن کا حصہ۔بعض نے کہا یہ صرف اس میں ہوتا ہے۔الی یہاں واؤ کے معنی میں ہے۔(۲) کلام میں مضاف مقدر ہے ای آخر رقبته: یہ بہتر ہے۔نحاسا: حقیقت میں تانبا بنا دیا جائے یا تانبے کی نہ کٹنے والی کھال کر دی جائے۔مجازاً اس کو تانبا کہہ دیا۔مراد ذبح کی قدرت نہ پانا ہے۔

فلا یستطیع الوصول الیه: مراد اسے قتل نہ کر سکے گا۔ایک نسخے میں الیه سبیلاً کے لفظ ہیں۔یعنی قتل کی صورت نہ بن پڑے گی۔

فیاخذ بیدیه و جلیه: یہ با تاکید کیلئے لائی گئی جیسے اس ارشاد میں: ﴿ولا تلقوا بأیدیکم الی التهلکة﴾ [البقرہ: ۱۹۵]

قذف: پھینکنے کے معنی میں ہے۔

فیحسب الناس: لوگوں کے خیال میں اسے آگ میں ڈالا گیا۔مگر وہ جنت میں ڈالا گیا ہے۔کیونکہ دجال کی آگ مؤمن کی جنت ہے۔

اعظم الناس شهادة: کیونکہ اس نے ظالم کے سامنے حق کہا اور بقول بعض وہ خضر ہیں یہ ان کی موت کا وقت ہے۔وہ دنیا ختم ہونے تک کیا رہتے وہ عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات بھی نہ کر سکیں گے۔

روایات کا فرق: بخاری میں اس کے ہم معنی روایت ہے۔اس میں: ''فیخرج الیه یومئذ رجل وهو خیر الناس او من خیار الناس فیقول :اشهد انك الدجال الذی حدثنا رسول الله ﷺ حدیثه فیقول أرأیتم ان قتلت هذا ثم احییتهٔ هل تشکون فی الامر؟ فیقولون لا ' فیقتلهٔ ثم یحییه فیقول و الله ما کنت فیك اشد بصیرة من الیوم فیرید الدجال ان یقتله فلا یسلط علیه'' (بظاہر اً بخاری کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی امت کا آدمی ہوگا

نہ کہ خضر علیہ السلام۔ مترجم)

مسالح جمع **مسلحة** : ہتھیار والے۔ اس سے یہاں جاسوس مراد ہے۔ اصل اسلحہ خانہ مراد ہے پھر سرحد کیلئے استعمال ہوا پھر پہرہ داروں کیلئے جو سرحد کے محافظ ہوتے ہیں یہ استعمال کیا جانے لگا۔

تخریج: أخرجه أحمد (٤/١١٣١٨) والبخاری (١٨٨٢) والبزار (٣٣٩٤) وعبد الرزاق (٢٠٨٢٤) وابن حبان (٦٨٠١) وأخرجه أبو يعلى (٤٧-١) والبزار (٣٣٩٤)

الفوائد : (۱) فتنے کے وقت دین پر جم جانے والا عظیم اجر کا حقدار ہے۔ (۲) اس امت اور اس کے اعمال کی فضیلت۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس قدر مشقت اٹھائیں گے اتنا اجر زیادہ پائیں گے۔ (۴) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف سے مدافعت فرماتے ہیں۔

۱۸۱۸ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سَأَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهُ ، وَاِنَّهُ قَالَ لِيْ : "مَا يَضُرُّكَ" قُلْتُ : اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ : اِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهْرُ مَآءٍ قَالَ : "هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۱۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجّال کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا اور کسی نے نہیں پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کو بچالینا ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **ما يضرك**: وہ تمہیں تکلیف نہ دے سکے گا۔

انهم: یہ خشیۃ سے متعلق ہے جو کہ محذوف ہے۔

معه جبل خبز: مسلم کی روایت میں "جبال من خبز ولحم ونهر من ماءٍ" کے الفاظ ہیں۔ دوسری روایت میں "انه معه الطعام والانهار" ایک روایت میں "ان معه الطعام والشراب" ہے۔

هو أهون على الله من ذلك: عیاض کہتے ہیں وہ اس سے کم تر ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ ایمان والوں کیلئے گمراہی کا باعث ہو اور یقین والوں کیلئے شک کا باعث ہو۔ بلکہ وہ اس لئے تھے تاکہ ایمان والوں کا ایمان بڑھ جائے اور جن کے دلوں میں شک والی بیماری ہے۔ وہ شدید شک میں مبتلا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے ساتھ ان میں سے کوئی چیز ہوگی۔ بلکہ مراد یہ ہے وہ اس سے حقیر تر ہے۔ کہ ان چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی صداقت کی نشانی بنا سکے۔ خاص طور پر جبکہ اس میں کذب کی نشانیاں کھلے طور پر موجود ہوں اور اس کو پڑھنے والے پڑھ لیں گے اور نہ پڑھنے والے نہ پڑھ سکیں گے۔ اس کے نقائص اور باتیں اس کے کذب کی مزید شہادتیں ہیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ان کی تاویل اس لئے اس طرح کی گئی کہ اس کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں ہوں گی۔
ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: وہ اس سے کمتر ہے کہ ان چیزوں کو حقیقت میں اس طرح بنائے بلکہ وہ صرف تخیل جو آنکھوں پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ مؤمن ثابت قدم رہے گا اور کافر پھسل جائے گا۔ ابن حبان کا بھی یہی قول ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٨٢٣٠) والبخاری (٧١٢٢) ومسلم (٢١٥٢) وابن ماجه (٤٠٧٣) والطبرانی (٢٠/٩٥٠)

الفرائد : (۱) اللہ تعالیٰ کے ہاں دجال کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس کا فتنہ ایمان والوں کو باذن اللہ ضرر نہ دے سکے گا۔
(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شر سے متعلق سوال کیا تاکہ اس میں ابتلاء سے بچنے کیلئے کوشش کی جائے۔

۱۸۱۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ ' اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ بِاَعْوَرَ ' مَكْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ ''ك ف ر'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار بے شک وہ کانا ہے اور بلاشبہ تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی آنکھوں کے درمیان ک' ف' ر لکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : انذر قومه الاعور الکذاب: ایک نسخے میں قوم کی بجائے امتہ کے الفاظ ہیں۔ ڈرانے کی وجہ یہ ہے تاکہ ان کو اس کے خروج کا علم ہو جائے اور اس کے فتنے کی شدت کو معلوم کر لیں اور انبیاء علیہم السلام نے خیال فرمایا کہ ان کی امتیں اس کے فتنے کو پائیں گی۔
الا انه اعور: یہ کلمہ تنبیہ ہے اور اعور ہونے کو خصوصاً ذکر کیا کیونکہ اس علامت کو ہر عالم و عامی محسوس کرتا ہے۔ جن کو عقلی دلائل کی طرف چنداں التفات نہیں ہوتی اور وہ اس کے ساتھ ربوبیت کا دعویدار ہوگا۔ جو اپنی خلقت میں ہی کامل نہیں تو رب کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات نقص و عیب سے پاک ہے۔ حدوث کی دیگر علامات ظاہر ہونے کے باوجود اس علامت کو ذکر کیا تاکہ مشاہداتی طور پر اس کا کاذب ہونا معلوم ہو جائے۔
مکتوب بین عینیه ك۔ف۔ر: یہ مسلم کی روایت ہے۔ بخاری کی روایت ''وان بین عینیه مکتوباً کافر''۔ حافظ کہتے ہیں یہ مکتوباً جمہور کے ہاں منصوب ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ یہ اِنَّ کا اسم یا حال ہے۔ اور رفع کی صورت میں ان کا اسم محذوف مانیں گے اور بعد والا جملہ مبتداء خبر کی جگہ ہوگا۔ اسم محذوف ضمیر شان کہلائے گی یا دجال کی طرف راجع ہوگی۔
ابن عربی کا قول: ك۔ف۔ر۔ اس طرح لکھنا اشارہ ہے کہ یہ فعل و فاعل ہے۔ جس کا مصدر الکفر ہے۔ یہ بلا الف لکھا جاتا ہے۔ مصحف کے رسم الخط میں اسی طرح ہے۔ اہل خط وضاحت کیلئے فاعل میں الف زائد کرتے ہیں۔

مسلم کی ایک روایت ''یقرؤہ کل مسلم''۔ اور دوسری میں ''کل من کرہ عملہ'' اور ایک روایت میں ''یقرؤہ کل مومن کاتب وغیر کاتب''۔

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یقرؤہ کل مؤمن: یہ حقیقت کی خبر ہے۔ کیونکہ آنکھ میں اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتے ہیں ادراک پیدا کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں یہ مؤمن اس کو بلا بصر بھی دیکھے گا خواہ وہ خط نہ جانتا ہو اور کافر اس کو نہ دیکھیں گے۔ خواہ خط کو جانتا ہو۔ جیسا کہ مؤمن دلائل کو دیکھتا ہے اور کافر نہیں دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ مؤمن کیلئے بغیر تعلیم کے ادراک پیدا کر دیں گے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عادات بدل جائیں گی۔

۲) ''یقروہ من کرہ عملہ'' کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے ہر مؤمن مراد لیا جائے۔ اور خاص طور پر وہ جن کا ایمان قوی ہوگا۔

نووی کا قول: محققین کا قول اصل ہے۔ یہ مذکورہ کتابت حقیقت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے جھوٹ کی قطعی علامت بنایا ہے۔ عیاض کا اس کو مجاز کہنا ضعیف ہے۔ کیونکہ یقرو کل مؤمن سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں کتابت نہ ہو بلکہ غیر تعلیم یافتہ میں ادراک پیدا کر دیا جائے گا اور وہ اس کو پڑھ لے گا خواہ وہ پہلے نہ جانتا ہو اور اس میں لطیف راز یہ ہے کہ جس طرح کانے ہونے کو ہر ایک دیکھے گا۔ اسی طرح ہر پڑھے ان پڑھ کا پڑھ لینا اسی قبیل سے ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٤/١٢٧٧٠) والبخاري (٧١٣١) ومسلم (٢٩٣٣) وأبو داود (٤٣١٦) والترمذي (٢٢٥٢) وابن حبان (٦٧٩٤) وأبو يعلى (٣٠١٦)

الفرائد: (۱) دجال کا فتنہ اتنا بڑا ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ اس کے ماتھے پر ك۔ف۔ر لکھا ہے۔ ہر مؤمن ان پڑھ پڑھا ہوا پڑھ لے گا۔ یہ محض رحمت رب العالمین ہے۔

۱۸۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِیٌّ قَوْمَهٗ : اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ یَجِیْ ءُ مَعَهٗ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کو وہ بات دجال کے بارے میں نہ بتاؤں' جو کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں بتائی؟ بلاشبہ وہ کانا ہے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی چیز ہوگی پس جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح : حدیثا عن الدجال: یعنی اس کے جھوٹ کی علامات۔

ما حدث به قومه: ہر پیغمبر ﷺ کا انذار اپنی قوم کو اس کے متعلق یہ تھا کہ وہ کانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر دلالت کی وجہ سے ان باتوں پر اکتفاء کیا۔ بخاری نے ربعی روایت کی طرف اس طرح اشارہ ''فیه آخر باب ذکر الدجال فیه

ابو ھریرہ''۔ابن عباس رضی اللہ عنہما حافظ کہتے ہیں ممکن ہے اسی کی طرف بخاری نے اشارہ کیا ہو۔(فتح الباری)

تخریج : أخرجه البخاری (۳۳۳۸) ومسلم (۲۹۳۶)

الفرائد : (۱) دجّال کا نشان بتلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق خبردار کیا تا کہ اس کے فتنہ میں نہ آ جائیں۔(۲) اس کی جنت میں جانے والا جہنمی اور اسکی دوزخ میں جانے والا جنتی ہوگا۔

۱۸۲۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْ النَّاسِ فَقَالَ ''اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۸۲۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا لوگوں کے درمیان تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔خبردار مسیح دجّال دائیں آنکھ سے کانا ہے' اس کی آنکھ گویا اُبھرنے والا انگور ہے''۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ ظهراني الناس:ظرف لغو کا تعلق ذکر سے ہے۔ظہرانی ۔ یہ تثنیہ ہے۔ظہور میں اضافہ اور عدم اخفاء کو بتلانے کیلئے اس کو لائے۔ فتح الباری میں ہے۔الف،نون نداء کیلئے بڑھایا گیا اس کا اصل معنی ''**ظهرا منه قدامه وظهرا خلفه فكأنهم خفرواء من جانبيه**'' پھر اس کو لوگوں میں اقامت کیلئے استعمال کیا جانے لگا۔اسی لئے بعض نے اس لفظ کو زائد خیال کیا۔ **كأن عينه عنبة طافية**:اس میں محسنات ہیں جیسا اس روایت میں: ''**ارفع ازارك فانه اتقى وانقى وابقى**'' طافیہ وہ آنکھ جس کی روشنی چلی جائے۔عیاض کہتے ہیں جمہور نے بلا ہمزہ نقل کیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ آنکھ انگور کے دانے کی طرح دوسری آنکھ سے ابھری ہوئی ہوگی۔

بعض نے ہمزہ سے بھی نقل کیا مگر بہتر بلا ہمزہ ہے۔کیونکہ دوسری روایت میں وارد ہے: ''**انه ممسوح العين مطموسة وليس حجرًا ولا يابسة**'' اور یہ چیز انگور کے دانے میں پائی جاتی ہے۔جبکہ اس کا پانی جاتا رہے اور اس سے ہمزہ والی روایت درست ثابت ہوتی ہے۔

حافظ کہتے ہیں ان دونوں کو قاضی نے اس طرح جمع کیا۔کہ دونوں درست ہیں کہ وہ آنکھ مٹی ہوئی اور کانی ابھرنے والی ہو کیونکہ ممسوحہ کا یہی معنی ہے۔

اور همزہ کے ساتھ اس کا معنی وہ آنکھ جس کی روشنی جا چکی ہو۔اور وہ دائیں آنکھ ہے۔جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: ''**وتكون الجاحظه التي كانها كوكب او كانها نخاعة في حائط**'' وہ ابھرنے والی جیسے ستارہ یا وہ اس طرح جیسے دیوار پر رینٹھ لگی ہو''**الطافيه** کا لفظ بلا ہمزہ ہو تو وہ بائیں آنکھ ہے۔جیسا کہ ایک اور روایت میں وارد ہے۔اس کے مطابق وہ کانی آنکھ والا ہے کیونکہ اعور۔ہر چیز میں عیب دار کو کہا جاتا ہے۔دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہیں ایک میں روشنی نہیں اور

دوسری ابھری ہوئی ہے۔نووی کہتے ہیں انتہائی قبیح ہے۔

حافظ کہتے ہیں۔ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔کہ طافیہ بلا ہمزہ ہی درست ہے۔سائب رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کو الیُمنٰی: (دائیں) سے مقید کیا گیا اور عبداللہ بن مغفل وسمرہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہم کی روایت میں تصریح کی کہ اس کی بائیں آنکھ ممسوحہ ہے اور طافیہ وہی ہے جو ابھرنے والی اور غیر ممسوحہ ہے۔ان لوگوں پر تعجب ہے جو طافیہ میں ہمزہ کو درست مانتے ہیں۔حالانکہ جب ہمزہ نہ ہو تو معنی اس کے بالکل متضاد ہے۔تو ایک روایت میں دو متضاد معانی پائے گئے۔اگر یہ دو روایتوں میں ہوتا تو معاملہ آسان تھا۔(فتح الباری) یہ مسلم کے لفظ ہیں۔

تخریج : أخرجه البخاری ۳۰۵۷) ومسلم (۱۶۹)

الفرائد : اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دجال کی تصریح نہیں کی حالانکہ اس کے فتنے کی برائی اور شر کا تذکرہ احادیث میں کثرت سے موجود ہے۔اور انبیاء علیہم السلام نے اپنی اقوام کو خبردار کیا، نماز میں اس کے فتنے سے استعاذے کا حکم دیا۔

جواب :(۱) قرآن مجید میں اجمالاً اس کا تذکرہ موجود ہے ارشاد فرمایا: ﴿یوم یأتی بعض آیات ربك﴾ [الأنعام:۱۰۸] ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی: ''ثلاث اذا خرجن لم ینفع نفسًا ایمانها لم تکن آمنت من قبل الدجال والدابه وطلوع الشمس من مغربها''۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ قرآن میں فرمایا اور وہی اس کو قتل کریں گے۔تو ضدین میں سے ایک کا تذکرہ کافی سمجھا گیا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا لقب حقیقی المسیح ہے اور دجال مسیح ضلالت ہے۔

(۳) تحقیر کیلئے اس کا تذکرہ چھوڑ دیا۔اور یاجوج ماجوج کا تذکرہ کر دیا۔وہ فتنہ دجال سے کچھ کم نہ ہوگا۔جو کہ ان سے ذرا پہلے ہوگا۔

(۴) بلقینیؒ کہتے ہیں۔قرآن میں جتنے مفسدین کا تذکرہ ہوا۔تو گویا اس کا تذکرہ ان میں آ گیا۔ان مفسدین کا سلسلہ تو ختم ہوا۔باقی آئندہ زمانے کے کسی مفسد کا تذکرہ نہیں فرمایا۔مگر یاجوج ماجوج سے یہ جواب کمزور ہو جاتا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا تذکرہ سابقہ مفسدین میں سورہ کہف میں موجود ہے۔بغوی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا قرآن مجید کی اس آیت میں دجال کا تذکرہ موجود ہے: ﴿لخلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس﴾ یہاں الناس سے دجال مراد ہے اور کل کا اطلاق بعض پر کر دیا گیا۔اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو سب سے بہتر جواب والعلم عنداللہ۔ (فتح الباری)

دجال کے فتنہ سے خبردار کیا گیا۔اور اس کی علامت ناقص الخلقت ہونا بتلا دی تا کہ ہر ایک سمجھ جائے۔اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے۔

۱۸۲۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی

يُقَاتِلُ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرُ فَيَقُوْلُ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ : يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۸۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے۔ یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر اور درخت مسلمان کو کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوائے غرقد نالی درخت کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **یختبئ الیھودی**: یہاں تک کہ یہود مسلمانوں سے بچنے کیلئے پتھروں کے پیچھے چھپیں گے۔ تو شجر و حجر زبان حال سے اس کی اطلاع دیں گے۔ **الغرقد**: یہ وہ درخت ہے جس کی طرف مدینہ کا بقیع قبرستان منسوب ہے۔ یہ یہود کا درخت ہے۔ یہ بیت المقدس کے علاوہ میں معروف کانٹے دار درخت ہے اور وہیں دجال اور یہود کا قتل ہوگا۔ ابوحنیفہ دینوری کی تحقیق یہ ہے کہ عوسجہ کا پودا جب بڑا ہو جائے تو اس کو غرقد کہتے ہیں۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۹۲٦) و مسلم (۲۹۲۲)

الفرائد : (۱) پتھر اور درخت کا کلام کچھ تعجب انگیز نہیں، مالک جس کو چاہے بلائے۔ (۲) اسلام قیامت تک رہے گا۔ (۳) تقاتلکم: اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے پیروکاروں کی حقانیت کا نکتہ نکلتا ہے۔

۱۸۲۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ : يَالَيْتَنِيْ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ ، مَا بِهٖ اِلَّا الْبَلَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کا گذر قبر کے پاس سے ہوگا تو وہ آدمی اس قبر پر لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا۔ کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ بات دین کی حفاظت کی غرض سے نہیں ہوگی بلکہ اس کا سبب دنیا کی مصیبت ہوگی''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **نفسی بیدہ**: جس کی قدرت میں میری جان ہے۔

لا تمر: جانا۔ ختم ہونا۔

فیتمرغ علیه: دنیا کی تکالیف سے اس پر لوٹ پوٹ ہوگا۔

یا لیتنی: یہ اس طرح تھا یا قوم لیتنی: اس وجہ سے میت کو دنیا کی مشقتوں سے راحت مل جاتی ہے۔ (اگر وہ نیک ہے)۔

لیس به الدین: موت کی تمنا کسی دینی وجہ سے نہ ہوگی یا دینی فعل کی وجہ سے نہ ہوگی۔

الا البلاء: اس کا سبب پے در پے مشقتوں اور مصائب دنیا کا نزول ہوگا۔ بخاری کی روایت میں اس طرح ہے: ''لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیقول۔ لیتنی مکانہٗ''۔

تخریج : أخرجه مالك (٥٧٠) وأحمد (٣/٧٢٣١) والبخاری (٧١١٥) ومسلم (٤/٢٢٣١) وابن ماجه (٤٠٣٧) وابن حبان (٦٧٠٧)

الفرائد : امت کے امتحانات وفتن کی خبر دی یہ معجزہ نبوت ہے۔ فتنوں سے گھبرا کر لوگ موت کے طالب ہوں گے مگر موت نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

۱۸۲۴ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ یُقْتَتَلُ عَلَیْهِ فَیُقْتَلُ مِنْ کُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ – فَیَقُوْلُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ : لَعَلِّیْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا اَنْجُوْا " وَفِیْ رِوَایَةٍ : یُوْشِكُ اَنْ یَّحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ کَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا یَاْخُذْ مِنْهُ شَیْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو اس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا شاید کہ میں نجات پاؤں'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ'' قریب ہے کہ فرات سے سونے کا ایک بڑا خزانہ ظاہر ہو جو آدمی اس وقت موجود ہو اس میں سے ذرہ بھر بھی نہ لے''۔

(بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یحسر الفرات: پانی کے چلے جانے سے زمین ظاہر ہو جائے گی۔ اس سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ جس پر لڑائی سے سو (۱۰۰) لڑنے والوں میں سے ۹۹ قتل ہو جائیں گے۔ ہر ایک امیدوار ہوگا کہ وہ زندہ رہے۔ لعلّی ان اکونی أن أنجو: مصدر کو اسم ذات پر زید عدل کی طرح محمول کیا گیا ہے۔ ''میں نجات والا بن جاؤں''۔

ایک روایت میں یوشك اور کنز من ذھب'' کے الفاظ وارد ہیں۔

فمن حضرہ: ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ سو میں سے ۹۹ قتل والی لڑائی کے بغیر یہ حل نہ ہوگا اور یہ بھی اس تعداد میں قتل ہو جائے گا۔ سلامتی علیحدگی میں ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٧٥٥٧) والبخاری (٧١١٩) ومسلم (٢٨٩٤) وأبو داود (٤٣١٣) والترمذی (٢٥٦٩) وابن ماجه (٤٠٤٦) وعبد الرزاق (٢٠٨٠٤) وابن حبان (٦٦٩١)

الفرائد : (۱) دریائے فرات میں سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ (۲) اس میں امت کے نصیحت فرمائی کہ وہ اس سونے کے

قریب تک نہ جائیں۔

۱۸۲۵: وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِي يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ، وَاٰخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا دُحُوْشًا، حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۵: حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: ''لوگ مدینہ کو ہر قسم کی سہولت ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور وہاں عوافی کا مسکن بن جائے گا۔ عوافی سے مراد درندے اور پرندے ہیں۔ آخری وہ آدمی جن پر قیامت قائم ہوگی وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو مدینہ کی طرف رخ کئے اپنی بکریوں کو ہانک کر لا رہے ہوں گے کہ اسے وحشیوں کا مسکن پا کر واپس لوٹیں گے۔ وہ چلتے ہوئے ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یترکون المدینۃ: مدینہ منورہ کو تمام خوبیوں کے باوجود لوگ چھوڑ دیں گے۔ العوافی۔ عفوتہ، کہتے جب کسی سے خیرات لینے آئیں۔ اس سے مراد درندے پرندے ہیں۔ یہ واقعہ آخری زمانہ میں پیش آئے گا۔

راعیان من مزینۃ: نووی کہتے ہیں یہ سب سے آخر میں حشر کیے جانے والے ہیں۔ جیسا روایت بخاری سے ثابت ہے۔ یریدان کلیعنی: قصد کرنے والے ہوں گے۔ ینعقان: یعنی ہانکنے والے ہوں گے۔ فیجدانھا وحوشا: وہ مدینہ منورہ کو اس حال میں پائیں گے کہ اس کے ساکنین جا چکے ہوں گے اور وحشی درندے رہائش پذیر ہوں گے۔ مسلم میں وحشا مفرد ہے۔ قاضی کہتے ہیں معا کی ضمیر کا مرجع غنم ہے۔ معنی یہ ہے۔ اس کی بکریاں وحشی جانور بن جائیں گی یا ڈر جائیں گی یا ان کی آوازوں سے ڈر جائیں گی۔ مگر قاضی نے اس معنی کو نووی کی طرح غلط قرار دیا اور ضمیر کا مرجع مدینہ کو ہی قرار دیا۔

ثنیۃ الوداع خرا علی وجوھھما: ثنیۃ الوداع وہ پہاڑی راستہ ہے جہاں لوگ مسافر کو الوداع کرنے نکلتے ہیں۔ یہ بات پیش آئے گی۔ مگر قاضی عیاض کہتے ہیں یہ پہلے پیش آ چکا یہ معجزات نبوت سے ہے۔ مدینہ منورہ اس وقت بہترین حالت میں تھا جب یہاں دارالخلافت تھا۔ پھر وہ عراق و شام منتقل ہوا اس وقت مدینہ منورہ میں علماء کی کثرت اور عمارات اور کھیتوں کی وجہ سے دنیاوی حالات بھی شاندار تھے۔ اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ بعض فتنے مدینہ منورہ میں ایسے پیش آئے جن کی وجہ سے مدینہ والے خوف کی وجہ سے کوچ کر گئے اور پھل درندوں پرندوں کی خوراک بنے۔ کچھ عرصہ خالی رہنے کے بعد پھر لوگ لوٹ آئے اور آجکل حالات بھی اس کے قریب قریب ہیں۔ اطراف بے آباد ہیں۔ (مگر الحمدللہ اس وقت مدینہ منورہ کے حالات بہت خوب ہیں علمی مراکز اور آبادی، باغات کے لحاظ سے خوب رونق ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت تک اسے ہرا بھرا رکھے۔ آمین۔

(مترجم ۱۴۲۷ھ)

تخریج: أخرجه مالك (١٦٤٣) وأحمد (٣/٧١٩٦) والبخاری (١٨٧٤) ومسلم (١٣٨٩) وابن حبان (٦٧٧٢)

الفوائد: (۱) آخری زمانہ میں مدینہ کے احوال ذکر فرمائے۔ (۲) لوگ خوف سے شہر چھوڑ کر جنگل میں بھاگ جائیں گے۔ (۳) تمام اہل زمین میں سب سے آخر میں مرنے والے دو چرواہے ہوں گے۔ یہ معجزہ نبوت ہے۔

۱۸۲۶ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "یَکُوْنُ خَلِیْفَةٌ مِّنْ خُلَفَآئِکُمْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَحْثُو الْمَالَ وَلَا یَعُدُّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۲۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایک خلیفہ تمہاری طرف آخری زمانے میں ہوگا جو مال اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کے دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **یحثو المال:** ابن خیاط محدث یمن کہتے ہیں کہ میرے ہاں اس سے مراد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ان کی ذمہ داری ہی کو اتار پھینکا۔ یہ خلافت نبوت کے تیسرے خلیفہ ہیں واللہ اعلم۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٩١٣)

الفوائد : (۱) اس روایت میں دین کے غلبہ کی بشارت ہے۔ خیر وعدل کے عام ہونے کی خوشخبری ہے۔

۱۸۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَطُوْفُ الرَّجُلُ فِیْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَاْخُذُهَا مِنْهُ ' وَیُرَی الرَّجُلُ الْوَاحِدُ یَتْبَعُهٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً یَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَکَثْرَةِ النِّسَآءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۲۷: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر چکر لگاتا پھرے گا مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ چالیس چالیس عورتیں اس کی پناہ میں اس کے پیچھے ہوں گی اور اس کا سبب آدمیوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **فلا یجد أحدًا یأخذها منه:** کیونکہ مال کثرت سے ہوگا۔

تری الرجل الواحد: اے مخاطب تم دیکھو گے۔ الرجل کے ساتھ صفت ذکر کی تا کہ جنس کا اطلاق نہ سمجھا جائے اور ایک ہی مراد لیا جائے۔

أربعون أمراۃ: لڑائیوں میں مردوں کے مر جانے یا اولاد میں مؤنث کی کثرت کی وجہ سے ایک آدمی ان کا ذمہ دار ہوگا۔

تخریج : أخرجه البخاری (۱٤۱٤) و مسلم (۱۰۱۲) و ابن حبان (٦۷٦۹)

الفوائد : (۱) ایک وقت آنے والا ہے جب مال کی کثرت سے کوئی محتاج نہ ملے گا۔ (ا) ایک وجہ تو لڑائیوں میں مردوں کا کثرت سے قتل ہونا جس سے عورتوں کی کثرت ہو جائے گی۔ (ب) عورتوں کی پیدائش زیادہ ہوگی جیسا اس وقت پوری دنیا کی یہی کیفیت ہے۔

۱۸۲۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اشْتَرٰی رَجُلٌ مِّنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِیْهَا ذَهَبٌ ، فَقَالَ لَهُ الَّذِیْ اشْتَرَی الْعَقَارَ : خُذْ ذَهَبَكَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَشْتَرِیْتُ الذَّهَبَ ، وَقَالَ الَّذِیْ لَهُ الْاَرْضُ : اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِیْهَا ، فَتَحَاكَمَا اِلٰی رَجُلٍ ، فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاكَمَا اِلَیْهِ : اَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ ، وَقَالَ الْاٰخَرُ : لِیْ جَارِیَةٌ قَالَ : اَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقَا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَدَّقَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی۔ زمین کے خریدار نے اس زمین میں سے ایک گھڑا پایا جس میں سونا (بھرا ہوا) تھا۔ پس اُس نے اِس شخص کو کہا جس سے زمین خریدی تھی تو اپنا سونا لے لے۔ بے شک میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے تجھے زمین سب کچھ سمیت بیچی۔ دونوں نے ایک آدمی کو فیصل بنایا۔ اس شخص نے جس کو فیصل بنایا گیا ان سے کہا کہ تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور ان دونوں پر اس سونے کو خرچ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ **من رجل عقارًا** : بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے زمانہ کی بات ہے۔ عقار ہر وہ ملک جس کی اصل ثابت ہو مثلاً مکان، باغ، زمین۔ بعض نے سامان مراد لیا ہے۔ (المصباح)

فی عقارہ جرۃ : جرۃ کی جمع جرار ہے جیسے کلاب اور جرہ جر جیسے لمرۃ و تمر۔

انما شتریت منك : جملہ مستانفہ بطور تعلیل لایا گیا ہے۔ سونا اجزاء زمین سے نہیں کہ وہ بیع میں شامل ہو۔

فقال الذی له الارض : یعنی مالک زمین جس نے زمین فروخت کی تھی۔ احمدؒ کی روایت میں "انما بعتك الارض" ہے۔ اور مسلم کے اکثر نسخوں میں، **الذی شری الارض** ہے۔ مراد بقول احمد فروخت کرنا ہے۔

انما بعتك الارض وما فیها : شائد بائع نے زمین فروخت کرتے وقت جونیت کی تھی اس کی اطلاع دی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اطلاع دینے پر اس نے یہ کہا ہو۔ مشتری نے اس پر تعرض ناپسند کی یا مشتری نے اس کو شامل نہ سمجھا اور خیال کیا کہ

اسے معلوم نہ ہو سکا بلکہ جیسا زمین کی بیع میں کچے پکے مکان سب شامل ہوتے ہیں۔ حافظؒ نے یہ احتمالات لکھے ہیں اور ان کے اختلاف میں محاکمہ کیا ہے کہ ان میں تخالف ہے۔ ظاہری لفظ کے لحاظ سے یہ مبیع کو واپس کر دے۔ کہ اس نے اس میں ایک گھڑا پایا۔ لیکن دوسری طرف والے نے گھر آباد کرنے کیلئے زمین خریدی۔ اس میں خزانہ پالیا۔ فروخت کرنے والے نے کہا۔ جبکہ اس کو واپسی کیلئے بلایا۔ میں نے دفن نہیں کیا اور نہ مجھے معلوم ہے۔ پھر دونوں نے قاضی کو کہا۔ اپنے امین بھیج کر اسے اٹھاؤ اور جہاں مناسب ہو خرچ کر دو۔ ہماری شریعت میں اس کا حکم (ا) رکاز کا ہے۔ اگر وہ دفینہ جاہلیت ہو۔ (ب) اور اگر دفینہ مسلمین ہو تو لقطہ کا حکم ہے۔ (ج) اور اگر معلوم نہ ہو سکے تو مال ضائع کا حکم ہوگا۔ بیت المال کی ملکیت ہوگا۔ ممکن ہے ان کی شریعت میں تفصیلات نہ ہوں۔ (فتح الباری)

لی غلام: بیٹے کو بچپن و جوانی میں غلام کہتے ہیں۔ اس کا معنی قوت والا ہونا ہے۔ و انفقا علی انفسهما منه فتصرفا: بخاری کی عبارت اس طرح ہے: ''فقال انکحوا الغلام الجارية وانفقوا علی انفسهما منه وتصدقا''۔

لطیفہ ابن حجر رحمہ اللہ: پہلے دو صیغے جمع' تیسرے کو تثنیہ اور چوتھے کو تثنیہ لائے۔ اس میں لطیفہ یہ ہے۔ زوجین مجبور تھے اور ان دونوں کا نکاح بھی ضروری تھا' جو اولیاء کے ساتھ ہو اور ان دونوں کے علاوہ دو گواہ بن جائیں۔ اسی طرح خرچے کا معاملہ بھی معاون کا محتاج ہے۔ جیسے وکیل۔ تثنیہ لانا اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے۔ زوجین اس کیلئے مخصوص ہونگے۔ صدقہ کرنے کو تثنیہ لانا۔ وہ اس طرف اشارہ کرنے ہے کہ وہ بذات خود اپنے ہاتھوں سے صدقہ کریں جو واسطے کے بغیر ہو کیونکہ افضل یہی ہے اور یہ تو تبرع ہے جو عقل مند کے علاوہ نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جس کی ملک نہ ہو۔ مسلم کی روایت میں ہے۔ اپنی ذات پر خرچ کرو۔ مگر پہلا قول بہتر ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨١٩٨) والبخاری (٣٤٧٢) ومسلم (١٧٢١) وابن ماجه (٢٥١١) وابن حبان (٧٢٠)

الفرائد : (۱) ان دونوں آدمیوں کی کمال امانت دیانت وتقویٰ، زہد ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) جزاء جنس عمل سے ملے گی۔ (۳) قاضی کو فریقین میں اصلاح صلح و درستگی کرانی چاہیے۔

۱۸۲۹ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ''كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ : لِصَاحِبَتِهَا : اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ ' فَتَحَاكَمَا اِلٰى دَاوٗدَ ا ' فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى ' فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ ا فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى : لَا تَفْعَلْ ' رَحِمَكَ اللّٰهُ ' هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''دو عورتیں تھیں جن

کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ ایک نے ان میں سے دوسری کو کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دوسری نے کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دونوں نے فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس بچے کا فیصلہ بڑی کے حق میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور اس کی انہیں اطلاع دی تو اس پر انہوں نے کہا۔ میرے پاس چاقو لے آؤ۔ میں اس کو دونوں کے درمیان دو ٹکڑے کر دیتا ہوں ۔چھوٹی کہنے لگی' اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلا کرے ایسا مت کریں وہ اسی کا بیٹا ہے۔ پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے اس کا فیصلہ کر دیا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ❁ **کانت امر أتان:** یہ زمانہ بنی اسرائیل کی بات ہے۔

معهما ابناهما: یہ جملہ خبر کی جگہ ہے۔ (۲) ظرف خبر ہے۔ تثنیہ اس کا فاعل ہے کیونکہ مخبر عنہ پر اس کا اعتماد ہے۔ ان عورتوں کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

فقالت: جس کا بیٹا لے گیا تھا۔ **فتحا كما:** بخاری کی روایت میں ''**فاختصما**'' ہے۔

فقضى به للكبرى: قرطبی کہتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ اس سبب کی وجہ سے تھا جو ان کے ہاں ترجیح کا پایا گیا کیونکہ دلیل تو کسی کے پاس نہ تھی۔ حدیث میں اختصار دلیل کو معین نہیں کیا گیا۔ اگر چہ اس سے عدم وقوع ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ اس طرح کہہ سکتے ہیں۔ وہ بچہ بڑی کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے چھوٹی اپنی دلیل قائم کرنے سے عاجز رہی۔ یہ تاویل شرعی قواعد کے مطابق ہے۔ سیاق اس کے خلاف نہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کو نہیں توڑا البتہ حقیقت کو معلوم کرنے کیلئے انہوں نے ایک طریقہ اختیار کیا۔ شاید جب بڑی نے سلیمان علیہ السلام کو کوشش دیکھی تو اس نے حق کا اعتراف کر کے اقرار کر لیا ہو اور اسی کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی منکر نے اس کی نفی پر جو اس کے خلاف دعویٰ تھا' قسم اٹھالی تو اس کو بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔ پھر ایسا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ جس سے وہ اقرار کرے کہ محلوف علیہ اس کے ہاں تھا۔ اب یہ شخص اپنے اقرار سے پکڑا گیا۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے سابقہ حکم کو توڑا ہے۔

فقال ائتوني بالسكين: بات کی حقیقت تک پہنچنے کیلئے یہ بات فرمائی۔ سکین کو سکین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مذبوح کی حرکت میں سکون آ جاتا ہے۔

فقالت الصغرى لا تفعل: چھوٹی کی گھبراہٹ شفقت کی دلیل تھی اور بڑی میں یہ چیز نہ تھی۔ دیگر قرائن بھی چھوٹی کی سچائی پر دلالت کر رہے تھے۔

فقضى به للصغرى: اس میں وہ احتمال بھی ہے جو قرطبی نے نقل کیا کہ بڑی نے اقرار کر لیا ہو۔ (۲) اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام کی ذمہ داری لگائی گئی ہو کہ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلے کریں۔ ابن جوزی کہتے ہیں جب سلیمان علیہ السلام نے معاملے میں احتمال دیکھا تو استنباط کیا اور خوب کیا۔ دونوں فیصلے اجتہادی تھے۔ اگر داؤد علیہ السلام نص سے فیصلہ کرتے تو سلیمان علیہ السلام کو مجال مخالفت نہ تھی۔

تخريج: أخرجه أحمد (٢/٨٤٨٨) والبخاري (٣٤٢٧) ومسلم (١٧٢٠) والنسائي (٥٤١٧) وابن حبان

(٥٠٦٦) والبيهقى (١٠/٢٦٨)

الفرائد : (۱) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ فطانت وذہانت خداداد چیز ہے۔ اس سے عمر کے چھوٹے بڑے ہونے کا تعلق نہیں۔ (۲) انبیاء علیہم السلام بھی اجتہاد سے ان مقامات پر فیصلے فرماتے ہیں جہاں نص نہ ہو۔ اگرچہ وجود نص کا بھی امکان ہو اس اجتہاد سے ان کے درجات کو بڑھانا مقصود ہے اور وہ خطاء سے معصوم ہوتے ہیں۔ باطل پر وہ برقرار نہیں رہ سکتے۔

۱۸۳۰ : وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ، وَيَبْقٰى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۰: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے۔ جن کی اللہ پاک کو کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی''۔ (بخاری)

تشریح ۞ یہ صحابی ہیں، بیعت رضوان میں شامل ہیں۔ ان کی روایات کم ہیں۔

ابن حجر کہتے ہیں مرداسؓ کی بخاری میں صرف یہی روایت ہے۔ اور ان سے روایت کرنے والے معروف راوی قیس بن حازم ہیں۔ بخاری، ابوحاتم اور مسلم اور دیگر نے اسی کو پختہ قرار دیا ہے۔ ابن السکن کہتے ہیں بعض محدثین کا خیال ہے کہ مرداس بن عروہ جن سے زیاد بن علاقہ نے روایت نقل کی ہے۔ وہ اسلمی ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ وہ دو ہیں۔

ابن حجر کہتے ہیں اس میں مزی کی اس بات کی تردید ہے جو اس نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھی ہے کہ ان سے قیس بن ابی حازم اور زیاد بن علاقہ نے نقل کیا۔ اور اس سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ زیاد بن علاقہ کے شیخ پر مرداس اسلمی نہیں بلکہ اور ہیں۔ (فتح الباری)

يذهب الصالحون: یعنی ان کی ارواح قبض کر لی جائیں گی۔

الاول فالاول: (۱) نصب کی صورت میں حال ہے۔ (۲) رفع ہو تو بدل تفصیل ہے۔ ابوالبقاء نے کہا اول یا ثانی مجموع کو حال بنانا درست، اس کی خبر میں مٹھاس وکھٹاس یعنی چٹ پٹا مزہ ہے کیونکہ حال اصل میں خبر ہے۔ دمامینی کہتے ہیں اس کی خبر چٹ پٹی ہے۔ حال دوسرا ہے نہ کہ اول۔ مگر یہ عجیب ہے۔''

تبقى حثالة: یہ حفالة بھی نقل کیا گیا خطابی کہتے ہیں ہر چیز کا ردی حصہ۔ بعض نے کہا۔ چھاننے کے بعد جو کا جو حصہ آخر میں رہ جاتا ہے اور کھانے کے بعد جو ردی کھجور بچ جاتی ہے۔

لا يباليهم الله بالة: خطابی کہتے ہیں نہ ان کا مرتبہ بلند ہوگا اور نہ ان کا کچھ وزن ہوگا۔ ابن بطال کہتے ہیں: (۱) صالحین کی موت علامات قیامت سے ہے۔ (۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خیر والوں کی اقتداء کرنی چاہیے اور ان کی مخالفت نہ کرنی

چاہئے۔ کہیں ان کی مخالفت سے ان لوگوں میں نہ ہو جائے جن کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہ ہوگی۔ (۳) اہل خیر آخری زمانے میں مر جائیں گے صرف اہل جہل باقی رہ جائیں گے۔ یہ روایت اس کی مؤید ہے۔ ''اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جهالاً''۔ (فتح الباری)

تخریج: أخرجه أحمد (٦/١٧٧٤٣) والبخاری (٤١٥٦) وابن حبان (٦٨٥٢) والطبرانی (٢٠/٧٠٩) والبیهقی (١٠/١٢٢)

الفوائد: (۱) نیک لوگ کی اموات یہ علامات قیامت سے ہے۔ (۲) اہل خیر کی اقتداء کرنی چاہئے۔ ان کی مخالفت سے بچنا چاہئے۔ (۳) آخری زمانہ میں فقط اہل شر رہ جائیں گے۔ ممکن ہے کہ زمین میں کوئی ایک ربانی عالم نہ رہے۔ (۴) قیامت اشرار خلق پر آئے گی۔

۱۸۳۱: وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: ''مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ'' اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۸۳۱: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب مسلمانوں میں افضل' یا اسی طرح کا کوئی لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل کہنے لگے اسی طرح وہ فرشتے بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ فرشتوں میں افضل شمار ہوتے ہیں''۔ (بخاری)

تشریح: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ان کی نسبت انصار کے قبیلہ بنی زریق کی طرف ہے۔ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقبہ، بدر، احد، خندق، بیعت رضوان اور تمام مواقع میں حاضر تھے۔ ان کے والد رافع صحابی ہیں ان کے بدر میں شامل ہونے سے متعلق اختلاف ہے۔ یہ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں موجود تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۴ احادیث روایت کی ہے۔ بخاری میں ان میں سے تین ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے معاذ، یحییٰ بن خلاد، عبداللہ بن شداد نے روایت کی ہے۔ ان کی وفات خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ (تہذیب نووی)

اهل بدر: ان کی تعداد ۳۱۳ ہے یہی طالوت رحمہ اللہ کے ساتھ دریائے اردن عبور کرنے والے تھے۔ فکم یہ ظرف فعل ماتعدون سے متعلق ہے۔ او یہ کلمہ شک راوی کیلئے ہے کہ افضل المسلمین کہا یا اسی کا ہم معنی کلمہ کہا۔ اہل بدر عظیم فضیلت والے ہیں۔ فضیلت میں علماء نے اس طرح ذکر کیا۔ صحابہ میں سب سے افضل صدیق' پھر عمر' پھر عثمان' پھر علی' پھر باقی چھ' پھر اہل بدر۔ رضی اللہ عنہم

تخریج: أخرجه البخاری (٣٩٩٢)

الفرائد : (۱) اہل بدر کو تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ (۲) فضل اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس کو چاہے دے۔ (۳) ملائکہ بدر سب سے افضل ہیں۔

۱۸۳۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ کسی قوم پر (عام) عذاب اتارتے ہیں تو یہ ان سب کو پہنچتا ہے جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بعثت ان کے اعمال کے مطابق ہوگی''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **بقوم عذابا**: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر خسف، نار یا اسی قسم کا عذاب اتارتے ہیں۔

من كان فيهم: تو ان کے تابع لوگوں کو بھی عذاب پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا......﴾ [انفال : ۲۵]

ثم بعثوا على اعمالهم: پھر مؤمن جنت میں اور کافر آگ میں جائیں گے۔ پہلے روایت گزری: ''يغزو جيش الكعبة فإذا كانوا ببيداء من الأرض يخسف .... وآخرهم ثم يبعثون على نياتهم'' الحدیث (بخاری و مسلم)

تخریج : أخرجه أحمد (۲/۴۹۸۵) والبخاري (۷۱۰۸) ومسلم (۲۸۷۹) وابن حبان (۷۳۱۵)

الفرائد : (۱) جس حال میں مرے گا اسی میں اٹھایا جائے گا۔ اہل ظلم و بغاۃ کی مجالس سے دور رہنا چاہئے۔ (۳) نہی سے سکوت جب قابل مؤاخذہ ہے تو بزدلی کا کیا ٹھکانا ہے۔

۱۸۳۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ جِذْعٌ يَقُوْمُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِيْ فِي الْخُطْبَةِ – فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ فَسَكَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ : ''بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تنا تھا۔ جس کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ جب منبر بنا دیا گیا تو ہم نے اس ستون سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی جیسی آواز سنی

یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔ پس وہ پرسکون ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو کھجور کے اس تنے نے چیخ ماری' جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے بچی جیسی چیخ ماری' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ ملایا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو خاموش کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس لئے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا''۔ (بخاری)

تشریح جذع: کھجور کا تنا۔ جس کی ٹیک نبی اکرم ﷺ خطبے کے وقت لگاتے۔ **فی الخطبة**: یہ الفاظ مدرج ہیں۔
فلما وضع المنبر: یہ ۷ھ کی بات ہے (ابن سعد) بعض ۸ھ (ابن النجار) حافظ نے کہا دونوں میں نظر ہے۔
سمعنا للجذع مثل صوت العشار: نسائی کی روایت میں اس طرح الفاظ ہیں: ''**اضطربت تلك السارية كحنين الناقة الخلوج**'' (گم شدہ بچے والی اونٹنی)۔ ابن خزیمہ نے ''**فحنت الخشبة حنين الوالد**'' دارمی، ابن ماجہ نے ''**فلما جاوزه خار ذلك الجذع كخوار الثور**'' ابی بن کعب کی روایت میں جو احمد، دارمی، ابن ماجہ میں ہے ''**فلما جاوزه خار الجذع حتى انصدع وانشق**'' ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ وہ حیوان مضطرب ہو کر زور سے رونے لگا۔
حتى نزل النبي ﷺ فوضع يده عليه فسكن: یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ جو ابواب الجمعہ اور علامات النبوۃ میں ہیں۔ دارمی نے اس طرح نقل کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''**اختر ان اغرسك في المكان الذى كنت فيه فتكون كما كنت يعني قبل ان تصير جذعًا وان شئت ان اغرسك في الجنة فتشرب من انهارها فيحسن نبتك وتثمر فياكل منك اولياء الله تعالى ، فقال النبي ﷺ أختار ان اغرس في الجنة**'' دنیا میں پھلدار بننا چاہتا ہے یا جنت میں تو اس نے جنت کو پسند کیا۔ یہ معجزات نبوت سے ہے۔ ایک روایت میں ہے۔
كان يوم الجمعة: مرفوع کان کا اسم ہے۔ نصب کی صورت میں خبر ہے۔ اسم ضمیر عائد ہے۔ جو آپ ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے۔
النخلة: کھجور کا تنا مراد ہے۔ حذف مضاف کے ساتھ ہے جیسا اسأل القرية۔
حتى كادت ان تنشق: وہ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ کاد کی خبر پر ان مصدریہ قلیل الاستعمال ہے۔
صياح الصبي: بچے کی طرح زور زور سے رونے لگا۔ **فنزل النبي ﷺ**: یعنی آپ منبر سے اترے اور اسے سرگوشی کی۔ **حتى اخذها**: اس کو تسلی کیلئے سینے سے ملایا۔ کیونکہ وہ آپ کے قرب اور سماع خطبہ سے محروم ہونے کی بناء پر شوق مند ہوا۔
حتى استقرت: یئن انيناً و اناناً: رونے سے سسکیاں بھرنے لگا چپ ہونے کی آواز نکالنے لگا۔ یہاں تک پرسکون ہو گیا۔
اسماعیلی کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''**لو لم احتضنهٗ لحن الى يوم القيامة**'' اور ابو عوانہ، ابن خزیمہ اور ابو نعیم میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے: ''**لو لم التزمه لما زال هكذا الى يوم القيامة**'' یہ آپ کے غم فراق میں تھا پھر آپ نے اس کو دفن کا حکم دیا۔ ترمذی میں اسی طرح ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ جب یہ روایت بیان کرتے تو کہتے اے مسلمانو!

ایک تو آپ سے شوق ملاقات بے تاب ہو۔تم اس اشتیاق کے زیادہ حق دار ہو۔

بکت علی ما کانت تسمع من الذکر: بیہقی کہتے ہیں۔ستون حنانہ کا واقعہ خلف نے سلف سے نقل کیا ہے اور خاص خبروں کی روایت تو مکلّف بنانے کی طرح ہے۔حافظ کہتے ہیں۔بعض اوقات اللہ تعالیٰ جماد میں اعلیٰ حیوان جیسا ادراک پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں ان لوگوں کی تاکید ہے جو اس آیت: ﴿وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ﴾ کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں۔ابو حاتم نے امام شافعی رحمہ اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو جو معجزات دیئے وہ اور کسی پیغمبر کو نہیں دیئے۔عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا۔تو محمد ﷺ کو ستون حنانہ والا معجزہ دیا۔یہاں تک اور لوگوں نے اس آواز کو سنا یہ اس سے بڑھ کر ہے۔(ابن ابی حاتم)

تخریج : أخرجه البخاري (٤٤٩)

الفرائد : (۱) بعض اوقات جمادات میں حیوانات کی طرح ادراک پایا جاتا ہے۔(۲) ستون حنانہ کا واقعہ کچھ احیاء موتی سے کم نہیں۔(ابن حجر)

۱۸۳۴ : وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا ' وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا ' وَحَرَّمَ اَشْيَآءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَآءَ رَحْمَةً لَّكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا'' حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِي وَغَيْرُهٗ۔

۱۸۳۴: حضرت ابی ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں پس ان کو ہرگز ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس اس کی حرمت کو مت توڑو اور کچھ چیزوں سے رحمت کے طور پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔بھول کر ان کو نہیں چھوڑا پس ان میں کریدمت کرو۔(دارقطنی وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

تشریح ۞ الخشنی یہ خشین بن نمرین وبرہ کی طرف نسبت ہے۔ان کا نام جرثوم یا حرثومہ بعض نے جرثم بعض نے جرھم بعض نے لاشق بعض نے لاشومہ بعض نے یاسب بعض نے یاسر بعض نے عروف تو بعض نے سق جبکہ دوسروں نے زید بعض نے الاسود لکھا ہے۔ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ان کی وفات ۷۵ھ اور بعض نے اس سے پہلے ۴۰ھ کی ابتداء میں جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء تھی۔ان کی روایت تمام نے ہی ذکر کی ہے۔(تقریب حافظ) انہوں نے کل چالیس روایات نقل کی ہیں جن میں سے تین پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور چوتھی میں مسلم منفرد ہے۔

فلا تضیعوھا: ان میں خلل ڈال کر ان کو ضائع نہ کرو خواہ چھوڑ کر یا کسی رکن کو ترک کرنے یا کسی خاص شرط کو ضائع کر کے۔

حد حدودًا: ہر عبادت کی حد بندی کر دی ان میں زیادتی کمی کر کے اس حد سے تجاوز نہ کرو۔مثلاً ظہر کے چار فرض، عصر کے

چار، مغرب کے تین عشاء کے چار فرض اور فجر ۲ فرض مقرر فرمائے۔ ان میں اضافہ مت کرو۔ روزے کو صبح صادق سے غروب تک مقرر کیا اس میں اضافہ نہ کرو۔ وصال کے روزے حرام کیے ان کو مت رکھو۔ حدود اللہ کا لفظ اللہ تعالیٰ کے احکام اوامر ونواہی پر بولا جاتا ہے۔ (کشف) اور اعتداء حد سے آگے بڑھنا اور چھوڑنا ہے۔

وحرم اشیاء فلا تنتهکوھا: اشیاء کو نکرہ لا کر عموم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ **انتھاك:** پردے کو پھاڑنا۔ گویا تحریم پردے کی طرح ہے جو مکلّف اور اس چیز کے درمیان لٹکایا گیا ہے۔ اس پردے کو پھاڑے بغیر اس چیز پہنچا نہیں جا سکتا۔ ارتکاب حرام کو پردہ دری سے تعبیر کر کے اس کی نزاکت کو واضح کیا۔

سکت عن اشیاء: کچھ چیزوں کے وجوب یا حرمت وحلّت سے بھول کر نہیں بلکہ رحمت سے چھوڑ دیا۔ **نسیان:** کسی چیز کا علم ہو جانے کے بعد بلاقصد اس کو چھوڑ دینا۔ **سھو** بلاقصد کا چیز کا علم سے رہ جانا۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق دونوں محال ہیں۔ کیونکہ اس کا علم بالذات اور عمل بالذات میں تغیر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

فلا تبحثوا عنھا: اس کی بحث کرید مت کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمایا اور نہ سخت تکالیف میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ہم تو اصل برأت کا حکم کرتے اور منافع کو حلال کرتے ہیں اور نقصان دہ چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ اور بحث وکرید تو تفتیش کے بعد ہوتی ہے۔

تحقیق روایت: اس روایت میں مکحول بہت ارسال کرنے والے ہیں جب تک حدثنا کے لفظ سے بیان نہ کریں اس کا عنعنہ قابل حجت نہیں۔ اسی طرح اس میں انقطاع بھی ہے کیونکہ مکحول نے ابوثعلبہ سے نہیں سنا۔ اور نہ ابوامامہ اور ابوہریرہ اور شداد بن اوس اور عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم میں کسی سے سماع ثابت نہیں۔ مزی نے مرسل کہا ہے۔ ابوحاتم نے واثلہ رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا انکار کیا مگر بخاری، ترمذی سماع کو مانتے ہیں۔ دارقطنی نے اسی وجہ سے اس کے مرفوع ہونے کو ترجیح دی۔ روایت کے دیگر شواہد ہیں۔

تخریج: أخرجه الدارقطني (٤/١٨٣) والحاكم (٤/٧١١٤) والبيهقي (١٠/١٢) الحاكم (٢/٣٤١٩)

الفوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے فرائض کو قائم کرنا چاہئے اور اس کی حدود سے تجاوز نہ کرنا چاہئے۔ (۲) شرع کی بے حرمتی نہ کرنی چاہئے۔ (۳) جس چیز کو شارع نے مجمل چھوڑا اُس کی کرید میں نہ پڑنا چاہئے۔

۱۸۳۵: **وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔**

۱۸۳۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں مکڑی استعمال کرتے رہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: الجراد: اس کا واحد جرادۃ ہے۔ نر و مادہ پر بولتے ہیں۔ ابن درید کہتے ہیں۔ اس کو جراد اس لئے کہتے ہیں۔

یہ زمین پر جو کچھ ہے اس کو کھا کر زمین کو ننگا کر دیتی ہے۔ مکڑی کا لعاب درختوں کیلئے زہر ہے۔ جس چیز پر پڑتا ہے جلا ڈالتا ہے۔ اس کے نر کو حنطب اور عنطا اور عنطوب کہا جاتا ہے۔ یہ مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوتی ہے۔ کھانے کیلئے اس کے ذبح کی ضرورت نہیں۔ اس کی حلّت میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ ابن النحوی نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان اللّٰہ خلق الف امة امة ستمائة في البحر و اربع مائة في البر فاول شئ يهلك من هذه الامة الجراد فاذا هلك الجراد تتابعت الامم مثل سلك النظام'' (مزید تفصیل کتاب الطیر لابی حاتم، الغریب اصمعی، ابن خالویہ کتب ملاحظہ کریں)۔ اس امت میں سب سے پہلے مکڑی ہلاک ہوگی پھر دوسری امتیں موتیوں کی لڑی کی طرح یکے بعد دیگرے ہلاک ہوں گی۔

تخریج: أخرجه أحمد (٧/١٩١٧١) والبخاري (٥٤٩٥) ومسلم (١٩٥٢) وأبو داود (٣٨١٢) والترمذي (١٨٢٨) والنسائي (٤٣٦٧) والدارمي (٢٠١٠) والحميدي (٧١٣) وابن حبان (٥٢٥٧) وابن أبي شيبة (٨/٣٢٥) وعبدالرزاق (٨٧٦٢) ابن الجارود (٨٨٠) والطيالسي (٨١٨) والبيهقي (٩/٢٥٧)

الفرائد: (۱) جراد کا استعمال جائز و حلال ہے۔ ایسی تنگ دستی میں جہاد پر قیام ان کی بڑی قربانی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم تک دین پہنچا۔

۱۸۳۶: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ✿ من حجرٍ مرتین: یہ بظاہر اً خبر ہے مگر امر کے معنی میں ہے۔ تاکہ مؤمن محتاط ہو جائے اور غفلت کا شکار نہ ہو کہ یکے بعد دیگرے دھوکا کھائے اور کبھی یہ دنیا کے سلسلہ میں ہوتا ہے۔ تو مؤمن کا اس سے محتاط رہنا بدرجہ اولی ضروری ہے۔
ابو عبید کا قول: مؤمن کے لئے مناسب نہیں کہ جب ایک جانب سے اس کو تکلیف پہنچے تو اس کا اعادہ کرے۔ زہری کا بھی یہی قول ہے۔ انہوں نے حدیث کا یہی مطلب لیا ہے۔ ابوداؤد: جس کو دنیا میں کسی گناہ کی سزا مل گئی آخرت میں اس گناہ کی سزا نہ ہوگی۔ بعض نے کہا مؤمن کامل مراد ہے۔ جس کی معرفت اسے امور کے غوامض پر مطلع کر دے تاکہ وہ ان سے محتاط ہو جائے۔ باقی غافل مؤمن تو بار بار ایک مقام سے ڈسا جاتا ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں جحر کے بعد واحد کا لفظ بھی موجود ہے۔

ابن بطال کا قول: اس روایت میں امت کو خبر دار کیا اور ادب سکھایا کہ وہ کس طرح وہ برے انجام سے بچے۔

تخریج: أخرجه أحمد (٣/٨٩٣٧) والبخاري (٦١٣٣) ومسلم (٢٩٩٨) وأبو داود (٤٨٦٢) وابن حبان

(٦٦٣) وابن ماجه (٣٩٨٢) والدارمي (٣١٩/٢) وأبو نعيم (١٢٧/٦) والبيهقي (٣٢٠/٦)

الفوائد : (۱) یہ جوامع الکلام سے ہے۔ (۲) احتیاطی تدابیر کیلئے نشان راہ ہے۔

۱۸۳۷ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَآءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيْلِ ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ ، وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَّا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' تین آدمی ایسے ہی جن سے اللہ قیامت کے دن (رحمت سے) کلام نہ فرمائیں گے' نہ (شفقت سے) ان کی طرف دیکھیں گے' نہ ان کو پاک کریں گے اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) وہ آدمی کہ ویرانہ میں اس کے پاس بچا ہوا پانی تھا مگر اس نے مسافر کو اس سے روک دیا۔ (۲) جس نے کسی آدمی کے ہاتھ عصر کے بعد سامان فروخت کیا اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس نے اسی قیمت پر لیا ہے۔ پس خریدار نے اس کو سچا جانا حالانکہ وہ اس کے برعکس تھا۔ (۳) جس نے کسی امیر کی بیعت دینوی مفاد کی خاطر کی۔ پھر اس امیر نے اگر دنیا دی تو وفا کی' وگرنہ بے وفائی کی۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ **ثلاثه لا یکلمهم اللّٰه:** ثلاثہ سے تین اقسام مراد ہیں۔ کلام سے رحمت و شفقت والی کلام۔ بعض نے کہا ان کی طرف سلام کرنے کیلئے فرشتوں کو نہ بھیجا جائے گا۔

ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم: رحمت و مدد والی نگاہ نہ ڈالیں گے ورنہ اس کے علم سے تو کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اوران کو گناہ سے پاک نہ کیا جائے گا اور نہ ان کی تعریف کی جائے گی۔

عذاب الیم: الیم یہاں مؤلم کے معنی میں ہے۔

فضل ماء: اس سے وہ پانی مراد ہے جو اس کی اپنی ضرورت سے زائد ہو۔

بالفلا: جمع فلاۃ: وہ زمین جس میں پانی نہ ہو۔ جیسے **حصاۃ و حصی**۔ اس کی جمع **الجمع افلاء** ہے جیسے سبب و اسباب۔

ابن السبیل: اس سے مراد مسافر ہے۔ بیضاوی کہتے ہیں یہ نام بطور شفقت رکھ دیا گیا۔ مسافر جو مسافر ہونے کی وجہ سے پانی کا محتاج و ضرورت مند بھی ہے۔ اس سے پانی روکنا گناہ ہے البتہ اس وعید سے مسافر حربی یا مرتد، مصر علی الکفر مستثنیٰ رہے گا۔ پس اسے پانی دینا ضروری نہیں۔

رجل بایع رجلا بسلعة: بسلعۃ مفعول میں تاکید کیلئے باؔ کو بڑھایا گیا ہے۔ (۲) باؔ کو بایع میں تقابل کا معنی پیدا کرنے کیلئے لائے۔ (۳) باؔ عوض کیلئے ہے۔ سلعۃ کی جمع سلع جیسے سدرۃ و سدر۔ اس کا معنی سامان ہے۔

بعد العصر: عصر کے وقت کا تذکرہ اس وقت کے شرف کے پیش نظر ہے کیونکہ یہ دن، رات کے فرشتوں کے اجتماع کا وقت ہے۔ کذاو کذا یہ کنایات کے الفاظ ہیں۔

وصدقه وهو علی غیر ذلك: مشتری قسم اٹھانے والے کو سچا قرار دے رہا ہے حالانکہ اس نے کم قیمت میں لی ہے۔ ایسی قسم کی حرمت وقت عصر سے خاص نہیں کسی بھی وقت ایسی قسم حرام ہے۔ اس کی تخصیص کی وجہ گناہ کی بڑائی ہے۔ تا کہ اس مبارک وقت میں جو ملائکہ کے اجتماع اور اعمال کے اختتام کا وقت ہے سزا سے ڈر کر گناہ سے باز رہے۔ قرآن مجید میں تغلیظ یمین کیلئے اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

رجل بایع: جس نے امام کی نصرت کیلئے بیعت کی اور اس کا مقصد صرف حصول زر ہوا گر دنیا ملی تو اطاعت پر برقرار رہا ورنہ اس کو توڑ ڈالا۔ **ان لم یعطه**۔ یہ ماقبل سے سمجھے جانے والے مفہوم کی تصریح ہے۔ تو ایسا شخص بھی اس وعید کا حق دار ہے۔ کیونکہ اس نے امام المسلمین سے دھوکا کیا ہے۔ جس نے اس دھوکے کو عادت بنا لیا تو وہ لوگوں سے بھی ضرور دھوکا کرے گا۔ اور فتنے کا باعث بنے گا۔ (فتح الباری)

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٧٤٤٦) والبخاری (٢٣٥٨) ومسلم (١٠٨) وأبو داود (٣٤٧٤) والترمذی (١٦٠١) والنسائی (٤٤٧٤) وابن ماجه (٢٢٠٧) وأبو عوانة (١/٤١) وابن حبان (٤٩٠٨) وابن منده ٦٢٢) والبیهقی الکبری (٦/١٥٢) الأسماء والصفات (١/٣٥٢)

الفوائد : اس میں تین گناہوں کی شدت بیان فرمائی گئی ہے: (۱) جھوٹ سے سودا بیچنا (۲) بچا ہوا پانی مسافر کو نہ دینا۔ (۳) اصل بیعت تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اقامت حدود پر ہوتی ہے۔

۱۸۳۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ" قَالُوْا :يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ اَبَيْتُ ، قَالُوْا :اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ :اَبَيْتُ – قَالُوْا :اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا؟ قَالَ :اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ ، فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ ، ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا' اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن؟' کہا' مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے دوبارہ کہا' کیا چالیس سال۔ کہا مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا' کیا چالیس مہینے؟ جواب دیا' مجھے معلوم نہیں اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی سوائے دم کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔ پھر اللہ آسمان سے بارش اُتاریں گے۔ پس انسان اس طرح زمین سے اُگیں گے جس طرح سبزی''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ اربعون: نفخہ صعق اور نفخہ بعث کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا

گیا۔ تو انہوں نے حتمی تعیین سے انکار کر دیا نووی کہتے ہیں ان کی مراد یہی تھی کہ دن، مہینہ اور سال سے اس کی قطعی تعیین نہیں کی جاسکتی ہے۔ چالیس یقینی خبر ہے۔ مسلم کے علاوہ روایت میں سنة سال کی تعیین وارد ہے۔

ویبلی کل شئ من الانسان: یعنی انسان کے گوشت، پٹھے، رگیں، ہڈیاں، ناخن، بال، کھال سب پرانے ہو کر مٹ جائیں گے۔

الا عجب الذنب: عَجبٌ ریڑھ کی ہڈی کا سب سے آخری حصہ مراد ہے۔ اسی سے انسان بنتا ہے۔ یہی باقی رہتی ہے۔ تاکہ ترکیب تخلیق لوٹائی جائے۔ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہرہ اور شہداء اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یرکب الخلق .... **فینبتون:** یُرکب فعل مجہول، نائب فاعل بعد والا اسم ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے منی کی طرف گاڑھا پانی اتارے گا اور دُمچی کی آخری ہڈی سے انسان اس طرح اُگیں گے جیسے سبزیات تمام اجزاء سمیت اگتی ہیں۔

تخریج : أخرجه مالك (٥٦٥) وأحمد (٣/٩٥٣٣) والبخاري (٤٨١٤) ومسلم (٢٩٥٥) والنسائي (٢٠٧٦) - وابن ماجه (٤٢٦٦) وابن حبان (٣١٣٨) وأبو داود (٤٧٤٣)

الفرائد : (۱) انسان کا تمام جسم ختم ہو جاتا ہے۔ دم کی آخری ہڈی باقی رہتی ہے اس سے تخلیق کی جائے گی۔

۱۸۳۹ : وَعَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ – فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ :سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ ' وَقَالَ بَعْضُهُمْ :بَلْ لَّمْ يَسْمَعْ ' حَتّٰى اِذَا قَضٰى حَدِيْثَهٗ قَالَ :"اَيْنَ السَّآئِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟" قَالَ : هَا اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ :"اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ : كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ :"اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا' قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بیان جاری رکھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن تو لیا جو اعرابی نے کہا مگر اس کی بات کو ناپسند فرمایا اور بعض نے کہا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہی نہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا۔ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے پوچھا: اس کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب معاملہ نااہل کے سپرد کیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کر''۔ (بخاری)

تشریح : **یحدث القوم:** یہ جملہ ضمیر سے محل حال میں ہے۔

مضی رسول ﷺ یحدث: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو جاری رکھی۔ بعض لوگوں نے کہا۔ اس کی بات کو سن کر آپ نے ناپسند فرمایا

ہے۔ضمیر کی بجائے ما قال کو ظاہر کردیا تاکہ قائل کی کراہت والے وہم کا ازالہ ہو۔

قال بعضھم لم یسمع: یہ ابطال کے بغیر پہلے کے قول سے اعراض ہے۔اس تردد کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اس کے سوال کی طرف التفات نہ فرمائی تھی۔اس لئے کہ خصوصی طور پر اس مسئلہ کے متعلق کو آپ ﷺ پسند نہ فرماتے تھے۔مگر یہ بات بعد میں واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ نے جواب کو ان مذکورہ باتوں کی وجہ سے ترک نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنی بات کو تکمیل والے احتمال کی طرف آپ ﷺ اشارہ فرما رہے تھے اور اگلی بات اس کی تائید کررہی ہے۔

حتی اذا قضی حدیثہ: آپ ﷺ نے تکمیل کرلی۔اذا یہ شرط کیلئے ہے۔اس کا جواب قال این السائل: دوسری روایت میں اراہ کا لفظ زائد ہے۔یہ لفظ او کے شک کے ساتھ محمد بن فلیح کی طرف سے ہے۔(فتح الباری)

ھا انا یا رسول اللہ ﷺ قال اذا ضیعت الامانۃ: ھا میں حاضر ہوں۔ضیعت یہ مجہول ہے۔اگر تو جاننا چاہتا ہے تو اس کی علامت یہ ہے جب امانت ضائع ہونے لگے۔فانتظر الساعۃ: شرط مقدر کا جواب اور شرط اول کا جواب ہے۔

قال کیف اضاعتھا: جب معاملہ نااہل کے سپرد کردیا جائے یہی ضیاع امانت ہے۔الی لام کے معنی میں ہے۔ابن المنیر کہتے ہیں اس حدیث کو پڑھانے پڑھنے،حکومت کے عہدوں،فتاویٰ جات میں جبکہ مقابلہ کی بھیڑ ہو قاعدہ کلیہ بنایا جائے۔ حدیث میں وارد ہے:''من أشراط الساعة أن يلتمس العلم عند الأصاغر:''علم اصاغر کے ہاں تلاش کیا جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۷۳۷) والبخاری (۵۹) وابن حبان (۱۰٤) والبيهقی (۱۰/۱۱۱)

الفرائد : اس قیامت کی مزید یہ علامت بتلائی کہ جہالت کا غلبہ ہوجائے گا اور علم الٹ ہوجائے گا۔

۱۸۴۰ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"يُصَلُّوْنَ لَكُمْ :فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَاِنْ اَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''حاکم تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بھی اجر۔اگر وہ غلطی کریں تو تمہارے لئے اجر اور اُن کے لئے بوجھ۔

تشریح ۞ ضمیر جمع حکام کی طرف ہے۔لکم۔مسلمان مخاطب مراد ہیں۔

فان اصابوا: اگر اس میں وہ درستی اختیار کرنے والے ہوں اور وہ جانتے بھی ہوں۔کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو اس کے ذمہ وہ کام لگانا درست نہیں۔درستی کی حالت میں دونوں کو ثواب اچھے عمل کرنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتے اور روایت کا اگلا حصہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

وان اخطئوا فلکم وعلیھم: یہ اس صورت میں ہے جب وہ کسی ایسے امر کا ارتکاب کریں جو اعادہ کو لازم کرنے والا نہ ہو۔ مثلاً بے وضو ہونا۔اس سے خلل تو ہو مگر وہ مبطل نہ ہو مثلاً نماز میں تاخیر بلا عذر۔یہ حرام تو ہے جب کی جائے گی تو فرض سے

آدمی بری الذمہ ہو جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۶۷۱) والبخاری (۶۹۴)

الفرائد : (۱) حقدار امامت کرائے تو بڑے اجر کا حقدار ہوگا ورنہ اس نے غلطی کی اپنے اوپر بوجھ لادا۔ ان کو کامل اجر ملے گا۔

۱۸۴۱ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ : خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ۔

۱۸۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ والی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ (بخاری)

تشریح ۞ خیر امة: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ لوگوں میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو لوگوں کیلئے بہتر ہوں۔ ابن کثیر کہتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے۔ امت میں بہترین لوگ اور زیادہ فائدہ مند وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تأمرون بالمعروف......﴾

یأتون بهم فی السلاسل فی اعناقهم۔ فی اعناقهم یہ السلاسل کے لئے محل صفت یا حال میں واقع ہے۔ یعنی ان کو اس حال میں لایا جائے گا کہ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی۔ ابن کثیر کہتے ہیں۔ یہ تفسیر ابن عباس، عکرمہ، عطاء، ربیع بن انس اور عطیہ عوفی سب نے کی ہے۔ یہ متفق علیہ تفسیر ہے۔ اس میں خیر امة کی تفسیر ہے۔ اور یأتون بهم میں اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی کا تذکرہ ہے۔ ان کو قید کر کے لایا جاتا ہے اور اس سے وہ مشرف باسلام ہو کر دارین میں عظمت پا لیتے ہیں اور یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔

درہ بنت ابی لعب کی مرفوع روایت میں ہے: ''خیر الناس : اقرؤهم وافقههم فی دین اللّٰه' وأتقاهم للّٰه وآمرهم بالمعروف' وأنهاهم عن المنکر' وأوصلهم للرحم'' سب سے بہتر بڑے علم اور دین میں زیادہ سمجھ والے اور ان میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''کنتم خیر امة...... '' کی تفسیر میں موقوف روایت ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ (ابن کثیر)

دراصل یہ آیت عام ہے اور ہر زمانے کے لوگ خیر القرون قرنی کے مطابق اس میں شامل ہیں۔ مسند احمد میں معاویہ بن حیدہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''أنتم موفون سبعین امة انتم خیرها واکرمها علی اللّٰه عزوجل'' تم سترہویں امت کو پورا کرنے والے ہو۔ اور تم ان میں سب سے بہتر اور زیادہ عزت والی ہو۔ (ترمذی، حاکم) اس امت کو اپنے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے امتوں میں تقدم کا درجہ حاصل ہے۔ یہ امت اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اشرف واعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو کامل شریعت عنایت فرمائی۔ جو کسی نبی ورسول کو نہیں ملی۔ اس طرز پر ان کا عمل دوسروں کے کثیر عمل سے بڑھ جائے گا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٩٨٩٦) والبخاری (٣٠١٠) وأبوداود (٢٦٧٧) وابن حبان (٣١٤)

الفرائد : اس امت کیلئے خیریت ثابت ہے۔ یہ علی الاطلاق افضل امت ہے۔ اس امت کو اہل کفر وشرک پر غلبہ ملے گا۔ اس سے بہت سے کافر ایمان میں داخل ہوں گے۔

۱۸۴۲ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ۔

مَعْنَاهُ :يُؤْسَرُوْنَ وَيُقَيَّدُوْنَ ثُمَّ يُسْلِمُوْنَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔

۱۸۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا' اس کا معنی اس کو قید کیا جاتا ہے۔ پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تشریح ۞ **عجب اللّٰه**: اس سے ذات باری تعالیٰ کیلئے رضا واکرام مراد ہے۔

من قوم يدخلون الجنة: مضارع مجہول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سچے وعدے کے مطابق بیڑیوں میں ایمان دیتا ہے۔ مسبب کا سبب پر اطلاق ہے۔ **في اسلاسل في تعليلية** ہے۔ وہ بیڑیاں کی گردنوں میں پڑی ہونے کی حالت میں وہ اسلام لے آتے ہیں۔ (۲) **ظرفية** ہے۔ وہ اسلام لے آتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان بیڑیوں میں مقید ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو قید کر لیا جاتا ہے پھر وہ اسلام لے آتے اور اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٩٨٩٦) والبخاری (٣٠١٠) وأبو داود (٢٦٧٧) وابن حبان (٣١٤)

الفرائد : اسلام میں یہ کمال ہے کہ یہ دلوں کو فتح کرتا ہے۔ تلوار تو صرف کانٹوں کو ہٹانے کیلئے ہے۔

۱۸۴۳ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک علاقوں میں سب سے بہتر مقامات مسجدیں ہیں اور علاقوں کے سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **الى الله مساجدها**: البلاد میں الف لام جنس ہے۔ مساجد وہ مقامات ہیں جن کی تعظیم وتکریم کا اللہ تعالیٰ

نے خود حکم فرمایا اور ان میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہوتی ہے۔ نماز قائم کی جاتی اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ اس میں علوم کی تعلیم دی جاتی ہے اور اپنے آپ کو رحمت الٰہی کے جھونکوں کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ بلاد جمع بلد۔ ہر وہ قطعہ زمین گھرا ہوا ہو خواہ آباد ہو یا غیر آباد۔ صحاح میں بلد کا معنی زمین لکھا ہے۔ النہایہ میں ہے۔ ''وہ زمین جو حیوان کے ٹھکانے کی جگہ ہو۔ خواہ اس میں تعمیر نہ ہو۔'' مصباح میں ہے کہ ''ہر ایسی جگہ جو آباد ہو یا غیر آباد''۔ قرآن مجید میں: ﴿الی بلدٍ میتٍ﴾ ''وہ زمین جہاں نباتات نہ ہو اور نہ چراگاہ ہو۔ یہ چیزیں بارش سے نکلتی ہیں تو ان کے مال و مویشی چرتے ہیں۔ تو نبات و چراگاہ کے نہ ہونے کو موت سے تعبیر کیا اور ان کے پائے جانے کو زندگی کہا۔ (المصباح)

اسواقھا: یہ سوق کی جمع ہے۔ وہ مکان جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو۔ جو کہ بیع کے عادی ہیں۔ المصباح میں ہے سوق مذکر و مؤنث آتا ہے۔ ابو اسحاق نے مؤنث کو ترجیح دی۔ مذکر نہیں مانا بلکہ غلطی قرار دیا۔ کیونکہ سوق نافقۃ کہا جاتا ہے نافق عرب سے سنا نہیں گیا اور سوقی کی نسبت اسی طرف ہے جو بغض و نفرت کی وجہ سے دیتے ہیں کیونکہ یہ فحش و دغا و بازی، سود، جھوٹی قسمیں، وعدوں کی مخالفت، اللہ تعالیٰ سے اعراض وغیرہ اعمال کی جگہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت و بغض کی جگہ ہے اپنے ارادہ خیر و شر کے ذریعہ اور اس کا کرنے والا سعادت مند یا بدبخت ہو جاتا ہے۔ مساجد میں رحمت الٰہی اترتی ہے اور بازار میں ناراضی۔ سیوطی کہتے ہیں۔ یہ مجاز ہے جو مساجد میں ہوتا ہے۔ اس سے مکان کی صفت بیان کر دی گئی۔ مساجد سے محبت کا مطلب ان میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر، تلاوت قرآن، اعتکاف، نشر علم اور نمازیں ہوتی ہیں ان سے محبت ہے اور بغض اسواق سے مراد ملاوٹ، دھوکا، خیانت، بد معاملگی ہوتی ہے اور بازار والے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے اور محارم سے آنکھیں نہیں جھکاتے وغیرہ ان سے ناراضگی مراد ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم (٦٧١) وابن حبان (١٦٠٠) وابن خزيمة (١٢٩٣) والبزار (٤٠٨) وأبو عوانة (١/٣٩٠) والبيهقي (٣/٦٥)

الفرائد: مساجد عبادت کے مقامات ہیں عبادت سے تقرب حاصل ہوتا ہے تو پسندیدہ جگہیں بن گئیں۔ بازار شیاطین کے افعال کی جگہیں ہیں۔

۱۸۴۴ : وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَنْ قَوْلِهٖ قَالَ: لَا تَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهَا ، فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا، وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَا تَكُنْ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ ، وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهَا ، فِيْهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ''۔

۱۸۴۴: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو ''تو سب سے پہلا بازار میں داخل ہونے والا نہ بن اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن کیونکہ بازار شیطان کے اڈے ہیں اور انہی میں شیطان اپنے

جھنڈے گاڑتا ہے۔(مسلم)

علامہ برقانی نے اپنی صحیح میں سلمان سے اس طرح روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن۔ بازار میں شیطان انڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے''۔

تشریح ۞ سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ ان کے حالات باب ادب المجلس والجلیس میں گزرے۔

من قوله: یہ محل حال میں ہے۔ قوله سے مراد جوان پر موقوف ہے۔

لا تكونن: یہ جملہ شرطیہ اس کا جواب محذوف ہے جیسا کہ مقام دلالت کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ تم ہرگز بازار میں پہلے داخل ہونے والے مت بنو۔ اور نہ اس سے آخری نکلنے والا۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو یکون کے اسم وخبر کے درمیان واقع ہے۔

ولا اخر من يخرج منها: یہ معطوف علیہ ہے۔ یہ جملہ اس لئے لائے تاکہ خبردار کردیا جائے کہ اس امت پر تکالیف طاقت کے مطابق ہوں گی۔

فانها معركة الشيطان: ممنوع ہونے کی علت بیان کی۔ یہ شیطان کا میدان ہے یعنی اس میں دھوکا۔ ملاوٹ، جھوٹی قسمیں اور افعال منکرہ ہوتے ہیں اور شیطان اپنے دوستوں سے یہ کرواتا ہے۔

وبها ينصب رايته: اس میں اس کا جھنڈا گاڑا جاتا ہے۔ اس میں جلد داخل ہونے اور دیر سے نکلنے میں اس کی طرف توجہ دینا لازم آتا ہے۔ جو شیطان کی طرف منسوب اور رحمان کو مبغوض ہے اور یہ چیز تجارت کیلئے تبکیر کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ برکت کا باعث ہے۔ کیونکہ جو جلدی طلب رزق کیلئے گھر سے نکلے گا۔ وہ مسجد سے ابتداء کرے گا اور اطاعت سے شروع کرے گا جب بازار لگ جائے گا تو وہ اول یوم میں پہلا داخل ہونے والا شمار نہ ہوگا۔ جبکہ اس نے تبکیر اختیار کیا اور ممنوعات سے باز رہا۔

علامہ برقانی خوارزم کے رہنے والے شافعی المسلک شیخ ہیں۔ علوم عربیہ میں وافر حصہ رکھتے تھے۔ انہوں نے صحیح بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ صحیح روایات سے مسند تیار کی۔ ذہبی نے ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ برقانی نے اس کو مرفوعاً مگر بعض الفاظ کے اختلاف سے نقل کیا ہے۔ طبرانی نے وہ الفاظ لکھے معرکہ کی جگہ مریض یا "أوبها نصب الراية" ہے۔ اور ''فيها باض الشيطان وفرخ'' سے مجاز مراد ہے۔ کیونکہ یہ گناہوں کی جگہ ہے جیسے ملاوٹ، دھوکا، جھوٹی قسمیں، منکر افعال اور یہ سب چیزیں شیطان کو مطلوب و مقصود ہیں اور اس کا دارومدار انہی پر ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بازار ناپسند ہیں۔

تخریج : أخرجه مسلم (٢٤٥١) تاريخ بغداد (٣٧٣/٤) مات سنة (٤٢٥)

الفرائد : بازار کے اکثر مقامات شیاطین کے مساکن ہیں۔ بلاضرورت بازار جانے کو ناپسند کیا گیا۔ عورت کا بازار جانا تو بڑے فتنے کا باعث ہے۔ جو اس وقت ظاہر ہے۔

۱۸۴۵ : وَعَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ – قَالَ : وَلَكَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهٗ: اسْتَغْفَرَ لَكَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ : نَعَمْ- وَلَكَ ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ : "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۵: حضرت عاصم احول نے عبداللہ بن سرجسؓ سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیری بھی۔ عاصم کہتے ہیں میں نے عبداللہ سے کہا کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کیا ہے؟ (کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا) اور تیرے لئے بھی اور پھر یہ آیت پڑھی اور استغفار کر" تو اپنی لغزش پر اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے"۔(مسلم)

تشریح : یہ ابن سلیمان ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمن بصری ہے۔ یہ اوساط تابعین سے ہیں۔قطان نے ان کے متعلق کلام کیا۔ اور وہ ان کے حکومت میں داخل ہونے کا سبب تھا۔۱۴۰ھ میں وفات پائی تمام نے ان سے حدیث لی ہے۔عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کے حالات "باب مایقوله اذا رکب دابة" میں گزرے۔

غفر الله لك: یہ دعا ہے یا اخبار ہے یہ اس آیت سے لیا گیا ہے: ﴿ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر......﴾ معمول کو تعمیم کیلئے حذف کیا۔ پہلے ہم ذکر کر چکے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔ ورنہ ذنب کو اصلاً ہے ہی نہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہوئے ولك فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا دینا اس لئے بھی تھا کہ اس کی دعا کو بلند مقام مل جائے۔عاصم کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کیا۔تو انہوں نے نعم کہا۔ اور ساتھ مجھے بھی دعا دیتے ہوئے کہا۔ولك کہ میں تیرے لئے بھی استغفار کرتا ہوں۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پیچھے نہیں رہا جا سکتا۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات﴾ پس آیت کے اطلاق سے جواز ثابت ہوا۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۳۴۶)

الفرائد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار تمام امت کے مرد وعورت، زندہ ومردہ تمام کیلئے کفایت کرنے والا ہے۔

۱۸۴۶ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى :اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۴۶: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے' جب تو حیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر"۔(بخاری)

تشریح : ان مما ادرك الناس: جو لوگوں تک پہنچا اور جو لوگوں نے پایا۔من ابتدائیہ یہ اِنّ کی خبر ہے اور اس کا اسم اذا لم تستح......

البنوة الاولیٰ:ای ذوی النبوة المتقدمہ۔جونبوتیں آپ سے پہلے ہوگزریں۔

اذا لم تستحی:(۱)جب تم کسی ایسے فعل کا ارادہ کرو اگر وہ ایسا کام ہے۔جس کے اللہ تعالیٰ اور بندوں کے سامنے کرنے میں باق نہ ہو تو کرلو۔ورنہ مت کرو۔اس کے مطابق تو امر اباحت کیلئے ہے۔(۲)امر تہدید کیلئے بھی ہوسکتا ہے۔تو مطلب یہ ہوگا۔جب تجھ میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو کرو کل سزا تمہیں بھگتو گے۔(۳)امر خبر کے معنی میں ہے۔جب تم سے حیاء چلی جائے گی تو تم ہر حلال وحرام کرڈالو گے اس لئے کہ اس وقت کوئی روکنے والا نہیں جو تمہیں برے کام سے روکے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٤٣٨٣)

الفرائد : حیاء کا لحاظ رکھنا چاہئے۔(۲)جو حیاء کھو بیٹھتا ہے اس پر معاصی آسان ہوجاتے ہیں۔بسا اوقات یہ چیز اسے کفر تک لے جاتی ہے۔

۱۸۴۷ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :" اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِی الدِّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۴۷:حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا فیصلہ قیامت کے دن خونوں کے متعلق ہوگا۔(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ فی الدماء:وہ خون جو دنیا میں لوگوں کے مابین واقع ہوئے۔مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔ممکن ہے کہ تقدیر عبارت اس طرح ہو:''اول ما یقضٰی فیه الامر الکائن فی الدماء''سب سے پہلا فیصلہ جو طے کیا جائے گا۔وہ خون کے بارے میں وارد ہونے والا حکم ہوگا۔یہ روایت:''اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة صلاته''اولیت سے مخلوق کے معاملات میں اولیت مراد ہے اور دوسرے میں اوّلیت خالق کی عبادت کے معاملات کے سلسلہ میں مراد ہے۔جار کا متعلق محذوف ہے۔پہلا فیصلہ قیامت کے دن خون کے سلسلہ میں ہوگا۔یعنی وہ حکم جس کا تعلق دماء سے ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خون کا معاملہ بڑی اہمیت والا ہے۔کیونکہ ابتداء اہم سے ہوا کرتی ہے اور مفسدہ جتنا بڑا ہو گناہ اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔مذمت کی انتہاء یہ ہے انسانیت کی جڑ کو ختم کردیا گیا اور بھلائی فوت کردی گئی۔قتل کی مذمت میں بہت سی آیات واحادیث وارد ہیں۔اور باب والی روایت اس کے خلاف نہیں:''انا اول من یحشر للخصومة''یعنی آپ اور آپ کے دونوں رفیق حمزہ عبیدہ اور ان کے مخالف عتبہ شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔کیونکہ یہ روایت باب جماعت پر دلالت کررہی ہے اور وہ احادیث پر۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٣٦٧٤) والبخاری (٦٥٣٣) ومسلم (١٦٧٨) والترمذی (١٤٠١) والنسائی (٤٠٠٣) وفی الکبریٰ (٣٤٠٤) وابن حبان (٧٣٤٤) والطیالسی (٢٦٩) القضاعی (٢١٢) وابن ماجه (٢٦١٥) وعبد الرزاق (١٩٧١٧) وابن أبی شیبة (٤٢٦/٩) وأبو یعلی (٥٢١٥) والبیهقی (٢١/٨) شعب الایمان (٥٣٢٥)

الفرائد : خون کے معاملے کی اہمیت کی وجہ سے سب سے پہلے پیش ہوگا۔اس خون مسلم کی حرمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۸۴۸ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جنات آگ کے شعلے سے اور آدم اس سے جو تمہیں بیان کیا گیا'' (یعنی مٹی سے)۔(مسلم)

تشریح : خلقت الملائکة من نور: یہ اجسام لطیفہ ہیں۔جس کے اجسام لطیف ملے ہیں۔جو مختلف شکلوں میں بدل سکتے ہیں۔

وخلق الجان من مارج من نار: وہ ابلیس ہے جو ابوالشیاطین ہے۔بعض نے کہا وہ ابوالجن ہے آیا وہ ابلیس یا اور کوئی اس میں اختلاف ہے۔مأرج: مضطرب۔یہ مرج سے ہے۔من نار: یہ مارج کا بیان ہے۔یا من تبعیضیہ ہے۔مأرج (۱) وہ شعلہ جس میں سبز زرد، سرخ آگ ملی جلی ہو۔مشاہدہ سے آگ میں تینوں رنگ نظر آئیں گے۔(۲) بعض نے کہا خالص، (۳) بعض نے سرخ (۴) بعض نے وہ سرخی جو آگ کے راستوں میں ہوتی ہے۔(۵) بعض نے سیاہی سے ملی آگ (۶) بعض مضطرب لپٹ۔(۷) امام لیث کہتے ہیں، المأرج۔سخت لپٹ والا چمکدار شعلہ، (۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ وہ لپٹ ہے جو آگ پر بلند ہوتی اور ایک دوسری سے سرخ، زرد، سبز مل جاتی ہیں۔مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔(۹) المارج: وہ بھیجا ہوا شعلہ جو رکا ہوا نہ ہو۔(۱۰) المبرد نے کہا وہ چھوڑی ہوئی آگ جس کے آگے رکاوٹ نہ ہو۔(۱۱) ابوعبیدہ وحسن بصریؒ کہتے ہیں۔ملی جلی آگ اصل میں مرج مضطرب اور مختلط ہونے کو کہتے ہیں۔فرضی کہتے ہیں۔من نار یہ مأرج کی صفت ہے۔

وخلق آدم مما وصف لکم: وصف یہ فعل مجہول ہے۔یعنی جیسا قرآن مجید میں مذکور ہے: ﴿منها خلقناكم﴾ پھر اس کو گوندھا گیا تو وہ گارا بن گیا۔اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا قول ذکر کیا: ﴿خلقتنی من نار وخلقتهٗ من طین﴾ ''پھر وہ جم گئی اور اس میں تغیر پیدا ہوا تو سیاہ بدبودار کیچڑ بن گیا۔پھر خشک ہوا یہاں تک کہ بجنے لگا۔جیسا فرمایا: ﴿ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمأ مسنون﴾ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿خلق الانسان من صلصال كالفخار﴾۔

تخریج : أخرجه أحمد (۹/۲۵۲۴۹) ومسلم (۲۹۹۶) وابن حبان (۶۱۵۵)

الفرائد : اس روایت میں آدم، جناب اور ملائکہ کی اصل خلقت کی وضاحت ہے۔اس کے سوا نظریات محض باطل ہیں۔

۱۸۴۹ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْاٰنَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ جُمْلَةِ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ۔

۱۸۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔مسلم نے

بھی حدیث کے سلسلے میں یہ بیان فرمایا۔

تشریح ۞ شیخ سہروردی کہتے ہیں۔ بعید نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں گہرا اشارہ اور مخفی رمز اخلاق ربانیہ کی طرف ہو۔ الحضرۃ الٰہیہ نے اس بات کا اکرام کیا کہ اس طرح فرمایا آپ اخلاق الٰہیہ سے مزین تھے۔ اور اسی کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ''کان خلقه القرآن'' کے لطیف قول سے تعبیر کیا۔ اس سے ان کی کمال عقل اور مقام ادب کا اندازہ ہوتا ہے۔ کہ جس طرح قرآن کے معانی ختم نہ ہونے والے ہیں۔ اسی طرح آپ کے اوصاف جمیلہ جو آپ کے عظیم اخلاق پر دلالت کرتے ہیں وہ بھی ختم نہ ہونے والے ہیں۔ آپ کی ہر حالت میں مکارم اخلاق اور محاسن شیم کی ایک نئی جھلک ہے اور قرآن کے وہ معارف وعلوم جو اللہ تعالیٰ آپ کے قلب اطہر پر ڈالتے ہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزئی اخلاق کی طرف تعرض مقدور انسانی سے باہر ہے۔ بندے کے ممکنات عادیہ سے نہیں۔ علامہ حرانی فرماتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی معرفت اس طرح جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بربی عرفت کل شیء'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ اعظم اخلاق ہوئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو انسانوں پر نہیں بلکہ جنات کیلئے بھی کر دیا اور جنات پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ تمام جہاں والوں کیلئے عام کیا۔ (سبحان اللہ)

تخریج : أخرجه مسلم (٧٤٦) وأبو داود (١٣٤٢)

الفرائد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق واعمال قرآن مجید کی چلتی پھرتی تصویر تھی نہ کم نہ زیادہ۔

۱۸۵۰ : وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ'' فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قَالَ : ''لَيْسَ كَذٰلِكَ ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ ، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سارے ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جب مؤمن کو اللہ کی رحمت اور اس کی رضامندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ لقاء اللّٰه احب اللّٰه لاءہ: اس میں طاعات کی انجام دہی اور اخلاص اختیار کرنے پر ابھارا گیا ہے۔

کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاتعداد برکات ملتی ہیں۔ اور عامل کو شرف سے نوازا جاتا ہے جو بے انتہاء ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے ان چیزوں کیلئے جو اس کیلئے تیار کی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔

من کرہ لقاء: اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے سے موت سے نفرت کرتا ہے، اس پر سوال ہوا کہ موت کو تو سب ناپسند کرتے ہیں؟ اور یہ طبعی چیز ہے۔ اگر ان چیزوں کو سامنے رکھ کر جو مؤمن کو ملنے والی ہیں۔ محبوب بھی خیال کرتا ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

لیس کذلك ولکن المؤمن: یہ خیال درست نہیں۔ بلکہ مؤمن کو جب (موت کے وقت) رحمت کی بشارت اور انعامات واحسان اور رضامندی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ۔

احب لقاء اللّٰہ: تو وہ یہ جان کر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہوگا۔ اور وہ خوش ہوگا اور مہربانی فرمائے گا۔

وان الکافر: کافر کو ملنے والی سزا پر بشارت کا لفظ بطور استہزاء اور تہکم ہے۔ جیسا اس ارشاد میں ہے: ﴿فبشرھم بعذاب الیم﴾ [آل عمران]

کرہ لقاء اللّٰہ: وہ اپنی بدانجامی جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں وہ عذاب سے بچا ہے اور آخرت میں ہمیشہ ہمیش اس میں پڑا رہے گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے۔ اس کو اپنی رحمت سے دور کر کے عالم ملکوت میں اس کی مذمت ڈال دیتے ہیں۔

تفصیل روایت: جامع صغیر میں اس قدر الفاظ ہیں: "من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاءہٗ ومن کرہ لقاء اللّٰہ کرہ اللّٰہ لقاءہ" اس کو احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، طیاسی، دارمی، ابن ماجہ نے انس سے اور احمد وبخاری، مسلم، نسائی نے ابوہریرہ سے طبرانی نے معاویہ سے نقل کیا یہ الفاظ مختلف ہیں۔ "قالوا یا رسول اللّٰہ کلنا نکرہ الموت، قال لیس ذلك کراھیۃ الموت ولکن المؤمن اذا احتضر جاء البشیر من اللّٰہ بما ھو صائر الیہ فلیس شئ۔ احب الی اللّٰہ من ان یکون قد لقی اللّٰہ ما حب اللّٰہ لقاءہٗ۔ وان الفاجر اذا احتضر جاءہ ماھو صائر الیہ من الشر فکرہ لقاء اللّٰہ فکرہ اللّٰہ لقاءہٗ" اس کو احمد ونسائی نے ابن حبان سے روایت کیا۔

نووی کا قول: اس حدیث کا آخر حصہ اول کی تفسیر کرتا ہے اور باقی مطلق روایات کی مراد بھی بیان کرتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کراہیت موت وہ قابل اعتبار ہے جو نزع کی حالت میں ہو جبکہ تو بہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ نہیں۔ اس وقت مؤمن کو اس انجام کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اور اس سے دکھوں کو کھول دیا جاتا ہے۔ اس وقت سعادت مند۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اس کی طرف منتقل ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے تیار کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں یعنی ان کو زیادہ سے زیادہ عطیات دیں گے اور ان کا اکرام فرمائیں گے اور اس کے برعکس بد بخت لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ برا انجام جانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ یعنی ان کو

اپنی رحمت سے ہٹاتے اور کرامت سے دور کرتے ہیں۔ یہ ان کیلئے نہیں چاہتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان کیلئے کراہیت کا مطلب ہے۔ حدیث کا یہ معنی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ان کی ملاقات کو ناپسند کرنا ان کی تعالیٰ سے کراہت کا سبب ہے۔ اور نہ یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان کی ملاقات کو پسند کر وہ ان کے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے کا سبب ہے۔ بلکہ یہ ان کی صفت ہے۔

(شرح مسلم نووی)

نہایہ میں ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور جس سے ناپسند کیا اللہ تعالیٰ بھی ناپسند کرتے ہیں اور موت اللہ تعالیٰ کی بقاء میں رکاوٹ ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں۔ کہ نسائی نے اس اضافے کو نقل کیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہے اور انہوں نے ماقبل سے اخذ کر کے اسے نقل کیا ہے۔

نہایہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کا مطلب آخرت کی طرف جانا ہے۔ اور اس چیز کو طلب کرنا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اور اس کی غرض موت نہیں کیونکہ ہر ایک اس کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جس آدمی نے دنیا کو ترک کیا اور آخرت سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کیا۔ اور جس نے دنیا کو ترجیح دی اور اس کی طرف جھکاؤ اختیار کیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کیا۔ کیونکہ وہ وہاں موت کے ساتھ بہرصورت پہنچ جائے گا۔

والموت دون لقاء اللّٰہ: اس میں وضاحت کی کہ موت بہترین ملاقات ہے۔ لیکن مطلوبہ غرض کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ پس ضروری ہے کہ وہ موت پر صبر کرے اور اس کی مشقت کو برداشت کرے اور اس حکم کو مرضی سے تسلیم کرے اور مان لے جو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے۔ تاکہ عظیم ثواب کے ساتھ وہ کامیابی پالے ابو عبید قاسم، خطابی نے بھی یہی معنی کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے کا مطلب آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا ہے۔ اور عدم محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا میں لگا رہے اور کوچ کی تیاری نہ کرے۔ اور اس کے حکموں کو ناپسند کرے۔

ابو عبید کہتے ہیں اس چیز کو واضح کرنے والی یہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی محبت پر عتاب فرمایا: ﴿**ان الذين لا يرجون لقاءنا ورضوا بالحياة الدنيا واطمأنوا بها**﴾ [سورہ یونس: ۷]

تخریج : أخرجه البخاری (٦٥٠٧) أحمد (٨/٢٢٧٥١) ومسلم (٢٦٨٤) والترمذی (١٠٦٧) والنسائی (١٨٣٧) وابن ماجه (٤٢٦٤) وابن حبان (٣٠١٠) والقضاعی (٤٣٠)

الفوائد : (۱) مجازات جنس عمل سے ہوگی۔ (۲) دیدار الٰہی ایمان والوں کو آخرت میں میسر آئے گا۔ (۳) موت سے کراہت اگر دنیا کی ترجیح کی وجہ سے ہے تو قابل مذمت ہے۔ جو اس خطرے سے کہ میرے اعمال کمزور ہیں کہیں عذاب میں نہ پڑ جاؤں اس کا ڈر موت کے وقت ختم ہو جائے گا۔

۱۸۵۱ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفًا

فَاَتَيْتُهُ اَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِاَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ ﷺ اَسْرَعَا – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ" فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْ قَالَ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۱: حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے تو میں رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کے بعد جب واپسی کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں دو انصاری آدمیوں کا گزر ہوا۔ پس جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو جلدی قدم اٹھائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: "ٹھہر جاؤ' یہ صفیہ بنت حیی ہے"۔ دونوں نے کہا' سبحان اللہ' یا رسول اللہ (کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدگمانی کر سکتے ہیں) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ازورہ لیلاً: رات کے کسی وقت میں میں آپ کی زیارت کیلئے آتی جبکہ آپ حالت اعتکاف میں تھے۔

لا نقلب: اپنے مکان کی لوٹنے کیلئے پلٹی آپ مجھے لوٹانے کیلئے اٹھے۔

فمر رجلان من الانصار: حافظ کہتے ہیں مجھے ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ ابن عطاء نے شرح عمدہ میں بلا سند لکھا ہے کہ یہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر تھے۔

اسرعا: آپ کو دیکھ کر تیز چلنے لگے آپ نے فرمایا۔ اپنی رفتار سے چلو۔ یہاں ایسی بات نہیں جس کو تم ناپسند کرو۔ یہاں عبارت محذوف ہے "امشیا علی هینتکما"۔

انها صفیه بنت حیی: بخاری نے ایک یہ الفاظ زیادہ کیے۔ "فکبر علیهما ذلك" اور ایک روایت میں ہے۔ "فقال یا رسول الله وهل یظن بك الا خیراً" اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کو شامل ہے۔ بعض نے کہا یہ شیطان کی کثرت شیطنت سے کنایہ ہے۔ گویا وہ خون کی طرح جدا نہیں ہوتا۔

وانی خشیت: مجھے ڈر ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں شر نہ ڈالے۔ حافظ کہتے ہیں۔ روایات کا حاصل یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ وہ برا گمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ ان کی قوت ایمانی جانتے تھے۔ لیکن وسوسے کا خطرہ ہوا کیونکہ وہ معصوم تو نہیں۔ اس خیال سے وہ ہلاک ہو جائیں اس لئے آپ ﷺ نے اس مادہ کو ہی مٹا دیا اور مابعد کی تعلیم دے دی۔ جبکہ ایسا موقعہ آجائے۔ واقعہ: امام شافعی کے متعلق ابن عساکر نے نقل کیا کہ وہ ابن عیینہ کی مجلس میں تھے ان سے اس حدیث کے گہرا سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو متہم خیال کیا تو وہ تہمت سے کافر ہو گئے۔ لیکن نبی

اکرم ﷺ نے بعد کے متعلق ادب سکھایا جب تم اس طرح ہو تو اس طرح کرو۔ تا کہ برا گمان پیدا نہ ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ تو تہمت نہیں لگاتے کیونکہ آپ سطح زمین پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ ابن عیینہ یہ سن کر فرمانے لگے اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ تم کو بہترین بدلہ دے ہمارے پاس تو تمہاری طرف سے وہی چیز پہنچتی ہے جس کو ہم پسند کرتے ہیں۔ (زهر الرُّبي على المجتبى السيوطي) مگر حافظ نے حاکم سے اس طرح نقل کیا شافعی رحمہ اللہ ابن عیینہ کی مجلس میں تھے۔ انہوں نے اس حدیث کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو اس لئے کہا کہ اگر وہ تہمت کا گمان کر لیتے تو ان کے متعلق کفر کا خدشہ تھا۔ آپ ﷺ نے نصیحت کر کے ان کو خبردار کر دیا تا کہ شیطان کی شرارت سے وہ ہلاکت کا شکار نہ ہوں۔

ابن حجر کہتے ہیں: اس حدیث میں سبق دیا کہ بدگمانی سے بچنا چاہیے اور شیطان کی تدابیر سے بچنا چاہیے۔

ابن دقیق کہتے ہیں۔ علماء کو اور جو ان کے پیرو ہیں انہیں لازم ہے کہ ایسے اعمال نہ کریں جو بدگمانی کا باعث ہوں۔ اگرچہ اس سے چھٹکارے کا راستہ ہو۔ کیونکہ ایسے فعل کا ارتکاب بدگمانی پیدا کرے گا اور ان کے علم سے لوگ نفع اٹھانا بند کر دیں گے۔

تخريج : أخرجه أحمد (١٠/٢٦٩٢٧) والبخاری (٢٠٣٥) ومسلم (٢١٧٥) وأبو داود (٢٤٧٠) وابن ماجه (١٧٧٩) والدارمی (١٧٨٠) وابن حبان (٣٦٧١) وابن خزيمة (٢٢٣٣) والبيهقی (٣٢١/٤)

الفوائد : (۱) انبیاء علیہم السلام کے متعلق بدگمانی کفر ہے۔ (۲) عورت اعتکاف میں خاوند کی ملاقات کر سکتی ہے۔ (۳) بدگمانی شیطان کا ایک کید ہے۔

۱۸۵۲ : وَعَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَلَزِمْتُ اَنَا وَاَبُوْسُفْیَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَغْلَةٍ لَّهٗ بَیْضَآءَ فَلَمَّا الْتَقَی الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَلَّی الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِیْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ ، وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ، وَاَبُوْسُفْیَانَ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحٰبَ السَّمُرَةِ" قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَیِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰی صَوْتِیْ اَیْنَ اَصْحٰبُ السَّمُرَةِ ، فَوَ اللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِیْنَ سَمِعُوْا صَوْتِیْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ ، عَلٰی اَوْلَادِهَا– فَقَالُوْا : یَا لَبَّیْكَ یَا لَبَّیْكَ فَاقْتَتَلُوْهُمْ وَالْكُفَّارَ ، وَالدَّعْوَةُ فِی الْاَنْصَارِ ، یَقُوْلُوْنَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰی بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰی بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَیْهَا اِلٰی قِتَالِهِمْ فَقَالَ : "هٰذَا حِیْنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ" ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَصَیَاتٍ فَرَمٰی بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ : "اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا الْقِتَالُ عَلٰی هَیْئَتِهٖ

فِیْمَا اَرٰی ' فَوَ اللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاھُمْ بِحَصَیَاتِہٖ' فَمَا زِلْتُ اَرٰی حَدَّھُمْ کَلِیْلًا : وَاَمْرَھُمْ مُدْبِرًا'' رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

''اَلْوَطِیْسُ'' :التَّنُّوْرُ - وَمَعْنَاہُ اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ - وَقَوْلُہٗ :''حَدَّھُمْ'' ھُوَ بِالْحَآءِ الْمُھْمَلَۃِ : اَیْ بَاْسَھُمْ۔

۱۸۵۲: حضرت ابی الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دِن حاضر ہوا۔ میں اورابوسفیان بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کولازم پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے (کفار کے حملے کے باعث منتشر ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف بڑھنے کے لئے اپنے خچر کو ایڑ ھ لگانے لگے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ عباس (رضی اللہ عنہ) بلند آواز والے آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بلند آواز میں کہا: کہاں ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے؟ پس اللہ کی قسم میری آواز سن کران کا مڑنا اسی طرح تھا جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے: لبیک ہم حاضر' لبیک ہم حاضر۔ پھر انہوں نے اور کفار نے آپس میں لڑائی کی۔ اس دن انصار یہ کہہ رہے تھے۔ اے انصار کے گروہ' اے انصار کے گروہ' پھر بنوحارث بن خزرج پر یہ دعوت محدود ہوگئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار اپنی گردن کو بلند کر کے ان کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی وقت لڑائی کے زور پکڑنے کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لی اوران کفار کے چہرے پر پھینک دیں۔ اور فرمایا' ربّ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے وہ کفار شکست کھا گئے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی تو اپنی اسی ہیئت پر ہے جو میں نے پہلی دیکھی۔ پس اللہ کی قسم کنکریاں پھینکے جانے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی قوت کی دھار کو کند ہوتے دیکھا اوران کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ گیا''۔ (مسلم)

اَلْوَطِیْسُ :تنور۔ مقصد یہ ہے کہ لڑائی میں شدت پیدا ہوگئی تھی۔ حَدَّھُمْ :دھار سے مراد ان کی جنگی صلاحیت ہے۔

تشریح ۞ ان کے حالات کا تذکرہ گزر چکا ملاحظہ کرلیں باب الدعوات......

یوم حنین :یہ عرفات کے قریب ایک وادی ہے۔ جہاں ۸ھ شوال میں ہوازن کے ساتھ معرکہ قتال پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ دس ہزار تو وہ تھے جو مکہ کی فتح کیلئے ساتھ آئے تھے۔ اور دو ہزار فتح کے روز ہونے والے مسلمانوں کی تھی۔ حنین ایک آدمی کا نام تھا جو وہاں رہتا تھا اس کی مناسبت سے وادی کا نام پڑ گیا۔ **فلم نفارقہ**: میں اور ابوسفیان بن حارث دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

بغلة بیضاء: بعض نے کہا یہ دلال تھا جو فروہ بن نفاثہ الجذامی نے آپ ﷺ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ جیسا کے علاوہ آپ کا کوئی خچر معروف نہیں۔ یہاں فروہ بن نفاثہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں نعامہ ہے۔ نووی کہتے ہیں پہلا صحیح اور معروف ہے۔ قرطبی نے نباتہ میں لکھا۔ ان کے اسلام میں اختلاف ہے۔ بخاری نے نقل کیا کہ ہدیہ دینے والا ایلہ کا بادشاہ تھا اور اس کا نام ابن اسحاق کے مطابق یحییٰ بن روزنہ تھا۔ (سیرہ ابن ہشام)

آپ ﷺ لڑائی کے موقعہ پر خچر پر سوار ہوئے۔ حالانکہ یہ صلح کے وقت کی سواری ہے۔ اس سے اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ پر کس قدر یقین و وثوق تھا۔ آپ کیلئے صلح و حرب کے مواقع برابر تھے۔

ولی المسلمون مدبرین: کیونکہ مشرکین تیرانداز تھے انہوں نے مسلمانوں کو تیروں کی لو پر رکھا۔ وہ تاب نہ لا کر پیچھے پلٹ گئے۔ اور یہ بعض لوگوں کے اس قول کا بھی اثر تھا "لن نغلب الیوم عن قلة" اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا: ﴿ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم......﴾ [توبہ: ۲۵]

قبل الکفار: آپ کو اپنے رب تعالیٰ پر کامل وثوق تھا اس لئے آپ کفار کی جانب بڑھنے لگے۔ انا اخذ بلجام: میں آپ ﷺ کے خچر کی لگام کو تھامنے والا تھا تاکہ وہ لڑائی کہ گھمسان میں نہ گھسے۔ لجام کی جمع لجم جیسے کتاب و کتب اور تاکہ خچر جلدی نہ کرے۔

ای عباس ناد اصحاب السمرة: آپ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بیعت رضوان والوں کو آواز دیں۔

رجلا صیتاً: عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے۔ حازمی کہتے ہیں یہ جبل سلع پر کھڑے ہو کر اپنے غلاموں کو آواز دیتے۔ جو کہ غابہ میں ہوتے تو وہ ان کی آواز سن کر آ جاتے۔ جبل سلع اور غابہ کا فاصل آٹھ میل ہے۔ یہ جملہ بیان حکمت کیلئے مدرج فی الحدیث ہے۔

فقلت باعلی صوتی این اصحاب السمرہ: میری آواز پر ان کا لبیک کہنا ایسا تھا جیسا گائے اپنے بچے پر۔ قرطبی کہتے ہیں ان کے تیزی سے لوٹنے کو گائے کے بچے کی طرف میلان سے تشبیہ دی ہے۔

فقالوا لبیك لبیك: علماء کہتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے۔ ان کا فرار بھی بعید نہ تھا۔ دوسرا بالکل نہ تھا۔ وہ لوگ جو اہل مکہ سے طلقاء آئے وہ منہزم ہوئے اور وہ جن کے دلوں میں ابھی ایمان نہ آیا تھا۔

ھم والکفار: اَلْتَحَوْا: یہ مفعول معہ ہے یہی اولیٰ ہے۔

یقولون یا معشر الانصار: معرکہ میں ثابت کہیں اے گروہ انصار۔ معشر گروہ، جماعت، یہ مردوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع معاشر آتی ہے۔

ثم قصرت الدعوة بنی الحارث بن الخزرج: بڑے کا نام لیا تاکہ ان کے پوتے کعب بن خزرج نہ سمجھ لیے جائیں۔ خزرج سے عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔

حین حمی الوطیس: جب میدان کارزار گرم ہو گیا۔ حین خبر ہے۔ اس کا اعراب

ہے "علی حین عاتبت المشیب علی الصبا"

کی طرح ہے۔

حصیات فرمی بھن :حصبات ۔چھوٹی کنکریاں۔مٹی کی مٹھی لے کر دشمن کی طرف پھینک دی۔''فما خلق اللّٰہ منھم انسانا الاملاء عینۂ ترابا من تللك القبضة''ممکن ہے کہ وہ قبضہ مٹی اور کنکریوں پر مشتمل ہو۔ وہ مٹی ہر کافر کے منہ تک پہنچی۔ یہ معجزہ نبوت ہے۔ کیونکہ ان کی آنکھوں میں پہنچانا یہ قوت بشریہ کے بس میں نہیں اور نہ ہتھیلی میں اتنی مٹی آسکتی تھی کہ جو ان کو کافی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا۔اسی لئے فرمایا:﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی﴾۔
انھزموا ورب الکعبة: جب لڑائی گرم ہوئی تو یہ فرمایا۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔فذھبت انظر: کنکریاں پھینکنے اور اس قول سے پہلے۔ تو لڑائی۔

فما زلت اری حدھم کلیلاً :آپ نے جونہی کنکریاں پھینکیں اور ان کے شکست کھانے کی اطلاع دی۔ تو ان کی قوت کمزور ہوگئی اور ذلیل ہو کر بھاگ گئے۔ الوطیس: وہ جو لوگوں کو دھکیلے۔ یہ لڑائی کی شدت سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے سب سے پہلے سنا گیا۔ بقول قرطبی۔ آگ جلانے کی جگہ کو وطیس کہتے ہیں یہ اس آیت کی طرح:﴿کلما اوقدوا نارًا للحرب اطفأھا اللّٰہ﴾ [المائدہ:٦٤] اصمعی کہتے ہیں۔ وطیس۔ گرم پتھر جمع وطیسہ بقول مطرز تنور کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع نہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/١٧٧٥) مسلم (١٧٧٥) والنسائی (٨٦٥٣) وأبو یعلی (٦٧٠٨) والحاکم (٣/٥٤١٨) وابن حبان (٧٠٤٩) وعبد الرزاق (٩٧٤١) والحمیدی (٤٥٩)

الفوائد : (۱) انبیاء علیہم السلام کو وعدہائے ربانی میں جس قدر یقین ہوتا وہ دوسروں کو نہیں۔ (۲) خچر پر سواری جائز ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرنا جائز ہے۔ (۴) سالار لشکر ثابت ہوگا تو لشکر بھی ثابت قدم ہو جائے گا۔

۱۸۵۳ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا ' وَاِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ – فَقَالَ تَعَالٰی : "یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَّقَالَ تَعَالٰی مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ :یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ ' وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ ' وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ ' فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہیں وہ پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ......﴾ ''اے ایمان والو! جو ہم

نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا چوڑا سفر کرتا ہے پراگندہ اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف یا رب یا رب کہہ کر دراز کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام پینا بھی حرام اسے حرام کی غذا بھی ملی۔ اس کی دعا پھر کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

تشریح ۞ **ایہا الناس ان اللہ طیب**: طیب نقائص سے پاک اور آفات وعیوب سے مقدس۔

لا یقبل الا طیبا: اللہ تعالیٰ کا قرب حلال عمدہ مال سے مل سکتا ہے۔ النحو: یہ دوسری خبر ہے۔

یایھا الرسل: زمخشری کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا زمانہ اگرچہ مختلف تھا مگر ان کو خطاب اکٹھا کیا تا کہ یہ ظاہر کر دیا جائے ہر پیغمبر اپنے زمانے میں وحی کو پہنچاتا ہے۔ تا کہ سننے والے کو یقین ہو کہ یہ بات سب کو کہی گئی ہے۔ اس لئے اسے لینا اور اختیار کرنا چاہئے۔

الطیبات: حلال اور لذیذ۔

کلوا من طیبات ما رزقناکم: یہاں رزق کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی۔ تا کہ ان کو انتہائی احتیاط پر ابھارا جائے۔ مطلب یہ ہے خالص حلال کھاؤ۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا اہل ہے۔ مِن کو اس لئے لائے تا کہ اسراف سے بچیں۔ امر یہاں اباحت کیلئے ہے یا وجوب کیلئے ہے جبکہ بندے کی بھوک سے جان نکلنے کو ہو جائے۔ یا پھر استحباب کیلئے ہے جب کہ مہمان کی موافقت مقصود ہو۔ پھر آپ ﷺ نے بطور استبعاد یہ بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں کرتا۔

ثم ذکر الرجل یطیل السفر: ثم یہ ترتیب کیلئے ہے۔ طویل سفر سے مراد حج وغیرہ جہاد کا سفر ہے۔ النحو: یہ جملہ الرجل کی صفت یا حال ہے کیونکہ اس کا الف لام جنسیہ ہے۔ **اشعث**: بکھرے ہوئے بالوں والا۔ **اغبر**: غبار آلود چہرے والا۔ یہ دونوں یطیل کے فاعل سے احوال مترادفہ یا متداخلہ ہیں۔

یمد یدیہ الی السماء: النحو: یہ اشعث کی ضمیر سے حال ہے یا ماقبل سے حال ہے۔

یا رب' یا رب: یہ حالات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ دعا کرنے والا بظاہر اجابت کا حقدار ہے۔ اس کے باوجود اسکی دعا قبول جو ایسا نہ ہوا اور حرام لباس پہنتا ہوا اس کی دعا کیونکر قبول ہوگی۔ **مطعمه**: یہ مصدر مفعول کے معنی میں ہے اور قائلا جو یا رب سے پہلے محذوف ہے اس کے فاعل سے حال ہے۔ مطعم اور غذی بالحرام کو لا کر اشارہ فرمایا کہ حرام کھانے میں اس کی دو حالتیں بچپن ہو یا جوانی برابر ہیں۔

فانی یستجاب لذلك: النحو: انّی: کیف یا این کے معنی میں ہے۔ استجابت سے دعا مراد ہے۔ **لذلك** میں لام تعلیلہ ہے۔ یعنی اس مذکورہ کے حرام ہونے کی وجہ سے دعا کیونکر قبول ہو۔ یا ذلك کا مشار الیہ وہ الرجل ہے۔ یعنی ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

اشارہ: اس میں اشارہ ہے کہ کھانا پینا ایسی چیز ہے جس پر دعاؤں کی قبولیت کا مدار ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ دعا کے دو پر

ہیں:(۱)اکل حلال'(۲)صدق مقال(سچ بولنا)۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۳۵۷) ومسلم (۱۰۱۵) والترمذی (۲۹۸۹)

الفرائد : (۱)حلال مال سے خرچ کرنا چاہیے۔(۲)حلال مقام پرخرچ کیا جائے۔(۳)مستجاب الدعوات بننے کیلئے لباس خوراک،مشروب سب حلال ہونے ضروری ہیں۔

۱۸۵۴ :وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"ثَلَاثَةٌ ' لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ ' وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ' وَعَآئِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْعَائِلُ" :الْفَقِيْرُ۔

۱۸۵۴:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ کلام نہ فرمائیں گے' نہ ان کو پاک کریں گے' نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے:(۱)زانی'(۲)جھوٹا بادشاہ'(۳)متکبر فقیر۔(مسلم)

اَلْعَائِلُ :فقیر۔

تشریح ۞ ولهم عذاب اليم:ان کو یہ دردناک عذاب ان کی اس بلاضرورت بدعملی پر ہوگا۔علامہ نیشاپوری کہتے ہیں۔یہ ایسا عذاب ہے جس کا اثر دل تک گھس جائے گا۔اور یہ وہ چیز جس کے سامنے انسان عاجز ہو جائے اور اس پر گراں ہو وہ عذاب ہے۔اہل عرب عذاب روکنے کو کہتے ہیں۔جیسے کہتے ہیں۔ عزبته، عذابًا۔ میں نے اس کو منع کیا۔عذب عذوبا۔یعنی وہ باز رہا۔ماءعذب کو ماءعذب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ پینے والے کو مزید پانی سے روک دیتا ہے۔اسی طرح عذاب اس آدمی کو دوبارہ جرم کے ارتکاب سے روک دیتا ہے۔اور دوسرے کو بھی اس سے منع کر دیتا ہے۔(الواحدی)

قاضی کہتے ہیں۔ان تین کو وعید میں خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے بلاضرورت اس معصیت کا ارتکاب کیا۔جبکہ اس کا داعیہ بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔تو ان کا اقدام جرم عناد اور اللہ تعالیٰ کے حق میں استخفاف کے مرادف ہوا اور جان بوجھ کر معصیت کی جبکہ ضرورت نہ تھی۔بڑھے کی قوت شہوانی حلال وطی سے کمزور ہو چکی تو وہ حرام کا کیسے ارتکاب کر رہا ہے۔تجربات زمانہ سے اس کی عقل تو کمال کو پہنچ گئی۔زناء کی طرف تو غلبہ شہوت۔اور قلت معرفت اور ضعف عقل دعوت دیتا ہے اور یہ کامل عقل والا ہے۔حاصل کلام یہ کہ یہ سب جوانی سے ہوتے ہیں اور امام کو کسی کا ڈر نہیں۔جھوٹ بولنا تو ان کو دھوکا دینے اور چاپلوسی کرنے کیلئے ہوتا ہے جن سے آدمی کو خطرہ ہوتا ہے اور تنگ دست کے پاس مال بھی نہیں جو کہ فخر وغرور کا باعث ہوتا ہے۔تو وہ تکبر وغیرہ غیر کی وجہ سے کر رہا ہے۔جو بلا حاجت ہے۔

تخریج : كتاب المأمورات ۱/۷۲ تحريم الكبر میں گزر چکی وہاں دیکھئیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۸۵۵ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیحان' جیحان اور فرات اور نیل یہ چاروں جنت کے دریا ہیں'' ۔ (مسلم)

تشریح : سیحان و جیحان: نووی کہتے ہیں یہ دریائے مصیصہ ہے۔ جلال الدین محلی کہتے ہیں یہ ہندوستان کی نہر ہے۔ نووی کہتے ہیں دریائے اذند ہے جو جیحوں کے علاوہ ہے۔ یہ خراساں کے پچھلی جانب بلخ کے پاس واقع ہے اور قاضی عیاض کہتے ہیں کہ سیحان اور جیحان وہی سیحون و جیحون ہیں۔ اور یہ دونوں علاقہ خراساں میں واقع ہیں۔ نووی کہتے ہیں کہ قاضی کی یہ بات درست نہیں۔ اس بات پر لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ اس کے علاوہ ہیں مگر سیوطی کہتے کہ نووی کی یہ بات محل نظر ہے۔

والفرات والنیل: فرات وہی دریا ہے جو شام و جزیرہ کے درمیان حائل ہے۔ نیل یہ مصر کا مشہور دریا ہے۔

کل من انهار الجنة: امام سیوطی نے ان کو ظاہر پر رکھا ہے۔ ان کا مادہ جنت کی طرف سے ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان علاقوں میں اسلام عام ہو جائے گا۔ وہاں کے اجسام عذبہ جنت کی طرف جائیں گے۔ نووی نے پہلے قول کو زیادہ صحیح کہا ہے۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۸۳۹)

الفرائد : (۱) سیحون جیحون، نیل، فرات سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی گئی۔ (۲) جن زمینوں کو یہ سیراب کرتے ہیں وہ بھی بابرکت ہیں اور وہاں کی کھیتیاں بھی برکت والی ہیں۔

۱۸۵۶ : وَعَنْهُ قَالَ : اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ : "خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ، وَخَلَقَ اٰدَمَ ا بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: '' اللہ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن اور درخت سوموار کے دن اور ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور اس میں چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے

وقت میں پیدا فرمایا''۔ (مسلم)

تشریح آپ ﷺ نے میرے ہاتھ کو اس لئے پکڑا تا کہ غفلت سے بیدار ہو جاؤں۔

التربة یوم السبت: تربہ اور تراب ایک چیز دو نام ہیں۔ اس سے مراد زمین کا مادہ ہے۔ زمین کے بوجھ اور میخ کے طور پر پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا۔ اور سوموار کے دن درختوں اور منگل کے دن مکروہ چیزوں کو اور دوسری روایت میں ''خلق الفتن یوم الثلاثاء''۔ ثابت بن واسم نے اسی طرح نقل کیا ہے اور وہ وہی اشیاء ہیں جن پر معاش کا دارومدار ہے اور جن سے تدابیر پوری ہوتی ہے۔ جیسے لوہا وغیرہ جواہرات ارضی اور ہر چیز کی درستی اور اتقان و پختگی انہی سے ہوتی ہے۔

خلق النور: قاضی کہتے مسلم کے بعض رواۃ کے مطابق اس کے آخر میں نون ہے جس کا معنی مچھلی ہے۔

یوم الاربعاء: اربعاء کی جمع اربعاوات اور ارابیع ہے۔ صاحب الحکم نے بیان کیا کہ اس کی تین لغات ہیں اور تمام زمین پر چلنے والے جانور جمعرات کو پیدا فرمائے۔

وخلق آدم علیه السلام: ''من یوم الجمعه'' مِنْ تبعیض یا ابتداء کیلئے ہے۔

فی آخر الخلق: یہ خلق سے متعلق ہے۔ گویا دن کی آخری گھڑی میں پیدا فرمایا۔

تخریج : أخرجه أحمد (۳/۸۳۴۹) ومسلم (۲۷۸۹) وابن حبان (۶۱۶۱) والحاکم (ص/۳۳/۳۴) والبیهقی (ص/۳۸۳) البخاری (۱/۴۱۳) وأخرجه أبو یعلی (۶۱۳۲)

الفوائد : یہ روایت معلل ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا۔ یہ کعب احبار پر موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔

۱۸۵۷: وَعَنْ اَبِیْ سُلَیْمَانَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِیْدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِیْ یَدِیْ یَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْیَافٍ فَمَا بَقِیَ فِیْ یَدِیْ اِلاَّ صَحِیْفَةٌ یَمَانِیَةٌ ' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۸۵۷: ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں (جنگ) موتہ کے دن نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف چھوٹی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (بخاری)

تشریح یہ عمر بن مخزوم المخذومی ہیں۔ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان اسلام لائے۔ غزوہ موتہ سے صرف دو مہینے پہلے اسلام لائے۔ مرتدین کے خلاف لڑی جانے والی لڑائیوں میں ان کی قیادت تھی۔ ان کی وفات ۲۱۰۲ھ میں ہوئی۔

یوم موتة: یہ شام کے قریب بستی ہے۔ یہ غزوہ ۸ھ جمادی اور بعض نے کہا ۸ھ صفر میں پیش آیا۔ فتح مکہ اس کے بعد رمضان ۸ھ میں ہوئی۔

تسعة اسیاف: یہ قوت ضرب اور ان کے قوت قتال کی علامت ہے۔ اور کمال ثابت قدمی اور لڑائی کے سمندر میں گھس جانے کی وجہ تھا اور کیوں نہ ہوتا ان کو زبان نبوت سے سیف من سیوف اللہ فرمایا گیا۔

تخریج : أخرجه البخاری (۴۲۶۵)

الفرائد : (۱) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمال بہادری ثابت ہوتی ہے۔ وہ اعداء اللہ، اللہ تعالیٰ کی سونتی تلوار تھے۔

۱۸۵۸ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَاِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۸: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جب حاکم نے حکم کے لئے اجتہاد کیا اور وہ اجتہاد درست ہو گیا' تو اس کو دو اجر ملیں گے اور جب حاکم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کو ایک اجر ملے گا"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات باب فضل السحور میں گزرے۔

فاجتهد: ان معاملات میں وہ اجتہاد کرتا ہے جو اجتہادی معاملات ہیں۔

فلهٗ اجران: اجتہاد کا اجر اور ان کے مقصد کو پالینے کا اجر۔

فاخطاء فله اجر: اگر وہ اہل اجتہاد تھا۔ اجتہاد میں مصیب نہ ہوا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ اور جو اہل اجتہاد سے نہیں وہ خطاء سے سخت گناہ گار ہوگا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٧٨٩) والبخاری (٧٣٥٢) ومسلم (١٧١٦) وأبو داود (٣٥٧٤) والترمذی (١٣٣١) والنسائی (٥٣٩٦) وابن ماجه (٢٣١٤) وابن حبان (٥٠٦٠) وابن الجارود (٩٩٦) والدارقطنی (٢٠٤/٤) والبیهقی (١١٩/٢٠)

الفرائد : احکام میں خوب ثواب کی طلب چاہئے حاکم پوری کوشش کر دے تو اس نے مقصد کو پالیا۔ اس کو کوشش کا صلہ مل جائے گا۔

۱۸۵۹ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخار جہنم کی بھڑک ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **جهنم**: جہنم کی بھڑک اور قوت لپٹ سے ہے۔

فابردوها: یہ ثلاثی ہے اور بردا لماء حرارة جوفي یعنی اس کی حرارت کو پرسکون بنا دیا۔ اور عیاض نے اس کو ابرد الشیٔ سے لیا ہے۔ جب اس کو اس طرح مروڑا جائے کہ ٹھنڈا کر دے۔ مگر جوہری نے اس کو غیر فصیح لغت کہا۔

اس روایت کو اس بات پر محمول کیا جائے گا جو اس اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بخار زدہ کے بدن اور کپڑے پر

پانی چھڑکا جائے گا۔ اس سے مراد بخار والے غسل کرنا نہیں۔ (۲) اور نہ ہی ڈبکی لگانا ہے کیونکہ یہ مضر ہے۔ اور اسماء رضی اللہ عنہا ان صحابیات سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو خوب جاننے والی تھی۔ یا اہل حجاز کو خطاب ہے۔ اور ان کے قرب والے گرم ممالک۔ کیونکہ ان کے بخارات اکثر شدت حرارت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور اس کو ٹھنڈا پانی یقیناً فائدہ دے گا خواہ غسل کریں یا پئیں۔ اور کسی علاج کی ضرورت نہیں۔ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں خطاب اگرچہ عام ہے مگر مراد اس سے خاص ہے۔ جیسا ہم لکھ آئے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں۔ کچھ بعید نہیں کہ بخار سے صفراوی مراد لیں۔ اطباء کے ہاں مسلّم ہے۔ کہ صفراوی بخار والے کو سخت ٹھنڈا پانی پلایا جائے گا۔ اس کو برف کا پانی پلاتے اور اس کے اعضاء پر ٹھنڈا پانی ڈالتے ہیں۔ اور غسل سے مراد اس کے قریب قریب ہے جو اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بخار والے کے گریبان میں پانی انڈیل دیتی تھیں۔ اور عیسیٰ بن دینار کہتے ہیں اس کے گردن اور جسم کے درمیان ڈالتیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے جس طرح دیکھا اسی طرح کیا۔

حَاصِلِ کلام: یہ ہے کہ بخار مختلف ہیں۔ بعض تو ٹھنڈا کرنے کے قابل ہیں بعض اس کے مناسب نہیں حدیث پہلے پر محمول ہے۔ پس اس کے مناسب پر عمل کیا جائے گا۔ بعض نے کہا جس بخار میں غوطہ کا حکم دیا گیا وہ جو نظر لگنے، زہر، سحر وغیرہ کی وجہ سے ہو پھر یہ اس جائز گنڈے کی قسم ہو جائے گا۔ اسود کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گنڈے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا تم اس کا کیا کرو گے۔ یہ دریائے فرات تمہارے پہلو میں بہتا ہے۔ جس کو نظر لگ جائے یا زہر یا جادو کا اثر ہو وہ فرات پر آئے اور اس کا رخ کر کے پانی میں سات غوطے لگائے۔

تخریج: أخرجه البخاري (٣٢٦٣) ومسلم (٢٢١٠) والترمذي (٢٠٧٤) وابن ماجه (٣٤٧١)

الفوائد: (۱) جہنم پیدا ہو چکی اور اب موجود ہے۔ (۲) بخار بھی اس کی لپٹ ہے۔ اس لیے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۱۸۶۰: وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيْبُ وَارِثًا كَانَ اَوْ غَيْرَ وَارِثٍ۔

۱۸۶۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے"۔ (بخاری و مسلم) پسندیدہ بات یہ ہے کہ جس کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ مراد ولی سے قریبی رشتہ دار ہے، خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

تشریح: علیه صوم: اس کو قضاء کی قدرت تھی۔ یا افطار سے روزہ توڑ دیا اور اس کے ذمہ روزے بطور کفارہ لازم

تھے۔

صام عنه وليه: اگر مناسب ہو تو روزہ رکھے۔ اور اگر چاہے تو اس کے ترکہ میں سے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کا کھانا یعنی ایک مد نکال دے۔ شوافع کا قدیم قول یہی ہے اور اس حدیث سے استدلال ہے۔ اس صحیح روایت کے پیش نظر میت کی طرف سے وارث قضاء رمضان یا کفارہ کے روزے رکھے۔ جبکہ اس کو قدرت ہو اور ولی سے قریبی رشتہ دار مراد ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔ اجنبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ حج میں اجنبی کی نیابت بھی درست ہے۔ کیونکہ وہ مالی عبادت ہے اور روزہ خاص بدنی ہے۔ اس لئے دونوں کا حکم الگ ہے۔

احناف کے ہاں عبادات بدنیہ میں نیابت درست نہیں فدیہ متعین ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٩/٢٤٤٦٥) والبخاري (١٩٥٢) ومسلم (١١٤٧) وأبو داود (٢٤٠٠) وابن حبان (٣٥٦٩) والدارقطني (٢/١٩٤) والبيهقي (٤/٢٥٥)

الفرائد : مختار قول کے مطابق بدنی عبادات کی قضاء نہیں۔ البتہ قضاء کا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ جو صدقہ کی صورت میں ہوگا۔

١٨٦١ : وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الطُّفَيْلِ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِيْ بَيْعٍ اَوْ عَطَآءٍ اَعْطَتْهُ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا : وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَآئِشَةُ اَوْ لَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا – قَالَتْ : اَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا : نَعَمْ – قَالَتْ : هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَّا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا ، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ : لَا وَاللّٰهِ لَا اُشَفَّعُ فِيْهِ اَبَدًا ، وَلَا اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْاَسْوَدِ ابْنَ عَبْدِ يَغُوْثَ وَقَالَ لَهُمَا : اَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ لِمَّا اَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى اسْتَاْذَنَا عَلٰى عَآئِشَةَ فَقَالَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَآئِشَةُ اُدْخُلُوْا قَالُوْا : كُلُّنَا؟ قَالَتْ : نَعَمِ اُدْخُلُوْا كُلُّكُمْ ، وَلَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ ، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ ، وَيَقُوْلَانِ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ – فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلٰى عَآئِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِيْ ، وَتَقُوْلُ : اِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً ، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ

ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۶۱: عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبداللہ بن زبیر نے اس عطیئے کے بارے میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا گیا تھا (اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو تقسیم کر دیا تھا) تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ کی قسم عائشہ (میری خالہ) ضرور ان کاموں سے باز آ جائے ورنہ میں ان پر پابندی عائد کردوں گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا عبداللہ نے واقعی یہ بات کہی ہے؟ کہا جی ہاں۔ عائشہ نے فرمایا' اللہ کی قسم میں نے نذر مان لی ہے کہ میں عبداللہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب قطع تعلق کی مدت طویل ہوگئی تو ابن زبیر نے اِس کے لئے سفارش کروائی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس معاملے میں نہ سفارش مانوں گی اور نہ ہی اپنی نذر توڑنے کا گناہ کروں گی۔ جب یہ بات عبداللہ بن زبیرؓ پر سخت تکلیف دہ ہوئی تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود سے بات چیت کی ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ کی خدمت میں لے چلو اس لئے کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع رحمی کی نذر مانیں۔ مسور اور عبدالرحمٰن' ابن زبیر کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح اجازت طلب کی۔ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ کہا آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کیا ہم سب۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ کو یہ علم نہ ہوا کہ عبداللہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تو جب وہ سب داخل ہو گئے تو عبداللہ اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دینے اور رونے لگے اور پردے کے باہر مسور اور عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ان سے ضرور بات کریں۔ حضرت عائشہ نے یہ بات قبول کر لی۔ وہ دونوں کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلقی سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپؓ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے نصیحت اور وعظ کی بہت سی باتیں کی تو حضرت عائشہ بھی ان کو روتے ہوئے نصیحت کرنے لگیں اور فرمانے لگیں میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیر سے بات کر لی۔ اور نذر کے کفارے میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ بعد میں جب کبھی وہ اس نذر کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ ان کے آنسوان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تشریح ۞ عوف بن مالک متوسط تابعین سے ہیں۔ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضیع ہیں اور حضرت عائشہ سے بیان کرنے والے مخرمہ ہیں۔

لتنتهين عائشه او لا حجرن عليها: عائشہ رضی اللہ عنہا اس سخاوت سے باز آئیں ورنہ ان پر پابندی لگا دوں گا۔

قالت أهو قال: سامعین سے دریافت کیا کہ کیا عبداللہ نے یہ بات کہی ہے۔

لا اكلم ابن الزبير ابدًا: میں اللہ کی قسم ان سے بات نہ کروں گی۔ یہ نذر لجاج کہلاتی ہے۔ اس میں نذر والے کو نذر کے باقی

رکھنے یا توڑ کر کفارہ دینے کا اختیار ہے۔

طالت الهجرة: ہجرت مفارقت وطن پر بولا جاتا ہے۔ یہاں چھوڑنے اور ترک کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

واللّٰہ لا اشفع: میں نہ سفارش قبول کروں گی اور نہ قسم توڑوں گی۔

مسور بن مخرمه: بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ زہری ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ یہ صحابی بن صحابی ہیں۔

عبدالرحمان بن الاسود بن عبد یغوث: بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ زہری۔

لا یحل لها ان تنذر: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد یہ تھا کہ یہ درست ہے۔ اس لئے اس کی نذر مان لی۔ اگر حرام قرار دیتی تو وہ ایسا نہ کرتیں چہ جائیکہ نذر مانتیں۔

أندخل: یہ اجازت طلب کرنے کا صیغہ ہے۔

وال تعلم ان معهما ابن الزبير: یہ قالت کے فاعل سے جملہ حالیہ ہے۔

طفق يناشدها: ان سے رضامندی کا طالب ہوئے۔ کہ راضی ہو کر بات کرلیں اور اس پر روتے جا رہے تھے۔

يناشد انها: مسور، عبدالرحمان ان سے سوال کر رہے تھے کہ وہ اس سے راضی ہو کر بات کرلیں اور ان کی معذرت قبول کرلیں اور ساتھ یہ بھی کہہ رہے قطع تعلقی سے مسلمان کے ساتھ بھی ممانعت کی ہے رحم کی رشتہ داری تو بہت مقدم ہے۔ اس چھوڑنے کی ممانعت غرض نفس کے موقعہ پر ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑنا جائز ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی معصیت پر برقرار رہے۔ جیسا کہ کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں کو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ نے غزوہ تبوک میں جانے کی وجہ سے چھوڑ دیا اور توبہ تک مقاطعہ برقرار رہا۔

من التذكره: یہ مصدر سماعی ہے۔ اس کا معنی نصیحت ہے۔

التحريج: مہرج جو قطع تعلق پر لازم آرہا تھا۔ وہ نذر کے معاملے اور اس کے نقصان کو ذکر کر رہے تھے۔ وہ اس خلل کو یاد کر کے ذہکی رونے لگیں۔ اور اس خلل میں واقع ہونے پر افسوس کرنے لگیں۔ اور کہہ رہی تھیں۔ نذر بڑی سخت ہے۔ وہ رضا پر اصرار کرتے رہے۔

اعتقت في نذرها: ان سے بات کر کے کفارہ یمین میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ یہ کمال تقویٰ تھا۔ کہ ایک کی بجائے چالیس آزاد کیں۔ ان کے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہونے کا تقاضا یہی تھا۔ حسنات کو کئی گنا کریں کیونکہ غلطی پر ان کی سزا بھی مضاعف ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خشوع و خضوع اختیار کیا وہ اس کے علاوہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اس میں انتہائی احتیاط سے کام لیا۔

تبل دموعها خمارها: النحو: دموع مفعول اور خمار فاعل ہے۔ اور فاعل ضمیر مان لیں تو پھر نصب ہوگا۔ دموع کا نصب خافض ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري (۳۵۰۳)

الفوائد : (۱) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت وعظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا عظیم خوف اور حق کی اتباع۔ (۲) مسلمان کو چاہیے کہ وہ بلاوجہ شرعی ناراضی نہ رکھے۔

۱۸۶۲ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: "اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ ، وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا ، وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا" قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ، وَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَ اٰخِرَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الْمِنْبَرِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ ، وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ ، وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا" وَالْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ :الدُّعَآءُ لَهُمْ ، لَا الصَّلٰوةُ الْمَعْرُوْفَةُ۔

۱۸۶۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین اُحد کی طرف تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لئے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس کو اپنے اس مقام پر دیکھ رہا ہوں۔ خبردار! مجھے تمہارے بارے میں شرک کا خطرہ نہیں لیکن خدشہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کرنے لگو''۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خطرہ ہے کہ اس میں رغبت کرنے لگو آپس میں اس کی وجہ سے لڑنے لگو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔ یہ آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا' اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی قسم تمہارے بارے میں یہ مجھے خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو۔ مقتولین اُحد پر صلوۃ کا معنی دعا ہے۔ نہ کہ معروف نماز جنازہ۔

تشریح ۞ قتلی اُحُد: احد کا واقعہ ۳ یا ۴ھ میں پیش آیا۔

فصلی علیھم: آٹھ سال کے بعد ان کے لئے دعا فرمائی۔ یہ مرض وفات سے چند دنوں پہلے کی بات ہے۔

کالمودع للاحیاء والاموات: زندہ کو الوداع کیلئے اشارہ فرمارہے تھے۔ جیسا حجۃ الوداع میں فرمایا "لعلّکم لا تلقونی بعد ھذا...... "اور اموات کو الوداع یہی ہے کہ ان کیلئے وفات سے پہلے دعا فرمادی۔

فَرَط: اس آدمی کو کہتے ہیں جو کہ قافلہ سے پہلے منزل پر روانہ کیا جائے تا کہ وہاں قافلے کی ضروریات' لکڑیاں، حیاض کی درستی وغیرہ قافلے کی آمد سے پہلے کرے۔ اسی طرح میں اپنی امت کیلئے ان کی مصالح اخرویہ گناہ گاروں کی شفاعت اور مطیعین کی شہادت تیار کرنے والا ہوں۔

انا شھید علیکم: جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بك علی ھؤلاء شھیدًا﴾ [النساء: ٤١]

وان موعدکم الحوض: امت کے لوگ حوض کے پاس ملیں گے۔ موعد یہ ظرف مکان ہے۔

وانی لا نظر الیہ من مقامی ھذا: آپ کیلئے وہ مقام کھول دیا گیا آپ ﷺ نے آنکھوں سے دیکھ کر خبر دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ حوض بھی جنت و نار کی طرح اب موجود ہے۔

انی لست اخشی علیکم ان تشرکوا: مجھے تمہارے اندر شرک کے پیدا ہونے کا خطرہ نہیں کیونکہ نور ایمان جب بشاشت قلب سے مل جائے تو پھر نہیں نکلتا۔ مراد یہ ہے کہ تمام امت کے ارتداد کا خطرہ نہیں۔ "اس پر اس روایت سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا"۔ "ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل عمل اھل النار فیدخلھا" اور نہ ان احادیث سے جن کو نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا" کہ اخیار مر جائیں گے اور اشرار باقی رہ جائیں گے۔ اور وہ بتوں کی بھی پوجا کریں گے۔ کیونکہ پہلی روایت بعض افراد سے اور دوسری روایت دوسرے بعض کے متعلق آخری زمانہ میں ہوگی۔ البتہ تمام امت کا ایمان کے بعد شرک اختیار کرنا ہرگز نہ ہوگا۔

اخشی علیکم الدنیا: یہاں تنافسوھا ہے اور بخاری میں تنافسوفیھا کے چار اور ایک تا کو حذف کیا گیا ہے بتقاضائے اختصار ایسا کیا۔

فکانت: یہ آخری مرتبہ تھی جس میں آپ کو میری نگاہ نے منبر پر جلوہ افروز دیکھا یا مطلقاً بھی ہوسکتا کہ اس کے بعد آپ منبر پر تشریف ہی نہیں لائے۔

ایک روایت میں "فتھلکوا کماھلك" اس ہلاکت معنوی مراد ہے۔

ایک روایت میں اعطیت مفاتیح: زمین کے خزائن کی چابیاں یا زمین کی چابیاں مطلب یہ ہے جو موجود بھلائی ہے وہ آپ دی گئی اور آپ کی وساطت سے امت کو پہنچ رہی ہے۔ بقول بوصیری "فان من جودك الدنیا وضرتھا، ان تشرکو ابعدی" کیونکہ آپ نے دوام ایمان کی امت میں قیامت کے قرب تک کیلئے وصیت فرمائی۔ اس حدیث امت میں اسلام کے قائم و دائم رہنے کی خوشخبری دی اور شرک کے اس میں نہ اترنے کی بھی بشارت ہے۔ اس میں دنیا میں تنافس سے روک کر

زہد کی تلقین اور دنیا کی رونق سے اعراض کا حکم دیا کیونکہ یہ ہلاکت کا باعث ہے۔ ''الصلاۃ علی قتلی احد'' کا معنی دعا رحمت ہے نماز مراد نہیں ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧٣٤٩) والبخاري (١٣٤٤) ومسلم (٢٢٩٦) وأبو داود (٣٢٢٣) والنسائي (١٨٧٥) وابن حبان (٣١٨٩) والطبراني (٧٦٧/١٧) والدارقطني (٧٨/٢) والبيهقي (١٤/٤)

الفوائد : یہ اعجاز نبوت ہے۔(۲) آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شرک نہیں آ سکتا۔(۳) دنیا میں تنافس اموال پیش آیا۔(۴) خزائن ارضی کا امت کو وارث بنایا گیا۔

۱۸۶۳ : وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا مَا کَانَ وَمَا هُوَ کَائِنٌ ، فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۶۳: حضرت ابوزید عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا' نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا تھا' اسکی ہمیں اطلاع دی۔ ہم میں سب سے بڑے علم والے وہی ہیں جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہیں۔(مسلم)

تشریح ۞ یہ انصار سے ہیں۔ جلیل القدر صحابی ہیں ان سے مسلم اور سنن اربعہ سے روایت لی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ تیرہ غزوات میں شرکت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے دست مبارک پھیرا اور دعا کی۔ ان کے پوتے کا بیان ہے۔ کہ ان کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی اس وقت ان کے سر میں ایک بھی سفید بال نہ تھا۔ اسد الغابہ میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کیلئے پانی لایا اس میں بال تھا میں نے نکال دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللھم جملہ'' اے اللہ تعالیٰ ان کو خوبصورتی عنایت فرمایا۔

ابونہیک کہتے ہیں میں نے ان کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا کہ ان کی ڈاڑھی اور بالوں میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جیسا کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر سو سے زائد تھی مگر ان کی ڈاڑھی اور سر میں چند بال سفید تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے چار روایات نقل کی ہیں۔ محل وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

ما کان وھو کائن: اگر بظاہر لفظوں کو دیکھا جائے تو اس تھوڑے وقت ماضی اور آئندہ کے واقعات بتلائے تو یہ اعجاز نبوت ہے اور بعض ہوں تو اس کا بھی احتمال ہے۔ زیادہ علم والے وہ ان واقعات کو ہم سے زیادہ یاد کرنے والے تھے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۸/۲۲۹۵۱) ومسلم (۲۸۹۲) والحاکم (۴/۸۴۸۹) وابن حبان (۶۶۳۸) والطبرانی (۴۶/۱۷)

الفوائد : (۱) امت کو فتن سے خبردار کیا تاکہ وہ اس کیلئے تیاری کر لیں۔ (۲) معجزہ نبوت ہے۔ (۳) تبلیغ رسالت میں آپ ﷺ نے بڑی مشقتیں اٹھائیں۔

۱۸۶۴ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۶۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کو اطاعت کرنی چاہئے اور جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے''۔ (بخاری)

تشریح ۞ مثلاً روزہ، نماز یا دیگر اعمال صالحہ کی نذر مانی۔

فلیطعه: وہ اصل واجب کی طرح اس کے نذر ماننے سے لازم ہو گئے۔ خواہ فقہاء کا ان کے وجوب وغیرہ کا اختلاف ہی ہو۔

من نذر ان یعصی اللّٰه: معصیت کی نذر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ یہ باعث قرب تو کیا ہوتی باعث بعد ہے۔

تخریج : أخرجه مالك (۱۰۳۱) وأحمد (۹/۲۴۱۳۰) والبخاری (۶۶۹۶) وأبو داود (۳۲۸۹) والترمذی (۱۵۳۱) والنسائی (۳۸۱۵) وابن ماجه (۲۱۲۶) والدارمی (۲۳۳۸) وابن حبان (۴۳۸۷ وابن الجارود (۹۳۴) والبیهقی (۹/۲۳۱)

الفوائد : (۱) طاعت کی نذر پوری کرنی چاہئے۔ (۲) معصیت کی نذر توڑ کر کفارہ ضروری ہے۔

۱۸۶۵ : وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ وَقَالَ: "كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۸۶۵: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر پھونکیں مارتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ام شریک کے حالات گزرے ان کو بعض نے عامریہ اور دوسروں غامدیہ لکھا ہے۔

الاوزاغ: اس کا نقصان بھی بہت ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم الشان بندے کی عداوت بھی ساتھ شامل ہو گئی۔

کان ینفخ علی ابراهیم: اگرچہ اس کی پھونک سے آگ میں چنداں اثر نہ تھا مگر اس میں اظہار عداوت، خرابی نیت کا ثبوت ملتا ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (۱۰/۲۷۳٤) والبخاری (۳۳۰۷) ومسلم (۲۲۳۷) والنسائی (۲۸۸۵) وابن ماجه (۳۲۲۸) والحمیدی (۳۵۰) والدارمی (۲۰۰۰) والطبرانی (۲۵/۲۵۱) وعبد الرزاق (۸۳۹۵) وابن أبی شیبة (٥/٤٠١) وابن حبان (٥٦٣٤) والبیهقی (٥/٢١١)

الفرائد : چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا۔ کیونکہ گھروں میں خاص طور پر یہ اذیت وکراہت اورزہرخورانی کا باعث ہے۔

۱۸۶۶ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً ، وَمَنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُوْنَ الْاُوْلٰی ، وَاِنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِیْ رِوَايَةٍ :"مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَفِی الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ ، وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ :اَلْوَزَغُ الْعِظَامُ مِنْ سَامِّ اَبْرَصَ۔

۱۸۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کو اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنی اتنی نیکیاں پہلی سے کم اور اگر اس کو تین ضربوں میں مارا تو اس کو اتنی اتنی نیکیاں۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری ضرب میں میں مارا اس کو اس سے کم۔ (مسلم)

اہل لغت فرماتے ہیں کہ اَلْوَزَغُ سام ابرص کی قسم کا بڑا جانور (کرلا) ہے۔

تشریح ۞ اول ضربة: یہ صفت کی اضافت موصوف کی طرف کے قبیل سے ہے۔

فله كذا و كذا حسنة: ماقبل پر اکتفاء کر کے کنایت ذکر کر دیا۔ وزغة: اس میں تا تانیث کی نہیں بلکہ وحدت کیلئے ہے۔ جیسا کہ وزغًا کا لفظ دلالت کرتا ہے۔

احمد وغیرہ نے اس روایت کو ذرا سے لفظ کے اختلاف سے نقل کیا ہے اور طبرانی نے یہ الفاظ بھی نقل کیے: "كفر الله عنه سبع شطيئات"

صاحب القاموس کا قول: یہ سام ابرص ہے اور اس کے متعلق یہ روایت ہے۔

نووی کا قول: وزغة (چھپکلی) موذی حشرات سے ہے اس کو آپ ﷺ نے ایذاء کی وجہ سے مارنے کی تاکید فرمائی اور گناہوں کی معافی کا بھی مقصد یہ ہے کہ اس کو فوراً مار دیا جائے اور اس کی طرف توجہ دی جائے۔ ایک ضرب سے مار دیں یعنی کہ وہ بھاگ نہ سکے۔

تخريج : أخرجه أحمد (۳/۸٦٦۷) ومسلم (۲۲٤۰)

الفوائد : (۱) ایک ضرب سے چھپکلی کو مارنے کا ثواب سو نیکیاں ہیں۔ (۲) دوسری تیسری ضرب سے مارنے والے بھی یقیناً ثواب ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

۱۸٦۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ ، فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ : اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ ، وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ اللّٰهُ اَنْ يَّعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ۔

۱۸٦۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا۔ آج میں ضرور صدقہ کروں گا پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کر رہے تھے آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس کو ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ پر صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ بدکار عورت پر صدقہ ہو گیا۔ میں آج رات پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اس کو ایک مالدار کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔ صدقہ چور کو پہنچ گیا' زانیہ کے ہاتھ میں آیا اور مالدار کو مل گیا۔ اس کو خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ تیرا صدقہ چور پر قبول ہو گیا۔ اس لئے کہ شاید وہ چوری سے باز آئے اور زانیہ پر قبول ہو گیا شاید کہ وہ زنا سے پاکبازی اختیار کرے اور غنی پر بھی قبول ہو گیا شاید کہ وہ عبرت حاصل کرے اور اپنے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ بخاری نے ان لفظوں سے بیان کیا اور مسلم نے اسی معنی کو روایت کی۔

تشریح ❁ رجل: سے پہلی امتوں کا آدمی مراد ہے۔ (دمامینی)

فاصبحوا: اس زمانے کے لوگ جس میں وہ آدمی تھا۔

يتحدثون۔ تصدق: یہ جملہ معنی قول قول کو متضمن ہے۔قال یہ جملہ مستانفہ ہے۔علي سارق: یہ تصدقت محذوف کے متعلق ہے۔

تصدق الليلة: ظرف نصب کی حالت میں تصدق کا ظرف ہے۔اور نائب فاعل ہے۔

علي زانية: اس جملہ میں اس ظرف سے مقید کیا۔ پہلوں میں ایسا نہیں کیا۔(۱) ان کے علاوہ اوقات میں واقع ہو یا اس میں رات کے درمیان میں اور پہلے دونوں میں اطراف لیل میں یہ واقعہ پیش آیا۔

علي غني: حرف جر کو لوٹانے سے یہ ظاہر کیا کہ ہر ایک مستقل ہے اور صدقات بھی متعدد ہیں۔

فقيل له: یہ خواب میں کہا گیا۔جیسا مستخرج ابی نعیم میں ہے۔

يستعفف عن سرقته: مسلم میں لعلہا کا لفظ عن سے پہلے زائد ہے۔ کہ وہ اس مال سے غنی ہو کر چوری چھوڑ دے۔

عن زناها: اس سے اشارہ کیا کہ مالوفات کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔گویا اس میں نفس سے ترک کا مطالبہ ہوتا ہے۔روایت مسلم میں ترتیب کا ذرا فرق ہے کہ زانیہ کو غنی پر مقدم کیا گیا۔ لعلہا کا لفظ بھی زائد لائے شاید کہ غنی عبرت حاصل کر کے بخل چھوڑ کر خود خرچ کرے اور چور اس سے آئندہ چوری کے جرم سے باز آجائے۔یہ روایات کا فرق معمولی ہے۔واللہ اعلم۔

تخريج : أخرجه أحمد (۳/۸۲۸۹) والبخاری (۱۴۲۱) ومسلم (۱۰۲۲) والنسائی (۲۵۲۲) وابن حبان (۳۳۵۶) الفتح (۴/۴۰)

الفوائد : (۱) صدقہ کرنے والے کی نیت درست ہو تو صدقہ مقبول ہے۔(۲) خفیہ صدقہ مقبول ہے۔اخلاص کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت ہے۔(۳) اگر صدقہ مستحق نہ پہنچے تو اعادہ مستحب ہے۔(۴) حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے۔

۱۸۶۸ :وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ :"اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ؟ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ ، فَيَقُوْلُ النَّاسُ :اَلَا تَرَوْنَ مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَا بَلَغَكُمْ ، اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ :اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ :يَااٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ ، وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ ، اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ فَقَالَ :اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَاِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ :نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ : اذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ – فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ :اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى

الْاَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ ، اِلٰی تَرٰی اِلٰی مَا بَلَغَنَا؟ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ؟ فَيَقُوْلُ :اِنَّ رَبِّیْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰی قَوْمِیْ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ، اِذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ :اذْهَبُوْا اِلٰی اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ :يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ :اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔

وَاِنِّیْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ :اذْهَبُوْا اِلٰی مُوْسٰی ، فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُوْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَی النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَّمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ ، اذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ :اذْهَبُوْا اِلٰی عِيْسٰی – فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰی فَيَقُوْلُوْنَ :يَا عِيْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ عِيْسٰی :اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ ، اذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَفِیْ رِوَايَةٍ "فَيَاْتُوْنِیْ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَانْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَّمْ يَفْتَحْهُ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهٗ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ يَا رَبِّ، اُمَّتِیْ يَا رَبِّ ، اُمَّتِیْ يَا رَبِّ – فَيُقَالُ :يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ – ثُمَّ قَالَ :وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰی مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۸: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کے لئے دستی کا گوشت

پیش کیا گیا اور یہ گوشت آپؐ کو پسند تھا۔ پس آپؐ دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے اور فرمانے لگے میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے تا کہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور دعوت دینے والے کی بات سن سکیں اور سورج لوگوں کے قریب ہوگا۔ لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک ہوگی جس کی وہ طاقت اور برداشت نہ رکھیں گے۔ لوگ کہیں گے کیا تم اس تکلیف کو دیکھ رہے ہو جس میں تم مبتلا ہو کہ وہ کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا تم نہیں غور کرتے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے لئے تمہارے رب کے ہاں سفارش کرے۔ پس وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ تمہارے والد آدمؑ ہیں۔ وہ سب ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدمؑ تو سب انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور فرشتوں کو اس نے حکم دیا۔ پس انہوں نے تمہیں سجدہ کیا اور تمہیں جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپؑ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش نہیں کریں گے۔ کیا آپؑ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ پس وہ فرمائیں گے' بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا سخت غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے ناراض ہوا اور نہ ہی بعد میں وہ اس طرح ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے روکا' پس مجھ سے نافرمانی ہوگئی۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم نوحؑ کے پاس جاؤ۔ پس وہ سب لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوح! آپؑ زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے' جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا آپؑ ہمارے لئے اپنے ربّ کے ہاں سفارش نہیں کرتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن بے شک میرا ربّ اتنا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس نے مجھے دعوت دینے کے لئے کہا۔ میں نے وہ دعوت اپنی قوم کو دی۔ میری جان' میری جان' میری جان۔ تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور وہ ابراہیمؑ کے پاس جا کر کہیں گے۔ اے ابراہیمؑ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اہل زمین میں اس کا خلیل ہے۔ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کر دو۔ کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے' جس میں ہم مبتلا ہیں۔ وہ انہیں فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا غضبناک ہے کہ نہ وہ پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے تین باتیں ایسے کہی تھیں جو واقعہ کے خلاف تھیں۔ مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ پس وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور کلام کے ساتھ آپؑ کو خاص کیا۔ آپ ہمارے لئے اپنے ربّ کے پاس سفارش کریں۔ کیا آپؑ اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا ناراض ہے نہ اس سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ بے شک میں نے تو ایک جان کو مار دیا تھا جس کے قتل کا مجھ کو حکم نہ تھا۔ مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ! تو اللہ کا رسول اور کلمہ ہے جس کو اس نے مریم

کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے آئی ہوئی روح ہے تو نے پنگوڑے میں کلام کیا۔ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کرو۔ کیا تم اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں آج ہم مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا ناراض ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ وہ کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مجھے تو اپنی پڑی ہے' مجھے تو اپنی پڑی ہے اور اپنی۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم محمدؐ کے پاس جاؤ۔ پس وہ محمدؐ کے پاس آئیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے۔ پھر کہیں گے اے محمدؐ آپؐ اللہ کے رسول ہیں' انبیاء کے خاتم ہیں' اللہ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ آپؐ ہمارے لئے اپنے ربّ کی بارگاہ میں سفارش کریں۔ کیا آپؐ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں؟ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے ربّ کی بارگاہ میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ پھر اللہ مجھ پر اپنی ایسی تعریفیں اور عمدہ ثنائیں کھولے گا جو آج تک مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ پھر کہا جائے گا اے محمدؐ! سر اٹھاؤ اور سوال کرو۔ سوال پورا کیا جائے گا۔ سفارش کرو' سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے میرے ربّ میری امت' میری امت' اے میرے ربّ۔ پس کہا جائے گا اے محمدؐ اپنی امت میں سے بلا حساب والوں کو دائیں جانب والے دروازے سے جنت میں داخل کر لو اور میرے امتی' لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ اللہ کی قسم! دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان۔ یا فرمایا مکہ اور بصریٰ کے درمیان۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ **دعوۃ:** سے یہاں طعام کی دعوت مراد ہے۔ (کتاب المثلث) دال کا فتحہ ہے کبھی دال کا کسرہ بھی آجاتا ہے۔

الذراع: قاضی کہتے ہیں یہ آپ کو پسند تھی۔ یہ جلد گلنے اور زیادہ لذت و ذائقے والا کم نقصان والا گوشت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو شمائل ترمذی میں فرماتی ہیں کہ دستی آپ ﷺ کو پسند نہ تھی۔ پس گوشت کبھی کبھی میسر آتا اور ویسے بھی دستی جلد پکتی ہے اس لئے آپ ﷺ اس کو استعمال فرماتے۔ مگر بعض شراح نے کہا کہ یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے فہم کے مطابق فرمایا ورنہ دوسری احادیث کے ظاہر سے اس کا آپ ﷺ کو بہت پسند ہونا معلوم ہوتا ہے۔ خواہ گوشت کبھی ملے یا ہر روز ملے۔ گویا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ لذات میں سے کسی چیز کی طرف اس طرح میلان نہ رکھتے تھے۔ اس کو جلد پک جانے کی وجہ سے پسند فرماتے تاکہ مسلمانوں اور اپنے دیگر مصالح کیلئے زیادہ سے زیادہ وقت فارغ ہو اور پہلی روایت کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا کہ کمال خلقت کا تقاضا عمدہ چیز کو پسند کرنا ہے۔

البتہ دیگر شارحین ان شارحین کی تردید کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس بات کی نسبت کو ناپسند کیا۔ وہ طبع نبوی کو خوب در خوب سمجھنے والی تھیں۔ حافظ عراقی نے خوب جواب دیا۔ کہ کسی چیز کا پسند آنا اس کے آپ ﷺ کے ہاں محبوب ترین گوشت ہونے کی علامت نہیں۔ ابن جعفر کی روایت میں صراحۃً موجود ہے کہ اطیب اللحم پشت کا گوشت ہے۔ (فتدبر)

فنهش منها نهشه: یہ سین و شین دونوں سے مراد ہے۔ دانتوں سے کسی چیز کو توڑنا۔ یہاں گوشت کا توڑنا مراد ہے۔

انا سید الناس: یہ اپنے عام معنی کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور آپ کا فرمانا یا سید البریہ ابراہیم ہیں۔ وہ اس فضیلت کے معلوم ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ یا اپنے سے اس کی نفی سے مراد انبیاء علیہم السلام کا ایسا تذکرہ جس سے ان کی تنقیص کا پہلو نکلے وہ کفر ہے۔ یوم القیامہ: یہ آپ کی فضیلت کے مکمل ظہور کا دن ہوگا اور ان کے سامنے بھی آپ کی عظمت سب پر واضح ہو جائے گی جو آپ کے منکر ہیں ورنہ آپ تو دارین کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔ یہ تعبیر ﴿مالك يوم الدين﴾ کی طرح ہے۔ مالک تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کا ہے اس دن دوسروں کی عارضی ملکیت کی بھی نفی ہوگی اس لئے اس کی طرف نسبت کر دی۔

﴿هل تدرون مم﴾: ای مسبب۔ یہ تفخیم شان کیلئے فرمایا۔ یہ ﴿ذلك الكتاب﴾ کی طرح۔ یا جواب سے سکوت کی وجہ ظہور ہے۔

الاولين و الاخرين: اس سے تمام مکلفین مراد ہیں۔ اس سے انسان مراد ہو تو جنات سے سکوت ان کی نفی نہیں کرتا۔

في صعيد واحد: ایک میدان میں کہ جس میں دیکھنے والا سب کو دیکھ سکے۔ سورج ان سے قریب ہوگا۔ بعض نے کہا ایک میل سے مراد یہی جو انسانی فاصلوں میں سمجھا جاتا ہے۔ بعض سرمہ کی سلائی مراد لی ہے۔ درحقیقت انتہائی قرب سے کنایہ ہے۔

الكرب: کربه الامر سے لیا گیا۔ ارادہ کرنا۔ غم کیلئے حزن کا لفظ آتا ہے۔ وہ خوشی کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اس لئے اسے غم کہا جاتا ہے۔

ای ما انتم فیه: ما کو تفخیم امر کو ظاہر کرنے کیلئے ہے جیسا اس ارشاد میں: ﴿فغشيهم من اليم ما غشيهم﴾۔

وتنظرون: اس کا عطف ترون پر ہے۔ نظر الامر: سوچ بچار کرنا۔ ایک نسخہ میں الا تنظرون بھی ہے۔

من يشفع لكم: تاکہ جس پریشانی میں ہو اس سے چھوٹ جاؤ۔

ابو کم آدم: اس کیلئے آدم علیہ السلام پر نظر جاتی ہے اس لئے کہ وہ تمہارے باپ ہیں۔ (۲) ان سے مطالبہ کرو کیونکہ وہ تمہارے باپ ہیں۔ والد کا نام لینا یہاں ممنوع ہے وہاں تو اجازت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی حکم ہے۔

انت ابو البشر: وہ آکر ابھارنے کیلئے یہ صفات ذکر کریں گے۔ بشر کا لفظ تثنیہ تو آتا ہے مگر جمع نہیں۔ جیسے واحد کیلئے بشراً سوّیا، جمع کیلئے فاما ترین من البشر، تثنیہ أنومن لبشرين۔ بیده یعنی اپنی قدرت سے روح کی نسبت بھی تشریف کیلئے ہے۔ فسجدوا لك: آپ کی طرف رخ کر کے سجدہ کیا۔ سجدہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہے۔

اسكنك الجنه: وہ جنت جہاں مؤمن آخرت میں داخل ہوں گے۔ اس میں دلیل ہے کہ جنت پیدا ہو چکی ہے۔

الا ترى ما نحن فيه: آدم علیہ السلام سے ایسی بات کہہ کر ابھاریں گے جو سفارش پر آمادہ کرے۔ دیکھو ہمارا حال جو بیان سے باہر ہے۔ أَلَمْ تَرَ: ما بلغنا کا فاعل مضمر ہے یا سکون سے پڑھیں تو فاعل ضمیر ہے۔ مشقت کو حذف کر دیا تاکہ مبالغہ ہو۔

ان ربی غضب: حقیقی معنی محال ہے۔ مجاز مرسل کے طور پر اس سے انتقام یا ارادہ انتقام مراد ہے۔ ایک نسخہ میں لم يغضب

اور دوسرے میں لن یغضب ہے۔

وانه نهانی: النَّحْو :اس کا عطف ان ربی پر ہے۔ (۲)واؤ حالیہ بھی ہوسکتی ہے۔اس سے یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور واؤ اس طرح ہوگی جیسا اس ارشاد میں ہے: ﴿ونقر فی الارحام......﴾۔مگر پہلا قول بہتر ہے۔الشجرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخصوص نوع کا درخت تھا۔اور اس نوع سے کھانے کی ممانعت تھی۔ یہ ممنوعہ چیز کا استعمال علو مقام رسل اور ان کے عظیم شرف سے فروتر تھا۔پس اسی وجہ سے ان کو سخت الفاظ عصی وغیرہ سے ذکر کیا گیا۔مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ کہنا جائز نہیں کہ آدم علیہ السلام عاصی ہیں۔اگرچہ ''عَصَیٰ آدمُ ربّه'' وارد ہے۔کیونکہ عاصی وہ ہے جس نے معصیت کی ہو۔جیسا وہ آدمی جس نے ایک دن سوئی سے اپنا سیا تو اس کو خائط (درزی) نہیں کہتے۔جب تک کہ اس کو عادت اور پیشہ نہ بنالے۔(ابن قتیبہ)

نفسی نفسی:اس کو تحذیر کا اعراب دیا جاسکتا ہے جیسا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایای وان یحذف احدکم الارنب'' (۲) مبتداء اکی خبر محذوف ہے ای حسبی نفسی۔(۳) فعل محذوف یکفینی کا فاعل ہے۔دوسرا نفسی تاکید کیلئے ہے۔حافظ کہتے ہیں یہ اس طرح ہے: ''نفسی التی تستحق ان یشفع لها'' کیونکہ جب مبتداء وخبر متحد ہونے کی صورت میں بعض لوازم مراد ہوتے ہیں۔

اذهبو الی غیری: جس سفارش کے طالب ہو اس کیلئے اور کے پاس جاؤ۔دوسرا اذهبوا پہلے اذهبوا کا بدل مفصل ہے۔

یا نوح:ان کا نام بعض نے کہا عبدالغفار ہے۔کسی بات کی وجہ سے جوان سے ہوئی بہت روتے تھے اس لئے یہ لقب پڑ گیا۔ مسلم میں روایت وارد ہے۔کہ ''فیقول آدم ولکن ائتوا نوحًا اول رسول بعثه اللّٰه'' مازری کہتے ہیں کہ ادریس علیہ السلام ان کے دادا ہیں۔اگر کوئی ثبوت مل جائے کہ ادریس علیہ السلام بھی رسول ہیں تو پھر یہ نوح علیہ السلام سے پہلے نہیں ہو سکتے۔جیسا کہ روایات تو نوح علیہ السلام کو پہلا رسول بتلا رہی ہیں۔اور اگر دلیل نہ ملے تو نسابین کی رائے درست ہوگی اور اگر اس طرح کہا جائے کہ وہ نبی تھے نہ کہ رسول تو تب بھی نسابین کی بات درست ہوجائے گی۔

قاضی عیاض کہتے ہیں۔کہ یہ بھی کہا گیا کہ ادریس علیہ السلام ہی کا نام الیاس علیہ السلام ہے۔یہ انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل سے تھے جیسا کہ بعض اخبار میں درج ہے۔کہ یہ یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ تھے۔اگر یہ بات درست ہو تو اخباریین پر اعتراض نہ رہا۔اور دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے۔کہ آدم وشیث علیہما السلام کی نبوت ورسالت ان لوگوں کیلئے تھی جو ان کے ساتھ تھے۔آدم علیہ السلام کو اپنی اولاد کی طرف رسول بنایا گیا۔وہ سب مسلمان تھے۔بس ان کو اللہ تعالیٰ کی طاعت کی تبلیغ کا حکم تھا اور اسی خاطر ان کے بعد شیث علیہ السلام کو بھی اسی صلبی اولاد کیلئے بھیجا گیا۔اس کے برخلاف رسالت نوح علیہ السلام اہل زمین کے کفار کیلئے تھی۔قاضی کہتے ہیں ابن بطال نے اس اعتراض سے بچنے کیلئے آدم علیہ السلام کے متعلق کہا کہ وہ رسول نہیں تھے یعنی فقط نبی تھے۔

اور ابوذر رضی اللہ عنہ والی طویل روایت میں ہے کہ آدم وادریس علیہما السلام تمام اہل زمین کی طرف نہیں بھیجے گئے۔مگر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس پر اشکال پیدا ہوتا ہے۔کہ پچھلے پیغمبر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔بخلاف ہمارے پیغمبر ﷺ کہ آپ ﷺ کی بعثت اپنی قوم اور دیگر سب لوگوں کی طرف تھی۔یا اس طرح کہیں کہ اولیت نسبت کے ساتھ مقید ہے۔یا

اولیت اہل قوم سے مقید ہے یا یہ تینوں انبیاء علیہم السلام انبیاء تھے رسول نہ تھے۔ ابن بطال آدم علیہ السلام کے متعلق اسی کے قائل ہیں۔ مگر قاضی عیاض نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ روایت ابوذر نص صریح ہے کہ آدم علیہ السلام رسول تھے اور اس میں شیث علیہ السلام پر صحائف کے اترنے کی صراحت ہے اور یہ رسول ہونے کی علامت ہے۔ اس کے کئی جواب ہیں:

(۱) آدم علیہ السلام کی رسالت ان کی اولاد کی طرف تھی وہ تمام موحد تھے۔ صرف احکام شریعت کی تبلیغ وتشریح تھی۔

اور نوح علیہ السلام کی رسالت کفار کی طرف تھی وہ ان کو توحید کی طرف دعوت دینے والے تھے۔

الا ترى الى ما نحن فيه:ما بلغنا یہ تعبیر اس لئے کہی کہ ان کا حال دیکھے ہوئے کی طرح ہوگا اور اگلی سفارش والی بات کو اس پر مرتب کیا۔

دعوت بها علي قومي: اس سے ﴿لا تذر على الارض من الكافرين دياراً﴾ یا ﴿رب انصرنى بما كذبون﴾ مؤمنون مراد ہے۔

نبي الله و خليله: ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وصف رسالت شدت کرب ہونے کی وجہ سے ذکر نہ کر سکیں گے۔ (۲) ابن عبدالسلام کے بقول نبوت افضل ہے۔ (۳) نبوت سے وحی مراد ہو تو اس میں کتاب وغیر کتاب سب شامل ہیں۔

اشفع لنا الى ربك: ان کے غایت شرف اور اعلیٰ مراتب کی وجہ سے نسبت کے بڑھ جانے کی وجہ سے مختصر کر دیا۔

ثلاث كذبات: اس سے مراد ﴿انى سقيم﴾ اور ﴿بل فعله كبيرهم هذا﴾ اور (۳) سارہ کو اخت کہا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ معاصی نہیں کیوں کہ ان کا مطلب **ساسقم، فعله كبيرهم ان كانت الاصنام تنطق** اور **اختى فى السلام**" ہے۔ مگر انہوں نے صورت کذب کو کذب اور ڈرتے ہوئے اس کو ذنب شمار کیا۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے واقف ہو۔ وہ اتنا زیادہ خشیت والا اور بڑا خطرہ محسوس کرنے والا ہوگا۔ جتنے انبیاء علیہم السلام کی طرف خطاء کی نسبت ہے وہ یہی معنی رکھتی ہے۔

بكلامه على الناس: ہمارے پیغمبر ﷺ کے علاوہ کیوں کہ آپ کو بلا واسطہ کلام کا شرف حاصل ہوا جو کہ لیلۃ المعراج میں تھی۔ باقی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں کیونکہ کبھی مفضول کو ایسی خصوصیات حاصل ہوتی ہیں جو مفضول میں نہیں ہوتیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نص گزری کہ وہ سید البریہ ہیں۔ اس عموم سے ہمارے پیغمبر ﷺ خارج ہیں اور بقیہ تمام کو شامل ہے۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ پس الناس کا لفظ عام مخصوص البعض ہے۔

الى ربك: یہاں الی عند کے معنی میں ہے۔ جیسا شاعر کے اس قول میں:

ام لا سبيل الى الشباب و ذكره ☆ اشهى الى من الرحيق السلسل

دیگر علماء کے ہاں یہ محذوف متوسلاً سے متعلق ہے۔

قد قتلت نفسا لم او مر بقتلها: یہ فرعون کا نانبائی قبطی النسل تھا۔ بعض مفسرین نے کہا: ﴿اذن للذين يقاتلون......﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اذن الٰہی کے بغیر قتال ممنوع ہے۔ اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ﴿هذا من عمل الشيطان﴾ فرمایا۔ پھر یہ بات موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کی کمال معرفت اور اس کی بے نیازی کو جاننے کی وجہ سے کہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں فرمایا کہ میں نے ان کو بخش دیا تھا۔

انت رسول اللّٰہ و کلمتہ: کلمہ کا اطلاق بطور مجاز مرسل ان پر کیا گیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے بغیر باپ پیدا ہوئے۔ روح منہ کا اس کے حکم سے آئی ہوئی روح۔ کلمت کی ضمیر فاعلی سے فی المھد حال ہے۔

الی کہتے ہیں ان چار کے علاوہ مخلوق اور کسی کے ہاں نہ جائے گی۔ یہ رسولوں میں اولوالعزم اور افضل ترین رسول ہیں۔ جن کے صبر جیسے صبر کی ہمارے پیغمبر ﷺ کو تلقین کی گئی۔ لوگوں کو آپ کی ذات کے متعلق الہام نہ ہوگا۔ کہ وہ شروع میں آپ کے ہاں جائیں اس میں دراصل ہمارے پیغمبر ﷺ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے۔

نووی کا قول: اگر ابتداءً آپ ہی سے سوال کرتے تو یہ احتمال رہتا کہ شاید اور بھی اس شفاعت والا کام کر سکتے ہیں۔ مگر اب جبکہ سب انبیاء علیہم السلام نے اس کے متعلق عذر کر دیا تو لوگوں کو آپ کی طرف راہنمائی ہو کر ان کی غرض بھی حاصل ہوگئی۔ اور آپ کا مقام کمال قرب اور عظیم ادلال وانس بھی ظاہر ہوگیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ عظیم معاملہ شفاعت والا ہے۔ جس کا اقدام آپ ﷺ کے سواء اور کوئی نہ کرے گا۔

من یغضب بعد مثلہ: عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ظہور جلال کو شفاعت سے امتناع کی وجہ کے طور پر ذکر کیا۔ اور وہ اس جلال الٰہی سے کانپ گئے اور کوئی ذنب ذکر نہیں کیا۔ سیوطی نے توشیح میں لکھا کہ کہیں گے ''اِنّی عبرت من دون اللّٰہ''۔

اذھبوا الی محمد ﷺ: لوگ آپ کی خدمت میں آئیں گے۔ روایت احمد کے مطابق وہ صراط کے پاس ہونگے اور آپ کے پاس آنے والے انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام آپ سے بات کریں گے۔ (التوشیح) (مگر مشہور روایات میں امتوں کی آمد کا تذکرہ ہے۔ واللہ اعلم)۔

انت رسول اللّٰہ و خاتم الانبیاء: آپ ﷺ جب خاتم الانبیاء ہیں تو خاتم الرسل بھی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس کے کچھ خلاف نہیں کیونکہ ان کو پہلے نبوت مل چکی اور بفرض ثبوت الیاس و خضر علیہما السلام کا وجود بھی مانع نہیں، کیونکہ وہ بھی پہلے پیغمبر بن چکے۔

ما تقدم من ذنبك و ما تأخر: یہ عصمت سے استعارہ ہے۔ یعنی گناہ واقع ہی نہ ہوا پس مغفور کے مشابہہ ہو گئے۔ بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپ مغفور لہ ہیں اگر واقع ہوتا تو مواخذہ ہوتا، اگرچہ واقع ہی نہیں ہوا۔ ابن حجر کہتے ہیں۔ اس سے آپ کی ذات گرامی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا فرق معلوم ہوا کہ معاف تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی کر دیا گیا جیسا نص قرآنی ہے۔ مگر پھر بھی ڈرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تو ان سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔

فاتی تحت العرش: ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے رب سے جنت کی اجازت طلب کروں گا۔ اور یہ ارض مخافۃ نہیں۔ اس مقام سے وہاں منتقل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ ارض موقف حساب و عرض کا مقام ہے۔ اور خوف کی جگہ ہے۔ اور شافع کو مقام اکرام میں ہونا مناسب تر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اعلیٰ مقام کو دعا کیلئے منتخب کرنا چاہیے۔

فاقع ساجدًا لربی: روایت احمد میں ہے کہ جمعہ کی مقدار سجدہ ریز رہوں گا۔ وہ اپنے اوصاف ومحامد مجھ پر کھول دے گا۔ یعنی ثناو تمجید جو کسی مخلوق کیلئے کھولی نہیں گئی۔

ثم یقال: پھر احمد کی روایت کے مطابق لسان جبرئیل علیہ السلام سے کہا جائے گا۔ آپ سجدے سے سر اٹھائیں ''سل تعطہ'' یہ مسلم کے الفاظ ہیں بخاری میں قل تسمع و اشفع تشفع: اور ایک روایت میں ''وادع تجب'' شفاعت کریں قبول کی جائے گی۔

فارفع رأسي فاقول امتي: یعنی میرا سوال اپنی امت کیلئے ہوگا ''ای خلص امتی من موبقات القیامة'' آپ میری امت کو قیامت کی ہلاکتوں سے بچا لیں۔

من لا حساب علیهم: کا بیان من امتك ہے۔ یہ وہ ستر ہزار ہیں جن کے متعلق عکاشہ نے سوال کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طویل حدیث باب التوکل میں گزری۔ بقیہ آٹھوں دروازوں کے دائیں جانب والا دروازہ۔

والذی نفي بیده: مسلم میں والذی نفس محمد بیده ہے۔ مصاریع جمع مصراع۔ کواڑ۔ جنت متعدد دروازوں کے کواڑ۔

بین مکه وهجر: نووی کہتے ہیں بحرین کی چھاؤنی ہے۔ جوہری کہنے اس کا اسم منصوب ھاجری ہے۔ بقول نووی یہ وہ ھجر نہیں جو حدیث قلتین میں واقع ہے۔ وہ مدینہ کی قریبی بستی تھی جہاں گھڑے بنتے تھے۔

او: یہ شک راوی کیلئے ہے۔ بصری مشہور شہر ہے۔ یہ دمشق سے تین مراحل پر واقع ہے۔ اور یہی حوران کا شہر ہے۔ اس کے اور مکہ کے درمیان ایک ماہ کی مسافت ہے۔

تخریج : أخرجه البخاري (۳۳٤۰) ومسلم (۱۹٤) والترمذی (۲٤۳٤) وابن ماجه (۳۳۰۷)

الفوائد : (۱) ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ (۲) قیامت کے دن آپ سردار ہوں گے۔ (۳) تمام انبیاء نفسی نفسی کہہ رہے ہونگے۔ (۴) آپ کو شفاعت کبریٰ کے مقام پر کھڑا کیا جائے گا۔

۱۸۶۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جَآءَ اِبْرَاهِیْمُ ا بِاُمِّ اِسْمَاعِیْلَ وَبِابْنِهَا اِسْمَاعِیْلَ وَهِیَ تُرْضِعُهٗ حَتّٰی وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَیْتِ ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِیْ اَعْلَی الْمَسْجِدِ وَلَیْسَ بِمَكَّةَ یَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَّلَیْسَ بِهَا مَآءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِیْهِ تَمْرٌ وَّسِقَآءً فِیْهِ مَاءٌ ، ثُمَّ قَفّٰی اِبْرَاهِیْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِیْلَ فَقَالَتْ : یَا اِبْرَاهِیْمُ اَیْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِی الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ اَنِیْسٌ وَّلَا شَیْءٌ فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ مِرَارًا وَّجَعَلَ لَا یَلْتَفِتُ اِلَیْهَا — قَالَتْ لَهٗ : آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ : نَعَمْ — قَالَتْ اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِیْمُ ا حَتّٰی اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِیَّةِ حَیْثُ لَا یَرَوْنَهٗ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَیْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَآءِ الدَّعْوَاتِ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ : رَبِّ اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ'' حَتّٰی بَلَغَ ''یَشْكُرُوْنَ'' وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِیْلَ تُرْضِعُ اِسْمَاعِیْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ

الْمَآءِ حَتّٰی اِذَا نَفِدَ مَا فِی السِّقَآءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَیْهِ یَتَلَوّٰی – اَوْ قَالَ یَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ کَرَاهِیَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَیْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِی الْاَرْضِ یَلِیْهَا فَقَامَتْ عَلَیْهِ ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِیَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰی اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا ، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِیَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْیَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰی جَاوَزَتِ الْوَادِیَ ، ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَیْهَا فَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰی اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ – قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِیُّ ا: ’’فَلِذٰلِكَ سَعَی النَّاسُ بَیْنَهُمَا‘‘ فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَی الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ : صَهْ – تُرِیْدُ نَفْسَهَا – ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ اَیْضًا فَقَالَتْ :قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ کَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ فَاَغِثْ ، فَاِذَا هِیَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ– اَوْ قَالَ بِجَنَاحِهٖ – حَتّٰی ظَهَرَ الْمَآءُ ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ وَتَقُوْلُ بِیَدِهَا هٰکَذَا ، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَآءَ فِیْ سِقَآئِهَا وَهُوَ یَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ :بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ– قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ’’رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِیْلَ لَوْ تَرَکَتْ زَمْزَمَ – اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ – لَکَانَتْ زَمْزَمُ عَیْنًا مَّعِیْنًا‘‘ قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّیْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَیْتًا لِّلّٰهِ یَبْنِیْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضَیِّعُ اَهْلَهٗ ، وَکَانَ الْبَیْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ کَالرَّابِیَةِ تَاْتِیْهِ السُّیُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ، فَکَانَتْ کَذٰلِكَ حَتّٰی مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ اَوْ اَهْلُ بَیْتٍ مِّنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِیْنَ مِنْ طَرِیْقِ کَدَآءَ ، فَنَزَلُوْا فِیْ اَسْفَلِ مَکَّةَ ، فَرَاَوْا طَآئِرًا عَآئِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّآئِرَ لَیَدُوْرُ عَلٰی مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِیْ وَمَا فِیْهِ مَآءٌ ، فَاَرْسَلُوْا جَرِیًّا اَوْ جَرِیَّیْنِ فَاِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ فَاَقْبَلُوْا وَاُمُّ اِسْمَاعِیْلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا :اَتَاْذَنِیْنَ لَنَا اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ :نَعَمْ ، وَلٰکِنْ لَّا حَقَّ لَکُمْ فِی الْمَآءِ قَالُوْا: نَعَمْ ‘‘ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَلْفٰی ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمَاعِیْلَ ، وَهِیَ تُحِبُّ الْاُنْسَ ، فَنَزَلُوْا فَاَرْسَلُوْا اِلٰی اَهْلِیْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ ، حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِهَآ اَهْلَ اَبْیَاتٍ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِیَّةَ مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ وَاَعْجَبَهُمْ حِیْنَ شَبَّ ، فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَاَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ اُمُّ اِسْمَاعِیْلَ ، فَجَآءَ اِبْرَاهِیْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمَاعِیْلُ یُطَالِعُ تَرِکَتَهٗ فَلَمْ یَجِدْ اِسْمَاعِیْلَ ، فَسَاَلَ امْرَاَتَهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ یَبْتَغِیْ لَنَا – وَفِیْ رِوَایَةٍ : یَصِیْدُ لَنَا – ثُمَّ سَاَلَهَا عَنْ عَیْشِهِمْ وَهَیْئَتِهِمْ ، فَقَالَتْ :نَحْنُ بِشَرٍّ ، نَحْنُ فِیْ ضِیْقٍ وَشِدَّةٍ ، وَشَکَتْ اِلَیْهِ – قَالَ :فَاِذَا

جَآءَ زَوْجُكِ اقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهٗ يُغَيِّرُ عَتَبَةَ بَابِهٖ – فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِيْلُ كَاَنَّهٗ اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ :هَلْ جَآءَ كُمْ مِّنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ :نَعَمْ جَآءَ نَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَاَلَنَا عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَاَلَنِيْ :كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِيْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ :فَهَلْ اَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ :نَعَمْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُقَارِقَكِ ، الْحَقِيْ بِاَهْلِكَ – فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰى ، فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِيْمُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَاَتِهٖ فَسَاَلَ عَنْهُ – قَالَتْ :خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا – قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ ، وَسَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ – فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ وَاَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ ، فَقَالَ :مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ اللَّحْمُ – قَالَ :فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ : الْمَآءُ – قَالَ :اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ ا "وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَّلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيْهِ" قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُوْا عَلَيْهِمَا اَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ فَجَآءَ- فَقَالَ :اَيْنَ اِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ :ذَهَبَ يَصِيْدُ ، فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ :اَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرِبَ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ : طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ – قَالَ :اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ – قَالَ :فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ "بَرَكَةُ دَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ" قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثَبِّتْ عَتَبَةَ بَابِهٖ – فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِيْلُ قَالَ :هَلْ اَتَاكُمْ مِّنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ :نَعَمْ اَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ ، فَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَا بِخَيْرٍ – قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ ؟ قَالَتْ :نَعَمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَاْمُرُكَ اَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ – قَالَ :ذَاكِ اَبِيْ ، وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ اَنْ اُمْسِكَكِ ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَآ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمَاعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَهٗ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِّنْ زَمْزَمَ ، فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَا اِسْمَاعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ ، قَالَ :فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ : وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ :وَاُعِيْنُكَ – قَالَ :فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ بَيْتًا هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى اَكْمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ اِسْمَاعِيْلُ يَاْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَآءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ :رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ-

وَفِيْ رِوَايَةٍ :اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ بِاِسْمَاعِيْلَ وَاُمِّ اِسْمَاعِيْلَ مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَآءٌ، فَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ

ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيمُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَآءً نَادَتْهُ مِنْ وَّرَآئِهٖ :يَا اِبْرَاهِيمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ :اِلَى اللّٰهِ ' قَالَتْ :رَضِيْتُ بِاللّٰهِ فَرَجَعَتْ وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَآءُ قَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا – قَالَ– فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا' فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ وَسَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ' فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا ' فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ ' فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ ' فَاِذَا هِيَ بِصَوْتٍ ' فَقَالَتْ :اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ ' فَاِذَا جِبْرِيْلُ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا ' وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدَهِشَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ– وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا۔"اَلدَّوْحَةُ" الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ – قَوْلُهٗ "قَفّٰى" اَيْ :وَلّٰى – "وَالْجَرِيُّ" الرَّسُوْلُ – "وَاَلْفٰى" مَعْنَاهُ :وَجَدَ قَوْلُهٗ "يَنْشَغُ" :اَيْ يَشْهَقُ۔

۱۸۶۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے چل دیئے' جبکہ وہ دودھ پیتے بچے تھے' اوران کو بیت اللہ کے نزدیک ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ کی جگہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ ان جگہوں میں کوئی متنفس موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں پانی کا نام ونشان تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتار کر ان کے پاس ایک کھجور کی تھیلی اور ایک مشک جس میں کچھ پانی تھا' ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر چل دیئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا اے ابراہیمؑ کہاں جا رہے ہو کیا ہمیں اس وادی میں چھوڑے جا رہے ہو جس میں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز؟ انہوں نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر ہاجرہ نے ان کو کہا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ تب ہاجرہ نے کہا پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ ثنیہ کے پاس پہنچے۔ جہاں وہ ان کو نہ دیکھتے تھے تو آپ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں کی۔ ''اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں ٹھہرایا جس میں کھیتی نہیں.....'' اسماعیلؑ کی والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود پانی پیتی رہیں یہاں تک کہ مشک کا پانی ختم ہو گیا۔ وہ خود بھی پیاس محسوس کر رہی تھیں اور یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ بیٹا بھی پیاس کی وجہ سے بلبلا رہا یا زمین میں لوٹ رہا ہے۔ وہ اس منظر کو ناپسند کرتے ہوئے چل دیں۔ انہوں نے اس جگہ سے سب سے زیادہ قریب صفا کے پہاڑ کو پایا پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن

بے سود۔ وہ صفا سے اتری اور وادی تک پہنچیں۔ پھر اپنی قمیص کا کنارہ اٹھا کر ایک مصیبت زدہ شخص کی مانند دوڑ کر وادی کو عبور کیا پھر مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو گئیں اور دیکھا کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن کسی کو نہ پایا۔ یہ انہوں نے سات مرتبہ دہرایا۔ انہوں نے یہ سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ مروہ پر چڑھ گئیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے کان لگایا تو دوبارہ وہ آواز سنی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو نے آواز تو سنا دی اگر تیرے پاس کوئی معاونت کا سلسلہ ہے (تو سامنے آ) پس اسی لمحہ فرشتہ زم زم کی جگہ کے پاس تھا۔ پس اس نے اپنی ایڑی یا پر سے کریدا۔ یہاں تک کہ پانی ظاہر ہو گیا ہاجرہ اس کے گرد حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگیں اور پانی کو چلو میں لے کر مشک میں ڈالنے لگیں وہ پانی جتنا چلو سے لیتی اتنا ہی پانی نیچے سے جوش مارتا اور ایک روایت میں ہے کہ جتنا وہ چلو میں لیتی اتنا وہ جوش مارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا پانی کے چلو نہ بھرتیں تو زمزم ایک بہتا ہو چشمہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ہاجرہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا۔ فرشتے نے اس کو کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو۔ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جس کی تعمیر یہ لڑکا اور اس کا والد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو ضائع نہیں کرتے۔ بیت اللہ کی جگہ زمین سے ٹیلے کی طرف بلند تھی۔ سیلاب آ کر اس کے دائیں اور بائیں جانب سے گزر جاتا یہاں تک کہ بنو جرہم کا ایک گروہ وہاں سے گزرا یا ان کا ایک گھرانہ کدا کے راستے ادھر سے ہو کر گزرا۔ وہ مکہ کی نچلی جانب اترے تو انہوں نے ایک پرندہ منڈلاتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر لگا رہا ہے۔ ہمیں تو زمانہ گزر گیا اس وادی میں کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک یا دو قاصدوں کو بھیجا۔ پس انہوں نے پانی پا کر لوٹ کر قافلے کو پانی کی اطلاع دی۔ وہ ادھر متوجہ ہوئے جبکہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں اور کہنے لگے کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے قریب اتریں۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہو گا۔ انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی وہ مانوسیت پسند تھیں۔ وہ پانی کے پاس اتر پڑے اور انہوں نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا پس وہ بھی ان کے پاس آ کر مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر ہو گئے اور لڑکا جوان ہو گیا اور ان سے عربی سیکھ لی۔ آپ ان میں سب سے زیادہ نفیس اور جوانی میں عجیب دل پسند تھے جب بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور حضرت اسماعیل کی والدہ فوت ہو گئیں۔ پس ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کی شادی کے بعد تشریف لائے تا کہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھیں۔ اسماعیل کو نہ پا کر ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے ان کے گزر اوقات اور عام حالت پوچھی۔ اس نے کہا ہم بری حالت، تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کے پاس

شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا خاوند آ جائے تو ان کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدلے۔ جب اسماعیل آئے تو انہوں نے کوئی چیز گویا محسوس کی۔ پھر انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ کہنے لگی جی ہاں۔ اس اس شکل کے ایک بزرگ آئے تھے اور انہوں نے تمہارے بارے میں پوچھا۔ پس میں نے ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا گزر اوقات کیسا ہے؟ پس میں نے ان کو بتلایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں۔ تو اسماعیلؑ نے کہا کیا انہوں نے کسی چیز کی تمہیں نصیحت کی؟ اس نے کہا جی ہاں مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور دروازے کی چوکھٹ بدلنے کے لئے تمہیں کہوں۔ اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے جدائی اختیار کروں۔ پس اس کو طلاق دے دی اور انہیں میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کیا۔ پس ابراہیمؑ جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اسماعیل کو نہ پایا۔ ان کی بیوی کے پاس تشریف لا کر ان کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش کرنے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کس حال میں ہو اور تمہاری زندگی اور گزران کیسا ہے؟ تو اس نے کہا ہم خیریت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی تو ابراہیمؑ نے سوال کیا' کیا چیز کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت! تمہارا مشروب کیا ہے؟ کہا پانی۔ ابراہیمؑ نے دعا کی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس دن ان کے پاس ایک دانہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں مکہ کے علاوہ ان دونوں پر کوئی گزر نہیں کر سکتا اور نہ اس کو موافق آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ آئے تو انہوں نے فرمایا اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں رکھتے کہ کھائیں پئیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے تو اس نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور مشروب پانی ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت نازل فرما۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوالقاسمؐ نے فرمایا: ''یہ ابراہیمؑ کی دعا کی برکت ہے''۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: ''جب تمہارا خاوند آ جائے تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور ان کو کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہمارے پاس ایک خوبصورت شکل والے شیخ آئے تھے اور ان کی تعریف بیان کی چنانچہ انہوں نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو اس کی اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمارا گزران کیسا ہے۔ میں نے ان کو بتلایا کہ ہم خیریت سے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا انہوں تمہیں کسی چیز کی نصیحت فرمائی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ وہ تمہیں سلام کہتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ اسماعیلؑ نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور تُو چوکھٹ ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں باقی رکھوں۔ پھر ابراہیمؑ ان سے جتنا اللہ نے چاہا رکے رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے۔ اس حال میں کہ اسماعیل زم زم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر بنا رہے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اُٹھ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور اسی طرح کیا جس طرح والد کا

بیٹا احترام کرتا ہے اور انہوں نے اسی طرح شفقت کی جس طرح والد بیٹے کے ساتھ شفقت کرتا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اے اسماعیل اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیلؑ نے جواب دیا۔ آپ وہ کر ڈالئے جو آپ کے ربّ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: اس میں کیا تم میری اعانت کرو گے۔ جواب دیا میں آپ کی اعانت کروں گا۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: پس اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے اردگرد کی زمین سے بلند تھا۔ پس اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا۔ اسماعیل پتھر لاتے اور ابراہیمؑ تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہوگئیں تو اسماعیلؑ یہ پتھر لائے اور اس کو رکھا اور اس پر کھڑے ہوئے کر عمارت بنانے لگے۔ اسماعیلؑ ان کو پتھر پکڑا دیتے تھے اور وہ دونوں یہ دعا کرتے تھے: ''اے ہمارے ربّ ہم سے یہ قبول کر بے شک تو ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور ام اسماعیل کو لے کر چلے اس حال میں کہ ان کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ ام اسماعیل اس مشکیزہ میں سے پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ میں پہنچے تو ان کو درخت کے نیچے اتار کر ابراہیمؑ اپنے وطن فلسطین واپس لوٹنے لگے تو ام اسماعیل نے ان کا پیچھا کیا جب مقام کداء میں پہنچے تو ام اسماعیل نے ان کو آواز دی۔ اے ابراہیم! کس کے پاس آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ تو ابراہیمؑ نے کہا اللہ کے۔ تو ام اسماعیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہوں۔ پس وہ لوٹ آئیں اور اس مشکیزہ سے خود پیتی رہیں اور بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہوگیا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں اگر کوئی انسان نظر آ جائے! حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ جا کر صفا پر چڑھ گئیں اور خوب اچھی طرح دیکھا کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر کسی انسان کو نہ پایا۔ جب وادی میں پہنچیں تو دوڑ کر مروہ پر آئیں اور کئی چکر انہوں نے اس طرح لگائے۔ پھر کہنے لگیں۔ میں بچے کو جا کر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ گئیں اور بچے کو دیکھا تو وہ اپنی اس حالت میں تھا گویا وہ موت کی تیاری میں ہے۔ پھر ان کے دل کو قرار نہ آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں شاید کسی کو دیکھ پاؤں۔ پھر وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب غور سے دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات چکر پورے کر لئے۔ پھر کہنے لگیں کہ میں جا کر دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ اچانک اس نے ایک آواز سنی تو اس سے کہا اگر تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے تو تعاون کرو! پس جبرائیلؑ نے اپنی ایڑی کی نوک زمین پر ماری جس سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل گھبرا گئیں اور پانی ہتھیلیوں سے مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ (بخاری) بخاری نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

اَلدَّوْحَۃُ : بڑا درخت۔ قَفّٰی : منہ پھیرا۔ اَلْجَرِیُّ : قاصد۔ اَلْفٰی : پایا۔ یَنْشَغُ : موت کے لمحات میں سانس لینا۔

تشریح ۞ ام اسماعیل کا نام ہاجر' بعض نے آجر لکھا ہے۔ ملک مصر نے سارہ کی کرامت دیکھ کر ان کو ھبہ کی' جیسا روایت بخاری میں ہے۔

وھی ترضعہ: یہ ام اسماعیل سے جملہ حالیہ ہے۔ اور ام اسماعیل کو بیت اللہ کے پاس چھوڑا کیونکہ ان کے سواء کو مرضعہ نہ تھی۔

اس پھیلے ہوئے درخت کے نیچے جو زمزم کے اوپر تھا۔ ھناك سے مراد پھیلے درخت کے پاس، حراب، توشہ دان اور سقاء پانی اور دودھ کیلئے مشک۔

قفی ابراھیم منطلقا: ہاجر کی طرف پشت کر کے شام کی طرف ابراہیم علیہ السلام چلا ہے۔ لا شئ: کھانے پینے کی چیز۔ مراراً: ابن شیبہ کی روایت ثلاثا کا تذکرہ ہے۔ لا یلتفت الیھا: راستے پر چلتے رہے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

السامرك: مروالا ہمزہ استفہام کا ہے۔ اذاً: یہ حرف جزاء اور جواب ہے۔ لا یضیعنا۔ نصب و رفع عین دونوں سے درست ہے۔

عنه الشنية: یعنی وادی حجون میں۔ حیث لا یرونه یہ عندالثنیہ سے بدل ہے۔

استقبل بوجهه: اذا کا جواب ہے جس میں معنی شرط ہے اس سے ثابت ہوا دعا کے وقت استقبال قبلہ مستحب ہے۔ استجابت کے قریب تر ہے۔

فرفع یدیه: اس کا عطف دعا پر اسی طرح ہے جیسا توضأ زید فغسل وجههٗ کا۔

من ذریتی: ان سے بعض اولاد یعنی اسماعیل مراد ہیں۔

﴿بواد غیر ذی زرع﴾: یہ مکہ ہی ہے اس کا اس طرح ہونا اس لئے تاکہ عبادت کیلئے مکمل فراغت ہو۔ کھیتی اور کمائی اس کیلئے رکاوٹ ہے۔ المحرم یہ بیتك کی صفت ہے۔ وہاں شکار اور درخت کاٹنا، لڑائی کرنا حرام ہے۔

لیقیموا الصلاة: تاکہ مکہ میں رہنے کی وجہ سے خوب عبادت کرے۔ اس میں مکی کو دنیا سے اعراض اور عبادت مولیٰ کی طرف ترغیب دلائی۔

افندة من الناس: تاکہ کچھ دل شوق میں اس کی طرف جھکیں۔ اس میں مسلمانوں کو خاص کیا بعض سلف نے کہا اگر الناس فرماتے تو روم فارس بھی جھک پڑتے۔ یشکرون: تاکہ وہ ترے انعامات کا شکریہ ادا کریں۔

یتلوی او یتلبط: پیاس سے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگیں۔

الصفا: یہ جبل ابی قبیس کی ایک جانب کا نام ہے۔ یہ بیت اللہ سے سب سے قریب پہاڑ ہے۔

درعها: وہ وادی میں پہنچنے کیلئے چلتی رہیں۔ ورع یہاں قمیص کے معنی میں ہے۔ الانسان المجھود۔ مشقت والا انسان۔

حتی جاوزت الوادی: وادی کو طے کر کے اپنی رفتار پر چلتی گئیں۔ کیونکہ جب وہ وادی میں آتیں تو بطن وادی میں اترنے کی وجہ سے بچہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ پھر وادی کو عبور کرنے کیلئے جلدی کرتیں اور اس کی بلندی پر پہنچ کر اس کو دیکھ پاتیں۔ پھر مروہ پر چڑھ کر نگاہ ڈالتیں تو وادی کی طرف اترتیں وادی میں پہنچ کر قمیص کی جانب کو ذرا اونچا کر کے مشقت زدہ انسان کی طرح زور سے دوڑتیں یہاں تک وادی سے آگے گزر جاتیں پھر صفا پر آتیں۔ ایسا سات مرتبہ کیا۔ بقول فاکھی یہ صفا مروہ کی اولین سعی تھی۔

فلما اشرفت علی المروہ: ساتویں چکر پر آواز سنی۔ تو اس کو کہا صه: خاموش۔

غواث: معاونت۔ فاغشنی۔ یہ جواب شرط ہے۔ تو تو میری معاونت کر۔

فاذا هي بالملك: فرشتے نے زمزم والی پر یا ایڑھی سے کریدا یہاں تک کہ پانی ظاہر ہو گیا۔ یفور زور سے جوش مارنا۔

رحم الله ام اسماعيل: رحم اللہ یہ انبیاء علیہم السلام دعا کے موقعہ پر فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کیلئے فرمایا رحم اللہ موسیٰ۔ غیر انبیاء کیلئے اس دعا میں کوئی خاص عادت منقول نہیں۔

لكانت زمزم عينا معينا: معین یہ عانہ سے ہے اصل معیون، واؤ حذف کر دی اور اگر اس کو فعیل کا وزن تسلیم کریں تو معن سے ماخوذ ہے اور یہ طلب میں مبالغہ کیلئے ہے۔ (التوشیح) قاضی بیضاوی کہتے ہیں۔ ماء معین وہ پانی جو سطح زمین پر چلنے والا ہو۔ یہ معن الماء سے فعیل کا وزن ہے اس کا معنی چلنا ہے اور اس کی اصل کسی چیز میں گہرائی اختیار کرنا ہے۔ یا الماعون۔ منفعت کو کہتے ہیں کیونکہ یہ پانی فائدہ دینے والا ہے۔ یا عانہ سے مفعول۔ جبکہ اس کو آنکھ سے دیکھ لے۔ کیونکہ پانی کا چشمہ آنکھوں سے معلوم ہونے کی وجہ سے عین کہلاتا ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمزم کا ظہور خالص اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور اس میں کسی عامل کے عمل کا دخل نہیں۔ جب اس کے ساتھ ہاجرہ کی حوض بندی مل گئی تو کسب انسانی اس میں شامل ہو کر وہ اس سے محدود ہو گیا۔

فقال لها الملك: ہاجرہ کے سیر ہونے اور اسماعیل کے سیراب ہونے اور نفس کو راحت ملنے پر فرشتہ کہنے لگا ہلاک کا خوف مت کرو۔

فان ها هنا بيت الله: یہ کشمیہنی کی روایت ہے۔ دوسروں کی روایت میں هذا بيت الله ہے۔

لا يضيع اهله: ضائع کرنا یا ہلاک کرنا۔ ہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف یا بیت اللہ کی طرف لوٹتی ہے۔ البیت سے وہ جگہ مراد ہے جہاں بیت اللہ ہے۔ ایک بلند ٹیلہ تھا جس پر طوفان غالب نہ آتا بلکہ دائیں بائیں سے گزر جاتا۔ اسی وجہ سے اس کو عتیق کہا جاتا ہے۔

من جرهم: جرہم کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ بن قحطان بن عامر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح (علیہ السلام)۔ اسحاق کہتے ہیں کہ جرہم اور اس کا بھائی قطور پہلا آدمی تھے جس زبان کی تبدیلی کے وقت عربی میں گفتگو کی۔

فرا وا طائرًا عائفا: انہوں نے پانی پر منڈلاتا ایک پرندہ دیکھا جو لوٹتا ہے اور ادھر ادھر نہیں جاتا۔

فارسلوا جريا: انہوں نے ایک قاصد روانہ کیا اس کو جری اس لئے کہا کہ وہ مرسل کی طرف سے دوڑتا ہے یا مرسل کی طرف سے ضروریات کی طرف تیزی سے جاتا ہے۔

لا حق لكم في الماء: بلکہ حق میرے ساتھ مختص ہوگا اگر چاہوں دے دوں چاہوں روک دوں۔ فالفى الفت محسوس کی۔

حتى اذا كانوا بها: حتی یہ مقدر کی غایت ہے ای کثروا۔ وہ زیادہ ہو گئے اور گھر ہی گھر بن گئے۔ الغلام سے اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں۔

تعلم العربية منهم: سیوطی کہتے ہیں اس سے روایت حاکم کا ضعف ثابت ہوتا ہے جس میں ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے سب سے اول واضح عربی میں کلام کیا۔ ابن حجر کہتے ہیں دونوں خبریں اس طرح جمع ہو جائیں گی۔ روایت حاکم میں اولیت فصیح وواضح عربی کلام کے اعتبار سے ہے مطلق اولیت نہیں اور بنو جرہم سے یہ زبان انہوں نے سیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے فصیح عربی کا الہام

فرمایا۔شرقی بن قطامی کہتے ہیں۔کہ اسماعیل علیہ السلام کی عربیت یعرب بن قحطان کی عربی سے زیادہ فصیح تھی۔اسی طرح حمیر و جرہم کے باقی لوگوں سے بھی۔(۲)اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اولیت ابراہیم علیہ السلام کی دیگر اولاد کے اعتبار سے ہو۔

انفسهم: یہ نفاست سے ہے۔نفیس اور شاندار شخصیت کے مالک تھے۔انہوں نے اپنے خاندان میں نکاح کر دیا۔(۱)ابن اسحاق کہتے ہیں۔اس لڑکی کا نام عمارہ بنت سعد تھا۔مگر(۲) سہیلی کہتے ہیں حدا بنت سعد تھا۔اور(۳)عمر بن شعبہ کہتے ہیں حیی بنت اسعد تھا۔ظاہر سے معلوم ہوتا ہے ہاجرہ کی وفات بیٹے کی شادی کے بعد ہوئی۔

فجاء ابراهيم بعد ما نزوج اسماعيل: مامصدر یہ ہے۔یعنی اسماعیل کی شادی کے بعد۔ابراہیم علیہ السلام ان کے احوال کی خبر گیری کیلئے تشریف لائے۔وہ ہاجرہ واسماعیل کی ملاقات ہر ماہ براق پر کرتے صبح مکہ میں ہوتے اور دوپہر شام میں جا گزارتے۔(الفاکھی من حدیث دلی بسند حسن) آپ تشریف لائے اسماعیل نہ ملے ان کی بیوی سے پوچھا تو اس جواب دیا۔

يبتغي لنا یعنی شکار کیلئے گئے ہیں۔مجازی روایت میں یصید لنا کے لفظ واضح ہیں۔**عيشهم** یعنی گزر اوقات کیسا ہے۔

نحن بشر: اس کی وضاحت **نحن في ضيق و شده** سے کی۔کہ گزر اوقات میں تنگی ہے۔

و شكت اليه: اس کی شکایت کی جب ابراہیم علیہ السلام اس کی شدید اکتاہٹ کو معلوم کیا جو اس ابتلاء میں تھی جو شکر گزر بندوں کیلئے بلندی درجات کا باعث تھی۔تو ان کو خطرہ محسوس ہوا یہ چیز ان کے بیٹے میں اثر انداز نہ ہو جائے اور وہ بھی کہیں شکوہ میں بتلا نہ ہو جائے۔تو اس سے علیحدگی کا حکم فرمایا۔

فاذا جاء زوجك اقرئي عليه السلام: جب تیرا خاوند آجائے تو اس کو میرا اسلام دو یہ امر والا جملہ شرط غیر جازم کا جواب ہے اس لئے اس کو **اذا مفاجاتيه** سے شروع کیا۔

يغير عتبة بابه: یہ بیوی کو طلاق سے کنایہ ہے۔بلقینی نے لکھا کہ عورت کو یہاں دروازے کی چوکھٹ کہا کیونکہ اس میں اور اس میں موافقت پائی جاتی ہے۔(۱)دروازے کی حفاظت اور ان کے جو کچھ ہے اس کی حفاظت کرنا۔(۲)روندنے کا مقام۔ (وطی کا مقام) اسماعیل علیہ السلام نے گھر میں واپس آکر کچھ انوار محسوس کئے تو کہا کیا یہاں کوئی آیا انہوں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے مجھ سے حالات پوچھے میں **فسالنا**: میں پہلے اپنے لئے جمع کی ضمیر اور پھر واحد کی ضمیر تعبیر میں تفنن کیلئے ہے۔تا کہ تکرار کا ثقل نہ رہے۔**جهدو شده**: سخت تکلیف میں ہیں۔یہ عطف ردیف کہلاتا ہے۔

ويقول: اس کا عطف امرنی پر ہے۔انہوں نے مجھے حکم فرمایا کہ دروازے کی چوکھٹ بدل دوں یعنی تمہیں طلاق دے دوں۔

افارقك: تقدیر با سے بھی ہوسکتا ہے۔دونوں طرح مستعمل ہے۔**الحقي باهلك** یہ کنایات الطلاق ہے۔پس اس کو طلاق دے دی۔اس سے معلوم ہوا کہ جو شدائد پر صبر نہ کر سکے اس سے جدائی اختیار کی جائے۔(۲)والد کے فرمان کی جلدی سے تعمیل کرے۔

امراة اخرى: اس کی اور عورت سے شادی کی بقول واقدی(۱)اس کا نام اسامہ بنت مہلہل ہے(۲)بعض نے عاتکہ (۳)بعض نے رغلہ بنت نصاص (۴)بعض نے جرہ(۵)بعض نے ہالہ بنت الحارث(۶)بعض نے سلمی(۷)بعض نے

حنفاء (۸) دیگر علماء نے سند بنت مضاض (۹) بعض نے رغلہ بنت یسحب بن یعرب بن لود بن جرہم لکھا ہے۔ پھر کچھ وقت بیت جانے پر آپ تشریف لائے۔

فسال عنه قالت: فا سے معلوم ہوتا ہے سوال کا فوراً جواب دیا جیسا اس آیت میں :**فقال الملاء**۔ (بیضاوی)

نحن بخیر: اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور فیض ربانی میں ہیں۔ بالملابست کی بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ الماء سے مراد بظاہر آزمزم ہے یا بارش وغیرہ کا پانی۔

لا یخلوا: خلوت بالشیء۔ یعنی اور چیز اس سے نہ ملائی گئی ہو۔

الا لم یوافقاه: ایک روایت میں ہے کہ اس سے صرف پیٹ کی شکایت کی۔

الا تنزل فتطعم: اس نے عرض کی آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں۔ کھانے اور پانی کا دوبارہ تذکرہ اطناب کلام کو میٹھا کرنے کیلئے ہے۔

فقال ابو القاسم: یہ آپ ﷺ کی کنیت ہے۔ مطلقاً اس کو کنیت کیلئے استعمال کرنا دوسروں کیلئے درست نہیں۔ (مگر دیگر علماء نے اس کو آپ کی حیاۃ مبارک تک قرار دیا اور یہ قول زیادہ بہتر ہے)۔

فلما جاء اسماعیل: جب شکار سے واپسی ہوئی تو گھر میں والد کی خوشبو محسوس کی۔ **فسالنی عنك**: اس سوال کے جواب میں تعدد نہیں تھا۔ اس لئے مذکور نہیں دوسرے سوال کا جواب **کیف عیشنا**: میں احتمال شکر و شکوہ تھا اس لئے صاف ذکر کر دیا۔

یامرك ان تثبت عتبة بابك: میری وساطت سے تمہیں حکم دیتے ہیں کہ دروازے کی چوکھٹ قائم رکھو۔ اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے تم ہی تو عتبة الباب ہو۔ اس کی وجہ محل وطی، سامان کی محافظ ہے یہ مجاز مرسل ہے۔ انہوں نے مجھے تمہیں باقی رکھنے کا حکم دیا۔ ایک روایت میں ہے ان سے اسماعیل علیہ السلام کے دس بیٹے پیدا ہوئے۔ **عنهم**: اس سے اسماعیل علیہ السلام اور ان کے اہل مراد ہیں۔ جمع کا اطلاق خدام و اولاد سمیت ہے یا مافوق الواحد پر جمع بول دیتے ہیں۔

ماشاء الله: اَلْنَحْوَ :اس کا مفعول محذوف ہے اور اکثر مذکور نہیں ہوتا جیسے **لو شئت ان ابکی دمًا لبکیته** میں ہے۔

اسماعیل یبری نبلاً: تیر درست کر کے اس پر اور نوکیں چڑھا رہے تھے۔ حاکم میں ہے کہ **یصلح بیتًا** :مکان درست کر رہے تھے۔ سیوطی نے کہا یہ تصحیف ہے۔ اَلْنَحْوَ :**له** یہ نبل کی صفت ہے۔ اور جملہ اور اسماعیل...... جاء کے فاعل سے حال ہے۔

تحت دوحة: یہ اس درخت کے علاوہ تھا جس کے نیچے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو چھوڑا تھا کیونکہ وہ درخت تو زمزم کے اوپر تھا۔ زمزم کی کھدائی کے وقت ممکن ہے اسے کاٹ دیا گیا ہو اور ممکن ہے باقی رہنے دیا ہو۔ مگر بہرحال یہ درخت اس کے علاوہ ہے۔ کیونکہ اگر پہلا درخت مراد ہوتا تو معرفۃ لایا جاتا۔ اور اس کے علاوہ مراد ہونے کی وجہ سے نکرہ لاتے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''**ان مع العسر یسرًا**'' اسی وجہ سے آپ نے فرمایا: **لن یغلب عسر یسرین**۔ کہ ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب

نہیں ہوسکتی۔ اَلْتَّجَوْ :قریباً یہ رأی کا دوسرا مفعول یا مفعول سے حال یا ظرف مکان ہے۔

فصنع کما یصنع: گلے ملے اور مصافحہ کیا۔ معمر کہتے ہیں دونوں مل کر خوب روئے چونکہ ملاقات کو عرصہ ہو گیا تھا۔ فاکھی کہتے ہیں اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال اور اسماعیل کی عمر ۳۰ سال تھی۔

تعیننی قال و اعینك: دوسری روایت میں ان **تعیننی علیہ** ہے۔ یہ چیز امر میں داخل ہے۔ کشمیھنی کی روایت **فاعینك** ہے۔

اکمة: ابھرنے والا ٹیلہ جو پتھروں کے ایک جگہ جمع ہونے سے بن جائے۔ اس کی جمع اکم اور اکام جیسے عنق اور اعناق۔ (المصباح) یہ اتنا بلند تھا کہ سیلاب اس پر نہ گزرتا ہے۔

رفع القواعد: ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد نکال کر اس پر تعمیر کی جیسا روایت احمد ہے اور ابو حاتم نے بھی نقل کیا کہ مجاہد کہتے کہ بنیادیں زمین سے پہلے موجود تھیں۔

فجعل اسماعیل یأتی بالحجارة: ابراہیم علیہ السلام مقام پر کھڑے اسماعیل نے پتھر لے کر دیوار پر رکھتے جا رہے تھے۔

اذا ارتفع البناء جاء بھذا الحجر: الحجر سے مقام ابراہیم علیہ السلام والا پتھر ہے۔ حدیث عثمان میں ہے کہ رکن اور مقام یہ جنت کے پتھر ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کے مقام تک پہنچے تو حجر اسود اس کی جگہ لگا دیا اور مقام بیت اللہ سے متصل پڑا رہا۔ جب تعمیر کعبہ سے فراغت ہوگئی تو جبرئیل علیہ السلام نے آ کر حج کے احکامات پھر ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے حج کیا۔ اور سارہ نے بیت المقدس سے حج کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام شام لوٹ گئے اور وہیں وفات پائی۔ (التوشیح)

تقبل منا: اس سے تعمیر بیت مراد ہے۔ تو ہماری دعاؤں کو سننے اور تعمیر بیت اللہ کو جاننے والا ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے۔ شَنَّة: پرانا چمڑہ۔ یہاں پرانی مشک مراد ہے۔ **من الشنه:** یعنی مشک کا پانی۔ **الی من تترکنا؟ قال الی اللہ قامت رضیت باللہ:** بخاری میں یہ لفظ بھی **حتی لما بلغوا کداء نادتہ**۔ کہ وہ کداء کے مقام تک ابراہیم کے پیچھے گئیں۔ پھر اپنی جگہ لوٹ آئیں۔ تدر والا جملہ جعل کی خبر پر معطوف ہو یا جملہ **جعلت** پر معطوف ہو۔

لو ذھبت: یہ حرف تمنا ہے اس کا جواب نہیں۔ یا شرط ہے اسکا جواب محذوف ہے۔ **فنظرت:** یہ غور و فکر کے معنی میں ہے۔ **لم تحس:** کسی کو نہ دیکھا نہ معلوم کیا۔

الوادی: گہرا پانی بہنے کی جگہ۔ **واتت المروہ:** یعنی کئی چکر دونوں پہاڑوں پر چڑھنا اور چلنا۔ شوط کو مطلقاً لانا بھی درست ہے۔

کانہ ینشغ للموت: گویا وہ موت کے سکرات میں ہے۔ وہ اس کا حال نہ دیکھ سکیں۔ پھر کسی کو دیکھنے کیلئے دونوں پہاڑوں پر چڑھی۔

لو ذھبت فنظرت ما فعل: یہ پہلی روایت کے خلاف نہیں کہ جس میں ذکر کیا کہ سات چکر پورے کر آواز سنی تو اس کے دل کو سکون آ گیا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ بچے کی طرف جاتے ہو۔ یہ آواز سن پائی اور اس کو بچے کے پاس دیکھا ہو۔

و غمز بعقبه: زمین پر جبرئیل علیہ السلام نے ایڑھی ماری جس سے پانی زمین سے پھوٹ پڑا۔
فجعلت تحفن: پانی کو مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ اور بخاری میں تحفو ہے۔ اور روایت سابقہ میں تحوض: کھود کر حوض بنانے لگیں۔ بخاری نے تفصیل سے دونوں عورتوں سے نکاح اور ان کی جدائی کو ذکر کیا ہے۔ وتّی: کا لفظ ذکر کیا کیوں کہ وہ پشت کر کے چلدیئے۔ النشغ: آواز کو ہلکا اور بلند کرنا۔ سینے کی گونج یہاں تک کہ غشی ہو جائے۔

تخریج : أخرجه البخاری (۲۳۶۸)

الفرائد : ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور ام اسماعیل کی قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات کا تذکرہ ہے۔

۱۸۷۰ : وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ ' وَمَاؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۷۰: حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کھنبی بھی من کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ یہ عدی بن کعب بن نوی کی طرف ہے۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد ہیں۔ نفیل میں سلسلہ نسب جمع ہو جاتا ہے۔ ان کے والد جاہلیت کی جہالتوں سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہی بلکہ داعی تھے۔ بعض نے کہا سلمان، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول نازل ہوا: ﴿والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوها......﴾ [الزمر: ۱۷] "ان کی والدہ فاطمہ بنت ربعی الخزاعیہ تھیں۔ یہ اور ان کی بیوی ام جمیل فاطمہ بنت الخطاب، عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ابتداءً اسلام لائے اور اس کی وجہ سے عمر اسلام لائے۔ یہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جاسوسی مہم میں روانہ فرمایا۔ یہ بدر کے دن اس مہم سے واپس لوٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غنیمت و اجر میں حصہ دار قرار دیا۔ اسی وجہ سے یہ بدریین میں شامل ہیں۔ یہ مستجاب الدعوات تھے ان کا واقعہ اروی بنت قیس کے ساتھ معروف ہے۔ جب اس نے مروان بن الحکم کے پاس ان کے خلاف مقدمہ کیا۔ اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے ان کی زمین غصب کر لی ہے۔ وہ اندھی ہو گئی اور اپنے گھر کے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گئی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۷ روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے تین صحیحین میں ہیں۔ اور دو متفق علیہ ہیں۔ تیسری میں بخاری منفرد ہیں۔ سعید رضی اللہ عنہ زاہد و عابد تھے حکام ان کی عزت کرتے تھے۔ ان سے قیس بن ابی حازم اور ابو عثمان نہدی رحمہما اللہ نے روایت کی ہے۔ ان کی وفات مقام عقیق میں ہوئی۔ گردنوں پر اٹھا کر ان کا جنازہ مدینہ میں لایا گیا۔ اور بقیع مین تدفین ہوئی۔ ان کی اولاد ۱۳ لڑکے ۱۸ لڑکیاں تھیں۔

الکماۃ من المن وماؤھا شفاء للعین"۔ کمأۃ کی نظیر خبأۃ و خبء ہے۔ من۔ وہ کھانا جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کیلئے اُتارا اور یہ ان پر خاص انعام تھا۔ شفاء للعین۔ یعنی آنکھوں کی بیماری کیلئے شفاء ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ

سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے یا کھایا جائے۔ پھر اس کا نچڑا ہوا پانی یا وہ جس سے وہ اُگتی ہے۔(ابونعیم نے ان الفاظ سے روایت کیا: ''الكمأة من المن والمن من الجنة وماؤها شفاء للعين''۔ (جامع صغیر)

تخریج: أخرجه أحمد (١٦٢٥) والبخارى (٤٤٧٨) ومسلم (٢٠٤٩) والترمذى (٢٠٦٧) والنسائى (٦٦٦٨) وابن ماجه (٣٤٥٤) وابن أبى شيبة (٨٨/٨) وأبو عوانة (٤٠٠/٥) وأبو يعلى (٩٦١)

الفرائد: (۱) کھمبی کی عظیم فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اس من سے ہے جو بنی اسرائیل کو ملا۔(۲) اس کا پانی آنکھ کو فائدہ دیتا ہے اور شفاء بخشتا ہے۔

کتاب الاستغفار

۳۷۱ :باب فی فضل الاستغفار

تشریح ۞ الاستغفار :اس کا لغوی معنی گناہ کی بخشش طلب کرنا۔ یہاں ان سے میں سے بعض چیزوں کا تذکرہ ہے جو کتاب وسنت میں وارد ہیں استغفار کے مقبول ہونے کی شرط گناہ کو چھوڑنا ورنہ یہ استہزاء کے مترادف ہوگا۔ جیسا اس آیت میں اسی بات کو بیان فرمایا: ﴿ولم یصروا علی ما فعلوا﴾ [آل عمران: ۱۳۵] آیت کی تفسیر اور روایات ذکر ہوں گی۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ [محمد:۱۹] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:۱۰۶] وَقَالَ تَعَالٰی ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر:۳] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ ......اِلٰی قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ...... وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ [آل عمران:۱۵] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:۱۱۰] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الانفال:۳۳]
وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾
[آل عمران:۱۳۵]
وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کی''۔ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سے استغفار کریں کہ بے شک اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تسبیح بیان کیجئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجئے بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کیلئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا انکے ربّ کے ہاں باغات ہیں'' ...... ''اور وہ سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں'' (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا''۔ (نساء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ آپ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں''۔ (انفال) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جائے یا اپنے اوپر ظلم

کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔
اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں''۔ (آل عمران) آیات اس سلسلے میں بہت اور معروف ہیں۔

تشریح ۞ **وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ**: اس آیت میں آپ کا تذکرہ وللمؤمنین والمؤمنات کی تمہید کیلئے ہے۔ اور مقصود تو ان کیلئے استغفار کرنا ہے۔ یا آپ کی وساطت سے امت کو حکم دینا مقصود ہے۔ (یا وہ باتیں آپ مرتبہ عالی سے فروتر ہیں ان کو اختیار کرنے پر استغفار کا حکم ہوا)۔

وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا: یعنی گناہ گاروں کے گناہوں کی مغفرت کا اس سے سوال کرو۔ معمول کا حذف اس کے عموم کو چاہتا ہے۔ دعا جتنی عام ہوگی اتنی تام ہوگی۔ **اِنَّ اللّٰهَ**: جو استغفار کر کے اس کی طرف رجوع ہو تو اسے بخش کر اس پر احسانات کی بارش کرتا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا: اپنے رب تعالیٰ کی حمد کریں جو اس کی حمد سے ملی ہو۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ اکثر ''**سبحانك اللّٰهم وبحمدك اللّٰهم اغفرلي**'' کے کلمات نماز میں استعمال فرماتے۔ جیسا کہ باب **الحث**...... میں گزر چکا۔ **واستغفرهٗ**: جو آپ سے کمی ہوگئی یا اپنی امت کی طرف سے استغفار کریں۔ **اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا**۔

اَللُّغَوِی: یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے۔ جو استغفار کی حکمت کو واضح کرتا ہے۔ توّابا مبالغہ ہے کہ خواہ بخشنے ہو گناہ اور جنہوں نے وہ گناہ کیے ہیں۔ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ ہو۔ اور (آخرت میں شرک وکفر کے علاوہ گناہ اور دنیا ہر گناہ بشرطیکہ سکرات موت سے پہلے پہلے ہو)۔

یعنی متقین کو ملے گی۔ ظرف خیر کیلئے محل وصف میں ہے۔ **عِنْدَ رَبِّهِمْ**: عندیت مکانی مراد ہے خبات کی تنوین تعظیم کیلئے ہے۔

مِنْ تَحْتِهَا: درختوں کے نیچے اور جو اس طرح ہو ایسے درخت تروتازگی اور نظارہ کے لحاظ سے شاندار ہوتے ہیں اور جنت میں تو سبزے اور پانی دونوں کی فرحت کو جمع فرما دیا۔

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ: کیونکہ وہ وقت قبولیت ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز ادا کرنے والے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے والا مراد ہے۔

سُوْٓءًا: کبیرہ گناہ جس سے دوسرے کو برائی پہنچے یا (۲) صغیرہ گناہ (۳) وہ گناہ جو شرک سے کم کم ہو (یہ پہلا ہی قول ہے)۔ **اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ**: گناہ جو اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ (۲) کبیرہ یا شرک۔ **ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ**: اس میں گناہ گار پر توبہ پیش کر کے اس پر آمادہ کیا گیا ہے۔ خواہ اس کا گناہ کتنا بڑا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے عفو وفضل کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے۔

جب تک ان میں استغفار کرنے والے موجود ہیں۔ جیسا وہ مؤمن جو مکہ میں مقیم تھے اور ہجرت کی طاقت نہ رکھتے تھے۔
(۲) جب کفار قریش نے ایمان کو قبول کر لیا تو وہ اپنے قول: ﴿**ان كان هذا هو الحق من عندك**﴾ [انفال: ۲۲] پر افسوس کا اظہار کرنے لگے اور غفرانك کہنے لگے۔ تو یہ آیت اتری۔ (۳) استغفار سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ان

میں سے بعض ایمان لائیں گے۔ اس کے مطابق معنی یہ ہے۔ ان کو مہلت اس لئے ملی ہے کہ ان میں بعض ایسے لوگ ہیں جو بعد میں استغفار کریں گے یعنی ایمان لائیں گے۔ اور یہ روایت میں وارد ہے کہ "میری امت کیلئے اللہ تعالیٰ نے دو امانتیں اتاری ہی۔ جو اس آیت میں ہیں: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ جب میں چلا جاؤں گا۔ تو میں ان میں استغفار چھوڑ جاؤں گا۔ بعض نے کہا یہ اسلام اور استغفار کی دعوت ہے۔ کہ تم معافی مانگو تو میں تمہیں عذاب نہ دوں گا۔ جیسا کہتے ہیں۔ "لا اعاقبك وانت تطیعنی" یعنی میری بات مان لو تو میں سزا نہ دوں گا۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے۔ ان کی اصلاب میں ایسے لوگ ہیں جو استغفار کریں گے۔ (جامع البیان)

فَاحِشَةً: انتہائی برائی بعض نے کہا زنا بعض نے کہا کوئی کبیرہ گناہ۔ اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ: صغائر کا ارتکاب کر کے یا جو زنا سے کم فعل ہوں۔ ذَكَرُوا اللّٰهَ: بعض نے فَاسْتَغْفَرُوْا کو اس کی تفسیر قرار دیا ہے۔ بعض نے مخاف کو حذف مانا ہے۔ یعنی اس کی سزا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے متعلق سوچ و بچار کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا۔ پس وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اس استغفار کی کیفیت حدیث حسن میں وارد ہے۔ جس کو احمد اور سنن اربعہ نے نقل کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ابوبکر نے سچ کہا۔ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ "**ما من رجل یذنب ذنبا ثم یقوم فیتطهر فیحسن الطهور ثم یستغفر اللّٰه عزوجل الا غفر له ثم تلا** ۔ ﴿**والذین إذا فعلوا فاحشةً**......﴾

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ: یہ استفہام نفی کے معنی میں ہے۔ جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ یہ وسعت رحمت پر دلالت کرتا ہے۔ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا: یعنی وہ اپنے گناہوں پر قائم نہیں رہے بلکہ انہوں نے انکا اقرار کر کے معافی مانگ لی اور حدیث میں وارد ہے: "**ما امر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین مرةً**" اس میں اشارہ ہے کہ استغفار تب مقبول ہوگا جب گناہ کو ترک کیا جائے گا۔ ورنہ استغفار زبان سے اور ساتھ ساتھ ارتکاب گناہ یہ استہزاء کے مترادف ہے۔ حافظ فتح الباری کتاب التوحید میں رقمطراز ہیں۔ اس کی شاہد وہ روایت ہے جو ابن ابی الدنیا نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ "**التائب من الذنب کمن لا ذنب له والمستغفر من الذنب وهو مقیم علیه کالمستهزئ بربّه**" اس روایت کے متعلق راجح قول یہ ہے کہ **والمستغفر** سے آخر تک موقوف روایت ہے اور پہلا حصہ ابن ماجہ اور طبرانی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور اس کی سند حسن ہے اور وہ حجت ہے اور اگر پوری روایت کو بھی موقوف مان لیں تو ایسی بات رائی سے نہیں کہی جا سکتی ایسی موقوف مرفوع کے حکم میں ہے۔

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ: وہ جانتے ہیں کہ وہ معصیت ہے یا اصرار نقصان دہ ہے یا اللہ تعالیٰ گناہوں کی مغفرت کا مالک ہے۔ یا جب وہ استغفار کرتے ہیں تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں آیات بہت اور مشہور ہیں بقدر کفایت ذکر کر دی گئیں۔

۱۸۷۱ : وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ ، وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۱: حضرت اعز مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''میرے دل پر بھی بعض اوقات پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں''۔(مسلم)

تشریح ۞ انه لیغان: ہ ضمیر شان ہے۔اس غین سے غیون انوار مراد ہے۔غیون اغیار مراد نہیں۔تجلیات ربانیہ اور ترقیات احمدیہ جب اعلیٰ مقام کی طرف ارتقاء کرتی ہیں تو عالی مقام کے مقابلے میں یہ مقام نقص کی طرح نظر آتا ہے۔آپ اس سے استغفار کرتے ہیں اس وجہ سے آپ نے فرمایا:''وانی لا ستغفر اللّٰہ فی الیوم مائة مرة'' تاکہ امت کیلئے نمونہ بن جائے۔حافظ نے فتح الباری میں قاضی عیاض کا قول نقل کیا ہے۔کہ غین سے مراد ذکر کے وقفہ جات جن کے متعلق آپ کی شان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دائم ہوں۔پس جب کسی امر کی وجہ سے انقطاع ہوتا ہے تو اس کو ذنب شمار کر کے اس سے استغفار کرتے ہیں۔بعض نے کہا یہ وہ چیز ہے جو نفس کو حدیث نفس کی قسم سے پیش آتی ہے۔بعض نے کہا اس سے مراد سکینہ ہے جو آپ پر چھاتا ہے اور استغفار تو اللہ تعالیٰ کی خاطر اظہار عبودیت کیلئے ہے۔اور شکر یہ اس نعمت پر ہے۔جو آپ کو دی ہے بعض نے کہا یہ خشیت اور عظمت کی حالت ہے۔اور استغفار اس کے شکرانے میں ہے۔اسی وجہ سے محاسبیؒ نے کہا۔مقربین کا خوف عظمت و تکریم کا خوف ہے۔

سہروردی نے کہا۔یہ ہرگز اعتقاد نہ رکھا جائے کہ غین یہ نقص کی حالت ہے بلکہ یہ کمال یا تتمہ کمال پھر اس کی مثال پلک کے اس جھپکنے والے آنسو کی ہے جو تنکے کو دور کرنے کیلئے ٹپکتا ہے۔اس قطرے کے ڈبڈبانے کے وقت آنکھ اگر چہ دیکھنا بند کر دیتی ہے۔وہ اس لحاظ سے نقص معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت کے لحاظ سے وہ کمال ہے(کہ آنکھ کی صفائی کا ذریعہ ہے)اسی طرح بصیرت نبوت ﷺ اس طرح نبی اکرم ﷺ کی بصیرہ تمام آنکھوں انفس اغیار میں نظر آتی ہے تو اس حالت کا تقاضا یہ ہوا کہ بصیرت کی آنکھ اور حفاظت اور بچاوے کا پردہ لٹکا دیا جائے۔یہ خلاصۃ الکلام ہے۔

تخریج : کتاب المأمورات باب ۱۲/۱ التوبہ میں مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں۔

الفرائد : ایضاً

۱۸۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:''اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ رجوع کرتا ہوں''۔(بخاری)

تشریح ۞ **واللّٰہ انی لاستغفر اللّٰہ:** اس میں توبہ واستغفار کی تحریض وترغیب دلائی گئی ہے۔اور اگر گناہ ساتھ ساتھ کرتا رہے گا تو یہ استہزاء کے مترادف ہے۔

اکثر من سبعین مرۃ: یہ کثرت سے کنایہ ہے جیسا پہلی روایت سومرتبہ کا تذکرہ موجود ہے اور صاحب نے اس روایت میں بھی ''کل یوم مائۃ مرۃ'' کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔یہ روایات باب حکمت الاستغفار بخاری میں موجود ہے۔ الفاظ میں معمولی فرق ہے۔

تخریج : کتاب المأمورات باب ۱۲/۱ التوبہ میں مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۸۷۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَغْفِرُلَهُمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا''۔(مسلم)

تشریح ۞ یہ اس قدر تاکید کے الفاظ ترغیب استغفار اور گناہ سے علیحدگی پر براہنگیختہ کرنے کیلئے فرمایا۔ **بیدہ:** سے قدرت مراد ہے۔ **لم تذنبوا:** گناہ کر کے توبہ و استغفار نہ کرو۔ **ولجاء:** یہ ماقبل صفت والے جملہ پر عطف ہے۔ **فیغفر:** معروف ان کے توبہ اور رجوع کی وجہ سے ان کو بخش دے گا۔

تخریج : کتاب المأمورات باب ۱/۵۱ الرجاء میں روایت گزری ملاحظہ کرلیں۔

الفرائد : ایضاً

۱۸۷۴ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ :''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۸۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو مرتبہ استغفار شمار کرتے۔ان الفاظ میں :''اے میرے ربّ مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والا مہربان ہے''۔(ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح ۞ ہم شمار کرتے کہ آپ سو سو مرتبہ ایک ایک مجلس میں استغفار فرماتے۔ رب اغفرلی: اس سے یہ معلوم ہوا کہ دعا کے اداب سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے مناسب صفت سے دعا کو ختم کرے۔ جب مغفرت و رحمت طلب کرے تو کہے: ''انك انت التواب الرحیم'' جب دنیا کا بدلہ چاہے یا آخروی جزاء تو کہے ''انك انت الجواد الكريم''

تخریج : أخرجه أحمد (٢/٤٧٢٦) وأبو داود (١٥١٦) والترمذی (٣٤٤٥) والنسائی (٤٥٩) وابن ماجه (٣٨١٤) والبخاری (٦١٨) وابن حبان (٩٢٧)

الفرائد : (۱) آپ کس قدر استغفار فرماتے امت کو اس کی مداومت کی تلقین فرماتے۔ کیونکہ مجالس میں اکثر لغویات پیش آجاتی ہیں۔

۱۸۷۵ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجاً وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا ' وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۸۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ فرما دیتے ہیں اور ہر غم سے کشادگی عنایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا''۔ (ابوداؤد)

تشریح ۞ یعنی کثرت سے استغفار کرے اور گناہ کو بھی ترک کرے۔

کل ضیق: خواہ وہ دنیوی تنگی ہو یا اخروی جیسا کہ کلّ کا لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ مخرجًا: اس پر نرمی کر دی جائے جس سے وہ چھوٹ جائے۔ کل هم فرجًا: ہر غم سے اس طرح چھوٹ جائے کہ وہ سبب ہی زائل ہو جائے جس سے وہ تھکن سے نجات پائے۔

تخریج : أخرجه أحمد (١/٢٢٣٤) وأبو داود (١٥١٨) والنسائی (٤٥٦) وابن ماجه (٣٨١٩) والطبرانی (١٧٧٤) والحاكم (٤/٧٦٧٧) وابن السنی (٣٦٤) تهذيب الكمال (٥/١٠٧) والبيهقی (٣/٣٥١)

الفرائد : (۱) دن رات کے اوقات میں استغفار کو لازم کرنا چاہئے۔ (۲) استغفار کی کثرت سے دنیا اس کے قدموں میں آئے گی۔

۱۸۷۶ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''مَنْ قَالَ :اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ' غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ: حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۸۷۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات کہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ ...... "میں اس اللہ سے معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

تشریح ۞ **اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو**: زبان سے بھی کہا اور اس کے مضمون پر بھی یقین ہے۔ جس گناہ سے استغفار کیا جائے وہی توبہ ہے۔

لا الٰہ: ہر ماسواء سے مستغنی کرنے والا اور ماعدا سب کے سب اس کے محتاج۔ **الا ھو**: یہ محل اسم سے دونوں کے بعد بدل ہے نہ کہ پہلے۔ **الحی القیوم**: یہ دونوں صفات ہیں ان کو ایک دوسرے سے الگ کرنا بھی درست ہے۔ اور ان پر رفع ونصب دونوں جائز ہیں۔ **الحی**: یہ حیات سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ یہ صفت ازلی ذاتی ہے۔ **القیوم۔ القیام** اور **القیم** تشدید اور بلاتشدید کہا جاتا ہے۔ وہ ذات جو اپنی مخلوق کی ہمیشہ تدبیر کرنے والے ہیں اور اس کا نگہبان ہے۔

فر من الزحف: لڑائی کے میدان سے بھاگا ہوا اس کے وہ صغائر بخش دیئے جاتے ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس سے کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو تب بھی صغیرہ کی معافی سے کوئی رکاوٹ نہیں۔ یا میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ کبائر بھی وہ اپنی طرف سے معاف کر دیتا ہے۔ اس سے نہیں۔ وہ بات محققین کی اس بات کے مخالف نہیں کہ نیک اعمال حقوق اللہ میں سے صغائر کا کفارہ بنتے ہیں۔ ابوداؤد۔

نووی نے اس روایت سے ربیع بن خثیم کی تردید کی مگر حافظ نے لکھا کہ ربیع کے کلام کا مطلب "استغفر اللّٰہ" کا لفظ ہے کہ یہ درست مگر اس کے بعد "اتوب الیہ" کا اضافہ اس روایت میں نادرست بلکہ کذا ہے۔ (فتح الباری) سبکی حلبیات میں لکھتے ہیں استغفار طلب مغفرت کا نام ہے۔ خواہ وہ زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں سے پہلے میں فائدہ یہ ہے کہ وہ سکوت سے بہتر ہے۔ یا یہ خیر کی بات کا عادی بناتا ہے۔ (۲) یہ بہت ہی فائدہ مند ہے (۳) تیسرا بلیغ توبہ ہے۔ لیکن وہ دونوں قسمیں گناہوں کو مٹاتی نہیں کہ توبہ پائی جائے۔ قاضی کہتے ہیں۔ گناہ پر مصر مغفرت مانگتا ہے مگر اس سے وجود توبہ لازم نہیں۔ وضع کے لحاظ سے استغفار کا معنی توبہ سے مختلف ہے لیکن عام لوگوں نے استغفر اللہ کا معنی توبہ سمجھ لیا۔ پس جو شخص توبہ چاہتا ہو وہ لازمی توبہ کرنے والا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا۔ تو استغفار سے مکمل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ﴾ [ھود] مگر مشہور یہ ہے کہ یہ شرط نہیں۔ (فتح، کتاب التوحید)

تخریج : أخرجه أبو داود (۱۵۱۷) والترمذی (۳۵۸۸) والحاکم (۱/۱۸۸٤)

الفوائد : (۱) استغفار کی ترغیب دی۔ (۲) گناہوں کی مغفرت کا وعدہ کیا خواہ کتنا بڑا گناہ ہو۔ یعنی کبیرہ سے توفیق توبہ مل جائے گی۔

۱۸۷۷ : وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ یَّقُوْلُ الْعَبْدُ :اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُ بِكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" مَنْ قَالَھَا فِی النَّھَارِ مُوْقِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ اللَّیْلِ وَھُوَ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

"اَبُوْءُ" بِبَاءٍ مَضْمُوْمَۃٍ ثُمَّ وَاوٍ وَّھَمْزَۃٍ مَمْدُوْدَۃٍ وَمَعْنَاہُ اُقِرُّ وَاَعْتَرِفُ۔

۱۸۷۷: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ اس طرح کہے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ...... "اے اللہ! تو میرا ربّ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ میں آپ کی اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے عمل میں ہے اور میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں پس تُو مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو بخشنے والا نہیں"۔ جس نے یہ کلمات دن میں یقین کے ساتھ پڑھے اور وہ شام سے پہلے اسی دن فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت یہ یقین کر کے ان کو پڑھا پھر صبح سے پہلے اس کی موت آ گئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)

اَبُوْءُ : میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں

تشریح ۞ حضرت شداد کے حالات باب المراقبہ میں گزرے ملاحظہ ہوں۔ ان کی بخاری میں صرف یہی روایت ہے۔

سید الاستغفار: طیبی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دعا توبہ کے تمام معانی کو جامع ہے اس وجہ سے اس کو سید کا لقب استعارۃ دے دیا۔ سید وہ سردار جس کی طرف حوائج و امور میں رجوع کیا جائے۔

العبد: مکلّف بندہ مراد ہے۔ انت: کا تکرار بعض نسخوں میں موجود ہے۔ اس کو مؤکد و مقدر ماننا درست ہے۔

انا عبدك : میں آپ کا عبادت گزار ہوں۔

وانا علی عھدك ووعدك: نسائی میں واوٴ عھدك کے بعد ساقط ہے۔ خطابی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے۔ میں اس معاہدے پر ہوں جو آپ نے کیا۔ اور آپ سے ایمان و مخلصانہ طاعت کا وعدہ کیا ہے۔

ما استطعت: اور آپ کے وعدے کو توبہ اور اجر سے پورا کرنے والا ہوں استطاعت کی شرط کا مطلب یہ ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنی عاجزی کا معترف ہوں کہ تیرا حق واجب ادا کر سکوں۔

ابن بطال کا قول: عہد سے وہ مراد ہے الست بربکم: میں مذکور ہے۔اور وعدے سے وہ مراد ہے جو پیغمبر ﷺ کی زبان سے کہا گیا کہ "من مات لا یشرك وادی ما افترض علیه ادخله الجنة" فتح الباری میں ہے ادی ما افترض علیه: یہ اضافہ شرط نہیں۔ کیونکہ عالم ذرکا تو خاص توحید ہے۔اور وعدے مراد جنت ہے۔ما استطعت: سے امت کو مطلع کرنا مقصود ہے کہ کوئی شخص اپنے تمام واجبات کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہیں پورا اور کرنے کی قدرت نہیں۔اور نہ ہی کمال طاعت کو پورا کرسکتا ہے۔اور انعامات کا شکر یہ بھی تمام وکمال ادا نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان فرما کران کی طاقت کے موافق ادا کی وسعت دے دی۔

طیبی کہتے ہیں: عہد اور وعدے سے مراد وہ ہے جو آیت مذکورہ میں ہے۔اور دونوں میں فرق کھلا ہوا ہے۔

اعوذبك: صنعت کے بعد مفعول محذوف ہے اے صنعًا یا ماصنعته یعنی گناہ، عذاب اور مصیبت جو اس پر مرتب ہوتی ہے۔

ابوا لك بنعتك: نسائی نے لك کا لفظ ذکر نہیں کیا۔نعمت سے مراد وہ نعمت جو گنی اور شمار نہیں کی جاسکتیں۔ بخاری اگلے ابوء کے ساتھ لك کو حذف کیا۔شاید اعتراف ذنب کرتے ہوئے۔کہیں ترک تادب نہ ہو۔طیبی کہتے ہیں پہلے اعتراف کیا کہ اس نے مجھ پر انعام کیا۔اور انعام کو مقید نہیں کیا تا کہ انواع انعام کو شامل ہو۔ پھر کوتاہی کا اعتراف کیا اور نفس کو مٹایا۔

ابن حجر کہتے ہیں۔ممکن ہے کہ ابوء بذنبی مطلقاً وقوع ذنب کا اعتراف ہو۔تا کہ اس سے استغفار درست ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے ادائیگی نعمت میں کمی کو ذنب نہیں کہا۔

فاغفرلی: اس سے معلوم ہوا کہ جو اپنے گناہ کا اعتراف کرلے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔اور حدیث افلك میں یہ صراحۃً موجود ہے کہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتے ہیں۔

موقنا: دل سے اخلاص برتتے ہوئے ثواب کی تصدیق کی۔من یومه۔ من۔ فی کے معنی میں ہے۔قبل ان یمسی: شام ہونے سے پہلے۔نسائی میں دخل الجنة کے الفاظ ہیں۔داؤدی کہتے ہیں شاید کہ اس کا مطلب اس آیت والا ہو "ان الحسناتِ یذهبن السیئات" وضو کے متعلق آپ کا ارشاد اسی کی طرح ہے۔پہلے اسے ثواب کی بشارت دی گئی۔پھر اس سے افضل کی بشارت اور پہلے میں بلندی بتلائی اور ممکن ہے کہ یہ اس کا ناسخ ہو اور ممکن ہے کہ یہ اس کے کہے ہوئے کلمات میں سے ہو اور ایسا فعل کرنے سے پہلے مر گیا جو اس کی مغفرت کا باعث ہو یا جو اس نے وضو وغیرہ کیا ہے۔وہ کسی عود بھی مقبول نہ ہو۔یہ ابن التین کا قول ہے مگر بقول حافظ باعث تامل ہے۔من قالها حال کو جملہ اور مفرد تفنن فی التعبیر کیلئے لائے۔

ابن ابی جمرہ کا قول: اس روایت کے عمدہ معانی اور شاندار الفاظ اس کو سید الاستغفار سے ملقب کررہے ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدت والوہیت کا اقرار، اس کی خالقیت کا اعتراف، اور اس عہد کا اقرار جو انسانوں سے لیا۔وعدے کی امید۔اس شر سے پناہ جو بندے نے اپنے نفس کے خلاف کیا۔انعامات کی اضافت اس کے موجود کی طرف اور گناہ کی اضافت اپنی طرف، مغفرت کی طرف رغبت اور اس بات کا اعتراف کہ اس پر اور کسی کو قدرت نہیں۔ان تمام حقیقت وشریعت کو جمع کردیا۔شرعی

احکام تبھی پورے ہو سکتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔ اس کو حقیقت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اگر بندے سے مخالفت کا اتفاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس پر وہ جاری ہوتا ہے۔ جس پر اس کو قدرت ہے۔ تو بیان مخالفت میں دلیل تو قائم ہو گئی۔ اب دو میں سے ایک بات ہو گی۔ یا مقتضی عدل سے سزا ملے یا مقتضائے فضل سے معافی مل جائے۔

نووی کہتے ہیں۔ استغفار کی شرط نیت و توجہ اور ادب کی درستی ہے۔ اگر کسی کو یہ شرائط حاصل ہو جائیں تو کیا دونوں برابر ہوں گے۔ جواب یہ ہے کہ یہ سید الاستغفار اس وقت بنے گا جب اس میں تمام شروط جمع ہوں۔ واللہ اعلم۔ ابوء یہ اعتراف و اقرار کو کہتے ہیں۔ البوء کا معنی نو دم ہے۔ بواہ اللہ منزلا: اس میں ٹھہرایا گویا لازم کر دیا۔

تخریج : أخرجه أحمد (٦/١٧١١٠) والبخاری (٦٣٠٦) والطبرانی (٧١٧٢) وابن حبان (٩٣٢)

الفرائد : (۱) صبح و شام یہ دعا کرنی چاہیے۔ (۲) بقول ابو جمرہ یہ سید الاستغفار ہے۔ (۳) تکالیف شرعیہ پر پابندی اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوتی ہے۔ (۴) استغفار کی شرائط نیت، توجہ، ادب ہیں۔ (۵) سزا تقاضائے عدل اور عفو اقتضاء فضل ہے۔

١٨٧٨ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اَسْتَغْفَرَ اللّٰهُ ثَلَاثًا وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهِ – كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : يَقُوْلُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۸: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ ...... "اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے۔ اے جلال و اکرام والے تو بڑی برکتوں والا ہے"۔ اس حدیث کے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا استغفار کس طرح تھا۔ انہوں نے کہا یوں فرماتے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ (مسلم)

تشریح ۞ ثوبان: یہ خدام رسول اللہ ﷺ سے ہیں۔

انصرف من صلاته استغفر ثلاثا: یعنی نماز سے سلام پھیرتے تو بارگاہ ذوالجلال میں جھکتے ہوئے تین مرتبہ استغفار فرماتے اور اس لئے بھی تاکہ امت کیلئے حکم کی مشروعیت ثابت ہو جائے۔

السلام: جو ذات نقائص سے منزہ اور سالم ہے۔ (۲) جس کیلئے چاہے جن کو چاہے جن اوقات میں چاہے نقصانات سے سلامتی دینے والا ہے۔

ذوا الجلال والاکرام: جلال و عظمت میں سے ایک چیز نقائص سے پاک و صاف ہونا ہے۔ اکرام: یعنی صفات جمال

کرم، عفو، غفر سے متصف ہے۔ اوزاعیؒ نے استغفار کی کیفیت استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ بتلائی۔

تخریج : فضل الذکر والحث میں گزر چکی۔

الفرائد : یہ دعا و استغفار آپ کی زبان پر رہتا ہے۔ یہ گویا و استغفرہ انه کا توابًا کا عملی نمونہ تھا۔

۱۸۷۹ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ مَوْتِهٖ :"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۷۹: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات بہت پڑھتے تھے:"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ ان یقول قبل موته: نماز کے رکوع اور سجدہ میں کثرت سے پڑھتے جیسا کہ باب ازدیاد من الخیر اواخر العمر میں گزرا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں تھا: فسبح بحمد ربك واستغفره "سبحان اللہ وبحمدہ۔ ان کلمات کو تاکید کیلئے ذکر کر دیا۔

تخریج : کتاب المأمورات باب ۱۲.۱ الحث علی الازدیاد من الخیر میں گذری ملاحظہ کرلیں۔

الفرائد : ایضاً

۱۸۸۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَآ اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"عَنَانَ السَّمَآءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيْلَ هُوَ السَّحَابُ ، وَقِيْلَ هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا ، اَيْ ظَهَرَ – "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ ، وَرُوِيَ بِكَسْرِهَا وَضَمَّ اَشْهَد وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلْئَهَا۔

۱۸۸۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اے آدم کے بیٹے جب تو مجھے پکارتا اور مجھ سے اُمید لگا تا ہے تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے خواہ تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرتا ہے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے اگر زمین بھر گناہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے مجھے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا"۔

(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

عَنَانَ السَّمَاءِ : نے عین کے فتح کے ساتھ بیان کیا گیا کہ اس سے مراد بادل ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کا معنی ہے جو چیز تیرے سامنے ظاہر ہو جائے۔ قُرَابُ الْاَرْضِ : جو زمین کے بھرنے کی مقدار ہو۔

تشریح ۞ **قال اللّٰہ تعالیٰ**: یہ احادیث قدسیہ سے ہے۔

ما دعوتنی: یعنی تم اپنی مدت دعا میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی دعا نہیں کی۔ یہ ما مصدریہ ظرفیہ ہے نہ کہ شرطیہ۔

رجوتنی غفرت لك: اور حال یہ ہے کہ تو نے گمان کیا کہ میں تیری دعاؤں کو قبول کر کے تم پر فضل کرنے والا ہوں۔ رجاء: خیر کی امید لگانا اور اس کے جلد واقع ہونے کی امید لگانا۔ میں نے جس طرف تیرے گناہوں کو دنیا میں چھپا دیا تو ان پر سزا نہیں دی۔ اسی طرح آخرت میں عدم عقاب کو تیرے لئے مقرر کر دیا۔ کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے: "**الدعا هو العباده**" "**السنن الاربعة**" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿**وقال ربکم ادعونی استجب لکم**﴾ رجاء کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق حسن ظن سے کام لیا جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "**انا عند ظن عبدی بی**" دعا کے وقت رحمت الٰہیہ بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور رحمت متوجہ ہو جائے تو اس سے بڑی کوئی چیز نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر وسیع ہے۔

علی ما کان منك و لا ابالی: اور سابقہ گناہوں کو تو نے بار دیگر بھی کیا تو مجھے پرواہ نہیں۔ یعنی تیرے گناہ نہ بڑھاؤں گا اور ان کثیر قرار نہ دوں گا خواہ وہ کتنے زیادہ ہوں۔ کیونکہ کوئی چیز میرے لئے نہیں ہے جیسا حدیث میں گزرا جب دعا کرے تو بڑی چیز کی رغبت کرے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی چیز بڑی نہیں اور ان کے حکم کو کوئی موڑ نہیں سکتا اور اس کے فضل و عطاء کوئی چیز مانع نہیں۔ **لا ابالی** کا مطلب یہ ہے۔ میری شان اسی ہی میں مشغول ہو کر نہیں رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ مقام کی تاکید کیلئے وسعت رجاء میں مبالغہ کرتے ہوئے مزید فضل و انعام فرمایا۔

یابن آدم لو بلغت ذنوبك: بالفرض تیرے گناہ بڑائی میں آسمان کی چھت سے جا لگیں کہ یہ سارا خلا پر ہو جائے۔ جیسا دوسری روایت میں ہے۔ اگر تم اتنی خطائیں کرو یہاں تک کہ تمہاری خطائیں آسمان و زمین کے خلاء کو پر کر دیں۔ پھر تم استغفار کرو تو وہ تمہیں بخش دیں گے۔ پھر تو صحیح توبہ کرے تو میں بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اگرچہ گناہ اور توبہ ایک ہی گناہ سے متعلق دن رات میں بار بار ہو اور گناہ زیادہ ہو کر جہاں تک پہنچتے ہیں پہنچ جائیں مگر اس کے حلم و عفو کے سامنے سب ختم ہو جاتے ہیں اور جب بندہ مجھ سے اقالہ طلب کر لے اور استغفار کرے تو میں اس کو بخش دوں گا کیونکہ اس نے اس ذات سے اقالہ کیا ہے جو سخی ہے اور سخی ہی لغزشوں کا اقالہ کرتا ہے۔ اور مغفرت سیئات کرتا ہے۔

صاحب فتح المبین کہتے ہیں ہم نے جو کہا کہ استغفار سے مراد توبہ ہے۔ فقط لفظ مراد نہیں۔ یہ بات قاعدہ کے موافق ہے۔ جو کبائر سے متعلق ہیں۔ اس لئے کہ کبائر کو تو توبہ ہی مٹاتی ہے۔ البتہ صغائر کا معاملہ دوسرا ہے کیونکہ ان کیلئے اور چیزیں کفارہ بنتی ہیں۔ مثلاً اجتناب کبائر، وضو، صلاۃ وغیرہ۔ کوئی بعید نہیں کہ استغفار بھی کفارے کا باعث بن جائے اور مناسب یہ ہے کہ اس کو

ان تمام باتوں سے مقید کیا جائے جو روایات استغفار میں وارد ہے۔جیسا آیت آل عمران میں لم یصرّوا کی قید موجود ہے۔ اس آیت میں اس کے گناہ کو معاف کرنے کا وعدہ ہے۔ جو اس پر استغفار کے بعد اصرار نہیں کرتا۔تمام مطلق نصوص استغفار میں یہ شرط قید بنے گی۔ (الفتح المبین) ہاں مناسب یہ ہے کہ استغفار کے ساتھ اللھم اغفرلی وغیرہ کے کلمات ملانے چاہئیں۔اس کی حکمت یہ ہے کہ کبھی دعا قبول ہوتی ہے اور کبھی قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ اصرار کبھی اجابت کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے۔آیت کے مفہوم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔پس استغفار کامل جو مغفرت کا سبب بنے گا وہ وہی ہے کہ جس کے ساتھ عدم اصرار ملا ہو۔کیونکہ اس وقت یہ خالص توبہ ہوگی۔اصرار کے ہوتے ہو فقط دعا ہے اور جن علماء نے اس کو کذابین کی توبہ کا نام دیا ہے ان کی مراد یہ ہے۔کہ یہ توبہ حقیقیہ نہیں ہے۔بخلاف اس بات کے جس کا عام لوگ اعتقاد رکھتے ہیں۔کیونکہ اصرار کے ہوتے ہوئے توبہ ناممکن ہے۔اس طرح کہ زبان سے استغفرا الله و اتوب الیه کہہ رہا ہے اور دل سے معصیت پر مصر ہے۔تو وہ جھوٹا گناہ گار ہے۔کیونکہ اس نے اطلاع تو یہ دی کہ وہ تائب ہے حالانکہ اس کا حال تو اس طرح نہیں اور اگر اس نے یہ کلمات بلا اصرار کہے کہ دل سے معصیت سے علیحدگی اختیار کر لی تو اس پر ایک جماعت سلف کا قول یہ ہے۔یہ اس کے لئے ناپسند ہے کیونکہ وہ گناہ کی طرف لوٹے گا پس اس صورت میں اپنی اس بات میں جھوٹا کہلائے گا۔مگر جمہور علماء کہتے ہیں اس میں کراہت قطعاً نہیں۔کیونکہ اس کا عزم گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا پکا ہے۔اور یہ فی الحال اس کے اس عزم کی نشاندہی ہے۔ پس مستقبل میں اس کا وقوع اس کے منافی نہیں۔وقوع کی صورت میں کذب نہ بنے گا۔

یابن آدم انك لو اتیتنی بقراب الارضی: یہ نہایت بلیغ جملہ ہے۔اے بندے مشرک کے علاوہ اتنے گناہ لے کر تو مجھے ملے گا۔تو تیرے اعتقاد توحید اور اقرار عقائد حقہ کی وجہ سے لاتیتك بقرابھا: یہ مشاکلت کی وجہ سے تعبیر کر دیا۔ ورنہ بخشش الٰہی تو اس سے بہت بڑی اور وسیع ہے۔

مغفرة: اس سے معلوم ہوا کہ مغفرت ذنوب جو شرک کے علاوہ ہوں۔ان کی بخش کیلئے ایمان بنیادی شرط ہے۔کیونکہ اس اصل پر قبول اطاعت اور غفران ذنوب کی بنیاد ہے۔شرک کے ہوتے ہوئے۔تو اصل ہی نہیں کہ جس پر تعمیر ہے۔پس مغفرت کا بلا سبب توحید ہے۔جس سے اسے گم کر دیا اس نے ہر چیز کو گم کر دیا۔اور جو توحید لے کر آیا اگرچہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی عمل خیر نہ ہوا۔تو اس نے بخشش کا سب سے بڑا سبب پیش کیا لیکن اس کا معاملہ مشیت الٰہی پر ہے۔بہرحال اس کا انجام جنت میں داخلہ ہے۔

رہے وہ لوگ جن کی توحید کامل ہے اور اخلاص مکمل ہے اور اس کے احکام بجالائے اور ان پر عمل کیا ان کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ آگ میں ''ان منکم الا واردھا...... '' کی قسم پوری کرنے کیلئے داخل ہوگا۔

مغفرت وعفو: یہ دونوں لفظ مرادف ہیں۔ان میں فرق ہے کہ جن گناہوں کی اطلاع نہیں ان کے بخشنے کیلئے مغفرت اور جن کی اطلاع ہے۔ان کی بخشش کیلئے عفو ہے۔صاحب فتح المبین کہتے یہ تحکم کے مشابہہ قول ہے۔السحاب: بادل یا جو بادل سامنے آئے۔قراب: خلاء بھر کر معنی قریب ترین ہے۔البتہ اس میں ساتوں آسمانوں کا خلا بھی شامل ہے جو ملء کے لفظ میں

نہیں۔ واللہ اعلم۔

تخریج : کتاب المأمورات باب ۵۲/۱ فضل الرجاء میں روایت گزری ملاحظہ فرمالیں۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۸۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ ' وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ فَإِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلَ النَّارِ" قَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ : مَالَنَا اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ : "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ ' وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِيْ لُبٍّ مِنْكُنَّ" قَالَتْ : مَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ؟ قَالَ : "شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ ' وَتَمْكُثُ الْاَيَّامَ لَا تُصَلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتو! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو۔ میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی ہے''۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: 'تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو۔ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو تمہاری طرح ناقصِ عقل و دین ہو کر عقل والوں پر غالب آ جاتی ہو'۔ ایک عورت نے کہا عقل و دین کے نقصان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: ''دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دیا گیا اور کئی دن بغیر نماز کے رہتی ہو''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **معشر**: قوم، گروہ۔ النفر: صرف مردوں کی جماعت پر بولا جاتا ہے۔ صاحب تبعین کہتے ہیں کہ یہاں اس کا استعمال مجازی معنی میں ہے یعنی ای جماعت۔

ان نساء تصدقن: مالی اور بدنی عبادتیں اختیار کرو۔ اس لئے کہ میں نے تم کو آگ میں بہت زیادہ تعداد میں دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا۔ ہماری تعداد آگ میں کیوں زیادہ ہے؟ مالنا: کا جملہ ظرف مستقر سے حال ہے۔ اور یہ بات اس بات کے خلاف نہیں۔ کہ ایک آدمی کی جنت میں بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گے۔ دو بناتِ آدم میں سے اور ستر (۷۰) جنت میں سے۔ عورتیں ابتداء کے لحاظ سے آگ میں زیادہ ہوں گی اور انتہا کے لحاظ سے جنت میں زیادہ۔

تکفرن العشیرہ: یعنی تم اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اتنی ناقص عقل و دین والی تم سے زیادہ غالب آنے والی ہیں۔ کیونکہ تمہاری تدبیر اور حیلہ بازی بہت بڑی ہے۔

ما نقصان العقل والدّین : آپ نے فرمایا تم دو کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور یہ نقص عقل قلت ضبط کی علامت ہے۔

وتمکث الایام لا تصلی: یہ نقص دین ہے کہ اتنے دنوں پر ملنے والا ثواب گم ہو جاتا ہے اگرچہ گناہ نہیں۔

بخاری کے الفاظ اس سے ذرا مختلف ہیں: ''**الیس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل؟ قلن بلی' قال** :

فذلك من نقصان عقلها أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم؟ قلن بلى' قال :فذلك من نقصان دينها"۔

(بخاری، ابواب الحیض عن ابی سعید)

تخریج : أخرجه مسلم (۷۹) وأبو داود (٤٦٨٠) وابن ماجه (٤٠٠٣)

الفرائد : (۱)عورتوں کا عیدگاہ کی طرف جانا بشرطیکہ مردوں سے الگ رہیں درست ہے۔(۲)خاوند کی نافرمانی اور ناشکری کبیرہ گناہ ہیں۔(۳)عقل زیادتی اور نقصان کو قبول کرتی ہے۔(۴)اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلق عظیم سے نوازا تھا۔(۵)صدقہ عذاب کو دور کرتا ہے۔

۳۸۷: بَابُ بَيَانِ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ

باب: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کیلئے جنت میں تیار فرمائی ہیں

تشریح ۞ والمؤمنات: یعنی جنت۔ اللہ تعالیٰ کی وسعت اتنی ہے کہ اس کے بیان سے عبارت قاصر ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ [الحجر:٤٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيَاتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَّفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ، لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ [الزخرف:٦٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ، يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ، يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ، لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [الدخان:١٥١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ، تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ [المطففين:٢٢]

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک تقویٰ والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے (حکم ہوگا) تم داخل ہو جاؤ۔ سلامتی کے ساتھ اس حال میں کہ تم امن سے رہو گے اور ہم ان کے دلوں میں سے ایک دوسرے کے متعلق کینہ کھینچ لیں گے۔ وہ

بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ان کو ان جنتوں میں نہ تھکاوٹ پہنچے گی اور نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا''۔(الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہیں خوشی کا سامان میسر ہوگا۔ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں ان کو وہ ملے گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں اور (ان کو کہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ رہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا۔ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔تمہارے لئے اس جنت میں کثرت سے میوے ہوں گے۔جن کو تم کھاؤ گے''۔(الزخرف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''بے شک متقی لوگ امن والے مقام' باغات اور چشموں میں ہوں گے۔وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے' وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اس میں ہر قسم کے پھل امن وسکون سے منگوائیں گے۔اس جنت میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے مگر وہ پہلی موت جو آ چکی اور ان کو (اللہ) جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔یہ (سب) تیرے رب کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بے شک نیک لوگ نعمتوں میں تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔انکے چہروں پر تم آرام وراحت کی تروتازگی محسوس کرو گے اور ان کو مُہر شدہ خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مُہر ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں کے بارے رغبت کرنی چاہیے اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک شاندار چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔(المطففین)

آیات اس باب میں معروف ومشہور ہیں۔

جَنّٰتٍ: باغات۔عُيُوْنٍ۔نہریں۔اُدْخُلُوْهَا۔ان کو کہا جائے گا۔بِسَلٰمٍ۔آفات سے محفوظ،بعض نے کہا تم پر سلام کیا جائے گا۔اٰمِنِيْنَ۔ناپسند باتوں سے محفوظ ہوں گے۔غِلٍّ۔حسد وکینہ۔اِخْوَانًا۔وہ دوستی ومحبت کے لحاظ سے بھائی بھائی ہونگے۔ اَلنَّحْوُ: : یہ حال ہے۔مُتَقٰبِلِيْنَ۔آمنے سامنے ہوں گے۔یہ دونوں صفات ہیں یا حال ہیں۔نَصَبٌ۔تھکاوٹ۔ بِمُخْرَجِيْنَ۔بازائدہ ہے۔اخراج کی نفی تو جملہ کا مدلول ہے۔

يَا عِبَادِ: سے اس بات کی حکایت ہے جس کے ساتھ قیامت کے دن آپس میں محبت کرنے والے متقین کو آواز دی جائے گی۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ۔آخرت کے معاملے میں جو آگے بھیج چکے اس کے متعلق تم پر کوئی اندیشناک چیز نہ ڈالی جائے گی۔وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔جو امر دنیا تم نے چھوڑ ان کے متعلق کوئی غم نہیں۔ اَلَّذِيْنَ۔مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای امدح الذین۔وَاَزْوَاجُكُمْ۔مؤمنہ بیویاں۔تُحْبَرُوْنَ۔تم خوش ہوگے۔بِصِحَافٍ۔جمع صحفة۔پیالہ۔اَكْوَابٍ۔یہ کوب کی جمع ہے۔پیالہ جس کا دستہ نہ ہو۔مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ۔شاید ہر جماعت کی فہم اس کو پانے سے قاصر رہیں جو ان کے رتبہ کے لائق ہے۔اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ ناقص کامل کی بلندی کو چاہت سے نہیں پاسکتا۔وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ۔جس کے مشاہدہ سے آنکھوں کو لذت ملے۔گویا کان،ناک،ذائقہ کی مستلزات آنکھوں کے مقابلہ میں کم ہیں۔اس لئے ان کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔یہ کامل ترین نعمت ہے۔وَتِلْكَ الْجَنَّةُ ۔ اَلْجَنَّةُ ۔یا تو خبر ہے اور الَّتِيْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا یہ اس کی صفت

ہے۔ یاو اَلَّتِی۔ کی صفت اس کی خبر ہے۔ یا دونوں صفات ہیں اور ظرف خبر ہے۔

یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ ''لن یدخل احدکم الجنة بعملہ'' اس لئے کہ پہلے بیان کیا کہ جنت میں داخلہ تو مطلق رحمت الٰہی سے ہے اور مراتب میں فرق اعمال میں فرق کی وجہ سے ہے۔ یا توفیق عمل مسبب عنہ اور اس کا داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت واحسان سے ہوگا۔ فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ۔ کوئی درخت پھل سے خالی نہ ہوگا۔

مَقَام: اقامت کی جگہ۔ اَمِيْنٍ۔ اس مقام کا رہنے والا ہر قسم کی مکروہات سے بچا ہوا ہوگا۔ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ۔ یہ ان کے کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر فرمایا۔ يَلْبَسُوْنَ۔ اس میں ان کے لباس کا ذکر ہے۔ اَلنَّحْو: یہ جملہ مستانفہ یا دوسری خبر یا حال ہے۔ سُنْدُسٍ۔ باریک ریشم۔ اِسْتَبْرَقٍ۔ موٹا ریشم۔ مُّتَقَابِلِيْنَ۔ وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ ایک دوسرے کی طرف پشت نہ کریں گے۔ كَذٰلِكَ۔ ان کو ایسی چیزیں دی جائی گی۔ (۲) بات تو یونہی ہے۔ زَوَّجْنٰهُمْ۔ ہم ان کا جوڑا بنا دیں گے۔ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔ الحور ستھری عورتیں۔ عِيْنٍ۔ بڑی آنکھ والیاں۔ بِكُلِّ فَاكِهَةٍ۔ وہ قسما قسم کے پھل لانے کا کہیں گے۔ اٰمِنِيْنَ۔ ہر ناپسند چیز سے امن میں ہوں گے۔ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ۔ بلکہ ان کی زندگی ابدی ہوگی۔ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى۔ لیکن اسے دنیا میں چکھ چکے۔ بعض نے کہا یہ الاستثناء مبالغہ کیلئے ہے مطلب یہ ہوا کہ فرض کروا گر وہاں موت ہو تو وہ اس کو چکھیں گے بھی نہیں سوائے اس موت کے جو چکھ چکے اور ماضی والی موت کا چکھنا محال ہے۔ تو موت کا چکھنا محال ہوا۔ فَضْلًا۔ یہ سب عطیہ خداوندی ہے۔ الْفَوْزُ۔ کامیابی جیسا فرمایا ''من زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز''۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ' تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ:

الْاَبْرَارَ: جمع بر۔ نیک۔ الْاَرَآئِكِ۔ تختوں پر پردہ میں ہوں گے۔ يَنْظُرُوْنَ۔ اپنی املاک اور نعمتوں یا اللہ تعالیٰ کی تجلیات کو۔ (۳) اپنے دشمنوں کو کہ ان کو کس طرح سزا مل رہی ہے۔ نَضْرَةَ۔ تروتازگی جو نعمتوں سے حاصل ہوتی اور ان کی رونق۔ رَّحِيْقٍ۔ خالص شراب۔ مَّخْتُوْمٍ۔ اس کے برتن ان کی عزت کیلئے بادشاہوں کی طرح مہر شدہ ہوں گے۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ۔ برتنوں پر مٹی کی جگہ کستوری ہوگی۔ (۲) اس کا کاٹا منہ سے ہوگا اور اس کے آخری میں کستوری ملی ہوگی۔ فَلْيَتَنَافَسِ۔ مقابلہ کرنا۔ حدیث مرفوع میں وارد ہے کہ '' ایما مؤمن سقی مؤمناً شربة علی ظما سقاه اللہ یوم القیامة من الرحیق''۔ مِزَاجُه۔ جو چیز اس کے ساتھ شراب میں ملائی جائے گی۔ مِنْ تَسْنِيْمٍ۔ یہ جنت کا چشمہ ہے۔ يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ۔ یہ صرف ابرار کیلئے ملایا جائے گا۔

عَيْنًا: یہ امدح فعل محذوف کا مفعول ہے۔ (۲) حال ہے با مَن کے معنی میں ہے۔ (۳) زائدہ ہے۔ (۴) فعل میں یروی کا معنی متضمن ہے۔ (۵) یلتذ کے معنی کو متضمن ہے۔

نووی رحمہ اللہ کا اشارہ: اس آخری باب میں آخری آیت ختامہ مسک لا کر کتاب کے حسن انجام کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور یہ بھی اشارہ ہے کہ نیک لوگ شریعت کے کتاب وسنت سے ملے ہوئے پانیوں کو غٹ غٹ پئیں گے۔ اس سلسلہ کی آیات بہت

ہیں اور معروف ہیں۔

۱۸۸۲ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَأْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْهَا ، وَيَشْرَبُوْنَ ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ ، وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ – يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ ، وَالتَّكْبِيْرَ ، كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۸۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل جنت جنت میں کھائیں گے، پئیں گے اور نہ ان کو قضائے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی' نہ ناک سے ریںٹ نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کی حاجت محسوس کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں ہضم ہوگا جو مشک کے پینے کی طرح ہوگا۔ ان کی تسبیح و تکبیر ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے کہ سانس ڈالا جاتا ہے''۔ (مسلم)

تشریح ۞ یشربون: بطور تنعم کے پئیں گے۔ ان کو حاجت نہ ہوگی۔ جیسا دنیا میں بھوک پیاس کی وجہ سے پیتا ہے۔ ولا یتغوطون: وہ کھانے کی وجہ سے پاخانہ نہ کریں گے۔ ولا یمتخطون: ان کے ناک سے بھی رینٹھ نہ بہے گی۔ ولا یبولون: پانی پی کر پیشاب کی حاجت نہ ہوگی۔ جشاء: ڈکار آئے گا۔ کر شح المسك: جو ان کے اجسام پر کستوری کی خوشبو چھوڑے گا۔ ابن جوزی کہتے ہیں۔ جب کہ جنت والوں کی غذائیں انتہائی لطیف اور معتدل ہوں گی۔ ان میں ایذاء والی بدبو اور گندہ فضلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ان غذاؤں سے عمدہ ہوائیں پیدا ہوں گی۔ یلھمون: ان کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کا الہام ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک گردانیں گے اور اس کے اوصاف کمال سے اس کی تعریف فرمائیں گے۔ یہ ذکر سانس کی طرح جاری ہوگا۔ اس کیلئے تکلف نہ کرنا پڑے گا۔ بلکہ راحت ولذت سے ان تسبیحات کے ترانے گائیں گے۔ ان پر کوئی تکلیف نہ ہوگی اور ان کے تنفس کو تسبیح قرار دیا اس کی وجہ یہ ہے ان کے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت سے منور اور بھرے ہوں گیا ور قاعدہ ہے۔ ''من احب شیئاً ''اکثر ذکرہٗ ہے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٥/١٤٤٠٨) ومسلم (٢٨٣٥) وأبو داود (٤٧٤١) وابن حبان (٧٤٣٥) والطيالسي (١٧٧٦) وأبو يعلى (١٩٠٦) وأبو نعيم (٢٧٤) والبيهقي (٣١٦)

الفرائد : (۱) اہل جنت اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے معزز ہیں۔ (۲) اہل جنت کا کھانا پینا کستوری کی مہک بن جائے گا۔ (۳) تسبیح سانس کی طرح خود جاری رہے گی۔

۱۸۸۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ – وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۳: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا ....﴾ کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیا کیا چھپا رکھا ہے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگا''۔

تشریح ۞ **اعددت لعبادی**: میں نے اپنے ان بندوں کیلئے جو میرے بندے ہیں مخصوص کی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ **ما لا عین رأت**: لا نفی جنس کا ہے۔ اس میں لاحول والی وجوہ خمسہ جائز ہیں۔ **خطر**: گزرنے کے معنی میں ہے۔ اس کا مصداق ''**فلا تعلم نفس ما اخفی لھم**'' ہے۔ **لھم** اور **من قرۃ اعین**: ایک ظرف نائب فاعل ہے۔ اور دوسرا اپنے قرین سے مجہول ہے۔ **اُخْفِیَ**: اور فعل مضارع ہو تو دونوں حال ہیں۔

تخریج: أخرجه أحمد (۳/۱۰۰۲۴) والبخاری (۳۲۴۴) ومسلم (۲۸۲۴) والترمذی (۳۱۹۷) وابن ماجه (۳۲۲۸) والحمیدی (۱۱۳۳) وابن حبان (۳۶۹) وابن أبی شیبة (۱۳/۱۰۹) والدارمی (۲۸۲۸)

الفوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے ایمان وطاعات کے بدلے اپنے بندوں کیلئے جنت کی بے شمار نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔

۱۸۸۴ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ اِضَاءَةً :لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ – اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ ، وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ – عُوْدُ الطِّيْبِ – اَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ ، عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ :اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمْ فِيْهَا الْمِسْكُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ – لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ ، وَلَا تَبَاغُضَ :قُلُوْبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا''

قَوْلُهُ ''عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ'' رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَآءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ۔

۱۸۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے جو چودھویں کی رات ہوتا ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہو۔ نہ پیشاب کریں گے' نہ پاخانہ کریں' نہ تھوکیں گے اور نہ ناک بہے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ کستوری جیسا ہوگا۔ ان کی انگیٹھیاں

عود جیسی خوشبودار لکڑی سے ہوں گی۔ انکی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب ایک ہی قد پر اپنے باپ آدم کی شکل وصورت کے ساٹھ (۶۰) ہاتھ بلند ہوگے"۔ (بخاری ومسلم)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ہر ایک کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز حسن کے سبب گوشت سے نظر آئے گا' ان میں اختلاف نہ ہوگا' نہ باہمی بغض ہوگا اور ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

عَلٰی خَلْقِ رَجُلٍ: بعض محدثین نے اس لفظ کو خا کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ اور بعض نے ان دونوں کے پیش کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

تشریح ۞ زمرة: جماعت۔ لیلة البدر: چودہویں رات کا وقت ہوتا ہے۔ اصل مقصد چمک اور روشنی میں مشابہت بتلانا ہے۔ کوکب دری: درّی۔ بہت روشنی والا ستارہ ف۔ فیراء کہتے ہیں یہ بڑی جسامت اور بہت روشنی والا ستارہ ہے۔ اس میں چار لغات ہیں جو مختلف کیفیات کو ظاہر کرتی ہیں۔ (۱) دُرِّیٌّ: یہ دُر کی طرف نسبت ہے۔ جو اس کی روشنی اور سفیدی کو ظاہر کرنے کیلئے نسبت کی جاتی ہے۔ (۲) دُریً۔ یہ درأ سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی دفع کرنا ہے۔ کیونکہ وہ طلوع کے وقت ہٹتا ہے۔ (۳۔۴) ابن جوزی نے کسائی سے نقل کیا کہ دال کے ضمہ سے یہ در کی طرف نسبت ہے۔ اور کسرہ دری سے جاری ہونے والا۔ دَرّیٌّ: چمکدار۔ فی السماء: یہ کوکب کی صفت ہے۔ اضاءةً: یہ اشد کی تمیز ہے۔

لا یبولون: بخاری میں لا یقمون: کے لفظ کا اضافہ ہے۔ فتح میں ہے کہ یہ صفات نقص ہیں۔ ان کی نفی کر دی۔

امشاطھم: یہ مُشِط: یہ میم کے کسرہ وضمہ دونوں سے آتا ہے۔ ایک روایت چاندی کی کنگیاں بھی وارد ہے۔ گویا ایک کے تذکرے پر اکتفاء کیا گیا۔ اس کی تائید ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت سے ہے۔ "جنتان من ذھب انیتھما وما فیھما وجنتان من فضة انیتھما وما فیھما" (بخاری، مسلم)

الالوة: دھونی والا عود جیسا کہتے ہیں عود الطیب بخاری کی روایت میں وقود مجامر ھم الالوة: اس روایت میں مجامر کو بتلایا گیا کہ وہ عود کی ہوں گی۔ المجامر جمع مجمرة انگیٹھی اس کو مجمرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئلے رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ جو بخورات اس میں رکھی جائیں وہ کوئلوں پر مہکیں۔ الالوة کا لفظ ھمزہ کے ضمہ اور فتحہ سے آتا ہے۔ اور ابن تین نے ہمزہ کا کسرہ بھی نقل کیا ہے اور واؤ مخفف ہوگی۔ بعض نے زائدہ کہا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں یہ فارسی لفظ ہے۔ عود کی خوشبو تو آگ پر رکھنے سے مہکتی ہیں اور جنت میں آگ نہیں۔ اس کا جواب یہ ممکن ہے۔ کہ بغیر آگ کے حکم الٰہی سے خوشبو دے اور سمجھانے کیلئے تعبیر تو مجمرہ سے ہی کی جانی چاہیے تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر آگ شعلہ زن ہو اور وہ بلا ضرر آگ ہو جس میں احراق نہ ہو یا بلا اشتعال نار وہ خوشبو دے۔

(اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنت کی جس طرح ہر چیز نرالی ہے۔ وہ خود مہکنے والا عود ہو جیسے وہاں کی کستوری نافہ ہرن کی محتاج نہیں)۔ قرطبی کا قول۔ ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے۔ کنگھی کی کیا حاجت جب کہ چہرے پر بال نہ ہوں گے اور سر کے بال میلے نہ

ہوں گے اور تیل کے محتاج نہیں کہ کنگھی سے سیدھے کیے جائیں اور بخور کی کیا ضرورت جبکہ ان کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہوگی۔

ــ : اہل جنت کی نعمتیں خواہ کھانے سے متعلق ہوں یا پینے اور کپڑوں اور خوشبو سے متعلق ہوں۔ وہ بھوک یا پیاس، کہن پن، ننگے، بدبو سے ان کا تعلق نہیں۔ وہ مسلسل لذات اور پے در پے انعامات ہیں۔ ان میں تنوع طبع انسانی کو بھاتا ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ جن نعمتوں سے دنیا میں لذت حاصل کر رہے۔ ان کا استعمال خوب پہچان کی وجہ سے زیادہ لذت اندوز ہے۔ باقی دنیا و آخرت کی نعمتوں میں وہی تفاضل ہے۔ جو دنیا اور آخرت میں ہے۔ اس پر کتاب وسنت کی آیات وروایات دال ہیں۔ (المفہم القرطبی)

ازواجهم الحور العين: یہ بنات آدم سے زائد ہوں گی جیسا روایت میں وارد ہے۔

علی خلق رجل: خَلق ہو ہیئت مراد ہے اور خُلق ہو طریقہ اور صفت۔ **ستون ذراعًا**: اس سے بخاری ومسلم کی دوسری روایت کی تائید نکلتی ہے۔ **انيتهم فيها** کے الفاظ بھی ہیں۔ گزشتہ سطور میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی مؤید ہے اور طبرانی کی یہ روایت جو انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً مروی ہے۔ "**ان ادنٰی اهل الجنة درجة لمن يقوم علی رأسه عشرة آلاف خادمٍ بيد كل واحد صحيفتان واحدة من ذهب والاخرٰی من فضة**" (طبرانی) **رشحهم**: ٹپکنے والا پسینہ۔

لكل واحد منهم زوجتان: ابن حجرؒ کہتے ہیں۔ اس سے نساء دنیا مراد ہیں۔ امام احمد کی روایت میں ادنیٰ جنتی کی تعریف میں بہتر (۷۲) حوروں کا تذکرہ ہے۔ جو دنیا کی بیویوں سے الگ ہوں گی۔ مگر اس کی سند میں شہر بن حوشب جس پر کلام کیا گیا ہے۔ پھر اس پر کئی روایات ابن حجر نے ذکر کیں۔ پھر ابن قیم کا قول نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں۔ صحیح احادیث میں سوائے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کے اور کوئی صحیح روایت نہیں جس میں دو بیویوں سے اضافہ ہو وہ یہ ہے۔ "**ان للمؤمن فی الجنة لخيمة من لؤ لؤ له فيها اهلون يطوف عليهم**" پھر ابن قیم کی بات پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ ضیاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔ "**ثم تدخل عليه زوجتاه**" موافقت کی صورت یہ ہے۔ کہ کم از کم ایک جنتی کی دو بیویاں ہوں گی۔ بعض نے تثنیہ کو تکثیر و تعظیم کیلئے قرار دیا۔ جیسے **لبيك وسعديك** میں۔ مگر اس قوم کی کمزوری مخفی نہیں۔ (فتح الباری)

ابوحاتم نے ایک لطیفہ لکھا کہ اصمعی تو ایک زوجہ کا بھی انکار کرتے اور تا کو تانیث کیلئے نہ مانتے تھے۔ ہم نے مرزدق کا یہ شعر ان کو سنایا تو وہ بالکل خاموش ہو گئے۔

ــ **وان الذی يسعٰی ليفسد زوجتی ☆ كساع إلی أسد الشری يستتلها**

يری مخ ساقها من وراء اللحم: بخاری کی روایت میں **العظم والمخ** دونوں کا تذکرہ ہے۔ مُخ ہڈی کا مواد اور اس سے مراد اس کی شاندار صفائی ہے کہ ہڈی کے اندر کا مغز ہڈی، گوشت اور کھال سے مخفی نہ رہے گا۔ اور ترمذی میں ہے: "**ليری بياض ساقها من وراء سبعين حلة حتی يرٰی مُخّهٗ**" اور احمد کی روایت میں جو ابوسعید سے مروی ہے۔ وارد ہے کہ

"ینظر فی خدھا اصفی من المرأۃ" اور محاسن کے سبب بیان کرنے کی وجہ اس کی خلقت کے حسن اور بدن کی لطافت کو بیان کرنا ہے۔

قلوبھم قلب واحد: بعض روایات میں رجل کا لفظ بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان میں باہمی تباغض، تحاسد، اختلاف جیسے مذموم اخلاق نہ ہوں گے۔

بکرۃ وعشیا: ان اوقات کی مقدار، قرطبی کہتے ہیں یہ تسبیح تکلیفی نہیں ہوگی۔ بلکہ جیسا حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے: "یلھمون التسبیح" الہامی ہوگی۔ جیسا کہ سانس آتا جاتا ہے۔ اسی طرح صادر ہوگی اور اس کی وجہ شبہ ایک ضعیف روایت میں وارد ہے کہ عرش کے نیچے ایک پردہ لٹکا ہے۔ وہ لٹکا رہے گا پھر ہٹا دیا جائے گا۔ اس کا پھیلانا بکور اور لپیٹنا عشی کی علامت ہوگی۔ خَلق صورت ظاہر اور خُلق صورۃ مدرکہ بالدصارت کو کہتے ہیں۔ اس میں ضمہ کو راجح قرار دیا گیا۔ کیونکہ روایت میں ہے۔ "لا اختلاف بینھم ولا تباغض قلوبھم قلب واحدٌ" اور فتحہ کیلئے اسی روایت کے الفاظ "علی صورۃ أبیھم آدم" ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٣/٨٢٠٥) والبخاری (٣٢٤٥) ومسلم (٢٨٣٤) والترمذی (٢٥٤٦) وابن ماجه (٤٣٣٣) والدارمی (٢٨٢٣) والحمیدی (١١٤٣) وعبد الرزاق (١٠٨٧٩) وابن حبان (٧٤٢٠) وابن أبی شیبة (١٤/١٣٠) وأبو یعلی (٦٠٨٤) والبیهقی (٣٣٣)

الفوائد : (۱) جنت میں پہلے داخل ہونے والوں کی حالت ذکر کی گئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بھی ان جیسا بنا دے آمین ثم آمین۔ (۲) ان کے اجسام سے خوشبو مہکے گی۔ (۳) محبت والفت میں اعلیٰ مقام پر ہوں گے۔ حورعین ان کی بیویاں ہوں گی۔

۱۸۸۵ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ :"سَاَلَ مُوْسٰى رَبَّهٗ: مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ :هُوَ رَجُلٌ يَجِيْئُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهٗ : ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ: اَیْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ ، وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهٗ :اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِّنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُوْلُ : رَضِيْتُ رَبِّ – فَيَقُوْلُ :لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَيَقُوْلُ فِي الْخَامِسَةِ :رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ :هٰذَا لَكَ وَعَشْرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ – فَيَقُوْلُ : رَضِيْتُ رَبِّ ، قَالَ: رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِیْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَعَيْنٌ ، وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۸۵: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''موسیٰؑ نے رب سے سوال کیا کہ جنت میں کمتر درجہ کا جنتی کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اس وقت آئے گا کہ جنت والے جنت میں داخل کئے جا چکیں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کس طرح داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے مکانات میں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکے؟ پھر اس کو کہا جائے گا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے ایک بادشاہ جتنا ملک دے دیا جائے؟ اس پر وہ کہے گا میں راضی ہوں۔ اللہ فرمائیں گے۔ تجھے اتنا اور اس کے چار مثل اور دے دیا وہ پانچویں میں مرتبہ کہے گا۔ اے میرے رب میں راضی ہوں۔ پھر اللہ فرمائیں گے یہ۔ اور اس سے دس گنا اور دیا (مزید) تمہیں وہ بھی دیا جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے اور تیری آنکھیں جس سے لذت اندوز ہوں۔ وہ کہے گا میرے ربّ میں راضی ہوں۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے ربّ جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ والا کیسا ہوگا۔ فرمایا: ''وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو اپنے بابرکت ہاتھ سے ثابت کیا اور اس پر مُہر لگا دی۔ پس کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا' کسی کان نے نہیں سنا حتیٰ کہ اس کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا''۔ (مسلم)

تشریح ❁ **ما ادنی**: سب سے کم مرتبہ والا۔ **منزلۃً**: یہ تمیز ہے۔

مما ادخل اهل الجنة: ماضی مجہول ہے۔ اہل الجنہ نائب فاعل ہے۔ مضارع زیادہ بہتر تھا۔ **ادخل الجنة** کا خطاب سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ وہ عرض کرے گا۔ اس قرب کے متعلق میں نہیں جانتا کہ کیسے جنت میں داخل جبکہ لوگ جنت میں اپنے اپنے مکانات میں پہنچ چکے اور دوسروں کیلئے کوئی جگہ باقی نہیں چھوڑی۔ **ملك مثل ملك من ملوك الدنيا**: ملوک کے ساتھ دنیا کی قید بندے کی پہچان کی وجہ سے لگائی گئی ہے۔

رضیت رب: صرف نداء کو ایجاز و مسارعت کیلئے حذف کیا ہے۔

لك ذلك: اشارہ بعید اس کی تفخیم و تکریم کو بڑھانے کیلئے استعمال ہوا۔ **و مثله**: کو مبتداء پر عطف کیا۔ فضل میں اضافہ کیلئے فرمایا تا کہ وہ خوش ہو جائے۔ یہ چار مرتبہ فرمایا۔ پھر پانچویں مرتبہ کہے گا میں راضی ہو گیا۔ پہلے سوال سے کم درجہ ملا تو آخری سوال سے اعلیٰ درجہ ملا۔ **لك و عشرة امثاله**: اس پر یہ مزید عنایات ہوں گی۔ آگے **ما اشتهت** سے وہ نعمت جو جنت کی عمومی ہے۔ اس کا تذکرہ فرمایا۔ جیسا قرآن مجید میں ہے: ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ﴾ [الزخرف: ۷۱] وہ عرض کرے گا۔ میں راضی ہوں۔ یہ کلمہ زیادہ رضا کیلئے ہے۔

قال رب فاعلاهم منزلة: وہ عرض کرے گا ان میں اعلیٰ مراتب والے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ان لوگوں کی عظمت کے درختوں کو میں نے اپنی قدرت سے اُگایا۔ کسی فرشتے کو واسطہ بھی نہیں بنایا۔ اور اس پر مہر لگا دی تا کہ اور کوئی نہ دیکھے۔ ان کو وہ کچھ دیا جو اور کسی کو نہیں دیا۔ مبالغۃً اس کو **لم ترعين** سے تعبیر فرمایا۔ یہ مسلم کی روایت ہے ایک اور روایت میں کچھ الفاظ کا فرق ہے۔ جن کو ذکر کئے دیتے ہیں۔

فرق روایت: **لقاب قوس احدكم**۔ قاب کمان کے دستہ اور کنارہ کا درمیانی فاصلہ۔ **السيه**: کمان کی منحنی جانب۔ قاب اس کا معنی مقدار استعمال ہوتا ہے۔ **من الجنة**: جنت نفاست و دام کی وجہ سے **خير ما تطلع** کا مطلب تمام دنیا ہے۔

(بخاری ابواب الجنہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ان فی الجنہ سوقًا: تاکید کے ساتھ لانے کی وجہ اس کے متعلق اہل کتاب کا تردد ہے۔ السوق کو سق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے سامان کھینچ کر لاتے ہیں یا اپنی پنڈلیوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ یا آپس میں بھیڑ کی وجہ سے پنڈلیاں ٹکراتی ہیں۔ کل جمعہ: سے مراداتنی مقدار ہے۔ شمالی ہوا چل کر ان کے کپڑوں پر رحمتیں بکھرے گی۔ جس سے ان کا حسن و جمال بڑھ جائے گا۔ گویا وہ تمام انواع کمال جو دل میں متصور ہوگی وہ ان کو ملے گا۔ وقد ازدادوا حسنا و جمالاً: یہ جملہ حالیہ یرجعون کے فاعل سے حال ہے۔ اهلوهم: جب ان پر گھر والوں کی نظر پڑے گی تو کہیں گے تمہارا حسن اللہ کی قسم بہت بڑھ گیا۔ واللّٰہ لقد ازدوتم حسنا و جمالاً: یہ تاکید اس لئے گویا اپنے دلوں میں اس اضافے کا انکار کر رہے ہوں گے۔ وہ اس وقت یقین کر کے ان کی طرف نگاہ ڈالیں گے تو ان کے حسن میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ تو وہ انہیں کہیں گے۔ فیقولون وانتم واللّٰہ ازددتم: یہ بھی مخاطبات کی یقین دہانی کیلئے قسم سے لائے۔

اس سے نتیجہ نکلا کہ اہل جنت کا جمال لحہ بہ لحہ بڑھتا جائے گا۔ بعض اسی طرح ہوگا اور بعض صوری کے مشابہہ ہوگا۔

[مسلم ابواب الجنہ]

تخريج : أخرجه الحميدى (٧٦١) ومسلم (١٨٩) والترمذى (٣١٩٨) وابن حبان (٦٢١٦) والطبرانى (٢٠/٩٨٩) وابن منده (٨٤٥) والبيهقى (ص : ٣١٧)

الفرائد : (۱) اللہ تعالیٰ کا فضل، کرم اس سے بہت بڑا اور وسیع ہے کہ کوئی انسان اس کا احاطہ کرے۔ (۲) اس روایت میں جنت کے منازل اور کرامات کو ذکر فرمایا ہے۔

۱۸۸۲ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا ، وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ : رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا - فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ : اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ : يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ : اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ : اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشْرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا - فَيَقُوْلُ : اَتَسْخَرُبِیْ ، اَوْ تَضْحَكُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ" قَالَ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَكَانَ يَقُوْلُ : "ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۲: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں اس آخری آدمی کو جو آگ سے سب سے آخر میں نکلے گا اچھی طرح جانتا ہوں یا جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو جانتا

ہوں۔ وہ آدمی آگ سے گھٹنوں کے بل نکلے گا۔ پس اللہ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا۔ پھر اس کو خیال پیدا ہوگا کہ جنت تو بھر چکی وہ واپس لوٹ کر جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! جنت کو میں نے بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ اسے فرمائیں گے جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اور خیال کرے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا۔ اے ربّ! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ فرمائیں گے: تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' تجھے دنیا اور اس کے دس گنا برابر دے دیا یا بے شک تجھے دس گنا دنیا کے برابر دیا۔ پس وہ کہے گا کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہیں حالانکہ آپ مالک الملک ہیں؟۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو اس مقام پر اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پس آپؐ فرماتے تھے یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ رجلاً: بعض نے کہا یہ جھینہ قبیلے کا آدمی ہوگا (تحفۃ القاری لزکریا)

حبواً: مسلم میں زحفاً کے لفظ ہیں۔ دونوں لفظ ہم معنی ہیں۔

فیقول اللّٰہ: اسے آگ سے نکالنے کے بعد۔

اذھب فادخل الجنۃ: یہ امر اباحت کیلئے ہے۔

فیرجع: وہ جنت کو بھرا ہوا سمجھ کر واپس لوٹ جائے گا۔ یعنی محل مناجات کی طرف لوٹ جائے گا۔ ملای یہ الملء سے فَعْلٰی کا وزن ہے۔

یا رب وجدت ملای: یہ لازم فائدۃ الخبر کی قسم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مخفی نہیں۔ **لك مثل الدنیا وعشرۃ امثالھا:** دنیا اور اس کے مثل اور ملا کر، **ان لك مثل عشرۃ امثال الدنیا:** اَو شک راوی کیلئے ہے۔ اور مشکوک فیہ گیارہویں مثل کا اضافہ ہے۔ ماقبل کی حدیث سے یہ اعلیٰ ہے شاید اس کو اس سے پہلے جنت میں داخل کیا ہو اگرچہ اعلیٰ ملا ہوا۔

اتسخربی۔ اوّ تضحك بی کے الفاظ ہیں۔ قاضی کہتے ہیں یہ قول اس آدمی کی طرف سے اس وقت ہوگا جب کہ وہ خوشی سے اپنے کنٹرول میں نہ ہوگا۔ قرطبی کہتے ہیں خوشی نے اس کو مدہوش کر دیا اور اس کی عقل کو نادان بنا دیا۔ **انت الملك:** یہ مالک سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ ہر ملک مالک ہے ہر مالک ملک نہیں۔

قال لقد رأیت رسول اللّٰہ ﷺ ضحك: یہ جملہ حالیہ ہے۔ قد مقدر ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے نواجذ نظر آئے۔ (یہ انتہائی ضحک کی علامت ہے) باب المحافظہ بالسنہ میں گزرا کہ یہ ڈاڑھوں کا نام ہے۔ بعض نے کہا آخری ڈاڑھ جس کو عقل داڑھ کہتے ہیں۔ بعض نے تمام ڈاڑھیں کہا۔ بعض فرس وناب کی درمیانی ڈاڑھیں۔

اھنی اھل الجنۃ: یہ اہل جنت کے کمترین درجہ والا شخص ہے۔ ادنیٰ اس کے منافی نہیں کیونکہ اس کے مراتب ہیں۔ یا یہ بڑھانے کیلئے فرمایا گیا۔ ورنہ اس کو اس سے بڑھایا جائے گا۔

تخریج : أخرجه مسلم (١٨٦) البخاری (٦٥٧١) والترمذی (٢٦٠٤) وأحمد (٢/٣٥٩٥)

الفرائد : (۱) اہل توحید لعاصی میں مستغرق ہونے کے باوجود عذاب میں ہمیشہ نہ رکھے جائیں گے۔ (۲) ادنیٰ جنتی دنیا

کے بادشاہوں سے بڑی بادشاہت والا ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا من اھلھا۔

۱۸۸۷ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ: "اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا فِی السَّمَآءِ سِتُّوْنَ مِيْلًا ، لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَلَا يَرٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ "الْمِيْلُ" سِتَّةُ الْاٰفِ ذِرَاعٍ۔

۱۸۸۷: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک مؤمن کے لئے کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی طوالت ساٹھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر والے ہوں گے جن پر وہ چکر لگائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گے''۔ (بخاری و مسلم) اَلْمِيْلُ: چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

تشریح ۞ **لخيمة**: جنگل کے باسیوں کا مربع گھر۔ **مجوفة**: کھوکھلا ہوگا اس کی بلندی ۶۰ میل اور مسلم کی روایت میں اس کا عرض ۶۰ میل لکھا ہے۔ نووی کہتے ہیں ان میں تضاد نہیں۔ گویا اس کی اونچائی اور چوڑائی برابر ہوگی۔

فلا یری بعضھم بعضًا: بہت دور ہونے کی وجہ سے یا حکمت الٰہیہ کے مطابق ایک دوسرے سے خفیہ رکھنے کیلئے۔ بعض نے کہا میل کی مقدار ۶ ہزار زراع ہے۔ فقہاء صلاۃ مسافر میں تین ہزار پانچ سو ذراع قرار دیتے ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (۷/۱۹۷۰۱) والبخاری (۳۲٤۳) ومسلم (۲۸۳۸) والترمذی (۲۵۳٦) والدارمی (۲۸۳۳) وابن حبان (۷۳۹۵) وأبو الشیخ (٦۰٦) والبیهقی (۳۰۳)

الفرائد : اس میں جنت کے انعامات خیموں کا تذکرہ ہے جو ایک موتی سے بنے ہوں گے۔ (۲) حور عین ان خیموں میں ان کی منتظر ہوں گی۔ جیسا فرمایا: **فیھن خیرات حسان**...... ۔

۱۸۸۸ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَّا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَرَوَيَاهُ فِی الصَّحِيْحَيْنِ اَيْضًا مِّنْ رِوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا۔

۱۸۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہوگا اگر عمدہ، پتلی کمر والے تیز گھوڑے کا سوار سو سال بھی چلے تو اس کے سایہ کو سو سال تک طے نہ کر سکے''۔ (بخاری و مسلم)

ان دونوں نے اس روایت کو بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سوار سو سال اس کے سائے میں چلتا رہے گا پھر بھی اس کو ختم نہ کر سکے گا۔

تشریح ۞ **الجواد**: جاد الفرس۔ جبکہ وہ فائق ہو جائے۔ اس کی جمع جیاء ہے۔ **المضمر**: گھوڑے خوب چارہ ڈال کر

موٹا اور طاقتور بنایا جائے۔ پھر خوراک بقدر گزارہ کر دی جائے اور کمرے میں داخل کر کے اس پر جھول وغیرہ ڈال دیں تاکہ حرارت پہنچ کر پسینہ آ جائے۔ جب پسینہ خشک ہوگا تو اس گوشت کم ہو جائے گا۔ یہ گھوڑا دوڑ میں طاقتور ہوتا ہے۔ قاضی کہتے ہیں بعض مِضْمر بمعنی سوار کہا ہے۔ مگر یہ غیر معروف ہے پہلا معروف معنی ہے۔

مائة سنه: لیسیر فعل محذوف کا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ وہ اس سایے کو عبور نہ کر سکے گا۔ کیونکہ وہ اس سے بھی وسیع تر ہوگا۔ ترمذی و ابن ماجہ سے اس روایت کو بتمام وکمال روایت کیا مگر السنہ کی العام کا لفظ لائے۔ اور ما کی جگہ لا نافیہ لائے۔ ظِلّ سے مراد اس کی نعمتیں ہیں جیسا کہتے ہیں انا فی ظلّك: (۲) جانب معنی ہے۔ تاکہ درازی کی طرف اشارہ ہو۔ جیسے کہتے ہیں۔ انا فی ظلك ای ناجیتك۔

قرطبی کہتے ہیں۔ اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہوئی۔ ظل اہل دنیا کے ہاں جو دھوپ کی گرمی اور ایذاء سے بچائے اور وہاں تو نہ دھوپ نہ ایذاء۔ بعض نے کہا ظلّھا سے مراد جو چیز اس کی ٹہنیوں کو ڈھانپے۔ راغبؒ کا قول۔ ظل کا لفظ فیٔ کی بنسبت عام ہے۔ رات کے سائے کو بھی کہا جاتا ہے۔ ظل اللیل و ظل الجنة: ہر وہ جگہ جہاں سورج کی دھوپ نہ پہنچے اس کو ظل کہتے ہیں۔ فیئ: نہیں بولتے مگر اس وقت جبکہ وہاں سے دھوپ ڈھل جائے۔ ظل بول کر عزت، نعمت، رفاہیت نگہبانی بھی مراد لی جاتی ہے۔ خوشحال زندگی کو ظل ظلیل کہتے ہیں۔

تخریج : أخرجه البخاری (٦٥٥٣) ومسلم (٢٨٢٨) والترمذی (٢٥٣٢) أخرجها أحمد (٣/٩٤١٤) والبخاری (٣٢٥٢) ومسلم (٢٨٢٦) والحمیدی (١١٣١) وابن حبان (٧٤١١) والترمذی (٢٥٤١) وابن أبی داود (٦٧) وأبونعیم (٤٠١) وعبد الرزاق (٢٠٨٧٨) والبیهقی (٢٦٨) والدارمی (٢٨٣٨)

الفرائد : ایمان والوں کو ایمان اور اعمالِ صالحہ کے جنات کی بے شمار نعمتیں دی جائیں گی۔

١٨٨٩ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَ وْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَآءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ: قَالَ: بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ" - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۸۸۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجہ والے بالانشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق و مغرب کے اُفق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام کو ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دوسرے لوگ تو ان تک نہ پہنچ سکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت

میں میری جان ہے‘ان لوگوں کو بھی ملیں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے‘‘۔
(بخاری ومسلم)

تشریح ۞ یتراؤن: مسلم میں یرون ہے۔ معنی ایک ہے۔

الغرف من فوقھم: اَلنَّجْوَ: یہ غرف کیلئے صفت ہے یا محل حال میں ہے۔

کما تراء ون: اہل جنت جنت میں متفاوت منازل ودرجات والے ہوں گے۔ یہاں تک کہ بلند درجات والے نیچے والوں کو ستاروں کی طرح دیکھیں گے۔ کیونکہ درجات کا تفاضل اعمال کے لحاظ سے ہوگا۔ **الغابر**: گزشتہ ہے۔ بعض روایات میں **العابز** کا لفظ ہے۔ قاضی کہتے ہیں اس کا معنی جو غروب کے لحاظ سے بعید ہو۔ بعض نے غائب معنی کیا۔ مگر وہ یہاں درست نہیں یہاں تو بعد ظاہر کرنا مقصود ہے۔ پہلی روایت معروف ہے۔ اس کی تفسیر روایت ’’**من المشرق الی المغرب**‘‘ سے کی گئی ہے۔

قرطبی کہتے ہیں۔ دیکھنے والے کے دیکھنے کو مکان سے ستارہ دیکھنے والے سے تشبیہ دی ہے۔ جو مشرقی افق میں روشنی اور دوری ہو اور مشرق ومغرب کے تذکرہ سے شدت بعد ورفعت کی طرف اشارہ ہے اور افق سے کنارہ آسمان مراد ہے اور مسلم کی روایت میں ’’**من الافق من المشرق والمغرب**‘‘ کے الفاظ موجود ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں اس میں اول مِن ابتداء غایت کیلئے ہے اور دوسرا بیانیہ ہے۔

یا رسول اللّٰہ منازل الانبیاء: اپنے علم کے مطابق خبر بھی بن سکتا ہے۔ (۲) ہمزہ استفہامیہ مقدر ہو تو سوال ہے۔

رجال: خبر کی دلالت کی وجہ سے مبتداء کو حذف کر دیا ’’**ای اھلھا رجال**‘‘ (۲) مقدر ماننا **ای ھم رجال** مطلب یہ ہے کہ منازل ان خاص لوگوں کے منازل ہیں۔ اس کے کلام میں کمزوری ظاہر ہے۔

امنوا باللّٰہ: پھر اس کا قول بلی۔ قرطبی کہتے ہیں یہ جواب اور تصدیق ہے۔ مقام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جواب پہلے سے اضراب اور دوسرے کا ایجاب ہو۔ شاید بلی تھا۔ پھر بل ہو گیا۔ ابن التین نے بیان کیا کہ ابوذر کی روایت میں بل ہے۔ بل کی توجیہ اس طرح بھی ممکن ہے۔ کہ تقدیر عبارت یہ ہے: **نعم ھی منازل الانبیاء بایجاب اللّٰہ تعالیٰ لھم ذلک** اور کبھی وہ دوسروں پر بھی ان منازل تک اپنے فضل سے پہنچا دیتے ہیں۔

ابن التین نے کہا ممکن ہے کہ بلی ’’**لا یبلغھا غیرھم**‘‘ کی نفی کا جواب ہو۔ گویا اس طرح کہا کیوں نہیں اور بھی وہاں تک پہنچیں گے۔

صدقوا المرسلین: یعنی رسولوں نے سچ کہا یعنی ان کی تصدیق کا جو حق ہے ورنہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اس کے رسول کی تصدیق کی وہ اس درجے تک پہنچے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں اور یہ بھی احتمال ہے۔ رجال کے لفظ کو نکرہ لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کچھ مخصوص لوگ اس صفت سے متصف ہوں گے اور اس سے یہ لازم نہیں کہ ہر وہ شخص جو اس صفت سے

متصف ہو اس کا یہ مقام ہو۔ کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ جو شخص ان منازل میں پہنچا یہ دوسری صفت ہو۔ گویا اس صفت سے سکوت اختیار کیا جو اس مرتبے کی ان کیلئے مقتضی تھی۔ اس کا یہ ہے کہ کبھی ان منازل میں وہ پہنچ جائے گا جس کے پاس مخصوص عمل ہو اور جس کا عمل مخصوص نہ ہو اس کا پہنچنا تو محض رحمت الٰہی سے ہے۔

دراوردی کہتے ہیں۔ وہ ان منازل پر پہنچیں گے جو بیان ہوئیں البتہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب وہ اس سے بالاتر ہیں۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ احمد، ترمذی کی روایت میں وارد ہے۔ ''**بلی والذی نفسی بیدہ اقوام امنوا باللّٰہ رسولہ**'' واؤ کے ساتھ آیا ہے۔ ابن التین کے ہاں بیان کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام میں پہنچیں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ بالا خانے اس امت کے ہوں۔ اور اس امت کے علاوہ میں سے جو موحد ہوں گے وہ ان سے نیچے ہوں گے۔ یا بالا خانوں والے تو جنت میں پہلی بار میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے علاوہ شفاعت سے داخل ہوں گے۔ اور اس کی تائید ''**ھم الذین امنوا باللّٰہ وصدقوا المرسلین**'' وارد ہوا ہے۔ تمام کی تصدیق امت محمدیہ پر صادق آتی ہے۔ اس کے برعکس جو ان سے پہلے امتیں تھیں۔ اگرچہ ان میں بھی ایسے ہوں گے۔ جنہوں نے بعد والوں کی تصدیق کی وہ بطریق توقع ہے واقع کے طور پر نہیں۔ (فتح الباری)

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٢٠٦) والبخاری (٣٢٥٦) ومسلم (٢٨٣١) والدارمی (٢٨٣٠) وأبو داود (٣٩٨٧) والترمذی (٣٦٧٨) وابن ماجه (٩٦) وابن حبان (٧٣٩٣) وأبو یعلی (١١٣٠) والبیهقی (٢٤٨)

الفرائد : (۱) ایمان اور اتباع رسول کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ابرار کے منزل مل جائے۔ (۲) اہل جنت دوری کے باوجود ایک دوسرے کو دیکھ لیں گے۔

۱۸۹۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَقَابُ قَوْسٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ اس تمام جہان سے بہتر ہے جس پر سورج کی شعاعیں طلوع ہوتی یا غروب ہوتی ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ❁ **لقاب قوس**: ہر کمان کی دو قابین ہوتی ہیں۔ ہاتھ سے پکڑنے کی جگہ سے ایک جانب کے فاصلے کو قاب کہا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری جانب۔ **فی الجنة** یہ قاب کی صفت یا حال ہے۔ **طلع علیه الشمس او تغرب**: یہ او واؤ کے معنی میں ان دونوں کا جمع کرنا فضیلت و عظمت جنت کے اظہار کے لئے ہے۔

تخریج : أخرجه البخاری (٢٧٩٣)

الفرائد : (۱) جنت کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ اس میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور **ما فیها** سے بہتر ہے۔ (۲) جنت اللہ کے

فضل اوراس کی راہ میں جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ سے ملے گی۔

۱۸۹۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں لوگ ہر جمعہ کو جایا کریں گے۔ پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ پھر وہ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں کو آئیں گے تو اس حالت میں کہ ان کا حسن و جمال بڑھ چکا ہوگا۔ ان کے گھر والے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ہمارے میں حسن و خوبی میں بڑھ گئے ہو"۔ (مسلم)

تشریح ۞ **یاتونها کل جمعة**: جمعہ کی مقدار یہ دنیا کے مطابق یا آخرت کی مقدار سے ہوگی۔ پہلی اکرام میں بلیغ تر ہے۔ نووی نے یہی مفہوم بیان کیا۔ کیونکہ وہاں سورج و چاند کا نظام ہی نہ ہوگا۔

فتهب ريح الشمال: قاضی کہتے ہیں جنت کی ہوا کو شمال سے خاص کیا گیا۔ کیونکہ عربوں کے ہاں بارش ہوا شام کی جانب سے چلتی تھی۔ اس بادل کو **السحابة الشامیه** کہتے ہیں۔ اس ہوا کا نام **المثير** ہ وارد ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ان کے چہروں پر جنت کی کستوریاں اڑا کر لائے گی۔ اسی طرح پھولوں کی خوشبوئیں۔

فتحثوا: مفعول کو عموم کیلئے حذف کیا۔ تاکہ اس کے متعلق ہر راہ پر خیالات جائیں کہ کیا شاندار چیز وہ بکھرے گی جس سے حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔ **فيرجعون الى اهليهم**: یہ اہل کی جمع تصحیح ہے۔ **علی خلاف القیاس** ہے۔ کیونکہ مفرد نہ علم ہے نہ صفت۔ قیاس سے دونوں میں سے ایک بنا سکتے ہیں۔ **حسنا و جمالا** کا عطف خاص علی العام ہے۔ سیبویہ کہتے ہیں جمال رقت حسن کو کہتے ہیں۔ جمال میں اصل جما ہے۔ مگر کثرت استعمال سے اس کو حذف کر دیا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کے اضافہ حسن کی تعریف کریں گے۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١٤٠٣٧) ومسلم (٢٨٣٣) والدارمی (٢٨٤١) وابن أبی شیبة (١٣/١٠٢) وابن حبان (٧٤٢٥) وأبو نعيم (٦/٢٥٣) والبيهقى (٣٧٤)

الفرائد : (۱) اہل جنت کے یہ اجتماعات ان کے رتبوں کے لحاظ سے ہوں گے۔ (۲) جنت کا بازار ہر جمعہ کو ہوگا۔ ہر جمعہ کو انعامات اور حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔ (۳) انعامات کی تازگی کیلئے بازار لگائے جائیں گے۔

۱۸۹۲ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَ وْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَآءُ وْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۲: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جنتی ایک دوسرے کے مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو"۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ الغرف: یہ غرفۃ کی جمع ہے۔ الکوکب فی السماء: یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مفہوم رکھتی ہے۔ صرف فرق یہ اہل غرف کو دیکھنے والے اور غرف کا تذکرہ ہے اور یہاں غرف کا تذکرہ ہے اور یہ آپس میں لازم ملزوم ہے۔

تخریج : چار روایات پہلے (۱۸۸۸) ابو سعید خدریؓ کی روایت میں تشریح گزری۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۸۹۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ : "فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ، ثُمَّ قَرَاَ "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

۱۸۹۳: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں آپؐ نے جنت کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ گفتگو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "اس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ آیات پڑھی: "جنت ...ں وہ لوگ جائیں گے جن کے پہلو ......کوئی جان نہیں جانتی جوان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کی گئی ہے" تک پڑھی"۔ (بخاری)

تشریح ۞ شهدت من النبی: یہ شهدت کا ظرف ہے۔ مجلسا سے ظرف مستقر حال ہے اور وہ ماقبل فعل کا مفعول بہ ہے۔ کیونکہ وہی مشہور ہے۔ نہ وہ جس میں وہ ہے۔

حتی انتهٰی: یہ مقدر کی غایت ہے۔ یعنی آپ کی انتہا تک تعریف فرماتے رہے۔ ثم: یہ اخبار میں ترتیب کیلئے لایا گیا ہے۔

مالا عین رات: النحو: یہ لا نفی جنس کیلئے ہے۔ یہ منفی کے تمام افراد کو شامل ہے۔ رفع ہوگا ورنہ مہمل مان کر لا حول کی پانچوں وجوہ جاری ہوں گی۔

ولا فطر: پھر اپنے بطور شاہد ہے یہ آیت پڑھی: "تتجافی جنوبهم......" اس سے نماز تہجد مراد ہے۔ خوفاً و طمعًا: حال بھی بن سکتے ہیں اور علت مصدریت کی وجہ سے منصوب ہوں۔ فما رزقناهم: سے میانہ روی اور ترک اسراف نکلتا ہے۔ من قرة اعین: جن نعمتوں سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور سرمدی فیوضات جن کے بیان سے بیان قاصر ہے۔

تخریج : مسلم (۲۸۲۵)

الفرائد : جنت کے انعامات کا تذکرہ ہے۔ جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں۔

۱۸۹۴ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ا قَالَ : "اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ یُنَادِیْ مُنَادٍ :اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْیُوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۴: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک نداء دینے والا نداء دے گا۔ بے شک تم نے ہمیشہ جینا ہی جینا ہے' تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے اور کبھی تم پر تنگی نہ آئے گی''۔ (مسلم)

تشریح ۞ اذا دخل اهل الجنة الجنة: مکمل داخل ہو جائے گا۔ اس میں احتمال ہے کہ عاصی ابھی نار میں ہوں گے۔ اس میں متقین کا زیادہ اکرام واحترام ہے۔

اِنّ لکم: ان مکسور ہو تو قول مضمر ہے۔ اور اَنَّ ہو ینادی کا مفعول اضمار جار سے بنے گا۔ ای بان وغیرہ ان کے ساتھ جار کا حذف شائع ذائع ہے۔

ان تحیوا و لا تموتوا: تاکید کیلئے عطف کیا۔ اور اس وہم کے ازالہ کیلئے کہ موت زندگی کی اصل ہے۔ ضد کے انتفاء کا نام نہیں۔ اسی وجہ سے موت کے ساتھ تابید ابداً کی قید لگائی۔ پھر فعل کو مصدر کی بجائے ذکر کی وجہ شاید یہ ہو۔ کہ فعل میں امکان ہے وجوب واستحالہ نہیں یا وقوع کے یقینی ہونے کو ظاہر کیا۔ (صاحب البسیط نحوی) زرکشی نے بحر میں مصدر اور جوان وغیرہ سے بننے والے مصدر ہوں ان میں فرق ظاہر کیا۔ (البحر لزرکشی)

فلا تهرموا: حرم وہ حالت جو بڑھاپے کے وقت پیش آتی ہے۔ یہ موت کی طرح طبیع بیماری ہے۔ جس کی دوا نہیں۔

فلا تبأسوا: یہ البؤس سے ہے۔ تکلیف جسمانی کو کہتے ہیں۔ بئس فلاں جس پر تکلیف اترے۔ آخری کا عطف فا سے کیا کیونکہ تینوں جملوں میں عاطف کے مابعد کو ماقبل کے تینوں جملوں کیلئے سبب قرار دیا پہلوں میں اس طرح نہیں۔

تخریج : أخرجه مسلم (۲۸۳۷) والترمذی (۳۲۵۷) وأحمد (۴/۱۱۳۳۲)

الفرائد : اہل جنت کو خلود کی خوشخبری ہے۔ نہ بڑھاپا۔ نہ بدبختی نہ تنگدستی نہ بدنصیبی۔ ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں۔

۱۸۹۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَیَتَمَنّٰی فَیَقُوْلُ لَهٗ :هَلْ تَمَنَّیْتَ؟ فَیَقُوْلُ :نَعَمْ فَیَقُوْلُ لَهٗ :فَاِنَّ لَکَ مَا تَمَنَّیْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ادنیٰ جنتی کا مرتبہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا تمنا کرو۔ پس وہ تمنا کرے گا۔ پھر تمنا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے تو نے تمنا کر لی؟ وہ کہے گا جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس بے شک تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تو نے تمنا کی اور اتنا ہی اور بھی''۔ (مسلم)

تشریح ۞ **ان یقول له**: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ یا اس کے حکم سے فرشتہ کہے گا۔ کہ کسی ایک کی تمنا ہو۔ تمنا یہ المنّی سے لیا گیا ہے۔ جس کا معنی۔ قدرت پانا کیونکہ تمنا والا اس چیز کے حصول کی قدرت پا لیتا ہے۔ اور اس کا اسم۔ **امنیه** اور **اعنیه** ہے۔ اس کی جمع **مُنی غُرف** کی طرح اور دوسری **اَمَانی** ہوتی ہے۔

فیتمنی ویتمنّٰی: دو مرتبہ اس لفظ کا مقصد یہ نہیں کہ دو مرتبہ تمنا کرے گا۔ بلکہ بار بار اور کثرت سے تمنا مراد ہے۔

فیقول له: تمنا کا حکم دینے کے بعد فرمایا جائے گا۔ ''**هل تمنیت**'' کیا تو نے اپنی تمنا کو پورا پورا پا لیا ہے۔ وہ ہاں میں جواب دے گا۔

و مثله معه: اس پر نصب جائز ہے اور اس کا عطف ما پر معہ ہے یہ اس سے حال ہے۔ اِن کے رسم کی جگہ ماننے سے رفع جائز ہے۔ یا یہ مبتداء ہے اور اس کے مابعد ظرف خبر ہے۔ پس یہ جملہ کا عطف خبر پر ہوتا ہے کی قسم سے ہے۔ یہ زیادہ درست ہے۔ (۲) اِنّ کے اسم کے مقام پر عطف ہو تو مرفوع ہے۔ یا مبتداء ہے۔ اور اس کے بعد والا ظرف خبر ہے۔ پس یہ عطف جملہ علی الخبر کی قسم سے ہے۔

موافقت روایات: اس روایت اور اس سے پہلے حدیث مغیرہ میں جو گزرا کہ اس کے لئے مثل ''**ملك من ملوك الدنی وعشرة امثاله**'' اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کہ ''**ان له مثل الدنیا وعشر امثالها**'' کیونکہ یہ جائز ہے۔ کہ اس کو یہ تمنا الہام ہو کہ وہ تمنا کرے ''**عشرة امثال ملك من ملوك الدنیا**'' (۲) ممکن ہے اس روایت میں جو ہے۔ اس کی آپ کو پہلے اطلاع دی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اضافے کی خبر دی۔ جو اس روایت میں سکوت عنہ ہے۔ اور وہ حدیث مغیرہ و ابن مسعود میں مذکور ہے۔ اللہ اعلم۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱/۱۸۳/۳۰۱)

الفرائد : (۱) گناہ گاروں پر افضال الٰہی کا تذکرہ ہے کہ ان کو بھی بخش دیا جائے گا۔ (۲) ان کو تمنا اور طلب سے کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا۔ **انه هو التواب الرحیم**۔

۱۸۹۶ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ : فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ ، وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ – فَیَقُوْلُ :هَلْ رَضِیْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ :وَمَالَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ – فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْتُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَیَقُوْلُوْنَ :وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۹۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''بے شک اللہ تعالیٰ جنت والوں کو فرمائیں گے اے جنتیو! پس وہ عرض کریں گے :لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ ، وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ "اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں تمام بھلائی آپ کے دست قدرت میں ہیں''۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں اے ہمارے رب! آپ نے ہمیں وہ کچھ دے دیا جو تیری مخلوق میں سے کسی کو نہیں ملا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ دے دوں؟ پس وہ کہیں گے کون سی چیز اس سے افضل ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی لازم کر دی۔ پس میں تم پر کبھی اس کے بعد ناراض نہ ہوں گا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح ۞ **عزوجل**:عز وہ جو اپنی مراد پر غالب ہو اس کو کوئی موڑ نہ سکے۔ جل جس کی نسبت اس کی طرف کرنا درست نہیں اس سے پاک ہے۔

لبیك وسعدیك: بار بار حاضر اور خوش نصیبی کے بعد خوش نصیبی۔ یہ کثرت کیلئے لائے جاتے ہیں۔ یہ اس ارشاد کی طرح ہیں۔ ﴿فارجع البصر کرتین﴾ (الملک:۴) بار بار نظر دوڑاؤ۔ شاید رب کی صفت ذکر کر کے تربیت، اوج کمال تک پہنچانے کی طرف اشارہ کر دیا۔ کیونکہ وہ جنت کے کمالات تک پہنچے۔

وابحیر فی یدیك:شر کا تذکرہ ترک کر دیا۔ حالانکہ اس کا قبضہ واختیار ہر چیز پر ہے۔ دراصل ادب خطاب باری کا تقاضا ہے کہ اس کی طرف جمیل کی نسبت کی جاتی جیسا تعلیماً فرمایا:''**انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم**......''۔

هل رضیتم: جو میں نے کمالات جنت سے نوازا ہے۔ جس کی تعبیر الفاظ سے ممکن نہیں ہے جیسا فرمایا''**مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر فی قلب بشر**''۔

مالنا لا نرضی: یہ اور خبر ظرفی ہے جملہ لا نرضٰی محل حال میں ہے۔

یا ربنا: یہ دوسری مرتبہ لذت کیلئے اعادہ کیا۔ یا تفنن فی التعبیر کیلئے ہو۔ جو کمال توجہ کو ظاہر کرنے والا ہے۔ بخلاف اہل نار کے خطابات کے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ یا مالک میں اہل نار ترخیم نہ کریں گے کیونکہ یہ تو لفظ کی تحسین وتزیین کیلئے ہوتی اور یہ فراغ وسرور سے پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ تو آگ میں جل رہے ہیں۔

مگر دیگر نے جائز کہا۔ یہ ترخیم شدت عذاب کی وجہ سے ہے۔ آگ والوں کو کلمہ کے حروف کی تکمیل سے بھی روک دیا جائے گا۔

مالم تعط احدًا: یہ جملہ حالیہ ہے۔ اسی سے ہو جس سے ماقبل جملہ ہے تو حال مترادف بن گئے اور تو ضی کی ضمیر سے حال ہوں تو متداخل ہوتے۔ اور ضمیر مفعولی سے مراد تمام جنتی انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکار مراد ہوں گے۔ اس میں شبہ نہیں ان کو وہ ملا جو اور مخلوق کو نہیں ملا۔

فیقول الا: ادات عرض لانے کا مقصد کمال اکرام ہے کہ وہ رتبہ میں اتنے بڑے کمال پر پہنچے کہ اب ان کو رتبات کمال پیش کیے جا رہے ہیں۔

افضل من ذلك: نفیس و اعلیٰ۔ جو تمہیں ملا ہے۔ وہ اس کا وجود بعید خیال کر کے کہیں گے۔ **وای شیٔ افضل من ذلك:** افضلیت کی تصریح کرنے کیلئے ضمیر کی بجائے اسم ظاہر لائے۔

احل علیکم رضوانی: میں نے تم پر اپنی رضا اتار دی اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ **رضا و سخط** سے ارادہ تفضل وانعام اور ارادہ انتقام مراد ہے۔ اس صورت میں یہ صفات ذاتیہ بنیں گی۔ ورنہ نفس تفضل و انتقام صفات فعلیہ سے ہوں گے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف تلمیح ہے۔ ''**ورضوانٌ من اللّٰه اکبر**'' کیونکہ رضاء الٰہی ہر نور و سعادہ کا سبب ہے اور ہر وہ شخص جس کو معلوم ہو کہ اس کا آقا اس سے راضی ہے۔ تو یہ چیز اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کا سرور ہر نعمت سے بڑھ کر بنے گی۔ کیونکہ اس میں تعظیم و تکریم ہے۔ حدیث میں وارد ہے۔ ''**ان النعیم الذی حصل لا هل الجنه لا مزیلة علیه**'' پھر اس روایت کی اس روایت سے مخالفت نہیں کہ فضیلت کا مقتضی رضوان ہے۔ اور اسی طرح وہ روایت جس میں مذکور ہے کہ افضلیت کا مقتضی رؤیت باری تعالیٰ ہے کیونکہ رضا مندی تو ان کو مل گئی۔ ان چیزوں سے نہیں جو بعد کو دی جائیں گی یا رؤیت تو محض فضل و انعام ہے جس کی تعبیر رضا سے کی گئی ہے۔ اس کے ضمن میں بہت سے عطیات ہیں۔

تخریج : أخرجه أحمد (٤/١١٨٣٥) والبخاری (٦٥٤٩) ومسلم (٢٨٢٩) والترمذی (٢٥٦٤) وابن حبان (٧٤٤٠) وابن منده (٨٢٠) والبیهقی (٤٤٥)

الفرائد : (۱) باری تعالیٰ سے مخاطبت۔ چہ خوش بود۔ (۲) انعامات سے بڑھ کر رضاء الٰہی ہے۔ اللهم اجعلنا من اهل الجنه وحملنا من رضوانك انك سمیع قریب۔

۱۸۹۷ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ وَعِيَانًا كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ ، لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۷: حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''ہم رسول اللہؐ کے پاس تھے کہ آپؐ نے

چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بے شک تم اپنے رب کو کھلی آنکھوں سے اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو۔ کہ اس کے دیکھنے میں تمہیں دقت و تکلیف (بھیڑ وغیرہ) کی نہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تشریح ۞ لیلة البدر: اتفاقاً یا قصداً تا کہ اس پر وہ نتیجہ مرتب ہو جو راوی چاہتا ہے۔

انکم سترون ربکم: جنت میں اس گوشت والی آنکھ سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اہل جنت کو ایسی باقی رہنے والی آنکھیں دیں گے جس سے باقی کو دیکھنے کی استعداد نہیں۔ وہ دوسروں کیلئے یہ آپ کے علاوہ ممنوع کر دیا اگر چہ عقلاً جواز میں کلام نہیں۔

عیانا: تجلی و ظہور میں مبالغہ کیلئے یہ صیغہ مبالغہ لائے۔

کما ترون هذا القمر: اصل رؤیت میں تشبیہ مراد ہے اور کمال ظہور میں۔ ہر اعتبار سے مشابہت مراد نہیں۔

لا تضامون فی رؤیته: تمہیں بھیڑ کی وجہ سے دیکھنے میں ضرر نہ ہوگا۔ جیسا کہ رؤیت ہلال کے وقت ہوتا ہے۔ اس کی وجہ

فإن استطعتم أن لا تغلبوا...... ہے۔ یہ طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔

تخریج : کتاب الفضائل باب ۹/۹ مضل صلاة اصبح میں روایت گزری۔

الفرائد : ایضاً۔

۱۸۹۸ : وَعَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۸: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے''۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم کسی اور چیز کو چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نہیں بچا لیا؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات کو ہٹا دیں گے پس لوگوں کو اب تک کوئی چیز نہیں دی گئی جو اتنی محبوب ہو جتنا اپنے ربّ کو دیکھنا''۔

(مسلم)

تشریح ۞ ان کے حالات باب الصبر میں گزرے۔ ادخل: ی فعل ماضی مجہول۔ تریدون: اس سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر ہے۔ الم تبیض وجوھنا: جواب کا حاصل یہ ہے۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ ان کو جو ملا اس پر اضافہ نہیں۔

فیکشف الحجاب: ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجح ہے۔ یہ حجاب بندوں کیلئے ہے۔ جب ہٹا دیا جائے گا تو وہ دیکھ سکیں گے۔

احب: کو جو محبوبیت میں اس سے بڑھ کر ہو۔ یہ حسن خاتمہ کی طرف اشارہ کیلئے نووی نے اس پر اپنی کتاب کو ختم کیا۔ یہ صالحین کو دیا جانے والا انعام و اکرام ہے۔

اثبات رویت باری کے دلائل کتاب و سنت سے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حاصل فضل و کرم سے ہمیں بھی عنایت فرمائے اور رویت سے محروم نہ فرمائیں آمین۔

تخریج : أخرجه مسلم (۱۸۱) والترمذی (۳۱۰۵) والنسائی (۱۱۲۳۴/۶) وابن ماجه (۱۸۷)

الفوائد : اس میں اہل جنت کے سب سے عظیم اکرام دیدارِ ذات باری تعالیٰ کا تذکرہ ہے۔ متیعنا اللّٰہ به۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ دَعْوَاهُمْ فِیْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلَامٌ ' وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ ان کا ربّ ان کی رہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف فرمائیں گے جو نعمتوں والی ہیں۔ ان کی پکار اس میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ہوگی اور ان کا تحفہ اس میں سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لئے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ' وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ ' كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ – وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ' وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اس کی طرف راہنمائی فرمائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ راہ پا سکیں اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے۔ اے اللہ محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول نبی اُمّی ہیں اور آل محمد اور ان کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور برکتیں نازل فرما محمد (ﷺ) پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی آل اور ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) اور انکی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے برکت اتاری ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر جہانوں میں۔ بے شک آپ تعریفوں والے بزرگیوں والے ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مجھے ریاض الصالحین کی تالیف وتصنیف سے ۱۴ رمضان المبارک بروز سوموار ۶۷۰ھ دمشق میں فراغت ہوئی اور شارح ابن علان صدیقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مستطاب شرح سے بروز جمعہ ۱۵ شوال ۱۰۳۸ھ مجمع القایتبای جو بیت اللہ کے سامنے واقع ہے اس کے خاص فضل سے مکمل ہوئی۔

الحمد للہ! یہ بندہ حقیر شرح کے ترجمہ سے آج ۲۲ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ بروز سوموار الموافق ۱۳ مارچ ۲۰۰۷ء کو جامع مسجد مدنی، چنیوٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فارغ ہوا۔

اس کا سبب ہمارے مکرم ومحترم بھائی حاجی خالد مقبول زیدت عمرہم بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی طرح کے نیک کاموں کی تازیست توفیق مرحمت کرتا رہے۔ ان کے سر پر والد محترم کے سایہ کو دراز کرے اور والدہ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچائے۔ آمین ثم آمین۔

شمس الدین خادم العلوم دار العلوم المدینہ

(چنیوٹ)